اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر ۔ گمرہاں را چشم کن روشن بہ آیاتِ مبین

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور پاکستان

ٹیلیفون نمبر ۳۷۳۷

تار کا پتہ تبلیغ لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ایڈیٹر دوست محمد

جلد ۴۷ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۷۸ھ مطابق ۷ جنوری ۱۹۵۹ء | نمبر ۱

حضرت مسیح موعودؑ کی عربی تصنیفات کی مفت اشاعت کے سلسلہ میں چند مزید عطیات

حضرت مسیح موعودؑ کی عربی تصنیفات کی طباعت اور عرب ممالک میں مفت اشاعت کے سلسلہ میں قبل ازیں شیخ مولا بخش صاحب لائلپوری کی طرف سے دس ہزار روپیہ کی وصولی کا اعلان ہو چکا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء علاوہ ازیں حسب ذیل رقوم بھی ۲۱ دسمبر ۱۹۵۸ء تک اس فنڈ میں وصول ہوئیں :—

ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب پشاور ۵/- حق نواز خان صاحب ۵/- محمد زمان خان صاحب مینجر کاٹن فیکٹری قاضی احمد ۱۴/- میاں محمد زمان صاحب چارسدہ ۵/- وعدہ ۔ اس کے علاوہ جماعت پشاور نے باقاعدہ ماہوار اس فنڈ کے لئے رقم اعانت اس وقت تک بھیجنے کا بندوبست کیا ہے جب تک ...... حضرت صاحب کی کتب سب چھپ کر شائع نہ ہو جاویں، اور اس طریقہ سے انشاء اللہ العزیز جماعت کے ان غریب ممبروں کے لئے سہولت پیدا ہو جاوے گی جو اس فنڈ میں رقم اعانت تو دینا چاہتے ہیں لیکن یکمشت کوئی معقول رقم کا دینا ان کی طاقت سے باہر ہے ۔

خاکسار ۔ عبداللہ جان

جلسہ سالانہ کی مبارک باد

مولانا یعقوب خان صاحب امام شاہجہان مسجد ووکنگ کا تار

جلسہ سالانہ کے دوران میں مولانا یعقوب خان صاحب امام شاہجہان مسجد ووکنگ کا حسب ذیل تار موصول ہوا ...... جو جلسہ میں پڑھ کر سنایا گیا :— "ہم سب کی طرف سے سالانہ جلسہ کی مبارکباد اور خیرسگالی کی دلی تمنائیں قبول ہوں"

یعقوب خاں

سید تصدق حسین صاحب قادری کا پیغامِ تہنیت اور دعا کی درخواست

جلسہ سالانہ پر سید تصدق حسین صاحب قادری کا حسب ذیل پیغام موصول ہوا :—

"اخویم محترم ... صاحب سلمہ الرحمٰن ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔

یہ خط آپ کو ہمارے قومی اجتماع کے موقعہ کے قریبی ایام میں ملے گا ۔ اس وقت سرفروشانِ اسلام من کل فج عمیق دینۃ المسیح میں جمع ہوں گے کیا ہی خوب روح پرور نظارہ ہوگا ۔ اس مبارک موقعہ پر مجھ دور افتادہ نحیف و ضعیف بستر علالت پر پڑے ہوئے خادم بھائی کو بھی دعاؤں میں یاد رکھنے کے لئے تمام اخوان سے درخواست فرما دیں کہ خدائے عزوجل مجھ گنہگار سے تا بہ زیست اپنے دین کی خدمت لے کر خاتمہ بالخیر کرے ؎ جانم فدا شود برہِ دینِ مصطفےٰ ۔ این است کامِ دل اگر آید میسرم ۔ تمام بزرگوں، دوستوں، بھائیوں کو سلام علیکم ۔ والسلام علیکم و درخواست دعا ۔

خاکسار ۔ سید تصدق حسین ۔ قادری" یہ پیغام صحیح وقت جلسہ میں پڑھا گیا ۔

ہمارا مذہب

از حضرت مسیح موعودؑ

ما مسلمانیم از فضلِ خدا

مصطفےٰ ما را امام و پیشوا

اوخیر الرسل خیر الانام

ہر نبوت را بروشد اختتام

آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست

بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست

یک قدم دوری ازاں روشن کتاب

نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

✶

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں

دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں

خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں

سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے

جان و دل اس راہ پہ قربان ہے

دے چکے دل اب تنِ خاکی رہا

ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب

کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

(مسیح موعودؑ)

آسٹریا کے مسلمانوں کی زبوں حالی

ذیل کی اپیل آسٹریا کی جمعیتہ الاسلام نامی کسی انجمن کی طرف سے شائع ہوئی ہے جو ہمدردانِ اسلام بالخصوص اسلامی انجمنوں کی توجہ کی محتاج ہے:

برادرانِ اسلام!

اس خط کے ذریعے آسٹریا کے مسلمان آپ کے [illegible]

دوسری جنگ عالمگیر کے خاتمہ کے بعد ہی سے مسیحی اور یہودی تنظیموں نے سرحد پر اپنے نمایندے متعین کر رکھے ہیں جو اپنے ہم عقیدہ پناہ گزینوں کا استقبال اور ان کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ یہ نمایندے ان پناہ گزینوں کو کپڑا، خوراک، طبی اور قانونی امداد اور روحانی سکون بہم پہنچاتے ہیں۔ اُن کے لئے روزگار مہیا کرتے ہیں۔ اور انہیں ترکِ وطن کے بعد اپنی پسند کے ملک میں آباد ہونے میں مدد دیتے ہیں لیکن دوسری طرف ایسے مسلمان کنبے بھی ہیں جو گذشتہ بارہ برس سے آسٹریا کے پناہ گزینوں کے کیمپوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ اس علاقے میں "جمعیت الاسلام" کی سرگرمیاں شروع ہونے سے پہلے ان مسلمان کنبوں کو جو کچھ بھی امداد ملتی تھی، وہ انہی مسیحی اور یہودی گروپوں کی طرف سے مہیا کی جاتی تھی، یہ ایک ایسی افسوسناک صورت حال تھی جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس پر مسلمان جتنے بھی شرمندہ ہوں کم ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آسٹریا کے مسلمانوں نے اپنی آنکھوں سے سات مسلمان مردوں اور عورتوں اور پچپن مسلمان بچوں کو ترکِ اسلام کر کے مسیحیت کا حلقہ بگوش ہوتے دیکھا۔ پینتالیس مسلمان بچوں کو کیتھولک عقیدے والوں نے اپنایا اور باقی دس پروٹسٹنٹ بن گئے۔

دوسری جنگ عالمگیر کے بعد آسٹریا پناہ گزینوں کا مرجع اور ترکِ وطن کر کے ایک ملک سے دوسرے ملک جانے والے لوگوں کی گزرگاہ بن گیا تھا۔ ۴۶-۱۹۴۵ء میں اس سرزمین نے مشرق کے لاکھوں تارکانِ وطن کو گزرتے دیکھا۔ ان میں قازق، کرغیز، ازبک، کابکشیائی، تاتاری، بوسنیادی، رومانوی چینک، بلغاروی، آذربائی جانی۔ اور سینکڑوں دوسرے افراد — مسلمان، مرد، عورت، بچے، مجروح جرمن فوجی، یتیم اور بے خانماں افراد شامل تھے۔ اور آج تیرہ برس بعد بھی پناہ گزینوں کی آمد کا سلسلہ جاری ہے۔

غیر مسلموں کے اپنے بین الاقوامی امدادی ادارے قائم ہیں۔ ان اداروں نے آسٹریا اور دوسرے ملکوں کی سرحدوں پر اپنے محتاج، یتیموں اور بے خانماں بھائیوں کی مدد کے لئے اپنے نمایندے مقرر کر رکھے ہیں، اور مسلمانوں کی خبر گیری صرف "جمعیتہ الاسلام" کر رہی ہے۔ جو اس اہم کام کے لئے ساز و سامان سے پوری طرح لیس نہیں۔ اور جس کے وسائل و ذرائع بہت محدود ہیں۔

درحقیقت جمعیتہ الاسلام نہیت تاخیر سے یہاں [illegible] آسٹریا میں مسلمان بچوں کی تعلیم کا مسئلہ فوری توجہ کا مستحق ہے۔ یہ ذمہ داری مسلمان تنظیموں کو اپنے سر لینی چاہیئے۔

آسٹروی حکومت کی ہدایات کے تحت تمام تبلیغی بچوں کی تعلیم کا انتظام اُن کے اپنے فرقے کے خرچ پر ہوتا ہے۔ آسٹریا کے اندرونی علاقوں میں چونکہ مسلمان بچوں کی مذہبی تعلیم کا انتظام نہیں اس لئے عام طور پر مسلمان بچوں کو دوسرے فرقوں کی مہیا کردہ مذہبی تعلیم اور تقاریب میں شرکت پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ کام نیک نیتی سے کیا جاتا ہے۔ لیکن نتیجہ ظاہر ہے۔ بچے بالآخر اپنا عقیدہ ترک کر کے دوسرے مذاہب کے پیرو بن جاتے ہیں۔

اب "جمعیت الاسلام" کی مداخلت اور مہاجرین کے کیمپوں میں جمعیت کے ارکان کے دورے سے صورت حال عارضی طور پر ہی فوراً سنبھل گئی ہے۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلم مہاجرین کے لئے باقاعدہ مذہبی تعلیم کا انتظام کیا جائے۔ اور انہیں بتایا جائے کہ عالم اسلام نے انہیں فراموش نہیں کیا ہے۔ مسلمان بچوں کی رہنمائی کے لئے یہاں بھی ایسے عالم بھیجے جانے چاہئیں جن کی شخصیت اور تعلیم غیر مسلم مشنری اداروں کے بھیجے ہوئے پادریوں اور ماہرین تعلیم سے کم نہ ہو۔

خدا کے لئے اپنی قوم کو مزید تباہی سے بچائیے۔ حوصلے بلند کرنے اور ان بچوں کو گمراہی سے روکنے میں ہماری مدد کیجئے جو مسلمان پیدا ہوئے تھے لیکن جنہیں حالات نے صراطِ مستقیم سے ہٹا دیا ہے۔

ہم ویانا (آسٹریا کا صدر مقام) میں مسلمان بچوں کے لئے ایک مڈل سکول کھولنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ یہ سکول یورپ میں اپنی نوعیت کا پہلا سکول ہوگا۔ اس کا اپنا مکمل آٹھ سالہ نصاب ہوگا۔ اور اس کے ساتھ طلبا کی رہائش کے لئے ہوسٹل بھی تعمیر کیا جائے گا۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اب مسلمان بچے دوسرے مشنری اداروں میں تعلیم پانے پر مجبور نہ رہیں۔

مجوزہ سکول میں تعلیم کا معیار بہت بلند ہوگا۔ اور اس کے لئے دنیا بھر سے اساتذہ کی خدمات حاصل کی جائیں گی۔ مذہبی تعلیمات ایک تربیت یافتہ عالم کے سپرد ہوں گی۔ اور جرمن، انگریزی اور عربی زبانوں کی تعلیم کا انتظام ہوگا۔ اگر فضلِ خداوندی شاملِ حال رہا۔ تو ہم اس ادارے کو مستقبل میں ایک یونیورسٹی کا درجہ دلانے کی کوشش بھی کریں گے۔

بہر صورت اب ہمیں بلا تاخیر کام شروع کر دینا چاہیئے "جمعیتہ الاسلام" آسٹریا کے تمام مسلمانوں کی نمایندگی کرتی ہے اور آسٹروی حکومت کا تعاون اور سرپرستی بھی حاصل ہے اب ہمیں دوسرے مسلمان بھائیوں کی طرف سے امداد کی اشد ضرورت ہے ہماری فوری مالی ضروریات تخمینا اس رقم سے ہم ایک ایسا سکول قائم کریں گے جس میں اڑھائی سو اقامتی اور دو سو غیر اقامتی طلبہ کی تعلیم کا انتظام ہوگا۔ ہم یورپ کے ہر حصے کے مسلمان طلباء کو اس سکول میں داخل کرنا چاہتے ہیں یہ مقدس نصب العین ایک رات میں حاصل نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر دنیائے اسلام ہماری امداد پر کمربستہ ہو جائے تو کامیابی یقیناً ہمارے قدم چومے گی۔

آسٹریا میں دوسرے کئی رضاکار ادارے موجود ہیں۔ اور پناہ گزینوں کے لئے اقوام متحدہ کے ہائی کمشنر بھی یہاں کام کر رہے ہیں۔ اگر ہم نے آسٹریا میں مسلم اتحاد کا مظاہرہ کیا تو گویا ہم دنیا بھر کی نظروں کے سامنے اسلام کی عظمت کا ٹھوس ثبوت پیش کریں گے عطیات ان پتوں پر بھیجے جائیں:—

(۱) JAMIAT AL ISLAMI
MUSLIM SCHOOL-FUND)
LLISLAMISCHER VEREIN
IEDNER HAPUPTSTRABI
85/6 WIEN VI
OSTERREICH

(۲) EDITANS TALT-
C KVEREIN ZENTRALE
BA TO-NR; J-0757
KO TENGASSE 6
SCHO T
WIEN I OSTERRICH

جمعیتہ الاسلام

جمعیتہ الاسلام ۱۸۶۲ء میں ترکستان میں ان دنوں قائم ہوئی جب روس کی شاہی حکومت بخارا اور خیوا پر حملے کر رہی تھی۔ تحریک کا مقصد روس کو ترک علاقوں پر قبضے سے روکنا تھا۔ ان دنوں یہ اتنی مقبول ہوئی کہ ہر شعبۂ زندگی کے لوگ اس میں جوق در جوق شامل ہونے لگے۔ اس تحریک کا نشان سبز زمین پر نقرئی ہلال اور ستارہ تھا۔ اس زمانے میں کئی جنگیں ہوئیں اگرچہ محبانِ وطن کی کامیابی پر منتج ہوئیں لیکن ان جنگوں نے ان کا شیرازہ بھی بکھیر دیا۔ اور بالآخر روسیوں نے ملک پر قدم جما لئے۔

(باقی بر صفحہ ۶ کالم ۳)

تقوے، باہمی محبت و مودت اور تائید دین کے روح پرور نظارے

حضرت امام وقت نے جماعت کی نادر چیزوں پر زور دیا اور انکو زندہ رکھنے اور بار بار جماعت کے سامنے لانے کے لئے اس اجتماع کو مرکزی قرار دیا جو ہر سال دسمبر کے آخری ایام میں آپ کے حکم کے ماتحت منعقد ہوتا ہے۔ کیا ہیں؟ تقوی۔ جن کے لئے اس جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ اور ہمیں اپنے قومی اجتماع میں ہر سال ان چیزوں کی ایک زندہ تصویر نظر آتی ہے، کس طرح جماعت کے امیر اور غریب ایک ہی جذبہ کو لئے ہوئے دور و نزدیک سے سردی میں ٹھٹھرتے ہوئے اپنے قومی مرکز پر آ جمع ہوتے ہیں، کس محبت و مودت کے ساتھ ایک دوسرے سے بغلگیر ہو کر اس اخوت دینی کا عملی ثبوت پیش کرتے ہیں جو حضرت مجدد وقت کی برکت سے چودہ سو برس کے بعد دوبارہ قائم ہوئی اور تقوے اور تائید دین کے وہ مناظر جو اس اجتماع کے اندر ہر جماعت نمازوں، تہجد خوانیوں، ایک دوسرے کے لئے دعاؤں اور مالی قربانیوں کی صورت میں نظر آتے ہیں، ان کی نظیر دنیا بھر کے اجتماعات میں ملنی مشکل ہے۔

ہمارا امسال قومی اجتماع جس کی رپورٹ دوسری جگہ درج ہے، ان خصوصیات کے علاوہ اس سال ایک اور اہم خصوصیت کا بھی حامل تھا، اور وہ ہے اتحاد و اتفاق کا وہ منظر جو چار پانچ سالہ مناقشات کے بعد دوبارہ دیکھنے میں آیا، یہ مناقشات کوئی ذاتی امور کے متعلق نہ تھے، کوئی بغض و عناد اس کی تہ میں کارفرما نہ تھا، نہ ہی اقتدار و اختیارات کا جھگڑا ان مناقشات کا موجب ہوا بلکہ دینی و قومی امور کی سرانجام دہی میں اختلافات آ راستے کا یہ نتیجہ تھا کہ بعض دوستوں نے مرکز سے علیحدہ ایک اور ادارہ قائم کر لیا اور خدمت دین کا کام اس کے ذریعہ کرنے کا ارادہ کیا۔ نیات نیک تھیں، خدمت دین کا جذبہ دونوں طرف کارفرما تھا اور دل اس بات کے متمنی تھے کہ باہم مل کر کام کرنے کی کوئی صورت پیدا ہو جائے۔ آخر اللہ تعالے نے وہ دن دکھایا اور ہمارے بچھڑے ہوئے بھائی دوبارہ ہم سے آ ملے، دنیا نے ایسا نظارہ شاذ بہت کم دیکھا ہو گا کہ اختلاف کی خلیج ایک دفعہ پیدا ہو کر پھر کبھی مٹ گئی ہو، اختلافات و مناقشات جب پیدا ہوتے ہیں تو کم ہونے کے بجائے ترقی پذیر ہوتے چلے جاتے ہیں، یہ اس جماعت کے تقوے اور اخلاص کا نتیجہ ہے کہ اس کے اندر پیدا شدہ مناقشات چار پانچ سال سے زیادہ عرصہ تک زندہ نہ رہ سکے اور دو فریق بن جانے کے بعد پھر ایک ہی مرکز پر جمع ہو گئے۔ فالحمد للہ علی ذالک

اس اتحاد و اتفاق کی پہلی برکت یہ ہے کہ مجلس عمل نے جو باہم مل کر کام کرنے کے لئے بنائی گئی ہے، ایک مشن انڈونیشیا میں قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ حقیقت میں یہ مشن کوئی نیا نہیں، اس سے بیشتر بیس تیس سال ہوئے ایک مشن ہماری جماعت کی طرف سے وہاں قائم ہوا تھا، مرزا ولی احمد بیگ اس مشن کے سربراہ تھے، جنہوں نے نہایت محنت سے کام کیا۔ اور نہ صرف بہت سا لٹریچر جس میں انگریزی ترجمۃ القرآن اور ٹیچنگز آف اسلام وغیرہ کتب شامل ہیں ڈچ اور جاوی زبانوں میں ترجمہ کر کے شائع کیا، بلکہ ایک بہت بڑی جماعت بھی وہاں بنائی جس کے بعض ممبر آج انڈونیشین حکومت کے ممتاز عہدوں پر فائز ہیں، اور "انوڈ" کے نام سے ایک رسالہ بھی جاوی زبان میں اب تک جاری ہے۔ افسوس ہے کہ مرزا صاحب کے وہاں سے چلے آنے کے بعد باقاعدہ کام وہاں جاری نہ رہ سکا، اور اس لئے یہ کہنا بے جا نہیں کہ دوبارہ مشن قائم کرنے کا اقدام ایک نہایت مبارک فال ہے، جو مجلس عمل کی حسن کارکردگی پر دلالت کرتی ہے۔

اسی طرح بعض دوسرے تعمیری کام بھی مجلس عمل کے زیر غور ہیں، مثلاً امریکن مشن کا احیاء اور مسجد ووکنگ و دیگر مرکزی تعمیرات جن کے متعلق جناب الحاج شیخ میاں محمد صاحب نے اپنی تقریر میں بتایا کہ ان سب پر قریباً اڑھائی لاکھ روپیہ کے خرچ کا اندازہ ہے، جو جلسہ کے بعد اراکین مجلس مختلف جماعتوں میں پھر کر جمع کریں گے ہماری دلی دعا ہے کہ انشاء اللہ ان کے نیک ارادوں اور تائید دین کی جملہ تحریکات کو پایہ تکمیل تک پہنچا کے اور مجلس عمل خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی حقیقی جانشین ثابت ہو۔

اسی سلسلہ میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ کی پُرمعارف تقاریر اور درس قرآن حاضرین میں ایک نیا جوش اور ولولہ ایمانی پیدا کرنے کا موجب ہوا۔ افسوس کہ حضرت ممدوح کی طبیعت دوران جلسہ میں کچھ ایسی خراب ہو گئی کہ آخری ترجمہ نہ پڑھا سکے، اور نہ دو دن درس دے سکے، خدا کا شکر ہے کہ اب آپ کو پہلے سے آرام ہے دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے، اور آپ کے وجود سے قوم کو تا دیر مستفید ہونے کی سعادت نصیب ہو۔ اس سال کے جلسہ سالانہ پر ایک اور دل خوش کن نظارہ یہ دیکھنے میں آیا کہ انگلستان سے ایک نو مسلمہ انگریز خاتون مسز آئیوڈو بھی تشریف لا رہی تھیں، جنہوں نے مستورات کے جلسہ میں بھی سورۃ فاتحہ پڑھ کر انگلستان میں جماعت کی اسلامی سرگرمیوں پر نہایت عمدہ تقریر انگریزی میں کی اور مردانہ جلسہ میں بھی تقریر فرمایا۔ اور قوم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ وہ سعید روحیں جن کو مسیح موعود نے آج سے ستر سال پہلے عالم کشف میں انگلستان کے منبر پر کھڑے ہو کر پکڑا تھا۔ آج حقیقت بن کر آپ کے متبعین کے ذریعہ اسلام کی آغوش میں آ رہی ہیں۔ مسز ٹوڈو کے علاوہ مولنا عبد المجید صاحب اور خان بہادر غلام ربانی خاں صاحب نے بھی یورپ میں اور بالخصوص انگلستان میں اسلام کے بڑھتے ہوئے اثرات کا ذکر کر کے قوم میں ایمان کی نئی روح پیدا کر دی۔

ایک اور دل خوش کن منظر مستورات کے جلسہ میں بھی دیکھنے میں آیا اور وہ یہ تھا کہ امسال بھی دور و نزدیک سے بہت سی خواتین جلسہ خواتین میں شامل ہوئیں، جن میں سے کئی ایک نے تقریریں کیں اور نظمیں پڑھیں، ان کی تقریروں اور نظموں سے اس دلی ایمان اور اسلامی جوش و لولہ کا پتہ لگتا ہے جو حضرت مجدد وقت کی تحریک کی کامیابی کے متعلق ان کے دلوں میں موجزن ہے۔ خواتین میں بیگم صاحبہ حضرت امیر مرحوم (حضرت محمد علی رحمۃ اللہ علیہ) اور بیگم صاحبہ چوہدری ظہور احمد صاحب اور محترمہ سید بیگم صاحبہ (ہمشیرہ ڈاکٹر غلام محمد صاحب) کے اسمائے گرامی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں جنہوں نے نہ صرف اپنی پُرجوش تقاریر سے حاضرات کے دلوں میں ایمان کا نیا جذبہ پیدا کر دیا بلکہ احمدیہ انجمن خواتین کی سرگرمیوں کو استمراری صورت دینے کے لئے اس کی نئی مجلس عمل کو تشکیل دینے کی طرح ڈالی، اس جلسہ کی کامیابی کا سہرا ان نوجوان صاحبزادیوں اور بیگمات کے سر پر ہے جنہوں نے نہایت قلیل وقت میں ضروری امور کو سرانجام دے کر اور دستکاری کی نمائش کو کامیاب بنا کر اپنے حسن تدبر کا ثبوت دیا۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے عطا کرے اور بیش از بیش خدمات دینی کی توفیق مرحمت فرمائے۔ اسی سلسلہ میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ دستکاری کی نمائش کے علاوہ جو جلسہ خواتین کا ایک خاص فیچر ہے بہت سی خواتین نے نقد چندوں سے خدمت دین کے کام میں عملی حصہ لیا، ان میں سے بیگم صاحبہ میاں عطاء اللہ صاحب مرحوم کا اسم گرامی خصوصیت سے قابل ذکر ہے جنہوں نے پانچ ہزار روپیہ نقد مرحمت فرمایا۔ ہماری دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں اور ان کے مرحوم خاوند اور ان کی آل اولاد پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے، اور خدمت دین کے کاموں میں بیش از بیش حصہ لینے کی توفیق مرحمت ہو، دوسری خواتین بھی جنہوں نے حسب توفیق چھوٹی چھوٹی رقوم سے اپنے جذبۂ ایمانی کا ثبوت دیا، ہمارے دلی شکریہ اور دعاؤں کی مستحق ہیں۔

غرض ہمارا یہ جلسہ ہر لحاظ سے ایک کامیاب جلسہ تھا جو حضرت مجدد وقت کی قائم کردہ بنیادوں کو استوار اور مضبوط کرنے کا بہترین ذریعہ ثابت ہوا۔

فالحمد للہ علی ذالک

زندگی اور موت کی شہادت اللہ تعالیٰ کی ہستی پر

نعمائے الٰہی کا غلط استعمال دنیا کو تباہی کی طرف لے جا رہا ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۲ جنوری ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

کیف تکفرون باللہ وکنتم اَمواتاً فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون
ھوالذی خلق لکم مافی الارض جمیعاً ثم استوٰی الی السماء فسوّٰھن سبع سمٰوات
وھو بکل شئ علیم ——— (البقرۃ ع ۳)

زندگی کی قدر و قیمت

اللہ تعالےٰ نے ان دو آیتوں میں انسان کو بتایا ہے کہ تمہاری زندگی کے پیدا کرنے والے ہم ہیں، اور بتایا ہے کہ زندگی بہت بڑا انعام ہے، اس زندگی کے قیام کے لئے زمین و آسمان کو تمہاری خدمت میں لگا دیا گیا ہے۔ زندگی بڑی قیمتی چیز ہے، لیکن ان لوگوں کو اس چیز کی قدر ہوتی ہے جن کے ہاں کوئی بچہ نہ ہو، وہ پیروں فقیروں کے ہاں جاتے ہیں قبروں پہ نذریں اور نیازیں مانتے ہیں، طبیبوں اور ڈاکٹروں سے علاج معالجہ کراتے ہیں، لیکن کبھی کبھی بادشاہ بھی عاجز ہو جاتے ہیں، کہ انہیں اپنی خواہش کے مطابق اولاد نرینہ نہیں ملتی۔ انبیاء کو بھی اولاد کی تمنا ہوتی ہے اور وہ دعائیں کرتے ہیں کہ ایک بچہ اللہ تعالےٰ انہیں عطا فرما دے کیا اُن کی یہ خواہش دنیا کے لئے تھی کہ مرجائیں گے تو ہمارا وارث کون ہوگا؟ نہیں ایک فطری تڑپ اُن کے اندر تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا، اس کا نام ابراہیم رکھا گیا، لیکن وہ فوت ہو گیا۔ قوم کے اندر بڑا ماتم ہوا۔ دشمنوں کے گھروں میں گھی کے چراغ جل گئے، اور انہوں نے کہا محمد رسول اللہ نعوذ باللہ ابتر ہو گیا، عرب میں ابتر ہونا بہت بڑی بات سمجھی جاتی تھی۔ لیکن خدا تعالےٰ نے اس کی تردید کی، اور فرمایا کہ محمد رسول اللہ ابتر نہیں بلکہ اُن کا نام ہمیشہ کے لئے زندہ رہے گا اور اس کے دشمن ہی ابتر ہو کر مریں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا، تاہم ابراہیم کی وفات پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ یہ جو آنکھوں سے پانی ایسے موقعہ پر نکلتا ہے وہ دل کے حزین ہونے کا پتہ دیتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلعم بھی بشر تھے، بشر نہ ہوتے تو ہمارے لئے نمونہ نہ ہوتے، انسان کا دل کبھی ندامت کی وجہ سے حزین ہوتا ہے اور کبھی کسی صدمہ کے باعث، حضرتؐ کا دل ابراہیم کی وفات کے صدمہ سے حزین تھا لیکن فرمایا اے مولا ہم شکایت نہیں کرتے دل اگرچہ حزین اور آنکھیں اشکبار ہیں لیکن تیری رضا پر ہم راضی ہیں، معلوم ہوا زندگی بڑی چیز ہے، بادشاہ بھی زندگی کے خواہشمند ہیں، اور انبیاء بھی، حضرتؐ کی ایک بیٹی کا بچہ فوت ہو گیا، فرمایا ان للہ ما اخذ وما اعطےٰ فالنصبر ولنحتسب اللہ تعالےٰ نے جو کچھ دیا تھا، وہ لے لیا، پس تم صبر سے کام لو اور رضائے الٰہی پر راضی ہو جاؤ، ایک بڑی امیر کبیر عورت تھی، اس کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوتی تھی، اس نے دعا کی کہ اے اللہ میاں مجھے کھیلنے کے لئے ایک کانی لڑکی ہی دیدے۔

مُردہ اجزا سے زندگی

ایسے حالات میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:—

کیف تکفرون باللہ ...... ، یہ نہیں فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا کفر نہ کرو، بلکہ حیرانی سے فرمایا کیف تکفرون باللہ کس طرح اللہ کا انکار کیا جا سکتا ہے وکنتم امواتاً تم مُردہ تھے تمہاری زندگی کے اجزا مُردہ تھے اللہ تعالےٰ نے کیسی اعلےٰ زندگی تمہیں دی، خدا جانے کتنے اجزاء زمین کے اندر ہیں جن سے انسان کی زندگی بنتی ہے۔ موٹے موٹے اجزاء ہیں کیلشیم، پوٹاسیم، گندھک، فاسفرس ہے، لوہا ہے، نمک ہے، یہ تمام چیزیں انسان جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اس کے جسم میں مختلف چیزوں کے ذریعہ جا رہی ہیں، کبھی سیب کے ذریعہ سے، کبھی پالک، کبھی دودھ، کبھی گوشت کے ذریعہ سے اس کے جسم میں پہنچتی رہتی ہیں، تو اللہ تعالےٰ حیرانی سے پوچھتا ہے کیف تکفرون باللہ، کس طرح تم انکار کرتے ہو، تم مردہ اجزاء سے پیدا ہوئے ہو، اور کیسے پیدا ہوتے ہو؟

انسانی بچہ کی پیدائش اور اس کی بے بسی

فرمایا واللہ اخرجکم من بطون اُمھاتکم، ماؤں کے پیٹوں سے تمہیں نکالا، اور کس حالت میں نکالا لا تعلمون شیئاً جب تم پیدا ہوئے تو کچھ نہ جانتے تھے۔ کہتے ہیں انسان کا بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو سب سے زیادہ بیکس ہوتا ہے، بکری کا بچہ پیدا ہوتے ہی دوڑنے لگتا ہے، گھوڑی کا بچہ دوڑتا ہے، بلی اور کتے کے بچے بھی پیدا ہوتے ہی، ماں کے دودھ کی جگہ کو پہچانتے ہیں لیکن انسان کے بچے کے متعلق فرمایا لا تعلمون شیئاً نہایت بیکسی کی حالت میں ہوتا ہے، کچھ بھی جانتا بوجھتا نہیں، پھر فرمایا وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ بے علم پیدا ہوتے ہو، پھر ہم علم کے ذرائع تمہیں دیتے ہیں۔ سب سے پہلا علم کا ذریعہ کان ہے، آنکھ کچھ دنوں کے بعد دیکھنے کے قابل ہوتی ہے، اسی لئے کان ہی کا پہلے ذکر کیا۔

نبی کریم صلعم کا علم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم دیکھئے، بچہ کی پیدائش پر سب سے پہلے اللہ اکبر کی آواز اس کے کان میں پہنچاتے ہیں جانتے ہیں سلیٹ صاف ہے، اس پر سب سے پہلے جو نام لکھا جائے وہ اللہ تعالےٰ کی عظمت اور کبریائی کا ہو حضور کو علم ہے کہ پہلی حس جو انسان کو عطا ہوتی ہے وہ شنوائی کی حس ہے پھر دوسرا علم کا ذریعہ آنکھ ہے اور تیسرا دل ہے کان اور آنکھ کام نہیں کر سکتے جب تک دل نہ ہو، دل کے ذریعہ سے ہی علم آتا ہے۔

زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کی ہستی پر شاہد ہے

تو سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے کائنات پیدا کی، کائنات نہ ہو، تو زندگی نہیں ہو سکتی، پھر انسان کو حواس دیئے تاکہ کائنات کا علم میسر آئے لعلکم تشکرون۔ یہ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کیا جائے، کیونکہ وہ تمہارے حواس کو ہماری استعدادوں کو پیدا کرنے والا ہے، ان کے نشوونما کے ذرائع اسی نے دیئے۔ پس کیف تکفرون تعجب سے پوچھتا ہے کس طرح ہمارا انکار کرتے ہو، مردہ حالت سے تمہیں زندگی بخشی ثم یمیتکم پھر تمہیں مارتا ہے، تمہارے سامنے مرد، عورت، بوڑھے، جوان بادشاہ اور فقیر سب مرتے ہیں۔ کوئی بھی ایسا نہیں جو موت سے بچ سکے معلوم ہوا زندگی جس نے عطا کی اسی کے قبضہ قدرت میں سب کچھ ہے کیا اس خدا کا تمہیں انکار ہے؟ خدا کا انکار صرف یہی نہیں کہ اس کی ہستی سے انکار کیا جائے، بلکہ اسکو مانتے ہوئے اس کے احکام پر نہ چلنا بھی خدا کا انکار کرنا ہے، ثم یحییکم اس موت کے بعد زندہ کئے جاؤ گے۔

. . . .

. . . . ثم الیہ ترجعون۔ پھر تم سب لوگ ہمارے پاس واپس آ جاؤ گے، جہاں سے زندگی ملی تھی، اسی کے پاس پھر واپس جانا ہوگا، تاکہ اس زندگی کے اعمال کی جوابدہی ہو سکے۔

مخلوق الٰہی کی روزی کے سامان

ایک اور جگہ زمین اور پہاڑوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا وقدر فیھا اقواتھا زمین کے اندر مخلوق کی روزی کے سامان ہم نے پیدا کئے، اگر جنگل میں جو درندے ہیں تو ان کی بھی روزی کے سامان کئے۔ پرندوں کے لئے بھی روزی کا بندوبست کیا، زمین کے کیڑوں کے لئے بھی خوراک کے سامان ہیں، ہاتھیوں کے لئے بھی کھانے پینے کا سامان کیا ہے، شیروں اور چیتوں

خوراک کے سامان اسی کے اندر ہیں۔

زمین پر آسمانی برکات

زندگی پیدا کرنی مشکل تھی پھر اس کے قیام کا بندوبست کرنا اور بھی مشکل تھا، وہ بھی ہم نے کیا، زندگی کا قیام نہیں ہو سکتا اگر آسمان کی برکات زمین پر نازل نہ ہوں، اس وسیع فضا کا اثر زمین پر ہے، اس میں ایسی برکات ہیں جن کے بغیر زندگی نہیں رہ سکتی، اس لئے فرمایا ثم استوے الی السماء فسوٰھن سبع سمٰوات، آسمان کے اندر سات سیارے پیدا کئے، جن کے اثر سے زمین میں زندگی کے قیام کا سامان پیدا ہوتا ہے، وھو بکل شئی علیم، وہ ہر چیز کو جانتا ہے، کیونکہ وہ موجد اور خالق ہے اسے تمہاری ضروریات کا علم ہے، ہم زمین کی چیزوں کو جانتے ہیں، تمہاری ضروریات کو بھی جانتے ہیں۔ اگر تمہیں اس کی سمجھ آجائے تو خدا تعالےٰ کا شکر کرے، باوجود اس کے کہ ساری چیزیں اسی نے عطا کی ہیں، پھر بھی وہ کہتا ہے کہ میں شاکر علیم ہوں،

نعمائے الٰہی کا بے جا استعمال تباہی کا موجب ہے

اس نے زمین و آسمان کی چیزیں ہمارے لئے مسخر کر دیں الم تروا ان اللّٰہ سخر لکم ما فی السمٰوات وما فی الارض، واسبغ نعمہ، ظاھرۃ و باطنۃ اس نے ظاہری و باطنی تمام نعمتیں عطا کیں، فرمایا ان نعمتوں کی قدر کرو بیڑا پار ہو جائے گا۔ آج یورپ میں انسان کا دماغ اونچا چڑھا ہوا ہے، جس کی وجہ سے ظھر الفساد فی البر والبحر کی حالت پیدا ہو گئی ہے، جس سے دنیا کا ہر ملک کانپ رہا ہے، روس اور امریکہ ایک دوسرے سے خائف اور کانپ رہے ہیں، یہ کس چیز کا نتیجہ ہے، علم کے غلط استعمال کا، جو استعدادیں خدا نے دیں، اگر ان کا اچھا استعمال کیا جائے تو ان اللّٰہ شاکر علیم اللہ تعالےٰ ان سے اچھے نتائج پیدا کرے گا، اور انسانی زندگی کے قیام کے لئے بہتر سے بہتر سامان پیدا ہوں گے۔ لیکن اگر غلط استعمال کیا جائے تو سوائے بدامنی اور فساد کے اور کوئی نتیجہ نکل سکتا ہے؟

روئداد جلسۂ خواتین

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۴)

مسز صلاح الدین ڈوڈو نے تقریر کی۔ اس کے بعد محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ نے ایک پُر مغز تقریر میں احمدیت کے اس نمونہ کو پیش کیا جو سابق بزرگان جماعت سے اعمال میں درخشاں تھا، یہ دونوں تقریریں آیندہ اشاعت میں قارئین کرام ہوں گی، انشاء اللہ تعالےٰ۔ آخر میں محترمہ فاطمہ حکیم صاحبہ بی اے بی ٹی نے تقریر کی، جو کسی آیندہ اشاعت میں درج کی جائے گی۔ اس کے بعد دستکاری کی نمائش ہوئی، جس میں احمدی خواتین نے اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی مختلف اشیاء پیش کی تھیں۔ ان میں بہت سی چیزیں اسی وقت ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئیں اور فروخت کی رقم اشاعت اسلام کے لئے انجمن کے حوالہ کی گئی۔ جلسہ میں کھانے پینے کی اشیاء کی بھی ایک دکان لگائی گئی تھی، جس کا منافع انجمن کو اشاعت اسلام کی مد میں دے دیا گیا۔ جلسہ قریباً دو بجے ختم ہوا۔

اخبارِ احمدیہ

احمدی خواتین کی تنظیم

جلسہ سالانہ کے بعد احمدی خواتین کی تنظیم کا کام باقاعدہ شروع ہو چکا ہے۔ اس سلسلہ میں ۸ جنوری کو مسجد احمدیہ بلڈنگس میں خواتین کا ایک اجلاس زیر صدارت بیگم صاحبہ کرنل بشیر حسین صاحب منعقد ہوا جس میں باقاعدہ انجمن خواتین کی تشکیل کی گئی اور مندرجہ ذیل عہدیداران کا انتخاب عمل میں آیا:۔

سرپرست:۔ بیگم صاحبہ حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

صدر:۔ بیگم صاحبہ کرنل بشیر حسین صاحب

سیکرٹری:۔ محترمہ رقیہ بشیر

جائنٹ سیکرٹری:۔ محترمہ محمودہ صدر الدین صاحبہ

یہ بھی قرار پایا کہ ایسوسی ایشن کی میٹنگ ہر ماہ کی پہلی اتوار کو مسجد احمدیہ بلڈنگس میں ہوا کرے گی۔ نیز مغربی پاکستان کے دیگر شہروں کی خواتین سے بھی اپنے اپنے شہروں میں مقامی انجمنیں بنانے اور اپنے نمایندوں کے نام مرکز میں صدر صاحبہ کی خدمت میں بھیجنے کی درخواست کی گئی۔ ان ایسوسی ایشنوں کے ذریعہ خواتین جماعت میں میل ملاپ بڑھانے، ماہوار چندہ کی اہمیت واضح کرنے اور ہر ماہ چندہ اکٹھا کرکے مرکز میں بھجوانے، جلسہ سالانہ کے پروگرام میں حصہ لینے، دستکاری بنوا کر مرکز کو بھیجنے، نیز مرکز کو یہ اطلاع دینے کی ہدایت کی گئی، کہ وہ اراکین ایسوسی ایشن کو جلسہ کے کس کام کے لئے تیار کر چکی ہیں،

یہ بھی قرار پایا کہ تمام خواتین اپنے گھروں میں ایک ایک صندوقچی رکھیں جس میں ماہوار چندوں کے علاوہ ایک آنہ یومیہ اپنے خرچ سے بچا کر ڈال دیا کریں اس طرح جمع کی ہوئی رقم جلسہ کے موقعہ پر مرکز کو دے دی جایا کرے۔

اس کے علاوہ تمام خواتین اور بچوں کو کم از کم جمعہ کی نماز اکٹھے ہو کر مسجد میں یا جہاں بھی جمع ہونے کا انتظام ہو پڑھنی چاہیئے اور باہم میل ملاپ اور مودت کو بڑھانا چاہیئے۔

درخواستہائے دُعا

(۱) محترم مولانا عبد الباقی صاحب بنوں سے لکھتے ہیں کہ میرا بچہ ایف ایس سی (میڈیکل) کے یونیورسٹی امتحان میں شامل ہو رہا ہے، اس کا نام محمد اویس ہے بزرگان و احباب سے درخواست ہے کہ برخوردار مذکور کی صحت اور اچھے نمبروں پر کامیابی کے لئے دعا کریں تاکہ اللہ تعالےٰ اسکو کامیاب زندگی عطا کرے اور اچھا خادم دین ثابت ہو۔

(۲)۔ مسٹر سبحان خان کوئٹہ سے لکھتے ہیں کہ ان کے ایک دوست مسٹر ایم اے قریشی کے لئے دعا کی جائے جو عنقریب سیلیکشن کے امتحان میں شریک ہونے والے ہیں۔

(۳)۔ بدوملہی سے شیخ اللہ بخش صاحب لکھتے ہیں کہ انہیں کچھ مشکلات درپیش ہیں ان سے مخلصی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(۴)۔ محمد لطیف صاحب سیکرٹری مارکیٹنگ کمیٹی خانیوال اپنی اہلیہ کے لئے جو نسوانی امراض میں مبتلا ہیں اور اپنے بچے کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

(۵)۔ ملک محمد عبد اللہ صاحب سب ڈویژنل آفیسر کراچی کے صاحبزادہ کا اپریشن ہوا ہے۔ اس کی مکمل صحت یابی کے لئے دعا کے خواستگار ہیں۔

آسٹریلیا کے مسلمانوں کی زبوں حالی

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۲)

۱۸۸۰ء میں اس تحریک کے بیشتر ترکمان رکن جلاوطنی کے عالم میں افغانستان۔ شمالی ہند، اور ایران میں زندگی بسر کر رہے تھے ۲۲-۱۹۱۶ء میں انقلاب روس کے نتیجہ میں وسطی ایشیا میں ایک بار پھر بیداری کی لہر دوڑ گئی۔ جلاوطن واپس اپنے گھروں کو پہنچے۔ اور انہوں نے ترکستان کی دوبارہ تسخیر کے لئے خود کو منظم کرنا شروع کیا۔ ان لوگوں نے سمرقند کو آزاد کرا لیا۔ بخارا پر قبضہ کیا۔ لیکن محدود وسائل اور ذرائع نے ان کی پیش نہ جانے دی اور اب سرخ فوج نے ترکستان کو تاراج کر کے رکھ دیا۔ اس جدوجہد میں آٹھ لاکھ کے قریب مسلمان مرد، عورت اور بچے کام آئے اور "جمعیتہ اسلام" ایک بار پھر بے وطن ہو کر رہ گئی۔

۱۹۴۳ء میں اس تحریک کے ارکان یورپ اور مشرق وسطیٰ کے مختلف ملکوں میں موجود تھے جو اپنے طور پر خاموشی کے ساتھ مسلمان پناہ گزینوں کی امداد کے لئے کام کر رہے تھے۔ ۱۹۵۵ء میں ان ارکان نے جو اب پھر منظم ہو چکے تھے عطیات وصول کرنے کے لئے ایک وفد وسطی افریقہ بھیجا۔ اب اس تحریک کی شاخیں تمام دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں جو بڑی سرگرمی سے کام کر رہی ہیں، افریقہ یورپ اور جنوب مشرقی ایشیا میں اس کا دائرہ عمل خاص طور پر وسیع ہے۔

جمعیتہ الاسلام کی آسٹریا کونسل جنوری ۱۹۵۸ء میں قائم کی گئی۔

جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی مختصر روئداد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ ۲۵ دسمبر ۱۹۵۸ء کو بوقت دس بجے صبح شروع ہو کر ۲۷ دسمبر ۱۹۵۸ء کو بعد دوپہر ختم ہوا۔ ۲۴ دسمبر ۱۹۵۸ء کو مستورات کا جلسہ تھا جس کی روئداد اسی پرچہ میں علیحدہ درج ہے۔

۲۵ دسمبر ۱۹۵۸ء

اجلاس اوّل

۲۵ دسمبر کو پہلا اجلاس زیر صدارت جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب شروع ہوا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد (جو قاری حافظ بوستان صاحب نے کی) صاحب صدر نے ایک مختصر تقریر میں فرمایا:۔

"دنیا میں اجتماعات ہوتے ہی رہتے ہیں اور مختلف مقاصد کے لئے اجتماعات ہوتے ہیں لیکن ہمارا یہ اجتماع اپنے اندر ایک خصوصیت رکھتا ہے جہاں دنیا کے اور اجتماع مختلف قسم کی اغراض دنیوی کے لئے منعقد ہوتے ہیں۔ وہاں ہمارا یہ اجتماع محض ابتغاء لوجہ اللہ (اللہ تعالےٰ کی رضامندی حاصل کرنے) اور اس کے پاک دین کی خدمت کرنے کے لئے منعقد ہوتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس زمانہ میں جب دنیا اور قسم کے مقاصد کے لئے دوڑ دھوپ میں مصروف ہے اس جماعت کا دین کے لئے تکلیف اٹھا کر یہاں جمع ہونا ایک ایسا اقدام ہے جو رہتی دنیا تک یادگار رہے گا، آپ کا ماضی بڑا شاندار رہے، وہ کام جو آپ کر رہے ہیں موجودہ زمانہ میں اس کی نظیر ملنی مشکل ہے، میں آپ سے عرض کروں گا کہ اس کام کو جاری رکھیں اور اس کو آگے بڑھانے کی کوشش کریں تاکہ اسلام کا نام دنیا میں زیادہ بلند اور روشن ہو"۔

تقریر حضرت مسیح موعودؑ

صاحب صدر کی اس مختصر تقریر کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کی اس تقریر کا ایک حصّہ پڑھ کر سنایا گیا جو آپ نے ۲۵ دسمبر ۱۸۹۷ء کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر قادیان میں کی تھی، اور جس میں تقوےٰ کی تلقین کرتے ہوئے حقائق و معارف کے دریا بہائے گئے ہیں۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کی افتتاحی تقریر

اس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ افتتاحی تقریر کے لئے کھڑے ہوئے، آپ نے سورۃ الفرقان کا آخری رکوع پڑھا۔ اور عباد الرحمٰن کی صفات کو بیان کرتے ہوئے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی عظیم الشان جماعت پیدا کی۔ اور جنہوں نے اخلاق عالیہ کے نہایت شاندار نمونے دکھائے۔ اسی سلسلہ میں آپ نے اس جماعت کا بھی ذکر کیا جو حضرت مسیح موعودؑ نے بنائی اور ان پاک بزرگوں کا ذکر کیا جنہوں نے آپ کی خدمت اور صحبت گزینی سے اسلام کی راہ میں مالی و جانی قربانیوں کا ہدیہ پیش کیا، اس ضمن میں آپ نے جماعت احمدیہ کی خدمات اسلام اور مغربی ممالک میں تبلیغی جد و جہد کا ذکر کرتے ہوئے اپیل کی کہ وہ لوگ جو ان خدمات کو صحیح سمجھتے ہیں کیا وجہ ہے کہ وہ اس جماعت کے ساتھ ہو کر اپنا تھوڑا سا مال اس قوم کو نہیں دیتے تاکہ کچھ ثواب انہیں بھی مل جائے۔

پوری تقریر جو اسی وقت قلمبند کر لی گئی تھی کسی آئندہ اشاعت میں درج ہوگی۔

مسیح موعودؑ کا مقام ——— مولوی احمد یار صاحب

حضرت امیر ایدہ اللہ کے بعد مولانا احمد یار صاحب نے "مسیح موعود کا مقام" کے عنوان سے تقریر کی آپ نے آیت استخلاف سے استدلال کرتے ہوئے ثابت کیا، کہ اس آیت میں جن خلفاء کا ذکر ہے وہ وہی ہیں جن کا ذکر قرآن کریم نے دوسری جگہ انی جاعل فی الارض خلیفہ اور حدیث نبوی ۔۔۔۔۔۔۔ اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا میں اس کے ساتھ ہی بتایا کہ حدیث میں یہ بھی فرمایا ہے کہ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم گویا قرون اولیٰ میں تین نسلوں کے اندر خیر و برکت رہی پھر ایک ہزار سال تاریکی کا گذر گیا، اس کے بعد و آخرین منھم لما یلحقوا بھم کا دور آیا اور چودھویں صدی کے مجدد کو مسیح موعود کا عظیم الشان مقام دیا گیا۔ اسی ضمن میں مولانا نے ان علامات کو تفصیل کیساتھ بیان کیا جو احادیث میں مسیح موعود کے زمانہ کے لئے بیان کی گئی ہیں اور وہ آج پوری ہو چکی ہیں، مثلاً اونٹنیوں کا بیکار ہونا اور رمضان میں چاند اور سورج گرہن وغیرہ اور یہ بھی بتایا کہ آیت استخلاف میں تمکین دین اور خوف کے امن سے بدلنے کا جو ذکر ہے وہ مسیح موعود کے زمانہ میں نے خود دیکھ لیا کہ جب دین اور امت محمدیہ ایک خوف کی حالت میں آپ نے اسے غلبہ اور استحکام بخشا اور آج وہ خوف امن سے تبدیل ہو چکا ہے۔

شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی کی تقریر

مولانا احمد یار صاحب کے بعد شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی نے ایک مختصر تقریر میں بتایا کہ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون کی آیہ کریمہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے حق میں ہے جس نے تبلیغ اسلام کا علم بلند کر رکھا ہے اور حضرت مجدّد وقت سے وابستہ ہو کر دنیا میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جد و جہد کر رہی ہے، اور بفضلہ تعالیٰ اسے اس نیک مقصد میں کامیابی حاصل ہو رہی ہے، آپ نے فرمایا کہ ساری دنیا میں یہی ایک انجمن ہے جس کو اپنے بلند نصب العین تک پہنچنے میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے، دوسری انجمنیں جو اس مقصد کو لے کر اٹھیں کامیابی کا منہ نہ دیکھ سکیں، کیونکہ حضرت مجدّد وقت کے دامن سے وابستہ نہ تھیں۔ آپ نے اس ضمن میں مولانا ابوالکلام آزاد کی انجمن جن کی بناء انہوں نے کلکتہ میں رکھی تھی اور مولانا غلام بھیک نیرنگ کی انجمن تبلیغ الاسلام، اور بعض دوسری تبلیغی انجمنوں کی مثالیں پیش کیں جو چند دن زندہ رہ کر ناکامی کی موت مر گئیں، کیونکہ حضرت مجدّد وقت کے ساتھ ان کا تعلق نہ تھا، آپ نے اسی ضمن میں ۱۹۲۳ء کے فتنۂ ارتداد کا بھی ذکر کیا جس کے مقابلہ کے لئے کئی جماعتوں اور انجمنوں نے جھنڈا بلند کیا۔ لیکن سب کی سب باہم لڑ جھگڑ کر بیٹھ گئیں اور کامیابی جماعت احمدیہ ہی کے کارکنوں کو ہوئی جنہوں نے ہر قسم کی تکالیف برداشت کر کے اور تمام مخالفتوں کو سہہ کر دلی خلوص کے ساتھ کام کیا اور آریہ سماج کی تحریک شدھی کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا، اس کی وجہ آپ نے یہی بتائی کہ کامیابی اسی کو حاصل ہو سکتی ہے، جس کا عقیدہ بھی صحیح ہو، اور عمل بھی صالح ہو، اور باہم اتحاد و اتفاق ہو جیسا کہ آیہ کریمہ یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا و انتم مسلمون میں واضح کیا گیا ہے۔ انہی اصولوں پر حضرت مجدّد وقت نے انجمن قائم کی اور اسے تقوےٰ اور اتحاد کی تعلیم دی۔

"الاجتہاد فی الاسلام" ——— قاضی عبدالرشید صاحب

اس اجلاس کی آخری تقریر محترم قاضی عبدالرشید صاحب بی اے ایل ایل بی ایبٹ آباد کے ذمہ تھی جس کا عنوان تھا "الاجتہاد فی الاسلام"۔ قاضی صاحب نے اپنے مختصر وقت میں اس موضوع پر جو کچھ کہا وہ نہ کہنے کے برابر تھا۔ مضمون کی اہمیت اس بات کی متقاضی تھی کہ مقرر کو زیادہ وقت دیا جاتا۔ لیکن منتظمین مقررہ تقسیم اوقات کی وجہ سے معذور تھے۔ تاہم قاضی صاحب نے آیت قطع ید، اور مسئلہ طلاق کے بارہ میں قرون اولےٰ کے مختلف اجتہادات کو پیش کر کے یہ ثابت کیا کہ کسی مسئلہ میں زمانہ کے بدلنے والے حالات کے پیش نظر قرآن و حدیث کی روشنی میں از سر نو اجتہاد کرنا اسلام کے منافی نہیں۔

دوسرا اجلاس

نماز ظہر و عصر کے بعد دوسرا اجلاس محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کے زیر صدارت پونے تین بجے شروع ہوا جس میں سب سے پہلے پروفیسر غلام محمد صاحب خادم نے قرآن کریم کی تلاوت کی اور حضرت مسیح موعود کی ایک نعت خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

یورپ پر اسلام کا اثر ——— خانبہادر غلام ربانی خاں صاحب

اس کے بعد خانبہادر غلام ربانی خان صاحب نے جو انگلستان .... تبلیغ اسلام کرنے کے بعد حال ہی میں واپس تشریف لائے ہیں "اسلام کا اثر یورپ پر" کے زیر عنوان تقریر کی، آپ نے بتایا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عجیب منظر دکھایا گیا، آپ کے سامنے عالم رؤیا میں مشرقی ممالک بھی، پیش کئے گئے اور مغربی ممالک بھی، اور آپ نے دیکھا کہ دونوں حصوں میں میری امت پہنچے گی۔ اسی طرح آپ نے آخری زمانہ میں مغرب سے طلوع آفتاب کی پیشگوئی کی جس کی تعبیر حضرت مجدد وقت نے یہ کی کہ اسلام کا سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ اور آپ نے رؤیا میں دیکھا کہ لندن میں ایک منبر پر کھڑے ہوئے وعظ کر رہا ہوں اور سفید پرندے درختوں پر بیٹھے ہوئے ہیں جو میں نے پکڑے اس کی تعبیر آپ نے یہ کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تصانیف وہاں پہنچیں گی، چنانچہ آپ کی اردو تصانیف کے تراجم حضرت مولانا محمد علی صاحب انگریزی زبان میں ریویو آف ریلیجنز میں کرتے رہے اور بعد میں آپ ہی کے مسلک پر مولانا نے انگریزی تصانیف کیں جو یورپ میں مقبول عام ہیں، آپ نے فرمایا حضرت مسیح موعود عیسائیت کے فتنہ کی اصلاح کے لئے آئے تھے اسی لئے فرمایا ؎

مرا لطفے پئے قوم مسیحی دادہ اند

مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

حضرت کے اس فرمان کے مطابق خواجہ کمال الدین صاحب نے انگلستان جا کر تبلیغ اسلام کی بنیاد ڈالی اور خدا کی شان ہے کہ وہاں پہلے سے ایک مسجد بھی ایک فاضل انگریز مستشرق ڈاکٹر لائٹنر کی ہمت و کوشش سے بنی ہوئی موجود تھی، اس مسجد کی بنیاد رکھی گئی تھی، جس سال حضرت مرزا صاحب نے مسیحیت کا دعوےٰ کیا، یعنے ۱۸۹۱ء میں، گویا آپ ہی کے لئے یہ بنائی گئی تھی۔ اس کے اندر ایک بہت بڑا اونچا منبر رکھا ہوا ہے، گویا حضرت کا رؤیا عملی رنگ میں پورا ہونے کا سامان اللہ تعالےٰ کی طرف سے پہلے ہی کر دیا گیا اور اس منبر پر کھڑے ہو کر خواجہ صاحب نے بڑے بڑے سفید پرندے پکڑے اور کچھ چھوٹے چھوٹے پرندے ہمارے بھی ہاتھ آ رہے ہیں۔

آپ نے فرمایا تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں ووکنگ مسلم مشن میں اس قدر علمی ذخائر موجود ہیں کہ ان سے دنیا مستفید ہو رہی ہے، ان میں خواجہ صاحب مرحوم کی بھی تصانیف ہیں، اور حضرت مولنا محمد علی صاحب کی بھی، ان کتابوں کی مانگ بہت ہے لیکن اب وہ ختم ہو رہی ہیں، ضرورت ہے کہ انہیں کثرت سے چھپوا کر یورپ و امریکہ کی تمام لائبریریوں میں بھیجا جائے۔ وہاں ہر شخص کتابیں پڑھتا ہے اس سے پہلے جو کتابیں پادریوں کی طرف سے اسلام کے خلاف شائع ہوتی تھیں ہمارے لٹریچر کی وجہ سے ان کا اثر اب زائل ہو رہا ہے اور اب خود وہاں کے بڑے بڑے مصنفین کی طرف سے ہر مہینہ اسلام پر اچھی کتابیں شائع ہو رہی ہیں اور بڑے بڑے عالم اسلام کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ میں تو کہوں گا کہ یورپ و امریکہ پر اسلام کا اثر فرشتے ڈال رہے ہیں، ورنہ ہماری کیا طاقت اور بساط ہے کہ صدیوں کے خیالات کو بدل سکیں جہاں تک موجودہ حالات سے پتہ چلتا ہے، رومن کیتھولک فرقہ آپ کا مذہب بڑی مضبوطی سے اختیار کرے گا، پراٹسٹنٹ بھی اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہیں اور کئی حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں، کئی عیسائی گرجے ایسے ہیں جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے قائل ہیں، ان میں ایک یونیورسلسٹ فرقہ ہے، میں نے ان کو بتایا کہ ہمارا تو خدا بھی یونیورسل ہے اور نبی بھی، اور ہمارا مذہب بھی یونیورسل ہے، اس لئے تمہاری گنجائش صرف اسلام میں ہے، ان حالات کی خبر حضرت مرزا صاحب نے آج سے ساٹھ ستر سال پہلے دے دی تھی جب فرمایا ؎

آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج

نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار

آخر میں آپ نے هل ادلكم على تجارة تنجيكم من عذاب اليم پڑھکر اس بات کی طرف توجہ دلائی، کہ موجودہ زمانہ میں عذاب الیم سے بچنے کے لئے نفع بخش تجارت اگر کوئی ہو سکتی ہے تو وہ تبلیغ اسلام کا کام ہے، دنیا اسلام کی طرف آ رہی ہے ہمارے پاس بڑا قیمتی خزانہ اور انمول موتی ہیں یہ اب ہماری کوشش پر منحصر ہے کہ اس خزانہ کو دنیا میں پہنچائیں۔

"دو خزانے" ——— میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی

خانبہادر صاحب کے بعد میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی کھڑے ہوئے اُن کی تقریر کا عنوان تھا "دو خزانے" آپ نے سورۃ الفرقان کی آخری آیات پڑھکر فرمایا ان آیات میں عباد الرحمٰن کی خصوصیات بیان کی گئی ہیں جنمیں ایک بڑی صفت یہ بیان کی ہے والذين يبيتون لربهم سجدا وقياما یہ عباد الرحمٰن راتوں کو خدا تعالےٰ کے آگے سجدہ اور قیام میں گذار دیتے ہیں اور آخر میں اُن کی اس دُعا کا ذکر ہے کہ والذين يقولون ربنا هب لنا من ازواجنا وذرياتنا قرة اعين واجعلنا للمتقين اماما۔ یہ ہمارے گھر والوں اور ہماری اولاد کا قرة اعين بننا کس طرح ہو سکتا ہے اس کا طریق یہی ہے، کہ آپ اپنی اولاد کو وہ علم بہم پہنچائیں جو انہیں صحیح رستہ پر قائم کر دے، اور وہ آپ کے شانہ بشانہ چلیں، نہ صرف دنیوی تعلیم سے انہیں بہرہ ور کریں بلکہ دینی تعلیم بھی دیں، تاکہ وہ متقی اور صالح بن سکیں متقی کی اولاد کو خدا ضائع نہیں کرتا۔ قرآن کریم میں دو یتیموں کا ذکر آتا ہے جن کے باپ نے کچھ خزانہ چھوڑ رکھا تھا جسے اللہ تعالےٰ نے دو صالح مردوں کے ہاتھ سے محفوظ کر دیا، اور فرمایا کان ابوهما صالحا۔

آپ نے فرمایا کہ ہمارا فرض ہے کہ جہاں انگریزی سکولوں میں اپنے بچوں کو داخل کرتے ہیں وہاں اُن کی دینی تعلیم کا بھی کما حقہٗ انتظام کریں۔ لیکن افسوس ہے کہ آج والدین عام طور پر اس ضروری فرض سے لاپرواہ ہیں، حالانکہ ہمارے بچے بہت بڑا خزانہ ہیں جن کی حفاظت ہمارا سب سے بڑا فرض ہے، حضرت مسیح موعودؑ نے بھی قادیان میں دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ بچوں کی دینی تعلیم کا بھی انتظام کیا۔ ہمیں اس پر غور کرنا چاہیئے کہ کیا واقعی ہم اپنے بچوں کو احمدیت سکھا رہے ہیں؟ ہمیں اپنے سکولوں میں دینی تعلیم کا پورا انتظام کرنا چاہیئے، بچوں کی دینی کتابیں شائع کرنی چاہئیں، گھر والوں میں قرآن کریم کا درس جاری کرنا چاہیئے۔

اس کے ساتھ ہی آپ نے انگریز نومسلمین کے بچوں کی مذہبی تعلیم کا بندوبست کرنے کی بھی تحریک کی اور فرمایا کہ ضروری ہے کہ ان کے لئے دینی معلومات کی کتابیں لکھی جائیں۔ مولانا یعقوب خاں صاحب نے نماز پر ایک انگریزی کتاب لکھی ہے، اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مختصر کہانیوں کے رنگ میں کتابیں لکھنی چاہئیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے ایک کتاب مکمل کر لی ہے جس کو میں اپنے خرچ چھپواؤں گا۔

دوسرا خزانہ جس کا آپ نے پتہ دیا وہ قرآن کریم ہے، جس کے تراجم مختلف زبانوں میں کئے ہوئے موجود ہیں، لیکن ان کو شائع کرنے کی نوبت نہیں آئی۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت تامل، سندھی، گورمکھی اور ہندی زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمے کئے جا چکے ہیں۔ ان تراجم کو چھپوانا اور اس خزانہ کو محفوظ کرنا ہمارا ضروری فرض ہے۔ جرمن ترجمہ مدت ہوئی ختم ہو چکا ہے، اسکو چھپوانے کا انتظام کرنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی عربی کتب کی طباعت اور عرب ممالک میں اشاعت کی تحریک ہمارے سامنے ہے۔ اس کو پورا کرنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے ؎

لوائے فتح نمایاں بنام ما باشد

سندھ کے پیر جھنڈے والے کا وہ کشف آپ کو یاد ہوگا جو انہوں نے کسی کی اس درخواست پر کہ امریکہ میں تبلیغ اسلام کے لئے رستہ کھلنے کی دُعا کی جائے، دُعا کرنے پر دیکھا جس میں انہیں بتایا گیا کہ اس زمانہ میں تبلیغ کا کام مرزا غلام احمد کی متابعت سے وابستہ ہے، پس یہ کام آپ کا ہے آپ کو چاہیئے کہ اس کے لئے بیج بو دیں، پھل خدا تعالےٰ لگائے گا، کام تو ہو کر رہے گا، ایسا نہ ہو کہ ہماری غفلت سے اس کی توفیق ہم سے چھن جائے، اور کسی اور کو اس کا ثواب مل جائے،

مقام حدیث ——— شیخ عبد الحق صاحب مناظر اسلام

اس اجلاس کی آخری تقریر پروگرام کے مطابق مرزا مظفر بیگ ساطع صاحب کے ذمہ تھی۔ لیکن تھوڑی تبدیلی کر کے یہ وقت شیخ عبد الحق صاحب مناظر اسلام کراچی

کو دلایا جنہوں نے حدیث کی ضرورت و اہمیت کو قرآن کریم سے ثابت کرتے ہوئے منکرین حدیث کی کج بحثیوں اور غلط بیانیوں پر سیر حاصل بحث کی اور بتایا کہ قرآن کریم نے آیہ کریمہ انّ علینا جمعہ وقرانہ ...... ثمّ ان علینا بیانہ میں تین باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے وحی قرآن، جمع قرآن اور بیان قرآن اب بیان قرآن وہی ہے۔ جو رسول اللہ صلعم نے اللہ تعالے سے علم پا کر دنیا کو دیا۔ اور وہی سنت یا حدیث ہے اسی وجہ سے اللہ تعالے نے فرمایا ہے لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ اور فرمایا من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ، بلکہ یہاں تک زور دیا کہ فلا وربک لا یومنون حتٰی یحکموک فیما شجر بینھم ...... الخ

آپ نے حدیثوں کی صحت کی شہادت میں صحابہ کے تعامل کو پیش کیا، مثلاً (۱) رسول اللہ صلعم کی وفات پر حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ کے بیانات جن کو تاریخی طور پر جھٹلایا نہیں جا سکتا (۲) خلافت کا فیصلہ الائمۃ من القریش کی حدیث سے (۳) آنحضرت صلعم کی تدفین کے متعلق اختلاف اور اس کا فیصلہ حدیث سے (۴) قرآن میں تقسیم جائداد اور آیات ورثہ کے باوجود باغ فدک کا فیصلہ حدیث سے،

اسی طرح آپ نے فرمایا کہ نماز کی تفصیلات جو احادیث کی کتابوں میں درج ہیں تمام امت کا تعامل ان کی صحت پر گواہ ہے لیکن منکرین حدیث نے قرآن سے جو نمازیں بنائی ہیں ان میں باہم اختلاف ہے،

غرض شیخ صاحب نے وضاحت کے ساتھ حدیث کی ضرورت و اہمیت پر روشنی ڈالی، ہمیں امید ہے کہ وہ اس موضوع پر الگ مقالہ لکھکر قارئین پیغام صلح کے استفادہ کا موجب ہوں گے۔

تقاریر کا انعامی مقابلہ

شیخ عبدالحق صاحب کی تقریر کے بعد جلسہ ½ ۴ بجے سہ پہر ملتوی ہوگیا، جس کے بعد رات کے ½ ۷ بجے ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کا اجلاس ہوا جس میں حسب اعلان سابق مختلف کالجوں کے طلباء نے "اسلام اور اقوام عالم" کے موضوع پر تقاریر کے انعامی مقابلہ میں حصہ لیا اس بارہ میں ایسوسی ایشن کے سکرٹری صاحب کی مفصل رپورٹ دوسری جگہ درج ہے۔

۲۶ دسمبر ۱۹۵۸ء

اجلاس اوّل

دوسرے دن ۲۶ دسمبر کو بوقت دس بجے صبح پہلا اجلاس زیر صدارت محترم چوہدری حافظ محمد حسین چیمہ صاحب کے زیر صدارت شروع ہوا محترم ڈاکٹر سعید احمد صاحب نے اپنے مخصوص دلآویز لہجہ میں قرآن کریم کی تلاوت فرمائی جس سے بقول صاحب صدر نزول قرآن کا سماں بندھ جاتا ہے بعد ازاں پروفیسر غلام محمد صاحب خادم نے حضرت مسیح موعود کے نعتیہ کلام میں سے چند اشعار پڑھکر سنائے

صداقت مسیح موعودؑ ——— قمر سامانوی

آج کے پروگرام میں بھی تھوڑی سی تبدیلی کی گئی اور سب سے پہلے مولوی فضل الرحمٰن صاحب قمر سامانوی کو تقریر کا موقع دیا گیا۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت منہاج نبوت سے ثابت کرتے ہوئے بتایا کہ آپ کے آنے سے پہلے وقت پکار پکار کر ایک مامور من اللہ اور مصلح ربانی کی ضرورت کو ثابت کر رہا تھا، اس ضمن میں انہوں نے رسالہ حمایت اسلام، مولانا حالی، مولانا شبلی، مولانا ابوالکلام آزاد، کے بیانات پڑھکر سنائے جن میں مسلمانوں کی مخدوش مذہبی حالت، غیر مذاہب کے حملوں اور اسلام کی مظلومیت کا نقشہ کھینچا گیا تھا۔ اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود کے اصلاحی کام اور اسلام کی حمایت و نصرت میں شاندار کارناموں، در ۱۹۵۳ء کی ہولناک مخالفت میں نصرت الٰہی کا بالتفصیل ذکر کیا گیا۔ یہ پورا لیکچر پیغام صلح کی کسی آئندہ اشاعت میں ہدیہ قارئین ہوگا انشاءاللہ تعالے۔

سالانہ رپورٹ

اس کے بعد سالانہ رپورٹ سنانے کا وقت تھا لیکن اسے پڑھکر سنانے کی بجائے یہ بہتر سمجھا گیا کہ مطبوعہ رپورٹ حاضرین میں تقسیم کر دی جائے۔ یہ رپورٹ جس میں انجمن کے مختلف شعبوں کی پورے سال کی کارروائی اور آمد و خرچ کی تفصیلات درج ہیں، دفتر جنرل سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے مفت

الحاج شیخ میاں محمد صاحب کی تقریر

قمر سامانوی صاحب کے بعد محترم الحاج جناب میاں محمد صاحب لائلپوری نے تقریر فرمائی، آپ نے آیہ کریمہ ومن الناس من یقول اٰمنا باللّٰہ وبالیوم الاٰخر وما ھم بمومنین تلاوت کرکے بتایا کہ حضرت مولانا نورالدین صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جس طرح قصاب دو چھریوں کو باہم رگڑ کر انہیں تیز کر لیتا ہے، مومن بھی ایک دوسرے سے مل کر اپنی کوتاہیوں اور کمزوریوں کو دور کر لیتے ہیں، اور یہی جلسہ سالانہ کی غرض ہے۔

آپ نے تلاوت کردہ آیات کا ترجمہ کرتے ہوئے اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ ہمارا دعوٰے ہے کہ ہم دنیا کے گوشہ گوشہ میں اسلام پہنچا دیں گے دیکھنا یہ ہے کہ ہمارا دعوٰے کہاں تک صحیح ہے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے اس حقیقت کا اظہار کیا کہ قرآن کریم میں جس قدر احکام ہیں اگرچہ وہ بہت اعلےٰ خوبیوں پر مشتمل ہیں، مثلاً نماز روزہ وغیرہ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب الخ اور نماز کے متعلق فرمایا ویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون اسی طرح قربانیوں کے متعلق ارشاد فرمایا لن ینال اللّٰہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ

التقوٰی منکم، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی امر کا دعوٰے کر دینا اور اسے پورے طور پر عمل نہ لانا یا محض چھلکے پر راضی ہو جانا، اور اصل حقیقت کی طرف توجہ نہ کرنا کوئی فائدہ نہیں دے سکتا، آپ نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کی مثال پیش کی کہ انہیں کس قدر خطرناک ابتلاؤں میں ڈالا گیا۔ اُن کے بڑے بڑے سخت امتحانات ہوئے جن میں وہ پورے اُترے اور اس کے بعد انہیں قوم کا لیڈر بنایا گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین کی خدمت یا خدا کی راہ میں کام کرنا کوئی پھولوں کی سیج نہیں، یہ کانٹوں کا تاج ہے جو ہر ایک نہیں پہن سکتا ہمیں محض اس بات سے خوش نہیں ہو جانا چاہیئے کہ ہمارے مبلغ غیر ممالک میں جا کر شاندار کامیابیاں حاصل کرتے ہیں۔ اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ ہماری حالت اچھی ہے آپ نے فرمایا کہ ابھی تک نفسانی خواہشات سے ہم آزاد نہیں ہوئے ہم منہ سے ایک بات کہتے ہیں، لیکن دل اسکی تائید نہیں کرتے، مسیح موعود کا ساتھ دینا بڑا مشکل کام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کیا لوگ تھے، ان کے اندر قربانی کا مادہ تھا۔ انہوں نے اخوت کے عملی نمونے پیش کئے، جن کی مثالیں حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے اپنی تقریر میں پیش کی ہیں، انہوں نے خدا کے رستہ میں مال بھی دیئے اور جانیں بھی قربان کیں، انکے عملی نمونوں نے لوگوں کو اسلام کا گرویدہ بنا لیا۔ ان کے بعد جو بزرگ اس امت میں ہوئے انکے بھی نمونوں کو دیکھ کر لوگوں نے اسلام قبول کیا، حضرت معین الدین چشتی رحہ جب ہندوستان میں آئے، تو کونسی تقریریں انہوں نے کی تھیں، ان کا عملی نمونہ ہی تھا جس نے ہندوؤں کو اسلام کا حلقہ بگوش بنایا، سرینگلہ میں جن بزرگوں کے ذریعہ اسلام پھیلا، ان کے عمل سے ...... پھیلا، اُن کے چہروں پر نور تھا۔ وہ قربانی کرکے اپنے گھروں سے محض اعلائے کلمۃ اللہ کے لیئے نکل پڑے، اُن کے نور کو دیکھ کر لوگ اُنکے گرویدہ ہو گئے۔

آپ نے فرمایا حضرت مسیح موعودؑ کو فوت ہوئے پچاس سال گذر گئے، ہم نے اس عرصہ میں وہ کام نہیں کیا جو کرنا چاہیئے تھا۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے اسلام کے غلبہ کی ایک جھلک دیکھ لی ہے چاہیئے تھا کہ ہمارا ایمان اس سے بلند ہو جاتا۔ اس راہ میں پوری کامیابی اور فتح حاصل کرنے کے لیئے بڑے روپیہ اور بہت آدمیوں کی ضرورت ہے اور سب سے بڑی ضرورت تقوےٰ کی ہے، اگر تقوےٰ نہیں تو کچھ نہیں، میں آپ سے عرض کروں گا کہ اپنے دلوں کا محاسبہ کریں، اور تقوےٰ کی راہ پر قدم ماریں۔

اسی سلسلہ میں آپ نے آج سے پانچ سال پہلے کے باہمی مناقشات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ غور کرو اس سے جماعت کو نقصان ہوا یا فائدہ؟ آپ نے بتایا کہ ان واقعات سے میرا اطمینان قلب کافور ہوگیا

اور خیال ہوتا تھا کہ ہماری چھوٹی سی جماعت ہے اگر اختلافات قائم رہے تو خدا جانے کیا ہوگا، یہ تردد میرے دل میں بھی تھا، اور میرے دوستوں کے دل میں بھی تھا، اور کوئی صورت نظر نہ آتی تھی کہ کس طرح ہم مل کر کام کریں گے۔ انہی حالات میں میں نے مولانا مرتضیٰ خان صاحب حسن کو لکھا کہ آپ کوئی مرثیہ لکھیں جس پر انہوں نے وہ نظم لکھی جس کا پہلا شعر ہے ؎

کیا ہوا دیں کی بہاروں کو نہ جانے کیا ہوا
لہلہاتے سبزہ زاروں کو نہ جانے کیا ہوا

میاں صاحب نے اس نظم کے چند اشعار پڑھ کر سنائے اور پھر فرمایا گذشتہ مئی میں حضرت مسیح موعودؑ کے یوم وصال کے موقعہ پر حبیب صاحب نے مجھے نہایت درد دل سے اس طرف توجہ دلائی، کہ مل کر کام کرنے کی صورت کی جائے، میں بھی اس انتظار میں تھا کہ خدا وہ دن جلد لائے کہ دلوں کی کدورت دور ہو جائے، آخر کار ان کی کوششوں کو خدا تعالیٰ نے بار آور کیا اور مجلس مشاورت منعقد ہوئی جس میں پانچ آدمیوں کی مجلس عمل بن گئی، ہم نے ان چند دنوں میں جو اس مجلس کو بنے ہوئے ہوئے ہیں تین چار میٹنگیں کی ہیں، میں حیران ہوں، کہ کس طرح کمال اتفاق سے ہم نے کام کیا ہے، حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے کمال شفقت سے ہماری سرپرستی کی، اور کئی اہم معاملات طے ہو گئے، جو کام دس دس دنوں میں ختم ہوتے تھے وہ چند منٹوں میں طے ہو جاتے ہیں، ہمارے سامنے بڑا بھاری پروگرام ہے۔ ہم نے فیصلہ کیا ہے، کہ انڈونیشیا میں مشن کھولنا ہے، اس کے لئے مولانا اگدیار صاحب کو تیار کیا گیا ہے، انہوں نے پاسپورٹ کے لئے درخواست دے رکھی ہے، اس کے علاوہ مولانا یحییٰ خان صاحب انگلستان تشریف لے گئے ہیں، اور پھر مصر سے خط آیا ہے کہ وہاں مشن کھولنے کی ضرورت ہے، یہ راستے کھل رہے ہیں حضرت مسیح موعود کی عربی کتب کی طباعت مصر میں کرانے کی تجویز ہے حضرت کی کتب کی اشاعت ضروری ہے۔

آپ نے فرمایا سنہ ۵۲ میں ذکر گیا تھا کہ حج آیا کہ کسی مبلغ کو یہاں بھیجیں میں نے مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی سے کہا خیال تھا کہ شاید وہ جا سکیں لیکن انہوں نے قبول کیا، اور وہ دو دفعہ وہاں گئے، اور اب وہ بوڑھا اور ضعیفی سے ہوتے ہوئے سفر نہ کر سکے۔ پہنچ چکے ہیں، اسی طرح مختلف ملکوں پر آدمی بھیجنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ جن لوگوں کو خدا نے علم دیا ہے تو نیت غلط کی ہے انہیں چاہیئے کہ زندگیاں وقف کریں بعض اصحاب سے میں نے کہا میں ان کا نام نہیں لیتا، مگر انہوں نے عذر کر دیا کہ ابھی فلاں کام کر رہے ہیں، یہ کام تو ختم نہیں ہو سکتے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما لکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب اللہ کے رستہ میں نکلنے کے لئے تمہیں کہا جاتا ہے

تو تم زمین سے جا لگتے ہو، وہ لوگ جو ہمارے ساتھ تعاون نہیں کرتے انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم پھر جاؤ گے تو تم تمہاری جگہ دوسری قوم لے آئیں گے، یہ دنیا کے لوگ تو مرتے دم تک ساتھ رہیں گے اس وقت ضرورت باہر نکلنے کی ہے چاہیئے کہ ایسے لوگ جو اب ریٹائر ہو چکے ہیں اپنے آپ کو پیش کریں۔ غلام ربانی خان صاحب نے آپ کو بتایا ہے کہ امریکہ میں کتنا فیلڈ ہے۔ وہاں کوئی مبلغ جانا چاہیئے۔ اگر آپ تھوڑی سی حرکت کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی نصرت دوڑ کر آئے گی آخری بات میں پھر کہنا چاہتا ہوں کہ دین کی خدمت کے لئے آگے بڑھو اور ہمارے ساتھ تعاون کرو۔ لغزشیں بھی ہمارے اندر ہوں گی۔ خدا تعالیٰ سے ان کو دور کرنے کی دعا مانگو، اور دعا کرو کہ ہم میں کسل، سستی اور بزدلی پیدا نہ ہو، امریکہ میں مسجد بنانے کا پروگرام ہمارے سامنے ہے۔ کراچی میں جہاں دنیا بھر کے لوگ آتے رہتے ہیں ایک ادارہ ہونا چاہیئے ووکنگ مشن، برلن مشن اور امریکی مشن بے شک بہت ضروری ہیں۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ اپنے ملک کے اندر کام نہ کیا جائے۔ مرکز کو بھی مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ ہماری یہ سے دو سو کنال زمین مسلمان ٹاؤن سے پرے اتاں روڈ پر ہے۔ جس کے قریب اب یونیورسٹی ٹاؤن بننے والا ہے۔ اس جگہ ہمارا مضبوط مرکز ہونا چاہیئے، اس کے علاوہ لندن میں ایک ہوسٹل بنانے کی تجویز ہے جہاں مسلمان بچوں کی دینی تربیت ہو، لاہور میں مسیح موعود ہال بھی بنتا ہے ان سب سکیموں پر اڑھائی لاکھ روپیہ خرچ کا اندازہ ہے آپ اس طرف توجہ دیجئے حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم ہر سال ایک نئی سکیم ہمارے سامنے رکھتے تھے اور خدا کے فضل سے انہیں کامیابی حاصل ہوتی تھی، ان کی آواز میں تاثیر تھی، اگر ہمارے کلام میں تاثیر نہیں تو ہماری پردہ پوشی کیجئے اور ان کاموں کو چلانے کا بندوبست کیجئے، کہ اسی میں آپ کی بھلائی ہے اور یہی سلسلہ احمدیہ کا نصب العین ہے، جس کے حصول کے لئے ہمیں پوری جدوجہد کرنی چاہیئے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کی اپیل

جناب میاں صاحب کی اس تقریر کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ قوم سے اپیل کرنے کے لئے کھڑے ہوئے لیکن یہ اپیل کیا تھی، اسلام کی عظمت و سربلندی کے ثبوت میں آپ نے حقائق و معارف کے دریا بہا دیئے، آپ نے بتایا کہ قرآن کریم کا خطاب تمام انسانیت سے ہے، اور محمد رسول اللہ صلعم یا یہ جو دامی ہونے اور امیوں میں پیدا ہوئے کے تمام دنیا کی طرف پیغام لے کر آئے ہیں، اس بارہ میں آپ نے قرآن کریم کی آیات اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو پیش کرتے ہوئے ثابت کیا کہ فی الحقیقت یہ پیغام تمام دنیا کی طرف ہے، آپ نے دنیا کے قومی و نسلی اور دینی و لسانی افتراق کو پیش کر کے اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی کہ اس افتراق کا علاج اگر کوئی ہے تو وہ اسلام کی تعلیم میں ہے، آپ نے نظام کائنات کو پیش کرتے ہوئے ثابت کیا کہ جس طرح عالم جسمانی میں خدا تعالیٰ کی عنایات تمام مخلوق کے لئے یکساں ہیں ایک ہی سورج بادشاہ و گدا کے محلوں اور جھونپڑوں کو روشن کرتا ہے۔ بارش سب کے لئے یکساں ہے اور اس سے انسانی خوراک سب کے لئے یکساں پیدا ہوتی ہے۔ ملکہ اور ایک جنگلی عورت کی چھاتیوں میں بچہ کے لئے ایک ہی طرح کا دودھ پیدا ہوتا ہے بلکہ جنگلی عورت کا دودھ زیادہ صحتمند ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے روحانی انعامات بھی سب کے لئے یکساں ہیں اور مختلف اقوام کا یہ دعوے کہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت کا رستہ صرف انہیں کو دکھایا ہے اور صرف وہی خدا کی پیاری ہیں اور دوسری اقوام راندۂ درگاہ الٰہی ہیں، ایک بے بنیاد دعوے ہے۔ جس کی قرآن نے تردید کی ہے، اور اس نے تسلیم کیا ہے کہ تمام اقوام کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایات آئیں، اور اب قوموں کو ایک کرنے کے لئے اس کا آخری پیغام قرآن کی شکل میں نازل ہوا۔

یہ سب باتیں حضرت امیر ایدہ اللہ نے قرآن کریم کی مختلف آیات اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے ... پوری تقریر جو قلمبند کی جا چکی ہے کسی آئندہ اشاعت میں ہدیہ قارئین کرام ہوگی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ آخر میں آپ نے حاضرین کو خاص طور پر مخاطب کرتے ہوئے یہ سوال کیا کہ اگر یہ صحیح ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین تمام دنیا کے لئے ہے اور دنیا کے منافقات اسی دین کو اختیار کرنے سے دور ہو سکتے ہیں، تو آپ اس دین کو دنیا میں پہنچانے کے لئے جیبیں خالی کیجئے اور خدا کی راہ میں اپنے مال خرچ کر کے دنیا و آخرت کی بہبودی حاصل کیجئے۔

اس اپیل کا نہایت حوصلہ افزا جواب قوم کی طرف سے ملا اور ہر طرف سے سیم و زر کی بوچھاڑ ہونے لگی اور قوم نے حسب عادت ایثار اور قربانی کا شاندار نمونہ پیش کیا۔

فالحمد للہ علےٰ ذالک

نماز جمعہ و خطبہ جمعہ

ڈیڑھ بجے نماز جمعہ کا وقت تھا، لیکن حضرت امیر ایدہ اللہ کی طبیعت اچانک خراب ہو جانے کی وجہ سے کسی قدر دیر ہو گئی، اور جب آپ تشریف لائے تو طبیعت کی خرابی اور کمزوری کے باعث خطبہ دینے اور نماز پڑھانے کے قابل نہ تھے۔ اس لئے آپ نے ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب کو ان فرائض کی ادائیگی کے لئے کہا، ڈاکٹر صاحب نے سورہ بقرہ کی آخری آیات للہ ما فی السموات وما فی الارض

بچوں کا صفحہ ——— مرتضیٰ خاں حسن

ماں بیٹی کی پانچویں مجلس

(بسلسلہ اشاعت مؤرخہ ۲۶ر نومبر ۱۹۵۸ء)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عجز و انکسار

ماں:- تم جانتی ہو کہ بادشاہ جب کسی ملک یا شہر کو فتح کرتے ہیں تو کس قدر کرّ و فرّ کا اظہار کرتے ہیں کس قدر فخر اور تکبّر کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ کس قدر اپنی شان و شوکت دکھاتے اور لوگوں پر اپنا رعب و داب جماتے ہیں۔ مگر جب ہمارے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ فتح کیا اور آپ ایک فاتح کی حیثیت سے اس متبرک اور تاریخی شہر میں داخل ہوئے تو حضور صلعم نے خدا کے حضور میں عجز و انکسار سے اپنا سر اسطرح جھکایا کہ گھوڑے کی زین سے چھونے لگا۔

غریب سے غریب آدمی بھی حضورؐ کو بلاتا تو آپ اس سے ملتے اور اس کی باتوں کا جواب دیتے۔ ایک دفعہ ایک صحابی مخرمہ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ تم حضرت نبی کریمؐ کی خدمت میں جا کر اُن سے اپنے حصّہ کی چادر لے آؤ۔ بیٹا گیا اس وقت حضور صلعم چادروں کی تقسیم ختم کر کے مسجد سے تشریف لے گئے تھے۔ اور گھر کے اندر تشریف رکھتے تھے۔ مخرمہ کے بیٹے نے اپنے باپ سے واپس جا کر کہا کہ اب حضور گھر کے اندر تشریف لے گئے تھے۔ باپ نے کہا کہ کچھ مضائقہ نہیں۔ تم ان کو مکان پر جا کر آواز دو اس نے کہا کیونکر آواز دوں؟ اس قدر جسارت مجھ سے نہیں ہوسکتی۔ اور وہ میری کیا پروا کریں گے؟ مخرمہ نے کہا: نہیں بیٹا! ایسا مت خیال کرو۔ محمد رسول اللہ بڑے با اخلاق انسان ہیں وہ چھوٹے سے چھوٹے آدمی سے بھی ملتے اور اس کی بات کا جواب دیتے ہیں۔ تم یہ نہ خیال کرو کہ آپ ترشرو یا تنگ مزاج ہیں۔ چنانچہ بیٹا گیا اور اس نے حضرت رسولِ کریمؐ کو بلایا۔ آپؐ بلاتکلف باہر تشریف لے آئے اور مخرمہ کا حصّہ عنایت فرمایا۔ بیٹی! حضورؐ کے کیا کیا وصف تم کو بتاؤں۔ حضورؐ سراپا اخلاق تھے۔ حضورؐ مجسّم رحمت حق تھے۔ بڑے رحیم بڑے کریم۔ بڑے شفیق۔ بڑے مہربان طبقۂ نسواں یعنی عورتوں پر حضور کے بڑے احسانات ہیں حضورؐ سے پہلے عورتوں کی کوئی حیثیت ہی نہ تھی۔ اُن سے حیوانوں کی طرح سلوک کیا جاتا تھا۔ بلکہ اس سے بھی بُرا۔ شاید میں نے پہلے بھی بتایا تھا۔ کہ حضور سے پہلے عرب کے لوگ لڑکیوں کو بڑا منحوس سمجھتے تھے۔ اگر کسی گھر میں لڑکی پیدا ہوتی تو بے رحم باپ اسکو جنگل میں زندہ گاڑ آتا۔ شاعر کہتا ہے ؎

اگر بن بیٹھتی دختر کوئی تقدیر کی ہیٹی
چھچھوندر سے بُری معلوم ہوتی تھی اسے بیٹی

گڑھا اک کھود کر دختر کو زندہ گاڑ دیتی تھی
کوئی بچھو تھا دامن میں کہ دامن جھاڑ دیتی تھی
کوئی کم بخت بد اختر اگر زندہ کبھی رہتی تھی
ہمیشہ باپ کے اور بھائیوں کے ظلم سہتی تھی

ہمارے نبی نے اس ظالمانہ رسم کا قلع قمع کیا۔ اور فرمایا کہ کیا لڑکے اور کیا لڑکیاں یہ سب خدا کی نعمتیں ہیں۔ خدا جس کو چاہتا ہے لڑکے لڑکیاں دونوں دیتا ہے۔ جو کوئی لڑکی کو قتل کرے گا یا اس کو زندہ گاڑے گا وہ سخت سزا کا مستحق ہوگا۔ اس طرح حضورؐ نے بچاری بے زبان لڑکیوں پر رحم کیا۔ ہم مسلمانوں کو حکم ہے کہ لڑکی پیدا ہونے پر خدا کا شکر بجا لاویں اور نفل ادا کریں۔ اور لڑکیوں کو لڑکوں کی طرح ہی عزیز اور خدا کی نعمت سمجھیں

حضورؐ سے پہلے عورتوں کے کوئی حقوق نہیں تسلیم کئے جاتے تھے۔ آپ نے اُن کے حقوق قائم کئے ان کو ماں باپ کی جائدادوں میں حصّہ دار قرار دیا۔ ان کے لئے حق مہر مقرر کیا۔ ان کو مردوں کے برابر حقوق دیئے۔ اور اس طرح مردوں کے پہلو بہ پہلو کھڑا کر دیا۔

آپ نے بڑی سختی سے حکم دیا کہ عورتوں سے نیک سلوک کیا جائے۔ آپ نے فرمایا بہترین شخص وہ ہے جو اپنی بیوی سے نیک سلوک کرتا ہے۔ جو لوگ اپنی بیویوں سے بدسلوکی کرتے۔ ان کو مارتے پیٹتے۔ ان کی حقارت کرتے یا کسی اور طرح تنگ کرتے ہیں۔ انکو حضور نے سخت ناپسند فرمایا۔ آپؐ اپنی بیویوں سے بڑا اعلےٰ سلوک کرتے تھے۔ کام کاج میں ان کا ہاتھ بٹا دیتے تھے۔ ان سے نرمی اور محبت سے بات چیت کرتے تھے۔ اور اگر اُن میں سے کسی کو آزردہ خاطر دیکھتے تو اُن کی دلجوئی کی کوشش کرتے۔

حضرت خدیجہؓ آپ کی سب سے پہلی بیوی تھیں وہ فوت ہو چکی تھیں۔ آپؐ ان کو تا عمر یاد فرماتے رہے اور ایک دفعہ جب آپ کی ایک بیوی نے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ خدیجہؓ کو بہت یاد فرماتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ خدیجہ مجھے اس لئے یاد آتی ہے کہ وہ سب سے پہلے مجھ پر لائیں۔ اس نے اس وقت میری تائید کی جب چاروں طرف سے میری مخالفت تھی اس نے میری مصیبت کے وقت میرا ساتھ دیا۔ اور مجھے ہر طرح سے تسلّی اور تشفی دی۔ جب آپ کوئی چیز تقسیم فرماتے تو سب سے پہلے حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کو حصّہ بھیجتے۔ دیکھا بیٹی ایسے وفادار تھے ہمارے نبیؐ۔ حضورؐ کا گھر بہشت کا نمونہ تھا۔ نہ کسی سے لڑائی نہ جھگڑا۔ سب سے خوش خوش ملتے اور خوشی خوشی باتیں کرتے۔ تم اپنے پڑوس میں ہی دیکھو دن رات کس قدر لڑائی جھگڑا ہوتی رہتی ہے۔ کبھی میاں اور بیوی لڑ رہے ہیں۔ کبھی بچے آپس میں گتھم گتھا ہو رہے ہیں۔ کبھی لڑکیاں پٹ رہی ہیں اور کبھی لڑکے غرضیکہ دن رات لڑائی کا میدان گرم رہتا ہے۔ سارے محلہ میں ان کی لڑائی کا شور پڑا رہتا ہے۔ بھلا کوئی گھر ہے یہ کوئی زندگی ہے؟ حضرت محمد رسول کا گھر سکون کا گھر تھا۔ امن کا گھر تھا۔ محبت اور شفقت کا گھر تھا۔ گھر کیا تھا بہشت کا نمونہ تھا۔ اور میں تم سے کہتی ہوں کہ اگر اپنے گھر کو بہشت کا نمونہ بنانا چاہتی ہو تو محمد رسول اللہ کے نقشِ قدم پر چلو اور

صنعتی ترقی ہمارے ملک کی قوت اور اقتصادی استحکام کی علامت ہے سبکو اس اعلیٰ مقصد کے حصول کیلئے کوشاں رہنا چاہیے
پاکستانی صنعت
کی سرپرستی ہمارا پہلا فرض ہے
کالونی ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل آباد
حتی المقدور اس بلند مقصد کی طرف مصروف جہد ہے ہماری ملوں میں ۷۵،۰۰۰ تکلے اور ۱۵۲۰ کھڈیوں
سے علی الترتیب ۲۰،۰۰۰ پونڈ سوت اور ۳،۵۰،۰۰۰ گز کپڑا سالانہ تیار ہوتا ہے ہم اعلان کرتے ہیں
کہ ہم اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک ہمارا ملک کپڑے کی ضرورت میں خودکفیل نہیں ہوجاتا۔
استدعا ہے کہ اس رفیع الشان مقصد کے لئے آپ بھی ہمارا ہاتھ بٹائیں۔
کالونی ٹیکسٹائل ملز اسمٰعیل آباد
ہفت روزہ پیغامِ صلح
سالانہ چندہ پاکستان سے چھ روپے، ہندوستان سے چھ روپے (ہندوستانی سکہ)
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کلکتہ شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ۸ محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ حیدرآباد دکن (انڈیا)
تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

جلد ۴۵ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۲۳ رجب ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۴ جنوری ۱۹۵۸ء | نمبر ۲

"میرے نزدیک ذات کوئی سند نہیں
حقیقی مکرمت اور عظمت کا باعث فقط تقویٰ ہے"
"مَیں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں"
حضرت مسیح موعود کے ارشادات

ہماری جماعت یہ غم کُل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائیں، کہ ان میں تقویٰ ہے یا نہیں۔ اہلِ تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کرے، یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے، بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لئے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے، عُجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے۔ اور ایسا ہی کبھی خود غضب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے۔ کیونکہ غضب اُس وقت ہو گا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔ مَیں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں۔ یا ایک دوسرے پر تکبّر کریں۔ یا نظرِ استخفاف سے دیکھیں۔ خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے، یا چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک ۔۔۔۔ قسم کی تحقیر ہے۔ جس کے اندر حقارت ہے، ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے۔ اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جاوے۔ بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں۔ لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سُنے۔ اس کی دلجوئی کرے۔ اس کی بات کی عزّت کرے۔ کوئی چڑ کی بات منہ پر نہ لاوے۔ کہ جس سے دُکھ پہنچے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (س ۲۶) تم ایک دوسرے کے چڑ کے نام نہ ڈالو۔ یہ فعل فسّاق و فجّار کا ہے۔ جو شخص کسی کو چڑاتا ہے۔ وہ نہ مرے گا۔ جب تک وہ خود اسی میں مبتلا نہ ہو گا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔ جب ایک ہی چشمہ سے کل پانی پیتے ہو۔ تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔ مکرّم و معظّم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالےٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ (س ۲۶) یہ جو مختلف ذاتیں ہیں۔ یہ کوئی وجہ شرافت نہیں۔ خدا تعالےٰ نے محض عرف کے لئے یہ ذاتیں بنائیں۔ اور آج کل تو صرف بعد چار پُشتوں کے حقیقی پتہ لگانا ہی مشکل ہے۔ متقی کی شان نہیں، کہ ذاتوں کے جھگڑے میں پڑے۔ جب اللہ تعالےٰ نے فیصلہ کر دیا کہ میرے نزدیک ذات کوئی سند نہیں۔ حقیقی مکرمت اور عظمت کا باعث فقط تقویٰ ہے۔ خدا کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ متقی وہ ہوتے ہیں جو حلیمی اور مسکینی سے چلتے ہیں۔ وہ مغرورانہ گفت گو نہیں کرتے۔ اُن کی گفت گو ایسی ہوتی ہے جیسے چھوٹا بڑے سے گفت گو کرے۔ ہم کو ہر حال میں وہ کرنا چاہیئے جس سے ہماری فلاح ہو۔ اللہ تعالےٰ کسی کا اجارہ دار نہیں۔ وہ خالص تقویٰ کو چاہتا ہے، جو تقویٰ کرے گا۔ وہ مقامِ اعلےٰ کو پہنچے گا۔

ہمارا مذہب
(از حضرت مسیح موعود)

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام

آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست

یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدّامِ ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب
(مسیح موعود)

جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی مختصر روئداد

بسلسلہ اشاعت گذشتہ

اجلاس دوم ۲۶ر دسمبر ۱۹۵۸ء

پونے تین بجے دوسرا اجلاس زیر صدارت
ج شیخ میاں محمد صاحب شروع ہوا، جس میں سب سے
جناب ڈاکٹر محمد دین صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت
اور پروفیسر غلام محمد خادم صاحب نے حضرت مسیح
د کا نعتیہ کلام سنایا۔

انگریز نو مسلمہ کی تقریر

اس کے بعد ایک انگریز نو مسلمہ مسز ٹوڈ نے جو حال
ں انگلستان سے مولانا عبدالمجید صاحب کے ساتھ
یف لائی ہیں۔ انگریزی زبان میں تقریر کی، آپ نے پہلے
ۃ فاتحہ کی تلاوت کی، اور ووکنگ مسلم مشن کی مختصر تاریخ
ن کرتے ہوئے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب اور حضرت
نا صدرالدین صاحب کی تبلیغی مساعی کا ذکر کیا اور بتایا
ن لوگوں نے انگلستان میں اسلام کی آواز پہنچانے
بہت محنت اور جد و جہد سے کام لیا اور جنگ کے
نہ میں مولانا صدرالدین صاحب نے مسلمانوں کی بڑی
بت کی اور قرآن کریم کی طباعت میں بڑی محنت
ائی۔ اسی ضمن میں اس خاتون نے اپنے خاندان کی قبول
سلام کی کہانی بیان کی، اور بتایا، کہ میرے باپ کو
ب اسلام کا پتہ لگا اور انہوں نے مسجد میں آکر اسلام
پیغام سنا تو اسے قبول کرنے کے بعد مسجد کی آرائش
ر رنگ و روغن وغیرہ کا کام کیا، اسی سلسلہ میں انھوں نے
لامی ممالک کے دورہ کا ذکر کرتے ہوئے جو مولانا
لمجید صاحب کے ساتھ وہ کرتی ہوئی آئی ہیں، بتایا
سلامک ریویو کو تمام اسلامی ممالک میں نہایت پسندیدہ
نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے دوران سفر میں مجھ
سوال کیا کہ اسلام چار بیویوں کی اجازت دیتا ہے، میں
نے کہا کہ ہاں اجازت دیتا ہے اور وہ بھی خاص حالات
میں ہے۔

مولانا عبدالمجید صاحب۔ انگلستان میں اسلام

مسز ٹوڈ کے بعد مولانا عبدالمجید صاحب ایڈیٹر اسلامک
ریویو نے انگریزی میں تقریر کی جس میں بتایا کہ انگلستان
میں اسلام نہایت مظلوم حالت میں رہا ہے اور پادریوں
نے اس کی نہایت بُری تصویر دنیا کے سامنے پیش
کی ہے، جس کا ازالہ ووکنگ مسلم مشن اور اسلامک ریویو
نے کیا ہے، مولانا نے وعدہ فرمایا کہ وہ اپنی تقریر ایک
مستقل مضمون کی شکل میں قارئین پیغام صلح کے استفادہ
کے لئے عنقریب لکھ کر دیں گے۔

مولانا عبدالمنان صاحب

اس کے بعد مولانا عبدالمنان صاحب، فرزند رشید
حضرت مولانا نورالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ تقریر کے لئے
کھڑے ہوئے، ان سے پہلے ان کے صغرسن
بچے نے ایک برجستہ تقریر کی جس سے معلوم ہوتا ہے
کہ یہ بچہ اچھی ترقی کرے گا۔ اور ایک قابل مبلغ ثابت
ہوگا۔ اس بچہ کا طریق تخاطب اور طرز بیان سامعین
سے خراج تحسین حاصل کرنے کا موجب ہوا، اس بچہ کے
بعد مولانا عبدالمنان صاحب نے حاضرین کو مخاطب کرتے
ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ اسلام کی حفاظت و
اشاعت کے لئے مبعوث کئے گئے اور آپ نے
ایک بہادر سپاہی کی طرح میدان عمل میں نکل کر وہ کام
کیا جو رہتی دنیا تک یادگار رہے گا۔ آپ نے ہر ایک
دشمن دین کو للکارا اور جو مقابلہ میں آیا اسکو پچھاڑ کر رکھ
دیا، امریکہ میں ڈاکٹر ڈوئی اپنے تمام کروفر کے باوجود
آپ کے مقابلہ میں دعوے مسیحیت کرنے اور اسلام
دشمنی کی وجہ سے آپ کی دعا سے ہلاک ہوگیا، انگلستان
میں دعوے خدائی کرنے والے مسٹر پگٹ کو شکست
اور ناکامی ہوئی، اور ہندوستان میں آریہ سماجی پنڈت
لیکھرام اپنی بدزبانی اور آپ کی بد دعا سے ہلاک ہو
گیا۔

آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے
خادمانِ دین کی جماعت بنائی تاکہ اسلام اور قرآن کا
نام بلند ہو، آپ نے گدی قائم کرنے یا ذاتی اقتدار کے
لئے جماعت نہیں بنائی حضرت کی ماموریت کا مرکزی نقطہ
تبلیغ اسلام تھا، جو قرآن کے ذریعہ آپ نے کرنے
کا حکم دیا۔

آپ نے فرمایا کہ قرآن وہ تلوار ہے جو بڑے
سے بڑے سنگدل کو گھائل کر دیتی ہے، حضرت عمر
فاروق رضؓ جو آنحضرت صلعم کو قتل کرنے کے لئے نکلے محض
قرآن کی چند آیات سن کر مسلمان ہو گئے، حضرت عثمان
حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن سن کر مسلمان
ہوئے، اسی طرح بے شمار انسان محض قرآن پڑھ کر
اور سن کر مسلمان ہوگئے اور آج بھی مسلمان ہو رہے ہیں، آپ
نے حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا آپ خدا کے کلام کو
سب چیزوں پر مقدم کریں، اور اسے دنیا میں پہنچائیں،
خدا آپ کو آسمان پر مقدم کرے گا۔

آپ نے اس بات پر خاص طور پر زور دیا کہ
حضرت مسیح موعود نے اسلام کے دفاع میں جو کتابیں لکھی
ہیں ان کی اشاعت کثرت سے ہونی چاہیئے، آپ
نے بتایا کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ میری کتابیں تجارتی
اصول پر نہ چھاپی جائیں، بلکہ مخلوق خدا کو ان سے فائدہ
پہنچانا مدنظر ہو لیکن افسوس ہے کہ دونوں جماعتوں
(جماعت ربوہ اور جماعت احمدیہ لاہور) کا بجٹ تجارتی
اصولوں پر تیار کیا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ فتح اسلام
میں حضرت نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ کوئی خدا
کا بندہ کھڑا ہو جائے جو میری کتابوں کی اشاعت کا بار
اٹھا لے، آپ نے بتایا کہ حضرت کی کتابوں کا پورا
سیٹ چھپوانے پر ڈیڑھ لاکھ روپیہ صرف ہوگا۔ اس
کی طرف توجہ کرنی چاہیئے، اور پورا سیٹ چھپوا کر اس
کی مفت اشاعت کا بندوبست کرنا چاہیئے۔

اس کے ساتھ ہی آپ نے اس بات پر بھی زور
دیا کہ جس طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶ھ
میں اپنے ارد گرد کے بادشاہوں کو تبلیغی خطوط لکھے اور
حضرت مسیح موعودؑ نے بھی ملکہ وکٹوریہ کو تحفہ قیصریہ کے
ذریعہ تبلیغ کی، جماعت کو بھی چاہیئے کہ مختلف مملکتوں کے
سربراہوں کو تبلیغ کریں۔ حضرت مسیح موعود کا مشن عیسائیوں
کی طرف تھا، اسی لئے ان کا نام مسیح موعود رکھا گیا، ہمیں
بھی عیسائی مملکتوں کو بالخصوص زیر تبلیغ لانا چاہیئے۔

مولانا عبدالمنان کی اس تقریر کے بعد جلسہ کل پر ملتوی
ہوگیا۔

تیسرا دن ۲۷ر دسمبر ۱۹۵۸ء

تیسرے دن ایک ہی اجلاس تھا بارش کی وجہ سے
جلسہ مسجد کے اندرونی حصہ میں زیر صدارت میاں غلام حیدر
صاحب ریٹائرڈ ڈی آئی جی پولیس منعقد ہوا۔

پروفیسر غلام محمد صاحب

سب سے پہلے پروفیسر غلام محمد صاحب خادم
نے قرآن کریم کی چند آیات تلاوت کیں اور حضرت
مسیح موعود کی نظم "جمال و حسن قرآن نور جان ہر مسلماں ہے"
ترنم سے پڑھی۔ اور پھر اپنی تقریر بعنوان:-
"عصر حاضر میں تحریک احمدیت روحانی سائنس
کی حیثیت رکھتی ہے"
شروع کی، آپ نے بتایا کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں
کہ اسلام ایک روحانی سائنس ہے اور میں اس زمانہ میں
روحانی سائنس کا علمبردار ہوں، اس روحانی سائنس کا
دار و مدار قرآن کریم پر ہے جو روحانیت کی بے نظیر
کتاب ہے۔ اس نظریہ کے ثبوت میں آپ نے
حضرت کے اس دعوے کو پیش کیا کہ ہمارا خدا زندہ خدا
ہے جو ہماری دعاؤں کو سنتا اور جواب دیتا ہے اور
آئندہ واقعات کی اطلاع دیتا ہے، اس کے ثبوت میں
انہوں نے بعض واقعات بیان کئے جن میں حضرت
کی دعاؤں سے ایسے بیمار اچھے ہوگئے جن کو لاعلاج
قرار دے دیا گیا تھا۔

پروفیسر صاحب کا یہ لیکچر اپنی نوعیت کے لحاظ
سے اس قابل ہے کہ من و عن شائع کیا جائے، اور
انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ اسے خود قلمبند کر کے قارئین
پیغام صلح کے استفادہ کے لئے بھیجدیں گے۔

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

اس کے بعد ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کھڑے ہوئے
ان کے لیکچر کا عنوان تھا: "انقلابات" آپ نے قرآن کریم

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۳)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— (لاہور) ——— مؤرخہ ۱۴ جنوری ۱۹۵۹ء

بچوں کی تربیت

بچوں کی تربیت بظاہر ایک فرسودہ موضوع ہے جس پر اس کثرت سے مضامین لکھے جا چکے ہیں کہ اگر انہیں مرتب کیا جائے تو ان سے کئی جلدیں تیار کی جا سکتی ہیں لیکن اس کے باوجود یہ موضوع اس قدر اہم ہے کہ مسلمان والدین کو اس کی طرف خاص توجہ دلانے کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کیونکہ ایسے والدین کی غفلت سمجھئے یا بے پروائی لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بہت کم والدین اس معاملے میں اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہیں۔ عام مسلمان تو کہیں رہے متمول گھرانوں میں بھی بچوں کی تعلیم کا تو خیال رکھا جاتا ہے مگر ان کی اس تربیت پر کوئی توجہ نہیں کی جاتی جس پر ان کی سیرت و کردار کے اعلیٰ معیار کا انحصار ہے۔ قومی تعمیر اور اسلامی سیرت و کردار کے زاویہ نگاہ سے یہ امر ایک قابل غور سوال ہے کہ والدین عام طور پر کیوں اپنے بچوں کی تربیت سے غافل رہتے ہیں۔

اس غفلت کی سوائے اس کے اور کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ خود والدین تربیت کے مفہوم اور اس کی غیر معمولی نوعیت سے آگاہ نہیں ہیں۔ جب والدین اپنے بچے کو پانچ یا چھ سال کی عمر میں تعلیم کی غرض سے مدرسے میں داخل کراتے ہیں تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ استاد کی محنت سے ان کا بچہ تعلیم کی منزلیں بتدریج طے کرتا جائے گا۔ جب بچہ پہلی سے دوسری جماعت میں چڑھتا ہے اور ہر سال اسی طرح ترقی کرتا جاتا ہے تو والدین کو قدرتی طور پر اپنے ہونہار بچے کی اس کامیابی سے خوشی محسوس ہوتی ہے۔ لیکن انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ تعلیم کے اس طریق کا اس تربیت سے کوئی تعلق نہیں جو اس کی سیرت و کردار کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لئے نہایت ضروری ہے مثلاً جب بچہ اپنے سبق میں یہ پڑھتا ہے کہ اسے کسی صورت میں جھوٹ نہیں بولنا چاہیئے اور اگر اس سے کوئی قصور ہو جائے تو وہ استاد یا ماں باپ سے صاف صاف کہہ دے کہ مجھ سے یہ قصور ہو گیا لیکن ایسا سبق پڑھنے کے باوجود بچے محض اس لئے جھوٹ بولنا شروع کر دیتے ہیں کہ وہ استاد یا ماں باپ کی ڈانٹ ڈپٹ سے بچے رہیں۔ انہیں جب یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ جھوٹ بولنے سے ڈانٹ ڈپٹ کا خطرہ ٹل جاتا ہے تو وہ اپنے اس فعل کو برا نہیں بلکہ اچھا سمجھتے ہیں۔

سیرت و کردار کے اعلیٰ معیار کے زاویہ نگاہ سے بچے نے جو کچھ پڑھا وہ سب کچھ رائیگاں گیا تعلیم کا اصلی مقصد یہی ہے کہ سیرت و کردار کے اعتبار سے بچہ سربلند نظر آئے لیکن اس نے علم پڑھ کر بھی عمل سے کوئی سروکار نہ رکھا اور یہی کام کیا جو علم کے مقصد کے خلاف ہے۔ جھوٹ کی طرح اور بہت سی بری عادتیں ہیں جن سے بچے کی سیرت و کردار پر برا اثر پڑتا ہے۔ غصہ، تکبر، لالچ، خود غرضی، بے رحمی، فضول خرچی اور اسی نوعیت کے عیوب سے اگر بچے کی سیرت محفوظ نہ رکھی جائے تو علم کی دستار فضیلت باندھنے کے باوجود ایسے نوجوانوں کا وجود ملک و ملت کے لئے باعث فخر ثابت نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس امر کا قوی امکان ہے کہ مذکورہ بالا عیوب کے حامل ہونے کے باعث اس کی زندگی سے لازمی اور یقینی طور پر ملکی اور ملی مفاد کو نقصان پہنچے گا۔ لیکن اگر تعلیم کے ساتھ تربیت کا خاص طور پر خیال رکھا جائے یعنی روزمرہ کی زندگی میں علم کو عمل میں منتقل کرنے کا اصول اسلام کے ضابطہ حیات (قرآنی احکام) کے مطابق ملحوظ رکھا جائے تو اس کے نتائج ملک و ملت کے لئے مبارک ثابت ہوں گے۔

ان حقائق کے پیش نظر سیرت و کردار کی تعمیر کی ذمہ داری والدین اور استاد دونوں پر عائد ہوتی ہے۔ اگر والدین کو یہ دلی آرزو ہے کہ ان کا بچہ علم و عمل کے اعتبار سے ممتاز نظر آئے تو سیرت و کردار اور عادات و اطوار کے اعتبار سے ان کی اپنی زندگی بھی بچے کے لئے قابل تقلید نمونہ ہونی چاہیئے۔ اگر وہ اپنے دنیاوی فائدہ کی خاطر خود جھوٹ بولنے یا فریق ثانی کو فریب دینے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تو وہ بچے سے حق گوئی اور انصاف پسندی کی کیسے توقع رکھ سکتے ہیں۔ جب گھر میں یہ حالت ہو اور مدرسے میں بھی استاد کی ذمہ داری صرف سبق پڑھانے تک محدود ہو تو بچے کی سیرت و کردار کا معیار کیسے بلند ہو سکتا ہے۔

دنیا کے کامل انسان اور معلم اعظم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رفقاء یعنی صحابہ کرامؓ سراپا عمل تھے اور وہ رحمۃ اللعالمینؐ کے نقش قدم پر چلنا اور اس راہ میں شدید سے شدید مصیبت برداشت کرنا اپنی سعادت سمجھتے تھے اسی لئے وہ قلیل التعداد ہونے کے باوجود اپنے کثیر التعداد دشمنوں پر غالب رہتے تھے۔ خدا کے فرشتے ان کے مددگار رہتے۔ یہ خدا کی ذات پر کامل بھروسے اور ان کی بے پناہ قوت عمل کا نتیجہ تھا کہ خداوند کریم نے عرب کے گلہ بانوں کو خلافت ارضی عطا فرمائی اور وہ ایک حیرت انگیز قلیل عرصے کے اندر تمام دنیا پر چھا گئے۔ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی یہ انقلاب آفریں کامیابی رسول کریمؐ کی تعلیم و تربیت کا نتیجہ تھی۔ اسی تعلیم و تربیت کی بدولت ان کے دلوں میں خدا کا خوف جاگزیں تھا۔ پاکستان کی اسلامی حکومت کے مدارس میں تعلیم تو دی جاتی ہے اور اس تعلیم پر ہر سال کروڑوں روپے صرف ہوتے ہیں لیکن ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ اس تعلیم کے ساتھ اس .... تربیت کا نام و نشان تک نہیں پایا جاتا جو انہیں رفعت و عظمت کے اعلیٰ مقام تک پہنچا سکتی ہے۔ اس مقصد عظیم کی تکمیل صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ سرکاری اور غیر سرکاری مدارس میں مذہبی تعلیم اس قدر لازمی قرار دی جائے کہ اگر طالب علم مذہبی مضمون میں فیل ہو جائے تو وہ سارے مضامین میں فیل سمجھا جائے۔ اس کے علاوہ والدین اور استاد دونوں سیرت کی تعمیر کے پیش نظر رحمۃ اللعالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اسوۂ حسنہ کو اپنا دستور العمل قرار دیتے ہوئے اپنی زندگی کو طلبہ کے لئے نمونہ بنائیں۔ صرف یہی ایک ایسا طریق کار ہے جس کی بدولت ہمارے بچے اخلاقی اور روحانی پہلو سے ایک کامیاب زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ یہ ایک گھٹیا ذہنیت ہے کہ بچوں کو صرف اس غرض سے تعلیم دلائی جائے کہ انہیں شکم پری کے خیال سے نوکری مل جائے۔ بلکہ تعلیم صرف اس مقصد سے دی جانی چاہیئے کہ بچے کو پاکستان کا ایک معزز شہری اور ایک نیک اور مجاہد مسلمان بنایا جائے۔ (مرتضیٰ خان)

زکوٰۃ کی اہمیت

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے اگرچہ اسلام نے کوئی خاص تاریخ مقرر نہیں کی، جب کسی شخص کے جمع شدہ مال کو ایک سال کا عرصہ گذر جائے اس پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے، تاہم عام طور پر لوگ رجب یا رمضان کے مہینہ میں زکوٰۃ دینا ضروری سمجھتے ہیں، اسی خیال کے پیش نظر عام اسلامی انجمنوں اور اداروں کی طرف سے ماہ رجب میں ہی زکوٰۃ کی اپیلیں شائع ہوتی ہیں۔ افسوس ہے کہ اس بارہ میں کوئی باقاعدہ نظام نہ ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ کا روپیہ علی العموم ضائع چلا جاتا ہے، حالانکہ اگر ایک بیت المال ہو جس میں تمام زکوٰۃ جمع ہوتی رہے اور اسلامی احکام کے مطابق اسے ان مصارف پر خرچ کیا جائے جو قرآن کریم نے زکوٰۃ کے لئے مقرر کئے ہیں تو اس سے بہت سے فوائد حاصل ہو سکتے ہیں، وہ فقراء اور مساکین جو زکوٰۃ کے ایک ایک روپیہ کے لئے در در کی ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں، زکوٰۃ کے بیت المال میں آنے پر ان کے وظیفے مقرر ہو سکتے ہیں اور ان کی تمام ضروریات زندگی پوری کی جا سکتی ہیں یہی قرون اولیٰ کا دستور تھا، اور اسی دستور کے مطابق احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے بیت المال سے فقراء و مساکین کی امداد، قرضہ داروں کی رستگاری، اور اشاعت اسلام وغیرہ کے کاموں کو زکوٰۃ وغیرہ کے روپیہ سے سرانجام دیا جاتا ہے۔ یہ سب کام چونکہ ایک نظام کے ماتحت ہوتے ہیں اس لئے نہ امداد لینے والوں کو وہ رسوائی اٹھانی پڑتی ہے جو در در بھیک مانگنے سے ہوتی ہے اور نہ زکوٰۃ دینے والوں کو فقراء و مساکین سے نمٹنے کی مصیبت اٹھانی پڑتی ہے، اس لئے وہ

(باقی بر صفحہ ۲ کالم ۳ کے نیچے)

اخبار و افکار

ہمارا کلچر

مشرقی پاکستان میں بلبل چودھری کے نام سے ایک صاحب گذرے ہیں، جو رقص، موسیقی اور ناٹک کے ایک خاص طرز کے بانی تھے۔ اُن کے یوم ولادت کی تقریب چند دن ہوئے جنرل امراؤ خاں کے زیر صدارت منعقد ہوئی۔ اپنی تقریر میں جنرل ممدوح نے اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی کہ:-

"ہمارا کلچر کوئی نئی چیز نہیں ہے اسے چودہ سو برس پیشتر محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں لائے تھے اور چین سے لیکر سپین تک اس کا استقبال کیا گیا۔"

سلسلہ تقریر میں جنرل موصوف نے یہ بھی فرمایا کہ:-

"محمد بن قاسم اور بختیار خلجی اس کلچر کو مغربی پاکستان لائے اور بابا شاہ جلال کے ذریعہ یہ مشرقی پاکستان پہنچا"

آپ نے فنکاروں کو نصیحت فرمائی کہ

"وہ اپنے کلچر کو فروغ دیں اور ایسا کرتے ہوئے اس کلچر کو نظر سے اوجھل نہ ہونے دیں جو چودہ صدی پیشتر دنیا کے سامنے پیش کیا گیا تھا"

جنرل امراؤ خاں کے ارشادات یہاں تک تو بالکل صحیح تھے، ... ہم سمجھتے ہیں کہ انہوں نے نہایت لطیف پیرایہ میں اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی کہ ہمارا کلچر وہ نہیں جو بلبل چودھری یا اس قسم کے دوسرے رقص وسرود سے تعلق رکھنے والے اشخاص اور اداروں سے منسوب ہے، بلکہ ہمارا کلچر وہ ہے جو آج سے چودہ سو برس پیشتر محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں لائے تھے، اور جس کو محمد بن قاسم اور بختیار خلجی مغربی پاکستان میں اور بابا شاہ جلال مشرقی پاکستان میں لے گئے۔ جنرل امراؤ خاں خوب جانتے ہیں کہ اس کلچر میں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے۔ بلبل چودھری کے کلچر کا کوئی شائبہ تک نہیں پایا جاتا، نہ ہی بختیار خلجی اور محمد بن قاسم یا بابا شاہ جلال نے کوئی ایسا کلچر مغربی یا مشرقی پاکستان کو دیا جو رقص وسرود سے تعلق رکھتا تھا۔ اسی لئے جنرل ممدوح نے بلبل چودھری کے کلچر کو فروغ دینے کی بجائے فنکاروں کو یہ نصیحت کی وہ چودہ صدی پیشتر کے کلچر کو نظر سے اوجھل نہ ہونے دیں۔

لیکن اس کے ساتھ ہی یہ خبر بھی بتایا گیا ہے کہ جنرل ممدوح نے اپنی سرکاری حیثیت میں یہ یقین بھی دلایا کہ انکی انتظامیہ بلبل اکیڈمی کو بلبل چودھری کے مشن کی تکمیل کے لئے ہر ممکن امداد دینے کے لئے تیار ہے۔

کون کہہ سکتا ہے کہ بلبل چودھری کے مشن کو محمد رسول اللہ صلعم کے چودہ سو برس پیشتر کے لائے ہوئے کلچر سے دور کا بھی تعلق ہے۔ ایسی حالت میں اس مشن کی تکمیل کے لئے حکومت کی امداد کیا معنے رکھتی ہے۔ اسے سمجھنا کم ازکم ایک ٹھیٹھ مسلمان کی عقل سے بالا ہے۔

اسلامی رنگ کی جمہوریت

وزیر قانون مسٹر محمد ابراہیم نے کراچی میں اردو کالج کی اسوسائٹی کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا:-

"اگر ایسی جمہوریت کا وجود ممکن ہے جس پر مسیحی نقطۂ نظر غالب ہو تو پھر اسلامی رنگ کی جمہوریت کا وجود کیوں ناممکن ہے"

وزیر قانون نے فی الحقیقت نہایت پتہ کی بات کی ہے۔ آج جس جمہوریت کو دنیا میں فروغ حاصل ہے، وہ مسیحی نقطۂ نظر کی پیدا کردہ ہے۔ اور اس کی وجہ سے دنیا میں جو بد اثرات اور خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں وہ اخلاقی اعتبار سے دنیا کو تباہی کی طرف لے جا رہی ہیں، اگر ایسی جمہوریت کا وجود ممکن ہے تو اسلامی رنگ کی جمہوریت کا قیام کیوں ممکن نہیں جس کے وجود سے دنیا نے اخلاق کا وہ بلند ترین مقام حاصل کیا جسکو یورپین مؤرخین آج بھی تاریخ کا سنہری باب قرار دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ موجودہ جمہوریت انسانیت کو جس غار کی طرف لے جا رہی ہے، وہ یقیناً تباہی و بربادی کی غار ہے، اور اگر سلامتی اور امن کی زندگی دنیا کو مطلوب ہے تو اسے آخرکار اسلامی جمہوریت کو اپنانا ہوگا۔

وزیر قانون کے ان الفاظ سے اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ ہمارے انقلابی رہنما پاکستان میں جس جمہوریت کو لانے کی فکر میں ہیں وہ اسلامی رنگ کی جمہوریت ہوگی۔ اس پر جس قدر مسرت و اطمینان کا اظہار کیا جائے کم ہے۔ ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں ایسی جمہوریت قائم کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے، جو ملائی رنگ کی جمہوریت نہ ہو، بلکہ چودہ سو سال پہلے کی ٹھیٹھ اسلامی جمہوریت کا رنگ اس میں پایا جائے۔

جلّاد کے تاثرات

مغربی پاکستان میں جرائم کی کثرت اور پھانسی پانے والے مجرموں کے کردار کے متعلق تا ایک خاندانی جلّاد کے تاثرات معاصر کوہستان نے شائع کئے ہیں، یہ شخص.... مجرموں کو تختہ دار پر لٹکانے کے کام پر متعین ہے، اور، یہ تین ہزار سے زاید افراد کے روح اور جسم کے رشتہ کو منقطع کر چکا ہے، اس کا بیان ہے کہ آج کے تمام تر مہلک جرائم کے اسباب میں زیادہ حصہ گالی گلوچ کا ہے، جن قاتلوں کو اس نے موت کے گھاٹ اتارا ان میں سے بعض نے مشتعل ہو کر اپنے بھائیوں کو قتل کیا، بعض نے جگری دوست کو تہ تیغ کیا بعض ازلی دشمن آپس میں لڑ مرے، ان تمام جرائم کی تہ لگائی گئی تو یہ راز بے نقاب ہوا کہ اُن میں سے ایک نے دوسرے کو گالی دی تھی جس کا نتیجہ خون خرابے کی صورت میں ظاہر ہوا۔

یہی نتیجہ اقوام متحدہ کی ایک سب کمیٹی کے ارکان کی تحقیقات سے برآمد ہوا جو کثرت جرائم کے اصل وجوہ دریافت کرنے کے لئے پاکستان آئے تھے۔ وہ متفقہ طور پر اسی رائے پر پہنچے کہ اگر پاکستان کے عوام کسی طرح باہمی گفتگو میں تحمل اور بردباری اختیار کرلیں کہ وہ کسی بھی حالت میں، .... کسی کو گالی نہیں دیں گے تو نصف سے زائد جرائم فوری طور پر ختم ہو سکتے ہیں۔

لیکن جس ملک میں گالی دینا ایک بچے کی ابتدائی تربیت میں داخل ہو اور بچوں کو گالیاں سکھانا موجب فخر سمجھا جاتا ہو اور اس کی توتلی زبان میں گالیاں سُننا خوشی ومسرت اور تفریح کا موجب ہو، وہاں یہ امید رکھنا کہ گالی دینا کبھی ختم بھی ہو سکتا ہے لاحاصل ہے، افسوس ہے کہ ہمارا معاشرہ اس قدر خراب ہو چکا ہے کہ گھروں اور بازاروں میں چھوٹے چھوٹے بچے اس قدر فحش گالیاں دیتے ہوئے سُنے جاتے ہیں کہ شرم وحیا ندامت سے پانی پانی ہو جاتی ہے۔ اور اگر کسی بچے کو اس سے منع کیا جائے تو نہ صرف اس کی زبان سے ہی وہ چار گالیاں منع کرنیوالے کو سُننی پڑتی ہیں، بلکہ اس کے لواحقین بھی برافروختہ ہو کر درپۓ آزار ہو جاتے ہیں، اس معاشرہ کو بدلنا اور دشنام دہی کے سلسلہ سے پاکستان کو پاک کرنا ایک بہت بڑا جہاد ہوگا، کاش حکومت اس بارہ میں کوئی قانون نافذ کرکے ملک کو اس لعنت سے آزاد کرانے کا بندوبست کرے؟

زکوٰۃ کا مہینہ

(بسلسلہ صفحہ ۳)

دوست جن کو اللہ تعالےٰ نے مال وافر سے حصہ دیا ہے، اور ماہ رجب میں زکوٰۃ نکالنا اس کا دستور ہے انہیں چاہیئے کہ اپنے اموال کا حساب کر کے مقررہ شرح کے مطابق زکوٰۃ نکال کر انجمن کے بیت المال میں بھیجدیں۔ اس بارہ میں تساہل سے کام لینا یا حساب کئے بغیر یونہی ظنی حساب کچھ روپیہ بطور زکوٰۃ نکال دینا جائز نہیں ہے، یہ حکومت کا مقرر کردہ انکم ٹیکس نہیں کہ اس خیال سے اس میں گڑبڑ کرلی جائے کہ کوئی دیکھنے والا نہیں (اگرچہ وہ بھی جائز نہیں اور آج ان گڑبڑ کرنے والوں کو بھی صحیح حسابات پیش کرنے پر مجبور ہونا پڑا ہے) زکوٰۃ کا نظام اللہ تعالےٰ کا قائم کیا ہوا ہے۔ قرآن کریم میں ہر جگہ اقیموا الصلوٰۃ کے ساتھ واتوا الزکوٰۃ کا حکم ہے اور وہ احکم الحاکمین جس نے یہ حکم دیا ہے، ہماری جمع کردہ پائی پائی کا حساب جانتا ہے اس سے نہ کچھ چھپایا جا سکتا ہے اور نہ کوئی گڑبڑ کی جا سکتی ہے، اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا ہے یمحق اللہ الربوٰ ویربی الصدقات۔ اور دنیا کے علاوہ آخرت کا توشہ بھی اس سے بنتا ہے۔ پس ادائگی زکوٰۃ کو اسلام کا سب سے بڑا حکم سمجھتے ہوئے اپنی زکوٰۃ صحیح طریق سے نکالیں اور اپنی انجمن کے بیت المال میں داخل کریں۔

موجودہ علمی انکشافات معرفت الٰہی کا موجب ہیں

سائنس کا سرچشمہ خدا ہے جس کی طرف قرآن میں رہنمائی کی گئی ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۹ جنوری ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

امن خلق السمٰوات والارض و انزل من السماء ماء فانبتنا به حدائق ذات بهجة ما كان لكم ان تنبتوا شجرها ءاله مع الله بل هم قوم يعدلون۔
(النمل آیات ۶۰-۶۱)

کائنات کی پیدائش خدا کے سوائے کسی سے ممکن نہیں

امن خلق السمٰوات والارض۔ کوئی ہمیں بتلا دے کہ آسمان کے ستاروں اور سیاروں کو کس نے پیدا کیا، کوئی ہمیں بتلا دے کہ آسمان کی فضاؤں کو کس نے پیدا کیا۔ اور کوئی ہمیں بتادے کہ زمین کو معہ اس کی قوتوں کے کس نے پیدا کیا، وانزل من السماء ماءً پھر کس نے آسمان سے پانی اُتارا فانبتنا به حدائق ذات بهجة اور یہ نباتات اور پھل پھول اور باغات اور لکڑی وغیرہ جو اس پانی کی مدد سے پیدا کی، یہ سارا انتظام تمہارے خاطر ہم نے کیا ہے۔ اس سارے نظارہ پہ غور کرو ما كان لكم ان تنبتوا شجرها تمہارے لئے ممکن نہ تھا کہ زمین کے درختوں کو پیدا کر سکتے۔ پہلے تو سوال کیا تھا کہ کس نے زمین اور آسمان اور باغات وغیرہ کو پیدا کیا، یہ خدا تعالےٰ کی قدرت اور عظمت کی طرف توجہ دلانے کے لئے تھا۔ پھر بتایا کہ ان کا پیدا کرنا تمہارے لئے ممکن نہ تھا، تمہارے مویشی نباتات کے محتاج ہیں، تم خود نباتات اور باغات کے محتاج ہو، تم میں سے کوئی سائنسدان ایسا نہیں جو ان ضروریات کو از خود پیدا کر سکے، تم بیج ڈالتے ہو، بعض وقت وہ پھل نہیں لاتا، بعض وقت مخالف ہوائیں اور سیلاب ہری بھری فصلوں کو تباہ کر دیتے ہیں۔ پھر غور کیجئے بیج پیدا کرنے والا کون ہے، اور اس کو نشو ونما دینے کے لئے ہوا، پانی کے اثرات، سورج کی گرمی کون پہنچاتا ہے؛ کیا کسی سائنسدان کے اختیار میں ہے کہ ہوا چلا دے یا ضرورت کے وقت پانی آسمان سے اتار دے، یا سورج کی گرمی پہنچا دے۔

پھر فرمایا امن جعل الارض قرارًا وجعل خلالها انهارًا وجعل لها رواسي وجعل بين البحرين حاجزًا زمین کو کس نے قرارگاہ بنایا، کس نے اس کے اندر نہریں چلائیں، کس نے پہاڑ پیدا کئے اور پھر سمندروں کا نظارہ کس کی پیدائش ہے ءاله مع الله۔ کیا خدا کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہو سکتا ہے جو ان چیزوں کے پیدا کرنے میں .... خدا کا شریک ہو۔

مصیبت کے وقت رجوع الی اللہ

پھر انسان کے جذبات کی طرف توجہ دلائی امن يجيب المضطر اذا دعاه ويكشف السوء جب انسان پر مصیبت آتی ہے، اس کی بیوی بیمار ہوتی ہے، باپ لب مرگ ہوتا ہے، بہن یا بھائی یا کوئی بزرگ مرنے کے قریب نظر آتے ہیں، یا کسی کے عزیز ترین قریبی رشتہ دار کو پھانسی دیئے جانے کا حکم سنایا جاتا ہے، تو اس کے اندر ایک جذبہ رکھا گیا ہے کہ وہ بے اختیار اللہ تعالےٰ کی جناب میں گرتا ہے، مصیبت کے وقت خدا کے سوائے کوئی چارہ کار اسے نظر نہیں آتا، کل میں نے اخبار میں پڑھا ہے کہ روس میں جب انقلاب آیا اور حکمران خاندان کو گولیوں کا نشانہ بنا دیا گیا، تو ملکہ روس جو ڈنمارک کے بادشاہ کی لڑکی تھی، پاگل ہو گئی، وہ وہاں سے بھاگ گئی، اسے یقین تھا کہ میرا لڑکا زندہ ہے اور وہ پھر آئے گا، اس لئے وہ مکان میں چراغ جلائے رکھتی تھی، پس کون ہے جو زندگی کو پیدا کرے۔ کوئی بادشاہ زندگی نہیں دے سکتا کوئی طبیب یا ڈاکٹر کسی کو بچا نہیں سکتا، پیغمبر بھی زندگی نہیں دے سکتا، لیکن ایک جذبہ انسان کے اندر ہے، کہ جب مصیبت آئی وہ مضطرب ہو کر خدا کے آگے گرتا ہے۔ حضرت مولانا نورالدین فرمایا کرتے تھے، کہ ہمارا ایک دوست تھا جو خدا کو نہیں مانتا تھا، یہ بھی خدا کے بندوں کا دل گردہ ہوتا ہے کہ ایک شخص خدا کو نہیں مانتا اور وہ ان کا دوست ہے، وہ ایک دن بیمار ہو گیا، اور حضرت مولانا کو علاج کے لئے بلایا، انہوں نے جا کر نبض دیکھی، پھر دل پر ہاتھ رکھا، پھر پنڈلیوں کی نبض ٹٹولی، وہ حیران ہوا، کہ مولانا تو نبض پر ہاتھ رکھتے ہی بیماری کو بھانپ لیتے ہیں، یہ کیا ہے کہ وہ ہر جگہ ٹٹول رہے ہیں، میری خیر نہیں معلوم ہوتی، اس نے کہا کہ مولوی صاحب کوئی علاج بھی ہے؛ فرمایا ہاں خدا کی جناب میں گر جاؤ، ایسی حالت میں متکبر سے متکبر انسان خواہ مخواہ خدا کی جناب میں گر جاتا ہے اور اس کی فطرت شہادت دیتی ہے کہ خدا ہے، اور وہی زندگی کو پیدا کرنے والا ہے، اور مصائب مشکلات کو دور کرتا ہے۔

کائنات کا مطالعہ معرفت الٰہی کا موجب ہے

پھر فرمایا امن يهديكم في ظلمات البر والبحر۔ تم تجارتیں کرتے ہوئے خشکی اور سمندر میں مال لے جاتے ہو، کس نے پانی کے اندر اتنی طاقت رکھی ہے کہ بڑے بڑے وزنی جہازوں کو اٹھا لیتا ہے اور تم ان کے ذریعہ ایک ملک سے دوسرے ملک تک بڑے بڑے قیمتی مال لے جاتے ہو۔ آج تک تو یہی خیال تھا کہ پانی کے اندر اتنی طاقت ہے آج معلوم ہوا کہ ہوا کے اندر بھی بہت بڑی طاقت ہے کہ وہ بڑے بڑے وزنی ہوائی جہازوں کو اپنے نازک پروں پر اٹھائے پھرتی ہے، اس ہوا کا بنانے والا کون ہے جو انسان اور حیوان کی ضروریات کے ..... پیدا کرنے کے لئے ضروری مقامات پر بارش کا پانی پہنچاتی ہیں۔ انسان جوں جوں اس کائنات کا مطالعہ کرتا ہے خدا تعالےٰ کی زیادہ سے زیادہ معرفت اسے حاصل ہوتی ہے۔

سائنس اور قرآن ایک دوسرے کے مصدق ہیں

ایک طرف یہ کائنات ہے، جو خدا تعالےٰ کی فعلی کتاب ہے، اس میں اس کی قدرت کے فعلی نظارے دکھائی دیتے ہیں اور دوسری طرف قرآن کریم جیسی کتاب اس نے بھیجی ہے، جو اس کی قولی کتاب ہے، اس میں کائنات کے ان نظاروں کو پیش کر کے اس کے بنانے والے کی طرف متوجہ کیا ہے، صرف ایک ہی کتاب دنیا میں ہے جو بتاتی ہے کہ کائنات کا خالق خدا ہے جس نے کائنات کے اندر قوانین جاری کر رکھے ہیں۔ مطالعہ سے ان قوانین کا اور قوتوں کا انکشاف ہوتا ہے جن کو سائنس کہتے ہیں، قرآن شریف بتاتا ہے کہ سائنس اور قرآن ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں۔ آج سائنسدان اس کائنات کو دیکھ کر اور اس کے اجزاء سے فائدہ اٹھا کر ایجادیں کرتے چلے جاتے ہیں، کسی نے کیڑوں مکوڑوں وغیرہ کا مطالعہ کیا، کسی نے انسانی کھوپڑی کا مطالعہ کیا، اور اسی پر کتابوں کی کتابیں لکھ دیں۔

اصل سائنس کا سرچشمہ خدا ہے

یہ تمام انکشافات، ان چیزوں کے مطالعہ سے حاصل ہوئے جو اللہ تعالےٰ نے پیدا کی ہیں۔ وہ فرماتا ہے غیب کا علم تو ہم کو ہے تم جوں جوں مطالعہ کرتے ہو، ہمارے علم کا انکشاف تم پر ہوتا ہے، اور تم کو پتہ لگتا ہے کہ ہم احسن الخالقین ہیں، ہمارے بندے بھی خالق ہیں، یہ ہماری دی ہوئی چیزوں سے کچھ بنا لیتے ہیں؛ فرمایا اصل سائنس کا سرچشمہ خدا ہے، جو آہستہ آہستہ تمہیں علم دیتا ہے۔ بلیبلوں نے لکھا ہے کہ تو لڑکا بخار ہو تو دار چینی اور اجوائن دی جائے۔ ڈاکٹروں نے بھی ایسی ہی چیزوں سے دوائیاں بنائی ہیں، معلوم ہوا کائنات کے اندر ایک تعاون رکھا ہے قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے تم نے ہمارے کیڑوں کو دیکھا کیسی مفید چیزیں پیدا کرتے ہیں، ایک شہد کی مکھی ہی کو دیکھو کتنی مفید چیز پیدا کرتی ہے، شہد سے ہی ڈاکٹروں نے گلوکوس بنایا ہے۔ لیکن دنیا کے تمام سائنسدان اور ڈاکٹر ایک کیڑا پیدا نہیں کر سکتے۔ ایک اور کیڑا ہے جس

کے متعلق فرمایا ہے یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان اس سے موتی پیدا ہوتا ہے۔ موتی میں کیلشیم ہے، جو انسانی زندگی کے لئے ضروری ہے، انڈے کے چھلکے میں بھی کیلشیم ہے۔ لیکن موتی جہاں زیادہ ہوتا ہے وہاں انسانی جسم میں طاقت پیدا کرتا ہے، پھر کچھ مچھلیاں ایسی پیدا کی ہیں، جن کا تیل انسان کے لئے مفید ہے۔ کاڈ لیور آئیل ایک مچھلی کا تیل ہے جس سے انسانی جسم کو بڑا فائدہ پہنچتا ہے۔

روسی راکٹ کس طرح بنا؟

یہ سب کچھ معلوم کرنے کے لئے خدا نے انسان کو عقل دی ہے، جس سے کام لے کر وہ آئے دن نئے نئے انکشافات کرتا رہتا ہے۔ آج روس کو فخر ہے کہ اس نے سپانسنک پہنچنے کے لئے راکٹ چھوڑا ہے، لیکن یہ راکٹ کس طرح بنا؟ اس کائنات کی چیزوں اور اس کے خواص کو معلوم کر کے بنایا گیا ہے، سائنس دانوں نے لکھا ہے کہ اس زمین کے اوپر اتنے میل تک ہوا کا غلاف ہے اور اس کے بعد اس کے گرد ایک ایسا حلقہ ہے جو منور رہتا ہے۔

چھوٹی اور حقیر چیزوں کے خواص

بعض نہایت چھوٹی اور حقیر چیزوں کے اندر ایسے خواص رکھے ہیں کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔ حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم و مغفور فرمایا کرتے تھے کہ تحقیق کی رو سے ہو تو ایک مکھی کا ایک کالی مرچ کو پیس کر اس کی ایک سلائی اس آنکھوں میں ڈالی جائے، جس طرف درد نہیں ہوتی، تو فوراً درد دور ہو جائے گی، کیا اس انکشاف سے خدا کی معرفت بڑھتی نہیں ہے، جس نے مکھی جیسی حقیر چیز کے اندر ایک ایسی خاصیت پیدا کی ہے، کیا کوئی سائنسدان ایسی مکھی پیدا کر سکتا ہے؟

خدا تعالیٰ کے مستور خزانے

سائنسدانوں نے بتایا ہے کہ سورج ہم سے نو کروڑ میل کے فاصلہ پر ہے، اور اس سے بہت بڑے بڑے سورج اس سے بھی زیادہ دور ہیں، جو ہمیں نظر نہیں آتے۔ آج یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سورج کی کرنوں کو اگر قید کر لیا جائے تو اس کی حرارت سے کھانا پکایا جا سکتا ہے، یہ تمام انکشافات خدا تعالیٰ کی طاقت و قدرت کا پتہ دیتے اور اس کی معرفت کو بڑھانے والے ہیں، اسی سورت میں ایک جگہ فرمایا الا یسجدوا للہ الذی یخرج الخبء فی السموات والارض خدا وہ ہے جو مخفی اور مستور خزانوں کے خزانے نکالتا چلا جاتا ہے۔ امام راغب لکھتے ہیں کہ خبء کے ساتھ یخرج کا لفظ لا کر بہت بڑے علم کی طرف راہنمائی کی ہے یخرج الخبء کے معنے ہیں مستور خزانے نکالتا چلا جاتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور آتا ہے جوں جوں انسان غور کرتا ہے اسی زمین سے مخفی خزانے نکلتے چلے آتے ہیں، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو لوگ بھوکے ہی رہتے تھے، آج آپ کا جانشین اسی سرزمین سے کروڑوں کی دولت حاصل کرتا ہے۔ اسی ریتلی زمین سے تیل کے چشمے نکل آئے ہیں، یہ چشمے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی تھے لیکن اس وقت اس تیل کو صرف کرنے کے مواقع نہ تھے۔ آج سیارات و طیارات کو، فوجی گاڑیوں کو اس تیل کی اشد ضرورت ہے۔ جوں جوں علم ترقی کرتا ہے یخرج الخبء خزانے نکلتے چلے آتے ہیں۔ اور یہ زمین پر ہی موقوف نہیں ہے، ان من شیء الا عندنا خزائنه ہر چیز کے اسکے اندر خزانے موجود ہیں وما ننزله الا بقدر معلوم حسب ضرورت ہم ان خزانوں کو ظاہر کرتے رہتے ہیں، عالم الغیب وہ غیب کو جاننے والا ہے۔ وعندہ مفاتح الغیب، غیب کی چابیاں اس کے پاس ہیں، اور دعا سکھائی انک انت علام الغیوب جوں جوں انسان کا علم ترقی کرتا ہے اسکو معرفت حاصل ہو جاتی ہے کہ خدا تعالیٰ ہی غیب کو جاننے والا ہے۔

علم کا غلط استعمال

لیکن علم کا غلط استعمال آخر کار تباہی کا موجب ہوتا ہے، ایک سائنس دان نے لکھا ہے، کوئی تعجب ہے کہ راکٹ کا ایک ٹکڑا روس پر اور ایک امریکہ پر آ گرے اور انہیں تباہ کر کے رکھ دے، انسان کے دماغ میں بدی ہے۔ دونوں ایک دوسرے کو تباہ کرنے کے درپے ہیں اور دونوں ہی منتیں کرتے ہیں کہ تجربے بند کر دو، امن دنیا سے اٹھ گیا ہے، یہ تعلیم کیسی بدی پر مبنی ہے۔

مسلمانوں کے علمی کمالات

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا رب زدنی علما، اس کتاب کو لانے والا دعا کرتا ہے کہ اے خدا میرے علم کو بڑھا، اس کے ماننے والے عالم ہو گئے، قرطبہ یونیورسٹی میں بڑے بڑے عالم پیدا ہوئے، سپین میں بڑی بڑی یونیورسٹیاں مسلمانوں نے بنائیں، اور بڑی بڑی ایجادیں کیں، یہ مسلمان ہے، یہ مسلمان کی کتاب اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے۔ آج بھی فرانس اور جرمنی اور انگلستان کے مصنف لکھتے ہیں اگر مسلمان ہمیں تعلیم نہ دیتے تو یورپ جاہل رہ جاتا۔ قرآن کریم نے ایسی تعلیم دی جس میں مخلوق خدا کی بہبودی ہے، مخلوق خدا کو زیادہ سے زیادہ اس سے نفع پہنچتا ہے آج جو سائنسدان ہیں، ان کے دل اور دماغ میں بدی ہے خدا تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کہ اس نے ایسی کتاب ہمیں دی جس نے علم کو روشنی دی ہے۔ باقی جس قدر کتابیں ہیں ان پر علم کی روشنی پڑی اور وہ فیل ہو گئیں لیکن قرآن روشنی دیتا ہے اور اس کی روشنی سے بڑے بڑے علوم کا انکشاف ہوا اور اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کی معرفت میں ترقی ہوئی، یہ قرآن کی صداقت اور خدا تعالیٰ کی کتاب ہونے پر ایک عملی شہادت ہے۔

جلسہ سالانہ کی مختصر روئیداد

(بسلسلہ صفحہ ۲)

کی آیت واقترب الوعد الحق فاذا ھی شاخصة ابصار الذین کفروا یویلنا قد کنا فی غفلة من ھذا بل کنا ظالمین پڑھ کر یہ بتایا کہ یہ آیات مسیح موعود کے زمانہ سے متعلق ہیں، مسیح موعود کے زمانہ سے بڑے بڑے انقلابات وابستہ ہیں، انہی کا ذکر ان آیات میں کیا گیا ہے۔ ان انقلابات کی پیشگوئیاں حضرت مسیح موعود نے بھی کی ہیں، جو آج ہمارے سامنے پوری ہو رہی ہیں۔ حالانکہ اس زمانہ میں جب وہ پیشگوئیاں کی گئیں چاروں طرف امن ہی امن تھا، کون کہہ سکتا تھا کہ ایسے انقلابات بھی آئیں گے، لیکن ہم خوش قسمت ہیں کہ ان انقلابات کو آج اپنی آنکھوں سے پیدا ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں، یہ انقلاب کئی قسم کے ہیں، علمی انقلابات، ملکی انقلابات، نظام عالم کے انقلابات، اس کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود روحانی انقلاب کا پروگرام لے کر آئے، وہ پروگرام یہ تھا کہ منقول کی ایک جماعت پیدا ہو، اس پروگرام کو ہم نے کہاں تک اپنایا۔ آپ نے بتایا کہ ۱۹۱۴ء میں جب میاں محمود احمد صاحب کے ساتھ اختلاف پیدا ہوا اور لاہور میں الگ جماعت بنائی گئی، اس وقت جو پروگرام بنایا گیا اگرچہ وقتی لحاظ سے ٹھیک تھا، لیکن حضرت مسیح موعود کے اصل مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے اب اس پروگرام کو بدلنا اور جماعت کے لائحہ عمل میں انقلاب پیدا کرنا ضروری ہے۔

آپ نے اس بات پر زور دیا کہ اشاعت علوم دینیہ کا کام جو ہم اب تک کرتے رہے ہیں، وہ اصل کام نہیں، اصل مقصد ایسی جماعت بنانا ہے جو اسلامی تہذیب کی زندہ تصویر ہو، آپ نے اس ضمن میں حضرت مسیح موعود کی کتاب فتح اسلام کی بعض عبارات پڑھ کر سنائیں، اور کھول کھول کر اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ جماعت کو ترقی دینا اور اس میں تقویٰ و طہارت پیدا کرنا ہماری اصل غرض ہے، اور نصیحت کی کہ اپنی جماعت کو صالحین کی جماعت بناؤ۔ ایک صالح نظام قائم کرو، اور اپنے گھروں میں، اپنے بچوں میں اور خود مرکز کے اندر انقلاب پیدا کرو۔

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ

اس کے بعد چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ نے ان الدین عند اللہ الاسلام کے عنوان سے ایک برجستہ اور فاضلانہ تقریر کی انہوں نے حضرت مسیح موعود کے اس دعوے کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ قرآن کریم جو بھی دعوے کرتا ہے اس کے دلائل خود دیتا ہے۔ اس کا کوئی دعوے بغیر دلیل نہیں، ان الدین عند اللہ الاسلام کے ثبوت میں قرآن کریم کی ان تمام آیات سے جن میں اسلام کا لفظ آیا ہے یہ ثابت کیا کہ اسلام کے دین الٰہی ہونے کے ثبوت میں قرآن کریم نے ایسے پختہ دلائل دیئے ہیں کہ کوئی شخص جو غور سے انکا مطالعہ کرے اس کا قائل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اسلام

(باقی برصفحہ ۱۰)

مغرب میں اجنبی

ایک پاکستانی دوست کے تاثرات

امریکی اور فرانسیسی طرزِ زندگی

یوں تو امریکی طرزِ زندگی اور فرانسیسی طرزِ زندگی اور رہن سہن میں نظریات کے اعتبار سے چنداں فرق نہیں وہی فکرِ آزاد، وہی آج کی تگ و دو، وہی اِس زندگی کی عظمت کا راگ۔ کیا کچھ مشترک نہیں، سوچا جائے تو یہ عجیب بھی نہیں کیونکہ آخر امریکی طرزِ فکر بھی تو اُنہی مہاجروں کی اولاد کا ہے جو یورپ یا انگلستان کو خیرباد کہہ کر نئی دنیا کو بسانے نکلے تھے۔

فرانس کی تھکن

ہاں ایک فرق ضرور ہے جو ایک تھکے ہوئے اور تازہ دم میں ہونا چاہیئے۔ فرانس باوجود اس دور کی بڑی طاقتوں میں ایک ہونے کے توانائی کا بیشتر حصہ کھو چکا ہے پیرس میں شام کی چکاچوند شاید آپ کو چند لمحے ایسا نہ سوچنے دے یا جب آپ "شاں زے لیزے" اور "پلاس دولاء کوں کارو" کے سنگم پر شتر غمزہ نظر دوڑائیں تو آپ کو فرانس کی تھکن پر شک گذرے لیکن حقیقت یہی ہے کہ خود فرانسیسی اپنی تھکن سے آگاہ ہو چکے ہیں۔

سمندر پار کی ضرب و حرب میں فرانس کی ناکامی

ویٹ نام اور سمندر پار کی دوسری نوآبادیوں میں سالہا سال کی ضرب و حرب کے بعد ناکام رہنا اُن کی اُس عظمتِ پارینہ پر اتنا بڑا تازیانہ ہے جسے فرانسیسی ایک گھائل تکبر کے ساتھ قبول کرتے ہیں۔

میں جس خاندان میں رہتا تھا اُن کے ہاں ایک معمر خاتون ملنے کو آیا کرتی تھی۔ یہ باہم رشتہ دار تھے۔ ایک دن وہ آئیں تو اُن کی آنکھیں نم آلود تھیں۔ میں نے دریافت کیا کیا ماجرا ہے تو کہنے لگیں کیا ہونا ہے۔ یہ ہمارے فرانسیسی سمجھتے کیوں نہیں۔ ویٹ نام میں نو سال کے لگ بھگ سے انہوں نے بازارِ جنگ گرم کئے رکھا۔ اور آخر انتہائی بدنامی سے ہاتھ کھینچنا پڑا۔ اب الجیریا میں چار سال ہونے کو آرہے ہیں۔ کیا کچھ انہوں نے نہیں کیا۔ سب اکارت جارہا ہے۔ مگر یہ ہیں کہ سمجھتے ہی نہیں۔ .... پھر کچھ رُک کر بولیں کہ میرے بیٹے کو حکم ہوا ہے کہ الجیریا حاضر ہو جائے، وہ دو ایک روز تک چلا جائے گا۔ حالانکہ اُس کی طبیعت بھی اچھی نہیں۔ اور پھر جنگ بھلا کوئی جنگ ہے یہاں کہتی ہوں یہاں سے بھی ویٹ نام کی طرح نکلنا ہی پڑیگا پھر اِس خون خرابے کا فائدہ؟

فرانس کی عیاشانہ زندگی

اس خاتون کے اذکار تو زندگی کے صرف ایک شعبے سے تعلق رکھتے ہیں، لیکن اگر آپ قہوہ خانوں یا بار پر بیٹھے ہوئے گھنٹوں گپیں اڑاتے ہوئے انسانوں کو دیکھیں جن میں زندگی کی عیاشانہ روش کے سوا شاید ہی کچھ اور آپ کو دکھائی دے تو یقیناً چند لمحے سوچ میں پڑ جائیں گے میرے ایک عزیز دوست اپنے ایک فرانسیسی واقف کار کے ساتھ "پلاس دولاء کوں[1]" کا ذکر کی چہل قدمی کا ایک عجیب واقعہ سُناتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ دونوں جب شاں زے لیزے اور پلاس کے سنگم پر پہنچے تو فرانسیسی دوست رُک گئے اور پھر دونوں طرف پھیلتے ہوئے سیلابِ نور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے:۔

"یہ رودبار سے اُس طرف
بسنے والی قوم نے اگر ہماری عظیم
سلطنت کو برباد کر دیا تو کیا۔ وہ
ہم سے یہ روشنیاں تو چھین نہ
سکی"

فرانس کی عظمتِ رفتہ

فرانسیسیوں کو اپنی عظمتِ رفتہ پر بڑا گھمنڈ ہے اور وہ مغربی تہذیب کی بجائے فرانسیسی تہذیب کی اصطلاح استعمال کرنا زیادہ صحیح سمجھتے ہیں۔ پیرس کے گلی کوچے اُن فرانسیسی جرنیلوں، ادیبوں، شاعروں، اور مفکروں کے مجسموں سے مزین ہیں جنہوں نے فرانس کی عظمت میں اضافہ کیں۔

مستقبل کے نوجوان

لیکن نہ جانے کیوں یہ ماضی کے مجسمے ایک اُداس تاثر چھوڑتے ہیں اور زندگی کی تازگی خود آپ سے رخصت ہوتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ میں چونکہ دریا کے مشرقی کنارے پر یونیورسٹی کے قریب ہی رہتا تھا اس لئے اُن مستقبل کے نوجوانوں کے چہرے مجھ سے چھپے ہوئے نہیں جو ڈفل کوٹ پہنے جاڑے میں کتابیں اٹھائے یونیورسٹی کو جاتے دکھائی دیتے تھے، یا رات کو نائٹ کلبوں اور ناچ گھروں میں نغمے کی تانوں میں اپنے آپ سے کھوئے رہتے تھے۔ اُن کے چہروں پر بعض مرتبہ عجیب قسم کی ڈاڑھیاں بھی نظر آتی تھیں جن میں علم سے زیادہ شوقیہ تصنع ہوتا ہے۔

دو بین الاقوامی حادثوں میں مختلف طرز کا ردِ عمل

پیرس تمام فرانس کی زندگی ہے۔ جنوبی ساحلی عیاش گاہوں کا منظر صرف ایک خصوصیت کا حامل ہے لیکن پیرس فرانس کا ذہن اور قائد ہے۔ میرے دورانِ قیام میں دو بین الاقوامی حادثوں کا دو مختلف طرز کا ردِ عمل میرے لئے عجوبہ تھا، ایک حادثہ ہنگری پر سوویٹ رُوس کا داخلہ اور دوسرا سویز پر اسرائیلی فرانسیسی اور انگریز کا حملہ۔ ہنگری کے واقعات آگ کی طرح تمام پیرس میں پھیل گئے، جلوس اور جلسے ہوئے اور ہجوم نے مشتعل ہو کر کمیونسٹ پارٹی کے دفتر پر حملہ بول دیا۔ لاہیومنٹے "L. Humanité" کا فرنیچر توڑ دیا۔ لیکن سویز کے بارے میں قبر کی سی خاموشی رہی۔ حالانکہ رودبار سے اُس پار انگریزوں کے احتجاج اور لیبر پارٹی کی بحثوں کی خبریں برابر آرہی تھیں۔ میرے ایک پاکستانی دوست ایک دن جل کر بولے:۔

"تم جانتے ہو یہ کیوں ہے؟ یہ اِس
لئے کہ ہنگری سفید فام ہے اور مصری
مسلمان ہیں"

کون کہہ سکتا ہے کہ اُن کا یہ ردِ عمل فطرتی نہ تھا۔ ہماری حالت عجیب تھی۔ مسلمان ہونے کی وجہ سے ہماری ہمدردیاں ظاہر ہیں کس کے ساتھ ہو سکتی تھیں۔ لیکن بدیسی ہونے کے سبب ہمیں خود اِس بات کا خیال رکھنا پڑتا تھا جبکہ تمام اخبارات حکومت کی پالیسی کے حامی تھے۔

بیفکرے جوڑے

گھر جاتے وقت زیرِ زمین گاڑی سوچ کا بہت کچھ مواد فراہم کر دیتی تھی۔ "شاں زے لیزے" سے سان میشل تک تقریباً نصف گھنٹے سے اوپر وقت لگتا ہے۔ شام کو دفتر بند ہونے کے بعد گاڑیوں پر بے انداز ہجوم ہو جاتا اور تِل دھرنے تک کی جگہ نہ رہتی تھی۔ لیکن کسی کو شکایت کرتے نہیں دیکھا۔ راہ کے اسٹیشنوں پر آپ کو لوگ اترتے سوار ہوتے یا انتظار کرتے ہوئے نظر آئیں گے وہاں ایسے بیفکرے جوڑے بھی ملیں گے جو دنیا و مافیہا سے بے نیاز اپنی ہی ایک دنیا میں پہنچے ہوئے ..... ہونگے اور بعض مرتبہ آپ حیرت میں سوچتے رہ جائیں گے کہ گاڑی میں جہاں آپ کھڑے ہیں اور گفتگو کا سلسلہ چل رہا ہے عین آپ کے سامنے کوئی جوڑا ایک دوسرے سے قریب ہو رہا ہے۔ نہ جانے یہ بازار اظہارِ جذبات میں وہ کیا خاص سامانِ سکون ہے کہ مغربی اخلاقیات کے حکماء جنہیں اسلام پر تعدد ازدواج

---

[1] Place de la ...
(پلاس دولاء کوں کارد) پیرس کا ایک بہت ہی بارونق چوراہا ہے اور شاں زے لیزے Champs Elysées نہایت ہی خوبصورت بازار ہے۔ جو چوراہے سے نکلتا ہوا پلاس دولاء اتول .... Place De L'Etoile اور آرک دو تری آنف Arc de Triomphe پر ختم ہوتا ہے۔

یا حرم پر باتیں کہتے زبان نہیں تھکتی آج تک اس کے متعلق کیوں کچھ نہیں کہہ پاتے۔

شراب بجائے پانی کے

انگور کی شراب یہاں دستر خوان کی زینت ہوتی ہے اور اس حد تک یقیناً کوئی مبالغہ نہیں کہ کھانے میں یہ بجائے پانی کے استعمال ہوتی ہے۔ مگر یہ جو سُنا جاتا تھا کہ پانی شراب سے مہنگا ہے اس کی تصدیق نہ ہو سکی۔ البتہ انگور کی شراب انتہا درجہ تک سستی ہے۔ ایک طرف شراب کی فراوانی کا یہ عالم ہے کہ کوئی محفل یا میز نہیں جو اس سے آشنا نہیں اور دوسری طرف حکومت کی بے بسی کا یہ عالم ہے کہ لوگوں کو شراب کے نقصانات سمجھانے کے لئے ایک کمیٹی قائم کی گئی ہے۔

اسلامی ممانعت کا اثر مسلمانوں پر

میں اکثر سوچتا ہوں کہ باوجودیکہ مسلمانوں میں اکثر لوگ مغربی تاثرات یا دیگر حوادث کے تحت شراب پینا شروع کر دیتے ہیں، مسلمانوں کی غالب اکثریت کو اسلام کا ممنون ہونا چاہیئے کہ اس نے شراب کے خلاف ایک بہت بڑا بند اُن کے ذہنوں میں باندھ دیا ہے۔

تحقیقات شراب کی کمیٹی کا پراپیگنڈا

شراب کی تحقیقات کی یہ کمیٹی جو ......

"Hute Comité d'étude et d'information sur l'alcoolisme!"

یعنی تحقیقات و اطلاعات متعلقہ خمریات کی عالیہ کمیٹی کہلاتی ہے نے چھوٹے چھوٹے خوبصورت قطعے زیر زمین گاڑیوں اور بسوں میں لگائے ہیں۔ اُن میں سے چند ایک میں نے نقل کئے جو بہت ہی دلچسپ ہیں:-

ایک قطعہ یہ ہے:-

"شراب سے اپنی صحت برباد نہ کیجئے، صحت ہی سنجیدگی ہے"

Ne démolissez pas votre santé par l'alcool santé sobriété.

. . . .

اس قطعہ کو پڑھ کر تعجب ہوا۔ کیونکہ یہ عام خیال ہے کہ تھوڑی تھوڑی شراب صحت کے لئے بہت مفید ہے۔ بعض تجدد پسند تو قرآن پاک کی دلیل:-

قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا (۲: ۲۱۹)

کے تحت تھوڑی شراب کا نافع برائے صحت ہونا تسلیم کر کے ایک طرح کی خفی اجازت بھی نکال لیتے ہیں۔ ایک دوسرا قطعہ تو اس سے بھی عجیب ہے

اس میں ایک جہاز نصف پانی میں ڈوبتا ہوا دکھا کر لکھا گیا ہے:-

"اپنے آپ کو شراب میں غرق نہ کیجئے"

Ne sombrez pas dans l'alcoolisme

- - - - - - - - - -

جذبات کے دھارے پر بند

یہ کمیٹی ایک طرف تو اس جہاد میں مصروف ہے دوسری طرف اس کی اپنی ذہنی کمزوریاں اور خیالات بھی نمایاں ہیں۔ اُس بنیادی غلط فہمی کے سبب کہ صرف عقل زندگی کی رہنما ہو سکتی ہے یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ جذبات بھی عقل کی رہنمائی تسلیم کر لیتے ہیں۔ جذبات کے دھارے پر یا تو کسی بنیادی خوف سے بند باندھا جا سکتا ہے، یا پھر کسی اور راہ ہستی کا وجود یا محبت اُسے قابو میں رکھ سکتے ہیں۔ بسا اوقات تو بنیادی خوف بھی جذبات کے دھارے کو روک نہیں سکتے۔

شراب اشتہا انگیز یا ہاضم کے طور پر

میں نے یہ سب کچھ اس لئے کہا ہے کہ ایک خیال فرانس میں یہ بھی سُنا کہ غذا کے ہضم کرنے کے لئے شراب ضروری ہے۔ پھر یہ بھی کہا گیا کہ کھانے سے پہلے بھی اس کو بڑا دخل حاصل ہے۔ چنانچہ کھانے سے قبل بطور apéritif یعنی اشتہا انگیز پینا ضروری ہے اور کھانے کے بعد بطور Digestif یعنی ہاضم۔ اب کمیٹی کو یہ دشواری لاحق ہے، کہ وہ اس خیال کی تائید کرے یا عام خیال کے خلاف قطعی ممانعت میں اسے ٹھوک دے عوام الناس پینے کا کوئی عذر نہ کرے۔ چنانچہ ایک قطعہ میں بچتے بچتے ان دونوں خیالات کی تردید بھی ہے اور تائید بھی، لکھا ہے کہ:-

"شراب بطور عادت نہ اشتہا انگیز ہے نہ ہاضم"

Pas d'apéritif ni de digestif de manière habituelle

- - - - - - - - - -

تھوڑی شراب کی عادت

ایک اور قطعہ کی عبارت ہے:-

"ایک دن میں ایک لٹر[*] سے زیادہ انگور کی شراب ہرگز نہ پیجئے"

Jamais plus d'un litre de vin par jour

نہ جانے صدیوں کے تجربے کے بعد بھی انسان کیوں یہ دیکھ نہیں سکا کہ ڈھلوان پر رکھی ہوئی چیز ہمیشہ پھسل پڑتی ہے، اور ایک عادت کا چھوڑنا بہت ہی دشوار ہوتا ہے، خصوصاً جبکہ اس عادت کی سماج میں نہ صرف برائی نہ ہو بلکہ سوشل ہونے والے آداب کی وہ ایک لازمی جزو سمجھی جاتی ہو۔

شراب نوشی کی حد قائم نہیں رہ سکتی

جب سے ہم انسانوں نے اپنی حاکمیت کے پندار میں زندگی کی روایاتی ممانعتوں کو الہیاتی سند کی بجائے صرف تجرباتی سند پر پرکھنے کی سعی جاری کر رکھی ہے کئی جانیں اس پندار کی بھینٹ چڑھ چکی ہیں۔ رود فرانس کی خلاف خمریات مجلس کے اعداد و شمار کے مطابق ہر ۲۶ منٹ میں ایک شخص شراب کے سبب مرتا ہے۔

امریکہ میں میرے دو ایک امریکی ساتھی جب کار چلاتے تھے تو شراب نہیں پیتے تھے۔ میں نے پوچھا یہ ممانعت کیا معنی۔ بولے کار ٹکرا جانے کا خوف ہے .... اور کون نہیں جانتا کہ کس قدر حادثات شراب پی کر کار چلانے سے ہوتے ہیں۔ شراب کے بارے میں حد بندی ممکن ہو سکتی ہے یا نہیں اس کا مجھے علم نہیں۔ البتہ جہاں تک دیکھنے میں آتا ہے اس پر ایک مرتبہ مائل ہو جانے کے بعد کوئی حد قائم رکھنا دشوار ہی ہوتا ہوگا، جو لوگ زیادہ پینے لگتے ہیں۔

میرے ایک نہایت باہوش دوست جنہیں شراب پینے کی عادت تھی، اکثر شراب میں ایک حد قائم کرنے کا وعظ کیا کرتے تھے۔ ایک کاک ٹیل میں میں اُن کے ہمراہ تھا۔ نصف گھنٹے کے بعد خلاف توقع میرے پاس آئے اور کہنے لگے میاں دیکھو مجھے کچھ شراب کا اثر ہوتا محسوس ہو رہا ہے، اگر خدانخواستہ کچھ ہو جائے تو گھر لے جانا تمہاری ذمہ داری۔ میں نے کہا تو بس کر دو، یہیں رُک جاؤ۔ کہنے لگے اب تو غالب کی جے

"رہنے دو ابھی ساغر و مینا میرے آگے"

والی منزل سے ادھر رُکنے کو جی نہیں چاہتا۔ میں نے کہا اور وہ تمہارا وعظ۔ بولے بہت ہی بد ذوق ہو کس وقت کی بات اور کہاں جا سُنائی۔

ایک دوسرے امریکی دوست اکثر کہا کرتے تھے کہ جب تک انسان شراب پی کر بدمست نہ ہو جائے شراب پینے کا کیا فائدہ۔ یہ کوئی دوا تو ہے نہیں کہ ناپ ناپ کر پی جائے۔ اگر باہوش ہی رہنا ہے تو پھر کوئی مقوی چیز پیئو۔ اوولٹین ہارلکس کتنے اچھے مشروبات ہیں، انہیں ختم کر دیا کیا بداخلاقی ہے کہ شراب بھی پیئو اور ہوش میں بھی رہو۔ اگر مجھے ٹھیک یاد ہے تو یہ امریکی اور ہماری طرف کے ایک شاعر کے جذبات کس حد تک مشترک ہیں جنہوں نے یہ کہا تھا کہ:-

پینا حرام ہے نہ پلانا حرام ہے
پینے کے بعد ہوش میں آنا حرام ہے

---

[*] ایک لٹر قریباً ایک سیر کے برابر ہوتا ہے۔

یادِ رفتگان

حافظ عظیم بخش مرحوم پٹیالوی

مولانا مرتضیٰ خان حسن

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

سلسلہ کی تاریخ میں سرزمین پٹیالہ کو بھی خاص اہمیت حاصل ہے۔ حضرت حجۃ اللہ علی الارض علیہ السلام نے دو دفعہ اس سرزمین کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا۔

برزمینیکہ نشانِ کفِ پائے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

نیز مخلصین کی ایک ممتاز جماعت بھی پٹیالہ اور اسکے مضافات سنور اور سامانہ میں پیدا ہوئی۔ سُرخ چھینٹوں کا نشان دیکھنے والے مشہور و معروف بزرگ میاں عبداللہ سنوری اسی ریاست کے رہنے والے تھے۔

حضرت والد مرحوم مولانا محمد عبداللہ خانصاحب طاب اللہ ثراہٗ تا حصول پنشن پٹیالہ کالج میں عربی کے پروفیسر رہے میں نے پانچویں سے بی اے تک پٹیالہ میں ہی تعلیم پائی اس لئے جماعت کے بزرگ حضرات سے شرف نیاز حاصل کرنے اکثر موقعہ ملتا رہا۔ سلسلہ کی ابتدائی تاریخ من وعن لوحِ دماغ پر کندہ ہے اللہ! اللہ! وہ دن یاد آتے ہیں تو دل سے آہ نکل جاتی ہے آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آتے ہیں۔ نہ حضرت مسیح موعودؑ اس دنیا میں دوبارہ آئیں گے اور نہ ایسے مخلص پیدا ہوں گے۔

ان دنوں قلوب رُحَمَاءُ بَيْنَهُم کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ زبانیں قُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا تفسیر بنی ہوئی تھیں فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا کی ترجمانی کرتا ہے۔ اخوت اس گروہ کی بلائیں لے رہی تھی، اور محبت سو جان سے قربان ہو رہی تھی، چھوٹے بڑے، امیر غریب میں کوئی تفاوت نہ تھا یہ زمانہ گویا عہد نبوی کی ہلکی سی جھلک پیش کر رہا تھا ؎

لگایا تھا مالی نے اک باغ ایسا
نہ تھا جس میں پودا بڑا اور چھوٹا

دل تو یہ چاہتا ہے کہ ان تمام بزرگوں کی قلمی تصویریں کھینچوں جن کے دیدار فرحت آثار سے یہ آنکھیں روشن ہوتی رہیں لیکن آج کی مجلس میں محض حافظ عظیم بخش صاحب غفر اللہ لہٗ کے مختصر حالات ہدیۂ قارئین کرام کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے جنہیں بفضلہٖ تعالیٰ اَلسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ کا امتیازی شرف حاصل تھا۔

حافظ صاحب مرحوم ریاست پٹیالہ کے ایک غیر معروف گاؤں کے رہنے والے تھے۔ قوم کے جاٹ زمیندار تھے، ظاہری بینائی بچپن میں ہی چیچک کی نذر ہو گئی تھی۔ مگر قسامِ ازل نے فطری بینائی اور نورِ باطنی سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ فالحمد لواہب العطایا۔ عین اس وقت جبکہ چاروں طرف سے حضرت حجۃ اللہ علی الارض کی مخالفت کا سیلاب اُمڈ آیا تھا اور بڑے بڑے پختہ کار اور جید عالم جن میں خود حافظ صاحب کے مایۂ ناز اُستاد بھی شامل تھے اس سیلاب کی نذر ہو گئے۔ حافظ صاحب مرحوم چٹان کی طرح مضبوط کھڑے رہے اور تا دمِ مرگ ثابت قدم رہ کر دکھا دیا کہ مومن کے قدم کبھی جادۂ صدق و صواب سے منحرف نہیں ہوتے، اور کوئی چیز اس کے ایمان کو متزلزل نہیں کر سکتی۔

ہمارے ملک میں دستور ہے کہ جن بچوں کی بینائی جاتی رہے انہیں عموماً قرآن شریف حفظ کرا دیا جاتا ہے۔ آپ کو بھی والدین نے قرآن مجید حفظ کرا دیا۔ حافظہ غیر معمولی طور پر مضبوط پایا تھا۔ قرآن مجید حفظ کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آئی۔ مگر مشیت کہہ رہی تھی کہ قرآن مجید ہی حفظ نہیں کرنا بلکہ عالم دین بن کر حضرت امام العصر کی معیت اور رفاقت کا شرف بھی حاصل کرنا ہے ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

جب سن شعور میں پختگی آئی تو طبیعت میں علم کی اُمنگ پیدا ہوئی، جہاں کہیں کوئی عالم پایا اُس کے سامنے زانوئے شاگردی تہ کر دیا۔ چنانچہ ابتدائی کتب فارسی اور عربی کی اسی طرح مختلف اساتذہ سے پڑھ لیں۔ حافظہ تیز، طبیعت ذہین اور ذکی۔ ایک دفعہ کی بتائی ہوئی بات بھولتے نہیں تھے کتابوں کی عبارتوں کی عبارتیں زبانی یاد تھیں۔ آخر تعلیم کا عشق انہیں پٹیالہ لے آیا جو اس زمانہ میں علم و فضل کا مرکز تھا جہاں علاوہ علماء کے ایک بڑے گروہ کے صرف ڈگری کالج ہی نہیں بلکہ اورینٹل کالج بھی موجود تھا۔ ریاست پٹیالہ کے سب سے بڑے مولوی محمد اسحاق صاحب جامع مسجد کے امام بھی تھے اور کالج میں عربی کے اعلیٰ پروفیسر بھی۔ آپ حافظ صاحب کے علمی شوق سے بہت متاثر ہوئے۔ ان کی ذکاوت و ذہانت دیکھ کر اُن کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ آپ نے اُن کی تعلیم کا انتظام بھی کر دیا، اور قوتِ لایموت کا بھی، حافظ صاحب خداداد قابلیت سے چند سالوں کے اندر اندر فارغ التحصیل ہو گئے ادب، تفسیر، حدیث، فقہ اور منطق پر عبور حاصل کر لیا۔ اور آپ مفتی بھی سمجھے گئے۔ آپ کا شمار جید علماء میں ہونے لگا۔ آپ کو خطبہ جمعہ اور فتوے دینے کا مجاز قرار دیا گیا۔ ایک بڑی مسجد کی خطابت بھی آپ کے سپرد ہو گئی اور ریاست کی طرف سے بھی آپ کی قدر دانی کی گئی۔ ریاست کا دستور تھا، کہ اسکی طرف سے بڑے بڑے ودوانوں اور مسلمان علماء کو سششماہی یا سالانہ رسدیں دی جاتی تھیں۔ حافظ صاحب کی بھی رسدیں مقرر ہو گئیں۔

مولوی محمد اسحاق صاحب حافظ صاحب کو کالج بھی لے جایا کرتے تھے۔ حافظ صاحب عالم تو بن ہی چکے تھے کالج کی فضا دیکھ کر آپ کی طبیعت میں بھی اُمنگ پیدا ہوئی کہ یونیورسٹی کی اسناد بھی حاصل کرنی چاہئیں۔ چنانچہ آپ نے کالج میں داخلہ لے لیا اور تعلیم شروع کر دی۔ یہ وہ وقت تھا جبکہ حافظ صاحب کو حضرت والد محترم مولانا محمد عبداللہ خان صاحب مرحوم سے شرف تلمذ کا موقعہ ملا۔ مگر تقدیر یہ کہہ رہی تھی کہ یہ تلمذ ہی نہیں بلکہ عمر بھر کا پیوند ہے جس کی بنیاد پڑ رہی ہے استاد شاگرد دونوں ایک ہی لڑی میں پروئے جانے والے ہیں۔ ایک ہی امام کی تربیت کے نیچے آکر دونوں میں ایسا گہرا روحانی تعلق ہو گا، دنیا کے رشتوں میں اس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ حافظ صاحب حضرت والد محترم سے عربی پڑھا کرتے تھے۔

ایک نابینا شخص کو حماسہ اور متنبی جیسی کتب پڑھانا کچھ آسان کام نہ تھا۔ مگر اس زمانہ کے لوگوں میں پڑھانے کا عشق پایا جاتا تھا۔ اور وہ پڑھانے کو صرف فرض منصبی ہی نہیں بلکہ بڑے ثواب اور اجر کا کام سمجھتے تھے آجکل تو ذرا ذرا سی بات پر فیس کا سوال کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس زمانہ میں یہ کیفیت نہ تھی۔ حضرت والد مرحوم سے ہندو مسلمان سب طبقہ کے لوگ گھر پر پڑھتے رہتے تھے مگر فیس کا سوال کبھی پیدا ہی نہیں ہوا۔ بلکہ بعض اوقات دو دو تین تین شاگرد دن رات آپ کے پاس قیام کرتے تھے۔ تعلیم بھی پاتے اور کھانا بھی آپ کے ہاں سے کھاتے استاد کی یہ شفقت دیکھ کر شاگردوں میں بھی وفاداری کا بے پناہ جذبہ پایا جاتا تھا۔ بعض سکھ طالب علم حضرت والد مرحوم کا حقہ بھر دیتے، اور جب اُن سے کسی نے کہا کہ تم تو سکھ ہو تو جواب دیا کہ اُستاد گرو ہوتا ہے، گرو کی سیوا سکھ کا فرض ہے۔

قصہ مختصر چار پانچ سال کے عرصہ کے اندر اندر حافظ صاحب نے منشی، مولوی، منشی عالم، فاضل کے امتحانات بھی پاس کر لئے۔ اور اب آپ باقاعدہ یونیورسٹی کے لحاظ سے بھی فاضل اور مستند عالم مانے گئے۔ اس زمانہ میں ریاست میں حافظ صاحب کی پہلی مثال تھی کہ جنہوں نے باوجود نابینا ہونیکے یونیورسٹی کے اعلیٰ امتحانات پاس کئے ... ریاست بھر میں آپ کو بڑی عزت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔ چھوٹے بڑے آپ کی قدر کرتے تھے اور آپ کو آنکھوں پر بٹھاتے۔ وعظ کی مجالس میں تشریف لے جاتے تو لوگ آنکھیں بچھاتے، سروقد کھڑے ہو جاتے اور عزت سے صدر میں جگہ دیتے ؎

گر بر سرِ چشمِ ما نشینی
نازت بکشم کہ نازنینی

مکتوب بغداد

سید تصدق حسین صاحب قادری کی تبلیغی ڈائری کے چند اقتباسات

۱۲ر دسمبر ۱۹۵۸ء بروز جمعہ:—

جناب محترمی سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام ایک مختصر تحریر برائے اخوانِ سلسلہ بموقع سالانہ جلسہ اور رقعہ بنام مخرمی مولانا دوست محمد خان صاحب اور رقعہ برائے محترمی شیخ غلام قادر صاحب اور نقل خط اخویم سیوانی صاحب اور تین ورق تبلیغی ڈائری بذریعہ ہوائی ڈاک بھجوائے۔

۱۳ر دسمبر ۱۹۵۸ء بروز سنیچر:—

چار روز ہوئے عزیزم آفریدی صاحب تشریف لائے تھے۔ اُن سے معلوم ہوا کہ پروفیسر حامد علی خان الہندی تم حیدرآبادی رخصت ... سے واپس ہو کر بغداد آئے ہیں اور ابوغریب کے مدرسہ میں ان کا تعین ہوا ہے۔ پروفیسر موصوف کو پچھلے سال بہت سا لٹریچر وقتاً فوقتاً دارالمعلمین عالیہ کے پتہ پر بھیجتا رہا لیکن موصوف سے کوئی جواب نہ ملا۔ صرف ایک دفعہ آفریدی صاحب سے لٹریچر کے لئے کا ذکر کیا تھا، خیال آیا کہ موصوف کو آج ابوغریب کے پتہ پر بطور یاد دہانی کچھ بھجواؤں، لہٰذا رسالہ "کافر" اور "چارج آف ہیریسی" بذریعہ ڈاک بھجوایا۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن الغرادی بغداد کو لائٹ نمبر ۳۹ دستی بھجوایا۔

۱۴ر دسمبر ۱۹۵۸ء بروز اتوار:—

جناب مرزا محمد خان صاحب غربت سلیمانیہ کے خط کا جواب ڈاک سے بھجوایا۔ جناب استاد حسین صاحب صفوی کو پیغام صلح نمبر ۳۰-۳۵ دستی بھجوایا۔ جناب وزیر عبدالقادر صاحب موصل کو پیغام صلح نمبر ۲۴ ڈاک سے بھجوایا۔

۱۵ر دسمبر ۱۹۵۸ء بروز پیر:—

حسب معمول صوفی محمد طیب صاحب گھر تشریف لائے۔ آج موصوف کی طبیعت علیل ہے اللہ تعالیٰ شفا بخشے، موصوف کو صدق جدید اور آزاد نوجوان کے پرچے دیئے اور ایک خط بنام اخویم عبدالصمد صاحب بواسطہ محترمی عبدالعزیز صاحب قریشی دیا۔ ایک گھنٹہ صحبت رہی، بذریعہ ڈاک جناب عبدالعزیز صاحب خیاط کرکوک کو پیغام صلح نمبر ۴۱ بھجوایا۔

۱۶ر دسمبر ۱۹۵۸ء بروز منگل

جناب گل محمد صاحب بغداد کو پیغام صلح نمبر ۴۳ ڈاک سے بھجوایا۔ اور جناب اسمٰعیل محمود صاحب کو نمبر ۲۸ دستی بھیجا بحری ڈاک سے لائٹ نمبر ۳۲ کا میرے نام کا پرچہ ملا معلوم ہوتا ہے کہ یہ پرچہ کہیں ڈاک میں رہ گیا ہوگا۔ جناب مرزا محمد خان صاحب یکے از جماعت احباب ربوہ مقیم غربت سلیمانیہ کو ایک چوبیس سالہ پرانا "البشریٰ" کا پرچہ ڈاک سے بھجوایا۔

بحری ڈاک سے لائٹ نمبر ۴۳ کا ابھی ایک پرچہ اور آزاد نوجوان ملا۔ اور ہوائی ڈاک سے اخویم اکبر خان صاحب رنگون سے خط مرقومہ ۸ر دسمبر ملا جس میں آپ نے نورالہدیٰ کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔ یہ مکتوب مذکور برائے ملاحظہ لاہور روانہ کیا ہے۔ کراچی سے عزیزم عبدالحمید پراچہ کا بھی ہوائی ڈاک سے خیریت نامہ ملا۔

۱۷ر دسمبر ۱۹۵۸ء بروز بدھ:—

مسٹر ایس اوسالاوا ڈور لاغوس نائیجیریا کو اسلامک ریویو بحریہ اکتوبر ۱۹۵۶ء اور چارج آف ہیریسی اور ربوہ آئے ایڈیٹر اخبار ٹروتھ لاغوس جناب تسنیم صاحب ملتی کو ایک پرچہ "ربوہ کے فہمیدہ اشخاص سے" ڈاک سے بھیجا اور عزیزم ریاض احمد پراچہ پسر محمد شیر گل صاحب کو لائٹ نمبر ۴۲ ڈاک سے بھجوایا۔ شام کو جناب حاجی عبداللطیف صاحب معہ فرزند عزیزان نور محمد یوسف اور ہاشم گھر آئے۔ آدھا گھنٹہ بیٹھے انہیں برائے مطالعہ اور تقسیم دو پرانے رسالے اسلامک ریویو بحریہ اکتوبر ۱۹۵۵ء اور اکتوبر ۱۹۵۶ء دیئے۔

جناب صوفی محمد طیب صاحب نے بذریعہ فون فرزند ابراہیم کو مطلع کیا کہ وہ بوجہ سخت علالت کے مکان پر نہ آسکیں گے۔ صوفی صاحب موصوف کا آج تک اپنے اس معمول میں کبھی بھی ناغہ نہیں ہوا ہر ہفتہ دو مرتبہ سوموار اور جمعرات کو وہ ضرور گھر تشریف لایا کرتے تھے خواہ علیل ہوں، موسم کی خرابی ہو، سردی یا گرمی ہو لیکن اس دفعہ سخت علالت کی وجہ ...... سے نہ آسکے اُن کے تشریف لانے سے اور اُن کی بیعت سے میرے قلب میں اکثر تازگی پیدا ہو جایا کرتی تھی اللہ تعالیٰ موصوف کو صحت تامہ بخشے آمین۔ بحری ڈاک سے پیغام صلح نمبر ۴۵ کے چار عدد پر مشتمل ایک بنڈل اور لائٹ نمبر ۴۴ مختلف العنوان ۲ عدد ملے۔

۱۸ر دسمبر ۱۹۵۸ء بروز جمعرات:—

رات طبیعت سخت ناساز ہو گئی، کھانسی کا زور بڑھ گیا۔ سخت اضطراب اور پریشانی کی حالت میں رات گذری اللہ تعالیٰ اپنا رحم فرمائے۔ حضرت الاستاذ علی محمد سرطادی اور ڈاکٹر عبدالرحمٰن عزادی اور استاذ محمد مہدی کو لائٹ نمبر ۴۴ آخرالذکر کو رسالہ کویٹ آفرز گارڈ۔ اور جناب صفدر علی صاحب کو پیغام صلح نمبر ۴۵ ڈاک سے بھیجا۔ نماز مغرب سے مکان پر جناب سید صفدر علی صاحب اور اخویم عبدالصمد صاحب تشریف لائے۔ بڑی خوشی ہوئی۔ سید صاحب موصوف دو سال کے بعد ملے ہیں۔ آدھا گھنٹہ پُرلطف صحبت رہی ان کے نام جو ڈاک سے "پیغام صلح" بھجوا رہا تھا جو کل ڈاک میں ڈالا جاتا وہ انہیں دستی دے دیا۔ ان سے پہلے کئی پرچے پیغام صلح کے ملے۔ نماز مغرب کے بعد اخویم محمد شیر گل صاحب آگئے ایک گھنٹہ مختلف موضوع پر گفتگو رہی جس میں سلسلہ کے امور پر زیادہ تر باتیں ہوتی رہیں۔ پیغام صلح نمبر ۴۴ مولانا یعقوب خان صاحب کا "انتقادی مضمون" پڑھوایا..... اور برما کے بوڑھے مجاہد جناب اکبر خان صاحب۔ یہ انگریزی میں آئے ہوئے خط کا ترجمہ بھی اُن سے سُنا۔ خدا کرے اخویم عزیز کے قلب میں پہلے کی سی حرارت پیدا ہو، اور براہ دین مصطفوی اُن کے اموال اور جوارح خرچ ہوں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ شام کو فرزند ابراہیم نے بتلایا کہ صوفی صاحب کی فون سے خیریت دریافت کی خدا کے فضل سے بہتر ہیں۔

جلسہ سالانہ کی مختصر روئیداد — بسلسلہ صفحہ ۶

یہی وہ بہترین دین ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ اور وہی دنیا کے لئے سلامتی اور امن کا موجب ہو سکتا ہے، ہم کوشش کریں گے کہ کسی آیندہ اشاعت میں چوہدری صاحب کے مضمون کو ایک مقالہ کی صورت میں درج کریں۔

ڈاکٹر غلام محمد صاحب

چوہدری صاحب کے بعد محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب نے تقریر شروع کی، آپ کی تقریر کا عنوان تھا "جنت کا راستہ"! آپ نے آیہ کریمہ ان اللہ اشتریٰ من المومنین اموالھم وانفسھم الخ تلاوت فرما کر اس پر سیر حاصل تقریر کی، جو "پیغام صلح" کی کسی آیندہ اشاعت میں ہدیۂ قارئین کرام ہوگی۔

مکتوب فجی

اپنی تقریر کے بعد محترم ڈاکٹر صاحب نے ماسٹر محمد حنیف اللہ صاحب آف فجی کا ایک خط پڑھ کر سنایا جس میں جلسہ سالانہ کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے قوم کو بعض ضروری اور اہم امور کی طرف توجہ دلائی گئی تھی، جن میں امریکن مشن اور امریکہ میں تعمیر مسجد اور اس سے متعلقہ امور پر خاص طور پر زور دیا گیا ہے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کی اختتامی تقریر

آخر میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے ناسازی طبع کے باوجود ایک مختصر تقریر فرمائی جس میں قرآن کریم کے حکم یایھا الرسل کلوا من الطیبٰت واعملوا صالحا اور اس کی تفسیر میں حضرت نبی کریم صلعم کے ارشاد کو پیش کرتے ہوئے قوم کو اکل حلال اور عمل صالح کی تلقین فرمائی، اور اس ضمن میں کئی ایک نکات معرفت بیان کئے، اور آخر میں حضرت امام وقت کے اس پیغام کی طرف توجہ دلائی کہ آپ کے متبعین میں سے وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے مال و جائداد سے حصہ وافر عطا کیا ہے، اشاعت اسلام کے لئے وصیتیں کریں۔ پوری تقریر کسی آیندہ اشاعت میں ہدیۂ قارئین کرام ہوگی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ نے دعا فرمائی اور جلسہ برخاست ہوا۔

بچوں کا صفحہ ——— مرتضیٰ خان حسن

ماں بیٹی کی پانچویں مجلس

(بسلسلہ اشاعت مؤرخہ ۷ جنوری ۱۹۵۹ء)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عجز و انکسار

ماں:- جس طرح آپ شفیق خاوند تھے اسی طرح آپ شفیق باپ بھی تھے۔ حضرت فاطمۃ الزہرا حضورؐ کی صاحبزادی تھیں۔ ان سے آپ کو بہت محبت تھی۔ اُن کی آپ بہت عزت کرتے تھے۔ جب کبھی وہ تشریف لاتیں آپ اُن کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ آپؐ نے فرمایا فاطمہ خواتین جنت کی سردار ہیں۔ آپ کا ارشاد ہے اپنی اولاد کی عزت کرو۔ اس میں بڑا فلسفہ یعنے دانائی پائی جاتی ہے۔ جب ماں باپ اولاد کی عزت کریں گے تو اولاد خود بخود ماں باپ کی عزت کرنے لگ جائے گی۔ اولاد کے دل میں جب ماں باپ کی محبت کا نقش جم جائے گا تو وہ ماں باپ پر قربان ہونے سے بھی دریغ نہ نہیں کرے گی۔

حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہما حضورؐ کے نواسے تھے۔ حضرت فاطمہؓ کے بیٹے۔ اُن سے حضور کو بہت محبت تھی۔ جب ہمارے نبی کرم صلعم نماز میں سجدہ میں جاتے تو بچپن میں حضرت امام حسین آپؐ کی گردن پر بیٹھ جاتے۔ جب تک وہ خود اُٹھ کر چلے نہ جاتے۔ حضورؐ سجدہ سے سر نہ اُٹھاتے۔ لیکن آپ کبھی ناجائز بات کو برداشت نہ کرتے۔ ایک دفعہ حضرت امام حسینؓ نے بچپن میں صدقہ کی ایک کھجور منہ میں ڈال لی۔ حضرت نبی کریمؐ نے اپنی انگلی ڈال کر اُن کے منہ سے وہ کھجور اُگلوا دی۔ اور فرمایا کہ آل رسول کے لئے زکوٰۃ جائز نہیں۔

آپؐ کو اپنے صحابہ سے بھی............ بہت محبت تھی۔ اُن کی بہت عزت کرتے تھے۔ اُن کی نیکی کے کاموں کی بہت قدر کرتے تھے۔ موقعہ بموقعہ اُن کے لئے تعریفی کلمات زبان مبارک سے فرماتے۔ اُن کو اچھے اچھے خطاب دیتے تم جانتی ہو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مردوں میں سب سے پہلے آپ پر ایمان لائے۔ نہ کوئی دلیل مانگی نہ کوئی ثبوت۔ جب حضورؐ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے **نبی** بنا کر بھیجا ہے تو حضرت ابوبکرؓ نے فوراً آمنا و صدقنا کہہ دیا یعنی میں ایمان لے آیا اور تصدیق کرتا ہوں کہ آپ خدا کے نبی ہیں۔ آپ نے اُن کو **صدیق** کا خطاب دیا۔ یعنے سچا۔ سچ بولنے والا وفادار اور سچ کی تصدیق کرنے والا۔

اسلام میں صدیق کا بہت بڑا مرتبہ ہے۔ حضرت ابوبکر ہمارے نبی کریم صلعم کے **سچے دوست تھے**۔ جب حضور نے ہجرت کی تو حضرت ابوبکرؓ ہی آپؐ کے ہمراہ تھے۔ اس خیال سے کہ دشمنوں کو حضرت نبی کریم کے پاؤں کا نشان نہ مل سکے۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضور صلعم کو اپنے کندھوں پر اُٹھا لیا تھا۔ غار ثور میں صرف آپ ہی ہمارے نبیؐ کے رفیق تھے آپ نے حضرت نبی کریم صلعم کے لئے اپنے ہاتھوں سے غار کو صاف کیا اور اپنی پگڑی پھاڑ پھاڑ کر غار کے سوراخ بند کئے تاکہ کوئی سانپ اور بچھو ضرر نہ پہنچا سکیں۔ اس لئے اُن کے لئے صدیق کا خطاب بالکل

(باقی آئندہ صفحہ پر اشتہار کے نیچے)

زندہ باد جماعت شیخ محمدی

(مرتضیٰ خان حسن)

یہ خبر کس قدر مسرت انگیز اور بہجت افزا ہے کہ ہماری شیخ محمدی کی جماعت بچوں کی دینی تعلیم و تربیت میں موثر دلچسپی لے رہی ہے۔ بچوں کے ہفتہ وار جلسے منعقد کئے جاتے ہیں۔ جن میں بچے اپنی اپنی لیاقت کے مطابق کسی نہ کسی موضوع پر تقریر کرتے یا مضمون پڑھتے ہیں۔ بعض بچوں کو قرآن مجید اور نماز کا سبق بھی پڑھایا جاتا ہے۔ بچوں کی حوصلہ افزائی اور اُن میں دینی شوق پیدا کرنے کے لئے انعامات بھی تقسیم کئے جاتے ہیں، یہ تعمیر قوم کا بنیادی کام ہے۔ جس کی ابتداء شیخ محمدی کی قابل قدر جماعت نے کی ہے۔ جس کے لئے وہ لائق صد تحسین و آفرین ہے۔

زندہ قومیں جو زندہ رہنا چاہتی ہیں وہ آج کا ہی نہیں بلکہ کل کا بھی فکر کرتی ہیں۔ ہمارے کمسن بچے جو آج اس قدر چھوٹے چھوٹے نظر آتے ہیں کل کو ہماری ملت کی کشتی کے کھویا بننے والے ہیں۔ اگر شروع سے ہی معقول طریق پر تعلیم و تربیت نہ کی گئی تو وہ ان اہم ذمہ داریوں سے کیونکر عہدہ برآ ہو سکیں گے جو اُن پر عاید ہونے والی ہیں۔ اس اندوہگین حقیقت کا ہم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں کہ ہماری جماعت میں سے علم روز بروز اُٹھ رہا ہے دینی تعلیم کا وہ پہلا ذوق و شوق بہت حد تک مفقود ہو چکا ہے۔ اگر کہیں کہیں کچھ دھندلے سے نقوش اس کے پائے بھی جاتے ہوں تو محض ناکافی، اس سے دل کو کیا اطمینان ہو سکتا ہے۔ ضرورت تو اس امر کی ہے کہ قوم کی قوم اپنی نئی نسل کی دینی تربیت کی طرف عنان توجہ منعطف کرے۔ شیخ محمدی کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ انہی خطوط پر اگر سب جماعتوں میں بچوں کی دینی تربیت کا انتظام ہو جائے تو یہ بڑا مستحسن اقدام ہوگا۔ بچوں کو انعامات کے ذریعہ تعلیم کا شوق دلوانا یقیناً مفید اور کامیاب سکیم ہے۔

جماعت کے اہل دل بزرگوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں میں اس قسم کا انتظام قائم کریں۔ اس سے بچوں کے نرم و نازک دماغوں پر جو نقش ہوگا وہ تاعمر نہیں مٹے گا۔ اس لئے آج انہیں دین سکھائیں۔ آج انہیں بتائیں کہ ہم احمدی ہیں، ہمارا منصب کیا ہے، اور ہم کس غرض کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، انہیں سمجھائیں کہ ہم دنیا کے لئے نہیں بلکہ دین کے لئے کھڑے کئے گئے ہیں۔ دنیا ہمارے لئے ثانوی چیز ہے۔

اگر آپ ان حقائق کو بچوں کے دل پر نقش کریں گے تو یقیناً آپ اپنی قوم کے مستقبل کو روشن بنا دیں گے۔ خدا ایسا ہی کرے۔

پیغام صلح:- اس باب میں پیغام صلح جو قوم کی خدمت بجا لا رہا ہے وہ یہ ہے کہ ہر پرچہ میں ایک صفحہ بچوں کے لئے مخصوص ہے۔ جس میں کوئی نہ کوئی مضمون درج کیا جاتا ہے جو بچوں کے لئے مفید ہو۔ کبھی کوئی نتیجہ خیز کہانی یا قصہ درج کیا جاتا ہے۔ کبھی کسی مسئلہ کو آسان زبان میں بیان کیا جاتا ہے۔ کبھی بزرگان سلف کے کارناموں کے متعلق لکھا جاتا ہے آج کل حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے متعلق ایک مکالمہ کی صورت میں لکھا جا رہا ہے۔ یہ صفحہ مولنا مرتضیٰ خان حسن لکھتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی تقریباً ہر دفعہ کوئی نہ کوئی نظم بھی درج کی جاتی ہے۔ بچوں کو نظم بہت پسند ہوتی ہے۔ اور وہ اسے شوق سے زبانی یاد بھی کر لیتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے خود بعض بچوں کو ایسی نظموں کے بعض اشعار زبانی یاد کئے ہوئے دیکھا ہے۔ ان اشعار کا بھی اُن کے دل پر اثر پڑتا ہے۔ غرضیکہ جو کچھ پیغام صلح سے ہو سکتا ہے وہ اس باب میں کر رہا ہے۔ علاوہ ازیں مولنا مرتضیٰ خان حسن صاحب بچوں کے لئے دینی نصاب بھی تیار کر چکے ہیں یا کر رہے ہیں۔ یہ نصاب انشاءاللہ جماعت کے بچوں کے لئے بہت مفید ہوگا۔

بچوں کا صفحہ — (بسلسلہ صفحہ ۱۱)

موزوں تھا۔

حضرت عمرؓ کو آپ نے فاروق کا خطاب دیا۔ یعنے حق و باطل میں فرق کرنے والا۔ سچائی اور جھوٹ کے درمیان تمیز کرنے والا آپ کا ایمان لانے کا قصہ بھی بہت عجیب و غریب ہے۔ مختصر یہ کہ آپ پہلے بڑے مخالف تھے بلکہ حضور کا سر لینے کے لئے گھر سے نکلے تھے۔ رستہ میں کسی نے کہدیا کہ پہلے اپنے گھر کی خبر تو لو۔ تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہو چکے ہیں۔ آپ سیدھے ان کے ہاں گئے۔ وہ قرآن مجید پڑھ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر ان کو آپ نے بہت پیٹا۔

انہوں نے کہا عمر! تم ہم پر جس قدر چاہو سختی کر لو ہم ایمان لا چکے ہیں اب صداقت کو چھوڑ نہیں سکتے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے کہا کہ بھلا مجھے بھی وہ پڑھ کر سناؤ جو تم پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے قرآن مجید پڑھ کر سنایا۔ حضرت عمرؓ سنتے ہی زار و قطار رونے لگ گئے اور پکار اُٹھے کہ یہ کلام واقعی خدا کا ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقعی خدا کے سچے نبی ہیں۔ پھر آپ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہاں جا کر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ حضرت نبی کریم نے ان کو فاروق کا خطاب دیا۔ یعنے انہوں نے قرآن مجید سنتے ہی حق و باطل میں تمیز کر لی۔ اور حق کو قبول کر لیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق آپ نے فرمایا تو مجھ سے ایسا ہے جیسا ہارونؑ موسےٰ سے۔ آپ نے ان کو ہارون سے تشبیہہ دی جو ایک نبی تھے۔ اور کئی موقعوں پر آپ کی تعریف کی۔

اسی طرح آپ نے خالد بن ولید کو جو بہت بڑے جرنیل اور بہادر سپاہی تھے سیف اللہ کا خطاب دیا یعنے خدا کی تلوار۔

آپؐ اپنے غلام پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ انس بن مالک دس سال حضور کی خدمت میں رہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس عرصہ میں حضور نے کبھی مجھے اُف تک بھی نہیں کہی کبھی میری طاقت سے بڑھکر مجھے کام نہیں بتایا۔ بلکہ میرا کام بھی خود حضور کر دیتے تھے۔ غلاموں پر اس قدر شفقت فرماتے کہ آپ نے حکم دیا کہ جو خود کھاؤ وہ اُن کو کھلاؤ اور جو خود پہنو وہ ان کو بھی پہناؤ۔

پیغام صلح ۱۴ جنوری ۱۹۵۸ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۲

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے خدا نورِ ہُدیٰ از مشرقِ رحمت برآر
گمرہاں را چشم کن روشن ز آیاتِ مبیں

ہفت روزہ
پیغامِ صلح
لاہور پاکستان

ٹیلیفون نمبر ۳۷۳۷
تار کا پتہ "تبلیغ" لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
ایڈیٹر دوست محمد

جلد ۴۹ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۰ رجب ۱۳۷۸ھ ۔ مطابق ۲۱ جنوری ۱۹۵۹ء | نمبر ۳

مسیح موعودؑ کی جماعت وہی ہے جو صحابہؓ کا رنگ اختیار کرکے صدق و وفا پر قدم مارے

حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات

ایک اور جماعت مسیح موعودؑ کی ہے جس نے اپنے اندر صحابہؓ کا رنگ پیدا کرنا ہے، صحابہؓ کی تو وہ جماعت تھی جس کی تعریف میں قرآن شریف بھرا پڑا ہے۔ کیا آپ لوگ ایسے ہیں؟ جب خدا کہتا ہے کہ مسیحؑ کے ساتھ وہ لوگ ہوں گے۔ جو صحابہؓ کے دوش بدوش ہوں گے۔ صحابہؓ تو وہ تھے جنہوں نے اپنا مال اپنا وطن راہِ حق میں دے دیا۔ اور سب کچھ چھوڑ دیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا معاملہ اکثر سنا ہوگا۔ ایک دفعہ جب راہِ خدا میں مال دینے کا حکم ہوا تو گھر کا کل اثاثہ لے آئے۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا۔ کہ گھر میں کیا چھوڑ آئے۔ تو فرمایا خدا اور رسول کو گھر میں چھوڑ آیا ہوں۔ رئیس مکہ ہو اور کمبل پوش۔ غرباء کا لباس پہنے۔ یہ سمجھ لو۔ کہ وہ لوگ تو خدا کی راہ میں شہید ہو گئے۔ اُن کے لئے تو یہی لکھا ہے کہ سیوف (تلواروں) کے نیچے بہشت ہے۔ لیکن ہمارے لئے تو اتنی سختی نہیں۔ کیونکہ یضع الحرب ہمارے لئے آیا ہے۔ یعنی مہدی کے وقت لڑائی نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ بعض مصالح کی رُو سے ایک فعل کرتا ہے۔ اور آئندہ جب وہ فعل معرض اعتراض ٹھہرتا ہے تو پھر وہ فعل نہیں کرتا۔ اوّلاً ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی تلوار نہ اُٹھائی مگر ان کو سخت سے سخت تکالیف برداشت کرنی پڑیں۔ تیرہ سال کا عرصہ ایک بچے کو بالغ کرنے کے لئے کافی ہے۔ اور حضرت مسیحؑ کی میعاد تو اگر اس میعاد میں سے دس نکال دیں تو پھر بھی کافی ہوتی ہے۔ غرض اس لمبے عرصہ میں کوئی یا کسی رنگ کی تکلیف نہ تھی۔ جو اُٹھانی نہ پڑی ہو۔ آخر کار وطن سے نکلے تو تعاقب ہوا۔ دوسری جگہ پناہ لی۔ تو دشمن نے وہاں بھی نہ چھوڑا جب یہ حالت ہوئی۔ تو مظلوموں کو ظالموں کے ظلم سے بچانے کے لئے حکم ہوا۔ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا و ان اللہ علیٰ نصرھم لقدیر الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ (س ۱۷) جن لوگوں کے ساتھ لڑائیاں خواہ مخواہ کی گئیں۔ اور گھروں سے ناحق نکالے گئے۔ صرف اس لئے کہ انہوں نے کہا۔ کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ اس لئے یہ ضرورت پیش آئی کہ تلوار اُٹھائی جائے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی تلوار نہ اُٹھاتے۔ ہاں ہمارے برخلاف قلم اُٹھائی گئی ہے۔ قلم سے ہم کو اذیت دی گئی اور بہت ستایا گیا ہے، اس لئے اس کے مقابل قلم ہی ہمارا حربہ ہے۔

میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ جس قدر کوئی شخص قرب حاصل کرتا ہے، اسی قدر مواخذہ کے قابل ہے اہل بیت زیادہ مواخذہ کے لائق تھے۔ وہ لوگ جو دُور ہیں قابلِ مواخذہ نہیں۔ لیکن تم ضرور ہو، اگر تم لوگوں میں دوسروں پر کوئی ایمانی زیادتی نہیں، تو پھر تم میں اور ان میں کیا فرق ہوا۔ تم ہزاروں نظروں کے نیچے ہو۔ وہ لوگ گورنمنٹ کے جاسوسوں کی طرح تمہاری حرکات و سکنات کو دیکھ رہے ہیں۔ وہ سچے ہیں، جب مسیح موعودؑ کے ساتھی صحابہ رضی اللہ کے ہمدوش ہو ...... ہیں۔ تو کیا آپ ویسے ہیں؟ جب آپ لوگ ویسے نہیں۔ تو قابل گرفت ہیں۔ گو یہ ابتدائی حالت ہے۔ لیکن موت کا کیا اعتبار ہے۔ موت ایک ایسا ناگزیر امر ہے، جو ہر شخص کو پیش آتا ہے۔ جب یہ حالت ہے تو پھر آپ کیوں غافل ہیں۔ جب کوئی شخص مجھ سے تعلق نہ رکھتا تو یہ امر دوسرا ہے۔ لیکن جب آپ میرے پاس آئے، میرا دعوے قبول کیا۔ اور مجھے مسیح مانا۔ تو گویا من وجہ آپ نے

(باقی بر صفحہ ۳)

ہمارا مذہب

(از حضرت مسیح موعودؑ)

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدّامِ ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

(مسیح موعودؑ)

استحکام تحریک احمدیت میں عورت کا اہم حصہ

ذیل کا مقالہ محترمہ زمرد یوسف صاحبہ وزیر آباد نے جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن خواتین منعقدہ ۲۴ دسمبر ۱۹۵۵ء میں پڑھا۔

صدر عالیہ، معزز خواتین اور بہنو!

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے میری آج کی تقریر کا عنوان ہے "استحکام تحریک احمدیت میں عورت کا اہم حصہ"۔ ایک مشہور مقولہ ہے کہ جو ہاتھ جھولا جھولاتے وہی حکومت کرتا ہے۔ یہ مقولہ معاشرے میں عورت کی اہمیت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام نے عورت کو معاشرے میں ایک معزز مقام بخشا جو اس کا پیدائشی حق تھا۔ زندگی کے بعض شعبوں میں اسلام نے مرد کو ذمہ داری کی نوعیت کے لحاظ سے کچھ فوقیت دی ہے جس کو غیر مسلم محل اعتراض ٹھہراتے ہیں۔ دراصل قواعد و ضوابط ایک مہذب معاشرے کی بنیاد ہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ معاشرے کو قواعد و ضوابط سے آزاد چھوڑ دینا چاہیئے تو یہ محض ایک خیالی تصور ہی ہوگا جس کا حقیقت اور قدرت کے قوانین سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کو میں ایک دو مثالوں سے واضح کر دیتی ہوں۔ دریا کے پانی کو جب بند لگا کر اس کی سطح کو جب اونچا کیا جاتا ہے تو اس سے نہریں نکلتی ہیں، جب اس کو ایک جگہ اکٹھا کر کے اونچائی سے گرایا جاتا ہے تو بجلی پیدا ہوتی ہے۔

ایک بچہ کھاتا پیتا اور سوتا ہوا جوان ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر اسی بچے کو بچپن سے تعلیم دی جائے اور وہ اپنا وقت کھیل کود کی بجائے تعلیم میں صرف کرے تو یہی بچہ ایک تعلیم یافتہ نوجوان اور معاشرے کا ایک معزز فرد بن جاتا ہے۔ اسی طرح جنگلی گھوڑے کو جب تانگے میں جکڑ دیا جاتا ہے تو اس کی افادیت بڑھ جاتی ہے۔ گو اس کو وہ مصیبت سمجھتا ہے۔ ان تمام مثالوں میں جب کسی چیز کو قواعد و ضوابط کی بندشوں میں جکڑ کر کسی خاص مقصد کی طرف رہنمائی کی جائے تو اُن کی افادیت اس آزادی سے ہزار گنا نہ صرف بڑھ جاتی ہے بلکہ اس کے وجود کا صحیح مصرف اور ارتقاء بھی اسی سے وابستہ ہوتا ہے۔ یہ تو ہے قانون قدرت۔ اسلام کے قوانین قوانین قدرت کے عین مطابق ہیں، بے لگام معاشرے کے دلدادہ انسانی معاشرے کی اصل حقیقت سے بے بہرہ ہیں۔ پس اسلام عورت کو معاشرے کی تتلی نہیں بنانا چاہتا بلکہ اسے معاشرے کے چمن میں ایک خوش رُو اور ایک مہکدار پھول دیکھنا چاہتا ہے جس کے وجود سے معاشرہ خوشنما دکھائی دے۔ قرآن مجید نے معاشرے میں عورت و مرد کی اہمیت کو یوں بیان کیا ہے کہ عورت مرد کے لئے لباس اور مرد عورت کے لئے لباس ہے یعنی دونوں ایک دوسرے کی عزت کا باعث ہیں اور زندگی کی تگ و دو میں برابر کے شریک۔

بچے کسی قوم یا معاشرے کے مستقبل کی اُمید ہوتے ہیں جن کی نشوونما قوم یا معاشرے کی سربلندی کے لئے ازبس ضروری ہے۔ یہ بنیادی اور مشکل ذمہ داری عورت کے نازک کندھوں پر ہوتی ہے۔ جس سے اس کا چٹان جیسا صبر اور استقلال ہی عہدہ برآ ہوتا ہے یہ ایک حقیقت ہے جس کی شہادت روزمرہ کے مشاہدہ سے لی جا سکتی ہے۔ دراصل عورتوں نے اپنے اس عظیم فرض کی قدر کو نہ سمجھا یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے میں احساس کمتری محسوس کرتی ہیں کہ وہ بھی مردوں کے ساتھ اُن کے دائرہ فکر و عمل میں برابر کا شریک ہونے کی کوشش کرتی ہیں، تاکہ معاشرے میں اپنے وجود کی اہمیت پیدا کر سکیں۔ اس سے میری ہرگز یہ مراد نہیں کہ عورتیں زندگی کی تگ و دو میں حصہ نہ لیں بلکہ میری صرف اتنی گذارش ہے کہ عورتیں اپنی زیادہ تر توجہ زندگی کے اُن شعبہ جات کی طرف دیں جن کا تعلق بچوں کی جسمانی، ذہنی اور روحانی نشوونما اور سماجی فلاح و بہبود سے ہو۔ ہماری تمام نہاد ترقی یافتہ بہنیں جو یہ چاہتی ہیں کہ ہمیں مردوں کے مساوی حقوق دیئے جائیں، ان کو حقوق کی اس بھیک کی بجائے اپنے آپ کو معاشرے کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید بننے کی صلاحیت پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے، اور اپنے وجود کو معاشرے کے رحم و کرم پر چھوڑنے کی بجائے معاشرے کا ایک ناگزیر حصہ ثابت کرنا چاہیئے، یہ ہے وہ میدان جس میں ہمیں زیادہ جوش و خروش سے کام کرنا چاہیئے۔

تحریک احمدیت نے عورت کو غلط رسم و رواج کے بندھنوں سے نکال کر اسے اس کے

(باقی بر صفحہ ۱۰)

احمدیت کی کامیابی کیلئے دعا

(مرتضیٰ خان حسن)

{ایک احمدی کے جذبات کی ترجمانی سادہ لفظوں میں}

اے خدا! میری دعا ہے تجھ سے با صد انکسار
احمدیت ہو جہاں میں کامیاب و کامگار

دُور رکھ اس سے خدایا! کلفت دورِ خزاں
اس چمن میں اے خدا! چلتی رہے بادِ بہار

دستگیری کر الٰہی! اس کی اپنے فضل سے
اس کی نصرت کے لئے فوجِ ملائک کو اتار

اس شجر کو اے خدا! سیراب کر شاداب کر
اور اپنے فضل سے اس کو بنا با برگ و بار

مثلِ مہر و ماہ چمکے یہ جہاں میں اے خدا!
اور اپنے نور سے کر دے منوّر ہر دیار

اے خدا! پھر اس کے ہاتھوں قصرِ دیں تعمیر ہو
کاخِ ملت کی بنائیں پھر ہوں اس سے استوار

خدمتِ دینِ متیں کی اے خدا! توفیق دے
مال و دولت چیز کیا ہے جان بھی اس پر نثار

سرزمیں تثلیث کی مرکز بنے توحید کا
کچھ نہیں مشکل یہ تیرے آگے اے پروردگار

اے خدا! پھر یلدرم خلوت کا ہمیں منظر دکھا
کب تلک چشمِ کرم کا ہم کریں گے انتظار

نورِ دیں جیسے ہوں پیدا ہم میں پھر مردانِ حق
عالم و فاضل۔ وحیدِ عصر۔ فخرِ روزگار

پھر کمال الدین خواجہ اور علیؔ سے پیدا ہوں
ملتِ بیضا کو جن کی ذات پر ہے افتخار

پھر ہو پیدا ہم میں یارب وہ گروہِ عاشقاں
جن کے سینے قوم کے درد و الم سے تھے فگار

فکرِ دیں سے رہتے تھے بے چین جو شام و سحر
اور کرتے تھے دعائیں با دو چشم اشکبار

صد ہزاراں رحمتیں ہوں مرزا پر اے خدا!
احمدیت سی عطا کی ہم کو نعمت پائیدار

احمدیت کی بدولت ہادی دوراں بنے
ہم کہ تھے اس دہر میں ازبس حقیر و خاکسار

یہ سراسر ہے کرم خدمت کو ہم آئے پسند
ورنہ درگہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمتگزار

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۵۹ء

حضرت مسیح موعود کی تصدیق واقعاتِ عالم سے

وفاتِ مسیح اور نزولِ مسیح کی بحث ایک مدت سے ان فرسودہ مباحث میں سے سمجھی جا رہی ہے، جن پر کچھ لکھنا تضییع اوقات خیال کیا جاتا ہے، آج سے ستر اسی سال پہلے جب حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے ابھی دعوےٰ مسیحیت نہیں کیا تھا، ان دونوں ...... اہم مذہبی مسائل سمجھے ہوئے بڑی بڑی معرکۃ الآرا بحثیں کی جاتی تھیں اور حضرت مسیح علیہ السلام کو وفات یافتہ کہنا موجبِ کفر سمجھا جاتا اور ان کے نزول کو امتِ محمدیہ کا ایک اہم مسئلہ قرار دیا جاتا تھا، ہر مذہب، ہر فرقہ اور ہر مکتبۂ خیال کے مسلمان بڑی شدت کے ساتھ مسیح علیہ السلام کے دوبارہ نزول کے منتظر تھے اور ہر جمعہ کو مساجد میں ان کی آمد کا زمانہ قریب ہونے کا یقین دلایا جاتا تھا، یہی وجہ ہے کہ جونہی حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے وفاتِ مسیح کا اعلان کرتے ہوئے یہ دعوےٰ کیا کہ آنے والا مسیح جس کا حدیثوں میں ذکر ہے، اسی امت میں سے ہو سکتا ہے، اور وہ میں ہوں تو تمام دنیائے اسلام میں ایک کہرام مچ گیا، اور حضرت مرزا صاحب پر نہ صرف کفر کے فتوے لگائے گئے بلکہ اس عقیدہ کی تردید میں جگہ جگہ بحثیں شروع ہو گئیں کہ نزولِ مسیح کی جو پیشگوئی جو حدیثوں میں کی گئی ہے، وہ مسیح ناصری کی دوبارہ آمد سے تعلق رکھتی ہے، یا بقول حضرت مرزا صاحب اسی امت کے کسی مجدد کا منصبِ مسیحیت پر فائز ہونا مراد ہے۔

یہ بحثیں حضرت مرزا صاحب کی وفات تک بلکہ اس کے بعد ایک مدت تک جاری رہیں، لیکن جوں جوں زمانہ گذرتا گیا، اور وہ تمام علامات جو زمانہ مسیح کے متعلق احادیث میں مذکور ہیں ایک ایک کر کے پوری ہوتی چلی گئیں۔ مسیح کی آمد کا انتظار بھی ختم ہوتا چلا گیا، اور وفات و حیاتِ مسیح کی بحثوں کو بیکار اور لایعنی سمجھتے ہوئے نہ صرف طاقِ نسیان پر رکھ دیا گیا بلکہ سنجیدہ اور معقول طبقہ کی طرف سے علی الاعلان وفاتِ مسیح کا اعتراف کر لیا گیا۔

لیکن اس کے ساتھ ہی ایک اہم سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ اگر مسیح علیہ السلام وفات پا چکے ہیں تو احادیث میں نزولِ مسیح کی جو پیشگوئی کی گئی ہے، اس کو کیا کیا جائے، یہ ایک بڑا اہم سوال تھا، ظاہر ہے کہ مسیح علیہ السلام کے وفات یافتہ ہونے کی صورت میں اس پیشگوئی کا حل دو ہی طرح ہو سکتا ہے یا تو اس کی وہ تاویل کی جائے جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے کی اور یا ان احادیث کو موضوع قرار دے کر ادر مسیح کی آمد کے مسئلہ کو غلط ٹھہرا کر ... اس بحث سے ہی چھٹکارا حاصل کر لیا جائے، ظاہر ہے کہ اول الذکر صورت میں حضرت مرزا صاحب کی صداقت ثابت ہوتی ہے، جو ان لوگوں کو قطعاً گوارا نہیں جن کو اپنے علم یا دنیوی وجاہت کا گھمنڈ اور اس پر ناز ہے اس لئے انہوں نے عافیت اسی میں سمجھی کہ نزولِ مسیح کی احادیث کو وضعی قرار دے دیا جائے۔ اس کا یہ نتیجہ ہے کہ آمدِ مسیح کی انتظار جو پہلے تمام اسلامی دنیا کو لگی ہوئی تھی، اب بیشتر حد تک ختم ہو چکی ہے۔

دوسری طرف یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے دعوے سے پہلے اسلام کے متعلق جو مایوسی تمام اسلامی دنیا پر چھائی ہوئی تھی، اور جس کے ازالہ اور دفاعِ اسلام کے لئے مسیح کی آمد کی انتظار تھی، وہ بھی اب باقی نہیں رہی، بلکہ اسلام کی معقولیت اور صداقت دلوں کے اندر گھر کر چکی ہے، اور ایسا لٹریچر کثرت سے شائع ہو چکا اور ہو رہا ہے جس سے اسلام کا روشن چہرہ دنیا پر نمایاں ہو گیا ہے، یہ کیونکر ہوا؟ یہ حضرت مرزا صاحب کی روحانیت اور آپ کے علم کلام کا نتیجہ ہے۔

کیا یہ دونوں باتیں .... اس بات کا ثبوت نہیں کہ حضرت مرزا صاحب کا دعوے مسیحیت برحق تھا، کیونکہ آپ کی آمد سے ایک طرف اسلام کا روشن چہرہ دنیا پر نمایاں ہو گیا اور جس غرض سے مسیح کا آنا ضروری سمجھا جاتا تھا وہ غرض پوری ہو گئی اور دوسری طرف مسیح کے آنے کی انتظار ختم ہو گئی، گویا جو آنا تھا وہ آ چکا اور وہ حدیثیں بھی جن میں آمدِ مسیح کی پیشگوئی تھی سچی ثابت ہوئیں۔ کسرِ صلیب کا کام جس شاندار طریق سے حضرت مرزا صاحب نے سرانجام دیا اور اسلام کی صداقت پر جو دلائل و براہین پیش کئے، اور ان کے نتیجہ میں اسلام کا جو نور دنیا میں پھیلتا جا رہا ہے، وہ اس بات کا کھلا ثبوت ہے، کہ نزولِ مسیح کی احادیث کی جو تاویل حضرت مرزا صاحب نے کی وہی صحیح تھی، اور ان کا دعوے مسیحیت برحق تھا۔

ایک اور بات بھی اس سلسلہ میں قابلِ غور ہے اگر نزولِ مسیح کی احادیث وضعی ہیں اور کوئی مسیح آنے والا نہ تھا، تو وہ علامات جو نزولِ مسیح کے زمانہ کے متعلق احادیث میں بیان کی گئی ہیں کیسے پوری ہو گئیں، دجال اور یاجوج ماجوج کی احادیث مسیح موعود کے زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور ہمارے مخالف بھی جو آمدِ مسیح کی احادیث کو وضعی قرار دینے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں، اس بات کے قائل ہیں کہ دجال اور یاجوج ماجوج کی احادیث میں مغربی اقوام کے دو خصائل کا ذکر ہے، دجالیت ان کے مذہبی پہلو سے تعلق رکھتی ہے اور یاجوج ماجوج کا غلبہ ان کے سیاسی غلبہ کا پتہ دیتا ہے، جیسا کہ علامہ اقبال (جو وہ بھی نزولِ مسیح کی احادیث کو وضعی سمجھتے تھے) نے صاف اعتراف کیا ہے ؎

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشمِ مسلم دیکھ لے تفسیرِ حرفِ ینسلون

پس اگر یاجوج ماجوج کے لشکر کھل چکے ہیں، اور من کل حدب ینسلون کی تفسیر انہی لشکروں کے کھل جانے کا پتہ دیتی ہے، اگر دجال سے مراد پادریوں کا وہ لشکر ہے جو تمام دنیا میں طرح طرح کے حیلوں اور بہانوں سے لوگوں کو مرتد کرنے کے درپے ہیں، جیسا کہ اسلامی دنیا کا کثیر حصہ آج اس کا قائل ہو چکا ہے تو پھر مسیح موعود کا آنا بھی لازمی ہے، کیونکہ کسرِ صلیب کا کام اسی سے متعلق کیا گیا ہے، نزولِ مسیح کی حدیثوں کو غلط قرار دیکر ان حدیثوں سے بھی ہاتھ صاف کرنا پڑے گا جو مسیح موعود کے زمانہ کے ان فتن کا پتہ دیتی ہیں جن کی اصلاح کے ... اس نے آنا تھا۔ اگر وہ فتن آج ظاہر ہو چکے ہیں، تو ان احادیث کو غلط قرار دینا جن میں ان کا ذکر ہے اور آمدِ مسیح کا انکار کرنا جس نے ان فتن کے علاج کے لئے آنا تھا، ایک ایسی بات ہے جس کو کوئی عقل اور کوئی علم و دانش معقول قرار نہیں دے سکتا۔

حضرت مسیح موعود کے ارشادات

(بسلسلہ صفحہ اول)

صحابہ کرام کے سرپر دوش ہونے کا دعوےٰ کر دیا۔ تو کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کبھی صدق و وفا پر قدم مارنے سے دریغ کیا؟ ان میں کوئی کسل تھا؟ کیا وہ دل آزار تھے؟ کیا ان کو اپنے جذبات پر قابو نہ تھا؟ کیا وہ منکسر المزاج نہ تھے بلکہ ان میں پرلے درجہ کا انکسار تھا۔ پس دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو بھی ویسی ہی توفیق عطا کرے کیونکہ تذلل اور انکساری کی زندگی کوئی شخص اختیار نہیں کر سکتا، جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد نہ کرے۔ اپنے آپ کو ٹٹولو، اور اگر بچہ کی طرح اپنے آپ کو کمزور پاؤ تو گھبراؤ نہیں اھدنا الصراط المستقیم کی دعا صحابہؓ کی طرح جاری رکھو۔ راتوں کو اٹھو اور دعا کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی راہ دکھلائے۔

رسید زر

مندرجہ ذیل رقوم معرفت شیخ محمد انعام الحق صاحب حیدرآباد دکن وصول ہوئی ہیں۔

نازرحمٰن صاحبہ 5—0—0
ثریا 5—0—0
والدہ داؤدالرحمان صاحب 2—0—0
میزان 12—0—0

امریکی عیسائیت کی انقلابی تحریک

ایک زمانہ میں یورپ میں کلیسا کو بڑا عروج حاصل تھا، اتنا عروج کہ ایوان ہائے حکومت میں بھی اسی کا حکم نافذ ہوتا تھا — رہبانیت کو اس شدت سے اپنایا جا رہا تھا کہ آج جب ہم عیسائی راہبوں کی ریاضت اور عبادت کے واقعات پر نظر ڈالتے ہیں تو اُن مخالفِ فطرت کارناموں سے ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ سینٹ میکیریس اسکندری کے متعلق مشہور ہے کہ وہ ہمیشہ ایک من وزن اپنے جسم پر اُٹھائے رکھتے۔ اسی جنونِ رہبانیت میں وہ چھ ماہ تک برابر ایک دلدل میں سوتے رہے۔ تاکہ زہریلی مکھیاں اُن کے جسم کو ڈستی رہیں۔ عیسائی دنیا کے ایک اور مشہور راہب یوحنا کے بارے میں مؤرخین نے لکھا ہے کہ وہ تین سال تک متواتر کھڑے ہو کر عبادت کرتے رہے اور اس دوران میں ایک منٹ کے لئے بھی نہ لیٹے نہ بیٹھے۔ جب تکلیف ناقابلِ برداشت حد تک بڑھ جاتی تو تھوڑی دیر کے لئے ایک چٹان کا سہارا لے لیتے۔ یہ اور اسی طرح کی بیشمار دوسری مثالیں اہلِ کلیسا کی انتہا پسندی کا نمونہ ہیں، کوئی شبہ نہیں کہ بظاہر یہ کارنامے بڑے محیر العقول نظر آتے ہیں لیکن فطرتِ انسانی کے خلاف اس مسلسل جدوجہد اور جنگ کا نتیجہ آخر یہ نکلا کہ خود کلیسائی حلقے عیش و عشرت میں اس قدر ڈوب گئے کہ بڑے بڑے امراء کی تعیش کی داستانیں اُن کے آگے گرد ہو گئیں۔ دولت کمانے کے لئے یہاں پادریوں نے جنت کے قبالے تک بیچنے شروع کر دیئے ارباب کلیسا کی عیاشی اور متشددانہ رجحانات کا ردِ عمل یہ ہوا کہ یورپ میں عقل پرستی کا ایک طوفان اُٹھ کھڑا ہوا۔ جو با وجود پوپ اور اس کے حامیوں کے جبر و تشدد کے بالآخر کامیاب ہوا اور کلیسا کو زندگی کے ہر شعبہ سے مار مار کر بیدخل کر دیا گیا —!

مغربی دنیا میں ایک انتہا پسندانہ رجحانات وہ تھے جن کی علمبرداری رہبانیت کا مزاج کرتا تھا۔ اور ایک انتہا پسندانہ نظریات وہ ہیں جن کی نمائندگی آج کی مادہ پرست مغربی تہذیب کر رہی ہے ایک ہندوستانی فلاسفر کے بقول مغرب نے فضاؤں میں اُڑنا اور ہواؤں میں تیرنا تو سیکھ لیا۔ لیکن وہ زمین پر چلنا بھول گیا۔ مادہ پرستانہ زاویہ نظر کا یہی وہ غلبہ ہے جس سے مغرب میں آج ہر مسئلہ کو دنیاوی سُود و زیاں کی عینک سے دیکھا جاتا ہے، اور اخلاقی قدروں کو موت کی نیند سُلا دیا گیا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ جس طرح رہبانیت انسانی فطرت کے خلاف اعلانِ جنگ کی حیثیت رکھتی ہے، اسی طرح یہ نقطہ نظر بھی اس کے مزاج اور خمیر سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔ یہی وجہ ہے یورپ کا باشعور طبقہ اس نظریہ کے خلاف بھی بغاوت کرنے پر آمادہ ہے اور پھر سے ایک معتدل روحانیت کی چھاؤں میں سکون حاصل کرنے کا متلاشی ہے۔ کوئی سال ایسا نہیں گزرتا جس میں کسی نہ کسی نئی اخلاقی یا روحانی تحریک کی داغ بیل نہ ڈالی جائے اور اس سلسلہ کی ایک کڑی وہ تنظیم ہے جسے یورپ میں "مارمنز" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

مختصر تاریخ

مارمن تنظیم کا بانی ایک ۲۴ سالہ نوجوان جوزف اسمتھ تھا جو نیویارک میں پیدا ہوا۔ اس نوجوان نے لوگوں کو بتایا کہ اسے براہ راست خدا کی طرف سے الہام ہوتا ہے۔ شروع شروع میں بہت کم لوگوں نے اس کی طرف توجہ کی، اس کی دولہن اور کنبے کے چند دوسرے افراد کے علاوہ کوئی اور اس کے حلقہ ارادت میں داخل نہ ہوا۔ مگر مادہ پرستی کے ردِ عمل کے طور پر چھ مہینے کے اندر اس کے مریدوں کی تعداد دو ہزار تک پہنچ گئی۔ اپنے تیرہ سالہ عہد میں اسمتھ نے ایک سو الہامی پیشگوئیاں اپنے مریدوں کے سامنے پیش کیں اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کی تحریک تیزی سے مقبول ہونے لگی۔

خدائی حکومت

اس کی ایک عجیب پیشگوئی یہ تھی کہ مسیح موعود اپنی دوبارہ آمد پر جو آسمانی حکومت قائم کریں گے وہ امریکہ میں ہوگی۔ چنانچہ اگست ۱۸۳۱ء میں اسمتھ نے مسوری میں جا کر وہ جنت ارضی دریافت بھی کر لی اور اس کی ۶۳۔ ایکڑ مقدس زمین کو اس نے خدائی حکومت کا معبد تیار کرنے کے لئے وقف بھی کر دیا۔

الزامات

مگر بدقسمتی سے مارمنز کو مخالفین نے کہیں بھی ٹکنے نہ دیا۔ انہوں نے جہاں اپنی بستی بسانے کا ارادہ کیا وہاں سے انہیں مختلف سیاسی اور معاشی اسباب کی بناء پر نکال باہر کیا گیا۔ سب سے بڑا مبالغہ آمیز الزام جو اُن پر عاید کیا جاتا رہا وہ تعدد ازدواج کا ہے اس الزام کو پچھلے چند سالوں میں اتنا اُچھالا گیا کہ آج انگریزی تعدد ازدواج کے لئے "مارمنزم" کی اصطلاح ایک بڑی مشہور اصلاح ہے، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مارمنز بمشکل تین فی صد افراد اس فلسفہ کو زیرِ عمل لاتے ہیں۔ الزامات کی اس بوچھاڑ کا نتیجہ یہ نکلا کہ جوزف اسمتھ ایک گروہ کے ہاتھوں جون ۱۸۴۴ء میں موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے —!

جنتِ ارضی کا حصول

اب مارمنز کی قیادت ایک ۴۳ سالہ پختہ کار انسان بریگھم ینگ کو تفویض کی گئی ہے، اور اس نے اعلان کیا کہ وہ اپنے پیروکاروں کو ایک سرزمین کا پتہ دے گا۔ جس پر دنیا کے کسی دوسرے انسان کو بسنے کی خواہش نہیں ہوگی۔ چنانچہ اسی خیالی جنت کی تلاش میں وہ ۱۴۸ مردوں اور عورتوں کی معیت میں نکل کھڑا ہوا۔ اور بالآخر اس مقام پر جا پہنچا جو آجکل "اُتاہ" کہلاتا ہے اور جو اس وقت میکسیکو میں شامل تھا۔ یہاں پہنچ کر اس نے اعلان کر دیا کہ یہی مقام در اصل موعودہ آسمانی حکومت کا ہے۔ اب مارمنز کے قائد کے سامنے یہ سوال تھا کہ اس مقام پر رہائش کا مسئلہ کس طرح فرقہ کے لوگوں کے لئے آسان کیا جائے۔ اس مقصد کے لئے اس نے ایک فنڈ کھولا اور اعلان کیا کہ اس سے ان لوگوں کی مدد کی جائے گی جو ترکِ وطن کر کے اس "ارضِ مقدس" میں آباد ہوں گے۔ چنانچہ یہ اعلان کارگر ثابت ہوا اور ۸۵ ہزار دو سو بیس مارمنز اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اسی جگہ آباد ہو گئے۔ ترکِ وطن کی رفتار کا عالم یہ تھا کہ ۱۸۷۷ء میں جب ینگ فوت ہوا تو یہ مقام ایک لاکھ ۴۰ ہزار مارمنز کا مسکن بن چکا تھا۔

اغراض و مقاصد اور دلچسپ نظریات

مارمنز کے نزدیک اُن کا مذہب محض چند عقائد مذہبی کا مجموعہ نہیں، بلکہ وہ ایک ضابطۂ حیات کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان کا ہر رُکن دوسرے رُکن سے گہرے برادرانہ تعلقات رکھتا ہے۔ کوئی شخص حاجت مند ہو تو چرچ اس کی ضروریاتِ زندگی پوری کرنے کا ضامن ہے۔ مارمنز حکومت سے امداد لینے کے قائل نہیں انہوں نے خود ہی ایک ایسا خود کفیل نظام قائم کر رکھا ہے جس میں سب کی تکلیفوں کا حل موجود ہے۔ اُن کے اندر اخوت کا یہ جذبہ استوار اس لئے ہے کہ اُن کے نزدیک ہر شخص خدا کا روحانی بیٹا ہے اور انہیں اس حیاتِ جسمانی کے ساتھ دنیا میں اس لئے بھیجا گیا ہے، کہ وہ اپنی صلاحیت اور سیرت و کردار کی آزمائش کر سکے۔ جو اس آزمائش میں پُورا اُترے گا مارمنز کا عقیدہ ہے کہ اسے خدا کی آسمانی حکومت میں داخل کیا جائے گا۔

سالٹ لیک سٹی میں اُتاہ کے مقام پر جو مرکزی چرچ ہے اس کے ۲۹۱۷ وارڈ ہیں۔ ہر وارڈ کے لئے ایک الگ بشپ ہے جس کا ذریعہ معاش عموماً تجارت ہوتی ہے اور وہ اتنی ہی روزی کماتا ہے جس سے وہ ایک باآبرو زندگی گذار سکے، ورنہ اس کا اولین فرض یہ ہوتا ہے کہ وہ چرچ کی عائد کردہ ذمہ داریاں ادا کرے اور وارڈ کے لوکل لیڈر کی حیثیت سے مارمنز کی روحانی اور علمی تربیت کرے اور اُن کے دُکھ دُور کرنے کی کوشش کرے۔ چرچ کو مالی حیثیت سے مستحکم کرنے کے لئے ہر مارمن پر اپنی کمائی کا دس فیصد بطور لازمی چندہ عائد ہے۔ کمائی کا ۲ فیصد اس کے علاوہ لیا جاتا ہے، جو مقامی وارڈ کی ضروریات پر صرف ہوتا ہے۔ کوئی مارمن چرچ میں داخل نہیں ہو سکتا جب تک .... اس کے پاس اپنے وارڈ کے بشپ کی یہ تحریر موجود نہ ہو کہ اس نے چرچ کے تمام واجبات ادا کر دیئے ہیں۔ تبلیغی سرگرمیاں جاری رکھنے کے لئے ہر دوسرے ہفتے ۷ سے لیکر ۹ تک کی تعداد میں افراد نکل کھڑے ہوتے ہیں اور وہ مسلسل دو سال تک وعظ اور پراپیگنڈا میں مشغول رہتے ہیں۔

تحریک کی حیرت انگیز ترقی

آج یہ تحریک اس قدر ترقی کر چکی ہے کہ صرف امریکہ کی ریاستہائے متحدہ میں اس کے سات معبد قائم ہو چکے ہیں اور یہ تحریک کینیڈا، سوئٹزرلینڈ اور نیوزی لینڈ تک پہنچ چکی ہے۔ برطانیہ میں تحریک کے اولین معبد کا افتتاح ابھی پچھلے مہینے میں ہوا — جس کے لئے اُتاہ کی مرکزی تنظیم نے ۲۰ لاکھ پونڈ کی رقم خرچ کی۔ برطانیہ میں مارمنز فرقہ کے ارکان کی کل تعداد گیارہ ہزار ہے لیکن اپنے مقصد کی تبلیغ کے لئے ان کی لگن کا یہ عالم ہے کہ یہ ایک ایک گھر پر جا کر اپنا پیغام پہنچاتے ہیں۔ اور اس طرح اوسطاً ایک ہزار افراد کو تنظیم کا ممبر بنانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ صرف اُتاہ کے مرکزی مقام پر ان کی

(باقی برصفحہ ۱۴ کالم ۳)

انسانی تخلیق۔ اسکی زندگی وموت اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکومت پر شاہد ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۶ جنوری ۱۹۵۹ء۔ فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

نحن خلقناکم فلولا تصدقون ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نحن جعلنٰھا تذکرۃ ومتاعاً للمقوین فسبح باسم ربک العظیم (واقعہ)

بہترین مخلوق کا خالق

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے انسان کی قریب ترین چیزوں کا ذکر کیا ہے۔ تاکہ انسان آسانی سے سمجھ سکے کہ یہ کائنات کس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ انسان زمین وآسمان کی کائنات میں اعلےٰ درجہ کی مخلوق ہے۔ اور تمام کائنات کو اللہ تعالےٰ نے محض انسان کے لئے بنایا ہے۔ اور اسکو کئی باتوں میں تمام مخلوق سے متمیز کیا ہے، اس کو عقل وفہم دیا۔ اختیار دیا، ایجاد اور انکشافات کی قوت عطا فرمائی ہے۔ غرضکہ انسان سے بڑھکر اس کائنات میں کوئی مخلوق نہیں، انسان ہی سب کائنات میں بہترین مخلوق ہے، اس کے اندر عقل ودانش ہے، غور د فکر کا مادہ ہے۔ اسکو بہت سارا اختیار دیا گیا ہے باوجود اس کے فرماتا ہے ہم نے تم کو پیدا کیا اور تم کو قابل استعدادوں سے آراستہ کیا پھر کیا وجہ ہے ایسے خالق کو تسلیم نہیں کرتے۔ نحن خلقناکم ہم نے تم کو یہ زندگی عطا کی اور استعدادیں عطا کیں باوجود اس کے خالق کا انکار کرتے ہو۔ فلولا تصدقون۔ ۔ ۔ ۔ کیوں تم اقرار نہیں کرتے کہ تم خود خالق نہیں ہو، بلکہ کسی اور خالق کی مخلوق ہو۔

قوتِ تخلیق میں انسان کی عاجزی

اور ہمیں توجہ دلانے کے لئے بتلایا کہ ماں کے پیٹ میں جو بچہ ہوتا ہے، اس کے متعلق ماں باپ کے کیا جذبات ہوتے ہیں۔ ماں باپ کو تمنا ہوتی ہے کہ جو بچہ پیدا ہونے والا ہے۔ وہ بیحد خوبصورت ہو اور اس کی استعدادیں بڑی اعلےٰ ہوں، خوبصورتی میں وہ سب سے سبقت لے جائے۔ جسم تندرست ہو۔ ان جذبات کے باوجود کبھی بڑے بڑے پہلوانوں کے ہاں چوہے پیدا ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی بادشاہوں کے ہاں کوڑن دماغ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ حالانکہ اُن کے پاس طبیب اور بڑے بڑے ڈاکٹر ہوتے ہیں۔ خود ڈاکٹروں اور طبیبوں کے ہاں بعض وقت ایسے بچے پیدا ہوتے ہیں، جن کی دماغی حالت اچھی نہیں ہوتی۔ اگر انسان میں پیدا کرنے کی قوت ہوتی تو کم از کم ڈاکٹروں اور بادشاہوں کے ہاں جو بچے پیدا ہوتے وہ ہمیشہ تندرست اور خوبصورت اور اعلےٰ استعدادوں کے مالک ہوتے لیکن یہ تو واقعات ہیں، کہ ڈاکٹروں اور بادشاہوں کے ہاں بھی بعض وقت کوڑن دماغ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ سلیمان علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ اُن کے ہاں جو بچہ پیدا ہوا وہ بالکل لا یعقل تھا۔ باوجودیکہ پیغمبر تھے اور بادشاہ بھی تھے ان کے خزانوں میں کسی قسم کی کمی نہ تھی، اور وہ اس بچہ کی تندرستی کے لئے بہت کچھ کر سکتے تھے لیکن کچھ نہ کر سکے اور فرمایا القینا علےٰ کرسیہ جسداً جو لڑکا اُن کا جانشین ہوا وہ ایک جسد تھا جس میں روحانی قوے موجود نہ تھے۔ غرض کسی انسان کو مقدرت نہیں کہ ضرور ایسا بچہ پیدا ہو جو تندرست اور عقلمند ہو، بیشتر آدمی ہیں، جن کے ہاں صرف لڑکیاں ہی پیدا ہوتی ہیں کسی کے ہاں نہ لڑکی پیدا ہوتی ہے نہ لڑکا، اور کسی کے ہاں ایک ہی وقت ایک کی بجائے دو بچے پیدا ہو جاتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ انسان کو جذبات تو دیئے گئے ہیں۔ اور وہ چاہتا ہے کہ اس کی خواہش کے مطابق بچے پیدا ہوں۔ لیکن یہ اس کی قدرت میں نہیں۔

خدا تعالیٰ کا تصرف انسان پر

فرماتا ہے نہ ہی تم اپنی جان کی آفرینش کے مالک ہو اور نہ ہی تم اپنی پیاری اولاد کی تخلیق کے مختار ہو خدا تعالےٰ کا تصرف نہ صرف کائنات پر ہے بلکہ کائنات کی بہترین اور مختار مخلوق یعنی انسانوں پر بھی اس کا پورا تصرف ہے۔ ھو القاھر فوق عبادہ ہم نے ہی اپنے بندوں پر حکومت قائم کر رکھی ہے۔ وہ ہماری ۔ ۔ حکومت سے باہر نہیں نکل سکتے۔

موت کے متعلق انسان کی بے اختیاری

پھر فرماتا ہے نحن قدرنا بینکم الموت وما نحن بمسبوقین یعنی جس طرح پیدائش انسان ہمارے اختیار میں ہے اسی طرح اس کی موت بھی ہم نے تم پر موت مقدر کر رکھی ہے۔ موت بھی انسان کے اختیار میں نہیں۔ کبھی بچہ ماں کے پیٹ کے اندر ختم ہو جاتا ہے۔ کبھی پیدا ہوتے ہی مر جاتا ہے، اور ماں باپ تڑپ کر رہ جاتے ہیں کہ اتنا خوبصورت بچہ ہماری آنکھوں کے سامنے موت کا شکار ہو گیا۔ کبھی نوجوانی کے عالم میں اعلےٰ تعلیم پاکر اور شادی کے بعد مر جاتا ہے۔ نحن قدرنا بینکم الموت موت بھی ہمارے ہی اختیار میں ہے۔ کوئی شخص موت کو روک نہیں سکتا۔ خدا کی حکومت کائنات کے ذرّے ذرّے پر ہے ھو القاھر فوق عبادہ معلوم ہوا انسان جو ساری کائنات پر فوقیت رکھتا ہے یہ بھی اپنی مشنیزی پر پورا تصرف نہیں رکھتا۔ اللہ تعالےٰ کے ہی قبضۂ قدرت میں سب کچھ ہے۔

قیام زندگی کے سامان بھی تصرّف الٰہی میں ہیں

پھر فرمایا زندگی کے قیام کے سامان بھی میں ہی پیدا کرتا ہوں، افرئیتم ما تحرثون ءانتم تزرعونہ ام نحن الزارعون۔ جس طرح ماں کے بطن کے اندر ایک بچہ ہو۔ تو یہ یقینی بات نہیں کہ وہ ضرور زندہ باہر آئے گا یا پیدا ہونے کے بعد زندہ رہے گا۔ اسی طرح زمین کے بطن میں جو بیج ڈالا جاتا یا گٹھلیاں پھینکی جاتی ہیں۔ کوئی کسان اور کوئی باغبان نہیں جانتا کہ اس میں سے کتنے دانے نکلیں گے اور کتنے درخت بن جائیں گے۔ ان کو پھل آئے گا یا نہیں اغلباً ۱۹۳۰ء کا واقعہ ہے۔ کہ جس طرح پرسوں انڑسول ۴۳ درجہ پر سردی پہنچگئی تھی، ۱۹۳۰ء میں بھی اتنی سردی پڑی تھی، کہ کوٹھیوں کے باہر پانی منجمد ہو گیا۔ کھیتیاں ساری کی ساری جل گئیں۔ باغوں کے پھل ضائع ہو گئے۔ تو یہ چیزیں جن پر ہماری زندگی کا مدار ہے۔ سب اس کے فضل سے ہی پیدا ہوتی اور قائم رہ سکتی ہیں۔

کھیتیاں اور باغات تصرف الٰہی میں

تو فرمایا اپنی پیدائش کی طرف دیکھو اور جو چیزیں تمہاری زندگی کے قیام کا موجب ہیں ان کو دیکھو، یہ سب ہمارے تصرف میں ہیں، ہو سکتا ہے کہ کھیتیاں جل جائیں، باغات کے باغات، کھیتوں کے کھیت جلا دیئے جائیں آندھیوں کے ذریعہ سے اور کیڑوں کے ذریعہ سے برباد ہو جائیں۔

پانی تصرف الٰہی میں

پھر فرمایا افرئیتم الماء الذی تشربون ءانتم انزلتموہ من المزن ام نحن المنزلون وہ پانی جس پر انسان وحیوان اور سب کی زندگی کا دارومدار ہے جس سے غلّہ پیدا ہوتا ہے۔ جس کے بغیر تمہاری زندگی محال ہے۔ اس کو آسمان کے بادلوں سے تم اتار سکتے ہو، یا ہم اتارتے ہیں؟ جب قحط سالی ہوتی ہے تو کیوں نہیں تم ایسا کرتے۔ کہ بارش آجائے، انسان اور مویشی اور کھیت بچ جائیں۔ انگلستان میں سردیوں میں بہت بارش ہوتی ہے، اور بعض وقت اس شدت کی سردی پڑتی ہے کہ کثرت سے برف باری شروع ہو جاتی ہے رستے رُک جاتے ہیں، ریلیں بند ہو جاتی ہیں۔ انسانی جان کے لالے پڑ جاتے ہیں علم ختم ہو جاتا ہے سائنس ختم ہو جاتی ہے ھو القاھر فوق عبادہ تو فرمایا یہ پانی جو تم پیتے ہو اس کے بغیر تم زندہ نہیں رہ سکتے تمہارے مویشی زندہ نہیں رہ سکتے۔ اس کے بغیر تمہاری کھیتیاں پک نہیں سکتیں کبھی زمین کے اندر ٹیوب ویل لگائے جاتے ہیں تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ پانی کڑوا نکل آتا ہے۔ میٹھا پانی پیدا کرنا بھی تمہارے اختیار میں نہیں

ہے۔ هو القاهر فوق عباده - یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت کے کرشمے ہیں۔

آگ تصرف الٰہی میں

پھر فرمایا افرءیتم النار التی تورون ءانتم انشأتم شجرتها ام نحن المنشئون غذا بھی ہو، پانی بھی ہو، لیکن آگ نہ ہو تو پھر بھی انسان کی زندگی قائم نہیں رہ سکتی۔ تو یہ آگ جو تم جلاتے ہو کون اسکو پیدا کرتا ہے۔ یہ سبز درخت جو تمہارے سامنے ہیں ان کے اندر ہم نے آگ ذخیرہ کی ہے تمہارے کارخانوں کے لئے۔ ریلوں کے لئے، جہازوں کے لئے کس قدر آگ کا سامان کر رکھا ہے۔ لکڑی کی بات ہوتی تو شاید کام نہ چل سکتے۔ اس لئے پتھر کا کوئلہ پیدا کر دیا۔ کہتے ہیں پتھر کا کوئلہ بھی درختوں سے بنتا ہے بہرحال فرمایا نہ سبز درخت تم پیدا کر سکتے ہو اور نہ اس کے اندر جلنے کی خاصیت پیدا کرنا تمہارا کام ہے۔

آگ یادِ الٰہی کا ذریعہ

نحن جعلنها تذكرة ومتاعا للمقوين اس آگ میں تمہارے لئے سامان زندگی بھی ہے اور اسکو خدا کی یاد کا ذریعہ بھی بنا دیا گیا ہے۔ اس کی قدر سفر کرنے والوں کو ہوتی ہے پیدل چلنے کے بعد اگر ایک مسافر کو آگ مل جائے اور وہ پانی گرم کر کے ہاتھ پاؤں اور پنڈلیاں دھو لے تو اس میں جان پڑ جاتی ہے، وہ آگ کے بغیر نہ دودھ گرم کر سکتا ہے نہ شوربا تیار کر سکتا ہے اور نہ ہی قہوہ کے ذریعہ اپنی ضائع شدہ طاقت کو بحال کر سکتا ہے۔ جنگلوں میں سفر کرنے والے لوگ اس کی قدر کو پہچانتے ہیں اور خدا کو یاد کرتے ہیں۔

انسانی زندگی کا نقشہ

یہ ایک نقشہ انسانی زندگی کا ہے۔ اس کی پیدائش زندگی اور موت انسان کے اپنے اختیار کی بات نہیں، یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ نہ ہی انسان اپنی خوراک وغیرہ خود پیدا کر سکتا، اور کھیتیاں اور باغ بھی جن سے انسانی زندگی کا بڑا تعلق ہے، آسمان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی زندگی کا سامان آسمان سے آتا ہے۔ پھر آگ ہے جس کے بغیر کارخانے نہیں چل سکتے۔ ریلیں نہیں چل سکتیں۔ جہاز نہیں چل سکتے۔ جن میں تم سفر کرتے ہو، اور تجارتوں کے سامان بھیجتے ہو۔ ان تجارتوں اور کارخانوں کی وجہ سے تم امیر ہو جاتے ہو، اس لئے یہ آگ ... اللہ تعالےٰ کی قدرتوں کو یاد دلانے والی چیز ہے۔

اشیاء کی تمانت سے معرفت الٰہی

وجعلنها تذكرة قرآن کریم نے انسان کے قریب ترین چیزوں کا ذکر کر کے اس کو اپنے مالک کی معرفت عطا کرنے کے سامان پیدا کر دیئے ہیں۔ انسان کو اس کی قدر کرنا چاہیئے ٭

آپ کے خطوط

لیبر یونین کے متعلق معلومات کی ضرورت

مکرمی محترمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

السلام علیکم! براہ کرم قریبی اشاعت پیغام صلح میں مندرجہ ذیل معروضات شائع فرما کر مشکور و ممنون فرمائیں۔

دی پاکستان کواپریٹو وولن ٹیکسٹائل ملز لارنس پور ضلع کیمبلپور، پاکستان بھر میں گرم کپڑے کا سب سے بڑا کارخانہ ہے، انتظامیہ کے دبدبہ اور رعب کے سبب یہاں کوئی لیبر تنظیم معرض وجود میں نہ آسکی۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ملک میں مارشل لاء کا نفاذ ہوا اور حکومت نے ایک آرڈیننس کے ذریعہ انتظامیہ کو لیبر ورکنگ کمیٹی کے قیام پر مجبور کیا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں پانچ نمائندگان لیبر سے اور پانچ انتظامیہ کے ممبر مل کر لیبر کی بہتری اور سہولت کے لئے کام کریں گے۔ چیئرمین اور ایک سیکرٹری انتظامیہ نامزد کرے گی اور وائس چیئرمین اور ایک سیکرٹری لیبر نمائندگان اپنے میں سے چناؤ کرے گی۔

چنانچہ ۱۱/۵/۶۰ کو لیبر اینڈ ویلفیئر آفیسر صاحب کی موجودگی میں انتخابات کرائے گئے۔ سینکڑوں مزدوروں نے اپنے ووٹ آزادانہ اور منصفانہ طور پر استعمال کئے، خاکسار بھی اپنے وول سپننگ ڈیپارٹمنٹ سے اپنے ہی سینیئر سپروائزر کے خلاف بطور امیدوار انتخاب لڑکر بفضلہ تعالےٰ کامیاب ہوا۔

یہاں پر یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ میرے انتخاب میں لیبر کی اکثریت نے کسی قسم کے مذہبی تعصب کو بالائے طاق رکھکر صرف اس بناء پر مجھے ووٹ دیئے کہ چاہے عقیدہ کچھ ہی کیوں نہ ہو، لوگ اپنی بہتری کے لئے غیر مسلم وکیل بھی اختیار کر لیتے ہیں۔ لہذا ہمیں یقین ہے کہ مرزائی بغیر کسی خوف و لالچ کے مزدوروں کی بھلائی کے لئے پوری پوری ایمانداری اور اخلاص سے کام کرے گا۔

چونکہ ۱۷ جنوری کو سیکرٹری اور وائس چیئرمین کا انتخاب ہو رہا ہے جس کے لئے خاکسار بھی امیدوار ہے اور کامیابی کے قوی امکانات موجود ہیں (انشاء اللہ تعالیٰ) لہذا تحریر ہذا کے ذریعہ سے میں جماعت کے ان تمام بزرگوں اور دوسروں کی خدمت میں التجا کرتا ہوں جو کہ فیکٹریوں میں کسی نہ کسی ذریعہ سے منسلک ہیں۔ کہ وہ اس سلسلہ میں خاکسار کی رہنمائی فرمائیں، اور حکومت اور مارشل لاء نے آج تک جو جو حقوق اور سہولتیں لیبر کے لئے مقرر فرمائی ہیں ان سے خاکسار کو مطلع فرمائیں تاکہ لیبر نے جس اعتماد کا اظہار خاکسار پر کیا ہے اس سے کما حقہٗ عہدہ برآ ہو سکوں۔

یہاں کا مزدور ڈیڑھ روپیہ یومیہ اجرت پر آٹھ گھنٹہ روزانہ کام کرتا ہے اور خود نہیں ایک روپیہ یومیہ اجرت پہ ملازم ہیں، غیر کاریگر ایک ماہ مفت کام کرتا ہے، شروع کا ایک سال پورا ہونے کے بعد صرف دس یوم رخصت تنخواہ سمیت دی جاتی ہے، ہفتہ میں ایک دن چھٹی بلا تنخواہ اور سرکاری چھٹیاں مثلاً عید، محرم، یوم پاکستان، یوم جمہوریہ، قائد اعظمؒ کی پیدائش و موت ڈے کی چھٹیاں سب بلا تنخواہ ملتی ہیں، داڑھوں کا کرایہ تنخواہ کا دس فی صدی لیا جاتا ہے اور بجلی کا خرچہ اس کے علاوہ وصول کیا جاتا ہے۔ سال کے بعد کسی خوش نصیب کو آنہ دو آنہ ترقی بھی مل جاتی ہے، کوئی ہسپتال، سکول، لائبریری وغیرہ نہیں ہے، برائے نام کینٹین اور برائے نام ڈاکٹر موجود ہیں۔ کینٹین میں نہ تو ضرورت کی اشیاء ہیں اور نہ ڈاکٹر کے پاس سوائے چند ادویات کے کوئی دوائیاں ہیں، کپڑا خریدنے میں کوئی رعایت نہیں اور بونس وغیرہ کا نام لینا بھی جرم ہے۔

چونکہ یہ پہلا موقع ہے کہ ایک لیبر تنظیم عالم وجود میں آرہی ہے اور لیبر نے اپنے ہم عقیدہ لوگوں کی بجائے خاکسار پر اعتماد کیا ہے۔ لہذا اس سلسلہ میں جماعت کے تمام دوست خاکسار کو وزارت صنعت و لیبر کے جاری کردہ احکام و حقوق سے مطلع فرما کر مشکور و ممنون فرمائیں۔

والسلام

آپ کا مخلص، احقر العباد۔ قاضی غلام یحییٰ، ممبر لیبر ورکنگ کمیٹی وولن ٹیکسٹائل ملز لارنس پور۔ ڈاکخانہ لارنس پور ضلع کیمبل پور ٭

امریکی عیسائیت کی انقلابی تحریک

(بسلسلہ صفحہ ۴)

تعداد ۱۴ لاکھ ۱۶ ہزار سات سو ۴۳ تک پہنچ چکی ہے۔ اور باقی شاخوں میں بھی ان کی کم سے کم تعداد ایک لاکھ ہے — ۶ فی ہزار شرح پیدائش اور سالانہ ۴۲ ہزار ارکان کے اضافہ کے ساتھ یہ تحریک آج امریکہ کی مغربی ریاستوں میں مرکز توجہ بنتی جا رہی ہے!

تبلیغ اسلام

یہ ہے اس تنظیم کا مختصر سا تعارف۔ یہ آج یورپ کے علمی اور مذہبی حلقوں میں خاصی شہرت سے اپنا ایک خاص مقام پیدا کر رہی ہے۔ اور اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اس نے جو نظریات پیش کئے ہیں۔ اور لوگ مادیت کی ہلاکت خیزیوں سے متنفر ہو کر بتدریج ایک روحانی نظام کی ضرورت کا احساس کرتے جا رہے ہیں۔ اگر ظلمتوں میں بھٹکی ہوئی دنیا کو نورِ اسلام کا پتہ دیا جائے اور سراب کے پیچھے بھاگنے والوں کے سامنے دین حق کا آبِ حیات برابر پیش کیا جائے، تو انشاء اللہ دنیا کے اہل مذاہب کی وہ پیاس بجھ سکتی ہے جو ان کو اپنے خلوص کی وجہ سے محسوس ہو رہی ہے۔ ان کے سامنے اسلام ایک انہی کی مطلوبہ شئے کی حیثیت سے آنا چاہئے۔ یہ ہے ان حالات سے استفادہ کی صحیح شکل — !

(ایشیا۔ لاہور)

اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ کے معنے

مولانا عبداللہ جان صاحب پشاوری

جناب کرنل خواجہ عبدالرشید صاحب کا ایک مضمون "نزول مسیح" کے عنوان سے چٹان کے شمارہ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۵۸ء میں شائع ہو چکا ہے، جس میں اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ کے ان معنوں پر جو مفسرین نے کئے ہیں کچھ اشکال پیش کئے گئے ہیں۔ اس ضمن میں ذیل میں چند گذارشات پیش کی جاتی ہیں شاید ان سے حل طلب نکات کے سمجھنے میں مدد مل سکے۔

رکوع کا نفس مضمون

قرآن مجید کی لمبی سورتیں کئی رکوعات پر مشتمل ہیں۔ ہر رکوع سورۃ کے موضوع کے کسی خاص گوشے کو اجاگر کرتا ہے۔ آیہ زیر بحث سورۃ زخرف کے رکوع ۱۱ میں ہے، جو ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے:-

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ

مشرکین عرب کا اعتراض یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کے معبودوں کو برا کہتے ہیں مگر عیسائیوں کے معبود کی تعریف کرتے ہیں، اس رکوع میں اللہ تعالےٰ نے مشرکین کے اعتراض کا جواب دیا ہے۔ نفس مضمون سے عیاں ہے کہ اس رکوع میں ابن مریم علیہ السلام کا ذکر خیر ہے۔ اس لئے جو مذکر ضمائر واقع ہوں گے وہ ان ہی کی طرف راجع ہونگے۔

لفظ اِنَّهٗ کے معنے

خواجہ صاحب کو جو اشکال پیدا ہوا ہے وہ لفظ اِنَّهٗ کے معنوں سے ہوا ہے۔ عام طور پر اس لفظ کے معنے "بیشک" اور "بات یہ ہے" درست ہیں۔ عربی ادب میں متعدد مثالیں موجود ہیں، جن سے یہی معنی ثابت ہوتے ہیں، مثال کے طور پر کتاب الاغانی جلد اول کے صفحہ ۱۱ پر مندرجہ ذیل شعر ہے

ويقلن شيب قد علا
ك وقد كبرت فقلت إنّه

قرآن مجید میں مندرجہ ذیل مثالیں ملاحظہ ہوں:-

(۱) انه لا ييأس من روح الله الا القوم الكافرون (یوسف ۸۷)

(۲) إنه من يأت ربه مجرما فان له جهنم (طٰہٰ ۷۴)

آیت زیر بحث میں ضمیر کس کی طرف راجع ہے

مگر یہ معنی صرف اس صورت میں درست ہیں جبکہ فقرے کا مفہوم مکمل ہو اور فقرہ فعل فاعل وغیرہ کی ساخت کے لحاظ سے پورا ہو، ورنہ یہ معنی درست نہیں ہوں گے۔ مندرجہ بالا مثالوں میں فقرے گرامر کے لحاظ سے اور مفہوم کی رو سے مکمل ہیں۔ لیکن آیہ زیر بحث میں اِنَّهٗ کے معنی "بے شک" لینے سے کوئی مفہوم قائم نہیں ہو سکتا۔ "بے شک علم الساعۃ ہے" سوال پیدا ہوتا ہے کون بے شک علم الساعۃ ہے؟ ظاہر ہے کہ "وہ" "علم الساعۃ ہے"۔ اب یہ ضمیر لازماً ابن مریم کی طرف راجع ہے، جن کے ذکر سے رکوع شروع ہوا۔ حیرانی ہے کہ یہ صاف بات مشکوک کیسے ہو گئی!

السّاعۃ کا مفہوم

کسی اہم اور عظیم واقعہ کو بھی السّاعۃ کہتے ہیں جیسے اقتربت الساعة وانشق القمر شق القمر کا واقع ہو چکا ہے اور یہاں السّاعۃ سے قیامت مراد نہیں ہو سکتی اسی طرح سورۃ القمر کے تیسرے رکوع میں السّاعۃ سے مراد جنگ بدر کا دن ہے چنانچہ رسول اکرم زمین پر سجدہ سے اٹھے تو یہ پڑھتے اٹھے سيهزم الجمع ويولون الدبر بل الساعة موعدهم والساعة ادهى وامر جنگ بدر اور رسول اکرم کی فتح کی پیشگوئی تورات میں بھی تھی۔

آیہ زیر بحث میں لفظ السّاعۃ نہایت ہی اہم ہے قرآن مجید میں السّاعۃ کا لفظ بار بار استعمال ہوا ہے اور عموماً اس کے معنی قیامت ہی ہے۔ مگر ہر مقام پر اس کا معنی قیامت نہیں ہے، قرآن مجید کی سورۃ انعام آیات ۴۰ تا ۴۱ پر غور فرمائیں:-

"......... او اتتكم الساعة
اغير الله تدعون ....
فيكشف ما تدعون اليه
ان شاء ...."

یہاں پر السّاعۃ ایسی ہے کہ ٹل بھی سکتی ہے۔ لیکن قیامت تو اٹل ہے اسے قرآن مجید نے اجل معدود اور یوم مشهود کہا ہے۔ لا يجليها لوقتها الا هو وغیرہ آیات سے ظاہر ہے کہ اس کا وقت مقرر ہے۔

السّاعۃ عذاب استیصال کے معنوں میں

سورۃ انعام کے رکوعات ۱۰ اور ۱۱ پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہاں السّاعۃ سے مراد عذاب استیصال ہے۔ پہلے پہلے چھوٹے چھوٹے عذاب آتے ہیں۔ فلولا اذ جاءهم باسنا تضرعوا..... حتى اذا فرحوا بما اوتوا اخذناهم بغتة فاذا هم مبلسون مکہ پر آخری چڑھائی اور اس کی فتح بھی ایسا ہی بغتۃ تھا۔ یہ عذاب انبیاء کی تکذیب کی وجہ سے آتا ہے، اور اس وقت آتا ہے جب نبی قوم میں موجود ہوتا ہے۔ نبی اور مومنین کو تو بچا لیا جاتا ہے۔ اور مکذبین کو ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ سورۃ ہود میں نہایت وضاحت سے اس کا ذکر ہے۔ مختلف اقوام نے اپنے اپنے نبی کی تکذیب کی، ان کی ہلاکت اسی عذاب استیصال سے عمل میں آئی، کبھی یہ طوفان کی شکل میں کبھی زلزلہ کی شکل میں، کبھی آندھی، کبھی پتھراؤ، اور کبھی زمین کو دھنسا دینے اور الٹ پلٹ کر دینے کی شکل میں ظاہر ہوا، اسی کو امر اللہ کہا ہے اسی کو اجل اور فتنہ کہا ہے اور السّاعۃ کا نام بھی دیا ہے۔ اس عذاب کے متعلق اپنی سنت سورۃ مومن کی آخری آیت بیان فرما دی ہے۔ جب یہ آجائے تو ایمان لانا سودمند نہیں ہوتا لیکن ساتھ یہ بھی فرما دیا ہے کہ اگر اللہ چاہے تو ٹال بھی دیتا ہے۔ اور ایمان لایا جائے تو کچھ مدت کے لئے مہلت بھی دی جاتی ہے واللہ غالب على امره۔ وہ اپنی سنت میں استثناء کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اس کے ٹل جانے کی مثال سورۃ یونس آیہ ۹۸ میں بیان فرمائی ہے۔ اسی عذاب کو دیکھ کر جب یونس علیہ السلام کی قوم ایمان لائی تو اللہ تعالیٰ نے عذاب ان سے ٹال دیا۔ قرآن مجید میں جہاں اس عذاب کا ذکر آیا ہے وہاں نبی کی تکذیب، نصیحت پکڑنے اور ایمان لانے کا ذکر بھی ساتھ فرما دیا ہے۔ مگر جہاں قیامت کا ذکر ہے وہاں ایمان لانے کا کوئی ذکر نہیں ہے، بلکہ وہاں یہ ذکر ہے سموات و ارض تبدیل کر دیئے جائیں گے اور دنیا کی تمام مخلوق پر غشی طاری ہو جائے گی، دوست ایک دوسرے سے بیگانہ ہو جائیں گے وغیرہ۔ اس بحث سے یہ ثابت ہو گئی کہ قرآن مجید میں الساعۃ کا لفظ قیامت کے علاوہ دیگر معنی میں بھی مستعمل ہے۔

سورۃ محمدؐ کی آیت ۱۸ میں الساعۃ کا لفظ

سورۃ محمدؐ کی آیت ۱۸ میں جس السّاعۃ کا ذکر ہے اس سے مراد قیامت نہیں ہے بلکہ یہاں بھی عذاب استیصال مراد ہے۔ یہاں پر بیان ومنهم من يستمع اليك سے شروع ہوتا ہے۔ عبداللہ بن جحش کے غزوہ میں حکم اور عثمان بن عبداللہ گرفتار کر کے مدینہ لائے گئے، حضور کی تبلیغ پر حکم تو ایمان لے آیا مگر عثمان مسلمانوں کے غلبہ کا منتظر رہا۔ بدر میں کفار کے ساتھ شریک جنگ ہو کر مارا گیا۔ اور ایمان نصیب نہ ہوا۔ اس کی مثال سامنے رکھ کر اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ کیا عرب کے کفار عذاب استیصال کی انتظار میں ہیں، کیا وہ دیکھتے نہیں ہیں کہ اس کی نشانیاں آچکی ہیں، یہ نشانیاں اسلام کا بڑھتا ہوا اثر تھا، باوجود طاقت کے مشرکین حضور کو نہ قید کر سکے نہ قتل۔ جلا وطنی کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہوا، بلکہ اسلام مدینہ میں نہایت مضبوط جڑ پکڑ گیا، غزوات میں مشرکین کو شکستیں شروع ہو گئیں، اس کے باوجود اگر وہ حق کی مخالفت میں جمے رہے تو عذاب نازل ہو کر رہے گا۔ یہاں بھی رسول قوم میں موجود ہے، اس کی تکذیب ہو رہی ہے اور اس السّاعۃ کے ساتھ بھی نصیحت پکڑنے کا ذکر موجود ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ بھی قیامت سے متعلق نہیں ہے

بنی اسرائیل سے انقطاع نبوت بڑا اعنہ کا انقطاع

آیہ زیر بحث میں السّاعۃ کے معنی قیامت نہیں درست

تورات اور انجیل کا مصدق ہے۔ ان دونوں آسمانی کتابوں کی تعریف جا بجا قرآن میں آئی ہے، ان کو ھدی و نور، تماماً علی الذی احسن تفصیلاً لکل شئی کہا گیا ہے ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔

انجیل میں کوئی ایسی آیت ہے جس کی تصدیق قرآن سے ہوتی ہے تو وہ قرآن کی آیت کی طرح قابل قبول ہے۔ سورۃ حدید کی آیات ۲۶ تا ۲۹ سے ظاہر ہے کہ نبوت بنی اسرائیل سے منقطع ہو کر بنی اسمٰعیل میں چلی جائے گی، حضور کی بعثت سے پہلے تمام انبیاء بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے اور انہیں میں سے تھے۔ بنی اسرائیل سمجھتے تھے کہ اللہ کے اس فضل کے اہل صرف وہی ہیں اور کوئی دوسری قوم اس کا حق نہیں رکھتی۔ اللہ تعالےٰ نے حضور کو مبعوث فرما کر ان کے اس غلط خیال کی تردید کر دی، اس عظیم الشان تبدیلی کے متعلق حضرت مسیح علیہ السلام بنی اسرائیل کو پہلے تنبیہ فرما چکے تھے، ملاحظہ ہو متی (۲۱–۴۳)

"اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ بادشاہت
تم سے لے لی جاوے گی اور اس قوم کو
جو اس کے پھل لاوے دے دی جاوے گی"

خدا کی بادشاہت سے مراد نبوت ہے۔ ابراھیم کی اولاد میں نبوت کا وعدہ تھا۔ ووھبنا لہ اسحاق ویعقوب وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ والکتب (العنکبوت ۲۷/۵) اس آیت میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ نبوت بنی اسرائیل سے منقطع ہو جائے گی، اور بنی اسمٰعیل کی طرف چلی جائے گی۔ حضور کا وجود اور مسلمانوں کا سیاسی غلبہ اس کو روز روشن کی طرح ثابت کرتے ہیں۔ اس کے بعد اس پیشگوئی کی صداقت کا اور کیا ثبوت درکار ہے۔ اس عظیم الشان واقعہ کو الساعۃ کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ عذاب استیصال جسمانی اور روحانی دونوں طرح نازل ہوتا ہے، بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو جو یوم سبت کی بے حرمتی کرتے تھے قردۃ خاسئین بنا دیا۔ روحانی طور پر ان کا قلع قمع کر دیا، ان سے ظلمت اور بے حیائی کے وہی کام سرزد ہونے لگے جو بدترین حیوانات از قبیل سؤر اور بندر سے عمل میں آتے ہیں۔ بنی اسرائیل پر ایسا عذاب نازل ہوا کہ نبوت ان سے ہمیشہ کے لئے منقطع ہو گئی۔ اس نہایت ہی سخت سزا کو الساعۃ کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

علم "نشانی" کے معنوں میں

اب رہا یہ سوال کہ لفظ علم کے معنی "نشانی" کس طرح ہو گئے۔ اس کے متعلق گذارش ہے کہ فصیح و بلیغ کلام میں الفاظ کو استعارہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ انگریزی میں کہتے ہیں۔ WE READ VIRGIL یہاں پر شاعر کی ذات مراد نہیں ہے بلکہ اس کے اشعار اور دیوان مراد ہیں، اس صنعت کو METONOMY کہتے ہیں۔

مسیح بنی اسمٰعیل میں انتقال نبوت کا نشان ہیں

حضرت مسیح علیہ السلام کلالہ تھے بنی اسرائیل میں کلالہ کی میراث بنی اعمام کی طرف رجوع کرتی ہے۔ آپ کی ذات میں یہ استعارہ موجود تھا کہ اب نبوت بنی اسمٰعیل کی طرف (جو بنی اسرائیل کے بنی اعمام ہیں) رجوع کر جائے گی، جو پیشگوئی آپ نے اس امر کے متعلق فرمائی تھی اس کی سچائی پر آپ کی ذات بطور ثبوت کافی تھی۔۔۔ آپ کا وجود ہی بنی اسرائیل کے لئے یقینی علم کا ذریعہ تھا کہ جو بات آپ نے کہی ہے وہ ہو کر رہیگی۔

اب اس بات کا علم دینے والے وجود کو اگر استعارہ کے رنگ میں نشانی کہہ دیا جائے تو قباحت کونسی ہوئی۔

آیت زیر بحث کے سیاق وسباق کا مضمون

مشرکین کے اعتراض کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اس کے جواب میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ ابن مریم ایک منعم علیہ بندہ تھا۔ بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوا تھا تاکہ وہ اس کی مثال کی پیروی کریں۔ اس کے پیروؤں نے سمجھا کہ خدا خود انسان کی صورت میں متمثل ہو کر آیا تھا اگر اللہ تعالےٰ کو انسانی لوازم سے پاک ہستی کا ارسال کرنا منظور ہوتا تو انسان کی جگہ فرشتہ بھیج دیتا، مگر وہ انسان کے لئے نمونہ نہیں بن سکتا۔ اللہ نے بنی اسرائیل کے لئے اس کو علم الساعۃ بنا لیا، وہ کلالہ تھے اور کلالہ کی میراث بنی اعمام کی طرف رجوع کرتی ہے، اس میں یہ اشارہ تھا کہ نبوت بنی اسرائیل سے منقطع ہو چکی، اور بنی اسمٰعیل کی طرف چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ رسول صلعم کی زبانی فرماتے ہیں کہ میں وہی ہوں جس نے آنا تھا، اب میرا اتباع کرو، یہی صراط مستقیم ہے، حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی یہی فرمایا تھا، کہ اپنے اور میرے پروردگار کی بندگی کرو یہی صراط مستقیم ہے۔
(متی ۱/۱۱)

مگر اہل کتاب کی جماعت آپس میں اختلاف کرنے لگی سو ان لوگوں کے لئے جو شرک کرتے ہیں دردناک دن کے عذاب کی وجہ سے افسوس ہے۔ کیا یہ اب قیامت کا انتظار کرتے ہیں کہ اچانک آ جائے اور ان کو خبر بھی نہ ہو۔ اس روز دوست ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے سوا پرہیزگاروں کے جن سے کہا جائیگا کہ اے میرے بندو آج تم پر کچھ خوف نہیں ہے، تم اور تمہارے جوڑے بہشت میں داخل ہو جاؤ۔

رسول کریم کے بعد کوئی مومن یہ ہستی نہیں

رکوع زیر بحث کا مطلب اوپر بیان کر دیا گیا ہے اس میں کسی قسم کا اشکال نہیں ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ قیامت تک اتباع رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضروری ہے، باقی بحث جو ہے وہ صرف لفظی ہے آپ کے بعد کوئی مومن یہ ہستی نہیں ہے، جو ایسا سمجھتے ہیں وہ ایک عقیدہ کی پیروی کرتے ہیں جس کی سند اللہ کی کتاب میں نہیں ہے۔

ایک اور معنے

ایک اور معنے بھی اس آیت کے کئے جاتے ہیں، وہ بھی بیان کئے دیتا ہوں ممکن ہے آپ کے مذاق اور طبع کے مطابق ہو۔ وہ یہ ہیں کہ وانہ کی ضمیر قرآن شریف کی طرف پھرتی ہے اور آیت کے یہ معنی ہیں کہ قرآن شریف مُردوں کے جی اٹھنے کے لئے نشان ہے۔ کیونکہ اس سے مردہ دل زندہ ہو رہے ہیں۔ قبروں میں گلے سڑے باہر نکل آتے ہیں اور خشک ہڈیوں میں جان پڑ جاتی ہے۔ کیونکہ قرآن شریف خود اپنے تئیں قیامت کا نمونہ ظاہر کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے۔ وانزلنا من السماء ماءً طھوراً لنحی بہ بلدۃً میتاً (سورۃ الفرقان) یعنی ہم نے آسمان سے پاک پانی اتارا یعنی قرآن کریم تاکہ ہم اس کے ساتھ مردہ زمین کو زندہ کریں۔ پھر فرماتا ہے واحیینا بہ بلدۃ میتاً کذالک الخروج (سورۃ ق) اس سے قبل اسی سورت زخرف کے رکوع ۴/۱۰ میں آتا ہے وانہ ۔۔۔ لذکر لک ولقومک وسوف تسئلون۔ یعنی قرآن کے ساتھ ہم نے مردہ زمین کو زندہ کیا، ایسا ہی حشر اجساد بھی ہوگا۔ اور اس کی تائید حضرت رسول کریم کا یہ قول بھی کرتا ہے کہ:۔

وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی۔ یعنی میں ہی قیامت ہوں میرے قدموں پر لوگ اٹھائے جاتے ہیں یعنی میرے آنے سے لوگ زندہ ہو رہے ہیں میں قبروں سے انہیں اٹھا رہا ہوں، اور میرے قدموں پر زندہ ہونے والے جمع ہوتے جاتے ہیں چنانچہ تفسیر معالم میں زیر تفسیر اس آیت کے یہ معنی لکھے ہیں:۔

وقال الحسن وجماعۃ انہ یعنی وان القرآن لعلم الساعۃ یعلمکم قیامھا ویخبرکم باموالھا۔

اکاد اخفیھا کے معنے

اپنے مضمون کے آخر میں آپ آیت ان الساعۃ اتیۃ اکاد اخفیھا لتجزی کل نفس بما تسعیٰ کا حوالہ دے کر فرماتے ہیں کہ یہ آیت شریفہ کس قدر واضح ہے پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ جو بات اللہ تعالےٰ مخفی رکھنا چاہتا ہے مفسرین اللہ تعالےٰ کا یہ حق سلب کرنے کیوں در پے ہیں۔

بزرگوار بات یہ نہیں اگر خدا تعالےٰ نے مخفی رکھنا تھا تو ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی، قرآن شریف تو اس مضمون سے بھرا پڑا ہے کہ قیامت ہوگی، اعمال کی جزا سزا ہوگی اور اس کے لئے طرح طرح کے دلائل سے قرآن کریم بھرا پڑا ہے۔ اس آیت کے بھی دو طرح معنی کئے گئے ہیں اور دونوں ٹھیک ہیں۔ ایک یہ کہ اکاد اخفیھا میں مخفی رکھنا چاہتا ہوں جیسے آپ نے ترجمہ کیا۔ اس ترجمہ میں (وقت) ۔۔۔۔۔۔ کا لفظ زیادہ کرنا پڑیگا تاکہ مفہوم ٹھیک ادا ہو۔ میں اس کے وقت کو مخفی رکھنا چاہتا ہوں نہ یہ کہ میں اسکو مخفی رکھنا چاہتا ہوں دوسرے معنے یہ ہیں:۔ اخفی باب افعال سے جس کے معنے سلب کے بھی ہوتے ہیں۔ اخفی کے معنی خفی کے دور کرنے کے ہوئے۔ اکاد اخفیھا یعنی اسکو ظاہر کرنے والا ہوں، تاکہ سب کو ان کے اعمال کی سزا جزا ہو۔

خلاصہ

آیت زیر بحث انہ لعلم للساعۃ کے دو طرح معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ انہ سے مراد قرآن کریم لیا گیا ہے جیسے اوپر ذکر کیا گیا، دوئم

یادِ رفتگان

حافظ عظیم بخش مرحوم پٹیالوی

مولانا مرتضیٰ خان حسن

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ شاں

(۲)

انہی دنوں میں حضرت امام العصر علیہ الرحمۃ کی شہرۂ آفاق کتاب براہین احمدیہ منصۂ شہود پر آئی، حافظ صاحب نے بھی یہ کتاب اوّل سے آخر تک پڑھوا کر سنی۔ آنکھیں کھل گئیں، فطری نور چمک اٹھا۔ اور چشم بصیرت روشن ہوگئی۔ دل نے کہا بحمداللہ جس چیز کی ضرورت تھی مل گئی ؎

کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجا است

اور یہ حافظ صاحب پر ہی کیا موقوف تھا۔ اہل علم کا تمام طبقہ اس کتاب کی مدحت سرائی میں رطب اللسان تھا۔ ریاست کے وزیر اعظم وزیر الدولہ دبیر الملک خان بہادر خلیفہ سید محمد حسن مرحوم جنہوں نے اپنے علم و اخلاق سے ملک شہرت کو مسخر کر رکھا تھا باوجو د شیعی المذہب ہونے کے اس کتاب کے بڑے مداح تھے بلکہ آپ نے بمصداق تعاونوا علی البر والتقویٰ اس کتاب کی طباعت میں مالی حصہ بھی لیا تھا۔ جس کے متعلق کتاب کے دیباچہ میں حضرت مصنف علیہ الرحمۃ نے ذکر بھی کیا ہے، حضرت مجدد العصر کی بے لوث دینی خدمات کی وجہ سے وزیر صاحب ممدوح کو حضرت سے بڑی عقیدت رہتی اور آپ کے متعلق کہا کرتے تھے کہ یہ شخص علمائے ربانی میں سے ہے، آپ نے ایک دفعہ حضور کو پٹیالہ تشریف لانے کی دعوت بھی دی تھی اور اس قدر تزک و احتشام سے حضور کا استقبال کیا کہ راجوں اور نوابوں کو بھی شاید ہی نصیب ہو، یہ تو وزیر صاحب کی کیفیت تھی، ملک کے دوسرے علماء و فضلاء بھی اس کتاب کو زمانے کی ایک نعمت غیر مترقبہ سمجھتے تھے۔ اور اسکو بڑی عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور مصنف علیہ الرحمۃ کو نہ صرف ایک بلند پایہ مصنف ہی بلکہ خدا کا ایک ولی اور زمانے کا مجدد بھی مانتے تھے ؎

نہ من برآں گلِ عارض غزل سرائم و بس
کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار انند

لیکن ۹۱-۱۸۹۰ء میں جب حضرت نے مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا تو سب لوگ آپ سے منحرف ہو گئے اور جس قدر حضور کی عزت و توقیر کی جاتی تھی، اب اسی قدر تحقیر اور توہین ہونے لگی، علماء نے تکفیر کا پرانا حربہ نکالا، کفر کی ٹکسال سے نئے نئے فتوے نکلنے شروع ہوئے، اور ہر چہار طرف سے مرزا کافر، مرزا کافر کی صدائیں بلند ہونے لگیں، دہی جو کل تک مدحت طرازی میں پیش پیش تھے۔ آج ہجو گوئی میں اوّل اوّل نظر آنے لگے، ایک انقلاب عظیم واقع ہوگیا لیکن صد آفرین حافظ عظیم بخش پر کہ پائے استقلال پر ہلکی سی جنبش بھی نہ آئی۔ یہ بہادر انسان پہاڑ کی طرح اپنی جگہ پر قائم رہا اور سینہ سپر ہوکر مخالفوں کے مقابلہ پر کھڑا ہوگیا۔

یہ ایمان کی دولت خدا جسے چاہے دے۔

بڑے بڑے جبہ پوش اور مدعیانِ علم و فضل تو اس نور سے محروم رہ گئے جو خدا نے آسمان سے نازل کیا۔ مگر خدا نے ایک مسکین اندھے کو اس نور کے دیکھنے اور اس کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور اس کو السابقون الاولون میں جگہ دی۔ یہ خدا کی دین ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ مہدی کے پاس ایک کتاب ہوگی جس میں اس کے ساتھیوں کے نام درج ہوں گے۔ اور ان کی تعداد بدری اصحاب کی تعداد کے برابر ہوگی یعنے ۳۱۳۔ ان تین سو تیرہ میں خداوند تعالےٰ نے حافظ صاحب کو بھی ایک مخصوص جگہ دی۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاءُ۔

دعوے کے بعد بھی حضرت ایک دفعہ پٹیالہ تشریف لائے، کہاں تو وہ زمانہ تھا کہ ہاتھیوں کے ساتھ آپ کا جلوس نکالا گیا اور بڑی شان و شوکت سے آپکا استقبال کیا گیا، اور کہاں اب یہ عالم کہ معدودے چند کے سوائے کوئی پوچھنے والا نہیں۔

یہ منظر بھی قابلِ دید تھا، کہ حافظ صاحب کے استاد مولوی سید حافظ محمد اسحاق صاحب تو مجادلہ اور مکابرہ کے لئے کھڑے ہوگئے اور حضرت کے خلاف صدائے نفرین بلند کی، مگر ان کے شاگرد رشید حافظ عظیم بخش صاحب نے اسی مجلس میں بہ تمام خلوص حضرت امام الوقت کے لئے سراطاعت خم کر دیا اور شرف بیعت سے مشرف ہوگئے اور ساری عمر جھوم جھوم کر اپنا یہ شعر پڑھتے رہے ؎

حب تبشیرِ نبی بردفت خود کرد ی ظہور
السلام اے رحمت ذاتِ جلیل و اکبرم

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کفر کا فتویٰ لے کر پٹیالہ بھی گئے، وہاں کے بڑے بڑے علماء، مولوی محمد اسحاق صاحب، مولوی غلام مرتضیٰ صاحب، مولوی میاں محمد صاحب مولوی محمد عبداللہ صاحب، قاضی محمد سلیمان صاحب (مصنف رحمۃ للعالمین) نے اس کفرنامہ پر اپنی اپنی مواہیر ثبت کیں، اور بزعم خود سمجھے کہ اب مرزا صاحب کا نام لینے والے دب جائیں گے اور انہیں سر اٹھانے کی جرأت نہ رہے گی، مگر یہ محض ان کا خیال ہی تھا۔ "مرزائی" اس تکفیر سے نہیں ڈرتے تھے کہ مخالف یا کفر کے فتوے انہیں جادۂ صواب سے متزلزل کر دیں، حافظ صاحب پہلے سے بھی مضبوط ہو گئے اور جوں جوں مخالفت بڑھتی گئی حافظ صاحب کی جرأت ایمانی اور جوش تبلیغ بھی بڑھتا چلا گیا، حافظ صاحب خوب جانتے تھے کہ اگر ان کو مسجد سے نکال دیا گیا تو وہ قوت لایموت سے بھی محروم ہو جائیں گے اور سر چھپانے کو بھی کوئی جگہ نہ ملے گی۔ اور سخت تکلیف کا سامنا ہوگا۔ مگر وہ بڑے متوکل انسان تھے۔ نہ انہیں روٹی کا کوئی فکر اور نہ مکان کا کوئی غم وہ راستی کے لئے ہر قسم کی تکلیف اور دکھ جھیلنے کے لئے تیار تھے ؎

دریں دریائے پُر طوفاں دریں امواج شور افزا
دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا

اور آخر یہ سب واقعات حافظ صاحب کو پیش آئے۔ آپ کو مسجدوں سے نکالا گیا۔ قوت لایموت سے محروم کیا گیا، جو رسد سرکار سے ملتی تھی وہ سال بھر کے لئے مکتفی نہیں ہوتی تھی۔ حافظ صاحب کی حالت یہ تھی کہ کبھی کھانے کو کچھ مل گیا تو کھا لیا ورنہ فاقہ، مگر ہر حالت میں خدا کا شکر بجا لاتے اور ہشاش بشاش رہتے۔ کبھی کسی کے سامنے دست سوال بھی دراز نہ کیا۔

پٹیالہ میں اس وقت تین بڑی جماعتیں تھیں، شیعہ حنفی اور اہلحدیث۔ شیعہ تو ایک لحاظ سے ریاست کے مالک ہی تھے کیونکہ وزیر صاحب شیعی المذہب تھے۔ حنفیوں کی جمعیت اور ان کا اثر بے پناہ تھا۔ اہلحدیث جماعت میں بھی بڑے بڑے صاحب اقتدار اصحاب تھے مگر ہمارے حافظ صاحب بیچارے! ان کا کیا پوچھتے ہو، سوائے دو چار ساتھیوں کے نہ ان کا کوئی یار، و نہ کوئی مددگار۔ غریب بیکس اندھا، محتاج، مگر ایمان کی دولت سے مالا مال لاکھوں پر بھاری تھا۔ مخالفوں کے نرغہ میں گھرا ہوا شیروں کی طرح غراتا تھا۔ اپنی ایک نظم میں حضرت سے تخاطب کرتے ہوئے مخالفین کے متعلق فرماتے ہیں ؎

ایں یہود ی سیرتاں قدر ترا نشناختند
لاجرم نفریں شنیدی چوں مسیح نامرم

حافظ صاحب کے ساتھیوں میں ایک تو ابو کرم الٰہی صاحب مرحوم تھے جو بیعت سے مشرف ہو چکے تھے۔ دوسرے مولوی محمود الحسن صاحب دہلوی تھے، یہ بھی بڑے مخلص، اور جوشیلے بزرگ تھے۔ مولوی محمد اسحاق اور کالج کے بعض مدرسین سے خوب ڈٹ لیتے۔ حضرت والد بزرگوار غفرانہ لہ بھی حافظ صاحب کے ہمدردوں میں سے تھے، اور اگرچہ آپ حضرت … کو صادق جانتے تھے مگر ابھی تک بیعت نہ کی تھی، شاید … ہو مگر مخالفین کے … … حافظ صاحب کا … … یہ اصحاب کیا حقیقت

رکھتے تھے۔

خدا نے حافظ صاحب کو بڑا بہادر بنایا تھا۔ وہ تن تنہا سب سے نپٹ لیتے۔ جب کبھی سنتے کہ مخالفین فلاں جگہ جلسہ کر رہے ہیں، آپ اپنے عصا بردار سے کہتے کہ لاؤ میرا عصا اور چلو، پھر کہیں گے کہ ان کا کوئی جواب دینے والا نہیں، غرض عصا بردار کو ساتھ لے کر عین جلسہ گاہ میں جا دھمکتے۔ لوگوں میں سرگوشیاں اور اشارے شروع ہو جاتے۔ جب تقریریں ختم ہو جاتیں، حافظ صاحب فوراً تن کر کھڑے ہو جاتے اور فرماتے سنئے صاحبان! اب ہماری بھی سن لیجئے ؎

مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے
آئینہ دیکھئے گا ذرا دیکھ بھال کر

بس پھر کیا تھا۔ دلائل کی ایک جھڑی باندھ دیتے۔ قرآن مجید کے حافظ تو تھے ہی۔ آیت پر آیت پڑھتے جاتے تھے اور خصم پر ایسے تابڑ توڑ حملے کرتے کہ جان چھڑانی مشکل ہو جاتی۔ دوسری طرف سے گالیاں دی جاتیں۔ آوازے کسے جاتے، کوئی من چلا پیزار بھی کھینچ مارتا، لیکن حافظ صاحب غضب کا ظرف لے کر آئے تھے، ذرا نہ گھبراتے پہاڑ کی طرح کھڑے رہتے اور تقریر کرتے جاتے، گالیوں کی بوچھاڑ کے جواب میں جزاک اللہ بھی کہتے جاتے ؎

بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی
جوابِ تلخ مے زیبد لبِ لعلِ شکر خارا

حافظ صاحب کے مصائب کی داستان طویل ہے۔ یہ مجاہد فی سبیل اللہ ملاؤں کا ہدف بنا، اس سے تمسخر اور استہزا کیا گیا۔ اس نے دکھ اٹھائے اور جب جان سے مارے جانے کی دھمکی دی گئی تو کڑک کر جواب دیا کہ بسم اللہ میں تو یہی چاہتا ہوں۔ اس سے بڑھکر میری کیا خوش قسمتی ہو سکتی ہے کہ روزِ قیامت شہداء کی صف میں اٹھوں ؎

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

احمدیت کے اس دیوانے کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ایسے لوگوں کو اپنا عقیدہ کس قدر پیارا اور عزیز تھا۔ انہیں جان دے دینا منظور تھا مگر ایمان یا عقائد کا ہاتھ سے دینا گوارا نہ تھا۔

دوستو! جس احمدیت کو تم سستے داموں بیچ رہے ہو اسکو تمہارے بزرگوں نے جان دیکر خرید اتھا فاعتبروا یا اولی الابصار ؎

بہائے جنس ایماں بس گران ست
بہ نقد جاں ادا بود ے چہ بود ے

دوستو! ہم پرانے احمدی ہیں، ہم نے احمدیت کی گود میں پرورش پائی، ہم سے پوچھو احمدیت کیا چیز ہے اور ہمیں کس قدر عزیز ہے، جو کچھ ہماری آنکھوں نے دیکھا وہ لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتا اور نہ اس کو وہ لوگ سمجھ سکتے ہیں جو بعد میں آئے۔ احمدیت ایمان اور عمل کا بلند مقام ہے۔ اپنے بزرگوں کی سیرت کو پڑھ کر دیکھو یہ دونوں چیزیں [illegible] نظر آئیں گی۔

استحکام تحریکِ احمدیت میں عورت کا اہم حصہ

(بسلسلہ صفحہ [illegible])

صحیح مقام پر لا کھڑا کیا جہاں وہ گھریلو زندگی کی ذمہ داریوں سے بطریق احسن عہدہ برآ ہونے کے ساتھ دین اسلام کی خدمت اور اسلامی برادری کے قیام کے لئے قومی کاموں میں حصّہ لے۔

تحریک احمدیت نے اس دور میں دو بڑی خدمات سرانجام دی ہیں، ایک تو اسلام کی تعلیمات کو غلط عقائد کی آلائش سے پاک کر کے اس کے بین الاقوامی نظریہ حیات کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ دوسرے اسلامی معاشرے کی باہمی اخوت و ہمدردی کو پھر سے قائم کیا اور ایک تجدیدی معاشرے کی بنیاد رکھی۔ اس تجدیدی معاشرے میں ہر فرد کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنی روزمرہ کی زندگی میں اسلامی شعار کا ایک جیتا جاگتا نمونہ ہو جس کو دیکھ کر دلوں میں اسلامی شعار کی قدر و منزلت پیدا ہو۔ جس معاشرے کے افراد آپس میں مودت محبت، دکھ درد میں ایک دوسرے کی غمگساری و ہمدردی کے جذبات سے سرشار نظر آتے ہیں۔ ایک بانی تحریک کی کامیابی کے لئے ضروری تھا کہ ایک تجدیدی معاشرے کی بنیادیں بھی استوار کی جائیں۔ جس طرح میں پہلے بیان کر چکی ہوں کہ معاشرے کی نشوونما میں عورت ایک اہم حصّہ ادا کرتی ہے۔ پس تحریک احمدیت کا یہ تجدیدی معاشرہ جس کے افراد آج اس سالانہ اجتماع کے موقعہ پر اکٹھے ہوئے ہیں ہم پر ایک بڑی ذمہ داری ڈالتا ہے جس کی اہمیت کو نظر انداز کرنا تحریک کی جڑوں کو کمزور کرنے کے مترادف ہے۔

اجتماعی زندگی اور اجتماعی کوشش انسانی معاشرے کی نشوونما اور ترقی کے لئے ہمیشہ سے ناگزیر رہی ہیں، لیکن آج کے ایٹمی دور میں جبکہ معاشرے کی ضروریات اور اس کے تقاضے بدل چکے ہیں ہمیں جماعتی تنظیم اور جماعتی فلاح و بہبود کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہیئے اب یہ ہماری صاحب فہم خواتین کا فرض ہے کہ اس پر سنجیدگی سے سوچیں کہ کس طریق پر جماعت کی خواتین اور بچیوں میں تبلیغ اسلام کی اہمیت، تحریک احمدیت کے مقاصد اور ہمارے تجدیدی معاشرہ کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی صلاحیت پیدا کی جا سکے۔

آپ سن کر حیران ہوں گی کہ جرمنی میں مائیں سوتے وقت بچوں کو ایسی لوریاں دیتی ہیں جن میں بہادری، وطن کے لئے جاں نثاری اور یہ کہ جرمن قوم دنیا میں ایک ہی یکتا اور معزز قوم ہے سے متعلق واقعات ہوتے ہیں، اس کا اثر ان کی قومی زندگی میں جتنا نمایاں نظر آتا ہے اس سے ہم سب واقف ہیں، نفسیات کے ماہروں کا کہنا ہے کہ سوتے وقت جن باتوں کو بچوں کے کان میں ڈالا جائے ان کے ذہنوں میں نقش ہو جاتی .... ہیں کیونکہ اس وقت بچوں کی قوتِ حافظہ بہت تیز ہوتی ہے، اور یہ ان کے کردار کی نشوونما میں ایک اہم حصہ ادا کرتی .... ہیں، ماہرین کا یہ بھی کہنا ہے کہ جرمن قوم کو "فوجی نسل" کی خصوصیات سے متصف کرنے میں جرمن ماؤں نے ایک اہم کام کیا ہے۔

ایک پرانی اور پُرمغز کہاوت ہے کہ بچے کی پہلی تربیت گاہ ماں کی گود ہے، اپنے بچوں میں اسلام کی محبت اور اس کے لئے غیرت کوٹ کوٹ کر بھر دیں احمدیت شمع اسلام کی ہی ایک لو ہے شمع اسلام کی روشنی کو پھر سے نور بنانے کا عزم لے کر کھڑی ہوئی ہے۔ احمدیت شمع اسلام کو کفر و الحاد کی زہریلی پھونکوں سے بچانے کا تہیّہ کر چکی ہے اس مقصد عظیم میں معاونت ہم عورتوں کا فرضِ اوّلین ہونا چاہیئے۔ تحریک احمدیت کی خواتین نے ماضی میں اپنے زیورات اور عزیز اولادیں اس مقصد عظیم کے لئے قربان کر دیں۔ اور یہ کہنا بعید از قیاس نہیں کہ آئندہ بھی وہ اس شاندار روایت کو قائم رکھیں گی۔

پس عورتوں کو چاہیئے کہ بچوں کی نشوونما کے عظیم مقصد کا پورا احساس کرتے ہوئے ان کو احمدیت کی اہمیت اور اسلام کی تعلیمات سے پوری طرح واقف کرائیں، انہیں اسلام کے وہ ستون بنا دیں جنہیں کفر کی سنگ باریاں کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں۔ اپنے بچوں میں اسلامی کتب پڑھنے کا شوق پیدا کریں۔ انہیں اخبار پیغام صلح کا بچوں کا صفحہ پڑھ کر سنائیں جس میں ادب و اخلاق اور اسلام کے بنیادی اصولوں کو گفتگو کی شکل میں ہماری جماعت کے ایک خاموش مگر صاحب قلم بزرگ مولانا مرتضیٰ خان صاحب نہایت آسان طریق پر پیش کر رہے ہیں، مجھے امید ہے کہ اس طریق پر ہماری تھوڑی تھوڑی کوشش ضرور بچوں کے دلوں کو نیکی اور راستبازی کے نور سے منور کر دے گی، بالکل اُن لہروں کی طرح جو ساحل سمندر سے ٹکرا ٹکرا کر اس میں گھر کر لیتی ہیں، ہماری زندگی کی کامیابی اسلام اور اس ربّانی تحریک سے وابستگی ہی میں مضمر ہے ؎

اِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ کے معنے

(بسلسلہ صفحہ [illegible])

انہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ کی طرف جاتی ہے جس کا رکوع کے شروع میں ذکر ہے۔ اس صورت میں معنی ہوں گے حضرت عیسیٰؑ نقل نبوت اور بعثت رسول اکرم صلعم کے لئے ایک نشانی تھے اگر اِنَّہٗ کی ضمیر قرآنی یا حضرت عیسیٰؑ کی طرف راجع نہ لیں تو معنی ہوں گے بلاشک علم الساعہ ہے جو ایک غیر مکمل اور اس لئے بے معنی فقرہ بنتا ہے۔ والسلام

عبداللہ جان نیازی

بچوں کا صفحہ ——— مرتضیٰ خان حسن

ماں بیٹی کی پانچویں مجلس

بسلسلہ اشاعت مؤرخہ ۱۴ر جنوری ۱۹۵۹ء

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عجز و انکسار

ماں۔ ایک دفعہ ایک شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ جہاد کی خاطر حاضر ہوا ہوں اور ماں باپ کو چھوڑ آیا ہوں حضور نے فرمایا جاؤ پہلے اپنے ماں باپ کو خوش کر لو پھر جہاد کا نام لو۔

ایک دفعہ ایک شخص حضور کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ حضور ایک بہت بڑا گناہ مجھ سے ہو گیا ہے۔ اب میں اس کی تلافی کس طرح کروں؟ حضور نے فرمایا کیا "تیری ماں زندہ ہے"؟ اس نے نفی میں جواب دیا۔ حضور نے فرمایا "کیا تیری خالہ زندہ ہے"۔ اس نے کہا کہ "ہاں خالہ تو زندہ ہے"۔ حضور نے فرمایا "جا اس کی خدمت کر تیرا گناہ بخشا جائے گا"۔

آپ کو اپنی رضاعی ماں اور رضاعی بہن بھائیوں سے بہت محبت تھی۔ جب ایک دفعہ زمانہ نبوت میں آپ کی رضاعی ماں تشریف لائیں تو آپ "میری ماں میری ماں" کہکر اس سے لپٹ گئے۔

اسی طرح جب پھر ایک دفعہ آپ کی رضاعی ماں تشریف لائیں تو آپ نے اپنی چادر اُن کے نیچے بچھادی۔ اور نہایت عزت کے ساتھ اُن کو خوش آمدید کہا اور ان کی خاطر و مدارات کی۔

طاہرہ۔ نعیمہ! جانتی ہو کہ رضاعی ماں اور رضاعی بہن بھائی کس کو کہتے ہیں؟

نعیمہ۔ "نہیں"

طاہرہ۔ "رضاعی ماں وہ ماں ہے جو دودھ پلاتی ہے۔ یہ اصل ماں نہیں ہوتی۔ حضور کی رضاعی ماں کا نام حلیمہ سعدیہ تھا۔ رضاعی بہن بھائی رضاعی ماں کے بچوں کو کہتے ہیں۔ تمہیں یہ تو معلوم ہے کہ ہمارے نبی کریم صلعم کے والد عبداللہ حضور کی پیدائش سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے، اور حضور کی والدہ آمنہ جب آپ کی عمر چھ برس کی تھی خدا کو پیاری ہو گئی تھیں"

نعیمہ۔ "ہاں میں جانتی ہوں۔ مجھے اماں جان نے یہ سب باتیں بتائی ہوئی ہیں۔ اب آگے سناؤ امی جان"

ماں۔ باتیں تو بہت سی ہیں۔ میں کہاں تک سناؤں۔ جب تم بڑی ہوگی تو خود تاریخ کی کتابوں سے تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ہمارے نبی کو خدا نے کیسے کیسے اعلیٰ وصف عطا کئے تھے۔ آپ نے روز مرہ کی چھوٹی چھوٹی باتوں کے متعلق بھی اپنا نمونہ پیش کیا ہے۔ اور ضروری نصیحتیں کی ہیں۔ اب تمہارے مناسب حال تم کو کچھ اور باتیں سناتی ہوں۔ ہمارے حضرت نبی کریم صلعم کو صفائی بہت پسند تھی۔ آپ اپنا جسم پاک و صاف رکھتے تھے۔ اس پر میل کچیل جمع ہونے نہیں دیتے تھے۔ اکثر غسل فرمایا کرتے تھے بالوں کو کنگھی کرتے تھے۔ ان میں تیل لگاتے تھے۔ بدن میں خوشبو اور آنکھوں میں سرمہ لگایا کرتے تھے۔ آپ کو بد بُو سے سخت نفرت تھی۔ چنانچہ پیاز اور لہسن کی بُو سے بھی آپ کو نفرت تھی۔ آپ نے حکم دے رکھا تھا کہ مسجد میں کوئی شخص پیاز یا لہسن کھا کر نہ آئے۔ اس کی بُو سے نمازیوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔

آپ اپنے دانت ہمیشہ صاف کرتے رہتے تھے۔ دن میں کئی بار مسواک کرتے۔ اور رات کو سونے سے پہلے بھی مسواک کرتے تھے۔ آج کل ڈاکٹر لوگ بھی دانت صاف رکھنے کی بہت تاکید کرتے ہیں کیونکہ دانت صاف نہ رکھنے کی وجہ سے بہت سی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ ہمارے نبی کریم نے ہمیں پہلے ہی اپنے نمونہ اور اپنی تعلیم سے واضح کر دیا ہے کہ دانتوں کا صاف رکھنا ازبس ضروری ہے۔

آپ کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھوتے۔ پھر بسم اللہ کہکر کھانا شروع کرتے۔ اور فرمایا کرتے کہ جس کام کے شروع میں بسم اللہ نہ پڑھی جائے وہ بے برکت ہو جاتا ہے۔ متکبر لوگوں کی طرح لیٹ کر کھانا یا تکیہ لگا کر کھانا آپ کو سخت ناپسند تھا۔ ایک دفعہ ایک شخص نے کہا کہ محمدؐ تو اس طرح کھانا کھاتا ہے جس طرح غلام۔ حضورؐ نے ذرا بُرا نہ منایا اور فرمایا کہ بے شک میں اپنے مالک کا غلام ہوں۔

بعض لوگوں کو عادت ہوتی ہے کہ وہ بہت زیادہ گرم کھانا کھاتے ہیں۔ حضورؐ بہت زیادہ گرم کھانا نہ کھاتے اور فرماتے کہ زیادہ گرم کھانے میں برکت نہیں۔ حضورؐ کا ارشاد بالکل سچا ہے کیونکہ گرم کھانا کھانے سے حلق خراب ہو جاتا ہے۔ اور کئی ایک بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ کھانا کھا کر آپ پھر ہاتھ دھوتے اور کلی کرتے۔ اور خدا کا شکر ادا کرتے اور فرماتے الحمد للہ الذی اطعمنا واسقانا وجعلنا من المسلمین یعنے اس اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو کھانے پینے کو دیا۔ اور ہمیں مسلمانوں سے بنایا۔"

ایک دفعہ آپ کھجوریں کھا رہے تھے۔ اور گٹھلیاں بائیں ہاتھ میں رکھتے جاتے تھے۔ اتنے میں ایک بکری آئی۔ حضورؐ نے اپنا گٹھلیوں والا ہاتھ اس کے سامنے پھیلا دیا وہ گٹھلیاں کھانے لگی۔ آپ دائیں ہاتھ سے کھجوریں کھاتے رہے اور بائیں ہاتھ سے بکری گٹھلیاں کھاتی رہی یہاں تک کہ کھجوروں کا کھانا ختم ہو گیا۔ اور وہ بکری بھی چلی گئی۔

آپ کھجوریں اکثر پانی کے ساتھ ہی کھاتے۔ یا بعض اوقات دودھ کے ساتھ کھا لیتے۔ سبزیوں میں سے آپ کو کدو پسند تھا۔ بکری کے گوشت سے اگلے ہاتھ کا گوشت آپ پسند فرماتے روٹی کے ساتھ سرکہ کا استعمال بھی آپ کو مرغوب تھا۔ آپ کسی کھانے کو اپنی زبان سے بُرا نہ کہتے جو چیز ناپسند ہوتی۔ آپ نہ کھاتے۔ لیکن زبان سے اس کو بُرا نہ کہتے۔ پانی پینے میں آپ یہ احتیاط کرتے کہ تین دفعہ سانس لے کر پانی پیتے۔ یک لخت نہ پیتے۔ پانی کے گھونٹ تھوڑے لیتے۔ پانی پیتے ہوئے برتن کے اندر سانس نہ لیتے۔

کبھی آپ نے اپنی ازواج سے یہ نہیں کہا کہ میرے لئے فلاں چیز تیار کرو بلکہ جو کھانے کے لئے آپ کے سامنے لایا جاتا کھا لیتے۔ اور جو پینے کے لئے مل جاتا پی لیتے۔ غرض حضورؐ کے کھانے پینے رہنے سہنے میں سادگی ہی سادگی نظر آتی تھی۔

حضورؐ ایک کامل انسان تھے آپ بنی نوع انسان کے لئے ایک کامل نمونہ ہیں اور اس امر میں ذرا مبالغہ نہیں کہ حضورؐ کی

(باقی صفحہ آئندہ زیر انجمن کے چرچے)
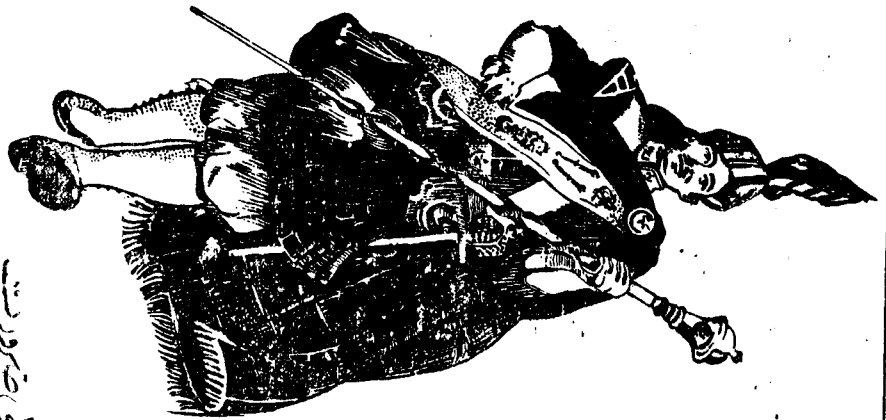
بچوں کا صفحہ (بسلسلہ صفحہ نمبر ۱۱)
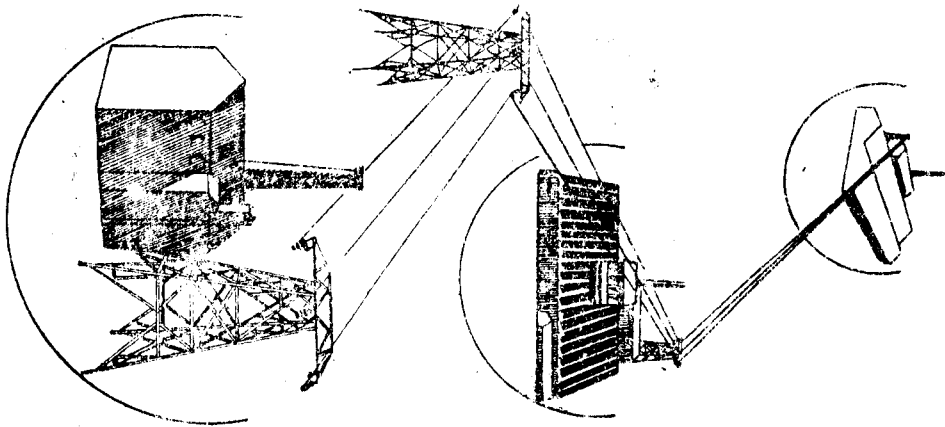
ذات با برکات کے سوائے آج اس آسمان کے نیچے کوئی وجود ایسا نہیں جو بنی نوع انسان کے لئے کامل نمونہ کا کام دے سکے۔

حضورؐ کو ایک نوعمر بچے، ایک نوجوان، ایک متاہل ایک شوہر، ایک باپ، ایک تاجر، ایک سپاہی، ایک سپہ سالار، ایک بادشاہ ایک قانون ساز، ایک جج، ایک مرشد، ایک ہادی، کی حیثیت میں دیکھو، ہر حیثیت ہر حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنی آدم کے لئے ایک کامل نمونہ ثابت ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو حضور کے متعلق فرمایا ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ یعنی محمد رسول اللہؐ تمہارے لئے بہترین نمونہ ہیں وہ بالکل صحیح ہے۔

خدا ہم سب کو حضور کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔

پیغام صلح ۲۱ر جنوری ۱۹۵۹ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۳

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپا کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

اے خدا تو رہدی از مشرقِ رحمت بر آر ۔ گمرہاں را چشم کن روشن ز آیاتِ مبیں

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور پاکستان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ایڈیٹر دوست محمد

ٹیلیفون نمبر ۳۷۳۷

تار کا پتہ "تبلیغ" لاہور

جلد ۴۷ ۔ یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۱۷ رجب ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۸ جنوری ۱۹۵۹ء ۔ نمبر ۴

زندہ نبی کی زندہ تعلیم کا چینی زبان میں ترجمہ

یاد رہے کہ اصل میں یہ کتاب امریکہ کی لونگ تھانس لائبریری کی درخواست پر حضرت مولانا محمد علی مرحوم و مغفور نے انگریزی زبان میں لونگ تھانس آف پرافٹ محمد کے نام سے لکھی تھی جو انہیں پسند آئی اور انہوں نے ہزاروں کی تعداد میں چھاپی۔ حال ہی میں اسلامک ریویو ایسوسی ایشن چائنا کے صدر کا خط ایڈیٹر لائٹ کے نام آیا ہے جس میں انہوں نے یہ اطلاع دی ہے کہ لونگ تھانس آف پرافٹ محمد کا چینی زبان میں ترجمہ شائع ہو چکا ہے، جس کی ایک علاوہ کاپی انہوں نے بذریعہ سمندری ڈاک ارسال کی ہے۔ ذیل میں قارئین پیغامِ صلح کے لئے انکے انگریزی خط کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے جو دلچسپی کا باعث ہوگا:-

تائیوان ۔ دی پبلک آف چائنا

یکم جنوری ۱۹۵۹ء

محترم اسلامی بھائی ۔ السلام علیکم

ہفتہ وار اخبار لائٹ کے اڑتیسویں سال میں قدم رکھنے پر میں پیاسٹینر مسلم یوتھ لیگ اور اسلامک ریویو ایسوسی ایشن کی طرف سے ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ دنیا کے اس حصہ میں اسلام کے پیغام کو پہنچانے میں جو گرانقدر خدمات اس اخبار نے بجا لائی ہیں اس کے لئے یہ مبارک کا مستحق ہے۔ ہم سب اس کے مینیجر۔ مضمون نگار اور تمام اُن لوگوں کا جو اس عظیم کام کے کارپردازان ہیں بیحد مشکور ہیں جنہوں نے یہاں کے چینی مسلمانوں کو یہ اخبار بھیجکر ایک ناقابلِ فراموش احسان کیا ہے۔

اس خط کے ساتھ ہی میں نے ایک الگ پیکٹ میں لونگ تھانس آف پرافٹ محمد کے چینی زبان میں ترجمہ کی ایک کاپی بذریعہ بحری ڈاک ارسال کی ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے آپ کو لکھا تھا کہ میں آپ کی اسلامی کتب کا ترجمہ کر رہا ہوں۔ یہ کتاب اسی سلسلہ کی تیسری کتاب ہے۔ دلی دعائیں اور سلام قبول فرمائیے

آپ کا خیر اندیش ۔ (یوسف ما پن شد)

اسلامک ریویو ایسوسی ایشن ایک ماہوار کتابچہ "دی اسلامک ریویو" چینی زبان میں بھی نکالتی ہے۔ جس میں ہفتہ وار لائٹ اور ماہنامہ اسلامک ریویو کے مضامین کا ترجمہ شائع کرتی ہے۔ اس کے علاوہ لائٹ میں چند مہینوں سے خادم رحمانی نوری۔ آسام کا انگریزی ترجمہ قرآن مع متن اور نقل لفظی (TRANSLITERATION) شائع ہو رہا ہے۔ اس کو بھی اسلامک ریویو (چینی) میں نقل کیا جاتا ہے۔ وہاں لوگوں کو عربی متن پڑھنے میں اس سے بڑی مدد ملتی ہے۔ (باقی ملا کالم ملا کے نیچے)

اسلام انگلستان میں

امام مسجد ووکنگ کے مراسلے ایڈیٹر فری تھنکر اور ٹائمز لندن کے نام

چھ افراد کا قبول اسلام

ووکنگ مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

(از مولانا یعقوب خان صاحب امام مسجد ووکنگ انگلستان)

حال ہی میں دو قابلِ ذکر واقعات ہوئے جن کا ذکر پاکستانی قارئین کرام کی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ پہلا واقعہ سابق پرائم منسٹر لارڈ ایٹلی کی طرف سے قائد اعظم محمد علی جناح کی شخصیت پر ایک افترا پردازانہ اعتراض ہے۔

یہ قابلِ افسوس بات، جو اس ملک میں بانیٔ پاکستان کی شخصیت پر گستاخانہ اور بے جا اعتراضات کی باعث ہوئی۔ "دی ٹائمز" "آبزرور" اور دوسرے اخبارات میں شائع ہوئی ہے، اور جس کی وجہ سے اس ملک کے پاکستانی عوام کے جذبات کو سخت صدمہ پہنچا ہے۔ لارڈ ایٹلی کے اعتراضات میں ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ گو قائد اعظم نے تحریک پاکستان کی جدوجہد کو اس ملک کے مسلمانوں کی صحیح اسلامی عقاید و روایات کی بقا کے لئے شروع کی تھی، لیکن عملی رنگ میں وہ بذاتِ خود اتنے پکے مسلمان نہ تھے جتنا کہ انہوں نے اس جدوجہد میں اپنے آپ کو ظاہر کیا، کیونکہ انہوں نے ایک پارسی عورت سے شادی کی، یہ اعتراض صریح طور پر اس کی لاعلمی پر دلالت کرتا ہے، اس غلط فہمی کے ابطال کے لئے امام شاہجہان مسجد ووکنگ نے ایڈیٹر "دی ٹائمز" کو ذیل کا خط لکھا:

"جناب عالی ۔ بی بی سی ٹیلیویژن سے قائد اعظم محمد علی جناح کے متعلق لارڈ ایٹلی کے بیان کی دو پہلوؤں سے تصحیح کے لئے یہ خط ارسال کر رہا ہوں ایک تو واقعاتی پہلو ہے اور دوسرا پہلو اسلامی قانون کے بارے میں ہے۔ وہ خاتون جن سے قائد اعظم نے شادی کی بلاشک و شبہ پارسی تھیں ....

لیکن شادی سے پہلے وہ مشرف بہ اسلام ہو چکی تھیں، لیکن بصورت دیگر اگر وہ مسلمان نہ بھی ہوتیں، پھر بھی قائد اعظم کا اس سے سلسلہ ازدواج کا تعلق کسی حالت میں بھی غیر اسلامی نہیں کہلا سکتا، کیونکہ مسلمان مرد کو اہلِ کتاب عورت سے شادی کرنے کی اجازت ہے۔"

ایڈیٹر صاحب نے اپنے مراسلہ مؤرخہ ۷ جنوری ۱۹۵۹ء میں اس خط کا جواب دیتے ہوئے صرف اتنا لکھا "آپ کے خط کے مضمون کو بغور پڑھ لیا گیا ہے"، دوسرے معنوں میں اس خط کو شائع نہ کرنے کا ایک احسن جواب تھا

(باقی بر ص ۹)

مکتوب بغداد

سید تصدق حسین صاحب قادری کی تبلیغی ڈائری کے چند اقتباسات

۲۶ نومبر ۱۹۵۸ء بروز بدھ :-

بغداد میں عزیزم محمد ابو سعد الدین نعمان آفندی فرزند ابراہیم سے ملے اور کہنے لگے کہ مجھے بڑا افسوس ہے کہ میں آپ کے والد کے پاس نہ جا سکا، بہت ہی مصروف ہوں اور خواہش ظاہر کی کہ اسلامک ریویو کا تازہ پرچہ ان کے لئے کل ضرور لیتے آئیں۔ ارشاد کو فرزند ابراہیم کو تسلیم کرکے ایک پرچہ بدست ابراہیم انہیں بھیجدیا۔

۲۷ نومبر ۱۹۵۸ء بروز جمعرات :-

حسب معمول صوفی محمد طیب صاحب گھر تشریف لائے۔ پیغام صلح ۱۲ سے کلام حضرت مسیح دوران "قرآن کریم میں قسموں کے رنگ میں نظری امور کے اثبات کے لئے بدیہی امور کی شہادت" پڑھکر سنایا۔ دل کو روحانی مسرت حاصل ہوئی جزاک اللہ۔ موصوف کو آزاد نوجوان کا پرچہ دیا۔ استاذ علی محمد مصر... اور استاذ محمد مہدی بائع بغداد کو لائٹ ۳۷ نیز مؤخر الذکر کو رسالہ "اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی" ڈاک سے بھیجا۔

۲۸ نومبر ۱۹۵۸ء بروز جمعہ :-

کل شام ڈاک سے سچوانی صاحب البصرہ کی جانب سے لائٹ ۳۶ و ۳۷ کے پرچے ملے۔ جو سفیر انڈونیشیا مقیم قاہرہ الحاج محمود تجویہ صاحب کو ڈاک سے بھجوائے جناب محمد حسین شاہ ہندی اور محی الدین صاحب پاکستانی مدرسین فی کلیۃ الطب البیطری بغداد کو کال آف اسلام ڈاک سے بھجوایا۔

۳۰ نومبر ۱۹۵۸ء بروز اتوار :-

کل دن بھر طبیعت خراب رہی آج الحمد للہ قدرے آرام ہے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ کل بصرہ سے اخویم سچوانی صاحب کی طرف سے بذریعہ ڈاک اسلامک ریویو مجریہ اکتوبر ۱۹۵۵ء کے چار عدد اور اکتوبر ۱۹۵۶ء کے دو پرچے اور مجریہ جولائی اگست ۱۹۵۸ء کے دو پرچے برائے تقسیم ملے جزاہ اللہ، حافظ شریف حسین صاحب کو ایک جولائی اگست دستی بھجوایا۔ کل شام عزت سے محترمی مرزا محمد خاں یکے از احباب ربوہ کا خیریت نامہ ملا۔ عزیزم ریاض احمد پراچہ بغداد کو اسلامک ریویو مجریہ اکتوبر ۱۹۵۵ء اور چارج آف ہیریسی اور جناب محمد بشیر انگلو خان صاحب کو پیغام صلح ۳۳ اور جناب الحاج وزیر عبد القادر موصل کو ۲۳ ڈاک سے بھیجا۔ اخبار الیقظہ مجریہ ۲۲ نومبر میں ایک بیان بعنوان "لا تنفیذ قانون مدۃ جمۃ لبخاء الجدید" اور اخبار الیقظہ مجریہ ۲۸ نومبر میں ایک بلند پایہ پُر از معلومات مقالہ بعنوان "المصیین والعرب والاسلام" شائع ہوا ہے، یہ دو پرچے برائے ملاحظہ مرکز کو ارسال ہیں۔ البصرہ سے سچوانی صاحب کی جانب سے آج بھی دو عدد اسلامک ریویو مجریہ اکتوبر ۱۹۵۵ء ڈاک سے ملے۔ اور موصوف نے ایک خط (جس کی نقل برائے ملاحظہ مرکز کو ارسال ہے) مرقومہ ۲۷ نومبر ۱۹۵۸ء عزیزم اقبال احمد صاحب ووکنگ کو لکھا ہے نقل بھجوائی۔ اخویم اسمٰعیل محمود صاحب کو پیغام صلح ۳۴ دستی بھیجا۔

یکم دسمبر ۱۹۵۸ء بروز پیر :-

حسب معمول صوفی محمد طیب صاحب گھر تشریف لائے۔ ڈیڑھ گھنٹہ بیٹھے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے

فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر

بزرگوں کا ذکر خیر ہوتا رہا۔ موصوف کے ہاتھ جناب عبد العزیز صاحب قریشی صدر جمعیۃ پاکستانیہ بغداد کو اسلامک ریویو کا تازہ پرچہ بھجوایا۔ جناب عبد العزیز صاحب خیاط پاکستانی کرکوک کو پیغام صلح ۳۵ ڈاک سے بھجوایا جناب مرزا محمد خاں صاحب عزت کو آزاد نوجوان کا پرچہ بھیجا۔ بحری ڈاک سے لاہور سے کتاب "قیمہ رحمۃ للعالمین" غریبوں کا والی تالیف لطیف حضرت سیدنا امیر مولانا صدر الدین ایدہ اللہ کا ایک نسخہ موصول ہوا حضرت ممدوح کا تہ دل سے شکریہ، جزاہ اللہ خیراً۔ نیز دو عدد اخبار لائٹ ۳۸ بھی موصول ہوئے۔

۲ دسمبر ۱۹۵۸ء بروز منگل :-

جناب گل محمد صاحب بغداد کو پیغام صلح ۳۷ اور ڈاکٹر عبد الرحمٰن عزاوی بغداد کو لائٹ ۳۷ ڈاک سے بھیجا۔ عزیزم ابو بکر شبلی سکھر کے خط کا جواب ہوائی ڈاک سے دیا۔ بحری ڈاک لاہور سے ایک عدد اور لائٹ ۳۸ ملا اخویم ابراہیم آدم صاحب سچوانی بصرہ سے خط آیا۔

۳ دسمبر ۱۹۵۸ء بروز بدھ :-

اخویم ابراہیم آدم صاحب سچوانی بصرہ کے خط کا جواب دیا مسٹر ابس اولا سالفا دور لاغوس نائیجیریا کو اسلامک ریویو مجریہ اکتوبر ۱۹۵۵ء اور رسالہ پریذیڈنٹ مسیح اینڈ مہدی ڈاک سے بھیجا۔ محترمی حاجی عبد اللطیف صاحب یکے از احباب ربوہ کے تین صاحبزادے عزیزم نوری، یوسف اور ہاشم شام کو گھر آئے سعید اور حلیم الطبع بچے ہیں، تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بیٹھے عزیزم ہاشم نے اسلامک ریویو مجریہ جولائی اگست سے مقالہ افتتاحیہ ترجمہ کرکے سنایا، جزاہ اللہ اور اسلامک ریویو کے مطالعہ کی خواہش ظاہر کرنے پر انہیں مذکورہ پرچہ برائے مطالعہ دیا۔ کہنے لگے کہ اس کے چند اعداد ووکنگ سے بذریعہ ہوائی ڈاک منگواؤں گا خوب مقالات درج ہیں اہل علم حضرات میں تقسیم کروں گا نہایت ہی مفید معلومات ہیں۔

۴ دسمبر ۱۹۵۸ء بروز جمعرات :-

حسب معمول صوفی محمد طیب صاحب گھر تشریف لائے۔ اخبار مدینہ ۹ نومبر پاکستان سے متعلق خبریں سنائیں اللہ تعالیٰ پاکستان کو ہر طرح اپنی حفاظت میں رکھے۔ صوفی صاحب موصوف کو کتاب "رحمۃ للعالمین" غریبوں کا والی برائے مطالعہ دی۔ رجسٹری ڈاک سے پیغام صلح ۴۳ کے چار اعداد پر مشتمل ایک بنڈل ... سچوانی صاحب بصرہ سے بھیجا۔ دو پرچے اسلامک ریویو مجریہ اکتوبر ۱۹۵۶ء برائے تقسیم ملے۔

۵ دسمبر ۱۹۵۸ء بروز جمعہ :-

جناب سید صفدر علی کو پیغام صلح ۴۳ اور اخویم عبد الصمد صاحب برق کو خط ڈاک سے بھجوایا۔

۶ دسمبر ۱۹۵۸ء بروز ہفتہ :-

سویرے پیغام صلح ۴۳ سے میرے نواسے حسام نے خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت سیدنا امیر ایدہ اللہ پڑھ کر سنایا۔ سن کر میرے قلب پر جو کیفیت اس وقت طاری ہوئی اسے کما حقہٗ اظہار نہیں کر سکتا اخوان سلسلہ کے "ایک ہو جاؤ" ہونے پر عمل پیرا ہونے کا فرحت بخش، مسرت انگیز، روح پرور فیصلہ قابل صد تحسین و مبارکباد ہے، انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بين اخويكم واتقوا الله لعلكم ترحمون کیا خوب نظارہ ہے، پیارے مسیح کے جانباز غلاموں کا یہ مخلصانہ فیصلہ یقیناً یقیناً جماعت کے استحکام اور ترقی کا باعث ہوگا۔ اور وہ مقدس کام جو ان کے سپرد کیا گیا ہے وہ بوجہ احسن تکمیل کو پہنچایا جاوے گا۔

۷ دسمبر ۱۹۵۸ء بروز اتوار :-

حضرت الحاج وزیر عبد القادر موصل کو پیغام صلح ۴۵ ڈاک سے بھیجا۔

۸ دسمبر ۱۹۵۸ء بروز پیر :-

حسب معمول صوفی محمد طیب صاحب گھر تشریف لائے۔ پیغام صلح ۴۳ سے دو مضمون سنائے پیغام صلح مذکور اور پیغام صلح ۱۹۳۸ء کے سال کی پوری مجلد فائل برائے مطالعہ لے گئے جناب عبد العزیز صاحب خیاط کرکوک کو پیغام صلح ۴۰ ڈاک سے بھجوایا۔ ڈاکٹر عبد الرحمٰن عزاوی کو لائٹ ۳۸ دستی بھجوایا۔ بحری ڈاک سے لاہور سے پیغام صلح ۴۴ کے چار عدد پر مشتمل ایک بنڈل اور لائٹ ۳۹ کے تین عدد مختلف العنوان ملے۔

۹ دسمبر ۱۹۵۸ء بروز منگل :-

جناب گل محمد صاحب کو پیغام صلح ۴۴ اور جناب سید صفدر علی صاحب کو ۴۴ اور عزیزم ریاض احمد صاحب رسالہ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی ڈاک سے

(باقی بر صفحہ ۱۲ اشتہار کے نیچے)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۲۸ جنوری ۱۹۵۹ء

تحریکِ احمدیت اور دعوت اِلیٰ الخیر

جن اصحاب نے تحریکِ احمدیت کا مطالعہ کیا ہے اُن پر یہ حقیقت واضح ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی کہ اس تحریک کو وجود میں لانے کی غرض یہ ہے کہ انسان خود بھی انوار و اخلاق الٰہیہ سے منوّر ہو اور دوسروں کو بھی ان اخلاق و انوار سے منور کرے۔ یعنے اپنے نفس کا تزکیہ بھی کرے اور دوسروں کے نفس کا بھی۔ ظاہر ہے کہ یہ دو مقاصد نہایت بلند اور پاکیزہ ہیں جہاں تک محض اپنے نفس کے تزکیہ کا سوال ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ امر بھی غایت درجہ مستحسن اور قابلِ تعریف ہے کہ انسان اپنے نفس کو تمام اخلاقِ ذمیمہ و شنیعہ سے پاک و صاف کریں اور وہ اوصاف حمیدہ اور اخلاقِ فاضلہ سے متصف ہو۔ لیکن اس کی مساعیٔ جمیلہ کا دائرہ اپنے نفس تک ہی محدود نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اس سے آگے قدم بڑھانا چاہیئے اور دوسروں کی اصلاح کی طرف بھی توجہ مبذول کرنی چاہیئے اور یہی منشاء اسلام ہے۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔ اہلِ علم جانتے ہیں کہ الناس میں لِ نافعہ ہے۔ اگر امت محمدیہ کو خیرالامم کا امتیازی شرف بخشا ہے تو اس کی وجہ بھی بیان فرما دی ہے اور وہ یہ کہ اسے لوگوں کی بھلائی کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور اس سے بڑھ کر لوگوں کی بھلائی کیا ہو سکتی ہے کہ انسان ان کو خدا کے رستہ کی طرف لے جائے، یا یوں کہئے کہ انہیں صراطِ مستقیم کی ہدایت کرے تاکہ وہ زندگی کے اصل مقصد یعنے خدا کو پا سکیں۔

اس میں شک نہیں کہ قرونِ اولیٰ میں جو اسلام کا سنہری زمانہ تھا مسلمانوں نے اسلام کی ان دونوں شقوں کو مدنظر رکھا۔ یعنے انہوں نے اپنے نفس کی اصلاح کی طرف بھی توجہ دی اور پوری توجہ دی اور اس کے ساتھ ہی خلقِ خدا کی بہتری اور بھلائی کو۔ یا یوں کہئے کہ اصلاحِ خلق کو بھی اتنا ہی ضروری سمجھا۔ انہوں نے اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر اللہ تعالےٰ کی گمراہ مخلوق کو راہِ راست پر ڈالنے کی کوشش کی، انہیں گمراہی کی تاریکیوں سے نکالا اور ان کے سینے نورِ ایمان سے منور کر دیئے۔ لیکن جب فیج اعوج کا زمانہ آگیا تو اسلامی اقدار ایک ایک کرکے رخصت ہونی شروع ہوگئیں، خوبیاں مفقود ہونے لگیں اور برائیوں نے اُن کی جگہ لے لی۔ اسلام کے اصل خد و خال بہت حد تک مسخ ہوگئے۔ مسلمان اپنے بلند مقام سے گر گئے اور جہاں ایک طرف اُن کے اپنے نفس کی اصلاح قصۂ پارینہ بن کر رہ گئی وہاں دوسری طرف دعوت اِلیٰ الخیر کا قابلِ قدر جذبہ بھی من حیث القوم ان کے دلوں سے نکل گیا۔ مسلمانوں کی دنیا میں سلطنتیں بھی تھیں اور وہ اس باب میں بہت کچھ کر سکتی تھیں۔

مُغلوں نے ہندوستان میں اور ترکوں نے بغداد میں ایک عرصہ تک حکومت کی اور وسیع و عریض علاقوں پر حکومت کرتے رہے۔ علم و ادب اور تہذیب کے ایک نئے دَور کا آغاز کیا۔ لیکن اگر کوئی چیز ان کی توجہ کا مرکز نہ بن سکی تو وہ تھی تبلیغ اسلام۔ یہ وہ فریضہ تھا جس پر مسلمانوں کی آیندہ نسلوں کی بقا کا انحصار تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس تباہی دَور کے بعد مسلمان زندگی کے ہر شعبہ میں پستی کی نذر ہو گئے۔

حاصل کلام یہ کہ ایک بہت بڑا نقص تھا جو مسلمان قوم کے اندر پیدا ہوا، یہ ایک بہت بڑی خامی تھی جو رونما ہوئی، اور اس نقص اور خامی کو دُور کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے اپنے مجدّد کو مبعوث فرمایا جس نے اعلان کیا کہ یہ حجروں میں بیٹھنے کا وقت نہیں۔ یہ قبروں پر چلّے کاٹنے اور وظیفے پڑھنے کا زمانہ نہیں، گھر کے اندر بیٹھ کر تسبیحیں پھیرنے کے دن نہیں بلکہ باہر نکل کر کام کرنے کے دن ہیں۔ اللہ! اللہ! کیا جوش تھا آپ کو دعوت الی الخیر کا۔ ایک دفعہ آپ کے مرید خاص حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ نے حضور سے پوچھا کہ آپ کے مشرب میں کوئی وظیفہ ہو تو ارشاد فرمائیں تاکہ میں اس کی پابندی کروں۔

اس کے جواب میں حضور نے نہ تو یہ فرمایا کہ اتنی تسبیح "یاھو" کی پڑھا کرو اور اتنی "یاحق" کی بلکہ یہ فرمایا کہ عیسائیوں کے خلاف ایک کتاب لکھو، یہ ہے جوشِ تبلیغ اور یہ ہے دعوت اِلیٰ الخیر کا جذبہ اور یہ ہے زمانے کی ضرورت کا علاج۔ اور یہ ہے فرضِ منصبی کا احساس۔ اس بزرگ انسان نے خدا کی طرف سے علم پاکر اسلام کی موجودہ مرض کا پتہ لگا لیا تھا۔ وہ حقیقی معنی میں کلمۃ اللہ تھا۔ اس نے مرض کی اصل جگہ پر انگلی رکھی تھی۔ اس نے فرمایا کہ اگر کوئی شیخ پاک دامن ہے یا اگر کوئی زاہد گوشہ گیر ہے یا کوئی عابد شب زندہ دار، ہمارا اس سے تعلق نہیں ہمارا تعلق اس سے ہے جو خود بھی نورِ اسلام سے منور ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی اس نور سے منور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ سبحان اللہ! حضور کو خدا نے کس قدر صحیح فہم اور صحیح علم عنایت فرمایا تھا حضور کی اس تعلیم کا نتیجہ ہے کہ آپ کی جماعت مسلّمہ طور پر ایک تبلیغی جماعت ہے جس کا ہر کس و ناکس کو اعتراف ہے ؎

نہ من بر آں گُلِ عارض غزل سرائم و بس
کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار انند

احمدی جماعت کا ایک تبلیغی جماعت ہونا ایک ایسی بیّن حقیقت ہے کہ جس کے ثبوت کی کوئی ضرورت نہیں ؎

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

اگر یہ فی الواقعہ درست ہے کہ یہ جماعت تبلیغی جماعت ہے اور اس جماعت کے افراد واقعی تبلیغ کے اہم عظیم کام میں مصروف ہیں اور اس کی تبلیغ کے پھل بھی دنیا کے سامنے موجود ہیں تو پھر کیا ہر ایک خواہ اسلام کا فرض نہیں کہ وہ اس جماعت کو تقویت پہنچانے کی کوشش کرے، اور اس کے ہاتھوں کو مضبوط کرے تاکہ تبلیغ کا اہم فریضہ پہلے سے بھی زیادہ قوت سے انجام دیا جاسکے۔ کون مسلمان ہے جو دعوت الی الاسلام کے کام کو پسند نہ کرے گا۔ کیا ہر بہی خواہ اسلام کے دل کی یہ تڑپ نہیں کہ

دنیا کی قومیں حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے
کے تلے آجائیں۔ کیوں نہیں؟
ہر کلمہ گو کی یہ دلی خواہش ہے

کہ ہمارے نبی کا دین پھیلے اور کُل دنیا مسلمان ہو جائے اگر ایسا ہی ہے اور ضرور ہے تو پھر اس کے لئے کیا آپ کا کوشش کرنا ضروری نہیں؟ خدا کا ارشاد ہے لیس للانسان الا ما سعیٰ بغیر کوشش کے انسان کو کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ ہر کام میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے کوشش کی ضرورت ہے۔ تو کیا اشاعتِ دینِ حقّہ کے لئے کوشش کی ضرورت نہیں؟ کیوں نہیں بلکہ اس کے لئے تو ہر دنیا کے کام سے زیادہ کوشش کی ضرورت ہے۔

برادرانِ اسلام کو چاہیئے کہ وہ اس حقیقت پر غور کریں اور زمانہ کی ضرورت کا خیال کرکے تبلیغ و اشاعتِ دینِ حنیف کے لئے کمرِ ہمت باندھیں، عقائد کے چھوٹے چھوٹے اختلافات کی بناء پر ایک مہتم بالشان مقصد سے دُور رہنا کہاں تک قرینِ مصلحت ہے۔ اس وقت تمام سہولتیں آپ کو میسّر ہیں۔ کسی چیز کی ابتداء واقعی مشکل ہوتی ہے خدا کے فضل سے احمدی جماعت کی مساعی سے وہ مشکل دُور ہو چکی ہے اس وقت ایک منظم ادارہ آپ کے لئے موجود ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام کی تبلیغ میں ہی ملتِ اسلامی کی بقا کا راز مضمر ہے جب تک ہم اسلامی اخلاق و شعائر سے متصف رہے، ہم نے ایک حیرت انگیز تہذیب کو جنم دیا۔ جب ہم اس مقام سے گر گئے تو ضرور تھا کہ ہم قعرِ مذلت کی نذر ہوتے۔ پس اسلام اور تبلیغ اسلام کے لئے ایک غیرت اور جوش پیدا کریں۔ اور اس تحریک میں شامل ہوکر تبلیغ اسلام کے عظیم کام میں ہمہ تن مصروف ہو جائیں۔

(محسن)

تحریکِ احمدیت کی اہمیت

[ذیل کا مقالہ مس مبارکہ بیگم بنت مولانا آفتاب الدین احمد مرحوم نے
جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن خواتین منعقدہ ۲۴ دسمبر ۱۹۵۸ء میں پڑھا]

مذہبی تحریکات کی ضرورت

صدر عالیہ، بزرگ خواتین اور بہنو۔

مجھے آج تحریک احمدیت کی اہمیت کے متعلق اپنے ناچیز خیالات کا اظہار کرنا ہے۔ موضوع تو ... ہے جیسے ناتجربہ کار ذہن کے لئے بہت وسیع ہے، تاہم میں سہل طریق پر اس دقیق موضوع کو بیان کرنے کی کوشش کرونگی۔ تحریک احمدیت کی اہمیت کی طرف رجوع کرنے سے پہلے میں یہ ضروری سمجھتی ہوں کہ موضوع کے اس حصہ کو واضح کر دوں کہ ایسی مذہبی تحریکات کی ہماری معاشرتی و مجلسی زندگی میں کیوں ضرورت ہوتی ہے، اگر ہم اسکو ثابت کرنے میں کامیاب ہوگئیں تو تحریک احمدیت کی اہمیت کی تفصیلات میں جانے کی چنداں ضرورت نہ رہے گی۔

نئی تہذیبوں کے محرّک

اگر ہم انسانیت کی تاریخ کی ورق گردانی کریں تو ہمیں اس حقیقت کے مان لینے کے سوا اور کوئی چارہ نہ ہوگا کہ آج تک دنیا میں جتنی بڑی تہذیبوں نے جنم لیا ان کے محرک مذہبی معتقدات اور ان معتقدات کے پرچار ہی ہوئے ہیں۔ ان مذہبی رہنماؤں نے اپنے اپنے زمانہ میں خیالات، معتقدات، رسم و رواج اور طرز زندگی کے دھاروں کو بالکل ایک نئی شاہراہ کی طرف رہنمائی کی، اور جس پر چل کر قوموں نے نئی تہذیبوں کو جنم دیا۔ اس کو روزمرہ کی ایک مثال سے واضح کرتی ہوں۔ یوں سمجھئے کہ تو میں دنیا بازار میں بچوں کی طرح کھیل رہے ہیں۔ ان بچوں میں ترقی کرنے اور ایک باوقار زندگی بسر کرنے کی تمام قوتیں اور استعدادیں موجود ہیں۔ لیکن اگر یہ بچے بازار میں کھیلتے رہیں تو ان قدرتی قوتوں اور استعدادوں کے باوجود وہ نشوونما نہیں پاسکتے اور معاشرے کی یہ مستقبل کی امید، ناامیدی کی نذر ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر انہی کھلنڈرے بچوں کو ایک پارسا، قابل، مہذب اور بااخلاق استاد کی صحبت نصیب ہو جائے تو یہ استاد ان کے قدرتی قوتوں اور استعدادوں کو جلا دیتا ہے۔ اور یہ ناامیدی کی نذر ہونے والے کھلنڈرے بچے۔ معاشرے کے لئے نہ صرف مفید بلکہ اس کی سربلندی اور فخر کا باعث بن جاتے ہیں۔

کامل رہنما کی ضرورت

اس چھوٹی سی مثال سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ زندگی کے ہر ادنیٰ سے حصہ میں ایک بااخلاق قابل اور مہذب زندگی بسر کرنے کے لئے۔ ایک ایسے رہنما کی ضرورت ہوتی ہے جو ان تمام پہلوؤں میں اپنے اندر اکملیت کا درجہ رکھتا ہو۔ جو وہ ایک امتیازی حیثیت رکھتا ہو۔

ہم استاد کی ضرورت کتنی ناگزیر ہے بالکل اسی طریق پر قوموں کے قدرتی قواء اور استعدادوں کو اجاگر کرنے اور ان کو ایک بااخلاق اور مہذب

کامل رہنما کا اثر دوسروں کی زندگیوں پر

آپ پوچھیں گی کہ مان لیا کہ ایک اکمل اور ممتاز رہنما کی ضرورت ہوتی ہے لیکن یہ تو ہوسکتا ہے کہ ایسے شخص کی ذات کو اس سے بہت ہی فائدہ و تسکین ہو لیکن کیا یہ بھی ضروری ہے کہ اس کی ذات دوسروں کے اندر بھی اقتدار پیدا کرے جس سے وہ خود متصف ہے، اس کے لئے میں چند مثالیں دیتی ہوں جس سے یہ بات اور زیادہ واضح ہو جائے گی۔ جب آپ کوئی سرکس دیکھ کر آتی ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی رگ رگ میں ایک گدگدی سی پیدا ہوگئی ہے۔ اور آپ کمزور جسم رکھنے کے باوجود اپنے اندر ایک تموج محسوس کرتی ہیں۔ اسی طرح اگر آپ ایک عالم آدمی کی تقریر سن کر آئیں تو یک دم آپ کے اندر علم کے حصول کے لئے ایک تیز دوگلن پیدا ہو جاتی ہے، اور آپ کے دل میں ایک امید بندھ جاتی ہے کہ ایک دن آپ بھی اس قدر علم کو حاصل کر سکیں گی۔

اسی طرح ایک مصیبت زدہ کی مصیبت میں کسی کو کام آتے ہوئے دیکھ کر آپ کے دل میں بھی ہمدردی اور شفقت کے جذبات جوش مارنے لگتے ہیں۔۔ ان مثالوں سے مجھے یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ انسانی خاصہ ہے کہ وہ اکملیت اور ممتاز صفات سے متاثر ہوکر انہی کو اپنے اندر پیدا کرنے کی نہ صرف ترغیب محسوس کرتا ہے۔ بلکہ اس سے ایسا کرنے کے لئے قوت بھی حاصل کرتا ہے۔

تین باتیں

اب تک ہم نے تین باتوں کی حقیقت کو مان لیا ہے:۔

(۱) کہ تاریخ انسانیت میں مذہب اور اس کے رہنما مختلف تہذیبوں کے محرک ہوئے ہیں یعنی ان کی وجہ سے یہ تہذیبیں دنیا میں پیدا ہوئیں۔

(۲) یہ کہ ایک اکمل اور ممتاز رہنما کی ضرورت زندگی کے ہر شعبہ میں ناگزیر ہے۔

(۳) یہ کہ ایسے اکمل اور ممتاز رہنما دوسروں کی زندگیوں میں نیک تبدیلی پیدا کرنے کا موجب بنتے ہیں۔

رسولِ کریم صلعم کی شخصیت

ان تینوں اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں اسلام۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کو دیکھنا ہے کہ کیا اسلامی تاریخ ان اصولوں کی صحت کی تصدیق کرتی ہے یا نہیں۔

یہ تو ایک مسلّمہ حقیقت ہے۔ کہ مذہب اسلام اور حامل وحی قرآن نے ایک ایسی تہذیب کو جنم دیا جس پر دنیا کے ذہن حیران اور محو حیرت ہیں اور جس نے کہ اتنی قلیل مدت میں اتنی وسیع تہذیب اور علوم و فنون کے ایک نئے دور کا آغاز کیا۔

مذہبی رہنماؤں میں انسانی زندگی کو بدل دینے والی طاقت

اس موضوع کا ہر ایک پہلو اپنی جگہ اتنا اہم ہے کہ ایک مبسوط بحث چاہتا ہے۔ میں اس وقت موضوع کے صرف اس پہلو پر اپنے خیالات کا اظہار کروں گی کہ مذہبی رہنما یعنی انبیاء اور مجددین کی زندگیوں میں وہ کونسی ایسی طاقت ہوتی ہے جو انسانی خیالات اور طرز عمل کو یکسر بدل دیتی ہے۔ ایسی تمام زندگیوں میں ایک نہایت ہی ممتاز چیز نظر آتی ہے جو کہ زندگی کی گوناگوں مشکلات اور آزمائشوں میں اپنے فکر و عمل میں یکتا ہے اور میں یہ کہنے کی جسارت کروں گی کہ وہ ایسا نمونہ قائم کرتے ہیں جن کا عام ذہن انسانی تصور بھی نہیں کرسکتا۔ اسکو دوسرے لفظوں میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ ایسی زندگیاں زندگی کی کشمکش کے درمیان ایسے نمونے یا مشعل راہ قائم کرتی ہیں جو اگر یہ واقعات رونما ہوتے ہوتے تو انسانی ذہن ان کا تصور بھی نہ کرسکتا۔ یہی ہے وہ رہنمائی جس کا خدا کی طرف سے آنا ضروری ہے اور جس کو انسانی ذہن اختراع نہیں کرسکتے اور قرآن کا وقتاً فوقتاً ٹکڑوں کی صورت میں حالات کے مطابق اترنے میں دوسری اور باتوں کے علاوہ ایک یہ راز بھی مضمر ہے۔ کہ وہ... مختلف حالات میں جبکہ کوئی رہنمائی کا راستہ نظر نہ آتا تھا۔ نبی کی رہنمائی کر کے ایک ایسا نمونہ قائم کر دیتا تھا جو مسلمانوں کے قلب و ذہن میں نقش ہو جاتا اور لوگ دیوانہ وار احکام قرآنی پر عمل پیرا ہو جاتے۔ اس ساری چیز کو لفظ کیرکٹر سے بیان کیا جاسکتا ہے۔ دنیا میں کسی کے اندر قوت فکر و عمل کی طاقت جتنا کسی کا کیرکٹر پیدا کرسکتا ہے دنیا کی کوئی اور چیز نہیں کرسکتی۔۔۔

رسول اکرم صلعم کی زندگی کے تین دور

رسول اکرم ... کی زندگی کے تین دور یعنی مصائب کا زمانہ، جنگوں کا زمانہ، کامیابی کا زمانہ، میں نمونہ قائم کرنے کی چند نادر مثالیں پیش کروں گی جنہوں نے مسلمانوں کے فکر و عمل میں۔ وہ قوت موجزن کر دی جس نے ان کو دنیا کے رہنما اور فاتح بنا دیا۔

مصائب کے اندر یقین و ایمان

اس کی دور میں قریش اسلام میں داخل ہونے والی سعید روحوں کی تعداد کو بڑھتے ہوئے دیکھ کر اس کے خلاف تجاویز سوچنے لگے۔ بالآخر ایک وفد حضرت کے چچا ابو طالب کے پاس گیا اور ان کو یہ کہا کہ تیرا بھتیجا ہمارے بتوں کو برا بھلا کہتا ہے اور ہمارے آباؤ اجداد کے عقائد کو باطل ٹھہراتا ہے آپ یا تو اس کی کفالت سے ہاتھ اٹھالیں یا پھر مقابلہ کے لئے تیار ہو جائیں" وفد کے چلے جانے کے بعد حضرت

ابوطالب نے رسول اکرم صلعم کو بلا کر کہا کہ اے میرے بھتیجے اب میرے کمزور کندھوں پر اتنا بوجھ نہ ڈالو جس کو سنبھالنے کی مجھ میں اب سکت نہیں" ان حالات میں جبکہ قریش حضور صلعم اور آن کے کمزور پیروؤں پر پے در پے مظالم ڈھا...... رہے تھے ۔ چچا ابوطالب کی سرپرستی ایک بڑا سہارا... ور قریش کی مشتعل تدابیر کے راستہ میں ایک بڑی رکاوٹ تھی لیکن اس مقصد عظیم کے لئے جس کے لئے خداوند عظیم نے ان کو چنا تھا ۔ ایک لامتزلزل ایمان ان کے دل میں چٹان کی طرح نصب ہو چکا تھا جس کو دنیا کی بڑی سے بڑی مشکل اپنی جگہ سے نہ ہلا سکتی تھی ۔ یقین و ایمان کا یہ پیکر اس کٹھن موقع پر بلا تامل ۔ جواب دیتا ہے ۔ کہ اے چچا اگر میرے دائیں ہاتھ میں سورج .... اور بائیں ہاتھ میں سورج رکھ دیا جائے اور یہ کہا جائے کہ میں اس کام کو چھوڑ دوں تو میں ہرگز نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ میری جان عزیز اس راہ میں مٹ جائے یا خدا اس میں کامیابی عطا فرمائے ۔

اور اسی طرح ہجرت کے وقت جب رسول کریمؐ حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ چھپے ہوئے تھے اور دشمن ان کی تلاش میں غار ثور کے منہ پر آکر کھڑا ہوا تو حضرت ابوبکر نے عرض کی حضور اگر وہ اپنے قدموں کی طرف دیکھ لیں تو ہم پکڑے جائیں گے ۔ حضور نہایت اطمینان سے فرماتے ہیں کہ خوف نہ کرو ۔ خدا ہمارے ساتھ ہے خدا کی ہستی پر یقین کا یہ عالم کیوں نہ ان کے پیروؤں میں بھی خدا اور اس کے پیغام کے لئے جانیں دینے کا جذبہ پیدا کرتا ۔ یہ محض ایک علمی نقطہ نہیں بلکہ تاریخ کے واقعات اس بین حقیقت پر شاہد ہیں ۔

بہادری اور جانبازی کی یکتا مثال

ایک اور موقع پر جنگ اُحد میں جب کہ مسلمان دشمنوں کے اچانک تیروں کی بوچھاڑ کی تاب نہ لاکر بھاگ کھڑے ہوئے ۔ اس نازک موقعہ پر رسول خدا نے اپنی اونٹنی کا منہ دشمن کی طرف موڑ دیا اور بڑھتے ہوئے یہ آواز دی کہ آؤ خدا کا نبی زندہ ہے ۔ اس آواز کے سنتے ہی بھاگتے ہوئے مسلمان میدان جنگ میں جم گئے اور شکست فتح میں تبدیل ہو گئی ۔ کیوں نہ لوگ اس بہادر اور جانباز کی آواز پر مرنے کو فخر سمجھتے ۔

اسی طرح ایک اور موقعہ پر کسی شخص نے رسول اکرمؐ سے فرمایا کہ آپ یہاں ٹھہریں میں ابھی آتا ہوں ۔ وہ شخص جاکر کام میں مصروف ہو گیا اور یہ بھول گیا کہ وہ رسول اکرمؐ سے لوٹنے کو کہکر آیا تھا تین دن کے بعد اس کو یہ بات یاد آئی تو وہ بھاگتا ہوا وہاں پہنچا اور یہ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ رسول اکرمؐ وہاں اب تک اس کا انتظار کر رہے تھے

نازک ترین موقعوں پر پابندی عہد

صلح حدیبیہ کے موقعہ پر جب آپ صلح پر دستخط کر چکے تو ایک مسلمان مکہ والوں کے ظلم و تشدد سے تنگ آکر کسی طرح جان بچا کر وہاں پہنچ گیا ۔ مکہ والے بھی اس کو غائب پاکر اسکو تلاش کرتے ہوئے وہاں پہنچ گئے اور معاہدہ کی رو سے اس کی واپسی کا مطالبہ کیا مسلمانوں نے اس کی دکھ بھری کہانی سنی اور اس کے جسم پر زخم کے نشان دیکھ کر ان کے دلوں میں بھی ہمدردی کے جذبات جوش مارنے لگے ۔ بڑے بڑے صحابہ نے مل کر رسول پاک اکرمؐ سے التجا کی کہ وہ اسے مکہ والوں کے سپرد نہ کریں ۔ لیکن انسانی کردار کا یہ یکتا پیکر ۔ معاہدہ کی شرائط کو توڑنے والا نہ تھا ۔ اور اس بلبلاتے ہوئے مسلمان بھائی کو معاہدہ کی پابندی میں واپس کر دیتا ہے ۔

قیام امن کا واحد ذریعہ

جنگ کے اس دور میں امن کے قیام کی بھیک مانگنے والوں کو معاہدہ کی شرائط کی پابندی میں صرف یہ ایک نمونہ ہی ان کو ایٹمی جنگ کے ہلاکت خیز طوفان سے نکال کر امن و سکون کے ساحل سے ہمکنار کر سکتا ہے ۔

مصائب اور نامساعد حالات ، وعدہ وفائی ، معاہدہ کی پابندی حضور صلعم کی بہت سی خصوصیات میں سے ان چند صفات میں رسول اکرم صلعم کا بےمثال نمونہ نہ صرف تاریخ کے اوراق میں مفقود ہے ۔ بلکہ ہر منصف مزاج شخص کے دل و دماغ میں ان صفات سے متصف ہونے کے لئے ایک ولولہ اور ہمت پیدا کرتا ہے ۔ اسی کو قرآن حکیم نے یوں بیان کیا ہے کہ انبیاء دنیا میں علم و حکمت اور پاکیزگی پیدا کرنے کے لئے آتے ہیں ۔ محض ایک بے نظیر تصور حیات ایسے اخلاقی انقلاب نہیں لا سکتے جب تک اتنا ہی بے مثال نمونہ اس کو عملی طور پر لوگوں کے سامنے پیش نہ کرے

ایک مستشرق شاعر کا خراج تحسین

اسی حقیقت کو انیسویں صدی کا ایک مشہور مستشرق شاعر لیمرٹین یوں لکھتا ہے کہ :-

"کسی شخص نے آج اتنا عظیم الشان کام اور ابدی انقلاب نہیں پیدا کیا"

آگے چل کر لکھتا ہے :-

"اگر عظمت مقصد ، وسائل کی کمی اور حیرت انگیز نتائج ہی ایک غیر معمولی صاحب عقل و فہم کے جانچنے کے تین اصول ہیں تو کون موجودہ تاریخ کی کسی بڑی شخصیت کو محمدؐ کے مقابلے میں لانے کی جسارت کر سکتا ہے ۔ یہ شخص نہ صرف افواج ، قانون سازی ، سلطنتیں اقوام اور سلطنتوں کا ہی محرک ثابت ہوا بلکہ ان لاکھوں نفوس میں جو اس وقت کی آباد دنیا کے ایک تہائی حصہ پر مشتمل تھے ، ایک تبدیلی پیدا کی ۔ صرف یہی نہیں بلکہ دنیا کی قربان گاہوں ، مذاہب ، خداوندان ، خیالات ، معتقدات اور روحوں میں ایک انقلاب پیدا کر دیا ایک کتاب کی بنیادوں پر جس کا ہر لفظ ایک قانون کی حیثیت رکھتا ہے اس شخص نے ایک روحانی قومیت کی عمارت استوار کی جس نے مختلف زبانوں اور نسلوں کی اقوام کو ملا دیا"

تحریک احمدیت اور اسکے بانی کا غلبہ اسلام پر یقین

یہ ہے دنیا کی وہ عظیم ترین روحانی شخصیت جو حامل وحی قرآن تھی اور جس کے پیغام کے احیاء اور اشاعت کے لئے اس دور میں آپ کے ایک غلام حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مجدد دوران نے تحریک احمدیت کی بنیاد ڈالی ۔ ہر دور ایک روحانی رہنما کا محتاج ہوتا ہے ۔ حضرت مسیح موعود کی زندگی کا ایک ایک ورق اسلام اور اس کی عظمت کے لئے قربانی کے ولولے سے موجزن نظر آتا ہے ۔ تحریک احمدیت اور اس کے ربانی بانی کا اسلام کے لئے علمی اور عملی خدمات کے علاوہ جو چیز بنیادی حیثیت رکھتی ہے وہ ہے اسلام کے لئے غیرت اور یہ یقین کہ اسلام بالآخر تمام ادیان پر غالب آئے گا ۔ اور وہ دن دور نہیں جب ترقی یافتہ مغرب اس بین الاقوامی تصور پر مبنی مذہب کو قبول کرے گا ۔

اسلام کی زندگی ہم سے موت چاہتی ہے

حضرت مسیح موعود ایک جگہ فرماتے ہیں :-

"اسلام کی تجدید اور ترقی ہم سے ایک فدیہ چاہتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم اس کے لئے اپنی زندگیاں قربان کر دیں اور اس کے لئے اپنی جانیں دے دیں ، ہماری اس موت پر اسلام اور مسلمانوں کی زندگی اور خدائے حی و قیوم کے ظہور کا انحصار ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرا نام اسلام ہے"

حضرت مسیح موعود کا خدا پر کامل بھروسہ

ایک دفعہ ہنری مارٹن کے اقدام قتل کے مقدمہ میں حضرت مولانا محمد علی مرحوم و مغفور اور حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم و مغفور رات دو بجے تک قانون کی کتابیں دیکھ رہے تھے کہ کوئی بچاؤ کی صورت نکل سکے ۔ لیکن جب کوئی ایسی صورت نہ نکل سکی تو دونوں گھبراہٹ میں کہنے لگے کہ اب کیا ہوگا ۔ اتنے میں حضرت مسیح موعود اتنی دیر رات تک بتی جلتے دیکھکر تشریف لائے اور فرمانے لگے ۔ کوئی خانہ خدا کے لئے بھی تو خالی چھوڑو ۔ اور خدا کا کرنا ایسا ہی ہوا کہ آپ اس مقدمہ میں بری ہوئے ۔

خدا کی راہ میں لوہے کے کنگن پہننے میں خوشی

اسی طرح ایک موقعہ پر وارنٹ گرفتاری جاری ہو چکے تھے اور عین ممکن تھا کہ ہتھکڑی لگ جاتی کسی نے کہا حضور اس میں تو ہتھکڑی لگ جانے کا خطرہ ہے ۔ حضرت نے بڑے اطمینان سے کہا کہ دنیاوی خوشنودی کے صلہ میں لوگوں کو سونے کے کنگن ملتے ہیں مجھے اگر خدا کی خوشنودی کے لئے لوہے کے کنگن پہننے پڑیں تو کیا ہے ۔

(باقی بر صفحہ ۸ کالم ۲)

صداقت مسیح موعودؑ

{ تقریر چوہدری فضل الرحمٰن۔ تمر ساماتوی بموقعہ جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر ۱۹۵۸ء ۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور }

کسی مصلح ربانی کی صداقت معلوم کرنے کے لئے سب سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ آیا یہ وقت کسی مصلح کی آمد کا ہے بھی یا نہیں، یہ زمانہ کسی مصلح ربانی کی آمد کا متقاضی ہے یا نہیں؛ یہ دیکھنا اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ ازمنہ سابقہ کے مصلحین کے حالات پر غور کرنے سے، خدا تعالیٰ کی یہی سنت معلوم ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ وقت کی ضروریات کے لحاظ سے زمانہ کی پکار پر اصلاح خلق کے لئے اپنے کسی بندہ کو مامور کر کے بھیجتا رہا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی سنت اللہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"خدا کے مامورین کے آنے کے لئے
بھی ایک موسم ہوتا ہے، اور پھر
جانے کے لئے بھی ایک موسم
پس یقیناً سمجھو کہ میں نہ بے موسم آیا ہوں
اور نہ بے موسم جاؤں گا"

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صلا)

مصلحین ربانی کے آنے کے موسم کے متعلق آپ قرآن پاک کی آیت ظھر الفساد فی البر و البحر کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ایک زمانہ گزرنے کے بعد جب پاک
تعلیمات پر خیالات فاسدہ کا ایک غبار
پڑ جاتا ہے اور حق خالص کا چہرہ چھپ
جاتا ہے تب اس خوبصورت چہرہ کو
دکھلانے کے لئے مجدد۔ محدث، اور
روحانی خلیفے آتے ہیں"

(شہادت القرآن ۴۴)

ثابت ہوا کہ "روحانی خلیفہ" یا مصلح ربانی کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے جب "پاک تعلیمات پر خیالات فاسدہ کا غبار پڑ جاتا ہے اور حق خالص کا چہرہ چھپ جاتا ہے" یہاں میں اپنے بھائیوں سے یہ سوال کئے بغیر نہیں رہ سکتا جنہوں نے ۱۹۱۴ء میں تو ایک شخص کو "مصلح موعود" بنا کر ارباباً من دون اللّٰہ کا مقام دیا وہ بتائیں کہ کیا ۱۹۱۴ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی پاک تعلیم پر خیالات فاسدہ کا غبار پڑ چکا تھا؟ اور کیا اس وقت حق خالص کا چہرہ چھپ چکا تھا۔ اگر یہ زمانہ بموجب ارشاد حضرت اقدس رُشد، خیر اور بھلائی کا زمانہ ہے تو پھر اس زمانہ خیر میں مصلح ربانی ہونے کا مدعی کس طرح منجانب اللہ ہو سکتا ہے جبکہ ایسے زمانہ میں مصلح بھیجنا سنت اللہ ہی نہیں؟ اور اگر اس زمانہ میں واقعی کسی مصلح کی ضرورت پڑ گئی تھی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ معاذ اللہ حضرت مسیح موعودؑ اپنے دعوے میں صادق نہ تھے کیونکہ آپ کی وفات کے چھ سال بعد ایک مصلح کی ضرورت کے یہ معنے ہونگے کہ زمانہ خیر آپ کی وفات کے ساتھ ہی ختم ہو گیا جو نعوذ باللہ آپ کے ناکام اور جھوٹا ہونے کا ثبوت ہے اس معیار کی رُو سے دونوں میں سے ایک کو صادق اور دوسرے کو کاذب تسلیم کرنا پڑے گا یعنی اگر حضرت مسیح موعودؑ کا دعوےٰ وقت اور ضرورت زمانہ کے لحاظ سے سنت اللہ کے مطابق تھا تو یقیناً آپ کی بعثت کے بعد وہ زمانہ شر نہیں ہے اور ضلالت و آفات سے تبدیل ہو گیا جس میں کسی مصلح کو بھیجنا سنت اللہ ہی نہیں اس زمانۂ خیر میں دوسرا دعویدار اپنے دعوے میں سچا نہیں ہو سکتا اور اگر وہ سچا ہے تو پھر اس سنت اللہ سے بھی انکار کرنا پڑے گا اور موسم کے لحاظ سے بر وقت دعوے والے مدعی کی بھی تکذیب لازم آئے گی اس لئے ہمارے دوست سوچ کر بتائیں کہ اُن کے نزدیک کونسا مدعی صادق ہے اور کونسا جھوٹا؟

یہ بات تو موقعہ کے لحاظ سے درمیان میں آ گئی ہیں اپنے مضمون کی طرف عود کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ سنت اللہ یہی ہے کہ جب دنیا میں فسق و فجور انتہاد کو پہنچ جاتا ہے اور ضلالت و گمراہی پھیل جاتی ہے مخلوق اپنے خالق سے رشتہ توڑ بیٹھتی ہے، مذہب کا صرف نام باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اپنے کسی بندہ کو اصلاح خلق کے لئے مبعوث کرتا ہے جس کی بعثت دراصل زمانہ کا تقاضا اور وقت کی پکار ہوتی ہے کیونکہ ؎

جہاں میں چار سُو گمراہیاں ہیں
زمانہ خود ہی ہے طالب کسی کا

ایک شُبہ کا ازالہ

اس موقعہ پر بعض لوگوں کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل تو چونکہ دین کامل نہ ہوا تھا اس لئے وقتاً فوقتاً پاک تعلیمات پر خیالات فاسدہ کا غبار پڑنے کی وجہ سے مصلحین کی ضرورت رہی مگر آپ کی بعثت کے ساتھ بوجہ اکمال دین اور اتمام نعمت اور ختم نبوت ہونے کے نہ دین کے بگڑنے کا خطرہ رہا اور نہ ضرورت نبوت باقی رہی پھر کسی مصلح کے آنے کی ضرورت ہی کون سی ہے؟

اس کے جواب کے لئے جب ہم کتاب اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں مسلمانوں کو یہ تنبیہ فرمائی تھی:۔

ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتب من قبل فطال علیھم الامد فقست قلوبھم و کثیر منھم فسقون۔

یعنی مسلمان اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی پھر اُن پر لمبا زمانہ گذر گیا تو اُن کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے بہت سے نافرمان ہیں۔

اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو یہ درس دیا گیا ہے کہ مرورِ زمانہ کے بعد جس طرح پہلے اہل کتاب اور انبیاء کی قومیں بگڑیں اور اُن کے دل سخت ہو گئے ایسا نہ ہو کہ مسلمان بھی اُمم سابقہ کے نقش قدم پر چل کر بگڑ جاویں۔

اس آیت سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی اُمتیں مرورِ زمانہ کے بعد بگڑ گئی تھیں اور مسلمانوں کو یہ اس لئے کہا گیا تھا کہ وہ ان سے سبق حاصل کریں۔ اور ان کو جو تعلیم دی گئی ہے اس کو فراموش نہ کریں۔ قرآن کریم میں اُمم سابقہ کے واقعات محض قصص کے رنگ میں بیان نہیں کئے بلکہ درس عبرت کے لئے بیان فرمائے ہیں۔

احادیث صحیحہ میں مسلمانوں کے بگڑنے کی پیشگوئیاں

چنانچہ احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی کہ پہلی اُمتوں کی طرح میری اُمت کے لوگ بھی بگڑیں گے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا تھا:۔ ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتب من قبل کہ مسلمان پہلے اہل کتاب کی طرح نہ ہو جائیں، احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ لتتبعن سنن من قبلکم۔ کہ تم اپنے سے پہلی اُمتوں کے قدم بقدم چلوگے اور اُن کے ساتھ مشابہت اختیار کرو گے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا پہلی اُمتوں سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں، تو حضورؐ نے فرمایا کہ فمن یعنی اور کون؟ پھر فرمایا کہ لیاتین علی امتی ما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل اسی طرح اور بہت سی احادیث میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ مسلمان یہود و نصاریٰ سے مشابہت کریں گے غرضیکہ قرآن کریم سے اجمالاً اور احادیث سے تفصیلاً یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان تعلیم قرآنی کو چھوڑ دیں گے۔ اسلام کا صرف نام اور قرآن صرف رسمی طور پر باقی رہ جائے گا جب باوجود اکمال دین کے و اتمام نعمت کے پاک تعلیمات پر خیالات فاسدہ کا غبار پڑنے کی پیشگوئیاں موجود ہیں تو پھر اس غبار کو دور کرنے اور مذہب اسلام کو ادیان باطلہ پر غالب کرنے اور حق خالص کا چہرہ دکھلانے کے لئے مجددین اور روحانی خلفا کا آنا کیونکر ممتنع ہو سکتا ہے پہلے دین کامل نہ تھا اس لئے انبیاء آتے تھے اب تکمیل دین کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں مگر قرآن کریم

کی بیان کردہ پاک تعلیمات پر خیالات فاسدہ کا غبار پڑ جانے کے بعد ضروری ہے کہ کوئی مامور تجدید دین کے لئے آئے اور حق خالص کا چہرہ دنیا کو دکھلائے۔

مسلمانوں کے بگڑنے کا واقعاتی ثبوت

اُمت محمدیہ کے بگڑنے کی پیشگوئیاں احادیث میں موجود ہیں، اپنے وقت پر پیدا ہونے والے حالات نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ احادیث غلط نہ تھیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ سے اطلاع پاکر یہ پیشگوئیاں فرمائی تھیں، مثلاً حضور صلعم نے فرمایا کہ میری امت بنی اسرائیل سے مشابہت کرے گی اور ان کے نقش قدم پر چلے گی جب ہم دیکھتے ہیں تو پیش آنے والے حالات نے مشاہدہ کے رنگ میں اس پیشگوئی کی صداقت ثابت کر دی اور اس زمانہ کے رہنماؤں نے اپنی زبان سے یہ اقرار کیا کہ :-

(۱) اخبار البشیر اٹاوہ کی شہادت :-

" بوقت بعثت پیغمبر آخر الزمان کے عیسائیوں اور یہودیوں میں جو فرقہ بندی تھی اُن کی تاریخ اُٹھا کر پڑھو اور پھر آج کل کے علمائے اسلام کا اُن سے مقابلہ کرو تو صاف طور سے ثابت ہو جاتا ہے کہ آجکل بہت سے علمائے اسلام کی جو حالت ہے وہ تو ہو بہو اس زمانہ کے علمائے یہود و نصاریٰ کی سی ہے"۔

(۵ ستمبر ۱۹۰۵ء)

(۲)- اخبار وکیل امرتسر کی شہادت :-

" اس مرض کا حدوث آج سے نہیں بلکہ آج سے بہت پہلے شروع ہو چکا ہے مسلمانوں نے پہلے انفرادی زندگی میں یہود و نصاریٰ کی اتباع کی اور اب اجتماعی زندگی میں کرنے لگے"

(۱۵ جنوری سنہ)

(۳)- اخبار اہلحدیث امرتسر ۱۹ اپریل سنہ لکھتا ہے :-

" قرآن میں یہودیوں کی مذمت کی گئی ہے کہ کچھ حصہ کتاب کا مانتے ہیں اور کچھ نہیں مانتے۔ افسوس کہ آج ہم میں بالخصوص یہ عیب پایا جاتا ہے"

(۴)- اخبار زمیندار ۱۲ جولائی سنہ لکھتا ہے :-

"مسلمانان ہند کا مصائب و آلام کا روز افزوں ہجوم کے اسباب یہ نہیں کہ تم میں علم و ہنر نہیں بلکہ اصل سبب یہ ہے کہ تمہاری زندگی غیر شرعی اور جہالت کی زندگی ہے ...... تم نے آج تک یہودیت کی راہ اختیار کی اور اسی پر چلے اور اسی سے ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ کے عذاب میں مبتلا ہو گئے"

ایک طرف اللہ تعالےٰ کے کلام میں مسلمانوں کو یہ درس کہ تم پہلے اہل کتاب کی طرح نافرمان نہ ہو جانا اور دوسری طرف حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی کہ میری امت کہلانے والے یہود کی اتباع بالشت بہ بالشت اور قدم بقدم کریں گے۔ اور تیسری طرف رہنمایانِ ملت کا یہ اقرار کہ آج مسلمان انفرادی اور اجتماعی زندگی میں یہود سے کلی مشابہت اختیار کر چکے ہیں، یہ ثابت کرتا ہے کہ جس طرح پہلے اہل کتاب بگڑے اسی طرح مسلمان بھی بگڑ گئے۔ پھر جس طرح پہلی اُمم کے بگاڑ کے بعد اُن کی اصلاح کے لئے مامورین آتے رہے اسی طرح یہاں بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ پھر احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی تھی یاتی علیٰ امتی زمان لا یبقیٰ من الاسلام الا اسمہ ولا یبقیٰ من القرآن الا رسمہ آخر الحدیث

نواب صدیق الحسن خان صاحب مرحوم بھوپالوی اپنی کتاب اقتراب الساعۃ ص۱۲ پر اس کا یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ :-

" اب اسلام کا صرف نام اور قرآن کا فقط نقش باقی رہ گیا"

پھر یہی صاحب اپنی کتاب کشف اللثام میں لکھتے ہیں :-

" حضرت مخبر صادق علیہ السلام کی اس حدیث کی حرف بحرف تصدیق ہے جس میں حضور صلعم نے فرمایا ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا فقط نام اور قرآن کا فقط نقش رہ جائے گا درایح اُن کی مسجدیں آباد ہونگی یعنی ظاہر کے نمازی بہت ہوں گے لیکن ہدایت سے ویران ہوں گی کوئی اُن میں دین کی راہ پر نہ ہوگا علماء اُن کے سب لوگوں سے بدتر ہوں گے جو آسمان کے نیچے ہیں انہی کے پاس سے فتنہ نکلے گا اور انہی کے اندر پڑ جائے گا........

بہرحال یہ حدیث بھی ایک معجزہ ہے کیونکہ سارے امور مطابق ارشاد حضور کے واقع ہوتے ہیں اور ہم نے بھی اپنی آنکھ اور کان سے دیکھے سنے اور سب لوگ دیکھتے سنتے رہتے ہیں لیکن ہزاروں میں سے ایک کو بھی عبرت نہیں ہوتی"

(ایضاً ص)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اس پیشگوئی کی صداقت کا یوں اقرار کرتے ہیں :-

"سچی بات تو یہ ہے کہ ہم میں سے قرآن مجید بالکل اُٹھ چکا ہے فرضی طور پر ہم قرآن مجید پر ایمان رکھتے ہیں مگر واللہ دل سے اسے معمولی اور بہت معمولی اور بیکار کتاب جانتے ہیں"

جناب مولانا حالی مرحوم اس پیشگوئی کے پورا ہونے .... کی حسب ذیل اشعار میں تصدیق کرتے ہیں :-

وہ ملت کہ گردوں پہ جس کا قدم تھا
ہر اک کھونٹ میں جس کا برپا علم تھا
وہ فرقہ جو آفاق میں محترم تھا
وہ امت لقب جس کا خیر الامم تھا

نشاں اُس کا باقی ہے اب اس قدر یاں
کہ گنتے ہیں اپنے کو ہم بھی مسلماں
نہ حجت رسالت پہ لا سکتے ہیں وہ
نہ اسلام کا حق جتا سکتے ہیں وہ
نہ قرآں کی عظمت دکھا سکتے ہیں وہ
نہ حق کی حقیقت بتا سکتے ہیں وہ
دلیلیں ہیں سب آج بیکار اُن کی
نہیں چلتی توپوں میں تلوار اُن کی

علامہ اقبال مرحوم فرماتے ہیں :-

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

انجمن حمایت اسلام لاہور مسلمانوں کی ایک ہمدرد اور بہی خواہ انجمن ہے اُن کا ایک ماہوار رسالہ حمایت اسلام اس کی ترجمانی کرتا ہوا ان پیشگوئیوں کی صداقت کا حسب ذیل الفاظ میں اقرار کرتا ہے :-

" لیکن جس مقصد کے لئے انسان معرض ہستی میں لایا گیا جس مقصد کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی مبعوث ہوئے، جس غرض کے لئے قرآن مجید اور ہزاروں صحیفے آسمان سے وقتاً فوقتاً نازل ہوئے اس زمانہ کے لوگ اسے پس پشت پھینک چکے ہیں جس فعل کی پاداش میں انسان پر طرح طرح کے عذاب نازل ہوتے رہے طوفان آئے پتھروں کی بارش سے ان کا کچومر نکلا زمین کے تختوں کے تختے اُلٹ دیئے گئے فوجوں کی فوجیں غرق آب کی گئیں، قحط۔ وبا۔ طاعون۔ ہیضہ وغیرہ آفات ارضی و سماوی اس پر مسلط کی گئیں آج دنیا کا بچہ بچہ اسی جرائم کے ارتکاب کی عینی شہادت دے رہا ہے اور غیروں کا تو ذکر ہی نہیں خود امت خیر الامم جو اقوام عالم کو جہالت اور خیانت کی تنگ و تاریک گھاٹیوں سے نکال کر توحید کا راستہ دکھانے اور بندہ کا اپنے مولا کے ساتھ عبودیت کا رشتہ جوڑنے آئی تھی وہ بھی اس پہاڑ کا ایندھن ہوتی جا رہی ہے۔ مسلمانوں کے بڑے بڑے علماء اور عالی دماغ لیڈر مرکز اسلام سے اس قدر دور ہوتے جا رہے ہیں کہ اسلام کا لفظ آن پہ

...پرانے نام صادق آرہا ہے اسلامی تمدن سے بیزار اسلامی احکام ان کی نگاہ میں بدتر۔ اسلامی احکام سے گریزاں اسلامی شعائر سے وہ متنفر اسلامی تہذیب ان کے لئے گھٹیا تہذیب ہے خدا پرستی ان کے نزدیک اوہمی طور پر ایمان لے آنا ہے...

.... خدا پرست کہلاتے ہیں مگر نام کے خدا کے آگے سجدہ کرنے میں ان کو پتلون اور بوٹ آڑے آجاتے ہیں اور روزہ رکھنے سے اُن کے جسم نازک سے روح پرواز کر جاتی ہے احکام الٰہی کی پابندی ان کی مزعومہ تہذیب کے آگے مضحکہ خیز ہے علمائے کرام کو گھن اندر ہی اندر کھائے جا رہا ہے۔ لیکن چونکہ وہ اسلام کی حقیقی شاہراہ سے ہٹ کر بد اخلاقیوں اور عیش و عشرت کی دلدل میں پھنسے ہوتے ہیں اس لئے جو قدم اُٹھاتے ہیں اپنی ملت عزیز سے دور ہو کر اور بھی نکبت و ذلّت کا شکار ہو جاتے ہیں اور اس طریق کار کو بالکل فراموش کر بیٹھتے ہیں جس کے ذریعہ اُن کے اسلاف نے عظمت و شوکت حاصل کی تھی جس گلشن کو انہوں نے اپنے خون اور پسینے کے پانی سے سینچا تھا آج ہم اسے الحاد اور زندقہ کے کدالوں سے اکھاڑ کر برباد کر رہے ہیں، جس پودے کو انہوں نے پروان چڑھا کر پھول پتے لگائے تھے اب ہم اس کی بیخ کنی میں مصروف ہیں اے کاش ہم میں غیرت اور خودداری ہوتی — ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

کبھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلماں نہیں خاک کا ڈھیر ہے

اس قسم کی ایک دو نہیں سینکڑوں شہادات پیش کی جا سکتی ہیں جس میں غیر مبہم الفاظ میں یہ تسلیم کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کہلانیوالوں کے متعلق جو پیشگوئیاں کی تھیں وہ لفظاً لفظاً پوری ہوگئیں اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جہاں حضور علیہ السلام نے اُمت کے بگڑنے اور اس کے بے راہ رو ہونے اور اسلام کا نام اور قرآن کا نقش باقی نہ رہنے اور مسلمانوں کے مثیل یہود ہونے کی خبر دی تھی وہاں سے گمراہی کو دُور کرنے کا بھی کوئی علاج بتایا گیا یا نہیں جب ہم تلاش کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس شرو فساد شرک و بدعت ظلمت و گمراہی کو دُور کرنے کے لئے ایسے وجودوں کے آنے کی بھی بشارت دی جو ہر زمانہ میں پیدا ہونے والے فسادات کو اور روحانی امراض کو دُور کرنے کے لئے روحانی طبیب ہو کر آئیں چنانچہ سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے یہ وعدہ فرمایا کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون یعنی ہم نے اس ذکر کو اتارا اور ہم خود ہی اس کی حفاظت کریں گے اس کی حفاظت لفظی کے لئے حفاظ مقرر ہو گئے اور حفاظت معنوی کے لئے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ یہ پیشگوئی کہ:-

ان اللّٰہ یبعث لھذہ الامۃ
علی راس کل مائۃ سنۃ
من یجدد لھا دینھا۔

کہ تعلقات دین کی گرہ کشائی اور اس کی تجدید اور دشمنان اسلام کے حملوں کا دفاع کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ ہر صدی کے سر پر مجدد مبعوث کرے گا جو ایک طرف مسلمانوں کی اندرونی اصلاح کرے گا اور دوسری طرف مخالفین اسلام کے اعتراضات کا جواب دے گا اور حفاظت اسلام کا جو وعدہ کیا گیا ہے وہ ان مجددین کے ذریعہ پورا کرتا رہے گا جن کو وہ خود منتخب کرے گا۔

(باقی ــــ باقی)

تحریکِ احمدیت کی اہمیت

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۵)

شدید مخالفانہ اشتعال میں جرأت مندانہ حوصلہ

ایک دفعہ دلی کی جامع مسجد میں ایک مناظرے کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعود چند ہمراہیوں کیساتھ تشریف لے گئے۔ وہاں مجمع کے اشتعال اور مخالفت کی انتہا دیکھ کر کسی نے کہا حضرت خطرہ بہت ہے۔ حضرت نے فرمایا کبھی مُردے بھی زندوں کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں۔

صداقت شعاری کا شاندار نمونہ

اسی طرح ایک اور مقدمہ میں جس کی نوعیت یہ تھی کہ ڈاک کے اصول کے خلاف انہوں نے ایک خط ایک اخبار کے اندر ڈال کر کسی کو بھیجدیا تھا، وکیل نے حضرت کو مشورہ دیا کہ آپ خط سے صاف انکار کر دیں، ورنہ بچنے کی اور کوئی صورت نہیں۔ لیکن یہ لوگ جو سچائی کی قدروں کو قائم کرنے کے لئے اس دنیا میں مبعوث ہوتے ہیں کہ ایسی مصلحتوں کو کیسے مان لیں، حضرت نے فوراً فرمایا میں نے اس واسطے یہ وکیل نہیں کیا کہ آپ مجھے بچانے کی ترکیب بتائیں بلکہ آپ کو وسیلہ کے طور پر لیا ہے کیونکہ خدا کا حکم ہے کہ تمام وسائل اختیار کرو۔ ورنہ بچانا تو خدا کے ہاتھ میں ہے... یہ موقعہ ہو جبکہ دشمن ان کی گرفتاری پر تلا تھا اور ذلیل و خوار کرنا چاہتا تھا اور جرم بھی ایسا تھا جس کی سزا قطعی تھی...... یہ ایک مشکل مقام تھا جس پر خدا کے ربانی مامور ہی پورا اترنے کی صلاحیت رکھتے ہیں کیونکہ خدا کی تائید و نصرت ان کے شامل حال ہوتی ہے۔ حضرت نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور اللہ تعالےٰ نے آپ کو .... بری کر دیا۔

ہماری زندگی کی کامیابی کا انحصار تحریک احمدیت پر

غرضیکہ زندگی کی کشمکش اور بدلتے ہوئے زمانے کے حالات کے ساتھ ایک نئے کرداری نمونہ کی ضرورت ہوتی ہے جن کا وجود انسانی رہنمائی کے لئے نہایت ضروری ہے۔ پس تحریک احمدیت اس ترقی یافتہ دَور کی پکار کا نتیجہ ہے جس نے پچھلی نصف صدی میں اسلام کی تبلیغ اور اسلامی طرز زندگی کے قیام کے لئے بے نظیر خدمات سر انجام دی ہیں۔ لوگوں کو چاہیئے کہ اس ربانی تحریک کے دامن آغوش میں آجائیں اور ایک کامیاب زندگی کے حامل بنیں۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ تحریک احمدیت ہماری خدمات کی محتاج نہیں بلکہ ہماری زندگی کا انحصار تحریک احمدیت سے وابستگی پر ہے

اخبارِ احمدیہ

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور:-

۲۵ جنوری بروز اتوار کمال اوین حال احمدیہ بلڈنگس میں ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کا خصوصی اجلاس ہوا جس میں سالِ رواں کے لئے مندرجہ ذیل مجلس عاملہ کا انتخاب ہوا:-

(۱) خواجہ ضیاء الحق صاحب طاہر ایڈووکیٹ (۲) تنویر احمد صاحب (۳) محمد فاضل رمضان آف ڈچ گیانا (۴) رشید احمد صاحب الیکسرز برانڈرتھ روڈ لاہور۔ (۵) سعید احمد صاحب (۶) عبد... صاحب ثاقب۔ (۷) ظفر حسین صاحب جھنگوی (۸) صلاح الدین صاحب۔ (۹) عبد الرحمٰن متعلم ایف۔ اے ایل۔ (۱۰) ناصر احمد صاحب (۱۱) چوہدری رشید احمد صاحب، بارہواں نام بشیر سلانوی صاحب کا تھا، لیکن چونکہ گیارہ ممبر چننے تھے اس لئے انہوں نے...

خوشخبری:-

ڈاکٹر ظفر اقبال بھٹہ ایم بی بی ایس خلف الرشید چوہدری محمد سعید صاحب بھٹہ گورنمنٹ ڈسپنسری نذیبانوالہ ضلع لائلپور کے میڈیکل آفیسر مقرر ہوئے ہیں۔

تبدیلی پتہ:-

مولوی عبد الباقی صاحب بنوں سے تبدیل ہو کر پشاور آگئے ہیں، ان کا موجودہ پتہ یہ ہے:-

مولوی عبد الباقی صاحب
ہیڈ اسسٹنٹ کاپی برانچ
دفتر ڈائریکٹر صاحب بہادر محکمہ تعلیم پشاور

احباب نوٹ فرمالیں۔

سانحۂ ارتحال:- یہ خبر حلقہ احباب میں افسوس سے پڑھی جائے گی کہ حضرت موعود علیہ السلام کے ہمنشین محترم بابو بشارت احمد صاحب ۲۳ جنوری بروز جمعہ جہلم میں انتقال فرما گئے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ خدا ان کے ورثا اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے احباب نماز جنازہ غائبانہ...

ووکنگ مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

یہ امر قابل افسوس ہے کہ اس ملک کے اخبارات پاکستانی عوام کے جذبات کی اتنی بھی قدر نہیں کرتے۔"

پاکستان سوسائٹی کی تقریب

پاکستان سوسائٹی کے زیر اہتمام ۷ جنوری ۱۹۵۹ء کو اوورسیز ہال میں قائداعظم رح کے یوم ولادت کی تقریب منائی گئی، عزت مآب جناب اکرام اللہ ہائی کمشنر پاکستان نے کرسی صدارت کو زینت بخشی۔ لارڈ پیتھک لارنس، لارڈ برڈ وڈ، جنرل گریسی اور سر فریڈرک بورن جیسے مشہور و معروف انگریزوں نے قائداعظم کو خراج تحسین پیش کیا۔ کرنل نولیس (Col. Knowles) نے جو قائداعظم کے آخری وقت تک ملٹری سیکرٹری کی خدمات سرانجام دیتے رہے اپنے پیغام میں لارڈ ایسلی کے اعتراضات کو اس کی لاعلمی کا ماحصل قرار دیتے ہوئے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ مسٹر اولف کیرو (OLAF CAROE) نے خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ قائداعظم ایک ایسا رہنما تھا جو صدیوں میں ایک ہی پیدا ہوتا ہے۔

پاکستانی بچوں نے قائداعظم کی یاد میں ایک ترانہ بعنوان "ملت کا پاسبان ہے محمد علی جناح" پڑھا۔ اس ترانے کا بیگم صاحبہ اکرام اللہ نے بڑے موثر انداز میں انگریزی ترجمہ سنایا۔ دوسرا دلچسپ پروگرام قیام پاکستان کے متعلق دستاویزی فلم کی نمائش تھی۔ قائداعظم اور ان کے رفقاء سے متعلق ابتدائی تصاویر موثر اور دلپذیر تھیں۔ اس پروگرام کی کامیابی کا سہرا پاکستان سوسائٹی کے سیکرٹری سر ہیرلڈ شوبرٹ (SIR HERALD SCHOUBERT) کے سر ہے جنہوں نے اس ملک میں پاکستان کے متعلق خیر سگالی کی بہتر فضا پیدا کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔

اسلام کے خلاف ایک اعتراض کی تردید

انگلستان کے ایک دہریہ اخبار "فری تھنکر" (FREE THINKER) نے جس میں جدید فلکیاتی انکشافات کی روشنی میں کائنات کی پیدائش کے متعلق تورات کے نظریہ پر تمسخر کیا گیا اور کائنات کے اس نقطۂ نظر سے یہ مقالہ اسلام کو خواہ مخواہ یہودیت اور عیسائیت کا ہم مشرب قرار دیتا ہے۔ چنانچہ امام شاہجہان مسجد نے اخبار مذکور کو مندرجہ مراسلہ برائے تردید لکھا:۔

قرآن کا خدا

"جناب عالی! آپ کے شمارہ مورخہ ۲ جنوری ۱۹۵۹ء میں ہم نے مسٹر ایف۔ اے ریڈلے کا مقالہ بعنوان "بیئت دانوں کا خدا" بغور پڑھا، جہاں فاضل مقالہ نگار نے تورات کے نظریۂ کائنات کو غلط ٹھہرایا ہے اور فضائے بسیط کے سربستہ رازوں کا انکشاف جدید اور سائنٹیفک فراست کی روشنی میں کیا ہے۔ ہم اس کو تو بخوبی سمجھ سکا لیکن اس نظریۂ کائنات میں اسلام کو عیسائیت اور یہودیت کی صف میں کھڑا کر کے مقالہ نگار نے اسلامی نظریہ کو بھی ویسا ہی تصور کر لیا ہے۔ حالانکہ اگر فاضل مقالہ نگار اس خصوصی پہلو کے متعلق قرآن کریم کی طرف رجوع کرنے کی تکلیف گوارا کرتے تو اسلام کو دوسرے دونوں مذاہب یعنی عیسائیت اور یہودیت سے بالکل مختلف پاتے۔ فی الحقیقت نادرہ بیری کائنات کے متعلق قرآن نے جو روشنی ڈالی ہے اس کے پیش نظر وہ وجود باری تعالیٰ اور اس کی تخلیق کے نظریہ سے متعلق اپنے تمام نظریات کی تصحیح کر لیتے۔ اس سلسلہ میں ہم قرآن حکیم کے ذیل کے حوالوں کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں:۔

(۱) اگر سمندر میرے رب کے کلمات کے لئے سیاہی بن جائیں، تو سمندر ختم ہو جائیں گے قبل اس کے کہ میرے رب کے کلمات ختم ہوں۔ (۱۸: ۱۰۹)

(۲) اور وہی ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند کو پیدا کیا اور سب اپنے اپنے فلک میں تیزی سے چل رہے ہیں۔ (۲۱: ۳۳)

(۳) سورج کو حاصل نہیں کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن سے آگے نکلنے والی ہے اور سب اپنے اپنے دائرے میں چل رہے ہیں۔ (۳۶: ۴۰)

ہم اس کو مسٹر ریڈلے کے انصاف پر چھوڑتے ہیں کہ وہ غور کریں کہ کیا:۔

(۱) علم فلکیات کے جدید انکشافات سے قرآنی نظریہ ہو بہو مطابقت نہیں کرتا۔

(۲) اور اگر ہے تو وہ کیوں زکر رہ بالا حقائق کے باوجود قرآنی خدا کی مخالفت کرتے ہیں۔

محمد یعقوب خان۔ امام مسجد ووکنگ انگلستان

اپنے پرچہ مورخہ ۹ جنوری ۱۹۵۹ء میں اس مراسلہ کو زیر عنوان "قرآنی خدا" شائع کرتے ہوئے ایڈیٹر اخبار مذکور نے مقالہ نگار (مسٹر ریڈلے) کے مندرجہ ذیل نوٹ کو برائے توضیح شائع کیا ہے۔

مسٹر ریڈلے لکھتے ہیں کہ میرا بیان صرف یہ ہے کہ اسلام بھی عیسائیت اور یہودیت کی طرح کائنات کی تخلیق بیت... سے ہست کا قائل ہے۔ میں اس لئے سمجھا ہوں کہ چونکہ اسلام تورات کو الہامی کتاب مانتا ہے اور حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو جو تورات کے معروف مصنف ہیں، اور نبیوں کے زمرے میں وہ محمد (صلعم) کے بڑے پیش رو منصور کئے جاتے ہیں۔ کیا آپ اسے جھٹلا سکتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

یہ تنقید بھی اسلام کے متعلق دوسری غلط فہمی پر مشتمل ہے، جس کے لئے مزید خط و کتابت کی ضرورت ہے۔ چنانچہ ذیل کا مراسلہ اس دوسری غلط فہمی کی تصحیح میں ارسال کیا گیا:۔

اسلام اور تورات

جناب عالی! آپ کے قیمتی لمحات میں مداخلت کی معافی چاہتا ہوں۔ آپ کے گزشتہ شمارے میں میرے شائع شدہ خط پر مسٹر ریڈلے کی تنقید کے جواب میں یہ خط ارسال خدمت ہے۔

مسٹر ریڈلے کا یہ کہنا کہ اسلام تورات کو الہامی مانتا ہے صرف اس حد تک صحیح ہے کہ ابتداءً وہ الہامی تھی لیکن صحیح اسلامی نقطۂ نظر یہ ہے کہ .... تورات و انجیل جو موجودہ صورت میں ہم تک پہنچی ہیں، وہ یہودیوں اور عیسائیوں کی بعد میں آنے والی نسلوں کی طرف سے اصل عبارت میں ترمیم و تحریف کا مرقع ہیں۔ اگر مسٹر ریڈلے قرآن کی طرف رجوع کرتے تو وہ قرآن کو بار بار یہ کہتا پاتے کہ یہودیوں نے حضرت موسیٰ پر نازل شدہ الہامی عبارت میں ترمیم و تحریف اضافہ اور تنسیخ کر کے اس کو مسخ کر دیا۔ ... اس حقیقت کی توضیح میں قارئین کرام کے لئے بہت سی آیات پیش کی جا سکتی ہیں، مثال کے طور پر ۲: ۷۴، ۲: ۷۵، ۲: ۷۹، ۴: ۴۶، ۵: ۱۵ اور دیگر۔ لہذا کائنات کے متعلق نظریۂ تورات کا ذمہ دار اسلام کو ٹھہرانا صحیح نہیں ہے۔ در اصل تورات اور انجیل کی بجائے قرآن میں وجود خدا، کائنات کی پیدائش، بقا اور حیات بعد الموت ایسے بڑے مسائل کو عقلیت پسند حضرات کو غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں جنہیں حقیقی طور پر سائنٹیفک کہا جا سکتا ہے، اسلام اور "عقلیت پسندی" میں صرف یہی ایک فرق ہے کہ علمی جلتی دو قوموں یا عقلی طرز فکر پر چل کر یہ دونوں مختلف نتائج پر پہنچتے ہیں۔ اسلام خدا کے وجود پر اور عقلیت خدا کے انکار پر۔ فضائے بسیط اور اس کے غیر محدود سربستہ رازوں کی تحقیق کے سلسلہ میں سائنس کی جدید ترین ترقیات اور صنعت و حرفت کے علوم بجائے اسلامی نظریوں کی تردید کے اس کی تائید کر رہے ہیں۔

یعقوب خاں۔ امام مسجد ووکنگ

اخوت اسلامی میں نو وارد دین

اسلام کا صحیح مقصد جس کے لئے یہ آیا اور اس کی

صحیح تعلیم کو لوگوں کے سامنے پیش کرنا اور ان غلط فہمیوں کو دور کرنا جو صدیوں سے لوگوں کے دلوں میں گھر کر چکی ہیں ہمارا سب سے بڑا کام ہے خدا کا شکر ہے کہ اس مشن کی نصف صدی کی محنت شاقہ کے نتیجہ میں غلط فہمی کے یہ بادل چھٹ رہے ہیں، اسلامی اصولوں اور تعلیمات میں ہم ان لوگوں کی دلی تمناؤں کی گونج سنتے ہیں، اور کبھی کبھی ہمیں ایسے جہانوں سے ملنے کا موقعہ ملتا ہے، جو اسلامی برادری میں شامل ہونے کے خواہاں ہوتے ہیں، اور ہمیں ایسے خطوط اور مراسلہ جات بھی وصول ہوتے ہیں، جن میں بیعت نامے درج ہوتے ہیں، ایسے رضا کار متلاشیانِ حق کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے، پچھلے پندرہ دنوں میں جن لوگوں نے اسلام قبول کیا، ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں :-

1- Miss Imma Lucie Lemke, 56 Sugden Road, London. S.W. 11.
2- Mr. Alwyn Joseph Boyd. Maylers, Avenue, Jamaica. B.W.1
3- Mr. Jesse Smitherman, Box 344, Caldwell, New Jersey. U.S.A.
4- Mr. Robert Jan Hartgers, 35 pernestraat, Castricum 20 la d.
5- Mr. Albert Jones. 114 Cornforth, Gardens, Elm part. Hornchurch, Essex.
6- Miss Jeanie Esther Dalle-bach, c/o A Bag, Karachi Air post.

مترجم بشیر سانولوی

بقیہ صفحہ اول

اسلامی اصول کی فلاسفی کا چینی زبان میں ترجمہ

از حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعودؑ

جناب یوسف ما ین شو اپنی ایک اور چٹھی بنام افسر انچارج تبلیغ بلاد غیر یوں رقمطراز ہیں -

" قرآن مجید انگریزی ترجمہ و تفسیر از مولانا محمد علی مرحوم و مغفور - اسلام کی ایک قابل ستائش خدمت ہے، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے اس کو چھاپ کر ایک گرانقدر خدمت سرانجام دی ہے. اس ترجمہ میں سے ہم آیات کا چینی زبان میں ترجمہ کر کے اپنے رسالہ "اسلامک ریویو" کے کالم "قرآن ریڈرز ڈائجسٹ" میں باقاعدہ شائع کر رہے ہیں ہمیں امید ہے کہ پانچ سال کے عرصہ میں ترجمہ مع تفسیر

(باقی کالم ۳ کے نیچے)

مکمل کر لیں گے. محمد دی پرافٹ اور ارلی کیلیفیٹ (جو حضرت مولانا محمد علی مرحوم و مغفور کی انگریزی تصانیف ہیں) ان کا بھی چینی زبان میں ترجمہ عنقریب شروع کر دیا جائے گا. مینول آف حدیث کے تین بابوں کا چینی زبان میں ترجمہ قسط وار ہمارے رسالہ میں شائع ہو چکا ہے -

اس کے علاوہ اسلامک لاء آف میرج اینڈ ڈائیورس اور اسلامی اصول کی فلاسفی از حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا چینی زبان میں تراجم پہلے ہی شائع ہو چکے ہیں. ورلڈ آف کرسچنز ایسوسی ایشن (تائیوان) نے ہمیں لکھا ہے کہ رسالے کے وہ شمارے جن میں اسلامی اصول کی فلاسفی کا چینی زبان میں ترجمہ چھپا ہے وہ انہیں بھیج دیئے جائیں یہ تراجم طلباء اور طالبات نے بہت پسند کیا ہے. رلیجن آف اسلام ایک قابل قدر کتاب ہے جو اسلامی عقائد و شعائر کے متعلق مسلمانوں اور غیر مسلموں کو صحیح نقطہ نگاہ کی طرف رہنمائی کرتی ہے ؛

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے. ان کے نمبر خریداری اور چندہ جو ان سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے. بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں ان کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے. اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ فروری ۱۹۵۹ء تک اپنے نمبر کے سامنے لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت قسط بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں گے - اگر ۵ فروری ۱۹۵۹ء تک ان کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۱۰ فروری ۱۹۵۹ء کو ان کے نام پوری رقم کا وی پی روانہ کر دیا جائے گا جس کا چھڑانا ان کا اخلاقی فرض ہوگا ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اٹھانا پڑے گا جو ان کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا. آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے -

(مینیجر پیغام صلح)

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۱۵	۶	۲۱۲	۶
۱۹	۶	۲۱۹	۶
۲۵	۶	۲۳۷	۶
۳۶	۶	۲۴۲	۶
۳۸	۶	۲۶۳	۱۲
۴۷	۱۲	۲۷۶	۶
۵۱	۶	۲۹۲	۶
۵۶	۶	۳۱۱	۶
۶۵	۶	۳۱۹	۶
۷۷	۶	۳۹۸	۱۲
۸۰	۶	۴۰۴	۶
۹۶	۱۲	۴۱۹	۶
۱۰۲	۶	۴۲۶	۱۲
۱۰۶	۱۲	۴۴۰	۶
۱۰۸	۱۸	۴۴۲	۱۸
۱۲۸	۶	۴۴۶	۱۸
۱۴۲	۶	۴۵۶	۶
۱۴۳	۱۸	۴۵۸	۶
۱۷۳	۱۲	۵۰۴	۳
۱۷۴	۶	۵۵۵	۶
۱۷۵	۶	۵۵۸	۶
۲۰۳	۶	۵۵۹	۶
۲۱۰	۶	۶۴۸	۱۸
۶۵۰	۶	۲۰۲۷	۶
۶۵۲	۱۲	۲۰۳۷	۳
۷۰۶	۶	۲۰۵۹	۶
۷۶۰	۶	۲۰۹۴	۶
۱۰۰۳	۶	۲۰۹۵	۶
۱۰۱۸	۶	۲۰۹۷	۶
۱۰۱۹	۶	۲۰۹۸	۳
۱۰۴۳	۱۲	۲۰۹۹	۶
۱۰۸۴	۶	۲۱۰۲	۶

ستایتی

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۸	۳	۱۲۵	۱۲
۱۱	۳	۱۲۸	۴
۲۲	۶	۱۳۸	۸
۲۳	۲	۱۵۰	۳
۲۴	۳	۱۵۷	۱۲
۳۰	۴	۱۶۳	۴
۳۶	۴	۱۷۸	۶
۴۱	۳	۱۸۵	۶
۴۵	۱۲	۱۹۹	۱۸
۴۸	۴	۲۱۹	۱۲
۵۰	۳	۲۳۷	۱۲
۵۲	۱۸	۲۴۲	۶
۵۵	۴	۲۵۱	۱۲
۷۳	۱۲	۲۴۹	۸
۷۵	۱۲	۳۵۵	۴
۷۹	۶	۳۶۱	۸
۸۲	۱۲	۳۹۹	۸
۹۹	۶	۹۲۳	۳

بچوں کا صفحہ ——— مرتضیٰ خاں حسن

ماں بیٹی کی چھٹی مجلس

ماں:- نعیمہ! کئی دن ہوئے میں نے تم سے کہا تھا کہ تم محلہ کی لڑکیوں کی ایک مجلس قائم کرو۔ اس بارہ میں تم نے کچھ کیا؟

نعیمہ:- جی امّاں جان! میں نے لڑکیوں کی مجلس بنا بھی لی ہے۔ ہوا یوں کہ ایسا ہوا کہ آپا قدسیہ بھی امتحان دے کر گھر آگئیں۔ انہوں نے بھی میری مدد کی۔ ہم دونوں محلّہ کی تمام لڑکیوں کے پاس گئیں۔ آپا قدسیہ آپ جانتے ہیں مجھ سے بڑی بھی ہیں۔ علم میں بھی مجھ سے کہیں زیادہ۔ پھر ان کو بات کرنے کا ڈھب بھی آتا ہے۔ انہوں نے لڑکیوں پر اس مجلس کے فائدے ایسے عمدہ طور سے بیان کئے کہ سب نے اس کا ممبر بننا منظور کر لیا۔ اور انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ ہر جلسہ میں شریک ہوا کریں گی۔ وہ مضمون بھی پڑھا کریں گی اور تقریر بھی کیا کریں گی۔

آپا قدسیہ نے مجھے بتایا کہ اس مجلس کا ایک سکرٹری ہونا چاہیے اور ایک صدر۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ سکرٹری بن جائیں اور امّی جان صدر۔"

ماں:- "دیکھو بیٹی! اس طرح خود بخود سکرٹری اور صدر نہیں بنایا کرتے قاعدہ یہ ہے کہ جب مجلس کا اجلاس ہو اس وقت سب کی رائے لے کر سیکرٹری اور صدر کا چناؤ کیا جاتا ہے۔ ہر کام مجلس کے مشورہ سے ہونا چاہیئے۔ محض اپنی رائے سے کوئی کام نہیں کرنا چاہیئے۔ تمام مجلسوں۔ تمام انجمنوں اور سوسائٹیوں کا یہی قاعدہ ہے کہ باہمی مشورے سے چناؤ کیا جاتا ہے۔ اور یہی ہمارے اسلام کی تعلیم ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی خدا نے حکم دیا تھا کہ قومی امور میں مشورہ کر لیا کرو۔ چنانچہ حضور ان تمام امور میں جو قوم یا سلطنت سے متعلق ہوں مشورہ کیا کرتے تھے۔ اور اس مشورہ کی پابندی کیا کرتے تھے۔ اس لئے جو کام تم کرو مشورہ سے کرو اسی میں خیر و برکت ہے۔

تم پہلے ایک جلسہ کرو۔ اس میں سب کی رائے لیکر سیکرٹری اور صدر کا چناؤ کر لو۔ اور جو ان کے فرائض ہیں وہ انہیں بتا دو۔ پھر ایک پروگرام بناؤ۔ کہ فلاں فلاں لڑکی فلاں مضمون پر بولے گی۔ فلاں فلاں نظم پڑھے گی۔ پھر اس پروگرام کے مطابق جلسہ کی کارروائی کو پورا کرو"

نعیمہ:- بہت اچھا امّی جان! ایسا ہی کریں گے۔ کل یا پرسوں ایک جلسہ کریں گے۔ اس میں سیکرٹری اور صدر چن لیں گے۔ اور پھر مختلف لڑکیوں کے ذمے ایک ایک مضمون کر دیں گے"

ماں:- دیکھو بیٹی! ایک اور ضروری نصیحت کرتی ہوں اور وہ یہ ہے کہ جب کبھی تم کسی کام کرنے کا ارادہ کرو۔ تو اس کے ساتھ انشاء اللہ کہا کرو، یہ خدا کا حکم ہے۔ انشاء اللہ کے معنے ہیں "اگر خدا نے چاہا"! ہم کیا چیز ہیں؟ اور ہمارے ارادے کیا! جب تک خدا توفیق نہ دے ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ اس لئے جب کبھی کسی کام کا ارادہ کرو تو یہ لفظ ضرور کہا کرو۔"

نعیمہ:- بہت اچھا امّی جان! آئندہ انشاءاللہ میں ایسا ہی کروں گی۔ اب میں آپ سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ جب خدا کے فضل سے جلسہ ہو تو میں کیا پڑھوں"

ماں:- ذرا سوچ کر بتاؤں گی۔ تم اپنی آپا طاہرہ سے بھی پوچھ لو شاید وہ زیادہ اچھی رائے دے سکیں۔"

نعیمہ:- میں نے اس سے پوچھا تھا۔ وہ کہتی تھیں کہ دو تین نظموں میں سے ایک نظم پڑھ دینا۔ ایک نظم تو خدا کی حمد میں ہے۔ دوسری حضرت عمرؓ کے متعلق جس میں اُن کے خیمیں بنواتے ...... کا ذکر ہے۔ اور ایک نظم "پیغامِ آزادی" ہے۔ مجھے ان میں سے خدا کی حمد والی نظم زیادہ پسند ہے میں وہی پڑھوں گی۔"

ماں:- بہت خوب! خدا کی حمد سے بڑھکر کونسی چیز اچھی ہو سکتی ہے۔ تم وہی نظم پڑھ دینا۔ مگر پہلے مجھے سنا دینا یا آپا قدسیہ کو سنا دینا تا کہ کوئی غلطی نہ رہ جائے۔ اور اسکو بار بار خود بھی پڑھنا۔ تا کہ وقت پر اچھی طرح ادا ہو سکے ایسا نہ ہو کہ جلسہ میں شرمندگی اُٹھانی پڑے۔

نعیمہ:- بہت اچھا! میں آپ کو یا قدسیہ آپا کو سُنا بھی دوں گی اور اس کو اچھی طرح یاد بھی کر لوں گی۔ مگر امّی جان مجھے شرم بہت آتی ہے۔ کچھ ڈر بھی لگتا ہے۔ مجلس میں کبھی پہلے میں بولی نہیں۔ نہ ہی کبھی لکھا ہوا پڑھا ہے۔"

ماں:- بیٹی! تم اس معاملہ میں ذرا شرم نہ کرو۔ شرم آنے کی باتیں اور ہوتی ہیں نیک کام میں شرم نہیں ہونی چاہیئے۔ بُرے کام میں شرم کرنی چاہیئے۔ جو لوگ مجلس میں بولنے سے شرماتے یا ڈرتے ہیں۔ وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ان کو کبھی بولنا نہیں آئے گا۔ بڑے دھڑلے سے بولو۔ ذرا نہ جھجکو تم بہت اچھا بول لو گی۔ اس طرح ایک دو دفعہ بولنے سے تمہاری جھجک دُور ہو جائے گی۔ اور تم بہت اچھی بولنے والی یعنی تقریر کرنے والی بن جاؤگی۔ جو ذرا سو ہرا۔ ڈر کو اپنے پاس بھی نہ آنے دو۔ اور ہمت سے بولو۔ ہم نے کئی لوگوں کے متعلق سُنا ہے کہ ان کو ایک لفظ بھی بولنا نہیں آتا تھا مگر جب دل کڑا کر کے بولنے لگ گئے تو بہت بڑے سپیکر یعنی تقریر کرنے والے بن گئے۔"

(اتنے میں بڑی لڑکی قدسیہ آتی ہے اور ماں سے اس طرح مخاطب ہوتی ہے:-)

طاہرہ:- امّی جان! آپ نے نعیمہ کو ماشاءاللہ بڑے اچھے کام پر لگایا ہے۔ اس میں وہ بہت دلچسپی لے رہی ہے۔ اس نے تو لڑکیوں کی ایک باقاعدہ لیگ بنا لی ہے۔ اب یہ جلسہ کرنے والی ہیں۔ ہمارے کالج میں بھی لٹریری سوسائٹی ہے جس میں ہم لوگ تقریریں کرتے ہیں۔ مضمون پڑھتے ہیں بلکہ مختلف موضوعوں پر بحث .... بھی کرتے ہیں۔ اگر شروع سے لڑکیاں لکھنا اور بولنا سیکھ لیں گی تو کالج میں جا کر وہاں کی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لے سکیں گی۔

نوٹ:- مولانا دوست محمد صاحب ایڈیٹر پیغام صلح ایک ہفتہ کی رخصت پر باہر تشریف لیگئے ہیں موجودہ شمارہ ان کی غیر حاضری میں پیش خدمت ہے۔ (بشیر سامانی)

مکتوب بغداد بسلسلہ صفحہ ۲

بھجوایا۔ جناب قاضی محمد دستگیر صاحب سوال نے تصور کا ذکر ایک اخبار میں پڑھا تھا۔ دل نے چاہا کہ آنکی خدمت میں عاصمۃ الرشید سے کچھ روحانی تحفہ بھجوایا جائے لہذا دعوت عمل اور چارج آف ہیرسی بذریعہ ڈاک بھجوایا:—

۱۰ دسمبر ۱۹۵۸ء بروز بدھ:—
حضرت الاستاذ علی محمد سرطاوی صاحب بغداد کولاٹ "۳۹" ڈاک سے بھجوایا۔

۱۱ دسمبر ۱۹۵۸ء بروز جمعرات:—
حسب معمول صوفی محمد طیب صاحب گھر تشریف لائے اخبار مدینہ سے پاکستان سے متعلق چند خبریں سنائیں پیغام صلح بابت ۳ دسمبر دعوت کو دیا۔ بحری ڈاک سے مدراس سے آزاد نوجوان اور رنگون سے صدق جدید کے چار عدد ملے۔ استاذ محمد جہادی سجاد بغداد کولاٹ ۳۹ اور رسالہ کال آف اسلام۔ جناب محمد حسین شاہ ہندی اور محی الدین صاحب پاکستانی کو اسلامک ریویو ماہ اکتوبر ۱۹۵۶ء ڈاک سے بھجوایا۔ اور جناب عبدالحکیم صاحب کو پیغام صلح ڈاک سے بھیجا۔

پیغام صلح ۲۸ جنوری ۱۹۵۸ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۴

ہفت روزہ "پیغام صلح"
سالانہ چندہ: پاکستان سے چھ روپے۔ ہندوستان سے چھ روپے (ہندوستانی سکہ)
ہندوستانی خریداروں کے لیے نمائندہ کا پتہ: شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ۵ محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ۔ حیدرآباد دکن (انڈیا)

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

اے خدا نور ہدیٰ از مشرق رحمت برآر
گمرہاں را چشم کن روشن ز آیات مبیں

ٹیلیفون نمبر ۳۷۳۷
تار کا پتہ ”تبلیغ“ لاہور
ایڈیٹر ـــــ دوست محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ

پیغام صلح لاہور

جلد ۴۹ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۵ رجب ۱۳۷ھ مطابق ۴ر جنوری ۱۹۵۹ء | نمبر ۵

اسلام برٹش گیانا میں

مسٹر حسین غنی صدر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام برٹش گیانا کی برٹش گیانا براڈ کاسٹنگ سروس میں تقریر

ماہنامہ ”مسلم ٹائمز“ کا دوبارہ اجراء

پرافٹ آف اسلام اور مسلم پریئر بک کی کئی ہزار کاپیاں مفت تقسیم کی گئیں

(از بی ۔ ایچ ۔ چاند نمائندہ خصوصی لائٹ برٹش گیانا)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام برٹش گیانا، جنوبی امریکہ کی تبلیغ اسلام کے میدان میں سرگرمیاں دن بدن بڑھ رہی ہیں، اسلامی تہواروں کے موقعوں پر مجالس کی تنظیم کے علاوہ اب ریڈیو پر اسلام کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا ہے۔ اس انجمن کے جواں ہمت سرگرم اور قابل صدر جناب حسین غنی صاحب کو برٹش گیانا براڈ کاسٹنگ سروس نے ریڈیو پر ۵ ا منٹ کے لئے اسلامی موضوعات پر اپنے خیالات پیش کرنے کی دعوت دی ہے۔ اسی سلسلہ کی پہلی تقریر ۱۳ر جنوری ۱۹۵۹ء کو ۶ بجے سے ۶ ½ شام تک نشر ہوئی، یہ پروگرام ہر جمعہ اور اتوار کو نشر ہوتا ہے۔

یہ انجمن ایک ماہنامہ ”مسلم ٹائمز“ بھی شائع کرتی ہے۔ کچھ عرصہ پہلے مالی مشکلات کی وجہ سے یہ ماہنامہ بند کرنا پڑا تھا لیکن اب پھر یہ ماہنامہ شائع ہونا شروع ہو گیا ہے۔ برٹش گیانا میں تبلیغ اسلام کے وسیع میدان میں، یہ ماہنامہ قابل قدر خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ اس کے علاوہ چند ماہ پیشتر اس انجمن نے پرافٹ آف اسلام اور مسلم پریئر بک مصنفہ مولانا محمد علی مرحوم مغفور کی کئی ہزار کاپیاں چھاپ کر مفت تقسیم کی ہیں۔

ایک جانکاہ صدمہ ۲۹ر جنوری ۱۹۵۹ء کو راولپنڈی کے قریب پاک فضائیہ کا جو حادثہ ہوا اس میں جن سات افراد کی موت واقع ہوئی ہے ان میں سے ایک ہمارے محترم بزرگ ڈاکٹر عبد العزیز ریٹائرڈ سول سرجن ۔ نزد نور محل ۔ نشتر آباد ۔ پشاور کے فرزند اکبر عبد الرحیم طور بھی تھے ۔ مرحوم پاک فضائیہ میں سکویڈرن لیڈر تھے ۔ ہم اس اچانک اور صدمہ خیز وفات حسرت آیات پر مرحوم کے پسماندگان اور خاص طور پر ڈاکٹر عبد العزیز صاحب ڈاکٹر عبد الوحید اور مرزا مسعود بیگ صاحب سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں ۔ دعا ہے کہ خدا انہیں اس صدمہ میں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے ۔ (ادارہ)

اسلام جرمنی میں

خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو شرف مکالمہ مخاطبہ بخشتا ہے

عبد العزیز خان امام مسجد برلن کا اجتماع سے خطاب

برلن مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

رپورٹ ماہ دسمبر ۱۹۵۸ء

ہر بدھ کو پندرہ روز کے بعد ایک سوشل اجتماع منعقد ہوتا ہے ۔ چنانچہ ۳ر دسمبر ۱۹۵۹ء کو بھی حسب معمول اجتماع ہوا۔ اجتماع بڑا بارونق تھا۔ ایک استانی صاحبہ نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اسلام کے نزدیک چونکہ حضرت آدمؑ اور حضرت حوّا گناہ کے مرتکب تھے اس لئے ان کی پاداش میں جنت سے نکال دیا گیا، اور یہ کہ انسانی سرشت میں ہی گناہ موجود ہے امام مسجد برلن نے ان محترمہ کو بتایا کہ اسلام اس نظریہ کا قطعاً قائل نہیں بلکہ وہ تو بچے کو پیدائشی معصوم سمجھتا ہے

۵ر دسمبر ۱۹۵۸ء جمعۃ المبارک ۔ جناب امام صاحب نے سورۃ آل عمران پر خطبہ دیا ۔ انہوں نے قرآنی آیت کریمہ نمبر ۱۰۳ ”اور چاہیئے کہ تم میں سے ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائے اور اچھے کاموں کا حکم دے اور برے کاموں سے روکے اور وہی لوگ کامیاب ہونیوالے ہیں“ کا خاص طور پر حوالہ دیا اور فرمایا کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اسی فرمان الٰہی کی تعمیل میں سرگرم عمل ہے ۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؒ واحد فرد ہیں جنہوں نے ایسی جماعت کی تشکیل کی اور یہ کہ وہ چودھویں صدی ہجری کے مجدد ہیں ۔ انہوں نے دعویٰ نبوت ہرگز نہیں کیا ۔ البتہ اپنے آپ کو ظلی نبی یا بروزی نبی کہا ہے، یہ دعاوی فنافی الرسول کی کیفیت کا مظہر ہیں، کسی چیز کے عکس سے آئینہ پر کوئی صورت پیدا ہو جاتی ہے تو اس صورت کی وجہ سے آپ کسی نہ کسی چیز کا وجود متصور کر لیتے ہیں ۔ حالانکہ ظل یا عکس فی نفسہ بحث اور غیر حقیقی شئے ہے ۔ چنانچہ حضرت مجدد وقت نے حضور نبی کریم صلعم کے نقش قدم پر چل کر تبلیغ اسلام اور خدمت دین کیلئے ایک جماعت کی بنیاد رکھی جو خالصتہً اسلام اور پاسبان اسلام کی غیرت سے سرشار تبلیغ اسلام پر کمر بستہ ہو گئی ۔

۸ر دسمبر ۔ بروز پیر ۔ جناب امام صاحب، پولیس انسپکٹر برلن کے دفتر تشریف لے گئے اور توسیع مدت برائے قیام برلن کا اجازت نامہ حاصل کیا ۔

(باقی بر صفحہ ۹)

انسانی زندگی کی اصل غرض تزکیہ نفس ہے قرآن کی حقیقی اتباع سے ہی یہ غرض پوری ہو سکتی ہے

نظام کائنات کروڑہا سال سے مقررہ قوانین کے تحت متحرک ہے

ایک روسی معاصر کا خدا کے وجود پر مضحکہ خیز تمسخر

خطبہ جمعہ مورخہ ۳۰ جنوری ۱۹۵۹ء فرمودہ محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

فاما من طغیٰ ○ واثر الحیٰوۃ الدنیا ـــــ فان الجنۃ ھی الماویٰ ○ (النزعٰت)

انسانی زندگی کی اصل غرض وغایت تزکیہ نفس ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو فطری قوتیں عطا فرما کر اس دار الابتلاء میں آزمائش کے لئے آزاد چھوڑ دیا کہ وہ دیکھے کہ کون احسن اعمال بجا لاتا ہے۔ الذی خلق الموت والحیات لیبلوکم ایکم احسن عملا۔ انسان کبھی غور نہیں کرتا کہ اس کی پیدائش کی آخر غرض کیا ہے۔ فی الحقیقت انسان کی پیدائش کی غرض آزمائش ہے۔ آزمائش سخت ابتلاء کا وقت ہوتا ہے۔ آزمائش کے ایسے کٹھن وقت میں انسان کو ہر آن اور ہر لمحہ خدا کی پناہ اور مغفرت طلب کرنی چاہیئے۔

آزمائش کی غرض روحانی ترقی ہے

انسان کی آزمائش سے خدا تعالیٰ کی غرض انسان کو مصائب و آلام میں مبتلا کرنا نہیں بلکہ اس کے قوائے روحانی کو جلا دینا مقصود ہوتا ہے۔ انسان کی پیدائش سے خدا تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ انسان اپنے خالق اکبر اور مالک حقیقی کے احکامات کو پورے طور پر بجا لائے، اس غرض کے لئے خدا تعالیٰ نے جسمانی اور روحانی دونوں طرح کے سامان مہیا کر دیئے ہیں، زمین و آسمان، چاند، سورج، سمندر، پہاڑ و دریا الغرض ہر ایک چیز جو ان میں ہے ہماری جسمانی معیشت اور نشوونما میں مصروف ہے اور ان کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ اگر کوئی ان کی تعداد کو گننا چاہے تو گن نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ... انسان کی جسمانی نشوونما کے لئے جہاں اس دنیا میں ہر قسم کا سامان پیدا کیا ہے۔ وہاں انسان کے روحانی قویٰ کے ارتقاء کے سامان اور ذرائع بھی مہیا کئے ہیں۔ خدا کے رسول اور پیغمبر الٰہی الہامات کے ساتھ انسانوں کے لئے روحانی غذا لے کر آتے ہیں۔

لباس تقویٰ اور اس کی حقیقت

چنانچہ فرمایا انا انزلنا علیکم لباسا یواری سوآتکم وریشا ولباس التقویٰ ذالک خیر۔ یعنی جہاں ہم نے تمہارے لئے ستر کو ڈھانکنے اور زینت کے لئے لباس دیا ہے وہاں اخلاقی اور روحانی بے پردگی اور زینت کے لئے لباس التقویٰ نازل کیا ہے۔ یہ لباس التقویٰ وہ الٰہی تعلیمات ہیں جو انبیاء کے ذریعہ نازل ہوتی ہیں اور سب سے کامل و مکمل لباس التقویٰ قرآن ہے جس میں انسان کے اخلاقی اور روحانی ارتقاء کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی ہے اور جس پر عمل کرنے سے وہ اس دار الابتلاء سے کامیابی کے ساتھ گذر سکتا ہے۔

انسان کی سرکشی اور اس کا انجام

لیکن یہ ظالم...... انسان خدا تعالیٰ کی ان گنت نعمتوں اور احسانوں کو جن کے بغیر وہ ایک لمحہ بھی زندہ نہیں رہ سکتا نظر انداز کرتا ہے اور بجائے اس کے کہ اس کے حضور سر بسجود ہو سرکشی اختیار کرتا ہے اور احسن تقویم کے مقام سے اسفل السافلین میں جا گرتا ہے۔

سرکشی کیا ہے؟ یہی کہ بندہ خدا تعالیٰ کے احکام سے غفلت برتتا، اس کے فرمانوں اور احکاموں کی پرواہ نہ کرتا اور اس کے خلاف عمل کرتا۔ انسان سوچتا نہیں کہ اس پر خدا کے کس قدر احسانات ہیں، اور کتنی نعمتوں سے اسے نوازا ہے۔ اور کائنات کی تخلیق کی واحد غرض انسان کی جسمانی اور روحانی استعدادوں کو استوار کرنا ہے لیکن انسان ان افضال و انعام کو دیکھتے اور سمجھتے ہوئے بھی سرکشی اختیار کر لیتا ہے۔

سرکشی کا سب سے بڑا مظہر روس ہے

اس زمانہ میں اس سرکشی کا سب سے بڑا مظہر روس ہے۔ چند دن ہوئے آپ نے پڑھا ہوگا کہ ایک روسی معاصر نے .... خدا تعالیٰ کے تخیل اور وجود پر تمسخر کیا ہے اور لکھا ہے کہ ہم نے فضائے آسمانی کا کونا کونا چھان مارا ہے لیکن خدا کو ہم نے کہیں نہیں دیکھا۔

خدا کو دیکھنے کے لئے بصارت چاہیئے

خدا کو دیکھنے کے لئے بصارت چاہیئے، لیکن جو بصارت کھو چکے ہیں اور عقل و خرد کو جواب دے بیٹھے ہیں۔ انکو خدا کیسے نظر آسکتا ہے۔

خدائی قدرت اور انسانی قدرت میں نمایاں فرق

وہ خدا کے نظام و قانون اور خواص اشیاء کا بمقدار ذرہ علم حاصل کر کے خدا سے سرکش ہو گئے ہیں حالانکہ ان کے سپٹنگ اور راکٹوں کا انجام یہ ہے کہ وہ کچھ عرصہ کے بعد جل کر ختم ہو جاتے ہیں لیکن خدا کے چاند و سورج اور ستارے کروڑہا برس سے اپنے محور میں بغیر تفاوت کے چکر لگا رہے ہیں اور اپنی مفوضہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ خدا کی قدرت اور ان کی قدرت میں یہ نمایاں فرق ہے۔

سورج کی بناوٹ اور اس کے اثرات

سورج میں ہر وقت ایٹمی دھماکے ہوتے رہتے ہیں، اس کی حرارت اور روشنی اسی پر مبنی ہے لیکن خدا ان کو اس طرح استعمال کرتا ہے کہ وہ مخلوق کے لئے مضر نہ ہوں بلکہ اس کی راحت اور منفعت کا موجب ہوں۔ تابناک شعاعوں کے مہلک اثر سے محفوظ رکھنے کے لئے اس کو ۹ کروڑ میل دور رکھا ہے اور کرۂ ارض میں اس میں ایک خلا رکھی ہے اس کے بعد زمین کے گرد کرۂ ہوائی رکھا ہے تاکہ ان کا اثر زمین تک نہ پہنچ سکے لیکن یہاں یہ حالت ہے کہ ان کی ایجادیں محض ہلاکت کا باعث ہیں اور ان کے مضر اثرات سے یہ خود بھی محفوظ نہیں رہ سکتے۔

خدا کی تلاش میں آسمان پر جانے کی ضرورت نہیں

ان نادانوں کو خدا کی تلاش میں آسمان پر جانے کی ضرورت نہیں وفی الارض ایٰت للموقنین وفی انفسکم افلا تبصرون۔ یہ زمین خدا کی ہستی کی شہادت دے رہی ہے اور اگر وہ خود اپنے وجود پر غور کرتے تو ان کو خدا نظر آجاتا، الغرض یہ ماء مھین سے پیدا شدہ خاک کا پتلا اپنی کوتاہ بینی سے خدا کا منکر ہوتا ہے اس کا کیا حشر ہوگا!

دنیا کی محبت سرکشی کی جڑ ہے

چنانچہ فرمایا فاما من طغیٰ واثر الحیٰوۃ الدنیا ـــ فان الجحیم ھی الماویٰ۔ یعنی جو سرکشی اختیار کرتا ہے اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتا ہے اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ فی الحقیقت دنیا کی محبت ہی سرکشی کی جڑ ہے، جو شخص دنیا کی آسائش اور آرام میں مبتلا ہے وہ در اصل خدا سے سرکشی اختیار کرتا ہے۔ ایسا شخص دنیا کی خاطر بددیانتی کرتا ہے، اپنے ہی اغراض کی تکمیل کے لئے

(باقی پر صفحہ ۱۰)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۴ فروری ۱۹۵۹ء

خدا کی تلاش کا مضحکہ خیز طریق

پچھلے دنوں روسی اخبار "سائنس اور زندگی" کے معاصر نے تقریر کی تھی کہ روس کے مصنوعی چاند فضاء آسمانی میں چکر لگاتے ہوئے کوئی خدا نہ ملا۔ تعجب ہے کہ اشتراکی ذہن کی اس مضحکہ خیز استدلال میں ذرا بھی تو حقیقت اور واقعات کا عنصر نہیں۔ وہ سرزمین جس کے ذہن فضاء کو چیر کر چاند پر کمندیں ڈال رہے ہیں اور جن کو اپنی اس کامیابی پر بڑا ناز ہے۔ ایسی سرزمین کے ایک ذہن کا یہ طرز استدلال نہ صرف بھونڈا ہے بلکہ خدا کے صحیح تصور سے مکمل لاعلمی کا ایک واضح ثبوت ہے۔ خدا کے تصور کا جو خاکہ روس کے اس قابل فخر ذہن کی اس دلیل سے ذہن میں آتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ معاصر مذکور کو بچوں کی کہانی کی کوئی کتاب ہاتھ لگ گئی ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک تو خدا کوئی ایسی ہستی ہے جس کا کوئی مادی وجود ہے اور جو کرۂ فضاء کے کسی خاص مقام پر قیام پذیر ہے۔ اس ایک خبر نے سپٹنگ تک پہنچنے والے ذہن اور اس کی علمی قابلیت اور بلند پروازی کا جنازہ نکال دیا ہے۔

دراصل بات کچھ یوں ...... ہے کہ اشتراکیوں کو مذہب اور خدا کا خطرہ ایک ہمیشہ کا روگ لگ چکا ہے اور ان کی یہی کوشش رہتی ہے کہ وہ ان دونوں کا خاتمہ کر دیں۔ چنانچہ آئے دن روسی حکومت کی طرف سے بڑے پیمانے پر تحریکیں چلائی جاتی ہیں جن کا مقصد صرف یہی ہوتا ہے کہ مذہب اور خدا کے تصور کو سرے سے ختم ہی کر دیا جائے ان کا یہ فعل اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ گو وہ ظاہری طور پر مذہب اور خدا کے تصور کے وجود سے ہی انکار کرتے ہیں، اور یہ کہ معاشرے کی ترقی میں یہ ...... روک ہیں لیکن ان کے دل اس ٹھوس حقیقت کی وجہ سے "تذبذب" میں مبتلا ہیں۔

دو تین روز ہوئے ہیں اخباروں میں ایک دلچسپ خبر شائع ہوئی ہے جس سے اس اندرونی تذبذب کا ثبوت ملتا ہے:-

"کامریڈ الیگزینڈر سوکوف جو کمیونسٹ پارٹی کے ایک نہایت ہی سرگرم رکن ہیں اور وہ اُن چند آدمیوں میں سے ہیں جنہوں نے کمیونسٹ پارٹی کے نظریات کو سوویٹ روس کے کارخانوں اور فارموں میں پھیلایا کچھ عرصہ سے اُن کی بیگم صاحبہ کا رجحان مذہب کی طرف ہو رہا ہے۔ چنانچہ پہلے تو بیگم صاحبہ نے اپنے دو سالہ بچے کو بپتسمہ دلانے پر اصرار کیا۔ جب بپتسمہ مل گیا تو یہ مطالبہ کیا کہ دونوں کو جا کر گرجا میں باقاعدہ شادی کرنی چاہیئے۔ ورنہ وہ اُن کے پاس نہ رہیں گی، چنانچہ ایک دن جب کامریڈ صاحب شام کو واپس گھر آئے تو بیوی کو غائب پایا۔ تلاش کر کے جب اس کو واپس آنے کو کہا تو لڑکی کی ماں نے تین شرطیں پیش کیں:-

(۱) کہ وہ گرجا میں جا کر شادی کی رسم ادا کرنے پر رضامند ہو۔

(۲) کہ وہ اپنے تعلقات کمیونسٹ پارٹی سے منقطع کر لے۔ اور مذہب کے خلاف پراپیگنڈا بند کر دے۔

(۳) کہ وہ خدا کی عبادت کرے اور مذہبی کتب پڑھنی شروع کر دے۔

کامریڈ کے لئے یہ امر ایک معمہ کی صورت بن گیا ہے جس کا حل ہماری رائے میں اُن کے بس کا روگ نہیں۔ ان کو یہ جان لینا چاہیئے کہ یہ کوئی اتفاقی ابھار نہیں بلکہ ایک قدرتی رجحان ہے جو مذہب کے خلاف پیہم تگ و دو کرنے کے باوجود خود اُن کے حلقۂ اثر میں رونما ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ یہ رجحان مذہب اور خدا کے تصور کے وجود اور اس کی حقیقت کا واقعاتی ثبوت ہے۔

وہ ذہن جو مصنوعی چاند کی موجودہ سائنسی بلندیوں کو پہنچ چکے ہیں وہ کب کائنات کے حیرت انگیز اور عمیق ...... نظام سے متاثر ہوئے بغیر رہ سکتے ہیں۔ اسی لئے قرآن حکیم میں خدا کے وجود کی بحث کے دوران میں اہل عقل و فکر ...... کو نظام کائنات کے مختلف عناصر پر غور کرنے کی دعوت دی ہے۔ قدرت نمائی کے اُن ظاہر و باہر مظہروں سے کون انکار کر سکتا ہے اس ذہنی خلش کو دور کرنے کے لئے کہ کہیں حقیقت میں ہی خدا "آسمان" پر نہ ہو ممکن ہے روسیوں نے یہ سوچا ہو کہ چلو اس کی حقیقت کا پردہ بھی فاش کر دیا جائے۔ لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر روسیوں کو یہ یقین ہے کہ خدا کا کوئی وجود ہی نہیں بلکہ یہ محض ایک خیال خام ہے تو کیا وجہ ہے کہ آئے دن حکومت کی طرف سے بڑے پیمانہ پر مذہب کے خلاف تحریکیں چلائی جاتی ہیں اور کمیونسٹ پارٹی کے سرکردہ لیڈر ان میں پیش پیش ہوتے ہیں اگر ...... مسلمہ امر ہے تو اس کو ٹھکرانا کونسی ایسی مشکل بات ہے۔ کسی چیز کے وجود کو ثابت کرنے میں تو کچھ دقت ہو سکتی ہے لیکن اس کے وجود کے انکار کیلئے کونسی سلیمانی عقل کی ضرورت ہوتی ہے۔

خدا کا تصور اور مذہب معاشرتی زندگی میں اگر کوئی اہمیت ...... ہی نہیں رکھتے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیئے تھا کہ مختلف زمانوں میں اٹھنے والے مادی طوفان اس کو نیست و نابود کر دیتے ......، اور ہمارے زمانے میں اشتراکیت سے بڑھ کر کوئی طوفان مذہب اور خدا کے تصور کے خلاف تاریخ میں آج تک برپا نہیں ہوا ہے۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے، کہ ان ہلاکت خیز تھپیڑوں کے باوجود خدا کے تصور اور مذہب کے اس ہچکولے کھاتی ہوئی کشتی کو بچانے کے لئے خدا کے بندوں کی ایک جماعت زمانے کے اُفق پر اُبھرتی رہی اور خدا کی قدرت اپنے حکیمانہ انداز میں اپنے وجود کا پتہ دیتی رہی، یہ اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ خدا اور مذہب کا تصور ایک زندہ حقیقت ہیں۔

خدا کی لامحدود طاقتوں کے سامنے محدود قوتوں کے انسان کا اترانا سورج کو چراغ دکھانا ہے۔ انسانی ذہن کتنی بھی ترقی کر جائے اس کی علمیت اور بلند پروازی ایک مقام پر پہنچ کر عاجز آجاتی ہے۔ بلکہ وہ جتنا ترقی کرتا جاتا ہے اس کو اتنا ہی اپنی لاعلمی کا احساس زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ آج تک کسی ...... ماں نے ایسے بچے کو جنم ہی نہیں دیا اور نہ دے سکتی ہے جو پورے اعتماد سے یہ کہہ سکے کہ وہ علم کے فلاں شعبہ میں اکملیت رکھتا ہے۔ انسانی قابلیت کی یہ حد اس کی عاجزی کا واضح ثبوت ہے گو علم کی ترقی کے ساتھ یہ حد اور آگے بڑھ ...... جاتی ہے ......

حضرت مسیح موعود ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ایک چھوٹی سی کٹیا دیکھ کر جسکی بناوٹ میں کوئی اتنی کاریگری نہیں ہوتی تمہارے ذہن میں فوراً یہ بات آتی ہے کہ ضرور اس کا کوئی بنانیوالا ہے پھر کیوں تمہارے ذہن یہ نہیں سوچ سکتے کہ اس وسیع و عریض کائنات کا بنانے والا بھی کوئی ہے جس کائنات کے ایک ایک ذرہ میں قوانین کام کرتے نظر آتے ہیں اور انسانی ذہن ان کو مدت دراز سے معلوم کرتے چلے جا رہے ہیں لیکن یہ ختم ہونے میں نہیں آتے۔

روسی حکومت نے تو قرآن کا روسی ترجمہ بھی شائع کیا ہے اور کچھ عرصہ پہلے انسائیکلو پیڈیا اف اسلام بھی شائع کر چکی ہے معاصر مذکور ...... قرآن کے اس ترجمہ کو ہی ملاحظہ کر لیتے تو ان کو خدا کی ہستی کے صحیح تصور کا پتہ لگ جاتا اور اُن کو اس مضحکہ خیز استدلال کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ ان کی اطلاع کے لئے ہم خدا کے تصور کے متعلق قرآن حکیم کی صرف دو آیات ذیل میں پیش کرتے ہیں:-

لیس کمثلہ شئی (اس کی مثال کوئی چیز نہیں ہے) (۴۲ : ۱۱)

لاتدرکہ الابصار (نگاہیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں) (۶ : ۱۰۴)

خدا کے وجود کے متعلق قرآن جو تصور پیش کرتا ہے، اس کی روشنی میں روس کے مصنوعی چاند کو خدا کب مل سکتا؟

(ن۔ احمد)

حضرت نبی کریم صلعم کا دائمی معجزہ — ایک ہی کتاب جس کے اصول دنیا پر غالب آنیوالے ہیں

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۳ جنوری ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

اتل ما اوحی الیک من الکتٰب واقم الصلٰوۃ .... وما یجحد بایٰتنا الا الظٰلمون (سورۃ العنکبوت آیات ۴۵ تا ۴۹)

قیامت تک قائم رہنے والا معجزہ

ان آیات میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نظریہ کا ذکر ہے جو انہوں نے جناب الٰہی سے وحی پاکر دنیا کو دیا، وہ ایسا نظریہ ہے کہ جسکو ..... عظیم الشان معجزہ بھی کہا جا سکتا ہے، اور وہ ایسا معجزہ ہے کہ قیامت تک قائم و دائم رہے گا اس لحاظ سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان نظریات کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔ حضور نے فرمایا ان اتبع الا ما یوحیٰ الیّ میرے ذاتی نظریات کچھ نہیں ... قرآن کریم میں ... اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو احکام درج ...... ہیں وہی میرے نظریات ہیں، میں پابند ہوں کہ ان احکام کی پیروی کروں، چنانچہ ان آیات میں دو تین احکام ہیں، جن کی پیروی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی طرح پابند تھے جس طرح دوسرے احکام الٰہی کے۔

قرآن کریم کو بار بار پڑھنے کا حکم اور نبی کریم کا عمل

پہلا حکم ان آیات میں یہ ہے اتل ما اوحی الیک من الکتٰب۔ یہ جو وحی آپ کی طرف کی گئی ہے اس کو پڑھتے رہا کرو یہ حکم جس طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اسی طرح ساری امت اس حکم کی پابند ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح اس حکم پر عمل کیا؟ حضور نے اس کتاب کو اتنا پڑھا ہے کہ کسی نے اتنا کسی کتاب کو نہیں پڑھا اور نہ کوئی پڑھے گا، نہ صرف پانچ نمازوں میں حضور نے قرآن کریم کو ہر روز بار بار پڑھا اور صرف تہجد کی نمازوں میں لمبی لمبی سورتیں آپ تلاوت کرتے بلکہ آپ نے قرآن کو حفظ کر کے اپنے سینے پر اس کو رکھ لیا۔

نبی کریم صلعم کا عشق قرآن

اس پاک کتاب سے اس قدر عشق آپ نے کیا کہ دعا فرمائی اللھم ادعوک ان تجعل القراٰن ربیع قلبی، قرآن کو میرے دل کی بہار بنا دے اور فرمایا قرآن کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوں گے لا تنقضی عجائبہٗ اور یہ امر واقعہ ہے کہ قرآن کریم کے عجائبات آج چودہ سو سال گذرنے پر بھی ختم نہیں ہوئے اور نہ کبھی ختم ہوں گے، دوسری کتابیں بار بار پڑھنے سے انسان اکتا جاتا ہے، لیکن قرآن جتنی بار پڑھا جائے اس سے لطف آتا ہے۔

رمضان میں قرآن کریم کا دور

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بہت پڑھا، لکھا ہے رمضان کے مہینہ میں جبرئیل آپ کے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے۔ رمضان میں آپ نے پچھلی رات نماز تراویح پڑھی اور قرآن کریم کا دور کیا، بعد میں حضرت عمرؓ نے یہ دیکھ کر کہ پچھلی رات تمام لوگوں کے لئے نماز تراویح پڑھنا مشکل ہوتا ہے یہ حکم دے دیا کہ عشاء کے ساتھ تراویح کی نماز ہوا کرے اس وقت کے بعد تمام مسلمان ہر رمضان میں تراویح میں قرآن سنتے ہیں، آج بھی پچاس ساٹھ کروڑ مسلمان تراویح میں قرآن سنتے ہیں اور خدا جانے کتنے ہیں جو ویسے قرآن پڑھتے اور ختم کرتے ہیں، کتنی مسجدیں ہیں جن میں قرآن کئی بار پڑھا جاتا ہے، بعض مسجدوں میں ایک ہی رات میں قرآن ختم ہوتا ہے، ایک آگ دلوں میں لگی ہوئی ہے قرآن کے ساتھ ایک عشق ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا اور نہ ہوگا۔ وید کے متعلق یہ بات نہیں پائی جاتی اور نہ تورات اور انجیل کو یہ خصوصیت حاصل ہے، ان میں کوئی سُر تال نہیں، کوئی قافیہ اور ردیف نہیں، پڑھنے میں کوئی مزہ نہیں، نہ اُنکے اندر وہ جذب ہے جو قرآن میں پایا جاتا ہے۔

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب کی قرآن خوانی

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب مرحوم نے جلسہ مذاہب اعظم میں جب حضرت مسیح موعودؑ کا لیکچر پڑھا تو اس میں جہاں قرآن کی آیت آئی تو آپ اس سوز اور رقت کے ساتھ پڑھتے کہ لوگ مسحور ہو جاتے، اور جب کوئی آیت پڑھنے لگتے تو لوگ سمجھتے کہ اب ایک اور ہی لطف پیدا ہوگا، کبھی کبھی کوئی انگریز یا ہندو آپ سے قرآن سننے کا مشتاق ہوتا، ایک دفعہ گورداسپور میں ایک انگریز مجسٹریٹ نے خواہش کی کہ مولوی صاحب سے قرآن سنا جائے، چنانچہ نماز کے وقت اسے قریب ہی کرسی پر بٹھا دیا گیا اور اُس نے قرآن سن کر لطف حاصل کیا۔

اہل عرب کی قرآن خوانی

آج بھی مکہ اور مدینہ میں جائیں تو وہاں کے لوگ قرآن پڑھنے میں جادو کا اثر رکھتے ہیں، مجھے مکہ جانے کا موقعہ نہیں ملا، لیکن حیدرآباد دکن میں عرب رہتے تھے ان کو میں نے سنا ہے، اُن کے پڑھنے کا طریق ہی اور ہے اور ان کی اذان بھی بڑی جاذب اور خوش الحان ہوتی ہے۔

ستر قاریوں کی شہادت

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ستر قاری جن کو آپ کی اجازت سے کفار دھوکہ سے لے گئے تھے، کہ اُن سے قرآن سیکھیں گے رستہ میں مار دیئے گئے۔ حضرت نبی کریم صلعم کو اپنے دوستوں کے ساتھ بڑا تعلق تھا اس واقعہ سے آپ کو بہت رنج پہنچا۔ آپ کو الہام ہوا، اس الہام میں اللہ تعالےٰ نے روایت کی کہ ان شہید ہونے والے قاریوں نے یہ پیغام دیا ہے کہ بلغوا عنا قومنا لقد رضینا بما وجدنا عند ربنا رضی عنا ورضینا عنہ ہم نے جو کچھ اپنے رب سے پایا ہم اس پر راضی ہیں، وہ عابد بھی تھے اور قرآن کے حافظ بھی تھے۔

دوسری کتابوں کی زبان اور تعلیمات کی مُردگی

ان وید کا جاننے والا کوئی نہیں، وہ کہتے ہیں اس کی زبان پُرانی ہو گئی، اس کا پڑھنا بڑا مشکل ہے، انجیل اور تورات کا ترجمہ بادشاہ جیمز نے پہلی مرتبہ چھپوایا دو صدیوں کے بعد کیمبرج میں ایک کمیٹی بیٹھی، دوسری آکسفورڈ اور تیسری امریکہ میں، ان کمیٹیوں نے اس ترجمہ پر نظرثانی کی اور فیصلہ کیا کہ اس میں بعض ایسے فقرے ہیں جو انجیل کا حصہ ہی نہیں، ان کو نکالا ...... دیا جائے او ...... فیصلہ کیا۔ ترجمے بھی غلط ہیں اور بعض مقامات کو درست نہ پاکر تبدیل کر دیا جا سکے۔ اصل زبان میں کبھی انجیل نہیں لکھی گئی اور نہ ہی آج کوئی تورات و انجیل کا حافظ ہے نہ ہی وید کا .... اور جو نظریات ان کے اندر بیان کئے گئے ہیں، انسانی فطرت اور عقل ان کو رد کرتی ہے لیکن یہ قرآن قیامت تک پڑھا جائے گا اور اس کے نظریات ہمیشہ قابلِ عمل ہوں گے

لیکن یہ قرآن قیامت تک پڑھا جائے گا اور اس کے نظریات ہمیشہ قابل عمل ہوں گے۔

قرآن پڑھنے کی غرض قیام نماز ہے

حکم ہوا اس کو پڑھتے رہو .... لیکن پڑھتے رہنے کی بھی کوئی غرض ہے۔ فرمایا اقم الصلوٰۃ اس کو پڑھنے کی غرض یہ ہے کہ نماز قائم کی جائے... نماز کو پڑھنا ہی نہیں اسکو قائم بھی رکھنا ہے اور کس قسم کا پڑھنا اور قائم رکھنا ہے؟ فرمایا ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر۔ نماز تمام قسم کی بے حیائیوں اور ناپسندیدہ افعال سے منع کرتی ہے۔

نبی کریم صلعم کا نماز سے عشق

ان آیات میں قرآن پڑھنے کا حکم ہوا اور ساتھ ہی پڑھنے کا بھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز سے بڑا عشق تھا فرمایا قرۃ عینی فی الصلوٰۃ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ بلالؓ کو اذان کے لئے کہتے تو فرماتے ارحنا یا بلال اے بلال ہمیں خوش کرو، گویا خدا کا نام بلند کرنے اور اس کی عبادت کرتے ہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص خوشی ہوتی اور ان کی تکلیف برداشت نہ کر سکتے تھے اور قرآن پڑھنے والوں سے تو آپ کو بالخصوص بڑا تعلق تھا۔

دل کو ٹھنڈک پہنچتی تھی)۔

وضو اور نماز کی غرض

دوسری غرض جو نماز کی ہے وہ بڑی مشکل سے نماز...... طہارت اور تزکیہ پیدا کرنے آئی تھی، جس طرح وضو سے میل کچیل دُور ہوتی ہے، اور سر پر بھی گیلا ہاتھ پھیرتے ہیں، تو اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ دماغ کو بُرے خیالات سے پاک کیا جائے، جسم کی بھی تطہیر اور تزکیہ ہو، اور دماغ کی بھی، اور نماز سے رُوح پاک ہو جائے، کیسی اعلےٰ درجہ کی قوم قرآن پیدا کرنا چاہتا ہے، نماز پڑھنے والے دنیا میں بہت ہیں لیکن قائم کرنے والے تھوڑے ہیں۔۔۔ نماز کے قائم کرنے سے ہی انسان کی تطہیر اور تزکیہ ہوتا ہے اور قرب الٰہی میسر آتا ہے۔

نماز پابندیٔ اوقات سے پڑھی جائے

ولذکر اللہ اکبر۔ تمام کاروبار سے بڑھکر اللہ کا ذکر ہے۔ جب نماز کا وقت آئے تو تمام کاروبار چھوڑ کر نماز پڑھ لیا کرو، اور جمعہ کے لئے تو حکم ہے واذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الیٰ ذکر اللہ وقت کی پابندی کے ساتھ نماز اور بالخصوص جمعہ کی نماز پڑھا کرو، اپنی مرضی سے جس وقت دل چاہا پڑھ لیا، یا دیر سویر جس وقت دل چاہا جمعہ میں آ گئے یہ صحیح نہیں ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا، نماز وقت مقررہ پر پڑھنے کا حکم ہے، اس لئے وقت کی پابندی سیکھنا چاہیئے، اور جمعہ کی نماز کے لئے دوسروں کا لحاظ کر کے بھی وقت کی پابندی کر لیا کرو، تاکہ دوسروں کو آنے والوں کے انتظار کی تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔

احکام کی بجا آوری میں رضائے الٰہی

احکام قرآن آیات میں دیئے ہیں، لیکن اسکے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا واللہ یعلم ما تصنعون ہم جانتے ہیں کہ تم ان احکام کی پابندی کرتے ہو یا نہیں، اور وہ شخص جو ہمارے حکموں کی پابندی کرتا ہے اس کے لئے خوشخبری ہے، دنیا جہان مخالفت کرتا رہے کوئی پروا نہیں خدا راضی ہو جائے، اس کی رضا مدنظر ہو، تو دنیا جہان کی دولت مل گئی۔

صرف اسلام ہی فطری مذہب ہے

اس سے آگے فرمایا ہمارا مذہب فطرت کا مذہب ہے، ہندو مذہب انسانی فطرت کے مطابق نہیں کیونکہ وہ دنیا جہان کے لوگوں کو ناپاک سمجھتا ہے اور اسکے ساتھ میل جول رکھنا نہیں چاہتا، ایک خدا کے ساتھ ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کو شریک کرتا ہے اور کائنات کی ادنیٰ چیزوں کو خدائی کے تخت پر بٹھاتا ہے، اہل کتاب بھی اپنے سوائے دوسروں کو افضال الٰہی کا وارث نہیں سمجھتے، اسلام ہی فطرت کا معقول اور مفید مذہب ہے، اس کے اصول اور نظریات عالمگیر ہیں۔ اس مذہب کو دنیا میں پھیلانا چاہیئے۔

اہل کتاب سے مجادلہ کا طریق

فرمایا ولا تجادلوا اھل الکتاب الا بالتی ھی احسن، اہل کتاب کے ساتھ بطریق احسن...... بات کرو، اور انہیں بتاؤ کہ امنا بالذی انزل الینا وانزل الیکم ہم اپنے مذہب کو ہی نہیں تمہارے پیغمبروں کو بھی خدا کے سچے نبی مانتے ہیں، اسی سے دنیا میں اتحاد اور امن قائم ہو سکتا ہے۔

خدا کا معاملہ اپنی مخلوق سے

اس سے آگے کتنی بڑی بات کہی والٰھنا والٰھکم واحد ہمارا اور تمہارا خدا ایک ہی ہے ہم سب اس ایک ہی خدا کی مخلوق ہیں، اور وہ سب سے اپنے قانون کے مطابق ایک ہی قسم کا معاملہ کرتا ہے ایک ہندو طالب علم رات کو بودی باندھ کر پڑھتا رہے تاکہ نیند نہ آنے پائے، اور مولوی کا بیٹا سویا رہے یا وظیفہ کرتا رہے تو کامیابی ہندو ہی کو ہوگی، ایک مسلمان اپنی دولت سینہ پر رکھ کر مر جاتا ہے لیکن گلاب دیوی یا گنگا رام اپنے روپیہ کو ہسپتال بنانے پر صرف کرتے ہیں تاکہ مخلوقِ خدا کو بلا امتیاز مذہب ان سے فائدہ پہنچے، تو خدا تعالےٰ ان کا اجر ضائع نہیں کرے گا۔ دوسری جگہ فرمایا لنا اعمالنا ولکم اعمالکم، ہمیں ہمارے اعمال کے مطابق بدلہ ملے گا اور تمہیں تمہارے اعمال کے مطابق و لیس اللہ بظلام للعبید معاملات میں اللہ تعالےٰ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

قرآن کریم کی تصدیق دوسری آسمانی کتابوں میں

پھر فرمایا وکذلک انزلنا الیک الکتب فالذین اٰتینٰھم الکتاب یؤمنون بہ ومن ھٰؤلاء من یؤمن بہ وما یجحد باٰیٰتنا الا الکافرون۔ یہ طرز تعلیم جو ہم نے بیان کی ہے اور اس طریق اور اسلوب پر ہم نے اس کتاب کو اتارا ہے کہ اس سے دنیا جہان کے مذاہب کی تصدیق ہوتی ہے وہ لوگ جن کے پاس آسمانی کتابیں ہیں وہ ضرور اس کی تصدیق کریں گے کیونکہ اُن میں اس کتاب پاک کے لانے والے کے متعلق پیشگوئیاں ہیں، اور عرب کے لوگ اس پر ایمان لائیں گے وما یجحد باٰیٰتنا الا الکافرون وہی لوگ اس کا انکار کرتے ہیں جو ہٹ دھرم ہیں اور سچائی کو قبول کرنا نہیں چاہتے۔

نبی کریم صلعم نے پہلی کتابوں کو نہیں پڑھا

وما کنت تتلوا من قبلہ من کتٰب ولا تخطہ بیمینک اذا لارتاب المبطلون، آپ نے اس سے پہلے نہ کوئی کتاب...... پڑھی اور نہ کوئی نوٹ لکھے۔ اگر کوئی نوٹ لکھے ہوتے ضرور ان میں تبدیلی کرنی پڑتی جس قدر مصنف دنیا میں ہیں، وہ کتاب لکھنے کے بعد جب نظر ثانی کرتے ہیں تو اپنے لکھے ہوئے میں تبدیلیاں کرتے رہتے ہیں۔

دوسری کتابوں کی طرح قرآن میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی

قرآن کریم تیئیس سال میں اترا لیکن ایک دفعہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہو کہ فلاں سورت میں جو یہ جملہ یا فلاں حکم تھا، اس میں یہ تبدیلی نازل ہو گئی ہے، اگر ایک دفعہ بھی ایسا کہہ دیتے تو ساری قوم بگڑ جاتی کہ خدا کے کلام میں تبدیلی کیسی؟ اور قوم کے سینوں سے پہلا لکھا ہوا کس طرح مٹ سکتا اور اعتبار کیسے قائم رہتا کہ آیندہ اس میں تبدیلیاں ہوں گی، ممکن تھا پہلے جو احکام آئے، اس وقت حالت اور تھی اور پھر بادشاہت کی حالت میں اور احکام..... دیئے جاتے لیکن کسی حالت میں بھی کسی قسم کی تبدیلی احکام میں نہ کی گئی، یہی اس کے کلام الٰہی ہونے پر شاہد ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے لیکن اعتقاد اور اصول اور نظریئے وہ دیئے جو ہمیشہ کے لئے قائم اور دائم ہیں۔

قرآن کے نظریات اہل علم کے سینوں میں

پہلے تو فرمایا کہ ان کتابوں کے اندر پیشگوئیاں ہیں پھر روایتی طور پر یہ بھی فرمایا بل ھو اٰیٰت بیّنٰت فی صدور الذین اوتوا العلم وما یجحد باٰیٰتنا الا الظٰلمون، اہل علم جس قدر ہیں، اُن کے سینوں میں قدرتی طور پر..... تعلیمات اسلامی رکھی ہوئی ہیں، جب آپ ان میں یہ بتائیں گے تو وہ کہیں گے کہ یہ تو آپ میرے ہی دل کی بات کہہ رہے ہیں۔

قرآن کی تعلیمات ہی دُنیا پر غالب آئیں گی

دوسری جگہ فرمایا ویری الذین اوتوا العلم اہل علم دیکھ لیں گے، یعنی اُن کے مشاہدے میں یہ بات آ جائے گی الذی انزل الیک الحق ویھدی الیٰ صراط العزیز الحمید۔ یہ کتاب حق ہے اور وہ راستہ بتاتی ہے جو العزیز اور الحمید کی طرف سے آیا ہے۔ یہ رستہ تمام مذاہب پر غالب رہے گا۔ اس کی تعلیمات خوبصورت اور غالب آنے والی ہیں ضرور ہے کہ اہل علم کے مشاہدے میں آ جائے کہ یہ ایک ہی کتاب ہے، جس کی تعلیمات اور نظریئے خوبصورت اور دنیا پر غالب آنیوالے ہیں۔ پس وہ لوگ جو دنیا میں آشتی اور محبت اور صلح و امن پیدا کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کتاب کے نظریات کو پیش نظر رکھیں۔

شذراتی

* آہ عبدالرحیم طور
* ایک قابل قدر مقالہ
* لارڈ برٹرینڈرسل کو ایک تبلیغی خط

آہ! عبدالرحیم طور

ایں ماتم سخت است کہ گویند جواں مرد

۲۹ر جنوری کو شام کے قریب اس سانحۂ ہوشربا اور حادثۂ جانکاہ کی خبر ملی کہ برادر مکرم جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب طور ریٹائرڈ سول سرجن پشاور (نشتر آباد) جو ہمارے سلسلہ کے ایک نہایت قیمتی بزرگ ہیں اُن کا بڑا صاحبزادہ عزیز عبدالرحیم طور جو ہوائی محکمہ میں سکوڈرن لیڈر کی اعلیٰ پوسٹ پر متمکن تھے حادثۂ جہاز کی نظر ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم نہایت خوبصورت ۲۸، ۲۹ سالہ جوان تھا، نہایت شریف، کم سخن۔ مہذب اور با اخلاق، گفتگو بڑی شستہ۔ اور طبیعت میں حیا اور ادب کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ افسوس عین جوانی رہ گرائے عالم بقا ہوا۔ اور خاندان کو ایک نہ مٹنے والا داغ دے گیا ہے

پس از مرگِ جواناں گل مماناد
پس از گُل در چمن بلبل مخاناد

مرحوم اپنے پیچھے ایک بیوہ (جو سردار غلام فرید خاں صاحب ڈپٹی کمشنر جھنگ کی بھتیجی ہے) اور دو لڑکے چھوڑ گئے ہیں بڑے لڑکے کی عمر چھ سال کی ہے۔

یہ صدمہ ڈاکٹر صاحب اور اُن کے خاندان کے لئے جس قدر اندوہناک ہے ظاہر ہے مگر یہ صرف ایک خاندان کا ہی صدمہ نہیں ہے بلکہ عبدالرحیم جیسے خوبیوں والے جوان کا داغِ مفارقت دینا ایک قومی صدمہ اور قومی نقصان ہے۔

سوائے صبر کے چارہ نہیں۔ اللہ تعالےٰ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور مرحوم کو فردوس بریں میں جگہ دے ڈاکٹر صاحب کے اس صدمہ میں ان کی کل قوم شریک ہے اور ان کا غم کل قوم کا غم ہے۔ اور کل قوم کی ہمدردی ان کے ساتھ ہے۔ مشیت ایزدی کے سامنے کچھ بس نہیں چل سکتا اور خدا کے حکم کے سامنے سر جھکانے کے بغیر انسان ضعیف البنیان کیا کر سکتا ہے۔

ایک قابل قدر مقالہ

عزیزہ محترمہ زہرہ دولت صاحبہ سلمہا کا مقالہ "استحکام تحریک احمدیت میں عورت کا حصہ" جو عزیزہ موصوفہ نے گذشتہ سالانہ اجتماع کے موقعہ پر جلسہ سالانہ خواتین میں پڑھا، پیغام صلح میں چھپا ہوا نظر سے گذرا۔ یہ ایک نہایت اہم موضوع ہے جس پر عزیزہ موصوفہ محترمہ نے اپنے قیمتی خیالات کا اظہار فرمایا ہے اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے۔ انہوں نے ایک بہت بڑی قومی اور ملی ذمہ داری کی طرف اپنی بہنوں کی توجہ منعطف کی ہے۔ اور وہ ہے بچوں کی صحیح اور صالح تربیت جن سے ہماری کل کی امیدیں وابستہ ہیں، ان کی دُور رس نظر قوم کے مستقبل پر پڑی ہے یہ زندگی کی علامت ہے۔ زندہ قومیں آج کا ہی نہیں بلکہ کل کا ذکر بھی کیا کرتی ہیں۔ احمدی مائیں بچوں کی صحیح تربیت کی طرف توجہ کریں تو قصرِ احمدیت کے استحکام میں اُن کا ایک قابلِ فخر حصہ ہوگا۔ اس حقیقت پر عزیزہ موصوفہ نے ایک حکیمانہ انداز میں بحث کی ہے۔ یہ مضمون اس قابل ہے کہ اس پر ہماری سلسلہ کی بزرگ خواتین غور فرمائیں، اور بچوں کی تربیت کے ضمن میں جو قومی اور ملی ذمہ داری اُن پر عاید ہوتی ہے اس سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کریں۔

یہ تو نفس مضمون کے متعلق میں نے عرض کیا ہے ایک دوسری بات جس سے میں متاثر ہوا ہوں، وہ مضمون کا ادبی رنگ ہے ایک خاتون کے قلم سے ایک ایسا مقالہ جو ادبی محاسن سے مزین ہو بہت قابل قدر چیز ہے المنعم زدفزد۔ ہماری جماعت میں ایسی خواتین کا وجود ہمارے شاندار مستقبل پر دال ہے۔ فالحمدللہ علےٰ ذالک

(مرتضیٰ خان حسن)

لارڈ برٹرینڈرسل کو ایک تبلیغی خط

لندن میں ۱۷، ۱۸ جنوری ۱۹۵۹ء کو .... بین ممالک کی ایک عظیم الشان اور تاریخی کانگریس ہوئی تھی CALL FOR TOTAL BAN ON NEUCLEAR TEST کہ آیندہ کسی جنگ عظیم کے ذریعہ سے عالمگیر تباہی بموں کے استعمال سے ہوگی۔ لہذا ایسے خطرناک آلاتِ حرب کے استعمال کے لئے پوری جدوجہد سے اُن کی مخالفت، بندش اور روک تھام کی تجاویز کی جاویں، اس موقعہ پر مشہور فلسفی اور ماہر علم ہندسہ لارڈ برٹرینڈرسل نے اپنے دو بیانوں میں اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا۔ اور لکھا تھا کہ اختلاف قدرتی شئے ہے چھوٹے سے اختلاف سے بڑا اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر وہ جنگ کی صورت اختیار کر لیتا ہے، یہاں تک کہ ترقی کرتے کرتے ایک چھوٹی جنگ سے ایک جنگِ عظیم بن جاتی ہے۔ چونکہ حال ہی میں روس۔ امریکہ اور انگریزوں میں اقتدار کے لئے برابر روزانہ جدوجہد جاری ہے لہذا یہ ممکن ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس کا نتیجہ ایک باہمی خطرناک اور پھر ایک عالمگیر جنگ ہو، جس سے انسانیت کی تباہی ضرور ہو سکتی ہے اور اس تباہی میں بیشمار بے گناہ انسان بھی ہلاک ہوں گے لہذا اس تباہی سے بنی نوع انسان کے بچاؤ کے لئے فی زمانہ کی جنگی ایجادوں اور ایٹمک بموں وغیرہ تمام اقسام کے خطرناک آلاتِ حرب کی بندش کا اعلان کیا جاوے

لارڈ رسل موصوف کے ان بیانات کے مطالعہ کے بعد راقم نے قرآن۔ اسلام اور احمدیت کے تبلیغی سلسلہ میں ان کو ایک خط ۱۲/۱/۵۹ کو بذریعہ ہوائی ڈاک روانہ کیا تھا۔ جس کا خلاصہ برائے اندراج اخبار پیغام صلح لاہور درج کیا جاتا ہے:۔

" جناب عالی، مغربی پاکستان میں جناب والا کے خیالات کو بڑے غور سے پڑھا گیا جس نیک کام کے لئے جناب والا کوشش فرما رہے ہیں خدا کرے اس میں برکت ہو، آمین۔ جناب والا کے اعلانات سے قبل ۱۹۴۵ء میں برٹش کیبنٹ کے ایک معزز رکن یعنی سر سٹیفورڈ کرپس نے رسالہ ILLUSTRATED WEEKLY OF INDIA (انڈیا کا مصور ہفتہ وار) کے جولائی ۱۹۴۵ء میں ایک مضمون لکھا تھا کہ MATERIALISM WILL DESTROY US "یعنی مادیت ہم کو تباہ کر دے گی"۔ سر سٹیفورڈ کرپس کے اس مضمون کے پڑھنے کے بعد راقم نے اُن کے ورود ہندوستان کے تاریخی موقعہ پر ایک خط اُن کی خدمت میں نئی دہلی کے پتہ پر ارسال کیا تھا جبکہ وہ دوسرے کیبنٹ ممبروں یعنی لارڈ پیتھک لارنس اور مسٹر البگزینڈر کے ہمراہ شامل ہو کر ہندوستان کی تقسیم کے بارے میں ہندوستان کے مختلف مذاہب کے رہبروں اور سیاسی لیڈروں کے خیالات کے دریافت کے لئے تشریف لائے تھے اور یہ ۱۹۴۶ء کا واقعہ ہے۔ اس دریافت کے بعد خدا تعالیٰ کا مقدر کیا ہوا ظاہر ہو گیا یعنی انڈیا، پاکستان اور بھارت دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ جناب والا یعنی لارڈ رسل نے روس، امریکہ اور برطانیہ کو خبردار کیا ہے کہ ہتھیاروں کے استعمال کو انسانیت کی حفاظت کی خاطر ترک کر دیں۔ اب یہی تینوں قومیں یعنی برطانیہ، امریکہ اور روس یاجوج ماجوج کی اشکال میں دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں اور انبیاء علیہم السلام یعنے حزقیل۔ دانیال۔ مسیح ناصری نے اپنی اپنی کتابوں میں اور پھر اس کے بعد خدا تعالےٰ کے آخری رسول اور پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے قرآن مجید کے ذریعہ آخری زمانہ میں یاجوج ماجوج کی تباہی کی خبر دی ہوئی ہے۔ جس امر کو خدا تعالیٰ نے جو زمین و آسمان کا مالک اور خالق ہے مقدر کر رکھا ہوا ہے اور اس امر نے منشاء الٰہی کو پورا کرنا ہے۔ اس امر کو کوئی انسانی طاقت روک نہیں سکتی۔ راقم حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی امت کے مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد صاحب کا پرانا مُرید ہے جو موضع قادیان ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے، یہ گاؤں آجکل بھارت میں شامل ہے، خدا تعالےٰ کے اس برگزیدہ اور بزرگ مسیح موعود کو بھی یاجوج ماجوج کی تباہی خطرناک زلزلوں کی صورت میں بتلائی گئی تھی۔ پس ان قوموں یعنی یاجوج ماجوج کا ایک دوسرے پر ناگہانی حملہ خدا تعالیٰ کے علم کے مطابق دنیا پر ایک عالمگیر تباہی لانیوالے ہوگا۔ اور یہ عالمگیر تباہی آیندہ کسی موسم بہار میں ہوگی، جس کا صحیح علم صرف خدا تعالیٰ کو ہے، یاجوج ماجوج کی تباہی کے ذریعہ سے فاتح کو کوئی حقیقی خوشی نہ ہوگی اگرچہ مفتوح ضرور مقہور، ذلیل و خوار ہونگے۔ اس عالمگیر تباہی اور اس کے کھنڈرات کو آیندہ زندہ رہنے والی اقوام حسرت بھری نگاہوں سے دیکھیں گی اور عوام الناس کو مضطرب پاکر پھر آخر کار ایک سچے، پاکیزہ اور دنیا کو امن بخشنے والے مذہب اسلام کی طرف ضرور متوجہ ہوں گی ...... خدا کرے جناب کو اپنے بڑھاپے میں خدا کی طرف سے اس کی شناخت کی توفیق حاصل ہو۔ ہماری جماعت کے موجودہ مشن ووکنگ، برلن اور امریکہ میں بھی

صداقت مسیح موعود

از۔ قمر سامانوی

(۲)

قرآن کریم سے مصلحین ربّانی کی آمد کا ثبوت

حدیث مجدد

اگر کوئی کہے کہ حدیثِ مجدد صحیح نہیں تو اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ جب قرآن و حدیث سے بالاتفاق امت کے بگڑنے کا ثبوت ملتا ہے اور تجربہ نے اسکو صحیح ثابت کر دیا (عقل سلیم اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ ہر ظلمت کے بعد نور) اور ہر فساد کے دور کرنے کے لئے مصلح کی ضرورت ہے یہ ناممکن ہے کہ دنیا میں کفر و ضلالت پھیلے مگر اس کو دور کرنے کے لئے کوئی اصلاح کرنیوالا نہ آئے امراض روحانی پورے زور شور سے پھیلیں گے مگر ان کے معالجہ کے لئے کوئی روحانی طبیب نہ آئے، دوسرے یہ کہ جب احادیث میں بیان فرمودہ پیشگوئیاں دربارہ بگاڑ امت محمدیہ کو تجربہ اور مشاہدہ نے درست ثابت کر دیا، تو پھر انہی احادیث میں جو اس کا علاج بتایا گیا ہے وہ کیونکر غلط ہو سکتا ہے؟ اس کے علاوہ مجددین کا آنا صرف احادیث میں ہی مذکور نہیں بلکہ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں سے یہ وعدہ فرمایا ہے جیسا کہ فرماتا ہے وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم۔ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم اٰمنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذالک فاولٰئک ھم الفاسقون۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے یہ وعدہ فرمایا کہ وہ تم میں بھی اسی طرح روحانی خلفاء بنائے گا جس طرح تم سے پہلے بنائے، ان خلفاء کا کام کیا ہوگا؟ یہ کہ وہ دین کو مضبوط کریں گے یعنی جب کبھی اندرونی اور بیرونی دشمنوں کی طرف سے کسی قسم کا خطرہ لاحق ہوگا تو وہ روحانی خلیفے پیدا شدہ خوف کو امن سے تبدیل کر دیں گے اور حصار اسلام کو ہر قسم کے حملوں سے محفوظ کر دیں گے اور دنیا میں آ کر وہ یہ اعلان کریں گے کہ ؎

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

مجددین کا کام

حدیث میں مجددین کا جو کام بتایا وہی اس آیت میں روحانی خلفاء کا بیان فرمایا روحانی خلفاء یا مجددین کا کام اسلام اور مسلمانوں کے لئے پیدا شدہ خوف کو امن سے تبدیل کرکے دین کو مضبوط کرنا ہوگا پس ثابت ہوا کہ اسلام پر خوف کا زمانہ آنا مجدد یا روحانی خلیفہ کی آمد کا مقتضی ہوگا۔ اسلام پر سب سے زیادہ خوف کا زمانہ احادیث صحیحہ متفقہ سے ثابت ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا جبکہ دجالیت دنیا پر مسلط ہوجائے گی صلیب پرستی کا زور ہوگا ہر طرف سے مذاہب باطلہ کا اسلام پر حملہ ہوگا۔ مسلمانوں کی دینی و دنیاوی حالت نہایت ابتر ہوجائے گی چنانچہ تیرھویں صدی ہجری میں وہ زمانہ خوف کا آیا جس میں علاوہ صلیبی مذہب کے عروج کے بہت سے نئے مذاہب دنیا میں پیدا ہو گئے۔ آریہ سماج۔ دیو سماج۔ برہمو سماج وغیرہ بہت سے مذاہب نے اسلام پر حملے شروع کر دیئے اور دہریت اور سائنس و فلسفہ نے اپنے اپنے ہتھیاروں سے مذہب اسلام کو جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کی جن کے حملوں کی تاب نہ لاکر مسلمانوں کے لیڈروں نے پکار شروع کی اور پیدا ہونے والے خطرات سے خوفزدہ ہوکر یہ فریاد کرنے لگے۔

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقت دعا ہے
امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے
وہ دین جو اس شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے
وہ دین ہوئی بزم جہاں جس سے چراغاں
آج اس کی مجالس میں نہ بتی نہ دیا ہے
جس دین کے مدعو تھے کبھی قیصر و کسریٰ
خود آج وہ مہمان سرائے فقرا ہے
جس دین کی حجت سے سب ادیان تھے مغلوب
اب معترض اس دین پہ ہر ہرزہ درا ہے
دولت ہے نہ عزت نہ فضیلت نہ ہنر ہے
اِک دین ہے باقی سو وہ بے برگ و نوا ہے
ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مٹ جائے نہ آخر
مدت سے اسے دور زماں میٹ رہا ہے
بیڑا تھا نہ جو بادِ مخالف سے خبردار
جو چلتی ہے اب خلاف اسکے ہوا ہے
روشن نظر آتا نہیں واں کوئی چراغ آج
بجھنے کو ہے اب گر کوئی بجھنے سے بچا ہے

. . . .

عشرتکدے آباد تھے جس قوم کے ہر سو
اس قوم کا اک ایک گھر اب بزمِ عزا ہے
وہ قوم کہ آفاق میں جو سر بفلک تھی
وہ یاد میں اسلاف کے اب رُو بقضا ہے
جو قوم کہ مالک تھی علوم اور حکم کی
اب علم کا واں نام نہ حکمت کا پتا ہے
فریاد ہے اے کشتیِ امت کے نگہباں
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے
اے چشمۂ رحمت بابی انت وامی
دنیا پہ ترا لطف سدا عام رہا ہے
کر حق سے دعا امتِ مرحوم کے حق میں
خطروں میں بہت جس کا جہاز آکے گھرا ہے
تدبیر سنبھلنے کی ہمارے نہیں کوئی
ہاں ایک دعا تیری کہ مقبول خدا ہے
عزت کی بہت دیکھ لیں دنیا میں بہاریں
اب دیکھ لیں یہ بھی کہ جو ذلت میں مزا ہے

اگر ایک طرف مولانا حالی مرحوم نے ان الفاظ میں پیش آمدہ خوف کا اظہار کرتے ہوئے فریاد کی تو دوسری طرف ڈاکٹر اقبال مرحوم نے اس حقیقت کا یوں اظہار کیا ہے ؎

دیکھ اسے نوح کی کشتی کے بچانیوالے
آیا گرداب حوادث میں سفینہ اپنا
اس مصیبت میں اگر تو بھی ہماری نہ سُنے
اور ہم کس سے کہیں جا کے فسانہ اپنا
ہاں برس ابر کرم دیر نہیں یہ اچھی
کہ نہ ہونے کے برابر ہوا ہونا اپنا
زندگی تجھ سے ہے اے فخرِ براہیم اپنی
کر دعا حق سے کہ مشکل ہوا جینا اپنا

پھر فریاد کرتے ہیں :۔

قوم کو جس سے شفا ہو وہ دوا کونسی ہے
یہ چمن جس سے ہرا ہو وہ صبا کونسی ہے
اپنی کھیتی ہے اُجڑ جانے کو اے ابرِ کرم
تجھ کو جو کھینچ کے لائے وہ ہوا کونسی ہے

جناب احمد حسن خان صاحب بی۔ اے۔ آر۔ اے۔ ایس نے انجمن حمایت اسلام کے ایک سالانہ جلسہ پر ایک مرثیہ پڑھا جس کے دو آخری شعر یہ ہیں ؎

حالت یاس ہے اور کوئی سہارا ہی نہیں
ناؤ دریا میں ہے اور دریا کا کنارا ہی نہیں
ظاہرا دردِ دلِ زار کا چارہ ہی نہیں
دم بخود بیٹھے ہیں اور کہنے کا یارا ہی نہیں

ایک شیعہ فاضل شیعہ کانفرنس علی گڑھ میں یہ نوحہ خوانی کرتے ہیں :۔

نزع کا وقت ہے اسلام ہے دم توڑ رہا ہے
دوش پہ حفظ الٰہی کی سپر ہے کہ نہیں
ہلچل اسلام کی دنیا کے ہر اک گوشہ میں
ہر دلِ خیر طلب زیر و زبر ہے کہ نہیں

العزض ملّتِ اسلامیہ کے بہی خواہاں نے اس خطرہ کو پورے طور پر محسوس کر لیا جو اسلام پر آیا اور اس آنے والے خطرہ کی تاب مقابلہ نہ پاتے ہوئے واویلا اور فریاد شروع کی، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ تھا کہ اسلام پر جب کبھی خوف کا زمانہ آئیگا تو وہ اسے دُور کر کے امن قائم کرنے کے لئے خلیفہ بھیجے گا جن کے ذریعہ وہ خوف دُور ہو کر اسلام از سر نو مضبوط ہو جائیگا اس زمانہ خوف میں کسی روحانی خلیفہ یا مجدد کی ضرورت تھی یا نہیں؟ جب اُمم سابقہ میں ہمیشہ ایسے پُرخطر زمانہ میں وہ اپنے مامور بھیجتا رہا تو آج سب سے زیادہ خطرناک زمانہ میں کسی مصلح کو آنا چاہیئے تھا یا نہیں؟

مصلح کی آمد کے لئے وقت کی پکار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

" نہ صرف یہ کہ میں اس زمانہ کے لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہوں بلکہ خود زمانہ نے مجھے بلایا ہے"

یہ اسی معیار کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ جب دنیا سے حق پرستی مٹ جاتی ہے اور لوگ ضلالت میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو زمانہ تقاضا کرتا ہے کہ ؎

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

چنانچہ جب یہ زمانۂ خوف آیا تو زمانہ نے اہلِ زمانہ کے ذریعہ یہ پکار شروع کی - مولانا شبلی مرحوم کی زبانی زمانہ کی پکار :۔

" عباسیوں کے زمانہ میں اسلام کو جس خطرہ کا سامنا ہوا تھا آج اس سے کچھ بڑھ کر اندیشہ ہے، مغربی علوم گھر گھر پھیل گئے اور آزادی کا یہ عالم ہے کہ پہلے زمانہ میں حق اس قدر سہل نہ تھا جتنا آج ناحق کہنا آسان ہے مذہبی خیالات میں عموماً بھونچال سا آگیا ہے نئے تعلیمیافتہ بالکل مرعوب ہو گئے ہیں قدیم علماء اگر عزلت کے دریچہ سے کبھی سر نکالتے ہیں تو مذہب کا اُفق غبار آلود نظر آتا ہے ہر طرف سے صدائیں آرہی ہیں کہ پھر ایک نئے علم کلام کی ضرورت ہے اس ضرورت کو سب نے تسلیم کر لیا ہے لیکن اصول کی نسبت اختلاف ہے جدید تعلیم یافتہ گروہ کہتا ہے کہ نیا علم کلام بالکل نئے اصول پر قائم کرنا ہوگا کیونکہ پہلے زمانہ میں جس قسم کے اعتراضات اسلام پر کئے جاتے تھے آج انکی نوعیت بالکل بدل گئی ہے پہلے زمانہ میں یونان کے فلسفہ کا مقابلہ تھا جو صرف قیاسات اور مظنونات پر قائم تھا آج بدیہات اور تجربہ کا سامنا ہے اس لئے اس کے مقابلہ میں محض قیاسات عقلی اور احتمال آفرینیوں سے کام نہیں چل سکتا ۔"

(علم الکلام حصہ اول صـ۳ و ۴)

مولانا ابوالکلام آزاد اس طرح زمانہ کی ترجمانی فرماتے ہیں :۔

یہ حکایتیں اُن عہدوں کی تھیں جو موجودہ زمانہ کے مقابل میں گویا عہدِ اقبال تھے موجودہ وقت اور اس کی تاریکیوں کو دیکھو اور پھر ہر طرف روشنی اور روشنی دکھلانے والوں کی نایابی پر ماتم کرو، خدمتگاروں کی پکار اور مزدوری کی ڈھونڈ ہے مگر مزدور کہیں نہیں ملتے آج ایک مٹی کے لوکرے اور گری ہوئی دیوار پر ایک اینٹ رکھ دینے کے معاوضہ میں اشرفیوں اور ہیروں کی قیمت مل رہی ہے کیونکہ کام کرنے والے جتنے کم ہونگے اتنی ہی کام کی مزدوری بھی بڑھ جائیگی خزانہ سعادت لٹنے کے لئے کھل چکا اور شرف و مراتب کا دروازہ ہر رہرو کے لئے باز، کون ہے جو اس خزانہ کو لوٹتا اور اس دولتِ کامرانی سے مالامال ہوتا ہے جس کے لئے نہیں معلوم اچھے وقتوں میں کیسے کیسے اربابِ طلب بیقراریوں کے آنسو بہا چکے ہیں اور آرزوؤں سے بھری ہوئی دعائیں مانگ چکے ہیں، "مقام عزیمت و دعوت"، احیاء و تجدید امت" جو کچھ بلا قصد زبان پر آگیا لیکن زیادہ تر یہ خیال باعث ہوا کہ شاید ان حالات اور وقائع کا مطالعہ اصحابِ اصلاح و استعداد کے لئے کچھ سودمند عمل ہو کسی کے قلبِ بصیرۃ اور دیدۂ اعتبار کو ان مجددینِ ملت اور مصلحین کے اتباع و تشبہ کی توفیق ملے شاید کوئی مرد کار اور صاحبِ عزم وقت کی پکار پر لبیک کہے اور زمانہ کی طلب جستجو کا سراغ بنے آج اگر کام ہے تو یہی کام ہے اور ڈھونڈ ہے تو صرف اسی کی"

(تذکرہ صفحہ ۲۵۰-۲۵۱)

اس پر بس نہیں بلکہ زمانہ نہایت بیتابی سے یہ پکار رہا تھا کہ :۔

" خدارا ایسی بے بسی اور نازک حالت میں اپنے نام لیواؤں پر رحم کرتے ہوئے امام آخرالزمان کو جلدی بھیجئے تاکہ ضعیف الایمان اُمت کے ایمان اور ایقان میں پھر بالیدگی کی روح پیدا ہو اور ضلالت کا فقدان ہو یا رسول اللہ رب علل و اسباب کا ظاہری سہارا جاتا رہا قویٰ بیکار ہو گئے ہمتیں پست ہو گئیں خونخوارانِ تثلیث نے ان کو قعرِ مذلت میں اس طرح دھکیل دیا کہ اب پھر ابھرنے کی صورت نظر نہیں آتی اے نبی اللہ یہ بتایئے کہ شکستہ دل اور زخموں سے چور امت اپنے درد کی دوا کہاں پائیگی اور کیونکر امام موعود علیہ السلام کے ظہور میں اپنی فریاد لے جائیگی اب دل سے زخم کی ٹیک اور سوزش قابلِ اظہار ہے ۔"

(خونِ مومن صـ۲۵)

ایک اور مولانا نے زمانہ کی پکار کی یوں ترجمانی کی ہے :۔

" مرکزیت ہی سب سے بڑی نعمت ہے اور اسی کے فقدان نے فرزندان توحید کو تباہ و برباد کر رکھا ہے - بجلی اپنے مرکز سے تمام شہر کو بقعۂ نور بنا دیتی ہے اگر مسلمانوں میں بھی کوئی مرکزی اقتدار و شان رکھنے والا رہنما پیدا ہو جائے جس کی آواز پر لوگ لبیک کہیں، اور دیوانہ وار اس کی طرف دوڑنے لگیں تو سمجھ لیجئے .... ہمارے نوّے فیصدی مصائب کا اسی دن خاتمہ ہو جائے"

(اخبار وطن ۶ر جولائی ۱۸۹۸ء)

اس وقت مسلمانوں پر غیر مذاہب کے اعتراضات کا اس قدر رعب طاری ہو چکا تھا کہ وہ یقین کر چکے تھے کہ ان حملوں کا صحیح دفاع کسی آسمانی مصلح کے ذریعے ہی ہو سکتا ہے، اسی واسطے اس زمانہ کے زعماء جہاں ایک طرف اسلام اور مسلمانوں کی بیکسی پر نوحہ خوانی کرتے ہیں وہاں ساتھ ساتھ وہ امام الزمان کے ظہور کے لئے بھی فریاد کرتے چلے جاتے ہیں جیسا کہ اس پکار سے ثابت ہے :۔

یا صاحب الزمان بظہورت شتاب کن
عالم ز دست رفت تو پا در رکاب کن
ظلمت گرفتہ عالم و تو چوں نشستہ
ایں عرصہ را بہ نور خودت آفتاب کن
از کفر و ظلم و جور و ستم شد جہاں خراب
رایات کفر را تو بہ گردوں طناب کن
یزداں ترا ذخیرہ نمودہ براسئے گئے
برخیزد عالم تو پر از انقلاب کن

روئے زمین زکفر و ضلالت تو پاک کن
اسلام را دوبارہ تو خود کامیاب کن
اسلام شد خراب و نگہ دار او توئی
تو دولت الاجابت خود انتخاب کن
یا خاتم الائمہ بفریاد ما برس
بہر خدا و حلد کہ وقت صواب کن
یا رب دعائے خستہ ولا مستجاب باد
یا صاحب الزمان بظہورت شتاب کن

ایک طرف اسلام کی خستہ حالی پر مرثیہ خوانی اور دوسری طرف مخالفین اسلام کے ناپاک حملوں کی تاب نہ لاکر درد دل رکھنے والے لیڈروں کی امام وقت اور مجدد زمانہ کے ظہور کے لئے آہ و زاری کو ملاحظہ کیجئے اور پھر حضرت اقدسؑ کے ان الفاظ کو پڑھیئے کہ

"نہ صرف یہ کہ میں اس زمانہ کے لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہوں بلکہ خود زمانہ نے مجھے بلایا ہے"

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار

غرضیکہ اس زمانہ کے علماء کرام کی اس آہ و زاری اور لیڈر صاحبان کے اس شور و پکار سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ تیرھویں صدی مسلمانوں کے لئے انتہائی خوف کا زمانہ تھا اس وقت بقول اسکے اسلام نزع کی حالت میں دم توڑ رہا تھا، اس وقت کفر و ظلم جور و ستم ضلالت و گمراہی کا دور دورہ تھا اسلام پر یہ زمانہ خوف اس امر کا مقتضی تھا کہ اللہ تعالے اپنے وعدہ لیستخلفنھم فی الارض کے موجب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ کے مطابق کسی مرد خدا کو مبعوث فرماتے جو "تجدید دین" اور "احیائے امت" کی خدمات سرانجام دے کر ولیمکنن لھم دینھم کے وعدہ کے موافق دین کو مضبوط کر کے مسلمانوں کے اندر پیدا شدہ خوف کو امن سے تبدیل کرتے اگر ایسے پُرخطر زمانہ میں بھی اللہ تعالے کی طرف سے کوئی مصلح نہ آتے تو اس سے اللہ تعالے پر تخلف وعدہ کا الزام آتا ہے (نعوذ باللہ من ذالک)

آنے والا زمانہ کی پکار اور سنت اللہ کے موجب عین وقت پر آیا

اس وقت جبکہ مسلمان باد مخالف سے سراسیمہ ہو رہے، اس وقت جبکہ "قدیم علماء عزلت کے دریچہ میں دبکے پڑے تھے، اس وقت جبکہ مذہب کا "افق غبار آلود نظر آرہا تھا" اس وقت جبکہ بقول مولانا آزاد اسلام کی دیوار گر رہی تھی اور چاروں طرف اس کے بنانے کے لئے مزدور کی تلاش ہو رہی تھی اس وقت جبکہ اسلام کے متعلق اس کے لیڈر یہ کہہ رہے تھے کہ اس کی نزع کی حالت ہے اور وہ دم توڑ رہا ہے اس وقت جبکہ ملت کے بہی خواہ اسلام کے نام کے بھی مٹ جانے کے خطرہ کا اظہار کر رہے تھے اس وقت اللہ تعالے نے زمانہ کی پکار کو سنا اور اپنے ایک بندہ کو گری ہوئی دیوار کے بنانے کے لئے مزدوری کا کام سپرد کر کے بھیجا جس نے اس یاس و ناامیدی کے زمانہ میں آکر یہ اعلان کیا کہ ؎

منہ کو اپنے کیوں بگاڑا ناامیدوں کی طرح
فیض کے در کھل رہے ہیں اپنے دامن کو پسار

اسوقت جبکہ مسلمان ظلمت اور اندھیرے میں ٹامک ٹوئیے کھاتے اور روشنی کی تلاش میں سرگرداں تھے، اس خدا کے بندہ نے آکر یہ اعلان کیا کہ ؎

قوم کے لوگوں ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادی ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

اس اسلام کے مزدور نے نہ صرف گری ہوئی دیوار بنائی بلکہ ولیمکنن لھم دینھم کے وعدہ کے اسکو پشتہ لگا کر یہ کہہ دیا کہ ؎

پشتئی دیوار دیں اور مامن اسلام ہوں
نارسا ہے دست دشمن تا بفرق ایں جدار
صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

(باقی)

اسلام جرمنی میں — بسلسلہ صفحہ اوّل

۱۱ر دسمبر بروز منگل - ڈاکٹر ہافمین (Dr. HOFFMANN) تشریف لائے۔ تعارف کے بعد انہوں نے امام صاحب سے تبادلہ خیالات کیا۔ موصوف اسلامی فنِ تعمیر میں گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں انہوں نے مختلف مقامات پر لیکچر دیئے ہیں جہاں انہوں نے مختلف علاقوں کی سیاحت کے دوران میں فلمائی ہوئی تصاویر بھی دکھائیں۔

۱۲ر دسمبر - جمعۃ المبارک - جناب امام صاحب نے سورت الصفات پر خطبہ دیا، حسب معمول سرشام اجتماع بھی ہوا۔

۱۳ر دسمبر بروز ہفتہ - ایک ایرانی نوعمر لڑکے کا مقامی ہسپتال میں انتقال ہو گیا۔ نماز جنازہ مسجد میں ادا کی گئی۔ اور ترکی قبرستان میں دفن کیا گیا۔

۱۶ر دسمبر بروز منگل مسز آمینہ موسلر کی معیت میں جناب امام صاحب نے ایرانی شہزادی کیڈجا (KADJA) کی دعوت چائے میں شرکت کی۔

۱۷ر دسمبر بروز بدھ - حسب معمول شام کو سوشل اجتماع ہوا۔

۱۹ر دسمبر جمعۃ المبارک - امام صاحب نے سورۃ البقر پر خطبہ دیا۔

۲۰ر دسمبر بروز ہفتہ :- مس کیمت ریڈمان MISS KARIN RIEDEMANN حلقہ بگوش اسلام ہوئیں اور انجنیر دبیل عباس سلیمی نعمان ایلیڈسی سے شادی کی رسم ادا ہوئی۔

۲۶ر دسمبر جمعۃ المبارک - امام صاحب نے سورۃ البقر پر خطبہ دیا۔

۲۷ر دسمبر بروز ہفتہ :- پروگرام کے مطابق برلن کی تقریباً چالیس خواتین و افراد نے مسجد کی زیارت کی - امام صاحب نے انہیں مذہب اسلام سے متعارف کرایا اس اسلامی عقیدہ پر انہوں نے گہری دلچسپی کا اظہار کیا کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو اب بھی مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشتا ہے اور یہ کہ زمانہ کے بدلتے ہوئے حالات میں بھی اسلام ہمیشہ ماڈرن (جدید) رہے گا۔

جماعت کے احباب کی توجہ کیلئے

مجلس عمل نے حال ہی میں جماعتوں کے دوروں کے لئے ایک مبسوط پروگرام مرتب کیا ہے۔ جماعت کے سیکرٹری صاحبان کو اس کے متعلق صدر دفتر سے اطلاعات بھیجدی گئی ہیں تمام احباب سے التماس ہے کہ وہ انفرادی طور پر ان تنظیمی دوروں کو کامیاب بنائیں اور باہم مل کر تحریک احمدیت کے عظیم مقصد تبلیغ اسلام کے کام کی توسیع اور استحکام میں معاونت فرمائیں۔

تبلیغی دوروں کے لئے ذیل کے حلقہ جات بنائے گئے ہیں :-

حلقہ نمبر ۱

ضلع گجرات، ضلع راولپنڈی، ضلع پشاور، ضلع مردان، ضلع ہزارہ، ضلع سرگودھا، ان علاقوں کا دورہ مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع اور مولوی شبیر محمد صاحب کریں گے۔

حلقہ نمبر ۲

اوکاڑہ، چک ۲، چک ...، چک ۵۶ کرماں والہ، ضلع ملتان و بہاولپور، ضلع مظفر گڑھ، ضلع ڈیرہ غازی خان، ضلع جھنگ و لائل پور، ان علاقوں کا دورہ مولانا شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی اور مولوی محمد علی صاحب کریں گے۔

حلقہ نمبر ۳

ضلع گوجرانوالہ، ضلع سیالکوٹ، ضلع شیخوپورہ ان علاقوں کا دورہ مولوی فضل الرحمان صاحب قمر کریں گے۔

(ملک عزیز احمد - سیکرٹری)

درخواست دعا

عطاء الرحمٰن صاحب جو ہمارے مشرقی پاکستان کے مشن کے صدر ہیں ڈھاکہ سے لکھتے ہیں کہ انکی لڑکی سخت بیمار ہے احباب جماعت سے درخواست ہے کہ انکی لڑکی کے لئے درد دل سے دعا کریں۔

خطبۂ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۲)

دوسروں کا پیٹ کاٹتا، رشوت اور چوری کا ارتکاب کرتا قتل وغارت کا مرتکب ہوتا ہے اور یہ سب قبیح حرکات دنیا کی محبت کی وجہ سے معرض وجود میں آتی ہیں، سرکشی اور دنیا سے محبت دونوں لازم ملزوم ہیں۔ لیکن ایسے سرکش اور دنیا دار شخص کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ان الجحیم ھی الماویٰ" کہ اس کا ٹھکانا جہنم ہے، دنیا داروں کے دل بھی دوزخ کی مثال ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کے دلوں میں حرص وہوا کی آگ جلتی رہتی ہے۔ ان کے دل ہر وقت دنیا کی فکر میں ڈوبے رہتے ہیں اور ھل من مزید کا نعرہ لگاتے رہتے ہیں۔

جنتی انسان

لیکن اس کے مقابل یہ فرمایا و اما من خاف مقام ربہ ..... فان الجنۃ ھی الماویٰ وہ شخص جو خدا کے مقام سے ڈرتا ہے۔ اور اس کا ایمان ہے کہ خدا سمیع وبصیر اور علیم وخبیر ہے۔ اور دل کے رازوں سے واقف ہے ایسا شخص کسی صورت میں بھی خدا سے بغاوت اور سرکشی نہیں کر سکتا ہے مقام خدا ہر وقت اس کے سامنے رہتا ہے۔ پیغام خدا پر ہر آن عمل کرتا ہے، اس لئے وہ سرکشی کے نزدیک نہیں جا سکتا۔

خدا کے مقام سے ڈرنے کا نتیجہ

اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دنیاوی آلائشوں سے پاک رہتا ہے، نفسانی خواہشات سے رکتا ہے۔ اگر ہم زبانی دعوے کریں کہ ہم خدا سے ڈرتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود نفس کے بندے ہوں اور خواہشات کے مطیع ہوں اس کا واضح مطلب یہی ہوگا کہ ہم عملاً خدا کے مقام سے نہیں ڈرتے اسی طرح اگر ایک شخص نماز تو پڑھتا ہے لیکن فواحش اور منکر سے پرہیز نہیں کرتا، وہ فی الحقیقت نماز ادا نہیں کرتا۔

نماز کی تعریف اور اس کی حقیقت

نماز کی تعریف یہ ہے۔ کہ ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر..... کہ نماز افعال ناپسندیدہ سے روکتی ہے۔ اُن کی نماز صرف دکھاوے کی نماز ہوگی، خدا کی رضا چاہنے کی نماز نہ ہوگی

حضور نبی کریم کی دنیا سے بیزاری

صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم ہر وقت اس فکر میں رہتے تھے کہ دُنیا ان پر غالب نہ آجائے۔ ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنے رفقا میں تشریف فرما تھے، انہیں پیاس لگی اور پانی طلب کیا۔ آپ کو شہد کا شربت پیش کیا گیا۔ آپ نے منہ کو لگایا اور فوراً الگ کر دیا اور رونے لگے۔ ارد گرد کے لوگوں پر بھی رقت طاری ہوگئی، اور انہوں نے بھی رونا شروع کر دیا، لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے دریافت کیا کہ حضرتؓ آخر آپ روتے کیوں ہیں، فرمایا کہ ایک دفعہ حضور نبی کریم کو میں نے دیکھا کہ بیٹھے ہیں اور کسی چیز کو دھکیل رہے ہیں حالانکہ وہاں کوئی چیز موجود نہ تھی۔ ہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کس کو دھکیل رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ دنیا میرے سامنے متمثل ہو کر آ رہی ہے اور میں اسکو کہتا ہوں کہ تو مجھ سے دُور ہو جا۔ دنیا نے کہا کہ آپ تو مجھ سے بچ جائیں گے لیکن آپ کے بعد آنے والے مجھ سے بچ نہ سکیں گے لہذا مجھے فکر پیدا ہوئی کہ دنیا مجھ سے نہ چمٹ جائے

صحابہ کرام کا طرز عمل

دیکھئے یہ پاک انفاس جو محمد رسول اللہ صلعم سے تربیت یافتہ تھے۔ اپنے نفسوں پر کس قدر جبر کرتے تھے اور اس کے دھوکے سے بچتے میں ان کی نظر کس قدر باریک تھی۔

موجودہ مسلمانوں کی اخلاقی حالت

مخبر صادق کو آیندہ مسلمانوں کا یہ کشفی نظارہ دکھایا گیا، لیکن افسوس ہے کہ باوجود انتباہ کے دنیا تو اُن سے کیا چمٹتی یہ دنیا سے چمٹ گئے۔ اور آج ہمارے ملک میں بد اخلاقی، بد دیانتی، سمگلنگ، رشوت خوری، ڈاکہ زنی اور فسق وفجور اس کا ہی نتیجہ ہیں۔

دنیاوی خواہشات انسان کو خدا سے دُور کر دیتی ہیں

کہدینا آسان ہے لیکن عمل کرنا بڑا مشکل ہے نفسانی لذات اور دنیاوی خواہشات انسان کو خدا اور مقصدِ حیات سے دُور کر دیتی ہیں۔

جنتی اور جہنمی لوگ

ان آیات کریمہ میں دو شخصوں کی کیفیتوں کا حال بیان کیا گیا ہے، کہ جو شخص خواہشات کا تابع ہے اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتا ہے، وہ اس دنیا میں بھی جہنم میں ہے اور آخرت میں بھی جہنم میں ہوگا۔ اور جو شخص مقام ربّ سے ڈرتا ہے اور اس کے فرمان اور احکاموں کی بجا آوری کرتا ہے۔ اس کے لئے یہ دنیا بھی جنت ہے اور آخرت میں بھی اس کا ٹھکانا جنت ہوگا۔

امام وقت کی تلقین اپنی قوم کو

میں سمجھتا ہوں کہ امام وقت نے بھی ہمیں خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھویٰ کی طرف متوجہ کیا ہے، اس کو دوسرے لفظوں میں یوں ادا کیا ہے کہ میں تقوےٰ کی باریک راہوں پر قدم ماروں گا۔ اور دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ خاف مقام ربہ تقوےٰ ہے اور نھی النفس عن الھویٰ دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے۔ آپ نے کبھی اپنی جماعت کو ایسی بات نہیں کہی جو قرآن اور سنت کے خلاف ہو، یہ زمانہ بڑا پُر آشوب ہے، فیشن پرستی کے اس دَور میں بڑی بڑی آسائش کے سامان پیدا ہو گئے ہیں اور خواہ مخواہ لوگ اس کی طرف کھچے چلے جا رہے ہیں۔ ذرائع کم ہونے کے باعث ناجائز ذرائع سے اپنی خواہشات کی تکمیل کرتے ہیں، ان حالات میں ہمیں ہوشیار رہنا چاہیئے کہ ہم نفس کے دھوکہ میں نہ آجائیں کیونکہ نفس ہی خناس ہے جو مختلف وساوس ڈالتا رہتا ہے، لہذا ہمیں ہر وقت اپنا محاسبہ کرنا چاہیئے۔ اور باوجود اس کے کہ کوئی چیز جائز بھی ہو اس کو خدا کی رضا کے لئے قربان کر دینا چاہیئے۔

صحابہ کرام اپنی ضروریات اور خواہشات پر خدا کو مقدم کرتے تھے

حضرت معاذ بن جبلؓ ایک مخیر انسان تھے۔ مہمان نوازی اور غربا کی امداد ان کا شیوہ تھا اس غرض کے لئے اگر پاس نہ ہوتا تو قرض اُٹھا لیتے تھے نوبت با ایں جا رسید کہ جائداد ختم ہوگئی اور قرضخواہوں کے تقاضے شروع ہوگئے۔ رحمۃ اللعالمین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی حالت بیان کی، حضورؐ نے ان کو یمن کا گورنر مقرر کر دیا۔ وہاں انہوں نے اپنے اثاثہ سے تجارت کی اور آسودہ حال ہوگئے، حضورؐ کی وفات کے بعد جب مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابوبکر رضؓ نے انکو فالتو مال کو بیت المال میں داخل کرنے کا مشورہ دیا، اس پر حضرت معاذؓ نے کہا کہ رسول کریم صلعم نے میری حالت سدھارنے کے لئے مجھے یمن کا گورنر مقرر کیا تھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ انسان تھے جو رسولِ اکرم صلعم کے ہر قول وفعل کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں اور اس کی تکمیل کو اپنا فرض سمجھتے تھے۔ خاموش ہوگئے حضرت عمر رضؓ نے بھی انہیں یہ مشورہ دیا لیکن ان کو بھی حضرت معاذؓ نے یہی بات کہی جو حضرت ابوبکرؓ کو کہی تھی۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد آپ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ میں بیت المال کا مال جمع کرنے کی غرض سے آیا ہوں۔ آپ نے پہلے مجھے بہتر رائے دی تھی کیا لوگ تھے جو اپنی خواہشات اور ضروریات پر خدا کو مقدم کر لیتے اور نیک مشورے کو قبول کر لیتے اور جہادِ کبیر میں ہر وقت مصروف رہتے۔

ہماری آزمائش اور ہمارا کام

میں نے بارہا عرض کی ہے کہ ہمارا کام بڑا ہی مشکل ہے۔ اس کی تکمیل کے لئے بڑے صبر اور جہاد کی ضرورت ہے جس دعوے کو ہم لیکر اُٹھے ہیں اسی میں ہماری آزمائش ہے۔ . . . .

. . . . . . چاہیئے کہ ہمارے اقوال اور افعال میں مطابقت ہو اور ہمارے اعمال میں حقیقت اور خلوص کی جھلک نظر آئے قرآن کا یہ کمال ہے کہ یہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بڑی بڑی تعلیمات پیش کر دیتا ہے، دریا کو کوزے میں بند کر دیتا ہے قرآن ایک جامع کتاب ہے۔

قرآن کو اپنی زندگی کا لائحہ عمل بنانا چاہیئے

ہمیں چاہیئے کہ اس کو اپنے سینوں میں جگہ دیں اور اپنی زندگی کا لائحہ عمل بنائیں، خدا کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں اور اس کے مقام سے خوف کھائیں اپنے نفس سے بچیں کیونکہ اگر انسان خدا خوفی سے اپنی زندگی بسر کرے تو اس کے لئے اس دنیا میں بھی جنت ہے اور آخرت میں بھی جنت ہے۔ اللہ ہمیں توفیق دے۔

(مرتبہ بشیر ساماڑی)

؎ آیات تلاوت کردہ میں من طغیٰ کے مقابل خاف مقام ربہ اور اٰثر الحیوٰۃ الدنیا کے مقابل نھی النفس عن الھویٰ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ طغیان خدا کے مقام سے نہ ڈرنے سے پیدا ہوتا ہے اور دنیا کو مقدم کرنا خواہشات نفس پر قدغن نہ لگانے کا نتیجہ ہوتا ہے۔

بچوں کا صفحہ ——— مرتضیٰ خان حسن

ماں بیٹی کی چھوٹی مجلس

(بسلسلہ اشاعت گزشتہ)

ماں:۔ میرا اصل مقصد تو یہ ہے کہ لڑکیاں اپنے دین سے لگاؤ پیدا کریں۔ اگر اس کے ساتھ ہی ان کو تقریر کرنا بھی آ جائے تو اور بھی اچھا ہے۔ میں دیکھتی ہوں کہ روز بروز لڑکوں اور لڑکیوں کو مذہب سے اجنبیت ہو رہی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری نئی نسل کے اخلاق بگڑ رہے ہیں۔ یہ مذہب ہی ہے جو اعلےٰ اخلاق سکھاتا ہے۔ مذہب کے بغیر انسان اعلیٰ اخلاق نہیں سیکھ سکتا۔ میں قیصرہ کو حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق کے متعلق بتا رہی تھی۔ میں نے خیال کیا کہ دوسری لڑکیوں کے لئے بھی ایسا انتظام کیا جائے کہ وہ خود سیرت کی کتابیں پڑھیں اور ان کو پڑھ کر خود مضمون لکھیں۔ اس طرح سے ان کو حضرت نبی کریمؐ کے حالات اور اخلاق کا علم ہوگا۔ اور لازماً اس کا اثر ان کی طبائع پر پڑے گا اور ان کی اخلاقی حالت سنورتی جائے گی۔"

نعیمہ:۔ بے شک یہ بہت اچھی تجویز ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کے مطالعہ کرنے، اُن پر مضمون لکھنے یا تقریر کرنے سے فی الواقعہ لڑکیوں کے اخلاق پر خوشگوار اثر پڑے گا آج کل اخلاق کے متعلق عام شکایت ہے۔ سکولوں اور کالجوں میں دوسری تعلیم تو دی جاتی ہے مگر تہذیب و اخلاق کی طرف کماحقہ، توجہ نہیں دی جاتی۔ اس بارہ میں ہمارے نبی کریم صلعم کی پاک سیرت ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے ابا جی ہمیں بار بار بتایا کرتے تھے کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ہمارے نبی کریم صلعم ہمارے لئے بہترین نمونہ ہیں"

امید ہے کہ لڑکیوں کی جو مجلس قائم کی جا رہی ہے۔ وہ اس باب میں بہت مفید ثابت ہوگی۔

ماں:۔ خدا ایسا ہی کرے۔ یہ لڑکیاں کل کی مائیں .... ہیں۔ اگر اُن کے اعلےٰ اخلاق ہوں گے تو اُن کی اولاد پر بھی .... اثر پڑے گا۔ اگر ماں کے ہی اخلاق خراب ہوں گے۔ تو پھر اولاد کے اخلاق کا خدا ہی حافظ ہے۔ ماں باپ شروع سے لڑکیوں کے اخلاق کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ جب وہ بڑی ہو کر گستاخ یا آزاد خیال ہو جاتی ہیں تو پھر رونے بیٹھ جاتے ہیں، اور کہتے ہیں زمانہ ہی خراب آ گیا ہے۔ اُن کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ ان کی اپنی ہی غفلت کا نتیجہ ہے۔ اگر شروع سے ہی انکو اخلاق کی تعلیم دیں۔ حضرت نبی کریم صلعم کے حالات سے ان کو آگاہ کریں۔ اسلام میں جو بڑی بڑی نامور اور نیک خواتین گذری ہیں اُن کے حالات اُن کو بتائیں۔ اور اپنا نمونہ بھی اعلےٰ پیش کریں تو ممکن نہیں کہ ہماری نئی نسل اعلےٰ اخلاق کی مالک نہ ہو۔ یہ ہمارا اپنا قصور ہے کہ ہم اولاد کی صحیح تربیت نہیں کرتے۔ ہمارے گھروں میں نماز نہیں پڑھی جاتی۔ لڑکیاں نماز کی پابند کس طرح ہوں ہمارے گھروں میں قرآن مجید نہیں پڑھا جاتا، لڑکیاں قرآن کس طرح پڑھیں۔ ہمارے گھروں میں حضرت نبی کریمؐ کی سیرت کا ذکر نہیں کیا جاتا اور آنحضور کے اخلاق و حالات سے ہم اپنے بچوں کو آگاہ نہیں کرتے تو پھر اُن میں اعلےٰ اخلاق کہاں سے پیدا ہوں، ہر گھر میں یہ رونا اور چیخنا ہے کہ لڑکے گستاخ ہیں۔ لڑکیاں گستاخ ہیں۔ لڑکے نافرمان ہیں، لڑکیاں خود سر ہیں۔ ان خرابیوں کا باعث کیا ہے۔ ہماری اپنی غفلت۔ ہماری اپنی دین سے بے رغبتی، اور نبی کریم صلعم کے اُسوۂ حسنہ سے لاپرواہی۔"

قدسیہ:۔ "آپ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ حرف بحرف صحیح ہے۔ اس لحاظ سے ہم سب بہن بھائی بہت خوش نصیب ہیں۔ ہمیں آپ نے شروع سے ہی دینی تعلیم دی۔ اخلاقی تعلیم دی۔ اب بھی ابا جان رشید کو دوسرے تیسرے دن دینی تعلیم دیتے رہتے ہیں۔ اور آپ بھی عزیزہ قیصرہ کو حضرت نبی کریمؐ کے حالات بتاتے رہتے ہیں۔ مجھے اور بڑے بھائی سعید کو جو دینی واقفیت ہے وہ سب آپ کی اور ابا جی کی مہربانی ہے۔ اور ہماری دادی جان الگ وعظ و نصیحت کرتی رہتی ہیں اور نماز کا شوق دلاتی رہتی ہیں۔ اگر ایسے والدین سب کے ہوں تو کوئی بچہ بے دین نہ رہے۔

اب جو آپ نے تقریر فرمائی ہے اس سے بھی میرے دل پر بہت اثر ہوا ہے۔ اور میں نے دل ہی دل میں عہد کر لیا ہے کہ میں ہمیشہ حضرت نبی کریمؐ کی سیرت کا مطالعہ کرتی رہوں گی۔ اور اس پر عمل پیرا ہونے کی بھی کوشش کروں گی۔

ہاں امی جان! کل شام کے وقت آپ جو آہستہ آہستہ ایک نعت پڑھ رہے تھے۔ وہ ذرا پھر سنا دیں۔ بڑے ہی پیارے لفظ تھے اس کے۔ بلکہ میں چاہتی ہوں کہ اسکو لکھ لوں اور اس کو زبانی یاد کر لوں۔

ماں:۔ "کونسی نعت؟"

قدسیہ:۔ "وہی فارسی کی نعت"

ماں:۔ ایک تو فارسی کی نعت یہ ہے ؎

اے رخ زیبایت تصویر دعا ہائے خلیل
اے قد بالات سروِ جوئبارِ اسمٰعیل

قدسیہ:۔ "نہیں امی جان! یہ نہیں امی جان! یہ نہیں وہ جس میں ہاشمی مطلبی آتا ہے"

ماں:۔ ہاں وہ قدسی کی نظم۔ وہ تمہیں اس لئے پسند ہے کہ تمہارے ہم نام شاعر کی نظم ہے۔ تم قدسیہ اور وہ قدسی۔ ایک ہی بات ہے۔"

قدسیہ:۔ "نہیں امی جان! یہ بات نہیں۔ وہ نظم بھی بڑی اعلیٰ ہے اور دل پر اثر کرنے والی ہے۔"

ماں:۔ "بے شک وہ نظم بڑی اعلےٰ اور اثر کرنے والی ہے قدسی کا سارا کلام ہی اعلےٰ اور اثر پیدا کرنیوالا ہے۔ اس کی ایک چھوٹی سی غزل ہے ؎

دامانِ نگہ تنگ گلِ حسنِ تو بسیار
گلچینِ بہارِ تو ز داماں گلہ دارد

ضروری نوٹ

مولانا دوست محمدؐ صاحب ایڈیٹر پیغامِ صلح بدستور رخصت پر ہیں اس لئے موجودہ شمارہ بھی اُن کی غیر حاضری میں پیشِ خدمت ہے۔

(بشیر ساماٹوی)

اخبار احمدیہ

ـــــ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تبلیغی دوروں کے سلسلہ میں وزیرآباد اور سیالکوٹ تشریف لیگئے ہیں، اس دفعہ کا خطبہ جمعہ محترم ڈاکٹر غلام محمدؐ صاحب نے دیا

جماعت میں شمولیت

۲۷ر جنوری ۱۹۵۹ء کو ذیل کے ۷ر اصحاب نے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت کی خدا ان کو استقامت دے کہ وہ تبلیغ اسلام کے کام میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے سکیں ــ سید امین لوکو انسپکٹر

اور ان کے دو بھائی منظور حسین صاحب اور محمد انور شاہ صاحب فیض باغ۔ لاہور۔

ولادت سعید

خدا نے شیخ سراج الحق صاحب جھنگ گھیانہ کو پوتا عطا کیا ہے۔ اس خوشی میں انہوں نے مبلغ دو روپے مطلبہ اشاعت اسلام دیا ہے دعا ہے اللہ تعالےٰ نومولود کو عمر دراز عطا فرمائے اور خاندان کے لئے باعث رحمت و برکت ہو۔

آمین

پیغام صلح ۴ر فروری ۱۹۵۹ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ ۵

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمدؐ صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

اسلام کا نظریۂ تخلیق کائنات بڑا معقول ہے

ایک دہریہ اخبار کا اعتراف

مولانا محمد یعقوب خان صاحب امام مسجد ووکنگ کا تازہ مراسلہ

ووکنگ ۳۰ جنوری ۱۹۵۹ء

مکرمی ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح"

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

مصروفیت بہت رہی۔ اس لئے احباب کی اطلاع کے لئے کہ یہاں ہم لوگ کیا کر رہے ہیں کچھ نہ لکھ سکا۔

اسلامک ریویو باقاعدہ ہو گیا

سب سے مقدم چیز جو میرے یہاں پہنچنے پر توجہ چاہتی تھی وہ "اسلامک ریویو" کی گرتی ہوئی حالت کو سنبھالنا تھا۔ یہ رسالہ سالہا سال سے لیٹ نکل رہا ہے۔ اور باوجود اس کے کہ یہ بڑا مقبول ہے یہ نقص اس کی اشاعت میں حائل رہا۔ تین ماہ لیٹ ہو جاتا تو اس کے لئے زندگی اور موت کا سوال بن گیا تھا۔ اس لئے سب سے پہلے اس بیماری کا علاج ضروری تھا۔ احباب یہ معلوم کر کے خوش ہوں گے کہ اس ایک ماہ میں خدا کے فضل و کرم سے "اسلامک ریویو" کے لئے چار نمبر تیار ہو گئے ہیں۔ جنوری اور فروری کے نمبر تو چھپ چکے ہیں، اور مارچ کا مشین پر چڑھنے والا ہے، اور اپریل کا کمپوز ہونا شروع ہو گیا ہے۔ اور انشاء اللہ آئندہ ہر ماہ کا پرچہ اس سے ماقبل ماہ کے وسط تک خریداروں کے ہاتھ پہنچ جایا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس نوجوان کارکن اقبال احمد کو جزائے خیر دے، جس نے شبانہ روز محنت سے ہمیں اس قابل بنا دیا ہے کہ اس مقبول ترین رسالہ کے ماتھے سے یہ سیاہ ترین دھبہ دھو سکیں کہ یہ ہمیشہ لیٹ نکلتا ہے۔ احباب سے بھی درخواست ہے کہ اب جبکہ یہ وقت پر نکلنے لگا ہے اس کی اشاعت کی توسیع میں امداد فرمادیں اور اس جہاد میں شریک ہوں،

مشن کی مالی استحکام کی طرف توجہ

دوسرا فوری توجہ کا محتاج کام مشن کی مالی حالت کا استحکام تھا۔ ایک اپیل شائع کی گئی اور برادران اسلام کو توجہ دلائی گئی کہ یہ مشن اس ملک میں اسلام کی واحد آواز ہے اور ہر ایک کو جو اسلام کو ایک قصۂ پارینہ نہیں سمجھتا کوشش کرنی چاہیئے کہ یہ آواز کمزور نہ ہونے پائے۔ دلوں کا پھیرنا خدا کے ہاتھ میں ہے۔ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ مسلمانوں میں جہاد کا جذبہ اس قدر سرد پڑ گیا ہے کہ اسلاف سے کوئی نسبت ہی نہیں رہی جو جان بھی خدا کی راہ میں دے کر اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھتے تھے ـــــ ہماری جماعت کا تو مقصد ہی جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

سب سے اوّل اپیل پر لبیک کہنے والی بیگم عبداللہ تھیں ـــ ڈاکٹر عبداللہ مرحوم کتنے خوش قسمت انسان تھے جن کے ورثاء اُن کے باقیات الصالحات ہیں، نیکی اور خدا کے راستہ میں ایثار کی جو روایات وہ یہاں چھوڑ گئے ہیں، وہ اس مشن کا متاع عزیز ہیں۔ لوگ مولانا آفتاب الدین اور ڈاکٹر عبداللہ کو اب تک اُن کے اعلیٰ کردار کے لئے یاد کرتے ہیں۔ خدا نیکوں کی اولادوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا اور میرا دل اس قرآنی بشارت کو دیکھ کر مسرور ہوتا ہے، کہ ان ہر دو بزرگوں کی اولادوں کو خدا نے دین کے جذبہ سے کافی دیا ہے۔ اس ملک میں لوگ خدا اور رسول کو بھول جاتے ہیں، مگر ڈاکٹر صاحب مرحوم کی بیگم اور لڑکی باقاعدگی سے ابھی چندہ بھی بھیجتی ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ اُن کے لئے دعا بھی کریں۔ بیگم صاحبہ کے لئے خاص طور پر دعا کی ضرورت ہے ان کی صحت کچھ مدت سے اچھی نہیں ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ اس گھر کی آبادی کا پورا نصف حصہ ان کی وجہ سے ہے (کیا بلحاظ محنت اور مہمانداری کے اور کیا بلحاظ نیک نمونہ کے) تو آپ اسے مبالغہ نہ سمجھیں۔ اس کا ذکر بھی میں اس لئے کرتا ہوں کہ احباب کو دعا کی تحریک ہو جس کی انہیں ضرورت ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ بعض اطراف سے امداد آنی شروع ہوئی ہیں۔ اور ایک حرکت پیدا ہو گئی ہے۔ سب سے بڑھکر خوشی کی بات وہ سپرٹ ہے جو نوجوانوں میں پیدا ہوئی ہے۔ جو جمعہ کی نمازوں اور ہفتہ وار لیکچروں میں شامل ہونے آتے ہیں وہ ... چندہ دینے لگے ہیں، اپنے طور پر مشن کی مالی امداد کو منظم کرنے کا اظہار کر رہے ہیں، اور یہ بھی تحریک شروع

کردی ہے کہ اور نوجوانوں کو پکڑ کر نمازوں اور لیکچروں میں لائیں۔

ایک اور بہت اچھا کام جو قابل ذکر ہے وہ میری غیر حاضری ہی میں ہو گیا تھا۔ مشن کے مکان کے پچھلے دو بڑے کمرے تقریبات کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ ان دونوں کی حالت بہت خراب ہو گئی تھی۔ جب میں یہاں پہنچا، تو سب سے اوّل جس چیز پر میری نظر پڑی وہ ان دو کمروں کی رونق تھی نیا PAPERING (کاغذ دیواروں پہ چڑھانا) اور نیا روغن ہوا تھا۔ معلوم ہوا کہ دو اڑھائی ماہ سے ہمارے دو نوجوان اقبال احمد اور سیّد محمود حسین راتوں کو بھی دیر تک اپنے ہاتھ سے یہ کام کرتے رہے ہیں۔ یہاں مزدوری بہت مہنگی ہے اور اس پر بہت خرچ ہو جاتا۔۔۔۔ جس کا مشن متحمل نہ ہو سکتا تھا۔ ہماری قوم کو خوش ہونا چاہیئے یہ ہمارے نوجوانوں میں خدا کے فضل سے خدمت قومی کا اس قدر جذبہ ہے۔

سیّد محمود حسین کا ذکر آ گیا ہے، تو آن سے بھی احباب کا مزید تعارف کرا دوں۔ نوجوان ہمارے نہایت ہی محترم اور سراپا محبت و اخلاص دوست سیّد عبد الجبار شاہ صاحب کے فرزند ارجمند ہیں، ان سے گفتگو کر کے بادشاہ صاحب کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ مہمان نوازی تو ہر ایک پٹھان نوجوان کا قومی شعار ہوتا ہے۔ مگر اس کے علاوہ وہ اپنے والد بزرگوار کی طرح نہایت شیریں کلام واقع ہوئے ہیں۔ اور آنے جانے والوں کے ساتھ بڑی معقول اور جاذب توجہ گفتگو کرتے ہیں۔ یہاں آنا تو ایک اتفاقی امر سمجھئے مگر بادشاہ صاحب کی روح خوش ہو گی کہ وہ اب باقاعدہ خدمت دین میں لگ گئے ہیں۔ مجھے انہوں نے بتایا کہ بادشاہ صاحب کی یہ خواہش بھی تھی کہ میں دین کی خدمت کر سکوں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں مشن کے لئے مفید اور مفید تر بنائے۔

مشن کے اجتماعات

ووکنگ مسجد میں، اتوار کے دن اسلام کے کسی نہ کسی پہلو پر تقریر ہوتی ہے اور خدا کے فضل سے خاصہ مجمع ہو جاتا ہے۔ جیسے جیسے یہ خراب موسم بدل کر خوشگوار ہوتا جائے گا حاضری میں اضافہ ہوتا جائیگا۔ لنڈن ہاؤس میں لیکچروں کا سلسلہ جو مولوی عبد المجید صاحب کے دورہ پر نکل جانے کے ساتھ بند ہو گیا تھا دوبارہ چل پڑا ہے۔ لنڈن میں نماز جمعہ کا مجمع بھی بڑھتا جاتا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر یہ کہ رسمی طور پر نماز پڑھنے سے ایک قدم آگے یہ نظر آ رہا ہے کہ قرآن کی تعلیمات سے دلچسپی پیدا ہو رہی ہے۔

مگر اکثر دوست معلوم کرنا چاہیں گے کہ کتنے نئے انگریز حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ میں اسے زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔ ایک تو اس لئے کہ اس سے بڑھ کر جس چیز کی ضرورت ہے وہ خیالات میں تبدیلی ہے جس کا ذکر کرنا اس مراسلہ میں میرے خاص طور پر پیش نظر ہے۔ اور دوسرے اس لئے کہ اس میں ہماری کسی کوشش کو بہت کم دخل ہوتا ہے۔ یہ تو ایک ہوا ہے جو چل پڑی ہے۔ آئے دن کوئی نہ کوئی خود آتا ہے یا خط لکھتا ہے کہ میں نے آپ کے فلاں کتاب یا رسالہ کو پڑھا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہی وہ مذہب ہے جو میرے ضمیر کی آواز ہے۔ اس لئے میں اسلام میں داخل ہوتا ہوں ــــ یہ غیبی رَو جو اسلام کے حق میں چل پڑی ہے دیکھ کر دل ایمان سے بھر جاتا ہے کہ ماموری کی اس کشفی نگاہ کی کس طرح روز روشن کی طرح تصدیق ہو رہی ہے جس نے آج سے نصف صدی پہلے کہدیا تھا کہ ــ

آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج

بہرحال احباب یہ معلوم کر کے خوش ہوں گے کہ یہ سلسلہ بھی بدستور جاری ہے۔ اور گذشتہ دو ماہ (دسمبر اور جنوری) میں نو اشخاص داخل اسلام ہوئے ہیں۔

مغربی ذہن مذہب کی تلاش میں

مگر آمدم بر سر مطلب۔ جس چیز کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس ملک میں ایک طرف تو مذہب کے متعلق غیر معمولی جستجو ہے، اور دوسری طرف اسلام کی تعلیم دلوں میں کھنچتی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک انگریز کا خط ملاحظہ ہو جو برطانوی نیوی میں کمانڈر کے عہدہ پر فائز ہے۔ مفصّل خط "لائٹ" میں چھپنے کے لئے بھیج دیا ہے، وہ لکھتا ہے:۔

"کئی سال سے میرا دل اسلام کی طرف مائل ہو رہا ہے اسلام اور عیسائیت کے بنیادی اُصول ایک جیسے ہیں۔ مگر اسلام کے عقائد سیدھے سادے اور بلا تکلّف قابل فہم ہیں اور بالمقابل عیسائیت کے عقائد کسی قدر پیچیدہ اور باہم متضاد ہیں۔ مگر ساتھ ہی میں محسوس کرتا ہوں کہ کہ اسلام کے مطابق زندگی بسر کرنا زیادہ مشکل ہے جب ہمارے جہاز چند سال تک ترکی کے سمندر میں تھے تو میں نے اسلام کے متعلق چند کتب اور انگریزی ترجمۃ القرآن لئے تھے۔ میں آج کل پھر انہیں مطالعہ کر رہا ہوں۔ مگر عدم یقین سے جو مختلف قسم کے باہم متضاد جذبات پیدا ہوتے ہیں ان سے میرا دل ڈانواں ڈول ہے میں بے انتہا ممنون ہونگا اگر آپ اس میں میری کوئی رہنمائی کر سکیں۔"

اس انگریز کی دلی تڑپ ملاحظہ ہو، کس قدر اسلام اس کے دل میں گھر کر چکا ہے اور مزید جستجو لاحق ہے کہ کسی طرح رُوحانی پیاس بجھ سکے۔ اس سے احباب کو اندازہ کرنے میں امداد ملے گی کہ یہاں کام کی اہمیت کتنی بڑی ہے، یہ ایک اعلےٰ طبقہ کا انگریز ہے، تعلیمیافتہ ہے، مذہب کی اسے تلاش ہے، اور اسلام کے دروازے پر کھڑا ہے۔ مگر مسلمان ہیں کہ تبلیغ و اشاعت دین کو تضیع اوقات سمجھتے ہیں، اور اس پر اپنا مال خرچ کرنا ان کے لئے ایک کڑوا گھونٹ ہے، حالانکہ یہی مال جو خدا کی دین کی اشاعت پر خرچ ہو، انکے لئے برکات کا موجب ہوگا۔ اس انگریز کو جو جواب میں نے لکھا ہے اس کا ماحصل یہ ہے:۔

"آپ کا خط موصول ہوا۔ جس اندرونی قلبی کشمکش میں آپ مبتلا ہیں اسی سے انسان کو باہر نکالنا وحی قرآنی کا مقصد ہے قرآن کا دعوےٰ ہے کہ میں قلوب کی شفا ہوں، شکوک و شبہات کو دُور کرتا ہوں، اور تاریکی سے نور کی طرف لے جاتا ہوں۔ موجودہ دَور کے انسان کو جو عذاب لاحق ہے وہ یہی بے یقینی ہے جس نے اس کی ہستی کے شیرازہ کو درہم برہم کر دیا ہے۔ اس کا علاج اس نفسیاتی شیرازہ بندی میں ہے جو خدا پہ ایمان سے انسان کے اندر پیدا ہوتی ہے۔ قرآن اسی یقین محکم کو عروۃ الوثقیٰ کہتا ہے جو کبھی انسان کو گرنے نہیں دیتا اسی کی انسانیت کو ضرورت ہے۔ آپ کا یہ کہنا بجا ہے کہ اسلام اور مسیحیت کے بنیادی اُصول ایک ہی ہیں بشرطیکہ آپ کا منشاء مسیحیت سے حضرت مسیحؑ کی اصلی تعلیم ہو نہ کہ وہ عمارت جو کلیساء نے ان پر تعمیر کی ہے جس نے مسیحؑ کی تعلیم کا حلیہ ہی بگاڑ دیا ہے۔ ہو سکے تو خود کسی دن تشریف لاویں۔ سردست "ٹیچنگ آف اسلام" بھیجتا ہوں۔ امید ہے اس سے آپ کو دلی تشفی ملے گی"

اسی قسم کے کئی استفسارات روزانہ آتے رہتے ہیں۔ محمد یحییٰ صاحب بٹ بھی جواب دیتے رہتے ہیں، میں بھی لکھتا رہتا ہوں۔ اس کے علاوہ زبانی گفتگو کرنے والوں کا تانتا بندھا رہتا ہے، اور بعض صاحب گھنٹوں ان کے ساتھ گفتگو میں لگے رہتے ہیں۔ یہ بجائے خود ایک بہت اہم کام ہے، جو ہفتہ کے ساتوں دن جاری رہتا ہے،

(باقی بر صـ)

روسی فرعون کا استہزاء ہستی باری تعالیٰ پر

جس دن سے روس نے راکٹوں کے ذریعہ سے فضائے آسمانی کی تاخت و تاراج کا سلسلہ شروع کیا ہے اسے گمان ہو گیا ہے، کہ وہ تمام نظام کائنات کو اپنے زیر نگین لا سکتا اور ستاروں اور سیاروں پر بھی حکومت کر سکتا بلکہ اُن جیسے ستارے اور سیارے بنا سکتا ہے اس کا یہ گمان کہاں تک صحیح ہے، آئندہ واقعات اس کے باطل ہونے کا تو داعلان کر دیں گے، تا راکٹوں کا فضائے آسمانی میں چکر لگا اس بات کا ثبوت نہیں ہو سکتا کہ چاند اور سورج جیسی روشنی اور حرارت اُن میں پیدا ہو جائے گی اور ان کی رفتار موجودہ نظام شمسی کو مات کر دے گی۔ لیکن روسی سائنسدان اپنے زعم باطل میں اس درجہ بڑھے ہوئے ہیں کہ راکٹوں کی موجودہ پرواز کو جو سورج تو کجا چاند کے قریب بھی ابھی نہیں پہنچ سکے، ہستی باری تعالیٰ کے عدم ثبوت کی دلیل سمجھنے لگے ہیں، اس بارہ میں ذیل کی خبر اہل بصیرت کے لئے قابل غور ہے:۔

"لندن ۲۳ جنوری۔ ماسکو ریڈیو نے کل رات ایک نشریہ میں کہا ہے کہ روسی مصنوعی سیارہ "سپوتنگ" اور راکٹ اللہ میاں سے ملاقات کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ روسی رسالہ "سائنس اور زندگی" کے ایڈیٹر فدائیف نے ماسکو ریڈیو سے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ روسی راکٹوں کو اس اعلیٰ وارفع ہستی کا پتہ نہیں چلا جسے مذہبی لوگ خدا کہتے ہیں اور اس کی عبادت کرتے ہیں۔

فدائیف کے یہ جملے ماسکو ریڈیو کے اس نشریہ سے ملتے جلتے ہیں جو اکتوبر ۱۹۵۷ء میں پہلے روسی سپوتنک کی کامیاب پرواز کے بعد کیا گیا تھا اس نشریہ میں دہریت کا پراپیگنڈا کرنے والوں کو خطاب کرتے ہوئے تلقین کی گئی تھی کہ انہیں اس کارنامہ سے فائدہ اٹھا کر "افسانوی خدا" اور دوسری مذہبی اختراعات کو بدنام کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے"

ماسکو ریڈیو کا یہ نشریہ آج سے کئی ہزار سال پہلے کے اس فرعون کے بیان سے ملتا جلتا نظر آتا ہے، جس نے خدا کے نبی حضرت موسےٰ علیہ السلام کو جھٹلاتے ہوئے کہا تھا یاایھا الملاء ماعلمت لکم من الٰہ غیری فاوقد لی یھامٰن علی الطین فاجعل لی صرحًا لعلی اطلع الیٰ الٰہ موسےٰ وانی لاظنہ من الکٰذبین (القصص ۳۸) اے سردارو میں نہیں جانتا کہ میرے سوائے کوئی اور تمہارا معبود ہے۔ پس اے ہامان میرے لئے مٹی پر آگ جلا (یعنی اینٹیں پکا) پھر میرے لئے ایک محل بنا تاکہ میں موسےٰ کے خدا پر اطلاع پاؤں اور میں تو اسے یقیناً جھوٹا سمجھتا ہوں۔

فرعون نے وہ محل بنوایا یا نہیں لیکن اس کے بیان اور روسی سائنسدانوں کے نشریہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مادہ پرستوں کا خدا کے متعلق ایک ہی قسم کا نظریہ ہوتا ہے ان کا خیال ہے کہ خدا تعالےٰ بھی کوئی مادی وجود رکھتا ہے جو آسمان کی بلندیوں پر براجمان ہے، انہیں کون سمجھائے کہ وہ ہستی جو اس کائنات پر حکومت کر رہی ہے، اور جس کے حکم سے سورج اور چاند اور فضائے آسمانی کے تمام سیارے اور ستارے ابتدائے آفرینش سے آج تک ایک ہی طرز اور ایک ہی میزان کے ماتحت کام کر رہے ہیں اور ان کی فعالی قوتوں سے زمین کے اندر وہ زندگی اور اس کے قیام کے سامان پیدا ہوتے ہیں جو سائنسدانوں کی عقل و فکر کی قوتِ پرواز کو تیز کرنے والے ہیں وہ ایسے مادی وجود کی حامل نہیں ہو سکتی، جو فضائے آسمانی کی حدود میں محدود ہو، اسلام نے جس خدا کو پیش کیا ہے اس کا وجود نہ صرف آسمان و زمین کی تمام وسعتوں پر حاوی ہے بلکہ وہ انسانوں اور تمام مخلوقات کے سینوں کے اندر کے بھید جانتا ہے اور ان کی ذرہ ذرہ بات اور ذہنی و قلبی تخیلات سے پورے طور پر آگاہ ہے، اسے یہ بھی معلوم ہے کہ روسی سائنسدان راکٹوں کو اڑا کر اس کی ہستی سے لوگوں کو منحرف کرنا چاہتے اور ایسے استہزائیہ بیان شائع کر رہے ہیں کہ ان راکٹوں کو اس اعلیٰ و ارفع ہستی کا پتہ اگر کائنات کے محکم و ابلغ نظام کو دیکھ کر بھی ان کے راکٹوں کو نہیں لگ سکا تو یہ ان کی بدقسمتی ہے وہ نور بصیرت تو نہیں ملنے سے رہا جو خدا تعالےٰ کے روحانی بندوں کو عطا ہوتا ہے، اور وہ اپنی روحانی آنکھوں سے خدا کو دیکھ لیتے ہیں، تاہم ایک معمولی عقل و دانش رکھنے والا انسان بھی اس کائنات کو دیکھ کر یہ سمجھ لیتا ہے کہ اس کے محکم و ابلغ نظام کا کوئی خالق ہونا چاہیئے لیکن روسی سائنس کو یہ بھی سمجھ نہیں آ سکتا اور وہ فرعون کی طرح اپنے آپ ہی کو خدا سمجھنے لگے ہیں تو ہمیں ڈر ہے کہ ان کا بھی وہی حشر نہ ہو جو فرعون کا ہوا تھا......

فاخذنٰہ وجنودہ فنبذنٰھم فی الیم فانظر کیف کان عاقبۃ الظٰلمین

ہم نے اس کو اور اس کے لشکر کو پکڑا اور انہیں سمندر میں غرق کر دیا پس دیکھ کہ ظالموں کا انجام کیسا ہوا۔

اور یہی وہ انجام تھا جس نے فرعون کو غرق ہوتے ہوتے یہ کہنے پر مجبور کر دیا کہ اٰمنت انہ لا الٰہ الا الذی اٰمنت بہ بنوا اسرائیل و انا من المسلمین میں ایمان لاتا ہوں کہ اس ہستی کے سوائے کوئی معبود نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

گویا آخر کار اس کی آنکھیں کھل گئیں اور اس نے دیکھ لیا کہ اس کے تمام لاؤ لشکر اور طاقت و قوت پر ایک بڑی طاقت حاوی ہے، جو موسےٰ اور بنی اسرائیل جیسے بیکس اور بے خانماں لوگوں کو اسکے دست تظلم سے بچا کر سمندر سے پار اتار سکتی اور اس کو اور اس کی افواج کو اسی سمندر میں غرق کر سکتی ہے، اور معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں کیا کہا؟ اٰلئٰن وقد عصیت قبل وکنت من المفسدین اب؟ اور پہلے تو نے نافرمانی کی اور تو فساد کرنیوالوں میں سے تھا اور پھر فرمایا فالیوم ننجیک ببدنک لتکون لمن خلفک اٰیۃ وان کثیراً من الناس عن اٰیٰتنا لغٰفلون آج ہم تیری لاش کو بچا لیں گے تاکہ بعد میں آنیوالوں کے لئے تو نشان ہو اور بہت لوگ ہیں جو ہمارے نشانات سے غافل ہیں، ہمیں ڈر ہے کہ یہی حشر روسی سائنسدانوں کا ہوگا جب اُن کے راکٹ فضائے آسمانی سے گر کر خود اُن کی تباہی کا موجب ہو جائیں گے اور اس وقت مرتے مرتے ان کے مونہوں سے اٰمنا برب العالمین کی صدا بلند ہوگی، اور وہ اپنے بعد آنے والوں کے لئے عبرت کا موجب ہونگے۔

یہ ہمارا قیاس نہیں، قرآن کریم نے کھلے لفظوں میں اس پر روشنی ڈالی ہے، جہاں بستیوں کی ہلاکت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا حتیٰ اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون واقترب الوعد الحق فاذا ھی شاخصۃ ابصار الذین کفروا یٰویلنا قد کنا فی غفلۃ من ھذا بل کنا ظٰلمین۔ (الانبیا ۹۶-۹۷)

یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور وہ ہر بلندی پر چڑھ دوڑیں گے اور سچا وعدہ قریب آ جائے گا تو ناگاہ جو کافر ہیں، ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی اور کہیں گے کہ ہم پر افسوس ہم غفلت میں رہے بلکہ ہم ظالم تھے۔

ان آیات میں کس قدر صراحت کے ساتھ یاجوج ماجوج کے انجام کی خبر دی گئی ہے ....

.... اور کون ہے جو نہیں جانتا کہ یاجوج ماجوج سے مراد روس اور انگریز (امریکہ بھی انگریزوں ہی کا حصہ ہے) ہیں، جیسا کہ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں ماجوج کو سیتھئین قوم قرار دیا گیا ہے جو کوہ قاف سے پرے رہتی ہیں اور بائبل میں تو صاف طور پر ماجوج کو روش اور مسک اور توبال (روس، ماسکو اور توبالسک) کا سردار قرار دیا گیا ہے اور یہ بھی لکھا

(باقی صفحہ ۹ پر)

قوموں کی کامیابی کا انحصار احکام الٰہی کی مکمل اتباع پر ہے

اسلامی تعلیم افراط و تفریط سے پاک ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۶ فروری سنہ ۱۹۵۹ء فرمودہ محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ و اٰمنوا برسولہ .... واللہ ذو الفضل العظیم (الحدید ۲۸-۲۹)

ہے ہیں خشیۃ اللہ کو، تقوی کے معنے ہیں خوف اور حقوق العباد کا لحاظ رکھنا، قول سدید کہنا اور خدا تعالیٰ کو اپنی سپر اور ڈھال بنالینا۔ لوگوں نے بھی اخلاق کی مختلف راہوں سے تقوے کی تعریف کی ہے۔ قرآن نے بھی تقوے کی تعریف کی ہے، ایک تعریف حضرت اُبی بن کعب رضہ نے بھی کی ہے۔ وہ اس طرح کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضہ نے ان سے پوچھا کہ تقوے کیا چیز ہے حضرت اُبی بن کعب نے کہا کہ اگر کہیں راستہ تنگ اور ناہموار ہو اس کے اردگرد خاردار جھاڑیاں ہوں۔ چلنا بڑا مشکل ہو اور تمہیں اس پر سے گذرنا ہو تو تم کیا کرو گے حضرت عمر رضہ نے کہا کہ میں سکڑ جاؤں گا، اپنے کپڑے سمیٹ لوں گا، اور بچ بچا کر نکل جاؤں گا۔ حضرت اُبی بن کعب نے کہا کہ بس یہی تقوے ہے۔ واقعی تقوے کی راہ گزر میں دنیاوی آلائشوں کی بڑی خاردار جھاڑیاں ہیں۔ جو ہمارے روحانی تقوے کو نقصان پہنچاتی ہیں۔

متقی کی تعریف

تقوے میں بہت سی چیزیں شامل ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں آیا ہے لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب .... اولٰئک ھم المتقون (البقرۃ ۲ : ۱۷۷) دیکھئے اللہ تعالے نے اس آیت کریمہ میں ایک متقی شخص کی تعریف کی ہے۔ اور کہا ہے کہ متقی شخص کون کون ہے۔ لکھا ہے کہ بڑی نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے مونہوں کو مشرق اور مغرب کی طرف پھیرو۔ لیکن بڑا نیک وہ ہے جو اللہ اور آخرت کے دن پر فرشتوں اور کتاب اور نبیوں پر ایمان لے آئے اور اس کی محبت کے لئے اقربا، یتامیٰ، مساکین، راہ رو اور سائلین اور غلاموں وغیرہ کے آزاد کرنے میں مال دے۔ اور نماز کو قائم رکھے، اور زکوٰۃ دے اور اپنے وعدوں کو پورا کرے۔ اور تنگی اور تکلیف میں صبر کرنے والے ہوں۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے سچ کر دکھلایا اور یہی لوگ متقی ہیں۔ پس تقوے یہ ہے کہ ہماری رفتار گفتار اٹھنے بیٹھنے، لین دین، الغرض تمام معاملات زندگی میں خدا سامنے ہو۔ یہ جو دو آیتیں جمعہ میں نے تلاوت کی ہیں۔ ان میں مومنین کو مخاطب کیا گیا ہے۔ فرمایا ہے

نیک کاموں کے کرنے کی اللہ نے ہدایت کی ہے ان کو ادا کرو، اور جن برے افعال سے روکا ہے ان سے رک جاؤ۔ اور آگے فرمایا و اٰمنوا برسولہ اور یہ رسول جو ہم نے بھیجا ہے اس پر ایمان لاؤ یعنی اس کی کامل متابعت کرو۔ یہاں محمد رسول خاتم النبیین پر حصر کیا گیا ہے۔ چونکہ وہ کامل مکمل تعلیم جو آپ لائے ہیں اس کی اتباع میں ہی نجات مضمر ہے۔

ایمان کی حقیقت

یا ایھا الذین اٰمنوا کے بعد پھر فرمایا اٰمنوا کیونکہ ایمان کے یہ معنے نہیں کہ صرف زبان سے کہدیا کہ میں ایمان لے آیا بلکہ جبتک سلموا تسلیما کی حالت پیدا نہ ہو ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہیں خدا کی رحمت سے دوہرا حصہ ملے گا۔ ایک تقوی اللہ کے عوض اور دوسرا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے عوض اور تمہارے لئے اس دنیا کی زندگی میں بھی راحت ہوگی اور آخرت میں بھی۔ اس کا ظہور کب ہوگا فرمایا یجعل لکم نوراً تمشون بہ کہ دنیا کی زندگی میں اس رسول کی متابعت سے تمہیں ایک نور عنایت ہوگا جس کی روشنی میں تم چلوگے

قرآن کی تعلیم کامل ہے

کیا اس بات سے انکار ہو سکتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم جو تعلیم لائے اور جو لائحہ عمل آپ نے خدا سے ہدایت پا کر پیش کیا وہ منزل زندگی کے ہر پہلو پر روشنی ڈالتا ہے اور ہر ایک معاملے میں ہماری رہنمائی کرتا ہے دنیا میں صرف ایک ہی ہستی ہے (اللھم صلے علٰے محمد و بارک وسلم) جس کا دائرہ اسود و احمر پر محیط ہے جس نے توحید کو کامل کیا اور ایک ایسا راستہ پیش کیا جو صراط مستقیم ہے اور ہر قسم کی افراط و تفریط سے مبرا ہے اور حد اعتدال پر قائم ہے اور مالا یطاق نہیں اچھی سے اچھی چیز بھی اگر اعتدال پر نہ ہو تو اس کا نتیجہ خیر نہیں ہوتا۔ پلاؤ ایک لذیذ اور سلطنت کھانا ہے لیکن اگر حد سے زیادہ کھایا جائے تو سوء ہضم .... پیدا کرتا ہے۔

ہمارے سامنے ہے۔ بنی اسرائیل ایک .... اور مقہور قوم تھی، فرعون کے جور و ظلم نے انہیں بالکل ہی پیس ڈالا تھا۔ لیکن خدا کو اپنی مخلوق پیاری ہے جب ظالم کا ظلم حد سے تجاوز کر جاتا ہے تو خدا کا ہاتھ مظلوم کی حمایت کے لئے اٹھتا ہے۔ ان میں خدا تعالے نے ایک عظیم الشان نبی پیدا کیا اور ان کو اس وقت کی دوسری قوموں پر فضیلت دی، اور ان کو ایک ایسی تعلیم دی جو اخلاق رذیلہ ان سے دور کر دے، بزدلی اور مکاری ان سے جاتی رہے۔ اور غلامی سے نکال کر تخت شاہی پر بٹھا دے۔ لیکن اس نصرت اور فضیلت کی انہوں نے یہ قدر کی کہ وہ اپنی بے بسی ذلت اور نکبت کو بھول گئے اور بجائے اس کے کہ وہ خدا کے احسان کی قدر کرتے اور دوسری قوموں سے اچھا سلوک کرتے وہ متکبر ہو گئے اور دوسروں کو نظر حقارت سے دیکھنے لگے، اور اپنے آپ کو افضال الٰہی کا واحد وارث سمجھنے لگے۔ اور شدت میں اس قدر ترقی کی کہ ان میں سے رحم کا مادہ ہی جاتا رہا۔

اس خشونت کو دور کرنے اور حد اعتدال پر لانے کے لئے جب دوسرے نبی نے انہیں حلم کی تعلیم دی تو نصاریٰ اس قدر حلیم ہوئے کہ قوت مدافعت اور شجاعت کھو بیٹھے۔

محمد رسول اللہ صلعم کی عطا کردہ مشعل

لیکن خدا کے آخری نبی نے ایسا توازن پیدا کیا اور وہ حد اعتدال قائم کی جو افراط اور تفریط سے پاک ہے اور قوائے انسانی کی صحیح تربیت کرتا ہے اس تعلیم پر عمل پیرا ہونے کا ایک یہ انعام ہے کہ یجعل لکم نوراً تمشون بہ کہ تمہیں ایک نور دیا جائیگا جس کی روشنی میں تم چلوگے اور ہر قسم کی ظلمت اور تاریکی سے نکل جاؤ گے۔ واقعی محمد رسول اللہ صلعم نے قرآن و سنت کی جو مشعل ہمارے ہاتھ میں دی ہے وہ زندگی کے ہر موڑ پر ہماری رہنمائی کرتی ہے لاریب فیہ اس میں نہ ہلاکت ہے اور نہ شک ہے، اور یہاں تک بس نہیں بلکہ دوسری زندگی میں بھی یہ روشنی ساتھ جائے گی (یوم تری المومنین والمومنات یسعیٰ نورھم بین ایدیھم وبایمانھم)

یؤتکم کفلین من رحمتہٖ ویجعل لکم نوراً تمشون بہٖ کے بعد فرمایا ویغفرلکم کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا یہ نتیجہ ہوگا کہ تمہاری غلطیوں اور کمزوریوں کو معاف کر دیا جائیگا اور آیندہ کے لئے تمہارے قویٰ کی ایسی تربیت ہو جائے گی کہ بدی کے محرکات کو دبا دیا جائے گا، اور تم سے نافرمانی سرزد نہ ہوگی، بلکہ ہر آن خدا کی رضا کے طلبگار ہوں گے اور ذنوب اور سیّئات سے نجات پاؤ گے، خدا سے ہر وقت غفر طلب کرنی چاہئیے تاکہ انسان اس کی حفاظت میں آجائے اور نیک اعمال میں ترقی کرے۔ اس غرض کے لئے جنتی بھی جنت میں خدا کا غفر مانگیں گے۔

قرآن میں خدا کا تصوّر

قرآن نے خدا کا کیا تصوّر پیش کیا ہے کہ خدا غفور اور رحیم ہے، اگر ایک غلام کو یہ یقین ہو کہ اس کا آقا غفر اور رحم کرنے والا ہے تو بے اختیار وہ اس کی طرف کھنچتا ہے۔ اس میں اپنے آقا کے لئے جذبۂ محبت پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ دل سے اس کی تعظیم کرتا ہے۔ ایک انسان کے محدود غفر و رحم کو خدا کے بے پایاں غفر و رحم سے کیا نسبت وہ رحمٰن و رحیم جس کی رحمت ہر چیز پر وسیع تر ہے (وسعت رحمتی کل شی) اور جو محسوس اور مشہود ہے۔ اگر اس تصوّر کو انسان اپنے سامنے لائے تو کس قدر عظمت محبت اور سرور اس کے قلب میں پیدا ہوتا اور وہ بے اختیار اس کی طرف کھچ جاتا ہے ـــــ خدا کی صفات کا جو نقشہ قرآن نے پیش کیا ہے وہ اس کی توحید میں کسی کو قدم رکھنے کی اجازت نہیں دیتا اور انسان کو ایک خالص موحد بنا دیتا ہے سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان ربی العظیم۔

خدا کے افضال کے وارث کون لوگ ہیں

اس سلسلہ میں اگلی آیت میں فرمایا

لئلا یعلم اہل الکتاب .... واللہ ذوالفضل العظیم۔ تاکہ تمام اہل کتاب جان لیں کہ وہ خدا کے فضل کے ٹھیکیدار نہیں۔ اس کا ایک قانون ہے جو اس پر چلتا ہے وہ اس کے فضل کا وارث ہو جاتا ہے۔ وہاں کسی کی اجارہ داری نہیں۔ ـــ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتّٰی یغیروا ما بانفسہم وہ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جبتک وہ خود اپنی حالت کو نہ بدلے اور یہ تبدیلی اس کے اعمال پر سرزد ہوتی ہے، اگر کوئی قوم نااہل ثابت ہوتی ہے تو وہ اس انعام واکرام سے اپنی کرتوتوں کے سبب محروم ہو جاتی ہے اور یہ جو اس کے اہل ہیں ان کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔ جن لوگوں نے خدا کے فضل کو محدود کیا ہے فی الحقیقت انہوں نے خدا کی ربوبیت عامہ سے انکار کیا ہے۔ خدا تعالےٰ کا ہم پر احسان ہے خدا نے ہم پر بڑا فضل کیا کہ ہم نے خدا کے مامور کا زمانہ پایا اور اس نے ہمیں اس کے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس نے ہمیں اسلام کا خوبصورت چہرا دکھلایا، اور قال اللہ و قال الرسول پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی تاکہ ہم میں سچی تبدیلی پیدا ہو۔ اور تاکہ ہم اس نور کے وارث ہوں، جو تقویٰ اللہ اور متابعت رسول سے پیدا ہوتا ہے۔

ہمارے فرائض

ہم پر فرض ہے کہ اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچائیں۔ پس ضرورت ہے کہ ہم اپنے میں اس نور کی چمک پیدا کریں ـــ آج مسلمانوں کے اعمال نے اقوام کو اسلام سے دور کر دیا ہے کہتے ہیں کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے

افسوس ہے کہ اس اعلیٰ و ارفع مذہب کو اس کے نام لیواؤں کی کرتوتوں نے بدنام کر دیا۔ پس مقام خوف ہے کہ ہم لوگوں کے لئے ٹھوکر کا موجب نہ ہوں، چاہیئے کہ ہمارا یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ و امنوا برسولہٖ پر عمل ہو زبانی قیل و قال نہ ہو، ہمارے قول وفعل میں مطابقت ہو۔ اگر ہم میں نور نہ ہو تو ہم دنیا میں اجالا کیسے پیدا کر سکتے ہیں۔

ربنا فاغفرلنا ذنوبنا
وکفر عنا سیئاتنا وتوفنا
معالابرار۔

(مرتومہ: بشیر سامانوی)

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰابِرِیْن

(یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے)

(مرتضیٰ خان حسن)

کیا جانتے ہو کون بڑا انزدِ خدا ہے
جو صبر کرے یعنی جو راضی برضا ہے
اللہ نے صابر کو بڑا رتبہ دیا ہے
قرآن میں لکھا ہے کہ ساتھ اسکے خدا ہے
ہے ساتھ خدا جسکے اُسے چاہیئے کیا اور
کونین کی دولت یہی بے عیب و خطا ہے
ایوبؑ کہ صابر رہا ہر رنج و بلا میں
قرآن نے کس شان سے ذکر اس کا کیا ہے
فرزند ہوا فوت تو فرمایا نبیؐ نے
"مرضی ہے وہی میری جو مولیٰ کی رضا ہے"
مومن کبھی اللہ کا شکوہ نہیں کرتے
تسلیم و رضا شیوۂ اربابِ وفا ہے

آپ کے خطوط

آہ عبدالرحیم طورا!

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ہماری جماعت کے ایک صالح نوجوان سکوڈرن لیڈر عبدالرحیم طور فرزند ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب پنشنر سول سرجن پشاور ۲۹ر جنوری کو فضائی حادثہ میں جاں بحق ہوئے بہت سے اوصاف حمیدہ کے مالک اور بڑی خوبیوں کے نوجوان تھے ان میں ایسی صفات تھیں جن سے جماعت کے دیگر نوجوانوں کو روشناس کرانا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

میں نے عبدالرحیم مرحوم کو اس کے بچپن کے زمانہ سے دیکھا ہے۔ وہ ہونہار بروا کی طرح ایک ذہین اور باشعور بچہ تھا تعلیمی لحاظ سے وہ اپنی جماعت کے بہترین لڑکوں میں شمار ہوتا تھا اور انعام حاصل کیا کرتا تھا۔ سکول اور کالج کی ادبی مجالس اور دیگر تحریکات میں نمایاں حصہ لیتا اور تقریری مقابلوں میں انعام حاصل کرتا رہا۔ اسلامیہ کالج پشاور اور مسلم یونیورسٹی علیگڑھ اور میکلیگن انجنیئرنگ کالج لاہور میں بی ایس سی انجنیئرنگ کے درجہ تک تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد ایر فورس میں بطور انجنیئر بھرتی ہو کر سنہ ۱۹۵۹ء میں مزید ٹریننگ کے لئے انگلستان روانہ ہوا۔ دو سال کی ٹریننگ کے بعد عزیز مرحوم کو واپس آجانا تھا، مگر دوران ٹریننگ میں مرحوم نے ایسی قابلیت دکھائی اور ایسا امتیاز حاصل کیا کہ وہیں انگلستان میں اسے بطور انسٹرکٹر رکھ لیا گیا اور مزید تین سال کے لئے پاکستانی نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کی خدمات اس کے سپرد ہوئیں۔

یورپ یا انگلستان جانے میں جہاں کئی قسم کے فوائد ہیں وہاں بہت سے خطرات بھی ہیں ۔۔۔۔۔۔ کئی نوجوان اس حد درجہ آزاد فضا میں جاکر بہک جاتے ہیں اور کئی قسم کے فواحش میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ لیکن عبدالرحیم مرحوم نے پانچ سالہ زندگی نہایت پاکیزگی اور نیکی سے بسر کی اور کسی بری عادت میں مبتلا نہ ہوا، یہاں تک کہ سگرٹ نوشی سے بھی بکلی اجتناب کیا۔ نماز کی پابندی اور قرآن مجید کے مطالعہ سے غافل نہ ہوا ووکنگ مشن کی تقریبات اور قومی تحریکات میں پوری دلچسپی لیتا رہا اور دینی و معاشرتی فرائض کی انجام دہی میں بڑی مستعدی دکھاتا۔ مرحوم ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد ووکنگ اور خان بہادر غلام ربانی خان صاحب بارہا عزیز کی کارگذاری کی تعریف کرتے رہے ہیں۔

پاکستانی فضائیہ کے جو نوجوان فنی تربیت کے لئے انگلستان جاتے تھے اُن کی تربیت اور دیکھ بھال میں عبدالرحیم مرحوم نے بڑا انہماک دکھایا اور ان نو واردانِ دیارِ مغرب کو قدم قدم پہ ہاتھ پکڑ کر سہارا دیتا رہا اور ٹھوکر کھانے سے بچاتا رہا اس کے سلوک میں استاد اور نگران کے علاوہ ایک بڑے بھائی کی سی شفقت بھی پائی جاتی تھی اور زیر تربیت جوان اس سے حد درجہ مانوس اور خوش تھے۔ نہ صرف یہ بلکہ ان بچوں کے والدین کو بھی پاکستان میں اُن کے حالات سے باخبر رکھتا۔ فضول خرچی اور مسرفانہ عادات اور لغویات سے ان بچوں کو بچانا اور اہل مغرب کے سامنے باوقار قوم کی طرح اپنے اور اپنے ملک اور قومی روایات پر فخر کرنے کے جذبات اُن میں پیدا کرتا رہا۔

ہمارے ووکنگ مسلم مشن کی بدولت ان بچوں کی دینی تربیت کا بھی خاطر خواہ انتظام ہو گیا اور نماز جمعہ کی پابندی اور دیگر نمازوں کا التزام اور رمضان کے روزے ایر فورس کیمپ میں پوری پابندی سے رکھے جاتے تھے بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ کئی بچوں نے اپنے گھر کے ماحول میں یا پاکستان میں ایسی دینداری نہ دیکھی تھی جو اس کفرستان کی فضا میں انہیں نظر آئی۔ اس ماحول کے پیدا کرنے میں عبدالرحیم طور آ ایسے نوجوانوں کا نمایاں حصہ تھا۔

انگلستان سے واپسی پر قریب چار سال کراچی اور لاہور میں فضائیہ کی خدمات سرانجام دیں اور ایر فورس کے شعبہ سگنلز کا انچارج رہا۔ ابھی چند ماہ ہوئے تبدیل ہو کر پشاور میں تعینات ہوا تھا اور والدین کے بالکل قریب رہنے کا موقعہ ملا تھا۔

اس زمانہ میں بہت کم والدین ایسے ہیں جنہیں ۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔ اولاد کی بے راہ روی اور خودسری کی شکایت نہ ہو، ورنہ عام کیفیت یہ ہے کہ اولاد جوان ہو کر ماں باپ کے جذبات و احساسات کی پوری طرح قدر نہیں کرتی، اور بات بات میں آراء کا تصادم نظر آتا ہے۔ عبدالرحیم طور والدین کا بڑا فرمانبردار بیٹا تھا، اور زندگی کے ہر موڑ پر اُس نے والدین کی خواہش کو مقدم کیا اور اُن کی اطاعت کو فرض سمجھا۔ اب والدین کی کما حقہٗ خدمت کا وقت آیا تھا کہ قضا و قدر نے اس نخل ثمردار کو کاٹ کر رکھدیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

عبدالرحیم مرحوم ایک نہایت ہی متین، مہذب اور کم گو اور خوش اخلاق نوجوان تھا۔ اس کے چہرہ پر ہمیشہ مسکراہٹ رہتی تھی اور وہ ہر ایک سے ہنس کر ملتا تھا اور کبھی کسی کا دل آزردہ نہیں کرتا تھا۔ اپنے رفقائے کار اور ماتحت افسر بلکہ نچلے ملازم اور اردلی تک کو اپنے حسن اخلاق کا گرویدہ بنایا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ وہ اپنے کام میں ماہر اور ڈیوٹی کا بڑا پابند تھا۔ مرحوم کی وفات پر کئی دن تک اس کے محکمہ کے افسر اور ماتحت جو تعزیت کے لئے آتے رہے اس کے اوصاف حمیدہ کے گُن گاتے رہے اور اس کی کئی ایسی خوبیاں کرتے رہے جو اُس کے قرابت داروں سے بھی پوشیدہ تھیں۔ اپنے محکمہ میں ترقی کے لئے وسیع میدان اس کے سامنے تھا۔ تیس سال کی عمر میں وہ سکوڈرن لیڈر کے عہدہ پر پہنچ گیا تھا اور ابھی عروج کی بہت سی منزلیں اس کے سامنے تھیں کہ داعی اجل نے پکارا اور اس نیک نوجوان نے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ مرحوم کی ترقی درجات کے لئے دعا فرماویں۔ اور اس کے پسماندگان دو نوعمر فرزندوں اور سوگوار بیوی اور غمزدہ والدین کی بہتری کے لئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبر کی توفیق عطا کرے۔

اگرچہ مرحوم کے والدین نے اس سانحہ پہ صبر و ضبط اور مومنانہ استقامت کا نمونہ دکھایا ہے۔ لیکن دل پہ جو گھاؤ لگا ہے اس کا اندازہ ہر صاحبِ اولاد کر سکتا ہے۔ اسی طرح والدہ ضعیفہ جب فرط غم سے نڈھال ہو جاتی تو فوراً استغفار پڑھنے لگتیں اور خدا کو پکار کر کہتیں کہ اے خدا ناشکری نہ سمجھنا۔ چوٹ بڑی سخت ہے لیکن شکایت کوئی نہیں۔ پسر کی جدائی اور ایسے نیک و لائق پسر کی جدائی معمولی سا صدمہ نہیں۔ جوان اولاد پیری کا عصا ہے اور بہت بڑی دولت۔ بقول شاعر

دولت کوئی دنیا میں پسر سے نہیں بہتر
راحت کوئی آرام جگر سے نہیں بہتر
لذت کوئی پاکیزہ ثمر سے نہیں بہتر
نکہت کوئی بوئے گلِ تر سے نہیں بہتر
نور جسم ہے آنکھوں میں بصارت ہے پسر سے
ایام ضعیفی میں بھی طاقت ہے پسر سے

اللہ تعالیٰ مرحوم کے پسماندگان کو تسکین عطا فرمائے اور ان کا حامی و ناصر ہو۔ وللّٰہ الحمد۔

مسعود بیگ ۔ ۱۲/م اے۔ وحدت کالونی۔ لاہور

عبدالرحیم صاحب طور مرحوم

محترم و مکرم جناب مولوی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جماعت پشاور کے سیکرٹری صاحب کی رپورٹ سے آپ کو مرحوم عبدالرحیم صاحب طور ولد ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب پشاور کی موت کی دلفگار خبر پہنچ چکی ہو گی۔

میں ان کو بچپن سے جانتا تھا۔ لیکن مجھے انکو قریب سے دیکھنے کا موقعہ اسلامیہ کالج پشاور میں ملا۔ ان کا کمرہ میرے کمرے کے بالکل ساتھ تھا۔ اور صبح کی چائے بھی وہ میرے ساتھ میرے کمرے میں ہی پیتے تھے۔ کالج سے فارغ ہونے کے بعد وہ شام کی سیر کو بھی میرے ساتھ ہی جایا کرتے تھے اور اکثر جب ہم کالج سے بہت دور نکل جاتے اور شام کی اذان کا وقت قریب آجاتا تو وہیں ویرانے میں نماز باجماعت ادا کرتے۔ اُن کی زندگی پاکیزگی ہی پاکیزگی تھی۔ ہر ایک سے بڑے اخلاص سے ملتے۔ دکھاوا نام کو نہ تھا انکساری اُن کی طبیعت میں عباد الرحمان کی طرح تھی۔ خلق خدا کے لئے بیحد ہمدردی رکھتے تھے۔ ایک دن رات کے دس بجے میری کھڑکی کے پاس سے ایک غریب آدمی کا جنازہ گذرا جس کے ساتھ مشکل سے سات آٹھ آدمی ہوں گے۔ میں جنازہ کو کندھا دینے کے لئے اُٹھ ہی رہا تھا کہ طور صاحب فوراً کرسی سے اُٹھے اور میرے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اتفاق سے ہاسٹل کا دروازہ بند تھا۔ اس کو کھلوانے کے لئے جو بھاگ دوڑ انہوں نے کی اس سے پتہ چلتا تھا کہ یہ فرشتہ خصلت نوجوان کن اخلاق کا حامل ہے۔ کالج سے فارغ ہونے کے بعد وہ انجنیئرنگ کالج چلے گئے

(باقی بر صفحہ ۱۲)

اسلام کا نظریۂ تخلیقِ کائنات

(بسلسلۂ صفحہ ۲)

اخبارات میں بھی اسلامی نقطۂ نگاہ پیش کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے نہیں دیا جاتا۔ ایک ہفتہ وار اخبار "فری تھنکر" نامی بہت پرانا اخبار ہے ملفوظات میں بھی اس کا نام آیا ہے۔ یہ اخبار وقت بے وقت مذہب پر پھبتیاں کستا رہتا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے ایک مضمون میں ابتداءِ آفرینش کے اس تصور کا مضحکہ اڑایا ہے جو بائبل کی کتاب "پیدائش" میں دیا ہے۔ خوب مرچ مصالحہ لگایا کہ موجودہ اجرامِ فلکی نے جو انکشافات کئے ہیں، ان کی روشنی میں یہودیت اور مسیحیت کے خدا کا تخلیقی کارنامہ کس قدر بازیچۂ اطفال معلوم ہوتا ہے اور ساتھ ہی یہودیت اور مسیحیت کے اسلام کو بھی نتھی کر دیا ہے۔

اس پر میں نے اخبار مذکور کو خط لکھا (جو گذشتہ اشاعت میں چھپ چکا ہے) کہ ان نئے انکشافات سے جو اجرامِ فلکی کی بے پایانی کے متعلق معلوم ہوئے ہیں اسلام کے خدا پر ایمان اور بڑھ جاتا ہے اور اس بات پر بھی کہ قرآن اس عالم الغیب کا ہی کلام ہے، جس نے اس کائنات کو پیدا کیا ہے۔ میں نے قرآن کے حوالوں سے بتایا کہ ابھی جب اسٹرانومی کی سائنس پیدا بھی نہ ہوئی تھی قرآن نے یہ علمی انکشافات کئے تھے کہ تمام سیارے فضا میں گردش کرتے ہیں اور اپنے اپنے محور کے اندر رہتے ہیں اور ایک بال برابر بھی ان سے تجاوز کرنے کے مجاز نہیں ہوتے۔ اور پھر یہ کہ ان اجرامِ فلکی کی کوئی انتہا نہیں۔ یہاں تک کہ اگر سمندر سیاہی بن جائے اور روئے زمین کے تمام درخت قلم بن جاویں تو خدا کی کائنات کا احاطہ نہیں ہو سکے گا۔ یہ وہ حقائق ہیں جن پر اب اگر سائنس نے مہرِ تصدیق لگا دی ہے اور یہ بتا دیا ہے کہ یہ ہمارا نظامِ شمسی باینہمہ عظمت اور وسعت کے اس کائنات کے اندر ایک ذرۂ بے حقیقت کی حیثیت رکھتا ہے جو فضا کے اندر پھیلا ہوا ہے۔

اس خط کو "فری تھنکر" نے شائع کر دیا۔ مگر ساتھ ہی یہ اعتراض جڑ دیا کہ چونکہ نبی کریمؐ حضرت موسےٰ کو اپنا پیشرو سمجھتے تھے اور بائبل کو خدا کا کلام بتاتے تھے اس لئے وہاں جو "پیدائش" کا نقشہ دیا ہے وہی اسلام کا نظریہ ماننا پڑے گا۔

اس نئی غلط فہمی کے ازالہ کے لئے مجھے اس اخبار کو ایک اور خط لکھنا پڑا، جس میں بتایا کہ یہ صحیح نہیں کہ اسلام بائبل کو کلی خدا کا کلام مانتا ہے بلکہ قرآن تو بار بار یہودیوں اور نصرانیوں کو ملزم گردانتا ہے کہ تم نے اپنی کتابوں میں تحریف کر دی ہے۔

ساتھ ہی میں نے اس پر واضح کیا کہ مذہبی حقائق کی تحقیق میں اسلام کا اندازِ فکر یہودیت اور مسیحیت کی بجائے ان لوگوں سے ملتا ہے جو اپنے آپ کو فری تھنکر کہتے ہیں، یعنے اپنی عقل اور مشاہدہ اور تجربہ کی بنا پر کوئی رائے قائم کرنا۔ بالفاظ دیگر اسلام کا اندازِ تحقیق وہی ہے، جو موجودہ سائنس کا ہے، یعنے عقل، مشاہدہ اور تجربہ ——— ہم میں اور فری تھنکروں میں فرق صرف اس قدر ہے کہ ہم دونوں ایک ہی راستہ پر چلتے ہوئے مختلف نتائج پر پہنچ جاتے ہیں۔ ہماری عقل ہمارا مشاہدہ، ہمارا تجربہ ہمیں خدا کی ہستی پر ایمان کی طرف لے جاتا ہے، تمہاری عقل تمہیں اس کے انکار کی طرف لے جاتی ہے۔

یہ خط بھی بجنسہٖ شائع کر دیا گیا اور اس کے ساتھ یہ نوٹ لکھ دیا کہ :-

> "The above represents a more intelligent view of Creation than the Christian and Jewish ones."

یعنے :- یہ اسلامی نظریۂ آفرینش کے مسیحی اور یہودی نظریوں سے زیادہ معقول ہے۔ مگر ایک اعتراض پھر بھی باقی رہ گیا ہے کہ بہرحال اسلام بھی یہ مانتا ہے کہ خدا نے نیست سے ہست کر دیا ——— اور یہی چیز ہمارے نزدیک قابلِ اعتراض ہے ——— اس کا جواب دینا ابھی باقی ہے۔

لیظهره على الدين كله کی کچھ کچھ جھلک تو اس اعتراف میں بھی موجود ہے جو ایک دہریہ اخبار کو کرنا پڑا، اگر ان لوگوں کو قرآن کریم کے مطالعہ کا موقعہ ملے تو یہ باقی وساوس بھی کافور ہو جاویں گے۔

لمحۂ فکریہ

اسلام فطرتِ انسانی کی آواز ہے۔ اور قرآن کی تعلیم کی جڑیں علوم اور سائنس کی عمیق ترین گہرائیوں میں ہیں جوں جوں یہ علوم ترقی کریں گے اسی قدر قرآن کے کمالات کا انکشاف ہوگا۔

ہمارے جو مسلمان بھائی ابھی تک اس احساس کمتری میں مبتلا ہیں کہ اسلام کہاں اور یورپ کہاں، انہیں واقعات سے توسبق لینا چاہیئے۔ واقعات کا انکار کب تک کرتے جائیں گے۔ اسلام کا آفتاب اُفقِ مغرب پر روز بروز اونچا ہوتا جا رہا ہے۔ اس کو ایک مجذوب کی بڑ سمجھے جانا اپنی کور چشمی کا ثبوت دینا ہے۔

کسرِ صلیب کس کو کہتے ہیں؟ غلبۂ اسلام کس کو کہتے ہیں؟ ہم تو یہ ڈراما اپنی آنکھوں کے سامنے ہوتا دیکھ رہے ہیں۔

مگر مامور نے سچ کہا تھا کہ یہ کام مجھ سے ہی ہوگا یا جو مجھ سے ہے۔ آخر کوئی بات

تو ہے کہ احمدیوں کا بچہ بچہ مغرب میں غلبۂ اسلام کے خواب دیکھ رہا ہے اور ہمارے مسلمان بھائی اب تک محوِ خواب ہیں۔ مسیحائی اور کس چیز کا نام ہے؟ بہار کا یہ وقت پھر نصیب نہ ہوگا۔ صرفی نحوی بحثوں میں، اور لفظ پرستانہ چنیں و چناں میں اُلجھ جانا اور واقعات کی پکار سے منہ موڑنا اپنی محرومی ہے۔

(محمد یعقوب خان)

اسلام امریکہ میں

احباب کو معلوم ہے کہ مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کچھ عرصہ سے تبلیغی سلسلہ میں مختلف ممالک کے دورے پر ہیں، اس دوران میں وہ ایک دو ماہ فجی میں بھی ٹھہرے اور انہوں نے تقریباً ایک صد سے زائد لیکچر ...... دیئے۔ اب چار پانچ ماہ سے وہ سان فرانسسکو (امریکہ) میں قیام پذیر ہیں۔

چنانچہ مولانا اپنے تازہ خط مؤرخہ ۱۹؍جنوری ۱۹۵۹ء میں تحریر فرماتے ہیں :-

> "کل خدا کے فضل سے یہاں جس مکان میں رہتا ہوں، ایک کامیاب میٹنگ ہوئی، اس میں بہت سے امریکی مردوں اور عورتوں نے شرکت کی۔ میرے علاوہ مسٹر فرخ میکالے اور مسٹر جعفر حسین نے بھی تقاریر کیں۔ ان تقاریر سے حاضرین بہت متاثر ہوئے، حاضرین میں ایک جرمن پروفیسر بھی تھے جن پر تقاریر نے بہت زیادہ اثر گہرا اثر کیا۔ یہ لوگ ہمارے زیرِ تبلیغ ہیں، اور امید ہے خدا کے فضل سے اچھا نتیجہ نکلے گا۔ اب اگلی میٹنگ فروری کے پہلے ہفتہ میں رکھی گئی ہے اور اس کے لئے موضوع یہ رکھا گیا ہے کہ دنیا کے مذاہب کن اصولوں پر اکٹھے ہو سکتے ہیں، ان لوگوں کا اصرار ہے کہ میں وید، بائیبل ژند اوستا، اور بدھ کی کتابوں میں قدرِ مشترک پر ایک معلوماتی تقریر کروں اب آئندہ ہر پندرہ روز کے بعد ایسی مجالس منعقد ہوا کریں گی"

نئی دنیا کی قدیم ترین مسجد

امریکہ میں سب سے پہلی مسجد ریاست انڈیانا میں مشی گن
ا میں سنہ ۱۹۲۲ء میں تعمیر ہوئی تھی۔ تعمیر کا کام مسلمانوں کے گروہ
ہ جو اس شہر میں آکر آباد ہوا تھا خود اپنے ہاتھوں پایہ تکمیل
پہنچایا تھا۔

مسلمانوں نے ایک پرانی عمارت خریدی جس کو انہوں نے
کر اپنے ہاتھوں سے مسجد کی تعمیر کی جس پر آج انہیں بے حد
ہے۔ چند برس ہوئے مسجد کے باہر والے حصہ پر نقلی
ریڑ دیئے گئے تھے۔ لیکن بنیادی طور پر مسجد میں کوئی تبدیلی
ا ہوئی۔

امریکہ کی دوسری مسجدوں کی طرح یہ مسجد بھی عبادت گاہ
سا تھ مسلمانوں کے ایک معاشرتی مرکز کا کام بھی دیتی
ہے۔ عمارت کا بالائی حصّہ نماز کے لئے وقف ہے اور
حصّہ میں ایک مکمل باورچی خانہ اور ہال کمرہ ہے جس کو
نے کے کمرے کے طور پر یا جلسہ گاہ کے طور پر استعمال
جاتا ہے۔

مشی گن سٹی ایک چھوٹا سا صنعتی شہر اور سیر و تفریح کی جگہ
اس کی آبادی کوئی ۲۵ ہزار ہے اور وہ مشی گن جھیل
کنارے پر شکاگو سے ۶۰ میل کے فاصلے پر آباد ہے
انوں کی تعداد معمولی ہے۔ کوئی دو سو۔

زیادہ تر مسلمان لبنانی اور شامی نژاد ہیں کچھ لوگ
ن سے بھی آئے ہیں مشی گن سٹی میں مسلمانوں کی آبادی کوئی
اکے لگ بھگ شروع ہوئی یہاں آکر انہوں نے ریل کے
بے بنانے والی ... امن مینوفیکچرنگ کمپنی میں ملازمت اختیار
پھر گھر گھر پھیری لگا کر برتن بھانڈے فروخت کرکے روزی
لیکن آج وہ مختلف پیشوں سے منسلک ہیں انہیں ایک پولیس
میں بھی ہے۔ ایک فائرمین ہے۔ بہت سے اکاؤنٹنٹ
ور دفتروں کے کارکن ہیں۔ کئی لوگ اپنے چھوٹے چھوٹے
تے ہیں، کئی ایک نے فرنیچر کی دکانیں کر رکھی ہیں، ایک
کی دکان کرتا ہے ایک کے پاس مردانہ کپڑے کی دکان
اور متعدد کریانہ کی دکانوں کے مالک ہیں۔

جوان سال لیڈروں میں علی حکیم کا نام خاص طور پر قابل ذکر
۔ وہ سنہ ۱۹۳۱ء میں لبنان کے مقام مرز آمت سقرت میں پیدا
ہ تھے، اور سنہ ۱۹۴۶ء میں امریکہ آگئے، اُن کے والدین
ہیں اُن کے والد سنہ ۱۹۳۰ء سے سنہ ۱۹۳۶ء تک مشی گن
ش پذیر تھے مگر اب وہ واپس لبنان چلے گئے ہیں اور
م اور اُن کے بھائی مشی گن میں رہ گئے ہیں جہاں وہ پیدا
ہ تھے۔

حسین نے انڈیانا یونیورسٹی سے بی اے کیا ہے، اور
ب ہائی سکول میں پڑھاتے ہیں، علی سنہ ۱۹۵۴ء سے سنہ ۱۹۵۶ء
کی فوج میں رہ چکے ہیں اور اس وقت ایک کاروباری ادارے
ونیٹنٹ ڈیپارٹمنٹ میں کام کرتے ہیں، حسین ابھی تک
ے ہیں۔ اُن کے پاس اپنی کار ہے۔ علی نے حال ہی

میں ایک لبنانی نژاد لڑکی سے شادی کی۔ ان کے پاس اپنی
موٹر نہیں ہے کیونکہ وہ مکان خریدنے کے لئے روپیہ
بچا رہے ہیں، امید ہے کہ چند ماہ کے اندر اندر وہ ایک
مکان کے مالک بن جائیں گے۔

علی ہر پندھرواڑے مسلمانوں کے متعلق ایک خبرنامہ
شائع کرتے ہیں وہ امریکہ اور کینیڈا کی اسلامی انجمنوں کے!
نائب صدر دوئم ہیں ان دنوں اُن کی سب سے بڑی دلچسپی
وفاق کے آٹھویں سالانہ اجلاس کا انتظام کرنا ہے، یہ
اجلاس اس سال مشی گن سٹی میں ہونیوالا ہے۔

امریکہ میں مسلمانوں کی تعمیر کی ہوئی ایک اور مسجد
سکرامنٹو میں ہے اور پاکستانیوں کے لئے یہ امر دلچسپی کا باعث
ہوگا کہ کیلیفورنیا کے نو آباد پاکستانیوں نے کوئی اسی ہزار ڈالر
جمع کرکے یہ مسجد تعمیر کی ہے۔

کیلیفورنیا کے دریائے سکرامنٹو کی زرخیز زراعتی
وادی میں امریکی مسلمانوں کی ایک بڑی آبادی ہے ان میں سے
اکثر پاکستانی الاصل ہیں۔

کوئی پچاس سال قبل پاکستانیوں کی ایک چھوٹی سی جماعت
ریاستہائے متحدہ امریکہ کے مغربی ساحل پر پہنچی اور کیلیفورنیا کے
دارالحکومت سکرامنٹو کے نزدیک آباد ہوگئی اس کے بعد بیس
برسوں میں اور بھی پاکستانی یہاں پہنچے، ان میں ضلع لائل پور کے
عطا محمد خاں منڈیالہ گاؤں۔ نکودر (مشرقی پنجاب) کے دو
بھائی نور محمد اور جان محمد۔ برکہ گاؤں کے دو بھائی بابو خاں اور
نعمت خاں اور بیسیوں دوسرے شامل تھے۔

وادی سکرامنٹو کے اس علاقے کی آب و ہوا اور
جغرافیائی حالت پنجاب اور پاکستان کے شمال مغربی سرحدی
صوبہ سے مماثلت رکھتی ہے۔ کیلیفورنیا کے ریل کے راستوں
پر غلّے کے کھیتوں اور پھلوں کے باغات میں روزگار کی کافی
فراوانی تھی۔ نئے تارکان وطن کفایت شعار اور جفاکش تھے
انہوں نے کافی رقم جمع کرکے خود اپنی زمین خرید لی اور پھر
پھر اپنے کنبوں کو بھی امریکہ لے آئے۔

اس وقت وادی سکرامنٹو کے علاقے میں کوئی
۴۰۰ مسلمان ہیں ان میں سے متعدد افراد کے پاس مزرعے اور
باغات ہیں جن کا رقبہ ۲۰۰ سے پانچ ہزار ایکڑ تک ہے کچھ لوگ
ماہر زرعی کارکنوں کی حیثیت سے بڑی بڑی تنخواہیں پاتے
ہیں دوسرے لوگ خود اپنے کاروبار چلاتے ہیں مثلاً کپڑے
کی دکانیں ہوٹل سفری ہوٹل (موٹل) ریستوران وغیرہ۔

اگرچہ کیلیفورنیا میں رہنے والے اکثر پاکستانی
امریکی باشندوں نے مغربی لباس اور طور طریقے اختیار کر لئے
ہیں لیکن انہوں نے اپنا مذہب (اسلام) اور پاکستان میں اپنے
خاندانوں اور دوستوں سے تعلقات برقرار رکھے ہوئے ہیں۔

سنہ ۱۹۴۸ء میں سکرامنٹو کے علاقے کے مسلمانوں نے
پاکستان نیشنل ایسوسی ایشن اور سکرامنٹو کے مسلمانوں کی مسجد سے
متعلق ایک انجمن قائم کی تھی تاکہ امریکہ میں پیدا ہونے والی نسل
میں پاکستانی ثقافتی زندگی کا انداز برقرار رکھا جاسکے اور جب
ضرورت پڑے تو نو واردوں کی مدد کی جاسکے۔

اس سال چراغ محمد سلیم خاں اور دوسرے لوگوں
کی رہنمائی میں سکرامنٹو میں مسلمانوں کے مذہبی مرکز کی حیثیت
سے ایک مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہوا۔ یہ پہلی مسجد تھی جو ریاستہائے
متحدہ کے مغربی ساحل پر بنائی گئی، اور امریکہ میں تعمیر شدہ بارہ
مساجد میں سے ایک ہے، اسے کیلیفورنیا کے پاکستانی
باشندوں کے رضاکارانہ چندوں سے تعمیر کیا گیا۔

سکرامنٹو کی مسجد سنہ ۱۹۴۸ء میں تعمیر کے بعد سے
مسلمانوں کی مذہبی اور تعلیمی اور معاشرتی سرگرمیوں کا مرکز بنی ہوئی
ہے۔ اس سے پاکستانی امریکنوں کو اپنے مذہبی رواج برقرار
رکھنے میں بڑی مدد ملی ہے۔ (ماخوذ)

آفتاب الدین احمد ہومیوپیتھک دارالشفاء

کی مختصر سہ ماہی رپورٹ

عطیہ دینے والے:-

نام	رقم
ملک عبدالغنی لاہور	۱—۰—۰
محمود اختر لائلپور	۱—۰—۰
شیخ عبدالرحمٰن مصری لاہور	۲—۰—۰
احباب جماعت کھدرواہ	۱۱—۰—۰
چوہدری غلام مصطفےٰ "	۲—۰—۰
منجانب والدین نواب بیگم سیالکوٹ	۵—۰—۰
خان عبدالعزیز برلن	۴—۶—۶
چوہدری محمد ذکی	۵—۰—۰
منشی محمد فاضل۔ لاہور	۲—۰—۰
صابرہ پرویز لاہور	۰—۸—۰
ملک عبدالسلام لاہور	۰—۸—۰
مظفر بیگ ساطع لائلپور	۴—۸—۰
والدہ گلاب علی تنوھر	۵—۰—۰
شیخ عبدالرحمٰن ناظر۔ لاہور	۱—۰—۰
سید احسان علی ڈھاکہ	۱۰—۰—۰
ڈاکٹر این اکبر خاں برما	۲۵—۰—۰
ایورگرین پریس لاہور	۲۰—۰—۰
منشی نبعن محمد قاضی احمد	۱—۰—۰
سید حسن شاہ کاموں کے	۵—۰—۰
میاں محمد شریف لائلپور	۲—۰—۰
ڈاکٹر اصغر حمید لاہور	۵—۰—۰
ابن علی مظفر آباد	۱—۰—۰
قاضی محمد رمضان حافظ آباد	۱—۰—۰
بابو غلام قادر۔ لاہور	۵—۰—۰
شیخ محمد آصف۔ لاہور	۲—۴—۰
کیپٹن حنیف اختر کوہاٹ	۵—۰—۰
	۱۳۹—۲—۰

نومبر دسمبر جنوری میں استفادہ کرنے والے مریضوں کی تعداد:- ۵۲۹۲ (انچارج دارالشفاء)

مسلم ہائی سکول نمبر ۱ کی تعلیمی سیر

۳۱ دسمبر ۱۹۵۸ء کی رات کو سکول ہذا کے ۳۰ افراد کی ایک پارٹی سیر کے لئے روانہ ہوئی اور اگلے دن صبح اپنا سامان راولپنڈی میں عزیزم میاں اقبال احمد صاحب خلف الرشید محترم جناب میاں سعید احمد صاحب کی فلور ملز میں رکھنے کے بعد ہم لوگ بذریعہ بس برف دیکھنے کے لئے عازم مری ہوئے۔

لارنس کالج اور مری کا نظارہ کافی فاصلہ سے ہی خوبصورت اور دلفریب دکھائی دیتا تھا۔ بچوں نے بس میں ہی اچھلنا اور گانا شروع کر دیا۔ لوئر ٹوپہ سے لیکر بالکل سڑک اور مکانات برف سے ڈھکے ہوئے تھے۔ گاڑیوں کی آمد و رفت کے لئے تھوڑی سی جگہ صاف کی ہوئی تھی۔ سڑک کے کناروں پر برف کے بڑے بڑے ڈھیلوں کو دیکھ کر نمک کا گمان ہوتا تھا۔

مری کی مال روڈ اور ڈاکخانہ کا چوک جہاں گرما میں کھوے سے کھوا چھلتا تھا سنسان و ویران تھے ڈاکخانہ کے اوپر کی طرف برف کی تہ بہت بھاری اور موٹی تھی۔ تمام کوٹھیاں اور ان کا گرد و پیش نہایت عمدہ سفید چادر میں لپٹا ہوا معلوم ہوتا تھا۔

بانسرہ گلی سے آگے سڑک صاف نہیں کی گئی تھی۔ جب ہم برف پر چلتے تھے۔ تو بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ جیسے چینی کے صحرا میں چل رہے ہوں۔ یہاں بچے برف کے گولے بنا کر ایک دوسرے کو مارتے رہے کچھ سکیٹنگ کرتے رہے۔ نہ صرف طلباء کے لئے بلکہ اساتذہ کے لئے بھی برف کا نظارہ اور اس پر چلنا ایک نئی چیز تھی۔ اس لئے ہر فرد اس سے لطف اندوز اور محظوظ ہوا۔ واپسی پر رات القمر فلور ملز میں بسر کی۔ اور میاں اقبال احمد صاحب نے (جو سکول ہذا کے اولڈ بوائے ہیں) تمام اساتذہ اور طلباء کو ایک پر تکلف دعوت سے نوازا۔ اور صبح کو موصوف نے چائے وغیرہ سے خاطر و مدارات کی جس کے لئے ہم ان کے دلی شکر گذار ہیں۔

دوسرے دن صبح نو بجے کی گاڑی سے ہم ٹیکسلا روانہ ہوئے۔ ٹیکسلا کا عجائب گھر سٹیشن سے دو تین فرلانگ پر ہے۔ اور اس میں جملہ نوادر اگرچہ دو ہزار سال سے زیادہ عرصہ کے ہیں۔ لیکن بعض چیزیں دیکھ کر انسان انگشت بدندان رہ جاتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں بھی تہذیب اس کمال پر پہنچی ہوئی تھی۔ سنگتراشی، ظروف، سکے، زیورات چار دھاتوں کا ایک شیر اور بے شمار اور چیزیں فی الواقعہ قابل دید اور قابل تعریف ہیں عجائب گھر سے تقریباً ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ٹیکسلا کے کھنڈرات ہیں۔ شہر کے بیچوں بیچ ایک فراخ بازار چلا گیا ہے۔ جسے کچھ کچھ فاصلہ پر دائیں بائیں سے آ کر گلیاں ملتی اور چوک بناتی ہیں۔ تقریباً درمیان میں راجہ اشوک کے محل۔ دیوان عام اور دیوان خاص کے آثار ہیں۔ اور ان سے پرے ایک چھوٹی سی پہاڑی پر اس کے بیٹے کنال کا سٹوپا ہے۔

ٹیکسلا سے چند میل کے فاصلہ پر جولیاں کی خانقاہ ایک پہاڑی پر واقعہ ہے۔ جہاں بدھ مذہب کے راہب عبادت کیا کرتے تھے۔ اور فوت ہونے کے بعد ان کی راکھ ڈبیوں میں بند کر کے اسی جگہ دفن کر دی جاتی تھی۔ اور یہ قبر سٹوپا کہلاتی تھی۔

ٹیکسلا سے ہم بذریعہ کراچی ایکسپریس رات کے گیارہ بجے پشاور چھاؤنی پہنچے۔ سٹیشن پر محترم جناب سبکتگین صاحب ڈویژنل اکاؤنٹنٹ محکمہ بجلی چند دوستوں کے ہمراہ ہمارے استقبال کے لئے موجود تھے۔ ان کا بنگلہ سٹیشن سے کچھ زیادہ فاصلہ پر نہیں تھا۔ لہذا سامان تانگوں پر لاد دیا گیا۔ اور ہم لوگ پیدل چل پڑے۔ ہمارے معزز میزبان نے پہلے تو چائے سے تواضع کی۔ اور پھر کھانا چن دیا گیا۔ رات زیادہ گذر چکی تھی۔ تمام لوگ دن بھر تھکے ہوئے تھے اس لئے فوراً سو گئے۔

۲ رجنوری کو ناشتہ کے بعد ہم بس میں تورخم (پاک افغان سرحد) دیکھنے کے لئے روانہ ہوئے۔ جمرود سے آگے قبائلی علاقہ شروع ہو جاتا ہے۔ یہ ایک بے آب و گیاہ پہاڑ ہے۔ جہاں پینے کو پانی بھی نہیں ملتا۔ ایک جگہ علی مسجد میں ایک چشمہ ہے۔ جہاں ایک بہت بڑا واٹر ورکس بنایا گیا ہے۔ اور یہ پانی تمام وادی میں اور پہاڑیوں کے اوپر قلعوں میں پہنچایا جاتا ہے۔

اس سڑک پر سب سے بارونق اور بڑا قصبہ لنڈی کوتل ہے۔ یہاں افغانستان سے روسی کپڑا سمگل ہو کر آتا تھا۔ اور لاکھوں کا کاروبار ہوتا تھا۔ لیکن آجکل دکاندار ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں۔

تورخم وہ جگہ ہے۔ جہاں پاکستان کی سرحد ختم ہوتی ہے۔ اور افغانستان شروع ہوتا ہے۔ جنگلے کے دوسری طرف جو افغان سپاہی ڈیوٹی پر کھڑا تھا۔ ہمارے بچوں نے جب اسے السلام علیکم کہا۔ تو اس نے ہمارے ترجمان سے اظہار ناراضگی کیا۔ لیکن تھوڑی دیر بعد اس کی ڈیوٹی بدل گئی۔ تو وہ مسکراتا ہوا ہماری طرف آیا اور جنگلے کے اوپر سے تمام بچوں کے ساتھ مصافحہ کیا اور کہا۔ کہ جب ہم پہرہ پر کھڑے ہوں۔ ہم سلام وغیرہ نہ کرتے ہیں اور نہ اس کا جواب دیتے ہیں۔

واپسی پر دوپہر کا کھانا لنڈی کوتل میں کھایا۔ یہاں کے چپل کباب جن کے لئے ہم جاتی دفعہ خاص طور پر آرڈر دے گئے تھے۔ کافی لذیذ تھے۔ اس وادی میں صرف اتوار کے دن ریل چلتی ہے۔ چڑھائی بہت زیادہ ہے۔ اس لئے آگے اور پیچھے دو انجن لگتے ہیں۔ یہاں کوٹی تیس کے اوپر سرنگیں ہیں۔ قبائلی لوگ ٹکٹ کے بغیر سفر کرتے ہیں۔

۴ رجنوری کو بارش ہو رہی تھی، مگر وارسک دیکھے بغیر واپسی کو جی نہیں چاہتا تھا۔ اس لئے بس قیام گاہ پر منگوا لی گئی۔ اور ہم اپنی منزل مقصود کی طرف چل کھڑے ہوئے۔ فاصلہ کچھ زیادہ نہیں تھا تقریباً ایک گھنٹہ کے بعد ہم وارسک پہنچ گئے۔ یہاں دریائے کابل کو ایک فرلانگ لمبی سرنگ میں سے گذارا گیا ہے۔ اور اس کے پاٹ کو خشک کر کے وہاں بہت بڑا بند تعمیر کر کے بجلی گھر اور آب پاشی کے لئے نہریں بنائی جا رہی ہیں۔ مصالحہ وغیرہ لانے، ملانے اور ضرورت کی جگہ پر پہنچانے اور ڈالنے کا کام خودکار مشینیں کرتی ہیں۔ اس پروجیکٹ کو دیکھ کر خیال آتا ہے۔ کہ خداوند تعالےٰ نے انسان کو اپنے ماحول میں ردوبدل کرنے کی کس قدر قوت و طاقت عطا فرمائی ہے۔

سہ پہر کو پشاور شہر اور چھاؤنی کی سیر کی اور شام کا کھانا کھانے کے بعد اپنے معزز میزبانوں کی معیت میں واپسی کے لئے سٹیشن پر آ گئے۔ رات کے گیارہ بجے کے قریب گاڑی روانہ ہوئی۔ اور ہم ۵ رجنوری کی صبح کو بخیریت تمام لاہور پہنچ گئے۔

چوہدری عبدالحمید صاحب سیکنڈ ماسٹر حسب معمول اس سیر کے لیڈر تھے۔ جس دلچسپی اور ذمہ داری سے انہوں نے اپنے فرائض کو نباہا۔ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے ہیڈ ماسٹر صاحب ایک دوست کو جو ریل میں ہم سفر تھا۔ یہ بتا رہے تھے۔ کہ یہ خداوند کا خاص فضل ہے۔ کہ سکول ہذا کو مولانا عزیز الدین صاحب کے بعد چوہدری عبدالحمید صاحب جیسا بے نفس، محنتی، دیانتدار، اور سکول کے مفاد کو اپنے آرام و آسائش پر مقدم رکھنے والا سیکنڈ ماسٹر ملا ہے۔

فالحمد للہ علےٰ ذالک

برکت علی۔ ثقافت سیکرٹری
مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور

مقالہ ——— بسلسلہ صفحہ ۳

ہے کہ کہیں دیکھے اللہ تعالیٰ تیرا مخالف ہوں اور میں پھر تجھے پھرا دونگا اور تیرے جبڑوں میں بنسیاں ماروں گا (حزقی ایل باب ۳۸۔ آیات ۱ تا ۴) اس سے صاف ظاہر ہے کہ یاجوج ماجوج روس کے سوائے اور کوئی نہیں۔ اور قرآن کریم نے من کل حدب ینسلون کے الفاظ میں بتا دیا کہ وہ زمین کی بلندیوں پر ہی نہیں ہر بلندی پر جس میں فضائے آسمانی بھی شامل ہے چڑھ دوڑیں گے جس کا انجام اس وعد الحق کی صورت میں ظاہر ہوگا جو اسکو تباہی کے مقام پر لا کر فرعون کی طرح اس کی آنکھیں کھولنے کا موجب ہوگا۔ اور جس خدا کو وہ آج راکٹ کے ذریعہ سے نہیں دیکھ سکتے اس وقت اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھ کر واویلا کریں گے یٰویلنا قد کنا فی غفلۃ من ھذا بل کنا ظٰلمین۔ ہائے افسوس ہم غفلت میں رہے بلکہ ہم ظالم تھے۔

اخبار احمدیہ

ـــــ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ وزیر آباد اور سیالکوٹ کے چند روزہ دورے کے بعد لاہور تشریف لے آئے ہیں۔

عقد سعید

مورخہ ۴ جنوری ۱۹۵۹ء کو امۃ الحی ایم اے دختر مولانا عبدالرحمٰن صاحب مصری کا نکاح صلاح الدین صاحب فرزند ارجمند ڈاکٹر فضل دین صاحب مرحوم (یوگنڈا - افریقہ) سے بعوض ۔/۵۰۰ پونڈ حق مہر ہوا - محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب نے خطبہ نکاح پڑھا - بعد ازاں ۲۵ جنوری ۱۹۵۹ء کو مولانا عبدالرحمٰن صاحب مصری نے مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور میں ایک پُر تکلف عصرانہ دیا جس میں جماعت کے احباب کے علاوہ محکمۂ تعلیم اور دیگر سرکاری غیر سرکاری اداروں کے معززین نے بھی شرکت کی۔

درخواست دعا

بدوملہی (سیالکوٹ) سے شیخ اللہ بخش صاحب لکھتے ہیں کہ انہیں کچھ مشکلات درپیش ہیں، احباب جماعت سے دعا کے لئے درخواست ہے۔

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور

یکم فروری بروز اتوار خواجہ کمال الدین ہال میں ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کی مجلس عاملہ کا اجلاس ہوا۔ سال رواں کے لئے مندرجہ ذیل عہدہ داروں کا انتخاب ہوا۔

(۱)۔ پریذیڈنٹ :۔ (خواجہ ضیاء الحق صاحب طاہر ایڈووکیٹ)
(۲)۔ وائس پریذیڈنٹ :۔ (عبدالرحمٰن صاحب متعلم ایف اے ایل)
(۳)۔ جنرل سیکرٹری (عبدالغفور صاحب ثاقب)
(۴)۔ اسسٹنٹ سیکرٹری (صلاح الدین صاحب)
(۵)۔ جائنٹ سیکرٹری (سعید احمد صاحب)
(۶)۔ پبلسٹی سیکرٹری (تنویر احمد صاحب)
(۷)۔ فنانشل سیکرٹری (ظفر حسین صاحب جھنگوی)
(۸)۔ فنانشل ایڈوائزر (رشید احمد صاحب)
(۹)۔ لٹریری سیکرٹری (ناصر احمد صاحب)
(۱۰)۔ لٹریری بورڈ :۔
(ا) خواجہ عقیل الحق صاحب طاہر
(ب) ناصر احمد صاحب
(ج) سعید احمد صاحب

تنویر احمد پبلسٹی سیکرٹری

سانحۂ ارتحال

جناب منیر احمد صاحب، عزیز قادیسی مانسہرہ سے یہ افسوسناک خبر دی ہے کہ منشی محمد زمان صاحب ساکن موضع تمر کھولہ، تحصیل مانسہرہ $\frac{1}{59}$-۲۰ کو وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم نہایت متقی اور نیک انسان تھے۔ جماعت مانسہرہ نے تمر کھولہ میں ان کی نماز جنازہ ادا کی۔ تمام احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کریں اور نماز جنازہ غائبانہ ادا کریں۔

سپاس تعزیت

جماعت کے بہت سے احباب نے بذریعہ تار اور خطوط فرزند عزیز عبدالرحیم کی وفات پر گہری ہمدردی اور تعزیت کا اظہار فرمایا ہے۔ میں ان تمام دوستوں کا شکر گذار ہوں اور معذرت خواہ ہوں کہ فرداً فرداً ان کے پیغام ہمدردی کا شکریہ ادا نہیں کر سکا۔

(ڈاکٹر) عبدالعزیز
پنشنر سول سرجن - نشتر آباد - پشاور

شعبہ مفت اشاعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی ۲ دو تازہ تصنیفات :۔ (۱) ہز ہولی نیس ایکسرپلے (انگریزی) (۲) اسلام اینڈ کرسچینٹی (انگریزی)
انہیں منگوا کر خود بھی پڑھیں اور دیگر احباب میں تقسیم کریں۔

بچوں کا صفحہ ——— مرتضیٰ خان حسن

باپ بیٹے کی ساتویں مجلس

رشید:- "اچھا ابا جان! اس دن آپ نے یہاں تک ذکر کیا تھا کہ حضرت ابراہیمؑ کو خدا نے ایک اور بیٹا بھی دیا جس کا نام اسحاق رکھا گیا اور ابھی تک حضرت ابراہیمؑ شام میں ہی رہتے تھے۔ اب اس سے آگے ان کا حال سنائیں۔"

باپ:- "ہاں حضرت ابراہیمؑ کو شام میں اور حضرت اسمٰعیلؑ اور ان کی والدہ کو عرب میں رہتے ہوئے کئی سال گذر گئے۔ اب خدا کے فضل سے حضرت اسمٰعیلؑ شباب کی پہلی منزلوں پہنچ چکے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے حکم سے سفر عرب کا عزم کیا تاکہ اپنے بچے اور بیوی کو دیکھیں۔ چنانچہ ہمارے قومی شاعر حفیظ صاحب جالندھری فرماتے ہیں ؎

کئی برسوں کے بعد اک دن ندا آئی پیمبر کو
کہ جا اور دیکھ دشتِ خشک میں فرزندِ اکبر کو
با امراللہ پھر رہوار ہمت پر کیا کوڑا
خلیل اللہ نے پیری میں ارضِ شام کو چھوڑا
یہاں آکر خدا کی شان کا نقشہ نظر آیا
جہاں مٹی کے تودے تھے وہاں چشمہ نظر آیا
بہت بشاش دیکھا ہاجرہ کا چہرہ انور
ہوئے شاداں خلیل اللہ اسمٰعیلؑ سے مل کر
جواں فرزند کے چہرے پہ نورِ حق نما پایا
بنی جرہم کے لوگوں کو وفا سے آشنا پایا
وہاں فرطِ خوشی سے سر بسجدہ ہو گئے حضرت
مارے ہوئے تھے نیند آئی سو گئے حضرت

مصائب نبیوں پر آتے ہوئے۔ لیکن جو مصائب حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آئے شاید وہ سب سے زیادہ تھے۔ جب تک آپ بابل میں رہے بادشاہ وقت اور قوم کے ظلم وستم کے نشانہ بنے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کو جلتی آگ میں جھونکا گیا۔ آخر لوگوں کے ظلم وستم سے تنگ آکر آپ نے اپنے وطن مالوف کو چھوڑا۔ اور کنعان ملک شام میں جاکر پناہ لی۔ یہاں آکر خدا کی طرف سے حکم ملا کہ وہ اپنے لختِ جگر اور پیاری بیوی کو ایک جنگل بیابان میں چھوڑ آئیں یہ بھی ایک بہت بڑا ابتلاء تھا۔ حضرت ہاجرہ نے جنگل میں جن مصائب کا مقابلہ کیا وہ بھی کچھ کم روح فرسا نہ تھے۔ سالہا سال کے بعد حضرت ابراہیمؑ اپنے بچے اور بیوی سے ملنے سے آئے تو ایک اور آزمائش میں ڈالے گئے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ آپ کو خواب میں دکھایا گیا کہ آپ اپنے لختِ جگر اسمٰعیل کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر رہے ہیں نبی کی خواب بھی وحی ہی ہوتی ہے۔ اشارہ پاتے ہی خدا کے حکم کی تعمیل کے لئے تیار ہو گئے۔ نہایت کڑا دل کر کے بیٹے سے کہا کہ اے میرے پیارے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ اب تم کیا کہتے ہو؟ دیکھو بیٹا کس قدر فرمانبردار مطیع اور صابر اور راضی برضائے الٰہی تھا کہ باپ کی یہ دردناک بات سن کر ذرا نہیں گھبراتا۔ کسی تشویش یا غم کا اظہار نہیں کرتا۔ کوئی لفظ انکار کا زبان پر نہیں لاتا انکار کے کیا معنے ذرا پس و پیش نہیں کرتا۔ کمال جرأت اور حوصلے اور کمال اطمینان سے باپ کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ اے ابا جان! جو خدا کا حکم ہے کر گذریئے۔ میں نہایت صبر و سکون کے ساتھ اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ سبحان اللہ! بیٹا ہو تو ایسا۔ ذرا نہیں ڈرا۔ ذرا نہیں جھجکا۔ اپنی گردن خدا کے حکم کے سامنے رکھدی۔ اپنا گلا چھری کے نیچے رکھ دیا۔

دنیا میں انسان کے لئے اولاد سے بڑھکر کوئی چیز نہیں ہوتی۔ بیٹے کی خاطر انسان اپنا سب کچھ لٹا دیتا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

کھوتے نہیں یہ مال زر و مال کے بدلے
موتی بھی لٹا دیتے ہیں اس لعل کے بدلے

مگر ابراہیمؑ کو دیکھو جب خدا کی طرف سے اشارہ پایا فوراً اپنے لختِ جگر کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ ایسے ہوتے ہیں خدا کے خاص بندے۔ خدا کے عاشق۔ خدا کے رستہ میں بکے ہوئے۔ خدا کی محبت کے مقابلہ میں اُن کے دل میں کسی چیز کی محبت نہیں ہوتی۔ وہ اپنا سب کچھ خدا پر قربان کر دیتے۔ اور اس کو وہ اپنی زندگی کا اصل مقصد سمجھتے ہیں۔

تبصرہ

احمدیہ حقیقت پسند پارٹی مرکز یہ مکان نمبر الف مدن ولا مسافر گلی۔ مین بازار۔ کرشن نگر لاہور کی طرف سے ہمیں ایک ٹریکٹ موسوم بہ "جناب خلیفہ ربوہ سے چودہ سوالات اور احباب جماعت کے لئے لمحۂ فکریہ" ملا ہے۔ جس میں ٹھوس واقعات مع تاریخ وقوعہ درج ہیں۔ یہ حساب کتاب سے متعلق ہیں اور خلیفہ صاحب کے سرکاری رجسٹرات سے ان کا حوالہ دیا گیا ہے۔ احباب جماعت احمدیہ ربوہ کا فرض ہے کہ وہ اس طرف متوجہ ہوں اور مناسب ہے کہ خلیفہ صاحب ان کا جواب دے کر اپنی پوزیشن کو صاف کریں۔

(پیغام صلح)

آپ کے خطوط — سلسلہ صفحہ ۶

اور پھر ایر فورس میں بحیثیت گراونڈ انجنیئر بھرتی ہو گئے۔

انہوں نے چند سال انگلستان میں گزارے لیکن وہاں عام نوجوانوں کی طرح انگلستان کی فضا سے متاثر نہ ہوئے بلکہ وہ لڑکے جو ائر فورس کی طرف سے انگلستان میں ٹریننگ کے لئے جاتے تھے اُن کو نمازیں پڑھاتے، خطبہ دیتے اور درس و تدریس کے نیک کام میں لگے۔ انگلستان سے واپسی پر مجھے ملے۔ میرا خیال تھا کہ اُن میں کافی تبدیلی واقع ہوئی ہوگی، لیکن وہ وہی عبدالرشید تھا جو چند سال پہلے تھا۔ مجھے کئی دفعہ ملنے کے لئے وہ میرے پاس آفس میں آتے بلکہ میں خود انہیں ٹیلیفون کر کے بلاتا۔ اُن کے چلے جانے کے بعد میرے رفقاء کار حیران ہو کر مجھ سے پوچھتے۔ کہ کیا واقعی یہ ایئر فورس میں ہیں۔ کیونکہ ان میں تو وہ خو بو نہیں جو آج کل کے نوجوانوں میں اس مرتبہ پر پہنچ کر آجاتی ہے۔ ان کا چہرہ تعرف فی وجوھھم نضرۃ النعیم کا مصداق تھا۔ ان کی موت پر اُن کے والد محترم نے جس ایمان کا ثبوت دیا وہ تمام پشاور کی جماعت کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ہوا۔

میں نے اُن کی زندگی کا ایک حصّہ جو میرے سامنے تھا اس لئے پیش کیا ہے تاکہ وہ جماعت کے نوجوانوں کے لئے نمونہ ہے اور وہ بھی اپنی زندگیوں کو اسی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں۔ دنیاوی ترقی کے باوجود دین کو نہ بھولنا اور اس کے احکامات پر عمل کرنا تقویٰ ہے۔

والسلام

عبدالغنی ریڈیو انجنیئر، ریڈیو پاکستان پشاور

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر طبع کر کے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

جلد ۴۸ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۹ شعبان المعظم ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۸ فروری ۱۹۵۹ء | نمبر ۷

ہمارا مذہب

(از حضرت مسیح موعودؑ)

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآن نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

✶

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

(مسیح موعودؑ)

مکتوب ووکنگ

مولانا محمد یعقوب خان صاحب امام شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

یہ مکتوب محترم خانصاحب نے پیغام صلح کے لئے عزیز مکرم ناصر احمد صاحب کو مخاطب کر کے لکھا ہے کیونکہ انہوں نے بہائیوں کے کچھ اعتراضات انہیں لکھ کر بھیجے تھے ـــ (ایڈیٹر پیغام صلح)

بہائی اور شریعت اسلامی

ووکنگ۔ ۱۰ فروری ۱۹۵۹ء۔ عزیزم ناصر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا خط مؤرخہ ۴ فروری موصول ہوا۔ بہائیوں کے اعتراضات جو آپ نے بھیجے ہیں پڑھکر اس ایمان کو اور تقویت ہوئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور قرآن کریم خاتم الکتب ہے۔ اور آپ کے بعد کسی نئی نبوت اور شریعت کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔ اگر بہائی صاحبان ایک ذرہ بھی ایسا پیش کر سکیں جس کی انسانی اخلاق یا تمدن کے لئے ضرورت ہو اور قرآن میں موجود نہ ہو تو ان کے اجراء نبوت کے دعوے پر غور کیا جا سکتا ہے۔ جب وہ کوئی چیز پیش ہی نہیں کر سکتے اور جو پیش کرتے ہیں وہ ادنےٰ اور ناقص ہے تو ایک نئی شریعت کا دعوےٰ ایسا ہے جیسے دوپہر کے وقت جب سورج آب وتاب سے چمک رہا ہو ایک ٹمٹماتا سا دیا جلا کر لوگوں کو راستہ دکھاتا پھرے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کے دلائل پر کوئی مبسوط مقالہ لکھوں، جو تیار ہونے پر آپ کو بھیجدوں گا۔

نبی کریمؐ کے یا قرآن کے بالمقابل کوئی چیز پیش کرنا تو بڑی دور کی بات ہے۔ بہائی اصحاب تو آپ کے ایک خادم حضرت مرزا صاحب کے روحانی کمالات اور فیوض کے بالمقابل بھی تہیدست ہیں جو آپ کو خاتم النبیین کی اتباع اور عشق و محبت سے حاصل ہوئے

ٹیچنگز آف اسلام کے متعلق

اپنے کسی گذشتہ خط میں میں نے ایک انگریز متلاشیٔ حق کا ذکر کیا تھا جو یہاں کے رائل نیوی میں کمانڈر کا درجہ رکھتے ہیں۔ اُن کو میں نے "ٹیچنگز آف اسلام" کی ایک کاپی بھیجی تھی۔ اپنے "تازہ خط میں جو کل ہی موصول ہوا ہے یہ صاحب لکھتے ہیں:۔

I Think That This book is extremely informative and That gives The answers to many questions. With its intentionally limited scope it does leave many questions unanswered. At The same time it inspires a wish to know and learn more about Islam.

یعنی:۔

"یہ کتاب بے حد پُر از معلومات ہے اور اس میں بہت سے سوالات کے جوابات مل جاتے ہیں، اس کا دائرہ چونکہ عمداً (چند سوالات تک) محدود کر دیا گیا تھا اس لئے کئی سوالات ایسے رہ جاتے ہیں جن پر روشنی کی ضرورت ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ کتاب انسان کے دل میں یہ خواہش پیدا کرتی ہے کہ اسلام کے متعلق مزید معلومات حاصل کرے"

اسی خط میں آگے لکھتے ہیں:۔

"اس کتاب کے اخیر پر مجھے ایک کتاب کا اشتہار

(باقی برصفحہ ۱۱)

ابتلاء اور صبر

بلا بلغت عرب امتحان بود یعنی
کہ بندہ را بر بلا امتحان کند او ر

(مُرتضیٰ خان حسن)

ولنبلونکم بشئی من الخوف والجوع ونقصٍ من الاموال والانفس والثمرات ؕ وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ ؕ قالوا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون اولئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون ؕ

ابتلا یا آزمائش سنتِ الٰہیہ ہے۔ جو عمیق مصالح پر مبنی ہے۔ کبھی باری تعالےٰ مصائب کے ذریعہ آزماتے ہیں اور کبھی نعماسے۔ آیاتِ بالا میں مصائب سے آزمائش کا ذکر فرمایا ہے۔ جو بعض اوقات سخت صبر آزما، حوصلہ شکن اور روح فرسا بن کر انسان پر وارد ہوتی ہیں، انہی میں سے ایک اعزا و اقربا کی دائمی مفارقت کی مصیبت ہے اور ایسی مصیبتوں کی حالت میں انسان نہیں سمجھتا کہ وہ کیا کرے۔ مگر قرآن مجید خدا کی بہت بڑی نعمت ہے۔ انسان ضعیف البنیان کے لئے ہر دکھ کا علاج اس میں موجود ہے ہر زخم کی مرہم اور ہر زہر کا تریاق اس میں خلاقِ علیم نے مہیا کر دیا ہے۔ عین ایسے وقت میں جبکہ انسان دکھوں اور مصیبتوں کے مارے ہلاکت کے کنارے پہنچ گیا ہو قرآن اس کی دستگیری فرماتا ہے۔ ایسی حالت میں کہ چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھا رہا ہو اور روشنی کی ایک مدھم سے مدھم کرن بھی محسوس نہ ہوتی ہو قرآن مجید روشنی کا ایک بلند مینار بن کر سامنے کھڑا ہو جاتا ہے، اور انسان کو گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں سے نکال کر باہر لے آتا ہے۔ جب یہ کیفیت ہو کہ انسان کو کوئی یار و مددگار نظر نہ آتا ہو، اور اس پر بے بسی اور بیکسی کا عالم طاری ہو اور وہ مصائب کی آسیہ میں پسا جا رہا ہو قرآن مجید ایک شفیق اور غمگسار دوست کی شکل میں سامنے آجاتا ہے اور اس کو بڑے روح پرور الفاظ میں یہ خوشخبری دیتا ہے :- وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ ؕ قالوا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون اولئک علیھم صلوٰۃ من ربھم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون ؕ -

سبحان اللہ بالفاظ دیگر یوں کہنا چاہیئے کہ کمال محبت اور سچی شفقت سے باری تعالےٰ فرماتے ہیں کہ اے انسان! مصیبت دیکھ کر گھبرا نہ جا - دیکھ اس قادر مقتدر نے جو رب العالمین ہے تیری اس مصیبت کے تحت تیرے لئے انعامات کا ایک خزانہ رکھا ہے۔ تجھے اس مصیبت میں شکستہ خاطر اور غم زدہ نہیں ہونا چاہیئے بلکہ ایک لحاظ سے تجھے خوش ہونا چاہیئے کہ تو خدا کی رحمت اور اس کے انعام کا مستحق ہو گیا ہے اور تو اس کی صلوٰۃ یعنے خصوصی رحمت اور غفران کا مورد قرار دیا گیا ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ ؎

زندہ کنی عطائے تو ؛ ور بکشی سزائے تو
دل شدہ مبتلائے تو ؛ ہر چہ کنی رضائے تو

اس ارحم الراحمین نے اگر زخم لگایا ہے تو مرہم بھی ساتھ ہی رکھ دی ہے۔ اگر غم دیا ہے تو خوشخبری بھی ساتھ ہی دے دی ہے، گویا ذات باری انسان کو ہمدردانہ انداز میں سمجھا رہی ہے کہ اگرچہ مصیبت کا آنا ایک ناگزیر قانون ہے اور اس سے کوئی مستثنیٰ نہیں رہ سکتا (الا ماشاء اللہ) تاہم تمہیں گھبرانا نہیں چاہیئے۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ہماری ہمدردی تمہارے ساتھ ہے۔ اگر صبر کرو گے تو ہم تم کو اس مصیبت کے عوض میں بہت بڑا اجر دیں گے، تمہارے مدارج بلند ہوں گے۔ تمہارے مراتب بڑھیں گے۔ اس ہمدردی کے بعد جو خدا نے ایک مصیبت زدہ کی کی ہے کوئی انسان کیا ہمدردی کر سکتا ہے؟ انسان کی ہمدردی ایک لفظی ہمدردی ہے، پھر خدا کی ہمدردی ایک حقیقت لازوال اور نعمت در نعمت کی حامل، اور کیا خوش نصیب ہے وہ انسان جس سے خدا ہمدردی کرے۔

اللہ تعالےٰ کے رحم و کرم کی کیا حد و نہایت ہو سکتی ہے ہم لوگ بعض وقت بڑے تضرع اور خشوع سے دعائیں مانگتے ہیں مگر وہ قبولیت حاصل نہیں کرتیں ایسی دعاؤں کے متعلق جو قبولیت حاصل نہ کریں... حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب انسان دیکھے گا کہ جو دعائیں اس کی نامقبول ہوئیں ان کا اس قدر بڑا اجر ملا ہے تو وہ اس وقت کہے گا کہ اے کاش میری ساری دعائیں رد ہو گئی ہوتیں، سبحان اللہ کس قدر رحم خداوندی ہے کہ اگر دعا قبول نہیں کی تو اس کا اجر بے حساب دے دیا ہے۔

ذرا غور فرمایئے اگر ہمارے لئے مصائب ہی مصائب ہوتیں اور رحمت اور اجر کا کوئی وعدہ نہ ہوتا تو ہم کیا کر سکتے تھے، یہ تو اللہ تعالےٰ ارحم الراحمین کا رحم و کرم ہے کہ اس نے مصائب میں ہمارے لئے انعام کا وعدہ فرمایا بلکہ بشارت دی، اور انسان کو اطمینان دلایا اس کو تسلی دی، اس کی دلجوئی کی کہ اگر مصیبت آجائے تو جزع فزع سے کام نہ لیں۔ یہ مصیبت خدا کے حکم اور اس کے قانون کے مطابق آتی ہے۔ صبر کرو۔ ہم تم پر دوسرے رنگ میں اپنی خصوصی رحمت اور انعام کی بارش کریں گے۔

رحمت تو سب کے لئے ہے اور عام ہے مگر علیھم صلوات من ربھم فرما کر صابر کے لئے خصوصی رحمت کا وعدہ فرمایا۔ صابر دو قسم کی رحمت کا مورد بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت عامہ کا بھی اور رحمت خاصہ کا بھی۔ خدا کی ان رحمتوں کا صحیح صحیح اندازہ اور ان کا پورا پورا تصور ایک انسان کیا کر سکتا ہے۔ درحقیقت یہ بہت بڑی نعماء ہیں کیونکہ انسان کے لئے بشارت کا لفظ استعمال فرمایا ہے — بالبداہت جس کو خدا بشارت فرمائے اس کی عظمت کا کیا ٹھکانا ہو سکتا ہے فتدبریا اخی - لیکن صرف اس قدر ہی نہیں بلکہ دربار خداوندی سے اسکو مھتدون کی سند بھی ملتی ہے۔ اسکو ہدایت یافتہ گروہ میں شامل کیا ہے، اب اس سے بڑھ کر انسان کا کیا شرف ہوگا کہ خدا اس کو مھتدون میں شمار کرے۔ یہی تو زندگی کا اصل مقصد ہے۔ ہدایت یا اھتدا کے لئے ہی تو ساری تگ و دو ہے، اگر یہ مل گئی تو اور کیا چاہیئے۔ گویا صابر نے سب کچھ پالیا۔ خدا کی طرف سے صلوات پائیں۔ خدا کی طرف سے رحمت پائی اور خدا کی طرف سے ھدایت پائی۔ سبحان اللہ! صابر کامیاب و کامران ہو گیا فھو المراد۔ مصیبت تو خدا نے بھیجی مگر دیکھو کہ مصیبت کا کتنا بڑا اجر خدا نے دیا ؎

اے خدا قربانِ احسانت شوم

پھر جس قدر مصیبت بڑی ہوگی اس کا اجر بھی اسی قدر بڑا ہوگا ؎ دل بزرگ شود چوں بلا بزرگ شود - پھر اور سنیئے ۲ صبر کرنے والوں کو خدا کی معیت حاصل ہوتی ہے۔ خدا اُن کا ساتھی بن جاتا ہے۔ اور یہ کس قدر بلند مقام ہے۔ اور یہ کتنی بڑی نعمت خداوندی ہے کہ خدا انسان کا ساتھی بن جائے۔ جس کو خدا مل گیا اس کو سب کچھ مل گیا۔ جس کو خدا مل گیا اس کو اور کیا چاہیئے۔ یہی تو انسان کی انتہائی مراد ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس کا مقام بہت مشکل مقام ہے اور یہ مشکل سے حاصل ہوتا ہے ؎

گویند سنگ لعل شود در مقام صبر
آرے شود و لیک بخون جگر شود

مگر جو اس کو پالیتا ہے وہ اپنی مراد کو پہنچ جاتا ہے۔ بالبداہت خدا سے بڑھکر کوئی مراد نہیں، خدا سے بڑھکر کوئی دولت نہیں، یہ صابر ہے جو اس مراد کو اور اس دولت کو پالیتا ہے۔ بشری للصابرین یہ اس خدا کا وعدہ ہے جو اصدق الصادقین ہے جس کے وعدے میں کوئی تخلف نہیں ہو سکتا۔

آیات بالا کے ساتھ ہی صفا اور مروہ کا ذکر فرمایا اور اس کو شعائر اللہ قرار دیا۔ اس میں حضرت ہاجرہ کی مشکلات اور اس بلند مرتبہ خاتون کے صبر کی طرف اشارہ ہے۔ اس سے نصیحت بھی مدنظر ہے اور دلجوئی بھی، یعنے اس سے یہ واضح کرنا مقصد ہے کہ اگر تم پر کوئی مصیبت آئی ہے تو تم سے پہلے بھی ایسی عورتیں گذری ہیں جن پر بڑی بڑی مصیبتیں آئیں مگر انہوں نے زمام صبر ہاتھوں سے نہ دی اور انہوں نے اجر پایا۔ تم پر بھی اگر

(باقی برصفحہ ۳ کالم نمبر ۲)

ان اللہ مع الصابرین

ہندوستان میں تبلیغ اسلام

بھارتی معاصر روزنامہ آزاد بنگلور اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ :۔

" بھودانی لیڈر آچاریہ ونوبا بھاوے نے گذشتہ روز انکشاف کیا کہ بدھوں کا ایک وفد ان کے پاس آیا تھا، اور بدھ دھرم قبول کرنے کی دعوت دی مگر آچاریہ جی نے بدھ دھرم قبول کرنے سے انکار کر دیا"۔

آچاریہ ونوبا بھاوے کون ہیں؟ گاندھی جی کے ایک شاگرد اور ان کے پکے پیرو ہیں، اور گاندھی جی کے فلسفہ، معاشرت اور عقائد خیالات کی حد تک ان کے سب سے بڑے جانشین سمجھے جاتے ہیں، وہ آجکل بھودان تحریک چلا رہے ہیں جس کا مطلب مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ جن لوگوں کے پاس بڑی بڑی اراضیات ہیں، وہ ان میں سے کچھ اراضی بطور چندہ رضاکارانہ طور پر ان کاشتکاروں کے سپرد کر دیں جو زمین کے مالک نہیں، اس کے لئے انہوں نے ہندوستان کے قریہ قریہ اور گاؤں گاؤں پھر کر بڑے بڑے زمینداروں سے اراضی بطور چندہ مانگی جس میں انہیں خاصی کامیابی حاصل ہوئی اور ہزاروں ایکڑ اراضی بطور چندہ حاصل کی جا چکی ہے۔

ہم نہیں کہہ سکتے کہ آچاریہ جی کے خیالات ہندو مذہب کے متعلق کیا ہیں۔ اور بدھ مت والوں کو انہیں بدھی مذہب کی دعوت دینے کی جرأت کس طرح ہوئی، لیکن اس دعوت کا انکار کرتے ہوئے انہوں نے جو وجوہات بیان کی ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی ایسے مذہب کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں جس کے پیرو قیام امن کے بجائے جنگ و جدال میں مصروف ہیں، چنانچہ معاصر آزاد بنگلور راوی ہے کہ:۔

" آچاریہ جی نے اس ملاقات اور بدھ دھرم قبول کرنے سے انکار کے واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ بدھ مذہب اپنی مشکلات کا حل نہیں، چین و جاپان کے لوگ بدھی ہیں، لیکن ان کو بدترین جنگوں کا تجربہ کرنا پڑا، یورپ کے عیسائی حضرت مسیح کے پیرو ہو کر جنگ کرتے چلے آ رہے ہیں، آچاریہ جی نے کہا کہ کوئی مذہب امن قائم نہیں کر سکتا"۔

ہمیں معلوم نہیں کہ بدھیوں کے وفد نے ان کے اس اعتراض کا کیا جواب دیا، آیا وہ اس کو صحیح سمجھتے ہیں یا نہیں اور ان کے نزدیک مذہب کے اصولوں کو قیام امن کی صلاحیت کہاں تک حاصل ہے، ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ آچاریہ جی کا یہ خیال کہ کوئی مذہب امن قائم نہیں کر سکتا، کہاں تک صحیح ہے، اور کم از کم ہندوستانی مسلمانوں نے اس کا کیا جواب دیا ہے، معاصر آزاد بنگلور نے اس بارہ میں ہندوستانی مسلمانوں کو متہم کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :۔

" یہ مختصر سا انکشاف مسلمان مبلغین کے لئے اپنے اندر کتنا بڑا سبق رکھتا ہے اور یہ ان ہی کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کو سیدھا اور آسان راستہ دکھائیں چاہے کوئی مانے یا نہ مانے لیکن تبلیغ کے معاملہ میں بدھی ان سے بڑھ گئے، کہ وہ ایک ایسے مذہب میں جان ڈالنے کے لئے انتھک کاوشوں سے کام لے رہے ہیں اور مسلمان مبلغ اپنے زندہ اور زندہ جاوید مذہب کی تبلیغ سے غافل ہیں"

فی الواقعہ سب سے پہلا فرض مسلمان مبلغین کا تھا کہ وہ آچاریہ جی یا ان جیسے دوسرے لوگوں کو جو مذہب کی طرف سے غیر مطمئن نظر آتے ہیں اسلام کی دعوت دیتے، اور انہیں بتلاتے کہ یہ بالکل غلط ہے کہ کوئی مذہب امن قائم نہیں کر سکتا" کم از کم اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کے اصول قیام امن کے لئے بہت بڑی صلاحیت رکھتے ہیں، یہ کہنا صحیح نہیں ہوگا کہ مسلمان بھی جنگوں میں مبتلا رہے ہیں یا اسلامی ممالک بھی جنگوں میں شریک ہیں، کیونکہ ابتدائے اسلام میں جو جنگیں مسلمانوں نے لڑیں وہ محض دفاعی تھیں، انہیں مجبوراً ان جنگوں میں حصہ لینا پڑا اور وہ نہ لیتے تو ان کا نام و نشان اسی وقت مٹ جاتا، لیکن اپنی ہستی کے قیام کے علاوہ ایک سب سے بڑی غرض جو قرآن کریم نے بتائی ہے، وہ دنیا میں قیام امن ہی ہے، جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے :۔

ولولا دفع اللہ الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع وبيع وصلوات ومساجد يذكر فيها اسم اللہ كثيرا اگر اللہ تعالے بعض لوگوں کا بعض کے ذریعہ دفعیہ نہ کرتا تو یہودیوں کے ہیکل، عیسائیوں کے گرجے اور راہبوں کی کوٹھڑیاں اور مسجدیں جن میں اللہ کا ذکر کثرت سے کیا جاتا ہے مسمار کر دیئے جاتے۔ ایسا ہی فرمایا وقاتلوا في سبيل اللہ حتى لا تكون فتنة ويكون الدين للہ، خدا کے رستہ میں اس وقت تک جنگ کرو کہ فتنہ و فساد مٹ جائے اور کسی دین کے قبول کرنے میں کسی کا ڈر یا خوف حائل نہ ہو اور جو شخص جس دین کو اختیار کرنا چاہے محض اللہ کے لئے اختیار کرے۔

یہ تو اسلامی جنگوں کا مقصد اصلی ہے، جس سے ظاہر ہے کہ اسلام کا مقصد دنیا میں امن قائم کرنا ہے اور اس نے نہ صرف دنیا میں امن قائم کیا بلکہ انسانیت کو ایک ایسی راہ پر ڈال دیا جس سے دنیا علم و حکمت اور تہذیب تمدن کی نورانی شعاعوں سے منور ہو گئی۔ یہاں تک نہیں اسلام نے وہ اصول دنیا کو دیئے ہیں جن پر عمل پیرا ہونے سے موجودہ زمانہ کی تمام جنگیں اور فتنہ و فساد یکسر ختم ہو سکتے ہیں بشرطیکہ دنیا انہیں قبول کرنے کیلئے تیار ہو، اسلام نے شرک سے چھڑا کر اور نسل و رنگ اور وطن کی حدود کو مٹا کر توحید الٰہی اور مساوات انسانی کا جو اصول قائم کیا ہے اس سے بڑھ کر قیام امن کے لئے اور کوئی چیز کارگر نہیں ہو سکتی اور ہم دیکھتے ہیں کہ مغرب کے فہمید دل و دماغ جدید دنیا کی موجودہ مشکلات اور فتنہ و فساد سے تنگ آ کر بیٹھے ہیں جب اسلامی اصولوں پر غور کرتے ہیں تو یہی ایک مذہب انہیں قیام امن کا ذمہ دار نظر آتا ہے۔ ہندوستانی مبلغین کا فرض ہے کہ وہ آچاریہ ونوبا بھاوے کو اس طرف توجہ دلائیں اور ان کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے نہ صرف انہیں بلکہ دوسرے سنجیدہ اور فہمیدہ ہندوستانیوں کو بھی قبول اسلام کی دعوت دیں۔

ابتلا اور صبر

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۲)

کوئی مصیبت آتی ہے تو صبر کرو تم کو بھی خدا اجر دیگا۔ یہ ایک امر واقعہ ہے کہ دوسروں کے حالات سے انسان سبق حاصل کرتا ہے۔ دوسروں کے دکھ کو دیکھکر اس کا اپنا دکھ ہلکا ہو جاتا ہے اور دل کو صبر کی توفیق ملتی ہے۔ اس مقصد کے لئے اور اس کی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے اللہ تعالے نے کبھی کسی نبی کی شان بیان کی اور کبھی کسی کی، اور عورتوں میں سے آیات بالا میں حضرت ہاجرہ کی مثال دی، جنہوں نے صبر و استقامت کا بڑا اعلےٰ نمونہ پیش کیا کہ خدا کے حکم کے مطابق ایک معصوم بچے کے ساتھ ایک جنگل بیابان کی زندگی اختیار کی۔ العظمت للہ یہ اسی خاتون کا حوصلہ تھا کہ اپنی اور اپنے بچے کی جان جوکھوں میں ڈال کر ایک وادی غیر ذرع میں رہنے لگی جہاں ہر قسم کی آفات سانپ بچھو اور درندے، بھیڑیے وغیرہ پائے جاتے تھے۔ ان پہاڑیوں پر بچے کے لئے پانی کی تلاش میں وہ بھاگتی پھریں اللہ کریم نے ان کو بڑا شرف دیا کہ انہیں شعائر اللہ کا بلند رتبہ عطا فرمایا۔ اور انہیں طواف کی جگہ بنایا۔ ان کو یہ شرف اور یہ عزت خدا کے لئے صبر کرنے والی بی بی حضرت ہاجرہ کی وجہ سے ملی ؎

بر زمینیکہ نشان کف پائے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

خدا کے تمام نبیوں پہ ابتلا کی تند و تیز آندھیاں آئیں ان پہ بڑے بڑے طوفان اٹھے۔ ان میں سے بعض کا قرآن مجید میں خاص طور پر ذکر فرمایا۔ مثلاً :۔

وايوب اذ نادى ربه انى مسنى الضر وانت ارحم الراحمين ۝ فاستجبنا له فكشفنا ما به من ضر واتينه اهله ومثلهم معهم رحمة من عندنا وذكرى للعابدين ۝ واسمعيل وادريس وذا الكفل كل من الصابرين ۝ (سورۃ انبیاء ۸۵ : ۸۶)

حضرت ایوب علیہ السلام کی مصائب اور ان کا صبر کرنا ایک ضرب المثل ہے، اور بعض لوگ حضرت ایوبؑ کے صبر کی قسم بھی کھاتے ہیں، کتب سابقہ میں ان کے مصائب کی تفاصیل جو لکھی ہیں ان کو پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ الحاصل آپ کی کل مال و متاع، گھر بار، اہل و عیال سب تباہ ہو گئے تھے اور خود بھی ایک ہیبتناک مرض میں مبتلا ہو گئے تھے تاہم انہوں نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ ان کے صبر کا اجر خدا نے ان کو دیا اور جو کچھ کھویا تھا وہ سب کچھ خدا نے ان کو دے دیا۔ نہ صرف یہی بلکہ فرمایا ومثلهم معهم رحمة من عندنا یعنی ہم نے اپنی رحمت سے جو کچھ اس نے کھویا تھا وہ بھی دیا اور اس سے کہیں.... بڑھ چڑھ کر اور بھی دیا۔ اور آخر میں فرمایا وذكرى للعابدين

یعنے ایوبؑ کے اس واقعہ میں خدا کے بندوں کے لئے جو خدا کے آگے جھکنے والے ہیں ہم نے نصیحت رکھی ہے - اور وہ نصیحت کیا ہے ، وہ نصیحت یہ ہے کہ اے خدا کے بندو سنو ! جو صبر کریگا **وہ خدا کی رحمتوں کا وارث ہوگا**، صبر کرنے والا خدا کا محبوب اور پیارا بن جائے گا - اور وہ گھاٹے میں نہیں رہے گا - ایک دوسری جگہ (سورۃ ص) میں بھی حضرت ایوب کا ذکر فرمایا آپ کے صبر کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں انا وجدنٰہ صابراً ... یعنے ہم نے اس کو صابر پایا۔ پھر اس کے ساتھ ہی فرمایا نعم العبد یعنے ایوب کیا ہی اچھا بندہ تھا۔ جس کو خدا نعم العبد کہے اس کی شان کا کیا ٹھکانا۔ ظاہر ہے کہ یہ رتبہ آپکو صبر کی وجہ سے ملا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے بعد دوسرے انبیاء کا ذکر فرمایا جنہوں نے صبر کے نمونے دکھائے واسمٰعیل وادریس وذا الکفل کل من الصابرین (صابرین کے دوسرے گروہ کے سردار حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں، یہ وہ بزرگ انسان ہیں کہ ابھی آپ شباب کی ابتدائی منزلوں میں ہی تھے کہ باپ نے اُن سے کہا کہ اے میرے پیارے بیٹے ! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں ، اب تم کیا کہتے ہو ؟ باپ کی یہ دردناک بات سُن کر بیٹا ذرا نہ گھبرایا نہ کسی تشویش یا بے چینی کا اظہار کیا اور نہ کوئی لفظ انکار کا زبان پر لایا۔ انکار کا کیا ذکر۔ قدا بھی پس و پیش نہ کیا کمال جرأت اور حوصلے اور کمال اطمینان سے باپ کی خدمت میں عرض کی کہ " اے اباجان ! جو خدا کا حکم ہے اسے کر گذریئے ستجدنی انشاء اللہ من الصابرین مجھے آپ صابر پائیں گے میں نہایت صبر و سکون کے ساتھ خدا کے لئے اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار ہوں" سبحان اللہ! صابر ہوں تو ایسے خدا کے فرمانبردار ہوں تو ایسے، آپ ذرا نہ ڈرے ذرا نہ جھجکے اپنی گردن خدا کے حکم کے سامنے جھکا دی اور اپنا گلا چھری کے نیچے رکھدیا سبحان اللہ العظمت اللہ۔ صبر اپنے کمال کو پہنچ گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کی اطاعت بھی اپنے کمال کو پہنچ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کا ذکر قرآن مجید میں خاص طور پر کیا تاکہ دوسروں کے لئے ہدایت اور اطمینان کا موجب ہو اور انسان اُن سے صبر کا سبق حاصل کرے۔ حضرت اسمٰعیلؑ کے والد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی بڑے بڑے نمونے صبر کے دکھائے واذ ابتلیٰ ابراہیم بکلمات فاتمہن یہ کتنا بڑا صبر ہے کہ خدا کے لئے یعنے خدا کے حکم سے اپنے لخت جگر کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ باپ بیٹا دونوں نے انتہائی صبر دکھایا اور منجملہ دیگر وجوہ کے یہ اُن کے صبر کا نتیجہ ہی تھا کہ دنیا کا آخری ہادی دنیا کا سب سے بڑا انسان بادشاہ عرب و عجم مصداق انا سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم آنکی نسل سے ظاہر ہوئے، دیکھو خدا تعالیٰ صبر کرنیوالوں پر کیسے کیسے افضال کی بارش کرتا ہے کہ انسان کا وہم بھی اس طرف جا نہیں سکتا ۔

جماعت پشاور کی مسجد اور مہمانخانہ کیلئے اپیل

پشاور شہر کو کئی لحاظ سے پاکستان میں مرکزی حیثیت حاصل ہے سابقہ صوبہ سرحد اور موجودہ شمالی خطہ کے دار الخلافہ ہونے کی وجہ سے اس کی اہمیت بہت بڑھی ہوئی ہے یہاں دنیا کے کونے کونے سے معزز اراکین اور سیاح آتے رہتے ہیں اس کے پیش نظر اس وقت جتنی بھی تنظیمیں کام کر رہی ہیں انہوں نے اپنی اپنی تنظیموں کے ماتحت یہاں پر اعلےٰ رنگ کے ادارے قائم کئے ہوئے ہیں اگرچہ صرف ہماری ہی ایک جماعت ہے جو اپنی اصلاحی خدمات کی وجہ سے اس وقت بین الاقوامی شہرت کی مالک ہے تاہم اس کا یہاں پر کوئی اپنا ایسا ادارہ نہیں جہاں ان معزز اراکین کو دعوت دے کر اپنے مطمح نظر سے ان کو آگاہ کر سکے مدت سے اس کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی مگر شومئے قسمت سے یہ یونہی تشنۂ تکمیل رہی ...... حالات سرعت سے تبدیل ہوئے ہیں اور ان حالات کے ساتھ چلنے کے لئے مقامی جماعت نے ضروری سمجھا ہے کہ یہاں پر اپنی ایک خوبصورت مسجد اور اس کے ساتھ ایک خوشنما مہمانخانہ ہو جس میں معزز مہمان ٹھہر سکیں اس کے پیش نظر مقامی جماعت نے پچھلے اکتوبر ۱۹۵۷ء سے مسجد کی تعمیر کا کام شروع کر دیا ہے۔ جس میں مقامی احباب کے علاوہ جماعت کے بعض دوسرے معزز اراکین نے اپنی استطاعت کے مطابق حصہ لیا ہے اور اس قومی ضرورت کو پورا کرنے کی سعی کی ہے لیکن باوجود مرکزی امداد کے اور اُن احباب کے حصہ لینے کے ہمارے اندازہ سے جو تقریباً تینتیس اور پینتیس ہزار کے درمیان درمیان ہے یہ تمام جمع شدہ رقم مل کر اس کے تہائی حصہ سے بھی کم ہے لہٰذا جماعت کے ہر فرد سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ انفرادی یا جماعتی رنگ میں اس کار خیر میں حصہ لیکر قوم کی اس اہم ضرورت کو پورا کریں مسجد کا کام شروع ہے ڈر ہے کہ کہیں رقم کی کمی کی وجہ سے کام نہ رُک جائے۔ تمام رقوم جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب ریٹائرڈ سول سرجن نشتر آباد پشاور کے پتہ پر آنی چاہئیں۔ جن احباب نے اس اہم ضرورت کو محسوس کر کے حصہ لیا ہے ان کے اسمائے گرامی بمعہ رقوم کے نہایت شکریہ کے ساتھ درج ذیل ہیں - والسلام۔ خاکسار ۔ محمد الرحمان ۔ سیکرٹری جماعت پشاور۔

نمبر شمار	نام معطی	رقم		
۱	بیگم ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب ...	۴۰۰	-	-
۲	شیخ اللہ بخش صاحب ایڈووکیٹ	۱۰۰	۰	۰
۳	معرفت جناب عبداللہ خاں صاحب	۱۰۰	۰	۰
۴	ڈاکٹر رائے کے حسن مردان	۵۰	۰	۰
۵	ایک خاتون بذریعہ بابو دلاور خاں	۱۰۰	۰	۰
۶	ملک کندل خاں صاحب	۱۰۰	۰	۰
۷	جناب پروفیسر محمد فاضل صاحب	۵۰	-	۰
۸	میاں آفتاب احمد صاحب از جہانگیرہ	۲۰۰۰	۰	۰
۹	جناب شاہ عبدالعزیز صاحب	۱۰۰	۰	۰
۱۰	جناب ماسٹر عبدالجلیل خاں ۔ مردان	۵۰	۰	۰
۱۱	بذریعہ عبدالباقی خان صاحب ۔ بنوں ۔	۶۹	۲	۰
۱۲	جناب فخر العالم خاں صاحب مردان	۲۰۰	-	۰
۱۳	جناب عبدالحی خاں سفید ڈھیری	۲۰	-	-
۱۴	جناب میاں محمد زمان خاں صاحب چارسدہ	۲۰۰	-	۰
۱۵	جماعت شیخ محمدی	۵۲	-	۰
۱۶	غلام حسن خان صاحب	۵	-	۰
۱۷	پیر حسین شاہ صاحب	۲۰	۰	۰
۱۸	عبدالرحمان خاں نیازی - -	۲۵	-	۰
۱۹	سردار علی خاں صاحب	۳۰	۰	۰
۲۰	عبدالصمد خاں ایڈووکیٹ ..	۲۰	-	-
۲۱	صاحبزادہ محمود احمد صاحب - ..	۱	۰	۰
۲۲	صاحبزادہ منور احمد صاحب	۱۰	-	۰
۲۳	بابو خورشید عالم صاحب - -	۲	-	۰
۲۴	عبدالرحیم خاں صاحب ..	۳۰	۰	۰
۲۵	عبدالحی خاں صاحب ..	۲۰	-	-
۲۶	شاہو لی خاں صاحب ..	۲۰	-	۰
۲۷	عبدالرزاق خاں صاحب -	۵	۰	۰

نمبر شمار	نام معطی	رقم		
۲۸	جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب	۱۰۰	-	۰
۲۹	جناب عبدالباری خان صاحب ۔	۵۰	-	۰
۳۰	ڈاکٹر عبداللہ جان خاں صاحب ..	۵۰	-	۰
۳۱	جناب شیخ عبدالغنی صاحب -	۲۰۰	۰	-
۳۲	جناب بابو دلاور خاں صاحب -	۵۰	-	۰
۳۳	جناب غلام محبوب خاں صاحب	۵۰	۰	۰
۳۴	بیگم صاحبہ غلام محبوب خاں صاحب	۱۴		
۳۵	جناب گل الرحمان صاحب - -	۵۰	-	۰
۳۶	جناب عبداللہ خاں صاحب اسلامیہ کالج	۱۰۰	۰	۰
۳۷	پروفیسر عبدالستار صاحب - -	۲۰	۰	۰
۳۸	محمد الرحمن صاحب .. .. -	۵۰	۰	-
۳۹	جناب ڈاکٹر عبدالرحمان صاحب	۲۵	۰	۰
۴۰	ملک محمد زمان خاں سفید ڈھیری	۵	-	۰
	میزان :-	۴۵۴۳	۲	۰

وہ احباب جنہوں نے وعدے کئے ہوئے ہیں اور رقوم اُن کے ذمہ بقایا ہیں :-

نمبر شمار	نام معطی	رقم		
۱	غلام حسن خان صاحب - ..	۵ کل دس کا وعدہ تھا	۰	۰
۲	صاحبزادہ محمد احمد صاحب - -	۱۴	-	۰
۳	بابو محمد صادق صاحب .. -	۱۰	۰	۰
۴	بابو محمد اسلم صاحب -	۱۰	-	۰
۵	شیخ شریف احمد صاحب .. -	۵۰	۰	۰
۶	پروفیسر عبدالقادر صاحب -	۴۰	۰	۰
۷	نفیر محمد خاں صاحب	۲۰	-	۰
۸	ڈاکٹر عبداللہ جان خان صاحب	۵۰	-	۰
۹	خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب	۱۰۰	-	۰
	میزان :-	۲۹۹	۰	۰

جنگ بدر میں حق و باطل کا فیصلہ اور نصرت الٰہی کے ایمان افروز واقعات

سب سے پہلا پارلیمنٹری سسٹم سب سے پہلی پبلک ٹریژری اور امراء کی لیت دو میں غرباء کا حصہ رسول اللہ صلعم نے قائم کیا

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۳ فروری ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

واعلموا انما غنمتم من شئی فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتمیٰ والمساکین وابن السبیل...... والی اللہ ترجع الامور

(الانفال رکوع ۵)

ایمان افروز واقعات کا ذکر

اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے ایسے واقعات کا ذکر کیا ہے جن کی وجہ سے انسان کا ایمان بڑھتا ہے اور ایسے احکام بھی دیئے ہیں جن کی پابندی کے باعث امور سلطنت اور قوموں کے کاروبار میں برکت پیدا ہوتی ہے ان آیات میں ایسے امور کا بھی ذکر ہے جن سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وسیع النظری عالی ہمتی اور بلند اخلاق کا پتہ چلتا ہے۔

جنگ بدر کیلئے کفار کی تیاری اور جوش و خروش

ان میں جنگ بدر کا تھوڑا سا ذکر ہے۔ جنگ بدر مدینہ سے کچھ فاصلہ پر ہوئی، مکہ کے لوگ ایک بھاری جمعیت لے کر چڑھ آئے، اس چڑھائی کی تیاری کے وقت ابوجہل نے کعبۃ اللہ میں بڑی دہائی دی اور اہل مکہ کو اشتعال دلانے کے لیے پر زور الفاظ میں کہا کہ اس موقعہ کو اگر آپ لوگوں نے ہاتھ سے دے دیا تو بے حد نقصان پہنچے گا اور اسلام مضبوط ہو جائیگا اس نے ساری کی ساری قوم کو پکارا اور کہا اٹھو سب چل پڑو علےٰ کل صعب و ذلول یعنی سواری منہ زور ہو یا آرام دہ جیسی بھی میسر آ جائے اس پر سوار ہو کر چل پڑو، ابوجہل اس وادی میں بڑی شخصیت کا...... مالک تھا یہ ناممکن تھا کہ اس شخصیت کا آدمی یہ اعلان کرے کہ سب کے سب چل پڑیں اور لوگ نہ اٹھیں، اس اعلان کی وجہ سے بڑے بڑے آدمی نکلے جن میں عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف وغیرہ شامل تھے، اس قسم کے سردار جب نکلے تو اس سے عام لوگوں میں بڑا جوش پیدا ہوا، انہیں خیال تھا کہ وہ شخص جس نے ہماری قومی روایات کو تباہ کر دیا۔ ہمارے دین اور اعتقادات کی مذمت کی، ہمارے گھروں میں پھوٹ اور فتنہ و فساد کی آگ لگائی اسکو مٹا کر رکھ دیں گے۔ اس لشکر میں ستر سواروں کا ایک رسالہ تھا، سات سو اونٹ تھے، بڑا ساز و سامان بڑا اسلحہ تیر و تفنگ لیکر کل ہزار بارہ سو آدمی کا لشکر مدینہ پر چڑھ دوڑا۔

حضرت نبی کریم کا قوم سے مشورہ اور پارلیمنٹری سسٹم کی بنیاد

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے قوم کو جمع کر کے ان سے مشورہ کیا، یہ وہ شخصیت ہے جو محبوب خدا ہے، بادشاہ بھی ہے، آپ اگر چاہتے تو بغیر کسی مشورہ کے حکم دے سکتے تھے کہ سب لوگ لڑائی کے لئے چل پڑیں، لیکن حضور نے مشورہ ضروری سمجھا اور دنیا میں پہلی مرتبہ پارلیمنٹری سسٹم کی بنیاد رکھی، اس سے پیشتر کبھی کسی بادشاہ نے لوگوں سے مشورہ لینے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ انگریزوں کی پارلیمنٹ بہت پرانی نہیں، کوئی دو ڈھائی سو سال پہلے انگلستان میں پارلیمنٹ بنائی گئی لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے تیرہ سو سال پیشتر جمہوریت کی بنیاد رکھی، بہت سے لوگ جب انہیں اقتدار مل جائے تو مشورہ کرنے میں اپنی ہتک سمجھتے ہیں لیکن یہ شخص جس کے اشارہ پر لوگ اپنا سب کچھ قربان کر دینے کے لئے تیار ہیں یہ بنیاد رکھتا ہے مشورہ کی، مشورہ سے قوم کے دلوں میں اعتماد پیدا ہوتا ہے، جب قوم میں اعتماد ہو اور احساس ہو کہ ہم سے مشورہ لیا جاتا ہے تو ان کے اندر دین اور ملت کے لئے مرمٹنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے وہ ملک اور سلطنت کو اپنی ملکیت سمجھتے اور اس کے لئے جان و مال قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں فرمایا ما تشاور قوم الا ھدوا الیٰ ارشد امرھم۔

مشورہ میں مہاجرین کا فدایانہ جواب

حضور نے قوم کو جمع کر کے فرمایا کہ ایک بہت بڑا دشمن ہماری تباہی کے لئے آیا ہے اس مقابلہ کے لئے ہمیں باہر نکلنا چاہیئے یا نہیں؟ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور دوسرے صحابہؓ نے اپنی اپنی رائے دی، سب نے دشمن کا مقابلہ کرنے کا مشورہ دیا، انہوں نے کہا یا رسول اللہ لا نقول لک کما قالوا اصحاب موسیٰ لموسیٰ اذھب انت و ربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون اے اللہ کے رسول ہم آپ سے ویسی بات نہیں کریں گے جیسی موسیٰ کی قوم نے موسیٰ سے کی کہ انہوں نے جب بیت المقدس پر چڑھائی کرنے کے لئے کہا اور بتایا کہ خدا کا وعدہ ہے کہ تمہیں فتح ہوگی تو انہوں نے کہا کہ جس خدا کی پیشگوئی ہے کہ بیت المقدس پر ہمیں قبضہ ملے گا پہلے تو وہ جائے اور اس کے ساتھ وہ نبی جائے جس سے خدا نے وعدہ کیا ہے پہلے دونوں جاؤ اور جا کر لڑو، ہمیں کیوں موت کے منہ میں دھکیلتے ہو، ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ اس قصہ کی طرف اشارہ کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے کہا کہ ہم وہ بات نہیں کہتے جو موسیٰ کے ساتھیوں نے کہی نقاتل بین یدیک وعن خلفک وعن یمینک وعن شمالک ہم تو آپ کے آگے ہو کر لڑیں گے آپ کے پیچھے لڑیں گے آپ کے داہنے اور بائیں لڑیں گے، اور اگر آپ حکم دیں گے تو ہم سمندر میں کودنے کے لئے تیار ہیں، لکھا ہے کہ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی خوشی حاصل ہوئی کہ میری قوم زندہ ہے اور وہ خدا کے دین کے لئے مرمٹنے کو تیار ہے،

انصار سے مشورہ اور ان کا جواب

لیکن آپ نے محض اسی بات سے فائدہ نہیں اٹھایا اور حکم نہیں دے دیا کہ بس چل پڑو، آپ نے انصار کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے انصار! یہ تو تم نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ مدینہ میں ہم تمہاری حفاظت کریں گے لیکن یہ وعدہ نہیں تھا کہ تم میرے ساتھ باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ کرو گے اس پر سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ جو انصار میں بڑے لیڈر تھے، اٹھے اور ان دونوں نے یک زبان کہا کہ ہم آپ کے ساتھ چلیں گے۔ ہم سب آپ پہ قربان ہونے کے لئے تیار ہیں،

اسلامی لشکر کی کمزوری اور بے بضاعتی

یہ سن کر حضور کو بڑی خوشی ہوئی اور لشکر کو جمع ہونے کا حکم دیا، کل ۳۱۳ آدمی اس لشکر میں شامل تھے کچھ چھوٹے بچے بھی تھے، ان کو آپ نے روک دیا حضور کو معلوم تھا کہ دشمن کے لشکر میں ہزار بارہ سو آدمی ہیں اور ان کے پاس ستر سواروں کا رسالہ ہے۔ لیکن آپ کے لشکر میں صرف دو گھوڑے تھے۔ دشمن کے پاس سات سو اونٹ تھے۔ لیکن اسلامی لشکر میں صرف ستر اونٹ تھے۔

نبی کریم صلعم کی دہائی جناب الٰہی میں

اس بے بضاعتی اور لشکر کی کمی کو دیکھکر بعض لوگوں نے خیال کیا کہ ہم موت کے منہ میں جا رہے ہیں، انہوں نے اس کا اظہار بھی کیا ان کی حالت یہ تھی کانھم یساقون الی الموت گویا کہ موت کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کا احساس ہے اور آپ اللہ تعالیٰ کے آگے دہائی دیتے ہیں اللھم ان تھلک ھذہ العصابۃ فلن تعبد فی الارض ابداً میدان جنگ

میں ایک چھپر ڈال کر اس کے اندر آپ دو رہے ہیں کہ اے مولا اگر اس چھوٹی سی جماعت کو اگر تو نے ہلاک کر دیا تو پھر روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا، بڑی دہائی آپ نے دی، دعا کرتے ہوئے آپ کے کندھوں سے چادر گر گئی، تو ہم یہ دیکھ کر بے حال ہو گئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آگے ہو کر کہا یا رسول اللہ بس کیجئے، اللہ تعالےٰ نے جو وعدہ آپ سے کیا ہے وہ ضرور پورا ہو گا۔

دشمن کی ہزیمت کی پیشگوئی

آخر آپ باہر نکلے اور فرمایا اللہ تعالےٰ نے مجھے خبر دی ہے سیھزم الجمع ویولون الدبر کفار کی یہ جمعیت ہزیمت اٹھائے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائے گی، اس سے مسلمانوں کا حوصلہ بہت بڑھ گیا۔

نصرت الٰہی بارش کی صورت میں

اور دوسری صورت حوصلہ بڑھانے کی یہ پیدا ہو گئی کہ حضور نبی کریم صلعم کے آنسوؤں نے بادلوں کی شکل اختیار کر لی اور بارش ہو گئی جس سے مسلمانوں نے اپنے لئے پانی جمع کر لیا اور مٹی جم گئی جس سے ان کے قدم مضبوط ہو گئے وینزل علیکم من السماء ماءً لیطھرکم بہ ویذھب عنکم رجز الشیطٰن ولیربط علٰی قلوبکم ویثبت الاقدام آسمان سے پانی اتارا تاکہ تم میل کچیل سے پاک وصاف ہو جاؤ، اور شیطانی وساوس دور ہو جائیں اور دل مضبوط ہو جائیں اور قدم جم جائیں۔

قوم کے لئے نبی کریم صلعم کا درد

حالت اس وقت یہ تھی کہ دشمن پہلے سے پہنچ چکا ہے اس نے اچھی جگہ لے لی ہے، اس کی تعداد زیادہ ہے، اس کا ساز وسامان زیادہ ہے، اس نظارہ کو دیکھ کر خیال ہوا کہ قوم تباہ نہ ہو جائے، پیغمبر اکیلا کامیاب نہیں ہو سکتا، جب تک قوم ساتھ نہ دے ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین اللہ تعالےٰ نے اپنی نصرت سے آپ کی تائید کی اور مومنوں نے بھی آپ کا ساتھ دیا، تب آپ کو کامیابی حاصل ہوئی، یہ ہے وہ نبی جو قوم کی تباہی سامنے دیکھ کر مضطرب وپریشان خاطر ہے جو قوم پر قربان ہوتا ہے اور ان کی خدمات کا اعتراف کرتا ہے اس لئے قوم بھی آپ پر قربان ہوتی ہے۔

غرباء کا حصہ مال غنیمت میں — پبلک ٹریژری کی بنیاد

اس آیت میں ہے کہ جب جنگ میں مال غنیمت ہاتھ آئے تو اس کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول کے لئے ہے یعنی امور دینی میں خرچ ہو گا، اور قریبیوں اور یتیموں اور مساکین اور مسافروں پر خرچ کیا جائے گا۔ اس طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی دفعہ دنیا میں پبلک ٹریژری (خزانۂ عامرہ) کی بنیاد رکھی، اگر امور سلطنت میں مشورہ لیا تو اس سے پہلے دنیا اس بات سے ناآشنا تھی اسی طرح پبلک ٹریژری کی بنیاد بھی پہلی مرتبہ آپ ہی نے دنیا میں رکھی، اس سے پہلے سرکاری خزانہ میں عوام کے لئے کچھ نہ ہوتا تھا۔

سردارانِ قریش سے نبی کریم صلعم کے اعزا کا مقابلہ

اس وقت جنگ کا یہ طریق تھا کہ پہلے بڑے بڑے بڑے آدمی میدان میں نکلتے تھے پھر سب ایک دم ہلّہ بول دیتے، بدر کی جنگ میں پہلے کفار کی طرف سے عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور عتبہ کا بیٹا ابو الولید میدان میں نکلے، مسلمانوں میں سے بھی کچھ آدمی میدان میں آئے، لیکن دشمنوں نے کہا نہیں ہماری حیثیت کے آدمی نکالو، اس پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حمزہ کو مخاطب کر کے فرمایا یا حمزہ قم اے حمزہ اٹھو تم مقابلہ کے لئے جاؤ، یا علی قم اے علی تم بھی اٹھو، اور عبیدہ بن حرث بن مطلب کو بھی میدان میں اترنے کے لئے فرمایا، یہ ہے نبی کریم صلعم کا طریق، دوسروں کو نہیں کہتے، اپنے چچا حمزہ کو کہتے ہیں، علی کو کہتے ہیں، پہلے اپنے عزیزوں کو میدان جنگ میں بھیجتے ہیں، یہ ایک اور مثال آپ نے دنیا میں قائم کی کہ میدان جنگ میں پہلے اپنے عزیز واقارب کو آگے کیا جائے۔

میدانِ جنگ سے لوگوں کا گریز

اس زمانہ میں پہلی جنگ عظیم میں میں نے دیکھا کہ لوگ میدانِ جنگ میں جانے سے گریز کرتے اور کوشش کرتے تھے کہ کہیں چلے جائیں۔ بعض لوگ میرے پاس آتے کہ ہمیں کسی راجہ یا نواب کے پاس ملازمت دلا دو سرگودھا کے ایک بڑے امیر کبیر آدمی نواب مبارز خاں کا بھائی ممتاز جنگ میں بھیجا گیا وہ فرانس سے مجھے ملنے کے لئے ووکنگ آیا، اور اس نے بتایا کہ میرے بھائی نواب مبارز خاں نے ساری پلٹن کا خرچ اس شرط پر برداشت کیا ہے کہ مجھے میدان جنگ کے بجائے صرف فوج کے دفتر میں رکھا جائے، وہ کہتے تھے میرے بھائی نے میرے لئے بہت بڑی قربانی کی ہے کہ ساری پلٹن کا خرچ اٹھا کر مجھے دفتر میں کام کرنے پر لگوایا ہے۔

نبی کریم صلعم کا خود اور اپنے اعزا کو جنگ میں آگے کرنا

لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے عزیز ترین رشتہ دار سب سے پہلے میدانِ جنگ میں کٹ مریں اور خود اپنے متعلق بھی فرماتے ہیں لوددت ان اقتل فی سبیل اللہ ثم احیی ثم اقتل ثم احیی ثم اقتل میری بڑی خواہش ہے اور میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ کے رستہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں ۔ پھر قتل کیا جاؤں

کفار کی ہزیمت اور فرار

خدا کی شان حمزہ رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ جب آگے بڑھے تو الولید ابو عبیدہ پر غالب آنے والا تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بڑھکر اسے قتل کر دیا پھر عتبہ اور شیبہ بھی مارے گئے، پھر گھمسان کا رن پڑا اور کفار کے ستر آدمی مارے گئے جن میں ابو جہل اور امیہ بن خلف بھی تھا۔ یہ حالت دیکھکر وہ بھاگ اٹھے اور سیھزم الجمع ویولون الدبر کا نظارہ دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ ان بھاگنے والوں میں سے ستر آدمی قید کر لئے گئے۔

مال غنیمت میں سے ازواج نبوی کیلئے کچھ نہیں

اب ایک اور بات کو دیکھیں اپنے عزیز واقارب کی قربانی کے بعد جب مال ہاتھ میں آیا تو حکم دیا کہ یہ غریبوں، مسکینوں، یتیموں وغیرہ کے لئے ہے اگر رسول اللہ صلعم کو کوئی ذاتی حرص اور طمع ہوتی تو ان فتحمندیوں کے بعد کہتے کہ بھئی اب ذرا اپنی ماؤں ۔۔۔ (امہات المومنین) کا بھی خیال کرو کہ ان کا کیا حال ہے انہیں بھی مال ملنا چاہیئے۔ تاکہ وہ بھی زیورات اور کپڑے بنوائیں۔ نہیں بلکہ جب ان کی طرف سے مطالبہ ہوتا ہے تو جواب ملتا ہے ان کنتن تردن الحیٰوۃ الدنیا وزینتہا فتعالین امتعکن واسرحکن سراحًا جمیلًا اگر تمہیں دنیا کی زندگی اور اس کی زیب وزینت کی خواہش ہے تو آؤ تمہیں مال ومتاع دے دیا جائے لیکن پھر تم اس گھر میں نہیں رہ سکتیں، تمہیں خوبصورتی سے یہاں سے رخصت کر دیا جائے گا وان کنتن تردن اللہ ورسولہ فان للمحسنٰت اجرًا عظیمًا اور اگر تم اس دنیوی زندگی اور زیب وزینت کے خیال کو چھوڑ کر صرف اللہ اور رسول کو چاہو تو ایسی نیک عورتوں کے لئے بہت بڑا اجر ہے، حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جب ہمیں یہ اختیار دیا گیا تو ہم نے کہا یا رسول اللہ دولت کیا چیز ہے ہم اللہ اور اس کے رسول ہی کو پسند کرتی ہیں۔

امراء کے مالوں میں غرباء کا حصہ

غرض آپ نے مال غنیمت میں ضعفاء اور مساکین کا حصہ رکھا، آپ نے ضعفاء کا بہت زیادہ خیال رکھا ہے فرمایا تنصرون وترزقون بضعفائکم تمہیں جو مال ودولت اور رزق ملتا ہے وہ ضعیفوں ہی کی وجہ سے ہے، جس قدر کارخانوں والے یا جو امیر کبیر ہیں، غرباء اور مزدوروں کی محنت ومشقت کی وجہ سے انہیں رزق ملتا ہے فرمایا وفی اموالکم حق للسائل والمحروم۔ سوال کرنے والوں اور جو سوال سے احتراز کرتے ہیں ان کا حق تمہارے اموال پر ہے، اسی طرح فرمایا تؤخذ من امرائکم وترد الٰی فقرائکم امیروں سے مال لے کر غریبوں اور فقراء کو دیا جائے۔

یوم فرقان

پھر بدر کی جنگ کے متعلق فرمایا یوم الفرقان یوم التقی الجمعٰن وہ فرقان کا دن تھا جب دو لشکروں کی مٹھ بھیڑ ہوئی وہ کس طرح فرقان ہوا، واقعات نے اس کو فرقان ثابت کیا، ایک لشکر بلندی پر ہے اس کی تعداد تین گنا زیادہ ہے، اس کا ساز وسامان اور اسلحہ بہت زیادہ ہے، بالمقابل مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے ساز وسامان بھی کوئی نہیں، محض دعائیں تھیں جن کی وجہ سے نصرت الٰہی نے ان کا ساتھ دیا، اسی لئے

(باقی برصفحہ کالم ۳)

صداقت مسیح موعودؑ

(از قمر ساما نوی)

(۳)

اس وقت زمانہ کی یہ پکار تھی کہ :-

"پھر نئے علم کلام کی ضرورت ہے ...... نیا علم کلام بالکل نئے اصول پر قائم کرنا ہوگا کیونکہ پہلے زمانہ میں جس قسم کے اعتراضات اسلام پر کئے جاتے آج اُن کی نوعیت بالکل بدل گئی ہے پہلے زمانہ میں صرف یونان کے فلسفہ کا مقابلہ تھا جو صرف قیاسات اور منطقونات پر قائم تھا آج بدیہات اور تجربہ کا سامنا ہے اس کے مقابلہ میں محض قیاسات عقلی اور احتمال آفرینیوں سے کام نہیں چل سکتا"

زمانہ کا مطالبہ یہ تھا کہ آج سائنس اور فلسفہ کے زمانہ میں جبکہ ہر وہ بات ٹھکرائی جاتی ہے جو تجربہ اور مشاہدہ میں صحیح ثابت نہ ہو کسی ایسے صاحب حال انسان کی ضرورت ہے جو خود صاحب تجربہ ہو جو قیاسی طور پر یہ نہ کہے کہ اس کائنات کا بنانے والا کوئی ہونا چاہیئے بلکہ وہ اپنے تجربہ کی بنا پر یہ کہے کہ خدا ہے میں نے اسکو پا لیا ہے وہ مجھ سے کلام کرتا ہے اور وہ صرف اسلام میں مل سکتا ہے چنانچہ اس آنے والے نے زمانہ کی اس سب سے بڑی ضرورت کو پورا کیا اور کہا :-

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کرکے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے
آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے
تھک گئے ہم تو انہی باتوں کو کہتے کہتے
ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے
آج ان نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے
جب سے یہ نور ملا نورِ پیمبر سے ہمیں
ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے

آپ نے اسلام کے مخالفین کو للکارا اور کہا :-

"اب اگر عیسائیوں میں کوئی طالب حق ہے یا ہندوؤں اور آریوں میں سچائی کا متلاشی ہے تو میدان میں نکلے اور اگر اپنے مذہب کو سچا سمجھتا ہے تو بالمقابل نشان دکھانے کے لئے کھڑا ہو جائے لیکن میں پیشگوئی کرتا ہوں کہ ہرگز ایسا نہ ہوگا بلکہ بدنیتی سے پیچ در پیچ شرطیں لگا کر بات کو ٹال دیں گے کیونکہ ان کا مذہب مردہ ہے اور کوئی اُن کیلئے زندہ فیض رساں موجود نہیں جس سے وہ روحانی فیض پا سکیں اور نشانوں کے ساتھ چمکتی ہوئی زندگی حاصل کر سکیں اے وے تمام لوگو جو زمین پر رہتے ہو اور اے وے تمام انسانی روحو جو مشرق اور مغرب آباد ہو میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال و تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے ساتھ مدد دیئے گئے ہیں، خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا تا میں حلم اور خلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہ راست پر چلاؤں۔ انسانوں کو اس بات کی ضرورت ہے کہ ایسے دلائل اس کو ملیں جن کی رو سے اسکو یقین آجائے کہ خدا ہے کیونکہ ایک بڑا حصہ دنیا کا اس راہ سے ہلاک ہو رہا ہے کہ ان کو خدا تعالےٰ کے وجود اور ان کی الہامی ہدایتوں پر ایمان نہیں ہے اور خدا کی ہستی کے ماننے کے لئے اس سے زیادہ صاف اور قریب الفہم کوئی راہ نہیں کہ وہ غیب کی باتیں اور آئیندہ زمانہ کی خبریں اپنے خاص لوگوں کو بتاتا ہے اور نہاں در نہاں اسرار جس کا دریافت کرنا انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اپنے مقربوں پر ظاہر کر دیتا ہے سو خدا نے میرے پر یہ احسان کیا ہے جو اس نے تمام دنیا سے مجھے اس بات کے لئے منتخب کیا ہے کہ تا وہ اپنے نشانوں سے لوگوں کو ہدایت پر لا دے"

حالات پیش آمدہ کی وجہ سے اس وقت زمانہ کی یہ فریاد :-

"اب علل و اسباب کا ظاہری سہارا جاتا رہا تو سلطنت بیکار ہو گئے ہمتیں پست ہو گئیں خون خواران تثلیث نے ان کو قعر ذلت میں اس بُری طرح دھکیل دیا کہ اب پھر اُبھرنے کی صورت نظر نہیں آتی"

اور اس فریاد پر آنے والے جری اللہ کا یہ حوصلہ افزا اعلان :-

"یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ زمانہ اب اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ وہ کسی وقت اپنی طاقت دکھا چکا ہے۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا"

ایک وقت اپنے اندر دشمنانِ اسلام کے حملوں کے جواب کی طاقت نہ پا کر مسلمان علماء کا اس خطرہ کا اظہار کہ :-

"عباسیوں کے زمانہ میں اسلام کو جس خطرہ کا سامنا ہوا تھا آج اس سے کچھ بڑھکر اندیشہ ہے مغربی علوم گھر گھر پھیل گئے ہیں اور ...... ہر طرف سے صدائیں آ رہی ہیں کہ پھر ایک نئے علم کلام کی ضرورت ہے"

دوسری طرف اس پکار پر آنے والے اسلام کے سپہ سالار کی یہ للکار کہ :-

"حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں کیسے ہی نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آدیں مگر انجام کار اُن کے لئے ہزیمت ہے میں شکر کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلےٰ طاقتوں کا مجھے علم دیا گیا ہے جس علم کی رُو سے میں کہتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفۂ جدیدہ سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علوم جدیدہ مخالفہ کی جہالتیں ثابت کرے گا۔ اس کشتی کا ناخدا خداوند تعالیٰ ہے وہ ہمیشہ اسکو طوفان اور باد مخالف سے بچائے گا جیسا کہ فرماتا ہے انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ

لحافظون"

اس یاس و ناامیدی اور خوف وہراس کے زمانہ میں اس مرد مجاہد کا یہ اعلان کیا وقت کی پکار اور زمانہ کی بہت بڑی ضرورت نہ تھی ؟ اور کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں کہ اس نے زمانہ کے لوگوں کو اپنی طرف نہیں بلایا بلکہ زمانہ نے خود اپنی ضرورت کے لحاظ سے اسکو بلایا اور اپنے اندر دشمنان اسلام کے مقابلہ کی طاقت نہ پاکر اس کو آنے کی دعوت دی جس کے آنے کے بعد اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی نہ صرف غرق ہونے سے بچی بلکہ اس کشتی میں بیٹھنے والے گدڑی پوشوں نے مخالفین اسلام کے سنگین اور فولادی قلعوں پر گولہ باری شروع کردی اور حالت یہ ہوگئی کہ ؎

رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا
ادھر سے ادھر کر دیا رُخ ہوا کا

زمانہ کی پکار پر آنے والا موعود اپنے مشن میں کامیاب ہوا کیونکہ جس غرض کے لئے زمانہ نے اسکو بلایا تھا اس غرض کو اس نے کما حقہٗ پورا کر دیا اور اس کا اعتراف آپ کے مخالفین نے بھی کیا اور غیر جانب دار طبقہ کے علماء نے بھی جس کے ثبوت کے لئے میں سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سب سے بڑے دشمن کی شہادت پیش کرتا ہوں چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی آپ کی سب سے پہلی کتاب براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

"یہ کتاب اس زمانہ میں موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی اور آیندہ کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا .... اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی وجانی و قلمی ولسانی وحالی وقالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی جاتی ہے ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً آریہ سماج و برہمو سماج سے اس زور وشور سے مقابلہ پایا جاتا ہو دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشان دہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی وجانی و قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑہ اُٹھایا ہو اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو کہ جس کو وجودِ الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس آکر اس کا تجربہ و مشاہدہ کر لے اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوامِ غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو"۔

(اشاعت السنۃ جلد ۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر اخبار وکیل امرتسر میں ایک زبردست مقالہ لکھا گیا جس کے متعلق جناب مولانا عبدالمجید صاحب سالک نے یہ انکشاف فرمایا کہ اس کے لکھنے والے جناب مولانا آزاد مرحوم ہیں' اس مقالہ کا ایک ایک لفظ اس امر کا ثبوت ہے کہ آپ نے مبعوث ہونے کے بعد اپنی بعثت کی اغراض یعنی زمانہ کی ضرورت کو اس کی پکار کے موجب پورا کیا چنانچہ میں اس کے کچھ اقتباسات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں وہ لکھتے ہیں :۔

"وہ شخص وہ بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار اُلجھے ہوئے تھے جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ وطوفان بنا رہا جو شورِ قیامت ہو کر خفتگان ہستی کو بیدار کرتا رہا خالی ہاتھ دنیا سے اُٹھ گیا ....

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جائے اور مٹانے کے لئے امتداد زمانہ کے حوالہ کر کے صبر کر لیا جائے ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے یہ نازش فرزندان تاریخ بہت کم منظر عالم پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو دنیا میں انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں مرزا صاحب کی اس رحلت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ان تعلیمیافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا کہ اُن کا ایک بہت بڑا شخص اُن سے جُدا ہوگیا اور اس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اس کی ذات سے وابستہ تھی خاتمہ ہوگیا ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھُلم کھُلا اعتراف کیا جائے تاکہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پائمال بنائے رکھا آئیندہ بھی جاری رہے ....

مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ میں اُن سے ظہور میں آیا قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے اس لئے کہ وہ وقت ہرگز لوحِ قلب سے نسیاً منسیاً نہیں ہو سکتا جبکہ اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھِر چکا تھا اور مسلمان جو حافظ حقیقی کی طرف سے عالمِ اسباب و وسائط میں حفاظت کا واسطہ ہو کر اس کی حفاظت پر مامور تھے اپنے قصوروں کی پاداش میں پڑے سسک رہے تھے اور اسلام کے لئے کچھ نہ کر سکتے تھے ایک طرف حملوں کے امتداد کی یہ حالت تھی کہ ساری مسیحی دنیا اسلام کی شمع عرفان حقیقی کو سرراہِ منزل مزاحمت سمجھ کر مٹا دینا چاہتی تھی اور عقل و دولت کی زبردست طاقتیں اس حملہ آور کی پشت گری کے لئے ٹوٹی پڑتی تھیں اور دوسری طرف ضعف مدافعت کا یہ عالم تھا کہ توپوں کے مقابلہ پر تیر بھی نہ تھے اور حملہ اور مدافعت دونوں کا وجود ہی نہ تھا .... اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑائے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں بن کر اڑنے لگا .... انہوں نے مدافعت کا پہلو بدل کے مغلوب کو غالب بنا کے دکھا دیا ....

غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا ....

اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں

توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت انجام دی ہے ... . ان کی آریہ سماج کے مقابلہ کی تحریروں سے اس دعوے پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے کہ آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے ناممکن ہے کہ یہ تحریریں نظرانداز کی جاسکیں .... اپنے مذہب کے علاوہ مذاہب غیر پر اُن کی نظر نہایت وسیع تھی اور وہ اپنی ان معلومات کو نہایت سلیقہ سے استعمال کر سکتے تھے، تبلیغ و تلقین کا یہ ملکہ اُن میں پیدا ہو گیا تھا کہ مخاطب کسی قابلیت یا کسی مشرب و ملت کا ہو ان کے برجستہ جواب سے ایک دفعہ ضرور گہرے فکر میں پڑ جاتا تھا ہندوستان آج مذاہب کا عجائب خانہ ہے اور جس کثرت سے چھوٹے بڑے مذاہب یہاں موجود ہیں اور باہمی کشمکش سے اپنی موجودگی کا اعلان کرتے رہتے ہیں اُن کی نظیر غالباً دنیا میں کسی جگہ سے نہیں مل سکتی مرزا صاحب کا دعوے تھا کہ میں ان سب کے لئے حکم و عدل ہوں اس میں کلام نہیں کہ ان مختلف مذاہب کے مقابل پر اسلام کو نمایاں کر دینے کی ان میں مخصوص قابلیت تھی .... آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان میں اس شان کا شخص پیدا ہو جو اپنی اعلیٰ خواہشیں محض اس طرح مذاہب کے مطالعہ میں صرف کر دے"۔

اس مضمون کا ایک ایک لفظ یہ ثابت کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد سے قبل اسلام نہایت بیکسی کے عالم میں تھا مسلمان مذاہب غیر کے حملوں مدافعت سے بالکل بے بس ہو چکے تھے اور اسلام اور مسلمانوں کے لئے یہ زمانہ سخت خوف کا زمانہ تھا مگر آپ کی بعثت کے ساتھ ہی تمام مذاہب باطلہ کا طلسم دھواں بن کر اُڑنے لگا اور آپ کے دلائل کے سامنے دیگر ادیان مغلوب اور آپ کی مساعی جمیلہ سے اسلام غالب آگیا اور جو غرض کسی مدعی کے آنے کی ہوتی ہے آپ نے اسکو کما حقہ پورا کر دکھایا اور جو زمانہ خوف کسی روحانی خلیفہ کے آنے کا ہوتا ہے آپ اسی زمانہ میں آئے اور پھر اسلام میں آئی ہوئی کمزوری کو دُور کر کے اسلام کو مضبوط کر دیا اور پیدا شدہ خوف کو امن کے ساتھ بدل دیا۔ اس مضمون کے لکھنے والا خواہ کوئی بھی ہو یہ تو واقعہ ہے کہ وہ احمدی نہیں پھر اس کا یہ اعتراف حقیقت کا اظہار ہونے کی وجہ سے اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت مسیح موعود کا دعوے بروقت تھا اور زمانہ نے آپ کو بلایا اور آپ نے آکر زمانہ کی ضرورت کو پورا کرتے ہوئے اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر عموماً اور عیسائیت پر خصوصاً غالب کر دیا اسی پر بس نہیں کی بلکہ اس زمانہ کے علماء میں سے جناب مولانا عبداللہ العمادی صاحب مرحوم بھی ۳۰ رمئی ۱۹۰۸ء کے اخبار وکیل میں اس حقیقت کا اس طرح اظہار کرتے ہیں :-

"۱۸۷۲ء کے قریب جبکہ اُن کی ۳۵ ، ۳۶ سال کی عمر تھی ہم ان کو غیر معمولی مذہبی جوش میں سرشار پاتے ہیں وہ ایک سچے اور پاکباز مسلمان کی زندگی بسر کرتا ہے اس کا دل دنیوی کششوں سے غیر متاثر ہے وہ خلوت میں انجمن اور انجمن میں خلوت کا لطف اُٹھانے کی کوشش میں مصروف ہے ہم اسے بے چین پاتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی کھوئی ہوئی چیز کی تلاش میں ہے جس کا پتہ فانی دنیا میں نہیں ملتا اسلام اپنے گہرے رنگ کے ساتھ اس پر چھایا ہوا ہے کبھی وہ آریوں سے مباحثہ کرتا ہے کبھی حمایت اور حقیقت اسلام میں وہ بسیط کتابیں لکھتا ہے ۱۸۸۶ء میں بمقام ہوشیارپور جو مباحثات انہوں نے کئے اُن کا لطف اب تک دلوں سے محو نہیں ہوا .... غیر مذاہب کی تردید اور اسلام کی حمایت میں جو نادر کتابیں انہوں نے تصنیف کی تھیں انکے مطالعہ سے جو وجد پیدا ہوا وہ اب تک نہیں اُترا ہے ان کی کتاب براہین احمدیہ نے غیر مسلموں کو مرعوب کر دیا اور اسلامیوں کے دل بڑھا دیئے اور مذہب کی پیاری تصویر کو ان آلائشوں اور گرد و غبار سے صاف کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا جو مجاہیل کی توہم پرستیوں اور فطری کمزوریوں نے چڑھا دیئے تھے غرض اس تصنیف نے کم از کم ہندوستان کی حد تک دنیا میں ایک گونج پیدا کر دی جس کی صدائے بازگشت اب تک ہمارے کانوں میں آ رہی ہے"۔

مرزا حیرت صاحب دہلوی حضرت اقدسؑ کے مخالفین میں سے تھے آپ کی وفات کے بعد وہ اس حقیقت کا اعتراف اخبار کرزن گزٹ مؤرخہ یکم جون ۱۹۰۸ء میں اس طرح کرتے ہیں :-

" مرحوم کی وہ اعلےٰ خدمات جو اُس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں اُس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی نہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ ایک محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا جو بے نظیر کتابیں آریوں اور عیسائیوں کے رد میں لکھی گئی ہیں اور جیسے دندان شکن جواب آج تک مخالفین اسلام کو دیئے گئے آج تک معقولیت سے اُن کا جواب الجواب ہم نے تو دیکھا نہیں سوائے اس کے کہ آریہ نہایت بدتہذیبی سے اسے یا پیشوایان اسلام یا اصول اسلام کو گالیاں دیں کوئی معقول جواب اب تک نہ دیا اور نہ دے سکتے ہیں اگرچہ مرحوم پنجابی تھا مگر اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ سارے ہند میں بھی اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں .... اس کا پُر زور لٹریچر اپنی شان میں بالکل نرالا ہے اور واقعی اس کی بعض بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے"!

اسی طرح آپ کی وفات پر صادق الاخبار ریواڑی نے لکھا :-

" چونکہ مرزا صاحب نے اپنی پُر زور تقریروں اور شاندار تصنیف سے مخالفین اسلام کے دندان شکن جواب دیکر ہمیشہ کے لئے ساکت کر دیا ہے اور ثابت کر دکھایا ہے کہ حق، حق ہی ہے اور واقعی مرزا صاحب نے حق حمایت اسلام کا حقہ ادا کر کے خدمت دین اسلام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا انصاف متقاضی ہے کہ ایسے اولوالعزم حامیٔ دین اسلام اور معین المسلمین فاضل اجل عالم بے بدل کی ناگہانی اور بے وقت موت پر افسوس کیا جائے"۔

غیر جانبدار مسلمان علماء کی بیسیوں اس قسم کی شہادات کو چھوڑ کر میں اس وقت جماعت احمدیہ کی سب سے بڑی مخالف تنظیم کے صدر یعنی چوہدری افضل حق صاحب کی رائے پیش کرتا ہوں وہ لکھتے ہیں :-

" آریہ سماج کے معرض وجود میں آنے سے پیشتر اسلام جسد بے جان تھا جس میں تبلیغی حس مفقود ہو چکی تھی سوامی دیانند کی مذہب اسلام کے متعلق بدظنی نے مسلمانوں کو تھوڑی دیر کے لئے چوکنا کر دیا مگر حسب معمول جلدی خواب گراں طاری ہو گئی مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں تو کوئی ایسی جماعت تبلیغی اغراض کے لئے پیدا نہ ہو سکی ہاں ایک دل مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر اُٹھا ایک مختصر سی جماعت اپنے گرد جمع کر کے اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے بڑھا۔ اگرچہ میرزا غلام احمد کا دامن فرقہ بندی سے

ترتیب پیدا کر گی جو نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لئے قابل تقلید ہے بلکہ دُنیا کی تمام جماعتوں کے لئے نمونہ ہے"

(ترتنہ ارتداد اور پولیٹیکل قلابازیاں ص)

ان تمام اقتباسات سے یہ ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعود کی بعثت سے قبل اسلام پر ایک نازک دَور آچکا تھا اور مذہب کا اُفق غبار آلود ہونے کی وجہ سے مسلمان خوف زدہ ہو چکے تھے اور اسلام جسد بے جان ہو چکا تھا اس وقت ہر مسلمان یہ سمجھتا تھا کہ آج حفاظت اسلام اور مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے کسی مصلح زبانی کے آنے کی ضرورت ہے اس لئے ہر طرف سے یہ صدا آرہی تھی کہ

آنے والے آ زمانہ کی امامت کے لئے
مضطرب ہیں تیرے شیدائی زیارت کیلئے

اس وقت ملت کا ہر بہی خواہ یہ یقین کر چکا تھا کہ مخالفین اسلام کی طرف سے اعتراضات کی بوچھاڑ کا معقول اور مسکت جواب کوئی روح القدس سے مؤید انسان ہی دے سکتا ہے اور مسلمانوں کو اس قعرِ مذلت سے کوئی خداوند تعالےٰ کی طرف سے آنیوالا شخص ہی نکال سکتا ہے اس لئے چاروں طرف سے یہ صدائیں آرہی تھیں کہ ؎

اُٹھ دکھا گم کردہ راہوں کو صراطِ مستقیم
اک زمانہ کو ہے میرِ کارواں کا انتظار

اسوقت زمانہ مسلمانوں کی حالت پر ماتم کرتے ہوئے یہ فریاد کر رہا تھا کہ ؎

اے خدا اے دوجہاں مسلم کو پھر مسلم بنا
پھر یہ دکھلا دے کہ مسلم کا کوئی ثانی نہیں
اپنی پامالی کا ہم کو خود ہے یارب اعتراف
ہم مسلماں ہیں مگر ہم میں مسلمانی نہیں

اللہ تعالےٰ نے اس فریاد کو سُنا اور اپنے وعدہ کے موجب اس نے ایک خلیفہ کو مبعوث فرما کر مسلمانوں کو پھر مسلمان بنایا جس کا اظہار اس نے اپنے مامور کو الہام کر کے یوں کیا کہ

چو دَورِ خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

اُس نے آکر اسلام کی جو خدمت اور مدافعت کی اس کا اعتراف ہر مخالف نے کیا جیسا کہ پیش کردہ اقتباسات سے عیاں ہے جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ آنے والا آیت استخلاف میں کئے ہوئے وعدہ کے موافق عین خطرہ اور خوف کے زمانہ میں آیا جس کے منجانب اللہ ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ آپ کے مخالفین کے اعتراف کے موجب آپ نے اسلام کو مضبوط اور ادیان باطلہ پر غالب کر دیا اور اسلام پر آئے ہوئے خوف کو امن کے ساتھ تبدیل کر دیا صادق خلیفہ اور راستباز مجدد کی یہی نشانیاں قرآن پاک میں بیان کی گئی تھیں اور آخری زمانہ میں آنے والے خلیفہ کا سب سے بڑا کام یہی بتایا تھا کہ یکسر الصلیب کہ وہ صلیبی مذہب کو پاش پاش کر دیگا اس کا اعتراف

"تو عیسائیت کا طلسم دھواں بن کر اُڑنے لگا"

"آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں میرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمات سرانجام دی ہیں"

"بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا"

"ان کی کتاب براہین احمدیہ نے غیر مسلموں کو مرعوب کر دیا اور اسلامیوں کے حوصلے بڑھا دیئے"

"میرزا صاحب نے اپنی پرزور تقریروں اور شاندار تصنیف سے .... مخالفین اسلام کے دندان شکن جواب دے کر ہمیشہ کے لئے ساکت کر دیا اور ثابت ...... کر دکھایا کہ حق حق ہی ہے"

آخری زمانہ میں آنے والے خلیفہ کا سب سے بڑا کام یہی تھا کہ وہ دلائل کے ذریعہ اسلام کو ادیان باطلہ پر غالب کرے گا چنانچہ اس نے کر دکھایا اور اس کام کے لئے خادمانِ اسلام کی ایک مختصر جماعت پیدا کی جو بقول چوہدری افضل حق صاحب

"نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لئے قابل تقلید ہے بلکہ دنیا کی تمام جماعتوں کے لئے نمونہ ہے"

مجدد زمانہ اور روحانی خلفاء کا جو کام قرآن کریم اور احادیث میں بیان کیا گیا، اس کو آپ نے پورا کیا جس کے پورا کرنیکا اعتراف اُن علمائے کرام نے کیا جو آپ کی جماعت میں شامل نہ ہوئے تھے اس سے بڑھکر آپ کی صداقت کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ آپ اس موسم میں آئے جو خداتعالےٰ کے ماموروں کے آنے کا موسم ہوتا ہے اور پھر اس موسم میں گئے جو اُن کے جانے کا موسم ہوتا ہے یعنی عین ضرورت کے وقت زمانہ کے بلانے پر آئے اور جس ضرورت کے پورا کرنے کے لئے زمانہ آپ کو بلا رہا تھا اس ضرورت کو پورا کیا اور اپنے مشن کو پورا کرنے کے لئے اپنے بعد خادمانِ اسلام کی جماعت چھوڑی جس نے تثلیث کے مرکزوں میں جا کر اذانیں دیں اور تثلیث پرستوں کو توحید کے جھنڈے کے نیچے لاکھڑا کرنا شروع کر دیا ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

(باقی ـــ باقی)

فرمایا مصیبت کے وقت دُعا کیا کرو، خدا مصیبت کو دُور کر دیگا۔ اتنی بڑی مصیبت کہ کانّما یساقون الی الموت کی حالت تھی، اس وقت نصرت الٰہی نے اس کمزور جماعت کو کامیاب کیا اس نصرت کے متعلق فرمایا وما انزلنا علیٰ عبدنا یوم الفرقان۔ وہ نصرت جو بدر کے معرکہ کے وقت خدا نے نازل فرمائی اور جس نے حق و باطل میں فرق کر دکھایا اس وقت جبکہ دشمن کی جمعیت بہت زیادہ تھی اور مسلمانوں کی جمعیت بہت قلیل تھی۔ اذ کنتم اذلۃ ...... عرب میں شہرت ہو گئی، کہ مسلمانوں کو ایسی عظیم فتح حاصل ہوئی ہے واللہ علیٰ کل شیئ قدیر اللہ تعالےٰ سب چیزوں پر قادر ہے۔ خدا تعالےٰ کا قادر مطلق ہونا اس فتح عظیم نے ثابت کر دکھایا۔

بدر کی جنگ دونوں فریق کے لئے بیّنہ تھی

اور آگے چل کر ایک اور بات بیان فرمائی:۔

لیھلک من ھلک عن بیّنۃ ویحییٰ من حیّ عن بیّنۃ یہ جو کچھ ہم نے کیا یہ خدا کا فیصلہ تھا، کہ یہ جماعت چھوٹی ہو، بے ساز و سامان ہو، اور دشمن اس قدر لشکر اور ساز و سامان کے باوجود شکست کھا کر بھاگ جائے، تاکہ قوم دیکھ لے کہ حق کس طرف ہے۔ دشمن کو کوئی شک باقی نہ رہ جائے کہ مسلمانوں کے ساتھ خدا ہے اسی طرح فتح پانے والی قوم دیکھ لے کہ وہ حق پر ہیں، انہیں نظر آجائے کہ وہ لوگ جو انہیں ...... بڑی بڑی اذیتیں پہنچا چکے تھے، کس طرح ہلاک کر دیئے گئے، بلال نے کس قدر تکلیف اُٹھائی تھی، دوسرے مسلمان مہاجرین کس قدر اذیتیں برداشت کر چکے تھے، یہ لوگ اب دیکھتے تھے کہ ابوجہل قتل ہو گیا، عتبہ، شیبہ، الولید، امیہ بن خلف قتل ہو گئے۔ اس طرح شکست کھانے والوں کو بھی دلائل نظر آگئے اور فتح پانے والوں کو بھی۔

کفار کی ڈینگیں اور مسلمانوں کا تضرع خدا کی نظر میں

اور آگے فرمایا ہے ان اللہ لسمیع علیم خدا نے کافروں کی باتیں اور ان کی ڈینگیں بھی سنیں کہ ہم یہ کریں گے وہ کریں گے اور مسلمانوں کا تضرع بھی دیکھا ابوجہل نے کعبۃ اللہ میں جو دہائی دی وہ بھی خدا نے سنی اور اس کے بعد جب ابوسفیان نے اسے کہلا بھیجا کہ ہم کو مسلمانوں سے کوئی خطرہ نہیں واپس چلے جاؤ تو اس نے کہا ہرگز نہیں، لا نرجع حتیٰ نرد بدرًا وننحر الجزور ونشرب الخمور وتعزف علینا القیان حتیٰ تسمع بنا العرب فلا یزالون یہابوننا یعنی ہم ہرگز مکہ کو واپس نہ جائیں گے بلکہ بدر میں داخل ہو نگے وہاں پر قیام کریں گے وہاں پر اونٹ ذبح ہونگے اُنکے کباب کھائیں گے شرابیں اُڑائیں گے اور ناچنے والیاں ہم کو خوشی کے گیتوں سے سرمست کریں گی اس کا سارے عرب میں چرچا ہوگا جس کی وجہ سے اہل عرب پر ہمارے دبدبے کا سکہ بیٹھ جائے گا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اُن کی سب باتوں کو سنا ہے اور مسلمانوں کی تضرع اور

مکتوبِ ووکنگ (سلسلہ اوّل)

نظر آیا ہے جس کا نام "دی ریلیجن آف اسلام" ہے۔ مہربانی کرکے اس کی ایک کاپی بھجوادیں قیمت کے لئے پوسٹل آرڈر ساتھ شامل ہے"۔

خدا کا شکر ہے کہ ہماری توقعات پوری ہوئیں اور "ٹیچنگز آف اسلام" تیر بہدف ثابت ہوئی۔ اس کتاب میں اسلام کی جو تصویر دی ہوئی ہے وہ دل کو کھائے بغیر نہیں رہ سکتی، اس میں روحانی تاثیر ہے جو ادبیت یا فلسفیت سے پیدا نہیں ہو سکتی — کاش ہمارے احباب ان کی کثرت سے اشاعت کریں اور طباعت بھی اچھی ہو۔ حضرت صاحب کی اپنی کتب ہی اسلامی علوم اور روحانیت کا سرچشمہ ہیں مگر انہی کے ساتھ ہم نے بخل سے کام لیا ہے اور طباعت گھٹیا درجے کی ہے مغربی لوگ کسی کتاب کو ہاتھ نہیں لگاتے جب تک اس کی ظاہری شکل بھی دلکش نہ ہو۔

لندن ہاؤس کے اجتماعات

لندن ہاؤس میں ہفتہ وار اجتماعات اور تقاریر کا سلسلہ خدا کے فضل سے پورے زور سے چل رہا ہے۔ میں اور بٹ صاحب یہاں سے ہفتہ کے روز پہنچ جاتے ہیں اور اقبال صاحب ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی موجود ہوتے ہیں اور مہمانوں کے بٹھانے، کمرہ گرم کرنے اور چائے وغیرہ کے انتظامات میں لگے رہتے ہیں۔ یہاں کے مذاکرات اور سوالات و جوابات بجائے خود اسلام اور قرآن کے محاسن کا ایک ذخیرہ ہوتے ہیں۔ سوالات و جوابات کا سلسلہ دیر تک جاری رہتا ہے اور ساڑھے پانچ بجے سے شروع کرکے عموماً ۸ بجے تک جاری رہتا ہے۔

یہود عیسائی کونسل کے ممتاز آدمیوں کو دعوت

فروری کے تیسرے ہفتہ میں عیسائیوں اور یہودیوں کی ایک مشترکہ کونسل کا اجتماع ہو رہا ہے اس کونسل کی پیٹرن (Patron) خود ملکۂ انگلستان ہیں اور پریزیڈنٹ آرچ بشپ آف کنٹربری ہیں جو گویا انگلستان کے کلیسا میں خلیفۃ المسیح کا درجہ رکھتے ہیں۔ اسی کونسل میں شرکت کے لئے برلن سے ایک ممتاز شخصیت جو وہاں کے مذاہب پر مشتمل ایسوسی ایشن کے سکرٹری ہیں آ رہے ہیں۔ اس کونسل کی خواہش پر ہم نے انہیں یہاں آنے کی دعوت دی ہے برلن سے خان عبد العزیز خان صاحب کا بھی خط آیا ہے کہ انہوں نے بھی ہماری طرف سے انکو ووکنگ آنے کی دعوت دی ہے جو انہوں نے منظور کی ہے۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ اس موقع پر اس کونسل میں شرکت کرنیوالوں کے علاوہ چند اور ممتاز آدمیوں کو بھی مدعو کریں۔ دعوت تو آرچ بشپ آف کنٹربری اور یہودیوں کے چیف ربی (Rabbi) کو بھی دینگے گو ان کی شمولیت کی امید نہیں۔ یہ لوگ لنچ کے بعد ہمارے ساتھ مسجد میں جائیں گے جہاں ہر اتوار کو نماز ظہر کے بعد اسلام پر ایک مختصر تقریر ہوتی ہے۔

اسلامک ریویو

اسلامک ریویو کا فروری کا ایک پرچہ امید ہے آپ کو پہنچ گیا ہوگا جو پریس والے بذریعہ ہوائی ڈاک بھیجتے ہیں باقی بذریعہ بحری ڈاک روانہ ہو چکا ہے۔ مارچ کا پرچہ انشاء اللہ دو تین دن کو نکل آئے گا، آخری پروف جا چکے ہیں۔

لندن یونیورسٹی میں تقاریر

۱۷ فروری کو لندن یونیورسٹی کی "سٹوڈنٹ موومنٹ کے مڈل ایسٹ گروپ" کے زیر اہتمام اس موضوع پر تقاریر ہوں گی:—

Cultural and religious problems of the Middle East

یعنی "مشرق وسطےٰ کے مذہبی اور ثقافتی مسائل"۔ میرے ساتھ اسی موضوع پر بولنے والے دو اور صاحب ہوں گے ایک عرب عیسائی اور ایک یہودی۔

جمعہ کا اجتماع

جمعہ کا اجتماع لندن میں زیادہ بارونق ہوتا جاتا ہے، ایک جمعہ میں پڑھانے جاتا ہوں، ایک جمعہ محمد یحییٰ بٹ صاحب جاتے ہیں۔ یہاں ووکنگ میں بھی جمعہ ہوتا ہے۔ مگر مسجد باوجود اس کے کہ رات بھر ہیٹر جلائے رکھتے ہیں اس قدر ٹھنڈی ہوتی ہے کہ وہاں بیٹھنا ایک مجاہدہ ہوتا ہے۔ قالین نہایت بوسیدہ ہونے کی وجہ سے نہ ہونے کے برابر ہیں اور اس پر ٹھنڈی

(باقی صفحہ ۱۲ پر اشتہار کے نیچے)

مکتوب ووکنگ بسلسلہ صا

دریوں کی صحبتیں ہوتی ہیں۔

کارکنانِ ووکنگ اور بیگم عبداللہ مرحوم

جملہ کارکن پوری تندہی اور ہم آہنگی سے کام میں مصروف ہیں بیگم عبداللہ کی صحت جو گر چکی تھی خدا کے فضل سے اچھی ہو رہی ہے اور وہ مہمانوں کی خاطر تواضع میں ایک مذہبی جذبہ سے لگی رہتی ہیں، ہمارے کارکنوں میں جو خاص طور پر قابل ذکر اضافہ ہوا ہے وہ سید محمود حسین شاہ صاحب ہیں یہ سید عبدالجبار شاہ صاحب مرحوم کے صاحبزادے ہیں۔ انہیں دیکھ کر الولد سرٌ لابیہ یاد آتا ہے۔ بادشاہ صاحب مرحوم کی روح

یقیناً مسرور ہو گی کہ ان کا ایک لڑکا تو خدمت دین میں لگ گیا۔

احباب کی دعاؤں کی ضرورت

احباب سے استدعا ہے کہ ان سب کارکنوں کے لئے دعا کریں۔ یہ بڑے انبلاؤں کا ملک ہے۔ ہم دجال کے قلب میں بیٹھے ہیں اور ہمارا سہارا محض اللہ تعالےٰ کا فضل ہی ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود کی روحانی کرامات کا ہی ایک کرشمہ ہے کہ اس پر فتن معاشرے میں ایک ایسا ماحول قائم ہوا ہے جو اسلامی پاکیزگی کا ایک نادر نمونہ پیش کرتا رہا ہے۔ اس کا برقرار رکھنا اللہ تعالےٰ ہی کے فضل و کرم سے ممکن ہو سکتا ہے۔ اور اس کے لئے ہم احباب کی دعاؤں کے محتاج ہیں۔ والسلام

خاکسار محمد یعقوب خاں

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح ۱۸ فروری ۱۹۵۹ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۷

میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤنگا (الہام مسیح موعودؑ)

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور پاکستان

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر
گمرہاں را چشم کن روشن ز آیاتِ مبیں

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

تار کا پتہ :- "تبلیغ" لاہور
ٹیلی فون نمبر :- ۳۷۳۷
ایڈیٹر :- دوست محمد

جلد ۴۷ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۶ شعبان المعظم ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۵ فروری ۱۹۵۹ء | نمبر ۸

ہمارا عقیدہ اور مخالف علماء

حضرت امام الزمان کا بیان :-

جس قدر ہمارے مخالف علماء لوگوں کو ہم سے نفرت دلا کر ہمیں کافر اور بے ایمان ٹھہراتے اور عام مسلمانوں کو یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ یہ شخص معہ اپنی تمام جماعت کے عقائدِ اسلام اور اصولِ دین سے برگشتہ ہے۔ یہ اُن حاسد مولویوں کے وہ افترا ہیں کہ جب تک کسی کے دل میں ایک ذرہ بھی تقوے ہو ایسے افتراء نہیں کر سکتا۔ جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بناء رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کی کلام یعنے قرآن مجید کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں بالخصوص قصوں میں جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں۔ اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشرِ اجساد حق اور روزِ حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جل شانہٗ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترک فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور اسی پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالےٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالح کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہلِ سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں۔ ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی الزام ہم پر لگاتا ہے وہ تقوے اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افتراء کرتا ہے۔ قیامت میں ہمارا اس پر یہ دعوے ہے کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا کہ ہم باوجود ہمارے اس قول کے دل سے ان اقوال کے مخالف ہیں۔ الا ان لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین والمفترین۔

(ایام الصلح صفحہ ۹۵-۹۶)

دین کی طرف سے مسلمانوں کی لاپرواہی اور اس کے بد نتائج

حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات طیبہ

"مجھے افسوس اور رنج اس امر کا ہوتا ہے کہ لوگ مسلمان کہلا کر ناطے بیاہ کے برابر بھی تو اسلام کا فکر نہیں کرتے۔ اور مجھے اکثر بار پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ کہ عیسائی عورتوں تک مرتے وقت لکھو کھہا روپیہ عیسائی دین کی ترویج اور اشاعت کے لئے وصیت کر جاتی ہیں اور ان کا اپنی زندگیوں کو عیسائیت کی اشاعت میں صرف کرنا تو ہم ہر روز دیکھتے ہیں، ہزارہا لیڈیز مشنری گھروں اور کوچوں میں پھرتی اور جس طرح بن پڑے۔ نقدِ ایمان چھینتی پھرتی ہیں۔ مسلمانوں سے کسی ایک کو نہیں دیکھا کہ وہ پچاس ہزار روپیہ بھی اشاعت اسلام کے لئے وصیت کر مرا ہو۔ ہاں شادیوں اور دنیاوی رسوم پر تو بے حد اسراف ہوتے ہیں، اور قرض لے کر بھی دل کھول کر فضول خرچیاں کی جاتی ہیں، مگر خرچ کرنے کے لئے نہیں تو اسلام کے لئے نہیں۔ افسوس۔ افسوس۔ اس سے بڑھکر اور مسلمانوں کی حالت قابلِ رحم کیا ہوگی۔ اصل بات یہ ہے کہ بد اعمالی کا نتیجہ بد اعمالی ہوتا ہے۔ اسلام کے لئے خدا تعالےٰ کا قانونِ قدرت ہے۔ کہ ایک نیکی سے دوسری نیکی پیدا ہو جاتی ہے۔ مجھے یاد آیا تذکرۃ الاولیاء میں میں نے پڑھا تھا، کہ ایک آتش پرست بڈھا نوے برس کی عمر کا تھا۔ اتفاقاً بارش کی جھڑی جو لگ گئی۔ تو وہ اس جھڑی میں کوٹھے پر چڑیوں کے لئے دانے ڈال رہا تھا۔ کسی بزرگ نے پاس سے کہا۔ کہ ارے بڈھے تو کیا کرتا ہے، اس نے جواب دیا کہ بھائی چھ سات روز متواتر بارش ہوتی رہی ہے، چڑیوں کو دانہ ڈالتا ہوں، اس نے کہا کہ تو عبث حرکت کرتا ہے۔ تو کافر ہے۔ تجھے اجر کہاں۔ بڈھے نے جواب دیا مجھے اس کا اجر ضرور ملے گا۔ بزرگ صاحب فرماتے ہیں کہ میں حج کو گیا تو دور سے کیا دیکھتا ہوں کہ وہی بڈھا طواف کر رہا ہے۔ اس کو دیکھ کر مجھے تعجب ہوا۔ اور جب میں آگے بڑھا تو پہلے وہی بولا۔ کیا میرا دانے ڈالنا ضائع گیا؟ یا اس کا عوض ملا؟ اب خیال کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ نے ایک کافر کی نیکی کا اجر بھی ضائع نہیں کیا۔ تو کیا مسلمان کی نیکی کا اجر ضائع کر دے گا۔ مجھے ایک صحابی کا ذکر یاد آیا۔ کہ اُس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، میں نے اپنے کفر کے زمانہ میں بہت سے صدقات کئے ہیں۔ کیا ان کا اجر مجھے ملے گا۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہی صدقات تو تیرے اسلام کا موجب ہو گئے ہیں۔ نیکی ایک زینہ ہے اسلام اور خدا کی طرف چڑھنے کا۔ لیکن یاد رکھو کہ نیکی کیا چیز ہے۔ شیطان ہر ایک راہ میں لوگوں کی راہ زنی کرتا، اور ان کو راہ حق سے بہکاتا ہے۔ مثلاً رات کو روٹی زیادہ پک گئی، اور صبح کو باسی بچ رہی، عین کھانے کے وقت کہ اس کے سامنے اچھے اچھے کھانے رکھے

۴۲ ہیں۔ ابھی لقمہ نہیں اٹھایا کہ دروازہ پر آکر فقیر نے صدا کی۔ اور روٹی مانگی۔ کہا کہ باسی سائل کو دیدو۔ کیا یہ نیکی ہوگی۔ باسی روٹی تو پڑی ہی رہتی تھی۔ تنعم پسند اسے کیوں کھانے لگے؟ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا (الدھر) یہ بھی معلوم رہے کہ طعام کھنے ہی پسندیدہ طعام کو

(باقی بر صفحہ ۴ کالم ۳)

خطاب بہ جوانانِ قوم

مولانا عبداللہ جان صاحب پشاوری

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر اولئک ھم المفلحون ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءھم البینٰت۔ واولئک لھم عذاب عظیم (آل عمران ۴/۲)

تبلیغ کے کام میں یگانگت۔ تعاون، اتفاق چاہیئے اور اختلاف نہیں ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں جماعت احمدیہ کو اس مبارک مشن کے لئے چنا ہے دلوں کو ہر طرح کے غل وغش سے خالی کرکے خدا کی رضا حاصل کرنے اس کے نام کو بلند کرنے اس کے رسول کے نام کو بلند کرنے کے لئے ایک ٹیم کی طرح کام کرنا چاہیئے حضرت مسیح موعود کی بعثت کی غرض و غایت یہی تھی کہ خدا اور کے رسول کے نام کو دنیا میں بلند کیا جائے۔ ایک نکتہ معرفت کو دل و دماغ سے محو نہ ہونے دینا چاہیئے کہ آپ میں اور دوسرے مسلمانوں میں ویسا ہی فرق ہے۔ جیسے فوج اور سول آبادی میں فرق ہوتا ہے۔ فوجی جس نے فوج کی وردی زیب تن کی ہو اگر وہ جرنیل چھوڑ کسی چھوٹے سے چھوٹے فوجی افسر کو سلام نہ کرے تو کورٹ مارشل ہو جاتا ہے اور اور سزا یاب ہوتا ہے لیکن اگر بڑے سے بڑا جرنیل اپنی فوجی فل ڈریس میں گذر رہا ہو اور سولین شخص اسکو سلام نہ کرے تو اس پر کوئی گرفت نہیں، ہم ایک مامور کی بیعت کرکے اپنی رضا و رغبت سے حزب اللہ میں داخل ہوئے ہیں۔ کوئی جبری بھرتی نہیں ہوئی۔ اگر اس خدائی وردی کی جو ہم نے پہنی ہوئی ہے احترام کو قائم نہ رکھیں گے تو یاد رکھو اس فوجی کی طرح ہم قابل سزا ہوں گے۔ دوسرے مسلمان جو اس زمانہ کے حزب اللہ میں ابھی داخل نہیں ہوئے ہیں اور حزب اللہ کی وردی زیب تن نہیں کی اس سولین کی طرح ہیں جو فوجی نظام کے ماتحت نہیں۔ ہم چھوٹے چھوٹے حکموں کی بے احترامی اور غفلت کے لئے قابل سزا ہوں گے جیسے ایک فوجی کا صرف سلام نہ کرنے کی چھوٹی سی غفلت کے لئے کورٹ مارشل ہو جاتا ہے اسلام ہم سے قربانی چاہتا ہے، کیونکہ ہم اس فوج میں بھرتی ہوئے ہیں جو اسلام کی خدمت کے لئے کھڑی کی گئی ہے اسلام کے لئے لڑنا ہمارا کام ہے اور اس جہاد کے لئے ایسا اتحاد اور اتفاق چاہیئے کانھم بنیان مرصوص۔ حضرت صاحب کیا خوب فرماتے ہیں ؎

غلام ہمت مردان کارزار بباش
کہ این مرد و زن از مردم دغا باشد
پناہ بیضۂ اسلام آں جواں مرد یست
کہ خوں بدل زپئے دین مصطفےٰ باشد

دوسرا ضروری امر جس کی طرف اس زمانہ کے مجاہدین کی توجہ مرکوز ہونی چاہیئے یہ ہے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر و تؤمنون باللہ۔ یہاں امر معروف اور نہی عن المنکر کے حکم کے بعد تؤمنون باللہ آیا ہے۔ یعنی تم مومنین کے لئے نمونہ بنو۔ جب تک ہم خود نمونہ نہ بنیں اور جب تک ہمارے اعمال اور اخلاق میں چمک پیدا نہ ہو دوسروں کی توجہ کب جذب کر سکتے ہیں۔ انسان فطرتاً چمکدار چیزوں کی طرف جھکتا ہے۔ لوگ یورپین ملمع کی ہوئی چیزوں کے کیسے دلدادہ ہیں ان کی چمک دمک جاذب طبائع ہیں اس لئے ہمارے اعمال اور ہمارے اخلاق میں اور عام لوگوں کے اعمال اور اخلاق میں کھلا اور امتیازی فرق ہونا چاہیئے۔ ہمارے اعمال اور اخلاق میں جب چمک پیدا نہ ہوگی تو ہماری بات اور تقریر اور گفتگو جاذب قلوب نہیں ہو سکے گی۔ اسی لئے فوج میں قاعدہ ہے کہ وردی صاف ستھری پالش کی ہوئی ہو کمر بند روغن شدہ چمک رہا ہو بلکہ بٹن تک میں چمک دمک ہو، چاہیئے کہ ہم میں سے ہر طبقہ کے احباب اپنے ہم پیشہ طبقہ کے لوگوں سے اخلاق اور اعمال میں سبقت لے جانے کی کوشش کریں، جب انسان ارادہ کرے تو خدا تعالےٰ اس کی مدد کرتا ہے ہمارے اعمال پر قانون الٰہی کے ماتحت فوری نتیجہ مرتب ہوتا ہے۔ جیسے ہم کمرے کے کواڑ بند کریں گے تو سورج کی روشنی آنی کم یا بند ہو جائے گی۔ اور جب کواڑ کھولیں گے تو معاً روشنی اندر آ جائے گی۔ روشنی کا آنا اور نہ آنا ہمارے فعل پر منحصر ہے پہلے حرکت ہم کریں گے اور کواڑ کھولیں گے تو روشنی آ جائیگی روشنی جیسے بند نہیں اسی طرح فیضانِ الٰہی بھی بند نہیں۔ ہم نے حرکت کرکے کواڑ کھولنے ہیں، جتنا زیادہ کواڑ کھولو گے اتنی زیادہ روشنی آئے گی۔ اسی لئے خدا تعالےٰ فرماتا ہے ما اصابکم من حسنۃ فمن اللہ وما اصابکم من سیئۃ فمن نفسک ؎ ہمارے مسلمان بھائیوں اور ہم میں کوئی فرق نہیں ہے ہم سب ایک ہی قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں کعبہ کا قبلہ کا مقرر کیا جانا تو مسلم اور غیر مسلم میں فرق کے لئے ہے نہ کہ مسلمانوں اور مسلمانوں کے درمیان جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما جعلنا القبلۃ التی کنت علیھا الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علےٰ عقبیہ (۲/۱) یعنی اس قبلہ کی طرف منہ متبعین رسول اکرمؐ ہی کریں گے۔ دوسری قومیں نہیں کریں گی اور نہ ایک مذہب والے دوسرے مذہب والوں کے قبلہ کی طرف منہ کرتے ہیں۔ اسی لئے رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے من صلّی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا فھو منّا جو ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے وہ ہم میں سے ہے۔ اب جبکہ ہمارا اور دیگر مسلمان بھائیوں کا قبلہ ایک ہے تو فرق کیا ہوا۔ فرق یہ ہے کہ ہم اس حکم کے ماتحت ہیں جس کے ماتحت صحابہ تھے۔ وہ حکم ہے ولکل وجھۃ ھو مولیھا فاستبقوا الخیرات۔ ہر ایک کا ایک قبلہ ہے لیکن تم نے قبلہ کی طرف منہ کرنے کے علاوہ ایک اور کام بھی کرنا ہے وہ کیا ہے۔ تمہارا قبلۂ عمل بھی ہونا چاہیئے اور وہ کیا ہونا چاہیئے ... فاستبقوا الخیرات۔ نیکیوں میں سب سے سبقت لے جانا۔ اس دجالی زمانہ کے لئے خدا سے علیم اور قدیر نے اس زمانہ کی بیماریوں کے لئے تریاق اور اسلام کی خدمت کے لئے علم اور نشانات سے مجدّد زمانہ کو مامور کرکے بھیجا اور اس نے ہمارے لئے بحکم و منشائے الٰہی قبلۂ عمل خدمت اسلام معین فرمایا آپ فرماتے ہیں ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین
بیکسے شد دین احمد ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے در کارِ خود با دینِ احمد کار نیست

یہ خدمت مسیح موعود اور اس کی جماعت کے لئے مقدر تھی رسول اکرمؐ اور ان کے پاک صحابہ کا زمانہ جلالی زمانہ تھا اور جہاد بالسیف کا زمانہ تھا اس وقت مشرک دنیا عیسائی رومن ایمپائر اور ایران کا کسریٰ ان کو تلوار سے مٹانا چاہتے تھے۔ خدا نے مسلمانوں کو تلوار سے مدافعت کا حکم اور طاقت عطا فرمائی۔ اب دجالی زمانہ میں دجالوں نے اسلام پر قلمی یورش کر رکھی اس لئے کسر صلیب کے لئے خدا نے اس صدی کے مجدّد کو مامور کیا اور وہ کام اس کے سپرد ہوا جو مسلمانوں کو گذشتہ ۱۴۰۰ سال میں سپرد نہیں ہوا کیونکہ یہ خدمت اس ...... زمانہ کے مامور اور اس کی جماعت کے لئے مقدر تھی۔ اس جہاد کو خدا تعالےٰ قرآن شریف میں جہادِ کبیر فرماتا ہے وجاھدھم بہ جہاداً کبیراً اس لئے ہمارے لئے قبلۂ عمل کیا ہے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ؎

اے بے خبر بخدمت قرآں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

ہماری قوم اور ہمارے نوجوانوں کو فخر کرنا چاہیئے کہ انہوں نے حزب اللہ کی وردی پہنی ہے اور اس کام کے لئے خدا نے ان کو چنا ہے جو اوروں سے نہیں ہو سکتا ہے اور وہ خدمت جو تم اور تمہاری قوم کر رہی ہے جس کی نظیر ۱۴۰۰ سال میں نہیں ملتی کیوں نہیں ملتی اس لئے کہ یہ عزت اور خدمت آپ کے لئے مقدر تھی اور ۱۴۰۰ سال

(باقی بر صفحہ ...)

اخبار احمدیہ

ــــ حضرت امیر ایدہ اللہ محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب اور دیگر بزرگان ملت بخیر و عافیت ہیں، اور خدمات دینیہ میں مصروف۔

مبلغین کے دورے

ــــ ایک سابقہ اشاعت میں بیرونی جماعتوں میں مبلغین کے دوروں کا اعلان کیا گیا تھا حسب پروگرام مبلغ صاحبان مقررہ حلقوں میں دورہ کر رہے ہیں، مکرم شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی اور مولوی محمد علی صاحب اپنے حلقہ میں پہلا دورہ کر کے واپس آ گئے ہیں، عنقریب دوسرے دورہ پر روانہ ہونگے۔

انڈونیشیا سے ایک مہمان

ــــ انڈونیشیا سے ہماری جماعت کے معزز ممبر محمد ارشاد صاحب جو انڈونیشی اخبار "النور" کے ایڈیٹر ہیں عنقریب لاہور تشریف لا رہے ہیں، ان کے استقبال اور مشایعت کے لئے احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن نے ایک خاص پروگرام مرتب کیا ہے جس کی تفصیل آیندہ اشاعت میں درج ہوگی۔

سانحۂ ارتحال

ــــ چک ۲۷/ گ۔ ب سے چوہدری علم الدین صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"میں سندھ سے اپنی والدہ مرحومہ کی بیماری پر چک ۲۷/ گ ب براستہ پیر محل ضلع لائلپور پہنچا، میرے پہنچنے کے ایک ہی ہفتہ بعد ۲۳ر جنوری ۱۹۵۹ء کو بروز جمعہ قریبًا چار بجے صبح ان کا انتقال ہو گیا انا للہ و انا الیہ راجعون، بخدمت حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ اور سب جماعتوں کی خدمت میں میری التماس ہے کہ مرحومہ کی مغفرت کے لئے دُعا فرمائی جائے اور غائبانہ جنازہ پڑھا جائے، مرحومہ کی عمر ۹۳ سال تھی"

اس صدمہ میں چوہدری علم الدین صاحب اور دیگر پسماندگان سے ہمیں دلی ہمدردی ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے، سب جماعتوں سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے

مجلس عمل

محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب

کسی ادارے کے نظام میں تبدیلی پر قدرتًا ان لوگوں کی نظر جو اس میں دلچسپی رکھتے ہیں نئے انتظام کے طریق کار اور اس کے نتائج کو معلوم کرنے کے لئے محو جستجو رہتی ہے بخصوصًا ہماری جماعت جو سلسلہ کی توسیع اور اشاعت اسلام کے لئے تڑپ رکھتی ہے، مستحق ہے کہ وقتًا فوقتًا اس کو مجلس عمل کی کارگذاری سے مطلع کیا جائے۔ یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ ایک بھائی کا خط آیا ہے کہ لاہور سے کسی نے انہیں لکھا ہے کہ مجلس عمل کا کوئی اجلاس ہی نہیں ہوتا اور اگر ہوتا ہے تو بہت قلیل وقت اس پر صرف کیا جاتا ہے اور انہوں نے اس پر بہت اضطراب کا اظہار کیا ہے۔ آپکی خدمت میں عرض ہے کہ انکے اطلاع دہندہ کو دانستہ یا نادانستہ غلطی لگی ہے۔ مجلس پوری تندہی سے کام کر رہی ہے نظام کی تبدیلی پر جماعت نے جو تسلی اور اطمینان کا اظہار کیا ہے اور خوش اُمید کیا ہے اس سے مجلس عمل کی ذمہ داری اور بھی بڑھ گئی ہے۔ مگر میں ان برادران کی خدمت میں جو ایک معجزہ کے انتظار میں ہیں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اول تو ان حالات کو درست کرنے کے لئے جن کے باعث یہ تبدیلی معرض وجود میں آئی وقت چاہیئے کوئی نظام جب تک وہ محکم فکری اور نظری بنیادوں پر نہ ہو اور کام کے لئے ذرائع میسر نہ ہوں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ممبران مجلس عمل کو اس کا پورا احساس ہے اور وہ قوم کے سامنے جوابدہ ہیں۔ مگر یہ صرف اُن کی ذمہ داری ہی نہیں بلکہ جماعت کے ہر فرد پر بھی ایک ذمہ داری ہے۔ ہمارا کام اس نوعیت کا ہے کہ جب تک ساری قوم یکجان ہو کر اس کام میں حصہ نہیں لیتی اور ہر تحریک پر لبیک نہیں کہتی اس کا پروان چڑھنا مشکل ہے پس مناسب ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنا محاسبہ کرے کہ اُس نے اپنا فرض ادا کیا ہے یا نہیں۔ محض نکتہ چینی اور اپنے فرائض سے غفلت اور اس پر شاندار نتائج کی توقع ایک خیال خام ہے انجمن کی مالی حالت قابل اطمینان نہیں اس کے لئے بہت جد و جہد کی ضرورت ہے اس وقت تک مجلس نے اپنے ذرائع کو مدنظر رکھتے ہوئے جو کام کیا ہے وہ حسب ذیل ہے:۔

(۱)۔ انڈونیشیا کے مشن کا احیا کیا ہے۔ مولوی احمد یار صاحب عنقریب بزاہاکل ہوتے ہوئے روانہ ہو جائیں گے

(۲)۔ امریکن مشن کا انتظام کیا گیا ہے۔ مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی وہاں کام کر رہے ہیں اور مولوی عبد اللہ صاحب فیجی سے وہاں پہنچیں گے۔ اُن کے ویزے کا سوال تھا جو حل ہو گیا ہے۔ تجویز ہے کہ وہاں حبشیوں میں کام کیا جائے اور ایک مسجد بھی تعمیر کی جائے۔

(۳)۔ امام وقت کی عربی تصانیف کو عربی ممالک میں پہنچانے کا انتظام کیا گیا ہے۔

(۴)۔ پاکستان میں سلسلہ کی تبلیغ کے لئے ٹریکٹ چھپ رہے ہیں جو عنقریب بانتوں بیدریغ تقسیم اور ارسال کئے جائیں گے۔

(۵)۔ حضرت اقدس کی معرکۃ الآرا تصانیف سے اقتباسات شائع کئے جائیں گے۔

(۶)۔ مبلغین کے دورے مقرر کئے گئے ہیں جو پیغام صلح میں جماعت کی اطلاع کیلئے شائع ہو چکے ہیں۔

(۷)۔ انجمن کی اراضی کو ترقی دینے کیلئے ایک افسر اراضیات مقرر کیا گیا ہے، یہ کام بہت اہم ہے کیونکہ ہماری جد و جہد کا انحصار اس پر ہے۔

(۸)۔ مسلم ٹاؤن میں احمدیہ بستی کی تجویز ہو جس میں ہال۔ لائبریری۔ مسجد تبلیغی کلاس وغیرہ کا انتظام کیا گیا ہے۔ انجمن کی دوصد کنال زمین میں سے یکصد کنال لاہور امپرومنٹ ٹرسٹ نے ایکوائر کر لی ہے۔ اس کی واپسی کے لئے کوشش کی جا رہی ہے۔ جس وقت یہ مل گئی کام شروع کر دیا جائیگا۔

(۹)۔ تجویز کیا گیا ہے کہ انگلینڈ میں انجمن اپنا ایک مکان خرید کر سنٹر قائم کرے۔ میاں محمد صاحب نے اس کام کا ذمہ لیا ہے۔

(۱۰)۔ اسلامک [illegible] میں آیندہ مذہبی مضامین اور ممالک اسلام کی خبروں کو شائع کرنیکا انتظام کیا گیا ہے۔

یہ مختصر سا خاکہ اس کام کا ہے جو مجلس عمل نے آج تک کیا ہے۔ احباب کی خدمت میں میں عرض کرونگا کہ وہ صبر سے کام لیں یہ نظام آپکی مجلس مشاورت اور انجمن معتمدین نے تجویز کیا ہی آپکے امیر نے اسکو خدا کا فضل اور احسان قرار دیا ہے اور اس پر خدا کا شکر کرنیکی طرف توجہ دلائی ہے ہمیں چاہیئے کہ شوریٰ جو بعض ہی الہی الوشد کرتی ہے کی عزت کریں اور عدم تعاون سے پرہیز کریں اور بنیان مرصوص بن کر اسکو کامیاب کریں پس نظام کی میعاد صرف ایک سال ہے، اگر اس کے اختتام پر یہ مفید ثابت نہ ہو تو اسکو بدلا جا سکتا ہے۔ وقتًا فوقتًا مجلس عمل کی کارکردگی سے قوم کو اطلاع دیجائیگی۔ میں امید کرتا ہوں کہ قوم اس جہاد فی سبیل اللہ میں مکمل تعاون سے کام لیگی اور مشکلات پیش آئندہ میں ہمارا ہاتھ بٹائے گی۔ والسلام۔ وما علینا الا البلاغ

غلام محمد
ناظم نظم و نسق

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور

مورخہ ۸/۲/۵۹ کو کمال الدین ہال میں احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کی مجلس منتظمہ کا اجلاس زیر صدارت جناب ضیاء الحق صاحب ظاہر منعقد ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل قرار دادیں پاس کی گئیں:۔

(۱)۔ کہ ایسوسی ایشن نے سال رواں کے لئے حضرت امیر قوم۔ الحاج میاں محمد صاحب لائل پور اور جناب میاں فاروق احمد صاحب ملتان کو اپنے سرپرست بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔

(۲)۔ کہ لاہور کے احمدی نوجوانوں کی ایک مکمل فہرست مرتب کی جائے اور اُن سے داخلے کے فارم پُر کرائے جائیں۔

(۳)۔ کہ ایسوسی ایشن کے صدر اور سیکرٹری مسلم ٹاؤن، ماڈل ٹاؤن، جوہرآباد وغیرہ جائیں اور وہاں کے احمدی نوجوانوں سے مل کر اپنی ایسوسی ایشن میں شمولیت کی دعوت دیں۔

(۴)۔ کہ مجلس منتظمہ کے آیندہ پندرہ روزہ اجلاس [illegible] بروز جمعہ بعد از نماز منعقد ہوا کریں۔

(۵)۔ کہ ایسوسی ایشن کی طرف سے اُردو اور انگریزی زبان میں ایک سہ ماہی مجلہ شائع ہوا کرے۔ بشرطیکہ بجٹ میں گنجائش ہو۔

(۶)۔ کہ بیرونی جماعتوں سے بذریعہ خط و کتابت استدعا کی جائے کہ وہ بھی اپنے اپنے مقام پر ایسی ایسوسی ایشنز قائم کریں۔

(۷)۔ کہ ایسوسی ایشن کے ایسے خصوصی اجلاس بھی ہوں جن میں غیر مسلم اور غیر از جماعت اکابرین کو مدعو کیا جائے۔

(۸)۔ کہ ایسوسی ایشن کے ممبران کے لئے کم سے کم چندے کی شرح ۸ آنے ہو اس کے علاوہ مخیر حضرات سے اپیلیں بھی کی جائیں۔

(۹)۔ کہ آیندہ ایسوسی ایشن کی کارروائی اخبار میں علیحدہ کالم میں شائع ہو نہ کہ "اخبار احمدیہ" کالم کے نیچے۔

(۱۰)۔ کہ ایسوسی ایشن کی پہلی جنرل میٹنگ یکم مارچ بروز اتوار مسجد احمدیہ میں منعقد ہو۔

(تنویر احمد پبلسٹی سیکرٹری)

عبدالرحیم طور مرحوم

شیخ محمد طفیل از ہالینڈ

اپریل ۱۹۴۲ء کا ذکر ہے کہ پشاور میں اپنی جماعت کے جلسہ کے دوران میں ایک نوجوان نے اپنا تعارف کرایا اور کہا کہ آپ کو وقت ہو تو میرے ساتھ کالج اور ہوسٹل میں چلیں میں نے کہا کہ تھکا ہوا ہوں اور طبیعت بھی کچھ ناساز ہے۔ پھر کسی وقت سہی۔ کہنے لگے آپ مطمئن رہیں طبیعت کی ناسازی کے لئے تو دوا دے دیں گے۔ اور آپ کو مزید تھکنے بھی نہیں دیتے انہوں نے یہ باتیں اتنے خلوص سے کیں کہ میں انکار نہ کر سکا۔ یہ تھے عبدالرحیم طور، فرزند ڈاکٹر حبیب العزیز صاحب پشاور۔ ان سے پہلی ملاقات تھی۔ اور جب ۱۹۵۷ء میں احمدیہ بلڈنگس لاہور کی لائبریری میں کچھ عرصہ کے لئے ملاقات ہوئی اس میں بھی یہی خلوص جھلکتا تھا جس کا مشاہدہ پہلے اُن سے ہوا تھا۔ معلوم نہیں تھا کہ یہ اُن سے آخری ملاقات ثابت ہوگی۔

اخلاص کے ساتھ ساتھ اُن میں نہایت سنجیدگی، وضعداری، چستی و چالاکی بھی تھی۔ ہوائی فوج میں شامل ہو کر مؤخر الذکر صفات زیادہ نمایاں ہو گئیں تھیں۔ بظاہر خاموش تھے۔ لیکن طبیعت میں ایک خاص قسم کی ظرافت پائی جاتی تھی جس کا مظاہرہ بعض اوقات بڑا دلچسپ ہوتا۔

قیام انگلستان کے دوران میں مجھے ہر ہفتہ کرمول کمپ میں جانا پڑتا جہاں پاکستان کی۔ ہوائی فوج کے مبتدی طلبا (APPRENTICES) تعلیم حاصل کرتے تھے ہفتہ میں ایک بار انہیں اسلامیات پر لیکچر دیا جاتا۔ پہلی دفعہ مجھے جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب مرحوم وہاں اپنے ساتھ لے گئے۔ دوسری بار میں سلیفورڈ سے بس پر سوار ہوا تو کمپ کے صحیح سٹاپ پر اُترنے کی بجائے پہلے ہی اُتر گیا اور پھر آدھ گھنٹہ رات کی تاریکی میں چکر لگاتا۔ پوچھتا پچھاتا آفیسرز میس (MESS) میں پہنچ گیا۔ سونے کا انتظام عبدالرحیم کے کمرہ ہی میں ہوتا تھا۔ جب وہاں پہنچا تو مجھے دیکھکر ہنسنے لگے۔ اور کہا کہ ایک سٹاپ پہلے ہی اُتر گئے۔ میں نے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ کہا کہ میں بھی تو اسی بس میں نچلی منزل میں سوار تھا۔ میں نے سوچا چلو ذرا طفیل صاحب کمپ کی تھوڑی بہت سیر بھی کر لیں تو اچھا ہے اس لئے آپ کو آواز نہیں دی۔

آفیسرز میس میں کھانا کھانے اور لباس پہننے کے قواعد بھی ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ میں دو رنگ کا سوٹ (پتلون اور کوٹ علیحدہ علیحدہ رنگ کے) پہن کر میس میں گھومتا رہا۔ اگلے ہفتے وہاں جانے کا موقعہ ملا تو کہنے لگے دیکھئے جو کتیں آپ کرتے ہیں ڈانٹ ہمیں پڑ جاتی ہے۔ میں نے پوچھا خیریت ہے کہنے لگے مجھے میس کے انچارج نے نوٹ لکھکر بھیجا ہے کہ آپ کے مہمان اس لباس میں کھانا کھانے آئے تھے۔ یہ بھیجئے یہاں کے قواعد کی کتاب آئندہ خیال رکھنا۔

لیکن اس سے زیادہ دلچسپ واقعہ ایک دوسرے کمپ میں پیش آیا (کمپ کا نام یاد نہیں رہا) وہاں رات کو ٹھہرنا ضروری نہیں تھا۔ اور کلاسیں بھی نئی نئی شروع ہوئی تھیں۔ جس دن مجھے وہاں جانا تھا اس دن خلاف معمول گرمی تھی لوگ پتلی قمیصیں اور پتلونیں پہنے ہوئے تھے۔ میں نے بھی ٹھنڈا سوٹ پہن لیا اور ٹائی لگانے کی بھی ضرورت محسوس نہ کی سٹیشن پر رحیم اپنی کار لیکر آئے ہوئے تھے مجھے دیکھتے ہی منہ پھیر لیا اور پھر مڑ کر کہا اب میں کیا کروں اچھا میں تو چلتا ہوں آپ یہاں کسی ہوٹل میں کھانا کھا کر کمپ میں تشریف لے آئیں، یہ کہکر وہ کار میں بیٹھ کر چلے گئے میرے پاس وقت کافی تھا کھانے سے فارغ ہو کر اطمینان سے کمپ پہنچا کمرے میں داخل ہوا تو رحیم صاحب نے کہا کہ یہ کوٹ پہن کر دیکھو کہ ٹھیک آتا ہے یا نہیں اور یہ ٹائی لگاؤ۔ میں نے کہا اچھا یہ بات تھی۔ پھر انہوں نے بتایا کہ انہوں نے ایک افسر کے ساتھ میرے کھانے کا انتظام کر رکھا تھا۔ میں نے کہا پھر میری غیر حاضری کا کیا بہانہ بنایا۔ کہنے لگے اب اس بات کو چھوڑو یہ کوٹ پہن کر دیکھو کہ پورا آتا ہے یا نہیں۔ خیر میں نے ان کی دلجوئی کی خاطر کالے رنگ کا سوٹ پہن لیا اور ٹائی بھی لگالی۔ سوٹ قدرے تنگ تھا لیکن اب اس وقت میرا ناپ کہاں سے ڈھونڈھ لاتے۔ اس دن تو وہ بہت گھبرائے NERVOUS رہے لیکن بعد میں اس واقعہ کو بڑے مزے لے لے کر سناتے۔ میں نے ووکنگ واپس پہنچکر ڈاکٹر صاحب مرحوم کو ساری کیفیت سنائی وہ فرمانے لگے کہ کیا اچھا ہوتا اگر آپ تصویر بھی اتروا لیتے۔ میں نے کہا آئندہ انشاء اللہ خیال رکھوں گا۔ لیکن اس کے بعد گرمی ہو یا سردی میں ہمیشہ شیروانی پہن کر ہی وہاں جاتا رہا۔ اور تصویر کھنچوانے کی نوبت ہی نہیں آئی۔

ایک دفعہ اُن کے ساتھ کار میں لندن آنے کا اتفاق ہوا۔ راستے میں کچھ سیب خریدے اور پھر میں انہیں کار ہی میں بھول گیا۔ اگلے ہفتے ووکنگ آئے تو مجھے کاغذ کا ایک پیکٹ دیا کہ یہ آپ کے سیب ہیں۔ میں نے کہا آپ نے بڑی تکلیف کی انہیں استعمال کر لیا ہوتا۔ اب تو یہ خراب بھی ہو گئے ہیں۔ کہنے لگے اپنی چیز کی خود حفاظت کرتے ہیں، ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی اپنے آپ کو دوستوں کا ممنون نہ ہونے دیتے۔

فوج کی زندگی ویسے بھی بے انتہا مصروف ہوتی ہے لیکن جس نوجوان کو مغربی لغویات کی عادت نہ ہو تو اس کے لئے مغربی تفریح کے اوقات بھی ذہنی کشمکش کا باعث بنے رہتے ہیں۔ جب کبھی ان ایام میں مجھے ان کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا جب آفیسرز میس میں کوئی بڑا فنکشن (FUNCTION) ہوتا تو میں انہیں ہمیشہ افسردہ پاتا۔ رات دیر سے آتے تو مجھے جگا دیتے اور اپنی طبیعت کی پریشانی کا حال سنانا شروع کر دیتے۔ ایک دفعہ کہا اسی پریشانی کو دور کرنے کے لئے موٹر کار خریدی تھی لیکن کچھ نہیں بنا۔ ڈاکٹر سے بھی مشورہ لیا تھا کہ اس ذہنی خلجان کو کس طرح کم کروں بس زندگی میں خوشی نہیں۔ میں نے کہا آپ کے گھر والے بلاتے ہیں جاؤ اور شادی کر لو، بس یہی آپ کی بیماری کا علاج ہے کہنے لگے کہ میں خود پریشان رہتا ہوں تمہارا مطلب ہے ایک اور شخص کو بھی یہاں لا کر پریشان کر دوں۔ آخر پاکستان چلے ہی گئے اور جب دوبارہ آئے تو اپنی اہلیہ کو بھی ساتھ لائے۔ ووکنگ مسجد میں آئے تو اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ تم کار ہی میں چھپ کر بیٹھے رہو۔ مگر یہ داؤ نہ چلا ڈاکٹر عبداللہ مرحوم کے بچوں نے انہیں کار سے ڈھونڈھ نکالا۔

کمپوں کی کلاسیں ختم ہو گئیں ہمارے وہاں جانے کی بھی ضرورت نہ رہی۔ وہ کبھی کبھی خود ہی مسجد میں آتے طبیعت میں ایک عجیب وقار تھا۔ لیکن اس تمام وضع قطع کے پس پشت ایک گہری اداسی اور بے چینی تھی جسے بہت کم لوگوں نے محسوس کیا ہے، لیکن ان کا اضطراب تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اب وہ اپنی اداسی اپنے عزیزوں اور دوستوں کے لئے چھوڑ گئے ہیں۔

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

ہیں رسڑا ہوا باسی طعام نہیں کھلاتا۔ الغرض اس رکابی میں سے جس میں ابھی تازہ کھانا اور لذیذ اور پسندیدہ رکھا ہوا ہے کھانا شروع نہیں کیا۔ فقیر کی صدا پر نکال کر دے۔ تو نیکی ہے۔ بیکار اور نکمی چیزوں کے خرچ سے کوئی آدمی نیکی کرنے کا دعوےٰ نہیں کر سکتا۔ نیکی کا دروازہ تنگ ہے پس یہ امر ذہن نشین کر لو، کہ نکمی چیزوں کے خرچ کرنے سے کوئی اس میں داخل نہیں ہو سکتا کیونکہ نص صریح ہے لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون

(س ۴) جب تک عزیز سے عزیز اور پیاری سے پیاری چیزوں کو خرچ نہ کرو گے، اس وقت تک محبوب اور عزیز ہونے کا درجہ نہیں مل سکتا۔ اگر تکلیف اٹھانا نہیں چاہتے اور حقیقی نیکی کو اختیار کرنا نہیں چاہتے، تو کیونکر کامیاب اور بامراد ہو سکتے ہو، کیا صحابہ کرام رض مفت میں اس درجہ تک پہنچ گئے۔ جو ان کو حاصل ہوا۔ دنیاوی خطابوں کے حاصل کرنے کے لئے کس قدر اخراجات اور تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں تو پھر کہیں جا کر ایک معمولی خطاب جس سے دلی اطمینان اور سکینت حاصل نہیں ہو سکتی ملتا ہے۔

(ملفوظات جلد نہم منظور الٰہی ص ۹۵-۹۶-۹۷)

جنگ اور مُلکی فتوحات میں اسلامی اخلاق

قومی اتحاد کیلئے ایک دوسرے سے محبت و اُلفت پیدا کرنے کی ضرورت

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ مقام بیدیہ ٹنگس لاہور

ولا یحسبن الذین کفروا سبقوا انھم لا یعجزون .... ولکن اللہ الف بینھم انہ عزیز حکیم .... (الانفال رکوع ۸)

حضرت نبی کریم صلعم کی جامع تعلیم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جامع تعلیم لے کر آئے ہیں وہ جامع تعلیم جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لائے اور جس پر ایک قوم نے عمل کرکے اس کا پھل کھایا وہ صرف مسجد میں محصور نہیں اور نہ گھر کی چار دیواری کے لئے وہ تعلیم ہے، وہ میدانِ جنگ کے لئے بھی ہدایات دیتی ہے وہ گھر کے اندر اعلیٰ درجہ کی معاشرت کا بھی سبق دیتی ہے، امورِ سلطنت بھی سکھاتی ہے، تجارت کے طریق بھی بتاتی ہے کسی سے دوستی اور دشمنی کے متعلق بھی ہدایات دیتی ہے غرض کوئی شعبہ اور کوئی طبقہ ایسا نظر نہیں آتا جس کے متعلق آپ نے ہدایات نہ دی ہوں اور خود ان پر عمل کرکے نہ دکھایا ہو۔

دشمنانِ اسلام کی ناکامی کی پیشگوئی

یہاں ان آیات میں جنگِ بدر کا ذکر ہے جس کے ساتھ ہی فرمایا ولا یحسبن الذین کفروا سبقوا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مٹانے کے لئے تلے ہوئے ہیں، اور آپ کا انکار کرتے ہیں اُن کا یہ خیال اور دشمنی کا جذبہ دھرا کا دھرا رہ جائے گا انھم لا یعجزون وہ خدا تعالیٰ کو عاجز نہ کر سکیں گے، پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کو مٹانے کے لئے کامیاب نہ ہو سکیں گے، ایسی آیات کا نزول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کی تسلی کے لئے ہوا ہے۔

نصرتِ الٰہی کے باوجود سامانِ قوت کی فراہمی

اور اس کے آگے ایک اصول بتایا واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ من رباط الخیل۔ اس اعلان کے بعد کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کریں گے، اور اسلام کی دعوت دنیا میں پھیلے گی، اسی پر توکل کرنا نہیں سکھایا بلکہ فرمایا کہ جتنا زور اور قوت ممکن ہو سکے فراہم کرو، جو دولت تمہارے پاس ہے اس کو دین کی حمایت میں خرچ کرو۔ اسی لئے ایک ہی لفظ فرمایا من قوۃ جس میں ساری چیزیں آگئیں یعنی جتنی قسم کے طاقت کے سامان ہوں اُن سے کام لو۔ توکل کی بھی تعلیم دی ہے اور بتایا کہ ہم زمین آسمان کے بادشاہ ہیں، ہماری قدرت سب سامانوں پر حاوی ہے اور ہمارے حکم کے بغیر کوئی سامان بھی فائدہ نہیں دے سکتے، ایسے سب سامانوں کے باوجود ہم پر توکل ضروری ہے لیکن سامان کے بغیر توکل مناسب نہیں ہے تمام قومیں اور طاقتیں اسی طرح پنپتی اور ترقی کرتی ہیں کہ ان سے کام لیا جائے اس لئے اعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ یعنی قوت کے سامان تم مہیا کر سکتے ہو تلواریں ہوں، توپیں ہوں ٹینک ہوں، بحری جنگی جہاز ہوں، ہوائی جہاز ہوں، یا اور کوئی طاقت کا سامان ہو، جو قیمت تک پیدا ہو سکتا ہے وہ جس قدر اور جس وقت تمہاری طاقت میں ہو اسے مہیا کرو۔

سرحدوں پر طاقت کا مظاہرہ

اور فرمایا سرحد کا بھی خیال رکھنا اور اس کی حفاظت کرنا مسلمان کا کام ہے، سرحد پر طاقت کا سامان مہیا کرکے دشمن پر رعب ڈالنا ضروری ہے، ترھبون بہ عدو اللہ، خدا کے دشمنوں پر ...... ان سامانوں سے رعب ڈالنا تمہارا فرض ہے وعدوکم، وہ تمہارے بھی دشمن ہیں، پہلے ہمارے دشمن ہیں، ہماری تعلیموں کی وجہ سے ہمارے دشمن بن گئے اور تم نے ان تعلیمات کو مان لیا اس لئے تمہارے بھی دشمن ہو گئے۔

دشمن کی پیٹھ ٹھونکنے والی قومیں

وآخرین من دونھم لا تعلمونھم اللہ یعلمھم، ان کے علاوہ اور بھی ہیں جن کو تم نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے۔ یعنی وہ قومیں جو تمہارے دشمنوں کی پیٹھ ٹھونکتی اور ان کی معاونت کرتی ہیں۔ ان کے مقابلہ کے لئے بھی سامان مہیا کرنا ضروری ہے

سامانِ حرب کی فراہمی میں رسولِ کریم کا دانشمندانہ اقدام

اور دوسری بات یہ فرمائی وما تنفقوا من شیء فی سبیل اللہ یوف الیکم اور جو کچھ بھی خدا کے رستے میں تم خرچ کرو یوف الیکم وہ تمہیں پورے کا پورا واپس دیا جائے گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سامانِ حرب کہاں تھا، آپ کے حکم سے ہر شخص اپنے گھر سے سامان لاتا، کوئی تلوار لے آتا کوئی نیزہ اور کوئی تیر وغیرہ، اسی طرح سامانِ حرب مہیا ہو جاتا، یہ کس قسم کا نبی ہے، خود تو انصاریوں کی پناہ میں آیا، وہ کہاں سے سامانِ حرب بناتا لیکن منتظم کس قسم کا ہے، ساری قوم کو حکم دیا کہ اپنے اپنے گھروں سے سامان لے آؤ، زادِ راہ اپنا اپنا اور اسلحہ بھی اپنا اپنا۔

جنگ میں ثباتِ قدم اور ذکرِ الٰہی کا حکم

اور فرمایا سنو اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا سامانِ حرب بھی ہو لیکن جب دشمن کے ساتھ مڈبھیڑ ہو جائے فاثبتوا تو تمہارے قدم مضبوط ہو جائیں ڈگمگائیں نہیں، ثباتِ قدم کے ساتھ مقابلہ کرو، اور اس کے ساتھ ہی واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون اگر فلاح چاہتے ہو تو اللہ کا ذکر کثرت سے کرو، اللہ اکبر کے نعرے لگاؤ اللہ تعالیٰ کو ان اللہ علی کل شیء قدیر سمجھو اس کے سامنے گڑگڑاؤ اس سے مدد طلب کرو، یہ ہے توکل علی اللہ، اس سے قوم کا مورال (MORALE) بلند ہوتا ہے اس کا حوصلہ بڑھتا ہے، مورال بلند کرنا محمد رسول اللہ صلعم نے سکھایا، کسی دین اور کسی قوم میں یہ بات نہیں سکھائی گئی، کہ جنگ کے اندر بھی اللہ تعالیٰ کی یاد کی جائے اور کثرت سے اس کا ذکر کیا جائے۔

ذکرِ الٰہی کے لئے دنیا کو ترک کرنے کی ضرورت نہیں

اللہ تعالیٰ کا ذکر یہ نہیں جیسے لوگوں نے سمجھا ہے کہ دنیا سے الگ تھلگ کسی پہاڑ پر جا بیٹھے، اور سب کچھ چھوڑ کر صرف گیان دھیان میں مصروف ہو جائے یا کسی کوٹھڑی میں یا مسجد میں جا بیٹھے، یہ اسلام نہیں، اسلام ایسے مرد اور عورتیں پیدا کرنا چاہتا ہے جو دنیا کے لئے مفید ہوں، کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تم بہترین قوم ہو جس کو لوگوں کی بھلائی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

جنگ ناگزیر ہے

تمہیں جنگیں بھی پیش آئیں گی، جنگ ناگزیر ہے ارادہ نہ بھی ہو تب بھی جنگ میں جانا پڑتا ہے۔ اگر دشمن چڑھ کر آئے تو اس سے اپنا دفاع کرنا ضروری ہے اور طوعاً و کرہاً جنگ کرنی پڑے گی۔

تورات انجیل میں جنگی قوانین نہیں

وہ قومیں جن کو یہ تعلیم دی گئی تھی کہ اگر کوئی تیری ایک گال پر طمانچہ مارے تو تو دوسری بھی پھیر دے اور کوئی تیرا کوٹ لے جانا چاہے تو کرتہ بھی اتار دے وہ بھی آپس میں جنگ کر رہی ہیں، حالانکہ انجیل میں جنگ کے قواعد نہیں، تورات میں اس قسم کے قواعد موجود نہیں،

قرآن میں جنگ کے قوانین

جنگ کے قوانین قرآن نے دیئے ہیں جو اس کو انسانی ضروریات میں سے سمجھتا ہے۔ مورال بلند کرنا انسان کو صحیح راہ پر لگانا محمد رسول اللہ صلعم کا کام ہے اس کو یقین ہے کہ ہم حق پر ہیں اور حق کے لئے پیدا ہوئے ہیں، اینٹ سے اینٹ بجانا ہمارا کام نہیں۔

موجودہ مہذب اقوام کا مفتوحین سے سلوک

قرآن نے بادشاہوں کا یہ طریق بتایا ہے ان

الملوك اذا دخلوا قرية افسدوا فيها وجعلوا اعزة اهلها اذلة۔ بادشاہ جب کسی ملک کو فتح کرتے ہیں تو اس میں فساد برپا کر دیتے ہیں اور اس ملک کے باعزت لوگوں کو ذلیل و خوار کر دیتے ہیں، ہمارے سامنے امریکہ نے جاپان کی قیمتی جانوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا، اور انگریزوں نے جرمن کی قیمتی جانوں کو تہ تیغ کر دیا، یہ مہذب قوموں کا حال ہے، افسدوا فیھا جب کسی ملک میں داخل ہوتی ہیں تو وہاں کے لینے والوں کو برباد کر دیتی ہیں، ان ملکوں میں اگر وزارتیں بدلتی ہیں تو پہلے وزیروں کو تباہ کر دیتے ہیں یا قیدخانوں میں ڈال دیا جاتا ہے ان الملوك اذا دخلوا قرية افسدوا فیھا وجعلوا اعزة اهلها اذلة۔ انسان ننگا ہو جاتا ہے جب اخلاق کا موقعہ آتا ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کا سلوک اپنے مفتوحین سے

لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مفتوحین کے ساتھ کس قسم کا برتاؤ کیا، کیسے اعلیٰ درجہ کے اخلاق دکھائے، ابوسفیان جس نے ساری عمر آپ کی مخالفت کی، اور آپ کے خلاف بڑی جنگیں کیں، جب مکہ فتح ہوا تو اس نے سوائے اس کے کوئی چارہ نہ دیکھا کہ آکر مسلمان ہو جائے، اگر یورپ کا کوئی فاتح ہوتا تو کہتا کہ اسکو ذلت کے ساتھ پھانسی پر لٹکا دو، لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے وہ امان میں آگیا، بجائے اس کے کہ حکم دیتے کہ اس شخص کا قیمہ کر دیا جائے، اس کی عزت بڑھا دی، حضرت علی رض کی بہن کے گھر میں دو کافر آکر پناہ لیتے ہیں، حضرت علی رض کو پتہ لگتا ہے، وہ جاکر دروازہ توڑنا چاہتے ہیں اور بہن سے کہتے ہیں کہ ان کافروں کو ہمارے حوالے کر دو ہم ان کو قتل کریں گے، وہ کہتی ہے کافر جب کسی مسلمان کے گھر میں پناہ لے لے تو اسے کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا دونوں کیسا بلند ارادہ رکھتے ہیں، آخر جب حضرت علی رض چلے جاتے ہیں تو ان کی بہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا سناتی ہیں آپ فرماتے ہیں اجرنا من اجرت جس کو تو نے پناہ دی وہ ہماری پناہ میں آگیا۔

جنگ میں ذکر الٰہی

اس قسم کی کتنی ہی باتیں ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کہیں بھی نظر نہیں آتیں، فرمایا ایک وظیفہ تمہیں بتاتا ہوں، ایسا وظیفہ نہیں بتایا جس کو پڑھکر پھونک مارنے سے جنگ میں فتح ہو جائے نہ کوئی اس قسم کا تعویذ بتایا کہ مخالف اس سے تباہ ہو جائیں، آپ نے اپنے پیروؤں کو در حقیقت تمہیں بتایا اور وظیفہ کیا بتایا اذکروا الله کثیرا خدا کا بہت ذکر کرتے رہو، خدا کو ہمیشہ یاد رکھو۔

اطاعت اور اتفاق کی تعلیم

اور اس کے ساتھ ہی فرمایا واطیعوا الله و رسوله احکام الٰہی کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کا بھی حکم مانو، اپنے کمانڈر کی اطاعت سیکھو ولا تنازعوا تنازع نہیں کرنا فتفشلوا وتذهب ريحكم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی، واصبروا صبر سے کام لو، ان الله مع الصابرين۔ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کا ساتھ دیتا ہے۔

دشمن کو دعوت صلح قبول کرنے کا حکم

پھر یہ بھی فرمایا کہ جہاں تک ہو سکے تیاری کرو اور سامان حرب جمع کرو، اور آگے چل کر یہ بھی کہا وان جنحوا للسلم فاجنح لها، اگر دشمن صلح کی طرف جھک جائے تو تم بھی جھک جاؤ، کافروں کو تباہ کرنا مسلمان کا کام نہیں ان سے دشمنی نہیں، انتقام لینے کے لئے جنگ نہیں، اس لئے اگر وہ صلح کرنا چاہیں تو کر لو۔ وتوکل علی الله اس بارہ میں اللہ پر توکل کرو، انه هو السميع العليم وہ سب باتوں کو سنتا اور سب باتوں سے باخبر ہے وان يريدوا ان يخدعوك فان حسبك الله اور اگر اس طرح سے دشمن کی نیت مسلمانوں کو دھوکا دینا ہو اور وہ صلح کرکے تمہیں بیخبر کرنا چاہتا ہے تاکہ اس بے خبری میں تم کو نقصان پہنچا دیں فان حسبك الله تو اللہ تمہارے لئے کافی ہے وہ اس دھوکہ سے تمہیں بچا لیگا۔

مومنوں کی قدر دانی اور عزت افزائی

پھر فرمایا هو الذي ايدك بنصره وبالمؤمنين۔ اللہ تعالیٰ نے تو تمہاری نصرت کی ہے، لیکن مومنوں نے بھی تمہاری تائید میں جانیں لڑا دی ہیں، مومنوں کے بغیر تم کامیاب نہ ہو سکتے تھے کیا کبھی وہ بھی کوئی پیر دیکھا ہے جو اپنے مریدوں کو برابری کا درجہ دیتا ہو، یہاں تو مومنین کا احسان جتایا جا رہا ہے ان کی قدر دانی سکھائی ہے، بغیر قدر دانی کے کوئی لگاؤ پیدا نہیں ہو سکتا، خود اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں کی بھی قدر دانی کرتا ہے باوجودیکہ تمام سامان معیشت اسی نے فراہم کئے ہیں، لیکن جب انسان انہیں استعمال کرتا ہے تو وہ اس کے اس فعل کی قدر کرتا ہے اس نے اپنے آپ کو شکور کہا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من لم يشكر الناس لم يشكر الله جو شخص لوگوں کا شکر گزار نہیں وہ خدا کا بھی شکر گزار نہیں رسول اللہ صلعم نے لوگوں کی بڑی بڑی قدر دانی کی ہے۔ کوئی پیر اپنے مریدوں کی تعریف نہیں کرتا لیکن رسول اللہ صلعم نے اپنے ساتھیوں کی بڑی بڑی تعریفیں کی ہیں، آپ نے فرمایا جس دن حضرت عمر رض مسلمان ہوئے آسمان پر خوشیاں منائی گئیں، اللہ اللہ کیا شان ہے اس پیغمبر کی، کوئی اس کے قریب آجائے پھر اسکو ایسا نوازتا ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے، حضرت عمر رض کا نام فاروق رکھ دیا کیونکہ ان کے مسلمان ہونے سے حق اور باطل کا فرق نمایاں ہو گیا، صحابہ کہتے ہیں اس دن جب عمر رض مسلمان ہوا ہم نے بازار میں جاکر اس کا اعلان کیا کعبۃ اللہ میں جاکر نماز پڑھی، وہ کہتے ہیں عمر رض کے اسلام لانے سے ہم معزز ہو گئے۔ اور فرمایا جس راستہ پر عمر رض چلتا ہے اس راستہ پر شیطان نہیں چلتا، پھر فرمایا میں نے جنت میں ایک نہایت شاندار اور خوبصورت محل دیکھا، میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے، مجھے بتایا گیا کہ عمر رض کا، میں نے چاہا کہ اندر جاکر دیکھوں، لیکن پھر خیال آیا کہ عمر رض بڑا غیور ہے اس کی اجازت کے بغیر اندر جانا ٹھیک نہیں۔ اور جب سعد فوت ہوئے تو فرمایا اهتز عرش الرحمان لموت سعد سعد کی موت سے آسمان لرز گیا۔ اور فرمایا اگر تمام دنیا کا ایمان ایک پلڑے میں رکھا جائے اور ابوبکر صدیق کا ایمان دوسرے پلڑے میں تو ابوبکر کا پلڑا بھاری ہو گا سبحان اللہ یہ کیا قدر دانی ہے ان قدر دانیوں کے بغیر قوم نہیں بنتی۔

حضرت مسیح موعودؑ اپنے دوستوں کی قدر کرتے تھے

ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر تھے ان کو انتظار لگی رہتی تھی کہ لاہور سے شیخ رحمت اللہ آنے والے ہیں، خواجہ کمال الدین آنے والے ہیں، ڈاکٹر محمد حسین، مرزا یعقوب بیگ آنے والے ہیں، یہ لوگ ہر ہفتہ قادیان جاتے تھے، کبھی کبھی ان کے لئے نمازوں میں توقف کر دیا جاتا تھا، کہ وہ بھی شریک ہو جائیں۔

امیروں کی تعظیم اور غریبوں کی عزت افزائی

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوستوں کی تعظیم کی، جب سعد آئے تو لوگوں سے کہا قوموا الی سیدکم اپنے سردار کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاؤ، غریبوں پر بھی آپ نے بڑا رحم کیا، انکو بہت بلند کیا، ان کو کمانڈر اور امام بنا دیا لیکن امیروں کے مرتبہ میں کمی نہیں کی، اسکو کہتے ہیں قوم سازی۔

اسلام نے صحابہ کے دلوں میں الفت پیدا کی

فرمایا والف بین قلوبکم مسلمانوں کے دلوں میں الفت بھر دی، یہ بڑا مشکل کام ہے سارے سامان جمع ہو جاتے ہیں، مال قربان کر دیا جاتا ہے، جانیں دے دی جاتی ہیں، لیکن دلوں کا ایک ہونا ان کے اندر ایک دوسرے کے لئے الفت پیدا ہو جانا، بہت مشکل بات ہے۔ قرآن نے دلوں کو ایک کر دیا، صدہا سالوں کی دشمنیاں دور کر دیں، اور ان کی جگہ دلوں میں محبت ڈال دی۔

پاکستان میں صوبائی عصبیت کا مظاہرہ

کیا آج پاکستان میں مسلمانوں کے اندر الفت اور محبت پائی جاتی ہے، لاہور میں ہندوستانی، پنجابی، سندھی پٹھان اور بنگالی سب جمع ہو گئے۔ ان کے اندر لڑائی ہے ہندوستانی پنجابی کو کندہ ناتراش سمجھتا ہے، اور پنجابی مسلمان ہندوستانی سے نفرت کرتا ہے، ایسا ہی بنگالی دوسروں کو نفرت سے دیکھتا ہے، اور پٹھان اور پنجابی کی باہمی لڑائی ہے، اور سندھی پنجابی اور پٹھان کو پسند نہیں کرتا۔

اسلام نے دلوں کو ایک کرنے کی تعلیم دی

معلوم ہوا لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبهم صحیح ہے دولت جمع ہو جائے، سلطنت مل جائے دلوں کا ایک کرنا بڑا مشکل کام ہے یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب ہے کہ اس کے کسی گوشہ میں کسی دوست کے

سلئے برائی یا نفرت نہیں، آپ نے بڑا زور دیا ہے کہ مسلمانوں کے دل ایک ہونے چاہئیں، دلوں کے اندر کوئی منافرت نہیں ہونی چاہیئے۔

دوکانوں، گھروں اور دفتروں میں ملائمت کا طریق اختیار کرنیکی ضرورت

اور فرمایا سودا لینے اور دینے میں ایک دوسرے سے زبردستی سے پیش آؤ اور ملائمت کا طریق اختیار کرو۔ اور گھروں کے اندر جا کر دیکھو بعض لوگ گھروں میں بطور ہوّا کے داخل ہوتے ہیں، بیوی بچے، نوکر، سب سہم جاتے ہیں، حضور نے اس کو پسند نہیں کیا، اسی طرح بعض لوگوں کو دفتر میں جب حکومت مل جائے تو غریب کلرکوں اور چپراسیوں کو کھا جانا چاہتے ہیں، رسول کریم صلعم نے ان تمام باتوں سے روکا ہے

حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات و نصائح

ہمارے حضرت مسیح موعود نے بھی اپنے پیروؤں کو بار بار اعلےٰ اخلاق اور ایک دوسرے سے عمدہ برتاؤ کی تعلیم دی ہے، ایک جگہ فرمایا:۔

" ہماری جماعت یہ غم کل دنیوی غموں سے بڑھکر اپنی جان پر لگا لے کہ ان میں تقوےٰ ہے یا نہیں۔ اہل تقوےٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں"، یہ تقوےٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے، بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لئے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے، عجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے اور ایسا ہی کبھی خود غضب عجب و پندار کا نتیجہ کیونکہ غضب اُس وقت ہوگا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے میں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں یا ایک دوسرے پر تکبر کریں یا نظر استخفاف سے دیکھیں، خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے اور چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے، جس کے اندر حقارت ہے، ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جاوے۔"
منظور الٰہی (ملفوظات حصہ دوم ص۴۲)

پھر فرمایا:۔

" اور چاہیئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے روح القدس سے حصہ لو، کہ بجز روح القدس کے حقیقی تقوےٰ حاصل نہیں ہو سکتی، اور نفسانی جذبات کو بکلی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو، دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں، اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو، درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے۔ اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اُس فتح سے بہتر ہے۔ جو موجب غضب الٰہی ہو، اس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔ اگر تم صاف دل ہو کر اُس کی طرف آجاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کریگا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔" (الوصیت)

پھر فرمایا:۔

" سب سے اوّل اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو اور سچ مچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ کہ ہر ایک خیر اور شر کا بیج پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اگر تیرا دل شر سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہوگی، اور ایسا ہی تیری آنکھ اور تیرے سارے اعضاء۔ ہر ایک نور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے، سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو"
(ازالہ اوہام ص۸۲۷)

پھر فرمایا:۔

" اللہ تعالےٰ کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ مگر صالح بندوں کی۔ آپس میں اخوت اور محبت کو پیدا کرو، اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ، کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دُور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت سے پیش آؤ۔ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے۔ اللہ تعالےٰ سے ایک سچی صلح کر لو۔ اور اس کی اطاعت میں واپس آجاؤ۔ اللہ تعالےٰ کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے اور اس سے بچنے والے وہی ہیں جو کامل طور پر اپنے سارے گناہوں سے توبہ کر کے اس کے حضور میں آتے ہیں"
(ملفوظات حصہ اوّل ص۔)

قوم میں اعلےٰ اخلاق اور تقوےٰ اللہ کی ضرورت

یہ قرآن کریم کی تشریحات ہیں، جن میں کچھ رسول کریم صلعم کے ارشادات اور آپ کا طریق عمل، اور کچھ انہی خطوط پر امام وقت کی نصائح ہیں ان کو ہمیشہ سامنے رکھو اور ان پر عمل کرو، کیونکہ جس قوم میں اعلےٰ درجہ کے اخلاق نہیں وہ مر جاتی ہے، حضرت نے فرمایا میں نے کتابیں بھی لکھیں اور لیکچر بھی دیئے جن سے مخالفین پر اسلام کی معقولیت اور غلبہ ثابت کر دیا۔ لیکن ان کا کچھ فائدہ نہیں، اگر میری قوم متقی نہیں بنی، اصل چیز نہ علم ہے نہ دلائل، سوائے اس کے کہ دل کے اندر خدا کا خوف ہو، نیک چلنی ہو، اعلےٰ اخلاق ہوں، تو پھر تو کوئی مان لیتا ہے کہ ہاں یہ خدا کا بندہ ہے ورنہ تیرے وعظ اور دلائل سے کچھ فائدہ نہیں۔

خطاب بہ نوجوانانِ قوم

(بسلسلہ صفحہ ۲)

کے بعد، اس وقت ... صرف احمدی ہیں جن کو خدا اور اسکے رسول کا نام بلند کرنے اور اسلام کی خدمات کا درد ہے، اور دوسری مسلمان جماعتیں اس خدمت سے محروم ہیں کیوں اس لئے کہ جب تک وہ آسمانی فوج میں داخل نہ ہوں اور ان ہتھیاروں سے مسلح نہ ہوں، اور ان کا استعمال نہ سیکھ لیں جو اس زمانہ کے مامور کو دیئے گئے ہیں وہ ایک نہتے سویلین کی طرح ہیں جو جنگ کے لائق نہیں ان کو جنگ کی خدمت کیسے سپرد ہو سکتی ہے جبکہ نہ اُن کے پاس زمانہ موجودہ کا اسلحہ ہے نہ ان کا استعمال جانتے ہیں نہ اُن میں یہ احساس ہے کہ اس وقت کس قسم کی جنگ کی ضرورت ہے۔

پس اے عزیز و فخر کرو کہ تم کو خدا نے خدمت اسلام کی عزت اور خدمت کے لئے مخصوص کیا ہے اور ہر ایک کو کہو بطور تحدیث نعمت کہ ہم کو وہ کام سپرد ہوا ہے جو مامور کی جماعت کے سوائے اور کوئی نہیں کر سکتا ہے۔ اور یہی ہم میں اور تم میں فرق ہے۔ کسی شاعر نے صرف نماز پڑھنے والوں اور جہاد نہ کرنے والوں میں اس شعر میں فرق کر کے دکھایا ہے ؎

میانِ من و زاہد ایں قدر فرق است در ظاہر
کہ او در خانقہ و من در کوچہ و بازار می رقصم

حضرت صاحب فرماتے ہیں ؎

بکوشید اے جوانان تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

اس کی تعمیل میں پہلے سے زیادہ سے زیادہ سعی کریں کیونکہ کئی محاذوں پر جنگ ہے اور آپ کا کام اور ذمہ داری بڑھ گئی ہے۔ اپنے بزرگوں اور کارکنوں پر اعتماد کرو تا ہم بھی وہ زمانہ دیکھیں جس کے متعلق حضرت صاحب فرماتے ہیں خدا نے مجھے بشارت دی ہے کہ تیرے پیرو ہمیشہ اپنے دلائل صدق میں غالب رہیں گے اور دنیا میں وہ اور ان کی نسل بڑی بڑی عزتیں پائیں گے تا اُن پر ثابت ہو کہ جو خدا کی طرف آتا ہے وہ کچھ نقصان نہیں اُٹھاتا، دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کو دنیا میں بڑی قبولیت بخشے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں۔

(بسلسلہ اشاعت پیغام صلح مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۵۶ء)

یادِ رفتگان

حافظ عظیم بخش مرحوم پٹیالوی

(مولانا مرتضیٰ خان حسن)

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

(۲)

(ہمیں لاہور ایت مولوی حافظ سید محمد اسحاق صاحب)

حافظ صاحب کے مرتی اور استاد تھے، احمدی ہو جانے کے بعد حافظ صاحب پر مولوی صاحب کی وہ پہلی سی نظرِ عنایت نہ رہی، مگر حافظ صاحب ایک سعادت مند شاگرد کی طرح ہمیشہ ان کا احترام کرتے اور جب کبھی اُن سے گفتگو کا موقعہ ملتا ادب کو ہاتھ سے نہ دیتے۔ بعض احباب حافظ صاحب سے کہا کرتے کہ کیوں صاحب آپ دوسروں سے تو دل لگی مذاق کرتے اور مولوی صاحب سے اس قدر رفق و ملائمت سے گفتگو کرتے ہیں۔ حافظ صاحب اس کے جواب میں فرماتے ؎

خیال خاطرِ استاد چاہیئے رکھنا
ٹھیس لگے نہ کہیں ٹوٹ جائے آبگینے کو

مگر خدا کا شیر تبلیغ کئے بغیر اُن کو بھی نہ چھوڑتا۔ اُن سے کہا کرتے کہ آپ بعد میں آئیں گے اور ہم سے آگے نکل جائیں گے۔ بعدہٗ اُن سے استخارہ کرنے کی بار بار تاکید کرتے چنانچہ مولوی صاحب نے استخارہ کیا۔ سالہا سال بعد جب میں بڑا ہو گیا تو مولوی صاحب نے خود ہی ایک دفعہ مجھ سے اس استخارہ کا ذکر فرمایا۔ کہنے لگے کہ ایک رات میں نے بڑے عجز و الحاح سے دُعا کی کہ اے باری تعالیٰ مجھ پر مرزا صاحب کا حال کھول دے۔ تب میں نے خواب میں دیکھا کہ مرزا صاحب ایک جگہ بیٹھے ہیں ان کا لباس میلا کچیلا ہے اور شکل بھی اچھی نہیں اس طرح جب میں اُن کی طرف دیکھ رہا تھا تو انہوں نے انگلی سے ایک تصویر کی طرف جو پاس ہی تھی اشارہ کیا۔ یہ تصویر مرزا صاحب ہی کی تھی نہایت خوبصورت اور شاندار۔ یہ نظارہ دیکھنے کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ مولوی صاحب کہتے تھے کہ اس خواب کی تعبیر کے لئے میں نے تین بڑے بڑے مولوی صاحبان کو لکھا اور ان تینوں کی طرف سے ایک ہی جواب موصول ہوا۔ اور وہ یہ کہ اس شخص میں جس کو خواب میں دیکھا گیا ہے کوئی ذاتی وصف یا خوبی نہیں ہے صرف ملمع اور جعل ہے یہ تو مولوی صاحبان کی بتائی ہوئی تعبیر تھی جو مولوی صاحب نے بیان کی ظاہر ہے کہ یہ من مانی تعبیر تھی۔ ہمارے حافظ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں نے مولوی صاحب سے کہدیا تھا کہ یہ تعبیر غلط ہے۔ اصل تعبیر یہ ہے کہ آپ نے جو حضرت کو جیسے کپڑوں میں دیکھا ہے تو اس سے یہ مراد ہے کہ تم تو ان کو ایسا سمجھتے ہو مگر حضرت صاحب تصویر کی طرف اشارہ کر کے بتانا چاہتے ہیں کہ میں ایسا نہیں ہوں۔ اگر تم میری اصل حقیقت معلوم کرنا چاہتے ہو تو اس تصویر کو دیکھو اس میں شک نہیں کہ مولوی صاحب نے حافظ صاحب کی تعبیر کے متعلق بھی فرمایا کہ ہاں یہ تعبیر بھی ہو سکتی ہے مگر وہ مخالف تھے اور مخالف ہی رہے اگرچہ حضرت کی بعض خوبیوں کے وہ معترف اور آپ کے علم و فضل کا لوہا مانتے تھے۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے جو کفرنامہ طیار کیا تھا وہ شائع ہو کر پٹیالہ بھی آیا اور یہ دیکھ کر تعجب کی کچھ انتہا نہ رہی کہ اس میں حافظ صاحب کا نام بھی درج تھا جس سے یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ حافظ صاحب نے بھی نعوذ باللہ حضرت پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اس سے بڑھ کر اور کیا کذب بیانی ہو سکتی تھی۔ حافظ صاحب آگ بگولہ ہو گئے اور مخالفین پر خوب برسے اور سخت احتجاج کیا۔ ساتھ ہی مولوی محمد حسین صاحب کو لکھا کہ وہ اس کی تردید کریں مگر انہوں نے تردید نہ کی۔ حافظ صاحب کو سخت اذیت پہنچی۔ جس خیال سے ان کو زیادہ اذیت ہوئی وہ یہ تھا کہ حضرت صاحب جب دیکھیں گے تو کیا کہیں گے کہ یہ شخص کس قدر بد عہد نکلا کہ بیعت کر کے منحرف ہو گیا۔ اس پر آپ نے حضرت کی خدمت میں عریضہ لکھا اور اس کے ساتھ ایک نظم بھی تصنیف کر کے ارسال کی جس میں کمال عقیدت اور ارادت کا اظہار تھا۔ اس خط میں آپ نے مجملاً ان تکالیف کا ذکر کیا جو مخالفوں کی طرف سے آپ کو پہنچیں۔ پھر فتویٔ کفر کی حقیقت کھولی اور مولویوں کی دیانت و امانت کا بھانڈا پھوڑا۔ نظم جو آپ نے لکھی وہ آپ کے دلی جذبات اور گہری عقیدت کی مظہر تھی۔ حضرت صاحب نے حافظ صاحب کی وہ تحریر اور نظم اپنی کتاب نشانِ آسمانی میں شائع کر دی وہ نظم ایک قابلِ قدر چیز ہے کیونکہ اس میں واقعات بھی ہیں اور اظہارِ عقیدت بھی۔ اسے ہم قارئین کرام کی دلچسپی کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں وھو ھذا :-

موجب کفر است تکفیرِ تو اے کان کرم
وایں مواہیر و فتاوے رہزنِ راہِ امم

آرزو دارم کہ جان و مال قربانت کنم
ایں تمنایم بر آرد کارسازِ قادرم

چوں بتابم رُو زِ تو حاشا و کلا ایں کجا
من [illegible] دگر سے تو سید ہیروی بودم

دینِ مردہ را بہ قالب جان آمد از دمت
چوں ازیں انفاس [illegible] کنم اے مہترم

من کجا و ایں [illegible] و سیلے را می کجا
تا دلم تا زندہ ہستم و از دل و جان چاکرم

[illegible] ایں خودان راہِ حق بہ من
[illegible] گر نبود [illegible] یزداں مہرم

ایں یہودی سیرتاں قدرِ ترا نشناختند
چوں نبیٔ ناصری نفرت شنیدی لاجرم

ہر کہ تکفیرت کند کافر ہماں ساعت شود
حق نگہ دارد مرا ازیں زمرۂ نامحترم

بہرِ الٰہی بہ بخشش ہائے حضرتِ مہر منیر
گر خطا دیدی ازاں بگذر کہ من مستغفرم

تا ابد دارم محبت در تو از دل و جانم غلام
لطف فرما کہ کند تذلل بر درِ تو حاضرم

نورِ ما دینِ احمد از وجودت شد تمام
آمدی در چاردہ اے بدرِ تام و انورم

حسب تبشیرِ نبی بر وقت خود کردی ظہور
السلام اے رحمتِ ذاتِ جلیل و اکرم

مشکلاتِ دینِ حق بر دستِ تو آساں شدند
مے کنی تجدیدِ دین از فضلِ ربِّ ذوالکرم

از رہِ منت در دمِ ما مسلماں کردۂ
گر نثارم جاں نثارِ آستانت کافرم

اس کے نیچے ۲۴ مئی ۱۸۹۲ء کی تاریخ درج ہے اسی کتاب کے صفحہ ۲۹ پر جہاں سلسلہ کے بڑے بڑے علماء کے نام درج کئے گئے ہیں حافظ صاحب کا اسمِ گرامی اس طرح درج ہے :-

"حضرت مولوی حافظ عظیم بخش صاحب پٹیالہ"

(باقی آئندہ)

تلاشِ گمشدہ مرزا عبدالعزیز پروانہ عمر قریباً سولہ سال بائیں آنکھ میں سیاہ تل، رنگ گندمی۔ سر سے ننگا گیا ڈین کا ہرا سوٹ پہنے ہوئے دو ہفتہ سے غائب ہے۔ مذکور دسویں جماعت میں زیرِ تعلیم تھا۔ والدین بہت پریشان ہیں۔ اگر کسی صاحب کو پتہ چلے تو ذیل کے پتہ پر اطلاع دے کر شکریہ کا موقع دیں۔ اگر عبدالعزیز خود پڑھے تو فوراً گھر چلا آئے ابا جی کچھ نہیں کہیں گے۔ امتحانات نزدیک ہیں [illegible] پڑھائی میں سخت ہرج ہو رہا ہے۔

پتہ :- نواب زادہ بشیر احمد قمر سٹوڈنٹ بی اے
متصل امیر اللہ ہوٹل مظفر آباد
آزاد کشمیر

صداقت مسیح موعود

(از قمر ساما نوی)

(۴)

ایک اعتراض کا جواب:۔

ہمارے مخالفین کی طرف سے اس موقعہ پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ جب مرزا صاحبؑ کو زمانہ نے خود بلایا تھا تو اس نے ان کی مخالفت کیوں کی؟ تجربہ بتاتا ہے کہ جو شخص کسی شئے کی تمنا کرتا ہے اگر وہ اس کو مل جاتی ہے تو پھر وہ اس کے ملنے سے ناراض نہیں ہوتا بلکہ خوش ہوتا ہے۔ دعوے کرنے کے بعد زمانہ کا مرزا صاحب کی مخالفت کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ زمانہ نے ان کو نہیں بلایا تھا بلکہ از خود ہی دعوے کر دیا۔ زمانہ کا انکار و مخالفت کرنا معاذ اللہ ان کے جھوٹا ہونے کی دلیل ہے۔

جواباً عرض ہے کہ یہ اعتراض انبیاء کرام علیہم السلام و مجددین امت کے سوانح حیات سے ناواقفیت اور قرآن کریم کے اندر بیان فرمودہ ارشادات سے عدم علم کی بنا پر کیا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ قاعدہ کلیہ کے طور بیان فرمایا ہے یحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون کہ بندوں پر افسوس ہے اُن کے پاس کوئی بھی فرستادہ حق ایسا نہیں آیا جس کے ساتھ انہوں نے ہنسی و ٹھٹھا نہ کیا ہو یہ مضمون قرآن پاک کی متعدد آیات میں بیان کیا گیا ہے علاوہ ازیں قاعدہ کلیہ کے طور پر بیان فرمایا کہ کانوا من قبل یستفتحون فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ جب اُن کے پاس آجاتا ہے تو پھر اس کی شناخت کرنے اور اس کو ماننے کی بجائے اس کا انکار کر دیتے ہیں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ اس حقیقت کا اظہار اس طرح فرماتا ہے افکلما جاءکم ...... رسول بما لا تھوی انفسکم استکبرتم ففریقا کذبتم و فریقا تقتلون۔ یعنی جب کبھی ہمارا کوئی فرستادہ تمہارے پاس تمہاری خواہشات کے خلاف آیا تو تم اکڑ بیٹھے پس ایک فریق کو تم نے جھٹلایا اور ایک فریق کو قتل کرتے ہو۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر مامور ضرورت وقتی اور حالات قومی کے مطابق آتا ہے اور زمانہ کے لوگ اپنی خواہشات کے موافق اپنے ذہنوں میں آنے والے کے متعلق ایک فرضی نقشہ جمائے ہوئے ہوتے ہیں مثلاً یہ کہ موعود آخر الزمان جب آئے گا تو اس کے پاس سونے چاندی کے خزانے ہونگے وہ تمام خزانے ہم کو تقسیم کر دے گا جس سے ہم مالا مال ہو جائیں گے ہمیں کسی محنت کی ضرورت نہ ہوگی وہ سب کافروں کو تلوار کے گھاٹ اُتار کر ان کی حکومتیں ہمارے حوالہ کر دے گا مگر جب آنیوالا ان خواہشات کے بالکل خلاف آتا ہے تو یہ لوگ اس کی مخالفت پر کمربستہ ہو جاتے ہیں

مصلحین ربانی اور سیاسی لیڈروں میں فرق

مصلحین ربانی اور سیاسی لیڈروں میں یہی فرق ہوتا ہے سیاسی لیڈر وہی کچھ کرتے ہیں اور کہتے ہیں جو اس زمانہ کے لوگ چاہتے ہیں اور مصلح ربانی ... لوگوں کی خواہشات کے بالکل خلاف وہ کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ ان کو حکم دیتا ہے۔ اس لئے ان کی مخالفت ہوتی ہے کیونکہ اگر مصلح ربانی بھی لوگوں کی خواہشات کی پیروی شروع کر دے تو پھر وہ اصلاح کا کام نہیں کر سکتا جیسا کہ دنیا میں جب کوئی وبا پھیلی ہوئی ہو تو جو طبیب اس کو دُور کرنے اور اس میں مبتلا مریضوں کا علاج کرنے کے لئے آئے گا وہ مرض تشخیص کر کے مریض کی حالت کے مطابق نسخہ تجویز کرے گا۔ وہ کوئی ایسا نسخہ ہرگز تجویز نہ کرے گا جو مریض کہے کیونکہ اگر مریض کا اپنا نسخہ کارگر ہو سکتا تو طبیب کو بلانے اور اس کے آنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ مصلحین ربانی چونکہ روحانی امراض کے معالج ہوتے ہیں اس لئے وہ روحانی بیماروں کے لئے وہی علاج تجویز کرتے ہیں جو ان امراض کا صحیح علاج ہوتا ہے اور جو کچھ حکیم مطلق ان کو الہاماً بتاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولو اتبع الحق اھواءھم لفسدت السموات والارض ومن فیھن یعنی اگر الحق ان کی خواہشوں کی اتباع کرتا تو آسمان اور زمین اور جو کچھ اُن کے اندر ہے سب میں فساد پڑ جاتا پس رُوحانی مصلح ہمیشہ روحانی مریضوں کی خواہشات کے خلاف علاج تجویز کرتے ہیں اس لئے وہ اپنی خواہشات کے خلاف پا کر اس کی مخالفت پر کمربستہ ہو جاتے ہیں چونکہ سلسلہ خلفاء و مجددین سلسلہ انبیاء کا قائمقام ہے اس لئے زمانہ کے لوگ ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کرتے ہیں جو انبیاء کے ساتھ کیا جاتا ہے اور جس شان کا کوئی خلیفہ دنیا میں آیا اس کی ایسی ہی مخالفت کی گئی۔

اولیاء اللہ کے ساتھ اہلِ دنیا کا سلوک

جناب مولانا ابو الکلام آزاد مرحوم نے "تذکرہ" میں جملہ اولیاء اُمت و مجددین کی مخالفت اور اہل زمانہ کے ہاتھوں ان پر مظالم کی تفصیلی داستان لکھی ہے جس کو پڑھ کر بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر آپ مجموعی طور پر ان بزرگوں کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:۔

"اسلام کے اس تیرہ سو برس کے عرصہ میں فقہاء کا قلم ہمیشہ تیغ بے نیام رہا ہے اور ہزاروں حق پرستوں کا خون اُن کے فتوؤں کا دامنگیر ہے اسلام کی تاریخ کو خواہ کہیں سے پڑھو سینکڑوں مثالیں ملتی ہیں کہ بادشاہ جب خونریزی پر آتا تھا تو دار القضاء کا قلم اور سپہ سالار کی تیغ دونوں یکساں طور پر کام دیتے تھے صوفیاء اور ارباب دل پر منحصر نہیں علمائے شریعت میں سے بھی جو نکتہ بین اسرار حقیقت کے قریب ہوئے فقہاء کے ہاتھ مصیبتیں اُٹھانی پڑیں اور بالآخر سر دے کر نجات

"پائی" (سلسلہ مشاہیر اسلام ج۲ ص۲۱)

مسیح موعود کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی کی پیشگوئی

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مسیح موعودؑ کے متعلق ایک پیشگوئی فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:۔

"نزدیک ہے کہ ظاہری علماء اس کے اجتہادات سے بوجہ اُن کے دقیق ہونے اور باریک ہونے کے انکار کر دیں اور ان کو کتاب و سنت کے برخلاف سمجھیں (روح اللہ (مسیح موعود) کی مثال امام اعظم کوفی سے ہے جو زہد و تقوے کی برکت اور اتباع سنت کی بدولت اجتہاد و استنباط میں اعلیٰ درجہ رکھتے تھے اور جس سے دوسرے لوگ انکے فہم سے عاجز ہیں اُن کے اجتہادات کو بوجہ دقیق ہونے کے کتاب و سنت کے خلاف سمجھتے ہیں اور آپ کو اور آپ کے پیرؤں کو اپنی رائے پر چلنے والا گمان کرتے ہیں"۔

(مکتوبات جلد ثانی مکتوب ۵۵)

مہدی معہود کے متعلق ایک حدیث

نواب صدیق الحسن خاں صاحب مرحوم اپنی کتاب حجج الکرامہ فی آثار القیامہ کے ص۳۶۲ پر مہدی معہود کے متعلق ایک حدیث درج کر کے لکھتے ہیں:۔

"عن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المھدی رجل من عترتی یقاتل علی سنتی کما قاتلت انا علی الوحی حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی میری اولاد میں سے ایک شخص ہوگا جو میری سنت پر مقاتلہ کرے گا جیسا کہ میں نے وحی پر مقاتلہ کیا اور یہ مقاتلہ سنت کے لئے تبھی صحیح ہو سکتا ہے جبکہ علمائے زمانہ کی فقہی تشریحات کو سنت نہ سمجھا جائے ورنہ مقاتلہ بے معنی ہے"

"جب مہدی سنت کو زندہ کرنے اور بدعت کو مٹانے کے واسطے مقاتلہ کریں گے تو علمائے وقت جو فقہا کی تقلید کے عادی اور اپنے سجادہ نشینوں کے اور باپ دادوں کی پیروی کرنے والے اور پرانی لکیر کے فقیر ہیں کہیں گے کہ یہ شخص ہمارے دین و ملت کا برباد کرنیوالا ہے اور مخالفت پر اُٹھ کھڑے ہونگے اور اپنی عادت کے موافق ان پر کفر اور گمراہی کا حکم صادر کریں گے"

(ایضاً ترجمہ از فارسی)

ان حوالجات سے ثابت ہوا کہ علمائے زمانہ کا اپنی خواہشات کے خلاف پا کر مسیح موعود کی مخالفت کرنا بھی آپکی صداقت کی زبردست دلیل ہے مقدر یہی تھا کہ ایسا ہو کیونکہ

گر نبودے درمقابل روئے مکروہ وسیاہ
کس چہ دانستے جمال شاہد گلفام را

ظہور امام مہدی کے لئے اٹکل پچو تاریخیں

زمانہ نے پہلے مجدد زمانہ کو حالات سے مجبور ہو کر آنے کی دعوت دی اور اس کے لئے آہ و زاری کی مگر جب وہ اس بلاوے پر آیا تو اس کو اپنی خواہشات کے مخالف پاکر ٹھکرا دیا جو صریح طور پر اللہ تعالےٰ کی ایک نعمت عظمیٰ کا کفران تھا اور کفران نعمت کی سزا لازمی طور پر ملتی ہے اس لئے یہاں بھی ایسا ہوا پہلے تو آنیوالے صادق مدعی کا انکار کر کے خود اس کے آنے کی تاریخیں مقرر کیں مثلاً یہ کہا گیا کہ

"ظہور امام زمان علیہ السلام اس قیامت کے آثار قریبہ میں سے ایک نمونہ اور نشان ہے جو عنقریب اور اسی سال پورا ہونیوالا ہے"۔
(اخبار "آگرہ" مورخہ ۱۲ر اکتوبر ۱۹۲۱ء)

"سنہ ۱۳۴۰ھ کے متعلق زیادہ پیشگوئیاں موجود ہیں یہ دیکھ کر کہ اس سے پہلے جو پیشگوئیاں ہو چکی ہیں وہ سب پوری اتری ہیں بلا لحاظ یقین کرنا پڑتا ہے کہ حضرت نعمت اللہ کا مشہور قصیدہ فارسی ہندوستان کے اکثر مقامات پر محفوظ ہے ان کے فرمان کے مطابق سنہ ۱۳۴۰ھ تو مسلمانوں کے لئے ایک مبارک سال ہے"
(اخبار کشمیری میگزین ۱۷ر اکتوبر ۱۹۲۱ء)

"الفاظ کنت کنزاً میں وقت ظہور مہدی بتایا گیا ہے جس کے عدد ۱۳۴۰ ہوتے ہیں حالت موجودہ میں اس بات کی نہایت سختی سے ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ امداد غیبی کا بہت جلدی ظہور ہوگا"
اخبار "مدینہ" یکم دسمبر ۱۹۲۱ء

"ممکن ہے کہ امام صاحب اس سال آجائیں"
"اخبار اہلسنت" جولائی ۱۹۲۲ء

مہدی صادق کے نہ ماننے کی عبرتناک سزا

مگر چونکہ خداتعالےٰ کی طرف سے اپنے وقت پر آنے والا صادق امام بصیرت کے ساتھ یہ کہہ چکا تھا کہ:۔

"یہ زمانہ خیر اور رشد کا آخری زمانہ ہے اور اس کے بعد فضل اور مرتبہ میں اس جیسا کوئی زمانہ نہیں آئے گا اور جب ہم اس دنیا سے رخصت ہوں گے اس کے بعد قیامت تک کوئی مسیح نہیں آئے گا اور نہ کوئی آسمان سے نازل ہوگا اور نہ غار سے کوئی سر نکالیگا"
(اعجاز المسیح ص۱۷)

اس لئے نہ کوئی اور آسکتا تھا اور نہ آیا چاروں طرف سے مایوس ہو کر ایک راستباز کا انکار کر کے آخر اس کی عبرتناک سزا کا اظہار یوں کرنا شروع کیا کہ

"ہزارہا کتب میں آخری سے آخری تاریخ ظہور امام مہدی سنہ ۱۳۴۰ھ تک سے زمانہ کی بیتابی کا اس قدر اضطراری عالم ہے

کہ مولانا ظفر الملک علوی نے رفاہ عام کلب لکھنؤ کے جلسے میں کہا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہ ہوتے تو میں ضرور کہتا ہوں کہ اس زمانہ کا نبی مہاتما گاندھی ہے لودھراں کے جلسے میں مسٹر آصف علی نے فرمایا کہ ہمارے اسلام میں ہر صدی کے بعد مجدد آیا کرتا ہے میں صدق دل سے یقین کرتا ہوں کہ اس صدی کا مجدد مہاتما گاندھی ہے مولانا........ نے سورت کے جلسے میں کہا کہ ہمارے اسلام میں امام مہدی کے آنے کی پیشگوئی موجود ہے اور وہ زمانہ یہی ہے اس لئے میں کہتا ہوں کہ وہ امام مہدی مہاتما گاندھی ہیں"
(اخبار "اتفاق" ۱۷ر ستمبر ۱۹۲۱ء)

ختم نبوت کے ایک بہت بڑے محافظ کے متعلق لکھا ہے کہ اس نے

"۲۵ر مارچ ۱۹۲۱ء کی تقریر میں جو مسجد خیر الدین میں کی اس میں بیان کیا میں مسٹر گاندھی کو نبی بالقوۃ مانتا ہوں"
(اخبار "ذوالفقار" ۱۹ر اپریل ۱۹۲۱ء)

اگر گاندھی کو "نبی بالقوۃ" ماننے والے محافظ ختم نبوت کا دعوےٰ کریں تو اس پر ہم یہ کہنے پر مجبور ہوں گے ؎

بُت کریں آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

ایک طرف سچے مجدد کا انکار اور دوسری طرف ایک مشرک اور بے دین اور کافر کی مجددیت کا اقرار یہ عبرتناک سزا ہے انکار مجدد کی کاش اس پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے۔

مصلح کی ضرورت سے انکار کی وجہ

اگر غور کیا جائے تو مصلح کی آمد ہمیشہ ضرورت کے وقت ہوتی ہے اور سنت اللہ کے موجب اس کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے جبکہ دنیا میں دشمنان اسلام زور پکڑتے ہیں اور انکے حملوں کے دفاع اور اعتراضات کا جواب دینے کی موجودالوقت زمانہ کے مسلمانوں میں طاقت نہیں رہتی اسی لئے وہ اپنے اندر قوت مقابلہ نہ پاکر یہ پکار شروع کر دیتے ہیں کہ ؏

آنیوالے آ زمانہ کی امامت کے لئے

اور اسلام کو نہایت کمزوری کی حالت میں دیکھکر اور بے بسی پر غور کر کے وہ یہ فریاد کرتے ہیں ؏

اسلام را دوبارہ تو خود کامیاب کن

جب آنے والا وقت کی پکار پر آکر ان سب ضروریات کو پورا کر دیتا ہے جن کے پورا کرنے کے لئے زمانہ اس کو بلاتا ہے تو پھر ضلالت کی جگہ ہدایت پھیل جاتی ہے اور ظلمت کی جگہ انتشار نور ہو جاتا ہے اور دشمنان اسلام کو اسلام پر حملے کرنے کی بجائے اپنی فکر پڑ جاتی ہے تو ہر عقلمند انسان یہ سمجھتا ہے کہ اب اس انتشار نور کے وقت میں کسی مصلح کی کوئی ضرورت نہیں، چونکہ ہمارے مخالفین کے دل بھی یہ مانتے ہیں کہ موجودہ وقت میں کسی مجدد کی ضرورت نہیں اس لئے وہ اس وقت کسی دوسرے مصلح کی آمد کا جب انکار کرتے ہیں تو دراصل وہ آنے والے مصلح کی صداقت کا اقرار کرتے ہیں ان کے اس انکار میں یہ اعتراف مضمر ہوتا ہے کہ کسی مصلح یا مجدد کے آنے کی جو ضرورت ہوتی ہے اس کو حضرت مرزا صاحب نے آکر پورا کر دیا ہے، اس لئے اب کسی کے آنے کی کیا ضرورت ہے جس زمانہ میں اس کی ضرورت تھی اس وقت نہایت بیقراری اور اضطراب سے اسکو بلایا جا رہا تھا اور جب اس نے آکر اس ضرورت کو پورا کر دیا تو پھر یہ کہا جانے لگا کہ اب کسی مصلح کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ ہی کسی مجدد کی احتیاج ہے۔ مگر یہ بات سخت حیرت میں ڈالنے والی ہے کہ انکار کرنے والے لوگ تو موجودہ زمانہ میں مجدد کی ضرورت کا انکار کر کے دوسرے لفظوں میں اس سے پہلے آنے والے مجدد کی صداقت اور اس کے اپنے مشن میں کامیاب ہونے کی تصدیق کرتے ہیں مگر دوسری طرف اس سے پہلے مصلح کو ماننے کا دعوے کرنیوالوں کا ایک کثیر حصہ جو چالیس سال سے اس بات پر زور دے رہا ہے کہ حضرت اقدس کے زمانہ میں آن کی وفات کے ساڑھے پانچ سال بعد ہی ایک اور مصلح کی ضرورت پڑ گئی جس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنی ہیں کہ آج سے پہلے اس زمانہ کے لئے جو مصلح آیا تھا اس نے نعوذ باللہ اپنی آمد کی اغراض کو پورا نہیں کیا یا وہ نہیں کر سکا۔ اس لئے ان اغراض و مقاصد کے پورا کرنے کے لئے ایک اور مصلح کی ضرورت ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ جو مصلح اپنی بعثت کی اغراض کو پورا کئے بغیر اور اپنی بعثت کے مقاصد کو نامکمل چھوڑ کر چلا جائے وہ منجانب اللہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح نہ ماننے والے اگر آج کسی مصلح کی آمد کی ضرورت کا انکار کرتے ہیں تو وہ زبان حال سے پہلے آنے والے کی کامیابی اور صداقت کا اعتراف کرتے ہیں اور جو لوگ کسی اور مصلح کی ضرورت کے قائل ہیں وہ زبان حال سے پہلے آنے والے کی صداقت کا انکار کر کے اسکو جھوٹا ثابت کرنے کے درپے ہیں ؏

ببیں ایں تفاوت را از کجاست تا بکجا

باقی ــــ باقی

درخواست دُعا

بدوملہی سے شیخ اللہ بخش صاحب لکھتے ہیں کہ انہیں کچھ مشکلات درپیش ہیں، احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

بچوں کا صفحہ ——— مرتضیٰ خان حسن

باپ بیٹے کی مجلس

روزے کا ذکر

باپ:- بیٹا نماز کے متعلق میں پہلے تفصیل سے تمہیں بتا چکا ہوں۔ اب میں انشاءاللہ تعالےٰ اسلام کے دوسرے فریضہ **روزہ** کے متعلق بھی ضروری مسائل بتاؤں گا۔ ابھی رمضان شریف میں کچھ دن باقی ہیں۔ چند دن پہلے لوگوں کو جمع کر کے روزہ کے فوائد اور اس کی خوبیوں پر ایک تقریر کروں گا۔ تاکہ جس طرح اُن میں نماز کا شوق پیدا ہوا ہے **روزے** کا شوق بھی پیدا ہو جائے اور ان کی زندگی صحیح معنوں میں اسلامی زندگی بن جائے۔"

رشید:- ابا جان! اس قدر تو میں بھی جانتا ہوں کہ روزہ بھی نماز کی طرح خدا کی طرح عبادت ہے۔ جو بجا لانی چاہیئے۔"

باپ:- عبادت تو بے شک ہے مگر تم جانتے ہو کہ ہر عبادت کا ایک مقصد ہے۔ اللہ تعالےٰ کی ذات تو بے نیاز ہے اس کو کسی کی عبادت کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی اس کی عبادت کرے تو اس کی خدائی میں کچھ بڑھ نہیں جاتا اور اگر کوئی نہ کرے تو اس کی خدائی میں کچھ کمی نہیں پڑ جاتی۔ ہر ایک عبادت ہمارے ہی فائدہ کے لئے ہے۔ جیسا کہ میں تمہیں بتا چکا ہوں۔ نماز پڑھنے میں ہمارا اپنا ہی فائدہ ہے۔ اسی طرح روزہ رکھنے میں بھی ہمارا اپنا ہی فائدہ ہے۔ نماز ہماری رُوح کو پاک کرتی ہے۔ اسی طرح روزہ ہمارے رُوح کو پاک کرتا ہے۔ قرآن مجید میں روزے کا حکم اس طرح آتا ہے

روزے کا حکم قرآن مجید میں

یآایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (البقرہ ۱۸۲) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو۔ تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جس طرح اُن پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے پہلے تھے۔ تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

دیکھو اس حکم میں اللہ تعالےٰ نے روزہ کی اصل غرض بھی بتا دی اور یہ کہ ہم نے تم پر اس لئے روزہ فرض کیا ہے کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ قرآن مجید کی خوبی ہے کہ جو حکم دیتا ہے اس کی دلیل بھی ساتھ ہی دیتا ہے۔ یعنے اس حکم کے اندر جو فائدہ ہے۔ اس کو بھی بیان کر دیتا ہے۔ جب نماز کا ذکر فرمایا تو وہاں بھی فرمایا الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر۔ یعنے نماز بے حیائی اور بُرے کاموں سے روکتی ہے۔ اس میں نماز کا جو فائدہ تھا وہ بھی بیان فرما دیا۔ اسی طرح جہاں روزے کا ذکر فرمایا اس کا فائدہ بھی بیان فرما دیا تاکہ ہم لوگ اچھی طرح سمجھ جائیں کہ جو حکم خدا نے ہمیں دیا ہے وہ ہمارے ہی فائدہ کے لئے ہے۔"

رشید:- بہت خوب! مَیں سمجھ گیا۔ روزے کا مقصد یہ ہے کہ انسان نیک بن جائے۔ یہی نماز کا مقصد ہے۔ گویا خدا ہمیں ہر طرح سے نیک بنانا چاہتا ہے نماز سے بھی اور روزہ سے بھی"۔

باپ:- بالکل ٹھیک۔ خدا یہ چاہتا ہے کہ ہم پورے طور پر نیک بن جائیں۔ کیسا مہربان خدا ہے۔ کیسا شفیق خدا ہے۔ وہ اپنے بندوں پر کس قدر رحیم و کریم ہے۔ اور اس کو اپنی مخلوق سے کس قدر ہمدردی ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اس کی مخلوق نیک بن جائے۔ برائیوں میں مبتلا ہو کر ہلاک نہ ہو۔ ایسے مہربان خدا ایسے شفیق خدا ایسے ہمدرد خدا پر قربان جائیں۔ اس نے ہماری بھلائی کے تمام رستے ہم پر کھول دیئے ہیں۔ اب اگر ہم ان رستوں کو اختیار نہ کریں تو یہ ہمارا اپنا ہی قصور ہے اس نے ہم کو روزے کا حکم دیا تاکہ ہم نیک اور پرہیزگار بن جائیں۔ پرہیزگاری کسے کہتے ہیں؟ اسی کو کہ انسان بُری خواہشات کی پیروی نہ کرے۔ بلکہ نیکی کے رستہ پر گامزن ہو وہ نفس کا غلام نہ ہو بلکہ نفس پر اس کو پورا پورا اختیار حاصل ہو۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ کھانے پینے کی عادت پر قابو پانے سے انسان اپنی خواہشات اور اپنے جذبات پر قابو پانے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اس طرح گناہ کی طاقت گھٹ جاتی ہے اور نیکی کی طاقت ترقی کرتی ہے۔

روزے کا مقصد

پس روزے کا مقصد یہ ہے کہ انسان اپنی نفسانی خواہشات پر قابو پا سکے۔ یہی وہ چیز ہے جو اس کو حیوانات سے ممتیز کرتی ہے۔ اگر انسان اپنی نفسانی خواہشات کا غلام بنا رہے تو اس میں اور عام چوپایوں میں کیا فرق، جن کا مقصد ہی کھانا پینا ہوتا ہے۔

دیکھو بیٹا! روزوں کا مہینہ ہے۔ بھوک سے آنتیں قل ھو اللہ پڑھ رہی ہیں۔ سخت گرمی پڑ رہی ہے۔ لُو سے بدن جھلسا جاتا ہے۔ پیاس کے مارے دَم نکل رہا ہے۔ گھر میں خدا کے فضل سے ٹھنڈے سے ٹھنڈا پانی۔ برف اور میٹھے سے میٹھا شربت موجود ہے۔ مگر انسان ان کے قریب بھی نہیں پھٹکتا۔ کیوں؟ اس لئے کہ خدا کا حکم ہے۔ دیکھو! جب انسان ان چیزوں کو جو اس کے لئے جائز اور حلال ہیں، خدا کے حکم کے لئے چھوڑ دیتا ہے تو کیا وہ ناجائز اور حرام چیزوں کے چھوڑنے کی طرف مائل نہ ہوگا؟ ضرور ہوگا! اس طرح روزہ ہمیں ناجائز اور حرام چیزوں سے پرہیز سکھاتا ہے۔ یہ ہمیں خواہشات پر قابو پانے کی ٹریننگ دیتا ہے۔ یہ ہمارے اندر نیکی کی رُوح پیدا کرتا اور بدی کے مادہ کو زائل کرتا ہے۔

تم جانتے ہو کہ بھوک اور پیاس بڑی تنگ کرنے والی چیزیں ہیں جب ہم ان کو خدا کے حکم کے مطابق برداشت کرتے ہیں تو ہم میں تنگیوں اور سختیوں کے برداشت کرنے کی طاقت پیدا ہوتی ہے اور ہمارے اندر تحمل بردباری جیسی اعلےٰ صفات پیدا ہوتی ہیں۔ روزہ ہمیں صبر سکھاتا ہے۔ جو انسانی کیریکٹر کا سب سے اعلیٰ جوہر ہے۔ پھر دیکھو! دنیا میں کئی ایسے لوگ ہیں جنہیں پیٹ بھر کر روٹی نصیب نہیں ہوتی بیچاروں کو فاقے پر فاقے لگتے ہیں۔ بھوکوں مرتے ہیں۔ روزہ سے ہمیں اپنے غریب بھائیوں کی بھوک پیاس کی تکلیف کا اندازہ اور احساس ہوتا ہے۔ اور ہم میں اپنے ہم جنسوں کے لئے ہمدردی اور شفقت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

تو در شکم و صبر تمامی تانتن ؛ معصیت بود روزے نایافتن

نیم نانے چو خورد مرد خدا ؛ بذل درویشاں کند نیمے دگر (سعدیؒ)

مسجد پشاور کا چندہ

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
آپ نے جماعت پشاور کی مسجد اور مہمانخانہ کے لئے اپیل شائع کر کے قوم کی ضرورت کو پورا کیا ہے جس کا میں تہ دل سے مشکور ہوں۔ بعض ناموں کی اشاعت میں شاید میرا خط نہ پڑھے جانے کی وجہ سے غلطی ہو گئی، ان کی تصحیح فرما کر شکریہ کا موقع دیں مزید چندہ دہندوں کے نام بھی درج کر کے ممنون فرمائیں۔

اغلاط کی تصحیح :—

نمبر ۱۲ پر غلط نام فخر العالم صاحب مردان۔ صحیح نام خان محمد اسلم خان صاحب برہ تھانہ خیل مردان ۔/۱/۲۰۰ نمبر ۲۲ پر غلط نام منور احمد۔ صحیح نام صاحبزادہ ظہور احمد صاحب ۔/۱/۱۰ چندہ کرنیوالوں میں سے نمبر ۲۶ پر غلط نام پروفیسر عبدالقادر صاحب۔ صحیح نام پروفیسر عبدالستار صاحب ۔/۱/۴۰۔

مزید چندہ دہندگان :—

(۱) بابو دلاور خاں صاحب ۔—۔—۵۰ مزید چندہ دیا
(۲) شیخ عزیز احمد صاحب وزیر آباد ۔—۔—۱۰۰
(۳) محمد الرحیم صاحب بازید خیل ۔—۔—۵

سابقہ میزان چندہ ۔—۲—۴۵۴۳
کل میزان ۔—۲—۴۶۹۸

محمد الرحمان۔ سیکرٹری جماعت پشاور ۵۹/۲/۲۰

پیغام صلح ۲۵ فروری ۵۹ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۸

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

جلد ۴۸ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۳ شعبان المعظم ۱۳۷۸ھ مطابق ۴ مارچ ۱۹۵۹ء | نمبر ۹

ہمارا مذہب

(از حضرت مسیح موعودؑ)

ما مسلمانیم از فضلِ خُدا
مُصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوّت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

— ✶ —

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

(مسیح موعودؑ)

مسجد ووکنگ میں ترکی ہوائی جہاز کے حادثہ میں فوت ہونیوالوں کی نمازِ جنازہ

جناب مندریس وزیرِ اعظم ترکی کی سلامتی پر نمازِ شکرانہ

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ چند دن ہوئے قبرص کے متعلق ترکی اور یونان کے تنازع کے تصفیہ کے لئے ترکی وزیر اعظم جناب عدنان مندریس معہ ساتھ ... ہوائی جہاز میں انگلستان تشریف لے گئے تو اُن کے ہوائی جہاز کو ایک ہولناک حادثہ پیش آیا جس سے ترکی وزیر اعظم اور ان کے چند ساتھی تو بال بال بچ گئے لیکن اُن میں سے چودہ افراد کی جانیں تلف ہوگئیں۔ ان مرحومین کی نماز جنازہ ۲۲ رفروری کو شاہجہان مسجد ووکنگ میں پڑھی گئی اور اس کے ساتھ ہی وزیر اعظم ترکی کی سلامتی کے شکرانہ میں دو رکعت نماز ادا کی گئی ذیل میں اس تمام کارروائی کی تفصیل درج ہے جو ووکنگ سے وصول ہوئی ہے

ترکی ہوائی جہاز کے حادثہ کی خبر جس میں بہت سی قیمتی جانوں کا زبردست نقصان ہوا اور (جو اتلافِ جان کے ان تمام حادثات سے بڑھا ہوا ہے جو ترکی اور یونانی آویزشوں میں واقع ہوئے) ہم سب کے لئے نہایت ہوشربا صدمہ کا موجب بن کر آئی ہے اس عظیم الشان قومی نقصان میں جو ترکی کی عظیم الشان قوم کو پیش آیا ہماری نہایت گہری ہمدردیاں اس کے اور مرحومین کے ان ورثاء کے ساتھ ہیں جنہیں یہ صدمہ اُٹھانا پڑا ہے۔

اس حادثہ میں ہلاک ہونے والے چودہ مرحومین کی نماز جنازہ ۲۲ رفروری ۱۹۵۹ء کو یعنے حادثہ کے بعد پہلی اتوار کے دن شاہجہان مسجد ووکنگ میں امام جامع ووکنگ مولنٰ یعقوب خان صاحب نے پڑھائی، نماز جنازہ سے پہلے ان چودہ مرحومین کے نام پڑھ کر سنائے گئے جو درج ذیل ہیں:-

جناب سردر (وزیر) جناب کمال (وزیر) مظفر صاحب، شریف صاحب، عبداللہ صاحب، ایلچان صادوت صاحب، گونر تورکمن صاحب، محمد علی صاحب امیر ازبک صاحب، لطفو صاحب، صابری صاحب، کوندوز صاحب برہان صاحب، کوزل یدغور... صاحب۔

نماز جنازہ کے بعد ہوائی حادثہ سے معجزانہ طور پر جناب مندریس۔ وزیر اعظم ترکی اور دوسرے مسافروں کی جانیں بچ جانے پر دو رکعت نمازِ شکرانہ ادا کی گئی۔ نماز شکرانہ شروع ہونے سے پیشتر مولانا یعقوب خان صاحب

امام شاہجہان مسجد ووکنگ نے مختصراً یہ فرمایا:-

"گو ہمارے دل اس ہولناک نقصان پر جس میں کئی قیمتی ترکی جانیں تلف ہوگئیں رنج و اندوہ سے بھرے ہوئے ہیں، لیکن اس کے ساتھ ہی ہم خدا تعالیٰ کی اس کرم نوازی کے شکر گذار ہیں کہ اس نے چند نہایت قیمتی جانیں اپنے فضل و کرم سے بچالیں"

امام صاحب نے فرمایا کہ "موجودہ بین الاقوامی حالات میں جناب مندریس کی زندگی ایک بہت بڑی دولت ہے جو نہ صرف ترکی کے لئے بلکہ امن عالم کی بقاء کے لئے بہت بڑی قیمت رکھتی ہے۔ اور ہم اس خدائی تصرف پر کہ اس ہوائی حادثہ میں ترکی وزیر اعظم کی جان کو اللہ تعالےٰ نے محفوظ رکھا دلی تشکر و امتنان کا اظہار کرتے ہیں"

ان دونوں موقعوں یعنی نماز جنازہ اور نماز شکرانہ پر لندن سے کافی اصحاب نے شرکت کی۔ ترکی سفارت خانہ کی نمائندگی ترکی قونصل کی قیادت میں چار اصحاب پر مشتمل ایک جماعت نے کی اس کے تھوڑی دیر بعد قبرصی ترکوں کی ایک جماعت جناب اے این ساغر کی قیادت میں شرکت کے لئے آئی۔ جناب اے این ساغر اس ایسوسی ایشن کے صدر ہیں جس کا نام ہے "SYPRUS IS TURKISH" یعنے قبرص ترکی کا ہے"۔ بی بی سی لندن نے ان دونوں تقاریب کی اطلاع اپنے اوٹ پروگرام میں ۲۴ رفروری ۱۹۵۹ء (جمعرات) کی شام کو بطلا

متقی کا رُعب مخالفوں کے دل میں بھی پیدا ہو جاتا ہے

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح کے متعلق "چوروں قطب بنایائی" کی روایت کس واقعہ پر مبنی ہے

حضرت مسیح موعود کے ارشادات عالیہ

تمہارا اصل شکر تقوےٰ اور طہارت ہی ہے مسلمان پوچھنے پر الحمد للہ کہدینا سچا سپاس اور شکر نہیں ہے۔ اگر تم نے حقیقی سپاس گذاری یعنی طہارت اور تقوےٰ کی راہیں اختیار کرلیں۔ تو میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ تم سرحد پر کھڑے ہو، کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک ہندو سررشتہ دار تھے جس کا نام جگن ناتھ تھا، اور جو ایک متعصب ہندو تھا بتلایا کہ امرتسر یا کسی جگہ پر وہ سررشتہ دار تھا۔ جہاں ایک ہندو اہلکار دریردہ نماز پڑھا کرتا تھا۔ مگر بظاہر ہندو تھا، میں اور دیگر سارے ہندو اسے بہت بُرا جانتے تھے، اور ہم سب اہلکاروں نے ارادہ کرلیا، کہ اس کو موقوف کرائیں۔ اور سب سے زیادہ شرارت میرے دل میں تھی۔ میں نے کئی بار شکایت کی کہ اس نے یہ غلطی کی ہے۔ اور یہ خلاف ورزی کی ہے، مگر اس پر کوئی التفات نہ ہوتی تھی۔ لیکن ہم نے ارادہ کرلیا ہوا تھا۔ کہ اسے ضرور موقوف کرادیں گے اور اپنے اس ارادہ میں کامیاب ہونے کے لئے بہت سی نکتہ چینیاں بھی جمع کرلی تھیں، اور میں وقتاً فوقتاً ان کی نکتہ چینیوں کو صاحب بہادر کے روبرو پیش کردیا کرتا تھا، صاحب اگر بہت ہی غصہ ہو کر اسکو بلا بھی لیتا تھا، لیکن جونہی وہ سامنے آجاتا گویا آگ پر پانی پڑجاتا۔ معمولی طور پر نہایت نرمی سے اسے فہمائش کردیتا۔ گویا اس سے کوئی قصور سرزد ہی نہیں ہوا۔ اصل بات یہ ہے کہ تقوےٰ کا رُعب افسروں پر بھی پڑتا ہے، اور خدا تعالیٰ متقیوں کو ضائع نہیں کرتا۔ میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت سید عبدالقادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے اکابر میں سے ہوئے ہیں، ان کا نفس بڑا مطہر تھا۔ ایک بار انہوں نے اپنی والدہ سے کہا کہ میرا دل دنیا سے برداشتہ ہے میں چاہتا ہوں کہ کوئی پیشوا تلاش کروں، جو مجھے سکینت اور اطمینان کی راہیں دکھلائے۔ والدہ نے جب دیکھا کہ یہ اب ہمارے کام کا نہیں رہا۔ تو اُن کی بات کو مان لیا۔ اور کہا۔ کہ اچھا میں تجھے رخصت کرتی ہوں۔ یہ کہکر اندر گئیں اور اسی مہریں جو اس نے جمع کی ہوئی تھیں، اُٹھا لائیں، اور کہا کہ ان مہروں میں سے حصہ شرعی کے موافق چالیس مہریں تیری ہیں۔ اور چالیس تیرے بڑے بھائی کی، اس لئے چالیس مہریں تجھے حصہ رسدی دیتی ہوں، یہ کہکر وہ چالیس مہریں اُن کی بغل کے نیچے پیرہن میں سی دیں۔ اور کہا کہ امن کی جگہ پہنچکر نکال لینا، اور عند الضرورت اپنے صرف میں لانا، سید عبدالقادر صاحب نے اپنی والدہ سے عرض کی کہ مجھے کوئی نصیحت فرماویں، انہوں نے کہا کہ بیٹا جھوٹ کبھی نہ بولنا۔ اس سے بڑی برکت ہوگی۔ اتنا سن کر آپ رخصت ہوگئے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ جس جنگل میں سے ہو کر آپ گذرے، اس میں چند رہزن قزاق رہتے تھے، جو مسافروں کو لوٹ لیا کرتے تھے۔ دُور سے سید عبدالقادر صاحبؒ پر بھی اُن کی نظر پڑی۔ قریب آئے تو انہوں نے ایک کمبل پوش فقیر سا دیکھا ایک نے ہنسی سے دریافت کیا کہ تیرے پاس کچھ ہے؟ آپ ابھی اپنی والدہ سے تازہ نصیحت سُن کر آئے تھے کہ جھوٹ نہ بولنا۔ فی الفور جواب دیا۔ کہ ہاں چالیس مہریں میری بغل کے نیچے ہیں، جو میری والدہ صاحبہ نے کیسہ کی طرح سی دی ہیں۔ اُس قزاق نے سمجھا کہ یہ ٹھٹھا کرتا ہے، دوسرے قزاق نے جب پوچھا تو اسکو بھی یہی جواب دیا۔ الغرض ہر ایک چور کو یہی جواب دیا، وہ ان کو اپنے امیر قزاقاں کے پاس لے گئے۔ کہ بار بار یہی کہتا ہے۔ امیر نے جواب دیا کہ اس کا کپڑا دیکھو تو سہی۔ جب تلاشی کی گئی، تو واقعی چالیس مہریں برآمد ہوئیں وہ حیران ہوئے کہ یہ عجیب آدمی ہے۔ اور ہم نے ایسا آدمی کبھی نہیں دیکھا۔ امیر نے آپ سے دریافت کیا۔ کہ کیا وجہ ہے کہ تو نے اس طرح پر اپنے مال کا پتہ بتا دیا؟ آپ نے فرمایا کہ میں خدا کے دین کی تلاش میں جاتا ہوں، روانگی پر والدہ صاحبہ نے نصیحت فرمائی تھی کہ جھوٹ کبھی نہ بولنا۔ یہ پہلا امتحان تھا، میں جھوٹ کیوں بولتا۔ یہ سُن کر امیر قزاقاں رو پڑا۔ اور کہا۔ کہ آہ۔ میں نے ایک بار بھی خدا تعالیٰ کا حکم نہ مانا چوروں سے مخاطب ہو کر کہا کہ اس کلمہ اور اس شخص کی استقامت نے میرا تو کام تمام کردیا ہے۔ میں اب تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ اور توبہ کرتا ہوں، اس کے کہنے کے ساتھ ہی باقی چوروں نے بھی توبہ کرلی۔ میں "چوروں قطب بنایائی" کی روایت کو اسی واقعہ کے متعلق سمجھتا ہوں۔ الغرض حضرت سید عبدالقادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ پہلے بیعت کرنے والے چور ہی تھے۔ اسی لئے تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یٰایھا الذین اٰمنوا اصبرو (پارہ ۴) صبر ایک نقطہ کی طرح پیدا ہوتا ہے اور پھر دائرہ کی شکل اختیار کرکے سب پر محیط ہو جاتا ہے۔ آخر بدمعاشوں پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ انسان تقوےٰ کو ہاتھ سے نہ دے اور تقوےٰ کی راہوں پر مضبوطی سے قدم مارے، کیونکہ متقی کا اثر ضرور پڑتا ہے۔ اور اس کا رعب مخالفوں کے دل میں بھی پیدا ہو جاتا ہے ؂

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کا

پندرہ روزہ اجلاس

مؤرخہ یکم مارچ بروز اتوار مسجد احمدیہ کی روح پرور فضا میں ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کی پہلی جنرل میٹنگ اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ زیر صدارت جناب زیڈ۔ ایچ طاہر صاحب منعقد ہوئی۔ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب کی ذات گرامی کی موجودگی نے میٹنگ کی کارروائی کو اور بھی پُر رونق بنا دیا تھا۔

سب سے پہلے حافظ پرستان صاحب نے تلاوت قرآن کریم سے فضائے حرم کو مترنم کیا۔ بعد ازاں سعید احمد صاحب نے احمدی نوجوانوں کے کام پر ایک جامع اور مبسوط مقالہ پڑھا۔ انہوں نے ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کی تاریخ رفتہ کو دہراتے ہوئے کہا کہ "یہ ایسوسی ایشن آج نہیں بنی بلکہ اس کی بنیاد ۱۹۱۰ء میں رکھی گئی، اس وقت سے لیکر اب تک یہ ایسوسی ایشن تخریب و تعمیر کی مختلف فضاؤں سے گذرتی ہوئی آج ایک نئے رنگ میں آپ کے سامنے ہے" مزید فرمایا کہ "۱۹۱۰ء سے لیکر آج تک اس ایسوسی ایشن کا مقصد نوجوانوں میں اخلاقِ فاضلہ اور اوصاف حمیدہ کا پیدا کرنا رہا ہے"۔ موجودہ نوجوانوں کی عادات و اخلاق کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے ناصحانہ انداز میں فرمایا کہ ہمیں غیبت سے بچنا چاہیئے اور دوسروں کو بُرے القاب سے نہیں پکارنا چاہیئے"۔

اُن کی تقریر کو سراہتے ہوئے حضرت امیر نے فرمایا کہ "ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ سب ان باتوں پر عمل کریں۔ جب تک عمل نہ کریں گے اس وقت تک وہ مقصد پورا نہ ہوگا جس کے آپ متمنی ہیں۔

سعید صاحب کے بعد مولانا عبدالستار صاحب بنگالی نے اسلام کی سچائی اور عظمت پر ایک بسیط مقالہ پڑھ کر سنایا، مضمون کے لفظ لفظ سے ان کی علمی قابلیت جھلکتی تھی۔ انہوں نے بتلایا کہ اسلام ہی ایک مذہب ہے جس نے عیسائیت کا گلا گھونٹ دیا۔ انہوں نے بتلایا کہ اگرچہ عیسیٰ مسیح کی وفات سے اسلام کا چہرہ نکھرتا ہے مگر اب ہمیں زیادہ ضرورت شیطان کے مارنے کی ہے۔ انہوں نے اسلام میں قربانی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ایک جانور کے گلے پر چھری کا رکھنا دراصل اپنی تمام حیوانی خواہشات کے گلے پر چھری رکھنا ہے آپ نے اس ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ کے بعض ارشادات بھی پڑھکر سنائے۔

ان کے بعد خاکسار نے نماز کے عنوان سے ایک مقالہ پڑھا جو نہیں کہا جاسکتا کہ کہاں تک موثر ثابت ہوگا اس کا فیصلہ صرف اس بات سے ہوگا کہ کتنے لوگ ان باتوں پر عمل پیرا ہو کر نماز کو قائم کرتے ہیں۔ میرا مقصد یہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ نمازیں قائم کریں۔

آخر میں حضرت امیر نے ایسوسی ایشن کو چند کارآمد نصیحتیں فرمائیں۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ کی ایسوسی ایشن [illegible] قائم اسی صورت میں رہ سکتی ہے کہ آپ وقت اور پیسہ قربان کریں"۔ چندے کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ چندہ دو قسم کا ہے۔ ایک تو آپ کا اپنا چندہ جس سے آپکی ایسوسی ایشن کو دائمی ثبات ہو اور دوسرا حضرت مجدد وقت کے حکم کے ماتحت جماعتی چندہ۔ موخر الذکر چندہ آپ اپنے ممبروں سے فراہم کرکے دفتر انجمن میں جمع کرائیں۔ اور

(باقی پر صفحہ ۱)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۴ مارچ ۱۹۵۹ء

بغض و تعصّب کی انتہاء

(۱)

رنگون (برما) کے ایک اخبار "دورِ جدید" کے چند تراشے محترم ڈاکٹر این اکبر خانصاحب کی طرف سے ہمیں موصول ہوئے ہیں جنہیں دیکھکر ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس کے مدیر جماعت احمدیہ کے خلاف بغض و تعصب کے شعلوں کی لپیٹ میں بری طرح گھرے ہوئے ہیں۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ رنگون میں مولنا عبدالحق صاحب ودیارتھی کے لیکچروں اور ان کی کامیابی کو دیکھکر مدیر صاحب کے دل پر سانپ لوٹ گیا، جس کے زہریلے اثرات کا اظہار انہوں نے "لاہوری سانپ" کے عنوان سے یکے بعد دیگرے پانچ اداریوں میں کیا ہے۔

پہلے اداریہ میں اس بات کی شکایت کی گئی ہے کہ مولنا عبدالحق صاحب نے "روح اسلام" میں اپنے دورہ کی رپورٹ لکھتے ہوئے اس حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ:-

"جن کے مکان پر اترا ہوں وہ یہاں کے منسٹر ہیں"

مدیر "دورِ جدید" کو اس بات سے بڑا دکھ ہوا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ مولنا عبدالحق صاحب نے اس فقرہ میں رنگون کے ایک سابق منسٹر مسٹر ایم اے رشید کی (جو گزشتہ سال مولنا صاحب کی موجودگی میں وہاں منسٹر تھے) مشہور شخصیت سے انتساب کرکے اور اس کا سہارا لیکر اپنی تحریک کو فائدہ پہنچانے کی ناجائز کوشش کی ہے، حالانکہ اس میں فائدہ پہنچانے کی کوئی بات نہیں نہ مسٹر رشید کی منسٹری کو اپنی تحریک کی صداقت یا حمایت میں پیش کیا گیا، بلکہ مولانا عبدالحق صاحب نے محض سادگی کے ساتھ اپنی جائے رہائش کا پتہ دیا ہے، حسن اتفاق سے مسٹر ایم اے رشید جو سابق برمی حکومت کے ایک وزیر تھے ڈاکٹر این اے خانصاحب کے داماد ہیں۔ اگرچہ ان کا تعلق جماعت احمدیہ سے نہیں، تاہم انہوں نے ڈاکٹر این اے خانصاحب کو جب سے وہ رنگون میں آئے ہیں اپنے ہی پاس ٹھہرا رکھا ہے، اور نہ صرف ان کو بلکہ ان کا جو مہمان بھی وہاں جائے اس کو بھی اپنے ہاں ٹھیرانا وہ موجب فخر سمجھتے ہیں یہ فی الحقیقت انکی سعادتمندی فراخدلی اور عالی حوصلگی کی دلیل ہے۔ ان کے اسی حسن اخلاق کا اظہار مولانا عبدالحق صاحب نے اس فقرہ میں کیا ہے کہ "جن کے مکان پر اترا ہوں وہ یہاں کے منسٹر ہیں"۔ افسوس ہے کہ مدیر "دورِ جدید" کو ان کی یہ تعریف ایک آنکھ نہیں بھائی، اور اس فقرہ کو مسٹر رشید کی مشہور شخصیت کا سہارا لیتے اور اس سے ناجائز فائدہ اٹھانے کا موجب قرار دے کر انہیں ناحق بدنام کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ "دورِ جدید" کی طرف سے مسٹر ایم اے رشید کی یہ ہجو ملیح اگرچہ انہیں ضرور شاق گذری ہوگی، لیکن کیا کیا جائے بغض و تعصب کی انتہا یہ ہے کہ مہمان نوازی جیسے خلق عظیم کو بھی طعن و تشنیع کا ہدف بنایا جا رہا ہے۔

اپنے دوسرے اداریہ میں "دورِ جدید" نے جماعت احمدیہ لاہور کے عقیدہ دربارہ مسئلہ نبوت کا ذکر کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ:-

"لاہوری پارٹی کا یہ پرانا حربہ ہے کہ وہ رسول کریمؐ کی رسالت پر بھی ایمان لاتے ہیں ساتھ ہی مرزا غلام احمد قادیانی پر بھی۔ ان کا دعوے ہے کہ ہم نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں حالانکہ مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں صاف اور صریح الفاظ میں نبوت کا دعوے کیا ہے"

اس کا ثبوت کیا ہے؟ کاش مدیر "دورِ جدید" حضرت مرزا صاحب کی ایک ہی کتاب کا حوالہ دے دیتے جس میں "صاف اور صریح الفاظ میں" انہوں نے نبوت کا دعوے کیا ہے بجائے اس کے انہوں نے اپنے بیان کے ثبوت میں "روح اسلام" سے جماعت احمدیہ لاہور کا یہ عقیدہ نقل کیا ہے کہ:-

"ہم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو زمانہ کا مجدد ظلّی و بروزی و امتی نبی (بمعنی محدث) و مسیح و مہدی مانتے ہیں صرف نبی ہرگز نہیں مانتے ان کے اپنے الفاظ میں "نبوت کا نہیں بلکہ محدثیت کا دعوے ہے جو خدا تعالے کے حکم سے کیا گیا ہے"، "میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں" اور "ان لوگوں نے مجھ پر افترا کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعوے کرتا ہے"۔"

دیکھا آپ نے وہ ہے وہ ثبوت جو مدیر "دورِ جدید" نے مرزا صاحب کے دعوے نبوت کے بارہ میں دیا ہے، یعنے اگر یہ کہا جائے کہ مرزا صاحب ظلّی، بروزی، امتی نبی بمعنے محدث ہیں، تو یہ گویا ان کی نبوت کا اقرار ہے، اگر یہ کہا جائے کہ ہم ان کو صرف نبی نہیں مانتے تو گویا ہم نے ان کو نبی مان لیا، اگر خود مرزا صاحب کہیں کہ "نبوت کا دعوے نہیں محدثیت کا دعوے ہے" تو گویا انہوں نے نبوت کا دعوے کر دیا، اگر وہ کہیں کہ میں نبوت کا مدعی نہیں، بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں تو "دورِ جدید" کے نزدیک وہ نبوت کے مدعی بن گئے اور اگر وہ فرمائیں کہ ان لوگوں نے (جن میں "دورِ جدید" بھی شامل ہے) مجھ پر افترا کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعوے کرتا ہے تو "دورِ جدید" کے نزدیک لوگوں کا یہ افترا ہی تو ان کے مدعی نبوت ہونے کا ثبوت ہے فیا للعجب بریں عقل و دانش بباید گریست۔

مدیر "دورِ جدید" لکھتے ہیں:-

"قادیانیت اور مرزا صاحب کی ساری عمارت اسی قسم کے فریب پر رکھی گئی ایک طرف یہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعوے نہیں کیا دوسری طرف یہ کہتے ہیں کہ وہ ظلّی نبی اور بروزی نبی تھے، اگر نبوت بالکل ختم ہو چکی ہے تو پھر نبوت کی یہ نئی قسم کہاں سے نکلی؟"

یہ ہے ان لوگوں کا مبلغ علم، ظلّی اور بروزی نبوت کو نبوت کی قسم قرار دینا انہی عقلمندوں کا کام ہے جو کسی چیز کے سایہ یا عکس کو اصل چیز سمجھ بیٹھیں۔ کہتے ہیں کسی گدھے نے کنوئیں میں اپنا عکس دیکھ کر یہ سمجھ لیا کہ یہ کوئی میرا دشمن ہے جو کنوئیں میں چھپا ہوا بیٹھا ہے اس کو مارنے کے لئے اس نے کنوئیں میں چھلانگ لگا دی اور وہیں ڈوب کر مر گیا، افسوس احمدیت کے مخالف بھی باین علم و عقل ظلّی و بروزی نبوت کو نبوت کی ایک قسم قرار دے کر احمدیت کی مخالفت میں ادھار کھائے بیٹھے ہیں، انہیں کون سمجھائے کہ ظلّ اور بروز تو نبوت محمدیہ کے پرتاؤ اور عکس کا دوسرا نام ہے، اس کو اصل نبوت کیسے قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور اگر ظلّی نبوت نبوت کی کوئی قسم ہے تو ظلّ اللہ کو (جو شاہان اسلام کا خطاب چلا آ رہا ہے) آپ اللہ تعالے کی کونسی قسم قرار دیں گے؟ حقیقت یہ ہے کہ ظلّی اور بروزی کے الفاظ ہی اصل نبوت کی نفی کرتے ہیں اور یہ الفاظ کہ ہم مرزا صاحب کو ظلّی، بروزی اور امتی نبی مانتے ہیں، بتا رہے ہیں کہ ان کا قائل انہیں نبی نہیں مانتا بلکہ انہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا پرتاؤ یا سایہ اور عکس سمجھتا ہے فی الحقیقت جس طرح چاند سورج سے روشنی لیتا ہے اسی طرح اس امت کے اولیاء اور مجددین اپنے اپنے ظرف اور استعداد کے مطابق حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو عالم روحانیت کے آفتاب ہیں روشنی حاصل کرتے چلے آئے ہیں، حضرت مرزا صاحب نے بھی جو چودھویں صدی کے مجدد ہیں بدر کامل کی طرح اسی آفتاب روحانیت سے پوری روشنی حاصل کرکے دنیا کو پہنچائی، اس سے وہ نبی نہیں بن گئے اور نہ انہوں نے ایسا دعوے کیا بلکہ اہل تصوف کی اصطلاح میں اس کا نام ظلّی اور بروزی نبوت رکھا، تعجب ہے اس سیدھی سادی اور موٹی بات کو جس کی صراحت خود حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتب میں بار بار کی ہے اور جماعت احمدیہ لاہور کے مندرجہ بالا عقیدہ میں بھی جو "دورِ جدید" نے "روح اسلام" سے نقل کیا ہے "بمعنی محدث" کے الفاظ لکھکر کر دی گئی ہے کیوں الٹے معنے دے کر غلط فہمی پھیلانے کی کوشش کی جاتی ہے کیا یہ بغض و تعصب کی انتہا نہیں؟

لیکن صرف نبوت ہی نہیں "دورِ جدید" کے نزدیک تو مرزا صاحب نے خدائی کا دعوے بھی کر دیا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ کاش یہ بھی بتا دیا ہوتا کہ کس جگہ اور کن الفاظ میں انہوں نے یہ دعوے کیا ہے کیا مرزا صاحب کے مریدین میں کوئی ایک بھی فرد ایسا ہے جو ان کو خدا مانتا ہو، یا کسی قسم کی ادنے سی خدائی صفت میں بھی انہیں شریک

(باقی بر صفحہ ۶)

قومی ترقی کیلئے اخلاق اور روحانیت کی ضرورت

۱۵ فروری کو مغربی پاکستان کے صوبائی دارالحکومت (لاہور) میں صدر پاکستان جنرل محمد ایوب خاں نے ہزاروں آدمیوں کے مجمع میں ایک معرکۃ الآرا تقریر کی، جس میں پاکستان کی قومی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ :-

"جب ہم قومی ترقی کا نام لیتے ہیں تو ہمارے سامنے بڑے بڑے شہروں، بڑے بڑے کارخانوں اور بڑی بڑی عمارتوں کے نقشے آنے لگتے ہیں، یہ سب چیزیں بھی ضروری ہیں اور مادی ترقی کا لازمی نتیجہ ہیں لیکن دراصل کسی قوم کی ترقی اسی وقت مکمل ہوتی ہے جبکہ وہ روحانی اور اخلاقی طور پر بھی آگے ہی آگے بڑھے، پاکستان کا ایک بنیادی مقصد یہ تھا کہ ہمیں ایک ایسی سرزمین ملے جہاں ہم اپنی زندگی اور اخلاق کو بغیر کسی رکاوٹ کے اسلامی سانچے میں ڈھال سکیں۔ پچھلے چند سال میں اس مقصد کی جو مٹی پلید ہوئی ہے، وہ آپ کو معلوم ہی ہے، اسلام کا نام لے لیکر سیاست اور وزارتوں کا کام چلانے والوں نے ساری قوم کے اخلاق کو ٹیڑھے ترچھے زاویوں میں ڈال دیا، دولت اور اقتدار ساری زندگی کا مقصد بن گئے۔ جن کے پاس دولت تھی وہ سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے پیچھے لگ گئے، جن کے ہاتھ میں طاقت تھی وہ دولت کمانے میں مصروف ہو گئے اور جن کے پاس مذہبی تعلیم تھی انہوں نے دولت اور اقتدار دونوں کا پیچھا کیا اور اس کے لئے کسی فتور کے پھیلانے سے دریغ نہ کیا۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ اس ارتہ کشی میں اسلام کا نام اس طرح لیا جاتا تھا جیسے یہ لوٹ کھسوٹ اسلام کی خاطر کی جا رہی ہو۔ جب مذہب جیسی مقدس چیز کو اس بری طرح پامال کر دیا جائے تو عام اخلاق پر اس کا بہت برا اثر پڑتا ہے چنانچہ ہمارے ملک میں بھی ایسا ہی ہوا۔ جس روز اسلام کے نام پر سیاسی جوڑ توڑ کی بنیاد رکھی گئی، اسی روز افسروں پر گویا رشوت حلال ہو گئی، سمگلروں کے جرم معاف ہو گئے اور تاجروں پر بلیک مارکیٹ جائز ہو گئی، اس ماحول نے جو اثر ہمارے قومی اخلاق پر ڈالا ہے، اسے دور کرنا آج قومی فرض ہے" آپ نے کہا کہ اخلاق کی درستی کے لئے کسی مارشل لا ریگولیشن کی ضرورت نہیں پڑنی چاہیئے یہ آپ کا اپنا انسانی فرض ہے۔ اس فرض کو پورا کرنے کے لئے آپ کو کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں خوش قسمتی سے اسلام نے آپ کے سامنے زندگی کے ایسے اصول رکھ دیئے ہیں جو ہر ماحول اور ہر زمانے میں ہمیشہ زندہ رہنے والے ہیں، خدا کا خوف، انسانوں سے محبت، ہمسایوں سے ہمدردی، غریبوں کی مدد، یتیموں کی پرورش، یہ ایسے اصول ہیں جو کبھی فنا نہیں ہو سکتے، سائنس خواہ کتنی ہی ترقی کرے لیکن انسان کی زندگی ہمیشہ اچھے اصولوں کی محتاج رہے گی پاکستان کی حدود میں رہ کر آپ قانونی طور پر تو پاکستانی بن سکتے ہیں، لیکن یہ کافی نہیں ہے، آپ کے لئے ضروری ہے کہ آپ روحانی طور پر بھی سچے پاکستانی بنیں، بڑا تاجر، بڑا صنعت کار، بڑا حاکم بن جانا تو آسان ہے، لیکن ایک اچھا انسان، اچھا شہری، اور اچھا ہمسایہ بننا بہت مشکل ہے، میں آپ کو ایک سیدھی سی بات بتا دوں، جب تک آپ اچھے انسان نہیں بنتے اس وقت تک آپ اچھے پاکستانی بھی نہیں بن سکتے۔"

صدر پاکستان کی تقریر کا ایک ایک حرف اس قابل ہے کہ ہر پاکستانی اسے آویزۂ گوش بنائے، فی الحقیقت اخلاق و روحانیت ہی اصل چیز ہے جس پر قومی ترقی کا دارومدار ہے اس کے بغیر انسانیت کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا، اور نہ قوم کا قدم ترقی کے لئے آگے بڑھ سکتا ہے، بقول صدر پاکستان اخلاق و روحانیت ہی کو چھوڑ دینے کا یہ نتیجہ ہے کہ ملک میں ہر قسم کی لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہو گیا، اور چوربازاری، ذخیرہ اندوزی، رشوت ستانی، سمگلنگ اور اشیائے خوردنی میں ملاوٹ جیسی قسما قسم بیماریاں پیدا ہو گئیں ان بیماریوں کے علاج کے لئے اللہ تعالے نے جنرل محمد ایوب خان کو کھڑا کر دیا اور انہوں نے مارشل لا اور فوجی عدالتوں کے ذریعہ ان ..... کو رفع کرنے کا سامان کیا۔ لیکن ان کی جڑھ ابھی باقی ہے وہ اس وقت تک دور نہیں ہو سکتی جب تک ملک کی اخلاقی حالت درست نہ ہو، اور روحانیت دلوں کے اندر گھر نہ کر جائے۔ یہ اسی وقت ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالے اور یوم حساب پر سچا ایمان دلوں میں پیدا ہو جائے، حضرت مجدد وقت نے اسی ایمان اور روحانیت کی دعوت قوم کو دی لیکن افسوس کہ قوم نے اس کو بری طرح ٹھکرا یا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس کا عزم اخلاقی اور روحانی لحاظ سے دن بدن تباہی کی طرف جا رہا ہے ہاں ایک چھوٹی سی جماعت اب بھی موجود ہے جس نے حضرت مجدد وقت کی آواز پر لبیک کہی اور خدا کے فضل سے وہ اس اخلاق و روحانیت کا نمونہ پیش کر رہی ہے جس کی طرف صدر پاکستان نے توجہ دلائی ہے، لیکن مسلمانوں کی یہ انتہائی بدقسمتی ہے کہ اسی جماعت کو کافر کہا جاتا ہے جو ایمان باللہ اور اخلاق و روحانیت کی داعی ہے۔ کاش یہ "کفر" سارے پاکستان بلکہ ساری اسلامی دنیا میں سرایت کر جائے تو قوم کی تمام اخلاقی و روحانی بیماریاں رفع ہو کر حقیقی ترقی کی منزل پر ان کا قدم پہنچ جائے ؎

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

اخبارِ احمدیہ

ترقی صحت اور عطیہ

یہ سننا موجب مسرت ہے کہ ملک محمد عبداللہ صاحب کراچی S.D.O. سے ترقی پاکر اسسٹنٹ انجینئر کے عہدے پر فائز ہو گئے ہیں، نیز ملک محمد عبداللہ صاحب کے صاحبزادہ سہیل انور صاحب کو اللہ تعالے نے مکمل صحت عطا فرمائی ہے۔ ان ہر دو خوشیوں کی وجہ سے ملک صاحب موصوف نے مبلغ -/۵۰ روپے انجمن کو عطیہ دیا ہے جزاہ اللہ۔

شادی اور عطیہ

قبل ازیں یہ خبر شائع کی جا چکی ہے، کہ محترم شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کی صاحبزادی محترمہ امتہ الحی صاحبہ ایم اے کا نکاح بعوض پانچ سو پونڈ حق مہر صلاح الدین صاحب فرزند ڈاکٹر فضل دین صاحب مرحوم یوگنڈا (افریقہ) کیساتھ ۲ جنوری کو محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب نے پڑھا جس کے بعد محترم مصری صاحب نے ایک شاندار عصرانہ حاضرین کو دیا اور اس کے بعد ۱۵ جنوری کو رخصتانہ کے موقعہ پر پھر ایک پرتکلف عصرانہ دیا گیا جس میں بہت سے سرکاری و غیر سرکاری معزز اصحاب شامل ہوئے اس کے ساتھ ہی یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ شیخ صلاح الدین صاحب نے اپنی شادی کی خوشی میں مبلغ -/۵۰ روپے انجمن کو عطا فرمائے اور محترم شیخ عبدالرحمان صاحب مصری نے -/۲۰ روپے اس شادی کی خوشی میں عطا کئے، جزاہ اللہ۔

اظہار تشکر

احباب نے میرے بیٹے سکواڈرن لیڈر عبدالرحیم طور کی وفات بوجہ حادثہ فضائی کے موقعہ پر پیغامات تعزیت سے جس بے پناہ محبت، خلوص و ہمدردی کا ثبوت دیا ہے اس کا پورے طور پر فرداً فرداً شکریہ ادا کرنا مشکل ہے۔ میں بذریعہ ان چند سطور کے اُن سب احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں، اور درخواست کرتا ہوں کہ میرے لئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالے مجھے مزید صبر و استقلال عطا فرمائے۔ خاکسار۔ عبدالعزیز پشاور

مسجد پشاور کے لئے مزید چندہ دہندگان

	نام	رقم
(۱)	جناب بابو عبدالجلیل خاں صاحب سفید ڈھیری	۲۰ — ۰ — ۰
(۲)	جناب خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب	۱۰۰ — ۰ — ۰
(۳)	جناب ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب	۱۰۰ — ۰ — ۰
(۴)	احمد رفیق یوسف صاحب طالب علم	۱ — ۰ — ۰
(۵)	سعادت دین صاحب جہلم	۵ — ۰ — ۰
	سابقہ میزان چندہ	۴۷۹۸ — ۲ — ۰
	کل میزان چندہ	۵۰۲۴ — ۲ — ۰

جماعت کے مخیر حضرات سے خصوصاً اور ہر فرد سے عموماً مکرر استدعا ہے کہ وہ اس اہم قومی ضرورت کو پورا کرنے کی طرف خاص توجہ دیں۔ خدا کے فضل سے ہماری جماعت ایک زندہ جماعت ہے اس کے احباب نے جماعت کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ہمیشہ فراخ دلی سے لبیک کہی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ پشاور کی مسجد کی تعمیر میں جماعت کے تمام افراد اپنی اپنی استطاعت کے مطابق فراخدلی سے حصہ لیکر عنداللہ ماجور ہوں گے۔ والسلام۔ محمد الرحمن سکرٹری جماعت پشاور

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عالمگیر پیغام

قرآن کامل کتاب ہے اور نبی کریم خاتم النبیین۔ انکے بعد کسی نبی کی حاجت ہے اور نہ شریعت کی

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۷ فروری ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

قل یایھا النّاس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ن الذی لہ ملک السموات والارض ...... ومن قوم موسیٰ امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون (الاعراف آیات ۱۵۸-۱۵۹)

تمام انسانیت کی طرف حضرت نبی کریمؐ کا پیغام

یہ ایک بڑا اہم اور مفید اعلان ہے، جو اللہ تعالے نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شائع کرنے کا حکم دیا، فرمایا یہ بات شائع کردو کہ انی رسول اللہ الیکم جمیعا یہاں "میری قوم" کہکر مخاطب نہیں کیا، اہل عرب کو مخاطب نہیں کیا، فرمایا یایھا الناس، میں تمام کی تمام انسانیت کو اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ساری کی ساری انسانیت کے لئے جناب الٰہی سے پیغام لیکر آیا ہوں،

خدا تعالیٰ کا تصور قرآن میں

جناب الٰہی کا تصور کیا ہے؟ لہ ملک السموات والارض آسمان اور زمین کی تمام بادشاہت اسی کی ہے وہی زمین و آسمان کی سب چیزوں کا خالق و مالک ہے، اور کوئی چیز اس کے قبضۂ قدرت سے باہر نہیں۔ کسی راجہ یا نواب یا دنیا کے کسی بڑے سے بڑے بادشاہ کی طرف سے جس کی حکومت کسی خاص خطہ پر ہی محدود ہو، میں نہیں آیا بلکہ زمین و آسمان کے بادشاہ کی طرف سے آیا ہوں، میرا پیغام یہ ہے کہ لا الٰہ الا ھو، صرف وہی ایک معبود ہے، یحیی و یمیت زندگی اور موت صرف اسی ایک خدا کے ہاتھ میں ہے۔ یعنی نباتات جس میں ہر ایک قسم کے درخت، کھیتیاں اور پھل پھول شامل ہیں، اور کیڑے مکوڑے اور پرندے اور حیوانات اور انسان سب اشیاء کی زندگی کا وہی سرچشمہ ہے۔ اور اسی سے تمام اشیاء کی تربیت و ترقی وابستہ ہے اور کوئی شئے خود بخود زندہ رہنے کا اختیار نہیں رکھتی، اس کے سوائے کوئی ایسا نہیں جس کو اس کی کائنات میں دسترس حاصل ہو، لوکان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا۔ اگر اس کائنات کے حکمران مختلف ہوتے، ایک ہستی کے ہاتھ میں اس کا انتظام نہ ہوتا تو یہ نظام قائم نہ رہ سکتا، یہ بگڑ جاتا لا الٰہ الا ھو معلوم ہوا اس کائنات پر اور کسی کی حکومت نہیں خالق کل شئی وھو علیٰ کل شئی وکیل۔ صرف وہی ایک خالق ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور وہی سب کے لئے ترقی اور پرورش کے سامان بہم پہنچاتا ہے۔

صرف اسی ایک خدا کی عبادت کا حکم

اس لئے اے تمام انسانو! تمہیں چاہیئے کہ صرف اسی ایک خدا کی عبادت کرو، جس نے تمہیں زندگی عطا کی اور ترقی اور نشوونما کے لئے استعدادیں دیں، وہی تمہارے دل و دماغ کی پرورش کرنیوالا اور تمہاری روحانی پرورش کا بھی سامان کرنیوالا ہے۔

سابقہ پیغمبر اپنی اپنی قوموں کی طرف آئے

تمہاری روحانی پرورش کے لئے اس سے پہلے بھی پیغمبر آئے، میں بھی پیغمبر ہوں لیکن اس سے پہلے جس قدر پیغمبر آئے وہ اپنی اپنی قوم کی طرف پیغام لے کر آئے انا ارسلنا نوحا الیٰ قومہ ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ انا ارسلنا موسیٰ الیٰ قومہ موسےٰ بھی اپنی قوم کی طرف آئے۔ اور مسیح کے متعلق بھی فرمایا ورسولا الیٰ بنی اسرائیل وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوکر آئے تھے۔ ایسا ہی تمام نبی اپنی اپنی قوم کی طرف آئے،

حضرت نبی کریمؐ کا عالمگیر پیغام

لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا وارسلناک للناس رسولا ہم نے آپ کو تمام انسانیت کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے ... تمہارے پاس تمام انسانیت کے لئے پیغام ہے۔ دوسری جگہ فرمایا وما ارسلناک الا کافۃ للناس اور فرمایا تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہ لیکون للعالمین نذیرا اور حضور نے خود ان آیات کی تفسیر ان الفاظ میں فرمائی ہے۔ کان النبی یبعث الیٰ قومہ خاصۃ وبعثت الی الناس عامۃ۔

جسمانی اور روحانی بارش

اسی بادشاہ نے ساری انسانیت کے لئے ایک خیمۂ آسمان کھڑا کیا اور ایک فرش زمین کا بچھادیا، ساری انسانیت کے لئے اس نے آسمان سے پانی اتارا جس سے ساری انسانیت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اسی طرح اس نے روحانی بارش بھی ساری انسانیت کے لئے بھیجی ہے۔

تمام انبیاء کا ایک ہی پیغام

اس سے پہلے ایک ایک قوم کی طرف موسےٰ علیٰ، نوحؑ، لوطؑ وغیرھم اسی بارش کو لے کر آئے اور اب سب سے آخر میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انسانیت کے لئے پیغام دے کر بھیجا گیا، ان سب کا پیغام ایک ہی تھا ان اعبدوا اللہ ربی وربکم صرف ایک اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی، ہر ایک رسول کے پیغام کا مرکزی نقطہ یہی تھا، اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی تعلیم دے کر بھیجا گیا کہ تمام انسانیت کا معبود ایک ہی ہے، اسی کو معبود ماننے سے ساری انسانیت ایک ہوتی ہے، وہ جو خالق و مالک اور محسن ہے اسی ایک کو مانو، اس کے احکام کی پابندی کرو، یہ ایک جامع پیغام ہے، جو بڑا معقول ہے، نہایت مفید تعلیم پر مشتمل ہے، یہ تعلیم تمام انسانیت کو ایک کرنے والی ہے

تمام صحف کی پاک تعلیم قرآن میں

اس پیغام کے اندر ایک ایسی چیز موجود ہے جو ثابت کرتی ہے کہ یہ تمام انسانیت کے لئے ہے معلوم ہوا یہ تعلیم تمام قوموں میں اتحاد کی بنیاد ہے یہ بڑا احسان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ ایسا پیغام آپ نے دیا جس کو اس زمانہ میں بھی سب سے زیادہ معقول اور تمام انسانیت کو ایک کرنے والا سمجھا جاتا ہے قرآن کریم کہتا ہے میں مھیمن ہوں اس کے اندر تمام صحیفے ہیں فیھا کتب قیمۃ، سب آسمانی کتابوں کا نچوڑ اس کے اندر آگیا ہے صحف مطھرۃ ان صحیفوں کی تعلیمات تمام انسانی آلائشوں سے پاک کرکے قرآن میں جمع کر دی گئی ہیں۔

نبی کریم صلعم کا سلوک غیر اقوام سے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً ثابت کر دکھایا کہ آپ تمام انسانیت کے لئے پیغام لائے ہیں، آپ کی مسجد میں یہودیوں نے بھی ڈیرہ لگایا، عیسائیوں کو بھی وہیں ٹھہرایا گیا، طائف کے مشرکین کا وفد اسی مسجد میں اتارا گیا، اس وقت کے عیسائی رومن کیتھولک عقیدہ رکھتے تھے جو حضرت عیسیٰ کے علاوہ اُن کی ماں کی بھی پوجا کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا بڑا کلیجہ تھا کہ جس جگہ توحید کی تعلیم دی جاتی تھی وہیں مشرکین کو ٹھہرایا، اتنا بڑا کلیجہ تو کسی انسان کا نہ ہوا اور نہ ہوگا، یہاں تو یہ حال ہے کہ جب کسی کو بادشاہت یا اقتدار حاصل ہو جاتا ہے تو اخلاقی لحاظ سے وہ قبل ہو جاتا ہے، پھر وہ کسی قسم کا اختلاف برداشت نہیں کرسکتا اور اپنے ساتھیوں اور ماتحتوں کو کھا جانا چاہتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بادشاہ ہوئے، تو یہودیوں، عیسائیوں اور مشرکین کے وفد آپ کے پاس آئے اور آپ نے بڑی عزت کا برتاؤ ان سے کیا یمن کے یہودیوں کے لئے جب وہاں معاذ بن جبل کو حاکم بنا کر بھیجا آپ نے یہ حکم دیا یسروا ولا تعسروا، ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا اور سختی سے پیش نہ آنا، نہ اُن پر تنگی وارد کرنا بشروا ولا تنفروا تمہاری طرف سے لوگ خوش ہوں۔ تمہارا طریق عمل نفرت کا موجب نہ ہو، اور فرمایا جانتے ہو تم کہاں جا رہے ہو، یمن میں جہاں اہل کتاب رہتے ہیں کافر نہیں کہا، اہل کتاب کہا اور فرمایا الحکمۃ یمانیۃ، حکمت یمن سے آئی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم اُن کے لئے بربادی کا موجب ہو، اس کو کہتے

ہیں رب العالمین کی طرف سے آیا ہوا انسان

مصر کے متعلق آپکی وصیت اور صحابہ کا عمل

پھر یمن تو آپ کی زندگی میں فتح ہوا لیکن یہ بھی فرمایا ستفتحون مصر۔ تم مصر کو بھی فتح کرو گے
فاستوصوا باھلھا خیرا۔ ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا، کیونکہ اُن کے ساتھ ہمارے رحمی تعلقات ہیں۔ چنانچہ آپ کے بعد عمرو بن عاص نے مصر کو فتح کیا۔ اس کو یاد تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا وصیت کی تھی، انہوں نے اس کو ملحوظ رکھا، اور ایسا برتاؤ اُن سے کیا کہ عیسائیوں کی کانونٹ والوں نے شہادت دی کہ یہ فرشتے ہیں جو ہم پر حکمران ہو رہے ہیں، عورتوں نے گواہی دی، کہ مسلمان نہایت ہی پاکباز لوگ ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الواقعہ تمام انسانیت کے لئے رحمت تھے۔

تمام انسانیت کی تکریم کا حکم

قرآن کریم نے اس سے بھی بڑھکر حکم دیا ہے وہ ساری انسانیت کی تکریم کرنا واجب قرار دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولقد کرمنا بنی آدم جس شخص پر انسان کا لفظ بولا جاتا ہے ہم اُس کی تکریم کا حکم دیتے ہیں، جہاں مسلمان گئے انہوں نے اسی کا مظاہرہ کیا، ان کو دیکھ کر دوسرے لوگ مسلمان ہو گئے، بادشاہوں اور تاجروں کو دیکھ کر اسلام لوگوں کے دلوں میں گھر کر گیا۔

جانوروں کے ساتھ رحمدلی کا برتاؤ

صرف انسانوں کے ساتھ ہی نہیں جانوروں کے ساتھ بھی رحم کا برتاؤ کرنے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا، فرمایا سواری کے جانور کو جب اونچائی کی طرف لے جاؤ، تو اس کی رفتار کو نرم کر لو، اور فرمایا جانور کو اچھی حالت میں رکھکر اس پر سواری کرو، اور جب ذبح کرنا ہو تو خوب پلے ہوئے جانور کو تیز چھری سے ذبح کرو، ایسا نہ ہو کہ کند چھری سے اسے تکلیف زیادہ ہو، یہ جانوروں تک کے لئے تلقین کرنے والا انسان کس درجہ رحیم و کریم ہے، حدیثوں میں ہے کہ صحابہ کہتے تھے جس جگہ ہم رسول اللہ صلعم کے ساتھ سفر میں ڈیرہ لگاتے تو نماز سے پہلے اپنے جانوروں کو پانی پلاتے اور ان کو آرام پہنچاتے تھے۔

نماز اخلاق کے بغیر کچھ نہیں

یہ ہے اصل نماز، نماز پڑھ کر اگر ہم نے خلق نہ سیکھا تو وہ نماز کس کام کی، ایک عورت کے متعلق آپ نے پوچھا تو حضرت عائشہؓ نے کہا کہ وہ نمازیں بہت پڑھتی ہے فرمایا ہمسایوں سے اس کا برتاؤ کیسا ہے؟ عرض کیا گیا ہمسایوں سے بہت بُرا سلوک کرتی ہے، فرمایا اس کی نمازیں کسی کام نہیں آسکتیں، تو ہماری قرآن دانی، حدیث دانی، نماز پڑھنا بیسود ہیں، اگر وہ خلق ہمارے اندر نہیں جو قرآن و حدیث نے سکھایا ہے، حسن خلق ہی مذہب کا نچوڑ ہے۔ زبان کے متعلق بھی فرمایا کہ اسکو آراستہ کرو، قولوا للناس حسنا اور زبان سے لوگوں کو ...... عمر درج نہ کرو۔ ۴۴

تبلیغی خط و کتابت

بیرونی ممالک سے آئے ہوئے خطوط کے اقتباسات

ہمارے محترم دوست شیخ غلام قادر صاحب بیرونی ممالک میں خط و کتابت اور انجمن کے پیدا کردہ اسلامی لٹریچر کے ذریعہ سے اسلامی معلومات بہم پہنچاتے رہتے ہیں، ان کی تبلیغی ڈاک کے جواب میں جو خطوط آتے ہیں اُن میں سے چند ایک کے اقتباسات درج ذیل ہیں:۔

مکرم برادر اسلام! السلام علیکم۔ آپ کے ارسال کردہ لٹریچر کا پہلا پارسل مل گیا ہے۔ یہ پارسل کافی دیر کے بعد پہنچا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کسی جگہ غلطی سے پڑا رہا۔
دوسرا پارسل جو آپ نے ۲۳؍ فروری ۱۹۵۹ء کو بھیجا اس کی انتظار ہے، جس وقت ملے گا میں آپ کو اطلاع دوں گا۔
احمدیہ مشن کے متعلق آپ نے میرے تاثرات دریافت فرمائے ہیں، گذارش ہے کہ مشن کا لٹریچر ایک تو بخشتا ہے اور اسلام کے متعلق ایسا قیمتی علم بہم پہنچاتا ہے جس سے ہم قطعی ناواقف تھے، آپکے لٹریچر اور خط و کتابت نے ہماری آنکھیں کھول دی ہیں، اور ہمارے نہایت پیارے مذہب اور قرآن کے حقائق و معارف سے ہمیں نوازا ہے۔
آپ کا مشٹنگ گا نانکا۔ فلپائین

۲۔ مڈلیکس انگلستان سے ایک پادری صاحب کا خط

ریورنڈ براٹن مو سمتھ مڈلیکس انگلینڈ سے لکھتے ہیں:۔
کرمی! آپ کی چٹھی مؤرخہ ۱۹؍ جنوری ۱۹۵۹ء شکریہ کے ساتھ وصول پائی آپ کی ارسال کردہ کتب یعنی ہولی قرآن معہ کمنٹری محمد دی پرافٹ اور محمد ان ورلڈ سکرپچر بھی بصد شکریہ وصول ہوئیں امید ہے اسلام کے متعلق مجھے ان کی مدد سے کافی علم حاصل ہو گا۔ مجھے افسوس ہے کہ ٹیچنگز آف اسلام میرے پاس نہیں پہنچی (اب مع دیگر کتب کے بھیجی جا رہی ہے۔ غلام قادر) آپ کا انگریزی اخبار (لائٹ) اسلام کے متعلق بہت دلچسپ معلومات چھاپا کرتا ہے اگر نامہ کاپیاں بھیجی جائیں، تو فہمیدہ لوگوں میں تقسیم کر دی جائیں۔

گی۔ دیگر کتب جو آپ از راہ عنایت روانہ فرمائیں گے طلباء کی لائبریری میں رکھی جائیں گی۔
میں چاہتا ہوں کہ ایک چھوٹے سائز پر قرآن شریف مل جائے جسے میں پاکٹ میں رکھ لوں اور گروپ کو درس دے سکوں۔ Y.M.C.A. نے کئی گروپس میں طلباء کو تقسیم کیا ہوا ہے۔ میں اس دار التعلیم کا افسر انچارج ہوں۔
بندہ آپ کے ساتھ ہر طرح تعاون کرنے کو تیار ہے۔

۳۔ ابادان نائیجیریا (مغربی افریقہ)

مکرمی! السلام علیکم، آپ کا خط مؤرخہ ۲۰؍ نومبر ۱۹۵۸ء ملا۔ تین کتب اور پانچ پمفلٹس مع فہرست کتب مل گئے شکریہ ان عطیات کے لئے میں آپ کا بہت ممنون احسان

مقالہ ــــــ (بسلسلہ صفحہ ۳)

سمجھتا ہو؟ ظاہر ہے کہ ایسی باتیں وہ شخص کہہ سکتا ہے جس کو یا تو مرزا صاحب کی تحریرات کا براہ راست علم نہیں یا بلکہ اندھی تقلید کا مقلد ہو کر معاندین کی غلط بیانیوں پر اس کا مدار ہو اور یا بغض و تعصب کی وجہ سے جماعت احمدیہ کی کامیابیوں سے جل بھن کر اسے بدنام کرنا اسے مدنظر ہو، ہم سمجھتے ہیں، دورِ جدید کے ان مضامین کی محرک یہی آخری بات ہے جو رنگون میں مولانا عبدالحق صاحب کی کامیابی کی وجہ سے اس کے بغض و تعصب کے اظہار کا موجب ہوئی ہے۔

۴۴ کامیابی کا ذریعہ

فامنوا باللہ ورسولہ النبی الامی الذی یؤمن باللہ وکلمتہ۔ اللہ پر ایمان لاؤ اس تعلیم کو مانو، یہ رسول تمام آسمانی کتابوں کو مانتا ہے واتبعوہ لعلکم تھتدون ایسے رسول کی تابعداری کرو، اپنے قلب کو وسیع کرو، اور اس تعلیم کو مانو جو انسان کو بابرکت کرتی ہے۔ لعلکم تھتدون تم ضرور کامیاب ہو جاؤ گے۔

قرآن کامل کتاب اور نبی کریم خاتم النبیین

ظاہر ہے کہ یہ تعلیم ایسی جامع ہے کہ اس کے بعد کسی مزید تعلیم کی حاجت نہیں ہے اور نہ ہی اس تعلیم پر کسی قسم کا اضافہ ہو سکتا ہے۔ اسی معقول بناء پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے متعلق اعلان کر رکھا ہے الیوم اکملت لکم دینکم۔ یعنی قرآن کریم کامل دستور العمل ہے اور اسی وجہ سے رسول کریم علیہ افضل الصلوات والتحیات خاتم النبیین ہیں، نہ ہی قرآن کریم کے بعد وحی نبوت نازل کرنے کی حاجت ہے اور نہ ہی کسی نبی کی بعثت کی ضرورت ہے۔ اور اگر بالفرض محال کوئی ایسا شخص ظاہر ہو جس پر ایمان لانا فرض ہو تو قرآن کریم کا یہ دعوے کہ میری تعلیمات کامل مکمل ہیں نعوذ باللہ باطل ٹھہرتا ہے بعلوم ہوا ایسا نبیا ستہ کی کوئی چیز بعد از قرآن نئے طور پر پیدا نہیں ہو سکتی۔

صداقت مسیح موعود

(از قمر ساما نوی)

(۵)

آنیوالا مدعی راستباز تھا

چونکہ چودھویں صدی کے سر پر آنے والا مجدد راستباز تھا اور اس صدی میں ایک ہی مصلح ربانی نے آنا تھا اس نے آکر زمانہ کی ضرورت اور اپنی بعثت کی اغراض کو پورا کر دیا اس لئے اب اس کے بعد کسی اور مصلح کی آمد کی ضرورت ہی باقی نہ رہی جب ضرورت نہ رہی تو پھر کسی کے آنے کا انتظار کیوں کیا جائے یہ ہے اصل وجہ اب اس زمانہ کے لئے کسی مجدد یا مصلح کی آمد سے انکار کی جو ثبوت ہے پہلے آنے والے مدعی کی صداقت کا کیونکہ اس کے دعوے کرنے سے پہلے زمانہ کی ضرورت اس زمانہ کے ترجمانوں کی زبانی یہ تھی کہ:۔

(۱) "خونخواران تثلیث نے مسلمانوں کو قعر مذلت میں گرا دیا تھا" "خون حرمین"

(۲) "اسلام جسد بے جان ہو چکا تھا"

(چوہدری افضل حق)

(۳)۔"آریہ سماج کے معرض وجود میں آنے سے مسلمانوں پر خواب گراں طاری ہو گئی تھی"۔

(چوہدری افضل حق)

(۴)۔"موجودہ وقت اور اس کی تاریکیوں کو دیکھو اور پھر روشنی دکھانے والوں کی نایابی پر ماتم کرو" خدمت گاروں کی پکار اور (خدمت دین کے لئے ناقل) ہر طرف مزدوروں کی ڈھونڈ تھی "مگر مزدور نہیں ملتے" تھے

"شاید کوئی مرد کار اور صاحب عزم وقت کی پکار پر لبیک کہے اور زمانہ کی طلب جستجو کا سراغ بنے" (مولانا آزاد مرحوم)

(۵)۔"نزع کا وقت ہے اسلام ہے دم توڑ رہا ہے" (صادق تمین)

(۶) "نئے تعلیمیافتہ مرعوب ہو گئے" تھے اور "قدیم علماء عزلت کے دریچے میں" چھپ گئے تھے

(۷)۔"ہر طرف سے صدائیں آ رہی تھیں کہ پھر ایک نئے علم کلام کی ضرورت ہے"

(۸)۔"کیونکہ پہلے زمانہ میں جس قسم کے اعتراضات اسلام پر کئے جاتے تھے" اس زمانہ میں "ان کی نوعیت بالکل بدل گئی" "آج بدیہات اور تجربہ کا سامنا ہے" اس لئے "اس کے مقابلہ میں محض قیاسات عقلی اور احتمال فرضیوں سے کام نہیں چل سکتا"

(مولانا شبلی مرحوم)

یعنی تجربہ اور مشاہدہ کے مقابلہ میں تجربہ اور مشاہدہ کی ضرورت ہے"

(۹)۔"مسلمانوں میں کوئی جماعت تبلیغی اغراض کے لئے پیدا نہ ہو سکی"

(چوہدری افضل مرحوم)

(۱۰)۔"مسلمانوں میں مرکزیت مفقود ہو گئی"

(مولانا مظہر الدین مرحوم)

یہ تھی اس زمانہ کی حالت جس کے سبب سے کسی مصلح کی آمد کا انتظار کیا جا رہا تھا آنے والے نے آکر ان سب ضروریات کو پورا کر دیا جن کا اقرار بھی زمانہ نے اپنے ترجمانوں کے ذریعہ اس طرح کیا:۔

(۱) "مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر تیار ہوا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے"

اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑا دئے .... بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں بن کر اڑنے لگا"

(مولانا آزاد مرحوم)

"کسی بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا" (مرزا حیرت مرحوم)

(۲) غیر مذاہب کی تردید اور حمایت اسلام میں جو نادر کتابیں انہوں نے تصنیف کی تھیں ان کے مطالعہ سے جو وجد پیدا ہوا وہ اب تک نہیں اترا ہے ان کی کتاب براہین احمدیہ نے غیر مسلموں کو مرعوب کر دیا اور اسلامیوں کے دل بڑھا دیئے" (مولانا عمادی مرحوم)

(۳) "آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت انجام دی ہے"

"مولانا آزاد مرحوم"

"مرزا صاحب نے اپنی پر زور تقریروں اور شاندار تصنیف سے مخالفین اسلام کے لچر اعتراضات کے دندان شکن جواب دیکر ہمیشہ کے لئے ساکت کر دیا ہے"

(صادق الاخبار ریواڑی)

(۴) "انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے .... حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے گا" (مولانا آزاد مرحوم)

"ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جنرل کا فرض پورا کرتے رہے" (ایضاً)

(۵) اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے، اس لئے کہ وہ وقت ہرگز لوح قلب سے نسیاً منسیاً نہیں ہو سکتا جبکہ اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا اور مسلمان جو حافظ حقیقی کی طرف سے عالم اسباب و وسائط میں حفاظت کا واسطہ ہو کر اپنے قصوروں کی پاداش میں پڑے سسک رہے تھے اور اسلام کے لئے کچھ نہ کرتے تھے یا نہ کر سکتے تھے"

(۶) "انہوں نے مدافعت کا پہلو بدل کر مغلوب کو غالب کر کے دکھایا"

(مولانا آزاد مرحوم)

(۷) انہوں نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی"

(مرزا حیرت مرحوم)

(۸) "ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً آریہ سماج و برہمو سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے انصار اسلام کی نشاندہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑہ اٹھایا ہو اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعوے کیا ہو کہ جس کو وجود الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس آکر اس کا تجربہ و مشاہدہ کر لے اور اس تجربہ اور مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو"

(مولوی محمد حسین بٹالوی)

(۹)۔"اپنی جماعت میں وہ اشاعتی تڑپ پیدا کر گیا جو نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لئے قابل تقلید ہے۔ بلکہ دنیا کی تمام جماعتوں کے لئے نمونہ ہے"

(چوہدری افضل حق)

"جماعت احمدیہ کی خالص اسلامی خدمت کا اعتراف نہ کرنا پرلے درجہ کی بیحیائی ہے"! (دو تحفہ ۸ راکتوبر ۲ء)

(باقی بر صفحہ نمبر ۱۰)

کیلی فورنیا کے مُسلمان

دریائے سکرامنٹو، کیلیفورنیا کی نہایت حسین اور سرسبز و شاداب وادی میں اس وقت امریکی مسلمانوں کی ایک اچھی خاصی تعداد آباد ہے۔ ان میں زیادہ تر پاکستانی ہیں۔ قریبًا پچاس سال ادھر کی بات ہے کہ پاکستانیوں کی ایک قلیل تعداد امریکہ کے مغربی ساحل پر جاکر آباد ہوئی۔ جو سکرامنٹو کے نام سے مشہور ہے اور کیلیفورنیا کا دارالحکومت ہے۔ اس کے بعد یہاں پاکستانیوں کی آمد شروع ہو گئی۔ ان میں لائلپور کا ایک شخص عطا محمد، نکودر پنجاب کے موضع منڈیالہ کے دو بھائی نورا اور رجان دو اور پنجابی بھائی خان اور نعمت اور بیسیوں دوسرے افراد شامل تھے۔ سکرامنٹو کی آب و ہوا قریبًا شمال مغربی سرحدی صوبہ پاکستان کی آب و ہوا سے مشابہ ہے، جس وقت یہ پاکستانی مسلمان ہجرت کر کے یہاں آئے تو اس وقت کیلیفورنیا میں ریل کی پٹڑی بچھائی جا رہی تھی۔ کام کافی تھا۔ چنانچہ یہ محنتی اور جفاکش پنجابی نوجوان یہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے یہاں محنت مزدوری شروع کر دی۔ کھیتوں میں کام شروع کر دیا اور پھلوں کے باغات میں مختلف کاموں پر لگ گئے۔ یہاں انہیں معقول معاوضہ ملا تو انہوں نے اہل وعیال کو بھی بلا لیا۔

اس وقت وادی سکرامنٹو میں قریبًا چھ سو امریکی مسلمان...... آباد ہیں۔ بہت سے اپنی زمین خرید کر آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں جو ۲ سے ۵ ہزار ایکڑ رقبہ تک مشتمل ہے کئی مسلمانوں نے کپڑے کی دکانیں، ہوٹل، سرائے اور ریستوران کھول رکھے ہیں۔ گو بہت سے پاکستانی مسلمان یہاں بھی اپنے موروثی لباس کو نہیں بھولے۔ مگر اکثریت امریکی لباس پہنتی ہے اور رکھ رکھاؤ بھی ایسا ہی ہے، لیکن یہاں پہنچنے کے بعد انہوں نے اپنے مذہب کو فراموش نہیں کیا۔

۱۹۴۵ء میں یہاں کے مسلمانوں نے "پاکستان نیشنل ایسوسی ایشن" اور "سکرامنٹو مسلم ایسوسی ایشن" کے نام سے تنظیم قائم کی۔ تاکہ وہ ہجرت کر کے یہاں پر آباد ہونے والے مسلمانوں اور امریکہ میں پیدا ہونے والے بچوں کے درمیان مذہبی ثقافتی اور مودتی تعلقات کو قائم رکھ سکیں اور ساتھ ہی نئے آنے والوں کی ہر ممکن مدد بھی کر سکیں اسی سال مسٹر چراغ محمد کی نگرانی میں سلیم خان اور اس کے دوسرے مسلمان ساتھیوں نے سکرامنٹو میں ایک مسجد کی تعمیر کا کام شروع کر دیا۔ تاکہ اس مسجد کو مسلمانوں کے ایک مذہبی مرکز کی حیثیت سے بھی استعمال کیا جا سکے۔ یہ مسجد امریکہ کی ۱۳ مساجد میں ایک اور اضافہ اور مغربی علاقے کی سب سے پہلی مسجد ہے۔ اس کی تعمیر پاکستانی مسلمانوں کے رضاکارانہ عطیات سے کی گئی ہے۔ لیکن بہت سے غیر مسلم امریکی باشندوں نے بھی گراں قدر عطیات دئے تھے۔

اس وقت یہ مسجد مذہبی سرگرمیوں اور تعلیمی و معاشرتی اعتبار سے ایک اہم مرکز کی حیثیت حاصل کر چکی ہے۔ کیلی فورنیا کے مسلمانوں کے رہنما اس وقت ۵۰ سالہ فضل محمد خاں ہیں۔ آپ پاکستان نیشنل ایسوسی ایشن اور مسلم ایسوسی ایشن کے صدر اور مسجد ایسوسی ایشن کے ڈائرکٹر بھی ہیں، اس مسجد کی تعمیر میں مسلمان عورتوں نے بھی نمایاں حصہ لیا ہے۔

مسلم خواتین کی انجمن کی اس وقت ۶۰ خواتین رکن ہیں اس سوسائٹی کا اجلاس مہینہ میں ایک بار ہوتا ہے۔ ان عورتوں نے مسجد کے لئے پردے وغیرہ بنائے۔ علاوہ ازیں یہ ہر قسم کی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیتی ہیں اور مسجد کے لئے چندے کے سلسلہ میں کافی کام کرتی ہیں۔ اس سلسلہ میں وہ ٹکٹ فروخت کرتی ہیں۔ اور مسجد کی پہلی منزل میں مشرق وسطےٰ کے کھانوں سے ضیافت کرتی ہیں۔

یا مشرق وسطیٰ کی طرز کی پیسٹریاں بنا کر فروخت کرتی ہیں ۱۹۵۸ء میں انہوں نے ہزاروں پیسٹریاں فروخت کیں۔ کھیلوں کے مقابلے منعقد کئے۔ اور ان میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

۱۹۵۹ء میں لیڈیز گروپ کی صدر مسز الزبتھ قلیں جو امریکہ میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والدین لبنانی تھے۔ اُن کے شوہر بھی امریکہ میں پیدا ہوئے۔ اُن کے چار بچے ہیں اور ایک ریسٹورنٹ چلاتی ہیں۔

(ماخوذ)

یادِ رفتگان

حافظ عظیم بخش مرحوم پٹیالوی

(مولانا مرتضیٰ خان حسن)

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

(۴)

حضرت والد بزرگوارم مرحوم جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں، اگرچہ شروع سے ہی حضرت کو صادق مانتے تھے۔ مگر ابھی تک بیعت نہ کی تھی۔ آخر آپ نے بھی بیعت کر لی۔ اس بیعت کا اہلِ علم طبقہ پر کیا اثر ہوا اس کی کیفیت تو ہم حضرت والد مرحوم کے تذکرہ میں کریں گے سردست اس قدر لکھنا کافی ہوگا کہ آپ کی بیعت سے مستعد طبائع پیدا ہو گئیں اور وہ جو اب تک اس سلسلہ کو نادانی سے بازیچۂ اطفال ہی سمجھتے تھے اب اس کو ایک حقیقت سمجھنے لگ گئے۔ اس کے مطالعہ میں دلچسپی لینے لگے اور بعض اصحاب نے بیعت بھی کر لی اور اس طرح سے سلسلہ کا قدم ترقی کی طرف بڑھنے لگا۔ یہ تو سب کچھ تھا مگر سب سے بڑی بات جو حضرت والد مختار کی بیعت سے ظہور میں آئی وہ یہ تھی کہ حافظ صاحب کے ہاتھ مضبوط ہو گئے۔ ا...... ان کے لئے یہ عید کا دن تھا اور وہ خوشی کے مارے پھولے نہیں سماتے تھے۔ وہ خدا سے دعائیں مانگا کرتے تھے کہ خدایا اس سلسلہ کی تائید کے لئے کوئی عمر پیدا کر، اب جبکہ آپ کے شفیق اُستاد نے بیعت کر لی...... آپ خدا کے حضور سجداتِ شکر بجالاتے اور مخالفین سے کہتے کہ خدا نے ہمیں عمر دیا ہے۔ حق پھیلے گا اور باطل مٹ جائے گا۔ ابھی تو ابتداء ہے۔ بڑے بڑے علماء ہماری طرف آجائیں گے اور لوگ اَلحق یعلوا ولا یعلیٰ کا منظر دیکھ سکیں گے۔

حضرت والد صاحب نے حافظ صاحب کو مخالفین کے جلسوں میں جانے سے روک دیا اور فرمایا کہ ہم خود جلسے کیا کریں گے اور مخالفین کو اُن میں شرکت کی دعوت دیں گے۔ درمیانی واقعات سے قطع نظر تدریجاً تبلیغ کا ایک نظام قائم ہو گیا۔ حضرت والد مرحوم نے شہر کے بڑے بڑے محلوں میں وعظ کی مجلسوں کا سلسلہ شروع کیا جو ہر ہفتہ نمازِ عشاء کے بعد کھلی جگہ میں ہوتے تھے مسجد میں قرآن مجید کے درس کی بنیاد ڈالی۔ اسی اثناء میں ڈاکٹر عبد الحکیم خاں برنالہ سے تبدیل ہو کر پٹیالہ آ گئے۔ ان کے مکان پر ماہوار یا پندرہ روزہ جلسوں کا اہتمام کیا گیا۔ ان جلسوں میں ڈاکٹر صاحب یا حضرت والد صاحب یا بعض وقت دونوں صاحب کسی نہ کسی اسلامی مسئلہ پر تقریر کرتے۔ ان جلسوں میں شہر کے علم دوست اصحاب اور کالج کے پروفیسر، ہندو، مسلمان، سکھ، شرکت کرتے۔ بابو کرم الٰہی صاحب اور مولوی محمود الحسن صاحب دہلوی جو حافظ صاحب کی طرح اوّلین میں داخل تھے اپنے اپنے محدود و مخصوص حلقہ میں مصروفِ تبلیغ تھے۔

مولوی عبد الصمد صاحب مرحوم نے ایک دوسرے طریق پر تبلیغ کا سلسلہ قائم کیا، وہ نماز عصر کے بعد بازار کی طرف نکل جاتے۔ قلعہ کے سامنے ایک بہت بڑا وسیع چوک ہے۔ یہاں لوگ عموماً شام کے وقت سیر و تفریح کو آتے تھے۔ پادری صاحبان یہاں آکر اپنی منادی کرتے تھے۔ یہ جماعت خدا کے فضل سے کسرِ صلیب کے لئے کھڑی ہوئی تھی اور ہر کلیسہ کے سامنے دینِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم لہرانے کے لئے پیدا ہوئی تھی اس سے یہ کیونکر برداشت ہو سکتا تھا کہ مسیح ناصری کے مناد تو کھلے بندوں تثلیث کا پرچار کریں اور مسیح محمدی کا مبلغ خاموش رہے۔ مولوی صاحب بھی پادری صاحب کے بالمقابل علم توحید بلند کر کے اپنی تبلیغ شروع کر دیتے۔ ایک طرف اگر زہر تھا تو دوسری طرف تریاق بھی موجود تھا۔ افسوس وہ لوگ کس قدر قابلِ رحم ہیں جو احمدیت کو ایک بیکار تحریک سمجھتے ہیں۔ ان کو کیا معلوم کہ زمانہ کو...... احمدیت کی کس قدر ضرورت تھی حقیقت یہ ہے کہ اگر احمدیت نہ ہوتی تو اسلام کی موجودہ صورت بھی نہ ہوتی۔ ہر بہی خواہ اسلام کو حضرت مرزا صاحب کا شکر گذار ہونا چاہیئے۔ آپ نے اس زمانہ میں اسلام کو ایک محکم اور مضبوط چٹان پر کھڑا کر دیا اور جو قوم اسلام کو فتح کرنے کو اٹھی تھی اسے ایسی ہزیمت دی کہ اسکو خود اپنے گھر کی فکر پڑ گئی۔ سوائے دانشمندوں کے ان حقائق کو کون سمجھ سکتا ہے۔

ہاں میں مولوی عبد الصمد صاحب کی تبلیغ کا ذکر کر رہا تھا۔ عیسائیوں اور احمدیوں کی دیکھا دیکھی آریہ صاحبان بھی وہاں آجاتے۔ اُن سے بھی مولوی صاحب کی کبھی کبھی جھڑپ ہو جاتی، اور کیا لطف آیا جب ایک چلبلے آریہ نے کہا کہ سوائے احمدیوں کے ہمارے سامنے ٹھہر کون سکتا ہے لے آؤ...... بڑے سے بڑے مولوی کو ایک آن واحد میں اگرچہ نہ گرا دوں تو رانجی داس نام نہیں ——— باوجود اعلائے ملت کے اعترافوں کے پھر بھی ہمارے مسلمان دوست اس تحریک کو اگر بیکار ظاہر کریں تو اس کا کیا علاج؟ اس قدر تبلیغ کے بعد بھی دل مطمئن نہ تھے۔ عزم تو یہ تھا کہ کوئی گھر تبلیغ سے خالی نہ رہے، اور کوئی متنفس ایسا نہ رہ جاوے جس کے کان میں کلمۂ حق نہ پڑے۔ مولوی عبد الصمد صاحب صبح کی نماز سے فارغ ہو کر ایک لمبا سا عصا ہاتھ میں لیکر گلی کوچوں کا دورہ شروع کر دیتے اور صبح کے سہانے وقت میں اپنی خاص سُریلی سروں میں اس طرح سے اپنی تبلیغ کی لے شروع کر دیتے ؎

یاد جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا
یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا
اب سال سترہ بھی صدی سے گذر گئے
تم میں سے ہائے سوچنے والے کدھر گئے

اور کبھی یہ پڑھتے ؎

ابنِ مریم مر گیا حق کی قسم
داخلِ جنت ہوا وہ محترم
مارتا ہے اسکو فرقاں سربسر
اسکے مر جانے کی دیتا ہے خبر
وہ نہیں باہر رہا اموات سے
ہو گیا ثابت یہ تیس آیات سے

ہمارے حافظ صاحب ماشاء اللہ اپنی دُھن کے پکّے صبح و شام تبلیغ میں ایک کر دیتے۔ راہ چلتے اگر کوئی مل جاتا تو اس کو ہی تبلیغ شروع کر دیتے۔ کسی دکان پر جانے کا اتفاق ہوتا تو وہاں بھی تبلیغ کرنے لگ جاتے۔ کبھی کسی دوست یا واقفکار کے گھر چلے جاتے اور اس کو تبلیغ کرتے۔ کبھی حضرت کی کوئی کتاب بغل میں دبا کر گھر سے باہر نکل جاتے اور جہاں ممکن ہوتا کسی کو کہتے کہ یہ کتاب مجھے پڑھ کر سناؤ۔ وہ پڑھتا۔ آپ بھی سنتے دوسرے بھی۔ آپ نے حضرت کی کتب کی ایک لائبریری بھی کھولی، اور یہ ایک عجیب بات ہے کہ ہر کتاب کے ساتھ کتاب برکات الدعا کا نسخہ بھی جلد کرایا۔ شاید اس سے برکت حاصل کرنے کا مقصد ہو، یہ کتابیں آپ کسی نہ کسی لکھے پڑھے آدمی کو مطالعہ کیلئے دیتے رہتے غرض اس طریق سے یعنی لٹریچر کے ذریعے بھی حافظ صاحب تبلیغ کا کام سرانجام دیتے۔

الحاصل اس طرح سے تبلیغ کا سلسلہ جاری رہتا۔ دوستو! یہ احمدیت جو چند سالوں میں دُور دُور پھیل گئی اور ہزاروں لاکھوں انسان اس کے گرویدہ ہو گئے یونہی نہیں پھیل گئی تھی اس کے لئے ہمارے بزرگوں نے لہو پسینہ ایک کر دیا تھا نہ ان کو دن کو چین تھا اور نہ رات کو، تبلیغ ان کا اوڑھنا اور تبلیغ ان کا بچھونا تھا۔ دن رات تبلیغ کرتے تھے۔ کوئی موقع تبلیغ کا ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔ گویا ایک جنون تھا جو سب کو لاحق تھا۔ ایک عشق تھا جس سے سب سرشار تھے۔ اب نہ وہ جنون رہا اور نہ وہ عشق۔ ترقی کیونکر ہو؟

اللہ تعالےٰ نے بزرگوں کی مساعی میں پھل لگایا اور

ایک کافی بڑی جماعت جو سینکڑوں کی تعداد میں پٹیالہ اور مضافات پٹیالہ میں پیدا ہوگئی۔ تفصیل کا یہ موقعہ نہیں۔ درمیانی حالات کو چھوڑ کر صرف اس قدر تحریر کر دینا کافی ہوگا کہ چونکہ شہر طویل و عریض تھا۔ اور بعض لوگ معذور بھی تھے سب ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے تھے اس لئے تین مختلف مسجدوں میں نماز جمعہ پڑھی جاتی تھی، البتہ عیدین کی نماز ایک ہی جگہ ادا کی جاتی تھی۔ ڈھک بازار کی مسجد ایک مرکزی مسجد تھی۔ عموماً حضرت والد محترم نماز جمعہ اسی مسجد میں پڑھاتے تھے۔ اس جمعہ کی کیفیت کیا بیان کروں جماعت کے چھوٹے بڑے سب لوگ بڑے ذوق وشوق سے مسجد میں آتے ایک دوسرے کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے۔ بڑی محبت اور غور سے خطبہ سنتے ۔ اخلاص کا یہ عالم تھا کہ جب خطبہ میں خطیب صاحب امام عصر کا ذکر کرتے تو بعض لوگوں کی آنکھوں سے آنسوؤں کی پھوار شروع ہو جاتی ۔ ہر ایک دل حضرت امام کی محبت سے لبریز تھا۔ جب نماز میں کھڑے ہو جاتے تو دل سوز وگداز سے پگھل جاتے اور خدا کے حضور پانی کی طرح بہہ جاتے۔ امام کے خضوع خشوع کا اثر مقتدیوں پر پڑتا اور مقتدیوں کے خضوع خشوع کا اثر امام پر۔ نماز کیا تھی گویا خدا کے حضور عاجزوں کی عجز بھری حاضری کا پورا پورا نقشہ تھا رکوع وسجود میں بڑے عجز ونیاز سے دعائیں مانگی جاتیں ۔ ایک نماز پڑھنے کے بعد دوسری نماز کا انتظار رہتا کہ کب آئے گی اور کب دل کو سرور حاصل ہوگا۔ آہ! وہ گھڑیاں کہاں گئیں، اور وہ کیفیت کیا ہوتی، طاعون کے دنوں میں رکوع کے بعد جیسی عجز والحاح اور سوز وگداز سے دعائیں کی جاتیں انہیں دیکھ کر پتھر کے دل بھی موم ہو جاتے۔ ایک دفعہ میں نے حافظ صاحب کو نماز جمعہ میں پھوٹ پھوٹ کر روتے دیکھا۔ خدا جانے دل میں کیا درد تھا؟

(باقی ۔ باقی)

صداقتِ مسیح موعودؑ

(بسلسلہ صفحہ ۲)

(۱۰) "میرے خیال میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور دور حاضرہ میں صرف ایک ہی منظم جماعت ہے جو کہ اسلامی تعلیمات کو صحیح طریق پر پریکٹس کرنے میں سرگرم کار ہے"

(ڈاکٹر رشید الدین خاں)

مختصر یہ کہ جن اغراض کے پورا کرنے کے لئے اس زمانہ نے مسیح موعود علیہ السلام کو بلایا تھا آپ نے آکر ان سب اغراض ومقاصد کو پورا کر دیا اور ان کی آئندہ تکمیل کے لئے ایک جماعت پیدا کر دی۔ پھر اس کے سوا اس زمانہ کے لئے واقعی کسی مجدد یا مصلح کی کوئی ضرورت نہیں جو ضرورت تھی اُس کے متعلق زمانہ نے شہادت دے دی کہ آپ نے اس ضرورت کو پورا کر دیا جو ثبوت ہے اس بات کا کہ آپ اپنے مشن میں کامیاب ہوئے اور آپکا اپنی بعثت کے مقاصد کو پورا کر کے دنیا سے رحلت فرمانا آپکی صداقت کی ناقابل تردید دلیل ہے۔

جلسہ ینگ مینز ایسوسی ایشن

(بقیہ از صفحہ ۲)

اوّل الذکر ایسوسی ایشن کی ضروریات پر صرف کریں، نمازوں کی اہمیت پر تبصرہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ایسوسی ایشن کے ہر ممبر سے ایک عہد نامہ لیا جائے کہ وہ نمازوں پر قائم رہنے کی انتہائی کوشش کرے گا۔"

آخر میں پریذیڈنٹ صاحب نے ایسوسی ایشن کی طرف سے حضرت امیر قوم کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ہم اپنی آئندہ مجلس عاملہ میں چندے کی فراہمی اور عہد نامہ نماز کو زیر غور لائیں گے۔ جنرل سیکرٹری صاحب نے انڈونیشیا سے متوقع مہمان کے استقبال کے لئے تمام نوجوانوں بالخصوص ممبران ایسوسی ایشن کو...... اسٹیشن یا ہوائی اڈہ پر جانے کی تحریک کی اور مزید فرمایا کہ ایسوسی ایشن نے ان کے اور دو مسعود پر ایک عصرانہ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

اختتام پر اللہ تعالےٰ سے اس ایسوسی ایشن کی کامیابی وکامرانی کے لئے دعا کی گئی اور جلسہ برخاست ہوا۔

تنویر احمد پبلسٹی سیکرٹری
ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور

شکریہ تعزیت

ایڈیٹر صاحب پیغام صلح ۔ براندرتھ روڈ احمدیہ بلڈنگس لاہور
مکرمی۔ السلام علیکم ۔ حسب ذیل مضمون اپنے اخبار کی کسی موزوں جگہ پر آئندہ اشاعت میں چھاپ کر شکریہ کا موقعہ دیں:-

مجھے میرے مرحوم شوہر شیخ محمد محسن صاحب ملز اونر لائلپور کی وفات حسرت آیات پر لا تعداد ہمدرد بہنوں اور بھائیوں کی طرف سے خطوط اور تاریں موصول ہوئی ہیں، یہ عظیم صدمہ میرے لئے جگر پاش اور ناقابل فراموش ہے اور میں غم سے نڈھال ہوں، مجھ میں اتنی سکت نہیں کہ فرداً فرداً ہر ایک کو جواب دے سکوں، لہٰذا ان چند سطور کے ذریعہ اُن سب غم میں شریک ہونے والوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے میرے ساتھ اظہار ہمدردی کیا ہے اور میری اُن سے التجا ہے کہ وہ میرے مرحوم شوہر کے لئے مغفرت کی مسلسل دعا کرتے ہوئے میرے لئے بھی اس امر کی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ہمیں صبر جمیل سے نوازیں اور ان کی مفارقت میں جو ذمہ داریاں میرے کندھوں پر آن پڑی ہیں اُن سے کما حقہٗ عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائیں ۔ آمین ۔

بیگم محسن ۔ لائلپور

پیغام صلح | میاں محمد محسن صاحب کی وفات کی اطلاع قبل ازیں نہ آنے کی وجہ سے درج اخبار نہیں ہو سکی اس کے لئے ہم مرحوم کے بھائی شیخ مولا بخش صاحب لائلپوری اور ان کی بیگم صاحبہ سے معذرت خواہ ہیں، مرحوم اگرچہ قادیانی جماعت سے تعلق رکھتے تھے لیکن بڑے دیندار با اخلاق اور ملنسار آدمی تھے ۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے اُن کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے، بہر صورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا اُن میں ان کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے۔ اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۱۰ رمارچ ۱۹۵۹ء تک اپنے نمبر کے سامنے لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت قسط منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۱۰ رمارچ ۱۹۵۹ء تک اُن کی طرف سے کوئی جواب آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۱۵ رمارچ ۱۹۵۹ء کو اُن کے نام پوری رقم کا وی پی روانہ کر دیا جائے گا جس کا چھڑانا اُن کا اخلاقی فرض ہوگا، ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا جو اُن کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سُرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے ۔

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۱	۶	۲۰۳۶	۶
۳	۶	۲۰۳۸	۶
۴	۶	۲۰۸۵	۶
۵	۶	۲۱۲۸	۶
۲۸	۶	۲۱۴۲	۶
۳۱	۶	۲۱۴۳	۳
۴۶	۶	۲۱۴۶	۶
۸۵	۶	۲۱۶۸	۶
۹۹	۶	۲۱۶۵	۶
۱۰۹	۶	۲۱۶۶	۶
۱۵۵	۶	۲۱۶۷	۶
۱۵۱	۶	۲۱۶۸	۶
۱۸۴	۶	۲۱۶۹	۶
۲۴۷	۶	۲۱۷۱	۶
۴۰۱	۶	۲۱۷۴	۶
۵۱۲	۶	رعایتی (۱)	۳
۶۱۹	۱۲	۲۷	۶
۷۵۰	۶	۳۰	۳
۹۵۲	۶	۳۵	۶
۹۵۴	۶	۵۷	۲۴
۹۸۷	۱۲	۵۸	۶
۱۰۰۹	۶	۶۰	۶
۱۰۱۱	۶	۷۳	۱۵
۱۰۴۸	۶	۱۲۵	۱۶
۱۰۴۹	۶	[illegible]۷	۵
		[illegible]۸	۳

بچوں کا صفحہ ——— مرتضیٰ خان حسن

باپ بیٹے کی مجلس

روزہ کے روحانی فوائد

باپ:- غرض روزہ ہمیں خواہشات اور جذبات پر قابو پانے کے قابل بناتا ہے۔ روزہ ہمیں حرام چیزوں سے پرہیز سکھاتا ہے۔ روزہ ہمیں ضبط نفس اور صبر سکھاتا ہے۔ روزہ ہمارے اندر تحمل۔ بردباری اور استقلال کے جوہر پیدا کرتا ہے۔ روزہ ہمیں غریبوں سے ہمدردی سکھاتا ہے۔ یہ وہ اخلاق فاضلہ ہیں جن پر بنی نوع انسان کو فخر ہو سکتا ہے اور جو دوسرے لفظوں میں تقویٰ کی جڑھ ہیں۔

روزہ کے جسمانی فوائد

نیز ہم نے دیکھا ہے کہ بعض اوقات حکیم بعض بیماریوں میں مریضوں کو فاقہ کرنے کا علاج بتاتے ہیں فاقہ کرنے سے ان کی بیماریاں دُور ہو جاتی ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمیشہ کھانے پینے سے انسان کے معدہ میں غلیظ مادے جمع ہو جاتے ہیں۔ جن سے کئی قسم کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایسی صورت میں طبیب فاقہ کرنے کو ہی مریض کا اصل علاج بتاتے ہیں اس طرح روزہ رکھنے میں یہ خوبی بھی ہے کہ جن لوگوں کے معدہ میں غلیظ مواد جمع ہوں وہ خارج ہو جاتے ہیں۔ ہم نے کئی لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ روزہ کے دنوں میں خوب تندرست اور توانا ہو جاتے ہیں اور ان کی صحت بہت ترقی کر جاتی ہے۔ ان کو فاقہ مفید ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے یاد رکھنا چاہیئے کہ روزہ کے صرف روحانی فوائد ہی نہیں بلکہ بعض جسمانی فوائد بھی ہیں۔ اور یہ بات بھی بالکل درست ہے کہ سال میں ایک دفعہ معدہ کو آرام دینے سے اس کو ایک نئی طاقت حاصل ہوتی ہے اور وہ پہلے سے زیادہ کام کرنے کے قابل بن جاتا ہے۔ غرض روزہ روحانی طور پر بھی مفید ہے اور جسمانی طور پر بھی۔

رشید:- بہت خوب! ابا جان! روزے کے تو بڑے فائدے ہیں بعض وقت میرے دل میں بھی خیال آتا تھا کہ دن بھر بھوکے پیاسے رہنے سے کیا فائدہ؟ اب میں سمجھا کہ اس میں ہمارے لئے بہت سے فائدے ہیں۔ اور جو لوگ روزہ نہیں رکھتے وہ سخت غلطی کرتے ہیں۔"

باپ:- "بے شک جو لوگ........روزہ نہیں رکھتے وہ سخت غلطی کرتے ہیں۔ روزہ ہمارے ہی فائدہ کے لئے ہے۔ جو لوگ بھوک اور پیاس کی برداشت بھی گوارا نہیں کر سکتے انہوں نے دنیا میں محنت مشقت کا کام ہی کیا کرنا ہے۔ اللہ تعالےٰ سب کو روزہ رکھنے۔ نماز پڑھنے۔ خدا کی عبادت بجا لانے اور نیکی کرنے کی توفیق بخشے۔ خدا نے جو حکم ہمیں دیئے ہیں وہ ہمارے ہی فائدہ کے لئے ہیں۔ لوگ اُن کو ایک چٹی سمجھتے ہیں۔ یہ اُن کی غلطی ہے۔ ان حکموں کے نہ ماننے میں ہمارا اپنا نقصان ہے۔ خدا کا کچھ نہیں بگڑتا۔ انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے نفع نقصان کو پہچانے۔ اس سے پہلے میں نے آپ کو روزہ کے متعلق قرآن مجید کا حکم پڑھکر سنایا تھا۔ جس میں خداوند تعالےٰ نے روزے کی اصل غرض بھی بتا دی ہے اور وہ غرض یہ ہے کہ انسان متقی یا پرہیزگار بن جائے۔ اور حدیث میں تو یہاں تک آتا ہے کہ صحیح طور پر روزہ رکھنے سے انسان کے تمام پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

روزے کا حکم حدیث نبوی میں:-

چنانچہ متفق علیہ حدیث ہے:-

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم من صام رمضان ایماناً و احتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رمضان میں ایمان کے ساتھ طلب ثواب کے لئے روزے رکھتا ہے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔

دیکھو بیٹا! روزہ کیسی اعلےٰ نعمت ہے۔ اگر صحیح نیت سے رکھا جائے تو انسان پچھلے گناہوں سے پاک و صاف ہو جاتا ہے اور آیندہ کے لئے اس میں نیکی کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔

روزہ کے آداب اور اس کی شرائط:-

انسان اگر روزہ رکھے تو روزہ کی شرائط اور اس کے آداب کا بھی پورا پورا خیال رکھے۔ روزہ رکھتے ہوئے نیت کرے کہ وہ خاص خدا کے حکم کے مطابق اور خدا کے لئے روزہ رکھ رہا ہے۔ کسی دکھاوے کے لئے یا لوگوں پر یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ وہ روزہ دار ہے روزہ نہ رکھے۔ روزہ کی حالت میں کوئی ایسی حرکت نہ کرے جس سے روزہ مکروہ ہو جائے اور روزہ کی غرض و غایت ہی فوت ہو جائے۔

یاد رکھو روزے کی حالت میں کوئی بیہودہ بات زبان پر نہیں لانی چاہیئے۔ نہ کسی کو گالی دینی چاہیئے نہ کسی سے جھگڑا یا فساد کرنا چاہیئے۔ نہ کسی کی غیبت کرنی چاہیئے اور نہ کسی کی غیبت سننی چاہیئے۔ پنجگانہ نماز باقاعدہ ادا کرنی چاہیئے۔ بلکہ ہر روز قرآن مجید بھی پڑھنا چاہیئے۔ اگر وقت اجازت دے تو کم از کم ایک بار سارا قرآن مجید ختم کر دینا چاہیئے۔ بعض لوگ روزہ تو رکھ لیتے ہیں مگر نماز نہیں پڑھتے۔ اس قسم کا روزہ تو ایک فاقہ ہے۔ ایسے روزہ کا کیا ثواب۔ غرضیکہ روزہ پوری شرائط اور پورے آداب کے ساتھ رکھنا چاہیئے۔"

رشید:- ابا جان! میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ روزوں کے لئے رمضان کا مہینہ کیوں مخصوص ہوا۔ کوئی دوسرا مہینہ کیوں مقرر نہیں کیا گیا؟

روزہ کے لئے رمضان کا مہینہ کیوں مخصوص ہوا؟

باپ:- "شاباش! تم نے بہت معقول سوال کیا ہے کہ روزوں کے لئے رمضان شریف کا مہینہ کیوں مخصوص ہوا اس کا جواب قرآن مجید سے میں دیتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:-

شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن هدی للناس و بینٰت من الهدیٰ والفرقان ۚ فمن شهد منکم الشهر فلیصمه (البقرہ-۱۸۵) رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن مجید کا نزول (شروع) ہوا۔ یہ قرآن لوگوں کی ہدایت کے لئے کھلے کھلے دلائل پیش کرتا ہے اور حق و باطل میں فرق کرتا ہے۔ پس جو تم میں سے اس مہینہ کو پائے وہ روزے رکھے۔

(باقی پر صلا اشتہار کے نیچے)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کھول کر بتا دیا ہے کہ رمضان شریعت میں روزے مقرر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس مبارک مہینہ میں قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا - اور قرآن مجید وہ بابرکت کتاب ہے جو تمام دنیا کے لوگوں کے لئے ہدایت ہے - اور اس میں ہدایت کے دلائل بھی ہیں - اور یہ حق و باطل میں امتیاز بھی کرتا ہے - یعنی یہ حق و باطل یا سچ اور جھوٹ کے پرکھنے کا معیار اور کسوٹی ہے: قرآن مجید جیسی نعمت کے نزول کی وجہ سے یہ مہینہ بڑا بابرکت اور یمن والا ہے - اس لئے اس مہینہ کو روزوں کے لئے مخصوص کیا - روزوں جیسی اعلیٰ عبادت کے لئے نہایت بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا جو سراسر بابرکت اور یمن اور سعادت والا ہو - خداوند کریم ہم سب کو اس مہینہ کی برکتوں سے بہرہ اندوز فرمائے - (آمین)

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا:

پیغام صلح ۴ مارچ ١٩٥٩ء رجسٹرڈ ایل نمبر ٨٣٤ شمارہ نمبر ٩

جلد ۴۶ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ یکم رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۹۵۹ء | نمبر ۱۰

ہمارا مذہب

(از حضرت مسیح موعود)

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

—— * ——

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

(مسیح موعودؑ)

شاہ امان اللہ خان سابق والئ افغانستان کی آمد مسجد برلن میں

شہزادہ عنایت اللہ خان کی صاحبزادی کا انتقال اور اس کا جنازہ مسجد برلن میں

مسجد برلن کی مرمت کیلئے امداد —— ایک جرمن خاتون کا قبولِ اسلام

جرمن مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں ماہ جنوری ۱۹۵۹ء میں

یکم جنوری (جمعرات) برلن کی سرکردہ شخصیتوں کے لئے ہم نے خیرسگالی کے جذبات کا اظہار کیا جس کا نہایت مناسب جواب انہوں نے دیا۔

۲ر جنوری (جمعہ) امام صاحب نے سورۃ العصر سے جمعہ کا خطبہ دیا، شام کو ایک سوشل اجتماع ہوا۔

۴ر جنوری (اتوار) آج دو بجے شادی کی ایک نہایت پُرمسرت تقریب عمل میں آئی، ایک نوجوان خاتون کریمہ روہرش (KARIMA ROHRICH) جنہیں مسلمان ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے، ان کی شادی ایک مصری حسن سلیمان کے ساتھ ہوئی جو کویت میں الیکٹریکل انجنیئر ہیں، شادی کے بعد وہ دونوں میاں بیوی کویت کو پرواز کر گئے۔

ہرحسن شوماخر (HERR HASSAN SCHUMACHER) کی معیت میں ڈاکٹر ڈیوری اینٹ (DR. DEVRIENT) سے ملاقات ہوئی۔ یہ ڈاکٹر صاحب ہمارے مسلمان بھائی ہیں اور ایک سرکردہ ایلوپیتھک اور ہومیوپیتھک ڈاکٹر کی حیثیت سے پریکٹس کر رہے ہیں، انہیں اسلام کا مطالعہ ہے، کئی مفید اور دلچسپ امور پر ہم گفتگو کرتے رہے، جس میں ہمارے جرمن ترجمۃ القرآن کی دوبارہ طباعت کا مسئلہ بھی موضوع گفتگو رہا، یہ ایک بہت بڑا کام ہے اور بہت وقت چاہتا ہے جس سے کئی نئے امکانات کا دروازہ کھل سکتا ہے۔

۷ر جنوری (بدھ) برلن میں نئے سال کی تقریبات اور موسم کی خرابی کی وجہ سے ... ہمارے پندرہ روزہ سوشل اجتماع میں جو آج منعقد ہوا ... حاضری بہت کم تھی۔

۹ر جنوری (جمعہ) ایک مقررہ انتظام کے مطابق بیس مردوں اور عورتوں کی ایک پارٹی اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے آئی، انہیں مسجد دکھائی گئی اور بہت سے سوالات کے جواب دیئے گئے۔ آج جمعہ ہے، امام صاحب نے سورۃ الکوثر سے جمعہ کا خطبہ دیا،

۱۲ر جنوری (پیر) امام صاحب نے ایرانی سفیر متعینہ برلن سے ملاقات کی اور مسجد کی مرمت کے متعلق ان سے بات چیت کی، ہماری کمیونٹی کے بعض آدمیوں کی توجہ بھی اس ضرورت کی طرف منعطف کرائی گئی ہے، امید کی جاتی ہے کہ رسمی امور کی تکمیل کے بعد کچھ امداد حاصل ہو جائے گی،

۱۴ر جنوری (بدھ) حسب معمول نہایت معقول سوشل اجتماع منعقد ہوا۔ کچھ عیسائی بھی شامل ہوئے اور آدم اور حوا کے گناہ پر دلچسپ گفتگو ہوتی رہی۔

۱۶ر جنوری (جمعہ) آج صبح ہم نے ایک افغان خاتون کا جنازہ پڑھا جو برلن کے ایک ہسپتال میں فوت ہو گئیں، یہ خاتون کابل کے ایک شہزادہ عنایت اللہ خان کی صاحبزادی تھیں، نماز جنازہ پڑھنے کے بعد امام صاحب جنازہ کے ساتھ ترکی قبرستان گئے اور وہاں انہیں سپرد خاک کیا گیا، امام صاحب کو اس صدمہ میں جہاں مرحومہ کے خاندان سے .... دلی ہمدردی ہے وہاں انہیں یہ یقین ہے کہ وہ اس بات کے شکر گزار ہوں گے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے بلا امتیاز تمام فرقوں اور چھوٹے بڑے طبقات کے مسلمانوں کے لئے اپنے دروازے کھول رکھے ہیں۔ یورپ میں بھی ان کے جنازہ اور شادی وغیرہ

(باقی بر صفحہ ۱)

مولانا یعقوب خان صاحب کے نمونہ اور وعظ سے میری دماغی پریشانی دور ہوگئی

دین کا درد رکھنے والے نوجوان میدان عمل میں نکلیں

محترمہ محمودہ عبداللہ بیگم ڈاکٹر عبداللہ مرحوم کا مکتوب ووکنگ سے

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مشکور ہوں گی اگر مندرجہ ل سطور اپنے اخبار میں درج فرمادیں :۔

گذشتہ جلسہ پر حضرت امیر ایدہ اللہ اور عزیزم ناصر ے کچھ لکھ کر بھیجنے کو کہا، میں نے اپنی جسمانی کمزوری اور ں سے بڑھکر دماغی پریشانی کے باوجود مضمون لکھا بھی لیکن سکو بھیجنا مناسب نہ سمجھا۔ دراصل عرصہ ڈیڑھ سال سے یری صحت کچھ کمزور چل رہی تھی۔ مشن ہاؤس کا کام مجھے بہت سوس ہوتا ایسا محسوس کرتی کہ اب میں اس کو نہیں کرسکوں گی نانچہ اکثر یہ خیال کرتی ہوں کہ پاکستان واپس چلی جاؤں۔ لیکن خیال کرکے رُک جاتی کہ بچے جو اس وقت اپنے اپنے سکولوں میں بڑے اچھے چل رہے ہیں میرا ایک لخت دھر جانا ان کی تعلیم میں سخت ہارج ہوگا غرض کہ اپنی آیندہ نیوالی مشکلات کا تصور کرکے دل سخت پریشان رہتا۔ الت یہ تھی کہ میں تسکین قلبی کو کھو چکی تھی۔ فکر یہ رہتی تھی کہ اب جبکہ مجھ سے کام نہیں ہوسکتا بچوں کو کیسے پالوں گی اکثر یہ خیال آتا کہ موجودہ دماغی پریشانی میں میں کہیں بھی اکیلے نیں رہ سکتی۔ پاکستان جاکر اپنے کسی عزیز کے پاس ٹھہروں ی سب طرف نظر دوڑاتی تو یہ محسوس کرتی کہ موجودہ پریشانی ی حالت میں اگر میں بہشت میں بھی چلی جاؤں تو وہ بھی مجھے دوزخ محسوس ہوگا۔ غرض طبیعت کچھ ایسی بے بس تھی کہ کوئی کام اچھا نہیں لگتا تھا۔ دن بدن ہمت کم ہو رہی تھی کام اور ذمہ داریاں اردگرد نظر آتی تھیں لیکن ان کو نبھانے کی توفیق اور قوت مجھ سے چھن رہی تھی غرض سب کو دعا کے لئے لکھتی پر اپنی حالت بدلنے میں نہ آتی۔ اپنی اس حالت سے میں تو بیزار ہوگئی، چاہتی تھی کہ اس سے نکلوں پر نکلنے کی کوئی امید نہ تھی۔ غلام ربانی خاں صاحب کے پاکستان چلے جانے کے بعد یعقوب خاں صاحب کے ادھر آنے کی اطلاع ملی خیال آیا کہ مہمان نواز تو وہ بھی بہت ہیں اب یہ کام کیسے کروں گی خصوصاً انہوں نے آکر کام کو بڑھانا چاہا تو بڑھتے ہوئے کام کو کون سنبھالے گا۔ آخر ایک شام قبلہ یعقوب خاں صاحب ووکنگ پہنچ گئے۔ ان کو دیکھکر محسوس ہوا کہ ان کی صحت پہلے سے اچھی ہے۔ دل نے کہا کہ آخر اتنی قربانی کرکے ادھر تشریف لائے ہیں خدا کی نصرت ان کے ساتھ ہے۔ ہمہ وقت وہ مشن کے کام میں مصروف رہنے لگے ہر وقت اس فکر اور سوچ میں کہ کس طرح اس کام کو ترقی دی جائے اور مشن کی مالی مشکلات کو کس طرح دور کیا جائے

میری یہ حالت کہ جوں توں کرکے کھانا پکا لیتی یا برتن شام کے وقت دھو چھوڑتی۔ کوئی کتاب اخبار یا قرآن شریف پڑھنے کو دل نہ چاہتا۔ ضمیر یہ کہتی کہ کیا تجھے علم نہیں کہ انسان کی زندگی جدوجہد کے لئے ہے۔ اگر تو عمل نہیں کرسکتی تو علم تجھے بچا نہیں سکتا۔ میری ضمیر مجھے اتنی ملامت کرتی کہ میں حقیقتاً دوزخ میں تھی۔ قبلہ یعقوب خاں صاحب سے دعا کے لئے درخواست کرتی رہی۔ ایک دو ہفتے ان کے درس بھی سننے پر دل یہی کہتا کہ اب ہمت ہی نہیں رہی تعلیم تو بالکل ٹھیک ہے لیکن اس پر عمل مجھ سے نہیں ہوسکتا۔

ایک شام کو خاں صاحب فرمانے لگے کہ گذشتہ سال انہیں دو مہینے سخت درد گردہ کا دورہ رہا اور ایک رات دس بجے جو دورہ شروع ہوا تو گھر بھی کوئی پاس نہ تھا۔ آخر اس درد کی حالت میں وہ کار خود چلا کر چودھری ظہور احمد صاحب کے ہاں چلے گئے تاکہ کوئی گرم پانی کی بوتل ہی دے دے۔ پھر فرمایا کہ اُن کی (یعقوب خاں صاحب کی) بیگم صاحبہ کو عرصہ تیس سال سے ایک ٹانگ اور ایک بازو پر فالج ہے، پر باوجود اس کے وہ گھر کی دیکھ بھال خوب کرتی ہیں بڑی فیاض اور مہمان نواز ہیں۔ یہ باتیں سن کر خیال آیا کہ خاں صاحب کتنے مضبوط دل اور باہمت ہیں کہ گردے کی درد میں کار چلا کر اپنی مدد آپ کی اور انکی اہلیہ محترمہ اتنی معذوری کے باوجود اپنی ذمہ داریوں کو کیسی خوش دلی سے نبھا رہی ہیں۔ دل نے گواہی دی کہ خاں صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ دونوں میرے لئے نمونہ ہیں۔ اسی رات کو یعقوب خاں صاحب کی بیگم صاحبہ کو ووکنگ میں بطور مہمان آتے دیکھا۔ اب اتنی تبدیلی اپنے میں محسوس کی کہ رات کو اٹھ کر دعا کی کہ اے خدائے پاک تو میری حالت پر رحم کر مجھے اپنی جناب سے پھر پوری ہمت اور صحت دے کہ اپنے فرائض کو اچھی طرح نبھا سکوں۔ آخر ایک دن پھر قبلہ خاں صاحب سے تبادلہ خیالات ہوا تو فرمانے لگے کہ میں تو خدا کا بڑا شکر ادا کرتا ہوں کہ خدا نے مجھے اس قابل بنایا ہے کہ... اپنی معذور بیوی اور بچوں کی کچھ خدمت کرسکوں اور کما کر انہیں کھلا سکوں۔ یہ سن کر دل نے کہا کہ میرے ذمہ تو چار یتیموں کی پرورش اور تربیت کرنا ہے پس اپنی ہمت کو مضبوط کرلو اور کام کئے جاؤ۔ پر ابھی بھی پریشانی پر قابو نہ تھا۔ آخر ایک اتوار کو قبلہ خاں صاحب نے فرمایا کہ ہماری تمام مشکلات کا حل محض خدا تعالے پر توکل کرنے سے ہوتا ہے لیکن توکل کے ساتھ پوری جدوجہد سے کام کرنا ضروری ہے

ان کے اس خطبے کا ایک ایک لفظ میرے دل میں گڑ گیا۔ اس کے بعد میں نے پوری جدوجہد سے کام شروع کیا۔ جسم بسا اوقات تھک جاتا لیکن طبیعت میں جو پریشانی تھی وہ جاتی رہی۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ میری صحت بہتر ہوتی گئی۔

ایک جمعہ کے روز یحییٰ بٹ صاحب نے اپنے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ اللہ تعالے مومنوں سے ان کے مال اور جانیں خریدنا چاہتا ہے اور اس کے بدلے انہیں جنت اور دنیوی سے بڑی کامیابی عطا کرے گا۔ دل نے کہا کہ میں تو ان دونوں چیزوں کی متلاشی ہوں اگر یہ مال اور جان دیکر جنت اور کامیابی مل جائے تو اس سے بڑھکر مجھے اور کوئی چیز نہیں چاہیئے۔ اسی وقت میں نے یہ فیصلہ کرلیا کہ میری بقایا زندگی اسی راہ میں صرف ہوگی جس راہ میں میرے عزیز شوہر نے زندگی دی۔ میں اپنے شوہر کی اس پلین کو کسی حد تک پورا کرنے کی کوشش کروں گی جو وہ زندگی ختم ہونے سے پورا نہ کرسکے وباللہ التوفیق۔

میرے شوہر مرحوم اکثر ذکر مجھ سے کیا کرتے تھے کہ اب وقت آگیا ہے کہ مسلمانوں کی تنظیم کی جائے اور انہیں متحد اور متفق کیا جائے تا وہ دین کی کوئی خدمت کرسکیں دوسرے ان کی بڑی خواہش تھی کہ ووکنگ مشن کے ساتھ ایک مہمانخانہ یا بورڈنگ ہاؤس ہو جس میں ہم اپنے مہمانوں اور طلباء کو ٹھہرا سکیں۔

تنظیم کے لئے تو قبلہ یعقوب خاں صاحب بہت موزوں امام ہیں لیکن اگر بورڈنگ ہاؤس یا مہمانخانہ ان کی امامت میں ہی بن جائے تو یہ اسلام کی ترقی میں بہت ممد ہوگا۔ ہمیں خدا کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے اگرچہ حالات کتنے بھی مایوس کن ہوں۔ اکثر یہ شعر زبان پر رہتے ہیں ؎

کمزور ناتواں ہیں آئے ہیں تیرے در پر
مانا کہ ہم نے ٹالے احکام تیرے اکثر
تیرے سوا نہیں ہے ہم بیکسوں کا کوئی
ہم پُرگناہ ہیں بندے دیکھیو نہ ہم کو گندے

اس وقت ضرورت ہے کہ ہمارے درد دل رکھنے والے نوجوان نکلیں اور زندگیاں اس راہ میں دیں لیکن نکلیں وہی جن کے دل مضبوط ہیں اور وہ اس راہ میں کام کرنا عار نہ سمجھیں یورپ میں نہایت اعلے تعلیمیافتہ نوجوانوں کی ضرورت ہے..... یہ ملک نہایت پُرامن ہیں، ان لوگوں نے مادی ترقی تو بہت کی ہے لیکن یورپ کو اس وقت روحانی تسکین کی ضرورت ہے جو اسلام سب سے بڑھکر ان کو دے سکتا ہے۔ یورپ کو اس وقت حضرت مسیح موعود کے حواریوں کی ضرورت ہے۔ قبلہ یعقوب خاں صاحب میں وہ مسیحائی قوت ہے جو روحانی مردوں کو زندگی عطا کرتی ہے۔ ہم سب نے ان کی پوری مدد اور ان کے ساتھ تعاون کرنے کا تہیہ کرلیا ہے وہ ایک آزمودہ جرنیل ہیں ضرورت ہمیں ایسے سپاہیوں کی ہے جو ان سے یہ فن سیکھیں۔

آخر پر اپنے بزرگوں سے التجا ہے کہ ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اے خدا ہم میں پھر وہ اخوت

(باقی پر صـ)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۱۱ مارچ ۱۹۵۹ء

بغض و تعصب کی انتہاء

(۲)

"دورِ جدید" نے اپنے اداریہ میں و دیارتھی صاحب کے اس بیان کی کہ "مسلمانانِ رنگون میں اختلاف اور تکفیر بازی کا شغل بہت ہے" تردید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :-

"اس کے مقابلے میں خود آپ کے نبی مرزا غلام احمد قادیانی نے اور ان کے پیرؤوں نے جو تکفیر بازی کی ہے اس کی دو ایک مثالیں پیش کی جاتی ہیں"

وہ مثالیں کیا ہیں؟ خلیفہ صاحب ربوہ کے بھائی میاں بشیر احمد صاحب کی کتاب "کلمۃ الفصل" اور اخبار "الفضل" کے ایک دو حوالے۔ جن میں حضرت مسیح موعودؑ کا کوئی ارشاد یا تحریر نقل نہیں کی گئی، ظاہر ہے کہ اس قسم کے بیانات کے ذمہ دار نہ حضرت مرزا صاحب ہیں اور نہ آپ کے وہ پیرو جو دورِ جدید کے ان اداریوں کے مخاطب ہیں، ہمارے نزدیک حضرت مرزا صاحب نے کہیں اور کسی جگہ بھی اپنے نہ ماننے والوں کو کافر قرار نہیں دیا۔ بلکہ صاف اور صریح لفظوں میں یہ اعلان کیا کہ :-

"ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا" (تریاق القلوب ص ۱۳۰)

اور اس پر فٹ نوٹ لکھتے ہوئے ایک ایسا نکتہ بیان کیا ہے جس سے تکفیر کی بھی نفی ہو جاتی ہے اور دعوے نبوت کی بھی، فرماتے ہیں :-

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کا انکار کرنے والے کو کافر کہنا صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے شریعت اور احکامِ جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جنابِ الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعتِ مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں [illegible]"

کیا یہ الفاظ اس بات کی کھلی شہادت نہیں کہ حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ صرف محدثیت اور مجدد ہونے کا ہے نبوت کا دعوےٰ ہرگز نہیں اور اسی وجہ سے جیسا کہ آپ نے اوپر متن میں لکھا ہے آپ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا"

اس قدر صاف اور صریح اعلان کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ کیا اور اپنے نہ ماننے والوں کو کافر قرار دیا ہے اور اس کے ثبوت میں قادیانی جماعت کے حوالے پیش کرنا کس قدر ناحق بیانی سے کام لینا ہے۔

چوتھے اداریہ میں مدیر "دورِ جدید" نے حقیقۃ الوحی سے حضرت مرزا صاحب کی مندرجہ ذیل عبارت نقل کی ہے :-

"کفر دو طرح پر ہے ایک کفر یہ کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول نہیں مانتا دوسرے یہ کفر کہ مثلاً مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمامِ حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسولؐ نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسولؐ کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں" (حقیقۃ الوحی ص ۱۷۹)

کیا اس عبارت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر قرار دیا ہے؟ ایسی حالت میں کہ وہ کھلے طور پر یہ اعلان کر چکے ہیں کہ میرے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا حقیقۃ الوحی کی مندرجہ بالا عبارت میں اس کے خلاف فتوے کیسے دے سکتے ہیں۔ مدیر "دورِ جدید" نے اگر اس سے پہلے کا ایک صفحہ پڑھ لیا ہوتا تو شاید اسے اس عبارت سے وہ نتیجہ نکالنے کی جرأت نہ ہوتی جس کا اس نے الزام لگایا ہے اسے چاہئے کہ اسی حقیقۃ الوحی کا صفحہ ۱۷۸ کھول کر دیکھے جہاں یہ لکھا ہے :-

"ڈاکٹر عبدالحکیم خان اپنے رسالہ المسیح الدجال میں میرے پر یہ الزام لگاتا ہے کہ گویا میں نے اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائے گا گو وہ میرے نام سے بھی بے خبر ہوگا اور گو وہ ایسے ملک میں ہوگا جہاں تک میری دعوت نہیں پہنچی تب بھی وہ کافر ہو جائے گا اور دوزخ میں پڑیگا یہ ڈاکٹر صاحب موصوف کا سراسر افترا ہے میں نے کسی کتاب یا کسی اشتہار میں ایسا نہیں لکھا اس پر فرض ہے کہ وہ ایسی کوئی میری کتاب پیش کرے جس میں یہ لکھا ہے"

دیکھا آپ نے؟ کس قدر زور دار الفاظ میں حضرت مرزا صاحب نے اس کو سراسر افترا قرار دیا ہے کہ آپ نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر ٹھرایا ہے اور چیلنج کیا ہے کہ ایسا کہنے والا میری کوئی کتاب پیش کرے جس میں ایسا لکھا ہوا ہو پھر وہ کس طرح ایک ہی صفحہ بعد یہ لکھ سکتے تھے کہ مسیح موعودؑ کا منکر کافر ہے، جو عبارت "دورِ جدید" نے پیش کی ہے، اسکو سمجھنے کے لئے سب سے پہلے ابن اثیر کی کتاب نہایہ کے الفاظ پڑھ لیجئے :-

الکفر ضربان احدھما الکفر باصل الایمان وھو ضدہ والاخر الکفر بفرع من فروع الاسلام فلا یخرج بہ من اصل الایمان۔ یعنے کفر دو طرح پر ہے ایک اصل ایمان کا کفر یعنے رسالت نبویؐ سے انکار اور وہ ایمان کی ضد ہے اور دوسرا اسلام کی فروع میں سے کسی فرع کا انکار، اس سے انسان اصل ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔

دیکھ لیجئے یہ بالکل وہی بات ہے، جو حضرت مرزا صاحب نے حقیقۃ الوحی کی منقولہ بالا عبارت میں کہی ہے کہ :-

"کُفر دو طرح پر ہے ایک کُفر یہ کہ ایک شخص اسلام سے انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول نہیں مانتا دوسرے یہ کفر کہ مثلاً مسیح موعود کو نہیں مانتا"

ظاہر ہے کہ "دوسرے یہ کفر" کے الفاظ سے جو فقرہ شروع ہوا ہے اس میں اسلام سے خارج کرنے والے کفر کا ذکر نہیں، بلکہ بقول ابن اثیر یہ اسلام کی فروع میں سے ایک فرع کا کُفر ہے جیسا کہ خود حضرت مرزا صاحب نے مثلاً کا لفظ استعمال کر کے اسی طرف اشارہ کیا ہے اور ظاہر ہے کہ اسلام کی کسی فرع کے انکار سے کوئی شخص ایمان سے خارج نہیں ہو جاتا، بقول ابن اثیر فلا یخرج بہ من اصل الایمان۔

ہاں یہ سچ ہے کہ آخری فقرہ میں حضرت مرزا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ "دونوں کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں" لیکن یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص کہے کہ انسان اور گھوڑا ایک ہی قسم حیوان میں داخل ہیں اس کے یہ معنی تو نہیں کہ انسان اور گھوڑا ایک ہی ہے ۔۔۔ ہاں، ہاں بحیثیت حیوان وہ ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔ اسی طرح اصل اسلام کا کُفر اور مسیح موعودؑ کا کفر ایک ہی قسم کُفر میں داخل ہیں اگرچہ یہ دونو کفر برابر نہیں پہلا کفر تو اصل اسلام ہی سے خارج کرنے والا ہے، اور دوسرا ۔۔۔۔ ایک فرع کا کفر ہے جس سے کوئی شخص اسلام سے خارج نہیں ہوتا، اس دوسرے کفر کو حدیث میں کفر دون کفر کہا گیا ہے۔ یعنے اصل کفر سے نیچے ایک چھوٹا کُفر جس کی مثال اس حدیث سے ملتی ہے ما سرق سارق وھو مؤمن وما زنا زان وھو مومن، اب چور یا زانی کو دائرہ اسلام سے تو خارج نہیں کیا گیا، ہاں کفر دون کفر کا مرتکب قرار دیا گیا ہے۔

(باقی بر صفحہ [illegible])

نظامِ کائنات کی برکات اور عناصر کائنات کا باہمی ارتباط سے سبق

مسلمان کی زندگی کا نقشہ اور اس کا اثر ـــــ نمازِ جمعہ میں وقت پر آنا ضروری ہے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۶ مارچ ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

تبارك الذی بیدہ الملك وھو علیٰ كل شیٔ قدیر .... (سورۃ الملک رکوع ۱)

نظام کائنات خدائے واحد کے ہاتھ میں

اس رکوع میں اللہ تعالےٰ نے اپنے انتظام کی طرف توجہ دلائی ہے اور اس امر کو واضح کیا ہے کہ زمین و آسمان کا بادشاہ ہر وقت نہیں دیکھتا ہے اس کا علم ہر چیز پہ محیط ہے وہ اس سرچشمہ کو بھی دیکھتا ہے جہاں سے اعمال پیدا ہوتے ہیں کوئی فرد اور گروہ ایسا نہیں جو اس سے اپنے اعمال چھپا سکے، اس کے ساتھ ہی اپنے نظام کی طرف توجہ دلائی ہے اور قوموں کے نظام کا بھی ذکر کیا ہے، اس کا اپنا نظام کیسا ہے؟ فرمایا تبارك الذی بیدہ الملك وھو علیٰ كل شیٔ قدیر۔ زمین و آسمان کی حکومت ہمارے ہاتھ میں ہے جس کے اندر برکات ہی برکات نظر آتی ہیں۔ خدا کو کوئی مانے یا نہ مانے لیکن یہ ماننا پڑے گا کہ کائنات کا نظام اپنے اندر لامتناہی برکات رکھتا ہے ان برکات کو محفوظ رکھتے ہوئے اس بات کو یقیناً ماننا پڑتا ہے کہ اس کائنات کا ایک ہی بادشاہ ہے جس کے بغیر اس کائنات کا نظام قائم نہیں رہ سکتا، واحد بادشاہ کے بغیر نظام کائنات کا صحیح طور پر چلنا مشکل ہے۔

نظامِ کائنات کی برکات

تبارك الذی بیدہ الملك حکومت اسی کو سجتی ہے جس کی حکومت کا نتیجہ برکات ہی برکات ہوں، ھو الذی فی السماء الٰہ وفی الارض الٰہ آسمانوں میں بھی اسی کی حکومت ہے اور زمین پر بھی اسی کی حکومت ہے، وہی تمام ستاروں اور سیاروں کو بنانے والا اور انہیں ایک میزان کے اندر رکھنے والا ہے، جن کے اثر سے زمین کے اندر زندگی پیدا ہوتی اور تمام نباتات اور پھل پھول سے زمین ہری بھری ہو جاتی ہے۔

نظامِ کائنات میں کوئی تفاوت یا فتور نہیں

فرمایا اس کائنات کو دیکھو ما تری فی خلق الرحمان من تفاوت خدا کی کائنات میں کوئی اختلاف تمہیں نہیں نظر آئے گا تمام چیزوں میں ایک ارتباط نظر آتا ہے فارجع البصر ھل تریٰ من فطور، پھر دیکھو اور خوب غور کی نظر ڈالو کیا تمہیں اس کے اندر کوئی خلل نظر آتا ہے؟ اگر اس کائنات پر خدائے واحد کی حکومت نہ ہوتی یا تو اس میں تفاوت ہوتا یا فتور۔

تفاوت کیا ہے؟

تفاوت کیا ہے؟ جو قوانین قدرت پاکستان کے اندر نظر آتے ہیں بعینہٖ وہی افریقہ کے اندر پائے جاتے ہیں، وہی قوانین امریکہ اور انگلستان اور یورپ کے تمام ملکوں میں پائے جاتے ہیں، ذوآلوجی (علم حیوانات) اور باٹونی (علم نباتات) پڑھنے والے جانتے ہیں کہ حیات کے قوانین سب جگہ یکساں ہیں تمام کائنات میں ہر چیز ایک ہی قسم کے قوانین کے ماتحت پرورش پاتی ہے گھوڑے کے لئے جو قوانین اس وطن میں ہیں، وہی عرب اور افریقہ اور یورپ میں پائے جاتے ہیں، ایک کالے سیاہ آدمی کی زندگی بھی انہی قوانین کے ماتحت ہے، جن کے ماتحت ایک سفید آدمی کی زندگی گذرتی ہے، اگر اس وطن میں راستبازی اور دیانت داری کی قدر ہے تو دنیا کے تمام دوسرے ممالک میں بھی اس کو قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں، جھوٹ بولنے والا سب جگہ نفرت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے، ظالم کے خلاف حقارت اور مظلوم سے ہمدردی سب انسانوں کی فطرت کا خاصہ ہے، فطرت سب جگہ ایک ہے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا، سب انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہی فطرت پہ پیدا کیا ہے، اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا فضل لعربی علیٰ اعجمی ولا لاعجمی علیٰ عربی، دیکھو میں غلط باتیں سکھانے نہیں آیا، کسی عربی کو کسی غیر عرب پر فضیلت نہیں اور نہ غیر عربی کو کسی عرب پر فضیلت حاصل ہے، ولا لاحمر علیٰ اسود گوری چٹی قوموں کو کالے لوگوں پہ کوئی فوقیت نہیں، ولا لاسود علیٰ احمر اور نہ کسی سیاہ قوم کو سفید لوگوں پر فوقیت حاصل ہے، الا بتقوی اللہ، ہاں تمہارا اتوفی جس کو ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہے اور اس کے احکام پر چلتا ہے وہی دوسروں پر فضیلت رکھتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ایسا شخص جہاں بھی ہے افریقہ میں ہو یا امریکہ میں پاکستان میں ہو یا انگلستان میں، وہ عزت پائے گا، اسی لئے فرمایا میری کائنات میں کوئی تفاوت نہیں، ایک گنوار عورت کے ہاں جو بچہ پیدا ہوا، اس کے لئے بھی ویسا ہی دودھ ...... ماں کی چھاتیوں میں پیدا ہوتا ہے، جو ایک ملکہ کے ہاں بچہ پیدا ہونے پر اس کی چھاتیوں میں آتا ہے، ما تریٰ فی خلق الرحمٰن من تفوت خدا کی مخلوق میں کسی جگہ بھی کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا، ایسا اختلاف کہیں ہو تو وہ تفاوت ہے لیکن کہیں بھی کسی چیز میں اپنی ہمجنس اشیاء سے تفاوت نہیں۔

فتور یا اختلال کسے کہتے ہیں؟

اور فطور یا اختلال اسکو کہتے ہیں کہ مثلاً سورج کبھی ایک گھنٹہ لیٹ ہو جائے، کبھی کسی کی رفتار میں کوئی فرق پڑ جائے، ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا، دنیا کی تمام گھڑیاں باہم تفاوت دکھاتی ہیں، تمام دنیا کی ریلوں میں تصادم کے واقعات ہوتے ہیں اگرچہ بڑے بڑے قابل ڈرائیور ان کو چلانے والے ہوں، کیا وجہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی اس کائنات میں سیارے اس تیزی کے ساتھ چل رہے ہیں لیکن ان میں کوئی تصادم واقعہ نہیں ہوتا، یہ اس خالق کائنات کی بہت بڑی قدرت، بہت بڑی عظمت کا ثبوت ہے، اس کے نظام میں کوئی تصادم نہیں، کوئی اختلال نہیں کوئی تفاوت نہیں۔

کائنات کے تمام عناصر میں باہمی ارتباط

ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیك البصر خاسئا وھو حسیر، پھر دیکھو بار بار دیکھو، کوشش کر کے دیکھو کہیں خلل نہ پاؤ گے ایک ارتباط اور کو آرڈینیشن تمام کائنات کے اندر پایا جاتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ اس کے اوپر ایک بادشاہ ہے جو بہت بڑی طاقت اور قوت کا مالک ہے والسماء ذات الرجع والارض ذات الصدع آسمان سے بارش اترتی ہے، جس سے زمین پھل پھول اور کھیتی باڑی سے لہلہاتی ہے، آسمان کے اندر کوئی ارادہ نہیں، نہ زمین کے اندر کوئی خواہش ہے، دونوں بے جان ہیں، تاہم دونوں کے اندر ایک ایسا ارتباط پایا جاتا ہے کہ گویا دونوں ایک دوسرے سے وابستہ ہیں، آج کل موسم بہار میں باہر نکل کر دیکھئے ہر ایک درخت ایک نیا سبز لباس پہن رہا ہے، یہ آسمان کی وجہ سے ہے، بہت بڑا ارتباط دونوں میں ہے بغیر ارادہ کے درختوں پر پھل پھول لگ جاتے ہیں ان کے اندر بھی حیات ہے، جس طرح انسان کے اندر حیات ہے، یہ بھی انسان

کی طرح پیدا ہوتے، بڑھتے، جوان اور بوڑھے ہوتے ہیں، حتیٰ کہ سُوکھ کر مر جاتے ہیں، یہ ساری نباتات ہمارے کئے ہے کبھی ہم اس سے اپنی غذا بناتے ہیں کبھی اس کی لکڑی جلاتے ہیں، یہ سب ہماری حاجت روائی کے لئے ہیں مگر احساس ان کو کوئی نہیں پھر سورج کی روشنی اور گرمی تمام کائنات کی زہریلی ہوا کو ناٹ صاف سہسدا D کرتی ہے اور وہ زہریلی ہوا جو ہمارے اندر سے نکلتی ہے، درخت اور نباتات اس کو کھا جاتی ہے ایک بہت بڑا رابطہ ہے ایک دوسرے کے ساتھ، اس رابطہ کی طرف بھی توجہ دلائی اور بتایا ہے کہ کس قدر ارتباط کائنات کی ہر چیز میں پایا جاتا ہے

مسلمانوں کے لئے ارتباط کا سبق

مسلمان قوم کو اس سے سبق دیا ہے، قوم تتر بتر ہو تو وہ تباہ ہو جاتی ہے، اس کے افراد میں ارتباط ہو تو وہ دنیا پر بھاری ہو جاتی ہے، لیکن اگر ارتباط محض دیکھنے کو ہو اور حقیقت اس کے اندر کوئی نہ ہو، تو اس کا فائدہ کوئی نہیں ہوتا، جس طرح تیل اور پانی کے اندر کوئی ملاپ نہیں، تیل کو پانی میں ڈالا جائے تو وہ اس کے اندر جذب نہیں ہوتا اسی طرح ان لوگوں کا حال ہوتا ہے جو بظاہر اکٹھے ہوں لیکن دل سے ملے ہوئے نہ ہوں، صحیح ارتباط یہ ہے کہ قوم کے افراد ایک دوسرے کے لئے مر مٹنے کو تیار ہوں جیسے مکہ کے مسلمانوں پر جب مصیبت آئی اور وہ بھاگ کر مدینہ آئے تو مدینہ والوں نے ان کو سر آنکھوں پر بٹھایا اور اپنی ہر ایک چیز میں انہیں شریک کر لیا، یہاں تک کہ انہیں کہا کہ ہمارے مکان تقسیم کر کے لے لو، زمین تقسیم کر لو، ایک انصاری نے ایک مہاجر سے کہا میری دو بیویاں ہیں ایک کو میں طلاق دے دیتا ہوں، تم اس سے شادی کر لو، انتہاء درجہ کی قربانی ہے اس قسم کا ارتباط محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انفاس قدسیہ کا ہی نتیجہ ہے، فی الحقیقت یونہی چاہیئے کہ ایسا ارتباط ہو کہ دوسرا محسوس کرنے کہ میرے ساتھ دلی تعلق ہے۔

ایک مسلمان کا رشتہ دوسرے مسلمان سے

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ المسلم اخو المسلم مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اللہ تعالےٰ نے بھی فرمایا انما المؤمنون اخوۃ لیکن اگر مسلمان اگر ان سب باتوں کو پس پشت ڈال دیں تو خدا اور رسول کا کیا قصور فرمایا لایظلمہ ولایسلمہ مسلمان کبھی دوسرے مسلمان کو دکھ نہیں دیتا کبھی اس پر ظلم نہیں کرتا، اگر کوئی دشمن ایک مسلمان پر حملہ کرتا ہے تو دوسرا مسلمان بیٹھ نہیں رہتا وہ سمجھتا ہے کہ میرے بھائی پر نہیں مجھ پر حملہ ہے فرمایا لایؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ مایحب لنفسہ جب تک اپنے بھائی کے لئے ایک مسلمان وہی بات پسند نہیں کرتا جو اپنے لئے چاہتا ہے وہ مومن نہیں کہلا سکتا، اس مشکل مقام پر مسلمان پہنچے اسی لئے وہ جدھر جاتے تھے فتح ان کے پاؤں چومتی تھی،

بغض و حسد مسلمان کا کام نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ حرم علیکم الظلم فلا تظالموا ولا تباغضوا ولا تحاسدوا اللہ تعالےٰ نے تم پر حرام کر دیا ہے کہ کسی پر ظلم کرو پس تم ایک دوسرے پر نہ تو ظلم کرو اور نہ بغض و حسد سے کام لو، اپنے اندر بغض کے انڈے بچے نہ دیتے رہنا کہ جب موقع ملے گا، فلاں شخص کو ذلیل کروں گا، یہ مسلمان کا کام نہیں یہ بھی نہیں ہونا چاہیئے کہ کسی کو کوٹھی کو دیکھ کر یا کسی کے بینک بیلنس کو دیکھ کر یا کسی کی موٹر دیکھ کر تمہارے اندر حسد کی آگ بھڑک اٹھے، اور تم کوشش کرتے رہو، کہ کسی طرح وہ تباہ ہو جائے۔ ہماری جماعت کا ایک، نوجوان عید گڑھ سے پڑھ کر آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ میرا دل نہیں چاہتا کہ میں عید کی نماز پڑھنے جاؤں، میں نے پوچھا کیوں؟ کہنے لگا آپ جانتے ہیں میں غریب آدمی ہوں؟ جب میں معمولی کپڑوں میں نماز پڑھنے جاتا ہوں اور دوسرے لوگوں کو اچھے اچھے کپڑے پہنے ہوئے دیکھتا ہوں تو مجھے دکھ ہوتا ہے، اس کو حسد کہتے ہیں، جو کسی طرح پسندیدہ نہیں۔

امرا اور علما کی عزت و احترام

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام چیزیں سکھائیں آپ نے اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دی ہے وہ قوم بدبخت ہے جو اپنے امراء کی عزت نہیں کرتی وہ قوم بدبخت ہے جس کے اندر علماء کا احترام نہیں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو سارے سبق دیئے ہیں، عمل سے بھی دکھا دیا ہے کہ قومیت کس چیز کا نام ہے، سعد رضی اللہ عنہ جنگ خندق میں زخمی ہوئے فرمایا ان کے لئے مسجد میں خیمہ لگا دیا جائے تاکہ میں ان کو دن رات دیکھ سکوں، ساری قوم دیکھ رہی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ان کے لئے مضطرب ہے، اور وہ ہر وقت ان کی عیادت کرتے ہیں، اسکو قومیت کہا جاتا ہے۔

غریبوں سے شفقت

وہ تو بڑا آدمی تھا، ایک عورت جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی، فوت ہو گئی، رات کا وقت تھا، لوگوں نے خیال کیا کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں تکلیف دی جائے آپ کے علم کے بغیر اسے دفن کر دیا۔ صبح آپ کو معلوم ہوا تو خفا ہوئے کہ مجھے کیوں نہ خبر دی گئی اور خود چل کر اس کی قبر پر گئے اور اس کے لئے دعا کی، یہ بھی قوم نے دیکھا کہ ایک غریب عورت کے لئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیا دل رکھتے ہیں، لکھا ہے مہاجرین میں سے سب سے پہلے عثمان بن مظعون کا انتقال ہوا جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقبلہ وھو یبکی حتی سال دموع النبی علی وجہ عثمان۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی میت پر آئے اور اس کو بوسہ دیا آپ رو رہے تھے حتیٰ کہ آپ کے آنسو عثمان کے چہرہ پر گرے۔

قوم سازی کا طریق

اس سے قوم بنتی ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ قوم سازی کسے کہتے ہیں، اس سے پتہ چلتا ہے کہ قوم کے لئے کیا دل ہونا چاہیئے، ایک دوسرے کا ادب ہے، لحاظ ہے، دل میں تڑپ ہے کہ کسی کو تکلیف نہ ہو، اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم بنائی، اور قوم کے دلوں میں یہ بات بٹھا دی کہ ایک دوسرے کی عزت کرنا ایک دوسرے پر شفقت کرنا ضروری ہے۔

غیب میں خشیت الٰہی

پھر فرمایا ان الذین یخشون ربھم بالغیب لھم مغفرۃ واجر کبیر غیب کی حالت میں خدا سے ڈرنا اور یہ خیال کرتے ہوئے کہ خدا تعالےٰ دیکھ رہا ہے دل میں بیہودہ ارادہ نہ آنے دینا، دل کے اندر برے خیالات نہ پیدا ہونے دینا، آنکھ کو برے نظارے نہ دیکھنے دینا اور کانوں کو بری باتوں کے سننے روکنا لھم مغفرۃ و اجر کبیر ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے مغفرت اور بہت بڑے بڑے اجر ہیں۔

منکرین خدا کو تنبیہ

ایسے بھی لوگ ہیں جن کو یقین ہے کہ خدا کوئی نہیں ان کے متعلق فرمایا وما کنتم تستترون ان یشھد علیکم سمعکم ولا ابصارکم ولا جلودکم ولکن ظننتم ان اللہ لا یعلم کثیرا مما تعملون تم اپنی کرتوتوں کو اس وجہ سے نہیں چھپایا کرتے تھے کہ تمہیں خیال تھا تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں، اور تمہارے جسم تمہارے خلاف شہادت دیں گے بلکہ تم نے تو سمجھ رکھا تھا کہ اللہ تعالےٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس کو جانتا ہی نہیں، تمہیں کیا معلوم تھا کہ تمہارے اعضا تمہارے اعمال کو ریکارڈ کر رہے ہیں، ایک ڈاکٹر آنکھ کو دیکھ کر بتا سکتا ہے کہ کیا بیماری ہے جسم کا ایک ایک حصہ تمہارے خلاف شہادت دیتا ہے، اور تمہاری کرتوت کو ظاہر کرتا ہے، فرمایا واسروا قولکم او اجھروا بہ انہ علیم بذات الصدور بات کو چھپاؤ یا ظاہر کرو ہم تمہارے سینوں کے اسرار سے واقف ہیں۔

مسلمان کی زندگی کا نقشہ اور اس کا اثر

اس لئے دل میں پاکیزگی ہونی چاہیئے، دل میں خدا بسا چاہیئے، ہمارے ہاتھ پاؤں گواہی دیں کہ ہم خدا کو دیکھ کر زندگی بسر کرتے ہیں، یہ قوم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کی، وہ لوگ جہاں گئے، ان کو دیکھ کر لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور خدا پرست بن گئے ہسپانیہ افریقہ ایسے ہی لوگوں کو دیکھ کر مسلمان ہوا جو تجارت کرنے کے لئے وہاں گئے، اور اپنے ساتھ نیکی حسن عمل اور خدا پرستی کا نمونہ لے گئے، آج بھی جو لوگ اسلام کو دنیا کے اندر پہنچانا ہے انہیں اپنے نفسوں کی اصلاح کرنا چاہیئے، اپنے اندر اخلاق فاضلہ پیدا کرنے چاہئیں حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوات

(باقی بر صفحہ ۶)

خطبہ جمعہ (بسلسلہ صفحہ ۳)

والتحیات تلقین فرماتے ہیں کہ حسن اخلاق کے سوا کچھ دین کوئی نہیں، تم دوسروں پر سختی اور شدت کے لئے پیدا نہیں ہوئے بلکہ دوسروں کے لئے حسن سلوک اور بھلائی کرنے کے لئے پیدا ہوئے ہو۔ بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔ تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی بھلائی کے لئے پیدا کی گئی ہے، تو ہمیں چاہیئے کہ وہ مقصد جسے اللہ تعالےٰ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار بیان فرمایا ہے اسے سامنے رکھیں، اور اپنی زندگیوں کو اس کے مطابق بنائیں۔

نماز جمعہ کے متعلق

ایک بات جو اس مضمون سے تعلق نہیں رکھتی لیکن وہ نماز جمعہ کے متعلق ہے یہ ہے کہ قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کان القوم یبایعون ویتجرون واذا نابھم حق من حقوق اللہ لم تلھھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ حتی یؤدوہ قوم کے لوگ تجارتیں بھی کرتے تھے، اور سودا سلف لین دین بھی کرتے تھے۔ لیکن جس وقت اللہ تعالیٰ کے کسی حق کے ادا کرنے کی باری یا نوبت آتی تو تجارت وبیع ان کو ذکر الٰہی سے نہ روک سکتی تھی ان کو چین نہ پڑتا تھا جب تک حقوق اللہ کو ادا نہ کرلیں، اس قسم کی مصروفیت انہیں روکتی تھی لیکن جہاں خدا کا فریضہ سامنے آجاتا لم یلھھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ۔ کوئی تجارت اور خرید و فروخت انہیں ذکر الٰہی سے نہ روکتی تھی لیکن آج جمعہ کی نماز میں تجارتیں وغیرہ روک بن جاتی ہیں، حالانکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے جمعہ کا وقت آجائے تو تمام کاروبار اور تجارتیں وغیرہ چھوڑ کر آجاؤ، دیکھو یہ جو آپ لوگ ڈھیلم ڈھالم دیر کرکے آتے ہیں، اس سے دوسروں کے لئے تکلیف کا موجب ہوتے ہیں، دوسروں کا وقت ضائع کرتے ہیں، کوئی گھر کے کاموں میں مشغول ہے، کسی کا گاہک عین جمعہ کے وقت آجاتا ہے، کسی کا یہ عذر ہے، وہ عذر ہے، یہ پسندیدہ امر نہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم کے اندر ایک عشق تھا، اور وہ ہر ایک قسم کا نقصان کرکے دوڑے ہوئے چلے آتے تھے۔ جب تک وہ عشق نہ ہو کام نہیں چلتا، ہم تو مسلمان ہیں، لیکن کافروں کو دیکھو انکا کیا حال ہے، ہماری دوکنگ کی مسجد میں اتوار کو بھی لیکچر ہوتا ہے، اس کے قریب ہی ایک گرجا ہے، وہاں بھی اسی وقت عبادت ہوتی ہے۔ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا، دو ماں بیٹیاں وہی گرجے میں گئیں۔ جب وہ سیڑھیوں پر پہنچیں، تو دروازہ بند ہو چکا تھا، انہوں نے خیال کیا کہ اب اگر اندر داخل ہوئیں تو لوگ کیا کہیں گے کہ کیسی بداطوار ہیں، کہنے لگیں چلو آج مسجد میں چل کر وہاں کا تماشہ دیکھیں، وہ لوگ تو ہمیں ایک وحشی قوم سمجھتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ان کے اندر وحشت و بربریت کی تصویریں ہوں گی۔ ذاتی ہوئی آئیں اور بیٹھی ہوئی لیکچر سنتی رہیں۔ دوسرے اتوار پھر آگئیں، پھر تیسری اتوار آئیں، بڑی ستھری خاندانی، پڑھی لکھی خواتین تھیں، اس ملک میں کوئی شخص کسی لڑکی یا لڑکے کو بلا نہیں سکتا لیکن پادری کو اجازت ہے کہ وہ گرجا میں آنے والوں سے بات چیت کرے، اسی بات کے پیش نظر میں نے جب وہ تیسری مرتبہ آئیں تو اس لڑکی سے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ ایک چائے کی پیالی پئیں، اس نے کہا بہت اچھا لیکن میں اپنی ماں سے کہہ لوں، میں نے پوچھا آپ کی ماں کہاں ہے؟ اس نے بتایا، تو میں نے اسے بھی چائے کی دعوت دی، یورپ کا آدمی سیدھی بات نہیں مانتا، اس نے کہا کہ پھر کسی وقت سہی، لیکن لڑکی نے اسے کہا کہ میں تو وعدہ کر چکی ہوں، ماں نے کہا کہ تم نے میری اجازت کے بغیر کیوں وعدہ کر لیا؟ اس نے کہا اچھا میں تمہیں واپس آکر لے جاؤں گی۔ اس وقت انہوں نے بتایا کہ صرف دو تین منٹ گرجا سے لیٹ ہونے کی وجہ سے ہم اندر نہ گئیں، لیکن یہاں آکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ آپ کا مذہب تو ریشنل (معقول) ہے ہمارے ہاں تو کہا جاتا ہے کہ جو کچھ سنایا جائے سن لو اور چپ رہو، بہر حال وہ مسلمان ہو گئیں، لیکن غور کیجئے ہمارا کیا حال ہے؟ میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے پڑھے لکھے لوگ آہستہ آہستہ ڈھیلم ڈھالم آتے ہیں، یہ پسندیدہ طریق نہیں۔ جمعہ ساری قوم کے لئے ہے اس کا خطبہ سننا ضروری ہے اور ہر شخص کو چاہیئے کہ خطبہ سے پہلے جمعہ میں آئے۔

جرمن مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں (از صفحہ اول)

کے انتظامات اس انجمن کی برکت سے موجود ہیں،

اسی سلسلہ میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ شاہ امان اللہ خان سابق بادشاہ افغانستان بھی مسجد میں تشریف لائے اور امام صاحب نے ان کی مناسب آؤ بھگت کی۔

۲۱ر جنوری (بدھ) تیرہ نوجوان خواتین اور پانچ نوجوان مرد ہمارے بدھ کے اجتماع میں شامل ہوئے، یہ بڑی دلچسپ میٹنگ تھی، جس میں کئی معقول اور دانشمندانہ سوالات کئے گئے جن کے جوابات امام صاحب نے دیئے

۲۳ر جنوری (جمعہ) امام صاحب نے سورۃ الکافرون سے جمعہ کا خطبہ دیا نماز جمعہ کے بعد ایک نوجوان جرمن خاتون جن کا نام FNAU UTE MASCATI ہے، قبول اسلام کا اعلان کیا، شام کو ایک سوشل اجتماع ہوا۔

۲۵ر جنوری (اتوار) دو خواتین آئیں اور اسلام کے متعلق معلومات حاصل کیں۔

۲۸ر جنوری (بدھ) حسب معمول ہماری کمیونٹی کا اجتماع ہوا۔

۳۰ر جنوری (جمعہ) امام صاحب نے سورۃ العلق سے جمعہ کا خطبہ دیا، شام کو ایک معقول اجتماع ہوا، کچھ ترک اصحاب بھی جن کو اس سے پہلے آنے کا موقع نہ ملا تھا۔ اس میٹنگ میں شریک ہوئے۔ ان کے علاوہ ایک مسلمان لیڈی ڈاکٹر مسز زوج نے بھی اس اجتماع میں شرکت کی، ان کا لڑکا بھی ساتھ تھا، خاتون موصوفہ عرصہ سے مسجد میں نہ آئی تھیں، اب انہوں نے مسجد سے تعلقات قائم رکھنے کا وعدہ کیا ہے۔

مسز موسلر کی ہسپتال سے واپسی

یہ امر موجب مسرت ہے کہ ہماری محترم بہن اور مسجد برلن کی دیرینہ کارکن مسز ایلنہ موسلر جو ۲۸ر دسمبر کو بیمار ہو کر ہسپتال میں داخل ہوئی تھیں، ۷ر فروری کی شام کو صحت یاب ہو کر واپس آگئیں۔

تبلیغی ڈاک

کالج ہسپتال ایبادان نائیجیریا سے مسٹر S. A. SAL لکھتے ہیں :-

مکرمی السلام علیکم۔ مجھے نہایت افسوس ہے کہ میں اپنے پہلے خط میں نائیجیریا کی احمدیہ موومنٹ کے متعلق تفصیلاً نہ لکھ سکا۔ جن اقتضاءات کا سامنا احمدیہ موومنٹ کو یہاں کرنا پڑا ہے اس کی تفصیل خط میں دے نہیں سکتا۔ مختصراً عرض ہے کہ احمدیہ جماعت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی ہے۔

ایک حصہ کی سربراہی تو ہندوستان سے آئے ہوئے مبلغ مولوی نسیم سیفی صاحب فرما رہے ہیں۔

دوسرا حصہ جماعت کا الحاج جبریل مارٹن کے زیر قیادت ہے۔ میرا تعلق اس دوسرے فریق سے ہے۔

یہ بات تو روز روشن کی طرح واضح ہے کہ یہاں تمام کے تمام احمدی آپ کے پیش کردہ ناقابل تردید دو علمی مسائل وعقائد کے ساتھ متفق ہیں۔

(۱) حضرت مرزا غلام احمد صاحب اس صدی کے مجدد ہیں۔

(۲) حضور مسیح موعود اور مہدی ہیں اور حضرت صاحب کے یہ دعوے عین قرآن کے مطابق ہیں۔ اور یہ دونوں باتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں شامل ہونے کے لئے قبول کی جاتی ہیں، یہ تمام امور اور عبادات یہاں کے احمدیوں کے درمیان قدر مشترک ہیں۔ محض لیبل لگانے سے کوئی شخص احمدی نہیں بن جاتا احمدیت ایمان و عمل کا نام ہے

میں نے تو اپنے اوپر فرض کر لیا ہے کہ میں ایک اچھے مسلمان کی طرح زندگی بسر کروں گا اور جہاں تک ممکن ہوگا اسلام کی ترقی کے لئے خرچ بھی کروں گا۔ اسلام کی خدمت موجودہ تاریک زمانہ مادی اور الحاد کے دور میں اور بھی ضروری ہے جبکہ انسانیت اپنی ارتقائی منازل طے کر رہی ہے اور اسے مغربی تہذیب اور سائنس کے فریب دہ مناظر نے اپنی طرف الجھا رکھا ہے۔

میں نے جیسا کہ میں پہلے سے لکھ چکا ہوں اپنے اوپر آپ کی جماعت کی مدد فرض کر لی ہے۔

اطلاعاً عرض ہے کہ میں سگامی کا رہنے والا ہوں جو یہاں سے سینتالیس میل پر واقع ہے۔ میں پیشتر ازیں "ینگ انصار الدین" کا سیکرٹری تھا۔ اگرچہ ۱۹۵۵ء

(باقی بر صفحہ ۱۲ اشتہار کے نیچے)

صداقت مسیح موعودؑ

(از قمر سامانوی)

(۵)

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد آپ کے اپنے الفاظ میں یہ ہے :-

" اور چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالےٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پاکر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو "

(الوصیت)

اسی مقصد کی دوسری جگہ آپ اس طرح تشریح فرماتے ہیں :-

" ایسا ہی طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہوگا ہم اس پر بہرحال ایمان لاتے ہیں لیکن اس عاجز پر جو رؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنے رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر و ضلالت میں ہیں آفتاب صداقت سے منور کئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا "

(ازالہ اوہام ص ۲۱۴)

" درحقیقت آج تک مغربی ملکوں کی مناسبت دینی سچائیوں کے ساتھ بہت کم رہی ہے گویا خدا تعالےٰ نے دین کی عقل تمام ایشیا کو دیدی اور دنیا کی عقل تمام یورپ اور امریکہ کو نبیوں کا سلسلہ بھی اول سے آخر تک ایشیا کے حصہ میں ہی رہا اور ولایت کے کمالات بھی انہی لوگوں کو ملے اب خدا تعالےٰ ان لوگوں پر نظر رحمت ڈالنا چاہتا ہے "

(ایضاً)

اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی بعثت کے مقاصد میں ایک بہت بڑا مقصد ممالک غربیہ یعنی مسیحی اقوام کو توحید کے جھنڈے کے نیچے جمع کرنا اور صلیب پرستی کے زور کو توڑ کر اسلام کو غالب کر کے دکھانا ہے ۔ ظاہر ہے کہ اتنے اہم مقصد کی تکمیل آپ کی زندگی میں ہوتی ناممکن تھی کیونکہ آج تک کسی مامور کے زمانہ میں اس کے مقاصد پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچے بلکہ یہ کام اس کے مخلص خدام اور سچے تابعین سے لیا جاتا ہے اسی لئے آپ نے جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ

" تم اس مقصد کی پیروی کرو "

اور پھر فرمایا کہ مامورانِ الٰہی

" جس راستبازی کو دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقعہ دیدیتا ہے ۔ اور جب وہ ہنسی اور ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں " (الوصیت)

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ذریعہ جن مقاصد کی تخم ریزی ہوئی ان کی تکمیل آپ کی جماعت کے ذریعہ ہوگی اب اگر آپ نے اپنے بعد ان مقاصد کی تکمیل کے لئے کوئی جماعت چھوڑی ہے تو پھر اس جماعت کے ذریعہ پورے ہونے والے مقاصد دراصل آپ کے ذریعہ ہی پورے ہوں گے کیونکہ اس کی جماعت کا کام درحقیقت اس کے بانی کا کام سمجھا جائے گا ۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ **حضرت مسیح موعودؑ کے مقاصد کی تکمیل کرنیوالی جماعت کونسی ہے ؟** اس کا مختصر جواب تو یہ ہے کہ جو جماعت اعتقاداً اور عملاً آپ کے مقاصد کی تکمیل میں مصروف ہے وہی جماعت آپ کے مقاصد کو پورا کرنے والی کہلائے گی ۔ مگر یہ دعوے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جانب منسوب ہونے والی ہر جماعت کر سکتی ہے اور یہ ناممکن ہے کہ وہ سب جماعتیں بعد المشرقین کے باوجود حضرت اقدسؑ کے مقاصد کو پورا کرنے کی وجہ سے آپ کی جانشین کہلا سکیں اس لئے اس کا فیصلہ کہ کونسی جماعت حضرت اقدس کے مقاصد کو پورا کرنے کی وجہ سے آپ کی جانشین ہے اول اللہ تعالےٰ کے کلام سے ہو سکتا ہے جو اس نے الہام ، کشف یا رؤیا کے ذریعہ اپنے مامور سے کیا اور پھر اس کے بعد واقعاتی طور پر ہو سکتا ہے یعنی یہ کشوف و الہامات مشاہدہ کے رنگ میں کس جماعت کے ذریعہ پورے ہوئے اور ہو رہے ہیں تیسری بات جو اس کا فیصلہ کر سکتی ہے وہ معتقدات ہیں جو جماعت حضرت اقدس کے اعتقاد اور تعلیم پر گامزن ہوگی وہی آپ کے مقاصد کی تکمیل کرنے والی اور آپ کی وارث کہلائے گی سو اس کے لئے جب ہم دیکھتے ہیں تو حضرت اقدسؑ اپنے مقاصد کی تکمیل کے سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ :-

" میں نے (رؤیا میں) دیکھا کہ میں شہر لندن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے "

(ازالہ اوہام صفحہ ۲۱۴)

پھر آپ فرماتے ہیں :-

" اگر قوم بدل و جان میری مدد میں مصروف ہو تو میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر ان کے پاس بھیجی جائے میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے نہیں رہ سکتا کہ یہ میرا کام ہے دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہوگا جیسا مجھ سے یا جیسا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے "

یہ حوالہ آپ کے مقاصد کو پورا کرنے والی جماعت کی نشاندہی کے لئے قول فیصل ہے یعنی جس جماعت کو قرآن کریم کی انگریزی تفسیر کر کے بلاد غربیہ میں اشاعت کی توفیق ملے گی وہی آپ کی "شاخ" اور آپ میں داخل ہونے کی وجہ سے آپ کے مقاصد کو پورا کرنے والی ہوگی ۔ اب اگر میں اس جماعت کا نام لوں تو شاید بعض احباب یہ کہدیں کہ ہر شخص اپنی جماعت کی تعریف کرتا ہے اس لئے میں ان عمائدین کی شہادت پیش کرتا ہوں جن کا جماعت احمدیہ کی کسی شاخ سے کوئی تعلق نہیں چنانچہ بطور مشتے نمونہ از خروارے چند شہادات یہ ہیں :-

جناب مولانا عبدالمجید صاحب قرشی ایڈیٹر اخبار "ایمان" پٹی فرماتے ہیں :-

" انجمن (احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور) نے انگریزی اور جرمن ترجمۃ القرآن کی صورت میں ملت اسلامیہ کے لئے اتنی بڑی دولت پیدا کر دی ہے جس پر ہماری آئندہ نسلیں فخر کریں گی اور فخر کے ساتھ اس دولت کی حفاظت کریں گی "

شمس العلماء جناب مولانا کمال الدین صاحب فرماتے ہیں :۔

" احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی دینی خدمات اظہر من الشمس ہیں، خصوصًا مولانا محمد علی صاحب کا ترجمۃ القرآن انگریزی اور اُردو میں اور نیز دیگر کتب کی وجہ سے انسان کے دل میں ان کی عزت اور توقیر قائم ہوتی چلی جاتی ہے ۔

جناب مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی ایڈیٹر "صدق جدید" فرماتے ہیں :۔

" آپ کے امیر کا انگریزی ترجمہ قرآن اور اُردو تفسیر قرآن .... کے ذریعہ انگریزی خوانوں تک جو روشنی پہنچ رہی ہے اس کے فیض سے کوئی واقف کار کیسے انکار کرسکتا ہے ۔"

جناب ڈاکٹر رشید الدین صاحب پی ایچ ڈی دانداسی فرماتے ہیں :۔

" میں مولانا محمد علی صاحب کے انگریزی ترجمۃ القرآن۔ دلنف آف ہولی پرافٹ ۔ اور انگریزی خلافت راشدہ کا خاص طور پر ذکر کروں گا کیونکہ یہ اس زمانہ کی علمی تاریخی تنقیدی اور ذہنی دیانت داری کی بہترین تصانیف ہیں "

جناب مولانا عبدالکریم صاحب ایم۔ ایل ۔سی بنگال لکھتے ہیں :۔

" احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور تبلیغ اسلام میں کارہائے نمایاں سر انجام دے رہی ہے اسلامی ادبیات میں خواجہ کمال الدین مرحوم کی کتاب (آئی ڈیل پرافٹ) دلنف آف ہولی پرافٹ اور مولانا محمد علی صاحب کا انگریزی ترجمۃ القرآن شاہکار ہیں ۔"

جناب حاجی ولی الاسلام صاحب کلکتہ فرماتے ہیں :۔

" میرے علم القرآن کا منبع حضرت مولانا محمد علی صاحب بالقابہ امیر جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا انگریزی ترجمۃ القرآن ہے ۔"

بخوف طوالت مسلم اکابر کی دیگر شہادات کو چھوڑتے ہوئے میں ایک عیسائی محقق کی شہادت پیش کرتا ہوں وہ لکھتا ہے :۔

" احمدیت دو حصوں پر تقسیم ہوگئی .... لاہور کی جماعت جو زیادہ کام کرنے والی ہے اس نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ دیکھنا چاہیئے کہ مغربی دنیا میں اسلام پیش کرنے میں کہاں تک کامیابی ہوسکتی ہے .... ترجمہ قرآن کی انگریزی ایڈیشن جو ۱۹۱۷ء میں شائع ہوئی ایک نئی روشنی کے آدمی کی تصنیف ہے جو اب تک خاصہ متعصب ہے .... اس احمدیہ ترجمہ کا پہلا کام یہ ہے کہ وہ مقامات جن پر اعتراض ہوتا ہے انہیں صاف کیا جائے .... دوسرے مترجم نے یہ ثابت کرنے کے لئے بڑا زور لگایا ہے کہ اسلام ایک بہت بلند مذہب ہے تیسرے وہ مسیح کے مذہب کو ناقص ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے "

(انفلوئنس آف اسلام ص ۱۰۹)

ایک طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فرمان کہ انگریزی ترجمۃ القرآن کا کام میرا کام ہے یا تو اسے میں کروں گا اور یا وہ جماعت کرے گی جو مجھ میں داخل ہونے کی وجہ سے میری شاخ ہوگی اور دوسری طرف مسلمان اور عیسائی محققین کی یہ شہادت کہ جماعت احمدیہ لاہور نے یہ کام کما حقہ انجام دیا ہے اس سے صاف طور پر عیاں ہو گیا کہ آپ کے مقاصد کو پورا کرنے والی جماعت صرف جماعت احمدیہ لاہور ہے ۔

حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ کی تصدیق

اس ترجمۃ القرآن کے متعلق حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ نے فرمایا :۔

" میں اپنے احباب کو اس اعلان کے ذریعہ انگریزی ترجمہ کے چندہ کے لئے متوجہ کرتا ہوں میں نے تین چوتھائی سے زیادہ یعنی تیئیس سپاروں کے نوٹ آج تک سن لئے ہیں اور کچھ سیپاروں کا اُردو ترجمہ بھی دیکھ لیا ہے .... میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ وہ میری کوشش کو جو اس کی کلام کی خدمت کے لئے میں نے کی ہے ضائع نہیں کرے گا .... یہ ترجمہ یورپ، افریقہ، امریکہ، چین، جاپان، آسٹریلیا وغیرہ ممالک میں مفید ہوگا"

اللہ تعالیٰ کی شہادت

یہی وہ ترجمۃ القرآن ہے جس کے متعلق حضرت مولانا نور الدین صاحب نے آخری ایام میں خدا تعالیٰ نے اس ترجمہ کے ختم ہونے پر مبارکباد دی جس کی تصدیق حضرت موصوف نے اس طرح فرمائی :۔

" چار مارچ کو حضرت صاحب (حضرت مولانا موصوف رح) نے فرمایا ہمارا انگریزی ترجمہ مقبول ہوگیا ہے الہامًا بشارت آگئی ہے

" قرآن کا ختم مبارک ہو۔

اس کا انکار نہ کرو "

(اعلان برائے چندہ ترجمہ قرآن کریم بزبان انگریزی ص)

پس ان سب شہادات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقاصد کو پورا کرنے والی جماعت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس کی خواہش کے مطابق انگریزی میں قرآن کریم کی تفسیر شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائی معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات حضرت اقدس کو اللہ تعالیٰ نے الہامًا بتائی تھی اسی لئے آپ نے بڑی تحدی سے یہ فرمایا کہ

" دوسرے سے ہرگز ایسا نہ ہوگا "

چنانچہ ہزار کوشش کرنے کے باوجود چالیس سال میں آپ کی طرف منسوب ہونے والی کسی دوسری جماعت کو یہ توفیق نہ ملی سچ ہے ؎

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

دوسری علامت

جس سے حضرت مسیح موعود کے مقاصد کو پورا کرنے والی جماعت کی شناخت ہوسکتی ہے وہ بھی آپ کے ایک کشف سے ثابت ہے جو ازالہ اوہام میں درج ہے فرماتے ہیں :۔

" کشفی طور پر اس عاجز نے دیکھا کہ انسان کی صورت پر دو شخص ایک مکان میں بیٹھے ہیں ایک زمین پر اور ایک چھت کے قریب بیٹھا ہے تب میں نے اس شخص کو جو زمین پر تھا مخاطب کرکے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے مگر وہ چپ رہا اور اس نے کچھ بھی جواب نہ دیا تب میں نے اس دوسرے کی طرف رُخ کیا جو چھت کے قریب اور آسمان کی طرف تھا اور اسے میں نے مخاطب کرکے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے ۔ وہ میری اس بات کو سن کر بولا کہ ایک لاکھ نہیں ملے گی مگر پانچ ہزار سپاہی دیا جائیگا تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ پانچ ہزار تھوڑے سے آدمی ہیں پر اگر خدا تعالیٰ چاہے تو تھوڑے بہتوں پر فتح پا سکتے ہیں ۔ اس وقت میں نے یہ آیت پڑھی

كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللهِ "

(حاشیہ ص ۹۷)

اس کشف میں صاف طور سے بتا دیا کہ آپ کے مقاصد کی تکمیل کرنے والی جماعت وہ ہوگی جس کی تعداد ہزاروں تک محدود ہوگی اور جو لوگ اپنی اکثریت کو فخر کے ساتھ پیش کرنے والے ہوں گے وہ آپ کے مقاصد سے دور جا پڑیں گے ۔ (باقی دارد)

مکتوب بیگم ڈاکٹر عبداللہ

(بسلسلہ صفحہ ۲)

محبت پیدا کریں ہم ایک دوسرے کے نقائص پر نظر نہ رکھیں بلکہ خوبیوں کو اپنائیں، ایسے خدام میں وہ صحیح اسلامی کیرکٹر پیدا کرتا ہے لیے گھروں میں وہ کشش ہو کہ ہم لوگوں کو اپنی طرف کھینچ سکیں۔ آمین ثم آمین ، دعاکی طالب خاکسار۔ محمودہ عبداللہ

یادِ رفتگان

حافظ عظیم بخش مرحوم پٹیالوی

(مولانا مرتضیٰ خان حسن)

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام شاں

(۵)

دوستو! ہم پرانے احمدی ہیں۔ ہم نے احمدیت کی گود میں پرورش پائی ہے۔ ہم نے احمدیت کے ایسے میٹھے پھل کھائے ہیں کہ جن کی لذت اب تک فراموش نہیں ہوئی اس زمانہ میں جس کا میں ذکر کر رہا ہوں احمدیت کی طفیل ہی وہ دولت ملی جس کے لئے سالک تڑپتے اور صوفی روتے ہیں یعنے نمازوں میں حضوری قلب کی دولت سوز و گداز کی دولت۔ عجز و ابتہال کی دولت اور بالآخر سکون و اطمینان قلب کی دولت۔ ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت والد مرحوم سے پوچھا کہ نماز میں وساوس آتے ہیں۔ اس کا علاج؟ فرمایا "مرزا صاحب کی بیعت کر لو۔ وساوس نہیں آئیں گے۔ یہ میرا تجربہ ہے۔ پہلے مجھے بھی یہ وساوس تنگ کیا کرتے تھے۔ جب سے بیعت کی ہے وساوس رک گئے ہیں"۔ اور اس میں کچھ کلام نہیں کہ حضرت کی بیعت سے نمازوں میں خوب دل لگتا۔ خوب لطف آتا اور دل میں فرحت و اطمینان کی لہر پیدا ہوتی تھی آج ملک محمد جعفر صاحب جیسے اہل علم حضرات اُٹھتے ہیں اور احمدیت کو اپنے خیالات کی محک پر پرکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کے نزدیک وہ پوری نہیں اترتی۔ مگر سو دلیلوں کی ایک دلیل اور سو ثبوتوں کا ایک ثبوت وہ روحانی کیفیت ہے جو حضرت امام العصر نے اپنے متبعین کے قلوب میں پیدا کیا۔ جو کچھ ہماری آنکھوں نے دیکھا اور ہمارے دلوں نے محسوس کیا اس ... کا ہم کیونکر انکار کر دیں یقیناً ایک پاک انسان ہی دوسروں پر روحانیت کا نفخ کر سکتا ہے، یہ ناقابل حقیقت ہے۔ میں اصل موضوع سے دور چلا گیا۔ مختصر یہ کہ حافظ صاحب اور ان کے رفقاء کی مساعی سے جو جماعت بنی ان میں سب طبقہ کے لوگ پائے جاتے تھے۔ ان میں علماء بھی تھے اور امرا بھی۔ اور کچھ منتہی یا غیر منتہی حفاظ بھی۔ حافظ ملک محمد۔ حافظ نور محمد۔ حافظ امام بخش، حافظ فتح محمد حافظ سوھندہ۔ یہ سب جماعت کی رونق کا موجب تھے، ان میں ایسے بھی تھے جو نہ عالم تھے نہ فاضل اور نہ دنیاوی وجاہت کے مالک۔ غریب مفلس مگر ایمان اور اخلاص کے بلند مقام پر فائز۔ رحیم بخش ستر سالہ بڈھا دن بھر گھاس کھودتا۔ شام کو جو پیسے گھاس بیچکر ملتے آدھے اپنے نان و نفقہ کے لئے رکھتا اور آدھے انجمن کے حوالے کر

دیتا گھر میں ایک پائی بچا کر نہ رکھتا۔ دن بیت گئے اور آخر ۱۹۰۶ء کا سال آگیا۔ اب حافظ صاحب نے اپنے مولا کے پاس جانے کی طیاری شروع کر دی۔ آپ کو کچھ عرصہ سے اسہال کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا۔ ۱۹۰۶ء میں اس کا ایسا سخت حملہ ہوا کہ جانبر نہ ہو سکے۔ میں بھی عیادت کے لئے گیا۔ فرمانے لگے:-

موت سے مفر نہیں خدا خاتمہ بخیر کرے۔ آخر ایک دو دن کے بعد حافظ صاحب اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ للہ ما اخذ ولہ ما اعطیٰ وکل شئی عندہ بمقدار۔

ہر آنکہ زاد بنا چار بایدش نوشید
ز جام دہر مئے کل من علیہا فان

حضرت والد مرحوم نے بچشم تر جنازہ پڑھایا۔ احباب جماعت اپنے مجاہد بھائی کو سپرد خاک کر کے گھروں کو لوٹے۔ غم سے ہر دل پائمال اور ہر آنکھ اشکبار تھی۔ برادران یہ وہ شخص تھا جس نے عین تاریکی کے وقت مسیح موعود کو پہچانا۔ حق کی خاطر اس نے ہر تکلیف کو گوارا کیا۔ اسکو مسجدوں سے نکالا گیا۔ اسے ذلیل کیا گیا۔ اور جو ممکن سے ممکن اذیت ہو سکتی تھی اسے پہنچائی گئی مگر اس نے ہر تکلیف کو بطیب خاطر منظور کیا۔ وفات کے وقت حافظ صاحب کی عمر کم و بیش پچاس سال کی ہو گی، افسوس کہ آپ نے عمر تھوڑی پائی۔ مگر جس قدر عمر پائی شاندار پائی ؎

خوش درخشید مگر شعلہ مستعجل بود

طبعی حالات

حافظ صاحب مرحوم میانہ قد گندمی رنگ کے بزرگ تھے، چہرہ پر چیچک کے داغ نمایاں تھے۔ بدن دبلا مگر غضب کا چست و چالاک، بہت پھرتیلے۔ تیز تیز قدم اٹھاتے حافظہ بہت مضبوط تھا، ایک دفعہ کوئی رستہ جان لیتے تو پھر نہ بھولتے۔ دور دور تک اکیلے ہی چلے جاتے، نہایت ذکی اور ذہین تھے۔ ذوق سلیم سے بہرہ وافر حاصل تھا۔ فارسی کلام کا نمونہ تو آپ دیکھ چکے اردو میں بھی بہت ستھرا شعر کہتے تھے، بڑے پرگو تھے فرمایا کرتے تھے کہ اگر ان کے استاد ان کو شعر کہنے سے روک نہ دیتے تو وہ صاحب دیوان ہوتے۔ ایک دفعہ جب میں خورد سال تھا انہوں نے مجھے اپنے شعر سنائے۔ ایک مصرع مجھے اب تک یاد ہے ؎

سیکھتے ہیں شاعری شاعر مرے اشعار سے

حافظ صاحب دوست نواز۔ متواضع۔ فیاض اور سیر چشم انسان تھے۔ جب رسد ملتی تو احباب کی دعوت کرتے آموں کے موسم میں آموں کی اور سردیوں میں شبدیگ پکواتے اور دوستوں میں تقسیم کرتے، گذران کی عجیب حالت تھی کبھی عسر اور کبھی یُسر مگر ہر حالت میں خوش رہتے۔ مال دنیا سے محبت نہ تھی۔ ایک دفعہ رمضان کے مہینہ میں ایک مسجد میں قرآن سنایا۔ ختم قرآن پر مسجد والوں نے آپ کی کچھ خدمت کی یعنے کچھ روپیہ نذر کیا۔ حاضرین میں سے کسی نے ایسی بات کہدی جو آپ کو ناگوار گذری روپے وہیں پھینک دیئے اور اُٹھ کر چلے گئے اور کہنے لگے میں کیا تمہارے روپوں کا بھوکا ہوں؟ میں دل کا بادشاہ مجھے روپے کی کچھ پروا نہیں۔ حافظ صاحب کی ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ خواہ ہاتھ کتنا ہی تنگ ہو سوال نہ کرتے تھے فاقہ کر لینا منظور رکھتا مگر سوال کرنا گوارا نہ تھا۔ مخالفت کی وجہ سے حافظ صاحب پر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپ نانِ شبینہ سے بھی محتاج ہو گئے مگر آپ نے ذرا پروا نہ کی۔ آخر خدا کے فضل سے دروازے کھل گئے اور روزی کا غیب سے سامان ہو گیا۔ سر رشتہ تعلیم سے بھی آپ کو امداد ملنے لگ گئی، اور رسد تو آپ کو ریاست سے پہلے ہی ملتی تھی۔

حضرت والد بزرگوار سے بے نہایت محبت تھی۔ اُن سے ملنے کے لئے کبھی کالج چلے جاتے ورنہ دوسرے تیسرے دن اور بعض وقت ہر روز گھر تشریف لاتے۔ سعادت مند شاگردوں کی طرح اُستاد کے پاؤں دبانے لگ جاتے۔ اور اپنی تبلیغی کارروائیوں کی کیفیت سناتے اور فرماتے کہ فلاں مخالف کو میں نے یوں جواب دیا اور فلاں کو یوں۔ والد صاحب فرمایا کرتے تھے اگر میں اس شخص کو نہ روکوں تو یہ دوسرے دن سر پھٹوا کر آجایا کرے۔ جمعہ میں اور وعظ کی مجالس میں والد صاحب کے ساتھ ساتھ رہتے اور خود کہا کرتے تھے جہاں میرے اُستاد جائیں گے وہاں ہی میں جاؤں گا۔ حافظ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے عاشق زار تھے، حضرت بھی اُن سے بہت محبت کرتے تھے جب قادیان جاتے تو حضرت صاحب انکو اپنے ساتھ کھانا کھلاتے۔ اُن کا ہاتھ پکڑ پکڑ کر فرماتے کہ حافظ صاحب ادھر سے کھائیے۔ ادھر سے کھائیے کبھی حضرت خود لقمہ بناتے اور آپ کو دیتے اور فرماتے یہ کھائیے حافظ صاحب، یہ کھائیے۔ حافظ صاحب خوشی کے مارے پھولے نہ سماتے۔ اور واقعی اس شخص کی خوش قسمتی میں کیا شک ہے جس کو خدا کا مسیح اپنے ساتھ کھانا کھلائے۔

کتاب مجدد اعظم میں بھی لکھا ہے کہ حضرت صاحب نوالے بناتے اور حافظ صاحب کھاتے۔ یہ بالکل صحیح

بات ہے۔ اور حافظ صاحب کی زبان سے میں نے اپنے کانوں سے ایسا ہی سنا ہے۔ حافظ صاحب کو حقہ پینے کی بہت عادت تھی۔ قادیان جاتے تو ...بھی حقہ کی ٹوہ میں رہتے۔ مولوی عبد القادر صاحب لدھیانوی سے بے تکلفی تھی۔ یہ حقہ کے سخت مخالف تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے حضرت کی خدمت میں شکایت کر دی کہ حضرت جی! حافظ عظیم بخش حقہ پیتے ہیں۔ حافظ صاحب فوراً بول اٹھے۔ حضرت جی مجھے بواسیر کا عارضہ ہے اس لئے میرے لئے حقہ پینا ضروری ہے۔ حضرت صاحب مسکرائے اور فرمانے لگے حقہ پینا پسندیدہ تو نہیں، اور حافظ صاحب تو بطور علاج پیتے ہیں۔ بس اس پر بات ختم ہو گئی۔ حافظ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ خدا کا شکر ہے کہ حضرت نے مجھے کچھ زجر و توبیخ نہ فرمائی اور میرے عذر کو قابل قبول سمجھا۔

احمدی دوستو! حافظ عظیم بخش کی زندگی ہم سب کے لئے درس عبرت ہے۔ دیکھو ایک نابینا، معذور، محتاج، مفلس، قلاش، تن تنہا کس ربانی جرأت اور استقلال سے مخالفت کے سیلاب کا مقابلہ کرتا رہا۔ اس کے مقابل بڑے بڑے امراء اور علماء تھے اور عوام ان کے اثر کے ماتحت، مگر وہ حق کے لئے کسی کو خاطر میں نہ لایا۔ اس نے ہر ایک کا مقابلہ کیا اور سب کو ہرایا، اس نے اپنے آپ کو کڑے سے کڑے امتحان میں ڈالا اور وہ کامیاب نکلا۔ جس راہ پر گامزن ہوا اس میں اس نے اپنی جان کی بھی پرواہ نہ کی۔ اس کے رستہ میں مشکلات تھیں وہ دل کو مضبوط کر کے ہشاش بشاش اپنے کام میں لگا رہا۔ اس نے اپنی زندگی کا مقصد اشاعت حق قرار دیا۔ اس کے لئے اس نے سب قسم کی تکلیف اٹھائی۔ وہ بھوکا رہا پیاسا رہا۔ اس نے ماریں کھائیں۔ گالیاں سنیں، ذلت گوارا کی مگر جس کام کو اپنا مقصد قرار دیا تھا اسکو نہ چھوڑا۔ اس گروہ سے تعلق رکھتا ہے جس کی نسبت سعدی رحمتہ نے فرمایا ہے ؎

جفا خورند و ملامت برند و خوش باشند

خدا نے اس کی مراد پوری کی، اور دنیا چھوڑنے سے پہلے اس نے اپنی آنکھوں سے اپنے محبوب کے باغ کو پھولتے پھلتے دیکھ لیا اور وہ دنیا سے کامیاب اور بامراد گیا وہ نیک تھا اور نیکی پر اس نے جان دی ہے

عروسی بود نوبت ماتمت
اگر بر نکوئی بود خاتمت

طیب اللہ ثراہ وغفر لہ ورفع مقامہ فی الجنۃ۔

مقالہ (بقیہ صـ۳)

ایسا ہی مسیح موعودؑ کا کفر بھی کفر دون کفر کی ذیل میں آتا ہے یہ اصل اسلام کا کفر نہیں، اور نہ حضرت مرزا صاحب نے حقیقۃ الوحی کی مندرجہ بالا عبارت میں اسے اصل اسلام کا کفر قرار دیا، لیکن اسکا کیا کیا جائے کہ ہمارے مخالفین کا دلی بغض و تعصب کسی عبارت کا اس کے سیاق و سباق کے ساتھ ملا کر پڑھنے اور وہ معنے کرنے کی اجازت نہیں دیتا جو اس کے الفاظ میں مضمر ہیں۔

مدیر "دور جدید" نے حضرت مرزا صاحبؑ کا ایک اور فقرہ بھی نقل کیا ہے :۔

"خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے"

ہم پھر کہیں گے کہ کسی عبارت کو سمجھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ متکلم کی دوسری عبارات کو سامنے رکھ کر معنے کئے جائیں جس حالت میں حضرت مرزا صاحب اپنا یہ "مذہب" بتا چکے ہیں کہ "میرے انکار سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا" تو اس اصل مذہب کی روشنی میں دوسری عبارات کے معنے کرنے ضروری ہیں۔ اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر غور سے دیکھا جائے تو مندرجہ بالا فقرہ میں "وہ مسلمان نہیں ہے" کا فقرہ ایسا ہی ہے جیسے احادیث میں آتا ہے کہ لایؤمن احدکم حتّٰی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ تم میں سے کوئی مومن نہیں، جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی بات پسند نہیں کرتا جو اپنے لئے پسند کرتا ہے یا جیسا کہ خود حضرت مرزا صاحب نے کشتی نوح میں اپنی جماعت کے متعلق کئی ایسے فقرات لکھے ہیں :۔

"جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے...
........"

ظاہر ہے کہ ان فقرات میں صرف نفی کمال مراد ہے یعنی ایسا شخص کامل مومن نہیں جو اپنے بھائی کے لئے وہی بات پسند نہیں کرتا جو اپنے لئے پسند کرتا ہے نہ ایسا شخص کامل احمدی ہے جو جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وغیرہ وغیرہ ایسا ہی اس فقرہ میں کہ "ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے" نفی کمال مراد ہے یعنے ایسا شخص سچا یا کامل مسلمان نہیں، یہ کہنا کہ اسکو کافر یا دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا ہے، اس کے مفہوم و منشاء اور حضرت مرزا صاحب کے مذہب کے قطعاً خلاف ہے چنانچہ ذیل کی عبارت اس پر واضح روشنی ڈالتی ہے :۔

"ہر مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے اور مسیح موعود کا ماننا واجب ہے اور ہر ایک جس کو میری تبلیغ پہنچ گئی ہے گو وہ مسلمان ہے مگر مجھے اپنا حکم نہیں ٹھہراتا اور نہ مجھے مسیح موعود مانتا ہے اور نہ میری وحی کو خدا کی طرف سے جانتا ہے وہ آسمان پر قابل مواخذہ ہے۔"

(تحفۃ الندوۃ صـ۴،۳)

اس عبارت میں "گو وہ مسلمان ہے" کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب اپنے ماننے والوں کو ہمیشہ مسلمان ہی سمجھتے رہے اور "قابل مواخذہ" کے الفاظ "وہ مسلمان نہیں ہے" کی وضاحت کرتے ہیں یعنے وہ ایسے مسلمان نہیں ہیں جو قابل مواخذہ نہ ہوں،

ان صاف و صریح عبارات کے باوجود مدیر "دور جدید" کا یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے انکار کرنے والوں کو کافر قرار دیا صریح غلط بیانی اور پرلے درجہ کی ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا ہے؟

اخبار احمدیہ

حضرت ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان دین بحمد اللہ بخیر و عافیت ہیں

رمضان شریف میں تراویح

رمضان شریف میں مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں قاری حافظ محمد بوستان صاحب بوقت ۸ تا ۹ بجے شب نماز عشا اور تراویح پڑھائیں گے جس میں قرآن کریم شروع سے آخر تک سنایا جائیگا۔

درس قرآن و حدیث

نماز فجر کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ درس قرآن دیں گے جس کے بعد حسب معمول ملفوظات مسیح موعود کا کچھ حصہ سنایا جائے گا اور بعد نماز عصر حضرت امیر ایدہ اللہ حدیث شریف کا درس دیا کریں گے۔

درخواست دعا

مستری محمد سلیمان صاحب فورٹ عباس (بہاولپور) سے لکھتے ہیں کہ "میری صحت بہت گر چکی ہے، چلنا پھرنا نہایت دشوار ہے ٹانگیں نہایت کمزور ہو گئی ہیں حضرت امیر ایدہ اللہ اور احباب کرام سے درخواست ہے کہ میری صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں"

رمضان میں جماعت اور اسلام کیلئے دعا

تمام جماعتوں اور سب احباب کو چاہیئے کہ رمضان شریف میں اجتماعاً اور منفرداً اسلام کے غلبہ اور جماعت کے استحکام کے لئے خصوصیت سے دعائیں کریں

بچّوں کا صفحہ ——— مُرتضیٰ خان حسن

باپ بیٹے کی مجلس

لیلۃ القدر: ———

رمضان شریف کی جس رات میں قرآن مجید کا نزول شروع ہوا۔ اس کو لیلۃ القدر کہتے ہیں یہ بڑی عزّت والی رات ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:۔

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر۔ وما ادراک ما لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیرٌ من الف شھر تنزل الملائکۃ والرّوح فیھا باذن ربھم من کل امرٍ سلام ھی حتی مطلع الفجرہ (سورۃ القدر)

ہم نے اس قرآن مجید کو لیلۃ القدر میں اتارا اور تو کیا جانتا ہے کہ لیلۃ القدر کیا ہے۔ لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس میں فرشتے اور رُوح اپنے ربّ کے اذن سے ہر امر (خیر) لئے ہوئے اُترتے ہیں سلامتی۔ یہ فجر کے طلوع تک ہے۔

لیلۂ مبارکہ: ———

قرآن مجید کی ایک دوسری آیت میں لیلۃ القدر کو لیلۃ مبارکۃ بھی فرمایا ہے انا انزلناہ فی لیلۃٍ مبارکۃٍ۔ انا کنّا منذرین (الدّخان) ہم نے اس قرآن مجید کو لیلۂ مبارکہ میں اتارا اور ہم ہمیشہ ڈراتے رہے ہیں۔ غرض یہ لیلۂ مبارکہ بہت برکت والی اور فضیلت والی رات ہے۔ کیونکہ اس میں قرآن مجید جیسی عظیم الشان ہدایت کی کتاب کا نزول شروع ہوا۔

یہ لیلۂ مبارکہ رمضان شریف کے کس حصہ میں آتی ہے اس کے متعلق حضرت عائشہ صدیقہ روایت فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ رمضان شریف کے آخری عشرہ کی طاق تاریخوں میں یعنے ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ر تاریخوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔ اسی وجہ سے ہمارے نبی کریم صلعم رمضان کے آخری عشرہ میں خصوصیت سے عبادت اور ذکر الٰہی پر زور دیتے تھے۔

اعتکاف: ———

حضورؐ اس عشرہ میں اعتکاف میں بیٹھ جاتے تھے۔ یعنے مسجد میں ہر وقت خدا کی یاد میں مصروف رہتے تھے اور حوائج بشری یعنے سوائے پیشاب وغیرہ کے اور کسی کام کے لئے باہر تشریف نہیں لے جاتے تھے۔ حضورؐ کی ازواج مطہرات کسی ضروری کام کے لئے حضور کے پاس ہی تشریف لے جاتی تھیں۔

حدیث کی کتاب ابو داؤد میں حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ جب رسُول کریم صلعم کو اعتکاف میں بیٹھنا ہوتا تھا تو آپ بیسویں تاریخ رمضان کو صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد اعتکاف میں داخل ہو جاتے تھے اور ختم رمضان تک وہاں ہی قیام فرماتے اور دن رات خدا کی عبادت میں مصروف رہتے۔

رمضان شریف میں دعائیں: ———

رمضان شریف میں روزہ رکھنے۔ نماز پنجگانہ ادا کرنے اور قرآن مجید پڑھنے اور پھر اعتکاف میں بیٹھنے سے انسان کو خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ انسان کا نفس پاک ہو جاتا ہے اور اس کی دعائیں قبول ہوتی رہتی ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں جہاں روزوں کا ذکر ہے وہاں دُعا کے متعلق بھی ذکر آتا ہے۔ اور وہ اس طرح ہے:۔

واذا سألک عبادی عنّی فانّی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوالی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون (البقرۃ - ۱۸۶) اور جب میرے بندے میرے متعلق تجھ سے پوچھیں تو میں قریب ہوں۔ میں دُعا کرنے والوں کی دعا کو جب وہ مجھے پکارتا ہے قبول کرتا ہوں۔ پس چاہیئے کہ وہ میری فرمانبرداری کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

دیکھو رشید! بندوں کے لئے یہ کس قدر خوشخبری ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ میں قریب ہوں۔ دُور نہیں ہوں۔ مجھے پکارو۔ میں تمہاری پکار کو سنوں گا۔ میں اس کو قبول کروں گا۔ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر کس قدر مہربان اور شفیق ہے۔ وہ خود کہتا ہے کہ مجھ سے مانگو میں دُوں گا۔ جب وہ خود کہے کہ مجھ سے مانگو میں دوں گا اور پھر بھی انسان اُس سے نہ مانگے تو یہ کس قدر بدنصیبی کی بات ہے۔"

رشید:۔ "ابا جان! رمضان شریف میں کیا دُعا مانگنی چاہیئے۔"

باپ:۔ "جو دعا چاہو مانگو۔ مگر رمضان شریف میں خاص طور پر خدا کا قرب حاصل کرنے کی دُعا مانگنی چاہیئے۔ یاد رکھو خدا کا قرب سب سے بڑی دولت ہے۔ لوگ دنیا کی چیزوں کے لئے تو بڑی لمبی چوڑی دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔ مگر خدا کے قرب کی دعا کم ہی مانگتے ہیں، حالانکہ خدا کے قرب جیسی کوئی چیز نہیں۔ کیونکہ انسان کی زندگی کا اصل مقصد ہی خدا کا قرب حاصل کرنا ہے۔ اور آیت بالا میں قرب خداوندی کے لئے دعا مانگنے کی طرف ہی اشارہ پایا جاتا ہے اس کے لئے خدا کا وعدہ ہے کہ وہ ضرور ایسی دعا کو قبول کرے گا۔ لیکن خدا دوسری دعاؤں سے بھی روکتا نہیں۔ جو حاجت ہو اس کے سامنے پیش کرو۔ اور جس چیز کی ضرورت ہو اس سے مانگو۔ وہ سب کچھ دے سکتا ہے۔ وہ سب باتوں پر قادر ہے۔ اس کے خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں۔ اس سے مانگو وہ دے گا۔ یہ ضروری نہیں کہ انسان عربی میں ہی دعائیں مانگے اپنی زبان میں بھی دُعا مانگ سکتے ہو۔ خدا سب زبانیں جانتا ہے اور سب کے دلی خیالات بھی اچھی طرح جانتا ہے۔

قرآن مجید میں بہت سی دعائیں ہیں۔ سورۃ فاتحہ کی دعا بہت ہی اعلیٰ ہے۔ علاوہ نماز کے دوسرے موقعوں پر بھی یہ دعا مانگتے رہنا چاہیئے۔ اس میں سب کچھ آ جاتا ہے۔ یہ بڑی جامع اور مؤثر دعا ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم کو جب کبھی کوئی مشکل پیش آتی آپ نماز میں کھڑے ہو جاتے اور سورۃ فاتحہ بار بار پڑھتے اور اس سے حل مشکلات طلب کرتے۔ علاوہ ازیں سورہ بقرہ کے آخری رکوع کی دُعا بہت اعلیٰ ہے۔ جو اس طرح ہے:۔

ربّنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا ربّنا ولا تحمل علینا اصراً کما حملتہ علی الذین من قبلنا۔ ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ واعف عنا۔ واغفرلنا وارحمنا۔ انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین ٥ (سورۃ بقرہ ۲۸۶) اے ہمارے رب! ہم کو نہ پکڑ اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں۔ اے ہمارے رب! اور ہم پر بھاری بوجھ نہ ڈال۔ جیسا تو نے اُن پر ڈالا جو ہم سے پہلے تھے۔ اے ہمارے رب! اور ہم پر ایسا بوجھ نہ رکھ جس کی طاقت ہم میں نہیں۔ اور ہمیں معاف فرما۔ اور ہماری حفاظت فرما۔ اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہمارا مولا ہے۔ پس ہم کو کافر قوم پر مدد دے۔
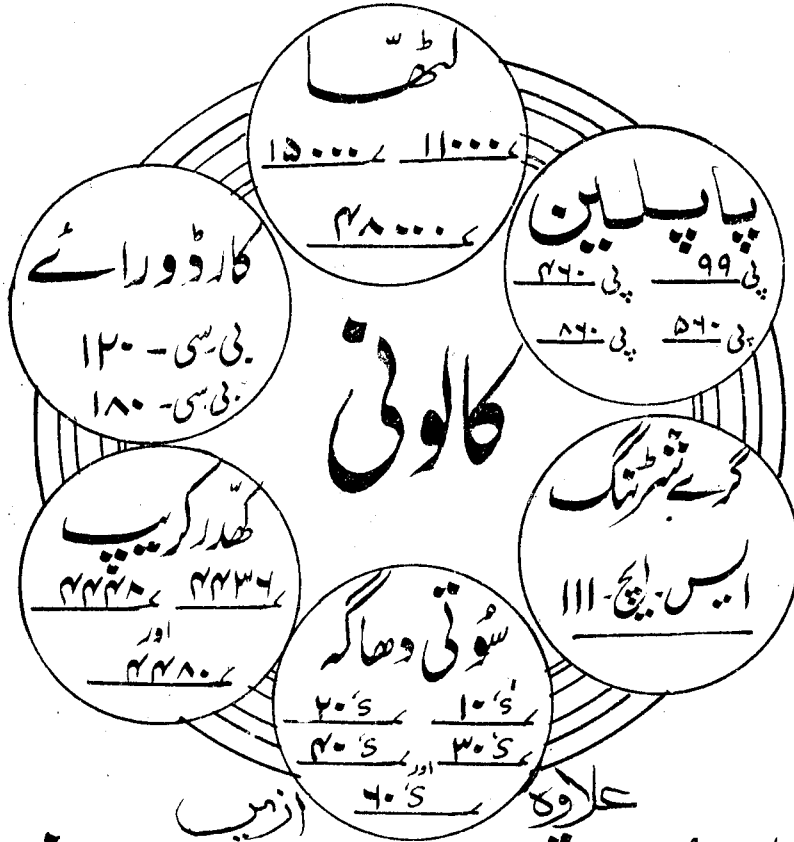
تبلیغی ڈاک — بسلسلہ صفحہ ۶

سے میں نے احمدیت قبول کی ہوئی ہے تاہم یہ ادارہ اب بھی میری عزت کرتا ہے ۔ مجلس ینگ انصار الدین کے متعلق

رمضان شریف کے گذرنے سے پہلے پہلے مزید معلومات آپ کو بہم پہنچاؤں گا ۔
میں علیحدہ لفافے میں کچھ رقم مطلوبہ کتابوں کے لئے بھیج رہا ہوں ۔ نوٹ :- اس جنٹلمین سے میری

خط وکتابت ۵۸/۲ سے ہو رہی ہے ۔
غلام قادر ، فارق مشنر

پیغام صلح ۱۱ مارچ ۵۹ء رجسٹرڈ ایل ۸۴۸۷ شمارہ نمبر ۱۰

هفت روزہ پیغام صلح لاہور
پاکستان سے سالانہ چندہ :- چھ روپے ۔ ہندوستان سے سالانہ چندہ چھ روپے (ہندوستانی سکہ)
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ } شیخ محمد انعام الحق صاحب ۔ مکان نمبر ۱/۸ محلہ اعظم پورہ ۔ ملک پیٹھ ۔ حیدرآباد دکن (انڈیا)
(تبلیغی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا)

جلد ۴۸ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۸ رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۸ مارچ ۱۹۵۹ء | نمبر ۱۱

ہمارا مذہب

(از حضرت مسیح موعودؑ)

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

— ✱ —

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

—— (مسیح موعودؑ)

اللہ تعالےٰ کی ذات کا مکانی تصور ہمارے وہم و خیال کی بلندیوں سے بالاتر ہے

اسلامی نماز انسانی رفعت و کشادگی طلب کرنے کیلئے ہے نہ کہ ذلت کا موجب

لندنی اخبار "فری تھنکر" کو امام جامع ووکنگ کا جواب

لندن کا دہریہ اخبار "فری تھنکر" مذہب پر عموماً نکتہ چینی کرتا رہتا ہے، اور اس سلسلہ میں اسلام کو بالخصوص ہدفِ طعن بنا کر طرح طرح کے ناواجب الزامات اور استہزائیہ کلمات اس کے متعلق لکھتا رہتا ہے، جن کے جواب مولٰنا یعقوب خاں صاحب امام جامع ووکنگ بسا اوقات دیتے رہتے ہیں حال ہی میں اس پرچہ نے اپنی ۲۰ فروری ۱۹۵۹ء کی اشاعت میں اسلام پر پھر طعنہ زنی کرتے ہوئے لکھا ہے:-

"اس میں شک نہیں کہ اسلام اور بدھ مذہب دونوں عیسائیت سے بیزار مسیحیوں کو اپنا حلقہ بگوش بنانے میں کامیابی حاصل کرتے جا رہے ہیں، اگرچہ فی الحقیقت . . . ہمیں اس پر پورا یقین نہیں، مسیحیت اور اسلام مشرقی مذاہب ہیں اور بدھ مذہب ایشیائی، یہ تینوں مذاہب نامعقول باتوں سے بھرے ہوئے ہیں جن میں بہت کچھ ذلت پائی جاتی ہے . . . . .

اسلام کے ماننے والوں کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ اس خدا پر ایمان لائیں جو اللہ کے نام سے موسوم ہے اور جو اوپر کسی جگہ رہتا ہے، انہیں روزانہ کئی اذانوں کے وقت جن میں نماز کے لئے بلایا جاتا ہے اپنے سروں کو زمین پر مارنا پڑتا ہے جو فی الحقیقت Cardinals Ring کو بوسہ دینے سے زیادہ . . ذلت کا موجب ہے، اگرچہ مسلمان ہونے والے لوگ ہمیشہ یہ ثابت کرتے رہتے ہیں کہ اسلام کو مسیحیت پر کس طرح فوقیت حاصل ہے، تاہم ان سے جب پوچھا جائے کہ مسلمان کیوں ابھی تک اسی شدید قسم کی غلامی کی رسم میں پھنسے ہوئے ہیں جو کہ گذشتہ زمانوں میں ہمیشہ ان کے اندر رائج رہی ہے تو کوئی جواب اُن سے بن نہیں پڑتا، فی الحقیقت غلامی کا رواج اسلام میں ہمیشہ سے چلا آیا ہے"۔

مولٰنا یعقوب خاں صاحب کا جواب:-

اس طعنہ زنی کے جواب میں مولٰنا یعقوب خاں صاحب نے ذیل کا مراسلہ "فری تھنکر" کو بھیجا ہے:-

"جنابِ من!

مجھے کبھی حیرانی نہیں ہوتی جب میں کلیسا سے تعلق رکھنے والی مطبوعات میں اسلام کے متعلق بے سروپا باتیں لکھی ہوئی پاتا ہوں، لیکن جب "فری تھنکر" جیسے پرچہ میں جس سے ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ معقول خیالات کے بلند پایہ معیاروں کی حمایت اور واقعات کے مطابق صحیح تبصرہ کرے گا یہ نظر آتا ہے کہ وہ غیر حقیقی باتوں اور طعنہ زنیوں پر اُتر آیا ہے تو نہایت مایوسی ہوتی ہے۔

اپنے جریدہ کی ۲۰ فروری کی اشاعت میں This believing world (یہ ایماندار دنیا) کے عنوان سے آپ لکھتے ہیں کہ خدا کے متعلق اسلام کا یہ تصور ہے کہ وہ اوپر کہیں رہتا ہے، یہ بہت ہی نامناسب

(باقی برصہ)

اپنے گھروں میں احمدیت کو واپس لانے کی کوشش کریں

احمدی خواتین سے خطاب

محترمہ قمر لطیف صاحبہ (لندن)

مکرمی ایڈیٹر صاحب ۔ السلام علیکم ۔ اپنی بہنوں کے نام یہ مراسلہ ارسال ہے ۔ امید ہے فوری اشاعت میں جگہ دیں گے ۔

گھر دراصل انسان کے ذاتی تحفظ کی ابتدائی کوشش کا سراغ ہے ۔ اس کوشش نے انسان کو خاندان، قبیلے اور قوم کا تصور دیا ۔ اور پھر ان تصورات کو عملی صورت میں منتقل کرتا ہوا تہذیب و تمدن کے کئی مرحلوں سے گذر گیا ۔ ایک اچھی تہذیب، بہترین تمدن اور ایک مضبوط قوم کے لئے ازبس ضروری ہے کہ اس سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے ذہن میں ایک مثالی گھر کی واضح صورت موجود ہو، اور یہ کام بہت حد تک عورت ہی انجام دیتی ہے ۔ بظاہر گھر ایک عمارت کا نام ہے لیکن دراصل یہ انسانی زندگی میں ایک ایسی جیتی جاگتی تصویر ہے جس کا خاکہ ماں کی گود سے رنگ پکڑتا ہے .... ماں جتنا پیارا لفظ ہے اور اس میں جس قدر مٹھاس ہے اسی قدر تلخی کی حلاوت بھی شامل ہے، کبھی کبھی یہی ماں اولاد کے لئے زہر قاتل سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہوتی ہے جب وہ اولاد کو دنیا کے فانی پیار کی کشتی میں بٹھا کر اسے جہالت کے سمندر میں غرق کر دیتی ہے ۔ اس کے برعکس یہی ماں اپنی اولاد کے لئے ایک مقدس درجہ رکھتی ہے جب وہ اپنی اولاد کو زندگی کے زرین اصولوں سے روشناس کرائے اور اولاد کے فرائض سے غافل نہ ہو اور اس کی راہنمائی مقدور بھر کرے پس عورت قول سے نہیں اپنے افعال سے ماں بننے کا بلند رتبہ حاصل کر سکتی ہے ۔

اسلامی طرزِ زندگی :-

اسلام کسی ایک قوم، قبیلہ یا گروہ کی میراث نہیں ہے، بلکہ اس کا وجود سارے عالمِ انسانی کے لئے ہے ۔ نبی کریمؐ کی بعثت سے مقصود سارے عالمِ انسانی کی بھلائی تھی ۔ جس میں عورت کا ایک خاص حصہ ہے ۔ لیکن افسوس کہ دُنیا کی دلچسپیوں میں پڑ کر ہم نے اُن زرین اصولوں کو بھلا دیا، اور جو اسلامی شعائر ہمیں دوسری قوموں سے معزز و ممتاز بنانے کا موجب تھا ہم نے کھو دیا ۔ مذہب کی عمارت کسی دنیاوی ضابطۂ حیات پر نہیں بلکہ اُن قواعد انسانی پر استوار کی جاتی ہے ۔ جو زندگی کے دھارے کو اپنے رخ پر بہانے کی طاقت رکھتے ہیں ۔ مذہب اور دنیاوی ضابطۂ حیات میں بنیادی فرق ہے ۔ "قانون اپنا نفاذ طاقت کے بل بوتے پر کرتا ہے جس کے برعکس مذہب اخلاقی اقدار و انسانی کردار کو اپنے لباس سے مزین کرتا ہے، مذہب کے بتلائے ہوئے اصول و قواعد پر عمل کرنے سے تسکین ذات نصیب ہوتی ہے ۔ لیکن قانونی احکام پر عمل کے باوجود ہمارے دل میں نہ اُن کی خوبیوں کا صحیح اعتراف ہوتا ہے نہ اُن پر عمل کا وہ جوش و خروش ۔ دینِ فطرت اس مذہب کا نام ہے جو خالق حقیقی نے انسان کی سرشت میں رکھ دیا ہے اور یہ دین بچہ ماں کی گود سے لے کر آگے بڑھتا ہے ۔ پھر اس دنیا میں ہمیں بہت سی چیزوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے ۔ خود بینی، نام و نمود کی نمائش، جذبات کی کمزوری، فانی چیزوں کا خوف، جہالت، غیر مستقل مزاجی اور خود ساختہ ماحول کا اثر! یہ سب چیزیں مل کر اس تصور کو اور دھندلا کر دیتی ہیں جو انسان کی فطرت میں رکھ دیا گیا ہے ۔

فلسفۂ کامیابی :-

پیاری بہنو! امید و یقین، استقلال اور عزتِ نفس ایسے جذبات ہیں جو ہماری آئندہ نسل کو ہمیشہ صحت، عزت اور کامیابی کی صحیح راہ دکھانے کی اہلیت رکھتے ہیں .... زندگی کی تمام اُلجھنیں اور طرح طرح کی صعوبتیں اور مشکلات کامیاب بنانے میں ہماری کافی مدد دیتی ہیں، زندگی کی صحت کا معیار یہ ہے کہ اس کی ہر منزل میں ایک خاص قسم کی رکاوٹ اور جدوجہد کی خاص کیفیتیں پنہاں ہوں کیونکہ یہی وہ چیز ہے جس کے سبب ہم ایک کامل انسان بن سکتے ہیں ہم جن مقاصد کے حصول کے لئے کوشش کریں گے اگر ہماری ان کاوشوں کی راہ میں کسی خاص قسم کی رکاوٹیں اور دشواریاں حائل ہو جائیں تو یہی دشواریاں اور مصیبتیں ہم لوگوں کے دلوں میں ایک خاص قسم کے جذبات اور لہر پیدا کر دیتی ہیں جس کے سبب ہم اپنے خاص مقاصد کے حصول کے لئے جان تک کی بازی لگا دیتے ہیں ۔

عزیز بہنو! اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ہماری بعض کوششیں ناکام ثابت ہوتی ہیں لیکن ہمارے دل کی صحیح کیفیت اس بات کی دعویدار ہوتی ہے اور ہمارا عزم اپنی جگہ پر ایک حقیقت بن کر ہمیں اپنے مقاصد کے حصول میں عمل پیہم کی راہ دکھاتا ہے ۔ بعض اوقات ہماری ناکام کوششیں ایک یقین فتح کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہیں، کسی نے کیا اچھا کہا ہے :-

> سرخرو ہوتا ہے انساں ٹھوکریں کھانے کے بعد
> رنگ دیتی ہے حنا پتھر پہ گھس جانے کے بعد

محترم بہنو! اگر ہمیں احمدیت کے لئے مشکل سے مشکل دور سے بھی گذرنا پڑے تو ہمارے قدم ڈگمگانے نہیں چاہئیں ہمیں معلوم ہونا چاہیئے کہ زندگی میں رکاوٹیں اس لئے پیش نہیں آتیں کہ پائے استقلال میں لغزش آجائے بلکہ اس لئے آتی ہیں کہ ہم انہیں ہٹا کر اور بلندی پر جا سکیں ۔

ہمیں معلوم ہے کہ والدین کے بعض خواص بچوں کو ورثہ میں ملتے ہیں لیکن... انہیں زنگ آلود کرنے یا جلا دینے میں ماحول کا اثر کافی ہوتا ہے، اچھا ماحول میسر آجائے تو ورثہ میں پائی ہوئی تھوڑی ذہانت بھی انسان کو معزز بنا دیتی ہے لیکن اگر ماحول اچھا نہ ہو تو ذہین بچے بھی بڑے ہو کر زندگی کی جدوجہد میں ناکام ثابت ہوتے ہیں ۔ اس لئے ہمیں اپنے چھوٹے بھائی بہنوں اور بچوں کے لئے گھر میں ایسا ماحول اور فضا پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ موجودہ دور کی آواز "احمدیت" کے لئے ایک مضبوط ستون کا کام دے سکیں ۔

بہنوں میں اتحاد :-

میں کہوں گی نہ کسی طرح کی انفرادی زندگی حقیقت میں زندگی نہیں ہوتی گو غلط العام محاورہ میں ہم اسے زندگی قرار دیتے ہیں لیکن اجتماعیت ہی کا نام ہے زندگی ۔ جب قوم کے ہوشمند افراد ہر چیز کو اجتماعی نقطۂ نگاہ سے دیکھنے کے عادی ہو جائیں .... تو اس قوم میں ایک نئی زندگی جنم لیتی ہے اور قومی شعور کی نورانی کرنیں ہر چھوٹے بڑے، ادنےٰ و اعلےٰ کے دل کو منور کر دیتی ہیں اور پھر وہ قوم ایک نئی زندگی کی

(باقی صفحہ پر)

ماہِ رمضان

دُعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے

اس مہینہ میں

اسلام کے لئے

اور

سلسلہ احمدیہ کی ترقی و استحکام کیلئے خصوصیت سے دُعائیں کی جائیں

ہفت روزہ پیغام صلح —— لاہور —— مؤرخہ ۱۸ مارچ ۱۹۵۹ء

یوم پاکستان

۲۳ مارچ کا دن پاکستان کی تاریخ میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے، ۱۹۵۶ء کی اسی تاریخ کو اس مملکت نے ایک آزاد جمہوریہ کی حیثیت اختیار کی تھی، اور اسی تاریخ کو اس کا اپنا آئین ملک میں نافذ کیا گیا تھا، اگرچہ وہ آئین اب منسوخ ہوچکا ہے، لیکن ایک آزاد جمہوریہ کی حیثیت سے وہ اقوام عالم میں اپنا خاص مقام رکھتا ہے، جو ہر طرح لائق فخر و ابتہاج ہے۔

کہا جاتا ہے کہ مارشل لاء نے آئین کو منسوخ کرکے اس کی حیثیت کو ایک حد تک گرا دیا ہے، یہ صحیح نہیں، حقیقت یہ ہے کہ مارشل لاء سے پہلے ملک میں جو حالات پیدا ہوچکے تھے، اور سابقہ نام نہاد آئینی حکومت میں اقتدار کی کرسیوں پر بیٹھنے والوں نے ذاتی مفاد اور لوٹ کھسوٹ کی صورت میں جو اودھم مچا رکھا تھا، اور ملک میں رشوت ستانی ذخیرہ اندوزی، چور بازاری اور سمگلنگ کی جو بیماریاں پیدا کردی تھیں، مارشل لاء نے آئین کو منسوخ کرکے اور ملک کو ان تمام آفات سے نجات دلاکر تباہی سے بچا لیا، اور جہاں تک داخلی حالات کا تعلق ہے، ملک کی حیثیت گرنے کی بجائے بہت بلند ہوچکی ہے، اور اب زرعی اصلاحات کے نفاذ اور مہاجرین کی آبادکاری کی صورت میں جو شاندار سرگرمیاں جاری ہیں، وہ اس کو اور زیادہ بلند کرنے کا موجب ہوں گی۔ اور نئے آئین کی تدوین اور بہتر انتخابات کیلئے ایک مؤثر ذریعہ ثابت ہوں گی،

اسی ضمن میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ مسٹر منظور قادر وزیر خارجہ پاکستان آج کل انتخابات کے متعلق رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے دورہ کر رہے ہیں، اس دورہ میں آئین کا سوال بھی مختلف مقامات پر اٹھایا گیا اور یہ مطالبہ کیا گیا کہ آئندہ جو آئین نافذ ہو وہ اسلامی ہونا چاہیئے، مطالبہ صحیح ہے، لیکن مسٹر منظور قادر نے ایک جگہ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے بجا طور پر یہ ارشاد فرمایا کہ

> "اگر عوام اسلامی طریقہ کے مطابق زندگی بسر کریں، وہ انفرادی مفاد پر اجتماعی مفاد کو ترجیح دیں، رشوت ستانی سے دور رہیں، اپنے فرائض سے کوتاہی نہ کریں اور دوسری سماج دشمن سرگرمیوں سے اجتناب کریں تو ملک کا آئین خود بخود اسلامی ہوجائے گا۔ اگر کسی ملک کے افراد غیر اسلامی حرکات کرتے رہیں تو وہاں کے آئین کو اسلامی کہنا بے کار ہے۔"

یہ بالکل صحیح ہے، آئین کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ عوام کو بُری حرکات سے روکا جائے، لیکن اگر اسلامی آئین کے باوجود لوگ چھپے چوری غیر اسلامی حرکات کرتے رہیں جیسا کہ مارشل سے پہلے ہوتا رہا ہے اور اب بھی ایسے ہی بعض واقعات سننے میں آرہے ہیں، جو قانون کی نظروں سے اوجھل ہیں تو ایسی صورت میں .... نرا اسلامی آئین کا نفاذ کہاں تک سودمند ہوسکتا ہے، سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ملک میں اسلامی معاشرہ پیدا کیا جائے ہمارے خیال میں اگر آئین کا مطالبہ کرنے والے معاشرہ کو بہتر بنانے کی کوشش کریں تو یہ ملک کی بہترین خدمت ہوگی لیکن یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک خدا تعالےٰ پر سچا ایمان اور اس کی طرف سے اعمال کی بازپرس پر کامل یقین نہ ہو اگر اس ایمان کو پیدا کرنے کی کوشش کی جائے تو اسلامی آئین کی تمام ضروریات اسی سے پوری ہوسکتی ہیں۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ اسلامی آئین کی ضرورت نہیں، ہمارا مطلب صرف اس قدر ہے، کہ آئین تو بنے گا ہی جو امید کی جاتی ہے کہ اسلامی ہی ہوگا، لیکن آئین سے بڑھکر اسلامی معاشرہ کی ضرورت ہے، کاش ہمارے اخبارات اور اسلامی آئین کا مطالبہ کرنے والے طبقہ کی توجہ اس طرف منعطف ہو،

بہرحال ۲۳ مارچ کو جو یوم پاکستان منایا جارہا ہے، وہ ہر طرح قابل مبارکباد ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس سلطنتِ خداداد کو بیش از بیش ترقی عطا کرے اور ۲۳ مارچ کا دن اسے اصلی اور صحیح معنوں میں "پاکستان" بنانے کا موجب ہو۔

ناپاک پراپیگنڈا

معاصر "زمیندار" نے ایک امریکی رسالہ "ٹروومینز میگزین" کا ایک نوٹ نقل کیا ہے، جس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک پرانا اعتراض اس انداز میں دہرایا گیا ہے کہ پڑھنے والا اس کو بیہودہ تمسخر و استہزا کے سوائے اور کچھ نہیں سمجھ سکتا لکھا ہے:-

> "بہت سے پیغمبروں نے خدائی رہنمائی کا دعوےٰ کیا ہے۔ لیکن سوائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کسی نے ظاہری طور پر اس کا مشاہدہ نہیں کرایا بانیٔ اسلام نے نزول وحی کا مشاہدہ اپنے عقیدتمندوں کے اژدھام میں برسرعام کر دیا۔ یہ بہت ہی دلکش نظارہ تھا ایک سفید فاختہ اڑتی ہوئی آسمان سے اتری محمدؐ کے کندھے پر بیٹھ گئی اور اس نے اُن سے کچھ سرگوشی کی۔ عبا پوش پیغمبر نے سنجیدگی کے ساتھ اپنے سر کو اس طرف جھکایا تاکہ اللہ کی ہدایات سُن سکے دیکھنے والے اس بات سے بالکل بے خبر تھے کہ یہ آسمانی قاصد تربیت یافتہ پرندے تھے۔ اور گندم کے دانے چگنے کے لئے آتے تھے جو محمد نے اپنے کان میں رکھے ہوئے تھے۔"

("زمیندار"۔ لاہور۔ ۱۰ مارچ ۱۹۵۹ء)

کیا کوئی سنجیدہ انسان اس علمی روشنی کے زمانہ میں دنیا کی کامیاب ترین شخصیت اور مقدس ترین کتاب کے متعلق ایسا عامیانہ پراپیگنڈا گوارا کرسکتا ہے؟ قرآن کریم وہ مقدس کتاب ہے، جس کے بارہ میں یورپ و امریکہ کے بڑے بڑے فضلا یہ اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکے کہ یہ کلام اپنی فصاحت و بلاغت، اثر و نفوذ اور اخلاقی و روحانی تعلیمات کے لحاظ سے کسی انسان کا کلام نہیں ہوسکتا، اور پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم وہ کامیاب ترین شخصیت ہیں، جنہوں نے ضلالت و گمراہی میں ڈوبی ہوئی دنیا کو چند سالوں میں آسمان روحانیت کے درخشندہ ستارے بنا دیا، اس شخص اور اس کتاب کے متعلق یہ کہنا کہ ایک فاختہ آپ کے کان میں رکھے ہوئے دانے چگنے کے لئے آتی تھی اور آپ لوگوں کو کہتے تھے کہ یہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے وحی لے کر آئی ہے، ایک ادنےٰ عقل کا آدمی بھی اس خیال کو باور نہیں کرسکتا کہ عرب کے ان بڑے بڑے داناؤں کے سامنے جو آپؐ کی مخالفت پر ادھار کھائے بیٹھے تھے یہ سب کچھ ہوتا تھا ... اور انہیں پتہ تک نہ چلتا تھا اور یہ وہ راز ہے جو آج بیسویں صدی کے پادریوں اور امریکی مسخروں پر منکشف ہوا ہے، ایسا ناپاک اور دلآزار پراپیگنڈا اس قابل ہے کہ اس کے خلاف سختی سے احتجاج کیا جائے اور حکومتِ امریکہ کو توجہ دلائی جائے کہ اس قسم کے مضامین مسلمانوں کے دلوں میں سخت منافرت پیدا کرنیوالے ہیں اسلئے ضروری ہے کہ ایسے پراپیگنڈا کا سدباب کیا جائے اور "ٹرو مینز میگزین" کا وہ پرچہ ضبط کیا جائے جس میں یہ مضمون شائع ہوا ہے، کیا حکومت پاکستان اس...

اخبار و افکار

سچی بات

قدیمی ہند کی ایک پسماندہ قوم دراوڑ آج کل برہمنوں اور ہندو نظام کے خلاف بڑی سختی سے نبرد آزما ہے ایک مشہور دراوڑی لیڈر راما سوامی نائیکر نے حال ہی میں کانپور میں ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا:-

"ہم پر لعنت سے الزامات عائد کئے گئے ہیں، مگر ہم سچی بات کہنے سے باز نہیں رہ سکتے، سچی بات یہ ہے کہ ہم دراوڑی ہندوستان کے اصل اور قدیم باشندے ہیں، اور برہمن غیر ملکی اور اجنبی ہیں، یہ لوگ ہندوستان میں تین ہزار سال پہلے داخل ہوئے۔ اور انہوں نے یہاں کے اصلی باشندوں کو اپنا غلام بنایا، برہمنوں نے اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انہوں نے ہمارے بادشاہوں کو جن میں راون بھی تھے صرف اس لئے کچل ڈالا کہ وہ ذات پات کے مخالف تھے"

یہ ہے ہندو ازم کا نقشہ، جو بھی قوم اس مذہب کے ماننے والوں کے زیر تسلط آئی اس کو کچلنے اور غلام بلکہ اچھوت بنانے سے انہوں نے دریغ نہیں کیا، یہی حال اب ہندوستان کے مسلمانوں کا ہو رہا ہے، انکی زبان، ان کے تمدن، ان کے معاشرہ کو ہندوانہ لباس پہنانے اور ان کی آیندہ نسلوں کو اسلامی تمدن و معاشرہ سے بیگانہ کرنے کی پوری کوشش کی جا رہی ہے، کاش کوئی محمد علی جناح ہندوستان میں دوبارہ پیدا ہو، جو وہاں کے مسلمانوں کو ہندوانہ اثرات اور ہندوؤں کی غلامی سے محفوظ رکھنے کا سامان پیدا کرے۔

خدا کا انکار اور ویدوں پر ایمان

معاصر "صدق جدید" (۲۹ فروری) سے بلا تبصرہ:-

"کانپور ۲۵ جولائی۔ آج چیف منسٹر یو۔پی مسٹر سمپورنا نند نے آنند گنیش گھاٹ (پرمٹ) میں سام وید دومالا کا افتتاح کرتے وقت اپنی تقریر میں کہا کہ ہندو مت کا بڑا زور اس پر ہے کہ آخری استناد ویدوں ہی کا تسلیم کیا جائے۔ خدا کو کوئی مانے یا نہ مانے۔ لیکن ہندو ہونے کے لئے ویدوں پر اعتقاد بہر حال ضروری ہے۔۔۔۔۔۔ تقریر سے قبل چیف منسٹر نے ہون میں حصہ لیا تھا اور شیوجی کی پوجا کی تھی"

✻ شیوجی کی پوجا کرنا اور ہون میں حصہ لینا تو خیر، وزیر اعلیٰ صاحب

(باقی کالم ۲ کے نیچے)

امام جامع ووکنگ کا جواب

(بسلسلہ صفحہ اول)

بات ہے کہ خدا تعالیٰ کے متعلق اس قسم کا مکانی تصور ہماری طرف منسوب کیا جائے یقیناً ہم کوئی ایسا اعتقاد نہیں رکھتے، اسلام کے رو سے اللہ تعالیٰ زمانہ اور فاصلہ کی تمام حدبندیوں سے بالا اور ارفع ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ہمارے جسمانی تجربات کی اصطلاحوں میں وہم و خیال کی جسقدر بلندیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات ان سب سے بلند و بالا ہے۔ خدا تعالیٰ کے متعلق جو کچھ ہم جانتے ہیں وہ صرف اسی قدر ہے کہ جہاں تک قانون کی متابعت کا سوال ہے ہمیں اپنی زندگیوں میں باقی کائنات کے قدم بقدم چلنا چاہیئے، قانون شکنی یقیناً تباہی کے راستے پر لے جانے کا موجب ہے۔

"پھر آپ نے مسلمانوں کے طریق عبادت پر اعتراض کیا ہے اور اسے "اپنے سر کو زمین پر مارنا" اور "ذلیل ہونا" قرار دیا ہے" آپ یقیناً خود اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ اپنے جسمانی تعلقات میں بھی ہم اپنے اندرونی جذبات کو خارجی جسمانی حرکات سے ظاہر کرتے ہیں، جھکنا تمام مہذب سوسائٹیوں میں تواضع اور حسن اخلاق کا ایک عام طریق ہے، سجدہ جسے آپ نے سر کو زمین پر مارنا بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ کی لا محدود عظمت و شان کے آگے انسان کے بالکل ناچیز ہونے کا اظہار ہے، اس کے علاوہ ذلیل ہونے کا خیال ہمارے طریق عبادت میں بالکل داخل نہیں، اس کے برخلاف ایک مسلمان جب اس طرح اللہ تعالیٰ سے محو راز و نیاز ہوتا ہے تو اپنی رفعت اور کشادگی اسے مطلوب ہوتی ہے۔

آپ کا تیسرا اعتراض اس قسم کا ہے جس کے لئے میں ایک حد تک اپنے آپ کو قصوروار پاتا ہوں ——— ایک حد تک اس لئے کہ اسے اسی حد تک جہاں تک مسلمانوں کے عمل کا تعلق ہے صحیح سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ نہایت ہی افسوسناک بات ہے کہ اسلامی ممالک میں غلامی ابھی تک جاری ہے، لیکن یہ حقیقت ہے کہ اسلام کی تعلیم غلامی کو رواج دینے کی موجب نہیں، قرآن کریم نے جا بجا غلاموں کی آزادی کو بہت بڑی نیکی قرار دیا ہے میں اس بارہ میں دو آیات (سورۃ البقرہ[۴]

احمدی خواتین سے خطاب

(بسلسلہ صفحہ ۲)

طرح ڈالتی ہے۔ اور ہمیں اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے کہ بدنہاد اور یک جہتی کسی قوم میں اس وقت تک اثر انداز نہیں ہوتی جب تک اس کی مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں قوم کی اجتماعی ضروریات میں خود کو پیش نہیں کرتیں ہم سب ایک قوم، ایک وطن اور ایک تہذیب کے علمبردار ہیں۔ ہماری قوم کا ماضی تابناک اور شاندار زوال یافتہ کا حامل ہے۔ نقائص و عیوب کو محسوس کرنا اور انہیں دور کرنے کا تہیہ کرنا یہ بہت ہی جرأت مندانہ اقدام ہے۔ اس سلسلے میں اپنی احمدی بہنوں اور بزرگ خواتین سے کہوں گی کہ وہ سب مل کر احمدیت کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور اپنے بچوں اور بھائیوں کو بھی احمدیت سے بیگانہ نہ ہونے دیں۔ اور میں اپنے بھائیوں و بزرگوں سے بھی کہوں گی کہ وہ سب پہلے کی طرح اپنے گھروں میں احمدیت کو واپس لانے کی کوشش کریں۔ ایسا نہ ہو۔

"دوسروں کو نصیحت خود میاں فضیحت"

والی مثال ہماری پچھلی روایات کو خاک میں ملا دے۔ وہ خلوص و ایثار جو کبھی بھی نہیں ڈگمگاتا اور نہ کبھی دکھ سہنے میں تامل کرتا ہے ۔۔۔۔۔۔۔ اور جو بے خوف اور بے باک ہو کر سب سے بڑی قربانی پیش کرتا ہے ۔۔۔۔۔ پیاری بہنو! ہمیں چاہیئے اجتماعیت کے سانچے میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسلام کی نذر کر دیں۔

والسلام

قمر لطیف۔ راولپنڈی

---

[۴] آیت ۱۷۷، اور سورۃ البلد آیت ۱۳۔ کا حوالہ پیش کرتا ہوں تاکہ آپ خود اس کی تصدیق کر سکیں، غلاموں کی آزادی اس رسم کے انسداد سے بڑھکر حیثیت رکھتی ہے اس آزادی کے اندر یہ مفہوم بھی شامل ہے کہ بجائے اس کے کہ انہیں یونہی اٹھا کر بازار میں پھینک دیا جائے، ان کے لئے گذر اوقات کا واجبی انتظام بھی کیا جائے"

✻ کا ذاتی فعل تھا لیکن ان کی تبلیغ کا یہ جزو ہم عامیوں کی سمجھ سے باہر رہا کہ کوئی خدا کو مانے یا نہ مانے لیکن ویدوں پر ایمان بہر حال رکھے، کہ یہ ہندو مت کے لئے لازمی ہے ——— ویدوں پر ایمان، اور سب پر ان کے حاکم ہونے کے معنی ہی سوا اس کے اور کیا ہو سکتے ہیں کہ وید خدا کے کلام ہیں۔ اگر وہ خدا کے کلام نہیں، تو پھر ان پر ایمان کامل کے معنی کیا؟ اور جب انہیں کلام خدا ماننا لازمی ہوا۔ تو پھر اس آزادی کی گنجائش کہاں سے نکلتی ہے کہ چاہے کوئی خدا کو مانے یا نہ مانے! کیا یہ بھی ہندو فلسفہ کا کوئی بڑا دقیق و غامض مسئلہ ہے کہ کلام باری۔۔

روزہ کی غرض طہارت قلبی اور امن و عافیت پیدا کرنا ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۵۹ء - فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یٰایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (البقرہ ٥)

تعلق باللہ اور روزہ کا حکم

اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو مخاطب کرتا ہے جو اللہ اور رسول اور اس کی کتاب پر ایمان لے آتے ہیں۔ اس تعلق کا ذکر کرنا کوئی مقصد رکھتا ہے۔ اس خطاب کے اندر ایک لطف ہے، اپنے ماننے والوں کے ساتھ تعلق جتا کر فرمایا کہ ایک بھلائی کی بات ہم تمہیں بتاتے ہیں کتب علیکم الصیام تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔

روزہ ایک تاریخی حقیقت ہے

کما کتب علی الذین من قبلکم

جس طرح پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے، اس کے ذکر کی کیا ضرورت تھی۔ اتنا ہی حکم دے دینا کافی تھا کہ روزے فرض کئے گئے اس میں یہ بتانا مقصود ہے کہ تمام صالحین اور مامورین اور قوموں کے مذہبی رہنما ان سب کو قرب الٰہی اسی راہ سے ملا، کہ انہوں نے مجاہدہ کیا، نفس کی تربیت کے لئے انہوں نے روزے رکھے، پہلے تو اپنا تعلق جتا کر حکم دیا کہ روزے رکھو، اور پھر تاریخ ان کے سامنے رکھدی، کہ پہلی قوموں میں بھی تمام صالحین اور مامورانِ الٰہی نے روزے رکھے، آج بھی دوسری قوموں میں روزے رکھنے کا رواج ہے۔

روزہ کی غرض ـــ اصلاح نفس

معلوم ہوا، اصلاح کے لئے یہ ضروری ہے کہ روزے رکھے جائیں، انسان حیوانی خواہشات سے مرکب ہے، بھیڑ بکری کی خاصیتیں بھی اس کے اندر پائی جاتی ہیں، لیکن وہ تو معمولی خواہشات کھانا پینا وغیرہ پوری کرکے ختم ہوجاتی ہیں۔ مگر انسان کے اندر کچھ درندگی بھی موجود ہے۔ کھانا پینا تو معمولی بات ہے، درندگی کی خاصیت بھی ایک حد تک ضروری اور مفید ہے۔ اسی خاصیت کی وجہ سے انسان مظلوم کی حمایت کے لئے ظالم کے مقابلہ میں اٹھ کھڑا ہوتا ہے، شجاعت نہایت قیمتی جوہر ہے، اس کی وجہ سے غریبوں کو فائدہ پہنچتا اور ان کی حفاظت ہوتی ہے ـــ لیکن جب یہ شخص بیجا طور پر کمزوروں پر سختی کرتا ہے تو یہی شخص ظالم بن جاتا ہے مرد صالح وہ ہے جو اس صفت کو صحیح طور پر استعمال کرتا ہے۔ ان صفات کے علاوہ ایک ملکی جوہر بھی انسان کے اندر ہے، اس جوہر کی وجہ سے انسان اپنی حیوانیت اور درندگی پر قابو پاکر فرشتہ بن جاتا ہے، اسی صفت کو حاصل کرنے اور نفس پر قابو پانے کے لئے روزے مقرر کئے گئے ہیں۔ . . . .

حضرت نبی کریم صلعم کے مجاہدات اور روزے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی روزے رکھے، ان کو اس کی کیا ضرورت تھی، قرب الٰہی تو حاصل تھا لیکن اس کے باوجود ساری عمر آپ نے نمازیں بھی پڑھیں، تہجد بھی پڑھتے رہے، اور ہر سال رمضان کے روزے بھی رکھتے رہے، اور قوم کو رات کے وقت قیام رمضان کے لئے بھی ارشاد فرمایا، قوم آپ پر فدا تھی، اور وہ آپ کے ارشاد اور نمونہ کی پیروی شوق و ذوق کے ساتھ کرتے تھے۔

سفر میں روزہ

ان کا اشتیاق یہاں تک بڑھ گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہنا پڑا کہ سفر میں روزہ نہ رکھا کرو، ایک دن آپ جہاد کے لئے نکلے، رمضان کا مہینہ تھا، جاتے ہوئے رستہ میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ روزہ کھول دیا جائے۔ لیکن بعض لوگوں نے خیال کیا کہ روزہ سے کیا نقصان پہنچ سکتا ہے۔ مگر..... نبی کریم صلعم نے اونٹ پر سوار ہوکر سب کے سامنے افطار کیا، کیونکہ آپ جانتے تھے کہ روزہ سے جسمانی کمزوری واقع ہوگی، جس کی وجہ سے تلوار چلانی مشکل ہوجائے گی۔

مسلمان فوجیوں کی خصوصیات

بہرحال اس سے معلوم ہوگیا کہ قوم سخت سے سخت مجاہدہ کے لئے تیار تھی، فوجی آدمی بھی روزے رکھتے تھے، وہ غیر عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے تھے، مال غنیمت ہاتھ آئے تو اسے بیت المال میں داخل کردیتے تھے۔

روزہ امن کی زندگی پیدا کرتا ہے

فرمایا الصیام جنۃ روزہ ڈھال ہے جس سے گناہ رُک جاتے ہیں، فلا یرفث روزہ دار کو چاہیئے کہ بدزبانی نہ کرے ولا یجھل اور نہ کوئی اور نالائق حرکت کرے فان امرء قاتلہٗ او شتمہٗ فلیقل انی صائم اگر کوئی لڑائی جھگڑا کرے یا گالی دے تو کہدے میں تو روزہ دار ہوں، تمہیں کوئی جواب نہ دوں گا، یہ امن کی زندگی پیدا کرنے والی..... چیز ہے۔

بدھ مذہب کی ترک دنیا میں امن و سکون

مہاتما بدھ کے متعلق کہا جاتا ہے اور ان کی قوم بھی کہتی ہے کہ انہوں نے دنیا کو چھوڑ کر امن اور عافیت کی زندگی اختیار کی، جانے دو اس بات کو کہ وہ خدا کو مانتا ہے یا نہیں، اور اس کے کلام میں خدا کا ذکر ہے یا نہیں، لیکن کہا جاتا ہے کہ وہ لوگ اسی طرح رہتے ہیں کہ امن اور سکون حاصل ہوتا ہے، جو بھی آدمی ان کے اندر گیا اس نے محسوس کیا کہ یہ ایک خصوصیت ان کے اندر ہے کہ علیحدہ ہوکر سکون کے ساتھ زندگی گذارتے ہیں، یہ رنگ ایک قوم کے اندر مہاتما بدھ نے پیدا کیا۔

نبی کریم صلعم نے دنیا کی زندگی میں امن پیدا کیا

لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے اندر جو شدت اور درندگی کے لئے مشہور تھے، اور ایک زبردست جذبۂ انتقام ان کے اندر پایا جاتا تھا، تحمل، بردباری، رافت و رحمت کے جذبات پیدا کر دیئے، اور انہوں نے اس دنیا کے اندر رہتے ہوئے امن اور راحت کی زندگی نہ صرف خود گذاری بلکہ دوسروں کے لئے رحمت کا موجب ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کا فرض قرار دیا کہ وہ امن کی زندگی پیدا کرے اور اس کی وجہ سے دوسرے لوگ دکھی نہ ہوں۔

زبان کا طعن نیزہ کے زخم سے زیادہ گھائل کرتا ہے

لکھا ہے کہ حضرت خالد بن ولید نے جب وہ بستر مرگ پر تھے، ایک بات کہی، جس میں انہوں نے تین لفظ استعمال کئے۔ انہوں نے کہا لوگو میں آج بستر مرگ پر پڑا ہوا ایک جانور کی موت مر رہا ہوں، میری خواہش تھی کہ میں میدانِ جنگ میں جام شہادت پیتا، میرے جسم کے چپہ چپہ پر تلوار اور تیر اور نیزے کے زخم ہیں، ان تین قسم کے زخموں کے لئے انہوں نے تین لفظ استعمال کئے ضربۃ تلوار کے زخم رمیۃ تیر کے زخم طعنۃ۔ نیزے کے زخم... انہوں نے کہا مافی موضع شبر الا وفیہ ضربۃ او رمیۃ او طعنۃ ھا وانا اموت کما یموت العیر۔ اس میں جس طرح نیزے کے زخم کو طعنۃ کہا ہے، زبان کے زخم کو بھی طعن کہا جاتا ہے کیونکہ اس سے دل زخمی ہوتے ہیں، اور نیزہ کی نسبت زبان کا زخم زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔

زبان اور عفت کی ضمانت جنت کا موجب ہے

اسی لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مسلمان کا کام نہیں کہ طعن سے کام لے، کیونکہ اس سے دل مجروح ہوتے ہیں اور جسم پر نیزے کا زخم تو مٹ جاتا ہے لیکن قلب کا زخم مندمل ہونا مشکل ہوتا ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص

اپنی زبان اور عفت کے متعلق ضمانت دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں، زبان سے بعض وقت فتنہ و فساد پیدا ہوتا ہے قتل و مقاتلہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے، اور بدکاری کی وجہ سے دنیا سے امن اٹھ جاتا ہے تو مسلمان کا فرض ہے کہ امن سے زندگی بسر کرے اور اپنی زبان یا بے حیائی اور بدکرداری کی وجہ سے قوم میں فساد پیدا نہ کرے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوسروں پر بدظنی نہ کرو ایک دوسرے کو بُرا نہ کہو، تجسس نہ کرو، عیب چینی نہ کرو، نہ دوسروں پر عیب لگاؤ۔

نبی کریم صلعم کی تعلیم

اس کے مقابلہ میں جو تعلیم آپ نے دی، اس کے متعلق ابوسفیان کو .... ہرقل شاہ روم کے سامنے اقرار کرنا پڑا کہ کان یامرنا بالصلوٰۃ والصدق والعفاف والصلۃ محمد صلعم ہمیں عبادت الٰہی کا حکم دیتے ہیں، راستبازی کی تعلیم دیتے ہیں، اور مرد و عورت کی عفت کا سبق پڑھاتے ہیں، اور باہم جوڑ میل اور اتحاد و اتفاق کا وعظ کرتے ہیں، یہ وہ تعلیم ہے جس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت زور دیا ہے۔

راستبازی نیکی کی طرف لے جاتی ہے

فرمایا علیکم بالصدق الصدق یھدی الی البر راستبازی نیکی کی طرف لے جاتی ہے وایاکم والکذب اور خبردار جھوٹ اور کذب سے بچنا، فان الکذب یھدی الی الفجور کذب سے بدی اور بدکاری پیدا ہوتی ہے والفجور یھدی الی النار اور بدکاری دوزخ کی طرف لے جاتی ہے۔

رزق حلال استجابت دعا کا موجب ہے

اور یہ بھی فرمایا کہ ضروری ہے کہ تمہارے پیٹ میں حلال کی روٹی ہو اور زبان پر صدق ہو، فرمایا اطب مطعمك وكن مستجاب الدعوات، پاک کھانا کھاؤ اس سے تمہاری دعائیں قبولیت کا درجہ حاصل کریں گی۔

رمضان میں قرآن کا دور

یہ بڑا مبارک مہینہ ہے، جس میں قرآن کریم کا نزول ہوا، حضور نبی کریم صلعم ہر سال اس مہینہ میں قرآن کا دور کرتے تھے، آج بھی حضرت کی سنت پر چلنے والے مسجدوں یا گھروں میں اس مہینہ میں خصوصیت کے ساتھ قرآن پڑھتے اور سنتے ہیں یہی ایک کتاب دنیا میں ہے جو ہزاروں آدمیوں کے سینوں پر لکھی ہوئی ہے یہ شرف نہ ...... تورات کو حاصل ہے نہ انجیل کو نہ وید کو، صرف قرآن ہی کو یہ شرف حاصل ہے کہ ہزاروں آدمیوں کے سینوں پر لکھا ہوا ہے اور حفاظ اسی مہینہ میں مسجدوں کے اندر قرآن سناتے ہیں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رمضان کے مہینہ میں خدا کی رضا کے لئے روزے رکھے اور نوافل پڑھے اس کے گناہ

اور لغزشیں معاف ہوگئیں۔

روزہ طہارت قلبی پیدا کرنے کیلئے ہے

روزہ چاہتا ہے کہ انسان میں طہارت قلبی پیدا ہو، خواہشات نفس کو چھوڑ دے، غیظ و غضب پر قابو پائے، اور پاکیزگی کی زندگی اختیار کرے، روزہ صرف کھانے پینے کو ترک کرنا نہیں، زبان کا بھی روزہ ہو، اور کان کا بھی روزہ ہو،

حفاظت فروج مومن کا خاصہ ہے

قرآن کریم میں مومن کی یہ صفت بیان کی گئی ہے والذین ھم لفروجھم حافظون' وہ اپنی موریوں کی حفاظت کرتے ہیں، موریوں سے کیا مراد ہے، منہ بھی ایک موری ہے، جس سے بُری بات ایک انسان بول سکتا ہے، آنکھ بھی موری ہے جس سے بُرے نظارے دیکھ سکتا ہے، کان بھی موری ہے جس سے بری آوازیں سن سکتا ہے جس سے بدکرداری ترغیب پاتی ہے، اس سب کی حفاظت نہ کرنے سے روح ناپاک ہوتی ہے، یہ تمام موریاں اس پاک چیز کو جس کا نام قلب ہے اور جو خدا تعالےٰ کی تخت گاہ ہے ناپاک کرنے کا موجب ہوتی ہیں، اس لئے ان کی حفاظت ضروری ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چوکس رہو، تمہاری کوئی حرکت فساد کا موجب نہ ہو، تمہاری وجہ سے کسی کو دکھ نہ پہنچے، یہی روزہ کی غرض ہے، ایک مہینہ بہت عرصہ ہے جس میں انسان کی عادت نیکی پر پختہ ہو سکتی ہے، اس غرض کو پورا کرو اور اپنی عادتوں کو نیکی پر پختہ کر لو۔

مسجد احمدیہ بلڈنگس میں درس اور تراویح

اس مسجد میں بھی نماز تراویح ہوتی ہے۔ صبح کے وقت قرآن کریم کا درس ہوتا ہے اور عصر کے بعد حدیث کا درس ہوتا ہے، شہر سے کچھ لوگ اگر مستفیض ہوتے ہیں اس اعلان سے جو شخص چاہے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

راولپنڈی احمدیہ لائبریری کا مسئلہ

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم۔ پنڈی میں لائبریری کے قیام کا مسئلہ کچھ عرصہ سے جماعت کے زیر غور ہے۔ اس ارادے کو پورا کرنے کیلئے ہمیں مرکزی انجمن کے جس تعاون کی ضرورت ہے ہمیں امید ہے کہ ہماری انجمن جماعت کی بہتری اور ہماری کوششوں کو سراہنے کے ساتھ ساتھ کوئی ٹھوس قدم اٹھانے میں ہر طرح ہماری معاون ثابت ہوگی۔

یہ خط اور اسکے ساتھ ملحقہ رپورٹ اپنے اخبار میں شائع کردیں تاکہ کم از کم اُن لوگوں تک یہ آواز پہنچ سکے جو راولپنڈی میں لائبریری کے قیام کو بنظر تحسین دیکھتے ہیں۔ اور اس کے لئے ہماری تجاویز سے اتفاق رکھتے ہیں (مندرجہ ذیل پتہ پر رقوم بھی ارسال کی جاسکتی ہیں)

چندہ وصول شدہ:۔

مسز ڈاکٹر اسلم جھنگ ۲۴ — — ۰
میاں عزیز احمد صاحب نوشہرہ ۲۰ — — ۰
شیخ محمد لطیف صاحب ۲۰ — ۰ — ۰
احباب وزیرآباد (شیخ نثار احمد صاحب) ۱۹ — ۸ — ۰
چوہدری غلام باری صاحب ۱۶ — ۰ — ۰
صغیر اختر صاحبہ ۱۵ — ۰ — ۰
مسز لطیف ۱۵ — ۰ — ۰
خواجہ محمد عبید اللہ ۱۲ — ۰ — ۰
مسٹر این اے فاروقی ۱۰ — ۰ — ۰
مسز افضل نوشہرہ ۱۰ — ۰ — ۰
ڈاکٹر نذیر الاسلام ۱۰ — ۰ — ۰
مرزا معصوم بیگ صاحب ۹ — ۰ — ۰
شیخ اقبال احمد صاحب ۸ — ۰ — ۰
والدہ مظفر الدین ۸ — ۰ — ۰
شیخ غلام حسین صاحب ۷ — ۸ — ۰
سجاوید ایس بٹ رسالپور ۷ — ۱ — ۰
مسز عبید اللہ ۶ — ۰ — ۰
ہمشیرہ عبید اللہ ۶ — ۰ — ۰
مسز اشتیاق نوشہرہ ۶ — ۰ — ۰
ملک ظفر اللہ خاں صاحب ۴ — ۰ — ۰
حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ۳ — ۰ — ۰
شیخ محمد بخش صاحب ۳ — ۰ — ۰
سید نواز احمد بخاری لاہور ۲ — ۸ — ۰
میاں اقبال احمد صاحب ۲ — ۸ — ۰
لیاقت حسین صاحب ۱ — ۸ — ۰
ایس ایم مشتاق نوشہرہ ۱ — ۸ — ۰

پانچ روپے دینے والے اصحاب:۔

محمد اقبال صاحب۔ ایس ایم شریف لاہور۔ مسز شریف۔ مسز شکر الدین۔ ایس ایم فضل نوشہرہ۔ چوہدری فضل حق صاحب۔ مولانا یعقوب خاں صاحب۔

دو روپے دینے والے اصحاب:۔

مس خالدہ دین محمد لاہور۔ ڈاکٹر گلزار احمد (ہومیو) خواجہ اکرم لاہور، منظور احمد صاحب لاہور، میاں قمر الدین صاحب، خورشید علی صاحب بزمی، منصور احمد صاحب، میجر سعید، محمد حفیظ اللہ صاحب، میاں شریف احمد صاحب۔

ایک روپیہ دینے والے اصحاب:۔

ایس اے میاں، حکیم عبد الغنی صاحب، کیپٹن حنیف، مسز ظفر اقبال صاحب لاہور۔ ڈاکٹر غلام حیدر صاحب لاہور۔ محمد عثمان صاحب لاہور۔ زبیدہ بیگم صاحبہ۔ مسز فضل کریم، چوہدری فیروز دین صاحب، مسز اقبال، چوہدری غلام ربانی۔ پروفیسر اصغر حمید۔

آٹھ آنے یا زائد دینے والے اصحاب:۔

وحید عزیز نوشہرہ، سید انور حسین صاحب۔ ساجد حسین صاحب لاہور۔ مس اقبال شریف۔ شیخ اکرام الحق۔ طفیل احمد صاحب، مسز تحسین۔ ارشاد حسین صاحب، محمد نسیم قریشی لاہور۔ کل رقم بات ۲۱۸ — ۱ — ۰ روپے آنے پائی

اس سال کے دوران چندہ جمع کرنیوالوں کے نام یہ ہیں:۔
ایس ایم خالد اقبال۔ شیخ نثار احمد صاحب وزیرآباد، ظفر اقبال صاحب لاہور۔ سعیدہ خاور عزیز صاحبہ، آفتاب احمد، مس نسیم حیات، قمر لطیف صاحبہ۔

علاوہ ازیں مرکزی انجمن کے پاس سات سو بیس روپے اس سلسلے میں بطور امانت موجود ہیں۔ ۵۰ روپے ڈاکٹر این اے خان صاحب نے بھی حال ہی میں بھیجے ہیں، انہوں نے اتنی ہی رقم کی کتب بھی بشیر احمد صاحب منٹو کے نام بھیجی ہیں۔ اس طرح کل رقم جو مرکزی انجمن کے پاس موجود

اسلام میں عورت کی حیثیت

سید اللہ دتہ شاہ صاحب ہاجوں ضلع جہلم

"پیغام صلح" کی ایک سابقہ اشاعت میں اس موضوع پر محترمہ حمیدہ عبداللہ کا ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ محترم اللہ دتہ شاہ صاحب نے اس کی بعض خامیوں کے پیش نظر قرآن کریم اور احادیث نبوی سے مسلمان عورت کے حقوق و فرائض پر تفصیل سے بحث کی ہے جو امید ہے دلچسپی سے پڑھی جائے گی:۔

اسلامی ضابطہ حیات

خالق کائنات نے بنی نوع انسان کو مرد اور عورت کی شکل میں پیدا کر کے ابتداء سے ہی اس کی جسمانی ربوبیت اور روحانی تربیت کا انتظام انبیاء سلف کی معرفت ضرورت زمانہ اور استعداد انسانی کے مطابق کیا ہے، اور انسان کی روحانی تربیت کی تکمیل فخر موجودات خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلعم پر کی گئی اب بنی نوع انسان کی فلاح دارین کے لئے دین اسلام کی صورت میں مکمل انسانی ضابطہ حیات منزل من اللہ احکام خدا کا مجموعہ قرآن مجید ہے۔ جس پر عمل سے ہی دینی اور دنیوی فلاح وابستہ ہے۔ اس اسلامی ضابطہ حیات میں انسانی زندگی کی تمام ضروریات کے حصول اور طریق کار وغیرہ کو واضح کر دیا گیا ہے، اور انسان کو قوت تمیز عطا فرما کر اسے اچھے اور برے افعال اور ان کے نتائج سے اور اوامر و نواہی کے احکام صادر فرما کر آگاہ کیا ہے۔ اوامر پر عمل اور نواہی سے اجتناب کا حکم دے کر انسان کو ایک حد تک اختیار دے دیا ہے۔ انسان چاہے۔ تو اپنے خالق کی دی ہوئی قوتوں کو اس کے احکام کے مطابق عمل کر کے فلاح پائے یا اپنے خالق کا نافرمان ہو کر خسارہ اٹھائے۔

مرد و عورت کے فرائض میں اختلاف

مرد اور عورت کی پیدائش تو یکساں ہے۔ مگر ان ہر دو کی شکل و صورت، اوضاع و اطوار میں اختلاف ہے۔ اس لئے مرد اور عورت کے کچھ فرائض بھی مختلف ہیں۔ اسلامی معاشرہ میں عورت کے لئے گھر کا انتظام پیدائش اولاد۔ پرورش اولاد، تربیت اولاد۔ اپنے ماں باپ اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری اور اپنے خاوند کے حقوق کی نگہداشت۔ اپنے اقارب سے نیک برتاؤ اور اپنے خاوند کی کمائی کو حد اعتدال سے خرچ کرنا اور حتی الوسع اپنے گھر کی بہتری کے لئے کوشاں رہنا لازم رکھا گیا ہے۔

اور مرد کے لئے رزق حلال سے اپنے کنبہ کے اخراجات مہیا کرنا اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا اور ان کی حفاظت کرنا۔ محبت آمیز نیک برتاؤ سے زندگی گذارنا اور اپنی زوجہ کے حقوق کی نگرانی فرض ہے،

خلق لکم من انفسکم ازواجًا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ

(سورۃ روم) ترجمہ:۔ اللہ نے تمہارے لئے خود تمہیں میں سے جوڑے بنائے ہیں۔ تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کر سکو۔ اور اس نے تمہارے درمیان مودت اور رحمت رکھدی ہے۔

ھن لباس لکم وانتم لباس لھن (بقرۃ)

ترجمہ:۔ وہ تمہارے لئے لباس ہیں۔ اور تم ان کے لئے لباس ہو۔ (مرد عورت کا لباس ہے اور عورت مرد کا لباس ہے)

قد انزلنا علیکم لباسًا یواری سواٰتکم وریشًا ولباس التقویٰ ذالک خیر (الاعراف)

ترجمہ:۔ اے بنی آدم بے شک ہم نے تم پر لباس اتارا جو تمہارے عیبوں کو ڈھانکتا ہے اور زینت کا موجب ہے۔ اور تقوےٰ کا لباس یہی بہتر ہے۔

الرّجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض وبما انفقوا من اموالھم (النساء)

ترجمہ:۔ مرد عورتوں کے ذمہ دار ہیں۔ اس لئے کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ اور اس لئے کہ انہوں نے اپنے مالوں سے کچھ خرچ کیا ہے۔

پردہ کی حدود

پردہ کے معنے کسی چیز کو پوشیدہ کرنا۔ چھپا لینا، ڈھانپ لینے کے ہیں۔ حدود پردہ مرد کے لئے گھٹنوں سے ناف تک ہے۔ اور عورت کے لئے تمام جسم کا پردہ ہے۔ بعض روایات میں عورت کے ہاتھ اور چہرہ کو مستثنےٰ کیا گیا ہے۔ مگر چہرہ کے استثنا سے پردہ کی اصل غرض و غایت ہی مفقود ہو جاتی ہے جس کے لئے پردہ کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآن مجید کی آیات سے منہ کا چھپانا ہی ثابت ہوتا ہے۔

یا ایھا النبی قل لازواجک وبنٰتک ونساء المومنین یدنین علیھن من جلابیبھن ذالک ادنیٰ ان یعرفن فلا یؤذین (الاحزاب)

ترجمہ:۔ اے نبی اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہدو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے گھونگھٹ ڈال لیا کریں۔ اس سے توقع کی جاتی ہے۔ کہ وہ پہچانی جائیں گی: اور ان کو چھیڑا نہ جائے گا۔ دور جاہلیت میں عورتیں چہرہ کھلا رکھتی ہوئی پھرا کرتی تھیں۔ اسلام نے اسے ممنوع قرار دیا ہے۔ اور مسلمات کی تمیز کے لئے انہیں پردہ کیساتھ باہر نکلنے کا حکم دیا ہے۔ زمانہ رسالت میں مسلمات کے لئے یہ امتیازی نشان رکھا گیا ہے۔

پردہ کے حکم سے اجتماعی ماحول کو بیہودہ خیالات اور محرکات منکرات سے پاک رکھنا مقصود ہے۔ تاکہ انسان کی ذہنی اور جسمانی قوتوں کی پاکیزہ فضا میں نشوونما ہو۔ اور صنفی تعلقات صرف دائرہ ازدواج میں محدود رہوں۔

چونکہ مرد اور عورت کا دائرہ عمل الگ الگ ہے، اس لئے دونوں کی فطرت ذہنی اور جسمانی استعداد کے لحاظ سے تمدن کی الگ الگ خدمات ان کے سپرد ہیں، اور ان کے تعلقات کی تنظیم جائز حدود کے اندر ایک دوسرے کی مدد کرنا ہے۔ اس لئے ہر دو کو اپنی مقررہ حدود عمل سے تجاوز ممنوع ہے۔

منکرات سے بچنے کیلئے اصلاح باطن کی ضرورت

اسلام نے حقوق اسلام کی حفاظت اصلاح باطن تعزیری قوانین اور انسدادی تدابیر سے کی ہے۔ اصلاح باطن تو خدا تعالےٰ کی توحید اس کی صفات و وعید پر مکمل یقین اور اس کے احکام پر عمل اور اسوۂ رسالت کی اتباع سے ہی ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ اس کا فضل بھی شامل حال ہو،

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اگر کسی خوش نصیب کو یہ نعمت عطا ہو جائے۔ تو جس غرض کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے اس میں کامیاب ہو کر فلاح یافتہ ہو گیا۔

تعزیری قوانین

تعزیری قوانین سے منکرات کا سدباب کیا گیا ہے تاکہ مسلمان نظام اسلام کو توڑنے کی جرأت نہ کریں۔

انسدادی تدابیر کے ذریعہ سے اجتماعی زندگی میں ایسے طریق رائج کرنے کا حکم ہے۔ جو اسلامی ماحول کو غیر طبعی محرکات اور منکرات سے پاک کرنے والے اور اپنے خالق کی نافرمانیوں سے بچانے والے ہوں۔

منکرات سے بچنے کی انسدادی تدابیر

انسدادی تدابیر کے لئے [illegible] احکام محرکات فواحش اور منکرات سے بچاؤ کی غرض سے مرد اور عورت کو دیئے گئے ہیں وہ یہ ہیں:۔

قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکیٰ لھم ان اللہ خبیر بما یصنعون۔ وقل للمومنٰت یغضضن من ابصارھن ویحفظن

فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا - ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن او آبائھن او آباء بعولتھن او ابنائھن او ابناء بعولتھن او اخوانھن او بنی اخوانھن او نسائھن او ما ملکت ایمانھن او التابعین غیر اولی الاربۃ من الرجال او الطفل الذین لم یظھروا علی عورات النساء ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن (النور)

ترجمہ:- اے نبی مومن مردوں سے کہو- کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں- اپنی عصمت اور عفت کی حفاظت رکھیں- یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کا طریقہ ہے - اور اللہ جانتا ہے - جو کچھ وہ کرتے ہیں - اور مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہیں پست رکھیں - اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں سوائے اس زینت کے جو خود ظاہر ہو جائے - اور وہ اپنے سینوں پر اوڑھنیوں کی بکل مار لیا کریں - اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں - مگر ان لوگوں کے سامنے شوہر، باپ - خسر - بیٹے - سوتیلے بیٹے - بھائی - بھتیجے - بھانجے - اپنی عورتیں اور غلام، خدمتگار جو نکاح کی حاجت نہیں رکھتے - یا وہ لڑکے جو عورتوں کی پردہ کی باتوں سے آگاہ نہیں ہوتے ہیں - اور عورتیں اپنے پاؤں زمین پر اس طرح نہ مارتی چلیں - کہ جو زینت انہوں نے چھپا رکھی ہے - آواز کے ذریعہ سے اس کا اظہار ہو -

غض بصر کا حکم

اگر کسی مسلم کی نظر اتفاقاً کسی نامحرم عورت پر پڑ جائے، یا کسی مسلمان عورت کی نظر غیر محرم مرد پر پڑے - تو ہر دو کو نگاہیں نیچی کرنے کا حکم ہے - اگر دوبارہ پھر بلا ضرورت خواہش نفس سے دیکھیں گے - تو ارشاد رسالت میں ایسی بے باک آنکھوں میں بروز جزا سکہ پگھلا کر ڈالا جانے کی سزا ہے -

حدیث :- عن النبی صلعم انہ من نظر الی محاسن امراۃ اجنبیۃ عن شھوۃ صب فی عینیہ الآنک یوم القیامۃ -

نبی صلعم نے فرمایا ہے - جو شخص کسی اجنبی عورت کے محاسن پر شہوت کی نظر ڈالیگا - قیامت کے دن اس کی آنکھوں میں پگھلا ہوا سکہ ڈالا جائے گا -

حدیث :- عن جریر قال سالت رسول اللہ صلعم عن نظر الفجاۃ فقال اصرف بصرک - حضرت جریر کہتے ہیں - کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا - کہ اچانک نظر پڑ جائے تو کیا کروں - آپ نے فرمایا .... کہ نظر پھیر لو -

عورت کے لئے مزید احکام

مندرجہ بالا آیات قرآن اور احادیث پر غور ... کرنے سے ثابت ہے کہ جو احکام مسلمان مرد کے لئے ہیں وہ مسلمان عورت کے لئے بھی ہیں - مگر مسلمات کے لئے اس کے ماسوا مزید احکام بھی ہیں، جن سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمات کی عصمت کی حفاظت کے لئے غض بصر اور حفظ فروج کے علاوہ اور فرائض بھی ہیں - ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض وقلن قولاً معروفاً (الاحزاب) عورتوں کے لئے حکم ہے کہ نرم آواز میں بات نہ کریں - ایسا نہ ہو کہ جس کے دل میں بیماری ہے طمع کرے - اس لئے نیکی کی بات کریں -

ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن (النور) عورتیں اپنے پاؤں زمین پر اس طرح مارتی ہوئی نہ چلیں - کہ جو زینت انہوں نے چھپا رکھی ہے وہ معلوم ہو جائے -

وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ - عورتیں اپنے گھروں میں قرار پکڑیں - پہلی جہالت کی طرح بناؤ سنگار نہ دکھاتی پھریں -

تبرج کے معنے زینت اور محاسن کا اظہار اور چلنے میں ناز و ادا ہے - جاہلیت اولیٰ میں عورتیں خوب بن سنور کر نکلا کرتی تھیں - جس طرح اب کسی ایسی سوسائٹی میں جا کر دیکھ لیں جہاں مغربی وضع کی خواتین ہوں - انہیں دیکھ کر جاہلیت اولیٰ کا نقشہ یاد آ جائے گا - وقرن فی بیوتکن کا یہ مطلب نہیں ہے - کہ عورتیں کسی جائز ضرورت کے لئے بھی گھروں سے نہ نکلیں البتہ عورتوں کا عموماً گھروں میں رہنا ہی اسلام میں پسندیدہ اور موزوں ہے یدنین علیھن جلابیبھن کے حکم سے عیاں ہے - کہ عورتیں جب اپنی حاجات کے لئے گھر سے باہر نکلیں تو اپنے جسموں کو چھپا لیں - اس سے واضح ہے - کہ ضرورت کے وقت مستورات کو گھروں سے باہر جانے کی اجازت ہے -

مسلمات کے لئے خاص ارشاد رسولؐ واضح ہے - صلوۃ امراۃ فی بیتھا افضل صلوتھا فی حجرتھا وصلوتھا فی مخدعھا افضل من صلوتھا فی بیتھا - عورت کا اپنی کوٹھری میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے - کہ وہ اپنے کمرے میں نماز پڑھے - اور اس کا اپنے چار دیواری میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ وہ اپنی کوٹھڑی میں نماز پڑھے - عورت کو کھلی جگہ نماز ادا کرنے کا حکم نہیں - جہاں غیر مرد کی نظر پڑنے کا امکان ہو -

... اللہ صلعم قال لا یحل لامراۃ مسلمۃ تسافر مسیرۃ لیلۃ الا ومعھا رجل ذو حرمۃ منھا - حضور نے فرمایا کہ کسی مسلمان عورت کے لئے حلال نہیں کہ ایک رات کا سفر کرے - تاوقتیکہ اس کے ساتھ محرم مرد نہ ہو، عورت کو اکیلا سفر کرنے کی اجازت نہیں ہے - المرأۃ راعیۃ علی بیت زوجھا وھی مسئولۃ - عورت اپنے شوہر کے گھر کی حکمران ہے - وہ اپنی حکومت میں اپنے عمل کے لئے جوابدہ ہے - عام حالات میں مسلمات کو ان فرائض سے سبکدوش کیا گیا ہے - جو بیرون خانہ امور سے تعلق رکھتے ہیں - عورت پر جہاد فرض نہیں - جنازہ فرض نہیں - نماز باجماعت فرض نہیں - نماز جمعہ واجب نہیں - اگرچہ چند پابندیوں کی وجہ سے مسجد میں جانے کی اجازت دی گئی ہے - تمام کتب احادیث میں اسی مضمون کی بہت سی احادیث ہیں - جو طوالت کی وجہ سے تحریر نہیں کی جا سکیں -

عورت کو جو حسن خداداد عطا ہوا ہے - اس میں چہرہ کو فوق ہے - اس لئے چہرہ ہی زیادہ مرغوب ہے - اور اس کا پوشیدہ رکھنا ضروری ہے -

(باقی باقی)

صداقت مسیح موعود

(بسلسلہ صفحہ ۹)

میں فرقہ وارانہ منافرت پھیلانا قوموں کے ذریعہ بند کر دیا جائے گا اور دوسری طرف جماعت احمدیہ میں پیدا ہونے والا وسوسہ دور کر کے الہام "یصلح اللہ جماعتی ان شاء اللہ تعالیٰ" بڑی شان سے پورا ہو جائے گا - (واللہ اعلم بالصواب)

جماعت احمدیہ کیلئے لمحہ فکریہ

بہر حال خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موجب اپنے فضل کے ساتھ ہم کو اصلاح کا موقعہ دے کر اپنے وعدہ کو پورا کر دیا اب اگر ہم اپنے عہد پر قائم رہ کر اس شاہراہ پر گامزن رہیں گے جو اس کے فرستادہ نے پیش کی تو اس کے انعامات کے وارث ہوں گے، اور اگر اپنی خواہشات کے پیچھے پڑ کر اپنے قیام کی اصل غرض کو پس پشت ڈال دیں گے تو پھر اس کا وعید سن لیجئے وان تتولوا یستبدل قوماً غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم - اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے عہدوں پر قائم رہنے اور حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی اغراض کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین -

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

صداقت مسیح موعود

از ـ قمر ساما نوی

(۶)

تیسری علامت بھی الہام ہی میں بیان کی گئی ہے وہ یوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ :۔

" چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں " (الوصیت)

یہاں آپ نے بتلا دیا کہ آپ کے بعد آپ کی نمایندگی کرنیوالا اور آپ کے مقاصد کی تکمیل کرنیوالا کوئی ایک "بزرگ" نہ ہوگا بلکہ وہ کئی ہوں گے جن کو آپ نے اسی جگہ "بعض اور وجود ہوں گے" لکھکر یہ بتا دیا کہ وہ ایک سے زیادہ ہوں گے اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ "نفس پاک" والے بزرگ کہاں ہوں گے جو صحیح معنوں میں آپ کی نمایندگی کریں گے ؟ اس کے متعلق آپ کو الہاماً بتایا گیا کہ

" لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں "

اور دوبارہ فرمایا کہ :۔

" لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں "

(تذکرہ صفحہ ۴۱۴ ، ۴۱۵)

یعنی وہ "نفس پاک" رکھنے والے "پاک محب" اور "پاک ممبر" جو آپ کے بعد آپ کے مقاصد کی تکمیل کرنے والے ہوں گے وہ لوگ ہوں گے جن کا ہیڈ کوارٹر "لاہور میں" ہوگا یہ اتنی صاف اور واضح علامت ہے کہ اس کے بعد کسی اور علامت کی ضرورت باقی نہیں رہتی ، مگر چونکہ لاہور کے ان پاک ممبروں کی تحقیق کو مشتبہ کرنے کے لئے بعض دوست ناکام سعی کرتے ہیں اس لئے اُن کے غور و فکر اور اُن کے پیدا کردہ وساوس کے ازالہ کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ الہامات میں بیان فرمودہ چوتھی علامت کا بھی بیان تذکرہ کر دیا جائے ۔ چنانچہ الہامات مذکرہ میں ان پاک ممبروں کے متعلق یہ بتایا کہ

" وسوسہ پڑ گیا ہے "

لاہور میں بسنے والے پاک ممبروں کے متعلق یہ بھی پیشگوئی تھی کہ ان کو من حیث الجماعت کوئی وسوسہ ہو جائے گا ۔ سوائے ان کے جو لوگ لاہور میں بسنے والے دوسرے غیر مستحق لوگوں کو ان الہامات کا مصداق قرار دیتے ہیں کہ وہ یہ ثابت کریں کہ اُن کے پیش کردہ لوگوں کو من حیث الجماعت کیا وسوسہ پڑا اور کب پڑا ؟ اگر کوئی ہم سے پوچھے کہ تم جن ممبروں کو اس کا مصداق سمجھتے ہو ان کو من حیث الجماعت کیا وسوسہ پڑ گیا تھا تو ہم صاف طور سے عرض کریں گے کہ انہوں نے ممالک غربیہ کے تبلیغی مشنوں کے لئے یہ مسلک تجویز کر لیا تھا کہ وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام کو پیش نہ کیا جائے مگر چونکہ وہ پاک نفس رکھنے والے پاک ممبر تھے اور اللہ تعالےٰ اور اس کے فرستادہ کے "محب" اور "لطیف مٹی" کے تھے اس لئے فرمایا کہ

" وسوسہ نہیں رہے گا مگر مٹی رہے گی "

الہامات کے موجب وسوسہ کا پڑنا ایک یقینی امر تھا مگر چونکہ حضرت اقدس کے معتقدات اور آپ کی تعلیم کی وارث یہی جماعت تھی اور آپ کے مقاصد کی تکمیل اسی کے ہاتھوں ہونی مقدر تھی اور وہ لوگ "پاک" اور "لطیف مٹی" کے تھے اس لئے اللہ تعالےٰ انکے وسوسہ کو قائم نہ رکھ سکتا تھا جس طرح اُن میں "وسوسہ" پڑنے کی پیشگوئی تھی کہ اُن کا یہ وسوسہ نہیں رہے گا چنانچہ عجیب بات یہ ہے کہ جس رات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ پاک ممبروں والا الہام ہوتا ہے اسی رات کو ایک اور الہام ہوتا ہے جو تذکرہ صفحہ $\frac{۴۱۳}{۴۱۴}$ پر درج ہے وہ الہام یہ ہے :۔

بر مقام فلک شدہ یا رب
گر امیدے دہم مدار عجب

" بعد گیارہ انشاء اللہ تعالےٰ "

خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ تیری دعائیں اب آسمان پر پہنچ گئی ہے اب اگر میں تجھے کوئی امید اور بشارت دوں تو تعجب مت کر ۔ میری سنت اور موہبت کے خلاف نہیں بعد ۱۱ انشاء اللہ تعالےٰ) فرمایا اس کی تفہیم نہیں ہوئی کہ ۱۱ سے کیا مراد ہے گیارہ دن یا گیارہ ہفتے یا کیا یہی ہندسہ گیارہ کا دکھایا گیا ہے)

پھر وحی ہوئی :۔

" لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں ان کو اطلاع دی جاوے نطیف مٹی کے ہیں وسوسہ نہیں رہے گا مگر مٹی رہے گی "

" انا اللّٰہ ذو المنن انی مع الرسول اقوم " میں اللہ ہوں بہت احسان کرنے والا میں یقیناً اپنے رسول کی مدد کے لئے کھڑا ہوں گا ۔

" ایک دفعہ الہام ہوا تھا کہ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں وسوسہ پڑ گیا ہے پر مٹی لطیف ہے وسوسہ نہیں رہے گا مٹی رہے گی "

(ایضاً صفحہ ۴۱۵)

ان الہامات کے نزول کی ترتیب سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا ایک دوسرے کے ساتھ خاص تعلق ہے غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلے الہام میں لاہور کے پاک ممبروں کے وسوسہ دُور ہونے کا وقت بتایا گیا ہے یعنی حضرت مسیح موعودؑ کی حقیقی وارث اور آپ کے مقاصد کی تکمیل کرنے والی جماعت میں وسوسہ کا پیدا ہونا آپ کے لئے سخت تکلیف کا باعث ہوا اس لئے آپ کی رُوح نے اللہ تعالےٰ کے حضور فریاد کی کہ اسے خدا یہی ایک مٹی بھر جماعت میرے مقاصد کی تکمیل کے لئے کھڑی ہوئی تھی اور اس میں بھی یہ وسوسہ پڑ گیا ہے کہ وہ میرے نام کو صلیب پرست ممالک میں کماحقہ پیش نہیں کرتی حالانکہ وہ جانتی ہے کہ میرے دنیا میں بھیجے جانے کی سب سے بڑی غرض کسر صلیب تھی اگر اس جماعت میں یہ وسوسہ قائم رہا اور یہ ماد و تو کے جھگڑوں میں مبتلا رہی تو میرے مقاصد کی تکمیل نہ ہو سکے گی اس لئے تو اس کے وسوسہ کو دُور فرما ، تو اللہ تعالےٰ نے حضور کو یہ فرما کر تسلی دی کہ لاہور کے پاک ممبروں کا یہ وسوسہ پاکستان بننے کے گیارہ سال بعد دور ہو جائے گا ، چنانچہ اللہ تعالےٰ کی نشان دیکھئے کہ جماعت احمدیہ لاہور کی بیرونی جماعتوں کی پرزور تحریک پر ایک مجلس مشاورت بیکم نومبر ۱۹۵۸ء کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں قائم ہوئی جس میں سب سے پہلے تمام نمایندگان نے متفق الرائے سے یہ فیصلہ کیا کہ بلاد غربیہ کے تبلیغی مشنوں اور وہاں سے شائع ہونے والے رسالہ جات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام اور آپ کی صداقت کو غیر مبہم اور جلی الفاظ میں پیش کیا جائے نہ صرف یہ بلکہ جماعت کا اندرونی خلفشار دُور ہو کر آیندہ نہایت مستعدی اور سرگرمی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقاصد کی تکمیل کے لئے ایک مجلس عمل کا انتخاب عمل لایا جا کر تمام انتظام اس کے سپرد کیا گیا اور اس طرح خدا تعالےٰ کے منہ کی باتیں پوری ہوئیں ۔ ہو سکتا ہے کہ علم الٰہی میں الہام بعد ۱۱ انشاء اللہ ..... کا کوئی اور مفہوم بھی ہو جو اپنے وقت پر ظاہر ہو جائے گا ، مگر موجودہ حالات کے لحاظ سے اس کا یہی مطلب صاف ثابت ہوتا ہے اور اس کے علاوہ یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے کہ پاکستان بننے کے بعد جماعت احمدیہ لاہور اور اس کے بانی کی شدید مخالفت ہوگی اس کو غیر مسلم اقلیت اور صفحہ دنیا سے نابود کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا جائے گا ، مخالفت کے اس طوفان بے تمیزی کو دیکھ کر دور حاضر کی مظلوم ترین شخصیت کی رُوح نے اپنے مولا کے حضور فریاد کی جس کے جواب میں اللہ تعالےٰ نے آپ کو یہ بشارت دی کہ پاکستان بننے کے بعد گیارہ سال تک یہی طوفان بے تمیزی قائم رہے گا مگر جب گیارہ سال پورے ہو جائیں گے تو ایک طرف یہ الہام جو حضرت کو بہت کثرت سے اور بار بار ہوا ہے :۔

" انی مع الافواج اتیك بغتةً "

(کہ میں اپنی فوجوں کے ساتھ اچانک آؤں گا)

اور الہام :۔

" کود گاڈ از کمنگ بائی ہز آرمی "

علاوہ باطنی معنوں کے ظاہری طور پر بھی "فوجی حکومت" کے قیام سے پورا ہو جائے گا جس کے دوران حکومت

(باقی بر صفحہ ۲)

تبلیغی ڈاک

ذیل میں ان خطوط کا ترجمہ دیا جاتا ہے جو غیر ممالک سے انجمن کی تبلیغی ڈاک کے جواب میں موصول ہوئے

(غلام قادر انچارج تبلیغ بلاد غیر)

(۱) از ابادان۔ نائیجیریا

مکرمی! السلام علیکم۔

میں نہایت شکریہ کے ساتھ آپ کی چٹھی مؤرخہ ۲۳/۵/۵۷ اور لٹریچر کی رسید سے اطلاع دیتا ہوں۔ جواب میں تاخیر اس لئے ہوئی کہ میں رخصت پر تھا۔

میں اور میرے دوست بڑی دلچسپی سے آپ کے لٹریچر کا مطالعہ کر رہے ہیں۔

اب رمضان شریف آ رہا ہے اس ماہ میں مسجدیں آباد ہو جائیں گی۔ مگر جونہی یہ مہینہ ختم ہوگا مسجدیں بے آباد ہونی شروع ہو جائیں گی۔

وجہ یہ ہے کہ اکثر مسلمان دین سے واقف ہیں۔ میری کوشش ہے کہ جتنے بھی دوست آپ کی کتابوں کو پڑھکر فائدہ اٹھا سکیں اتنا ہی اچھا ہوگا۔ مجھے امید ہے کہ کالجوں کے طلباء میں سے اکثر حصہ احمدیت قبول کر لے گا بخاری کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے اگر ارسال فرمادیں تو عین عنایت ہوگی۔

لائٹ بہت علمی پرچہ ہے اور ذور بخشتا ہے، میں اپنی طرف سے عطیہ جلد ہی انجمن کی خدمت میں پیش کروں گا۔

آخر میں پھر آپ کا نہایت شکر گذار ہوں کہ آپ نے میری اور میرے دوستوں کی روحانی تسکین فرمائی ہے۔

آپ کا مخلص۔ ایس۔ وائی۔ اے جیونی

ابادان نائیجیریا

(۲)۔ از برٹش گائنا

مکرم بندہ! السلام علیکم

مجھے بصد شکریہ آپ کی چٹھی اور ممبر شپ سرٹیفکیٹ مل گئے ہیں۔

میں نے اور حاکم علی بخش اور عبد الجبار صاحبان نے ایک مشین GESTATU DUPLICATING MACHINE خریدی ہے تاکہ اسلامی مضامین پر سرکلر چھاپ کر تقسیم کئے جائیں۔

ہماری لائبریری بھی ہے اور ہم نے ایک سوسائٹی بھی تشکیل کر رکھی ہے جس کا نام "THE ISLAMIC STUDENT LITERARY ASSOCI MISSION" رکھا گیا ہے۔

اس ایسوسی ایشن کا میں سکرٹری ہوں، عبد الرحمان صاحب صاحب پریذیڈنٹ اور عبد الجبار صاحب وائس پریذیڈنٹ ہیں۔

ہماری آرگنائزیشن باقاعدہ رجسٹرڈ باڈی ہے۔ براہِ مہربانی ہمیں برٹش گائنا کے امیر جماعت اور ممبروں کے نام سے مطلع فرمائیں (اطلاع مہیا کی جا رہی ہے)

ہمیں بیعت فارم بھیجدیں تاکہ نئے داخل سلسلہ ہونے والوں سے پُر کروا کر آپ کو بھیجدیئے جائیں۔

خاکسار۔ منور خاں رجسٹرڈ میرج افسر
برٹش گائنا

نوٹ:۔ اس سے پہلا خط جوان صاحب کی طرف سے آیا تھا اس میں وہ لکھتے ہیں کہ آپ کی انجمن کے سنہری کارناموں کے متعلق پڑھکر میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں سلسلہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کر لوں۔ چنانچہ انہیں ممبر شپ سرٹیفکیٹ بھیجدیا گیا تھا جو انہیں مل گیا ہے۔

۳۔ چرچ ہاؤس خیر پور میرس

جناب عالی۔

بہت بہت شکریہ کے ساتھ میں آپ کے نوازش نامہ اور پیکٹ کی جس میں قرآن شریف اور محمدؐ دی پرافٹ شامل ہیں رسید سے اطلاع دیتا ہوں۔ میں امید کرتا ہوں کہ مجھے ان کتب سے بہت زیادہ علم حاصل ہوگا۔

میں...... آپ کے ان پاکیزہ جذبات کی قدر کرتا ہوں جن کے ماتحت انجمن نے مجھے قیمتی کتب سے نوازا ہے۔

(ریورنڈ) ڈی ایل ایکن بی اے

ترجمہ خط۔ از مسٹر پی تنگ ٹی سی ٹنگ تائیوان (چین)

مکرمی! السلام علیکم۔

آپ کی مرسلہ چار کتابیں یعنی کال آف اسلام ہز ہولی نیس ایکسریڈ۔ براہین احمدیہ اور ٹیچنگز آف اسلام مل چکی ہیں میں آپ کا بہت بہت شکر گذار ہوں۔

مجھے ان کتابوں کے مطالعہ سے مجدد اعظم مرزا غلام احمدؑ کے متعلق بہت سا علمی ذخیرہ میسر آجائے گا میں نے آج سے ان کا باقاعدہ مطالعہ شروع کر دیا ہے

آپ کا پی تنگ ٹی سی ٹنگ۔

تائیوان (چین)

خط از ستی عثمان۔ فلپائن

السلام علیکم

میں نہایت پُرمسرت جذبات اور دلی شکریہ کے ساتھ آپ کو قرآن شریف انگریزی ترجمہ اور محمدؐ اِن ورلڈ سکرپچر وغیرہ کی رسید سے مطلع کرتا ہوں۔

(براہین احمدیہ اور ٹیچنگز آف اسلام انہیں جون ۱۹۵۵ء کو بھیجی گئی تھیں۔ غلام قادر)

میں پھر مخلصانہ طور پر لاکھوں دفعہ آپ کے ادارہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ایسی قیمتی کتب مجھے بھیجی گئیں، ان کتب سے اسلام کے متعلق جو کہ صحیح طور پر انسانیت کی تہذیب اخلاق کرتا ہے مجھے بہت علم حاصل ہوگا۔

آپ کا مخلص ستی عثمان۔ از فلپائن

مسجد پشاور کیلئے مزید چندہ

محترم جناب ایڈیٹر صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

مسجد پشاور کے لئے مزید چندہ دہندگان کے اسمائے گرامی برائے اشاعت ارسال ہیں آیندہ شمارہ میں شائع فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔ امید ہے جماعت کے دیگر مستطیع اصحاب بھی اس نیک کام میں حصہ لے کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔ والسلام

آپ کا مخلص۔ محمد الرحمن

	پائی	آنے	روپے
(۱) صاحبزادہ عبد القدوس صاحب	۔	۔	۱۰
(۲) صاحبزادہ عبد القدوس صاحب کے اہل خانہ کی طرف سے	۔	۔	۱۳
(۳) صاحبزادہ عبد الرب صاحب اہل خانہ	۔	۔	۱۵
(۴) صاحبزادہ محمد اسمٰعیل صاحب	۔	۔	۵
(۵) جناب عبد الباقی خانصاحب	۔	۔	۵
(۶) جناب ماسٹر محمد زمان خان آف زیدہ	۔	۔	۱۲
(۷) شیخ محمد لطیف صاحب ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ راولپنڈی	۔	۔	۲۰
(۸) شیخ محمد شریف صاحب سپرنٹنڈنٹ	۔	۔	۲۵
(۹) جناب محمد اسلم خان کلرک	۔	۔	۵
(۱۰) جناب بابو محمد صادق صاحب	۔	۔	۵
(۱۱) جناب میر رشید عالم خان۔ کلرک	۔	۔	۲
سابقہ میزان	۔	۲	۵۰۲۴
کل میزان	۔	۲	۵۱۴۱

اخبارِ احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔

بیعت:۔ مندرجہ ذیل اصحاب نے مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کے ہاتھ پر سلسلہ احمدیہ میں شمولیت کی بیعت کی ہے:۔

(۱) نور دین صاحب سمندری روڈ۔ لائلپور

(۲) چوہدری برکت علی صاحب بی اے فیکٹری ایریا لائلپور

(۳) عبد الحمید صاحب باغ والی ملز لائلپور۔

درخواست دعا:۔ (۱) سیالکوٹ سے سعادت علی صاحب لکھتے ہیں کہ صداقت دار المطالعہ جوئیہ سٹریٹ سیالکوٹ میں واقعہ ہے اسکے سکرٹری صاحب بیمار ہیں انکی صحت کے لئے دعا فرمائیں (۲) ملتان سے چوہدری علم الدین صاحب لکھتے ہیں کہ میرے دو بھتیجے بعارضہ ٹی بی بیمار ہیں ایک کا نام چوہدری نذیر احمد ہے اور دوسرے کا چودھری بشیر احمد ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور تمام دوستوں اور بزرگوں سے دعا

بچوں کا صفحہ ــــــــ مرتضیٰ خان حسن

باپ بیٹے کی مجلس

(بسلسلۂ اشاعت گذشتہ)

باپ: - ایک اور مختصر دعا بھی ہے جس میں دین و دنیا دونوں کے لئے بھلائی طلب کی گئی ہے اور وہ اسطرح ہے :-

ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃً وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔ اسے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچائے رکھ۔

گناہوں کے اقرار کی یہ دُعا بہت اچھی ہے :- ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین۔ اسے خدا ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہماری حفاظت نہیں کرے گا اور تو رحم نہیں کرے گا تو ہم گھاٹے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

قرآن مجید میں اور بھی دعائیں ہیں - اگر خدا توفیق دے تو ان سب کو یاد کرنا چاہیئے اور انہیں پڑھتے رہنا چاہیئے۔

انسان اپنے لئے تو دُعائیں مانگتا ہی ہے - اسکو چاہیئے کہ اپنی قوم کے لئے دین اسلام کی نصرت اور تائید کے لئے بھی دعائیں مانگا کرے - مثلاً یہ دُعا بہت اعلےٰ ہے :-

تائیدِ دین اور اہلِ اسلام کے لئے دُعا :-

اللّٰھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم - اللّٰھم اخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منھم + اللّٰھم اید الاسلام والمسلمین +

اسے ہمارے خدا! مدد فرما اس کی جو دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرتا ہے - اور ہمیں اُن میں سے بنا - اسے خدا! ناکام کر اس کو جو دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ناکام کرنا چاہتا ہے - اور ہمیں اُن میں سے نہ بنا + اسے خدا! اسلام اور مسلمانوں کی مدد فرما اور اُن کی تائید کر۔

درود شریف کا حکم قرآن مجید میں :-

قرآن مجید میں درود شریف پڑھنے کی بھی تاکید آئی ہے - چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں :-

اِنّ اللہ وملائکتہ یصلّون علی النبی یا ایھا الذین اٰمنوا صلّوا علیہ وسلّموا تسلیما - (سورۃ احزاب ۵۶)

تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے نبی (صلعم) پر درود بھیجتے ہیں۔ اسے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر درود اور سلام بھیجو جو درود اور سلام بھیجنے کا حق ہے۔

نماز میں تو ہم لوگ درود شریف پڑھتے ہی ہیں مگر اس کے علاوہ بھی پڑھنا چاہیئے۔

لوگوں نے بڑے بڑے لمبے چوڑے درود بنا رکھے ہیں مگر میں تم کو ایک مختصر سا درود بتا دیتا ہوں اور وہ یہ ہے :-

اللّٰھم صلّ علےٰ محمد وعلےٰ اٰل محمد وبارک وسلم - انک حمید مجید۔ اسے خدا! درود بھیج محمدؐ پر اور آل محمدؐ پر اور برکت بھیج اور سلام بھیج اس پر کیونکہ تو حمید اور مجید ہے یعنی تعریف کے قابل اور بزرگ ہے۔

استغفار بہترین وظیفہ :-

یاد رکھو استغفار سے بڑھکر کوئی وظیفہ نہیں - قرآن مجید میں صبح کی استغفار کی بڑی تعریف آئی ہے - استغفار سے انسان کے گذشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور آیندہ گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اس کے مدارج بلند ہو جاتے ہیں۔

ایک مختصر استغفار :-

ایک مختصر سا استغفار میں تم کو بتا دیتا ہوں اسکو پڑھا کرو :-

استغفر اللہ ربّی من کلّ ذنب واتوب علیہ - میں اپنے تمام گناہوں کی اللہ اپنے رب سے معافی مانگتا ہوں اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے دعائیں کیا کرتے تھے اور آپ نے اپنی امت کو بھی دُعا کرنے کی تاکید فرمائی ہے اس لئے میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ دعا کو اپنا شعار بناؤ۔ دُعا خدا کے فضلوں کو کھینچ لاتی ہے - دعا ہماری مشکلات حل کر دیتی ہے - دعا ہماری کامیابیوں ہماری کامرانیوں کی چابی ہے - اس لئے دعا سے کبھی غافل نہ ہونا - ہمیشہ دعا مانگتے رہو - ہمارے نبی کریم صلعم کی زبان مبارک پر جو کلمہ دعا جاری رہتا تھا وہ یہ ہے :-

ایک مختصر دُعا جو ہمیشہ زبان پر رہنی چاہیئے :-

اللّٰھم انی اسئلک العفو والعافیۃ اسے خدا! میں تجھ سے عفو اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔

کیا اچھا ہو کہ یہی کلمہ ہماری زبانوں پر بھی جاری رہے۔

مریض اور مسافر کے لئے رعایت :-

اب میں تم کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جس طرح اللہ تعالےٰ نے ہمیں نماز کے معاملہ میں رعایتیں دی ہیں اسی طرح روزہ کے معاملے میں بھی رعایتیں دی ہیں۔ تم جانتے ہو کہ وضو کے لئے پانی نہ مل سکے یا انسان بیمار ہو اور وضو نہ کر سکتا ہو تو اس وقت ہم کو اجازت ہے کہ ہم مٹی سے تیمم کر لیں۔ اگر ہم کھڑے ہو کر نماز ادا نہیں کر سکتے تو ہم کو اجازت ہے کہ ہم بیٹھ کر ہی نماز ادا کر لیں اور اگر ہم بیٹھ کر بھی نماز ادا کرنے کے قابل نہیں تو ہمیں اجازت ہے کہ ہم لیٹ کر اشاروں سے ہی نماز ادا کریں۔ پھر سفر کی حالت میں نماز قصر کرنے کا حکم ہے۔ غرضکہ اللہ تعالےٰ نے نماز کے متعلق ہمیں بہت سی آسانیاں دے رکھی ہیں۔ اسی طرح روزہ کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ نے آسانیاں دی ہیں۔ چنانچہ مریض اور مسافر کے لئے اجازت ہے کہ وہ حالت مرض اور سفر میں روزہ نہ رکھے اور اتنے روزے جتنے چھوڑے ہیں گن کر بعد میں رکھ لے۔ چنانچہ قرآن مجید کے الفاظ ہیں :-

فمن کان مریضاً او علےٰ سفرٍ فعدّۃ من ایام اُخر (البقرۃ ۱۸۴) پس جو کوئی مریض ہو یا سفر پر ہو تو وہ پچھلے دنوں سے گنتی کر لے۔

اللہ تعالےٰ کوئی ایسا حکم نہیں دیتا جو انسان کی طاقت سے باہر ہو، وہ اسی قدر حکم دیتا ہے جس قدر انسان آسانی کر سکے۔ چنانچہ روزہ کے حکم کے ساتھ ہی فرمایا :- یرید اللہ بکم الیسر

(باقی بر صفحہ ۱۲ اشتہار کے نیچے)

ولا یرید بکم العسر۔ (البقرہ ۱۸۵) اللہ تم سے آسانی کا ارادہ رکھتا ہے۔

اور یہ ایک بطور اصول اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرما دیا ہے

قرآن مجید کا ایک بے نظیر اصول

لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعھا۔
(البقرہ ۲۸۶)

یعنے اللہ تعالےٰ کسی کو اس کی طاقت سے بڑھ کر کوئی حکم نہیں دیتا۔

یہ بھی دین اسلام کی ایک بہت بڑی خوبی ہے اور اس کے سچا اور خدا کی طرف سے ہونے کی ایک دلیل ہے۔ ایک انگریز اسی ایک اصول کو دیکھ کر قرآن مجید کے مطالعہ کی طرف مائل ہوا تھا، اس نے سارا قرآن مجید پڑھا اور آخر کار مسلمان ہوگیا۔ اور اس نے صداقت اسلام پر مضامین لکھے۔

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور پاکستان

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر
گمرہاں را چشم کن روشن ز آیاتِ مبیں

تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
ٹیلی فون نمبر:- ۳۷۴۳۷
ایڈیٹر- دوست محمد

جلد ۴۸ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۵ مارچ ۱۹۵۹ء | نمبر ۱۲

ہمارا مذہب

(از حضرت مسیح موعودؑ)

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلین
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب
(مسیح موعودؑ)

سختی کے جواب میں نرمی اور ملاطفت سے کام لیا جائے

حضرت مسیح موعودؑ کی چند اخلاقی نصائح

ہماری جماعت کو مناسب ہے کہ وہ اخلاقی ترقی کریں کیونکہ الاستقامت فوق الکرامت مشہور مقولہ ہے۔ وہ یاد رکھیں۔ کہ اگر کوئی اُن پر سختی کرے تو حتی الوسع کا جواب نرمی اور ملاطفت سے دیں تشدد اور جبر کی ضرورت انتقامی طور پر بھی نہ پڑنے دیں۔ انسان میں نفس بھی ہے۔ جس کی تین اقسام ہیں امارہ لوامہ اور مطمئنہ۔ امارہ کی حالت میں انسان جذبات اور بے جا جوشوں کو سنبھال نہیں سکتا۔ اور اندازہ سے نکل جاتا۔ اور اخلاقی حالت سے گر جاتا ہے۔ مگر حالت لوامہ میں اپنے آپ کو سنبھال لیتا ہے۔ اس وقت مجھے ایک حکایت یاد آئی ہے، جو سعدی رحمہ نے بوستان میں لکھی ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ ایک بزرگ کو کتے نے کاٹا۔ گھر آیا۔ تو گھر والوں نے دیکھا کہ اسے کتے نے کاٹ کھایا ہے۔ ان میں ایک بھولی بھالی چھوٹی سی لڑکی بھی تھی۔ وہ بولی۔ آپ نے اُسے کیوں نہ کاٹ کھایا؟ انہوں نے جواب دیا بیٹی۔ انسان سے کتّا پن نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح سے انسان کو چاہیئے کہ جب کوئی شریر گالی دے تو مومن کو لازم ہے۔ کہ اعراض کرے۔ نہیں تو وہی کتّا پن کی مثال اس پر صادق آئیگی خدا کے مقربوں کو بڑی بڑی گالیاں دی گئیں۔ بہت بری طرح ستایا گیا۔ مگر اُن کو اعرض عن الجاھلین (پارہ ۹) کا ہی خطاب ہوا، خود اس انسان کامل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بری طرح تکلیفیں دی گئیں۔ اور گالیاں۔ بدزبانی اور شوخیاں کی گئیں۔ مگر اس خلق مجسم ذات نے اُن کے مقابلہ میں کیا کیا۔ یہی کہ اُن کے لئے دعا کی۔

اور چونکہ اللہ تعالےٰ نے وعدہ کر لیا تھا کہ اگر تو جاہلوں سے اعراض کرے گا۔ تو تیری عزت اور جان کو ہم صحیح سلامت رکھیں گے۔ اور بازاری آدمی آپ پر حملہ نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ حضور کے مخالف آپ کی عزت پر حرف نہ لا سکے، اور خود ہی ذلیل و خوار ہو کر آپ کے قدموں پر گر پڑے۔ یا آپ کے روبرو تباہ ہو گئے۔ غرض یہ صفت نفس لوامہ کی ہے۔ کہ انسان کشمکش میں بھی اصلاح کر لیتا ہے، یہ مرد و زن کے تجربہ کی بات ہے، کہ اگر کوئی جاہل یا اوباش گالی دے یا کوئی اور شرارت کرے تو جس قدر اس سے اعراض کرو گے اسی قدر اپنی عزت اُس سے بچا لو گے، اور جس قدر اس سے منہ بھیڑ اور مقابلہ کرو گے اسی قدر ذلت خرید لو گے نفس مطمئنہ کی حالت میں انسان کا ملکہ حسنات اور خیرات ہو جاتا ہے اور دنیا و ماسوای اللہ سے بکلی انقطاع کر لیتا ہے اور وہ دنیا میں چلتا پھرتا۔ اور دنیا والوں سے ملتا جلتا ہے۔ لیکن درحقیقت وہ یہاں نہیں ہوتا۔ بلکہ جہاں وہ ہوتا ہے وہ دنیا ہی اور ہوتی ہے، وہاں کا آسمان اور زمین اور ہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ (پارہ ۳) یہ تسلی بخش وعدہ ناصرت میں پیدا ہونے والے ابن مریم سے ہوا تھا۔ مگر میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ یسوع مسیح کے نام سے آنے والے ابن مریم کو بھی اللہ تعالےٰ نے انہیں الفاظ میں مخاطب کر کے بشارت دی ہے۔ اب آپ سوچ لیں کہ جو لوگ میرے

(باقی صفحہ پر)

خط و کتابت بلادِ غیر

اس عنوان کے نیچے وہ خطوط درج ہوتے ہیں جو انجمن کی تبلیغی ڈاک کے جواب میں موصول ہوتے ہیں۔

برج ٹاؤن (کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ)
مکرمی! السلام علیکم

اتفاقاً مسٹر سیڈو سے میری ملاقات ہوگئی جنہوں نے مجھے پڑھنے کے لئے کتب دیں اور بیعت فارم دیا۔ میں نہایت مخلصانہ طور پر اور دل کے پاکیزہ جذبات کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ مجھے بے انداز خوشی ہوئی۔

میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ایسی تعلیم بھی ہے جو سینہ سے گناہوں کو دھو ڈالتی ہے اور نور بھر دیتی ہے اور اطمینان اور تسلی بخشتی ہے۔

آپ یقین جانیئے کہ اس لٹریچر نے میری گناہ آلود آنکھوں کو صاف اور روشن کر دیا ہے اور دنیا اور اس کی زینت مجھے ہیچ نظر آتی ہے۔

اس امام کے کلمات طیبات کی خوبصورتی اسے نظر آ سکتی ہے جو کہ اندھا نہیں بینا ہے۔

میں اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اپنے فضل سے ایسی صدی میں پیدا کیا جو مسیح موعود مجدد زمان کی صدی ہے۔

میں نے تہیہ کر لیا ہے کہ میں تبلیغ اسلام کے لئے بحیثیت ایک سچے احمدی کے اپنے آپ کو ہمہ تن وقف کر دوں گا۔

وہ اسلام جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے پیش کیا نور اور روشنی بخشتا ہے۔

گذارش ہے کہ بندہ کو اپنی جماعت میں شامل سمجھا جائے اور اسلام کی دفاعی فوج کا سپاہی شمار کیا جائے۔

خدا تعالیٰ امام وقت بانئے سلسلہ عالیہ احمدیہ پر ہزار ہا برکات نازل فرمائے اور اس بیج کو ایک تناور درخت بنائے۔ آمین

دس شلنگ کا پوسٹل آرڈر بطور چندہ "لاٹ" منسلک ہے۔

آپ کا مخلص بھائی۔ آئی اسمٰعیل۔ از برج ٹاؤن

ترجمہ خط از کوریا
مکرمی! السلام علیکم۔

مجھے آپ کے محبت بھرے دو خط مل گئے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ اسلام یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق جو حدیث آپ نے اپنے گرامی نامہ میں لکھی ہے بہت موثر ثابت ہوئی ہے بہت بہت شکریہ۔

مجھے یہ پڑھ کر بہت خوشی حاصل ہوئی ہے کہ آپ نے قیمتی لٹریچر کی ایک اور قسط ہمیں بھیجدی ہے۔

ہماری سوسائٹی کے اسکول کے لئے ابھی تک کوئی پختہ عمارت کا انتظام نہیں ہو سکا ابھی فوجی خیموں میں ہی بچوں کی پڑھائی شروع کر رکھی ہے۔

دو چیزیں سوسائٹی کو قائم رکھتی ہیں ایک کام کرنے کا کامل جوش اور دوسرا فنڈ۔

کوریا کے مسلمانوں کے پاس پاک جذبہ اور جوش خدمت ہے مگر روپیہ نہیں۔ ہم اللہ تعالےٰ سے جو کہ نہایت مہربان ہے۔ رحیم و کریم ہے دعا کرتے ہیں کہ ہماری مدد فرمائے اور ہمیں علم و عقل سے نوازے۔

خاکسار عمر از کوریا

نوٹ:۔ خط و کتابت ۱۹۵۸/۶/۳ سے ہے (غلام قادر)

ترجمہ خط از تائے وان۔ چین
مکرمی! السلام علیکم

مندرجہ ذیل کتب بصد شکریہ موصول ہوگئی ہیں، آپ کا خط بھی مجھے مل گیا ہے جزاک اللہ، کتب یہ ہیں:۔

(۱) کال آف اسلام
(۲) براہین احمدیہ (انگریزی)
(۳) ہز ہولی نیس ایکسرپلڈ
(۴) ٹیچنگز آف اسلام

ان کتب کے مطالعہ سے مجھے حضرت مرزا غلام احمد مجدد اعظم کی تعلیمات سے بخوبی واقفیت ہو جائیگی اور میرے اسلام کے متعلق علم میں بہت اضافہ ہوگا۔ میں نے کتب کا مطالعہ شروع کر دیا ہے۔

خاکسار۔ یانگ تساٹی ٹنگ

نوٹ:۔ اس جنٹلمین سے میری خط و کتابت ہوئی ۱۹۵۸ء سے ہو رہی ہے انہیں باقاعدہ لٹریچر بھیجا جا رہا ہے۔

غلام قادر

فلپائن کے مسلمان

فلپائن تقریباً سات ہزار چھوٹے بڑے جزائر کا مجموعہ ہے۔ یہ بحر الکاہل میں مجمع الجزائر انڈونیشیا کے شمال مشرق میں واقع ہے، آبادی دو کروڑ بیس لاکھ افراد پر مشتمل ہے، ان میں ۲۰ لاکھ مسلمان، ایک کروڑ ساٹھ لاکھ رومن کیتھولک اور ۲۰ لاکھ پروٹسٹنٹ عیسائی ہیں۔ باقی بیس لاکھ مختلف مذاہب اور ادیان سے تعلق رکھتے ہیں۔ فلپائن بنیادی طور پر زرعی ملک ہے۔ پچھلے کچھ عرصے سے وہاں صنعتوں کے قیام کی طرف توجہ دی جا رہی ہے۔ اقتصادی اعتبار سے فلپائن خاصا مستحکم ملک ہے۔

فلپائن مشرق بعید کے ممالک میں جاپان کو چھوڑ کر سب سے زیادہ ترقی یافتہ ہے دو سرکاری اور تقریباً غیر سرکاری، یونیورسٹیاں ہیں جو ہر علم کے لئے الگ الگ مخصوص ہیں۔ جہاں ڈاکٹر، انجنیئر، وکیل، مدرس اور ملک کی دوسری ضروریات کو پورا کرنے والے نوجوان تعلیم پا کر نکلتے ہیں۔ فلپائن کی سرکاری زبانیں تین ہیں۔ انگریزی اسپینی اور تجالو (یہ مقامی زبان ہے) مقامی زبانوں کی تعداد کوئی ایک سو تک پہنچتی ہے، مسلمان ان میں سے دو زبانیں بولتے ہیں۔ تاوصو اور مراناد، تاوصو انڈونیشی سے ملتی جلتی ہے اور مرآناد زیادہ تر جزیرہ منڈاناؤ میں بولی جاتی ہے۔

یہاں صدارتی طرز کا نظام حکومت قائم ہے جو امریکی نظام حکومت سے ملتا جلتا ہے۔ قانون سازی کے دو ادارے ہیں۔ مجلس شیوخ (سینٹ) اور مجلس نائبین (پارلیمنٹ) مجلس شیوخ چھ سال کے لئے منتخب ہوتی ہے، اس کے ۲۴ ارکان ہیں جن میں ایک تہائی کا انتخاب ہر دو سال کے بعد ہوتا ہے۔ پارلیمنٹ ۱۰۲ ارکان پر مشتمل ہے۔

پارلیمنٹ کے ارکان میں اس وقت دو مسلمان ہیں۔ چونکہ انتخاب گروہی اور فرقہ دارانہ بنیاد پر نہیں ہوتا اور مخلوط بنیادوں پر ہوتا ہے۔ مجلس شیوخ (سینیٹ) میں صرف ایک مسلمان ہے۔ جن کا نام ڈاکٹر احمد دومو کو الونتو ہے۔ یہ نیشنل پارٹی کے ٹکٹ پر منتخب ہوئے تھے۔ جو فلپائن کی سب سے بڑی جماعت ہے۔ مجلس شیوخ میں اس کے ۲۰ ارکان ہیں اور پارلیمنٹ میں ۸۲۔

کابینہ میں ایک وزیر مسلمان بھی ہوتا ہے جو ملک کی مختلف اقلیتوں کے مفادات کی نگرانی کرتا ہے۔ مسلمان ملک کی سب سے بڑی اقلیت ہیں۔

فلپائن میں بھی اسلام اس علاقے کے دوسرے جزائر کی طرح مسلمان تاجروں کے ذریعے پہنچا۔ انڈونیشیا اور ملایا کے مسلمان تاجروں کی ان جزائر میں آمد و رفت تھی اور انہی کی بدولت یہاں کے لوگ ضلالت و گمراہی کی تاریکیوں سے نکل کر اسلام کی روشنی میں آسکے ۴۴

۴۵ بعض کا خیال ہے کہ اسلام اس سے مدتوں پہلے داخل ہو چکا تھا۔ تاہم زیادہ تر اسی پر اتفاق ہے کہ اسلام کا آغاز گیارہویں صدی کے وسط سے ہوا۔ اس کی تائید بعض گھرانوں کی تاریخ سے بھی ہوتی ہے اور مشہور ہے، کہ مسلمانوں میں سے پہلا شخص جو فلپائن میں آیا تھا وہ ایک تاجر تھا۔ جسے شریف مقدوم کہتے تھے اور جس کی کنیت ابوبکر تھی۔

فلپینی باشندوں میں اسلام خاصی تیزی سے پھیلا اور گو وہ اکثریت کا دین نہ بن سکا۔ تاہم سیاسی اعتبار سے وہ ایک غالب طاقت بن گیا اور ملک کے مختلف علاقوں میں مسلمان ریاستیں قائم ہوگئیں۔ منیلا جو آج

(باقی بر صـ۱۰)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۵۹ء

وحی و الہام کی ضرورت

ماہرین فلسفہ کی چھٹی کانگریس میں جو ۱۷ مارچ کی صبح کو لاہور میں منعقد ہوئی، سپریم کورٹ کے ریٹائرڈ جج مسٹر محمد شریف نے ایک خطبہ استقبالیہ دیا جس میں انہوں نے مادیت کے نظریہ کے خلاف روسی ماہر فلسفہ مسٹر اوسپنسکی اور دوسرے ماہرین کے جدید نظریات پر تبصرہ کرتے ہوئے اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی کہ بنی نوع انسان کے مستقبل کا انحصار میٹریلزم کے بجائے نظریہ پر ہے اس لئے جو لوگ الہام کے بنیادی تخیل پر اعتماد رکھتے ہیں انہیں متحد ہو کر دنیا کی رہنمائی کرنی چاہئیے، آپ نے فرمایا کہ:-

"حقیقت یہ ہے کہ سائنسی طریق کار حیات ممات اور وجود باری تعالیٰ کے اسرار معلوم کرنے کے ناقابل ہے، اب صرف ایک وحی و الہام کا طریق کار ہی رہ جاتا ہے جو ہمیں دو بنیادی تصورات مہیا کرتا ہے ایک غیر مادی خدا تعالیٰ کا تصور اور دوسرا یہ تصور کہ موت انسانی شخصیت کو فنا نہیں کرتی اور انسان اپنے اعمال کی جزا سزا پانے سے گریز نہیں کر سکتا، ان بنیادی تصورات پر ایک نئی دنیا کی تعمیر کی جاتی ہے جس میں انسان کی شناخت اس کی قومیت اور نسل پر نہیں ہوگی بلکہ اس کے اعمال پر ہوگی"

یہ وہ حقیقت ہے جس پر حضرت مجدد وقت رحمۃ اللہ علیہ نے آج سے ستر سال پہلے تمام علمی دنیا بالخصوص مسلمانوں کو توجہ دلائی اور اس بات پر زور دیا کہ فلسفہ اور سائنس اپنے علمی اکتشافات اور عقلی استدلالات سے اس وراء الوراء ہستی اور اس کے اسرار سربستہ کو معلوم کرنے سے عاجز ہے جو اس کائنات کی خالق و مالک اور اس کے نظام ابلغ و محکم کو چلانے والی ہے، اس کے معلوم کرنے کے لئے اس فیضان الٰہی پر ایمان لانا ضروری ہے جو وحی کے نام سے موسوم ہے اور جس کا ثبوت ان لاکھوں انسانوں کے ذاتی تجربات سے ملتا ہے، جو نبوت و رسالت کے مراتب عالیہ پر فائز ہو کر دنیا کی ہدایت و رہنمائی کا موجب ہوئے، آپ نے ان لوگوں کو جواب دیتے ہوئے جو وحی کو اس بناء پر قبول کرنے کے لئے تیار نہیں کہ وہ عقل انسانی کے مافوق ہے یہ فرمایا کہ:-

"عقل انسانی اگر ایک ثابت شدہ صداقت کو اپنے فہم و ادراک سے بالاتر سمجھے تو وہ صداقت اس وجہ سے رد کرنے کے لائق نہیں ٹھیرے گی کہ عقل اس کی حقیقت تک نہیں پہنچتی، دنیا میں بہتیرے ایسے خواص نباتات و جمادات و حیوانات میں پائے جاتے ہیں، کہ وہ تجارب صحیحہ کے ذریعہ سے ثابت ہیں مگر عقل انسان سے مافوق ہیں یعنے عقل ان کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتی اور ان کی حقیقت نہیں بتلا سکتی، پس ایسا ہی وہ وحی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتی اور پاک دلوں تک وہ علوم پہنچاتی ہے جو بشری طاقتوں سے بلند تر ہیں، پھر جب یہ حال ہے کہ عقل بجائے خود کوئی چیز نہیں بلکہ ثابت شدہ صداقتوں کے ذریعہ سے قدر و منزلت پیدا کرتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ وحی سماوی ایک ثابت شدہ صداقت ہے جو اپنے اندر اعجازی قوت رکھتی ہے اور علوم غیبیہ پر مشتمل ہوتی ہے اور ہم اس دعوے کے ثابت کرنے کے ذمہ دار ہیں"

صرف یہی نہیں آپ نے ان لوگوں کو جو فلسفہ جدیدہ سے مرعوب ہو کر اسلامی صداقتوں کو جھٹلاتے یا ان کی بیجا تاویلات کرنے کے درپے تھے، صاف اور کھلے الفاظ میں کہا کہ:-

"حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آویں مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے میں شکر نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھ کو علم دیا گیا ہے جس علم کی رو سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف علوم جدیدہ کے حملہ سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علوم مخالفہ کی جہالتیں ثابت کر دیگا اسلام کی سلطنت کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں ہے جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہی ہیں اس کے اقبال کے دن نزدیک آ رہے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے نشان نمودار ہیں، یہ اقبال روحانی ہے اور فتح بھی روحانی تا باطل علم کی مخالفت طاقتوں کو اس کی الٰہی طاقت ایسا ضعیف کرے کہ کالعدم کر دیوے"

اور آج اسلام کی یہ روحانی فتح ایک حقیقت بن کر ہمارے سامنے آ رہی ہے، اور ماہرین فلسفہ جدیدہ کو اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑ رہا ہے کہ سائنسی طریق کار ہی رہ جاتا ہے جو ہمیں یہ دو بنیادی تصورات مہیا کرتا ہے" جسٹس محمد شریف کا یہ اعتراف جہاں ایک طرف فلسفہ کی کوتاہی اور اسلام کی صداقت پر ایک روشن دلیل ہے وہاں حضرت مجدد وقت کی اس علمی بصیرت کا ایک کھلا ثبوت ہے، جو اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کے متعلق آپ کو دی گئی، اور آپ نے اس وقت جب فلسفہ جدیدہ تمام روشن خیال طبقہ بالخصوص جدید تعلیم یافتہ مسلمانوں کو مرعوب اور اسلام سے بدظن کر رہا تھا - اور وحی و الہام کو ایک فرسودہ خیال سمجھا جاتا تھا، دنیا کو متنبہ کیا کہ وحی و الہام کے بغیر ہستی باری تعالیٰ اور زندگی بعد الموت کا پتہ نہیں لگ سکتا۔ ایک فلسفی اپنی عقل اور فلسفہ کی بناء پر کائنات کے نظام ابلغ و محکم کو دیکھ کر اس نتیجہ پر تو پہنچ سکتا ہے کہ اس کو بنانے اور اس پر حکومت کرنے والی کوئی ہستی ہونی چاہئیے۔ لیکن یہ یقین کہ ایسی ہستی فی الواقعہ موجود ہے، وحی و الہام کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے آپ نے اس بات پر زور دیا کہ اگرچہ نبوت ختم ہو چکی ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنی ہستی کا ثبوت اب بھی کاملین امت کو وحی و الہام کے ذریعہ سے دیتا رہتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو اور الہام کا دروازہ بند ہو، تو گذشتہ زمانوں میں وحی و الہام کا ہونا ایک افسانہ رہ جائے گا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ کلام کر کے تازہ بتازہ نشانات اور پیشگوئیوں اور خوارق کے ذریعہ سے اپنی ہستی کا ثبوت دیتا رہے یہی ایک بات فلسفہ سائنس کے مقابلہ میں اسلام کا امتیاز خصوصی ہے اس کے بغیر ان بنیادی تصورات کو سمجھنا مشکل ہے، جن کی طرف جسٹس محمد شریف نے توجہ دلائی ہے ایک نئی دنیا کی تعمیر فی الواقعہ قومیت و نسل پر نہیں بلکہ ہستی باری تعالیٰ اور اعمال انسانی کی بازپرسش ہوگی، اور یہ دونوں تصورات بقول جسٹس محمد شریف وحی و الہام سے ہی حاصل ہو سکتے ہیں، اسلئے یہ امید کرنا بیجا نہیں کہ وہ وقت جلد آنے والا ہے جب موجودہ سمی دنیا وحی و الہام پر ایمان لا کر ان ہر دو بنیادی تصورات کو اپنا زاویہ عمل بنائے گی:

اخبار احمدیہ

— محترم شیخ عبد الرحمن صاحب مصری تین ماہ کے لئے معہ اہلیہ محترمہ افریقہ تشریف لے گئے ہیں۔

— جکارتہ انڈونیشیا سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ہماری جماعت انڈونیشیا کے رکن مسٹر محمد ارشاد (ایڈیٹر اخبار "النور") ۲۵ مارچ کو بذریعہ ہوائی جہاز لاہور آ رہے ہیں، اھلاً و سھلاً و مرحبا۔

وفات — یہ افسوسناک خبر ہمیں دو ماہ کے بعد اب پہنچی ہے کہ جماعت احمدیہ سیالکوٹ کے ایک رکن بشارت احمد صاحب ۲۲ جنوری کو وفات پا چکے ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون، افسوس ہے کہ اس سے پہلے خبر نہ ملنے کی وجہ سے اس کا اندراج اخبار میں نہ ہو سکا، جس کیلئے ہم مرحوم کی صاحبزادی اور دیگر پسماندگان سے معذرت خواہ ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت نصیب کرے احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے

(باقی صفحہ ۲ پر)

متفرقات

ڈچ گیانا میں تبلیغ اسلام

....

سرینام سے جو ڈچ گیانا کا صدر مقام ہے ہمارے محترم دوست عبدالرحیم بگو صاحب لکھتے ہیں:۔

"ابھی چند ہفتے ہوئے بہائی مذہب کی ایک امریکن خاتون نیویارک سے ویسٹ انڈیز کے جزیروں میں ہوتی ہوئی پارامار بو آئی تھی جس نے بہائی مذہب کی تائید میں لیکچر دیئے۔ چونکہ ابھی اس ملک میں یہ تحریک نئی نئی آئی ہے اور کوئی اس کا مخالف یہاں نہیں۔ اس لئے مختلف مذاہب کے نمائندوں کی طرف سے سوالات کئے گئے، جن کا جواب دینا اس خاتون کے لئے نہایت مشکل ہو گیا۔ یہ بھی سوال ہوا کہ جب یہ مذہب ایسا ہے کہ جس میں بہت سی خوبیاں ہیں تو یہ اتنے دنوں تک کہاں چھپا بیٹھا تھا۔ اور پھر اس کی مقدس کتاب کہاں ہے جو نہ تو دیکھنے میں اور نہ ہی کبھی سننے میں آئی ہے۔ اس پر اس خاتون نے کہا کہ اس تعلیم کے متعلق دنیا کو ابھی علم نہیں، مگر ۱۹۶۲ء میں وہ ظاہر ہو جائے گی۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی شریعت کی کتاب بھی مکمل ہو گی۔ اس پر بڑا مضحکہ ہوا اور لوگوں نے کوئی حقیقت اس کی نہیں سمجھی اور بغیر کسی توجہ کے اس مجلس سے رخصت ہو گئے۔

اسی طرح کچھ دہریہ بھی یہاں پھرتے رہتے ہیں لیکن انہیں کوئی دلیل ایسی نہیں سوجھتی جس سے وہ اپنی جڑھ قائم کر سکیں۔

یہاں ایک واچ ٹاور کا عیسائی فرقہ یا بالفاظ دیگر ان کی انجمن بڑے زور و شور سے کام کر رہی ہے مختلف زبانوں میں کتابیں چھاپتے ہیں اور ہر گھر میں جاتے ہیں اور بائبل کے متعلق انہیں تبلیغ کرتے ہیں۔ ہماری جماعت کے مبلغوں سے ان کی ہمیشہ بحثیں ہوتی ہیں جن میں وہ ٹھہر سکتے نہیں۔

برٹش گیانا کی احمدیہ جماعت کی طرف سے درخواست آئی ہے کہ قادیانی مولوی وہاں جا کر انہیں نبوت کے مسئلہ الجھاتا رہتا ہے۔ اس لئے وہ چاہتے ہیں، کہ میں وہاں جا کر اس مسئلہ پر روشنی ڈالوں اور انہیں اس مصیبت سے نجات دلاؤں۔ میں شاید رمضان شریف کے بعد وہاں جانے کی کوشش کروں گا۔ قادیانیوں کا کوئی خاص مشن یہاں نہیں ہے دو مولوی تو موجود ہیں لیکن کوئی خاص مشن نہیں، امید ہے کہ سرینام میں کبھی قادیانی جماعت قائم نہ ہو سکے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

جزیرہ کیراسو میں جو ہالینڈ کے ویسٹ انڈیز میں ایک جزیرہ ہے جہاں گیس لین کا کام ہوتا ہے، وہاں میرے چند نومسلم دوست ہیں، جن کو میں نے وہاں تبلیغ کا کام شروع کر دکھا ہے۔ ابھی حال ہی میں ایک خط آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے امریکن مبلغ کے ذریعہ سات مرد اور ایک عورت حال ہی میں اسلام لائے ہیں، فالحمد للہ

جزیرہ کیراسو میں احمدیہ جماعت بڑھ رہی ہے۔ مجھے وہاں بھی طلب کیا گیا ہے تاکہ وہاں بھی ایک جماعت کی مکمل بنیاد ڈال دی جائے اور ایک عبادت کی جگہ بن جائے اگر خدا کو منظور ہوا تو انشاء اللہ تعالیٰ اسی سال میں جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار۔ عبدالرحیم بگو

حضرت مسیح موعودؑ کی چند اخلاقی نصائح

سلسلہ صفحہ اوّل

ساتھ تعلق رکھ کر اس وعدۂ عظیم اور بشارت عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ کیا وہ وہ لوگ ہو سکتے ہیں۔ جو نفس امارہ کے درجہ میں پڑے ہوئے فسق و فجور کی راہوں پر گامزن ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کی سچی قدر کرتے ہیں۔ اور میری باتوں کو قصہ کہانی نہیں جانتے۔ وہی اس وعدہ کے مستحق ہو سکتے ہیں۔ یاد رکھو اور دل سے سن لو۔ میں پھر ایک بار ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں، جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اور وہ تعلق کوئی عام تعلق نہیں۔ بلکہ بہت زبردست تعلق ہے اور ایسا تعلق ہے کہ جس کا اثر میری ذات تک اور نہ صرف میری ذات تک بلکہ اس برگزیدہ انسان کامل تک جو دنیا میں صداقت اور راستی کی روح لیکر آیا پہنچتا ہے۔ میں تو یہ کہتا ہوں۔ کہ اگر ان باتوں کا اثر میری ہی ذات تک پہنچتا......، تو مجھے کچھ بھی اندیشہ اور فکر نہ تھا، اور نہ اس کی پرواہ تھی۔ مگر اس پر بس نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کا اثر ہمارے نبی کریمؐ اور خود خدا تعالیٰ کی برگزیدہ ذات تک پہنچ جاتا ہے۔ پس ایسی صورت اور حالت میں تم خود دھیان دیکر سن لو، کہ اگر اس بشارت سے حصہ لینا چاہتے ہو اور اس کے مصداق ہونے کی آرزو رکھتے ہو۔ اور اتنی بڑی کامیابی کی (کہ قیامت تک مکفرین پر غالب رہو گے) سچی پیاس تمہارے اندر ہے۔ تو پھر اتنا ہی میں کہتا ہوں کہ یہ کامیابی اس وقت تک حاصل نہ ہو گی جب تک لوامہ کے درجے سے گذر کر مطمئنہ کے مینار تک نہ پہنچ جاؤ۔ اس سے زیادہ میں اور کچھ نہیں کہتا۔ کہ تم لوگ ایک ایسے شخص کے ساتھ پیوند رکھتے ہو جو مامور من اللہ ہے۔ پس اس کی باتوں کو دل کے کانوں سے سنو۔ اور اس پر عمل کرنے کے لئے ہمہ تن تیار ہو جاؤ۔ تاکہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو اقرار کے بعد انکار کی نجاست میں گر کر ابدی عذاب خرید لیتے ہیں۔

ملفوظات احمدیہ جلد اول صفحہ ۸۵-۸۶

شکاگو (امریکہ) میں ایلیجا محمد کا فتنہ

مولانا یعقوب خانصاحب کا ایک اہم اعلان

مولانا یعقوب خان صاحب امام شاہجہان مسجد ووکنگ نے حسب ذیل بیان پریس میں برائے اشاعت ارسال کیا ہے:۔

ووکنگ ۴ مارچ ۱۹۵۹ء

فروری ۱۹۵۹ء کے "اسلامک ریویو" میں ہم نے شکاگو کے ایک نیگرو مذہبی لیڈر ایلیجا محمد کا ایک خط اس خیال سے شائع کیا تھا کہ وہ اسلام کا ایک مسلم کارکن ہے۔ اب ہمیں واشنگٹن کے ..... اسلامک سنٹر سے اس شخص کی حقیقی داستان موصول ہوئی ہے اور اس کا کچھ لٹریچر بھی ملا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسلام کے نام پر جن باتوں کی تبلیغ کر رہا ہے، وہ بے حقیقت فرضی اور اسلام کے لئے باعث مضحکہ ہیں، ہم اس شخص کے حقیقی واقعات اپریل ۱۹۵۹ء کے "اسلامک ریویو" میں شائع کر رہے ہیں، دریں اثنا میں، یہ بیان دینا چاہتا ہوں کہ یہ مشن (ووکنگ مشن) ایلیجا محمد اس کے خیالات اور سرگرمیوں سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔

محمد یعقوب خان

اخبار احمدیہ

(بسلسلہ صفحہ ۱۳)

مستری دین محمد صاحب کی وفات

یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ حضرت مسیح موعودؑ کے قدیم خادم مستری دین محمد صاحب جو شیخ غلام محمد صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور کے والد بزرگوار تھے کچھ عرصہ بیمار رہ کر ۲۴ مارچ کو ۸۵ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ہمیں مرحوم کے فرزندان اور دیگر پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ بیرونی احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

ماہ رمضان

دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے

اس لئے

اس مہینہ میں "اسلام" کے لئے اور سلسلہ احمدیہ کی ترقی و استحکام کے لئے خصوصیت سے دعائیں کی جائیں۔

قرآن کریم اور وہ ذات جس نے نازل کیا اور وہ جگہ جہاں نازل ہوا سرچشمہ برکات ہیں

رمضان کا تقدس نزول قرآن کی وجہ سے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۰ مارچ ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون .... واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون (البقرہ رکوع ۲۳)

روزہ دنیا کی تمام قوموں میں

اللہ تعالےٰ نے روزے کے بارے میں دو تین باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے ایک تو اصل بات کو مسلمانوں کے سامنے رکھا ہے، کہ دنیا کی تمام قوموں کے رہنماؤں اور مذہبی لیڈروں نے قرب الٰہی حاصل کرنے کے لئے روزے رکھے، یعنی یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ہر قوم میں روزے کا رواج چلا آتا ہے کسی قوم کے پاس جائیں، وہاں سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ اُن کے مذہبی رہنماؤں نے عبادت بھی کی اور روزے بھی رکھے۔ اس لئے ہمیں ترغیب دلانے کی غرض سے ایک تاریخی امر کو روزہ کی اہمیت کے ثبوت میں بطور دلیل پیش کیا، اور بتایا کہ سب قوموں کے اندر اس کا رواج چلا آتا ہے اور سب قوموں کے پیغمبروں، اور مذہبی لیڈروں نے قرب الٰہی کے حصول کے لئے روزے رکھے ہیں اور اس کی غرض یہ بتائی لعلکم تتقون تاکہ تم اُن راہوں سے بچ جاؤ جن پر چلنے سے اللہ تعالےٰ نے منع کیا ہے اور اور ان راہوں پر چلو جن پر چلنے کا حکم دیا گیا ہے، تقوےٰ کے لغوی معنے تو بچنے ہی کے ہیں لیکن اصطلاح میں تقوےٰ کہتے ہیں ان راہوں پر چلنا جن پر چلنے کا اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے، اور ساتھ ہی ان راہوں سے بچنا جن پر چلنے سے منع کیا گیا ہے۔

روزہ کی غرض

تو لعلکم تتقون روزہ کی اصل غرض ہے لیکن جن لوگوں نے رسمی طور پر روزہ رکھ لیا اور اس غرض کو پورا نہ کیا، نہ انہوں نے جھوٹ بولنے سے پرہیز کیا اور نہ گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑے سے اجتناب کیا نہ لین دین میں دیانت و امانت کو ملحوظ رکھا ان کا روزہ بھوکا مرنا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من لم یدع قول الزور جس چیز کو چھوڑنا روزہ کی اصل غرض تھی، وہ تھا جھوٹ، جس نے جھوٹ کو نہ چھوڑا والعمل بہ اور اپنے کاروبار میں جھوٹ سے کام لیا فلیس للہ حاجۃ ان یدع طعامہ وشرابہ اس کے روزہ کا فائدہ نہیں، اللہ تعالےٰ کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ اپنا کھانا اور پینا چھوڑتا ہے، خدا نے روزہ اس لئے فرض نہیں کیا کہ آدمی بھوکا مرا کرے، اس کی ایک غرض ہے کہ آدمی متقی بنے، اس کے کاروبار سے معلوم ہو کہ یہ متقی ہے، تم لباس اس لئے پہنتے ہو کہ اچھے نظر آؤ اور ستر قائم رہے، لیکن اگر اچھا لباس پہنا ہوا ہو اور چہرے پر گند ہو تو کہیں باہر جاؤ گے؟ اور اگر جاؤ تو کون پسند کریگا؟ اچھے کپڑے ہوں، اور لوگوں میں اپنی وجاہت اور عزت کے لئے مشہور ہو، اور چہرے پر گند ہو تو یہ ملبوسات اس غرض کو پورا کرنے کا موجب نہ ہوئے جس کے لئے پہنے جاتے ہیں، اسی طرح روزہ اگر اس غرض کو پورا نہیں کرتا... جس کے لئے مقرر کیا گیا ہے تو اس کے رکھنے کا کیا فائدہ؛

رمضان کا تقدس نزول قرآن کی وجہ سے

دوسری بات یاد رکھنے کے قابل یہ ہے کہ یہ مبارک مہینہ ہے جس کا تقدس قرآن نے اس طرح بیان کیا ہے شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن، رمضان کا مہینہ ایسا بابرکت مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔

قرآن اور سرچشمہ قرآن کی برکات

قرآن کے بابرکت ہونے کا ذکر کئی جگہ آیا ہے کتاب انزلنٰہ الیک مبارک یہ کتاب جو ہم نے تمہاری طرف اتاری ہے مبارک ہے، جو لوگ اس کو عمل میں لے آئیں گے اُن کے لئے بہت برکت کا موجب ہو گی تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ اس آیت میں دو چیزیں اکٹھی بیان کر دیں ایک یہ کہ وہ ذات جس نے قرآن کریم نازل فرمایا سرچشمہ برکات ہے اور دوسرے یہ کہ اس کا نازل کردہ قرآن بھی بابرکات ہے۔ ایک جگہ فرمایا ونزلنا من السماء ماءً مبارکًا۔ آسمان سے ہم نے ایسا پانی اتارا ہے جو بابرکت ہے، پانی بڑی بابرکت چیز ہے، ہر چیز کا مدار پانی پر ہے، وجعلنا من الماء کل شیءٍ حیٍ پانی زندگی کا سرچشمہ ہے زندگی اسی سے پیدا ہوتی ہے، وادیوں کی وادیاں جو خشک اور مُردہ پڑی ہوئی تھیں اس نے سیراب کر دیں، درخت کھیتیاں، پھل پھول پانی سے زندہ ہوتے ہیں، بھیڑ بکری، چرند، پرند اور انسان سب کی زندگی کا مدار پانی پر ہے، دولت پیدا کرنے والی فصلات بھی پانی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں، غرضیکہ یہ ماءً مبارکًا ہے، اس کی برکات ختم ہونے میں نہیں آتیں، کبھی کبھی گرمیوں میں بارش ہوتی ہے تو درختوں اور کھیتوں کو دھو کر صاف کر دیتی ہے اور مکانات اور گلی کوچوں کو پاک و صاف بنا دیتی ہے، جس طرح پانی بابرکت ہے اسی طرح قرآن بھی ماءً مبارکًا ہے، جو دنیا کے لئے لا انتہا برکات کا موجب ہے۔ اس کا نازل کرنے والا سرچشمہ برکات ہے۔

مکہ معظمہ کی برکات

جس جگہ نازل ہوا وہ بھی مبارک ہے ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکًا وھدًی للعٰلمین مکہ کی برکات بہترین ہیں وحدت انسانی کا سرچشمہ اسی سے پھوٹتا ہے، یہی غرض ہے خدا کو ایک ماننے کی کہ دنیا ایک ہو جائے۔

عیسائیت کا سب سے بڑا گرجا

اس کے مقابل پر دنیائے عیسائیت کے سب سے بڑے گرجے کا حال سنیئے گا۔ میں جب اٹلی میں پہنچا تو اس گرجا کو دیکھنے کے لئے گیا جو دنیا کے تمام گرجوں سے بڑا، سب سے زیادہ خوبصورت، اور شاندار ہے، اس کا ایک تقدس ہے، حضرت عیسیٰ نے پطرس کے نام پر گرجا بننے کی پیشگوئی کی تھی، اس بنا پر اس گرجا کو سینٹ پیٹرس چرچ کہا جاتا ہے اس کی تعمیر پر سارے یورپ نے اپنے خزانے انڈیل دیئے، اس کے پہلو میں دریا ہے جس نے اس کی شان کو اور بڑھا دیا ہے، وہ ایک سرسبز و شاداب وادی میں واقع ہے وہ ایک نہایت متمدن اور دلکش شہر میں واقع ہے۔ اس کا ایک بہت بڑا صحن ہے، میں جب اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ داہنی طرف سینٹ مرقس کا بُت رکھا ہوا ہے جس کا ایک پاؤں آگے بڑھا ہوا ہے اور جو کوئی آتا ہے سب سے پہلے اس کے پاؤں کو بوسہ دیتا ہے، سارا بُت سیاہ ہے لیکن بوسہ دینے کی وجہ سے پاؤں چاندی کی طرح چمکتا ہے، اور اندر جب گیا تو کیا بتاؤں کہ کیا سنہری اور روپہلی کام اس کی دیواروں اور

چھتوں پر کیا ہوا ہے۔ اس کی محراب نہایت ہی خوبصورت اور نہایت ہی شاندار ہے۔ اس کی زیارت کے لئے دُور دُور سے لوگ آتے ہیں۔ میں نے محافظ سے کہا کہ میں اتوار کے دن عبادت میں شامل ہونے کے لئے آؤں گا۔ وہ کہنے لگا یہاں کوئی عبادت نہیں ہوتی۔ میں حیران رہ گیا کہ اتنا مقدس گرجا اور عبادت کوئی نہیں؟ میں نے کہا سامنے ہی پوپ صاحب کا محل ہے کیا وہ یہاں عبادت کے لئے نہیں آتے؟ کہنے لگا پوپ صاحب نے اپنے محل میں ایک چھوٹا سا گرجا بنا رکھا ہے، وہیں عبادت کرتے ہیں، یہ گرجا تو صرف زیارت کے لئے ہے یا کبھی کوئی اہم اجتماع ہو اس وقت اس گرجا میں عبادت ہوتی ہے۔

کعبۃ اللہ کا مرجع خلائق ہونا

میں یہ سُن کر حیران ہو گیا اور مجھے کعبۃ اللہ یاد آ گیا جو وادٍ غیر ذی زرع میں واقع ہے اور جو آج تک مرجع عالم ہے میرا دل سرور اور ایمان سے معمور ہو گیا۔ اس گھر میں ہر وقت ایک ہجوم رہتا ہے وہ ہجوم رات کو اور دن کو غرض ہر ساعت وہاں منڈلاتا رہتا ہے، بڑے بڑے بادشاہ اور نواب وہاں جاتے ہیں۔

عرفانِ الٰہی کا مقام

مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم نے جب میں ۱۹۱۴ء میں انگلستان جا رہا تھا، تو مجھے کہا میں بھی لندن کے حج کے لئے آپ کی انگریزی کے سائے تلے چلتا ہوں، وہاں جاتے ہی جنگ شروع ہو گئی تمام لوگ وہاں سے بھاگے، مرزا صاحب بھی لوٹ آئے حج کے دن تھے رستے میں مکہ چلے گئے، انہوں نے سنایا کہ میں نے خیال کیا کہ لوگ ہر دو ارکے میلہ پر جاتے ہیں چلو ہم مکہ کا میلہ دیکھ آئیں، لیکن جب عرفات کے میدان میں جمع ہوئے تو عرفان کی آنکھیں کھل گئیں اور نظر آ گیا کہ یہ میلہ نہیں بلکہ فی الواقعہ عرفانِ الٰہی کا مقام ہے۔

کعبۃ اللہ کی برکات قیامت تک ختم نہیں ہونگی

اللہ اللہ یہ اس جگہ کا حال ہے جہاں کوئی کشش کی چیز نہیں، یہ اللہ اور رسول کا معجزہ ہے کہ اس غیر ذی زرع وادی میں دنیا کے تمام مقامات سے لوگ کھنچے چلے آتے ہیں، اس کی برکات اب تک جاری ہیں، اور وہ کبھی ختم نہ ہوں گی، وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ مکہ معظمہ کی چھاتیوں کا دُودھ خشک ہو گیا کس قدر غلطی میں مبتلا ہے مکہ کی چھاتیوں کا دُودھ خشک نہیں ہوا اور نہ کبھی ہوگا، اسکو خدا نے مبارک کہا ہے اس کی برکات کبھی ختم نہیں ہو سکتیں۔ یہ تو خدا کے کلام کو جھٹلانے والا کلمہ ہے اور خود خدا تعالےٰ کو چیلنج دینا ہے۔

رمضان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل

تو کعبۃ اللہ مبارک ہے، قرآن مبارک ہے جس طرح پانی ہر قسم کی میل کچیل کو دھو کر صاف کر دیتا ہے، قرآن کریم بھی تمام دنیا کی میل کچیل کو دُور کرنے والا ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھا ہے کہ قرآن پر آپ عاشق تھے، رمضان میں آپکا عشق بہت بڑھ جاتا تھا دو صحابیوں نے آپ کے اس عشق کا حال بیان کیا ہے بیان کرنے والے دونوں قریبی بھائی ہیں، دونوں آپؐ کے گھر کے اندر جانے والے ہیں، ایک حضرت ابن عباس ہیں، اور دوسرے حضرت علی، گھر کے اندر جانے والے اگر حالات اچھے نہ دیکھیں تو باطن ہو کر آتے ہیں۔ لیکن آپ کو جس نے بھی قریب سے دیکھا وہ زیادہ سے زیادہ آپ کی محبت اور حسن ظن لے کر آیا، حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں رات کو حضرت میمونہ کے ہاں چلا گیا کہ دیکھوں گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے ہیں، جب پچھلی رات کا وقت آیا، تو آپ تہجد کے لئے کھڑے ہو گئے۔ میں بھی جا کر آپؐ کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا، آپ نے مجھے کان سے پکڑ کر دائیں طرف کر دیا، گویا سکھایا! کہ جب دو آدمی باجماعت نماز پڑھیں تو مقتدی امام کے دائیں طرف کھڑا ہو، بہرحال وہ کہتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم نے سورۃ بقرہ پڑھنی شروع کی، میں انتظار ہی کرتا رہا کہ اب آپ رکوع میں جاتے ہیں اور اب . . . . . . جاتے ہیں لیکن آپ پڑھتے ہی چلے گئے، یہاں تک کہ ساری سورت بقرہ جو اڑھائی سیپاروں پر مشتمل ہے آپؐ نے ختم کر لی، میں نے شکر کیا کہ اب آپ رکوع کریں گے، لیکن آپ نے سورۃ آل عمران شروع کر دی اور وہ بھی ختم کئے بغیر نہ چھوڑی یہ ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ اس کی رات ہے، جب قرآن پڑھتے ہوئے کھڑے کھڑے آپؐ کے پاؤں متورم ہو جاتے تھے، بدبخت ہے وہ انسان جو نبی کریم صلعم پر الزام لگاتا ہے کہ آپؐ کی راتیں عیش پر گذرتی تھیں، وہ رات کو جاگتا ہے، خدا تعالےٰ کے آگے کھڑے ہو کر روتا ہے، اس سے دعائیں کرتا ہے۔

رمضان میں نبی کریمؐ کی سخاوت اور قرآن کا دَور

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کان رسول اللہ صلعم اجود الناس۔ رسول اللہ صلعم تمام لوگوں سے بڑھ کر سخی تھے، ایسا سخی مرد، ایسا شجاعت و اخلاق کا مالک ہم نے کبھی دیکھا نہیں، و اجود ما یکون فی رمضان رمضان میں تو آپؐ کی سخاوت حد سے بڑھ جاتی تھی، اور قرآن کے متعلق ہے کہ رمضان کی ہر رات جبرئیل آتے تھے اور نبی کریم صلعم کے ساتھ قرآن کا دَور کرتے تھے اسی عشق کو سینہ پر لکھ لینا اور قرآن پڑھنا آپؐ کا معجزہ ہی لکھا ہے یلقاہ جبرائیل فی کل لیلۃ من رمضان فیدارسہ القرآن۔ یعنی جبرئیل ہر رات ماہ رمضان میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اُن کے ساتھ قرآن کریم کا دَور کرتے تھے۔ مبارک مسجد میں بھی آج کل قرآن تراویح کی نماز میں سنایا جاتا ہے اور صبح کے وقت قرآن کا درس ہوتا ہے، اور عصر کے بعد حدیث کا درس ہوتا ہے، یہ اعلان میں اس لئے کرتا ہوں کہ اس مسجد سے دُور رہنے والے لوگوں میں اگر کوئی چاہے تو آ کر شامل ہوا کرے۔

رزق حلال اور دیانتدارانہ زندگی کی ضرورت

غرض جب یہ رنگ پیدا ہو جائے تو فرماتا ہے

واذا سالک عبادی عنی فانی قریب

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرب الٰہی کا رستہ یہی ہے کہ روزہ صحیح معنوں میں رکھا جائے، اور اس کی غرض و غایت کو پورا کیا جائے، قرب الٰہی چاہتے ہو تو جھوٹ سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ بے حیائی چھوڑ دو، غیبت سے باز آ جاؤ، بیہودہ اور غلط افواہیں پھیلانا تجسس کرنا ترک کر دو، پیٹ کے اندر حلال روٹی جائے تو قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے، دعائیں قبول ہوتی ہیں لیکن جو شخص نافرمان ہو، اس کا روزہ اور اس کی دعائیں کیا فائدہ دیں گی۔ رب اشعث اغبر یقول یارب یارب، ایسے بھی لوگ ہیں جن کے بال بکھرے ہوئے اور چہرے گرد آلود ہیں اور وہ دہائی دیتے ہیں اے اللہ ہم پر رحم کر فانی یستجاب لہ اس کی دعا کس طرح قبول ہو، و مطعمہ حرام و مشربہ حرام و ملبسہ حرام۔ اس کا کھانا حرام اس کا پینا حرام، اس کا لباس حرام، اس کی دعا اور رونا کیا سُنا جائے، اس سے ظاہر ہے کہ رزق حلال اور دیانتدارانہ زندگی ہی قرب الٰہی اور استجابت دعا کا موجب ہو سکتی ہے، یہ وہ رنگ ہے جو نبی کریم صلعم نے قوم پر چڑھا دیا تھا۔ اس قوم کے افراد جہاں جاتے تھے، ان کو دیکھ کر لوگ مسلمان ہو جاتے تھے۔ اعمال کی زبان نہایت فصیح اور مؤثر ہے معاملات کو دیکھ کر ہی لوگ قریب آتے اور بدمعاملگی سے دور ہو جاتے ہیں۔

مسجد پشاور کیلئے مزید معطیان کے اسمائے گرامی

(۱) صاحبزادہ عبدالقدوس صاحب .. .. ۔۔۔ ۔۔۔ ۱۰
(۲) صاحبزادہ عبدالقدوس صاحب کے اہل خانہ کی طرف سے ۔۔۔ ۔۔۔ ۱۲
(۳) صاحبزادہ عبدالرب صاحب و اہل خانہ .. ۔۔۔ ۔۔۔ ۱۵
(۴) صاحبزادہ محمد اسمٰعیل صاحب .. ۔۔۔ ۔۔۔ ۵
(۵) جناب عبدالباقی خانصاحب .. ۔۔۔ ۔۔۔ ۵
(۶) جناب ماسٹر محمد زمان خانصاحب آف زیدہ ۔۔۔ ۔۔۔ ۱۲
(۷) شیخ محمد لطیف صاحب سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ اولپنڈی ایمانڈ ۔۔۔ ۔۔۔ ۲۰
(۸) شیخ محمد اشرف صاحب سپرنٹنڈنٹ ۔۔۔ ۔۔۔ ۲۵
(۹) جناب محمد اسلم خانصاحب کلرک .. ۔۔۔ ۔۔۔ ۵
(۱۰) جناب بابو محمد صادق صاحب .. ۔۔۔ ۔۔۔ ۵
(۱۱) جناب خورشید عالم خان صاحب کلرک ۔۔۔ ۔۔۔ ۲

سابقہ میزان ۔۔۔ ۲ ۔۔۔ ۵۰۲۴
کل میزان .. ۔۔۔ ۲ ۔۔۔ ۵۱۴۱

نوٹ :۔ ۱ سے ۶ تک معطیان حضرات پہلے بھی مجموعی طور پر ستر (۷۰/-) روپے دے چکے ہیں۔

محمد الزمان

اِسلام میں عورت کی حیثیت

سید اللہ دتہ شاہ صاحب چوہان ضلع جہلم

(۲)

حفظِ پردہ کے لئے مردوں کے خاص فرائض

واذا سألتموھن متاعًا فسئلوھن من وراء حجاب ذالکم اطھر لقلوبکم وقلوبھن ۔ (الاحزاب)

ترجمہ :۔ جب تم عورتوں سے کوئی چیز مانگو تو پردے کی اوٹ سے مانگو اس میں تمہارے دلوں کے لئے بھی زیادہ پاکیزگی ہے ۔ اور اُن کے دلوں کے لئے بھی پاکیزگی ہے ۔

واذا بلغ الاطفال منکم الحلم فلیستاذنوا کما استاذن الذین من قبلھم (النور)

ترجمہ :۔ اور جب تمہارے لڑکے سن بلوغ کو پہنچ جاویں تو چاہیئے کہ وہ اسی طرح اجازت لیکر گھر میں آئیں جس طرح اُن کے بڑے ان سے پہلے اجازت لے کر آتے تھے ۔

یاایھا الذین امنوا لاتدخلوا بیوتًا غیر بیوتکم حتی تستاذنوا وتسلموا علےٰ اھلیھا (النور)

ترجمہ :۔ اے اہلِ ایمان اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک کہ اہلِ خانہ سے اجازت نہ لو ۔ اور جب داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو ۔

حدیث :۔ لاتلجوا علی المغیبات فان الشیطان یجری من احدکم مجری الدم ۔

ترجمہ :۔ شوہروں کی غیر موجودگی میں انکی عورتوں کے پاس نہ جاؤ ۔ کیونکہ شیطان تمہارے .... خون کی طرح گردش کر رہا ہے ۔

حدیث :۔ عن عقبہ بن عامر ان رسول اللہ قال ایاکم والدخول علے النساء ۔

ترجمہ :۔ عقبہ بن عامر سے روایت ہے ۔ کہ حضور نے فرمایا ۔ خبردار عورتوں کے پاس تنہائی میں نہ جاؤ ۔

حدیث :۔ قال نبی صلعم من مس کف امرأۃ لیس منھا بسبیل وضع علےٰ کفہ جمرۃ یوم القیامہ ۔

ترجمہ :۔ حضور نے فرمایا ۔ جو شخص کسی ایسی عورت کا ہاتھ چھوئے گا جس کے ساتھ اس کا جائز تعلق نہ ہو ۔ اس کی ہتھیلی پر قیامت کے دن انگارا رکھا جاوے گا ۔

استثنائی احکام

خالقِ فطرت نے انسانی فطرت کے عین مطابق جن فرائض کی بجا آوری کے احکام عام حالات میں دیئے ہیں ۔ وہی حکم مجبوری اور اضطراب کی حالت میں مسلمان کے لئے حسبِ حال بجالانے کا حکم فرمایا ہے ۔ اور آن پر عمل کا انحصار مسلمان کی نیت اور حالت پر رکھا ہے ۔ مثلاً نماز باوضو ہو کر قیام ، رکوع ، سجود سے رو بقبلہ ادا کرنے کا حکم ہے ۔ مگر بیماری میں اگر وضو نہیں کیا جا سکتا تو تیمم سے اور اگر رکوع اور سجدہ نہیں ہو سکتا تو اشارہ سے ہی بیٹھے ہوئے ۔ لیٹے ہوئے نماز ادا کی جا سکتی ہے ۔ روزہ مسافری ، بیماری ، ناطاقتی میں رکھنے کا حکم نہیں ، حج اور زکوٰۃ ارکان اسلام وغیرہ میں بھی استثنے ہیں اسی طرح پردہ کے احکام میں بھی ضرورت ۔ مجبوری اور اضطراب میں استثنے ہیں ۔ مثلاً کوئی عورت ڈوب رہی ہو ، یا آگ کے نرغہ میں ہو ۔ عام حالات میں غیر مرد کو عورت سے مس کرنے کا حکم نہیں ہے ۔ مگر عورت کی جان بچانے کے لئے غیر مرد اسے گود میں بھی اُٹھا سکتا ہے ۔ مرد اگر کسی حادثہ کا شکار ہو جاتا ہے ۔ تو اگر کوئی عورت اس کی امداد کر سکتی ہو ، تو اسے پکڑ کر اُٹھا سکتی ہے ۔ علےٰ ہذا القیاس ۔

مخلوط تعلیم

اب ناظرین ان احکام قرآن ۔ اور احادیث اور ارشاداتِ رسول صلعم کی موجودگی میں مخلوط تعلیم پر غور فرماویں ۔ موجودہ مخلوط تعلیم کا طریق غیر اسلامی ہے ۔ نصاریٰ کا جاری کردہ ہے ۔ اس لئے اس کی اصلاح نہایت ضروری ہے ۔ اگر صرف نابالغ بچے اور بچیوں تک یہ طریقہ محدود ہوتا تو چنداں حرج نہ تھا ۔ مگر بالغ لڑکوں اور لڑکیوں کا یکجا کھلے بندوں تعلیم حاصل کرنا اسلام میں ممنوع ہے مسلمات کے لئے پردہ فرض ہے ۔ اور اس مخلوط طریق تعلیم میں سراسر بے پردگی کا مظاہرہ ہے ، اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانیاں ہیں ۔ مسلم اور مسلمات کے لئے ہر حالت میں کسی دنیوی فائدہ کی غرض سے اپنے خالق کے حکم کی خلاف ورزی ممنوع اور گناہ ہے ۔ موجودہ مخلوط تعلیم از سرتاپا احکام قرآن اور ارشادات رسولؐ کے خلاف ہے جو مختصراً احکام پردہ کے ضمن میں اضح ہیں ۔ ایسے بے حیا طریق تعلیم کو رواج دینا گناہ عظیم ہے جو مسلمان اس کو پسند کئے ہوئے ہیں اور اس طریقہ تعلیم کی ترقی کے حامی ہیں ، وہ احکام اسلام کی خلاف ورزی کر کے عذاب مول لے رہے ہیں ۔

ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین امنوا لھم عذاب الیم فی الدنیا والاخرۃ (النور)

ترجمہ :۔ جو لوگ چاہتے ہیں ۔ کہ مسلمانوں میں بے حیائی کی اشاعت ہو ۔ ان کے لئے دنیا میں بھی دردناک عذاب ہے ۔ اور آخرت میں بھی عذاب ہے ۔

بے حیائی کے علاوہ مخلوط تعلیم میں یہ نقص بھی ہے کہ اس میں نصاب تعلیم مرد اور عورت کے لئے یکساں ہے حالانکہ ہر دو کے فرائض جداگانہ ہیں ، مرد کے لئے تو معلومات وہ ہونی چاہئیں جو اس کے فرائض اور ترقی میں کارآمد ہوں ۔ اور عورت کے لئے وہ جو اس کے مخصوص فرائض میں مفید ہوں ، مخلوط تعلیم کے ثبوت میں دو صاحبان سے اقوال پیش کئے گئے ہیں ، ایک صاحب بارہویں صدی میں اور دوسرے پندرہویں صدی میں گذرے ہیں ۔ جو کئی مخلوط جماعتوں کا دیکھنا بیان کرتے ہیں ۔ علیحدہ علیحدہ جماعتوں کے افراد ایک جگہ اکٹھے ہو کر مخلوط جماعت ہو سکتے ہیں ۔ یا زمیندار طبقہ کی عورتیں اور مرد جو برداشت فصل کے وقت اکٹھے مل کر کام کرتے دیکھے گئے ہوں ۔ جیسا کہ ان کا عام دستور ہے بالفرض کہیں عورتیں اور مرد اکٹھے تعلیم پاتے دیکھے گئے ہوں تو اس سے موجودہ مخلوط تعلیم کس طرح جائز قرار دی جا سکتی ہے ۔ کیا آپ مردوزن کا سینما ، کالجوں ، سکولوں وغیرہ میں یہ نظارہ دیکھکر اسے جائز قرار دینے کے مجاز ہیں ؟

اسلام میں جائز وہ فعل ہے ۔ جو خدا کا حکم ہے ۔ ناجائز وہ ہے ۔ جو اللہ کے حکم کے خلاف ہے ۔ ناظرین احکام خدا اور ارشادات رسول بھی دیکھ لیں ۔ اور موجودہ طریق تعلیم پر غور کریں ۔

حصولِ علم

جو علم مسلمان مرد اور عورت کے لئے فرض ہے ۔ وہ تو علم قرآن ہے ۔ اگر ماسوائے ازیں کوئی علم فرض ہوتا ۔ تو زمانہ رسالت میں یا آپ کے اولین متبعین خلفائے راشدین میں ان علوم کے لئے درسگاہیں ہوتیں ۔ اور وہ بھی ان کو حاصل کرتے ۔ مگر یہ تو ثابت نہیں ہے ، اس لئے دوسرے علوم فرض نہیں ہو سکتے ۔ البتہ علم قرآن کے بعد دیگر علوم کا حصول ناجائز نہیں ۔ مسلمان کو چاہیئے ۔ کہ حتی الوسع احکام قرآن کو ملحوظ رکھ کر کوئی مفید علم حاصل کرے ۔ اس لئے مسلمان کو دوسرے علوم کے حصول کی کوشش کرنی چاہیئے ۔ کیونکہ ان کے حصول میں دنیوی بہتری اور کامرانی ہے ۔ اور مسلماۃ کے لئے چنداں ضروری نہیں ہے ۔ اگر کسی مسلمہ کو اس علم کے حصول کا موقعہ میسر آجائے ۔ جو اس کے لئے مفید ہو ۔ تو پردہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے حاصل کر سکتی ہیں ، اور اگر علم اسلام کے ماسوائے تعلیم نسواں ضروری خیال کرتے ہیں ۔ تو ان کے لئے علیحدہ سکول کالج ہونے چاہئیں ۔ جہاں مردانہ ہوں پردہ کا اہتمام مکمل ہو ۔۔ اگر کسی مرد معلم کی ضرورت ہو تو کسی عمر رسیدہ متقی انسان کو تلاش کر کے مقرر کیا جاوے یا مستورات کو تعلیم دینے والی مستورات ہی ہونی چاہئیں ۔ مسلماۃ کے خاص فرائض تو یہی ہیں جن کا اللہ نے انہیں حکم دیا ہے ۔ اسلامی معاشرہ اور تمدن میں نصف خاص حصہ مسلماۃ کے لئے ہے ۔ اور باقی حصہ کے ذمہ دار مسلمان مرد ہیں ، اور ان ہر دو پر ایک دوسرے کی مدد کرنا ضروری ہے ۔ ضروریات زندگی کی گاڑی کا

(باقی صفحہ ۔۔ پر)

مکتوب بغداد

سید تصدق حسین صاحب قادری کی تبلیغی ڈائری کے چند اقتباسات

۲ر فروری ۱۹۵۸ء بروز پیر:—

حسب معمول صوفی محمد طیب صاحب گھر تشریف لائے موصوف سے آزاد نوجوان اور مدینہ سے کئی دلچسپ خبریں شذرات اور مضامین سنائے جزاہ اللہ سلسلہ سے متعلق بھی مختصر گفتگو رہی موصوف کو پیغام صلح نمبر ۲، سالانہ جلسہ کی رپورٹ اور صدق جدید کے چار پرچے دیئے۔ جناب محمد شیر گل صاحب کو پیغام صلح نمبر ۴۹ دستی بھجوایا۔ جناب ڈاکٹر محمد نصیر الدین صاحب بغداد اور جناب عبدالعزیز صاحب کرکوک کو روح اسلام مجریہ جنوری اور مؤتمر الذکر صاحب کو پیغام صلح نمبر ۴۴ بھی بھجوایا۔ دوپہر کو عزیزم مرزا محمد خاں صاحب یکے از احباب ربوہ گھر تشریف لائے موصوف دس بارہ روز ہوئے سلیمانیہ سے برائے علاج تشریف لائے ہیں اللہ تعالیٰ کامل صحت عطا فرمائے، مخلص آدمی ہیں کوئی ایک گھنٹہ بیٹھے۔

۳ر فروری ۱۹۵۹ء بروز منگل:—

جناب گل محمد صاحب بغداد کو پیغام صلح نمبر ۸ اور روح اسلام مجریہ جنوری ڈاک سے بھیجا۔ جناب عبدالحکیم صاحب کو پیغام صلح نمبر ۲۴ اور جناب محمد شیر گل صاحب کو پیغام صلح نمبر ۱ دستی بھجوایا۔ اخویم ابراہیم آدم صاحب سچوانی بصرہ کو خط لکھا۔ عزت مآب لال شاہ بخاری سفیر پاکستان برائے عراق کو رسالہ "ذکری مولانا محمد علی" مدینۃ ڈاک سے بھجوایا موصوف جنوری کے آخری عشرہ میں بغداد تشریف لائے ہیں اس سے قبل دمشق میں پاکستان کی جانب سے وزیر مفوض رہ چکے ہیں پچھلے ہفتہ ممدوح نے صدر جمہوریہ پاکستان کی طرف سے رئیس مجلس السیادۃ عراق کو اوراق اعتماد پیش فرمائے۔

۴ر فروری ۱۹۵۹ء بروز بدھ:—

جناب غلام حیدر صاحب خیاط کرکوک کو "ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام" اور سید صفدر علی صاحب بغداد کو پیغام صلح نمبر ۲ معہ رسالہ سالانہ جلسہ کی رپورٹ ڈاک سے بھجوایا۔ جناب اسمٰعیل محمود صاحب بغداد کو پیغام صلح نمبر ۴۶ دستی بھیجا۔

۵ر فروری ۱۹۵۹ء بروز جمعرات:—

حسب معمول صوفی محمد طیب صاحب گھر تشریف لائے اخبار مدینہ اور صدق جدید سے چند اقتباسات پڑھکر سنائے، اخبار مدینہ دے گئے اور صدق جدید کے پرچے موصوف کے ہاتھ جمعیت الباکستانیہ کے سیکرٹری صاحب کو بھجوایا۔ میسرز اشرف برادرز کویت کو روح اسلام مجریہ جنوری ڈاک سے بھجوایا۔ بحری ڈاک سے لاہور سے لائٹ نمبر ۲ کا ایک عدد ملا۔

۶ر فروری ۱۹۵۹ء بروز جمعہ:—

استاذ محمد مہدی تاجر سجاد بغداد کو لائٹ نمبر ۲ ڈاک سے بھجوایا۔

۷ر فروری ۱۹۵۹ء بروز سنیچر:—

جناب محمد یوسف صاحب یکے از رفقاء قدیم کو اسلامک ریویو مجریہ دسمبر ۱۹۵۷ء معہ رسالہ چارج آف ہیریسی ڈاک سے بھیجا۔ یہ رفیق قدیم عرصہ دراز سے کچھ بھولے ہوئے سے ہیں۔ اللہ ان کو اپنے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد پر قائم رہنے اور خدمت دین میں حصہ لینے کی توفیق بخشے۔

۸ر فروری ۱۹۵۹ء بروز اتوار:—

جناب محمد اسلم صاحب صدیقی مدیر بنک الباکستانی کو "روح اسلام" مجریہ جون ۱۹۵۸ء اور جناب الحاج وزیر عبدالقادر موصل کو پیغام صلح نمبر ۴۹ اور رسالہ نور الدین اعظم رحمۃ اللہ علیہ ڈاک سے بھجوایا، بحری ڈاک سے لائٹ نمبر ۲ کے دو عدد اور آزاد نوجوان مدراس کے تین عدد پرچے ملے۔ لائٹ مذکور کے ہر دو پرچے استاذ علی محمد سرطاوی اور ڈاکٹر عبدالرحمٰن الغزاوی بغداد کو ڈاک سے بھجوائے۔

۹ر فروری ۱۹۵۹ء بروز پیر:—

حسب معمول صوفی محمد طیب صاحب گھر تشریف لائے مدینہ سے چند خبریں پڑھ کر سنائیں۔ اور پمفلٹ موسومہ "حضرت مرزا غلام احمد (مسیح موعود) کی تحریر میں مرزا محمود احمد کی تصویر" بھی پڑھکر سنایا کاش یہ دلخراش تصویر زندگی میں آنکھوں کے سامنے نہ آتی دل پر ایک زخم کاری لگا خداوند کریم میاں صاحب کو اپنے افعال شنیعہ سے باز رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور مخلصین احباب ربوہ کو موصوف کے آہنی چنگل سے باز رہنے کی توفیق عطا فرمائے صوفی صاحب محترم کو آزاد نوجوان کے تین پرچے دیئے اُن سے مدینہ کا ایک پرچہ ملا۔ جناب عبدالعزیز صاحب خیاط پاکستان کرکوک کو پیغام صلح نمبر ۴۸-۴۹ ڈاک سے بھجوایا۔ سچوانی صاحب بصرہ سے اسلامک ریویو مجریہ مارچ ۱۹۵۸ء کے دو عدد برائے مفت تقسیم ملے جزاہ اللہ۔

۱۰ر فروری ۱۹۵۹ء بروز منگل:—

عزیزم ہاشم حاجی عبداللطیف صاحب کو اسلامک ریویو مجریہ مارچ ۱۹۵۸ء دستی بھجوایا۔ جناب گل محمد صاحب بغداد کو پیغام صلح نمبر ۴۹ اور جناب محی الدین الپاکستانی مدرس فی کلیۃ الطب البیطری بغداد کو "روح اسلام" مجریہ نومبر ۱۹۵۸ء ڈاک سے بھجوایا۔ بصرہ سے سچوانی صاحب نے دو عدد اسلامک ریویو بابت ماہ جولائی و اگست ۱۹۵۶ء برائے تقسیم بھجوائے۔

۱۱ر فروری ۱۹۵۹ء بروز بدھ:—

جناب غلام حیدر صاحب خیاط کرکوک کو رسالہ "جلسہ سالانہ کی دو تقریریں" ڈاک سے بھجوایا۔ بحری ڈاک سے دو کنگ سے "اسلامک ریویو" مجریہ ستمبر ۱۹۵۸ء اور جنوری کے عدد پر مشتمل پیکٹ ملا۔ نیز سچوانی صاحب بصرہ سے دو عدد اسلامک ریویو مجریہ ستمبر ۱۹۵۸ء اور جنوری ۱۹۵۹ء برائے تقسیم ملے۔

۱۲ر فروری ۱۹۵۹ء بروز جمعرات:—

حسب معمول صوفی محمد طیب صاحب گھر تشریف لائے مدینہ اور آزاد نوجوان سے چند خبریں پڑھکر سنائیں موصوف آجکل پیغام صلح ۱۹۳۸ء کی فائل کا مطالعہ کر رہے ہیں اس میں رئیس اعظم ملتان کلیان داس صاحب اور میری خط و کتابت کا ذکر پڑھا اس پر کچھ باتیں ہوتی رہیں اس زمانہ کی یاد تازہ ہوگئی۔ صوفی صاحب موصوف کے ہاتھ جناب عبدالعزیز صاحب خیاط صدر جمعیت الباکستانیہ کو اسلامک ریویو مجریہ جنوری ۱۹۵۹ء بھجوایا۔ ان سے مدینہ کا پرچہ ملا۔ فرزند ابراہیم کے ہاتھ اخویم محمد شیر گل صاحب کو پیغام صلح نمبر ۲ بھجوایا۔ استاذ علی محمد سرطاوی ڈاکٹر عبدالرحمٰن الغزاوی استاذ الکبیر سلمان الصفوانی صاحب جریدۃ الیقظہ استاذ محمد مہدی تاجر سجاد کو اسلامک ریویو مجریہ جنوری ۱۹۵۹ء بذریعہ ڈاک بھجوایا۔

۱۳ر فروری ۱۹۵۹ء بروز جمعہ:—

جناب محمد یوسف الدین خان آفریدی صاحب کو اسلامک ریویو مجریہ جنوری ۱۹۵۹ء اور جناب سید ارشاد حسین صاحب رضوی کو پیغام صلح نمبر ۴۷-۴۸ فرزند ابراہیم کے ہاتھ بھجوایا۔

۱۴ر فروری ۱۹۵۹ء بروز سنیچر:—

عزیزم ریاض احمد پراچہ کو لائٹ نمبر ۴۲ اور رسالہ "زمانہ کے امام کو پہچانو" ڈاک سے بھجوایا۔ عزیزم محمد یوسف الدین آفریدی صاحب کو "رپورٹ جلسہ سالانہ" اس میں عزیز کا ذکر بھی آگیا ہے بدست فرزند ابراہیم بھجوایا، بحری ڈاک سے لائٹ نمبر ۳ کا ایک عدد ملا۔

۱۵ر فروری ۱۹۵۹ء بروز اتوار:—

جناب مرزا محمد خاں صاحب یکے از احباب ربوہ عزیت کو چند پرچے آزاد نوجوان ٹروتھ اور مدینہ اور جناب الحاج وزیر عبدالقادر موصل کو پیغام صلح نمبر ۲۲ اور رسالہ جماعت قادیان اور مسلمان کے لئے لمحہ فکریہ" ڈاک سے بھجوایا۔ بحری ڈاک سے پیغام صلح نمبر ۳-۴ کے چار چار عدد پر مشتمل دو بنڈل اور لائٹ نمبر ۳ کے دو عدد مختلف العنوان وصول پائے۔

۱۷ر فروری ۱۹۵۹ء بروز پیر:—

حسب معمول صوفی محمد طیب صاحب گھر تشریف لائے، مدینہ اخبار سے کئی ایک خبریں خصوصاً پاکستان سے متعلق سنائیں، اللہ تعالیٰ پاکستان کا حافظ و ناصر ہو، ان سے مدینہ کے دو پرچے ملے انہیں پیغام صلح نمبر ۳-۴ دیئے ڈیڑھ

یادِ رفتگان کے سلسلہ میں

احبابِ جماعت کی خدمت میں ایک ضروری گذارش

مرتضیٰ خان حسن

اُن بزرگانِ سلسلہ کی سوانح حیات جو اس دارِ ناپائیدار کو چھوڑ کر اپنے مولیٰ سے جا ملے ہیں۔ معرضِ تحریر میں لانے کی اہمیت اور افادیت پر قبل ازیں وضاحت لکھا جا چکا ہے۔ یہ امر موجبِ طمانیت ہے کہ بعض دوستوں نے اس کام کو بنظرِ استحسان دیکھتے ہوئے اس کی تکمیل کے لئے زبردست خواہش ظاہر کی ہے۔ لیکن اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے کہ یہ اکیلے شخص کا کام نہیں ہے۔ جب تک احباب، من حیث الجماعت اس کام میں ہاتھ نہ بٹائیں گے اس کا پروان چڑھنا ناممکن ہے۔ ضرورت یہ ہے کہ جن بزرگوں کے حالات آپ کے علم میں ہیں ان کو احاطۂ تحریر میں لاکر دفتر پیغام صلح میں بھجدیں، تاکہ ان کی اشاعت کا انتظام کیا جائے۔ اخبار میں چھپ جانے کے بعد جیسا کہ احباب کا منشاء ہے ان کو کتابی صورت بھی دے دی جاوے گی انشاءاللہ۔

یہ امر بدیہی ہے کہ بزرگوں کے حالات، آنیوالی نسلوں کے لئے مشعلِ راہ کا کام دے سکتے ہیں۔ ان سے بڑے بڑے مفید سبق حاصل ہو سکتے ہیں۔ ایک "مرقات الیقین فی حیات نورالدین" کو ہی لے لو اس کے مطالعہ سے کس قدر روحانی کیف پیدا ہوتا ہے۔ جو شخص سلسلہ سے تعلق نہیں رکھتا وہ بھی اس کے پڑھنے سے وجد میں آجاتا ہے اور مجھے ذاتی طور پر علم ہے کہ بعض لوگ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد سلسلہ سے نہ صرف محبت ہی کرنے لگ گئے بلکہ سلسلہ میں شامل بھی ہو گئے۔ زندہ قومیں اپنی تاریخ کو بہت عزیز رکھتی ہیں اور اپنے حالات و واقعات کو نہایت مقدس اور قیمتی متاع سمجھتی ہیں۔ تاریخ قوم میں ایک زندہ رُوح پھونکنے اور ایک نئی زندگی کی داغ بیل ڈالنے میں بہت حد تک ممد و معاون ہوتی ہے۔

اگر آپ کا ماضی فی الواقعہ شاندار ہے تو آپ اسے پردۂ اخفا میں کیوں رکھتے ہیں؟ اسے منظرِ عام پر لائیے تاکہ خلق خدا کو فائدہ پہنچے اور آپ خود بھی نکھر کر پہچانے جا سکیں کہ آپ کس دریا کے موتی اور کس کان کے گوہر ہیں۔

آپ کی تاریخ میں علم، تقویٰ، طہارت، ایثار، خلوص، قربانی، جہاد فی سبیل اللہ کی شاندار روایات پائی جاتی ہیں، وہ آج آپ کو معمولی نظر آتی ہیں، مگر درحقیقت معمولی نہیں ہیں اس حقیقت کو دنیا کے اہلِ علم جانتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آپ علم و عمل کے ایک جدید دَور کے بانی ہیں، آپ کو دنیا کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے اور اس کی دو بڑی وجوہ ہیں:-

ایک تو آپ کا تبلیغی نظام
اور دوسرا آپ کا لٹریچر

تفصیل کا یہ موقعہ نہیں مگر آپ شاید محسوس کرتے ہیں یا نہیں کہ یہ دونوں باتیں اپنی نظیر نہیں رکھتیں، یہ دونوں چیزیں ساری دنیا پر اثر انداز ہو رہی ہیں، اب تک کوئی جماعت ایسا تبلیغی نظام اور اس نوعیت کا لٹریچر پیدا کرنے پر قادر نہیں ہوئی۔ یہ خصوصی امتیاز آپ کو ہی حاصل ہے۔ وقت آنے والا ہے کہ مورخ آپ کی تاریخ لکھیں گے۔ ان کے پاس اس کا مواد ہونا چاہیئے یہ چھوٹی چھوٹی باتیں جو آپ اپنے بزرگوں کے حالات میں درج کریں گے کل کو تاریخ بن جائیں گی۔ کیا آپ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ کل کے مؤرخ کے لئے آپ نے کچھ مواد نہیں چھوڑا؟ آپ میں وہ بزرگان جماعت ہیں جنہوں نے سب سے پہلے من حیث القوم بلادِ غیر میں علمِ اسلام بلند کیا۔ سینکڑوں تیرہ دلوں کو نورِ توحید سے منور کیا ایسی ہستیوں کو جنہوں نے اس تاریک زمانہ میں روحانی انقلاب پیدا کیا آپ دنیا سے روشناس کرانا نہیں چاہتے؟ میرے خیال میں اس سوال کا جواب سرا سر ہی اثبات میں دیگا۔ اگر ایسا ہی ہے تو ہم تمام دوستوں سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اس ضروری حصہ کی طرف فوری توجہ منعطف فرماکر مشکور فرماویں گے۔ ایک تھوڑی سی تکلیف گوارا فرماکر آپ بہت بڑی ضرورت کو پورا کر دیں گے۔ وہ تکلیف جیسا کہ میں شروع مضمون میں عرض کر آیا ہوں یہ ہے کہ جن بزرگوں کے حالات آپ کو معلوم ہیں براہ کرم ان کو معرضِ تحریر میں لاکر دفتر پیغام صلح میں ارسال فرمائیں۔ تاکہ اس کی اشاعت کا انتظام کیا جائے، اور یہ کام جہاں تک ممکن ہے جلدی اختتام کو پہنچ جائے۔ وباللہ التوفیق۔

۹۹ ـــــ ۶
۱۰۱ ـــــ ۳
۱۷۲ ـــــ ۴
۱۹۹ ـــــ ۶
۲۱۶ ـــــ ۶
۲۳۷ ـــــ ۶
۲۵۴ ـــــ ۶
۳۱۵ ـــــ ۱۶
۳۴۹ ـــــ ۸
۹۲۰ ـــــ ۸

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے، اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے اُن کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ بسہولت دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے، بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا اُن میں ان کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے اگر ہے تو مہربانی فرماکر ۴ اپریل ۱۹۵۹ء تک اپنے نمبر کے سامنے لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت قسط منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۴ اپریل ۱۹۵۹ء تک اُن کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۸ اپریل ۱۹۵۹ء کو اُن کے نام کا وی پی پی روانہ کر دیا جائیگا جس کا چھڑانا اُن کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا جو اُن کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سُرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

۲۰ ـــــ ۶
۲۲ ـــــ ۶
۲۴ ـــــ ۶
۴۸ ـــــ ۶
۵۱ ـــــ ۶
۵۶ ـــــ ۶
۷۲ ـــــ ۶
۱۲۲ ـــــ ۶
۱۲۸ ـــــ ۶
۱۷۱ ـــــ ۶
۱۷۴ ـــــ ۶
۲۴۴ ـــــ ۶
۲۵۳ ـــــ ۶
۲۹۹ ـــــ ۶
۳۰۲ ـــــ ۶
۳۰۶ ـــــ ۲۴
۳۰۷ ـــــ ۶
۳۰۹ ـــــ ۶
۳۷۷ ـــــ ۶
۴۱۹ ـــــ ۶
۴۲۶ ـــــ ۱۲
۴۴۲ ـــــ ۱۸
۴۴۴ ـــــ ۶
۴۵۸ ـــــ ۶
۴۷۷ ـــــ ۲۴
۴۷۹ ـــــ ۶
۵۸۸ ـــــ ۶
۶۰۰ ـــــ ۶
۶۰۹ ـــــ ۶
۶۱۵ ـــــ ۶
۶۲۲ ـــــ ۶
۶۳۶ ـــــ ۶
۶۵۱ ـــــ ۱۸
۶۸۸ ـــــ ۶
۷۱۷ ـــــ ۱۲
۷۲۶ ـــــ ۶
۷۲۷ ـــــ ۶
۷۳۳ ـــــ ۶
۷۳۴ ـــــ ۶
۹۳۹ ـــــ ۶
۱۰۱۸ ـــــ ۶
۱۰۲۵ ـــــ ۶
۱۰۵۳ ـــــ ۶
۱۰۹۵ ـــــ ۳
۱۰۹۷ ـــــ ۶
۲۰۰۲ ـــــ ۶
۲۰۸۳ ـــــ ۶
۲۰۸۷ ـــــ ۶
۲۰۹۶ ـــــ ۶
۲۰۹۹ ـــــ ۶

رعایتی

۵۲ ـــــ ۶
۵۶ ـــــ ۴
۷۲ ـــــ ۱۲

مکتوبِ فیجی

مکرمی محترمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح زاد لطفہ،
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مختلف رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسلم سوسائٹی کے ہیڈ کوارٹرز واقعہ ۲۷۹۵ بلیسویں (20 D) سٹریٹ سان فرانسسکو پر پندرہ روزہ اجلاس بارونق ہوتے ہیں۔ یہ سلسلہ گذشتہ اڑھائی ماہ سے جاری ہے جبکہ مشن کی نئی تشکیل کی گئی ہے۔ ان جلسوں کو کامیاب بنانے میں مسٹر جعفر حسین بی اے اور اُن کی امریکن بیوی۔ مسٹر پول سمتھ (MR. PAUL SMITH) تو ڈاکٹر اور مسٹر میکولی (MR. AHMAD MECAULY) کا زیادہ تر ہاتھ رہتا ہے۔ بعض جلسوں کی رونق خلاف توقع بڑھ جاتی ہے۔ مولانا عبدالحق، اور مسٹر میکولی کی تقریروں کے بعد سوال وجواب کا دلچسپ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اس کے بعد حاضرین کی تواضع چائے سے کی جاتی ہے۔

مسٹر پول سمتھ اگرچہ مسلم نہیں ہے۔ لیکن اُن کو ان جلسوں کے کامیاب بنانے کا جنون ایک مسلمان سے بھی بڑھ چڑھ کر ہے۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب نے ان کو محمد دی پرافٹ مطالعہ کرنے کے لئے دی۔ جس نے اسکو عاشقِ رسول بنا دیا۔ اس کتاب کی انہوں نے ایک خط میں جو انہوں نے حال ہی میں ارسال کیا ہے، بہت تعریف کی ہے۔ خاکسار کے دوران قیام سان فرانسسکو میں مسٹر پول سمتھ مشن کے کاموں میں حصہ بٹاتے تھے۔ خاص طور پر مختلف مواقع پر مختلف اجلاس کے فوٹو تقریباً مفت اُتارتے تھے اور اس کی کئی ایک کاپیاں میرے پاس بھیج دیتے تھے، مولنا کی روانگی سان فرانسسکو سے پیشتر انہوں نے اتفاقاً ۲۵ ڈالر کا چیک مجھے بطور تحفہ بھیجدیا۔ میں نے ان کو لکھا۔ "کہ غالباً یہ خیال آپ کے دل میں فرشتوں نے ڈالا ہے۔ کیونکہ مولنا صاحب نے جب سان فرانسسکو جانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ تو میرے دل میں یہ خیال اُٹھا تھا کہ میں مولنا صاحب کی مہمانداری کے لئے کچھ رقم اپنے لڑکوں کے پاس بھیجدوں۔ آخر یہ رقم آپ کی طرف سے مل گئی۔ جو میں نے لڑکوں کو بھیجدی ہے"۔

مولنا عبدالحق صاحب اپنے تازہ خط میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ گذشتہ اتوار باوجود بارش اور سخت سردی کے ہمارے اسی سالہ جوان ہمت نومسلم بزرگ مسٹر میکولی (MR. AHMAD MECAULY) میٹنگ میں شامل ہونے کے لئے مسلم سوسائٹی کے ہیڈ کوارٹرز پر پہنچ گئے۔ اسی طرح چند ایک اور مہمان بھی پہنچ گئے۔ جس سے جلسہ کی کچھ رونق ہو گئی۔

مولنا صاحب نے خاکسار کی تحریک سے اور ہر روز اصرار سے اپنا ارادہ ڈچ گیانا جانے سے ملتوی کر کے سان فرانسسکو میں اڈا جما لیا تھا۔ اور وہاں ٹھہر کر آپ نے برسوں سے جمود کو توڑ ڈالا۔ اور مسلم سوسائٹی کو دوبارہ زندہ کر دیا۔ آپ اُن کا ارادہ آگے جانے کا ہے۔ ورنہ اُن کا ٹکٹ واپسی جو آپ نے بوقت روانگی خریدا تھا بیکار ہو جائے گا۔ مولانا صاحب سے میں نے استدعا کی ہے کہ یا وہ کچھ عرصہ کے لئے اپنے سفر کو ملتوی کر دیں یا وہ ماہ ڈچ گیانا۔ ٹرینیڈاڈ۔ برٹش گیانا، وغیرہ کا دورہ کر کے واپس سان فرانسسکو آجاویں۔ مولنا جیسے عالم کی خدمات کی امریکہ میں سخت ضرورت ہے۔ اور آپ کا وجود مسلم سوسائٹی آف سان فرانسسکو کے لئے نہایت غنیمت۔ امید ہے کہ ہماری مرکزی انجمن بھی میرے خیالات کی تائید کرے گی۔ مولنا صاحب کا ویزا ۱۴ مارچ کو ختم ہو جاوے گا۔ اور امید اغلب ہے کہ آپ ۱۴ مارچ کو آخری میٹنگ کر کے ویسٹ انڈیز کے لئے بذریعہ تیز گام روانہ ہو جاویں گے۔

قارئین کرام یہ معلوم کر کے خوش ہوں گے کہ ہماری نادی جماعت کے سرگرم ممبر اور صدر جناب محمد رمضان خان ۲۸ فروری کو حج بیت اللہ کے لئے اپنی بیگم صاحبہ اور پوتے کے ساتھ روانہ ہو گئے ہیں آپ ہوائی جہاز پر نادی سے آسٹریلیا کے لئے روانہ ہوئے۔ جہاں سے آپ بذریعہ سمندری جہاز بمبئی پہنچیں گے۔ بمبئی سے آپ چھ ہفتہ کے لئے پاکستان جاویں گے۔ جہاں آپ حضرت امیر مولنا صدرالدین صاحب، مولانا مظفر بیگ صاحب اور دیگر بزرگانِ سلسلہ احباب کی ملاقات کریں گے۔ آپ نے باوجود چند مجبوریوں اور دشواریوں کے اس قدر طویل سفر اختیار کر کے آج کل کے نوجوانوں کے لئے ایک نمونہ قائم کیا ہے۔ آپ کی روانگی سے پیشتر آپ کی الوداعی پارٹی کا شاندار جلسہ نادی میں زیر اہتمام مسٹر محمد جبار خان ویننگ مینز مسلم ایسوسی ایشن ہوا۔ جس میں ڈیڑھ سو کے قریب مہمانوں کی تعداد تھی۔ اس سے پیشتر مسلم ایسوسی ایشن آف فیجی نے اپنے ایک خاص اجلاس میں آپ کو الوداع کہی۔

مسٹر محمد رمضان خان جناب مولنا میرزا مظفر بیگ صاحب کے دو مشہور شیروں میں سے ایک شیر ہیں۔ ان کے دوسرے ساتھی مسٹر محمد اسحاق خان تو خدا سے جا ملے ہیں۔ یہ دونوں اصحاب ہر میدان میں میرزا صاحب کی موجودگی میں شیروں کی طرح ساتھ دیتے تھے۔ ان دونوں کے وجود پر مرزا صاحب کو ناز تھا۔ مسٹر رمضان خان نے تو مولنا صاحب سے کافی علمی استفادہ حاصل کر لیا تھا۔ اور آپ کے جانے کے بعد سلسلہ کی مطبوعات کا نہ صرف خود اچھی طرح مطالعہ کیا۔ بلکہ اُن کی اشاعت میں بھی کافی حصہ لیا۔ آپ نے سان فرانسسکو کی مجوزہ مسجد کے لئے ایک بھاری رقم پیش کی۔ اور اسی طرح ادارۃ القرآن، اور ترجمۃ القرآن کے چندوں میں حصہ لیا۔ خداوند کریم آپکو اُن نیک مقاصد میں کامیاب کرے۔ جن کے لئے آپ نے سرزمین فیجی کو چھوڑا ہے۔ اور حصول مقاصد کے بعد خداوند کریم آپ کو بسلامت واپس پہنچائے آمین

خاکسار۔ محمد عبداللہ

فلپائن کے مسلمان

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۲)

جو آج کل ملک کا دارالحکومت ہے کسی زمانہ میں ایک اسلامی ریاست تھی اور راجا سلیمان اس پر حکمرانی کرتا تھا۔

سولہویں صدی عیسوی میں جب مغرب کی استعماری طاقتیں ایشیائی ممالک میں نوآبادیاں قائم کرنے کے لئے نکل کھڑی ہوئیں۔ فلپائن میں استعمار کے نفوذ کا آغاز ہوتا ہے۔ ۱۵۲۱ء میں ہسپانوی فلپائن میں داخل ہوئے مسلمانوں نے مسلسل تین صدیوں تک پوری پامردی اور استقلال کے ساتھ نبرد آزمائی کی۔ مگر چونکہ استعمار ان سے زیادہ طاقتور تھا اس لئے بالآخر انہیں شکست ہوئی۔ ہسپانیوں نے یہاں بھی مسلمانوں کے ساتھ ٹھیک وہی سلوک کیا جو انہوں نے اسپین کے مسلمانوں کے ساتھ کیا تھا۔ وہ فلپینی مسلمانوں کو مراکشی اور اندلسی مسلمانوں کی طرح مور کہتے تھے۔ چنانچہ ان کا یہ نام آج تک رائج ہے۔ تاہم اس کے باوجود جزیرہ منڈناؤ اور بالو کے مسلمان ان کے خلاف وقتاً فوقتاً بغاوتیں کرتے رہے۔ ہسپانویوں نے فلپائن میں داخل ہونے کے بعد اسلام کی اشاعت کی راہ میں ہر ممکن رکاوٹیں پیدا کیں۔ اس طرح اسلام کی ترقی اور فروغ رک گیا ورنہ جس رفتار سے (استعمار کی آمد سے پہلے) اسلام پھیل رہا تھا اگر پھیلتا رہتا تو آج ۹۹ فی صدی آبادی مسلمان ہو چکی ہوتی۔

اسلام میں عورت کی حیثیت

(بسلسلہ صفحہ ۷)

کو چلانے کے لئے یہ دونوں پہیئے ہیں۔ جو اپنی اپنی جگہ پر ہی رہتے جا کر گاڑی کو چلا سکتے ہیں۔ اگر ایک پہیہ بھی اپنی جگہ سے ادھر اُدھر ہو گا تو گاڑی کا منزل مقصود پر پہنچنا دشوار ہے۔

عورت کو بھی خدا نے مردوں کی طرح حقوق اور دماغ دیئے ہیں۔ جن میں سے چند ایک اعلےٰ دماغ عالمہ اور حکمران بھی ہوئی ہیں۔ فن موسیقی کی ماہر اور شاعرہ بھی ہو سکتی ہیں۔ مگر راگ اور اشعار عام حالات میں اسلام نے ناجائز قرار دیئے ہیں۔ اسلامی سیاست احکام قرآن میں ہی پوشیدہ ہے اس سے علیحدہ نہیں ہے۔ اگر سیاست سے موجودہ یورپی سیاست مراد ہے۔ جو جھوٹ اور

بچوں کا صفحہ ———— مرتضیٰ خان حسن

باپ بیٹے کی تیسری مجلس

باپ:۔ میں تم سے بیمار اور مسافر کے روزہ کے متعلق ذکر کر رہا تھا۔ تم خود جانتے ہو کہ بیماری کی حالت میں روزہ رکھنا مشکل ہوتا ہے بیمار کو بار بار دوائی پینے کی ضرورت پڑتی ہے اسکو بعض وقت دن میں کئی بار تھوڑا تھوڑا کھانا کھانے کی حاجت ہوتی ہے۔ اگر ایسا نہ کریں تو بیماری کے بڑھنے کا اندیشہ ہے۔ پھر بیمار آدمی کمزور ہوتا ہے۔ فاقے کی طاقت نہیں رکھتا۔ بھوک پیاس برداشت نہیں کر سکتا۔ اس کو خدا نے جو بیمار کو روزہ چھوڑنے کا حکم دیا ہے وہ بڑی حکمت پر مبنی ہے۔ اسی طرح سفر کی حالت میں بھی انسان کو بڑی تکلیف کا سامنا ہوتا ہے۔ ایک سفر کی تکلیف اس پر فاقہ کشی انسان ضعیف البنیان کے لئے ناقابل برداشت ہو جاتا ہے۔ اس لئے خدا نے مسافر کو بھی رعایت دی ہے۔ جب سفر ختم ہو جائے اور انسان گھر پر ہو تو جتنے روزے چھوڑے ہیں اتنے ہی گن کر رکھ لے۔

دائم المریض، بہت بوڑھے۔ حاملہ اور دودھ پلانیوالی عورت کے متعلق حکم۔

رشید:۔ اور ابا جان! ایسے مریض بھی تو ہوتے ہیں جو ہمیشہ بیمار ہی رہتے ہیں۔ مثلاً ہمارے محلہ میں جمعہ ماشکی کی ماں آپ جانتے ہیں مستقل بیمار ہے۔ ہمیشہ چارپائی پر پڑی رہتی ہے ایسے لوگ تو بعد میں بھی روزہ نہیں رکھ سکتے۔ ان کے لئے کیا حکم ہے؟

باپ:۔ ایسے لوگوں کے لئے بھی خدا نے اپنے کلام پاک میں حکم دے رکھا ہے۔ ہماری شریعت خدا کے فضل سے کامل شریعت ہے۔ کسی مسئلہ کو اس نے ادھورا نہیں چھوڑا اس میں شک نہیں کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو مستقل بیمار رہتے ہیں۔ پھر ایسے بوڑھے بھی ہیں جو روز بروز بوڑھے ہی ہوتے جاتے ہیں ان میں نہ اب روزہ رکھنے کی طاقت ہے اور نہ بعد میں طاقت ہونے کا کوئی امکان ہے۔ اسی طرح اور بھی ایسے لوگ ہوں گے جو بعد میں بھی روزہ نہیں رکھ سکتے اُن کے لئے خدا کا حکم سن لو:۔

وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین

(البقرہ ۱۸۴) اور ان لوگوں پر جو روزہ رکھنے میں مشقت محسوس کرتے ہیں ایک مسکین کا کھانا دینا ضروری ہے۔

اس حکم میں تمام وہ لوگ آ جاتے ہیں جو بعد میں روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ جیسے سب دائم المریض ہیں۔ دودھ پلانے والی عورتیں۔ حاملہ عورتیں۔ بہت بوڑھے جو روز بروز کمزور ہی ہوتے جاتے ہیں۔ مگر ایسے لوگوں کو بھی خدا نے ثواب سے محروم نہیں رکھا بلکہ اُن کے لئے حکم ہے کہ وہ روزہ رکھنے کی بجائے ایک مسکین کو کھانا دے دیا کریں۔ دیکھو خدا کا یہ حکم کس قدر حکمت پر مبنی ہے روزہ نہ رکھنے والا ثواب سے محروم بھی نہ رہا اور ایک غریب آدمی کا پیٹ بھی پل گیا۔

روزہ رکھنے اور کھولنے کے اوقات

روزہ رکھنے اور کھولنے کے کیا اوقات ہیں؛ اسکے متعلق قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر۔ ثم اتموا الصیام الی اللیل (سورۃ البقرہ ۱۸۷)

کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہیں صبح کا سفید خط رات کے سیاہ خط سے صاف صاف نظر آنے لگے۔ پھر روزہ کو رات تک پورا کرو۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ کا وقت پو پھٹنے سے لے کر غروب آفتاب تک ہے۔ بعض لوگ پو پھٹنے سے بہت پہلے سحری کھا لیتے ہیں۔ یہ کوئی خوبی کی بات نہیں سحری دیر سے ہی کھانی افضل ہے۔ بعض لوگ سحری بالکل ہی نہیں کھاتے۔ یہ بھی ٹھیک نہیں۔ سحری کھانے کی احادیث میں تاکید آئی ہے۔ خواہ تھوڑا سا پانی ہی پی لیا جائے۔ اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ ہمارے روزوں کو اہل کتاب کے روزوں پر یہ فضیلت حاصل ہے کہ ہم سحری کھاتے ہیں۔

افطاری کے متعلق تاکید ہے کہ جب سورج غروب ہو تو فوراً روزہ کھول دینا چاہیئے۔ بعض لوگوں نے قرآن مجید کے الفاظ اتموا الصیام الی اللیل سے یہ سمجھا ہے کہ جب تک رات کے تارے نظر نہ آئیں روزہ نہیں کھولنا چاہیئے۔ مگر حدیث میں اس کی تشریح موجود ہے:۔

عن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقبل اللیل من ھھنا وادبر النھار من ھھنا وغربت الشمس فقد افطر الصائم (متفق علیہ)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اس طرف سے یعنے مشرق کی طرف سے رات آ جائے اور اس طرف سے یعنے مغرب کی طرف دن چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو...... روزہ کھول دینا چاہیئے۔

پس غروب آفتاب کے ساتھ ہی روزہ کھول دینا چاہیئے لغت کی رو سے لیل غروب آفتاب سے ہی شروع ہو جاتی ہے۔ ہمارے نبی مطاع صلی اللہ علیہ وسلم نے جلد روزہ کھولنے کو ترجیح دی ہے۔ حضور صلعم عموماً تازہ کھجور یا خشک کھجور ورنہ پانی سے روزہ افطار فرماتے تھے۔

روزہ افطار کرنے کے وقت کی دُعا۔

روزہ افطار کرنے کے وقت یہ دُعا مانگنی چاہیئے:۔

اللھم لک صمت وعلیٰ رزقک افطرت

اے خدا! میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے رزق پر کھولا۔

اسلام میں عورت کی حیثیت
(بسلسلہ صفحہ نمبر ۱)

فریب پر مبنی ہے۔ تو ایسی سیاست کو اسلام ممنوع قرار دیتا ہے۔ اس میں قابلیت مقام فخر نہیں ہے مسلمات کے لئے خاص احکام کے مطابق عمل ہی باعث فخر ہے۔ جس طرح عربی زبان ام الالسنہ ہے۔ اسی طرح علم قرآن تمام علوم کا خزانہ ہے۔ اس کا حاصل کرنا اور اس پر عمل ہی فلاح دارین اور معاشرہ وغیرہ میں بہتری کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو اس صراط مستقیم پر عمل کی ہدایت دے۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب

پیغام صلح ۲۵ مارچ ۱۹۵۹ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳ شمارہ ۱۲

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا (الہام مسیح موعودؑ)

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور — پاکستان

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر
گمرہاں را چشم کن روشن ز آیاتِ مبیں

تار کا پتہ :- "تبلیغ" لاہور
ٹیلی فون نمبر :- ۳۷۲۷

ایڈیٹر.. دوست محمد

جلد ۴۸ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ مطابق یکم اپریل ۱۹۵۹ء | نمبر ۱۳

ہمارا مذہب

(حضرت مسیح موعودؑ)

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام

آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست

یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

*

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں
سارے حکموں پہ ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب
(مسیح موعودؑ)

یہود کی آبادی متحدہ عرب میں بطور ایک ہموطن شہری کے

برداشت کی جا سکتی ہے نہ بطور ریاست کے

عرب اسرائیل مسئلہ کا واحد حل۔ طلبائے لندن یونیورسٹی کے مڈل ایسٹ گروپ میں امام ووکنگ کا بیان

مولانا محمد یعقوب خان صاحب امام مسجد ووکنگ نے ۱۷ فروری ۱۹۵۹ء کو بوقت ساڑھے سات بجے شام طلبائے لندن یونیورسٹی کے ایک گروپ کو جو "مڈل ایسٹ گروپ" کے نام سے موسوم ہے، سٹوڈنٹس موومنٹ ہاؤس ۱۰۳ گوور سٹریٹ میں خطاب کیا اس خطاب کا موضوع جس میں دو اور بھی مقررین (ایک ہفت روزہ جیوئش کرانیکل کا رکن اور دوسرا ایک اُردنی عیسائی) نے حصہ لیا۔ مشرق وسطےٰ کے "مذہبی اور ثقافتی مسائل" سے تعلق رکھتا تھا۔

یہودی مقرر نے بحث کا افتتاح کرتے ہوئے حیرت انگیز طور پر عرب اسرائیلی مسئلہ کو چھیڑ دیا اس بنا پر کہ مشرق وسطیٰ کا اہم ترین مسئلہ محل معرض نزاع ہے یہی ہے، اس نے کہا کہ چونکہ اسرائیلی مملکت اب مسلمہ طور پر قائم ہو چکی ہے اس لئے اس مسئلہ کا حل سوائے اس کے اور کوئی نہیں کہ عربوں اور یہودیوں کے مابین مصالحت کا رستہ تلاش کیا جائے اور کہ اسرائیلی حکومت ان عرب مہاجرین کو جو عرب ممالک میں آباد کئے جائیں معاوضہ دینے کے لئے بالکل تیار ہے۔

اُردنی عیسائی مقرر نے اس بات پر زور دیا کہ عرب اپنے وطن میں کسی دوسری حکومت کو برداشت نہیں کر سکتے، اس لئے کشیدگی کو دور کرنے کی صرف یہی ایک راہ ہے کہ یہودی وہاں بطور ایک قوم کے آباد رہیں، ریاست کے طور پر نہیں، اس صورت میں وہ عربوں کو بالکل روادار پائیں گے اور کوئی تعصب اُن کے ساتھ روا نہ رکھا جائے گا یہ ان عیسائیوں کا ذاتی تجربہ ہے جو مسلمانوں کے ساتھ پوری ہم آہنگی کی زندگی بسر کر رہے ہیں، اس نے بتایا کہ میں اپنے آپ کو پہلے عرب، پھر اُردنی اور سب سے آخر میں عیسائی سمجھتا ہوں، اور یہ میرا ذاتی معاملہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح عیسائی عرب قوم کا ایک مخلوط حصہ ہیں، اسی طرح یہودی بھی اگر چاہیں تو کسی دن اسی حیثیت کے مالک ہو سکتے ہیں لیکن عرب قوم کے اندر ایک اور علیحدہ با اقتدار قوم کی حیثیت سے رہنا ناممکن امر ہے۔

امام ووکنگ نے اس بحث میں حصہ لیتے ہوئے کہا کہ یہود جو ہر زمانہ میں ظلم و تعدی کا شکار ہوتے رہے ہیں، انہیں دوسروں پر ظلم و تعدی کرنے سے باز رہنا...... چاہیئے۔ وہ ہٹلر کے ہاتھوں بُری طرح ستائے گئے اپنے گھروں سے نکالے گئے، اس تلخ ذاتی تجربہ کے بعد ان کے ذہن میں یہ نہیں آنا چاہیئے کہ لکھوکھہا عربوں کو ان کے گھروں سے نکالا جائے۔

اُردنی مقرر کے بیان کا حوالہ دیتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اسلام کی عین روح اور حسن معاملت کا اثر ہے کہ مشرق وسطےٰ میں اس نے مسیحی اقلیت کی ...... مکمل حفاظت کا ذمہ لے رکھا ہے اور انہیں عرب قوم کا ایک جزو لاینفک قرار دے رکھا ہے، یہ اسلام کی تاریخی روایات کے عین مطابق ہے۔ ازمنہ وسطےٰ میں جب یہودیوں پر سخت ترین مظالم ڈھائے گئے تو اسلامی سپین ہی ایک ایسا ملک تھا جہاں ان کا خیر مقدم کیا گیا اور خوشدلی کے ساتھ انہیں پناہ دی گئی اور ترقی کے تمام مواقع انہیں بہم پہنچائے گئے۔ یہودیوں کا بیشک یہ حق تھا کہ کہیں نہ کہیں اپنا گھر بنائیں، لیکن دوسرے لوگوں کو بے گھر کر کے اپنا گھر بنانے کا انہیں حق حاصل نہیں، یہودی مسئلہ مغربی طاقتوں کا پیدا کردہ ہے جنہوں نے ایک ہی سانس میں عربوں کی آزادی کا بھی وعدہ کیا اور یہودیوں کو بھی وہاں ایک یہودی گھر دینے کا وعدہ دیا۔ عربوں

(باقی بر صفحہ ۱۰)

خطوکتابت بلادِ غیر

اس عنوان کے نیچے وہ خطوط درج ہوتے ہیں جو انجمن کی تبلیغی ڈاک کے جواب میں موصول ہوتے ہیں۔

ترجمہ خط مسٹر مُسا مُسیلاڈ فلپائن :-

برادر گرامی

السلام علیکم - آپ کا خط بابت ترسیل لٹریچر ملا بہت خوشی حاصل ہوئی بہت بہت شکریہ -

یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ میں سلسلہ احمدیہ میں شامل ہو کر خدمت اسلام ایک تنظیم کے ماتحت ادا کروں اور یہ کہ آپ ایسی ہی دعوت دوسروں کو بھی دیتے ہیں - میں اس کے متعلق سوچ رہا ہوں - کیونکہ مجھے علم ہے کہ میں مادی اور روحانی لحاظ سے ابھی اس قابل نہیں کہ ایسا مقدس فریضہ بجا لا سکوں اور نہ ہی میں سلسلہ احمدیہ کے ارفع تقاضوں کو پورا پورا ادا کر سکتا ہوں ہاں وقت کا منتظر ہوں جب ایسا وقت آئے گا تو میں انشاءاللہ دریغ نہیں کروں گا ابھی میں طالب علم ہوں -

آپ یہ پڑھ کر خوش ہوں گے کہ میں نے اپنے عیسائی دوست کو ان کی زبردست خواہش پر اپنا قرآن شریف کا نسخہ انہیں دے دیا ہے (ہم نے مسٹر صاحب کو قرآن شریف کی ایک کاپی فری بھیجی ہے - غلام قادر) وہ کہتے ہیں کہ ان کا قرآن شریف کا نسخہ جنگ عظیم ثانی میں گم ہو گیا تھا -

امید ہے وہ بھی آپ سے خط و کتابت جاری کر دیں گے -

تعلیم اسلام سے مجھے واقفیت کم ہے لہذا عیسائی دوستوں کو اسلام کے متعلق کما حقہ سمجھانے سے قاصر رہا، اب آپ سے خط و کتابت اور لٹریچر کے ذریعہ اسلام سے واقفیت ہوتی جا رہی ہے -

امید ہے آپ اپنی نوازشات سے مجھے کبھی محروم نہیں فرمائیں گے - والسلام

ترجمہ خط از محمد علی جی - یلم - فلپائن

السلام علیکم -

مجھے آپ سے خط و کتابت کرتے ہوئے کچھ مدت ہو گئی ہے -

میں آپ کا بہت بہت مشکور ہوں کہ علاوہ خط و کتابت کے آپ اپنا قیمتی لٹریچر بھی بھیجتے رہتے ہیں -

میں چاہتا ہوں کہ سلسلہ احمدیہ کے متعلق اور سلسلہ کے مقدس بانی کے متعلق مجھے مزید معلومات حاصل ہوں کیونکہ مجھے آپ کی خط و کتابت اور لٹریچر سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اسلام کی گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں -

میں چاہتا ہوں کہ مقدس بانی سلسلہ کے اپنے الفاظ میں نبوت کی اس قسم سے مجھے علم دیا جائے جس کا انہیں دعوے تھا -

دیگر آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ میں سلیمان (SILLIMAN) یونیورسٹی کا طالب علم ہوں جو کہ امریکن عیسائی مشن نے قائم کی ہوئی ہے - مجھے عیسائی لٹریچر سے کافی واقفیت ہے -

الغرض میں نے ترجمہ قرآن شریف کی پہلی ایڈیشن کا جو کہ مولنا محمد علی صاحب کی تصنیف ہے جس کے ساتھ عربی متن اور تفسیر بھی ہے ——— بڑی دلچسپی سے مطالعہ کر کے بہت بڑا سرمایہ اسلام کے متعلق معلومات کا حاصل کیا ہے -

میں درخواست کرتا ہوں کہ مجھے ایک کاپی ایسے قرآن شریف کی فی سبیل اللہ بھیجدی جائے کیونکہ میں طالب علم ہوں لہذا خریدنے کی طاقت نہیں رکھتا -

میری دلی آرزو ہے کہ میں ایک اچھے مسلمان کی طرح زندگی بسر کروں -

نوٹ :- انہیں خط اور لٹریچر بھیجا جا رہا ہے -

(غلام قادر)

ترجمہ خط از عالم نگر ضلع رنگ پور

برادر مہربان - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے آپ کی ارسال کردہ کتب اور رسالے مل گئے ہیں، جزاک اللہ میں آپ کا تہ دل سے مشکور ہوں -

آپ کی کوششوں کو جو آپ اسلامی تعلیم کو اصلی رنگ میں پیش کرنے میں صرف کر رہے ہیں اللہ تعالے کامیاب بنائے یہی اس کی بارگاہ میں میری دردمندانہ دعا ہے -

اسلام کا جو تصور ملا لوگ پیش کر رہے ہیں وہ نہایت تاریک ہے -

اس تنگ نظر - بودزدہ - خود نما اور خود غرض ملا نے اسلام کو دنیا کی نظروں میں ذلیل کرنے کا بہت بڑا پارٹ ادا کیا ہے -

بے دلل اور سائنٹیفک مذہب - توہمات کا مذہب بن کر رہ گیا ہے -

اس وقت جبکہ تمام اقوام عالم زندگی کی تگ و دو میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کر رہی ہیں، ہمارے خود ساختہ مذہبی لیڈر بے حقیقت مسائل میں اُلجھ کر رہ گئے ہیں اور ایک دوسرے کو تباہ کرنے میں مصروف ہیں -

اندریں حالات ہمیں کامل یقین ہے کہ آپ کی انجمن جو کہ ایک سائنٹیفک ادارہ ہے جنگ زدہ دنیا کے سامنے صحیح صحیح اسلامی تعلیم پیش کرنے میں ہرگز کوتاہی نہیں کرے گی - دراصل تعلیم اسلام میں ہی دنیا کی موجودہ روحانی اور مادی بیماریوں کا علاج ہے -

میں نے اپنے بعض ساتھیوں (پروفیسرز) کو آپ کی اہم خدمات سے جو آپ اسلام کی کر رہے ہیں اور آپ کے لٹریچر سے وابستہ کر دیا ہے اور وہ بڑی دلچسپی سے لٹریچر کا مطالعہ کر رہے ہیں -

ان میں سے ایک صاحب عنقریب آپ کو خود لکھیں گے - امید ہے آپ اپنے نئے تالیف شدہ رسالے مجھے بھیجتے رہیں گے -

آپ کا بھائی

پروفیسر حافظ شفیع الدین - ایم - اے (کلاس نوٹ)
عالم نگر کالج - عالم نگر ضلع رنگ پور -

از نیو جرسی (امریکہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذشتہ پانچ سال سے میں ایسے احباب کی صحبت میں رہا ہوں جو مسلمان ہیں، اگرچہ یہ دوست مجھ سے اسلام کے متعلق گفتگو کرتے رہتے ہیں مگر اسلام کی عجیب انداز صداقتوں کو سمجھ نہ سکا -

آج جبکہ میری عمر اکتیس سال کو پہنچ گئی ہے اور سود و زیاں سمجھنے کے قابل ہو گیا ہوں تو اتفاق حسنہ سے مجھے آپ کے سلسلہ کی دو گرانقدر شخصیتوں .... سے شرف ملاقات حاصل ہوا اور ان کے فیض صحبت سے مجھے اسلام کے حقائق اور ارفع صداقتوں کا کافی علم حاصل ہوا اور بہت روشنی ملی -

میری گذارش ہے کہ اسلامی برادری میں شامل ہونے کے لئے مجھے مطبوعہ بیعت فارم بھیجدیں (انہیں فارم اور لٹریچر بھیجا جا رہا ہے - غلام قادر)

مجھے یقین محکم ہے کہ اسلام کی اس روشنی سے جو آپ کی وساطت سے مجھے حاصل ہو گی پاکیزہ زندگی گذارنے اور بنی نوع انسان کی خدمت گذاری کی توفیق مل جائے گی -

میں امید رکھتا ہوں کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ میں .... اسلام کا ایک سچا مخلص اور باعمل سپاہی ثابت ہوں گا -

آخر میں میری گذارش ہے کہ اسلام کے متعلق مجھے کچھ لٹریچر بھیجا جائے - اور میرا کوئی اسلامی نام تجویز کیا جائے -

آپ کا مخلص - ہربرٹ ڈگلس راس
نیو جرسی سٹیٹ پرزن (جیل)

نوٹ :- ان کا اسلامی نام ایچ آر - عبدالرشید تجویز کیا گیا ہے - انہیں بیعت فارم اور لٹریچر بھیجا جا رہا ہے اس جیل میں ...... چند اور اشخاص سے بھی خط و کتابت ہے واللہ اعلم کسی سیاسی جرم میں ماخوذ ہیں، اور یہ سب لوگ سلسلہ میں بیعت کر کے شامل ہو گئے ہیں -

(غلام قادر)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ یکم اپریل ۱۹۵۹ء

رمضان کا آخری عشرہ

رمضان شریف کا مہینہ جن عظیم الشان برکات کا حامل ہے، ان کا ذکر ان کالموں میں وقتاً فوقتاً ہوتا رہا ہے، حضرت امیر ایدہ اللہ کے خطباتِ عید، اور بچوں کے صفحہ میں مولانا مرتضیٰ خان صاحب کے مقالات میں اس مہینہ کی عظمت و بزرگی کا متعدد بار ذکر آچکا ہے، جن میں روزہ کے فوائد بیان کرتے ہوئے اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ اس میں نہ صرف نفس پر کنٹرول اور بدیوں اور برائیوں سے بچنا اور نیکی اور تقویٰ اختیار کرنا سکھایا گیا ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کا قرب بھی اس سے حاصل ہوتا ہے۔ تمام ہادیانِ مذاہب اور انبیائے کرام نے روزہ کو قربِ الٰہی کا ذریعہ قرار دیا، اور اس سے بڑی بڑی برکات حاصل کیں، اسی حقیقت کو قرآن کریم نے رمضان ہی کے ذکر میں ان الفاظ میں بیان کیا ہے واذا سألك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبولی ولیومنو بی لعلھم یرشدون۔ جب میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو میں قریب ہی ہوں، پکارنے والے کی پکار کو قبول کرتا ہوں، پس چاہیئے کہ میری فرمانبرداری کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ ہدایت پائیں، یہ ارشادِ الٰہی رمضان کے ذکر میں آیا ہے، اس سے زیادہ اس مہینہ کی بزرگی اور کیا ہوگی، کہ بندوں کو اللہ تعالیٰ خود اپنے قرب کا پتہ دیتا اور ان کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ دعائیں تو دوسرے دنوں میں بھی اللہ تعالیٰ سنتا اور انہیں قبول فرماتا ہے لیکن رمضان

ایسا ہی حدیث میں روزہ کی اہمیت کا ذکر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں فرمایا ہے والذی نفسی بیدہ لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ تعالیٰ من ریح المسك یترك طعامہ وشرابہ وشھوتہ من اجلی الصوم لی وانا اجزی بہ والحسنۃ بعشر امثالھا مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ وہ اپنا کھانا پینا اور خواہش میرے لئے چھوڑتا ہے، روزہ صرف میرے لئے ہے، میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ اور نیکی کا بدلہ دس کا دس گنا ہے کس قدر عظمت اور شان ہے روزہ کی، جس عمل کی جزا دس گنا ہو اور خود اللہ تعالیٰ اس کی جزا دینے کا وعدہ کرے اور جس عمل سے منہ کی خوشبو اللہ تعالیٰ کو مشک سے زیادہ پسندیدہ ہو، اس سے بڑھکر عظمت وشان اور کس عمل کی ہو سکتی ہے، ہاں شرط یہ ہے، کہ روزہ دار محض اللہ تعالیٰ کے لئے کھانا پینا اور خواہشات نفسانی کو ترک کر دے، یہ ہے روزہ اور یہ ہے

رمضان کی عظمت وشان۔

لیکن یہیں تک نہیں رمضان کی عظمت و بزرگی اس وجہ سے بھی ہے کہ اس مہینہ میں وہ بابرکت صحیفہ نازل ہوا جو دنیا جہان کی ہدایت و رہنمائی کا موجب ہوا، شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن ھدی للناس وبینات من الھدیٰ والفرقان۔ رمضان کا وہ مہینہ بابرکت مہینہ ہے، جس میں قرآن جیسی نعمت عظمیٰ دنیا کو ملی جو لوگوں کے لئے ہدایت اور حق اور باطل کو تمیز کرنے والے دلائل سے بھرا ہوا ہے اسی وجہ سے اس مہینہ میں بالخصوص روزوں کا حکم دیا گیا ہے، تاکہ نزولِ قرآن ... جن انوار و برکات کا موجب ہوا، امتِ محمدیہ ہر زمانہ میں ان سے متمتع ہوتی رہے۔ اسی لئے رمضان میں قرآن کریم زیادہ پڑھا جاتا اور تراویح میں سنایا جاتا ہے۔

احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نزولِ قرآن رمضان کے آخری عشرہ میں ہوا، اور جس رات کو ہوا اسکو قرآن کریم نے لیلۃ القدر قرار دیا ہے، انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر ہم نے اس قرآن کو لیلۃ القدر میں اتارا، اور اس رات کی عظمت وشان یہ بیان کی گئی ہے کہ لیلۃ القدر خیر من الف شھر، لیلۃ القدر ہزار مہینہ سے بہتر ہے، یہ کونسی رات ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو، اور یہ بھی آیا ہے کہ لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہے۔ اسی وجہ سے رمضان کا آخری عشرہ اور بالخصوص اس کی طاق راتیں خاص طور پر بابرکت سمجھی جاتی ہیں، اور ان راتوں میں عبادت کرنا بہت بڑے ثواب کا کام ہے، زہے نصیب اس شخص کے جس کو لیلۃ القدر مل جائے، گویا ہزار مہینہ کی عبادت کا ثواب مل گیا۔

جماعت احمدیہ نے خدمتِ قرآن کا جو کام اپنے ذمہ لے رکھا ہے، اس کا تقاضا ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں بالخصوص قیام اور دعاؤں سے کام لیا جائے، اور اس خدمت کی سرانجام دہی اور قرآن کے دنیا میں پھیلنے، اور لوگوں کے دلوں میں اترنے اور موجودہ مادہ پرست دنیا کی گردنیں اس کے آگے جھکنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے آگے دعائیں کی جائیں، اس وقت دنیا مادیت و روحانیت کے دوراہہ پر کھڑی ہے بڑے بڑے مادہ پرستوں اور سائنسدانوں کی توجہ روحانیت کی طرف منعطف ہو رہی ہے، ضرورت ہے کہ جہاں انہیں قرآن کی طرف لانے میں جماعتِ احمدیہ سرگرم عمل ہے، وہیں آخری عشرہ رمضان میں خاص طور پر دعائیں کی جائیں کہ اللہ تعالیٰ دلوں کے اندر ایسا انقلاب پیدا کر دے کہ دنیا اس پاک صحیفہ کو اپنا ہادی و رہبر بنا کر ہدایت کا رستہ اختیار کرے۔

جرمنی میں تبلیغ اسلام

ایک جرمن خاتون کا قبول اسلام

ماہوار تبلیغی رپورٹ بابت ماہ فروری ۱۹۵۹ء

جمعہ ۶ فروری :- امام صاحب نے سورۃ آل عمران میں سے جمعہ کا خطبہ دیا، شام کے وقت جو اجتماع ہوتا ہے، اس میں حاضری کافی تھی۔

بدھ ۱۱ فروری :- موسم کی خرابی کی وجہ سے سوشل اجتماع میں حاضری بہت کم رہی۔

جمعہ ۱۳ فروری :- نماز جمعہ کے بعد ایک نوجوان جرمن خاتون نے اسلام قبول کیا اس کا نام ..... HANNELORE GRAF ہے، اسلامی نام سمیہ رکھا گیا ہے، خطبہ جمعہ امام صاحب نے سورۃ آل عمران سے دیا، شام کے اجتماع میں اچھی حاضری تھی اور نہایت دلچسپ بحث ہوتی رہی۔

منگل ۱۷ فروری :- امام صاحب نے خطبہ جمعہ سورۃ جمعہ سے دیا، شام سے ایک عرب پروفیسر آئے ان کی چائے سے تواضع کی گئی، اور دوستانہ گفتگو ان سے ہوتی رہی، شام کو حسب معمول ایک اجتماع منعقد ہوا، ایک انتظام کے مطابق کچھ غیر مسلم طلباء بھی اس اجتماع میں شامل ہوئے، اور انہیں اسلام کے متعلق واقفیت بہم پہنچائی گئی۔

ہفتہ ۲۱ فروری :- ایک پادری صاحب کچھ طلباء کے ساتھ مسجد دیکھنے کے لئے آئے، اور اور انہیں تعلیمات اسلام سے واقف کیا گیا۔

پیر ۲۳ فروری :- ایک ہائی سکول کے طلباء آئے انہیں بتایا گیا کہ اسلام کی تعلیم کیا ہے، سوالات کے جواب میں اس بات کو واضح کیا گیا کہ تعدد ازدواج کو جو عورتوں کی حفاظت اور امداد کا بہت بڑا ذریعہ ہے بالکل غلط سمجھا گیا ہے، وہ چیز جو انسانی سوسائٹی کے لئے ایک رحمت ہے، یورپی ممالک میں اسے لعنت سمجھا جاتا ہے۔

جمعہ ۲۷ فروری :- امام صاحب نے سورۃ الکہف سے جمعہ کا خطبہ دیا، نماز کے بعد امام صاحب نے ایک نکاح کا خطبہ پڑھا، یہ نکاح ڈاکٹر احمد محمد اسنور کے ساتھ ایک جرمن مسلم لیڈی کا ہوا، مؤخر الذکر کا نام ..... HILGARD OTTO اور اسلامی نام زینب ہے۔

بچّوں کی تربیت کے لئے کتابوں کی تیاری

مُرتضیٰ خان حسن

الحمدللہ قوم کے بعض حلقوں میں بچّوں کی تربیت کے متعلق بیداری کی علامات پائی جاتی ہیں۔ اور ایک زندہ اور پائندہ قوم کا یہ فرض بھی ہے کہ وہ اپنی نئی پود کی تعلیم و تربیت کا فکر کرے۔

گزشتہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر بعض خواتین نے بھی اس موضوع پر اظہارِ خیالات فرمایا۔ بالخصوص محترمہ جناب زمرد یوسف صاحبہ کا مقالہ اس باب میں بہت قابلِ قدر تھا فی الواقعہ اگر احمدی خواتین بچّوں کی تربیت کی طرف کما حقہٗ توجہ مبذول کریں اور ان میں اسلامی اخلاق و آداب اور احمدیت کے امتیازی نشانات پیدا کرنے میں سعی پیہم عمل میں لائیں تو یہ تحریک کے استحکام میں بہت بڑی معاونت ہوگی۔ مقالہ مذکور میں بچّوں کے صفحہ کا بھی جو پیغام صلح میں شائع ہوتا ہے ذکر آیا ہے۔ بعض دوستوں نے (مثلاً شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹ، ماسٹر عبدالحفیظ صاحب ہیڈ ماسٹر بدوملہی نے) خواہش ظاہر کی کہ اخبار میں جو کچھ چھپتا ہے وہ اپنی جگہ ہے، زیادہ مفید یہ ہوگا کہ اس کو کتابی شکل میں چھپوایا جائے۔ ہمارے ہاتھوں میں کوئی مستقل چیز ہونی چاہیئے جس سے بچے استفادہ حاصل کرسکیں اور جو اگر خدا چاہے تو نسلاً بعد نسل کام دے سکے۔

واضح ہو کہ جہاں تک بچّوں کی دینی اور اخلاقی تربیت کے لئے کتابوں کا سوال ہے اس کے متعلق میں احباب سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس ضرورت کو مدّت سے محسوس کیا جا رہا ہے اور بیرونی جماعتوں کی طرف سے بھی عموماً ایسی کتابوں کی مانگ آتی رہی ہے جن میں نماز روزہ، ارکان و اصول اسلام کے متعلق مسائل ہوں۔

ابھی گزشتہ سال جو گیا ہے جہاں جماعت کے متعدد مدارس میں خط آتے رہے کہ بچّوں کے لئے دینی کورس کی ضرورت ہے۔ واضح ہو کہ ہم لوگ جو مرکز میں رہتے ہیں جماعت کی ضروریات سے غافل نہیں اور میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک بچّوں کو دین سکھانے کے لئے کتابوں کی ضرورت ہے وہ سب کچھ تالیف کر دیا گیا ہے میں مختصراً نمبروار ذیل میں ان تالیفات کا ذکر کرتا ہوں جو میں لکھ کر انجمن میں پیش کرچکا ہوں۔

(۱) دینی محاسن

یہ کتاب دو حصّوں میں ہے۔ اس میں اجزائے ایمان (ہستی باری تعالیٰ، ملائکہ، کتب، رُسل، یوم آخر) ارکان اسلام (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) کے ایک حد تک مفصل مسائل بیان کئے گئے ہیں، وہ پرانا طریق استعمال نہیں کیا گیا کہ مسائل کو بچّوں کے نرم و نازک دماغوں میں ٹھونسنے کی کوشش کی گئی ہو، بلکہ دلچسپ پیرایہ میں ان کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے۔ اور زبان ایسی سادہ استعمال کی گئی ہے جو بچے بآسانی سمجھ سکیں۔ اس کے ساتھ ہی بچّوں کے اندر اسلامی سیرت اور کردار پیدا کرنے کے لئے حضرت رسول کریم صلعم کی سوانح عمری اور حضور کے اخلاقِ فاضلہ بیان کئے گئے ہیں۔ موقعہ بموقعہ نظمیں دی گئی ہیں تاکہ بچّوں میں دلچسپی پیدا ہو اور وہ ان کو یاد کرکے اپنے علم میں اضافہ کریں۔

اگر بچّوں کے لئے محض دو جلدیں ہی چھپوالی جائیں تو ان کے لئے بہت حد تک کافی ہیں، نماز روزہ کے مسائل سے صرف بچّے ہی نہیں بلکہ بڑے بھی مستفید ہو سکتے ہیں، اگر بعض مقام مشکل ہوں تو وہ خورد سال بچّوں کے لئے حذف کئے جا سکتے ہیں۔ غرضیکہ بچّوں کے لئے یہ عقائد و اصول اسلام پر جامع مفصّل کتاب ہے۔

(۲) احادیث الاخلاق

یہ کتاب میٹرک کے طلباء کے لئے ہے۔ اس میں وہ احادیث جو اخلاق سے تعلق رکھتی ہیں صحاح ستّہ سے لے کر جمع کی گئی ہیں، ہر حدیث کا بامحاورہ ترجمہ دیا گیا ہے۔

ان احادیث کے تین حصّے کئے گئے ہیں۔ پہلا اخلاقِ فاضلہ پر دوسرا اخلاقِ ذمیمہ پر اور تیسرا عام اخلاق نشست و برخاست، اکل و شرب پر جسے انگریزی میں ایٹیکیٹ کہتے ہیں، یہ حدیث کے تابناک موتی ہیں جو جمع کئے گئے ہیں پھر مضمون حدیث کے مطابق قرآن مجید کی آیات بھی دی گئی ہیں اس سے بڑھ کر کوئی کتاب اخلاق پر آپ کو نہیں ملے گی۔ حضرت رسول کریم صلعم سے بڑھ کر کون اخلاق سکھا سکتا ہے۔

(۳) اسلامی روایات

اس کے بھی دو حصّے ہیں۔ مضمون نام سے ظاہر ہے۔ حضرات صحابہ کبار۔ بزرگان ملت، شاہان اسلام کی شاندار روایات کا مجموعہ ہے۔ اسلام کو اگر عملی رنگ میں دیکھنا ہو تو ان روایات کو پڑھیں، زبان سادہ استعمال کی گئی ہے تاکہ بچّے بخوبی سمجھ سکیں۔

(۴) تذکرۃ الانبیاء

بلند اسلامی اخلاق پیدا کرنے کے لئے بڑی اعلیٰ چیز ہے۔ مضمون نام سے ظاہر ہے، بڑے بڑے انبیاء کے جہاں تک ممکن تھا صحیح حالات جمع کئے گئے ہیں، نہایت سبق آموز حالات ہیں۔ بچّوں اور بڑوں سب کے لئے مفید۔

(۵) اسلامیات

یہ دینی نصاب کا سلسلہ ہے جو بچّوں کے لئے تیار ہوا ہے۔ تین جلدیں تیار ہیں، ابھی دو باقی ہیں۔ اس سلسلہ میں بھی اجزائے اسلام۔ اور ارکان اسلام پر بڑے سہل الفاظ میں بحث کی گئی ہے۔ بچّوں کے دماغ پر اثر کر جانے والے دلائل کے ساتھ تعلیمات و عقائد اسلامیہ کو پیش کیا گیا ہے۔ دلچسپ اور مفید چیز ہے۔ سیرت اور اخلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ بھی ساتھ ساتھ دیا گیا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک باب اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کاموں پر یعنی مطالعہ قدرت کا بھی دیا گیا ہے۔ اسلام کا حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کائنات پر غور و فکر کرو، یہ اس حکم کی تعمیل ہے تاکہ بچّے شروع سے ہی اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کاموں میں غور و خوض کرنا سیکھیں ؎

ہر کہ امروز نہ بیند اثر قدرت او
غالب آنست کہ فرداش نہ بیند دیدار

غرض جہاں تک کتابوں کا ذکر ہے وہ تو بچّوں کے لئے تیار ہیں سوال ان کے چھپوانے کا ہے۔ کل امر مرھون باوقاتہا، ان کے چھپوانے کا بھی کوئی موقعہ انشاء اللہ نکل آئے گا۔

اگر کوئی خدا کا بندہ ایسا ہو جو اپنی جیب سے ان میں سے ایک آدھ کتاب بھی چھپوانے کی ہمت کرے تو یہ انجمن کی اور قوم کی ایک قابلِ تعریف خدمت ہوگی۔

مسجد پشاور کے لئے مزید معطیان کے اسمِ گرامی

(۱) سابقہ میزان	۵۱۴۱—۲—۰
(۲) ماسٹر اصغر علی صاحب۔ فیس منی آرڈر ۲/	۴—۱۴—۰
(۳) ڈاکٹر سید فیاض حسین صاحب قائد آباد معرفت ماسٹر محمود خان ملنگ صاحب	۵—۰—۰
(۴) صاحبزادہ ظہور احمد صاحب	۵—۰—۰
(۵) جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب لاہور	۵—۰—۰
(۶) جناب میاں غلام شبیر صاحب لاہور ۱۰/ فیس منی آرڈر	۴۹—۶—۰
(۷) محترمہ زمرد بیگم صاحبہ وزیر آباد ۲/ فیس منی آرڈر	۴—۱۴—۰
میزان کل رقم	۵۷۱۰—۴

نوٹ:- محترم جناب شیخ عبدالحق صاحب ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ جیل آف ایبٹ آباد نے اطلاع دی ہے کہ عنقریب وہ اپنا ۱۰۰/-/۱ روپیہ اور قاضی عبدالرشید صاحب سے بھی کچھ رقم لیکر بھیجدیں گے۔ جزاکم اللہ۔ مسجد کا کام شروع ہے۔ امید ہے کہ احباب کرام کی ہمت سے ایک خوبصورت مسجد تعمیر ہو جائے گی۔

والسلام۔ محمد الرحمان

خط و کتابت کرتے وقت

چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ — منیجر پیغام صلح

مطہر و مزکّی انسان جس نے اُمّی ہو کر عالمگیر نظریئے دُنیا کو دیئے

آنحضرت صلعم کے چند ضروری عملی ارشادات

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۷ مارچ ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایھا المدثر قم فانذر و ربک فکبر (سورہ مدثر ع ۱)

مطہر و مزکی انسان

یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں ان کے اندر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کچھ احکام صادر کئے گئے ہیں، حضور صلعم کو حکم ہے اتبع ما یوحیٰ الیک ہم جو آپ کو بذریعہ وحی احکام دیتے ہیں ان پر کاربند رہیں، اور حضور فرماتے ہیں ان اتبع الا ما یوحیٰ الیّ میں صرف ان احکام کی اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر بذریعہ وحی نازل ہوتے ہیں، انا اول المسلمین میں احکام الٰہی کی متابعت میں سب سے پیش پیش ہوں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے پیغمبر کے نام بھی احکام صادر فرماتا ہے وہ قدوسیوں کا سردار ہے مطہر و مزکی ہے جس کو خدا نے کہا کہ آسمان پر بھی تیرا نام امین ہے، آپ کو اس لئے بھیجا گیا کہ لوگ آپ کی پیروی کریں مطاعٍ ثم امین اور حضرت نے فرمایا انا امین فی الارض و امین فی السما جس طرح اللہ تعالےٰ نے حضور کو امین کہا اسی طرح اہل عرب نے بھی، آپ کو امین ہونے کا سرٹیفکیٹ دیا۔

آنحضرت صلعم کو اصلاح خلق کا حکم

اس مطہر و مزکی انسان کے نام بھی کچھ احکام ہیں، ایک جگہ فرمایا یاایھا النبی اتق اللہ اے نبی اللہ کا تقویٰ اختیار کر، یہاں اس آیت میں جو میں نے تلاوت کی ہے فرمایا ہے یاایھا المدثر قم فانذر اے وہ شخص جس پر بوجھ ڈالا گیا اور اس بوجھ کی فکر سے پریشان ہو کر کپڑا لپیٹ کر لیٹ گیا ہے اٹھ اور لوگوں کو بد اعمالی کی سزا سے ڈرا، یہ کام مشکل بیشک ہے لیکن لیٹ رہنے کا کام نہیں آپ نے پیش آنے والی مشکلات کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت خدیجہؓ سے کہا خشیت علیٰ نفسی، مخلوق الٰہی کو راہ راست پر لانے کے لئے جو مجھے حکم ہوا ہے اس سے... مجھے جان کے لالے پڑ گئے ہیں، اس قوم کو جو ریت کے ذروں کی طرح بکھری ہوئی ہے اور جن میں اتحاد کا نام و نشان نہیں، ان کو ایک کرنا، بُت پرستی سے انہیں چھڑانا اور خدا پرستی میں لگانا اور راہ راست پر لانا مشکل امر ہے اس بوجھ کی وجہ سے پریشانی کے عالم میں آپ نے کہا زملونی زملونی اور آپ کپڑا لے کر لیٹ گئے، اس حالت کے پیش نظر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یاایھا المزمل اور یاایھا المدثر، اے کپڑا اوڑھ کر لیٹ جانے والے، یہ لیٹنے کا کام نہیں، کھڑے ہونے کا کام ہے اٹھو اور لوگوں کو کہدو کہ بربادی کے طریقے چھوڑ دیں۔ وربک فکبر، یہ خدا سے تعلق لگانے سے ہوتا ہے اس کی بڑائی کے لئے آپ کو کھڑا کیا گیا ہے، اس کی تکبیر بیان کرو، تاکہ خود آپ کے اندر قوت پیدا ہو۔

پاکدامنی اور برائیوں سے بچنے کا حکم

وثیابک فطہر پاک دامن رہو، آپ کا دامن پاک ہے، دشمنوں نے بھی آپ کی پاکدامنی کی شہادت دی، اسی بات کو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ دامن پاک رکھنا والرجز فاھجر ہر قسم کی برائیوں سے علیحدہ رہنا۔

ازواجِ مطہرات کو حکم

آنحضرت صلعم کی بی بیوں کو بھی فرمایا ینساء النبی من یات منکن بفاحشۃ مبینۃ یضعف لھا العذاب ضعفین، اے نبی کی بی بیو تم پر بڑی ذمہ داری ہے، جو تم میں سے بُرائی کی مرتکب ہو، اسے دوگنا عذاب دیا جائے گا۔ پھر فرمایا وقرن فی بیوتکن یہ نہیں کہ تم تیتریوں کی طرح باہر پھرتی رہو، گھروں میں تمہارے لئے بہت کام ہے، اپنے گھروں میں رہو، ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ باہر نکلنا ہو، تو یہ نہیں کہ جاہلیت کے زمانہ کی عورتوں کی طرح بناؤ سنگار کر کے لوگوں کو دکھانے کے لئے باہر پھرو، واقمن الصلوٰۃ واٰتین الزکوٰۃ عبادت الٰہی میں لگ جاؤ، غرباء پر مال خرچ کرو، واطعن اللہ رسولہ تم نے بھی خدا اور رسول کے احکام پر عمل کرنا ہے انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت تم سے ہم ہر قسم کی ناپاکی اور گند کو دُور کرنا چاہتے ہیں۔ ویطھرکم تطھیرا ہم تمہیں پاک وصاف کرنا چاہتے ہیں، کپڑے پر گند لگا ہوا ہو، تو کوئی اسے پسند نہیں کرتا، اور اگر انسان کے اخلاق اور رُوح ناپاک ہو، تو اس کو کون اچھا سمجھ سکتا ہے۔

نبی کریم صلعم کے رشتہ داروں میں پاکیزگی کا نمونہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کا نمونہ تو اور بھی زیادہ اعلیٰ درجہ کا ہونا چاہیئے، اس لئے آپ نے اپنے گھر اور رشتہ داروں میں پاکیزگی کا وہ معیار قائم کیا، کہ ان میں سے ایک ایک پاکوں کا سردار بن گیا، حضور کی ازواج مطہرات بیٹیاں، داماد، نواسے اور نواسیاں اور دوسرے رشتہ دار پاکیزگی کے بہترین نمونے تھے، حضرت عائشہؓ نے کہا خیرنا بین محبۃ المال و محبۃ الرسول فاخترنا محبۃ الرسول ہم مال دنیا لے لیں یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کر لیں، اور ہم نے مال دنیا کو ٹھکرا کر نبی کریم صلعم ہی کو قبول کیا، ایسا ہی امام حسن، حسین علی، فاطمہ، رضی اللہ عنہم سب کے سب پاک لوگ تھے۔

اُمّی وہ در علم و حکمت بے نظیر

میں کچھ حدیثیں آپ کو سُنانا چاہتا ہوں، کہ حضور نے کیا قوم بنائی، حضور صلعم حضرت موسےٰ کی طرح متمدن ملک میں پیدا نہیں ہوئے، حضرت موسےٰؑ کی پرورش شاہی محل کے اندر ہوئی، حضرت عیسےٰؑ بھی روم کی متمدن حکومت میں پیدا ہوئے، لیکن حضور نبی کریم صلعم اُمیوں کے گھر میں اور اُمی اور غیر متمدن ملک میں پیدا ہوئے۔ خود بھی اُمی تھے، کوئی ریڈیو، کوئی تاربرقی، کوئی کتب خانہ وہاں نہیں، اُمی ہیں لیکن عالمگیر نظریئے بیان کرتے ہیں فرمایا، ان اللہ زوی لی الارض فاریت مشارقھا و مغاربھا فان امتی ھذہ سیبلغ ما زوی لی من الارض۔ اللہ تعالےٰ نے تمام زمین کا نقشہ مجھے دکھایا میں نے اس کے مشارق کو بھی دیکھا اور مغارب کو بھی اور میری اُمت ان تمام مقامات پر پہنچے گی جو مجھے دکھائے گئے، کتنا شاندار کشف ہے، اُمی ہو کر تمام دنیا میں اپنے نظریات اور دین کے پھیل جانے کی خبر دیتے ہیں۔

دُنیا میں رہ کر خدا سے تعلق

حضور کا چہرہ چاند کی طرح روشن ہے، دل منور ہے اخلاق نہایت پاکیزہ، اور حضور کے نظریات و عقائد دین عالمگیر ہیں، روزے بھی حضور نے بہت رکھے اور عبادت بھی کی ہے، لیکن دنیا میں رہ کر ہر ایک شعبہ زندگی میں اعلیٰ درجہ کا نمونہ دکھایا، حضرت عیسےٰؑ نے لوگوں کو تلقین کی کہ جو شادی کر سکتے ہیں وہ بھی نہ کریں، اور خدا کے لئے خوجے بن جائیں، اور جاتا بدھ بھی دنیا کو تیاگنے کی تعلیم دیتے ہیں، لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لارھبانیۃ فی الاسلام۔ اسلام میں رہبانیت نہیں، اسی دنیا میں رہ کر روزہ بھی رکھنا ہے عبادت بھی کرنی ہے، گھر کو بھی چلانا ہے، دوستوں اور دشمنوں کے مابین انصاف بھی کرنا ہے، آج مسیحیوں

میں بہت بڑی تعداد میں رہبان ہیں، ان کی عورتیں بھی راہبہ ہیں، لیکن اس چیز نے اُن میں طہارت کی بجائے ناپاکی پیدا کردی ہے، جہاتما بدھ نے اپنے مریدوں کو بھکشو کا نام دیا یعنے تم مانگت ہو، لوگوں سے بھیک مانگ کر گذارہ کرو، یہ کچھ اچھا طریق نہیں، حضرت نبی کریم صلعم نے روزہ اس لئے رکھا کہ منضبط نفس ہو، حضورؐ نے فرمایا کہ خواہشات پر قابو پانے کا نام روزہ ہے۔

آنحضرت صلعم کے چند ارشادات

عبادہ بن صامت بہت بڑے آدمی تھے، جب حضرت نے مدینہ والوں سے پہلی مرتبہ عقبہ کے مقام پر بیعت لی اور انہوں نے آپ کو مدینہ آنے کی دعوت دی تو عبادہ بن صامت نے کہا ہم آپ کی اس طرح حفاظت کریں گے جیسے اپنے خاندان اور عزیزوں کی حفاظت کرتے ہیں، حضرت نے ان سے فرمایا بایعونی علی الا تشرکوا باللہ اس امر پر بیعت کرو کہ اس کائنات میں اللہ کے سوائے اور کوئی نہیں جس کو معبودیت کا مقام حاصل ہو، ولا تسرقوا اور چوری نہ کرو، حرام کا مال نہیں کھاتا، حرام کے مال سے بدکاری پیدا ہوتی ہے اور بدکاری سے قتل مقاتلہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے ولا تقتلوا اولادکم یہ جو رواج ہے کہ لڑکیوں کو مار ڈالتے ہیں، اس سے باز آجاؤ، اور بہتان بازی نہ کرو، ولا تعصوا بالمعروف۔ اچھی بات کے کرنے سے انکار نہ کرو، اور یاد رکھو لا ایمان من لا امانۃ لہ جو شخص امانت دار نہیں اس کا کوئی دین نہیں، دین وہ ہے جو اعمال میں نظر آئے، لا دین من لا عھد لہ۔ جو شخص اقرار کا پابند نہیں اور بات کر کے بدل جاتا ہے اس کا کیا دین ہے، اور فرمایا ہمارے تاجر لوگ جو اپنے مال کے عیوب کو گاہک پر واضح نہیں کرتے، اور تول بٹہ وغیرہ میں کمی کرتے ہیں، وہ ہلاکت کا دروازہ کھولتے ہیں اور فرمایا التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین، راستباز اور امین تاجر نبیوں، صدیقوں اور صالحین کے ساتھ ہوں گے، جو شخص لین دین میں اعلیٰ ہو اس کا مرتبہ بڑھ گیا، پھر فرمایا ان اللہ امر بالمؤمنین ما امر المرسلین کلوا من الطیبات واعملوا صالحاً۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو وہی حکم دیا جو رسولوں کو حکم دیا کہ حلال طیب کھانا کھاؤ اور نیک عمل بجالاؤ۔

حضرت عمرؓ نے مخلوق کی بڑی خدمت کی ہے۔ ایسا بادشاہ کم ہوا ہے، ایک دفعہ عراق کے دو حاکموں سے کہا کہ تم ایسے احکام تو جاری نہیں کرتے، جو ناقابل عمل ہوں یا رعیت کے لئے بوجھ ہوں؟ اور جب فوت ہونے لگے تو فرمایا دو قومیں یہاں رہتی ہیں ایک مہاجرین اولین ان کا بہت بڑا مرتبہ ہے، اسی طرح واوصیکم فی الانصار انصار کے بارہ میں بھی وصیت کرتا ہوں ان دونوں کا لحاظ کرنا ہے و اوصیکم فی ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ۔ غیر مسلموں کے بارہ میں بھی جن کا اللہ اور رسول نے ذمہ لیا ہے وصیت کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔

یہ اوصاف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کے اندر پیدا کئے کہ اپنوں کے ساتھ اور غیروں کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کیا جائے۔ اسلام وعظ کا نام نہیں بلکہ عمل کا نام ہے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام ہیں اور صحابہ اور ازواج مطہرات کا عمل ہے، اگر ان کو مدنظر رکھو تو اللہ اور رسول کا مقصد پورا ہوگا، اور اس مقصد کے پورا ہونے سے کامیابی اور فلاح حاصل ہوگی ٭

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ بحمد اللہ بخیر و عافیت ہیں۔

انڈونیشیا سے ایک دوست کی آمد

قبل ازیں یہ اطلاع شائع کی جاچکی ہے، کہ ہماری انڈونیشیا کی جماعت کے ممبر محمد ارشاد صاحب لاہور تشریف لارہے ہیں، ۲۵ مارچ کو آپ بذریعہ ہوائی جہاز کراچی پہنچے، اور ۳۱ مارچ کو بوقت پونے بارہ بجے دوپہر بذریعہ تیزگام لاہور پہنچ گئے، ان کے استقبال کے لئے سٹیشن پر بہت سے احباب موجود تھے، آپ مرکز میں قریباً ایک ماہ قیام کریں گے، اور اس دوران میں جماعت کے حالات اور انجمن کی تبلیغی سرگرمیوں سے براہ راست واقفیت حاصل کریں گے۔

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور:—

پبلسٹی سیکرٹری صاحب ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور اطلاع دیتے ہیں کہ:—

"ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کی دوسری جنرل میٹنگ مؤرخہ ۵ اپریل بروز اتوار مسجد احمدیہ بلڈنگس میں بوقت دس بجے صبح منعقد ہو رہی ہے تمام احمدی نوجوانوں سے درخواست ہے کہ وہ ٹھیک وقت پر پہنچکر جلسہ میں شمولیت فرمائیں۔

تنویر احمد۔ پبلسٹی سیکرٹری

صدقہ عید الفطر

رمضان المبارک کی عبادات میں سے ایک صدقہ فطر بھی ہے جو نماز عید سے پہلے دیا جاتا ہے، یہ فطرانہ ...... ہر مرد و عورت بچے اور بوڑھے یہاں تک کہ گھر کے ملازم اور اس بچہ کی طرف سے بھی جو اسی دن پیدا ہوا ہے دیا جانا ضروری ہے۔

امسال ۱۲ر (بارہ آنہ) فی کس صدقہ فطر کی شرح مقرر ہوئی ہے جو نماز عید سے پہلے ادا ہو جانا چاہیئے۔

اس کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ سے جماعت احمدیہ میں ایک روپیہ بطور عید فنڈ بھی دیا جاتا ہے، اور حسب توفیق مسجد فنڈ بھی امسال ہماری پشاور کی جماعت ایک مسجد بنوا رہی ہے، جس کیلئے ان کالموں میں اپیل بھی شائع ہو چکی ہے اور جو دوست اس کے لئے عطیات دے رہے ہیں ان کی خبریں بھی ہر پرچہ میں شائع ہوتی ہیں تمام احباب کو چاہیئے کہ عید کے موقعہ پر اس مسجد کیلئے خاص طور پر ایثار کا ثبوت دیں، اور اگر نقد رقم عطیے پیش کر کے اس کام کو تکمیل تک پہنچانے کا انتظام کریں، پشاور میں مسجد کا بننا جماعت کے لئے بہت ضروری اور تبلیغی نقطہ نگاہ سے بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے، امید ہے احباب اس فنڈ میں دل کھول کر حصہ لیں گے ٭

اسلام اور تجارتی سُود

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۲)

سے دس کی تعیین کیوں کر دی تھی، ایسی صورت میں محض ایک اصطلاحی جھگڑا ہو گا۔ اسی تعلق میں یہ بحث بھی قابل توجہ ہے کہ تجارتی سود دراصل غریبوں کی جیب سے آتا ہے اس لئے اسے ناجائز ہونا چاہیئے۔ قطع نظر اس کے کہ بیان کردہ صورت حالات کے پیش نظر اسے سود قرار دینا اپنے اندر کہاں تک اہمیت رکھتا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ مضاربت کی صورت میں جو منافع سرمایہ دینے والا لے گا کیا وہ غریبوں کی جیب سے نہیں آئے گا؟ اور کیا وہ اشیا کی گرانی کا موجب نہیں ہوگا؟ پس اگر اسی وجہ سے سود منع ہے کہ وہ غریبوں کی جیبوں سے نکلتا ہے یا اس سے مہنگائی بڑھتی ہے تو پھر مضاربت کو بھی ناجائز قرار دینا چاہیئے کیونکہ اس میں بھی سرمایہ دینے والا کسی محنت کے بغیر محض اپنے سرمایہ کی وجہ سے منافع میں حصہ دار ہوتا ہے اور اس کے حصہ کی وجہ سے ہی محنت کش اشیا گراں بیچے گا کیونکہ اگر سرمایہ دینے والے کو کچھ نہ ملتا تو محنت کش اپنی پیدا کردہ اشیاء مقابلتاً سستی بیچتا۔ اسی سلسلہ میں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ آیا رہن کا کرایہ وصول کرنا سود میں شامل ہے یا نہیں اگر اس پہلو پر غور کریں کہ رہن کی حفاظت اور اس کے ضروری اخراجات کا ذمہ دار مرتہن ہوتا ہے تو پھر حدیث نبوی الخراج بالضمان کے مطابق اس کے منافع کا بھی وہ حقدار ہے۔ اور کئی ایک احادیث میں بھی اس کے جواز کی طرف اشارہ موجود ہے، اور اس نقطہ نظر کی بنیاد پر حصول سرمایہ میں کافی آسانیاں میسر آسکتی ہیں، پس اگر اسلامی مسائل سے دلچسپی رکھنے والے ماہرین معاشیات غور کریں تو مذکورہ بالا حقائق کی بنیاد پر ان راہوں کو تلاش کر لینا کچھ اتنا مشکل نہیں جن پر چل کر ہم ربوٰ کی حدود میں داخل ہوئے بغیر اپنی معاشی مشکلات پر بڑی حد تک قابو پا سکیں اور موجودہ سرمایہ کاری کے اصولوں میں مختلف زاویوں کے لحاظ سے ترمیم و اصلاح کر کے اگر بالکل نہیں تو کافی حد تک انہیں اسلامی ہدایات کے قریب کر سکیں لیکن مشکل امر علمائے دین اور ماہرین جدید معاشیات کا باہمی تعاون ہے۔ علماء کی تنقید میں تلخی کا پہلو کافی نمایاں ہوتا ہے اور اس کے نتیجہ میں جدید معاشیات سے تعلق رکھنے والے ماہرین جنہیں اقتصادی بھی حاصل ہوتا ہے پرے پرے رہنے میں ہی اپنی خیر سمجھتے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں کہ علماء کے نقطہ نظر سے دین سے تو وہ بے تعلق ہیں ہی اب اپنی دنیا کو وہ کیوں جانے دیں حالانکہ اگر ان کے احساس کو اجاگر کیا جائے کہ وہ بھی دین کی خدمت کر سکتے ہیں اور ان کا علم بھی دین ہی کا علم ہے اگر وہ اسلام کی بھلائی اور ترقی میں اسے استعمال کریں تو قدیم و جدید کا باہمی تعاون معاشرہ کی بہت سی مشکلات کو بڑی آسانی کے ساتھ حل کر سکتا ہے۔ (ماخوذ)

چاند کی طرف انسانی مہمات قرآن کی روشنی میں

از مولانا محمد یعقوب خان صاحب (ترجمہ از لائٹ۔ بشیر ساقی)

یٰمعشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا لاتنفذون الا بسلطن ——— (۵۵ : ۳۳)

"اگر تم زمین اور دوسرے سیاروں کی حدود سے نکل کھڑے ہو تب بھی تم خدا تعالیٰ کی حکومت کے دائرہ اختیار میں رہو گے"

قرآن میں عالمِ طبعی کے عناصر کا ذکر عالمِ روحانی کی تائید میں

قرآن علمِ فلکیات کی کتاب نہیں ہے بلکہ یہ بنیادی طور پر عالمِ ارواح کے رازِ سربستہ کا انکشاف کرتی ہے۔ اور انسان کو اس غیر مادی کائنات کا علم دیتی ہے جو انسان کے اپنے مادی تصور سے بالاتر ہے۔ قرآن اس طبعی عالم کے مظاہر کو، انسانی ذہن کی تفہیم کے لئے بطور دلیل اس طریق سے پیش کرتا ہے کہ اس کی قوت ادراک اس روحانی دنیا کو سمجھنے کے قابل ہو جاتی ہے اور اس طرح انسان اس عالمِ پنہاں کے عجائبات کا نظارہ کر لیتا ہے جو نہ صرف اس عالمِ ظاہر کے اقرار کا باعث ہے بلکہ اس کے قیام میں بنیادی اور مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔

مظاہر قدرت پر قرآن کا تبصرہ

چاند اور سورج، ستارے اور سیارے، اور فضائے آسمانی میں ان کی حرکت، سیاروں اور زمین کے مابین تفاعل، بادل اور اس کا عمل، اور ہواؤں کے دوش پر اس کا لہرانا اور دور دور سیلِ آب و گیاہ خطوں میں بارش کو اڑا لے جانا، آبِ باراں کے ننھے ننھے جان بخش قطروں سے خشک اور پیاسی زمین کا جی اٹھنا، اور انسانی اور حیوانی زندگی کی بقاء کے لئے ہر سو سبزی اور تری کا پیدا ہو جانا، یہ اور عالمِ شہود کے دیگر مظاہرات اور خود انسان کی اپنی حقیقت اور اس کا باطن وغیرہ ایسے پہلو ہیں جن پر قرآن واضح طور پر تبصرہ کرتا ہے، دریں حالت مادی علم ان پہلوؤں پر روشنی ڈالنے سے قطعی عاجز ہے۔

لا انتہا فضائی وسعتوں کا ذکر قرآن کریم میں

اسی طرح تاروں بھری کائنات اور انسانی فہم و ادراک سے بالاتر فضا کے تعلق بھی قرآن تفصیل رکھتا ہے۔ قرآن فرماتا ہے۔

"اگر تمام درخت قلم بن جائیں اور تمام سمندر سیاہی ہو جائیں، تب بھی خدا کی تخلیق اور مخلوق کا شمار ناممکن ہے"

(سورۃ لقمان آیت ۲۷)

ماضی کے ایسے دور میں جبکہ فلکیات کا علم صرف انسان کی ظاہری آنکھوں کے پیدا کردہ نتائج پر مبنی تھا، قرآن کے اس استدلال کو شاید ایک مبالغہ خیال کیا جاتا ہو لیکن اب جبکہ بڑے بڑے اور جدید ترین آلات کی بدولت فضا کی وسعتوں کو پھاڑنا سہل ہو گیا ہے تب بھی علمِ فلکیات کی جدید تحقیق ہمیں یہی بتلاتی ہے کہ ستاروں کی دنیا کی وسعتیں بیکراں اور لا انتہا ہیں اور ہمارا شمسی نظام اس دنیا کی وسعتوں میں صرف ایک نشان یا ذرہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

قرآن کا واحد مقصد

عالمِ شہود کے ان مظاہرات کی طرف توجہ دلانے سے قرآن کا واحد مقصد انسان کو خدا تعالےٰ کی محیطِ کل فرمانروائی کا یقین دلانا ہے۔ تاکہ انسان اپنی زندگی کو ان خدائی اثرات سے ہم آہنگ کرے جو تمام عالمِ ہست و بود پر چھائے ہوئے ہیں، صرف یہی عمل خود شناسی اور تکمیلِ نفس کا واحد ذریعہ ہے۔

موجودہ تہذیب تاریخ کے اہم موڑ پر

دورِ حاضر کی سائنسی ترقیات اور ان سے پیدا شدہ روحانی حقائق کے متعلق حکیمانہ رویہ، انسانی ترقی میں ایک خاص دور کا آغاز کرتا ہے۔ اور اس لئے قرآن کریم کی بیان کردہ خدائی سکیم میں اس کا خاص طور پر ذکر کیا گیا اور اس پر فہمائش کی گئی ہے۔

قرآن کریم میں آج کی دنیا کے بارے میں کثرت سے ذکر پایا جاتا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تہذیبِ حاضر آج تاریخ کے اہم موڑ پر آ پہنچی ہے۔ ایک طرف تسخیرِ کائنات کے سلسلہ میں انسان کے محیر العقول کارناموں کی انتہائی بلندیوں کو چھو چکے ہیں اور دوسری طرف ہستی باری تعالیٰ اور کائنات پر اس کی حکومت کا انکار ایک عام وبائی صورت اختیار کر رہا ہے، اس لحاظ سے اس کے اندر انسانیت کے مستقبل کے بارے میں نہایت اہم امکانات موجود ہیں اگر موجودہ طریقِ عمل میں ان کی آنکھ محض زندگی کے مادی پہلو پر ہی رہی اور زندگی کے گہرے مطالب کی طرف سے اس کی آنکھ بند رہی تو یہ بھی ان بہت سی قدیم تہذیبوں کے رستہ پر چل جائے گی جو اس سے پہلے ... زیر زمین دفن ہو چکی ہیں مثلاً بابلی، مصری، ہند گنگائی، یونانی، رومن وغیرہ جو اپنے زمانہ میں بامِ عروج پر پہنچی ہوئی تھیں، لیکن خدائی حکومت کے خلاف بغاوت کرنے کی وجہ سے دنیا سے ان کا نام و نشان مٹا دیا گیا۔

روشنی کی ایک کرن

لیکن ان تاریک بادلوں کے اندر روشنی کی ایک کرن موجود ہے۔ اگر موجودہ انسان روحانی قانون کی حقیقتوں پر آنکھیں وا کرے تو انسانیت اب بھی امن و امان اور خوشحالی عالمگیر انسانی مساوات اور اخوت و برادری کے ایک نئے دور میں قدم رکھ سکتی ہے جس میں سماجی انصاف کا راج ہو گا اور انسان اپنے ساتھی انسانوں پر ظلم و ستم کرنے سے باز آ جائے گا ....

عہدِ حاضر کی صنعتی ترقی کا ذکر قرآن میں

مذاہبِ سابقہ کی طرح قرآن کریم بھی امن الٰہی بادشاہت کا اعلان کرنے اور زمین پر اس کے قیام پر زور دینے کے لئے نازل ہوا، اسی لئے اس نے عہدِ حاضرہ کا خاص طور پر ذکر کرنا ضروری سمجھا، اور اسے ایک ایسا صنعتی دور قرار دیا جس میں انسان اپنی مصنوعات پر فخر کرے گا (سورۃ الکہف آیت ۱۰۴) ایک ایسا دور جو مغربی اقوام کے عروج کا دور ہو گا (سورۃ الانبیاء آیت ۹۶) جس میں قومیں باہم معاہدات کریں گی اور ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہوں گی۔ یہ اشارہ عالمگیر جنگوں کی طرف ہے (سورۃ الکہف آیت ۹۹) ایک ایسا دور جس میں تمام رنگوں اور نسلوں اور مختلف زبانیں بولنے والے لوگ باہم مل جل جائیں گے (سورۃ التکویر آیت ۷) اخبارات کثرت سے شائع ہوں گے (سورۃ التکویر آیت ۱۰) اور باربرداری کے تمام جانوروں کی جگہ ...... مشینی طاقت سے چلنے والی سواریاں لے لیں گی (سورۃ التکویر آیت ۴) اور پہاڑ ایسے ...... بڑے بڑے جہاز سمندروں میں چلیں گے (سورۃ الرحمٰن آیت ۲۴) اور سب سے آخر انسان ہوا پر حکومت کرے گا اور ایک ایسی حکومت چلائے گا جس کا مقصد یہ ہو گا کہ زمین اور چاند کے مدار سے بھی آگے نکل جائے (سورۃ الرحمٰن آیت ۳۳)

موجودہ مشینی اور فضائی سواریوں کا تصور قرآن میں

کیا انسان کبھی چاند پر قدم رکھے گا؟ کیا چاند انسانی آبادی کے لئے موزوں جگہ ہے؟ یا کیا انسان چاند سے پرے کسی اور سیارے تک پہنچ سکے گا؟ ——— یہ ایسے سوالات ہیں جن کا جواب دینا قرآن جیسی روحانی اور اخلاقی کتاب کا کام نہیں۔ تاہم حقیقت یہ ہے کہ ہزار سال ہوئے جب عرب کا رہنے والا کوئی شخص باربرداری کے لئے اونٹ سے بہتر اور کوئی دوسرا ذریعہ نہ جانتا تھا اس وقت قرآن کریم نے موجودہ زمانہ کی مشینی طاقت سے چلنے والی سواریوں، فضائی سفر اور ایک دوسرے کے گرد چکر لگانے والے سیاروں کا تصور پیش کیا (سورۃ الرحمٰن آیت ۳۳) جو اس کے منزل من اللہ ہونے کی ایسی زبردست دلیل ہے جس کو آسانی کے ساتھ رد نہیں کیا جا سکتا۔ اور قرآن کریم کا موجودہ زمانہ کی عظیم الشان مہمات کی طرف توجہ دلانے کا حقیقی مقصد یہی ہے کہ تم مکانیت کے لحاظ سے کتنی بھی اونچی بلندیوں پر پہنچ جاؤ۔ تمہارے راکٹ کتنے بھی دور فضا کی بلندیوں میں چلے جائیں اور خواہ کچھ بھی کرو، تم پھر بھی خدا تعالیٰ کی حکمرانی اور اس کی سلطنت کے اندر رہی ہو گے اور اس سے باہر نہیں جا سکتے، یہی اس آیت کا مفہوم ہے جو اوپر آیت کے ساتھ درج کی گئی ہے

جوہری جنگوں کی ہولناکیوں کی پیشگوئی

قرآن کا اصل مقصد یہی ہے کہ موجودہ زمانے کے انسان کو خدا شناس بنایا جائے اور اس کی روحانی آنکھوں سے اس سیاہ عینک کو اتار دیا جائے جس نے اسے اندھا کر رکھا ہے۔ اس مقصد کو بیان کرنے کے بعد یہ تنبیہ کی گئی ہے کہ اگر تم خدائی قانونِ حیات دیکھنے کے لئے اپنی آنکھیں نہ کھولو گے تو تمہیں ...

(باقی بر صفحہ ۱۲ اشتہار کے نیچے)

اسلام اور تجارتی سُود

ربوٰ کیا ہے؟ اگر ہم اس گتھی کو سلجھا سکیں تو سُود سے متعلق اکثر پیچیدہ مسائل بآسانی حل ہو جائیں گے۔ جیسا کہ قرآن حکیم کا انداز ہے، اس نے اصطلاح کے رنگ میں ربوٰ کی کوئی واضح اور معیّن تعریف نہیں کی بلکہ اسے اپنے اوّلین مخاطبین کی فہم پر چھوڑ دیا۔ کیونکہ جس بُرائی کا اُن کے سامنے ذکر کیا جا رہا تھا اُسے وہ اچھی طرح جانتے تھے۔ معاشرہ میں اس کی جو صورتیں تھیں اُن سے بھی وہ واقف تھے۔ اور اس کی خرابیاں بھی ان کے سامنے تھیں۔ ان حالات میں انہیں یہ کہنے کی ضرورت نہ تھی کہ ربوٰ کسے کہتے ہیں اور اس کی تفصیلات کیا ہیں جو لوگ ربوٰ کے حامی تھے اُن کا کہنا تھا کہ ربوٰ بھی ایک طرح کی تجارت ہے اگر عام تجارت پر کوئی اعتراض نہیں تو پھر ربوٰ کیونکر ممنوع ہوا۔ اُن کے اسی سوال کے جواب میں یہ کہا گیا کہ خود معاشرہ کی ترقی کا اندازہ بتا رہا ہے کہ تجارت بنی نوع انسان کی بقا اور اس کی بنیادی ضروریات کا اہم ترین عنصر ہے لیکن اس کے برعکس ربوٰ معاشرہ میں اقتصادی ناہمواری کے فروغ کا باعث اور معاشی بدحالی کا سب سے بڑا داعیہ ہے اس لئے تجارت اس لئے تجارت اور ربوٰ کو ایک سطح پر رکھنا فاش غلطی ہو گی پس اس لحاظ سے یہ ضروری تھا کہ اللہ تعالے تجارت کو حلال اور ربوٰ کو حرام قرار دیتا ہے، اس قرآنی ارشاد سے ظاہر ہے کہ جس معاشرہ میں قرآن حکیم نازل ہو رہا تھا وہ ربوٰ کو تجارت ہی کی ایک قسم سمجھتا تھا اس صورت حال کی وضاحت کے لئے اگر ہم عربوں کی ایام جاہلیت کی معاشی تاریخ پر نظر ڈالیں تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ اُس وقت ربوٰ کی معروف ترین صورت یہ تھی کہ ایک شخص اپنا روپیہ دوسرے کو دیتا اور ایک معیّن نفع ہر ماہ اُس سے وصول کرتا رہتا اور قرض کی واپسی کی جو تاریخ مقرر ہوتی اُس پر قرض دینے والا مقروض سے اپنے قرض کا مطالبہ کرتا اگر مقروض رقم واپس نہ کر سکتا تو ادائیگی کی مدّت میں اضافہ کر دیا جاتا اور اس کے ساتھ قرض کی رقم کو بھی بڑھا دیا جاتا اور بعض اوقات یہ اضافے دو گنے سے بھی بڑھ جایا کرتا[1] ظاہر ہے کہ حرص لالچ اور سنگدلی کی یہ انتہائی مکروہ شکل تھی، ایک تو وہ اپنی رقم کا ماہوار معاوضہ وصول کرتا دوسرے وہ تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد اصل یعنی راس المال میں بھی اضافہ کرتا جاتا۔ ایسی ظالمانہ حرص کی بھلا اسلام کب اجازت دے سکتا تھا بلکہ ہم یہ کہنے کے لئے بھی تیار ہیں کہ آج کا معاشرہ بھی ایسی مکروہ حرکت کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہو گا علاوہ ازیں بعض اور صورتیں بھی ہیں جن کی شناعت اور حرمت سے شاید کسی کو انکار نہیں ہو گا۔ مثلاً ایک شخص بنیادی ضروریات اور غیر صرفی مقاصد کے لئے قرض لیتا ہے۔ جیسے کھانے کے لئے اس کے پاس غلہ نہیں یا رہنے کے لئے مکان نہیں یا تعلیم کے لئے اخراجات برداشت کرنے کی اس میں سکت نہیں۔ ظاہر ہے کہ ان اغراض کے لئے قرض دینے والا اگر مقروض سے منافع کا مطالبہ کرتا ہے تو اس کا یہ عمل انسانی ہمدردی اور احسان کی ملکوتی صفات سے یکسر خالی ہو گا اور ایک عادل معاشرہ میں اسے کسی قسم رعایت کا مستحق نہیں سمجھا جائے گا۔ یہاں تک تو بات بالکل واضح ہے اور اسلامی ہدایات میں اس کی صحت کے ثبوت بڑی آسانی سے میسّر آ سکتے ہیں لیکن یہ سوال بھی اپنی جگہ باقی رہ جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص پیدا آوری مقاصد کے لئے سرمایہ قرض دے تو کیا اس کا معیّن منافع بھی ربوٰ کے مفہوم میں شامل ہو گا یا نہیں۔ کہا گیا ہے کہ ایام جاہلیت میں ربوٰ کی جو صورتیں رائج تھیں اُن میں اس طرز کے لین دین کی کوئی مثال نہیں ملتی اس لئے لازماً قرآنی ممانعت کا تعلق بھی اس قسم کے لین دین سے نہیں ہو گا۔ اس نقطۂ نظر کی تائید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ قرآن کریم میں جہاں جہاں ربوٰ کا ذکر آیا ہے وہاں اُس کے ساتھ صدقات کی ترغیب بھی موجود ہے کہ صدقات کا تعلق ایک حاجتمند غریب سے ہے۔ پیدا آوری مقاصد کے لئے روپیہ لینے والے کاروباری سرمایہ دار یا صنعت کار سے نہیں لیکن جہاں تک حقائق کا تعلق ہے اس نقطۂ خیال کے صحیح ہونے کی کوئی معقول صورت نظر نہیں آتی، عہد رسالت کے عربوں میں تجارتی اغراض کے لئے سرمایہ دینے کا بکثرت رواج تھا جسے اسلامی فقہا کی اصطلاح میں مضاربت یا قراض کہا جاتا ہے اس کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص دوسرے کو اس غرض سے سرمایہ دیتا کہ وہ اسے کاروبار میں لگائے اور نفع میں سے سرمایہ دینے والے کو بھی حصہ دے۔ اب یہ دعوےٰ محتاج ثبوت ہو گا کہ سرمایہ دینے والا اپنا نفع معیّن نہیں کرتا تھا بلکہ خاص شرح کے مطابق منافع تقسیم کرنے کی شرط پر وہ سرمایہ لگاتا تھا کیونکہ اگر قرض سرمایہ پر معیّن نفع لیا جائے تو عام اصطلاح کے مطابق یہ ربوٰ ہے اور اگر راس المال کا منافع معیّن نہ ہو بلکہ خاص نسبت مثلاً نصف یا ایک تہائی یا دو تہائی کے لحاظ سے تقسیم ہو تو اسلامی ہدایات کے لحاظ سے اس کے جائز ہونے میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں گویا ربوٰ میں سرمایہ اور منافع دونوں کو تحفظ حاصل ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہی منافع کی مقدار بھی معیّن ہوتی ہے لیکن اسلامی احکام کے مطابق مضاربت میں نہ تو سرمایہ کو قرض کی سی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ اور نہ اُس کا منافع قطعی اور معیّن ہوتا ہے۔ پھر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات بڑی بڑی رقمیں قرض لیں لیکن کبھی ان کا منافع قرض دینے والوں کو ادا نہیں کیا۔ مثلاً ایک دفعہ آپ نے ستر ہزار کی رقم قرض لی لیکن قرض دینے والے کو فرمایا انّما جزاء السلف الحمد والاداء یعنی قرض کی ادائیگی اور ثواب کے علاوہ کسی اور عوض کی مت توقع رکھو (سیرت حلبیہ جلد ۲ ذکر فتح مکہ)۔

رہا صدقات کا ذکر کا قرینہ تو یہ غلط فہمی صدقہ کے مفہوم کو محدود سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ اسلامی ہدایات کی رُو سے وہ خرچ جو اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کی نیت سے کیا جائے صدقہ کہلاتا ہے یہاں تک کہ اپنی ذات اور بیوی بچوں کے خرچ کرنے کو بھی صدقہ قرار دیا گیا ہے بشرطیکہ اس میں رضائے الٰہی پیش نظر ہو۔

پس ان حقائق کی موجودگی میں یہ دعوےٰ کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیدا آوری مقاصد کے لئے سرمایہ لگانے کا رواج نہیں تھا اور صرف صرفی اغراض کے لئے لوگ روپیہ لیتے تھے، اور اس پر سُود ادا کرتے تھے جسے ربوٰ کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے غرض جہاں تک تجارتی سُود کے جواز میں دیئے گئے دلائل کا تعلق ہے، تاریخ اور اسلامی ہدایات سے اُن کی تائید نہیں ہوتی، البتہ ایک اور زاویہ نظر سے آج کل کے زمانہ میں کاروبار کی یہ روش قابل غور ہے، جیسا کہ اوپر وضاحت آ چکی ہے، اسلام اس بات کے خلاف نہیں کہ کسی کو نفع حاصل کرنے کی غرض سے سرمایہ دیا جائے اگر ایک شخص صنعت و حرفت اور کاروبار میں خصوصی قابلیت رکھتا ہے اور دوسرے کے پاس سرمایہ ہے تو وہ پہلے شخص کو کام کے لئے سرمایہ دے سکتا ہے اور بغیر کسی زائد محنت کے صرف سرمایہ لگانے کے معاوضے میں اُس منافع میں شریک ہو سکتا ہے جو کام کرنے والے کی محنت اور اس کے سرمایہ کے باہمی عمل کی وجہ سے حاصل ہوا، اختلاف صرف اس صورت سے ہے کہ سرمایہ کو قرض کی حیثیت میں تحفظ حاصل ہو اور دوسری طرف اس کا سرمایہ پیدائش منافع میں کوئی حصہ لے یا نہ لے اس کا منافع بہرحال قطعی اور معیّن ہو لیکن اس ضمن میں موجودہ کاروباری وسعتوں پر بھی ایک نظر ڈال لینی چاہیئے۔ بنک اور دوسرے سرمایہ دار جو وسیع سرمایہ لگاتے ہیں انہیں ایسے تحفظات حاصل ہوتے ہیں کہ قطعی ضیاع اور یقینی تباہی سے شاذ ہی اُسے دو چار ہونا پڑتا ہے اور اس کا تحفظ قریب قریب اتنا ہی یقینی ہوتا ہے جتنا کہ قرضہ کا تحفظ یقینی ہے۔ دوسری طرف مسلسل تجربہ اور حسابی تجزیہ کے پیش نظر سود کی شرح بھی کم تجویز کی جاتی ہے یا کی جا سکتی ہے جو اصل حاصل شدہ منافع کا ایک نہایت ہی قلیل حصہ ہو، ایسی صورت میں سرمایہ کو قرض کا نام دینے اور منافع کو معیّن قرار دے کر اسے سُود کہنے کی حیثیت ایک اصطلاح سے زیادہ نہیں ہو گی کیونکہ مضاربت کے طور پر سرمایہ لگانے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ سرمایہ لازماً خطرہ میں ہو یا اسے تباہی کے کنارے پر لا کر رکھا ہو، اسی طرح نفع کا تعین فی ذاتہٖ کوئی قابل اعتراض امر نہیں، جو بات اس میں خرابی پیدا کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کا امکان ہے کہ نفع بالکل نہ ہو یا سرمایہ دینے والے نے جس مقدار منافع کا مطالبہ کیا ہے اصل منافع اس سے کم یا اسی قدر حاصل ہوا ہو تو اس صورت میں محنت کرنے والے کی محنت یونہی ضائع جائے گی اور اسے کچھ حاصل نہیں ہو گا لیکن اگر صورت یہ ہو کہ تعیین منافع کے باوجود محنت کرنے والے کو تجربہ کی روشنی میں سو میں سے نوّے حاصل ہو رہے ہیں اور سرمایہ دینے والا صرف دس لے رہا ہے تو صرف اس وجہ سے اس کے دس جائز نہیں ہونے چاہئیں کہ سالانہ جائزہ کی نشاندہی پر اس سے پہلے

(باقی بر صفحہ ۶)

[1] تفسیر کبیر رازی سورۂ آل عمران رکوع ۱۴

قومی زندگی میں اخوّت و مسالمت کی اہمیت

محترمہ فاطمہ حکیم کا لیکچر جو جلسہ خواتین احمدیہ میں دیا گیا

صاحبۂ صدر اور عزیز خواتین

پیشتر اس کے کہ میں اپنا مضمون شروع کروں۔ بطور پیش لفظ کے واضح کر دینا چاہتی ہوں کہ میرا موضوع کسی حد تک نظریاتی ہے۔ مگر یہ وہ نظریات ہیں، جو آج ہمیں زندگی کا صحیح سبق دے سکتے ہیں۔ جو ابتداء سے آج تک عظیم ترانقلابات کے متحرک رہے۔ جس کا نعرہ لوگ آج بھی لگاتے ہیں مگر جس کی صحیح روح صرف اسلام پیش کر سکا ہے۔ یہ وہ نظریات ہیں جو کسی بھی جماعت۔ قوم یا ملک کی بقا و دوام کے لئے خشت اول و خشتِ آخر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جو ہمہ گیر اور قیام پذیر ہیں۔ بقول حافظ

خلل پذیر بود ہر بنا کہ مے بینی
مگر بنائے محبت کہ خالی از خلل است

مگر ایسا بھی ہے۔ کہ لوگ اس کی اجتماعی اقدار سے قطع نظر کر کے مخصوص و محدود غلاف میں ملفوف ہو جاتے ہیں اور امن عالم کو منتشر کر کے آگ اور خون کا کھیل کھیلتے ہیں۔

صاحبۂ صدر! حقائق کی تلخیوں کو نعروں میں چھپا کر ہم اس مقصد عظیم سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ جو بطور انسان ہم پر خدا تعالیٰ نے روز ازل سے عائد کیا ہے۔ اور بطور مسلمان و خیرالامم قرآن حکیم نے ہمیں سونپا ہے۔ اپنے خیرالامم ہونے کی تفسیر مولانا حالی کی زبان سے سنئے حالی صاحب فرماتے ہیں ؎

ہمارا یہ حق تھا کہ سب یار ہوتے
مصیبت میں یاروں کے غمخوار ہوتے
سب ایک اک کے باہم مددگار ہوتے
عزیزوں کے غم میں دل افگار ہوتے
جب الفت میں یوں ہوتے ثابت قدم ہم
تو کہہ سکتے اپنے کو خیر الامم ہم

آج پھر انسان ان سب چیزوں سے تہی دست ہے۔ اور تلخی تو شاید اس کی ہمیشہ محسوس کی جاتی رہی۔ لیکن ہر اس رجل عظیم کی بعثت کے ساتھ۔ ہر متحرک تنظیم کی حرکت کے ساتھ امید وار انسان جاگ اٹھتا ہے۔ اپنے انسانی اور قومی حقوق کے لئے آواز بلند کرتا ہے۔ جو کبھی اسی کے بھائی بندوں کے احساس خوابیدہ کے انبار تلے دب چکے تھے، اور سالہا سال تک دبے پڑے سسکتے رہے تھے۔ پھر آج یہ آواز کوئی عجیب مانوس تو نہیں ہے ؛ ـــ کرودھ کپٹ سے ملوّث اس نگر میں جہاں خوف۔ بداعتمادی اور ہلاکت کی بلائیں ہر وقت اُمنڈتے کو ہیں۔ جہاں انسان انسان سے خائف ہے۔ اسلامی اخوت کی درخشندہ مشعل جگمگاتی ہے۔ اور آج کائنات کا ہر ذی حس یہ محسوس کرتا ہے۔ کہ اس کی جائے پناہ یہی ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے:-

واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولاتفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم...... اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانًا وکنتم علیٰ شفا حفرۃٍ من النار فانقذکم منہا کذالک یبین اللہ اٰیٰتہ لعلکم تہتدون۔

اور اللہ تعالیٰ کی رسّی کو اکٹھے مضبوط پکڑ لو۔ اور متفرق نہ ہو جاؤ۔ اپنے پر اللہ کی نعمت کو یاد کرو۔ جب تم دشمن تھے۔ پھر تمہارے دلوں میں اس نے محبت ڈالی اور تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے۔ پس اس نے تم کو اس سے بچا لیا۔ اس طرح اللہ تعالےٰ تمہارے لئے اپنی نشانیاں کھول کر بیان کرتا ہے۔ تاکہ تم ہدایت پاؤ"

کتنا پاکیزہ اور کتنا وسیع ارشاد ہے۔ آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کی حدّت ایک لفظ "بھائی" نے ختم کر لی اور کائنات میں بکھرے ہوئے انسان ایک جھنڈے تلے اکٹھے ہو گئے۔ محبت و رافت کی ہوا چلی۔ تکدر و غبار دلوں سے دھل گئے۔ اپنائیت کا غلغلہ بلند ہوا۔ بیگانگی کی ہوا اکھڑ گئی۔ بغض و کینہ سے بھرے ہوئے دل شعلۂ محبت کی ضیا پاشیوں سے جگمگا اٹھے۔ اور کائنات کے وسیع نظام میں ایک خدا کی ایک ہی مخلوق تھی۔ ہر فرد محترم تھا۔ اور ہر فرد بزرگ.................. فلاں ابن فلاں کی تمیز ختم ہوئی۔ ہر شخص مطمئن تھا کیونکہ وہ اپنے افعال و کردار کے لئے آزاد تھا۔ اور اُسے یہ بھی یقین تھا۔ کہ صرف اپنے اعمال کی صداقت کے ساتھ وہ عزت حاصل کر سکتا ہے۔ گو وہ معاشرتی و اقتصادی لحاظ سے کسی ہی حیثیت کا مالک کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اس کا معیار صرف یہ تھا۔ کہ :-

تم میں بڑا وہ ہے جو
متقی ہے۔

صاحبۂ صدر! یہ ایک عام مشاہداتی تجربہ ہے۔ کہ اتفاق میں برکت ہے۔ انسان کی فطرت خود خدائے برتر کی قدرت کی صدائے بازگشت ہے اور مشاہدہ بتاتا ہے۔ کہ قدرت کا یہ عظیم نظام ایک مسلسل باہمی کشش کے ساتھ قائم ہے چاند ستارے۔ سورج اور زمین جذب باہمی کے ساتھ اپنے اپنے ادوار میں حرکت کناں ہیں۔ ایک لامتناہی کشش ان کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ میں پہلے کہہ چکی ہوں۔ انسانی روح نے روز ازل سے قانون قدرت کے ساتھ تسلیم و رضا کا عہد باندھا۔ اور عناصر ارضی و سماوی کی باہمی کشش ان ہر دو کی وضاحت کرتی ہے۔ سب عناصر اپنے پیدا کرنے والے کی منشاء کے مطابق ایک ہی دائرے پر حرکت کرتے ہیں اور اسی طرح حرکت کئے جاتے ہیں۔ تاکہ یہ نظام درہم برہم نہ ہو جائے۔ اور صحیح طور پر قائم و دائم رہے۔ پھر اگر انسانی فطرت واقعی خدائے قدیر کی قدرت کی عکاسی کرتی ہے۔ تو ہم اپنی اس کائنات میں افتراق و انتشار کا بیج بو کر من و تو کی وضاحت کر کے کیونکر ایک لازوال بقا کا خیر مقدم کر سکتے ہیں۔ میرا خیال ہے۔ کہ اگر ہم اتنے واضح اور سادہ اصولوں کو جاننے کے باوجود انسانی معاشرے کی تقسیم کریں۔ تو ہمیں اپنی حیات ملی کے دن گن لینے چاہئیں۔

صاحبۂ صدر! میں قومی اقدار پر بحث کر رہی ہوں۔ اور قوموں کے زوال کی سب سے بڑی وجہ اور سب سے بڑا باعث ہی یہ افتراق پسندی یا دوسرے لفظوں میں خود پسندی ہے۔ اور خود پسندی کا جذبہ تب پیدا ہوتا ہے۔ جب ہم اپنے مقصد کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ اور صرف اپنی ہی ذات تک محدود ہو جاتے ہیں۔ اور پھر یہ تو بڑی صاف سی بات ہے کہ جب معاملہ من و تو کی حد تک پہنچ جائے۔ تو پھر واقعی ہیں یہاں ہوں۔ اور آپ آپ۔ نتیجہ کے طور پر تو ہیں اس صورت حالات کا مقابلہ کرتی ہیں۔ جہاں ان کا اعتماد، ان کی عزت نفس مذہب، خیال، عقیدہ اور سبھی کچھ اپنی موت آپ مر جاتے ہیں۔ اور یہ ایک بڑا افسوسناک پہلو ہے۔ مگر دیکھنے کی چیز یہ ہے۔ کہ وہ کونسی چیزیں ہیں۔ جو اس حالت کو پیدا کرتی ہیں۔ میرا خیال ہے۔ کہ ان چیزوں کو سبھی لوگ جانتے ہیں۔ بعض کی نگاہوں میں وہ قصۂ پارینہ بن چکی ہیں۔ مگر ان قصہ ہائے پارینہ کا اعادہ کرنے کی ہی تو ضرورت ہے۔ مصیبت تو یہ ہے۔ کہ ہم ان قصہ ہائے پارینہ سے نالاں و گریزاں ہو کر آج اسی زبردست اضطرابات کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

پہلی چیز جس نے حضرت انسان میں فرق پیدا کیا۔ وہ لونی، نسلی اور ذاتیات کے جھگڑے تھے۔ اور دوسری چیز امارت و غربت کا امتیاز اور تیسری ایک اور چھوٹی سی چیز ہے۔ جو اگرچہ انہی کی ایک قسم ہے۔ مگر ایک اچھے معاشرے میں نفاق و بداعتمادی کا باعث بن جاتی ہے۔ وہ چیز روز مرہ کی زندگی میں لین دین کی صفائی کا فقدان اور باہمی تعلقات میں ایک دوسرے کے جذبات کا لحاظ نہ کرنا ہے۔ بہرحال پہلی بات کے متعلق قرآن حکیم کا ارشاد ہے کہ انسان کو ایک ہی جنس سے پیدا کیا گیا۔ اور تمام انسان برابر کے ہیں۔ اور جب بنیادی چیز ایک ہے تو پھر نسلی اور وطنی افتراق کے کیا معنے؟ یہ تفریق تو خود پسند انسان کی پیداوار ہے۔ جو اپنی نفسی بزرگی کے لئے دوسرے کو گرانے کا حیلہ تراشتا ہے۔ اور اس کے لئے ہم کسی کو سزاوار ملامت بھی قرار نہیں دیتے۔ کیونکہ فطرت انسانی بہرطور ایک ہے۔ بقول مولانا روم ؎

نفس سرکش کمتر از فرعون نیست ؛ لیک او را عون ما را عون نیست

چنانچہ جب یہ عون اسکو مل جاتی ہے۔ تو کہیں وہ فرعون بنتا ہے۔ کہیں نمرود۔ کہیں قارون اور کہیں کمیونسٹ بن کر سارا دھندا ہی تہبیڑ دیتا ہے۔ لیکن روحانی تعلیم ایک ایسا ذریعہ ہے۔ جو اس کی انتہاپسندی میں سدِّ راہ بن کر اسے سلامتی کی طرف لے جاتی ہے، اور ساتھ ہی ساتھ دوسرے انسانوں کو بھی جینے کا حقدار بناتی ہے۔ لہٰذا آپ دیکھیں گے کہ ہر مذہب وملّت کی بنیاد انہی چیزوں پر پڑتی ہے یعنی وحدتِ الوہیت اور وحدت نسلِ انسانی۔ آنحضرت صلعم کے نزدیک غلام اور آقا کی کوئی تمیز نہیں تھی۔ وہاں حضرت بلال رض، اور صدیق اکبر رض دونوں کی بزرگی مسلم تھی۔ آنحضرت صلعم ہمیشہ غربا میں مل کر خوشی محسوس کرتے تھے بلکہ فرماتے کہ:-

"غریبوں کے ساتھ دوستی کرو اور امیروں
کی مجلس سے احتراز کرو"

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ وہ امراء سے متنفّر تھے۔ بلکہ غرباء اور امراء میں ایک متوازن معاشرہ پیدا کرنا مقصود تھا۔ چنانچہ اس سے غرباء کے اندر خود اعتمادی، احساس ذمہ داری۔ وقار اور اس قسم کی خوبیاں پیدا ہوگئیں جو امراء کو اُن کی دولت نے بخش دی تھیں۔ اگر یہ صورت اختیار نہ کی جاتی تو غرباء احساسِ کمتری کا شکار ہو جاتے۔ اور احساس کمتری ہمیشہ ایک دوسرے سے خوف اور نفرت کرنا سکھاتا ہے۔ ثابت ہوا۔ کہ نسل اور ذات پات ایسی چیزیں ہیں جو ہمارے تصورِ اخوت کے بالکل منافی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ "میں نہیں چاہتا۔ کہ میری جماعت آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا بڑا سمجھیں" حقیقت میں یہ وہ ہندوانہ روایات ہیں جن کی جکڑ بندیوں میں ہم اس حد تک مقیّد و محبوس ہو چکے ہیں۔ کہ قرآنی آیات پڑھتے ہوئے بھی اُسی ڈھرّے پہ چلے جاتے ہیں۔ جو بنیادی طور پر ہمارے عقیدہ کی ضد ہے۔ اس موقع پر باوا نانک صاحب کا بڑا خوبصورت دوھا سبھی یاد آگیا۔ فرماتے ہیں:-

اک سے لہو اک سے دودھ
اک سے برہمن اک سے سودر[1]
جے توں برہمن برہم دا جایا
اور باٹ[2] تیں[3] کیوں نہ آیا؟

یعنی برہمن خدا کے منہ سے پیدا ہونے کے باوجود اپنی تخلیق کے لئے انہی ذرائع کے محتاج ہیں۔ جو تمام نسل انسانی ہی کی پیدائش کا باعث ہے۔ پھر برہمن وشودر کے ساتھ منہ اور پاؤں کا التزام کیوں؟ اقبالؔ نے تو کہا تھا:-

سچ کہدوں اے برہمن گر تو بُرا نہ مانے
تیرے صنم کدوں کے بت ہو گئے پرانے

پر یہ کیا غضب ہے کہ ہم اپنے اسلامی معاشرہ میں سیندور افشاں کی صورت میں ان اصنام کو ابھی بھی سجدہ ہائے نیاز کرنے پر مجبور رہیں۔ اور اپنے واضح اصولوں کو پس پُشت ڈال کر زمانہ میں تحقیر و بدبختی کی ہوا پھیلا دی ہے۔

دوسری چیز امارت وغربت کی تمیز ہے۔ جو ہونے کو واقعی ایک زبردست امتیاز ہے۔ لیکن اسلامی معیار کچھ ایسا ٹھوس ہے۔ کہ اس پہ کوئی چیز پوری اُترتی دکھائی نہیں دیتی اور اس کی وجہ شاید یہ ہے۔ کہ ہمارے مذہب کا مقصد ہی حضرت انسان کو ان اصنام کی چیرہ دستیوں سے بچانا تھا۔ اور یہ واضح کرنا تھا۔ کہ مستقل اور پائندہ رہنے والی صفات کچھ اور ہیں، اُن کی نوعیت اور وزن کچھ اور ہے، سونے نے زمین پر کبھی دیر پا حکومت نہیں کی۔ بلکہ تاریخ بتاتی ہے۔ کہ

قارون ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت
نوشیرواں نمرد کہ نامِ نکو گذاشت

اور قرآن حکیم نے فرمایا:-

ان الارض یرثہا عبادی الصالحون

اسلام ہی نے ان تمام خوبیوں کو یکجا کر دکھایا ہے۔ انکے زندہ نمونے پیدا کئے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ ہم ان کی پیروی کو مضحکہ خیز اور رجحان وقت کے خلاف سمجھیں۔ خاص کر اس صدی میں جہاں ثقافت کا ڈنکا پیٹ کر حقیقت کی تلخیوں سے فراریت حاصل کی جاتی ہے۔ فتح مصر کے موقعہ پر مقوقس کے ایلچی حضرت عمرو بن العاص کے پاس پہنچے۔ تو وہاں کے مسلمانوں کو دیکھ کر جو تاثرات انہوں نے مقوقس کے سامنے پیش کئے وہ سنئے:-

"ہم نے ایسے انسان دیکھے ہیں جن میں سے ہر ایک موت کو زندگی پر ترجیح دیتا ہے۔ دنیا اور اس کی نعمتوں کی طرف کسی کی بھی توجہ نہیں۔ ان کی سادگی کا یہ عالم ہے۔ کہ بلا تکلف زمین پر بیٹھ جاتے ہیں۔ ان کا سردار بھی انہی صفات کا مالک ہے۔ ان میں غلام و آقا چھوٹے اور بڑے کی کوئی تمیز نہیں۔ جب نماز کا وقت آتا ہے۔ تو سب لوگ اس میں شریک ہو جاتے ہیں"!

کہتے ہیں کہ صدر ہر آنجا کہ نشیند صدر است۔ یہاں آپ کو وہ ہر دو چیزیں دکھائی دیں گی جو میں بیان کر چکی ہوں۔ اور صدارت کی صفات بھی آپ کو بدرجہ اتم ملیں گی۔ مجھے یقین ہے۔ کہ نام نہاد اسلامی ثقافت کا نعرہ لگانے والے اپنے معیارِ ثقافت کی بنیادیں وہاں متزلزل پائیں گے۔

تیسری چیز ہے اپنے روزمرّہ کا برتاؤ، بول چال اور لین دین، سورت الحجرات میں اس کی پوری وضاحت کر دی گئی ہے۔ بات کرتے کرتے بہت لمبی ہو جاتی ہے۔ مختصر یہ کہ طنزیہ لب و لہجہ، بُرے نام سے پکارنا گالی دینا، ذہنیت کے لحاظ سے کسی کو بُرا سمجھنا لین دین میں وعدہ خلافی، سوءظن اور غیبت وغیرہ موجب فساد اور قاطع محبت ہیں اور معاشرہ میں انتشار کا باعث ہیں۔ بقول ملٹن:- "دل اور روح ایسی چیزیں ہیں جن کی تسخیر امرِ محال ہے"۔ لیکن اپنے نفس سے ہٹ کر ذرا سوچا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس تسخیر سے زیادہ آسان مرحلہ کوئی ہے ہی نہیں۔ ضرورت صرف اپنی نفسی موت کی ہے۔ قصور اپنا ہی ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ کہنا۔ کہ فلاں شخص نے ہمارے ساتھ بُرا سلوک کیا صحیح نہیں انسان اتنا حساس ہے۔ کہ ہزاروں میل دور رہ کر بھی آپ سے واقف ہے۔ لہٰذا نیک ظنی پیدا کیجئے۔ اور دنیا کی اِبتلاؤں سے بچ جائیے۔ انسان حساس ہے اور یہی چیز اس کی معصومیت کی دلیل بن جاتی ہے۔ اس کی بساط تو صرف اتنی ہے۔ کہ وہ آپ کے نیک جذبات کے آگے سرنگوں ہو جائے گا۔ لہٰذا نیک ظن بنئے، اللہ کریم آپ پر رحم کرے گا۔ دنیا کا کاروبار مل جل کر ہی چلتا ہے۔ تلسی داس کا ایک شعر ہے:-

تلسی اس سنسار میں ہیں بھانت بھانت کے لوگ
سب سے دل مل کے بیٹھیو ندی نام سنجوگ

اور سچ یہ ہے۔ امن کی کھیتی انسانی فطرت کی بوقلمونی کے ساتھ نباہ کر کے ہی پنپ سکتی ہے۔ دکھی تو آنحضرت ذرا سی بات پر ہو جاتا ہے۔ پس کوشش کیجئے۔ کہ اس سے بچ جائیے۔ کیونکہ اس سے بڑا گناہ کوئی نہیں۔ تالیفِ قلوب ہی سب سے بڑی نیکی ہے۔ اور قوموں اور جماعتوں کے اجتماع کی ذمہ داری بھی اور ان کی باوقار زندگی کی آئینہ دار بھی۔ مرزا غالب کا شعر ہے:-

مباش در پئے آزار وہرچہ خواہی کن
کہ در طریقتِ ما بیش ازیں گناہے نیست

الراقمہ، احقرہ۔ فاطمہ حکیم

امام وکنگ کا بیان بسلسلہ صفحہ اوّل۔

یہ اُمید رکھنا منصفانہ طور پر واجب نہ تھا کہ وہ اپنے ملک میں ایک ایسی ریاست کو برداشت کرلیں گے جو بیرونی اثرات ومفادات کے لئے ایک مورچہ کا کام دے، عربوں کو یہ ڈر تھا کہ یہودی ریاست معیّن ہے...... منصوبے رکھتی ہے یہ اسی قسم کا معاملہ ہے جیسا کہ ایک عرب اور اونٹ کی کہانی میں بیان کیا گیا ہے کہ اونٹ نے جاڑوں کی ایک سرد رات کو عرب مالک سے پوچھا کہ کیا وہ اپنا سر خیمہ کے اندر کرسکتا ہے اور جب اسے اجازت دیدی گئی تو وہ آہستہ آہستہ کھسکتا ہوا اندر آتا گیا حتیٰ کہ اس کا سارے کا سارا جسم خیمہ کے اندر آگیا اور عرب کو وہاں سے باہر نکل جانا پڑا؛ یہودیوں کے لئے اس مسئلہ کا ایک ہی عملی حل ہے کہ وہ متحدہ عرب میں شامل ہو جائیں، جو عرب مملکت کی وسعت اور اسرائیلی علاقہ کی اس میں شمولیت کا موجب ہوگا۔

ایک یہودی لڑکی کے سوال کے جواب میں جو حال ہی میں اسرائیل سے یہودیوں کے لئے شہریت کے پورے حقوق کی گارنٹی لینے کے لئے آئی ہے، امام صاحب نے فرمایا کہ یہ ایک جائز مطالبہ ہے لیکن اگر یہودی ایک عرب قوم کے جزو لاینفک کے طور پر رہنے کا ارادہ کرلیں تو اس بارہ میں ان کے خدشات کو مٹانے کی تدابیر کی جاسکتی ہیں، اور انہیں شہریت کے پورے حقوق کا یقین دلایا جاسکتا ہے، بحیثیت قوم وہ عربوں کی ہمدردی اور خیر سگالی حاصل کرسکتے ہیں، جو اپنی مذہبی رواداری اور تاریخی روایات کے مطابق ان کے ساتھ ہموطن شہریوں کا سا سلوک کریں گے، لیکن عرب قومیت کے اندر ایک یہودی قومیت کے قیام پر زور دینا ان علاقوں میں عرب اقتدار کو چیلنج کرتا ہے جو عرب وطنیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ٭٭٭

---

[1] یعنی شودر [2] یعنی منہ [3] یعنی راستہ

بچوں کا صفحہ ——— مرتضیٰ خاں حسن

باپ بیٹے کی تیسری مجلس

روزہ کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے۔

روزہ کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے۔ اس باب میں سب سے پہلے اس آیت قرآنی کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔

أحل لكم ليلة الصيام الرفث الى نسائكم هن لباس لكم وانتم لباس لهن د علم الله انكم كنتم تختانون انفسكم فتاب عليكم وعفا عنكم فالان باشروهن وابتغوا ما كتب الله لكم۔ (البقرة ۱۸۷)

"حلال کیا جاتا ہے کہ تم روزہ کی رات اپنی عورتوں کے پاس جاؤ۔ وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم اُن کے لئے لباس ہو۔ اللہ تعالےٰ جانتا ہے کہ پہلے تم اپنے آپ سے خیانت کرتے تھے۔ اللہ نے تم پر رجوع برحمت کیا۔ پس اب اُن سے مباشرت کرو۔ اور وہی چاہو جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے"۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ افطاری کی حالت میں پَوہ پھٹنے سے پہلے پہلے عورتوں کے پاس جانا روزہ کی حالت میں جائز نہیں ورنہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ نکسیر پھوٹنے خوشبو سونگھنے سُرمہ لگانے سر میں تیل یا پانی ڈالنے سے۔ شیشہ دیکھنے۔ کان میں پچکاری لگوانے حلق میں گرد و غبار پڑ جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگر کوئی روزہ دار بھول کر کھا پی لے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگر سحری کھاتے ہوئے پَوہ پھٹ جائے۔ یعنے پَوہ پھٹ جانے کے بعد بھی انسان کھاتا رہے خواہ بھول کر ہی کھائے اس کا روزہ نہیں رہتا۔ اگر اپنے اختیار سے منہ بھر کر قے آ جائے تو روزہ نہیں رہتا۔

نفلی روزے۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم علاوہ رمضان کے باقی مہینوں میں بھی روزے رکھا کرتے تھے۔ اصطلاح شریعت میں ان کو صیام التطوع کہتے ہیں۔ جو مندرجہ ذیل آیت قرآنی سے لیا گیا ہے:۔

فمن تطوع خيرا فهو خير له وان تصوموا خير لكم ان كنتم تعلمون۔ (البقرة - ۱۸۴)

"جو شخص اپنی رضا سے نیکی کرتا ہے۔ وہ اس کے لئے باعث ثواب ہے اگر تم روزہ رکھو تو تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔

علاوہ رمضان شریف کے دوسرے دنوں میں روزہ رکھنا بیشک حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت ہے۔ مگر صائم الدہر یا ہمیشہ روزہ رکھنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام علاوہ رمضان کے کبھی روزہ رکھتے تھے اور کبھی نہیں رکھتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ مَیں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجز رمضان کے پورا مہینہ روزے رکھے ہوں۔ اور مَیں نے آپ کو ماہِ شعبان سے زیادہ اور کسی مہینہ میں روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ اس لئے وہ لوگ غلطی کرتے ہیں جو ہمیشہ روزہ رکھتے ہیں۔ یہ ہمارے نبی کریم صلعم کی سُنّت کے خلاف ہے اور جو امر حضورؐ کی سنت کے خلاف ہو اس کا عمل باعث برکت نہیں۔ اکثر زاہد مسلمان ماہ قمری کی تیرھویں چودھویں۔ اور پندرھویں تاریخ کو روزہ رکھتے ہیں۔ ان کو ایّام بیض کہتے ہیں۔

کن ایّام میں روزہ نہیں رکھنا چاہیئے:۔

جن ایّام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے وہ ایک تو عیدین کے دن ہیں۔ دوسرے ایّامِ تشریق کہلاتے ہیں۔ اور وہ ذوالحجہ کی گیارھویں۔ بارھویں۔ تیرھویں تاریخ کے دن ہیں۔ بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب شعبان نصف گذر جائے تو پھر نفلی روزے نہیں رکھنے چاہئیں۔ بعض لوگ جُمعہ کا دن روزہ کے لئے مخصوص کر لیتے ہیں۔ لیکن ہمارے نبی کریمؐ اس دن کو بھی روزہ کے لئے مخصوص کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔

نمازِ تراویح:۔

رمضان شریف میں نماز تراویح پڑھی جاتی ہے۔ عشا کی نماز کے بعد ۲۰ رکعت نفل اور تین وتر با جماعت ادا کئے جاتے ہیں۔ بعض لوگ محض ۸ رکعت اور تین وتر پڑھتے ہیں۔ اصل میں یہ پچھلی رات کی نماز ہے جو آسانی کے لئے پہلی رات میں پڑھ لی جاتی ہے۔ امام اگر حافظ قرآن ہو تو سارا قرآن رمضان کے مہینہ میں ختم کر دیتا ہے۔ اگر حافظ نہ ہو تو صرف سورتوں پر اکتفا کرتا ہے۔ نماز تراویح کا فائدہ یہ ہے کہ انسان سارا قرآن مجید یا قرآن مجید کا ایک حصّہ سُن لیتا ہے۔ جو لوگ تہجد پڑھتے ...... ہیں وہ تراویح کا پڑھنا ضروری نہیں سمجھتے۔ بعض
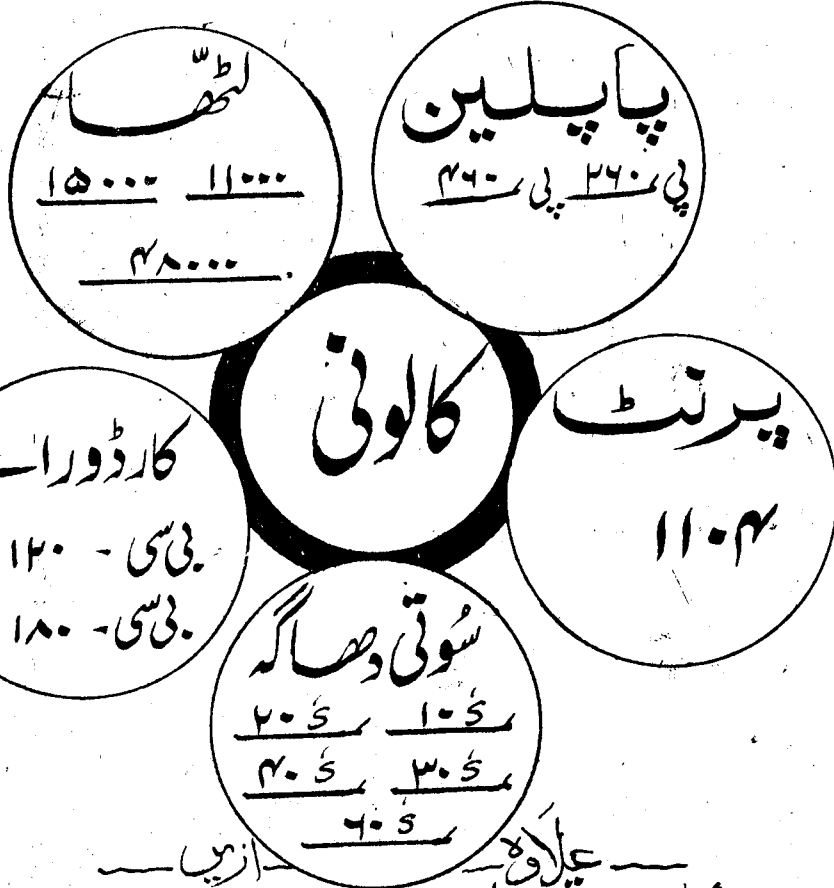
پیغامِ صیام

حامد الکوثری

پردۂ ظلمت سے نکلا چرخ پر ماہِ صیام
ہو گیا سارا معطّل آہرمن کا انتظام!!

آج ہر اک لب پہ ہے وردِ تحیّات و سلام
حاصلِ عمرِ خضر ہیں مومنوں کے صبح و شام!!

کر نہیں سکتا کوئی اندازۂ اجر و ثواب
حشر کو معلوم ہوگا "روزہ داروں" کا مقام

آسماں پر بھی رہا محروم ابلیسِ لعیں
بندگی سے ہے زمیں پر آدمی ذی الاحترام!

اس طرف ہر گام پر ہیں لغزشوں پر لغزشیں
اُس طرف برکات پر برکات کا ہے التزام

سب کے پیچھے آئے لیکن سب سے اُولیٰ ہو گئے
بن گئے فخرِ خلائق ایک اُمّیؐ کے غلام

روزہ ہے اِک ڈھال، فرمایا رسول اللہ نے
آپ کی اُمّت پہ حامدؔ ہو گئی دوزخ حرام

چاند کی طرف انسانی مہمات (سلسلہ صفحہ ۶ سے)

سزا کے لئے تیار رہنا چاہیئے کہ جلتی ہوئی آگ کے شعلے اور پگھلی ہوئی دھاتیں تم پر آسمان سے بارش کی طرح برسیں گی —— اس میں جو بڑی طاقتوں اور ان کی ہولناکیوں کی طرف واضح طور پر اشارہ پایا جاتا ہے

(سورۃ الرحمٰن آیت ۳۵)

سورۃ الرحمٰن میں موجودہ دو طاقتوں کو تنبیہ ہے اس تمام بحث اور اس سے متعلق دوسرے مسائل کا جو اس عجیب غریب لیکن ہولناک ڈرامہ پر مشتمل ہیں لب لباب یہ ہے کہ مندرجہ بالا تنبیہ اور توجہ الی اللہ کی نصیحت دونوں کا خطاب دو بڑی طاقتوں کی طرف ہے (سورۃ الرحمٰن آیت ۳۱ ایہ الثقلان کے لفظ میں اس زمانہ کے دو بلاکوں کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے) یہ تنبیہ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے منہ نہ موڑو جس نے اپنی بیشمار نعماء سے تمہیں نوازا ہے انہی دو بلاکوں کو کی گئی ہے جس کی طرف سورۃ الرحمٰن میں ربکما (تم دونو کا رب) کا لفظ جس کو بار بار دہرایا گیا ہے اشارہ کر رہا ہے

پیغام صلح یکم اپریل ۱۹۵۹ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۹ - شمارہ نمبر ۱۳

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا (مسیح موعودؑ)

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور (پاکستان)

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر
گمرہاں را چشم کن روشن زآیاتِ مبیں

تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
ٹیلی فون نمبر:- ۳۷۳۷

ایڈیٹر:- دوست محمد

جلد ۴۸ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ مطابق ۸ اپریل ۱۹۵۹ء | نمبر ۱۴

ہمارا مذہب

(از حضرت مسیح موعودؑ)

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ مارا امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام

آں کتابِ حق کہ قرآن نام او
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست

یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں

سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

(مسیح موعودؑ)

نغمۂ عید

مولانا مرتضیٰ خان حسن

پھر بہار آئی ہے ساقی۔ اب گیا دورِ خزاں ❊ ہر تنِ بے جاں میں گویا پڑ گئی اک تازہ جاں

مژدہ باد اے قلبِ محزوں! آج روزِ عید ہے ❊ دشت و صحرا بھی ہوئے ہیں حسن سے رشکِ جناں

ہے غمِ تنہا میں کیوں ہو شامِ غم کا جھٹ پٹا ❊ مٹ گئے ہیں دہر سے رنج و الم کے سب نشاں

گونجتے ہیں تہنیت کے نغمے ہر سُو ہر طرف ❊ گلشنِ عالم بنا ہے گوشۂ باغِ جناں

باغ ہیں صحرا میں پھرتی ہے صبا یوں ناز سے ❊ اس کے ہر جھونکے میں ہے گویا دمِ عیسیٰؑ نہاں

وہ نسیمِ صبح کے پُرکیف جھونکوں کی بہار ❊ لالہ و گل کی چمن میں وہ طرب انگیزیاں

طائرانِ خوش نوا کی وہ سُریلی راگنی ❊ شاخِ گل پر وہ عنادل کی ترنم ریزیاں

روح بھی اک وجد میں ہے جسم بھی اک وجد میں ❊ ہو رہی ہیں دوستوں میں آج ہم آغوشیاں

عید کیا ہے مسلمِ ناداں کبھی سوچا بھی ہے ❊ مومنوں کے واسطے ہے کیا سبق اس میں نہاں

تیس دن جھیلیں بحکمِ خالقِ ارض و سما ❊ پیاس کی سب کلفتیں اور بھوک کی بیتابیاں

عید ہے صبر و رضا کے تحمل کا شیریں ثمر ❊ حق تعالیٰ نے کیا ہے آج ہم کو شادماں

کوئی راحت مل نہیں سکتی مشقت کے بغیر
کلفتوں کے بعد ہی ملتا ہے گنجِ شائگاں

خطوکتابت بلادِ غیر

اس عنوان کے نیچے وہ خطوط درج ہوتے ہیں جو انجمن کی تبلیغی ڈاک کے جواب میں موصول ہوتے ہیں۔

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا ٭ گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

ترجمہ خط از عبدالوہاب داؤود
نائجیرین ٹیکنولوجی کالج۔ نائجیریا۔

السلام علیکم

میں بہت بہت شکریہ کے ساتھ آپ کو ارسال کردہ کتب کی رسید سے اطلاع دیتا ہوں۔

افسوس ایسی قیمتی کتابیں ہماری سٹوڈنٹس لائبریری میں نہیں پائی جاتیں،

اشاعت اسلام کے متعلق آپ کی مبارک کوششوں کو جو آپ اسلام کو دنیا میں دور دراز گوشوں تک پہنچاتے میں کر رہے ہیں اللہ تعالےٰ بابرکت فرمائے، ہم بھی اپنی طاقت کے مطابق آپ کے مبارک کام میں اس کی سرانجام دہی کے لئے آپ کے ساتھ تعاون کریں گے۔

آپ کے لٹریچر نے ہمارے چند عیسائی طالب علموں کے دلوں سے اسلام کے متعلق جو اعتراضات تھے دُور کر دیئے ہیں اور انہیں سمجھ آگئی ہے کہ اسلامی تعلیم کیسی خوبصورت اور قابل عمل ہے کالج کے مسلمان طلبا تمام کے تمام آپ کے بہت شکر گذار ہیں۔

مہربانی فرما کر اور لٹریچر بھیجدیں۔ والسلام

ترجمہ خط از ٹی۔ ایس
سیلون۔

السلام علیکم۔

میں آپ کی ہوائی ڈاک سے آمدہ چٹھی مورخہ ۱۱ $\frac{۲}{۵۹}$ اور لٹریچر کے لئے بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔

مَیں آپ کی خدمت میں اطلاعاً عرض کرتا ہوں کہ میں نے ایک ایک کتاب کا بغور بلا تعصب مطالعہ کیا ہے جس کے نتیجہ میں مَیں اپنے آپ کو ایک تبدیل شدہ صحیح صحیح مسلمان پاتا ہوں پیشتر ازیں قرآن سے میں اتنا بے تعلق ہو گیا تھا کہ جتنا کچھ بھی مجھے آتا تھا بھول بھلا گیا تھا، نہ تو میں نے کبھی مسجد کا منہ دیکھا تھا اور نہ خدا اور اس کے رسُول سے کوئی تعلق رکھا تھا۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اب میں قرآن شریف کا مطالعہ روزانہ کرتا ہوں اور پانچ وقت مسجد میں باقاعدہ نماز ادا کرتا ہوں۔

میں علاوہ ان ہدایات کے مطابق جو آپ کی ارسال کردہ کتابوں میں بلکہ میں یہ کہوں گا کہ اللہ تعالےٰ کی بھیجی ہوئی کتابوں میں درج ہیں برابر عمل کر رہا ہوں اور یہ اللہ تعالےٰ کا مجھ پر بڑا احسان ہے جس کا میں شکریہ نہیں ادا کر سکتا۔

میری رائے میں احمدیت ہی صحیح اسلام ہے اس کے سوا اور کوئی طریق صحیح نہیں اگرچہ احمدیت کی بہت مخالفت ہو رہی ہے۔ پھر بھی یہ تعلیم اپنا اثر کرتی جاتی ہے۔ مخالفین کے اعتراضات کا باوجود اپنی علمی فرومایگی کے میں مدلل جواب دیتا رہتا ہوں۔

سلسلہ سے لوگوں کے شکوک دُور کرنے کا صرف ایک ذریعہ ہے کہ ذاتی طور پر لوگوں سے ملا جائے اور انہیں سلسلہ کے متعلق صحیح صحیح علم دیا جائے۔

لٹریچر بھیجتے وقت پارسل میں چند بیعت فارم بھی بھیجدیں میں اپنے عزیزوں اور دوستوں کو سلسلہ میں شمولیت کی ترغیب دوں گا۔

مجھے جو بھی لٹریچر پہنچتا ہے میں وہ سب دوستوں کو بھی پڑھاتا ہوں، اللہ تعالےٰ آپ کو اور مجھے اس نیک کام اور مقصد میں کامیاب فرمائے۔

(آمین)

نوٹ:۔ انہیں لٹریچر اور بیعت فارم بھیجے جا رہے ہیں۔ (غلام قادر)

ترجمہ خط از محمد یوسف کویا۔ فجی
السلام علیکم

مجھے آپ کا خط مورخہ ۱۰ $\frac{۱}{۵۹}$ ملا اور اس کا مطالعہ میری خوشی اور اطمینان کا باعث ہوا۔ شکریہ

مجھے یہ پڑھکر بھی بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ نے مجھے لٹریچر بھیجدیا ہے۔ یہ لٹریچر مجھے ابھی تک نہیں ملا۔

جونہی مجھے ملے گا میں رسید سے اطلاع دونگا۔ مَیں آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ترجمہ خط از مسٹر سراج الدین
برٹش گائنا۔

السلام علیکم

آپ کا خط مجھے مل گیا۔ شکریہ۔

میں نے آپ کی ہدایات کے مطابق مسٹر عزیز بلئیر مونٹ اسٹیٹ برٹش گائنا کو خط لکھا تھا چنانچہ انہوں نے مجھے مفصلہ ذیل جواب بھیجا ہے "میں یقیناً آپ کی طرف سے ایسا دلچسپ خط وصول کر کے بہت خوش ہوا ہوں میں نے اس بات کا اندازہ لگالیا ہے کہ یہ وقت آپ کے علاقہ میں تبلیغ احمدیت کے لئے نہایت موزوں ہے اور یہی (احمدیت) صحیح اسلام ہے کیونکہ مجھے ایسی ہی چٹھی برادر آر احمد آف سپرنگ فیلڈز کی طرف سے موصول ہوئی ہے وہ ہماری ملاقات کو اتوار کے روز تشریف لا رہے ہیں (یہ علاقہ بلئیر مونٹ سے قریباً تیس میل پر واقع ہے) اگر ممکن ہو تو آپ بھی انہیں ملیں اور ان کے ساتھ ہی یہاں آجائیں۔

ہم ایک پروپاگینڈنگ کمیٹی کی تشکیل کر دیں گے جو کہ آپ کے علاقہ کا دورہ کر کے آپ سب کو ایک منظم صورت میں اپنی جماعت کی ایک شاخ بنا دیں گے۔

امید ہے آپ اس نیک کام میں جو کہ خدمت اسلام کا ہمارے مدنظر ہے ہماری مدد فرمائیں گے۔"

مَیں نے انہیں جواباً عرض کر دیا ہے کہ مَیں فی الحال ایک بیمار آدمی ہوں سفر نہیں کر سکتا۔

ترجمہ خط از ولیم ہرسٹن۔ کالڈویل
یو۔ ایس۔ اے

السلام علیکم

سب سے پہلے مجھے آپ کا شکریہ ادا کرنا ہے کہ آپ کے توسط سے مجھے تحریک احمدیت میں شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی از راہ کرم مجھے سلسلہ کی اور دیگر کتب جلد بھجوادیں، میں ان کے لئے بیقرار رہتا ہوں۔

اطلاعاً عرض ہے کہ میں ۱۳ر فروری ۱۹۵۹ء کو نظر بندی سے رہا ہو رہا ہوں، آپ یہ سُن کر خوش ہوں گے کہ میں نے اسلام کا پیغام حریت چند دوستوں تک پہنچا دیا ہے، وہ بڑی دلچسپی سے آپ کے رسالوں کا جو کہ صحیح اسلامی تعلیم کے حامل ہیں مطالعہ کر رہے ہیں۔

اس بارے میں اپنے نئے مقام پر پہنچتے ہی اطلاع دوں گا۔

. . . .

. . . .

. . . .

ترجمہ خط از احمد و اے موہولی غانا
السلام علیکم

میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے نہایت عمدہ کتب ارسال کی ہیں جو مجھے مل گئی ہیں۔ مجھے نہایت افسوس ہے کہ میں قبل ازیں آپکو خط نہ لکھ سکا۔ وجہ یہ ہے کہ میں ایک مہینہ صاحب فراش رہا ہوں،۔

پچھلے ہفتہ جب میں اسکول گیا تو ہیڈ ماسٹر صاحب

(باقی بر صفحہ ۱۱)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— ۸/ اپریل سنہ ۱۹۵۹ء

اسلام میں عید کا مفہوم

عید کا دن تمام اسلامی دنیا میں نہایت مسرت و ابتہاج کا دن ہے۔ جبکہ بحکم اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت روزے رکھنے اور راتیں عبادت الٰہی میں بسر کرنے کے بعد عید کا دن اس خوشی کو لیکر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عاجز بندوں کو اس سخت ترین مجاہدہ کے بجا لانے کی توفیق مرحمت فرمائی، اور اس مبارک مہینہ میں وہ کتاب عظیم عطا فرمائی جو تمام دنیا کی ہدایت کیلئے امن و سلامتی کا پیغام لیکر آئی ہو۔ شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن، بالفاظ دیگر یوں کہئے کہ عید کا دن نزول قرآن کی سالگرہ ہے، فی الواقعہ یہ کچھ کم خوشی کا موقعہ نہیں کہ قرآن جیسی نعمت عظمیٰ جسے دنیا جہان کے ادیب اور فلاسفر کیا بلحاظ ادب و انشاء اور فصاحت و بلاغت اور کیا بلحاظ اعلیٰ اور عالمگیر تعلیمات اور کامیاب اصلاحی اثرات کے دنیا کی بہترین کتاب قرار دے چکے ہیں، نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل ہوئی اور آپ کے پیروؤں کو اس کا وارث قرار دیا گیا، ایک مسلمان کا سر اس فخر سے بلند ہے کہ یہ نعمت عظمیٰ اس کے حصہ میں آئی۔

عید کا دن اسی مسرت اور فخر کے اظہار کا دن ہے جو ...... دنیا کے ہر ملک، ہر شہر اور قریہ میں نہ صرف نئے نئے ملبوسات، میلوں ٹھیلوں اور رنگا رنگ تقریبات کے رنگ میں کیا جاتا ہے، بلکہ اس کا آغاز اجتماعی رنگ میں اللہ تعالےٰ کے حضور جھکنے سے ہوتا ہے، اسلام کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کا کوئی تہوار ایسا نہیں جس میں یاد الٰہی کا کوئی نہ کوئی طریق موجود نہ ہو، یہ اس بات کی علامت ہے کہ عید کا دن اگرچہ خوشی و مسرت کا دن ہے۔ لیکن یہ خوشی و مسرت حد اعتدال سے بڑھکر احکام الٰہی سے تغافل اور فسق و فجور کی حد تک نہیں پہنچ سکتی اسکے خلاف ہندوؤں میں ہولی اور دیوالی اور عیسائیوں میں کرسمس ایسے تہوار ہیں جن میں ہر قسم کی بے اعتدالیوں، بے حیائیوں اور فسق و فجور کو روا رکھا جاتا ہے، عید کا دن یاد الٰہی سے شروع کرنے کے معنی میں اجتماعی طور پر اللہ تعالےٰ کی بڑائی اور عظمت کا اقرار کیا جاتا ہے ایک مسلمان کہ خوشیوں اور رنگ رلیوں کی تقریبات میں بھی .... اللہ تعالےٰ کے حکم سے باہر نہیں لے جاسکتا، نہ کسی قسم کی برائی اس کے اعمال و افعال سے صادر ہوسکتی ہے۔

دوسری خصوصیت جو عید کے اسلامی تہوار میں ہے وہ باہمی محبت و مودت کو ترقی دینا ہے، اس سلسلہ میں سب سے پہلی بات جو دیکھنے میں آتی ہے، وہ ادائگی نماز کے بعد ایک دوسرے سے اجنبی ہونے کے باوجود مصافحہ اور معانقہ کرنا ہے، اخوت و محبت کا وہ دلپذیر نظارہ جو نماز عید کے بعد ہر مسجد میں مصافحہ اور معانقہ کی صورت میں نظر آتا ہے دیکھنے والوں کے دلوں میں اسلام کی عظمت کا ایک گہرا نقش پیدا کر دیتا ہے، اور یہیں تک بس نہیں عید کے دن ایک دوسرے کو تحفے تحائف ایک دوسرے کے گھر جاکر عید مبارک کا ہدیہ ...... پیش کرنا تعلقات محبت کو بڑھانے کا ایک قابل قدر ذریعہ ہے۔

تیسری خصوصیت جو عید کے تہوار میں رکھی گئی ہے، وہ غرباء کی خبرگیری اور اعانت ہے۔ عید رمضان میں نماز عید سے پہلے فطرانہ کی ادائگی ایسی اعانت اور خبرگیری کا ایک عملی ثبوت ہے، فطرانہ کی غرض یہی ہے، کہ ہر شخص خود اور اپنے اہل و عیال اور ہر اس متنفس کی طرف سے جس کی کفالت اس کے سپرد ہے ایک معین رقم غرباء کیلئے یا بیت المال میں جمع کرائے تاکہ وہاں سے مستحق غرباء کو عید سے پہلے تقسیم کردی جائے اور وہ بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہوسکیں۔ ہماری انجمن عید سے پہلے مستحقین کو حسب ضرورت کچھ رقوم دے دیتی ہے اور فطرانہ کے حساب میں جو عید کی نماز سے پہلے جمع ہوجاتا ہے شمار کرلیتی ہے، امسال فطرانہ فی کس بارہ آنہ مقرر ہوا ہے، جو امید ہے تمام جماعتیں حسب معمول جمع کرکے انجمن کو بھیجدیں گی۔

غرض عید کا تہوار جن خوشیوں کو لے کر آتا ہے وہ دوسری اقوام کے تہواروں سے مختلف لیکن بہت بڑھ چڑھ کر ہیں، اسلام میں عید یا تہوار کا مفہوم ظاہری زیب و زینت اور کھیل تماشا کے اندر بھی احکام الٰہی سے تجاوز کرنا نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کی عظمت و جبروت کو ہر حال میں محسوس کرنا، اجتماعی رنگ میں اس کے آگے جھکنا باہم تعلقات محبت کو استوار کرنا اور غرباء کی خبرگیری اور اعانت کرنا اس میں شامل ہے، اور یہی چیزیں دنیا میں امن و امان اور حقیقی خوشی و مسرت کا باعث ہیں، بخلاف دوسری اقوام کے جن کے تہوار فسق و فجور اور فتنہ و فساد پیدا کرنے کا موجب ہوتے ہیں۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں
(منیجر)

عید الفطر کے دن

(۱) عید الفطر کے دن صبح سویرے اٹھ کر غسل کرنا صاف کپڑے پہننا خوشبو لگانا عیدگاہ کو جانے سے قبل ناشتہ کرنا سنت ہے۔

(۲) عیدگاہ کو جاتے ہوئے تکبیر و تہلیل یا ذکر الٰہی کرتے ہوئے جانا افضل ہے۔

(۳) عید کی نماز سے قبل صدقۂ فطر ادا کر دینا چاہیئے خواہ غلہ کی شکل میں ہو خواہ نقدی کی صورت میں۔ جو صدقہ عید کے بعد ادا کیا جائے گا وہ معمولی صدقہ شمار ہو گا اسے صدقہ عید الفطر نہیں کہا جاسکتا۔

(۴) عید کی نماز دو رکعت ہوتی ہے اس میں اذان و تکبیر اقامت کوئی نہیں پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ سے قبل سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ سے قبل پانچ تکبیریں ہیں۔ تکبیروں کے درمیان ہاتھ بھی چھوڑ دینے چاہئیں قرات جہری ہوتی ہے۔ نماز کے بعد خطبہ مسنون ہے۔

(۵) عید کے خطبہ کے درمیان خطیب کو بیٹھنا نہیں چاہیئے جیسا کہ جمعہ کے خطبہ کے درمیان میں بیٹھا کرتے ہیں۔

(۶) خطبہ ختم ہونے کے بعد جماعت کی شکل میں چلنا افضل ہے کہ اسلام کی شوکت کا اظہار اس میں ہے، اس لیئے جس راستہ سے آئے ہیں اس راستہ کی بجائے کسی دوسرے راستہ سے جانا مستحسن ہے۔

(۷) عید میں آپس میں ملنا جلنا اور ایک دوسرے کو ہدایہ یا تحائف یا طعام میں شریک کرنا نہایت مستحسن چیز ہے۔ عیدگاہ سے واپسی پر گھر میں گھس کر دن کاٹ دینا قومی مُردگی کی علامت ہے۔

(۸) صدقہ عید الفطر کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ کے حکم سے ایک روپیہ عید فنڈ بھی مقرر ہے۔ آخر عید کے دن بچوں اور عزیز و اقارب کو عیدی اور تحائف دیتے ہیں اسی طرح اس خوشی کے دن اسلام کا بھی کچھ حق ہے، لہذا احباب خاص توجہ اس فنڈ کی طرف مبذول فرمائیں اور عید فنڈ کے روپے جمع کرکے انجمن کے بیت المال میں بھیجدیں یہ حضرت صاحب کا حکم ہے اور ایک مالی جہاد ہے اسے استخفاف کی نظر سے نہ دیکھیں۔

(۹) احمدی جماعت کی تنظیم و توسیع کے لئے اپنی مساجد کا ہونا بہت ضروری ہے اس لئے عید کے موقعہ پر کچھ نہ کچھ مساجد فنڈ میں بھی دینا چاہیئے۔

قارئین پیغام صلح کی خدمت میں
عید مبارک
(ادارہ)

اخبار و افکار

قیامت کی علامات

ہفت روزہ "ایشیا" لاہور مؤرخہ ۲۳؍جنوری ۱۹۵۹ء رقمطراز ہے :-

"عصرِ حاضر کی مادی تہذیب جس شکل و انداز میں ارتقاء کر رہی ہے اس کا ایک پہلو تو وہ ہے جس پر اقبال مرحوم کے الفاظ میں اس طرح تبصرہ کیا جا سکتا ہے ؎

عشق ناپید و خرد مے گزدش صورت مار
عقل کو تابع فرمان نظر کر نہ سکا
ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
اپنی حکمت کے خم و پیچ میں اُلجھا ایسا
آج تک فیصلۂ نفع و ضرر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شبِ تاریک سحر کر نہ سکا

لیکن اس کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے جس کی طرف لوگوں کی کم نظر جاتی ہے، وہ یہ ہے کہ احادیث میں قربِ قیامت کی جو علامات بیان کی گئی ہیں۔ اُن کے آثار مادی تہذیب کی ان ترقیوں کے آئینے میں نظر آنے لگے ہیں۔ کیا عجب ہماری دنیا اس مرحلے میں داخل ہو رہی ہو جس کی خبر نبی صادق و مصدوق نے دی تھی ؟ یہ بات خدا ہی جانتا ہے کہ مرحلہ کتنی طویل مدت پر حاوی ہو گا۔ مستورد بن شداد راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں قیامت کے ابتداء میں بھیجا گیا ہوں۔ میں قیامت میں اتنا بڑھ گیا جتنا کہ یہ انگلی (درمیانی انگلی) اس انگلی سے (انگشت شہادت سے) بڑھی ہوئی ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے درمیانی اور شہادت کی انگلیوں کی طرف اشارہ کیا (ترمذی) یعنی درمیانی انگلی اور انگشتِ شہادت کی لمبائی میں جو فرق اور فاصلہ ہے اتنا فاصلہ نبیؐ کی بعثت اور قیامت کے درمیان ہے۔ اور بعثت نبویؐ کو اب تک چودہ سو برس سے زیادہ مدت گزر چکی ہے۔

قیامت کے علامات سے متعلق جس قدر احادیث کتب احادیث میں پائی جاتی ہیں۔ ان کے مضمون میں اختلاف کے باوجود دو باتیں مشترک ہیں۔ اول یہ کہ قیامت سے پہلے مادی ترقی اپنے عروج و کمال پر پہنچ جائے گی۔ دوم یہ کہ انسانی معاشرہ کا اخلاقی فساد انتہا کو پہنچ جائے گا۔ احادیث میں آخری زمانے کی اس مادی تہذیب کے زعیم کو دجال کے نام سے پکارا گیا ہے، دجال کے ظہور کے وقت مادی صنعتوں کی ترقی انتہاء کو پہنچ چکی ہو گی۔ اور انسان طبعی قوانین اور خلاء پر اس طرح حاوی ہو چکا ہو گا۔ کہ دجال جب چلے گا تو اس کی تیز رفتاری کا یہ عالم ہو گا کہ کالغیث استدبرتہ الریح (مسلم) گویا کہ وہ ایک بادل ہے جس کے پیچھے ہوا ہو۔ وہ چالیس راتوں کے اندر اندر روئے زمین پر گھوم پھر جائے گا فلا یبقی قریۃ الا ھبطھا فی اربعین لیلۃ کوئی قریہ ایسا نہ ہو گا جہاں وہ چالیس رات کے اندر اندر نہ اُترا ہو (مسلم) اسے ایسی قدرت حاصل ہو گی کہ اس کی آواز ہر ملک میں پہنچے گی۔

"ینادی بصوت لہ یسمع ما بین الخافقین" وہ ایسی آواز سے پکارے گا جسے زمین و آسمان کے دونوں کناروں کے درمیان رہنے والی مخلوق سنے گی (کنز العمال)

فضا بادلوں اور زمین کو وہ اس طرح مسخر کرے گا کہ جب چاہے گا پانی برسائے گا اور بنجر زمینوں کو آباد کرے گا۔

یامر السماء فتمطر والارض فتنبت۔ آسمان کو حکم دے گا تو بارش ہونے لگے گی۔ زمین کو حکم دیگا تو اس میں سبزہ اُگنے لگے گا۔
(کنز العمال)

وہ فضا اور خلا ہی کو نہیں بلکہ زمین کی پاتال تک کو بھی مسخر کرے گا۔ اور وہ اس کے سینے پر پوشیدہ ذخائر اُگلنے لگے گی۔

حتی انہ یمر بالخربۃ فیقول لہا اخرجی کنوزک فتتبعہ کنوزھا۔ اس کا گزر غیر آباد ویرانے میں ہو گا۔ اس سے کہے گا اپنے خزانے باہر نکال چنانچہ اس کے خزانے نکل کر اس کے پیچھے ہو لیں گے۔
(کنز العمال)

طبعی قوانین پر اسے قدرت حاصل ہو گی کہ وہ لوگوں کو مار کر زندہ کر دے گا۔ (مشکوٰۃ روایت نواس بن سمعان) دنیا کے اس آخری دور میں مادی و صنعتی ترقی کے اس کمال اور طبعی قوانین کی اس تسخیر کے ساتھ ساتھ معاشرہ میں جو شر و فساد اخلاقی انارکی اور کفر و طغیان پھیلے گا اس کا ذکر بھی احادیث میں کیا گیا ہے۔ انسؓ راوی ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا :-

"قیامت اس وقت آئے گی جب زمین میں کوئی اللہ کہنے والا نہ رہے گا۔ ابو داؤد میں ہے کہ دجال کے پاس ایک شخص آئے گا وہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو گا۔ مگر اسے دیکھ کر اس کے دل میں شبہات پیدا ہو جائیں گے اور وہ دجال کے متبعین میں شامل ہو جائے گا۔ اخلاقی فساد عورتوں میں اور لڑکیوں میں اس طرح پھیل جائے گا کہ لوگ اپنے گھروں میں انہیں باندھ رکھنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ معروفات اور منکرات کی تمیز اس طرح مٹ جائے گی۔ کہ ہر طرف شریر اور بدکار لوگ نظر آئیں گے اور نہ معروف .... کو معروف سمجھیں گے۔ نہ منکر کو منکر۔ عیش و عشرت کی زندگی ان کا اوڑھنا بچھونا ہو گا۔"
(مسلم)

ان احادیث کے آئینے میں کیا ان علامتوں کے آثار نظر نہیں آ رہے ہیں۔ جو قربِ قیامت کی بتائی گئی ہیں۔ مادیت کے علمبردار جس طرح فضا اور خلا کو مسخر کر لینے میں لگے ہوئے ہیں، طبعی قوانین پر جیسے انہیں روز بروز تسلط حاصل ہو رہا ہے۔ پھر اس مادی ترقی کے جلو میں بداخلاقی اور بے دینی کا جو طوفان اُمڈا آ رہا ہے۔ کیا وہ اس بات کی واضح شہادت نہیں ہے۔ کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے چودہ سو برس پیشتر جو کچھ فرمایا تھا وہ برحق ہے ؟

"پیغامِ صلح" :- معاصر ایشیا نے دجال کی جو علامات لکھی ہیں اور انہیں مادیت کے علمبرداروں پر منطبق کرتے ہوئے یہ اعلان کیا ہے کہ "احادیث میں آخری زمانے کی اس مادی تہذیب کے زعیم کو دجال کے نام سے پکارا گیا ہے"۔ یہ کوئی نیا انکشاف نہیں، آج سے ستر سال پہلے حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے اسی حقیقت کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلائی اور بتایا کہ دجال انہی اقوام اور گروہ کا نام ہے جو مادی تہذیب کی چکا چوند سے لوگوں کو متاثر کر کے صلیب پرستی کا سبق پڑھاتے ہیں۔ یہ سب سے پہلی آواز تھی جو قادیان کے گاؤں سے اُٹھی، لیکن علماء سے لے کر عوام الناس تک سب نے اس پر تمسخر اُڑایا آج وہی آواز چاروں طرف گونج رہی ہے، یہاں تک کہ "ایشیا" جیسے حضرت مرزا صاحب کے مخالف بھی اس کی تائید میں رطب اللسان ہیں کیا یہ حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا کھلا ثبوت نہیں ؟ کیا یہ اس بات کی شہادت نہیں کہ انہوں نے جو کچھ کہا وہ خدا سے علم پا کر کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے عین مطابق کہا کہ ایک مردِ خدا اُٹھے گا اور کہے گا کہ یا ایھا الناس ھذا الدجال الذی ذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور جانتے ہو اس مردِ خدا کا رتبہ رسول اللہ صلعم نے کیا بیان کیا ہے ؟ ذالک الرجل اقرب امتی منی درجۃ میری امت میں سے یہ شخص مرتبہ میں مجھ سے .... سب سے زیادہ قریب ہے، اور پھر فرمایا ھذا اعظم الناس شھادۃ عند رب العالمین۔ رب العالمین کے نزدیک یہ سب سے زیادہ شہادت کے مرتبہ پر ہے۔

کیا یہ حضرت مرزا صاحب کی صداقت اور بلند درجہ نبوت کا کھلا ثبوت نہیں ؟ کاش معاصر "ایشیا" اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرے ۔

اپنے نفسوں کا محاسبہ کرو اور معصیت سے بچو

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۳ر اپریل ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

للہ مافی السمٰوات ومافی الارض وان تبدوا مافی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ ...... وانصرنا علی القوم الکافرین — (البقرہ رکوع آخر)

جمعۃ الوداع کا دن

یہ جمعۃ الوداع کا دن ہے اس دن کو ایک خصوصیت حاصل ہے مسلمانوں کی توجہ آج اس بات کی طرف منعطف ہے کہ جناب الٰہی میں گر گر دعائیں کی جائیں اور اپنی اصلاح کی جائے۔ آج پچاس ساٹھ کروڑ مسلمان اپنے شہروں اور بستیوں کی مساجد میں جمع ہو رہے ہیں، حضور نبی کریم صلعم کے سوائے کوئی پیغمبر ایسا نہیں آیا، جس نے خاص خاص دنوں میں اجتماعی عبادت کا طریق اختیار کیا ہو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا پہ کتنا بڑا احسان ہے کہ انہوں نے اللہ تعالٰے کے ساتھ انسان کا تعلق استوار کرنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کے مواقع فراہم کئے۔ آج لوگ اللہ تعالٰے کے حضور میں استغفار کرتے اپنے گناہوں کی معافی چاہتے .. .. اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہیں۔

آخری عشرہ رمضان میں نبی کریمؐ کی عبادت گذاری

اس محاسبہ کی بنیاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈالی ہے، لکھا ہے فلما دخل العشر الاواخر شد مئزرہ واحیا لیلہ و ایقظ اھلہ۔ جب رمضان کے آخری عشرہ کے دن آتے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خصوصیت سے عبادت میں لگ جاتے، راتوں کو زندہ کر دیتے خود بھی عبادت میں لگ جاتے اور اہل خانہ کو بھی جگاتے کہ وہ بھی عبادت الٰہی میں مصروف ہوں۔

اصلاح کا موقعہ

غرض یہ بڑا بابرکت دن ہے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے پچاس ساٹھ کروڑ مسلمانوں کے لئے آج کے دن ایک ایسا موقعہ فراہم کر دیا کہ وہ جناب الٰہی میں خاص طور پر جھکیں اور استغفار کریں اور اللہ تعالٰے سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں، اور اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیں۔

اللہ تعالٰی کائنات کا موجد اور مالک ہے

یہ آیت جو میں نے پڑھی ہے، اس میں محاسبہ کا ذکر ہے وان تبدوا مافی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ، اور محاسبہ کے دلائل دیئے ہیں، فرمایا للہ مافی السمٰوات ومافی الارض یہ تمام کائنات اور اس کا ایک ایک ذرہ خدا تعالٰے کی ملکیت ہے، اسی نے اس کائنات کو پیدا کیا۔ موجد کو اپنی ایجاد کا پورا علم ہوتا ہے، وہ جانتا ہے، کہ کونسا پرزہ کس جگہ پر ہے اور وہ کیا کام کرتا ہے۔

خدا کے سوا کوئی حقیقی موجد نہیں

ایک شخص جو ایک مشین بناتا ہے وہ اس کے ایک ایک پرزے کا علم رکھتا ہے، اگرچہ لوگ حقیقی موجد نہیں، وہ جن چیزوں سے کام لے کر کوئی ایجاد کرتے ہیں، اُن کے خواص کا علم بھی کئی تجربوں کے بعد ان کو ہوتا ہے، کئی دھاتوں کو تباہ کرنے کے بعد وہ کوئی ایجاد ان سے کر سکتے ہیں، خدا تعالٰے نے جو استعدادیں انسان کو دے رکھی ہیں علم آدم الاسماء ان سے جب وہ کام لیتا ہے تو کوئی علمی بات منکشف ہوتی ہے، اس کو فی الحقیقت ایجاد نہیں کہہ سکتے انکشاف کہا جا سکتا ہے۔

امریکن میزائلوں کے اثرات

اگر یہ لوگ فی الحقیقت موجد ہوتے تو آج میزائلوں سے جو تباہی آرہی ہے اور جو بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں وہ ان پر کنٹرول رکھتے لیکن ان پر ان کا قطعاً کوئی کنٹرول نہیں۔ امریکہ کے ماہرین نے لکھا ہے کہ اہل امریکہ پچاس ہزار انسان ان میزائلوں کے اثرات کے باعث طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو جائیں گے وہ لکھتے ہیں ان میزائلوں نے جو غبار فضا میں پیدا کر رکھا ہے وہ زمین پر اتر رہا ہے جس سے جاندار بری طرح متاثر ہوں گے۔

خدا تعالٰے کو کائنات کے ذرہ ذرہ کا علم ہے

لیکن خدا تعالٰے جو تمام اشیا کا موجد اور خالق ہے، اس کا علم محیط ہے، وہ ہر شئے کے اندرونی خواص اور اس کی حرکات و سکنات کو بخوبی جانتا ہے ..... انسان کو بھی اسی نے بنایا ہے اور اس کے جسم کے ایک ایک ذرہ کا اسے علم ہے اسی لئے فرمایا کہ زمین، آسمان اور جو کچھ ان کے اندر ہے ان سب کا خالق اور موجد ہونے کی وجہ سے وہ اس کے درست تصرف میں ہیں اور وہ ان کے بیرونی اور اندرونی خواص کو جانتا ہے الا یعلم من خلق بھلا وہ نہ جانے جس نے خلق کیا۔

زمین اس کائنات کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے، پھر اس کے اندر انسانوں کی آبادی بہت ہی کم ہے۔ انسان کی نسبت بہت زیادہ تعداد میں بے شمار کیڑے مکوڑے اس میں پائے جاتے ہیں، بے شمار پرندے ہیں اور مچھلیاں اتنی ہیں کہ حد و شمار نہیں، ان کے مقابل میں انسان کی تعداد بہت ہی کم ہے بھلا وہ ان کو کیوں نہ جانے جبکہ اس کائنات کے ایک ایک ذرے کا اسے علم ہے

اللہ تعالٰی کی طرف سے اعمال کا محاسبہ

اسی لئے فرمایا ان تبدوا مافی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ۔ جو کچھ تمہارے دلوں کے اندر ہے اس کو ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ تعالٰی اس کا محاسبہ کرے گا فیغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء پھر جس کے اعمال اچھے ہوں گے اُن کی مغفرت فرمائے گا، اور جو عذاب کے لائق ہوں گے وہ عذاب کے مورد ہوں گے، بعض لوگ اس قابل ہوتے ہیں کہ اُن کے لئے مغفرت کا حکم جاری کیا جائے لیکن بعض ایسے بھی ہوں گے جو مغفرت کے قابل نہیں ہونگے۔ اُن پر عذاب کا حکم جاری ہوگا۔ واللہ علی کل شیء قدیر وہ موجد ہے اس لئے قدرت تام رکھتا ہے ایسے بادشاہ کو اگر خوش کر لو تو بیڑہ پار ہے لیکن اگر ایسے بادشاہ کی جو زمین و آسمان کا خالق ہے، اور اس کے رحم و کرم کی انتہا نہیں نافرمانی کرو تو پھر عذاب کے سوائے کیا نتیجہ ہے۔

حدیث قدسی

حدیث قدسی میں ہے (حدیث قدسی وہ ہے جس میں اللہ تعالٰے کی جانب سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم روایت کریں) فرمایا یا عبادی انما ھی اعمالکم احصیھا ثم اوفیکم فمن اصاب خیرا فلیحمد اللہ ومن اصاب شرا فلا یلومن الا نفسہ۔ اے میرے بندو میں نے تمہارے اعمال گن رکھے ہیں پھر ان کا پورا پورا تم کو بدلہ دیتا ہوں، ان کو پھل لگتا ہے اور میں ان کو پورا پھل دیتا ہوں، جس کا پھل اچھا ہے وہ شکر کرے جس قدر اعلٰے درجہ کی استعدادیں انسان کو دی ہیں اگر اُن کو اچھی طرح استعمال کرے اور اچھے اعمال بجا لائے، اپنے اردگرد دیکھے اور اسے نظر آئے کہ دوسرے لوگوں کی استعدادوں اور ان کے اعمال کو اچھا پھل نہیں لگا تو اسے چاہیئے کہ خدا کا شکر بجا لائے۔

اپنا محاسبہ خود کرو

آج کے دن موقعہ ہے کہ ہر مسلمان اپنا محاسبہ کرے اگر انسان خود اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے تو بہترین اعمال اس سے صادر ہوں گے، کوئی پیر، کوئی سجادہ نشین انسان کے اعمال کو بہتر نہیں بنا سکتا، یہ انسان کا اپنا کام ہے کہ اپنے اعمال کو درست کرے، لیکن وہ لوگ جو گناہوں کے اندر لتھڑے ہوئے ہیں، جن کی زندگیاں حرام خوری کی عادی بن چکی ہیں، ان کے اعمال اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ ایسا وعظ سنیں، انہیں غور کرنا چاہیئے، اور آج کے دن سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

پاکستان کے تباہی خیز حالات اور مارشل لاء

آج پاکستان میں مکاری، بے ایمانی اور حرام خوری کی وجہ سے ایک زلزلہ آیا ہوا ہے، ایک ایک دل کے اندر لکھی دیوی کا بت رکھا ہوا ہے اور وہ اس کی پرستش میں

مصروف ہیں، وہ زلزلہ جو زمین کے اندر سے لاوا پھوٹنے کی وجہ سے آتا ہے اس سے تو کچھ مکانوں ہی کو نقصان پہنچتا ہے لیکن جب حرام خوری اور بے ایمانی کے لاوہ سے جو زلزلہ آتا ہے اس سے قومیں اور ملک تباہ ہو جاتے ہیں، پاکستان ایک اسلامی ملک کی حیثیت سے قائم ہوا تھا، لیکن ہوا یہ کہ چوٹی کے آدمیوں نے، پھر ان کے ماتحتوں نے اور پھر کلرکوں اور چپراسیوں نے عوام کے مال سے اپنی جیبیں بھرنی شروع کر دیں، اگلے دن ایک بہت بڑا آدمی پکڑا گیا جس نے ٹھیکے میں ناجائز تصرف سے بہت بڑی دولت پیدا کی، اور یہ تو عام روزانہ کا روز مرہ والی ہے کہ مثلاً دس لاکھ ٹھیکہ میں چار لاکھ کام پر خرچ ہو اور باقی بانٹ لیا جائے، دولت کی حرص و ہوا نے انسان کو اندھا کر رکھا ہے ارءیت الذی من اتخذ الٰھہ ھواہ - حرص و ہوا کو معبود بنا لیا گیا ہے یہ بڑا خطرناک زلزلہ ہے، جو پاکستان میں آیا ہے، لوگوں میں فراڈ بے ایمانی، دھوکا بازی عام ہو گئی ہے جس کی وجہ سے یہ ملک تباہی کے گڑھے میں گرنے والا تھا، لیکن خدا تعالےٰ نے وطن عزیز کو بچانے کے لئے مارشل لا کا نفاذ کرا دیا جس کے باعث ملک و ملت تباہی سے بچ گئے۔ اس سے پہلے یہ حالات تھے کہ کسی بے ایمان کو پکڑا گیا تو بڑے بڑے آدمی اس کے حامی بن گئے۔

نبی کریم صلعم کا عدل وانصاف

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا ولا تکن للخائنین خصیما خائنوں کی حمایت میں جھگڑا نہ کرنا۔ حدیث میں ایک واقع بیان ہوا ہے کہ ایک انصاری نے ایک زرہ بکتر چرائی، زرہ بکتر اس زمانہ میں بہت بڑی دولت سمجھی جاتی تھی۔ جب اسے اندیشہ ہوا کہ پکڑا جائیگا تو ایک یہودی کے گھر میں اسے ڈال دیا وہ انصار یوں...... میں سے تھا۔ جب زرہ بکتر یہودی کے گھر سے نکلی تو اس نے کہا کہ یہ میرا کام نہیں اور اسے معلوم ہو گیا کہ طعمہ انصاری کا کام ہے اس پر طعمہ کی قوم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ یہودی کافر اور بے ایمان ہے، اسی کو سزا ملنی چاہیئے، انصاری وہ لوگ ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دی ہے، لیکن آنحضرت صلعم نے اس کی پرواہ نہ کی اور تحقیقات کرنے پر جب ثابت ہو گیا کہ جرم یہودی کا نہیں بلکہ انصاری کا ہے تو یہودی کو بری کر دیا اور انصاری کو سزا دی۔

حضرت عمرؓ کا عدل

اللہ اللہ یہی وہ چیز ہے جس سے اسلام پھیلا یا عدل و انصاف کے ان واقعات کے نتیجہ میں اسلام دلوں کے اندر گھر کرتا چلا گیا۔ اسی طرح فاتح مصر عمرو بن العاص کے بیٹے نے ایک مصری عیسائی کو ناجائز طور پر پیٹا۔ حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع ملی، تو انہوں نے ان دونوں کو مدینہ میں طلب کیا اور فاتح مصر کے بیٹے کو سزا دی۔ بڑے لوگوں کی وجہ سے بھی تباہی آتی ہے، عدل اور انصاف کا تقاضا ہے کہ جرم کی سزا دینے میں کسی کی رعایت نہ کی جائے۔

پیغمبر اور بادشاہ کو عدل و انصاف کا حکم

داؤد علیہ السلام پیغمبر ہیں، انہیں حکم ہوتا ہے یا داؤد انا جعلنٰک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق اے داؤد ہم نے تجھے زمین میں بادشاہ بنایا ہے۔ لیکن اس بادشاہت کے کچھ فرائض ہیں، لوگوں میں تم نے عدل و انصاف کرنا ہے ولا تتبع الھوٰی خواہشات کا بندہ نہیں بننا، اگر اپنے لئے محلات بنا لوگے، اور عیش و عشرت کے سامان جمع کر لو گے، دولت جمع کرنے میں لگ جاؤ گے۔ یا اپنے رشتہ داروں کو مالا مال کرنے کے ارادے کرو گے یا اپنی پارٹی مضبوط کرنے کے لئے بے جا مصارف کرنے کی طرف توجہ کرو گے تو یہ عدل کے خلاف اور حرص و ہوا کی پیروی ہے، پیغمبری آسان چیز نہیں، حاکم بننا آسان نہیں فیضلک عن سبیل اللّٰہ، خواہشات کی پیروی اللہ کے رستہ سے ہٹا دے گی، ان الذین یضلون عن سبیل اللّٰہ لھم عذاب شدید وہ لوگ جو خدا کے رستہ سے ہٹ جاتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے۔

مسلمانوں کے اخلاق کا اثر

یہ اخلاق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو سکھائے اور اس میں ایسی برکت پیدا ہوئی کہ آپ کی قوم کے اعمال کو جو بھی دیکھتا فدا ہو جاتا، انہی اخلاق و اعمال کو دیکھکر لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو گئے۔ اس لئے اپنا محاسبہ کرو کہ ہم کہاں تک ان اخلاق کے مالک ہیں جو اسلام میں لوگوں کو لانے کا موجب ہو سکتے ہیں۔

معصیت کے خلاف حضرت نبی کریمؐ کے ارشادات

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من حاسب نفسہ فی الدنیا لم یحاسبہ اللّٰہ فی الاٰخرۃ جس نے اپنے نفس کا محاسبہ کر لیا۔ اللہ تعالےٰ اس کا آخرت میں محاسبہ نہیں کرے گا۔ اگر کوئی دشمن چڑھ کر آ جائے، تو اس سے مقابلہ کے لئے کتنی تیاری کرتے ہو، کتنی محنت مشقت سے کام لیتے ہو، نفس سب سے بڑا دشمن ہے، اس کا مقابلہ سب سے زیادہ ضروری ہے، فرمایا جاھدوا اھواءکم کما تجاھدون اعداءکم اپنی خواہشات نفس کا مقابلہ کرو جس طرح اپنے دشمن کا مقابلہ کرتے ہو، انسان کا نفس اس کا سب سے بڑا دشمن ہے، اس لئے اپنے نفس سے جنگ کرو، اگر گناہ کی زندگی بسر کرو گے تو اللہ تعالےٰ کی نعمت چھن جائے گی، عزت جاتی رہے گی۔ جوانی کی خوبصورتی جاتی رہے گی۔ صحت برباد ہو گی، دولت برباد ہو گی اور عزت برباد ہو گی، ان الذنوب تغیر النعمۃ گناہ سے اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی نعمت جاتی رہتی ہے اللہ تعالےٰ کا تو کچھ نہیں بگڑتا ساری دنیا اسے گالی دے تو اس کا کچھ بھی نہیں بگڑتا۔ گناہ کی زندگی انسان کے اپنے نقصان کا موجب ہوتی ہے تھوڑے دن ہوئے ایک ہٹا کٹا امیر آدمی فوت ہو گیا معلوم ہوا وہ ایک ایسی چیز کھانے کا عادی تھا جو حظ نفس کا موجب ہے لیکن وہ انسان کی صحت کو بگاڑنے والی ہے گناہ سے دولت بھی برباد ہوتی ہے اور صحت بھی برباد ہوتی ہے، اسی واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکام کو معاصی سے بچنے کی تاکید کی، یا معاذ ایاک والمعصیۃ اے معاذ خبردار گناہ کے قریب نہ جانا فان المعصیۃ حل سخط اللّٰہ گناہ اور معصیت سے اللہ تعالےٰ کا غضب نازل ہوتا ہے، اور فرمایا جس طرح عرب میں سموم چلتی ہے تو جسم جل جاتا ہے اسی طرح گناہ سے انسان کا سب کچھ تباہ ہو جاتا ہے اور فرمایا اپنی زبان کو تھامے رکھو اس کے متعلق حصائد کا لفظ استعمال کیا جس کے معنے درانتی کے ہیں یعنی زبان کی درانتی نہ چلاؤ، لوگوں پر تہمت نہ لگاؤ، اسے قابو میں رکھو، قولوا للناس حسنًا لوگوں کے متعلق اچھی باتوں کی تشہیر کرو، اس سے محبت بڑھتی ہے، اتحاد پیدا ہوتا ہے، اور اس کے بغیر تباہی لازمی ہے۔

تکمیل مضمون

امام رازی نے ان آیات کی تفسیر کئی صفحات میں بیان کی ہے وہ ان کی تفسیر میں بڑی لذت لیتے ہیں، انہوں نے لکھا ہے کہ سورت کے شروع میں فرمایا تھا یومنون بالغیب۔ اور سورۃ کے آخری رکوع میں بھی خدا پر ایمان لانے کے دلائل دیئے ہیں، شروع میں اگر غیر اقوام کو متحد کرنے کے لئے ان کے مذہبی رہنماؤں پر ایمان لانے کا حکم ہے تو اس رکوع میں بھی وہی تلقین کی گئی ہے اگر ابتدا میں آخرۃ کا ذکر ہے تو اس رکوع میں بھی اس کا ذکر موجود ہے ان تمام امور پر خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایمان لائے اور ان کے متبعین نے بھی ایسا ہی کیا فرمایا اٰمن الرسول بما انزل الیہ والمؤمنون، اس کو کہتے ہیں تکمیل مضمون، کہ جس بات سے مضمون شروع کیا تھا۔ آخر میں پھر اس کو بیان کر کے تکمیل کر دی، دوسری جگہ فرمایا والذین یخشون ربھم بالغیب، یہ بڑا بھاری مضمون ہے جو امام رازی نے لکھا ہے اور لکھا ہے کہ پہلے صفحہ پر فرمایا تھا ومما رزقنٰھم ینفقون جو کچھ ہم نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں، اور یہاں فرمایا کہ خیرات کو اپنی قوم تک محدود نہیں رکھتے بلکہ دوسری قوموں کو اس میں شامل کرتے ہیں کل اٰمن باللّٰہ وکتبہ ورسلہ سب قوموں اور رسولوں پر ایمان لاتے ہیں پھر پہلے صفحہ پر ایمان بالآخرۃ کا ذکر ہے وبالاٰخرۃ ھم یوقنون، اور یہاں بھی فرمایا غفرانک ربنا والیک المصیر، اعمال کی وجہ سے نہیں بلکہ تیری رحمت کی وجہ سے بخشے جائیں گے۔ آخر میں دعا سکھائی ہے جس کا مضمون لمبا ہے، اس لئے اس کو پھر بیان کروں گا ؏

مکتوب ووکنگ

مولانا محمد یعقوب خان صاحب امام شاہجہان مسجد ووکنگ (انگلستان)

قرآنی حقائق آرچ بشپ کی زبان پر۔ تبلیغ مسیحیت کی ایک نئی تحریک۔ ایک نئے مسیحا امریکہ میں ایک "اللہ" اور اس کا "رسول"۔ تعلیم اسلامی کے کرشمے دو [illegible]

ووکنگ ۲۵ رمارچ ۱۹۵۹ء

مکرمی ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح"

آبزرور (OBSERVER) نامی یہاں ایک مشہور اخبار ہے جو اتوار کو نکلتا ہے۔ اور کئی لاکھ کی تعداد میں چھپتا ہے۔ بڑے اونچے اور سنجیدہ طبقہ میں پڑھا جاتا ہے۔ اس کے اداریئے اور مقالے پڑھنے کے لائق ہوتے ہیں۔ گزشتہ دو اشاعتوں میں پے در پے یہ اخبار آرچ بشپ آف کنٹربری (ڈاکٹر فشر) سے اپنے نامہ نگار کی گفتگو شائع کر رہا ہے۔ پہلے انٹرویو کا موضوع تھا کہ "کن حالات میں لازمی ہے کہ ایک عیسائی اپنی آواز لوگوں تک پہنچائے"۔ یہ بڑے دلچسپ سوالات و جوابات ہیں۔ ڈاکٹر فشر صرف ایک فاضل آدمی نہیں ہے۔ بڑا نیک دل انسان ہے۔ اور بڑی دیانت داری سے ہر معاملہ پر اظہار خیال کیا کرتا ہے۔ پچھلی برطانوی حکومت نے سویز پر حملہ کیا اور جو جارحانہ حملہ کیا۔ تو چرچ آف انگلینڈ کے اس امیر کبیر نے بلاخوف اس کی مذمت کی۔ غالباً اسی سلسلہ میں یہ سوال بھی اٹھا کہ آیا پادری لوگوں کو جن کا سروکار مذہبی معاملات سے ہونا چاہیئے ملکی معاملات میں دخل دینا چاہیئے یا نہیں۔ اور آبزرور کے انٹرویو میں بھی اسی مسئلہ پر مزید روشنی ڈالنا مقصود ہے۔ اسی قبیل کے اور مثالیں بھی ہیں جن میں عیسائیت کی تعلیم اور عیسائی مملکتوں کا عمل باہم متصادم نظر آتے ہیں۔ جنوبی افریقہ میں رنگ و نسل کا امتیازی قانون اور ہائیڈروجن بم کا بنانا اور اس کا امتحاناً چلانا، اسی قسم کے مسائل ہیں جو عیسائی منبر کے لئے چیلنج بن کر طالب جواب ہیں۔

قرآنی حقائق آرچ بشپ کی زبان پر

ڈاکٹر فشر کے بہت سے جوابات نہایت خوبصورت ہیں اور اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ عیسائیوں میں روشن ضمیری یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ گو ان کا مذہب تو مسائل زندگی میں ان کی رہنمائی سے تہی دست ہے تاہم وہ اپنی فطرتی کوشش سے جن حقائق تک پہنچ جاتے ہیں وہ بس وقت بہو بہو اسلامی ہوتے ہیں۔ اور اس طرح اس آیت قرآنی کی تصدیق کرتے ہیں کہ کوئی بھی فطرت سعید اور عقل سلیم کی روشنی ہاتھ میں لیکر حق کی تلاش میں نکلے تو اللہ تعالےٰ اس کی رہنمائی کرتا ہے۔ انٹرویو زیر بحث میں وہ اسی قسم کے اسلامی جواہر تابناک غیر شعوری طور پر آرچ بشپ صاحب کی زبان سے ٹپک پڑے ہیں۔

ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ "ایک سچے عیسائی کو لازم ہے کہ ہر ایک انسان کو خواہ وہ اس کا اس وقت دشمن ہو اس نظر سے دیکھے کہ یہ میرا ہونے والا دوست ہے اور کبھی اس کوشش میں کوتاہی نہ کرے کہ اسے اپنا دوست بنائے"

یہ وہ صداقت ہے جو قرآن نے چودہ سو سال پہلے اس آیت میں بیان کر دی:۔

ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی
بینك و بینہ عداوۃ كانہ
ولی حمیم

ایک اور سوال کے جواب میں اس بات پر زور دیا کہ تمام بین الاقوامی تنازعات باہم گفتگو سے طے کرنے چاہئیں اور ایک عیسائی کے لئے لازمی ہے کہ گفتگو میں خسارہ برداشت کر کے بھی سمجھوتا کرے۔ ظاہر ہے کہ صلح حدیبیہ میں نبی کریم صلعم نے یہی سبق سکھایا ہے جس کی تلقین آج ایک آرچ بشپ صاحب کر رہے ہیں۔

عمل اسلام پر پرچار عیسائیت کا

مگر ایک جگہ آ کر آرچ بشپ صاحب کی ساری ہوشیاری جواب دے دیتی ہے اور کچھ جواب بن نہیں آتا۔ جب ان سے یہ سوال کیا گیا کہ یہ جو ہمارے سیاستدان ملک کے دفاع کے لئے آتشیں اسلحہ بناتے جا رہے ہیں اور ہائیڈروجن بم کے ٹسٹ بھی کرتے رہتے ہیں۔ یہ کس طرح مسیح کی عدم مدافعت کی تعلیم سے ہم آہنگ ہو سکتا ہے۔ یہاں آ کر ڈاکٹر فشر رہ گئے۔ فرمانے لگے، ملک کا دفاع سیاستدانوں کا کام ہے۔ یہ ان کا کام ہے جیسے وہ مناسب سمجھیں دفاع کا سامان کریں۔ وہ پادریوں کے دائرہ عمل سے باہر چیز ہے۔ ہاں جیسے ہم انکے دائرہ عمل میں دخل دینے کے مجاز نہیں کو وہ ہمارے دائرہ میں دخل نہیں دے سکتے۔ ہم مذہبی سطح پر ان کے فعل کو برا کہیں گے اور کہتے جاویں گے اور ان کو چاہیئے کہ وہ اپنا کام کرتے جاویں جو دفاع کے متعلق ان کا فرض منصبی ہے یعنے ان کو سامان جنگ مہیا کرنے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔ اور ہم پادریوں کو ان کے اس فعل کی مذمت کرتے جانا چاہیئے۔

یہ ہے وہ گورکھ دھندہ جس میں ایک نامکمل تسلیم نے جو کسی حالت میں بھی جنگ کی اجازت نہیں دیتی آرچ بشپ کو پھنسا دیا ہے "لائٹ" میں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے میں نے لکھا ہے کہ کیا بالفاظ دیگر یہ اعلان اس کے مترادف نہیں کہ ہمارے سیاستدان تو اسلام کی تعلیم پر عمل کریں مگر ہم وہی مرغے کی ایک ٹانگ عدم مدافعت کی رٹ لگاتے جاویں گے۔

اس سے اگلے اتوار کے آبزرور میں انٹرویو کا موضوع یہ ہے کہ:۔

"کن حالات میں ایک عیسائی کو خاموش رہنا چاہیئے"

تبلیغ عیسائیت کی ایک نئی تحریک

ووکنگ مشن کے روز افزوں اثر و رسوخ سے اسلام کی جو رو اس ملک میں چل پڑی ہے اس کی روک تھام کے لئے اب ایک باقاعدہ سوسائٹی بنی ہے جس کا نام ..... Fellowship of Faith for Muslims ہے یعنے مسلمانوں کو عیسائیت کی تعلیم پہنچانے والی انجمن۔ اس سوسائٹی کی طرف سے کئی ایک چند ورقہ پمفلٹ جن کی چھپائی نہایت دیدہ زیب ہے شائع کئے گئے ہیں۔ ان سب کا روئے سخن احمدیہ لٹریچر کی طرف ہے۔ اور اسی کی تردید پر سارا زور لگایا ہے۔ مولانا محمد علی صاحب کی تصانیف کے حوالجات پر تنقید ہے کچھ "لائٹ" سے اقتباسات ہیں۔ ایک پمفلٹ جو اس وقت میرے سامنے ہے، اس کا نام ہے A FALSE MESSIAH یعنے ایک جھوٹا مسیح۔ سرورق پر حضرت مرزا صاحب کی تصویر ہے۔ یہ سولہ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں حضرت صاحب کی زندگی اور دعاوی اور عیسائیت کے مقابل دلائل، پیشگوئیوں اور تحریک کے دو فریق میں منقسم ہو جانے کے متعلق چند سطوری تبصرہ ہے۔ حضرت صاحب کی زندگی کے متعلق جو کچھ لکھا ہے۔ اس سے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ گو آغاز زندگی سے ہی میلان طبع دین کی طرف تھا اور دنیا سے دل بیزار تھا مگر ہوتے ہوتے یوں معلوم ہونے لگا گویا انہیں کوئی دماغی عارضہ ہو گیا ہے۔ ملاؤں کو برا کہتے ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو توہمات میں مبتلا کر رکھا ہے۔ مگر ساتھ ہی سر سید احمد خاں جیسے ترقی پسندوں کی بھی اس لئے مخالفت کی کہ وہ بعض اسلامی تعلیمات کا ماخذ یہودیت اور نصرانیت سمجھتے تھے۔ مرزا صاحب کے نزدیک اس خیال سے قرآن کی حیثیت بطور کلام الہیٰ کو ضعف پہنچتا تھا۔

سلسلہ میں اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب مرزا صاحب کے لڑکے نے اپنے والد کی طرف نبوت کا مقام منسوب کیا تو مولانا محمد علی مرحوم کی سرکردگی میں جماعت کا ایک حصہ الگ ہوا اور لاہور میں اپنا علیحدہ مرکز اس مقصد کو لے کر قائم کیا کہ وہ بانی سلسلہ کے صحیح مقام (یعنے کہ وہ ایک مجدد تھے) کو برقرار رکھیں گے۔ فریق لاہور کا استدلال یہ تھا کہ چونکہ نبوت محمدی آخری نبوت ہے، اس کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

آگے لکھا ہے کہ گو دونوں جماعتیں تبلیغی سرگرمیوں میں لگی ہوئی ہیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ برطانیہ اور امریکہ میں جو گروہ خاص طور پر اثر انداز ہو رہا ہے وہ لاہوری گروہ ہے۔

آگے لکھا ہے کہ دونوں گروہوں کو ملا کر احمدیوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ دس لاکھ ہوگی جو دنیا کی مسلمان آبادی کا ایک حقیر ترین جزو ہے مگر ان کے اثرات کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ دوسرے خیالات کے مسلمان بھی جو احمدیوں کو برا سمجھتے ہیں جب عیسائیت کے مقابلہ پر آتے ہیں تو احمدیوں ہی کے استدلال سے کام لیتے ہیں۔

پمفلٹ نگار نے افسوس کا اظہار کیا ہے کہ ترقی پسند لاہوری گروہ نے بھی حضرت مسیح کے مقام کو گرانے میں بانی سلسلہ کی پیروی کی ہے۔ ساتھ ہی مانا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے یہ وضاحت بھی کر دی ہے کہ جو کچھ ہم نے مسیح کے متعلق لکھا ہے وہ قرآن میں مذکور ابن مریم کے متعلق نہ تھا بلکہ انجیل میں مسیح کا جو نقشہ کھینچا ہے اس کے متعلق تھا۔ اور یہ تلخ نکتہ چینی بھی نہ کرتے اگر عیسائی پادری نبی کریمؐ پر گندے حملے کر کے ہمارا دل نہ دکھاتے۔

پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے مانا ہے کہ لیکھرام میعاد مقررہ کے اندر عیدالاضحیٰ کے اگلے ہی دن قتل ہوا جیسے پیشگوئی کے الفاظ میں بتایا تھا۔ ہاں عبداللہ آتھم والی پیشگوئی کے متعلق لکھا ہے کہ وہ پوری نہیں ہوئی، مسیح کے ہندوستان آنے کا خیال مصنف کے نزدیک مرزا صاحب نے ایک روسی سیاح نکولس نوتووچ کی کتاب "مسیح کی نامعلوم زندگی" سے لیا۔ لکھا ہے یہ مصنف ۱۸۸۷ء میں لداخ گیا اور یہ دعوے کیا کہ ہمالیہ کے بدھ مندر میں ایک پرانا دستی نسخہ ملا جس میں لکھا تھا کہ مسیح جوانی کی عمر میں ہندوستان آئے تھے۔

اخیر پر لوگوں کو متنبہ کیا ہے کہ ووکنگ اور ساؤتھ فیلڈ کی مسجدوں سے جو رسالے یا کتابیں انہیں پہنچیں ان سے خبردار رہیں۔

صلیب کو توڑنے مت دو

ایک اور ۱۶ صفحات کا پمفلٹ بھی میرے سامنے ہے۔ اس کا نام ہے "مسلمانوں کی طرف مسیح کا سفیر" Christ's Ambassador to Muslims۔ اس کے پہلے صفحہ حضرت مرزا صاحب کے یہ الفاظ دیئے ہیں:

"دوستو! سنو! یہ میری آخری وصیت ہے اچھی طرح یاد رکھو۔ تم عیسائیوں کے تمام دلائل کو ایک ہی وار سے گرا سکتے ہو انہیں ثابت کر کے دکھا دو کہ مسیح ابن مریم ہمیشہ کے لئے مر گیا ہے۔ اسی ایک دلیل سے تمہیں فتح حاصل ہو گی اس سے عیسائیت روئے زمین سے مٹ جائے گی۔ لاطائل جھگڑوں کے دردسر میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ فقط مسیح کی موت پر سارا زور لگا دو جس دن تم عیسائیوں کے دلوں پر یہ نقش کر دو گے کہ مسیح مُردوں کی صف میں جا ملے اس دن تم جان لو کہ مسیحیت کا بستر دنیا سے گول ہو گیا"

یہ انگریزی الفاظ کا میرا ترجمہ ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ حضرت صاحب کے اصل الفاظ کیا ہیں۔ بہرحال یہ الفاظ ایک خاص غرض سے نقل کئے ہیں۔ وہ غرض یہ ہے کہ مسیحی مشنریوں کو بتایا جائے کہ تم جو دلدار کا طریق اختیار کر کے مسلمانوں میں تبلیغ کرتے ہو وہ سب بیکار ہیں۔ تم احمدیوں سے سبق سیکھو۔ وہ ایک ہتھیار کو عیسائیت کے خلاف کاری سمجھتے ہیں یعنے مسیح کی موت۔ تم بھی مسلمانوں کے حلق میں عیسائیت ایک ہی ہتھیار سے اتار سکتے ہو یعنے یہ کہ مسیح مرا اور مر کر زندہ ہوا اور ابدالآباد تک زندہ رہے گا اور اس طرح وہ بنی نوع انسان کا واحد نجات دہندہ ہے۔ اور اس پر ایمان لائے بغیر کوئی نجات نہیں گویا اب اسلام اور عیسائیت میں فیصلہ کن ایشو ( ) اس سوسائٹی کے نزدیک ایک ہی بن گیا ہے۔ اور ان کے نزدیک اسی پر سارا زور صرف کرنا چاہیئے یعنے یہ کہ احمدیت کے اس دعوے کی تردید ثابت کی جائے کہ مسیح صلیب ....

....

....

..............................) پر فوت ہی نہیں ہوئے۔ یہ گویا احمدیت کی فتح کا اعلان ہے اس رسالہ میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ باقی سب دلائل جو عیسائیت کے حق میں پیش کئے جاتے ہیں ہیچ ہیں۔ تضیع اوقات ہے۔ اصل چیز جو مابہ النزاع ہے۔ وہ حضرت مسیح کی صلیبی موت ہے۔ احمدیت نے اس کو غلط ثابت کر کے گویا صلیب کو ہی توڑ کر رکھ دیا ہے۔ اب عیسائیوں کا سارا زور اس پر لگنا چاہیئے کہ اس ٹوٹی ہوئی صلیب کو دوبارہ جوڑا جائے اور ثابت کیا جائے کہ حضرت مسیح کی موت یقیناً صلیب پر واقع ہوئی، اور مرنے کے تیسرے دن وہ زندہ ہو کر آسمان پر جا کر خدا کے پاس بیٹھ گئے"۔ یکسر الصلیب والی پیشگوئی کس شان سے پوری ہوئی ہے۔ خود عیسائی پادریوں کا دل چلا اٹھا ہے کہ مرزا صاحب نے مسیح کی صلیبی موت کا بطلان اور طبعی موت کی حقانیت ثابت کر کے عیسائیت کی جڑیں ہلا دی ہیں اور صلیب کو توڑ کر رکھ دیا ہے، کفارہ کے عقیدہ پر جو اتنی بڑی عمارت کھڑی کی ہے۔ وہ اس سے سرنگوں ہو جاتی ہے۔

ایک نئے مسیحا

ایک اور تحریک .... جو اس ملک میں قدم رکھنے لگی ہے، اس کا ذکر بھی قارئین کے لئے موجب دلچسپی ہو گا۔ اس تحریک کا نام سبودی تحریک ہے۔ اس کے بانی جاوا کے رہنے والے ایک صاحب محمد صبوح ہیں۔ اس کا دعوے یہ ہے کہ روحانیت کا نفوذ دنیا میں اب صبوح صاحب کے ذریعہ ہو گا۔ بے شمار عجائبات ہیں جن کا وقوع ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کس طرح لاعلاج مریض ان کی محض توجہ سے شفایاب ہو جاتے ہیں۔ ان کی سکھائی ہوئی باطنی مشقوں سے عجیب غریب قلبی واردات اور تجلیات مریدوں کے تجربہ میں آتی ہیں۔ اب دنیا میں روحانیت کا یہ ایک ہی سرچشمہ ہے اور جس اوتار یا مسیحا کے ظہور کی دنیا کے تمام مذاہب کو اس آخری دور میں انتظار تھی وہ محمد صبوح صاحب ہی ہیں انگریزی میں دو کتابیں اس تحریک پر شائع ہوئی ہیں، ایک کا نام The Path of the Subud (سبودیت کا راستہ)۔ دوسری کا نام ہے Concerning Subud (درباره سبودیت) پہلی کتاب کے مصنف ایک انگریز نومسلم حسین روفے نامی ہیں۔ دوسری کا ایک انگریز بلینٹ نامی ہے۔ ہر ایک دعویدار ہے کہ صبوح صاحب نے مغربی ممالک کے لئے مجھے اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے اور میں ہی روز ازل سے اس کام کے لئے چنا گیا ہوں کہ اس آخری دور کے اس عظیم الشان روحانی پیشوا کا مغربی دنیا سے تعارف کراؤں۔ سبود تحریک اسی کا نام ہے مگر اس کا تعلق بانی کے نام سے نہیں۔ یہ سنسکرت کے تین الفاظ سوسیلا، بدھی اور دھرم کے ابتدائی حروف کا مجموعہ ہے۔ جن کے معنے ہیں اچھے اخلاق، الہیٰ تجلی اور نیک عمل۔ —— مذہب کی کوئی پابندی نہیں ہر ایک آدمی اپنے مذہب میں رہ کر اس تحریک میں شامل ہو کر اکتساب فیض کر سکتا ہے۔ حسین روفے صاحب نے اپنے تجربات بیان کئے ہیں کہ صبود صاحب سے ٹریننگ لینے کے بعد انہیں حاصل کیا ہوا قسم قسم کی نامعلوم زبانیں بولنے لگے۔ پرندوں کی بولیاں بولنے لگے، مختلف قسم کے ناچ ناچنے لگے۔ اور بڑے سریلے گیت گانے لگے۔ ایک دن جب وہ وجدانی حالت میں گیت گا رہے تھے تو انہوں نے دیکھا کہ دو چھپکلیاں بھی دیوار سے اتر کر نزدیک آئیں اور سننے لگیں —— سچ ہے قرآن اور سنت کی روشنی سے ہٹ کر انسان کس کس طرف بھٹکتا رہتا ہے۔ اس سے اندازہ لگانا چاہیئے، کہ روحانیت کے اس صحیح سرچشمہ —— قرآن و سنت —— سے۔ مغربی دنیا کو سیراب کرنے کی کتنی ضرورت ہے۔

امریکہ میں ایک "اللہ" اور اس کا "رسول"

یادش بخیر الیاس محمد کا حال بھی سن لیجئے جس کا ذکر پیغام صلح میں جلی عنوانات کے ساتھ "عالیجاہ محمد" کے نام سے آچکا ہے۔ اصل نام ہے یعنے "الیاس"۔ یہ شہر شکاگو کے ایک حبشی لیڈر ہیں۔ محمد اسلامی نام ساتھ لگا لیا ہے۔ ہم نے "اسلامک ریویو" کے فروری کے پرچہ میں اس کی تصویر بھی شائع کی اور مختصر سا حال بھی، اور لکھا کہ امریکہ میں یہ صاحب تبلیغ اسلام کا بڑا کام کرتے ہیں۔ اس پر امریکہ کے مسلمانوں اور اسلامک سنٹر واشنگٹن کے ڈائرکٹر کی طرف سے مراسلات آئے کہ یہ کیا ستم کیا ایک ایسے آدمی کو اسلامک "ریویو" میں جگہ دی جس کا ماضی مشتبہ ہے اور حال بڑا مخدوش۔ لکھا ہے یہ سابق سزا یافتہ ہے، جیل میں رہ چکا ہے۔ وہاں ایک اور عرب قیدی سے اس کی جان پہچان ہوئی، اور باہر آکر اعلان کر دیا کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں، کالے گورے کی جو کشمکش آج کل امریکہ میں جاری ہے۔ اس میں یہ پیش پیش ہے اور گورے لوگوں کے خلاف نفرت اور اشتعال کی مہم چلائی ہوئی ہے۔ اور اس لئے حکومت کی بھی اس کی

تحریک پر کڑی نگرانی ہے۔ اس کے جلوسوں میں جو لوگ شامل ہونے جاتے ہیں، مرد ہوں یا عورتیں پولیس ان کی تلاشی لیتی ہے کہ ان کے پاس اسلحہ تو نہیں —— یہ تو وہاں کے معتمد مسلمانوں کی رپورٹ ہے۔ اپنی تائید میں انہوں نے اس شخص کا ایک رسالہ بھیجا ہے جس کا نام ہے (The Supreme Wisdom Vol. two by Elijah Muhammad Messenger of Allah "منتہائے حق و حکمت" مصنفہ الیاس محمد رسول اللہ۔ اس گلدستہ حق و حکمت سے چند جواہر ریزے ملاحظہ ہوں:۔

"عیسائیت کی تعلیم ہے کہ خدا انسان سے علیحدہ کوئی چیز ہے جو محض رُوح ہے۔ کیا تم بغیر شکل و صورت کے خدا کا تصور بھی کر سکتے ہو؟ ایسے خدا کو ہم انسانوں کے معاملات میں کیا دلچسپی ہو سکتی ہے؟ اور ایک غیر مادی خدا کو ایک دنیا سے بھلا کیا حاصل؟"۔

(صفحہ نمبر ۹)

"بڑا مہدی، اللہ بنفس نفیس جو آج ہمارے درمیان موجود ہے دوسرے خداؤں کی پرستش کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دے گا"

(صفحہ نمبر ۱۲)

"اس سے قبل کہ ہم نے دُکھ اُٹھایا ہمارے خدا اور نجات دہندہ نے جس کا نام ماسٹر فرد محمد Master W. Fard Muhammad ہے جو خود اللہ قادر مطلق ہے اذیت اُٹھائی اور اس کا انکار کیا گیا"

(صفحہ نمبر ۱۲)

"شکر، شکر ہے اللہ کا جو ہمارا خدا ہے ماسٹر فرد محمد کی شکل میں جو کہ بڑا مہدی ہے، جس نے آنا تھا اور آچکا ہے تاکہ ہمارے دشمنوں کو تباہ کرے اور ہمیں قائم کرے"۔

(صفحہ نمبر ۱۳)

"انجیل میں ایک فرشتے کے آسمان سے اُترنے کا ذکر ہے ...... یہ فرشتہ وہی ماسٹر فرد محمد ہے جو سنہ ۱۹۳۰ء میں مکہ معظمہ سے یہاں آیا اور جس کا ہماری سابقہ تحریروں میں ذکر ہے" (صفحہ نمبر ۱۲)

"ہم نیگرو لوگوں کا انجیل میں کئی ناموں اور تمثیلوں میں ذکر ہے .... پہلے ہم سمجھتے تھے کہ یہ یہودیوں کے متعلق ہیں، اب خدا کا شکر ہے کہ اللہ قادر مطلق نے جو فرد محمد کی شکل میں آیا ہماری آنکھیں کھول دی ہیں کہ یہ حوالے ہمارے متعلق ہیں"

(صفحہ نمبر ۱۸)

یہ مشتے نمونہ از خروارے ہے۔ سب رسالہ ہی ماشاء اللہ اسی قسم کے کالے نُور سے بھرا ہوا ہے۔ فرد محمد صاحب اللہ میاں ہیں اور الیاس صاحب اس کے رسول۔ نیگرو آبادی کا بیڑا ضرور پار ہوگا۔

یہ مکتوب کسی قدر لمبا ہو گیا ہے۔ مگر میرا مقصد یہ بتانے کا تھا کہ دنیا روحانیت کی تلاش میں بھٹک رہی ہے۔ اور اس اندھیرے سے نکالنے والی آسمانی روشنی کا صرف ایک ہی مینار ہے، وہ قرآن و سنت ہے عیسائی دنیا کو طوعاً و کرہاً عملی زندگی میں اسی روشنی کو اپنانا پڑا ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں عمل اسلام کی تعلیم پر ہے، گو زبان پر مسیح کا نام ہے۔ اب تلاش ہے روحانی تسکین کی۔ اس کے لئے یوگا ( ) کی قسم کی چیزیں، یا روحوں سے بات چیت، یا بدھ مت کے گیروے کپڑے اور مراقبے، یہ سب ڈوبتے کو تنکے کا سہارا والی بات ہے۔ پکی اور سچی فکر کی لکیر وہ روحانیت ہے جو قرآنی تعلیمات میں ہے۔ اور اسی لئے جہاں باقی خود ساختہ تعلیمات کو بیت عنکبوت سے تشبیہ دی ہے قرآن کی مصفا اور کامل وحی کو عروۃ الوثقیٰ کا نام دیا ہے۔ اور مشاہدہ روز بروز اسی کی تصدیق کر رہا ہے۔

اَصْلُهَا ثَابِتٌ

اسلام کس طرح ایک چٹان کی طرح کھڑا ہے اس کا تجربہ انہی لوگوں کو ہو سکتا ہے جو میدان تبلیغ میں خیالات جذبات کے مدوجزر کا مطالعہ کرتے ہیں۔ عقائد اور تعلیمات کا بھی یہی حال ہے اصلها ثابت وفرعها فی السّماء کا نظارہ نظر آ رہا ہے۔ کوئی فلسفہ، کوئی سائنس کوئی جدید سے جدید انکشافات، ان جڑوں کو ہلا نہیں سکتے بلکہ انہیں اور مضبوط کرتے ہیں۔ اور عملی زندگی میں بھی یہی حال دیکھا ہے۔ اس کی ایک مثال تو یہ ہے کہ جو مسلمان لڑکے یورپین لڑکیوں سے شادیاں کرتے آتے ہیں تو پہلا کام ان کا یہ ہوتا ہے کہ انہیں مسلمان کرنے لاتے ہیں۔ مگر کمال یہ دیکھا کہ جو مسلمان لڑکیاں انگریزوں سے شادیاں کرتی ہیں وہ بھی اپنے خاوندوں کو پہلے مسلمان بنانے کے لئے لاتی ہیں۔ فرزندانِ توحید کے ایمانی قصے تو مشہور رہی تھے۔ مگر دختران اسلام اس میدان میں ان سے بھی آگے نکلیں۔ گذشتہ دو ماہ میں چار ایسے واقعات میرے سامنے پیش آئے کہ مسلمان لڑکیاں انگریزوں سے شادیاں کرنے لگتی ہیں تو پہلے انہیں ...... پکڑ کر و کنگ لاتی ہیں کہ آؤ پہلے کلمہ شہادت پڑھو اس کے بعد شادی کا نام لو ——

ابھی کل ایک ہی قسم کا بڑا دل خوش کُن واقعہ دیکھنے میں آیا۔ جنوبی افریقہ سے ایک مسلمان لڑکی فاطمہ نامی ایک بلجیئن لڑکے سے شادی کرنا چاہتی تھی، پہلے اسے مسلمان کرایا اور اس کے بعد اس سے شادی کی۔ چونکہ وہاں کے ملکی قانون کے رُو سے گورے اور غیر گورے کی آپس میں شادی نہیں ہو سکتی اس لئے وہ دونوں وہ ملک ہی چھوڑ کر آئے۔ اور بلجیم جا کر رہیں گے اور تو اور ایک انگریز لڑکی چند سال قبل مسلمان ہوئی تھی، چونکہ کوئی مسلمان لڑکا نہ مل سکا مجبوراً ایک عیسائی سے شادی کرنی پڑی۔ اور اب اس کوشش میں ہے کہ اسے بھی مسلمان کر کے چھوڑے۔ تکمیل دین اسے کہتے ہیں۔ قلوب پر اس قدر پکی گرفت ہے کہ عیسائی پادری سر پیٹ کر بیٹھ گئے۔ بہتیری تبلیغ کرتے ہیں مگر مسلمان کو اپنی جگہ سے نہیں ہٹا سکتے۔

تعلیم اسلام کے دو کرشمے

ایک دو اور کرشمے جو انہی دنوں دیکھنے میں آئے وہ بھی سننے کے قابل ہیں۔ ایک دن ایک ایرانی نوجوان اپنی نوعمر حسین ایرانی بیوی کو لے کر آئے اور ساتھ ہی ایک ایرانی وکالت پیشہ صاحب تھے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ایک دوسرے سے طلاق لینے کے لئے تیار ہو کر آئے ہیں۔ دریافت کرنے پر دونوں نے رضامندی کا اظہار کیا۔ ہم نے انہیں کہا کہ اسلام طلاق کو بہت ناپسندیدہ چیز سمجھتا ہے اور اس سے پہلے مصالحت کی کوشش ضروری قرار دیتا ہے۔ شیخ محمد طفیل صاحب ان دنوں یہاں تھے وہ لڑکی کو علیحدہ لے جا کر وجہ دریافت کرنے لگے۔ معلوم ہوا کہ وہ تو دل سے طلاق نہیں چاہتی تھیں، ساس اور نند کے ہاتھوں دق تھیں جو لڑکے کے ساتھ ہی رہتی تھیں۔ پھر لڑکے سے گفتگو کی معلوم ہوا وہ بھی لڑکی کو بُرا نہیں سمجھتا تھا۔ اور کسی وقتی جذبہ کے ماتحت لڑ پڑے تو سیدھا مسجد کا رُخ کیا کہ چل کر طلاق لے لیں۔ مگر کتنی بابرکت تعلیم ہے کہ جو طلاق لینے آئے تھے دوبارہ خوشی خوشی واپس یہ عہد کر کے گئے کہ اب ہم نہیں لڑیں گے اور علیحدہ مکان لے کر رہیں گے ——

اس کے بعد اسی قسم کا ایک اور واقعہ ہوا۔ اس میں ایک طرف تو ایک پچاس سالہ ایرانی تھا جو چل کر آیا اور دوسری طرف انگریز عورت تھی جو آئی نہیں۔ خاوند یکطرفہ طلاق دینا چاہتا تھا۔ جو داستان سنائی اس کو تو اخبار کے صفحات کی زینت بنانا نامناسب ہے۔ یہ اس قسم کی عورت معلوم ہوتی ہے جس کے متعلق مولانا عبدالحق صاحب ایک نسخہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ جس کی بیوی بدمزاج ہو اسے فلسفی بننے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ہم نے اسے یہی کہا کہ دیکھو اسلام نے طلاق کو بہت ناپسندیدہ چیز بتایا ہے۔ اور جہاں تک ممکن ہو اس سے باز رہنا چاہیئے، کافی دیر تک اس سے گفتگو ہوتی رہی، اسے بھی یہ سمجھ آگئی کہ بدمزاج سہی، مگر ایک بے کس عورت کو چھوڑ دینا بھی ٹھیک نہیں۔ چنانچہ اسی طرح واپس چلا گیا اور طلاق کے خیال کو بالائے طاق رکھ دیا۔

تصحیح:۔

(۱) پیغام صلح نمبر ۱۲ بچوں کا صفحہ میں دائم المرض کی بجائے دائم المریض غلطی سے لکھا گیا۔

(۲) نمبر ۱۳ بچوں کا صفحہ میں "وہ بیٹھنے سے پہلے عورتوں کے پاس جانا جائز نہیں" کے بجائے "جائز ہے" پڑھا جائے۔ دونوں غلطیاں قارئین کرام درست فرمائیں۔

بچوں کا صفحہ ——— مرتضیٰ خاں حسن

باپ بیٹے کی تیسری مجلس

بسلسلہ اشاعت گذشتہ

عید الفطر

عید الفطر اور اس کا فلسفہ۔

لو بھی رشید میاں! روزوں کا مہینہ گذر گیا آج عید بھی آ گئی۔ کس قدر خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ بچے بوڑھے جوان سب خوش و خرم نظر آتے ہیں سب کے چہروں پر بشاشت اور رونق کے آثار ہیں۔ چھوٹے بڑے غریب امیر سب شاداں و فرحاں دکھائی دیتے ہیں۔ بچوں کی خوشی کی تو کوئی انتہا ہی نہیں، کیسے زرق برق کپڑے پہنے ہیں۔ یاروں دوستوں سے مل کر کس قدر خوش ہو رہے ہیں۔ ماں باپ رشتہ داروں سے عیدی مانگ رہے ہیں۔ ماں باپ بھی خوشی خوشی بچوں کو عیدیاں دے رہے ہیں۔ چھوٹے بچوں کے لئے کھلونے آ گئے ہیں۔ آج ہر بچے کی جیب میں ریل پیل ہے۔ باغوں میں جھولے پڑے ہیں۔ بچے جھولے جھولتے تالیاں بجاتے اور عید کے نغمے گا رہے ہیں گھروں میں سویاں اُبالی جا رہی ہیں۔ لو! اب نماز کا وقت بھی آ گیا۔ سویاں کھا کر اچھے اچھے کپڑے پہنکر لوگ گھروں سے نکل پڑے ہیں۔ اور عید گاہ کی طرف تیز تیز قدم بڑھا رہے ہیں نماز ادا ہو رہی ہے لوگ خدا کے حضور سجدہ کر رہے ہیں۔ وہ جنہوں نے بھول کر بھی کبھی سجدہ نہ کیا تھا آج وہ بھی خدا کے حضور سربسجود ہیں۔ نماز ختم ہو چکی ہے۔ اب سب ایک دوسرے سے گلے مل رہے ہیں۔ عید مبارک عید مبارک کی صدائیں ہر چہار طرف سے اُٹھ رہی ہیں کیسا پُر لطف منظر ہے اور کیسا پُر کیف سماں!

جانتے ہو ان خوشیوں کی تہ میں اصل چیز کیا ہے۔ ان کی حقیقی وجہ کیا ہے؟۔ سنو! ہم نے تیس دن تک خدا کے حکم کے مطابق بھوک اور پیاس کی سختیاں جھیلیں۔ دیکھو! انسان اناج کا کیڑا ہے۔ اس کو کھانے کو نہ ملے تو اس کی جان پر بن جاتی ہے۔ پینے کو پانی نہ ملے تو دم نکلنے لگتا ہے یہ سب تکلیف ہم نے خدا کے لئے برداشت کی۔ آج ہم خوش ہیں کہ ہم نے ایک بہت بڑا مجاہدہ پُورا کیا۔

یعنے ایک بہت بڑا نیکی کا کام سر انجام دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کی اصل خوشی مجاہدات میں ہے۔

مسلمان کی اصل راحت خدا کے رستہ میں تکلیف اُٹھانے میں ہے۔ پس عید ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ اگر اصل خوشی اور اصل راحت حاصل کرنا چاہتے ہو تو خدا کے لئے دکھ اُٹھاؤ۔ خدا کے لئے تکلیفیں برداشت کرو۔

عید کیا ہے مسلم ناداں کبھی سوچا بھی ہے؟
مومنوں کے واسطے کیا ہے سبق اس میں نہاں
. . . .
تیس دن جھیلیں بحکم خالق ارض و سما
پیاس کی سب کلفتیں اور بھوک کی بیتابیاں
عید ہے صبر و رضا کے نخل کا شیریں ثمر
حق تعالےٰ نے کیا ہے آج ہم کو شادماں
کوئی راحت مل نہیں سکتی مشقت کے بغیر
کلفتوں کے بعد ہی ملتا ہے گنج شائگاں

ہم عید کے دن دو رکعت نماز ادا کرتے ہیں۔ یہ ہم خدا کے حضور میں اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں ایک بہت بڑے کام کی طاقت عطا فرمائی۔ یہ خدا ہی ہے جو تمام طاقتوں کا مالک ہے۔ پس اس کا شکر لازم ہے کہ اس نے ہمیں اس نیکی کی توفیق دی۔

عید ہمیں کیا سبق دیتی ہے۔

عید ہمیں یہ سبق بھی دیتی ہے کہ اگر خدا نے ہمیں کسی نیکی کے کام کی توفیق دی ہے تو ہم اس کا شکر ادا کریں۔

عید ہمیں یہ سبق بھی دیتی ہے کہ ہمیں ہر رنج و راحت میں خدا کے آگے جھکنا چاہیئے۔ رنج کی حالت میں تو انسان خدا کے آگے جھکتا ہی ہے مگر راحت کی حالت میں بھی اس کو یاد رکھنا چاہیئے بھول نہیں جانا چاہیئے۔

مسلمانوں اور غیر قوموں کے تہواروں میں فرق

دیکھو رشید! میں نے بچپن میں ہندوؤں کی بیساکھی اور دسہرہ کے تہوار بھی دیکھے ہیں۔ کچھ نہ پوچھو۔ ان تہواروں میں کس قدر گند ہوتا ہے۔ کس قدر بد اخلاقی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے شراب پی جاتی ہے۔ جُوا کھیلا جاتا ہے۔ اور فحش گوئی کی تو کوئی حد ہی نہیں۔ مگر بخلاف اس کے ہم مسلمانوں کے تہوار ماشاءاللہ کس قدر پاکیزہ ستھرے اور اعلےٰ ہوتے ہیں ان میں کوئی لغویت نہیں۔ کوئی بے ہودگی نہیں۔ کوئی فحش بات نہیں بلکہ خدا کی حمد کے ترانے گائے جاتے ہیں خدا کے حضور سر جھکائے جاتے ہیں خدا کی تسبیح و تحمید کی جاتی ہے۔ یہ ہے فرق ہمارے اور غیر قوموں کے تہواروں میں۔ ہمارے تہوار سراپا نیکی اور پرہیزگاری کا نمونہ۔ اور غیروں کے تہوار محض فواحش اور بے حیائی۔ پاک ہے وہ جس نے ہمیں ایسی اعلےٰ تعلیم دی۔

عید اور قومی تعمیر

عید ہمیں کیا سبق دیتی ہے۔ یہ تو میں بتا چکا ہوں مگر صرف اسی قدر نہیں۔ ہمارے نبی کریم صلعم نے جو عید کا تہوار ہمارے لئے مقرر فرمایا ہے اس کے بڑے بڑے فوائد ہیں۔ ایک بڑا فائدہ تعمیرِ قوم ہے۔ جانتے ہو کہ باجماعت نماز پنجگانہ کا ایک مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد قائم رہے وہ ایک قوم بن کر رہیں۔ عید ایک وسیع پیمانہ پر قوم میں اتفاق و اتحاد کی روح پھونکتی ہے۔ یہ قوم میں اجتماعی زندگی کی شان پیدا کرتی ہے۔ یہ قومی شیرازہ کو مضبوط تر بناتی ہے اس سے آپس میں محبت اور مودت کے جذبات عالیہ پیدا ہوتے ہیں۔ قلوب میں یک جہتی اور اتفاق کا بیج بویا جاتا ہے غرضیکہ عید قومی تعمیر میں بے حد ممد و معاون ہے۔ یہ وہ چیز ہے جو لاکھوں ہزاروں روپیہ خرچ کرنے سے بھی نہیں مل سکتی

فطرانہ۔

اس قومی تعمیر کی بناء پر ہی بنی نوع انسان کے سب سے بڑے

محن حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس موقعہ پر قومی فنڈ کی بنیاد ڈالی ہے۔ آپ نے حکم دیا ہے کہ ہر مسلمان پر خواہ آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت بچّہ ہو یا بوڑھا۔ ایک صاع کھجور یا جَو بطور فطرانہ دینا فرض ہے اور یہ قوم کے غریب طبقہ کے لئے ہے۔

صاع کی مقدار آجکل کے وزن کے مطابق تقریباً دو سیر ہوتی ہے ہمارے ملک میں کھجوریں تو زیادہ ہوتی نہیں۔ عموماً غلّہ کھانے میں آتا ہے اسی مقدار کا غلّہ دے دینا چاہیئے۔ اور اگر غلّہ نہ ہو تو اس کی قیمت ادا کر دینی چاہیئے۔ یہ فطرانہ نمازِ عید سے پیشتر ادا کر دینا چاہیئے۔ بعد از نماز ادا کرنے سے یہ فطرانہ نہیں رہے گا بلکہ معمولی صدقہ ہو جائے گا۔

دیکھو رشید! یہ کیا اعلیٰ نظام ہے جو ہماری سرکار حضرت رسول اللہؐ نے قائم کیا۔ اگر ہر ایک ملک میں فطرانہ .... فطرانہ ایک جگہ جمع ہو کر غربا میں تقسیم ہو تو کیا تم سمجھتے ہو کہ مسلمانوں کا کوئی گھر غریب یا محتاج رہ جائے۔ ہر گز نہیں۔ اسی طرح زکوٰۃ کا بہت سا روپیہ مسلمانوں کا ضائع ہو جاتا ہے۔

بیت المال کی ضرورت۔

بیت المال کا بھی کوئی نظام نہیں۔ زکوٰۃ اور فطرانہ اور دوسرے صدقات جو مسلمان دیتے رہتے ہیں اگر سب ایک بیت المال میں جمع ہوں اور پھر وہاں سے ایک نظام کے ماتحت تقسیم ہوں تو ساری قوم مالا مال ہو جائے۔ بیکاروں کے لئے کارخانے کھل جائیں۔ لُولے لنگڑوں کو گھر بیٹھے روٹی کپڑا ملتا رہے۔ بیوگان کی پرورش ہوتی رہے۔ یتامے تعلیم پاتے رہیں۔ اور مساکین در بدر ٹھوکریں نہ کھاتے پھریں۔

ہمارے نبی کریمؐ نے ہمارے لئے سب کچھ کر دیا ہے، ہم خود ہی حضورؐ کے حکموں پر عمل نہیں کرتے اور اس وجہ سے تکلیف اُٹھاتے ہیں ؞

خط و کتابت بلادِ غیر

(بسلسلۂ صفحہ ۲)

نے مجھے کتابوں کا پارسل دیا۔

مجھے اس بات سے نہایت خوشی حاصل ہوئی کہ آپ نہایت مشفقانہ انداز سے میرے ساتھ سلوک فرما رہے ہیں۔

مجھے یاد ہے میں نے ایک چٹھی آپ کو لکھی تھی کہ مجھے پرانی یا نئی قرآن شریف کی ایک کاپی بھجوا دیں (بھیجی جا رہی ہے) شاید وہ آپ کو نہیں ملی، امید ہے میرے بار بار تکلیف دینے سے آپ ناراض نہیں ہونگے در اصل میں چاہتا ہوں کہ میں صحیح معنوں میں مسلمان بن جاؤں۔

مجھے روزوں کے متعلق بھی کچھ لکھیں۔ والسلام

شکریّہ

پیغام صلح ۸ر اپریل ۱۹۵۹ء رجسٹرڈ ایل ر ۸۳۸ شمارہ ۱۲

ہفت روزہ پیغامِ صلح

سالانہ چندہ پاکستان سے چھ روپے، ہندوستان سے چھ روپے (ہندوستانی سکہ)

ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ: شیخ محمد انعام الحق مکان ۸ محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ حیدرآباد۔ دکن۔ (انڈیا)

[illegible] بلشنگ ... اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَیں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا (مسیح موعود)

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور

اے خدا نورِ ہُدیٰ از مشرقِ رحمت بر آر
گمرہاں را چشم کُن روشن ز آیاتِ مُبیں

تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
ٹیلی فون نمبر:- ۳۷۴۳۷

ایڈیٹر:- دوست محمد

جلد ۴۷ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۶ شوال المکرم ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۵ اپریل ۱۹۵۹ء | ۱۵

ہمارا مذہب
(از حضرت مسیح موعودؑ)

ما مُسلمانیم از فضلِ خُدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیرُ الرّسل خیرُ الاَنام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کُفر است و خسران و تباب

—✱—

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب
(مسیح موعود)

حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاداتِ طیبہ:-

"تم لوگ اپنی ساری ہمّت اور طاقت تبدیلِ اخلاق پر صرف کرو کیونکہ یہی حقیقی قوّت اور دلیری کا کام ہے"

"مَیں پھر پکار کر کہتا ہوں اور میرے دوست سُن رکھیں اور میری باتوں کو ضائع نہ کریں اور ان باتوں کو ایک قصّہ گو اور داستان کی کہانیوں ہی کا رنگ نہ دیں بلکہ مَیں نے یہ ساری باتیں نہایت دلسوزی اور سچّی ہمدردی سے جو فطرتاً میری رُوح میں ہے کی ہیں ان کو گوش ہوش سے سُنیں اور اُن پر عمل کریں"

"ہماری جماعت میں نہ زور اور پہلوانوں جیسی طاقت رکھنے والوں کی ضرورت نہیں بلکہ ایسی قوت رکھنے والے مطلوب ہیں جو تبدیلِ اخلاق کے لئے کوشش کرنے والے ہوں۔ اصلی بہادر اور شہ زور وہ نہیں جو پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہلا دے بلکہ اصل بہادر وہ ہے جو تبدیلِ اخلاق پر طاقت پا وے۔ پس تم لوگ اپنی ساری ہمّت اور طاقت تبدیلِ اخلاق پر صرف کرو۔ کیونکہ یہی حقیقی قوت اور دلیری کا کام ہے۔ مَیں گذشتہ تقاریر میں بیان کر چکا ہوں کہ خلقِ عظیم بڑی کرامت ہے جو خارقِ عادت امور کو بھی مشتبہ کر سکتی ہے مثلاً آج کل معجزہ شق القمر کا ظہور ہو تو موجودہ زمانہ کے ہیئت دان اور فلاسفر فی الفور اس کو کسوف و خسوف کی ایک قسم قرار دیکر اس کی عظمت کو کم کرنا چاہیں گے، اور پہلے اسی معجزہ کو جو پیش کیا جاتا ہے۔ ایک قصہ قرار دیتے ہیں پھر اور بیجئے۔ یہی کسوف و خسوف جو ماہ رمضان میں ہوا اور جو آیاتِ مہدی میں سے ایک آسمانی نشان تھا۔ مَیں نے سُنا ہے کہ بعض معترضین کہتے ہیں۔ کہ یہ تو از روئے علم ہیئت ثابت تھا۔ کہ ماہ رمضان میں ایسا ہو۔ گویا یہ کہکر وہ اس حدیث کی جو حضرت امام باقرؒ سے مروی ہے وقعت کم کرنا چاہتے ہیں۔ مگر یہ احمق اتنا نہیں سوچتے۔ کہ نبوت ہر ایک شخص نہیں کر سکتا۔ یعنی پیشگوئی کرنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مدعی مہدویت کے زمانہ میں کسوف و خسوف فلاں فلاں تاریخ ماہ رمضان میں ہو گا۔ جو ابتدائے آفرینش سے آج تک کبھی نہیں ہوا پس اگر عقلی طور پر کسی قسم کا اشتباہ ہو تو ایسے معترضین کو چاہیئے، کہ وہ تاریخی طور پر اس پیشگوئی کی عظمت کو کم کر دکھائیں۔ یعنی کسی ایسے زمانہ کا پتہ دیں کہ جب ماہ رمضان میں کسوف و خسوف اس طرح پر ہوا ہو کہ اس سے پہلے کوئی مدعی مہدیت موجود ہو اور اسی طرح اس کی کسی نبی نے اپنے زمانہ میں پیشگوئی بھی کی ہو۔ مگر ایسا ہرگز ممکن نہیں۔ کہ کوئی دکھلا سکے۔ میری غرض اس واقعہ کے بیان سے صرف یہ ہے کہ خوارق پر تو کسی نہ کسی رنگ میں لوگ نکتہ چینی کر کے اسے ٹالنا چاہتے ہیں۔ مگر انسان کی اخلاقی حالت ایک ایسی کرامت ہے۔ جس پر کوئی شخص انگلی نہیں دھر سکتا اور یہی وجہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے بڑا اور قوی اعجاز اخلاق کا ہی دیا گیا تھا، جیسا کہ فرمایا انک لعلیٰ خلقٍ عظیم۔ یوں تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک قسم کے خوارق قوت ثبوت میں تمام انبیاء کے معجزات سے بجائے خود بڑھے ہوئے ہیں۔ لیکن آپؐ کے اخلاقی معجزات کا نمبر سب سے اوّل درجہ پر ہے جس کی نظیر دنیا کی تاریخ پیش نہیں کر سکتی۔"

(باقی بر صفحہ ۶)

بچوں کی تعلیم و تربیت

مرتضیٰ خان حسن

برِ اعظم ہندوستان کے اسلامی گھرانوں میں اردو کی تعلیم و تربیت کے موضوع پر کتابوں اور علمی و ادبی رسالوں میں اس کثرت سے مضامین لکھے جا چکے ہیں کہ قارئین کے نزدیک بظاہر یہ ایک فرسودہ مضمون ہے لیکن جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ مذکورہ بالا موضوع پر لٹریچر کی غیر معمولی اشاعت کے باوجود مطلوبہ نتائج کے اعتبار سے بچوں کی تعلیم و تربیت اور سیرت و کردار کا معیار ابھی تک پست ہے تو پھر یہ کہنا بالکل صحیح ہو گا کہ اب تک اس بارے میں جو کچھ لکھا جا چکا ہے وہ سب اکارت گیا۔ لکھنے والوں کی محنت ضائع گئی۔ اور جس قدر روپیہ جس کی مقدار اگر لاکھوں نہیں تو ہزاروں تک پہنچ گئی ہو گی، اس لٹریچر کی اشاعت پر صرف ہوا ہے اس کے ضائع ہونے میں ذرا کلام نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے ملی یا قومی تعمیر کے زاویہ نگاہ سے بچوں کی تعلیم و تربیت کا مسئلہ اس قدر غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے کہ یہ ملت کے حقیقی رہنماؤں اور مملکت پاکستان کے مخلص خیر خواہوں کی خاص توجہ کا محتاج ہے

والدین کو قدرتی طور پر اپنی اولاد سے محبت ہوتی ہے۔ وہ بچوں کی پرورش اور ان کے آرام و آسائش کی خاطر اپنی مقدرت کے مطابق روپیہ خرچ کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ والدین خواہ کتنے ہی غریب ہوں، مگر ان کی آرزو بھی یہی ہوتی ہے کہ ان کے بچے بڑے ہو کر ایک کامیاب زندگی بسر کریں۔ مگر تعلیم و تربیت کے ترقی دادہ معیار کے اعتبار سے طبقہ متوسط کے والدین اپنی شدید ذمہ داریوں سے بوجہ جہالت یا لاعلمی اس قدر بے پروا ہوتے ہیں کہ ان کے دلوں میں ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال پیدا نہیں ہوتا کہ ان کی محبت جو دیکھنے والوں کو لاڈ پیار کی شکل میں نظر آتی ہے بچوں کی سیرت کو سنوارنے کی بجائے اور زیادہ بگاڑ رہی ہے۔

پاکستان میں بہت بڑی اکثریت ایسے والدین کی ہے جو بچوں کی نفسیات کے قائل ہی نہیں یا انہیں اس بات کا علم ہی نہیں کہ بچوں کی تربیت اور اصلاح کا ان کی نفسیات سے ایک گہرا بلکہ قلبی یا روحانی تعلق ہے۔ بچے عام طور پر فطرتاً وہی کام کرتے ہیں جو اپنے ماں باپ کو کرتے دیکھتے ہیں۔ مثلاً اگر ماں باپ نمازی ہیں تو بچہ بھی اپنی ماں یا باپ کو نماز پڑھتا دیکھ کر جانماز پر اس کے ساتھ کھڑا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جھکتا اور سجدہ کرتا ہے جس طرح وہ اپنی ماں کو رکوع میں جاتے اور سجدہ کرتے دیکھتا ہے جن والدین نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ جو بچے بول نہیں سکتے ان کے سامنے اگر کوئی نازیبا حرکت کی جائے تو کوئی حرج نہیں وہ شدید غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ انہیں معلوم ہو جانا چاہیئے کہ بچوں کے دماغ پر گراموفون کے ریکارڈ کی طرح ہر اس واقعہ کا نقش مرتسم ہو جاتا ہے جسے قوت گویائی سے محروم ہونے کے باوجود وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ لیکن اس مسلمہ حقیقت کے باوجود بہت کم والدین اس اصول کو ملحوظ رکھنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ انہیں اپنے کمسن بچوں کے سامنے کوئی نازیبا یا اخلاق سے گری ہوئی بات منہ سے نہیں نکالنی چاہیئے۔

ماں کی گود قدرت کی وہ ابتدائی درسگاہ ہے جس میں بچہ تربیت حاصل کرتا ہے۔ بچہ جب اپنی توتلی زبان سے بولنے کے قابل ہو جاتا ہے، تو وہ ہر چیز کو غور سے دیکھتا ہے اور اس کے متعلق اپنی ماں سے سوال کرتا ہے۔ اگر ماں ایک تعلیم یافتہ اور روشن خیال عورت ہے تو وہ اس کے ہر سوال کا محبت اور پیار سے ایسا معقول جواب دے گی جس سے بچے کو اطمینان ہو جائے اگر گرمی کے موسم میں ماں اپنے بچے کو گود میں لئے بیٹھی ہے اور چاند کی ٹھنڈی، روشنی اپنی پوری بہار دکھا رہی ہے تو بچہ چاند کی طرف دیکھتے ہوئے بے اختیار اپنی ماں سے پوچھتا ہے کہ یہ چاند کس نے بنایا ہے؟ یہ میرے پاس کیوں نہیں آتا؟ اسی طرح بچہ اپنے گرد و پیش کی چیزوں کے متعلق جو اس کے لئے بالکل نئی ہوتی ہیں بعض دفعہ ایسے سوالات کرتا ہے کہ ماں کو اس کا صحیح جواب دینے کے لئے دشواری محسوس ہوتی ہے۔ غرض ماں کی گود وہ درسگاہ ہے جہاں بچے کو اس کی ذہنی استعداد کے مطابق علم کی باتیں بتائی جاتی ہیں۔

بچہ ایک نازک اور خوبصورت پھول ہے۔ مہذب اور روشن خیال والدین کی سچی محبت اس امر کی مقتضی ہے کہ وہ اپنے حسن عمل سے اس پھول کو اسی طرح تازہ اور شگفتہ رکھیں جس طرح ایک سرسبز و شاداب باغ کا مالی اپنے پھولوں کی تازگی اور شگفتگی کا خاص طور پر خیال رکھتا ہے۔ مار پیٹ، زد و کوب اور درشت کلامی سے بچے کی فطری شگفتہ مزاجی اور ذہنی کیفیت لازمی اور یقینی طور پر متاثر ہو گی۔ یہ تاثر اس کی جسمانی اور ذہنی نشو و نما کے راستے میں ایک رکاوٹ ثابت ہو گی۔ چنانچہ حضرت مولانا نور الدین علیہ الرحمۃ نے، جماعت احمدیہ کے بچوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق ایسے ہی خیالات کا اظہار فرمایا ہے ...... فرماتے ہیں:-

"بچوں کو مارنا اچھا نہیں آکو موا اولاد کو بھی آیا ہے۔ جب شریعت نے ان کو مکلف نہیں کیا تو ہم کون ہو مکلف کریں۔ اولاد کے نیک بنانے کے لئے دعائیں کرو، میری میرے بہن بھائیوں کی تربیت زد و کوب کے ذریعہ سے نہیں ہوئی۔ میرے والدین ہم سب پر اور بالخصوص مجھ پر بہت ہی زیادہ شفقت فرماتے تھے۔ ہماری تعلیم کے لئے وہ کبھی بڑے سے بڑے خرچ کی پرواہ نہیں کرتے تھے میں نے اپنے والد یا والدہ سے کبھی کوئی گالی نہیں سنی۔ والدہ صاحبہ جن سے ہزاروں لڑکیاں اور لڑکوں نے قرآن شریف پڑھا ہے وہ اگر کسی کو گالی دیتی تھیں "محروم نہ جاویں" یا "نامحروم"۔

(مرقات الیقین ص ۱۷۲)

اللہ اللہ! کس قدر شریف نیک اور مہذب خاتون تھیں جنہوں نے اسلام کے ضابطۂ حیات (قرآن حکیم) اور بالخصوص رحمۃ للعالمین کے ...... ارشاد کے مطابق اپنی زبان پر کنٹرول کیا اور اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا کہ کوئی ایسا ناشائستہ لفظ اپنے منہ سے نہ نکالیں جو ان کے بچوں کے کانوں تک پہنچ کر اس کی سیرت پر اثر انداز ہو۔ باپ کے مقابلے میں بچے کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری کا بار زیادہ تر ماں پر عائد ہوتا ہے۔ اس لئے اس مسلمہ اصول کے پیش نظر کہ آج کے بچے کل کے باپ اور ملت کے خادم یا رہنما ہوں گے، بچوں کی سیرت و کردار کو خالص اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لئے خود والدین کی سیرت و کردار کا معیار بلند رہنا چاہیئے اگر یہ معیار بلند ہو جائے تو بچوں کی عادات میں اخلاقی اور روحانی برتری کے نقطۂ خیال سے انقلاب آفرین تبدیلی پیدا ہو سکتی ہے ان کا علم و عمل ان کے درخشاں مستقبل کا ضامن ہو گا۔ وہ اپنی ملت کے لئے سرمایہ نازش ہوں گے۔ اس لئے زندگی کی شدید سے شدید مشکلات بھی ان کے راستے میں حائل نہیں ہو سکیں گی۔

تاریخ بھی ہمیں بتا رہی ہے کہ قوموں کے عروج و زوال کے اسباب کا سیرت و کردار سے براہ راست تعلق رہا ہے۔ سیرت و کردار کے اعلیٰ معیار ہی کے فقدان کا نتیجہ تھا کہ مسلمان عرصہ دراز تک تعلیم نسواں کے سخت مخالف رہے۔ علماء کی المناک جہالت کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ انہوں نے دنیا کے مصلح اعظم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ارشاد کو نظر انداز کر دیا کہ "اطلب العلم ولوکان بالصین" (علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین جیسے دور دراز ملک میں جانا پڑے)۔ حضور امی تھے۔ لیکن اس مقدس امی نے آج سے چودہ صدی قبل فرزندان اسلام کو یہ پیغام دیا کہ ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت پر علم کی تحصیل فرض ہے۔ اگر مسلمان صحیح معنوں میں اسلام کے ضابطۂ حیات کو اپنی زندگی کا دستور العمل قرار دیتے تو آج علم و عمل کے اعتبار سے وہ دنیا کی تمام اقوام کے سرتاج ہوتے۔ علم و عمل اور سیرت و کردار کی بنیادیں اگر مستحکم ہو سکتی ہیں تو صرف بچوں کی تعلیم و تربیت کے ذریعہ سے۔

(باقی بر صلا)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۵۹ء

عورتوں میں سادگی کی تحریک

پاکستانی عورتوں میں فیشن پرستی، نمود و نمائش کے لئے بے جا اسراف، ملکی لباس سے نفرت اور بیرونی ریشمی کپڑے کے استعمال کا شوق دن بدن بڑھتا جا رہا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ نہ صرف ملک کی دولت باہر جاتی اور زر مبادلہ میں کمی ہوتی جا رہی ہے بلکہ بڑے اور درمیانے خاندانوں میں بھی اقتصادی لحاظ سے دن بدن تکلیف بڑھتی جا رہی ہے، جس کے دور کرنے کے لئے حصول زر کے ناجائز ذرائع اختیار کرنے کی طرف رجحان ترقی پذیر ہے، اگرچہ مارشل لاء نے اس رجحان کا سدباب کرنے کا مناسب انتظام کیا ہے تاہم اندر ہی اندر اس رجحان کے اثرات ابھی تک موجود ہیں اور وہ دور نہیں ہو سکتے جب تک اقتصادی لحاظ سے پاکستانی افراد اور خاندانوں کی از سر نو تنظیم عمل میں نہ لائی جائے۔

اس سلسلہ میں یہ امر باعث مسرت ہے کہ بیگم کے ایم شیخ .... نے حال ہی میں عورتوں کی از سر نو تنظیم کا بیڑہ اٹھایا ہے، اور ان میں سادہ زندگی پیدا کرنے کے لئے "ویمنز والنٹری گروپ" (عورتوں کی رضاکار جماعت) کے نام سے ایک تنظیم کھڑی کی ہے، اس تنظیم کے اغراض و مقاصد حسب ذیل بیان کئے گئے ہیں:-

(۱)- اقتصادی لحاظ سے پاکستان کی تعمیر نو میں عورتوں کا حصہ اور ان کی حوصلہ افزائی۔
(۲)- ملک میں بنے ہوئے سوتی کپڑے کی ترویج۔
(۳)- گھریلو صنعتوں کی زیادہ سے زیادہ سرپرستی۔
(۴)- لباس، خوراک اور مہمان نوازی وغیرہ میں سادگی اختیار کرنے کی ترغیب۔

یہ چاروں امور ملک کی اقتصادی حالت کو سنوارنے اور بے جا اسراف کے بھنور سے ملک کو نکالنے اور حصول زر کے ناجائز ذرائع کا سدباب کرنے کے لئے بے حد مفید ہیں اور ہمیں امید ہے کہ بیگم کے ایم شیخ نے اگر اس تحریک کو پوری قوت اور انہماک کے ساتھ چلایا، اور بڑے بڑے اور اوسط گھرانوں میں ان امور کو رائج کر دیا تو عوام کا رجحان خود بخود بدل جائے گا۔ اور مہنگائی، رشوت ستانی، چور بازاری اور سمگلنگ وغیرہ کا علاج خود بخود ہو جائے گا۔

بیگم کے ایم شیخ نے اس تنظیم کی مجلس عاملہ کے پہلے اجلاس میں جو تقریر کی ہے اس میں اس تحریک کے اغراض و مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک شاندار ماٹو بیان کیا ہے — فرماتی ہیں:-

"ہمارا ماٹو قول اور فعل میں کامل تطابق ہے یعنے جس چیز کا زبان سے دعوےٰ کیا جائے اس پر عمل پیرا ہو کر دکھایا جائے ہم اپنے نصب العین پر سختی سے پابند رہیں گے، اور اپنے گروپ کے مقرر کردہ نظم و ضبط کی پوری پوری پابندی کریں گے، ذاتی نظم و ضبط اور ذاتی قربانی کے بغیر ہم دوسروں کے سامنے کوئی مؤثر نمونہ قائم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے گروپ کے مشترک مقصد کے ساتھ کامل وفاداری ہمیں کامیابی سے ہمکنار کرنے کی ضامن ہے اگر ہم اپنے مقصد کے حصول میں ہمت استقلال اور عزم و ثبات سے کام لیتے ہوئے آگے قدم بڑھائیں گے تو پھر راہ میں پیش آنے والی مشکلات پر قابو پانا ہمارے لئے قطعاً مشکل نہ رہے گا"

بیگم کے ایم شیخ کے یہ الفاظ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں، فی الحقیقت محرکین کا اپنا عمل ہی ایک چیز ہے جو تحریک کو کامیاب بنانے کا موجب ہو سکتا ہے جب تک اپنا عمل نہ ہو کوئی تحریک کامیاب نہیں ہو سکتی قرآن کریم نے بھی اسی طرف توجہ دلاتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا ہے یٰایھا الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون، اے ایمان والو جو کچھ منہ سے کہتے ہو اس پر عمل کیوں نہیں کرتے یہ امر خدا تعالیٰ کی سخت ناراضگی کا موجب ہے کہ جو کچھ منہ سے کہا جائے اس کو عملی جامہ نہ پہنایا جائے، وہ تحریک جس میں یہ اصول کارفرما نہ ہو اور محرکین خود اپنے کہنے پر عمل پیرا نہ ہوں کبھی سرسبز اور بارآور نہیں ہو سکتی اور چند دن زندہ رہ کر آخر کار اپنی موت آپ مر جائے گی۔ آج کل ہماری جس قدر تحریکات ناکام ثابت ہو رہی ہیں، جس قدر زور شور اور شاندار تقاریر اعلیٰ خیالات اور بہترین نظریات کے باوجود ناکام ثابت ہوتی ہیں ان کی ناکامی کا حقیقی سبب عمل سے محرومی کے سوا اور کچھ نہیں اور بیگم شیخ پاکستان کی ناؤ کا ایک بہترین کھویا ثابت ہوں گی اگر وہ اپنے ماٹو کے مطابق قول اور فعل میں تطابق پیدا کر کے اس تحریک کو عملی جامہ پہنا دیں جس کا آغاز انہوں نے کیا ہے۔

اگر خواتین میں پاکستانی مصنوعات کا رواج عام ہو جائے۔ ملک میں بنا ہوا سوتی کپڑا اگر ہماری اعلیٰ طبقہ کی خواتین استعمال میں آ جائے، اور کھانے پینے اور مہمان نوازی وغیرہ میں سادگی کا طریق رائج ہو جائے تو یہ پاکستان کو حقیقی معنوں میں "پاکستان" بنانے کا موجب ہوگا، اور ملک بہت سی لعنتوں سے بچ کر ترقی کی حقیقی شاہراہ پر کھڑا ہو جائے گا یہ تحریک عورتوں سے پیدا ہوگی، مردوں میں اس کا رائج ہونا کوئی مشکل امر نہیں اس لئے ضروری ہے کہ ہر گھر میں اس تحریک کو عملی جامہ پہنانے کی پوری کوشش کی جائے اس کے لئے بہت رکاوٹیں اور سخت ترین مشکلات پیش آئیں گی فیشن پرستی اور نمود و نمائش کی دلدادہ خواتین اس کی عملی مخالفت پر مصر ہوں گی، لیکن اگر "ویمنز والنٹری گروپ" کے مؤسسین پورے استقلال اور صدق و ثبات کے ساتھ اپنے نصب العین کو کامیاب بنانے میں کوشاں رہیں، تو مشکلات کے بڑے بڑے پہاڑ کوئی حقیقت نہیں رکھتے اور وہ جلد پاش پاش ہو جائیں گے اور کام کرنے والوں کے لئے راہ کھل جائے گی۔

اللہ تعالیٰ بیگم شیخ کو جزائے خیر دے جنہوں نے اس نیک کام کا بیڑا اٹھایا ہے اور انکو ایسے ساتھی عطا کرے جو ان کے دست و بازو بن کر اس تحریک کو کامیاب بنانے میں ممد و معاون ہوں۔

ووکنگ کی عید

مولانا یعقوب خان صاحب اپنے تازہ خط مورخہ ۱ر اپریل ۱۹۵۹ء میں اطلاع دیتے ہیں :-

"عید بہت اچھی ہو گئی۔ پاکستان ہائی کمشنر اور بیگم اکرام اللہ کے علاوہ ملایا کے ہائی کمشنر اور انڈونیشیا کے ڈپٹی AMBASSEDOR بھی آئے تھے۔ مجمع ۲۵۰۰ کا تھا۔ پریس کے نمایندے کثرت سے آئے اور نوٹ لے گئے ہیں۔ ایک جرمن عورت نے نماز عید کے بعد اسلام قبول کیا اور اپنا نام اپنے لئے پسند کیا۔"

یعقوب خان

تبلیغی خط و کتابت

اس عنوان کے نیچے وہ خطوط درج ہوتے ہیں جو انجمن کی تبلیغی ڈاک کے جواب میں موصول ہوتے ہیں۔

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا ٭ گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

فلپائن

ترجمہ خط از ہاشم علادی فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مجھے یاد پڑتا ہے کہ قریباً دو سال ہوئے آپ نے لٹریچر بھیجا تھا اور ایک کاپی قرآن شریف بھی اس میں شامل تھی۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی ایسوسی ایشن پر اپنی بیشمار برکات نازل فرمائے۔

یہ آپ لوگوں کی نوازشات کی برکت ہے کہ میں قرآن شریف پڑھنے لگ گیا ہوں، اور آپ کے لٹریچر نے ہمارے دلوں کو کھول دیا ہے اور ہمارا شرح صدر فرمایا ہے۔

ہم نے عربی سکول اپنی قوم کے لئے کھول دیا ہے ہمیں امید ہے کہ اس کے ذریعہ عیسائی اثرات جو ان کے اسکولوں کی وجہ سے مسلمانوں کے لاحق حال ہیں زائل ہو جائیں گے۔ یہ ہمت ہمیں آپ سے خط و کتابت کر کے اور آپ کے لٹریچر کے مطالعہ سے پیدا ہوئی ہے۔ الحمد للہ۔

فی الحال ہم قرآن شریف مسٹر عمر بن تاروگانا، اور مسٹر عبد اللطیف بن تاروگانا سے پڑھ رہے ہیں، یہ دونوں صاحبان ہمارے عربی اسکول میں ماسٹر ہیں مسٹر عمر بن تاروگانا جو کہ مسٹر عبد اللطیف تاروگانا کے چچا ہیں ہمارے اسلامیہ اسکول میں جو کہ ہم پوآسا میں کھول رہے ہیں قرآن پڑھایا کریں گے۔

ہمارے پبلک سکول میں بچے پالسوٹی اور بارید سے رات کے وقت بھی ہفتہ اور اتوار کو آکر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

ہم بچوں کا پبلک سکول مئی ۱۹۵۹ء میں سیبٹو میں قائم کرنے والے ہیں۔ اس سے اس جگہ کے بچے بھی فائدہ حاصل کریں گے۔

ہمارا ارادہ ہے کہ ان اسکولوں میں مکمل ایلیمنٹری گریڈ جاری کر دیں گے اور اگر اللہ تعالےٰ کو منظور ہوا تو ان ہر دو اسکولوں کو ہائی اسکول بنا دیں گے اس صورت میں ہمیں آپ سے دو ٹیچروں کے لئے درخواست کرنی پڑے گی۔

ہمیں مہربانی فرما کر عربی کی ابتدائی کتابیں گریڈ فرسٹ سیکنڈ اور تھرڈ کے لئے بھیجدیں اور حضرت مولانا محمد علی کا لکھا ہوا قرآن شریف مع متن اور تفسیر بھی مرحمت فرمائیں۔ ایک کاپی حدیث بخاری بھی عنایت فرمائیں۔

نوٹ:- خط۔ لٹریچر۔ قرآن شریف اور حدیث بھیجی جا رہی ہیں (غلام قادر)

مغربی افریقہ

ترجمہ خط از:- جے۔ ٹی۔ یعقوبو آویدی، غانا (مغربی افریقہ)

السلام علیکم

مجھے بہت افسوس ہے کہ آج مدت کے بعد آپ کو یاد کر رہا ہوں، میں آپ کو گذشتہ یوم آزادی کے لئے مبارکباد عرض کرتا ہوں۔

ہمیں آپ کا ماہواری رسالہ ملتا رہتا ہے جس سے ہم بہت کچھ حاصل کرتے ہیں۔

مہربانی فرما کر مجھے کوئی اچھا اور آسان طریق بتائیں جس سے ہمارے لئے پاکستان میں آپ کے پاس پہنچکر عربی علوم بالخصوص تعلیم قرآن حاصل کرنے کا موقعہ مل جائے۔

یہ بھی بتائیں کہ کتنے عرصہ میں ہمیں قرآن کریم اور عربی کا علم حاصل ہو جائے گا۔

جواب جلد عنایت فرمائیں میرے ساتھ پانچ اور نوجوان ہیں جو کہ احمدیت قبول کرنا چاہتے ہیں اور وہ بھی آپ کے ہاں آکر تعلیم حاصل کرنے کے خواہشمند ہیں، ان کے نام یہ ہیں:-

(1) MALAM BAWAH MANGAGI
(2) IBRAHIM MANGAGI
(3) ABUBAKAR AWIDIH
(4) MALAM AHMADU HAUSA
(5) LIMAM SENCHI

رہائش وغیرہ کے انتظام کے متعلق پوری پوری واقفیت بہم پہنچائیں۔

ہم سب کی طرف سے آپ سب کی خدمت میں السلام علیکم۔

میں تو آپ کی جماعت کا پرانا ممبر ہوں ٭

نوٹ:- انہیں خط لکھا جا رہا ہے (غلام قادر)

جنوبی افریقہ میں اسلام اور عیسائیت

ترجمہ خط۔ یوسف کاسان جنرل سیکرٹری جنوبی افریقن سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن، انڈیا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

نہایت ادب کے ساتھ میں جناب کی خدمت میں اطلاعاً عرض کرتا ہوں کہ ہم جنوبی افریقہ کے طلباء نے ایک ایسوسی ایشن بنائی ہے۔

اس ایسوسی ایشن کے اغراض و مقاصد یہ ہیں کہ ہم فارغ التحصیل ہونے کے بعد اپنے ملک میں خدمت اسلام پوری تندہی سے کریں گے۔

ہمیں ان تمام مشکلات کا علم ہے جو کسی تبلیغی ادارہ کو پیش آتی ہیں، مگر باوجود اپنی بے بضاعتی کے ہم اللہ تعالےٰ کی مدد پر کامل بھروسہ رکھتے ہیں۔ وہ ضرور ہماری نصرت فرمائے گا۔

آپ کو غالباً علم ہوگا کہ جنوبی افریقہ کی آبادی بارہ ملین ہے جن میں سے نوے فیصدی عیسائی ہیں جن کے مشن کامیابی کے ساتھ جنوبی افریقہ کے جاہل لوگوں کو عیسائی بنانے میں سرتاپا لگے ہوئے ہیں۔

تاہم اگر مسلم ادارے اب بھی کوشش کریں تو بڑی حد تک ان جاہل افریقیوں کو اسلام کی روشنی دکھا سکتے ہیں اور یہ لوگ بطیب خاطر اسلام قبول کر سکتے ہیں۔

اگرچہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات پیش کرتا ہے، تاہم یہاں یعنی جنوبی افریقہ کے اچھے خاصے پڑھے لکھے مسلمان انہیں اسلامی تعلیم سے بہرہ یاب نہیں کر رہے۔

اندریں حالات ہم نوجوان طبقہ نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ ہم اس میدان میں بڑے اخلاص اور جوش کے ساتھ آگے بڑھیں گے اور لوگوں کو تعلیم اسلام سے آشنا کریں گے۔

ہم سب آپ کی انجمن سے اپیل کرتے ہیں کہ اپنے قیمتی لٹریچر سے ہماری مدد فرمائیے تاکہ ہم عیسائیت کا مقابلہ کر سکیں اور آپ کے مثالی عقائد۔ علم کلام اور میدان تبلیغ میں آپ کی کامیاب جد وجہد سے اپنے علاقہ کو روشناس کرائیں۔

آخر میں ہم پھر عرض کرتے ہیں کہ ہماری غرض صرف اور صرف تبلیغ اسلام ہے۔

موجودہ صورت حالات جو کہ مسلمانوں میں رونما ہے بڑی مایوس کن ہے۔

ہم اپنی اخلاقی پستی، روحانی گراوٹ اور معاشی بدحالی پر مطمئن بیٹھے ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ آپ کی انجمن ہماری دستگیری فرمائے گی۔

نوٹ:- جنوبی افریقہ کیپ ٹون وغیرہ میں بھی اب ہماری ایک زبردست جماعت تیار ہو گئی ہے جس کے سربراہ مسٹر سیڈو ہیں (غلام قادر)

درخواستہائے دعا

جماعت کے بعض احباب بیمار ہیں، احباب سے درخواست ہے کہ ان کے لئے درد دل سے دعائے صحت فرمائیں۔

عید کی نماز اجتماعی زندگی کا سبق دیتی ہے

غرباء سے ہمدردی اسلام کا سب سے بڑا رکن اور نمازِ عید کی اہم اغراض میں سے ہے

خطبہ عید الفطر مؤرخہ ۱۰ اپریل ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون

نمازِ عید اور فطرانہ

یہ ماہِ رمضان کی عید ہے، اس کو عید الفطر کہا جاتا ہے عید الفطر کے معنے ہیں روزہ افطار کرنے کی عید طبعی طور پر یہ عید خوشی کا پیغام لے کر آتی ہے وہ لوگ جن کو تیس دن کا روزہ رکھنے کی توفیق میسر آئی اور بھوک پیاس کا مزہ انہیں چکھنا پڑا، یہ عید ان کے لئے خوشی اور مسرت کا موجب ہوتی ہے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتماعی زندگی کا حکم دیا ہے نماز کے حکم کے ساتھ بار بار زکوٰۃ کا حکم آتا ہے فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون الذین ھم یراؤن و یمنعون الماعون نماز پڑھنے کی ایک بڑی بھاری غرض تو قربِ الٰہی کا حصول ہے لیکن اس کے ساتھ غرباء کی طرف توجہ دینا بھی اس کی اغراض میں سے ہے۔ نماز کا اہم سبق غرباء کی طرف توجہ اور ان سے ہمدردی کرنا ہے فرماتا ہے لعنت ہے ان نمازیوں پر جو نماز کی غرض سے غافل ہیں اور غرباء کی ہمدردی اور اعانت میں حصہ نہیں لیتے جس طرح روزانہ نماز میں اجتماعی زندگی کا سبق ہے، اسی طرح عید الفطر کی نماز بھی اجتماعی زندگی کا سبق دیتی ہے، عید کی نماز قبول ہی نہیں ہو سکتی جب تک غرباء کے لئے فطرانہ ادا نہ کر دیا جائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا زور دیا ہے کہ بغیر فطرانہ ادا کئے نماز قبول نہیں ہو سکتی۔

نبی کریم صلعم کی ہمدردی جانوروں اور انسانوں سے

صحابہ سے حدیثوں میں آتا ہے کہ انسان تو ایک طرف جانوروں کے ساتھ بھی ہمدردی کا برتاؤ کرنا نماز پر مقدم سمجھا جاتا تھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کے ساتھ سفر میں ہوتے، تو جس جگہ قیام کیا جاتا وہاں سب سے پہلے جانوروں کو پانی وغیرہ پلا کر اور چارہ ڈال کر پھر نماز پڑھتے تھے، یہ ہے ہمارا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم انسان تو انسان ہے جانوروں سے بھی ہمدردی اور شفقت ضروری سمجھی جاتی تھی۔

حدیث قدسی

اور حدیث قدسی میں آتا ہے (حدیث قدسی وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے نبی کریمؐ راوی ہوں) فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک بندہ سے کہے گا یا عبدی انی مرضت فلم تعدنی اے میرے بندے میں بیمار تھا تو نے میری عیادت نہ کی، اس کے جواب میں وہ بندہ کہے گا اے اللہ تُو تو اس سے پاک ہے کہ کوئی بیماری تجھے آ سکے، تو اللہ جواب دے گا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا۔ اگر تو اس کی عیادت کے لئے جاتا تو مجھے وہاں موجود پاتا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یا عبدی انی استطعمتک فلم تطعمنی۔ میں بھوکا تھا تو نے مجھے کھانا نہ دیا، میں پیاسا تھا تو نے مجھے پانی نہ پلایا۔ اس پر بندہ کہے گا کہ خداوند تو رب العالمین ہے تجھے کیا حاجت، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرا فلاں بندہ بھوکا تھا اور فلاں بندہ پیاسا تھا تو نے نہ اسکو کھانے کو دیا نہ دوسرے کو پینے کو دیا اگر تو ان کو دیتا تو وہ میرے ہی پاس پہنچ جاتا۔

امراء کی دولت غرباء کے پسینوں سے بنتی ہے

غرض حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غرباء کی امداد پر زور دیا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وابتغونی فی الضعفاء مجھے غریبوں اور کمزوروں میں تلاش کرو، اور فرمایا ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء زمین والوں کے ساتھ رحم کا برتاؤ کرو تا کہ آسمان والا تم پر رحم کرے اور فرمایا الا تنصرون و ترزقون بضعفاءکم، یہ جو تمہیں دولت میسر ہے، یہ جو تمہارے کارخانے چل رہے ہیں، اور بڑے بڑے مکانات اور کوٹھیاں بن رہی ہیں، یہ سب غرباء کی محنت اور مشقت کا نتیجہ ہیں، غرباء کے بغیر نہ تمہارے کارخانے چل سکتے ہیں اور نہ دولت میسر آ سکتی ہے، وفی اموالکم حق معلوم للسائل والمحروم، تمہارے مالوں میں سوال کرنے والوں کا حق بھی ہے اور جو سوال نہیں کرتے ان کا بھی حق ہے۔

فطرانہ سے غرباء کے لئے مفید کام

اجتماعی زندگی پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ امراء غرباء کے ساتھ تعاون کریں، توخذ من امراءھم وترد الی فقراءھم امراء سے مال لے کر غرباء کو دینا اسلام کا سب سے بڑا رکن ہے، اور آج عید کے دن جو فطرانہ دیا جاتا ہے، اسکو اگر ایک منظم طریق سے جمع کیا جائے تو غرباء کے بڑے بڑے کام سنور سکتے ہیں۔ آج اگر پاکستان میں ہی ایک روپیہ یا بارہ آنے فی کس فطرانہ ایک جگہ جمع کیا جائے تو تین چار کروڑ تو آ سکتا ہے، جس سے یورپ کے طرز پر ٹیکنیکل سکول کھل سکتے ہیں، جہاں غرباء کو اعلیٰ تعلیم دی جا سکتی ہے اور قوم کا غریب حصہ برسرِ کار ہو سکتا ہے، یہ محمد رسول اللہ صلعم کی وجہ سے ہے محمد رسول اللہ صلعم نے قوم کو قوم سازی سکھائی ہے۔

غلاموں سے نبی کریم صلعم کا حسنِ سلوک

ہمارا پیغمبر صرف نماز روزہ کے لئے نہیں آیا، غرباء کی تربیت اور ترقی کے لئے بھی آپ نے بہت کچھ کیا ہے ایک امیر آدمی کو آپ نے دیکھا کہ اس نے اپنے غلام کو مارنے کے لئے کوڑا اٹھایا، آپؐ نے اسی وقت اسے آواز دی یا ابا مسعود یا ابا مسعود اور فرمایا کہ خبردار ایسا نہ کرنا خدا تعالیٰ تم پر اس سے زیادہ قدرت رکھتا ہے جو تم اپنے غلام پر قدرت رکھتے ہو، یہ سننا تھا کہ کوڑا اس کے ہاتھ سے گر پڑا، اور خدا کے خوف سے لرز کر اس نے غلام کو اسی وقت آزاد کر دیا۔

ابو ذر غفاری غفار قبیلہ کا ایک شخص تھا، جس کا کام ڈاکہ زنی تھا، جب وہ اسلام لایا تو وہ تقوے اور طہارت میں اونچے مرتبہ پر پہنچ گیا، اسی کو کہتے ہیں "چوروں قطب بنایا" ایک دفعہ اس نے اپنے غلام کو گالی دی، اس پر غلام نے حضور کے پاس شکایت کی، حضورؐ نے ابوذر کو بلا کر کہا انک امرؤ فیک جاھلیۃ یعنے تیرے اندر زمانہ جاہلیت کی خصلت موجود ہے اور فرمایا خولکم اخوانکم من جعل اخاہ تحت یدہ فلیطعمہ مما یاکل ویلبسہ مما یلبس تمہارے نوکر تمہارے بھائی ہیں جس بھائی کو اللہ تعالیٰ اس کے ماتحت کر دے اس کو چاہیئے کہ وہی کھانا اسکو دے جو خود کھاتا ہے اور وہی کپڑا اس کو پہنائے جو خود پہنتا ہے، فرمایا اپنے غلام یا لونڈی کو یا عبدی یا امتی نہیں کہنا چاہیئے، اس کی عزت کا پاس کرو، فرمایا

دیکھو اگر اس کی عزت نفس کو ملحوظ نہ رکھا جائے تو اسکو اذیت ہوگی۔

سالمؓ ابو حذیفہ کا غلام تھا، ہجرت کے بعد وہ نماز پڑھاتے تھے اور حضرت عمرؓ جیسے عظیم المرتبت لوگ بھی آپ کی اقتداء میں نماز ادا کرتے تھے۔

چھوٹوں کو بڑا کر دیا اور بڑوں کی عزت قائم کی

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹوں کو بڑا کر دیا لیکن بڑوں کو چھوٹا نہیں کیا، وہ قوم قوم نہیں جس کے اندر امراء نہیں، امراء کا وجود قوم کے لئے فخر کا موجب ہے، ایک دفعہ سعدؓ آپ کی مجلس میں آئے آپ نے فرمایا قوموا الیٰ سیدکم اپنے سردار... کی تعظیم کے لئے اٹھو اور ان کا استقبال کرو، امراء کی عزت حضرت نے کم نہیں کی، ہاں غرباء کی عزت کو بڑھایا ہے اس کو کہتے ہیں قوم سازی، یہ فخر کسی کو نصیب ہوتا ہے۔

امریکہ میں حبشیوں سے سلوک

امریکہ میں حبشی قوم کے لوگ عیسائی ہو گئے، اور پڑھ لکھ کر بڑی بڑی ڈگریاں حاصل کر لیں، ان میں بڑے بڑے فاضل لوگ ہیں، لیکن سفید آدمی کے ہوٹل میں نہیں جا سکتے، ان کے سکولوں میں ان کے بچے پڑھ نہیں سکتے، آج بیسویں صدی کی تہذیب بھی یہ بات پیدا نہیں کر سکی۔ میرے پاس امریکہ کے ایک پروفیسر سمتھ آئے، میں نے اس سے کہا کہ امریکہ کو GODS LAND (خدا کی زمین) کہا جاتا ہے، پھر یہ کیا بات ہے کہ اس علم و تہذیب کی روشنی میں وہاں کالے اور گورے کا فرق نمایاں ہے، اس نے کہا کہ جنوبی ریاستوں میں ایسا ہے اور اس کے لئے ہم شرمندہ ہیں، یہ ہے بیسویں صدی کی تہذیب۔

آنحضرت صلعم نے انسانیت کی تکریم کا حکم دیا

آنحضرت صلعم زمانہ جاہلیت میں امیر اور غریب غلام اور آقا، کالے اور گورے کے فرق کو مٹا دیا اور صرف تقویٰ اللہ کو اعزاز کا موجب قرار دیا۔ بڑا مشکل کام ہے جو محمد رسول اللہ صلعم نے کیا، فرمایا ولقد کرمنا بنی آدم، تمام بنی آدم کو بلا امتیاز رنگ و نسل ہم نے معزز بنایا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ ہر انسان کی تکریم کرو، فرمایا اکرموا اولادکم اپنے نوجوانوں کی تکریم کرو، اور ماں باپ کی تکریم کرنا سیکھو۔ من لم یوقر کبیرنا ولم یرحم صغیرنا فلیس منا جو شخص بڑوں کی تعظیم نہیں کرتا اور چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں،

یہ چند باتیں عید کے موقع پر میں نے بتائی ہیں ضروری ہے کہ آپ نبی کریم صلعم کی ان قیمتی باتوں پر عمل کریں ؛

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں
(مینیجر پیغام صلح)

حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات طیبہ

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

اور نہ کبھی کر سکے گی۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہر ایک شخص جو اپنے اخلاق سیئہ اور عادات ذمیمہ کو ترک کر کے خصائل حسنہ و اعمال حمیدہ کو اختیار کرتا ہے وہی اس کے لئے کرامت ہے مثلاً اگر ایک شخص اپنی سخت مزاجی اور تند طبیعت اور غصہ کی عادات بد کو چھوڑ کر حلم اور عفو کی عادت اختیار کرتا ہے یا بخل و امساک کو .... چھوڑ کر سخاوت اور حسد کی بجائے ہمدردی کو حاصل کرتا ہے تو بے شک یہ ایک بڑی کرامت ہے۔ اسی طرح خودستائی اور خود پسندی کو چھوڑ کر انکساری اور فروتنی اختیار کرنا بڑی کرامت ہے پس تم میں سے کون ہے جو نہیں چاہتا کہ کراماتی آدمی بن جائے میں جانتا ہوں کہ ہر ایک شخص یہی چاہتا ہے تو بس یہ ایک دائمی زندہ کرامت ہے کہ انسان اپنی اخلاقی حالت کو درست کرے۔ اور یہ ایسی کرامت ہے کہ جس کا اثر کبھی زائل نہیں ہوتا بلکہ دور تک اس کا نفع پہنچتا ہے۔ مومن کو چاہیئے۔ کہ خلق اور خالق کے نزدیک اہل کرامت ہو جائے بہت سے رند اور عیاش ایسے دیکھے گئے ہیں جو کسی خارق عادت نشان سے قائل ہوئے۔ لیکن اخلاقی حالت کو دیکھ کر انہوں نے بھی سر جھکا لیا ہے اور بجز اقرار اُن کو کوئی دوسری راہ نہیں ملی۔ بہت سے لوگوں کی سوانح میں اس امر کو پاؤ گے۔ کہ وہ اخلاقی کرامات کو ہی دیکھ کر دین حق میں داخل ہوئے۔ اس لئے میں پھر پکار کر کہتا ہوں اور میرے دوست سُن رکھیں اور میری باتوں کو ضائع نہ کریں اور ان باتوں کو ایک قصہ گو یا داستان کی کہانیوں ہی کا رنگ نہ دیں۔ بلکہ میں نے یہ ساری باتیں نہایت دلسوزی اور سچی ہمدردی سے جو فطرتاً میری روح میں ہے کی ہیں۔ ان کو گوش ہوش سے سنیں، اور ان پر عمل کریں ؛

ضروری اطلاع

برادرانِ ملت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ۲۶ اپریل ۱۹۵۹ء کو اہم قومی مسائل پر غور و خوض کرنے کے لئے مجلس مشاورت طلب کی گئی ہے، لہذا درخواست ہے کہ تمام جماعتیں مہربانی فرما کر اس میں شرکت کریں اور نہایت ٹھنڈے دل اور جوش نفس سے علیحدہ ہو کر محض للہ ان مسائل پر غور کر کے کوئی مستقل حل تجویز کریں۔ مجھے امید ہے کہ ہم اپنی زبانوں اور اپنے جذبات پر قابو رکھیں گے، اور ایک احمدی کا نمونہ پیش کریں گے۔ والسلام

غلام محمد۔ ناظم تنظیم و تبلیغ

بچوں کی تعلیم و تربیت

(بسلسلہ صفحہ ۲)

آج پاکستان کی اسلامی مملکت میں جسمانی، اخلاقی اور ذہنی پہلوؤں سے ملت اسلامیہ کے بچوں کی حالت اس قدر ناقابلِ اطمینان بلکہ تشویش انگیز ہے کہ اگر ملت اسلامیہ کے اکابر اور حکومت کے ارباب حل و عقد نے ان کی تعلیم و تربیت کے مسئلے پر اسلامی سپرٹ کے مطابق خاص توجہ مبذول نہ فرمائی تو انہیں اس غفلت کا خمیازہ بہت بری طرح بھگتنا پڑے گا۔ پاکستان کی سب سے بڑی اور لازوال دولت اس کے بچے ہیں جو تعلیم و تربیت کی بدولت پاکستان کو ایک ایسی زبردست اور طاقتور سلطنت بنا سکتے ہیں کہ کوئی دشمن طاقت اس کا مقابلہ نہ کر سکے۔ تعلیم تو بے شک ہمارے بچوں کو دی جاتی ہے لیکن جس طریقہ سے انہیں تعلیم دی جاتی ہے اور جس ماحول میں وہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں اس سے وہ نتائج ہرگز پیدا نہیں ہو سکتے جن کی ہم اُن سے توقع رکھتے ہیں۔ دیہات کے پرائمری مدارس کے بچوں کی تعلیمی حالت کا اگر انگلستان اور امریکہ کے پرائمری مدارس اور وہاں کے نظام تعلیم سے مقابلہ کیا جائے تو ہم بلا مبالغہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو نسبت دو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلنے والے چھکڑوں کو ستر میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلنے والی موٹر کار سے ہے وہی نسبت ہمارے دیہات کے پرائمری مدارس کو انگلستان اور امریکہ کے دیہاتی مدارس سے ہے حالانکہ یہ وہ ممالک ہیں جن پر آج سے چار صدی قبل جہالت اور بربریت چھائی ہوئی تھی اور ان کے باشندے وحشیوں کی طرح زندگی بسر کر رہے تھے۔

یہی وہ وحشی تھے جنہوں نے اندلس کے مسلمان عالموں کے سامنے زانوئے ادب تہ کیا اور اُن سے علوم و فنون سیکھے۔ یورپ اس وقت ایک تاریک ترین خطہ تھا مگر اسلام کے چراغ کی بدولت یہ تاریکی روشنی میں بدل گئی۔ اسی روشنی نے ان کے مستقبل کو ایسا روشن کر دیا کہ اب یورپ نہ صرف دنیا جہان کے علوم و فنون کا سرچشمہ بن گیا بلکہ علوم و فنون کی حیرت انگیز اور انقلاب آفرین طاقت کی بدولت یورپین طاقتیں کرۂ ارضی پر چھا گئی ہیں۔ اور انہوں نے اسلامی حکومتوں کو اپنی سازشوں اور چیرہ دستیوں کا آماجگاہ بنا رکھا ہے ؛

ایک دفعہ ایک دوست نے اپنے بچے کو مارا۔ حضرت مسیح موعودؑ اس سے بہت متاثر ہوئے، اور انہیں بلا کر بڑی دردانگیز تقریر فرمائی۔ اور فرمایا میرے نزدیک بچوں کو یوں مارنا شرک میں داخل ہے۔ گویا بدمزاج مارنے والا ہدایت اور ربوبیت میں اپنے تئیں حصہ دار بنانا چاہتا ہے۔ ایک جوش والا آدمی جب کسی بات پر سزا دیتا ہے تو اشتعال میں بڑھتے بڑھتے...

عصرِ حاضر میں تحریکِ احمدیت روحانی سائنس کی حیثیت رکھتی ہے

پروفیسر غلام احمد خادم ڈیرہ غازیخان

ہمارے زمانہ کی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی - یہ زمانہ اپنی مثال آپ ہے - اس زمانے کی خصوصیات کچھ ایسی ہیں کہ اس زمانے کو آج کل مختلف ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے - مادی تہذیب کا زمانہ - سائنسی عروج کا زمانہ (ATOMIC AGE) جوہری توانائی کا زمانہ ... (SPUTNIK AGE) مصنوعی سیاروں کا زمانہ - (SPACE AGE) آسمانی فضاؤں کی تسخیر کا زمانہ یا چاند تک پہنچنے کے منصوبوں کا زمانہ - یہ آخری نام ہمارے زمانے کا جدید ترین نام ہے - یہ اس زمانے کی تصویر کا ایک رُخ ہے جس کے مختلف نام ہیں -

اس زمانے کی تصویر کا دوسرا رُخ وہ ہے جسے تحریک احمدیت کی روحانی سائنس نے دریافت کیا ہے - اس روحانی سائنس کی رُو سے ہمارے زمانہ کا نام ہے AGE OF RELIGION یعنی مذہب کا زمانہ ہے۔ اسی کے مطابق تحریک احمدیت کا سلوگن یعنی نعرہ ہے -

"قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے"

گویا یہ زمانہ قرآنی علوم کی اشاعت کا ہے - اسلام کی مقبولیت اور فتح کا زمانہ ہے - مذہب اسلام کے غلبہ کا زمانہ ہے یہ روحانی نعرہ ہے تحریک احمدیت کا - یہ تحریک اس زمانے میں روحانی سائنس کی حیثیت رکھتی ہے - اس تحریک کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ اس زمانے کی سب سے بڑی عظیم الشان شخصیت ہیں جس نے جدید فلسفہ اور مادی سائنس کے مقابل پر خارق عادت یقین کے ساتھ اعلان کیا کہ اسلام محض چند عقائد اور عملیات کا نام نہیں ہے بلکہ وہ ایک مکمل قابل عمل روحانی سائنس ہے - جس طرح مادی سائنس کی صداقت مشاہدات اور تجربات کی بنا پر پرکھی جا سکتی ہے اسی طرح جس روحانی سائنس کو اسلام نے پیش کیا ہے اس کی صداقت بھی مشاہدات اور تجربات کے ساتھ مستحکم اور استوار ہے - اور میں اس زمانے میں اس روحانی سائنس کا علمبردار ہوں - اس کا عالم اور ماہر ہوں - کیونکہ میں صاحب مشاہدہ اور صاحب تجربہ ہوں - میں اس روحانی سائنس کا معلم بھی ہوں - میں وہ تمام نشانات آسمانی مشاہدات روحانی - نصرت الٰہی اور تصرفات خدائی اور استجابت دعا کے نظارے دکھا سکتا ہوں جو اس روحانی سائنس پر یقین پیدا کرنے کے لئے ضروری ہیں - میں اس روحانی سائنس کی حقیقت اور صداقت پر ایک زندہ گواہ ہوں - میں دکھلا سکتا ہوں کہ قرآن مجید روحانی علوم اور روحانی عملیات کی بے نظیر کتاب ہے - جس کے ذریعہ سے انسان صاحب کرامات بن جاتا ہے -

یہ اس زمانے میں اپنی نوعیت کے لحاظ سے ایک انوکھا اعلان ہے - یہ ایک بہت بڑا چیلنج ہے - اس اعلان کی صداقت کا امتحان کرنا چاہیئے - اسے شک کی نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہیئے - جب ایک مادی سائنس کا ماہر اپنے مشاہدات اور تجربات کی بنا پر اعلان کرتا ہے کہ مادے کے چھوٹے سے چھوٹے ذرّے یعنی ایٹم میں بے پناہ طاقت ہے اور اس کی ساخت بہت پیچیدہ ہے - اس کا ایک NUCLEUS یعنی دل یا مرکز ہے جو نیوٹرونز اور پروٹونز سے مل کر بنا ہے جس کے گرد الیکٹرونز مختلف مداروں میں بہت تیزی کے ساتھ چکر لگاتے ہیں تو اس بات کو سب مان لیتے ہیں - حالانکہ آج تک کبھی کسی جوہری سائنس دان نے ایٹم کو نہیں دیکھا ہے -

پھر لوگوں کو کیوں تعجب ہوتا ہے اور وہ کیوں شک اور شبہ کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جب خدا کے ایک بندہ نے اعلان کیا کہ میں نے خدا کو پا لیا ہے - وہ مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے - وہ میری دعائیں سنتا ہے اور قبول کرتا ہے - اور میری ندا اور فریاد کا جواب دیتا ہے - اور آئندہ آنے والے واقعات کی پیش از وقت اطلاع دیتا ہے میں نے اپنے خدا کو محمد رسول اللہ صلعم کی کامل اتباع سے پا لیا ہے - میرے اس دعوے کی صداقت کو پرکھنے کے لئے میرے پاس آؤ - اور میرے پاس رہ کر تجربہ اور مشاہدہ کرو - میں تمہیں وہ زندہ خدا دکھلا دوں گا -

چنانچہ حضرت مرزا صاحب کے دعوے کی اس صداقت کو تجربات، مشاہدات اور واقعات نے ثابت کر دیا - حضرت اقدس کے اس دعوے کو سن کر بڑے بڑے دانشمند، فلسفی اور دہریے آپ کے پاس آکر امتحان کی نیت سے رہے - اور کچھ عرصہ کے بعد صاحب علم و عرفان بن گئے - خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور نے آپ کے اس انوکھے چیلنج کو آپ کی کتاب براہین احمدیہ میں پڑھا - پرکھنے کے لئے آپ کی صحبت میں آکر رہے - خوب پرکھا اور معرفت اور ایمان کی دولت پائی - ہزاروں روپوں کی وکالت کو اس روحانی دولت کے مقابل پر کچھ بھی نہ سمجھا - مبلغ اسلام بن گئے انگلستان میں ووکنگ مشن قائم کیا اور سینکڑوں انگریزوں کو مشرف بہ اسلام کیا -

حضرت مولانا محمد علی صاحب علیہ الرحمۃ نے حضرت اقدس کی دعوت پر لبیک کہا - اپنے تمام دنیوی مقاصد کو دین پر قربان کر دیا - اور خدمت دین کے کام میں عالمی شہرت پائی - ایسی بیسیوں ہستیاں ہیں جو حضرت مرزا صاحب کی صحبت میں رہیں - روحانی تجربات کا مشاہدہ کیا - اور ایمان و ایقان سے حصہ پایا - آج بھی آپ کی قائم کردہ جماعت کے اندر ایسی پاک ہستیاں موجود ہیں جو علم و عرفان کی دولت سے مالا مال ہیں -

آیئے تحریک احمدیت کی روحانی سائنس کا مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ اس روحانی سائنس نے کیا نظریئے پیش کئے ہیں اور ان نظریوں کی تصدیق کونسے تجربات اور مشاہدات سے ہوتی ہے - اس وقت اس روحانی سائنس کے صرف دو نظریوں کا ذکر کیا جاتا ہے - ایک تو یہ کہ مذہب ایک کامل روحانی سائنس ہے - مذہب حقیقت میں وہی مذہب ہے جو زندہ ہو، یعنی زندہ خدا سے ملا ہو - آج اسلام ہی وہ مذہب ہے جو اس کسوٹی پر پورا اُتر سکتا ہے - اسلام ایک ایسی صداقت ہے جو تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہے - قرآن ابدی صداقتوں کا مجموعہ ہے - محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت زندہ ہے اور اس نبوت کی برکات زندہ ہیں اور تا قیامت جاری ہیں -

اس روحانی سائنس کا دوسرا بنیادی نظریہ یہ ہے کہ اسلام کا خدا زندہ خدا ہے - وہ آج بھی اپنے آپ کو اپنے بندوں پر ظاہر فرماتا ہے - اُن کی دعائیں سنتا اور اُن سے ہمکلام ہوتا ہے -

ان نظریوں کے ثبوت میں حضرت اقدس مرزا صاحب نے اپنے وجود کو پیش کیا - گویا آپ کا وجود ایک جیتی جاگتی زندہ روحانی لیبارٹری یعنی معمل ہے اور آپ اپنے وجود سے روحانی تجربات اور مشاہدات ...... demonstrate کرتے ہیں - جن کے ذریعے سے ہم اسلام کے زندہ خدا کو دیکھ لیتے ہیں - اور اُس کی تجلیات کا نظارہ کر سکتے ہیں -

آیئے دیکھیں کہ حضرت اقدس نے کس قسم کی Practicals یعنی مجاہدات کے ساتھ اپنے وجود کو تجلیاتِ الٰہی کا محل بنایا - اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں :-

"خدا تعالےٰ نے سب سے پہلے مجھے جو چیز عطا فرمائی ہے وہ قلبِ سلیم ہے میرے لئے اس نعمت کا پانا ناممکن تھا - اگر میں اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیاء خیر الورٰی حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی راہوں کی پیروی نہ کرتا - سو میں نے جو کچھ پایا اُس کی پیروی سے پایا - اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ انسان بجز پیروی نبی کریم صلعم کے خدا تک

نہیں پہنچ سکتا۔ اور نہ معرفت کا حصّہ پا سکتا ہے۔ اس پیروی سے سب سے پہلے قلب سلیم پیدا ہوتا ہے۔ جس سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے۔ دل ایک ابدی اور لازوال لذت کا طالب بن جاتا ہے۔ پھر سب روحانی نعمتیں آنحضرت صلعم کی پیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں۔"

یہ ہے وہ روحانی سکیم جس پر عمل کر کے حضرت اقدس مرزا صاحب نے اپنے وجود کو محل تجلیات الٰہی بنایا۔

آپ کا سب سے بڑا عظیم الشان کارنامہ یہی ہے کہ آپ نے اس بے دینی۔ خدا فراموشی اور دہریت کے زمانے میں خدا کے وجود کو منوایا۔ خدا کو ایک زندہ۔ موجود اور مشہود ہستی ثابت کیا۔ ایک دفعہ ایک موقع پر آپ نے مولانا مولوی عبدالکریم صاحب علیہ الرحمۃ کو فرمایا:

"مولوی صاحب میرے ساتھ چلو۔ میں آپ کو خدا دکھا دوں گا۔"

مولوی صاحب مرحوم و مغفور کی پاکیزہ زندگی اس بات کی شاہد تھی کہ فی الواقع انہوں نے خدا کو دیکھ لیا تھا۔ انہوں نے خود ایک موقع پر خانۂ خدا میں حلفیہ شہادت دی اور کہا کہ بے شک میں نے حضرت مرزا غلام احمدؑ کے ذریعے خدا کو دیکھا اور یقیناً خدا کو دیکھا۔

خدا کو دکھانے کے متعلق حضرت اقدس کے روحانی تجربات اور مشاہدات سینکڑوں کی تعداد میں دنیا کے سامنے قبولیت دعا۔ رویا و کشوف اور الہامات کی شکل میں موجود ہیں۔ نمونہ کے طور پر صرف چند ایک کا بیان ذکر کیا جاتا ہے۔

ایک نوجوان طالب علم عبدالکریم قادیان کے ہوسٹل میں رہتا تھا۔ دیوانے کتے نے اُسے کاٹا۔ فوراً اُسے علاج کے لئے کسولی بھیج دیا گیا۔ ان دنوں جدید طریق علاج یعنی ANTI-RABIC VACCINE کے ٹیکے کا استعمال عام نہیں ہوا تھا۔ چند روز کے علاج کے بعد وہ طالب علم یہ اطمینان کر کے واپس قادیان آگیا کہ اب خطرہ نہیں رہا۔ لیکن کچھ عرصے کے بعد اُس طالب علم میں دیوانگی کی علامات ظاہر ہو گئیں۔ اُسے Hydrophobia ہو گیا۔ وہ پانی سے خوفزدہ ہوتا اور دیوانوں کی طرح لوگوں کو کاٹنے کے لئے دوڑتا۔ کسولی کے ڈاکٹروں کو اطلاع دی گئی۔ وہاں سے بذریعہ تار جواب آیا کہ اب کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ یعنی مریض لا علاج ہے اور موت ناگزیر تھی۔

ہم سب جانتے ہیں اور ہمارا برسوں کا تجربہ ہے کہ سب ڈاکٹر اور طبیب اس بات پر متفق ہیں کہ جب ایک دفعہ Hydrophobia کے آثار نمایاں ہو جائیں تو مریض کا بچنا ناممکن ہے۔ حضرت اقدس مرزا صاحب کو خبر کی گئی۔ تو آپ کو بہت رحم آیا۔ آپ خود اپنی قلبی کیفیت کا حال یوں بیان فرماتے ہیں:

"میرا دل اُس کے لئے درد اور بے قراری میں مبتلا ہو گیا۔ اور خارق عادت توجہ پیدا ہو گئی جو اپنے اختیار سے پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ محض خدا تعالیٰ کی طرف سے پیدا ہوتی ہے۔ اور اگر پیدا ہو جائے تو خدا تعالیٰ کے اذن سے وہ اثر رکھتی ہے کہ قریب ہے کہ اس سے مردہ زندہ ہو جائے۔ اس مریض کے لئے وہی حالت میسر آگئی۔ اور اُس توجہ کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے۔ یہاں تک کہ چند روز تک وہ طالب علم تندرست ہو گیا۔"

اب آپ میڈیکل سائنس کے مقابلے پر یہ روحانی تجربہ رکھیں اور سوچیں۔ کہا جا سکتا ہے کہ بیماری کے حملے کے بعد لڑکے کے خون کے اندر جو تندرست اور شرخ ذرّات تھے وہ بیماری کے دشمن جراثیم پر غالب آ گئے۔ اور مریض تندرست ہو گیا۔ لیکن میڈیکل سائنس کا فیصلہ وہی تھا جو کسولی سے بذریعہ تار آیا تھا۔ NOTHING CAN BE DONE FOR ABDULKARIM عبدالکریم کے لئے اب کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ یعنی اس کا بچنا اب ناممکن ہے۔ خدا کی شان وہی مریض حضرت اقدس مرزا صاحب کی دعا اور توجہ سے صحت یاب ہو گیا۔

حضرت اقدس کو یہ بات سخت ناگوار گزرتی جب کوئی ڈاکٹر کسی مریض کو لا علاج بتاتا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ کیا ان لوگوں نے موت و حیات کے خدائی اختیارات کو اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے۔ کہ مریضوں پر موت کا فتویٰ صادر کر دیتے ہیں۔

ایک دفعہ ایک احمدی نوجوان عین عالم شباب میں تپ دق کا شکار ہو گیا۔ اُس زمانے میں دق کا جدید علاج رائج نہ ہوا تھا۔ نوجوان کے لئے تپ دق پیغام موت تھا۔ کوئی علاج بھی کارگر نہ ہوا۔ طبیبوں اور ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ اس نوجوان کو موت کا یقین ہو گیا۔ اسی مایوسی کے عالم میں اپنا کفن ساتھ لے کر حضرت اقدس مرزا صاحب کی خدمت میں قادیان آگیا۔ بہت پھوٹ پھوٹ کر رویا۔ حضرت کا دل گداز ہو گیا۔ فرمایا "میں دعا کروں گا۔ تم اچھے ہو جاؤ گے" چنانچہ بیت الدعا میں اس نوجوان کے لئے بہت دعائیں کیں اور علاج کا بھی مناسب انتظام کیا۔ تھوڑے ہی عرصہ کے اندر وہ نوجوان تپ دق سے نجات پا گیا۔

قادیان میں ایک بیس بائیس سالہ ہندو نوجوان تپ دق میں مبتلا ہو گیا۔ قادیان کے ہندو اور سکھ حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں اکثر حاضر ہوا کرتے تھے اور ہر مشکل کے وقت امداد اور دعا کے طالب ہوتے تھے۔ یہ مدقوق ہندو نوجوان بھی حاضر ہوا۔ اور زار زار رویا اور دعا کا ملتجی ہوا۔ حضرت اقدس نے اُس کے لئے درد دل سے دعا کی۔ دعا کے معاً بعد الہام ہوا۔ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَّ سَلَامًا۔ اس الہام میں تپ کی آگ سے نجات اور سلامتی میں آ جانے کی خوشخبری تھی۔ چنانچہ چند دنوں کے بعد ہی وہ ہندو نوجوان بالکل شفایاب ہو گیا۔

حضرت اقدس مرزا صاحب کے استجابت دعا کے سینکڑوں واقعات ہیں جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ زندہ خدا ہے اور وہ اپنے بندوں کی تضرعات کو سنتا ہے اور التجاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ حضرت کی زندگی میں صدہا ایسے واقعات ہوئے ہیں جن میں خدا تعالیٰ کا ہاتھ صاف طور پر کام کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنے رؤیا اور کشوف اور الہامات کو دنیا کے سامنے بڑی شد و مد کے ساتھ پیش کیا۔ اور پیشگوئیوں کو بار بار آواز بلند پیش کیا اور ان کے سچا ثابت ہونے پر گواہ پیش کئے۔ ہمارے زمانے میں مادیت کے غلبہ کی وجہ سے روحانیت کا شدت سے انکار کیا گیا ہے یعنی کشف اور وحی و الہام کو جھٹلایا گیا ہے۔ وحی کو صرف دل کی ایک آواز یا دل کا خیال ہی قرار دے دیا گیا۔ اس لئے حضرت مرزا صاحب نے اپنے ذاتی تجربہ اور مشاہدہ کی بنا پر بڑے زور شور سے اعلان کیا کہ وحی الٰہی انسانی دل کی اندرونی آواز یا خیال نہانی کا نام نہیں بلکہ وہ حقیقت میں خارج سے آتی ہے۔ اور کان کو سنائی دیتی ہے۔ اسی طرح دل کی آنکھ کشف کی صورت میں روحانی نظاروں سے لطف اندوز ہوتی ہے اور عین بیداری میں عالم باطن کے نظاروں اور مستقبل کے واقعات کو دیکھ لیتی ہے۔ یہ خدا کا کلام ہوتا ہے جو پُر شوکت ہوتا ہے۔ جو اپنے اندر ایک نور رکھتا ہے اور پھر خدا کا فعل اس کی تائید کرتا ہے۔ پس یہی ایک ذریعہ ہے جس سے انسان کے دل کے اندر خدا کی ہستی پر زندہ ایمان پیدا ہو سکتا ہے۔ محض کائنات میں مناظر قدرت کے مطالعہ سے مجرد عقل کے زور سے وہ عرفان۔ ایمان اور ایقان کی دولت حاصل نہیں کی جا سکتی۔ عقل انسانی کی جولانی اور رسائی ایک حد تک ہے۔ وہ تو صرف اتنا فیصلہ صادر کر سکتی ہے کہ اس کائنات کا۔ اس وسیع و عریض کارخانے کا کوئی نہ کوئی موجد اور منتظم ضرور ہونا چاہیئے مگر فی الحقیقت وہ ہے بھی؟ عقل یہاں عاجز آ جاتی ہے۔ عقل کی صرف اتنی ہی انتہا ہے۔ جہاں عقل انسانی کی انتہا ہے وہاں سے الہام الٰہی کا آغاز ہوتا ہے۔ ؎

عقل اندھی ہے اگر نیّر الہام نہ ہو۔

جس طرح انسان کی ظاہری آنکھ کے لئے بیرونی روشنی کی ضرورت ہے اسی طرح عقل انسانی کے لئے وحی و الہام کی روشنی کی ضرورت ہے۔

باقی ــ باقی

جماعت احمدیہ کا مقام اور اس کے فرائض

مولانا عبداللہ صاحب پیانزتی

(۱) - حضرت مسیح موعود کشتی نوح کے متعلق جس میں جماعت کے لئے لائحہ عمل ضروری اور اہم نصائح اور شرائط میں فرماتے ہیں "یہ ہر شہر اور ہر جماعت میں سنائی جاوے اس سے اس کی اشاعت بھی عام ہو جائے گی، ہم جماعت کی وحدت چاہتے ہیں"۔ ملفوظات حصہ پنجم صفحہ ۲۹۱

(۲) "کوئی قوم قوم نہیں کہلا سکتی ہے اور ان میں ملیّت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جا سکتی جب تک وہ فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہ کرے اور اگر اختلاف رائے اور پھوٹ ہو تو سمجھ لو کہ یہ ادبار اور تنزل کے نشانات ہیں"۔ ملفوظات حصہ اول صفحہ ۱۷۹

(۳) تم اپنے امیر کی تابعداری کرو خواہ وہ ایک حبشی ہو — (حدیث)

انفاق فی سبیل اللہ ایسی چیز ہے جس میں کسی سے بدلہ اور معاوضہ کی امید نہ ہو۔ اس کی مثال خدا تعالیٰ نے اس دانہ سے دی ہے جو کاشتکار زمین میں ڈالتا ہے۔ ظاہراً وہ مٹی میں مل جاتا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے۔ کیونکہ زمین میں روئیدگی کی طاقت خدا تعالیٰ نے رکھی ہے، بارش کا برسانا خدا تعالیٰ کے قانون اور حکم کے ماتحت ہے جو زمین میں نشو و نما کی طاقت کو ظہور میں لاتا ہے۔ ہم نہ ہی اس طرح مرکز سرسبز ہونے کی طاقت رب العالمین نے رکھی ہے آج کل سائنٹیفک محققین یہ کہتے ہیں کہ زمین میں دانہ کی سرسبزی اور کنبت کی بہر بہر کے لئے ایک ایکڑ زمین میں ۵۰۰ بکٹیریا کے کیڑے کام کرتے ہیں گویا اوپر تو ایک کسان ہل چلا کر دانہ ڈال دیتا ہے تو زمین کے اندر ہماری نظروں سے پوشیدہ ۵۰۰ کسان کام کر رہے ہیں۔ اسی لئے خدا تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ سو وہ فصل جو تم کاٹتے ہو کیا تم اسے اگاتے ہو یا ہم اگاتے ہیں۔ اس طرح جیسے دانہ مٹی میں مل جاتا ہے لیکن اس کی سرسبزی کے سارے اسباب خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں اور اس کے قانونِ قدرت کے ماتحت وہ دانہ سرسبز کھیت بن جاتا ہے۔ اسی طرح انفاق فی سبیل اللہ کے متعلق ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ خرچ کیا گیا وہ مٹی میں گیا لیکن حقیقت اس کے خلاف ہے اسی لئے خدا تعالیٰ انسان کو جو خدا کے لئے مال خرچ کرنے میں بخیل ہے (اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ سورۃ العادیات) اپنے ظاہری قانون کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ دیکھو جب ہم دنیا میں ایک دانہ کے بدلہ ۷۰۰ دیتے ہیں اور بعض وقت اس سے بھی زیادہ، پھر دانہ میں قوت روئیدگی ہم نے رکھی ہے زمین کو نشو و نما کی طاقت ہم نے دی ہے اور بارش جو ان طاقتوں کو ظہور میں لاتی ہے ہم برساتے ہیں تو اس سے تم یہ علم حاصل نہیں کر سکتے کہ جو مال تم ہماری راہ میں خرچ کرو گے اس کو بڑھا چڑھا کر تم کو دے سکتے ہیں۔ ہاں یہ یاد رہے کہ جیسے دانہ وہی پھلتا ہے جو صالح ہو اور اس میں بیماری نہ ہو اور زمین بھی صالح ہو۔ اسی طرح خدا کی راہ میں جو مال خرچ کرو، وہ بھی تب پھلے گا کہ تم اُن پر جن کی امداد پر خرچ کرتے ہو، نہ احسان جتلاؤ نہ کسی قسم کا دباؤ اُن پر ڈالو اور نہ وہ خرچ لوگوں کے دکھاوے کے لئے ہو۔ کیونکہ جیسے بعض اوقات بعض کیڑے فصل خراب کر دیتے ہیں۔ خوشے ہیں دانے اگر ہو بھی جاویں اُن میں غذائیت نہیں رہتی اسی طرح مندرجہ صدر موانع تمہارے صدقات کو پھلنے نہیں دیں گے۔

ہم لوگ جنہوں نے اس صدی کے امام اور مجدد کو مانا ہے ہمیں دو طرح مال خرچ کرنا ہے۔ اولاً اِبْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ۔ یہ اعلیٰ درجہ کی نیکی ہے۔ اس میں خرچ کرنے والے کی غرض محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا حصول ہوتا ہے وَتَثْبِیْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ۔ دوم اپنے دل سے سب خواہشات کو مٹا کر اور اس میں کسی قسم کی دنیاوی ملاوٹ نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس جماعت کے کھڑے کرنے کی غرض یہی ہے اس وقت اسلام کس مپرسی کی حالت میں ہے۔ اور مخالفین اس کے مٹانے کے درپے ہیں کیونکہ اس سے اُن کے خود تراشیدہ اصولوں کی تغلیط ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں اسلام کے باغ کی آبپاشی اور محض رضائے الٰہی کے لئے اس کے شیریں پھلوں کو دنیا میں پہنچانا ہمارا فرض ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ؎

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

کیا ہمارے نوجوانوں کو حضرت صاحب کی یہ پکار اور دعوت اپیل کرتی ہے۔ حضرت صاحب کو فوت ہوئے ۔ سال ہو گئے اور اُن کے بڑے اور جوان صحابی تقریباً ختم ہو رہے ہیں جو تھوڑے باقی ہیں چراغ سحری ہیں ایسی حالت میں کیا ہماری نئی پود جو اب جوان ہو کر احمدیت کی آسمانی وردی زیب تن کئے ہوئے ہیں ہمت سے کام لیکر اپنے نیک باپوں اور عزیزوں کی وراثت کو سنبھالنے

کے لئے تیار ہے؟ کام اتنا مشکل نہیں صرف ہمت چاہیئے، دلوں سے شکوک و شبہات کو دور کر کے خدا کی رضا طلبی کے لئے قدم بڑھاؤ، دانہ تم نے ڈالنا ہے خدا نے ان کو سرسبز کھیتی بنانا ہے، کولمبس نے امریکہ دریافت کیا تو آج امریکہ دنیا کی چوٹی کا ملک ہے تمہارے کولمبس خواجہ کمال الدین نے مغرب کا دروازہ تمہارے لئے کھول دیا، اب تمہارا راستہ صاف ہے مقام بڑا بلند ہے تم اونچے ہو جاؤ۔ اپنے دلوں کو اس اونچی زمین کی طرح بناؤ جس زمین کا باغ بارش ہو تو بھی پھلتا ہے، اگر ہلکی پھوار ہو تو بھی پھل لاتا ہے۔ احساس کمتری ہمارا ورثہ نہیں یہ غیروں کا ورثہ ہے جو آج تک تبلیغ کے میدان میں نہیں نکل سکے۔ ہمارے بزرگوں نے وہ کام کیا ہے جس کی نظیر ۱۴۰۰ سال میں نہیں ملتی ہے وہ ہمارے لئے احساس برتری ورثہ میں چھوڑ گئے ہیں اگر احساس کمتری ہوتی تو وہ دنیا کے اسلام سے سب سے اول مغرب پر حملہ آور نہ ہوتے۔ اور اسلام کی پیدائش سے ۱۴۰۰ سال بعد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو اذانوں میں بلند نہ کرتے۔ آپ کے جرنیلوں کے مقابل کا کوئی سپاہی ہے؟ کوئی نہیں۔ میں بتاؤں آپ کا مقام کیا ہے۔ سنو حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں

وواللہ ان جمعی فی جمعوعکم
کشجرۃ عذق عند بنت السنعبق

ترجمہ:- خدا تعالیٰ کی قسم میری جماعت تمہاری جماعتوں میں ایسی ہے جیسے کھجور کا درخت بنت السنعبق کے پاس (یہ ایک ناکارہ بوٹی ہے جو اکاس بیل بوٹی کی طرح ہوتی ہے اور زمین پر پڑی رہتی ہے) کھجور کے میوہ تک گردن دراز اونٹ کی بھی رسائی نہیں ہوتی نہ اس اکاس کی بوٹی کی پہنچ ہے جہاں باقی جماعتیں مختلف زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہیں اور اس درخت کی طرح بے بس ہیں جس پر اکاس کی بوٹی پھیل گئی ہو تم خدا کے فضل سے اونچے اور ارفع مقام پر ہو۔ بلند مقاصد اور فرض اشاعت اسلام اور ہر طرح کے زنجیروں سے آزاد کھڑے ہو اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرو کہ ایسے بلند مقام سے گر جاؤ۔

دوسرے درجہ کے انفاق وہ ہیں جو آیت مندرجہ ذیل میں مذکور ہیں:-

وَاٰتَى الْمَالَ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى
وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ
وَفِى الرِّقَابِ (ع ۲/۵)

مساکین اور اپنی جماعت کے محتاج ممبران کی اعانت اور امداد اتنا اہم ہے جس کی ایک مثال قرآن مجید میں مذکور ہے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ پر جن

لوگوں نے اتہام لگایا تھا اور اس کی تشہیر کی تھی ان میں سے ایک شخص مسطح تھا جو حضرت ابوبکر کا رشتہ دار تھا لیکن اس کی غربت کی وجہ سے حضرت ابوبکرؓ نے اسکے لئے ماہوار الاؤنس مقرر کیا ہوا تھا .... جب حضرت ابوبکر کو علم ہوا کہ اس قابل نفرت فعل میں مسطح بھی شامل ہے تو انہوں نے اس کا الاؤنس بند کر دیا اس پر جب خداتعالےٰ نے حضرت صدیقہ کی بریت کا حکم اتارا تو ساتھ ہی یہ حکم بھی دیا۔

ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ان یؤتوا اولی القربیٰ والمساکین والمھاجرین فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور الرحیم۔

ترجمہ:۔ تم میں سے جو لوگ صاحب مقدرت ہیں وہ اس قسم کا عہد اور ارادہ نہ کریں کہ وہ قرابت والوں، مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہ دیں گے انکو چاہیئے کہ ان کو (جن سے وہ کسی وجہ سے خفا ہوں) معاف کریں اور درگذر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ (جو دانستہ، عمداً و سہواً یا لاعلمی سے تم سے سرزد ہو سکتے ہیں بخش دے اور اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

(سورۃ النور)

(یعنی تم بھی غفور اور رحیم بننے کی کوشش کرو) چنانچہ حضرت ابوبکر نے اس آیت کے نزول پر فرمایا میں ضرور چاہتا ہوں کہ خداتعالےٰ میری خطاؤں کو معاف فرما دے اور انہوں نے نہ صرف مسطح کا ماہوار الاؤنس پھر جاری کر دیا بلکہ بقایا جو روک رکھا تھا وہ بھی ادا کر دیا۔

ھم میں خدا کے فضل سے بڑے بڑے صاحبان مقدرت اور ثروت ہیں اور ہمارے بعض غریب بھائی ان لوگوں کی فہرست میں آتے ہیں جن کے متعلق خداتعالےٰ فرماتا ہے: "لا یسئلون الناس الحافا" وہ لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے اس لئے ہمارے امراء کو چاہیئے کہ ایسے لوگوں کی تلاش میں رہیں۔ کسی کو خستہ حالت میں دیکھیں تو مومنوں کی طرح ان کو پہچان لیں۔ مومن .... کی شان یہ ہے تعرفھم بسیماھم۔ مومن ان کو ان کے چہروں سے پہچان جاتے ہیں۔ یہاں لباس وغیرہ کا ذکر نہیں مومن اُن کے لباس سے بھی غلطی نہیں کھا سکتے اور ان کے چہروں سے شناخت کر لیتے ہیں اُن کے چہروں سے اُن کے افلاس اور غم کے آثار دیکھ لیتے ہیں۔ ایسے ہم میں بہت قابل رحم اور لائق امداد ممبر لاہور میں بھی ہیں اور باہر بھی جن کی حالت مومن امراء کے لئے قابل توجہ ہے، خداتعالےٰ ہمارے امراء کو اُن کی پہچان اور امداد کی توفیق عطا فرما دے۔ ہمیں یہ نہیں سمجھ لینا

چاہیئے کہ ہم اپنی اپنی رقم ماہوار انجمن کو دیتے ہیں اور یہ کہ ایسے لوگوں کی دیکھ بھال انجمن کا فرض ہے یہ غلط خیال اور نظریہ ہے اور اس سے انفرادی طور پر ایک معطلی عاقل ہو جاتا ہے اور اس میں اپنے ذمہ فرض کو بھلا دینے اور ایسے قوی کو نشوونما دینے کی طاقت اور طبیعت میں جمود آ جاتا ہے خدا کا یہ حکم نہیں کہ ہم انجمن کو دے کر بری الذمہ ہو گئے۔ اسلام چاہتا ہے کہ ہر شخص اپنی نیکی کی استعداد اور قویٰ جوہروں کو استعمال کرے تا کہ ان کی نشوونما ہو اور وہ انفرادی طور پر بھی ترقی کرے۔ جب خدا کے حضور پیش ہوں گے اور اللہ تعالےٰ فرمائے گا کہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے روٹی نہ دی۔ میں ننگا تھا تم نے مجھے کپڑا نہیں دیا تو ہمارا یہ جواب کہ حضور ہم تو انجمن کو چندے دیتے تھے کیا یہ جواب ہم کو بری الذمہ ٹھہرا سکتا ہے۔ خدا بے شک علانیہ دینے والوں کو بھی اجر دے گا اور اُن کا اجر کبھی ضائع نہیں ہوگا لیکن بہتر طریقہ امداد یہ ہے کہ مخفیہ طور پر دیا جاوے اور سوائے اس کے جس کو دیا جاوے دوسرے کو خبر تک نہ ہو۔ حضرت رسول اکرمؐ کا فرمودہ ہے کہ اتنا خفیہ صدقہ دو کہ دایاں ہاتھ دے تو بائیں ہاتھ تک کو خبر نہ ہو۔ بایاں ہاتھ تمہارے اہل وعیال اور کارندے ہیں۔ ایسے مخفیہ طور پر دو کہ جس کو دو اس کی عزت نفس کو ٹھیس نہ لگے اور دوسرے کو معلوم نہ ہو۔ خداتعالےٰ نے اس اعلیٰ مقام پر اولوالفضل کو پہنچانا چاہتا ہے کہ یا دینے والے کو خبر ہو یا خداتعالےٰ کو جس کی رضا کے لئے اس نے اس کے ایک بندہ کی امداد کی۔ اتنا مخفیہ دو کہ تمہارے کارخانہ یا دفتر کے محاسب کو بھی خبر نہ ہو اور اس غریب کا نام آپ کے رجسٹر میں بھی درج نہ ہو تا کہ دینے اور لینے والے دونوں کا نام آسمانی رجسٹر میں درج ہو۔ بہترین صورت انفاق فی سبیل اللہ ہی ہے کہ ایسے طریق سے امداد دی جائے کہ صرف خدا کو خبر ہو۔ سر ہملٹن جو انگلستان کے نوابوں میں سے تھے اور خاندان شاہی سے اُن کا تعلق تھا۔ وہ زکوٰۃ کا روپیہ امام مسجد ووکنگ کو بھیجتے تھے اور اپنے غریب اقرباء اور دیگر مستحقین کی فہرست بھی ساتھ بھیجتے جس میں وہ ہر اس شخص کا جس کو کچھ رقم دینا چاہتے نام اور اس کے سامنے رقم بھی درج کر دیتے۔ ان کو کہا گیا کہ آپ خود بھی تو ان کو دے سکتے ہیں تو انہوں نے کیا خوبصورت جواب دیا کہ اگر براہ راست دوں تو وہ مجھ سے شرمندگی محسوس کریں گے میں چاہتا ہوں کہ آپ کے ذریعہ ان کو رقم ملے تو ان کو اپنے لوگوں سے اور اسلام سے انس پیدا ہو۔ بعض امراء نقد روپیہ یا کپڑا وغیرہ گورنمنٹ کو پیش کر دیتے ہیں کہ غرباء میں تقسیم کر دیا جائے۔ کیا ایسے صدقات کے دینے والے خدا کو دھوکا دیتے ہیں یا اپنے آپ کو جو حکام کی خوشنودی کے لئے دیا جاتا ہے وہ خدا کی خوشنودی کا موجب کب ہو سکتا ہے یا کوئی مل اونر سرکاری افسر اعلیٰ کو چند ہزار روپیہ کی رقم

بھیجدے کہ یہ آپ کے اختیار میں ہے جس طالبعلم کو وظیفہ دینا ہو آپ دیں کیا یہ صدقہ ہے یا رشوت اپنے کاموں کے نکالنے کا ایک طریقہ۔ ایسے صدقات جن میں ابتغاء لمرضات اللہ نہ ہو یا لحب اللہ نہ ہو اُخروی فائدہ نہیں ہے۔ کیا وہ امیر خود اپنی جماعت کے غرباء .... وغیرہ از جماعت غرباء پر کپڑا تقسیم نہیں کر سکتا یا نقدی پیش کش کرنے والا امیر اپنی قوم کے بچوں کو بالخصوص ہونہار لائق بچوں کو وظیفہ نہیں دے سکتا ہے اور اس کے لئے جو شرائط چاہے لگا سکتا ہے جس سے قوم ابھرے اور ترقی کرے۔ پہلا حق امراء پر غرباء کا ہے اور غرباء کی فہرست خداتعالےٰ نے خود دی ہے جو آیت مندرجہ صدر میں درج ہے سب سے اول مستحق امداد ذوی القربیٰ ہیں۔ ذوی القربیٰ دو ہیں۔ اول رشتہ کے اقرباء دوسرے روحانی تعلق والے اقرباء دادا کی اولاد میں سے بھی ہو سکتے ہیں اور نانا کی اولاد میں سے بھی۔ خیرکم خیرکم لاھلہ (حدیث) تم میں سے نیک وہ ہے جس کا اپنے گھر والوں سے نیک سلوک ہو یعنی اپنی اہلیہ کے اقرباء سے۔

چونکہ امراء کا غرباء کے ساتھ اختلاط کم ہی ہوتا ہے اس لئے یہ بھی ایسے حالات میں ضروری ہے کہ اگر کوئی امیر براہ راست صدقات کی ادائیگی اور مستحقین کی امداد میں مشکل محسوس کرتا ہے لیکن دل سے ایسے غرباء کی امداد کرنا چاہتا ہے تو وہ ایسی رقوم انجمن کو بھجوا دیں اور نیت کا علم اس علیم وخبیر کو ہے جو اجر دینے والا ہے اس کے لئے انجمن کی مد ایک علیحدہ مد بنا لیا اور اس مد کی رقم کسی دوسری مد میں نہ لگائی جاوے نہ منتقل کی جاوے۔ ایسے امراء بھی ہیں اور ان کی اکثریت بفضل خدا ہماری جماعت میں ہے جو اپنی رغبت اور رضا سے امدادی رقوم بھیج سکتے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب

المناک حادثہ مکرم محترم جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ السلام علیکم۔ عرض یہ ہے کہ کل عید کے دن ۱۰ اپریل ۵۹ء کو بوقت ایک ڈیڑھ بجے میرے بچے مبارک احمد عمر گیارہ سال پانچویں جماعت کا طالب علم اور ایک بچی عمر ۲½ سال لاری کے نیچے آکر فوت ہو گئے ہیں۔ اخبار میں شائع فرما دیں۔ نماز جنازہ غائبانہ کے لئے درخواست ہے اور ہم بدقسمت والدین کے لئے دعا فرما دیں۔ والسلام۔ کمال الدین

پیغام صلح:۔

اس جانکاہ حادثہ میں ہمیں اپنے محترم بھائی اور دیگر لواحقین سے دلی ہمدردی ہے: اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومین کو والدین کے لئے شفاعت کا موجب بنائے اور نعم البدل عطا کرے۔ تمام احباب سے استدعا ہے کہ محترم کمال الدین اور ان کی اہلیہ صاحبہ کے صبر و استقامت کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔

بچوں کا صفحہ

مرتضیٰ خان حسن

باپ بیٹے کی تیسری مجلس

رشیدہ:- ابّا جان! آپ نے فرمایا تھا کہ رمضان شریف سے ایک دو دن پہلے آپ محلہ والوں کو روزہ کے متعلق کچھ بتائیں گے۔ چنانچہ آج سب خواتین اور لڑکیاں جمع ہیں اور آپ کی تقریر سننا چاہتی ہیں"۔

باپ:- "بہت اچھا - میں اس نیک کام کے لئے ہمہ تن حاضر ہوں"۔ (پھر اس طرح سے مخاطب کرتا ہے):-

پیاری بہنو اور بیٹیو! مجھے یہ سُن کر بڑی خوشی ہوئی کہ پچھلے دنوں نماز کے متعلق جو تھوڑی سی تحریک کی گئی تھی۔ وہ کامیاب ثابت ہو رہی ہے اکثر گھروں میں نماز کا چرچا ہو رہا ہے۔ یہاں تک کہ چھوٹے بچے بھی نماز پڑھنے لگ گئے ہیں۔ خدا کرے کہ نماز کے لئے یہ جوش و خروش دیرپا ہو۔ اور ہمارے بچے مستقل طور پر نمازی بن جائیں۔

بچوں کو نماز کا پابند کس طرح بنایا جاسکتا ہے۔

بچوں کو نماز کا پابند کرنا بہت کچھ ماں باپ کے اختیار میں ہے۔ ایک تو خود ماں باپ کو نماز کا پابند ہونا چاہیئے، دوسرے بچوں کو ہمیشہ نماز کی تاکید کرتے رہنا چاہیئے۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ جب بچے کوئی شوخی یا شرارت کرتے ہیں تو ماں باپ اُن کو جھڑکتے ہیں بلکہ بعض اوقات سزا بھی دیتے ہیں - اسی طرح جب کوئی بچہ سکول نہیں جاتا یا سبق یاد نہیں کرتا تو اس کو سرزنش کی جاتی ہے بلکہ بعض اوقات گھر سے باہر نکال دینے کی بھی دھمکی دی جاتی ہے۔ لیکن افسوس کہ نماز نہ پڑھنے پر نہ کبھی ناراضی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ نہ کبھی جھڑکا جاتا ہے اور نہ کبھی سرزنش کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بچے نماز ضروری نہیں سمجھتے۔ اس لئے میری آپ سے یہ گذارش ہے کہ جب کبھی آپ کسی بچے کو نماز سے غافل دیکھیں اس کو پہلے سمجھائیں۔ اگر نہ سمجھے تو جھڑکیں اسکو بعض وقت سزا بھی دیں، مثلاً اس کا کھانا بند کر دیں۔ بلکہ بعض صورتوں میں گھر سے باہر نکال دینے کی دھمکی بھی دیں۔ اس طریق سے بچے آخر سمجھ جائیں گے کہ نماز ایک ضروری چیز ہے۔ اس کا پڑھنا ایک فرض ہے۔ اور اس کا ترک کرنا ایک بہت بڑی کوتاہی - اس قدر گذارش کے بعد میں آج آپ کو روزہ کے متعلق کچھ بتانا چاہتا ہوں۔

روزے کا حکم قرآن مجید میں:-

روزہ بھی نماز کی طرح ایک فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:-

کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ۵ (البقرہ ع ۱۸۳)

یعنے تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے اور یاد رکھو کہ یہ بوجھ تم پر ہی نہیں ڈالا گیا بلکہ جو قومیں تم سے پہلے گذریں اُن پر بھی روزہ فرض کیا گیا تھا۔ پھر اس کے ساتھ ہی فرمایا لعلکم تتقون یعنی روزے کا مقصد یہ ہے کہ تم متقی بن جاؤ نیک بن جاؤ پرہیزگار بن جاؤ۔"

روزہ کتب سابقہ میں:-

اب اگر پہلی قوموں کی کتابوں کو دیکھا جائے تو اُن سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے لئے بھی روزے کا حکم موجود تھا۔ توریت کے کئی مقالات سے روزے کے حکم کا حوالہ ملتا ہے۔

توریت اور انجیل کے حوالے۔

چنانچہ سیموئیل باب ۳۱ - آیت ۱۳، ۱۵-۱۶ میں - ذکریا باب ۷ آیت ۳ و ۵ - یرمیا باب ۳۶ آیت ۶ میں کسی نہ کسی روزے کا ذکر موجود ہے۔ عیسائی روزہ نہیں رکھتے مگر انجیل میں روزہ کی تعلیم موجود ہے۔ چنانچہ متی باب ۹ آیت ۱۴ میں روزے کا ذکر پایا جاتا ہے۔

حضرت مسیح کا پہاڑی کا وعظ ایک مشہور و معروف وعظ ہے۔ اس میں یہ الفاظ آتے ہیں:-

"اور جب تم روزہ رکھو تو ریاکاروں کی طرح اپنی صورت نہ بناؤ۔ کیونکہ وہ اپنا منہ بگاڑتے ہیں۔ تاکہ لوگ انہیں روزہ دار جانیں"۔

(متی باب ۶ - آیت ۱۶-۱۷)

ایک دوسرے مقام پر شاگرد حضرت مسیح سے پوچھتے ہیں کہ ہم پلید روحوں کو کس طرح سے نکال سکتے ہیں۔ اس کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:-

"مگر اس طرح کے دیو بغیر دُعا اور روزہ کے نہیں نکالے جا سکتے"

(متی باب ۱۷ - آیت ۱۷-۱۶)

پھر اعمال باب ۱۳ آیت ۲-۳ میں نہایت صفائی سے روزوں کا ذکر موجود ہے:-

"جب وہ خدا کی عبادت کر رہے تھے تو رُوح القدس نے کہا میرے لئے برنباہ اور ساؤل کو اس کام کے واسطے مخصوص کر دو جس کے واسطے میں نے ان کو بلایا ہے۔ تب انہوں نے روزہ رکھ کر دعا مانگ کر اُن پر ہاتھ رکھ کر انہیں رخصت کیا"۔

ہندوؤں میں روزہ یا برت کا رواج:-

علاوہ ازیں ہندوؤں میں بھی برت رکھنے کا رواج پایا جاتا ہے۔ ہر ہندی مہینہ کی گیارھویں تاریخ کو برہمنوں کی ایکادشی کا روزہ ہوتا ہے۔ اور بعض برہمن کاتک کے مہینہ میں ہر دو شنبہ کو برت رکھتے ہیں۔

جین مت والوں نے بھی برت پر بہت زور دیا ہے اور ان کے ہاں بھی چالیس چالیس دن تک کے روزے ہوتے ہیں۔ ہندو مذہب کے بعض جوگی بھی چالیس چالیس دن تک کھانے پینے سے پرہیز کرتے ہیں۔

غرضیکہ سب قوموں میں روزوں کا رواج ہے۔ میں نے اس بات کو اس لئے کھول دیا ہے کہ آپ کو معلوم ہو کہ قرآن مجید نے جو کچھ فرمایا ہے وہ بالکل صحیح اور واقعات پر مبنی ہے۔

(باقی دارد)

پیغام صلح ۱۵ اپریل ۱۹۵۹ء - رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ — شمارہ نمبر

ہفت روزہ "پیغام صلح" لاہور

پاکستان سے سالانہ چندہ چھ روپے - ہندوستان سے سالانہ چندہ چھ روپے ہندوستانی سکہ

ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ - شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ... محلہ اعظم پورہ - ملک پیٹھ حیدرآباد دکن (انڈیا)

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

جلد ۴۸ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۱۳ شوال المکرم ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۲ اپریل ۱۹۵۹ء | نمبر ۱۶

ضروری اطلاع

۲۶ اپریل ۱۹۵۹ء کو مجلس مشاورت بلائی گئی تھی۔ مگر اب ایک تجویز پیش کی گئی ہے۔ جس پر آئندہ مجلس عمل میں غور کیا جاویگا لہذا احباب ۲۶ اپریل کو تکلیف نہ فرماویں۔ اور مجلس عمل کے فیصلہ کا انتظار کریں جس سے آئندہ اطلاع دی جائیگی۔

عزیز احمد سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

(مسیح موعودؑ)

لندن میں عید الفطر

(جناب نظامی نمائندہ نوائے وقت کے قلم سے)

لندن کی عید لاہور کی سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔ یہاں بہت کم مسلم گھروں میں روزے رکھے جاتے ہیں۔ بیشتر کو تو پتہ بھی نہیں چلتا کہ رمضان کب شروع ہوا اور کب عید آئی۔ ایسے حضرات کو کرسمس کے مقابلے میں عید بالکل روکھی پھیکی دکھائی دیتی ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ان کے لئے ہر روز روزِ عید اور ہر شب شب برات ہے۔ کچھ لکیر کے فقیر لندن میں باقاعدگی سے عید کا انتظام کرتے ہیں۔ یہ لوگ عزیزوں اور دوستوں کو عید کارڈ روانہ کرتے ہیں۔ یہاں پر بھارتی بنیوں اور سکھ سرداروں نے آٹے نمک اور مصالحہ جات کی بیشمار دکانیں کھول رکھی ہیں۔ وہاں سے سویاں خرید لی جاتی ہیں۔ بچوں والے گھروں میں چاندرات کو باقاعدہ ہنگامہ عید ہوتا ہے۔ البتہ زدہ چیلے سرد موسم کی وجہ سے یہاں "دست حنائی" بہت کم دکھائی دیتا ہے۔

قومی لباس

لندن میں نماز عید عام طور پر چار مختلف مقامات پر پڑھائی جاتی ہے ووکنگ مسجد شاہجہان میں، پٹنی مسجد میں، اسلامک کلچرل سنٹر میں، اور لندن کی مشہور ایسٹ اینڈ مسجد میں۔

مسجد شاہجہان کافی فاصلے پر ہے واٹرلو سٹیشن سے اس کا واپسی کرایہ پانچ روپے بہت زیادہ ہے لیکن اس کے باوجود سب سے زیادہ رونق اور ہنگامہ اسی جگہ ہوتا ہے اور ہجوم بھی بین الاقوامی قسم کا ہوتا ہے نائیجیریا کے حبشی، افریقہ کے سیہ و سفید عرب، ایرانی، افغانی، پاکستانی بھارتی، برمی، ملائی۔ سیلونی، انڈونیشی، چینی ترکستانی، ترکی، امریکی عرب الہندی اور یورپین غرضیکہ دنیا کا شاید ہی کوئی ملک ایسا ہو جہاں سے آیا ہوا مسلمان اس ہجوم میں —— بعض اوقات اپنے قومی لباس میں —— دکھائی نہ دے۔ خواتین اور بچے تو عام طور پر اس موقعہ پر اپنا قومی لباس پہن کر آتے ہیں۔ لیکن ایسے مناظر بھی دکھائی دیتے ہیں۔ کہ مسلمان یورپین خاتون اپنی ساڑھی کا پلو سنبھال رہی ہے لیکن سعودی عرب کا ایک خانوادہ اپنے "چست" سکرٹوں میں پیرس کی فیشن ایبل میڈم موزیلون کو بھی شرما رہا ہے۔ بہت سے حضرات اپنی گرل فرینڈ —— اور عام طور پر ہونے والی رفیقہ حیات کو اسلام اور مشرق کی ایک "جھلک" دکھانے کے لئے بھی ساڑھی پہنا کر لے آتے ہیں۔ اور کئی خوش قسمت تو اس مبارک موقع پر "دوہری عید" مناتے ہیں، یعنی ان کی انگریز منگیتریں اسلام قبول کر کے نکاح بھی پڑھوا لیتی ہیں —— معاف کیجئے یہ قبول اسلام طے شدہ پروگرام کے مطابق ہوتا ہے۔ مشرق یا اسلام کی "جھلک" دیکھنے کی وجہ سے نہیں۔

شاہجہان مسجد کہنے کو تو احمدی مشن کی مسجد ہے لیکن اگر مسلمانوں کے واقعی بہتر فرقے ہیں تو ہر فرقہ یہاں نماز عید ادا کرتا ہے اور دنیا کی ہر قومیت کا مسلمان یہاں ایک پاکستانی کی امامت میں خدا کے حضور میں سجدہ کرتا ہے پٹنی مسجد "قادیانی مشن" کی مسجد ہے لیکن یہاں بھی بے شمار غیر قادیانی آتے ہیں "اسلامک کلچرل سنٹر" لندن کے دل میں بیکر سٹریٹ کے قریب واقع ہے یہ ثقافتی مرکز لندن میں اسلامی ممالک کے سفارت خانوں کے چندوں سے چلتا ہے۔ اس لئے یہاں ہجوم بین الاقوامی ہوتا ہے۔ یہاں کے امام ایک مصری عالم ہیں کئی سال سے عیدین کے موقعہ پر یہ مرکز عرب بھائیوں کا گڑھ رہا ہے لیکن گذشتہ سال امام ایک پاکستانی تھے اور اس سال حسب سابق مصری تشریف لے آئے ہیں یا شاید تبدیلی کی خاطر اس عید کے موقعہ پر عرب بھائیوں نے بھی زیادہ تعداد میں ووکنگ کی رونق میں اضافہ کیا۔ ایسٹ اینڈ کی مشہور مسجد میں زیادہ تر مشرقی پاکستان کے بھائی جاتے ہیں کیونکہ انہیں باقی مساجد بہت دور پڑتی ہیں۔

مفت لنچ

عید کے موقعہ پر لندن کی ہر مسجد میں نماز عید کے بعد لنچ مفت ملتا ہے۔ تجربہ کار "مفت خوروں" کی رائے یہ ہے کہ ووکنگ کا چاول اور آلو گوشت پر مشتمل کھانا لذیذ ترین ہوتا ہے اور بھیڑ کے باوجود انتظام بھی خاطر خواہ ہوتا ہے۔ شاہجہان مسجد تو ننھی منی سی ہے۔ اس میں بمشکل ایک نمازی سما سکتے ہوں گے۔ لیکن دو اڑھائی ہزار نمازیوں، خواتین اور بچوں کے لئے ہال میں بہت بڑا شامیانہ نصب ہوتا ہے جس کے اندر نماز کے بعد حاضرین میز کرسی پر کھانا کھا سکتے ہیں۔

(باقی ...)

ظلّی نبوّت عین نبوّت نہیں ہوتی

فنا فی الرسول کا ایک روحانی مقام ہوتا ہے

عبدالکریم جیلانی محی الدین ابن عربی اور علامہ اقبال کی تصدیق

(مولٰنا یعقوب خانصاحب)

ووکنگ ۸ اپریل ۱۹۵۹ء

مکرم محترم ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح"۔

آج کام سے قدرے فراغت تھی۔ "اسلامک ریویو" کا اپریل کا پرچہ خدا کے فضل سے شائع ہو چکا ہے۔ اور مئی کا انشاءاللہ کل پریس سے آجائے گا۔ یہ کام گذشتہ چند ماہ میں میرا سب سے بڑا بوجھ رہا ہے۔ مولنا عبدالمجید صاحب اب واپس تشریف لے آئے ہیں اس لئے اب یہ اپنا بوجھ وہ سنبھال لیں گے۔ باہر عید کے لئے جو پرسوں ہوگی تیاری کر لے رہے ہیں۔ ان سے قدرے فراغت کے لمحوں میں میری نظر "پیغام صلح" کے ایک پرانے پرچے (۲۴ مارچ) پر پڑی۔ اٹھا کر دیکھا تو آپ کے اداریہ کو پڑھا جو آپ نے "دور جدید" کے جواب میں لکھا ہے۔ اس سے تحریک ہوئی کہ یہ چند سطور ارسال خدمت کردوں۔

ہمارے نکتہ چینوں کو سب سے بڑا اعتراض لفظ نبی کے استعارۃً استعمال پر ہے۔ آپ نے خوب سمجھایا ہے کہ اصل اور ظل دو علیحدہ چیزیں ہیں، اور ظل اصل نہیں بن جاتا۔ اگر ظل ہی اصل ہے تو علیحدہ لفظ کا استعمال ہی بے معنی ہے۔ آپ نے اس گدھے انسان کی تمثیل سے سمجھانے کی کوشش کی ہے جس نے کنوئیں میں اپنا عکس دیکھ کر سمجھ لیا کہ یہ میرا کوئی دشمن ہے جو چھپا ہوا ہے۔ اسے پکڑنے کے لئے چھلانگ لگا دی اور ڈوب گیا۔

ایک سردار صاحب کے متعلق بھی اسی قسم کا ایک قصہ مشہور ہے۔ سیکنڈ کلاس میں سفر کر رہے تھے رفع حاجت کے لئے بیت الخلا کا دروازہ کھولا تو سامنے ہی بڑے شیشے میں اپنی شکل نظر آئی۔ اندر قدم نہ رکھا۔ واپس آکر سیٹ پر بیٹھ گئے کہ جو آدمی اندر ہے وہ نکل کر باہر آئے تو اندر جاؤں۔ کچھ دیر کے بعد پھر دروازہ کھولا، پھر وہی ماجرا۔ وہ حضرت اسی طرح موجود ہیں۔ اگلے سٹیشن پر گاڑی کھڑی ہوئی تو گارڈ سے شکایت کی کہ یہ آدمی کتنی دیر سے بیٹھا ہے اور نکلنے میں نہیں آتا۔ گارڈ بھی سکھ صاحب تھے۔ وہ ساتھ چلے آئے کہ چلو میں اس کی خبر لیتا ہوں۔ کیسے نہیں نکلتا۔ اس نے آکر جو بیت الخلا کا دروازہ کھولا تو شیشے میں اپنی باوردی شکل دیکھ کر فوراً پیچھے ہٹا اور دروازہ بند کر کے کہا: "سردار جی ایہہ تے ساڈے بس دی گل نہیں۔ کوئی وڈا ریلوائی دا افسر اندر بیٹھا ہیگا"

یہ ظل کا قصہ کوئی اتنا مشکل تو نہیں جو سمجھ میں نہ آسکے۔ مخالفت کے لئے کوئی بہانہ چاہئے ورنہ ظل کی اصطلاح امت کے اندر نہ صرف ایک مسلمہ اور جائز اصطلاح رہی ہے بلکہ روحانی منازل کے انتہائی مقامات کے اظہار کے لئے ایک ہی ممکن اصطلاح ہے۔

میرے سامنے علامہ اقبال مرحوم کا ایک فاضلانہ مضمون ہے جو آپ نے سنہ ۱۹۰۰ء میں سپرد قلم کیا تھا۔ اور اس وقت کے ہندوستان کے سب سے بلند پایہ ماہوار انگریزی رسالہ میں جو بمبئی سے نکلتا تھا شائع ہوا تھا۔ اس رسالہ کی اہمیت کا اندازہ اس کے ایڈیٹر سے کیا جاسکتا ہے۔ جو سی۔ آئی۔ ای (C. I. E) کا خطاب رکھتا تھا۔ اس کا نام رچرڈ کرناک ٹمپل تھا۔ اس رسالہ کا نام انڈین انٹی کویری (Indian Antiquary) تھا جس کے سرورق پر نام کے نیچے اپنا مقصد A Journal of Oriental Research بتایا تھا یعنے علوم شرقیہ کی ریسرچ۔ علامہ مرحوم مغفور کا مقالہ اس رسالہ کی ماہ ستمبر ۱۹۰۰ء کی اشاعت میں شائع ہوا، اور صفحہ ۲۳۷ سے شروع ہوتا ہے۔ اس کا عنوان ہے "عبدالکریم جیلانی کا تصور مسئلہ توحید مطلق"

The Doctrine of Absolute Unity as expounded by Abdul Karim Al-Jilani

یہ مقالہ تو بہت لمبا ہے اور نہایت دقیق مسائل کی بحث و تشریح پر مشتمل ہے۔ خصوصاً مسیحیت کے مسئلہ لوگاس (Logos) پر بحث ہے اور کئی ایک چوٹی کے مغربی فلسفیوں کے خیالات کے بھی حوالے دیئے ہیں مثلاً ہیگل۔ فشتے۔ شاپنہار۔ کانٹ۔ بارکلے۔ اسلامی مفکرین میں محی الدین ابن عربی سے استدلال کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ موجودہ دور میں مرزا غلام احمد قادیانی بھی اسی خیال کا ہے جو اس وقت ہندوستان کا عظیم ترین ماہر الہیات (Profoundest Theologian) ہے۔

علامہ مرحوم کے مضمون میں بحث کا مرکزی نقطہ یہی ظل اور بروز کا مسئلہ ہے۔ عبدالکریم جیلانی نے انسان کامل (الانسان الکامل) نامی ایک کتاب عربی زبان میں لکھی ہے۔ جس میں ساری بحث اسی مسئلہ بروز کی وضاحت اور اہمیت پر ہے۔ علامہ اقبال کا مضمون اسی کتاب پر ایک قسم کا ریویو ہے۔

اس کتاب میں صاحب انسان کامل مسیحیت کے مسئلہ تثلیث پر بحث کرتے ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ مسئلہ بجائے خود صحیح ہے۔ مگر مسیحیت نے اسے بگاڑ دیا ہے۔ اسلام نے جس شکل میں اسے پیش کیا ہے وہ تو روحانیت کی جان ہے۔ اور روحانی دنیا کی جس منزل کی طرف نشاندہی کرتا ہے وہ روحانیت کا نقطۂ معراج ہے۔ مختصر الفاظ میں کیفیت یوں بیان کی ہے کہ انسان کامل کی روح ذات باری میں اس قدر جذب ہو جاتی ہے کہ وہ خدا اور مخلوق کے درمیان ایک واسطہ بن جاتا ہے اور یہی وہ پاک اسلامی تثلیث ہے مسیحیت کی یہ غلطی ہے کہ مسیح کو الوہیت کا ایک مستقل جزو بنا دیا۔

علامہ اقبال مرحوم اس جگہ اپنا ذاتی خیال پیش کرتے ہیں اور اظہار افسوس کرتے ہیں کہ اس باریک روحانی مسئلہ کو نہ عیسائی اصل شکل میں سمجھ سکے ہیں نہ عام مسلمان علماء۔ اور اپنی مزید تائید میں ابن عربی کا یہ مقولہ پیش کرتے ہیں کہ مسیحیت اگر حضرت مسیح کو خدا نائب تو بالکل ٹھیک ہوتا، اس نے غلطی یہ کی کہ خدا کو مسیح بنا دیا۔

وہی ظل اور بروز والی حقیقت جسے عبدالکریم جیلانی نے "انسان کامل" کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے اور ابن عربی نے مسیح کے ظلی طور پر خدا بن جانے سے۔

تعجب ہے احمدیت کی مخالفت میں اسلامی تصوف اور معرفت الٰہی کے اعلٰے روحانی حقائق سے بھی انکار ہو رہا ہے۔

آخر اس مشہور حدیث پر ہی غور کریں کہ انسان انسانیت کی چار دیواری میں رہتے ہوئے اس مقام تک پہنچ سکتا ہے کہ خدا اس کی آنکھیں ہو جاتا ہے جن سے وہ دیکھتا ہے۔ اور خدا اس کے کان ہو جاتا ہے جن سے وہ سنتا ہے اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہے جن سے وہ چلتا ہے اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے جن سے وہ پکڑتا ہے

فنا فی اللہ کے اس ظلی مقام کو خدائی کا دعوےٰ نہیں سمجھا جاسکتا تو حضرت مرزا صاحب کی ظلی نبوت کو عین نبوت قرار دینا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۵۹ء

عُلماءِ اُمتی کانبیاءِ بنی اسرائیل

معاصر "الفضل" (ربوہ) نے ۱۹ اپریل کے مقالہ افتتاحیہ میں مندرجہ بالا حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے اس حقیقت کو واضح کیا ہے، کہ

"جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہوں گے تو حضور کا یہی مقصد تھا کہ میری امت میں ایسے علماء پیدا ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھڑے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رہنمائی پاکر اپنے وقتوں میں مسلمانوں کی رہنمائی کریں گے اور انہیں ان مصائب اور گناہوں سے بچانے کی کوشش کریں گے جن میں وہ پڑ گئے ہوں گے۔ اس بات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک اور حدیث میں ذرا اور بھی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے یعنے

ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔

یعنے اللہ تعالیٰ ہر سو سال کے سر پر امت مسلمہ میں ایسے لوگ مبعوث کرے گا جو تجدید و احیائے دین کریں گے یہ حدیث پہلی حدیث کی تخصیص و تفصیل کرتی ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ ہر عالم جو تھوڑا بہت علم دین جانتا وہ نہیں ہوسکتا جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہوں گے بلکہ اس میں ایسے جید اور اعلیٰ علماء کا ذکر ہے جو بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کے لئے کھڑے ہوں گے جن میں سب سے بلند درجہ مجددین کا ہے"

اس کے بعد معاصر ممدوح نے ان علماء ربانی کے اسمائے گرامی پیش کرتے ہوئے جن کو اللہ تعالیٰ نے ارشاد و اصلاح کی سند عطا کی" آخر میں لکھا ہے کہ :-

"یہ چند ایسی اعلےٰ شخصیتیں اسلام میں ہوئی ہیں کہ اُن کے سر پر کانبیاء بنی اسرائیل کا تاج رکھا جاسکتا ہے، یہ فہرست جو ہم نے دی ہے مکمل نہیں ہے بلکہ صحابہ کرام رضا اور دیگر کئی اعلےٰ درجہ کے علماء ان میں شامل ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے تجدید و احیائے دین کے لئے کھڑا کیا یہی لوگ ہیں جن کو علماءُ امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا درجہ حاصل ہے یہ در اصل اللہ تعالیٰ کے اس عظیم الشان وعدہ کی تکمیل ہے جو اس نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون

تحقیق ہم نے یہ ذکر نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے حافظ ہیں"

معاصر "الفضل" کا یہ بیان ہر طرح لائق تائید و توثیق ہے۔ فی الحقیقت علماءُ امتی کانبیاء اسرائیل کی حدیث انہی علمائے ربانی کے متعلق وارد ہوئی ہے، جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے تجدید و احیائے دین اور اصلاح امت کے لئے کھڑے کئے گئے لیکن ہمیں یہ دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ ان علماء ربانی میں جن کے نام "الفضل" نے لکھے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شامل نہیں کیا گیا اور آخر میں صرف اتنا لکھا ہے کہ :-

"سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس حدیث کی کیا خوب تشریح فرمائی ہے ملاحظہ ہو آپ اپنے الہام :-

"خدا کی فیلنگ اور خدا کی مہر نے کتنا بڑا کام کیا"

کی تشریح کرتے ہوئے حقیقۃ الوحی کے حاشیہ میں فرماتے ہیں :-

"یہ کس قدر ظلم ہے جو نادان مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے بے نصیب ہے اور خود حدیثیں پڑھتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں بنی اسرائیل کے مشابہ لوگ پیدا ہوں گے اور ایک ایسا ہوگا کہ ایک پہلو سے نبی ہوگا اور ایک پہلو سے امتی وہی مسیح موعود ہوگا"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۱)

کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ مسیح موعود علماءُ امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے زمرہ میں شامل نہیں؟ حقیقۃ الوحی کے حاشیہ کی جو عبارت معاصر الفضل نے نقل کی ہے، اگر اس کے ابتدائی فقرات کو بھی نقل کر دیا جاتا تو اس کی وضاحت ہوجاتی، وہ فقرات یہ ہیں :-

"وحی الٰہی کہ خدا کی فیلنگ اور خدا کی مہر نے کتنا بڑا کام کیا اس کے یہ معنے ہیں کہ خدا نے اس زمانہ میں محسوس کرلیا کہ ایسا فاسد زمانہ آگیا ہے جس میں ایک عظیم الشان مصلح کی ضرورت ہے اور خدا کی مہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنیوالا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ امتی ہے اور ایک پہلو سے نبی کیونکہ اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنے آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی، اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنے آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی یہی معنے اس حدیث کے ہیں علماءُ امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنے میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے"

(حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۹۶-۹۷)

کس قدر صاف اور واضح بات ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود کا ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی ہونا آپکو علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل سے علیحدہ نہیں کرتا، بلکہ اس زمرہ کے ایک بلند مقام کا پتہ دیتا ہے جس پر مجازاً نبی کا لفظ بولا جاسکتا ہے۔ ایسا ہی جیسے کچھ بہادر آدمیوں کو "شیر کی طرح" اور ان میں سے ایک کو "شیر" کہا جائے۔ ظاہر ہے کہ جس کو "شیر" کہا گیا وہ فی الحقیقت شیر نہیں بن گیا بلکہ صفت بہادری کے غلبہ کی وجہ سے حرف تشبیہ حذف کرکے اسے محض شیر کہدیا گیا، ورنہ فی الحقیقت وہ شیر کی طرح ہی ہے۔ ہاں دوسرے لوگوں سے جن کو شیر کی طرح کہا گیا بہادری میں بڑھا ہوا ہے۔ اسی طرح دوسرے مجددین و محدثین کو علماءُ امتی کانبیاء بنی اسرائیل کہا اور مسیح موعود کو مشابہت نبوت کے غلبہ کی وجہ سے صرف نبی، اس سے آپ ان علماء ربانی کے زمرہ سے علیحدہ نہیں ہوجاتے جن کو کانبیاء بنی اسرائیل قرار دیا گیا ہے۔

مسجد پشاور

کے معطیان کی فہرست افسوس ہے کہ بسبب عدم گنجائش درج نہیں ہوسکی جس کے لئے ہم معذرت خواہ ہیں آئندہ اشاعت میں درج کی جائے گی انشاء اللہ۔

آپ کے خطوط

تحریکِ احمدیت اور مولٰنا ابوالکلام آزاد

مکرمی و محترمی ایڈیٹر صاحب ہفت روزہ "پیغام صلح" لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

تحریک احمدیہ اور اس کے لٹریچر کے ساتھ مولٰنا ابوالکلام آزاد مرحوم کو ہمیشہ ایک خاص تعلق رہا ہے جس کا کوئی حقیقت پسند انکار نہیں کر سکتا۔ حال ہی میں مولانا غلام رسول مہر پاکستان کے نامور صحافی نے ایک کتاب "نقش آزاد" کے نام سے شائع کی ہے جس میں مہر صاحب نے مولانا آزاد مرحوم کے ذاتی خطوط شائع کئے ہیں۔ اس کے صفحہ ۹۸ پر مولٰنا مرحوم نے حضرت مولوی محمد علی صاحب مرحوم امیر جماعت احمدیہ لاہور کے ترجمۃ القرآن کے بارے میں بھی ذکر کیا ہے۔ جو دوستوں کی آگاہی کے لئے درج ذیل کرتا ہوں۔ تاکہ ناظرین "پیغام صلح" کے معلومات میں اضافہ ہو۔

"مولوی محمد علی صاحب کا ترجمۃ القرآن میرے پاس تھا۔ لیکن پھر ایک انگریز دوست لے گیا اور اس پر بڑی مدت گذر چکی ہے تاہم میرے ذہن پر یہ اثر باقی ہے کہ اس کا عربی متن نہایت خوش خط ہے۔"

(خط بنام مہر صاحب ۸ر جون ۱۹۳۶ء)

اس تحریر سے ظاہر ہے کہ مولٰنا آزاد کے زیر مطالعہ ہمیشہ احمدیہ تحریک کا لٹریچر رہا ہے۔ فقط والسلام

خاکسار۔ صلاح الدین ناصر

خلف خانبہادر چوہدری ابوالہاشم خانصاحب مرحوم

کنوینر نورالدین میموریل سوسائٹی۔

معرفت پوسٹ بکس ۳۳۲ لاہور

درخواست دُعا

از پشاور۔ ۱۸ر اپریل ۱۹۵۹ء

محترمی ایڈیٹر صاحب سلمکم اللہ تعالےٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ امید ہے۔ کہ آپ پیغام صلح کے قیمتی صفحات میں میری حسب ذیل گذارش ۲۲ر ماہ حال کی اشاعت میں درج فرما کر ممنون فرمادیں گے۔

جیسے کہ بزرگان واحباب سلسلہ کو علم ہے ۲۰ر اپریل ۱۹۵۹ء سے پشاور یونیورسٹی کے ایف۔ اے۔ ایف۔ ایس۔ سی۔ بی۔ اے اور بی۔ ایس سی کے امتحانات شروع ہو رہے ہیں جن میں میرے بچے کے علاوہ جماعت کے دوسرے احباب کے عزیز بھی امتحان دینے والے ہیں۔ لہٰذا حضرت امیر ایدہ اللہ اور دوسرے بزرگان سلسلہ سے التماس ہے۔ کہ وہ میرے بچے مسمی محمد ادریس اور ایسے ہی دوسرے نوجوانان سلسلہ کی شاندار کامیابی کے لئے درد دل سے دعا فرمادیں عزیز مذکور الیف۔ ایس۔ سی (میڈیکل) کا امتحان دے رہا ہے۔ امید ہے۔ کہ حضرت امیر صاحب اور دوسرے بزرگان اس طرف خاص توجہ فرمادیں گے۔ زیادہ شکریہ۔ والسلام

عبدالباقی

ہیڈ اسسٹنٹ ایشوع برانچ

دفتر ڈائرکٹر محکمہ تعلیم پشاور

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور

مؤرخہ ۵ر اپریل بروز اتوار ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کی ماہانہ جنرل میٹنگ مسجد احمدیہ میں منعقد ہوئی۔ یہ میٹنگ سابقہ میٹنگ سے بدرجہا کامیاب و پر رونق تھی۔ ڈاکٹر غلام محمد صاحب کے وجود گرامی اور ہمارے معزز مہمان پروفیسر محمد ارشاد صاحب کی ذات گرامی مجلس کی رونق دوبالا کررہے تھے۔ میٹنگ کی کارروائی کی ابتدا تلاوت قرآن کریم سے ہوئی۔ بعد ازاں سیکرٹری صاحب نے سابقہ جنرل میٹنگ کی رپورٹ پڑھکر سنائی۔ اس کے بعد جناب اختر صدیقی صاحب نے ایک مقالہ پڑھا جس میں آپ نے بتلایا کہ اسلام میں معبود حقیقی کا تصوّر یہی ہے کہ ہم اسے ہر جگہ حاضر و ناظر مانیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ کی وحدانیت پر مفصل بحث کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اس کارگاہ ہست و بود کا ناظم ایک اور صرف ایک ہی ہے ہمیں اُسی ایک ہستی پائدار کے سامنے سربسجود ہونا چاہیئے۔

صدیقی صاحب کے بعد جناب ابوبکر غزنوی صاحب نے تقریر فرمائی۔ آپ نے سب سے پہلے سورہ آل عمران کا نواں رکوع پُر سوز قرأت سے پڑھا۔ آپ نے مسئلہ ختم نبوت کو بہ انداز نو ایک احسن طریق پر حل کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جس طرح جسمانی دنیا میں انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اس میں تمام اعضاء اور حواس بدرجہ اتم و اکمل موجود ہیں اور جس کے بعد کسی اور بہترین مخلوق کا تصوّر ہی ناممکن ہے اسی طرح روحانی دنیا میں حضرت رسول کریم صلعم میں روحانیت کی ہر چیز اپنے کمال عروج تک موجود ہے۔ اب اُن کے وجود کے بعد کسی اور روحانی وجود کا تصوّر ہی نہیں ہوسکتا۔

آپ نے مزید وضاحت فرماتے ہوئے ایک اور مثال دی کہ جس طرح ایک بیج جو خاک میں پنہاں ہوتا ہے بڑھتا ہے اور شاخوں اور کونپلوں میں منقسم ہوتا ہوا پھولدار ہوتا ہے اور آخرکار پھل لاتا ہے بالکل اسی طرح نبوت حضرت آدم علیہ السلام سے چل کر آنحضرت میں نبوت پختہ پھل کی شکل میں نمودار ہوئی جس طرح پھل کے بعد یہ خیال کرنا کہ کوئی اس سے بہتر چیز پیدا ہوسکتی ہے ناممکن ہے اسی طرح آنحضرت کے بعد کسی بہتر نبی کا ہونا خیال باطل ہے۔

غزنوی صاحب کے بعد محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب نے نہایت قیمتی نصائح ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میرا دل خوشی اور انبساط سے لبریز ہوتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے نوجوان اخوت و محبت کے پیکر اور دین اسلام کا صحیح ذوق لیئے ہوئے ہیں۔ آپ نے نصیحت کی کہ ہر کام کو عمل سے ڈھالنے کی کوشش کریں عمل ہی ہر بات کا بیّن ثبوت ہے محض قیل وقال سے کچھ نہیں بنتا بلکہ

"عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی"

آپ نے نمازوں کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ جن دنوں میں ہماری ایسوسی ایشن بنی تھی تو ہمارے ہاں صرف وہ ممبر ہو سکتا تھا جو نمازوں کا پابند ہوتا تھا۔ آپ نے مزید فرمایا کہ اسلام کے دیگر ارکان مجبوریوں اور وقت کے تقاضوں کے تحت چھوڑے جا سکتے ہیں مگر نماز ایک ایسی چیز ہے جو کسی صورت میں بھی ترک نہیں کی جاسکتی آپ نے فرمایا کہ دین اسلام کی تحصیل کے لئے نماز سب سے پہلا زینہ ہے۔ میں ذاتی طور پر ہر نوجوان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ کم از کم ایک ہفتہ تک باقاعدہ اور صحیح معنوں میں نمازیں قائم کرکے دیکھے کہ اس کو کیا کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ ممکن ہے آپ پہلی بار لطف روحانیت سے چنداں مستفید نہ ہوسکیں مگر آپ پڑھتے رہیں .... چند دنوں میں آپ پر وہ فوائد منکشف ہوں گے کہ آپ پکار اُٹھیں گے کہ واقعی خواہشات نفسانی کو دبانے کے لئے حکیم عالم نے کیا ہی عجیب نسخہ ایجاد کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے بعد قریبًا ہر فرد کی نگاہ ہمارے انڈونیشی مہمان جناب ارشاد صاحب کی طرف اُٹھ گئی تھی، اس لئے صاحب صدر نے ارشاد صاحب کو سٹیج پر آنے کی دعوت دی آپ نے نوجوانوں کی اس قدر منظم جماعت کو دیکھ کر ازحد خوشی کا اظہار فرمایا کہ میں بھی اپنے وطن میں جاکر نوجوانوں کی ایسی ہی تنظیم قائم کردوں گا کیونکہ نوجوانوں پر ہی کسی قوم کے مستقبل کا انحصار ہے۔

آخر میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے ایک بار پھر کہا کہ میں آج آپ سے صرف ایک بات کہتا ہوں کہ آپ نمازیں قائم کریں اس کے بعد ایسوسی ایشن کی کامیابی

انڈونیشی مہمان کی مراجعت

ہمارے انڈونیشی مہمان جناب محمد ارشاد صاحب جنہیں آئے ہوئے پندرہ بیس روز ہی ہوئے تھے اپنی رخصت ختم ہوجانے کی وجہ سے ۱۵ر اپریل کو مراجعت فرمائے وطن ہوگئے آپ سہ پہر کو تیزگام پر کراچی روانہ ہوئے جہاں سے انڈونیشیا جائیں گے سٹیشن پر انہیں رخصت کرنے کے لئے جماعت کے محترم بزرگ اور بہت سے دوست موجود تھے، ارشاد صاحب کے قیام کے مفصل حالات آئندہ اشاعت میں درج ہوں گے۔

سائنس و فلسفہ کسی کو باخدا نہیں بناتے انبیا و اولیا انسان کو باخدا بناتے ہیں

قرآن کریم ایک ہی وقت میں انسان کو سائنسدان بھی بناتا ہے اور باخدا بھی

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۷ اپریل ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّہَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ - (آل عمران آخری رکوع)

کائنات میں غور و فکر

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آیات ...... اتریں تو حضور وجد میں آ گئے آپ کے وجد کا حال تو تھوڑی دیر بعد بیان کروں گا کہ وہ وجد کیونکر آیا اور کیسے پیدا ہوا، یہاں لکھا ہے کہ مسلمان کو اور ہر صاحب عقل و فکر کو چاہیئے، کہ اس کائنات پر غور کرے زمین و آسمان اور ان کے درمیان جو چیزیں اللہ تعالےٰ نے پیدا کر رکھی ہیں ان سے اس کائنات کے پیدا کرنے والے کی عظمت و قدرت کا پتہ لگتا ہے، انسان کے قریب ترین چیز جس سے وہ کسی طرح علیحدہ نہیں ہو سکتا، دن اور رات ہے، غور کرنے کی بات ہے کہ کس طرح فروری اور مارچ میں رات میں سے کچھ حصہ آہستہ آہستہ کٹ کر روزانہ دن کے اندر داخل ہوتا جاتا ہے، اور گرمی آہستہ آہستہ بڑھتی چلی جاتی ہے، فروری اور مارچ میں جب موسم بدلنا شروع ہوتا ہے، تو کھیتیاں اور پھل پھول لہلہانے لگتے ہیں، کپڑے بدل جاتے ہیں، سونے کے مقامات بدل دیئے جاتے ہیں، یہ کیسا ضروری اور مفید انقلاب رونما ہوتا ہے یہ قریب کی چیز ہے اس کے علاوہ زمین و آسمان اور اس کائنات کی ہر چیز پر غور کرنے کا حکم اس آیت میں دیا ہے۔

قرآن حصول علم کی تعلیم دیتا ہے

غور و فکر کا نتیجہ یہ ہوگا کہ علوم کا انکشاف ہوگا معلوم ہوا کہ قرآن کریم یہ چاہتا ہے کہ لوگ کائنات کے مطالعہ سے علوم حاصل کریں۔ قرآن مسلمانوں اور تمام دنیا کو بتانا چاہتا ہے کہ جس خدا نے اس کائنات میں علم و حکمت کے دریا بہائے ہیں وہ کتنی بڑی عظمت اور اقتدار کا مالک ہوگا، اسی خدا نے یہ کتاب نازل کی ہے جس پر عمل کرنے سے ایک بابرکت قوم پیدا ہوئی۔

موجودہ سائنس بدامنی پیدا کرنے کا موجب ہے

مگر سائنسدانوں کو کبھی میسر نہ آیا کہ کوئی صالح قوم پیدا کر سکیں، آج سے پہلے کب وقت آیا تھا جب سائنسی علوم انتہا کو پہنچے ہوں، آج سائنس کے عروج کا زمانہ ہے لیکن جس قدر سائنس نے ترقی کی ہے اتنی ہی بدامنی دنیا میں پھیل چکی ہے موجودہ سائنسی انکشافات نے دنیا کے امن و امان کو برباد کر دیا ہے۔ روس ڈرتا ہے کہ امریکہ نے ایسی ہولناک ایجادات کر رکھی ہیں جو اس کی تباہی کا موجب ہو سکتی ہیں اور امریکہ کو خوف ہے کہ روس کے پاس ایسی ایجادات ہیں جو امریکہ کو تباہ کر سکتی ہیں، دونوں ڈرتے ہیں کہ سائنسی ایجادات خطۂ زمین کو نہ اڑا دیں۔

قرآن انکشاف علوم سے باخدا بناتا ہے

یہ تو موجودہ سائنسی ترقیات کا حال ہے لیکن قرآن نے کائنات کے مطالعہ سے علوم حاصل کرنے کا جو حکم دیا ہے، اس سے ایک مسلمان کا ایمان خدا پر بڑھتا ہے اور وہ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ھٰذَا بَاطِلًا کہہ کر فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ کی دعا کرتا ہے یعنے ان کے فوائد سے مستفید ہونے اور بد نتائج سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد چاہتا ہے۔

سائنسی ترقیات کے باوجود انسانی بے بسی کا عالم

آج امریکہ کا صدر آئزن ہاور رو رو کر بیان کرتا ہے کہ میرا وزیر خارجہ ایک مہلک بیماری میں مبتلا ہے، مسٹر ڈلس ایک نہایت قابل قدر انسان ہے جس کی بیماری امریکہ کے صدر کو خون کے آنسو رلاتی ہے، یہ وہ بادشاہ ہے جو دنیا کی تمام اقوام کو کروڑ ہا ڈالر تقسیم کرتا ہے اور وزیر خارجہ بھی بے شمار ڈالروں کا مالک ہے اور اس ملک میں رہتا ہے، جو اپنا سارا خزانہ اگر ضرورت ہو تو اس کے بچاؤ کے لئے خرچ کر سکتا ہے۔ لیکن انسانی بے بسی کا یہ عالم ہے۔ ایک طرف سائنس اور علم و حکمت کا عروج اور دوسری طرف دنیا جہان کی دولت، کوئی چیز ایک مہلک بیماری سے اتنے بڑے آدمی کو بچا نہیں سکتی۔

میرا ایک عزیز دوست ہے اس کو کوئی دماغی تکلیف ہوگئی، وہ علاج کے لئے امریکہ گئے، اور کئی ہزار روپیہ علاج پر صرف کیا، وہاں ان کی کھوپڑی کھول کر دماغ کا اپریشن کیا گیا، تندرست ہو کر وہاں سے واپس آ گئے لیکن اگر زبان باہر نکل آئی اور بات کرنا بھی مشکل ہو گیا، یہ سائنس ہے کہ ایک بڑے سے بڑے ڈاکٹر کو بھی یہ پتہ نہیں ہوتا کہ میرے تجربہ کا کیا اثر ہوگا، کتنا بڑا قابل اور نیک آدمی اس بے خبری اور کوتاہی کی وجہ سے تباہ ہو گیا۔ کتنا بھی بڑا موجد یا سائنسدان ہو اپنے تجارب کے نتائج کا علم نہیں رکھتا۔

میزائل کے بد اثرات

کہتے ہیں اس سائنس نے جو میزائل ایجاد کئے ہیں ان کا یہ اثر ہے کہ بچے ماؤں کے پیٹ میں طرح طرح کی بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں اور کھیلتے ہوئے بچے کئی ایک عوارض میں مبتلا ہو رہے ہیں، اس سے ظاہر ہے کہ انسان خواہ کتنی بھی علمی ترقی کرے پھر بھی اس کے مخفی نتائج سے بے خبر رہتا ہے۔

حقیقی موجد خدا ہے

فی الحقیقت حقیقی موجد خدا ہی ہے جس نے یہ ساری کائنات بنائی، اور وہ اس کی ہر چیز کے خصائص و اثرات سے بخوبی واقف ہے، موجد وہ ہے جس کو اپنی ایجاد کے نتائج کا علم ہو اور جو برے نتائج اس سے پیدا ہونے والے ہوں ان کا پہلے سے ہی سدباب کر سکے۔

بو علی سینا کی نظر میں نبوت کا مقام

بو علی سینا بڑا قابل انسان تھا، اس کی طبابت کی دھاک دنیا میں بیٹھ گئی، اور اس کے علمی کمالات کی دنیا قائل ہو گئی، ان کمالات کا مشاہدہ کرنے کے بعد لوگوں نے اسے کہا کہ آپ نبوت کا دعوےٰ کریں، اس نے کہا کہ اگر میں ایک بڑے سے ناتواں شخص کو کہہ دوں کہ تالاب میں گھس جائے کہ کہوں تو وہ میری بات پر عمل پیرا نہ ہوگا۔ پھر نبوت کا دعوےٰ میں کیسے کروں؟ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے، جن کے حکم سے لوگ جنگ کی آگ میں اور سمندروں اور دریاؤں میں کود گئے۔ تلواروں کے نیچے گردنیں رکھ دیں اور اُف تک نہ کی۔ اس کو کہتے ہیں نبوت، محمد رسول اللہ صلعم آسمان سے تعلیم پاتے تھے۔

قرآن سائنس سیکھنے کی تلقین کرتا اور باخدا بناتا ہے

جس قدر انبیاء اور اولیا اور غوث اور قطب ہوئے ہیں، ان کی تعلیم سے لوگ باخدا ہو گئے۔ سائنسدان اور فلسفی خواہ پہلے زمانے میں ہوئے ہوں یا اس زمانہ میں، ان کی تعلیم سے انسان باخدا نہیں ہوتا، قرآن کریم لوگوں کو سائنس سیکھنے کی تلقین کرتا ہے اور ان کو باخدا بناتا ہے۔ . . . .

. . . .

رسول اللہ صلعم کی عجیب ترین بات

اب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجد کا ذکر کرتا ہوں، عبداللہ بن عمر بہت بڑے آدمی ہوئے ہیں اُن کے علم و فضل کا صحابہ میں بہت چرچا تھا، آپ ایک دن رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن سے کہا:۔ اخبرینی باعجب ما رأیت من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم۔ مجھے کوئی عجیب ترین بات سنائیں جو رسول اللہ صلعم سے صادر ہوئی ہو۔ فبکت واطالت۔ وہ رو پڑیں اور دیر تک روتی رہیں ثم قالت کل امرہ عجب ...... کس کس بات کا ذکر کروں، اُن کی تو ہر بات عجیب ترین تھی، ایک بات بتاتی ہوں، اتانی فی لیلتی۔ ایک رات آپ میرے پاس آئے فدخل فی لحافی میرے لحاف میں آپ داخل ہو گئے حتی الحق جلدہٗ بجلدی میرے جسم سے آپ کا جسم لگ گیا، پھر فرمایا یاعائشہ ھل لک ان تاذنی اللیلۃ فی عبادۃ ربّی، اے عائشہ کیا آپ مجھے اجازت دیتی ہیں کہ آج کی رات اپنے ربّ کی عبادت میں بسر کروں؟ اللہ اللہ کیا تہذیب ہے، عبادت الٰہی میں رات بسر کرنے کے لئے بیوی سے اجازت مانگتے ہیں اور کس حالت میں؟ جب انسان کے جنسی جذبات سخت ہیجان میں ہوتے ہیں، حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے کہا انی احب قربک یارسُول اللّٰہ، یا رسول اللہ میں آپ کے قرب کو پسند کرتی ہوں، اور اس بات سے محبت رکھتی ہوں کہ آپ میرے قریب ہوں واحب مرادک لیکن آپ کے مقصد کو بھی محبوب رکھتی ہوں، قد اذنت لک میں آپ کو اجازت دیتی ہوں کہ عبادت الٰہی میں رات بسر کریں۔ کیا آج کی عورت اسکو گوارا کر سکتی ہے اور کیا اس کی مجال ہے کہ خاوند سے یہ لفظ کہے کہ میں تمہیں اجازت دیتی ہوں۔ یہ اخلاق انسان کو کہیں نصیب نہ ہوئے۔ یہ ابوبکر کی بیٹی عائشہ ہی کا حصّہ تھا۔ جس کے اخلاق اس قدر بلند ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اُن سے اجازت مانگتے ہیں اور وہ بخوشی اجازت دیتی ہیں۔

رات کی نماز میں رسول اللہ صلعم کا وجد اور قرب

فقام الی قربۃ من ماء فی البیت چنانچہ آپ اُٹھے اور پانی کا جو مشکیزہ رکھا تھا اُس سے وضو کیا اور بہت تھوڑا پانی استعمال کیا، ثم قام یصلی پھر آپ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھنے لگے۔ فقرأ من القرآن اور قرآن پڑھنا شروع کیا وجعل یبکی، رونے لگے، ثم رفع یدہٗ وجعل یبکی حتیٰ رأیت دموعہ قد بلت الارض پھر ہاتھ اُٹھائے اور رونے لگے حتیٰ کہ آپ کے آنسوؤں سے زمین تر ہو گئی، اسی حالت میں صبح کی اذان ہوئی اور بلال بلانے کے لئے آئے اس نے دیکھ کر کہا یا رسول اللہ کیا آپ رو رہے ہیں؟ جبکہ... اللہ تعالےٰ نے آپ کی اگلی اور پچھلی خطائیں معاف کر دی ہیں۔ فرمایا افلا اکون عبداً شکوراً کیا میں اللہ تعالےٰ کا شکرگزار بندہ نہ بنوں؟ وقد انزل اللّٰہ ھذہ الاٰیات اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے یہ آیات نازل فرمائی ہیں۔ ان فی خلق السمٰوات والارض واختلاف اللیل والنھار لاٰیٰت لاولی الالباب الذین یذکرون اللّٰہ قیامًا وقعودًا ویتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض۔ ثم قال ویلٌ لمن قرأ ھذہ الاٰیات ولم یتفکر فیھا۔ اس شخص پر افسوس ہے جو ان آیات کو پڑھتا ہے اور پھر غور و فکر سے کام نہیں لیتا

آیاتِ قرآنی کا ربط

اس سے پہلی آیت میں علیٰ کل شیءٍ قدیر کے بعد اللہ تعالےٰ کی قدرت اور عظمت حکومت اور احسانات کا ذکر کیا ہے، ایک دانشمند انسان جب اللہ تعالےٰ کے احسانات کو یاد کرتا ہے تو اس کی عظمت کا قائل ہو جاتا ہے۔ پہلی آیۂ شریفہ میں کمال الوہیت کا ذکر ہے اور دوسری آیۃ کریمہ میں کمال عبودیت کا ذکر ہے۔ یہ ربط جو قرآن کریم کی آیات میں پایا جاتا ہے وجد آفرین ہے۔

قرآن دان ہونا سائنسدانی سے کمتر نہیں

ہم نے بھی ایک انسان کو دیکھا ہے، اس کے پاس بیٹھنے والوں نے خدا کو پالیا، یہ بھی ایک بہت بڑا سائنسدان ہے۔ قرآن دان ہونا سائنسدانی سے کمتر نہیں۔ ان لوگوں نے باخدا انسان پیدا کئے، نیلٹن اور دوسرے سائنسدانوں اور فلسفیوں نے باخدا انسان پیدا نہیں کئے۔

مادہ پرست ملکوں کا طمع و لالچ

آج روس، انگلستان اور امریکہ، تمام دنیا کی دولت سمیٹ کر اپنے گھروں میں لے جانا چاہتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلعم نے فرمایا الدنیا جیفۃ وطلابھا کلاب دنیا ایک مردار ہے اور اس کو طلب کرنے والے کتّے ہیں، یہی حال ان ممالک کا نظر آرہا ہے۔ دنیا کے لئے ایک دوسرے پر دانت پیس رہے ہیں، خدا پرستی کا نام نہیں۔

قرآن سائنسدان بھی بناتا ہے اور خدا پرست بھی

ہمارے تجربہ میں آ گیا ہے کہ جس قدر خدا کی طرف سے انسان آئے وہ انبیاء ہوں یا اولیاء اور ابدال و اقطاب، مجددین ہوں یا محدثین، ان کے پاس بیٹھنے سے انسان باخدا بنتا ہے، لیکن سائنسدانوں کے پاس بیٹھ کر باخدا نہیں بن سکتا۔ قرآن کریم ایک ہی وقت میں انسان کو سائنسدان بننے کی بھی تلقین کرتا ہے اور باخدا ہونے کی بھی۔ یہ خصوصیت صرف خدا کے کلام کو میسّر ہے۔

فالحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسُولہ الکریم۔

لنڈن میں عیدالفطر

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

شامیانے پر مسلمانوں کے بھارت سمیت تمام بڑے بڑے ممالک کے قومی جھنڈے لہرا رہے ہوتے ہیں۔ اس بار شامیانے کے باہر کچھ کتبے بھی لٹکے پڑے تھے۔ جن پر لکھا تھا:۔

"جنرل ایوب ہمارا ہیرو ہے"
"کشمیر چھوڑ دو" اور
"دنیا کے مسلمان ایک ہیں"

ووکنگ میں نماز کے بعد یہ تقریب میلے میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اسی لاؤڈ سپیکر سے جہاں سے ابھی ابھی مولانا یعقوب خاں صاحب سول اینڈ ملٹری گزٹ کے سابق ایڈیٹر اور حال امام ووکنگ خطبہ دے رہے تھے کہ ابھی فلمی ریکارڈوں کی دھنیں سنائی دینے لگتی ہیں اور لتا، ثریا اور طلعت محمود کے گانوں کے ساتھ ساتھ زندہ دل مسلمان گول دائروں میں بیٹھ کر تالیوں سے داد دیتے ہیں۔ ہر مسلمان چھٹی کے موڈ میں ہوتا ہے۔ ایک طرف "کیو" میں مفت کھانا مل رہا ہے تو دوسری طرف "کیو" میں مفت چائے تقسیم ہو رہی ہے۔ ایک طرف آئس کریم فروخت ہو رہی ہے تو دوسری طرف مونگ پھلی بک رہی ہے، تصاویر اتاری جا رہی ہیں اور عید ملی جا رہی ہے۔

کھانا ووکنگ میں ہی مفت نہیں ملتا باقی جگہ بھی اُس دن مفت ملتا ہے۔ لیکن ہماری طرح بہت سے لوگ ووکنگ میں صرف مفت کھانا ہی کھانے جاتے ہیں۔ ووکنگ میں عید کے موقعہ پر ایک اور ہم مشرب سے بھی ملاقات ہوئی۔ وہ بھی کہنے لگے یہی مفت کھانا یہاں تک کھینچ لاتا ہے۔ ان سے عرض کیا۔ اور پانچ روپے کرایہ؟ وہ ہنس کر کہنے لگے وہ تو دل ٹکٹ کی قیمت ہے۔ یہ تو خیر ایک مذاق تھا۔ ووکنگ میں یہ اجتماع "عید ملاپ" کا نعم البدل ہے۔

عید اور بارش

ہمارے ایک انگریز دوست کا جو ووکنگ میں رہتے ہیں کہنا ہے کہ گذشتہ تیس سال سے انہوں نے کسی عید کے موقعہ پر بارش ہوتی نہیں دیکھی ——— بارش یہاں اتنی عام ہے جتنی پاکستان میں دھوپ ——— ووکنگ کا ایک اور بوڑھا ٹیکسی ڈرائیور ہم سے شرط بدنے کے لئے تیار ہو گیا۔ کہ آج بارش نہیں ہو گی۔ حالانکہ مطلع بے حد ابر آلود تھا۔ اس بار اتفاق سے دس پندرہ منٹ کے لئے ایک زوردار چھینٹا پڑ ہی گیا۔ لیکن اس کے بعد ایسی چمکدار دھوپ نکلی کہ موسم کے سب گلے شکوے جاتے رہے۔

(نوائے وقت ۷ اپریل ۱۹۵۹ء)

عصرِ حاضر میں تحریکِ احمدیت
رُوحانی سائنس کی حیثیت رکھتی ہے

پروفیسر غلام محمد خادم ڈیرہ غازی خان

(۲)

آج سائنس کے زمانہ میں ہر شخص مشاہدہ اور تجربہ کا قائل ہے۔ اگر الہام حقیقت ہے تو اس کا صاحب تجربہ اور سچا مدعی موجود ہونا چاہیئے۔ آج جب خدا کی ہستی کا بڑی سختی کے ساتھ انکار کیا جا رہا ہے تو خود خدا کیوں خاموش ہے۔ وہ خود کیوں اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرتا۔ اس کی گویائی کی صفت کیا ہوئی؟ اگر وہ اپنے وجود کا پتہ اپنے زبانی نہیں دے سکتا تو پھر کیوں نہ مان لیا جائے کہ خدا نہیں ہے۔

یہ ہے ہمارے زمانے کا پرزور مطالبہ اور تقاضہ جس کے پورا کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے حضرت مرزا صاحب کو مبعوث کیا اور آپ کے قلب پر اپنی تجلی فرمائی، اور آپ سے ہمکلام ہوا اور آپ کو مامور کیا کہ آپ دنیا کے سامنے اپنے روحانی تجربات اور مشاہدات کا اعلان کریں اور علی وجہ البصیرت کہیں کہ خدا ہے۔

چنانچہ سنہ ۱۸۹۶ء میں ایک موقع پر خدا نے اپنے آپ کو متلاشیانِ حق پر ظاہر کیا۔ وہ اس طرح ہوا کہ ایک بااثر ہندو نے ایک بڑے پیمانے پر جلسۂ مذاہب کی تجویز کی۔ جلسہ تین روز کے لئے لاہور میں ہونا قرار پایا۔ تمام مذاہب کے لوگ اور نمائندے اور لیکچرار مدعو کئے گئے۔ عیسائی پادری۔ آریہ پنڈت۔ سکھ گیانی۔ جینی، برہمو سماجی۔ مسلمان علماء غرض ہر مذہب و ملت کے نمائندے جمع ہو گئے۔ گویا مذاہب عالم کا ایک دنگل تھا۔ جلسہ میں حضرت اقدس مرزا صاحب کے ایک مضمون کا وقت بھی رکھا گیا تھا۔ خدا تعالےٰ جو بڑا دانا و بینا ہے اور حکیم و علیم ہے۔ موقعہ شناس بھی ہے۔ اسے اپنے آپ کو ظاہر کرنے کا یہ بہترین موقع ملا۔ جلسہ شروع ہونے سے کئی روز پہلے خدا تعالےٰ نے حضرت مرزا صاحب کو الہام کیا "مضمون بالا رہا" آپ نے فوراً اس الہام کو مشتہر کر دیا۔ اور مزار ہا لوگوں کو بیانگِ دہل سنا دیا۔ کہ خدائے علیم و خبیر نے مجھے اطلاع دی ہے کہ میرا مضمون جو دینِ اسلام کی تائید میں ہے دنیا کے دیگر تمام مذاہب کے مقابل پر اعلےٰ رہے گا۔ کیونکہ یہ مضمون خدا کی خاص تائید سے لکھا گیا ہے۔

چنانچہ یہ الہام حرف بحرف پورا ہوا۔ ہندو، سکھ مسلم۔ دوست۔ دشمن سب نے تسلیم کیا کہ مرزا صاحب کا مضمون تمام مضامین سے بالا رہا۔ حالانکہ یہ سب لوگ آپ کے خطرناک دشمن تھے اور آپ کو دنیا کی نگاہ میں گرانا چاہتے تھے۔ لیکن خدا کا ہاتھ سب پر غالب ہے۔ خدا کی بات پوری ہوئی۔ خدا نے خود اپنے آپ کو لوگوں پر ظاہر کر دیا۔

بے شمار ایسے روحانی تجربات اور مشاہدات ہیں جن کو حضرت اقدس مرزا صاحب نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ یہ تمام مشاہدات روحانی نشانات ہیں جو خدا کی ہستی کی نشان دہی کرتے ہیں۔ آپ کے بہت سے ایسے بھی روحانی مشاہدات ہیں جو تمام دنیا پر محیط ہیں اور پیش گوئیوں کی صورت میں ہیں جو اپنے اپنے وقت پر پوری ہوئیں۔ یہ سب پیشگوئیاں الہامِ الٰہی کی بنا پر ہیں۔ حضرت اقدس نے اپنے ان تمام روحانی مشاہدات کا ذکر اپنی کتابوں میں کیا ہے۔ آپ کی ساری کتابیں روحانی تجربات، روحانی عجائبات اور علم و حکمت کے موتیوں سے بھری پڑی ہیں آپ کی کتابیں کیا ہیں روحانی سائنس کی کتابیں ہیں۔ ان میں روحانیت کے قواعد و ضوابط درج ہیں۔ آپ کی اکثر کتابیں خصوصاً براہین احمدیہ۔ سرمہ چشم آریہ۔ تریاق القلوب آئینہ کمالاتِ اسلام۔ برکات الدعا۔ حقیقۃ الوحی وغیرہ بالکل سائنٹیفک طرز پر ہیں۔ ان کے نام سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ روحانی سائنس کی کتب ہیں، لوگ مادی سائنس کی کتب انگریزی زبان میں دیکھتے اور پڑھتے ہیں۔ ان کے ناموں سے بھی واقف ہیں۔ اگر وہ غور کریں اور حضرت اقدس کی کتب کو...... انگریزی زبان میں ترجمہ کر کے دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ فی الواقعہ یہ روحانی سائنس کی کتب ہیں، مثلاً

(۱) تریاق القلوب Antidote for the Hearts گویا یہ روحانی میڈیکل سائنس کی کتاب ہے۔

(۲) آئینہ کمالاتِ اسلام Mirror of The Marvels of Islam جیسے مادی سائنس کی کتاب کا نام ہے:۔

Marvels of Science
یا
Wonders of Science

(۳) برکات الدعا Blessings of Prayers جس طرح مادی سائنس کی کتاب کا نام ہے Blessings of Science

(۴) تجلیاتِ الٰہیہ Heavenly Revelations جیسے سائنس کی ایک کتاب کا نام ہے۔ Scientific Discoveries and Inventions

(۵) نور القرآن Light of The Quran جیسے Light of The Science

(۶) فتحِ اسلام Conquest of Islam جیسے Conquest of Science

وغیرہ وغیرہ۔

ان مثالوں سے میرا مطلب یہ ہے کہ احمدیت نے نہایت دلکش طور پر اور سائنٹیفک طریق پر اسلامی تعلیمات کو دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ اور اس روحانی سائنس کے ذریعے سے جدید سائنس اور فلسفہ کے تمام طلسمات کا فسوں توڑ کے رکھ دیا ہے۔ ایک مثال اسی امر کے بارے میں بے موقع نہ ہوگی۔

جرمن سائنسدان آئین سٹائن نے اپنا مشہور و معروف نظریۂ اضافیت پیش کیا۔ جس میں اس کائنات کے متعلق ایک انقلابی تصور پیش کیا۔ کہ زمان و مکان، کمیت اور قوت اضافی اقدار ہیں۔ مادی سائنس کے اس نظریہ سے بہت پہلے روحانیات کی سائنس کے ماہر و معلم حضرت مرزا صاحب نے ایک روحانی نظریۂ اضافیت دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور وہ نظریہ خیر و شر کے متعلق ہے۔ آپ نے دنیا کو بتلایا کہ خدا تعالےٰ نے اپنی صفت الحکیم کے ماتحت جو کچھ بھی پیدا کیا ہے وہ حق اور حکمت پر مبنی ہے۔ اس کائنات کی ہر ایک چیز اپنی اپنی جگہ نفع بخش ہے اور اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ہے۔ ہر چیز اپنے اپنے محل اور موقع پر اور اپنی اپنی حد کے اندر مفید اور باعث خیر ہے۔ جو چیز بے محل اور اپنی حد سے باہر استعمال کی جائے وہ مفید ہونے کی بجائے مضر ثابت ہوتی ہے۔ گویا خیر و شر مطلق اقدار نہیں ہیں بلکہ اضافی ہیں۔ اسی طرح نیکی اور بدی اضافی اقدار ہیں۔ انسان کے اندر خدا تعالےٰ نے جو خوبیاں اور صلاحیتیں، جو جذبات اور احساسات پیدا کئے ہیں وہ اپنی اپنی حد کے اندر اور اپنے اپنے موقعہ و محل پر خیر ہی خیر ہیں۔ ان کے صحیح توازن اور استعمال سے انسان کامیاب ہوتا ہے اور جنتی زندگی پاتا ہے۔ انسان کے اندر بظاہر متضاد جذبات اور احساسات پائے جاتے ہیں۔ محبت، نفرت، غصہ، رحمدلی۔ خودداری انکساری وغیرہ۔ اگر یہ جذبات حدِ اعتدال کے اندر اپنے موقع و

(باقی ہے)

تبلیغی خط و کتابت

اس عنوان کے نیچے وہ خطوط درج ہوتے ہیں جو انجمن کی تبلیغی ڈاک کے جواب میں موصول ہوتے ہیں

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا ۔ گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

فلپائن میں احمدیت

ترجمہ خط از کیرن سی لم ۔ فلپائن

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

واضح ہو کہ میں ایک مسلمان ہوں اور اسلام پر میرا ایمان شرح صدر پر مبنی ہے ۔

میں تحریک احمدیت سے جو کہ فلپائن کے اس حصہ یعنی سیاسی سولو میں ایک اہم علمی مسئلہ کے طور پر پیش کی جا رہی ہے اور دن بدن اپنے اثر و نفوذ سے مقبول ہو رہی ہے بہت متاثر ہوں ۔

اور اس بات کے قوی امکانات ہیں کہ احمدیت ملک کے اس حصہ پر جلد ہی چھا جائے گی تبلیغ اسلام کے لئے احمدیت ہی مؤثر ذریعہ ہے اگر آپ تکلیف محسوس نہ کریں تو مجھے ایک کاپی قرآن شریف کی بھیجدیں ۔

نوٹ :۔ انہیں قرآن شریف ٹیچنگز آف اسلام ۔ براہین احمدیہ اور دیگر پمفلٹس بھیجے گئے ہیں ۔ فلپائن کے ہر علاقہ کے اہل علم حضرات سے ہماری تبلیغی خط و کتابت جاری ہے ۔ (غلام قادر)

مدراس میں ہمارے لٹریچر کا اثر

ترجمہ خط از سید گوہر علی گراد آئی ۔ ای ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میں آپ کے گرانقدر خط مؤرخہ ۱۹/۲/۱۲ اور قیمتی لٹریچر کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

آپ کا خط اور لٹریچر میرے لئے اور میرے دوستوں کے لئے اسلام اور سلسلہ کے متعلق بہت مفید معلومات بہم پہنچانے کا ذریعہ ثابت ہوئے ہیں ۔

مجھے قادیانی مسئلہ (جو مودودی صاحب کی تالیف ہے) جواب میں جو پمفلٹ شائع ہوا ہے اس کی ضرورت ہے ۔

میں چاہتا ہوں کہ میرے چھوٹے بھائی کی بھی سلسلہ کے متعلق تسلی و تشفی ہو جائے ۔

امید ہے آپ تکلیف معاف فرمائیں گے

نوٹ :۔ مطلوبہ پمفلٹ اور لٹریچر بھیجا جا رہا ہے

(غلام قادر)

اسلامک سنٹر واشنگٹن

ترجمہ خط از ڈاکٹر احمد بسار ڈائرکٹر اسلامک سنٹر

.... واشنگٹن ۔ یو ۔ ایس ۔ اے ۔

السلام علیکم ۔

جواب خط میں تاخیر کے متعلق معافی کا خواستگار ہوں ۔

آپ کی دو چٹھیاں نہیں مل رہیں کا بیان عنایت فرمائیں ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کی انجمن جو کتب بھی ہماری لائبریری کے لئے بطور تحفہ عطا کرے گی بصد شکریہ وصول کی جائیں گی ۔ اور لائبریری ... میں بغرض افادہ عام رکھی جائیں گی ۔

نوٹ :۔ انہیں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے موقف اور تبلیغ اسلام کے متعلق اس کی عملی جد و جہد پر لمبی چٹھی لکھ کر اُن سے رابطہ پیدا کیا گیا تھا ۔ اسلامک سنٹر کی قریباً ہر اسلامی سلطنت مع پاکستان عملی ممبر ہے ۔

(غلام قادر)

انڈونیشیا

ترجمہ خط منجانب شوقی احسان انڈونیشیا ۔

السلام علیکم ۔

بندہ اپنی طرف سے اور دیگر ٹیچران ماڈرن انسٹی ٹیوشن کی طرف سے آپ کے خط کا بڑی خوشی اور فخر کے ساتھ شکریہ ادا کرتا ہے ۔

مجھے کتابوں کا پارسل بھی مل گیا ہے شکریہ ۔ آپ یہ سن کر خوش ہوں گے کہ ہم سب اسلام کے متعلق اپنے علم میں آپ کی کتب سے اضافہ کرنا چاہتے ہیں ۔

برائے عنایت اور لٹریچر بھیجدیں بالخصوص .... قرآن شریف اور دیگر نہایت ضروری کتب ارسال فرماویں ۔ شکریہ ۔

نائیجیریا میں جماعت احمدیہ کا قیام

ترجمہ خط از ایس ۔ اے سالو کالج ہسپتال ابادان نائیجیریا ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

اپنے خط مؤرخہ ۲۳ فروری ۱۹۵۹ء کے آخری پیرا میں میں نے وعدہ کیا تھا کہ میں صورت حال سے آپ کو مطلع کر دوں گا کہ یہاں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی شاخ کیسے قائم ہو سکتی ہے ۔ اسی غرض کو مدنظر رکھ کر میں تین روز کے لئے سنگم چلا گیا تھا اور وہاں میں نے اپنے سابقہ ممبروں سے مل کر ان سے جماعت مذکورہ کی شاخ قائم کرنے کے متعلق گفتگو کی ۔ میں نے حالات کا موازنہ کیا اس اہم ذمہ داری کو سرانجام دینے کے لئے اپنے قلب و جگر کو ٹٹولا چنانچہ جس نتیجہ پر پہنچا وہ ذیل کی سطور میں پیش خدمت ہے :۔

اس وقت مسلمانوں کی یہاں ایک ہی جماعت ہے جو کہ انصار الدین کے نام سے موسوم ہے اور ان میں سے کثیر حصہ کے جماعت میں شامل ہونے کے امکانات ہیں ۔ مگر اکثر نوجوان یہاں کھلم کھلا اپنے آپ کو ظاہر کرنے سے ڈرتے ہیں ۔ افریقہ کے اس حصہ میں مذہبی معاملات کوئی ایسا مسئلہ نہیں رہا جسے آسانی سے نپٹایا جا سکے ، خاص طور پر ایسی صورت میں جبکہ ہمارے معمر و ضعیف بزرگ جنہوں نے قرآن مسجد کے بوریوں پر بیٹھ کر پڑھا ہے اسلام کے نئے پیش آمدہ مسائل سے نہ صرف بالکل بے خبر ہیں بلکہ سخت مخالف ہیں ۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے علمبرداروں کو اول اول بہت مشکلات کا سامنا کرنا ہے ۔

ہمارے نوجوان اس کٹھن منزل پر قدم رکھنے سے کچھ ڈر رہے ہیں ۔ اس اندرونی مخالفت کا نتیجہ یہ ہے کہ عیسائی دلیری سے اپنی تبلیغ میں سرگرم ہیں جو کہ نائیجیریا کے مسلمانوں کے لئے ایک کھلا چیلنج ہے

یوں تو احمدیہ علم کلام کے سامنے عیسائیت کا ناطقہ بند ہو گیا ہے ۔ اسلامی تعلیم سے جو کہ احمدیہ نقطۂ نظر سے پیش کی جاتی ہے عیسائیت دم بخود ہو کر رہ گئی ہے ۔

مذکورہ بالا مشکلات نے جو دقیانوسی مسلمانوں کی طرف سے ہمارے راستہ میں حائل کی جاتی ہیں ہمارے حوصلے پست ہو رہے ہیں ۔ انصار الدین میں سے ایک دوست کا پتہ درج ذیل ہے انہیں بھی لٹریچر بھیج دیں ۔ اگر کوئی آپ کی جماعت کا نائیجیریا میں نمائندہ ہو تو اُن کا پتہ لکھیں میں انہیں شہر میں مختلف دوستوں سے ملاقات کرا دوں گا جو کہ اُن کے کام میں ان کی مدد کریں گے اور مجھے یقین ہے وہ اپنی تبلیغی مساعی میں ہم سے مل کر بہت جلد کامیابی حاصل کر لیں گے ۔ برادر عزیز آپ کی جماعت کی شاخ کے پورے زور کے ساتھ قائم ہونے کے یہاں قوی امکانات ہیں ۔ ہاں اس مسئلہ پر نہایت عقلمندی سے غور و خوض کر کے اسے پیش کرنے کی ضرورت ہے ۔

ہماری طرف سے سب بزرگوں ۔ بھائیوں اور بہنوں کو السلام علیکم ۔

(ان ہر دو صاحبان کو مزید لٹریچر بھیجا جا رہا ہے اور انہیں لکھا جا رہا ہے کہ آپ ہی اپنے آپ کو ہمارا نمائندہ تصور فرمائیں ، ہم ہر طرح لٹریچر کی صورت میں آپ کی مدد کرتے رہیں گے ۔ حق ہمیشہ غالب رہتا ہے ۔ ڈرنے کی کوئی بات نہیں ۔ غلام قادر)

رنگون کے شیخ الجامعہ کی احمدیت پر نکتہ چینی

کتاب "دو نبی" پر ایک سرسری نظر

(مرتضیٰ خان حسن)

انہی دنوں میں مجھے مولانا بشیر اللہ صاحب مظاہری نائب صدر جمعیتہ العلماء برما و شیخ الجامعہ دارالعلوم نامو کی تصنیف موسومہ "دو نبی" یعنی "نبی صادق اور نبی کاذب" دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے جو ایک دوست نے مجھے رنگون سے بھیجی ہے۔ یہ کتاب مولانا صاحب موصوف نے حجتہ اللہ علی الارض سلطان الاولیا حضرت مسیح موعود علیہ الرحمتہ کی تردید میں شائع کی ہے اور چھوٹے سائز کے ۱۸۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں جس سخت کلامی بلکہ بدکلامی سے کام لیا گیا ہے اسے دیکھ کر تہذیب و شرافت کی پیشانی عرقِ انفعال سے تر ہو جاتی ہے۔

بدنما دھبہ

مولانا صاحب کے علمی تبحر اور عہدہ ہائے جلیلہ کے پیش نظر توقع تو یہ تھی کہ یہ کتاب ایک عالمانہ اور محققانہ تنقید کی حامل ہوگی اور اس میں احمدیت پر ایک اصولی اور علمی رنگ میں بحث کی گئی ہوگی، مگر کتاب پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے ہی یہ حقیقت منکشف ہوگئی کہ ع

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

مولانا موصوف اور ان کے ہمنوا تو غالباً اس کتاب کی تصنیف پر بہت کچھ فخر و مباہات محسوس کرتے ہوں گے اور اسے احمدیت کے خلاف ایک بہت بڑا شاہکار سمجھتے ہوں گے، مگر ہم اس حقیقت کے اظہار سے نہیں رک سکتے کہ یہ کتاب اہل نظر و فکر کے نزدیک مولانا صاحب کے علم و فضل اور ان کے علو مرتبت پر ایک بدنما دھبہ ہے۔ اے کاش وہ ایسی کتاب نہ لکھتے اور نہ ان کے علم و فضل کا پردہ چاک ہوتا۔

سابق مخالفین کی کاسہ لیسی

یہ تصنیف اسی قبیل کی ان کتب سے کچھ جداگانہ حیثیت نہیں رکھتی جو اس سے قبل بعض کوتاہ فہم مخالفین کی طرف سے معرض تحریر میں آچکی ہیں، بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ یہ کتاب انہی کتب سابقہ کی ہی کاسہ لیسی ہے۔ فاضل مصنف کے علم و فضل کا تقاضا تو یہ ہونا چاہیئے تھا کہ وہ خود براہِ راست کتب سلسلہ کا مطالعہ فرماتے اور ان کو سامنے رکھ کر اصولی اور علمی رنگ میں ان پر نظرِ تنقید ڈالتے نہ یہ کہ جو کچھ پہلے مصنفین نے جوش مخالفت میں اناپ شناپ لکھدیا تھا اس کی نقل کر دیتے۔ اگر اسی کا نام تصنیف ہے تو پھر ہر جاہل مصنف کہلا سکتا ہے۔ اس میں مولانا کی خصوصیت ہی کیا ہوئی۔

قندیلِ سخن کو منڈھ دینے کی بات

یہ امر بدیہی ہے کہ مولانا نے خود کتب سلسلہ کے مطالعہ کی تکلیف گوارا نہیں فرمائی متاع غیر سے ہی اپنی دکان کی زینت بڑھانی چاہی ہے۔ جیسا کہ مولانا نے خود شروع کتاب میں ظاہر فرمایا ہے مولانا کہیں تو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے دریوزہ گری کر رہے ہیں اور کہیں مولوی ابراھیم سیالکوٹی سے۔ کبھی مولانا انور شاہ صاحب کی دہلیز پہ ناصیہ فرسائی کرتے نظر آتے ہیں، اور کبھی الیاس برنی کی چوکھٹ پر۔ مگر آپ بآسانی فرما سکتے ہیں کہ کچھ ہی ہو ہم نے "قندیل سخن کو منڈھ" ہی دیا۔ جی ہاں اس میں شک نہیں آپ نے قندیل سخن کو منڈھ تو دیا ہے مگر بے ادبی معاف ع

ڈھانچ میں تو ہیں وہی اگلے برس کی تیلیاں

اہلِ تحقیق کی شان

مولانا صاحب مکرم! بہادر لوگ متاع غیر پہ ہاتھ نہیں ڈالا کرتے اور شیر دوسروں کا مارا ہوا شکار نہیں کھایا کرتا۔ ایک عالم ایک فاضل جسے اپنے علم و فضل پہ اعتماد ہو وہ خود مسائل کی تحقیق کرتا ہے وہ خود تفحص اور تفقہ سے کام لیتا ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ دوسرے لوگ غلطی کا ارتکاب کر سکتے ہیں۔ خواہ کوئی کتنا ہی عالم ہو،.. اسکو ٹھوکر لگ سکتی ہے۔ اور اس کا اجتہاد غلط ہو سکتا ہے اس لئے علمائے کرام جو راسخون فی العلم کے مصداق ہوتے ہیں وہ دوسروں کی ہاں میں ہاں نہیں ملا دیا کرتے اور دوسروں کے فیصلہ کو منزہ عن الخطاء نہیں سمجھ لیا کرتے کہ ان کی ہر تحریر کو کالوحی من السماء سمجھ کر بغیر غور و فکر کے آگے قدم چلا دیں۔ اہل تحقیق و عقل کی یہ شان نہیں کہ جو رطب یابس سنا اس کو لے بھاگے اور مشتہر کرنا شروع کر دیا کفیٰ بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع کی تحدید سے ڈرتے رہنا چاہیئے۔ فتفکر یا اخی ولاتکن من الغافلین۔

قرآن کو پسِ پشت ڈال دیا

اسی ضمن میں ایک اور بات بھی قابل غور ہے اور وہ یہ ہے جیسا کہ آپ نے خود ابتدائے کتاب میں تحریر فرمایا ہے اس کتاب کی تصنیف میں جو کتب آپ کی زیر نظر رہی ہیں ان میں مخالفین سلسلہ کی کتب کے علاوہ صحاح ستہ کا نام تو ضرور آیا ہے مگر قرآن مجید کا نام نہیں آیا۔ حالانکہ تنازع کی صورت میں سب سے پہلے جس کتاب سے تمسک کرنے اور فیصلہ چاہنے کا حکم ہے وہ قرآن مجید ہی ہے۔ فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ والرسول۔ اللہ تعالےٰ کا واضح حکم ہے۔ اس ارشاد خداوندی کے مطابق سب سے پہلے قرآن مجید کو ہی حکم اور قاضی ٹھہرانا چاہیئے۔ مگر صد حیف آپ نے اس کو پس پشت ڈال دیا ..... ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا یہاں ہی صادق آتا ہے۔

قرآن کریم کی تائید حاصل نہیں

یہ تو امید نہیں کہ آپ کو قرآن مجید کے اس حکم کا علم نہ ہو علم تو ضرور ہوگا مگر کوئی وجہ ہے کہ آپ اس سے روگردانی فرما رہے ہیں اور وہ وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ آپ کے دعاوی کو قرآن مجید کی تائید حاصل نہیں۔

اب آپ خود ہی غور فرمائیں کہ اہل علم کے نزدیک اس کتاب کی کیا حیثیت اور کیا وقعت ہو سکتی ہے جس کے دعاوی کو قرآن پاک کی تائید حاصل نہیں، یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ اگر آپ کو قرآن مجید کی تائید حاصل ہوتی تو آپ یقیناً قرآن مجید کو سامنے رکھتے اور حل مسائل کے لئے اسی پاک کتاب سے استدلال کرتے اور سب سے پہلے اسی کو حکم اور قاضی ٹھہراتے مگر آپ نے ایسا نہیں کیا اور نہ آپ ایسا کر سکتے تھے کیونکہ اس پر آپ کی عمارت ٹھہر نہیں سکتی۔ اور آپ مانیں یا نہ مانیں یہ بیّن فتح ہے احمدیت کی کہ اس کے مخالفین کو اپنے دعاوی میں قرآن حکیم کی تائید حاصل نہیں بلکہ محض ادھر ادھر کی گپ شپ سے اپنا اُلّو سیدھا کرنا چاہتے ہیں۔ مولانا! کیا یہ خدا کا حکم نہیں ہے کہ تنازع کی صورت میں سب سے پہلے قرآن مجید کی طرف رجوع کرو۔ سنت اس کے بعد ہی آتی ہے سب سے پہلے جس چیز کی طرف رجوع کرنے کا حکم ہے وہ کتاب اللہ ہی ہے ولا غیر۔ آپ نے مخالفین کی کتابیں تو ضرور پڑھیں ہاں آپ نے صحاح ستہ کا مطالعہ بھی فرمایا۔ مگر جو چیز سب سے مقدم تھی اور جو سب سے پہلے آپ کو پڑھنی چاہیئے تھی۔ اسی کو آپ نے چھوڑ دیا۔ اور خدا کے صریح حکم کو بالائے طاق رکھ دیا۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

جب آپ ایسا عالم فاضل جو بیک وقت جمعیتہ العلماء کا نائب صدر بھی ہے اور دارالعلوم کا شیخ الجامعہ بھی قرآن مجید سے احمدیوں کی تردید کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا تو دوسروں کا کیا حال؟

احمدیوں کا تمسک بالقرآن

مولانا صاحب مکرم! یہ شرف احمدیوں کو ہی حاصل

ہے کہ وہ ہر تنازع اور ہر بحث کے وقت قرآن مجید کو ہی مقدم رکھتے ہیں اور ہر امر کا اس سے فیصلہ چاہتے ہیں بحضرت حجۃ اللہ علی الارض کو جب کبھی مخالفین سے مقابلہ پیش آیا آپ نے قرآن مجید کو ہی مقدم رکھا اور اسی پاک کتاب سے ہر مسئلہ کا استدلال کیا۔ چنانچہ جب عیسائیوں سے آپ نے مناظرہ کیا آپ نے اسی اصول کی خود بھی پابندی کی اور فریق ثانی سے بھی یہی مطالبہ کیا کہ وہ ہر دعوے اور ہر دلیل اس کتاب سے پیش کرے جس کو وہ آسمانی کتاب مانتا ہے۔ یہ ایک ایسا اصول تھا جس کی بنا پر عیسائیت نے اسلام کے سامنے فوراً ہتھیار ڈال دیئے۔ کیونکہ قرآن حکیم تو توحید باری تعالیٰ اور اس کے دلائل سے بھرا پڑا ہے۔ لیکن انجیل الوہیت مسیح کے دعوے اور دلائل سے قطعاً ساکت و صامت ہے۔ اسی طرح آریوں کے مقابلہ میں آپ نے یہی اصول رکھا اور ان کو جیت لیا۔

فتح نصیب جرنیل

پھر جلسۂ اعظم مذاہب میں بھی آپ نے اسی اصول کو سامنے رکھا اور تمام مذاہب سے اسی کا مطالبہ کیا۔ ان بڑے بڑے اہم اور ادق مسائل پر جو جلسۂ اعظم مذاہب میں زیر بحث تھے تو حضور نے سارا استدلال قرآن مجید سے کیا۔ جو دعویٰ کیا قرآن سے کیا اور جو دلیل دی قرآن مجید سے دی۔ ادھر ادھر کی کوئی بات درمیان میں نہ لائے۔ اور قرآن مجید کے ذریعے ہی اسلام کو سارے مذاہب عالم پر غالب کر کے دکھا دیا اور دوست دشمن سب نے اس غلبہ کا اعتراف کیا۔ والفضل ما شھدت به الاعداء یہی وجہ ہے کہ حضور بجا طور پر حجۃ اللہ علی الارض کے لقب کے مستحق قرار پائے اور "اسلام کے فتح نصیب جرنیل" کے معزز خطاب سے مخاطب کئے گئے غرض حضور ہر کہ ہر مناظرہ اور مباحثہ کے موقعہ پر قرآن مجید کو ہی سامنے رکھتے رہے۔ آپ نے ہر مسئلہ کا اسی سے فیصلہ چاہا اور اسی کو حکم اور قاضی ٹھہرایا۔ یہ تھا صحیح اصول اور یہ تھا علم قرآن جو خدا نے حضور کو دیا تھا۔

ببیں تفاوت راہ

جس شخص کو آپ دجال دجال کہہ کر اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں خلق خدا کو گمراہی کے گڑھے میں دھکیل رہے ہیں اس کا تو یہ عالم کہ وہ ہر موقعہ پر قرآن مجید کو سامنے رکھتا اور تمام تنازعوں کا اسی پاک کتاب سے فیصلہ چاہتا اور آپ حضرات کا باین تفاخر علم و فضل و باین ادعاے حق و صداقت یہ حال کہ قرآن مجید کو ہاتھ نہیں لگاتے اور اس کو پس پشت پھینک دیتے ہیں کہ گویا وہ معاذ اللہ کچھ چیز ہی نہیں ہے۔

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

غالباً ایسے ہی موقعہ کے لئے کتاب اللہ و راء ظهورهم . . . . وارد ہوا ہے۔

کتاب کے طابع و ناشر کا علم

جدید الاسلام نوجوان محمد حسین صاحب کا ایثار اور بخلوص قابل ستائش ہے جنہوں نے محض نیک نیتی سے اس کتاب کی طباعت اور اشاعت میں اخراجات کثیرہ برداشت کئے ہیں، لیکن ان کو کیا معلوم کہ یہ کتاب ؏

اے طبل بلند بانگ در باطن ہیچ

کے مصداق ہے۔ کیونکہ جیسا کہ کتاب کے پیش لفظ لکھنے والے بزرگ مولانا ابراہیم صدر جمعیۃ العلماء نے اپنے مقالہ میں نوجوان موصوف کے متعلق خود ہی تحریر فرمایا ہے کہ وہ دینی علم اور مذہبی معلومات کے اعتبار سے زیادہ آگے نہیں" اس بیچارے کو جسے نہ دینی علم ہے اور نہ مذہبی معلومات کیا معلوم کہ جس کتاب پر وہ اس قدر روپیہ صرف کر رہے ہیں اسے علمی حلقوں میں پر کاہ کی حیثیت حاصل نہیں اور وہ محض چند اکاذیب و اباطیل کا مجموعہ ہے جسے کوئی اہل علم کچھ وقعت نہیں دے سکتا۔ اگر ان کو کچھ علم ہوتا تو شاید وہ اپنا روپیہ اس کتاب پر ضائع نہ کرتے بلکہ کسی اور کار خیر پر صرف کرتے۔

مصنف کا طرز تحریر

مصنف پر اللہ تعالےٰ اپنا رحم فرمائے انہیں گالیاں دینے میں تو مہارت حاصل ہے گویا ساری عمر اسی نیک کام میں صرف کی ہے۔ مگر نہ ان کو طرز تحریر کا علم ہے اور نہ طریق بحث سے واقفیت۔ یہ میں ہی نہیں کہتا بلکہ خود جمعیۃ العلماء کے صدر محترم نے اپنے قیمتی پیش لفظ میں ان کے متعلق فرمایا ہے کہ:-

"اگرچہ کتاب زبان اور بیان کی خوبیوں سے پوری طرح آراستہ نہیں لکھنے کا طریق بھی بہت جدید نہیں . . . . . ."

زبان کو تو چھوڑیئے اس سے ہمیں بحث نہیں کہ مصنف صاحب اعلیٰ اردو لکھتے ہیں یا ادنےٰ سوال تو ان کے "طرز بیان" اور "لکھنے کے طریق" سے ہے سو بحمد اللہ خود صدر جمعیت العلماء نے کھلے لفظوں میں تسلیم کر لیا ہے کہ ان کے ناشب کا بیان خوبیوں سے معرا ہے اور ان کے طریق تحریر میں بھی کوئی جدت یا ندرت نہیں بلکہ وہی پرانا کھوسٹ طرز ہے جسے اہل علم سینکڑوں بار ٹھکرا چکے ہم صاحب صدر کی تقریظ کی ذرا زیادہ وضاحت کر دیتے ہیں اور وہ یہ کہ ژولیدہ بیانی اور بے اصولا پن اس کتاب کی نمایاں خصوصیات ہیں اور جو کچھ لکھا گیا ہے وہ کتب سابقہ کی ہی کاسہ لیسی ہے۔ بار بار انہی اعتراضات کو دہرایا گیا ہے جن کے جوابات ہم بیسیوں دفعہ دے چکے ہیں اور یہ ایسے اعتراضات ہیں کہ اہل علم کے نزدیک بالکل لاطائل اور لایعنی ثابت ہو چکے ہیں مصنف صاحب کے علم و فضل اور میدان صحافت میں ان کی قابلیت اور اہلیت کی پردہ دری تو خود ان کے افسر اعلےٰ جناب صدر جمعیت العلماء نے ہی کر دی۔ اب اس پر ہمارا کچھ مزید لکھنا تحصیل حاصل کا مصداق ہوگا۔ تاہم اس قدر لکھنا ہم پسند کرتے ہیں کہ جس صورت میں یہ کتاب "بیان کی خوبیوں . . . . . . سے بھی آراستہ نہیں" اور اس کا "طرز تحریر" بھی وہ دقیانوسی ہے جسے ہم بیسیوں دفعہ پاؤں میں روند چکے ہیں تو پھر آپ کس بل بوتے پر اس کتاب کو احمدیوں کے خلاف شائع کر رہے ہیں؟

احمدیوں کی علمی جماعت

آپ لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ احمدی جماعت ایک علمی جماعت ہے جن کے علم کلام نے ایک دنیا کو حیرت میں ڈال رکھا ہے اور لاکھوں انسان ان کے علم و فضل کا لوہا مانتے اور ان کی علمی تحقیقات کے سامنے بڑے بڑے محقق انگشت بدنداں ہیں اور کم از کم انگریزی خوان طبقہ کا اس کے علم سے متاثر ہونا تو آپ کو بھی مسلم ہے تو ایسی ذی علم جماعت کے مقابلہ میں کوئی علمی اور اصولی چیز پیش کرنی چاہیئے تھی نہ کہ ادھر ادھر کی گپ شپ ؛

(باقی دارد)

عصر حاضر میں تحریک احمدیت

(بسلسلہ صفحہ ۲)

محل پر استعمال کئے جائیں تو یہ نیکی ہے لیکن اگر ان کا استعمال . . . . . . غلط اور بے جا کیا جائے تو یہ بدی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ انسان کے اندر یا انسان کے وجود سے باہر کائنات کے اندر کوئی چیز بھی فی نفسہٖ بری نہیں ہے۔ ہر چیز خیر ہی خیر ہے، اس کا غلط استعمال ہی اسے شر بنا دیتا ہے۔ یہ ساری کائنات بظاہر تضاد کا مجموعہ ہے۔ دن اور رات دو اضداد ہیں لیکن دونوں اپنی اپنی جگہ خیر ہی خیر ہیں۔ نور اور ظلمت دو اضداد ہیں۔ دونوں اپنی اپنی جگہ باعث رحمت ہیں نفی اور مثبت برق دو اضداد ہیں، مگر دونوں کے صحیح توازن کی ترکیب ہے۔ غرض خدا نے جو کچھ پیدا کیا ہے حق ہے۔ خیر ہے۔

یہ روحانی نظریہ اضافیت ہے جسے احمدیت کی روحانی سائنس نے پیش کیا ہے

اس زمانے میں اس روحانی سائنس سے جس قدر احمدی جماعت کو فائدہ پہنچا ہے اور کسی قوم کو نصیب نہیں ہوا۔ ہم نے حضرت مرزا صاحب جیسے روحانی سائنس کے ماہر و معلم کے ذریعہ سے زندہ خدا کو شناخت کیا ہے۔ آپکے ذریعہ ہمارے دلوں میں اسلام اور قرآن کی محبت بس گئی ہے۔ ہمارا کام راکٹ ایجاد کر کے چاند تک پہنچنے کے منصوبے نہیں ہیں بلکہ اپنا تو یہ مقصود زندگی ہے ؏

قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

ہم تو اس چاند کے گرد طواف کریں گے۔ دلوں کے اندر اسکے نورانی تو اثر اور پاکیزہ تاثرات لیتے رہیں گے۔ اسی کے معارف

بچوں کا صفحہ ——— مرتضیٰ خان حسن

باپ بیٹے کی تیسری مجلس

روزہ کے فوائد پر بحث

اب میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ روزے کے فوائد کیا ہیں۔ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ انسان میں دو قسم کے قوٰے پائے جاتے ہیں۔ ایک رُوحانی دوسرے حیوانی رُوحانی قوٰے ہمیں نیکی کا حکم دیتے ہیں۔ مثلاً ہم خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ اس کے آگے جھکتے ہیں۔ خدا کے بندوں کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہیں بھوکوں کو کھانا کھلاتے۔ غریبوں محتاجوں کی مدد کرتے ہیں۔ جب کسی کو مصیبت میں دیکھتے ...... ہیں تو ہم کو اس پر رحم آجاتا ہے یہ ہمارے رُوحانی قوٰے کا تقاضا ہے۔

روزہ کا مقصد انسان کے رُوحانی اور حیوانی قوٰی میں ایک موزوں اور مناسب توازن قائم کرنا ہے

ہمارے حیوانی قوٰے کھانے پینے یا جنسی رجحانات کا تقاضا کرتے ہیں۔ اسلام کا مقصد یہ ہے کہ ان دونوں قوٰے میں ایک صحیح اور موزوں تناسب اور توازن قائم کر دے۔ اور دونوں قوٰے اپنی مناسب حدود کے اندر کام کریں۔ ہمارے مذہب کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ ہم اپنے حیوانی یا جسمانی قوٰے کو بالکل کچل ڈالیں۔ یہ تو رہبانیت ہے۔ یہ ترک دنیا کی تعلیم ہے۔ اور ہمارے نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ لا رھبانیۃ فی الاسلام یعنے اسلام میں رہبانیت یا ترک دنیا کی تعلیم نہیں ہے۔ خود غور کرکے دیکھو کہ اگر ہم کھانا پینا چھوڑ دیں تو ہم زندگی کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں۔ یہ تو خودکشی ہے جو خلاف منشائے ایزدی ہے۔ اسی طرح اگر ہم بیاہ شادی کا سلسلہ بند کر دیں تو انسانی نسل کس طرح قائم رہ سکتی ہے۔ ہمارے نبی نے فرمایا النکاح ...... سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی نکاح میری سنت ہے جو میری سنت کو ترک کرتا ہے وہ مجھ سے نہیں۔ یعنے میرا اور اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اور کھانے پینے کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کلوا واشربوا ولا تسرفوا یعنے کھاؤ پیو مگر اسراف نہ کرو۔ اور ایک دوسری جگہ فرمایا:-

قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق قل ھی للذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا خالصۃ یوم القیامۃ۔ کہو۔ کس نے حرام کی ہیں۔ اللہ کی زینت کی چیزیں جو اس نے اپنے بندوں کے لئے بنائی ہیں اور پاک کھانے کہو یہ اُن کیلئے ہیں جو ایمان لائے دنیا کی زندگی میں خاصکر قیامت کے دن۔ (یہ صرف مومنوں کے لئے ہیں)

ان حوالجات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں اعلےٰ کپڑے یا قیمتی زیور پہننے سے یا پاک اور ستھرے کھانے کھانے سے نہیں روکتا بلکہ اجازت دیتا ہے۔ اس لئے ان چیزوں کو اپنے اوپر حرام کرلینا اللہ تعالےٰ کے حکم کے خلاف ہے۔ بس میری پیارے بہنو اور بیٹیو! آپ بڑی خوشی سے اعلےٰ کپڑے پہنیں۔ قیمتی سے قیمتی زیور استعمال کریں۔ اور اعلےٰ سے اعلےٰ کھانے کھائیں بیاہ شادی کریں اور اپنی اولاد پالیں پوسیں۔ خدا تم کو اس سے منع نہیں کرتا۔ البتہ وہ یہ چاہتا ہے کہ انسان کی زندگی کا مقصد صرف یہی چیزیں نہیں ہونی چاہئیں وہ فرماتا ہے:-

ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ۝

ہم نے جنوں اور انسانوں کو عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔

پس اصل مقصد انسان کی زندگی کا خدا کی عبادت خدا کی معرفت اور اس کا قرب ہے۔ دنیا کی چیزیں ثانوی حیثیت رکھتی ہیں زندگی کا اصل مقصد نہیں ہیں۔ اور جب یہ اصل مقصد نہیں ہیں بلکہ اصل مقصد خدا کی عبادت ہے تو خدا کی عبادت کو ہی مقدم رکھنا چاہیئے۔ اپنی روحانی طاقتوں کو ہی فوقیت دینی چاہیئے اور جسمانی یا حیوانی خواہشات کو اُن سے دوسرے درجے پر رکھنا چاہیئے۔ اگر ہم کھانے پینے اور جنسی خواہشات کو ہی اپنی زندگی کی غرض بنائے رکھیں تو پھر ہم میں اور چوپاؤں میں کیا فرق ہے؟ خدا نے ہمیں اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ اس نے ہمیں [illegible] عطا کی ہے۔ ہم کو روحانی قوٰے عنایت کئے ہیں۔ ہم کو اپنی معرفت اور قرب سے نوازا ہے۔ اگر ہم میں یہ خصوصیات نہ ہوں تو پھر ہم کو حیوانات پر کیا فوقیت ؟

روزے کا مقصد یہ ہے کہ ہم خواہشات کے بندے اور نفس کے غلام نہ ہوں۔

روزے کا مقصد یہی ہے کہ ہمارے روحانی قوٰے ہمارے حیوانی قوٰے پر حکومت کریں۔ ہم خواہشات کے بندے نہ ہوں۔ نفس کے غلام نہ ہوں۔ ہم اپنی جسمانی خواہشات کو قابو میں رکھیں اور روحانی قوٰے کو ترقی دیں۔ ہمارا حیوانیت کا جذبہ روحانیت کے جذبہ کے سامنے سر نہ اُٹھا سکے۔ بلکہ اس کے سامنے مغلوب رہے۔ جو شخص اپنے جسمانی جذبات پر قابو نہیں رکھتا وہ ترقی نہیں کر سکتا وہ کوئی عزم کا کام نہیں کر سکتا۔ وہ پست ہمت اور کم ظرف ہوتا ہے۔ جذبات پر قابو پالینے سے انسان بلند ہمت صاحب حوصلہ اور عالی ظرف بن جاتا ہے۔

روزہ سے ضبط نفس، تحمل، صبر و استقلال کے جوہر پیدا ہوتے ہیں۔

روزہ سے انسان کے اندر ضبط نفس۔ تحمل۔ صبر و استقلال کے جوہر پیدا ہوتے ہیں۔ نیکی کی ترغیب اور بدی سے اجتناب کی عادت راسخ ہو جاتی ہے۔ غرضکہ روزہ اخلاق فاضلہ سکھاتا ہے۔ جو زندگی کا اصل مقصد اور جو انسانی قوٰے کی روح ہیں آپ غور فرمائیں کہ روزہ میں آپ صرف کھانے پینے سے ہی پرہیز نہیں کرتے بلکہ آپ کو حکم ہے کہ آپ ہر قسم کی چھوٹی موٹی معصیت سے دُور رہیں۔ آپ کو حکم ہے کہ آپ روزہ کی حالت میں کسی سے لڑائی دنگا نہ کریں۔ آپ کو حکم ہے کہ روزہ کی حالت میں آپ کسی کو گالی گلوچ نہ دیں۔ آپ کو حکم ہے کہ آپ روزہ کی حالت میں کسی کی غیبت نہ کریں اور نہ کسی کی غیبت

(باقی بر صفحہ ۱۲ اشتہار کے نیچے)
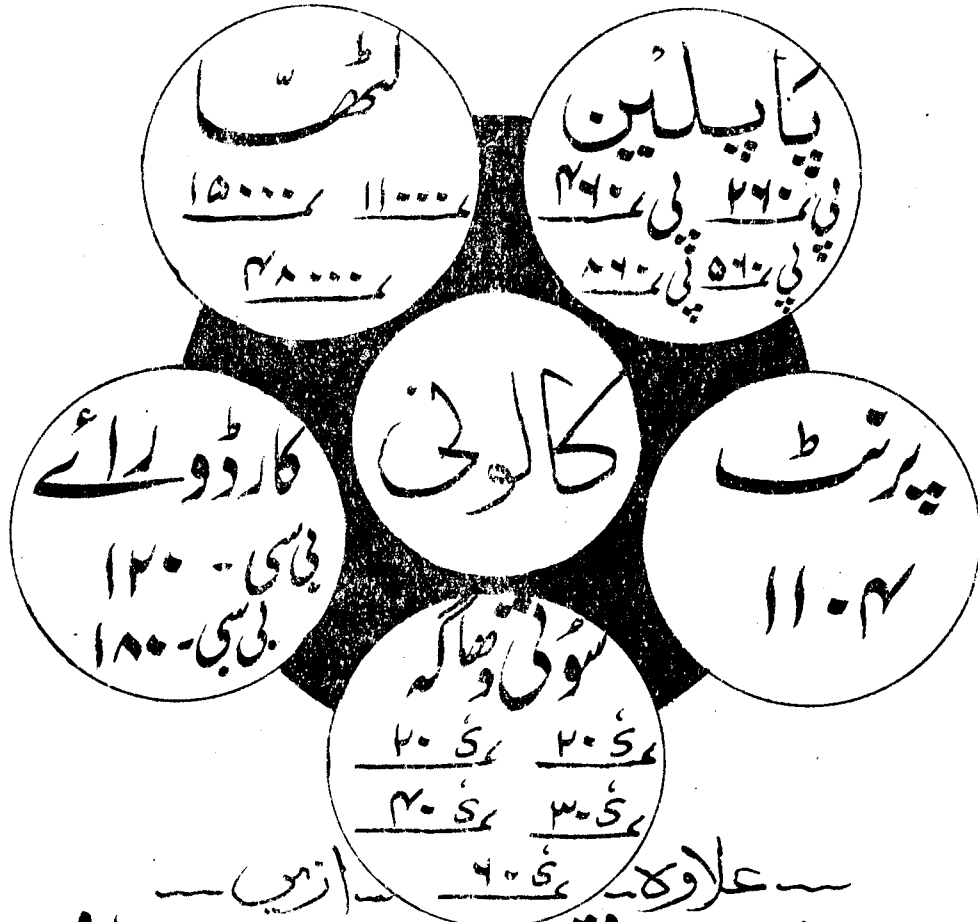
پیغام صلح ۲۲ اپریل ۱۹۵۹ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۶ شمارہ ۱۶

بچوں کا صفحہ (سلسلہ ۱۱)

سنیں۔ ہمارے معاشرہ میں ایک بہت بڑی خامی یہ ہے کہ پس پشت ایک دوسرے کی برائی کی جاتی ہے۔ دوسروں کی عیب چینی کی جاتی ہے یہ باتیں تو یوں

بھی ممنوع ہیں مگر روزہ کی حالت میں خاص کر اُن سے پرہیز کی تاکید آئی ہے۔

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

جلد ۴۸ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۱ شوال المکرم ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۹ اپریل ۱۹۵۹ء | نمبر ۱۷

ہمارا مذہب

(از حضرت مسیح موعودؑ)

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

—×—

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

(مسیح موعودؑ)

"مرزا نے جو پودا لگایا ہے۔ اگر اس کو سینچنے کے لئے اگر انسانی خون کی ضرورت پڑے تو سب سے پہلا آدمی جو اپنا خون پیش کرے گا میں ہوں گا" (مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ)

ووکنگ عید پر ایک پاکستانی زعیم کے تاثرات

(از مولانا محمد یعقوب خان صاحب)

شاہجہان مسجد ووکنگ میں عید کا اجتماع جو روح پرور نظارہ پیش کرتا ہے اس سے ایک مُردہ سے مردہ اسلامی قلب میں جان پڑ جاتی ہے اور اسلام کی عظمت دل پر نقش ہو جاتی ہے۔

گذشتہ عید الفطر کے موقعہ پر حسب معمول ووکنگ مسجد کے وسیع میدان میں ایک بار پھر وہی جانفزا نظارہ دیکھنے میں آیا۔ ووکنگ لندن سے خاصہ دُور ہے۔ ۲۵ میل کا فاصلہ ہے۔ آنے جانے میں ۸۔۱۰ شلنگ بھی خرچ کرنے پڑتے ہیں۔ مگر فرزندانِ توحید جوق در جوق گاڑیوں سے کاروں سے، بسوں پر عازم ووکنگ ہوتے ہیں اور خدائے واحد کے سامنے سربسجود ہو کر "محمود و ایاز ایک ہونے" کا نظارہ پیش کرتے ہیں۔

وسیع پنڈال میں ہزاروں کے مجمع کا قطاروں میں منظم ہو کر کھڑے ہونا ایک آواز پر اُٹھنا، بیٹھنا، اور سر بہ رکوع و سجود ہو جانا ایک ایسا نظارہ ہے جو عیسائی حاضرین کو جو کثرت سے دیکھنے آتے ہیں مبہوت اور محوِ حیرت کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

خود مسلمان اخوتِ اسلامی کا یہ شاندار مظاہرہ دیکھتا ہے تو اس کا دل خوشی اور انبساط سے لبریز ہو جاتا ہے ــــ اور ایمان کی نیم بجھی ہوئی چنگاری پھر سے سلگنے لگتی ہے۔ کشمیر کے متعلق تو شاعر نے کہا ہے کہ اس کے قدرتی نظاروں کی یہ حالت ہے کہ ؎ گر مرغِ کباب است کہ با بال و پر آید

ووکنگ کی عید کے منظر کے متعلق بھی یہ کہنا بالکل بجا ہوگا کہ مردہ دل سے مُردہ دل مسلمان بھی ایک مرتبہ محسوس کرتا ہے کہ اس کے اندر حرارتِ ایمانی کی رَو دوڑنے لگی ہے۔

امام کے خطبہ کو جس شوق سے سُنا گیا، اور اسلامی تعلیمات کے جو جواہر ریزے عیسائی دنیا کے اس قلب میں بکھیرے گئے اس سے بھی مسلمانوں کے دل تعلیمات اسلام کی سربلندی اور سرفرازی سے لبریز ہو گئے۔ اور ان میں یہ احساس برتری پیدا ہوا کہ خدا نے ہمیں کیسا اعلیٰ اور ارفع مذہب دیا ہے ــــ گو عیسائی تعلیمات پر کڑی نگاہ ڈالی گئی مگر عیسائیوں نے بھی محسوس کیا کہ اسلام جو کچھ ہمارے متعلق کہتا ہے بالکل بجا کہتا ہے اور ہماری ہمدردی کے جذبہ سے کہتا ہے۔

اس وقت میں ایک مسلمان لیڈر کے تاثرات قلمبند کر دینا چاہتا ہوں ــ یہ صاحب ایک بلند پایہ ادیب۔ مسلم لیگ کے کسی وقت سیکرٹری رہ چکے ہیں۔ ان کا نام ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی ہے عاشق حسین صاحب مسلم ہائی سکول کے پرانے طلبا میں سے ہیں۔ ہر عید کے بعد مجھے علیحدہ لے جا کر دیر تک ایام گذشتہ کی اس پُرلطف دَور کی یاد تازہ کرتے رہتے ہیں۔ ہر ایک بزرگ کے متعلق دریافت کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ اب بھی حسب معمول انہوں نے مجھے اسی طرح گھیر لیا اور محوِ گفتگو کیا۔ گفتگو کا ملخص حسب ذیل ہے:۔

"فرمایئے، احمدیہ بلڈنگس کا کیا حال ہے۔ کیا زمانہ تھا کہ مسلمانوں کی مذہبی اور ملی زندگی کا یہ ایک بڑا زندہ مرکز تھا۔ Throbbed with life ۔ یہ جگہ حیاتِ قومی کی لہروں کی جولانگاہ تھی۔

فرمانے لگے۔ کیا زمانہ تھا کہ ہم جو مسلم ہائی سکول کے ہوسٹل واقع میکلوڈ روڈ میں رہتے تھے منتظر رہتے تھے کہ کب جمعہ آتا ہے کہ ہم احمدیہ بلڈنگس پہنچیں اور مولانا محمد علی کا خطبہ سنیں اور اس فضا میں سانس لیں جو روحانیت سے بھری ہوئی تھی۔

پھر فرمایا:۔ سنایئے ربوہ کا کیا حال ہے..........

(باقی بر صفحہ ۱۲)

فہرست معطیان برائے مسجد جماعت پشاور

از ۱۶ ۳/۵۹ تا ۸ ۳/۵۹

نمبر شمار	نام معطی	رقم	کیفیت
۱	الحاج حضرت قبلہ شیخ میاں محمد صاحب	۲۰۰۰—۰—۰	(دو ہزار روپیہ)
۲	حضرت قبلہ ڈاکٹر عبد المجید صاحب	۵۰۰—۱۲—۰	یہ رقم سرگودھا سے ڈاکٹر صاحب نے بھیجی ہے اس میں پشاور کی مستورات کی رقم -/۱۴۰ روپے شامل ہے۔
۳	جناب فضل احمد خان صاحب ڈاوڈر	۴—۰—۰	
۴	جناب محمد فاروق صاحب "	۲—۰—۰	
۵	" غازی خان صاحب "	۲—۰—۰	
۶	" علی بہادر خان صاحب "	۲—۰—۰	
۷	" میر زمان خان صاحب "	۱—۰—۰	
۸	" کرامت اللہ خان صاحب دیگراں	۱۰—۰—۰	
۹	" ایم صفی اللہ خان صاحب دیگراں	۵—۰—۰	جماعت دیگراں کی رقم ۲۸—۱۰—۰ فیس منی آرڈر ۰—۶—۰ کل رقم ۲۹—۰—۰
۱۰	" گل زمان خان صاحب "	۴—۰—۰	
۱۱	" مسکین خان صاحب "	۴—۰—۰	
۱۲	" ملک فیض عالم خان صاحب نمبردار "	۱—۰—۰	
۱۳	" محمد شفیع خان صاحب "	۱—۰—۰	
۱۴	" والدہ عبد الرحمٰن صاحب "	۲—۰—۰	
۱۵	" عبد السمیع خان صاحب "	۲—۰—۰	
۱۶	جناب محمد افضل خان صاحب ٹھیکیدار	۵۰—۰—۰	یہ رقم بذریعہ ڈاکٹر عبد العزیز صاحب موصول ہوئی۔
۱۷	" شیخ عبد الحق صاحب۔ ایبٹ آباد۔	۱۰۰—۰—۰	
۱۸	" ماسٹر عبد الرؤف خان سرزادہ	۲—۰—۰	
۱۹	" عبد السلام خان نیازی۔ ..	۱۰—۰—۰	
۲۰	" عبد الحلیم خان صاحب	۵—۰—۰	
۲۱	جناب مرزا مسعود بیگ صاحب ڈپٹی انسپکٹر مدارس لاہور ڈویژن .. .	۱۰—۰—۰	
۲۲	جناب شیخ نثار احمد صاحب وزیر آباد	۲۰—۰—۰	جماعت وزیر کی رقم ۸۰—۰—۰ فیس منی آرڈر ۱—۰—۰ کل رقم ۸۱—۰—۰
۲۳	" ڈاکٹر وزیر احمد صاحب قریشی " "	۱۰—۰—۰	
۲۴	" شیخ عنایت الرحمٰن صاحب " "	۵—۰—۰	
۲۵	" شیخ عزیز الرحمٰن صاحب " "	۵—۰—۰	
۲۶	" ایس عبید اللہ صاحب سیکرٹری جماعت وزیر آباد	۵—۰—۰	
۲۷	" حکیم اللہ دتہ صاحب۔ – وزیر آباد	۱—۰—۰	
۲۸	" منشی نواب الدین صاحب " "	۲—۰—۰	نوٹ:- حضرت قبلہ شیخ میاں محمد صاحب نے از راہ کرم ۱۵ مارچ کو مسجد زیر تعمیر کا معائنہ فرما کر دو ہزار (-/2000) کی رقم عنایت فرمائی اور مہمان خانہ کی تعمیر میں بھی امداد کا وعدہ فرمایا۔ جزاکم اللہ والسلام محمد الرحمٰن سیکرٹری جماعت پشاور
۲۹	" بابو محمد قاسم صاحب - - " "	۱—۰—۰	
۳۰	" چودھری عبد الحق صاحب - - " "	۱—۰—۰	
۱۱	" والدہ صاحبہ مسعود اختر صاحب " "	۵—۰—۰	
۳۲	" اہلیہ صاحبہ شیخ عزیز احمد صاحب " "	۱۰—۰—۰	
۳۳	" اہلیہ صاحبہ شیخ عنایت الرحمٰن صاحب " "	۲—۰—۰	
۳۴	" اہلیہ صاحبہ شیخ عبید اللہ صاحب " "	۲—۰—۰	
۳۵	" اہلیہ صاحبہ شیخ نثار احمد صاحب " "	۵—۰—۰	
۳۶	" ہمشیرہ صاحبہ شیخ محمد عبد اللہ صاحب " "	۲—۰—۰	
۳۷	" دختر صاحبہ حکیم اللہ دتا صاحب "	۲—۰—۰	
۳۸	" دختر صاحبہ بابو محمد قاسم صاحب " "	۱—۰—۰	
۳۹	اہلیہ صاحبہ شیخ عبد الرشید صاحب	۲—۰—۰	
۴۰	جناب ٹھیکیدار عزیز الرحمٰن صاحب	۲۰۰—۰—۰	
	سابقہ میزان - .	۵۷۱۰—۴—۰	
	کل میزان ...	۸۷۱۰—۰—۰	

دردِ دل

(مرتضیٰ خان حسن)

جی میں آتا ہے سناؤں ماجرائے دردِ دل
گر مجھے مل جائے کوئی آشنائے دردِ دل

دردِ دل سے واسطہ مجھ کو رہا ہے عمر بھر
ہمنشیں! میں جانتا ہوں ہر ادائے دردِ دل

بھول جائے عندلیبِ زار آہ و زاریاں
گر کبھی سن پائے میرے نالہ ہائے دردِ دل

گرمیٔ رفتار میں ہے برق سے بھی تیز تر
ہے پہنچتی عرش تک آہِ رسائے دردِ دل

اُس کے ہر نالے میں پنہاں داستانِ درد ہے
ہر ترانہ مرغِ سحر کی ہے نوائے دردِ دل

درد کی بے تابیوں میں صبر کا دامن نہ چھوڑ
صبر کر گر خون کے آنسو رُلائے دردِ دل

"دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انساں کو"
ہستیٔ عالم ہے قائم بر بنائے دردِ دل

درد بڑھتا ہے تو بڑھنے دو اسی میں خیر ہے
درد کا بڑھنا یقیناً ہے دوائے دردِ دل

واہ کیا پُر لطف ہیں اور کس قدر پُر کیف ہیں
رات کی تاریکیوں میں نعرہ ہائے دردِ دل

قدر کیا جانے کوئی بے درد میرے درد کی
اسکو وہ سمجھے جو خود ہو مبتلائے دردِ دل

درد بڑھتا ہے تو بڑھتا ہے مرے دل کا سرور
انتہائے خرمی ہے انتہائے دردِ دل

ہفت کشور چیز کیا ہے دردِ دل کے سامنے
دولتِ کونین ہے ادنیٰ بہائے دردِ دل

دردِ دل مجھکو عزیزو! جان سے بھی ہے عزیز
جان جاتی ہے تو جائے پر نہ جائے دردِ دل

مجھکو یہ دولت ملی ہے میرزا سے اے حسن
اسکی اک ادنیٰ سخاوت ہے عطائے دردِ دل

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۲۹ر اپریل ۱۹۵۹ء

مذہب سے بغاوت کا انجام اور اس کا حقیقی علاج

یورپ اور امریکہ میں مذہب کے خلاف بغاوت کا جو جذبہ گذشتہ ربع صدی میں پیدا ہوا، اس نے نوجوانوں کے اندر ایسے ایسے قبیح جرائم کی رَو چلادی جو نہ صرف تمدنی اور معاشرتی زندگی کے ان اقدار کو تہ و بالا کرنے کا موجب ہیں، جن پر امن و سلامتی کا انحصار ہے بلکہ عام انسانی روساٹی کے اصول و قواعد کا احترام بھی باقی نہیں رہا۔

اس صورتِ حال کے پیش نظر مغرب کے بالغ نظر محققین کو اب یہ فکر لاحق ہو رہی ہے اور وہ اس بات کی ٹوہ لگا رہے ہیں کہ یہ حالت کیونکر پیدا ہوئی اور اس کی اصلاح کن ذرائع سے ہوسکتی ہے، اس سلسلہ میں بقول ہفت روزہ اخبار بدر امریکہ کے ایک نامور ماہر نفسیات اور جرائم شناس، پال ڈی روور جو محکمہ جنسی جرائم کے ٹرسٹس اور ہدایت کار ہیں "جنسی جرائم" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں جنسی جرائم کے اسباب و علل پر تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے اور یہ بتایا ہے کہ ان جرائم کا سب سے بڑا سبب اللہ تعالےٰ، ماں باپ اور محسنوں کی عزت و تکریم کا فقدان ہے جس کا علاج مذہبی تعلیم کے سوائے اور کوئی نہیں معاصر موصوف کے ایک مراسلہ نگار (خواجہ عبدالرحمٰن صاحب ایم اے لاہور) نے اس کتاب سے دو اقتباس نقل کئے ہیں جو ان لوگوں کے غور اور توجہ کے قابل ہیں جن کے ہاتھوں میں نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام ہے جہاں تک جرائم کے اسباب و علل کا تعلق ہے اس کتاب کے مصنف نے لکھا ہے:۔

There is a miserable loss of respect in the world to-day loss of respect for God for our parents for authority as well as our fellow men in general.

Page 252

"آج دنیا میں عزت و تکریم کا نہایت افسوسناک فقدان ہے، خدا تعالےٰ کی کوئی تعظیم و تکریم نہیں، والدین کی کوئی تعظیم و تکریم نہیں، نہ ہی عام ہم جنسوں کی عزت و تکریم پائی جاتی ہے"

اس کا علاج کیا ہے؟ یہ بھی مصنف ہی کے الفاظ میں سن لیجئے:۔

Every child should receive a religious education in order that he may learn to respect God and the laws of nature. Truthfully it may be said that today perhaps more than ever before, there is need of proper religious education and the sense of love and obedience that goes along with it (Page 268)

"ہر ایک بچہ کو مذہبی تعلیم حاصل کرنی چاہیئے تاکہ وہ خدا تعالےٰ اور قوانین قدرت کی تعظیم و تکریم کرنا سیکھے سچی بات یہ ہے کہ آج مناسب مذہبی تعلیم کی پہلے سے بہت بڑھکر ضرورت ہے اور محبت و احترام اور فرمانبرداری کے احساس کی بھی جو اس کا لازمی نتیجہ ہے بہت بڑی ضرورت ہے۔"

یہ اس ملک کے ایک نامور ماہر نفسیات کا تجزیہ ہے جو تہذیب جدید اور مادی ترقیات کا سب سے بڑا مرکز ہے آج ہمارے ملک میں بھی اس تہذیب کا اثر سرعت کے ساتھ پھیلتا جا رہا ہے، اور تقریباً وہی صورت حالات پیدا ہو رہی ہے جو امریکہ اور دوسرے مغربی ممالک کو درپیش ہے، وہی مذہب سے بیزاری، وہی اللہ تعالیٰ سے بغاوت اور بڑے بوڑھوں خصوصاً والدین کی عزت و تکریم کا فقدان اہل مغرب کو پریشان کئے ہوئے ہے اس ملک میں بھی بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ جو گندے معاشرہ سے لگاؤ اور جرائم کی طرف رغبت آج پاکستانی نوجوانوں کا بھی دلپسند مشغلہ بنتا جا رہا ہے الاماشاء اللہ، ضرورت ہے کہ اہل مغرب کے تلخ تجربات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان حالات کو سدھارنے کی کوئی صورت ابھی سے کی جائے اور امریکی ماہر نفسیات پال ڈی روور کے تجویز کردہ علاج سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جائے، ضرورت ہے کہ قرآن کریم کی پاکیزہ اور دلنشین تعلیم کی روشنی میں مذہب کی عظمت و اہمیت نوجوانوں کے دلوں میں بٹھانے کی کوشش کی جائے اور سکولوں، کالجوں اور دوسرے تعلیمی اداروں میں مذہبی تعلیم کا ایسا انتظام کیا جائے، کہ نوجوانوں کے دلوں میں خدا تعالےٰ پر ایمان اور دین سے محبت اس گہرائی تک چلی جائے کہ وہ جرائم اور گندے ماحول کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کی اہمیت پاکستان کے جملہ ملکی و ملی مسائل سے بہت بڑھکر ہے۔ اس بارہ میں حکومت اور بہی خواہان قوم بالخصوص ان لوگوں کی خاص توجہ درکار ہے جو اپنی اولاد کو دنیوی وجاہت اور بڑائی کے ساتھ اخلاقی لحاظ سے بھی اعلےٰ مقام پر دیکھنا اور ملک و ملت کی نیک نامی کا موجب بنانے کے خواہشمند ہیں۔

اخبارِ احمدیہ

——— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت بحمد اللہ بخیریت ہیں اور خدمات دینیہ میں ہمہ تن مصروف،

شیخ محمد طفیل صاحب کی واپسی

مدیر پیغام صلح اس خبر کے دیر سے درج کرنے کے لئے معذرت خواہ ہے، کہ محترم شیخ محمد طفیل صاحب انچارج شیخ میاں محمد ٹرسٹ ہالینڈ چھ ماہ کی رخصت پر ۲۲ر مارچ کو لاہور پہنچ گئے تھے، جہاں دو تین دن کے قیام کے بعد راولپنڈی (اپنے گھر) تشریف لے گئے اور وہیں اب تک مقیم ہیں، اور یہ سننا موجب مسرت ہے، کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب کی کتاب تحریک احمدیت کا ترجمہ انگریزی زبان میں کر رہے ہیں۔

درخواست دعائے صحت

(۱) مولانا عبدالمنان صاحب فرزند رشید حضرت مولٰنا نورالدین صاحب مرحوم کچھ دنوں سے بندش پیشاب کے عارضہ کی وجہ سے ہسپتال میں صاحب فراش ہیں۔

(۲)- شیخ محمد عبداللہ صاحب سیالکوٹ چھاؤنی ٹانگ کے اپریشن کی وجہ سے زیر علاج ہیں۔

ہر دو کی صحت کاملہ کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

شکرانہ صحت

ایس اے عظیم صاحب مجسٹریٹ نے بیماری سے صحتیاب ہونے پر مبلغ دس روپیہ بطور شکرانہ صحت بذریعہ شیخ انعام الحق صاحب انچارج حیدر آباد دکن مشن انجمن کو عطا فرمائے ہیں فجزاہ اللہ احسن الجزا، احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحتمند اور خوشگوار زندگی عطا فرمائے۔

احمدی بچوں کا جلسہ

مسٹر سعید احمد شاکر سیکرٹری ینگ مینز ایسوسی ایشن شیخ محمدی ضلع پشاور لکھتے ہیں کہ اتوار مؤرخہ ۱۹ر اپریل احمدی بچوں کا جلسہ زیر صدارت محترم عبداللطیف صاحب منعقد ہوا، جس میں سعید احمد صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی، سیکرٹری نے گذشتہ جلسہ کی کارروائی سنائی، افتخار احمد نے مکمل نماز اور مقبول احمد صاحب نے سورۃ آل عمران سنائی، دیگر بچوں نے باری باری مضامین پڑھے آخر میں صاحب صدر کے فیصلہ کے مطابق بڑے لڑکوں میں سے مختار احمد فرسٹ، شریف احمد سیکنڈ، اور طارق احمد تھرڈ قرار پائے، اور چھوٹے بچوں میں سے مقبول احمد فرسٹ، افتخار احمد سیکنڈ اور منظور احمد تھرڈ قرار پائے۔

ووکنگ عید پر ایک پاکستانی زعیم کے تاثرات

(بسلسلۂ صفحۂ اوّل)

میں نے سُنا ہے وہاں کچھ انتشار پیدا ہو گیا ہے اور مولٰنا نورالدین کے لڑکوں نے بھی بغاوت کر دی ہے ......

میں نے کہا یہ درست ہے، عبدالمنان صاحب کا دریافت کرنے پر میں نے ...... بتایا کہ ان کو ربوہ سے نکال دیا ہے اور سارے خاندان کو چلتا کیا ہے۔

یہ سنتا تھا کہ بٹالوی صاحب ایک دردانگیز آواز سے بول اُٹھے کہ کیا اس نورالدین کی اولاد کو نکال دیا ہے جس نے مرزا صاحب کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا۔ کہنے لگے آیئے میں آپ کو اپنے والد کی زبانی نورالدین کی جاں نثاری کا ایک واقعہ سناؤں۔

چنانچہ دو کرسیاں لے کر ہم ہجوم سے ایک کنارے جا کر بیٹھے۔ بٹالوی صاحب فرمانے لگے میرے والد مرزا صاحب کے بہت پرانے ملنے اور جاننے والوں میں سے تھے اور ان کی اسلامی فدائیت کی وجہ سے ان سے بڑی عقیدت بھی تھی۔ انہوں نے مجھ سے یہ بیان کیا کہ ایک دن کا ذکر ہے ایک مجمع پر مولانا نورالدین صاحب مذہبی گفتگو کر رہے تھے تو کسی نے مرزا صاحب کا ذکر کیا، فرمانے لگے کہ

"جو پودا مرزا نے لگایا ہے اگر اس کو سینچنے کے لئے انسانی خون کی ضرورت پڑے تو سب سے پہلا آدمی جو اپنا خون پیش کرے گا میں ہوں گا"

مَیں نے عرض کیا، حضرت اتنی بڑی بات! ...... میں بھی مرزا صاحب کے عقیدتمندوں میں سے ہوں اور میں انہیں ایک سچا خادمِ اسلام سمجھتا ہوں اور میرے دل میں انکی بڑی عزت ہے مگر باوجود اس خلوص اور عقیدت کے میں قطعاً اپنے دل کو یہاں تک جانے کے لئے تیار نہیں پاتا جس حد تک آپ گئے ہیں۔ آخر وہ کونسی بات ہے جس نے آپ کو اس جانفروشی تک پہنچا دیا ہے۔ فرمانے لگے یہ ذرا لمبی داستان ہے۔ آپ کہاں رہتے ہیں۔ چلئے آپ کے ہاں چلتے ہیں۔ یہ ساری داستان اطمینان سے سننے والی ہے۔

چنانچہ ہم اپنے مکان گئے۔ بیٹھک میں بیٹھ گئے۔ مولٰنا نورالدین صاحب نے داستان یوں شروع کی:—

فرمانے لگے میں جموّں میں شاہی حکیم تھا۔ بڑی تنخواہ پاتا تھا، سواری کے لئے دو گھوڑوں کی گاڑی کھڑی رہتی تھی۔ میرا فرضِ منصبی یہ تھا کہ مہاراج کی صحت کی دیکھ بھال کرتا رہوں۔ مہاراج کو ذیابیطس کی بیماری تھی، میں نے بہترا علاج کیا کوئی فائدہ نہ ہوا، مہاراج سے کسی نے ذکر کیا کہ قادیان میں ایک آدمی رہتا ہے اس کا نام غلام احمد ہے اس کا باپ بھی بڑا حکیم تھا اور بیٹا بھی حکمت میں خوب ماہر ہے آپ کسی طرح اُن کا علاج کروائیں۔ مہاراج نے مجھے حکم دیا کہ فوراً اس قادیان کے حکیم کو بلاؤ۔ جس طرح بھی ہو بلاؤ۔ کہلا بھیجو کہ انعام واکرام کے علاوہ دو صد روپیہ روزانہ دیں گے جتنی دیر بھی وہ رہیں۔ چنانچہ ہم نے ایک آدمی تیار کیا کہ قادیان جا کر مہاراج کی طرف سے اس حکیم کی خدمت میں پیغام پہنچائے اور انہیں لے آئے۔ آدمی گیا۔ اُن دنوں پیدل چلنا پڑتا تھا۔ قادیان پہنچتے اسے کافی دیر لگی ادھر مہاراج روز پوچھتا کہ مولوی جی قادیان والا حکیم ابھی تک کیوں نہیں پہنچا — بہت دن گذر گئے، خدا خدا کر کے آدمی واپس آیا، مگر حکیم صاحب ساتھ نہیں تھے۔ ہم نے دریافت کیا سناؤ کیا بات ہوئی۔ کہنے لگے وہ حکیم تو کوئی خاص آدمی ہے۔ ہر وقت عبادت میں لگا رہتا ہے۔ بڑی مشکل سے میں نے موقع پا کر اُن سے ساری کیفیت بیان کی۔ فیس کا لالچ دیا۔ انعام واکرام کا یقین دلایا۔ مگر وہ تو کوئی عجیب آدمی ہے۔ اس نے کہا میں ایک شرط پر مہاراج کا علاج کر سکتا ہوں۔ جا کر کہہ دو، اگر منظور ہو تو میں علاج کرنے کے لئے تیار ہوں۔ مجھے روپے کی کوئی ضرورت نہیں میری ایک ہی شرط ہے کہ اگر میرے علاج سے مہاراج اچھا ہو جائے تو مہاراج مسلمان ہو جائے۔ اگر یہ شرط منظور ہے تو میں آتا ہوں۔

مولانا نورالدین فرماتے ہیں:—

میں یہ سُنکر ششدر رہ گیا۔ کہ اللہ اللہ یہ کون آدمی ہے جسے اپنی حکمت پر اتنا اعتماد ہے اور اس کی اتنی بڑی قیمت مانگ رہا ہے، وہ تو اسلام کا کوئی شیدائی معلوم ہوتا ہے۔ بہرحال ہم نے ڈرتے ڈرتے مہاراج تک یہ شرط پہنچا دی۔ مہاراج جو بڑا راسخ الاعتقاد سناتنی تھا سیخ پا ہوا۔ اپنے آپ کو اپنے مخصوص لہجے میں اپنی مخصوص گالیاں دینے لگا کہ میں اگر مر بھی جاؤں تو بھی مسلمان نہیں ہوں گا۔

خیر یہ واقعہ تو گذر گیا۔ یہ پہلا واقعہ تھا کہ مرزا صاحب کا نام میرے کان تک پہنچا۔ کئی دن گذر گئے۔ ایک دن گھوڑا گاڑی پر سوار ہوا ہوا توری کے لئے جا رہا تھا تو دیکھا کہ سڑک پر ایک آدمی اشتہار تقسیم کر رہا ہے میں نے گاڑی رکوا دی اور نوکر کو کہا ایک اشتہار پکڑ لاؤ۔ دیکھا تو براہین احمدیہ کا اشتہار تھا اور جن مضامین پر بحث کرنے کا لکھا تھا وہ نہایت دلچسپ تھے۔ اشتہار میں پیشگی قیمت بھیجنے کی تحریک تھی، چنانچہ میں نے بھی پیشگی کچھ روپے بھیجدیئے۔ کتاب چھپ کر آ گئی اور اسے پڑھا، اور معارف کے جو دریا اس میں بہائے تھے انہیں دیکھا تو میری آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ مجھے سمجھ آ گئی کہ یہ براہین کے لکھنے والے کا ہی دل گردہ ہو سکتا ہے کہ اسلام پر سر دھڑ کی بازی لگائے اور اسلام کی معجزنما طاقت پر اس قدر ایمان ہو کہ مہاراج سے مطالبہ کرنے کہ لاعلاج بیماری کا علاج چاہتے ہو تو اسلام میں وہ بھی قدرت نمائی موجود ہے اور اس کا تجربہ کرنا ہو تو میں حاضر ہوں۔

مولانا نورالدین فرمانے لگے:— یہ ہے مرزا اور یہ ہے اس کا لگایا ہوا پودا۔ اس سے بڑھکر خوش قسمتی کیا ہو سکتی ہے کہ کسی کا خون اس زندہ اسلام کے پودے کی آبیاری کی نذر ہو جائے ——

بٹالوی صاحب نے بڑی رقت اور وجدانی کیفیت سے اپنے والد ماجد کی زبانی یہ داستان سنائی اور بار بار یہی استفادہ دہراتے تھے کہ آہ وہ کیا ہی خوشگوار لیل ونہار تھے جب احمدیہ بلڈنگس اسلامی گہما گہمیوں کا مرکز تھا اور ملت کے اکابرین سر محمد شفیع۔ میاں سر فضل حسین۔ ڈاکٹر اقبال۔ چوہدری شہاب الدین۔ علی برادران، محمد علی جناح، مولانا آزاد، شفیع داؤدی، حکیم اجمل خاں۔ ڈاکٹر انصاری کی نگاہیں اسلامی معاملات میں روشنی کے لئے اُٹھتی تھیں تو احمدیہ بلڈنگس کی طرف اُٹھتی تھیں۔

ووکنگ مُسلم مشن

کے ذریعہ اسلام میں داخل ہونیوالے نئے اصحاب

ذیل میں اُن انگریز مردوں اور عورتوں کی فہرست درج کی جاتی ہے جو ووکنگ مسلم مشن کے ذریعہ فروری اور مارچ ۱۹۵۹ء میں حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔

(1) MR. R. C. TOMKINS.
519, SQUADRON SEREMAY,
MALAYA.

(2) MISS. J. L. SIMMONS.
BOX D.Y.L.D AWALI,
BAHRAIN, PERSIAN GULF.

(3) MR. J. SMITH, 17, FLEMING
AVENUE, NEWARK, NEW
JERSEY, U.S.A

(4) MRS. M. F. GENCH.
22, ST. JOHN'S CHURCH
ROAD, LONDON E.9.

(5) MR. C. D. BRAKS. NEW
JERSEY STATE PRISON,
NEW JERSEY, U.S.A

(6) MR. H. BRONSON. NEW JERSEY
STATE PRISON NEW JERSEY
U.S.A

(7) MRS. H. SOYER-54, KINGSGROVE
PECKHAM, LONDON S.E. 15

(8) MR. G. HODGSON- LLOYDS
BANK, 6, PALL MALL,
LONDON S.W.1

(9) MR. L. SUGDEN, JERSEY
290 W. MARKET STREET,
NEWARK, U.S.A

(باقی بر صفحہ ۱۲ اشتہار کے نیچے)

کائنات کی تمام چیزیں اور انسان کی اندرونی مشین خدا تعالیٰ کے علم و قدرت اور حکمت پر شاہد ہے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۴ اپریل ۱۹۵۹ء۔ فرمودہ حضرت امیر مولٰنا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

قل من یرزقکم من السماء والارض امن یملک السمع والابصار ومن یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ومن یدبر الامر فسیقولون اللہ فقل افلا تتقون۔ فذلکم اللہ ربکم الحق فماذا بعد الحق الا الضلل فانی تصرفون ——— (سورۃ یونس آیات ۳۱-۳۲)

اللہ تعالیٰ کی مصنوعات سے اسکے علم و قدرت کا اندازہ

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی مصنوعات کا ذکر کیا ہے۔ اپنی کاریگری انسان کے سامنے پیش کی ہے۔ تا کہ وہ اس کی کاریگری کا مطالعہ کرے یہ چیزیں جو کائنات میں پائی جاتی ہیں خدا تعالیٰ کی مصنوعات اور کاریگری کا نتیجہ ہیں مصنوعات سے پتہ چلتا ہے ان کے صانع کے علم و قدرت و حکمت کا۔

جرمن قوم کی حیرت انگیز مصنوعات

دو قومیں ہیں جو مصنوعات کے لئے مشہور ہیں ایک تو جرمن قوم ہے، اس قوم کی مصنوعات دنیا کو محو حیرت کرنیوالی ہیں، یہ پہلی قوم ہے جس نے آبدوز کشتیاں بنائیں ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم میں دنیا کو پہلی مرتبہ آبدوز کشتیوں کا علم ہوا اور ایک تہلکہ مچ گیا کہ سمندر کے نیچے یہ کشتیاں چلتیں اور جہازوں کے جہاز تباہ کر دیتی تھیں، اسی زمانہ میں وہاں کے ایک بہت بڑے سائنسدان کونٹ زپلین نے ایک ہوائی جہاز بنایا جس کی کوئی آواز نہ تھی۔ نہ کوئی پَر تھے، دنیا حیرت زدہ تھی کہ یہ کیا قوم ہے جو ایسی بے نظیر اور شاندار چیزیں بناتی چلی جا رہی ہے، امریکہ نے کئی کروڑ ڈالر جرمن قوم کو اس غرض سے بھیجے کہ وہ ایسا ہی ایک جہاز اسے بھی بنا کر دے اس میں یہ شرط بھی تھی کہ امریکہ کے چند ماہرین بھی اس کو بنتا ہوا دیکھیں، اور پھر تیار ہو جانے کے بعد جرمن پائلٹ ان کے ہمراہ اس جہاز کو لیکر امریکہ آئیں، چنانچہ امریکہ کے ماہرین وہاں گئے اور انہوں نے جہاز کو بنتے ہوئے دیکھا، میں بھی اس وقت جرمنی میں تھا، اور میں نے دیکھا کہ ایک نہایت خوبصورت زپلین برلن پر اڑایا گیا اور جرمن اور امریکہ کے پائلٹ مل کر اس جہاز کو امریکہ لے گئے، اس کے بعد جرمنوں نے انہیں کہا کہ آپ کی غرض تو یہ تھی کہ امریکن ماہرین جہاز کو بنتا ہوا دیکھکر خود اسے بنا سکیں، لیکن ان کے دیکھ لینے کے باوجود وہ اس کو نہیں بنا سکیں گے، کیونکہ اس کے ایک ایک پرزہ میں جو دھاتیں استعمال کی گئیں اور انکے اندر جو ملاوٹیں کی گئیں اور جتنی آگ ان کو دی گئی۔ اس کا انہیں پتہ نہیں، غرض جرمن قوم کی سائنس دانی اور علم کا سکہ دنیا پر بیٹھا ہوا تھا، ان کی ایک ایک چیز کو دیکھ کر حیرت ہوتی تھی، ان کی موٹر کاریں، ان کے ہوائی جہاز، ان کے بحری جہاز، ان کی آبدوزیں اور دیگر کئی ایک اشیاء اس قدر اعلےٰ ...... اور صحیح ہوتی تھیں کہ ان کا کوئی مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔

مسلمانوں کی بے نظیر عمارات اور علمی انکشافات

اسی طرح مسلمانوں کی قوم نے بھی ایسے شاندار کام سرانجام دیئے ہیں جو رہتی دنیا تک یادگار رہیں گے لاہور میں انہوں نے جو عمارات بنائیں، دلی، آگرہ اور سکندرآباد اور دوسرے مقامات پر جو اعلےٰ پایہ کی عمارات تعمیر کیں، ان کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ سپین میں بھی جو بے نظیر عمارتیں تعمیر کیں، وہ اب بھی بنانے والوں کی عظمت اور کاریگری کا پتہ دیتی ہیں، اور آج تک ان کا تذکرہ یورپ کی کتابوں میں پایا جاتا ہے اور اس وقت کے مسلمانوں کا نام بڑی عزت سے لیا جاتا ہے، نہ صرف مسلمانوں کی عمارتیں ہی بے نظیر ہیں، بلکہ ان کے کالج، انکی یونیورسٹیاں ان کی علوم و فلسفہ کی کتابیں اس زمانہ میں جب یورپ جہالت کی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ دنیا کو علمی روشنی سے منور کرنے کا موجب ہوئیں۔

انسانی رزق اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں

غرض مصنوعات سے پتہ چلتا ہے کہ بنانے والا کس قدر عظمت کا مالک ہے، خدا تعالےٰ کی عظمت اس کی قدرت اور علم کا پتہ اس کائنات کا ذرہ ذرہ دے رہا ہے اس زمین کی حیثیت جس پر ہماری رہائش ہے کائنات میں ایک نقطہ کے برابر ہے۔ سورج بھی ایک روٹی کے برابر ہے لیکن اس انگیٹھی سے جو حرارت پیدا ہوتی ہے۔ اس کا مقابلہ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی تیز آگ نہیں کر سکتی، اور اس سے مخلوقات کے لئے رزق کا جو سامان مہیا ہوتا ہے وہ دوسرے کسی ذریعہ سے نہیں ہو سکتا، اسی لئے فرمایا من یرزقکم من السماء والارض کون ہے جو آسمان و زمین سے تمہیں رزق دیتا ہے، صرف کھانے پینے کی چیزیں نہیں بلکہ انسانیت کی تمام ضروریات آسمان و زمین کے باہمی افعال و اثرات سے مہیا ہوتی ہیں، ایسی بھی ضرورتیں ہیں جن کا انسان کو علم نہیں۔ طب کے ماہرین جانتے ہیں، کہ خدا تعالےٰ نے پھلوں، سبزیوں اور گوشت میں کس قدر فوائد رکھے ہیں، فرمایا من یرزقکم من السماء والارض تمہارے کھانے کہاں سے آتے ہیں عمارتوں کے لئے لکڑی کہاں سے آتی ہے، کارخانوں کے لئے سامان کہاں سے مہیا ہوتا ہے، تمہارے لئے دولت اکٹھی کرنے والا کون ہے، سوائے خدا کے اور کون تمہیں ان چیزوں سے رزق دیتا ہے۔

انسان کی اندرونی مشین حکمت الٰہی پر شاہد ہے

یہ تو کائنات کا ذکر ہے، آگے انسان کا ذکر کیا ہے کہ انسان اپنی مشین کا مطالعہ کرے امن یملک السمع یہ کان کس نے دیئے۔ دوسری جگہ فرمایا، واللہ اخرجکم من بطون امھتکم لا تعلمون شیئا وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ لعلکم تشکرون، غور کرو ایک بیٹا جب ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے، وہ ایک فلسفی کا ہو، یا کسی راجہ یا نواب کا یا ڈاکٹر کا بیٹا ہو، وہ کچھ نہیں جانتا، اور جب پیدا ہوتا ہے تو اس کی پہلی حس جو کام کرتی ہے وہ کان ہے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کی ہے کہ جب بچہ پیدا ہو تو اس کے کان میں سب سے پہلے اذان کہی جائے تاکہ سب سے پہلے خدا کا نام اس کے کان میں پڑے دوسری حس آنکھ ہے جو بعد میں کھلتی ہے آنکھ کے ذریعہ مشاہدہ کرنے سے علم حاصل ہوتا ہے اور جس کو آنکھیں نہیں دی گئیں اس کی قوت حافظہ کانوں کے ذریعہ سب کچھ محفوظ کر لیتی ہے، وہ حافظ بھی ہوتے ہیں، جن کی آنکھیں نہ تھیں، مگر کان کے ذریعہ انہوں نے بڑے بڑے علوم حاصل کئے، تو فرمایا کائنات کا بھی مطالعہ کرو اور اپنے جسم کا بھی مطالعہ کرو، نہ صرف جسم کی ضرورتیں کائنات سے پوری ہوتی ہیں بلکہ جو استعدادیں جسم کے اندر رکھی ہیں، ان کے نشوونما اور پرورش کا سامان بھی اسی جسم کے اندر موجود ہے بدء خلق الانسان من طین مٹی سے انسان کو پیدا کیا۔ مٹی میں قوت متصورہ اور قوت ارادی نہیں۔ لیکن اسی مٹی سے جو انسان پیدا ہوا اس میں قوت ارادی بھی ہے اور قوت متصورہ بھی، تو کون کہہ سکتا ہے کہ مادہ میں حیات نہیں ثم جعل نسلہ من سللۃ من ماء مھین پھر اس مٹی کے نچوڑ سے جو ایک کمزور پانی کی شکل اختیار کر لیتا ہے، انسانی نسل کو بڑھایا ثم سوٰہ ونفخ فیہ من روحہ پھر اسے ٹھیک ٹھاک کیا، اور

اس میں زندگی کی رُوح پھونکی وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ اور تمہیں کان، آنکھ اور دل دیا جو اسے دوسرے جانداروں سے متمیز کرتا ہے اور وہ اُن کے ذریعہ حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیتا ہے۔ یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی کرشمہ سازیاں ہیں۔

آنکھ، کان کی نعمتیں خدا کے سوائے کوئی نہیں دے سکتا

لیکن بتاؤ تو سہی ارءیتم ان اخذ اللہ سمعکم وابصارکم وختم علیٰ قلوبکم من الٰہ غیر اللہ یاتیکم بہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے کان اور آنکھ کو چھین لے اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دے تو بتاؤ خدا کے سوائے کوئی ہے جو انہیں واپس لے آئے؟ آپ نے اور کئی لوگوں نے دیکھا ہوگا کہ ایک وہ لوگ ہیں جنہوں نے عمر کا ایک بڑا حصہ گذار لیا ہے اور ان کی بینائی اور شنوائی میں کمی واقع ہوگئی ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ کان اور آنکھ کس قدر قیمتی چیزیں ہیں اور کتنی بڑی نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا کر رکھی ہے۔

کہتے ہیں نیوٹن نے سورج کا مطالعہ کرنا چاہا تو اس نے آنکھ کو ٹیلسکوپ کے سرے پر رکھا اس سے سورج کی ایسی تیز شعاع اس کی آنکھ پر پڑی کہ اس کی بینائی جاتی رہی، اس کے بعد دوسرے سائنسدانوں نے ایک اور کھوپڑی اس آلہ پر چڑھائی اور سورج کے مطالعہ سے بڑے بڑے نتائج حاصل کئے لیکن نیوٹن کی آنکھ واپس نہ آئی، یہاں اسلامیہ کالج میں مولوی روحی تھے۔ سائنس کا ایک تجربہ کرتے ہوئے اُن کی آنکھ جاتی رہی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے کتنی نعمتیں انسان کو دے رکھی ہیں فرمایا من الٰہ غیر اللہ یاتیکم بہ۔ اگر اللہ تعالیٰ ان نعمتوں کو چھین لے جائے تو کوئی اس دنیا میں ہے جو واپس لا سکے؟

پانی اور ہوا خدا تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں

یہ پانی جس سے انسان کی زندگی ہے، یہ بھی اس کی ہلاکت کا موجب بن جاتا ہے، جب سیلاب آجائے تو باوجودیکہ لشکر موجود ہے، ہر قسم کا سامان موجود ہے لیکن اس کو کوئی روک نہیں سکتا، یہ پانی جو زندگی کا باعث اور پھل پھول پیدا کرنے والا ہے اس میں قوت بھی بڑی ہے۔ مکانوں انسانوں اور درختوں کو بھی بہا لے جاتا ہے، ہوا کس قدر مفید اور ضروری ہے لیکن ابھی دو چار روز ہوئے ملتان میں بہت بڑا طوفان آیا جس سے مکانات گر گئے درخت اُکھڑ گئے باغات تباہ ہو گئے، وہی چیز جو انسان کی زندگی کا موجب ہے حکم ہو جائے تو اس کی تباہی کا باعث بن جاتی ہے، اس سے ثابت ہے کہ اس دنیا پر ایک خدا ہی کا راج ہے، انسان کچھ نہیں کر سکتا۔

انسان اور تمام کائنات پر خدا تعالیٰ کا تسلط

کبھی ایک قوی و توانا ماں باپ کے ہاں ایک کمزور اور منحنی بچہ پیدا ہو جاتا ہے پھر کتنے بچے ہیں جو ماں کے پیٹ ہی میں ضائع ہو جاتے ہیں، کتنے ہیں جو پیدا ہوتے ہی مر جاتے یا جوان ہو کر داغ جدائی دے جاتے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کا تسلط نہ صرف کائنات بلکہ انسان پر ہے۔ ان آیات میں ہے کہ سمندر میں جب طوفان آتا ہے تو خدا کے سوائے کوئی بچا نہیں سکتا اس وقت ایک دہریہ بھی خدا ہی کو پکارتا ہے۔

مصنوعات الٰہی کی شہادت اللہ تعالیٰ کی عظمت قدرت پر

تو فرمایا میری مصنوعات بجائے خود دلیل ہیں کہ میرا علم اور میری قدرت بہت بڑی ہے ان میں بہت بڑی برکات ہیں جن کے علم سے اور جن سے فائدہ حاصل کر کے انسان اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے جب اپنی ذات کو دیکھتا ہے کہ اس کے جسم کی مشین کیسی بنائی۔ اور پھر اس پر بھی اس کا تسلط ہے، ھو القاھر فوق عبادہ اپنے بندوں پر بھی اس کا تسلط ہے تو اللہ تعالیٰ کی عظمت اس سے ظاہر ہوتی ہے۔

انسان عاجزی اور بے بسی اور اس کا تکبر و غرور

تو یہ دو آیتیں غور کرنے کے قابل ہیں۔ انسان بہت عاجز ہے کل ایک امیر آدمی نے کہا کہ ذیابیطس کی وجہ سے اس کا بُرا حال ہے۔ یہ بہت بڑا مرض ہے، بہت کھاتے کھاتے اس کے مٹکے میں ایک سوراخ ہو جاتا ہے کھاتے چلے جاتے ہیں، ورزش نہیں، محنت اور مشقت نہیں، بیماری نہ پیدا ہو تو کیا ہو، میرے ایک رشتہ دار کو یہ بیماری ہو گئی۔ ڈاکٹر بھرو چہ نے اپریشن کیا۔ پٹی لگتی تھی اور زخم مندمل ہوتا تھا، ڈاکٹر نے کہا کہ ہم تو صرف پٹی لگاتے ہیں زخم تو خدا ہی مندمل کر سکتا ہے، کیا ہے انسان، کس قدر بے بسی اور عجز ہے، پھر اکڑ فون بھی ہے، کبھی علم کا غرور ہے اور کبھی دولت کا، اس پر بے بسی کا یہ عالم ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سنریھم ایٰتنا فی الاٰفاق وفی انفسھم، زمین آسمان کا بھی مطالعہ کرو، اور اپنا بھی مطالعہ کرو، اللہ تعالیٰ کے نشانات ان میں پاؤ گے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من عرف نفسہ فقد عرف ربہ جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا، انسان پر ایسے واقعات آجاتے ہیں کہ اسے یقین ہو جاتا ہے کہ وہ بالکل بے بس ہے اور سوائے خدا کے کوئی مددگار نہیں ہو سکتا۔

جنگ بدر میں قدرت الٰہی کا نقشہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اتنے بڑے بہادر انسان تھے۔ لیکن بدر کی لڑائی میں آپ اس قدر روئے اس قدر عجز اور زاری خدا کی درگاہ میں کی کہ جس کی انتہا نہیں، آخرکار آپ کے آنسوؤں نے بادلوں کی شکل اختیار کر لی اور اس ریتلی زمین پر برس کر مسلمانوں کے دلوں اور ان کے قدموں کی مضبوطی کا موجب ہوئے، جب تک عجز نہ ہو دُعا نہیں ہو سکتی، اور عجز اور بے بسی کے بغیر دعا قبول نہیں ہوتی، بدر کے میدان میں اس عجز اور بے کسی اور دُعا کی قبولیت کا جو نقشہ نظر آیا اس نے خدا تعالیٰ پر ایمان مضبوط کر دیا، بلال رضؓ نے کہا کہ امیہ بن خلف جو مجھے اسلام لانے پر سزا دیا کرتا تھا۔ آج میرے سامنے مردہ پڑا ہے ہم نے خدا کو دیکھ لیا، اس نے ہماری عجز اور بیکسی کو دیکھا اور ہماری دعاؤں کو سُن لیا دعائیں اسی وقت قبول ہوتی ہیں، جب اپنے عجز کا یقین ہو اور جب یہ یقین ہو کہ خدا اپنے عاجز بندوں کی دعائیں سنتا اور انہیں قبول کرتا ہے۔

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے اب الوصول ہے ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے اُن کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے۔ بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا اُن میں ان کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۴ رمئی ۱۹۵۹ء تک اپنے نمبر کے سامنے لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت قسط منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۴ رمئی ۱۹۵۹ء تک اُن کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۸ رمئی ۱۹۵۹ء کو اُن کے نام کا وی پی روانہ کر دیا جاویگا جس کا چھڑانا اُن کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا جو اُن کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سُرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(مینیجر پیغام صلح)

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۸۲	۶	۷۴۴	۶
۸۵	۶	۷۴۵	۶
۹۵	۶	۷۴۷	۶
۱۰۶	۱۲	۷۴۸	۱۲
۱۴۰	۶	۷۵۰	۶
۱۴۸	۶	۷۶۳	۶
۱۷۴	۶	۹۲۲	۶
۲۰۱	۶	۹۵۲	۶
۲۰۶	۶	۹۵۴	۶
۲۳۰	۱۸	۹۵۶	۶
۲۴۲	۶	۹۵۷	۶
۲۵۰	۶	۹۶۴	۶
۲۵۵	۶	۹۸۷	۱۲
۲۷۷	۶	۹۸۸	۹
۳۰۵	۶	۹۹۵	۶
۳۳۷	۶	۱۰۰۳	۶
۳۴۴	۶	۱۰۱۱	۶
۵۸۳	۶	۱۰۱۳	۶

(باقی بر صفحہ ۱۱)

اسلام انڈونیشیا میں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈونیشیا کے ایک ممتاز عالم

پروفیسر محمد ارشاد صاحب پاکستان کے دورہ پر

پروفیسر محمد ارشاد صاحب "GREKAN AHMADIJAH INDONESIA CENTRE LAHORE" یعنی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈونیشیا مرکز لاہور" کے اُن ممتاز علماء میں سے ہیں جنہوں نے دن رات کی محنت شاقہ سے انڈونیشی، ڈچ اور جاوی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم اور اسلامی لٹریچر پیدا کیا ہے۔ پروفیسر صاحب موصوف عربی اور انگریزی کے عالم ہیں۔ اور ان لوگوں میں جو انڈونیشین زبان کی ترویج اور اس میں جدید دور کی ضروریات سے عہدہ برآ ہونے کی اہلیت پیدا کرتے ہیں، کو شاں ہیں، ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں ۱۹۲۸ء میں انہوں نے بذریعہ خط حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی تھی اُن کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ لاہور جا کر مرکزی انجمن (احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور) کی سرگرمیوں کو دیکھیں اور اراکین کی زیارت کریں۔ لیکن سمندری جہاز میں جگہ نہ ملنے کی وجہ سے انہیں اپنا ارادہ ترک کرنا پڑا۔ اس کے بعد زندگی کی دوسری گوناگوں مصروفیتوں کی وجہ سے اس ارادہ کو پورا نہ کر سکے۔ فروری ۱۹۵۹ء میں جناب صدیو و صاحب کی جن کی علمی قابلیت اور اسلامی کتب کے ڈچ اور انڈونیشین زبانوں میں تراجم کی تفصیل آگے چل کر درج کی جائے گی تجویز پر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈونیشیا نے پروفیسر صاحب موصوف کو پاکستان بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ تاکہ وہ انجمن کی تبلیغی سرگرمیوں اور اسلامی کتب کی اشاعت کے طریق اور نظام کا مطالعہ کریں، اور پھر انہی خطوط پر انڈونیشیا میں کام شروع کیا جاسکے پروفیسر موصوف کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈونیشیا نے افسر تبلیغ اور پرنسپل تبلیغ کالج مقرر کیا ہے اور کتب کی اشاعت کے لئے دارالکتب اسلامیہ انڈونیشیا کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ان کے پہلے ڈائرکٹر کرنل نیر دم صاحب مقرر کئے گئے ہیں۔

لاہور تشریف آوری اور شعبہ جات انجمن کا معائنہ

گزشتہ ۳۰ مارچ کو پروفیسر صاحب موصوف لاہور تشریف لائے۔ دو ہفتہ کے مختصر سے قیام میں انجمن کے مختلف شعبہ جات کا معاینہ کیا اور تفصیلات اکٹھی کیں۔ صدر دفتر انجمن نے اپنے معزز مہمان کے لئے ایک مخصوص پروگرام مرتب کیا تھا۔ لیکن وقت کی تنگی کی وجہ سے اس پر عملدرآمد نہ ہو سکا۔ انفرادی اور جماعتی دعوتوں کو بھی وقت کی تنگی کی وجہ سے قبول نہ کیا جا سکا۔ پروفیسر صاحب نے تبلیغی سرگرمیوں کو زیادہ وسعت دینے اور اسلامی لٹریچر کی اشاعت کے سلسلہ میں انجمن کے ممبران سے ایک باہمی پروگرام کی تشکیل کی جس پر جلد عملدرآمد شروع ہو جائے گا۔

پروفیسر صاحب نہایت شفیق۔ عالم باعمل۔ اور شستہ گفتگو کرتے ہیں۔ طبیعت نہایت سادہ ذہنی اعتبار سے مفکر اور جدید فلسفے کا گہرا مطالعہ رکھتے ہیں اسلامی اذکار و ارکان مثلاً اسلامی فلسفۂ عبادت کو اس طور پر پیش کرتے ہیں کہ جدید علوم کے طالب علم پر اسلام کی حقانیت اور موجودہ طرز زندگی میں اسلامی اصول زندگی کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ اس دو ہفتہ کے مختصر قیام میں پروفیسر صاحب نے جماعت کے نوجوانوں پر گہرا اثر چھوڑا ہے۔

حضرت امیر کی طرف سے عشائیہ

جیسے کہ پہلے بتایا جا چکا ہے۔ ۳۰ مارچ کو پروفیسر صاحب شاہینہ ایکسپریس سے لاہور پہنچے۔ شام کو حضرت امیر قوم مولنا صدرالدین صاحب نے ایک عشائیہ دیا جس میں جماعت کے معززین نے شرکت کی۔

جمعہ میں حاضرین سے خطاب

یکم مئی کو جناب پروفیسر صاحب نے نماز جمعہ کے بعد مسجد احمدیہ بلڈنگس میں حاضرین سے خطاب کیا۔ جس میں جماعت کی محبت و اخلاص کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنے گھر سے دور ہونے کے باوجود میں اپنے آپ کو اس جگہ اجنبی نہیں پاتا۔ اور یہ محسوس کرتا ہوں کہ اپنے عزیز بھائیوں کے درمیان ہوں۔ اس موقعہ پر انہوں نے جماعت انڈونیشیا کی سرگرمیوں کا ذکر کیا۔ جس کی تفصیلات آئندہ اشاعت میں دی جائیں گی۔

بین الاقوامی نمائش کتب میں شرکت

۵ مئی کو جناب پروفیسر صاحب نے پاکستان پبلشرز اور بُک سیلرز ایسوسی ایشن کی خاص دعوت پر پانچویں بین الاقوامی کتب کی نمائش کی رسم افتتاح کی تقریب میں شرکت کی۔

کرنل بشیر حسین کی طرف سے عشائیہ

۶ اپریل کو کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب نے پروفیسر صاحب کے اعزاز میں ایک عشائیہ کا اہتمام کیا جس میں دوسرے معززین اور طلبائے تبلیغی کلاس کے علاوہ حضرت امیر قوم مولنا صدرالدین صاحب، حضرت ڈاکٹر غلام محمد صاحب، مرزا مسعود بیگ صاحب، میاں غلام حیدر صاحب اور خواجہ محمود احمد صاحبان نے بھی شرکت کی۔

ملتان کا دورہ

۹ اپریل کو پروفیسر صاحب جناب شیخ میاں فاروق احمد صاحب کی دعوت پر مسٹر محمد فاضل رمضان صاحب آف ڈچ گیانا کی معیت میں ملتان تشریف لے گئے پروفیسر صاحب موصوف نے میاں صاحب سے دنیا میں مختلف مراکز قائم کرنے اور اُن میں باہم رابطہ پیدا کرنے کی مختلف تجاویز پر گفتگو کی۔ ۱۰ اپریل کو نماز عیدالفطر کے بعد ملتان کی مقامی جماعت نے ایک پرلطف دعوت چائے کا اہتمام کیا جس کے بعد پروفیسر صاحب نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ احباب جماعت نے پروفیسر صاحب کی باتوں کو بڑی دلچسپی سے سنا۔ دوپہر کو محترم ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب نے کھانے کا اہتمام کیا جس میں مقامی جماعت کے معززین نے شرکت کی۔ شام کو آپ معہ مسٹر فاضل رمضان و میاں فاروق احمد صاحب بذریعہ کار ملتان سے لاہور پہنچے۔

حضرت امیر کی طرف سے عصرانہ

۱۲ اپریل کو حضرت امیر قوم نے الوداعی عصرانہ دیا۔ جس میں طلبائے تبلیغی کلاس کے علاوہ جناب غلام ربانی خاں صاحب اور ڈاکٹر ملک منظور احمد صاحب اور بعض دیگر دوستوں نے شرکت کی۔ وہاں گفتگو میں حضرت امیر قوم نے فرمایا کہ تحریک احمدیت تبلیغ اسلام کے میدان میں کمال درجے کی رواداری کی حامل ہے اور یہ یقین رکھتی ہے کہ موجودہ دور کی نظریاتی سرد جنگ میں اسلام کے بین الاقوامی نظریات اور رواداری صلح و امن پیدا کرنے کا موجب ہوگی۔

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے عصرانہ

۱۴ اپریل کی شام کو ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن نے الوداعی عصرانے کا اہتمام کیا۔ جس میں لاہور کی جماعت کے معززین اور نوجوانوں نے شرکت کی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد جنرل سیکرٹری مسٹر عبدالغفور ثاقب نے الوداعی سپاسنامہ ایک خوبصورت "سکرال" میں پیش کیا۔ جس کے چاروں طرف سلمہ ستاروں سے بنے ہوئے چار پھندنے لٹک رہے تھے۔ سپاسنامہ میں انہوں نے بیان کیا کہ "ہمارے لئے آپ جیسے عالم کی موجودگی باعث فخر و مسرت ہے جنہوں نے اپنے ملک کی اسلامی نظریات پر

تبلیغی خط وکتابت

اس عنوان کے نیچے وہ خطوط درج ہوتے ہیں جو انجمن کی تبلیغی ڈاک کے جواب میں موصول ہوتے ہیں ۔

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا ؎ گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

برٹش گائنا (جنوبی امریکہ)

ترجمہ خط از بدھا ایچ چند ۔
برٹش گائنا جنوبی امریکہ ۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں آپ کی کتابوں کے عطیہ کا صد بار شکر گذار ہوں ۔ مجھے ہدایات برائے ممبران ۔ (۲) انٹی کرائسٹ ...... (۳) محمد دی پرافٹ (۴) ہز مولی نیس ایکسریڈ (۵) کرائسٹ از کم (۶) کال آف اسلام (۷) ڈیتھ آف جیسز کرائسٹ بحفاظت مل گئی ہیں ۔

میں نے انٹی کرائسٹ پڑھ لی ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں یہ کتاب پڑھ کر بہت شرمندہ ہوا کیونکہ میں بھی دوسرے مولویوں کی طرح یک چشم دجال کا قائل تھا ۔

میری آنکھیں حضرت مولانا محمد علی رح کی اس کتاب نے حقیقت حال کی طرف کھول دی ہیں ۔

مصنف نے مضبوط اور فلسفیانہ عقلی دلائل سے اس بات کے سمجھنے میں کوئی دقت نہیں چھوڑی اور نہ کوئی ابہام رہ گیا ہے کہ واقعی امریکہ اور یورپ جن کا مذہب عیسائیت ہے دجال ہیں جس کا ذکر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں آیا ہے ۔

دیگر کتب بھی میرے لئے انشاء اللہ تعالےٰ علمی روشنی کے حصول کا ذریعہ ثابت ہوں گی ، یہاں مبلغ سے یہاں میری بحث چل پڑی الحمد للہ کہ بروقت مجھے انٹی کرائسٹ مل گئی وہ پھر چل نہیں سکا ساکت ہو گیا ۔

میرا یہ مناظرہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام برٹش گائنا کے ماہوار رسالہ ٹائمز میں شائع ہوگا ۔

آپ یہ جان کر خوش ہوں گے کہ ہماری انجمن کو ڈیلی کرانیکل میں ہر اتوار کو اشاعت وتبلیغ کے لئے ایک کالم مل گیا ہے (یعنی ساتویں روز اس اخبار کا ایک کالم زیر عنوان مسلم نیوز ہمارے لئے وقف ہو گیا ہے)

مجھے امید ہے کہ مسٹر غنی امیر جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ڈیلی کرانکل کی اس پیشکش سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے رہیں گے ۔

فلپائن

ترجمہ خط از مس آمنہ محمد کالج فلپائن
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں آپ کے نہایت عمدہ اور لطف اندوز خط کا شکریہ ادا کرتی ہوں ۔

مجھے یہ پڑھ کر نہایت خوشی ہوئی ہے کہ آپ نے اور لٹریچر بھیج رہے ہیں ۔

مجھے امید ہے کہ مس سارا کو جسے لٹریچر نہ ملنے کی شکایت تھی پارسل مل گیا ہوگا ۔

آج سے ہمیں کالج سے لمبی رخصتیں مل گئی ہیں لہٰذا ہم ایک دوسرے کو (تین طالبات اس یونیورسٹی سے ہمارے ساتھ خط وکتابت کر رہی ہیں اور انہیں لٹریچر بھیجا جا رہا ہے یعنے آمنہ ، سارا اور خدیجہ ۔ غلام قادر) اس عرصہ میں نہیں مل سکیں گی ۔

میں نے سارا کو کہا تھا کہ شکایت نہ کرو غالباً خدیجہ کو دو دفعہ پارسل اس لحاظ سے بھیجا گیا ہے کہ اس کا نام حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بیوی حضرت خدیجہ رضہ کے نام پر ہے ۔ میں نے کہا اگر یہی سبب ہے تو میرا نام (آمنہ) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے نام پر ہے تو سارا نے جواب دیا کہ پھر میرا نام بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کے نام پر ہے ۔ لہٰذا انجمن احمدیہ کو سب کے ساتھ یکساں سلوک کرنا چاہیئے (کیسے معصوم اور پاکیزہ جذبات ہیں ۔ لٹریچر سب کو بھیجا جا رہا ہے ، آگے پیچھے ملنے کا معاملہ ہے ۔ غلام قادر)

میری " براہین احمدیہ " کے چند ورق غالباً گم ہو گئے ہیں (انہیں دوسری کاپی بھیجی جا رہی ہے) مجھے توی امید ہے کہ اللہ تعالےٰ اسلام پر اپنی بے شمار برکتیں نازل فرمائے گا اور ہمارے روزے قبول فرمائے گا ۔

اللہ تعالےٰ ان لوگوں پر اپنی ہزار ہزار رحمتیں نازل فرمائے اس دنیا میں بھی اور بعث بعد الموت بھی جو کہ خدمت اسلام میں مصروف ہیں ۔

میں دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالےٰ آپ کو اور انجمن کو اپنی رحمتوں سے نوازے ۔ آمین ۔ شکریہ

انڈونیشیا

ترجمہ خط از المیزین طالعیب علم ۔ یکے از جزائر انڈونیشیا ۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

گذارش ہے کہ کچھ مدت ہوئی میں نے ایک کتاب اسلام پر جو کہ مکتبہ الجماعت ۔ ای ۔ اسلامی دار السلام نے شائع کی پڑھی ہے ۔

مجھے تعلیم اسلام حاصل کرنے کا بہت شوق ہے کیونکہ یہ تعلیم انسان کے تمام تقاضوں کو احسن طور پر پورا کرتی ہے ۔

اس جگہ عربی یا انگریزی کتب اس مضمون پر ملتی مشکل ہیں ۔ لہٰذا میں آپ کی انجمن سے استدعا کرتا ہوں کہ مجھے اسلام پر جو کتابیں آپ بھیج سکتے ہیں از راہ کرم ۔۔۔۔ عنایت فرمائیں ۔ (انہیں خط اور لٹریچر بھیجا جا رہا ہے ۔ غلام قادر)

نائیجیریا

ترجمہ خط از عبد الرحمٰن اپلابن ۔ اسسٹنٹ مشنری اوٹن اورد آف نائیجیریا ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔

مجھے پارسل مل گیا ہے بہت بہت شکریہ (انہیں قرآن شریف ۔ اینٹی کرائسٹ اور دیگر رسالے بھیجے گئے تھے ۔ غلام قادر)

مجھے ان کتب کی رسید سے بہت خوشی ہوئی ۔ آپ کا خط بھی میں نے بغور مطالعہ کیا ہے جو کچھ آپ نے لکھا ہے سنجیدگی سے غور طلب ہے ۔

(انہیں انجمن کی تبلیغی مساعی کے متعلق لکھا گیا تھا اور سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے دعوت دی گئی تھی ۔ غلام قادر)

ٹرانسوال

ترجمہ خط از سیکرٹری وریننِگ اسلامک ریسرچ سرکل پوسٹ بکس ۱۲۴ ۔ ورینن گِنگ ٹرانسوال ۔

جناب مکرم السلام علیکم

ہولی قرآن ۔ ریلیجن آف اسلام ۔ دی مینول آف حدیث ۔ دی پرافٹ محمدؐ ۔ دی لیونگ تھاٹس آف محمدؐ ۔ ارلی کیلیفٹ ۔ دی نیو ورلڈ آرڈر ۔ اور دی ٹیچنگ آف اسلام کے پارسل کی رسید کی اطلاع تحریر ہے ۔ اس پُر فیض اور خوش آئند تحفۂ گراں پر میں اپنے " ریسرچ سرکل " کی طرف سے آپ کا اور معطی مہربان جناب ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

ہمارے سرکل کا یہ ابتدائی دور ہے ۔ اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے ہم اپنے مخلص دلوں میں حقیقی اسلام کی اشاعت کے سلسلہ میں کارہائے نمایاں سرانجام دینے کی تمنائیں رکھتے ہیں ۔ خدائے رحیم ہماری ان کوششوں میں دستگیری فرمائے ۔ مذہب سے بے خبری اور مذہبی عقاید میں تشدد پسندانہ رویہ یہ دونوں باتیں ہی بنیادی طور پر سنگِ راہ کی حیثیت رکھتی ہیں ۔ اسی چیز کو محسوس کرتے ہوئے ہم نے اسلامی لٹریچر کے لئے اپیل کی ہے ۔

میں آپ کو یہ یقین دلانے کی خوش نصیبی حاصل کر رہا ہوں ۔ کہ یہ کتب تعلیم اسلام میں معنوی طور پر ہماری بہت ممد ثابت ہوں گی ۔

کتاب " جیسس ان ہیون اون ارتھ " از خواجہ نذیر احمد صاحب کی دستیابی میں آپ کی ہمدردانہ کوشش پر " سرکل " آپ کا بہت مشکور ہوگی ۔ یہ کتاب بھی لوگوں کو راہ راست پر لانے کے لئے بہت ہی مفید ثابت ہوگی ۔

آپ کے تحفۂ گراں مایہ اور ہماری مساعی میں آپ کی گہری ہمدردی اور دلچسپی کا ایک بار پھر دلی شکریہ

رنگون کے شیخ الجامعہ کی احمدیت پر نکتہ چینی

کتاب "دو نبی" پر ایک سرسری نظر

مرتضیٰ خان حسن

(۲)

اصولی بحث کو چھوا تک نہیں

ہمارا دعویٰ ہے کہ مصنف صاحب نے اصولی بحث کو چھوا تک نہیں اور وہ ایسا کیونکر کرتے وہ خوب جانتے ہیں کہ اگر بحث کو اصولی رنگ دیا جائے تو ان کی خیر نہیں اُن کی خیر اسی میں ہے کہ چند ایک مفتریات احمدیوں کے خلاف جمع کر دی جائیں تاکہ عوام کالانعام میں واہ واہ ہو جائے۔

عیسائیوں کا طریق بحث

عیسائی حضرات کا بھی یہی طریق ہے کہ وہ اسلام کے متعلق کبھی اصولی بحث کی طرف نہیں آتے وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توحید کی عظیم الشان تعلیم کا ذکر نہیں کریں گے، وہ حضور صلعم کے اخلاق فاضلہ اور اس عظیم الشان انقلاب کا جو حضور کی ذات بابرکات سے دنیا میں ظہور پذیر ہوا کبھی ذکر نہیں کریں گے۔

ان کی بحث کا سارا دار و مدار کس بات پر ہے؟ چند مفتریات پر۔ جن کا اسلامی اصولوں اور اسلام کی اعلےٰ تعلیم سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

آریوں کا طریق بحث

یہی حال آریہ صاحبان کا ہے۔ یہ دشمنِ اسلام فرقہ بھی کبھی اصولی بحث کی طرف نہیں آتا۔ ان کا کام کیا ہے یہی کہ حضرت نبی کریمؐ اور حضور کی ازواج مطہرات پر حملے کرنا۔ قرآن پر تمسخر اور استہزا کرنا اور پھبتیاں اُڑانا یہ کبھی اس عظیم الشان تعلیم کا جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ذکر نہیں کرتے۔ توحید اور بنی نوع انسان کی عالمگیر اخوت جیسی عظیم الشان چیزیں اُن کی نظر میں کچھ حقیقت نہیں رکھتیں محض چند ایک مفتریات کو مشتہر کر کے اپنا اُلّو سیدھا کرنا اور اپنی جھوٹی فتح کا ڈھول پیٹنا ان کا کام ہے غرض کیا عیسائی اور کیا آریہ دونوں جب کبھی اسلام پر بحث کرتے ہیں اصولی بحث نہیں کرتے۔ اصول کی طرف نہیں آتے بلکہ چند ایک لغویات کو جمع کر دینے کا نام انہوں نے بحث رکھا ہوا ہے۔

مخالف مسلمانوں کے اوچھے وار

بافسوس کے ساتھ اس تلخ حقیقت کو بیان کرنا پڑتا ہے کہ ہمارے مخالف مسلمانوں کا بھی یہی وطیرہ ہے۔ وہ اصولی بحث کی طرف رجوع نہیں کرتے بلکہ چند ایک مفتریات کو ہی بار بار دہراتے رہنا اپنی مایۂ ناز دلیل سمجھتے ہیں اور اس سے ہی وہ بزعم خود احمدیت کے آہنی قلعہ کو سر کرنا چاہتے ہیں، مگر وہ یاد رکھیں ع

این خیال است و محال است و جنوں

اجی حضرت! ان مفتریات سے کچھ نہیں بنے گا۔ کوئی علمی دلیل پیش کیجئے، کوئی اصولی بات بیان کیجئے۔ اگر آپ احمدیت پر حملہ کرنا چاہتے ہیں تو ذرا سوچ سمجھ کر کیجئے ع

اوچھا نہ وار کرنا یہ سر قلم نہ ہوگا

ان حضرات کی مفتریات کا نمونہ بھی ملاحظہ فرمالیں، کبھی کوئی یہ کہہ دیتا ہے کہ مرزا صاحب کو مالیخولیا تھا۔ کوئی ان کو مجنون بتاتا ہے۔ اور کبھی کوئی یہ کہتا ہے کہ وہ مخبوط الحواس تھے کبھی یہ بھی کوئی بدبخت مفتری کہہ دیتا ہے کہ وہ فلاں عورت پر عاشق تھے اور کبھی کوئی یہ الزام لگاتا ہے کہ وہ افیون کھایا کرتے تھے وغیرہ وغیرہ من الهزليات۔

وفات مسیح کی مضبوط چٹان

احمدیت ایک علمی تحریک ہے۔ یہ صحیح علم پر مبنی ہے اور اس کی بنیادیں ایک مضبوط چٹان پر قائم ہیں۔ اور وہ ہے وفات مسیح کا مسئلہ جس کو قرآن مجید کی کھلی کھلی تائید حاصل ہے۔ اور جس کو قرآن نے نہایت واضح ... الفاظ میں کھول کر رکھ دیا ہے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اگر..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام الآن كما كان آسمانوں پہ زندہ موجود ہیں تو پھر احمدیت خود بخود کالعدم ہو جاتی ہے اور اس کے باطل ہونے میں ذرا شک و شبہ نہیں رہتا۔ یہی وجہ تھی کہ ابتداء میں جس قدر مباحثے ہوتے رہے وہ وفات و حیات مسیح کے متعلق ہی تھے اور یہی اصولی بحث کا تقاضا تھا غرض محض اس بات کے ثابت کرنے سے کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہیں۔ احمدیت کا تار و پود بکھر جاتا ہے اور اصولی طور پر احمدیت باطل ٹھہر جاتی ہے مگر خدا جانے ہمارے مولوی صاحبان اس اصول کی طرف کیوں نہیں رجوع فرماتے اور ادھر اُدھر کی گپ شپ سے اپنا اُلّو سیدھا کرنا چاہتے ہیں، وہ خوب یاد رکھیں کہ اصول کو چھوڑ کر ادھر ادھر کی گپ شپ سے کام نہیں چل سکتا۔

قرآن سے حیات مسیح ثابت کرو

اصولی بحث سے ہمارے مولوی صاحبان کی جان کیوں نکلتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو قرآن مجید کی تائید حاصل نہیں وہ مایوس ہو چکے ہیں اور ان کو یقین ہو چکا ہے کہ قرآن مجید اُن کا ساتھ نہیں دیتا۔ دیکھئے حضرات! یہ بحث کا کس قدر آسان طریق ہے کچھ ضرورت نہیں کہ آپ اوراق پر اوراق سیاہ کرتے جائیں اور غیر ضروری مباحث پر وقت ضائع کریں۔ آپ قرآن مجید سے حیات مسیح ثابت کر دیں احمدیت خود بخود جڑ سے اُکھڑ جائے گی اور اس کی بیخ کنی کے لئے آپ کو ذرا تکلیف اُٹھانے کی ضرورت نہیں رہے گی مگر آپ اس اصول کی طرف نہیں آئیں گے ہرگز نہیں آئیں گے آپ کو خوب معلوم ہے کہ آپ باطل پر ہیں اور قرآن مجید آپ کے باطل ہونے پر شاہد ناطق ہے۔ اگر فی الواقعہ قرآن مجید آپ کے حق میں ہے اور آپ کو اس کی تائید حاصل ہے تو پھر آپ نے کیوں اس ضروری مسئلہ پر جس پر احمدیت کی بنیاد کھڑی ہے قرآن مجید سے روشنی نہ ڈالی؟ اور کیوں اس مسئلہ پر آپ نے خامہ فرسائی کو غیر ضروری سمجھا ع

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

یہ تو دوسرے لفظوں میں آپ کا اعتراف شکست ہے اگر زبان سے نہیں تو کم از کم اپنے عمل سے آپ نے تسلیم کر لیا کہ آپ کا عقیدہ حیات مسیح کا غلط بلکہ اغلط ہے۔

اعتراف شکست

آپ خوب جانتے ہیں کہ اس مسئلہ پر قلم اُٹھانے سے آپ کو سوائے خفت اور شکست کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اور یہی وجہ ہے کہ آپ نے خود اس کتاب میں نہایت کھلے لفظوں میں تسلیم کر لیا ہے کہ آپ اس مسئلہ میں احمدیوں کے مقابل میں کھڑے نہیں ہو سکتے اور اگر کھڑے ہونے کی جرأت کریں گے تو شکست فاش کھا جائیں گے چنانچہ کتاب کے صفحہ ۱۰۶ پر آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"قادیانیوں سے بحث کرتے وقت
وفاتِ مسیح ظلّی بروزی نبوت
وغیرہ مسائل سے ہرگز بحث مت کیجئے
ان سے بحث کرنا ہو تو صدق و کذب
مرزا پر بحث کیجئے، آپ ہمیشہ غالب
رہیں گے"

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کر بولے۔ آپ اپنے حواریوں کو نصیحت فرما رہے ہیں۔ کہ "مرزائیوں" سے وفات مسیح پر ہرگز بحث نہ کریں۔ کیوں صاحب؟ ذرا اس کی وجہ بھی بتا دی ہوتی۔ وفات مسیح پر تو "مرزائیت" کی بنیاد کھڑی ہے اس پر آپ کیوں بحث سے گریز فرما رہے ہیں، محض اس لئے کہ آپ کو یقین ہے کہ آپ اس مسئلہ میں جھوٹے ہیں۔ اور احمدی سچے ہیں۔ اور اگر آپ احمدیوں سے اس مسئلہ پر بحث کریں گے تو شکست کھا جائیں گے اور آپ کے کاذب ہونے پر مہر ثبت ہو جائے گی پھر آپ فرماتے ہیں کہ صدق و کذب مرزا پر بحث کریں سبحان اللہ! ابھی صدق مرزا میں شک رہ گیا۔ جس صورت میں وفات مسیح کو آپ نے مان لیا مرزا کا صدق تو خود بخود ہی ثابت ہو گیا اور ان کے صادق ہونے پر تو خود بخود دلیل قائم ہو گئی۔ پھر اس کے کیا معنے کہ صدق و کذب مرزا پر بحث کریں۔ وفات مسیح پر بحث نہ کریں۔

ظلّی و بروزی نبوت پر بحث نہ کرنے کی وجہ

وفات مسیح کے مسئلہ کے علاوہ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ظلّی و بروزی نبوت کے متعلق بھی

قادیانیوں سے بحث نہ کریں کیوں صاحب ان مسائل پر بحث کرنے سے آپ کیوں گھبراتے ہیں؟ کچھ وجہ تو ضرور ہے وہ وجہ آپ نے تو نہیں بتائی۔ لیجئے ہم آپ کو بتا دیتے ہیں کہ وہ وجہ کیا ہے، وہ وجہ یہ ہے کہ ظلی بروزی نبوت کے مسئلہ پر بحث کرنے سے مخالفین کے حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کا اتہام لگانے میں اس کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے، اور مخالفین کا پول کھل جاتا ہے۔ کہ مرزا صاحب پر دعوے نبوت کا الزام .... محض ایک افترا ہے۔ مخالفین نہیں چاہتے کہ اصل حقیقت دنیا کے سامنے آئے اور مرزا صاحب کے اصل دعاوی سے خلق خدا روشناس ہو۔ اگر لوگوں کو یہ بتایا گیا کہ مرزا صاحب کا دعوے تو محض بروزی نبوت کا ہے جو ولایت کبریٰ کا ہی دوسرا نام ہے تو پھر مولوی صاحبان کا ٹھکانا کہاں اور لوگوں پر ان کا جادو کیونکر چل سکے گا۔ اور وہ لوگوں کو مرزا صاحب کے خلاف کیونکر بھڑکا سکیں گے، کیونکہ ظلی بروزی کے الفاظ دعوے نبوت کی ساری حقیقت کھول دیتے ہیں اور ایک اہل علم فوراً سمجھ لیتا ہے کہ یہ دعوے نبوت نہیں ہے ہاں نبوت سے ایک قسم کی مشابہت ضرور ہے جو حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے منشا کو واضح کرتی ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ کتاب زیر نظر کے مصنف صاحب کو خوف لاحق ہے کہ اگر ظلی بروزی نبوت کے مسائل پر بحث ہوگی تو مرزا صاحب کا دامن نبوت تامہ کے الزام سے پاک ہو جائے گا اور یہ وہ بات ہے جو مخالفین نہیں چاہتے کیونکہ یہی تو ایک ڈھکوسلا ہے جس کے ذریعے وہ لوگوں کو بھڑکاتے رہتے ہیں۔ اگر اس ڈھکوسلے کا پول کھل گیا تو پھر علمائے کرام کی خیر کہاں؟ اس لئے وہ اپنے حواریوں کو نصیحت فرما رہے ہیں کہ دیکھنا ظلی بروزی نبوت کی بحث کے قریب نہ پھٹکنا اگر اس پر بحث کریں گے تو ہم جھوٹے ٹھہر جائیں گے اور ہماری دکان کی رونق جاتی رہے گی

حق کا رعب

یہ ہے جناب حق کا رعب اور اس کو کہتے ہیں حق کا غلبہ اور یہ ہے صداقت کی فتح مبین آپ نے تو ہتھیار ڈال دیئے کہ احمدیوں کے ساتھ اصولی بحث میں آپ پورے نہیں اتر سکتے، ہاں جو باطل پرستوں کا طریق ہے چند متفرقات کے بل بوتے پر آپ اپنی نام نہاد فتح کی بناء رکھنا چاہتے ہیں۔ مگر یاد رکھیے ایسی بناء دیرپا نہیں ہوا کرتی، یہ ایک ریت کا تودہ ہے جو حق کی ہوا سے اُڑ جائے گا۔

وفات مسیح اور ختم نبوت کے اصولی مسائل کا رعب اس قدر مصنف صاحب کے دل و دماغ پر چھایا ہوا ہے کہ بار بار آپ اپنے قارئین کرام کو متنبہ فرما رہے ہیں کہ خبردار احمدیوں سے ان مسائل پر بحث نہ کرنا۔ چنانچہ کتاب کے خاتمہ پر پھر آپ نے اس کی تاکید فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ:-

"یہ لوگ ...... دھوکا دینے کے لئے بحث کے وقت ختم نبوت اور وفات مسیح جیسی بحثوں میں الجھا دیتے ہیں"

(صفحہ ۱۸۲)

۱۹۵۳ء کا فتنہ عظیم

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے مخالفین اچھی طرح محسوس کر چکے ہیں اور ان کو یقین کامل ہو چکا ہے کہ علمی اور اصولی بحث میں وہ احمدیوں سے کامیابی کے ساتھ عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ اس کی ایک اور واضح مثال ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں:-

تھوڑا عرصہ ہوا ہے ملک پنجاب میں احمدیوں کے خلاف ایک طوفان عظیم برپا کیا گیا اور جا بجا بڑے بڑے جلسے تحفظ ختم نبوت کے نام سے کئے گئے جن میں لاکھوں کی تعداد میں لوگ جمع ہوتے رہے بڑے بڑے علمائے وقت اور فقہائے زمان احمدیت کے خلاف دھواں دھار تقریریں کرتے رہے اور اس تحریک کو جس کو خدا نے اپنے ہاتھوں سے کھڑا کیا ہے نیست و نابود کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے بڑے بڑے سخت الزامات عائد کئے۔ بڑی بڑی تہمتیں لگائیں مگر ان تمام جلسوں میں اور ان تمام تقریروں میں کسی کو وفات مسیح کے مسئلہ پر لب کشائی کی جرأت نہ ہوئی۔ حالانکہ یہی تو مسئلہ تھا جس پر احمدیت کی بنیاد قائم ہے۔ اور جس کو گرا دینے سے احمدیت کی بنیاد ہی اُکھڑ جاتی ہے اور احمدیت کی ساری عمارت زمین بوس ہو جاتی ہے۔ لیکن کیا مجال کہ اس مسئلہ پر علمائے کرام نے ایک لفظ بھی اپنی زبان سے نکالا ہو۔ محض اوپر اوپر کی گپ شپ اور چند غلط اور جھوٹے الزامات تراشتے میں ہی سارا وقت ضائع کرتے رہے اور جھوٹی تہمتیں لگا کر اپنا گھر پورا کرنا چاہا مگر اصل مسئلہ یعنے وفات مسیح پر ایک لفظ بھی نہ بولے

حضرت مرزا صاحب کی کامیابی

کیا اب بھی مرزا صاحب کی کامیابی اور صداقت میں کچھ شک باقی رہ گیا ہے؟ یہی تو مسئلہ تھا جس پر مرزا صاحب کی صداقت کی عمارت کھڑی تھی، یہی تو وہ مسئلہ تھا جس کو آپ دنیا میں لے کر آئے۔ اسی کو ہمارے علمائے کرام نے اپنے عمل سے سچا مان لیا، اور دنیا نے جاء الحق وزھق الباطل کا منظر چشم خود دیکھ لیا۔ اگر وہ اس مسئلہ کو سچا نہیں مانتے تھے تو کیوں انہوں نے اس کے خلاف لب کشائی نہ کی اور کیوں اسکو باطل ثابت کرنے کی جرأت نہ کی؟ ہزاروں لیکچر دیئے اور مقررین حضرات بڑے بڑے سجادہ نشین اور علماء و فضلا خوب گلا پھاڑ پھاڑ کر داد فصاحت دیتے رہے مگر ان کو کونسا سانپ سونگھ گیا تھا کہ وفات مسیح پر ایک لفظ بھی نہ بولے۔ مرزا تو کامیاب ہو گیا کہ جو مسئلہ وہ لے کر آیا تھا اس کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے گئے اور عملی طور پر اس کی صداقت کا لوہا مان لیا گیا۔ سچ ہے الحق یعلو ولا یعلیٰ۔ حق غالب آتا ہے اور وہ مغلوب نہیں ہوتا۔

دعوی مسیحیت و مہدویت کو بھی ماننا پڑے گا

حضرت حجۃ اللہ علی الارض سے خدائے پاک کا وعدہ تھا کہ وہ آپ کی صداقت کو دنیا پر ظاہر کر دے گا۔ اس کا ایک نقشہ تو ہمیں یہی نظر آ گیا کہ ... وفات مسیح کے مسئلہ پر ہمارے علمائے کرام کے لبوں پر مہر سکوت لگ گئی، اور انہوں نے محسوس کر لیا کہ وہ اس مسئلہ پر بحث کرنے سے عاجز ہیں۔ اور اگر عاجز نہیں تھے تو کیوں انہوں نے اس کے متعلق سکوت اختیار کیا اور کیوں "ذو نبی" کے مصنف نے خود بھی سکوت اختیار کیا اور دوسروں کو بھی روکا کہ اس مسئلہ پر ہرگز بحث نہ کریں۔ دوسرے لفظوں میں احمدیت کے مقابلہ میں یہ حضرات میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے اور اپنی ہزیمت کا گویا اپنے منہ سے اعتراف کر لیا۔ اس طرح سے حق غالب آ گیا اور جو خدا کا وعدہ تھا وہ پورا ہوا اور ابھی اس سے بھی زیادہ شان سے پورا ہوگا۔ جوں جوں دنیا سے جہالت مٹتی جائے گی اور جوں جوں دنیا کو اصل حقیقت کا علم حاصل ہوتا جائے گا حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا آفتاب زیادہ سے زیادہ چمکتا جائے گا۔ آج جس طرح وفات مسیح کو لوگوں نے مان لیا ہے اور انہیں اس پر بولنے کی جرأت نہیں رہی اسی طرح حضرت کے دعوے مسیح موعود اور مہدی معہود کے سامنے بھی لوگ سر تسلیم خم کر دیں گے اور خدا کا وہ کلام پوری آب و تاب سے پورا ہو کر رہے گا کہ:-

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے
قبول نہ کیا لیکن خدا اس کو قبول کریگا
اور بڑے زور آور حملوں سے اس
کی صداقت کو ظاہر کر دے گا۔"

وفات مسیح کے اہم نتائج

یاد رکھنا چاہیئے کہ وفات مسیح کا مسئلہ اپنے نتائج کے اعتبار سے کئی ایک اہم پہلو رکھتا ہے اس پر ہی مسیح موعودؑ کے دعوے کا انحصار ہے۔ اس سے ہی ختم نبوت کا مسئلہ وابستہ ہے اور اس پر ہی کسر صلیب یا اقوام مغرب میں اشاعت توحید و تبلیغ کا دارومدار ہے۔

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں اگر مسیح کی وفات واقع نہیں ہوئی اور وہ اب تک آسمانوں میں زندہ موجود ہیں تو مرزا صاحب کا دعوے مسیح موعود ہونے کا خود بخود باطل ہو جاتا ہے اور کسی لمبی چوڑی بحث کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی اور اگر ان کی وفات واقع ہو چکی ہے تو لازماً مسیح موعود اسی اُمت میں آئے گا تو وہ مرزا صاحب ہی ہو سکتے ہیں کیونکہ آپ سے ہی اس راز کو بروئے الہام کھولا ہے اور آپ نے ہی قرآن و حدیث و شواہد تاریخیہ سے اس کے ثبوت کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے۔

وفات مسیح اور ختم نبوت

اور وفات مسیح ہی سے ختم نبوت قائم ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اگر حضرت مسیح ناصری زندہ ہیں اور

وہ دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو آخری نبی تو وہی ہوں گے نہ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم اگر حضرت نبی کریم صلعم کے بعد ایک صاحب کتاب نبی آ گیا تو ظاہر ہے کہ ختم نبوت تو باطل ہو گئی اور حضور صلعم کا خاتم النبیین ہونا بھی نعوذ باللہ غلط ثابت ہو گیا۔ اب ہمارے مخالفین کو مشکل یہ پیش آتی ہے کہ اگر وہ صاف صریح لفظوں میں وفات مسیح کا اقرار کریں تو مرزا سچا ثابت ہو جاتا ہے اور اگر انکار کریں ختم نبوت باطل ٹھہر جاتی ہے ؎

دوگونہ رنج و عذاب است جان مجنوں را
بلائے صحبت لیلٰے و فرقت لیلٰے

یہی وجہ ہے کہ کتاب "ذوبی" کے مصنف بار بار اپنے قارئین کرام کو تاکید کر رہے ہیں کہ دیکھنا مرزائیوں سے وفات مسیح اور ختم نبوت کے مسائل پر بحث نہ لے بیٹھنا۔ گویا ان مسائل میں تم ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔ یہ ہے نتیجہ احمدیت سے انکار کا۔ اگر وفات مسیح کا جو قرآن و حدیث سے روز روشن کی طرح ثابت ہے اقرار کریں تو احمدیت کی صداقت پر مہر ثبت ہو جاتی ہے اور اگر انکار کریں تو ختم نبوت ہاتھ سے جاتی ہے۔ عجب الجھن میں پھنس گئے نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن۔ کریں تو کیا کریں۔

احادیث کا انکار

بات یہ ہے کہ احمدیت کے انکار نے ان حضرات کو عجیب در عجیب مشکلات میں مبتلا کر رکھا ہے۔ ایک فریق نے جب دیکھا کہ احادیث میں تو صاف صریح لفظوں میں ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی موجود ہے جو درحقیقت اسی امت کا ایک امام ہے جیسا کہ حدیث **امامکم منکم** سے ظاہر ہے تو انہوں نے احادیث سے ہی انکار کرنے میں اپنی خیر سمجھی اور سارے علم حدیث کو ہی بیکار قرار دے دیا۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو علوم و حکم کا چشمہ جاری ہوا تھا، اس پر بھی خاک ڈالنی شروع کر دی تاکہ سرے سے آمد مسیح کی پیشگوئی کا صفایا ہی کر دیا جائے۔ غرض احمدیت سے انکار کرنے والے کہاں سے کہاں پہنچے۔ سچ ہے حق کے انکار سے انسان کہیں سے کہیں جا پہنچتا ہے اور وہ مختلف قسم کی ضلالتوں اور گمراہیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یہی حال ان منکرین احمدیت کا ہوا فاعتبروا یا اولی الابصار۔

علمی اور اصولی بحث کرو

کتاب "ذوبی" کے مصنف نے احادیث سے تو انکار نہیں کیا البتہ ایک دوسرا رستہ اختیار کیا اور وہ یہ کہ وفات مسیح پر بحث کرنے سے تو خود بھی گریز کیا ہے اور اپنے دوستوں کو بھی نصیحت کی ہے کہ وہ ہرگز اس مسئلہ پر مرزائیوں سے بحث نہ کریں۔ لیکن اگر وہ علمی اور اصولی طور پر بحث کرنا چاہتے ہیں تو وفات و حیات مسیح کا مسئلہ سب سے پہلے طے کرنا پڑے گا اس سے مفر نہیں۔ بہتر ہے کہ جمعیت العلماء کے صدر اور ان کے نائب صدر کوئی تصنیف کر کے علمی دنیا کے سامنے پیش کریں جس میں اصولی بحث کا ڈھنگ ہو اور سب سے پہلے وفات مسیح کو جس پر احمدیت کا دار و مدار ہے باطل کر کے دکھائیں، ورنہ اہل علم اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ آپ محض ڈھکوسلے چلانا جانتے ہیں اور علم سے ان کو کوئی واسطہ نہیں۔ اور اگر ایک دوست کی فرمائش نہ ہوتی تو ہم اس لایعنی کتاب کی طرف جس میں سوائے سب و شتم کے کچھ نہیں ایک نظر بھی اٹھا کر نہ دیکھتے۔ اور اسے پرکاہ جیسی وقعت نہ دیتے۔

امام معصوم کو گالیاں

سردست ہم اس کتاب کے متعلق اسی قدر لکھنا ہی مناسب سمجھتے ہیں۔ لیکن وقتاً فوقتاً کتاب کے دوسرے حصص کے متعلق بھی انشاء اللہ ہم کچھ نہ کچھ لکھتے رہیں گے اس کتاب میں امام معصوم علیہ السلام کو جو گالیاں دی گئی ہیں اور اس صادق انسان کو جو بار بار دجال اور کذاب کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے اور دشنام دہی کو جو انتہا تک پہنچایا گیا ہے اس کو ہم خدا کے حوالے کرتے ہیں، اور خدا اور خدا کے رسول اور اپنے امام کے حکم کے مطابق صبر کرتے ہیں جو ہمیں نصیحت فرما گئے ہیں ؎

اے میرے پیارو شکیب و صبر کی عادت کرو
وہ اگر پھیلائیں بدبو تم بنو مشک تتار
چپ رہو تم دیکھ کر ان کے رسالوں میں ستم
دم نہ مارو گر وہ ماریں اور کر دیں حال زار

اسلام انڈونیشیا میں

(بسلسلہ صفحہ ۷)

خوشخبری کو پورا ہوتے دیکھتے ہیں کہ

"میں تیری تبلیغ کو
دنیا کے کناروں تک
پہنچاؤں گا"

سپاسنامہ کے بعد محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب نے مختصر تقریر انگریزی زبان میں کی جس میں انہوں نے معزز مہمان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم خوشی و افسوس کے ملے جلے جذبات کے ساتھ آپ کو الوداع کہتے ہیں۔ آپ کی تشریف آوری سے نہ صرف جماعت انڈونیشیا اور مرکزی جماعت کے تعلقات استوار اور مضبوط ہوتے ہیں بلکہ ہم اپنے آپ کو جماعت انڈونیشیا کے بہت نزدیک پاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تبلیغ اسلام کا جو عظیم الشان کام تحریک احمدیت نے اپنے ذمہ لیا ہے اس کے پیچھے خدائی ہاتھ کارفرما نظر آتا ہے۔ آپ نے وعدہ کیا کہ ہم اپنی پوری کوشش کریں گے کہ آپ کو ہر طرح کی مدد دیں اور یہ کہ جماعت انڈونیشیا کے نوجوانوں اور یہاں کے نوجوانوں میں گہرا رابطہ پیدا ہو۔

آخر میں پروفیسر محمد ارشاد صاحب نے سپاسنامے کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ:

"میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں آپ کی مہمان نوازی اور برادرانہ شرکت کا شکریہ ادا کروں۔ آپ نوجوان قوم کے مستقبل کی امید اور آئندہ کھلنے والے پھول ہیں آپ کو چاہیئے کہ تحریک احمدیت کی ان عظیم ذمہ داریوں کو سنبھالنے اور ان بوڑھوں کی جو سفر آخرت کے لئے تیار بیٹھے ہیں جگہ لینے کے لئے تیار ہو جائیں"۔

ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی طرف سے عشائیہ

اسی شام کو ناظم اعلےٰ انجمن محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب نے ایک الوداعی عشائیہ پروفیسر صاحب کے اعزاز میں دیا۔ اس موقعہ پر محترم ڈاکٹر صاحب نے جماعت انڈونیشیا اور مرکزی انجمن (احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور پاکستان) کے مابین مزید رابطہ اور تعاون کی متعلق مختلف تجاویز پر گفتگو کی۔

روانگی

۱۵ اپریل کو تین بجکر ۲۵ منٹ پر ہمارے معزز محترم مہمان پروفیسر محمد ارشاد صاحب تیز گام سے مراجعت وطن کیلئے کراچی روانہ ہو گئے۔ جہاں چار روز ٹھہرنے کے بعد وہ اپنے وطن مالوف انڈونیشیا بذریعہ ہوائی جہاز تشریف لے گئے ان کو الوداع کہنے کے لئے مقامی جماعت کے معززین اور نوجوان اسٹیشن پر موجود تھے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں بخیر و عافیت اپنے وطن واپس پہنچائے اور دین متین کی بیش از بیش خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

(بسلسلہ صفحہ ۶)

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۶۲۰	۶	۱۰۱۵	۶
۶۴۹	۶	۱۰۲۲	۴
۶۵۲	۱۲	۱۰۲۷	۱۲
۷۰۶	۱۲	۱۰۴۰	۹
۷۱۰	۶	۱۰۴۲	۱۲
۱۰۴۸	۶	۳۵	۶
۱۰۴۹	۶	۳۶	۴
۲۰۳۶	۶	۵۵	۴
۲۰۳۷	۴	۵۷	۲۷
۲۰۴۲	۶	۶۰	۹
۲۰۷۹	۴	۶۱	۴
۲۰۹۰	۶	۷۵	۲۰
۲۰۹۸	۳	۷۹	۶
رعایتی:		۱۹۳	۴
۲۲	۶	۲۱۹	۱۲
۳۰	۴		

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا" (مسیح موعود)

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور پاکستان

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر
گمرہاں را چشم کن روشن ز آیاتِ مبین

تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
ٹیلی فون نمبر:- ۳۷۳۷

ایڈیٹر:- دوست محمد

جلد ۴۸ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۷ شوال المکرم ۱۳۷۸ھ مطابق ۶ مئی ۱۹۵۹ء | نمبر ۱۸

ہمارا مذہب

(از حضرت مسیح موعود)

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ او ست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

—— * ——

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب
(مسیح موعود)

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام برٹش گائنا اور ڈچ گائنا کی تبلیغی جدوجہد

ذیل کا مضمون برٹش گائنا (جنوبی امریکہ) کے انگریزی اخبار ڈیلی کرانیکل کے مسلم نیوز کالم سے ترجمہ کیا گیا ہے جو ماہ رمضان میں شائع ہوا۔

رمضان برٹش گائنا میں

برٹش گائنا کی مسلم آبادی آجکل رمضان مبارک کے روزے رکھ رہی ہے جو خبریں اطراف و جوانب سے احمدیہ ہیڈ کوارٹر میں پہنچ رہی ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز تراویح کے لئے ملک کے ہر حصہ میں مسجدیں نمازیوں سے آباد ہیں۔ نماز تراویح ہمارے اسلامک کلچر سنٹر میں بھی ہر شام پڑھی جا رہی ہے۔ نمازیوں کا ہجوم اتنا زیادہ ہے کہ گورنمنٹ یہ سوچ رہی ہے کہ مسجد کو وسیع کیا جاوے۔

باہمی رشتۂ اخوت

اس ملک میں یہ بھی رواج ہے کہ ایک جگہ کے مسلمان دوسری جگہ کی مساجد میں جا جا کر رشتۂ اخوت کو قائم کرتے ہیں۔
وہ اصحاب جو ہمارے کلچرل سنٹر میں آئے اُن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:-
(۱)- مسٹر یعقوب علی کونسلہ فارکٹی اور اسلامی جمعیت کے خزانچی۔ (۲)- مسٹر رمضان (۳) مسٹر بخش (۴) مسٹر الحق ستار ممبر مسلم یوتھ آرگنائزیشن (۵) مسٹر ایڈون محمد (۶) مسٹر ایل اے منیر لاڈجیبرین آف آرفنیج (یتیم خانہ) بورڈ آف یونائیٹڈ صدر انجمن (۷) مسٹر آر اے خان اور مسٹر محمد الطاف آف مسلم لیگ۔
نماز کے بعد ان اصحاب نے حاضرین کو باری باری مختلف اسلامی موضوعات پر مخاطب فرمایا۔

ڈچ گائنا سے ایک معزز مسلمان کی آمد

سرینام (ڈچ گیانا) سے ہمارے معزز دوست مسٹر ایچ۔ ڈبلیو۔ محمد راجا کٹنگ پریذیڈنٹ سرینام اسلامک ایسوسی ایشن بھی نہایت مختصر وقت کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ آپ ہفتہ کی شام کو پہنچے اور منگل کو پچھلے پہر ڈچ گیانا کو روانہ ہو گئے۔ محمد راجا صاحب ...... جو کہ گورنمنٹ سرینام میں وزیر بھی رہ چکے ہیں اپنے کسی نجی کام پر یہاں آئے تھے۔ اس عرصہ میں انہیں احمدیہ جماعت کے لیڈروں سے مل کر برٹش گائنا میں اشاعت اسلام کے متعلق گفتگو کرنے کا موقع ملا۔

مسٹر راجا کی تقریر

مسٹر راجا نے اپنی تقریر میں جو انہوں نے کلچرل سنٹر میں کی تعلیم کے متعلق مختلف زاویوں سے بحث کی اور بتایا کہ یہ "دین اللہ" ہے اور یقیناً فطرتِ انسانی کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ آپ نے مسلمانوں کو متنبہ کیا کہ وہ اسلام کی خدمت میں اپنے اوقات میں سے کچھ وقت دیں اور تقوےٰ کی زندگی بسر کریں۔ انہوں نے برٹش گائنا کی احمدی جماعت کے اشاعتِ اسلام کے کام کو سراہا اور کہا کہ سرینام بھی آپ کی حوصلہ افزائی کرتا رہے گا۔

مولانا عبد الحق ودیارتھی صاحب ڈچ گیانا میں

مولانا عبد الحق ودیارتھی صاحب مشنری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور پاکستان اور مصنف "محمد ان ورلڈ سکرپچرز" ۵ مارچ کو سرینام پہنچ گئے۔ مولانا صاحب جو کہ فاضل علم السنۃ اور ویدوں کے متبحر عالم ہیں گذشتہ سال برٹش گائنا تشریف لائے تھے۔ اب آپ ورلڈ لیکچر ٹور (اسلامی لیکچروں کے لئے عالمی دورہ کی مہم) پر اس طرف آئے ہوئے ہیں برٹش گائنا بھی تشریف لائیں گے پھر اپنا دورہ مکمل کر کے واپس پاکستان چلے جائیں گے۔

سرینام یتیم خانہ

سرینام اسلامک ایسوسی ایشن نے ایک اہم کام کی ابتدا کی ہے یعنی ایک "یتیم خانہ" قائم کیا ہے، جس کا افتتاح ہز ایکسیلنسی گورنر سرینام مینہیر وان تلبرگ (MYNHEER VAN TILBURG) نے یکم مارچ ۱۹۵۹ء کو فرمایا۔ اس افتتاح کے موقعہ پر جس کا خاص انتظام کیا گیا تھا۔ گورنمنٹ کے ممبران، افسران اور شہر کے سرکردہ اصحاب نے شمولیت فرمائی علاوہ ازیں مختلف اداروں کے نمائندگان اور اسلامک ایسوسی ایشن کی شاخوں کے نمائندوں نے حصہ لیا۔ یتیم خانہ کی عمارت ۸۸ کیسر سٹریٹ پارا ماریبو میں واقع ہے اور اس کا

(باقی بر صفحہ ۸)

ختم نبوت اور مقام مسلم

مولوی ابوبکر صاحب مبلغ اسلام

ہر جاندار بے جان کو اپنے قبضہ میں کر لیتا ہے زندہ کا حکم چلتا ہے اور زندہ ہی کی مردہ پر حکومت ہوتی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ عالم جمادات پر عالم نباتات قابض ہے۔ ہوا پانی آگ اور مٹی وغیرہ کو اپنی غذا بناتا ہوا نشوونما پا رہا ہے پھر عالم نباتات کے اوپر عالم حیوانی حکمران و قابض ہے اور نباتات کو اپنی غذا بناتا ہے۔ حیوانات میں بھی دو دائرے ہیں۔ درندے پرندوں کو اپنی غذا بناتے ہیں۔ ان کی حیات و زندگی کا دارومدار ہی پرندوں کے گوشت پر ہے ہر حیات و زندگی کا آخری کمال و شاہکار تمام عالم جمادات و نباتات اور حیوانات کی لکھوکھہا انواع و اقسام کا جامع جمیع مخلوقات بن کر حضرت انسان تشریف لایا۔ یہاں انسان کی ذات پر تخلیق ختم ہو گئی یعنی اس کے بعد کوئی نئی مخلوق نہیں پیدا کی گئی، بلکہ بذریعہ نطفہ اسی کا اعادہ ہو رہا ہے۔ سخر لکم ما فی السمٰوات و ما فی الارض کے تحت حضرت انسان ہی کی حکومت تمام جمادات۔ نباتات، حیوانات اور ارض و سما پر قائم کر دی گئی اور یہ سب کچھ بذریعہ عقل و شعور ہے۔ لیکن اس عالم انسانی کے احساسات ظاہری عقل و شعور سے اوپر ایک اور عالم ہے جو حضرت انسان پر نفخ روح سے کھولا گیا۔ یہ بالکل نیا اور جدید عالم ہے جو اپنی نوعیت میں پچھلے تمام عالموں سے انوکھا، نیا اور جداگانہ عالم ہے جو عالم نبوت کہلاتا ہے جس کی ابتداء حضرت آدم سے شروع ہوئی اور جس کی تکمیل اور اتمام حضرت خاتم النبیین سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر ختم ہو گئی۔

یہ نیا اور جدید عالم بذریعہ روح دوسرے معنوں میں بذریعہ وحی تمام انسان پر حکمران ہے اور انسانی عقل و شعور اس روح کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کر دیتا ہے۔ یہ روح عام انسانوں کو اسی طرح محسوس نہیں ہوتی جس طرح عالم حیوان کو انسانی عقل و شعور کا احساس نہیں ہوتا لیکن وہ انسان کی گرفت میں آتے جاتے ہیں وہ مسخر ہونے کے لئے ہی پیدا ہوئے ہیں اور انسان تسخیر کائنات کے لئے ہی پیدا ہوا ہے۔ یہ تسخیر کر رہا ہے اور کرتا رہے گا۔ بالکل اسی طرح انسانوں پر عالم روحانی یا نبوت کی حکومت چل رہی ہے اور مختلف دائروں میں تمام اقوام عالم کسی نہ کسی نبی کے پیرو اور امتی ہیں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر انبیاء علیہم السلام کے مختلف مقامات نبوت کی تشریح بلحاظ ارتقاء اور ان کے الگ الگ دائروں یا وحدتوں کی تشریح فلسفہ کائنات سے اسی طرح کی جاسکتی ہے کہ جس طرح حضرت انسان کی تخلیق سے پہلے عالم جمادات کے ہزارہا انواع و اقسام کی وحدت عالم نباتات سے قائم کی گئی، اور پھر عالم نباتات کی ہزارہا انواع و اقسام کی وحدت عالم حیوانات سے کی گئی، اور پھر عالم حیوانات کے لکھوکھہا نفوس کی وحدتوں کا اظہار ہوا۔ اور سب سے آخر تمام لکھوکھہا انواع و اقسام کے نفوس کی وحدت نفس ناطقہ سے قائم کی گئی اور تخلیق کو ختم فرمایا بالکل اسی طرح عالم روحانی کی ہزارہا وحدتوں کو جو ہزارہا قوموں میں الگ الگ قائم کی گئی تھیں ایک ہی وحدت میں ذات بابرکات خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے قائم فرما دیا۔ یہی ختم نبوت ہے۔ اب ذات بابرکات صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہر ایک قوم کی الگ الگ قائم شدہ وحدتوں کو جو اپنے اپنے نبیوں کے ذریعہ قائم تھیں ان تمام کی ایک ہی وحدت قائم کر کے ان تمام منتشر و منقطع اقوام عالم کو ایک ہی جھنڈے تلے جمع کر دیا اور یہی ختم نبوت ہے

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتان آذری

ختم نبوت سے پہلے کے دور میں مبعوث ہونے والے تمام انبیاء علیہم السلام جو ایک لاکھ ۲۴ ہزار یا ایک لاکھ ۲۰ ہزار ہوں تمام کے تمام جو ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کے تحت مرقوم و منضبط میں آ گئے۔ مختص بالوقت مختص بالقوم اور مختص بالمکان تھے۔ ان میں سے کوئی بھی تمام دنیائے انسانی کے لئے یا تمام اقوام عالم کے لئے نبی نہیں بنایا گیا تھا اور نہ ان کا دین و مذہب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آیا تھا۔ بلکہ وہ صرف عالم انسانی کی طفولیت سے عالم جوانی کے عہد تک پہنچنے کے لئے یعنی ایک عبوری دور کے لئے اپنے اپنے حالات و ضروریات زمانہ کے تحت وقتی سامان تھا جس طرح بچہ پیدائش سے لیکر بلوغت تک پہنچنے کے لئے مختلف ادوار اور غذاؤں سے گزرتا ہوا جوانی میں اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے اور اپنی تمام اندرونی صلاحیتوں، قوتوں اور طاقتوں کا مالک و مظہر بن جاتا ہے۔ یہی حال بذریعہ وحی و الہام مختلف اوقات میں مختلف شریعتوں کے دیئے جانے کا ہے تاکہ آخر ایک وقت اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی کے تحت مکمل شریعت نازل ہو گئی جیسے بچہ کی نشوونما کی طرح انسانی دل و دماغ کا ارتقاء جاری تھا اور اس کو مختلف ادوار انسانیت پر حالات تقاضائے وقت کے تحت مختلف اخلاقی و روحانی تعلیمات سے گزارا گیا یہی مختلف انبیاء علیہم السلام کی نبوتیں ہیں جو الیٰ قومہ مبعوث تھے۔ ہر نبی جو جس قوم کی طرف مبعوث تھا وہ حقیقت میں اس قوم کے تمام افراد کی احسن صفات و خصوصیات کی ایک جامع وحدت تھا جو قوم کے افراد میں بالطبع موجود تھے اسی لئے وہ قوم پر حجت ہوتا تھا چونکہ اس کو مرکزیت کا مقام حاصل تھا اس قوم کے افراد کی ارتقاء روحانی اور انکی نجات کا سامان اس کی ذات سے وابستہ تھا۔ چنانچہ ایمان لا کر ساتھ دینے والے نوازے گئے فلاح و بہبودی اور اطمینان و سکون حاصل کر گئے، عذاب خداوندی سے بچ گئے اور جنہوں نے سرکشی کی تباہ و برباد ہو گئے۔ یہ قانون جذب و دفع ہے جس کے تحت اللہ پاک عذاب نازل کرتے ہیں ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔

اب ختم نبوت کی وجہ سے تمام اقوام عالم و دنیائے انسانی پر مہر لگ گئی ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین۔ اب کوئی خدا تک نہیں پہنچ سکتا بغیر اس ذات بابرکات خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ کے۔ فرمایا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اس کا یہ مطلب ہوا کہ کسی فرد بشر میں نفخ روح ناممکن ہے اس میں زندگی پیدا ہی نہیں ہو سکتی۔ تاوقتیکہ وہ غلامان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل نہ ہو جائے جس طرح تمام مخلوقات عالم کو حضرت انسان کی تخلیق سے غلامی کی نسبت لگ گئی اور وہ اپنی ارتقاء کے لئے مجبور ہیں کہ انسان میں فنا ہوں اسی طرح حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر تمام عالم انسانی کو آپ سے غلامی کی نسبت لگ گئی اب کوئی یہاں سرکشی کر کے آپ پر ایمان نہ لائے تو نجات نہیں پا سکتا۔

آپ کا ایک امتی بوجہ اتباع کمال و فنائیت اسی ختم نبوت کے مقام پر کھڑا ہو کر تمام سابقہ امم و ادیان عالم کو چیلنج کرتا ہے کہ اگر تم میں سے کسی نے نجات پائی ہے اور خلاق عالم نے اس سے کلام کیا ہے تو وہ میدان میں آ جائے۔ یہ ختم نبوت کا مقام حقیقت میں جامع جمیع صفات انبیاء علیہم السلام کا مقام ہے جہاں پچھلی تمام نبوتیں جمع ہو گئیں۔ اور اسی کتاب قرآن کریم میں تمام پچھلی کتب جمع ہو چکی ہیں فیھا کتب قیمۃ۔ اسی لئے آپ کا ایک امتی اخرجت للناس بنا۔ نبوت کو ختم کیا جا کر اب اس نور و ہدایت کے پھیلانے کا کام مسلمانوں سے لیا جاتا ہے اور اس مقام پر فائز کئے جانے والوں کو ظلی طور پر ان ہی نبیوں کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ مقام ولایت و مجددیت ہے

ہوتی ہے جمع سارے نبیوں کی خو جب
تب جا کے کہیں بنتا ہے اک مرد مسلماں

اس ختم نبوت کے فیضان سے آپ کا ایک امتی آپ میں کامل فنائیت کی وجہ سے نفس کو ختم کر دیتا ہے نفخ روح ہو کر وہ ظلی طور پر نبوت سے حصہ پاتا ہے اور ان ہی کمالات کا اظہار کرتا ہے تو لوگ دھوکا کھا جاتے ہیں اور نبی کا مقام دے بیٹھتے ہیں حالانکہ ختم نبوت کے مقام پر ایک جزوی نبوت کا اظہار ایک

کمتر و ادنیٰ درجہ کی بات ہے ... کو تو جامعیت کا مقام حاصل ہے۔ اس مقام پر آ کر حضرت مرزا صاحب نے کہا ہے [illegible]

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۲۰ مئی ۱۹۵۹ء

خاندانی منصوبہ بندی یا ضبطِ تولید

خاندانی منصوبہ بندی کے نام سے ایک خطرناک وبا یورپ سے آئی ہے، برصغیر ہند و پاکستان میں آج کل بڑے زور سے پھیلتی جا رہی ہے، یہ وبا بعض ان لوگوں کی پیدا کردہ ہے جن کو مادی اسباب و عوامل کے سوائے کسی چیز پر ایمان نہیں، اُن کے نزدیک دنیا کی آبادی چونکہ بڑھتی چلی جا رہی ہے اور اشیائے خوردنی اور انسانی زندگی کے قیام کی دیگر ضروریات محدود ہونے کی وجہ سے ساری انسانیت کے لئے مکتفی نہیں ہو سکتیں اس لئے ضروری ہے کہ انسانی پیدائش کو کم کرنے کی کوشش کی جائے، اسی غرض کے پیش نظر خاندانی منصوبہ بندی کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ جس کے ماتحت خاندانوں کو ایسی تجاویز بتائی جاتی ہیں جن پر عمل پیرا ہونے سے اولاد کی پیدائش مناسب حد سے آگے نہ بڑھ سکے، یہ مناسب حد ایک یا دو بچوں تک محدود ہے کیونکہ تجویز یہی ہے کہ کسی خاندان میں ایک یا دو بچوں سے زیادہ اولاد پیدا نہ کی جائے ورنہ حامیانِ تحریک کے نزدیک دنیا بھوکوں مرنے لگے گی۔ اور افلاس و فاقہ کشی انسان کو ہلاکت تک پہنچا دے گی۔ اس بارہ میں ذیل کے الفاظ خصوصیت کے ساتھ قابلِ غور ہیں جو برطانیہ کے ایک نامور ملحد سائنسٹ جولین ہکسلے نے اپنے ایک تازہ مبسوط مقالہ میں لکھے ہیں :-

"دنیا میں انسانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد خود ان کے لئے مصیبت اور پژمردگی بڑھاتی چلی جا رہی ہے اگر یہی رفتار رہی تو ہمارے پوتوں کے وقت میں دنیا اس سے کہیں زیادہ ناخوشگوار ہو جائے گی جتنی اس وقت ہے، سائنس بے شک بہت سی مشکلات کا تدارک کر سکتی ہے وہ ویران صحراؤں میں آبپاشی کر کے انہیں قابلِ زراعت بنا سکتی ہے جنگلات کو کاٹ کر جو آج کل کوئی پیداوار نہیں دیتے، انہیں کھیتوں میں تبدیل کر سکتی ہے لیکن یہ سب کچھ بھی محض عارضی اور جزوی حل ہوگا۔ بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ اگر پیدائش پر کنٹرول نہ کیا گیا تو انسان کی افزائش نسل سارے ہی میسر وسائل کو کھا جائے گی"

کس قدر ہولناک منظر پیش کیا گیا ہے، گویا خدا کی خدائی میں جس قدر اسباب و وسائل انسانی زندگی کے قیام کے لئے میسر آ سکتے ہیں وہ سب کے سب ایک دو نسلوں کے بعد ختم ہو جائیں گے، اس لئے انسانی زندگی کے لئے یہ ضروری ہے کہ نسل کشی کے ذریعہ سے آئندہ کی زندگی کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے، غور کیجئے کیا مصیبت ہے اور کیا اس کا علاج تجویز کیا گیا ہے کیا حامیانِ ضبطِ تولید یا خاندانی منصوبہ بندی کے حامی یہ کہہ سکتے ہیں کہ افزائش نسل کو روکنا انسانی زندگی کے خاتمہ کا موجب ہوگا، زندگی اور موت تو انسان کے اپنے اختیار کی بات نہیں، اگر خاندانی منصوبہ بندی کے ماتحت ہر خاندان میں افزائش نسل کو ایک ایک دو دو بچوں تک محدود کر دیا جائے تو کیا یہ ممکن نہیں کہ وہ ایک ایک دو دو بچے کسی وقت میں نذرِ اجل ہو کر سارے خاندان کی بربادی کا موجب ہو جائیں کہ آئندہ اس خاندان میں اولاد ہو ہی نہ سکے ..... بیسیوں اس قسم کے واقعات آج بھی نظروں کے سامنے ہیں کئی خاندانوں کے نام و نشان محض اس وجہ سے مٹ گئے کہ اُن کے ہاں ایک ہی لڑکا یا لڑکی پیدا ہوئی جو بچپن یا جوانی میں نذرِ اجل ہو کر ماں باپ کو بڑھاپے میں بے اولاد کر گئی، اور اس طرح ماں باپ کے مرنے کے بعد خاندان ہی ختم ہو گیا اور ایسے بھی واقعات دیکھنے میں آتے ہیں، کہ بعض خاندانوں میں اولاد ہی نہیں ہوتی اور وہ بھی نام و نشان مٹ جاتے ہیں ..... موجودہ حالات میں اس قسم کے واقعات دنیا کی آبادی کے لحاظ سے .... ہوتے کے برابر ہیں، مگر جب خاندانی منصوبہ بندی کے ماتحت ضبط تولید کے ذریعہ سے نسل کشی کی جائے گی تو ظاہر ہے کہ دنیا کی آبادی جتنی کم ہوگی، موت فوت کے واقعات اس کمی کو اور زیادہ بڑھانے کا موجب ہوں گے اور اس طرح انسانی زندگی افلاس و فاقہ کشی کے ذریعہ نہیں تو نسل کشی کے ذریعہ ختم ہو جائے گی۔

حقیقت یہ ہے کہ اسباب و وسائل زندگی کی کمی کا خطرہ محض خدا تعالےٰ پر عدم ایمان کا نتیجہ ہے، کروڑ ہا سال اس دنیا کو پیدا ہوئے گذر گئے، اس زمانہ میں بھی جب کسی ایک ملک کا دوسرے ممالک سے کوئی رابطہ نہ تھا، اور ہر ملک کی آبادی اپنے ہی ملک کی پیداوار پر گذر بسر کرتی تھی، کئی ممالک میں آبادی کے زیادہ ہونے کے باوجود وسائل زندگی میں بھی اضافہ ہوتا چلا گیا، اور یہی حال آج بھی ہے، جب تمام دنیا ایک ملک بن چکی ہے اور نہ صرف کسی ایک ملک کی کمی خوراک کے وسائل دوسرے ممالک کی فاضلہ پیداوار سے پورے ہو جاتے ہیں بلکہ ہر ملک کی اپنی پیداوار بھی آبادی کے ساتھ ساتھ دن بدن بڑھتی جا رہی ہے، اور ابھی ایسے خطے موجود ہیں جن میں پیداوار کو اور زیادہ بڑھایا جا سکتا ہے اور بڑھایا جا رہا ہے، مسٹر ہکسلے کے نزدیک یہ عارضی اور جزوی حل ہے، لیکن جس خدا نے انسان کو پیدا کیا، وہ یقیناً اس بات کی قدرت رکھتا ہے .... کہ جب تک سطح ارضی پہ انسانی زندگی کو وہ قائم رکھنا چاہتا ہے، اس کے اسباب و وسائل کو بھی اس کی آبادی کی نسبت سے بڑھاتا چلا جائے۔

غور کیجئے آج سے ہزاروں سال پہلے مکہ کی سرزمین کا کیا حال تھا، ایک بے آب و گیاہ ریگستان، جہاں انسانی آبادی یا وسائل زندگی کی پیدائش ایک ناممکن امر خیال کیا جا سکتا تھا، اس بے آب و گیاہ ریگستان میں جب ہاجرہ اور اسمٰعیل کے وجود سے انسانی زندگی نے جنم لیا تو وسائل بھی میسر آنے شروع ہو گئے اور جوں جوں آبادی بڑھتی چلی گئی، یہ وسائل بھی ترقی کرتے چلے گئے، یہاں تک کہ آج وہی بے آب و گیاہ ریگستان نہ صرف تمام دنیا کی پیداوار سے متمتع ہو رہا ہے بلکہ خود اس زمین کے اندر سے دولت کے وہ چشمے اُبل رہے ہیں جو تیل کی صورت میں تمام دنیا کو سیراب کرتے اور نقدی کی صورت میں مفلس اور فاقہ کش عربوں کو مالا مال کر رہے ہیں۔

یہی صورت حال کم و بیش ہر ملک میں آبادی کے تناسب میں اضافہ کے ساتھ ساتھ پیدا ہو رہی ہے، اور یقیناً اللہ تعالےٰ اپنی مخلوق کی زندگی کے لئے ان وسائل و اسباب کو ختم نہیں ہونے دے گا جو اس کے قیام کا موجب ہیں، اسی لئے اس نے اپنی کتاب پاک میں کھلے لفظوں میں یہ ہدایت دی ہے کہ لا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق نحن نرزقھم وایاھم (الانعام رکوع ۱۹) ..... اپنی اولاد (یا آئندہ نسلوں) کو افلاس کی بناء پر ہلاک مت کرو ہم ہی تم کو بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی دیں گے، ایک اور جگہ فرمایا ولا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق نحن نرزقھم وایاکم (بنی اسرائیل رکوع ۴) اپنی اولاد (یا آئندہ نسلوں) کو افلاس کے خوف سے ہلاک مت کرو ہم ہی ان کو رزق دیں گے اور تم کو بھی ہم ہی دیتے ہیں۔

پھر ایک اور جگہ یہاں تک فرمایا کہ قد خسر الذین قتلوا اولادھم سفھا بغیر علم وحرموا ما رزقھم اللہ افتراءً علی اللہ (الانعام رکوع ۱۶) یقیناً وہ لوگ خسارہ میں ہیں جنہوں نے اپنی اولاد کو محض حماقت سے بغیر تحقیق علم کے ہلاک کر دیا اور جو رزق اللہ تعالےٰ نے انہیں دیا تھا، خدا تعالےٰ پہ افترا باندھ کر (کہ آئندہ وہ نہیں ملے گا) اپنے اوپر حرام کر لیا۔

کیا یہ آیات موجودہ صورت حالات کا صحیح نقشہ نہیں کھینچتیں، کیا ہکسلے اور اس کے حامیوں کا حال ان میں بیان نہیں کیا گیا جو خدا تعالےٰ پر افترا اور بدظنی کر کے اور اسے بھلا دیتے ہوئے رزق کی کمی کا خدشہ پیش کر کے قتل اولاد یا نسل کشی کی تعلیم دیتے ہیں؛ افسوس ہے کہ یہ وبا صرف غیر اسلامی ممالک ہی میں نہیں بلکہ پاکستان اور دوسرے اسلامی ممالک میں بھی پھیلتی چلی جا رہی ہے، اور حکومت کی سرپرستی میں پھیل رہی ہے، جس کے انسداد کا خیال نہ کسی بڑے سے بڑے مذہبی عالم کو ہے اور نہ کسی اور حامی انسانیت کو، کاش اس سے پیدا ہونے والے خطرات کی طرف جلد از جلد توجہ کر کے انہیں دور کرنے کی کوشش کی جائے۔

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا ؎ گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

تبلیغی خطوط و کتابت

اس عنوان کے تحت ان خطوط کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے جو انجمن کی تبلیغی ڈاک کے جواب میں موصول ہوتے ہیں :-

کیلیفورنیا (امریکہ)

ترجمہ خط از ریورنڈ ایچ اے چانگ بیشپن کیلیفورنیا (امریکہ)

تسلیم

آج صبح مجھے تین رجسٹرڈ پارسل جن میں آٹھ کتب تھیں صحیح وسلامت مل گئے بہت بہت شکریہ یہ کتب سیرت تعلیمات اور خلفاء حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قرآن شریف اور حدیث و دیگر اسلامی مضامین پر مشتمل تھیں۔ میں انجمن کا اور معطی حاجی محمد عثمان صاحب کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ہم آج انٹرنیشنل اور انٹر کلچرل تعاون کے دور میں سے گذر رہے ہیں جن کی بدولت ہم علمی طور پر ایک دوسرے کے قریب ہو گئے ہیں۔

جتنا ہم مذاہب عالم کا سنجیدگی سے مطالعہ کریں گے اتنا ہی ہم آسانی سے اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ باہم دوستانہ تعلقات کے قائم کرنے اور ایک دوسرے کے شریک رہ کر باہم اعتماد پیدا کرنے کا یہی ایک ذریعہ ہے۔

کسی مذہب کے متعلق علم حاصل کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ بانئے مذہب کے خود اپنے کلمات اور نوشتوں کو پڑھا جائے اُن کے خلفاء کے کردار کو دیکھا جائے۔ اور یہ بھی دیکھا جائے کہ موجودہ زمانہ میں وہ کہاں تک اپنے قول وفعل میں توازن قائم کئے ہوئے ہیں اور تعلیم قائد پر کہاں تک کاربند ہیں۔

میں کامل یقین رکھتا ہوں اور اس بات کا اظہار کرتے میں مجھے کوئی حجاب نہیں کہ مولٰنا محمد علی (رح) کا نام دنیائے مذاہب میں آج بڑے بڑے ماہرین مذاہب کے شانہ بشانہ تاریخ عالم میں زندہ رہے گا۔

انہوں نے بڑی کاوش اور ریسرچ کے بعد اسلام کو مغرب میں اور عیسائیت کو مشرق میں بڑے حسن و خوبی سے پیش کیا ہے۔

مجھے امید کامل ہے کہ ان دو عظیم الشان مذاہب کے درمیان دوستانہ گفتگو کے مواقع پیدا ہو گئے ہیں یہ ہر دو مذاہب اس وقت اقوام عالم کے دلوں کو روشنی بخشنے میں اور ان کے اخلاق و اعمال کی تربیت میں مذہبی نقطہ نظر سے بے حد کوشش میں لگے ہوتے ہیں۔

مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری باہمی منافقت منافرت اور مصائب ہمارے ایک دوسرے کو نہ سمجھنے سے پیدا ہوئے۔

ان دونوں مذاہب میں کبھی اتفاق اور محبت نہیں پیدا ہوسکتی جب تک کہ ہر دو مذاہب کے نمائندہ اور دو دل رکھنے والے بزرگ آگے بڑھکر ایک دوسرے کو سمجھنے کے لئے عوام کی دیانتداری سے راہنمائی نہ فرمائیں۔

اگر ہمیں اس بات کا صحیح صحیح علم ہو جائے کہ دونوں مذاہب اپنے اقوال اور افعال میں کہاں تک ہم آہنگ ہیں تو پھر یہ بات بڑی آسانی سے پایہ تکمیل کو پہنچ جائیگی کہ ان اہم اقدار کو جسے دین فطرت نے ہمارے سامنے رکھا ہے پورا پورا محفوظ کر لیں گے۔ ناپسندیدہ باتوں سے احتراز کریں گے اور غیر متبدل ابدی صداقتوں پر زور دیں گے اور ایک دوسرے کے تعاون سے ایسی سوسائٹی تعمیر کریں گے جو پائیدار ہوگی اور تمام مذاہب مذہب فطرت کو ترتیب دینے میں اپنا اپنا نظریہ اور بہترین حصہ ادا کریں گے اور خدا تعالےٰ خالق کل کی رضا اور خلق کائنات کی اغراض اور انسان کے فرائض اور منزل مقصود کی نشاندہی کریں گے۔

مجھے اعتماد کامل ہے کہ یہ کتب جن کو نہایت قابل قدر اور اسلام کے ممتاز نمائندہ مولٰنا محمد علی (رح) نے تصنیف فرمایا ہے مذکورہ بالا مدعا کے حصول میں بہت کار آمد ثابت ہوں گی۔

آپ کے لئے یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ مجھے لوگوں کے اصرار پر چند گرجا گھروں میں کئی ماہ متواتر مشرق وسطیٰ کے اہم مسائل پر لکچر دینے پڑے ہیں۔ میں نے اس بات پر زور دیا کہ مڈل ایسٹ کے مسائل سمجھ میں نہیں آئیں گے جب تک اسلام کو جس کا دامن پاکستان سے مراکو تک اور استنبول سے نائیجیریا تک پھیلا ہوا ہے نہ سمجھا جائے

آؤ ہم سب مل کر اللہ تعالےٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمارے جذبات کی اپنی کامل حکمت سے تربیت فرمائے اور اپنی پاکیزہ تاثیرات سے ہمارا تزکیہ نفس فرمائے اور اپنے مضبوط ارادے سے ہمارے ارادوں میں مضبوطی بخشے تاکہ ہم اس ایٹم زدہ دنیا میں پھر سے انصاف امن اور عالمگیر اخوت پیدا کریں۔

میں پھر آپ کے ان نہایت قیمتی تحائف پر آپ کا اور معطی صاحب کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔

اللہ تعالےٰ آپ پر رحم فرمائے۔ امن سے رکھے اور محبت اور آشتی کا آپ سے معاملہ کرے

آمین

نوٹ :- انہیں ایک نہایت عمدہ خط اور کچھ اور لٹریچر بھیجا جا رہا ہے۔ (غلام قادر)

فلپائن

مہربان من - آپ کی ارسال کردہ کتب مجھے مل گئی ہیں۔ میں اس خوشی کو بیان نہیں کر سکتا جو مجھے ان کتب کے ملنے سے ہوتی ہے۔

میں آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتی ہوں اور اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ میرا کتب کے متعلق جو انتظار تھا وہ ختم ہو گیا ہے، اور جس چیز کا میں بڑے شوق سے انتظار کر رہی تھی وہ چیز (کتب) مجھے مل گئی ہے۔ ورنہ میں تو مایوس ہو گئی تھی۔

میری سہیلی خدیجہ الوتازل کو تو کتب مجھ سے بہت پہلے پہنچ گئی تھیں۔ اسے اس عرصہ میں دو دفعہ پارسل لٹریچر کے ملے ہیں۔ مگر میری دوسری سہیلی سارا غلام الدین کو کوئی کتاب نہیں ملی (اس خاتون کو لکھدیا ہے کہ انہیں ۸ $\frac{11}{58}$ کو رجسٹرڈ پارسل بھیج دیا گیا ہے اور یہ کہ اپنے ڈاکخانہ سے دریافت کریں تاہم انہیں ٹریکٹ بھیجے جا رہے ہیں)

میں نے بڑے شوق سے ان کتب کا مطالعہ شروع کر دیا ہے۔

میں تنہائی میں بیٹھکر کتب کا مطالعہ کر رہی ہوں میں آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتی ہوں۔

ہول قرآن اور آپ کے ارسال کردہ لٹریچر نے مجھے ذکر الٰہی کی طرف بہت متوجہ کر دیا ہے اور میرے علم میں اضافہ کر دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کی انجمن پر بہت بہت برکات نازل فرمائے۔

رمضان آرہا ہے بہت برکات کا مہینہ ہے میں اس میں آپ لوگوں کے لئے دعا کروں گی۔

میں ہوں آپ کی تابعدار

ابنہ محمد - فلپائن

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر سلیمان بالوگن ایشیا نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں دلی شکریہ کے ساتھ مفصلہ ذیل کتب کی رسید سے آپ کو مطلع کرتا ہوں :-

(۱) علما مصر کی ڈینہ آف جیزز کرائسٹ
(۲) ہز ہولی نیس ایکسرلیز ماز مرزا معصوم بیگ
(۳) ٹیچنگز آف اسلام - مصنفہ مرزا غلام احمد علیہ السلام
(۴) کال آف اسلام - مصنفہ مولٰنا محمد علی رح
(۵) براہین احمدیہ مصنفہ مرزا غلام احمد علیہ السلام

یقیناً ان کتب کو میں روحانی عطیہ سمجھتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اپنی بیش بہا نعماء اور برکات سے آپ کے ادارہ کو اور کام کرنے والوں کو نوازے نہ صرف اس دنیا میں بلکہ بعثت بعد الموت میں بھی

الغرض میں ہر اس اسلامی ادارہ کے لئے دست بدعا ہوں جو خدمت اسلام میں مصروف ہے

(انہیں قرآن شریف بغیر ٹیکسٹ اور دیگر لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔

(غلام قادر)

قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت اور اسکے بے نظیر نظریات و تعلیمات

قرآن کا اثر دوستوں اور دشمنوں کے دلوں پر

خطبۂ جمعہ مؤرخہ یکم مئی ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

وما کان ھذا القرآن ان یفتریٰ من دون اللہ

قرآن کریم کی بے نظیر تعلیمات

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صداقت کی دلیل میں اس قرآن کو پیش کیا ہے ایک جگہ اس مضمون کو یوں بیان کیا ہے یٰسٓ والقرآن الحکیم۔ اے محمد رسول اللہ یہ کتاب جو حکمت بھری ہے، اس بات کی دلیل ہے کہ تو خدا کی طرف سے ہے۔ اس واسطے کہ اس کے اندر ایسی تعلیمات ہیں جو دوسری کسی کتاب میں نہیں، اس کے نظریئے عالمگیر ہیں، کسی اور کتاب میں یہ نظریئے نہیں اس لئے کہ وہ کتابیں خاص قوموں کے لئے تھیں یہ کتاب ایسی تعلیم لائی ہے جو سب زمانوں اور تمام قوموں کے لئے ہے ما کان ھذا القرآن ان یفتریٰ من دون اللہ۔ خدا کے سوائے کوئی انسان ایسی کتاب نہیں بنا سکتا۔ اس قسم کی کتاب جیسا کہ قرآن ہے ممکن نہیں کہ خدا کے سوائے کوئی دوسرا دے سکے، اور ایسی حکمت بھری تعلیم لا سکے۔ اس کتاب نے وہ اعتقادات پیش کئے ہیں جو کسی دوسری کتاب میں نہیں ملتے۔

ہندو مذہب کی تنگ نظری

ہمارا ہمسایہ ہندوستان یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اسکا ملک خدا کی دھرتی ہے اور خدا کی دھرتی سے باہر سب ملیچھ ہیں، آج بھی اس قوم کا یہی مذہب ہے کہ جو شخص ہندو قوم میں پیدا نہیں ہوا وہ اچھوت ہے اور وید ساری قوموں کے لئے نہیں، اچھوت اس کتاب کو نہیں پڑھ سکتے۔ اگر کسی شودر کے کان میں وید کی کوئی شرتی پڑ جائے تو اس کے کان میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے، معلوم ہوا وید خدا کو بطور رب العالمین پیش نہیں کرتا۔

یہودیوں کی تنگ خیالی

ایسا ہی یہودی قوم جو بڑی طاقت والی ہے، اس کے جج ہیں، بیرسٹر ہیں، ڈاکٹر ہیں، علم و فضل میں یہ قوم بڑھی ہوئی ہے اس کا یہ اعتقاد ہے کہ صرف وہی خدا کی برگزیدہ قوم ہے اور نجات صرف اسی کے لئے مختص ہے۔

اسلام کی وسیع النظری

لیکن اسلام کے نظریات تمام دنیا کے لئے ہیں اس میں کوئی پنڈت اور پروہت نہیں نہ اس کے نزدیک نجات کسی خاص قوم کے لئے ہے، حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا لا فضل لعربی علی اعجمی ولا لاعجمی علی عربی عربوں کو عجمیوں پر کوئی فضیلت نہیں نہ عجمیوں کو عربوں پر کوئی فضیلت ہے۔ آج تو ہٹلر نے کہا ہے کہ جرمن قوم ہی خدا کی برگزیدہ ہے اور امریکہ نے کہا کہ کوئی کالا آدمی سفید آدمی کے برابر نہیں لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک صرف وہی قوم قابل عزت ہے جو خدا خوفی رکھتی ہے اسی لئے فرمایا ما کان ھذا القرآن ان یفتریٰ من دون اللہ کوئی انسان اپنی طرف سے یہ قرآن نہیں بنا سکتا، تمام دنیا کی قوموں کے لئے یہ اعتقاد اور نظریئے پیش کرنا صرف اس کتاب کا خاصہ ہے۔

قرآن کا چیلنج

اسی لئے فرمایا ہے ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداءکم ان کنتم صٰدقین۔ اگر تمہیں اس بات میں شک ہے کہ یہ کتاب اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہے تو اس جیسی کوئی سورت بنا لاؤ، اگر تمہارا خیال ہے کہ یہ محمد رسول اللہ کا کلام ہے اور وہ محض ایک معمولی انسان ہے تو سب انسان مل کر اس کی کتاب جیسی کتاب تیار کر کے دکھاؤ۔ جو چیز ایک اکیلے انسان کے لئے ممکن ہے وہ تمہاری ساری قوم کے لئے کیوں ممکن نہیں، تمہارا عجز ظاہر کرتا ہے کہ یہ کلام انسان کے دماغ کا اختراع اور افترا نہیں ہے۔ یہ وہ چیلنج ہے جس کا کوئی جواب آج تک کسی سے بن نہ آیا سارے عرب میں سے ایک بھی ایسا شخص پیدا نہ ہوا جو اس کا مقابلہ کرتا۔ اگر انکے بس کی بات ہوتی تو وہ ایسا کر گذرتے، وہ شاعر تھے۔ ان میں بڑے بڑے فصیح اللسان آدمی بھی تھے، کہتے ہیں سورۃ الکوثر کسی نے لکھ کر خانہ کعبہ پر لٹکا دی، اسکو پڑھ پڑھ کر وہ حیران ہوتے تھے آخر کار کسی نے اس کے نیچے لکھ دیا:-

ما ھذا قول البشر

یہ کسی انسان کا کلام نہیں

ایک بہت بڑے عرب شاعر پر قرآن کا اثر

اسی طرح ایک نہایت مشہور شاعر جن کا نام عمرو بن الطفیل تھا مکہ میں آیا وہ بہت لائق فائق تھا، اور اس کی بہت بڑی شہرت تھی۔ مکہ کے لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے، ان کو خوف تھا کہ کہیں محمد رسول اللہ صلعم کی باتیں سن کر اُن سے متاثر نہ ہو جائے، اس لئے اسے یہ کہکر متنفر کرنا چاہا کہ اس شخص نے بڑا فساد ڈال رکھا ہے، گھر گھر میں فساد ہے کہیں باپ مسلمان ہے تو بیٹا اس کے مخالف۔ بیٹا مسلمان ہے تو باپ مخالف، گھر کا ایک ایک فرد باہم مخاصمت رکھتا ہے، جو شخص اس کی باتیں سنتا ہے متاثر ہو جاتا ہے، اس لئے اس کے پاس نہ جانا چاہیئے۔ اس نے خیال کیا کہ اسکو جا کر دیکھنا تو چاہیئے، لیکن اس خیال سے کہ اس کی باتیں کان میں نہ پڑیں، اس نے کانوں میں روئی ٹھونس لی اس کا بیان ہے مازالوا یخوفونی حتی سددت اذنی کرسفا وہ مجھے ڈراتے رہے، اس لئے میں نے کانوں میں روئی رکھ لی لما دخلت المسجد رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم قائما یصلی جب میں خانہ کعبہ میں داخل ہوا تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اُس وقت خانہ کعبہ میں عبادت کر رہے تھے۔ میں اُن کے قریب ہو گیا۔ تو ایسا ہوا کہ باوجودیکہ میرے کانوں میں روئی تھی لیکن میرے کان میں اچھے کلمات کی آواز پہنچی، وہ نہایت اعلےٰ درجہ کا کلام تھا، پھر حضرت وہاں سے نکل گئے فاتبعتہ اور میں پیچھے پیچھے ہو لیا فلما دخل بیتہ دخلت معہ اور جب آپ اپنے گھر میں داخل ہوئے تو میں بھی داخل ہو گیا فعرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الاسلام۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اسلام کی دعوت دی وہ کہتا ہے ما رایت کلاما احسن منہ ولا امرا اعدل منہ میں نے اس سے بہتر کلام نہیں سُنا، میرا دل اس کلام سے پکڑا گیا، اور میں نے کہا اسلام حق ہے اور اسی جگہ کلمہ پڑھ لیا، پھر اس نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں عرض کی انا شاعر لبیب وانا مطاع فی قومی، میں لبیب شاعر ہوں اور اپنی قوم کا سردار ہوں۔ وہ میری اطاعت کرتے ہیں، میں اپنی قوم میں جا کر انہیں اسلام کی تبلیغ کروں گا۔ کچھ عرصہ بعد وہ پھر آیا، اس وقت حضرت مدینہ میں تھے، عرض کی کہ اسی (۸۰) خاندان قوم دوس سے مسلمان ہو چکے ہیں، ہم حضور کے دائیں بائیں ہو کر مصروف جہاد ہوں گے۔ ......

...... چنانچہ انہوں نے حضرت صلعم کے ساتھ جنگوں میں بھی حصہ لیا، یہ اثر ہے قرآن شریف کا، ایسے ایسے قابل ترین انسانوں پر قرآن نے اثر کیا ہے، کہ جن پر گمان نہ ہو سکتا تھا،

عتبہ بن ربیعہ پر قرآن کا اثر

عتبہ بن ربیعہ مکہ میں بہت بڑا آدمی تھا، اس نے دیکھا کہ آپ کا اثر بڑھتا جا رہا ہے، اس نے قوم کو جمع کیا اور کہا کہ اگر

اجازت دو تو میں محمد (صلعم) کے پاس جاؤں اور اسے سمجھاؤں، لوگوں نے پسند کیا، چنانچہ وہ گیا، زرقانی شریعت حضور کی سیرت کی کتاب ہے۔ اس میں مفصل مکالمہ درج ہے۔ لکھا ہے کہ جب وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو کہا کہ اگر آپ پسند کریں تو سیم و زر کا ڈھیر آپ کے سامنے لگا دیا جائے، آپ جس قدر چاہیں لے لیں، اگر آپ بادشاہ بننا چاہیں تو تمام عرب آپ کو اپنا بادشاہ بنانے کے لئے تیار ہے اور اگر چاہیں تو عرب کی خوبصورت ترین عورت سے آپ کی شادی کر دی جائے یہ سب کچھ ہم ماننے کے لئے تیار ہیں لیکن صرف اتنا چاہتے ہیں کہ ہمارے بتوں کی اتنی مذمت نہ کریں، لکھا ہے اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ حٰم السجدہ کا پڑھنی شروع کی، اور جب آپ اس آیت پر پہنچے فان اعرضوا فقل انذرتکم صاعقۃ مثل صاعقۃ عاد وثمود تو اس نے کہا کہ بس کیجئے، اور واپس جا کر اپنے مکان میں بند ہو کر بیٹھ گیا لوگ اس کے پاس گئے، تو اس نے کہا کہ جو کلام وہ سناتا ہے وہ بے نظیر ہے۔

حضرت عمرؓ پر قرآن کا اثر

اسی طرح حضرت عمر رضہ پر کلام مجید کا اثر ہوا، وہ حضور صلعم کو قتل کرنے کے لئے جا رہے تھے کسی نے کہا تلوار لئے پھرتے ہو، اپنی بہن بہنوئی کی تو خبر لو، یہ سن کر وہ اپنی بہن کے گھر گئے، وہاں قرآن پڑھا جا رہا تھا، پہلے اُن پر کچھ تشدد کیا، پھر کہا کہ جو کچھ پڑھ رہے تھے، وہ سناؤ، انہوں نے کچھ سورتیں سنائیں اس سے دل پر اثر ہوا اور نبی کریم صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے۔

نجاشی شاہ حبش پر قرآن کا اثر

اسی طرح نجاشی پر قرآن کا اثر ہوا، جب حضرت جعفر طیارؓ اور بعض دوسرے مسلمان مکہ والوں کی اذیت سے تنگ آ کر حبشہ چلے گئے تو دو آدمی ان کے پیچھے گئے اُن میں سے ایک سعد بن وقاص تھے جو بعد میں مسلمان ہو گئے انہوں نے نجاشی سے کہا کہ یہ ہمارے بھگوڑے ہیں، انکو ہمارے حوالے کر دیا جائے، نجاشی نے مسلمانوں کو بلایا اور اُن سے پوچھا کہ یہ دو آدمی جو کچھ کہتے ہیں کہاں تک سچ ہے، حضرت جعفرؓ نے اس کے جواب میں کہا اے بادشاہ ہم وہ لوگ ہیں کہ جو بت پرستی کرتے تھے۔ مردار کھاتے تھے، شراب پیتے تھے، جوا کھیلتے اور بدکاریاں کرتے تھے، ایک شخص ہم میں کھڑا ہوا اس نے ہمیں ان برائیوں سے چھڑا دیا اور خدا کی یاد میں لگا دیا، ان دونوں آدمیوں نے عیسائی بادشاہ کو اشتعال دلانے کے لئے کہا کہ یہ لوگ حضرت عیسٰے کو نہیں مانتے، حضرت جعفرؓ نے اس کے جواب میں سورۃ مریم کی تلاوت کی، جب وہ اس آیت پر پہنچے انی عبد اللہ اتانی الکتاب وجعلنی نبیا، تو اس پر نجاشی نے ایک تنکا اُٹھا کر کہا کہ۔۔۔۔حضرت عیسٰے کی زبانی اس آیت میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ اس تنکا کے برابر اس سے بڑھکر نہ تھے۔

قرآن کے متعلق عیسائی دشمنوں کا علمی اعتراف

یہ تھا قرآن کا اثر، آج اس زمانہ میں ہم نے اپنی آنکھوں سے یہ معجزہ دیکھا ہے کہ یورپ کے لوگ اس قرآن کو سن کر مسلمان ہو رہے ہیں، اور یورپ میں قرآن کا سکہ بیٹھتا جاتا ہے ـــــ علاوہ ازیں عیسائی دشمنوں کا ایک اہم علمی اعتراف قرآن کے حق میں ہے کئی عیسائیوں نے عربی زبان کی ڈکشنریاں لکھی ہیں، ان سب نے بالالتزام اس بات کو اپنے سامنے رکھا ہے، کہ الفاظ کے معانی کرتے ہوئے قرآن کی آیات کو بطور سند پیش کرتے ہیں۔ وہ اس بات کے قائل ہیں کہ اس کے الفاظ، اس کے فقروں کی بناوٹ، اس کی گرامر اور صرف نحو اور اسلوب بیان نہایت اعلےٰ درجہ کا ہے، یہ جاہلوں کی قوم بڑی خطرناک قوم ہے، وہ قرآن کے دین کو مٹانا چاہتے ہیں۔ اگر قرآن میں کوئی کمی ہوتی، تو کبھی اس کا اعتراف نہ کرتے۔

قرآن چوٹی کی کتاب

جرمنی میں قرآن پر بہت کچھ لکھا گیا ہے، ایک جرمن پروفیسر Hermann نے لکھا ہے کہ اگر دنیا کی ساری عربی کتابوں کو جمع کیا جائے تو قرآن ایسی کتاب ہے جو سب کے اوپر چوٹی پر رکھی جائے گی۔

توریت انجیل کی فرسودہ زبان اور نظریات

اس کے مقابلہ میں توریت اور انجیل کی زبان پرانی ہو گئی۔ ویدوں کی زبان کو کوئی سمجھتا ہی نہیں، ان کے پیش کردہ نظریات بھی فرسودہ ہیں اور زبان بھی اسی قسم کی ثابت ہوئی ہے۔ توریت و انجیل کے ترجموں میں آئے دن اصلاحیں کی جاتی ہیں اور یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں فلاں جگہ ترجمہ میں غلطی ہو گئی، فلاں فلاں آیت پہلے موجود نہ تھی، بعد میں لکھی گئی۔

قرآن کی زبان اور نظریات پر زمانہ کا اثر نہیں

لیکن قرآن کی فصاحت و بلاغت اور اس کی زبان آج چودہ سو سال کے بعد بھی وہی ہے جو پہلے تھی، اس کے قوام میں چودہ سو سال نے کوئی اثر پیدا نہیں کیا، اور نہ ہی اس کے عالمگیر نظریات جھٹلائے جا سکتے ہیں، ان حقائق و شواہد نے ثابت کر دیا ہے ما کان ھٰذا القرآن ان یفترٰی من دون اللہ، یہ بات پختہ ہے کہ خدا کے سوائے کوئی اور ایسا کلام نازل کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر

حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر اکابر ملت بفضلہ تعالےٰ بخیر و عافیت اور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

میاں عبدالمنان عمرؔ

حکیم عبدالوہاب صاحب فرزند حضرت مولانا نورالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :ـــ

"میاں عبدالمنان عمر خلف حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کو مسوڑے میں ورم ہو گیا۔ اس کے علاج کے لئے سلفا استعمال کی گئی۔ اس کے ساتھ شاید پانی کا استعمال کم ہوا ساتھ ہی درد گردہ کی تکلیف ہو گئی۔ نئے شروع ہو گئی اور گردوں نے کام کرنا بند کر دیا تین دن پیشاب بالکل بند رہا اس حالت میں ملٹری ہسپتال واہ چھاؤنی میں داخل کیا گیا۔ لفٹننٹ کرنل صدیقی اور لفٹننٹ کرنل ملک نے بہت توجہ سے علاج کیا۔ خون آمیز پیشاب آتے رہا۔ حالت بہت تشویشناک تھی۔ مگر اللہ تعالےٰ نے فضل کیا۔ اب مکرم مولوی صاحب ہسپتال سے ڈسچارج ہو کر گھر آ گئے ہیں۔ جن احباب نے اُن کے لئے دُعا کی ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں"

شادی

محترم ناصر احمد صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ہماری جماعت کے ایک مخلص نوجوان صلاح الدین ناصر خان چوہدری خلف الرشید خانبہادر چوہدری ابوالقاسم خان چوہدری مرحوم آف بنگال کی شادی خانہ آبادی کی تقریب ۲۹ اپریل ۱۹۵۹ء بروز بدھ بمقام بوگرا (مشرقی پاکستان) عمل میں آئی ان کا نکاح مبلغ پانچ ہزار روپیہ مہر پر مسماۃ ساجدہ بیگم بنت ابوسالک صاحب آف بوگرا کے ساتھ ۲۹ اپریل کو بمقام بوگرا پڑھا گیا، دوستوں سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کی دعا کی درخواست ہے۔

جلسہ اطفال الاحمدیہ

شیخ محمدی ضلع پشاور سے سعید احمد صاحب لکھتے ہیں :ـــ

"مورخہ ۲۶ اپریل کو احمدیہ مسجد میں اطفال الاحمدیہ کا جلسہ منعقد ہوا۔ پروفیسر عبداللطیف صاحب کی غیر حاضری کی وجہ سے محمود احمد ملک صاحب نے صدارت کے فرائض انجام دیئے۔ سعید احمد شاکر نے تلاوت قرآن پاک کی پھر گذشتہ جلسے کی رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ اس دفعہ جلسہ بہت کامیاب رہا بچوں نے زیادہ تعداد میں شرکت کی تھی اس کے بعد مرزا فردوس احمد صاحب استاد جماعت نے حضرت مسیح موعودؑ کے اشعار سے محفل کو محظوظ کیا، پھر مختار احمد نے سورۃ الفرقان کا آخری رکوع خوش الحانی سے پڑھا۔ شریف احمد نے سورۃ والشمس کی تلاوت کی پھر بچوں نے اپنے مضامین پڑھ کر سنائے۔ آخر میں صدر صاحب نے اپنے فیصلے کا اعلان کیا جس میں بڑے لڑکوں میں سے مختار احمد فسٹ۔ شریف احمد ۲م

۲م سیکنڈ اور چھوٹے لڑکوں میں سے منظور احمد فسٹ اور ایک چھوٹی سی لڑکی بنام (چاندبی بی) سیکنڈ قرار دی گئی۔ دونوں اطراف سے تھرڈ کا فیصلہ نہ ہو سکا۔ پھر صدر صاحب نے تمام بچوں میں انعامات تقسیم کئے، اس کے بعد قائم مقام صدر صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں بچوں کو چند مفید نصائح کیں، اور در ثمین کے اشعار یاد کرنے پر زیادہ زور دیا۔ اور بچوں کے استاد کو کچھ ہدایات دیں۔ پھر دُعا پر جلسہ برخواست ہوا

خاکسار

سعید احمد شاکر

انڈونیشیا میں جماعت احمدیہ لاہور کی تبلیغی سرگرمیاں

گذشتہ اشاعت میں ہم انڈونیشیا کے ایک معزز مہمان جناب پروفیسر محمدؐ ارشاد صاحب کی آمد اور قیام وغیرہ کے متعلق مرکزی جماعت کی سرگرمیوں کا مفصل حال بیان کر چکے ہیں ذیل میں ان تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈونیشیا کی طرف سے عمل میں آ رہی ہیں:-

انڈونیشیا میں تبلیغ اسلام کا کام سب سے پہلے ۱۹۲۴ء میں شروع ہوا جبکہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے جناب مرزا ولی احمد بیگ صاحب کو وہاں بھیجا گیا، مرزا صاحب ایک خاموش کارکن اور تبلیغ کا حقیقی جوش رکھنے والے محنتی اور سرگرم بزرگ تھے، انہوں نے لگاتار چودہ سال وہاں کام کیا اور اسلام کے متعلق ٹھوس تبلیغی لٹریچر پیدا کیا، ان کی محنت اور کوشش اور اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے وہاں ایک اچھی خاصی جماعت بن گئی جس کے کئی ممبر آج وہاں حکومت میں اعلےٰ عہدوں پر کام کر رہے ہیں۔ اس جماعت کے ایک سرگرم ممبر جناب ایچ۔ او۔ ایس۔ چوکرو امینوتو تھے، جو انڈونیشیا کے بہت ہی بڑے سیاسی لیڈر گزرے ہیں۔ یہ سب سے پہلے آدمی تھے جنہوں نے حضرت مولنا محمدؐ علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "کال آف اسلام" کا ترجمہ انڈونیشین زبان میں "دعوت عمل" کے نام سے شائع کیا۔ پروفیسر محمدؐ ارشاد صاحب کو جن کا تذکرہ گذشتہ اشاعت میں کیا جا چکا ہے انڈونیشیا میں دوسرے احمدی ہونے کا شرف حاصل ہے۔

اس وقت ذیل کے مقامات پر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈونیشیا کی ...... شاخیں انڈونیشیا میں کام کر رہی ہیں:-

(۱) جکارتا (۲) پوروکارتو (۳) جوگیاکارتا (۴) سولو (۵) سمارانگ (۶) ووتوسولو (۷) مادیون (۸) ملانگ۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈونیشیا کی مجلس عاملہ کے ارکان حسب ذیل ہیں:-

(۱)- جناب منہاج الرحمٰن جوجوسوگیتو - صدر
(۲)- جناب علی موردنی پرتوکوسیدمو - ڈپٹی صدر
(۳)- جناب سوئیپر یٹولو - نائب صدر
(۴)- جناب ڈاکٹر احمد محمد - جنرل سیکرٹری
(۵)- جناب سوئے نانتیا - سیکرٹری
(۶)- جناب کیلانا صاحب - خزانچی
(۷)- جناب کرنل محمد بہروم - ڈائرکٹر دارالکتب الاسلامیہ
(۸)- جناب پروفیسر محمدؐ ارشاد صاحب - پرنسپل مبلغ کالج
(۹)- جناب محمدؐ سپاری صاحب - - ممبر
(۱۰)- جناب سوئیہائی صاحب .. - "
(۱۱)- جناب سوئرو تو صاحب .. - "
(۱۲)- جناب سوشاڈی صاحب .. - "
(۱۳)- جناب مشہود صاحب - .. "
(۱۴)- جناب ابوالحسن صاحب .. - ممبر
(۱۵)- جنابہ منسز جوجوسوگیتو صاحبہ - "

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈونیشیا کے دو ماہنامے ہیں (۱) "الرسالہ احمدیہ" جو جناب موویدو صاحب کی ادارت میں نکلتا ہے، اور ماہنامہ "النور" جو جناب پروفیسر محمدؐ ارشاد صاحب کی ادارت میں نکلتا ہے۔

اس کے علاوہ پیری (PIRI) یعنی پرگرواآن اسلام ری پبلک انڈونیشیا (اسلامک ایجوکیشنل انسٹی ٹیوشن آف دی پبلک انڈونیشیا) کے نام سے ایک الگ ٹرسٹ ہے جو پرائمری، مڈل، ہائی اسکول اور ٹریننگ ٹیچرز کے چھ سال کے کورس کے چار اسکولوں کو چلا رہے ہیں۔ اب سے کچھ عرصہ پہلے یہ سارا انتظام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈونیشیا خود کرتی تھی لیکن حال ہی میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ سکولوں کو ایک الگ نظام کے ماتحت کر دیا جائے تاکہ انجمن کے اراکین کا زیادہ وقت اسلام کی کتب کی اشاعت اور تبلیغ کے کاموں کو وسعت دینے میں صرف ہو۔ ان سکولوں کو حکومت انڈونیشیا کی طرف سے سالانہ امداد ملتی ہے۔ پروفیسر محمدؐ ارشاد صاحب واپس پہنچکر مبلغ کالج اور دارالکتب اسلامیہ انڈونیشیا منظم طریق پر چلانے میں مصروف ہو جائیں گے۔

پروفیسر صاحب نے مندرجہ ذیل کتب کا ترجمہ کیا ہے:-

(۱)- "یاجوج ماجوج" مصنفہ مولانا محمدؐ علی صاحب مرحوم و مغفور (انڈونیشین زبان میں) یہ ترجمہ مکمل ہو چکا ہے اور عنقریب چھپنے کے لئے پریس میں بھیجدیا جائے گا۔

(۲)- "اسلام" مصنفہ لوگرووو (انڈونیشین زبان میں) یہ ترجمہ اقساط میں ماہنامہ "النور" میں شائع ہوتا رہا۔

(۳)- "مسیح موعود اور مہدی مسعود" اردو تصنیف حضرت مولنا محمدؐ علی صاحب مرحوم و مغفور جس کو شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے نے انگریزی میں ترجمہ کیا تھا (انڈونیشین زبان میں)

(۴)- "اسلام از ماڈرن" مصنفہ حضرت امیر قوم مولنا صدرالدین صاحب (انڈونیشین زبان میں)

(۵)- "فتح اسلام" مصنفہ حضرت مسیح موعودؑ (انڈونیشین زبان میں) یہ ترجمہ مکمل ہو چکا ہے، عنقریب طباعت کے لئے پریس میں چلا جائے گا۔

(۶) الوصیت از حضرت مسیح موعودؑ (انڈونیشین زبان میں) ترجمہ مکمل ہو چکا ہے۔

(۷)- "مارکسزم اینالائزڈ" ...... (MARKSISM ANALIZED) مصنفہ مولانا آفتاب الدین احمد مرحوم و مغفور (انڈونیشین زبان میں) یہ ترجمہ بھی مکمل ہو چکا ہے۔

(۸)- ان کے علاوہ واپس جا کر پروفیسر صاحب بیان القرآن تالیف حضرت مولنا محمدؐ علی صاحب مرحوم و مغفور میں مندرج قرآنی الفاظ کے معنی اور حواشی کا ترجمہ انڈونیشی زبان میں کریں گے جو ایک الگ کتاب کی صورت میں شائع ہوں گے۔ اور قرآن کریم کے طالب علموں کے لئے اس سے کافی سہولت پیدا ہو جائے گی۔

(۹)- احادیث نبوی تالیف حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور (انڈونیشین زبان میں) ترجمہ مکمل ہو چکا ہے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈونیشیا نے کئی کتب کے تراجم کر کے شائع کئے ہیں، اس سلسلہ میں یہ ذکر کرنا بیجا نہیں کہ جناب سودیو ودسا جماعت انڈونیشیا کے بہت ہی ممتاز مفکر اور عالم ہیں۔ زیادہ تر تراجم انہوں نے ہی کئے ہیں تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے:-

(۱)- انگریزی ترجمۃ القرآن کا ڈچ ترجمہ ۱۹۲۴ء میں شائع ہوا۔ دوسری جنگ عظیم میں جاپانی حاکموں نے بقیہ سٹاک قبضہ میں لے لیا۔ اس کو دوبارہ شائع کرنے کے متعلق غور کیا جا رہا ہے۔

(۲)- "ریلیجن آف اسلام" تالیف مولنا محمدؐ علی صاحب مرحوم و مغفور کا ترجمہ ۱۹۳۶ء میں ڈچ زبان میں شائع ہوا۔ اس کے بعد دوسری دفعہ ۱۹۵۵ء میں شائع ہوا۔ یہ ترجمہ اس وقت بھی دستیاب ہے اس کتاب کا انڈونیشین ترجمہ جلد ہی مکمل ہو جائے گا۔ اور طباعت کے لئے بھیجدیا جائے گا۔

(۳)- "محمد دی پرافٹ" مصنفہ حضرت مولنا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کا ڈچ ترجمہ پہلی دفعہ ۱۹۳۶ء میں شائع ہوا۔

(۴)- "ٹیچنگز آف اسلام" از حضرت مسیح موعودؑ کا ڈچ ترجمہ

(۵)- "انٹروڈکشن ٹو دی سٹڈی آف ہولی قرآن" تالیف حضرت مولنا محمد علی صاحبؒ کا ڈچ ترجمہ۔

(۶)- "دی برتھ آف جیسس" تالیف حضرت ڈاکٹر بشارت احمد کا ڈچ ترجمہ۔

(۷)- "مرزا غلام احمد دی مین" از مولنا یعقوب خاں صاحب کا ڈچ ترجمہ۔

(۸)- "سورسز آف کرسچینٹی" از حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم کا ڈچ ترجمہ۔

(۹)- "لا آف میرج ان اسلام" از مولنا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کا ڈچ ترجمہ۔

(۱۰)- "انسٹی ٹیوشن آف پرپشرہ" از حضرت مولنا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کا ڈچ ترجمہ۔

(۱۱)- "سیکرٹ آف ایگزسٹنس" (SECRET OF EXISTENCE) از حضرت خواجہ کمال الدین صاحب

مرحوم و مغفور کا ڈچ ترجمہ۔

جماعت انڈونیشیا کے دیگر علماء نے جو تراجم کئے ان کی تفصیل یہ ہے :-

(۱) - تحریک احمدیت حصہ اول از حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور (انڈونیشین زبان میں) جناب پروفیسر محمد ارشاد صاحب کے شاگرد رشید جناب مکرونی صاحب نے مکمل کیا۔

(۲) - ٹرو کنسیپشن آف احمدیہ موومنٹ از دو تصنیفات حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور رحمہ اللہ کا انگریزی ترجمہ شیخ محمد طفیل صاحب نے کیا تھا - اس کو انڈونیشین زبان میں الحاج منہاج الرحمٰن جوجو سوگیتو صدر جماعت احمدیہ انڈونیشیا نے ترجمہ کیا۔

(۳) - صدر محترم نے فیکٹس اباؤٹ احمدیہ موومنٹ کا ترجمہ بھی انڈونیشین زبان میں کیا ہے۔

(۴) - اس کے علاوہ صدر محترم نے قرآن مجید کے متن کا جاوی زبان میں ترجمہ کیا اور تفسیر کا ترجمہ جناب محمد منتی شریف مرحوم و مغفور نے کیا، یہ ترجمہ سال رواں کے آخر میں چھپ کر شائع ہو جائے گا۔

(۵) - قرآن مجید کا انڈونیشین زبان میں ترجمہ جناب محمد عبان صاحب کر رہے ہیں۔

(۶) - ٹیچنگ آف اسلام مصنفہ حضرت مسیح موعود کا جاوی زبان میں ترجمہ جناب الحاج منہاج الرحمٰن جوجو سوگیتو نے کیا ہے، اسی کتاب کا انڈونیشین زبان میں جناب وراسنتیا صاحب نے کیا ہے۔

(۷) - اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی کا ڈچ ترجمہ جناب محمد حسنی صاحب نے کیا ہے اور اس کا انڈونیشین ترجمہ جناب کیلان صاحب نے کیا ہے۔

(۸) - سیکرٹ آف ایگزسٹنس کا انڈونیشین ترجمہ جناب کوسندی صاحب کر رہے ہیں۔

یہ ہیں جماعت انڈونیشیا کی تبلیغی سرگرمیاں، ان سے ظاہر ہے کہ اس جماعت کے قریباً تمام ممبر خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے علم و فضل سے آراستہ اور خدمت دین کا شوق و ذوق رکھتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کے پیدا کردہ اسلامی لٹریچر کا انڈونیشیا کے تمام تعلیمیافتہ طبقہ کے دل و دماغ پر گہرا اثر ہے اور یونیورسٹیوں کے طلباء اسلام کا علم حاصل کرنے کے لئے انہی کتب کا مطالعہ ضروری سمجھتے اور ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

اس رپورٹ کو ختم کرنے سے پہلے یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ ہمارے معزز مہمان جناب پروفیسر محمد ارشاد صاحب کے احمدیہ بلڈنگس لاہور میں قیام اور دیگر سہولتوں کو بہم پہنچانے میں جناب فاضل رمضان صاحب آف ڈچ گیانا نے جس خلوص اور فراخ دلی کا ثبوت دیا وہ ہر طرح لائق تحسین اور قابل شکریہ ہے، دعا ہے اللہ تعالےٰ اس سعید نوجوان کے مقاصد دینی کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اسلام کی بیش از بیش خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام برٹش گائنا

(بسلسلۂ صفحہ اول)

انتظام نہایت قابل اشخاص یعنی میسرز الٰہی بخش بدلوٹی - میڈمز سلامت اور جمعہ بخش کے سپرد ہے۔

مسلم میرج آفیسرز

مولوی عبدالعزیز اسلامک کلچر سنٹر کے پیش امام اور مولوی محمد حسین غنی ڈپٹی پیش امام اسلامک کلچر سنٹر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی سفارش پر میرج افسر مقرر ہوئے ہیں، یہ تعیناتی میرج لا کے دفعہ ۲ کے ماتحت عمل میں آئی ہے۔

مسلم ٹائمز

برٹش گائنا میں مسلم ٹائمز جماعت احمدیہ کا آفیشل آرگن ہے۔ نئی دنیا میں مسلم ٹائمز واحد مسلم میگزین ہے، اور مسلم اور غیر مسلم اصحاب میں مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس میگزین کی اشاعت تین ہزار ماہوار ہے (اس میگزین میں حضرت صاحب اور دیگر اکابرین جماعت کے فوٹو بھی نکل چکے ہیں۔ غلام قادر) خواہشمند احباب پوسٹ بکس نمبر ۲۸۲ جارج ٹاؤن میں درخواست بھیجکر مفت میگزین حاصل کر سکتے ہیں، مارچ ۱۹۵۹ء کا رمضان نمبر پریس سے نکل چکا ہے۔

احمدیہ ومن ایگزلری

مجلس احمدیہ خواتین کو نئے سرے سے منظم کیا گیا ہے۔ نئی ممبران مجلس مفصلہ ذیل ہیں :-

محترمہ مسز خاتون دینالی پریذیڈنٹ

محترمہ مسز بنیشا کمال الدین اور
محترمہ حفیظہ نیلسن } وائس پریذیڈنٹس

محترمہ مس شیمون بخش سیکرٹری

محترمہ مس سلیمہ علی اسسٹنٹ سیکرٹری

محترمہ مسز سعود اقاسم خزانچی

مجلس انتظامیہ کی ممبر حسب ذیل ہیں :-

محترمہ میڈم شیراز خان

محترمہ میڈم عقیلہ ہارون

محترمہ میڈم ایم ای علی

محترمہ میڈم حسنا سلیمان

محترمہ میڈم حسن علی

عید پارسل

مجلس خواتین احمدیہ انجمن اشاعت اسلام عید کے تحائف تقسیم کرتی ہے، جملہ مسلمان اپنے تحائف احمدیہ انجمن پوسٹ بکس نمبر ۲۳۲ جارج ٹاؤن یا اسلامک کلچرل سینٹر نمبر ۵ نورتھ سٹریٹ اینڈ لوٹس ڈیڈ جارج ٹاؤن کو بھیج دیں۔ یتامیٰ، مریض، اور حاجتمند اصحاب تحائف کے لئے درخواستیں بھیج دیتے ہیں اور کوشش کی جاتی ہے کہ ہر ایک حاجتمند کو اس کا حصہ پہنچ جائے۔

بیک ٹو دی قرآن

مضمون زیب عنوان پر مسلم ٹیلیویژن پروگرام احمدیہ جماعت نے تیار کر کے بروز جمعہ مورخہ ۳ اپریل ۱۹۵۹ء بی - جی - ایس پر نشر کیا - پروگرام سورۃ بقرہ کی آیات ۲۶ - ۲۹ کو مد نظر رکھکر مرتب کیا گیا - یہ پروگرام حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ کے مشہور عالم انگریزی ترجمۃ القرآن و تفسیری نوٹس کی مدد سے تیار کیا گیا۔

عبدالرشید - سیکرٹری
برٹش گائنا احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

نوٹ :- سر نیام اور برٹش گائنا کی جماعتوں کو اور مجلس خواتین کی ہر ممبر کو علیحدہ علیحدہ ان تقاریب پر مبارکباد کے خطوط بھیجے جا رہے ہیں اور بالخصوص مجلس خواتین کی صدر صاحبہ کو بھی ... حوصلہ افزائی کا خط لکھا جا رہا ہے اور انہیں لٹریچر بھی بھیجا جا رہا ہے۔ (غلام قادر)

آفتاب الدین احمد ہومیوپیتھک دار الشفا کی مختصر سہ ماہی رپورٹ

عطیہ دینے والے :-

نام	رقم
بیگم صاحبہ میاں غلام شبیر صاحب لاہور	۴۰—۰—۰
صابر پرویز صاحب لاہور	۰—۱۲—۰
ملک عبدالسلام صاحب لاہور	۰—۱۲—۰
ملک عبدالغنی صاحب لاہور	۰—۱۵—۰
بابو غلام قادر صاحب لاہور	۵—۰—۰
میرزا مظفر بیگ ساطع صاحب لائلپور	۶—۱۲—۰
شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری - لاہور	۱—۸—۰
فیض الرحمان صاحب لاہور	۱—۰—۰
صلاح الدین ناصر صاحب لاہور	۲—۰—۰
بیگم صاحبہ شیخ محمد لطیف صاحب راولپنڈی	۵—۰—۰
قمر لطیف صاحبہ	۵—۰—۰
بیگم صاحبہ میاں شکر الدین صاحب راولپنڈی	۵—۰—۰
مرزا محمد بیگ صاحب لاہور	۵—۰—۰
شیخ محمد آصف صاحب لاہور	۳—۰—۰
ملک معراج دین صاحب لاہور	۵—۰—۰
کل میزان	۸۶—۱۱—۰

فروری، مارچ، اپریل ۱۹۵۹ء میں استفادہ کرنے والے مریضوں کی تعداد ۳۴۵۲

اپنے عطیہ جات ذیل کے پتہ پر ارسال فرما کر ممنون فرمادیں :-

شیخ محمد حسین احمدیہ بلڈنگس لاہور
کنوینر دار الشفاء
۵/۱/۵۹

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں
(منیجر)

(بسلسلہ اشاعت گزشتہ)

رنگون کے شیخ الجامعہ کی احمدیت پر نکتہ چینی

کتاب "دو نبی" پر ایک سرسری نظر

(مرتضیٰ خان حسن)

؎ کب تک ضبط کروں میں آہ
چل مرے خامہ بسم اللہ

صدر صاحب جمعیتہ اپنے پیش لفظ میں لکھتے ہیں:-

"مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی ایک نبی کی زندگی تو کجا ایک عام انسان کی زندگی سے بھی فروتر زندگی ہے نبی اور نبوت کے اوصاف تو بہت دور کی چیز رہی معمولی آدمیوں کی صف میں بھی مرزا غلام احمد قادیانی بیٹھنے کے قابل نہیں اس لئے کہ جو شخص اخلاقی اور ظاہری اعتبار سے اس قدر فروتر ہو جس کی زندگی میں مسلسل فریب، مغالطہ اور کہیں کہیں جنون کی حد تک مضحکہ خیز حرکتیں بیان کی جاتی ہوں اس کو تو ایک اچھا انسان بھی قرار نہیں دے سکتے" صہ ۱۲

چھوٹے میاں سو چھوٹے میاں بڑے میاں سبحان اللہ! افسوس صدر صاحب محترم بھی اپنے نائب سے بہتر ثابت نہ ہوئے اور کوئی ٹھوس بات پیش نہ کر سکے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایں خانہ ہمہ آفتاب است۔ سچ ہے مولوی صاحبان سے اخلاق و انصاف کی توقع رکھنا سراب سے پانی تلاش کرنے کے مترادف ہے۔ صدر صاحب حضرت مرزا صاحب کی طرف خواہ مخواہ نبوت کا دعوےٰ منسوب کر کے یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی تو ایک طرف ایک معمولی اچھا انسان بھی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ استغفراللہ! کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم۔ اسی طرح اس کتاب میں حضرت کی ذات پر طرح طرح کے ناپاک حملے کئے گئے ہیں، جنہیں پڑھکر ایک احمدی کا خون کھولنے لگ جاتا ہے — جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہیں حضور کو مخبوط الحواس لکھا ہے اور کہیں مالیخولیا اور مراق زدہ اور افیونی ظاہر کیا ہے اور کہیں حضور پر ناگفتنی اور گندے الزام لگائے ہیں اس لئے اس باب میں ہم کسی قدر تفصیل کے ساتھ لکھنا پسند کرتے ہیں۔ سنئے جناب! سب سے پہلی بات یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ ہرگز نہیں کیا یہ محض آپ جیسے حاسد مولویوں کا افترا ہے جس کی انہوں نے بار بار تردید کی ہے اس پر ہم انشاء اللہ آئندہ مفصل روشنی ڈالیں گے، یہاں ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ نبی نہ ہونے کے باوجود حضرت مرزا صاحب وہ بلند پایہ بزرگ ہیں کہ زمانہ اگر چراغ لیکر بھی ڈھونڈنے جائے تو موجودہ دنیا میں اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ وہ اپنی شرافت و نجابت، علم و فضل اور اخلاق عالیہ کے لحاظ سے وحید العصر، فقید المثال اور یکتائے زمانہ ہیں۔ لیکن مخالفت کی زبان کو کون روک سکتا ہے۔ وہ جو چاہے سو کہے ؎

دلیکن قلم در کف دشمن است

مشہور مثل ہے۔ اور یہ ہم میں سے ہر ایک کا مشاہدہ ہے کہ کوئی کتنی ہی بڑی شخصیت کیوں نہ ہو ایک حاسد کبھی اس کی عظمت کا قائل نہیں ہوگا۔ بلکہ اسکو بدنام اور بے عزت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ حاسد سے خدا کی پناہ مانگی گئی ہے، ومن شر حاسد اذا حسد

خلفائے ثلثہ پر مطاعن

حضرت ابوبکر رضؓ حضرت عمر رضؓ حضرت عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین سے بڑھکر اس امت میں کون ہو سکتا ہے مگر کس قدر افسوس اور تعجب کا مقام ہے کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو اسلام کے ان درخشندہ ستاروں پر خاک دھول پھینکنا اپنا مذہبی اور دینی فرض سمجھتے ہیں۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان حضرات کی رفاقت۔ ان کی بے نظیر اور بے لوث خدمات۔ ان کی قربانیاں اور جانفشانیاں دشمنوں کی نگاہ میں کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔ البتہ چند ایک مطاعن جمع کر رکھے ہیں جنہیں مختلف رنگوں میں پیش کر دیا جاتا ہے اور بس۔

فرضی ڈھکوسلے

یہی حال احمدیت کے مخالفوں کا ہے، حضرت مرزا صاحب کی عظیم الشان خدمات کا کہ آپ نے اس خطرناک زمانہ میں اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچا لیا کبھی ذکر نہیں کریں گے۔ البتہ چند ایک ڈھکوسلے بنا رکھے ہیں جو اٹھتا ہے وہ ان ڈھکوسلوں کو آگے چلا دیتا ہے اور مصنف بن بیٹھتا ہے ع بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

حضرت مرزا صاحب کی عظیم الشان شخصیت

مکرم صدر صاحب! یہ آپ نے کس کے متعلق لکھدیا کہ ان کو تو معمولی آدمیوں کی صف میں بھی نہیں بٹھایا جا سکتا، کیا اس شخص کے متعلق جو اپنے زمانے میں شرافت و نجابت کے بلند سے بلند مقام پر فائز تھا۔ جو اقلیم ولایت کا بادشاہ اور کشور روحانیت کا تاجدار تھا۔ جس کے روحانی تاثرات سے ایک دنیا فیض یاب ہو رہی ہے جو زمرۂ انصار اسلام کا ایک ایسا فرد ہے کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کی شہادت

اور یہ میں ہی نہیں کہتا بلکہ آپ کے پیشرو بزرگ ایسا ہی کہہ گئے ہیں۔ چنانچہ اس وقت کے مسلمانوں کے مسلمہ لیڈر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی حضرت کی شہرۂ آفاق کتاب براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے زیب رقم فرماتے ہیں:-

"یہ کتاب اس زمانہ میں موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے کہ جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی۔ .... اور اس کا مؤلف بھی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے کہ جس کی نظیر مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی جاتی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً آریہ و برہمو سماج سے اس قدر زور و شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشان دہی کرے جنہوں نے اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بیڑا بھی اٹھایا ہو اور مخالفین اسلام و منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعوےٰ کیا ہو کہ جس کو وجود الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس آکر اس کا تجربہ اور مشاہدہ کر لے اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو۔"

(اشاعۃ السنۃ۔ جلد ۷)

اب اس عبارت کو پڑھیئے اور بار بار پڑھیئے۔ یہ عبارت ہماری کسی حاشیہ آرائی کی محتاج نہیں۔ اپنی تفسیر آپ ہے اس کا ایک ایک لفظ حضرت کی بلند شخصیت کا اعلان کر رہا ہے۔ لکھنے والے نے حضور کی تصنیف کے متعلق لکھا ہے کہ اس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی۔ اور خود مصنف کے متعلق لکھا ہے کہ وہ اپنی خدمات میں بے مثل ہے اور آپ کو ملہم من اللہ مانتے ہوئے آپ کے وجود کو الہام میں شک لانے والوں کے لئے بطور دلیل پیش کیا ہے۔ یہ کس قدر بلند مقام ہے جو حضور کے لئے تجویز کیا گیا ہے اگر رنگون کا صدر جمعیت اس کے خلاف کہے تو اس کا افسوس نہیں کیونکہ وہ ناواقف ہے اور تحقیق کا خدا نے اسکو ملکہ عطا نہیں فرمایا۔

مرد کامل

مرد کامل کی کیا تعریف ہے۔ حکماء کا قول ہے کہ کامل انسان وہ ہے جس کے دماغی اور قلبی قوے پایۂ کمال کو پہنچے ہوئے ہوں، یعنے اس کا دماغ علم و حکمت سے معمور اور اس کا قلب نور روحانیت سے منور ہو۔ امت محمدیہ میں ایسے اصحاب بہت سے گزرے ہیں جو ان دونوں صفات سے متصف تھے اور ان میں سے ہی ایک ممتاز فرد حضرت مرزا صاحبؑ تھے۔ آپ کی دماغی قابلیت کا یہ عالم تھا کہ براہین احمدیہ جیسی کتاب آپ نے

کے دماغ سے نکلی جس کی بقول مولوی محمد حسین "اسلام میں آج تک نظیر نہیں ملتی" اور آپ کی علمی قابلیت کا یہ عالم ہے کہ آپ خدا کے الہام و کلام سے مشرف تھے - جو روحانیت کا آخری مقام ہے - پس واقعات کہ حضرت مرزا صاحب کو ایک کامل انسان ثابت کر رہے ہیں اور آپ حضرات ان کو پایۂ شرافت سے بھی نیچے گرا رہے ہیں - نہ صرف یہی بلکہ آپ کو مخبوط الحواس اور جنونی ظاہر کرتے ہیں، کیا یہ صحیح نہیں کہ ایسے کامل انسان کو مخبوط الحواس یا جنونی قرار دینے والا خود ہی ہوش و حواس سے بیگانہ اور عقل و خرد سے خالی ہے - اگر مخبوط الحواس اور مجنون ایسی بے نظیر کتابیں تائید اسلام میں لکھ سکتے ہیں تو دو چار ایسے اور مخبوط الحواس اور جنونی امت میں پیدا ہو جائیں تو کیا اچھا ہو، براہین احمدیہ جیسی بے نظیر کتابیں اگر دو چار اور نکل آئیں تو دنیا میں اسلام کی دھاک بیٹھ جائے اور کفر کو منہ چھپانے کو جگہ نہ ملے

براہین جیسی کتاب لکھئے

مکرم صدر صاحب! آپ بھی خدا کے فضل سے بہت بڑے عالم فاضل اور ایک بہت بڑی جمعیت کے لیڈر ہیں، اور شیخ الجامعہ جیسی ہستیاں آپ کے اعتقاد میں رہتے ہیں - پھر آپ مخبوط الحواس بھی نہیں اور غالباً افیون بھی نہیں کھاتے اور نہ آپ کو مالیخولیا اور مراق ہے آپ بھی کوئی ایسی تصنیف کر کے دکھائیں جو ان خوبیوں سے متصف ہو جن کا ذکر مولوی محمد حسین نے اپنے ریویو میں کیا ہے - جب ایک مخبوط الحواس اور جنونی براہین جیسی کتاب جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی لکھ سکتا ہے تو آپ بدرجۂ اولیٰ اعلےٰ الکتاب لکھ سکتے ہیں، ہمت کیجئے اور ذرا اپنے قلم کے جوہر دکھائیے۔

صرف احمدی ہدفِ مطاعن کیوں؟

آپ کو تو لے دے کے احمدیوں اور ان کے معصوم امام کو ہدف مطاعن بنانا اور گالیاں دینا آتا ہے گویا دنیا میں ایک یہی باطل گروہ ہے اور باقی تمام فرقے جادۂ صداقت و صواب پر گامزن ہیں حالانکہ اس امت میں ایسے بھی موجود ہیں جو صحابہ کرام جیسی پاک ہستیوں کو منافق اور غاصب قرار دیتے ہیں اور ایسے بھی ہیں جو احادیث نبوی کو کذب و افترا کا انبار سمجھتے ہیں مگر آپ ان کی طرف توجہ نہیں فرماتے - آپ کا غیظ و غضب صرف احمدیوں کے لئے مخصوص ہے ؎

دنیا میں گنہگار تو ہیں اور بھی لیکن
تعزیر کے لئے دے کے سزاوار ہمیں ہیں

علامہ اقبال کے استاد کی شہادت

مولوی محمد حسین بٹالوی کی شہادت تو آپ سن چکے ہیں - اور حضرت مرزا صاحب کے متعلق آپ کے خیالات آپ ملاحظہ فرما چکے - اب ایک اور بہت بڑے شخص کی شہادت بھی سن لیجئے - اور وہ ہیں علامہ اقبال مرحوم کے مایۂ ناز استاد شمس العلماء مولانا سید میر حسن صاحب مرحوم و مغفور - آپ نے حضرت مرزا صاحب کو ان کے قیام سیالکوٹ کے دنوں میں خوب نزدیک سے دیکھا ہوا تھا انہوں نے آپ کے متعلق دی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے، فرماتے ہیں:-

"آپ (یعنی حضرت مرزا صاحب) عزلت پسند اور پارسا اور فضول اور لغو سے مجتنب اور محترز تھے"

پھر فرماتے ہیں:-

"کچہری سے جب تشریف لاتے تھے تو قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہو جاتے تھے - اٹھ کر کھڑے ہو کر ٹہلتے ہوئے تلاوت کرتے تھے اور زار زار رویا کرتے تھے اور ایسے خشوع و خضوع سے تلاوت کرتے تھے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی"

اب کیا فرماتے ہیں علمائے کرام؟ کیا وہ شخص جو عزلت پسند، درویش گوشہ گیر ہو یعنی جس کو انقطاع الی اللہ حاصل ہو، جو پارسا ہو، اور جو ہر فضول اور لغو سے اجتناب اور احتراز کرتا ہو والذین ھم عن اللغو معرضون کیا اسی کے متعلق آپ فرما رہے ہیں کہ اس میں تو معمولی شرافت بھی نہیں پائی جاتی تھی، کیا اسی کے متعلق آپ حضرات فرماتے ہیں کہ وہ مخبوط الحواس تھا - انا للہ وانا الیہ راجعون - اگر یہ شخص شریف نہیں کہلا سکتا اور اگر یہ شخص باہوش نہیں ہو سکتا تو پھر دنیا میں آپ کو کوئی بھی صاحب ہوش و فہم نہیں ملے گا - پھر علامہ موصوف حضور کے متعلق فرماتے ہیں کہ فرض منصبی ادا کرنے کے بعد آپ کا سارا وقت تلاوت قرآن مجید میں گذرتا تھا اور اٹھتے بیٹھتے ٹہلتے آپ قرآن مجید پڑھتے تھے - قرآن پڑھتے جاتے اور زار زار روتے جاتے تھے اور پھر لکھا ہے کہ اس قدر خشوع و خضوع سے قرآن پڑھتے تھے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔

روحانی آدمیوں کی مسندِ اعلےٰ پر

کیوں صدر صاحب! کیا یہ وہی شخص ہے جس کے متعلق آپ نے نہایت جسارت سے لکھ دیا کہ وہ تو معمولی آدمیوں کی بھی صف پر بیٹھنے کے لائق نہیں ہاں معمولی آدمیوں کی صف میں نہیں وہ تو بلند پایہ روحانی آدمیوں کی مسند اعلےٰ پر بیٹھنے والا تھا - قرآن مجید پڑھنے والا اور زار زار رونے والا، اور ایسے خشوع و خضوع سے پڑھنے والا کہ جس کی نظیر نہیں ملتی یہ شخص آپ کے نزدیک معمولی شرافت سے بھی خالی ہے تو بتائیے تقوےٰ کس کو کہتے ہیں - خشیۃ اللہ کس کا نام ہے - تورع کس کو کہتے ہیں، عشق الٰہی اور انقطاع الی اللہ کے کیا معنے ہیں - مولانا میر حسن کا ایک ایک لفظ حضرت حجۃ اللہ علی الارض کے کمال روحانیت، آپ کے عشق قرآن، آپ کے تبتل الی اللہ بلکہ فنا فی اللہ ہونے پر دلالت کرتا ہے فتدبروا یا اولی الابصار! مولانا نے لکھا ہے کہ حضرت کے خشوع و خضوع کی نظیر نہیں ملتی - اگر ایک طرف مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے لکھا ہے کہ آپ کی خدمات اسلامی کی نظیر نہیں ملتی تو دوسری طرف مولانا میر حسن نے بھی لکھا کہ آپ کے خشوع و خضوع کی نظیر نہیں ملتی - ایسے ہوتے ہیں کامل انسان، ایسے کامل انسان کے متعلق آپ نے کس طرح لکھ مارا کہ اس میں تو عام انسانوں والی شرافت بھی نہیں پائی جاتی تھی، کیا آپ کی اپنی عقل تو نہیں ماری گئی؟

مولوی ظفر علی خاں کے والد ماجد کی شہادت

پھر ایک اور چشم دید شہادت بھی ملاحظہ فرما لیجئے اور یہ مولوی ظفر علی خاں کے والد بزرگوار مولانا سراج الدین خاں صاحب مرحوم بانی اخبار زمیندار کی شہادت ہے - حضرت کے انتقال پر آپ نے اپنے اخبار میں لکھا:-

"ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ جوانی میں بھی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے کاروبار ملازمت کے بعد تمام وقت مطالعہ دینیات میں صرف ہوتا تھا - عوام سے کم ملتے تھے"

اس عبارت کو بھی دیکھ لیجئے لکھا ہے کہ جوانی میں بھی آپ نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے اور ؎

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری است

مشہور مصرع ہے، غرض وہ تمام لوگ جنہوں نے حضور کو بچشم خود دیکھا آپ کی صالحیت - آپ کے اتقاء آپ کے انقطاع الی اللہ اور دنیا سے بے تعلقی کی شہادت دے رہے ہیں - مگر آپ حضرات ان کو معمولی آدمیوں سے بھی گرا ہوا سمجھتے ہیں - اب آپ خود فیصلہ کر لیں کہ دونوں میں سچا کون ہے، آپ یا آپ کے بزرگ؟ اگر آپ کے بزرگ سچے ہیں اور یقیناً وہ سچے ہیں تو پھر آپ کی پوزیشن کیا رہ جاتی ہے؟

رجماً بالغیب باتیں

ظاہر ہے کہ جو کچھ ان بزرگوں نے لکھا ہے وہ انہوں نے چشم دید واقعات کی بنا پر لکھا ہے اور آپ حضرات آج ساٹھ ستر سال کے بعد رجماً بالغیب یا در ہوا باتیں کہہ رہے ہیں جن کی نہ کوئی قابل اعتماد بنیاد ہے اور نہ کوئی معقول سند یا ثبوت، لہذا یہ باتیں ہرگز قابل قبول نہیں اور یاد رکھئے کہ ایک محقق کے نزدیک آپ کی باتیں کچھ وقعت نہیں رکھیں گی - ایک محقق چشم دید حالات کو وقعت دیگا - اور انہی حالات کو صحیح سمجھے گا جو لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے - ظاہر ہے کہ یہ حضرات جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کے مرید نہیں تھے مگر انہوں نے حق کا اظہار قرین انصاف سمجھا اور سچی شہادت ادا کی - ایک محقق ایک صحیح مؤرخ جب دیکھے گا کہ یہ لوگ باوجود مرزا صاحب کے مرید نہ ہونے کے چشم دید شہادت دے رہے ہیں وہ ان کی شہادت کو سچا اور صحیح ماننے پر مجبور ہوگا - اور صدر صاحب اور نائب صدر صاحب کی باتوں کو مردود قرار دے گا۔

(باقی وارد)

بچوں کا صفحہ ——— مرتضیٰ خان حسن

باپ بیٹے کی تیسری مجلس

(بسلسلہ اشاعت مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۵۹ء)

روزہ انسان کو متقی بناتا ہے

اب آپ خود غور فرما لیں کہ روزہ رکھ کر جب انسان تمام قسم کی برائیوں سے بچتا رہے تو کیا اس کے متقی بننے میں کچھ کسر باقی رہ سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ تقویٰ یہی ہے کہ انسان نیکی پر عمل پیرا ہو اور بدی سے پرہیز کرے۔ اور یہ روزے سے میسّر آتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا کہ روزہ سے انسان متقی بنتا ہے وہ بالکل صحیح اور مبنی بر صداقت ہے۔ روزہ کی حالت میں ہم اکثر قرآن مجید کی تلاوت بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ ہم نمازیں بھی خصوصیت کے ساتھ وقت پر ادا کرتے ہیں۔ بلکہ تراویح کی لمبی نماز بھی عشاء کے وقت پڑھتے ہیں اور ایسا اوقات پچھلی رات اٹھ کر نفل بھی پڑھتے ہیں۔ صدقہ و خیرات بھی کرتے ہیں۔ عید کے دن نماز سے پہلے فطرانہ دیتے ہیں کیا یہ سارے نیک اعمال روزہ سے ہی وابستہ نہیں؟ ضرور ہیں۔ اگر ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ روزہ سے انسان متقی بنتا ہے کس قدر صحیح ہے۔ روزہ اگر صحیح معنوں میں روزہ ہو تو انسان کو یقیناً متقی بنا دیتا ہے۔ کیونکہ یہ بدی سے پرہیز سکھاتا ہے۔ نیکی کی توفیق دیتا ہے۔ انسان کے اندر اخلاقِ فاضلہ پیدا کرتا ہے۔ جس سے وہ خدا کے قریب ہو جاتا ہے۔ اور اس کی دعائیں شرفِ قبولیت حاصل کرتی ہیں۔ جیسا کہ باری تعالیٰ نے خود روزوں کے ذکر کے ساتھ ہی فرمایا ہے:۔

رمضان مبارک میں دعائیں قبول ہوتی ہیں

وَ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ۝ (البقرۃ ۱۸۶)

اور جب میرے بندے مجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو میں قریب ہی ہوں پکارنے والے کی پکار کو قبول کرتا ہوں۔ پس چاہیئے کہ وہ میری فرمانبرداری کریں اور مجھ پر ایمان لائیں۔ تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

پس اگر ہم متقی بننا چاہتے ہیں اگر ہم نیک اور پرہیزگار بننا چاہتے ہیں اگر ہم خدا کا قرب چاہتے ہیں کہ ہماری دعائیں قبول ہوں تو ہمیں روزہ کا پابند ہونا چاہیئے۔ اور پوری شرائط اور پورے آداب سے روزہ رکھنا چاہیئے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی کریمی ہے کہ اس نے ہماری طاقت سے بڑھکر ہم پر کوئی بوجھ نہیں ڈالا جو لوگ مریض یا مسافر ہیں اُن کے لئے خدا نے رعایت دی ہے کہ وہ بعد میں روزہ رکھ لیں۔ جو لوگ دائم المریض ہیں یا جو بہت بوڑھے ہیں یا جو عورتیں حاملہ یا دودھ پلانے والی ہیں ان کو روزہ معاف ہے۔ وہ اس کی بجائے ایک مسکین کا کھانا دے دیا کریں۔ ان کو روزہ کا ثواب مل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی رعایتوں سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اور اس کا شکر کرنا چاہیئے کہ اس نے ہمیں اس قدر آسانیاں دی ہیں۔

اب میں اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ میں نے اپنی سمجھ کے مطابق روزہ کے اغراض و مقاصد اور اس کے فوائد پر کافی روشنی ڈالی ہے۔ آپ کو اس پر غور فرمانا چاہیئے۔ اور خدا اور خدا کے رسول کے حکموں پر عمل پیرا ہونیکی کوشش کرنی چاہیئے۔ خدا آپ کو ہم سب کو اس کی توفیق بخشے۔

(مجمع سے آمین کی صدا بلند ہوتی ہے)

ایک تعلیم یافتہ خاتون۔

"روزہ سے متعلق جو آج آپ نے ہمیں گرانقدر نصائح دی ہیں اس کے لئے ہم سب آپ کا شکریہ ادا کرتی ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ لیکن میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاہتی ہوں کہ کیا:۔

ہر ایک مریض اور ہر ایک مسافر کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ بعد میں روزہ رکھے؟

نیز آپ نے جو فرمایا ہے کہ دائم المریض۔ یا بہت بوڑھے یا حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتیں روزہ نہ رکھیں بلکہ ایک مسکین کا کھانا دیدیا کریں۔ قرآن مجید سے ..... یا حدیث سے آپ اسکی کیا سند پیش کرسکتے ہیں"

(اس کے جواب میں مولانا نے فرمایا)

میں اپنی محترمہ خواہر کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قرآن مجید میں مریض، مسافر اور دوسرے معذور لوگوں کے متعلق مفصلہ ذیل حکم پایا جاتا ہے:۔

مریض اور مسافر کے روزہ کے متعلق قرآن و حدیث سے آیت۔

فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ وَ عَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهٗ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ ۝ (سورۃ البقرۃ ۱۸۴)

پس جو تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو وہ گنتی دوسرے دنوں سے پوری کرے اور جو لوگ روزہ رکھنے میں مشقت پاتے ہیں ان کو ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دینا چاہیئے۔

مریض اور مسافر کے روزہ کے متعلق عموماً بحث ہوتی رہتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ مرض کی کوئی خاص صورت ہونی چاہیئے جس میں بیماری کے بڑھ جانے یا جان جانے کا خطرہ ہو۔ نیز سفر کی بھی تعیین ہونی چاہیئے۔ کہ اس قدر مسافت ہو تو روزہ نہ رکھا جائے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ محض اجازت ہے۔ حکم نہیں ہے۔ لیکن جو کچھ میں سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ کہہ دینا کہ مریض کو اجازت ہے کہ وہ روزہ رکھ لے کسی طرح بھی صحیح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مریض تو مریض خود طبیبوں اور ڈاکٹروں کو بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اس مرض سے آئندہ کیا کیا امراض پیدا ہونے والے ہیں۔ بعض اوقات ذرا سی بے احتیاطی صحت کے لئے مضر ثابت ہوتی ہے۔ اور انسان کی جان جوکھوں میں پڑ جاتی ہے۔ اس لئے ہمارے نزدیک قرآن مجید کی اس آیت کا یہی مطلب ہے کہ مریض حالت مرض میں روزہ نہ رکھے۔ اور بعد میں تندرست ہونے پر اسی قدر گنتی کرکے روزے رکھ لے جس قدر اس نے چھوڑے ہیں۔

پیغام صلح ۶ مئی ۱۹۵۹ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۱۸

ہفت روزہ "پیغام صلح"
سالانہ چندہ پاکستان سے :- چھ روپے - ہندوستان سے چھ روپے (ہندوستانی سکہ)
ہندوستان میں ہمارے نمائندے کا پتہ :- شیخ محمد انعام الحق دکان نمبر ۱۰ محلہ اعظم پورہ - ملک پیٹھ - حیدرآباد دکن - (انڈیا)

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

میں تیری تبلیغ کو دُنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا (مسیح موعود علیہ السلام)

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور پاکستان

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر
گمرہاں را چشم کن روشن زآیاتِ مبیں

تار کا پتہ :- "تبلیغ" - لاہور
ٹیلی فون نمبر :- ۳۷۲۷

ایڈیٹر :- دوست محمد

جلد ۴۸ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۴ ذیقعد ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۳ رمئی ۱۳۵۹ء | نمبر ۱۹

ہمارا مذہب

(از حضرت مسیح موعودؑ)

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

(مسیح موعودؑ)

پانچویں بین الاقوامی کُتب کی نمائش میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا حصّہ

انجمن اور وکنگ مُسلم مشن کی تقریباً اڑھائی صد کُتب نمائش میں رکھی گئیں اور اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی اور اسلامک ریویو کی ایک ہزار کاپیاں زائرین میں تقسیم کی گئیں

(ناصر احمد)

قارئین کرام کو معلوم ہوگا کہ ۵ راپریل ۱۹۵۹ء کو پنجاب یونیورسٹی ہال میں پاکستان کی پانچویں بین الاقوامی نمائش کتب منعقد ہوئی تھی جو کئی دن جاری رہی۔ یہ نمائش پاکستان پبلشرز اینڈ بک سیلرز ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام منعقد ہوئی جس کا افتتاح مسٹر جسٹس ایم آر کیانی چیف جسٹس مغربی پاکستان ہائی کورٹ نے کیا۔

اس نمائش میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے بھی ایک سٹال لیا۔ جس پر انجمن اور ووکنگ مسلم مشن کی تقریباً دو صد سے زائد اردو و انگریزی کتب رکھی گئیں۔ کتب کی ترتیب اور دوسری سجاوٹ کے علاوہ سال رواں کا ووکنگ مسلم مشن انگلستان کا ۱۲ صفحاتی کیلنڈر جس میں بڑے بڑے اسلامی ممالک سے متعلق ایسی تصاویر دی گئی ہیں جو اُن کی زندگی کے امتیازی پہلو کی غمازی کرتی ہیں سٹال کی سجاوٹ کو دوبالا کرنے کا موجب تھا۔

افتتاحی دن جناب مسٹر ایم۔ آر کیانی چیف جسٹس مغربی پاکستان ہائی کورٹ تمام سٹالوں کا مطالعہ کرتے ہوئے انجمن کے سٹال پر بھی تشریف لائے انہوں نے حضرت مولانا محمد علی مرحوم و مغفور کے انگریزی ترجمہ قرآن میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔ انکی خدمت میں ریلیجن آف اسلام اور ووکنگ مسلم مشن کا خوبصورت کیلنڈر بطور تحفہ پیش کیا گیا۔

اس موقعہ پر انجمن کی طرف سے ایک خوبصورت نمٹ

(باقی صلا پر)

اِسلام ـــــ ایک ہمہ گیر ضابطۂ حیات

صدرِ مملکت جنرل محمد ایوب خان کی تقریر

جو آپ نے ٹنڈو الٰہیار کے مدرسۃ العلوم کے سالانہ اجلاس میں فرمائی جس میں مشرقی و مغربی پاکستان کے بیشتر علماء بھی موجود تھے۔

کوئی چودہ سو برس پہلے اسلام اس دنیا پر ایک رحمت بن کر نازل ہوا تھا۔ یہ صرف ایک مذہب نہیں تھا۔ بلکہ یہ ایک ایسی مضبوط اور ترقی پسند تحریک بھی تھی، جس نے انسان کی زندگی اور تہذیب کا رخ مکمل طور پر بدل دیا تھا، جب تک یہ تحریک زندگی کا جزو بن کر قائم رہی اُس وقت تک مسلمانوں نے عمل، علم اور سائنس کی دنیا میں ایسے ایسے کارنامے دکھائے جو تاریخ میں اپنی مثال آپ ہیں۔ لیکن رفتہ رفتہ لوگ اسلام کو ایک تحریک کی حیثیت سے کمزور اور ایک مذہب کی حیثیت سے مضبوط بناتے گئے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا۔ کہ زندگی اور مذہب دو الگ الگ حصوں میں تقسیم ہوگئے۔ یہ فرق آج تک ہماری زندگی پر چھایا ہوا ہے ـــ اسلام اسی فرق کو مٹانے کے لئے آیا تھا، لیکن یہ قدرت کی ستم ظریفی ہے کہ مسلمان خود صدیوں سے اس فرق کا شکار بنتے ہوئے ہیں۔

اگر زندگی اور مذہب کا رشتہ کمزور ہو جائے تو زندگی تو کسی نہ کسی راستے پر چلتی رہتی ہے، لیکن مذہب ایک ایسا بُت بن جاتا ہے، جو ساکت و جامد ہو، جس میں حرکت اور لچک باقی نہ رہے، اور جو ساری دنیا سے الگ تھلگ مسجدوں، اور خانقاہوں میں قید ہو، کچھ ایسا ہی حال اسلام کے ساتھ ہوا ہے فلسفہ اور سائنس کی ترقی کے ساتھ آج کے انسان کی زندگی کہیں سے کہیں پہنچ گئی ہے، لیکن مذہب کی رفتار سینکڑوں سال پیچھے رہ گئی ہے، اسلام کا معجزہ یہ تھا کہ

> اس نے بُت پرستی کو ختم کر دیا مسلمانوں کا
> کمال یہ ہے کہ انہوں نے خود مذہب کو
> ایک بُت بنا ڈالا

دُنیا دار اور دین دار

اس کا ایک اثر جو ہماری ذہنی اور ملی تہذیب پر ہوا۔ وہ بہت خطرناک ہے۔ جن لوگوں نے نئی روشنی کا اثر قبول کر کے زمانے کے ساتھ آگے قدم بڑھایا وہ دنیادار مسلمان کہلانے لگے اور جو لوگ مذہب اور روایات کی آڑ لیکر ماضی کی دنیا میں رہ گئے وہ دیندار مسلمان کہلانے لگے۔ رفتہ رفتہ آگے کی طرف دیکھنا "دین سے انحراف" اور پیچھے کی طرف دیکھنا "دین کی محبت" شمار ہونے لگا۔ ہر نئی ترقی، ہر نئی ایجاد، اور ہر نئی تعلیم کے متعلق یہ شبہ ہونے لگا کہ یہ اسلام کے خلاف ہے، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ تاریخ کے ہر دور میں مسلمانوں کے اکثر انقلابی رہنماؤں پر کفر کے فتوے تک لگتے رہے ہیں۔ آج بھی میں آپ کو دعوت دیتا ہوں۔ کہ آپ ان خطبات کا جائزہ لیں جو ہر جمعہ کو ہمارے ملک کی مسجد مسجد میں پڑھے جاتے ہیں ان میں اچھی خاصی تعداد ایسے خطبوں کی ہوتی ہے جن میں نئے زمانہ کی چھوٹی چھوٹی بے ضرر چیزوں پر صرف اس وجہ سے نکتہ چینی کی جاتی ہے کہ وہ نئی ہیں۔ اسلام کو اس طرح مادی ترقی کا دشمن اور حریف بنا کر پیش کرنا اسلام کے ساتھ سب سے بڑا ظلم ہے۔ اس کے علاوہ یہاں نوجوانوں پر بھی ظلم ہے جو مسلمان ہیں اور آج کی ماڈرن دنیا میں بھی مسلمان بن کر رہنا چاہتے ہیں۔ بیسویں صدی کے انسان پر اگر یہ پابندی لگا دی جائے کہ

> مسلمان بننے کے لئے اسے کئی سو برس
> پیچھے جانا پڑے گا۔ تو یہ دین اور دنیا
> دونوں کے ساتھ ناانصافی ہے۔

یہ جمود کیوں

اب سوال یہ ہے کہ اسلام جیسے عملی اور ترقی پسند مذہب پر یہ جمود کیوں اور کیسے طاری ہوگیا؟

کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اپنے اصلی نصب العین سے بھٹک گئے۔ اور کوئی ایسا سیاسی یا سماجی نظام پیدا نہ کر سکے جو بدلتے ہوئے ماحول اور بدلتی ہوئی قدروں کے درمیان پائدار معاشرہ کے ساتھ زندہ رہ سکے؟

کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے مذہب کو جنوں اور فرشتوں کی کہانیاں سمجھ کر طرح طرح کے وہموں میں جکڑ دیا، اور اندھی تقلید کا نعرہ بلند کر کے انسانی ذہن سے اس کی تخلیقی اور تنقیدی قوتوں کو چھین لیا؟

کیا اس کی وجہ تصوف کا وہ رنگ ہے جس نے دنیا سے فرار اختیار کر کے زندگی کو حجروں، اور خانقاہوں کی چار دیواری میں قید کر کے بٹھا دیا؟

کیا اس کی وجہ یہ غلط عقیدہ ہے کہ ہم اس دنیا میں ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر بھی اگلی دنیا میں نجات کے حقدار بن سکتے ہیں؟

کیا ہم یہ بھول گئے ہیں کہ عقبیٰ کی زندگی اس دنیا کی زندگی کا پھل ہے۔ اور آخرت میں ہم کو وہی ملیگا جس کی کوشش اور جد و جہد ہم اس دنیا میں کرتے ہیں؟

یہ سب نہایت اہم سوال ہیں جن وجوہات نے اسلام کی پُر جوش اور تڑپتی ہوئی روح کو بے حسی اور بے عملی کے سانچے میں ڈھال دیا ہے، ان کا کھوج لگانا بہت ضروری ہے اس تلاش میں بہت سی ایسی باتیں بھی سامنے آئیں گی، جو ناخوشگوار اور تلخ ہیں۔ لیکن ہمارا فرض ہے، کہ ہم ان تلخیوں سے بے نیاز ہو کر ان سوالوں پر ایمانداری اور بے خوفی کے ساتھ غور کریں۔ اور ان کا حل سوچیں۔

فرقہ بندی

دنیائے اسلام میں انتشار کی ایک بڑی وجہ مختلف عقیدوں کی فرقہ بندی بھی ہے۔ صحیح یا غلط فرقہ بندی ایک حقیقت بن چکی ہے اور اس حقیقت کو نظر انداز کرنا عقلمندی کی بات نہیں۔ کون سا فرقہ اچھا ہے اور کونسا بُرا۔ ان بحثوں سے فتنہ کے سوا اور کچھ پیدا نہیں ہوتا۔ صحیح راستہ تو یہ ہے کہ ان سب فرقوں کے صرف ان پہلوؤں پر زور دیا جائے جو سب میں مشترک ہیں۔

ایک دوسرے کے عقیدوں پر نکتہ چینی کرنے کے بجائے کیا یہ کہنا کافی نہیں، کہ بنیادی طور پر ہم سب ایک ہیں، کیونکہ ہمارا ایک خدا ہے، ایک رسول ہے اور ایک ہی کتاب ہے، اس قسم کی صحتمند فضا پیدا کرنا سب سے زیادہ علمائے کرام کے ہاتھ میں ہے۔

دینی اور دنیوی تعلیم کو ہم آہنگ کرنیکی ضرورت

آپ کے پاس علم کا خزانہ ہے۔ مذہب کے خاص خاص پہلوؤں کے متعلق آپ کی معلومات بہت وسیع ہیں، ان وسیع معلومات کو صرف ایک ہی دائرہ میں محدود کرنا مناسب نہیں، ترقی اور رفتار کے اس زمانہ میں علمائے دین کے لئے ضروری ہے کہ انہیں سائنس، فلسفہ، اکنامکس، تاریخ اور حالاتِ حاضرہ سے کچھ نہ کچھ واقفیت ہو، اسی طرح تعلیمیافتہ لوگوں پر بھی لازم ہے کہ وہ اپنے مذہب کے بنیادی اصولوں اور عقیدوں سے ناواقف نہ رہیں۔ آپ نے اپنے خطبہ میں اس بات پر زور دیا کہ جہاں تک ہو سکے دینی اور دنیاوی تعلیم کو ایک حد تک ہم آہنگ کر دینا چاہیئے، یہ مسئلہ وقت کی ایک بہت بڑی ضرورت ہے، یہ ضرورت تعلیمی کمیشن کی سفارشات سے ہی پوری نہیں ہو جاتی اس کو پورا کرنے کی

سب سے بڑی ذمہ داری خود علمائے کرام کے کندھوں پر ہے۔ آپ کا کمال تو اُسی وقت سمجھا جائے گا۔ جب آپ اسلام کو ایسی زبان اور ایسی روشنی میں پیش کریں گے جو لیبارٹری میں تحقیق کرنے والے سائنسدان یونیورسٹی میں پڑھانے والے پروفیسر، کھیت میں ہل چلانے والے کسان اور فیکٹری میں کام کرنے والے مزدور کی سمجھ میں آسانی سے آجائے۔ اور ان کی توفیق کے مطابق اُن کے دل کو گرمائے، اور روح کو بلند کرے۔

اسلام دو کیمپوں کے درمیان

حضرات! آپ کو معلوم ہے۔ کہ آج کی دنیا دو مخالف کیمپوں میں بٹی ہوئی ہے، یہ کشمکش مادی نہیں بلکہ نظریاتی ہے۔ کمیونزم کی یہ سر توڑ کوشش ہے، کہ وہ باقی سب نظریات کو شکست دیکر خود ساری دنیا پر چھا جائے، ابھی تک کمیونزم کا کوئی مکمل یا مؤثر جواب صرف اس لئے پیدا نہیں ہو سکا۔ کہ مغرب کے نظریات زیادہ تر مادی ہیں۔ مادی قدریں اپنی جگہ اہم تو ضرور ہیں لیکن اتنی اہم بھی نہیں کہ انسان اُن پر اپنا سب کچھ قربان کرنے پر تیار ہو جائے۔

(باقی بر صفحہ ۹)

ہفت روزہ پیغام صلح ـــــ لاہور ـــــ مورخہ ۱۳ رمئی ۱۹۵۹ء

افزائش نسل اور تنگیٔ رزق کا مسئلہ

گذشتہ اشاعت میں ہم نے اس حقیقت کو واضح کیا تھا کہ خاندانی منصوبہ بندی یا ضبط تولید ایک ایسا منصوبہ ہے جو قتل اولاد یا نسل کشی کے مترادف ہے اور یہ خیال کہ کمی رزق اس بات کی متقاضی ہے کہ ضبط تولید کا طریق اختیار کیا جائے کسی طرح صحیح نہیں، ہم نے بتایا تھا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے قتل اولاد یا نسل کشی سے منع کیا ہے اور رزق کا دینا اپنے ذمہ لیا ہے، اس بارہ میں ہم قرآن کریم کی دو اور آیات پیش کرنا چاہتے ہیں، سورہ الذاریات میں اللہ تعالیٰ نے صاف اور کھلے الفاظ میں اعلان فرمایا ہے ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین، یقیناً اللہ تعالیٰ ہی رزق دینے والا زبردست قوت والا ہے، یہاں رزاق کا لفظ مبالغہ کا صیغہ ہے جس کا مطلب ہے سب سے بڑھکر رزق دینے والا اور اس کے ساتھ ذو القوۃ المتین لکھ کر اور بھی زیادہ زور اس بات پر دیا ہے، کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے رزق کی فراہمی کی زبردست قوت اور طاقت رکھتا ہے اور یہ فی الواقع صحیح ہے، رزق کی کمی بیشی افزائش نسل یا ضبط تولید پر منحصر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی مشیت پر منحصر ہے اور اس کی مشیت کا یہی تقاضا ہے کہ اپنی مخلوق کی بقا کے لئے حصول رزق کے سامان پیدا کرے، چنانچہ دوسری جگہ زیادہ وضاحت کے ساتھ فرمایا وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا، کوئی جاندار زمین میں نہیں جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو۔

پس وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ آبادی بڑھ جانے سے زمین کی پیداوار نسل انسانی کے لئے مکتفی نہیں ہوسکتی وہ صریح غلطی پر ہیں، حقیقت یہی ہے کہ جوں جوں نسل انسانی بڑھتی ہے، رزق کے سامان بھی اللہ تعالیٰ بڑھاتا چلا جاتا ہے، اور بڑھاتا جائے گا، یہ کہنا کہ اگر آبادی اسی طرح بڑھتی چلی گئی تو ایک وقت آجائے گا کہ تمام روئے زمین کی پیداوار نسل انسانی کے لئے مکتفی نہ ہوگی ایک ایسا وہم ہے جس کی کوئی پختہ دلیل نہیں، اور نہ اس بناء پر خاندانی منصوبہ بندی یا ضبط تولید کا طریق اختیار کرنا واجب اور پسندیدہ ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے، کہ اگر وہ اپنی مخلوق کو زندہ اور قائم رکھنا چاہتا ہے تو اس کی زندگی اور قیام کا سامان اس کی آبادی کے مطابق پیدا کرے، کیا معلوم کہ اس کی مشیت کا تقاضا یہی ہو، کہ افزائش نسل کے ساتھ وسائل رزق بھی بڑھتے چلے جائیں، یا وہ خود اپنی مشیت سے افزائش آبادی کو روک دے، یہ اس کی اپنی مشیت ہے جس طرح چاہے کرے، انسان کا کام یہ نہیں کہ وہ اس وہم کی بناء پر کہ رزق آئندہ کسی وقت ختم ہو جائے گا نسل کشی شروع کر دے۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے اور اس قسم کا وہم اس کی طاقت وقدرت سے انکار اور اس پر بدگمانی ہے۔

ہاں اس میں شک نہیں کہ رزق کی تقسیم سب انسانوں میں ایک برابر نہیں، لیکن یہ افزائش آبادی کا نتیجہ نہیں، ہمیشہ سے ایسا ہی چلا آیا ہے، غربت و امارت ہمیشہ ہر زمانہ اور ہر ملک میں چلی آئی ہے، اس کی وجوہات اور ہیں جن پر اس وقت بحث کی ضرورت نہیں، صرف اس قدر عرض کرنا ضروری ہے کہ غربت اور تنگدستی کو دور کرنے کے لئے اسلام نے امراء پر یہ واجب قرار دیا ہے کہ وہ صدقات وزکوٰۃ کے ذریعہ سے غربا کی امداد کریں، اگر اس پر باقاعدہ عمل ہو جیسا کہ قرون اولےٰ میں ہوتا رہا ہے۔ اگر حکومت کی طرف سے زکوٰۃ کو ایک باقاعدہ ادارہ کی شکل دے کر امراء سے اسی طرح زکوٰۃ وصول کی جائے جس طرح انکم ٹیکس وغیرہ وصول کیا جاتا ہے اور اسے ان مدات پر حسب ضرورت خرچ کیا جائے جو قرآن کریم نے مقرر کی ہیں، تو غربت وتنگدستی کا مسئلہ بہت حد تک حل ہوسکتا ہے۔

اس کے ساتھ ہی اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ ہمارے امراء اور حکام اپنی زندگیوں میں سادگی پیدا کریں، اور اپنے اخراجات کو بہت حد تک کم کر کے اپنی آمدنیوں کا زیادہ حصہ غرباء کی پرورش اور ان کے معیار زندگی کو بلند کرنے پر خرچ کریں تو ملک کی بہت سی مصائب دور ہوسکتی ہیں، خلفائے راشدین کی زندگیوں کو دیکھئے عرب وعجم کے حکمران ہونے کے باوجود انہوں نے اپنی زندگیاں کس قدر سادہ رکھیں، یہاں تک کہ اگر ملک میں کسی چیز کا قحط ہوتا تو حضرت عمرؓ جیسا ذی مرتبت حکمران اس وقت تک اس چیز کا استعمال ترک کر دیتا جب تک عوام کے لئے وہ آسانی سے فراہم نہ ہوسکتی، اور اگر انہیں معلوم ہو جاتا کہ فلاں گھر میں ناداری اور بھوک کا تسلط ہے تو خود اپنے کندھوں پر آٹے کی بوریاں اٹھا کر وہاں پہنچاتے اور غرباء کے لئے بیت المال سے وظائف مقرر کر دیتے۔

اگر آج ہمارے حکام ملک سے غربت وتنگدستی کو دور کرنا چاہتے یا کم از کم ناداروں کو بھوک اور افلاس کی مصیبت سے بچانا چاہتے ہیں، تو ان کا فرض ہے کہ خلفائے راشدین کا طریق اختیار کریں، زکوٰۃ فنڈ قائم کریں، اپنی زندگیوں میں سادگی پیدا کریں، اپنے دسترخوان پر ایسے کھانے نہ آنے دیں، جو عوام کی دسترس سے باہر ہوں، کئی کئی پرتکلف کھانوں کے بجائے سادہ غذا پر اکتفا کریں اور اپنی بچت کو غرباء کے امدادی فنڈ میں دے کر عوام کی مصائب کو دور کرنے کا سامان کریں یہ تو ہے تنگدستی اور افلاس کو دور کرنے کا طریق، ضبط تولید یا خاندانی منصوبہ بندی ایسا طریق نہیں کہ اس سے غربت و افلاس ختم ہو جائے، نہ ہی اس سے افزائش رزق کا سامان پیدا ہوسکتا ہے، رزق جیسا کہ ہم اوپر عرض کر چکے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے اور تنگی رزق کی وجہ سے نسل کشی یا ضبط تولید سے منع کیا ہے افسوس ہے کہ اس خدائی حکم کی موجودگی میں آج ملحدین یورپ کی پیروی میں پاکستان میں خاندانی منصوبہ بندی یا ضبط تولید کے ادارے قائم کئے جا رہے ہیں، جو قرآن کے منشا کے سراسر خلاف ہیں، کیا ہمارے حکام اس طرف توجہ کریں گے؟

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت بحمداللہ بخیر وعافیت اور خدمت دین میں مصروف ہیں۔

تقریب شادی اور دو ہزار کا عطیہ

گذشتہ اتوار مورخہ ۱۰ رمئی ۱۹۵۹ء کو محترم شیخ میاں سعید احمد صاحب مرزا وتہ کے صاحبزادہ کی شادی کی تقریب عمل میں آئی، اس موقعہ پر شیخ صاحب ممدوح نے مبلغ دو ہزار روپے انجمن کو عطا فرمائے ہیں، جزاہم اللہ خیرا۔ شیخ صاحب ممدوح کی خدمت میں اس مبارک تقریب کے لئے مبارکباد عرض ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے موجب خیر وبرکت بنائے۔

لیکچر

۶ رمئی کو روٹری کلب ماڈل ٹاؤن میں شیخ محمد طفیل صاحب کا لیکچر انگریزی زبان میں ہوا، عنوان تھا "EUROPEAN REACTION TOWARDS ISLAM" "اسلام کی طرف یورپ کا رد عمل" لیکچر خاصا کامیاب رہا۔

ضروری اطلاع

احباب سلسلہ کی اطلاع کے لئے تحریر کیا جاتا ہے کہ مجلس عمل نے چند نئے اردو ٹریکٹ شائع کئے ہیں۔ جو جماعتوں کو بھیجے جا رہے ہیں، عنقریب اور بھی اردو و انگریزی ٹریکٹ مجلس عمل شائع کر رہی ہے۔ جو بعد از طبع دوستوں کے پاس پہنچ جائیں گے۔ اس کے متعلق یہ بھی ضروری ہے۔ کہ ساتھ ساتھ یہ بھی کوشش ہونی چاہیئے۔ کہ احباب جماعت اور غیر از جماعت دوستوں سے اس کی امداد کیلئے کچھ نہ کچھ وصول بھی ضرور ہوتا رہے۔ تاکہ آئندہ بھی یہ کام مستقل صورت میں جاری رہے۔

ظہور احمد
سیکرٹری

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا ۔ گمنام پاکے شہرۂ عالم بنا دیا

تبلیغی خط و کتابت

اس عنوان کے نیچے وہ خطوط درج ہوتے ہیں جو انجمن کی تبلیغی ڈاک کے جواب میں موصول ہوتے ہیں۔

فلیپائن

خط از سارہ الحاج جمال الدین

السلام علیکم ۔ جواب خط میں دیر ہوگئی معافی چاہتی ہوں
مجھے یقین ہے کہ آپ یہ جان کر خوش ہوں گے کہ میں
(رخصتوں پر) گھر میں خیر و عافیت سے ہوں ۔

آپ کا گرانقدر خط مجھے میرے خاموش اور حلاوت
آفریں گھر پر ملا، اگرچہ میں صحتمند ہوں، مگر سہیلیوں کی جدائی کی وجہ
سے میں اپنے آپ کو اکیلی تصور کرتی ہوں۔

میں نے ڈاک خانہ سے پارسلوں کے متعلق
دریافت کیا مگر پوسٹ ماسٹر فرماتے ہیں کہ ابھی تک کوئی
پارسل نہیں پہنچا۔

مجھے آپ کی طرف سے ابھی تک کوئی کتاب
نہیں ملی، مگر میں مایوس نہیں ہوں۔

امید ہے آپ ازراہ نوازش اور پارسل بھیجدیں گے

والسلام

نوٹ :- انہیں لکھدیا گیا ہے کہ پہلا پارسل پمفلٹس کا
انہیں ۲-۱۰-۵۸ کو دوسرا پارسل جس میں محمدان ورلڈ سکرپچرز
اور انٹی کرائسٹ مشتمل تھیں ۸-۱۱-۵۸ کو اور تیسرا پارسل
۱۴-۳-۵۹ کو بھیجا گیا تھا بہرحال چوتھا پارسل اب جا رہا ہے
پہلے بھی شاید مل جائیں، یہ لڑکی سلسلہ احمدیہ سے گہری دلچسپی
رکھتی ہے اور لکھتی ہے کہ مجھے اپنی جماعت کا ممبر
ہی سمجھو ۔ (غلام قادر)

سکاٹ لینڈ

ترجمہ خط از سجے میگ بروِن سکاٹ لینڈ۔

کچھ عرصہ ہوا مجھے غلام قادر صاحب کی طرف
سے گرامی نامہ ملا تھا کہ لٹریچر بھیجا جا رہا ہے ۔ میں
بہت خوشی اور شکریہ کے ساتھ لٹریچر کی رسید سے
جو مجھے ۲۰-۴-۵۹ کو مل گیا اطلاع دیتا ہوں ۔

جب میں "پیس آف دی سی" (غالباً جہاز کا نام)
پر واپس جاؤں گا ۔ تو میں اور میرے ساتھی (جہاز ران) ان
کتابوں کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد آپ کو اپنے تاثرات
سے آگاہ کریں گے ۔

دوسری گذارش میری یہ ہے کہ خواجہ نذیر احمد و غلام ربانی
خانصاحب کو میرا تہ دل سے شکریہ اس عظیم الشان
عطیے کے لئے جو قرآن شریف کی شکل میں مجھے انہوں
نے بھجوایا ہے پہنچا دیں ۔ یہ گرانقدر تحفہ مجھے گلاسگو
پہنچنے پر مل گیا تھا۔

آپ کو علم ہونا ضروری ہے کہ میں گذشتہ چالیس
سال سے اپنے دیگر مسلمان جہازرانوں کے ساتھ
ہم جلیس ہوں میں اُن کے طرز زندگی کو بڑی عزت و قعت
سے دیکھتا ہوں ۔ میں پھر آپ صاحبان کا شکریہ ادا
کرتا ہوں ؛

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر عبدالوہاب داؤدو

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

میں آپ کے گرامی نامہ مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۵۹ء
کے لئے بہت مشکور ہوں ۔

میں آپ صاحبان کی ان کاوشوں اور کوششوں
کو بڑے استحسان کی نظر سے دیکھتا ہوں جو کہ آپ خدمت
اسلام کے سلسلہ میں کر رہے ہیں ۔ آپ نے دنیا کے
دور دراز گوشوں میں دعوت اسلام پہنچا دی ہے ۔

آپ کی ارسال کردہ کتب نے لوگوں کو اسلام
سے مانوس کر دیا ہے اور انہیں کافی سے زیادہ اسلامی
تعلیم سے آشنا فرما دیا ہے ۔

مجھے یہ پڑھکر بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے
لٹریچر کا ایک پارسل بھیجدیا ہے ۔

لٹریچر اگر کافی تعداد میں بھیجا جائے تو بہتر
رہے گا کیونکہ یہاں کثرت سے طلباء آپ کے لٹریچر
کو پڑھنے کا بے حد شوق رکھتے ہیں ۔

(انہیں طلباء کے لئے لٹریچر بھیجا جا رہا ہے)
(غلام قادر)

کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ)

ترجمہ خط از محمد غنیف ابراہیم اسلامک مشن ہاؤس
کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی (ناصر احمد صاحب کی) ارسال کردہ کتب
پہنچ گئی ہیں، بہت بہت شکریہ ۔ خاص کر اوپن لیٹر
ٹو بشپ مصنفہ خواجہ کمال الدین رح کا بہت شکریہ :-

۱۹۵۳ء میں ہم نے اسلامک مشن ہاؤس
کی بنیاد رکھی تھی اور اسلام پر کتب کا مطالعہ خوب کیا تھا
مگر حالات نے کچھ ایسا پلٹا کھایا کہ مشن ہاؤس کا کام ٹھنڈا
پڑ گیا ۔ دل میں خدمت کا جذبہ سلگتا رہا اب ہم نے
پھر سے مشن ہاؤس کو مرتب و منظم کیا ہے ۔ امید ہے
مشن ہاؤس پھر منظم طریق پر خدمت اسلام میں بڑے زور
شور سے انشاء اللہ تعالےٰ معروف ہو جائیگا ۔

کیا ہمیں لائٹ میں شائع شدہ مضامین اور حضرت
مولانا محمد علی اور خواجہ کمال الدین رح کی کتب سے اقتباسات
پمفلٹ کی شکل میں شائع کر کے تقسیم کرنے کی اجازت
مل جائے گی ۔ تا کہ ہم ایسے رسائل غیر مسلم اصحاب
کو پڑھنے کے لئے دیں ۔

امید ہے ہماری عرضداشت پر ہمدردانہ غور
کیا جائے گا ۔

ٹوکیو (جاپان)

کچھ عرصہ سے جاپان کے اسسٹنٹ پروفیسر
کے ۔ ڈوئی (K. DOi) ٹوکیو یونیورسٹی آف فارن
سٹڈیز کینا کو ۔ ٹوکیو سے خط و کتابت جاری ہے ان
کا مفصلہ ذیل خط جماعت کے لئے بہت دلچسپی اور
حوصلہ افزائی کا باعث ہوگا ۔ (غلام قادر)

ترجمہ خط از مسٹر کے ۔ ڈوئی ۔

میں آپ کے محبت بھرے خط کا شکریہ ادا
کرتا ہوں ۔

تاخیر جواب کے لئے مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کن
الفاظ میں آپ سے معافی مانگوں ۔ مہربانی فرما کر
مجھے معاف فرمائیں۔

بائیو لوجیکل ڈکشنری آف یورپ نے پچھلے سال
ایدا کامی اینڈ کو نے شائع کی تھی ۔ یہ بائیو لوجیکل ڈکشنری
پورے چار سال میں مکمل ہوئی ہے ۔

اس میں حضرت غلام احمدؑ کا نام بھی شامل ہے ۔
چونکہ میں ماڈرن انڈین لیڈروں پر کچھ لکھنے پر متعین تھا میں
نے ہی جناب غلام احمد کے متعلق تھوڑا سا لکھا تھا ۔
جو پیش کیا جاتا ہے ۔ اگر آپ کو بیان کردہ واقعات
میں غلطی معلوم ہو تو مجھے لکھیں میں سیکنڈ ایڈیشن میں اصلاح
کرنے کی حتی الوسع کوشش کروں گا ۔ (انہیں ڈاؤنڈر آف
احمدیہ موومنٹ مصنفہ حضرت مولانا محمد علی رح ۔ کویسٹ
آف گاڈ وغیرہ بھیجے گئے تھے) جو کچھ مسٹر ڈوئی نے
کتاب مذکورہ میں شائع کیا ہے یہ ہے :-

"مرزا غلام احمد (۱۸-۲-۱۸۳۹ تا ۲۶-۵-۱۹۰۸ء)
ہندوستان کے مسلمانوں میں سے عظیم الشان
شخصیت کے مالک تھے ۔ انہوں نے مسیح
موعود اور مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ۔ انہوں نے
اخبار الحکم اور ریویو آف ریلیجنز کا اجرا فرمایا ۔
آپ نے بڑی کامیابی حاصل کی اور ہندوستان کے
تمام حصوں میں آپ کی تحریک پھیل گئی اگرچہ مختلف
مذاہب کے لیڈروں نے احمدیہ تحریک کی شدید
مخالفت کی ۔

عمر کے آخری حصہ میں آپ نے کرشن اوتار
ہونے کا دعویٰ کیا اور "پیغام صلح" ادیوں، ہندوؤں
اور مسلمانوں کو متحد کرنے کے لئے شائع فرمایا
آپ کی وفات کے بعد آپ کی جماعت
دو حصوں میں تقسیم ہوگئی، ایک حصہ قادیانی کہلاتا
ہے اور دوسرا حصہ انجمن اشاعت اسلام کے نام سے
موسوم ہے"

حضرت نبی کریم صلعم کی مشکلات اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے غلبہ اور کامیابی کی بشارات

امامِ وقت کی مخالفت اور آپکی کامیابیاں — تحریک تحفظ ختم نبوت کا حشر

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۸ مئی ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

وما تکون فی شانٍ وما تتلوا منہ من قراٰنٍ ولا تعملون من عملٍ الا کنا علیکم شھوداً اذ تفیضون فیہ …… ان یتبعون الا الظن وان ھم الا یخرصون — (سورۃ یونس آیات ۶۱ تا ۶۶)

حضرت نبی کریم صلعم کی مشکلات

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے ساتھیوں کو تسلی دی ہے، حضور کے سامنے بڑی مشکلات تھیں۔ حضور صلعم نے ایک بڑی لمبی چوڑی قوم کی اصلاح کے لئے کمر باندھی تھی اس لئے یہ ضروری تھا کہ آپ بت پرستی کے خلاف دلائل دیتے اور قوم کی بدعادات، ان کی باہمی دشمنیوں اور تباہ کن رسومات کے خلاف آواز اٹھاتے۔ لیکن جو لوگ یقین کرتے ہوں کہ بت پرستی صحیح ہے، وہ اس کے خلاف آواز کیسے سن سکتے ہیں۔ وہ آپ کو قتل کرنے کے درپے ہو گئے، اور آپ کے ساتھیوں کو طرح طرح کی ایذائیں پہنچانے لگے، ایسی مشکلات میں اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً ایسی آیات نازل کیں جن سے دل مضبوط ہوں، اور مشکلات میں انہیں گھبراہٹ نہ ہو۔

مخالفین کی تکلیف دہ باتیں

حضرت صلعم کو مخالفین سے بہت کچھ سننا پڑا ولتسمعن اذیً کثیراً تمہیں بہت سی دکھ دہ باتیں سننی پڑیں گی۔ ان باتوں سے آپ کے دل کو بہت تکلیف پہنچتی تھی، ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون۔ ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں اس سے تجھے بڑا دکھ ہوتا ہے اور تیرے دل کو تکلیف پہنچتی ہے، بڑی باتیں آپ کو سننی پڑیں، کہتے تھے خدا کو پیغمبر بنانے کے لئے یہی شخص نظر آیا؟ ایک یتیم بے کس، نہ اس کے پاس مال نہ جتھہ، اگر پیغمبر ہی بنانا تھا، تو قوم کے کسی بڑے آدمی کو بنایا ہوتا لولا انزل علی رجل من القریتین عظیم۔ مکہ اور طائف میں بڑے بڑے سردارانِ قوم رہتے ہیں۔ مکہ میں ولید بن مغیرہ بہت بڑا آدمی سمجھا جاتا ہے اس کے پاس مال بھی ہے اور جتھہ بھی، اس کے علاوہ طائف میں عروہ بن ثقفی بہت بڑا آدمی ہے، ان دونوں میں سے کسی ایک کو پیغمبر کیوں نہ بنایا، پیغمبر اس کو بنایا جس کی بات کوئی نہیں سنتا، اور جو غریب آدمی مانتے ہیں ان کی وجہ سے گھر گھر فتنہ اور فساد برپا ہے۔ بہت باتیں آپ کو سننی پڑیں، انہوں نے کہا نحن اکثر اموالاً واعز نفراً۔ ہم میں بڑے بڑے مالدار اور بڑے جتھے والے ہیں، یہ غریب غریب آدمی ان کے مقابلے میں کیا حیثیت رکھتے ہیں، قالوا اجئتنا لتلفتنا عما وجدنا علیہ اٰباءنا وتکون لکما الکبریاء فی الارض وما نحن لکما بمؤمنین کہتے ہیں کیا تو اس لئے آیا ہے کہ ہمیں اپنے باپ دادا کے دین سے پھیر دے اور تم زمین میں بڑے بن جاؤ؟ ہم تو تم پر ایمان نہیں لائیں گے

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسلی وتشفی

ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی کے لئے یہ آیات نازل فرمائیں، جن میں آپ کے ساتھیوں کو ڈھارس بندھائی اور یقین دلایا کہ خدا پرست ہونا ہی بہت بڑی دولت ہے۔ فرمایا وما تکون فی شانٍ آپ کی جو کچھ بھی حالت ہو، اور جیسی بھی مہم اور مصیبت سے دوچار ہوں، وما تتلوا منہ من قراٰن اور جو کچھ آپ قوم کی اصلاح کے لئے قرآن میں پڑھتے ہیں، اور کوئی عمل جو آپ کرتے ہیں، وہ سب کچھ ہمارے سامنے ہے، آپ کے مقصد سے بھی ہم واقف ہیں اور جو جدوجہد آپ کرتے ہیں، اور جتنے بھی آپ کے ارادے ہیں ان سب کو ہم جانتے ہیں اور ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں، اور آپ کے تفکرات اور دشمنوں کی ایذا رسانیاں بھی سب ہمارے پیش نظر ہیں وما یعزب عن ربک من مثقال ذرۃ فی الارض ولا فی السماء ولا اصغر من ذالک ولا اکبر الا فی کتاب مبین کیوں ایسا نہ ہو جب کہ جو کچھ بھی ایک ذرہ کے برابر چیز زمین میں ہو یا آسمان میں، اس سے بھی چھوٹی ہو یا بڑی، وہ سب ہمارے علم میں ہے، پہلے زمین کا ذکر کیا کہ اس کے اندر کوئی چیز چھپی ہوئی ہو، یا آسمان کی بلندیوں اور وسیع فضاؤں میں پوشیدہ ہو، ان میں سے کوئی بھی خدا کے علم سے باہر نہیں انہ ھو السمیع العلیم آپ کی دردناک دعائیں بھی ہم سنتے ہیں۔ دشمن کی ڈینگیں بھی ہم سنتے ہیں، یہ ڈینگیں مارنے والے آخر کار سزا پا جائیں گے اور کامیابی حق کے طالبوں ہی کو ہوگی۔

خدا کی دوستی میں کامیابی

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون، جو دوست ہوتا ہے وہ دوست کے رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے، اور جو خدا کے دوست ہوں اُن پر کوئی خوف اور حزن نہیں ہوتا۔ اس لئے خدا سے دوستی لگاؤ، اسی سے دلوں کو تسلی حاصل ہوگی، الذین اٰمنوا وکانوا یتقون، جن کی قوت نظری صائب اور جن کی قوت عملی میں صلاحیت ہو وہی خدا کے دوست ہوتے ہیں۔ ایمان کامل ہو، اور عمل اس کے ساتھ ہو، تو خدا کی طرف سے نصرت آتی ہے لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ دنیا میں بھی ان کے لئے بشارتیں ہیں، اور آخرۃ میں بھی، لا تبدیل لکلمات اللہ، خدا کے ارشادات سچے ہیں اور وہ بدلتے نہیں، اس کے وعدے پورے ہو کر رہتے ہیں ذالک ھو الفوز العظیم، یہ بہت ہی بڑی کامیابی ہے، قدرت کاملہ خدا کی ہے، انسانوں کی نہیں، وہ قوم جو خدا سے نہیں ڈرتی وہ ہلاک ہو جاتی ہے اور جو لوگ خدا سے تعلق لگاتے ہیں، خدا ان کی حفاظت کرتا ہے اور وہی آخر کار کامیاب ہوتے ہیں ولا یحزنک قولھم ان کی تکلیف دہ باتیں آپ کو حزن میں نہ ڈالیں ان العزۃ للہ جمیعاً عزت اور غلبہ اللہ ہی کے لئے ہے، اس کے تمام وعدے پورے ہوں گے، اور ان لوگوں کو ہی حقیقی عزت ملے گی جو اس سے دوستی لگاتے اور نیک عمل بجالاتے ہیں اور جو ڈینگیں مارتے ہیں وہ آخر کار تباہ ہو کر رہ جائیں گے ھو السمیع العلیم دشمن کی باتوں کو وہ سنتا ہے اور اس کے ناپاک ارادوں سے بھی واقف ہے، محمد رسول اللہ صلعم کی جدوجہد اور پاک ارادوں سے بھی ہم واقف ہیں نتیجہ اس کا یہی ہوگا کہ آپ کو تکلیف دینے والے آخر کار مٹ جائیں گے۔

تحفظ ختم نبوت کا بے بنیاد پروپیگنڈا

ہمارے زمانہ میں بھی ایک امام کی جماعت کو مٹانے اور تباہ کرنے کی بڑی جدوجہد کی گئی، تحفظ ختم نبوت کے نام سے ایک بڑا فتنہ کھڑا کیا گیا، بڑا جوش وخروش پیدا کیا گیا، کہتے تھے ہم اس جماعت کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ لیکن خدا نے ان کے بد ارادوں کو پورا نہ ہونے دیا۔ سب ارادے دھرے کے دھرے رہ گئے۔ ایک شخص ان کی اصلاح کے لئے کھڑا ہوتا ہے بجائے اس کے کہ اس کی بات پر کان دھریں اس کے

مخالف ہو جاتے اور اس کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دیتے ہیں، پراپیگنڈا بڑا خطرناک ہوتا ہے۔ جس کو بدنام کرنا ہو اس کے خلاف طرح طرح کی باتیں بنا کر پراپیگنڈا شروع کر دیا جاتا ہے، امام ہمام کے خلاف بھی خطرناک پراپیگنڈا کیا گیا، ختم نبوت کی حفاظت کے لئے اٹھے ختم نبوت تو خدا کے فضل سے قائم و دائم ہے اس کو کسی کی حفاظت کی ضرورت نہیں۔ جب احکام شریعت کی اللہ تعالیٰ نے تکمیل کر دی تو اب کسی رسالت اور نبوت کی حاجت ہی باقی نہیں رہی۔ جیسا کہ حضور نے فرمایا ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا نبی بعدی ولا رسول۔ خوب یاد رکھو اگر تمہارے اعمال اچھے نہیں تو خدا کا تعلق تمہارے ساتھ اچھا نہیں رہ سکتا، نیک ارادوں اور اچھے عملوں سے ہی کامیابی حاصل ہوتی اور خدا کی نصرت اترتی ہے۔

ایک بہت بڑی کرامت

ہماری غرض کوئی پارٹی بازی نہیں، ہم تو قوم کی اصلاح چاہتے ہیں، اس نیک کام کے رستہ میں روڑے اٹکانے اور ہماری تباہی کا ارادہ کرنے والے کتنے مولوی تھے اور ان کے ساتھ کس قدر لوگوں کا ہجوم تھا، اور کتنے ان کے انتظام تھے اور کتنی بڑی ڈینگیں تھیں لیکن وہ سب کیا ہوئیں، یہ بہت بڑی کرامت ہے جو ہم نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کی ہے اور ہم نے دیکھ لیا کہ حق کو مٹانے کے لئے جو لوگ اٹھتے ہیں، وہ کتنے بھی مال اور جتھے والے ہوں، تباہ ہو کر رہ جاتے ہیں، اور حق پرست ہی کامیاب ہوتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی کامیابی

حضرت مسیح موعودؑ نے بار بار تلقین کی ہے کہ میں اس لئے مبعوث ہوا ہوں کہ قوم کو قرآن کریم اور سنت نبویہ پر کاربند کر دوں۔ چنانچہ وہ اس میں کامیاب ہو گئے اور اس کے علاوہ وہ دشمنان اسلام کو یقین شکست دینے میں بھی کامیاب رہے بلکہ یورپ میں جا کر ان کے گھروں پر فتح اسلام کے جھنڈے گاڑ دیئے جو تمام دنیا کے لوگوں کے مشاہدے میں آ رہے ہیں ایسے شخص کی مخالفت کرنا نہایت جہالت ہے،

حصول کامیابی کیلئے تزکیہ کی ضرورت

اس آیت میں ایک اصول بتایا ہے کہ جب تک تزکیہ نہ ہو، کوئی کامیابی نہیں ہو سکتی، جو لوگ خدا سے سچا تعلق رکھتے ہیں، ان الذین آمنوا جن کے نظریئے بلند ہیں اور وہ خدا پر کامل اور سچا ایمان رکھتے ہیں، وکانو یتقون، اور نیک عمل بجا لاتے ہیں وہی خدا کے دوست ہیں، جو شخص خدا سے تعلق نہیں لگاتا خدا کو اس کی کیا ضرورت ہے جو لوگ ہر کام میں خدا کو سامنے پاتے ہیں ان کو تزکیہ نصیب ہوتا ہے، اور تزکیہ کے حصول کے لئے یہ ایمان نہایت مفید ہے، کہ ہم ہر وقت خدا کے سامنے ہیں *

اسلام — ایک ہمہ گیر ضابطۂ حیات

(بسلسلہ صفحہ ۳)

ان حالات میں دنیا کے پاس کمیونزم کا ایک اور صرف ایک جواب ہے۔ اور وہ جواب اسلام ہے۔

کمیونزم کے ذہنی نظریات اور مغرب کے مادی نظریات کے درمیان صرف اسلام ہی ایک ایسا فطرتی نظریہ ہے، جو انسانیت کی روح کو تباہی سے بچا سکتا ہے۔ یہ خیال غلط ہے، کہ کمیونزم سے صرف عیسائی ممالک کو خطرہ ہے۔ مشرق وسطےٰ میں جو حالات پیدا ہو رہے ہیں، ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عالم اسلام بھی کمیونزم کی زد سے محفوظ نہیں ہے۔ اس خطرہ کا مقابلہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اسلام کو ماضی کے طاقچوں سے نکال کر آج کی روشنی اور آج کی زبان میں دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ ایک نظریہ کے طور پر نہیں کیونکہ یہی اسلام کی اصل شکل ہے، اس کام میں بھی ہم اپنے علمائے کرام کی مدد اور رہنمائی کے محتاج ہیں۔

پاکستانی مسلمانوں کا نصب العین

جہاں تک پاکستان کے اپنے معاملات کا تعلق ہے اس میں شک نہیں کہ ہمارے سامنے بہت سی اندرونی اور بیرونی مشکلیں اور مسائل ہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے ان مشکلات کے بہت سے حل نکل سکتے ہیں۔ لیکن سب سے آسان راستہ یہ ہے۔ کہ آپ اپنی قیادت پر بھروسہ رکھئے، اور اپنے اپنے کام میں خوب محنت کرتے رہیئے، یہ فطرت کا قانون ہے، کہ انسان دل لگا کر محنت اسی وقت کر سکتا ہے جب اس کے سامنے کوئی واضح نصب العین ہو، ہم مسلمان ہی نہیں پاکستانی بھی ہیں، ہم میں بنگالی بھی ہیں، سندھی بھی ہیں، پنجابی بھی ہیں، اور بلوچی اور پٹھان بھی ہیں۔

ہمارے نصب العین کا ظرف اتنا بڑا ہونا چاہیئے۔ کہ اس میں یہ سب مقامی، قومی اور ملی زاویے آسانی سے سما جائیں۔

یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ جب کہ ہم اپنی زندگی کو ایسے اصولوں پر چلائیں جن کی بنیاد اتحاد، تنظیم، خدا ترسی، شرافت، خوش اخلاقی اور ایمانداری پر قائم ہو۔ یہ ایسے اصول ہیں جو ہر زمانے اور ہر زمین پر ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ اسلام کے اپنے اصول ہیں۔ اگر ہم خلوص اور دیانتداری کے ساتھ ان اصولوں کے پابند ہو جائیں، تو

انشاء اللہ پاکستان ہمارے لئے ہی نہیں، ساری دنیا کے لئے امن و سلامتی کا نمونہ بن سکتا ہے۔

اس نصب العین کو پورا کرنے کی ذمہ داری یوں تو ہر پاکستانی پر عائد ہے لیکن اس ذمہ داری کا بوجھ خاص طور پر علمائے کرام کے کاندھوں پر

(۴) ہی ہے، یہ نصب العین دراصل آپ کے علم و فضل کی امانت ہے، اگر آپ نے اس امانت کو پورا کر دیا، تو خدا آپ سے خوش ہوگا۔ اور دنیا آپ کو یاد رکھے گی *

یادِ رفتگان

ایک محترم دوست مولانا مرتضیٰ خان صاحب کی خدمت میں رقمطراز ہیں :-

" حافظ عظیم بخش مرحوم و مغفور کے حالات پر جو کچھ آپ نے لکھا اور جس انداز میں بیان لکھا وہ

روز سے یکہ بہ یاد کنند وقت خوش ترم

کی تصدیق ہے۔ جو توحید جو وادی لیلیٰ میں اتری۔ دائماً ویسے ہی رہے گی۔ ہاں ساقی اور جام کے فرق سے اس کے کیف میں فرق ہوتا رہے گا۔ صحابہؓ نے بھی وہی مے پی بعدہ امت میں داخل ہونے والے افراد نے بھی اس کے جرعوں سے حصہ پایا۔ لیکن جو کیف اس کا صحابہؓ میں اور کچھ ہمارے زمانہ میں حضرت مسیح موعود کے رفقا میں نظر آیا۔ وہ ان دونوں گروہوں سے ہی مخصوص نظر آتا ہے

آہ تلک امۃ قد خلت

ایک مرحوم بزرگ بھائی کے حالات پر آپ کی خامہ فرسائی پر دل میں یہ تحریک ابھری ہے کہ سب ستاروں کو تو نظر کے سامنے لانا محال امر ہے۔ دل چاہتا ہے کہ کم از کم بڑے بڑے PLANETS "پاک محب" اور درجہ بدرجہ دوسروں میں سے بھی جن جن کا انتخاب ذہن میں آئے ان کے تذکرے تو آپ کے قلم سے بیان ہو جائیں۔ میرے علم اور قیاس میں کوئی اور وجود دونوں گروہوں میں ایسا نظر نہیں آیا۔ جو کہ یہ کام کر سکے۔ کاش کہ جماعت یا کوئی جماعت میں سے صاحب دل آپ کو ضروری سہولتیں مہیا کر کے آپ سے ایسا احسانمندی کا کام کروائے۔ والسلام

تقویٰ اور دل کی نہر

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

" تقوےٰ اختیار کرو۔ تقوےٰ ہی نیکی کی جڑ ہے۔ تقویٰ کے معنے ہیں ہر ایک باریک در باریک رگ گناہ سے بچنا تقویٰ اس کو کہتے ہیں کہ جس امر میں بدی کا شبہ بھی ہو، اس سے بھی کنارہ کرے"

" دل کی مثال ایک بڑی نہر کی مانند ہے جس میں سے اور چھوٹی چھوٹی نہریں نکلتی ہیں جن کو ہماری زبان میں سوآ یا راجباہ کہتے ہیں۔ دل کی نہر میں سے بہت سی چھوٹی چھوٹی نہریں نکلتی ہیں، مثلاً زبان وغیرہ۔ اگر چھوٹی نہر یا سوئے کا پانی خراب اور گندہ اور میلا ہو تو قیاس کیا جاتا ہے کہ بڑی نہر کا پانی ضرور خراب ہے۔ پس اگر کسی شخص کو دیکھو کہ اس کی زبان یا ہاتھ پاؤں وغیرہ میں سے کوئی عضو ناپاک ہے تو سمجھ لو کہ اس کا دل بھی ایسا ہی ناپاک ہوگا"

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

رنگون کے شیخ الجامعہ کی احمدیت پر نکتہ چینی

کتاب "دو نبی" پر ایک سرسری نظر

(مرتضیٰ خان حسن)

حضرت سید المعصومین کے نکاحوں پر بے جا اعتراض

صاحبان عقل جانتے ہیں کہ کسی بات کے ماننے کا کوئی قرینہ ہوتا ہے۔ دشمن اسلام قومیں عیسائی اور آریہ حضرت سید المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد نکاحات کرنے پر ہرزہ سرائی کرتے اور نقل کفر کفر نباشد حضور صلعم کو بندۂ نفس ظاہر کرتے ہیں مگر یہ نادان اتنا نہیں سوچتے کہ ایک ایسے معاشرے میں بستے ہوئے جو ہر قسم کی معصیت میں ڈوبا ہوا تھا اور بدکاری کے عیب کو عیب ہی نہیں سمجھا جاتا تھا ایک شخص زندگی کے پچیس سال تجرد میں گزار دیتا ہے اور اس کا دامن ہر عیب اور ہر نقص سے پاک وصاف رہا ہے اور جب پچیس سال کی عمر میں شادی کرتا ہے تو کسی نوجوان باکرہ سے نہیں کرتا بلکہ ایک چالیس سالہ بیوہ سے۔ کیا ایسے شخص کے متعلق قیاس کیا جا سکتا ہے کہ وہ بڑھاپے میں سفلی جذبات کا تابع ہو گیا تھا۔ ہرگز نہیں۔ اگر آپ نعوذ باللہ سفلی جذبات کے تابع ہوتے تو جوانی میں ہوتے مگر آپ کی جوانی تو نہایت پاک وصاف نہایت بے عیب اور بے نقص ہی نہیں بلکہ سراسر نیکی اور پارسائی تھی تو پھر جو کچھ مخالفین معاندین حضور کے متعلق کہتے ہیں وہ محض افترا اور جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے

حضرت مرزا صاحبؑ کی پاکبازی اور عشق الٰہی

یہی حال حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غلام کا ہے، حضرت مرزا صاحبؑ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ کو فلاں عورت سے عشق تھا، نعوذ باللہ من ذالک۔ ایسا اتہام لگانے والے حضرات اتنا نہیں سوچتے کہ اس بات کے ماننے کا کوئی قرینہ بھی ہے یا نہیں؟ انسان کی اصل حالت جوانی میں کھل جاتی ہے اور اس زمانہ میں اس کے اخلاق کا کما حقہ پتہ چل جاتا ہے اب غور فرمائیں کہ جن دنوں میں حضور سیالکوٹ میں قیام فرما تھے اس وقت آپ کا عین شباب کا عالم تھا۔ اس وقت آپ برسر روزگار تھے۔ پھر گھر سے باہر ماں باپ سے دور بھی تھے۔ کوئی معترض ہونے والا بھی نہ تھا۔ کوئی پوچھنے والا نہ تھا، ہر طرح سے آزاد تھے اگر آپ بندۂ نفس ہوتے تو رنگ رلیوں کے لئے سیالکوٹ کا زمانہ بہترین زمانہ تھا مگر یہ زمانہ تو آپ نے خدا کے عشق میں رو رو کر گذار دیا پھر کیونکر توقع ہو سکتی ہے کہ ایام جوانی اور موقعہ گذر جانے کے بعد خدا کے عشق سے منہ موڑ کر کسی دوسرے عشق کی طرف آپ نے رجوع کر لیا ہو، محض افتراء اور جھوٹ ہے ...... ایسی بات بکنے والے کو خدا سے ڈرنا چاہیئے ؎

من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

ہمارے حضرت کی زندگی کا ایک ایک واقعہ آپ کے کمال تدین۔ تورع پر دلالت کرتا ہے۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ کا مشغلہ کیا تھا۔ مسجد میں خدا کی عبادت یا قرآن مجید کی تلاوت۔ آپ کو خانۂ خدا سے اس قدر شغف تھا کہ آپ کے والد بزرگوار آپ کو ملا اور مسیتڑ کہا کرتے تھے، اور جب کوئی پوچھتا کہ غلام احمد کہاں ہے آپ جواب دیتے کہ غلام احمد کو کیا پوچھتے ہو وہ زندہ بھی مرا ہوا ہے۔ بس مسجد ہے اور وہ ہے۔

دشمنانِ اسلام کی شہادت آپکی پارسائی کے متعلق

قادیان میں آریہ جیسے دشمنان اسلام بھی رہتے تھے وہ ہمیشہ آپ کی نیکی اور پارسائی اور شرافت کی تعریف کرتے رہے۔ ان لوگوں کے درمیان آپ کا بچپن اور جوانی دونوں زمانے گذرے۔ اگر انہوں نے آپ کا کوئی نقص دیکھا یا سنا ہوتا تو جب حضور نے مامور و ملہم ہونے کا دعوےٰ کیا اور آریوں کے خلاف کتابیں لکھیں اور اُن سے مناظرے کئے اور اُن کے لیڈر لیکھرام کی ہلاکت کی پیشگوئی کی اور وہ آپ کی پیشگوئی کے مطابق ہلاک بھی ہو گیا تو اس وقت یہ لوگ چپکے نہیں بیٹھ سکتے تھے۔ وہ تو آسمان سر پر اُٹھا لیتے اور حضور کے متعلق جو عیب دیا بس اُن کے ہاتھ لگتا اس کا خوب ڈھنڈورا پیٹتے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ اُن میں سے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ حضور کے کیرکٹر کے خلاف ایک لفظ بھی زبان پر لا سکے بلکہ ملاوامل اور شرم پت آریہ تو حضرت کے بعض چشمدید نشانات کے گواہ بھی تھے۔ اُن کی کیا تاب کہ وہ حضور کے متعلق سوائے حضور کی نیکی اور پارسائی کے کوئی دوسرا لفظ زبان پر لائیں۔ گویا دشمن بھی شہادت دے رہا ہے کہ مرزا بلند اخلاق کا مالک ہے اور اس کا دامن ہر عیب سے پاک ہے۔

فضل ما شهدت به الاعداء

مخالفین آپ کے کیرکٹر پر حرف نہ رکھ سکے

آپ پر بڑے بڑے سنگین مقدمات چلائے گئے، اور آپ کو عدالتوں میں بھی گھسیٹا گیا عیسائیوں نے بھی آپ کے خلاف مقدمات دائر کئے اور مسلمانوں نے بھی۔ اور یہ سلسلہ مدت تک جاری رہا۔ یہ موقعہ تھا کہ دشمن آپ کے پوست کندہ حالات کھول کر رکھ دیتے۔ اور آپ کی ہر کمزوری اور ہر نقص کو خوب نمک مرچ لگا کر لوگوں میں مشتہر کرتے اور آپ کو ذلیل و رسوا کرنے کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے لیکن نہ کسی مسلمان کو جرأت ہوئی اور نہ کسی غیر مسلم کو کہ آپ کا کوئی نقص یا عیب بیان کر سکے۔

ہزاروں ملنے والوں پر آپ کی پاکبازی کا اثر

جب بیعت کا سلسلہ شروع ہوا تو ہزاروں لاکھوں انسانوں کو آپ سے واسطہ پڑا ..... ان میں ملیں طبقہ کے لوگ بھی بکثرت تھے۔ وہ سب مدۃ العمر حضور کے اخلاق حمیدہ اور صفات پسندیدہ کے مداح رہے۔ بلکہ بعض (مثلاً مولانا عبد الرحمن) ایسے بھی تھے کہ قتل کرنے کے ارادے سے گئے لیکن جب حضور کے اخلاق عالیہ بچشم خود دیکھے تو دل وجان سے آپ کے گرویدہ ہو گئے اور ساری عمر دستہ بستہ غلام رہے۔ آپ کے اخلاق کے سامنے باغی و سرکش کا سر جھک جاتا تھا۔ بعض لوگ آپ کے اخلاق سے اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے ہمیشہ کے لئے ترک وطن کر کے آپ کے پاس سکونت اختیار کر لی اور پھر وہاں سے اس وقت اُٹھے، جب موت نے انہیں اٹھایا۔ جو لوگ دیوار بدیوار آپ کے ساتھ رہائش رکھتے رہے انہوں نے کوئی امر ایسا نہ دیکھا جس پر اُنگلی اُٹھائی جا سکے بلکہ ہمیشہ آپ کے محاسن کے گیت گاتے رہے۔

لوگوں کو اپنے پاس آکر ٹھہرنے کی دعوت آپکی پاکبازی پر شاہد ہے

آپ خود لوگوں کو دعوت دیا کرتے تھے کہ میرے پاس آکر رہو اور میرے حالات بچشم خود دیکھو۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ تم کو کوئی نشان بھی دکھائے جس سے تمہارے سینے کھل جائیں اور میری صداقت تم پر منکشف ہو جائے۔ ایک بدبخت جھوٹے مفتری کو کب یہ جرأت ہو سکتی ہے کہ وہ لوگوں کو اپنے پاس آنے اور ٹھہرنے کی دعوت دے وہ تو ڈرتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ لوگ اس کے پاس آئیں اور اس کا پول کھل جائے اور اُن کے عیوب ان پر کھل جائیں اور وہ اُن سے متنفر ہو جائیں۔ یہ ایک صادق انسان کا کام ہی ہے کہ وہ لوگوں کو اپنے پاس آنے اور قیام کرنے کی دعوت دے والا عیر۔

فاضل اور غیور علماء کی نظر تنقید کا نتیجہ

مقام غور ہے کہ فاضل اور غیور علماء کا ایک گروہ آپ کے پاس سالہا سال تک بود و باش رکھتا رہا انہوں نے حضور کی ہر نقل و حرکت کا ملاحظہ کیا۔ آپ کے ہر قول کو جانچا اور آپ کے ہر فعل کو بنظر تنقید ملاحظہ کیا۔ لیکن کوئی امر خلاف شریعت حقہ نہ پایا جس قدر زیادہ قریب سے انہوں نے حضور کو دیکھا اتنی زیادہ وہ آپ کے اخلاق کے مداح اور آپ کے والہ و شیدا ہو گئے۔

آپ کے اخلاق فاضلہ لوگوں کی کشش کا موجب تھے

حضور سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق باری تعالیٰ فرماتے

ہیں لوکنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک۔ یعنے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپ ترش اور سخت دل ہوتے تو لوگ آپ کے پاس سے بھاگ جاتے یہی حال آپ کے غلام کا تھا اگر مرزا غلام احمد نعوذ باللہ بد اخلاق ہوتے تو آپ کے پاس کون پھٹک سکتا تھا۔ لوگوں نے حضور کے قدموں میں ۔۔۔۔۔۔ زندگی بسر کرنے کو اپنی بڑی سعادت سمجھا۔ ذرا غور فرمائیں کہ ان لوگوں کے لئے کونسی چیز کشش کا موجب ہو سکتی تھی کیا کوئی جائداد تھی جس کے لئے وہ وہاں گئے یا کوئی خزانہ ملنے والا تھا ہرگز نہیں یہ محض اس مرد خدا کی روحانی کشش تھی جس کی وجہ سے لوگ آپ کی طرف کھنچے جاتے تھے۔ اور جس کی وجہ سے دشمن بھی غلام بن جاتے تھے۔ ففکر یا اخی تم فکر۔

علماء و فضلا کی ایک جماعت آپ کے قدموں میں

امام المفسرین حضرت مولانا نورالدین جس نے دیار حبیب میں جا کر علوم و حکم کے اس چشمہ سے پانی پیا جو صحابہ کرام آنے والوں کے لئے چھوڑ گئے تھے اور جسے حضرت مولانا رحمت اللہ مکی جیسے بزرگ کی رفاقت اور سرتاج خاندان نقشبندیہ حضرت شاہ عبدالغنی علیہ الرحمۃ کی بیعت کا شرف حاصل تھا، سلالۃ الکرام حضرت مولانا عبدالکریم احسن المناظرین حضرت مولانا سید محمد احسن فاضل امروہہ جو کسی وقت نواب صدیق حسن خان بھوپال کے دست راست تھے زمانہ حال کے اردو اور انگریزی کے فاضل مفسر وحید العصر حضرت مولانا محمد علی صاحب جن کے قلم کے سامنے یورپ جھک گیا اور زبدۃ المبلغین حضرت خواجہ کمال الدین جو دیار مغرب میں توحید کے سب سے پہلے علمبردار تھے تحفۃ المقررین حضرت مولانا صدرالدین جس نے جرمنی میں مشن قائم کیا اور مسجد بنوائی اور سینکڑوں انگریزوں اور جرمنوں کو کلمۂ توحید پڑھایا وغیرہم من العلماء وہ لوگ تھے جو سالہا سال حضور کے قدموں میں قیام پذیر رہے۔ یہ کوئی معمولی ہستیاں نہ تھیں، بڑے غیور اور نقاد لوگ تھے۔ اگر یہ حضرات حضرت مرزا صاحبؑ کی ذرا سی بات بھی خلاف شریعت دیکھ پاتے یا کوئی اخلاقی کمزوری ملاحظہ کرتے تو فوراً آپ کا ساتھ چھوڑ دیتے مگر انہوں نے دیکھ لیا تھا کہ فی الحقیقت یہ شخص ایک آسمانی انسان ہے۔ اور اس کے قدموں میں رہنا عین سعادت اور نیک بختی ہے۔ وہ اخلاق کا مجسمہ اور شرافت کا پُتلا ہے۔ وہ قال اللہ و قال الرسول پر جان و دل سے فدا اور کتاب و سنت پر سختی سے عمل پیرا ہے۔ غرض کسی پہلو سے حضرت مرزا کو جانچ کر دیکھ لو، وہ بے مثل و بے نظیر ثابت ہوں گے۔

اہل و عیال سے حسن برتاؤ

اب ایک اور پہلو سے ہم حضرت مرزا صاحبؑ کے اخلاق پر نظر تنقید ڈالتے ہیں۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خیرکم خیرکم لاھلہ یعنے تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل سے نیک سلوک کرتا ہے۔ آؤ اس پہلو سے مرزا صاحبؑ کو جانچیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ اپنے اہل بیت سے حسن سلوک کا بہترین نمونہ تھے آپ اپنی بیوی کی عزت کرتے تھے، اور بیوی آپ کی فرمانبرداری میں کوتاہی نہ کرتی۔ وہ آپ کی صداقت پر ایمان رکھتی تھیں اور بیوی کا ایمان رکھنا تو آپ کے صادق ہونے کی ایک بڑی دلیل ہے۔ کبھی میاں بیوی میں کوئی جھگڑا یا فساد نہ ہوا۔ ساری عمر خوش اسلوبی سے گذری اور میاں اور بیوی دونوں خدا اور خدا کے رسول کے حکم کے مطابق زندگی بسر کرتے رہے۔ آپ ایک شفیق اور شریف شوہر تھے، اور آپ کی بیوی ہمیشہ آپ کے حسن سلوک کی معترف اور آپ کی نیکیوں کی ثناخواں رہی، اور یہ ایک حقیقت ہے کہ بیوی سے بڑھکر خاوند کے اخلاق کا کوئی رازدار نہیں ہوتا۔ گھر سے باہر انسان تکلف اور تصنع سے بھی کام لے سکتا ہے مگر گھر کے اندر ۔۔۔۔۔ اس کے تمام جوہر کھل جاتے ہیں اور اصل اخلاق کا پتہ لگ جاتا ہے، اگر بیوی شہادت دے دے کہ اس کا خاوند شریف ہے اور نیک ہے تو خاوند کے نیک و شریف ہونے میں کوئی شک نہیں رہتا، حضرت صاحب کی بیوی ساری عمر حضور کی نیکی، حضور کے اخلاق اور زہد و اتقاء کی شہادت دیتی رہی پھر حضور کے نیک و شریف ہونے میں کیا شک رہ گیا۔

محبت، شرافت اور رحم و کرم کا مجسمہ

محبت و رافت، رحم و کرم آپ کی فطرت ثانیہ تھی، آپ دشمنوں سے بھی نیک سلوک کرتے لیکھرام آریہ آپ کا دشمن تھا۔ آپ نے خدا سے الہام پا کر اس کی ہلاکت کی پیشگوئی کی تھی، وہ جب خنجر سے ہلاک ہوا تو حضرت نے فرمایا مجھے اس کی جوانی پر افسوس ہے پھر فرمایا کہ اگر میں پاس ہوتا تو اسکو بچانے کی کوشش کرتا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔۔۔۔۔ اس کے زخم دھوتا اور اس کی مرہم پٹی کرتا، یہ اس رحم کا تقاضا تھا جو ہمارا انسان آپ کے دل میں تھا، یہ نیک لوگوں کا طائفہ کسی کا بدخواہ نہیں ہوتا، بلکہ سب کے لئے بھلائی چاہتے ہیں خواہ کوئی دشمن ہو۔ اگر کوئی بدباطن کمینہ شخص ہوتا تو وہ اپنے دشمن کی ہلاکت پر خوش ہوتا اور خوب مزے لے لے کر اس کی ہلاکت کا ذکر کرتا۔ مگر ہمارے حضرت ان باتوں سے بالاتر تھے آپ خدا کے فضل سے بلند اخلاق کے مالک اور شریف النفس انسان تھے۔ اور یہ مخالف مولویوں کا محض خبث باطن ہے کہ حضور کے متعلق ایسے قبیح کلمات استعمال کرتے ہیں کہ آپ نعوذ باللہ پایۂ شرافت سے بھی گرے ہوئے تھے اور آپ کا شمار عام شریف لوگوں میں نہیں ہو سکتا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ یہ سب مخالفین کی ہزلیات ہیں جن میں صداقت کا نام نشان بھی نہیں۔

دشمن کی رسوائی سے اجتناب

حضور کے خلاف عیسائی لوگوں نے خون کا مقدمہ دائر کر رکھا تھا۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی عیسائیوں کی طرف سے گواہ بن کر آئے تھے۔ عدالت کی نظروں میں خفیف کرنے کے لئے حضرت مرزا صاحب کے وکیل نے بغیر حضور کی اجازت کے مولوی صاحب سے سوال کیا کہ:۔

"مولانا! یہ تو بتایئے آپ کے نانا کا نام کیا تھا؟"

مولوی صاحب کے لئے اس سوال کا جواب موت کے مترادف تھا۔ سراپا شرافت حضرت مرزا صاحب فوراً کھڑے ہو گئے اور وکیل سے کہنے لگے کہ:۔

"میں نے آپ کو ایسے سوالات کی اجازت نہیں دی اور نہ میں پسند کرتا ہوں کہ ایسے سوالات کئے جائیں"

صاحبان عقل و فکر کے لئے مقام غور ہے کہ یہ کوئی معمولی قسم کا مقدمہ نہ تھا۔ بڑا سنگین مقدمہ تھا۔ اگر کوئی اور ہوتا تو وہ خوش ہوتا کہ فریق ثانی کو جس قدر عدالت کی نظروں میں ذلیل و رسوا کیا جائے کم ہے مگر آفرین ہے حضرت مرزا صاحب پر کہ دشمن کو بھی رسوا دیکھنا پسند نہ کیا۔ کیا اس سے بڑھکر کہیں شرافت کی مثال مل سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ لیکن ہمارے علمائے کرام کو دیکھئے کہ وہ کس ڈھٹائی سے کہدیتے ہیں کہ مرزا صاحب تو معمولی شریف انسان بھی نہ تھے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ المرء یقیس علی نفسہ۔

(باقی دارد)

تبلیغی خط و کتابت

(بسلسلہ صفحہ ۴)

آپ یہ سُن کر خوش ہوں گے کہ ہم نے دس ممبروں پر مشتمل مجلس قائم کی ہے، وزیر تعلیم کی زیر نگرانی قرآن شریف کی سٹڈی اور ریسرچ کا کام شروع کیا ہوا ہے (ان کے سامنے جیسا کہ یہ پہلے لکھ چکے ہیں حضرت مولانا محمد علی رح کا انگریزی ترجمہ اور تفسیری نوٹ ہیں)

اس مجلس کے ممتاز ممبر حسب ذیل ہیں:۔

(۱) ۔ پروفیسر تسوداجو کہ وسیدہ یونیورسٹی ٹوکیو میں اورینٹل کلچر کے پروفیسر ہیں۔

(۲) ۔ پروفیسر ہائی موراتی جو کہ ٹنری یونیورسٹی ناراکان جاپان میں مذہبی شعبہ کے پروفیسر ہیں۔

(۳) پروفیسر ٹی ایزٹسو جو کہ ٹوکیو یونیورسٹی میں عربی پروفیسر ہیں۔

(۴) پروفیسر ایس مائی جین جو کہ کیو یونیورسٹی ٹوکیو میں اورینٹل ہسٹری اور عربی کے پروفیسر ہیں۔

(۵) پروفیسر آر گاموجو ٹوکیو یونیورسٹی میں اردو، فارسی کے پروفیسر ہیں۔

(۶) مسٹر ایم آراجو کہ ٹوکیو یونیورسٹی کے کلچرل سٹڈی انسٹی ٹیوٹ میں لیکچرر ہیں۔

(۷) میں خود بھی ہوں۔

میں پھر آپ سے تاخیر جواب کے لئے معافی کا خواستگار ہوں امید ہے آپ اپنی دلچسپ خط و کتابت جاری رکھیں گے۔

نوٹ:۔ ان کے ذمہ مسلم اور سندو تصوف پر تحقیق ہے

ووکنگ مسلم مشن کا کام مولانا یعقوب خان صاحب کی قیادت میں

بزرگانِ ملت برادرانِ اسلام معزز خواہرانِ اسلام۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
خدا کے فضل سے گذشتہ عید الفطر ووکنگ میں نہایت بارونق اور کامیاب گزری، قبلہ یعقوب خان صاحب کا خطبہ عید نہایت موثر اور طرزِ تقریر نہایت جاذب تھی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یعقوب خان صاحب کی آمد سے ووکنگ مشن کا ماحول اتنا بدلا ہے کہ ہر کارکن اپنے اپنے کام میں منہمک رہتا ہے۔ یوں کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ انکی امامت میں کام کرنے کا لطف آتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے اپنے دین کی خاص نصرت چاہتا ہے کہ ووکنگ میں ایسے لوگوں کو اکٹھا کر دیا ہے جو خدمت دین کی سچی تڑپ رکھتے ہیں، دلی تمنا یہی ہے کہ خدا تعالےٰ نے ایسے ہزاروں لاکھوں انسان اپنے دین کی خدمت کے لئے پیدا کرے تا وہ وقت جلد از جلد آ جائے کہ لوگ گروہ در گروہ حلقہ بگوش اسلام ہوں، آمین ثم آمین۔ دنیا اس وقت امن وسکون کی متلاشی ہے۔ لیکن حقیقی امن وسکون محض خدا تعالےٰ سے تعلق جوڑنے سے ملتا ہے۔ جب بندہ اس کا ہو جاتا ہے تو پھر خدا تعالےٰ ہر قدم پر اس کی رہنمائی اور حفاظت کرتا ہے۔ لاریب اسلام ہی وہ کامل اور سچا مذہب ہے کہ اس میں انسان کی ہر مرض کا علاج ہے۔ اسلام کی تعلیم کو اپنا کر ہی انسان دین و دنیا کی کامیابی حاصل کرتا ہے۔ قبلہ یعقوب خان صاحب ووکنگ مشن کے کام کو بڑھانا چاہتے ہیں۔ ہمیں جرمن ترجمہ قرآن کو چھپوانے کی سخت ضرورت ہے، نیز خان صاحب کو مختلف رسالہ جات اور لٹریچر کے چھپوانے کی ضرورت ہے لیکن اس کام کو وہ آپ سب لوگوں کی خاص توجہ اور مدد کے بغیر نہیں کر سکتے۔ کام کو بڑھانے کے لئے ہمیں بڑے آفس کی ضرورت ہے۔ ان سب کاموں کو مدنظر رکھتے ہوئے قبلہ خان صاحب اور ووکنگ مسلم مشن کے تمام عملہ کی طرف سے ایک تجویز ہے کہ آپ سب لوگ ووکنگ مشن کے ممبر بن کر انجمن کی مدد کریں، چنانچہ تجویز حسب ذیل ہے:۔

ووکنگ مشن کا ہر ممبر ۵ روپئے مہینہ اس فنڈ میں ادا کرے جو وہ لاہور احمدیہ انجمن کو ادا کر دے یا ادھر ادا کرواتا رہے لیکن جو شخص اتنی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ خواہ کتنا تھوڑا بھی دے لیکن ہر ماہ باقاعدگی سے دے۔ یقین جانیں کہ آپ سب کی تھوڑی تھوڑی قربانی سے وہ عظیم الشان کام ہوگا جس کو ہم سب حیرت سے دیکھیں گے۔ لیکن سب یہ کوشاں رہیں کہ اس کے ممبروں کی تعداد دن بدن بڑھتی جائے۔ اپنے اپنے عزیزوں، دوستوں واقفوں کو ووکنگ مشن کا ممبر بنائیں، دنیا اس وقت خوابِ غفلت میں سوئی ہوئی ہے اس کو اس خواب سے جگائیں۔ تبلیغ اسلام ہر مسلمان کا کام ہے۔ آخر پر دعا ہے کہ خدا تعالےٰ نے ہمیں توفیق دے کہ ہم سچے دل سے اس دین کامل پر عمل پیرا ہوں اور ایسے لوگوں کے لئے موجب ہدایت بن سکیں جو اس وقت اسکے متلاشی ہیں۔ آخر پر آپ سب سے درخواست ہے کہ ہم سب کو اپنی اپنی دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں۔ والسلام

راقم دعاگو وطالب دعا
محمود عبد اللہ

پانچویں بین الاقوامی کتب کی نمائش

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

کتب تقسیم کی گئی۔ جس کا سرورق دیدہ زیب تھا اور اس میں ووکنگ مسلم مشن اور برلن مشن کے ذریعہ اسلام قبول کرنے والی چیدہ شخصیتوں کی تصاویر بھی دی گئی تھیں جن میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اس کے گرد حضرت مسیح موعودؑ کے الہام:۔

"میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

سے نکلتی ہوئی شعاعوں کو ابھرتا ہوا دکھایا گیا تھا۔ اس کے علاوہ اس میں دوسرے ممالک میں ہمارے نمایندوں کے ۲۱ پتہ جات بھی درج کئے گئے۔

اس کے علاوہ ہمارے سٹال کی ایک خاص خصوصیت یہ ہے کہ ہماری کتب کے غیر ملکی زبانوں میں جو تراجم دستیاب ہو سکے وہ بھی ایک طرف نمایاں طور پر رکھے گئے تھے۔ ان کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

(۱)۔ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی (ہنگری زبان میں)
(۲)۔ نیو ورلڈ آرڈر (ڈچ زبان)
(۳)۔ انٹروڈکشن ٹو دی سٹڈی آف ہولی قرآن (ڈچ زبان)
(۴)۔ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی (چینی زبان میں)
(۵)۔ اسلامک انسٹی ٹیوشن آف پردہ (چینی زبان میں)
(۶)۔ دی پرافٹ آف اسلام (گورمکھی زبان میں)
(۷)۔ دی کال آف اسلام (ملایالم زبان میں)
(۸)۔ دی پرافٹ آف اسلام (تامل زبان میں)
(۹)۔ دی پرافٹ آف اسلام (ہندی زبان میں)
(۱۰)۔ محمدؐ دی پرافٹ (سندھی زبان میں)
(۱۱)۔ دی پرافٹ آف اسلام (کھاسی زبان میں)
(۱۲)۔ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی (پولش زبان میں)
(۱۳)۔ پرافٹ آف اسلام (البانوی زبان میں)

(چینی زبان میں)
(۱۸)۔ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی (ملایالم زبان میں)
(۱۹)۔ اسلامک انسٹی ٹیوشن آف پردہ (ڈچ زبان میں)
(۲۰)۔ ریلیجن آف اسلام (ڈچ زبان میں)
(۲۱)۔ جرمن ترجمۃ القرآن از حضرت مولانا صدرالدین۔
(۲۲)۔ لونگ تھاٹس آف پرافٹ محمدؐ (فارسی زبان میں)
(۲۳)۔ اسلامی قانون طلاق (عربی زبان میں)
(۲۴)۔ نماز اور ترقی کی تین راہیں (عربی زبان میں)
(۲۵)۔ پرافٹ آف اسلام (چینی زبان میں)
(۲۶)۔ اسلامی قانون نکاح وطلاق (چینی زبان میں)
(۲۷) لونگ تھاٹس آف پرافٹ محمدؐ (چینی زبان میں)
(۲۸) دی کال آف اسلام (برمی زبان میں)
(۲۹) سورۃ فاتحہ (برمی زبان میں)
(۳۰) علماء مصر کا وفات مسیح پر فتویٰ (برمی ترجمہ)
(۳۱)۔ جماعت احمدیہ کے دو حصے (برمی ترجمہ)
(۳۲)۔ حضرت عمر (سیامی زبان میں)
(۳۳) ملایالم ترجمۃ القرآن حصہ اوّل
(۳۴) سیامی ترجمۃ القرآن حصہ اوّل و دوم

نوٹ:۔ جن تراجم کے آگے مصنفوں کے نام نہیں درج کئے گئے وہ حضرت مولانا محمد علی مرحوم و مغفور کی کتب کے تراجم ہیں۔

علاوہ ازیں اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی اور اسلامک ریویو کی ایک ہزار سے زاید کاپیاں زائرین نمائش میں تقسیم کی گئیں۔

مولانا عبدالحق وِدیارتھی ڈچ گیانا میں

شاندار جلوس۔ نماز تراویح کے بعد درس قرآن۔ خطبہ عید اور تقاریر کا ریکارڈ اور نشر و اشاعت ریڈیو سٹیشن سے

مولانا عبدالحق صاحب کا خط ڈاکٹر غلام محمد صاحب کے نام

سرینام ۱۶-۴-۵۹- مکرم ڈاکٹر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

۱۴ مارچ گذشتہ کو سانفرانسسکو سے روانہ ہو کر نیویارک ہوتا ہوا ۱۵ ارکی شام کو ڈچ گیانا پہنچ گیا تھا۔ ہوائی اڈہ پر جو شہر سے تیس میل ہے۔ صدہا مرد اور عورتوں نے خوش آمدید کہا اور چند منٹ میں پھولوں کے ہاروں سے لاد دیا، پھر کاروں اور بسوں کا جلوس شہر کی طرف روانہ ہوا، جگہ جگہ ٹھہرا کر فوٹو لئے گئے اور خوش آمدید کے نعرے بلند ہوتے رہے۔ شہر میں پہنچکر انجمن کے ہال میں جلسہ ہوا۔ ایڈریس اور جواب ایڈریس دیا گیا۔

رمضان کے مہینہ میں لوگوں کا تقاضا تراویح کے بعد درس قرآن مجید کا ہوا۔ اور لوگ نہایت شوق سے کافی رات تک سنتے رہتے تھے، یہاں تک کہ عید کا دن آگیا۔ سٹیٹ کے سرکاری انتظام میں میرا خطبہ نشر ہوتا تھا، تا کہ ہماری انجمن اور خیال کے دوسرے لوگ دور دور کے علاقوں میں نماز عید میں وہی خطبہ سن سکیں۔ چنانچہ نماز اور خطبہ مسجد میں ریکارڈ کر کے اسی وقت ریڈیو سٹیشن سے نشر کیا گیا۔ عید کی نماز یہاں جمعہ کے دن تھی۔ نماز جمعہ کے بعد پھر ریڈیو سٹیشن سے عید کے پروگرام میں تقریر کرنا تھی۔ وہ وہاں جا کر کی گئی۔ اس تقریر کے متعلق براڈکاسٹنگ سٹیشن پر مختلف مذاہب کے لوگوں نے نہایت خوشنودی کا اظہار کیا۔ جب سے یہاں آیا ہوں، ہر تقریر ریکارڈ ہوتی رہی ہے۔ کسی جگہ جانا ہو یہ لوگ ریکارڈ مشین ساتھ ساتھ لئے پھرتے ہیں، اپنی مسجد میں تو دو دو تین تین مشینیں میرے آگے پیچھے لگا کر اپنے اپنے گھروں کے لئے ریکارڈ کر لیتے ہیں، عید میں کم و بیش ایک ہزار مرد و عورت نے میری اقتداء میں نماز پڑھی، مسجد کے علاوہ تمام اردگرد کے کمرے اوپر نیچے مردوں اور عورتوں سے بھرے ہوئے تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کا رحم ہے۔ کہ یہ لوگ میری باتوں کی ایسی قدر کرتے ہیں۔ اب پبلک لیکچروں کا انتظام ہو رہا ہے اور ساری سٹیٹ میں ہر جگہ تقریروں کا پروگرام بنایا گیا ہے۔ لادینی شن بس کے ساتھ مجھے پچھلی مرتبہ مقابلہ رہا۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت سے اب سسک رہا ہے۔ سوائے دو مبلغوں اور ان کی بیویوں کے .... ان کی عید میں بھی کوئی نہ تھا۔ جو بھائی غلطی سے ان کی باتوں میں کہ ۳ لاکھ روپے سے سکول اور کالج کھولیں گے اور مفت تعلیم دیں گے پھنس گئے تھے سب بحمد للہ واپس آ گئے۔ یہ تو یہاں کی کامیابیوں کا مختصر تذکرہ ہے انجمن کی حالت پہلے سے بہتر ہو گئی ہے کئی سالوں سے جو قرضہ تھا۔ وہ ادا ہو گیا ہے۔ اور اب انجمن نے اپنی ۱۸ تعلیمی شاخوں کے علاوہ ایک یتیم خانہ بھی کھول دیا ہے۔

اب دور دور سے لوگوں کے دعوت نامے موصول ہو رہے ہیں۔ مثلاً نکیری اور برٹش گائنا سے تقاضا ہو رہا ہے کہ میں کب وہاں پہنچتا ہوں، یہاں ہماری جماعت اللہ کے فضل سے کافی ترقی پر ہے۔ چنانچہ دوسرے مسلمانوں نے عید کے موقعہ پر لوگوں کو یہ کنکر جوش دلایا۔ کہ احمدی دن بدن ترقی کر رہے ہیں۔ ہمیں بھی چندہ کر کے پاکستان سے عالم منگوانا چاہیئے۔ اور قریباً ڈھائی ہزار روپیہ چندہ بھی ہو گیا۔ مگر اس سے پیشتر، جو مولوی صاحب یہاں آتے تھے۔ وہ کیا کر گئے۔ کہ نیا آ کر کچھ کریگا۔

عید کے دن یہاں ایک سرکاری ملازم مسلمان ہوا ہے۔ نام عبدالرحیم رکھا گیا۔ وہ یہاں کے فائر بریگیڈ میں کلرک ہے۔ میرا یہاں مئی کے مہینے لیکچروں کا پروگرام مقرر ہو چکا ہے:

بچوں کا صفحہ ———— مرتضیٰ خان حسن

باپ بیٹے کی تیسری مجلس

(بسلسلۂ اشاعت گذشتہ)

باقی رہا مسافر کے روزہ کے متعلق تو اس میں شک نہیں کہ احادیث میں اس کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن احادیث کی مجموعی شہادت سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ترجیح اسی امر کو ہے کہ سفر میں روزہ نہ رکھا جائے۔ چنانچہ ایک طرف تو یہ متفق علیہ حدیث ہے:۔

عن عائشۃ قالت ان حمزۃ بن عمران اسلمی قال للنبی صلے اللہ علیہ۔ اصوم فی السفر وکان کثیر فقال ان شئت فصم وان شئت فافطر (متفق علیہ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حمزہ بن عمران نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں تو سفر میں بھی روزہ رکھتا ہوں اور وہ بہت روزہ رکھنے والے تھے۔ پس جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا اگر تو چاہے تو روزہ رکھ اور اگر چاہے تو نہ رکھ۔

لیکن ایک دوسری حدیث بھی متفق علیہ حدیث ہے جو درج ذیل ہے:۔

عن انس قال کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی السفر فمنا الصائم ومن المفطر فنزلنا منزلاً فی یوم حار فسقط الصوامون وقام المفطرون۔ وسقوا الرکاب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذھب المفطرون الیوم بالاجر (متفق علیہ)

حضرت انس رض روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور بعض لوگوں نے ہم میں سے روزہ رکھا ہوا تھا۔ اور بعض نے نہیں رکھا ہوا تھا۔ پس ہم ایک جگہ اُترے۔ اس دن گرمی بہت زیادہ تھی۔ روزہ دار تو بے تاب ہو کر ایک جگہ لیٹ گئے اور جنہیں روزہ نہ تھا وہ اُٹھے انہوں نے خیمے لگائے اور گھوڑوں کو پانی پلایا اور اس پر حضرت رسول کریم صلعم نے فرمایا آج افطار کرنے والے روزہ داروں پر سبقت لے گئے۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سفر میں روزہ نہ رکھنا اور خدا کی دی ہوئی رعایت سے فائدہ اٹھانا اولیٰ یعنے بہتر ہے۔

پھر صحیح مسلم میں ایک حدیث بدیں الفاظ آتی ہے:۔

عن ابن عباس ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خرج عام الفتح فی رمضان۔ فصام حتی ابلغ الکدید ثم افطر قال وکان صحابۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یتبعون الاحدث فالاحدث من امرہ (مسلم)

ابن عباس بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال سفر پر نکلے۔ اور آپ کو روزہ تھا۔ جب کدید (جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ ہے) پہنچے تو آپ نے روزہ افطار کیا اور آپ کے صحابہ نے بھی آپ کی پیروی کی۔

اس حدیث کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت زھری فرماتے ہیں کہ صوم و افطار کے دونوں حکموں میں سے آخری حکم افطار کا ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری حکم کی ہی پابندی کرنی چاہیئے۔ چنانچہ حضرت زہری کے اصل الفاظ یہ ہیں:۔

وقال الزھری کان الفطر آخر الامرین وان یوخذ امر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بالآخر (مسلم)

اور زہری نے کہا ہے کہ افطار ہی دونوں امور میں سے آخری امر تھا اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری حکم کو ہی لینا چاہیئے (یعنے آخری حکم پر ہی عمل پیرا ہونا چاہیئے)

پھر ایک اور حدیث ہے:۔

عن جابر بن عبد اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خرج عام الفتح الی مکۃ فی رمضان فصام حتی بلغ کراع الغمیم۔ فصام الناس ثم دعا بقدح من ماء فرفعہ حتی نظر الناس الیہ۔ ثم شرب فقیل لہ بعد ذالک ان بعض الناس قد صام۔ فقال اولئک العصاۃ اولئک العصاۃ (مسلم)

جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال رمضان شریف میں عازم سفر ہوئے۔ اور آپ کو اور آپ کے ہمراہیوں کو روزہ تھا۔ جب آپ کراع الغمیم میں پہنچے تو آپ نے پانی کا ایک پیالہ مانگا۔ اور اُٹھا کر اس کو پیا۔ لوگوں نے بھی آپ کو پانی پیتے دیکھا۔ اس کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ بعض لوگوں نے روزہ افطار نہیں کیا تو آپ نے فرمایا کہ ایسے لوگ گنہگار ہیں اور پکے گنہگار۔

ابن ماجہ کی ایک اور روایت ہے:۔

عن عبد الرحمٰن بن عوف قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان فی السفر کالمفطر فی الحضر (ابن ماجہ)

عبدالرحمٰن بن عوف کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر میں رمضان کے روزے رکھنے والا ایسا ہی ہے جیسے کہ حضر میں افطار کرنے والا۔

ان تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں افطار کرنے کو ہی اولیٰ سمجھتے تھے۔ اور شارحین حدیث کے نزدیک بھی آپ کا آخری حکم یہی ہے کہ سفر میں روزہ نہ رکھا جائے۔ چنانچہ صحیح مسلم کی ایک حدیث یوں آیا ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے کہ آپ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کے ارد گرد لوگ جمع ہیں۔ اور اس پر سایہ کیا ہوا ہے۔ آپ نے پُوچھا اس شخص کو کیا ہے لوگوں نے عرض کی کہ یہ شخص روزہ دار ہے۔ آپ نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے۔

پیغام صلح ۱۳ رمئی ۱۹۵۹ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۱۹

ہفت روزہ "پیغام صلح"
سالانہ چندہ :- پاکستان سے چھ روپے - ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکہ
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ - } شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر 100/A محلہ اعظم پورہ ، ملک پیٹھ حیدر آباد دکن (انڈیا)

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دوں گا (الہام مسیح موعود)

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور پاکستان

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر
گمرہاں را چشم کن روشن بہ آیات مبیں

تار کا پتہ۔ "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر۔ ۲۷۴۳۷

ایڈیٹر۔ دوست محمد

جلد | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۱ ذیقعدہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۰ مئی ۱۹۵۹ء | ۲۰

ہمارا مذہب

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

(مسیح موعودؑ)

خدا تعالیٰ کے نزدیک اس شخص کی قدر و منزلت ہے جو دین کا خادم اور نافع الناس ہے

قبولیت دعا کا ایک مجرب نسخہ

فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بعض لوگ حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا کرتے تھے۔ جس کے جواب میں ان کو تحریر کیا جاتا تھا۔ کہ دعا کی گئی۔ مگر بعد ازاں وہ دوبارہ لکھ دیا کرتے تھے۔ کہ دعا سے کچھ فائدہ نہیں ہوا اور یہ دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو آپ نے دعا نہیں کی، یا اگر کی ہے تو توجہ سے نہیں۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے اس بارہ میں ایک دن عرض کی۔ تو حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا "سخت ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ دعا کے مضمون پر پھر قلم اٹھایا جائے۔ کیونکہ پہلے مضامین اس بارہ میں کافی ثابت نہیں ہوئے۔ دعا نہایت نازک امر ہے، اور اس کے لئے شرط ہے، کہ مستدعی اور داعی میں ایسا مستحکم رابطہ ہو جائے، کہ ایک کا درد دوسرے کا درد ہو جائے اور ایک کی خوشی دوسرے کی خوشی ہو جائے، جس طرح شیر خوار بچہ کا رونا ماں کو بے اختیار کر دیتا ہے اور اس کی چھاتیوں میں دودھ اتار دیتا ہے، ویسے ہی مستدعی کی حالت زار اور استغاثہ پیدا کرے ہی رقت اور عقدِ ہمت بن جائے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ سب امور خدا تعالیٰ کی موہبت ہیں، الغرض۔ کو ان میں دخل نہیں، توجہ اور رقت بھی خدا تعالیٰ کے ہاں سے نازل ہوتی ہے۔ جب خدا تعالیٰ چاہتا ہے، کہ کسی کے لئے کامیابی کی راہ.... نکال دے۔ تو وہ داعی کے دل میں توجہ اور رقت ڈال دیتا ہے۔ مگر سلسلۂ اسباب میں ضروری ہوتا ہے کہ داعی کو کوئی محرک شدید جنبش دینے والا ہو۔ اس کی تدبیر بجز اس کے اور کوئی نہیں، کہ مستدعی اپنی حالت ایسی بنائے، کہ اضطراراً داعی کو اس کی طرف توجہ ہو جائے۔ جو حالت میری توجہ کو جذب کرتی ہے۔ اور جسے دیکھ کر میں دعا کے لئے اپنے اندر تحریک پاتا ہوں، وہ ایک ہی بات ہے کہ میں کسی شخص کی نسبت معلوم کر لوں، کہ یہ خدمتِ دین کے سزاوار ہے، اور اس کا وجود خدا تعالیٰ کے لئے، خدا کے رسول کے لئے، خدا کی کتاب کے لئے اور خدا کے بندوں کے لئے نافع ہے۔ ایسے شخص کو جو درد و الم پہنچے وہ درحقیقت مجھے پہنچتا ہے۔ اس لئے ہمارے دوستوں کو چاہیئے، کہ وہ اپنے دلوں میں خدمتِ دین کی نیت باندھ لیں، جس طرز اور جس رنگ کی خدمت جس سے بن پڑے کرے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اس شخص کی قدر و منزلت ہے، جو دین کا خادم اور نافع الناس ہے۔ ورنہ وہ کچھ پرواہ نہیں کرتا کہ لوگ کتوں اور بھیڑوں کی موت مر جائیں۔" (خط مولوی عبدالکریم صاحب ۱۱ اگست ۱۸۹۹ء الحکم جلد ۳ ۲۹)

جلسۂ یوم وصال

۲۶ مئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یوم وصال ہے، اس تاریخ کو بوقت ۷ بجے سہ پہر مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں جلسہ منعقد ہوگا جس میں آپ کی سیرتِ طیبہ اور اخلاقِ حمیدہ اور بلند پایہ تعلیمات اور فتوحاتِ اسلامی پر مختلف دوست اور بزرگانِ ملت تقاریر فرمائیں گے، امید ہے مقامی جماعت اور قریب قریب شہروں کے دوست اس جلسہ میں شرکت فرما کر ثوابِ دارین حاصل کریں گے۔

ایڈیٹر

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا ؂ گمنام پاکے شہرۂ عالم بنا دیا

تبلیغی خط و کتابت

اس عنوان کے نیچے وہ خطوط درج ہوتے ہیں جو انجمن کی تبلیغی ڈاک کے جواب میں موصول ہوتے ہیں۔

جاوا (انڈونیشیا)

ترجمہ خط از محترمہ مسز موعتبر جاوا (انڈونیشیا)۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ جو آپ نے اپنے پچھلے خط میں لکھا تھا کہ ایک پارسل لٹریچر کا بھیجا جا رہا ہے، اطلاعاً عرض ہے کہ پارسل مجھے محفوظ پہنچ گیا ہے، بہت بہت شکریہ۔

براہین احمدیہ میں نہیں پڑھ سکی کیونکہ مسٹر عارفین کے ... ابھی تک زیر مطالعہ ہے (انہیں ایک اور کاپی بھیجی جا رہی ہے۔ غلام قادر)

میں خیال کرتی ہوں کہ یہ بڑی اہم کتاب ہے کیونکہ سب دوسرے کاموں پر انہوں نے بغور مطالعہ کو ترجیح دے رکھی ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ قرآن شریف (انگریزی معہ تفسیر) حدیث بخاری مؤلفہ مولانا محمد علی رح اسلام کے متعلق خاص طور پر راہنما ہیں، اور لائٹ سے بھی اسلام کے متعلق پوری پوری روشنی حاصل ہوتی ہے۔

الحمد للہ یہ بات ہمارے لئے بے حد خوشی کا باعث ہے کہ احمدیت ہماری ریزیڈنسی میں بڑی سرعت سے پھیل رہی ہے۔ اس کے سترہ اضلاع میں سے بارہ اضلاع میں تو احمدیت کا دور دورہ ہے۔ ان اضلاع میں ایسے لوگ بھی آباد ہیں جنہوں نے اگرچہ سلسلہ میں باقاعدہ شمولیت ابھی تک نہیں کی تاہم وہ قرآن شریف کے اُن معارف اور حقائق کو سنتے ہیں اور بہت متاثر ہوتے ہیں جو کہ حضرت مرزا غلام احمدؒ نے پیش فرمائے ہیں۔

تعلیم احمدیت (جو صحیح اسلام ہے) کا اثر و نفوذ یہاں تک ہے کہ ریذیڈنٹ صاحب بہادر نے اپنا استقبالیہ ہال شہر کے شرفا کی ماہانہ مذہبی اجلاسوں کے لئے وقف کر رکھا ہے، یہ اُن کی بہت بڑی نوازش اور مہربانی ہے۔

اندریں صورت ہمارے محترم قائد مسٹر برہان العارفین نے اپنی پروپاگنڈا ہم نچلے طبقہ سے شروع کر رکھی تھی اور اور اس پانچ سالہ کورس کا یہ نتیجہ ہے کہ اب نئے تعلیمیافتہ اصحاب نے بھی ان لیکچروں سے مستفید ہونا شروع کر دیا ہے۔

یہ تمام کامیابیاں ہماری خوشی کا باعث ہیں ہم اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام سمجھتے ہیں کہ اس نے ہمیں توفیق بخشی ہے کہ دنیا کو ہم اس مقدس ہستی حضرت مرزا غلام احمدؒ سے متعارف کرائیں۔

میں اپنے متعلق اتنا عرض کرتی ہوں بطور تحدیث نعمت۔ کہ میں اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کے جمال اور جلال میں فنا شدہ محسوس کرتی ہوں۔

یہ سب قرآن شریف کی برکات کا نتیجہ ہے یہ ایک زندہ اور زندگی بخش کتاب ہے۔

میں نے اپنے کھوئی ہوئی ...... متاع حیات کو (روحانی زندگی کو) اس کے ذریعہ پالیا (یہ خاتون پچاس سال کی ہے اور پیدائشی عیسائی تھیں، دو سال ہوئے انہوں نے مولانا برہان العارفین کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئیں۔ غلام قادر) اور اپنے تمام نفسانی جذبات کو فنا کر دیا ہے (یہ خاتون بیوہ ہے اور انہیں گورنمنٹ سے پنشن مل رہی ہے۔ غلام قادر)

یہ ہے میری نجات کی داستان۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔

برج ٹاؤن (جنوبی افریقہ)

ترجمہ خط از احمد کلاٹو برج ٹاؤن اتھلون جنوبی افریقہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ہمارے نوزائیدہ اخبار کے بورڈ نے فیصلہ کیا ہے کہ ایک لائبریری کا قیام عمل میں لایا جائے، تاکہ عام لوگ بھی مستفید ہوں اور اخبار میں بھی مزید علمی مضامین شائع ہو سکیں۔

ابتدا کرنے کے لئے ہم نہایت ضروری کتب فراہم کر رہے ہیں لہذا آپ سے بھی استدعا ہے کہ اپنی کتب کی فہرست روانہ فرمائیں۔

نیز ہم گزارش کرتے ہیں کہ کتب کے معاملہ میں ہماری مفت اشاعت سے مدد فرمائی جائے تاکہ ہم اس مقدس فریضہ یعنی خدمت اسلام کو بطور احسن ادا کر سکیں۔

ہم نے جہاں تک ہو سکتا ہے اپنی تمام جدوجہد کو اس کام پر لگا دیا ہے تاکہ ہم اخبار باقاعدہ ہر ماہ نکال سکیں۔

اسی قسم کی ایک چٹھی ہم نے ووکنگ مشن کو بھیجی ہے آپ بھی انہیں لکھیں کہ ہماری مدد فرماتے رہیں،

حضرت مولانا محمد علی رح کی تفسیر کے متعلق معراج النبی کے واقعات دو بتائے گئے ہیں۔ بہرحال انہیں انگریزی تفسیر القرآن مصنفہ مولانا محمد علی رح۔ تفسیر کبیر مصنفہ میاں صاحب آف ربوہ اور سیرت النبی مصنفہ مولانا شبلی نعمانی کو مدنظر رکھکر مختصراً جواب دیا گیا ہے اور لکھا گیا ہے کہ اگر اور وضاحت کی ضرورت ہے تو میں اس پر زیادہ وضاحت سے اگلے خط میں انشاء اللہ تعالےٰ روشنی ڈالوں گا۔ انہیں فی الحال قرآن انگریزی معہ انگریزی۔ ٹیچنگز آف اسلام۔ براہین احمدیہ۔ اینٹی کرائسٹ۔ پمفلٹس اور ووکنگ سے رسائل لے کر صرف لائبریری کے لئے بھیجے گئے ہیں،

(انہیں ان کے اپنے استعمال کے لئے ہم نے ایک کاپی قرآن بغیر ٹیکسٹ، ٹیچنگز آف اسلام اور براہین احمدیہ اور پمفلٹس $\frac{1}{59}$ ۱۲ کو بھیج دیئے تھے ——— غلام قادر)

ٹوکیو یونیورسٹی

ترجمہ از خط مسٹر ڈو دی اسسٹنٹ پروفیسر ٹوکیو یونیورسٹی

مجھے کچھ عرصہ ہوا آپ کا خط ملا تھا گزارش ہے کہ یہ اخباری خبر کہ پروفیسر آرگامو نے قرآن شریف کا جاپانی میں ترجمہ کر کے شائع کیا غلط ہے۔

البتہ پروفیسر ٹی ایزٹسو کیو یونیورسٹی ٹوکیو نے جو کہ بہت مشہور و معروف عربی کے عالم ہیں قرآن شریف کا ترجمہ کیا ہے۔

جاپان میں پہلے ہی مختلف قسم کے ترجموں سے جاپانی زبان میں تراجم موجود ہیں، مگر وہ سب کے سب یا تو انگریزی ترجموں سے ترجمہ کئے گئے یا یورپین ترجموں سے ترجمہ کئے گئے ہیں۔

جاپانی زبان بذات خود بڑی مشکل ہے، جاپانی زبان دو مختلف طریقوں سے استعمال ہوتی ہے۔ لکھنے کا طریق اور ہے اور بولنے کا طریق اور۔ دوسری جنگ عظیم سے پہلے "لکھنے" کے طریق (STYLE) مسلم الثبوت ٹکسالی کتابوں کے تراجم کے لئے مستعمل تھا۔

پروفیسر ٹی ایزٹسو صاحب کا ترجمہ بہت خصوصیات کا حامل ہے انہوں نے قرآن شریف کے عربی متن سے ترجمہ کیا ہے اور عام بول چال کے سٹائل میں کیا ہے۔

پروفیسر آرگامو نے ابھی ابھی ایک کتاب موسومہ "اسلام" شائع کی ہے جیسا کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں، چونکہ آپ پچھلے سال بیمار رہے تھے لہذا اُن کی تمام تصنیفات کی طباعت میں تاخیر ہو گئی۔

آپ کا خیر سگال۔ کے ڈو دی

سیلون

ترجمہ خط از ٹی۔ سماہون۔ سیلون

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

چند کتب احمدیت کے متعلق میں نے حال ہی میں پڑھی ہیں جو میرے لئے بہت دلچسپی کا باعث ہوئی ہیں۔ بات یہ ہے کہ احمدیت کے متعلق مجھے پہلے واقفیت ہی نہیں تھی۔

میں آپ کا بہت شکرگزار ہوں گا، اگر آپ مجھے مفصلہ ذیل کتب ارسال فرمائیں:۔

(۱) پرافٹ آف اسلام (انگریزی)
(۲) اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی انگریزی)

(باقی بر صفحہ ۶)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۵۹ء

لباس کی سادگی

لباس کیا ہے ؟ موسم کی شدّت سے خواہ گرمی کا ہو یا سردی کا جسم کو محفوظ رکھنے کے لئے وہ کپڑا ہے جس سے انسان اپنا تن ڈھانکنے پر مجبور ہے ، بیان کیا جاتا ہے کہ جب انسان جنگل کے دوسرے جانوروں کی طرح لاکھوں سال قبل حیوانی یا جنگلی زندگی بسر کرتا تھا تو جانوروں کے مقابلے میں زیادہ فہیم و عقیل ہونے کے باعث مدنیت کی طرف زیادہ مائل تھا ، اور یہ اسی میلان کا نتیجہ ہے کہ غیر محدود زمانہ کی ارتقائی منازل طے کرنے کے بعد ایک ایسا زمانہ آیا کہ وہ جانوروں کی کھالوں سے اپنا جسم ڈھانک لیا کرتا تھا ۔ اور زمانہ کے ساتھ فطرت کے اٹل قوانین کے مطابق اس کے لباس کی شکل میں تبدیلیاں پیدا ہوتی رہیں ۔

جس طرح دنیا کی مختلف قومیں شکل و شباہت ، عادات و اطوار اور رسم و رواج کے اعتبار سے اپنی اپنی جگہ امتیازی حیثیت کی حامل ہوتی ہیں ، اسی طرح ان کے لباس بھی وضع و قطع کے اعتبار سے ایک دوسرے سے بالکل مختلف پائے جاتے ہیں ، مختلف قوموں کے لباس کی شکلیں خواہ کچھ ہوں مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ قومی خصوصیت کے اعتبار سے قومی لباس ایک امتیازی نشان سمجھا جاتا ہے ، لیکن جب سے دنیا کے متمدّن حصوں میں مغربی یعنی یورپین تہذیب ایک متعدّی وبا کی طرح پھیل گئی ہے ، لباس کے معاملے میں مشرقی اقوام کا یہ امتیازی نشان نام نہاد تعلیم یافتہ اور روشن خیال طبقوں میں حرف غلط کی طرح مٹ گیا ہے یا مٹتا جا رہا ہے ۔

دنیا کے مصلح اعظم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بعثت کے بعد جب حضورؐ نے اپنی قوم کو توحید کا پیغام پہنچایا تو مکہ کے بت پرست قبائل کو یہ پیغام نہایت ناگوار گذرا اگر رسول کریم صلعم کی مسلمہ روحانی صداقت اور غیر متزلزل استقامت کی بدولت سعید طبائع نے آمنا و صدقنا کہا لیکن مٹھی بھر مسلمانوں کی جماعت نے دنیا کے کامل انسان کے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دینے کا فیصلہ کر لیا ، انہوں نے کفّار مکہ سے جو اُن کے اپنے ہی رشتہ دار تھے حق و صداقت کا علم بلند رکھنے کے لئے مدافعانہ طور پر جنگ کرنے کی ٹھان لی ، حق و باطل کی خونریز معرکہ آرائیوں میں آج سے چودہ صدی قبل کے مسلمان مجاہدین کا لباس بالکل سادہ اور ڈھیلا ڈھالا تھا ، لیکن لباس کی یہ انتہائی سادگی اور موزونیت ان کے حیرت خیز اور انقلاب آفرین کارناموں کی انجام دہی میں مطلق حائل نہ تھی ۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ لباس کی اس سادگی میں ان کی فتوحات کا راز پوشیدہ تھا ۔ غرض مجاہدین اسلام کا سادہ اور ڈھیلا ڈھالا لباس اسلامیوں کے جاہ و جلال اور ان کی شوکت و عظمت کا مظہر تھا

یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ جب اسلام کے خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ (فاروق اعظم) کو یہ شکایت موصول ہوئی کہ مصر کا عامل باریک کپڑے پہنتا ہے اور لوگوں شکایات پر کم توجہ کرتا ہے تو آپ نے اس شکایت کی صداقت معلوم کرنے کے لئے اپنا ایک خاص قاصد اس ہدایت کے ساتھ عامل مصر کے پاس بھیجا کہ تم عامل کو جس لباس میں دیکھو اپنے ہمراہ لے آؤ اور اسے کپڑے تبدیل کرنے کا موقعہ نہ دو ۔ چنانچہ قاصد مصر روانہ ہو گیا ۔ اور جب وہ عامل کے پاس پہنچا تو اسے امیر المومنینؓ کا پیغام سنایا ، عامل نے کہا میں تمہارے ساتھ جانے سے پہلے ذرا گھر ہو آؤں ۔ لیکن قاصد نے اجازت نہ دی ۔ عامل کو ناچار قاصد کے ساتھ انہی کپڑوں میں جو اس نے پہن رکھے تھے جانا پڑا ۔ جب سفر کی منازل طے کرنے کے بعد عامل امیر المومنینؓ کے سامنے پیش ہوا تو آپ نے اسے کپڑے اتارنے کا حکم دیا ۔ دیکھا کہ اس نے واقعی باریک کپڑے پہن رکھے ہیں ۔ آپ نے اسی وقت بیت المال سے اونٹ کے بالوں کا ایک لبادہ منگوایا اور عامل کو پہننے کے لئے دیا ۔ جب عامل لبادہ پہن چکا تو حکم دیا کہ فلاں جنگل میں پندرہ دن کے لئے بھیڑوں اور بکریوں کا ریوڑ چراؤ ۔ اور اس مدت کے بعد یہاں پہنچ جاؤ ۔ عامل ایک عرب بدو کے ساتھ امیر المومنینؓ کے حکم کی تعمیل کے لئے روانہ ہو گیا ، پندرہ دن کی مدت گذرنے کیا دیر لگتی ہے ، جب عامل دربار فاروقی میں پہنچا تو فاروق اعظم نے عامل کے جسم کا معائنہ فرمایا ، دیکھا کہ تمام جسم پر اونٹ کے بال والے لبادہ کے استعمال کی وجہ سے پھنسیاں نمایاں طور پر نظر آ رہی ہیں ۔ آپ نے حکم دیا کہ اب تم واپس جا سکتے ہو ، اور اس بات کا خیال رکھو کہ کبھی باریک کپڑا نہ پہنو اور نہ رعایا کو شکایت کا موقعہ دو ۔

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ جب فاروق اعظم کے دور حکومت کے بعد اسلامی جمہوریت جو اسلامی مساوات اور اسلامی عدل و انصاف کی درخشاں خصوصیات پر مبنی تھی ختم ہو گئی اور حضرت معاویہؓ کے زمانے سے ملوکیت کا دور شروع ہوا تو دولت کی فراوانی کے ناپاک اثرات کے باعث مسلمانوں کے اعلیٰ طبقوں کی معاشرتی زندگی میں سادگی بہت جلد معدوم ہو گئی ۔ پھر وہ زمانہ بھی آ گیا کہ خلیفہ ہارون الرشید نے ایک تاجر کو ایک حسین لونڈی کی قیمت ایک لاکھ درہم ادا کرنے کا حکم دیا ، اسلامی سادگی اور پاکیزگی کے زاویہ نگاہ سے بجز شاذ مستثنیات کے سلاطین کا نامۂ اعمال کسی صورت مستحسن اور قابل ستائش قرار نہیں دیا جا سکتا ۔ دنیا کی اسلامی حکومتوں کی عالمگیر پستی اور زوال کا باعث ان کی ملوکانہ روش تھی جو قرآن حکیم کی تعلیم کے سراسر منافی تھی حالانکہ یہی تعلیم فاروق اعظم کے زمانے میں فرزندان اسلام کا ضابطۂ حیات تھی ۔

ہندوستان کے برّ اعظم کی تقسیم کے بعد جب پاکستان کی اسلامی مملکت ظہور میں آئی تو قائد اعظم مرحوم نے بہت جلد اس بات کو محسوس کیا کہ پاکستان کے مسلمانوں کا ایک خاص قومی لباس ہونا چاہیئے ، عام طور پر مشہور ہے کہ مرحوم نے ملت اسلامیہ کے تعلیمیافتہ نوجوانوں کے لئے ٹوپی (جناح کیپ) شیروانی اور پاجامے کا لباس تجویز کیا تھا ۔ یاد رہے کہ پاکستان کی تحریک سے بہت پہلے جب محمد علی جناح ایک کامیاب بیرسٹر کی حیثیت سے سمندر کے کنارے ایک عالیشان عمارت میں قیام پذیر تھے تو وہ کوٹ پتلون پہننے کے عادی تھے ۔ مگر لباس کے معاملے میں وہ اس قدر خوش ذاق اور نفاست پسند واقع ہوئے تھے کہ خود انگریزوں کے فیشن ایبل حلقوں میں آپکی خوش لباسی اور نفاست پسندی کا اعتراف کیا جاتا تھا ، لیکن جب یہ لگن لگی کہ مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ اسلامی مملکت قائم کی جائے جس میں وہ ایک آزاد قوم کی طرح اسلامی تہذیب کی روایات کو زندہ کریں اور آزادی اور خوشی ... کی زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جائیں تو انہوں نے یورپین لباس ترک کر دیا ، اور مرتے دم تک اس لباس میں ملبوس رہے جسے وہ پاکستان میں فروغ دینا چاہتے تھے ۔

پاکستان کے لئے یہ ایک نیک اور مبارک خیال ہے ، کہ اس کے وزیر داخلہ کی بیگم بلقیس شیخ نے عید سے ایک روز پہلے خواتین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ "اگر سب لوگ سادہ لباس پہننا شروع کر دیں تو غریبوں کو احساس کمتری سے نجات مل جائے گی"۔ ممدوحہ نے ان سے اپیل کی کہ وہ غیر ملکی کپڑے پر بے تحاشا روپیہ خرچ کرنے کی بجائے پاکستانی کپڑا استعمال کریں ۔ اس طرح جو روپیہ بچے گا اسے خاندان کے افراد کی تعلیم و تربیت اور صحت پر خرچ کیا جا سکتا ہے ۔ غور کیا جائے تو پاکستان کے اعلیٰ گھرانوں کی خواتین کی یہ ذہنیت پسندیدہ قرار نہیں دی جا سکتی کہ وہ غیر ملکی کپڑا اس لئے استعمال کریں کہ وہ اپنی ان لاکھوں بہنوں کے مقابلے میں جن کے پاس تن ڈھانکنے اور پیٹ بھرنے کے وسائل موجود نہیں معزز اور سربلند نظر آئیں ، جب ان کی یہ بہنیں ضروریات زندگی کے اعتبار سے مصیبت اور پریشانی کی زندگی بسر کر رہی ہیں ، اور ان کے بچے کافی خوراک نہ ملنے کی وجہ سے طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہیں تو کیا پاکستان کے اعلیٰ گھرانوں کی خواتین مادی آسائشوں اور دنیاوی سہولتوں کی بنا پر اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھنے کا حق رکھتی ہیں ؟ اسلام کا ضابطۂ حیات انہیں ہرگز اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ اس وقت تک آرام و آسائش کی زندگی بسر کریں جب تک کہ وہ اپنی غریب اور نادار بہنوں کی زندگی کا معیار بلند کرنے کے معاملے میں اپنی ذمہ داریوں کو اسی شدت سے محسوس نہ کریں جس کی اسلام کی ہمدرد اور فرض شناس بیٹیوں سے توقع رکھی جاتی ہے

پاکستان کے گھر جنت ارضی بن سکتے ہیں بشرطیکہ پاکستان کے تمام شہری اس امر کا سچے دل سے عہد کریں کہ

(باقی بر صفحہ ۱۱)

مکتوب بغداد

سید تصدق حسین صاحب قادری کی تبلیغی ڈائری کے چند اقتباسات

۱۰ رمارچ ۱۹۵۹ء - بروز منگل :-

کل شام کو بصرہ سے دو عدد اسلامک ریویو مجریہ جنوری ۱۹۵۸ء مفت تقسیم کے لئے ملے - اور جناب گل محمد صاحب بغداد کو نور الحق حصہ دوم اور پیغام صلح کے اخویم ابراہیم صاحب سچوانی بصرہ اور جناب محمد امیرزادہ انقلیبہ کو نور الحق حصہ دوم اور جناب اعجاز احمد صاحب موظف بنک الباکستانی بغداد کو "روح اسلام" اکتوبر ۱۹۵۷ء بذریعہ ڈاک بھجوایا - اخویم محمد شیر گل صاحب کو اسلامک ریویو بابت فروری اور سید ارشاد حسین صاحب رضوی کو مدینہ کا پرچہ فرزند ابراہیم کے ہاتھ بھجوایا، بحری ڈاک سے پیغام صلح کے چار عدد پر مشتمل ایک بنڈل اور ایک پرچہ لائٹ کا ملا -

۱۱ رمارچ ۱۹۵۹ء - بروز بدھ :-

آج پہلا روزہ ہے، اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس فرض کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے اور لعلکم تتقون کے زمرہ میں شامل کرے آمین -

جناب سیکرٹری صاحب لاہور کے نام ہوائی ڈاک سے چار ورق تبلیغی ڈائری معہ مکتوب بھیجا - جناب غلام حیدر خیاط کرکوک کو "بعثت مجددین" اور اخویم عبد الصمد صاحب برق بصرہ کو پیغام صلح ڈاک سے بھجوایا، ہوائی ڈاک سے لائٹ کے دو عدد مختلف العنوان اور "آزاد نوجوان" کا ایک پرچہ ملے - لائٹ مذکور استاذ علی محمد سرطاوی کو بدست فرزند ابراہیم بھیجا -

۱۲ رمارچ ۱۹۵۹ء - بروز جمعرات :-

حسب معمول صوفی محمد طیب صاحب گھر تشریف لائے - پیغام صلح سے خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت سیدنا امیر ایدہ اللہ سنایا جزاہم اللہ خیراً -

موصوف کو پیغام صلح ....، اور آزاد نوجوان کا پرچہ دیا -

۱۳ رمارچ ۱۹۵۹ء - بروز جمعہ :-

استاذ محمد مہدی بائع سجاد بغداد کو لائٹ ڈاک سے بھجوایا -

۱۵ رمارچ ۱۹۵۹ء بروز اتوار :-

عزیزم ریاض احمد صاحب پراچہ بغداد کو اسلامک ریویو جنوری ۱۹۵۸ء ڈاک سے بھجوایا - اور محمد شیر گل صاحب کو پیغام صلح دستی بھیجا - ڈاک سے جناب مرزا محمد خان صاحب یکے از احباب ربوہ کا عربت سلیمانیہ سے مکتوب مرقومہ ۹ رمارچ ملا بصرہ سے سچوانی صاحب سے دو بنڈل سابقہ اسلامک ریویو کے چار عدد پر مشتمل ملے -

۱۶ رمارچ ۱۹۵۹ء - بروز پیر :-

حسب معمول صوفی محمد طیب صاحب گھر تشریف لائے، مدینہ اخبار سے کئی ایک اقتباسات پڑھ کر سنائے - موصوف آج ۱۹۵۵ء کے اخبارات پیغام صلح کی مجلد فائل برائے مطالعہ لے گئے - جناب مرزا محمد خان صاحب عربت سلیمانیہ کو آزاد نوجوان کے دو پرچے اور مدینہ کا ایک پرچہ اور جناب عبد العزیز صاحب خیاط کرکوک کو پیغام صلح ڈاک سے بھجوایا، اخویم محمد شیر گل صاحب کو "روح اسلام" بابت فروری بدست فرزند ابراہیم بھجوایا -

۱۷ رمارچ ۱۹۵۹ء - بروز منگل :-

ڈاکٹر محمد نصیر الدین صاحب بغداد کو اسلامک ریویو مجریہ جنوری ۱۹۵۹ء اور جناب گل محمد صاحب بغداد کو پیغام صلح ڈاک سے بھجوایا - بصرہ سے سچوانی صاحب سے چار عدد اسلامک ریویو ۱۹۵۸ء اور لائٹ برائے تقسیم ملے -

۱۸ رمارچ ۱۹۵۹ء - بروز بدھ :-

جناب غلام حیدر خیاط کرکوک کو رسالہ "دعوت تک" اور محمد حسین صاحب ہندی بغداد کو "روح اسلام مئی ۱۹۵۷ء" بذریعہ ڈاک بھجوایا -

۱۹ رمارچ ۱۹۵۹ء بروز جمعرات :-

حسب معمول صوفی محمد طیب صاحب گھر تشریف لائے - دس بجے تک پُر لطف روحانی مجلس رہی پیارے مسیح کے پیارے اشعار سے قلب مسرور ہو رہا تھا - حالات حاضرہ کے حوادثات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشعار آج ہی کے لئے لکھے گئے ہیں - اخویم محمد شیر گل صاحب کو لائٹ دستی بھجوایا -

۲۰ رمارچ ۱۹۵۹ء - بروز جمعہ :-

کل شام کو بحری ڈاک سے لائٹ ایک عدد اور "آزاد نوجوان" کا پرچہ ملا - لائٹ مذکور استاذ محمد مہدی بائع سجاد بغداد کو ڈاک سے بھجوایا، جناب عبد الحکیم صاحب کو پیغام صلح اور رسالہ "روح اسلام" بابت فروری بدست فرزند ابراہیم بھجوایا -

۲۲ رمارچ ۱۹۵۹ء بروز اتوار :-

مسٹر اسداللہ النقادو رلاغوسی نائجیریا کو اسلامک ریویو اکتوبر ۱۹۵۶ء اور رسالہ پرامیس مسیح ابنہ مہدی ڈاک سے بھجوایا - عزیزم محمد شیر گل صاحب کو لائٹ بدست فرزند ابراہیم بھیجا - پچھلے دنوں جناب مرزا محمد خان صاحب عربت لواء سلیمانیہ سے بغداد آئے ہوئے تھے آپ نے "در ثمین" مجموعہ اشعار حضرت مسیح زمان پڑھنے کی خواہش ظاہر کی تھی یہ کتابچہ میرے پاس کتابوں میں موجود تھا - آج تلاش کرنے پر مل گیا جو بذریعہ ڈاک موصوف کی خدمت میں بھجوا رہا ہوں -

۲۳ رمارچ ۱۹۵۹ء - بروز پیر :-

حسب معمول صوفی محمد طیب صاحب گھر تشریف لائے ایک گھنٹے بیٹھے رہے مختلف باتیں ہوتی رہیں، آزاد نوجوان کا پرچہ لے گئے اور مدینہ دے گئے - جزاہ اللہ - عبد العزیز صاحب خیاط پاکستانی کرکوک کو پیغام صلح اور جناب ڈاکٹر محمد نصیر الدین صاحب کو پیغام صلح بذریعہ ڈاک بھجوائے - سچوانی صاحب بصرہ سے ۲ عدد اسلامک ریویو مجریہ ستمبر ۱۹۵۷ء بذریعہ ڈاک ملے -

۲۴ رمارچ ۱۹۵۹ء - بروز منگل :-

جناب مرزا محمد خان صاحب، یکے از احباب ربوہ عربت کو اُن کے خط مرقومہ ۹ رمارچ کا جواب بذریعہ ڈاک دیا - جناب عبد الحکیم صاحب کو "مدینہ" بدست فرزند ابراہیم بھیجا - جناب محمد یوسف بغداد کو اسلامک ریویو مجریہ اگست ۱۹۵۷ء اور رسالہ "وسٹ از جیسس کرائسٹ" جناب گل محمد صاحب بغداد کو پیغام صلح بذریعہ ڈاک بھجوایا - جریدہ البلاد مجریہ ۲۱ رمارچ میں ایک مضمون بعنوان "عتاب الی سفراء قناصل الدول الاسلامیہ فی بغداد" شائع ہوا، مرکز کو برائے معلومات بھیج رہا ہوں -

۲۵ رمارچ ۱۹۵۹ء - بروز بدھ :-

عزیزم ریاض احمد پراچہ پسر محمد شیر گل صاحب کو اسلامک ریویو مجریہ جولائی ۱۹۵۶ء مع رسالہ "پرامیس مسیح اینڈ مہدی" اور جناب غلام حیدر صاحب خیاط کرکوک کو رسالہ "دعوت عمل" ڈاک سے بھیجا -

۲۶ رمارچ ۱۹۵۹ء - بروز جمعرات :-

حسب معمول صوفی محمد طیب صاحب گھر تشریف لائے - ڈیڑھ گھنٹہ مجلس رہی، آپ نے آزاد نوجوان مجریہ ۲۰ فروری ۱۹۵۹ء سے یہ خبر پڑھ کر سنائی کہ ہمارے دیرینہ کرم فرما، اشد ترین مخالف سلسلہ جناب الیاس برنی صاحب، حیدر آبادی اس دار فانی سے کوچ کر گئے

یہ چمن یونہی رہے گا اور ہزاروں جانور
اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے

برنی صاحب سے ۱۹۳۲ء سے غائبانہ تعارف تھا سلسلہ کی مخالفت میں لکھی ہوئی آپ کی مبسوط کتاب "قادیانی مذہب" اور کئی کتابچے مطالعہ میں آچکے، برنی صاحب خود بھی پمفلٹ براہ راست بھیجتے رہے، خاکسار بھی ان کی خدمت میں اکثر و بیشتر احمدیت کی تائید میں رسالہ جات بھیجتا رہا ہے یہ سلسلہ انکی موت سے چند روز پیشتر تک جاری رہا اب ان کے مرنے کے بعد معلوم یہ سلسلہ قائم رہتا ہے یا نہیں، اللہ متوفی کے گناہوں کو بخشے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات اقدس سے انتہائی عداوت تھی، مولوی محمد حسین بٹالوی مرحوم مولوی ثناء اللہ امرتسری وغیرہ سخت ترین مخالفین سے کم نہ تھے - مخالفت میں ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگایا، حضور نظام پشت پر تھے مال و زر کی کمی نہ تھی وما لہ فی الآخرۃ من خلاق کے زمرہ میں اپنے آپ کو

انسانی پیدائش میں اللہ تعالےٰ کے کمالات اور بندوں پر بیشمار احسانات

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۵۹ء فرمودہ امیر مولٰنا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ، بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ .... وَعَلَیْهَا وَعَلَی الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ——— (سورۃ المؤمنون رکوع ۱)

اللہ تعالےٰ کے احسانات کا تذکرہ

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے کچھ ایسے احسانات کا ذکر کیا ہے جن کے مشاہدے سے انسان کی طبیعت کے اندر خدا تعالےٰ کی طرف کشش اور جذب کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، انسان کی فطرت میں یہ بات مرکوز ہے کہ وہ اپنے محسن سے پیار اور محبت کرتا ہے اور اس کے سامنے اس کی گردن جھک جاتی ہے، جتنا جتنا کسی کا احسان بڑھتا ہے اتنا ہی اس کی محبت اور احسان مندی کا جذبہ ترقی کرتا جاتا ہے اور اپنے محسن کی بات کو ماننے اور اس پر عملدرآمد کرنے کے لئے وہ اپنے آپ کو مستعد پاتا ہے۔

ماں کی محبت اولاد سے

ایک ماں اپنے بچے سے بے پناہ محبت رکھتی ہے اس بے پناہ محبت کے واقعات بسا اوقات دیکھنے اور سننے میں آتے ہیں، کبھی کسی چلتی گاڑی سے کسی کا بچہ گر جائے تو ماں کی محبت اسے بھی گاڑی سے کود جانے پر مجبور کر دیتی ہے، اور اپنی جان کو جوکھوں میں ڈال کر وہ بچے کی پرورش اور حفاظت کرتی ہے، جب ماں کو بچے کے ساتھ اس قدر پیار ہوتا ہے تو بچے کو بھی ماں کے ساتھ درجہ محبت ہوتی ہے اور وہ اس کے ہر حکم کو ماننے کے لئے تیار ہو جاتا ہے، ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک واقعہ آیا، کہ کوئی شخص کسی چڑیا کا گھونسلہ اکھاڑ کر لے آیا، اس کے اندر چڑیا کے بچے تھے، وہ چڑیا پیچھے پیچھے آئی اور گھونسلہ کے گرد چکر لگانے لگی۔

اللہ تعالیٰ کی محبت بندوں سے

اس نظارہ کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ماں کی محبت ہے اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ خدا کی محبت اپنے بندوں کے ساتھ اس سے کہیں بڑھکر ہے، اگر ایک چڑیا اپنے بچے کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتی تو کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ خدا تعالےٰ اپنے بندوں کو دوزخ میں ڈال کر خوش ہو سکتا ہے۔

خدا تعالیٰ کی طرف سے زندگی کا بے بہا عطیہ

خدا تعالےٰ کی محبت اور اس کے احسانات کا بیان ان آیات میں کیا گیا ہے، اس کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ انسان کو زندگی عطا کی، زندگی بڑی قیمتی چیز ہے، کبھی کوئی بچہ بیمار ہو جائے یا باپ یا بیوی بیمار ہو، تو سارا گھر بیتاب ہو جاتا ہے، اور انسان چاہتا ہے کہ سارا اثاثہ لگ جائے لیکن جان بچ جائے، یہ اس لئے کہ زندگی بڑی قیمتی چیز ہے اور بعض ہستیاں تو ایسی ہیں کہ ان کے فوت ہونے کے بعد ان کی جگہ لینے والا کوئی نہیں ہوتا، غرض زندگی بہت قیمتی ہے اور یہ خدا تعالیٰ کی جناب سے بے بہا عطا ہے۔

انسان کی اعلےٰ استعدادیں

انسان کو اپنا خلیفہ بنایا اس کی صفات کا ذکر کیا اور فرمایا لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ تمام چیزوں کے بہترین قوام سے اسکو بنایا، فزیالوجی بائیالوجی، کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں، کہ انسان کے اندر کس قدر اعلےٰ استعدادیں رکھی گئی ہیں، ایک جگہ فرمایا وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ ہم نے انسان کے اندر ایسی استعدادیں رکھی ہیں جن کی وجہ سے اس کو بلند مرتبہ حاصل ہوگا، انسان نے بڑی بڑی ایجادات اور انکشافات کئے ہیں لیکن پہلے سے ایسی چیزیں موجود تھیں جن کی بنا پر نئے نئے انکشافات ہوئے، انکشافات کرنے والا قابل قدر ہے، لیکن اسی خدا نے جس نے اسے پیدا کیا، اس کے اندر تحقیق اور انکشافات کا مادہ پیدا کیا ہے اگر وہ جنگل کے ہاتھیوں اور شیروں کو قبضہ میں لا سکتا ہے تو سمندروں کے اندر تیر سکتا ہے، ہوا میں اڑ سکتا اور سمندر کی تہ میں غوطہ لگا سکتا ہے وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا۔ انسان کو ایسی استعداد عطا کی ہے کہ وہ اشیاء کی ماہیت دریافت کر سکتا ہے اور اس علم کی بناء پر اشیاء کے نام تجویز کرتا ہے اور اس استعداد کی نشو و نما سے اس کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے۔ غرض اس کے اندر ایسی استعداد رکھی ہیں جو اس کو معزز بنانے والی ہیں، ان استعدادوں کا ظہور مختلف شکلوں میں ہوتا رہتا ہے، اس کے اندر یہ بھی استعداد رکھی ہے، کہ وہ اللہ تعالےٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل کرتا ہے۔

انسان کی پیدائش مٹی سے

یہاں فرمایا وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ انسان کو ہم نے اس مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا، مٹی میں تو وہ استعدادیں نظر نہیں آتیں جو انسان میں ہیں، انسان کے اندر قوتِ مدرکہ، قوتِ متخیلہ، قوتِ متفکرہ ہے اور قوتِ ارادی ہے، انکشافات و ایجاد کی قوتیں ہیں، جس سے وہ زمین و آسمان کی چیزوں پر قابو پا سکتا ہے اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ، زمین و آسمان کی چیزیں تمہارے لئے مسخر کی گئی ہیں، اس طاقت و قوت کے انسان کے متعلق فرمایا ہم نے اسے مٹی کے خلاصہ... سے پیدا کیا، سلالہ کہتے ہیں کسی چیز کو نچوڑ کر یا عطر کھینچ کر اس میں سے اجزاء نکالنا، انسان میں کیا کیا اجزا ہیں، فزیالوجی اور علم طب پڑھنے والے جانتے ہیں کہ انسان کے جسم کے اندر لوہا ہے، چونا ہے، گندھک ہے، فاسفورس ہے۔ پوٹاشیم وغیرہ وغیرہ ہیں، اللہ تعالےٰ نے ایسا انتظام کر رکھا ہے کہ اس مٹی سے پالک پیدا ہوتا ہے، سیب پیدا ہوتا ہے، گوشت، دال، دودھ، انڈا، اسی مٹی کی پیداوار ہیں، بھیڑ، بکری، جس کا گوشت ہم کھاتے ہیں، مٹی ہی سے پیدا ہوتی ہے، اسی مٹی کے اجزاء کھینچ کر اور اسے نچوڑ کر انسان کو بنایا، اتنی بڑی استعدادوں کا مالک اور اس کی خلقت مٹی سے یا یہ خدا تعالےٰ کی طاقت و قدرت کا مظاہرہ ہے۔

نطفہ کی تخلیق اور حفاظت

پھر فرمایا ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ۔ پھر اسی مٹی کے اجزاء کو ایک نطفہ کی شکل دے کر محفوظ جگہ پر رکھ دیا، خوراک سے خون اور خون سے ایک جوہر پیدا ہوتا ہے، جو نطفہ کی شکل اختیار کرتا ہے، اس کے اندر ہاتھ بھی ہیں، پاؤں اور ناک اور کان بھی ہیں، پھیپھڑے اور کلیجی بھی موجود ہے، اگرچہ نظر نہیں آتے، ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ۔ بڑی مضبوطی سے محفوظ جگہ پر اس کو رکھا جاتا ہے، یہ کس کا کام ہے، سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کون اس پر قادر ہو سکتا ہے۔

تخلیق انسانی کے مختلف مراتب

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً، پھر ہم اس کو ایک جونک کی شکل دیتے ہیں فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً، پھر اس جونک کو ایک لوتھڑا بناتے ہیں فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا، پھر اس لوتھڑے میں ہڈیاں پیدا کرتے ہیں فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا، پھر ہڈیوں پر ہم گوشت چڑھاتے ہیں۔

روح کی پیدائش

ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ، پھر اسے ایک اور پیدائش دے کر جس کو روح کہتے ہیں اٹھا کر کھڑا کرتے ہیں، مٹی میں تو روح نہیں، قوتِ متخیلہ بھی اس میں موجود نہیں، تاہم اس مٹی سے روح بھی پیدا ہوتی ہے اور قوتِ متخیلہ بھی، قوتِ ارادی اور دوسرے قویٰ بھی پیدا ہوتے ہیں، اس میں نیکی و بدی کی تمیز بھی ہے

(باقی صفحہ ۶)

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۵ مئی ۵۹ء

(بسلسلہ صفحہ ۵)

دانشمندی بھی ہے، بھلائی بُرائی کی قوت بھی ہے، ایک ضمیر یا نفس امّارہ بھی پیدا کر دیا گیا ہے جو انسان کو بُرے کام کرنے سے روکتا ہے۔

احسن الخالقین کے احسانات

فتبارک اللہ احسن الخالقین اس سے اندازہ لگاؤ کہ کتنی بابرکت وہ ہستی ہے جو ایسی اعلیٰ درجہ کی تخلیق کرتی ہے انسان غور کرے کہ ایسی اعلیٰ درجہ کی پیدائش کس قدر بابرکت ہستی کا کام ہے، جس سے ہمیشہ برکات ہی برکات ظہور میں آتی ہیں، کیا ایسے محسن کے احکام کی اطاعت انسان کا فرض نہیں؟

قیامِ زندگی کے سامان

پھر فرمایا ولقد خلقنا فوقکم سبع طرائق وما کنا عن الخلق غفلین تمہاری پیدائش سے پہلے تمہارے لئے ایک مکان بنا دیا۔ وانزلنا من السماء ماءً بقدر فاسکنٰہ فی الارض۔ اس مکان میں تمہاری زندگی کا سامان پیدا کر دیا یعنے آسمان سے پانی اُتارا جس نے زمین کو سیراب کر دیا، وانا علیٰ ذھاب بہ لقٰدرون، اور ہم یہ بھی قدرت رکھتے ہیں کہ اس کو اُٹھا لے جائیں فانشانا لکم بہٖ جنّٰت من نخیل واعناب لکم فیھا فواکہ کثیرۃ ومنھا تاکلون، پھر اس میں اس پانی سے تمہارے لئے پھل پھول اور میوہ جات پیدا کئے۔ تمہارے دسترخوان پر طرح طرح کے کھانے اور پھل آتے ہیں اور تم اُن میں سے کھاتے ہو، وشجرۃ تخرج من طور سیناء اور ایک درخت پیدا کیا جو سینا پہاڑ سے نکلتا ہے تنبت بالدھن وصبغ للاکلین اور اس میں سے روغن نکلتا ہے۔

انسانی معیشت میں مویشیوں کا حصہ

وان لکم فی الانعام لعبرۃ، اور گائے بھینس میں بھی تمہارے لئے سبق ہے۔ نسقیکم مما فی بطونھا، اس سے تمہیں دودھ پلاتے ہیں، ولکم فیھا منافع کثیرۃ، اور بھی بے شمار منافع اس سے حاصل ہوتے ہیں، ان سے رہٹ چلتے ہیں، کھیتی باڑی کا سارا کام ان سے لیا جاتا ہے، غلہ لاد کر منڈیوں میں لایا جاتا ہے ومنھا تاکلون پھر ان کا گوشت بھی کھاتے ہو، مویشیوں سے انسان کو بے شمار منافع حاصل ہوتے ہیں قرآن شریف میں ایک سورت کا نام الانعام بھی رکھ دیا، کسی دوسری آسمانی کتاب میں اس کا ذکر نہیں، انسان کی زندگی بغیر مویشی کے ناممکن ہے، تمام دنیا کو دودھ کی ضرورت ہے، یہ ضرورت انعام پوری کرتے ہیں، یہ انعام دودھ کے علاوہ گوشت مہیا کرتے ہیں، یہ انعام لباس کے لئے بال اور اُون دیتے ہیں، جوتے کے لئے اپنا چمڑا پیش کرتے ہیں اور بار برداری کے کام آتے ہیں جن کے بغیر اسباب معیشت ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہیں کئے جا سکتے، غرض انعام کا وجود بھی بہت بڑی بخشش اور احسان عظیم ہے۔

محسن کے احکام کی پابندی کرو

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کے احسانات کا بیان ہے اور اس بیان کا مقصد یہ ہے کہ فطرتِ انسانی کو اپیل کی جائے کہ وہ اپنے محسن کو شناخت کرے اور اس کے احکام کی پابندی سے ابدی راحت و آرام کا وارث بن جائے۔

یومِ وصال

احبابِ کرام۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

۲۶ مئی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یومِ وصال ہے مجلسِ عمل نے فیصلہ کیا ہے کہ ۲۶ مئی ۱۹۵۹ء کو بعد از نماز عصر مرکزی مسجد احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور میں اس دن کی یادگار میں ایک اجلاس منعقد کیا جائے، مقامی جماعت اور بیرونی جماعتوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس اجلاس میں شریک ہوں، بعض بیرونی جماعتوں کے احباب اگر اپنے حالات کے مطابق اسے مناسب سمجھیں تو اپنے شہروں میں بھی ایسے جلسوں کا انتظام کر سکتے ہیں جو احباب اپنے شہروں میں ایسے جلسوں کا انتظام نہ کر سکیں انہیں مرکز کے جلسہ میں ضرور شرکت کرنی چاہیئے۔

جماعتیں ہمیشہ روایات اور تصوّرات سے زندہ رہتی ہیں۔ اعلیٰ روایات اور بلند تصوّرات عمل کی قوتوں کو ابھارتے ہیں اور پیہم عمل قوموں کی زندگی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں اشاعت اسلام کا ایک بلند تصوّر دیا ہے۔ ہماری جماعت کی یہ روایت چلی آتی ہے کہ ہم نے اپنی مساعی سے اس تصوّر کو زندہ رکھا ہے۔ اشاعت اسلام کے میدان میں ہمیں جو کامیابی ہوئی ہے اس کی وجہ صرف وہ تعلق ہے جو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہے۔ ہماری روایات اور ہمارے تصوّرات ہمارے امام کی ذات اور اس کے مقام سے علیحدہ نہیں یہ درحقیقت ایک ہی حقیقت کے مختلف رُخ ہیں۔ عہد حاضر میں حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام نے دین اسلام کی اعلیٰ تعلیمات کو پیش کرنے اور ناموس رسولؐ کی حفاظت کے لئے ایک نہایت منظم ادارہ قائم کیا ہے جسے انجمن کے نام سے موسوم کروایا اور پھر اس ادارہ کی بنیاد اخلاق اور روحانیت پر رکھی جس سے یہ ادارہ ہمیشہ زندہ رہے گا اور اندرونی اور بیرونی خطرات کا مقابلہ کرتے ہوئے دنیا کے مختلف ممالک میں اشاعت اسلام کے بلند فریضہ کو سرانجام دیتا رہے گا۔

۲۶ مئی وہ دن ہے جبکہ اس مرکز میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہوا تھا، وہ عظیم الشان لوگ

تبلیغی خط و کتابت

(بسلسلہ صفحہ ۲)

(۴) کال آف اسلام۔ انگریزی
(۵) احمدی نام رکھنا اور اس کی ضرورت (انگریزی)
(۶) علماءِ مصر اور وفاتِ مسیح۔ (انگریزی)
(۷) سیرت محمد مصطفےٰ (انگریزی)
(۸) فتوے علمائے ازہر (انگریزی)

میں انہیں خود بھی مطالعہ کروں گا اور دوسرے مسلمان جو "ٹی اسٹیٹ" میں کام کرتے ہیں انہیں پڑھنے کے لئے دوں گا۔ یہ لوگ اسلام سے بہت ناواقف ہیں۔

اگر آپ یہ کتب بطور عطیہ نہ بھیج سکیں تو بذریعہ وی پی پی ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

نوٹ:۔ انہیں مذکورہ رسائل اور ٹیچنگز آف اسلام نیز براہین احمدیہ (انگریزی) بھجوا دیئے گئے ہیں، اور خط بھی لکھ دیا گیا ہے۔ (غلام قادر)

غانا

ترجمہ خط از احمدو۔ اے۔ آر۔ سی۔ ہو ہوئی غانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے آپ کا خط مؤرخہ ۱۷-۴-۵۹ ملا۔ بہت بہت شکریہ۔

مجھے یہ بھی بڑھ کر خوشی حاصل ہوئی کہ آپ نے مجھے کتب کا پارسل جس میں ایک کاپی قرآن شریف کی ہے ارسال فرمایا ہے۔

میں نے اپنی والدہ صاحبہ کو آپ کا خط بھیجا تھا اور لکھا تھا کہ آپ نے بڑی مہربانی سے مجھے بغیر قیمت ایک پارسل کتب کا بھیجا ہے۔

انہوں نے مجھے بڑا حکم دیا ہے کہ میں فوراً ان کی طرف سے آپ کا اور ادارہ کا شکریہ ادا کر دوں۔ لہٰذا یہ خط اپنی والدہ کے تعمیل حکم کی تکمیل ہے۔

ہم جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دیتے ہیں وہ مرتے نہیں بلکہ زندہ جاوید ہو جاتے ہیں اور اُن کے ذکرِ خیر سے دوسروں کو بھی زندگی ملتی ہے۔

سب دوستوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ

وہ یومِ وصال کی اس مرکزی تقریب میں ضرور شامل ہوں اور اس جذبہ اور رُوح کے ساتھ شامل ہوں کہ انہوں نے اس اجتماع میں شمولیت سے اپنے تصوّرات اور روایات کو تازہ کرنا ہے تاکہ وہ بیش از پیش قوت کے ساتھ تبلیغ اسلام کر سکیں۔

والسلام

ظہور احمد جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ لاہور
مؤرخہ ۱۹ مئی ۱۹۵۹ء

(گذشتہ سے پیوستہ)

رنگون کے شیخ الجامعہ کی احمدیت پر نکتہ چینی

کتاب "دو نبی" پر ایک سرسری نظر

(مرتضیٰ خان حسن)

انتقام سے گریز

مقدمہ میں جرم ثابت ہو جانے کے بعد عدالت نے آپ کو اختیار دیا کہ آپ جھوٹا مقدمہ چلانے والوں پر نالش کریں، اور ان کو سزا دلائیں، مگر آپ نے پسند نہ فرمایا، اور ایسے خونخوار دشمنوں کو جنہوں نے حضور کی تباہی اور بربادی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تھا، بطیب خاطر معاف فرما دیا۔ اگر کوئی کمینہ، بدباطن، شقی القلب ہوتا تو اسے انتقام کا بہت اچھا موقعہ حاصل تھا، مگر آپ نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے اور دشمن سے انتقام لینے کی بجائے اس کو بلا حیل و حجت معاف کر دیا۔ ایسے ہی ہوتے ہیں مردانِ خدا کہ وہ اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیا کرتے۔ یہ وہ پاک اسوہ ہے جو متمم اخلاق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں ملا ہے، فداہٗ امی وابی۔

شرافت نفس کی ایسی روشن اور درخشاں مثالوں کے باوجود یہ کہنا کہ مرزا صاحب ایک شریف انسان بھی نہ تھے کس قدر ظلم ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی وسعت قلبی

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی حضور کے سخت مخالف تھے۔ یہ وہ صاحب تھے جنہوں نے بٹالہ سے لے کر بنارس تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف علماء اور سجادہ نشینوں سے فتاویٰ حاصل کئے، مخالفت اور عناد میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور حضور کی تباہی اور بربادی میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا، جب انہوں نے ایک دفعہ قادیان آنے اور کسی کام کے سلسلہ میں وہاں کچھ دن ٹھہرنے کا ارادہ اپنے کسی دوست پر ظاہر کیا تو حضرت نے کمال محبت سے مولوی صاحب کو لکھا کہ "میں نے سنا ہے کہ آپ کسی کام کے سلسلہ میں قادیان آنا چاہتے ہیں، اور کچھ دن یہاں قیام کرنا چاہتے ہیں، بسم اللہ آپ میرے ہاں آئیں میرے مہمان ہوں تو آپ کے آرام و آسائش کی ہر طرح سے کوشش کی جاوے گی میرا اور آپ کا جو اختلاف قضاء و قدر سے واقع ہو گیا ہے اس کے متعلق کوئی ذکر نہیں آئے گا، آپ اس کا کچھ خیال نہ فرمائیں اور بلاتکلف تشریف لے آئیں میں ہر طرح خدمت کے لئے حاضر ہوں۔" یہ آپ کا ایک ایسے شخص سے سلوک ہے جو آپ کی تخریب میں منفرد۔ اور آپ کی عزت و آبرو کا دشمن تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی بڑے سے بڑے دشمن کے لئے بھی حضور اپنے دل میں بغض یا کینہ نہ رکھتے تھے۔ اور دشمنوں کے لئے بھی آپ کا سینہ فراخ اور قلب وسیع تھا۔ اتنے بڑے ظرف کا انسان دنیا میں کہاں ملتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ دنیا کے لوگ اسے پہچان نہ سکیں، اور اپنی نااہلیت یا ناواقفیت کی وجہ سے اس کو ہدفِ ملامت قرار دیں۔

آپ کا کمالِ صبر

لاہور کا ہی واقعہ ہے کہ ایک شقی القلب نے آپ کے سامنے بیٹھ کر آپ کو اس قدر گالیاں دیں کہ پاس بیٹھنے والے بھی توبہ توبہ کر اٹھے۔ مگر آپ نہایت صبر و سکون سے اس کی مغلظات سنتے رہے۔ اور زجر و توبیخ کا ایک کلمہ بھی زبان سے نہ نکالا، اور جب وہ گالیاں دے دے کر تھک گیا تو آپ نے فرمایا :۔

"بھئی کچھ اور بھی کہہ لو"

وہ شخص خود ہی اپنے کئے پر شرمندہ ہو گیا اور زار و قطار رونے لگ گیا۔ مرزا کا صبر اسی وقت پھل لایا۔ وہ کہنے لگا کہ میں دراصل آپ کو آزما رہا تھا کہ کہاں تک آپ صبر کرتے ہیں، معلوم ہوا کہ آپ فی الواقعہ بہت بڑے صابر ہیں ایک غیر مسلم بھی آپ کا یہ صبر دیکھ کر کہنے لگا کہ یہ شخص واقعی مسیح کا ہم پلہ ہے، اس کا صبر ظاہر کرتا ہے کہ یہ اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہوگا۔

آہ! ایک کافر تو اس راز کو پا لیا مگر ہمارے مولوی صاحبان ماشاء اللہ بسم کے گنبد میں ہی چکر کاٹ رہے ہیں ؎

چو کافر شناسا تر از مولوی ست

بریں مولویت بباید گریست

یہ ہے مرزا غلام احمد

غرض یہ ہے مرزا غلام احمد جو اپنے جانی دشمن کی ہلاکت پر بھی افسوس کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر میں پاس ہوتا تو اس کے بچانے کی کوشش کرتا۔ میں اس کے زخم دھوتا، میں اس کی مرہم پٹی کرتا انسانی رحم اسی کا نام ہے۔ یہ ہے مرزا غلام احمد کہ جن لوگوں نے آپ پر خون کا مقدمہ بنایا، اور آپ کو پھانسی پر لٹکوانا چاہا اُن کو بھی معاف فرما دیا۔ اور کہا کہ میرے لئے آسمانی عدالت ہی کافی ہے۔ یہ ہے مرزا غلام احمد کہ جس نے اپنے دشمن کا بھی عدالت میں رسوا ہونا پسند نہ کیا اور اپنے وکیل کو ڈانٹ دیا کہ وہ کوئی ایسے سوال نہ کرے جس سے اس کے مخالف کا استخفاف لازم آئے۔ برائی کے بدلے نیکی کرنا خاصانِ خدا ہی کا کام ہے۔ ایسے ہی مردانِ خدا کے متعلق شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے ؎

شنیدم کہ مردانِ راہِ خدا

دلِ دشمناں ہم نہ کردند تنگ

یہ ہے مرزا غلام احمد کہ مولوی محمد حسین جیسے اشد عدو کو اپنے گھر آنے اور قیام کرنے کی دعوت دی اور لکھا کہ آپ اختلاف کا خیال نہ فرمائیں بلاتکلف تشریف لے آئیں میں خدمت کے لئے حاضر ہوں، دشمن اور پھر اس کے لئے اس قدر سینہ فراخ۔ کمال اخلاق ہے۔

یہ ہے مرزا غلام احمد کہ ایک یاوہ گو رُو در رُو لگاتار گالیاں دیئے جاتا ہے، اور آپ خاموشی سے سنتے جاتے ہیں۔ اُف تک بھی نہیں کرتے۔ ذرا چیں بجبیں بھی نہیں ہوتے بلکہ فراخ حوصلگی سے فرماتے ہیں کہ بھئی کچھ اور کہنا ہو تو وہ بھی کہہ لو۔ ایسے ہی بزرگوں کے متعلق دانا کہہ گئے ہیں ؎

قفا خورند و ملامت برند و خوش باشند

کیا ایسے وسیع الظرف، ایسے عالی حوصلہ۔ ایسے بردبار، متحمل مزاج، اور صابر، دشمن سے اس قدر رافت اور نرمی سے سلوک کرنے والے رحیم و کریم انسان کے متعلق ہی جناب صدر محترم فرماتے ہیں کہ وہ تو معمولی انسانوں کی صف میں بھی بیٹھنے کے قابل نہیں ع

تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو!

میں کہتا ہوں کہ اگر یہ شخص انسانوں میں بیٹھنے کے قابل نہیں تو دنیا میں کوئی بھی شریف انسان نہیں۔ شرافت تو معمولی بات ہے۔ یہ وہ اخلاق عالیہ ہیں جو انسان کو ولایت کبریٰ کے مقام پر فائز کرتے ہیں، فتفکر فیہ یا اخی!

مرزا غلام احمد علیہ السلام کسی ایرے غیرے کے کہنے سے غیر شریف نہیں بن سکتا۔ چاند پر خاک ڈالنے سے چاند چھپ نہیں سکتا۔ مرزا غلام احمد کی شرافت تو ایک مسلمہ حقیقت ہے جس کے لاکھوں انسان شاہد ہیں۔ جنہوں نے اس کو بچشم خود دیکھا اور اس سے تعلق پیدا کیا، وہ شریفوں اور نجیبوں کا سردار ہے، شرافت کو اس کی ذات پر ناز ہے اور نجابت کو اس کی ذات پر بجا طور پر فخر ہے ؎

نجابت خانہ زادِ گوہرِ او

شرافت را بذاتش افتخارے

اگر کوئی آفتاب نصف النہار کا انکار کر دے تو یہ آفتاب کا قصور نہیں، بلکہ خود دیکھنے والے کا قصور ہے کہ خدا نے اس کو بینائی نہیں دی ؎

تو از کورے خود محروم ورنہ

درخشندہ نور او خورشید وارے

دوستوں سے حسنِ سلوک

یہ تو ہوا دشمنوں کے ساتھ سلوک کا ایک مختصر سا خاکہ، اب ذرا دوستوں سے حسن سلوک کا ذکر بھی مختصر طور پر سن لیجئے ؎

دامانِ نگہ تنگ و گلِ حسنِ تو بسیار

گلچینِ بہارِ تو ز داماں گلہ دارد

مختصراً یہ کہ دوستوں کے لئے دل میں بے حد درد تھا، بے حد محبت اور بے حد شفقت۔ ان کی تکلیف کو دیکھ نہیں سکتے تھے، اور خدمت گاروں کی طرح ان کی خدمت کے لئے کمربستہ ہو جاتے تھے۔ جب کسی دوست کو تکلیف میں دیکھتے اس کے گھر جاتے، اس کو تسلی تشفی دیتے اور جو امداد ممکن ہو سکتی کرتے، بعض اوقات رومال میں روپے باندھ کر لے جاتے اور چھوڑ آتے۔ ایک دفعہ ایک دوست کو مکان بنوانے کی ضرورت پیش آئی، اس کو بغیر اس کی

تحریک کے ۵۰۰/- روپے کی رقم دے دی۔ داد و دہش کا سلسلہ جاری رہتا۔

حاجت مندوں کی حاجت روائی

دُور دُور سے لوگ آپ کی خدمت میں آتے۔ صرف مرید نہیں بلکہ غیر لوگ بھی آ کر امداد کی درخواست کرتے آپ سب کی بات سنتے اور سب سے حسب ضرورت سلوک کرتے۔ کسی کو پچاس کسی کو ساٹھ، کسی کو پچیس روپے بطور امداد دیتے۔ اپنے مصارف کے لئے بعض اوقات قرضہ اٹھاتے، حاجتمند کی حاجت روائی ضروری سمجھتے اور سائل کو کبھی رد نہ فرماتے، ایک دفعہ ایک سائل بغیر کچھ لئے چلا گیا، حضور نے اس کے پیچھے آدمی دوڑائے کہ اسکو تلاش کر کے لاؤ چنانچہ وہ آیا اور حضور نے اس کو خیرات دی۔ بعض اوقات نماز بعد میں پڑھتے پہلے سائل کا سوال پورا کر دیتے، سردی کے موسم میں ضرورتمند دوستوں کو بستر سے بنوا دیتے یعنے لحاف توشک وغیرہ۔

دوستوں کی خدمت اور انکے لئے تحائف

جب کوئی چیز آم وغیرہ تحفتہً آتی بہ نفس نفیس ہر ایک دوست کے گھر جاتے اور تقسیم کرتے، اور آم خادم کے سر پر اٹھوا لیتے اور خود لوٹے میں دودھ لے لیتے اور فرماتے کہ آموں کے ساتھ دودھ پینا ضروری ہے۔ رات کا وقت ہے شدید سردی پڑ رہی ہے۔ خیال آگیا کہ مولوی محمد احسن صاحب جس گھر میں قیام رکھتے ہیں وہ ٹھنڈا ہے اور مولوی صاحب بوڑھے آدمی ہیں اُن کو سردی لگتی ہوگی فوراً اٹھتے ہیں اور کوئلے لے کر مولوی صاحب کی رہائش گاہ پر جا کر دے آتے اور فرماتے ہیں کہ مجھے خیال ہوا تھا کہ آپ کو سردی تکلیف دے رہی ہوگی اس لئے کوئلے لایا ہوں۔ اس قسم کی خدمت کا سلسلہ جاری رہتا۔

دوستوں کے لئے درد

دوستوں کے لئے آپ کے دل میں اس قدر درد تھا کہ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ ہمارے لئے راحت کہاں: کبھی کسی دوست کی بیماری کی خبر آ جاتی ہے اور کبھی کسی کے مرنے کی۔ ایک جگہ فرماتے ہیں: —

"میرا مذہب یہ ہے کہ جو شخص ایک دفعہ مجھ سے عہد دوستی باندھے مجھے اس عہد کی اتنی رعایت ہوتی ہے کہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اور کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے، میں اس سے قطع نہیں کر سکتا، ہاں اگر وہ خود قطع تعلق کر دے تو ہم لاچار ہیں ورنہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اگر ہمارے دوستوں میں سے کسی نے شراب پی ہے اور بازار میں گرا ہوا ہو اور لوگوں کا ہجوم اس کے گرد ہو تو بلا خوف لومۃ لائم کے اُسے اٹھا کر لے آئیں گے، عہد دوستی بڑا قیمتی جوہر ہے اس کو آسانی سے ضائع کر دینا نہ چاہیئے، اور دوستوں سے کیسی ہی ناگوار بات پیش آوے اسے اغماض اور تحمل کے محل میں اُتارنا

چاہیئے" (منظور الٰہی صفحہ ۱۹۷)

اس سے ظاہر ہے کہ آپ اپنے دوستوں کو کس قدر عزیز رکھتے تھے، فی الحقیقت آپ کا قلب مبارک

عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ الرَّحِيمِ کا آئینہ تھا۔

مہمان نوازی

مہمان نوازی آپ کا ایک بہت بڑا وصف تھا آدھی آدھی رات کو بھی اگر کوئی مہمان آ جاتا۔ تو اس کی خدمت کے لئے کمربستہ ہو جاتے۔ اور خدمتگار کی طرح خدمت کرتے۔ خود ہی اندر سے کھانا لے آتے اور بار بار اندر جا کر کبھی روٹی کبھی سالن کبھی کوئی اور چیز لاتے۔ مہمانوں کے ساتھ جو بچے آتے اُن کے کھانے کے لئے الگ انتظام کرتے، علاوہ دو وقت کھانے کے دوسرے وقتوں میں اُن کے لئے دودھ ڈبل روٹی کا انتظام کرتے اور فرماتے کہ یہ بچے ہیں ان کو بار بار بھوک لگتی ہے۔ حافظ عظیم بخش مرحوم پٹیالوی نابینا تھے وہ کہا کرتے تھے کہ حضرت صاحب نوالے بناتے اور میں کھاتا۔ آپ کی مہمان نوازی کے واقعات بیشمار اور طویل ہیں۔ تفصیل کا یہ موقعہ نہیں۔ جو مہمان حضور کے پاس گیا وہ حضور کی مہمان نوازی کی تعریف ہی کرتا رہا۔

غریبوں کے ساتھ ہمدردی

غریبوں کے لئے دل میں خاص درد تھا اُن سے بڑی شفقت و محبت کا اظہار فرماتے، ایک دفعہ گھر میں ایک دیہاتی عورت آئی وہ کچھ میلی کچیلی تھی، اس نے پانی پیا۔ گھر میں کسی نے کہا کہ یہ پیالہ چھوڑ دو، اس میں وہ دیہاتی عورت پانی پی گئی ہے، حضور نے سُن پایا۔ فرمایا ہرگز نہیں۔ وہ پیالہ میرے لئے رہنے دو، اور اس میں مجھے پانی پلایا کرو، غریب کی حقارت آپ کو ہرگز پسند نہ تھی، بلکہ غریب کی طرف زیادہ رغبت فرماتے، اور زیادہ محبت کا اظہار فرماتے ہے

تنگ از فقیر اشعث واغبر مدار زانکہ
در وقت مرگ اشعث و در گور اغبری

بیماروں کی عیادت

بیماروں کی عیادت کرتے۔ اُن کے گھر جاتے اور تسلی تشفی کی باتیں کرتے۔ ضرورت ہوتی تو علاج کا انتظام کرتے۔ اور بڑی خوبی یہ کہ بیماروں کے لئے درد دل سے دعا کرتے۔ جب ایک شخص نے بیان کیا کہ ڈاکٹروں نے اس کے لڑکے کو لاعلاج قرار دیا ہے، تو آپ اس ڈاکٹر سے ناراض ہوئے اور فرمایا کہ کیا خدائی اختیارات بھی آپ نے اپنے ہاتھ میں لے لئے ہیں، خدا سب باتوں پر قادر ہے۔ ہم دعا کریں گے۔ چنانچہ آپ نے دعا کی اور خدا نے بچے کو شفا بخشی۔ اس قسم کے بیسیوں واقعات ہیں کہ بڑے بڑے خطرناک مریض آپ کی دعاؤں سے صحت یاب ہوئے۔ آپ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر بیماروں کے لئے دعائیں کیا کرتے، اور پوری توجہ اور عجز و الحاح سے دعائیں کرتے، خدا آپ کی دعاؤں کو سنتا اور بیماروں کو شفا بخشتا۔

چشم پوشی اور درگذر

چشم پوشی، درگذر، آپ کی عادت تھی، ایک دفعہ کسی نے شکایت کی کہ تنور والا خیانت کرتا ہے اس کو سزا دینی چاہیئے فرمایا ایک روٹی کے لئے اس بیچارے کو دو بار دوزخ میں جانا پڑتا ہے۔ اس کے لئے کیا یہ سزا کچھ کم ہے؟

ایک دفعہ ایک عورت گھر سے چاول چراتی ہوئی پکڑی گئی، شور اٹھا۔ حضور نے سنا تو فرمایا غریب کا فضیحتہ نہ کرو، اللہ تعالےٰ کی صفت ستاری سے کام لو وہ عورت ضرورتمند ہے اس کو کچھ اور دے دو کہ اس کی حاجت پوری ہو جائے۔

غض بصر

غض بصر حضور کی فطرت میں تھا۔ کبھی ادھر اُدھر آنکھیں پھاڑ کر نہ دیکھا۔ کبھی نظر اُوپر نہ اُٹھائی، بعض لوگ تو یہ سمجھتے تھے کہ آپ کو نظر ہی نہیں آتا۔ بعض اوقات ایسا بھی واقع ہوتا کہ ایک شخص پاس ہی بیٹھا ہے اور آپ کو معلوم ہی نہیں۔ آپ اسکو یاد فرماتے تو وہ بول اُٹھتا کہ حضرت میں تو آپ کے پاس ہی بیٹھا ہوں، قربان جائیں "ماہر قادیانیات" الیاس برنی کے جن کا ایک مضمون کتاب زیر بحث میں بھی چھپا ہے، اسی میں حضرت مرزا علیہ السلام کی غض بصر کو آنجناب نے اقیون خوری کا نتیجہ ظاہر فرمایا ہے، سچ ہے ع

ہرچہ گیرد علتی علت شود

اے خدا کے بندو! کبھی نیک ظن کرنا بھی سیکھو، ہر لحظہ اور ہر وقت بدگمانی کس قدر خدا اور خدا کے رسول کے حکم کے خلاف ہے، خدا تمہیں ہدایت دے، اگر آپ احقاق حق چاہیں تو کچھ مشکل نہیں، خالی بالطبع ہو کر استغفار پڑھیں اور بار بار پڑھیں، امید ہے کہ حق کا انکشاف ہو جائے گا۔

مراد ما نصیحت بود گفتیم

کیا یہ آدمی شریف نہیں؟

اب اے صاحبان عقل و ہوش غور کرو کہ وہ شخص جو دوستوں پر جان نچھاور کرتا اور اُن کے دُکھ درد میں شریک ہوتا ہو، جو اس قدر سخی اور فیاض ہو کہ بیک وقت حاجتمندوں کو سینکڑوں روپے دے دے، جو غریبوں اور محتاجوں کا غمگسار اور غمخوار ہو اور اُن کی امداد کو فرض اولین سمجھتا ہو جو اُن کے آرام و آسائش پر اپنے آرام کو قربان کر دیتا ہو، جو رشتہ داروں کی بغیر جتانے کے امداد کرتا ہو، جو بیماروں کی عیادت کرتا اُن کے علاج معالجے میں دن رات ایک کر دیتا، اور اُن کی صحت کے لئے راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر عجز و الحاح سے دعائیں کرتا ہو، جو خطاکاروں سے درگزر اور قصور واروں سے چشم پوشی کرتا ہو، جو شرم و حیا کا پتلا ہو، عصمت و پاکدامنی کا مجسمہ ہو، جس نے کبھی آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھا ہو، اور غض بصر میں اپنی نظیر نہ رکھتا ہو، کیا شریف انسان کہلانے کا مستحق نہیں؟ خدا جانے علمائے کرام کی لغت میں شریف کس کو کہتے ہیں اگر او صاف بالا کا مالک شریف نہیں تو دنیا میں کوئی بھی شریف نہیں۔

(باقی بر صفحہ ۱۱)

علاماتِ قیامت

قد جاء اشراطها

طلوع الشمس من المغرب

(از زبدۃ الحکماء الحاج حکیم عبدالرحمٰن شاہ خلیل نظام آبادی)

راقم مضمون ایک غیر از جماعت احمدیہ بزرگ ہیں لیکن طلوع الشمس من مغربہا کے متعلق جس نقطۂ نگاہ کو انہوں نے واضح کیا ہے، وہ حضرت مسیح موعودؑ کی تصریحات کے مطابق ہونے کی وجہ سے امید ہے قارئین کرام کی دلچسپی کا موجب ہوگا ——— (ایڈیٹر پ - ص -)

قرآن کریم میں بعض ایسے حالات وکوائف بیان کئے گئے ہیں جن کی تشریح اور تفصیل معلوم کرنا عوام کے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ صحابہؓ کے زمانہ میں بھی بعض عربی الفاظ کی لغت سمجھنے میں صحابہ کو پریشانی ہوئی، اور انہوں نے ایک دوسرے سے پوچھکر مطلب حل کر لیا چنانچہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سورۃ نحل کی چند آیات کی تفسیر فرما رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے **او یاخذھم علےٰ تخوف** "تو اخذ علی تخوف" کے محاورہ پر آپ کو کچھ الجھن معلوم ہوئی، تو آپ نے مخاطبین سے سوال کیا **ما تقولون فیھا؟ فسکتوا**۔ سب خاموش ہو رہے لیکن قبیلہ ہذیل کا ایک شیخ کھڑا ہوا اور عرض کیا یا امیرالمومنین **ھٰذہ لغتنا التخوف بمعنے التنقص** حضرت عمرؓ نے فرمایا کسی عربی شاعر کے کلام سے اس کی مثال دے سکتے ہو یا یوں ہی کہدیا تو اس پر اس شیخ نے ابوکثیر ایک شاعر جاہلیت کا کلام پڑھکر سنایا کہ وہ اپنی ناقہ کی وصف میں کہتا ہے **تخوف الرحل منھا تامکاً قردا کما تخوف عود النبعۃ السفن** اس پر حضرت عمرؓ نے اس کو شاباش دی اور عوام کو حکم دیا **علیکم بدیوانکم لا تضلوا قالوا وما دیواننا قال شعر الجاھلیۃ فان فیہ تفسیر کتابکم ومعانی کلامکم** (البیضاوی)۔ کہ شعراء عرب کے کلام کے مطالعہ سے قرآنی لغت اور محاورات کی تفسیر اور تشریح سے خوب واقفیت ہو جاتی ہے، دیکھئے اس شعر سے اس محاورہ کلام مجید **اخذ علےٰ تخوف** کا مطلب خوب حل ہو گیا۔

بہرحال عجمی تو ایک طرف رہے خود عربیوں کو بھی بعض الفاظ وکلمات، ومحاورات کے سمجھنے میں ذرا دقت محسوس ہوئی اور ان کو اس معاملہ میں کاوش اور تحقیق کرنی پڑی۔ عربی علماء وفضلاء کے علاوہ عجمی حضرات فضلاء و آئمہ لغت نے قرآن پاک کی تفسیر کے معاملہ میں اور لغت عرب کے سمجھنے اور سمجھانے میں بہت کوششیں فرمائیں، اور ان کی تحقیق پر جو کچھ اللہ تعالےٰ نے انہیں سمجھا دیا انہوں نے ہمارے سامنے پیش کر دیا۔ بعض عربی الفاظ کے اکثر معانی میں سے سیاق وسباق کے مطابق جو مطلب ہوا وہ لکھدیا، قرآن وحدیث میں بعض ایسے الفاظ ومحاورات ہیں جن کے معانی میں آج تک علماء کا اختلاف چلا آرہا ہے اور جوں جوں نئی تحقیق ہوتی جائے گی نئی راہیں کھلتی جائے گی، بحکم **والذین جاھدوا فینا لنھدینّھم سبلنا**۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ایسے ارشادات ہیں جو آپ نے بطور پیشگوئی فرمائے۔ ان کی اصلیت وحقیقت سے قطع نظر کرتے ہوئے جو ظاہری معنے عوام کرتے رہے وہی رائج رہے اگرچہ بظاہر ان کا وقوع بادی النظر میں محال نظر آتا ہے لیکن الفاظ کے معانی کو لیتے ہوئے بحکم **یومنون بالغیب** ہم کو ان باتوں کا جوں کا توں عقیدہ رکھنا پڑا۔ مثلاً ایک موقعہ پر حضورؐ نے قیامت کے علامات کے متعلق صحابہ رضؓ سے یوں گفتگو فرمائی حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ہم صحابہ ایک مجلس میں اکٹھے بیٹھ کر کچھ معاملات کے متعلق تذکرہ کر رہے تھے کہ اچانک آنحضورؐ تشریف لے آئے، آپؐ نے فرمایا **ما تذکرون**؟ یعنی کیا باتیں کر رہے ہو؟ ہم نے جواب دیا کہ حضورؐ **نذکر الساعۃ** "کہ ہم "الساعۃ" اس گھڑی یعنی قیامت کے متعلق باتیں کر رہے ہیں تو آپؐ نے فرمایا۔ **انھا لن تقوم حتی ترد اقبلھا عشر آیات فذکر الدخان (۲) الدجال (۳) الدابۃ (۴) طلوع الشمس مغربھا (۵) نزول عیسےٰ ابن مریم (۶) یاجوج وماجوج (۷) ثلاثۃ خسوف (۱) خسف بالمشرق (۲) خسف بالمغرب (۳) بجزیرۃ العرب (۸) نار تخرج من الیمن تطرد الناس الی محشرھم نار تخرج من قعر عدن تسوق الناس الی المحشر (۱۰) ریح تلقی الناس فی البحر** رواہ مسلم۔ یعنی آپ نے فرمایا کہ اس معہودہ "الساعۃ" کے قبل وقوع دس باتوں کا ظہور ہوگا پھر وہ گھڑی آئے گی۔ ایک قسم کا دخان پیدا ہوگا۔ (۲) دجال آئے گا (۳) دابۃ الارض کا خروج ہوگا۔ سورج مغرب سے طلوع کرے گا۔ عیسیٰ ابن مریم کا نزول ہوگا۔ یاجوج ماجوج کا خروج اور یلغار ہوگی۔ تین زبردست زلزلے قابل عبرت ہوں گے ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک جزیرۃ العرب میں۔ یمن سے ایک ایسی آگ نکلے گی جو لوگوں کو محشر کی طرف دھکیل دے گی ایک ایسی ہوا چلے گی جو خلقت کو سمندر سے ملا دے گی یا سمندر میں ڈال دے گی وغیرہ۔

ایک اور حدیث میں ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ راوی ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرماتے تھے **ان اول الآیات خروجاً طلوع الشمس من مغربھا وخروج الدابۃ علی الناس ضحیً وایھما ماکانت قبل صاحبھا فالاخری علےٰ اثرھا قریباً** یعنی "الساعۃ" کی علامات سے پہلے نشانی یہ ہے کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا اس کے علاوہ دوسری علامت دابۃ الارض کا خروج ہے یہ علامات یکے بعد دیگرے وقوع پذیر ہوں گی۔ غرضیکہ بعض ایسے واقعات کے متعلق آنحضورؐ نے اشارۃً ہمیں مطلع فرما دیا لیکن ہم نے الفاظ کی بناء پر انہیں ایک معمہ بنا کر رکھدیا جس پر عوام کے اذہان پریشان ہو کر رہ گئے۔ اور الفاظ کی شکل بنا کر لکیر کے فقیر بنے رہے اور متاخرین میں سے جن بعض محققین نے حالات و زمانہ کے واقعات کو لیکر ان کی اصلیت وحقیقت کے انکشاف کی کوشش کی یا ان اسلاف کی بنائی ہوئی لائن پر سے اپنی تحقیق وتکشیف کی بناء پر ذرا ادھر ادھر ہوئے تو جھٹ ان پر **من فسر القرآن برایہ فقد کفر** کا فتوے کفر جڑ دیا اور ملحد وبے دین وغیرہ کیا کیا کچھ کہکر اس اللہ کے بندے کو بدنام کیا، مثلاً اسی ایک فرمودہ علامت کو پیش نظر رکھو کہ قرب قیامت میں شمس کا طلوع مغرب سے ہوگا، ہمیں مجبور کیا جاتا ہے کہ ہم من وعن مان لیں اور اس پر اعتقاد کر لیں کہ نظام قدرت کی عادت مستمرہ کے برخلاف سورج بجائے مشرق کے مغرب سے طلوع ہوگا، اب دیکھنا یہ ہے کہ اس **طلوع الشمس من المغرب** کا ہمیں کیا فائدہ اور اسلام کی اس میں کیا فوقیت ہوگی، یوں نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارباب عقول کے لئے چند مفید اشارات فرما دیئے تا کہ ہم ان واقعات سے عبرت حاصل کر کے اپنے ایمان کو پختہ رکھیں، مثلاً اسی **طلوع الشمس من المغرب** کی اگر تشریح علمی طور پر کی جائے تو اس کا مطلب کچھ اور ہوگا۔ لغت عرب میں شمس کے معنے یوں لکھے ہیں کہ:-

شَمَسَ اے اِمتنعَ واَبیٰ - تنکّر و ابدیٰ لہٗ العداوۃ وھم لہٗ بالشرّ
یا شَمَسَ لی = بَدَتْ لی عَدَاوتہٗ فلم یقدر علےٰ کتمھا
شامسۃ = عادۃ وعاندۃ

تَشَمَّسَ علینا = بَخِلَ

(۱)۔ یعنی شمس کے معنے روک دینا اور انکار کرنا۔ یا کسی امر کا سختی سے انکار کرنا اور عداوت و شرارت میں انتہا تک پہنچنا۔ ایسی صریح عداوت اور دشمنی جس کا چھپانا مشکل ہو جائے۔ بمطابق قول اللہ تعالیٰ

لا یالونکم خبالاً ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر۔

اگر کوئی کہے "شامَسَنِی" تو اس کے معنے یہ ہوں گے کسی ایک نے دوسرے سے دشمنی اور عناد رکھا اور اگر اسی مادہ سے تَشَمَّسَ علینا کہیں تو اس کے معنے یوں ہوں گے بَخِلَ یعنی اس نے بخل اور کنجوسی سے کام لیا اور میرے معاملہ میں بخل سے کام لیا۔

اب لفظ طلوع کے لغوی معنے بیان کئے جاتے ہیں۔ طَلَعَ طلوعًا = ظَھَرَ طلع علیھم۔ (۲) اَقبل = طلع عنھم وابتعد وغیرہ

معنے غالب ہوا۔ ظاہر ہوا۔ سامنے آیا طلع علیھم کے معنے غائب ہوا اور دور ہوا

اطلع علی الشئی = علی سِرِّہٖ = اَظْھَرَہٗ = طَلَعَ امرہٖ وکشفہ لہٗ

کسی چیز کے اسرار سے واقفیت حاصل کرنا۔ اس پر غلبہ حاصل کرنا۔ کسی کی حقیقت و ماہیت کا انکشاف ہو جانا۔

مشرق و مغرب کی اصطلاحات میں اگر مشرق بولا جائے تو اس سے مراد ایشیائی ممالک ہے اور اگر مغرب کہا جائے تو اس کا مطلب ممالک یورپ ہے

اب اس ارشاد میں آنحضور نے آئندہ زمانہ کے متعلق واقعات کی ہمیں خبر دی اور آگاہ فرمایا تاکہ حوادث کا ہم پر کوئی اثر نہ ہو اور ہمارا ایمان مضبوط رہے یعنی آپ نے یوں فرمایا کہ ایک زمانہ آئے گا جب کہ اسلام کی روشنی تمام دنیا پر پھیل جائے گی اور مشرقی ممالک سے نکل کر اسلامی تہذیب مغربی ممالک پر اثر کرے گی وہاں کے لوگ اسلامی تہذیب و تمدن، علوم و ثقافت سے مکمل آشنا ہو کر بڑی ترقی کریں گے اور اسلامی تعلیم اور علوم و فنون کی رہنمائی میں ہر لحاظ سے دنیا پر چھا جائیں گی اسی اسلامی تہذیب کی طفیل ان یورپین اقوام کے عروج و اقبال کا ستارہ افلاک پر بلند ہو کر چمکے گا، پھر ایک وقت آئیگا کہ یہ لوگ دنیا کی دیگر اقوام کو اپنے مقابلہ میں ہیچ خیال کریں گے اور خصوصاً مسلمان اقوام کو اپنا رقیب سمجھتے ہوئے اور نیز مغائرت مذہب کی وجہ سے ان کے دشمن اور حاسد ہو جائیں گے اور دنیا میں صرف ایک ہی قوم یعنی مسلمانوں ہی کو اپنا مدمقابل سمجھیں گے اس لئے یہ مغربی اقوام مسلمانوں کی دشمن ہو کر ان کے مٹانے اور فنا کرنے اور ان کی قومیت اور مذہب کو بگاڑنے میں اپنا پورا زور لگائیں گے اور اپنی تمام تر قوتیں اور اسباب اس امر کے لئے درپردہ وقف کر دیں گے کہ مسلمان پریشان ہوں اور مسلمان سلطنتیں نہ رہیں۔ چنانچہ یہ سب مل کر اور متفق طور پر اسلام کو پریشان کرنے کے لئے اپنا پورا زور لگائیں گے اور اپنی پوری طاقت خرچ کر دیں گے کہ مسلمان دنیا سے ختم ہو جائیں، جب یہ لوگ اس امر کے لئے پوری ہمتیں لگا چکیں گے تو آخر الامر اسلام کی دشمنی کی بناء پر یہ خود تباہ و برباد ہو جائیں گے، اور تمام دنیا کا مذہب محمدی ہوگا ویکون الدین کلہ للہ۔ وظھر امر اللہ وھم کارھون۔ چنانچہ اس زمانہ کی جنگوں اور قوموں کی باہمی رقابتوں اور اسلام دشمنی کی پیشگوئیوں الملحمۃ الکبریٰ کے نام سے احادیث کی کتابوں میں موجود ہیں کہ ایک وقت ہوگا جبکہ تمام دنیا کے عیسائی ایک طرف اور مسلمان ایک طرف ہوں گے، عیسائی حکومتوں کی دو پارٹیاں ہوں گی، ایک پارٹی کے ساتھ سب مسلمان شامل ہوں گے، نہایت زبردست جنگ ہوگی اور کشتوں کے پشتے ان ممالک میں اس کثرت سے ہوں گے کہ اگر ایک کوا آن پر اڑے تو اڑتا اڑتا تھک جائے گا لیکن ان مقتولین کے ڈھیر ختم نہ ہوں گے، آخر مسلم دوست پارٹی کو فتح ہوگی جب یہ لوگ جشن فتح منا رہے ہوں گے اور جانبین کے سپاہی باہم مل کر باتیں کر رہے ہوں گے تو ایک عیسائی سپاہی کہے گا کہ یہ فتح جو ہوئی ہے یہ سب صلیب کی برکت سے ہوئی ہے مسلمان بگڑیں گے اور کہیں گے نہیں فتح اسلام (نشانِ ہلال) کی برکت سے ہوئی ہے اس بات پر جھگڑا اس قدر طویل ہو جائے گا کہ پھر تمام عیسائی ایک طرف اور مسلمان ایک طرف ہو جائیں گے اور ایک عظیم الشان لڑائی ہوگی وغیرہ وغیرہ یہ ہے طلوع الشمس من المغرب کا مطلب یا یوں کہ اسلام کی تعلیم جب مغرب والے حاصل کریں گے اور ان میں سے بڑے بڑے عالم و فاضل اور صاحب فن ماہرین علوم اسلام کے حلقہ بگوش ہو جائیں گے اور پھر وہ از خود اسلام کی تبلیغ دوسرے ممالک میں کریں گے اور اسلام کی خوبیاں بیان کر کے ایک دنیا کو گرویدہ اسلام اور محمد رسول اللہ صلعم کے غلام بنائیں گے۔ یہ واقعات ایسے زمانہ میں ہوں گے جبکہ دنیا مذہب کو فراموش کر چکی ہوگی اور روحانیات کی جگہ مادیات نے لے لی ہوگی۔ اس وقت وہ علماء و فضلائے مغرب عوام کے سامنے اسلام کی خوبیاں بیان کر کے عوام الناس کو حلقہ بگوش اسلام بنائیں گے جیسا کہ آج کل اسلامی مشنریوں کی تبلیغ سے ہو رہا ہے، یہ گویا مغرب سے سورج کا طلوع ہوگا۔ یہ زمانہ ضعف اسلام کا ہوگا جبکہ قیامت کا انتظار ہوگا۔

اسی طرح خروجِ دجّال اور نزول عیسیٰ و خروج دابۃ الارض و خروجِ دخان وغیرہ کو احادیث میں علامات "الساعۃ" بتایا گیا ہے۔ لیکن ان امور کو ایک ایسا معمہ بنا دیا ہے کہ اکثر عقول ان کے وقوع بالفاظہم سے ابا کرتی اور حیرت میں پڑ جاتی ہیں مثلاً دجال کے متعلق بہت سے علامات اور واقعات بیان کئے گئے ہیں اس کا خروج اور قیام فی الارض اور پھر اس کا دنیا پر متسلط ہونا اور پھر اس کا فنا ہونا بیان کیا گیا ہے چنانچہ اکثر دعاؤں میں آنحضور نے اپنے تابعداروں کو فتنہ مسیح الدجال سے پناہ مانگنے کی تلقین فرمائی ہے مثلاً

اللھم انی اعوذ بک من الھم والغم والعجز والکسل واعوذ بک من فتنۃ المسیح الدجال وعذاب القبر وغیرہ

اس کے متعلق تفصیلاً انشاء اللہ تعالیٰ کسی آئندہ اشاعت میں عرض کیا جائے گا، نیز یہ کہ حضرت عیسیٰ روح اللہ آسمان سے نزول فرمائیں گے اور شہر دمشق میں ایک مینارہ باب اللہ میں واقع ہوگا، آپ کو فرشتے کندھوں پر اٹھائے ہوں گے اور اس مینار پر اتاریں گے پھر عوام الناس سیڑھی لگا کر آپ کو نیچے دمشق پر اتار لیں گے، ارباب عقل و بصیرت ذرا غور فرمائیں کہ جو فرشتگان خدا آن کو آسمان سے کندھوں پر اٹھا کر مینار تک لے آئے کیا وہ ان کو زمین پر نہیں لا سکتے تھے، وہ زمین پر کیوں نہ لائے اور مینار پر ہی اسے بے یار و مددگار چھوڑ کر واپس آسمان کو چل دیئے یہ دراصل اشارات و تفہیمات ہیں جو آنحضور نے ہمارے لئے ارشاد فرمائے ہیں لیکن ہم نے ان کا مطلب حقیقی نہ سمجھتے ہوئے ان باتوں کو آپس کے اختلافات اور لڑائی جھگڑوں کا باعث بنا لیا۔

باقی۔ باقی

(بسلسلہ اشاعت گزشتہ)

بچوں کا صفحہ ——— مرتضیٰ خان حسن

باپ بیٹے کی تیسری مجلس

اس میں کچھ شک نہیں کہ فقہا کا مذہب عموماً یہی ہے کہ اگر طاقت ہو تو سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے۔ مگر مندرجہ بالا احادیث سے ظاہر ہے کہ افطار بہتر ہے۔ شارحین حدیث نے بھی آپ کا آخری حکم افطار ہی قرار دیا ہے۔

دائم المرض، بوڑھوں، حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں کی رعایت۔ حضرت ابن عباس کا مذہب

اب رہا دائم المرض، اور حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں کے روزہ کے متعلق تو یہ علی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین کے ذیل میں آتی ہیں۔ اس کے معنے یہ ہے کہ جو لوگ روزہ رکھنے میں مشقت پاتے ہیں وہ بجائے روزہ کے ایک مسکین کا کھانا دے دیا کریں۔ حضرت ابن عباس نے اس کے یہی معنے کئے ہیں، چنانچہ ابوداؤد میں یہ حدیث اس طرح آتی ہے:۔

قال ثبتت للحبلی والمراضع قال کانت رخصۃ للشیخ الکبیر والمرءۃ الکبیرۃ وھما یطیقان الصیام ان یفطر او یطعما مکان کل یوم مسکینا والحبلی والمراضع اذا خافتا قال ابو داؤد یعنی علی اولادھما۔

(ابو داؤد)

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ یہ آیت حاملہ عورتوں یا دودھ پلانے والی عورتوں کے حق میں ثابت ہے۔ اور کہا کہ بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت کے لئے یہ رخصت ہے کہ دراں حالیکہ روزہ کی برداشت نہ رکھ سکتے ہوں وہ افطار کر لیا کریں اور ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کریں اور حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتیں بھی ایسا کریں بشرطیکہ کہ انکو خوف ہو۔ ابوداؤد نے خوف کی یہ تفسیر کی ہے کہ انکو اپنی اولاد کے متعلق خوف ہو یعنے بچہ یا جنین کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یطیقونہ کے معنے طاقت رکھنے کے ہیں نہ کہ طاقت نہ رکھنے کے اس کا جواب یہ ہے کہ ابن عباس نے دوسری قرأت لا یطیقونہ مراد لی ہے اور اختلاف قرأت بعض وقت کسی خاص لفظ کے غیر معمولی معنے کی غرض سے بھی ہوتا ہے۔ فی الجملہ اس آیت کے یہی معنے ٹھیک ہوں گے کہ جو لوگ روزہ رکھتے ہیں تکلیف یا لا یطاق پاتے ہیں وہ بجائے روزہ کے ایک مسکین کا کھانا دیدیا کریں۔ اور اور اس میں تمام دائم المرض۔ تمام بوڑھے مرد اور تمام بوڑھی عورتیں تمام حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتیں آجاتی ہیں۔ اس قدر تشریح کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اس مسئلہ پر کافی روشنی ڈال دی ہے اور اب کوئی ابہام باقی نہیں رہتا۔

وہی خاتون جس نے سوال کیا تھا:۔

"جی ہاں! میرے سوال کا جواب مجھے مل گیا ہے۔ اور اب میں یہ مسئلہ بخوبی سمجھ گئی ہوں۔ جزاک اللہ احسن الجزاء"

اس کے بعد خواتین معزز مقرر کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو چلی جاتی ہیں۔

کتاب "دو نبی" پر ایک سرسری نظر

(بسلسلہ صفحہ ۸)

کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو

جمعیۃ العلماء برما کے صدر صاحب مکرم! آپ نے کس طرح فرما دیا کہ مرزا تو معمولی شریف انسان بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ نہ آپ نے مرزا کو خود دیکھا اور نہ ان کے اخلاق کا کبھی مطالعہ کیا محض جہلا کی مفتریات کو سامنے رکھ کر آپ نے ایک بے سر و پا بات کہہ دی کہ مرزا تو شریف انسان بھی ثابت نہیں ہوتا، لاحول ولا قوۃ الا باللہ آپ خوش نہ ہوں کہ آپ نے خدا کے ایک برگزیدہ کو گالیاں دے کر بہت بڑا تیر مارا ہے آج جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں کل کو خدا کے سامنے اس کا جواب دینا ہوگا، اور اس وقت مشکل پڑے گی۔

حضرت مرزا صاحب کا بلند مقام

آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت مرزا اخلاق کے بلند مقام پر کھڑے ہیں۔ ہر وہ شخص جو انصاف سے کام لے گا وہ ہماری بات کی تصدیق و تائید کرے گا۔ مگر جو شخص انصاف سے کام نہ لے اس کو اختیار ہے جو چاہے کہے۔ خدا کا حکم تو یہ ہے کہ دشمن کے معاملہ میں بھی انصاف کرو اور عدل کو کسی حالت میں بھی ہاتھ سے نہ دو ولا یجرمنکم شنآن قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی۔ تقوے کا اقتضا کیا ہے؟ انصاف۔ افسوس کم لوگ ہیں جو تقوے سے کام لیتے ہیں، پھر ان سے انصاف کی توقع کیونکر کی جائے۔

حضرت مرزا صاحبؑ ایک بہت بڑی جماعت کے امام ہیں جن کا رسوخ اور اثر تمام دنیا پر چھایا ہوا ہے۔ حضور ایک بہت بڑی شخصیت کے مالک اور لاکھوں انسان آپ کو اپنا واجب الاحترام پیشوا مانتے ہیں آپ کے متعلق ذرا سوچ سمجھ کر بات زبان سے نکالنی چاہیئے۔ اور یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ چاند پر تھوکا اپنے ہی منہ پر پڑتا ہے ؎

گر کنی تف سوئے روئے خود کنی
در زنی بر آئینہ بر خود زنی
در ببینی او کے زشت آنہم توئی
در ببینی عیسیٔ مریم توئی

لباس کی سادگی

(بسلسلہ صفحہ ۳)

وہ پاکستان کی مصنوعات کو فروغ دینے کے لئے اپنی طرف سے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھیں گے، عورتیں اگر چاہیں تو وہ اپنی قوت عمل سے پاکستان کو ایک طاقتور مملکت بنا سکتی ہیں، مردوں اور عورتوں دونوں کو یہ غلامانہ ذہنیت ترک کر دینی چاہیئے کہ وہ یورپ کی خوشنما اور دیدہ زیب اشیاء کے بغیر اپنے گھروں کی خوبصورتی میں اضافہ نہیں کر سکتے۔ ایسی اشیاء کی خریداری ملک و ملت سے صریح غداری کے مترادف ہے۔ مختصر یہ کہ پاکستان کی اقتصادی عظمت کا معیار قائم رکھنے کی غرض سے اس کے اونچے گھرانوں کی خواتین کے لئے یہ ضروری ہی نہیں بلکہ لازمی ہے کہ جو لباس وہ پہنتی ہیں اس کے کپڑے کا سوت ان کی غریب بہنوں کے ہاتھ کا کتا ہوا ہو اور یہ کپڑا مل کا نہیں بلکہ کسی دیہاتی جولاہے کی کھڈی کا بنا ہوا ہو، سوال فانی جسم کو غیر ممالک کے نفیس اور قیمتی کپڑے کے استعمال کا نہیں بلکہ جسم کی اس زندہ جاوید روح کی صحت اور سلامتی کا ہے، جو دین و دنیا کی حقیقی راحتوں اور مسرتوں کا سرچشمہ ہے۔ پاکستان کے بقا اور استحکام کا انحصار اسی روح کی سلامتی پر ہے۔ ہماری بہنوں کو معلوم ہو جانا چاہیئے کہ ممالک غیر کے نفیس اور قیمتی کپڑے کے استعمال سے یہ روح یقینی طور پر ہلاک ہو جائے گی۔ پاکستان میں انقلابی حکومت سے پہلے جو المناک واقعات اس کی تباہی اور بربادی کا باعث ثابت ہو سکتے ہیں، وہ بلاشبہ ان لوگوں کی روحانی ہلاکت کا نتیجہ ہیں جنہوں نے پاکستان کے نظم و نسق کی باگ اپنے ہاتھ میں سنبھال رکھی تھی۔

پیغام صلح ۲۰ مئی ۱۹۵۹ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ ۲۰

ہفت روزہ "پیغامِ صلح"
سالانہ چندہ:- پاکستان سے چھ روپے ۔ ہندوستان سے چھ روپے (ہندوستانی سکہ)
ہندوستان میں ہمارے نمائندے کا پتہ ۔ شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ۱۰۰ محلہ اعظم پورہ، ملک پیٹھ، حیدرآباد دکن (انڈیا)

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں تیری تبلیغ کو دُنیا کے کناروں تک پہنچا دُوں گا (الہام مسیح موعود)

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر
گمرہاں را چشم کُن روشن ز آیاتِ مبیں

تار کا پتہ "تبلیغ" لاہور
ٹیلی فون نمبر:- ۳۷۳۷

ایڈیٹر
دوست محمد

ہفت روزہ
پیغامِ صلح
لاہور پاکستان

جلد ۴۸ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۱۸ ذیقعد ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۷ مئی ۱۹۵۹ء | نمبر ۲۱

ہمارا مذہب

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیونکہ نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب
(مسیح موعود)

جناب اکرام اللہ صاحب ہائی کمشنر پاکستان عیدالفطر کے موقعہ پر مولنا محمد یعقوب خان صاحب امام مسجد ووکنگ انگلستان کے ساتھ

موجودہ مادی نظامِ زندگی کے پیدا کردہ روحانی خلاء کو صرف اسلام ہی پُر کرسکتا ہے

مغربی اقوام اسلامی تعلیمات پر حقیقت پسندانہ نظر ڈالنے پر مجبور ہوگئیں

خطبہ عید الفطر - از مولانا محمد یعقوب خان صاحب امام شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

{ترجمہ از بشیر سامانی}

روزہ ــــ روحانی ارتقاء کی تحریک

ماہ رمضان کے بعد ہمارے اس اجتماع کا مقصد اللہ تعالیٰ کا اظہارِ تشکر ہے۔ روزہ ایک روحانی ذریعہ تطہیر کی حیثیت سے فرض ہوا ہے اور تمام انبیاء کرام نے اس فرض کی تعمیل کی ہے۔

دنیا بھر میں ہم ہی مسلمان ہیں جو من حیث القوم نوعِ بشر کے اس روحانی ورثہ کو قائم رکھے ہوئے ہیں، یہ کوئی چھوٹا منصب نہیں ہے، اس بہت بڑی روحانی مشعل کو روشن رکھنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے ہمارا انتخاب کرکے جو ودیعت ہمیں بخشی ہے ہم اس کی ادائیگی تشکر سے عاجز ہیں۔

احکام الٰہی کی تعمیل و تکمیل کا دوسرا نام اسلام ہے۔ موجودہ سماجی حالات میں جبکہ تحریکات اور نمائشات مروّج ... ہیں۔ اس مناسبت سے دنیا کی ایک چوتھائی آبادی کا پورے ایک ماہ روزے سے رہنا بھی ایک روحانی تحریک کہی جاسکتی ہے۔ اور یہ ایک ایسی معاشرتی انقلابی تحریک ہے جو اس دیوانی اور مادیت زدہ دنیا میں پُراسرار مگر موثر طریق پر اس حقیقت کو پھیلا رہی ہے کہ روح مادہ سے افضل و برتر ہے۔ روح ابدی اور غیر فانی ہے، اس پر کبھی موت وارد نہیں ہوسکتی۔

ان لاکھوں مردوں اور عورتوں کا تصور کیجئے جو رات کے آخری لمحوں میں جاگ اُٹھتے، دربارِ الٰہی میں سجدہ ریز ہوتے اور عبادت و ریاضت میں کھو جاتے ہیں، ماحاضر سے پیٹ بھرنے کے بعد دن بھر یونہی رہتے اور روٹی کا ٹکڑا یا پانی کا قطرہ تک حلق سے نیچے نہیں اترنے دیتے۔ سوچئے تو بھوک اور پیاس کا یہ سلسلہ جو فرمان الٰہی کی تکمیل میں مہینہ بھر یونہی چلتا رہتا ہے وسعت ارض پر حکومت الٰہی کا یہی تو ایک مظہر ہے، منشاء قدرت کی عملداری کا کیا ہی باجلال منظر ہوتا ہے کہ گرم ممالک کے تپتے مہینہ میں نوعِ بشر کا ایک کثیر حصہ بغیر کسی سپاہی کے ڈنڈے کے، پورے رمضان شریف میں تشنہ و خشک گلے کو تر کرنے کا خیال تک خاطر میں نہیں لاسکتا، یہی حقیقی معنوں میں خدائی حکومت ہے جس کو اسلام نے انسانی قلب کی عمیق ترین گہرائیوں میں اتار دیا ہے۔

عصر حاضر کی مادی تہذیب کو اس کی اپنی تخلیقات و ایجادات کی تخریبی اور تہذیب کُش کشمکش سے بچانے کے لئے، روحانی اقدار کی احیاء کے سلسلہ میں آج کل گرما گرم بحثیں جاری ہیں، لیکن صرف باتیں اور بحثیں ہی اس نظریۂ حیات کو تکمیلی صورت نہیں دے سکتیں۔ اسلام انسانی نفسیات کے مطابق ہونے کی حیثیت سے تعلیم بالعمل کے اصول پر چلتا ہے، مساجد میں پنجگانہ نمازوں

(باقی بر صفحہ نمبر ۷)

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا ؛ گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

تبلیغِ بلادِ غیر

اس عنوان کے نیچے وہ خطوط درج کئے جاتے ہیں جو انجمن کی تبلیغی ڈاک کے جواب میں موصول ہوتے ہیں۔

جنوبی افریقہ

ترجمہ خط از سیکرٹری ویری ٹنگنگ اسلامک ریسرچ سرکل ٹرانسوال، جنوبی افریقہ:—

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا گرامی نامہ مورخہ ۲۹/۴/۵۹ ملا اور پڑھا جس کے لئے خلوصِ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ہمارا سرکل ان جذبات کو جن کا اظہار آپ نے فرمایا ہے بنظرِ استحسان دیکھتا ہے۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم آپ کے ارسال کردہ قیمتی لٹریچر کا کماحقہٗ استفادہ کریں گے۔

مجھے یقین کامل ہے کہ جو شخص بھی اس لٹریچر کو مخلی بالطبع ہو کر بغیر کسی تعصب کے پڑھے گا وہ ضرور فائدہ اُٹھا جائے گا اور ہدایت پا جائے گا۔

ہمارا واحد مقصد یہ ہے کہ ہم صحیح صحیح تعلیم اسلام کو اپنے اصلی رنگ میں دنیا کے کونے کونے میں پہنچائیں۔

میں پھر آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم سب لوگ حضرت مرزا غلام احمدؒ کی کتاب ٹیچنگز آف اسلام پڑھکر بہت ہی متاثر ہوئے ہیں۔

اور میں بے خوف و خطر ڈنکے کی چوٹ سے اس بات کا... اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس کتاب یعنی ٹیچنگز آف اسلام کے مطالعہ سے میں اپنے قلب و دماغ میں صداقت کی روشنی پاتا ہوں، قبل ازیں میں جہالت کے اندھیروں میں اندھے آدمی کی طرح ہاتھ پاؤں مار رہا تھا، تاکہ مجھے اس سے مخلصی کا راستہ ملے۔

اور میں یقین کرتا ہوں کہ ہمارے سرکل کا ہر ممبر میری طرح ہی سوچتا اور محسوس کرتا ہے۔

آپ کی عنایات کا شکریہ ادا کرتا ہوں —

(والسلام)

سوتھ افریقہ

ترجمہ خط از مسٹر یوسف کران افریقی، جنرل سیکرٹری، ساؤتھ افریکن سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن انڈیا:—

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا مراسلہ مورخہ ۱۵/۴/۵۹ ملا اور آپ کا عطا کردہ اسلامک لٹریچر بھی ۲۵ راپریل کو محفوظ مل گیا۔

میں اپنی طرف سے اور تمام طلباء کی طرف سے آپ کے اس قیمتی لٹریچر کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ہمیں آپ کی مدد کی بہت ضرورت ہے اور ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ ہماری امداد فرماتے رہیں گے۔

ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم ان کتب سے پورا پورا فائدہ حاصل کریں گے۔

ہم نے اشاعت اسلام کے متعلق آپ کے نہایت اہم نظریات اور ہدایات کا دلچسپی سے مطالعہ کیا ہے، بڑا افسوس ہے مسلمان عرصہ دراز سے اس اہم فریضہ سے غافل رہتے چلے آ رہے ہیں۔ ہم اپنی تعلیم کے دوسرے سال کوشش کریں گے کہ ہم کچھ اسلام کی خدمت کر سکیں۔

جنوبی افریقہ اشاعت اسلام کے لئے ایک بے داغ اور اچھوتا سا میدان پیش کرتا ہے۔ خاص طور پر جنوبی افریقہ کے اصلی باشندے تو اسلام کو جلد قبول کر لیں گے۔

عیسائی مشنری ہمارے لئے سر درد بنے ہوئے ہیں اور ان کا مقابلہ بڑا مشکل ہے، کیونکہ اُن کے پاس فنڈ ز ہیں۔ ان کے مشنری تعلیمیافتہ اور ٹرینڈ ہیں۔ گورنمنٹ ان کی مددگار ہے۔

میں نے آپ کے خط میں لفظ "احمدی" کا ذکر پڑھا ہے۔ کیا آپ ہمیں اس کی اہمیت اور حقیقت سے آگاہی بخشیں گے۔ آپ کے اور اہل السنت والجماعت کے درمیان کیا تعلقات ہیں۔

ہمیں یہ پڑھکر خوشی ہوئی ہے کہ آپ کی انجمن نے مختلف ممالک میں مشن کھولے ہوئے ہیں، اس پر بھی آپ مزید روشنی ڈالیں۔

کیا آپ نے مشنری تیار کرنے کے لئے کوئی ٹریننگ سنٹر کھولا ہوا ہے؟

حال ہی میں کئی واعظین جنوبی افریقہ لیکچر دیتے پھرتے ہیں کہ بائبل میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے متعلق پیشگوئیاں موجود ہیں جن کا عیسائی تردیدی جواب شائع کر رہے ہیں۔

میں الگ لفافہ میں یہ جوابات آپ کو بھیج رہا ہوں تاکہ آپ ان پر تبصرہ فرمائیں۔

عیسائیوں کی اس کافرانہ جدوجہد کے جواب میں اگر کوئی کتاب شائع ہوئی ہو تو اس کا پتہ بھی ہمیں دیں۔

پیشتر ازیں کہ میں اس خط کو بند کروں میں پھر آپ کے دلچسپ خط اور قیمتی کتب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

صرف ہمیں اصطلاح "مسیح موعود" کی سمجھ نہیں آتی اور ہم اس کی اہمیت و ماہیت سے ناآشنا ہیں۔

یوسف کران افریقی

ایسوسی ایشن انڈیا

(نوٹ:- انہیں وضاحت سے خط لکھا جا رہا اور دیگر لٹریچر بھیجا جا رہا ہے۔ غلام قادر)

بیروت

ترجمہ خط از مسز فاطمہ سبحے۔ بی کرڈگی۔ بیروت:—

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کے خط مؤرخہ ۱۲/۳/۵۹ کا بہت بہت شکریہ۔ لٹریچر بھی مل گیا ہے۔

آپ یہ سن کر خوش ہوں گے کہ ہمارے ہاں بفضلہ تعالےٰ لڑکا پیدا ہوا ہے۔ (یہ خاتون ہالینڈ میں شیخ محمد طفیل صاحب کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئی تھی۔ ہالینڈ سے اُن کی خط وکتابت ہمارے ساتھ ہے۔ لبنانی نوجوان کے ساتھ اُن کی پچھلے سال شادی ہوئی تھی۔ غلام قادر)

پیدائش کے وقت اس کا وزن ۴ ½ کلو تھا۔ اس کا نام اس کے دادا اور پردادا کے نام پر رکھا گیا۔

ہم اللہ تعالےٰ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتے ہیں جس نے ہمیں اس نعمت سے نوازا ہے۔ اللہ تعالےٰ نوزائیدہ کو ہمیشہ صراط مستقیم پر قائم رکھے۔

مجھے مسٹر طفیل کی چھٹی بھی ملی ہے، ہالینڈ کو چھوڑ کر پاکستان جانا اُن کے لئے اور ان کے بچوں کے لئے ایک بہت بڑی تبدیلی ہے۔

ہم یہاں ہر طرح خوش و خورم ہیں، موسم بہار ہے اعلیٰ درجہ کی آب و ہوا ہے۔ یہ ملک (لبنان) بہت ہی خوبصورت ہے۔

میرے خاوند کی والدہ۔ میرے والدین میری دادی اور دادا جان بچے کی پیدائش پر بہت خوش ہیں جس کا ابھی اتنا کام ہے کہ وہ اپنا پیٹ بھرے اور سو رہے۔

ہمارے دل میں آپ کی بہت بڑی عزت ہے اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

(انہیں سب کی طرف سے مبارکباد کا خط لکھا گیا ہے۔ غلام قادر)

فلپائن

ترجمہ خط از روسالینڈا ایمیونگ اور ینٹل ہال سلمان یونیورسٹی، فلیپائن:—

السلام علیکم

مجھے کسی دوسرے ذریعہ سے اطلاع ملی ہے کہ آپکی انجمن خدمتِ اسلام میں مصروف ہے۔

مجھے آپ کی اس مجاہدانہ سپرٹ سے بہت دلچسپی ہو گئی ہے، میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے بھی اپنی جماعت میں منسلک فرما کر ممنون فرمائیں۔

میں اور میرا خاندان مسلم ہیں۔ میں ابھی طالب علم ہوں۔ گذارش ہے مجھے اپنا لٹریچر معہ قرآن شریف عنایت فرمائیں، بہت بہت شکریہ۔

امید ہے مجھے جواب خط سے جلدی نوازیں گے۔ میں یہ سن کر خوش ہونگا کہ آپ نے مجھے جماعت میں شامل فرما لیا ہے۔

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۵۹ء

موجودہ علمی انکشافات میں ہستی باری تعالیٰ کا زندہ ثبوت

قرآن کریم کا بنظرِ غائر مطالعہ کرنے والے اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ اس پاک کتاب میں جہاں اخلاق و اعمال کی اصلاح اور روحانیت کی ترقی یا بالفاظ دیگر بقاء انسانیت کی بلند ترین منزل پر پہنچنے کے لئے ایک بہترین ضابطۂ عمل دنیا کو دیا گیا ہے، وہیں اللہ تعالےٰ کی ہستی اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے ثبوت میں بعض ایسی خبریں دی گئی ہیں جو زمانہ آیندہ سے تعلق رکھتی ہیں — ان میں سے بعض خبریں وہ ہیں جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی ظہور میں آگئیں، مثلاً عرب پر آپ کے غلبہ و تسلط اور شرک و بت پرستی کے قلع قمع اور توحید کے پھیل جانے کی پیشگوئی جو ایسی بیکسی کے زمانہ میں کی گئی، جبکہ کوئی بھی یہ باور نہ کرسکتا تھا کہ فراعنہ عرب کے مقابلہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی سی عاجز و بے بس جمعیت کو کبھی غلبہ نصیب ہوگا، صرف تئیس سال کے قلیل عرصہ میں اس شان کے ساتھ پوری ہوئی کہ دنیا کے بڑے بڑے مدبر اور سیاستدان آج تک حیران اور انگشت بدندان ہیں، نہ صرف جسمانی غلبہ ہی آپ کو نصیب ہوا بلکہ سارے عرب کے تمدن و معاشرت، اخلاق و اعمال اور دلی خیالات و کیفیات میں ایسی تبدیلی واقع ہوئی کہ وہ حیوانیت و جاہلیت کی زندگی سے نکل کر انسانیت کی بلند ترین منازل پر پہنچ گئے، یہ وہ کمال ہے جو آج تک نہ کسی نبی کو نصیب ہوا اور نہ کسی بڑے سے بڑے بادشاہ کو، اور سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ اس غلبہ و تسلط کی خبر آپ نے تئیس سال پہلے اس زمانہ میں دے دی تھی جب آپ کی غربت و بیکسی اور سرداران مکہ کے مظالم کو دیکھ کر یہ وہم بھی نہیں کیا جاسکتا تھا، کہ غلبہ و تسلط کی یہ پیشگوئی اپنے اندر کوئی حقیقت رکھتی ہے۔

صرف عرب میں ہی نہیں، دنیا کے ہر حصہ میں دین اور اسلام کے پھیلنے اور مسلمانوں کے غلبہ و تسلط کی پیشگوئیاں قرآن کریم اور زبان نبوی صلعم سے نہایت عاجزی و بیکسی کے زمانہ میں صادر ہوئیں اور آپ کے بعد خلفائے راشدین اور بعد کے زمانوں میں پوری ہو کر خدا تعالیٰ کی ہستی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا کھلا ثبوت پیش کرتی ہیں۔

انہی پیشگوئیوں میں بعض وہ بھی ہیں جو ہمارے اس زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں، اور ایسے علمی انکشافات کا پتہ دیتی ہیں، جن کا آج سے چند برس پہلے تک دنیا کو وہم و گمان بھی نہ تھا، لیکن آج وہ حقائق کی شکل اختیار کرچکی ہیں، یہ پیشگوئیاں اس قدر کثرت کے ساتھ اس زمانہ میں پوری ہوئی ہیں کہ اگر ان کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا جائے تو بہت بڑی مبسوط کتاب بن جائے گی، لیکن ہم یہاں صرف ایک دو پیشگوئیوں کا ذکر کرنا چاہتے ہیں، جو حال ہی میں بہت بڑی سائنسی معلومات کی صورت میں ہمارے سامنے آئی ہیں،

قرآن کریم کی آخری سورتیں بالخصوص سورۃ التکویر اس قسم کی پیشگوئیوں سے بھری پڑی ہے۔ جس میں منجملہ اور باتوں کے واذا السماء کشطت کے الفاظ میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ ایک زمانہ آئے گا جب آسمان کا پردہ اتارا جائے گا، اس سے کیا مراد ہے، کسی چیز کا پردہ اتارنے سے مراد یہی ہوسکتی ہے کہ اس کی حقیقت حال کو منکشف کیا جائے اب دیکھ لیجئے آسمان کا پردہ اتارنے یا اس کی حقیقت حال کے انکشاف کی جو سر توڑ کوشش آج ہو رہی ہے، اور جو انکشافات اس سلسلہ میں کئے جا رہے ہیں، وہ اس سے پہلے کب ظہور میں آئے تھے اور کونسی آسمانی کتاب نے آسمان کا پردہ اتار دئے جانے کی پیشگوئی کی تھی۔ یہ صرف قرآن کریم ہی کی خصوصیت ہے کہ اس نے آج سے چودہ سو سال پہلے جبکہ دنیا جہالت کی تاریکیوں میں گھری ہوئی تھی، اور آسمان تو ایک طرف معمولی زمینی علوم کی طرف توجہ کرنا بھی موجب کفر اور گردن زدنی سمجھا جاتا تھا واذا السماء کشطت کے تین مختصر الفاظ میں چودہ سو سال بعد کی علمی تحقیقات اور آسمانی انکشافات کی پیشگوئی کی جو آج ہماری آنکھوں کے سامنے ان اقوام کے ذریعہ پوری ہو رہی ہے، جن کو دوسری جگہ یاجوج ماجوج کے نام سے یاد کیا گیا ہے، اور ان کی یہ خصوصیت بتائی گئی ہے کہ وھم من کل حدب ینسلون وہ ہر بلندی پر چڑھ دوڑیں گے، کیا یہ ہر بلندی پر چڑھ دوڑنے والے وہی نہیں جو روسی راکٹ اور امریکی میزائل کے ذریعہ سے آسمان کا پردہ اتارنے کے درپے ہیں؟ قرآن کریم کی صداقت اور خدائے علیم و قدیر کا کلام ہونے کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوگا کہ چودہ سو سال پہلے کی کہی ہوئی بات آج ایک علمی صداقت بن کر ہمارے سامنے آرہی ہے افسوس روسی سائنسدانوں کو آج آسمانی فضاؤں کے اندر خدائی تصرفات کو دیکھ کر بھی خدا نظر نہیں آتا، کاش کوئی انہیں بتانیوالا ہو کہ اگر خدا کو دیکھنا چاہتے ہو تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو جس کا وجود اپنے محیر العقول کارناموں کی وجہ سے خدا نما نظر آتا ہے، خدا کو دیکھنا چاہتے ہو تو قرآن کریم کو اپنی موجودہ علمی تحقیقاتوں اور فضائی مہموں کی روشنی میں پڑھو تمہیں صاف نظر آجائے گا کہ جس ہستی نے چودہ سو سال پہلے وہ باتیں کہیں، جو اس وقت انسانی تخیل میں نہ آسکتی تھیں، اور آج چودہ سو سال بعد وہی باتیں حقیقت بن کر سامنے آرہی ہیں وہ اس علام الغیوب کے سوائے اور کوئی نہیں ہوسکتا جس کا نام **خدا** ہے ہمارا یقین ہے روسی سائنسدانوں کو آخر کار اس خدائے علیم و خبیر پر ایمان لانا پڑے گا، جس کے حکم اور علم کے ماتحت سورج اور چاند اور تمام سیارے اور ستارے فضائے آسمانی میں اس وقت سے گھوم رہے ہیں جب سے زمین و آسمان بنے اور کوئی ذرہ بھر خلل ان میں کبھی واقع نہیں ہوا تو یہی ایک بات اس حقیقت پر شاہد ہے کہ کوئی علیم و خبیر ہستی موجود ہے، جو تمام فضائے آسمانی پر پوری قدرت رکھتی اور اس پر پورے طور پر مسلط ہے، قرآن کریم نے اللہ تعالیٰ کی اس طاقت و قدرت کو اس رنگ میں بھی واضح کیا ہے کہ فرمایا اللہ الذی رفع السموات بغیر عمد ترونها ثم استوی علی العرش وسخر الشمس والقمر کل یجری لاجل مسمّی یدبر الامر یفصل الآیٰت لعلکم بلقاء ربکم توقنون، "خدا وہ ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ایسے ستونوں کے بلند کیا جنہیں تم دیکھتے ہو پھر اس نے ان پر حکمرانی قائم کی اور سورج اور چاند کو کام میں لگایا ہر ایک مقررہ وقت تک چل رہا ہے وہ امر حکومت کی تدبیر کرتا ہے اور نشانات کو مفصل بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کرو"، اس آیت میں یہ بتا کر کہ آسمانوں کو جن سے مراد ستارے اور سیارے ہیں جو فضائے آسمانی میں تیر رہے ہیں، ایسے ستونوں کے بغیر بلند کیا ہے جن کو ہم دیکھ سکیں، اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ کوئی غیر مرئی ستون ہیں، جن کے سہارے وہ کھڑے ہیں، یہ کونسے ستون ہیں، آج سائنس نے ثابت کردیا ہے کہ یہ وہ کشش ثقل ہے جو ہر ستارہ و سیارہ اپنے اندر رکھتا ہے، اور اس کی وجہ سے اپنی حدود سے ادھر ادھر نہیں ہوسکتا اور نہ ایک دوسرے سے ٹکراتا ہے۔ آج سے پہلے کس کو یہ معلوم تھا کہ کشش ثقل بھی کوئی چیز ہے جو آسمانی فضاؤں میں تیرنے والے سیاروں اور ستاروں کے لئے ستونوں کا کام دیتی ہے، لیکن **قرآن کریم** نے چودہ سو سال پہلے رفع السموات بغیر عمد ترونها کہہ کر جہاں خدا تعالےٰ کے علم و قدرت کا پتہ دیا وہاں یہ بھی بتا دیا کہ یہ پاک کتاب اس علیم و خبیر ہستی کی طرف سے ہے جو ایسی باتوں کی خبر دیتی ہے جن کا پتہ علمی دنیا کو چودہ سو سال بعد جا کر لگیگا۔

ان کھلی آیات اور خدا تعالیٰ کے اس علم و قدرت کو دیکھ کر بھی اس کی ہستی پر ایمان نہ لانا اور قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے کا انکار کرنا ان کور باطنوں ہی کا کام ہوسکتا ہے، جو سورج کی روشنی اور گرمی کو محسوس کرتے ہوئے اس کی موجودگی کا انکار کردیں۔

مُتفرقات

- یوم وصال
- مستحسن اقدام
- گذارش
- تعارف
- یہ گوری تہذیب
- اخبار احمدیہ

یوم وصال

۲۶ مئی کے دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام جن کا مدتوں سے انتظار چلا آرہا تھا، دنیا میں ایک عظیم الشان روحانی انقلاب پیدا کرکے اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے۔

حسب معمول مقامی اور بیرونی جماعتوں کے حضرات واحباب نے ۲۶ مئی کو جامع احمدیہ لاہور میں اس بطلِ جلیل کو خراج تحسین پیش کیا۔ اور بزرگان دین اور احباب ملت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بلند پایہ تعلیمات، فتوحات اسلامی، اخلاق حمیدہ اور سیرت طیبہ پر ایمان افروز اور سبق آموز تقاریر فرمائیں اور آپ کا منظوم کلام بھی سنایا گیا۔

جلسہ کی مفصل روئیداد انشاءاللہ آئندہ شمارہ میں درج ہو گی۔

(ادارہ)

مستحسن اقدام

جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پیغام صلح کا اداریہ "لباس کی سادگی" نظروں سے گذرا اور احساس بیداری کی ایسی ہمت افزائی پر انتہائی خوشی ہوئی ہماری جماعت کے لئے جو مبلغ اسلام ہے، ضروری تھا کہ وہ اسلامی تعلیمات کی حقیقی داعی ہو..... اور جماعت کی خواتین کے لئے بھی بہت ضروری ہے کہ وہ ایسے اقدامات کو اپنانے میں پہل کریں، جو آج ہی نہیں بلکہ اس سے پہلے بھی ہماری قوم کا طرۂ امتیاز ہونا چاہیئے تھا۔ مسلمان قوم کی گم گشتگی کے لئے۔ یا عمومی رسوم و روایات کی کورانہ تقلید کہ ہم نے بغیر سوچے سمجھے اُن لکیروں کو پیٹا۔ جو ملبوس حقیقت ظاہر رکھتیں۔

میں دیکھتی ہوں کہ ہماری خواتین بعض اوقات فیشن کی تقلید میں کافی تکلیف اُٹھاتی ہیں، صرف اس جذبہ کے تحت کہ دوسری خواتین کے نزدیک وہ کم حیثیت متصور نہ ہوں۔ اور اس طرح انتہائی عامیانہ روش اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں، سادگی جہاں ایک اسلامی شعار ہے، وہاں موجودہ وقت کی نہایت اہم ضرورت بھی ہے جائے افسوس یہ بھی ہے کہ یہ وبا محض فیشن ہی کا نام نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ آرائش اور بناوٹ فن کا نام اختیار کر رہی ہے، اور ہماری عورتیں اس فن کی بدل وجان مربی بن رہی ہیں۔ پیغام صلح میں اس اصطلاحی موضوع پر زور دینا آپ کا انتہائی مستحسن اقدام ہے۔

خاکسار۔ فاطمہ حکیم

گذارش

مجاہد برما جناب ڈاکٹر ابن اکبر خاں صاحب سے ہمارے ناظرین اچھی طرح واقف ہیں۔ آپ دین کے بہت بڑے خادم ہیں، آپ وہ بزرگ ہیں جن کی مساعی جمیلہ سے برما میں جماعت قائم ہوئی ہے۔ حال ہی میں جو خطوط آپ کی طرف سے موصول ہوئے اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی صحت بہت کمزور ہے، اور روز بروز کمزور ہو رہی ہے۔ بایں آپ خدمت دین میں مصروف ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو صحت عطا فرمائے اور آپ تادیر خدمت دین کا کام بخیر و خوبی سرانجام دیتے رہیں۔ احباب سلسلہ کی خدمت میں گذارش ہے کہ درد دل سے آپ کی صحت اور درازئ عمر کے لئے دُعا کریں اور مسلسل دُعا کرتے رہیں۔ ملک برما میں آپ کا وجود مغتنمات کا حکم رکھتا ہے۔

مرتضیٰ خان حسن

تعارف

مولوی محمد عبدالستار صاحب جماعت کے ایک نہایت مخلص نوجوان ہیں۔ انجمن نے حال ہی میں آپ کو ڈھاکہ مشرقی پاکستان میں مبلغ مقرر کیا ہے، آپ اپنی ذمہ داریوں کو سنبھالنے کے لئے بذریعہ ہوائی جہاز بخیریت تمام ڈھاکہ پہنچ چکے ہیں۔ اور تبلیغ دین میں مصروف ہیں۔

مولوی عبدالستار صاحب مشرقی پاکستان کے باشندے ہیں، اور اپنے خاندان میں پہلے اور واحد شخص ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہچان عطا کی اور احمدی ہونے کا شرف بخشا۔

آپ عرصہ ڈھائی سال پہلے اسلام مشن مشرقی پاکستان کی طرف سے تعلیم دین کی غرض سے مرکز میں تشریف لائے تھے۔ آپ نے انجمن کی تبلیغی کلاس میں داخل ہوکر قرآن کریم، حدیث شریف اور دیگر علوم دینی کی تعلیم حاصل کی، اس کے ساتھ ساتھ اسلامیات اور احمدیہ لٹریچر کا بھی بغور مطالعہ کیا۔ قیام لاہور کے مختصر سے عرصہ میں آپ نے اپنے آپکو ایک محنتی اور سرگرم طالب دین ثابت کیا، اگرچہ آپ احمدی دنیا میں نووارد کی حیثیت رکھتے اور تحریک احمدیت کے ابتدائی طالب علم تھے، لیکن اساتذہ، بزرگوں اور دوستوں میں بیٹھتے اُٹھتے آپ کا موضوع سخن ہمیشہ "تحریک احمدیت اور اس کی حمایت" رہا ہے۔

آپ بنگالی زبان کے اچھے ادیب بھی ہیں اینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کے ماہوار بنگالی بلیٹن "دی بلیس" کے ایڈیٹر بھی رہے ہیں۔

یہ گوری تہذیب

انگریزوں کو اس بات پر فخر ہے کہ انہوں نے دنیا میں غلامی کو مٹایا لیکن بین الاقوامی واقعات اور حقائق سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا یہ تفاخر بالکل بے بنیاد ہے غلامی ہرگز نہیں مٹی، اگر پہلے یورپ کی سفید فام قومیں افریقہ کے سیاہ فام باشندوں کو غلام بنانا اور اُن سے جانوروں کی طرح کام لینا اپنا پیدائشی حق سمجھتی تھیں تو اب یہی اقوام افریقہ اور ایشیا کے باشندوں کو سیاسی اور اقتصادی پہلو سے کمزور رکھنا اور ایک حیرت انگیز منظم طریقہ سے ان ممالک کی دولت پر قبضہ کرنا اور اس سے اپنی طاقت کو بڑھانا ایک بہترین حکمت عملی سمجھتی ہیں۔ دنیا پر یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ وہ افریقی اور ایشیائی ممالک میں تہذیب پھیلا رہے ہیں۔ لیکن کون نہیں جانتا کہ اس گوری تہذیب میں نسلی منافرت کا فتنہ خیز جذبہ کارفرما ہے، جیسا کہ دنیا کے سب سے بڑے شہر لندن کے اس تازہ ترین واقعہ سے پایا جاتا ہے کہ وہاں دن دہاڑے ایک ویسٹ انڈین نیگرو (حبشی) کیلسو کا بوٹمن مسیحی ہونے کے باوجود محض اس بناء پر لندن کی ایک خاص جماعت کے ہاتھوں قتل ہو گیا کہ اس کا رنگ سیاہ ہے، اخباری اطلاع کے مطابق اس جماعت کا لیڈر سر آسولڈ ماسلے ہے جس کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ فاشی تحریک کو فروغ دینا چاہتا ہے اور جو کسی زمانے میں ہٹلر کا دوست رہ چکا ہے۔ مقتول کی شادی اگلے مہینے ہونیوالی تھی، انگلستان کے افریقی اور ویسٹ انڈین باشندوں کے نمایندوں نے برطانیہ کے وزیراعظم مسٹر میکملن سے صاف کہدیا ہے کہ اب انہیں برطانی حکومت پر بھروسہ نہیں رہا کہ وہ انگلستان میں آرام واطمینان کی زندگی بسر کر سکیں گے، اس میں شک نہیں کہ مادی ترقی کے اعتبار سے یہ ایک روشن دور سمجھا جاتا ہے لیکن انسانیت کے اعلیٰ معیار کے زاویہ نگاہ سے یہ ایک تاریک ترین دور ہے۔ آج سے چودہ صدی قبل دنیا کے مصلح اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین صحابی حضرت بلالؓ تھے جو حبشہ کے رہنے والے تھے، اسلام کا بنی نوع انسان پر کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے رنگ ونسل کا امتیاز حرف غلط کی طرح مٹا کر انسانیت کے شرف کو مقدم اور افضل سمجھا۔

(بشیر سامانی)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت بحمداللہ بخیریت ہیں اور خدمات دینیہ میں ہمہ تن مصروف۔

— مولانا احمد یار صاحب جامع احمدیہ لاہور میں نماز عصر کے بعد بخاری شریف کا درس دیتے ہیں۔

— جناب مولوی دوست محمد صاحب ایڈیٹر "پیغام صلح" اتفاقی رخصت پر مرکز سے باہر تشریف لے گئے ہیں

— وزیرآباد سے محمد قاسم صاحب لکھتے ہیں کہ اُن کی نواسی تبسم اختر نے جے وی کا امتحان دیا ہے بزرگان ملت کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

— ہیڈ ماسٹر صاحب بدوملہی ہائی سکول لکھتے ہیں کہ اس سال اینگلو ورنیکلر امتحان میں ۲۶ امیدواروں نے شرکت کی جن میں سے ۱۸ امیدوار کامیاب ہوگئے۔ نتیجہ ۶۹ فیصدی رہا۔ ایک طالب علم وظیفہ کا مستحق ہے اس نے ۶۷۴ نمبر حاصل کئے۔

قربانی — خشیۃ اللہ، اتباعِ رسول اور خلوصِ نیت کا نام ہے

ایثار اور قربانی سے ہی قومیں زندہ رہتی ہیں

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۲ مئی ۱۹۵۹ء، فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ان اوّل بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبٰرکا و ھدی للعالمین ...... فقد ھدی الی صراط مستقیم
(آل عمران ۹۵—۱۰۰)

عیدالضحیٰ کی تقریب

عیدالضحیٰ کی تقریب تو کوئی تین ہفتہ کے بعد آئیگی لیکن ابھی سے لوگوں نے یہ تلقین کرنا شروع کر دیا ہے کہ قربانی سوائے مکہ معظمہ کے کسی دوسری جگہ پر جائز نہیں ہے اور یہ اسراف ہے، قربانی کی رقم بچا کر غرباء پر استعمال کرنا چاہیئے۔

چودہ سو سالہ تاریخی تعامل

تاریخ ان لوگوں کے سامنے ہے اور اسلامی ممالک کا چودہ سو سال کا تعامل و تواتر بھی ان کے سامنے ہے، یہ لوگ دنیا ئے اسلام کی اس تاریخی تعامل کو کس بناء پر غلط قرار دینے کی جرأت کرتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دین سارے کا سارا جو آج دنیا میں پھیلا ہوا ہے اور جس پر عملدرآمد ہو رہا ہے وہی ہے جو خود حضورؐ کے عمل میں آیا تھا اور لوگوں نے حضورؐ کے سامنے سالوں اس پر عمل کیا۔

سنت کی حفاظت کا الٰہی انتظام

دنیا میں یہ ایک ہی دین ہے جو صرف کتاب میں ہی درج نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کے تعامل میں آ کر قائم و دائم ہو چکا ہے، اس کو قائم و دائم رکھنے کا حکم قرآن میں موجود ہے۔ ما کان المؤمنون لینفروا کافۃ۔ سارے شہروں و قصبات کے لئے یہ تو ممکن نہیں ہے کہ ان کے باشندے حضور نبی کریمؐ کی صحبت سے فیضیاب ہونے کے لئے تمام کے تمام گھر بار چھوڑ کر مدینہ میں آجایا کریں۔ یہ تو غیر مناسب ہے لیکن فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ یہ کیوں نہ ہو کہ ہر جگہ اور ہر قبیلہ سے کچھ لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آجایا کریں لیتفقھوا فی الدین تاکہ دین کو سمجھ لیں اور حضورؐ کا عملدرآمد آنکھوں سے دیکھ لیں اور حضورؐ کے ساتھ رہ کر ٹھیک ٹھیک اسی طرح کا دین اپنے عمل میں لے آئیں جس پر حضورؐ خود کاربند ہیں، ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم۔ تو دین سیکھ لیں اور اس پر عمل بھی کر لیں تو اس کے بعد واپس جا کر اپنی قوم کو اس دین کی تلقین کریں جو انہوں نے حضورؐ سے سیکھا اور جس پر حضورؐ کو عمل کرتے دیکھا۔ یہ عملی نظام خود اللہ تعالےٰ کے حکم سے وجود میں آیا جس کی وجہ سے عرب کے گوشہ گوشہ میں وہی دین پھیلا جس پر مدینہ طیبہ میں حضور نبی کریم صلعم اور آپ کے صحابہ کرام عمل پیرا تھے۔ صحابہ کرام اور اہلِ عرب کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گہرا عشق تھا۔ اسی لئے ان کی سنت پر مضبوطی سے اور پوری احتیاط سے کاربند ہوتے تھے۔ اور ان کی سنت سے سرمو انحراف کرنا بے دینی یقین کرتے تھے۔ اسی وجہ سے تمام عرب میں وہی دین عمل میں آیا جو دین مکہ معظمہ میں اور مدینہ منورہ میں رائج تھا۔ یہ راسخ الاعتقاد اور راسخ العمل لوگ جب شام و ایران و مصر کے ممالک پر قابض ہوئے تو یہی دین انہوں نے وہاں جا کر قائم کیا۔ اسی لئے آج مصر سے لے کر مراکو تک بالکل وہی دین لوگوں کے عمل میں موجود پایا جاتا ہے جس دین کی تلقین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی اور جس پر حضور نے اور صحابہ کرام نے عمل کر کے دکھایا۔

مسلمانوں کے کردار کا اثر

ایسا بھی ہوا کہ صحابہ کرام میں سے بعض برگزیدہ اشخاص جو عراق، شام، ایران، اور مصر میں پہنچ گئے اور انہوں نے فرمانروائی اور قضا کے عہدوں پر متمکن ہو کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کر کے دکھایا۔ ان کے اعلےٰ درجہ کے کردار نے وہاں کے باشندوں پر ایسا گہرا اثر ڈالا کہ وہ مسلمان ہو گئے اور انہوں نے اسی اسلام پر عمل کیا جس پر انہوں نے اپنے حکام کو عمل کرتے دیکھا اور وہ حکام صحابی تھے۔

رسول اللہؐ کا دین

یہ ہے وہ نظام جو خدا تعالےٰ نے حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات کے دین کے متمکن کرنے کے لئے تجویز کیا تھا اور جس کا پھل یہ ہے کہ آج دنیا کے گوشہ گوشہ میں دین بالکل وہی ہے جو دین حضورؐ دنیا کے لئے لائے تھے اور جس دین پر انہوں نے عمل کر کے دکھایا تھا، اور جس دین پر لاکھوں انسانوں کو حضور کے سامنے عمل درآمد کرنے کا موقعہ ملا تھا اور جس دین کو انہوں نے اطراف واکناف عالم میں پھیلا دیا تھا۔

حج اور قربانی کا تواتر

اس دین کا ایک حصہ حج ہے۔ حج کے لئے ہر سال مختلف ممالک کے مسلمان کعبۃ اللہ میں پہنچتے ہیں۔ اور جو وہاں نہیں پہنچ سکتے وہ اپنے اپنے شہروں میں عید قربان مناتے ہیں اور حضور نبی کریم کی سنت پر گامزن ہو کر قربانی دیتے ہیں۔ ان کا یہ عمل تواتر و التزام کے ساتھ چودہ سو سال سے چلا آ رہا ہے اسکو غلط قرار دینا دین قیم کی دیوار کو گرا دینے کی کوشش کرنا ہے۔

قربانی مکہ سے باہر بھی جائز ہے

مکہ سے باہر قربانی دینا دنیائے اسلام کا عمل ہے، یہ اس لئے ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مکہ سے باہر قربانی دی ہے۔ حدیبیہ کے مقام پر چودہ سو مسلمانوں کو روکا گیا تھا، جو عمرہ کے لئے یعنی چھوٹے حج کے لئے مکہ کو جا رہے تھے، وہ چونکہ عمرہ کے لئے جا رہے تھے اس لئے ان کے ساتھ قربانی کے جانور بھی تھے۔ جب وہ مکہ میں جانے سے روک دیئے گئے تو ان کے جانور بھی مکہ میں جانے سے روک دیئے گئے۔ اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی کے اونٹ کی مہار خود اپنے ہاتھ میں پکڑ لی اور مسلمانوں کے سامنے اس کو کھلے میدان میں جا کھڑا کیا اور کھڑے کھڑے جانور کی رگ جان پر خود اپنے ہاتھ سے نیزہ مار کر اس کو ذبح کیا۔ اس سنت پر عمل کرنے کے لئے پروانہ وار مسلمان اسی جگہ اپنا اپنا قربانی کا جانور لے آئے اور انہوں نے اپنے اپنے نیزہ سے اپنے اپنے جانور کو ذبح کیا۔

حضور نبی کریمؐ کی قربانی

یہ ایک تاریخی واقعہ ہے جس کا انکار نہ کوئی مسلمان کر سکتا ہے اور نہ کوئی دوسرا۔ اس واقعہ سے عیاں ہوتا ہے کہ قربانی مکہ معظمہ کے باہر بھی دی جا سکتی ہے۔ اسی طرح حضور نبی کریمؐ نے خود مدینہ منورہ میں بھی اپنے ہاتھ سے قربان کے جانور ذبح کیا کرتے تھے۔ صحیح بخاری میں درج ہے ان النبی ذبح بیدہ کبشین املحین یعنے حضور نے اپنے ہاتھ سے دو مینڈھے ذبح کیئے جو چتکبرے تھے۔

قربانی مدینہ میں

یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضور نبی کریمؐ نے دس سال مدینہ منورہ پر راج کیا تھا لیکن

ان کو حالات نے اجازت نہ دی تھی کہ ہر سال حج کے لئے مکہ معظمہ میں تشریف لے جائیں، انہوں نے دس سال میں صرف ایک دفعہ حج کیا تھا اور نو سال مدینہ منورہ میں ہی عید کی نماز ادا کرتے رہے، اور قربانی کے جانور بھی ذبح کرتے رہے۔ ان واقعات کو نظر انداز کرکے یا اُن کی تکذیب کرکے یہ کہدینا کس قدر دل آزار ہے کہ قربانی سوائے مکہ معظمہ کے کسی دوسرے شہر میں جائز نہیں ہے۔

قربانی اور اسراف

رہا اسراف۔ ان لوگوں کو علم ہونا چاہیئے کہ رُوس میں، جرمنی میں برطانیہ میں، فرانس وسپین میں اور امریکہ میں روزانہ اتنے جانور ذبح ہوتے ہیں کہ آپ کا ملک سال بھر میں اتنے جانور ذبح نہیں کرتا۔ اگر پاکستان کے لوگ قربانی نہ دیں تو کتنے جانور بچ جائیں گے۔ اور قربانی کے جانوروں کی رقم بچا کر غربا کو دینے کی تجویز پر بھی غور کر لیا۔ کتنے لوگ ہیں جو اپنی اپنی رقم پیش کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔ ممکن ہے چند افراد ایسے نکل آئیں جو اتنے متقی اور خدا ترس ہوں کہ وہ اپنی اپنی رقم گورنمنٹ کو ادا کرنا اپنا فریضہ سمجھیں، اس کا نتیجہ یہ ہوگا، نہ ہی قربانی دی جائے گی اور نہ ہی کوئی رقم ہاتھ آئے گی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قلعۂ اسلام کی ایک دیوار بھی مسمار ہو گئی اور متوقع نتیجہ بھی ہاتھ نہ آیا۔

حضور نبی کریمؐ کا جاودانی معجزہ

جو آیۃ کریمہ میں نے تلاوت کی ہے وہ حضور نبی کریمؐ کا معجزہ ظاہر کرتی ہے کہ آج بھی چاروں اطراف سے مختلف اقوام، مکہ معظمہ میں جمع ہوتی ہیں۔ یہ ایک جاودانی معجزہ ہے جو ہر سال اس امر کا مظاہرہ کرتا ہے کہ رسول کریمؐ کے جھنڈے تلے ساری اقوام عالم جمع ہو سکتی ہیں۔

وحدت کی تعلیم

وہ کہتے ہیں خدا تعالیٰ تمام اقوام عالم کا رب ہے وہ رب العالمین ہے وہ اعلان کرتے ہیں میں کسی خاص قوم کے لئے پیغمبر ہو کر نہیں آیا انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ میں تمام اقوام عالم کے لئے پیغام لایا ہوں اور قرآن کریم تنزیل من رب العالمین ہے۔ یہ وہ دستور العمل ہے جو اقوام عالم کے رب نے نازل فرمایا ہے۔ اور اس خلا نے تعصبات کو دُور کرنے کے لئے فرمایا کان الناس امۃ واحدۃ۔ ساری انسانیت ایک قوم کا حکم رکھتی ہے۔

فوقیت اور فضیلت

اسی لئے حجۃ الوداع کے موقعہ پر رحمۃ للعالمین نے تلقین فرمائی تھی لا فضل لعربی علی عجمی کسی عرب کو غیر عرب پر کوئی فوقیت و فضیلت حاصل نہیں ہے ولا لاسود علی احمر ولا لاحمر علی اسود اور کسی کالے کو گورے پر فضیلت نہیں ہے اور نہ کسی گورے کو کالے پر فضیلت حاصل ہے الا بتقوی اللہ، فوقیت اور فضیلت کی وجہ صرف خدا خوفی ہے اور نیک عملی کی زندگی ہے جس قوم کو یہ صفت بحیثیت قوم حاصل ہوگی وہی قوم خدا کے نزدیک مکرم و معظم ہے اور جس فرد کو یہ صفت حاصل ہوگی وہی مکرم معظم ہوگا۔

عیال اللہ

فرمایا الا ان ربکم واحد وان اباکم واحد اور سُن رکھو تمہارا رب بھی ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے، اور تم سب ایک کنبہ کے افراد ہو المخلوق کلہ عیال اللہ۔ ساری انسانیت خدا کا کنبہ ہے۔ ان احبھم الی اللہ انفعھم لعیال اللہ۔ خدا کا پیارا وہ ہے جو خدا کے کنبہ کے لئے سب سے زیادہ خدمتگذار ثابت ہو۔

توحید کا پہلا گھر

یہ تلقین اس گھر سے پھوٹی جو توحید کا پہلا گھر ہے جو وضع للناس جو ساری انسانیت کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ اور جو مبارکاً جس کی تعلیمات بابرکت ہیں اور ھدی للعالمین اور جو ساری دنیا کی راہنمائی کا کام دیتا ہے، فصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین۔

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے، ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کرکے اُن کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ نقصان نہ اٹھانا پڑے۔ بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں ان کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۴ رجون ۱۹۵۹ء تک اپنے نمبر کے سامنے لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت قسط منی آرڈر بھیج دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۴ رجون ۱۹۵۹ء تک اُن کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۸ رجون ۱۹۵۹ء کو ان کے نام کا وی پی پی روانہ کر دیا جائے گا، جس کا چھڑانا اُن کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اٹھانا پڑے گا جو اُن کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سُرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(مینجر پیغام صلح)

نمبر	رقم
۳۱	۶
۴۸	۶
۵۱	۶
۵۵	۱۲
۱۲۲	۶
۱۴۸	۶
۱۶۹	۶
۱۷۴	۶
۱۸۴	۶
۲۴۰	۱۸
۲۴۷	۶
۲۵۵	۶
۳۵۳	۶
۲۶۵	۶
۳۷۵	۶
۴۴۳	۳۶
۴۵۸	۶
۴۸۵	۶
۴۹۱	۶
۴۹۹	۶
۵۰۴	۶
۵۶۸	۶
۵۸۳	۶
۶۱۵	۶
۶۱۹	۱۲
۶۲۲	۶
۶۲۳	۱۲
۶۳۵	۶
۶۳۶	۶
۶۴۸	۶
۷۱۷	۱۲
۷۳۴	۶
۷۵۱	۶
۹۵۶	۶
۹۸۷	۶
۹۹۱	۶
۹۹۲	۶
۱۰۵۳	۶
۲۰۰۲	۶
۲۰۰۵	۶
۲۰۲۸	۶

عائشی

نمبر	رقم
۲۲	۶
۲۵	۸
۳۰	۸
۵۵	۴
۵۶	۴
۶۳	۶
۶۶	۳
۱۴۷	۴
۱۶۸	۱
۱۷۲	۴
۲۰۳	۱۲
۲۰۶	۶
۲۳۸	۶
۲۵۱	۴
۳۰۰	۱۲
۳۵۲	۶
۳۶۱	۸
۶۶۸	۶

خطبہ عید الفطر امام شاہجہان مسجد ووکنگ

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

کا یہ مہ وکن نور الٰہی کے دروازے کھولتا ہے ۔ اس نور سے ہم اپنی دنیوی زندگی کی چھوٹی بڑی راہوں کو روشن کرتے ہیں ۔ مہینہ بھر کے روزوں سے معرفت الٰہی اور خدا شناسی کی ایک بہترین مشق (ٹریننگ) ہوتی ہے ۔ رمضان بھر دن کے ہر لمحہ میں ہم اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دیتے ہیں بھوک اور پیاس کی شدتیں، سہتے ہوئے رضا کارانہ اور صمیم قلب سے اس حکم کی تکمیل میں لگے رہتے ہیں، ۔ تو اس طرح ہم میں معرفت الٰہی کی روحانی شعاعیں جذب ہو جاتی ہیں ... اور ہم اس کے رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں، اسی کو ہی قرآن کریم صبغت اللہ کے نام سے موسوم کرتا ہے ومن احسن من اللہ صبغۃ ۔ یہی ایک شاہراہ ہے جس پر چل کر روحانی زندگی حاصل کی جا سکتی ہے ۔

ایک زبردست روحانی خلاء

مغرب میں خیال عام یہ بھی ہے کہ ہماری زندگیاں نامکمل ہیں، اس لئے کہ ان میں روحانی خلاء ہے، جو اپنی تمام تر محرومیوں، آویزشوں اور گھٹ پٹیوں کا باعث ہے جس کی وجہ سے دلوں اور گھروں میں اطمینان اور سکون نہیں آخر اس کا علاج کہاں ڈھونڈیئے؟ نہ فلموں پکچروں، رقص و سرود اور شعر و شراب سے اس روحانی خلاء کو پُر کیا جا سکتا ہے اور نہ اپنی تیز فہمیوں سے ... برقی چولہوں اور دھلائی کی برقی مشینوں کی طرح زندگی کو آسان، اور پرسکون بنایا جا سکتا ہے ۔ اس خلاء کو پُر کرنے کے لئے ضرورت تو یہ ہے کہ ہم خدا کو ہفتے کے ایک دن کا خدا سمجھنے کی بجائے اس کی اصل حقیقت کو پرکھیں، عجیب بات ہے چھ دن تو اسے بند و سلاسل میں رکھنا اور اتوار کی صبح کو باہر نکال لینا گویا کارگہ حیات میں خدا کی حیثیت کونسل کے ایک ادنےٰ رکن کی سی ہے مغربی زندگی یہاں بھی اسلام سے استفادہ کر سکتی ہے، اس لئے کہ مذہب اسلام قوموں کی روزانہ زندگی میں خدا کو شریک اور رہبر گردانتا ہے ۔ مغربی زندگی کا وہ ایک منحوس دن تھا جبکہ اس نے دنیا داری کی ایسی راہ اختیار کی جو زندگی کو خدا سے بہت دور لے گئی ۔ مغربی تہذیب کی یہی بڑی خرابی ہے اور یہ ذہنی طور پر روحانی وٹامنز (حیاتین) کی کمی میں مبتلا ہے ۔

یہ وقت ہے کہ مغربی دنیا اپنے عقاید پر سنجیدگی سے غور کرے اور مسائل دینیہ پر اس واقعیت پسندی سے تفکر کرے جس سے کہ مادی دنیا میں اس کی سچائی ظاہر ہو جائے ۔

جہاں تک مشرق وسطیٰ پر غالب آنے کے لئے لادینیت کی طاغوتی طاقتوں کے ہتھکنڈوں کا تعلق ہے اسلام اور عیسائیت دونوں ایک ہی کشتی کے سوار ہیں، ہمارا ڈوبنا تیرنا ساجھا ہے، سلامت فہم کا تقاضا تو یہ ہے کہ اسلام اگر کوئی اچھی چیز پیش کرے تو اسے خوبیوں کے معیار پر تولیں ناپیں اور قبول کر لیں ۔

اسلام خدا کا مذہب کیوں؟

زندگی کی بہت سی رہگذاروں میں اسلامی تعلیم کام کرتی نظر آتی ہے، اس لئے کہ اس کے بغیر زندگی کی حرکت ناگزیر ہے یہاں بڑے بڑے دفاعی ہتھیاروں کی ہی مثال سامنے رکھئے ۔ اس سلسلہ میں نرمی اور عدم مداخلت کا مسیحی عقیدہ عملی زندگی میں بے کار ہو کر رہ گیا ہے ۔ تبت کے امن پرور لاما گرڈوں (پجاریوں) نے بھی اس بات کا انکشاف کیا ہے کہ قوموں کی زندگی میں ایک دن ایسا بھی آتا ہے کہ عبادت و ریاضت کو گولی اور بندوق سے بدل دیا جاتا ہے ۔ جہاں تک بموں کی مشقوں کا تعلق ہے ۔ پچھلے ہی روز اینگلیکن چرچ کے سربراہ کو اس مسیحی ملک میں اپنے عقیدے اور بموں کی مشق کے متعلق حالات سے دوچار ہونا پڑا تو اس نے دونوں سے دامن بچا کر نکل جانے کی ایک واضح کوشش کی ..... سیاستدان اس پر مصر ہیں کہ اگر انہوں نے ملکی دفاع کے پیش نظر ضروری خیال کیا تو وہ بموں کی مشق جاری رکھیں گے ۔ لیکن چرچ پھر بھی اس عمل کو غیر مسیحی قرار دیتا چلا جا رہا ہے ۔ یہ کوئی اتنی باریک بینی نہیں ہے ۔ ایک چیز اچھی ہو سکتی ہے یا بری یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ایک چیز ایک ہی وقت میں مفید بھی ہو اور مضر بھی ۔ اگر یہ مشقیں غیر مسیحی ہی ہیں تو چرچ کو سختی سے اسے روک دینا چاہئے، اور مدبرین ملک کو متنبہ کر دینا چاہئے کہ وہ اس غیر مذہبی عمل کو عیسائی دنیا میں نہیں کر سکتے ۔ برخلاف اس کے چرچ کے سربراہ نے مدبرین ملک کو ملکی دفاع کے تحت یہ عمل کرنے پر مبارک باد دی ہے یہ اس بات کا کھلا اعتراف ہے کہ چرچ کی یہ تعلیم ناقابل عمل ہے آیت کریمہ جو میں نے تلاوت کی ہے اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ اللہ کے پاس دین اسلام ہی ہے، جس کی ترتیب فطرت انسانی کی ضروریات کے عین مطابق ہے ۔ اور جو بھی شخص اس کو چھوڑ کر کوئی اور راہ اختیار کرے گا وہ اس سے قبول نہیں کیا جائے گا ۔ ہائیڈروجن بموں کی تیاری اور اس ملک میں اور امریکہ میں خود مسیحیوں کی بمبی مشقوں کے ہونے اور امن پرور اور بے ضرر لاما گوروڈوں کا روحانی چوغے اتار کر وردی کے پہننے سے نرمی اور عجز کے مسیحی عقیدہ کو اس سے بڑی اور کونسی ناکامی حاصل ہو سکتی ہے یہ صرف اسلامی تعلیم کی عظمت ہے کہ تمام جارحانہ جنگوں کی مخالفت کرتے ہوئے نہ صرف دفاعی جنگوں کی ہی اجازت دیتا ہے بلکہ اگر آزادی ضمیر اور عزت کا تقاضا ہو تو اسے فرض کبیرہ کی حیثیت دے دیتا ہے ۔

اسلام انسانی فطرت کی تمام ضروریات پوری کرتا ہے

معاشرتی میدان میں قدم رکھئے، شادی نکاح کا لاینحل تصور ناقابل بیان معاشرتی تکالیف کا باعث تھا بنابریں حکومت طلاق اور مطلقہ افراد کی شادی جائز قرار دینے کے لئے مجبور ہو گئی ہے، چرچ ابھی تک اس بنیادی عقیدے کی خلاف ورزی پر ناک بھوں چڑھا رہا ہے ۔ جیسا کہ اسلام کا دعوےٰ ہے کہ یہ انسانی فطرت کی ضروریات کا حامل ہے، اس لئے طلاق اور دوسری شادی کو جائز قرار دیکر اس مسیحی ملک کو چار و ناچار اسلامی تعلیم پر ہی عمل کرنا پڑا رہا ہے ۔

عالمگیر مساوات انسانی

جنوبی افریقہ میں رنگ و نسل کا تفوق، چرچ کی ایک اور زبردست ناکامی ہے؛ اسلام کی تعلیم کا رنگ دیکھئے ۔ اسلام انسان کی عالمگیر مساوات کا درس دیتا ہے، اس نے رنگ و نسل کے امتیاز کو یکسر ختم کر دیا ہے ایک حبشی حضرت بلال رضؓ نبی کریمؐ کے قریبی دوستوں میں سے تھے ۔ اور انہیں صحابیوں میں خاص مرتبہ حاصل تھا ۔ آج ہر مسلمان انہیں سیدنا حضرت بلال رضؓ کے اسم گرامی سے یاد کرتا ہے ان کے جسم کے سیاہ رنگ نے انہیں انسانی مرتبہ سے نہیں گرایا ۔

اقتصادی میدان میں بھی یہ حکومت اسلامی قانون زکوٰۃ کی ہی پیروی میں غریبوں کی بہتری کے لئے امراء پر ٹیکس عائد کرتی رہی ہے ۔ حدیث میں ہے کہ زکوٰۃ ایک ٹیکس ہے جو امراء سے لیکر غرباء کو لوٹا دیا جاتا ہے ۔

اشتراکی نظریہ پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ جس قسم کے معاشرتی عدل و انصاف کا دعویٰ کیا جاتا ہے، وہ حقیقت میں تمام ملک و قوم کو آہنی دیوار کے نیچے دھکیل کر اور محکوم و مغلوب کر کے حاصل کیا گیا ہے، جمعیت بندی وہاں کا قانون ہے اور برسر اقتدار پارٹی کے خلاف حقیر سی گستاخی بھی ناقابل معافی ہے اور اگر وہ گناہوں کا اقبال کرنا پڑتا ہے ۔ مشرقی جرمنی سے مغربی برلن میں روزانہ ہزاروں کی تعداد میں آنے والے مہاجرین کا ہجوم، ہنگری اور تبت پر آمدہ عذاب، ہی اس نام نہاد امن عالم اور جمہوریت کا نعرہ لگانے کے لئے بہت کافی ہیں ۔

اسلام کی نمایاں خصوصیات

عالمگیر الہام، انسانی مساوات، منتخبہ قوم کے نظریہ کا رد، سب نبیوں پر ایمان، اختلاف الرائے کی حمایت اور مذہبی عقائد میں آزادی وغیرہ اسلام کی نمایاں خصوصیات ہیں، کوئی بھی پڑھا لکھا شخص یہ خصوصیات قرآن میں دیکھ سکتا ہے اگرچہ قرون وسطےٰ میں من گھڑت قصے کہانیاں لکھ کر اسلام کو ایک متعصب اور تشدد پسند مذہب کی شکل دینے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی گئی اور ایسی افسانہ طرازیاں اب بھی پائی جاتی ہیں ۔ ایک ایسے مذہب کو ایمانداری سے متعصب اور غیر استدلالی قرار نہیں دیا جا سکتا جو اپنے ماننے والوں کو یہ تعلیم دے کہ تم مسلمان نہیں ہو سکتے تاوقتیکہ حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسےٰؑ اور حضرت عیسےٰؑ اور دیگر سب نبیوں پر ایمان نہ لے آؤ ۔ اسلام نے قرآن کریم کے شروع میں ہی تمام الہامی مذہبوں کی طرف دوستانہ اور ہمدردانہ ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا ہے :-

کہو اے اہل کتاب اس بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے ۔ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت

نہ کریں اور نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک کریں اور نہ ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سوائے ربّ بنائے۔

جو مذہب پہلی دفعہ عالم انسانیت کو عالمگیر الہام بین المذہبی موافقت اور ہمدردی کا پیغام دے اس پر تنگ نظری کا الزام کیسے عاید کیا جا سکتا ہے!

اسلام کے متعلق دوسری عام غلط فہمی یہ ہے کہ "اس میں خدائی عزت و توقیر نہیں پائی جاتی۔ معترضین کا کہنا ہے کہ اسلام کا خدا ایک بے رحم مشرقی حاکم سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے جس کے پاس انسانی ہمدردی نام کو نہیں اور انسانی فطرت کی کمزوریوں کا متحمل نہیں۔ اور یہ کہ انسانوں سے اس کا سلوک انتہائی بیرحمی کا ہے۔

توقیر الٰہی مسلمان کی زندگی کی ناگزیر شئے ہے وہ جب بھی کوئی کام شروع کرتا ہے اس کے لبوں پہ کلمہ بسم اللہ ہوتا ہے۔ اور جب وہ کوئی کام کر چکتا اور کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے تو اس کو فضل ربّی سے منسوب کرتا ہے مسلمان کو چھوٹے سے چھوٹے کام میں یاد خدا اور طلب مغفرت کا درس دیا گیا ہے، سوتے جاگتے، سفر کرتے، سواری کرتے، یہاں تک کہ رفع حاجت کو جاتے .... وقت کے لئے بھی الگ الگ دعائیں مقرر ہیں، مسلمان اپنی زندگی کے ہر قدم پر خدا کے فضل و کرم کا محتاج نظر آتا ہے ہم کھانا خدا کے نام سے شروع کرتے ہیں، کھانا کھا چکنے کے بعد ہم اللہ کہتے ہیں۔ الحمد للہ جس نے ہم کو کھانے پینے کے سامان فراہم کئے۔ اور ہمیں مسلمانوں میں سے بنایا" طبعی خوراک کے ساتھ روحانی خوراک کے امتزاج پر غور کیجئے، جب ہم خدا کی عطا کردہ اچھی چیزیں تناول کرتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ خدا نے ہمیں روحانی غذائیت بھی عطا کی ہے اور وہ روحانی غذائیت اسلام ہے"

روحانی اور جسمانی غذائیت کی ضروریات میں تناسب کو قرآن کریم نے بار بار دہرایا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے ہماری جسمانی حفاظت اور زینت کے لئے لباس عطا کیا ہے تو قرآن کریم یہ کہکر فوراً ہماری توجہ اس لباس کے تکمیلی جزو کی طرف مبذول کراتا ہے و لباس التقویٰ

فتح و نصرت کے بڑے بڑے موقعوں کو بھی ایک مسلمان ...... خدائی نصرت ہی قرار دیتا ہے، اور بہ کمال عجز و انکساری سے بارگاہ ایزدی میں جھک جاتا ہے تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ ایک لمبے عرصے تک دشمنوں کے ہاتھوں دکھ اور تکلیفیں جھیل کر جب نبی کریمؐ نے دس ہزار با خدا اور جاں نثاروں کی قیادت کرتے ہوئے فاتح کی حیثیت سے مکہ معظمہ میں قدم رنجہ فرمایا۔ تو آپؐ اونٹ پر سوار تھے اور آپ کی پیشانی مبارک اللہ تعالیٰ کی احسانمندی کے اظہار میں جھک کر اونٹ کی لگام کو چھونے لگی تھی، ذاتی تفاخر اسلامی روح کے خلاف ہے اسلام ہر اس اچھی چیز کو جو ہمیں نصیب ہوتی ہے، خدا کی ہی مہربانی گردانتا ہے، اسلام ذاتی تکبر کو گناہ سمجھتا ہے۔

اسی جذبہ کے تحت آج ہم اکٹھے ہو کر اللہ تعالےٰ کے دربار میں ہدیۂ تشکر ادا کر رہے ہیں کیونکہ اس نے اس روحانی نعمت کو جو روزہ لاتا ہے اس سے ہمیں سرفراز کیا ہے اگر ہم اللہ تعالیٰ کے اس فریضہ کی ادائیگی کے قابل ہوئے ہیں، تو یہ بھی اس کا ہی فضل ہے جس نے ہمیں اس کی ادائیگی کے لئے عزم، صحت اور قوت بخشی ہے۔

اسی لئے سب احسان مندیاں خدا کو ہی سزاوار ہیں۔ بعض ہم میں سے اگر اس فرض کو کسی وجہ یا غفلت سے ادا نہیں کر سکے ہیں تو حصول معافی کے لئے اس کے حضور پیش ہوتے ہیں، فضل خدا ہی مسلمان کی زندگی کا آخری سہارا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا ہے کہ وسعت رحمتی کل شئی۔

اسلام کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ وہ انسانی رواداری، محبت و الفت اور حاجتمندوں کی حاجت روائی کو خدا شناسی کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔ حدیث میں لکھا ہے کہ روز حساب اللہ تعالےٰ انسان کو کہے گا کہ میں بھوکا تھا۔ تم نے مجھے کچھ نہ دیا، میں تشنہ لب تھا تو نے پینے کو پانی نہ دیا۔ انسان کہے گا۔ اے میرے ربّ یہ کیسے ممکن ہے ؟ آپ تو بھوک اور پیاس سے بے نیاز ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ فلاں آدمی تم سے روٹی کا طالب ہوا تو نے اسے دھتکار دیا اور فلاں پیاسا آدمی تپتے دن میں تمہارے ہاں آیا اور پانی طلب کیا۔ تو نے انکار کر دیا۔ ان دونوں حالتوں میں جب تم نے میری مخلوق کی مدد سے منہ موڑا گویا تو مجھ سے روگردانی کی، دریں حالات ... یوم مسرت کے اس موقعہ پر مسلمان کے لئے اس فرض کی ادائیگی ضروری ہے کہ وہ کسی اچھے کام یا غرباء کی مالی مدد کر کے عملی قربانی دے اسی لئے نماز عید سے پہلے جیسا کہ ہم نے کیا ہے ہر شخص کو فطرانہ کے طور پہ کچھ نہ کچھ نقدی کی صورت میں دینا پڑتا ہے۔

اظہار تشکر کی ایک بہترین صورت یہ بھی ہے کہ ہم میں سے ہر کوئی گھر لوٹنے سے پہلے اپنے مذہبی فرائض کو اچھی طرح سوچ سمجھ لے، یہ خوفناک جنگ جس نے دولاکھوں کو اپنی گرفت میں جکڑ رکھا ہے صرف انسانی ذہن کی تسخیر کے لئے ہی ہے۔ ہمیں یہ بخوبی جان لینا چاہیئے کہ نظریات گولی سے زیادہ مار کرتے ہیں۔ اس نظریاتی جنگ میں ایک زبردست روحانی طاقت کی حیثیت سے صرف اسلام ہی اشتراکی مذہب کا تریاق ہے مغرب و مشرق کی اس آویزش میں مغرب اپنی مذہبی کی وجہ سے میدان چھوڑتا چلا جا رہا ہے۔ ایسے مسیحی عقائد جو ..... اصولوں اور روایات میں پناہ ڈھونڈتے ہیں، وہ نہ تو سچے ولولہ کی تحریک پیدا کر سکتے ہیں، اور نہ اشتراکیت کا مقابلہ ہی ان کے بس کا روگ ہے اشتراکیت کے مضبوط مادی فلسفۂ حیات پر اسلام ایسی روحانی اور زندہ جاوید طاقت ہی غالب آ سکتی ہے، یہ بات واضح ہے کہ مشرقی یورپ، مشرق بعید اور جنوب مشرقی ایشیا کے ممالک اشتراکی پروپیگنڈا کے کثرت سے شکار ہوتے جا رہے ہیں۔ مشرق وسطیٰ میں تو اشتراکیت نے اچھا اڈا جما لیا ہے۔

جمال عبدالناصر نے دنیائے اسلام کے دلوں کی آواز سن کر ہی خروشیف کو کہا کہ اسے عرب دنیا سے اپنے ہاتھ کھینچ لینے چاہئیں۔ اور اس بات کی وضاحت کی کہ اسلام کے روحانی اور غیر متزلزل بند کو منہدم کرنے میں اشتراکیت کا ساتھ دینے کی بجائے اس کے لئے یہ بات کہیں آسان ہے کہ اسوان بند کے خوابی محلوں کو مسمار کر دے، اسلام اشتراکیت کی حوادث خیزیوں اور مادی طلسم آرائیوں کے لئے ایک مستحکم فصیل ہے، دینی اور لادینی جنگوں میں آزاد دنیا کی طرف سے صرف اسلام ہی میدان میں اتر سکتا ہے، کیونکہ نام نہاد جمہوریت کے مقابلہ میں اسلام ایک زندہ اور زبردست روحانی طاقت ہے، جس کا مظاہرہ مصر کے دلیر نوجوانوں نے کر دکھلایا ہے، ایک مسلمان کی حیثیت سے وہ اپنے خداوند، اپنے رسول، اپنے قرآن کی جنہیں وہ اپنی زندگی سے عزیز تر خیال کرتا ہے ،.....کی مخالفت کیسے برداشت کر سکتا ہے۔

اسلام ایک عملی ضابطۂ حیات ہے، اسلام اس سستے ذہنی سکون کو پسند نہیں کرتا جسے لوگ عموماً گوشہ نشینیوں اور تنہائیوں میں تلاش کرتے ہیں، جو زندگی کی دوڑ دھوپ اور ہل چل سے کہیں دور ہیں یہ طریق عمل تو زندگی سے فرار اور اس کی تکذیب ہے، اسلام اپنی تقدیر کو زندگی کی طلاطم خیزیوں میں ڈھونڈھتا ہے اس کی پستیوں اور بلندیوں میں ہی ذہنی سکون حاصل کرتا ہے اسلام نے تاریخ کو مرتب کیا ہے،

اسلام زندگی کو روحانی اور مادی دو خطوں میں تقسیم نہیں کرتا بلکہ ایک ہی سمجھتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام اپنے روحانی زور بازو کے ساتھ اپنے مقدلہ کو مشرق و مغرب میں بڑھتے ہوئے اشتراکیت کے مادی طوفانوں سے لڑانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھے گا۔

نفس اور رُوح

مولوی حفظ الرحمٰن ابوبکر صاحب مبلغ اسلام

ونفس وما سوٰىها فالهمها فجورها وتقوٰىها قد افلح من زكّٰها وقد خاب من دسّٰها -

عام طور پر لوگ نفس اور رُوح میں فرق نہیں کرتے حالانکہ ہر دو میں زمین و آسمان کا فرق ہے - ہر دو قرآن کریم کے مستقل بنیادی موضوع ہیں - نفس کا تعلق حیاۃ الدنیا سے ہے اور روح کا تعلق حیات الآخرۃ سے ہے اور قرآن کریم عالم انسانی کو نفس کے مقام سے نکل کر رُوح کے مقام پر آنے کی دعوت دیتا ہے اور اپنے خالق کو روح عطا کرتا ہے ایک مکتب فکر یہ کہتا ہے کہ

حیات اپنے ابتدائی ادوار عالم جماد، عالم نباتات اور پھر ۸۴ لاکھ نفوس حیوانیہ کی مختلف اشکال و اقسام سے گذر کر اپنے انتہائی کمال کے ساتھ حضرت انسان میں جلوہ گر ہوئی، اور خلاق عالم نے اپنی تخلیق کا کمال اور اتمام حضرت انسان پر فرمایا لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم اور یہی اس کا مقصود تھا جو اس نے اپنے اظہار کے لئے خلق کیا - کنت کنزاً مخفیا فاحببت ان عرف فخلقت الخلق یا خلقت الاٰدم - اور پھر حضرت انسان کے لئے تمام کائنات مسخر کر دی جیسا کہ اس مکتب فکر کا عقیدہ ہے کہ نفس انسانی حقیقت میں ۸۴ لاکھ نفوس حیوانیہ یا ہژدہ ہزار عالم کی اجتماعی کیفیت کا نام ہے اس نفس کو نفس ناطقہ یا مدرکہ کہا جاتا ہے جس میں نفخ رُوح ہوتی ہے یہ قرآن کریم کی ایک خاص اصطلاح ہے جس کی تفصیل آگے آئے گی، ورنہ نفس جس کے معنی ہیں "جان" یہ ہر ذی حیات میں ہے اور تمام انسان اور حیوانوں میں مشترک ہے مخلوقات عالم میں صرف حضرت انسان بالقوۃ رُوح کا حامل ہے - کسی حیوان میں رُوح نہیں پیدا ہو سکتی - رُوح کو قرآن کریم اعمال صالحہ کا نتیجہ قرار دیتا ہے اور اس کا سرچشمہ نفس انسانی کو بتاتا ہے - چونکہ رُوح کے اظہار کے لئے ایمان اور عمل صالح کی ضرورت ہے، اور ظاہر ہے کہ حیوان اس سے بری ہیں، ان کے اندر اس کا مادہ ہی نہیں عقل و شعور پر نیکی و بدی کی تمیز ہے اس لئے جنت و دوزخ انسان ہی کے لئے ہیں حیوان کے لئے نہیں -

حدیث اوّل ما خلق الله العقل یعنی سب سے پہلے اللہ پاک نے عقل کو پیدا فرمایا، اور دوسری حدیث اوّل ما خلق الله نوری یعنی اللہ نے سب سے پہلے میرے نُور کو پیدا فرمایا - ہر دو میں ظاہرا تصادم معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں ایک ہی ہیں - آپ ہی کے نور کو عقل کل بھی کہتے ہیں - اور یہی وہ نُور ہے جس سے کل کائنات عالم بنی - جیسا کہ آپ نے فرمایا انا من نور الله کلّ شئی من نوری -

احادیث میں یہ بھی آتا ہے کہ اللہ پاک نے انسان کی تخلیق سے پہلے دو کشتیاں بنائیں، ایک میں شہوات رکھا اور دوسری میں عقل اور پھر ان دونوں کے امتزاج سے نفس انسانی کی تخلیق فرمائی - تمام انسان ایک ہی نفس واحدہ سے پیدا کئے گئے ہیں جیسا کہ فرمایا انا خلقنکم من نفس واحدة سب کے اندر ایک ہی مادہ ہے اور تمام انسان ایک ہی فطرت پر پیدا کئے گئے ہیں فطرۃ الله التی فطر النّاس علیها لا تبدیل لخلق الله ذالك الدین القیم -

قرآنی آیت واشهدهم علٰی انفسهم الست بربکم قالوا بلٰی - کی تفصیل و تشریح میں یہ بات بھی احادیث میں ملتی ہے کہ جب اللہ پاک نے روحوں کو پیدا فرمایا اور ان کو پوچھا کہ بتاؤ کہ میں کون ہوں؟ تو روحوں نے جواب دیا کہ آپ ہمارے ربّ ہیں، جس سے ایک طرف فطرت انسانی میں اللہ پر ایمان و اقرار کا مادہ پیدا کر دیئے جانے کی طرف اشارہ ہے تو دوسری طرف واشهدهم علٰی انفسهم سے رُوح کے مقام کا اظہار ہے اپنے نفسوں پر آپ گواہی دینا حقیقت میں رُوح کا کام ہے - دوسرا شخص گواہی نہیں دے سکتا اسی لئے ایک حدیث میں آتا ہے من عرف نفسهٗ فقد عرف ربّهٗ جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے آپ کو پہچانا تفسیروں میں بھی آتا ہے کہ رُوح کے برخلاف جب نفس کو پیدا کر کے پوچھا کہ بتاؤ میں کون ہوں؟ تو نفس نے جواب دیا کہ "تُو تُو ہے اور میں میں" - یہ انسان کی انانیت کی طرف اشارہ ہے، جب اس انا مطلق سے علیحدہ ہو کر بطور ظل ارادہ و اختیار سے حصّہ پاتا ہے تو غفلت اور دھوکہ میں خود کو اس سے الگ کر کے "میں" کہتا ہے - کسی نے خوب کہا ہے ؎

نہ تھا کچھ تو خدا تھا نہ ہوتا کچھ تو خدا ہوتا
ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

تفسیروں میں لکھا ہے کہ پھر جب نفس انسانی نے ایسا جواب دیا کہ تُو تُو ہے اور میں میں تو اللہ پاک نے نفس کو ایک سو برس کے لئے قید کر دیا پھر سو سال بعد رہائی دی، اور پھر وہی سوال کیا کہ بتاؤ میں کون ہوں؟ تو نفس نے پھر وہی جواب دیا کہ تو تو ہے اور میں میں" تو پھر اللہ پاک نے نفس پر موت کی سزا مقرر کر دی - کل نفس ذائقة الموت - اب بغیر موت کے نفس سے چھٹکارا ناممکن ہے - اسی لئے حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موتوا قبل ان تموتوا مطلب یہ کہ اگر اس نفس یعنی اَنَا سے چھٹکارا پا کر نجات حاصل کرنا چاہتے ہو تو مرنے سے پہلے اپنے پر موت وارد کر لو لیکن

افسوس کہ انسان اس طلسم رنگ و بُو کے قفس کو آشیاں سمجھا ہوا ہے اور اسی دھوکہ میں زندگی گذار کر مر جاتا ہے ورنہ یہ مرنے کے لئے نہیں پیدا کیا گیا، بلکہ یہ ایمان و عمل صالح سے نفخ رُوح ہو کر حیات دوام پا جاتا ہے -

مرنے سے پہلے مر کر نجات پانے کا مفہوم نہ سمجھ کر کسی نے رہبانیت اختیار کر لی اور ہنود و سادھوؤں نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ زندہ زمین میں دفن ہو جاتے ہیں - موت وارد کر لینے سے مراد حقیقت میں خواہشات نفس اور ہوا و ہوس کا شکار ہونے سے بچ جانا ہے - جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا من خاف مقام ربّه ونهی النفس عن الهوٰی فان الجنة هی المأوٰی - پس جو مقام ربّ سے ڈرا اور اپنے نفس کو ہوا و ہوس سے بچا لیا پس تحقیق یہی جنت ہے -

اس اَنَا یعنی نفسانیت سے اللہ تعالیٰ بچائے اپنی امان اور حفاظت میں رکھے کہ اس نے دنیا میں بڑا کشت و خون کیا ہے اور ہمیشہ فساد اسی نفسانیت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے - جنّت سے نکالے جانے کی وجہ بھی یہی اَنَا ہے اور یہی اَنَا ہے جس نے عزازیل معلم الملکوت کو ذلیل و خوار کیا -

جب عالم انسانی میں نفخت فیه من روحی کے ذریعہ ہدایت کے لئے پہلے پیغمبر آدمؑ مبعوث کئے گئے تو تمام نیک فطرت انسانوں نے سجدہ کیا مطلب یہ کہ آپ کی نبوّت کو مانتے ہوئے سر تسلیم خم کر دیا - مطیع و فرمانبردار ہو گئے، لیکن مقابل میں وہی آیا جو انا خیر منه کا مجسم مصداق تھا - اس کو آدمؑ کی ظاہرا طبیعت مسکینی و غربت سے دھوکہ لگا خود کو ان سے بہتر سمجھا، یہی اَنَا کا مقام ہے جس نے گرا دیا ؎

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

جس کی تفصیل قرآن کریم کی ابتدائی سورت بقرہ کے چوتھے رکوع میں تفصیل سے آچکی ہے -

اس عالم انسانی میں نیک اور بد اعمال کے بتدریج ارتقاء سے نتیجتاً ایک طرف شیطانی اَنَا اُبھر کر آجاتی ہے اور دوسری طرف رحمانی اَنَا نمودار ہوتی ہے - جب رحمانی اَنَا اپنے رب سے پرورش پا کر نفخ روح سے کلام اللہ کی حامل ہوتی ہے اور عالم انسانی کے سامنے اس مقام کا جو قرآن کریم میں "مقام ربّه" سے یاد کیا گیا اظہار ہوتا ہے تو شیطانی اَنَا اس کے مقابل آجاتی ہے ؎

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

اللہ پاک نے رُوح اپنے کلام کو فرمایا جو اپنے بندوں اور ہمارے آقا و مولیٰ حضرت خاتم النبیّین سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا جیسا کہ فرماتا ہے - واوحینا الیك روحًا من امرنا - اور ہم نے اپنے امر سے تیری طرف رُوح کو وحی کیا - دوسری جگہ جب روح کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ آپ کہہ دیجئے کہ یہ میرے ربّ کے حکم سے ہے -

یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی - مطلب یہ کہ رُوح اللہ کا امر ہے جو نازل ہوتا ہے، اس لئے نفخ رُوح ہر انسان میں نہیں ہو سکتی۔ یوں تو بالقوۃ ہر انسان رُوح کا حامل ہو سکتا ہے یعنی اس کے اندر وہ مادہ ہے کہ نفخ رُوح ہو سکے لیکن بالفعل یعنی عملاً اس کا اظہار اس وقت تک ناممکن ہے جب تک وہ ایمان اور عمل صالح کے معیار پر پورا نہ اُترے نفخ روح کے لئے ایمان لانے اور اسلام پر عمل پیرا ہونے کی شرط لگا دی گئی ہے، غیر مسلم کے اندر نفخ رُوح کا سوال اس وقت تک پیدا نہیں ہوتا جب تک وہ دین اسلام میں نہ آ جائے۔

ومن یتبع غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین

ترجمہ :- جو کوئی اس دین اسلام سے ہٹ کر کسی اور دین پر چلے گا وہ ہرگز ہرگز اس سے قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ اُٹھانے والوں میں سے ہوگا۔ ہاں داخل اسلام ہونے کے بعد اب ہر مسلم اس قابل ہے کہ اس سے رُوح کا اظہار ہو، لیکن یہاں بھی شرط عمل صالح کی لگا رکھی ہے، الذین امنوا وعملوا الصلحت فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ہر دانہ درخت بن سکتا ہے لیکن دانہ کا درخت بننے کے لئے ضروری ہے کہ وہ زمین میں جائے اور اس کو پانی ملے۔ اور نہ صرف پانی بلکہ اس کے اور لوازمات زندگی، اچھی و نرم مٹی اور کھاد کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اس کے علاوہ پھر اس کی معقول نگہداشت و پرداخت کا ہونا بھی ضروری ہے، ورنہ ایک دانہ کا درخت بننا ناممکن ہو جاتا ہے اگر وہ مٹی میں ہی نہ جائے اور اسکو پانی نہ ملے۔ بالکل اسی طرح قبولیت اسلام سے پہلے ہر انسان فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا کی وجہ سے دانہ تو ہے لیکن ایمان اور عمل صالح کے بغیر جو مٹی میں جانے اور پانی ملنے کے مماثل ہے وہ بار آور ہو ہی نہیں سکتا، یعنے درخت بننے کا امکان ہی نہیں، اس جگہ وہ تمام مسلمان بھی اس آیت کو سامنے رکھیں جس میں فرمایا احسبتم ان تترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون۔ یعنی جس میں صاف بتلایا گیا ہے کہ مسلمانوں کو بھی نفخ روح کے لئے اعمال صالح اور مسلسل امتحانوں میں کامیاب ہونے کی ضرورت ہے، چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے نفس انسانی کے بارے میں فرمایا ونفس وما سوٰھا فالھمھا فجورھا وتقوٰھا قد افلح من زکھا وقد خاب من دسّھا مطلب یہ کہ ہر نفس انسانی بالقوۃ استعداد رکھتا ہے کہ وہ نیکی و بدی میں تمیز کرے تحقیق کامیاب و کامران وہ ہوتا ہے جو اپنے نفس کا تزکیہ کرکے نفس مطمئنہ پر پہنچتا ہے، اور ناکام و نامراد وہ ہوا جس نے نفس کو دبا دیا ابھرنے اور پھلنے پھولنے نہ دیا۔ عربی میں فلکھ

زراعت کرنے کو کہتے ہیں، گویا نفس انسانی کو حقیقت میں دانہ سے مماثلت ہے کہ اس کی کاشت کرنا پڑتی ہے، زمین میں ہل چلانا مٹی کا نرم کرنا، کھاد ڈالنا پھر وقت پر دانہ کو بو کر پانی دیتے رہنا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ اُگنے کے بعد پھر اُن کی حفاظت اور نگرانی کی ضرورت ہے۔ تب کہیں جا کر .... ان تمام مراحل کے طے کرنے کے بعد درخت پر پھل آتا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر تو مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے
دانہ زمین میں دفن ہوکے تو نہال ہوا
حیات بعد ہوئی پہلے انتقال ہوا

غیر اقوام یہاں ایک اعتراض یہ کرتی ہیں کہ نفخ روح یعنے نجات پانے کے لئے ایمان بالتوحید و آخرۃ کے علاوہ اسلام قبول کرنے اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی کیا ضرورت ہے وہ اپنے طور پر عمل صالح کرکے نجات پا سکتے ہیں اور بعض مسلمان علماء بھی اس دھوکے میں ہیں کہ الذین ھادوا والنصاریٰ والصابئین من امن باللہ والیوم الاخر فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون کا یہ مطلب سمجھتے ہیں، کہ یہودی، نصاریٰ اور صابی اپنے دین میں رہ کر نجات پا سکتے ہیں، یہ ایک اور بڑا دھوکا ہے جس کے جواب کی تفصیلات کی یہاں گنجائش نہیں نہ یہ ہمارا موضوع ہے پھر بھی مختصراً جواب دیا جانا ضروری ہے جو ایک حد تک مضمون سے متعلق ہے۔

ختم نبوت سے پہلے ہر قوم میں مومن و مسلم ہوتے تھے یہ ضروری نہیں تھا کہ ایک نبی کے ماننے والے کسی دوسری قوم کے نبی پر ایمان لائیں اور نہ خود ان نبیوں نے اپنی اپنی قوموں سے ہٹ کر کسی دوسرے قوم میں اپنے کو بحیثیت نبی پیش کیا۔ ان میں سے ہر ایک مختص بالقوم، مختص بالوقت تھے الیٰ قومہ مبعوث تھے۔ اس لئے ایک نبی کے ماننے والے کے لئے ضروری نہیں تھا کہ وہ کسی اور قوم کے نبی کو بھی مانے۔ نہ مان کر بھی وہ مسلم و مومن باقی تھا لیکن اب ختم نبوت پر یہ بات ختم ہوگئی۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام دنیائے انسانی اور اقوام عالم کے لئے ہے اس لئے اب دنیائے انسانی صرف دو گروہوں میں تقسیم ہے، ایک مومن یا مسلم دوسرے کافر۔ اب مومن یا مسلم کی تعریف ہی یہ ہے کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر بالواسطہ تمام انبیاء علیہ السلام پر ایمان لے آتا ہے اور کسی کا انکار نہیں کرتا۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار درحقیقت خود اُن کے اپنے نبیوں کے انکار کو مستلزم کرتا ہے جس کی تفصیل آئندہ پھر کبھی اپنے وقت پر آئے گی۔ من امن باللہ والیوم الاخرۃ میں حق تعالےٰ نے مجمل طور پر اس

تفصیلی آیت کل امن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ کے مفہوم کو ادا کر دیا ہے۔

قرآن کریم نے نفس انسانی کے تین مقامات اور اپنی ارتقا میں تیسرے درجہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنا بتلایا ہے۔ پہلا نفس امارہ، دوسرا نفس لوامہ، اور تیسرا نفس مطمئنہ جس کی تفصیلات کو حضرت مرزا صاحب کی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" میں دیکھا جا سکتا ہے، گویا نفس اپنے تیسرے درجہ ارتقاء نفس مطمئنہ پر پہنچکر جب اطمینان پکڑ لیتا ہے تو پھر نفخ رُوح ہوتی ہے۔ جیسے کہ فرمایا :- فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین یعنے آدم (انسان) کا تسویہ کر لیا پھر اس کو اخلاق فاضلہ سے سنوار دیا۔ اور اس کی اس حد تک ربوبیت فرما دی کہ نفخ روح ہو یعنی وہ اللہ سے ہمکلام ہو جائے۔ یہ انسانی زندگی کا انتہائی مقصد ہے اسی مقام پر چل کر انسان اطمینان و سکون اور نجات پاتا ہے۔ اس مقام کے حصول پر کسی دوسرے شخص کو جو روح کا حامل نہ ہو بلکہ نفس کے مقام پر ہو پتہ نہیں چل سکتا کہ اس روحانی انسان کے لئے کیا کیا نعمتیں رکھی ہیں جیسا کہ فرمایا فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون۔

روحانی مقام پر فائز انسان اپنی ظاہرا حالت اور دنیوی زندگی کے لحاظ سے بڑا ہی سادہ ہوتا ہے اسکے پاس تکلفات و تعیشات زندگی نہیں ہوتے۔ وہ ظاہراً زیب و زینت اور وجاہت اور شان و شوکت کا مالک نہیں ہوتا بلکہ غربت و مسکینی کی زندگی گزار رہا ہوتا ہے اور دشمنانِ حق کی طرف سے ہر طرح کی تکالیف و مصائب برداشت کر رہا ہوتا ہے۔ چنانچہ انبیاء علیہ السلام کی ظاہری حالت کے متعلق قرآن کریم میں دشمنوں کی یہ شہادت موجود ہے وھم اراذلنا بادی الرای - یہاں تک کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی کفار نے یہی اعتراض کیا وقالوا لولا نزل علیٰ رجل من قریتین عظیم۔ ایسا کیوں نہ ہوا کہ قرآن ان دو قریوں میں سے کسی بڑے شخص پر نازل ہوتا یعنے حاکم یا بادشاہ پہ اترتا، نفسانی آدمی اس پر دھوکہ کھا جاتا ہے۔ اور حقیقت میں یہی ان کا امتحان ہے اور ان کے اعمال نیک و بد کی پہچان ہے والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ھم المتقون - اور جو صدق کے ساتھ آیا اور جس نے تصدیق کی وہی تمام لوگ متقی ہیں۔ کندہم جنس با ہمجنس پرواز۔ ختم نبوت سے پہلے یہ لوگ خود نفخ رُوح کے حامل ہو کر ہدایت و تبلیغ پر مامور کئے گئے نبی اور رسول نام پاتے اور اب ختم نبوت کے بعد جو لوگ نفخ روح سے اسلام کی تبلیغ پر مامور ہوتے ہیں اولیا اور مجدد کا نام دیئے جاتے ہیں، جو ہر صدی پر آتے رہیں گے، جیسا کہ حدیث میں موجود ہے ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا ؎

بچوں کا صفحہ ———— مرتضیٰ خان حسن

باپ بیٹے کی چوتھی مجلس

حج کا بیان:-

باپ:- "رشید! آپ نے روزہ کے متعلق بھی ضروری مسائل سُن لئے اب ہم آپ کو اپنے مذہب کے ایک دوسرے فریضہ "حج" کے متعلق ضروری مسائل بتانا چاہتے ہیں۔

تم نے اکثر حاجیوں کو حج پر جاتے دیکھا ہوگا۔ ان کے گلے میں ہار پہنائے ہوتے ہیں۔ لوگ ان کو بڑی عزت اور شان سے حج پر رخصت کرتے ہیں۔ اور ان کی واپسی پر بھی بڑی شان سے ان کا استقبال کیا جاتا ہے اور بڑی خوشیاں منائی جاتی ہیں"۔

رشید:- "جی ہاں! یہ منظر تو میں نے کئی دفعہ دیکھا ہے مگر یہ معلوم نہیں کہ خانہ کعبہ جا کر "حج" ادا کیا جاتا ہے۔ ہم میں سے کبھی کوئی حج پر گیا بھی نہیں کہ اس کے حالات بھی معلوم ہو سکتے"

باپ:- "میں انشاءاللہ تعالیٰ آپ کو سب کچھ بتا دوں گا۔ سب سے پہلے آپ کو خانہ کعبہ کے متعلق کچھ بتانا ضروری معلوم ہوتا ہے"۔

خانہ کعبہ کی تاریخ:-

یاد رکھو خانہ کعبہ دنیا میں سب سے پہلا گھر ہے جو خدا کی عبادت کے لئے بنایا گیا۔ قرآن مجید میں ہے:-

خانہ کعبہ خدا کی عبادت کا سب سے پہلا گھر:-

ان اوّل بیتٍ وضع	تحقیق سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی
للنّاس للّذی ببکّۃ	عبادت کے لئے بنایا گیا وہ مکہ میں ہے
مبارکًا وّ ھدًی	وہ برکت والا ہے اور تمام جہانوں کے
للعالمین ۝	لئے ہدایت ہے۔

آل عمران آیت ۹۵

بخاری اور مسلم کی متفق علیہ حدیث میں ایک دفعہ جناب ابو ذرؓ نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:- یا رسول اللہ! اَیّ مسجدٍ وضع اوّل- یعنے یا رسول اللہ! سب سے پہلے کونسی مسجد بنائی گئی؟ تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا:- "المسجد الحرام" یعنے مسجد حرام یا خانہ کعبہ۔ خانہ کعبہ سب سے پہلے کس نے بنایا؟ اس کے متعلق قرآن مجید سے کچھ معلوم نہیں ہوتا لیکن چونکہ روحانیت کے سب سے پہلے معلم حضرت آدم علیہ السلام ہیں یہ امر قرین قیاس ہے کہ آپ نے ہی اس مقدس گھر کی بنیاد رکھی ہو، اور بعض روایات بھی ایسی ملتی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم نے ہی اس گھر کو بنایا تھا۔ مثلاً حدیث کی کتاب بیہقی میں ایک روایت بیان کی جاتی ہے اور وہ یہ ہے:-

بعث اللہ جبریل	اللہ تعالیٰ جبریل کو حضرت آدم اور حوّا کی
الیٰ اٰدم و حوّا فامرَ	طرف بھیجا اور اُن کو خانہ کعبہ بنانے
ھما ببناالکعبۃ فبناہٗ	کا حکم دیا۔ پس آدم نے اسکو بنایا پھر
اٰدم ثمّ اُمر بالطّواف بہٖ	اسے اسکے طواف کا حکم دیا۔

خانہ کعبہ کی قدامت کے متعلق سرولیم میور کی شہادت:-

یہ امر تاریخ سے بھی ثابت ہے کہ خانہ کعبہ کی عزت اور شہرت نہایت قدیم زمانہ سے چلی آتی ہے۔ سرولیم میور ایک عیسائی مؤرخ ہے۔ اس نے اسلام کی مفصل تاریخ لکھی ہے۔ وہ ہے تو مخالف مگر وہ بھی اس حقیقت کو جھٹلا نہیں سکا کہ خانہ کعبہ قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے۔ اور یہ شروع سے ہی مرجع رہا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:-

"مکہ کے مذہب کی نمایاں خصوصیات کے لئے ایک نہایت قدیم زمانہ تجویز کرنا پڑتا ہے۔ ڈائیوڈورس سکولس جو سنہ عیسوی سے بھی نصف صدی پیشتر لکھتا ہوا عرب کے ذکر میں لکھتا ہے کہ اس ملک میں ایک معبد ہے جس کی عرب لوگ بڑی عزت کرتے ہیں، ان الفاظ میں یقیناً خانہ کعبہ کا جو مکہ میں ہے ذکر ہے کیونکہ اور کسی معبد کا عرب میں نام بھی نہیں جس کی عزت عام طور پر عرب میں ہوتی ہو، زبانی روایات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ قدیم ترین زمانہ سے خانہ کعبہ کا حج عرب کے ہر گوشہ سے لوگ کرتے ہیں۔ یمن اور حضرموت سے خلیج فارس کے کناروں سے۔ شام کے بادیہ سے حیرہ اور عراق عرب سے لوگ ہر سال مکہ میں جمع ہوتے ہوئے پائے جاتے ہیں، اس قدر عام طور پر سارے ملک عرب میں اس عزت کا حاصل ہونا یقیناً ایک ایسے زمانے سے ہونا چاہیئے جس سے پرے اور کوئی قدیم زمانہ تجویز نہیں ہو سکتا"

(لائف آف محمدؐ سرولیم میور)

خانہ کعبہ کے معنے اور اس کے دوسرے نام:-

غرضکہ خانہ کعبہ کی قدامت ایک مسلّمہ تاریخی حقیقت ہے لفظ "کعبہ" کے معنے لغت میں "اونچا" "بلند" اور "عالی مرتبت" کے ہیں جو اس گھر کی عظمت پر دلالت کرتے ہیں۔

اس کے بعض دوسرے نام بھی ہیں چنانچہ اس کا ایک نام "البیت" ہے (سورۃ بقرہ آیت ۱۲۵) اس کا ایک اور نام "بیت" ہے (آل عمران آیت ۹۷) اسی کا نام "البیت العتیق" بھی ہے۔ (سورۃ الحج آیت ۲۹) اسکو "بیت الحرام" بھی کہتے ہیں (سورت المائدہ آیت ۹۷) اور اس کے ہم معنے "المحترم" بھی ایک جگہ اس کا نام آیا ہے (سورۃ ابراہیم آیت ۳۷)

خانہ کعبہ کی عمارت:-

خانہ کعبہ ایک مستطیل شکل کی عمارت ہے۔ جو مسجد حرام کے تقریباً وسط میں واقعہ ہے۔ اس کے سامنے کی اور پچھلی دیواریں ہر ایک ۴۰ فٹ لمبی ہے۔ اور دوسری دو دیواریں ہر ایک ۳۵ فٹ ہے اور اس کی بلندی ۵۰ فٹ ہے۔ خانہ کعبہ کے چار کونوں کے چار مختلف نام ہیں۔ شمالی کونہ کو الرکن العراقی جنوبی کو الرکن الیمنی۔ مغربی کو الرکن الشامی اور مشرقی کو الرکن الاسود کہتے ہیں کعبہ کی چاردیواری پر سیاہ رنگ کا غلاف پڑا رہتا ہے جس کو کسوۃ کہتے ہیں خانہ کعبہ کا دروازہ شمال مشرقی دیوار میں ہے۔ جو زمین سے تقریباً سات فٹ بلند ہے یہ دیوار کے وسط میں نہیں ہے۔ بلکہ حجر اسود کے قریب ہے جب کھولا جاتا ہے تو ایک سیڑھی اس کے سامنے رکھدی جاتی ہے تاکہ زائرین دروازہ تک پہنچ سکیں۔ (باقی ——— باقی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دوں گا

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

پاکستان لاہور

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر
گمرہاں را چشم کن روشن ز آیاتِ مبیں

تار کا پتہ:۔ "تبلیغ" لاہور

ٹیلیفون نمبر:۔ ۳۷۲۷

ایڈیٹر:۔ دوست محمد

جلد ۴۸ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۵ ذیقعد ۱۳۷۸ھ مطابق ۳ جون ۱۹۵۹ء | ۲۲

ہمارا مذہب

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام

آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست

یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں

سارے حکموں پہ ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

(مسیح موعودؑ)

ہمارے سلوک کی راہیں

"تم کو چاہئے کہ راتوں کو اُٹھ کر دُعائیں کرو اور اسکے فضل کو طلب کرو"

فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہماری جماعت کو چاہئے کہ ہمت نہ ہار بیٹھے، یہ بڑی مشکلات نہیں ہیں۔ میں تمہیں یقیناً کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے ہماری مشکلات آسان کر دی ہیں۔ کیونکہ ہمارے سلوک کی راہیں اور ہیں ہمارے ہاں یہ حالت نہیں ہے، کہ کمریں جھک جائیں، یا ناخن بڑھا لیں، یا پانی میں کھڑے رہیں، اور چلہ کشیاں کریں، یا اپنے ہاتھ خشک کر لیں، اور یہاں تک نوبت پہنچے کہ اپنی صورتیں بھی مسخ ہو جائیں ان صورتوں کے اختیار کرنے سے بعض لوگ خیال کرتے ہیں با خدا بننا چاہتے ہیں۔ لیکن میں دیکھتا ہوں، کہ ایسی ریاضتوں سے خدا تو کیا ملتا ہے، انسانیت بھی جاتی رہتی ہے۔ لیکن ہمارے سلوک کا یہ طریق ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ اسلام نے اس کے لئے نہایت آسان راہ رکھدی ہے اور وہ کشادہ راہ وہ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے:۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ۔ یہ دعا اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھلائی ہے، تو ایسے طور پر نہیں کہ دعا تو سکھا دی، لیکن سامان کچھ بھی مہیا نہ کیا ہو، نہیں بلکہ جہاں دعا سکھلائی ہے، وہاں اس کے لئے سامان بھی مہیا کر دیئے ہیں۔ چنانچہ اس سے اگلی سورت میں اس قبولیت کا اشارہ ہے۔ جہاں فرمایا ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ یہ گویا ایسی دعوت ہے جس کا سامان پہلے سے تیار کر رکھا ہے، حاصل مطلب یہ کہ جو قوے انسان کو دیئے گئے ہیں اگر وہ اُن سے کام لے۔ تو یقیناً ولی ہو سکتا ہے۔ یہ یقینی بات ہے، کہ اس امت میں بڑی قوت کے لوگ آتے ہیں جو نور اور صدق و وفا سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے کوئی شخص اپنے آپ کو ان قوے سے محروم نہ سمجھے کیا اللہ تعالےٰ نے کوئی فہرست شائع کر دی ہے جس سے یہ سمجھ لیا جائے کہ ہمیں ان برکات سے حصہ نہیں ملے گا۔ خدا تعالےٰ بڑا کریم ہے اس کی کریمی کا بڑا گہرا سمندر ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا، اور جس کو تلاش کرنے والا کبھی محروم نہیں رہا، اس لئے تم کو چاہیئے کہ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر دعائیں مانگو اور اس کے فضل کو طلب کرو، ہر ایک نماز میں دعا کے لئے کتنے مواقع ہیں، رکوع، قیام، قعدہ، سجدہ وغیرہ پھر آٹھ پہروں میں پانچ مرتبہ نماز پڑھی جاتی ہے، فجر، ظہر عصر، شام اور عشا۔ ان پر ترقی کرکے اشراق اور تہجد کی نمازیں ہیں۔ یہ سب دعا ہی کے لئے مواقع ہیں۔ نماز کی اصلی غرض اور مغز دعا ہی ہے اور دعا مانگنا اللہ تعالےٰ کے قانونِ قدرت کے عین مطابق ہے مثلاً ہم عام طور پر دیکھتے ہیں کہ جب بچہ روتا ہوتا ہے اور اضطراب ظاہر کرتا ہے تو ماں کس قدر بیقرار ہو کر اس کو دودھ دیتی ہے۔ الوہیت اور عبودیت میں اسی قسم کا ایک تعلق ہے جس کو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا۔ جب انسان اللہ تعالےٰ کے دروازہ پر گر پڑتا ہے اور نہایت عاجزی اور خشوع و خضوع کے ساتھ اس کے حضور اپنے حالات کو پیش کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے، تو الوہیت کا کرم جوش میں آتا ہے، اور ایسے شخص پر رحم کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم کا دودھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے۔ اس لئے اسکے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہیئے۔ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور رونے دھونے سے کچھ نہیں ملتا یہ بالکل غلط اور باطل ہے ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کے

(باقی بر صفحہ ۲)

امامِ وقت کی بعثت کی غرض اور وابستگانِ سلسلہ کی ذمہ داری

محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی تقریر بموقعہ جلسہ یومِ وصالِ مسیح موعودؑ

تعلق باللہ اور خدائی صفات کے اظلال

مجھے آج تکلیف ہے لیکن میں آپ کی خدمت میں چند باتیں عرض کروں گا۔ انسان کو خدا تعالیٰ نے اپنی فطرت پر پیدا کیا ہے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا۔ یہ اس لئے بھی ضروری تھا کہ تخلیق بنی آدم معرفت الٰہی کے لئے ہے، اور جب تک انسان میں ظلّی طور پر خدائی صفات موجود نہ ہوں وہ خدا کے رنگ میں رنگین نہیں ہو سکتا، خدا سے تعلق اور اس کی ذات اور صفات کے احساس کے لئے ضروری ہے کہ انسان میں ان صفات کے آثار اور اظلال موجود ہوں ورنہ یہ جوڑ قائم نہیں ہو سکتا، اور اللہ کا رنگ انسان پر نہیں چڑھ سکتا۔

فنا، لقا اور بقا کے مقامات

جو لوگ اس فطری نور کو مادی آلائشوں سے ملوث نہیں ہونے دیتے اُن کا یہ نور ترقی کرتا ہے اور تمام سفلی جذبات کو جلا کر فنا کے مقام سے لقاء کے مقام پر پہنچا دیتا ہے اس کے بعد خدا کی موہبت سے بقا کے مقام پر پہنچکر مخلوق کی ہدایت کے لئے چُن لئے جاتے ہیں۔ یہ خیال کہ ایسے لوگ خدا کی طرف سے کوئی خاص قویٰ لے کر آتے ہیں صحیح نہیں، اوّل تو یہ رعایت خدا کی صفات کے خلاف ہے اور دوسرے ایسا شخص مخلوق کے لئے نمونہ نہیں بن سکتا۔ نمونہ وہی ہو سکتا ہے جو بشرٌ مثلکم ہو۔

مقامِ ماموریت

جب ایسے انسان ان تمام مراحل سے گذر کر جو ایک انسان کو پیش آ سکتے ہیں، خدا سے لو لگاتے ہیں اور اس میں فنا ہو جاتے ہیں تو ان کو خدا تعالیٰ بسبب ان کی اہلیت کے خلعت ماموریت سے نوازتا ہے اور ان کو مخلوق کی ہدایت کے لئے چُن لیا جاتا ہے اُن کے لئے اصطفینا کا لفظ اس پر شاہد ہے۔

حضرت مرزا صاحب کا عشقِ الٰہی

ہم نے اس زمانہ میں ایک ایسی ہستی کو حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ کے وجود میں دیکھا جنہیں چودھویں صدی میں مجددیت کے مقام پر کھڑا کیا گیا، آپ کو خدا کے عشق کے سوا دنیا سے کوئی لگاؤ نہ تھا۔ آپ کے والد ماجد سے جب کسی نے آپ کا پتہ پوچھا تو ان الفاظ میں جواب پایا کہ مسجد میں چلے جاؤ کسی صف میں لپٹا ہوا ہوگا۔

اسلام انسان پرستی نہیں سکھلاتا

میں یہاں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسلام ہمیں انسان پرستی نہیں سکھاتا بلکہ ایسے انسانوں کے آنے کی اصل غرض کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں وارد ہے ما محمدٌ الّا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم نہیں ہیں محمد مگر ایک رسول۔ آپ سے پہلے تمام رسول اپنا مشن پورا کر کے گذر گئے۔ اگر آپ مر جائیں یا قتل ہو جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں پر لوٹ جاؤ گے۔ اس آیت کے مفہوم کو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احد میں آپ کی شہادت کی خبر مشہور ہونے پر قاتلوا علیٰ ما قاتل علیہ کے الفاظ میں ادا کیا۔

مامورین پر ایمان کی حقیقت

خدا کے فرستادوں پر ایمان لانے کی حقیقت یہ ہے کہ ان اصولوں اور ہدایتوں پر کاربند ہو جائیں... جن کی طرف انہوں نے رہنمائی کی ہے، اور تقویٰ سے اللہ راستبازی خشیۃ اللہ کو اپنا شعار بنایا جائے، اور نفس کی غلامی سے آزاد ہو کر خدا کی اطاعت کا جُوا اپنی گردن پر رکھا جائے۔

حضرت مجدّدِ وقت کی قدرشناسی

آج اس ہستی کو جسے ہم نے صدی چہاردہم کا مجدّد اور مسیح موعودؑ اور مہدی معہود مانا ہے اپنے مالک حقیقی سے ملے ہوئے ۵۱ سال گذر چکے ہیں اور آج ہم اس کی یاد کو تازہ کرنے کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں کیا خدا کا مامور ہماری کسی تعریف و توصیف کا محتاج ہے وہ تو خدا کے حکم کے مطابق اپنا مشن پورا کر کے رخصت ہو گیا اس کا قدردان خدا ہے اور مخلوق بھی اس کی قدر پر مجبور ہوئی چنانچہ آپ کی وفات پر اخبار "وکیل" امرتسر کے ایڈیٹر کے تعزیتی الفاظ اس پر شاہد ہیں۔ تعریف وہ جو غیر کرے اپنے منہ سے اپنی تعریف بیفائدہ ہی نہیں بلکہ معیوب ہے۔

آپ کی بعثت کی اصل غرض پر غور کریں

حضور کا تعلق باللہ، علم کلام، غیرت اسلامی اور استجابت دعا اور کرامات ان کے سامنے پیش کریں جو اس سے ناآشنا ہیں۔ ماننے والوں کو یوم وصال کے دن جس چیز کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ آپ کی بعثت کی غرض پر غور کریں اور جو عہد اس سے باندھا تھا اس کے ایفا کی طرف متوجہ ہوں اس نے ہمیں واشگاف الفاظ میں بتا دیا کہ وہ ہم سے کیا چاہتا تھا اور کون اس کے ساتھ ہے اور کون اس کے ساتھ نہیں۔ اس کے لئے تنہائی میں بیٹھ کر کشتی نوح کا صفحہ ۱۳ اور ۱۴ مطالعہ کریں اور اس کے بعد سینہ پر ہاتھ رکھکر خود فیصلہ کریں کہ کیا آپ اس معیار پر پورے اُترتے ہیں۔

مجھے ڈر ہے کہ اگر خدا کا فرستادہ آج ہم میں موجود ہو تو شاید وہ ہم سے بیزاری کا اعلان کر دے مجھے امید ہے کہ آپ اپنی ذمہ داری کے احساس کو لے کر یہاں سے اُٹھیں گے اور اپنے کردار سے اپنے آپ کو امامِ وقت سے وابستہ کریں گے۔

ہمارے سلوک کی راہیں

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

صفات قدرت و نصرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ اگر ان میں حقیقی ایمان ہوتا تو وہ ایسا کہنے کی جرأت نہ کرتے، جب کبھی کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حضور آیا ہے اور اس نے سچی توبہ کے ساتھ رجوع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اس پر اپنا فضل کیا ہے یہ کسی نے بالکل سچ کہا ہے ؎

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد
اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

خدا تعالیٰ یہ چاہتا ہے۔ کہ تم اس کے حضور پاک دل لے کر آ جاؤ۔ صرف شرط اتنی ہے کہ اس کے مناسب حال اپنے آپ کو بناؤ۔ اور وہ سچی تبدیلی جو خدا تعالیٰ کے حضور جانے کے قابل بنا دیتی ہے اپنے اندر کر کے دکھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میں عجیب در عجیب قدرتیں ہیں اور اس میں لا انتہا فضل و برکات ہیں۔ مگر ان کے دیکھنے اور پانے کے لئے محبت کی آنکھ پیدا کرو اگر سچی محبت ہو، تو خدا تعالیٰ بہت دعائیں سنتا ہے اور تائیدیں کرتا ہے لیکن شرط یہی ہے کہ محبت اور اخلاص خدا تعالیٰ سے ہو۔ خدا کی محبت ایک ایسی شئے ہے جو انسان کی سفلی زندگی کو جلا کر اسے ایک نیا اور مصفّا انسان بنا دیتی ہے اس وقت وہ وہ کچھ دیکھتا ہے جو پہلے نہیں دیکھتا تھا اور وہ وہ کچھ سنتا ہے جو پہلے نہیں سنتا تھا غرض خدا تعالیٰ نے جو کچھ مائدہ فضل و کرم کا انسان کے لئے تیار کیا ہے۔ اس کے حاصل کرنے اور اس سے فائدہ اُٹھانے کے لئے استعدادیں بھی عطا کی ہیں۔ اگر وہ استعدادیں عطا کرتا لیکن سامان نہ ہوتا تب بھی ایک نقص تھا۔ یا اگر سامان ہوتا لیکن استعدادیں نہ ہوتیں تو کیا فائدہ تھا، مگر نہیں یہ بات نہیں ہے اس نے استعداد بھی دی اور سامان بھی مہیا کیا جس طرح پر ایک طرف روٹی کا سامان پیدا کیا، تو دوسری طرف آنکھ، زبان، دانت اور معدہ دے دیا۔ اور جگر اور امعاء کو کام میں لگا دیا اور ان تمام کا ہونا کامدار غذا پر رکھ دیا۔ اگر پیٹ کے اندر کچھ نہ جائے گا تو دل میں خون کہاں سے آئے گا۔ کیلوس کہاں سے بنے گا۔

ہفت روزہ پیغام صلح ـــــ لاہور ـــــ ۳ر جون ۱۹۵۹ء

پاکستان کا تطہیری اور تعمیری دور

مسلماں را مسلماں باز کردند

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ پاکستان کا موجودہ تطہیری اور تعمیری دور فطرت کے قانون کے مطابق اس کے گذشتہ ہشت سالہ تخریبی دور کا ایک لازمی نتیجہ ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر پاکستان کے ارباب اقتدار اسکے بانی قائد اعظم کی وصیت کے مطابق پاکستان کے تعمیری پروگرام کو اپنا اہم ترین ملّی فرض سمجھتے اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھتے جب تک کہ یہ پروگرام پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ جاتا تو ۸ر اکتوبر ۱۹۵۸ء کا پُرامن اور فقید المثال انقلاب کبھی ظہور میں نہ آتا۔ اور نہ اس انقلاب کے ساتھ ہی تطہیر اور تعمیر کے لائحہ عمل کو عملی جامہ پہنانے کی فوری ضرورت محسوس ہوتی۔ قائد اعظم مرحوم نے ایک سے زیادہ مرتبہ اپنی اس رائے کا اظہار فرمایا تھا کہ پاکستان کی حکومت صرف غریبوں کی زندگی کا معیار بلند کرنے یا دوسرے الفاظ میں انہیں خوشحالی کے قابل رشک درجے تک پہنچانے کے لئے قائم کی گئی ہے۔

قائد اعظم اس سیاسی نکتے سے بے خبر نہ تھے کہ پاکستان کی طاقت و عظمت کا راز اس کے عوام کی خوشحالی اور ذہنی ترقی میں مضمر ہے۔ مگر یہ پاکستان اور اس کے عوام کی بدقسمتی تھی کہ ارباب اقتدار اور ان کے یارانِ طریقت نے اس نوزائیدہ مملکت کو رفعت و عظمت کے اعلےٰ مقام تک پہنچانے کے سلسلے میں قرآن حکیم (اسلام کا ضابطۂ حیات) کے اس مقدس ارشاد کو دیدہ و دانستہ ملحوظ نہ رکھا۔ انا اکرمکم عند اللہ اتقاکم تم میں بڑا اور قابلِ احترام وہ ہے جو متقی اور پرہیزگار ہے۔ اگر پاکستان کے ارباب اقتدار متقی اور پرہیزگار ہوتے وہ سب سے پہلے دنیا کے مصلح اعظم (صلی اللہ علیہ وسلّم) کے اتباع میں پاکستان کی تطہیر پر فوری توجہ مبذول کرنے ہوئے اپنے کروڑوں غریب بھائیوں کی زندگی کو ہر ممکن طریقہ سے خوشگوار بنانا اپنا نصب العین قرار دیتے۔

پاکستان کے ارباب اقتدار اور مختلف سیاسی پارٹیوں کے لیڈروں کو تاریخ کے اس عدیم النظیر واقعہ کا پورا علم تھا کہ آج سے چودہ صدی قبل دنیا کے جس اُمّی پیغمبر نے عرب کو صحیح معنوں میں پاکستان بنایا وہ ہرگز اسا مشکلات اور مصائب میں مبتلا ہونے کے باوجود اپنے مشن میں کبھی کامیاب نہ ہوتا اگر خالق کائنات کی طرف سے اس کی ماموریت اور نبوّت کا مقصد ان مفاسد کی اصلاح نہ ہوتی جن کی وجہ سے انسانیت کے شرف کے پیش نظر دنیا میں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ آخر خداوند کریم کی مشیت کے مطابق اور رحمۃ للعالمین کی روحانی قوّت کی بدولت جہالت اور بربریت کی ہولناک تاریکی اسلام کی بصیرت افروز تعلیم کی روشنی سے زائل ہو گئی۔

اتقاء اور پرہیزگاری کے انقلاب آفرین نتائج صرف اسی صورت میں پیدا ہو سکتے ہیں کہ مسلمان خدا کے خوف کو دل میں جگہ دیتے ہوئے اس مستحکم ایمان کے حامل ہوں کہ خدا ان کی ہر حرکت کو دیکھ رہا ہے۔ وہ ان کی شہ رگ کے قریب ہے، اور ان کی کوئی حرکت اچھی ہو یا بُری اس سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ یہی وہ ایمان تھا جس کی بدولت قرونِ اولےٰ کے مسلمان خلافتِ ارضی کے مستحق قرار دیئے گئے۔ لیکن جب اس ایمان میں فرق آگیا تو ان میں زوال کے آثار پیدا ہو گئے۔ قرونِ اولےٰ کے مسلمانوں کی تاریخ ہمیں بتا رہی ہے کہ متقی اور پرہیزگار مسلمان صرف خدا کو اپنا رزاق اور اسے احکم الحاکمین سمجھتے تھے وہ دنیا کے جابر سے جابر حکمران کے سامنے حق بات کہنے سے نہیں ڈرتے تھے۔ وہ انفرادی مفاد پر اجتماعی مفاد کو ترجیح دیتے اور ان کی حفاظت کرنا اپنا دینی فرض یقین کرتے تھے۔

یہ امر واقعہ ہے کہ تمام دنیائے اسلام پر زوال اور پستی کے آثار نمایاں طور پر نظر آ رہے ہیں اور دنیا کی بڑی بڑی غیر مسلم طاقتیں ان کی کمزوری اور پستی سے فائدہ اٹھانے اور انہیں سیاسی اور اقتصادی پہلو سے اور زیادہ کمزور کرنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتیں۔ یہ صحیح ہے کہ وہ اپنی اس کمزوری اور پستی کو محسوس کر رہی ہیں۔ لیکن واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا (اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھامے رہو) پر ان کا ایمان نہیں، حالانکہ یہی ان کی کمزوری اور پستی کا صحیح علاج ہے۔

پاکستان کے ارباب اقتدار اور اس کی سیاسی پارٹیوں کے لیڈران ـــ حقائق کا علم رکھنے کے باوجود تعمیر کے بجائے محض اس لئے تخریب کی طرف مائل رہے کہ تخریبی عمل ان کے ذاتی اغراض و مفاد کے لئے زیادہ سازگار تھا۔

حرص اور لالچ نے انہیں اس قدر اندھا کر رکھا تھا کہ انہوں نے تخریب کے انجام پر غور کرنے اور اس کے تباہ کن نتائج سے بچنے کے سوال پر ایک لمحہ کے لئے بھی غور کرنا گوارا نہ کیا انہوں نے بڑائی کے متعلق اسلام کے ضابطۂ حیات کے معیار کے مقابلے میں یہ اصول قرار دے رکھا تھا کہ مسلمانوں میں بڑا وہ ہے جس کی پاس بنک بیلنس ہو، ساٹھ ہزار یا ایک لاکھ روپیہ موجود ہو یا بیس چالیس مربع زمین کا مالک ہو، عالی شان کوٹھی میں رہتا ہو، بیوک کار کے بغیر چل پھر نہ سکتا ہو، اور سرکاری حلقوں میں بھی وقعت اور عزت کی نظر سے دیکھا جاتا ہو۔ یہ بڑا آدمی اپنے غریب بھائیوں سے اس امر کی توقع رکھتا تھا کہ وہ اسے جھک کر سلام کریں۔ اور یہ نخوت و غرور کے نشے میں بدمست و بے خود ہو کر درت سر ہلا دینا کافی سمجھے۔

آخر جب غریب کا پیمانہ صبر لبریز ہوا تو پھر وہی ہوا جس کا انہیں وہم و گمان بھی ہو سکتا تھا۔ انقلاب نے ان کی بداعمالیوں اور بدکرداریوں کا خاتمہ کر دیا۔ یہ پاکستان کے لئے ایک نیک فال ہے کہ انقلاب کے بعد تطہیر اور تعمیر کے پروگرام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ایوبی گورنمنٹ پوری سرگرمی سے کام کر رہی ہے لیکن کس قدر افسوس اور تعجب کا مقام ہے کہ ابھی تک عوام کی ذہنیت میں وہ تبدیلی پیدا نہیں ہوئی جو پاکستان کے ہمدرد مخلص اور روشن خیال شہریوں کا مطمح نظر ہے۔ تمام پاکستانی شہریوں کے قلوب میں ابھی تک یہ جذبہ پیدا نہیں ہوا کہ یہ ہمارا ملک ہے، یہ ہماری گورنمنٹ ہے، یہ ہماری ملت ہے۔ اور ہمیں اس مملکت کی متعلقہ ذمہ داریوں سے بطریق احسن سبکدوش ہونے کے لئے مل کر کام کرنے کے اصول پر سختی کے ساتھ کاربند ہونا چاہیئے۔

اخباری خبروں سے صاف پایا جاتا ہے کہ عوام کی زبردست اکثریت بے قاعدگی اور بدعنوانی کی طرف ابھی تک بدستور مائل ہے۔ وہ اگر قانون کا احترام کرتی ہے تو ڈنڈے کے خوف سے۔ اس خطرناک ذہنیت کی اصلاح کے لئے ضروری ہے کہ مذہبی جماعتیں اپنے باہمی اختلافات کو چھوڑ کر اور سیاست سے الگ ہو کر محلہ محلہ اور گلی گلی میں وعظ و تلقین کی مجالس قائم کریں۔ اور پورے دلی خلوص کے ساتھ لوگوں میں خدا تعالیٰ پر ایمان اور آخرت میں اعمال کی باز پرس کا یقین پیدا کرنے کی کوشش کریں اور اپنے بچوں کو اسلامی نمونہ کے حقیقی مسلمان بنانے کی کوشش کریں۔

حضرت امام وقت بھی یہی پیغام لے کر آئے تھے، مسلماں را مسلماں باز کردند آپ کا حقیقی مطمح نظر تھا، افسوس ہے مولویوں کی اندھی مخالفت اس میں بہت بڑی روک کا موجب بن گئی، تاہم جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی آواز پر لبیک کہنے کی توفیق عطا فرمائی، ان کی زندگیاں ہر قسم کی بدعنوانیوں سے پاک و صاف ہو گئیں۔ ضرورت ہے کہ امام وقت کی آواز آپ کے اپنے الفاظ میں عوام تک پہنچانے کی کوشش کی جائے کہ صرف یہی ایک ذریعہ موجودہ بدعنوانیوں سے نجات حاصل کرنے اور مسلمانوں کو حقیقی مسلمان بنانے کا ہو سکتا ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔
(مینیجر)

حضرت امام وقت کی صداقت پر چند بصیرت افروز شواہد

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یسبح للہ ما فی السمٰوات وما فی الارض الملک القدوس العزیز الحکیم۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم آیتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین۔ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔ (سورۃ الجمعہ)

کائنات پر اللہ تعالیٰ کی حکومت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ زمین اور آسمان اور جو کچھ اس کائنات کے اندر ہے وہ اپنے بادشاہ کی تسبیح کر رہا ہے، اس زمین و آسمان کا اور اس کائنات کا ایک بادشاہ ہے اور یہ سب کائنات اس کی ملکیت ہے، ملکیت اس لئے کہ وہ اس کا موجد اور خالق ہے۔ موجد اور خالق ہونے کی وجہ سے اس کے اوپر اس کا تسلط ہے، اس کی حکومت ہے، تبارک الذی انزل الفرقان علیٰ عبدہ، اس کی حکومت برکات کا سرچشمہ ہے اور اس کی حکومت ہر عیب سے ہر ظلم و بے انصافی سے پاک ہے، اس کا عدل اور انصاف بے مثال ہے، اس کی رحمت کی کوئی انتہا نہیں، العزیز وہ سب پر غالب ہے الحکیم تمام کا تمام کارخانۂ قدرت بتاتا ہے کہ وہ کس قدر زبردست قدرت اور حکمت کا مالک ہے۔

نبی اُمّی کی پُر حکمت تعلیم و تزکیہ

یہ تمہید باندھ کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان صفات کے بادشاہ کی طرف سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہے، وہ پیغمبر امّی ہے اور امیوں کے اندر مبعوث ہوا ہے لیکن امیوں کو کتاب اور حکمت سکھانے کے لئے آیا ہے ویزکیھم انکے دلوں کو پاک و صاف کرکے ان کو مطہر و مزکی بنانا چاہتا ہے۔ اخلاق و اعمال کی کوئی میل کچیل ان لوگوں کے دلوں میں نہ رہیگی جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مستفیض ہوں، یعلمھم الکتٰب سے پہلے فرمایا یزکیھم کیونکہ اصل غرض یہی تھی کہ کوئی میل کچیل ان کے اخلاق شمائل میں، عادات و اطوار میں باقی نہ رہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر والوں کو بھی کہا واذکرن ما یتلیٰ فی بیوتکن من اٰیات اللہ والحکمۃ قرآن کریم کو ہر وقت سامنے رکھو، اس میں جو کچھ تعلیم ہے اس کو یاد رکھو، اور اس پر عمل کرو، اس کی غرض یہ ہے کہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراً تو حضرت کے اہل خانہ کو بھی پاک و صاف کیا اور آپ کے رشتہ دار اور دوست تمام کے تمام مقدس ہو گئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی مطہر اور مزکی کیا اور علم کے خزانے ان کے سینوں میں بھر دیئے، باوجودیکہ خود امّی تھے لیکن علم وہ دیا جو دنیا جہان سے بڑھ کر تھا۔

عرب کی گمراہ قوم اور اس کی تطہیر

ساتھ ہی اہل عرب کی تاریخ بھی بیان کی کہ وہ لوگ بیّن طور پر گمراہی کا شکار تھے۔ بت پرستی، شراب خوری جوا بازی، لڑائی جھگڑا، ڈاکہ زنی اس قوم کے خصائص تھے قوم کی قوم ان بد اعمالیوں میں غرق تھی جس پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نے یہ اثر کیا کہ قوم کی قوم مطہر و مزکی بن گئی، ہر ایک قسم کی برائیاں دُور ہو گئیں اور ان کی جگہ اعلےٰ اخلاق اور پاکیزہ خصائل اُن میں پیدا ہو گئے، یہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرشمہ ہے۔ اتنی بڑی اہمیت کا کام کسی نے کر کے نہ دکھایا یہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سب سے بڑا کارنامہ ہے کہ سخت ترین مشکلات کے اندر قوم کی وہ اصلاح کی کہ اس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی طبقات ابن سعد ایک بڑی ضخیم کتاب بہت جلدوں میں ہے، اس کو اہل جرمن نے نہایت محنت و عرق ریزی سے شائع کیا ہے اور جرمن ڈاکٹر حیران ہیں کہ حضرت کے زمانہ کی کوئی عورت اور مرد ایسا نہیں جس کے باپ دادا کے حالات اور اس کے عادات و اطوار اور اخلاق و اعمال پر اس میں روشنی نہ ڈالی گئی ہو، یہ سب کچھ طبقات کے اندر لکھا ہے اتنی بڑی قوم کے متعلق اس قسم کا علم دنیا کی کسی قوم میں نظر نہیں آتا، اس کتاب کو پڑھیئے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلعم کی عظمت کتنی بڑی ہے کہ ملک کا ملک پاک و صاف کر دیا، اور کسی قسم کی برائی اُن میں باقی نہ رہنے دی۔ بلکہ اعلےٰ درجہ کے اخلاق اُن میں پیدا کر دیئے۔

اٰخرین منھم کون ہیں

اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے وہ بھی انہی میں سے ہیں وہ بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے ویسے ہی پاک صاف ہو جائیں گے، تفسیروں میں لکھا ہے کہ اٰخرین کا لفظ منصوب ہے اور اس کا عطف یعلمھم پر ہے یعنی یعلمھم ویعلم اٰخرین منھم یعنی اور لوگ بھی ہونگے جنکو حضور تعلیم دیں گے، لکھا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ من ھم یا رسول اللہ، یا رسول اللہ یہ کون لوگ ہیں، حضرت نے اس کے جواب میں وضع یدہ علےٰ سلمان اپنا ہاتھ سلمان پر رکھا اور فرمایا لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجلٌ من ابناء فارس، جن لوگوں کا اس آیت میں ذکر ہے ان کا زمانہ بڑا نازک زمانہ ہوگا۔ لوگوں کی حالت بہت ابتر ہوگی یہاں تک کہ زمین سے ایمان اُٹھ جائیگا لیکن اگر ایمان ثریا پر بھی پہنچ گیا ہوگا تو اس (سلمان) کی قوم میں سے ایک شخص کھڑا ہوگا جو اس کو واپس لے آئیگا۔ یہ ذکر آخرین کے نیچے تفسیروں میں لکھا ہے۔

بعثت مجدّدین

اس ضمن میں ایک اصول کی بات بھی حدیث میں فرمائی گئی ہے، فرمایا ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علےٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا اللہ تعالےٰ ہر صدی کے سر پر ایک مجدّد کو بھیجے گا لھذہ الامۃ اس امت کی بہبود اور خیر خواہی کے لئے، یہ اصول کی بات ہے، حدیثوں اور تفسیروں میں اس کا ذکر ہے تاریخ بھی اس پر گواہ ہے کہ اس امت میں ایسے لوگ ہوتے ہیں جو مجدّدیت کے منصب پر فائز ہوتے انہی لوگوں میں سے حضرت مجدّد الف ثانی ہو گئے ہیں جنہوں نے اصلاح خلق کے لئے بڑی تکلیفیں اُٹھائیں، آج تو ان کی قبر پر میلے لگتے ہیں، اور اس کے ارد گرد دفن کرنے کے لئے جنازے لائے جاتے ہیں، لیکن اس وقت ان کی بہت مخالفت کی گئی اور انہیں قید میں ڈالا گیا، پھر اسی ہندوستان میں شاہ ولی اللہ ہوئے ہیں، وہ ایک نہایت بلند پایہ مجدّد ہوئے ہیں، اسی طرح بریلی کے سیّد احمد بھی مجدّد ہوئے ہیں، ان واقعات اور تواتر کو کیا کرو گے، تم حدیث کا انکار کرو لیکن واقعات کو کہاں لے جاؤ گے اور کہاں تک حضرت مرزا صاحب کی مجددیت کا انکار کرتے جاؤ گے۔

حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر دو آسمانی نیّروں کی شہادت

ایک اور حدیث ہے ان لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوات والارض مہدی کے لئے دو خصوصی نشان ہیں جو جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے کبھی واقعہ نہیں ہوئے، ایک تو اُن میں سے یہ ہے کہ ینخسف القمر لاوّل لیلۃ من شھر رمضان یعنی رمضان کے مہینہ میں چاند گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات چاند گرہن ہوگا اور دوسرے وتنکسف الشمس فی النصف منہ اور سورج گرہن کے ایام میں سے درمیانی دن سورج کو گرہن لگے گا چنانچہ ۱۸۹۴ء کے ماہ رمضان میں آسمان پر ان دو نیّروں نے حضرت مجدّد الزمان کے مہدی ہونے کی شہادت دی، آسمان پر کسی کی دسترس نہیں نہ مرزا صاحب کی نہ اُن کے کسی مرید کی، اس لئے یہ واقعہ جو خدائی تصرف سے ہوا اس بات کی کھلی شہادت ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ مجددیت مہدویت سچا ہے، بالفاظ دیگر ۱۸۹۴ء میں آسمان نے گواہی دی کہ مہدی آچکا ہے اور وہ حضرت مرزا صاحب ہیں۔

حضرت مرزا صاحب نے دین کے فدائی اور پاک نفس لوگ پیدا کئے

یہ قرآن شریعت اور حدیث کی شہادتیں ہیں، جو اعتقاد قرآن اور حدیث سے باہر ہو وہ مردود ہے، ہم حضرت مرزا صاحب کو اس لئے مانتے ہیں کہ وہ قرآن اور حدیث کے موافق ہیں، سورۂ جمعہ کی ان آیات میں مامور الہٰی کی صداقت کی ایک کسوٹی بھی ہے اور وہ یہ کہ جو لوگ اس کے اردگرد بیٹھیں، وہ پاک بطہرا اور شریعت کے پابند ہوں، اب ایک دنیا جانتی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے پاس بیٹھنے والے شریعت کے پابند، حق پرست اور دیندار ہیں، اور اس جماعت میں کتنے ہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالےٰ سے مکالمہ مخاطبہ کا شرف حاصل ہوا اور وہ بھی ہیں جنہوں نے اس زمانہ میں قرآن کریم کی تفسیریں لکھیں اور حقانیت اسلام پر بیش بہا لٹریچر پیدا کیا، جن کو پڑھ کر بڑے بڑے دہریوں اور فلسفیوں کو اسلام کی صداقت پر ایمان لانا پڑا، حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے پاس بیٹھنے والوں میں قربانی کا مادہ پیدا کیا اور مال اور جان خدا کے رستہ میں وقف کرنے اور نصیحتیں کرنے کی تاکید کی، اور خدا کے فضل سے ایسے لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے اپنی زندگیاں بھی اشاعت اسلام کے کام پر صرف کردیں اور اپنے مال بھی دین کے رستہ میں خرچ کئے اور کر رہے ہیں، ووکنگ میں ہر سال عید ہوتی ہے، جو لوگ وہاں آتے ہیں وہ حیران ہوتے ہیں کہ اس مشن کے پیچھے کوئی سلطنت نہیں، کوئی شاہی خزانہ نہیں، باوجود اس کے انگلستان میں اس مشن کو چلانا بہت بڑی قربانی ہے جس کی مثال اس زمانہ میں نہیں مل سکتی۔

غرض اس کسوٹی پر ہمارا مجدد کامیاب نظر آتا ہے۔ کہ اس نے دین کے فدائی اور بڑی بڑی قربانیاں کرنے والے لوگ پیدا کئے، اس کے خادموں میں بڑے بڑے علمائے دین اور بڑی بڑی قابلیت رکھنے والے لوگ نظر آتے ہیں، حضرت مولانا نورالدینؓ جیسا علامہ دہر، حضرت مولانا محمد احسن جیسا فاضل اجل، حضرت مولانا عبدالکریم جیسا عالم دین، حضرت مرزا صاحب کے فدائی ہوگئے اور آپ کی تربیت سے حضرت خواجہ کمال الدین، مولانا محمد علی جیسے فضلائے اسلام پیدا ہوئے۔

تزکیہ نفس کیلئے مسیح موعود کا بتایا ہوا وظیفہ

ایک دفعہ حضرت مولانا نورالدین صاحب نے آپکی خدمت میں عرض کی کہ تزکیہ نفس کے لئے کوئی وظیفہ بتایا جائے، آپ نے فرمایا کہ عیسائیت کے خلاف کتاب لکھو، یہ اس زمانہ کا وظیفہ تھا، حضرت مولانا کہتے ہیں، کہ میں حیران تھا کہ کس طرح ہوگا، اس کا سامان بھی اللہ تعالےٰ نے خود کر دیا۔ مولانا ان دنوں ریاست جموں و کشمیر میں ملازم تھے اتفاق سے پونچھ کا راجہ بیمار ہوگیا، اس نے مہاراجہ جموں سے درخواست کی کہ مولانا نورالدین کو جو اس کے طبیب خاص تھے، علاج کے لئے بھیجا جائے، مہاراجہ کے حکم سے وہاں چلے گئے، اس علاج معالجہ میں تین ماہ صرف ہوئے اور ان ایام میں آپ بالکل وہاں فارغ تھے، اس فراغت سے فائدہ اٹھا کر آپ نے عیسائیت کے خلاف کتاب لکھنی شروع کردی، تین ماہ بعد ادھر کتاب ختم ہوئی اور ادھر راجہ اچھا ہوگیا اور اس نے مولانا کی خدمت میں ایک رقم پیش کی، جب واپس جموں پہنچے تو مہاراجہ کے دریافت کرنے پر آپ نے بتایا کہ راجہ پونچھ صحتیاب ہوگئے ہیں اور انہوں نے ایک رقم بھی مجھے دی ہے، مہاراجہ نے بھی بہت سی رقم مولانا کو اپنے خزانہ سے دینے کا حکم دیا، اس ذریعہ سے کتاب کی طباعت کا سامان پیدا ہوگیا، اس کتاب کا نام ہے فصل الخطاب اور وہ اس قدر عالمانہ کتاب ہے کہ عیسائیوں کے پاس اس کا جواب نہیں، اسی طرح حضرت مولانا محمد علی صاحب اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کا پیدا کردہ لٹریچر مقبول عام ہے۔

حضرت کی بے نظیر عربی تصانیف

خود حضرت مسیح موعودؑ کی کتابیں نور ایمان سے بھری ہوئی ہیں، اور ان کے پڑھنے سے اسلام کی عظمت اور رسول کریم صلعم کی صداقت پر ایمان بڑھ جاتا ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے خدا نے کہا ہے کہ عربی زبان میں کتابیں لکھوں اور یہ ایسی تصانیف ہوں گی کہ نہ زبان کی فصاحت بلاغت کے لحاظ سے کوئی عجمی یا عربی اس کا مقابلہ کرسکے گا اور نہ حقائق و معارف میں کسی کو تاب مقابلہ ہوگی، یہ بڑا مشکل دعوےٰ ہے، ایک شخص جو پنجاب کے ایک گاؤں میں رہتا ہے، جہاں پنجابی کے سوائے اور کوئی زبان نہیں بولی جاتی، کبھی عربی میں اسکو لکھنے یا بولنے کا موقعہ نہیں ملا، وہ دنیا کو چیلنج دیتا ہے کہ میری عربی تصانیف کا جواب لکھنے کی ہمت کسی میں ہے تو وہ مقابلہ میں آئے اور کسی کو مقابلہ میں آنے کی جرأت نہیں ہوتی، وہ لوگ جن کو حضرت امام الزمان کے ساتھ بڑی شدت کی دشمنی تھی اور ہے وہ بھی مقابلہ میں نہ اُٹھے اور نہ کسی مصری یا شامی کو مقابلہ کی جرأت ہوئی۔

ایک رُوسی عالم کی شہادت

ایک روسی فاضل جرمنی میں میری ملاقات کے لئے میرے ہاں تشریف لائے وہ قد و قامت میں دیو ہیکل تھے۔ اتنا بڑا لمبا چوڑا دیو ہیکل انسان بہت بڑا فاضل اور عربی کا بہت بڑا ماہر، اس نے سخت لہجہ میں مجھ سے دریافت کیا آپ مرزا صاحب کو کیا مانتے ہو؟ میں نے کہا مجدد، کہنے لگا بس مجدد؟ میں نے کہا ہاں مجدد ہی مانتا ہوں، اس نے سینہ پر دونوں ہاتھ مار کر کہا خدا ان کا بھلا کرے جنہوں نے کہا کہ یہ نبی مانتے ہیں، پھر کہا آپ کا قرآن دیکھنا چاہتا ہوں، میں نے قرآن دکھایا، اس کی ورق گردانی کرکے کہا یہ تو وہی نہیں یا روں والا قرآن ہے جس میں ایک سو جودہ سورتیں موجود ہیں حالانکہ مجھے بتایا گیا کہ انہوں نے قرآن میں سے وہ آیات نکال دی ہیں جو ان کے مخالف ہیں، پھر کہا کہ مرزا صاحب کی کوئی کتاب دکھاؤ، میں نے حضرت کی عربی کتاب دی، وہ اس کو پڑھتا رہا، اس کے مطالعہ کے بعد اس نے کہا کہ اس میں تو نور ہی نور ہے، جب برلن مسجد کی تعمیر تکمیل کو پہنچی، اور اس کے افتتاح کے لئے ایک جلسہ منعقد کیا گیا تو اس تقریب پر پہلا لیکچر اسی روسی عالم کا ہوا اور اس نے ہاں پر یہ گواہی دی کہ حضرت مرزا صاحب کی کتابوں میں نور ہے تو معلوم ہوا کہ یہ شخص (حضرت مرزا صاحب) صاحب کرامت ہے کہ اس کی کتاب کے پڑھنے سے دشمن بھی قائل ہوجاتا ہے۔

شکیب ارسلان کی گواہی حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر

ایک اور بہت بڑے پایہ کے انسان شکیب ارسلان بھی اسی طرح حضرت کے معتقد ہوگئے، انہوں نے لوزان کانفرنس میں میری دعوت کی تھی، جب وہ جرمنی میں تھے تو میں ان کے سلام کے لئے گیا۔ جب میں اوپر اُن کے کمرہ میں پہنچا تو میں نے السلام علیکم کہا انہوں نے کوئی جواب نہ دیا، پھر السلام علیکم کہا پھر بھی جواب نہ دیا، میں واپس ہوا اور سیڑھیاں اتر رہا تھا، جب سیڑھیوں کے نیچے پہنچا تو وہ بھی نیچے پہنچ گئے اور مجھے ساتھ اوپر لے گئے اور کہا کہ ہم عرب لوگ ہیں جو ہمارے دل میں ہوتا ہے وہی زبان پر ہوتا ہے، میں آپ کی شکل دیکھنا نہیں چاہتا کیونکہ آپ نے نیا دین بنایا ہے، پراپیگنڈا اچھی خطرناک چیز ہے، پراپیگنڈا بڑے بڑوں کو متاثر کردیتا ہے اور نیک آدمیوں کو بدنام کردیتا ہے۔ میں نے اُن سے کہا کہ میں آپ کو ایک حدیث سناؤں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب کسی کے متعلق کوئی الزام کی رپورٹ سنو تو قبول نہ کرو جب تک متعلقہ شخص سے پوچھ نہ لو۔ یہ سُن کر انہوں نے سر جھکا لیا، پھر تھوڑے وقفہ کے بعد پوچھا، آپ مرزا صاحب کو کیا مانتے ہیں؟ میں نے کہا مجدد، کہنے لگے مجدد ماننا تو اسلامی اعتقاد ہے اس پر تو کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا، میں آپ کی بات کو درست یقین کرتا ہوں تاہم یہ بات ان کی کتاب سے دیکھنا چاہتا ہوں، میں نے کہا میں یہ بات ان کی کتاب میں دکھا سکتا ہوں، اس پر وہ میرے ساتھ میرے مکان پر آگئے۔ میں نے ان کو آئینہ کمالات اسلام میں یہ عبارت دکھائی ھلست بنبی ومن ادعی النبوۃ فقد کفر یہ فقرہ سُن کر اس نے کہا یہ تو حد ہوگئی، پھر میں نے بتایا کہ انہوں نے اپنا مقام یہ بتایا ہے بعثنی اللہ مجددا اس سے ان کی تسلی ہوگئی، اور انہوں نے اپنی کتابوں میں یہ سب کچھ لکھدیا۔

مولٰنا برکت اللہ اور حکیم اجمل خاں کی شہادتیں

اسی طرح مولٰنا برکت اللہ صاحب جرمنی گئے اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے مومن خواتین اور مردوں کو کلمہ پڑھتے اور نمازیں ادا کرتے دیکھا تو وہ بڑے خوش ہوئے کہ میں تمام عمر تبلیغ کے لئے پھرتا رہا لیکن کوئی کامیابی نہ ہوئی، آج میں سمجھتا ہوں کہ میں کامیاب ہوگیا، وہ پیرس سے ایک عربی اخبار نکالا کرتے تھے۔ انہوں نے اس میں نومسلمین کی تصاویر شائع کیں اور ہمارے مشن کی تعریف کی اور حکیم اجمل خاں صاحب کو بھی سب حال بتایا چنانچہ میں جب پیرس میں حکیم صاحب سے ملنے

گیا تو انہوں نے کہا کہ آپ کے حالات پہلے ہی مولنا برکت اللہ صاحب کی زبانی سن چکا ہوں، جس سے بڑی مسرت حاصل ہوئی اور یہ بھی کہا کہ ہمارے دین کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک کافر بھی مسلمان ہو جائے تو بہت بڑا ثواب ہے اور یہاں تو کئی لوگ مسلمان ہو گئے، پھر انہوں نے کہا کہ اس سے بھی بڑھکر یہ بات ہے کہ آپ کے مشنوں کی وجہ سے تمام اسلامی دنیا میں یہ ایمان پیدا ہو گیا ہے کہ اسلام بہت بڑی طاقت اپنے اندر رکھتا ہے یہ حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے ہیں جن کا دنیا انکار نہیں کر سکتی، ان کی کتابوں کے اندر نور ہے، ان کے پاس بیٹھنے والے پاک و مطہر اور خدا رسیدہ ہو گئے ان کے ذریعہ سے مغربی دنیا اسلام کی طرف آرہی ہے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم یہ بہت عظیم الشان فضل کی بات ہے جس کو خدا دے۔

جلسۂ اعظم مذاہب میں حضرتؑ کا بے نظیر لیکچر

پھر میں کہتا ہوں دُور کیوں جائیں، اسی لاہور میں حضرت کی کرامتیں لوگوں نے دیکھیں۔ لاہور میں ۱۸۹۶ء میں جلسۂ اعظم مذاہب منعقد ہوا، جس میں سکھ، آریہ، عیسائی، دیو سماج، سناتنی، یہود، برہمو، دستی اور اہلحدیث مسلمان سب قوموں اور فرقوں کے لوگ جمع ہوئے اور اپنے اپنے مذہب اور عقائد کی خوبیوں کو بیان کیا۔ حضرت مرزا صاحب کا لیکچر بھی اس جلسہ میں پڑھا گیا، جو اس قدر مؤثر اور کامیاب ثابت ہوا کہ پہلے دن تین گھنٹہ تک پڑھا جانے کے بعد جب نامکمل رہ گیا تو دوسرے دن پھر مطالبہ ہوا کہ اس لیکچر کو مکمل کیا جائے اور اسکو سن کر مسلمان خوشی و فخر کی وجہ سے اچھلتے تھے کہ آج اسلام کی فتح روشن ہو گئی، اور جلسہ کے اختتام پر منتظمین جلسہ نے اعلان کیا کہ حضرت مرزا صاحب کا لیکچر بالا رہا اور اس لیکچر کی فوقیت کا چرچا اُردو اور انگریزی اخبارات میں بھی شائع ہوا۔ پس یہ لاہور جو آج حضرت مرزا صاحب کے خلاف خطرناک دشمنی میں پیش پیش ہے، اس کو نمایاں نہ تھا کہ دشمنی پر اُتر آتا۔

لیکھرام کا قتل

پھر اسی لاہور میں شاہ عالمی دروازہ کے اندر ایک تنگ کوچہ میں جو ہندو آبادی سے بھرا ہوا تھا ایک ہندو کے مکان کی دوسری منزل پر عید کے دوسرے دن حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی کے مطابق لیکھرام کو کسی نامعلوم قاتل نے قتل کر دیا، اور اس کا آج تک پتہ نہیں چلا کہ وہ کون تھا اور کہاں گیا، اس قتل سے بہت پہلے حضرت مرزا صاحب نے لیکھرام کو مخاطب کر کے اعلان کیا ؎

الا اے دشمنِ نادان و بے راہ
بترس از تیغ بُرّانِ محمدؐ

لیکھرام دریدہ دہن آریہ حضور نبی کریمؐ کی ذات گرامی پر خطرناک الزام لگایا کرتا تھا، حضرت صاحب نے حیرت سے خدا کے حضور دعا کی۔ تو اللہ تعالےٰ نے اسکی دردناک ہلاکت کی پیشگوئی کی جو ۱۸۹۷ء میں عید کے دوسرے دن پوری ہوئی اس ہیبت ناک موت کی وجہ سے لاہور میں زلزلہ آگیا، آریوں نے اس کی وجہ سے حضرت صاحب کو ملوث کرنے کی بے حد کوشش کی لیکن وہ ناکام رہے، یہ بھی اہل لاہور پر بہت بڑی حجت ہے۔

بشپ لیفرائے اور حضرت مرزا صاحب

پھر ایک اور حجت ہے کہ ایک انگریز پادری بشپ لیفرائے نے ۱۹۰۰ء میں زندہ نبی پر لیکچر دیا جس کے جواب میں حضرت مرزا صاحب نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ نبی ثابت کیا۔ یہ لیکچر اہل لاہور کی خصوصی خوشی کا موجب تھا۔ اس فتح کے بعد حضرت مجدد الزمان نے بشپ لیفرائے کو مباحثہ کا چیلنج دیا لیکن اس نے راہ فرار اختیار کی، اس پر اخبار پائنیر نے اور دوسرے اخبارات نے بشپ لیفرائے کو میدان میں نکلنے کے لئے غیرت دلائی لیکن وہ کھڑا نہ ہو سکا مجھے اس سے ۱۹۰۵ء میں ملاقات کا موقع ملا وہ بڑا قابل اور فصیح اللسان مقرر تھا لیکن حق کے مقابلہ میں اس کو ناکامی ہوئی، جس کی وجہ سے وہ مذہب کے متعلق زبان نہیں کھول سکتا تھا۔

امامِ وقت کی زندہ جماعت

او لاہور کے لوگو! تمہیں کیا ہو گیا، تمہارے سامنے یہ واقعات ہوں لیکن تم ہو کہ دشمنی پر کمربستہ ہو، وہ وزیر اور علماء جو ابھی گذشتہ سال حضرت کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کا منصوبہ بنا چکے تھے تمام کے تمام مر گئے، لیکن امامؑ کی جماعت زندہ ہے، اس جماعت کی ترقی استحکام اور اتحاد کی کوشش کرو، یہ جماعت مفید کام کر رہی ہے اور فرقہ پرستی کی دشمن ہے اس کے نزدیک ملک و ملت کی مضبوطی اسی بات میں ہے کہ مسلمان متحد ہو کر رہیں اور کسی کلمہ گو کی تکفیر نہ کریں، بحث مباحثہ ترک کر کے اسلام کی عملی زندگی کا نمونہ پیش کریں۔

ضروری اعلان

کراچی کی شاہراہ پر بمقام قاضی احمد، تحصیل سکرنڈ ضلع نواب شاہ (سندھ) میں ۱۳۴۸ ایکڑ رقبہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی ملکیت ہے، نہری پانی کا انتظام ہے۔ اور ٹیوب ویل بھی لگے ہوئے ہیں۔

انجمن یہ رقبہ ٹھیکہ پر دینا چاہتی ہے خواہشمند اصحاب مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت فرمائیں۔

المشتہر
سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
احمدیہ بلڈنگس
لاہور

اخبارِ احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت بحمد اللہ بخیریت ہیں اور خدمات دینیہ میں ہمہ تن معروف

مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور کا شاندار نتیجہ

سکول ہذا کی طرف سے کل ۴۷ طلباء نے امسال میٹرک کے امتحان میں شرکت کی اور ۴۱ طلباء کامیاب ہوئے۔ جن میں سے :-

فسٹ ڈویژن ۹
سیکنڈ ڈویژن " " ۱۹
تھرڈ ڈویژن " " ۱۳

نتیجہ ۸۷/۲ فیصد رہا۔ یہ نتیجہ لاہور کے تمام سکولوں میں دوسرے نمبر ہے، سنٹرل ماڈل سکول نمبر اول آیا ہے اور دوسرے نمبر پر ہمارا سکول ہے۔

ورنیکلر مڈل سکول ایگزامینیشن میں بھی سکول ہذا نے نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔

کل تین طلباء امتحان میں شامل ہوئے اور تینوں ہی کامیاب ہوئے۔ نتیجہ سو فیصدی رہا۔

خلیل الرحمان۔ ہیڈ ماسٹر

سلسلہ میں شمولیت :-

مولوی محمد صالح صاحب ولد حکیم شہاب الدین صاحب سابق مبلغ قادیان۔ لائل پور سے مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کی وساطت سے سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں، اللہ تعالےٰ استقامت عطا فرمائے۔

عقدِ سعید :-

صاحبزادہ عبدالرب صاحب سرائے نورنگ ضلع بنوں کے فرزند ارجمند صاحبزادہ محمد رفیع صاحب کا رشتہ صاحبزادہ محمد طیب صاحب پسر عالیجناب شہید مرحوم کی دختر نیک اختر بعوض مبلغ ایک ہزار روپیہ حق مہر ہوا ہے۔

بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے مبارک اور کامیاب بنائے

درخواستہائے دعا

— ایس۔ ایم۔ عبداللہ صاحب بہاول نگر سے تحریر فرماتے :-

"اس سال میری بچی عزیزی نصرت سلطانہ اور عزیز طارق نے ایف اے کا امتحان دیا ہے۔ جماعت کے بزرگوں اور دوستوں سے دعا کے لئے استدعا ہے"

— محترم فضل داد صاحب محصل انجمن، چک نمبر ۸۱ جنوبی، سرگودھا، ٹائیفائڈ میں مبتلا ہیں۔

— ڈاکٹر مرزا رفیق بیگ صاحب ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر گوجرانوالہ کی اہلیہ محترمہ علیل ہیں۔

(باقی بر صفحہ ۸ کالم ۳)

مکتوب ووکنگ

ذائرین مسجد + اسلام کے متعلق دلچسپی + عید الفطر اور اخبارات + انگریزی طالبات سے خطاب + لندن کے ایک میئر صاحب کی آمد + مراکو کے تین صوبائی گورنر مسجد میں + ایک ٹیکنیکل کالج میں تقریر + لندن ہاؤس میں تقاریر کا سلسلہ افریقہ میں اسلام اور عیسائیت + اسلامی دنیا کی نظریں ووکنگ پر

مولانا محمد یعقوب خان صاحب

ووکنگ ۱۹ مئی ۱۹۵۹ء

مکرمی ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ووکنگ مشن کی ایک مختصر رپورٹ ارسال خدمت ہے

موسم سرما ختم ہونے پر اور موسم بہار کے آتے ہی ہمارے ہفتہ وار اجتماعات کی رونق میں اضافہ ہونے لگتا ہے۔ موسم گرما تو یہاں ہوتا ہی نہیں۔ پچھلے چند دن جو "شدید" گرم سمجھے گئے اور کئی پچھلے سالوں کا ریکارڈ حرارت مات ہو گیا تھا، ان میں بھی درجہ حرارت ۸۰ سے کم رہا۔

ووکنگ مسجد کے دیکھنے والوں کا دن بھر تانتا لگا رہتا ہے۔ جو لوگ سیر و تفریح کے علاوہ کوئی مذہبی دلچسپی بھی رکھتے ہیں۔ وہ مسجد دیکھنے کے بعد ملحقہ مکان میں آجاتے ہیں اور اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرتے ہیں۔ بیگم عبداللہ صاحب کو چائے کی کیتلی ہر وقت اُبلتی رکھنی پڑتی ہے اور ہر ایک نو وارد کی تواضع چائے بسکٹ سے ہوتی ہے۔ کھانے کا وقت آجائے تو عموماً کھانے میں بھی شامل ہو جاتے ہیں۔

اسلام کے متعلق دلچسپی

اسلام کے متعلق دلچسپی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ ریلوے لائن مسجد کے احاطے سے دس پندرہ گز کے فاصلے سے گذرتی ہے۔ اس لائن پر صبح چار بجے سے رات کے بارہ بجے تک اوسطاً ہر دس منٹ کے بعد ایک گاڑی گذرتی ہے۔ پہلے تو یہ عالم تھا کہ گاڑی میں بیٹھے ہوئے مسافر مسجد کا پورا نظارہ کر لیتے تھے۔ بلکہ اگر کھلے موسم میں ہم لوگ لان میں صف بچھا کر نماز پڑھتے تھے یا کوئی اور پارٹی یا اجتماع ہوتا تھا، وہ بھی انہیں نظر آجاتا تھا۔ مگر اب وہ بات تو نہیں رہی، اس لئے کہ ہمارے احاطے اور لائن کا یہ درمیانی رقبہ جس کی لمبائی کوئی ڈیڑھ سو گز ہوگی، مسجد ٹرسٹ نے ایک کارخانے کو کرایہ پر دے دیا ہے، اور کارخانہ دار نے یہاں اونچے گودام کھڑے کر دیئے ہیں، جس سے مسجد کا تمام نظارہ کٹ گیا۔ پھر بھی ایک بورڈ جو ان گوداموں کی چھتوں سے قدرے اونچا ہے، گزرنے والی ٹرینوں کے مسافروں کو نظر آجاتا ہے، اس بورڈ پر لکھا ہے "اسلام کیا ہے؟ یہ معلوم کرنے کے لئے مسجد تشریف لائیے" کئی افراد اور طالب علم محض اس بورڈ کو دیکھ کر آتے ہیں یا خط و کتابت شروع کر لیتے ہیں۔

عید الفطر اور اخبارات

پچھلی عید الفطر کے متعلق یہاں کے اخبارات نے جو رپورٹیں شائع کیں۔ ان سے بھی بہت سے لوگوں کو دلچسپی پیدا ہوئی۔ خطبہ عید میں یہاں کے لوگوں سے یہ بھی اپیل کی گئی تھی کہ وہ اسلام کے پیغام کو کھلے دل سے سننے کا تو موقع دیں۔ اخباری رپورٹوں نے اسے خاص طور پر نمایاں سرخیاں دیں۔ ان رپورٹوں کو پڑھ کر اسلام کے متعلق کئی ایک استفسارات آئے اور تقریروں کے لئے درخواستیں بھی آئیں۔

طالبات سے خطاب، اسلام پر تقریر

لندن کے ایک لڑکیوں کے سکنڈری سکول کی طرف سے خط موصول ہوا۔ کہ ہماری سب سے اونچی جماعت (چھٹی فارم) کی لڑکیوں نے خواہش ظاہر کی ہے کہ عیسائی مذہب کے متعلق تو ہمیں روز بتایا جاتا ہے اب ہم اسلام کے متعلق سننا چاہتی ہیں۔ سکول کی طرف سے یہ دعوت آئی تو میں نے یہ پسند کیا کہ میں خود ہی وہاں جا کر اسلام کی حقیقت سادہ الفاظ میں ان لڑکیوں کے ذہن نشین کر دوں۔ چنانچہ قرار پایا کہ ۱۱ جون کو وہاں اسلام پر تقریر ہوگی۔

لندن میں ایک انجمن ہے جس کا نام ہے **انٹرنیشنل فرینڈشپ لیگ** (بین الاقوامی دوستی کی لیگ)۔ اس کی شاخیں تیرہ اور ممالک میں بھی ہیں۔ پاکستان میں بھی ایک شاخ ہے۔ اس لیگ کے سیکرٹری کی طرف سے خط آیا ہے کہ مانچسٹر گارڈین میں رپورٹ دیکھنے میں آئی۔ اس سلسلہ میں یہ لکھ رہا ہوں کہ ہماری انجمن کے سامنے اسلام پر تقریریں کریں۔

میئر صاحب کی آمد

شروع مہینہ میں محمد یحییٰ بٹ صاحب لندن کے قریب ایک گرجا میں تلاوت قرآن کریم کرنے گئے۔ اس علاقہ کے میئر (MAYOR) اور میئرنی (MAYORESS) نے مسجد دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ گذشتہ اتوار (۱۷ مئی) کو دونوں آئے۔ دیر تک اسلام کے متعلق سوالات پوچھتے رہے۔ دوپہر کے کھانے میں بھی شامل ہوئے اتوار کے دن معمول یہ ہوتا ہے کہ کھانے کے بعد کوئی اڑھائی بجے ظہر کی اذان ہو جاتی ہے، اور سب لوگ مہمان اور میزبان مسجد کی طرف چل پڑتے ہیں۔ غیر مسلم مہمان تو مسجد کے اندر دیواروں کے ساتھ لگی ہوئی گدے دار بنچوں پر بیٹھ جاتے ہیں اور باقی سب نماز پڑھتے ہیں۔ نماز کے بعد امام قرآن کریم کی تلاوت کر کے ایک مختصر خطاب کرتا ہے، اور اسلام کا ایک مختصر سا خاکہ پیش کر دیتا ہے چنانچہ میئر صاحب اور میئرنی صاحبہ اور ان کے دو انگریز اردلی اور شوفر بھی مسجد میں جا کر سب کچھ دیکھتے اور سنتے رہے۔ ایک معمول یہ بھی ہوتا ہے کہ کوئی خاص مہمان آئے تو بعد نماز مسجد کی سیڑھیوں پر سید عبدالجبار شاہ صاحب مرحوم کے صاحبزادے سید محمود حسین شاہ صاحب جو فن فوٹو گرافی میں کافی دسترس رکھتے ہیں، اپنا کیمرہ لیکر سب کو کھڑا کر دیتے ہیں اور ایک گروپ فوٹو لے لیتے ہیں۔ چنانچہ مسجد میں تقریر سننے کے بعد مہمانوں اور میزبانوں کی تصویر لی گئی۔

مراکو کے صوبائی گورنر مسجد میں

اس سے پچھلے اتوار (۱۰ مئی) کو تو بہت ہی زیادہ گہما گہمی رہی، ملک مراکو کے تین صوبائی گورنر ہمارے ہاں مہمان تھے۔ یہ تینوں انگلستان آئے تھے اور حکومت برطانیہ کے مہمان تھے۔ انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ ہم ووکنگ مسجد اور مشن دیکھنے آئیں گے۔ چنانچہ ان کی عزت میں ایک لنچ پارٹی کا انتظام کیا گیا۔ جس میں کوئی دو درجن معتقدر احباب کو دعوت دی گئی تھی۔ برٹش مسلم سوسائٹی کے پریذیڈنٹ **کرنل عبداللہ بلنز ہیوٹ** اور اس کے چیئرمین **میجر فاروق فارمر** کے علاوہ لندن یونیورسٹی کے عربی کے استاد پروفیسر **داؤد کورن** بھی تھے۔ سکاٹ لینڈ کے ایک قدیم خاندان کی خاتون (جو مدت دراز سے اسلام قبول کر چکی ہیں اور مصر میں بھی سالہا سال رہ چکی ہیں) **مسز ٹیلر گرانٹ** بھی شامل ہوئیں۔ ان کی بہن **مس ڈیرا گرانٹ** بھی شامل ہوئیں یہ بہن مسلمان نہیں اور مسز ٹیلر گرانٹ خوش طبعی کے طور پر اس کا تعارف "میری کافر بہن" کہہ کر کراتی ہیں۔ مگر یہ ایسی باخلاق خاتون ہے کہ اس کا کفر بہت سے لوگوں کے اسلام پر بقول شاعر "خندہ زن" ہوتا ہے، آتے ہی اپنا کوٹ ٹوپی وغیرہ سب پھینک پھانک کر بیگم عبداللہ کے ساتھ باورچی خانہ میں لگ جاتی ہیں اور ہر کام میں ہاتھ بٹاتی ہے۔ شمالی انگلستان سے ایک اور سرگرم نومسلم رگسٹن نامی بھی آئے تھے۔ لندن یونیورسٹی کے نومسلم نوجوان عمر آسٹن بھی تھے۔

گورنر صاحبان حکومت برطانیہ کی دو بڑی کاروں میں جو یونین جیک لہرا رہی تھیں، پہنچے۔ ساتھ برطانوی محکمۂ انفارمیشن کے دو افسر تھے۔ نومسلمین کو مل کر محظوظ اور متعجب ہوئے اور موسم چونکہ خوشگوار تھا اس لئے باہر لان میں کرسیاں ڈال کر بیٹھے رہے۔ پرانے انگریز نومسلمین کی تصاویر بڑی دلچسپی سے دیکھتے رہے

مسجد کیسے بنی، مشن کس نے قائم کیا

مسجد کیسے بنی، کس نے بنائی، مشن کب اور کس نے قائم کیا، یہ سب ایک نہایت دلچسپ داستان ہے۔ کوئی نو وارد سن کر متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب اور لارڈ ہیڈلے اور سر ا. ر عبدالحی عریب صاحب کی تصویر جو احرام کے لباس میں ہے خاص طور پر جاذب توجہ ہوتی ہے۔

مسجد کے تعمیر کرنے والے ڈاکٹر لائٹنر کی کہانی تو اس قدر دلچسپ ہے کہ اگر کسی افسانہ نویس کے ہاتھ آئے تو وہ اس سے ایک ایسی کتاب مرتب کر سکتا ہے

لاکھوں لاکھ ہزار ہا کی تعداد میں بک سکے گی۔ یہ فاضل انسان آسٹریا کا رہنے والا تھا۔ کوئی درجن بھر زبانیں جانتا تھا۔ عمر کا بیشتر حصہ لاہور میں بطور پرنسپل بسر کیا۔ چترال ہنزا، بالتستان، وغیرہ علاقہ میں جاکر وہاں کے باشندوں ان کی رسومات اور زبانوں پر ریسرچ کی اور اس پر کتابیں لکھیں جو گورنمنٹ آف انڈیا نے شائع کیں۔ انہی لوگوں کے لباس میں کئی تصاویر بھی شائع شدہ ان کتابوں میں ملتی ہیں۔ بلکہ ایک نہایت ہی خوبصورت کتے کی تصویر بھی ہے جو وہ ان علاقوں سے ساتھ لائے تھے۔ ۱۹۲۱ء میں جب میں پہلی بار یہاں آیا تو ہمارے لان کے شمالی جانب درختوں کا ایک اچھا خاصہ جھنڈ ہوتا تھا۔ اس جھنڈ کے اندر ایک چھوٹی سی قبر تھی۔ یہ اس کتے کی یادگار تھی جو ڈاکٹر لائٹنر نے قائم کی تھی۔ جب وہ کتا مر گیا تو اسے اس جگہ دفن کر دیا تھا۔

ڈاکٹر لائٹنر کے حالات کی دلچسپی مجھے کہیں سے کہیں لے گئی۔ صرف ایک واقعہ ان کے متعلق ذکر کر کے اصل موضوع کی طرف آتا ہوں۔ ڈاکٹر لائٹنر بظاہر مسلمان نہ تھے، مگر عربی کے فاضل اجل تھے اور اسلام کے متعلق ان کی جو تقاریر یا تحریریں مطبوعہ موجود ہیں، ان سے پتہ لگتا ہے کہ وہ دل سے اسلام کے شیدائی تھے۔ —— یہاں سے سات آٹھ میل کے فاصلہ پر ایک قبرستان ہے جسے "بُرک وُڈ" کا قبرستان کہتے ہیں۔ ڈاکٹر لائٹنر اس میں مدفون ہیں اور اس کی لوح مزار پر کتبہ کیا ہے؛ کتبہ عربی زبان میں یہ ہے العلم خیر من المال

علم دولت سے بہتر ہے۔ یہ ہے علم (اور میرے نزدیک اسلامی صداقت) کا وہ پروانہ جس کے ہاتھوں یہ مقدر تھا کہ سرزمین یورپ میں خدا کے اس پہلے گھر کی بنیاد پڑے۔

خواجہ صاحب مرحوم و مغفور کی داستان بھی اپنے زمانہ اور حالات کے لحاظ سے ایک ایسی اڈوینچر (کارنامہ) ہے جس کی مثال ایسے کارناموں سے دی جا سکتی ہے جیسے کسی نئے بر اعظم کی دریافت یا کسی ناقابل تسخیر پہاڑی چوٹی کی مہم —— گذشتہ عید الفطر پر کسی دوست نے کیا برمحل تجویز کی تھی کہ ۱۹۶۲ء میں ووکنگ کی سلور جوبلی منائی جائے۔ اگر کسی کو ایسا کرنے کی فرصت یا توفیق ملی تو میں ان سے کہوں گا کہ اس تمام کہانی کو اس میں شامل کیا جائے۔

انگریز کہاں اور اذان کہاں

اصل ذکر گورنر صاحبان کی آمد کا تھا۔ چنانچہ پہنچ کے بعد حسب معمول مسجد میں نماز ظہر ادا ہوئی اور اس کے بعد صفوں پر بیٹھے اسلام اور مغرب میں تبلیغ اسلام پر ایک مختصر تقریر سنتے رہے۔ میں نے انہیں یاد دلایا کہ تمہارے ہی آباؤ اجداد تھے جنہوں نے سب سے پہلے یورپ کو تہذیب اور علوم کی روشنی سے منور کیا اور سپین میں جو یونیورسٹیاں قائم کیں اور علوم و فنون کے چشمے بہا دیئے اور رفاہِ عامہ کے جو کارنامے کئے وہ تاریخ انسانی کا روشن ترین باب ہیں، اور اب بھی ان بدلے ہوئے حالات میں آپ لوگوں کو اپنے اس تاریخی ورثہ کی طرف توجہ کرنی چاہیئے، اور یورپ کو اسلام کے نور سے منور کرنے میں سب سے پیش پیش ہونا چاہیئے۔

بہرحال مراکو کے یہ زعیم مشن کے کاروبار کا ایک گہرا نقش لے کر گئے، نماز کے لئے ایک انگریز نومسلم نے جب عین عربی لہجہ میں اذان دی تو ایک گورنر صاحب تو سر جھومنے لگے کہ انگریز کہاں اور اذان کہاں اور کہنے لگے کہ ووکنگ آکر جو کچھ دیکھنے میں آیا، وہ کبھی دل سے محو نہ ہو سکے گا۔ ہمیں وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ انگلستان کے اندر اس قدر بڑا کام بھی ہو رہا ہے۔

ایک ٹیکنیکل کالج میں تقریر

ووکنگ سے ۸۰۔۔۹۰ میل کے فاصلہ پر لب سمندر ایک نہایت پُرفضا شہر پورٹ سمتھ نامی واقع ہے یہاں ایک بڑا ٹیکنیکل کالج ہے جس میں اسلامی ممالک سے بھی بہت سے طلباء تعلیم کے لئے آتے ہیں۔ شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کے پوتے طاہر مصری بھی یہیں زیر تعلیم ہیں۔ اس کالج سے بھی تقریر کے لئے دعوت آئی۔ چنانچہ ۲۹ را پریل کو وہاں اسلام پر میری تقریر ہوئی لیکچر ہال بھرا ہوا تھا۔ کالج کے ایک پروفیسر نے صدارت کی۔ لیکچر کے بعد دیر تک سوالات و جوابات کا سلسلہ جاری رہا۔ اسی کالج کی دعوت پر ۱۳ رمئی کو مولانا عبدالمجید صاحب کی وہاں تقریر ہوئی اور ۱۰ رمئی کو ایک انگریز نومسلم کی تقریر اس موضوع پر قرار پائی کہ "میں نے اسلام کیوں قبول کیا؟"

لندن ہاؤس میں تقاریر کا سلسلہ

اب لندن ہاؤس کا بھی تھوڑا سا حال سن لیجئے۔ یہاں ہر ہفتہ کے روز پانچ بجے اجتماع ہوتا ہے تقاریر کا پروگرام ہر ماہ کے شروع میں ڈاک سے لوگوں کو بھیج دیا جاتا ہے —— ان تقاریر میں بھی حاضرین کی تعداد کافی سے زیادہ تھی —— اور تقاریر کے بعد دیر تک سوالات جوابات کا سلسلہ جاری رہا۔ ان تقاریر میں ایک تقریر مسز ٹوٹو نے بھی کی جو ابھی ابھی پاکستان سے آئی تھیں۔ موضوع تھا "اسلام کے فوائد"

افریقہ میں اسلام اور عیسائیت

۱۲ را پریل کو بی بی سی کے ہوم سروس میں ایک پادری صاحب کی تقریر ہوئی جو زندگی بھر افریقہ میں کام کرتا رہا ہے۔ اس نے انگریز قوم کو بتایا کہ افریقہ میں اسلام خطرناک رفتار سے پھیل رہا ہے۔ ہر ایک چار آدمیوں کے بالمقابل جنہیں ہم عیسائی کرتے ہیں، سات آدمی اسلام میں داخل ہوتے ہیں۔ مگر دل کی تسلی کے لئے ساتھ یہ کہا کہ محض تعداد کوئی چیز نہیں، عیسائیت مقابلۃً اسی قدر بیش قیمت چیز ہے۔ اور اس کی مثال یہ دی کہ ایک افریقی کو مسلمان کرتے وقت صرف چار منٹ لگتے ہیں۔ مگر عیسائی کرتے وقت چار سال لگتے ہیں۔ میں نے بی بی سی کے حکام کو لکھا کہ ایک پبلک ادارہ سے ایک مذہب کے خلاف اس قسم کی پھبتی جڑ دینا نہایت نازیبا تھا اور ساتھ ہی بتایا کہ یہ پادری صاحب اسلام کی کم قیمتی اور عیسائیت کی بیش قیمتی سمجھتے ہیں، اسی سے دونوں کی اصلی قیمت کا موازنہ ہو جاتا ہے۔ اسلام چونکہ فطرت انسانی کی آواز ہے اس لئے وہ سامنے آتے ہی دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے اور عیسائیت تو ایسے گورکھ دھندوں کا مجموعہ ہے کہ مجھے تعجب آتا ہے کہ ایک افریقائی چار سال میں بھی اسے کیسے سمجھ لیتا ہے .... مہتمم صاحب نے معذرت کا خط بھیجا ہے۔ لکھا کہ میں نے وہ مسودہ دوبارہ پڑھا ہے۔ واقعی جو الفاظ استعمال کئے گئے، وہ اچھے نہ تھے، آیندہ ایسا نہیں ہوگا۔

اسلامی دنیا کی نظریں ووکنگ پر

اسلامی دنیا میں جہاں اسلام کے متعلق کوئی سوال پیدا ہوتا ہے تو لوگ ووکنگ کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ جنوبی افریقہ کے شہر پریٹوریا سے دو اسلامی جماعتوں کی طرف سے ہمیں وہ خط و کتابت موصول ہوئی ہے جو وہ کیپ ٹاؤن کے ایک پادری سے اسلام کے متعلق کرتے رہے ہیں۔ پادری نے آخری جواب میں لکھا ہے کہ مسیح بنی نوع انسان کا واحد نجات دہندہ ہے اور اس پر ایمان لائے بغیر نجات نہیں ہو سکتی اور اسلام کا بانی ہمارے نزدیک بہرحال (نعوذ باللہ) ایک "جھوٹا پیغمبر" (FALSE PROPHET) تھا۔ ان جماعتوں کی طرف سے یہ استدعا آئی کہ ہم اس کا جواب لکھ کر بھیجیں۔ میں نے انہیں لکھا کہ اس کا جواب اس خط کے اندر تو نہیں آسکتا۔ کم از کم پچاس صفحہ کا ایک ٹریکٹ ہونا چاہیئے، جو دس ہزار کی تعداد میں شائع ہو کر مفت تقسیم کیا جائے —— میں نے انہیں یہ بھی لکھا کہ کیا وہاں (جنوبی افریقہ) سے اس کی چھپائی کے لئے کوئی مالی امداد کا انتظام کر سکتے ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ہمیں چھپائی کا تخمینہ خرچ لے کر بھیجیں اور دس ہزار کی بجائے پچاس ہزار کا تخمینہ بھیجا جائے۔ یہ ایک محنت طلب کام ہے۔ خدا کرے چند ماہ جو میرے قیام کے یہاں باقی ہیں ان میں یہ کام کر سکوں۔ (باقی۔ باقی)

اخبارِ احمدیہ

(بسلسلہ صفحہ ۶)

—— ملک محمد فیروز صاحب از نوشہرہ ککے زئیاں سیالکوٹ پچھلے جلسہ سالانہ سے عارضہ فراش ہیں، پیشاب کی بندش اور ضعف میں مبتلا ہیں۔

—— ایس۔ ایم شیداللہ صاحب از بہاول نگر ذیابیطس میں مبتلا ہیں۔ کسی صاحب کو کوئی مجرب نسخہ معلوم ہو تو ان کو بھیج دیں۔

ان جملہ حضرات کی صحت کے لئے بزرگانِ احباب سلسلہ درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کامل عطا فرمائے۔

(بسلسلہ اشاعت مؤرخہ ۲۰ رمئی ۵۹ء)

رنگون کے شیخ المعجا کی احمدیت پر نکتہ چینی

کتاب "ڈونبی" پر ایک سرسری نظر

انگریزوں کی سیاسی اغراض اور حضرت مرزا صاحب

(مولانا مرتضیٰ خان حسن)

کب تک ضبط کرو دل میں آہ ❊ چل مرے خامہ بسم اللہ

ایک بے بنیاد اختراع

کتاب زیر نظر میں ایک دوسرے مولوی صاحب جناب غلام الرحمٰن ہمدم رنگونی نے عنوان بالا سے ایک مقالہ زیب قرطاس فرمایا ہے جس میں حضرت سید احمد بریلوی اور حضرت شاہ اسمٰعیل شہید علیہما الرحمۃ کے جہاد کا ذکر کرنے کے بعد ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کا ذکر کیا ہے اور پھر اس کے بعد لکھا ہے کہ:-

"انگریزوں نے مرزا کی شکل میں ایک نئی چال چلی
یعنی انہوں نے اپنی سیاسی اغراض کے پیش نظر
مرزا صاحب سے دعوے کروا دیا تاکہ وہ
"بیدار اور کٹر مسلمانوں کو ایسی
شراب پلائے جو اُن کے
اعصاب اور دل و دماغ کو
اس قدر ماؤف کر دے کہ
صدیوں انہیں کسی بات کا ہوش
نہ رہے، اسی سیاسی مقصد کے
تحت مرزا صاحب کا انتخاب
عمل میں لایا گیا" صفحہ ۱۸

پھر لکھا ہے کہ:-

"مرزائی .... اپنے اس قصر نبوت کا
دروازہ کھلا رکھنا چاہتے ہیں جس کی
بنیاد انگریزوں کے ہاتھوں رکھی گئی تھی"

جناب ہمدم تو بہت دور کی کوڑی لائے فی الحقیقت یہ ایک بہت بڑا انکشاف ہے جو آنجناب نے کیا ہے ؎

آفریں باد بریں ہمت مردانۂ تو

اگر یہ انکشاف کہ مرزا صاحب کے دعوے کی بنیاد انگریزوں کے ہاتھ سے رکھی گئی اور اپنی ذاتی سیاسی اغراض کے پیش نظر انگریزوں نے مرزا صاحب سے دعوے کروایا دلائل براہین قویہ اور شواہد قطعیہ سے پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتے تو یہ احمدیت کے خلاف ایک بہت بڑا حربہ ہوگا۔ لیکن اگر ثبوت کا خانہ خالی رہے تو لازماً ماننا پڑے گا کہ جناب ہمدم کے اپنے ہی دماغ کی اختراع ہے یا اُن حضرات کے دماغ کا افترا جو ہمدم صاحب سے پہلے اس فن میں مہارت تامہ رکھتے تھے، اور جن کا اُگلا ہوا نوالہ جناب ہمدم نگلنا چاہتے ہیں۔

قرارداد کہاں ہے؟

انگریزوں کا حضرت مرزا صاحب سے دعوے کروانا کوئی معمولی سی بات نہیں۔ بہت بڑا اہم معاملہ ہے خصوصاً اس وجہ سے کہ ایک قوم کے عروج اور دوسری قوم کے زوال کا سوال اس کے ساتھ وابستہ بیان کیا جاتا ہے۔ اتنا بڑا معاملہ یونہی پھونک مارنے سے تو طے نہیں ہوگیا ہوگا۔ فریقین کی باہمی قرارداد سے ہی طے ہوا ہوگا۔ پھر یہ بھی دیکھ لینا چاہیئے کہ جس شخص سے اتنا بڑا خطرناک دعوے کروایا گیا جس کی وجہ سے اسکو مطاعن وملامت کا ہدف بننا پڑا اور اپنی جان جوکھوں میں ڈالنی پڑی اس کو کچھ انعام و اکرام یا صلہ کا وعدہ بھی ضرور دیا گیا ہوگا۔ کوئی زمین کوئی جاگیر۔ کوئی مربعے۔ یا کم از کم کوئی خطاب ہی، آخر اتنا بڑا سودا مفت تو نہیں ہو سکتا تھا کچھ نہ کچھ لالچ تو ضرور دیا گیا ہوگا۔ اور ممکن ہے کہ اس قرارداد کے ساتھ کوئی اور شرائط بھی طے پائی ہوں جن کا علم جناب ہمدم صاحب کو ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن شرائط کو چھوڑیئے سوال تو اصل قرارداد کا ہے۔ کہ وہ کب اور کس کس کے درمیان طے پائی؟ ایک فریق تو خود حضرت مرزا صاحب ہوں گے، دوسرے فریق میں کونسے کونسے ذمہ دار انگریز تھے جن کے ساختہ پرداختہ کو حکومت انگلشیہ نے آخری اور قطعی سمجھ کر منظور کر لیا۔ پھر یہ اہم قرارداد ضابطہ تحریر میں بھی آئی ہوگی کیونکہ اپنی نوعیت اور نتائج کے اعتبار سے یہ بہت بڑی اہم قرارداد تھی۔ یہ ایک ایسی قرارداد تھی جس کی وجہ سے برصغیر ہندوستان کے کروڑوں مسلمان جو انگریزوں کے خلاف نشۂ جہاد سے سرشار کیل کانٹے سے لیس میدان غزا میں سربکف کھڑے تھے دشمن پر دھاوا بولتے بولتے یک لخت رک گئے۔ ایک شخص نے اپنی جہاد بھری تحریروں سے ان کی جہاد کی روح کو کچل کر رکھ دیا، حضرت سید احمد بریلویؒ اور حضرت شاہ اسمٰعیل شہید علیہما الرحمۃ کے پیدا کردہ جذبۂ حریت کو پامال کر دیا اور "کٹر اور بیدار مسلمانوں" کو حکومت برطانیہ کی وفاداری کا ایسا نشہ پلایا کہ وہ آخر وقت تک ہوش میں نہ آئے اور انگریز بلا کھٹکے دھڑلے سے حکومت کرتے رہے۔

ثبوت پیش کریں

غرض یہ قرارداد جو اس قدر اہم نتائج پر منتج ہونے والی تھی معرض تحریر میں ضرور آئی ہوگی، اور معلوم ہوتا ہے کہ جناب ہمدم صاحب کو اس تحریر کا ثبوت مل گیا ہے جس کے تلے دبے پڑے وہ اتنا بڑا انکشاف دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ بسم اللہ! ہمدم صاحب براہ مہربانی آپ اس ثبوت کا اعلان فرمائیں اور دنیا پر احسان کریں اور جس قدر جلد ہو سکے اس نیک کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچا کر جزائے دارین حاصل کریں۔ اور اگر آپ فرمائیں کہ ایسی کسی تحریر کا ثبوت آپ کے پاس نہیں ہے اور آپ کا خیال ہے کہ یہ قرارداد تحریر میں نہیں آئی تھی بلکہ محض زبانی ہی طے ہوئی تھی تو چلئے اس کا ہی ثبوت کچھ تھوڑا بہت دے دیجئے۔ آخر کوئی سن کوئی تاریخ، کوئی مقام جہاں یہ قرارداد طے پائی ہو۔ اس ذمہ دار برطانوی آفیسر کا نام جس کی وساطت سے یہ معاملہ طے پایا ہو، کچھ تو اتہ پتہ بتائیں اور کچھ تو ثبوت بہم پہنچائیں ؎

قرار دکیسے باتو نا گفتہ کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

من گھڑت ڈھکوسلہ

لیکن خوب یاد رکھئے کہ نہ کوئی تحریری ثبوت آپ پیش کر سکتے ہیں اور نہ غیر تحریری، یہ سب ڈھکوسلے ہیں جو یار لوگوں نے بنا رکھے ہیں۔ ان میں ذرہ بھر صداقت نہیں۔ کسی نادان نے خدا سے نڈر ہو کر ایک ڈھکوسلہ گھڑ دیا۔ ایک دوسرا کھڑا ہوا اس نے بھی اس کی نقل کر دی۔ تیسرا اٹھا اس نے بھی نقل در نقل میں ہی اپنی کامیابی سمجھی، اور بعد میں آنے والے حضرات بھی مکھی پر مکھی مارتے چلے گئے۔ نہ کوئی تحقیق سے غرض اور نہ کسی تدقیق سے واسطہ، جو کچھ بڑوں سے سنا اُسے پلّے باندھ لیا اور آگے چلا دیا، کیوں نہ ہو آخر هذا ما وجدنا علیه اٰباءنا کہنے والے بھی تو اس دنیا میں گزرے ہی ہیں لتتبعن سنن من قبلکم۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل صحیح فرمایا ہے جس کا منظر آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

نصاریٰ سے حضرت مرزا صاحب کی جنگ

خدا کے بندو! کن توہمات میں پڑے ہو۔ حضرت مرزا صاحب کی ساری عمر تو نصاریٰ کے ساتھ جنگ میں گزر گئی۔ پھر یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ نصاریٰ سے آپ کی ساز باز تھی سنئے اور غور سے سنئے۔ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام وہ شخص ہیں جنہوں نے دلائل و براہین نیرہ سے نصاریٰ کے چھکے چھڑا دیئے، اُن کے مذہب کی دھجیاں بکھیر دیں، اُن کے بڑے بڑے زعما سے قلمی جنگ کی اُن کے بڑے بڑے بادشاہوں مثلاً ملکہ وکٹوریہ قیصرۂ ہند۔ قیصر جرمنی۔ زار روس کو نہایت واضح الفاظ میں پیغام اسلام دیا، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی تبلیغ کی اور اُن پر اتمام حجت کیا۔ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام وہ شخص ہیں کہ جب ہندوستان میں اسلامی اقتدار کا چراغ گل ہو گیا اور صلیب کے پرستار جوق در جوق مسلمانوں کے

ایمان پر ڈاکہ ڈالنے اور ان کو دینِ حنیف سے مرتد کرنے کے لئے ہندوستان میں آ گھسے اور قریہ بہ قریہ پھیل گئے تو وہ ان کے خلاف سینہ سپر ہو کر کھڑا ہو گیا۔ وہ ان سے لڑا تلوار سے نہیں بلکہ دلائل کی شمشیرِ خارا شگاف سے ایسے تابڑ توڑ حملے کئے کہ ان کو راہِ فرار اختیار ہے جس نے اہلِ اسلام کو متنبہ کیا کہ عیسائی ہی وہ دجّال ہیں جس سے ہمارے نبی کریمؐ نے اپنی قوم کو بار بار ڈرایا ہے۔ اس زمانہ میں فتنہ کی اصل جڑھ یہی لوگ ہیں چنانچہ فرماتے ہیں ؎

وکم من ظالم یبغی فساداً
وقسیسین اصل الافتتان

یعنے اس زمانہ میں ظالم تو بہت ہیں جو فساد پھیلانے کے درپے ہیں مگر فتنہ کی اصل جڑھ پادری ہی ہیں۔ بالفاظ دیگر آپ اپنی قوم کو متنبہ فرما رہے ہیں کہ سیاسی اقتدار سے تو ہاتھ دھو بیٹھے ہو۔ اب اپنا دین تو اس قوم کے ہتھکنڈوں سے بچالو، کیا ایسے شخص کے متعلق ہی کہا جاتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو ایسا نشہ پلانا چاہتا تھا کہ جس سے مسلمان صدیوں تک ہوش میں نہ آئیں اور وہ انگریزوں کی غلامی میں جکڑے رہیں وہ تو برعکس اس کے مسلمان قوم کو بیدار کر رہا ہے کہ دیکھو یہ نصاریٰ تمہارے دشمن ہیں یہ دجّال ہے اس کے مکر و فریب سے بچتے رہو، بلکہ ان کا مقابلہ کرو اور ان کے فتن کا سدِّ باب کرو۔ العجب ثم العجب۔ جو شخص مسلمانوں کو عیسائیوں کے خلاف جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر بیدار کر رہا ہے اور ان کے فتن سے بیدار کر رہا ہے اسی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس نے عیسائیوں کے ساتھ اسلام کے خلاف گٹھ جوڑ کر رکھا تھا۔

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

دعوےٰ مسیحیت اور عیسائی مذہب پر کلہاڑا

حضرات پھر سنئے! حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا تھا، کسرِ صلیب اور قتلِ دجّال آپ کا فرضِ منصبی تھا، جو آپ نے پورا کر دکھایا، قتلِ دجّال سے مراد دجّال کے دعاوی کی تردید اور تغلیط اور ان کا ابطال ہے۔ چنانچہ واقعات گواہی دے رہے ہیں کہ جو کچھ مرزا صاحب نے عیسائیت کی تردید میں کر دکھایا وہ اپنی نظیر نہیں رکھتا، مثلاً یہ کہ آپ نے عیسائیوں کے خدا کی موت ثابت کر دی اور کفارہ جس پر عیسائیت کی ساری عمارت کھڑی ہے اس کو خود اُن کی کتب سے ہی باطل قرار دیا جس کا جواب اب تک عیسائی دنیا نہیں دے سکی تو کیا جس شخص نے عیسائیت کی اس قدر مخالفت کی اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ درپردہ عیسائیوں سے ملا ہوا تھا اور انہوں نے ہی اس سے دعوے کروایا تھا۔ کیا انگریزوں نے اس سے اس لئے دعوے کروایا تھا کہ وہ ان کے کروایا تھا کہ آپ ان کے خداوند یسوع مسیح کو گالیاں دیا کریں، کیا دنیا میں ایسا بھی کوئی احمق ہوگا جو دوسروں سے خود اپنے خدا کو گالیاں دلوائے۔

یہ عجیب بات ہے کہ بقول جناب ہمدم انگریزوں نے مرزا صاحب سے دعوے کروایا، اسلام کے خلاف اسلام کو مٹانے کے لئے اور مرزا صاحب اُلٹے انہیں کے مذہب کو ملیامیٹ کرنے کے درپے ہو گئے۔ مولانا! یہ بات ہی غلط ہے اور قطعاً غلط ہے کہ انگریزوں نے مرزا صاحب سے دعوے کروایا تھا اور مرزا صاحب کا اور عیسائیوں کا آپس میں سمجھوتا تھا۔ ایسی بھول بھلیوں میں پڑنا یا لوگوں کو ان میں ڈالنے کی کوشش کرنا اپنے احمق پن کا ثبوت دینا ہے۔

کیا یہ انگریزوں سے دوستانہ تعلقات ہیں؟

اس سوال کا ایک دوسرے پہلو سے بھی جائزہ لیا جا سکتا ہے، یہ بدیہی بات ہے کہ نصاریٰ حضرت مرزا صاحب کے بہت بڑے بدخواہ اور دشمن تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے ہی حضرت مرزا صاحب پر قتل کا مقدمہ کھڑا کیا تھا اور اس طرح سے آپ کو پھانسی پر لٹکوانے یا کم از کم حبسِ دوام کی سزا دلوانے کی کوشش کی تھی یہ الگ بات ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت پر کوئی آنچ نہ آنے دی اور یا نار کونی بردًا و سلامًا کے حکمِ الٰہی سے آپ بالکل بری ثابت ہوئے لیکن عیسائیوں نے اپنی طرف سے آپ کو تباہ و برباد کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے عدالت میں حلفیہ بیان دیا تھا کہ مرزا قادیانی کا وجود عیسائیوں کے لئے سخت خطرناک ہے۔ اب ذرا غور فرمائیں کہ اگر معزز قرارداد کے مطابق آپ کے دعوے کا مقصد اسلام کی تخریب اور عیسائیت کو فروغ دینا ہوتا تو کیا عیسائی آپ کے دشمن ہو سکتے تھے؟ ہرگز نہیں وہ تو آپ کے قلبی دوست ہوتے۔ لیکن یہاں یہ عالم ہے کہ عیسائی آپ کے جانی دشمن ہیں اور آپ کی ہلاکت کے خواہاں اور دن رات آپ کے خلاف پروپیگنڈا میں مصروف ہیں۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا، دور جانے کی ضرورت نہیں، کتاب زیرِ نظر میں ہی ایک گندی نظم عیسائیوں کی حضرت مرزا صاحب کے خلاف چھپی ہوئی موجود ہے جس میں نہایت متہتک اور توہین آمیز الفاظ میں حضرت مرزا صاحب کو مخاطب کیا گیا ہے۔ کیا دوست دوستوں کے متعلق اسی قسم کی نظم بنایا [illegible] مرزا صاحب [illegible] سے ساز باز تھی اور انگریزوں نے بھی مرزا صاحب سے اسلام کے خلاف دعوے کروایا تھا؟

آپ کی کذب بیانی کیا ہے؟

الغرض مکرم ہمدم صاحب! جو انکشاف آپ دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں اس کی نہ کوئی سند ہے اور نہ ثبوت اور واقعات کی شہادت سراسر اس کے خلاف ہے، تو پھر کیا یہ آپ کا محض من گھڑت افسانہ نہیں؟ کیا یہ صریح غلط بیانی نہیں؟ مرزا صاحب علیہ السلام تو بقول آپ کے نبوت کا دعوے کر کے کذاب ٹھہر گئے۔ لیکن اگر آپ صاحبوں میں سے کوئی کذب بیانی کا مرتکب ہو تو اس کو آپ کی لغت میں کیا کہتے ہیں؟ ذرا اس کی تشریح فرما دیجئے۔

حضرت نبی کریم صلعم کے خلاف پراپیگنڈا

اس موقعہ پر مجھے ایک بات یاد آ گئی۔ ایک دفعہ ہمارے مرحوم بھائی مولانا مصطفٰے خاں صاحب نے فرمایا کہ جب ہم ووکنگ (انگلستان) میں تھے دو انگریز وہاں کی شاہجہان مسجد دیکھنے کے لئے آئے انہیں مسجد دکھائی گئی اور ان سے متفرق باتیں بھی ہوئی لیکن ہم نے دیکھا کہ وہ مسجد میں کبھی ایک کونے کی طرف جھانکتے ہیں اور کبھی دوسرے کونے کی طرف بھائی صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ ان کی یہ حالت دیکھ کر ہم نے ان سے پوچھا کہ آپ کو کس چیز کی تلاش ہے؟ کہنے لگے کہ ہم وہ IDOL (یعنے بُت) دیکھنا چاہتے ہیں جس کی پرستش کی جاتی ہے، یہ سن کر ہمیں بے اختیار ہنسی آ گئی، اور انہیں بتایا گیا کہ ہم لوگ بُت پرست نہیں ہیں، بلکہ خدائے واحد کے پرستار ہیں، ہم سوائے خدا کے کسی کے آگے نہیں جھکتے، اور نہ کسی کی پرستش کرتے ہیں۔ اس واقعہ سے یہ ثابت ہوا کہ اس دنیا میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو اسلام جیسے مذہب کے متعلق خیال کرتے ہیں کہ یہ بت پرستی کی تعلیم دیتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ زمانہ وسطیٰ میں جو سخت تاریکی کا زمانہ تھا یورپ میں اسلام کے متعلق عجیب در عجیب نظریئے قائم کئے گئے۔ منجملہ ان کے ایک یہ بھی تھا کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بت پرستی

کی تعلیم دیا کرتے تھے نعوذ باللہ من ذالک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو وہ انسان ہیں جنہوں نے دنیا سے بت پرستی کا قلع قمع کیا اور توحید کو قائم کیا لیکن لوگ ہیں کہ حضور کے متعلق یہ خیال کرتے ہیں کہ آپ نعوذ باللہ بت پرستی سکھاتے تھے۔

حضرت مرزا صاحب کے خلاف مولوی صاحبان کی ضد

یہی حال ہم اپنے گھر میں دیکھ رہے ہیں، حضرت مرزا صاحب علیہ السلام تو ساری عمر اسلام کی حمایت میں نصاریٰ سے جنگ کرتے رہے اور انہیں دجّال قرار دیا، اُن کے فتن سے مسلمانوں کو ڈرایا اور انہیں بیدار کیا۔ لیکن ہمارے علمائے کرام کا فرمان ہے کہ آپ اسلام کے خلاف نصاریٰ سے ساز باز رکھتے تھے، یہ کس قدر غلط بیانی ہے جو ان علماء کی طرف سے کی جارہی ہے اور لطف یہ ہے کہ باوجود سمجھانے کے سمجھتے نہیں۔ ضد کرنا اپنی بات کی پچ کرنا یہ ہمارے مولوی صاحبان کی فطرت ثانیہ بن چکی ہے۔ لیکن جو شخص خدا سے ڈرتا ہے اور تقویٰ لے شعار ہے وہ کسی دشمن کے خلاف بھی ایسی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوگا جو خلاف واقعہ ہو۔ اور یہی خدا کا حکم ہے

لا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی

شجر احمدیت کے پھلوں کو دیکھو

کہتے ہیں درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے کاش ہمارے نکتہ چین بزرگ حضرت مرزا صاحب کو ان کے پھلوں سے بھی پہچاننے کی کوشش کریں اگر وہ ایسا کریں گے تو اُن پر حقیقت حال منکشف ہو جائے گی۔ جماعت لاہور ہو یا جماعت قادیان دونوں جماعتوں نے یورپ میں نصاریٰ کے خلاف محاذ قائم کر رکھے ہیں اور اُن کے مذہب کی دن رات تردید کرتے ہیں، یہ کس کی تعلیم ہے؟ یہ ان کو کس نے کہا کہ تم عیسائی ملکوں میں جاؤ اور تثلیث پرستوں کو توحید کی تعلیم دو اور انہیں حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا دین پہنچاؤ۔ یہ ان کو اُن کے امام کا حکم ہے جس کے متعلق آپ لوگ کہتے ہیں کہ وہ نصاریٰ کا ایجنٹ تھا۔ خدا کے فضل سے سینکڑوں نفوس جو تثلیث کے علمبردار تھے اب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے کھڑے ہیں اور کوئی مہینہ خالی نہیں جاتا کہ پانچ دس نفوس حلقہ بگوش اسلام نہ ہوتے ہوں اللّٰھم زد فزد۔

کیا یہ اُس شخص کا کارنامہ نہیں ہے جس کے متعلق ہمارے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ وہ نصاریٰ سے ساز باز رکھتا تھا۔

عیسائیت کے خلاف اسلام کا زبردست علمبردار

یاد رکھو! حضرت مرزا صاحب اسلام کے بڑے محسن ہیں، ان کے اسلام پر بڑے احسانات ہیں۔ وہ اس زمانہ میں جبکہ ملک ہمارے ہاتھوں سے نکل چکا تھا اور ہمارا سیاسی اقتدار ختم ہو چکا تھا، عیسائی پادری اور بڑے بڑے انگریز مشنری ملک میں آدھمکے تھے اور ان کو یقین تھا کہ جس طرح انہوں نے ملک لے لیا ہے وہ یہاں کے باشندوں اور بالخصوص مسلمانوں کو بھی جو اس وقت سخت مفلوک الحال ہو رہے تھے اپنے مذہب میں لے آئیں گے ایسے نازک وقت میں حضرت مرزا صاحب اسلام کے ایک زبردست علمبردار بن کر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے اپنی قوم کو عیسائیت کے سیلاب سے بچالیا یہ کتنا بڑا احسان ہے یہی وہ کام ہے جو اب تک آپ کی جماعت کر رہی ہے، کیا ایسے شخص کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ اسلام کے خلاف انگریزوں کے ساتھ ملا ہوا تھا؟ ہرگز نہیں۔

مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ حریت مٹانے کا الزام

حیرت ہے کہ کس سادگی سے کہہ دیا جاتا ہے کہ مرزا صاحب سے انگریزوں نے دعویٰ کرایا، اور ان کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کے دل سے حریت کا جذبہ اور آزادی کی روح مٹا دی جائے اور انگریز نہایت اطمینان اور تسلی سے ملک کو لقمۂ تر بنائے رکھیں۔ اور کوئی ان کا مزاحم نہ ہو، اگر ایسا ہی تھا تو مقام غور ہے کہ مرزا صاحب تو زیادہ سے زیادہ اپنے مریدوں ہی کے دل سے آزادی اور حریت کا جذبہ مٹا سکتے تھے۔ دوسرے مسلمان جو کروڑوں کی تعداد میں ملک کے اندر موجود تھے ان پر تو مرزا صاحب کو کوئی اختیار حاصل نہ تھا۔ وہ تو آپ کے دشمن تھے اور آپ کی صحیح بات کو بھی غلط قرار دیتے تھے۔ تو پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحب کے ذریعہ قوم کو ایسا نشہ پلایا گیا کہ ان کو صدیوں تک ہوش نہ رہی، اگر قوم کی قوم حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر ایمان لے آئی ہوتی تو پھر تو کہا جاسکتا تھا کہ آپ کی تعلیم سے مسلمان قوم کے دلوں سے حریت کا جذبہ نکل گیا۔ مگر یہاں تو عالم ہی دوسرا ہے۔ سوائے چند ہزار کے کروڑوں مسلمان آپ سے الگ تھلگ پڑے ہیں، بلکہ آپ کے مخالف ہیں ان کو تو مرزا صاحب بہکا نہیں سکتے تھے تو پھر وہ کس طرح حریت کے جذبہ اور آزادی کی روح سے بیگانہ ہو گئے کیوں ان پر جمود طاری رہا، اور ان کی حریت کی سپرٹ کیوں ماری گئی، خوب غور کر کے پھر دیکھ لو مرزا صاحب اپنے مریدوں پر تو اثر انداز ہو سکتے تھے مگر کروڑوں مسلمانوں پر ان کا کوئی اثر نہیں تھا تو پھر مسلمانوں کے جمود کو آپ کی طرف منسوب کرنا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے بالبداہت اس جمود کے اور ہی اسباب ہوں گے۔ بادی النظر میں مسلمانوں کو انگریزوں کے خلاف علم حریت اُٹھانے سے روکنے والے وہی حضرات ہو سکتے ہیں جن کی توقعات حکومت سے وابستہ تھیں جو کسی نہ کسی اعزاز یا خطاب کے خواہاں تھے، اور جنہیں گورنمنٹ نے اپنی نوازشات سے سربلند کیا تھا۔

انگریزوں کی نظر انتخاب اور حضرت مرزا صاحب

ہمدم صاحب نے کس بھولے بھالے انداز میں کہدیا کہ اپنے سیاسی مصالح کے حصول کیلئے انگریزوں کی نظر مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام پر پڑی۔ مقام غور ہے کہ مرزا صاحب علیہ السلام میں وہ کیا خصوصیات تھیں جن کی وجہ سے انگریزوں کی نظر آپ پر پڑی۔ یہ بات تو خود آپ حضرات کے مسلمات کی رُو سے غلط قرار پاتی ہے، آپ لوگوں کی نظر میں حضرت مرزا صاحب کی پوزیشن کیا ہے (نعوذ باللہ من ذالک) ایک مخبوط الحواس مالیخولیا زدہ۔ افیونی، جس کی آنکھیں بوجہ افیون پوری طرح کھل نہیں سکتیں، گویا ہمیشہ پینک میں رہتا ہے، ایک ایسا شخص جو "امراضِ خبیثہ" میں مبتلا تھا (نعوذ باللہ من ذالک) اور تعلیمی لحاظ سے اس قدر گیا گذرا کہ عربی فارسی کی ابتدائی درسی کتب بھی پوری طرح پڑھی نہیں تھیں۔ تو کیا انگریزوں کی نظر ایسے شخص پر پڑی جس کے دل و دماغ ہی درست نہیں، کیا انگریز ایسے ہی احمق تھے کہ انہوں نے اپنے اہم پولٹیکل یا سیاسی مقاصد کے لئے ایک ایسے شخص کو منتخب کیا جس کے ہوش و حواس ہی درست نہ تھے جو افیون کھاتا تھا، اور دن رات پینک میں پڑا رہتا تھا، اور پینک کی وجہ سے اس کی آنکھیں بھی آدھی کھلی اور آدھی بند رہتی تھیں اور اس کی جسمانی صحت کی کیفیت یہ تھی کہ "امراضِ خبیثہ" اس کو لاحق تھیں، ان امراض والا شخص تو بالبداہت نہ کوئی دین کا کام کر سکتا ہے اور نہ دنیا کا، پھر وہ بقول آپ کے بے علم بھی تھا چند ابتدائی کتب بھی پوری طرح نہیں پڑھی تھیں۔

ہمدم صاحب مکرم! برطانیہ کے مدبرین اور سیاست دان ہرگز ایسے لایعقل نہیں ہو سکتے تھے کہ اُن کی نظرِ انتخاب ایسے شخص پر پڑتی، جس میں کوئی قابلیت کا جوہر ہی نہیں تھا۔ چاہئے تھا وہ کسی زیرک باہوش، صاحب عقل و خرد، صاحب علم و فضل۔ تندرست، ہٹے کٹے شخص کا انتخاب عمل میں لاتے ان کے پاس سرسید تھے، مولانا شبلی تھے، ڈپٹی نذیر احمد تھے، جو بہت بڑی ممتاز حیثیتوں کے مالک تھے اور انگریزوں کے دلی خیرخواہ اور اُن کے خلاف جہاد کے سخت مخالف تھے۔ مرزا غلام احمد کے انتخاب کی تو کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ خود آپ لوگوں کے مسلمات ہی آپ کے نظریہ کو رد کر رہے ہیں، ہماری تردید کی ضرورت ہی نہیں۔

پیغام صلح ۳ جون ۱۹۵۹ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۲۲

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

سالانہ چندہ: پاکستان سے چھ روپے - ہندوستان سے چھ روپے (ہندوستانی سکہ)

ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ } شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان ۱۰۰/۸ ملک پیٹھ - محلہ اعظم پورہ حیدر آباد دکن (انڈیا)

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دوں گا (الہام مسیح موعودؑ)

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور پاکستان

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برار
گمرہاں را چشم کُن روشن ز آیاتِ مبیں

تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور

ٹیلیفون نمبر:- ۳۷۳۷

ایڈیٹر:- دوست محمد

جلد ۴۷ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲؍ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۰؍ جون ۱۹۵۹ء | نمبر ۲۳

ہمارا مذہب

(از حضرت مسیح موعودؑ)

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام

آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست

یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں

سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

(مسیح موعودؑ)

آنحضرت صلعم کے نقشِ قدم پر چلو اور ایک ذرّہ بھر بھی ادھر یا ادھر ہونے کی کوشش نہ کرو

"انسان کو انسان کامل بنانے کا ایک کارگر اور خطا نہ کرنیوالا نسخہ"

فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے اس پہلی ہی سورت میں ہمارے لئے کس قدر مبسوط طریق پر فضل کی راہ بتادی ہے۔ اس سورت میں جس کا نام خاتم الکتب اور ام الکتب بھی ہے۔ صاف طور پر بتا دیا ہے کہ انسانی زندگی کا کیا مقصد ہے اور اس کے حصول کی کیا راہ ہے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ۔ گویا انسانی فطرت کا اصل تقاضا اور منشاء ہے اور وہ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ پر مقدم کرکے یہ بتایا ہے کہ پہلے ضروری ہے کہ جہاں تک انسان کی اپنی طاقت، ہمت اور سمجھ میں ہو خدا تعالےٰ کی رضامندی کی راہوں کے اختیار کرنے میں سعی اور مجاہدہ کرے اور خدا تعالےٰ کی عطا کردہ قوتوں سے پورا کام لے۔ اور اس کے بعد پھر خدا تعالےٰ سے اس کی تکمیل اور نتیجہ خیز ہونے کے لئے دعا کرے۔ انسانی زندگی کا مقصد اور غرض صراطِ مستقیم پر چلنا اور اس کی طلب ہے، جس کو اس سورۃ میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ یا اللہ ہم کو سیدھی راہ دکھا۔ ان لوگوں کی راہ جن پر تیرا انعام ہوا ہے۔ یہ وہ دعا ہے جو ہر نماز میں اور ہر رکعت میں مانگی جاتی ہے۔ اس دعا کا اس قدر تکرار ہی اس کی ضرورت کو ظاہر کرتا ہے۔ ہماری جماعت یاد رکھے کہ یہ معمولی سی بات نہیں ہے۔ اور صرف زبان سے طوطے کی طرح ان الفاظ کا رٹ دینا اصل مقصود نہیں ہے۔ بلکہ یہ دعا انسان کو انسان کامل بنانے کا ایک کارگر اور خطا نہ کرنے والا نسخہ ہے۔ جسے ہر وقت نصب العین رکھنا چاہیئے۔ اور تعویذ کی طرح مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اس آیت میں چار قسم کے کمالات کے حاصل کرنے کی التجا ہے۔ اگر انسان ان چار قسم کے کمالات کو حاصل کر لے گا تو گویا دعا مانگنے اور خلقِ انسانی کے حق کو ادا کر دے گا۔ اور ان استعدادوں اور قوتوں کے بھی کام میں لانے کا حق ادا ہو جائے گا جو اس کو دی گئی ہیں، اس بات کو کبھی بھولنا نہیں چاہیئے کہ قرآن شریف کے بعض حصے دوسرے حصوں کی تفسیر اور شرح ہیں، ایک جگہ ایک امر بطریق اجمال بیان کیا جاتا ہے، تو دوسری جگہ وہی امر کھول کر بیان کر دیا گیا ہے۔ گویا دوسرا پہلے کی تفسیر ہے۔ پس اس جگہ جو یہ فرمایا صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ تو یہ بطور اجمال ہے۔ لیکن دوسرے مقام پر منعم علیہ کی خود ہی تفسیر کر دی ہے۔ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ وَ الشُّہَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیۡنَ منعم علیہم لوگ چار قسم کے ہوتے ہیں، نبی صدیق، شہید، صالح، انبیاء میں چاروں شانیں موجود ہوتی ہیں، کیونکہ یہ اعلےٰ کمال ہے، ہر ایک انسان کا یہ فرض ہے کہ وہ ان کمالات کے حاصل کرنے کے لئے جہاں تک مجاہدہ صحیحہ کی ضرورت ہے اس طریق پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے دکھا دیا ہے کوشش کرے۔

یاں یہ بھی تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ بہت سے لوگ ہیں جو اپنے تراشے ہوئے وظائف اور اوراد کے ذریعہ سے ان کمالات کو حاصل کرنا چاہتے ہیں یا خدا تعالےٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرنا چاہتے ہیں لیکن میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار نہیں کیا وہ محض فضول ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر منعم علیہ کی راہ کا سچا تجربہ کار اور کون ہو سکتا ہے۔ جن پر نبوت کے بھی سارے کمالات ختم ہو گئے۔ آپ نے جو راہ اختیار کی وہ بہت ہی صحیح اور اقرب ہے۔ اس راہ کو چھوڑ کر دوسری راہ ایجاد کرنا خواہ وہ بظاہر کتنی ہی خوش کن معلوم ہوتی ہو، میری رائے میں ہلاکت ہے۔ اور خدا تعالےٰ نے مجھ پر ایسا ہی ظاہر کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اتباع سے خدا ملتا ہے اور آپ کے اتباع کو چھوڑ کر خواہ کوئی ساری عمر ٹکریں مارتا رہے گوہرِ مقصود اس کے ہاتھ میں نہیں آ سکتا۔

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جُھکا دیا ۔ گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

تبلیغی خط و کتابت

اس عنوان کے تحت وہ خطوط درج کئے جاتے ہیں جو انجمن کی تبلیغی ڈاک کے جواب میں موصول ہوتے ہیں -

جاوا میں تبلیغِ احمدیت

ترجمہ خط از ایس - ڈبلیو برہان العارفین جاوا (انڈونیشیا)

السلام علیکم

بہت مدّت مرکز (لاہور) کے ساتھ تعلق قائم نہ رہا - یہ میرے اپنے جمود کی وجہ سے ہوا - میں اس خطا کے لئے معافی کا خواستگار ہوں -

آپ یہ سُن کر خوش ہوں گے کہ بیرونی اضلاع کے علم دوست اصحاب اور عوام قرآن شریف کی اعلٰے و اکمل تعلیم کی طرف گہری توجہ دے رہے ہیں، اور قرآنک لیکچروں کے لئے مجھ پر انکے تقاضوں کی بڑی کثرت ہے یہاں تک کہ میری طاقت اور قلب پر کثرتِ کار کا بہت بڑا اثر ہے، میں سوچتا رہتا ہوں کہ میں ان اصحاب کے تقاضوں کو کیسے پورا کروں گا -

اُن کی قرآن کے ساتھ دلچسپی قائم رکھنے کے لئے بہت سے رکوع (جاوی زبان میں) طبع کرائے گئے ہیں -

یہ اصحاب اکثر طور پر پیدائشی مسلمان ہیں - جب بھی وہ اپنی زبان میں قرآن شریف کا ترجمہ پڑھتے ہیں تو قرآن شریف کے حقائق و معارف اور دوراہی صداقتیں پڑھکر حیران ہو جاتے ہیں - جو دورِ حاضر کے عظیم الشان امام حضرت مرزا غلام احمدؐ کی قلم جوہر رقم سے نکلے ہیں اور اقصائے عالم کو متاثر کر رہے ہیں -

گذشتہ دسمبر سے پہلے تو میں اپنے ہی ضلع میں تبلیغ اسلام میں مصروف رہا - ہمارے ضلع نے احمدیت کی تبلیغ کے لئے ایک صالح بیج کا کام دیا ہے جس سے درختِ اسلام پھوٹ کر نکل آئے اور دُور دراز جگہوں تک انکی شاخیں پھیل گئی ہیں یہاں تک کہ پانچ اور اضلاع احمدیت کی خوشبو سے مہک اُٹھے ہیں -

الحمد للہ کہ تعلیم اسلام کی فلاسفی "جیسا کہ حضرت مرزا غلام احمد نے پیش فرمائی فتوحات حاصل کرتی جاتی ہے - اس کے ذریعہ سے بہت سی بنجر روحیں شگفتہ ہو گئی ہیں اور ان کی زندگی میں بہت بڑا انقلاب آ گیا ہے اور کار آمد ہو گئی ہیں -

میں نے اکثر مواقع پر اپنے سلسلۂ تقاریر کے دوران میں لوگوں کو حضرت مسیح موعودؑ کا سُنہ گذار پایا کہ حضور نے دنیا کو اسلام سے روشناس فرمایا - ان باتوں نے میرے دل پر بہت گہرا اثر کیا ہے -

برادر عزیز میرے بیٹے اور مسز موتھر کے لئے دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالٰے ہمیں خدمتِ اسلام کے سلسلہ میں بہت کامیابیاں عطا فرمائے - اور اپنے فرائض کی ادائیگی میں اللہ تعالٰی ہماری مدد اور راہنمائی فرمائے -

ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے رہیں گے کہ ہمیں لائٹ بھی باقاعدہ مل رہا ہے -

ہمارا بزرگان سلسلہ کی خدمت میں السلام علیکم عرض کر دیں -

نوٹ :- یہ بزرگ جاوا میں ہمارے اعزازی مبلّغ ہیں اور بہت قابل اور متقی انسان ہیں - (غلام قادر)

کینیڈا

ترجمہ خط از رے گِنی عادا ماٹرس - کینیڈا

السلام علیکم

گذشتہ سردیوں میں میں نے ایک کتاب موسومہ "ریلیجن آف اسلام" مصنفہ محمد علی رح جو کہ ٹورنٹو یونیورسٹی کی لائبریری کو تحفۃً بھیجی گئی تھی پڑھی -

اس کتاب نے مجھے ایسا متاثر کیا کہ میں مسلمان ہو گیا - اب میرا ارادہ کسی مسلمان خاتون سے شادی کرنے کا ہے -

ریلیجن آف اسلام سے میں زیادہ تر متاثر اس بات سے ہوا کہ یہ کتاب انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر بحث کرتی ہے اور مقدس کتب اس کا ماخذ ہیں - یہ رسم و رواج یا ذاتی جھگڑوں میں نہیں اُلجھتی -

چونکہ میں نے اسلامی ماحول میں پرورش نہیں پائی مجھے اسلام کے متعلق بہت کم واقفیت ہے -

شادی کے بعد طبعاً میں زندگی کے دوسرے اور بالکل مختلف دَور میں قدم رکھوں گا میری ذمہ داریاں بھی بڑھ جائیں گی -

اندریں حالات مجھے زندگی کے ہر موڑ پر رہنمائی کی ضرورت پیش آئے گی اور اس دشوار گذار راستہ میں "ریلیجن آف اسلام" سے بہتر راہنما مجھے کوئی نظر نہیں آتا لہذا مجھے اگر ممکن ہو تو ایک کاپی عنایت فرمائیں -

نوٹ :- انہیں فی الحال قرآن شریف بغیر متن ٹیچنگز آف اسلام اور دیگر لٹریچر بھیجا جا رہا ہے (غلام قادر)

عالم نگر (مشرقی پاکستان)

ترجمہ خط از پروفیسر تسلیم الدین - ایم اے - کارمائیکل کالج - عالم نگر - مشرقی پاکستان

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مجھے قرآن شریف کی کاپی مل گئی ہے جو میرے لئے بے حد خوشی کا موجب ہوئی، بہت بہت شکریہ، میری مدت سے خواہش تھی کہ عصر حاضر کے بہت بڑے عالم مولانا محمد علی رح کی تصنیف شدہ ترجمہ قرآن مجھے ملے اور میں اس سے کما حقہٗ استفادہ کروں -

آپ یہ سُن کر خوش ہوں گے کہ میں نے بہت سے پروفیسروں کو آمادہ کر لیا ہے کہ وہ بھی حضرت مولانا مرحوم کی نادر تفسیر سے فائدہ اُٹھائیں جس کی آج اس سائنٹیفک زمانہ میں بڑی ضرورت محسوس ہو رہی ہے - بالخصوص مولوی سراج الاسلام ایم - ایس سی جو کہ کیمسٹری کے پروفیسر ہیں احمدیہ موومنٹ اور اس کے لٹریچر کے بہت مداح ہیں -

انہیں لٹریچر بھیجکر آپ اسلام کی بہت بڑی خدمت انجام دیں گے (انہیں ٹیچنگز آف اسلام براہین احمدیہ اور دیگر لٹریچر بھیجا جا رہا ہے (غلام قادر)

میں ایک تجویز پیش کرنے کی جراٗت کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ مولوی عبد الصمد جمالی صاحب کو لکھیں کہ وہ چند چھوٹے چھوٹے رسالوں کا بنگلہ میں ترجمہ کر کے شائع کریں - یہ نو تعلیمیافتہ اور روشن دماغ طبقہ کو جو مُلّا سے دل برداشتہ ہے اسلام کے ساتھ وابستہ رکھنے کا موجب ہے -

اللہ تعالٰے آپ کو توفیق و قوت بخشے کہ آپ اس تبشیری مہم کو زور سے آگے بڑھائیں -

(مولوی عبد الصمد جمالی و مولوی عبد الستار صاحبان کو اس چٹھی کی کاپی بھیجی جا رہی ہے اور اس کے متعلق ان کی رائے دریافت کی ہے - غلام قادر)

ٹرینیڈاڈ (جزائر غرب الہند)

ترجمہ خط از مسٹر ایچ ج خاں - ہائی سٹریٹ - پرنسز ٹون - ٹرینیڈاڈ ویسٹ انڈیز -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

بندہ آپ سے جواب خط کی تاخیر کے لئے معافی کا خواستگار ہے - یہ بشری کمزوری ہے اور کاروبار کی ہماہمی اور کشمکش ہے کہ بعض کرنے کی باتیں بھول جاتا ہوں -

۱۹۵۶ء سے اب تک میں ملکی سیاست میں عملی طور پر بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا ہوں - موجودہ حالات میں جبکہ ویسٹ انڈیز کو سلف گورنمنٹ عنقریب ملنے والی ہے آزادی ملک کے ساتھ گہری دلچسپی ہے تا کہ ہم بھی کامن ویلتھ آف نیشنز میں معزز مقام حاصل کریں -

فی الحال کوئی نئی بات سلسلہ کے متعلق پیش نہیں آئی - میں آپ سب صاحبان کا بہت شکر گذار ہوں -

مجھے آپ لائٹ باقاعدہ بھیجتے رہا کریں، انشاء اللہ اس سے اچھے نتائج نکلنے کی توقع ہے -

مجھے مہربانی فرما کر شیخ محمد طفیل صاحب کے موجودہ پتہ سے اطلاع عنایت فرمائیں -

مجھے یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ سلسلہ کے پرانے اور ایک بہت بڑے عالم بزرگ مولانا محمد یعقوب خاں صاحب آجکل ووکنگ میں ہیں، اللہ تعالٰے انکے اسلام کے متعلق جوش اخلاص اور محبت کے بدلے ان پر اپنے فضلوں کی بارش نازل فرمائے -

یہ خبر بڑی حوصلہ شکن ہے کہ پاکستان گورنمنٹ نے ابھی تک ویسٹ انڈیز میں اپنا ہائی کمشنر مقرر نہیں کیا، حالانکہ ہندوستان کا ہائی کمشنر پانچ چھ سال سے متعین ہے، پاکستان گورنمنٹ کو اس طرف خاص توجہ دینی چاہیئے - (انہیں حسب خواہش لٹریچر بھیجا جا رہا ہے یہ صاحب ٹرینیڈاڈ میں بہت پرانے احمدی ہیں)

سلطنت اور قوم کے متعلق اسلامی اخلاق و آداب

خطبۂ جمعہ مؤرخہ ۵ رجون ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا ...... غفوراً

کی معاشرت کا بھی ذکر ہے، ان آیات میں رشتہ داری پالنے کا بھی ذکر ہے، ماں باپ اور رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنے کا خصوصیت سے ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ قوم کے محتاجوں کا بھی ذکر ہے اور بتایا ہے کہ قوم کے اندر یتیم، مساکین، غریب، بیوہ، اور محتاج لوگ ہوتے ہیں، ان کی طرف توجہ کرنا اور اُن کے اوپر مال خرچ کرنا نہایت ہی ضروری ہے، اور یہ بھی فرمایا کہ جس طرح سے اسراف کرنا بُرا ہے۔ اسی طرح بخل کرنا بھی بُرا اور نقصان دہ ہے۔ اور فرمایا کہ سوسائٹی کے افراد کے لئے ان کی آنکھوں میں حیا ہو اور دل میں پاکیزگی ہو۔ وہ بدکاری کے نزدیک نہ جاتے ہوں یہ بس ضروری ہے۔ اور بدکاری سے بھی کئی قسم کے نقصانات ہوتے ہیں ان سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ اور تلقین کی گئی ہے کہ لوگوں کی جان اور مال دونوں محفوظ رہیں ان کا تلف کرنا خطرناک فساد پیدا کرنے کا موجب ہے۔ چالاکی نہ کرو اور فریب کاری نہ کرو۔ دکانداری میں ناپ تول صحیح ہوں، لوگوں کو کم کرکے دینا ٹھیک نہیں۔ چیزوں میں ملاوٹ کرنا صحیح نہیں۔ یتامیٰ کا مال کھا جانا، اپنے عہد کا پکا نہ ہونا ٹھیک نہیں۔ بدظنی کرنا اور تجسس سے کام لینا ٹھیک نہیں۔ اکڑ کر چلنا تکبر سے کام لینا ٹھیک نہیں۔ لوگوں کے حقوق تلف کرنا ٹھیک نہیں ظلم اور سود سے باز نہ آنا بہت بُرا ہے۔ یہ تمام چیزیں ایسی ہیں جن کی طرف ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے قوم کو توجہ دلائی ہے۔ حکومت اور معاشرت کا ان آیات میں ذکر ہے۔ اور اس کے علاوہ ایک بنیادی امر یہ ہے، کہ خدا تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرو، اور اس کے احکام کی پابندی کرو۔ کیونکہ اسلامی مملکت، ملت اور بستی کی ثقافت اور تمدن و معاشرت کا انحصار اسی بات پر ہے کہ قوم خدا کو مانتی ہو، اس کے دل میں یہ یقین بیٹھ جائے کہ خدا ہمارے سامنے ہے۔ ہمیں خدا دیکھتا ہے اور اسی کی رضا کے لئے زندگی بسر کرنا ہے۔ جب ساری قوم میں یہ یقین پختہ ہو جائے۔ تو اس میں برکت نازل ہوتی ہے۔

ایک خدا کی عبادت

فرمایا وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاہ تمہاری ربوبیت کرنے والے کا فیصلہ ہے۔ کہ اس کے سوا کسی اور کی کوئی عبادت نہیں کرنا۔ کیونکہ وہ ساری

ماں باپ سے حسن سلوک

پھر اللہ تعالیٰ نے کے بعد ماں باپ کی اطاعت فرض ہے جو تمہاری تربیت کرتے ہیں۔ اُن کی وجہ سے تم اس دنیا میں آئے ہو۔ وہ اپنا سب کچھ کھو کر تمہاری پرورش اور تربیت و تعلیم پر صرف کر دیتے ہیں۔ ماں باپ کا جذبہ ایسا زبردست ہے۔ کہ وہ بچوں کی تکلیف کو برداشت نہیں کر سکتے۔ تو فرمایا بالوالدین احساناً والدین پر احسان کرنا تمہارا سب سے بڑا فرض ہے۔ واما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما۔ ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن کو اُف تک نہیں کہنا۔ اور یہ بہت بُری بات ہے۔ کہ تم انہیں ڈانٹو۔ وقل لھما قولاً کریماً۔ ان کی عزت یہ ہے کہ جب اُن کے ساتھ گفتگو کرو تو اس کے اندر اکرام اور تعظیم نظر آئے۔ ایسے بھی بیٹے ہیں جو ماں باپ کی ہر قسم کی قربانی سے بڑے ہوئے اور بڑے بڑے عہدوں پر پہنچے۔ لیکن وہ ماں باپ کی تعظیم نہیں کرتے۔ ان کو نیچے بٹھاتے اور خود اونچی جگہ پر بیٹھتے ہیں۔ اگر لوگوں سے ڈر کر چند روپے ان کو دے دیئے تو بہت بڑا احسان اُن پر رکھتے ہیں۔ بات بات پر ان کو ڈانٹتے ہیں۔ اُن کی غلطیاں اُن کے منہ پر مارتے ہیں۔ ایسی اولاد خدا تعالیٰ کو پسند نہیں۔ خدا تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ اُن کو اُف تک نہیں کہنا۔ وقل لھما قولاً کریماً۔ بڑا خوبصورت کلام اُن سے کرو۔ تمام باتوں میں اُن کی تعظیم نظر آئے۔

اولاد کا اکرام

دوسرے ماں باپ کا فرض ہے کہ اولاد کا اکرام کریں ان کو بات بات پر ڈانٹنا۔ نوکروں کی طرح اُن سے گفتگو کرنا اور ان پر سختی کرنا اچھا نہیں۔ جس گھر میں ایک خدا کی عبادت ہو، وہ گھر ایک یونٹ ہے۔ اس گھر میں خدا بستا ہے۔ والدین کی تواضع ہے۔ اولاد کا اکرام ہے یہ گھر خدا کی رحمت کا مسکن ہے۔

ماں باپ کے لئے دعا اور مخلصانہ برتاؤ

واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ جس طرح ایک مرغی اپنے بچوں کو پروں میں لیتی ہے، اسی طرح تم بھی انکو اپنے بازوؤں

میرے مولا میں کس عجز کی حالت میں پیدا ہوا۔ ماں باپ نے کس طرح مجھے سنبھالا۔ میری بیماری میں کس طرح تکالیف برداشت کیں۔ انہوں نے بڑا کرم کیا۔ بڑا روپیہ خرچ کیا۔ اور بعض اوقات اپنا سب کچھ بیچ ڈالا۔ اے اللہ اب تیری جناب سے رحم کی بارش ہو۔ اور یہ بھی سن لو کہ یہ سب کچھ لوگوں کے دکھلاوے کے لئے نہ ہو بلکہ ربکم اعلم بما فی نفوسکم۔ ہم تمہارے دلوں سے واقف ہیں۔ تمہارے دلوں میں اخلاص ہو، اور اس اخلاص کی وجہ سے تمہارا والدین کے ساتھ حسن سلوک ہو۔ جن لوگوں نے ماں باپ کی اطاعت کی اُن کا یہ نیچ بار آور ہوگا ان تکونوا صالحین فانہ کان للاوابین غفوراً۔ اگر والدین کے ساتھ مخلصانہ حسن سلوک کروگے تو اللہ تعالیٰ بھی تمہاری مغفرت فرمائے گا۔

رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرو

وآت ذی القربیٰ حقہ والمساکین وابن السبیل۔ ماں باپ کے بعد دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ بھی حسن سلوک سے کام لیا جائے۔ رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ ان کو کبھی ہمارے کلام سے تکلیف پہنچ جاتی ہے۔ کبھی بیٹھنے کے طریقے اور کبھی کھانے کے معاملہ میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ کوئی گھر ایسا نہیں جن کو یہ تجربہ نہ ہو، رشتہ داری کا پالنا بڑا مشکل ہے۔ اس لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلہ رحمی پر بڑا زور دیا ہے۔ اور رشتہ داری کے تعلقات کو منقطع کرنے سے خاص طور پر منع فرمایا ہے۔

غربا کی امداد اور اسراف و بخل سے اجتناب

ماں باپ اور رشتہ داروں سے حسن سلوک کے بعد محتاجوں پر مال خرچ کرنے کا حکم دیا۔ اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اسراف سے کام نہ لینا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ خدا تعالیٰ نہ اسراف کو پسند کرتا ہے اور نہ بخل کو جس طرح اللہ تعالیٰ اسراف کو ناپسند کرتا ہے اسی طرح بخل بھی اسے ناپسند ہے۔ بہت سے اچھے کام بخل کی وجہ سے رک جاتے ہیں۔

قتل اولاد، قتل نفس اور بدکاری سے بچو

پھر فرمایا اپنی اولاد کو ہلاک نہ کرو، بدکاری کے قریب نہ جاؤ، کسی کا مال نہ کھاؤ، کسی انسان کو قتل نہ کرو۔ یہ ساری کی ساری قوم تمہاری اپنی ہے۔ ان کو قتل نہیں

کرتا۔ فرمایا کہ انسانی جان کی عزت۔ جان لینے سے قوم میں فساد پیدا ہوتا ہے۔ سا لہا سال انسان خیال کرتا رہتا ہے۔ کہ فلاں آدمی نے ایک شخص کو قتل کیا ہوا ہے ہم اس کے دس آدمی قتل کریں گے۔ یہ بڑی خطرناک بات ہے۔

یتیم کا مال نہ کھاؤ اور عہد کو پورا کرو

کبھی کبھی امیر ماں باپ مرجاتے ہیں، بچے یتیم رہ جاتے ہیں۔ ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ میں ان کا کفیل ہو جاؤں۔ اس میں اس کا مال کھانا مدنظر نہ ہو، اوفوا بالعہد۔ قول کے پکے ہو۔ کوئی بستی ہو یا ملت ہو یا سلطنت ہو اس کو قول کا پکا ہونا چاہیئے۔

قصاص میں زندگی

اور فرمایا ناجائز طور پر دوسرے کو قتل کرنا ٹھیک نہیں لیکن اگر کوئی ایسا جرم کرے۔ تو اس کا قصاص واجب ہے۔ ولکم فی القصاص حیٰوۃ۔ قصاص میں انسانی زندگی ہے۔

حکومت عدل و انصاف کی ہو

دوسری جگہ فرمایا کونوا قوامین بالقسط حکومت کو عدل و انصاف پر بڑی سختی کے ساتھ قائم رہنا چاہیئے قوامین مبالغے کا صیغہ ہے۔ خدا کے لیئے عدل و انصاف کیلئے تمہیں حکومت کرنا ہے۔ اقتدار مل جائے تو اپنی ہوا و ہوس کی پیروی نہ کرو، رشتہ داروں، دوستوں اور اپنی پارٹی کو فائدہ نہیں پہنچانا۔ اور فرمایا ولا یجرمنکم شنان قوم علے الا تعدلوا کسی قوم کے ساتھ تمہاری دشمنی بھی ہو، تو عدل و انصاف کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہیئے۔

غیر مسلموں کے لئے خدا اور رسول کا عہد

اور وہ غیر مسلم جو تمہاری سلطنت میں رہتے ہوں اُن کے لئے خدا اور اس کے رسول نے عہد کر رکھا ہے کہ اُن کی حفاظت تمہارے ذمہ ہے۔ جب وہ اسلامی سلطنت میں آگئے، تو ان کو ہر قسم کی آزادی ہوگی۔ انکے مندروں اور گرجوں کی بھی حفاظت کرنا ضروری ہے۔ یہ نمونہ تو دنیا بھر کی سلطنت میں نہیں مل سکتا۔ غیر مذہب کی رعایا کے متعلق حکم ہے ان توفی لھم بعھدھم خدا اور رسول کی جو ذمہ داری مسلمان حاکم یا بادشاہ پر عاید ہوتی ہے اس کو پورا کیا جائے۔ ان کی عزت اور مال اور جان کی حفاظت کرنا پڑے اور اس کے لئے جنگ بھی کرنی پڑے تو تم کو اس کے لئے اٹھنا ہوگا۔ کافر کی جان اور مال اور عزت کے لئے مسلمان اُٹھے گا۔ جو تمہاری سلطنت میں آگئے۔ ان کو تنگ نہیں کرنا۔ اگر وہ محسوس کریں کہ مسلمانوں کی حکومت میں انکو نقصان ہے اور یہی بات ہماری بربادی کا موجب ہوگی۔ یہ اسلام پر ایک بدنما دھبہ ہوگا۔ تمہاری سلطنت، بستی اور ملت اس قسم کی ہو کہ لوگوں کو اس میں آرام پہنچتا ہو۔

ترازو اور ماپ تول درست کرو

پھر فرمایا واوفوا الکیل اذا کلتم وزنوا بالقسطاس المستقیم۔ ناپ تول اور ترازو ٹھیک کرو، لوگوں کو کم نہ دو، تمہارا گز یا تمہارا ٹوپہ جس سے تم ناپتے ہو تمہارے ترازو اور بٹے اعلےٰ درجے کے ہوں۔ اور کسی چیز میں ملاوٹ نہ ہو۔ فریب کاری، چور بازاری اور بلیک مارکیٹنگ مسلمانوں کی بستی اور ملک میں نہیں ہونا چاہیئے۔ ایک شخص نے ذکر کیا کہ لونگ کا بھاؤ پاکستان میں تین سو روپیہ من ہے لیکن جس دوکاندار سے سودا کرنے جاؤ وہ کہتا ہے چھ سو روپیہ فی من دوں گا۔ اگر میں اسی بھاؤ لوں تو میں کس بھاؤ بیچوں۔

دلوں کی تبدیلی سے پاکستان مضبوط ہوگا

مارشل لاء نے ملک کو بچا لیا ہے۔ لیکن مارشل لا کے اختیار میں یہ بات نہیں ہے کہ لوگوں کے دلوں پر حکومت کرے۔ ہر پاکستانی کو چاہیئے کہ وہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کرے۔ دل کی تبدیلی ہی سے پاکستان مضبوط ہوگا، آج کل پاکستان میں بلیک مارکیٹ ہے، چور بازاری ہے، ناپ تول میں فرق ہے، یہاں ان سب چیزوں کا ذکر ہے۔ کم تولنا بہت بری بات ہے۔ وزن کو ایمانداری سے قائم رکھو۔ اس سے بڑا فساد پیدا ہوتا ہے۔ ولا تعثوا فی الارض مفسدین۔ حضرت نے فرمایا کہ حق پرستی اور راستبازی ہو، اور حلال طیّب روٹی پیٹ میں جاتی ہو، تو تمام بیماریاں دور ہوگئیں۔

بدظنی اور تجسس برا ہے

اور فرمایا ولا تقف ما لیس لک بہٖ علم بغیر جانے کسی چیز کے پیچھے لگ جانا مسلمان کا کام نہیں۔ بدظنی اور تجسس کرنا مسلمان کا کام نہیں۔

اکڑ بازی اور بلند آوازی اچھی نہیں

فرمایا ولا تمش فی الارض مرحا اس سے انسان بڑھ نہیں جاتا، دوسری جگہ فرمایا ولا تمش فی الارض مرحا ان اللہ لا یحب کل مختال فخور اکڑ بازی سے کام نہ لو۔ اکڑ باز انسان اپنے نفس کو سب سے بڑا سمجھتا ہے، دوسرے لوگوں کو حقیر سمجھتا ہے۔ اس کو دوسروں کی برائیاں نظر آتی ہیں۔ اور اپنے آپ کو سب سے اچھا سمجھتا ہے واقصد فی مشیک۔ اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرو واغضض من صوتک آواز میں بھی حلیمی ہونی چاہیئے۔ تمہاری بلند آواز کا لہجہ ایسا نہ ہو جس سے دوسرے کی تذلیل ہو۔

اخلاق کا انحصار خدا پرستی پر

کل ذالک کان سیئہ عند ربک مکروھا

یہ تمام باتیں جو ہم نے بیان کی ہیں خدا انہیں ناپسند کرتا ہے۔ یہ احکام جو اسلامی مملکت۔ اسلامی ملت اور مسلمان بستی کے لئے ہیں، یہ جناب الٰہی کی طرف سے ہیں۔ ان میں کیسی حکمت بھری ہوئی ہے۔ کوئی مملکت ہو۔ ملت ہو یا بستی ہو، اخلاق کا انحصار خدا پرستی پر ہے۔

شرک چھوڑ کر صرف خدا کے آگے جھکو

خدا پرستی سے ان ہدایات کی ابتدا کی گئی تھی اور خدا پرستی پر ہی ان احکام کو ختم کیا گیا ہے ولا تجعل مع اللہ الٰھا اخر۔ خدا تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ کبھی تم انسان کے آگے جھک جاتے ہو کبھی پتھروں اور بتوں کے سامنے جھک جاتے ہو اور بعض انسانوں کی بھی پرستش کرتے ہو۔ اس کائنات کی ہر چیز مخلوق ہے۔ خالق کو چھوڑ کر مخلوق کی پرستش نہ کرو۔ اور رب کو چھوڑ کر مربوب کی پرستش نہ کرو۔ اگر امن و آرام چاہتے ہو تو ایک خدا کے آگے جھکو اس کو اپنا معبود بناؤ اور اس کے احکام کی پابندی کرو۔

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کی تبلیغی سرگرمیاں

سرینام (ڈچ گیانا) جنوبی امریکہ سے مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی تحریر فرماتے ہیں:۔

"نجی میں میں ہفتہ وار درس دیتا تھا اب بھی وہاں کئی جگہ درس کا سلسلہ جاری ہے۔ اسی طرح یہاں بدھ، جمعہ اور اتوار کو لیکچروں اور خطبات کا سلسلہ جاری ہے۔ گذشتہ اتوار کو شہر کے سینما ہال میں میرا پبلک لیکچر تھا۔ سارا ہال مردوں اور عورتوں سے بھرا ہوا تھا ۱½ گھنٹہ تقریر جاری رہی۔ پانچ ریکارڈ مشینوں پر لوگوں نے اس تقریر کو محفوظ کر لیا۔ جلسہ میں ہندوؤں کی بھی ایک خاصی تعداد موجود تھی۔ عام مسلمانوں پر ان تقاریر کا بہت اچھا اثر ہو رہا ہے اور ہندو بھی صلح صفائی کی تقریروں سے متاثر ہیں۔ یہاں کی انجمن کا اپنا ایک سالانہ بجٹ ہے انجمن پر جو سالہا سال سے قرض چلا آتا تھا وہ ادا ہو گیا اور اب انجمن دوسرے رفاہی کاموں میں ہاتھ ڈال رہی ہے۔ اگر ان کا بجٹ اور سالانہ رپورٹ بھی آپ کی رپورٹ میں آجایا کرے گی، تو ایک اچھا اثر لوگوں پر ہوگا۔

اسی طرح برٹش گیانا ہے۔ وہاں ساری جماعت غیر منظم پڑی ہے۔ جارج ٹاؤن والے کچھ پروپاگنڈا کرتے رہتے ہیں۔

اگر شیخ محمد طفیل صاحب جلد آجائیں۔ تو انشاءاللہ تعالےٰ بہت فائدہ ہوگا۔ ان جزائر اور کالونیوں کی اگر تنظیم ہو جائے۔ تو یہیں سے بہت سا روپیہ مشن چلانے کے لئے مل سکتا ہے۔"

ضروری تصحیح

گذشتہ اشاعت مورخہ ۳ جون ۱۹۵۹ء میں اشتہار بعنوان "استانی کی ضرورت" میں مشتہر دہندہ کا نام دلاور شاہ کی بجائے دلدار شاہ چھپ گیا ہے۔ اصل نام دلاور شاہ ہے۔ قارئین کرام درست فرمالیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کا علمی احسان

شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے مبلغ ہالینڈ

حضرت شاہ ولی اللہ اور سابقہ حکمائے اسلام کا علم کلام

علم کلام درحقیقت اس کا نام ہے کہ مذہب اسلام کی نسبت یہ ثابت کیا جائے کہ وہ منزل من اللہ ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے "حجۃ اللہ البالغہ" میں ایسا طرز استدلال اختیار کیا ہے جس سے اسلام اور قرآن پر عصر حاضر کے اعتراضات خود بخود دور ہو سکیں، یقیناً شاہ صاحب کی خدمت کا یہ ایک عظیم الشان پہلو ہے۔ ان سے پہلے حکمائے اسلام اور متکلمین نے ان امور کی طرف توجہ دینے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ اس زمانہ کی مشکلات اور بحثیں اور انہیں کے مطابق علم کلام کا ڈھانچہ تیار ہوا ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ متکلمین اسلام نے اپنے دلائل کی عمارت قطعی طور پر یونانی فلسفہ پر قائم کی لیکن اس حقیقت سے انکار کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ ان کے خیالات کا سرچشمہ یونان ہی تھا اور وہ شدت سے ارسطو اور افلاطون کے نظریات سے متاثر تھے، ان متکلمین کے خلاف جو ردعمل ہوا وہ بھی اسی یونانی فلسفہ کی ایک اور رنگ میں تائید کرتا تھا۔ جب یونانی فلسفہ کی عمارت متزلزل ہوئی تو اس کے ساتھ ہی ان تمام دلائل کا بھی خاتمہ ہو گیا جو اس کے ساتھ قائم تھے۔ باری تعالیٰ کے وجود پر۔ توحید پر، کائنات کے نظام پر، اور اس قسم کے بے شمار موضوعات پر خشک بحثیں جو اپنی طبعی عمر پا کر ختم ہو گئیں، خدا کی ہستی پر مختلف قسم کے دلائل اسباب وعلل۔ انسان کا اپنے افعال و اعمال میں مجبور و مختار ہونا اور اسی قسم کے مسائل اپنی ہیئت بدلتے ہوئے یہاں تک بدل گئے کہ یہ معلوم کرنا مشکل ہو گیا کہ سفر کی ابتدا کہاں سے ہوئی تھی،، ان پیچیدار بحثوں میں جس نے جزئیات تک سے انکار کیا اسے اپنے مخالفین کی طرف سے کافر، ملحد، اور زندیق کا خطاب ملا۔ جن لوگوں نے ان گتھیوں کو سلجھانے کی کوشش کی وہ خود ہی ان میں الجھ کر رہ گئے۔ اس کی بڑی وجہ یونانی فلسفہ تھا جو عموماً نظریات پر مبنی تھا۔ لیکن حضرت شاہ ولی اللہ نے جس امر پر زور دیا وہ تزکیہ نفس اور اسلام کا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونا تھا۔ انہوں نے روح کی حقیقت، جزا و سزا اور قرآنی احکام کو عقل کی موافقت میں حل کرنے کی کوشش کی۔ اس لحاظ سے آپ کا پیدا کردہ علم کلام قدیم علم کلام سے مختلف ہے۔

نئے علم کلام کی ضرورت

علم کلام کا ایک حصہ مخالفین اسلام سے بحث و مجادلہ پر مشتمل ہوتا ہے، اور چونکہ مخالفین کی طرف سے اسلام پر ہر زمانہ میں مختلف قسم کے اعتراضات ہوتے رہتے ہیں اس لئے ہر زمانہ میں ایک نئے علم کلام کی ضرورت پیش آتی ہے۔ قدیم علم کلام میں صرف عقلی مسائل

اسلام کے متعلق بحث ہوتی تھی۔ لیکن آجکل جیسا کہ علامہ شبلی نے اپنی کتاب الکلام کے حصہ دوم میں لکھا ہے:-

"تاریخی۔ اخلاقی، تمدنی ہر حیثیت سے مذہب کو جانچا جاتا ہے یورپ کے نزدیک کسی مذہب کے عقائد اس قدر قابل اعتراض نہیں جس قدر اس کے قانونی اور اخلاقی مسائل ہیں، ان کے نزدیک تعدد نکاح، طلاق غلامی جہاد کا کسی مذہب میں جائز ہونا اس مذہب کے باطل ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ اسی بنا پر علم کلام میں اسی قسم کے مسائل پر بحث کرنا ہوگی۔ اور یہ حصہ بالکل نیا علم کلام ہوگا۔" صہ

اور پھر آگے چل کر فرماتے ہیں:-

"سب سے بڑی ضروری چیز یہ ہے کہ دلائل اور براہین ایسے صاف اور سادہ پیرایہ میں بیان کئے جائیں کہ سریع الفہم ہونے کے ساتھ دل میں اتر کر جائیں۔ قدیم طریقہ میں پیچ در پیچ مقدمات منطقی اصطلاحات اور نہایت دقیق خیالات سے کام لیا جاتا تھا۔ اس طریق سے مخالف مرعوب ہو کر چپ ہو جاتا تھا لیکن اس کے دل میں یقین اور وجدان کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی تھی۔"

ایک مرد حق کی بعثت

یہ امر ایک زندہ حقیقت ہے کہ اس زمانہ میں علمی عقلی، تاریخی و مذہبی اعتراضات کی جو بوچھاڑ اسلام پر ہوئی اس کی نظیر پچھلے زمانہ میں نہیں ملتی۔ مذہب کو روایات اور الہام کو اوہام کا درجہ ملا، اور اس شدت سے اللہ تعالیٰ کی ہستی کا انکار ہوا کہ مذہب کی اصل بنیاد ہل گئی، اسلام کو اس مصیبت عظمیٰ سے نجات دلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک مرد حق کو مبعوث کیا جس کے باعث اسلام کو از سر نو زندگی ملی

حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کی اصل غرض

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعاوی کی اصل غرض یہی تھی کہ اس زمانہ میں دنیا پر اسلام کی کامیابی اور ترقی کی راہیں کھول دی جائیں مسیحیت کے دعویٰ کی غرض عیسائی دنیا کو اسلام سے آشنا کرنا تھی، اور مجددیت کا دعوےٰ ان اعتراضات سے صاف کرنے کے لئے تھا جو مہدی کے نام سے مسلموں اور غیر مسلموں میں پائے جاتے تھے، احمدیت کا عام مسلمانوں سے

اختلاف نہ بنیادی عقائد میں ہے نہ مسائل میں، صرف ان امور میں ہے جن کا تعلق تبلیغ و اشاعت اسلام کی کوششوں سے ہے اور یہیں سے اس خاص علم کلام کی ابتدا ہوتی ہے جس کا تعلق حضرت مسیح موعودؑ سے ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے علم کلام کی خصوصیات

جب ہم حضرت مسیح موعودؑ کے علم کلام کی خصوصیات کا تذکرہ کرتے ہیں تو اس میں وہ تمام کوششیں آجاتی ہیں جو انہوں نے اسلام کو اعتراضات سے بچانے کے لئے کیں، بلکہ ان کی جماعت کے بھی وہ تمام مشاغل اسی ضمن میں آجاتے ہیں جن کا تعلق تجدید و احیاء اسلام سے ہے۔

حضرت اقدس کے علمی احسانات کو سمجھنے کے لئے جس نے اس زمانہ میں اسلام کی دستگیری کی ہے ہمیں چند امور کو پیش نظر رکھنا ہوگا۔

یونانی علمی نظریات کا زمانہ ختم ہو چکا ہے۔ ان نظریات کو مدنظر رکھ کر جو بحثیں کی گئی تھیں ان کی اہمیت بھی جاتی رہی ہے

مذہبی اور عملی مسائل میں سائنٹیفک تحقیق کا رنگ غالب ہے۔ اس لئے ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ اس علمی دور میں حضرت صاحب نے کس انداز میں اسلام پر سائنس کے اس حملہ کا مقابلہ فرمایا ہے

سائنس کے حملوں کا جواب مسیح موعودؑ کے علم کلام میں

سائنس نے اپنی تمام تحقیقات کی بنیاد تجربات و مشاہدات پر رکھی ہے۔ انیسویں صدی کے آخر میں مذہب اور سائنس کی جو کشمکش بلکہ ان سے کے زمانہ میں تاریخ برطانیہ میں شروع ہوئی تھی وہ سائنس کی فتح یابی پر ختم ہوئی، مذہب کو زندگی سے ہٹا کر صرف گرجا گھر تک محدود کر دیا گیا۔ عیسائیت نے مجبور ہو کر اسی حقیقت کو قبول کر لیا۔ سائنس کے اس چیلنج کو حضرت مسیح موعود نے اسلام کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے قبول کیا، سائنس کی تحقیقات کی بنیاد اگر تجربہ اور مشاہدہ پر ہے تو اسلام اس آزمائش میں اترنے کے لئے تیار ہے، سائنس نے مکالمۂ الٰہیہ کو اگر محض وہم بتایا ہے تو حضرت اقدس نے اپنے آپ کو بحیثیت زندہ ثبوت پیش کیا کہ اس امر کو وہم سے منسلک کرنے والے الگ آئیں۔ یہ حقیقت مکالمہ الٰہیہ کا روشن ثبوت طلب کریں۔ چونکہ اس زمانہ میں مکالمۂ الٰہیہ کا کثرت سے انکار ہوا تھا اس لئے حضرت اقدس نے بھی اپنے متعلق مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا اقرار کثرت سے کیا ہے۔ سائنس کی دنیا نے دعا اور قبولیت دعا کو اپنے آپ سے باتیں کرنے کے مترادف سمجھا، حضرت اقدس نے استغفار خدا تعالیٰ سے ایک زندہ تعلق پیدا کرنے کا راستہ بتایا۔ فلسفۂ نفسیات نے یورپ کو لاشعور تک پہنچنے کا ذریعہ بتایا۔ حضرت اقدس نے رؤیائے صادقہ کو اللہ تعالیٰ کی قناعت کا ذریعہ ثابت کیا۔ حکیم نے کہا یہ عقل کا زمانہ ہے، خدا کے مامور نے کہا مذہب کو عقل کے معیار پر پرکھ لو۔ معترض نے کہا کہ قرآن

(باقی بر صفحہ کالم ۲)

یوم وصال مسیح موعودؑ پر مختلف جماعتوں کے جلسے

یوم وصال مسیح موعودؑ کے موقعہ پر جماعت لاہور کے جلسہ کی مختصر رپورٹ قبل ازیں درج ہو چکی ہے دیگر جماعتوں کی اطلاعات درج ذیل ہیں :-

(۱) ملتان سے مولنا احمد یار صاحب لکھتے ہیں :-

" یہاں ملتان آئل ملز میں یوم وصال کا جلسہ منعقد ہوا سب سے پہلے گرمتی صاحب نے تقریر کی۔ کچھ اور دوستوں نے بھی اپنے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ خاکسار نے بھی مختصر طور پر احادیث کی روشنی میں آپ کی صداقت میں دلائل بیان کئے۔ رات کے بارہ بجے قریباً یہ مجلس اختتام پذیر ہوئی۔"

مخلص احمد یار مبلغ اسلام

(۲) لاہور چھاؤنی :- سیکرٹری صاحب لاہور چھاؤنی رقمطراز ہیں :-

" ۲۶ر مئی کو بوقت ۵ بجے شام یوم وصال کا جلسہ منعقد ہوا، علاوہ جماعت کے مقامی غیر از جماعت احباب بھی شریک جلسہ ہوئے۔ حکیم عبدالعزیز صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کے حالات اور ان کے الہامات اور پیش گوئیوں کے متعلق کافی تذکرہ کیا۔ مستورات بھی کافی تعداد میں شریک جلسہ ہوئیں۔ جلسہ کامیاب رہا۔

عبدالعزیز سیکرٹری جماعت لاہور چھاؤنی

(۳) راولپنڈی

کل مورخہ ۳۱ر مئی بروز اتوار بوقت پانچ بجے بعد دوپہر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کے زیر اہتمام جناح گورنمنٹ سکول کے وسیع میدان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یوم وصال منایا گیا مندرجہ ذیل احباب نے حضرت اقدس کی زندگی کے درج ذیل پہلوؤں پر تقریریں کیں چند ایک غیر از جماعت اور عیسائی نوجوانوں نے بھی شرکت کی۔ جلسہ کے اختتام پر حاضرین کی تواضع چائے اور پیسٹری سے کی گئی جس کا اہتمام ملک عبدالقدوس صاحب نے کیا :-

(۱) خواجہ محمد عبداللہ صاحب :- پیدائش سے لے کر جوانی تک کے حالات۔

(۲)۔ ملک ظفر اللہ خاں صاحب :- بعثت کے زمانہ کے حالات۔

(۳)۔ مرزا معصوم بیگ صاحب :- حضرت مسیح موعودؑ سے متعلق کتب سابقہ میں پیشگوئیاں۔

(۴)۔ میاں بشیر احمد صاحب منٹو :- حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کے آخری ایام کے حالات۔

چونکہ وقت زیادہ ہو گیا تھا۔ لہذا شیخ محمد طفیل صاحب کی تقریر جس کا عنوان تھا "حضرت مسیح موعود کا علمی احسان" نہ ہو سکی

والسلام۔ آپ کا مخلص محمد عبداللہ۔ سیکرٹری جماعت راولپنڈی

ڈھاکہ کے جلسہ کی کارروائی :-

حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعودؑ کے یوم وصال کی تقریب مشرقی پاکستان اسلامک مشن، ۵۴ کھیٹولی، ڈھاکہ میں ۳۱ر مئی کو منائی گئی۔ جلسہ کی صدارت مسٹر اے رشید بی اے نے فرمائی۔ اور مقررین حضرات نے حضرت مجدد اعظمؑ کی شیا

(باقی برصد ۱۲ انتہا کے نیچے)

مسجد جماعت احمدیہ پشاور کیلئے مزید عطیات

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پشاور کی مسجد کے لئے مزید مندرجہ ذیل چندہ دہندگان کے اسمائے گرامی شائع فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔

(۱) مسلم ٹاؤن کی جماعت کی طرف سے ... ۱۴—۱—۶

(۲) جناب چوہدری ظہور احمد صاحب ہوتی ... ۱۴—۱۴—۴

(۳) جناب عبدالحمید کلک ڈرافٹ مین پشاور شہر ... ۵

(۴) محترمہ بی بی بختاور صاحبہ ... ۲—۸—۱۰

(۵) جناب عبدالقیوم خاں صاحب واہ سیمنٹ فیکٹری ... ۵۰

(۶) جناب عبدالحلیم خاں صاحب پشاور ... ۵

(۷) جناب خان محمد صاحب سیال پنشنر سب انسپکٹر پولیس احمد پور ضلع جھنگ ... ۱۵

میزان :- ... ۸۹—۴—۰

سابقہ میزان :- ... ۸۷۱۰—۰—۰

کل میزان :- ... ۸۷۹۹—۴—۰

والسلام

محمد الرحمٰن سکرٹری جماعت پشاور

ضروری نوٹ :- احباب جماعت کی اطلاع کے لئے بندہ تبدیل ہو کر ڈیرہ اسماعیل خاں جا رہا ہے۔ آئندہ مسجد کے لئے جو بزرگ عطیات بھیجنا چاہیں یا جماعت کے متعلق خط و کتابت کرنا چاہیں یا تو صدر جماعت ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب سے کریں یا بزرگوار م بابو دلاور خان محلہ گل بادشاہ جی علاقہ جہانگیرہ پشاور سے جب تک کوئی دوسری اطلاع موصول نہ ہو۔ والسلام

محمد الرحمٰن۔ ڈپٹی جیلر
ڈیرہ اسماعیل خان

مسائل عید اضحےٰ

۱۔ عید اضحیٰ کو قربانی کرنا سنت ہے۔

۲۔ خدا کی راہ میں جو قربانی ہو وہ جس قدر اعلےٰ درجہ کی ہو، اتنی ہی افضل ہے۔ نکمی یا ناقص قربانی قابل قدر نہیں ہوا کرتی۔ اس لئے بکرا یا بھیڑ یا دنبہ عمدہ اور تندرست ہونا چاہیئے۔ کوئی عیب نہ ہو، یعنی لولا لنگڑا کانا یا سینگ جڑ سے کٹا ہوا نہ ہونا چاہیئے۔ خصی ہونے کا کوئی حرج نہیں، گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ بکرے کی عمر دو سال کی ہونی چاہیئے یا اس سے زیادہ دوندا جس کے دو دانت سامنے کے بڑے ہو گئے ہیں موزوں ہوا کرتا ہے۔ بھیڑیا دنبہ چھ ماہ کا بھی فقہاء کے نزدیک جائز ہے۔

۳۔ قربانی کا وقت دس تاریخ ذی الحجہ یعنی عید کے دن نماز عید و خطبہ کے بعد ۱۲ر ذی الحجہ عصر کے وقت تک ہے ایک گھر کی طرف سے ایک بکرا یا بھیڑ کافی ہے۔

۴۔ قربانی کرتے وقت خدا کا نام لینا اور تکبیر کہنا چاہیئے بعض قصاب پیر کا نام لیا کرتے ہیں، جس سے بچنے کا اہتمام پہلے سے کر لینا چاہیئے۔

۵۔ قربانی کا خون اور گوشت خدا کو نہیں پہنچتا، بلکہ دلوں کا تقویٰ خدا کو پہنچتا ہے۔ پس قربانی کرتے وقت اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ دراصل وہ حکم کے آگے اپنی حیوانیت کو ذبح کر رہا ہے یعنی اپنے تمام جذبات حیوانی کو خدا کی رضا کے آگے قربان کرنے کا اقرار کر رہا ہے جب تک یہ تقوے مد نظر نہ ہو قربانی کے مقبول ہونے کی صورت نظر نہیں آتی۔

۶۔ قربانی کے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کرنا مسنون ہے۔ ایک حصہ خود کھائے اور اس کے اہل و عیال کھائیں، دوسرا حصہ دوستوں اور رشتہ داروں میں تقسیم کرے، تیسرا حصہ مساکین اور یتامےٰ کو دے۔

نماز عید

۷۔ عید کے دن نہانا صاف کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، نماز عید پڑھنا، خطبہ سننا مسنون ہے، عید الفطر میں نماز سے پہلے کھانا سنت ہے۔ لیکن عید اضحےٰ کے بعد کھانا سنت ہے۔

۸۔ عید کی نماز دو رکعتیں ہیں۔ پہلی رکعت میں سات تکبیریں ہیں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ یاد رہے دونوں رکعتوں میں سورۃ فاتحہ سے قبل یہ تکبیریں کہنی چاہئیں، اور تکبیروں کے درمیان ہاتھ کھلے چھوڑنے چاہئیں، قرأت جہری ہوتی ہے اور نماز کے بعد خطبہ ہوتا ہے، جس کے درمیان امام نہیں بیٹھتا۔ خطبہ سننا نہایت ضروری ہے۔ خطبہ کے درمیان میں لوگ ملنا جلنا اور بغلگیر ہونا شروع کر دیتے ہیں یہ درست نہیں۔

۹۔ نماز عید کے لئے ایک راستہ جانا اور دوسرے راستہ سے آنا مسنون ہے۔ نماز کے بعد جماعت کی شکل میں راستوں سے گذرنا اسلام کی شوکت کا موجب ہے۔

۱۰۔ عید کے دن باہم ملنا جلنا، کھانا پینا، خوشی منانا منشائے اسلام ہے۔ نماز پڑھ کر گھروں میں گھس کر بیٹھ رہنا یا سو کر دن کاٹ دینا اور اس گوشہ نشینی کا نام دینداری رکھنا غلط ہے۔

۱۱۔ ۹ر تاریخ ذی الحجہ کی فجر کی نماز سے شروع کر کے ۱۲ر ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک فرضوں کے بعد بلند آواز سے تکبیریں کہنے کا حکم ہے اور وہ یہ ہیں :-

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔

ان کلمات کو تین مرتبہ کہنے کا حکم ہے

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

رنگون کے شیخ المعجا کی احمدیت پر نکتہ چینی

کتاب "دونبی" پر ایک سرسری نظر

انگریزوں کی سیاسی اغراض اور حضرت مرزا صاحب

(مولانا مرتضیٰ خان حسن)

کب تک ضبط کروں میں آہ ۔ چل مرے خامہ بسم اللہ

"انگریزوں کا پروردہ" کس بناء پر

علاوہ ازیں بعض دوسرے پہلو بھی ہیں جس کی رو سے آپ کا نظریہ قطعاً مردود ثابت ہوتا ہے مگر بخوف طوالت سردست ہم ان کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اور آپ کے بعض دوسرے اقوال پر نظر ڈالتے ہیں۔ آپ نے لکھا ہے:-

"وہ مرزا جو انگریزوں کا پروردہ تھا اس کی حالات زندگی کیا تھی جس نے تمام عمر انگریزوں کی مدح سرائی میں اور جہاد بالسیف کو حرام قرار دینے میں ان کی خوشامد میں گزار دی تھی۔" (الوصیت صہ ۱۹)

ہمدم صاحب مکرم! مرزا کس طرح انگریزوں کا پروردہ تھا؟ کچھ تشریح تو فرمائی ہوتی۔ کیا انگریزوں نے حضرت مرزا صاحب کو کوئی جاگیر بخش رکھی تھی جس کی آمد انہیں ملتی تھی۔ یا کیا انگریزوں نے مرزا صاحب کا کوئی وظیفہ مقرر کر رکھا تھا جو ماہوار یا ششماہی یا سالانہ ان کو ملتا تھا۔ آخر پروردہ ہونے کا کیا مطلب ہے! اگر کوئی جاگیر بھی نہ تھی اور نہ کوئی وظیفہ یا عطیہ تھا اور نہ کوئی پنشن مقرر تھی تو مرزا صاحب انگریزوں کے پروردہ کیسے بن گئے اور آپ نے کس بناء پر ارشاد فرمایا کہ مرزا صاحب انگریزوں کے پروردہ تھے۔ خدا کے بندو! کچھ سوچ سمجھ کر بات کیا کرو۔ یونہی ایک بات کہہ دینا جس کا کچھ ثبوت ہی نہیں کہاں کی شرافت اور کہاں کی دیانتداری ہے۔

انگریزوں کی مدح سرائی کا الزام

پھر آپ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب نے ساری عمر انگریزوں کی مدح سرائی میں گزار دی۔ دیکھئے! جہاں تک انگریزوں کے مذہب کا سوال ہے حضرت مرزا صاحب نے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں اس کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں ہاں حضرت مرزا صاحب ایک راستباز انسان تھے، اگر کسی کی کوئی خوبی ہوتی تو اس کو بھی بیان کرنا اپنا اخلاقی فرض سمجھتے تھے اور یہی اصول قرآن مجید کا ہے۔ شراب کے نقصانات بتائے، تو ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ اس کے فائدے بھی ہیں اگرچہ وہ نسبتاً کم ہیں۔ پھر ایک طرف تو قرآن مجید نے نصاریٰ کے مذہب کی اس قدر مذمت فرمائی کہ قریب ہے کہ آسمان اور زمین اس فتنہ سے پھٹ جائیں کہ یہ لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کے متعلق بیٹا تجویز کرتے ہیں، لیکن دوسری طرف جب ان کے رہبانوں اور قسیسوں کا ذکر آیا تو ان کی تعریف کی کہ یہ لوگ تکبر نہیں کرتے۔ منکسر المزاج اور حلیم ہیں۔ غرض یہ قرآن کریم کا اصول ہے کہ کسی بری چیز میں بھی جو خوبی ہو، اس کو بیان کر دینا ہے۔ اسی اصول کے تتبع میں حضرت مرزا صاحب نے جو خوبی بلحاظ انتظام حکومت انگریزوں میں دیکھی اس کی قدر کی اور اس کو سراہا اور مسلمانوں کو اس حکومت کی اطاعت کی تلقین کی، ویسے سرسید اور علامہ اقبال، مولانا ظفر علی خاں اور کئی دوسرے مسلمانوں نے بھی حکومت انگریزی کی تعریف و توصیف کی اور ان کی اطاعت کو ضروری قرار دیا۔ یہ تو قرآن مجید کی اتباع ہے۔ یہ تو ایک مومن کا شیوہ ہونا چاہیئے کہ کسی چیز میں اگر کوئی اچھا پہلو ہو تو وہ بھی بیان کر دے۔ یہی عدل کا تقاضا ہے جس کا قرآن کریم میں حکم دیا گیا ہے لایجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی۔ اگر حضرت مرزا صاحب نے انگریزوں کی تعریف کی ہے تو وہ اس مذہبی آزادی کی وجہ سے کی ہے جو انہوں نے مختلف مذاہب کو اپنے زمانہ میں دے رکھی تھی۔

سکھوں کا پُر فتن زمانہ

حضرت مرزا صاحب نے سکھوں کا زمانہ دیکھا ہوا تھا اور جو جو مظالم سکھوں نے مسلمانوں پر ڈھائے تھے ان کو بچشم خود ملاحظہ کیا تھا۔ سکھوں نے اپنے زمانہ میں مسجدوں کو اصطبل بنایا۔ جن پاک مقامات میں خدائے بزرگ و برتر کا نام لیا جاتا تھا وہاں گدھے اور گھوڑے باندھے۔ قرآن مجید سینکڑوں کی تعداد میں نذر آتش کر دیئے جس سے مسلمانوں کے دل جل کر کباب ہو گئے۔ مسلمانوں کو ان ظالموں نے لوٹا کھسوٹا اور بے عزت اور ذلیل کیا۔ ان کی ہری کھیتیاں ویران کیں، ان کی لہلہاتی فصلوں کو تباہ کیا۔ ظالموں نے نمازوں سے روکا، اذان تک کی اجازت نہ دی۔ مذہبی آزادی جو انسان کا پیدائشی حق ہے بالکل سلب کر لی مسلمان عجب مصیبت میں مبتلا ہو گئے، نہ جان، نہ مال نہ عزت نہ آبرو مسلمانوں کا کچھ بھی محفوظ نہ تھا۔ علماء کو وعظ کرنے سے روکا جاتا تھا اور اگر کوئی جسارت کر کے وعظ کر بیٹھتا تو بند و سلاسل میں جکڑا جاتا تھا، فارسی یا عربی پڑھنا بھی ایک قسم کا جرم قرار دیا جاتا تھا، غرض سکھوں کا زمانہ کیا تھا سخت مصیبت اور تکلیف کا زمانہ تھا جس میں امن و اطمینان کا سانس لینا بھی مشکل بلکہ محال تھا۔ لیکن جب انگریز آئے انہوں نے جان و مال کی حفاظت کا انتظام کیا، انصاف کے لئے عدالتیں کھولیں ریلوے بنائیں ڈاک اور تار کا سلسلہ قائم کیا۔ مدرسے بنائے اور شفاخانے کھولے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کو مذہبی آزادی دی۔ مسجدیں پھر آباد ہو گئیں۔ نمازیں پھر باجماعت ادا ہونے لگیں اور پھر دور دور تک اذانیں گونجنی شروع ہو گئیں، فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے سہولتیں بہم پہنچائیں، کہاں وہ سکھوں کا دور ظلم و تشدد اور کہاں برطانیہ کا دور امن و آسائش۔ اس وقت کوئی مسلمان جس نے سکھوں کے ظلم و ستم کو دیکھا ہو ایسا نہ تھا جو انگریزوں کی دی ہوئی مذہبی آزادی کے گن نہ گاتا ہو۔ مسلمانوں کے بڑے بڑے لیڈر اور قومی شاعر مثلاً مولانا حالی مرحوم انگریزوں کی دی ہوئی آزادی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ چنانچہ ایک جگہ اپنی مسدس میں فرماتے ہیں:-

حکومت نے آزادیاں تم کو دی ہیں
ترقی کی راہیں سراسر کھلی ہیں
صدائیں یہ ہر سمت سے آ رہی ہیں
کہ راجہ سے پرجا تلک سب سکھی ہیں
تسلط ہے ملکوں میں امن و اماں کا
نہیں بند رستہ کسی کارواں کا
نمازیں خوشی سے پڑھو معبدوں میں
اذانیں دھڑلے سے دو مسجدوں میں

اب فرمایئے جناب! اگر سکھوں کے مظالم کے بالمقابل حضرت مرزا صاحب نے انگریزوں کی دی ہوئی آزادی کی تعریف کر دی تو کیا غضب آ گیا۔ کیا یہ کوئی ناجائز کام تھا: یہ تو عین قرآن مجید کا اتباع تھا، کہ دشمن کی خوبیوں کا بھی اعتراف کیا جائے اور ان کے دیئے ہوئے امن کا شکریہ ادا کیا جائے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی طریق تھا کہ حضور دوسروں کے اوصاف کی تعریف فرماتے۔ حضور صلعم نے نوشیرواں کی بوجہ اس کے عدل کے تعریف فرمائی اور حاتم طائی کی بوجہ اس کی سخاوت کے تعریف فرمائی۔ ایک یہودی کا جنازہ پاس سے گذرا تو اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اگر حضرت مرزا صاحب نے قرآن کی اتباع اور اپنے مطاع صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں حکومت وقت کے کسی اچھے فعل کی تعریف فرما دی تو اس سے کیا شرعی معذور لازم آ گیا؟ اگر انگریزوں کی تعریف ناجائز تھی تو اپنے بزرگوں کو کیا کہیں گے جو نظم و نثر میں انگریزوں کی مدح سرائی میں رطب اللسان رہے جن سے ان کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔

رسالہ "گورنمنٹ انگریزی اور جہاد" کا اقتباس

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے تصنیف کردہ رسالہ "گورنمنٹ انگریزی اور جہاد" سے ایک مختصر اقتباس درج کر دیا جائے فرماتے ہیں:-

"ابھی بہتیرے ایسے لوگ زندہ ہیں جنہوں نے کسی قدر سکھوں کا زمانہ دیکھا ہوگا اب وہ ہمیں بتائیں کہ سکھوں کے عہد میں مسلمانوں اور اسلام کا کیا حال تھا۔ ایک ضروری شعار اسلام

جو بانگ نماز ہے وہی ایک جرم کی صورت میں سمجھا گیا تھا کیا مجال کہ کوئی اونچی آواز سے بانگ کہتا اور پھر سکھوں کے نیزوں اور برچھوں سے بچ رہتا تو اب کیا خدا نے یہ بڑا کام کیا جو سکھوں کی بے جا دست اندازیوں سے مسلمانوں کو چھڑایا اور گورنمنٹ انگریزی کی امن بخش حکومت میں داخل کیا اور اس گورنمنٹ کے آتے ہی گویا نئے سرے سے پنجاب کے مسلمان مشرف باسلام ہوئے۔ چونکہ احسان کا عوض احسان ہے۔ اس لئے نہیں چاہیئے کہ ہم اس خدا کی نعمت کو جو ہزاروں دعاؤں کے بعد سکھوں کے زمانہ کے عوض ہم کو ملی ہے یونہی رد کر دیں"۔

دیکھئے حضرات! یہ کس قدر معقول اور پُر از حکمت کلام ہے آپ سکھوں کی کیوں مذمت کرتے ہیں اس لئے کہ وہ علاوہ دیگر مظالم کے اذان تک دینے کی اجازت نہ دیتے تھے ۔۔۔ انگریزوں کی کیوں تعریف کرتے ہیں اس لئے کہ علاوہ دیگر امن و آسائش کے انہوں نے مذہبی آزادی دی۔

اب فرمائیں اگر حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے اس وجہ سے کہ انہوں نے مذہبی آزادی دی ہے، انگریزوں کی تعریف کر دی تو کونسا کفر لازم آگیا۔ احسان کا بدلہ احسان تو شریف آدمی کا طریق ہونا چاہیئے

انگریزوں کے عہد میں تبلیغ اسلام کی آزادی

حضرت مرزا صاحب نے ایک اور پہلو سے بھی حکومت کی تعریف کی اور وہ یہی دینی پہلو ہے ایک جگہ آپ ارشاد فرماتے ہیں:۔

"....... اور اس کو خدا کا فضل سمجھتے ہیں کہ اس نے ایک عادل گورنمنٹ کو سکھوں کے پُر جفا زمانہ سے نجات دلانے کے لئے ہم پر حکومت کرنے کو کئی ہزار کوس سے بھیجدیا۔ اگر اس سلطنت کا وجود نہ ہوتا تو میں سچ کہتا ہوں کہ ہم مخالفین اسلام کے اعتراضوں کی بابت ذرا سوچ نہ سکتے۔ چہ جائیکہ ہم ان کا جواب دے سکتے اب ہم ان اعتراضوں کا جواب آزادی سے دے سکتے ہیں۔ پھر اگر ہم اللہ تعالےٰ کے اس فضل کی قدر نہ کریں تو یقیناً سمجھو کہ بڑے ناقدر شناس اور بڑے ناشکر گذار ہوں گے"

(الحکم ۱۷ ارجون سنہ ۱۹۰۱ء)

اس عبارت میں حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ انگریزی حکومت کی اس وجہ سے بھی قدر کرتے ہیں کہ ان کے زمانہ میں ہم مخالفین میں اشاعت دین کر سکتے ہیں، کیا پاک جذبہ ہے آپ اپنے نفس کی خاطر یا کسی ذاتی منفعت کے لئے انگریزوں کی تعریف نہیں کرتے بلکہ محض اس لئے کہ انہوں نے زبان اور قلم کی آزادی دی ہے اور ہم اُن کے عہد میں اسلام کا کام باحسن وجوہ سرانجام دے سکتے ہیں۔ ہر شریف انسان ان تصریحات کو جو حضرت مرزا صاحب نے کی ہیں بنظر استحسان دیکھے گا۔ اور ان کی معقولیت کی داد دے گا، البتہ حاسدوں کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا ؎

میرتا برہی اے حسود کیں رنج ایست
کہ از مشقت آں جز بمرگ نتواں رست

خوشامد کا الزام

پھر خوشامد کا الزام بھی مثل دیگر الزامات کے محض بے بنیاد اور لچر ہے۔ افسوس کہ آپ لوگوں نے حضرت مرزا صاحب کو دیکھا نہیں اور نہ اُن کے صحیح حالات کا علم حاصل کیا ہے۔ محض اندھیرے میں ہی تیر چلا رہے ہیں اگر حضرت مرزا صاحب خوشامدی اور چاپلوس تھے تو کیا آپ لوگ بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے کتنی بار انگریزوں کے بنگلوں میں جا کر اُن سے اظہار عقیدت وارادت کیا۔ کتنی بار وائسرائے یا گورنر یا کمشنر یا کم از کم ڈپٹی کمشنر کی خدمت میں شرف باریابی حاصل کیا۔ کتنی بار انگریزوں کو تحائف اور نذرانے پیش کئے۔ کتنی دفعہ ان کو ڈالیاں دیں اور کتنی بار ڈنر دیئے اور کتنی بار مثل دیگر شعراء ان کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے۔

تاریکی میں پڑے ہوئے دوستو! خوب یاد رکھو کہ حضرت مرزا صاحب کو کسی کی خوشامد سے کچھ سروکار نہ تھا خوشامدی اور چاپلوس اور ہوتے ہیں۔ خوشامد یا چاپلوسی ان لوگوں کا کام ہے جنہیں کوئی غرض ہو۔ مرزا صاحب کو کوئی غرض ہی نہ تھی وہ تو کبھی کسی انگریز کو سلام کرنے کے بھی روادار نہ تھے۔ وہ ان باتوں سے بہت بالاتر تھے۔ وہ ملک روحانیت کے بادشاہ تھے انہیں ان زمینی بادشاہوں کی کیا پرواہ۔ جو لوگ ملک روحانیت کے تاجدار ہوتے ہیں انہیں ان سفلی چیزوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسی خیال کو حضرت مرزا صاحب نے اپنے مندرجہ ذیل شعر میں ظاہر فرمایا ہے ؎

مجھکو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھکو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوان یار

ایک دفعہ ایک ریاست کے راجہ نے آپ کو تشریف آوری کی دعوت دی، آپ نے انکار فرما دیا اور فرمایا بئس الفقیر علی باب الامیر۔ ایسے بلند مقام انسان کے متعلق آپ حضرات کس طرح کہد یتے ہیں کہ وہ خوشامدی تھا جس کو دنیا کی کسی چیز سے کوئی سروکار ہی نہیں۔ اور جس شخص کی آنکھوں میں دنیا و ما فیہا سب ہیچ ہے اس کو کسی کی خوشامد سے کیا مناسبت۔ خود فرماتے ہیں ؎

مرا بس است کہ ملک تنہا بدست آید
کہ ملک و ملک زمیں را لگا بقا باشد

مسیح کی ہمسری کا دعوےٰ کرنیوالا خوشامدی نہیں ہو سکتا

پھر ایک دوسرے زاویہ نگاہ سے بھی دیکھو اور اس نکتۂ حکمت کو خوب یاد رکھو کہ اگر حضرت مرزا صاحب خوشامدی ہوتے تو آپ کبھی مسیح موعود ہونے کا دعوٰی نہ کرتے۔ مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا ظاہر کرتا ہے یہی کہ آپ حضرت مسیح علیہ السلام کے مثیل ہیں، وہ مسیح کو جو عیسائیوں کا خدا ہے، گویا آپ نے اپنے کو عیسائیوں کے خدا کا مثیل قرار دیا، کیا یہی خوشامد ہے جس کا آپ لوگوں نے شور مچا رکھا ہے؟ اجی حضرت! اگر حضرت مرزا صاحب خوشامدی ہوتے تو وہ انگریزوں کی ہاں میں ہاں ملاتے نہ کہ اُلٹا ان کے خدا کا اپنے آپ کو مثیل قرار دیتے۔ سنئے کس جسارت سے فرماتے ہیں ؎

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بہ منبرم

پھر فرماتے ہیں ؎

چوں کافر از ستم بپرستند مسیح را
غیورئ خدا البس کردہم ہمسرم

حضرت مسیح کے ساتھ ہمسری کا دعوےٰ کر کے آپ نے عیسائیت پر حملک وار کیا، کیا اسی کا نام خوشامد ہے؟ پھر سنو! مرزا صاحب نے ایک اور غضب ڈھایا، کہ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں، عیسائیوں کے خدا کی وفات ثابت کر دی اور آپ کی قبر کا بھی نشان دے دیا۔ کیا یہ خوشامد کا اقتضا تھا؟

دعوےٰ مہدویت خوشامد کا نتیجہ ہے؟

پھر اور سنئے مرزا صاحب کا دعوےٰ مہدی ہونے کا تھا۔ جانتے ہو عیسائی مملکت کے لئے یہ کس قدر خطرناک دعوےٰ ہے۔ عام طور پر مشہور تھا کہ امام مہدی آئے گا تو وہ کفار سے جنگ کرے گا ان کو پامال کر دے گا۔ اور تلوار کے ذریعہ اسلام پھیلائیگا اس وجہ سے مہدی کے نام سے انگریزوں کی روح کانپتی تھی۔ مہدی سوڈانی کا معاملہ ان کی آنکھوں کے سامنے تھا۔ اسی بناء پر انہوں نے حضرت مرزا صاحب کے پیچھے سی آئی ڈی لگا رکھی تھی، تا کہ وہ آپ کی حرکات و سکنات کا جائزہ لیتی رہے۔ غرض مہدی کا دعوےٰ انگریزوں کے لئے ایک پیغام جنگ تھا۔ اگر مرزا صاحب کو انگریزوں کی خوشامد مدنظر تھی تو کیوں انہوں نے یہ پیغام جنگ ان کو دیا۔ کیا جس کی خوشامد مدنظر ہو اس کو جنگ کا پیغام بھی دیا جاتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر آپ نے ان کو **دجال** کہا اور جیسا کہ ہم پہلے بھی بیان کر آئے ہیں، بقول مولوی صاحبان ان کے خدا کو گالیاں بھی دی جاتی ہیں وفکر ثم فکر یا اخی!

جری اور بہادر انسان جس نے سارے یورپ کو چیلنج کیا

مولوی صاحبان! خوب یاد رکھئے کہ خوشامد اور چاپلوسی محض بزدلوں کا کام ہے۔ بہادر لوگ کبھی خوشامد یا چاپلوسی نہیں کرتے۔ حضرت مرزا صاحب وہ بہادر انسان ہیں جنہوں نے تثلیث صلیب کے غلبہ کے زمانہ میں باواز بلند اعلان کیا ؎

منم مسیح بہانگ بلند میگویم
منم خلیفۂ شاہے کہ بر سما باشد

آپ وہ جری اور بہادر انسان نہیں کہ تن تنہا سارے یورپ کے خلاف کھڑے ہو گئے سارے یورپ کو آپ نے

(باقی بر صفحہ ۱۱)

مکتوبِ ووکنگ

ورلڈ کانگریس آف فیتھس میں اسلامی رواداری + ورلڈ سپریچوئل کانفرنس + سائنس اور مذہب کانفرنس
ہالینڈ میں ہستی باریتعالیٰ پر غور و بحث + مغرب میں زندہ خدا کی تلاش + اسلام کی نشاۃ ثانیہ پر ٹیلر کی دلآویزی
احمدیت کو خراج تحسین

(مولانا محمد یعقوب خاں صاحب)

اب ذرا انگلستان اور مغربی ممالک میں عام مذہبی بیداری کی جو رو چلی ہے اس کا کچھ تذکرہ سن لیجئے۔ اس وقت میرے سامنے تین بڑے پیمانے پر مذہبی کانفرنسوں کے اشتہار ہیں۔ اور ان تینوں میں ہمیں شمولیت کے لئے دعو کیا گیا ہے۔

ورلڈ کانگریس آف فیتھس میں اسلامی رواداری

۲۷ر مئی کو ورلڈ کانگریس آف فیتھس کے زیر اہتمام لندن کے ایک تاریخی گرجا میں ایک بین المذاہب عبادت (SERVICE) قرار پائی ہے۔ اس کی نوعیت یہ ہوتی ہے کہ پہلے سب لوگ خدا کی حمد مل کر گاتے ہیں۔ پھر مختلف مذاہب کے نمائندے دو دو تین تین منٹ اپنی مقدس کتابوں سے معرفت کا کچھ کلام سناتے ہیں۔ اس کے بعد نصف گھنٹہ کی ایک تقریر ہوتی ہے، بلکہ مذہبی وعظ ہوتا ہے، ایک قسم کا خطبہ سمجھئے، جیسے ہماری مساجد میں جمعہ کے وقت ہوتا ہے۔ ان لوگوں کی رواداری کہیئے یا تلاش حق کا جذبہ سمجھئے، اس سب سے اہم فرض کے لئے امام مسجد ووکنگ کا انتخاب ہوا ہے اور شہر میں جگہ جگہ بڑے بڑے پوسٹروں کے ذریعے اس کا اعلان ہوا ہے

کاش ہمارے ہموطن اس سے کچھ سبق سیکھیں۔ ترقی یافتہ قومیں تنگ دل نہیں ہوا کرتیں۔ ان کی ترقی کا راز ہی اس میں ہوتا ہے کہ ہر نئی حق و حکمت کی بات کے لئے ان کے قلوب کے دروازے کھلے رہتے ہیں۔ کیا اچھا ہو کہ پاکستان میں بھی اس قسم کی کوئی تحریک اُٹھے جو کم از کم مسلمانوں کے ہی مختلف فرقوں کو ایک ہی پلیٹ فارم پر لائے اور باہم منافرت کی بجائے جو ایک مسلمان کی شان نہیں ہونی چاہیئے انما المومنون اخوۃ کا کوئی نظارہ پیش کر سکے۔

ورلڈ سپریچوئل کانفرنس

ایک اور بڑی کانفرنس ۲۹ سے ۳۱ مئی تک بمقام ٹن برج ویلز ہو رہی ہے۔ جو لندن سے ۷۰-۸۰ میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ کانفرنس جس نظام کے زیر اہتمام ہو رہی ہے اس کا نام ورلڈ سپریچوئل کانگرس ہے۔ اور بڑے ذی وجاہت اور ذی علم لوگوں کا اجتماع ہے [illegible] تقریر "اسلام اور آزادی" کے موضوع پر مشتہر ہوئی تھی، مگر چونکہ انہی دنوں مجھے ایک اور اہم کانفرنس میں جو ہالینڈ میں ہو رہی ہے شمولیت کی دعوت آئی ہے اس لئے کانفرنس میں میری جگہ مولانا عبدالمجید صاحب ایم اے ایڈیٹر اسلامک ریویو تقریر کریں۔

سائنس اور مذہب کانفرنس

ایک اور نہایت دلچسپ کانفرنس یکم جولائی سے ۷ر جولائی تک آکسفورڈ میں ہونے والی ہے، اس کا نام "سائنس اور مذہب کانفرنس" ہے۔ اس میں مرکزی موضوع یہ ہے کہ سائنس کی دنیا میں جو موجودہ حیرت انگیز انکشافات ہوئے ہیں ان کا مذہب پر کیا اثر پڑ رہا ہے۔ ایک مقرر کا موضوع "دعا کا اثر" ہے۔ اس نے یہ ریسرچ کی ہے کہ دعا کا بعض پودوں کی نشو و نما پر بھی اثر ہوتا ہے۔ ذرا خیال فرمائیے، مسلمانوں کا تو سب سے بڑا ورثہ ہی تعلق باللہ تھا، مگر ہم دعا کے تصور سے اس قدر کوسوں دور پڑ گئے کہ دعا کو ایک قصۂ پارینہ سمجھنے لگ گئے مگر یہ لوگ ہیں کہ دعا کو تجربہ گاہوں میں آزما کر اس کے نتائج سائنس کے اقدار پر ثابت کرنے کے درپے ہیں۔ کیا یہ وہ قرائن نہیں ہیں جن سے طلوع آفتاب از مغرب کی یہ توجیہہ بالکل صحیح معلوم ہوتی ہے، جو امام الزمان نے کی تھی یعنے یہ کہ اسلام اور ایمان کا سورج مغرب میں طلوع ہوگا۔ ...... اس کانفرنس کی طرف سے بھی اس موضوع پر تقریر کے لئے دعوت آئی ہے کہ مادہ کی ابتدائی ہیئت کے متعلق سائنس نے جو انکشافات کئے ہیں، ان کو اسلامی نقطۂ نگاہ سے تصور تخلیق سے کیسے ہم آہنگ کیا جا سکتا ہے،

ہالینڈ میں ہستی باریتعالےٰ پر غور و بحث

ہالینڈ میں ۲۹ر مئی کو جو کانفرنس ہونے والی ہے جس میں شمولیت کے لئے میں جا رہا ہوں، اس کی بھی کچھ کیفیت سن لیجئے۔ اس کا نام ہے (OPEN FIELD GATHERINGS) یعنے "کھلے اجتماعات"۔ عام فہم الفاظ میں یوں کہیئے کہ ان اجتماعات کے دروازے ہر نقطۂ نگاہ کے لئے جو تلاش حق کے لئے متعلق ہو، کھلے ہیں۔ صرف ایک ہی حد بندی لگائی گئی ہے جس کے اندر تمام مذاکرات کو محدود رہنا ہوگا۔ اور وہ حد بندی ان الفاظ میں اشتہار کی پیشانی پر جلی حروف میں ثبت ہے:۔

"ہم نکہ خدا دنیا کا خالق ہے
اس لئے ہم اسے مغلوب
نہیں کر سکتے"

سبحان اللہ! اسلامی تعلیم کا کیا خوبصورت نچوڑ نکال کر رکھ دیا ہے۔ افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم من فی السموات والارض طوعا وکرھا ...... ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ کی تفسیر نہیں تو کیا ہے؟

جیسے اشتہار میں واضح کیا گیا ہے، اس عنوان کا مفہوم بھی یہی ہے، لکھا ہے:۔

"لوگ امن کے لئے ترس رہے ہیں۔ مگر غلطی یہ کرتے ہیں کہ امن کو مقصود بالذات بنا لیتے ہیں اور اس کے حصول کے لئے جو ذرائع استعمال کرتے ہیں، چونکہ وہ ان کے اپنے قلبی کیفیات کی پیداوار ہوتے ہیں، اس لئے وہ کھچاؤ کو بجائے کم کرنے کے برقرار رکھتے ہیں۔ حقیقی امن کا حصول اس طریق سے کبھی ممکن نہیں۔ امن مقصود بالذات نہیں ہے اور اس لئے ہمارے خود تراشیدہ وسائل اسے پیدا نہیں کر سکتے۔ حقیقی امن ایک قلبی کیفیت ہے، اور اس کا تعلق ہمارے تصور حیات سے ہے۔"

یہ لوگ کس قدر قابلِ داد ہیں کہ محض اپنی جستجو اور تلاش حق سے جس نتیجہ پر پہنچ رہے ہیں وہ وہی ہے جس کا قرآن کریم نے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب کے مختصر الفاظ میں صدیوں قبل انکشاف کیا ...... کانفرنس کے مقاصد کا لب لباب یہ ہے کہ جب تک ہستی باریتعالیٰ کا احساس افراد کے قلوب میں پیدا نہیں ہوتا اور افراد کا خداتعالےٰ سے ذاتی تعلق قائم نہیں ہوتا اس وقت تک امن کا حصول ممکن نہیں۔

مغرب میں ایک زندہ خدا کی تلاش

اسلام کو مغربی ممالک میں جو معرکہ درپیش ہے وہ دلائل و براہین یا عبادات و رسومات، یا ورد و وظائف کا نہیں، بلکہ یہ ہے (اور محض یہ ہے) کہ آیا خدا ہے؟ کیا انسان کا اس سے ذاتی تعلق قائم ہو سکتا ہے؟ کیا وہ دعائیں سنتا ہے؟ الغرض ان مفکرین مذہب کی ساری جستجو جس محور کے گرد گھوم رہی ہے، وہ ایک زندہ خدا کی ہستی ہے، عقل و فکر کے میدان میں یہ لوگ ہم سے بہت آگے ہیں، مذہب کے متعلق فلسفیانہ لٹریچر کے بھی انبار موجود ہیں۔ ہم میں ان کے پایہ کے معقول مدلل مقرر ہیں، نہ مصنف۔ اسلام کی سادہ تعلیم خود بخود اپنی روشنی سے ان کے ذہنوں پر چھائی جا رہی ہے مگر اس کشمکش میں آخری خندق یہی ہے، کہ آیا اسلام خدا کے متعلق کوئی ذاتی تجربہ بھی پیش کر سکتا ہے۔ اس لئے ہمارے جو مبلغ مغرب کا رخ کریں، وہ علم و فضل کے علاوہ تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر ہونے چاہئیں۔ اور تعلق باللہ کا کوئی عملی نمونہ پیش کر سکیں۔ احباب کو یاد ہوگا کہ خواجہ صاحب مرحوم جہاں اسلام کی حقانیت پر بڑے مدلل مضامین اسلامک ریویو میں اپنے قلم سے لکھتے تھے وہاں انہوں نے ایک

سلسلہ "صوفی کی ڈائری" کے عنوان سے بھی جاری کیا تھا، جس میں روحانی مشاہدات اور تجربات بیان کرتے تھے۔

اسلام کی نشاطِ ثانیہ پر ٹائمز کے مقالہ نگار کی رائے

روزنامہ "ٹائمز" انگلستان کا سب سے موقر جریدہ ہے۔ اس نے اپنی ۱۶ مئی کی اشاعت میں ایک ادارتی مقالہ "اسلام کی نشاطِ ثانیہ" (ISLAMIC REVIVAL) کے عنوان سے سپردِ قلم کیا ہے۔ مختلف اسلامی ممالک میں اس وقت جو اسلامیت کا چرچا نظر آ رہا ہے۔ اس پر تبصرہ کیا ہے۔ مقالہ نگار کے نزدیک اسلامیت کی رَو کے پیچھے جو جذبہ محرکہ کام کرتا ہے وہ یہ ہے کہ برسرِ اقتدار لوگوں کو عوام کے پاس چونکہ ووٹ لینے جانا پڑتا ہے، اس کے لئے مذہب کا نعرہ بڑا مفید پڑتا ہے۔ گو اسے یہ بھی تسلیم ہے کہ جب کبھی اسلامی دنیا کا کوئی حصہ کسی بڑے خطرہ سے دوچار ہوتا ہے تو اسے باہم متحد کرنے والی قوت صرف اسلامی رشتہ ہوتا ہے۔ مگر موجودہ مذہبی چرچوں کے پیچھے اسے زیادہ تر سیاسی مصالح نظر آتے ہیں۔ ترکی میں کمال اتاترک کی زیرِ قیادت مذہبیت کو کسی قدر پیچھے دھکیل دیا گیا تھا۔ موجودہ برسرِ اقتدار پارٹی نے عوام کے جذبات کے پیشِ نظر مذہب کو دوبارہ قومی زندگی میں بڑی اہمیت کا مقام دیا ہے۔ قاہرہ اور بغداد میں اس وقت جو تو تو میں میں ہو رہی ہے، اس میں بھی اسلامیت کو سامنے لانا پڑا اور قاہرہ بغداد کو یہ طعنہ دے رہا ہے کہ وہ کمیونزم کے لئے دروازہ کھول کر اسلام سے دشمنی کر رہا ہے۔

احمدیت کو خراجِ تحسین

مقالہ نگار بتانا چاہتا ہے کہ اسلامی ممالک میں احیاءِ اسلامیت کے جو چرچے نظر آتے ہیں ان کے پیچھے زیادہ تر سیاسی قوتیں کارفرما ہیں، اور وہ جس نتیجہ پر پہنچا ہے وہ یہ ہے کہ اس وقت عالمِ اسلامی نے نہ تو کوئی بلند پایہ مفکر پیدا کئے ہیں جیسے جمال الدین افغانی، محمد عبدہ، یا علامہ اقبال، اور نہ ہی کوئی ایسے آثار نظر آ رہے ہیں کہ خالص اسلامی اقدار کی بنیادوں پر احیاءِ اسلام کی کوئی تحریک ابھرنے والی ہو جیسے کسی وقت "احمدیہ تحریک" اٹھی تھی۔

احمدیہ تحریک کو ایک ممتاز انگریز صحافی کے اس بے ساختہ خراج سے علامہ اقبال کے ان تاریخی الفاظ کی یاد تازہ ہوتی ہے جنہیں علامہ مرحوم نے بانیٔ تحریک کو (اپنے ایک مضمون میں) برصغیر ہند میں اسلام کا مفکر اعظم قرار دیا تھا اور تحریک کے اسلامی جذبہ کے متعلق یہ رائے ظاہر کی تھی کہ:-

"ٹھیٹھ اسلامی زندگی
دیکھنی ہو تو قادیان
جا کر دیکھو۔"

حضرت مسیح موعودؑ کا علمی احسان

(بسلسلہ صفحہ ۵)

کی تعلیم اب محض قصۂ پارینہ ہے۔ خدا کے فرستادہ نے کہا کسی ایسی صداقت کا پتہ بتاؤ جو اپنی کامل ترین شکل میں قرآن میں موجود نہ ہو، مخالفت نے کہا اسلام نے تلوار سے غلبہ حاصل کیا دلائل سے نہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا دیکھ لینا اس زمانہ میں اسلام اپنے روحانی دلائل سے ہی غالب آئے گا اور آسمان پر اسلام کی روحانی فتح کے آثار نمایاں ہیں۔ انہوں نے بدعات کو اختیار کیا۔ مامورِ ربانی نے ان کو اس گمراہی سے نکالا۔ دنیا نے مغربی اقوام کی علمی غلامی کا جُوا اپنی گردن میں ڈالا، خدا کے مسیح نے اسے دجال کی غلامی سے تعبیر کیا، اقوامِ یورپ نے سائنس کو اپنی ترقی کا راز سمجھا، حضرت اقدس نے خدا پر ایمان کے بغیر ایسی ترقی کو تباہی کا پیش خیمہ بتایا۔ رہنمایانِ اسلام نے اسلام کے سیاسی زوال کو مسلمانوں کے انحطاط کا سبب جانا، اسلام کے ایک حقیقی شیدائی نے ایمان کی کمزوری کو اس کا اصل سبب بتایا۔ مسلمان نے سمجھا کہ حصولِ سلطنت سے اس کے تمام مسائل حل ہو جائیں گے، ماموروقت نے فرمایا اصل بیماری کی جڑ قلوب میں ہے جب تک وہ جڑ باقی ہے عارضی طور پر سیاسی اقتدار کام کی شئے نہیں۔

اسلام کا زندہ خدا

دنیا میں ایک نذیر آیا لیکن دنیا نے اسے قبول نہ کیا، ہولناک تباہیوں نے غفلت کے ماروں کو بیدار کرنا چاہا، اس کا پیغام سنانا چاہا، لوگوں نے اسے ماننے سے انکار کیا مگر خدا اس کو قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی صداقت کو ظاہر کرے گا اور یہ سب کچھ اس لئے کہ اسلام کا خدا ایک زندہ خدا ہے۔

چند سیدھے سادے اصول

حضرت اقدس نے تبلیغِ اسلام کی بنیاد چند سیدھے سادے اصولوں پر رکھی۔ قرآن کو حدیث و فقہ پر مقدم کیا۔ قرآن ہی سے عشق کا اظہار کیا، اسی کو مسلمانوں کی زندگی کا سرچشمہ بتایا، اسی کے گرد گھومنے کی انہیں تاکید کی، مخالفین سے بحث و مجادلہ کے وقت اسی کو مقدم رکھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے جس امر کا آغاز کیا تھا حضرت اقدس نے اسے انتہاء تک پہنچایا۔ ان کے علمِ کلام کی یہ سب سے بڑی خصوصیت ہے کہ وہ دلائل و براہین ایسے صاف اور سادہ پیرایہ میں بیان فرماتے ہیں کہ سریع الفہم ہونے کے ساتھ دل میں اتر جاتے ہیں۔ وہ اپنے قارئین کو پیچ در پیچ مقدمات اور منطقی اصطلاحات میں اُلجھانے کی کوشش نہیں کرتے اور علامہ شبلی نے جس وجدانی کیفیت کی طرف توجہ دلائی ہے وہ بدرجہ اتم حضرت اقدس کے کلام میں موجود ہے۔

آنے والی نسلوں کا تعجب

لیکن آنے والی نسلیں اس امر پر تعجب کا اظہار کریں گی کہ اُن کے آباؤ اجداد نے ایسے محسن کی تعلیم کو ٹھکرا دیا جس کا ظہور اسلام کے غلبہ کی خاطر ہوا تھا۔ اسے کافر کہا گیا۔ اور اسے کافر نہ کہنے والوں کو بھی کافر سمجھا گیا!

ضروری اعلان

دفتر تحصیل کی طرف سے مجھے ایک رپورٹ آئی ہے کہ بعض احباب جو مکتبہ احمدیہ کو چندہ دیا کرتے تھے ابھی اُن میں سے بعض انجمن کے محصل کو چندہ دینے میں گریز کر رہے ہیں۔

مجھے چونکہ کسی خاص فرد کے نام کے متعلق خصوصیت سے یہ اطلاع نہیں مل سکی اس لئے میں فرداً فرداً ایسے احباب کی خدمت میں الگ گذارش نہیں کر سکا۔ البتہ یہ عرض کروں گا کہ ہماری جماعت کے احباب کا مزاج نہایت متین، سنجیدہ اور سلجھا ہوا ہے۔ اسلئے اسکو کسی غلط فہمی پر محمول کرنا چاہیئے۔

جس جماعت نے اپنا اوڑھنا بچھونا تبلیغ اسلام قرار دے رکھا ہے۔ جس نے اس باب میں قربانی کا وہ معیار قائم کیا ہے جس کے متعلق مؤرخین انگشت بدنداں ہیں وہ اس میدان میں کبھی پیچھے نہیں رہ سکتے۔

جب تک مکتبہ احمدیہ قائم تھا بعض احباب وہاں ماہوار چندہ بھیجا کرتے تھے۔ اب مکتبہ احمدیہ کو بند کر دیا گیا ہے اور اس کا تمام کاروبار انجمن میں منتقل ہو گیا ہے اس لئے ہر قسم کی امداد انجمن کے خزانہ میں آنی چاہیئے۔

چوہدری ظہور احمد۔ سیکرٹری

مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور کا شاندار نتیجہ

امتحان میٹرک

امسال مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور کے ۷۸ طلباء امتحان میں شریک ہوئے۔ جن میں سے کل ۶۵ طلباء کامیاب ہوئے۔ ۱۳ فسٹ ڈویژن میں، ۲۹ سیکنڈ ڈویژن میں اور ۲۳ تھرڈ ڈویژن میں۔ ہمارا انگریزی کا نتیجہ سو فیصد رہا۔ اور مجموعی طور پر ۸۳٫۳ فیصد۔ بفضلہ تعالیٰ لاہور کے سکولوں میں گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول سمیت ہماری تیسری پوزیشن ہے۔

دو طالب علموں (طارق سلطان اور عبدالہادی) کے وظیفہ حاصل کرنے کی قوی امید ہے۔ ہمارا پختہ یقین ہے۔ کہ یہ کامیابی صرف طلباء و اساتذہ کی محنت و کاوش کا نتیجہ ہی نہیں بلکہ بیشتر بزرگان سلسلہ کی دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور برکات کی وجہ سے بھی ہے۔

فالحمد للہ علیٰ ذالک

(برکت علی مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور)

مسیحِ وقت کا جس دم زمانہ یاد آتا ہے

(مرتضیٰ خان حسن)

مسیحِ وقت کا جس دم زمانہ یاد آتا ہے ✽ بہت مشکل سے قابو میں دلِ ناشاد آتا ہے

کہاں ہے اے مسیحا تو ہمیں ماں باپ سے پیارے ✽ کہاں ہیں اے مسیحا! وہ تری شفقت کے نظارے

محبت سے ہمیں تیرا بلانا یاد آتا ہے ✽ نگاہیں نیچی اور وہ مسکرانا یاد آتا ہے

ہمیں پہلو میں اے حضرت! بٹھانا یاد آتا ہے ✽ خدا کے نور کا جلوہ دکھانا یاد آتا ہے

خدا کے عشق کی باتیں سنانا یاد آتا ہے ✽ بوقتِ گفتگو موتی لٹانا یاد آتا ہے

مسیحا! وہ تری پیاری ادائیں یاد آتی ہیں ✽ لبِ شیریں کی وہ پیاری صدائیں یاد آتی ہیں

وہ آنا حضرت والا کا مسجد میں دریچہ سے ✽ تعالی اللہ! رخِ تاباں دکھانا وہ دریچہ سے

اذاں سنکر وہ لانا آپ کا تشریف جلدی سے ✽ نکل آیا ہی گویا چودھویں کا چاند بدلی سے

دلوں میں لہر اٹھتی تھی خوشی کی اور راحت کی ✽ نہ تھی کچھ انتہا اس دم محبت کی مسرت کی

یہی دل چاہتا تھا آپ پر قربان ہو جائیں ✽ نثارِ مہدیٔ والا گہر ذی شان ہو جائیں

جب آتے آپ مسجد نور سے معمور ہو جاتی ✽ خدائے پاک کے افضال سے بھرپور ہو جاتی

ہیں یاد آتے ہمکو مولوی عبدالکریم اے دل! ✽ تلاوت کا بھی پُران کا وہ لطفِ عمیم اے دل

تلاوت کیا تھی گویا سحر تھا اعجاز تھا ہمدم ✽ خدا کے عشق کا پوشیدہ اس میں راز تھا ہمدم

نمازیں ختم ہو جاتیں تو پھر دربار لگتا تھا ✽ خوشی کی مے سے بھر بھر جام دل گویا چھلکتا تھا

عجب شان و شکوہ سے مہدیٔ ذی شان بیٹھے ہیں ✽ جلو میں حضرتِ والا کے نکتہ دان بیٹھے ہیں

یہی معلوم ہوتا باغ کو گھیرا بہاروں نے ✽ مہِ انور کو جیسے گھیر رکھا ہو ستاروں نے

جو باتیں دین کی اے دوستو! حضرت سناتے تھے ✽ تو دریا اک حقائق اور معارف کا بہاتے تھے

کلامِ پاکِ حضرت میں کچھ ایسا درد تھا ہمدم ✽ کہ سننے والے سنتے اور روتے جاتے تھے پیہم

ہمیں شوقِ نماز اے دوستو! اتنا زیادہ تھا ✽ کہ مسجد اوڑھنا تھا اور مسجد ہی بچھونا تھا

جو آدھی رات کو بھی مسجدوں میں ہم چلے جاتے ✽ سبھی کو سجدہ پیہم میں مصروفِ دعا پاتے

غرض رہ رہ کے حضرت کا زمانہ یاد آتا ہے
ہمیں گذرا ہوا پیارا فسانہ یاد آتا ہے

کتاب "دو نبی" پر ایک سرسری نظر

(سلسلہ صفحہ ۸)

چیلنج دیا ہے کہ مسیح ناصری فوت ہو گیا۔ اس کی جگہ میں آیا ہوں۔ تم ان کے اس درویش گوشہ گیر کی جرأت دیکھو کہ وہ کس قدر جری اور بہادر ہے کہ نصاریٰ کی چلتی ہوئی تلواروں کے نیچے باواز بلند بولتا ہے کہ:-

"میں صلیب کو توڑنے آیا ہوں۔ خدا نے مجھے اپنی مرسل بنا کر بھیجا ہے تاکہ تمہاری اصلاح کروں تم کو صراط مستقیم کا پتہ دوں اور نبیوں کے سردار حضرت محمد رسول اللہ کے دین کی دعوت دوں"۔ کیا ایسے جری انسان کے متعلق آپ حضرات فرماتے ہیں کہ وہ خوشامدی تھا۔ اگر یہ شخص خوشامدی تھا تو بتاؤ بہادر کس کو کہتے ہیں۔ جو شخص یورپ کے کروڑوں انسانوں اور مقتدر سلطنتوں کے مقابل کھڑے ہو کر ببانگ دہل اعلان کرے کہ:-

انا المسیح انا المسیح انا ابن مریم انا ابن مریم۔ کیا اس کو آپ بزدل اور خوشامدی قرار دیں گے؟ ہرگز نہیں۔

احسان کی قدر کرنا خوشامد نہیں

خوشامد وہ شخص کرتا ہے جو ڈرتا ہو یا جس کو لالچ ہو، حضرت مرزا صاحب نہ تو کسی سے ڈرتے اور نہ انہیں کسی سے لالچ تھا، پھر وہ کسی کی خوشامد کیوں کرتے۔ بلکہ خوشامد والی سپرٹ ہی آپ میں نہ تھی، چنانچہ ایک جگہ خود فرماتے ہیں:-

"محسن کے احسانات کی شکرگزاری کے اصول سے ناواقف جاہل ہمارے اس قسم کے بیانات اور تحریروں کو خوشامد سمجھتے ہیں مگر ہمارا خدا بہتر جانتا ہے کہ ہم دنیا میں کسی انسان کی خوشامد کر سکتے ہی نہیں۔ یہ قوت ہی ہم میں نہیں ہے۔ ہاں احسان کی قدر کرنا ہماری سرشت میں ہے" (الحکم ۱۰ ارجنوری ۱۹۰۸ء)

متضاد باتیں

ہمارے مولوی صاحبان کا بھی عجیب رنگ ہے۔ ایک طرف تو وہ یہ کہتے ہیں کہ انگریزوں نے اپنی سیاسی اغراض کے ماتحت مرزا صاحب سے دعوے کروایا تھا، اور دوسری طرف یہ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب حکومت کی خوشامد کیا کرتے تھے۔ یہ دونوں باتیں متضاد ہیں اور مولوی صاحب کے عقل و فہم کا ماتم کرتی ہیں۔ دیکھئے مرزا صاحب نے انگریزوں کی خاطر اتنا بڑا بوجھ اپنے سر پر اٹھایا اور مسلمانوں کی طرف سے محفوظ و مامون کر کے انکو حکومت کرنے کا موقعہ بہم پہنچایا تو یہ تو حضرت مرزا صاحب کا ایک بہت بڑا احسان تھا جو آپ نے حکومت پر کیا۔ وہ تو حکومت کے محسن قرار پاتے ہیں۔ اب فرمائیے کہ حکومت کے محسن کو حکومت کی خوشامد کی کیا ضرورت پڑی تھی؟ یہ بات تو عقل کے معیار پر بھی پوری نہیں اترتی اسکو تو عقل سلیم دھکے دے رہی ہے، لیکن آپ حضرات نہ عقل سے کام لیتے ہیں نہ علم سے اس پر سوائے افسوس اور کیا کہیں۔ نفکر قمر قفکر یا نی

یوم وصال پر تقاریر ——— بسلسلہ صلا
اور شاندار زندگی کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی۔
مولوی عبدالستار صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے ظہور کے وقت مسلمانانِ عالم کی ناگفتہ بہ حالت اور اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف پروپیگنڈا کے متعلق مفصل تقریر فرمائی۔
عیسائی۔ آریہ اور دیگر مخالفین کے نبی کریمؐ اور اسلامی عقائد پر

کئے گئے اعتراضات پر مدلل جواب دیتے ہوئے حضرت مرزا صاحب نے جو صداقت اسلام کا علم بلند کیا۔ اس کے متعلق مولوی صاحب نے مفصل ذکر فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت مرزا صاحب نے نبی کریم صلعم کی پیشگوئی کے مطابق کسر صلیب عملاً کر دکھائی۔ اور خنزیر کو قتل کر دیا۔
دیگر مذاہب پر اسلام کی برتری اور اسلام کے شاندار

پیغام صلح ۱۰ر جون ۱۹۵۹ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۲۳

ہم مستقبل کے متعلق جو امیدیں مسلمانوں کے ذہنوں میں مرزا صاحب علیہ السلام نے استوار کر دی ہیں ان کے متعلق جناب مولوی عطاء الرحمٰن صاحب بی اے نے تقریر فرمائی۔ جناب مولوی عبدالصمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا (الہام مسیح موعود)

ہفت روزہ پیغامِ صلح پاکستان لاہور

اے خدا تو زِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر
گمرہاں را چشم کُن روشن زِ آیاتِ مبیں

تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور

ٹیلیفون نمبر:- ۳۷۳۷

ایڈیٹر:- دوست محمد

جلد ۴۷ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۹ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۷ جون ۱۹۵۹ء | نمبر ۲۴

ہمارا مذہب

(از حضرت مسیح موعودؑ)

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادہ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

— ★ —

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

(مسیح موعودؑ)

کشتیٔ نوحؑ بائبل اور قرآن میں

فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس میں کشتیٔ نوحؑ کا ذکر تھا۔ آپ نے فرمایا:- بائبل اور سائنس کی آپس میں ایسی عداوت ہے۔ جیسی کہ دو سوکنیں ہوتی ہیں۔ بائبل میں لکھا ہے کہ وہ طوفان ساری دنیا پر آیا اور کشتی تین سو ہاتھ لمبی اور پچاس ہاتھ چوڑی تھی اور اس میں حضرت نوحؑ نے ہر قسم کے پاک جانوروں میں سے سات جوڑے اور ناپاک جانوروں میں سے دو جوڑے ہر قسم کے کشتی میں چڑھا لئے حالانکہ یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ **اوّل** تو اللہ تعالیٰ نے کسی قوم پر عذاب نازل نہیں کیا۔ جب تک پہلے رسول کے ذریعہ سے اس کو تبلیغ نہ کی ہو اور حضرت نوحؑ کی تبلیغ ساری دنیا کی قوموں تک کہاں پہنچی تھی جو سب غرق ہو جاتے۔ **دوم** اس چھوٹی سی کشتی میں جو صرف ۳۰۰ ہاتھ لمبی اور ۵۰ ہاتھ چوڑی ہو، ساری دنیا کے جانور۔ بہائم۔ چرند پرند۔ سات سات جوڑے اور دو دو جوڑے کیونکر سما سکتے تھے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کتاب یعنی بائبل میں تحریف ہے۔ اور اس میں بہت سی غلطیاں داخل ہو گئی ہیں۔ تعجب ہے کہ بعض سادہ لوح علمائے اسلام نے بھی ان باتوں کو اپنی کتابوں میں درج کر لیا ہے مگر قرآن شریف ان سب بے معنی باتوں سے پاک ہے۔ اس پر ایسے اعتراض وارد نہیں ہو سکتے اس میں نہ تو کشتی کی لمبائی اور چوڑائی کا ذکر ہے۔ اور نہ ساری دنیا پر طوفان آنے کا ذکر ہے۔ بلکہ صرف **الارض** یعنی وہ زمین جس میں حضرت نوحؑ نے تبلیغ کی ان کا ذکر ہے۔ لفظ ارارات جس پر حضرت نوحؑ کی کشتی ٹھہری اصل میں ارے ریت ہے۔ جس کے معنے ہیں "میں پہاڑ کی چوٹی کو دیکھتا ہوں"۔ ریت پہاڑ کی چوٹی کو کہتے ہیں۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے لفظ جودی رکھا ہے جس کے معنے ہیں۔ "میرا جود و کرم" یعنی وہ کشتی میرے جود و کرم پر ٹھہری۔

(منظور الٰہی ص ۲۶۵)

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا ؛ گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

تبلیغی خط و کتابت

اس عنوان کے تحت وہ خطوط درج ہوتے ہیں جو انجمن کی تبلیغی ڈاک کے جواب میں موصول ہوتے ہیں

لیگوس (نائجیریا)

ترجمہ خط از مسٹر علیلے۔ لیگوس نائجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

اگرچہ حقیقت یہ ہے کہ ایک مدت سے سلسلۂ خط و کتابت منقطع ہو چکا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں آپ کو بھول گیا ہوں۔ ہرگز نہیں، اب خط و کتابت کا سلسلہ باقاعدہ طور پر جاری رہے گا۔

میں نے آپ کے ارسال کردہ قرآن شریف کا بہت مطالعہ کیا اور بہت استفادہ کیا۔ مجھے دوران مطالعہ میں یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ نے مشکوٰۃ آف حدیث معہ عربی متن طبع کی ہوئی ہے۔ کیا آپ مجھے ایک کاپی عنایت فرما سکتے ہیں؟

علاوہ ازیں مجھے کچھ بیعت فارم بھیجدیں۔

والسلام

(انہیں فی الحال دیگر لٹریچر اور بیعت فارم بھیجے جا رہے ہیں ۔ غلام قادر)

افریقہ

ترجمہ خط از نورالعرفان ۔ ایتھلون جنوبی افریقہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کی کتب چند ماہ میرے مطالعہ میں رہی ہیں میں نے مخلی بالطبع ہو کر کافی غور سے ان کا مطالعہ کیا ہے۔ یہ کتب مجھے آپ کے ایک معزز رکن مسٹر ڈی سیڈ سے ملی تھیں ـــ اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ کی انجمن دنیا میں خدمت دین اسلام کے متعلق حیرت انگیز استقلال سے کام کر رہی ہے۔ میں احمدیہ تحریک سے اس لئے وابستہ نہ ہوا کہ مجھے خیال تھا کہ حضرت مرزا صاحب نے دعوئے نبوت کر رکھا ہے۔ مگر آپ کے لٹریچر نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ میں بیعت فارم پُر کر کے بھیج رہا ہوں اور ساتھ ہی اس ملک کے ایک مشہور اخبار کا کٹنگ بھی ہے جس میں میرے بزرگ جو سنہ ۱۷۰۰ء میں ملایا سے آئے تھے اور جن کا نام عبداللہ بن کلدی عبدالسلام المعروف توانگ گرو تھا کے تاریخی واقعات درج ہیں۔

یہ بزرگ اس ملک میں اسلام کے پہلے مبلغ ہیں، آپ سنہ ۱۷۰۰ء میں ملایا سے نقل مکانی کر کے اس ملک یعنی جنوبی افریقہ میں اپنے طور پر اسلام کا پیغام لیکر آئے تھے۔

میرے پیارے بھائی! میں اللہ تعالےٰ کا پھر شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے آپ کے لٹریچر کے ذریعہ مجھے اسلام کی صحیح صحیح تعلیم سے آشنا فرمایا ہے احمدیہ تحریک پر اللہ تعالےٰ ہزار ہزار برکات نازل فرمائے ۔ والسلام

(انہیں ممبر شپ سرٹیفکیٹ ۔ خط اور لٹریچر بھیجا جا رہا ہے ۔ غلام قادر)

رنگون

ترجمہ اقتباس خط از ڈاکٹر ڈی این اے خاں صاحب رنگون ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے پیغام صلح میں چند ہفتوں سے آپ کی تبلیغی ڈاک پڑھکر بہت خوشی ہوئی ۔

یہ چٹھیاں بڑی دلچسپ ہیں، امید ہے آپ اخبار میں پبلک اور جماعت کے لئے اس کام کو جاری رکھیں گے۔

جب تحریک احمدیت کا انگریزی ترجمہ تیار ہو جائے تو مجھے دس کاپیاں بھیجدیں ۔

انڈونیشیا

ترجمہ خط از ایس ۔ آئی ۔ ڈیپو نیگورو پونوروگو انڈونیشیا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

میں "(BOY SCOUT) کی طرف سے جو پاسوکان ڈیپو نیگورو کے نام سے مشہور ہے آپ کے لٹریچر کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

آپ کے لٹریچر سے ہمیں اسلام کی صحیح صحیح تعلیم سے پوری واقفیت حاصل ہوئی ہے ۔

گذارش ہے کہ ہمیں سیرت الرسول اور تفسیر قرآن کے متعلق لٹریچر بھیجدیں ۔ یہ کتب یہاں کی مسلم آبادی کے لئے بہت مفید ثابت ہوں گی ۔

والسلام

(انہیں محمد دی پرافٹ اور دیگر لٹریچر بھیجا جا رہا ہے ۔ غلام قادر)

نائجیریا

ترجمہ خط از عبداللطیف الورن نائجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

اس خط کے لکھنے کی اصل غرض یہ ہے کہ میں آپ کی انجمن کو تہ دل سے مبارکباد دوں اس بات کی کہ وہ دنیا میں کامیابی کے ساتھ اشاعت دین کر رہی ہے میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ انجمن کو دنیا بھر میں اشاعت اسلام کی بہت توفیق بخشے ۔

میں ارادہ رکھتا ہوں کہ میں بھی آپ کا اس معاملہ میں ہاتھ بٹاؤں گا ۔ یہاں کے باشندے احمدیت سے ناواقف ہیں ۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ میں انہیں احمدیت سے آشنا کرا دوں ۔

مجھے ممبر شپ سرٹیفکیٹ بھیجدیں تاکہ میرے دوست جان لیں کہ میں احمدی ہوں ۔

مجھے لٹریچر اور قرآن شریف بھیجدیں تاکہ تبلیغ میں سہولتیں پیدا ہوں میرے دوست بھی احمدیت سے دلچسپی کا اظہار فرما رہے ہیں ۔

خدا تعالےٰ مجھے خدمت اسلام کی توفیق بخشے اور مرنے کے بعد جنت میں جگہ عنایت فرمائے ۔

ممبر شپ سرٹیفکیٹ ضرور بھیجدیں ۔

(ممبر شپ سرٹیفکیٹ اور لٹریچر بھیجے جا رہے ہیں ۔ غلام قادر)

برٹش گائنا

ترجمہ خط از مسٹر محمد رشید سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام برٹش گائنا ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

ہم سب آپ کے خط میں اندراج شدہ مضمون کے لئے بہت بہت مشکور ہیں (انہیں ترمذی کی حدیث تبلیغ و اشاعت اسلام کے متعلق بشارات و انذار لکھ کر اس کی اہمیت بیان کی گئی تھی ۔ غلام قادر)

مولانا صدرالدین صاحب کی خدمت میں انکے فوٹو اور پیغام عید بھیجنے پر ہمارا شکریہ ادا کر دیں ۔

امید ہے آپ کو ہمارے ارسال کردہ پارسل مل گئے ہوں گے ۔ ان میں ہمارے میگزین مسلم ٹائمز کی چند کاپیاں تھیں اور پمفلٹس پرانٹ آف اسلام اور "ہوپ پرنٹ" بھی شامل تھے ۔

ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اسلام کی صحیح صحیح تعلیم کو اپنے ملک میں پھیلائیں ۔ ہم نے اپنے ضلع میں ایجنٹوں کے ذریعہ نشر و اشاعت کا کام کر رکھا ہے اور ہماری محنت ثمردار صورت اختیار کر رہی ہے ۔ کیونکہ اکثر لوگ اب سمجھنے لگ گئے ہیں کہ صرف ہمارا ادارہ ہی ایک واحد ادارہ ہے جو دنیا میں اشاعت اسلام کر رہا ہے ۔

ہم نے ریڈیو پروگرام میں باوجود مخالفت اپنا مقام حاصل کر لیا ہے ۔ ہمارے پروگرام کا موضوع BACK TO THE QURAN ہے ۔

آج کل ہمارے ملک میں ربوہ سے آمدہ نومسلم مبلغ بشیر احمد صاحب ویسٹ انڈیز کے لئے مقرر ہوئے ہیں ۔ اگر یہاں سے کوئی شخص آپ سے خط و کتابت کرے تو اسے کہیں کہ وہ ہماری معرفت آپ کو خط لکھا کریں ۔

سلسلہ کے سب بھائی بہنوں کو السلام علیکم ۔

خدا حافظ

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۷ جون ۱۹۵۹ء

حج۔ عید اور قربانی

آج مکہ کی بے آب و گیاہ وادی ایک ایسا عجیب و غریب نظارہ پیش کر رہی ہے جو دنیا کے بڑے بڑے دانشوروں کو محوِ حیرت کرنے والا ہے، مختلف ملکوں سے مختلف قوموں اور مختلف رنگوں اور نسلوں اور مختلف مدارج کے انسان اس وادی میں جوق در جوق جمع ہو کر خدائے واحد کی بارگاہ میں ایک ہی لباس پہنے ہوئے وحدتِ نسل انسانی کا وہ منظر پیش کر رہے ہیں، جو کوئی دوسری قوم اور کوئی دوسرا مذہب آج تک پیش نہیں کر سکا۔ دنیا آج رنگوں اور نسلوں کے اختلافات کی وجہ سے مختلف بلاکوں میں تقسیم ہو کر مصائب و آلام کی سخت ترین کشمکش میں گھری ہوئی ہے اور بڑے بڑے ملک اور قومیں چھوٹی قوموں اور ملکوں کو کھا جانے کے درپے ہیں۔ ایسی حالت میں مکہ کا یہ نظارہ دنیا کو ایک دعوتِ امن و آسائش دے رہا ہے اور زبانِ حال سے پکار رہا ہے کہ اگر جنگ کے پیش آمدہ خطرات سے بچنا چاہتے ہو، اور ہائیڈروجن اور ایٹم بم کی ہولناکیوں سے محفوظ رہنا چاہتے ہو تو آؤ اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو کر اخوت و مساوات انسانی کا وہ عملی سبق حاصل کرو، جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو پڑھایا۔

وحدتِ نسل انسانی اور اخوت اسلامی کے علاوہ کچھ اور بھی سبق حج سے ملتے ہیں، بعض سبق آموز مراسم ہیں جو اس موقعہ پر خصوصیت سے ادا کی جاتی ہیں، صفا اور مروہ کی دو پہاڑیوں کے درمیان دوڑنا، پیچھے مڑ مڑ کر کنکریاں پھینکنا جانوروں کی قربانی کرنا وغیرہ وغیرہ۔ مراسم جو حج کے ناقص میں سے ہیں، کس چیز کو ظاہر کرتی ہیں۔ یہ ان عظیم الشان قربانیوں کی یادگار ہیں جو ہزارہا سال ہوئے حضرت ہاجرہؑ اور حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیل علیہم السلام نے خدا تعالےٰ کے حکم سے اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے دیں۔ آج کس عورت کا دل گردہ ہے کہ اس کا خاوند اسے ایک شیر خوار بچہ کے ساتھ ایک لق و دق صحرا میں چھوڑ آئے اور جب وہ خاوند سے دریافت کرے کہ مجھے کس کے بھروسہ پر چھوڑ چلے ہو تو اس کا یہ جواب سن کر کہ تمہیں اللہ کے سپرد کر کے جاتا ہوں وہ مطمئن ہو جائے اور دلی خلوص کے ساتھ ان الفاظ میں اپنے ایمان کا اظہار کرے۔ کہ اگر خدا کے سپرد کرتے ہو تو خدا ہمیں ہرگز ضائع نہیں کرے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا، اور اللہ تعالےٰ نے نہ صرف انہیں ضائع ہونے سے بچا لیا بلکہ ان کی ایک ایک حرکت کو ہمیشہ کے لئے یادگار بنا دیا۔ یہ اسی ایمان و ایقان کا نتیجہ ہے کہ جب بچہ پیاس کی وجہ سے تڑپنے لگتا اور حضرت ہاجرہؑ پانی کی تلاش میں انتہائی قلق و اضطراب کے ساتھ صفا اور مروہ کی پہاڑیوں پر دوڑ دوڑ کر چڑھتیں اور اترتیں اور اللہ تعالےٰ سے دعائیں کرتی تھیں تو خدا نے اپنی حفاظت کا ہاتھ بڑھایا اور اپنی رحمت و کرم کا چشمہ پانی کی صورت میں خود اس بچہ کے قدموں کے نیچے پیدا کر دیا۔ جو آج تک آبِ زم زم کے نام سے کروڑوں انسانوں کی تشنہ کامی کو سیراب کر رہا ہے۔ اسی پانی کی وجہ سے اس لق و دق صحرا میں آبادی کی ایک صورت پیدا ہو گئی جو آج مکہ کے عظیم الشان شہر کی شکل میں تمام عالمِ اسلامی کا مرجع بنی ہوئی ہے اور ہر سال لکھو کھہا انسان والہانہ اس کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں۔

حضرت ہاجرہ کی قربانی اور صفا اور مروہ کے مابین دوڑنا اللہ تعالےٰ کو اس قدر پسند آیا کہ ان دو خشک پہاڑیوں کو شعائر اللہ قرار دے دیا گیا اور آج ہزارہا سال گذرنے پر بھی اس برگزیدہ خاتون کی سعی کی یاد حج اور عمرہ کرنے والوں کی سعی کی صورت میں زندہ جاوید ہے۔

پھر یہی نہیں، حضرت اسمٰعیلؑ کے جوان ہونے پر جب ان کے بوڑھے باپ نے دوبارہ انہیں آ کر دیکھا اور اپنا ایک ہولناک خواب انہیں سنایا کہ بیٹا میں نے دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں اور پوچھا کہ تمہاری اس میں کیا رائے ہے تو بیٹے نے کس حوصلہ اور جواں مردی کے ساتھ جواب دیا کہ میرے پیارے ابا! خدا نے جو حکم آپ کو دیا ہے اسے پورا کر دیجئے، بوڑھے باپ اور جوان بیٹے کے اس سوال و جواب پر غور کیجئے، سب سے پہلی بات جو اس میں نظر آتی ہے، وہ اللہ تعالےٰ پر کامل ایمان ہے جو دونوں کے دلوں میں سمندر کی موجوں کی طرح ٹھاٹھیں مار رہا ہے اسی ایمان کی بنا پر وہ ایک خواب کو اللہ تعالےٰ کا حکم سمجھتے ہوئے حقیقت بنا دینا چاہتے ہیں، اس کی کوئی تاویل نہیں کرتے، بلکہ عین اسی طرح جس طرح خواب میں دیکھا باپ بیٹے کو ذبح کرنا چاہتا اور بیٹا خوشدلی سے اپنی گردن چھری کے نیچے رکھ دیتا ہے، یہ ہے اللہ تعالیٰ پر ایمان اور یہ ہے احکام الٰہی کی تعمیل اور رضائے الٰہی کے لئے بڑی سے بڑی قربانی جو اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں قبولیت کے اس درجہ پر پہنچی کہ اسے آئندہ امتوں میں ہمیشہ کے لئے ایک یادگار بنا دیا گیا۔ اور ہر سال بکروں اور دنبوں وغیرہ کی قربانی کی شکل میں اسے تازہ کرنے اور اس سے کامل اطاعت الٰہی کا سبق حاصل کرنے کا حکم دیدیا گیا۔

آج کہا جاتا ہے کہ اس قربانی سے جو ہر سال تمام دنیائے اسلام میں دی جاتی ہے، ہزارہا من گوشت ضائع چلا جاتا ہے اور اسے بے فائدہ نام و نمود کا ذریعہ بنا لیا گیا ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ مویشیوں کی قربانی کے بجائے اس کی قیمت جمع کر کے غریبوں اور محتاجوں کی امداد کی جائے یا قومی ادارے اس سے قائم کئے جائیں، یہ صحیح نہیں، کیونکہ جو غرض اور مقصد مویشیوں کی قربانی میں مدنظر رکھا گیا ہے وہ ان کی قیمت یا چندہ دینے سے حاصل نہیں ہو سکتا، اس طرح نہ صرف ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام کی عظیم الشان قربانی کی یاد آہستہ آہستہ مٹ جائے گی، بلکہ اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے ہر قسم کے مصائب اور شدائد کو خوشدلی سے برداشت کرنے اور بوقتِ ضرورت جان تک کی قربانی دینے کا سبق بھی فراموش ہو جائے گا۔ بیشک موجودہ قربانی میں گوشت کا ضیاع اور اس کی تقسیم میں نام و نمود اور دوسرے فضول اور غلط رواجات پیدا ہو گئے ہیں، لیکن کسی اچھی چیز میں اگر کوئی غلطیاں پیدا ہو جائیں تو ان کی وجہ سے اس چیز کو برباد کر دینا کوئی دانائی کا کام نہیں، دانائی اس بات میں ہے کہ ان غلطیوں کی اصلاح کی جائے اور جس مقصد کے لئے اس انسٹی ٹیوشن کو قائم کیا گیا ہے، اسکو دنیا کے سامنے لاتے اور اس پر قائم کرنے کی کوشش کی جائے کہ اسی میں دیگر امور کے علاوہ غربا اور قومی اداروں کی امداد کا پہلو بھی مضمر ہے۔

حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کے سوال و جواب میں ایک اور بھی بہت بڑا سبق ہمیں ملتا ہے بیٹے کے سامنے اپنا خواب بیان کرتے ہوئے حضرت ابراہیمؑ یہ نہیں کہ تحکم کے ساتھ اسے منوانے کی کوشش کریں، جیسے آج کل ماں باپ معمولی معمولی باتوں میں اولاد پر تحکم کا اظہار کرتے ہیں، بلکہ نہایت خوبصورتی کے ساتھ اس سے کہتے ہیں کہ میرے پیارے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ فانظر ماذا ترى تمہاری اس بارہ میں کیا رائے ہے اور بیٹا ایسے نازک ترین مرحلہ میں جس میں اس کی اپنی جان کا سوال ہے ذرا بھی چون و چرا سے کام لینے کے بجائے کس حوصلہ اور تہذیب کے ساتھ جواب دیتا ہے کہ میرے باپ آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اس کی بے شک تعمیل کیجئے، آپ مجھ کو انشاء اللہ صابر پائیں گے یہ اس زمانہ کی باتیں ہیں جب دنیا علم و تہذیب سے عاری اور جہالت کی تاریکیوں میں گھری ہوئی تھی، آج جبکہ علم و تہذیب اپنے انتہائی کمال پر پہنچ چکی ہے کیا کسی باپ بیٹے کے مابین ایسی مہذب گفتگو سننے میں آتی ہے؟ ضرورت ہے کہ اس طرز گفتگو کو گھروں کے اندر رواج دیا جائے اور اکرام اولاد اور اطاعت والدین کا پاکیزہ سبق اس سے حاصل کیا جائے۔

حج سے ایک دن بعد جو عید تمام دنیائے اسلام میں منائی جاتی ہے، وہ بھی اسی اخوتِ اسلامی اور خدائے واحد کی بارگاہ میں مساواتِ انسانی کا عملی نقشہ چھوٹے پیمانہ پر ہر شہر کے اندر پیش کرتی ہے جو حج کے موقع پر بہت بڑے پیمانہ پر مکہ معظمہ میں نظر آتا ہے

(باقی پر صفحہ ۴)

متفرقات

مُسلم ٹائمز — برٹش گیانا کا ایک ماہوار رسالہ

ایک دوست نے بجھے ہوئے دل سے خط لکھا درست ہے انسانی قلوب پر مختلف قسم کے واردات ہوتے رہتے ہیں۔ مگر

"دھمکی سے ڈر گیا جو نہ راہ نورد تھا
عشق نبرد پیشہ طلبگار مرد تھا"

احمدیت کا مقام بڑا بلند و بالا ہے، وہاں پہنچنے کے لئے بڑے دل گردہ کی ضرورت ہے۔ اس راستے میں بڑے پُرخطر جنگلات حائل ہیں۔ بڑی دشوار گذار گھاٹیاں پڑتی ہیں بڑے خونخوار درندوں سے سابقہ پڑ جاتا ہے۔ مگر کاروان چلتا ہے، اور منزل مقصود پا لیتا ہے۔

حضرت صاحب نے خود فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی عین مصلحت ہے ورنہ اسے دیر نہیں لگتی کہ یہ نعمت ہم سے چھین جاوے۔ اس کی مشیت کا تقاضا ہے ہرجگہ اس کا ورود ہو سکتا ہے۔

اس وقت میرے سامنے مسلم ٹائمز (MUSLIM TIMES) کا مارچ ۱۹۵۹ء کا شیوع ہے۔ بیرونی صفحہ پر تحریر ہے برائے مفت اشاعت۔ چالیس صفحات مشتمل ہے، دوسرے صفحہ پر یہ الفاظ ہیں، شائع کردہ احمدیہ انجمن جماعت اسلام برٹش گیانا۔ یہ ملک جنوبی امریکہ میں یہاں سے دس ہزار میل پر ہے۔ مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی دو مرتبہ پیشتر وہاں دورہ کر چکے ہیں۔ اب ڈچ گیانا میں تشریف رکھتے ہیں۔ وہاں کا دورہ ابھی باقی ہے۔ مولانا کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اب ان کے ساتھ ساتھ ہر وقت پانچ ٹیپ ریکارڈر رہتے ہیں۔ ان کی ہر تقریر محفوظ کی جا رہی ہے۔ اس ماہوار رسالہ کی اشاعت تین ہزار ہے مسلمان بیوپاریوں کے کافی اشتہار ہیں جو اسکی اشاعت کے لئے بڑی امداد ہے۔ حسین عتی صاحب اس کے ایڈیٹر ہیں۔

- اس پرچہ میں مضامین کے عنوان یہ ہیں:—
- ماہ رمضان اور روزہ
- ماہ رمضان کی زندگی
- لیلۃ القدر — از حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم ومغفور
- اسلام اور زکوٰۃ۔
- کیا واقعی حضرت مرزا غلام احمد نبی تھے؟ (اس میں حضرت صاحب کی تقریر مندرج ہے جو آپ نے اپنے دعوے اور ایمانیات کے متعلق جامع مسجد دہلی میں فرمائی تھی)
- ادعیہ
- مسئلہ ہستی باری تعالےٰ
- اسلام کیا ہے؟
- انتخاب از احادیث۔

اس میں ایک چٹھی بھی مندرج ہے اس کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

از زین یاساجی
اسکندرون۔ ترکی۔ ۱۶ر فروری ۱۹۵۹ء
ایڈیٹر صاحب مسلم ٹائمز

جناب عالی۔ ماہواری رسالہ اسلام جو انقرہ سے شائع ہو رہا ہے ہم اس کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں، ہم مسلمان ہیں اور اس لحاظ سے ہم تمام ایسی مطبوعات میں گہری دلچسپی لیتے ہیں جو ہمارے مذہب کے متعلق ہوں۔ ہم آپ کی طرف سے آمدہ ہر قسم کے لٹریچر کو خوش آمدید کہیں گے......

مخلص۔ عثمان سیّد اوغلو
ڈائرکٹر

اس چٹھی اور رسالہ کے مضامین سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا مشن کس قدر ترقی کر رہا ہے اور شجر احمدیت کی شاخیں کس قدر دور دور تک پھیل چکی ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

ظہور احمد

قربانی کے متعلق تین حدیثیں

(۱) عن عبید بن فیروز عن البراء ابن عاذب ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سئل ماذا یتقی من الضحایا فاشار بیدہ وقال اربع وکان البراء بن عاذب یشیر بیدہ ویقول یدی اقصر من ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العرجاء البیّن ظلعها والعوراء البیّن عورها والمریضۃ البیّن مرضها والعجفاء التی لا تنقی۔ موطا امام مالک

ترجمہ:— براء ابن عاذبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے پوچھا قربانی کرتے وقت کن جانوروں سے بچنا چاہیئے آپ نے اپنی انگلیوں سے بتایا کہ چار سے بچنا چاہیئے براء بن عاذب بھی انگلیوں سے بتایا کرتے اور کہتے کہ میرا ہاتھ چھوٹا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے۔ لنگڑا جو چل نہ سکے اور کانا جس کا کانا پن کھلا ہو، اور بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو، اور دُبلا جس میں گودا نہیں۔ (یعنی نہایت لاغر)

(۲) عن نافع ان عبد اللہ بن عمر کان یتقی من الضحایا والبدن التی لم تسن والتی نقص من خلقها۔ (موطا امام مالک)

ترجمہ:— نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ ان قربانیوں سے بچتے تھے جو مسنہ نہ ہوتیں (۲) اور جس کا کوئی عضو نہ ہوتا

ف:— مسنہ ایک برس کی بکری اور تین برس کی گائے اور چھ برس کے اونٹ کو کہتے ہیں اور اس سے کمسن جانور قربانی میں درست نہیں اور حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک دو برس کی گائے اور پانچ برس کا اونٹ بھی درست ہے۔ امام مالک نے کہا مجھے یہ روایت (حدیث) بہت پسند ہے۔

(۳) عن نافع ان عبد اللہ بن عمر ضحی مرۃ بالمدینۃ قال نافع فامرنی ان اشتری له کبشا فحیلا اقرن ثم اذبحه یوم الاضحی فی مصلی الناس قال نافع ففعلت ثم حمل الی عبد اللہ ابن عمر فحلق راسه حین ذبح الکبش وکان مریضا لم یشهد العید مع المسلمین قال نافع وکان عبد اللہ بن عمر یقول لیس حلاق الراس بواجب علی من

حج، عید اور قربانی

(بسلسلہ صفحہ ۳)

کیا صرف ایک ظاہری رسم ہے، جس کا ہماری عملی زندگی سے کوئی تعلق نہیں، کیا اخوت اسلامی کا نظارہ صرف حج ہی کے لئے مخصوص ہے اور ہماری قومی زندگی سے اس کا کوئی واسطہ نہیں؛ کیا صرف عید کے موقع پر دو رکعت نماز ادا کر کے گلے مل لینا ہی اسلامی برادری کا نشان ہے اور عملی زندگی میں ہمارے باہمی تعلقات اور ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ میں اس کا کوئی اثر ظاہر ہونا ضروری نہیں اگر ایسا ہے (اور فی الحقیقت مسلمانوں کا عملی نمونہ اسی کا آج مؤید ہے) تو یقین کیجئے کہ ہمارا حج اور عید اور قربانیاں محض دنیا کا دکھاوا ہیں اور وہ کروڑہا روپیہ جو ان پر ہر سال خرچ ہوتا ہے ضائع چلا جاتا ہے، آج مسلمان ناجائز طور پر ایک دوسرے کا گلا کاٹتے، ایک دوسرے کی عزت برباد کرتے اور ایک دوسرے کو کافر قرار دینے میں ہی اپنی شان سمجھتے ہیں حالانکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر کھلے لفظوں میں یہ وصیت کی تھی، کہ مسلمان کا خون اور مسلمان کی عزت اسی عزت و حرمت کی مستحق ہے جیسی عزت و حرمت حج کے مہینہ اور حج کے دن کو حاصل ہے، افسوس ہے اس عظیم الشان وصیت کو آج مسلمان فراموش کر کے اپنے ہادی و رہنما صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کے مرتکب اور اپنی قومی زندگی کی بربادی اور اسلام کی بدنامی کا موجب ہو رہے ہیں، جو حج کے مقصد، عید کی غرض و غایت اور قربانی کی حقیقت کو زائل کرنے کا موجب ہے، اللہ تعالےٰ رحم فرمائے۔

وحی ولایت ہر زمانہ میں جناب الٰہی کی طرف سے لوگوں کے ایمانوں کی آبیاری کیلئے اُترتی رہی

ختم نبوت کے بعد بھی وحی ولایت اولیائے اُمت پر اُترتی رہی اور تا قیامت اُترتی رہے گی

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۲ جون ۱۹۵۹ء ۔ فرمودہ حضرت امیر مولنا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ ۔ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون ۔۔۔ وادعوا شھداءکم ان کنتم صٰدقین (البقرۃ)

توحید اور نبوت

ان دو آیات میں دو باتوں کا خصوصیت سے ذکر ہے ۔ پہلی بات یہ ہے کہ اس ساری کائنات کا ایک بادشاہ ہے ۔ اس کو توحید کہتے ہیں اس کے بعد دوسری چیز جس کا ذکر ہے اور وہ بہت اہم ہے وہ نبوت ہے ۔ نبوت کے بغیر اس بادشاہ کی رضا کی راہوں کا پتہ چلانا مشکل ہے ۔ وہ رحمٰن ہے ۔ اگر اس نے انسان کے جسم کی پرورش کے لئے زمین و آسمان پیدا کئے ہیں تو یہ تو اس کے حیوانیت کے حصہ کی ربوبیت ہے لیکن وہ چیز جس کی وجہ سے وہ انسان کہلاتا ہے، روح ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے انسان کی روح کی تربیت کے لئے بھی انتظام کیا ہے ۔ وہ انتظام نبوت ہے جو وحی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں کا پتہ دیتی ہے جس طرح توحید پر ایمان لانا انسان کے اخلاق کو بلند کرتا ہے اسی طرح نبوت پر ایمان لانا بے شمار فوائد کا موجب ہے ۔ یہ دونوں چیزیں بہت اہم ہیں ۔

انسان کی جسمانی ربوبیت

اپنی توحید کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے انسان کو زندگی دی، اس زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے انسان بہت کوشش کرتا ہے ۔ ہر ایک شخص کو زندگی محبوب ہے فرمایا ہم نے یہ محبوب ترین چیز تم کو عطا کی ۔ والذین من قبلکم ۔ اگر تمہیں اپنے باپ دادا پر فخر ہے کہ وہ بڑے لائق تھے اور اچھی شہرت کے مالک تھے ان کی شجاعت تھی، ان کی سخاوت تھی، وہ اپنے کارناموں کی وجہ سے دنیا میں بڑی شہرت رکھتے تھے، تو ان کو بھی ہم نے ہی پیدا کیا اور پھر تمہاری پیدائش سے پہلے تمہاری ربوبیت کا بھی انتظام کیا، جعل لکم الارض فراشا تمہاری پیدائش سے پہلے ایک مکان تعمیر کیا ۔ جس میں زمین کو فرش بنایا ۔ والسماء بناءً اور ایک خیمہ تمہارے سر پہ لگا دیا ۔ وانزل من السماء ماءً ۔ پھر اس مکان کو فرنش کرنے کے لئے آسمان سے پانی اتارا ۔ تمہارا کھانا پینا، درخت، معدنیات پھل پھول، فرنیچر وغیرہ سب کچھ اسی پانی سے پیدا کیا اور پھر ساری کائنات کو تمہاری خدمت میں لگا دیا ۔ اگر انسان کی فطرت میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ ہر کمال کی تعریف کرتا ہے اور ہر احسان کرنے والے کے آگے جھکتا ہے ۔ تو خدا تعالیٰ سے بڑھ کر کون ہے جس میں تمام کمالات جمع ہوں ۔ اور جس کے بیشمار احسانات انسان پر ہوں، اس کی قدرت اسکی جبروت اس کا رحم و کرم اس کی بخشش اور نعماء اس قدر ہیں کہ انسان اندازہ بھی نہیں کر سکتا ۔

عبودیت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے،

اس لئے تمام انسانوں کو مخاطب کر کے فرمایا یا ایھا الناس اعبدوا ربکم اے انسانو! اپنے اس محسنِ حقیقی کے آگے جھکو، جس نے تمہیں زندگی عطا کی ۔ اور تمہاری زندگی کے قیام کے لئے ضروری سامان پیدا کئے اور تمام کائنات کو تمہاری خدمت میں لگا دیا ۔

روحانی تربیت کیلئے وحی الٰہی کی بارش

توحید کے بعد دوسرا اہم امر نبوت ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت نے انسان کی ربوبیت کے لئے آسمان سے بارش نازل کی اور تمام کائنات کو پیدا کیا ۔ اسی طرح اسکی روح کے لئے جس کی وجہ سے وہ انسان کہلاتا ہے وحی کی صورت میں آسمانی بارش نازل کی ۔ چنانچہ فرمایا ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا ۔ اس آیت کریمہ میں وحی کا ذکر مقدم کیا گیا ہے ۔ اور رسول جس پر وحی کا نزول ہوتا ہے اس کا ذکر مؤخر کیا گیا ہے ۔ یہ اس لئے کہ اصل سرچشمہ حیات وحی الٰہی ہے ۔ اس کے دوسرے درجہ پر رسول کا وجود ہے ۔ اور وہ بھی نہایت اہم ہے کیونکہ وہ وحی الٰہی پر عمل کر کے دکھاتا ہے ۔ یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں ۔

قرآن کا زندگی بخش پیغام

یہ قرآن زندگی بخش پیغام ہے جو رسول کریم صلعم پر نازل ہوا ۔ وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا ہم نے اپنے امر سے اپنا کلام آپ پر نازل کیا ۔ اس لئے اس پر ایمان لانا مقدم ہے ۔

رسول پر ایمان لانے کی ضرورت

اور رسول پر ایمان لانا اس لئے ضروری ہے کہ جس کو خدا منتخب کرتا ہے، وہ سب سے بڑھکر اس وحی پر عمل کرتا اور اس کو دنیا میں پہنچاتا ہے ۔ اس کا نمونہ دنیا کی ہدایت کا موجب ہے ۔ اسکی معرفت تو کوئی نہیں پہنچ سکتا ۔

روحانیت کا آفتاب

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روحانیت کا آفتاب ہے ۔ آپ پر جو افضال و کرم اور معرفت الٰہی کی بارش ہوئی وہ کسی کو نصیب نہ ہوئی ۔ آپ کی معرفت کا یہ عالم ہے کہ ابتداء ہی میں فرمایا ۔ الحمد للہ رب العلمین ۔ میں اس خدا کا ثنا خواں ہوں جو خالق کائنات ہے، اور جو تمام قوموں کی ربوبیت کرتا ہے، اس لئے خالق کی عبادت کے بعد مخلوق سے محبت رکھتا ہوں ۔

حضرت نبی کریمؐ کا دائرہ تبلیغ اور آپکا عرفان

کیا اتنے بڑے عرفان کا جملہ کسی دوسرے نبی پر اترا جس جملہ میں خدا کا بھی ذکر ہو، ساری کائنات کا بھی ذکر ہو اور خدمتِ خلق کا سبق بھی ہو وہ بہت بڑے عرفان کا جملہ ہے ۔ حضرت موسیٰؑ کے متعلق فرمایا اتینا موسی الکتاب ۔ وجعلنٰہ ھدی لبنی اسرائیل ۔ اور حضرت عیسیٰؑ کے متعلق بھی کہا رسول الی بنی اسرائیل لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا وما ارسلنک الا کافۃ للناس تمام انسانیت کے لئے آپؐ کو رسول بنا کر بھیجا گیا ۔ یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دائرہ تبلیغ کسی قوم کے لئے محدود و مختص نہیں ہے ۔ اور ان کا عرفان کامل و مکمل ہے ۔ قیامت کے دن جب تمام پردے ہٹ جائیں گے تو اس وقت خدا کے برگزیدوں کے منہ سے نکلے گا واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ۔ وہ معرفت جو دوسروں کو قیامت کے دن نصیب ہوگی، وہ عرفان جو انہیں قیامت کے دن حاصل ہوگا ۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے ہی دن مل گیا

نبی کریم صلعم کی سب سے بڑی خدمت

یہ کلام جس شخص پر اترے اور اس کا ذاتی نمونہ نہایت اعلیٰ درجہ کا ہو، اس کے پاس بیٹھنے والے ہدایت پا جاتے ہیں ۔ یہ سب سے بڑی خدمت ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سرانجام دی ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ کہ توحید کے بعد نبوت کے

ایمان لانا ضروری ہے۔ نبوت کے دو حصے ہیں، ایک تو وحی ہے، اور دوسرا نبی جو اس پر عمل کرکے دکھاتا ہے۔

وحی قیامت تک جاری ہے

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا جس طرح بارش بوقتِ ضرورت آتی رہتی ہے اور قیامت تک آتی رہے گی، اسی طرح وحی بھی قیامت تک جاری ہے؟ یقیناً وحی قیامت تک جاری ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے رفیع الدرجات ذوالعرش یلقی الروح علی من یشاء من عبادہ لینذر یوم التلاق۔ اللہ تعالیٰ رفیع الدرجات ہے وہ لوگوں کے اچھے اعمال دیکھ کر ان کے درجات بلند کرتا ہے، اور درجات کی ترقی کے لئے اپنی روح نازل کرتا ہے، اور یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ ذوالعرش ہے اس موجودات پر اس کی حکومت ہے، اسی کے ذمہ موجودات کی پرورش اور ربوبیت ہے۔ اس لئے وہ جہاں جسمانیات کے ضروری سامان مہیا کرتا ہے، اور بارش بھیجتا ہے وہ روحانیات کے لئے بھی ضروری سامان مہیا کرتا اور اپنی وحی نازل فرماتا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر روح کی حیات ناممکن ہے۔

روح المعانی اور وحی ولایت و مجددیت

روح المعانی تفسیر کی بہت اعلےٰ درجہ کی کتاب ہے، امام فخرالدین رازی نے یہ تفسیر آٹھ جلدوں میں لکھی ہے۔ اور اس میں فلسفیانہ انداز سے قرآن کریم کی تفسیر کی ہے اس کو دیکھ روح المعانی کے مصنف نے کہا کہ میں نو جلدوں میں قرآن کی تفسیر لکھوں گا۔ یہ مفسر آیۃ یلقی الروح کے نیچے لکھتے ہیں۔ یلقی مضارع کا صیغہ ہے جو فعل حال اور مستقبل دونوں کے معنی دیتا ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ اپنے کلام کا القا اپنے بندوں پر کرتا رہتا ہے اور کرتا رہے گا چنانچہ وہ لکھتے ہیں ان القاء الروح لم یزل من جنی آدم الی انتہاء زمان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی حکم المتصل الی یوم القیامۃ باقامۃ من یقوم الدعوۃ یعنی کلام الٰہی کا بندوں پر القاء بنی آدم سے شروع ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک برابر جاری رہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور قیامت تک جاری رہے گا۔ ان لوگوں کے ذریعہ سے جو دعوت و تبلیغ کے لئے مبعوث ہوں گے۔ اور وہ لکھتے ہیں کما رواہ ابوداؤد عن ابی ھریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علےٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ یعنی حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ ہر سو سال کے بعد ایک ایسے شخص کو مبعوث کرتا رہے گا جو دین کو تازہ کرے گا۔۔۔۔۔ اس جگہ یجدد کے معنی کئے ہیں ای باحیاء ما اندرس من العمل بکتاب اللہ وسنۃ رسول اللہ۔ یعنی وہ اس عمل کو زندہ کرے گا جو کتاب و سنت سے متعلق کمزور پڑ گیا ہو، یا مٹ گیا ہو۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ وحی قیامت تک جاری رہے گی اگرچہ نبوت کی وحی محمد رسول اللہ صلعم پر ختم ہو گئی۔

مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ یا وحی ولایت و محدثیت

میں نے ابھی ذکر کیا ہے کہ وحی کا ذکر رسول کے ذکر پر مقدم کیا گیا ہے۔ کیونکہ اصل حقیقت نبوت کی وحی الٰہی ہے۔ اور وحی الٰہی دو قسم کی ہے۔ ایک وہ جو رسول پر نازل ہوتی ہے۔ اور دوسری وہ جو اولیاء اللہ پر نازل ہوتی ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لقد کان فی امم من قبلکم رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء۔ پہلی امتوں میں ایسے لوگ ہوئے ہیں جن سے اللہ تعالےٰ کلام کرتا تھا۔ حالانکہ وہ نبی نہ تھے۔ اسی حدیث کو حضرت عائشہؓ نے یوں بیان کیا ہے۔ لقد کان فی امم من قبلکم محدثون پہلی امتوں میں محدَّث ہوا کرتے تھے۔ حدیث کے معنے بات کے ہیں، اور تحدیث کے معنی بات کرنا ہے محدَّث "د" کی زبر سے وہ شخص ہے جس سے خدا تعالےٰ مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد وحی ولایت و محدثیت کی تائید میں

غرض قرآن کریم میں جہاں ختم نبوت کا اعلان کیا ہے وہاں غیر نبیوں سے مکالمہ مخاطبہ کا بھی ذکر آیا ہے۔ حدیث سے بھی ثابت ہے کہ جہاں وحی نبوت ختم ہو گئی وہاں وحی ولایت جاری ہے اس کا ذکر امام سیوطیؒ نے بھی کیا ہے اور ہمارے اس زمانہ میں مولانا ابوالکلام آزاد نے بھی لکھا ہے۔ کہ وہ لوگ جنہوں نے نور علم و عمل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشکوٰۃ نبوت سے اخذ کیا، ان کو مجدد کہتے ہیں، اور چونکہ خدا تعالےٰ ان کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے۔ اس لئے ان کو محدَّث کہا جاتا ہے۔ اور مجدد کی حدیث کی مختلف طرق سے مروی ہے اس کی صحت پر سب محدثین کا اتفاق ہے۔

مجدد الف ثانی اور دیگر مجددین

پھر ہمارے قریب کے زمانہ میں سرہند میں حضرت مجدد الف ثانی ہوئے ہیں وہ لکھتے ہیں:۔

"بداند کہ بر سر ہر مائۃ مجددے گذشتہ است"

یعنی جاننا چاہیئے کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آتے رہے ہیں۔ انہوں نے خود بھی مجدد ہونے کا دعوےٰ کیا ہے اور اپنے سے پہلے جو مجدد گذرے انکی بھی تصدیق کی ہے پھر اسی ہندوستان میں شاہ ولی اللہ نے بھی مجددیت کا دعوےٰ کیا۔ حضرت سید احمد بریلوی نے بھی مجددیت کا دعوےٰ کیا۔ ان سب کے پیرو موجود ہیں، ان کی تصنیفات موجود ہیں اور دیگر آثار سے بھی ان کی مجددیت ثابت ہے۔ ان تاریخی شواہد کا انکار نہیں ہو سکتا۔

حدیث مجدد کا انکار

پس قرآن، حدیث اور آئمہ کی شہادتوں کے ہوتے ہوئے یہ بڑی دیدہ دلیری ہے، کہ حدیث مجدد کی صحت ہی سے انکار کر دیا جائے۔ آج حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت میں نہ صرف حدیث کا انکار کر دیا گیا بلکہ تمام آئمہ دین اور مجددین کرام کو جھوٹا قرار دے دیا گیا۔ یہ نہایت قابل افسوس بات ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب مجدد زمان کی دشمنی لوگوں کو کہاں تک کھینچ کر لے گئی۔ کہ انہوں نے خود پیغمبر خدا صلعم کی حدیث کا انکار کر دیا، اور انہوں نے خدا تعالےٰ کی اس آیۃ کریمہ یلقی الروح کا بھی انکار کر دیا۔ جس میں اس نے اپنی ربوبیت عامہ کو قیامت تک جاری رکھنے کی خوشخبری دے رکھی ہے۔ خدا تعالےٰ کا کلام اور رسول کریمؐ کی حدیث دونوں برحق ہیں۔

حضرت کا دعوےٰ مجددیت شروع سے آخر تک

حضرت مرزا صاحب کا شروع سے آخر تک یہی دعوےٰ رہا کہ میں مجدد اور محدَّث ہوں ۱۸۸۴ء میں جب آپ نے دعوےٰ مجددیت کا اعلان ایک اشتہار کے ذریعہ سے کیا تو اس میں اس بات کا اظہار کیا کہ براہین کی تصنیف خدا کی جانب سے ملہم اور مامور ہونے کی وجہ سے تجدید دین کی خاطر کی گئی۔ یہ آپ کے دعوےٰ کی ابتداء تھی۔ اور آپ کے دعوےٰ کی انتہاء حقیقۃ الوحی ہے جس میں لکھا ہے کہ سلف صالحین کا اس پر اتفاق ہے کہ چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعود ہوگا۔ اسی حقیقۃ الوحی کے آخر میں الاستفتاء ہے اس میں آپ نے پانچ مرتبہ حدیث مجدد کو دوہرایا ہے۔ اور اس پر اپنے دعوےٰ کی بنیاد رکھی ہے اور فرماتے ہیں ان اللہ یبعث علےٰ راس مائۃ سنۃ تو دعوےٰ مجددیت کی ابتداء براہین سے ہوئی اس وقت سے لے کر آخر تک، آپ کا یہی دعوےٰ برقرار رہا۔

دعوےٰ نبوت کا الزام افترا ہے

وہ لوگ جو آپ کی طرف دعوےٰ نبوت منسوب کرتے ہیں ان کے اس فعل کو آپ سراسر افتراء قرار دیتے ہیں۔ آپ نے یقیناً نبی ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا صرف مجددیت کا دعوےٰ کیا ہے۔ اور کھلے لفظوں میں لکھا ہے کہ وحی نبوت منقطع ہو چکی ہے اور تا قیامت منقطع رہے گی۔ اور وحی ولایت جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گی۔

وحی نبوت کیوں ختم ہوئی؟

لوگ کہتے ہیں کہ پہلے کیوں وحی نبوت جاری تھی اور اب کیوں ختم ہو گئی۔ کیا زمانہ کی ضروریات ختم ہو گئی ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم نے یہ اعلان کیا ہے الیوم اکملت لکم دینکم شریعت کی تمام تفصیلات ختم کر دی گئیں جو نبوت کی اصل غرض تھی نبوت کے کمالات کو محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں آخری حد تک پہنچا دیا گیا۔ الیوم اکملت نے شریعت کو کمال تک پہنچایا۔ اور خاتم النبیین نے نبوت کے تمام کمالات حضور پر ختم کر دیئے، پس قرآن شریف جو خاتم کتب سماوی ہے۔ اس کے بعد کسی کتاب کی حاجت نہیں اور رسول کریم جو خاتم کمالات نبوت ہے۔ ان کے بعد نبوت کا سلسلہ جاری رکھنا بے فائدہ ہے۔ ایسی حالت میں وحی نبوت کے جاری رہنے کی ضرورت نہیں۔

ختم نبوت کے بعد روحانی بارش کی ضرورت

ہاں روحانی بارش کی ضرورت ہمیشہ ہر زمانہ میں رہتی ہے۔ اس کے لئے ختم نبوت کے بعد بھی خدا تعالے اپنے اولیاء سے کلام کرتا ہے۔ اس کلام سے ایمان میں تازگی اور مضبوطی پیدا ہوتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا:-

وانزلنا من السماء ماءً فاحیینا به بلدةً میتاً اور فرمایا واوحینا الیك روحاً من امرنا۔

مسیح موعودؑ کے پاس بیٹھنے والے

اس روحانی بارش کی وجہ سے وہ لوگ جو ان مجددین اور محدثین کے پاس بیٹھتے ہیں وہ باخدا ہو جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت میں بھی جو لوگ بیٹھے انہوں نے یقین کیا کہ خدا تعالے ہے وہ دیکھتے تھے کہ خدا تعالے ان سے ہمکلام ہوتا ہے اور انکی پیشگوئیاں پوری ہوتی ہیں۔

جلسۂ اعظم مذاہب میں غلبہ کی پیشگوئی

جلسۂ اعظم مذاہب ہو اور اس میں بڑے بڑے یہودی اور عیسائی فضلاء، ہندو، آریہ، برہمو، سکھ اور مسلمان علماء موجود ہوں اور ایک گاؤں کا رہنے والا اٹھکر کہے کہ میرا مضمون سب پر غالب رہے گا یہ بغیر اس کے کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ خدا کی اس کے ساتھ تائید ہو اسکو تو ڈرنا چاہیئے تھا کہ اتنے بڑے فضلاء کے سامنے کہیں توہین نہ ہو جائے لیکن وہ کہتا ہے۔ کہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ تیرا مضمون بالا رہے گا۔ چنانچہ انہوں نے اس امر کا اشتہار بھی دے دیا۔ اور فی الحقیقت آپ ہی کا مضمون غالب رہا۔ لکھا ہے کہ اس دن جب آپ کا لیکچر پڑھا جا رہا تھا۔ ایک خطرناک دشمن مولوی محبوب عالم ایڈیٹر پیسہ اخبار دوران لیکچر میں خوشی سے اچھل اچھل پڑتا تھا۔ کہ آج اسلام کی فتح ہو گئی۔ اور آج بھی کون مسلمان ہے جو یہ نہیں جانتا کہ اس جماعت کے مبلغوں نے اسلام کا چہرہ دنیا میں روشن کر دیا ہے۔

ایک مقدمہ میں بریت کی پیشگوئی

حضرت مسیح موعودؑ کے ایک مقدمہ کے دوران میں مجھے ایک دن گورداسپور جانا پڑا۔ وہاں جس مجسٹریٹ کے سامنے مقدمہ پیش تھا وہ آریہ تھا۔ اور اس کے رویہ سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سزا دیئے بغیر نہیں چھوڑے گا

اسی لئے شیخ رحمت اللہ مرحوم نوٹوں کا ایک پلندہ اپنے پاس رکھتے تھے کہ جس وقت جس قدر جرمانہ وہ کرے فوراً ادا کر دیا جائے۔ خواجہ کمال الدین صاحب حالات کو دیکھ کر بہت ہراساں تھے ان کو حضرت نے فرمایا خواجہ صاحب! خدا تعالے نے ہماری بریت کی خبر دے دی ہے۔ کوئی چھوٹا آدمی ہوتا۔ تو کبھی ایسا نہ کہہ سکتا۔ وہ تو کہتا کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ تمہیں سزا ہو گی۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ مقدمہ کے دوران میں ہی ڈپٹی کمشنر نے اس مجسٹریٹ کی تبدیلی کا حکم بھیجدیا اور اس کو اسی وقت مقدمہ چھوڑ کر جانا پڑا۔ اور اس کا تنزل ہو گیا۔ اور اسکی اولاد پر موت وارد ہوئی۔

وحی نبوت سے انکار وحی ولایت کا اقرار

یہ پیشگوئیاں پوری ہوتی رہیں لیکن حضرت مرزا صاحب بار بار یہی اعلان کرتے رہے کہ یہ مکالمہ مخاطبہ جس کا شرف اللہ تعالے نے مجھے بخشا ہے، وحی ولایت ہے اور وحی نبوت تو اس دن منقطع ہو گئی تھی جس دن ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کی آیت نازل ہوئی۔ آپ نے فرمایا نبی کے لئے .... تین شرائط ضروری ہیں ۱۔ اس پر جبریل اترے ۲۔ جبریل وحی نبوت لے کر آتے ۳۔ جبریل اس کو عقائد دین سکھاتے۔ یہ تینوں شرائط آپ میں مفقود تھیں آپ خود کہتے ہیں کہ جبریل کا بہ پیرایہ وحی نبوت اترنا ممتنع ہے اور آپ کو اعتراف ہے۔ کہ عقائد دین آپ نے جبریل سے نہیں سیکھے آپ کے استاذ مولوی فضل احمد اور سید شاہ علی تھے نہ کہ جبریل مولوی محمد حسین بٹالوی آپ کے ہم مکتب تھے اور ان کی طرح ایک ہندو لالہ بھیم سین بھی آپ کے ہم مکتب تھے جو بعد میں وکیل ہو کر سیالکوٹ چلے گئے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں انبیاء کی طرح معصوم نہیں ہوں۔ میری آزمائش نبیوں کی طرح نہ کی جائے۔ میرا الہام تحت شرعی نہیں۔ نبیوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے الہام کی اشاعت کریں۔ بلغ ما انزل الیك۔ لیکن مجھے اختیار حاصل ہے کہ جس الہام کو چاہوں شائع کروں اور جس کو چاہوں نہ شائع کروں۔ میرے اوپر وحی نبوت نہیں۔ وحی ولایت نازل ہوتی ہے اور جہاں تک وحی نبوت کا تعلق ہے وہ آیت خاتم النبیین کی رو سے منقطع ہو چکی ہے۔ یہ امور بتاتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب مجدد ہیں اور قرآن و حدیث مجدد کا آنا ضروری قرار دیتے ہیں، ہم اللہ تعالے کا احسان سمجھتے ہیں کہ اس زمانہ میں جب دین پر حملے ہو رہے تھے۔ اللہ تعالی نے ایک مرد خدا کو بھیجا جس کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق ہے۔ قرآن کا عشق ہے اس نے ایک قوم پیدا کی جس کے دلوں میں عشق کی چنگاری سلگا دی ایسے شخص کے متعلق جو مسلمان کہے کہ وہ مجدد نہیں وہ

اپنے تئیں برکات سے محروم کرتا ہے۔ ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ ہمارے اعتقاد قرآن اور حدیث کے مطابق ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ترکت فیکم کتاب اللّٰہ وسنتی۔ الحمدللہ ہم کتاب وسنت ہی کے مطابق حضرت مرزا صاحب کو مانتے اور دین کی اشاعت کتاب وسنت ہی کے مطابق کرتے ہیں۔

مشرقی پاکستان اسلام مشن ڈھاکہ کی تبلیغی سرگرمیاں

جریدہ ہذا کی ۲۷ مئی ۱۹۵۹ء کی اشاعت میں مولوی محمد عبدالستار صاحب کا قارئین کرام سے اجمالی تعارف کراتے ہوئے یہ بتایا گیا تھا کہ حال ہی میں وہ انجمن کی تبلیغی کلاس سے فارغ التحصیل ہو کر مشرقی پاکستان میں بطور مبلغ متعین ہوئے ہیں جہاں وہ تبلیغی کام میں مصروف ہیں ان کی تبلیغی سرگرمیوں کی مختصر رپورٹ حسب ذیل ہے :-

۱۲ مئی کے خط میں وہ تحریر فرماتے ہیں کہ میں ۹ مئی کی شام کو بخیریت ڈھاکہ پہنچ چکا تھا۔ اگلی صبح مشن کے کارکنان اعلے جناب میر عطاء الرحمن اور مولنا عبدالصمد صاحب جمالی سے تعارفی اور معلوماتی گفت وشنید رہی، اور دوستوں اور احباب کے ساتھ صداقت مسیح پر بات چیت ہوتی رہی۔ شیر پور ٹاؤن جاتے ہوئے ہم سفروں کے ساتھ تحریک احمدیت کا ذکر رہا اور چند ایک ہمراہیوں کو "کال آف اسلام" کی کاپیاں تقسیم کیں۔ جمال پور اور دیگر مقامات پر "تحریک احمدیت" اور اس کی سرگرمیوں" کے موضوع پر تقاریر کیں۔ واپس ڈھاکہ ہوتے ہوئے چند اشخاص کو "کال آف اسلام"، "اسلامی اصول کی فلاسفی"، اسلامک ریویو۔ ٹریکٹ - نیز "وفات عیسیٰ" وغیرہ لٹریچر کی کاپیاں تقسیم کیں۔ علاوہ اس کے جناب مولنا عبدالصمد صاحب جمالی کے ترجمہ قرآن کریم میں مدد دیتا ہوں۔

۱۸ مئی کے خط میں لکھتے ہیں :-

"میں نے حالات حاضرہ کے بغور مطالعہ کے بعد تبلیغی سلسلہ کا روزانہ کا یہ پروگرام بنایا ہے :- درس قرآن، تبلیغ بذریعہ خط وکتابت، تقسیم لٹریچر، زیر تبلیغ دوستوں اور دیگر احباب سے مشن ہاؤس میں یا ان کی قیام گاہوں پر جا کر تبلیغی گفت وشنید کرنا۔ جمعہ کا خطبہ دینا۔ ماہوار مجلس کا انعقاد۔ قرب وجوار میں سفری تبلیغ۔ اور مولنا عبدالصمد صاحب جمالی کے ساتھ قرآن کے ترجمہ میں امداد۔

۲۵ مئی کے مکتوب میں رقمطراز ہیں :-

"اس ہفتہ میں نے یہاں کے بچوں کو قرآن مجید کا درس دیا۔ بروز پیر سلطان الدین احمد صاحب، اور صاحب علی میاں، صدر گھاٹ سے تبلیغی بات چیت کی اور انجمن کی خدمات کا ذکر کیا۔ بروز جمعہ سورۃ بقرہ

پڑھ کر خطبہ دیا ۔ اور ہفتہ کے روز چھوٹے سے مجمع میں تقریر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی دینی خدمات اور قربانیوں کے متعلق حاضرین کو آگاہ کیا ۔

۷ رجون کے مکتوب میں لکھتے ہیں :۔

اس ہفتہ میں نے گلزار باغ (گاؤں) میں چند لوگوں میں تبلیغ کرتے ہوئے جماعتی خدمات سے ان لوگوں کو آگاہ کیا ۔ عبدالواحد دیوان صاحب عبدالکریم صاحب ۔ شمس الدین صاحب ۔ عبدالحکیم صاحب بی اے ایل ایل بی ۔ عباس علی صاحب ، اور مصلح الدین صاحب ایم اے کو لٹریچر از قسم تعلیم اسلام (بنگالی) اسلام اور کرسچینٹی اور ریز یولیوشنس ایکسپلینڈ وغیرہ پیش کرتے کے ساتھ جماعتی تحریک پر گفت و شنید کی ۔ موضع چار قطب میں تبلیغی لیکچر دیا ۔ اور پروفیسر شفیع الدین صاحب ایم ۔ اے ۔ کو تبلیغی خط ارسال کیا ۔ اس کے علاوہ اس ہفتہ احمدی اور غیر احمدی بچوں کو درس قرآن کریم دیا ۔ جمعہ کے دن خطبہ دیا اور امامت کی ۔

اس کے علاوہ مولانا عبدالصمد صاحب جمالی کو ترجمہ قرآن میں مدد دی ۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر اور دیگر بزرگان ملت بفضلہ تعالےٰ بخیر و عافیت ہیں ۔

حج کو روانگی

یہ امر موجب مسرت ہے کہ ہمارے محترم دوست کرنل بشیر حسین صاحب ڈائرکٹر صحت مغربی پاکستان معہ بیگم صاحبہ حج کے لئے تشریف لے گئے ہیں ، اللہ تعالیٰ مبارک کرے ، اور اس مقدس فریضہ کی ادائیگی کے بعد بخیر و عافیت واپس لائے ۔

وفات

جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر نہایت افسوس کیساتھ سنی جائے گی کہ سلسلہ عالیہ کے ایک نہایت پرانے بزرگ مرزا عنایت بیگ صاحب ریٹائرڈ ڈی ایس پی اپنے وطن موضع منگووال ضلع گجرات میں فوت ہو گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون ، مرحوم نہایت نیک ، پارسا اور خادم سلسلہ بزرگ تھے ، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے مرحوم کا جنازہ غائبانہ گذشتہ جمعہ کو مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں پڑھا گیا ۔ بیرونی جماعتوں سے بھی درخواست ہے ، کہ جنازہ غائبانہ پڑھ کر ان کی روح کو ثواب پہنچائیں ۔

شکریہ صحت و عطیہ

ایبٹ آباد سے محمد اصغر علی صاحب پاک میڈیکل

ایبٹ آباد سے محمد اصغر علی صاحب پاک میڈیکل سٹور لکھتے ہیں :۔

اللہ تبارک و تعالےٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے اس عاجز کو متفرق پریشانیوں سے نجات دی ہے ۔ خصوصاً میری اہلیہ صاحبہ کا بیماری سے شفا پانا محض مخلصین کی دعاؤں کا نتیجہ ہے ۔ اس سلسلہ میں عاجز مبلغ پانچ روپے کا منی آرڈر ارسال کر رہا ہے ، ماہوار چندہ کا منی آرڈر اس سے الگ ہے ۔ .... احباب اور بزرگان سلسلہ سے دعاؤں کی درخواست ہے ۔

درخواست دعا

مولانا محمد یحیٰی بٹ صاحب کے والد ماجد تاحال بیمار ہیں ، احباب کرام سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں ۔

صدقہ

محترم شیخ فضل الرحمٰن صاحب گورداسپوری نے مولوی عبدالمنان صاحب ابن حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم کی صحت کے لئے مبلغ پانچ روپیہ بطور صدقہ انجمن کو عطا فرمائے ہیں ۔ جزاہ اللہ ۔ مولوی صاحب ممدوح اب خدا کے فضل سے پورے طور پر صحت یاب ہو چکے ہیں ۔ فالحمد للہ

شادی

محترم شیخ انعام الحق صاحب حیدر آباد دکن سے محترمہ ام داؤد صاحبہ بنارس چھاؤنی کی صاحبزادی عزیزہ

رنگون کے شیخ الجامعہ کی احمدیت پر نکتہ چینی

کتاب "دو نبی" پر ایک سرسری نظر

مسئلہ جہاد اور حضرت مرزا صاحب

قسط نمبر ۸

مولانا مرتضیٰ خان حسن

کب تک ضبط کروں میں آہ ؛ چل مرے خامہ بسم اللہ

اب ہم مسئلہ جہاد کی طرف آتے ہیں۔ جو اسقدر محل اعتراض بنا ہوا ہے کہ جو شخص اٹھتا ہے وہ بغیر سوچے سمجھے اور آنکھیں بند کئے جھٹ اعتراض کر دیتا ہے کہ مرزا صاحب نے جہاد کے قرآنی حکم کو منسوخ کر دیا ہے۔ یہ محض اتہام ہے۔ اور قبل ازیں ہماری طرف سے بیسیوں دفعہ تردید ہو چکی ہے، لیکن افسوس کا مقام ہے کہ پھر بھی مرغ کی وہی ایک ٹانگ ہی رہی۔ ہر نیا مصنف اور ہر مقرر یہی رٹ لگاتا ہے کہ مرزا صاحب نے جہاد کو جو ایک ضروری فریضہ ہے منسوخ قرار دیا ہے اور یہی رٹ اس کتاب میں لگائی گئی ہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں نسخ کے ماننے والے یہی حضرات ہیں یعنے ہمارے علمائے کرام جو قرآن کریم کی کئی آیات اور احکام کو منسوخ سمجھتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کا عقیدہ — کوئی قرآنی حکم منسوخ نہیں

ہم اس کے قائل نہیں ہیں اور نہ ہمارا امام ہی نسخ کا قائل تھا۔ وہ تو سارے قرآن مجید کو واجب التعمیل سمجھتے تھے اور اس میں سے ایک شوشہ کی کمی بیشی کو بھی کفر اور الحاد یقین کرتے تھے۔ ذیل میں صرف دو حوالے عرض کرتا ہوں، فرماتے ہیں:-

(۱) "ان الزامات کی نسبت اگرچہ میں نے بار بار بیان کیا اور اپنی کتابوں کا مطلب سمجھایا کہ کوئی کلمہ کفر ان میں نہیں ہے۔ نہ مجھے دعوے نبوت و خروج از امت۔ اور نہ منکر معجزات اور ملائک اور نہ لیلۃ القدر سے انکاری ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آں جناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا۔ اور قرآن کریم کا ایک شوشہ یا نقطہ منسوخ نہیں ہوگا۔ ہاں محدث آئیں گے جو اللہ جلشانہ سے ہمکلام ہوتے ہیں اور نبوت تامہ کی بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور بلحاظ بعض وجوہ شان نبوت کے رنگ سے رنگین کئے جاتے ہیں۔ اور اُن میں سے میں ایک ہوں"۔ (نشان آسمانی)

(۲) — پھر اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں تحریر فرماتے ہیں جو ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئی:—

"وللہ مکالمات و مخاطبات مع اولیائہ فی ھٰذہ الامۃ وانھم یعطون صبغۃ الانبیاء ولیسوا نبیین فی الحقیقۃ فان القرآن اکمل وطر الشریعۃ و لایعطون الا فھم القرآن ولا یزیدون علیہ و لا ینقصون منہ ومن زاد ونقص اولئک من الشیاطین الفجرۃ

(مواہب الرحمٰن)

ترجمہ:- اور اس اُمت میں اللہ تعالےٰ اپنے اولیاء سے کلام اور خطاب کرتا ہے۔ اور ان کو انبیاء کا رنگ دیا جاتا ہے۔ مگر درحقیقت وہ نبی نہیں ہوتے کیونکہ قرآن کریم نے شریعت کی تمام حاجتوں کو مکمل کر دیا ہے ان کو سوائے فہم قرآن اور کچھ نہیں دیا جاتا وہ نہ زیادہ کرتے ہیں اور نہ کم قرآن مجید سے کچھ بھی۔ اور جو شخص قرآن مجید میں کچھ کمی بیشی کرے وہ شیاطین اور بدکاروں میں سے ہے"

اب ان تصریحات کے بعد حضرت مرزا صاحب پر یہ الزام لگانا کہ آپ نے جہاد کے قرآنی حکم کو منسوخ کیا ہے۔ کس قدر ظلم ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کا ایک شوشہ ایک نقطہ بھی منسوخ نہیں ہو سکتا، پھر اسی عبارت میں آپ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید نے شریعت کی حاجتوں کو پورا کر دیا ہے اب کسی نئی شریعت یا کسی کمی بیشی کی ضرورت نہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ جو شخص قرآن مجید میں کمی بیشی کرے وہ بدکاروں اور شیطانوں میں سے ہے۔

مخالف علماء کا عقیدہ نسخ قرآن

یہ تو ہے مرزا صاحب کا مذہب۔ آپ حضرات اور آپ کے بزرگ جو قرآن مجید میں نسخ کے قائل ہیں وہ البتہ قرآن مجید کے بعض احکام کو منسوخ شدہ مانتے ہیں اور اس وجہ سے ان کو واجب التعمیل نہیں سمجھتے۔ یعنے آپ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید میں ایک حکم موجود ہے مگر وہ منسوخ ہے اور اس قابل نہیں، کہ اس پر عمل کیا جائے۔

احکام قرآن کو منسوخ قرار دینا کذب و افترا ہے

اب فرمائیے جناب! قرآن مجید کے احکام کو منسوخ تو کرتے ہیں آپ خود، اور الزام لگاتے ہیں حضرت مرزا صاحب پر کہ انہوں نے قرآن کریم کا فلاں حکم منسوخ کر دیا ہے، یہ کہاں کا انصاف ہے؟ وہ خدا کا بندہ بار بار کہتا ہے کہ میں قرآن مجید کے کسی حکم کو منسوخ قرار نہیں دیتا بلکہ کہتا ہے کہ اس کامل و اکمل کتاب کا ایک نقطہ بھی منسوخ نہیں ہو سکتا۔ اور قاعدہ کلیہ کے طور پر فرما دیا کہ اولیاء اللہ جو امت محمدیہ میں ظاہر ہوتے ہیں اور جن میں سے ایک خود حضرت مرزا صاحب ہیں انہیں حق حاصل نہیں کہ کسی قرآنی حکم کو منسوخ کریں۔ اب ایسی تصریحات کے بعد بھی جو شخص ان پر اتہام لگائے کہ انہوں نے فلاں حکم قرآن کو منسوخ قرار دیا صریح غلط بیانی اور کذب کا ارتکاب کرتا ہے۔

کذب بیانی کے مرتکب کے متعلق کیا فتویٰ ہے؟

فرمائیے اے علمائے کرام کہ جو شخص آپ کے ہاں کسی کذب بیانی کا مرتکب ہو یا افترا، کر کے جھوٹی تہمت کسی پر لگائے اس کی نسبت آپ کا کیا فتوےٰ ہے؟ مرزا تو بزعم دشمنان معاذ اللہ نبوت کا جھوٹا دعوےٰ کر کے کذاب بن گیا۔ لیکن جو شخص قدم قدم پر غلط بیانی کرے، قدم قدم پر بے گناہوں پر جھوٹی تہمتیں لگائے، فرمائیے اس کو آپ کی لغت میں کیا کہتے ہیں۔

مسئلہ جہاد کے متعلق غلط فہمی

حضرت مرزا صاحب نے جہاد کے قرآنی حکم کو منسوخ نہیں فرمایا بلکہ اس کا صحیح مفہوم بیان فرمایا ہے، بات دراصل یہ ہے کہ کچھ تو مولوی صاحبان کی حماقت سے اور کچھ پادریوں کے پروپیگنڈا سے عام طور پر جہاد کے مفہوم میں غلط فہمی پیدا ہو گئی تھی جسے حضرت مرزا صاحب نے دور کرنا ضروری سمجھا اور وہ غلط فہمی یہ تھی کہ گویا جہاد کے معنے تلوار سے اشاعت دین کرنا ہے، یہ غلطی ایسی تھی جس نے اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کرنے میں پادریوں اور اسلام کے دشمنوں کو بہت مدد دی اور اہل علم اور معقول طبقہ کے دلوں میں اسلام کے خلاف نفرت بیٹھ گئی۔

دین میں جبر و اکراہ جائز نہیں

فی الحقیقت صداقت اپنے منوانے کے لئے کسی تلوار اور جبر و اکراہ کی محتاج نہیں ہوتی وہ خود دلوں کو مسخر کرتی چلی جاتی ہے۔ قلوب دلائل و براہین سے

فتح ہوتے ہیں اور دلائل ہی سے کسی صداقت کو قبول کرتے ہیں۔ تلوار کسی کو منوا نہیں سکتی کہ فلاں عقیدہ درست ہے کوئی شخص تلوار سے ڈر کر اگر کسی عقیدہ کو مان بھی لے تو اس کا دل اسے مان نہیں سکتا، پس جبر و اکراہ سے منافقت پیدا ہوتی ہے ایمان نہیں پیدا ہوتا۔ اس لئے قرآن کریم نے صاف لفظوں میں اعلان فرمایا ہے کہ لا اکراہ فی الدین (البقرہ) کہ دین میں کوئی جبر و اکراہ اور زبردستی نہیں۔ پھر فرمایا افانت تکرہ الناس حتیٰ یکونوا مومنین (یونس) کیا تو لوگوں کو مجبور کرے گا کہ وہ ایمان لے آئیں۔ گویا اکراہ سے ایمان نہیں پیدا ہوتا۔ پس جب خود قرآن اس کے خلاف ہے تو پھر تلوار سے اشاعتِ دین کے کیا معنے؟

نعم ما قال المسیح الموعودؑ

زجبر حجتِ حق بر جہاں نیاید راست
برو دلیل بدہ گر خرد ترا باشد
زجبر کو کبِ صدق را شکست آید
ازیں بود کہ رہ جبر ہا خطا باشد
بہوش باش کہ جبر است خود دلیل گریز
تسلیِ دلِ مردم ازیں کجا باشد

تلوار برائے حفاظتِ دین

ہاں شروع اسلام میں مسلمانوں کو دین کی خاطر تلوار اُٹھانی پڑی مگر وہ اسلام کی حفاظت کے لئے تھی نہ کہ اشاعت کے لئے۔ مکہ میں جو ظلم و تشدد حضرت نبی کریم صلعم اور آپ کے متبعین پر کفار نے روا رکھا اس سے تنگ آ کر حضورؐ اور حضورؐ کے صحابہؓ مدینہ کو ہجرت کر گئے تو وہاں بھی ان ظالموں نے چین نہ لینے دیا اور اسلام اور بانیٔ اسلام علیہ السلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے ایک بھاری فوج لے کر مدینہ پر حملہ آور ہوئے اس وقت اللہ تعالےٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ اب دین کی حفاظت کے لئے ان ظالموں سے جنگ کرنے کی اجازت دی جاتی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا و ان اللہ علیٰ نصرہم لقدیر الذین اخرجوا من دیارہم بغیر حق۔ (الحج) یعنے اللہ تعالےٰ نے ان مظلومین کی جو قتل کئے جاتے اور ناحق اپنے گھروں سے نکالے گئے فریاد سن لی ہے اور اب اُن کو جنگ کی اجازت دی جاتی ہے۔

جہاد بالسیف پر حد بندیاں

لیکن اس جنگ پر بھی دو حد بندیاں قائم کر دیں، پہلی تو یہ کہ قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا۔ ان اللہ لا یحب المعتدین (البقرہ) یعنے اللہ کے رستہ میں جنگ کرو مگر محض اُن سے جو تم سے جنگ کرتے ہیں، اور حد سے نہ بڑھنا اللہ تعالےٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اب اس جگہ صاف شرط عائد کر دی کہ یہ جنگ دافعت ہے۔ لہٰذا تم اسی سے جنگ کر سکتے ہو جو تم سے جنگ کریں اور جو تم سے جنگ نہیں کرتے اُن سے جنگ کرنا حد سے بڑھنا ہے جو خدا کو ناپسند ہے۔ یہ جنگ مدافعت کب اور کہاں ختم ہو جانی چاہیئے اس کے متعلق ارشاد فرمایا وقاتلوہم حتیٰ لا تکون فتنۃ و یکون الدین للہ (البقرہ) یعنے جنگ لڑو یہاں تک کہ فتنہ کا خاتمہ ہو جائے یعنے مسلمانوں کی ایذا رسانی کا سلسلہ بند ہو جائے اور دین اللہ کے لئے ہو جائے یعنے مذہبی آزادی پورے طور سے حاصل ہو جائے اور لوگوں کا مذہب محض اللہ کے لئے ہی ہو۔ کسی اور طاقت اور کسی غیر اللہ کے ڈر سے نہ ہو۔ خدا کے لئے کسی کا مذہب ہونے کا یہی مطلب ہے کہ اسے مذہب کے معاملے میں پوری آزادی حاصل ہو الغرض اس آیت نے وضاحت کر دی کہ یہ جنگ جس کی اجازت ہے مدافعت کے لئے اور مذہبی آزادی کے لئے ہے جب یہ حاصل ہو جائے تو جنگ ختم کر دینی چاہیئے پس معلوم ہوا کہ اسلام میں مذہب کے لئے جنگ کرنا خاص حالات میں اور خاص شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ جب وہ حالات اور شرائط موجود نہ ہوں تو مذہب کے لئے جنگ کرنا جس کا دوسرا نام جہاد بالسیف ہے جائز نہیں بلکہ یہ اعتدا کہلائے گا جو خدا کو ناپسند ہے۔

جہاد بالسیف کے حالات اور شرائط موجود نہیں

چونکہ یہ خاص حالات اور خاص شرائط اس زمانہ میں اور اس ملک میں نہیں پائی جاتی تھیں حضرت مسیح موعودؑ نے انگریزوں کے ساتھ جہاد کرنا ممنوع قرار دیا اور صاف لفظوں میں ارشاد فرمایا کہ

ان وجوہ الجہاد معدومۃ فی ھذا الزمن و ھذہ البلاد۔ یعنے جہاد کی شرائط اس ملک میں اور اس زمانہ میں پائی نہیں جاتیں اس لئے جہاد نہیں کیا جا سکتا آپ نے یہاں یہ نہیں فرمایا کہ جہاد کا حکم اب منسوخ ہے بلکہ یہ فرمایا کہ جہاد بالسیف کی شرائط اس ملک میں اور اس زمانہ میں پائی نہیں جاتیں لہٰذا جہاد کیونکر ادا ہو سکتا ہے۔ جو شرائط قرآن مجید نے جہاد کے لئے عاید کیں ان کو نظر انداز کر کے جہاد کا تہیہ کرنا کیا خدا کے حکم کے خلاف نہیں ہے؟ ضرور ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب جیسے قرآن کا فہم رکھنے والے انسان سے خلاف قرآن کوئی قدم اُٹھانا کس طرح ممکن ہو سکتا تھا۔ آپ تو قدم قدم پر خدا کے حکم کے پابند تھے آپ کے لئے خدا کے حکم سے ایک انچ بھی اِدھر اُدھر ہونا ممکن نہ تھا۔ پھر آپ کیونکر خلاف حکم قرآن جہاد کا اعلان کر کے خدا کی ناراضی کو اپنے سر پر لے لیتے نعوذ باللہ من ذالک۔

مذہبی آزادی میں جہاد جائز نہیں

جہاد کا اصل مقصد تو مذہبی آزادی قائم کرنا ہے اور اگر یہ مذہبی آزادی پہلے ہی میسر ہو تو پھر جہاد کرنے کا کیا مطلب؟ کیا انگریزوں کے زمانہ میں نماز، روزہ حج، زکوٰۃ، فرائض و ارکان اسلام کی بجا آوری سے روکا جاتا تھا۔ کیا انگریزوں کے زمانہ میں مسجدیں بنانے مسجدیں آباد کرنے سے روکا جاتا تھا؟ کیا انگریزوں کے زمانہ میں قرآن پڑھنے پڑھانے اور قرآن کی اشاعت سے روکا جاتا تھا؟ کیا انگریزوں کے زمانہ میں مذہبی جلسے منعقد کرنے اور وعظ و نصیحت کی مجالس قائم کرنے سے منع کیا جاتا تھا۔ کیا انگریزوں کے زمانہ میں اسلام کے پھیلانے، دوسروں کو مسلمان بنانے اور کفر و شرک کی تردید کرنے سے منع کیا جاتا تھا انگریزوں کے وقت میں مذہبی آزادی اس قدر تھی کہ خود ان کے مذہب کے خلاف کھلے بندوں کتابیں لکھی جاتی تھیں اُن کے عقائد باطلہ کی تردید کی جاتی تھی اور تقریر و تحریر کی پوری آزادی حاصل تھی۔ اب اے صاحبان عقل و ہوش جس حکومت نے اس قدر مذہبی آزادی دی ہو کیا اس کے خلاف سیفی جہاد کرنا جائز ہے؟ جہاد کا تو مقصد جیسا کہ ہم اُوپر بیان کر آئے ہیں مذہبی آزادی قائم کرنا ہے جب یہ آزادی پہلے ہی حاصل ہو تو پھر جہاد کی کیا ضرورت؟

مماثلت مسیح مانع جہاد ہے

ایک اور بات سنئے۔ حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ مسیح موعود یعنے مثیل مسیح ہونے کا تھا۔ خود آپ کے دعوےٰ کے ساتھ یہ بات لازم تھی کہ آپ دین کے لئے تلوار نہیں اُٹھائیں گے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے کبھی تلوار نہ اُٹھائی، بلکہ وعظ و نصیحت سے دین کی اشاعت کرتے رہے اور ہم مسلمانوں کو بھی یہی حکم ہے یا ایہا الذین امنوا کونوا انصار اللہ کما قال عیسی ابن مریم للحواریین من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ فامنت طائفۃ من بنی اسرائیل وکفرت طائفۃ فایدنا الذین امنوا علیٰ عدوہم فاصبحوا ظاہرین اس حکم کے مطابق اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مماثلت کے پیش نظر حضرت مرزا صاحب کے لئے بھی ضروری تھا کہ آپ تلوار نہ اُٹھائیں بلکہ وعظ و نصیحت سے ہی دین کی اشاعت کریں اور یہی وجہ تھی کہ خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے متعلق یضع الحرب فرمایا یعنے مسیح موعودؑ .... جنگ نہیں کرے گا۔ اگر حضرت مسیح موعودؑ دین کے لئے تلوار اُٹھاتے تو یہ نہ صرف آپ کے اپنے دعوےٰ کے خلاف ہوتا بلکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے خلاف بھی ہوتا۔

باقی ــــ باقی

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (منیجر)

بچوں کا صفحہ ——— مرتضیٰ احسان حسن

باپ بیٹے کی چوتھی مجلس

(بسلسلۂ اشاعت گذشتہ)

خانہ کعبہ کو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ نے از سر نو تعمیر کیا۔

باپ:- قرآن مجید سے یہ تو معلوم نہیں ہوتا کہ خانہ کعبہ کو سب سے پہلے کس نے بنایا۔ لیکن یہ صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اور ان کے صاحبزادے حضرت اسمٰعیلؑ نے اس کو از سر نو بنایا۔ چنانچہ قرآن مجید کے الفاظ یہ ہیں:-

واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت و اسمٰعیل ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ (البقرہ آیت ۱۲۷)

اور جب ابراہیمؑ خانہ کعبہ کی بنیاد اٹھاتا تھا اور اسمٰعیلؑ بھی اے ہمارے رب ہم سے قبول فرما تو سننے والا جاننے والا ہے۔ (البقرہ آیت ۱۲۷)

قرآن مجید کی اس سے ایک پہلی وحی سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بچے اسمٰعیلؑ اور اس کی والدہ حضرت ہاجرہ کو عرب کے بیابان میں چھوڑا تو اس وقت خانہ کعبہ موجود تھا۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کا قول ..... قرآن مجید میں اس طرح مذکور ہے:-

ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم۔ (سورۃ ابراہیم آیت ۳۷)

اے ہمارے رب! میں نے اپنی کچھ اولاد کو تیرے عزت والے گھر کے پاس اس وادی میں بسایا ہے جہاں کوئی کھیتی نہیں۔ (سورۃ ابراہیم آیت ۳۷)

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے اپنی بیوی اور بچے کو عرب کے بیابان میں آباد کیا تو خانہ کعبہ موجود تھا مگر اسکی عمارت گر چکی تھی۔

لیکن یہ خانہ کعبہ مسمار ہو چکا تھا۔ خدا جانے اس کی تعمیر کے بعد کیا کیا انقلابات آئے۔ اور اس قطعہ زمین پر کیا کیا تبدیلیاں آئیں۔ ممکن ہے کسی زمانہ میں یہاں بہت بڑی بستی ہو لیکن بعد میں پے درپے انقلابات آنے سے تباہ و برباد ہو تو خانہ کعبہ کا صرف ایک ڈھیر باقی رہ گیا تھا اور عمارت گر چکی تھی۔ جب حضرت اسمٰعیل جوان ہو گئے تو حضرت ابراہیم شام سے ان کو ملنے کو آئے اور اپنے بیٹے سے کہا کہ خدا نے حکم دیا ہے کہ ہم اس ڈھیر پر خانۂ خدا تعمیر کریں۔ چنانچہ ان دونوں نے مل کر خانہ کعبہ کو از سر نو تعمیر کیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ بُت بھی رکھے ہوئے تھے اور حضرت ابراہیمؑ کو حکم ملا کہ وہ ان بتوں سے بھی خانہ کعبہ کو پاک و صاف کریں۔ جیسا کہ قرآن مجید کے ان الفاظ سے واضح ہوتا ہے:-

حضرت ابراہیم کو خدا کی طرف سے حکم کہ وہ خانہ کعبہ کو طواف کرنے والوں کے لئے پاک صاف کریں

وعھدنا الی ابراھیم واسمٰعیل ان طھرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود۔ (سورۃ بقرہ آیت ۱۲۵)

اور جب ہم نے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کو حکم دیا کہ میرے گھر کو پاک کرو طواف کرنے والوں کے لئے اور اعتکاف کرنے والوں کے لئے اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے (سورۃ بقرہ ۱۲۵)

تقریباً اسی قسم کے الفاظ سورۃ حج آیت ۲۶ میں بھی آئے ہیں۔

خانہ کعبہ کی تعمیر حضرت نبی کریمؐ کی زندگی میں

حضرت ابراہیمؑ کو تو تقریباً پانچ ہزار سال گذر گئے۔ اس کے بعد خدا جانے خانہ کعبہ کی کتنی بار مرمت ہوئی مگر تاریخ سے جہاں تک پتہ لگتا ہے وہ یہ ہے کہ قریش مکہ نے پھر اس کو تعمیر کیا۔ اس وقت ہمارے حضرت نبی کریم ابھی نبوت کے مقام پر فائز نہیں ہوئے تھے اور حضورؐ خدا کے فضل سے جوان تھے اور حضورؐ نے خود اس کی تعمیر میں حصہ لیا اور اس کی تعمیر کے لئے خود اپنے کندھوں پر پتھر اٹھا کر لاتے تھے۔ خانہ کعبہ کو کس قدر شرف اور بزرگی حاصل ہے کہ اس کو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم جیسے معمار ملے۔

حجر اسود کے متعلق جھگڑا اور حضور صلعم کا فیصلہ

جب خانہ کعبہ تعمیر ہو چکا تو عرب قبائل میں تنازعہ کھڑا ہو گیا کہ حجر اسود کو اس کی جگہ پر کون قبیلہ رکھے۔ ہر ایک قبیلہ اس عزت کو خود حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس تنازعہ نے ایک خطرناک صورت اختیار کر لی اور قریب تھا کہ ایک خونریز جنگ ان کے درمیان چھڑ جائے۔ لیکن باہمی افہام و تفہیم سے یہ قرار پایا کہ اس شخص کا فیصلہ قابلِ قبول ہوگا جو صبح سب سے پہلے خانہ کعبہ میں آئے۔ اتفاق حسنہ سے جو شخص سب سے پہلے خانہ کعبہ میں آیا وہ حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم تھے۔ اس پر چاروں طرف سے نعرے بلند ہوئے واہ وا! "الامین آگیا"۔ "الامین آگیا"۔ عرب کے لوگ جیسا کہ تم کو معلوم ہے ہمارے حضرت کو الامین کہتے تھے یعنے صادق اور راستباز۔ ہمارے حضرت نے اپنے خدا داد فضل سے اس تنازعہ کا بڑی خیر و خوبی سے فیصلہ کر دیا۔ آپؐ نے حجر اسود کو اپنے دست مبارک سے ایک چادر پر رکھ دیا اور پھر مختلف قبائل کے نمائندوں سے کہا کہ وہ اس چادر کا ایک ایک کونہ پکڑ کر حجر اسود کو اس کی جگہ پر لے جائیں۔ اور پھر حضورؐ نے اپنے ہاتھوں سے حجر اسود کو اس کی جگہ پر نصب کر دیا۔ اس طرح سے حضورؐ نے اپنی دانائی سے ایک بہت بڑے فتنہ کا سدِ باب کر دیا۔

خانہ کعبہ کی تعمیر عبداللہ بن زبیر اور اس کے بعد حجاج کے ہاتھوں سے

حضرت نبی کریمؐ کے انتقال کے بعد عبداللہ بن زبیرؓ کے زمانہ تک کعبہ اسی حالت میں رہا مگر جب بنو امیہ کی فوجوں نے اس کو نقصان پہنچایا تو عبداللہ بن زبیرؓ نے جو حجاز میں امیر مانے گئے تھے۔ اس کو پھر تعمیر کیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے بعد حجاج نے اس کو پھر بنایا اور اب تک خانہ کعبہ انہی بنیادوں پر قائم ہے۔

جہاں تک تاریخ سے پتہ چلتا ہے خانہ کعبہ پانچ دفعہ تعمیر ہوا۔ دو دفعہ حضرت رسول کریمؐ سے پہلے دو دفعہ حضورؐ کے بعد اور ایک دفعہ حضورؐ کی زندگی میں۔

(باقی آیندہ)
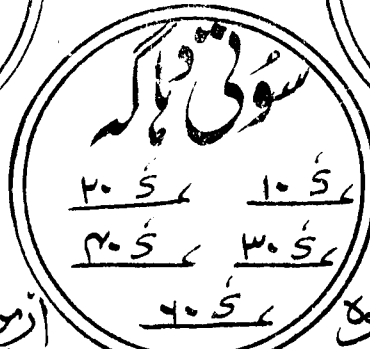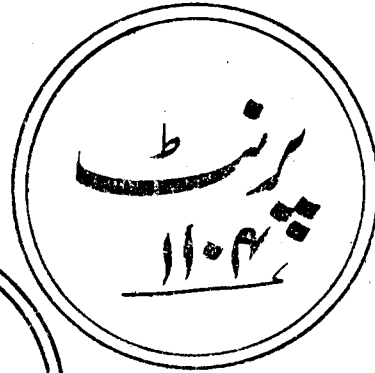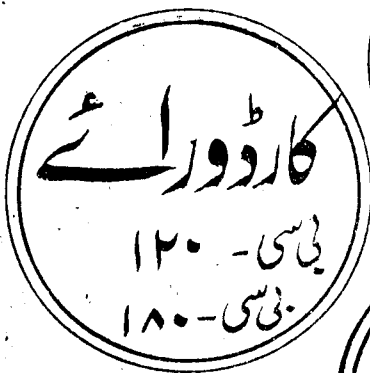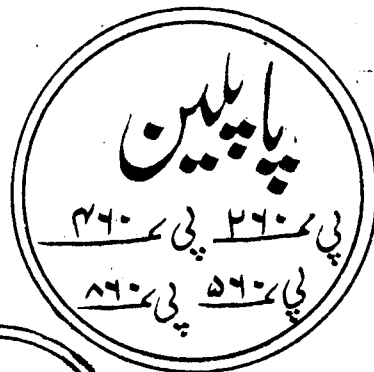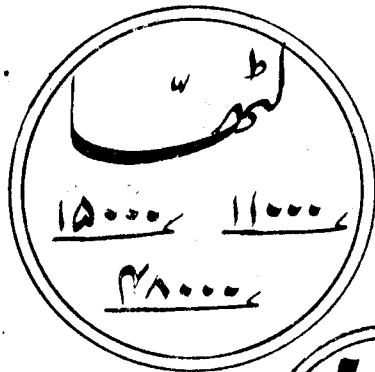
قربانی کے متعلق تین حدیثیں۔ بسلسلہ صفحہ ۴

ضحی وقل فعلہ عبد اللہ بن عمر (موطا امام مالک)

ترجمہ:۔ نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ ابن عمرؓ نے قربانی کی ایک بار مدینہ میں تو مجھے حکم دیا۔ ایک بکرا سینگدار خریدنے کا اور اس کے ذبح کرنے کا عید الاضحیٰ کے روز عیدگاہ میں میں نے ایسا ہی کیا پھر وہ بکرا ذبح کیا ہوا بھیجا گیا عبد اللہ بن عمرؓ کے پاس جب انہوں نے اپنا سر منڈایا ان دنوں میں وہ بیمار تھے عید کی نماز کو بھی نہیں آئے۔ کہا نافع نے عبد اللہ بن عمرؓ کہتے تھے کہ سر منڈوانا قربانی کرنیوالے پر واجب نہیں ہے مگر عبد اللہ بن عمرؓ نے یوں ہی سر منڈوایا۔

نوٹ نمبر ۱۔ وہ اصحاب جو کہتے ہیں کہ مکہ کے باہر قربانی جائز نہیں وہ اس روایت پر غور فرمائیں۔ (نمبر ۲) حدیث نمبر ۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ خدمت اسلام کے لئے زندگی وقف کرنیوالوں کو تندرستی اور پوری

پیغام صلح ۱۷ر جون ۱۹۵۹ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۸ شمارہ نمبر ۲۴

طاقت کی حالت میں اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا (الہام مسیح موعودؑ)

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور پاکستان

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر
گمرہاں را چشم کُن روشن ز آیاتِ مبیں

تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور

ٹیلی فون نمبر: ۳۷۴۷

ایڈیٹر: دوست محمد

جلد ۴۹ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۴ جون ۱۹۵۹ء | نمبر ۲۵

ہمارا مذہب

(از حضرت مسیح موعودؑ)

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوّت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

(مسیح موعودؑ)

برلن مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

حضرت مجدد وقت کے خداداد علم کی روشنی میں سوالات و جوابات

(رپورٹ بابت ماہ مارچ ۱۹۵۹ء)

یکم مارچ - امام صاحب نے برلن دہلم کے ایک صاحب ڈاکٹر ہلیمان (DY HUNE MANN) سے ملاقات فرمائی - ڈاکٹر صاحب موصوف پرنٹر ہیں اور اہالیانِ مسجد کے دوست اور بہی خواہ بھی ہیں - دورانِ ملاقات میں انہوں نے اسلام کے متعلق اور حضرت مولانا صدر الدین صاحب کے جرمن ترجمہ قرآن کی طباعت ثانیہ کے سلسلہ میں گفت و شنید کی، انہوں نے مشورہ دیا کہ جرمن عوام کے لئے قرآن کریم کا جرمن ترجمہ بلامتن شائع کرنا زیادہ مفید رہے گا - اس لئے کہ یہاں کے لوگ عربی زبان سے ناواقفیت کی بناء پر اس میں کوئی دلچسپی نہیں لیتے -

۲ مارچ - برلن چرچ کے ایک پادری صاحب مسجد کی زیارت کے لئے تشریف لائے - انہیں اسلام سے متعلق معلومات بہم پہنچائی گئیں - دوپہر کو مصری پریس کے چند نمائندے دو جرمن حضرات کی معیت میں تشریف لائے اور انہوں نے امام صاحب کا ایک بیان عرب دنیا کی واقفیت کے لئے ریکارڈ کیا - یہ بیان انگریزی زبان میں تھا جس کا بعد میں عربی ترجمہ کیا گیا - مدعائے بیان یہ تھا کہ عرب دنیا کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ برلن میں ہماری ایک مسجد ہے جہاں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے مختلف خیالات اور نظریئے رکھنے والے تمام مسلمانوں کا خیر مقدم کیا جاتا ہے -

۶ مارچ - امام صاحب نے سورۃ البقرہ سے جمعہ کا خطبہ دیا - شام کے وقت برلن سینٹ اور برلن ولمرسڈارف کے ۲۳ غیر مسلم خواتین و حضرات نے شام کے جلسہ میں شرکت کی - وہ حکومت کے بڑے بڑے عہدوں پر فائز تھے - انہوں نے اسلام کی باتوں کو گہری دلچسپی سے سماعت فرمایا - انہوں نے کئی ایسے سوالات کئے جو عموماً غیر مسلم یوروپین کرتے رہتے ہیں، ان کے تسلی بخش جواب دیئے گئے -

۹ مارچ - پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق امام صاحب نے ہارڈے یوم اسکول برلن سیلیتی کی ایک کانفرنس میں شرکت فرمائی - اور یہ تجویز پاس ہوئی کہ امام صاحب اس سال سکول کے سینئر طلباء کو تین مرتبہ خطاب فرمائیں اور انہیں بتائیں کہ اسلام کی تعلیمات اور اغراض و مقاصد کیا ہیں -

۱۱ مارچ - شام کو معمول کے مطابق ہمارا سوشل اجتماع ہوا -

۱۲ مارچ - ایک جرمن انجنیئر مسٹر منفرڈ رس اپنی اہلیہ صاحبہ کے ساتھ تشریف لائے - اور اسلام کے متعلق تبادلہ خیالات کیا - وہ اس گفتگو سے بہت خوش ہوئے -

۱۳ مارچ - امام صاحب نے سورۃ البقرہ سے خطبہ دیا - سرِ شام چند نوجوان ہم سے ملنے آئے - انہوں نے ہماری باتوں میں دلچسپی لی - اجتماع کافی ہو گیا تھا -

۱۴ مارچ - مغربی جرمنی سے ڈاکٹر محمد شفیق تفوری اور فرو ڈاکٹر میڈ ایس برانڈت نے مسجد کی زیارت کی - ان کی چائے سے تواضع کی گئی جو امام صاحب کے ساتھ انہوں نے نوش فرمائی - فرو ڈاکٹر برانڈٹ نے اسلام کے متعلق ہمارے خیالات سن کر بہت خوشی کا اظہار کیا -

۱۷ مارچ - نیویارک سے ایک انجنیئر مسٹر لامے اگریپاس مسجد دیکھنے کے لئے آئے - امام سے طویل ملاقات کے بعد واپس جاتے ہوئے انہوں نے اپنے بچوں کے لئے کچھ اسلامی

(باقی بر صفحہ ۱۱)

مکتوب ووکنگ

ہالینڈ میں تلاشِ حق کے لئے "کُھلا اجتماع"

از مولانا محمد یعقوب خان صاحب

ووکنگ یکم جون ۱۹۵۹ء

مکرمی ایڈیٹر صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں ابھی اس مذہبی کانفرنس سے واپس آیا ہوں جو ۲۹ر مئی سے ۳۱ر مئی ۱۹۵۹ء تک تین دن ہالینڈ میں ہوئی اور اس سے قبل کہ اس کے تاثرات میرے ذہن سے مدھم پڑیں، میں چاہتا ہوں کہ انہیں قلمبند کر کے آپ کے قارئین تک پہنچاؤں۔

اس اجتماع کے متعلق کانفرنس کا لفظ استعمال کرنا صحیح نہیں ہوگا۔ یہ کوئی باقاعدہ باڈی نہیں، نہ کوئی دستور ہے، نہ کوئی "عہدہ دار"، نہ کوئی "ممبر" نہ کوئی "چندہ"۔ چند آدمی ہیں جو اس کے روحِ رواں ہیں اور وہ عمداً اس کو کوئی "منظم" شکل نہیں دینا چاہتے۔ اُن کا کہنا ہے کہ وہ کسی تنظیم کی طاقت کا سہارا لینے کو بھی خدا پر بے اعتمادی سمجھتے ہیں۔ ان کے اندر صرف ایک ولولہ کام کرتا ہے وہ ہے خدا کی تلاش، خدا سے تعلق، خدا کی رضا کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا۔ اور اسی جذبہ نے ان چند آدمیوں کے اندر اس قدر کشش پیدا کی ہے کہ سعید فطرت مرد اور عورتیں کھنچی چلی آتی ہیں۔ اور جس اجتماع میں میں نے تین چار دن شمولیت کی وہ کوئی دو صد چیدہ لوگوں پر مشتمل تھا۔

طریق کار

اسی مقصد کے پیشِ نظر ان لوگوں نے اس کا نام محض "اجتماع" رکھا ہے اور ساتھ ہی "کھلا" (OPEN) کا لفظ ایزاد کیا ہے یعنے "کھلا اجتماع"۔ اس نام کے اندر بھی یہ بات مدِنظر ہے، کہ ہر قسم کی بندشوں، خواہشوں، امانیات، خود فریبیوں، پیدائشی رجحانات، اور یہاں تک کہ فلسفیانہ "تصورات" سے بھی آزاد ہو کر محض خدا کی رضا کی راہوں کو تلاش کیا جائے۔ یہ اجتماعات سال میں کم ازکم دو دفعہ اور کبھی تین دفعہ بھی ہوتے ہیں۔ اور صرف انہی چیدہ لوگوں کو اس میں شمولیت کی دعوت دی جاتی ہے، جو اس مقصدِ حیات سے مناسبت رکھتے ہوں۔ ہر ایک کو ان میں شمولیت کی اجازت نہیں ہوتی۔ مثلاً اس مرتبہ جو لوگ اس اجتماع میں شریک ہوئے وہ اپنے قلوب پر ایک خاص تاثر لے کر گئے۔ اب وہ اپنے اپنے حلقہ میں سے اسی ذوق کے آدمیوں کی سفارش کریں گے اور اگلے اجتماع کے لئے ان کے نام دعوت نامے جاری کر دیئے جائیں گے۔ اس طرح یہ دائرہ وسیع اور وسیع تر ہوتا جاتا ہے۔ اور اس کی گرفت اتنی بڑھی کہ ایک وقت خود ملکۂ ہالینڈ نے اس میں دلچسپی لی۔ جس پر سیاستدانوں نے کان کھڑے کر دیئے اور کچھ رکاوٹیں بھی ڈالیں۔ یہ ساری داستان شیخ محمد طفیل صاحب کو زیادہ اچھی طرح معلوم ہے۔ میرا نام ان لوگوں کو شیخ صاحب ہی نے تجویز کر کے بھیجا تھا جس پر انہوں نے مجھے صرف شمولیت کی دعوت ہی نہیں دی، بلکہ تقریر کرنے کی بھی دعوت دی، اور آنے جانے اور وہاں قیام کا سب خرچ برداشت کیا۔

لندن کے ایک گرجا میں وعظ

اب اس اجتماع کی کچھ کیفیت سن لیجئے۔ یہ اجتماع ۲۹ مئی کو شروع ہونا تھا۔ میرے لئے ۲۸ر کو علی الصباح لندن سے ہالینڈ روانہ ہونا ضروری تھا۔ مگر تین ایک دن قبل ۲۷ر مئی کو شام کے ساڑھے سات بجے لندن کے ایک گرجا (ویسٹ فیلڈ نامی) میں میرا "وعظ" تھا۔ میں واعظ تو نہیں ہوں، اور نہ ہی خدا بنائے۔ اس قسم کی تقریر کے لئے چونکہ عیسائی گرجوں میں اصطلاح یہی استعمال کی جاتی ہے، اس لئے اشتہار میں یہی لکھا تھا کہ پریچر (واعظ) میں ہوں گا۔ اس تقریب سے فارغ ہوتے ہوتے تو، ساڑھے نو بج گئے۔ اس لئے رات لندن ہی میں قیام کیا تاکہ ۲۸ر کو صبح کی گاڑی لے سکوں

ہالینڈ کا سفر اور وہاں کے لوگوں کے اخلاق

ڈیڑھ گھنٹہ گاڑی کے سفر کے بعد چھ گھنٹے کا بحری سفر ہوتا ہے اور اسی طرح ساحل ہالینڈ پر اتر کر کوئی ایک گھنٹے کا پھر گاڑی کا سفر ہوتا ہے۔ شام کے کوئی چھ بجے کے قریب میں اس سٹیشن پر اُترا۔ جہاں مجھے منتظمین میں سے ایک کی بیوی نے لینے آنا تھا۔ پلیٹ فارم پر اُترا، ادھر اُدھر دیکھا کوئی نہ آیا چند منٹ انتظار کے بعد کسی انگریزی دان سے طالب امداد ہوا، وہ میرے ساتھ ہوا اور انکوائری آفس میں لے گیا جو کسی اور پلیٹ فارم پر تھا، وہاں ساری کیفیت ان کو بتا دی کہ یہ مشکل ان کو درپیش ہے کسی نے لینے آنا تھا، جو نہیں آئے۔ یہ تفصیلات اس لئے لکھتا ہوں کہ ذرا ان لوگوں کے اخلاق کا بھی اندازہ ہو جائے انکوائری میں کام کرنے والی ایک لڑکی انگریزی جانتی تھی، اس نے میری بات کو سمجھ لیا اور فوراً ٹیلیفون اُٹھا کر قریب قریب کے ہوٹلوں سے پتہ کیا کہ شاید لینے کو آنے والی خاتون وہاں چلی گئی ہو۔ میرے کہنے پر اس نے اس ہوٹل کو بھی ٹیلیفون کیا جہاں یہ اجتماع ہونا تھا۔ یہ ہوٹل اس سٹیشن سے کوئی چالیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ وہاں سے اطلاع ملی۔ کہ خاتون کار لے کر گئی ہے اور وہیں سٹیشن پر ہو گی۔ چنانچہ انکوائری والی لڑکی نے قریب دو چار میں براڈکاسٹ کروایا۔ یہاں ٹیکسی والے بھی چلتے چلتے براڈکاسٹ پیغام سن لیتے ہیں۔ چنانچہ تھوڑی دیر کو وہ خاتون آموجود ہوئی۔ بڑی معذرت کی، بات اتنی نکلی کہ وہ اس دروازے پر انتظار کر رہی تھی جہاں سے مسافر باہر نکلتے ہیں اور میں پلیٹ فارم پر منتظر تھا —— اس لمبی تفصیل کا مقصد صرف اس قدر ہے کہ کاش ہمارے وطن میں بھی خدا کسی کو توفیق دے کہ دوسروں کی امداد کرنا سیکھیں۔ ہالینڈ کے لوگ اس معاملہ میں انگلستان کے لوگوں سے بھی زیادہ خلیق ہیں۔

کھانے پر مذہبی گفتگو اور دوستانہ تعلقات

اجتماع کے لئے ایک دو منزلہ عالی شان ہوٹل مقرر تھا جو ایک پُرفضا چھوٹے سے ٹیلے پر دریائے رائن کے کنارے واقع ہے۔ مقررین کے لئے بالائی منزل میں کمرے مخصوص تھے اور ہر کھانے پر منتظمین اور مقررین مل کر بیٹھتے تھے جن کی تعداد ۲۰۔۲۵ تک ہوتی تھی۔ اس کا مقصد بھی یہی تھا کہ باہم دوستانہ تعلقات بڑھیں اور مذہبی دلچسپی کی گفتگو ہوتی رہے۔

جلسہ کا افتتاح اور مقررین

مقررین میں دو جرمن یونیورسٹیوں کے فلسفہ کے پروفیسر تھے۔ ایک میونخ یونیورسٹی میں تھیئٹے سوسائٹی کا صدر تھا۔ انگلستان سے پروفیسر جان میک مرے آئے تھے جو آکسفورڈ یونیورسٹی میں، اور بعد میں اڈنبرا یونیورسٹی میں شعبۂ فلسفہ کے صدر تھے۔ ایک نوجوان پادری صاحب بھی یہیں سے گئے تھے۔ افتتاح منتظمین میں سے ایک صاحب نے کیا۔ جو ہر قسم کی رسمی باتوں سے صاف تھا، اور اجتماع کی روحانی حس کو بیدار کرنا مقصود تھا۔

جرمن پروفیسر کی تقریر

جرمن قوم کو خدا نے خاص دماغ دیا ہے، میونخ والے پروفیسر نے پورے دو گھنٹے تک جرمن زبان میں اجتماع کو محو رکھا۔ میں تو سمجھتا نہ تھا، مگر ڈچ لوگ اکثر اپنی زبان کے علاوہ جرمن اور انگریزی بھی جانتے ہیں۔ ان کی توجہ اور کبھی کبھی ہلکی سی ہنسی سے پتہ لگتا تھا کہ تقریر بہت دلچسپ ہے اور جیسے بعد میں کسی نے خلاصہ سنایا، پروفیسر صاحب بڑی گہرائیوں اور پہنائیوں میں سامعین کو ساتھ لے گئے۔ مضمون کا عنوان بھی نرالا تھا جرمن زبان کا لفظ تھا جس کا (کہتے ہیں) ترجمہ نہیں ہو سکتا۔ کچھ کچھ مفہوم "حقیقی صداقت" کے الفاظ سے سمجھ لینا چاہئے۔

انگریز پادری اور دوسرے جرمن پروفیسر کی تقاریر

دوسری نشست میں پادری صاحب کی تقریر تھی جو انگریزی میں تھی۔ مگر اس میں کوئی خاص بات نہیں تھی۔ ۲۹ر کی صبح کو دوسرے جرمن پروفیسر کی تقریر ہوئی، میں اس میں اس لئے نہیں بیٹھا کہ بے فائدہ تھا۔ میں جرمن جانتا نہ تھا۔ مگر بعد میں پروفیسر میک مرے نے جو اس کا خلاصہ سنایا تو معلوم ہوا کہ یہ حضرت بھی کوئی پہنچے ہوئے تھے۔

پروفیسر میک مرے کی تقریر

۲۹ر کو دوسری نشست میں پروفیسر میک مرے کی

(باقی بر صفحہ ۔۔)

زندہ اور واحد نجات دہندہ

"خوشخبری" اور "مسیح ابن اللہ" کے نام سے دو ٹریکٹ ماسٹر برکت اے خان سیالکوٹ چھاؤنی کی طرف سے ہمیں موصول ہوئے ہیں، جن میں سے اول الذکر میں یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ

"جو کوئی گناہ کی غلامی سے مخلصی اور آزادی چاہتا ہے،
جو کوئی گناہ کی ناپاکی سے پاک ہونا چاہتا ہے،
جو کوئی گناہ کے بوجھ سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے،
اس کے لئے خداوند یسوع مسیح کل اور آج بلکہ ابد تک
زندہ اور واحد نجات دہندہ ہے"

بڑی عظیم الشان خوشخبری ہے، گناہوں سے دنیا کو نجات دلانا ہر نبی اور ہر ایک آسمانی کتاب کا نصب العین ہے اور ہر ایک زمانہ میں انبیائے کرام اپنے اپنے دائرہ کے اندر دنیا کو گناہوں سے نجات دلاتے رہے یہاں تک کہ آخری زمانہ میں وہ عظیم الشان نبی مبعوث ہوا جس نے گناہوں سے لتھڑی ہوئی دنیا کو ایسا پاک وصاف کر دیا کہ وہ گناہوں کی حیوانی زندگی سے نکل کر انسانیت کے بلندترین مرتبہ پر پہنچ گئے، جناب مسیحؑ بھی اگر اسی رنگ میں نجات دہندہ بن کر آئے، تو ہمیں اس سے انکار نہیں اور ہر مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ دوسرے انبیاءؑ کی طرح وہ بھی اپنے زمانہ میں گناہوں سے لوگوں کو نکالنے کے لئے آئے تھے لیکن یہ کہنا کہ "خداوند یسوع مسیح کل اور آج بلکہ ابد تک زندہ اور واحد نجات دہندہ" ہے۔ واقعات کے مطابق نہیں، ہر شخص جس نے اناجیل کا بغور مطالعہ کیا ہے، اس حقیقت کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جناب مسیحؑ کا دائرہ اصلاح صرف قوم یہود تک محدود تھا، چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں:۔

"میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں
کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا"

(متی ۱۵-۲۲)

اسی سلسلہ میں ایک کنعانی عورت کا قصہ اناجیل کی انہی آیات میں درج ہے جس نے اپنی بیمار بیٹی کے لئے جناب مسیح سے برکت چاہی، اور انہوں نے اسے یہ کہکر رد کر دیا کہ میں بچوں کی روٹی کتوں کے آگے نہیں ڈال سکتا۔

یہ دونوں حوالجات اس حقیقت پر شاہد ہیں کہ جناب مسیحؑ کا دائرہ اصلاح ایک خاص قوم تک محدود تھا۔ اس لئے یہ کہنا کہ وہ "دنیا کا واحد نجات دہندہ" ہے، واقعات کے صریحاً خلاف ہے۔

دوسرا دعوےٰ یہ کیا گیا ہے کہ:۔

"کل اور آج بلکہ ابد تک زندہ ہے"

یہ بھی واقعات کے مطابق نہیں، اگر اس سے جسمانی زندگی مراد ہے، تو از روئے اناجیل وہ اسی دن ختم ہو گئی، جب وہ صلیب پر ایلی ایلی لما سبقتنی پکارتے ہوئے ہمیشہ کی نیند سو گئے۔ اس کے بعد اُن کا دوبارہ جی اُٹھنا اور آسمان پر چلے جانا جن آیات میں بتایا گیا ہے، مفسرین اناجیل کا بیان ہے کہ وہ بعد میں ملائی گئی ہیں۔ پھر زمانہ حال کے محققین کی یہ تحقیقات بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد جناب مسیح زخموں کا علاج کرا کر ...... یروشلم سے ہجرت کر گئے اور بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں کشمیر جا پہنچے اور وہاں ... وعظ و تبلیغ کرتے ہوئے طبعی عمر پا کر فوت ہو گئے۔ اس لئے جسمانی طور پر مسیحؑ کا ابد تک زندہ ہونا قطعاً ثابت نہیں، روحانی زندگی کا ثبوت ان مسیحی حضرات کے ذمہ ہے جن کا یہ دعویٰ ہے کہ اُن کی صلیبی موت دنیا کے گناہوں کا کفارہ ہو گئی، کس لحاظ سے؟ کیا یسوع مسیح کے صلیب پانے کے بعد گناہ دنیا سے اُٹھ گیا؟ یا گناہوں کی سزا باقی نہ رہی؟ اگر یہ دونوں باتیں نہیں اور آج بھی مسیحی دنیا گناہوں کے ارتکاب سے بچی ہوئی نہیں ہے، نہ کوئی شخص جرائم کا ارتکاب کر کے محض کفارہ پر ایمان رکھنے کی وجہ سے ان کی سزا سے بچ سکتا ہے، تو یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ مسیح دنیا کے گناہوں کا بوجھ اُٹھا کر اُن کی نجات کا موجب ہوا اسلئے نہ کل نہ آج نہ آئندہ ابد تک کفارہ دنیا کی نجات کا موجب ہو سکتا ہے، لہٰذا روحانی طور پر مسیحؑ کا زندہ اور نجات دہندہ ہونا بالکل خلافِ واقعات ہے۔

زندہ نبی صرف ایک ہی ہے، جس کی تعلیم آج تک زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہے گی۔ مسیح کی تعلیم چند فقروں کے سوائے موجود نہیں، اور وہ فقرے موجودہ مسیحی معتقدات کے صریحاً خلاف ہیں، جن پر ہم کسی آئندہ اشاعت میں روشنی ڈالیں گے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم آج بھی اسی طرح موجود ہے جیسے آج سے چودہ سو برس پہلے نازل ہوئی، ایک خدا پر ایمان اور تمام رسولوں پر ایمان اسلامی تعلیم کا لب لباب ہے، اور اس ایمان نے ایسے عملی نتائج پیدا کئے کہ ایک مسلمان کی زندگی پاک و مطہر زندگی بن گئی اور ایک دنیا نے اس سے پاکیزگی اور امن و امان حاصل کیا، یہیں تک نہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ایسے لوگ پیدا ہوئے جو اللہ تعالیٰ سے مکالمہ و مخاطبہ کا فیض حاصل کر کے دنیا کی ہدایت کا موجب ہوئے اس زمانہ میں بھی ہم نے مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود میں ایسا انسان دیکھا ہے جسکے انفاس قدسیہ نے بیماروں کو اچھا کیا، کوڑھیوں کو تندرست کیا اور اندھوں کو بینا کر دیا، یہ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض روحانی کا نتیجہ ہے، کیا مسیحی دنیا آج کوئی ایسا انسان پیش کر سکتی ہے، جو یسوع مسیح کے فیض روحانی سے قرب الٰہی کے درجہ تک پہنچا ہو اور مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہو کر مسیح کو ابد تک زندہ ثابت کرنے کا موجب ہوا ہو؟ اگر نہیں تو یسوع مسیح کا کل[۲]

[۲] اور آج اور ابد تک زندہ اور واحد نجات دہندہ ہونا نرا دعوےٰ ہے جس کا کوئی ثبوت موجود نہیں۔

مکتوب ووکنگ

(بسلسلہ صفحہ ۲)

تقریر ہوئی جو بلاشبہ بڑی فاضلانہ تھی۔ اور اس نے بتا
کہ میری دانست میں انسانی سوسائٹی اپنی ارتقائی منازل
کی آخری منزلوں میں پہنچ چکی ہے جبکہ وہ وقت آن پہنچا
کہ ساری انسانیت ایک ہی وحدت کی شکل اختیار کر
واقعاتِ عالم نے انسان کو اس مرحلہ پر پہنچا دیا ہے
اب یہ احساس عالمگیر ہو رہا ہے کہ ساری اقوام عالم کا
خیر و شر ایک دوسرے سے وابستہ ہے۔ اور اب
یہ رَو چل پڑی ہے، اس پر کوئی حد بندی نہیں لگائی جا
اور لازم ہے کہ ساری انسانیت تک ہمہ گیر ہو جا

میری تقریر

سب سے آخر پر میری تقریر تھی جس کا عنوان تھ
"ایک بشارت کا دَور" (AN AGE OF
PROMISE) یہ مضمون قدرتی طور پر پہلے
مقرر کے بیان کردہ نتائج کے ساتھ ایسا فٹ
کہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا قدرت کو یہ منظور تھا کہ تصویر
دو پہلو سامنے آئے جو مغرب سے طلوع شمس
تصور میں پیشگوئی کے پردے میں پنہاں ہوا چلا آ رہا
—— چنانچہ میں نے یہ اسلامی نظریہ پیش کیا کہ
دور خدا کی طرف رجوع کا دَور ہے اور ایمان کا دو
اور جس رضائے الٰہی کی تلاش کی تمہیں لگن ہے، وہی اس
کا منشاء بلکہ لفظی مفہوم ہے، یہ روشن پہلو ان کے
بالکل نیا تھا۔ اور وہ خوش تھے کہ اجتماع کا اختتام
پُر امید پیغام پر ہوا۔

اختتامی تقریر اور دُعا

میری تقریر کے بعد ایک صاحب قیصر نامی
جو ان اجتماعات کے روح رواں ہیں اختتامیہ تقریر
اور جب اخیر پر خدا کے فضل کے لئے دعائیہ الفاظ
پہنچے تو خود اُن پر رقت کا یہ عالم تھا کہ آواز گلے میں ر
گئی اور آنکھیں پُر نم ہو گئیں۔

زندہ خدا پر زندہ ایمان

کہاں یورپ کی سرزمین جسے عام طور پر بے دینی
مرکز سمجھا جاتا ہے اور کہاں یہ عالم کہ خدا کے ذکر سے
وجلت قلوبھم من خشیۃ اللہ کا نظ
سامنے آ گئے! مگر کوئی مانے یا نہ، واقعہ واقعہ ہے
اور ایک زندہ خدا پر زندہ ایمان کا جو ولولہ اس اجتماع
یہاں نے دیکھا اس نے مجھے اپنے دعوئے اسلامیہ
پر بھی شرمسار کیا۔

کاش! ان لوگوں کے سامنے کسی دن قرآن
کریم کے حقائق پوری آب و تاب کے ساتھ آ سکیں
خدا شناسی کا ایک ہی حقیقی سرچشمہ ہے۔ جو لوگ محض
اپنی جد و جہد سے الٰہی وعدہ کے مطابق معرفت الٰہی
اس قدر دُور پہنچ گئے ہیں، اگر قرآن کے نور سے ان
قلوب منور ہوں تو کیا عجب کہ طلوع اسلام از مغرب
کا نظارہ بھی نظر آ جائے۔

حیاتِ اجتماعیہ اور تعمیل احکامِ الٰہی میں مسلمانوں کی فلاح و بہبود کا راز

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۹ر جون ۱۹۵۸ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

قد افلح المؤمنون . . . . (سورۃ المؤمنون رکوع اول)

اسلام میں حیاتِ اجتماعیہ کا نظام

اسلام اجتماعیہ زندگی بسر کرنے کا حکم دیتا ہے
جب ہم کہتے ہیں کہ اسلام حیاتِ اجتماعیہ کا حکم دیتا ہے تو اس کے معنے ہیں کہ اسلام چاہتا ہے کہ ایک جماعت کے رنگ میں مل جل کر زندگی بسر کی جائے، اس سے زندگی کے اندر ایک نظام پیدا ہوگا۔ ایک دوسرے سے مل کر رہنے میں انسان بہت سی تکالیف سے بچ جاتا ہے اور بہت سی اچھی صورتیں اور باہمی مفاد کے حصول کا انتظام ہوتا ہے۔

مومنوں کی فلاح

فرمایا قد افلح المؤمنون مومنوں کی جماعت اگر ذیل کے احکام پر عمل پیرا ہو، تو اس نے زندگی کے مقصد کو پالیا اور ان کی دنیا کی زندگی اور آئندہ زندگی دونوں کامیاب اور بامراد ہوں گی۔ الفلاح کے معنے امام راغب نے لکھے ہیں الظفر و ادراک البغیہ مقصد کو پا لینے کا نام فلاح ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، دین و دنیا دونوں میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے یہ احکام ہیں، ان پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔

عبادتِ الٰہی اور مخلوق پر صرفِ مال

وہ کیا احکام ہیں؟ فرمایا الذین هم فی صلوتهم خاشعون وہ لوگ کامیاب ہوگئے جنہوں نے زندگی کا پہلا اصول یہ قرار دے لیا کہ ہم نے عبادت میں مشغول رہنا ہے، خدا کے قرب کی راہوں کو تلاش کرنا ہے اور معاملات زندگی میں خدا اور رسول صلعم کے احکام کی تعمیل کرنا ہے، دوسری بات فرمائی الذین هم للزکوۃ فاعلون امام راغب کہتے ہیں کہ زکوٰۃ کا لفظ وسیع معنوں میں استعمال ہوتا ہے تو فرمایا عبادت الٰہی کے بعد خدا کی مخلوق پر روپیہ خرچ کرنا بھی فلاح حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے، قرآن کریم میں جہاں نماز کا حکم دیا ہے وہاں زکوٰۃ کی ادائیگی کا بھی حکم شروع ہی میں فرمایا یقیمون الصلوۃ و مما رزقنهم ینفقون۔ نماز قائم کرتے ہیں اور خدا کے دیئے ہوئے رزق میں سے اس کی مخلوق پر خرچ کرتے ہیں، یہ دونوں چیزیں انسان کو خدا کے قریب لے آتی ہیں، تھوڑا ہو یا بہت خرچ کرنے کی عادت ڈالو کہ خدا کی مخلوق کے ساتھ نیک سلوک کا برتاؤ کرنا ہے خواہ وہ کس رنگ میں ہو، اور اس کا آخری مقام روپیہ سے دوسروں کی مدد کرنا ہے۔ جیسے کہ ہاتھ سے، پاؤں سے، زبان اور علم سے، دوسروں کی مدد کی جائے، اسی طرح ملت کے کاموں کی سرانجام دہی کے لئے روپیہ صرف کرو۔

ملت پر خرچ کرنے میں موجودہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کا طریق عمل

آج اس بات کی طرف مسلمانوں کی توجہ بہت کم ہے کہ اپنا مال قوم اور ملت کے لئے خرچ کیا جائے ہندو اور یورپ کے لوگ ملت کے لئے بڑی بڑی رقمیں دے جاتے ہیں لیکن مسلمان آج اس کے لئے تیار نہیں، وہ لوگ بھی جن کے پاس بے انداز روپیہ ہے ملت پر صرف کرنے کے لئے تیار نہیں۔

صحابہ کرامؓ کا انفاق فی سبیل اللہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جہاد کے لئے بھی بڑی بڑی قربانیاں کیں اور خدا کی راہ میں جو کچھ میسر آیا بلا دریغ خرچ کیا، کسی نے مٹھی بھر کھجور آنحضرتؐ کی خدمت میں لا کر پیش کر دیئے کہ یہ میری رات کی کمائی ہے، کسی نے بڑی بڑی رقمیں اور گھر کا سارا ساز و سامان لا کر رکھ دیا حضورؐ نے فرمایا کہ دونوں کا ثواب ایک جیسا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ دل کے خلوص کو دیکھتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے دلوں میں ایک جذبہ تھا، کہ وہ دین کے لئے اپنا سب کچھ نثار کر دیں۔ طلحہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ حضورؐ جب سے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون کی آیت اتری ہے میرے دل میں ایک جوش ہے کہ فلاں باغ جو مجھے زیادہ محبوب ہے خدا کی راہ میں دے دوں، حضرت عمرؓ نے کہا کہ خیبر کی فتح کے بعد جو قیمتی اراضی مجھے مالِ غنیمت میں ملی ہے وہ میں خدا کی راہ میں دیتا ہوں، اسی طرح سعد بن وقاصؓ نے کہا کہ میرے پاس بہت سا مال ہے اور میرا وارث سوائے ایک لڑکی کے کوئی نہیں، میں چاہتا ہوں کہ سارا مال خدا کی راہ میں دے دوں؟ فرمایا نہیں انہوں نے کہا اچھا نصف مال دیدوں؟ فرمایا یہ بھی نہیں انہوں نے کہا ایک تہائی تو قبول فرمالیں، فرمایا اگرچہ ایک تہائی بھی زیادہ ہے، لیکن خیر ایک تہائی کی وصیت ٹھیک ہے، تو اپنے مال کی وصیت کرنا بھی اللہ اور اس کے رسول نے سکھایا ہے۔ قوم سازی کے لئے اس قسم کی وصیت کرنا نہایت ضروری ہے

امانت کی ادائیگی اور پابندی عہد

اور فرمایا والذین هم لامنتهم وعهدهم راعون۔ جو قوم دوسروں کے لئے مال خرچ کرتی ہے، وہ دوسرے لوگوں کے مال ناجائز طور پر حاصل نہیں کرتے، دوسروں کے اموال خرد برد کرنا، چالاکی سے دوسروں سے مال بٹورنا مومن کا کام نہیں، امانات کی حفاظت اور عہد کی پابندی قوم کا شیوہ ہونا چاہیئے۔ امانات کے متعلق دوسری جگہ لکھا ہے لا تخونوا اللہ والرسول و تخونوا امنتکم۔ معلوم ہوا اللہ اور رسول کے بھی حقوق ہیں اور مسلمانوں کے بھی حقوق ہیں، اللہ اور رسول کی امانتیں کیا ہیں، وہ احکام ہیں جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول نے دیئے ہیں، ان احکام کے اندر کمی بیشی کرنا بددیانتی ہے کچھ سہل حکموں کو مان لینا اور بعض کو مشکل سمجھ کر چھوڑ دینا۔ امانت میں خیانت کرنا ہے، دوسروں کے حقوق کو مار لینا بددیانتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاہلیت کے زمانہ کی باتیں میں نے پاؤں کے نیچے مسل دیں، اور امانتوں کے متعلق فرمایا هی مؤدات الی البر والفاجر۔ امانت خواہ نیک آدمی کی ہو یا فاجر کی اس کی ادائیگی ضروری ہے، کسی کو کافر کہہ کر اس کا مال نہیں کھا سکتے۔

ماتحتوں اور افسروں کے حقوق

فرمایا کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته کوئی شخص اپنے گھر کا حاکم ہے، کوئی کارخانہ کا مالک ہے، کوئی سکول اور بورڈنگ کا افسر ہے، ان سب کو اپنے ماتحتوں کے حقوق کے متعلق جوابدہی کرنی پڑے گی۔ ایک عورت اپنے گھر کی راعیہ ہے، اس کے ذمہ بھی مالک کے حقوق ہیں، ان کی نگہداشت ضروری ہے۔

ایک عام نصیحت

اور جمعہ کے خطبہ میں ایک عام نصیحت فرمائی کیونکہ جمعہ عام اجتماع کا دن ہے، اس لئے جمعہ کے خطبہ میں یہ نصیحت کی گئی ہے کہ ان اللہ یامرکم بالعدل والاحسان و ایتاء ذی القربی، عدل اور انصاف مسلمان کے لئے ضروری ہے، اور اس سے بڑھ کر دوسروں پر احسان تمہارا شیوہ ہو، یعنی عدل و انصاف کا تقاضا ہے کہ تم دوسروں کے حقوق کی حفاظت کرو اور عدل و انصاف کے ساتھ احسان کرنا بھی ملحوظ رکھو۔ اور فرمایا وینھٰکم عن الفحشاء والمنکر والبغی، تمام قسم کی بدکاریاں اور جو ناپسندیدہ خصائل ہوں ان سے منع کیا گیا ہے اور البغی کسی کا مال لینا، کسی پر ظلم اور زیادتی کرنا، دوسرے کی جان لینے کے درپے ہو جانا فساد کی جڑ ہے، پھر فرمایا والذین هم لفروجهم حفظون۔ عفت اور پاکیزگی مومن کا شعار ہونا چاہیئے، آنکھیں

(باقی برصفحہ ۶ کالم ۳)

توحید الٰہی اور وحدت نسلِ انسانی کا واحد ذریعہ

کعبۃ اللہ اور اسلام کی تعلیم قوموں اور ملتوں کو ایک کرنے کا موجب ہے

خطبہ عید الاضحیٰ مؤرخہ ۱۸ جون ۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

قال اللہ تعالیٰ - ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکاً وھدًی للعٰلمین (آل عمران ۹۷)
وقال اللہ تعالیٰ - اذ جعلنا البیت مثابۃ للناس و امناً (البقرہ ۱۲۵)
وقال اللہ تعالیٰ - جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیٰماً للناس (مائدہ ۹۸)
وقال اللہ تعالیٰ - انی اسکنت من ذریتی بوادٍ غیر ذی زرع عند بیتك المحرم (ابراھیم ۳۷)
وقال اللہ تعالیٰ - قال یٰبنی انی اری فی المنام انی اذبحك فانظر ماذا تری قال یٰابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصٰبرین (الصّٰفّٰت ۱۰۲)

توحید الٰہی اور وحدتِ انسانی کا پہلا گھر

یہ آیات جو میں نے پڑھی ہیں، ان کے اندر مختصر مضمون یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے عرب کے صحرا میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں یہ دعا کی کہ اے مولا اس وادی میں جہاں کوئی پانی نہیں کوئی گھاس کا تنکا نہیں تیرے عزت والے گھر کے نزدیک اپنی اولاد کو بساتا ہوں۔ اس گھر کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ - سب سے پہلا گھر جو ہم نے تجویز کیا وہ کعبۃ اللہ ہے جو دنیا جہان کی اقوام کو توحید الٰہی اور وحدت نسلِ انسانی کی تعلیم دے گا - اور جس کی برکات ہمیشہ کے لئے جاری و ساری رہیں گی - آج امریکہ اور افریقہ اور یورپ اور ایشیا ایک محلہ کی طرح نظر آتے ہیں - ہوائی جہاز ریڈیو، تار برقی، ٹیلیفون کے ذریعہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام اقوام ایک محلہ میں آباد ہیں لیکن ان میں شدید قسم کے اختلافات ہیں - ان اختلافات کے دور کرنے کے لئے وہی تعلیم صحیح راہنمائی کر سکتی ہے جس کے چشمے کعبۃ اللہ سے پھوٹیں - آج سے چودہ سو برس پہلے جب ایک ملک دوسرے ملک کو نہ جانتا تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آواز بلند کرتے ہیں کہ میں خدا کی توحید اس لئے لے کر آیا ہوں کہ تمام انسانیت کو ایک کر دیا جائے - یہ دعوے امشکل تھا، لیکن اس کو عملاً و شکلاً پورا کر دکھایا اور آج دنیا دیکھ رہی ہے کہ یہ مشکل ترین کام کس شان سے پورا ہو رہا ہے -

قائم و دائم رہنے والی تعلیم

اسی مضمون کو فرمایا جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیٰماً للناس اس گھر کو تمام انسانیت کے قیام کا موجب بنایا - اور فرمایا یہ مبارک گھر ہے، اس کی برکات کبھی ختم نہ ہوں گی اور ھدًی للعٰلمین - یہاں سے ہدایت کے چشمے پھوٹیں گے جو دنیا جہان کو سیراب کرنے کا موجب ہوں گے، کیونکہ یہی تعلیم قائم و دائم رہنے ...... والی ہے -

مثابۃ للنّاس

اس سال سنا ہے کہ کعبۃ اللہ میں پانچ لاکھ آدمی جمع ہوئے، ایشیا، افریقہ، چین اور افغانستان، پاکستان ایران اور شام اور یورپ و امریکہ کے مختلف حصص سے لوگ وہاں جمع ہوئے - اسی کا اظہار اس آیت میں فرمایا ہے اذ جعلنا البیت مثابۃ للناس بار بار ہر سال کعبۃ اللہ لوگوں کی کشش کا موجب ہوتا اور توحید الٰہی اور وحدت نسل انسانی کا دلکش نظارہ پیش کرتا ہے -

مسیحیت کے غیر معقول اعتقادات

جوں جوں دنیا میں علم کی روشنی بڑھتی جا رہی ہے بت پرستوں کے دین ختم ہو رہے ہیں، اور توحید الٰہی کی روشنی تیز ہوتی جا رہی ہے - آج یورپ کا پڑھا لکھا انسان کہتا ہے کہ تین برابر ایک اور ایک برابر تین کا فلسفہ سمجھ میں نہیں آتا، ہولی گھوسٹ (روح القدس) میں خدائی صفات کا ہونا عقلِ انسانی کے خلاف ہے - آج یورپ کا پڑھا لکھا انسان نہیں مانتا کہ ایک آدمی کے سولی چڑھنے سے ساری دنیا کے گناہوں کا کفارہ کس طرح ہو گیا - اتوار کے دن صبح کی عبادت کے دوران میں روٹی کا ٹکڑا کھاتے ہوئے یہ اعتقاد رکھنا کہ یہ عیسیٰ مسیحؑ کا گوشت ہے جو ہم کھا رہے ہیں، اور شراب کا ایک گھونٹ پی کر یہ خیال کرنا کہ یہ عیسیٰ مسیحؑ کا خون ہے جو ہم پی رہے ہیں، آج یورپ کے اہل دانش کی عقلیں ان اعتقادات کو دھکے دے رہی ہیں، یہی حال ہندو مذہب کا ہے، ان کی بت پرستی نو نون درست مانتا ہے، یہ دین بابرکت ثابت نہیں ہو رہے -

اٹلی کا خوبصورت ترین گرجا

اٹلی کے گرجا پر یورپ کے تمام بادشاہوں کا روپیہ خرچ ہوا - اس لئے کہ حضرت عیسےٰ نے پطرس سے کہا تھا کہ تو وہ چٹان ہے جس کے اوپر میرا گرجا بنایا جائے گا، چنانچہ پطرس کے نام پر اٹلی میں گرجا بنایا گیا جس پر یورپ کے تمام بادشاہوں نے اپنے خزانے انڈیل دیئے، اس کو حد درجہ خوبصورت، بلند اور وسیع بنانے کے لئے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی، میں نے اس گرجا کو دیکھا ہے، بڑا ہی خوبصورت ہے، اور اٹلی جیسا شہر جہاں وہ بنایا گیا ہے اور بھی پرکشش اور دلربا ہے اس کے دریا، اس کی وادیاں، اس کے پھول، اس کی دلربائی کو بڑھانے کا موجب ہیں -

اس گرجا میں عبادت نہیں ہوتی

لیکن ان تمام خوبیوں کے باوجود آج اس گرجے میں عبادت نہیں کی جاتی، میں نے چاہا کہ میں اتوار کو وہاں لوگوں کو عبادت کرتے ہوئے دیکھوں - لیکن مجھے بتایا گیا کہ یہاں کبھی عبادت نہیں ہوتی، سوائے اس کے کہ کوئی نہایت اہم تقریب ہو، ساتھ ہی پوپ کا محل ہے، وہیں ایک چھوٹا سا گرجا بھی ہے، وہیں پوپ صاحب گرجا کرتے ہیں یہ گرجا عبادت کے لئے نہیں -

کعبۃ اللہ اقوام عالم کیلئے کشش کا موجب ہے

اس کے مقابل پر مکہ کے کعبۃ اللہ کو دیکھو جس کو حضرت ابراہیمؑ نے بوادٍ غیر ذی زرع، ایک لق و دق صحرا کے اندر بنایا، جہاں نہ پھل ہیں نہ پھول، نہ دریا، نہ چشمے، وہاں آج بھی ساری دنیا کے لوگ کھنچے ہوئے چلے جاتے ہیں، ان کے رنگ مختلف، ان کی نسلیں مختلف اور قومیتیں مختلف، ان کے ملک اور وطن علیحدہ، ان کے تمدن الگ الگ - تاہم سب کے سب اس غیر ذی زرع وادی میں جمع ہو کر توحید الٰہی اور وحدت نسل انسانی کا عملی ثبوت پیش کرتے ہیں -

کعبۃ اللہ قومی و نسلی اختلافات کو مٹانے کا ذریعہ ہے

یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال ہے کہ اس عملی نظارہ سے دنیا کو وحدت کا سبق دیا اور وہ سبق ہر سال دیا جاتا ہے یہ دنیا بھر کے فسادات کو مٹا دینے والا سبق ہے - آج آپ کو معلوم ہے دنیا میں فساد کس چیز کا ہے، قومیت اور وطن کے اختلاف نے نسلِ انسانی کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہیں اور سب ایک دوسرے کی تباہی کے درپے ہیں، کعبۃ اللہ اسی اختلاف کو مٹانے کا ایک اہم ذریعہ ہے -

توحید الٰہی کا سبق جو محمد رسول اللہؐ نے پڑھایا

اس کے علاوہ بت پرستی انسانیت کو گرانے کا موجب ہے، یورپ بت پرست ہے، رومن کیتھولک یقین کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اور مریم خدائی صفات رکھتی ہیں، اور نسلِ انسانی کی نجات ان پر ایمان لانے سے وابستہ ہے - جہاں مہاتما بدھ کو بھی خدائی کے مقام پر سمجھا جاتا اور ان کی عبادت کی جاتی ہے - دلائی لامہ نے ہندوستان میں پہنچ کر بدھ کی مورتی کی پرستش کی، اور ہندو قوم میں کرشن جی کے علاوہ درختوں، پتھروں، اور سانپوں تک کی پرستش کی جاتی ہے، ایک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو توحید کا سبق دینے آئے ! - اور ہر قسم کے شرک کو دور کر کے خانہ کعبہ کو توحید کا مرکز بنا دیا -

سب قومیں ایک خدا کی مخلوق ہیں

دنیا میں زبان، رنگ، نسل اور مشرق و مغرب کا اختلاف بڑا خطرناک ثابت ہوا ہے۔ قرآن میں ان سب کا ذکر موجود ہے فرمایا وللہ المشرق والمغرب مشرق اور مغرب کی سب اقوام خدا کی مخلوق اور مربوب ہیں ان کو اختلاف کا ذریعہ بنانا صحیح نہیں۔ ومن ایٰتہ خلق السمٰوات والارض واختلاف السنتکم والوانکم۔ تمہارے رنگوں اور بولیوں کا اختلاف بھی ایک خدا ہی کی پیداوار ہے۔ اس کو ایک دوسرے سے منافقت کا ذریعہ بنانا خدا کی توہین کرنا ہے۔ پھر فرمایا یایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر وانثٰی وجعلنٰکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ نسلی اختلافات بھی کوئی چیز نہیں، ہم نے تمہیں ایک ہی مرد عورت سے پیدا کیا، اس لئے تم سب کی نسل ایک ہی ہے، ہم نے تمہاری شاخیں اور قبیلے بنائے ہیں تاکہ ایک دوسرے سے پہچانے جاؤ۔

قومی برتری خدا خوفی میں

مختلف اقوام کو نہ چاہیئے کہ ایک دوسرے پر برتری جتلائیں۔ اور بعض حصہ انسانیت کو حقارت سے دیکھیں، خدا کے نزدیک برتری کا ذریعہ ایک ہی ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ خدا کے نزدیک سب سے افضل وہ قوم ہے جو خدا خوف ہے، خدا خوفی ہی فضیلت کا موجب ہے۔ اگر ایک مسلمان کلمہ پڑھنے کے بعد خدا خوف ثابت نہیں ہوتا تو وہ خدا کے نزدیک قابلِ عزت نہیں، وہ محض کلمہ پڑھ لینے سے جنت میں نہیں جا سکتا، فرمایا ساری قوموں کے لئے عزت کا معیار ایک ہی ہے، کہ ان میں خدا خوفی ہو اور نیک عمل ہو جس میں یہ نہیں وہ خدا کے نزدیک قابلِ عزت نہیں اور فرمایا ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون اللہ تعالیٰ کی معیت ان لوگوں کے ساتھ ہے جو خدا خوفی رکھتے ہیں اور وہ نیکیوں کے بجا لانے میں اعلیٰ درجہ پر پہنچے ہوئے ہیں۔ یہی ساری قوموں کے لئے ذریعہ نجات ہے۔

دنیا کو ایک کرنیوالی آواز

الٰہی تعلیمات کے لحاظ سے خانہ کعبہ کو مبارک کہا۔ اور بتایا کہ جس قدر ہیکل اور معبد دنیا میں ہیں، ان کی برکات ختم ہو جائیں گی، اور صرف خانہ کعبہ ہی کی برکات ہمیشہ ہمیش کے لئے دنیا میں باقی رہیں گی، کیا یہ آواز جو دنیا کو ایک کرنے والی ہے کسی اور وطن اور کسی اور قوم نے بلند کی؟ دنیا کو ایک کرنے کی یہ آواز صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی بلند کی اور اس کا مشاہدہ عملی رنگ میں دنیا ہر سال کعبۃ اللہ میں دیکھتی ہے۔

قومی اتحاد کا سبق

ایک سبق اس میں آپ کے لئے بھی ہے۔ فرمایا اینما تکونوا یات بکم اللہ جمیعا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک کرنا چاہتا ہے۔ اس اتحاد اور اتفاق کے لئے کوشش کرو، وہ بڑا مبارک شخص ہے جو دوسروں کے حقوق پر ڈاکہ نہیں ڈالتا، اور سب کو ایک کرنا چاہتا ہے آپ کو باہمی اتحاد و اتفاق کے ذریعہ سے قومی جمعیت کی مضبوطی میں حصہ لینا چاہیئے۔

قربانی کا اہم سبق

اور دوسرا اہم سبق قربانی کا سبق ہے۔ حضرت ابراہیم کی زبانی فرمایا یٰبنی انی اریٰ فی المنام انی اذبحک۔ اے میرے بیٹے۔ اے میرے بڑھاپے کے بیٹے، اے میرے سامنے جوانی کو پہنچے ہوئے بیٹے۔ میں نے کشف میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں، فانظر ماذا تریٰ بتا تیری کیا رائے ہے، اور بیٹا جواب دیتا ہے یابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین میرے پیارے باپ جو حکم آپ کو دیا گیا اس کی تعمیل فوراً کیجئے، مجھے آپ صابر پائیں گے، یہ ہے باپ اور یہ ہے بیٹا، واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا خدا نے یونہی ابراہیم کو دوست نہیں بنا لیا۔ سخت ترین آزمائشوں اور ابتلاؤں میں سے انہیں گذرنا پڑا۔ بیٹے تک کی قربانی دینی پڑی اسے مسلمان تجھے بھی یہی سبق دیا گیا تھا، کہ ملت کے لئے خدا کے دین کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینی پڑے تو کبھی اس سے دریغ نہ کرنا جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوددت ان اقتل فی سبیل اللہ ثم احیی ثم اقتل ثم احیی ثم اقتل میری خواہش ہے کہ خدا کے رستہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں۔ اور آپ کا یہ جذبہ سب سے پہلے آپ کے خاندان میں کام کرتا ہوا نظر آیا، حضرت علیؓ، حضرت جعفرؓ، حضرت حمزہؓ، حضرت زبیرؓ ہمیشہ میدان جنگ میں آگے ہو ہو کر لڑے اور پھر یہ جذبہ ساری قوم میں سرایت کر گیا اور تمام صحابہؓ نے قربانی کے بڑے شاندار کارنامے دکھلائے، یہ قربانی اور جہاد کا سبق جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا اسی کے اندر قوم و ملت کی زندگی کا راز ہے وہ شخص جو اس سے بچنا چاہتا ہے اور لوگوں کو بچانا چاہتا ہے وہ قوم کو ذلت کی موت مارتا ہے۔

قوموں کو زندہ کرنیوالی تعلیم

تو یہ دو تین نہایت ہی اہم اور قیمتی سبق ہیں جو آج کے دن ہمیں ملتے ہیں، ان پر عمل کرنے سے قوم زندہ ہوتی ہے۔ قرآن شریف نے یہ سبق دنیا کو دیگر قوموں اور ملتوں کو ایک کرنے اور انہیں زندہ رکھنے کا سامان کیا ہے اور آج اس روشنی کے زمانہ میں اگر کوئی کتاب سب کے اتحاد اور سب کی نجات کا موجب ہو سکتی ہے تو وہ قرآن شریف ہی ہے جس کی بعض تعلیمات کا ذکر کیا گیا ہے۔

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۹ رجون

(بسلسلہ صفحہ ۴)

بنا ہو، اور ہر قسم کی فحش حرکت سے پرہیز کرے۔

صاحب عظمت قوم بننے کا طریق

پہلے شروع میں نماز کا ذکر کیا تھا۔ اور آخر میں پھر فرمایا والذین علیٰ صلوٰتھم یحافظون۔ گویا عبادت الٰہی ایک مومن کا سب سے ضروری شعار ہے اور بتایا کہ تمہاری جماعت کا رنگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور بھائی بندوں پر مال صرف کرنا ہو، اور جب دوسروں پر اپنا خرچ کیا جائے گا تو دوسروں کا مال کھا جانا کس طرح روا ہو سکتا ہے ایسی جماعت جو دوسروں پر مال خرچ کرے دوسروں کے مال نہیں کھا سکتی، بد دیانتی مومن کا شیوہ نہ ہونا چاہیئے، اگلے دن ایک شخص میرے پاس گھبرایا ہوا آیا۔ اور اس نے کہا کہ میں جس جگہ کام کرتا ہوں، وہاں میرا مالک حاجی ہے، وہ تجویز کرتا رہتا ہے کہ کسی طرح کاروبار میں بد دیانتی سے کام لیا جائے، اور آمد کو بڑھانے کے لئے ہر قسم کی ناجائز کارروائی کرنے کے لئے سوچتا رہتا ہے، میں ایسے کام کو برا سمجھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اس ملازمت کو چھوڑ دوں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ لوگ جو اپنا دیر دوسروں پر خرچ کرتے ہیں ان کا شیوہ نہ ہونا چاہیئے کہ دیگر دوسروں کے مال پر ڈاکہ ڈالیں، اور ان کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ وعھدھم راعون، قول پختہ ہو، قوم کی قوم اپنے عہد کی پابند ہو، ساری کی ساری قوم اگر عہد و پیمان میں ایفا سے کام لے تو اس میں بڑی برکت پیدا ہوتی اور قوم کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے۔ شروع میں کہا تھا قد افلح المومنون، اور آخر میں فرمایا اولٰئک ھم الوارثون الذین یرثون الفردوس ان صفات کی مالک جو قوم ہو اس کی عزت اور طاقت بڑھے گی، اور اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی وہ معزز اور صاحب عظمت قوم ہوگی،

حضرت مسیح موعود کا علم کلام

(بسلسلہ صفحہ ۱۰)

پلٹ دیا۔ اعتراضات کے بادلوں کو اڑا کر اسلام کے چہرے کو ہر داغ سے صاف کر کے دنیا کے سامنے رکھ دیا۔ اور اپنے لٹریچر سے فقط ان لوگوں کے سینوں کو ہی نورِ ایمان سے معمور نہیں کیا جنہوں نے اس سے فائدہ اٹھایا بلکہ روحانیت اور معرفت الٰہی کی اس بارش نے ان دور افتادہ لوگوں کو بھی اس ایمان سے بہرہ اندوز کر دیا جنہوں نے براہ راست آپ کے لٹریچر سے استفادہ نہیں کیا۔ گویا اسلام کی صداقت اور غلبہ کی ایک ہوا چل گئی ہے جس نے ایمان کی ہر ایک خشک کھیتی کو سرسبز کر دیا۔

ظاہر ہے کہ یہ فیض روحانی، ایمانی ....

رنگون کے شیخ الجامعہ کی احمدیت پر نکتہ چینی

کتاب "دو نبی" پر ایک سرسری نظر

قسط نمبر ۹

مسئلہ جہاد اور حضرت مسیح موعودؑ

مولانا مرتضیٰ خان حسن

کب تک ضبط کروں میں آہ ؛ چل مرے خامہ بسم اللہ

جہاد کب واجب ہوتا ہے

یاد رکھنا چاہیئے کہ اگرچہ حضرت مرزا صاحب نے انگریزوں کے ساتھ لڑنے کو ناجائز قرار دیا مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر حالات بدل جائیں اور وجوہ جہاد پیدا ہو جائیں تو پھر بھی جہاد نہ کیا جائے۔ چنانچہ خود حضرت مرزا صاحب نور الحق حصہ اول صفحہ ۴۹ پر تحریر فرماتے ہیں جس کا اردو ترجمہ یہ ہے :-

"سو جاننا چاہیئے کہ قرآن شریف یونہی لڑائی کے لئے حکم نہیں فرماتا۔ بلکہ ان لوگوں کے ساتھ لڑنے کے لئے حکم فرماتا ہے جو خدا تعالےٰ کے بندوں کو ایمان لانے سے روکیں اور اس سے کہ وہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر کاربند ہوں اور اس کی عبادت کریں اور ان لوگوں کے ساتھ لڑنے کے لئے حکم فرماتا ہے جو مسلمانوں سے بے وجہ ... لڑتے ہیں اور مومنوں کو اُن کے گھروں اور وطنوں سے نکالتے ہیں۔ اور خلق اللہ کو جبراً اپنے دین میں داخل کرتے ہیں اور دینِ اسلام کو نابود کرنا چاہتے ہیں اور لوگوں کو مسلمان ہونے سے روکتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن پر خدا کا غضب ہے اور مومنوں پر واجب ہے کہ ان سے لڑیں اگر وہ باز نہ آویں"

حامیان جہاد نے کیوں جہاد نہ کیا

غرض حضرت مرزا صاحب کا مذہب دربارہ جہاد اور آپ کا عمل بالکل قرآن مجید و سنت رسول اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہے۔ اور مخالفین محض غلط فہمی سے آپ پر اعتراض کرتے ہیں لیکن ایسے لوگوں سے ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اگر مرزا صاحب نے انگریزوں سے جہاد نہیں کیا تو کیا اس کا یہ مطلب تھا کہ وہ کروڑوں مسلمان جو مرزا صاحب سے الگ تھلگ پڑے تھے بلکہ مرزا صاحب کے مخالف تھے وہ بھی جہاد نہ کریں ان کو کس نے روکا تھا کہ وہ انگریزوں کے خلاف جہاد کے لئے نہ اُٹھے۔ جو اعتراض یہ لوگ حضرت مرزا صاحب پر کرتے ہیں وہی اُن پر وارد ہوتا ہے، بلکہ یہ لوگ زیادہ محلِ اعتراض ہیں کیونکہ مرزا صاحب تو اس لئے جہاد نہیں کرتے تھے کہ وہ اس کو از روئے قرآن شریف ناجائز سمجھتے تھے مگر یہ لوگ تو از روئے قرآن شریف جائز بلکہ فرض سمجھتے تھے تو پھر یہ لوگ کیوں جہاد کے لئے کمربستہ نہ ہوئے اور کیوں انہوں نے انگریزوں کے خلاف جہاد نہ کیا؟ کہاں گئے تھے علمائے دیوبند؟ اور کہاں گئے تھے لکھنؤ کے ندوۃ العلماء والے۔ کہاں گئے تھے علمائے بریلی اور کہاں گئے تھے علمائے دہلی وہ کیوں نہ اُٹھے اور کیوں انہوں نے انگریز کے خلاف جہاد نہ کیا۔ کہاں گئیں وہ اسلامی ریاستیں جن کے پاس فوج اور سامان حرب بھی موجود تھا۔ ان کو تو چاہیئے تھا کہ ساری ریاستیں اکٹھی ہو کر انگریزوں کا ناطقہ بند کر دیتیں۔ مرزا صاحب تو بقول تمہارے انگریزوں کے پروردہ تھے اُن کو تو انگریزوں نے خود دعوے کروایا تھا انہوں نے تو جہاد نہ کیا مگر دوسرے کروڑوں مسلمان کیوں خواب خرگوش میں پڑے رہے۔ اور کیوں انہوں نے اسلامی فرض ادا نہ کیا۔ خدا کے بندو! جس جرم کے تم مرزا صاحبؑ کو مرتکب قرار دیتے ہو وہ تو خود تم پر ہی عاید ہوتا ہے۔ سوچ لو اور بہتر جواب دو۔

حضرت مرزا صاحب کا جہاد بالقرآن

اس میں کچھ شک نہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے اس زمانہ میں اور اس ملک میں سیفی جہاد کو ممنوع قرار دیا اور اس وقت تک ممنوع قرار دیا جب تک کہ شرائط جہاد پیدا نہ ہوں۔ لیکن آپ نے قرآن مجید کے اس حکم کو کہ :-

جاھدھم بہ جھاداً کبیراً

(الفرقان)

سامنے رکھکر جہاد بالقرآن کا انتظام فرمایا۔ آپ خود ساری عمر یہ جہاد کرتے رہے اور قرآن مجید کے ذریعہ ملل باطلہ کا مقابلہ کر کے اسلام کی فوقیت ظاہر کرتے رہے اور لوگوں کو دعوت اسلام دیتے رہے۔ و لکن

جہادِ اکبر کے لئے آپ نے جماعت تیار کی۔ جو اب آپ کے پیچھے آپ کے حکم کے مطابق مصروف جہاد ہے۔ جہاد بالقرآن وہ عظیم الشان جہاد ہے کہ اسکو خدا تعالےٰ نے جہاد کبیر فرمایا اور حدیث میں ہے کہ جب حضرت نبی کریم صلعم ایک غزوہ سے واپس تشریف لائے تو حضور نے فرمایا کہ رجعنا من الجھاد الاصغر الی الجھاد الاکبر ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹتے ہیں۔ وہ جہاد اکبر کیا ہے۔ یہی جہاد بالقرآن۔ قرآن مجید سے نفوس کا تزکیہ و تصفیہ کرنا اور قلوب پر اللہ تعالےٰ کی حکومت قائم کرنا اور اشاعت دین کرنا غرض اگر حضرت مرزا صاحب نے سیفی جہاد نہیں کیا اور نہ اس کے کرنے کی اجازت دی تو دوسری طرف ..... آپ نے جہاد بالقرآن قائم کر کے قوم اسلام پر بڑا احسان کیا۔

جماعت احمدیہ کا جہاد

اور جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے آپ کی جماعت اسی جہاد اکبر میں مصروف ہے۔ چنانچہ عیسائی ممالک میں جو شرک و کفر میں غرق ہیں اور جن میں مادہ پرستی کا زور ہے، اور خدا کے ایک عاجز بندے کو خدا یا خدا کا بیٹا بنایا جاتا ہے اور اس کے متعلق اللہ تعالےٰ کو غیرت ہے کہ قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائے اور زمین شق ہو جائے۔ ہاں انہی ممالک میں مرزا صاحبؑ کے نام لیوا خدا کی توحید پھیلا رہے ہیں۔ اور قرآن مجید کی اشاعت کر رہے ہیں۔ انہوں نے یورپ کی مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمے کئے ہیں اور ان کو مفت شائع کرنے کا انتظام کیا ہے۔ انہوں نے وہاں مشن قائم کئے ہیں۔ اور دن رات مشرکین و ملحدین کو حلقہ بگوش اسلام کر کے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے جھنڈے تلے لا رہے ہیں۔ یہ وہ جہاد ہے جو حضرت مرزا صاحب نے قائم کیا۔ اور یہی جہاد اکبر ہے۔ ہر مسلمان کو آپؑ کا شکر گذار ہونا چاہیئے کہ آپ نے اس کفر و شرک کے پُرفتن زمانہ میں اتنا بڑا کام کر دیا۔ لیکن حسد کا بُرا ہو دشمنوں کی آنکھ میں یہ سب کچھ ہیچ ہے۔ سچ ہے ؏

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیب است

جہاد کرنے والی کوئی جماعت دکھاؤ

مسلمان بھائیو! اپنے علماء سے پہلے تو یہ پوچھو کہ جس صورت میں تم سیفی جہاد کو ضروری فرض یقین کرتے تھے تو تم نے انگریزوں سے کیوں جہاد نہ کیا؟ پھر ان سے پوچھو کہ اگر تم نے سیفی جہاد نہیں کیا تھا تو کم از کم جہاد بالقرآن کی طرح تو ڈالتے اور قرآن مجید کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کے لئے انتظام کرتے۔ کوئی جماعت بناتے، جس کا کام ہی اشاعت دین ہوتا۔ لیکن تم لوگوں نے یہ بھی نہ کیا۔

تم سے جہاد بالقرآن بھی نہ ہوا

تم سے تو احمدی ہی جو تمہارے نزدیک کافر ہیں اچھے رہے کہ اگر انہوں نے سیفی جہاد نہیں کیا تھا تو جہاد بالقرآن میں تو لگے ہوئے ہیں۔ آپ لوگوں سے یہ بھی نہ ہوا۔ باایں ہمہ احمدی کشتنی اور گردن زدنی ہیں اور آپ لوگ ٹھہرے دیندار اور پکے مسلمان۔ کیا یہ انصاف ہے؟ دوستو! تم حسد میں جلتے رہو مرزا غلام احمد تم سے بازی لے گیا۔ آمنا صدقنا

ایک جماعت قائم کر دی جو جہاد بالقرآن میں مصروف ہے مگر تم سے کچھ بھی نہ ہوا۔ سیفی جہاد بھی ہاتھ سے گیا اور قلمی جہاد بھی نہ کیا۔ ع

این ہم رفت و آں ہم رفت
در پئے جاناں جاں ہم رفت

یہ ہے نتیجہ حضرت امام وقت سے الگ رہنے کا۔

انگریزوں کی قصیدہ خوانی میں لیڈران قوم کا حصہ

اجی حضرت! ہم یہ کہتے ہیں اور بار بار کہتے ہیں کہ مرزا صاحب تو اکیلے تھے ان کی جماعت بھی مختصر تھی مگر آپ لوگ تو خدا کے فضل سے کروڑوں کی تعداد میں تھے آپ نے کیوں انگریزوں کے خلاف ہتھیار نہ اٹھائے بلکہ تم میں سے بڑے بڑے انگریزوں کی خوشامد میں لگے رہے اور زمین اور خطاب حاصل کرنے کی کوشش میں مصروف رہے۔ مگر ہمارے حضرت فرماتے ہیں ؎

داغ لعنت ہے طلب کرنا زمیں کا عزّ و جاہ
جس کا دل چاہے کرے اس داغ سے وہ دل نزار

خود مولانا ظفر علی خاں صاحب جیسے بزرگ لیڈر انگریزوں کی مدح سرائی میں قصائد لکھتے رہے۔ چنانچہ ان کا ایک شعر ہے ؎

تم خیر خواہِ دولت برطانیہ رہو
سمجھاں جناب قیصرِ ہند اپنا جاں نثار

شروع شروع میں ہندوؤں کے خلاف انگریزوں کی خوشامد میں فرماتے ہیں ؎

ہوا خواہ تم ہو اگر تاج کے
پرخچے اڑا دو سواراج کے

پھر حکیم الاُمّت حضرت علّامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک قصیدہ مدحیہ میں فرماتے ہیں ؎

اے تاجدارِ خطۂ جنّت نشانِ ہند
روشن تجلیوں سے تری خاورانِ ہند
تیغ جگر شگاف تری پاسبانِ ہند
. . . .
ہنگامۂ وغا میں مرا سر قبول ہو
اہلِ وفا کی نذرِ محقّر قبول ہو

یہ نظم اخبار حق میں جو گورنمنٹ کا اخبار تھا چھپی پھر دوسرے رسالوں میں۔ یہ اس زمانے کا قصیدہ ہے جب یورپ کی پہلی جنگ جاری تھی۔ اس وقت انگریز ترکی کے خلاف بھی جنگ کر رہے تھے۔ اس وقت حکیم الامت حضرت اقبال اپنی وفاداری کا اظہار فرماتے ہوئے اپنا سر نذرِ محقّر کے طور پر پیش کر رہے ہیں اور ایک کافر اور مشرک کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس کی تجلیوں سے خاورانِ ہند روشن ہے، وغیرہ وغیرہ

اب کیا فرماتے ہیں علمائے دین و فضلائے امت بلکہ آپ کے محبوب لیڈر صاحب کیا کہہ رہے ہیں وہ کس طرح اپنی وفا کا اعلان کر رہے ہیں۔ اور ایک کافر حکومت کو جو ایک اسلامی سلطنت (ترکی) سے برسرپیکار ہے اپنا سر پیش کر رہے ہیں خوشامد کی کوئی انتہا بھی ہے۔ مرزا صاحب نے اگر انگریز سے سیفی جہاد نہیں کیا تھا تو کم از کم نصاریٰ کے مذہب کا باطل ہونا تو ثابت کر دیا۔ ان کے کفارہ کے عقیدہ کو باطل کر دیا۔ لیکن آپ حضرات کے لیڈروں کا کیا کہنا نہ تو سیفی جہاد ہی کیا اور نہ نصاریٰ کے مذہب کی قلم و زبان سے تردید کی۔ فرمایئے نصاریٰ کا حامی کون تھا؟ اور انگریز پرست بلکہ کافر پرست کون ثابت ہوا؟ مرزا صاحب یا تمہارے لیڈر؟ مکرم شیخ الجامعہ بار بار عرض کرتا ہوں کہ حقائق پر غور کرو اور واقعات پر نظر ڈالو۔ اور جو سچ ہو اس کی تائید کرو اور سنی سنائی باتوں کے پیچھے نہ بھاگو۔ یہ رستہ خطرناک ہے ع

مرادِ ما نصیحت بود گفتیم

مولوی محمد حسین بٹالوی کی انگریز پرستی

اب اپنے ایک اور لیڈر کا حال سن لو اور یہ حضرت مسیح موعودؑ کے بہت بڑے مخالف مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ہیں۔ ان کو گورنمنٹ سے مربعے لینے کی خواہش نے بے تاب کیا تھا انہوں نے پوشیدہ طور پر ایک رسالہ انگریزی میں چھپوا کر گورنمنٹ میں پیش کیا۔ اس رسالہ میں انہوں نے حضرت مرزا صاحب کے متعلق لکھا کہ یہ شخص گورنمنٹ کا باغی ہے اور طاقت جمع کرنے کی کوشش کر رہا ہے جس وقت وہ طاقت جمع کرنے میں کامیاب ہو گا وہ گورنمنٹ کے خلاف ہلّہ بول دے گا۔ اس شخص کا دعوےٰ ہے کہ وہ مہدی ہے۔ اور مہدی کے متعلق مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ وہ تلوار کے زور سے لوگوں سے دین منوائے گا اور قتلِ عام کرے گا، یہ شخص مہدی سوڈانی سے بھی زیادہ خطرناک ہے اور اب بھی یہ شخص افغانستان سے ساز باز کر رہا ہے۔ اور اپنی نسبت یہ لکھا کہ میں مہدی کے آنے کا قائل نہیں بلکہ ایسی تمام حدیثوں کو مجروح سمجھتا ہوں جن میں مہدی کے آنے کا ذکر ہے۔ اور دن رات گورنمنٹ کی وفاداری کی تلقین کرتا رہتا ہوں اور مرزا کے دعوےٰ مہدی ہونے کی تکذیب کرتا رہتا ہوں۔ اور لوگوں کو بھی یہی نصیحت کرتا رہتا ہوں۔ گورنمنٹ کو چاہیئے کہ اس شخص کو گرفتار کرے اور سزا دے۔ اس کے بعد جو اپنی..... اصل غرض تھی وہ بیان کی یعنے مربعے دیئے جانے کی درخواست کی۔ چنانچہ مولوی صاحب کو مربعے مل گئے مگر دوسری طرف حضرت مرزا صاحب پر پولیس متعین ہو گئی اور ان کی تفتیش شروع ہو گئی جس کی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں۔ مختصراً یہ کہ خدا کے پاک بندے کا بال بھی بیکا نہ ہوا اور جو انگریز تفتیش کے لئے قادیان گیا وہ حضور کی پاکبازی اور دیانتداری کا کلمہ پڑھتا ہوا واپس آ گیا۔ یہ ہے جناب حقیقت آپ کے بزرگ علماء کی! یہ حضرات دنیوی منفعت کی خاطر اپنا دین و ایمان بھی بیچنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ کہاں گیا وہ جہاد کا ولولہ۔ کہاں گیا وہ کفّار کے ساتھ جنگ کرنے کا عزم؟ ارے توبہ! ایک کافر حکومت کی اس قدر خوشامد اور اس سے اس قدر اظہارِ وفاداری کہ اپنے عقیدہ کو ہی خیرباد کہہ دیا، تم مرزا کو خواہ مخواہ بدنام کرتے ہو کہ اس نے انگریزوں کی خوشامد کی ہے، اور جہاد نہیں کیا خود تمہارے علمائے کرام میں انگریز پرستی کا اس قدر غلبہ ہے کہ وہ مہدی کے آنے کی حدیث ہی غلط اور مجروح قرار دے رہے ہیں۔ مرزا پر گورنمنٹ انگریزی کی خوشامد کا الزام کیا دیتے ہو جبکہ خود تمہارے بزرگ محض دنیوی منفعت کے لئے انگریز کی چوکھٹ پر ناصیہ فرسائی کر رہے ہیں اور ایسی ناصیہ فرسائی کہ اپنے دین اور مذہبی مسلمات کو بھی بالائے طاق رکھ دیتے ہیں اور منافقت سے اپنے عقیدہ پر بھی پانی پھیر دیتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحبؑ کا عقیدہ

تم سے تو مرزا اچھا ہے کہ جو کچھ وہ لوگوں سے کہتا تھا وہی اس کا عقیدہ تھا، یہ نہیں کہ ظاہر کچھ اور باطن کچھ جبکہ آپ انگریزوں سے جہاد ناجائز سمجھتے تھے تو آپ نے علانیہ کہا کہ ان سے جہاد بحالات موجودہ ناجائز ہے۔ آپ نے مہدی ہونے کا دعوےٰ کیا تو علانیہ کیا، کسی سے نہ ڈرے نہاں چونکہ بدباطن اور حاسد مولوی صاحبان گورنمنٹ میں حضرت کے خلاف مخبریاں کرتے رہتے تھے کہ یہ شخص باغی ہے اور گورنمنٹ کا دشمن ہے، اس لئے حضور کو بار بار اپنی صفائی کرنی پڑتی تھی کہ میرا عقیدہ جہاد کا نہیں ہے۔ میرا مہدی ہونے کا دعوےٰ ضرور ہے مگر میں جنگ کرنے نہیں آیا۔ اور تلوار سے دین پھیلانا میرا مقصد نہیں ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح صلح صفائی سے دین کی اشاعت میرا کام ہے۔

الزام کی صفائی خوشامد نہیں

موجودہ زمانہ کے لوگ اس قسم کی تحریروں کو گورنمنٹ کی مدح یا خوشامد پر محمول کرتے ہیں مگر جب آپ پر ایک جھوٹا الزام لگایا گیا۔۔۔ تو کیا آپ کے لئے ضروری نہ تھا کہ آپ اپنی صفائی پیش کرتے۔ یہ ظاہر ہے کہ آپ کی پوزیشن بڑی خطرناک تھی۔ آپ کو مہدی ہونے کا دعوےٰ تھا۔ گورنمنٹ بھی آپ سے بدظن بلکہ آپ کی مخالف تھی۔ چنانچہ انہوں نے سی آئی ڈی لگا رکھے تھے۔ دوسری طرف قوم آپ کے خلاف تھی۔ یہ خدا کا بندہ اگر صادق نہ ہوتا اور خدا کا بھیجا ہوا نہ ہوتا تو کبھی مستقل مزاجی سے ان حالات کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا وہ سچا تھا اور اس نے پہاڑوں کی طرح استقلال سے کام لیا اور آخر وہ کامیاب ہوا نہ دشمن اس کا کچھ بگاڑ سکے اور نہ گورنمنٹ۔

مسلمان لیڈروں کا رویہ حضرت مرزا صاحب کی نظر میں

اب ہم حضرت کی ایک عبارت پر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں

"یہ لوگ جب حکام وقت کو ملتے ہیں تو اس قدر سلام کے لئے جھکتے ہیں کہ گویا سجدہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔

(باقی ص۱۱ پر)

دیکھو خدا نے تیرے سارے جہاں کو جھکا دیا گمنام پاکے شہرہ عالم بنا دیا

تبلیغ بلادِ غیر

اس عنوان کے تحت وہ خطوط درج کئے جاتے ہیں جو انجمن کی تبلیغی ڈاک کے جواب میں موصول ہوتے ہیں

فلپائن (۱)

ترجمہ خط از مس آمنہ محمد ۔ فلپائن ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مجھے لٹریچر کے ملنے سے بڑی خوشی ہوئی اور اس خوشی کی کوئی انتہا نہیں ۔

میں ان کتب کے لئے نہ صرف آپ کا بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ اس نے آپ کو تحریک فرمائی کہ میرے پڑھنے کے لئے مجھے آپ ایسا قیمتی لٹریچر بھیجیں اور میرے اندر دلچسپی پیدا کی کہ میں اس لٹریچر سے فائدہ اٹھاؤں ۔

مجھے مسیح موعودؑ کا فوٹو جو کہ "ہز ہولی نس" میں نکلا ہے دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی ۔

اس چودھویں صدی کے مسیح کا کیسا دلکش چہرہ ہے نیم وا مسکراتی ہوئی باحیا آنکھیں ہیں ، فوٹو پر نظر ڈالنے سے آپ کا علم ، آپ کا تقدس آپ کی شفقت ، اور آپ کی ذہانت وغیرہ یہ تمام صفات ابھر کر نظر آ رہی ہیں ۔ اللہ تعالےٰ ان پر شفقت اور رحمت کی بارش نازل فرمائے میں اللہ تعالےٰ کی اس نعمت کا بہت بہت شکریہ ادا کرتی ہوں کہ مجھے مسیح موعودؑ کے فوٹو کی زیارت نصیب ہوئی ۔

میری دلی خواہش اور دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی دعا ہے کہ جب میں بڑی ہو جاؤں اور اعلےٰ تعلیم حاصل کر لوں تو اپنے آپ کو خدمتِ دین کے لئے وقف کر دوں اور مجھے اللہ تعالیٰ توفیق بخشے کہ میں آپ کے ادارے کو اور آپ کو اپنی آنکھوں سے دیکھوں اور دیگر بزرگان سلسلہ کی زیارت کروں ۔

اب بھی اگر اللہ تعالیٰ توفیق بخشے تو میں آپ کے عظیم الشان مذہبی سلسلہ میں شمولیت حاصل کروں اور ماہوار چندہ بھی بھیجوں مگر افسوس اس وقت ہم بڑی مشکلات سے گذر رہے ہیں ۔

میں ووکنگ مسلم مشن اور لٹریری ٹرسٹ مغربی پاکستان لاہور کو "جیززان ہیون آن ارتھ" کے لئے لکھ رہی ہوں کہ مجھے ایک کاپی عنایت فرمائیں ۔ اللہ تعالےٰ آپ سب پر رحمتیں نازل کرے اور باصحت اور خوشحال رکھے اور احمدیہ موومنٹ کو جلد از جلد فتح نصیب فرمائے ۔

میرے اسلامی بھائی آپ کو یاد رہے محبت اور اللہ تعالےٰ کی رحمت نصیب ہو ۔

(انہیں لٹریچر معہ جیززان ہیون آن ارتھ بھی بھجوایا جا رہا ہے ۔ غلام قادر)

(۲)

ترجمہ خط از مجر سا مسلد ۔ فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مجھے ایک پیکٹ جس میں محمدؐ اینڈ کرائسٹ اور دیگر لٹریچر تھا مل گیا ہے بہت بہت شکریہ ۔ مگر اس سے پہلا پیکٹ جس میں قرآن بغیر متن وغیرہ تھا ابھی تک نہیں ملا ملنے پر اطلاع دوں گا ۔

مجھے مفصلہ ذیل کتب کی قیمت ڈالروں میں لکھیں

(۱) ریلیجن آف اسلام از مولینا محمد علی صاحب

(۲) مینول آف حدیث " " "

(۳) قرآن شریف مع تفسیر و عربی متن

(۴) صحیح بخاری کا انگلش ترجمہ

(۵) ٹیبل ٹاک از الحاج خواجہ کمال الدین صاحب ۔

یہ کتب مجھے اس لئے درکار ہیں کہ ان مسلمانوں کو جن کی یہاں کثرت ہے ۔ سلسلہ احمدیہ کے خلاف اعتراضات کا مسکت جواب دے سکوں اور احمدیوں کو جو یہ لوگ دائرۂ اسلام سے خارج بیان کرتے ہیں اس کا جھوٹ ہونا ثابت کر سکوں ۔

مغربی طرز کے تعلیم یافتہ اصحاب میں اکثر کو ہم بمشکل یہ بات سمجھا سکتے ہیں کہ احمدی کافر نہیں ۔

مسلمانوں کا بڑا اعتراض یہ ہے کہ احمدی کسی فقہی امام کے مقلد نہیں یعنی امام مالکؒ ۔ امام ابوحنیفہ امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ میں سے کسی کے فقہی مسائل کو قبول نہیں کرتے ۔ جواب کا منتظر ہوں ۔

(ان کو جواب اور لٹریچر بھجوایا جا رہا ہے غلام قادر)

شمالی نائیجیریا

ترجمہ خط از عبد العزیز بلیرو شمالی نائیجیریا ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آپ کے خط مؤرخہ $\frac{۲}{۵۹}$-۳ - اور لٹریچر کے لئے بہت مشکور ہوں ۔

کال آف اسلام اور کرائسٹ ازکم کے مطالعہ سے مجھے احمدیہ موومنٹ کی اہمیت کا صحیح صحیح اندازہ ہو گیا ہے ۔

برائے عنایت مجھے بیعت فارم بھجوا دیں چند باتیں وضاحت طلب ہیں جو مفصلہ ذیل ہیں :-

(۱) کیا ممبر کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی آمدنی کا $\frac{۱}{۲۰}$ حصہ ماہوار ادا کرتا رہے اگرچہ اس کی مالی حالت اچھی نہ ہو ۔ پاکستان کے لئے خرچ ڈاک بہت ہوتا ہے ۔ مثلاً دو شلنگ چھ پنس فی ہوائی چٹھی خرچ ہوتے ہیں ۔ اس طرح نائیجیریا والے کا تو چندہ ہی ڈاک میں خرچ ہو جاتا ہے ۔

کیا ایک احمدی اپنا سالانہ چندہ اکٹھا بھیج سکتا ہے تاکہ ڈاک کا خرچ کم آئے ۔

زکوٰۃ کے متعلق بتائیں کہ کیا یہ ساری رقم آپکی انجمن کو بھیجی جائے ؟ کیونکہ اس ملک میں تو یہ رواج ہے کہ صاحب نصاب خود زکوٰۃ کی رقم غرباء اور مسکینوں میں تقسیم کر دیتا ہے ۔

چونکہ میں متلاشی حق ہوں میرے باتوں کا جواب برائے مہربانی صبر سے دیا جائے ۔

حسب الارشاد میں نے لائٹ کے لئے اور چند کتب کے لئے پاکستانی سکہ کے بارہ روپے ۹ - آنے کی رقم بھیجی ہے ۔ (وصول ہو چکی ہے) میرا لائٹ کا چندہ دسمبر ۱۹۵۸ء سے محسوب کیا جائے کیونکہ میں لائٹ کو باقاعدہ طور پر زیر مطالعہ رکھنا چاہتا ہوں ۔

بقایا رقم جو میرے ذمہ نکلے گی بھیجی جائے گی ۔

یہ بھی بتایا جائے کہ جبکہ حضرت مرزا صاحب مجدد تھے تو جماعت کا نام احمدی ——— غالباً اپنے نام پر ——— کیوں رکھا گیا ۔

مہربانی فرما کر مجھے اور مطلوبہ لٹریچر بھیجا جائے ۔

(انہیں بیعت فارم ، لٹریچر اور خط کا مفصل جواب بھیجا گیا ہے ——— غلام قادر)

مشرقی افریقہ

ترجمہ خط از مسٹر اے ۔ ایچ ۔ گلمور کمپالہ یوگنڈا ریلوے ۔

السلام علیکم ۔ مجھے آپ کا بہت پر شفقت گرامی نامہ مؤرخہ $\frac{۴}{۵۹}$-۳ ملا ۔ مجھے یہ دلچسپ خط پڑھکر بہت خوشی محسوس ہوئی (انہیں خط میں احمدیت سے آشنا کرایا گیا تھا اور حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے اور مشن کے متعلق آپ کی اپنی تحریر کا انگریزی ترجمہ پیش کیا گیا تھا ۔ نیز اسلام کے عالم انسانیت کے لئے مکمل ضابطۂ حیات ہونے کے متعلق لکھا گیا تھا ۔ غلام قادر) اب لٹریچر کا جو مجھے ارسال کیا گیا ہے منتظر ہوں ۔

لٹریچر کے وصول ہونے پر میں آپ کو رسید سے مطلع کروں گا ۔

مگر اس عرصہ میں مجھے آپ مزید معلومات اسلام اور احمدیت کے متعلق مہیا فرمائیں ۔

(انہیں مزید معلومات بذریعہ خط مہیا کی جا رہی ہیں ۔ غلام قادر)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں ۔ (اینجر)

(یہ مقالہ ۲۶ مئی کو جلسہ یوم وصال میں پڑھا گیا)

اسلام کی حفاظت و اشاعت میں حضرت مسیح موعودؑ کا علم کلام

(عبد الغفور ثاقب صاحب)

عالم یاس میں فتح اسلام کا پیغام

آج ہم اسلام کے اس بطل جلیل کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں جو اپنی خداداد فطری صلاحیتوں کے سبب مجدد وقت کے اعلےٰ مقام پر مامور کیا گیا، اور حالات حاضرہ نے اسے جہدی دوران اور مسیح وقت ایسے اعلےٰ مدارج پیش کئے۔ علماء وقت نے لاکھ اختلاف رائے کے باوجود اسلام کا ایسا پہلوان مانا جس کی مالی جانی قلمی اور لسانی خدمات کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت کم پائی جاتی تھی۔ تجدید دین اور رشد و ہدایت کا کام بجائے خود اتنا معمولی کام نہ تھا جبکہ مسلمان یاسیت کے اتھاہ سمندر میں غرق تھے۔ حیات اسلام سے بے یقین مسلمانوں کو فتح اسلام کا پیغام دینا، اور باواز بلند اور یقین محکم کے ساتھ یہ دعوےٰ پیش کرنا ہے

روز دیں پوری آمد عروج اندر نحست
بازچوں آید بباید از زمیں رہ بالیقیں

یہ نائید خداوندی کے سوا کب اور کیسے ممکن ہو سکتا تھا جس نے خواب غفلت میں سوئے ہوئے مسلمانوں کو چوکنا کر دیا۔

دشمنان اسلام پر کاری ضرب

جن حالات میں حضرت مرزا صاحب نے اسلام کی ڈوبتی ناؤ کو پار لگانے کا بیڑا اٹھایا وہ اتنے ناسازگار تھے کہ کوئی باہمت انسان بھی ان حالات میں ساحل کو پانے کی امید نہیں کر سکتا تھا۔ دشمنان دین کی ہر لحاظ سے برتری کا احساس اپنوں کی کم ہمتی اور تن آسانی کا مظاہرہ علماء دین کی کم مائیگی و کم علمی دین حق کے نور کو ٹمٹماتے دیئے کی صورت دے چکی تھی۔ کہ عین اس وقت اسلام کے سب سے بڑے دشمن عیسائیت کے گھر میں یہ آواز گونجی ـــ

منم مسیح ببانگ بلند می گویم
منم خلیفۂ شاہے کہ بر سما باشد

اس آواز نے چراغ کلیسا کی لو بڑھانے والے پادریوں کو لرزہ بر اندام کر دیا، اسلام کو ہڑپ کر جانے کے منصوبے ہوں کے توں رہ گئے۔ اسلام کو مغلوب کرنے والے اپنے گھر کی خبر لینے لگے۔ یہ وہی مرد مجاہد تھا جو آج کے دن ہمیں اپنا جانشین چھوڑ کر مولائے حقیقی سے جا ملا۔

حضرت کا علم کلام

یوں تو حضرت صاحب کی زندگی کا ہر پہلو ایسا ہے جس پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے مگر آج کی صحبت میں ہم مختصر طور پر حضرت مسیح موعودؑ کے علم کلام پر روشنی ڈالیں گے۔ کیونکہ تجدید دین اور حفاظت اسلام کے لئے جدید علم کلام ہی وہ انقلاب پیدا کر سکتا تھا جو حضرت مسیح موعودؑ نے پیدا کر دکھایا۔ اور یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ اسلام کے متعلق نہ صرف اپنوں کے ذہنوں میں تبدیلی آگئی بلکہ یورپ ایسے کلیسا نواز اور اسلام کش ملک کا نظریہ بھی تبدیل ہو گیا۔ حضرت صاحب نے اندرونی اور بیرونی مفاسد سے اسلام کی حفاظت اور اشاعت اسلام کے لئے، اسلام کے مسائل پر ان کے اصل رنگ میں جس معقولیت سے روشنی ڈالی۔ کوئی عقلمند اس سے انکار نہ کر سکا۔

علم کلام کے دو حصے

حضرت اقدس نے جو نیا علم کلام پیدا کیا اسے دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے یعنی حفاظت اسلام اور اشاعت اسلام۔ کسی چیز کی حفاظت کے لئے عام طور پر دو طریقے ہی اختیار کئے جاتے ہیں ایک مدافعانہ کارروائی اور دوسری جارحانہ۔ جب تک یہ دونوں طریق اختیار نہ کئے جاویں۔ مذہب کی حفاظت مکمل طور پر نہیں ہو سکتی، غیروں کے اعتراضات کا جواب دے کر اپنی سچائی کے اظہار پر اکتفا نہ کیا جائے۔ بلکہ دوسرے مذاہب پر حملہ کر کے اُن کے باطل ہونے کو ثابت کیا جائے۔ حضرت صاحب نے ہر دو طریق اس خوش اسلوبی کے ساتھ استعمال فرمائے کہ ایک جہان انگشت بدنداں رہ گیا۔

مدافعت اسلام میں حضرت کا طریق

اسلام کی مدافعت میں حضرت صاحب نے ہر اس اعتراض کو پکڑا جو کسی بھی دشمن اسلام نے اٹھایا۔ اور اپنے دلائل قاطعہ سے اس اعتراض کو یا تو خس و خاشاک کی طرح اُڑا دیا یا وہ اعتراض علم، حکمت کا خزانہ ثابت کر دیا گیا۔ جس کو معترض کی کوتاہ بینی نے اعتراض کی شکل دے دی ہوئی تھی۔ آپ نے کبھی الزامی جواب کو اہمیت نہیں دی جب تک کہ پہلے تحقیقی جواب اس اعتراض کا نہ دے دیا ہو یعنی ہمیشہ پہلے یہ ثابت کرنے کی کوشش فرمائی کہ اسلام پر وہ اعتراض ہی غلط اور محض افتراء ہے۔ اور اگر کوئی امر واقعی اسلام میں ایسا موجود ہے جس پر کوئی شخص معترض ہے تو ثابت کر دکھایا کہ اس شخص کا اعتراض کرنا ہی غلطی ہے اور یہ کہ اس کا نقطۂ نظر ہی صحیح نہیں، بلکہ جو مسئلہ اسلام میں ہے وہ بجائے خود ہی معقول اور بہتر ہے۔

اعتراضات کا جواب قرآن کریم کی روشنی میں

دشمن کے حملوں کے جواب میں پہلے تو آپ ہر اعتراض کو تحقیقی رنگ میں لیتے اور اس قدر زبردست تنقید، و تحقیق کے ساتھ بحث فرماتے کہ ہر عقلمند کو سر تسلیم خم کرنا پڑتا۔ ایک دفعہ عیسائیوں کے اعتراضات کو اکٹھا کیا گیا تو وہ ہزاروں تک پہنچ گئے مگر آپ اس سے نہیں گھبرائے بلکہ اپنی مختلف تصانیف میں ایسے جملہ اعتراضات کو اس خوبی سے حل کیا کہ پڑھنے والے پر وجد طاری ہو جاتا ہے۔ آپ کے علم کلام کا یہ خاصہ ہے کہ آپ نے اعتراضات کے جوابات کی بنیاد ہمیشہ قرآن کریم کے پیش کردہ دلائل پر رکھی اور معترض کے عقائد باطلہ کا ردّ بھی قرآن شریف کی روشنی میں ہی کیا حضرت صاحب کے پیش کردہ علم کلام کی ہمیشہ کے واسطے کامیابی کا راز ایک امر ہے کہ اس کی بنیادیں قرآن کے اٹل اور مستحکم دلائل پر قائم ہیں جن کو کوئی انسانی فلسفہ توڑ نہیں سکتا فلسفوں، مشاہدوں اور تجربوں میں غلطی کا امکان ہر آن موجود ہے لیکن خدا کے علم، حکمت اور اس کے پیش کردہ فلسفہ کا باطل ہونا ناممکن ہے۔ آخری زمانہ میں جہدی کی شیطان کے ساتھ جنگ کا جو ذکر آیا ہے اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ شیطان کے جو حملے اسلام پر ہیں اُن کے لئے علم کلام کا وہ حربہ وجود میں آجائیگا جو شیطان کے حملوں کا ہمیشہ کے لئے علاج ثابت ہوگا

جارحانہ پہلو

اسلام کی جارحانہ حفاظت کے لئے حضرت اقدس نے، دہریت، مادہ پرستی، عیسائیت اور آریہ سماج وغیرہ کے ردّ میں وہ لٹریچر پیدا کیا جس نے ان کے نام لیواؤں کو بے بس کر دیا، مسیح کی خدائی، کفارہ کی تردید تناسخ، ذات پات اور نیوگ، ایسے مسائل کو پکڑ کر ان مذاہب باطلہ کی جڑیں کھوکھلی کر دیں۔ اور پھر اسلام کی صداقت ثابت کرنے کے لئے ہر مذہب والے کو روحانی مقابلہ کے لئے چیلنج دے کر ان کی رہی سہی طاقت کو بھی ختم کر دیا اور اس طرح اسلام کی صداقت اور زندہ مذہب ہونے کا ثبوت مہیا کر دیا۔

اپنوں اور بیگانوں میں نور ایمان پیدا کر دیا

حضرت صاحب کی اس شاندار مدافعت اور اشاعت اسلام کے بعد مخالفین دم بخود رہ گئے۔ اور مسلمانوں کے دلوں میں جرأت ایمانی اور اسلام کی صداقت پر یقین پیدا ہو گیا۔ اور اُن کے قلوب اسلام کے نور سے معمور ہو گئے۔ تو اب جس کا دل چاہے حضرت صاحب کے متعلق باتیں بنائے۔ لیکن لوگوں کو وہ زمانہ یاد ہے جبکہ اسلام پر پادریوں، آریوں اور دہریوں کی طرف سے اعتراضات کی بوچھاڑ ہو رہی تھی، اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعوذ باللہ سیاہ تصویر اہل عالم کے سامنے پیش کی جاتی تھی اور مسلمان ان حملوں کی تاب نہ لا کر پڑے سسک رہے تھے۔ ان میں اتنی جرأت نہ تھی کہ مقابلہ تو درکنار اپنی مدافعت میں ہی چند الفاظ منہ سے نکال سکتے۔ مسلمانوں کا تعلیم یافتہ طبقہ دشمنان دین کے اعتراضات سے متاثر ہو کر اندر ہی اندر اسلام سے برگشتہ ہو رہا تھا۔ ان حالات میں یہ حضرت مرزا صاحب کا علم کلام ہی تھا جس نے ہوا کا رخ

(باقی بر صفحہ ۶)

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے۔ اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے اُن کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھیں کہ آیا اُن میں ان کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے، اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۷ر جولائی ۱۹۵۹ء تک اپنے نمبر کے سامنے لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت قسط منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۷ر جولائی ۱۹۵۹ء تک اُن کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۸ر جولائی کو اُن کے نام کا وی پی پی روانہ کر دیا جائے گا جس کا چھڑانا اُن کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا جو اُن کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

نمبر	رقم
۲۲	۶
۲۷	۶
۵۶	۶
۱۱۳	۶
۱۶۹	۶
۱۹۶	۶
۲۰۱	۶
۲۲۰	۶
۲۳۰	۱۸
۲۷۳	۵۴
۲۹۵	۱۲
۳۰۶	۶
۳۰۷	۶
۳۰۹	۶
۳۳۴	۶
۳۳۷	۶
۳۸۵	۶
۴۷۷	۲۴
۵۹۱	۶
۶۰۹	۸

نمبر	رقم
۶۳۰	۶
۶۴۹	۶
۶۸۸	۶
۹۵۷	۶
۹۵۴	۶
۱۰۴۱	۶
۱۰۴۳	۱۲
۱۰۶۲	۶
۱۰۶۵	۶
۱۰۸۳	۶
۱۰۹۵	۳
۲۰۲۷	۳
۲۰۳۳	۱۲
۲۰۳۶	۶
۲۰۷۹	۴
۲۰۸۳	۶
۲۰۹۳	۶

رعایتی

نمبر	رقم
۱۸	۴
۲۷	۶
۳۵۴	۱۲

برلن مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

لٹریچر لیا۔

۱۸ر مارچ۔ امام صاحب نے تازہ خان سے ملاقات کی جو ہماری کمیونٹی کے پاس تے ممبر ہیں وہ عرصہ سے بیمار ہیں۔

۲۰ر مارچ۔ امام صاحب نے سورۃ القدر پڑھکر خطبہ دیا۔ شام کو حسب معمول اجتماع ہوا۔

۲۳ر مارچ۔ برلن سکول کے طلباء مسجد دیکھنے کے لئے آئے اور امام صاحب نے انہیں اسلام پر ایک لکچر دیا۔

۲۵ر مارچ۔ امام صاحب دینیات کے سینئر طلباء کے یونیورسٹی کو لیکچر دینے کے لئے تشریف لے گئے، یہ ایک بڑی دلچسپ میٹنگ تھی۔ لیکچر کے بعد سوالات ہوئے اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اس خاص علم کی بناء پر جو اس صدی کے مجدد سے ہمیں ملا ہے ان مسائل کے متعلق جن میں دوسرے لوگ جہالت کے اندھیروں میں ٹامک ٹوئیے مار رہے ہیں امام صاحب نے ایسے شاندار جواب دیئے کہ ان کو دوبار چیئرز دیئے گئے ایسے مواقع پر انسان کا دل مجدد اعظم حضرت مرزا صاحب قادیانی کے متعلق شکریہ کے سے بھر جاتا ہے۔

اخبارِ احمدیہ

تقریب شادی

مولوی احمد گل صاحب امام مسجد مسلم ٹاؤن لاہور اطلاع دیتے ہیں کہ ہمارے مکرم دوست جناب میاں عبدالرحمٰن صاحب ریٹائرڈ ایس ڈی او۔ سکنہ ۱۳ر رحمٰن منزل مسلم ٹاؤن لاہور کی صاحبزادی کی شادی خانہ آبادی کی تقریب مؤرخہ ۲۳ر مئی ۱۹۵۹ء کو بخیر و خوبی انجام پائی۔ جس میں معزز اراکین انجمن اور احباب مسلم ٹاؤن نے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی۔ دعا ہے کہ اس شادی خانہ آباد کو اللہ تعالیٰ بابرکت کرے آمین۔ دولہا کے والدین نے اس تقریب پر دلی خوشی کے اظہار کے طور پر مبلغ دس روپے مساکین فنڈ میں عطا کئے۔ جو انجمن کے خزانہ میں داخل کئے گئے ہیں۔

جزاہم اللہ فی احسن الجزا

تبدیلی

ڈیرہ اسمٰعیل خاں سے محمد الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں کہ میں پشاور سے تبدیل ہو کر ڈیرہ اسمٰعیل خاں آ گیا ہوں اور میں نے ڈیرہ اسمٰعیل خان سنٹرل جیل میں بطور ڈپٹی جیلر تعلیم چارج لے لیا ہے۔ جماعت پشاور کے سیکرٹری مولانا عبدالباقی بیڈل مقرر ہوئے ہیں اور ان کے اسسٹنٹ خورشید عالم خان صاحب مقرر ہوئے ہیں۔

وفات

میاں عبدالسبحان مؤذن مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور کا شیرخوار نواسہ جو ماں باپ کا اکلوتا لڑکا تھا، گذشتہ ہفتہ چند دن بیمار رہ کر ۱۴ر۵ کو فوت ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ہمیں مرحوم کے لواحقین سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ اسے والدین کے لئے موجب شفاعت بنائے اور اپنے فضل و کرم سے انہیں نعم البدل عطا فرمائے۔

کتاب "ڈوبنی" پر سرسری نظر

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۸)

اور جب اپنی مجنونکی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں تو باربار اصرار ان کا اسی بات پر ہوتا ہے کہ ...... دارالحرب ہے اور اپنے دلوں میں جہاد کرنا فرض سمجھتے ہیں، اور تھوڑے ہیں جو اس خیال کے انسان نہیں ہیں۔ یہ لوگ اپنے اس عقیدہ جہاد پر جو سراسر غلط اور قرآن و حدیث کے برخلاف ہے اس قدر پختہ ہوتے ہیں کہ جو شخص اس دعوے کو نہ مانتا ہو اور اس کے برخلاف ہو، اس کا نام دجّال رکھتے ہیں اور واجب القتل قرار دیتے ہیں۔

(رسالہ گورنمنٹ انگریزی و جہاد)

سلطان القلم کا جہاد

پھر فرماتے ہیں:۔

"مختصر یہ کہ یہ مقام دارالحرب ہے پادریوں کے مقابلہ میں۔ اس لئے ہم کو چاہیئے کہ ہم ہرگز بیکار نہ بیٹھیں۔ مگر یاد رکھو کہ ہماری حرب ان کے ہمرنگ ہو جس قسم کے ہتھیار میدان میں لے کر وہ آئے ہیں اسی طرز کے ہتھیار ہم کو لیکر نکلنا چاہیئے اور وہ ہتھیار ہے قلم۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام سلطان القلم رکھا اور میری قلم کو ذوالفقار علی فرمایا اس میں یہی سِر ہے۔ کہ یہ زمانہ مذہب کی خاطر جنگ و جدل کا زمانہ نہیں ہے بلکہ قلم کا زمانہ ہے۔ پھر جب یہ بات ہے تو یاد رکھو کہ حقائق اور معارف کے دروازوں کے کھلنے کے لئے ضرورت ہے تقویٰ کی۔ اس لئے تقویٰ اختیار کرو...... فتح اسی کو ملتی ہے جس سے خدا خوش ہو۔ اس لئے ضروری امر یہ ہے کہ ہم اپنے اخلاق اور اعمال میں ترقی کریں اور تقویٰ اختیار کریں کہ خدا تعالیٰ کی نصرت اور محبت کا فیض ہمیں ملے۔ پھر خدا کی مدد کو لیکر ہمارا فرض ہے اور ہر ایک ہم میں سے جو کچھ کر سکتا ہے اسکو لازم ہے کہ وہ ان حملوں کے جواب دینے میں کوئی کوتاہی نہ کرے ہاں جواب دینے کے وقت نیت یہی ہو کہ خدا کا جلال ظاہر ہو۔"

(از رسالہ گورنمنٹ انگریزی و جہاد)

(باقی۔ باقی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں تیری تبلیغ کو دُنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا (الہام مسیح موعود)

ہفت روزہ پیغامِ صلح

لاہور پاکستان

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر
گمرہاں را چشم کُن روشن زآیاتِ مبیں

تار کا پتہ۔ "تبلیغ" لاہور

ٹیلی فون نمبر۔ ۳۷۳۷

ایڈیٹر:- دوست محمد

جلد ۴۷ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ مطابق یکم جولائی ۱۹۵۹ء | نمبر ۲۶

ہمارا مذہب

(از حضرت مسیح موعودؑ)

ما مسلمانیم از فضلِ خُدا
مُصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

*

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب
(مسیح موعودؑ)

عید الاضحیٰ کی تقریب پر ووکنگ میں ایک انگریز خاتون کا قبولِ اسلام

مولانا یعقوب خان صاحب کے خط کا اقتباس

عید الاضحیٰ کی تقریب پر ایک انگریز خاتون مس سٹوکس نامی مشرف بہ اسلام ہوئی۔ .... جب وہ اعلان کرنے اور کلمۂ شہادت پڑھنے کے لئے سٹیج پر آئی تو سب طرف سے کیمرہ بردار نوجوان بھاگ کر آ گئے اور سٹیج کا گھیرا ڈال کر اسے اپنے کیمروں کا نشانہ بنایا جو تصویر ساتھ شامل ہے۔ یہ سید محمود حسین شاہ صاحب نے لی جو اس فن میں باقاعدہ ٹریننگ بھی اس ملک میں آ کر سیکھتے رہے ہیں۔ اسلامی نام مریم رکھا گیا۔

{شاہجہان مسجد ووکنگ میں عید الاضحیٰ کا ایک منظر۔ مائکروفون پر امام صاحب مولانا یعقوب خان ایک انگریز خاتون مس سٹوکس کو کلمۂ شہادت پڑھا رہے ہیں۔ مفصل کیفیت اندر کے صفحات میں دیکھئے۔}

مسلماں را مسلماں باز کردند

الگ ہو کر محلہ محلہ اور گلی گلی وعظ و تلقین کی مجالس قائم کریں اور پورے دلی خلوص کے ساتھ لوگوں میں خدا تعالیٰ پر ایمان اور آخرت میں اعمال کی باز پرس کا یقین پیدا کرنے اور اپنے بچوں کو...... اسلامی نمونے سے حقیقی مسلمان بنانے کی کوشش کریں۔

اس کے ساتھ ہی ہم نے اس حقیقت کی طرف بھی توجہ دلائی تھی کہ:-

"حضرت امام وقت بھی یہی پیغام لے کر آئے تھے مسلماں را مسلماں باز کردند آپ کا حقیقی مطمح نظر تھا۔ افسوس ہے مولویوں کی اندھی مخالفت اس میں بہت بڑی روک کا موجب بن گئی، تاہم جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی آواز پر لبیک کہنے کی توفیق عطا فرمائی اُن کی زندگیاں ہر قسم کی بدعنوانیوں سے پاک صاف ہو گئیں ضرورت ہے کہ امام وقت کی آواز آپ کے اپنے الفاظ میں عوام تک پہنچانے کی کوشش کی جائے کہ صرف یہی ایک ذریعہ موجودہ بدعنوانیوں سے نجات حاصل کرنے اور مسلمانوں کو حقیقی مسلمان بنانے کا موجب ہو سکتا ہے"

ہمارے یہ الفاظ مودودی جماعت کے نقیب "ایشیا" کو خدا جانے کیوں تیر و نشتر ہو کر لگے ہیں، وہ اپنی ۱۹ اپریل کی اشاعت میں لکھتا ہے:-

"حضرت امام وقت" سے معاصر کی مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہیں اور "مسلماں را مسلماں باز کردند" سے مراد ان کی تحریک احمدیت ہے جس کا بنیادی اصول یہ تھا کہ میں مسیح موعود، مہدی معہود اور رسول و نبی ہوں اے مسلمانو! مجھ پر ایمان لاؤ اگر مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو تم کافر ہو ظاہر ہے یہ مسلمانوں کو مسلمان کرنے کی دعوت نہیں تھی بلکہ ایک نئے مدعی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت تھی حالانکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور مدعی پر ایمان لانے کی دعوت دینا اسلام کی تعلیم کے خلاف تھا اور "مولویوں" نے جو

کہا وہ احمدی ہی کہلائے انہوں نے مسلمان کہلانے پر اکتفا نہ کیا"

غور کیجئے ان چند سطور میں کس قدر غلط بیانیوں اور افترا پردازیوں سے کام لیا گیا ہے، "مسلماں را مسلماں باز کردند" کا یہ مفہوم کہ حضرت مرزا صاحب کے مسیح موعود اور مہدی معہود اور رسول اور نبی ہونے پر ایمان لایا جائے اور جو نہ ایمان لائیں وہ کافر ہیں، تحریک احمدیت کی کونسی کتاب میں لکھا ہے، قادیانی لٹریچر کے ہم ذمہ دار نہیں خود حضرت مرزا صاحب کی طرف معاصر نے یہ بات منسوب کی ہے، ہم چیلنج کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کی کسی کتاب یا اشتہار سے ثابت کیا جائے کہ انہوں نے مسلماں را مسلماں باز کردند کا یہ مفہوم بتایا کہ میرے مسیح موعود اور مہدی معہود اور رسول اور نبی ہونے پر ایمان لاؤ ورنہ تم کافر ہو، مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعوے حضرت مرزا صاحب نے بے شک کیا، رسول اور نبی ہونے کا کوئی دعوے نہیں اور نہ اپنے اوپر ایمان نہ لانے کو موجب کفر ٹھہرایا ہے بلکہ صاف اور صریح لفظوں میں لکھا کہ

"ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا" (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

اور حاشیہ میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے یہ نکتہ بیان کیا کہ:-

"اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا صرف اُن نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب الشریعت کے سوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں ہو جاتا"

ان صاف و صریح بیانات کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ "مسلماں را مسلماں باز کردند" سے حضرت مرزا صاحب کا مفہوم یہ تھا کہ ان پر ایمان لانے والا مسلمان اور ایمان نہ لانے والا کافر کتنا بڑا کذب اور بہتان ہے۔

لیکن ہم ان لوگوں سے (اور معاصر "ایشیا" بھی ان میں شامل ہے) جو مسیح کی دوبارہ آمد کے قائل ہیں اور یہ بھی

مانتے ہیں کہ وہ رسولاً الی بنی اسرائیل ہوتے ہوئے امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے آئیں گے، یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام جب ان کے اعتقاد کے مطابق دوبارہ آئیں گے تو اپنے نہ ماننے والوں کو کیا کہیں گے؟ کیا ان کی دعوت مسلمانوں کو مسلمان کرنے کی دعوت ہوگی یا نئے مدعی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت؟ امید ہے معاصر "ایشیا" اس پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے اپنے ایمان کا صحیح معیار قائم کرے گا۔

سے مودودی صاحب اور ان کی جماعت اسلامی کو خلاف اسلام قرار دیا، کیا معاصر "ایشیا" اس کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے؟ کون نہیں جانتا کہ مسلمانوں کا ہر فرقہ جو دوسروں کو کافر کہتا ہے کہ وہ اسی بات کا مدعی ہے کہ اس نے خوب سوچ سمجھ کر اور کتاب و سنت کی روشنی سے مستنیر ہو کر فتوے کفر دیا ہے، ہم یقین رکھتے ہیں کہ معاصر "ایشیا" اس کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ پھر مرزا صاحب کے بارہ میں جنکی دعوت ہی کتاب و سنت کی اتباع تک محدود تھی (اور یہی اُن کے الہام "مسلماں را مسلماں باز کردند" کا حقیقی مفہوم تھا) مولویوں کی مخالفت کو سوچ سمجھ اور کتاب و سنت کی روشنی کا نتیجہ کیونکر کہا جا سکتا ہے۔

یہ بھی غلط ہے کہ "مرزا صاحب مسلمانوں کو مسلمان بنانا نہیں چاہتے تھے، انہیں احمدی یعنی غلام احمدی یا مرزائی بنانا چاہتے تھے اور ان کی دعوت پر جن لوگوں نے لبیک کہا وہ احمدی ہی کہلائے انہوں نے مسلمان کہلانے پر اکتفا نہ کیا" ہم نہیں سمجھتے کہ معاصر "ایشیا" کو اس بات کا علم نہ ہو کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی جماعت کا نام "مسلمان فرقہ احمدیہ" اس وقت رکھا جب مردم شماری کے موقعہ پر اُن کی جماعت کو "مرزائی" کے نام سے پکارا جاتا تھا، آپ نے صاف لکھا کہ احمد حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جمالی نام ہے، اور چونکہ اس زمانہ میں اسلام کی اشاعت جمالی رنگ میں اس جماعت کے ذریعے ہونی مقدر ہے، اس لئے اس کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ رکھا جاتا ہے، اس صاف و صریح اعلان کے ہوتے ہوئے "غلام احمدی یا مرزائی بنانا چاہتے تھے" کا الزام کتنا بڑا افترا ہے، اور اس سے بڑھکر افترا یہ ہے کہ "جن لوگوں نے لبیک کہا وہ احمدی ہی کہلائے انہوں نے مسلمان کہلانے پر اکتفا نہ کیا" جس جماعت کے اخبار کی ہر اشاعت کے پہلے ہی کالم میں خود حضرت مرزا صاحب کا یہ کلام درج رہتا ہو کہ ؎

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا

اور یہ کلام ہر ہفتہ معاصر "ایشیا" کی نظر سے گزرتا ہو اسکے متعلق یہ کہنا کہ وہ احمدی ہی کہلاتے ہیں مسلمان نہیں کہلاتے کس قدر بہتان ہے، "مسلمان" تو اصل نام ہے جو خدا و رسول کی طرف سے ہمیں دیا گیا اور اس پر ہمیں فخر ہے، "احمدی" کا لفظ صرف اس امتیاز کے لئے ہے، کہ ہم دین احمد

(باقی بر صفحہ ۱۲)

ووکنگ میں عید الاضحیٰ کی مبارک تقریب

ایک غیر مسلم فاضل انگریز کے تاثرات اور ایک انگریز خاتون کا قبول اسلام

مولانا محمد یعقوب خانصاحب کا مکتوب

عید کا خوشگوار دن

عید الاضحیٰ کی تقریب پر عید الفطر کی نسبت اجتماع کم ہوتا ہے۔ یہ عید ۱۷ رجون کو منائی گئی۔ سارا دن خوب دھوپ رہی، اور محکمۂ موسمیات کی رپورٹ کے مطابق یہ دن سال بھر کا سب سے زیادہ گرم دن تھا۔ یہاں "گرم" مقامِ مدح میں استعمال ہوتا ہے، اور لوگ اس سے بحد لطف اندوز ہوتے ہیں۔ درجۂ حرارت ۸۰ سے زیادہ نہیں بڑھتا۔ اچھے موسم سے عید کی رونق دوبالا ہو جاتی ہے حسب معمول مکان کے بالمقابل وسیع چمن میں ایک عالیشان پنڈال نصب ہوا۔ جس کی پیشانی پر تمام اسلامی ممالک کے قومی جھنڈے سجائے گئے۔ ان میں ان ممالک کے جھنڈے بھی تھے جن میں کثیر مسلم آبادی ہے جیسے بھارت۔ دس، ساڑھے دس بجے کے قریب لوگ جوق در جوق آنے شروع ہوئے۔ تقریباً تمام کے تمام لندن سے آتے ہیں۔ بیرونجات سے بھی چند ایک آجاتے ہیں، ہمارے برما کے دوست این اے خاں کے دو نواسے کیمرج اور لورپول سے چل کر پہنچے۔

لندن سے ووکنگ تک آمد و رفت پر پانچ روپلے کا ریل کا ٹکٹ لگتا ہے، اور خود لندن میں تین مقامات پر عید ہوتی ہے، مگر ووکنگ کی عید ووکنگ کی عید ہے۔ ووکنگ مسجد کی تاریخی حیثیت، اس کی پچاس سالہ اسلامی خدمات، اس کے وسیع ہرے بھرے میدان، اس کے سرسبز قدآور درختوں کے جھنڈ، اور "غلام" جیسے ماہر اور قدیم خانساماں کا تیار کردہ پلاؤ اور آلو گوشت، سب مل ملا کر ایک خاص کیفیت پیدا کرتے ہیں۔ اور کرایہ خرچ کر کے بھی لوگ یہاں ہی پہنچتے ہیں کئی دوست اپنے بال بچوں سمیت کاروں میں آتے ہیں جن سے مسجد کے بالمقابل والا چمن بھر جاتا ہے۔ جزیرۂ قبرص کے ترکی النسل مسلمان بھی کثرت سے شریک ہوئے۔ آغاخانی مسلمان بھی ایک پوری لاری لے کر آئے۔ مجمع ایک ہزار ہزار تک تھا۔ مہمانوں کی آمد

بین الاقوامی اسلامی میلہ

"نوائے وقت" کے نامہ نگار نے عید الفطر کی رپورٹ میں یہ بالکل ٹھیک لکھا تھا کہ نماز اور خطبہ کے بعد یہ اجتماع ایک قسم کا بین الاقوامی اسلامی میلہ بن جاتا ہے اور ہر ملک کے نوجوان وسیع لان میں جگہ جگہ ٹولیاں بنا کر اپنی اپنی زبان میں گیت بھی گاتے ہیں اور اپنے ملکی رواج کے مطابق تفریح کا سامان کرتے ہیں، پنڈال کے اندر جہاں ابھی نماز کی صفیں بچھی تھیں، کھانے کے میز لگ جاتے ہیں اور ہر ایک آدمی باری باری تقسیم خوراک والے خیمہ سے (قطار بنا کر) کھانا لے لیتا ہے اور میز پر آکر کھانے لگتا ہے۔ اور چند منٹ میں پنڈال ایک بڑے میٹنگ ہال کا نظارہ پیش کرتا ہے۔

یحییٰ بٹ اور اقبال صاحب کی مستعدانہ سرگرمیاں

محمد یحییٰ بٹ صاحب عید کی تقریب پر اپنا احمدیہ بلڈنگ والا فراک کوٹ زیب تن کر لیتے ہیں اور ہشاش بشاش چہرے کے ساتھ مہمانوں کو خوش آمدید کہنے کے لئے موجود ہوتے ہیں۔

اقبال احمد صاحب پنڈال میں مہمانوں اور نمازیوں کو بٹھانے کے انتظامات میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ مائکروفون پر انہی کا قبضہ ہوتا ہے۔ صفیں بچھانے کا وقت آتا ہے۔ تو اُن کی ایک آواز پر "کوئی نوجوان ہیں جو آکر امداد کر سکیں؟" کئی نوجوان لپک کر پہنچتے ہیں اور آن کی آن میں تمام پنڈال میں دریاں اور چادریں بچھا دی جاتی ہیں۔ لوگوں کو پنڈال کے اندر بلانے کی بھی انہوں نے خوب ترکیب سیکھ لی ہے۔ آوازہ پر آواز مائکروفون سے دیئے جاتے ہیں کہ "اندر آ بیٹھئے" "اندر آ بیٹھئے" "نماز شروع ہونیوالی ہے"، اور جب تک آخری آدمی اندر پہنچکر صفوں میں بیٹھ نہیں جاتا اقبال صاحب اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ خواتین کے لئے پنڈال کا ایک حصہ مخصوص ہوتا ہے۔ بعض مرد غلطی سے وہاں بیٹھ جاتے ہیں اور جب اقبال صاحب انہیں متوجہ کرتے ہیں کہ وہ عورتوں کے حصہ میں بیٹھ گئے ہیں تو ان کی حالت دیکھنے والی ہوتی ہے۔ اقبال صاحب انہیں اُٹھا کر ہی دم لیتے ہیں۔ نماز اور خطبہ کے بعد اقبال صاحب پھر مائکروفون کے گرد ہو جاتے ہیں، اور والنٹیرز کے لئے آواز دیتے ہیں۔ جو منٹوں میں صفیں اُٹھا کر اُن کی جگہ لمبی لمبی میزیں لا کر بچھا دیتے ہیں جو پنڈال کے باہر پڑی ہوتی ہیں۔ میزیں بچھوا کر وہ خود تقسیم خوراک کے خیمہ کی طرف بھاگتے ہیں اور وہاں بحر فاروق فارم کی جو تقسیم خوراک کے سالہا سال سے مہتمم اعلیٰ ہوتے ہیں بطور نائب کے کام کرنے لگ جاتے ہیں۔

سید محمود حسین صاحب کی مصروفیت

سید محمود حسین شاہ صاحب بھی ہر جگہ موجود ہوتے ہیں، اور جہاں اور جس کام کے لئے ان کی ضرورت پڑتی ہے، وہ کام آتے ہیں۔ اسی مناسبت سے شاہ صاحب جو اپنے والد مرحوم سید عبد الجبار شاہ صاحب کی طرح نہایت زندہ دل اور خلیق اور متواضع واقعہ ہوئے ہیں اپنے آپ کو مشن کی گاڑی کا SPARE WHEEL (فالتو پہیہ) سمجھتے ہیں۔

بیگم عبد اللہ کی مستعدی

بیگم عبد اللہ صاحبہ کی مستعدی تو اس دن دیکھنے والی ہوتی ہے۔ صبح ہوتے ہی باورچی خانہ کا چارج سنبھال لیتی ہیں اور درجن بھر انگریز عورتوں کو جو اس دن کے لئے اجرت پر لگائی جاتی ہیں، مناسب ہدایات بلکہ احکام جاری کرنے میں لگی رہتی ہیں۔

ایک پرانے انگریز کارکن

مشن کے ایک پرانے انگریز کارکن مسٹر ٹرنی (MR. TURNEY) پنڈال کے ایک کونے میں مشن کی مطبوعات میزوں پر سجا کر بمعہ اپنی اہلیہ محترمہ کے وہاں صبح ہی سے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ صاحب صرف کتابیں ہی نہیں بیچتے، ہمارے نیم مبلغ بھی ہیں گو باقاعدہ مسلمان نہیں ہوئے۔

ایک صاحب جو کتابیں دیکھنے کے لئے وہاں گئے، تو کہنے لگے یہ لوگ تو قادیانی ہیں۔ ٹرنی صاحب نے وہیں بحث شروع کر دی، کہ حضرت آپ کو غلطی لگ رہی ہے، یہ تو مجدد مانتے ہیں، نبی نہیں مانتے۔

چائے، پھل اور آئس کریم

پنڈال کے باہر ایک طرف چائے کے سٹال مشن کی طرف سے لگے ہوتے ہیں۔ اور لنچ کے بعد چائے کی ایک پیالی کا دھوپ میں بیٹھ کر پینے کا خاص لطف آتا ہے۔ اسی لائن میں ایک اور لمبی میز پر جس پر سفید چادر بچھی ہوتی ہے۔ بیگم عبد اللہ صاحبہ کے نیچے پھل اور پکوڑوں کی دکان لگا لیتے ہیں۔ اور ووکنگ کا ایک آئس کریم بیچنے والا بھی آن موجود ہوتا ہے۔

ووکنگ کی عید اہل ربوہ کی نظر میں

آپ کہیں گے یہ اچھی عید ہوئی، نہ اللہ کا نام نہ رسول کا نام۔ یا کھانا پینا ہے یا سیر و تفریح۔ کیا ووکنگ مشن اسی کا نام ہے۔ کم از کم ربوہ کے ایک موقر جریدہ نے جو میری نظر سے گذرا ہے، یہی سمجھا ہے یا سمجھا تا چاہا ہے۔ "نوائے وقت" میں عید الفطر کی جو رپورٹ شائع ہوئی اس میں سے صرف وہی چند سطور اپنے قارئین کے سامنے پیش سکے ہیں جن میں لکھا تھا کہ نماز اور خطبہ کے بعد یہ تقریب میلے میں تبدیل ہو جاتی ہے اور لوگ قسم قسم کے ریکارڈ بجاتے ہیں۔ گویا اور کچھ یہاں ہوا ہی نہیں۔ سارے ملک کے پریس میں رپورٹیں شائع ہوئیں، رائٹر نے خطبہ کے اقتباسات عربی ممالک کو بھیجے اور مصری اخبارات میں صفحہ اوّل پر چوکھٹوں میں شائع ہوئے، مگر ہمارے ربوہ کے دوستوں کے نزدیک صرف ریکارڈ ہی بجے۔ غنیمت ہے کہ ووکنگ کا ذکر تو ان کی محفل میں آگیا خواہ کسی رنگ میں ہی۔ مولانا عبد المجید صاحب نے جب سُنا کہ ربوہ کے دوست لکھتے ہیں کہ ووکنگ میں عید کے

دن نماز کے بعد لوگ گاتے رہے۔ تو فرمانے لگے، کیا عید رونے کا دن ہوتا ہے ؟ ہر ایک اسلامی ملک میں یہی ہوتا ہے کہ مسلمان نماز کے بعد منتشر ہو کر خوشی مناتے ہیں۔

ایک غیر مسلم فاضل انگریز کا تاثر

اس خیال سے کہ پھر کہیں یہ لوگ ..... آتنا ہی نہ لکھ دیں کہ ووکنگ کی عید تو صرف کھانے اور گانے کی ہوتی ہے۔ ایک غیر مسلم کا تاثر پیش کرتا ہوں۔ ان صاحب کا نام پروفیسر جان بیک مرے ہے۔ جو آکسفورڈ یونیورسٹی میں اور بعد میں ایڈنبرا یونیورسٹی میں فلسفہ کے پروفیسر تھے اور اسی عہدہ سے ریٹائر ہوئے ہیں۔ ان سے اور ان کی بیوی سے میری ملاقات ہالینڈ کی مذہبی کانفرنس میں ہوئی تھی اور وہیں انہیں عید میں شمولیت کی دعوت تھی۔ چنانچہ وہ معہ بیوی کے شامل ہوئے اور سب تقریب (نماز و خطبہ اور تکبیریں) دیکھتے اور سنتے رہے، وہ اپنے خط مورخہ ۱۸ اپریل میں لکھتے ہیں :-

Just a word to say "Thank you" for letting us join in your festival yesterday. It was both a pleasure and a lesson — a lesson in humanity and humility. For many years now I have been trying to convince people that the problem of the world is a religious problem, which can not be solved by political or economic techniques. But this idea seems very strange to most people, I find. As for the universal brotherhood of which you spoke, I am sure that we must achieve it — or some approach to it — very soon, if we are not to destroy one another. There is no good ground for hopefulness except in the belief that God is in charge.

اس کا ترجمہ یہ ہے :-

"آپ کا شکریہ کہ کل کی تقریب میں ہمیں شمولیت کا موقعہ دیا۔ یہ ہمارے لئے خوشی کے علاوہ سبق آموز بھی تھا جو سبق ہمیں ملا وہ انسانی ہمدردی اور انکسار کا سبق تھا۔ کئی سال سے میں لوگوں کو یہ یقین دلانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ دنیا اس وقت جس مسئلہ سے دوچار ہے وہ مذہبی مسئلہ ہے، جو کسی سیاسی یا معاشی طریقوں سے حل نہیں ہو سکتا۔ مگر لوگوں کو یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے۔ عالمگیر اخوتِ انسانی کے متعلق بھی جس کا آپ نے ذکر کیا، مجھے یقین ہے کہ ہمیں یہ چیز یا اس کے قریب قریب کوئی چیز حاصل کرنی ہو گی اگر ہم نہیں چاہتے کہ ایک دوسرے کا خاتمہ کریں۔ پُر امید ہونے کی کوئی راہ نظر نہیں آتی سوائے اس ایمان کے کہ سب کچھ خدا کے دستِ قدرت میں ہے"

خطبۂ عید

مغرب کی مشین گری اور اسلام کی انسان گری

میں نے اپنے خطبہ میں ان لوگوں کو بتایا کہ تم لوہے کی مشینیں بناتے ہو، اور لوہے کی مشین سے جہاں فائدہ ہو سکتا ہے وہاں اس سے تباہی بھی ہو سکتی ہے مگر اسلام کی صنعت گری ایک ایسی انسانی مشین پیدا کرتا ہے جو انسانوں کو محبت اور اخوت کے رشتے میں جوڑنے والی ہے۔ اسکی چھوٹے پیمانے پر ایک مثال تو تمہارے سامنے اس عید کے مجمع میں ہے جس میں ہر رنگ، نسل اور قومیت و زبان کے لوگ ایک دوسرے کے ساتھ جذبات اخوت سے سرشار ہیں۔ بڑے پیمانے پر یہی کیفیت حج کے موقعہ پر ہوتی جہاں پانچ لاکھ کا مجمع پیش کرتا ہے۔ جہاں تمام وقت یہ نعرہ سنائی دیتا ہے کہ اللہ اکبر، اللہ اکبر، اے خدا تو ہی سب سے بزرگ و برتر ہے۔ مغربی تہذیب نے جو انسان پیدا کیا ہے اس کی زبان پر تو مسیحؑ ہے مگر دل ہوا و ہوس سے بھرا ہے۔ مسیحؑ نے تو دولت سمیٹنے کی مذمت کی تھی۔ مگر تم ذرا اپنے کارخانوں، کمپنیوں، بنکوں، انشورنس کمپنیوں، منافع خوریوں، کو دیکھو، کیا یہ زندگی کا وہ نقشہ ہے جو مسیحؑ کے ذہن میں تھا ؟ مسیحؑ تو خدا کی بادشاہت قائم کرنا چاہتا تھا جو اسلام نے قائم کر کے دکھائی، ایسی بادشاہت کہ شاہنشاہِ وقت اپنی پیٹھ پر آٹے کی بوری لاد کر فاقہ کش کنبہ کے پاس لے جاتا تھا۔ جس جمہوریت پر تمہیں ناز ہے، وہ بالآخر نفسا نفسی کی طرف لے جا رہی ہے اور ہر طرف سے ھل من مزید کا نعرہ سنائی دے رہا ہے۔ جمہوریت بھی ایک سیاسی مشین ہے جو تم نے سوسائٹی کا نظام چلانے کے لئے ایجاد کی ہے۔ مگر جب تک اس مشین کے چلانے والے لوگوں کے دل میں خوف خدا نہ ہو یہ مشین اس موٹر کار کی طرح ہے جس کا ڈرائیور شراب کے نشہ میں مخمور ہو اور وہ کسی وقت بھی حادثہ کا شکار ہونے والی ہو۔ اسلام نظامِ انسانی کیلئے با خدا ڈرائیور مہیا کرنے کی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ اور یہی مسیحؑ اور تمام پیغمبروں کا مشن تھا۔ اسلام نے سب انبیاءؑ پر اسی لئے ایمان لانا فرض قرار دیا ہے اور یہی ایک اصول ایسا ہے جس سے مغربی ممالک اور دنیائے اسلام کے باہم تعلقات صحیح معنوں میں استوار ہو سکتے ہیں مالی اور صنعتی امداد جو مغربی ممالک کی طرف سے پسماندہ اسلامی ممالک کو مل رہی ہے۔ بجائے خود ایک اچھی چیز ہے۔ مگر پائدار رشتہ صرف مذہب کی بنیادوں پر قائم ہو سکتا ہے۔ اس نئے دور میں قدرت نے ایسے سامان پیدا کئے ہیں کہ مغربی ممالک اور دنیائے اسلام کو ایک دوسرے کے قریب کر دیا ہے۔ اور اگر دونوں میں کوئی مذہبی رشتہ استوار ہو سکے تو عجب نہیں کہ تاریخ کے دھارے کا رُخ ہی بدل جائے۔ اور یہ صرف اسی طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ قرآن نے جو اپنے نزول کے وقت ہی مسیحیت کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا۔ مسیحی دنیا اب بھی اسے پکڑے۔ انگریزی قوم کی نئی پود میں اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے بڑی خواہش پائی جاتی ہے۔ یونیورسٹیوں، کالجوں اور سکولوں میں اسلامی تقریروں سے مجھے یہی احساس ہوا ہے کہ انگریز طلباء اور طالبات کے اندر اسلام کے متعلق ایک جستجو پائی جاتی ہے۔ اس کے پیش نظر میں اس ملک کے کارپردازانِ شعبہ تعلیم پر زور دوں گا کہ وہ سکولوں میں ایسی سادہ درسی کتب جاری کریں جن میں اسلام کے موٹے موٹے اصولوں کے متعلق علم دیا جا سکے۔

ایک انگریز خاتون کا قبول اسلام

ایک انگریز خاتون مس سٹوکنس نامی مشرف با اسلام ہوئی جب وہ اعلان کرنے اور کلمۂ شہادت پڑھنے کے لئے سٹیج پر آئی تو سب طرف سے کیمرہ بردار نوجوان بھاگ کر آئے اور سٹیج کا گھیرا ڈال کر اسے اپنے کیمروں کا نشانہ بنایا۔ جو تصویر ساتھ شامل ہے یہ سید محمود حسین شاہ صاحب نے لی جو اس فن میں باقاعدہ ٹریننگ بھی اس ملک میں آکر لیتے رہے ہیں۔ اسلامی نام مریم رکھا گیا ہے ۔

مسلماں را مسلماں باز کردند

(بسلسلہ صفحہ ۲)

صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت و تبلیغ کے کام پر مامور ہیں، اور یہ اشاعت کسی تلوار سے نہیں بلکہ دلائل و براہین کے ساتھ جمالی رنگ میں کرنے کی ہمیں ہدایت ہے معلوم نہیں معاصر "ایشیا" کو یہ کیوں کھٹکتا ہے،

اپنے شذرہ کے آخر میں معاصر نے جماعت احمدیہ کے کردار کے متعلق جو اشارے کنائے کئے ہیں، اُن پر انشاء اللہ آئندہ صحبت میں بالتفصیل غور کیا جائے گا۔

انسان کی جسمانی و روحانی تربیت رحمانیت الٰہی کا تقاضا ہے

قرآن جیسی نعمت رحمانیت الٰہی کا نتیجہ ہے — حضرت مسیح موعودؑ اور سلسلہ احمدیہ کی خدمات قرآن

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۶ جون ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

الرّحمٰن علم القراٰن ——— ویبقٰی وجہ ربّک ذوالجلال والاکرام (سورۃ الرحمٰن رکوع اوّل)

آسمان و زمین کا باہمی تعاون رحمانیت کا نتیجہ ہے

اس سورۃ الرحمٰن میں انسان کو توجہ دلائی ہے کہ آسمان اور زمین کے درمیان ایک ربط ہے، جس طرح آسمان کے سیاروں میں ایک نظام ہے اور وہ قوانین کی پابندی کرتے ہوئے اس فضا میں چلتے ہیں اسی طرح زمین کا ان سیاروں سے ارتباط ہے اور دونوں میں گہرا تعاون ہے، اس ارتباط اور تعاون سے تم فائدہ اُٹھا رہے ہو، جانوروں اور نباتات کی زندگی اس ارتباط سے وابستہ ہے، انسان، حیوانات باغات، پھل، پھول، سب اسی ارتباط کا نتیجہ ہیں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یہ الرحمٰن ہے جس نے آسمان اور زمین بنائی پھر دونوں میں ارتباط اور تعاون رکھا۔ تعاون پر زندگی کا دار و مدار ہے۔ اور تعاون ہی سے معیشت کے تمام سامان پیدا ہوتے ہیں، برکات سماوی و ارضی کا یہ مشاہدہ رحمانیت خداوندی کا یقین دلاتا ہے۔

قرآن کے ذریعہ رُوح کی تربیت

فرماتا ہے الرحمٰن علم القراٰن

جس طرح جسمانی زندگی اور اس کے قیام اور پرورش کے لئے زمین کا تعلق آسمان سے رکھا گیا ہے۔ اسی طرح تمہاری رُوح کی پرورش کے لئے اللہ تعالےٰ کی رحمانیت نے قرآن جیسے عظیم الشان علم کا سامان پیدا کیا ہے۔ چونکہ جسم کی نسبت رُوح کو زیادہ اہمیت حاصل ہے اس لئے قرآن جو رُوح کی تربیت کا سامان مہیا کرتا ہے اس نے اس نعمت عظمےٰ کا ذکر سب سے پہلے کیا ہے۔

ستاروں اور سیاروں کی میزان

آگے فرمایا والسماء رفعھا ووضع المیزان۔ آسمان کی بلندیوں میں جو سیارے چل رہے ہیں کس طرح اُن کے اندر توازن قائم کیا ہے وہ اس فضا کے اندر چلتے ہیں اور گرتے نہیں، باہمی توازن ان کی رفتار کو اپنی اپنی حدود کے اندر قائم رکھے ہوئے ہے۔

عدل اور انصاف کی میزان

اسی طرح روحانی امور میں بھی میزان رکھی ہے فرمایا

لقد ارسلنا رسلنا بالبیّنٰت وانزلنا معھم الکتٰب والمیزان۔ ہم نے رسولوں کو کتابیں دے کر بھیجا، ان کو شریعت عطا کی اور ان کو میزان بھی عطا کی لیقوم الناس بالقسط تاکہ لوگ عدل و انصاف پر قائم ہوں، ایک میزان آسمانوں میں ہے اور ایک انسانوں میں میزان رکھی ہے جس کا مقصد عدل اور انصاف قائم کرنا ہے، انسانی زندگی میں ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنا اور عدل اور انصاف کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے، انسان مجبور ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہے۔ اکیلا بالکل نہیں رہ سکتا، اس کو ایک دوسرے کی احتیاج ہے، اس کو انجنیئر کی ضرورت ہے، معمار کی ضرورت ہے؛ لوہار اور ترکھان کی ضرورت ہے، ریل چلانے کے لئے سامان چاہیئے، کپڑے سینے کے لئے درزی چاہیئے، کپڑے کی دوکان چاہیئے، کپڑے کا کارخانہ چاہیئے، غرض ایک دوسرے کے ساتھ مل کر انسان زندہ رہ سکتا ہے، اکیلا نہیں رہ سکتا، کوئی ہو جو اس کے لئے پانی لائے، کھانا پکائے، ہر قسم کی ضروریات زندگی کے لئے اسے دوسروں کی احتیاج ہے اور اس لحاظ سے ہر ایک کے دوسرے پر حقوق ہیں، ان میں عدل اور انصاف قائم کرنے کے لئے میزان چاہیئے جیسے فرمایا کونوا قوّامین بالقسط عدل اور انصاف پر سختی کے ساتھ قائم اور کھڑے ہو جاؤ، ایک دوسرے کے حقوق کی حفاظت کرو، حقوق کے تلف ہونے سے دنیا میں فساد پیدا ہوتا ہے جعلنا کم خلائف فی الارض تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا گیا۔ تم اپنی ذمہ داری کو سمجھو تمہاری وجہ سے لوگوں کے مال و جان کو نقصان نہ پہنچے ان کے حقوق ضائع نہ ہوں۔

نزول قرآن رحمانیت الٰہی کا تقاضا ہے

یہ مقصد ہے قرآن کا، اور لکھا ہے الرحمٰن علم القراٰن، خدا تعالےٰ کی رحمانیت کا یہ تقاضا ہے کہ اس نے قرآن جیسی عظیم الشان نعمت عطا کی خلق الانسان ہ علّمہ البیان۔ ہم نے انسان کو پیدا کیا اور اس کو گویائی کی قوت دی، اس کے اندر قوت متصورہ پیدا کی اور پھر اس کے اظہار کی طاقت عطا کی پس قرآن پر عمل کرو اور لوگوں کو بتاؤ کہ اس کے اندر کیسی خوبصورت اور پاکیزہ تعلیم ہے اس طرح اپنی قوت بیان کو استعمال میں لاؤ۔

سُورج اور چاند کی برکات

الشمس والقمر بحسبان۔ سورج اور چاند کا ایک حساب کے نیچے چلنا، دنیا کے لئے برکات کا موجب ہے، سورج نہ ہوتو دنیا اندھیرے سے ہوا میں کے بغیر نہیں چل سکتی، سمندر کا پانی بخارات بن کر اُوپر نہیں اُٹھ سکتا اور بارش نہیں آ سکتی، بارش کی وجہ سے انسان، حیوان، چرند، پرند اور نباتات وغیرہ کو زندگی حاصل ہوتی ہے اور یہ سب سورج کے اثرات ہیں۔ تو زمین کی تمام چیزیں آسمان کے ساتھ وابستہ ہیں، تم آسمانی پانی سے مالا مال ہو جاتے ہو،

میزان قیام امن کے لئے ضروری ہے

والنجم والشجر یسجدان پودے اور درخت سب اسی آسمانی قانون کے ماتحت ہیں اور اسی سے زندگی حاصل کرتے ہیں، والسماء رفعھا ووضع المیزان آسمانوں کی بلندی اور ستاروں اور سیاروں میں توازن قائم ہونا اللہ تعالےٰ کے کمالات اور احسانات کا پتہ دیتا ہے الا تطغوا فی المیزان اے انسانو! اگر تم امن کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہو تو تم بھی میزان قائم رکھو اور عدل و انصاف سے آگے نہ بڑھو، واقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان لوگوں کے حقوق کی حفاظت کرو، اور انہیں تلف نہ ہونے دو،

زمینی اور سمندری مخلوق کی ربوبیت

والارض وضعھا للانام۔ زمین کو مخلوق کی رہائش کی جگہ بنایا۔ کتنی مخلوق اس کے اندر بستی ہے، کیڑوں مکوڑوں کی کوئی گنتی نہیں ہو سکتی، پرندے اور حیوانات لاتعداد ہیں، ان سب کو ہم رزق پہنچاتے ہیں، سمندر زمین کی نسبت کئی گنا بڑا ہے، اس کے اندر بے شمار مخلوق ہے، ان سب کو رزق پہنچاتا ہے۔ غرض مخلوقات زمین پر ہو یا سمندر میں ان سب کی ربوبیت الرحمٰن کرتا ہے جس سے خدا کی عظمت کا پتہ لگتا ہے۔ کہ وہ کس قدر کمالات کا مالک ہے۔

پھلوں اور غلّہ وغیرہ کا ذکر

فیھا فاکھۃ والنخل ذات الاکمام

پھل اور میوہ جات زمین میں پیدا کئے، یہ قرآن کی خصوصیت ہے کہ اس میں پھلوں اور میوہ جات کا بھی ذکر ہے، تورات اور انجیل میں میوہ جات کا ذکر نہیں۔ والحب ذو العصف والریحان غلّہ اور اس کے ساتھ بھوسہ پیدا کیا، الریحان اور خوشبودار پھول بھی پیدا کئے، فبای اٰلاء ربکما تکذبان اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

مسلمانوں میں قرآن کا عشق

سب سے بڑی نعمت جس کا شروع میں ذکر کیا ہے، قرآن کریم ہے، اسکو انسانوں کے سینوں کے اندر محفوظ کر دیا۔ اس کی تعلیم اعلےٰ درجہ کی ہے، اس کے اندر کشش اور دلربائی ہے، اگر یہ نعمت نہ ہوتی تو دنیا اندھیرے میں رہ جاتی، مسلمانوں نے اس نعمت کی بڑی قدر دانی کی ہے ڈاکٹر اسلم علی صاحب نے مجھے سنایا کہ قیروان، شمالی افریقہ میں جس کا ہر مرد و ہر عورت اور جس کا ہر نوجوان حافظ قرآن ہے۔ مسلمان کے دل میں قرآن کا بڑا عشق ہے۔ قرآن کی وجہ سے مسلمانوں نے بہت بڑی کامیابیاں حاصل کیں جہاں کہیں مسلمان تاجر گئے وہ اپنے ساتھ قرآن لے گئے اور لوگوں کو قرآن کا عاشق بنا دیا۔

سلسلہ احمدیہ کی خدمتِ قرآن

اس زمانہ میں ہمارے سلسلہ نے بھی قرآن کریم کی بڑی خدمت کی ہے، حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن کریم کی عظمت لوگوں کے دلوں میں بٹھا دی، حضرت مولنا نورالدین رحؒ صاحب کے درس قرآن نے بے شمار دلوں کے اندر قرآن کے ساتھ محبت اور لگاؤ پیدا کر دیا، حضرت مولانا عبدالکریم صاحب جب قرآن کریم پڑھتے تھے تو دلوں میں ایک جذب اور کشش پیدا ہو جاتی تھی، جلسۂ اعظم مذاہب میں حضرت مسیح موعودؑ کا لیکچر پڑھتے ہوئے جب قرآن کی آیت آتی، تو لوگوں کو آپ کی خوش الحانی سے اور بھی لطف آجاتا اس جلسہ میں جہاں مذہب کے فضلاء موجود تھے، حضرت مسیح موعودؑ کا لیکچر سب سے بالا رہا، اور قرآن کی عظمت دلوں کے اندر بیٹھ گئی۔

پھر اس جماعت نے مختلف زبانوں میں قرآن کے ترجمے کر کے ایک دنیا کو اس کا دلدادہ و شیدا بنا دیا، آج افغان ایرانی، مصری، ترک، عرب اور افریقہ کے بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ ان ترجموں سے مستفید ہو رہے ہیں، اور تمام اسلامی دنیا معترف ہے کہ یہ تفسیریں نہایت اعلےٰ درجہ کی ہیں۔ یہ تفسیریں سلف صالحین کے مطابق ہیں، صرف ایک اضافہ ہے، کہ آج جو حالات اور نئے نئے انکشافات دنیا میں ہو رہے ہیں، ان کو بہتر سمجھتے ان نئے حالات کی روشنی میں قرآن کے نئے معارف اس زمانہ میں کھلے ہیں، یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی طفیل ہمیں قرآن کریم کی اس خدمت کا موقع ملا۔ لوگ بے شک گالیاں دیں برا بھلا کہیں، لیکن ان گالیوں کے باوجود اس اعتراف کو دلوں سے مٹایا نہیں جاسکتا کہ قرآن کی جو خدمت اس جماعت نے کی ہے، اس کی توفیق دوسروں کو نہیں ملی، یہ تمام چیزیں بتاتی ہیں کہ حضرت مجدد زمان برحق ہے۔

علامہ اقبال کا اعتراف

علامہ اقبال نے میرے سامنے کئی بار لوگوں کے سامنے مجالس میں یہ اعتراف کیا کہ حضور نبی کریم کی شان میں تو بیشمار قصیدے لکھنے والے انسان پیدا ہوئے لیکن قرآن کریم کی شان میں قصائد لکھنے والے صرف حضرت مرزا صاحب ہی ہیں، اور آج جماعت کی تقلید کرتے ہوئے ہم مختلف علماء مختلف مساجد و مختلف مجالس میں قرآن کریم کا درس سنتے ہیں۔

فالحمد للہ رب العالمین

آپ کے خطوط

حج کو جانیوالے احباب

جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ السلام علیکم

اخبار پیغام صلح میں جناب کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب ڈائرکٹر محکمۂ صحت مغربی پاکستان کی روانگی حج کی خبر پڑھکر خوشی ہوئی کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے جماعت کے لوگوں کو ایک نہایت اہم فریضہ ادا کرنے کی توفیق عطا ہو رہی ہے مخالفین سلسلہ کا بڑا اعتراض کہ احمدی لوگ حج کو نہیں جاتے ایسی خبر شائع ہونے سے خود بخود۔۔۔ ردّ ہو جاتا ہے۔

اس سے قبل مورخہ ۲۳/۵/۵۹ کو بذریعہ خیبر میل جناب شیخ میاں حمید احمد صاحب ذوالفقار بمعہ اہل و عیال حج کو تشریف لے گئے ہیں۔ میاں صاحب موصوف الحاج حضرت شیخ میاں محمدؐ صاحب کے صاحبزادے ہیں، ریلوے اسٹیشن پر میاں صاحب موصوف کو الوداع کہنے والوں میں جماعت کے علاوہ بہت سے احباب موجود تھے۔ ہو سکتا ہے اس کے علاوہ جماعت کے اور احباب بھی حج کے لئے تشریف لے گئے ہوں، لہٰذا دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ جماعت کے تمام بزرگوں اور دوستوں کو بخیریت اپنے وطن واپس لاوے۔ والسلام

محمد عبداللہ ٹمبر مرچنٹ جہلم

جناب حسن کے مضامین اور کلام منظوم

بلاک ۲۸ ڈیرہ غازی خاں

اخویم محترم جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

(۱) جماعت ڈیرہ غازی خاں کی یہ دلی خواہش ہے۔ کہ مولانا مرتضیٰ خاں حسن صاحب کے تمام منظوم کلام کو ایک کتابی شکل میں شائع کیا جائے۔ اس سے پڑھنے والے کے دل کو روحانی تقویت حاصل ہوتی ہے۔

(۲) مولانا صاحب نے جو مضمون "ذوقی" اخبار پیغام صلح میں شائع فرمایا ہے، وہ ایک پمفلٹ کی صورت میں شائع کرا کر جماعت اور غیر از جماعت میں کافی تعداد میں مفت تقسیم کیا جائے۔ یہ ایک قیمتی مضمون ہے۔ والسلام

عبدالرحیم خان چانڈیہ بلاک ۲۸ ڈیرہ غازی خان

۱۹ر جون ۱۹۵۹ء

نوٹ:۔ اس چٹھی کی نقل مولانا مرتضیٰ خاں حسن کی خدمت میں براہ راست علیحدہ بھجوائی گئی ہے۔

مسلم ہائی سکول نمبر ۱ کا بلند تعلیمی اور اخلاقی معیار۔

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

احباب جماعت کو یہ معلوم کر کے خوشی ہوگی۔ کہ جن دو طلباء (طارق سلطان نظامی اور عبدالہادی زاہد) سے امتحان میٹرک میں وظیفہ حاصل کرنے کی توقع ظاہر کی گئی تھی۔ محکمانہ طور پر ان وظائف کی اطلاع آگئی ہے۔

سکول ہذا گذشتہ پانچ سال سے متواتر وظائف حاصل کر رہا ہے، لیکن اس سے بھی بڑھکر خوشی کی بات یہ ہے کہ بفضلہ تعالیٰ ہمارے بچوں کا اخلاقی معیار بہت بلند ہے۔ چنانچہ عید سے چند روز قبل محمدؐ اقبال جماعت دہم (الف) کو ایک بٹوا اپنے کمرے میں پڑا ہوا ملا۔ جس میں 33/6/- تھے۔ اس لڑکے نے یہ بٹوا فوراً سیکنڈ ماسٹر صاحب کی خدمت میں پہنچا دیا۔ اور اگلے دن جناب ہیڈ ماسٹر صاحب نے دعا کے بعد تمام طلباء و اساتذہ سکول کے سامنے وہ بٹوا اصل مالک کو لوٹا دیا۔

پچھلے سال ایک بچے کو نہایت قیمتی کلائی کی گھڑی ملی تھی۔ جس نے اسی طرح لوٹا دی تھی۔

ہمارا پختہ ایمان ہے۔ کہ بچوں میں دیانتداری اور بلند اخلاق کا یہ جذبہ اور تعلیمی میدان میں ان کی قابل رشک کامیابیاں صرف اساتذہ اور طلباء کی محنت و کاوش ہی کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ بہت زیادہ حد تک اس میں احباب سلسلہ اور بزرگان دین کی دعاؤں کو عمل دخل ہے۔

فالحمد للہ علیٰ ذالک

برکت علی مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور

۲۵ر جون ۱۹۵۹ء

شکریہ و درخواست دعا

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب

تسلیم!

براہ کرم میرا مندرجہ ذیل مضمون پیغام صلح میں شائع فرما کر مشکور فرمائیں:۔

"میں نے اپنی تعلیم کے دوران میں عرصہ دس ماہ مہمان خانہ کے بالائی زنانہ کمرہ میں قیام کیا ہے، جس کے لئے میں اراکین جماعت خصوصاً جملہ احباب انچارج مہمان خانہ کی تہ دل سے مشکور رہوں۔ احباب جماعت سے استدعا ہے کہ وہ میری کامیابی کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ تا کہ میں بھی انجمن کی خدمت کر کے اس احسان سے سبکدوش ہو سکوں۔

بلقیس قریشی ایم اے۔ (ریاضی)
دختر میاں محمد حسین قریشی
جھنگ صدر"

رنگون کے شیخ الجامعہ کی احمدیت پر نکتہ چینی

کتاب "ہمارا نظریہ" پر ایک نظر

کیا حضرت مسیح موعود نے احادیث کا انکار کیا ہے؟

(مولانا مرتضیٰ خان حسن)

انکارِ حدیث کا بے بنیاد الزام

"انکارِ حدیث" کے عنوان سے جناب ہمدم صاحب نے ایک عجیب و غریب افترا کیا ہے اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت احادیث سے انکار کرتی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"مرزا سے پہلے ہر دور میں مدعی نبوت معتزلہ خوارج وغیرہ اہلِ ہوا نے احادیثِ صحیحہ کے انکار ہی میں اپنی سلامتی اور عافیت دیکھی۔ ... ص ۲۳"

"...... مرزا اور اس کی جماعت کہیں احادیثِ صحیحہ کا انکار کرتی ہے۔ کہیں وہ لوگ مفسرین کا مضحکہ اُڑاتے ہیں۔ کہیں فقہ اسلامی پر زبان طعن دراز کرتے ہیں ......" (صفحہ ۲۴)

"مرزا جی کہتے ہیں کہ قرآن کے بعد اب کسی حدیث کی ضرورت باقی نہیں، کیونکہ اس کے راوی مُردے ہیں" (صفحہ ۲۵)

ہمیں اپنے مخالفین کے متعلق یہ سخت گلہ ہے کہ وہ ہمارے متعلق جھوٹ بولتے ہیں۔ ہم پر افتراء کرتے ہیں۔ اور افتراء پر افترا کئے جاتے ہیں۔ اب اس کذبِ صریح اور بہتانِ عظیم کو دیکھو کہ حضرت مرزا صاحب اور آپ کی جماعت احادیث سے انکار کرتی ہے۔ استغفراللہ۔ کیا اس سے بڑھکر کوئی اور بھی جھوٹ ہوگا۔ تعجب ہے کہ کس جرأت اور جسارت سے یہ ناپاک جھوٹ بول دیا گیا ہے۔

ثبوت پیش کیجئے

اگر سچے ہو تو بتاؤ کہاں مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ قرآن کے بعد حدیث کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کے راوی مُردے ہیں۔

ہمدم صاحب! خدا کے لئے وہ کتاب دکھائیے وہ تحریر پیش کیجئے جس میں ہمارے امام نے ایسا لکھا ہو ورنہ شرم کرو اور خدا سے ڈرو۔

حدیث پر حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کی بنا

اجی حضرت! آپ احمدیت کے خلاف مضمون تو لکھنے بیٹھ گئے مگر آپ کو احمدیت کے بنیادی اصول کا بھی علم نہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کا بھی علم نہیں۔ آفرین ہے، اچھے مبصر ہو کہ خیر سے جس شخص کے متعلق لکھنے بیٹھے ہو، اس کے دعاوی کا بھی علم نہیں۔ یا آپ دانستہ لوگوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں، اجی حضرت آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت مرزا صاحب کا دعوے مجدّد ہونے کا ہے اور مجدّد ہونے کا دعوے حدیث پر ہی مبنی ہے ان اللّٰہ یبعث لھٰذہ الامۃ علٰی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ مجدّد کے متعلق مشہور حدیث ہے۔ اسی حدیث کے مطابق تمام مجدّدین امت آتے رہے۔ اور اسی حدیث کے ماتحت حضرت مرزا صاحب نے چودھویں صدی کے مجدّد ہونے کا دعوے کیا ہے۔ پھر اور سنو، حضرت مرزا صاحب کا دعوے مسیح موعود اور مہدی ہونے کا ہے یہ بھی احادیث پر ہی مبنی ہے۔ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم (بخاری) مشہور حدیث ہے۔ پھر حدیث ہے یوشک من عاش منکم ان یلقٰی عیسٰی ابن مریم امامًا مھدیًا حکمًا عدلًا۔ غرض مرزا صاحب کے تو دعوے ہی حدیث پر مبنی ہیں، پھر وہ حدیث کے منکر کیونکر ہو سکتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کی نظر میں حدیث کی اہمیت

خوب یاد رکھو حضرت مرزا صاحب نے کبھی احادیث کا انکار نہیں کیا۔ وہ خود احادیث کو مانتے تھے اور اپنے ماننے والوں کو بھی یہی تعلیم دیتے تھے۔ ان کی کتابیں احادیث سے بھری پڑی ہیں۔ ان کا مطالعہ کرکے دیکھیں تاکہ آپ لوگوں پر حقیقت منکشف ہو، ایک جگہ حدیث سے رُوگردانی کرنیوالوں کو کہتے ہیں ؎

کیوں چھوڑتے ہو یارو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

اور اپنی کتاب شہادت القرآن میں حدیث کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"پھر ایسا ہی صاحب معترض نے کسی سے سُن لیا ہے کہ احادیث اکثر احاد کے مرتبہ پر ہیں، اور اس سے بلا توقف یہ نتیجہ پیدا کیا کہ بجز قرآن کریم کے اور جسقدر مسلمات اسلام ہیں وہ سب کی سب بے بنیاد مشکوک ہیں۔ جن کو یقین اور قطعیت میں سے کچھ حصہ نہیں۔ لیکن درحقیقت یہ ایک بڑا بھاری دھوکہ ہے جس کا پہلا اثر دین و ایمان کا تباہ ہونا ہے۔ کیونکہ اگر یہی بات سچ ہے کہ اہلِ اسلام کے پاس بجز قرآن کریم کے جس قدر اور منقولات ہیں۔ وہ تمام مشکوک ہیں تو ... کہ ہمیں اپنے دین کی تمام تفصیلات احادیث نبویہ کے ذریعہ سے ملی ہیں۔ مثلاً نماز جو پنج وقت ہم پڑھتے ہیں گو قرآن مجید سے اس کی فرضیت ثابت ہوتی ہے مگر یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ صبح کی دو رکعت فرض اور دو رکعت سنّت ہیں اور پھر ظہر کی چار رکعت فرض اور چار اور دو سنت اور مغرب کی تین رکعت فرض اور پھر عشا کی چار۔ ایسا ہی زکوٰۃ کی تفاصیل معلوم کرنے کے لئے ہم بالکل احادیث کے محتاج ہیں، اسی طرح ہزارہا جزئیات ہیں جو عبادات اور معاملات کے متعلق ہیں، اور ایسی مشہور ہیں کہ ان کا لکھنا وقت کو ضائع کرنا اور بات کو طول دینا ہے، علاوہ اس کے اسلامی تاریخ کا مبداء اور منبع بھی احادیث ہی ہیں۔ اگر احادیث کے بیان پر بھروسہ نہ کیا گیا تو پھر ہمیں اس بات کو بھی یقینی طور پر نہیں ماننا چاہیئے کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے ...... غرض ایسا خیال کرنا کہ احادیث کے ذریعہ سے کوئی یقینی اور قطعی صداقت ہمیں مل ہی نہیں سکتی گویا اسلام کا بہت سا حصہ اپنے ہاتھ سے نابود کرنا ہے۔ بلکہ اصل اور صحیح امر یہ ہے کہ جو کچھ احادیث کے ذریعہ سے بیان ہوا ہے جب تک وہ صحیح اور صاف لفظوں میں قرآن سے معارض نہ ہو تب تک اس کو قبول کرنا لازم ہے ...... اب سوچ کر دیکھ لو کہ احادیث کے چھوڑنے سے اسلام کا کیا باقی رہ جاتا ہے" الخ۔ (شہادت القرآن سلسلہ تصنیفات جلد ہفتم صفحہ ۲۰۷)

یہ ایک طویل بیان کا اقتباس ہے۔ جو صاحب اصل دیکھنے کے خواہشمند ہوں وہ اصل کتاب ملاحظہ کر سکتے ہیں لیکن حقیقت حال سمجھنے کے لئے اسی قدر ہی کافی ہے جس قدر اُوپر نقل کیا گیا ہے۔

اس بیان پر ہماری طرف سے کسی حاشیہ آرائی

کی ضرورت نہیں۔ حدیث کے متعلق جو حضرت کا مذہب ہے وہ ایک ایک لفظ سے ظاہر ہو رہا ہے، آپ دلی یقین کے ساتھ حدیث کو مانتے اور نہ ماننے والوں کو عتاب فرما رہے ہیں اور انہیں ملزم گردان رہے ہیں کہ اگر حدیث کو چھوڑ دیا جائے تو اس کا کیا باقی رہ جاتا ہے غرضیکہ اس عبارت سے صاف نظر آ جائے گا کہ حضرت اقدس حدیث کے بڑے مؤید اور حامی تھے۔ لیکن خدا جانے ان مخالفوں نے کہاں سے نکالا ہے کہ حضرت مرزا صاحب حدیث کے منکر تھے۔ ان لوگوں کو جھوٹ بولتے ہوئے شرم نہیں آتی، افسوس کہ یہ لوگ دوسروں کو کذاب کہتے ہیں لیکن ان کو اپنی کذب بیانی کا کچھ خیال نہیں آتا۔

جماعت احمدیہ کا لٹریچر حدیث کی تائید میں

صرف یہی نہیں کہ ہم لوگ حدیث کو مانتے اور حدیث پر عمل پیرا ہوتے ہیں، بلکہ ہم لوگوں نے حدیث کی تائید میں اور حدیث کے تحفظ پر کتابیں لکھی ہیں، چنانچہ "مقام حدیث" حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم امیر جماعت احمدیہ لاہور کی مشہور تصنیف ہے۔ جس نے بڑے بڑے علماء سے خراج تحسین وصول کیا ہے۔ علاوہ ازیں ہماری جماعت کے موجودہ امیر حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے حال ہی میں "ضرورت حدیث" پر کتاب تصنیف کی ہے جو علمی حلقوں میں بہت مقبول ہوئی ہے، اور منکرین حدیث سے اب تک کوئی جواب بن نہیں آیا۔ پھر ہمارے مرکز میں جس طرح قرآن کا درس ہوتا ہے حدیث کا درس بھی ہوتا ہے۔ تعجب۔

ہمدم صاحب! کیا آپ کو علمی دنیا کی کچھ خبر ہے یا نہیں، کیا یہ بھی آپ کو معلوم نہیں کہ ہمارے امیر قوم مرحوم مولانا محمد علی صاحب نے ساری بخاری کی شرح لکھی ہے، یہ کتنی بڑی خدمت حدیث کی ہے۔ پھر ان احادیث کا انگریزی میں ترجمہ بھی ہوا ہے تا کہ انگریزی دان طبقہ اور خود انگریز اور یورپ کی اقوام حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم و حکم سے مستفیض ہو سکیں، کیوں ہمدم صاحب! احادیث کے منکر ایسے ہی ہوا کرتے ہیں کہ وہ احادیث کی اشاعت کے لئے اس قدر سرگرمی دکھاتے ہیں کہ جن قوموں تک احادیث نہیں پہنچیں ان کو بھی پہنچانے کے لئے ہمہ تن سرگرم ہیں، ماشاءاللہ انصاف اسی کا نام ہے کہ جو لوگ حدیث کی اشاعت کر رہے ہیں اس کی شرح لکھتے ہیں اور مختلف زبانوں میں ترجمہ کر رہے ہیں وہ تو احادیث کے منکر بنائے جاتے ہیں اور ہمدم صاحب چشم بد دور گھر میں بیٹھے بٹھائے اپنے آپ کو مفت میں حدیثوں کے علمبردار سمجھ رہے ہیں۔

سوچنا چاہیئے کہ ایسے بین شواہد کی موجودگی میں یہ کہدینا کہ مرزا اور مرزائی احادیث کے منکر ہیں، کس قدر حق سے انحراف اور کتنا بڑا افترا ہے۔

ہمدم صاحب کا نیا انکشاف

نیک نیتی سے مسائل میں اختلاف کا ہونا چنداں قابل اعتراض نہیں۔ قابل اعتراض بات یہ ہے کہ انسان دوسروں کے متعلق کذب بیانی سے کام لے اور ایسی باتیں ان کی طرف منسوب کرے جو درحقیقت اُن میں نہ پائی جاتی ہوں۔ جہاں تک ہمیں علم ہے کبھی کسی مخالف نے نہیں کہا کہ مرزا صاحب یا مرزا صاحب کے ماننے والے احادیث کے منکر ہیں۔ مگر یہ ذکون کے ہمہ دان بزرگ ہمدم صاحب ہی ہیں جنہوں نے یہ نیا انکشاف دنیا کے سامنے پیش کیا ہے کہ مرزائی احادیث کے منکر ہیں۔ اس کا بار ثبوت ہمدم صاحب کی گردن پر ہے

ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

ہمدم صاحب کو چاہیئے کہ اپنی پوزیشن صاف کرنے کے لئے ہماری کتابوں سے ثبوت بہم پہنچائیں کہ ہم لوگ احادیث کے منکر ہیں ورنہ اپنی سمجھ اور اپنے علم پر نادم ہوں۔

ایک اور افترا

پھر لکھا ہے:۔

"وہ لوگ (یعنی مرزائی) مفسرین کا مضحکہ اڑاتے ہیں"۔ (صفحہ ۱۲)

ذرا لگے ہاتھوں اس الزام کا ثبوت بھی ہماری کتب سے دے دیجئے کہ کس کس مفسر کا ہم نے مضحکہ اڑایا ہے کس کس کو برا کہا ہے، آپ کے افتراؤں کا ہم کیا جواب دیں۔ یا تو آپ کو ہمارے متعلق کوئی علم نہیں اور آپ رجماً بالغیب بے تکی ہانک رہے ہیں اور یا آپ لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکانے کے لئے ہماری طرف دانستہ ایسی باتیں منسوب کر رہے ہیں جن سے ہمارا دُور کا بھی واسطہ نہیں۔

ہم مفسرین کی عزت کرتے ہیں

سنئے مکرم ہمدم صاحب! خدا آپ کو سمجھ عطا فرمائے ہم سب مفسرین کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں قرآن مجید کی جو بھی خدمت کوئی شخص کرے وہ قابل شکرگذاری ہے۔ تفسیروں میں اختلافات تو ہوتے ہیں ان کا مضائقہ نہیں۔ اختلافات کی وجہ سے کسی کا مضحکہ نہیں اڑایا جا سکتا۔ اگر ہم مفسرین کا مضحکہ اڑانے والے ہوں تو اُن کے اقوال کو اپنی تفسیروں میں کیوں لیں۔ آپ ذرا ہماری تفسیریں اٹھا کر دیکھیں جابجا متقدمین کی تفسیروں کے حوالے دیئے گئے ہیں اور ہر اعلیٰ بات کی قدر کی گئی ہے۔

فقہ پر طعن کا بہتان

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"کہیں (مرزائی) فقہ اسلامی پر زبان طعن دراز کرتے ہیں"۔ صفحہ ۲۴

آفرین ہے۔ ہمدم صاحب نے قسم کھا رکھی ہے کہ کوئی پہلو مرزائیوں کی مذمت کا باقی نہ رہ جائے۔ جھوٹ ہو یا سچ اس کی پروا نہیں بدنام کرنا مقصد ہے۔ اس لئے ہر ناپاک حربہ جائز ہے۔ ہمدم صاحب مکرم! یہ کامیابی کا طریق نہیں۔ اگر مخالف سے لڑنا چاہتے ہو تو تقوے سے لڑو۔ ؏

از سر تقوے ہمی باید جدال

جھوٹ بول کر دھوکہ دے کر اگر کچھ جھوٹی نمائش چند دن کے لئے حاصل کر لی تو اس سے کیا فائدہ۔ آخر جھوٹ کب تک چل سکتا ہے۔ ایک نہ ایک دن حقیقت کھل جائے گی چنانچہ آپ نے جس قدر جھوٹ بولے ہیں اب خدا کے فضل سے ہمارے قلم سے ان کی حقیقت آشکارا ہو رہی ہے۔

فقہ کے متعلق ہمارا مسلک

مثل دیگر افتراؤں کے یہ بھی آپ کا افترا ہے کہ ہم لوگ اسلامی فقہ پر زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ سنئے ہم لوگ فقہ کی عزت کرتے ہیں۔ فقہ کو خود مانتے ہیں، اور فقہا کو تعظیم اور قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ فقہا جنہوں نے قرآن و حدیث سے مسائل کا استنباط کیا ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ رح کو ہم امام اعظم مانتے ہیں اور ان کی فقہ پر عموماً عمل کرتے ہیں۔ آپ ہمارے متعلق جو چاہیں کہیں آپکی زبان اور قلم کو کون روک سکتا ہے؟

ہنر بچشم عداوت

پھر آپ نے لکھا ہے کہ فرقۂ باطنیہ کی طرح مرزائی دعوت کے بھی مدارج مقرر کئے ہوتے ہیں اور "قادیانیت کا پہلا زینہ" عنوان قائم کر کے آپ نے تحریر فرمایا ہے:۔

"مرزائیوں کا سب سے پہلا گمراہ کن زینہ یہ ہے کہ درس قرآن اور تفسیر قرآن میں ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے مسلمان احساس کمتری میں مبتلا ہو کر اپنے اسلاف اور ان کے علمی کارناموں سے قطعی بدظن ہو جائیں اور ان سے منہ موڑ کر مرزائی لٹریچر کی طرف متوجہ ہوں جس کی نشر و اشاعت میں مرزائی زمین و آسمان کے قلابے ملاتے رہتے ہیں اور تبلیغ اسلام کی آڑ میں مسلمانوں کے ایمان اور عقیدہ پر ڈاکہ ڈالتے رہتے ہیں دیکھو ترجمہ قرآن انگریزی ترجمہ بخاری شریف مؤلفہ مولانا محمد علی قادیانی"

اجی حضرت! ہم نے انگریزی ترجمہ قرآن بھی دیکھا ہوا ہے اور بخاری شریف کا ترجمہ بھی دیکھا ہوا ہے۔ آپ کس چیز کے ثبوت میں انہیں پیش کر رہے ہیں، قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ کر کے اور بخاری شریف کی شرح لکھ کر ہم نے کیا قصور کر دیا؟ اللہ تعالےٰ کی کلام اور اس کے رسول کے کلمات طیبات کی اشاعت کر کے ہم کس جرم کے مرتکب ہو گئے، سچ کہا ہے کسی نے ؏

ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیبے است

قرآن مجید کی تفسیر اور ترجمہ پڑھ کر ہزاروں انسان صداقت اسلام کے قائل ہو کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے آ گئے۔ اور آپ اس ترجمہ کو ہدف اعتراضات بنا رہے ہیں۔ ؏

زہے عقل و دانش بباید گریست

آپ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کا مقصد یہ ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر میں ایسا طریقہ اختیار کیا جاتا ہے جس سے مسلمان احساس کمتری میں مبتلا ہو کر اسلاف اور ان کے

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

انگلستان کے ایک کلیسا میں اسلام پر تقریر اور سوالات

مولانا احمد یحییٰ بٹ صاحب

گذشتہ دنوں مختلف گرجاؤں اور مختلف ایسوسی ایشنز میں اسلام کے متعلق تقاریر کرنے کا موقعہ ملا۔ اس کی مختصر سی رپورٹ لکھے دیتا ہوں شاید احباب کے لئے دلچسپی کا باعث ہو۔

لسٹر کے گرجا میں تقریر

لندن کے شمال میں قریباً ۱۰۵ میل کے فاصلہ پر لسٹر شہر آباد ہے، اس میں ایک پرانا گرجا ہے، جس کا نام ہے Great Meeting۔ اس گرجا کی ۲۵۰ ویں سالگرہ ابھی گذشتہ سال منائی گئی۔ اس گرجا میں چھ بجے شام اسلام کے متعلق تقریر کرنا تھا۔ حاضرین کی تعداد ساٹھ کے قریب تھی۔ جس میں مرد اور عورتیں دونوں شامل تھیں۔ اس میٹنگ کی صدارت پادری صاحب نے خود کی۔

اسلام قوانین کی پابندی کا نام ہے

اس اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے میں نے اسلام کے ہمہ گیر تصورات پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ اس کا تمام تر تعلق روزمرہ کی زندگی سے ہے۔ "افراد اور قوموں کو ایسا لائحہ عمل دیتا ہے جس کے اپنانے سے معاشرہ میں امن قائم ہو سکتا اور باہمی کھچاؤ کم ہو سکتا ہے۔ اسلام قوانین الٰہیہ کے مجموعہ کا نام ہے، یہ رسومات وغیرہ تک اپنے پیغام کو محدود نہیں رکھتا بلکہ اس سے بلند ہو کر نسل انسانی کو قوانین کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی دعوت دیتا ہے۔ قوانین الٰہیہ کی بندش سے کوئی چیز بھی آزاد نہیں۔ ایک ایٹم سے لیکر آسمان پر بڑے بڑے ستارے تک سب کی سب مخلوقات قوانین الٰہیہ کے اندر بندھی ہوئی ہے اور اسی کے مطابق کام کرتی نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے کہا ہے افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم من فی السمٰوات وما فی الارض۔ یعنی قوانین الٰہیہ ایسے دین فطرت کو چھوڑ کر کونسا دین قبول کرو گے۔ قوانین الٰہیہ کی پابندی تو زمین کا ہر ذرہ اور آسمان کا ہر ستارہ کر رہا ہے۔ اگر نظام عالم کا کوئی مذہب ہے تو وہ اسلام ہی ہے یعنی قوانین الٰہیہ کی پابندی۔

یہی مذہب اسلام اب نسل انسانی کے لئے ہے یہ اس لئے کہ قرآن کریم ان تمام قوانین کا مجموعہ ہے جو فطرت انسانی میں کام کر رہے ہیں۔ غرض میں نے بتایا کہ اسلام فطرت انسانی کا مذہب ہے اور یہ نام ہے قوانین الٰہیہ اور ان کی پابندی کا۔

ایک خدا ایک انسانیت

بعد ازاں نسل انسانی میں باہمی مودت اور اتحاد پیدا کرنے کے لئے اسلام نے جو ہمہ گیر نظریات پیش کئے ہیں اُن پر روشنی ڈالی اور خدا کے ایک ہونے کے تصور پر بحث کی۔ اور بتایا کہ یہ وہ اصل ہے جس سے نسل انسانی کا اتحاد وابستہ ہے۔ خدا ایک تمام نسل انسانی ایک۔ یہ اس لئے کہ وہ سب کا خالق اور پرورش کرنے والا ہے۔ پھر تمام انبیاء کے سچا اور منجانب اللہ ہونے کے تصور پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ آپؐ سے پیشتر تمام انبیاء پر بھی ایمان لائے، یہ ہر مسلمان کا جزو ایمان ہے۔ لہٰذا ہم حضرت عیسٰیؑ۔ ابراھیمؑ۔ بدھؑ وغیرھم تمام انبیاء پر ایمان لاتے ہیں۔

نسل انسانی کی ذہنی و روحانی ترقی

آخر میں صفت ربّ پر بحث کرتے ہوئے میں نے کہا کہ نسل انسانی کے ذہنی اور روحانی امور کی تکمیل ہونا لازمی ہے۔ صفت ربّ تقاضا کرتی ہے کہ نسل انسانی آہستہ آہستہ مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ تکمیل کی طرف ترقی کرتی چلی جائے۔ ذہنی قوتوں کی ترقی ہمارے سامنے ہے۔ زمین کو چھوڑ کر آسمان کی بلندیوں تک پہنچنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ لیکن یہ یک طرفہ ترقی نسل انسانی کے لئے سودمند ثابت نہیں ہو گی۔ جب تک کہ اخلاقی اور روحانی اقدار کو بھی اس کے ساتھ ساتھ تکمیل تک نہ پہنچایا جائے۔ ہائیڈروجن اور انٹرکانٹی نینٹل Continental میزائلز کی موجودگی اس پر کھلی اور روشن دلیل ہے۔ مغربی اقوام کی ذہنی ترقی نے انہیں بحیثیت قوم روحانی اقدار سے غافل کر رکھا ہے۔ جس کا خطرناک نتیجہ تیسری عالمگیر جنگ کے اندر تمام اقوام کو نظر آ رہا ہے۔ میں نے کہا شاید وقت آن پہنچا ہے کہ تیسری عالمگیر جنگ کے بعد قوموں کی توجہ روحانی اقدار کو پہچاننے کی طرف مبذول ہو۔ اور یہ ہو کر رہے گا۔ اس لئے کہ صفت ربّ اس امر کی متقاضی ہے۔ اگر ذہنی قوتوں کی تکمیل میں اس صفت کا اظہار ہو رہا ہے تو روحانی اقدار کی تکمیل میں بھی اس کا ظہور لازم ہے۔ لہٰذا اسلام کا پیغام پر امید ہے کہ نسل انسانی روحانی اقدار کی طرف ضرور توجہ کرے گی۔ اسلام سے متعلق چند ایک اور امور کی طرف بھی توجہ دلائی اور قریباً پچاس منٹ کے بعد تقریر ختم ہوئی۔

سوالات و جوابات

یہاں ایسے اجتماعات میں ہوتا یہ ہے کہ لیکچر کے بعد حاضرین کی طرف سے سوالات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے لہٰذا پادری صاحب نے اب اس سلسلہ کو شروع کرنا تھا۔ لیکن پیشتر اس کے کہ وہ حاضرین کو سوالات کرنے کی اجازت دیتے انہوں نے میری تقریر پر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جو کچھ اسلام کی تعلیمات کے بارہ میں کہا گیا ہے ہمیں اس سے پورا پورا اتفاق ہے۔

اشاعت اسلام بذریعہ تلوار

پہلا سوال:۔ اسلام کے معنی کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ یہ "امن" اور فرمانبرداری کا مذہب ہے۔ لیکن اس کے بذریعہ تلوار پھیلائے جانے کی موجودگی میں یہ معانی کہاں تک ٹھیک اور درست ہو سکتے ہیں۔

جواب:۔ اسلام واقعی امن کا مذہب ہے۔ جیسا کہ تقریر میں کہا گیا ہے۔ لیکن یہ خیال کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا ہے قرآن کی تعلیمات اور واقعات ہر دو کے خلاف ہے۔ قرآن کریم واضح طور پر کہتا ہے لا اکراہ فی الدین۔ کہ مذہب کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں۔ دوسرے تاریخی واقعات کو لیجئے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بعد دعوے نبوت ہمارے سامنے ہے۔ آپؐ کی تمام تیئس سالہ زندگی میں کوئی ایک واقعہ ایسا پیش نہیں کیا جا سکتا جہاں آپؐ نے کسی فرد کو تلوار سے ڈرا کر مسلمان کیا ہو۔ مکہ میں تیرہ سالہ زندگی اس الزام کو رد کرنے کے لئے کافی ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ بیکسی کا عالم ہے۔ شہر مکہ کے اندر مخالفت زوروں پر ہے۔ آپؐ کے ساتھیوں کو زدوکوب کیا جاتا ہے، انہیں شہر بدر کیا جاتا ہے اور بعض کو جان سے ہلاک بھی کیا جاتا ہے۔ ایسی حالت میں اسلام پھیلانے کے لئے تلوار کا استعمال قطعاً ناممکن ہے پھر مدینہ کی دس سالہ زندگی ہے۔ ہر آن قریش مکہ جو مخالفت میں پیش پیش ہیں۔ ان کی طرف سے حملہ کا خطرہ ہے۔ انہوں نے کئی بار حملہ کیا ہے۔ ہر بار مسلمانوں کی تعداد کم ہے اور مسلمانوں کی حالت نہایت ہی نازک ہے۔ ایسی حالت میں تلوار کا استعمال ممکن نہیں ہاں فتح مکہ کے دن موقعہ تھا۔ جب کہ مخالفین شکست کھا چکے تھے۔ اور مسلمان ایک فاتح قوم کی حیثیت سے شہر میں داخل ہوئی تھی۔...... یہ موقعہ تھا کہ حضرت نبی کریم صلعم اگر چاہتے تو اُن کے گذشتہ وحشیانہ سلوک کے پیش نظر اُن کو سخت سزا دیتے۔ یا انہیں تلوار سے ڈرا کر اسلام قبول کرنے پر مجبور کرتے۔ لیکن ہوا یہ کہ آپؐ نے تمام کی تمام قوم کو معاف کر دیا اور "دشمن سے پیار کرو" پہ عمل کر کے دکھا دیا۔ انگریز مورخ حتی P.K.H کو اس کا اعتراف ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ نسل انسانی کی تاریخ میں معاف کرنے کا ایسا بلند اخلاق نمونہ اور کوئی نظر نہیں آتا۔ ایک طرف قرآن کریم کا اعلان لا اکراہ فی الدین اور دوسری طرف حضرت نبی کریم صلعم کا عمل اس الزام کو رد کرنے کے لئے کافی ہے۔

مزید دیکھئے حضرت نبی کریم صلعم کی وفات کے بعد اسلام ایران، روم و عراق و سپین میں پھیلا کہیں بھی مسلمان بنانے کے لئے تلوار استعمال نہیں کی گئی

سلطنت اسلامیہ کو بڑھانے کے لئے لڑائیاں لڑی گئیں اس میں کوئی شک نہیں۔ لیکن حدود سلطنت اسلامیہ کو بڑھانے کے لئے تلوار اٹھانا اسلام پھیلانے کے مترادف نہیں۔ یہ ہر دو علیحدہ علیحدہ امور ہیں۔

سپین میں اسلام کا پھیلنا وہاں عیسائی سلطنت کے رعایا سے ناروا سلوک پر مبنی تھا۔ یہودیوں کو وہاں مذہبی آزادی نہ تھی، غلاموں کے ساتھ بہائم کا سلوک کیا جاتا تھا۔ اسلام کے نظریہ مساوات حقوق انسانی اور دیگر مذاہب کے ساتھ Tolerance کے نظریات نے انہیں مسلمانوں کو اپنے ملک میں عیسائی حکومت کے خلاف آنے کی دعوت دی۔ یہودیوں نے مسلمانوں کا وہاں جانا باعث رحمت سمجھا۔ اسی طرح غلاموں کے حقوق کی حفاظت نے انہیں سوسائٹی میں بلند کر دیا۔ یہ وہ نظریات تھے جو مسلمانوں کو سپین میں لے گئے۔ ورنہ اسلام پھیلانے کے لئے کبھی تلوار نہیں اٹھائی گئی۔

ہندوستان میں ایک ہزار سال تک قریباً مسلمان حکمران رہے۔ یہ ایک لمبا زمانہ ہے۔ اگر مسلمان بادشاہ تلوار استعمال کرتے تو تمام ہندوستان آج مسلمان ہوتا۔ آج پاکستان علیحدہ بنانے کی ضرورت نہ ہوتی لیکن پاکستان کا وجود میں آنا اور اس کا ہندوستان سے موجودہ تناسب ظاہر کرتا ہے کہ ہندوستان میں اسلام پھیلانے کے لئے تلوار استعمال نہیں کی گئی۔

یہ تو ہیں تاریخی واقعات۔ لیکن آج انگلستان میں کیا ہو رہا ہے۔ ہمارا یہاں مشن قائم ہوئے پچاس سال ہونے کو ہیں۔ اس عرصہ میں صدہا انگریز مرد اور عورتیں مسلمان ہو چکی ہیں۔ میرے ڈھائی سالہ قیام کے دوران میں ۸۰ کے قریب مرد اور عورتیں مسلمان ہو چکی ہیں۔ میرے ہاتھ میں کونسی تلوار ہے جس سے ڈر کر انگریز مرد و عورتیں مسلمان ہو رہی ہیں، لوہے کی تلوار کوئی نہیں۔ سونے کا سکہ بھی میرے پاس نہیں، ہاں البتہ اسلام کے ہمہ گیر نظریات ہیں جن کو آپ ایسے ذہین لوگ قبول کرتے ہیں۔ الغرض اسلام کا تلوار کے زور سے پھیلنے کا نظریہ قطعی باطل ہے۔

افریقہ میں اشاعت اسلام کی وجہ؟

دوسرا سوال: ——

ایک خاتون اٹھیں اور کہا کہ افریقہ میں افریقی لوگ عیسائیت کی نسبت اسلام زیادہ قبول کر رہے ہیں۔ کیا اس کی وجہ یہ نہیں کہ اسلام ایک سے زاید عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ اور عیسائیت اس سے منع کرتی ہے۔؟

جواب: ——

افریقہ میں مشنری کام کی جو رپورٹیں یہاں چھپتی ہیں، یا جو لٹریچر عوام کو مہیا کیا جاتا ہے، اس سے اس کی تصدیق ہوتی ہے کہ افریقہ میں عیسائیت کی نسبت زیادہ لوگ اسلام قبول کرتے ہیں۔ اور مسلمان ہونے والوں کی تعداد عیسائی ہونے والوں کی تعداد سے زیادہ ہے یہ امر واقعہ ہے۔ میں اس سے متفق ہوں لیکن جو وجہ سائلہ نے بیان کی ہے وہ صحیح نہیں۔ اسلام کے ہاں پھیلنے کی زیادہ تر وجہ نسل انسانی کے ایک ہونے کا نظریہ ہے۔ اسلام نے اس نظریہ کو پیش کر کے کہ تمام نسل انسانی ایک ہے رنگ و نسل اور قوم کے اختلاف کے سوال کو سرے سے اڑا دیا ہے۔ جہاں تک انسانیت کا تعلق ہے خواہ کالا ہو یا گورا سب برابر ہیں، ایک کو دوسرے پر اس لحاظ سے کوئی فضیلت نہیں، سب کے حقوق مساوی ہیں۔ مسلمان ہو جانے پر افریقہ کا کالا آدمی انسانیت کے پورے حقوق کا حامل ہو جاتا ہے۔ اس کا مقام سوسائٹی میں بلند ہو جاتا ہے وہ ایک گورے سفید مسلمان کے ساتھ کھڑا ہو کر خانۂ خدا میں نماز پڑھ سکتا ہے۔ اس کے کھانے کی میز پر دوش بدوش بیٹھ کر کھانا کھا سکتا ہے اس کے ہاں رشتہ ناطہ کر سکتا ہے رنگ و نسل کے تمام امتیازات کی بندھنیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے سے کٹ جاتی ہیں اور وہ سوسائٹی میں معزز ہو جاتا ہے اور جملہ حقوق انسانیت کا مالک ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس عیسائیت اسکو یہ مقام نہیں دیتی۔ وہ سفید آدمی کے ساتھ گرجا میں کھڑا ہونا تو کیا سفید آدمی کے گرجا میں عبادت نہیں کر سکتا گورے اور کالے کی تفریق سے اس کا سوسائٹی میں گورے عیسائی کے ہم پلہ مقام پیدا نہیں ہوتا حقیقت میں یہ وہ وجہ ہے جو ایک افریقی النسل کو مسلمان ہونے پر راغب کرتی ہے۔ اور تعدد ازدواج کوئی خاص وجہ نہیں۔

تعدّد ازدواج

اسلام کا نظریہ تعدّد ازدواج بہت سی سوشل الجھنوں کو سلجھانے کے لئے ہے۔ تعدد ازدواج اسلام میں کوئی قانون نہیں کہ ہر مسلمان ایک سے زائد شادی کرے۔ یہ ایک اجازت ہے جس پر ضرورت پڑنے پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ ایسا معاشرہ جہاں عورتوں کی تعداد مردوں کی تعداد سے زیادہ ہو، تعدد ازدواج اس کا ایک حل ہے۔ یہ ایک قومی مسئلہ ہے۔ اس کا حل تلاش کرنا ضروری ہے، اگر مغرب کو اسلام کا یہ حل قبول نہیں تو کوئی اور حل پیش کیا جائے۔ اس کی عدم اجازت کی صورت میں یورپین اقوام کی جنسی ناہمواریاں بہت بڑھ گئی ہیں۔ اخلاق کو بچانے اور قوم کو گندی زندگی سے بچانے کے لئے تعدد ازدواج ہی وہ حل ہے جو قابل عمل ہے۔

اسلام نے تعدد ازدواج کو رائج نہیں کیا بلکہ اسلام نے تعدد ازدواج کی حد بندی کی ہے۔ اسلام سے پیشتر تمام مذاہب میں تعدد ازدواج رائج تھا۔ کہا جاتا ہے حضرت سلیمانؑ نے سو سے زائد بیویاں کیں۔ اسلام ہی نے اس پر چار کی حد لگائی ہے اور وہ بھی خاص شرائط کے ساتھ۔ اسکو غیر مشروط نہیں رکھا۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ تعدد ازدواج میں عورتوں کے حقوق کی محافظت کی ہے۔ خاوند کو ان کے ساتھ یکساں سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان کے لباس ان کی رہائش اور دیگر ضروریات کے لئے یکساں سلوک کرنے کا حکم ہے اس کے ساتھ ساتھ ان کے ساتھ یکساں ایام گذارنے کا حکم ہے۔ یہ سب کچھ بیویوں کے حقوق کی محافظت کے لئے ہے۔ اس پر یہاں تک زور دیا ہے کہ اگر کوئی خاوند بیویوں کے ان حقوق کی محافظت نہیں کر سکتا تو وہ دوسری شادی نہ کرے۔

ایک سے زائد شادی کرنا بہت بڑی ذمہ داری کو اپنے اوپر لینا ہے۔ اور وہ بھی قومی مسائل کے پیش نظر یورپ میں آج مرد جنسی تعلقات کا مزہ ضرور لیتے ہیں اور عملاً Polygamous ہیں۔ لیکن اس کی ذمہ داریوں سے ڈرتے ہوئے اسے قانونی طور پر جائز قرار نہیں دیتے۔ اس کے برعکس اسلام مردوں کو ذمہ داری کے برداشت کرنے کی ترغیب دلاتا ہے اور خفیہ تعلقات قائم کرنے کو رد کرتا ہے۔

اور بھی بہت سے سوالات ہوئے اسلام میں زندگی مابعد الموت کا تصوّر، گناہ کا تصوّر، ان سب پر روشنی ڈالی گئی، اور یہ اجتماع نہایت خوشگوار ماحول میں ختم ہوا۔

کھانے کی میز پر

میرے قیام کے لئے پہلے ہی سے انتظام کیا جا چکا تھا۔ گرجا کے ایک آنریری عہدہ دار جو چارٹرڈ اکونٹنٹ ہیں۔ وہ مجھے اپنے ساتھ گھر لے گئے۔ پادری صاحب بھی ساتھ چلے آئے۔ وہاں نو بجے شام کے قریب پہنچے۔ کھانا شروع ہوا، ساتھ ساتھ مذہبی گفتگو بھی ہوتی رہی۔

واقعہ صلیب مسیح

گفتگو کا یہ سلسلہ رات کے ساڑھے گیارہ بجے تک جاری رہا۔ اس ضمن میں چند ایک باتیں کافی دلچسپ ہوئیں۔ پادری صاحب نے اسلام کے متعلق مختلف سوالات کئے۔ اور باتوں باتوں میں حضرت عیسےٰ کے سولی چڑھنے پر بھی گفتگو شروع ہو گئی۔ میں نے انہیں کہا کہ قرآن کریم اس امر کو مانتا ہے کہ حضرت عیسےٰ صلیب پر چڑھائے گئے لیکن اس امر سے قرآن کریم متفق نہیں کہ وہ صلیب پر مر بھی گئے۔ قرآن کریم کا بیان ہے کہ وہ صلیب پر سے زندہ اتار لئے گئے۔ ہاں البتہ بے ہوشی کی حالت ضرور تھی، اور بعد ازاں وہ فلسطین چھوڑ کر کسی ایسے مقام کی طرف ہجرت کر گئے جو ایک اونچی جگہ ہے اور جہاں چشمے بہتے ہیں، یہ جگہ کونسی ہے؟ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جگہ کشمیر ہے۔ اس تاریخی واقعہ کا مکمل ثبوت کتاب Jesus in Heaven on Earth میں دیا گیا ہے۔ پادری صاحب نے اس کتاب کے پڑھنے کی خواہش ظاہر کی۔ گفتگو کا یہ

سلسلہ جاری رہا۔ میں نے اس امر پر زور دیا کہ ہم حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا نبی مانتے ہیں اور ہر مسلمان کے دل میں ان کا وہی احترام ہے جو دوسرے انبیاء کرام کا۔

حضرت عیسیٰؑ کی آمد ثانی

نہ صرف یہ بلکہ ہم حضرت عیسیٰؑ کی آمد ثانی کے قائل ہیں۔ اس پر پادری صاحب نے خوشی کا اظہار کیا۔ بعدہٗ میں نے کہا بلکہ ہم ایک قدم آگے رکھتے ہیں اور مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کی آمد ثانی واقع ہو چکی ہے۔ وہ کیسے پادری صاحب نے سوال کیا۔ بالکل اسی طرح جیسے حضرت عیسےٰؑ کے زمانہ میں حضرت الیاسؑ کی آمد ثانی وقوع پذیر ہوئی، میں نے جواباً کہا۔

میں نے بتایا کہ تورات میں حضرت الیاسؑ کی آمد ثانی کا وعدہ موجود ہے، اور وہ بھی مسیحؑ کے آنے سے پیشتر۔ اب حضرت مسیحؑ نے جب تورات میں مندرج پیشگوئی کے تحت مسیح ہونے کا دعوےٰ کیا تو یہودیوں نے اُن سے مطالبہ کیا کہ حضرت الیاسؑ کہاں ہیں؟ کیونکہ لکھا ہے کہ مسیحؑ سے پیشتر الیاس آئیں گے، اس پر حضرت مسیحؑ نے جو جواب دیا وہ (متی ۱۱: ۱۴) انجیل میں مرقوم ہے انہوں نے کہا کہ آنے والا آچکا، اور وہ حضرت یحییٰؑ ہیں جو حضرت الیاسؑ کی خو بو لے کر آیا ہے، یہودیوں نے اس تاویل کو قبول نہ کیا۔ اور انتظار میں لگے رہے۔ وہ جسم عنصری کے ساتھ اس کا آنا انتظار کرتے تھے۔ اب ہزاروں سال گذر گئے۔ مسیح کی تاویل صحیح نکلی اور یہودیوں کا ابھی تک انتظار الیاس کو اس صورت میں پورا ہوتے دیکھ نہ سکا۔ بعینہٖ اسی طرح حضرت مسیحؑ کی آمد ثانی حضرت نبی کریم صلعم کے ایک غلام کے ذریعہ ظہور پذیر ہو چکی ہے، اس کا نام غلام احمدؑ ہے جو پنجاب کے گاؤں قادیان میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے دعوےٰ کیا ہے کہ خدا اُن سے بولتا ہے اور وہ مسیح موعودؑ ہیں۔ اس پر پادری صاحب نے تورات وغیرہ کا حوالہ طلب کیا۔ میرے میزبان اُٹھے اور اپنی لائبریری سے تورات لے آئے اور حوالہ بتا دیا۔

اسلام میں قسمت کا مسئلہ

پادری صاحب نے قسمت کے متعلق سوال کیا، میں نے کہا اسلام Predestination کا تو قائل ہے لیکن Fatalism کا قائل نہیں قرآن کریم نے اس کے لئے عربی لفظ قدر کا استعمال کیا ہے، اس کے معنی ہیں اندازہ، یعنی ہر چیز کا خالق نے ایک اندازہ قائم کر رکھا ہے جس سے کوئی چیز بڑھ یا کم نہیں ہو سکتی، میں نے کہا یہی وہ نظریہ ہے جو آج سائنٹیفک ترقیات کا سنگ بنیاد ہے، ہر چیز کا اندازہ مقرر ہے۔ اس اندازہ سے چیزوں کو باہم ملانے سے سائنس بڑے بڑے عمدہ نتائج پیدا کر رہی ہے۔ یہ باتیں ہوتی رہیں اور پادری صاحب کہنے لگے آپ تو نیا اسلام پیش کر رہے ہیں، میں نے کہا نیا اسلام نہیں البتہ "صحیح اسلام" موزوں لفظ ہوگا۔ رات کافی گزر چکی تھی، میں سونے کے لئے بالائی منزل پر چلا گیا ✻

تبلیغی خط و کتابت

انڈونیشیا

ترجمہ خط از شوق احسان۔ انڈونیشیا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا خط مورخہ ۲۰ر اپریل ۱۹۵۹ء ملا، ہم آپ کی اس مہربانی کے بہت مشکور ہیں کہ آپ نے بہت جلد ہماری درخواست پر توجہ مبذول فرمائی، امید ہے اللہ تعالےٰ اپنی رحمتوں سے ہمیں نوازے گا۔ وہ کتب جو آپ نے ہمیں ارسال فرمائی ہیں ہمارے لئے بہت مفید ثابت ہوں گی اور ہماری سوسائٹی اور طلباء ان سے بہت مستفید ہوں گے۔ ہماری صحیح صحیح راہنمائی اور روشنی کا ذریعہ بھی ہوں گی۔

ہم دلی انبساط سے آپ کو اطلاعاً عرض کرتے ہیں کہ آپ کی پہلی ارسال کردہ کتب جو ہمیں مل چکی ہیں اور ہم سب کے مطالعہ سے گذر چکی ہیں ہمیں ان سے بہت سے نئے علوم اور نئے اسباق حاصل ہوتے ہیں جن کا ہمیں پہلے قطعاً علم نہیں تھا۔

ہم اپنی طرف سے اور اپنے طلبا کی طرف سے آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور اس بات کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ہم درست آپ کی راہنمائی سے ہی صحیح علوم اور اسلام کے متعلق مزید روشنی حاصل کر سکتے ہیں۔

ہمیں دیگر کتب مثلاً کتب حدیث۔ علوم دین الاسلام۔ علم الفقہ۔ علم عقائد جیسی کتب کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہمیں مہیا کر سکیں تو عین عنایت ہوگی۔ (انہیں مینول آف حدیث اور دیگر کتب بھیجی جا رہی ہیں۔ غلام قادر)

✻ شہر کی سیر اور واپسی

دوسرے دن میزبان نے مجھے اپنی کار میں بٹھا کر مختلف جگہوں کی سیر کرائی، ایک ایسی جگہ لے گئے جو رومن عہد ماضی کی یاد دلاتی ہے۔ اس حصہ کو گورنمنٹ نے محفوظ کر رکھا ہے، اس کی صرف بنیادیں ہی ہیں عمارت گر چکی ہے۔ بنیادوں کے آثار سے عمارت کی تقسیم کا اندازہ کیا گیا ہے کہ کیا کمرے تھے اور ان کا باہم کیا تعلق تھا وغیرہ۔

قریباً ڈیڑھ بجے دونوں میاں بیوی مجھے اسٹیشن پر لے آئے اور میں گاڑی میں بیٹھ کر اپنے میزبان کو الوداع کہتا ہوا واپس ووکنگ پہنچ گیا۔

الحمد للہ علےٰ ذالک

تنظیم جماعت

ہر شہر، ہر قصبہ، ہر گاؤں میں جہاں کہیں جماعت کے اراکین رہتے ہیں وہ اپنی تنظیم کی طرف توجہ فرمائیں۔ اس ماہ جولائی کے اندر ایک دفعہ اجتماع کر کے آئندہ سال کے لئے از سر نو صدر اور سیکرٹری کا انتخاب عمل میں لاویں۔

جماعت کے بالغ افراد کی فہرست مرتب کر کے مرکز کو اس تمام کارروائی کی اطلاع دیں۔ اس فہرست کے مطابق صدر دفتر میں نیا رجسٹر تیار کرایا جاوے گا۔ اراکین جماعت سے حسب استطاعت چندہ مقرر کروا کر اس کی باقاعدہ فراہمی کا بندوبست کیا جاوے۔ کوشش کی جا رہی ہے کہ اس غرض کے لئے مبلغین بھی روانہ کئے جاویں۔ امید ہے کہ احباب جماعت پوری توجہ دے کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔

ظہور احمد سیکرٹری

"دونی" پر نظر ـــ بسلسلہ صفحہ ۸

علمی کارناموں سے بدظن ہو جائیں۔ سبحان اللہ کیا دُور کی کوڑی آپ لائے۔ ذرا بتایا تو ہوتا کہ وہ کونسا طریقہ ہے جو ہم نے قرآن مجید کی تفسیر یا حدیث کے ترجمہ میں اختیار کیا ہے، جس سے مسلمان احساس کمتری میں مبتلا ہو گئے اور اپنے اسلاف کے کارناموں سے قطعاً بدظن ہو گئے۔ یہ آپ نے کیا گپ ہانک دی۔ کچھ تشریح تو کی ہوتی۔ کچھ اس طریقے کا اتہ پتہ تو بتایا ہوتا ع

بے ثبوت باتیں زبان سے کہے جانا اور لوگوں کو گمراہ کرنا یہ آپ ہی کا کام ہے۔

احمدی لٹریچر نے مسلمانوں میں احساس شرف و عزت بخشا! قرآن مجید کی تفسیر اور حدیث شریف کی شرح کا مقصد ہی یہ ہے کہ مسلمان قوم میں احساس شرف و عزت پیدا ہو اور وہ اپنے اسلاف کی طرح بلند اور معزز ہو۔ آپ ہماری تفسیر اور ہمارا لٹریچر پڑھ کر دیکھ لیں بار بار مسلمانوں کو ان کا گذشتہ لٹریچر یاد دلایا گیا ہے اور بار بار اُن کے سامنے اسلاف کے نمونے پیش کئے گئے ہیں، اور بار بار انہیں بتایا گیا ہے کہ اب بھی اگر وہ عروج حاصل کرنا چاہتے ہیں تو وہ قرآن مجید اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ خود حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں ؎

از رہِ دیں پروری آمد عروج اندر نخست
از چوں آید بیاید از ہمیں رہ بالیقیں

اس حقیقت کو وہ جانتے ہیں جنہیں خدا نے آنکھیں دی ہیں، لیکن جن کو قدرت نے اندھا پیدا کیا ہے وہ اس حقیقت کو کیونکر دیکھ سکتے ہیں لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا (الاعراف)

اعلیٰ سوتی کپڑے کی مصنوعات
جو ہر لحاظ سے معیاری ہیں
لٹھا
۱۱۰۰۰ ۱۵۰۰۰
۴۸۰۰۰
پاپلین
پی ٹی ۲۶۰ پی ٹی ۴۶۰
پی ٹی ۵۶۰ پی ٹی ۸۶۰
کالونی
کارڈورائے
بی سی - ۱۲۷
بی سی - ۱۸۰۰
پرنٹ
۱۱۰۴
سوتی دھاگہ
۱۰ ۳۰
۳۰ ۴۰
۶۰
علاوہ ازیں
سلے سلائے ملبوسات قمیص بش شرٹ پتلون رومال وغیرہ
مناسب کریڈٹ سہولتوں پر مل سکتے ہیں
(سیلز مینیجر) کالونی ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل آباد
پیغام صلح یکم جولائی ۱۹۵۹ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۶ شمارہ ۲۶
ضرورت رشتہ
احمدی گھرانہ کی لڑکی کے لئے ایک احمدی اور برسر روزگار نوجوان رشتہ درکار ہے۔ تفصیل کے لئے ذیل کے پتہ پر خط و کتابت فرمائیں:۔ س۔ معرفت ایڈیٹر پیغام صلح۔ لاہور
تعلیمی پریس ... روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا
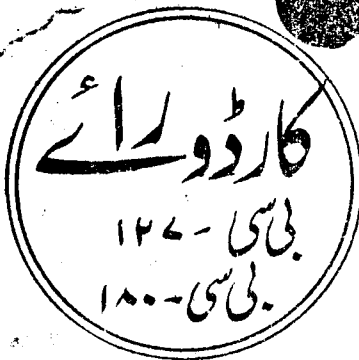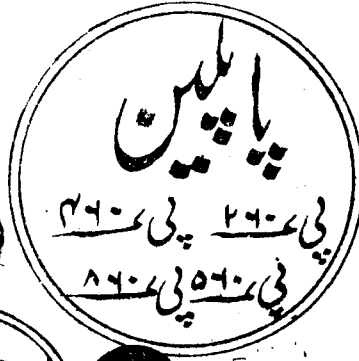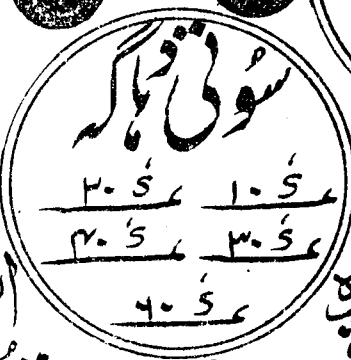
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَیں تیری تبلیغ کو دُنیا کے کناروں تک پہنچا دوں گا (الہام مسیح موعودؑ)

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور

پاکستان

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرق رحمت برآر
گمرہاں را چشم کن روشن ز آیاتِ مبیں

تار کا پتہ۔ تبلیغ لاہور

ٹیلیفون نمبر: ۶۷۳۷۲

ایڈیٹر: دوست محمد

جلد ۴۷ | یوم چہار شنبہ مورخہ یکم محرم الحرام ۱۳۷۹ھ مطابق ۸ جولائی ۱۹۵۹ء | نمبر ۲۷

ہمارا مذہب

(از حضرت مسیح موعودؑ)

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب
(مسیح موعودؑ)

اصلاحِ خلق کے لئے نری لسّانی اور لفاظی کام نہیں آسکتی

مُصلحین کو باطل سے جنگ کرنے کے لئے تقوٰے اور قوّتِ قدسی عطا کی جاتی ہے

کلماتِ طیّبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بعض لوگوں کو جو الفاظ کے جوڑنے اور لسانی کے مشتاق ہو گئے ہیں۔ نفس نے یہ مغالطہ دیا ہے کہ وہ بھی اصلاحِ فسادِ عالم کا کام کر سکتے ہیں۔ انہوں نے یہ گمان کر لیا۔ کہ خدا کا مامور بھی آخر اسی طرح اشتہار جاری کرتا اور کتابیں لکھتا ہے۔ اور یہ کام تو وہ بھی کر سکتے ہیں۔ مگر یہ لوگ نہیں جانتے۔ کہ جو لوگ آسمان سے ضرورتِ حقّہ کے وقت ضرورت کے سامانوں کو ساتھ لے کر آتے ہیں انہیں باطل سے جنگ کرنے کے لئے اور ہی ہتھیار دیئے جاتے ہیں انہیں اوّل درجہ کی صفت تقوٰے دی جاتی ہے۔ وہ پورے درجہ کے مطہر و مزکّٰے ہوتے ہیں، خدا تعالےٰ انہیں دنیا کی ہر قسم کی پلیدیوں اور کمزوریوں سے پاک کر کے بھیجتا ہے۔ ان کی روح کو آسمان سے اتصال بخشا جاتا ہے۔ انہیں وہ قوّتِ قدسی اور انفاسِ طیبہ عطا کئے جاتے ہیں۔ کہ پہاڑ ان کی عقدِ ہمت کے مقابل اس بادل کی طرح پاش پاش ہو جاتے ہیں جس پر ہوا مسلّط کر دی گئی ہو، وہ اسبابِ عادیہ اور موادِ مولوفہ سے تمسک کرتے ہیں۔ نہ اس لئے کہ ان کے نزدیک ان پر کام کا مدار اور انحصار ہوتا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ رعایتِ اسباب مسبّب مقدّر کے حکیمانہ فعل کی قدر کرتا ہے اور اس لئے بھی کہ یہ کارخانہ جو دارِ ایمان و عمل اور ایمان بالغیب کا بالطبع مقتضی ہے۔ ایک قسم کے حجاب اور التباس میں مخفی رہے اور حقیقتِ کار سے پردہ اُٹھ کر دار الشہود نہ بن جائے۔ اور اس لئے بھی کہ تیز بینوں اور بالغ خردوں اور من وراءِ حجاب دیکھ لینے والوں اور سطح کے اوپر رہنے والوں میں تمیز اور تخصیص ہو جائے کیا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے معتاد اسباب کی حمایت سے وہ کامیابی حاصل کی کہ جس کی نظیر لانے سے

تاریخ عالم ساکت ہے؟ کہ معظمہ میں جن دنوں ضعف کے پورے سامان موجود تھے۔ اور کامیابی کے اسبابِ عادیہ سے ایک سبب بھی ہاتھ میں نہ تھا۔ آپ کے منہ سے یہ نکلا سیھزم الجمع ویولون الدبر۔ بل الساعۃ موعدھم والساعۃ ادھیٰ وامر۔ کہ عنقریب ایک وقت آتا ہے کہ دشمنوں کی جماعتیں پاش پاش کر ڈالی جائیں گی۔ اور وہ گھڑی جو خدا تعالےٰ کے علم میں قطعی طور پر مقرر ہو چکی ہے۔ دشمن کی تباہی کے وعدہ کی گھڑی ہے اور وہ گھڑی ان لوگوں کو جو آج دانشمندی اور فنونِ حرب کے [illegible] کرتے ہیں سراسیمہ اور حواس باختہ کر دینے والی اور آخر تلخ کامی اور نامرادی کے پیالے پلانے والی ہوگی۔ اور پھر ایسے ہی وقتوں میں یہ حیرت انگیز دعوے کہ اس کی کنہ کو انسانی فطرت پہنچ نہیں سکتی آپ کی طرف سے کیا گیا۔ اور وہ یہ ہے۔ فکیدونی جمیعاً ثم لا تنظرون۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو حیلے تمہارے پاس ہیں، زور کے زر کے۔ مکائد [illegible] سب کے سب مجھ پر چلا لو۔ اور مجھے ایک لحظہ بھر کی مہلت [illegible] اس قسم کی جلالی آیتوں سے مکّی سورتیں بھری پڑی ہیں [illegible] کو سوچنا چاہیئے کہ کیا انبیاء کو کسی دنیوی اسباب پر بھروسہ [illegible] جس سے ان کے دعووں میں یہ فوق العادت شوکت [illegible] پیدا ہوتی ہے؟ نہیں یاد رکھو۔ وہ ازل سے کامیابی کے [illegible] سے ترکیب یافتہ ہو کر آتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کی [illegible] نے انہیں لاکھوں بندوں میں سے اصلاحِ خلق کے کام کے لئے برگزیدہ کر لیا ہوتا ہے۔ ان کا آنا اور کام کو شروع کرنا [illegible]

(باقی پر صفحہ ۲ کالم پہلا)

کیا فرقہ عنانیہ عیسائیوں کا "پیغامی" گروہ ہے؟

علمائے ربوہ سے ایک ضروری مطالبہ

۲۵ جون ۱۹۵۸ء کے پیغام صلح میں شیخ محمد طفیل صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں مولوی ابو العطاء جالندھری سے مطالبہ کیا گیا تھا، کہ انہوں نے جو دلچسپ انکشاف کیا ہے کہ عیسائیوں میں فرقہ عنانیہ کے نام سے ایک گروہ ایسا ہوا ہے جو یہ کہتا ہے کہ مسیح بزرگ ہے، نیک ہے، محدث ہے، ولی ہے مگر نبی اور رسول نہیں، اس کا ثبوت پیش کریں حیرت ہے مولوی ابو العطاء صاحب نے آج تک اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ چونکہ یہ دلیل قادیانی لٹریچر میں چل نکلی ہے (ملاحظہ ہو قول بلیغ ص۱۵) اور انکے مبلغین بھی اسے جا و بےجا استعمال کرتے رہتے ہیں اس لئے علمائے ربوہ سے ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ اس انوکھی دلیل کو یا تو حقائق کی روشنی میں پرکھیں اور عنانیوں کا عیسائی ہونا کتب تاریخ اور واقعات سے ثابت کریں یا اپنی غلطی کا اعتراف کر کے احمدی جماعت کو خواہ مخواہ ایک مزید غلط فہمی میں مبتلا ہونے سے بچائیں۔ اس سلسلہ میں قارئین کرام کی یاددہانی اور مزید وضاحت کے لئے شیخ محمد طفیل صاحب کے محولہ بالا مضمون کو بعض احباب کے تقاضوں پر ذیل میں دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے۔ (مدیر)

عیسائیوں کا پیغامی گروہ فرقہ عنانیہ

مندرجہ بالا عنوان سے الفضل ربوہ مؤرخہ ۲۸ جنوری ۱۹۵۸ء (جلد ۴۷/۱۲ ص۲۴) میں مکرم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل کا ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ اس مضمون کو پڑھ کر میں نے ایک خط مولانا صاحب کی خدمت میں تحریر کیا تھا تین چار ماہ ہونے کو آئے ہیں لیکن ان کی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا اس خط کی نقل قارئین پیغام صلح کے مطالعہ کے لئے درج ذیل ہے، مولوی صاحب کے مضمون کے اقتباسات ذرا تفصیل سے درج کئے گئے ہیں، خط کا باقی مضمون وہی ہے آخری نوٹ کا اضافہ اب کیا گیا ہے۔

امسٹرڈم ہالینڈ۔ مارچ ۱۹۵۸ء

مکرمی محترمی جناب مولانا ابو العطاء صاحب فاضل۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

روزنامہ الفضل مؤرخہ ۲۸ جنوری ۱۹۵۸ء میں آپ کا ایک دلچسپ مضمون "عیسائیوں کا پیغامی گروہ فرقہ عنانیہ" کے عنوان سے زیر مطالعہ آیا۔ آپ نے اس امر پر بڑا زور دیا ہے کہ:۔

"یہ بات یقیناً عجیب ہے کہ کچھ لوگ ایک صادق اور راستباز انسان پر ایمان لانے کے باوجود اس کے اصل دعوے اور اصل مقام کا انکار کردیں اور اپنی تاویلوں اور ہواء نفس سے اس مدعی کی نبوت اور رسالت کو محض ولایت اور محدثیت قرار دیں یقیناً یہ بات عجیب ہے مگر واقعہ یہی ہے کہ ایسا ہوتا آیا ہے اور عجیب تو یہ ہے کہ مسیح موسوی اور مسیح محمدی میں اس پہلو سے عجیب مشابہت پائی جاتی ہے۔ یہ تو سب کو مسلم تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیرؤوں میں غلو کرنے والے ہو گئے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والوں میں سے ظہیر الدین اروپی وغیرہ لوگوں نے آپ کے بارہ میں غلو کیا۔ ...... اس واقعہ کے باوجود یہ سوال باقی تھا کہ مسیح محمدی کی طرف منسوب ہونے والوں میں ۱۹۱۴ء میں غیر مبائعین (پیغامی گروہ) پیدا ہو گیا تھا، کیا کبھی ایسا ہوا کہ کسی صادق مدعی نبوت کے اتباع میں سے ایک گروہ اس کے مدعی نبوت ہونے کا ہی منکر ہو جائے۔ یہ سوال واقعی قابل توجہ تھا

اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں ایسا ہوتا رہا ہے۔ اور مسیح ناصری علیہ السلام کے ماننے والوں میں ایک گروہ ایسا ہوا ہے جو یہ کہتا تھا کہ مسیح بزرگ ہے نیک ہے، محدث ہے، ولی ہے۔ مگر نبی اور رسول نہیں"

آپ فرماتے ہیں کہ یہ پوزیشن

"حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے بعد ان کے ماننے والوں میں سے فرقہ عنانیہ کے لوگوں نے اختیار کی تھی"

اور اپنے مضمون کے آخر میں آپ نے لکھا ہے:۔

"انہوں نے بھی یہی کہا تھا کہ چونکہ حضرت عیسیٰ محض توراۃ کے احکام کو قائم کرنے آئے تھے صاحب شریعت نہیں تھے اس لئے آپ نبی نہیں تھے اور آپ نے کبھی نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا۔ غیر مبائعین نے بھی یہی موقف اختیار کیا ہے"

فرقہ عنانیہ کے متعلق آپ نے حضرت امام فخرالدین رازی کا ذیل کا حوالہ پیش کیا ہے:۔

"فرقہ عنانیہ یہ عنان بن داؤد کے پیرو ہیں، حضرت عیسیٰؑ کے متعلق برے کلمات نہیں کہتے، بلکہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ اگرچہ نبی نہ تھے مگر اولیاء اللہ میں سے تھے اور اس لئے آئے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی وضاحت کریں"

(کتاب اعتقادات فرق المسلمین والمشرکین ص۸۳ مطبوعہ مصر)

اس حوالہ سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ عنان بن داؤد کے پیرو ہیں نہ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے۔ کیا جو لوگ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق "برے کلمات" نہ کہیں انہیں عیسائیوں کا فرقہ سمجھ لینا چاہیئے یا جو لوگ بانی سلسلہ احمدیہ کے متعلق برے کلمات استعمال نہ کریں انہیں احمدیوں کی جماعت میں سمجھ لینا چاہیئے؟

دوسرا طویل حوالہ آپ نے امام ابو الفتح محمد بن عبدالکریم الشہرستانی کی مشہور کتاب الملل والنحل سے درج کیا ہے اس میں بھی یہی لکھا ہے کہ:۔

"یہ لوگ عنان بن داؤد کی طرف منسوب ہیں، یہ باقی یہود سے سبت اور عیدوں کے بارہ میں اختلاف رکھتے ہیں۔
ان میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ عیسےٰ علیہ السلام نے ہرگز نبوت کا دعوےٰ نہ کیا تھا۔"

آخری فقرہ سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ فرقہ عنانیہ کے نام لیواؤں میں بھی اختلاف تھا۔ نیز اس فقرہ سے بھی کہ:۔

"یہ باقی یہود سے سبت کے بارے میں اختلاف رکھتے ہیں"

ظاہر ہے کہ یہ یہودی لوگ تھے نہ کہ عیسائی۔

روح المعانی جلد اول کا آپ نے ذکر تو کیا ہے لیکن حوالہ کوئی نہیں دیا۔ بہر حال جو حوالجات آپ نے درج فرمائے ہیں، ان میں کہیں بھی ذکر نہیں کیا کہ یہ عیسائیوں کا فرقہ تھا، بلکہ ان کے یہودی ہونے کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ اگر یہ بات درست ہے تو آپ کا سارا استدلال غلط ثابت ہوتا ہے۔ مناسب خیال فرمائیں تو الفضل ہی میں اس کا جواب شائع کرا دیں۔ والسلام

مخلص۔ محمد طفیل

نوٹ:۔ اس سلسلہ میں دو بنیادی سوال اور ہیں۔ کیا فرقہ عنانیہ کے لوگ اپنے آپ کو عیسائی کہتے ہیں؟ عنان بن داؤد جن کی طرف یہ فرقہ منسوب ہے کس زمانہ میں پیدا ہوئے تھے؟ اگر مولوی صاحب مکرم صرف ان دو سوالات پر غور فرمائیں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ انہوں نے اپنے مضمون میں ہمالیہ جتنی بڑی غلطی کا ارتکاب کیا ہے فرقہ عنانیہ کے متعلق ایک مختصر نوٹ میں انشاءاللہ بعد میں تحریر کردوں گا۔

کلمات طیبات حضرت مسیح موعودؑ

(بسلسلہ صفحہ اول)

تجویز اور منصوبہ کی بناء پر نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ ایک زبردست طاقت کے ہاتھ میں ایک خاص مقصد کے سرانجام دینے کے لئے کٹھ پتلی کی طرح ہوتے اور اس پاک وصف کا سچا مصداق ہوتے ہیں۔ ویفعلون ما یؤمرون یہی سر ہے اس آیت کا جو خدا تعالےٰ اسکے کامل نبی صلعم کے صدق دعوے کو ایک رنگ میں ظاہر کرتی ہے۔ اور وہ یہ ہے ادعوا الی اللہ علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی۔ ایک نادان جس کے تمام کپڑے نفلی زندگی کے کیچڑ آلودہ ہیں۔ اور تطہیر اور تزکیہ اور تبتل اور فنا کے مدارج سے ایک درجہ بھی اسے نصیب نہیں ہوا۔ دنیا کے مکار جیفہ خواروں کی تقلید میں تمنا رکھتا ہے کہ یہ معاملہ صرف زبان درازی اور منصوبہ بازی پر موقوف ہے اور راہ دکھانے کو اٹھانے کے لئے خدا تعالےٰ کے وجود کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس راہ کے مرد کیلئے شرط لازمی کہ [illegible]

(ملفوظات ص۸۱)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۸ جولائی ۱۹۵۹ء

حضرت امامِ وقت کے ساتھ وابستگی کا اثر

گذشتہ اشاعت میں معاصر "ایشیا" کی افترا پردازیوں کے ایک حصہ کا جواب دیا جا چکا ہے، اسی سلسلہ میں معاصر نے جماعت احمدیہ کے کردار پر نہایت کریہہ انداز میں طنز کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"باقی رہے وہ لوگ جنہوں نے ان کی (حضرت مرزا صاحب کی) دعوت پر لبیک کہا تو وہ کس قسم کے مسلمان ہیں تو اس کا جائزہ لینے کے لئے پیغام صلح براہ کرم ان لوگوں کو دیکھ لے جو ربوہ کے مرکز سے وابستہ ہیں اور ربوہ والے ان لوگوں کو دیکھ لیں جو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں مقیم ہیں دونوں ایک دوسرے کے نقطۂ نگاہ کے مطابق جس قسم کے مسلمان ہیں اس کا فیصلہ وہ آپس میں کر لیں اور اس کے بعد کسی مسلمان کے سامنے "حضرت امام وقت" کی بات کریں"

کیا اگر اس کے جواب میں ہم بھی یہ کہدیں کہ جماعت اسلامی جو "صالحین" کی جماعت کہلاتی ہے اپنے متعلق ان فتاوے کو دیکھ لے جو دیوبند، اہلحدیث اور بہت سے دوسرے اسلامی حلقوں سے شائع ہو چکے ہیں اور پھر اپنی صلاحیت کی بات کرے تو یہ جائز ہو گا؟ ابھی اگلے دن مولانا امین احسن اصلاحی نے جماعت اسلامی سے اپنی علیحدگی کی وجوہات بیان کرتے ہوئے امیر جماعت کے کیرکٹر کے متعلق جو لطیف اشارات کئے تھے وہ معاصر "ایشیا" کو بھولے نہ ہوں گے تو کیا یہ سمجھ لیا جائے کہ جماعت اسلامی میں کوئی بھی حقیقی مسلمان نہیں؟

اہل ربوہ کے ساتھ ہمارا عقائد کا اختلاف بیشک ہے اگر بقول "ایشیا" امام جماعت ربوہ کی نجی اور سیاسی زندگی بھی قابل اعتراض ہو، تو اس کے یہ معنے نہیں کہ تمام جماعت ربوہ فسق و فجور میں مبتلا ہے، ہرگز نہیں، ان کا بیشتر حصہ ایسا ہے جو نیکی اور پاکبازی میں ایک امتیازی حیثیت رکھتا ہے اور احمدیہ بلڈنگس کے متوسلین میں سے تو آپ ایک بھی ایسی مثال پیش نہیں کر سکتے جو اس قسم کی بدعنوانیوں میں مبتلا ہوں، جن میں عامۃ المسلمین کے مبتلا ہونے کی شکایت ہے، ہم تحدیث بالنعمت کے طور پر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج اس زمانہ میں بھی جبکہ امام وقت کو گذرے ہوئے نصف صدی کا عرصہ ہو چکا ہے، اس جماعت میں نیکی، تقوے اور ایثار و قربانی کی ایسی شاندار مثالیں موجود ہیں، جن کی نظیر موجودہ اسلامی دنیا میں شاید ہی مل سکے، یہ صرف حضرت امام وقت کے انفاس طیبہ کا نتیجہ ہے، کہ یہ جماعت ان مفاسد سے اب تک بچی ہوئی ہے جو مسلمانوں میں عام طور پر پائے جاتے ہیں۔ ان مفاسد کو دور کرنے کے لئے صدر پاکستان جنرل محمد ایوب خاں نے مارشل لا کے جو ضابطے نافذ کئے ہیں، اور ان کے ماتحت بدکردار لوگوں کو جو سزائیں دی جا رہی ہیں وہ بہت حد تک قابل اطمینان ہیں، لیکن جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں، نرا قانونی ڈنڈا اس قدر موثر نہیں ہو سکتا جس قدر اللہ تعالےٰ پر ایمان اور آخرت میں اعمال کی باز پرس کا یقین دلوں میں اثر پیدا کر سکتا ہے، اس ایمان اور یقین کو پیدا کرنے کے لئے ایسے نیک دل واعظوں کی ضرورت ہے، جن کا نمونہ دلوں میں گھر کر سکے، حضرت امام وقت نے جو جماعت پیدا کی وہ ایسے ہی نیک نمونہ کی حامل تھی اور اب تک ہے، جس کو دیکھ کر لوگ جوق درجوق اس جماعت میں شامل ہوتے چلے گئے، اور بڑے بڑے مخالفین نے اختلاف عقائد کے باوجود یہ اعتراف کیا کہ جماعت احمدیہ نیکوں اور پاکبازوں کی جماعت ہے، جس کے ساتھ وابستگی بہت سی برائیوں سے چھڑا کر تقوے کے اعلےٰ مراتب پر پہنچا دیتی ہے۔ علامہ اقبال نے بھی نہ صرف اہل قادیان کی "ٹھیٹھ اسلامی زندگی" کا اعتراف کیا، بلکہ اپنے فرزند (جاوید اقبال) کو تعلیم کے لئے قادیان بھیجا تا کہ وہاں کے اسلامی ماحول سے اچھی تربیت حاصل کر سکے، اور مولوی محمد حسین بٹالوی جیسے شدید دشمن نے بھی اپنا فرزند قادیان کے اسلامی ماحول سے تربیت لینے کے لئے وہاں کے سکول میں داخل کرایا اور کیوں نہ ایسا ہوتا جبکہ وہ دیکھتے تھے کہ حضرت امام وقت سے وابستگی اختیار کرنے والوں میں کئی ایسے لوگ تھے، جن پر "چوروں قطب بنایا" کا محاورہ بالکل صادق آتا ہے۔ بیسیوں بلکہ سینکڑوں ایسے انسان تھے جو کہ دہریت و الحاد کی تاریکیوں سے نکل کر ایمان کی روشنی سے منور ہو گئے، ہزاروں وہ لوگ تھے جن کو حضرت امام وقت کے فیض صحبت نے مسیحیت کے اثر سے نکال کر اسلام کا والا و شیدا بنا دیا، اسلام کی عظمت، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ان کے دلوں کے اندر بیٹھ گئی، اور وہ اس پاک دین کو لے کر دنیا کے کناروں تک جا پہنچے اور حضرت امام وقت کے دیئے ہوئے علم اور پاک نمونہ سے مشرق و مغرب کو اسلام کی روشنی سے منور کر دیا۔

یہ ہے جماعت احمدیہ اور یہ ہے حضرت امام وقت کے ساتھ وابستگی کا نتیجہ، زید و بکر اس کے متعلق کچھ کہتا رہے، حقیقت تمہارے سامنے ہے، کوئی مخالفانہ رائے واقعات کو نہیں مٹا سکتی، اس جماعت کی نیک کرداری، ٹھیٹھ اسلامی زندگی اور اسلام کے لئے شاندار قربانیوں اور خدمات دین کو منہ کی پھونکوں سے نہیں مٹایا جا سکتا، اور ہم اب بھی دلی یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ موجودہ بدعنوانیوں سے نجات حاصل کرنے اور مسلمانوں کو حقیقی مسلمان بنانے کے لئے حضرت امام وقت کے ساتھ وابستگی سب سے زیادہ بہتر اور موثر ترین ذریعہ ہے ؂

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

اخبارِ احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں اور خدمات دینیہ میں مصروف

محاسب انجمن

محترم قاضی سمیع اللہ صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی ڈائرکٹر ایگریکلچر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے آنریری محاسب مقرر ہوئے ہیں، آپ نے اپنے عہدہ کا چارج لے کر کام شروع کر دیا ہے

انجمن خواتین

عبدالرشید خاں صاحب سیکرٹری جماعت اسمٰعیل آباد اطلاع دیتے ہیں کہ:۔

مورخہ ۲۶؍۶؍۵۹ بروز جمعہ بعد نماز جمعہ زیر صدارت محترمہ بیگم قاضی شبیر محمد صاحب ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں عورتوں کی ایک جماعت قائم کی گئی۔ اور مندرجہ ذیل خواتین کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

(۱) صدر:۔ محترمہ لال خاتون صاحبہ بیگم قاضی شبیر محمد صاحب۔

(۲) جنرل سیکرٹری۔ محترمہ نسیم اختر بیگم شیخ احسان الحق صاحب۔

(۳) جوائنٹ سیکرٹری و فنانشل سیکرٹری۔ محترمہ زبیدہ بیگم زوجہ مسٹر نور محمد صاحب۔

نوٹ:۔ انجمن خواتین اسمٰعیل آباد سے خط و کتابت ذیل کے پتہ پر کی جائے:۔

دار النسواں۔ جنرل سیکرٹری انجمن خواتین لنواۃ المسلمین معرفت شیخ احسان الحق صاحب پراویڈنٹ فنڈ سیکشن۔ کالونی ٹیکسٹائل ملز اسماعیل آباد

مولانا عبدالحق صاحب ٹرینیڈاڈ میں

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کے ایک تازہ خط سے معلوم ہوا ہے کہ وہ ۲۴ ؍جون کو سرینام (ڈچ گیانا) سے روانہ ہو کر ٹرینیڈاڈ پہنچ گئے ہیں جہاں ایک ہفتہ قیام کرنے کے بعد سان فرانسسکو (امریکہ) چلے جائیں گے، سرینام سے روانگی سے ایک دن پہلے الوداعی پارٹی دی گئی جس میں معززین شہر اور انجمن کے ممبر شامل تھے مختلف اراکین نے تقاریر کیں جن میں مولانا کی رخصتی پر رنج اور دکھ کا اظہار کیا، مولانا کی رخصت کرنے کے لئے ہوائی اڈہ پر جو شہر سے تیس میل کے فاصلہ پر ہے ایک

(باقی بر صفحہ کالم)

جرمنی میں تبلیغ اسلام

عید کی نماز۔ سوشل اجتماعات۔ زائرین مسجد سے اسلام کے متعلق گفتگو

۱۴ر اپریل۔ ہر بریتھنگز (HERR BRETHINGES) نامی ایک صاحب جو مذہب سے دلچسپی رکھتے ہیں مسجد دیکھنے آئے وہ یہ سن کر حیرت زدہ ہو گئے کہ مسیح ناصری فوت ہو چکے ہیں اور ان کی قبر سرینگر میں ہے۔ ان کو "جیزز ان ہیون آن ارتھ" کے مطالعہ کے لئے کہا گیا جس کا انہوں نے وعدہ کیا، اس کتاب کی ایک کاپی انہیں روانہ کر دی گئی ہے

جمعہ میں امام صاحب نے سورۃ الکوثر پڑھکر خطبہ دیا۔ شام کے وقت حسب معمول اجتماع ہوا اور بعض غیر مسلموں نے بھی شرکت کی۔

۱۶ر اپریل۔ ایک مقررہ انتظام کے مطابق امام صاحب نے Burgermeister Amrehan سے ان کے دفتر میں ملاقات کی گفتگو دوستانہ رنگ میں ہوئی۔

۸ر اپریل۔ شام کو ایک سوشل اجتماع ہوا۔ جس میں کئی دلچسپ سوالات اٹھائے گئے اور اُن کے جوابات دیئے گئے۔

۱۰ر اپریل۔ آج عید کا دن ہے۔ صبح کے وقت عید کی نماز پڑھی گئی حاضرین کافی تعداد میں تھے، جن میں کچھ ایرانی اور افغان بھی شریک تھے۔ مسجد کے صدر دروازہ پر جب نماز پڑھی جا رہی تھی کچھ پتھر پھینکے گئے لیکن پتھر پھینکنے والا نظر نہ آیا۔ بعض شر پسندوں نے مسلمان طلباء کے ذریعہ فساد کرانا چاہا، لیکن ان سے اعراض کیا گیا خطبہ عید میں مسلمانوں کے تحمل و بردباری کا ذکر کیا گیا اور اس حدیث نبوی کا ذکر کیا گیا کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ ہوں۔ نماز کے بعد چائے اور مٹھائی سے تواضع کی گئی، اور ممبران کمیونٹی کے درمیان دوستانہ گفتگو ہوتی رہی اس طرح امن و اطمینان سے دن گذر گیا۔

۱۷ر اپریل۔ امام صاحب نے نماز جمعہ پڑھائی اور حسب معمول شام کو اجتماع ہوا۔

۲۰ر اپریل۔ بعض طلباء سکول مسجد دیکھنے آئے جن کو اسلام کی بنیادی تعلیمات سے واقف کیا گیا۔

۲۲ر اپریل۔ شام کو حسب معمول اجتماع ہوا، امام صاحب نے اسلام پر لیکچر دیا اور غیر مسلم زائرین کے سوالوں کا جواب دیتے رہے۔

۲۴ر اپریل۔ اسکولوں کے کچھ طلبا مسجد دیکھنے کے لئے آئے ان کو اسلامی تعلیمات پر معلومات بہم پہنچائی گئیں، امام صاحب نے نماز جمعہ پڑھائی شام کے وقت ایک اجتماع ہوا جس میں حاضری بہت کافی تھی۔

۲۵ر اپریل۔ بدایوں کے سید سعید احمد صاحب نے امام صاحب سے ملاقات کی، اور انہیں اپنے مذہب اور بعض اعمال کے متعلق معلومات بہم پہنچائی گئیں۔

۳۰ر اپریل۔ کیتھولک مذہب والوں کی ایک جماعت مسجد دیکھنے کے لئے آئی۔ ان کو اسلامی تعلیمات کے متعلق معلومات بہم پہنچائی گئیں اور اسلامی اصولوں کے بارہ میں علی العموم اور ایمان باللہ پر بالخصوص روشنی ڈالی گئی۔

مولانا عبدالحق صاحب کی تبلیغی سرگرمیاں

سرینام (ڈچ گیانا) سے مولانا کے ایک خط کا اقتباس

الحمدللہ آج یہاں عیدالاضحےٰ کی تقریب نہایت شاندار طریق پر ادا ہوئی سرکاری ریڈیو کے ذریعہ تمام کالونی کی مساجد میں جو ہماری جماعت کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں میرا خطبہ براڈ کاسٹ کیا گیا اور سب شاخوں نے اپنی اپنی مساجد کے اندر عید کا یہی میرا خطبہ سن لیا، ہماری مسجد میں مردوں اور عورتوں کا ہجوم پہلے سے بڑھکر تھا۔ مسجد اور مسجد کے باہر اور اُوپر دوسری منزل اور کمرے نمازیوں سے بھرے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں ہندو اور مسلمانوں سب پر تقاریر کا اثر ہوا ہے۔ اور ہندو اپنے جلسوں میں تقریروں کی دعوت دیتے ہیں۔ کل ایک نئی سبھا مسلمانوں اور ہندوؤں کی مشترکہ بنائی گئی، جس کا مقصد غرباء اور محتاج لوگوں کی مدد کرنا ہے۔ اور ایک پنڈت صاحب تشریف لائے کہ آپ ہی کے مبارک ہاتھوں سے اس کی ابتداء ہونی چاہیئے۔ مگر میں نے انہیں کہا کہ میں ۲۴ر کو یہاں سے روانہ ہو رہا ہوں اور تیاری کے لئے وقت بہت کم ہے۔ تو وہ بہت مایوس ہوئے۔ اس سے پیشتر ایک ہندو مسلمانوں کے مشترکہ جلسہ میں جو یہاں ہندوستانیوں کے ۸۶ ویں سال کی یاد کے طور پر منائی گئی ایک تقریر کر چکا ہوں، جس کی لوگوں نے بہت تعریف کی اور ریڈیو پر اس کا شکریہ ادا کیا گیا۔

نیوانگٹن چرچ میں قرآن کریم کی تعلیم

(مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب)

نیوانگٹن میں ایک چرچ سے دعوت آئی۔ یہ جگہ لندن ہی میں ہے ووکنگ سے بذریعہ ٹرین وبس ڈیڑھ گھنٹہ خرچ ہوتا ہے۔ یہ یونی ٹیرین چرچ تھا۔ ایسے چرچ سے تعلق رکھنے والے عیسائی احباب وسیع الخیال ہیں۔ اول تو وہ حضرت عیسیٰؑ کی الوہیت کے قائل نہیں نیز دیگر مذاہب کے نمایندوں کو اپنے چرچ میں بلانے اور ان کے خیالات کو سنتے ہیں، مذہبی رواداری کی یہ بڑی اچھی مثال ہے۔ اس دن یہودی، عیسائی، مسلمان اور ہندو، سب مذاہب کے نمایندے وہاں موجود تھے۔ ہندو نمایندہ نے وہاں تقریر کرنی تھی اور باقی نمایندوں نے اپنی اپنی مذہبی کتاب سے کچھ پڑھکر سنانا تھا۔

پیشتر اس کے کہ ہم سب نمایندگان چرچ میں پہنچیں ہال میں، لوگ جمع ہو چکے تھے۔ ان چرچوں میں جہاں چاہیں بیٹھنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ کہنے کو تو خدا کا گھر ہے لیکن اس گھر میں بھی وہی تفریق باقی رہتی ہے جو چرچ سے باہر افراد میں پائی جاتی ہے۔ معاشرہ میں چھوٹے اور بڑے کا تصور تو بہر حال رہتا ہی ہے۔ لیکن عبادت گاہ میں اس کا لحاظ کیا معنی رکھتا ہے؟ اسلام نے نسل انسانی پر بڑا احسان کیا ہے کہ اس چھوٹے اور بڑے کے تصور کو عبادت گاہ میں مٹا کر رکھ دیا ہے۔ اور خانہ خدا میں خدا کے سامنے تمام افراد بحیثیت انسان سربسجود ہوتے ہیں۔ نہ کہ شاہ و گدا، امیر و غریب کے تصور سے۔ یہی وجہ ہے کہ مسجد کے اندر جونہی کوئی داخل ہوا جہاں جگہ مل گئی وہیں وہ بیٹھ گیا، یہ نہیں کہ سیٹیں ریزرو کی گئی ہوں۔ چرچوں میں مسجد جیسی مساوات نظر نہیں آتی۔ چرچ میں سامنے کی رو بالکل خالی تھی تمام افراد اس سے ہٹ کر باقی جگہوں پر بیٹھے تھے۔ یہ سامنے کی جگہیں نیوانگٹن کے میئر اور دیگر معززین شہر کے لئے ریزرو رکھی گئی تھیں۔ عجیب بات یہ کہ چرچ میں ہم سب نمایندوں اور معززین شہر کا داخلہ بھی ایک چھوٹے پیمانہ پر جلوس کی شکل میں ہوا۔ میئر صاحب کے سامنے اُن کے میس بردار اُن کے پیچھے پادری صاحب اور میئریس اور اس کے بعد ہم نمایندگان اور اس کے بعد دیگر معززین شہران کے مرتبہ کے مطابق ایک جلوس کی شکل میں چرچ کے اندر داخل ہوئے، اس کے بالمقابل مسجد میں داخلہ ایک عجب سادگی اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس کی مثال عیسائی ممالک میں نہیں ملتی۔ بہر حال میٹنگ شروع ہوئی۔ راگ الاپے گئے مناجاتیں گائی گئیں سراسر خدا کی حمد سے بھری ہوئی مناجاتیں تھیں۔ شرک کا شائبہ تک بھی اُن میں پایا نہ جاتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی مؤحد نے ان کو ترتیب دیا ہے۔

میں نے قرآن کریم سے مختلف آیات مختلف عنوانوں کے تحت جمع کر رکھی تھیں۔ چنانچہ پہلے وہ معہ ترجمہ پڑھیں جن میں خدا کی توحید کا تصور موجود ہے اس کے بعد نسل انسانی کے ہمہ گیر تصور پر آیات کو معہ ترجمہ پڑھا۔ اسی طرح جملہ انبیاء پر ایمان کا تصور اعمال میں مرد عورت کے برابر ہونے کا تصور اور لا اکراہ توحید کے تصور پر جملہ ادیان کے باہمی تعاون کا تصور اور مذہبی آزادی اور اس رواداری کا تصور۔ ان تمام تصورات کو قرآن کریم کے اپنے الفاظ میں ان کے سامنے پڑھا۔

اس کے بعد ہندو نمایندہ نے تقریر کرنا تھی، انہوں نے اپنی تقریر میں جہاں اور باتیں بیان کیں وہاں اسلام کے تصور مذہبی آزادی اور رواداری کو خوب سراہا اور

(باقی بر صفحہ ۶)

نبی کریم صلعم کے کمالات پر قرآن کریم کی شہادت اور آپ کی معرفت اور قرب الٰہی کا بیان

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۳ جولائی ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

والنجم اذا ھوی ——— لقد رای من اٰیٰت ربه الکبری (سورۃ النجم۔ رکوع اول)

آنحضرت صلعم کے کمالات پر قرآن کریم کی شہادت

اس سورت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ کے کچھ کمالات بیان کئے گئے ہیں۔ قرآن کریم آپ کے کمالات پر شہادت دینے والی کتاب ہے۔ اس کتاب کو بار بار آپ کے کمالات کے ثبوت میں پیش کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل و دماغ کس قدر بلند اور آپ کا قلب کتنا وسیع ہے اور معرفت الٰہی کے آخری نکتہ پر پہنچا ہوا ہے۔ یہ جو فرمایا والنجم اذا ھوی، اس کے متعلق امام راغب نے لکھا ہے:۔ قیل اراد به القراٰن المنجم المنزّل قدراً قدراً ویعنی بقوله ھوی نزوله۔ مطلب یہ کہ قرآن کریم تھوڑا تھوڑا کرکے ضرورت کے وقت اتارا گیا ہے تاکہ قوم کے دل و دماغ میں بیٹھ جائے۔ اور ہوا سے مراد اس کا نزول ہے، اور انہوں نے اشارہ کیا ہے کہ اس ترجمہ کی تائید قرآن کریم کی اس آیت سے ہوتی ہے فلا اقسم بمواقع النجوم، مواقع النجوم کے معنے ہیں قرآن کریم کے حصوں کا نزول۔ اس سے اگلی آیت میں دو لفظ آ گئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قرآن کریم کے متعلق ہے: انّه لقراٰن کریم، یہ موقعہ بہ موقعہ اترنے والے حصے قرآن کریم کے ہیں۔ ایک اور آیت میں بھی اللہ تعالے نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے ثبوت میں اس کتاب کو پیش کیا ہے فرمایا یٰسٓ والقراٰن الحکیم۔ اے کامل انسان یہ کتاب جو معرفت سے بھری ہوئی ہے یہ اس بات پر شاہد ہے کہ تو مرسلوں میں سے ہے انک لمن المرسلین علیٰ صراط مستقیم۔ اگر آپ قرآن کریم پڑھیں تو اور آیات بھی ہیں، جن سے آپ کی صداقت اور معرفت کا ثبوت ملتا ہے۔

قرآن کریم سب سے بڑا معجزہ

تو والنجم اذا ھوی میں قرآن کریم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت میں پیش کیا ہے، دوسری جگہ فرمایا اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتٰب یتلیٰ علیھم۔ یہ لوگ معجزہ مانگتے ہیں؟ کیا یہ کتاب ان کے لئے کافی نہیں؟ اس کو پڑھ کر دیکھیں، اس کی تعلیم کیسی ہے ان فی ذالک لرحمة وذکرٰی لقوم یؤمنون۔ اس کتاب کی تعلیمات رحمت کا باعث ہیں اور ایمانداروں کے لئے اس میں نصیحت ہے تو اللہ تعالے فرماتا ہے کہ یہ قرآن جو حصص کی صورت میں موقعہ و محل کے لحاظ سے نازل ہوا ہے اس کی عالمگیر تعلیمات ظاہر کرتی ہیں کہ یہ انسانی دماغ کی پیداوار نہیں ہیں بلکہ رب العٰلمین کی طرف سے ہیں جیسے اسی سورت میں آگے چل کر فرمایا تنزیل من رب العالمین۔

قرآن کریم تمام انسانیت کے لئے ہدایت ہے

پھر فرمایا:۔ ماضل صاحبکم وما غویٰ۔ یہ موقعہ بہ موقعہ نازل ہونے والی آیات اس بات پر شاہد ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی گمراہ نہیں ہوئے اور نہ کوئی ٹیڑھا رستہ آپ نے اختیار کیا ہے، ان چالیس سال ...... میں جو نزول قرآن سے پہلے آپ کی زندگی پر گذرے، کبھی آپ نے گمراہی کا رستہ اختیار نہیں کیا۔ اور نہ ہی آپ کے خیالات اور نظریات میں کجی پائی گئی ......
...... وما ینطق عن الھویٰ نہ وہ کوئی گری ہوئی بات کی تلقین کرتے ہیں ان کی تلقین ذاتی اغراض و نفسانی خواہشات سے پاک ہے۔ ان ھو الا وحی یوحیٰ یہ تو وحی الٰہی ہے، یہ تمام قوموں کے لئے ہدایت ہے یہ کسی انسان کی طرف سے نہیں، خدا تعالیٰ کی طرف سے تمام انسانیت کے لئے نازل ہوئی ہے یہاں یہ نہیں کہا ھو وحی بلکہ فرمایا ان ھو الا وحی یوحیٰ قطعاً سوائے اس کے کوئی بات نہیں کہ وہ وحی الٰہی ہے یہ ترکیب الفاظ حصر کے لئے ہے۔

قرآن نازل کرنیوالے کی طاقت و عظمت

علمه شدید القویٰ وہ بڑی قوت والا ہے جس نے یہ سکھایا ہے اس کی طاقت میں مضبوطی ہے اس کی عظمت، اس کی کبریائی بہت بڑی ہے ذو مرّة وہ بڑی طاقت والا ہے۔

محمد رسول اللہ کا استاد اللہ تعالیٰ ہے

اس کتاب کا مصنف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استاد ہے، اندازہ لگائیے استاد کی قدرت اور طاقت اور جبروت کا۔ استاد نے ایک شاگرد چنا ہے، واللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالته وہ جانتا ہے کہ کون اس کی شاگردی کے قابل ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل اور دماغ اتنا وسیع ہونا چاہیئے کہ ایسے عظمت و جبروت والے استاد کی باتوں کو اخذ کر سکے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نہایت بلند ہستی سے علوم سیکھے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے اتحاد اور قرب کی انتہا

فاستویٰ وھو بالافق الاعلیٰ۔ خدا کی تعلیم سے آپ کی معرفت کمالات کی بلندیوں اور افق تک پہنچ گئی ثم دنیٰ فتدلّیٰ۔ پھر اور آگے بڑھا۔ پھر خدا اس کی طرف بڑھا اور اتحاد اور قرب کا یہ عالم ہوا کہ فکان قاب قوسین او ادنیٰ کہ ان کا اتحاد کامل ہو گیا مفسرین نے عرب کا ایک رواج لکھا ہے، کہ جب دو قبیلوں یا ان کے سرداروں کے درمیان اتحاد کا اعلان ہوتا تھا تو قوم کو ایک میدان میں جمع کرکے ان کے سامنے دونوں سردار اپنی کمانوں کو ایک دوسرے کے اوپر رکھکر دونوں کو اکٹھا کھینچکر ایک تیر ہوا میں پھینک دیتے تھے۔ اس اعلان سے ان میں سے ہر ایک یہ اظہار کرتا تھا جو اس کے ساتھی کا دوست ہے وہ میرا دوست ہے اور جو اس کا دشمن ہوگا وہ میرا دشمن ہوگا، تو اللہ تعالے نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں کو ان کے رواج کے مطابق اطلاع دے دی کہ جو رسول کریم کا دوست ہوگا وہ میرا دوست ہوگا اور جو ان کا دشمن ہوگا وہ میرا دشمن ہوگا۔

سدرۃ المنتہیٰ کے معنے

ایک اور دستور کا بھی ذکر کیا ہے، عام طور پر گرم ملکوں میں بیری کا درخت ہوتا ہے۔ گرمی کے دنوں میں اس کی شاخیں پھیل جاتی ہیں، اور سایہ بہت گھنا ہوتا ہے عرب میں بیری کا درخت ان کا ہال ہوتا تھا، بیری کے سایہ میں بڑے بڑے فیصلے ہوتے تھے، اللہ تعالے نے آنحضرت صلعم کے متعلق فرمایا عند سدرۃ المنتہیٰ تمہارے دستور کے مطابق ہمارا یہ فیصلہ ہے۔

وحی الٰہی کی شان

فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ۔ قرب کا یہ عالم ہوا کہ بیان نہیں کیا جا سکتا، اور جو وحی ہوئی وہ اس قدر عظیم الشان ہے کہ اس کی عظمت و شان بیان نہیں کی جا سکتی ما کذب الفؤاد ما رایٰ محمد رسول اللہ نے جو کچھ دیکھا ان کے قلب کو اس کے متعلق کوئی دھوکہ نہیں ہوا اور نہ اس کے متعلق کوئی جھوٹ اس نے تراشا۔ افتمارونه علیٰ ما یریٰ ایسے بلند پایہ انسان کو تم اچھی طرح جانتے ہو، اس کے حسب نسب سے تم اچھی طرح واقف ہو، تمہیں خوب معلوم ہے کہ وہ صادق، امین اور راستباز ہے ایسے شخص کی وحی کے متعلق تم جھگڑا کرتے ہو؟ ولقد راٰہ نزلة اخریٰ خدا تعالیٰ نے پھر بتایا ہے کہ ایک اور نزول کے وقت بھی اس نے اللہ تعالے کو دیکھا۔

نبی کریم صلعم کا کمال معرفت

اور فرمایا ما زاغ البصر وما طغیٰ محمد رسول اللہ صلعم کی آنکھ نے جو دیکھا صحیح دیکھا، وہ ادھر ادھر نہیں بھٹکی نہ حق پرستی سے ہی تجاوز کیا۔ غرض ان آیات

میں رسول اللہ صلعم کے کمال معرفت کا ذکر ہے جس میں آپ کے دل و دماغ، آنکھ اور ہر عضو جسم کا ذکر آ گیا ہے۔ اس کمال معرفت سے آپ کے جسم کا کوئی حصہ خالی نہیں، اور اتنی انتہاء درجہ کی معرفت آپ کو نصیب ہوئی اور کمالات کی ایسی بلندیوں تک آپ پہنچے کہ کسی اور انسان کا وہم و خیال بھی وہاں تک نہیں جا سکتا۔

نبی کریم صلعم کے کمالات حضرت مسیح موعودؑ کی زبان سے

اس موقعہ پر حضرت مرزا صاحب کا بھی تھوڑا سا ذکر کرتا ہوں، امر یکہ کے رسالہ ایپی فینی نے یہ لکھ کر دنیا کو دھوکہ دیتے ہیں یہ کہکر کہ صرف حضرت عیسےٰ ہی معصوم نبی ہیں، دوسرے تمام لوگ نبی، ولی، پیغمبر سب گنہگار تھے۔

حضرت مرزا صاحب نے اس کے جواب میں ایک مضمون لکھا، جس میں آپ نے بتایا کہ نرا کسی شخص کا معصوم ہونا تو کوئی بڑی بات نہیں، اگر کہیں کہ فلاں شخص زانی نہیں یا شراب نہیں پیتا یا چوری نہیں کرتا تو اس میں کیا کمال ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہی نہیں بہت بڑے کمالات کا مجموعہ تھے، آپ نے نہ صرف ایک گناہوں سے لتھڑی ہوئی قوم کو ہر قسم کی برائیوں سے چھڑایا بلکہ نہایت اعلیٰ درجہ کے پاکیزہ خصائل و اخلاق اُن کے اندر پیدا کر دیئے ایک بے نظیر سلطنت کی بنیاد رکھی ایک عالمگیر اخوت قائم کر کے دکھائی اور تمام بنی نوع انسان کو مساوات کے بلند مقام پر کھڑا کر دیا، دوستوں اور دشمنوں کے ساتھ رواداری اور حسن سلوک سے کام لیا۔

تمام انبیا کی معصومیت پر قرآن کی شہادت

آپ نے صرف اپنے آپ ہی کو نہیں تمام انبیاء کو معصوم قرار دیا انبیائے کرام پر آپ کا احسان ہے کہ ان تمام برائیوں سے جو پیغمبروں کی طرف لوگوں نے منسوب کر رکھی تھیں انہیں بری قرار دیا، حضرت سلیمانؑ کے متعلق مشہور ہے "سلیمان بھٹیاری کا بھٹ جھوکے" یعنی حضرت سلیمانؑ سے کوئی ایسی خطا ہو گئی۔ کہ وہ نبوت سے معزول کر دیئے گئے تھے، اور انہیں بھٹیارن کا تنور جلانا پڑا تھا۔ اور کئی قسم کی کفریہ باتیں لوگوں نے ان کی طرف منسوب کر رکھی ہیں، قرآن نے یہ کہکر اُن کی بریت کر دی ما کفر سلیمان سلیمان نے کوئی کفر کی بات نہیں کی، اور اسی طرح موسےٰ کے متعلق فرمایا ولا تکونوا کالذین اذوا موسےٰ فبراہ اللہ مما قالوا۔ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے موسےٰ پر الزام لگایا اور انہیں تکلیف پہنچائی، اللہ تعالےٰ نے انہیں ان باتوں سے بری کر دیا جو اُن کے متعلق کہی جاتی تھیں۔

ایسا ہی یہودیوں نے حضرت مریم پر بہتان لگایا، قرآن کریم نے یہ کہکر ان کی بریت کی کہ وعلےٰ مریم بہتانا عظیما غرض تورات میں انبیاء کو معصوم نہیں کہا گیا، ان کی بدکاریوں کا جابجا ذکر کیا ہے لیکن محمد رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس قدر انبیاء آئے وہ سب پاک و مطہر تھے، بہرحال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمات عالیہ اور ان کے کمالات فاضلہ۔ کسی کی برائی نہ کرنا تو کوئی بڑا کمال نہیں، حضرت عیسےٰ نے شادی نہیں کی، دشمنوں کا مقابلہ نہیں کیا کیونکہ انہیں طاقت حاصل نہ تھی، پھر گھریلو تعلقات میں یا دشمنوں کے بارہ میں ان کا کیا نمونہ ہے۔ قرآن کریم دشمنوں کے متعلق ہدایت کرتا ہے وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتیٰ یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ [illegible] کوئی نمونہ یسوع مسیح کی زندگی میں پایا جاتا ہے؟

اسلامی سلطنت میں غیر مسلموں کی حفاظت

پھر اللہ اور رسول کا حکم ہے کہ جو غیر مسلم ہو اسلامی سلطنت میں بطور رعایا رہتا ہو، اس کی اور اس کے مال، جان کی عزت کی حفاظت کی جائے۔ اور مسلمانوں نے نہایت خطرناک حالات میں اسلامی سلطنت میں رہنے والے غیر مسلموں کی حفاظت کا فرض ادا کیا کیا آج بیسویں صدی کی مہذب سلطنتیں دوسرے لوگوں کو اپنی مملکت میں پوری آزادی اور عزت کی زندگی بسر کرنے نہیں دیتیں، لیکن مسلمان کو حکم ہے کہ غیر مسلموں کے ساتھ خدا اور رسول کا جو معاہدہ ہے اسکو توڑنا نہیں، انکو کہتے ہیں جامع الکمالات،

حضرت مرزا صاحب کی غیرت نبی کریم صلعم کے متعلق

حضرت مرزا صاحب نے کس طرح بشپ لیفرائے کو جواب دیکر اس کے اعتقاد کی غلطی کو واضح کر دیا۔ یہ کتنی بڑی کرامت ہے، کتنا بڑا علم ہے، کس قدر غیرت ہے، یہ محمد رسول اللہ صلعم کا غلام ہے۔ جب دشمن رسول اللہ صلعم کو گالی دیتا ہے تو وہ بے تاب ہو جاتا ہے کہ اس کا جواب لکھا جائے اور وہ اس وقت تک دم نہیں لیتا جب تک دندان شکن جواب نہ دیدے اور اگر اس کی ذات کو کوئی گالی دے، تو اس کی پرواہ بھی نہیں کرتا۔

بہرحال قرآن کریم کی یہ سورت ہماری معرفت کو بڑھاتی ہے اور بتاتی ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کے ساتھ خدا کا بڑا عشق ہے، یہ خدا تعالےٰ کے ساتھ انتہاء درجہ کے قرب اور اتحاد کا پتہ دیتی ہے ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔

اللھم صل علیٰ محمد
وبارک وسلم علیہ

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (مینجر)

آپ کے خطوط

اعتراف خدمات

کرمی جناب ایڈیٹر صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

[illegible] بیماری اور بعض دیگر مصروفیات کے ایسا نہ کر سکا۔ جس کا افسوس ہے۔

احباب سلسلہ کو اخبار کے ذریعہ معلوم ہو چکا ہے کہ جماعت پشاور کے سابق سیکرٹری صاحب محترم محمد الرحمٰن خاں ڈپٹی جیلر تعلیم تبدیل ہو کر سنٹرل جیل ڈیرہ تشریف لے گئے ہیں۔ ان کی اس تبدیلی کی وجہ سے یہاں کی مجلس، اور خدمات سلسلہ کی انجام دہی میں جو خلا پیدا ہو گیا ہے۔ اس کا پُر کرنا مشکل ہے۔ موصوف کئی خوبیوں کے مالک ہیں۔ شکران نعمت کے طور پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند سطور اظہار حقیقت کے طور پر احباب سلسلہ کے علم میں لائی جائیں۔

موصوف سلسلہ کے ایک اچھے خادم ہیں مرنجاں مرنج طبیعت ہے۔ باوجود اپنے فرائض منصبی سے کم فرصت ملنے کے سلسلے کے کام کی کماحقہ بجا آوری میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔ انہوں نے گذشتہ چھ سات سالوں میں جس جانفشانی کے ساتھ اور اخلاص کے ساتھ جماعت پشاور کی خدمت کی ہے اس کی مقامی جماعت گواہ ہے۔ اور وہ اسے قدر کی نگاہوں سے دیکھتی ہے۔ چنانچہ ان کی خدمات کی قدردانی کا یہ ثبوت ہے۔ کہ مقامی جماعت نے ان کی تبدیلی کے موقعہ پر ایک پُرتکلف الوداعی پارٹی ترتیب دی۔ اور ان کو نہایت خلوص دل کے ساتھ الوداع کہی گئی۔

موصوف نے اس عرصہ میں جماعت کی خدمت کئی طریقوں سے کی ہے۔ مگر جو کام ان کا جماعت کی تاریخ میں ممتاز حیثیت رکھے گا۔ وہ یہاں کی نئی مسجد کی تعمیر ہے۔ جماعت کی ابتداء سے یہ خواہش تھی۔ کہ ہماری مسجد خوشنما طور پر تعمیر ہو۔ لیکن یہ سعادت کسی کو نصیب نہ ہوئی۔ ثواب کا یہ کام محض محترم بھائی محمد الرحمٰن خان اور ایک دوسرے ثقہ بزرگ جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب ریٹائرڈ سول سرجن کی قسمت میں لکھا تھا۔ جسے ہم بہت قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔

ہماری دعا ہے۔ کہ وہ جہاں بھی ہوں وہ مع اپنے اہل و عیال و احباب سلسلہ کے سرخرو رہیں۔ آمین۔ والسلام

عبدالباقی۔ از پشاور۔ ۲۸/۶/۵۹

رنگون کے شیخ الجامعہ کی احمدیت پر نکتہ چینی

کتاب "دو نبی" پر ایک سرسری نظر

قسط نمبر ۱۱

مولانا مرتضیٰ خان حسن

احمدی لٹریچر کے متعلق فضلائے اسلام کی رائے

آپ لکھتے ہیں کہ :-

"اپنے لٹریچر کی نشر و اشاعت میں مرزائی زمین و آسمان کے قلابے ملاتے رہتے ہیں"

اگر کسی چیز کی حقیقت کو بیان کرنا زمین و آسمان کے قلابے ملانا ہے تو اس کو آپ کیا کہیں گے کہ آپ کے بڑے بڑے اصحاب بھی ان قلابوں کے ملانے میں ہمارے شریک ہیں' مولانا عبدالماجد دریابادی جیسے بے لاگ اہل قلم ہی مرزائی لٹریچر کے متعلق لکھتے ہیں کہ :-

"عین اس وقت جبکہ ہمارے علمائے کرام فرقہ احمدیہ کو مرتد قرار دینے اور ان کے واجب القتل ہونے کے فتاوے صادر کرنے میں مصروف ہیں' خدا نے اسلام انہی مرتدوں سے اسلام کی وہ خدمت لے رہا ہے جس پر ہم سنی' حنفی' صحیح العقیدہ کلمہ گویانِ اسلام کو رشک کرنا چاہیئے"

یہ الفاظ مولانا عبدالماجد نے حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم کی "تاریخ خلافتِ راشدہ" پر ریویو کرتے ہوئے لکھے ہیں اور اس سے بڑھکر حضرت مولانا کے انگریزی ترجمۃ القرآن اور دوسری کتابوں کے متعلق ان کا اعتراف ہے کہ

"جب میں انگریزیت کے پھیلائے ہوئے زہر الحاد (ریشنلزم اور ایگناسٹزم) میں غرق تھا مرحوم کے انگریزی ترجمہ قرآن نے دستگیری کی وہ اگر محض اتفاق سے ایک عزیز کے پاس دیکھنے کو نہ مل جاتا تو خدا معلوم کتنی اور ذلت تک میں بھٹکتا رہتا اور میری ہی طرح خدا معلوم اور کتنوں کے حق میں وہ نسخ ہدایت ثابت ہوا ہوگا، پھر اردو تفسیر القرآن فضل الباری - خلافت راشدہ، سیرت خیر البشر اور انگریزی ریلیجن آف اسلام - مینول آف حدیث - ان کی تصانیف ایک سے ایک بڑھکر مفید اور معرکۃ الآرا موجود ہیں"

سنا آپ نے ؛ یہ ہے مرزائی لٹریچر کے متعلق آپ کے ہی ایک فاضل انسان کی رائے - ایسا ہی مارما ڈیوک پکتھال جنہوں نے قرآن مجید کا ترجمہ کیا اور سالہا سال حیدرآباد دکن میں حضور نظام کے ملازم رہے وہ لکھتے ہیں کہ تجدید اسلام کا کام جو مولانا محمد علی صاحب نے اس زمانہ میں کیا ہے اس کی نظیر نہیں ملتی"۔ اسی طرح مشرق و مغرب کے بڑے بڑے مفکرین اور مصنفین ہمارے لٹریچر کی تعریف میں رطب اللسان ہیں - ان سب کی آراء کا یہاں درج کرنا طوالت کا موجب ہوگا - ان میں سے بعض کے محض اسمائے گرامی دیئے جاتے ہیں - اعلیٰ حضرت میاں محمد جہانگیر ---- نواب صاحب ناگرول - مولانا غلام رسول مہر - مولانا عبدالمجید صاحب سالک - ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین - کرنل ڈاکٹر حسان سہروردی وائس چانسلر کلکتہ - ڈاکٹر سر رشید الدین خان صاحب پی ایچ ڈی - ملک عبدالقیوم صاحب مرحوم پرنسپل لا کالج - خان بہادر حاجی بدرالدین صاحب رجسٹرار ہائی کورٹ کلکتہ - خواجہ حسن نظامی - مولانا عبدالکریم صاحب بنگالی وغیرہ وغیرہ

کیا تبلیغ اسلام کرنا ایمان پر ڈاکہ ڈالنا ہے؟

پھر آپ نے لکھا ہے کہ "ہم لوگ تبلیغ اسلام کی آڑ میں مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں" یہ بے معنی فقرہ ہے - ہم تبلیغ اسلام تو کرتے ہیں مگر اس کی آڑ میں ہم مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ کیونکر ڈالتے ہیں - تبلیغ اسلام تو ہم کرتے ہیں غیر مسلم اقوام میں اس سے آپ لوگوں کے ایمان پر ڈاکہ کیونکر پڑ گیا ؟ کرم ہمدم صاحب ! ہمارا معاملہ بالکل صاف ہے ، ہمارا کوئی سیاسی مقصد نہیں ہے ، نہ ہم نے کسی اقتدار کے حصول کے لیئے جماعت بندی کی ہے - ہمارا مقصد وحید اشاعت تبلیغ اسلام ہے جس سے مسلمانوں نے صدیوں سے غفلت اختیار کی ہوئی ہے -

تبلیغِ اسلام کی اہمیت

ہمارے امام ھمام نے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولٰئک ھم المفلحون کے حکم کے ماتحت یہ جماعت قائم کی ہے - جو اس کام کو باحسن وجوہ سرانجام دے رہی ہے - کوئی عقلمند مسلمان اس کام کو برا نہیں کہے گا بلکہ اس کی تعریف ہی کرے گا اور بفحوائے تعاونوا علی البر والتقویٰ اس کی امداد کرے گا - اگر ہم لوگ اپنے مسلمان بھائیوں کو اس امر کی ترغیب دیں کہ وہ بھی اس نیک کام میں شریک ہو کر داخل حسنات ہوں تو فرمایئے کیا یہ برا کام ہے دوسروں کو نیکی کی ترغیب دینا تو ہر مسلمان کا فرض ہے اگر تبلیغ اسلام کا کام نیک ہے تو اس میں شمولیت کی دعوت دینی کس طرح برا ہو گیا ؟ اور کس طرح اس کے متعلق تصور کر لیا گیا کہ اس سے ایمانوں پر ڈاکہ پڑ جاتا ہے، کیا اس جماعت میں شریک ہو کر یا دوسرے معنوں میں اشاعت اسلام کا کام کرنے والوں کے ساتھ مل کر انسان ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور وہ گمراہ ہو جاتا ہے نعوذ باللہ من ذالک یہ کیسے ناپاک خیالات ہیں، سنو، قرآن مجید ایسے لوگوں کے متعلق فرماتا ہے اولٰئک ھم المفلحون - خدا تو ان کو مفلحون قرار دیتا ہے تو وہ تو اس جماعت میں داخل ہو کر مفلحون کی جماعت میں داخل ہو جاتے ہیں اور آپ حضرات انکی نسبت فرماتے ہیں کہ ان کے ایمانوں پر ڈاکہ پڑ جاتا ہے ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

راستباز مان کر نبی ماننا ضروری نہیں

پھر کرم ہمدم صاحب نے قادیانیت کا ایک دوسرا زینہ بیان فرمایا ہے - چنانچہ رقمطراز ہیں :-

" مرزائیوں کا دوسرا زینہ یہ ہے کہ مرزا جی کو راستباز - برگزیدہ ، تمام صفاتِ کاملہ کا مالک اور مکمل انسان تسلیم کیا جائے (دیکھو مقدمہ تفسیر القرآن خواجہ کمال الدین لاہوری) ظاہر ہے کہ جب ایک شخص مرزا کو صداقت کا پتلا تسلیم کرے گا تو پھر اسے نبی اور رسول ماننے میں کوئی عذر باقی نہیں رہ جاتا ...... یہی وہ دھوکے کی ٹٹی ہے اور باب مرزائیت ہے جسے لاہوری مرزائی جماعت کے افراد کھلم کھلا مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں" (صفحہ ۲۵)

یہ کس قدر لچر اور بے ہودہ بات ہے جو ہمدم صاحب نے فرمائی ہے - ذرا غور فرمایئے ارشاد ہوتا ہے کہ جو شخص مرزا صاحب کو سچا مانتا ہے اور آپ کو برگزیدہ خدا یقین کرتا ہے اسے آپ کو نبی اور رسول ماننے میں بھی کوئی عذر باقی نہیں رہتا - کیوں جناب ! یہ کہاں کا قاعدہ ہے ؟ اور اس کا کیا ثبوت ہے ؟ لاہور کی جماعت، حضرت مرزا صاحب کو صادق یقین کرتی ہے آپ کو خدا کا مقرب اور برگزیدہ مانتی ہے لیکن آپ کو نبی نہیں مانتی، پھر جناب ہمدم صاحب کا قول کیونکر صحیح قرار دیا جا سکتا ہے کہ جو مرزا صاحب کو صادق مانتا ہے اسے آپ کو نبی اور رسول ماننے میں بھی کوئی عذر باقی نہیں رہ جاتا ذرا ان لوگوں کی فہرست تو بتا دیجئے جو پہلے حضرت مرزا صاحب کو صادق مان کر لاہور کی جماعت میں شامل ہوئے اور پھر انہیں حضور کو نبی اور رسول ماننے میں کوئی عذر باقی نہ رہا ؟

دھوکے کی ٹٹی کون؟

ہمدم صاحب مکرم! بلا ثبوت باتیں کہتے چلے جانا آپ کا کام ہی ہے۔ فرمائیے حضرت! وہ کونسی دھوکے کی ٹٹی ہے اور کونسا باب میرزائیت ہے جسے لاہوری جماعت کھلا دکھا کر مسلمانوں کو دھوکہ دے رہی ہے یہ آپ کا محض افترا ہے واللہ علیٰ ما نقول شہید۔ ہم کسی کو دھوکہ نہیں دیتے بلکہ ببانگِ دہل کہتے ہیں کہ ہمارے نبی اور رسول حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں ولا غیر۔ وہ خاتم الانبیاء ہیں یعنے خدا کے آخری نبی ہیں۔ اب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ نہ نیا نہ پرانا۔ البتہ آپ لوگوں کے عقائد سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ لوگ ختم نبوت کے منکر ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کے تو نہیں البتہ ایک پرانے نبی کے آنے کے قائل ہیں۔ دھوکہ تو لوگوں کو آپ دے رہے ہیں کہ ایک طرف تو آپ یہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، اور دوسری طرف حضور صلعم کے بعد آپ ایک اسرائیلی نبی کے آنے کے قائل ہیں، ختم نبوت کے بعد نبوت کا دروازہ تو آپ لوگوں نے خود کھول رکھا ہے اور الزام ہم پر؟

انکارِ حدیث کا بے بنیاد الزام

قادیانیت کے فرضی "دو زینے" بیان کرنے کے بعد ہمدم صاحب نے پھر اس افتراء کا اعادہ کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب احادیث کا انکار کرتے تھے۔ اور پھر توہین صحابہ کا الزام لگایا ہے۔ اور حوالہ کوئی نہیں دیا۔ کیوں صاحب! جب آپ ایک شخص پر کوئی الزام لگاتے ہیں تو اس کا حوالہ کیوں نہیں دیتے۔ یوں ہی لوگوں کو آپ کیوں بہکاتے ہیں۔ بتائیے کہاں اور کس جگہ حضرت مرزا صاحب نے احادیث کا انکار کیا ہے۔ وہ کتاب بتائیے اور اس تحریر کو پیش کیجئے جس میں حضرت مرزا صاحب نے احادیث سے انکار کیا ہو؛ پھر اس تحریر کا پتہ دیجئے جس میں آپ لوگوں کے نزدیک حضرت نے صحابہ کی توہین کی ہو، لیکن خوب یاد رکھئے ایسی کوئی کتاب یا تحریر آپ پیش نہیں کرسکیں گے۔ جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں، حضرت مرزا صاحب احادیث کا انکار کیونکر کرسکتے تھے، جبکہ آپ کا دعوےٰ مجدد اور مسیح موعود ہونے کا احادیث پر ہی مبنی ہے۔ پھر آپ کی آمد کے نشانات احادیث میں ہی زیادہ تر پائے جاتے ہیں۔ آپ ذرا خود سوچیں جس شخص کے دعوے کی بنیاد ہی احادیث پر ہو وہ ان کا انکار کیونکر کر سکتا ہے؟

توہین صحابہ کا الزام

پھر آپ نے یہ افترا پردازی کی ہے کہ حضرت نے صحابہ رض کی توہین کی ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ یہ آپ کو کس نے بتایا، اور آپ نے کس طرح کہدیا۔ حضرت مرزا صاحب تو صحابہ کے عاشق زار تھے۔ آپ نے اور آپ کی جماعت نے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین کی تعریف اور تائید میں کتابیں لکھی ہیں۔ کیا آپ کو حضرت مرزا صاحب کی کتاب سر الخلافہ کا علم نہیں۔ یہ ساری کتاب جو فصیح و بلیغ عربی میں ہے صحابہ رض کی مدح اور ان کی تائید و تصدیق میں ہے۔ اسی طرح سلسلہ کے علماء نے تائید و تصدیق صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں نادر کتب تصنیف کی ہیں۔ حضرت مولانا عبدالکریم مرحوم کی کتاب خلافت راشدہ اور حضرت مولانا محمد علی صاحب علیہ الرحمۃ کی کتاب تاریخ خلافت راشدہ ہی ذرا اٹھا کر دیکھ لیں جن کے متعلق آپ کے علماء نے بھی بڑی اعلیٰ رائے ظاہر کی ہے۔ اس قدر شواہد کے بعد آپ کا توہین صحابہ رض کا الزام کس قدر ناپاک اور گندہ افتراء ہے۔

کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

پھر صحابہ کی توہین کے عنوان کے تحت ..... ہی ہمدم صاحب لکھتے ہیں:۔

"....... اور یہاں ایک مرزا جی کی تنہا شخصیت ہے جو ہر دنیاوی اور دینی امتحان میں ناکام نامراد نکلے۔ اگر مرزا جی کامیاب ہوتے تو صرف اپنی خود ساختہ نبوت کے امتحان میں کیونکہ یہاں تو ان کے لئے کوئی نصاب ہی مقرر نہ تھا۔ اور اگر نصاب ہوتا بھی تو کیونکر جبکہ لا نبی بعدی ارشاد فرما کر حضور نے کاذب اور مفتری مدعیانِ نبوت کی امیدوں پر پانی پھیر دیا ہو۔"

(صفحہ ۲۶، ۲۰)

؎ کہہ رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

معنی شعر در بطنِ شاعر تحریر بالا کا صحیح مطلب تو ہمدم صاحب ہی سمجھتے ہوں گے، جو کچھ ہم نے سمجھا ہے وہ تو بہت ہی عجیب و غریب ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"اگر مرزا جی کامیاب نکلے تو صرف اپنے خود ساختہ نبوت کے امتحان میں....."

پھر آگے فرماتے ہیں:۔

"لا نبی بعدی فرما کر حضورؐ نے کاذب اور مفتری مدعیانِ نبوت کی امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے"

فرمائیے ہمارے فاضل دوست ہمدم صاحب! جس صورت میں حضور صلعم نے لا نبی بعدی فرما کر جھوٹے مدعیانِ نبوت کی امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے تو پھر آپ مرزا صاحب کے متعلق کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ آپ اپنے دعوے نبوت میں کامیاب نکلے۔ اگر مرزا صاحب اپنے دعوے میں کامیاب نکلے تو پھر ان کی امیدیں برآئیں اور ان کی مرادیں ان کو مل گئیں۔ اور آپ لکھتے ہیں کہ حضور نے ایسے جھوٹے مدعیوں کی امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ کیا جس شخص کی امیدوں پر پانی پھر جائے اسکو کبھی کامیاب کہا جا سکتا ہے؟ مگر آپ ہیں کہ ایسے شخص کو کامیاب بتا رہے ہیں یہ تو حضرت نبی کریم صلعم کے قول کی تکذیب ہے کہ حضورؐ تو فرمائیں کہ جھوٹے مدعی کامیاب نہیں ہوں گے اور ان کی امیدوں پر پانی پھر جائے گا۔ اور آپ ایسے مدعیوں کو کامیاب و کامران ظاہر کر رہے ہیں۔ یہ ہے جناب ہمدم صاحب! حق کی مخالفت کا نتیجہ۔ آپ کیسی بہکی بہکی باتیں کہہ رہے ہیں۔ آپ لوگ تو حضرت حجۃ اللہ علی الارض کو مخبوط الحواس بتاتے ہیں حالانکہ آپ کی اپنی عقل ہی ماری ہوئی ہے۔

ضمیر کی آواز

مگر کچھ ہی ہو اس بوکھلاہٹ میں آپ کی زبان سے ایسے الفاظ نکل رہے ہیں جنہیں آپ کی ضمیر کی آواز کہنا چاہیئے۔ حضرت مرزا صاحب نبی ہوں یا نہ ہوں اس سے غرض نہیں جو کچھ آپ کی ضمیر نے اندر سے فتویٰ دیا ہے اور وہ آپ کی زبان اور قلم پر آگیا ہے وہ یہ ہے کہ:۔

مرزا صاحب ایک کامیاب انسان ہیں ورنہ بتائیے کہ اس فقرہ کے کیا معنے ہیں کہ "اگر مرزا جی کامیاب ہوئے تو خود ساختہ نبوت کے امتحان میں"۔

"خود ساختہ نبوت" والی بات تو غلط اصل چیز تو کامیابی ہے جس کی آپ نے گواہی دی اور آپ کی ضمیر نے آپ کو مجبور کیا یہ آپ کے دل کی آواز ہے۔ اور حق بات بھی یہی ہے۔ حضرت حجۃ اللہ علی الارض اس زمانہ میں خدا کے بہت بڑے مؤید انسان ہیں۔ یوماً فیوماً آپ کا مشن دنیا میں ترقی کر رہا ہے۔

احمدیت کی روشنی تمام دنیا میں

آپ تو ہمدم صاحب! رنگون میں بیٹھے مگس رانی کر رہے ہیں۔ احمدیت تو سکنڈے نیویا کی برفانی چوٹیوں تک جا پہنچی۔ آپ اگر برما سے احمدیت کو مٹانے میں کامیاب بھی ہو جائیں تو اس سے کیا ہو جائے گا۔ احمدیت کا پرچم تو ساری دنیا پر لہرا رہا ہے، آپ کہاں کہاں پہنچیں گے؟ اور کس کس جگہ سے احمدیت کو مٹانے کے لئے ہاتھ پاؤں ماریں گے۔ آپ کو میری برادرانہ نصیحت ہے کہ احمدیت کو مٹانے اور حضرت مرزا صاحب کو بدنام کرنے کی سعی لاحاصل چھوڑ دیں۔ کیوں آپ اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔ یہ سورج اب چمکتا ہی رہے گا اور روز بروز زیادہ چمکے گا۔

بدظنی کو چھوڑ کر غور اور انصاف سے کام لیں

اگر آپ کو اس سورج کی روشنی نظر نہیں آتی تو اس کا علاج یہ ہے کہ آپ حضور قلب سے استغفار پڑھیں اور دعائیں کریں: تاکہ اللہ تعالےٰ آپ پر حق کھول دے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ خدا کے فضل سے مایوس نہ ہوں۔ ذرا تحقیق سے کام لیں، حضرت مرزا صاحب اور آپ کے سلسلہ کی کتابیں پڑھیں، اور ان پر غور کریں، اور انصاف سے

(باقی بر صفحہ ۱۰)

جہیز ← ایک غیر اسلامی رسم

مولانا محمد جعفر شاہ پھلواری

اسلام نے عورتوں کو جتنے حقوق دیئے ہیں ان سے زیادہ حقوق آج تک کسی مذہب، کسی قوم اور کسی مملکت نے اس ترقی یافتہ دور میں بھی نہیں دیئے۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ عملی زندگی میں مسلمان قوم نے ان حقوق کا بڑا حصہ سلب کر دیا ہے اور دوسری طرف جن قوموں کے مذاہب نے عورتوں کو برائے نام حقوق دیئے تھے، ان قوموں نے عورتوں کو عملاً بہت کچھ حقوق دے دیئے ہیں، تارک مذہب مسلمان بھی ہیں اور غیر مسلم بھی، لیکن اسی ترک مذہب سے مسلمان نیچے آگرے اور غیر مسلم آسمان عروج پر پہنچ گئے ؎

ایک لگن کے دو ہیں اثر اور دونوں حسب مراتب ہیں
لو جو لگائے شمع کھڑی ہے، رقص میں ہے پروانہ بھی

ترک مذہب کے یہ دونوں اثرات ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں، ادھر ترک اسلام کے نتیجے میں رسوم کفر کی پیروی ہو رہی ہے اور ادھر ترکِ کفر کے ساتھ ساتھ اسلامی اصول کو اپنایا جا رہا ہے۔ ؎

یُں ہُوا کافر تو وہ کافر مسلماں ہو گیا

اس مثال میں ہندو دھرم اور اسلامی دین کی صرف ایک بات کو پیش کرنا کافی ہے ہندو دھرم میں دختر کے لئے وراثت میں حصہ نہیں اس لئے وہ اس کی تلافی یوں کر لیتے ہیں کہ جب بیٹی کی شادی کرتے ہیں تو جتنا کچھ اسے دے سکتے ہیں جہیز کے نام سے دے دیتے ہیں مسلمان بھی یہی کچھ ان کی دیکھا دیکھی کرنے لگے۔ بہت سے خاندانوں میں بیٹی کو ترکہ نہیں ملتا۔ سارے مسلمان ایسا نہیں کرتے۔ لیکن دوسرے حصے پر سب عمل کرتے ہیں یعنی بیاہتے ہوئے اسے جہیز دینا اتنا ضروری سمجھتے ہیں کہ گویا اس کے بغیر شادی ہی مکمل نہیں ہوتی۔

ذرا یہ ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ ہندو اپنے دھرمی اصول کو ترک کر رہے ہیں اور اس ترک کے خلا کو اسلامی اصولوں سے پُر کر رہے ہیں یعنی اب دختر کو ترکہ دلوا رہے ہیں اور جہیز کے لئے قانوناً ایک حد مقرر کر دی گئی ہے اور اس کے بالمقابل مسلمانوں نے یہ کیا کہ ہندو اصول اپنائے ہوئے ہیں۔ جہاں قانون مجبور کرے وہاں ترکہ تو دے دیتے ہیں لیکن جہیز کو ایسی لازمی شرط ازدواج قرار دے رکھا ہے کہ اس کی فکر میں مرتے رہتے ہیں اور اس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ اہل جاہلیت کی طرح بیٹی کی ولادت کو اپنے لئے ایک بڑی مصیبت تصور کرتے ہیں۔

یہاں تک تو خیر کچھ غنیمت تھا اس لئے کہ مسلمانوں کو جب بھی یہ احساس ہو گا کہ جہیز محض ہندوؤں کی ایک رسم ہے تو وہ اسے ترک کرنے آمادہ ہو جائیں گے۔ لیکن غضب تو یہ ہوا کہ انہوں نے اسے سنت رسول بھی قرار دے دیا ہے ظاہر ہے کہ سنت رسول کے بغیر دین مکمل نہ ہو تو ازدواج بھی بغیر جہیز کے مکمل نہیں ہو سکتا۔ پھر سب سے زیادہ دلچسپ استدلال جہیز کے سنت ہونے پر یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ زہرا رضہ کو جہیز دیا تھا جس میں بان کی چارپائی، چکی مٹی کے گھڑے، ہاتھی دانت کے کنگن، چاندی کا ہار، مشکیزے اور اذخر سے بھری ہوئی توشک تھی۔ گویا مقدمات کی ترتیب یوں ہوئی کہ حضورؐ نے حضرت فاطمہ رضہ کو فلاں فلاں چیزیں جہیز میں دیں لہذا جہیز دینا سنت ٹھہرا، اور سنت کے بغیر دین مکمل نہیں ہو سکتا لہذا جہیز کے بغیر ازدواج مکمل نہیں ہو گا۔ آپ نے ملاحظہ فرما لیا نا کہ ایک غیر اسلامی اور خالص ہندوانہ رسم کس طرح رواج پا گئی۔

مہر کی تصریح

اب ذرا ہماری معروضات کو بھی بغور سن لیجئے۔ آپ کے سامنے خدا کی کتاب کھلی ہے، احادیث کے دفتر موجود ہیں۔ ہر مذہب کی کتب فقہ رکھی ہوئی ہیں، آپ کو ہر ایک جگہ زر مہر کی تصریح ملے گی۔ قرآن نے اسے فریضہ، صدقات اور اجر کہا ہے۔ حدیث میں اسے صداق اور مہر بھی کہا گیا ہے کتب فقہ میں اس کے مستقل ابواب موجود ہیں اور ہر جگہ اسے ایک واجب الادا فرض بتایا گیا ہے۔ حتیٰ کہ مسند احمد کی روایت ہے کہ:۔

"جو شخص ایک عورت سے کسی مہر پر نکاح کرے، اور نیت یہ ہو کہ وہ اسے ادا نہیں کرے گا تو اس کا شمار زانیوں میں ہے"

اور قرآن میں تو بار بار اس کی تاکید آئی ہے کہ عورتوں کو ان کا مہر خوش دلی کے ساتھ ادا کر دو۔ سب کا ذکر یہاں مقصود نہیں، عرض یہ کرنا ہے کہ مہر کے سارے احکام قرآن میں حدیثوں میں اور فقہ میں وضاحت کے ساتھ موجود ہیں لیکن جو چیز آپ کو کہیں بھی نہیں ملے گی وہ ہے جہیز کا ذکر ......

قرآن اس کے ذکر سے قطعاً خالی ہے، احادیث میں اس کا کہیں ذکر نہیں، حتیٰ کہ فقہ میں کہیں کوئی باب الجہیز موجود نہیں اب خود ہی اس سوال کو حل کیجئے کہ یہ جہیز سنت کیسے بن گیا؟

پھر اس پر بھی غور فرمائیے کہ حضورؐ کی اور بھی بعض صاحبزادیاں تھیں زینب رضہ رقیہ رضہ ام کلثوم رضہ، لیکن کیا آپ نے کبھی یہ بھی سنا کہ حضورؐ نے زینب رضہ رقیہ رضہ و ام کلثوم رضہ کو جہیز دیا جس میں فلاں فلاں چیزیں تھیں۔ اسے بھی جانے دیجئے حضورؐ کے شرف زوجیت میں کتنی امہات مومنین رضہ آئیں لیکن آپ نے کہیں یہ بھی پڑھا ہے کہ عائشہ رضہ کے جہیز میں یہ چیزیں تھیں؟ یا حفصہ رضہ و سودہ رضہ یا دوسری ازواج النبی رضہ فلاں فلاں چیزیں اپنے ساتھ جہیز میں لائی تھیں؟ چلئے جانے دیجئے۔ دوسرے بے شمار صحابہ رضہ نے بھی شادیاں فرمائیں، لیکن کتنوں کے متعلق آپ نے کبھی یہ ذکر پڑھا ہے کہ ان کی ازواج سنت رسولؐ کے مطابق اپنے ساتھ جہیز لائی تھیں؟ پھر ذرا عقل پر زور دے کر سوچئے کہ آخر سنت رسولؐ کی کونسی قسم ہے جو ازدواج فاطمہ رضہ کے سوا اور کہیں بھی نظر نہیں آتی؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ حقیقت کچھ اور ہو اور ہم نے فرض کر لیا ہو کچھ اور؟ ہاں یقیناً یہی بات ہے آیئے ذرا اس پر غور کریں۔

حقیقت احوال

اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ حضورؐ نے وہ چیزیں (جن کا اوپر ذکر ہوا) جناب فاطمہ رضہ کو دیں لیکن کیا یہ وہی چیز تھی جسے ہم عرف عام میں جہیز کہتے ہیں؟ یقیناً نہیں، جہیز کی اصطلاح سے اسے دور کا بھی واسطہ نہیں پھر یہ کیا تھا؟ اسی مسئلے پر اس وقت غور کرنا ہے۔ ذرا توجہ سے کام لیکر حقیقت حال پر غور فرمایئے۔

حضورؐ جناب فاطمہ رضہ اور حضرت علی رضہ دونوں کے کفیل و سرپرست تھے، اس لئے دونوں کے ازدواج کا اہتمام حضورؐ ہی کو کرنا تھا۔ جناب علی رضہ کا کوئی الگ گھر نہ تھا۔ حضورؐ کو ایک الگ گھر بسانا تھا اس لئے اس کا انتظام بھی حضورؐ ہی فرما رہے تھے۔ خانہ داری کے انتظام کے لئے جو کچھ مختصر سا اہتمام حضورؐ نے مناسب سمجھا کر دیا، یہ ہونے کو چارپائی اور اذخر گھاس بھری توشک اور تکیہ، مشکیزے گھڑے چکی، رہا چاندی کا ہار تو وہ یوں بھی حضرت فاطمہ رضہ ہی کا تھا، آپ کو سیدہ خدیجہ رضہ کے ترکے میں ملا تھا۔ یہ سارا انتظام حضورؐ کو اس لئے کرنا پڑا کہ آپ کو ایک الگ گھر بسانا تھا اگر حضرت علی رضہ کا پہلے سے کوئی الگ گھر ہوتا تو حضورؐ اتنا کچھ بھی نہ کرتے، حضرت ابوالعاص رضہ کا گھر پہلے سے موجود تھا اس لئے سیدہ زینبؓ کو بیاہنے کے لئے حضورؐ نے ایسا کوئی انتظام نہ کیا سیدنا عثمان رضہ کا الگ گھر بھی پہلے سے موجود تھا۔ اس لئے سیدہ رقیہ رضہ اور سیدہ ام کلثوم رضہ کو بیاہنے میں حضورؐ کو ایسے کسی اہتمام کی ضرورت نہ پڑی اسی طرح حضورؐ کی زوجیت میں جو امہات مومنین رضہ آئیں ان کے والدین کو بھی ایسے کسی انتظام کی حاجت نہ تھی۔ لیکن سیدنا علی رضہ کی حیثیت ان سب سے مختلف تھی۔ اب تک وہ حضورؐ کے ساتھ ہی رہتے تھے اور جب ازدواج فاطمہ رضہ ہوا تو سارا اہتمام از سر نو کرنا پڑا سیدنا علی رضہ کے پاس کوئی الگ گھر نہ تھا ایک انصاری حارثہ بن نعمان رضہ نے اپنا ایک گھر حضورؐ کی خدمت میں اسی مقصد کے لئے بخوشی پیش کر دیا جس میں یہ جوڑا منتقل ہو گیا اور خانہ داری کے فقیرانہ اسباب وہاں بھیج دیئے گئے۔ یہ جہیز نہ تھا صرف ایک نیا انتظام خانہ داری تھا۔

اس کے جہیز نہ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ سیدہ خدیجہ رضہ کے متروکات کے سوا دوسری چیزیں حضورؐ نے کہاں سے مہیا فرمائی تھیں؟ یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ حضورؐ نے حضرت علی رضہ سے کچھ مہر پہلے لیا تھا۔ یہ ایک حطمیہ زرہ تھی جو حضرت علی رضہ نے حضرت عثمان رضہ کے ہاتھ چار سو روپے کی رقم (یا تقریباً چار سو درہم) میں فروخت کی تھی۔ یہی مہر کی رقم حضرت علی رضہ حضورؐ کی خدمت میں لے کر آئے اور اسی رقم سے

خانہ داری کا سارا سامان اور کچھ خوشبو وغیرہ منگوائی تھی، ذرا سوچیئے کیا جہیز کی یہی صورت ہوتی ہے ؟ اگر لوگ فی الواقع جہیز کو سنت سمجھتے ہیں تو انہیں چاہیئے کہ اسے زر مہر ہی سے مہیا بھی کریں۔

غلط فہمی کی ابتدا

اب آیئے اس پر بھی ذرا غور کریں کہ جہیز کی یہ غلط فہمی کیسے پیدا ہوئی ؟ بات یوں چلی کہ بیہقی وغیرہ کی روایت میں ہے جهز رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فاطمۃ فی خمیل ...... الخ

حضور نے حضرت فاطمہ رض کے لئے فلاں فلاں چیزیں مہیا فرمائیں، یہاں جَهَّزَ کے معنی کسی دور میں جہیز دینا کر لئے گئے اور یہ غلطی چل پڑی رفتہ رفتہ اس پر اس غلط فہمی کے دبیز پردے پڑتے گئے - یہاں تک کہ آخر کار لوگوں نے جہیز کو سنت رسول بنا چھوڑا۔

جَهَّزَ تَجْهِيزاً کے معنی ہیں سامان تیار کرنا مہیا کرنا خواہ وہ کسی مسافر کے لئے ہو، یا کسی دلہن کے لئے یا کسی میت کے لئے سورۂ یوسف میں ہے :۔

فلما جَهَّزَهُم بجهازهم ...... جب یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کا سامان تیار کر دیا ......

یہاں کون یہ ترجمہ کر سکتا ہے کہ جب یوسف نے اپنے بھائیوں کو جہیز دیا ؛ ہم جب میت کی "تجہیز" کا لفظ بولتے ہیں تو اس سے جہیز کون مراد لیتا ہے ؟

یہی شکل دلہن کی ہوتی ہے۔ کوئی والدین اپنی بیٹی کی شادی کے بعد گھر سے اس طرح رخصت نہیں کرتا کہ اس کے کپڑے بھی اتروا لے، پدری اور مادری محبت کچھ نہ کچھ ساتھ کرنے پر مجبور کر دیتی ہے اور یہ سلسلہ صرف رخصتی کے وقت تک ہی محدود نہیں رہتا، والدین ساری عمر اپنی استطاعت و توفیق کے مطابق اسے دیتے رہتے ہیں، لیکن یہ معروف جہیز نہیں ہوتا، وہ عرصہ دراز تک کسی مجبوری کی وجہ سے اس کی شادی نہ کر سکیں جب بھی اسے کچھ نہ کچھ دیتے ہی رہتے ہیں لیکن اسے جہیز تو نہیں کہتے۔

تمثیلات

ہندوستان میں صوبہ بہار کے مسلمانوں میں اب تک یہ ہندوانہ رسم باقی ہے جسے تلک کہتے ہیں تلک کا مفہوم یہ ہے کہ گویا لڑکی کی تجارت ہوتی ہے۔ لڑکا لڑکی والوں سے یہ کہتا ہے کہ تم جہیز میں فلاں فلاں چیزیں دو یا اتنی رقم دو تو میں تمہاری لڑکی سے شادی کروں گا اور بے چارے مسلمان اس خیال سے کہ کب تک لڑکی کو بٹھائے رہیں گے اس کی شرطیں منظور کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ خطبہ نکاح میں تو ہر جگہ یہی پڑھا جاتا ہے کہ النکاح سنتی ومن رغب عن سنتی فلیس منی (نکاح میری سنت ہے اور جو میری سنت سے روگردانی کرے وہ میری جماعت میں نہیں۔ لیکن اتباع سنت کا یہ انداز بھی قابل داد ہے کہ ساتھ ہی ساتھ "تلک" کی شرط کو بھی منظور کر بیٹھتے ہیں اور جہیز کی "مفروضہ سنت" کو بھی لازمۂ ازدواج تصور کرتے ہیں، یہ عام قاعدہ ہے کہ جب فروع پر زور دیا جائے تو اصول کی طرف سے بے توجہی ہو جاتی ہے۔

جب غیر ضروری شئے کو لازمی تصور کر لیا جائے تو ضروری چیز کی گرفت ڈھیلی ہو جاتی ہے یہاں بھی یہی ہوا ایک غیر ضروری چیز جہیز کو لازمہ ازدواج یقین کر لیا تو مہر جیسی ضروری شئے محض ایک بے جان بے اثر اور نا قابل توجہ رسم بن کر رہ گئی - جہاں جہاں جہیز پر زور دیا جاتا ہے وہاں آپ دیکھ لیں کہ مہر کی کیا گت بنتی ہے۔ صوبہ بہار میں عام طور پر کم از کم چالیس ہزار روپیہ مع دو دینار سرخ دین مہر رکھا جاتا - خواہ دولہا چالیس روپے کی بھی سکت نہ رکھتا ہو۔ ایسے مواقع پر دولہا دلہن نکاح خوان گواہ حاضرین، سسرال والے اور میکے والے سب جانتے ہیں کہ یہ زر مہر ساری عمر کبھی بھی ادا نہیں ہو گا لیکن نکاح خواں پوچھتا ہے کہ ..."قبول کیا" دولہا جواب دیتا ہے ......

"جی قبول کیا" حالانکہ دونوں ایک دوسرے کے کذب کو سمجھ رہے ہوتے ہیں۔

سابق صوبہ پنجاب میں اس نے ایک دوسری شکل اختیار کر لی یعنی مہر صرف بتیس روپے قرار پائے اور اس کا نام "مہر شرعی" رکھ دیا گیا یعنی اگر اس سے کم یا زیادہ ہوا تو غیر شرعی مہر ہو گا حالانکہ مہر کا معاملہ صرف اس قدر ہے کہ شوہر آسانی سے ادا کر سکے اور بیوی کی حیثیت (STATUS) سے گراموانہ ہو، یہ ایک روپے سے لیکر ایک کروڑ روپے تک بھی ہو سکتا ہے۔ یہ سب نتائج ہیں جہیز کی ہندوانہ رسم کو ضروری سنت قرار دینے کے۔ جب جہیز ضروری ٹھہرا تو مہر خود بخود غیر ضروری یا غیر متوازن ہو گیا۔ جہیز کو لازمۂ ازدواج سمجھنے سے مسلمان قوم کے معاشی توازن میں جو بگاڑ پیدا ہوا وہ الگ ہے۔ ہم نے کتنے گھرانے اسی چکر میں مٹتے اور تباہ ہوتے دیکھا ہے۔ وہ محض جہیز کی غیر ضروری رسم پوری کرنے کے لئے سودی قرضہ لیتے ہیں۔ اپنی جائیدادیں رہن رکھ دیتے ہیں جو کبھی واگذار نہیں ہوتیں۔ادھر مہر کی بڑی رقمیں ادا نہیں ہوتیں اور ادھر جائیداد پر لیا ہوا قرضہ کبھی ادا نہیں ہوتا اور شادی بیاہ کا فرض قرض کے چکر میں پھنس کر رہ جاتا ہے ٭

اخبارِ احمدیہ

(بسلسلہ صفحہ ۳)

ہزار مرد اور عورتیں موجود تھیں، جن میں سے بعض رو رہے تھے اور پھر آنے کا تقاضا کر رہے تھے۔

مجاہد برما

محترم ڈاکٹر این اے خاں صاحب اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں کہ :۔

"میری آنکھوں کی بصارت اتنی کم ہو گئی ہے کہ پیغام صلح ایک اردو دان سے پڑھواتا ہوں اور انگریزی خطوط ایک ٹائپسٹ سے ٹائپ کراتا ہوں"۔

مجاہد بغداد۔ محترم سید تصدق حسین صاحب قادری بغداد سے اطلاع دیتے ہیں کہ :۔

" خاکسار پچھلے دنوں بہت ہی بیمار رہا، اب خدا کے فضل سے قدرے افاقہ ہے، دعاؤں میں یاد رکھیں"۔

امید ہے قارئین پیغام صلح ان ہر دو بزرگوں کی صحت اور درازیٔ عمر کے لئے دعا فرمائیں گے ٭

نیوانگٹن چرچ میں قرآن کی تعلیم

(بسلسلہ صفحہ ۴)

اسی پر اپنی تقریر ختم کر دی۔

میٹنگ کے بعد چائے ہوئی۔ اس موقعہ پر کوئی فارمیلیٹی نہ تھی۔ منسٹر صاحب سے گفتگو ہوئی - انہوں نے جب شوق کا اظہار کیا تو میں نے انہیں ووکنگ آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ وہ ہمارے ہاں اپنی بہن سسٹرز کے ساتھ ایک اتوار آئے - اور ہمارے اتوار کے اجتماع کو دیکھا۔ نماز ہوتے دیکھی لیکچر سنا - واپس پہنچکر انہوں نے شکریہ کا خط لکھا - اور کہا کہ وہ ہماری مہمان نوازی سے بہت متاثر ہوئے ٭

کتاب "دو نبی" پر سرسری نظر

(بسلسلہ صفحہ ۵)

کام لیں۔ آپ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ بڑی سے بڑی بات حضرت مرزا صاحب کے ذمے تھوپ دی جائے تاکہ لوگ آپ سے بدظن ہو جائیں۔ لیکن یہ طریق صحیح نہیں دشمن کے متعلق بھی حکم ہے کہ اس کے بارہ میں انصاف سے کام لینا چاہیئے اور کوئی ناحق بات اس کے ذمہ نہ لگانی چاہیئے ٭ (باقی باقی)

ایک جانگداز سانحۂ ارتحال

اخبار کی کاپی پریس میں جانیوالی تھی کہ محترم کرنل بشیر حسین صاحب کے بھانجے سید امتیاز حسین صاحب کی جو ایک مدت سے بیمار چلے آ رہے تھے کوہمری پر وفات پانے کی خبر آئی انا للّٰہ و انا الیہ راجعون، مرحوم ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی صاحبزادی صفیہ بیگم صاحبہ کا اکلوتا جوان لڑکا تھا۔ اس کی وفات نہ صرف محترمہ ممدوحہ بلکہ تمام خاندان کے لئے موجب ہوہان روح ہے مرحوم کی لاش لاہور لائی جا چکی ہے اور اس وقت جبکہ یہ سطور لکھی جا رہی ہیں، ان کا جنازہ مسلم ٹاؤن سے اٹھنے والا ہے ہم اس جانگداز حادثہ پر مرحوم کی والدہ محترمہ سے بالخصوص اور تمام افراد خاندان سے بالعموم اظہار تعزیت کرتے ہیں، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت نصیب کرے احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی [illegible]

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا۔ گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

تبلیغی خط و کتابت

اس عنوان کے نیچے وہ خطوط درج ہوتے ہیں جو انجمن کی تبلیغی ڈاک کے جواب میں موصول ہوتے ہیں۔

برٹش گائنا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے خط مؤرخہ ۱۹ ارمئی ۱۹۵۹ء موصول ہوا بہت بہت شکریہ۔

یہ خبر پڑھ کر کہ مسٹر ایس۔ ایم طفیل ایم۔ اے آج کل رخصتیں گزار رہے ہیں بڑی خوشی حاصل ہوئی۔

تا دم تحریر مولانا عبدالحق ودیارتھی صاحب ہمارے ملک برٹش گائنا نہیں پہنچے۔

مجھے مفصلہ ذیل کتب بذریعہ رجسٹرڈ پوسٹ مل گئی ہیں۔

(۱) قرآن شریف انگریزی

(۲) محمدؐ دی پرافٹ

(۳) فتح اسلام۔ انگریزی

میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔ والسلام

ترجمہ خط از مولوی منور خاں برٹش گائنا

نیو جرسی (امریکہ)

جان کہ جے۔ ٹاؤن سینٹر۔ نیویارک۔ نیو جرسی۔ امریکہ

السلام علیکم۔

مجھے آپ کا ارسال کردہ اسلامک لٹریچر مل گیا جس میں ایک کاپی اسلامک ریویو۔ ایک کاپی اخبار لائٹ اور ایک کاپی براہین احمدیہ کے علاوہ اور بھی بہت سی قیمتی کتابیں شامل تھیں، آپ کی اس خدمت کے لئے میں آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اگر آپ اور بہت سی کاپیاں کال آف اسلام کی روانہ کر سکیں تو بہت ہی مشکور ہوں گا۔

اگر خدا کو منظور ہوا تو میں عنقریب یہاں ایک اسلامک سوسائٹی قائم کروں گا جو قرآن پاک اور اسلام سے تعلق رکھنے والے دیگر مضامین کے مطالعہ کے لئے مخصوص ہو گی۔

اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہم اسلام کی سچی تعلیم حاصل کرنے کے خواہاں ہیں جو حضرت رسول کریمؐ اور دیگر مشرق کے بڑے بڑے علماء نے ہمارے لئے چھوڑی ہے۔

میں آپ کے قیمتی مشورے کا خوشی سے خیر مقدم کروں گا اور اگر آپ مزید کوئی لٹریچر ارسال کر سکیں تو مشکور ہونگا۔

(انہیں خط اور لٹریچر بھیجا گیا۔ غلام قادر)

تھائی لینڈ

ترجمہ خط از سی۔ وونگ دھوتگم سنگلاک تھائی لینڈ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے ووکنگ مسلم مشن اور لٹریری ٹرسٹ سے معلوم ہوا ہے کہ آپ مختلف اسلامی موضوعات پر ان مسلمانوں کو لٹریچر بھیجتے ہیں جو اسلامی تعلیم سے پوری پوری واقفیت حاصل کرنے کے خواہشمند ہیں۔ آپ نے اس غرض کے لئے بہت ضروری کتب کے سیٹ مقرر کر رکھے ہیں جس میں مستند کتب اور قرآن شریف بھی شامل ہے۔

میں آپ کا اور پاکستانی بھائیوں کا بہت مشکور ہوں گا اگر ہمیں اسلام پر اہم کتب مہیا کی جائیں اور ہماری سوسائٹی کے مستحکم قیام کا ذریعہ بنیں۔

میں تھائی لینڈ کا مسلمان ہوں اور اسلام کے متعلق بہت کم واقفیت رکھتا ہوں۔ مجھے کہا گیا ہے کہ اسلام سب سے بہتر مذہب ہے پس میں جاننا چاہتا ہوں کہ اسلام کس طرح سب سے بہتر مذہب ہے۔

مجھے امید ہے کہ میری درخواست پر ہمدردانہ غور کی جائے گی۔

(انہیں فی الحال ترجمہ قرآن بغیر متن۔ ٹیچنگز آف اسلام وغیرہ بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

رنگپور (مشرقی پاکستان)

ترجمہ خط از پروفیسر سراج الاسلام صاحب پروفیسر آف کیمسٹری۔ رنگپور مشرقی پاکستان۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں نہایت خوشی سے آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ مجھے آٹھ رسائل بحفاظت مل گئے ہیں۔

چونکہ میں باہر گیا ہوا تھا جواب میں دیر ہو گئی ہے میں ان کتب کے لئے آپ کا بہت مشکور ہوں امید ہے آپ مجھے احمدیت کے متعلق مزید معلومات بہم پہنچاتے رہیں گے اور مزید لٹریچر بھی ارسال فرماتے رہیں گے۔

(انہیں خط اور لٹریچر بھیجا جا رہا ہے۔ غلام قادر)

امریکہ

ترجمہ خط از مسٹر میلوف نسکاگورال (امریکہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مجھے آپ کے ادارہ کے متعلق اطلاع ملی ہے کہ آپ مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے اسلامک لٹریچر کی اشاعت فرما رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ واحد یگانہ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے آخری نبی اور عبد ہیں۔

براہ عنایت مجھے لٹریچر بھیجدیں۔

(انہیں لٹریچر بھیجا جا رہا ہے اور خط لکھ دیا ہے غلام قادر)

فلپائن

ترجمہ خط از مس رُدسالینلا آمیوٹانگ فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا خط ملا۔ شکریہ

گذارش ہے کہ میں ابھی طالبہ علم ہوں اور پیدائشی مسلمان۔ فی الحال میں زیادہ نہیں لکھ سکتی صرف اپنا عرض کرتی ہوں کہ مجھے لٹریچر بھیجا جائے۔

میں آپ کا بہت بہت شکریہ قبل از وقت ادا کرتی ہوں کہ آپ مجھے اپنا قیمتی لٹریچر بھیجدیں گے اور مجھے اس سے فائدہ حاصل کرنے کا موقعہ بخشیں گے۔

(انہیں لٹریچر بھیجا جا رہا ہے۔ غلام قادر)

مشرقی پاکستان

ترجمہ خط از مولوی عبدالرحیم (پنشنر) او۔ بی آئی بہادر۔

ضلع بوگرہ۔ مشرقی پاکستان۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ہمارے حلقہ میں احمدیت کے متعلق شائع شدہ لٹریچر کا کثرت سے اور پر زور مطالعہ ہو رہا ہے پمفلٹ موسومہ بہ "پروسیسڈ مسیح اینڈ مہدی" بہت مفید ثابت ہوا ہے۔

مہربانی فرما کر ایک درجن کاپیاں اس پمفلٹ کی اور کچھ کاپیاں "وفات مسیح اور نزول مسیح" کی بھیج کر ممنون فرمائیں۔

نوٹ:۔ انہیں لٹریچر بھیجا جا رہا ہے

(غلام قادر)

لیگوس نائیجیریا

ترجمہ خط۔ بنام شیخ انعام الحق صاحب حیدرآباد دکن از مسٹر معلم محمد ثابت الفاتا بوتہ

لیگوس نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں جناب کی نوازشوں کا بہت بہت مشکور ہوں کہ آپ نے وقتاً فوقتاً مجھے عربی کتب سے نوازا۔

ہمیں براہ عنایت اپنی کتب کی فہرست ارسال فرمائیں۔ جواب کا منتظر ہوں۔

فہرست پہنچنے پر میں مطلوبہ کتب کے لئے وقتاً فوقتاً منی آرڈر بھیجتا رہوں گا۔

آپ کے ملک میں دیگر پبلشرز کی اسلام کے متعلق کتب ہوں تو ان کی فہرست بھی ہمیں بھیجدیں۔ ہم اُن سے بھی منگوائیں گے۔

(انہیں لٹریچر اور فہرست کتب بھیجی جا رہی ہیں۔)

(غلام قادر)

پیغامِ صلح ۸ر جولائی ۱۹۵۹ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸۷ شمارہ نمبر ۲۷

ضرورت رشتہ

احمدی گھرانہ کی لڑکی کے لئے ایک احمدی اور برسر روزگار نوجوان رشتہ درکار ہے۔ تفصیل کے لئے ذیل کے پتہ پر خط و کتابت فرمائیں:۔ ایڈیٹر صاحب، پیغامِ صلح ۔ لاہور

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی ... پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغامِ صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

میں تیری تبلیغ کو دُنیا کے کناروں تک پہنچادوں گا (الہام مسیح موعود)

لے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر
گمرہاں را چشم کن روشن ز آیاتِ مبیں

تار کا پتہ:۔ "تبلیغ" لاہور

ٹیلیفون نمبر:۔ ۳۷۳۷

ایڈیٹر:۔ دوست محمد

اسسٹنٹ ایڈیٹر:۔ بشیر احمد سوز

(رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸)

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور پاکستان

جلد ۴۹ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۸ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۵ جولائی ۱۹۵۹ء | نمبر ۲۸

ہمارا مذہب

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

*

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

(مسیح موعود)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام برٹش گیانا

"مسلم ٹائمز" کا عید الفطر نمبر، حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب اور گورنر برٹش گیانا کے عید پیغامات

(از انچارج پبلسٹی تبلیغ بلادِ غیر)

اس سے پیشتر قارئین "پیغام صلح" کی خدمت میں عید الفطر کے موقعہ پر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام برٹش گیانا کی سرگرمیوں کی تفصیل پیش کی گئی تھی۔ اب بذریعہ بحری ڈاک "مسلم ٹائمز" کا جو برٹش گیانا انجمن کا ماہوار رسالہ ہے عید الفطر نمبر ملا ہے۔ اس کے ساتھ وہاں کے مقامی اخبار دں کے تراشے بھی ملے ہیں جن میں حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب، جناب حسین غنی صاحب صدر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام برٹش گیانا گورنر برٹش گیانا اور جنابہ مسز دین علی صاحبہ صدر احمدیہ وومن الیوسی ایشن کے عید کے پیغام معہ اُن کی تصاویر کے چھپے ہیں۔ ذیل میں ہم حضرت امیر قوم ایدہ اللہ، جناب حسین غنی اور گورنر برٹش گیانا کے ہز(؟) انگریزی عید کے پیغامات کا ترجمہ درج کرتے ہیں جو قارئین کی دلچسپی کا باعث ہوگا۔

عزت مآب سر پیٹرک ایم رینیسن کے سی ایم جی گورنر برٹش گیانا

"میں اس دفعہ پھر تمام مسلمانان برٹش گیانا کو عید الفطر کی اس تقریب پر جو رمضان کے مقدس مہینہ کے اختتام پر آتی ہے اپنا سالانہ پیغام تہنیت دیتا ہوں۔

میں آپ کو عفو اور مساوات کے اصولوں پر گرمجوشی اور خلوص دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ آپ قرآن کے مطابق اپنے دین پر زیادہ ثابت قدمی سے عمل پیرا ہوں تاکہ آپ کی زندگی خدائے قادر کی بندگی اور مخلوق خدا کی خدمت میں صرف ہو۔"

حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب امام مرکزی احمدیہ انجمن لاہور (پاکستان)

"عید الفطر ایک ماہ کے روزہ ... کے مجاہدہ کے بعد ہمارے لئے خوشی و انبساط لاتی ہے اور ایک موقعہ بہم پہنچاتی ہے کہ ہم خدا کا شکر بجا لائیں جس نے اپنے کمال فضل سے ہمیں یہ توفیق دی کہ ہم روزہ رکھیں اور اپنی جسمانی و جنسی خواہشات پر قابو پائیں اور جس نے اس قابل بنایا کہ ہم اس ماہ رمضان کے مفید سبق ـــــ خواہشات کو حد سے بڑھنے سے روکنا، (جسمانی و روحانی) نشوونما کے لئے بری حرکات سے اجتناب کرنا، قومی و معاشرتی بہبود کے لئے ذاتی خواہشات کی قربانی دینا۔ علاوہ ازیں پنجگانہ اور تراویح کی نمازوں کے ساتھ ہم نہ صرف معاشرے کے نادار طبقہ کے لئے دلی محبت و ہمدردی کے جذبات محسوس کرتے بلکہ حتی الوسع ان کی امداد کرتے ہیں۔

پس رمضان کا یہ مبارک مہینہ خدا کی عبادت کے ساتھ معاشرے کے نادار طبقہ سے ہمدردی و محبت کو ضروری قرار دیتا ہے۔ بلکہ عید الفطر کے موقعہ پر نادار طبقہ سے محبت خدا کی عبادت پر بھی فوقیت لے جاتی ہے کیونکہ عید کی اجتماعی نماز میں شامل ہونے سے پہلے فطرانہ ادا کرنا فرض ہے۔ یہ ٹیکس قوم کے ہر فرد سے وصول کیا جاتا ہے، جو معاشرے کے نادار طبقہ کی فلاح و بہبود پر خرچ کیا جاتا ہے اس ٹیکس کو منظم طریق پر اکٹھا کرنا چاہئے اور یہ رقم ٹیکنیکل اداروں، ہسپتالوں اور معاشرے کے نادار طبقہ کے آرام و سکون کے لئے فلاحی اداروں کے قیام پر صرف ہو۔"

ایم حسین غنی، صدر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام برٹش گیانا

"عید الفطر کا یہ دن خوشی و مسرت کا دن ہے جبکہ عبادت، وحدت اور باہم اتحاد دیر ایک پورے مہینہ کا اختتام ہوتا ہے۔ یہ ایک حقیقی خوشی کا موقعہ ہے کیونکہ یہ حقیقی خوشی اپنے فرض کو خلوص و ایثار

(باقی بر صفحہ ۲ کالم ۲)

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا ۔ گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

تبلیغی خط و کتابت

اس عنوان کے نیچے وہ خطوط درج ہوتے ہیں جو انجمن کی تبلیغی ڈاک کے جواب میں موصول ہوتے ہیں۔

فلپائن

ترجمہ خط از مسٹر بگلگوناون۔ ایم۔ دینال پبلک سکول ٹیچر منڈاناؤ۔ فلپائن۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

تعلیم اسلام حاصل کرنے کی میری گہری آرزو اور دلی خواہش نے مجھے اس بات پر آمادہ کیا ہے کہ میں آپ کی خدمت میں اس خواہش کی تکمیل کے لئے لکھوں۔

ابھی ابھی مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ دنیا میں سب سے بڑی گرانقدر اسلامی انجمن کے افسر انچارج تبلیغ بلاد غیر ہیں۔ یقیناً احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انسانیت کو گمراہوں کے بھنور سے بچانے کے لئے بہت بڑا کام کر رہی ہے۔

میں پیدائشی عیسائی ہوں اور میرے والدین بھی عیسائی ہیں۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے میری قربانیوں کی وجہ سے میں ایلیمنٹری گریڈ کے لئے عیسائی سکول میں ٹیچر مقرر کیا گیا ہوں، جسے بر Bureau آف پبلک سکول آف دی ریپبلک آف فلپائن چلا رہی ہے جس میں عیسائیت خاص طور پر پڑھائی جاتی ہے۔ تعلیمی پیشہ کی وجہ سے مذاہب عالم پر طائرانہ نظر ڈالنے کی مجھ میں قابلیت پیدا ہو گئی ہے۔

چونکہ میری پیدائش اور پرورش عیسائی گھرانہ میں ہوئی تھی اس لئے عیسائیت کے مسئلہ تثلیث کے ساتھ میں توحید الٰہی کے مسئلہ میں تطابق خیال نہیں کر سکتا تھا۔ میرے والدین نے مسئلہ تثلیث میرے دماغ میں بٹھا دیا تھا، باوجود ان باتوں کے میرے اس ایمان کو جو میرے اندر توحید الٰہی کے لئے پیدا ہو گیا تھا میرے ماں باپ مجھے بپتسمہ دلانے میں ناکام رہے۔

جب میں صاحب الرائے ہو گیا اور میری قوت فیصلہ میں پختگی پیدا ہو گئی تو میں نے مباحثات میں جو عیسائی مذہب کے مختلف فرقوں کے درمیان ہوتے رہتے حصہ لینا شروع کر دیا اور میں نے دیکھا کہ یہ علماء بائبل کی مختلف آیات کے حوالہ سے ایک دوسرے کو شکست دینے میں سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں اور اپنے اپنے دلائل بڑھ چڑھ کر پیش کرتے ہیں اور پھر یہ مباحثات سخت جھگڑے اور منافرت کی شکل اختیار کر جاتے ہیں تو مجھے یہ باتیں اور بھی صداقت کی جستجو کے لئے تیار کر دیتی ہیں۔

یہ میری خوش بختی سمجھئے کہ آپ کی جماعت کے ایک واعظ حاجی مصطفےٰ آذر سے میری ملاقات ہو گئی۔ (حاجی صاحب موصوف ہمارے ساتھ سنہ ۱۹۵۷ء سے خط و کتابت کر رہے ہیں۔ تبلیغ اسلام کا بڑا جوش رکھتے ہیں۔ غلام قادر) انہوں نے آپ کی طرف رہنمائی کی اور مجھے مشورہ دیا کہ ہر اسلامی مسئلہ کے لئے میں آپ کی انجمن کی طرف رجوع کروں۔

انہوں نے اسلام پر بہت لمبی گفتگو فرمائی اسلامی عقائد۔ ہستی باری تعالےٰ، اس کی طرف سے بھیجے ہوئے انبیاء اور کتب اور اسلامی معاشرہ زیر بحث رہے، اس گفتگو کے نتیجہ میں مجھے اس بات پر کامل یقین ہو گیا کہ مذہب اسلام ہی سچا مذہب ہے اور اس میں وہ ابدی صداقتیں ہیں جن کی مجھے تلاش تھی۔ اس مخلص مبلغ صاحب کے پختہ دلائل اور پُرزور گفتگو نے مجھ پر بہت اثر کیا حتیٰ کہ میں نے دلی اخلاص اور رضامندی اور صفائی قلب کے ساتھ اپنے آپ کو اسلام سے وابستہ کر لیا اور مسلمان ہو گیا ہوں اور میں نے اپنے ایمان بالاسلام پر اس نوجوان واعظ کو گواہ بنا لیا ہے۔ اس وقت سے لے کر آج تک میں کھلم کھلا اعلان کر رہا ہوں کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور مجھے اسلام لانے میں بہت خوشی حاصل ہوئی ہے۔

میں نے اب پختہ اور یقینی ارادہ کر لیا ہے کہ میں اشاعت اسلام کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دوں گا۔ اور عیسائیت زدہ علاقہ میں اسلام کی نشر و اشاعت کرتا رہوں گا۔

مجھے صرف اسلامی لٹریچر کی ضرورت ہے جسے میں خود بھی پڑھوں اور لوگوں کو بھی پڑھنے کے لئے دوں۔

چونکہ اسلام اس عیسائی زدہ علاقہ میں غیر مہذب مشہور ہے لہٰذا اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے قرآن شریف حدیث اور دیگر ایسے قیمتی لٹریچر کی جس میں اسلام اور عیسائیت پر سیر حاصل تفصیل ہو، بڑی ضرورت ہے، امید ہے کہ آپ ہماری اس مشکل کو حل فرمائیں گے۔

امید ہے آپ مجھے اپنا قیمتی اخبار "لائٹ" بھی ارسال فرماتے رہیں گے۔ اور میری عرضداشت پر اپنی اولین فرصت میں غور فرمائیں گے۔ (انہیں قرآن شریف، لٹریچر کی ترسیل کے ساتھ ساتھ خط کا جواب بھی بھیجا جا رہا ہے)

جنوبی افریقہ

ترجمہ خط از سیکرٹری اسلامک ریسرچ سرکل ٹرانسوال۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں آپ کے خط اور لٹریچر کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میں اور میرا سرکل آپ کی انجمن کا زیر احسان ہے جس نے بڑی مہربانی اور فیاضی سے ہماری عرضداشت کی طرف توجہ مبذول فرمائی ہے اور ہماری صحیح صحیح اسلامی تعلیم کی تحصیل کے سلسلہ میں ہماری مدد فرمائی ہے۔

ہم آپ کی اس پُرشکوہ فیاضی کو بنظر استحسان دیکھتے ہیں۔

ہم چیزذان بیون ان ارتھ کے جس کا آپ نے وعدہ فرمایا تھا بہت منتظر ہیں۔ (انہیں حضرت شیخ میاں محمد صاحب کے عطیہ سے مطلوبہ کتاب خرید کر بھیجی جا رہی ہے۔ غلام قادر)

مغربی افریقہ

ترجمہ از مسٹر عبد اللہ الہٰی۔ این کوفی اکرا غانا مغربی افریقہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

امام صاحب شاہجہان مسجد ووکنگ نے آپ کے اسم گرامی اور پتہ سے مطلع فرماتے ہوئے مجھے مشورہ دیا ہے کہ میں آپ سے مفت لٹریچر کے لئے استدعا کروں اور آپ سے خط و کتابت جاری رکھوں۔ اور اسلامی تصوف کے متعلق استفادہ کروں گذارش ہے مجھے تصوف اور روح پرور تعلیم سے بہت زیادہ دلچسپی ہے۔

امید ہے آپ مجھے مذکورہ مضامین پر انگریزی میں ترجمہ شدہ کتب کی نشاندہی فرمائیں گے۔

میں جناب کے مشورہ پر دلی خلوص سے عمل کروں گا۔

مجھے کچھ مفت اشاعت سے انگریزی لٹریچر بھیجا جائے۔

امید ہے آپ مجھے جلد ہی جواب سے مرحمت فرمائیں گے۔ (انہیں لٹریچر اور خط بھیجا جا رہا ہے۔ غلام قادر)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— ۱۵ جولائی ۱۹۵۹ء

اسلام میں مصلحین کا مقام

معاصر "ایشیا" کے ایک مقالہ نگار جناب نظر زیدی نے "الفضل" کے ایک مضمون پر تبصرہ کرتے ہوئے امتِ محمدیہ میں مصلحین کے مقام کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے جس کا ماحصل یہ ہے، کہ نبی تو "وحی و الہام کے ذریعہ براہ راست ذات باری تعالیٰ سے ہدایات حاصل کرتے تھے" اور

"اس کے مقابلہ میں مصلح ایک عام انسان ہوتا ہے اپنی ذہنی صلاحیتوں کے اعتبار سے بالغ ہونے کے باوجود اس کے ہر فیصلے پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک پیغمبر کی طرح وہ کبھی کوئی غلطی نہ کرے گا اور اپنی ان بشری کمزوریوں کی وجہ سے اس کے لئے لازمی ٹھیرتا ہے کہ وہ کسی رسول کی شریعت کا اتباع کرنے والا ہو، میرے نزدیک اپنے اونچے منصب اور شاندار اصلاحی کارناموں کے باوجود مجددین بھی اسی تعریف میں آتے ہیں"۔

اور آخر میں پھر لکھا ہے کہ:۔

"رہے مجدد تو ان کی حقیقی حیثیت اونچے درجہ کے علماء سے زیادہ نہیں"

پیشتر اس کے جناب نظر زیدی کی ان تصریحات پر غور کیا جائے مدیر "ایشیا" کے تعارفی نوٹ کے آخری الفاظ بھی قابل توجہ ہیں لکھا ہے:۔

"باقی رہے مجددین، تو مسلمانوں نے ان کے وجود کا بھی انکار نہیں کیا مگر امت کے کسی مجدد کے اس حق کو بھی تسلیم نہیں کیا کہ وہ لوگوں کو اپنی طرف دعوت دے اور اپنی مجددیت کی دھونس ان پر جمائے، مجدد دین و ملت کی خدمت کرنے کے لئے آتا ہے، اپنے وجود کو منوانے کے لئے نہیں آتا اور جو مجدد لوگوں کو اپنی طرف دعوت دے وہ مجدد نہیں فتنہ پرداز ہے، چنانچہ اس وقت تک ایک بھی شخص ایسا نہیں ہوا جسے مسلمانوں نے مجدد قرار دیا ہو اور اپنے وجود کو کفر و اسلام یا فسق و تقوےٰ کا معیار بنایا ہو"

مدیر "ایشیا" کے یہ الفاظ اور جناب نظر زیدی کی مندرجہ بالا تصریحات فی الحقیقت ایک ہی مفہوم اپنے اندر رکھتی ہیں، دونوں اسی بات کے قائل ہیں کہ مجدد کا مقام ایک عام مصلح سے بڑھ کر نہیں، اور اسے یہ بھی حق نہیں کہ اپنی مجددیت کا اعلان کرے اور لوگوں کو اپنی طرف دعوت دے اور اگر وہ ایسا کرے تو بقول مدیر "ایشیا" "وہ مجدد نہیں فتنہ پرداز ہے"؟

لوگوں کو اپنی طرف دعوت دینے سے اگر یہ مراد ہو کہ حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی بجائے وہ اپنے آپ کو منوائے تو اس کے تو ہم بھی قائل نہیں اور فی الحقیقت ایسا شخص "مجدد نہیں فتنہ پرداز ہے" لیکن اگر اس کا یہ مطلب ہو کہ ایک مجدد خدا و رسول صلعم کے منوانے کے لئے بھی لوگوں کو اپنی طرف نہیں بلا سکتا اور اپنے وجود کو بطور نمونہ پیش کرتے ہوئے اس بات کی دعوت نہیں دے سکتا کہ میرے ساتھ ہو کر ہی تم خدا و رسول کی خوشنودی حاصل کر سکتے ہو تو یہ تاریخ مجددین امت کے سراسر خلاف ہے اور مدیر "ایشیا" کا یہ بیان سراسر غلط ہے، کہ "اس وقت تک ایک بھی شخص ایسا نہیں ہوا جسے مسلمانوں نے مجدد قرار دیا ہو اور اس نے اپنے وجود کو کفر و اسلام یا فسق و تقوےٰ کا معیار بنایا ہو"۔ دور نہ جائیے قریب ہی کے زمانہ میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہوئے ہیں ان کے حالات و واقعات اور ان کے ملفوظات کو پڑھ لیجئے آپ کو نظر آ جائے گا کہ انہوں نے نہ صرف خود دعوئے مجددیت کیا اور اللہ تعالےٰ سے الہام پا کر دعوےٰ کیا (یہ نہیں کہ مسلمانوں نے انہیں مجدد قرار دیا ہو) بلکہ صریح لفظوں میں اپنے ساتھ محبت و انقیاد کو حصول قرب کا واحد ذریعہ قرار دیا اور اپنے دشمنوں پر زمینی اور آسمانی برکات کے دروازے مسدود قرار دیتے ہوئے اہل مشرق و مغرب کو اپنی رعیت قرار دیا اور یہ سب کچھ اپنے پاس سے نہیں بلکہ الہام الٰہی کی بنا پر کہا، ملاحظہ ہوں آپ کے اپنے الفاظ:۔

"قد البسنی اللہ سبحانہ خلعۃ المجددیۃ حین انتھت بی دورۃ الحکمۃ۔"

"یعنے جب حکمت کا دورہ مجھ پر انتہا کو پہنچ گیا تو اللہ تعالےٰ نے مجھے خلعتِ مجددیت سے سرفراز فرمایا"

(تفہیماتِ الٰہیہ)

یہ تو آپ کا دعوئے مجددیت ہے، جو لوگوں کے کہنے سے نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے ماتحت آپ نے کیا، پھر اس دعوےٰ کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

فھمنی ربی جل جلالہ انا جعلناک امام ھذہ الطریقۃ و اوصلناک ذروۃ سنامھا و سددنا طرق الوصول علی حقیقۃ القرب کلھا الیوم غیر طریقۃ واحدۃ وھو محبتک والانقیاد لک فالسماء لیس علی من عاداک بسماء ولیست الارض علیہ بارض فاھل المغرب واھل المشرق کلھم رعیتک وانت سلطانھم علموا او لم یعلموا فان علموا فازوا وان جھلوا خابوا

"یعنے میرے رب نے مجھے مطلع فرمایا ہے کہ ہم نے تجھے اس طریقہ کا امام مقرر کیا ہے اور اس کی اعلےٰ بلندی تک پہنچایا ہے اور حقیقت قرب تک پہنچنے کے اور طریقے مسدود کر دیئے ہیں، سوائے ایک طریقہ کے، وہ تیری محبت اور تیری فرمانبرداری ہے پس جو شخص تجھ سے عداوت کرے نہ آسمانی برکات اس پر نازل ہوں گی اور نہ ارضی برکات کا وہ وارث ہو گا، اہل مغرب اور اہل مشرق سب کے سب تیری رعیت ہیں اور تو اُن کا بادشاہ ہے خواہ وہ جانیں یا نہ جانیں اگر وہ جان لیں تو کامیاب ہوں گے اور اگر بے خبر رہیں تو خائب و خاسر ہوں گے"

(تفہیمات الٰہیہ)

سُن لیا آپ نے؟ یہ ہے منصب مجددیت اور یہ ہے مجددین کا مقام، آپ کہتے ہیں "جو مجدد لوگوں کو اپنی طرف دعوت دے وہ مجدد نہیں فتنہ پرداز ہے"، فرمایئے شاہ ولی اللہ صاحب کے متعلق آپ کا کیا فتوےٰ ہے، انہوں نے نہ صرف اپنی طرف دعوت ہی دی بلکہ اپنے ساتھ لوگوں کی محبت اور فرمانبرداری کو ہی حقیقت قرب تک پہنچنے کا واحد ذریعہ قرار دیا اور اپنے دشمنوں کو زمینی و آسمانی برکات سے محروم ٹھہرایا اور مشرق و مغرب کے تمام لوگوں کو اپنی رعیت قرار دیتے ہوئے ان لوگوں کو بھی جو آپ کے مقام سے واقف نہیں، خائب و خاسر ٹھہرایا اور ان سب باتوں کو اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب کیا کہ اس نے میرے متعلق ایسا کہا ہے، جس سے ظاہر ہے کہ سلسلہ الہام و وحی ختم نبوت کے بعد بھی مجددین کرام اور اولیائے امت کے ساتھ جاری رہا ہے۔ فرمایئے ایسے شخص کو آپ معاذ اللہ "فتنہ پرداز" کہیں گے یا کچھ اور؟ کھل کر صاف بات کیجئے۔ اگر مجددیت کا دعوےٰ کرنے والا اور لوگوں کو اپنی طرف دعوت دینے والا مجدد نہیں ہو سکتا اور بقول آپ کے "فتنہ پرداز" ہے، تو شاہ ولی اللہ صاحب پر فتوےٰ صادر کیجئے، اور صرف انہی پر نہیں اور بھی مجددین کرام ہیں جنہوں نے مجددیت کے دعوے کئے ہیں، مثلاً حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، حضرت امام غزالی، امام جلال الدین سیوطی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم، ان سب سے ہاتھ صاف کرنا پڑے گا، سب کو معاذ اللہ "فتنہ پرداز" قرار دے کر اپنی "سعادت" اور "حسن فہم" کا ثبوت دینا

(باقی بر صفحہ ۵ کالم ۳)

اخبار احمدیہ

تنظیم جماعت کیلئے مبلغین کا دورہ

جماعت کی تنظیم کے متعلق اخبار میں ایک سرسری اعلان شائع ہو چکا ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ مندرجہ ذیل پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔ اسکو ملحوظ فرمایا جاوے۔ حسب ذیل مبلغین اپنے ناموں کے سامنے لکھے ہوئے مقامات کا دورہ کریں گے:۔

مولوی احمد گل صاحب:۔ ضلع ہزارہ۔ ضلع جہلم۔ آزاد کشمیر۔

مولوی شیر محمد صاحب:۔ ضلع شاہ پور۔ ضلع میانوالی۔ اور ضلع جھنگ۔

شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی اور مولوی محمد علی صاحب مشترکاً یا منفرداً } ضلع منٹگمری۔ ضلع ملتان۔ رحیم یار خان۔ بہاولنگر۔ احمد پور شرقیہ، بہاولپور۔ رحیم یار خاں۔ ضلع ڈیرہ غازی خاں۔ ضلع مظفر گڑھ علی پور، لیہ وغیرہ ۔

چوہدری فضل الرحمٰن صاحب قمر سالانوی } ضلع گجرات، ضلع سیالکوٹ۔ ضلع گوجرانوالہ ضلع شیخوپورہ ۔

مولوی عبدالستار صاحب:۔ مشرقی پاکستان۔

جہاں جہاں یہ اصحاب پہنچ سکیں وہاں ہمارے دوست ان کے کام میں تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ان کے کام کی نوعیت یہ ہے کہ جماعت کے تمام بالغ افراد کی فہرست مرتب کرنا۔ چندہ کی باقاعدہ وصولی کا انتظام کرنا۔ انجمن کی اخبارات کی طرف توجہ دلانا نئے خریدار پیدا کرنا اور سابقہ خریداران سے فہمید حسابات۔

بعض مقامات پر اور آدمی بھیجنے کا سوال زیر غور ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ جو آدمی مرکز سے جاوے وہی ان امور کی سرانجام دہی کرا دیں۔ مقامی طور پر اس کی زیادہ آسانی سے تکمیل ہو سکتی ہے۔

سیکرٹری ظہور احمد۔ ۱۰/۶/۵۹

ترقی اور انجمن کو عطیہ

بدوملہی سے چوہدری سعید احمد صاحب لکھتے ہیں:۔

"انجمن کو ۱۰ روپے اس خوشی میں بھیجے جاتے ہیں کہ میرا لڑکا عزیز بخت ناصر جو کام ترقی کر گئے پی۔ آئی۔ اے پر چیف آفیسر کے عہدے پر فائز ہو گیا ہے"۔

پیغام صلح:۔ جزاکم اللہ۔ اللّٰھم زد فزد۔ چوہدری سعید احمد صاحب اور بخت ناصر صاحب کو مبارکباد عرض ہے۔

درخواست دعا

احباب جماعت چیمہ آج کل کچھ مشکلات میں ہیں، ان کی رفع مشکلات کے لئے احباب خاص طور پر دعا فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام برٹش گیانا

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

کے ساتھ سرانجام دینے کے نتیجے میں حاصل ہوتی ہے۔

ہماری ملّی تاریخ میں یہ نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ تمام ان لوگوں کے لئے جو برٹش گیانا کی سرزمین میں رہتے ہیں ایک نازک موقعہ ہے۔ وحدت اور باہمی اتحاد کے بغیر ہم اپنے قومی ذرائع و طاقت ضائع کر دیں گے اس لئے ہمارا یہ فرض منصبی ہے کہ ہم مسلمانوں اور تمام یہاں کے لوگوں میں وحدت، باہمی اتحاد، خیرسگالی، امن و برادری کے خوشگوار تعلقات پیدا کریں، یہ ہمارے مذہب کی بنیادی خصوصیات ہیں۔ ہم مسلمان خدا کی وحدانیت پر کامل ایمان رکھتے ہیں اور اس امر کا اظہار خدا کی تخلیق سے بخوبی ظاہر ہے جس کے عناصر یکسانیت اور کمال ربط سے کام کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور اپنے اندر وحدانیت کا رنگ رکھتے ہیں۔ وحدانیت انسانیت کا ایک مقصد عظیم ہے اور کامیابی کے لئے انسان کو اس لابدی قانون کے آگے سر جھکانا ہی پڑتا ہے۔

عیدالفطر کی اس تقریب پر وحدانیت کے اس جذبہ کی عکاسی کرنی چاہیئے کہ مسلمان اس بلند مقصد کو حاصل کریں اس طرح عیدالفطر ہمارے لئے ایک .... لازوال حقیقت بن جائے گی۔"

ماہنامہ "مسلم ٹائمز"

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام برٹش گیانا کا یہ ماہنامہ جس کا عیدالفطر نمبر ہمارے زیر نظر ہے نہایت خوبصورت سرورق کے ساتھ چھاپا گیا ہے۔ اس شمارے میں عید کے مذکورہ بالا پیغامات کے علاوہ ذیل کے عنوانات پر مضامین شائع کئے گئے ہیں:۔

رمضان کی اہمیت، برٹش گیانا میں اس تقریب کی تفصیلات، اسلام کے بنیادی حقائق، ڈاکٹر عبداللہ مرحوم و مغفور، اور مولانا یعقوب خاں صاحب امام مسجد ووکنگ کے خطبات، تیار مسلمانوں کی وندوانی کی پر ایک رقت انگیز قابل ستائش تاریخی واقعہ کا ایک ورق، ان مضامین نے اس شمارے کی افادیت اور دلچسپی کو دو چند کر دیا ہے۔ یاد رہے کہ یہ ماہنامہ اب تین ہزار سے زاید تعداد میں چھپ رہا ہے اور سارے کا سارا مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ ہم صدر انجمن جناب حسین غنی صاحب، جناب محمد رشید صاحب سیکرٹری انجمن اور دوسرے عہدیداران اور ماہنامہ کے کارکنوں کو اس خاص شمارے کی تدوین و اشاعت پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اس ماہنامہ کی اشاعت و افادیت میں روز بروز ترقی ہو۔

اخبارات کے بیانات

اس کے علاوہ عیدالفطر کے موقع پر انجمن اشاعت اسلام برٹش گیانا نے وہاں کے مشہور روزناموں مثلاً ڈیلی کرانیکل، ڈیلی آرگوسی، اور گیانا گرافک میں پورے صفحے کے سائز پر مسلمانان گیانا کو عید مبارک کا پیغام نہایت خوبصورت طریق پر دیا گیا ہے۔ ذیل میں ہم دو عید مبارک کے پیغامات کے انگریزی متن کا تلخیص و ترجمہ قارئین کی دلچسپی کے لئے درج کرتے ہیں:۔

"عیدالفطر خدا کی ایک نعمت ہے یہ مجسم خوشی کی انتہائی شکل ہے۔ خوشی جو خدا کی کمال عبدیت کے صلے میں حاصل ہوتی ہے یعنی خدا کی مرضی پر سر تسلیم خم کرنا اور فرائض کی کما حقہٗ ادائیگی .... حقیقی خوشی میں خود غرضی کی گنجائش نہیں، دوسرے بھی اس میں شریک ہو سکتے ہیں اس لئے دوسروں کو اس میں شرکت کرنے کی دعوت دینی چاہیئے، عیدالفطر ـــــ خدا کی یہ نعمت ـــ ایک موقعہ ہے کہ مسلمان موجودہ دور کے نسلی امتیاز کے اس مشکل مسئلہ کے حل کرنے میں ایک بیش بہا خدمت سرانجام دے سکتے ہیں۔"

(ڈیلی کرانیکل)

"عیدالفطر امن کے لئے ایک قوت ہے ـــــ امن کی جن خصوصیات کی ضرورت ہے، رمضان کے مہینہ میں ہم ان کو اپنی روزمرہ کی زندگی میں اپناتے ہیں۔ اس مہینہ میں ہمیں انکساری، مساوات، اور برادری کے گرانقدر اصولوں کا عملی سبق دیا گیا ہے"۔ ـــــ (ڈیلی آرگوسی)

"مسلمانوں کی قوت ـــــ اس قوم کی قوت ـــ اور انسانیت کی قوت اتحاد میں مضمر ہے، کیونکہ اتحاد کے ساتھ ہی ترقی ہوتی ہے اور کامیابی کے لئے اس کا ہونا لازمی ہے۔ عیدالفطر اتحاد کے ایک صحیح اصول کی طرف رہنمائی کرتی ہے ـــ یہ وہ اصول ہے جو خدا کی وحدانیت پر قائم کیا گیا ہے جس میں تمام انسانیت کی وحدت کا راز مضمر ہے"

غرضیکہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام برٹش گیانا نے بڑے منظم طریق پر اسلام کی تبلیغ کا کام شروع کیا ہوا ہے اور برٹش گیانا میں مسلمانوں کی قومی زندگی کے اس اہم میدان میں یہ انجمن پیش پیش ہے ۔

اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ قواعد و قوانین کی پابندی ہی قوموں کی زندگی اور سلطنتوں کی پائیداری کا موجب ہو سکتی ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

تبارک الذی بیدہ الملک وھو علٰی کل شیء قدیر .... وھو اللطیف الخبیر (سورۃ الملک رکوع اوّل)

قوموں کی زندگی اور موت

اس سورت کے شروع میں مسلمان قوم کو ایک بڑا اہم سبق دیا گیا ہے، وہ اہم سبق یہ ہے کہ اپنے سامنے یہ بات رکھو کہ قوموں کی زندگی اور موت کے قوانین کیا ہیں، کس طرح قومیں تباہ ہوتی ہیں اور قوموں کے اندر زوال کس طرح آتا ہے اور قومیں زندہ کیونکر رہ سکتی ہیں۔

اسلامی حکومت کی خصوصیات

اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا تبارک الذی بیدہ الملک جس بادشاہ کے سپرد کائنات کی حکومت ہے اس کی حکومت میں برکات ہی برکات نازل ہیں، حکومت وہ جس میں کسی قسم کا ظلم نہ ہو کسی کی حق تلفی نہ ہو، حق کی حمایت ہو اور لوگ محسوس کریں کہ ہم امن اور آسائش اور آزادی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اسلامی حکومت ایسی ہی تھی۔

حکومت کے اعمال پر نگاہ

فرمایا جب ہم کسی قوم کو حکومت دیتے ہیں تو اس کے اعمال کو ہم دیکھتے ہیں مسلمانوں سے پہلے یہودیوں کو بہت بڑی حکومت ملی، وہ بہت کمزور تھے، اور فرعون کا اُن پر تسلط تھا۔ ان کو مخاطب کر کے فرمایا عسٰی ربکم ان یھلک عدوکم تمہارا رب تمہارے دشمنوں کو ہلاک کر دے گا۔ و یستخلفکم فی الارض اور تمہیں زمین میں حکومت دے گا۔ فینظر کیف تعملون۔ پھر وہ دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ اچھے اعمال سے حکومت مضبوط ہوتی ہے۔ یہودیوں کی حکومت کا ذکر کرنے کے بعد خود مسلمانوں کی حکومت کا ذکر فرمایا۔ ثم جعلنٰکم خلٰئف فی الارض من بعدھم لننظر کیف تعملون۔ پھر ان کے بعد مسلمانوں کو سلطنت عطا کی اور ساتھ ہی متنبہ کیا لننظر کیف تعملون۔ یعنی تمہارے اعمال پر ہماری نگاہ ہو گی۔

موت و حیات کا قانون

جس طرح ایک پودے کی اگر حفاظت نہ کی جائے اسکو پانی نہ دیا جائے، تو وہ سوکھ جاتا ہے۔ جانوروں کی اگر پورے طور پر نگہداشت نہ کی جائے، انہیں پانی اور خوراک ٹھیک طور پر نہ دی جائے، ان کی بیماریوں کا علاج نہ کیا جائے، تو وہ مر جائیں گے۔ ایسا ہی انسان کا بچہ بھی اگر ٹھیک رستہ پر نہ چلے تو تباہ ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھی بعض بچے جوانی میں ابھی نابالغ تھے، کہ ہزاروں روپوں کے مالک بن گئے، تو انہوں نے اپنی جوانی اور عزت تباہ کر دی۔ تو جس طرح جسمانیات میں موت و حیات کا قانون ہے، روحانیات میں بھی موت و حیات کا قانون کام کرتا ہے۔

پاکستان کے بڑے لوگوں کا اپنے مقام سے گرجانا

آج ہمارے سامنے خبر ستاں کی فہرستیں آ رہی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے بڑے عہدیدار بڑے اونچے مقام سے نیچے گر چکے ہیں، یہی ہبوط آدم تو آج ہماری آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے۔ اس ہبوط سے بچانے کے لئے قرآن کریم فرماتا ہے و اما من خاف مقام ربہ وہ جو سمجھتا ہے کہ خدا میرے سامنے ہے، میری زندگی، میرے اقوال، میری حرکات، سب کچھ وہ دیکھتا ہے و نھی النفس عن الھوٰی پھر وہ اپنی نفسانی خواہشات کو روکتا ہے فان الجنۃ ھی الماوٰی، وہی حقیقی آرام اور راحت حاصل کرتا ہے فی الحقیقت خواہشات کو نہ روکنے کی وجہ سے بڑے بڑے لوگ اپنے مقام سے گر گئے، خواہشات ان پر غالب آ گئیں اور ان کو عزت کے مقام سے گرا دیا۔

حرص و ہوا کی آگ موجب رسوائی ہوتی ہے

ھوٰی کے معنے گرنا ہے اور اس کے معنے خواہش ہے جو گری ہوئی حالت کو ظاہر کرتی ہے۔ امام راغب لکھتے ہیں ہوٰی کو ہوٰی اس لئے کہتے ہیں کہ جس شخص نے ہوٰی کی پیروی کی اس کو اس کی خواہش نے اس دنیا میں بھی مصیبتوں میں گرفتار کر دیا۔ خواہش کو ہوٰی اس لئے کہتے ہیں کہ جس کو لگے اس کو لے ڈوبتی ہے اور دل میں ندامت کی آگ بھڑکا دیتی ہے۔ یہ ندامت اور رسوائی کی آگ دل میں بے چینی پیدا کر دیتی ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ ہم انسان کو ان قواعد پر چلانا چاہتے ہیں جن سے اس کی عزت ہو، و اما من خاف مقام ربہ و نھی النفس عن الھوٰی۔ جو شخص خدا کو سامنے رکھتا ہے، اور خدا کو سامنے رکھکر خواہشات سے بچتا ہے، وہی عزت پاتا ہے خواہشات انسان کو گرا دیتی ہیں، رشوت لینے والا ابتدا میں تھوڑے سے پیسے لے لیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میرا حق ہے دینے والے بھی نبض شناس ہوتے ہیں، وہ کبھی فروٹ کبھی مٹھائی پیش کرتے ہیں اور پھر نوٹوں کے نوٹ پیش کر دیتے ہیں، یہ شخص رشوت خوری کے بعد شراب وغیرہ کی طرف توجہ کرتا ہے اور اس طرح سے اپنے تئیں بالکل برباد کر لیتا ہے یہ شیطان تمہارے کپڑے چھین لیتا ہے، تمہیں ننگا کر دیتا ہے۔ آج بھی شیطان نے بڑے بڑے لوگوں کے کپڑے چھین لئے ہیں اور ان کو ننگا کر دیا ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی قائم کردہ آسمانی بادشاہت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سلطنت قائم کی جس میں ہر شخص ڈرتا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ فرائض کی ادائیگی میں اس سے کچھ کوتاہی ہو جائے۔ آپ نے معاذ بن جبل کو یمن کا حاکم مقرر کرتے ہوئے فرمایا کہ معاذ میں نہیں جانتا کہ تمہاری واپسی تک میں زندہ رہوں گا یا نہیں اس لئے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ایاک و معصیۃ اللہ خبردار اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرنا فان سخط اللہ حل بالمعصیۃ، نافرمانی سے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے، پھر فرمایا مظلوم کی آہ سے بچنا، مظلوم کی آہ تمیز نہیں کرتی کہ کوئی کافر ہے یا مسلمان، وہ سیدھی آسمان پر پہنچتی ہے اور ظالم کی تباہی کا سامان کر دیتی ہے۔ یہ وہ آسمانی بادشاہت ہے جس کو آج تلاش کرتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بادشاہت کو دنیا میں قائم کر کے دکھا دیا۔

خدا تعالیٰ کی بادشاہت میں کوئی فطور واقعہ نہیں ہوتا

فرمایا الذی خلق سبع سمٰوٰت طباقا ما تریٰ فی خلق السمٰوٰت من تفٰوت دوسری جگہ فرمایا والسماء بنینٰھا بایید و انا لموسعون آسمانوں کی وسعت کو کون جان سکتا ہے، فرمایا غور کر کے دیکھو اس کے اندر ستارے ہیں، سیارے ہیں، جو مقررہ قانون کے مطابق اپنے دائروں میں چل رہے ہیں، ساری کی ساری کائنات میں ایک ہی قسم کے قوانین نظر آتے ہیں اور ان میں کبھی فتور یا خلل واقعہ نہیں ہوتا، اسی سے خدا تعالیٰ کے کمال علم اور کمال قدرت کا پتہ چلتا ہے فرماتا ہے فارجع البصر ھل تریٰ من فطور غور کر کے دیکھو کیا خدا تعالیٰ کے قانون اور اس کی سلطنت میں کوئی خلل اور فطور نظر آتا ہے........

سب کے لئے یکساں قانون

حضور نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ قانون سب کے لئے ہے، اگر میں خدا کی نافرمانی کروں تو میرے لئے بھی سزا ہے، قل انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم۔ میری بیٹی اگر نافرمانی کرے تو وہ بھی سزا پائے گی۔ پھوپھی سے کہا کہ میں آپ کے کسی کام نہیں آ سکتا، اگر آپ اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کریں تو سزاوار ہوں گی۔ اور حضرتؐ کے چچا کے متعلق تو ریکارڈ کر دیا گیا کہ تبت یدا ابی لہب و تب۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلطنت اور اس کے قوانین کو یہاں تک اونچا کیا کہ آپ کا ایک بے انتہا لاڈلا تھا، جس کا نام تھا اسامہؓ یہ ایک حبشی عورت کے بطن سے پیدا ہوا تھا، آپؐ اسکو بے انتہا پیار کرتے تھے، اسکو اور حسنؓ اور حسینؓ کو گود میں لے کر آپ نے دعا فرمائی اے اللہ جس طرح میں انہیں محبوب رکھتا ہوں تو بھی انہیں محبوب رکھ، لکھا ہے ایک قریشی عورت نے چوری کی، اسکو سزا سے بچانے کے لئے لوگوں نے مشورہ کیا کہ اسامہؓ سے سفارش کرائی جائے۔ اسامہؓ نے جب آنحضرت صلعم سے اس کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا یا اسامۃ اتشفع فی حد من حدود اللہ اے اسامہؓ کیا اللہ تعالےٰ کے قوانین کی خلاف ورزی کے لئے تم سفارش کرتے ہو، اسی طرح ایک غیر قوم کا شخص یہودی آپ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کے افسروں نے خواہ مخواہ مجھے پکڑ لیا ہے، فلاں مسلمان نے چوری کی اور اس نے اپنے آپ کو بچانے کے لئے چوری کا مال میرے اندر ڈال دیا ہے۔ مسلمان کے حامی بھی آپ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ یہودی غیر قوم کا آدمی ہے، اس کی بات پر نہ جائیں اور مسلمان کو سزا نہ دیں، لیکن تحقیقات پر جب یہودی سچا نکلا تو مسلمان کو سزا ہو گئی، اس کو کہتے ہیں زمین پر خدا کی بادشاہت۔

ذہنی تبدیلی کی ضرورت

غرض اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ سلطنت کا ثبات ذہنی تبدیلی پر ہے، جب تک ذہن تبدیل نہ ہو، سلطنت کا کاروبار ٹھیک طرح نہیں چل سکتا۔ آج مارشل لاء نے بہت کچھ کر دکھایا ہے لیکن دلوں پر مارشل لاء حکومت نہیں کر سکتا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلطنت کا ثبات اس بات پر منحصر ہے کہ ذہنوں میں تبدیلی ہو جائے، فرمایا الذین یخشون ربہم بالغیب وہ لوگ جو غیب کی حالت میں اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہیں لہم مغفرۃ و اجر کبیر۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور ستاریاں اور غفاریاں ہوں گی اور انہیں بہت بڑا اجر ملے گا، مارشل لا یا قانون کا ڈنڈا وہ کام نہیں کر سکتا جو غیب کی حالت میں خدا کا خوف رکھنے سے ہو سکتا ہے۔

حضرت یوسفؑ کی خدا خوفی

اس بارہ میں حضرت یوسفؑ کا واقعہ قابل غور ہے جوانی کی مستی امرأۃ عزیز پر بھی تھی، اور حضرت یوسفؑ پر بھی، پھر اس عورت کے پاس سب قسم کے ساز و سامان، آرام و آسائش، خدم و حشم، محلات اور سواریاں تھیں، ان سب کا لالچ اس نے یوسفؑ کو دلایا و غلقت الابواب تمام دروازے بند کر دیئے تاکہ کسی کو پتہ لگ جانے کا ڈر باقی نہ رہے وقالت ھیت لک پھر کہا ادھر آ۔ قال معاذ اللہ انہ ربی احسن مثوای انہ لا یفلح الظلمون حضرت یوسفؑ نے کہا میں اللہ تعالےٰ کی پناہ مانگتا ہوں، اور دوسری جگہ پھر اسکو دہرایا انی لم اخنہ بالغیب میں نے غیب میں اپنے مالک کی نافرمانی نہیں کی۔

غیب کی حالت میں خدا سے ڈرنا

تو غیب کی حالت میں جب قانون کا ڈنڈا سر پر نہ ہو گناہ سے بچنا ہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ فرمایا ان الذین یخشون ربہم بالغیب غیب کی حالت میں جب کسی دوسرے کو علم نہ ہو سکتا ہو خدا سے ڈر کر عمل کرو لہم مغفرۃ و اجر کبیر، ان کے لئے مغفرت اور بہت بڑا اجر ہے واسروا قولکم او اجہروا بہ انہ علیم بذات الصدور اپنی باتوں کو چھپاؤ یا ظاہر کرو، اللہ تعالےٰ تمہارے سینوں کی باتوں کو جانتا ہے۔ الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر، کیا وہ نہ جانے جس نے پیدا کیا ہے حالانکہ وہ باریک ترین چیزوں کو جانتا اور ہر بات سے خبردار ہے، اسکو چیزوں کی تاثیروں سے پوری واقفیت ہے۔

خدا تعالیٰ کو ہمیشہ سامنے رکھو

پس ضروری ہے کہ قوم کے اندر ذہنی تبدیلی پیدا ہو، ہر حالت میں یقین کرو کہ خدا تمہارے سامنے ہے۔ اگر ایک شخص بادشاہ ہو کر خدا کو سامنے نہ رکھتا ہو، تو اس کی سلطنت میں کبھی امن قائم نہیں ہو سکتا۔ اگر ایک کمانڈر کے سامنے دشمن ملک روپیہ کا ڈھیر لگا دے اور وہ اسکو قبول کر لے تو وہ ملک لازماً دشمن کے قبضہ میں چلا جائے گا۔ اگر ایک انجینئر سڑکوں اور پلوں کی تعمیر میں سیمنٹ اور لوہا وغیرہ کھا جائے تو سڑکوں اور پلوں کا نقصان ہو گا اور اسکو بھی کسی دن سیمنٹ اگلنا پڑے گا، ایک جج اگر رشوت لے کر مجرم کو چھوڑ دے تو امن کہاں قائم رہ سکتا ہے، ان سب کی ذہنی حالت جب تک درست نہ ہو، کام نہیں چل سکتا، اسی لئے اللہ اور اس کے رسول نے ذہنی انقلاب پر زور دیا ہے، قرآن بار بار دہراتا ہے کہ تقوےٰ اختیار کرو، اللہ تعالےٰ کو ہمیشہ سامنے رکھو۔

قرآن میں بار بار ذکر الٰہی

یورپ کے لوگ کہتے ہیں کہ ایک ہی بات کو قرآن بار بار کیوں دہراتا ہے، شروع سے آخر تک اللہ اللہ ہی کا ذکر ہے حقیقت یہ ہے کہ بار بار دہرانے بغیر کوئی بات دل میں نہیں بیٹھتی۔ ذہنی تبدیلی اسی سے ہوتی ہے کہ خدا تعالےٰ کا یقین دلوں میں پیدا ہو اور اس کے لئے بار بار اسکو دہرانا ضروری ہے فرمایا یا ایہا الانسان ما غرک بربک الکریم اے انسان! اپنے مہربان خدا سے کس چیز نے تجھے سرکش کر دیا۔ ہمارے احسان تم پر اس قدر ہیں کہ تم شمار نہیں کر سکتے۔ تمہاری زندگی، تمہارے قوےٰ، تمہاری دولت سب، اسی کی عطا کردہ ہے، اسی لئے بار بار اللہ کا ذکر آتا ہے اور اس کی عظمت کا ذکر آتا ہے کہ دلوں کے اندر خدا بیٹھ جائے۔ پھر منطق دیکھئے فرماتا ہے الا یعلم من خلق کیا وہ تو اپنی مخلوق کے تمام پرزوں سے واقف ہے۔

ہلاکت و تباہی کا راستہ

درحقیقت یہ ہے کہ وہ جماعت یا قوم یا سلطنت جو قواعد کی پوری پابندی نہیں کرتی گر جائے گی۔ پاکستان کی سلطنت کیا تھی، رشوت ستانی، چور بازاری، سمگلنگ اور ہر قسم کی دھوکہ بازی سے مال کھانا ہر شخص نے اپنا نصب العین بنا لیا۔ بڑے بڑے افسروں نے لاکھوں روپیہ گھروں میں ڈال لیا، کئی کئی کوٹھیوں پر قبضہ کر لیا، سینما بنے لئے، باغ الاٹ کرا لئے۔ کارخانے والوں نے اور دکانداروں نے قوم کو لوٹنا شروع کر دیا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حرص و ہوا نے دلوں میں آگ لگا رکھی ہے۔ یہ حالات اچھے نہیں ہیں۔ یہ دلربا راستہ ہلاکت و تباہی کا راستہ ہے، اس سے بچنا چاہیئے۔ اور اللہ تعالےٰ کے قائم کردہ قواعد و قوانین کی پابندی کرنے کی طرف توجہ دینا چاہیئے ہر جماعت اور ہر قوم اور ہر سلطنت پابندی قواعد اور قوانین سے ہی قائم رہ سکتی ہے۔

اسلام میں مصلحین کا مقام

(بسلسلہ صفحہ ۳)

ہو گا تاکہ دنیا یہ جان لے۔ کہ امت مرحومہ میں کوئی حقیقی مصلح اور مجدد پیدا نہیں ہوا، بلکہ جن کو مجدد سمجھا جاتا ہے وہ سب کے سب معاذ اللہ "فتنہ پرداز" تھے۔ اور حدیث نبوی ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا میں مجددین کی بعثت من اللہ کا ذکر نہیں بلکہ فتنہ پردازوں کے پیدا ہونے کا ذکر ہے، آپ کا یہ فتوے یقیناً اسلام کے لئے سب سے زیادہ سودمند اور امت محمدیہ کے لئے بہت بڑی تقویت کا موجب ہو گا۔ کیا معاصر "ایشیا" اپنے فتوے کی تائید میں شاہ ولی اللہ اور دیگر مجددین پر جنہوں نے مجددیت کے دعوے کئے "فتنہ پردازی" کی حصر ثبت کرنے کی جرأت کرے گا؟

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں
(مینیجر)

قربانی کے متعلق ایک عام اعتراض اور اس کا جواب

عیدالضحیٰ کی قربانی قرآن کریم احادیث اور تمام امت کے تعامل سے ثابت ہے

عید الضحیٰ پر قربانی کا مسئلہ آج عام طور پر محل نزاع بن چکا ہے، مولانا غلام مرشد صاحب امام شاہی مسجد لاہور نے اپنے خطبۂ عید میں اس بات پر زور دیا ہے کہ حکومت ایسا انتظام کرے کہ عید کے دن بکروں وغیرہ کی قربانی کے بجائے قربانی دینے والوں سے ان کی قیمت جمع کر لی جایا کرے اور اس رقم سے بڑے بڑے قومی کاموں کی بنیاد ڈالی جائے۔ معاصر "طلوع اسلام" نے بھی اس کی تائید کرتے ہوئے آج سے دس سال پہلے کے ایک مضمون کا حوالہ دیا ہے، جس میں اس نے اسی قسم کی تجویز کی تھی، اور یہ بھی لکھا تھا کہ عید الاضحیٰ پر ہر جگہ جو قربانیاں دی جاتی ہیں قرآن کریم نے کہیں اس کا حکم نہیں دیا ہے" صرف حج کی تقریب پر مکہ میں جانور ذبح کرنے کا حکم آیا ہے" "طلوع اسلام" لکھتا ہے کہ اس کا جواب تو کسی سے نہ بن پڑا لیکن قدامت پرست گروہ کی طرف سے اس کی مخالفت شروع ہو گئی"۔ حالانکہ اس کا نہایت مدلل جواب انہی ایام میں حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۴ر اکتوبر ۱۹۴۹ء کو خطبہ عید الاضحیٰ میں دے دیا تھا، جو انہی ایام میں پیغام صلح مؤرخہ ۱۶ر نومبر ۱۹۴۹ء میں شائع بھی ہو گیا تھا۔ ہم قارئین کرام کے استفادہ کے لئے اس خطبہ کو ذیل میں پھر نقل کئے دیتے ہیں تاکہ طلوع اسلام کے اس دعوے کی کہ اس کے مضمون کا جواب کسی سے بن نہ پڑا، حقیقت منکشف ہو جائے، کیا "طلوع اسلام" اس خطبہ کے بیش کردہ دلائل پر تبصرہ کرنے کی جرأت کرے گا؟

لن ینال اللہ لحومها ولا دماؤها ولٰکن یناله التقویٰ منکم

قربانی کی جسمانی اور روحانی قیمت

یہ آیت جو میں نے قرآن شریف سے پڑھی ہے اس میں دو باتوں کو اکٹھا کیا ہے۔ ایک ذکر تو قربانیوں کی جسمانی قیمت کا ہے اور دوسرا ذکر ان کی روحانی قیمت کا۔ لحوم یعنی گوشت اور خون ظاہری شکل ہے گوشت سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ مگر یہ وہ چیز ہے جو جسم سے تعلق رکھتی ہے۔ خدا کو نہیں پہنچتی۔ خدا کو کیا چیز پہنچتی ہے قربانی کی روحانی قیمت یا تقوےٰ۔ گویا قرآن شریف میں قربانیوں کی دونوں قیمتوں کا ذکر ہے۔ جسمانی قیمت اور روحانی قیمت۔ ایک کا تعلق انسانوں سے ہے اور ایک کا خدا سے۔ خدا جسم نہیں اس لئے خدا کے ساتھ قربانی کی جسمانی قیمت کا کوئی تعلق نہیں۔

قربانی کے متعلق ایک غلط فتویٰ

مجھے کل یا پرسوں ایک محترم دوست نے ایک رسالہ "طلوع اسلام" دیا، جس میں ایک مضمون قربانیوں پر ہے، اس دوست نے اس وقت اس مضمون کا خلاصہ یہ بتایا کہ اس میں قرآن اور حدیث سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ سوائے ان لوگوں کے جو حج کو جاتے ہیں قربانی کا کوئی حکم عام مسلمانوں کے لئے نہیں اور قربانی کا حکم صرف حاجیوں کے لئے ہے جو مکہ معظمہ میں حج کے لئے جاتے ہیں۔ مگر جب میں نے اس مضمون کو پڑھا تو مجھے بہت ہی افسوس ہوا۔ کہ اس مضمون میں آنکھیں بند کر کے بیسیوں دعوے کئے ہیں، بلاشبہ آنکھیں بند کر کے تقلید کرنا بری بات ہے۔ مگر آنکھیں بند کر کے فتوے لکھنا اس سے بڑی بات ہے۔ میں ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ مضمون نویس کی تحقیر کی جائے، مگر اس میں شبہ نہیں کہ یہ مضمون جلد بند کر کے لکھا گیا ہے۔ مضمون نویس نے نہ تو قرآن کو اچھی طرح پڑھا اور نہ حدیث کی کوئی پرواہ کی۔ بلکہ حدیث کو تو نہی سے صرف موضوعات کا مجموعہ قرار دیا ہے اس نے دعوے یہ کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی حکم قربانی کے متعلق نہیں۔ بلکہ لوگوں نے آپ کے بعد یہ باتیں خود بنا لیں یہ گویا صحابہ رضی اللہ عنہم پر حملہ ہے کہ وہ حدیثیں وضع کر کے انہیں رسول اللہ صلعم کی طرف منسوب کرتے تھے۔

قرآن کریم میں قربانی کا حکم

مگر میں سب سے پہلے قرآن کریم کو ہی لیتا ہوں، جس کے متعلق یہ دعوے کیا گیا ہے کہ اس میں سوائے حاجیوں کی قربانیوں کے کوئی عام حکم نہیں۔ اس دعوے کی بنیاد سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قرآن کریم کو بغور پڑھے بغیر ایک رائے قائم کر لی گئی۔ قرآن کریم میں سورۃ حج میں قربانیوں کا حکم دو الگ الگ جگہ پر آیا ہے۔ ایک چوتھے رکوع میں حج کے سلسلہ میں اور دوسرا پانچویں رکوع میں عام رنگ میں۔ چوتھا رکوع اس طرح شروع ہوتا ہے واذ بوّانا لابراهیم مکان البیت اس کے بعد حج کا حکم آتا ہے واذن فی الناس بالحج اور اس سلسلہ میں قربانیوں کا حکم آتا ہے، ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات علیٰ ما رزقهم من بهیمة الانعام اور یہ رکوع ان الفاظ پر ختم ہوتا ہے ثم محلها الی البیت العتیق یہ الفاظ مضمون نویس نے بھی نقل کئے ہیں اس کے بعد پانچواں رکوع یوں شروع ہوتا ہے ولکل امة جعلنا منسکا لیذکروا اسم اللہ علیٰ ما رزقهم من بهیمة الانعام ہم نے ہر قوم کے لئے قربانیاں مقرر کی ہیں تا اللہ کا نام لیں جانوروں کو ذبح کرتے وقت اس سارے رکوع میں حج کا ذکر مطلق نہیں بلکہ وہ مضمون چوتھے رکوع کے ساتھ ختم ہو چکا ہے اس لئے اس میں جن قربانیوں کا ذکر ہے ان کا تعلق بھی حج کی قربانیوں کے ساتھ مطلقاً نہیں اس مضمون کو یوں سمجھیں کہ قرآن کریم میں دونوں حکم موجود ہیں یعنی حج میں قربانیوں کا حکم بھی موجود ہے اور اس کے بعد از سر نو عام قربانیوں کا الگ حکم ہے جس میں حج کا کوئی ذکر نہیں آتا۔

مغربی تعلیم کا اثر اور احکام اسلامی کی تحقیر

مجھے افسوس مزید یوں بھی ہوا کہ آجکل تعلیمیافتہ طبقے کے بعض اصحاب کو جو قرآن کریم کے احکام سے خود ناواقف ہیں ایسے مضامین سے سخت ٹھوکر لگتی ہے۔ مغربی تعلیم نے کچھ تحقیر اسلام کے احکام کی بعض دلوں میں پہلے سے ہی پیدا کر رکھی ہے ایسے مضامین ان کے لئے ایک بہانہ بن جاتے ہیں۔ کہ ہمارے پیسے خدا کی راہ میں کیوں خرچ ہوں۔ اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ قربانی کرنا گویا اپنے مال کو ضائع کرنا ہے، ایسے طبقہ کو نہ قرآن کریم پر عبور ہے اور نہ ہی انہوں نے حدیث کی طرف توجہ کی ہے اپنے خیالات ان کو جس راہ پر ڈالتے ہیں ادھر ہی چل پڑتے ہیں۔ اگر اسی قسم کے غلط نظریئے قائم ہوتے چلے جائیں تو پھر ہر اصول اسلامی سے امان اٹھ جائے گا اسی طریق پر کہا جائے گا کہ نماز جو پڑھی جاتی ہے اس سے بھی انسان کا قیمتی وقت ضائع ہوتا ہے۔

اللہ اور رسول کے احکام کی عزت کرنی چاہیئے

بات یہ ہے کہ آزادی میں اس قسم کے لوگ بہت دور نکل گئے ہیں۔ قرآن کی۔ رسول اللہ صلعم کے احکام کی اس کے ترانوں کی دلوں میں وہ عظمت نہیں جو ہونی چاہیئے روزوں کے متعلق بھی میں نے تو بعض مسلمانوں کے مضمون پڑھے ہیں کہ بھوکے رہنا اور اپنے بچوں کو بھوکے مارنا کوئی عقلمندی کا کام نہیں، اسی طرح حج کے متعلق بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس قدر مشقت اٹھا کر اور اس قدر مال خرچ کر کے ایک مکان کے گرد پھرنے سے کیا حاصل ہے، رنج اس بات کا آتا ہے کہ سوچے بغیر قلم اٹھایا جاتا ہے۔ خوب یاد رکھو ہماری زندگی اللہ اور اس کے رسول کے ماتحت چلتی ہے، جب صراحت کے ساتھ قربانی کا حکم موجود ہے تو اس کو مال کا بیجا خرچ کہنا خدا اور اس کے رسول کی تحقیر ہے۔

حج اور عام قربانی

جیسا میں نے ابھی کہا ہے قرآن شریف میں سورۃ حج کے چوتھے رکوع میں حج کا ذکر ہے اور اس میں ان قربانیوں کا ذکر کیا گیا ہے جن کا تعلق حج کے ساتھ ہے پانچویں رکوع میں صرف قربانیوں کا ذکر ہے یعنی ان لوگوں کے لئے جو عازم حج نہیں ہوئے اور چھٹے رکوع میں لڑائیوں کا ذکر آتا ہے اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا یعنی ان لوگوں کو اجازت دی جاتی ہے جن سے لڑائی کی جاتی ہے اس لئے کہ ان پر ظلم کیا گیا۔ ان تینوں مضمونوں کا باہم تعلق ہے۔ اس لئے اس ترتیب سے اکٹھا کیا گیا۔ مگر اس کے بیان کرنے کا یہاں موقعہ نہیں

احادیث کا انکار

احادیث کے متعلق اسی کم علمی نے ایک اور گروہ مسلمانوں میں پیدا کر دیا جو احادیث کو بغیر سوچے اور سمجھے کے موضوعات کا سلسلہ قرار دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے، ان لوگوں سے تو زیادہ بار ایک نظر مغرب میں ان لوگوں کی ہے جو اپنے آپ کو مستشرقین کے نام سے موسوم کرتے ہیں وہ مسلمان نہیں مگر وہ حدیث کو اسی طرح موضوعات کا سلسلہ قرار نہیں دیتے جس طرح مسلمان حد سے تجاوز کر جاتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ اگر احادیث میں کچھ غلط باتیں ہیں یا بعض احادیث موضوع ہیں تو یہ بھی جانتے ہیں کہ احادیث میں صحیح واقعات بھی ہیں مگر یہ مسلمان کہلانے والے ایسے ہیں کہ جو بات اُن کی رائے کے خلاف ہو اس کے لئے حدیث کو مجموعہ افترا قرار دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کرام پر حملہ

یہی مضمون نویس لکھتے ہیں کہ "مسلمان قرآن کو پس پشت ڈال کر رسوم اور روایات کو مذہب بنا کے بیٹھے ہیں۔" خود ہی سوال اٹھاتے ہیں کہ "جب قربانی کے لئے کوئی حکم اور سند موجود نہیں تو ہزار برس سے یہ کس طرح متواتر چلی آتی ہے؟" اور اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ "یہ سوال صرف قربانی تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ تو پورے کے پورے اسلامی نظام کو محیط ہے۔ ہزار برس سے اسلام میں ایسی کھلی ہوئی تحریف ہو رہی ہے"[1] مگر یہ نہ بتایا کہ یہ ہزار سال کیوں ہوا۔ اسے تیرہ سو سال کہئے یا ساڑھے تیرہ سو سال ہوا۔ کیونکہ قربانیوں کا ذکر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے برابر چلا آتا ہے، اگر یہ موضوعات ہیں تو پھر نعوذ باللہ یہ تو صحابہؓ پر حملہ ہوا۔

عید اضحی کیوں نام رکھا گیا

کاش اتنی ہی بات پر غور کیا ہوتا کہ مغرب سے مشرق تک مسلمانوں میں دو عیدیں تو مشہور ہیں، ایک کا نام عید الفطر اور دوسری کا نام عید الاضحی جس کو بڑی عید یا قربانی کی عید بھی کہتے ہیں۔ اضحی کے معنی ہی قربانیاں ہیں، تو جس کا نام ہی قربانیوں کی عید ہے اور رسول اللہ صلعم کے زمانہ سے یہ نام چلا آتا ہے تو یہ نام کس نے بنایا! اور اگر رسول اللہ صلعم نے یہ نام تجویز فرمایا تھا جیسا کہ احادیث صحیح سے ثابت ہے تو اسے قربانیوں کی عید کیوں کہا گیا۔

مدینہ میں نبی کریم صلعم کا قربانی کرنا

مضمون نویس کے نزدیک اس دن قربانیوں کا تو حکم ہی کوئی نہیں اور نام اس کا قربانیوں کی عید رکھا گیا۔ اس کے علاوہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا عمل ہے آپ جب مدینہ میں تھے تو اپنے ہاتھ سے عید کے دن قربانی کرتے تھے اور آپ کے تتبع میں مسلمان قربانیاں کرتے تھے، بخاری کی حدیث ہے کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینحر و یذبح یوما النحر بالمصلی. تو خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے کہ بغیر حج کے قربانی کرتے تھے۔ مگر ہمارے مضمون نویس نے یہ لکھ دیا کہ قربانی کا کوئی حکم نہیں ہے اس کا دوسرے لفظوں میں یہ مطلب ہوگا کہ سارا دین تاریخ اسلام باطل ہے مگر جو فلاں مضمون نویس کہہ رہے وہ صحیح ہے۔ اس قسم کا لکھنا واقعات کو جھٹلانا نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ قرآن کریم میں عام قربانی کا حکم ہے احادیث میں اس کی تشریح۔ نبی کریم کا مدینہ میں رہ کر خود قربانی کرنا ثابت ہے۔

عید کے دن دو کام نماز اور قربانی

پھر حضور کا یہ ارشاد کہ عید کے دن دو کام کرو:-

اوّل ما نبدأ من یومنا ھذا ان نصلی ثم نرجع فننحر فمن فعل فقد اصاب سنتنا۔

پہلا کام جو ہم اس دن کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ نماز پڑھتے اور پھر قربانی کرتے ہیں جو اس طرح کرے اس نے ہماری سنت کو پا لیا۔ اب خود عید الاضحی کے معنے ہیں "قربانیوں کی عید" اس دن آپ کا خود قربانی کرنا ثابت ہے۔ پھر یہ حکم موجود ہے کہ پہلے نماز پڑھو پھر قربانی کرو اس قدر صراحت کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ یہ جو قربانیوں کا حکم ہے صرف حاجیوں کے لئے ہے کس قدر دلیری ہے۔ حضرت رسول کریم صلعم کا قربانی کا حکم بخاری، مسلم، الغرض صحاح ستہ کی سب احادیث کی کتابوں میں موجود ہے۔ کیا یہ سب صریح احکام موضوعات کے زمرہ میں آ جائیں گے؟ احادیث میں یہاں تک بھی ہے جس نے ہماری جیسی نماز پڑھی اور ہماری قربانی کی طرح قربانی دی تو اس کی قربانی صحیح ہوئی، اور جس نے نماز سے پہلے قربانی دی اس کی کوئی قربانی نہیں۔ یہ واقعہ بھی موجود ہے کہ ایک شخص نے حضرت رسول مقبول سے عرض کیا کہ چونکہ عید آج کا دن کھانے پینے کا دن ہے اس لئے میں نے اپنے مینڈھے کی قربانی نماز سے پہلے کر دی تو حضور نے جواب میں فرمایا تیری قربانی نہیں ہوئی۔ پہلے نماز ہے اس کے بعد قربانی، یہ وہ حقائق ہیں جو اس ہستی نے بیان فرمائے ہیں جس کا سینہ منور اور دل تمام روحانیوں و حقائق سے آگاہ تھا۔ اللہ تعالے نے نماز پہلے رکھی ہے اور قربانی بعد میں اس وجہ سے کہ اس میں حظ نفس بھی شامل ہے یعنی گوشت کا کھانا اسے بعد میں رکھا ہے۔

کھانے پینے کے متعلق اعتراض

یہ بھی اعتراض کیا گیا ہے کہ مسلمان قربانی اس لئے کرتے ہیں تاکہ اس دن خوب کھائیں، یعنی قربانیاں کرو اور خوب کھاؤ۔ بھلا یہ بھی کوئی اعتراض ہے۔ کیا دنیا کی تاریخ میں کسی قوم کا خوشی کا دن ہو تو وہ بجائے خوشی کرنے کے رونا پیٹنا شروع کر دے، یا وہ بھوکے پیاسے رہیں، اب دیکھئے نبی کریم صلعم کا فرمانا کہ نماز سے پہلے قربانی، قربانی نہیں، صاف ثابت کرتا ہے کہ قربانیوں کا حکم اور اس پر عمل کرنا رسول کی زندگی میں مسلمانوں میں رائج تھا۔

قربانی کی جگہ خیرات کا سوال

آج کل عام طور پر یہ آواز اٹھائی ہوتی ہے کہ قربانی کرنا مال کا ضائع کرنا ہے۔ اس قسم کی آواز بلند کرنے والے وہ ہیں جن کے پاس مال ہے، غرباء کے منہ سے اس قسم کے کلمات کبھی نہیں نکلتے۔ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ بجائے اس کے کہ روپیہ قربانی پر خرچ کیا جائے کیوں نہ اس روپیہ کو قربانی کی جگہ خیرات میں خرچ کیا جاوے۔ خیرات کرنے سے کون روکتا ہے۔ مگر قربانی کی بجائے کیوں؟ خیرات بھی کرو، پھر بھی اگر مال ہے تو قربانی کرو اور اگر انہی لوگوں سے بجائے قربانی کے خیرات مانگی جائے تو اس کی جگہ آج کل یہی لوگ جو قربانی کے لئے چالیس چالیس یا پچاس ساٹھ روپیہ خرچ کرتے ہیں خیرات میں پانچ روپے بھی نہ دیں گے۔ اس قسم کے عذر صرف خدا اور رسول کے احکام کو ٹالنے کا بہانہ ہیں۔ حدیث میں بھی صراحت سے قربانی کا حکم موجود ہے۔ جہاں جہاں مسلمان آباد تھے، وہاں قربانیاں ہوتی تھیں اور ہوتی چلی آئی ہیں اور آج تک تمام اسلامی ممالک میں اس قربانی کے فریضہ کو ادا کیا جاتا ہے ان تمام باتوں کو نظر انداز کر کے لکھا جاتا ہے کہ قربانی کا حکم نہیں۔

قربانی کی حقیقت کو نہ سمجھنے کا عذر

کیا فی الحقیقت ہر سال قربانی کے حکم کو یاد دلانے میں کچھ حقیقت بھی ہے؟ اور کتنے مسلمان ہیں جو ہر سال اس حقیقت کو مدنظر رکھ کر اس فریضہ کو ادا کرتے ہیں؟ میں یہ مانتا ہوں کہ مسلمان دین کے لحاظ سے بہت پیچھے ہٹ گئے ہوئے یا گر گئے ہوئے ہیں، بظاہر یہ حق ان میں زیادہ آگئی ہے۔ حقیقت پر کم نظر اٹھتی ہے۔ اگر اس فریضہ کے حقیقی ادا کرنے والے کم ہیں تو میں پوچھتا ہوں کہ حقیقت کو مدنظر رکھ کر نماز پڑھنے والے کتنے ہیں؟ لیکن کیا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ نماز کو چھوڑ ہی دیا جائے۔ اب اگر تھوڑا بہت احساس جن کے ذریعہ سے خدا کی ہستی پر پیدا ہوتا ہے تو نماز کو ترک کرنے سے وہ بھی جاتا رہے گا اگر اکثر قربانی کرنے والے قربانی کی حقیقت کو نہیں سمجھتے تو قربانی اڑا دینے سے کیا واقعی کوئی فائدہ ہوگا۔ انسان اپنے کاروبار تجارت یا ملازمت میں مشغول ہوتا ہے وقت نماز آ جاتا ہے تو وہ خدا کے حضور کھڑا ہو جاتا ہے یہی خدا کی ہستی کا احساس ہے ایسی ہی باتوں سے آج قوم میں نسبتاً خدا کی ہستی پر دوسری قوموں سے زیادہ احساس موجود ہے۔

قربانی میں ایک اہم سبق

اسی طرح قربانی کی بھی ایک اہم غرض ہے اور اس کے پیچھے ایک زبردست حقیقت ہے اور یہ سبق ہے کہ تمہاری زندگی ان قربانیوں سے وابستہ ہے جانور کی قربانی میں یہ سبق ہے کہ انسان خود اپنے آپ کو خدا کی راہ میں قربان کرے۔ ملک اور قوم کی خاطر مال کمانے کے لئے لوگ زیادہ قربانیاں کرتے ہیں تو کیا خدا کی خاطر قربانی کرنا اس سے بلند تر مقصد کی طرف نہیں لے

(باقی بر صفحہ کالم ۳)

---

[1] افسوس ہے کہ آخری لفظ اس فقرہ کے محفوظ نہیں رہے۔ (محمد علی)

رنگون کے شیخ الجامعہ کی احمدیت پر نکتہ چینی

کتاب "دو نبی" پر ایک سرسری نظر

قسط نمبر ۱۲

(مولانا مرتضیٰ خان حسن)

جھوٹے مدعیانِ نبوت اور حضرت مرزا صاحب علیہ السلام

ہمدم صاحب کے جھوٹے نبی

اس کے بعد ہمدم صاحب نے دو جھوٹے نبیوں سلیمان بن حسن اور مقنع کا ذکر کیا ہے۔ اور ان کے کچھ حالاتِ زندگی بیان کئے ہیں۔ معلوم نہیں کہ ان کا ذکر کرنے سے جناب ہمدم صاحب کا کیا مقصد ہے، کیا یہ کہ چونکہ یہ جھوٹے تھے، اس لئے حضرت مرزا صاحب بھی (نعوذ باللہ من ذالک) جھوٹے ہی ہیں۔ سبحان اللہ! قربان جائیں اس عقل و فہم کے۔ اول تو حضرت مرزا صاحب کا دعوٰی نبوت کا ہے ہی نہیں۔ پھر ان کے مقابل ان جھوٹے نبیوں کو پیش کرنے کا کیا مطلب؟ آپ کو چاہیئے کہ جھوٹے نبیوں کی مثالیں پیش کرنے سے پہلے آپ حضرت مرزا صاحب کا دعوٰی نبوت ثابت کریں، پھر غور طلب بات یہ ہے کہ اس امت میں محض کذاب ہی آتے رہیں گے یا کبھی کوئی صادق بھی آسکتا ہے؟ کیا اس اُمتِ مرحومہ کو صرف کذابوں کے آنے کا ہی وعدہ دیا گیا ہے۔ کیا محدثین مجددین کے آنے کا وعدہ کوئی نہیں؟ کیا کوئی مہدی بھی اس امت میں آنے والا ہے یا نہیں؟ کیا جب مہدی موعود آئے گا تو آپ اسکو بھی کہدیں گے کہ تم کذاب ہو کیونکہ تم سے پہلے بھی کذاب اس امت میں آتے رہے ہیں، اس مولویانہ منطق کی ہمیں تو سمجھ نہیں آتی کہ چونکہ پہلے کذاب ہو گذرے ہیں اس لئے ہر مجدد جو صدی کے سر پر تجدید دین کے لئے آئے اور مہدی جو امت میں ظاہر ہو وہ بھی کذاب ہی ہونا چاہیئے۔ اگر یہی اصول ہے کہ ہر مدعی جھوٹا ہے تو آپ لوگوں سے بجا طور پر توقع ہو سکتی ہے کہ کل کو جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو ان کو بھی کہدیں گے کہ (نعوذ باللہ) تم کذاب ہو، کیونکہ تم سے پہلے بھی کذاب آتے رہے ہیں ؎

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریا میرود دیوار کج

مدعیانِ نبوت کی سیاسی سرگرمیاں

ہمدم صاحب نے ان ہر دو مدعیان نبوت کی دعویٰ نبوت کا تو کچھ ذکر نہیں کیا۔ البتہ ان کی سیاسی سرگرمیوں کا ضرور ذکر کیا ہے حالانکہ نبوت کی بنیاد ہی وحی نبوت یا جبریل علیہ السلام کا نزول ہے۔ مدعی نبوت کے لئے وحی نبوت کا ہونا ضروری ہے۔

سلیمان بن حسن کے متعلق لکھا ہے کہ اس نے ۳۱۱ھ میں بصرہ لوٹا۔ ۳۱۲ھ میں کوفہ کو تاراج کیا اس نے ۳۱۷ھ میں خانہ کعبہ پر حملہ کر کے طواف کرنے والوں کو تہ تیغ کیا۔ اس نے حجرِ اسود کو اکھیڑا، اور اسے بحرین لے گیا۔ مکہ سے سات سو کنواری لڑکیاں بھی گرفتار کر کے اپنے ہمراہ لے گیا۔ ۳۱۸ھ میں بغداد پر حملہ کرنے کی غرض سے روانہ ہوا، جب مقام دمشق پر پہنچا تو کسی عورت نے چھت پر سے پتھر لڑھکا دیا۔ اور بدقسمتی اس کی ضرب سے وہیں مر گیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ مقنع کے متعلق لکھا ہے کہ اس شخص کا کوہ سیاہ پر ایک قلعہ تھا ... خلیفہ مہدی نے معاذ بن مسلم کو ستر ہزار فوج دیکر اس کی گوشمالی کے لئے بھیجا .... یہ جنگ کئی سال تک جاری رہی۔ خندق کے عبور کرنے کے لئے سعید بن عمرو الحرشی نے لوہے کی دو سیڑھیاں تیار کرائیں .... خونریز جنگ کے بعد مقنع کی تیس ہزار فوج نے ہتھیار ڈال دیئے اور باقی ماندہ تہ تیغ کر دیئے گئے۔ مقنع نے جب اپنی شکست دیکھی تو تنوروں کو دہکا دیا وغیرہ وغیرہ۔

مرزا صاحبؑ سے مماثلت کس بات میں؟

اس مقالہ نگار سے کوئی پوچھے کہ حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ میں ان لوگوں کے ذکر کرنے سے کیا فائدہ؟ ان کی حضرت مرزا صاحب سے کیا نسبت؟ کیا مرزا صاحب نے بھی کبھی بصرہ کو لوٹا یا کبھی آپ نے کوفہ کو تاراج کیا؟ کیا نعوذ باللہ آپ نے بھی کبھی خانہ کعبہ پر حملہ کیا اور وہاں کے طواف کرنیوالوں کو تہ تیغ کیا؟ کیا آپ بھی حجر اسود کو اکھیڑ کر کبھی بحرین یا کسی اور جگہ لے گئے تھے۔ کیا آپ نے بھی کبھی بغداد پر حملہ کیا اور کیا آپ کا بھی وہی انجام ہوا جو سلیمان بن حسن کا ہوا تھا؟ کیا مقنع کی طرح حضرت مرزا صاحب بھی کسی اسلامی سلطنت سے جنگ و جدال کرتے رہے؟ آخر آپ نے کس بات میں ان کی مناسبت حضرت مرزا صاحب سے قائم کی، حضرت مرزا صاحب کو تو سینکڑوں الہامات وحی ولایت کے تحت ہوتے، ان مدعیان نبوت کے کوئی دو چار الہام ہی پیش کئے ہوتے۔ جو وحی نبوت اُن پر نازل ہوتی تھی اُس کا کچھ نمونہ ہی بتایا ہوتا، بغیر وحی و نبوت کے اُن سے حضرت مرزا صاحب کی مماثلت قائم کرنے کا کیا مطلب؟ یہ تو سیاسی قسمت آزما معلوم ہوتے ہیں۔ ان کی ساری عمر جنگوں میں گذر گئی، ان سے حضرت مرزا صاحب کی کیا مماثلت اور کیا مشابہت؟ مرزا صاحب نے تو کبھی کسی سے جنگ نہیں کی۔ اور نہ آپ نے کبھی کسی ملک پر حملہ کیا۔ البتہ آپ نے جہاد بالقرآن ضرور کیا۔ دشمنانِ دین کا قلم سے مقابلہ کیا ہے۔ دلائل و براہین سے اسلام کو ادیان باطلہ پر غالب کیا ہے۔ مگر تلوار نہیں اٹھائی ملک فتح کرنا یا سلطنت قائم کرنا آپ کا مقصد ہی نہ تھا خود فرماتے ہیں ؎

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھکو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

خدمتِ دین کر تو اے کذاب

اجی حضرت! اگر مرزا صاحب سے مقابلہ کرنا ہے تو کوئی ایسا کذاب پیدا کر دو جس نے مرزا صاحب کی طرح جہاد بالقرآن کی طرح ڈالی ہو، جس نے دشمنان دین کا مقابلہ کر کے ان کو زک دی ہو، جس نے اشاعت اسلام و تبلیغ دین متین کے لئے نظام قائم کیا ہو جس نے تثلیث پرستوں کی سرزمین میں مشن قائم کئے ہوں وغیرہ وغیرہ اگر ایک آدھ ایسا کذاب آپ دکھا دیں گے تو ہم آپ کے قائل ہو جائیں گے اگرچہ سوال یہ رہ جائے گا کہ کیا دین کی خدمت کاذبوں ہی کے ہاتھوں مقدر ہے؟

حضرت مرزا صاحب کی مماثلت مسیح ناصری سے

مکرم ہمدم صاحب! آپ کے ہوش و حواس درست بھی ہیں یا نہیں۔ آپ حضرت مرزا صاحب کا مقابلہ کن لوگوں سے کر رہے ہیں۔ کہاں ان لوگوں کا اسلامی حکومتوں کے خلاف خروج اور جنگ آزمائی کرنا اور کہاں حضرت مرزا صاحب کا قلم کے ذریعہ اسلام پھیلانا۔ ان دونوں میں تو بعد المشرقین ہے۔ آیئے ہم آپ کو بتائیں کہ حضرت مرزا صاحب کی مماثلت کس سے ہے۔ اس بہت بڑی پاک ہستی سے ہے جس کی نسبت قرآن مجید نے فرمایا ہے وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ دیکھئے اور غور کیجئے جس طرح آج سے تقریباً دو ہزار سال قبل مسیح ناصری جو ایک گاؤں ناصرہ کے رہنے والے تھے درویشوں کی طرح دنیا میں آئے اور ظالموں کے ظلم و تشدد کو برداشت کرتے ہوئے درویشوں کی طرح گذر گئے۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب جو ایک گاؤں قادیان کے رہنے والے تھے درویشوں کی طرح دنیا میں آئے اور ظالم قوم کے ظلم و تشدد برداشت کرنے کے بعد درویشوں کی طرح دنیا سے گذر گئے۔ نہ مسیح ناصری نے تلوار اٹھائی نہ مسیح قادیانی نے بلکہ دونوں نے وعظ و نصیحت سے ہی اپنے اپنے دین کی تبلیغ کی۔

جس طرح حضرت موسیٰؑ سے کم و بیش تیرہ چودہ

سال کے بعد بنی اسرائیل میں حضرت مسیح ناصری تشریف لائے اسی طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چودھویں صدی میں حضرت مسیح قادیانی تشریف لائے جس طرح حضرت مسیح ناصری بنی اسرائیل کے انحطاط اور زوال کے وقت مبعوث کئے گئے اسی طرح حضرت مرزا صاحب اسلام کے انحطاط اور زوال کے وقت مبعوث ہوئے جس طرح یہود کی قوم حضرت مسیح ناصری کی آمد کے وقت مختلف فرقوں میں بٹی ہوئی تھی اور ان میں باہمی جنگ و جدال کا میدان ... تھا۔ اسی طرح مسلمان قوم بھی حضرت مسیح موعود کی آمد کے وقت مختلف فرقوں میں بٹی ہوئی تھی۔ جن میں باہمی جنگ و جدال کا میدان گرم رہتا تھا جس طرح بنی اسرائیل یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ مسیح آئے گا اور وہ انہیں داؤد کا تخت دلوائے گا اور بنی اسرائیل پھر اپنا گیا ہوا عروج حاصل کریں گے۔ اسی طرح مسلمان قوم بھی سمجھی بیٹھی تھی کہ مسیح جب آئے گا تو وہ مہدی سے مل کر کفار سے جنگ کرے گا اور ملک فتح کر کے اسلام کی حکومت ساری دنیا پر قائم کر دے گا اور مال غنیمت سے مولوی صاحبان کے گھر بھر دے گا۔ پھر جس طرح جناب مسیح نے صاف لفظوں میں آکر کہدیا کہ میری جنگ جسمانی نہیں ہے روحانی ہے، میں زمینی بادشاہت دلوانے نہیں آیا بلکہ آسمانی بادشاہت قائم کرنے آیا ہوں، اسی طرح حضرت مسیح موعود نے بھی آکر صاف صاف لفظوں میں اعلان کر دیا کہ میری جنگ جسمانی نہیں روحانی ہے، میں دنیاوی بادشاہت دلوانے نہیں آیا... بلکہ روحانی بادشاہت قائم کرنے آیا ہوں ؎

مرا ایس است کہ ملک سما بدست آید
کہ ملک و ملک زمین را کجا بقا باشد

آپ نے اسی مضمون کو اردو میں بھی ادا کیا ہے ؎

مجھکو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھکو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

غرض نہ پہلے مسیح نے ملک گیری کے لئے یا اشاعت دین کے لئے تلوار اٹھائی اور نہ اس کے مثیل نے۔ دونوں نے اپنا اپنا دین صلح و آشتی سے دنیا میں پھیلایا۔ اور یہ بہت بڑی مماثلت ہے۔ جو ان دونوں میں پائی جاتی ہے پھر جس طرح جناب مسیح علیہ السلام کی جماعتیں ان کی زندگی میں اور ان کے بعد مختلف علاقوں میں پھیل گئی تھیں، اور وہ اپنی اپنی جگہ تبلیغ دین کا کام کرتی تھیں، اسی طرح مسیح قادیانی کی جماعتیں مختلف مقامات پر پھیل گئیں اور وہ آج تک تبلیغ دین میں لگی ہوئی ہیں اور اشاعت اسلام کر رہی ہے اصل مقصد مسیح موعود کے آنے کا ہے۔ پھر سنو! جس طرح حضرت مسیح ناصری نے اپنے آپ کو مجازی طور پر ابن اللہ کہا اور اس قوم نے ان کو ملزم قرار دیا اور کہا یہ شخص جھوٹے طور پر ابن اللہ ہونے کا دعوے کرتا ہے اور آدم زاد ہو کر خدا کا بیٹا بنتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود کے مجازی طور پر نبی کا نام پانے پر آپ کو ملزم قرار دیا گیا اور کہا گیا کہ اصلی اور حقیقی نبوت کا مدعی ہے، لہذا کافر ہے۔ جس طرح وہاں یعنے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بارے میں مجاز کو حقیقت سمجھ لیا گیا اسی طرح یہاں بھی یعنے مسیح موعود کے ساتھ بھی ہوا، یہاں بھی مجاز کو حقیقت بنا لیا گیا جس طرح مسیح ناصری کے متعلق گورنمنٹ میں مخبریاں کی گئیں کہ یہ شخص حکومت کا باغی ہے، اسی طرح حضرت مرزا صاحب کے خلاف بھی گورنمنٹ میں مخبریاں کی گئیں کہ یہ شخص حکومت کا باغی ہے اور اس کا وجود حکومت کے لئے سخت خطرناک ہے جس طرح حضرت مسیح ناصری کو صلیب پر کھچوانے کی کوشش کی گئی اسی طرح حضرت مسیح موعود کو بھی عیسائیوں اور مولوی صاحبان نے مل کر پھانسی پر لٹکوانے کی کوشش کی لیکن مسیح اول کو بھی خدا نے بچا لیا اور اس کے مثیل کو بھی اور دشمن اپنے عزائم میں ناکام رہے۔ جس طرح رومی گورنر پیلاطوس مسیح ناصری کا مقدمہ پیش ہونے پر پکار اٹھا کہ میں مسیح کو بے گناہ دیکھتا ہوں اسی طرح مسیح محمدی کا مقدمہ پیش ہونے پر انگریز مجسٹریٹ ڈگلس پکار اٹھا کہ مرزا غلام احمد بے گناہ ہے۔

ایسا ہی جب جناب مسیح علیہ السلام پیلاطوس گورنر کے سامنے پیش ہوئے تو اس کی بیوی نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ مسیح اچھا آدمی ہے اس کے خون سے ہاتھ نہ رنگنا۔ اسی طرح جس آریہ مجسٹریٹ کی عدالت میں حضرت مسیح موعود کا مقدمہ تھا اس کی بیوی نے کہا کہ مجھے سپنا آیا ہے کہ مرزا بھگت آدمی ہے، اس پر ہاتھ نہ ڈالنا، ورنہ زوال آجائے گا۔ مگر مجسٹریٹ نہ مانا اور اس کے دو بیٹے یکے بعد دیگرے مر گئے۔ جب ایک بیٹا مر گیا اور دوسرا بیمار پڑا تو اس کی بیوی چیخی اور چلائی اور اپنے خاوند سے کہنے لگی کہ تو گھر کا صفایا کر کے ہی رہے گا میں نے کہا نہ تھا کہ مرزا بھگت آدمی ہے اس پر ہاتھ نہ ڈالنا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ ایک اور مماثلت بھی ہے اور وہ یہ کہ دونوں پر کفر کا فتوے لگایا گیا دونوں کو مرتد اور واجب القتل قرار دیا گیا۔

مسیح اول کے وقت بھی بروز کا مسئلہ پیش آیا یعنے جب یہود نے کہا کہ مسیح کے آنے سے پہلے تو الیاس کا آنا ضروری ہے تو جناب مسیح علیہ السلام نے جواب دیا کہ الیاس تو آچکا اور وہ یحییٰ ہے۔ کیونکہ اس کی خو بو پر آیا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی قوم نے کہا کہ مسیح تو آسمان سے آئے گا۔ حضرت مسیح ثانی نے جواب دیا کہ وہ تو فوت ہو چکا وہ نہیں آئے گا بلکہ اس کا مظہر اس کی خو بو پر آئے گا۔ اور ایک چھوٹی سی مماثلت یہ ہے کہ پہلے مسیح پر توہین بیت المقدس کا الزام لگایا گیا اور دوسرے مسیح پر توہین انبیاء کا۔

ہمدم صاحب! یہ ہے اصل مماثلت! نہ کہ وہ جو آپ نے قائم کی ہے جس کی ایک چول بھی ٹھیک نہیں بیٹھتی۔ کجا متنبی اور کجا حضرت مرزا صاحب؟ کجا وہ سیاسی جنگجو اور کجا حضرت مرزا صاحب صلح و آشتی اور امن کے شاہزادے۔ ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

مولانا صاحب! کوئی تو عقل کی بات بھی کیا کرو، نیک و بد میں تمیز کرنا سیکھیں۔ کجا مدعیان نبوت کاذبہ اور کجا مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا صادقوں اور راستبازوں کا سردار ؎

میان سوختہ و خام فرق است بسیار
سر خلک تاک کجا گریہ، کباب کجا

قربانی کے متعلق اعتراض بقیہ

جاتا ہے۔ اگر ملک، قوم اور مال کمانے کے لئے قربانیاں ہو سکتی ہیں اور انہی قربانیوں سے کامیابی وابستہ ہے تو خدا کے لئے بھی قربانی ہو سکتی ہے۔ خدا کی راہ میں وہی لوگ کامیاب ہو سکتے ہیں جو خدا کے لئے قربانی کریں۔ یہ سچ ہے کہ محض جانور کے گلے پر چھری پھیرنے سے قربانی نہیں ہو جاتی۔ سبق اس میں یہ ہے کہ ہم اپنے آپ پر وہ حالت وارد کریں کہ گویا خدا کی راہ میں اپنے آپ کو موت کی حالت تک پہنچا دیں۔ انسان کی کچھ سفلی خواہشات ہیں، یہی یعنی جانور کی قربانی میں ہے کہ ان خواہشات کو قربان کر کے ہی انسان بڑا کام کر سکتا ہے۔ آج جتنے بڑے بڑے سائنسدان ہیں آیا ان کی زندگی عیش و راحت کے ساتھ گذرتی ہے یا شدید محنت اور دکھ کی زندگی جو ان کو ہلاکت کے قریب پہنچانے والی ہوتی ہے، وہ ایک مقصد یا اصول کو اپنے سامنے رکھ لیتے ہیں، جب تک اس میں کامیاب نہیں ہو جاتے ہر قسم کی مشقت محنت اور تکلیف برداشت کرتے رہتے ہیں، تمام کامیابیاں قربانیوں سے وابستہ ہیں۔ جانور در حقیقت خواہشات حیوانی کا مجسمہ ہے اور اس کے ذبح میں سبق یہی ہے کہ اپنی حیوانی خواہشات کو قربان کرنا سیکھو۔ انسان کی حیوانی خواہشات کھانے پینے وغیرہ سے تعلق رکھتی ہیں لیکن انسان کے اندر اس سے بہت بڑھ کر بلند سے بلند مقاصد اور بڑے اعلے مقامات کو حاصل کرنے کے جذبات بھی پائے جاتے ہیں۔

بزرگی حاصل کرنے کا واحد ذریعہ

قربانی کا سبق انسان کو یہ سکھلاتا ہے کہ جب تک تم ادنے خواہشات کو قربان نہیں کرتے اس وقت تک بلندی کو حاصل نہیں کر سکتے۔ مثلاً دل میں عزت الہی کا احساس، مصائب پر صبر، نماز کے ذریعہ اپنے نفس کی اصلاح، اپنے مال اور اپنے قوٰے کو مخلوق خدا کی بھلائی میں لگا دینا وغیرہ وغیرہ۔ مسلمانوں کو دیگر قوموں پر فوقیت اور برتری اس وقت حاصل ہوئی جب انہوں نے خواہشات نفسانی کو خدا کے رستے میں مار دیا تھا۔ جتنا آپ خواہشات کو روندتے اور کمزور کرتے چلے جائیں گے اسی قدر روحانی خواہشات میں بلندی اور صلاحیت پیدا ہوتی چلی جائیگی۔ اور اگر حیوانی خواہشات تک ہی ہم اپنی زندگی محدود کر دیں تو انسان اور حیوان میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا، سوائے اس کے کہ انسان ایک اعلے درجہ کا حیوان بن جائے ادنے خواہشات قربان کرنے سے ہی بلند خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ علمی ترقیاں انہوں نے

جرمنی میں اسلام کی تبلیغی سرگرمیاں

ایک جرمن نوجوان کا قبول اسلام

سوشل اجتماعات۔ اسلام پر دلچسپ سوالات وجوابات۔ مسیحی اور یہودی معززین کی آمد مسجد میں

یکم مئی - امام صاحب نے سورۃ الفیل پڑھکر جمعہ کا خطبہ دیا۔ شام کو کمیونٹی کا اجتماع ہوا۔ یہ اجتماع عوام وخواص کے لئے کھلا تھا۔ اس لئے بہت سی نئی خواتین وحضرات نے شرکت کی۔ انہوں نے سزاؤں کے متعلق اسلامی قانون کے بارہ میں استفسارات کرکے مجلس کی دلچسپی میں اضافہ کر دیا۔

۲رمئی - ڈاکٹر موورٹز Moritz ایک پارٹی کے ساتھ مسجد کی زیارت کے لئے آئے پارٹی کو ہم نے معتقدات کے متعلق معلومات بہم پہنچائیں۔

۶رمئی - شام کو حسب معمول کمیونٹی کا اجتماع ہوا۔ حاضرین بہت بڑی تعداد میں تھے۔ ڈاکٹر شمسہ روح Schamsa Ruh کی شرکت سے کافی رونق ہوگئی۔ انہوں نے اپنی جمع کردہ شاندار چیزوں میں سے کچھ پردہ سیمن پر دکھائیں۔

۸رمئی - امام صاحب نے سورۃ البقرہ پڑھکر خطبہ دیا۔ نماز کے اختتام پر ایک نوجوان Herr Detlef Schafer نے قبول اسلام کا اعلان کیا، یہ نوجوان Hannover ہنیور (مغربی جرمنی) کے ایک معزز اور تاجر پیشہ خاندان میں سے ہیں۔ ان کا اسلامی نام محمد سلیم رکھا گیا۔ وہ ایک ذہین اور ہونہار نوجوان ہیں۔

۱۵رمئی - امام صاحب نے سورۃ البقرہ میں سے خطبہ دیا۔ بعدازاں ہالینڈ کے دو طالبعلم مسجد کی زیارت کے لئے آئے۔ انہیں اسلام کے متعلق معلومات بہم پہنچائیں اور کچھ انگلش لٹریچر دیا۔ جس میں انہوں نے دلچسپی کا اظہار کیا۔ شام کے وقت حسب معمول سوشل اجتماع ہوا۔ اس اجلاس کی دلچسپی اس وجہ سے بڑھ گئی کہ کچھ نووارد اصحاب نے غیر ممالک کے رسوم ورواجات پر اعتراضات کئے جن کے تسلی بخش جواب دیئے گئے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ان اجتماعات میں حاضرین کی تواضع چائے وغیرہ سے کی جاتی ہے۔

۲۰رمئی - شام کو سوشل اجتماع ہوا۔ ایک ترکی طالبعلم عبدالمحسن نے جن کے تعلقات ہمارے ساتھ بہت گہرے اور دوستانہ ہیں۔ غیر مسلم حاضرین کے لئے اسلام کے بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ ایک اور مصری طالب علم نے بھی تقریر کی۔ یہ دلچسپ اجتماع کئی گھنٹے تک جاری رہا۔

۲۲رمئی - ڈاکٹر Herr Dr. Ehrhardt جو برلن میں (The Arbeitsgemeinschaft der Kirchen and Religionen) کے سیکرٹری ہیں۔ امام صاحب کی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔

امام صاحب نے سورۃ العمران سے خطبہ دیا۔ اور شام کو حسب معمول اجتماع ہوا۔

۲۴رمئی - پہلے سے مقرر شدہ انتظام کے مطابق قریباً ساٹھ مہمان ہمارے ہاں آئے جو عیسائیت کے مختلف فرقوں سے تعلق رکھتے تھے۔ اور برلن کے ممتاز یہودیوں کی ایک پارٹی بھی شامل تھی۔ انہوں نے مسجد شریف کی زیارت کی اور امام صاحب کی تقریر اسلام کو خاموشی سے سنتے رہے امام صاحب نے نماز کا جرمنی ترجمہ سنایا اور انہوں نے عربی نماز پڑھی جس کے بعد سب نے آمین کہی بعد ازاں اس پارٹی کی تھی

(باقی بر صفحہ ۱۲ اشتہار کے نیچے)

جرمنی میں تبلیغ اسلام کی تبلیغی سرگرمیاں بسلسلہ صفحہ ۱۱
توانسح چائے وغیرہ سے کی گئی بہت سے سوالات
انہوں نے کئے جن کے جوابات دیئے گئے اس پارٹی
میں دوسرے معززین کے علاوہ یہودی معبد کے Dr.
Max Warze مینو نیٹس کے ..

Eberhardt اور ڈاکٹر Pfann Hein
بھی شامل تھے۔

یہ اجتماع بڑا دلچسپ اور اہم تھا۔ ان کو یہ بتایا
گیا کہ اسلام کی دعوت تمام قوموں اور سب مذاہب کی
طرف ہے۔ اور یہ دعوت چودہ سو سال ہوئے حضرت

نبی کریم صلعم کی معرفت دی گئی تھی۔ یہ صرف اسلام ہی ہے
جو کہتا ہے کہ تمام پیغمبرؑ اور ان کے مذاہب خدا تعالیٰ
کی طرف سے ہیں۔

۲۹ مئی۔ امام صاحب نے خطبہ جمعہ سورۃ البقرہ
سے دیا۔ شام کو سوشل اجتماع ہوا جس میں کچھ مسلمان
دوستوں نے شرکت کی۔

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں تیری تبلیغ کو دُنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا (الہام مسیح موعودؑ)

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور پاکستان

(رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸)

اے خدا نورِ ہُدیٰ از مشرقِ رحمت برآر
گمرہاں را چشم کُن روشن ز آیاتِ مبین

تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر ۳۷۷۲۳
ایڈیٹر:- دوست محمد
اسسٹنٹ ایڈیٹر:- بشیر احمد سوز

جلد ۴۷ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۶ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ - ۲۲ جولائی ۱۹۵۹ء | نمبر ۲۹

آؤ میں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں

جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات

"میں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو - اور انسان کے ساتھ حق ہمدردی بجالاؤ - اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو - کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے - کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے جس میں انسان کی ہمدردی نہیں - اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے جو نفسانی بغض کے کانٹوں سے بھرا ہے - سو تم جو میرے ساتھ ہو - ایسے مت ہو - تم سوچو کہ مذہب سے حاصل کیا ہے - کیا یہی کہ ہر وقت ہر دم آزاری تمہارا شیوہ ہو؟ نہیں بلکہ مذہب اس زندگی کے حاصل کرنے کے لئے ہے، جو خدا میں ہے - اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی بجز اس کے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں - خدا کے لئے سب پر رحم کرو - تا آسمان سے تم پر رحم ہو - آؤ میں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں - جس سے تمہارا نور سب نوروں پر غالب رہے - اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو - اور ہمدرد نوع انسان ہو جاؤ - اور خدا میں کھوئے جاؤ - اور اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو - کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں - اور دعائیں قبول ہوتی ہیں - اور فرشتے مدد کے لئے اترتے ہیں - مگر یہ ایک دن کا کام نہیں - ترقی کرو - ترقی کرو - اس دھوبی سے سبق سیکھو، جو کپڑوں کو اول بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دیئے جاتا ہے - یہاں تک کہ آخر آگ کی تاثیریں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں - تب صبح اٹھتا ہے - اور پانی پر پہنچتا ہے - اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے - اور بار بار پتھروں پر مارتا ہے - تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھی - اور اُن کا جزو بن گئی تھی - کچھ آگ سے صدمات اُٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یکدفعہ جدا ہونی شروع ہو جاتی ہے - یہاں تک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتدا میں تھے - یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی تدبیر ہے - اور تمہاری ساری نجات اسی سفیدی پر موقوف ہے - یہی وہ بات ہے جو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے - قد افلح من زکّٰھا - یعنے وہ نفس نجات پا گیا جو طرح طرح کے میلوں اور چرکوں سے پاک کیا گیا۔"

(ملفوظات احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۲۰)

ہمارا مذہب

(از حضرت مسیح موعودؑ)

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوّت را برو شد اختتام

آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست

یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدّامِ ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

(مسیح موعودؑ)

دیکھو خدا نے اک جہاں کو جھکا دیا　گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

تبلیغی خط و کتابت

اس عنوان کے نیچے وہ خطوط درج ہوتے ہیں جو انجمن کی تبلیغی ڈاک کے جواب میں موصول ہوتے ہیں۔

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر سلیمان - ایف - بوڈگن ایلیشیا نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں آپ کے ارسال کردہ اسلامی لٹریچر کے لئے بہت بہت شکر گذار ہوں۔ دعا کرتا ہوں کہ رحیم کریم خدا تعالےٰ آپ سب پر اپنی برکات نازل فرمائے اور تبلیغ اسلام کی مساعی میں آپ کو بیش از بیش کامیابیاں عطا فرمائے۔

مجھے مفصلہ ذیل کتب موصول ہو چکی ہیں :- ہز ہولی نس ایکسرائز - پرافٹ آف محمدؐ - پرومسڈ مسیح اینڈ مہدی - کال آف اسلام - دی ڈیتھ آف جیسز کرائسٹ - اور فتوحی - اسلام دی ریلیجنز آف ہیومینٹی - اسلام اینڈ کرسچینٹی - اور انسٹرکشن فار جماعت -

پہلے جو کتب آپ نے ارسال فرمائی تھیں اُن پر آپ ہمارے تاثرات پڑھ کر بہت خوش ہوں گے۔

پیغام حق، اسلام اسلامی تعلیم کا خزانہ ہے اور ہر مسلمان گھرانے میں اس کی سخت ضرورت ہے۔ اور ہر متقی اور متلاشی حق کے لئے ایک روحانی غذا ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد کی بیش قیمتی کتاب اور آپ کی براہین احمدیہ جیسی عالمانہ تصنیف اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آپ کے خلاف فتوے کفر سراسر دروغ اور بے بنیاد ہے۔

اگر آپ خارج از اسلام اور بقول ملاں کافر تھے تو آپ نے تبلیغ اسلام کی شاندار عمارت کی بنیاد احمدیہ موومنٹ کی شکل میں کیسے رکھی

اگر آپ کافر تھے تو آپ نے کس طرح اسلام کو دوسرے مذاہب پر غالب کر کے دکھا دیا۔

میری تو غالب رائے یہ ہے کہ آج اس زمانہ میں وہ اسلام کے عظیم الشان امام تھے کہ انہوں نے اسلام کا نور ہر طرف پھیلا دیا یہ بات تو یہ ہے کہ آپ کی بعثت سے پہلے اسلام ہر طرف مغلوب نظر آتا تھا اور مسلمانوں کی اخلاقی حالت بہت پست تھی۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے اسلامی تعلیم کا برتری کے متعلق مسلمانوں کا نقطۂ نگاہ ہی بدل دیا۔ آپ نے اپنے پرامن طریق سے اسلام کے لئے شاندار فتوحات حاصل کیں جو سو سال کی لڑائیوں سے بھی مسلمان نہ حاصل کر سکے۔ جہاد کے عقیدہ نے مسلمانوں کو جامد بنا دیا۔ گذشتہ پچاس سال کے عرصہ میں احمدیہ مشن دنیا پر چھا گیا۔

آج اسلام یعنی مسلمان بلکہ تمام عالم اسلام مرحوم مولانا محمد علیؒ کے زیر احسان ہے اور سب کو اُن کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے انہوں نے اسلام کی بہت بڑی خدمات انجام دی ہیں۔ آپ نے تعلیم اسلامی کو ناقابل تسخیر اور دلکش دلائل سے مزین و مربوط فرمایا اور اپنے پیچھے اسلام پر بیش بہا لٹریچر چھوڑا۔ آپ اگرچہ جسمانی طور پر تو وفات پا چکے ہیں مگر روحانی طور پر اب بھی زندہ ہیں اور ابدالآباد تک زندہ رہیں گے۔ آپ نے تمام تشنۂ روحوں کی اسلام کے زندگی بخش چشمۂ آب حیات کی طرف رہنمائی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتوں کی بارش نازل فرماتا ہے۔

پیشتر اس کے کہ میں اس خط کو بند کروں میں آپ سے چند سوالات پوچھنا چاہتا ہوں :-

(۱) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح تاریخ ولادت کیا ہے - ۵۷۰ ء یا ۵۷۱ ء

(۲) کیا حضور علیہ التحیۃ والسلام کا وصال ۶۳۲ء کو ہوا یا ۶۳۳ء کو ؟ میرے لئے ان کا جواب نہایت ضروری ہے

(۳) کیا عید الاضحیٰ میں جانوروں کی قربانی حضرت اسمٰعیل کی یادگار میں ہے یا حضرت اسحٰق کی ؟

(۴) کیا ایک سچے خالص پابند شرع مسلمان کے لئے فوٹو کھچوانا جائز ہے ؟

میں آپ کے مشن کی کامیابیوں کے لئے دست بدعا ہوں ۔

آپ کی ارسال کردہ کتب نے یہاں اچھا خاصا اثر پیدا کیا ہے چنانچہ کئی عیسائی دوستوں نے بہت پسند فرمایا ہے اور وہ بہت متاثر ہوئے ہیں۔ (انہیں مزید لٹریچر اور جواب خط لکھا جا رہا ہے۔ غلام قادر)

فلپائن

ترجمہ خط از منجر سا مسلا - فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا نوازش نامہ موصول ہوا لٹریچر کی انتظار برابر ہے آپ کا مقدس ادارہ مجھے مزید لٹریچر سے نوازے تو تبلیغی کام میں مجھے بہت کار آمد ثابت ہوگا۔

میرے دو عیسائی پروفیسر دوستوں نے اسلامی تعلیم سے مستفیض ہونے کی گہری خواہش ظاہر کی ہے اور وہ قرآن شریف کے انگریزی ترجمہ کے مطالعہ کے لئے بے قرار ہیں۔

جو لٹریچر آپ نے مجھے پہلے ارسال فرمایا تھا وہ مسلمان اور عیسائی دوستوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ اس کا خاطر خواہ اثر ہوا ہے۔

میرے پاس اب کوئی لٹریچر نہیں ہے کہ دوستوں کی مانگ پوری کر سکوں۔ قرآن شریف ضرور بھیجئے گا۔ اگر بو علی سینا کی مذہبیات پر کوئی کتاب مل جائے تو بہت اچھا ہو۔

(انہیں قرآن شریف لٹریچر معہ خط بھیجا جا رہا ہے۔ غلام نادر)

ویسٹ انڈیز

ترجمہ خط از مسٹر حنیف محمد جنرل سیکرٹری اسلامک لٹریری اینڈ کلچرل کلب ٹرینیڈاڈ - ویسٹ انڈیز۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں اپنے کلچرل کلب، مکتبہ اور جماعت کی طرف سے گہرے تاثرات کے ساتھ آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ہمیں قیمتی لٹریچر سے نوازا ہے۔

جناب عالی احمدیہ موومنٹ اور آپ کا وجود اُن شاندار خدمات کی وجہ سے جو آپ کا ادارہ اسلام بلکہ اشاعت کے لئے سرانجام دے رہا ہے بطور یادگار ہمارے دلوں میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تازہ رہے گا۔

آپ کا لٹریچر میرے اور میرے دوستوں کو جہالت اور بد اخلاقی کے اتھاہ گڑھے سے باہر نکالنے کا باعث ہوا ہے اور اس کے ذریعہ سے ہماری روحانیت نے بہت ترقی ہوئی ہے۔ اس لٹریچر نے ہمیں خدا شناسی کے طریقوں سے متعارف کرا دیا ہے۔

جناب عالی میں آپ کے چشمۂ رواں سے ہمیشہ پیاس بجھاتا رہوں گا اس لٹریچر نے ادبی، فنون، علم و حکمت - امتیازی زندگی اور عام فہم مگر مضبوط دلائل، خصوصاً قرب الٰہی کے حصول کے لئے بہت سی آسانیاں پیدا کر دی ہیں،

میں آپ کا اور آپ کے ادارہ کا مزید شکریہ ادا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی ہزار ہزار رحمتیں نازل فرمائے تا آپ اس مقدس کام کو جاری رکھے رہیں (انہوں نے ایک نہایت خوبصورت البم کی صورت میں ٹرینیڈاڈ کی مختصر سی تاریخ بھیجی ہے۔ انہیں خط اور مزید لٹریچر بھیجا جا رہا ہے۔ غلام قادر)

مغربی افریقہ

ترجمہ خط از مسٹر عبدالرحمٰن اخوبیان اسسٹنٹ مشنری اوٹن اوردو برٹش مغربی افریقہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مجھے ۲۰ جون کو آپ کا ارسال کردہ لٹریچر مل گیا ہے، اس کے لئے آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں میری ساری کی ساری جماعت آپ کی جماعت کے ساتھ تبلیغی خدمات کے سلسلہ میں تعاون کرنے کو تیار ہے۔

براہ عنایت ہمارے مشنری منیجر کو ایک کاپی انگریزی قرآن شریف معہ متن اور چند اور مطلوبہ کتب مثلاً ریلیجن آف اسلام - محمد دی پرافٹ - محمد اینڈ کرائسٹ مینول آف حدیث - لونگ تھاٹس آف محمدؐ وغیرہ ارسال فرمائیں - مطلوبہ کتب جلد ارسال فرما کر مشکور فرمائیں -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ پیغام صلح ـــــ لاہور ـــــ ۲۲ جولائی ۱۹۵۹ء

مسلماں را مسلماں باز کردند

یکم جولائی ۱۹۵۹ء کے "پیغام صلح" میں ہم نے معاصر "ایشیا" کے بعض اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے اس بات پر بالوضاحت روشنی ڈالی تھی، کہ حضرت مسیح موعود کے الہام "مسلماں را مسلماں باز کردند" کا یہ مفہوم لینا کہ جو لوگ آپ پر ایمان لائیں وہ مسلمان ہیں اور دوسرے سب کافر، صریحًا غلط اور حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے مسلمانوں کی اصلاح کیلئے جو آواز بلند کی اور انہیں حقیقی مسلمان بنانے کے لئے جس بات کی دعوت دی، وہ یہ نہ تھی کہ:-

"اے مسلمانو! مجھ پر ایمان لاؤ اگر مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو تم کافر ہو"

بلکہ آپ نے صاف اور صریح لفظوں میں بتایا کہ میرے نہ ماننے کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا، اور امت کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی دعوت دی، چنانچہ آپ کا کھلا ارشاد ہے کہ:-

"ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اسی پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالح اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات کا گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے"

(ایام الصلح ص۸۶)

پس یہ آپ نے ہی ہے "مسلماں را مسلماں باز کردند" کا مفہوم، آپ کا یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحب کا اس الہام سے یہ مطلب ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر ان پر ایمان لایا جائے اس پر لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے سوائے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

معاصر کو اس بات پر اعتراض ہے اور شاید اس بات سے اسے غلط فہمی پیدا ہوئی ہے، کہ ہم نے اپنے مضمون "پاکستان کی تطہیر و تعمیر" میں یہ لکھا تھا کہ:-

"ضرورت ہے کہ امام وقت کی آواز آپ کے اپنے الفاظ میں عوام تک پہنچانے کی کوشش کی جائے کہ صرف یہی ایک ذریعہ موجودہ بدعنوانیوں سے نجات حاصل کرنے اور مسلمانوں کو حقیقی مسلمان بنانے کا ہو سکتا ہے"!

معاصر کو معلوم ہونا چاہیئے کہ "امام وقت کی آواز" سے ۔۔۔ یہ مراد ہرگز نہیں کہ وہ اسلام کی دعوت کے علاوہ کوئی اور آواز ہے، ہمارے نزدیک کوئی اور ایسی آواز جو اسلام اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو چھوڑ کر بلند کی جائے، اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے کے بجائے کسی اور امر کی دعوت دے کفر و ضلالت کی آواز ہے،

باوجود اس کے ہمارا یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ مسلمانوں کو موجودہ بدعنوانیوں سے نکالنے اور حقیقی مسلمان بنانے کے لئے حضرت امام وقت کی آواز ان کے اپنے الفاظ میں پہنچانا ضروری ہے، کیونکہ مجدد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسی روح لے کر آتا ہے کہ اس کی آواز میں ایک زبردست کشش اور جذب ہوتا ہے جو قلوب انسانی کو نیکی اور دیانتداری کی طرف پھیر دیتا ہے، دوسرے مولوی لاکھ وعظ کرتے رہیں، ان میں وہ اثر نہیں ہوتا جو مجدد وقت کے کلام میں ہوتا ہے، بقول مولٰنا ابوالکلام آزاد:-

"اپنے عہد کا مجدد محی الملت وہ شخص یا چند نفوس خاصہ ہوتے ہیں جو مجرد دعوت نہیں بلکہ عزائم امور دعوت کی راہ میں قدم اٹھاتے ہیں اور قیام صور اس زور سے پھونکتے ہیں کہ یکایک فضائے ملت جنبش میں آجاتی ہے اور تمام اموات غفلت اپنی اپنی قبروں سے چونک اٹھتے اور اٹھ کر دوڑنے لگتے ہیں گویا یخرجون من الاجداث کانھم جراد منتشر مھطعین الی الداع اور ذالک یوم الخروج کا عالم طاری ہو جاتا ہے"۔ (تذکرہ ص۱۰۸)

حقیقت یہ ہے کہ اگرچہ مجدد وقت کی دعوت وہی ہوتی ہے جس کو دوسرے علماء و مشائخ قرآن و حدیث کی رو سے پیش کرتے ہیں لیکن ان کے بیانات میں وہ روح نہیں ہوتی جو مجدد وقت کے بیان میں پائی جاتی ہے، دوسرے علماء کا علم زمینی ہوتا ہے اور مجدد آسمان سے روح القدس کی تائید لے کر آتا ہے، یہ وہ حقیقت ہے، جس کو آج سے ساٹھ ستر سال پہلے دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور انہیں یہ نظر آگیا کہ کس طرح امام وقت کی آواز سے فضائے ملت میں ایک زبردست جنبش آگئی اور وہ اسلام سے مایوس ہو کر غفلت و الحاد کی قبروں میں جا کر سو گئے تھے، اس آواز پر چونک اٹھے اور اٹھ کر دوڑنے لگے۔ چنانچہ آپ کی وفات پر بڑے بڑے مخالف اخبارات کو بھی یہ اعتراف کرنا پڑا کہ:-

"وہ شخص، بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو، وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا، جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان بنا رہا، جو شور قیامت ہو کر خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا" (وکیل امرتسر)

کیا یہ الفاظ اس حقیقت پر روشنی نہیں ڈالتے کہ حضرت مجدد وقت کی آواز جو آج سے ساٹھ ستر سال پہلے مذہبی دنیا میں انقلاب پیدا کرنے اور خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرنے کا موجب ہوئی، وہی آواز آج بھی "مسلماں را مسلماں باز کردند" کا عملی نظارہ دنیا کو دکھا سکتی ہے، آپ پوچھتے ہیں کہ مجدد وقت کا انکار موجب فسق کیوں ہے؟ آپ خود ہی بتائیے کہ جو شخص خدا کی طرف سے روح القدس پا کر کھڑا ہو اور اسلام کی دعوت لوگوں کو دے اس کی مخالفت کرنا نیک آدمیوں کا کام ہو سکتا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ معاصر "ایشیا" اور بعض دوسرے مخالفین کے نزدیک مجدد کی شان ایک عالم دین سے بڑھ کر نہیں، وہ اس بات کو سمجھ ہی نہیں سکتے کہ مجدد کا مقام کس قدر بلند اور دوسرے علماء سے کس قدر ارفع ہوتا ہے اور اس کی آواز میں کیا تاثیر ہوتی ہے، اور اس کی طرف توجہ نہ کرنا یا اسکی مخالفت میں آواز اٹھانا کس قدر نقصان کا موجب ہوتا ہے، حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کی وجہ سے ان لوگوں کی نظروں میں نہ حدیث نبوی کی کوئی عظمت باقی رہ گئی ہے اور نہ مجددین امت کا کوئی وقار، وہ ہر دعویٰ ۔۔۔ کرنے والے کو جن میں بڑے بڑے بزرگان دین اور اولیائے امت شامل ہیں "فتنہ پرداز" کہکر اپنے خبث باطن کا ثبوت دے رہے ہیں، ہمیں ڈر ہے کہ ان کا حشر وہی نہ ہو جس کا اعلان من عادیٰ ولیًا فـقـد اٰذنتہ للحرب کی حدیث قدسی میں کیا گیا ہے، اللہ تعالےٰ رحم فرمائے۔

تصحیح

ایک دوست لکھتے ہیں کہ "پیغام صلح" کے مقالہ میں ڈاکٹر اقبال کے فرزند جاوید اقبال کے قادیان جانے کا جو ذکر ہے، یہ جاوید اقبال نہ تھے، بلکہ ڈاکٹر صاحب کے بڑے صاحبزادے آفتاب اقبال تھے جو تعلیم کے لئے قادیان گئے تھے۔

مکتوب ووکنگ

انگلستان کے مختلف مقامات میں اسلام پر لیکچر

(مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب)

پنر میں لیکچر

محترم مکرم جناب ایڈیٹر صاحب، پیغام صلح - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

پنر، لنڈن ہی کے حصہ میں واقعہ ہے۔ ووکنگ سے بذریعہ ریل اور ٹیوب قریباً ڈھائی گھنٹہ کا فاصلہ ہے۔ یہاں ایک ہیلوٹا ایسوسی ایشن ہے جس کے ممبر اساتذہ، نرسیں اور طلباء ہیں۔ اس ایسوسی ایشن میں میرا لیکچر تھا۔

پنر سٹیشن پر میں موعودہ وقت سے پہلے ہی پہنچ گیا۔ اور یہ خیال کر کے کہ میٹنگ ہال قریب ہی ہے۔ پیدل چلنا شروع کیا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ میں کسی وجہ سے غلط راستہ پر ہو لیا۔ کوئی دس منٹ کا فاصلہ طے کیا ہوگا کہ ہلکی ہلکی بارش شروع ہو گئی۔ میں نے ایک صاحب سے جو اپنے باغ میں باغبانی کر رہے تھے راستہ کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے راستہ بتانے کے بعد دریافت کیا کہ آپ کو وہاں کیا کام ہے۔ جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ میں اسلام پر تقریر کرنے کے لئے وہاں جا رہا ہوں۔ فوراً ہی اپنی کار نکالی اور مجھے اس میں بٹھا کر اس جگہ چھوڑ آئے۔

ہال کے باہر ایک خاتون میرا انتظار کر رہی تھیں۔ وہ دوڑی دوڑی میرے پاس آئیں اور میٹنگ ہال میں ۔۔۔۔ لے گئیں۔ حاضرین کی تعداد پچاس کے قریب تھی۔ میں نے اسلام کے ہمہ گیر تصورات کو بیان کرنے سے پیشتر اسلام کی تاریخ پر روشنی ڈالی۔ اور بتلایا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دین کے ان اصولوں کو دوسروں تک پہنچانے میں کس قدر مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ صبر اور حلم اور شجاعت اور خدا پر زندہ ایمان کے نمونے ان کی زندگی میں ملتے ہیں، فتح مکہ کے دن حضرت نے جو دشمنوں کو معاف کر دیا اس کی مثال کسی اور تاریخ میں نہیں ملتی۔

اس معافی دینے کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام عرب مسلمان ہو گیا۔ یہ سلسلہ تقریر قریباً ایک گھنٹہ جاری رہا۔ بعد میں سوالات ہوئے۔ سوالات میں زیادہ تر عیسائی اصولوں مثلاً مسئلہ الوہیت مسیح علیہ السلام، مسئلہ کفارہ، گناہ کا تصور وغیرہ کے متعلق اسلامی نقطۂ نگاہ دریافت کیا گیا۔ تعدد ازدواج کا مسئلہ ایک مسلمان طالب علم نے پوچھا، یہ نوجوان نائجیریا کا تھا۔ اس نوجوان نے تقریر ختم ہونے کے بعد اسٹیشن پر مجھے بتایا کہ اس کے ساتھی اس مسئلہ پر اکثر اس سے بحث کرتے تھے۔ اور اب یہ دیکھتے ہوئے کہ کسی نے بھی ایسا سوال نہیں کیا اس نے خود یہ سوال کر دیا تا ان کو اس کا مسکت جواب مل سکے۔ ایک خاتون بڑی دلچسپی سے سوالات کے جوابات کو قلمبند کرتی رہی۔ یہ خاتون میڈیکل سٹوڈنٹ تھی۔ الغرض اجتماع خاصا دلچسپ رہا۔ بعد ازیں چائے ہوئی، اور جلسہ برخواست ہوا۔

رگبی سکول میں تقریر

رگبی (RUGBY) بڑی مشہور جگہ ہے۔ جہاں ایک اعلیٰ پایہ کا پبلک سکول ہے اس کی اہمیت اور اس کی تعلیم کے معیار کا اس امر سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس سکول کے سابق پرنسپل ۔۔۔ آرچ بشپ آف کنٹربری تھے۔ اور سٹاف کا ہر فرد ایم اے سے کم نہیں۔ یہاں آخری جماعت کے سٹوڈنٹس میں مجھے اسلام کے موضوع پر تقریر کرنا تھا۔ اجتماع ساٹھ کے قریب تھا۔ تین اساتذہ بھی اس میں شامل تھے۔ میں نے اپنی تقریر میں اسلام کی تاریخ پر روشنی ڈالی۔ اور اس کے نظریات کو بعد میں مختصراً بتایا، سوالات کے لئے کافی وقت نہ تھا۔ لہٰذا چند ایک سوالات کے بعد یہ اجتماع برخواست ہو گیا۔ ان کے استاد نے کہا اگر کوئی لڑکا مزید سوالات پوچھنا چاہتا ہے تو میری رہائش گاہ پر آ کر پوچھ سکتا ہے چنانچہ میری رہائش گاہ پر چند طلباء آئے اور کافی دیر تک مختلف امور کے متعلق باتیں ہوتی رہیں۔ واپس پہنچکر میں نے کچھ اسلامی لٹریچر طلباء کے لئے ماسٹر صاحب کو بھیجدیا۔

بورن موتھ گرامر سکول میں تقریر

اسی طرح بورن موتھ گرامر سکول میں مجھے تقریر کرنے کے لئے جانا پڑا۔ اور ۲۴ - وہاں بھی اسلام کی خوبصورت تعلیمات پر لیکچر دیا۔ یہ اجتماعات کافی دلچسپ رہے الحمد للہ علیٰ ذالک۔ والسلام۔ خاکسار محمد یحییٰ بٹ

مکتوب جرمنی

جرمنی میں تبلیغ اسلام

ماہ جون کی تبلیغی سرگرمیوں کی رپورٹ

احباب کو معلوم ہے کہ جرمنی میں ہمارے محترم بزرگ عبد العزیز خان صاحب آفت زدہ تبلیغ اسلام کے کام پر متعین ہیں آپ برلن مسجد کے امام ہیں، اور خدا کے فضل سے پیرانہ سالی کے باوجود نہایت خوش اسلوبی اور کامیابی کے ساتھ تبلیغی فرائض میں منہمک ہیں، ان کی ماہانہ تبلیغی رپورٹیں ان کالموں میں اکثر درج ہوتی رہتی ہیں، ذیل میں ماہ جون ۱۹۵۹ء کی تبلیغی سرگرمیوں کی رپورٹ ہدیہ قارئین کرام ہے:۔

بدھ ۳ جون:۔ شام کے وقت حسب معمول سوشل اجتماع ہوا۔ حاضرین کی تعداد کافی تھی اس اجتماع میں چند نووارد بھی تھے۔ انہوں نے ہماری باتوں میں دلچسپی لی۔

بروز جمعہ ۵ جون - مقررہ پروگرام کے مطابق امام صاحب Gymnasium Steglitz سکول تشریف لے گئے۔ اور طلباء سکول کو اسلام پر لیکچر دیا۔

امام صاحب نے سورۃ الانفال سے خطبہ جمعہ دیا۔

بروز جمعہ ۱۲ جون:۔ امام صاحب پھر اسی سکول میں جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے تشریف لے گئے اور اسلام پر تقریر کی۔ اس دفعہ بہت سے سوالات کئے گئے جن کے جوابات دیئے گئے۔ ایک مذہبی معلم نے کہا۔ کہ آپ نے اپنی تقریر میں قدیم اسلام کی بجائے ایک ماڈرن اسلام (نئے اسلام) کو پیش کیا ہے۔ جس کے جواب میں امام صاحب نے انہیں واضح کیا کہ اسلام پہلے بھی ماڈرن تھا اب بھی ماڈرن ہے اور ہمیشہ ماڈرن رہے گا۔ اسی لئے ایک مجدد کی ہمیشہ ضرورت رہتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے اور سن ہجری کے مطابق ۔۔۔۔۔۔۔ اس صدی کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب تھے۔

امام صاحب نے سورۃ یٰسین کی کچھ آیات پڑھکر جمعہ کا خطبہ دیا۔ شام کو ایک اجتماع ہوا اور بعض غیر مسلموں نے بڑے دلچسپ اعتراضات کئے جن کے جوابات دیئے گئے۔ جرمن ترجمہ قرآن کریم کی یہاں بڑی مانگ ہے۔

ہفتہ ۱۳ جون - مغربی جرمنی کے قریباً تیس طلبا مسجد دیکھنے آئے۔ انہیں اسلام کی بنیادی تعلیمات سے آگاہ کیا گیا۔

بروز بدھ ۱۷ جون - آج عید الاضحیٰ کا دن ہے۔ مسجد میں نماز عید پڑھی گئی۔ مجمع کافی تھا۔ نماز کے بعد مہمانوں کی خاطر تواضع خورد و نوش کی اشیاء سے کی گئی۔

بروز جمعرات ۱۸ جون - ایک سکول کے طلباء ۔۔ مسجد کی زیارت کے لئے آئے اور انہیں مذہب اسلام کے متعلق ضروری معلومات بہم پہنچائی گئیں۔

بروز جمعہ ۱۹ جون۔ امام صاحب نے خطبہ جمعہ سورۃ آل عمران کی چند آیات پڑھ کر دیا۔ شام کو حسب معمول جلسہ ہوا

بدھ ۲۴ جون - ۔۔۔۔ Frau Dr. Kall جو (Sophie Scholl School) سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہمارے ہاں تشریف لائے اُن سے ہمارے مذہب کے متعلق دوستانہ بات چیت ہوتی رہی، یہ فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ ماہ اگست میں کسی روز وہ امام صاحب کو طلباء سکول سے اسلام پر خطاب کرنے کے لئے دعوت دیں گی۔ چونکہ یہ دنیا ایک ہی عالم اور ایک ہی قوم کی صورت اختیار کرتی جا رہی ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ احمدیہ نقطۂ نظر سے اسلام کا مطالعہ کیا جائے۔ ڈاکٹر کال یہ سن کر بہت خوش ہوئیں کہ اسلام نے تلوار کے ذریعہ اشاعت اسلام کرنے سے منع کیا ہے اور یہ سننا اُن کے لئے بالکل نئی بات تھی کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنی طبعی موت مر چکے ہیں۔ انہوں نے کتاب جیزز ان ہیون آن ارتھ کا ایک نسخہ خریدا۔

جمعہ ۲۶ جون - مراکو کے ایک نوجوان اپنی ایک نوجوان جرمن دوست کے ساتھ مسجد دیکھنے

(باقی بر صفحہ ۱۲ اشتہار کے نیچے)

علوم کی روشنی اور نظریات کی بلندی حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاقِ عالیہ کی شاہد ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۵۹ء۔ فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ن ۔ والقلم وما یسطرون .... الخ (سورۃ القلم رکوع اوّل)

اس سورت میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک پیشگوئی کی گئی ہے ایسی پیشگوئی کا پورا کرنا بہت مشکل امر ہے۔ کسی انسان کے بس میں نہیں کہ آئندہ سے متعلق کوئی پیشگوئی کر کے اسے پورا کر سکے۔ ان آیات میں لکھا ہے ن ۔ والقلم ۔ علم پھیلانے کے جسقدر سامان دنیا میں ہیں، دوات و قلم وغیرہ جن سے علوم کی اشاعت کی جاتی ہے وما یسطرون اور جس قدر علوم سے بھری ہوئی کتابیں لکھی جاتی ہیں یا لکھی جائیں گی .... ا جس قدر علوم اس سے پھیلیں گے، ان کو مدنظر رکھکر ہم یہ کہتے ہیں، کہ انک لعلی خلق عظیم یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت بلند اخلاق کے مالک ہیں، ایک امی انسان جو امی ملک میں پیدا ہوا، کوئی علمی سامان وہاں نہیں، کوئی لائبریری نہیں، ریل اور تار برقی نہیں، دوسرے ممالک سے رابطہ قائم کرنے کا کوئی سامان نہیں، سب ممالک سے الگ تھلگ ہے، اور کہا یہ جاتا ہے کہ جس قدر علوم پھیلیں گے ان سے ثابت ہوگا کہ اس امی انسان کے اخلاق اس قدر بلندیوں پر پہنچے ہوئے ہیں کہ ان تک کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکتا۔

خلقِ عظیم کے شعبے

اخلاق کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ مثلاً آپ بہت حلیم اور بردبار تھے، بڑے راستباز اور امین تھے، عہد کے پکے دیانت و امانت کے پختہ، بڑے شجاع اور دوستوں اور دشمنوں سے حسن سلوک کرتے تھے، یہ بھی اعلیٰ درجہ کے اخلاق ہیں۔ لیکن خلق عظیم کا ایک نہایت اہم اور ضروری حصہ اور بھی ہے۔

سابق انبیاء کا محدود دائرہ ہدایت

حضرت موسیٰؑ کے متعلق لکھا ہے، کہ وہ اپنی قوم کی طرف آئے اور اسی کے حالات کے مطابق تعلیم لے کر آئے، واتینا موسی الکتاب وجعلنہ ھدی لبنی اسرائیل۔ حضرت عیسےٰؑ کے متعلق بھی ورسولا الی بنی اسرائیل آیا ہے یعنی وہ صرف بنی اسرائیل کی طرف رسول ہو کر آئے تھے، اس لئے ان کی تعلیمات بھی صرف بنی اسرائیل کی ضروریات و حالات کے مطابق تھیں۔

حضرت نبی کریمؐ کے دائرہ ہدایت کی وسعت

اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ایک بادشاہ ہو اور اس کے ماتحت صوبوں کے گورنر ہوں، گورنر اپنے اپنے صوبوں کے ذمہ دار ہوتے ہیں اور اسی قدر اختیارات انہیں حاصل ہوتے ہیں، لیکن بادشاہ کے اختیارات بہت وسیع ہوتے ہیں، اسی طرح دوسرے نبی گویا چھوٹے چھوٹے روحانی گورنر تھے، اور ان کی استعدادیں اور تعلیمات بھی ان کے حالات کے مطابق تھیں لیکن اس کے بالمقابل حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی استعدادیں بہت وسیع اور نہایت اعلیٰ درجہ کی تھیں۔ آپ کے پیغام کی وسعت مشرق و مغرب کو اپنے اندر لئے ہوئے تھی۔ جیسا کہ اس آیہ کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا دوسرے پیغمبروں کو نہ یہ وسعت عطا ہوئی اور نہ ہی ہمت۔

ایک کنعانی عورت کو حضرت عیسیٰؑ کا جواب

حضرت عیسیٰؑ کے پاس ایک کنعانی عورت آئی اور اس نے آپ سے برکت چاہی، لیکن آپ نے فرمایا میں بچوں کی روٹی کتوں کے آگے نہیں ڈال سکتا۔ اس عورت کا جرم صرف اتنا ہے کہ وہ بنی اسرائیل میں سے نہیں کنعانی عورت ہے، کنعانی عورت حق نہیں رکھتی کہ وہ بنی اسرائیل کی تعلیمات میں سے حصہ لے۔ لیکن اس عورت کا جواب سن لیجئے، اس نے کہا حضور بچوں کے دسترخوان سے جو ٹکڑے گرتے ہیں کتے ان کو اٹھا ہی لیتے ہیں، کیا جواب ہے۔ سارا یورپ اس سوال و جواب کا مقابلہ کر کے دیکھے کہ تنگ ظرفی کے مقابلہ میں کتنا شاندار جواب ہے لیکن میرا مقصد یہ بتانا ہے کہ پہلے انبیاء کی تعلیمات محدود تھیں، اور اسی لحاظ سے ان کے اخلاق محدود تھے، اور ان کی ہمت محدود تھی۔

یہودیوں میں اچھوت

ایک اور عورت کے متعلق لکھا ہے کہ وہ کنوئیں سے پانی نکال رہی تھی، حضرت عیسےٰؑ نے اس سے پانی پلانے کے لئے کہا تو اس نے کہا تم یہودی ہو کر مجھ سامری عورت سے پانی مانگتے ہو؟ معلوم ہوا عیسائیوں اور یہودیوں کے ہاں بھی کچھ لوگ اچھوت ہوتے تھے، ایسا ہی حضرت عیسےٰؑ نے اپنے پیروؤں کو یہ ہدایت کی کہ دیکھنا کتوں اور سوروں کے آگے موتی نہ پھینکنا، گویا بنی اسرائیل کے سوا دوسری قومیں ان کے نزدیک کتوں اور سوروں کے برابر تھیں، اس وجہ سے انکو Gentiles کہا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ راندۂ درگاہ الٰہی ہیں۔

ہندوؤں میں اچھوت

ہندوؤں میں بھی اچھوت ہیں، جن کو وہ اپنے نزدیک پھٹکنے نہیں دیتے، کوئی اچھوت کسی مندر میں نہیں جا سکتا ہندو کنوئیں سے پانی نہیں لے سکتا، ان کے ساتھ دسترخوان پر نہیں بیٹھ سکتا۔ بلکہ اچھوت کا سایہ بھی ہندو کو پلید کر دیتا ہے۔

انگلستان میں کالے آدمی کے خلاف تعصب

انگلستان میں بھی اسی طرح کالے آدمی کو اچھوت سمجھا جاتا ہے، اس کی بے حرمتی کی جاتی ہے، آج اس روشنی کے زمانہ میں تنگ نظری اور تعصب کا یہ رنگ ہے۔

اسلام میں اچھوت کوئی نہیں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی کتنی وسعت ہے اس قدر دل گردہ کی بات ہے کہ آپ نے ہندوؤں، عیسائیوں، یہودیوں، کالے، گورے سب کو ایک خدا کی مخلوق اور بھائی بھائی قرار دیا، فرمایا المخلوق عیال اللہ۔ تمام مخلوق اللہ تعالےٰ کا کنبہ ہے اچھوت کوئی نہیں۔ چنانچہ فرمایا ولقد کرمنا بنی آدم یعنی بنی آدم کے تمام افراد قابل تکریم ہیں۔

قومی منافرت کے خلاف تعلیم

اور فرمایا لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرًا منھم۔ کوئی قوم دوسری قوم سے استہزاء نہ کرے ہو سکتا ہے کہ وہ اس سے بہتر ہو، یہ تعلیم وہی شخص دے سکتا ہے جو ساری قوموں کا پیغمبر ہو، آج ہندوستان کے لوگ وہاں کے مسلمانوں سے کہتے ہیں اگر یہاں رہنا چاہتے ہو تو ہندی سیکھو، عربی پڑھنا چھوڑ دو اور ہندو کلچر اختیار کرو، ورنہ یہاں سے نکل جاؤ اور مکہ میں جا کر رہو۔

قومی اور نسلی امتیاز کے خلاف اسلام کی عالمگیر تعلیم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کوئی ایک قوم دوسری قوم سے بڑھکر نہیں، خدا کے ہاں رنگ نسل، بولی اور وطن کا کوئی امتیاز نہیں، ہاں ایک وجہ امتیاز کی ہے، ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔ خدا کے ہاں معزز وہ قوم ہے جو خدا خوف اور نیک عمل ہے۔ یہ تعلیم عالمگیر ہے۔

دوسری قوموں میں نیکی کا اعتراف

حضور یہ تعلیم دیتے ہیں کہ خدا کے کنبے میں جتنی بھی قومیں ہیں ان سب میں نیک لوگ ہوتے ہیں چنانچہ فرمایا ومن قوم موسی امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون سارے یہودیوں کو برا نہیں کہہ سکتے، ان میں بھی ایسے لوگ ہیں جو حق کی ہدایت کرتے ہیں اور عدل اور انصاف بھی کرتے ہیں، اور فرمایا صرف یہودیوں پر انحصار نہیں ہے وممن خلقنا امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون یعنی جس قدر قومیں ہم نے پیدا کی ہیں، ان میں وہ لوگ بھی ہیں جو حق پرست اور حق نما ہیں اور عدل و انصاف ان کا شیوہ ہے

....

غیر اقوام کے متعلق مسلمانوں کی ذمہ داری

ایک بات یہ بھی ہے کہ یہ ہو نہیں سکتا کہ ایک قوم دوسری قوم کی سلطنت میں بستی ہو، ایسی حالت میں مسلمانوں کی سلطنت میں جو قومیں آباد ہوں ان کی حفاظت کا اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول نے وعدہ کیا ہے اور اس وعدہ کو حضرت عمرؓ نے اس طرح دہرایا ہے اوصیہ بذمۃ اللہ و ذمۃ رسولہ میں وصیت کرتا ہوں کہ جو غیر مسلم تمہارے ماتحت ہیں، ان یوفی بعھدھم تمہارا فرض ہے کہ ان کے متعلق خدا اور رسول کے عہد کو پورا کرو وان یقاتلھم من ورائھم ان کی حفاظت کے لئے تمہیں جنگ کرنی پڑے تو وہ بھی کرنی ہوگی - وان لا یکلفوا الا طاقتھم ان سے کوئی بیگار یا ایسا کام نہیں لینا ہوگا جو ان کی طاقت سے باہر ہو، یہ وہ حکم ہے جس کو سن کر ماتحت قوم کے دلوں میں لذت پیدا ہوگئی، اور انہوں نے محسوس کیا کہ ہم آزاد ہیں، ان کو جسمانی اور ذہنی آزادی حاصل ہوگئی، یہ کس قدر اخلاق کی بات ہے وانک لعلیٰ خلق عظیم کا ثبوت اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا۔

اسلام دین فطرت ہے

اور فرمایا میرا دین فطرت کے مطابق ہے، مشرق سے مغرب تک تمام انسانوں کی ایک ہی فطرت ہے، اس لئے میرا دین تمام نسل انسانی کا دین ہے، یہ شخص واقعی انک لعلیٰ خلق عظیم کا مصداق ہے۔

نیکی ضائع نہیں جاتی

ابھی میں نے بتایا ہے کہ آپ نے فرمایا تمام قوموں میں عدل و انصاف کرنے والے لوگ موجود ہیں اس کے علاوہ ایک اور بات یہ کہی کہ کسی قوم کے افراد کی نیکی ضائع نہیں جاتی حکیم بن حزامؓ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ جاہلیت کے زمانہ میں جو نیک کام ہم کرتے تھے، کیا وہ سب اکارت گئے یا ان کا بھی کچھ اجر ملے گا فرمایا اسلمت علےٰ ما اسلفت تمہارا اسلام لانا انہی نیک کاموں کی وجہ سے ہے، جو تم پہلے کرتے رہے۔ ایسا ہی فرعون کی بیوی کے متعلق فرمایا اس کی نیکی خدا کے ہاں مقبول تھی، معلوم ہوا کہ کسی قوم کسی مذہب اور کسی ملت کا کوئی فرد نیکی کرے تو وہ ضائع نہیں ہوتی اس کا اجر کسی نہ کسی رنگ میں ملتا ہے۔

اسلامی تعلیم کی مقبولیت

یہ پیغمبر جو ایسے بلند نظریات لے کر آیا ہے واقعی بڑے بلند اخلاق کا مالک ہے، یہ نظریات اس قدر معقول ہیں کہ انہیں تمام قومیں قبول کریں گی، یہ جو کہا جاتا ہے کہ اسلام تمام دینوں پر غالب ہوگا، اس کا یہ مطلب نہیں کہ سب دوسرے مذاہب مٹ جائیں گے، وہاں کے پیرو سب کے سب مسلمان ہو جائیں گے ایسا نہیں ہو سکتا، اس کا مطلب صرف اسی قدر ہے کہ دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں اسلامی تعلیمات معقول نظر آئیں گی - اور یہ دلوں کے اندر گھر کر لیں گی - اب دیکھ لیجئے دن بدن اسلام کی تعلیم غالب آتی چلی جا رہی ہے، دن بدن قومیں اس کے قریب آ رہی ہیں - اور انہی اصولوں کو اختیار کر رہی ہیں جن کی تعلیم محمد رسول اللہ صلعم نے دنیا کو دی۔

ماڈرن پیغمبر

محمد رسول اللہ صلعم ماڈرن پیغمبر ہیں، کیونکہ ان کی تعلیم میں موجودہ زمانہ کی ضروریات کا حل ہے علم کی جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں یا لکھی جائیں گی ان کے رو سے وہ اس قابل ثابت ہوں گے کہ دنیا ان کو اپنا پیغمبر مانے آج پیغمبر اسی کو مانا جائے گا جو علم کی روشنی میں معقول ثابت ہو۔

غیر معقول معتقدات

کیا یہ بھی کوئی دین ہے کہ عیسائیت میں صبح کی نماز کے وقت روٹی کے ٹکڑے لوگوں میں تقسیم کر دیئے جاتے ہیں، اور وہ انہیں کھاتے ہوئے یہ یقین کرتے ہیں کہ ہم مسیح کا گوشت کھا رہے ہیں اور شراب کا گھونٹ پی کر یہ یقین کرتے ہیں کہ ہم مسیحؑ کا خون پی رہے ہیں اور اس طرح سے ہم اور مسیحؑ یک جان ہو رہے ہیں۔ کیا یہ کسی مہذب قوم کا اعتقاد ہو سکتا ہے لیکن تمام بڑے بڑے گرجوں میں اتوار کی صبح کو یہ عبادت کی جاتی ہے، پھر یہ اعتقاد کہ ایک شخص کو پھانسی دے دیا جائے تو دوسروں کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، کہاں تک معقول اور قابل ستائش ہے! اور پھر یہ اعتقاد کہ بپتسمہ پائے بغیر کوئی عیسائی بھی نجات نہیں پا سکتا، یہاں تک کہ ایک عیسائی کا بچہ بھی اگر بپتسمہ کے بغیر مر جائے تو وہ دوزخ کی سطح پر رینگتا ہوگا کتنا معقول ہے

اسلامی عبادات میں کسی وسیلہ کی ضرورت نہیں

اس کے خلاف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کل مولود یولد علی الفطرۃ ہر بچہ فطرت صحیحہ پر پیدا ہوتا ہے اسے کسی ملاں یا ملانے کی ضرورت نہیں، مسلمان کسی ملاں یا مولوی کا محتاج نہیں وہ کسی مولوی کے توسط کے بغیر عبادات بجا لا سکتا ہے لیکن ایک عیسائی اپنے پادری کے بغیر دینی امور ادا نہیں کر سکتا ایک یہودی؟ اور ایک ہندو کو پوجا پاٹ کے لئے برہمن کی حاجت ہے، نبی کریم صلعم نے یہ تمام اغلال کاٹ ڈالے، انسان بیڑیوں کے اندر جکڑا ہوا تھا، مذاہب کی غلط تعلیم نے اسے رسم و رواج کے اندر جکڑ رکھا تھا محمد رسول اللہ صلعم نے ان سب کو کاٹ کر رکھ دیا -

قابل فخر دین

اس بیسویں صدی میں یہ دین ہمارے لئے قابل فخر ہے، جس کی تعلیمات عالمگیر ہیں اور معقول ہیں اور انسانی فطرت ان کو قبول کرتی ہے۔

---

*ہم خیال کیا جاتا ہے، جو باقاعدہ بریچ (ُspondence) ہو -

جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کا خط کافی عرصہ سے نہیں ملا جس سے تشویش پیدا ہوگئی ہے۔ آپ کی صحت ڈیڑھ گیا بلیں اچھی نہیں تھی۔ خاکسار نے انہیں تاکید کردی ہے کہ آپ یکم جولائی سے پیشتر سان فرانسسکو پہنچ جاویں - اور وہاں مشن کا کام کریں۔ آپکی غیر حاضری کی وجہ سے مسلم مشن کی میٹنگس کی رونق مدہم ہوگئی تھی۔ اور آپکی غیر حاضری کو محسوس کیا جا رہا ہے - والسلام خاکسار
محمد عبداللہ

مکتوب فیجی

مکرمی محترمی مولانا دوست محمد صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یکم مئی بروز جمعہ امریکن کونسل مقیم فیجی کو ہم نے سکول کا معاینہ کرنے کی دعوت دی تھی۔ چنانچہ آپ ½ ۲ بجے کیمپ مسٹر منیب ناگر کی معیت میں سکول تشریف لائے، ان کی ملاقات کے لئے ضلع کے آفیسر مسٹر آنہ۔کول بھی موجود تھے۔ سکول پہنچنے پر آپ کو پھولوں کا ہار پہنایا گیا - اس کے بعد آپ کو ہر ایک کلاس روم میں لے گئے۔ جہاں سکول کے بچوں نے نظم خوانی۔ گانا اور مکالموں سے آپ کی تواضع کی۔ آٹھویں جماعت کے کمرہ میں آپ کا خیر مقدم عزیزی سعید اقبال نے ان الفاظ میں کیا:۔

"آنریبل امریکن کونسل!

میں اپنی کلاس کے طلباء کی طرف سے آپ کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ اس سکول بلڈنگ میں جب امریکن سپاہی تھے تو اس وقت ہم پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ لیکن ہمیں اپنے والدین سے معلوم ہوا کہ امریکن کا رویہ یہاں کے لوگوں کے ساتھ دوستانہ تھا۔ اور ان کی موجودگی سے فیجی نے ترقی حاصل کی۔

امریکہ کے متعلق زیادہ معلومات ہمیں ہیڈ ماسٹر صاحب سے حاصل ہوئیں جو مسلم سوسائٹی آف امریکہ کے قائم مقام امام کی حیثیت سے سان فرانسسکو تشریف لے گئے تھے۔ انہوں نے اپنے سفر کے جملہ حالات بیان کئے جن سے ہماری امریکہ سے دلچسپی بڑھ گئی، انہوں نے دوران قیام میں ہمارے سکول کی لائبریری کے لئے کافی تعداد میں مفید کتابیں جمع کیں۔ جن سے ہم روزمرہ فائدہ حاصل کرتے ہیں -

یہ آپ کی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ ہم اب بھی امریکہ سے کتابیں بتوسط مسز یونی فریبین حاصل کر رہے ہیں۔ ہم سب آپ کی مہربانی کے شکرگزار ہیں۔ کہ آپ نے اس سکول میں تشریف لا کر ہماری عزت افزائی فرمائی۔"

امریکن کونسل نے سعید اقبال کا شکریہ ادا کیا۔ اور سکول کی لائبریری کو جس میں ایک ہزار کے قریب امریکن کتابیں تھیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد آپ کی چائے سے تواضع کی گئی۔ فوٹوگرافر فلم بنانے میں مصروف تھے۔ جو ۱۶ ملی میٹر کے لئے ۱۵۰ فیٹ لمبی تیار کی گئی، یہ فلم جب آسٹریلیا سے تیار ہو کر آجائے گی تو ہم پردہ پر پروگرام دیکھ سکیں گے۔ امریکن کونسل جن کا نام مسٹر R. G. SHRCKIERON ہے ۱۲ ارئی کو یہاں سے تبدیل ہو کر واشنگٹن چلے جاویں گے۔

امریکن کونسل کو میں نے بتایا کہ اسلام کی رو سے امام بننے کے لئے کسی چرچ یا عالم سے اجازت حاصل نہیں کی جاتی اور نہ ہی یہ منصب کسی سے مختص ہے۔ ہماری برلن مسجد کے امام ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ آف پولیس ہیں۔ اور ووکنگ مسجد کے امام ایک اخبار کے ایڈیٹر اور ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر سکول ہیں۔ اُن سے پہلے ایک وکیل تھے۔ جو وکالت چھوڑ کر امام مسجد ہو گئے۔ لیکن امریکن قانون کی رُو سے منسٹر یا امام اسکو ۲۴

اشتراکیت اور جمہوریت سیاسی مشینیں ہیں جو دنیا کے لئے مصیبت اور ذہنی کشمکش پیدا کرتی ہیں

اسلام اتحاد اقوام عالم کے ذریعہ زمین پر خدا کی بادشاہت قائم کرنا چاہتا ہے

برطانوی مدارس میں اسلامی معلومات فراہم کرنے کی اپیل

مولانا محمد یعقوب خاں صاحب امام جامع ووکنگ کا خطبہ عید الاضحی جو ۱۷ جون کو آپ نے ووکنگ میں ایک بین الاقوامی اسلامی مجمع میں دیا۔

یایھا الذین امنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم تؤمنون باللہ ورسولہ وتجاھدون باموالکم وانفسکم ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون

یایھا الذین امنوا کونوا انصار اللہ کما قال عیسے ابن مریم للحواریین من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ

(سورۃ الصف)

قرآن کریم کی جو آیات میں نے پڑھی ہیں ان کے معنی یہ ہیں :-

"اے ایمان والو! ہم تمہیں ایسی تجارت کا پتہ دیتے ہیں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دلائے"

وہ تجارت یہ ہے کہ :-

"تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اللہ کے راستے میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرو، جان لو اس میں تمہاری اپنی بہتری (کا راز مضمر) ہے"

اس کے آگے یوں ارشاد ہوا :-

"اے ایمان والو! اللہ (کے دین) کے مددگار بن جاؤ جس طرح عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں سے کہا تھا۔ اللہ کے رستے میں کون میرا ساتھ دیں گے"۔ تو حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں"

یہ ہیں لفظی معنی ان آیات کے جو میں نے پڑھی ہیں۔ آج جبکہ انسانیت روشنی کی تلاش میں ہے اور ایک ایسی راہ کی متلاشی ہے جو اسے ذہنی کشمکش اور انتشار سے نجات دلا سکے۔ اسے اس سے بڑھ کر اطمینان بخش پیام مشکل سے ہی ملے گا جس میں بتایا گیا ہے کہ وہ راستہ اللہ پر ایمان کا راستہ ہے۔ اسی راہ کی طرف حضرت عیسیٰؑ نے اس وقت اشارہ کیا تھا جس وقت کہ انہوں نے جواب دیا "ہم آپ کا ساتھ دیں گے"۔

لوہے کی مشین اور انسانی مشین

آج ہم ایجادات کی دنیا میں جی رہے ہیں۔ اسلام نے بھی ایک ایجاد کی ہے اور اس ایجاد کی صناعی چھوٹے پیمانہ پر آپ کے سامنے ہے۔ یہاں اس اجتماع میں دنیا کے تمام کناروں سے آئے ہوئے مختلف رنگوں کے آدمی مختلف زبانیں بولنے والے لوگ موجود ہیں۔ ان سب کو ایک ہی برادری اور اخوت کے سانچہ میں ڈھال دیا گیا ہے، اہل مغرب لوہے کی مشینیں تیار کرتے ہیں، اسلام انسانوں کی مشین بناتا ہے، جس میں نوع انسان کو ایک برادری میں ڈھال دیتا ہے۔

اسلام کی یہ ایجاد دوہرا عمل کرتی ہے ایک تو وہ ذہنوں کے اندر اللہ تعالیٰ کی بادشاہت کا گہرا تصور پیدا کرتا ہے اور دوسرے تمام نسل انسانی کو مساوات اور ایک برادری میں منسلک کرتا ہے۔

تمام ان رسومات میں جو آپ دیکھتے ہیں اور ان عبادات میں جو ہم بجا لاتے ہیں اور ان روزوں میں جو ہم رکھتے ہیں ایک ہی مقصد عظیم کار فرما ہے یعنے اللہ تعالےٰ کی بادشاہت کے تحت میں انسانی برادری کا قیام،

میں اس بات کا فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں کہ ان دونوں مشینوں میں سے کونسی زیادہ اہم ہے۔ آیا لوہے کی مشین جو جس طرح ایک اچھے مقصد کے لئے استعمال کی جاتی ہے ویسے ہی اس سے تخریب کا کام لیا جاتا ہے یا انسانی مشین؟ اس لوہے کی مشین کو ٹھیک طور پر کسی اچھے مقصد کے لئے چلا سکتی ہے۔ یقیناً لوہے کی مشین کی نسبت ایک ایسی ذہنیت کی تخلیق زیادہ اہمیت رکھتی ہے جس سے ایک آدمی جو لوہے کی مشین کو چلاتا ہے اسے اچھے مقصد کے لئے استعمال کرے اسی ضرورت کو اسلام پورا کرتا ہے۔

ایک موٹر کار کا ہنڈل ایک شرابی کے حوالے کر دیا جائے تو یقیناً آپ کو کسی سڑک پر بہت بڑا حادثہ پیش آئے گا مجھے ڈر ہے کہ مغربی تہذیب کی باگ ڈور اب ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہے جو سیاسی غلبہ کے نشہ میں چور اس بلند مقصد سے عاری ہیں جس کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا اور جس کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے اس دنیا کو بنایا ہے۔

دنیا نہایت گھبراہٹ کے ساتھ دیکھ رہی ہے کہ جنیوا کانفرنس کے ممبر کیا بنا کر پیش کرتے ہیں لوگ یہ خیال کر رہے ہیں کہ ان کا یونہی باتیں کرتے رہنا زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ بغیر کسی فیصلے کے واپس آ جائیں۔

اسلامی فیکٹری

اسلام یہ دوہری فضا اللہ تعالےٰ کے مقرر کردہ انسٹی ٹیوشنز کے ذریعہ پیدا کرتا ہے، ہم اپنی روزانہ نمازوں میں پانچ وقت اکٹھے ہوتے ہیں، ہم بلا امتیاز ایک دوسرے کے شانہ بشانہ کھڑے ہوتے اور اپنے خالق کے حضور جھکتے ہیں۔ ان نمازوں میں جو کچھ ہم پڑھتے ہیں وہ اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا ..... کے سوا اور کچھ نہیں۔ پھر اسلام ایک قدم اور آگے بڑھاتا ہے اور جمعہ کے دن اور زیادہ لوگوں کو اکٹھا کرتا ہے اور پھر عید کے دن اور زیادہ وسیع پیمانہ پر قدم بڑھاتا ہے جب دور و نزدیک سے لوگ آتے اور دنیا کے مختلف حصص سے آنے والے بھائیوں سے بغلگیر ہوتے ہیں۔ پھر انسانوں کا سب سے بڑا اجتماع مکہ میں حج کے موقعہ پر ہوتا ہے جہاں انسانی اخوت و مساوات کا عملی ظہور نقطہ کمال پر پہنچ جاتا ہے۔ حج کے موقعہ پر تو لباس تک کا امتیاز ختم ہو جاتا ہے، اور ہر حاجی صرف دو سفید چادروں میں ملبوس ہوتا ہے اس کے پیچھے سب سے بڑا مقصد جو کار فرما ہے وہ اس نفسیاتی فضا کو پیدا کرنا ہے کہ تمام بیوی بال بچے دولت اور تمام ان اشیاء سے جو ہمارے پاس ہیں اور ان شاندار ملبوسات سے جو ہمیں محبوب ہیں اور اس اعلےٰ طریق زندگی سے جس کی بہت بڑی قدر و منزلت ہماری نظروں میں ہے اللہ تعالےٰ کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ وہ تصور جو حج کے موقعہ پر ذہن نشین کیا جاتا ہے یہ ہے کہ ہمارے دنیوی مقبوضات اللہ تعالیٰ کے سامنے کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔

پیغمبر خدا کا آخری پیغام

ہم مسلمانوں کو خوب یاد ہے کہ نبی کریم نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں کیا پیغام دنیا کو دیا تھا ....، جو خطبہ آپ نے اس موقعہ پر دیا وہ انسانیت کے نام آپ کا آخری پیغام سمجھا جاتا ہے۔ یہ خطبہ عرفات کے وسیع و عریض میدان میں ایک لاکھ انسانوں کے مجمع میں دیا گیا۔ انسانیت کے نام آپ کا یہ آخری پیغام کیا تھا؟ اور باتوں کے علاوہ آپ نے فرمایا :-

"میں اعلان کرتا ہوں کہ کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ایسا ہی کسی سفید آدمی کو کسی سیاہ رنگ کے آدمی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں نہ کسی سیاہ رنگ کے آدمی کو سفید آدمی پر کوئی فضیلت حاصل ہے"

اب یہ اللہ تعالےٰ کی برتری اور نسل انسانی کی مساوات مسلمانوں کی فطرت ثانیہ بن چکی ہے اور کوئی سیاست کوئی معاشیات

کوئی سائنس اور کوئی فلسفہ اس کو عبادت الٰہی سے روک نہیں سکتا ۔

مسلمان کا استقلالِ ایمان

مسلمان کے اس استقلالِ ایمان کا نظارہ اس واقعہ کے اندر نظر آتا ہے کہ تھوڑا عرصہ ہوا دنیا نے دیکھا کہ جب حکومت مصر نے باوجود اس امر کے کہ اس کی معاشی اور فنی امداد کا انحصار روس پر تھا مؤخر الذکر کی طرف سے دہریت کا عقیدہ مصر میں داخل کرنے کی کوشش شروع ہونے پر اسے صاف جواب دے دیا گیا ۔ حال ہی میں جب اشتراکیت نے قاہرہ سے ناکام ہو کر بغداد کا رخ کیا تو دنیا نے اسلام کو یہ دیکھ کر بڑا اطمینان حاصل ہوا کہ جنرل عبدالکریم قاسم نے نہایت سختی کے ساتھ اسے روک دیا ۔

یہ ہے اسلام کی ایجاد اور انسانیت کے نام اسلام کا سب سے بڑا تحفہ ! یوں کہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور محبت کا یہ جذبہ جس میں کوئی لغزش نہیں آ سکتی ، اسلام کا سب سے بڑا عطیہ ہے جو تہذیب کی آئندہ ترقی میں ممد و معاون ہو سکتا ہے ۔

جمہوریت ـــــ ایک سیاسی مشین ہے

میں اس امر سے بے خبر نہیں ہوں کہ اہل مغرب جمہوریت اور اشتراکیت کے متعلق اپنے نظریات کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں ۔ لیکن اگر آپ ان دونوں مکاتیب فکر کا تجزیہ کرنے بیٹھیں تو معلوم ہو جائے گا کہ ان دونوں کی حیثیت سیاسی اور معاشی مشینوں سے بڑھ کر نہیں بعینہٖ اسی طرح جیسے اہل مغرب لوہے کی مشین ایجاد کرتے ہیں ، انہوں نے سیاسی معاشی مشینیں بھی ایجاد کر لی ہیں اور ان کا نام جمہوریت اور کمیونزم رکھ دیا ہے ۔ لیکن کیا وہ کسی صحیح رستہ پر ہماری رہنمائی کا باعث ہو سکتی ہیں ؟ کیا اس جمہوریت کے اندر بھی کوئی ایسی بات پائی جاتی ہے جو جناب مسیح کی اس تعلیم سے مطابقت رکھتی ہو جس میں انہوں نے کہا ہے کہ میں زمین پر خدا کی بادشاہت قائم کرنے آیا ہوں ۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اشتراکیت کی طرح جمہوریت کا نقطہ نظر بھی سراسر مادی ہے اس سے بڑھ کر نہیں ، خدا کی بادشاہت میں جس کے قیام کے لئے انبیاء آئے صرف رضائے الٰہی ہی زندگی کی سب سے بڑی قدر و قیمت اور انسان کا اعلیٰ ترین مطمح نظر ہوتا ہے ۔

زندگی کی ادنیٰ اشیاء گوشت پوست کی بنی ہوئی اشیاء جن پر ہم دل دے بیٹھے ہیں اور جن کو ہم نے اپنا معبود بنا رکھا ہے وہ کبھی الصادر ہونیں ہیں ، یا تو زمین پر خدا کی بادشاہت کے قیام کا موجب ہو ۔ خدا کی بادشاہت زمین پر اسی صورت میں قائم ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کو قلوب انسانی سے برتر درجہ دیا جائے ۔ پورے دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اختیار کرنا ہی وہ راہ ہے جس سے سکون قلب حاصل ہوتا ہے ۔ اشتراکیت اور جمہوریت دونوں خالصتاً مادی خوشحالی کی ترقی اور مادی آرام و آسائش کی دلدادہ ہیں ، جمہوریت صرف زبان سے خدا کی اطاعت کی قائل ہے لیکن روزانہ زندگی میں اس کی جدوجہد کا نصب العین دنیاوی گوشت و پوست کے تعیشات ہیں یہ اس ایمانیات کا رستہ نہیں جس کا مقصد یہ ہے کہ ہماری تمام محبت اور فرمانبرداری خالصتہً خدا کے لئے ہونی چاہیئے ۔

اور خدا کے سوائے کسی دوسری چیز کیلئے نہیں ، جناب مسیحؑ نے مال و دولت کے ساتھ پیار کرنے سے منع کیا لیکن آپ اپنے بڑے بڑے کاروباری اداروں کو دیکھئے اپنے بنکوں ، اپنی انشورنس کمپنیوں پر نظر ڈالئے ، اور منافعوں اور روپیہ پیدا کرنے کی سوچ بچار پر غور کیجئے یہ سب کچھ کہاں تک اس تعلیم کے مطابق ہیں ،

خدا کی بادشاہت

خدا کی حقیقی بادشاہت حاصل کرنے کے لئے اسلام کی طرف توجہ کیجئے اگرچہ یہ بات ...... ایک افسانہ سے بھی بڑھ کر عجیب و غریب معلوم ہوتی ہو ۔ لیکن یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ اسلام کی قائم کردہ خدائی بادشاہت میں خود بادشاہ (حضرت عمر فاروقؓ) آٹے کی بوری اپنی پیٹھ پر لاد کر ایک فاقہ زدہ خاندان کو پہنچاتے ہیں جس کا پتہ انہیں اس وقت ملتا ہے جب وہ بھیس بدلے ہوئے رات کو دارالخلافہ کی گشت کرتے ہیں ، ایک خادم کہتا ہے امیر المومنین اس بوری کو میں اٹھا لیتا ہوں ! جواب کیا ملتا ہے

”کیا روزِ حساب بھی تم میرا بوجھ اٹھا لو گے ؟“

”یہ میرا کام ہے کہ سلطنت کا سردار ہونے کی حیثیت سے فاقہ زدہ لوگوں کے لئے خوراک کا انتظام کروں“ یہ وہ چیز ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت الٰہیہ یعنی اسلامی جمہوریت کیا معنے رکھتی ہے ، وہ جمہوریت جس کی جڑیں عوام کی مرضی پر قائم کی جائیں آخر کار ابتری کو دعوت دیتی ہے ۔ آپ مغرب میں بہت بڑی نسلی امتیاز رکھتے ہیں ، لیکن ان جمہوریتوں میں اب بھی ایک حبشی سزائے موت کا مستحق قرار .... پاتا ہے ۔ حضور نبی کریم صلعم کے عہد رسالت میں ایک کالا کلوٹا شخص (بلالؓ) آپ کا نہایت گہرا دوست اور نہایت معزز صحابی تھا ۔

یہ ہے اسلام کا عطیہ جس کے متعلق میں مغربی مفکرین کو دعوت دیتا ہوں ، کہ وہ اس پر سنجیدگی سے غور کریں جب تک آپ غور و فکر کے ان ذہنی طریقوں سے آزاد نہ ہوں گے جنہوں نے مغرب کو اتنی بڑی مشکلات میں مبتلا کر رکھا ہے ہمارا کیا انجام ہوگا ؟ کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ آیا مستقبل تاریکی سے نکل جائے گا یا ہم نے فی الحقیقت ایسی مصیبت مول لے لی ہے جو ایٹمی جنگ تک پہنچا کر رہے گی ۔

اسلام ایک ذریعہ اتحاد

تو اسلام کا پیغام جو میں نے آیات قرآنی کے حوالہ سے بیان کیا ہے وہی ہے جو جناب مسیحؑ کا پیغام تھا جن کا ذکر قرآن کریم میں کئی مقامات پر بطور ایک نبی اللہ کے آیا ہے جن کی صداقت اور راستبازی کی بہت تعریف کی گئی ہے اور ان کی رسالت پر ایمان لانا ایک مسلمان کا لازمی جزو قرار دیا گیا ہے ۔ ایک مسلمان کے لئے لازمی ہے کہ تمام انبیائے کرام پر ایمان لائے ، قرآن ایک پوری سورت حضرت مریم اور ان کے بیٹے کے لئے مختص کر دی ہے جس میں ان کی روحانی برتری کو شاندار الفاظ میں بیان کیا گیا ہے ۔

یہ ہے اسلام کا رویہ ..... جس کے مقابلہ میں اگر دوسری طرف سے بھی یہی رویہ اختیار کیا جائے تو موجودہ تاریکی سے ایک روشنی پیدا ہو سکتی اور اتحاد کا ایک رستہ کھل سکتا ہے اور اسلام اور مسیحیت کے پیروؤں کے ایک دوسرے کے قریب آ جانے سے عصری تاریخ کا رخ بالکل بدل سکتا ہے ، اسلام نے پیدا ہوتے ہی مسیحیت کی طرف خیر سگالی کا ہاتھ بڑھایا اور اگر دشمنی اور ملے ہوئے تعصبات کا خاتمہ کر دیا جائے تو تمام انبیاء پر ایمان لانے کا یہ اصول اب بھی مغرب اور دنیائے اسلام کے مابین ایک بہترین ذریعہ اتحاد بن سکتا ہے ۔

برٹش سکولوں میں اسلامی تعلیمات کی ترویج کی اپیل

میرا یہ مشورہ ہے کہ اس ضمن میں کچھ نہ کچھ تعمیری کام ہونا چاہیئے اور ان دو بڑے مذاہب (اسلام اور عیسائیت) کے درمیان بہتر مفاہمت پیدا کرنے کے لئے عملی ذرائع اختیار کرنے چاہئیں ، اس ملک میں یونیورسٹیوں ، کالجوں اور سکولوں کے طلباء کے سامنے اسلام پر تقاریر کرنے سے میرا یہ احساس یقین کی حد تک پہنچ چکا ہے کہ نئی نسلیں اس بات کی متمنی ہیں کہ دوسرے مذاہب بالخصوص اسلام کے متعلق صحیح علم انہیں حاصل ہو ، میں اس ملک کے ارباب تعلیم سے پرزور درخواست کرتا ہوں کہ تعلیمی اداروں کے نصاب میں اس قسم کی کتب کی فراہمی کا انتظام کریں جن سے طلباء اسلام کی بنیادی تعلیمات کے متعلق واقفیت حاصل کر سکیں ۔

ہم اس اقتصادی اور ٹیکنیکل امداد کی قدر کرتے ہیں جو اسلامی ممالک ، مغربی جمہوریتوں سے حاصل کر رہے ہیں ، لیکن اگر ان بندھنوں کو اسلام اور مسیحیت کے مابین بہتر مفاہمت پیدا کر کے مذہب کی زیادہ پائیدار کڑیوں کے ذریعہ مضبوط کر دیا جائے ، تو شاید تاریخ کا رخ ایسا بدلیگا جو ہمارے وہم و خیال میں بھی نہیں آ سکتا ، یہ وہ عظیم الشان امکانات ہیں جو ہمارے سامنے عنقریب واقع ہونے والے ہیں . بشرطیکہ مغرب نہایت گرمجوشی کے ساتھ خدا کی بادشاہت کی تلاش میں نکل پڑے ، جس کی خوشخبری مسیحؑ نے دی ہے صرف اسلام ہی ہے جو رضائے الٰہی کو انسان کا سب سے بڑا نصب العین قرار دیتے ہوئے اس بادشاہت کی راہ دکھاتا ہے ۔

نئی روشنی کا انسان ـــــ زمانہ جاہلیت کا ایک نشان

قرآن انسانیت کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے ، ایک مومن اور دوسرا کافر ، وہ انسانوں کے اندر کوئی دوسرا امتیاز روا نہیں رکھتا ، میں نہیں جانتا کہ موجود مغرب زدہ انسانوں کو کس صف میں رکھا جائے ایمان کا اظہار زبانی کرنے کے علاوہ جناب مسیح کی تعلیمات کی آج کوئی پرواہ نہیں کرتا اس لئے مغربی انسان کی حقیقی جگہ خدا کو نہ ماننے والوں میں ہے خدا کا نام صرف زبان سے لینا اور دل کا مادی اشیاء کی گرفت میں ہونا نئی روشنی کے انسان کو زمانہ جاہلیت کا ایک نیا مجسمہ ثابت کرتا ہے ۔ اس بات سے کہ وہ بہت زیادہ تعلیمیافتہ واقع ہوا ہے اور بہتر لباس پہنتا اور اچھے طور و طریق کا مالک ہے کوئی فرق نہیں پڑتا ، صرف خدا تعالیٰ پر ایمان ہی وہ حد فاصل ہے جو ایک ایماندار اور زمانہ جاہلیت کے بے ایمان کے درمیان قائم ہے

(باقی بر صـ ۱۰)

رنگون کے شیخ الجامعہ کی احمدیت پر نکتہ چینی

کتاب "دو نبی" پر ایک سرسری نظر

قسط نمبر ۱۳

مولانا مرتضیٰ خان حسن

جھوٹے مدعیانِ نبوت اور حضرت مرزا صاحب علیہ السلام

غلط معیارِ صداقت

علاوہ ان جھوٹے مدعیان نبوت کے جن کا ذکر اوپر آچکا ہے آپ کی کتاب میں چند ایک اور جھوٹے مدعیان نبوت کا ذکر آیا ہے۔ (صفحہ ۸۴ و ۸۵) اور آپ کے نزدیک گویا یہ دلیل ہے اس امر کی کہ حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ جھوٹا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ نبوت کا تو ہے ہی نہیں، اس لئے آپ کا وار ان پر تو چل سکتا ہی نہیں۔ البتہ آپ کی یہ دلیل نہایت خطرناک ہے، اور اس دلیل کی رو سے تو ایک کافر دشمن اسلام جو سلسلہ انبیاء و رسل کا ہی منکر ہو کہہ سکتا ہے کہ وہ تمام لوگ جنہوں نے نبی اور رسول ہونے کا دعوےٰ کیا سب جھوٹے تھے۔ اور وہ بطور مثال ان جھوٹے نبیوں کو پیش کر دے گا جو آپ لوگ حضرت مرزا صاحب کے مقابل میں پیش کرتے ہیں۔ آپ لوگ تو ایک مرزا صاحب کو ہی جھوٹا ثابت کریں گے، مگر وہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کو جھوٹا بنا کر دکھا دے گا۔ یہ ہے نتیجہ جناب کی مایہ ناز دلیل کا۔ آپ بغیر سے سارے نبیوں کو ہی جھوٹا ثابت کروا دیں گے، غرض جھوٹے نبیوں کے پیش کرنے سے حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر کوئی حرف نہیں آ سکتا اور نہ یہ آپ کا معیار صحیح ہے۔

قرآن کریم کا پیش کردہ معیارِ صداقت

آئیے ہم آپ کو قرآن مجید کے بیان کردہ معیار کا پتہ بتائیں اور وہ معیار ہے جس کو سلف صالحین نے بھی تسلیم کیا ہے۔ ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین۔ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مفسرین نے تسلیم کیا ہے کہ چونکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے دعوےٰ کے بعد تئیس سال زندہ رہے لہٰذا اس قدر مدت ایک مدعی، وحی و ماموریت کے لئے معیار صداقت ہے، چنانچہ تفسیر روح البیان جلد ۴ صفحہ ۲۹۱ پر لکھا ہے:۔

فی الآیۃ تنبیہ علی ان النبی علیہ السلام لو قال من عند نفسہ شیئا او زاد او نقص حرفا واحدا علی ما اوحی الیہ لعاقبہ اللہ وھو اکرم الناس الیہ فما ظنک بغیرہ۔

یعنی اس آیت میں تنبیہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پاس سے افترا کرتے یا جو وحی حضور پر نازل ہوئی اس میں سے کچھ کمی بیشی کرتے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی سزا دیتا، حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سب سے زیادہ عزیز تھے۔ پس اگر کوئی دوسرا افترا کرے تو اس کے متعلق کیا خیال کیا جا سکتا ہے۔

شرح عقائد نسفی میں جو اہل سنت والجماعت کی نہایت معتبر کتاب ہے لکھا ہے کہ فان العقل یجزم بامتناع اجتماع ھذہ الامور فی غیر الانبیاء فی حق من یعلم اللہ انہ یفتری علیہ ثم یمھلہ ثلاثا وعشرین سنۃ۔

(شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۰۱)

یعنی عقل اس کو ممتنع قرار دیتی ہے کہ یہ باتیں ایک غیر نبی میں جمع ہو جائیں، اس شخص کے حق میں جس کے متعلق خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ اس پر افترا کرتا ہے، پھر اسکو تئیس سال کی مہلت دے۔

حضرت مرزا صاحبؑ کی کامیاب زندگی

پس یہ غور طلب بات ہے کہ جب ایک مفتری دعوےٰ الہام کے بعد ۲۳ سال کی مدت تک زندہ نہیں رہ سکتا اور رگ جان سے پکڑا جاتا ہے تو یہ کیا بات ہے کہ حضرت مرزا صاحب دعوےٰ الہام کے بعد تینتیس ۳۴ سال کی مدت تک ہر قسم کی مخالفت کے باوجود کامیابی کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے۔ اور آج تک آپ کا کام نہایت کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔ اور آپ کے مریدوں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے، کیا خدا کی عدالت میں بھی نعوذ باللہ اندھیر پڑ گیا ہے کہ وہ قرآن کریم میں ایک بین معیار قائم کرتے کے باوجود ایک کاذب کو کامیابی عطا کرتا چلا جاتا ہے۔ اور اس کے مخالفین کو اس کے خلاف پورا پورا زور صرف کرنے کے باوجود نہایت ذلیل و خاسر رکھتا ہے۔ یہ کہنا کہ اس سے پہلے کذاب مدعیوں کو اس سے بڑھ کر کامیابی ہوتی رہی، قرآن کریم کے ایک صریح ارشاد کا ابطال ہے۔

کاذب مدعیان کی ناکامی

آئیے بزرگان امت کے اقوال اس بارہ میں آپکو بتائیں۔ نبراس صفحہ ۴۴۳ میں ہے:۔

وقد ادعی بعض الکذابین النبوۃ کمسیلمۃ الیمامی والاسود العنسی وسجاح الکاھنۃ فقتل بعضھم وبالجملۃ لم ینتظم امر الکاذب فی النبوۃ الا ایاما معدودات۔

یعنی بعض جھوٹے لوگوں نے نبوت کے دعوے کئے جیسے مسیلمہ یمامی۔ اسود عنسی اور سجاح کاہنہ تو پس ان میں سے بعض قتل کر دیئے گئے، اور فی الحقیقت کاذب کا کام نبوت کے بارہ میں چند دن سے زیادہ نہیں چل سکتا۔ علامہ ابن قیم نے بھی ایک عیسائی سے مناظرہ کے دوران میں اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔

(دیکھو زاد المعاد جلد ۱ صفحہ ۵۰۰)

حضرت مرزا صاحب کی صداقت آئینِ نبوت

پس اب ہم کتاب دو نبی کے مصنف سے پوچھتے ہیں کہ:۔

(۱)۔ جب قرآن کریم کا کھلا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ پر افترا کرنے والا رگ جان سے پکڑا جاتا ہے؛

(۲)۔ جب واقعات شاہد ہیں کہ اس قسم کے جھوٹے مدعیوں اور مفتریوں کی جڑیں اکھاڑ دی گئیں، جس کا اعتراف علامہ ابن قیم جیسے عالم متبحر اور نبراس جیسی اہل سنت کی معتبر کتاب کو بھی ہے۔

(۳)۔ جب یہ حقیقت ہے کہ حضرت مرزا صاحب ۳۴ سال سے زیادہ مدت تک وحی و الہام کا دعوےٰ کرتے رہے اور شدید سے شدید مخالفت سے بھی ان کا بال بیکا نہ ہوا، بلکہ آج تک ان کا کام ترقی پر ہے تو کیا یہ اہم بات حضرت مرزا صاحب کی بین ثبوت نہیں ہے؟

آیت لو تقول معیار ہے ایک مدعی الہام و وحی کی صداقت کا۔ یہ قرآن مجید کا بیان کردہ معیار ہے۔ آپ ضرور قرآن مجید چھوڑ کر ادھر ادھر ٹکٹ ڈھونڈنے کی کوشش میں ہیں حضرت مرزا صاحب کو قرآن کے اس معیار پر پرکھو اور دیکھو کہ وہ کس طرح اس پر پورا اترتے ہیں۔

دوستو! مرزا کو جس پہلو سے پرکھو گے صادق پاؤ گے۔ لو تقول علینا کے معیار نے اسکو صادق اور سچا قرار دیا ہے۔ اس کی تعلیم اسکو سچا اور سچا قرار دے رہی ہے، اس کی خدمات اسلام اس کو صادق اور سچا قرار دے رہی ہیں۔ اس کے متعلق فاضلہ اس کو صادق اور سچا قرار دے رہے ہیں۔ اس کی کامیابی اور خدا کی نصرت و تائید جو اس کے ساتھ ہے وہ اسکو صادق اور سچا قرار دے رہی ہے

وہ تمام نشانیاں جو مسیح اور مجدد کے ظہور کی تھیں۔ اسکو صادق اور سچا قرار دے رہی ہیں۔ فاین المفر اٹھو نکو سکے صادق ہو جاؤ۔ کونوا مع الصادقین خدا کا حکم ہے۔ اس حکم کی تعمیل کرو تاکہ تم پر خدا کا رحم ہو۔

کیا امت میں کوئی صادق مدعی نہیں ہوا؟

ہمیں اپنے علمائے کرام کی کج فہمی پر بار بار تعجب آتا ہے۔ یہ حضرات جھوٹے مدعیان نبوت کی داستانیں اور قصے خوب مزے سے لے کر بیان کرتے ہیں اور کسی سچے مدعی کا نام لینے سے انہیں دکھ ہوتا ہے۔ ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا اس امت نے سوائے جھوٹے مدعیان نبوت کے کسی راستباز پاک باطن مصلح کی شکل نہیں دیکھی کہ بار بار کذابوں کی رٹ لگائی جاتی ہے؟ کیا اس امت کے اندر ایسے بزرگ نہیں گذرے جو صاحب الہام وکشف تھے۔ جنہیں خدا نے محبوبیت اور ولایت کے مقام پر فائز کیا۔ اور وہ بے شمار بندگان خدا کی ہدایت کا موجب ہوئے۔ ہمارے مخالفین اشاء اللہ امت محمدیہ کو خیر الامم بنانیکی بجائے شر الامم بنانا چاہتے ہیں۔ جس میں سوائے جھوٹے مدعیان کے کبھی کوئی نیک صالح انسان مصلح اور ہادی بن کر آیا ہی نہیں۔

اولیائے امت کا نام کیوں نہیں لیتے

ہمارے علمائے کرام کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ پرلے درجے کی حماقت ہے کہ امت میں کذابوں کی فہرست تو خوب بڑھا چڑھا کر پیش کی جاتی ہے مگر خدا کے وہ پاک بندے جو خدا کی وحی اور الہام اور کشوف اور رؤیا سے مشرف ہوتے رہے، اور جن کے سر پر خدا نے تاج ولایت رکھا ان کا ذکر تک نہ کیا جائے، کیا ہمارے علمائے کرام نے کبھی حضرت سید عبد القادر جیلانی، حضرت مولانا روم، حضرت بایزید بسطامی، حضرت جنید بغدادی، حضرت شیخ شبلی، حضرت امام غزالی، حضرت معین الدین چشتی، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی وغیرہم جیسے اولیاء کے نام بھی سنے؟

حضرت مرزا صاحب کو اولیائے امت کے حالات پر پرکھو

چاہیئے تو یہ تھا کہ ان بزرگوں کے پاکیزہ حالات نقل کر کے دنیا کو بتاتے کہ مرزا صاحب کا فلاں کام یا فلاں قول ان بزرگوں کے اعمال صالحہ کے خلاف ہے۔ یا فلاں الہام یا کشف کی کوئی مثال ان بزرگوں کی زندگی میں نظر نہیں آتی۔ جس چیز کے متعلق یہ معلوم کرنا ہو کہ یہ سونا ہے یا پیتل اسے سونے کی ہی کسوٹی پر پرکھا جاتا ہے۔ خدا جانے ہمارے مخالف علماء حضرت مرزا صاحب کے بارہ میں ان موٹے اصول کو کیوں بھول جاتے ہیں، اور کیوں وہ خواہ مخواہ کذابوں کی رٹ لگا کر اس امت کو بہترین امت کی بجائے بدترین امت ثابت کرتے ہیں۔

احادیث میں اولیاء و مامورین کے پیدا ہونیکی بشارت

ان بزرگوں کو دجالوں، کذابوں والی حدیث از بر ہے لیکن وہ دوسری حدیثیں جن میں ہمارے ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے واضح اور صاف لفظوں میں اپنی امت میں بڑے بڑے صاحب کمال بزرگ جو نبیوں کے ہم پلہ ہونگے پیدا ہونے کی بشارت دی ہے ان کا ذکر نہیں کرتے۔ ان میں سے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ایک مشہور حدیث ہے جو زبان زد خلائق ہے یعنے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیلی نبیوں جیسے ہیں، پھر حضور نے امت میں محدثین (بفتح دال) کے پیدا ہونے کی بشارت دی ہے فرمایا رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء۔ یعنے ایسے لوگ، جو نبی تو نہیں ہوں گے مگر خدا سے ہمکلامی کا شرف ان کو حاصل ہوگا۔ انہیں کے متعلق ہمارے حضرت فرماتے ہیں:۔

"ایشاں درحقیقت انبیاء نیستند۔ ایشاں را رنگ انبیاء دادہ مے شود"

انہی میں سے خود حضور مسیح موعود ایک کامل فرد تھے (فداہ امی وابی) پھر حضور صلعم فرماتے ہیں:۔

کانت بنو اسرائیل تسوسہم الانبیاء کلما ھلک نبیؑ خلفہ نبی اخر۔ انہ لانبی بعدی وسیکون خلفاء (بخاری)

یعنے اس سے پہلے بنی اسرائیل میں جب کبھی کوئی نبی فوت ہوتا اس کی جگہ دوسرا نبی آ جاتا۔ مگر اب سلسلہ نبوت بند ہو چکا ہے نبی نہیں آئیں گے، البتہ میری امت کے اندر خلفاء آئیں گے۔ دیکھا حضرات آپ نے؟

حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں کہ میری امت میں خلفاء آئیں گے۔ گویا حضور کے یہ خلفاء انبیاء کی بجائے یا انبیاء کے قائم مقام ہوں گے۔ یہ خلفاء وہی کام کریں گے جو نبی کیا کرتے تھے۔ یعنے اصلاح خلق و رشد و ہدایت کا کام۔ یہ امت محمدیہ کو شرف حاصل ہے کہ اس میں انبیاء جیسے بزرگ نفوس پیدا ہوتے رہیں گے۔ اگر ہمارے علماء کے نزدیک اگر کوئی ایسا امت میں آ جائے تو وہ کذاب کہلاتا ہے) وہ دجال بن جاتا ہے اور اسے واجب القتل ٹھہرایا جاتا ہے۔

پھر حضور ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

"ما من نبیؑ الاولہ نظیرٌ من امتی فابوبکر نظیر ابراھیم۔ وعمر نظیر موسیٰ وعثمان نظیر ھارون وعلی ابن ابی طالب نظیری ومن سرہ ان ینظر الی عیسیٰ ابن مریم ینظر الی ابی ذر غفاری"۔ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۹۳)

یہ حدیث ابن عساکر نے حضرت انس رضؓ سے روایت کی ہے اور ترجمہ اس کا یہ ہے کہ کوئی نبی ایسا نہیں گذرا مگر میری امت میں اس کا مثیل پایا جاتا ہے۔ چنانچہ ابوبکرؓ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مثیل ہے۔ عمرؓ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا، عثمانؓ حضرت ہارون علیہ السلام کا مثیل ہے اور علی ابن ابی طالبؓ خود میرا مثیل ہے، اور جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھنا چاہے وہ ابوذر غفاریؓ کو دیکھ لے۔"

دیکھا جناب آپ نے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی وہ شان ہے کہ اس کے بزرگ نفوس بڑے بڑے انبیاء سے مشابہت رکھتے ہیں۔ آپ حضرات کی زبان پر ان کا نام کیوں نہیں آتا، کیوں کذابوں کی گردان ہی کرتے رہتے ہیں، کبھی صادقوں کی گردان بھی کر لیا کریں۔ ان سے آپ کو کیوں اس قدر منافرت ہے؟

حضرت مرزا صاحب مثیل انبیاء ہیں

سنئے ما من نبیؑ الا ولہ نظیرٌ فرما کر حضرت نبی کریم صلعم نے تو عمومیت کا رنگ پیدا کر دیا ہے، فرماتے ہیں کہ ہر نبی کی نظیر اس امت میں موجود ہے اور انہی میں سے ایک ہمارے حجۃ اللہ علی الارض حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جو ایک جامع کمالات فرد امت ہونے کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مثیل ہونے کے علاوہ بعض دوسرے انبیاء کے بھی مثیل تھے۔ فلاریب فیہ ولاشک فیہ۔ فافہم یا اخی ارشدک اللہ تعالےٰ ولاتکن من الغافلین ٭ (باقی آئندہ)

ووکنگ کی عید الاضحیٰ کا خطبہ

(بسلسلہ صفحہ ۸)

وہ ایمان جس کی حقیقت ابھی میں نے آپ کے سامنے بیان کی ہے یعنے پورے اور سچے دل سے خدا سے محبت رکھنا جس میں کوئی ایسی ذرا برابر بھی قابل قبول نہیں ہو سکتی جس میں کسی اور کا بھی حصہ ہو، ایمان اور کفر کے درمیان کوئی ایسا مقام نہیں جہاں وہ باہم مل سکیں۔ آپ کو یا ایمان لانا ہوگا یا انکار کرنا ہوگا۔ آپ خدا کو ہرگز دھوکہ نہیں دے سکتے، اگر آپ مومنوں کی صف میں آنا چاہتے ہیں تو تمام انبیاء کی تعلیم کے مطابق ...... آپ نے پورے دل اور پوری روح اور تمام طاقت کے ساتھ خدا کی عبادت کرنا ہوگی۔ یہی وہ بات ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس اعلان میں کہی کہ ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العٰلمین میری عبادت اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ تعالےٰ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ یعنے ہر چیز خالصتاً خدا کے لئے ہے۔

یہ ہے اس مسئلہ کا حقیقی حل جس کا سامنا موجودہ زمانہ کے انسان کو کرنا پڑ رہا ہے کوئی ایسی عقل و فکر جو انسان کی ساخت ہو کوئی سائنس، کوئی ٹکنالوجی، کوئی فلاسفی، کوئی سیاسیات، اور معاشیات اس مشکل سے نکلنے کا رستہ نہیں بتا سکتیں، ایک ہی رستہ جو سب سے زیادہ نفع بخش کارہ بار کا پتہ دیتا ہے ان آیات میں بتایا گیا ہے جو میں نے شروع میں پڑھی تھیں، یہ رستہ اس راہ کے ساتھ ساتھ چلتا ہے جس کی طرف تمام دنیا کے روحانی معلمین نے رہنمائی کی ہے، قرآن کریم نے اسی راہ کا خلاصہ بیان کیا ہے اور وہ اس کا محافظ ہے یہی وہ رستہ ہے جس میں اللہ تعالےٰ کو ہی زندگی کا ملجا و ماویٰ سمجھا جاتا ہے اور یہی زندگی کے جہاز کا حقیقی لنگر ہے ٭

(انگریزی سے ترجمہ)

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے، ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا میں سے جو وہ بہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے۔ بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا اُن میں ان کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے اگر ہے تو مہربانی فرما کر یکم اگست ۱۹۵۹ء تک اپنے نمبر کے سامنے لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت قسط منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر یکم اگست ۱۹۵۹ء تک اُن کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۶ راگست ۱۹۵۹ء کو اُن کے نام کا وی پی روانہ کر دیا جائے گا جس کا چھڑانا اُن کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اٹھانا پڑیگا جو اُن کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(مینیجر پیغام صلح)

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۳۰	۶	۷۰۶	۱۲
۵۱	۱۲	۷۱۰	۶
۸۲	۶	۷۴۹	۶
۹۳	۱۲	۹۸۴	۱۲
۱۰۶	۱۲	۹۹۱	۶
۱۱۳	۶	۹۹۲	۶
۱۲۲	۶	۱۰۰۲	۶
۱۲۳	۶	۱۰۱۵	۶
۱۴۲	۶	۱۰۴۸	۶
۲۴۳	۳۶	۱۰۵۰	۱۲
۳۰۵	۶	۱۰۵۸	۶
۳۲۷	۶	۲۰۰۶	۶
۳۵۳	۶	۲۰۰۷	۶
۳۶۵	۶	۲۰۱۱	۶
۳۶۹	۶	رعایتی	
۴۵۸	۶	۷۸	۱۸
۴۶۱	۶	۱۶۳	۴
۴۹۹	۲۴	۲۰۵	۶
۵۰۵	۶	۲۱۶	۶
۶۰۹	۸	۲۱۹	۱۲
۶۱۵	۶	۳۰۰	۱۲
۶۳۳	۱۲		
۶۳۶	۶		

فہرست کھالہائے قربانی

وصول شدہ بر موقعہ عید الاضحیٰ

از جماعت احمدیہ لاہور

	نام	تعداد کھال
۱	حضرت مولانا صدر الدین صاحب امیر قوم	۱ عدد
۲	خلیل احمد صاحب بٹ	۱ "
۳	سید محمود حسین صاحب معرفت ناصر احمد صاحب	۱ "
۴	ملک عزیز احمد صاحب	۱ "
۵	میاں سعید احمد صاحب ملز اونر	۱ "
۶	چوہدری عمر دین صاحب	۲ "
۷	منور حسین شاہ صاحب	۱ "
۸	خواجہ نذیر احمد صاحب	۱ "
۹	چوہدری حبیب اسمٰعیل صاحب ایڈووکیٹ	۱ "
۱۰	راجہ عبد الحق صاحب	۳ "
۱۱	مسعود پرویز صاحب	۱ "
۱۲	ڈاکٹر اصغر حمید صاحب	۱ "
۱۳	عبد الرحمٰن صاحب ناظر	۱ "
۱۴	میاں ظہور احمد صاحب ۳۲ مال	۱ "
۱۵	مخدوم محمد اشرف صاحب	۱ "
۱۶	میاں مقبول احمد صاحب	۳ "
۱۷	میاں عبد الرحمٰن صاحب S.D.O	۱ "
۱۸	بی بی صفیہ صاحبہ	۱ "
۱۹	ریٹائرڈ انسپکٹر پولیس ایچ ستار صاحب	۱ "
۲۰	بیگم صاحبہ حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم ومغفور	۱ "
۲۱	ملک منظور الحق صاحب	۱ "
۲۲	میاں غلام حیدر صاحب	۱ "
۲۳	خواجہ محمد اقبال صاحب	۱ "
۲۴	خواجہ محمد نعیم صاحب ولد خواجہ جلال الدین صاحب مرحوم	۱ "
۲۵	ڈاکٹر شیخ مبارک احمد صاحب M.B.B.S	۱ "
۲۶	مسعود صدیقی صاحب	۱ "
۲۷	انگلش ویئر ہوس	۲ "
۲۸	قاضی سمیع اللہ صاحب	۱ "
۲۹	میاں سعید احمد صاحب ملز اونر	۱ "
۳۰	میاں رشید احمد صاحب (گھی مل)	۱ "
۳۱	پروفیسر محمد احمد صاحب	۱ "
۳۲	سید محمد صاحب معرفت عنایت اللہ چپڑاسی	۱ "
۳۳	عبد الغنی خان صاحب	۱ "
۳۴	چوہدری سردار خاں صاحب	۱ "
۳۵	چوہدری ظہور احمد صاحب	۱ "
۳۶	چوہدری سردار خاں صاحب	۱ "
۳۷	محمد اجمل صاحب	۱ "
۳۸	چوہدری محمد عبد اللہ خاں صاحب	۱ "
۳۹	بیگم صاحبہ حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم ومغفور	۱ "
۴۰	میاں ظہور احمد صاحب ۲۳ مال	۱ "
۴۱	سید منور حسین شاہ صاحب	۱ "
۴۲	خواجہ نذیر احمد صاحب	۱ عدد
۴۳	مرزا خلیل الرحمٰن صاحب	۱ "
۴۴	سید الطاف حسین شاہ صاحب	۱ "
۴۵	منجانب شیخ عبد المنان صاحب مرحوم	۱ "
۴۶	قاضی سمیع اللہ صاحب	۱ "
	کل میزان	۵۵ عدد

قیمت فروخت ۵۵ عدد کھال ۔۔۔ ۱۳ ۔۔۔ ۲۸۲

۴۷ ۔ میاں غلام قدیر صاحب نقد ۔۔۔ ۲

کل میزان ۔۔۔ ۲۸۴

۴۸ ۔ میاں حبیب احمد صاحب ریس کورس روڈ۔ ایک عدد کھال ۔ یہ کھال چپڑاسی سے راستہ میں گر گئی تھی جس کی علیحدہ رپورٹ کی گئی ہے۔

اخبار احمدیہ

پریذیڈنٹ جماعت فجی لاہور میں

ایم رمضان خانصاحب پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جزائر فجی حج کرنے کے بعد براستہ بمبئی و قادیان ... دو تین روز ہوئے لاہور تشریف لائے ہیں اور پوپری کے قریب ...... اپنے داماد کے ہاں ٹھیرے ہوئے ہیں ان کا ارادہ غالباً دسمبر تک لاہور ہی میں قیام کرنے کا ہے۔

امتحان میں کامیابی

پشاور سے محترم مولانا عبد الباقی صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے سلسلہ کے نوجوان طلباء و طالبات پشاور یونیورسٹی کے مختلف امتحانات میں کامیاب ہوئے ہیں۔

(۱) محترم انجنیئر صاحب عبد اللہ خان المعروف کھنڈے خان کا صاحبزادہ بی ایس سی میں (۲) مکرمی جناب عبد اللہ جان صاحب آف پڈھو بیر کے فرزند مسٹر عمر خطاب ایف ایس سی (میڈیکل) میں۔ (۳) مکرمی جناب محمد الرحمٰن صاحب کی صاحبزادی اطیعۃ الرحمٰن ایف ایس سی میڈیکل میں۔ (۴) خاکسار کا لڑکا محمد اویس ایف ایس سی میڈیکل میں احباب یہ سن کر خوش ہوں گے کہ فرزندم محمد اویس ۱۱ ۴ نمبر حاصل کر کے اپنے کالج کے طلباء (میڈیکل) میں ساتویں نمبر پر رہے ہیں۔

اس خوشی کے موقعہ پر جناب انجنیئر صاحب کی طرف سے مبلغ پانچ روپیہ مسجد فنڈ میں اور پانچ روپیہ اشاعت اسلام فنڈ میں موصول ہوئے ہیں۔ اسی طرح خاکسار نے بھی پانچ روپے اشاعت اسلام فنڈ میں داخل کئے ہیں۔ بزرگان و احباب سلسلہ سے التماس ہے کہ وہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان تمام نوجوانوں کو اپنی اپنی آرزوؤں میں کامیابی عطا کرے اور ان سب کو خادمان دین بنائے۔

دعائے صحت

(ا) گجرات سے احمد پرویز صاحب چیمہ لکھتے ہیں "چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ گذشتہ پانچ روز سے ہائی بلڈ پریشر میں مبتلا ہیں طبیعت خراب اور بے چین ہے علاج جاری ہے ابھی تک کوئی افاقہ نہیں تمام احباب سے درخواست ہے کہ چیمہ صاحب کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ (ب) ہمارے ہمارے محترم بزرگ ابن اکبر خاں صاحب تحریر فرماتے ہیں "میرا لڑکا مسمی عثمان جو گذشتہ سال دماغی اپریشن کے لئے امریکہ گیا تھا وہ اپریشن کے بعد اچھا تو ہو گیا لیکن چند ماہ سے دوسری تکلیف رہتی ہے مزید علاج کے لئے دوبارہ امریکہ جانیوالا ہے۔ تمام احمدی بھائیوں سے درخواست ہے کہ اس بچہ کی کامل شفایابی کے لئے درد دل سے دعا کریں" (ج) چوہدری سردار خاں صاحب لکھتے ہیں "بہاولپور میں میرے چھوٹے داماد ملک گل محمد صاحب کی موٹر کی ٹکر ایک تانگہ سے ہو گئی۔ اس ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر گمرہاں را چشم کن روشن ز آیاتِ مبیں

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور پاکستان

رجسٹرڈ ایل ۸۳۸

ہر ماہ کی ۱-۸-۱۵-۲۲ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور

ٹیلیفون نمبر ۳۷۳۷

ایڈیٹر:- دوست محمد

اسسٹنٹ ایڈیٹر:- بشیر احمد سوز

نمبر ۳۰	یوم شنبہ مورخہ ۲۵ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ مطابق یکم اگست ۱۹۵۹ء	جلد ۴۷

ہر وقت اور ہر لحظہ تمہیں خدا کا خوف رہنا چاہئیے

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

۵ اپریل ۱۹۰۲ء:- شام کے وقت چند احباب بیعت کیلئے جمع ہوئے۔ حضرت مسیح موعود نے ان کی بیعت لیکر بقا مراں کو خطاب کر کے کل جماعت کو ذیل کی ہدایت فرمائی:- "استغفار کرتے رہو اور موت کو ہر وقت یاد رکھو۔ موت سے بڑھکر اور کوئی چیز بیدار کرنے والی نہیں ہے۔ جب انسان سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنا فضل نازل کرتا ہے جس وقت انسان اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ اسکے پہلے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ اور پھر اس وقت سے بندے کا نیا حساب چلتا ہے۔ اگر ایک انسان کسی دوسرے انسان کا ذرہ سا بھی گناہ کرے تو وہ شخص ساری عمر اس سے کینہ اور دشمنی رکھتا ہے اور گو زبانی اسے معاف کر دینے کا بھی اقرار کرے تاہم پھر بھی جب اسے موقعہ ملتا ہے۔ تو وہ اپنے کینہ اور عداوت کا اظہار کر ہی دیتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کمال رحیم و کریم ہے کہ جب ایک بندہ سچے دل سے اسکی طرف آتا ہے۔ تو وہ رجوع برحمت ہوکر اسکے سارے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے اور اس پر اپنا فضل نازل فرماتا ہے۔ اور سابقہ گناہوں کی سزا سے درگذر کرتا ہے اس لئے تم بھی اب یہاں سے ایسے ہوکر جاؤ۔ کہ تم وہ ہو جاؤ جو پہلے نہ تھے۔ نمازوں کو سنوار کر پڑھو۔ جو اللہ تعالیٰ یہاں ہے، وہ وہاں بھی ہے۔ پس یہ نہ ہو کہ جب تک تم یہاں رہو، تمہارے دلوں میں رقت اور خدا کا خوف ہو، اور جونہی اپنے گھروں میں جاؤ تو بے خوف و نڈر ہو جاؤ۔ نہیں بلکہ ہر وقت اور ہر لحظہ تمہیں خدا کا خوف رہنا چاہئیے ہر ایک کام کرنے سے پہلے خوب سوچ لو۔ اور دیکھ لو۔ کہ اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا یا ناراض۔"

ملفوظات احمدیہ جلد سوم صفحہ ۱۲

ہمارا مذہب

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ما مسلمانیم از فضلِ خدا

مصطفےٰ ما را امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام

ہر نبوت را بروشد اختتام

آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست

بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست

یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب

نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

★

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں

دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں

خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں

سارے حکموں پہ ہمیں ایمان ہے

جان و دل اس راہ پر قربان ہے

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب

کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

(مسیح موعودؑ)

آکسفورڈ یونیورسٹی میں سائنس اور مذہب پر کانفرنس

ایٹم کے متعلق سائنس کا نیا انکشاف ــــــ نیوٹن کا نظریہ کششِ ثقل جدید سائنس کی نظر میں

اہلِ مغرب اسلام کی باطنی حقیقت کی طرف آرہے ہیں

مولنا یعقوب خانصاحب امام جامع ووکنگ کا مکتوب

اسلامی حقائق کے سامنے دوسرے مذاہب کی حیثیت

اسلام کو خدا تعالےٰ نے کیا شان و شوکت دی ہے اس کا اندازہ اس وقت ہوتا ہے جب دوسرے مذاہب اور تصوّراتِ حیات کے ساتھ ایک ہی پلیٹ فارم سے اس کے مقابلہ اور موازنہ کا موقع آتا ہے۔ دوسرے مذاہب تو اسلام کی مبنی بر حقائق تعلیمات کے بالمقابل جنوں اور پریوں کی ایک کہانی معلوم ہوتے ہیں، اور سائنس کے جتنے نئے انکشافات ہوتے ہیں وہ ان حقائق کی صداقت پر شاہد ناطق بن کر آتے ہیں۔ لیظہرہ علی الدین کلہ کا نظارہ اس قسم کی کانفرنسوں میں نظر آتا ہے، جہاں اربابِ مذاہب اور ماہرین فلسفہ و سائنس باہم مل کر زندگی کی بہتر شاہراہیں تلاش کرنے پر غور کرتے ہیں۔

اسلام ــــــ فطرت انسان کی آواز

ہالینڈ کی مذہبی کانفرنس کا آنکھوں دیکھا حال میں قارئین "پیغام صلح" تک پہنچا چکا ہوں، اس کانفرنس میں دو بلند پایہ جرمن فلسفی تھے اور ایک انگریز فلسفی۔ انہوں نے جو تصورات پیش کئے ہیں، وہ اپنے اندر ذہنی گہرائی رکھتے ہیں اور بلاشبہ سامعین پر اثر انداز ہوئے، مگر جب اسلامی حقائق کی تصویر ان کے سامنے آئی تو قلوب نے محسوس کیا کہ یہ ذہنی گہرائیوں کی پیداوار نہیں، بلکہ فطرت انسانی کی آواز ہے۔ اور اُن کا سرچشمہ کوئی ایسا ہے جو ہر ایک ذہنی تکلف سے بالاتر ہے اور خود بخود فطرت کی گہرائیوں سے پھوٹتا ہے۔ سب سے بڑھکر یہ کہ اس سے وہ پیاس بجھتی ہوئی محسوس ہوتی، جس مقصد کی تلاش میں ایسی کانفرنسیں منعقد ہوتی ہیں، لیقول امور زمانہ قرآن کے ایک ایک لفظ میں مسیحائی کا سامان ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کے لئے یورپ بیقرار ہے۔

سائنس اور مذہب پر آکسفورڈ یونیورسٹی میں کانفرنس

ہالینڈ کے بعد آکسفورڈ یونیورسٹی میں اسی قسم کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی، جس کا موضوع "سائنس اور مذہب" تھا۔ یہ کانفرنس یکم جولائی سے ۴ جولائی تک سینٹ پیٹر کالج میں ہوتی رہی۔ ماہرین سائنس کے علاوہ تین مذاہب ہندوازم، بدھ ازم، اور اسلام کے نمائندوں کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ ان لوگوں کی سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ ان کے سامنے مذہب کا صرف وہی نقشہ آیا ہے۔ جو مسیحیت نے پیش کیا ہے اور جو قدم قدم پر سائنس سے متصادم نظر آتا ہے۔ حضرت صاحب نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے کہ مسیحیت اور سائنس دو سوکنیں ہیں جن میں کبھی ہم آہنگی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ان کے ہاں "سائنس اور مذہب کا تصادم" ایک عام موضوع رہا ہے اس کانفرنس کا مقصد زیادہ تر سائنس کے ان تازہ ترین انکشافات کی روشنی میں اس قدیم مسئلہ پر بحث کرنا تھا جنہوں نے مادہ کے پرانے تصور کو جڑوں سے ہلا دیا ہے۔

ایٹم کے متعلق نیا انکشاف

سائنس کا تازہ ترین انکشاف جس نے انسانیت کو ایک نئے دَور میں داخل کر دیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ایک نئے خطرے سے دوچار کر دیا ہے۔ ایٹم کے تجزیہ کے متعلق ہے۔ اب تک ایٹم کو مادہ کی اقل ترین شکل سمجھا گیا تھا۔ مگر مزید تجزیہ نے یہ بتایا ہے کہ یہ بذات خود کوئی ٹھوس چیز نہیں ہے، بلکہ ایک خلا ہے جس میں ایک مثبت برقی طاقت ایک منفی برقی طاقت کے گرد نہایت تیز رفتاری سے گھومتی رہتی ہے، مثبت کا نام **پروٹان** ہے، اور منفی کا **الیکٹران** ہے۔

سائنس دانوں کی خود فریبی

مگر سوال یہ ہے کہ خود یہ برق کیا چیز ہے؟ اس کا کوئی جواب کسی سائنسدان سے بن نہیں سکا۔ کسی چیز کے خواص اور چیز ہیں اور اسکی ماہیت مختلف چیز ہے، موجودہ سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ پرانے سائنسدانوں کا یہ قاعدہ تھا کہ جب کسی چیز کی حقیقت اُن پر واضح نہ ہو سکی، تو وہ اسے لاطینی نام دے دیتے تھے اور فرض کر لیتے تھے کہ ہم نے اس چیز کی ماہیت سمجھ لی ہے۔ اس کی ایک واضح مثال تو یہی ایٹم کے دو اجزاء ہیں۔ انہوں نے نام تو رکھ لئے ہیں کہ ایک پروٹان (مثبت برق) اور دوسری الیکٹران (منفی برق) ہے۔ مگر جب دوسرا سوال یہ کیا جاتا ہے، کہ یہ برق (الیکٹرسٹی) کیا چیز ہے تو کہہ دیتے ہیں، کہ یہ پروٹان اور الیکٹران ہیں۔ نیا سائنس دان کہتا ہے، سبحان اللہ یہ تو وہی بات ہے ؎

بورانی است بادنجان و بادنجان بورانی

محض نام رکھ دینے سے اشیاء کی حقیقت معلوم نہیں ہو جاتی ــــ پروٹان اور الیکٹران کو برق کہہ دیا اور برق کو پروٹان اور الیکٹران کا مجموعہ۔ یہ وہ خود فریبی ہے جس میں بقول نئے سائنسدان کے پرانا سائنسدان مبتلا رہا ہے۔

نیوٹن کا نظریہ کششِ ثقل جدید سائنس کی نظر میں

دوسرا بڑا انقلابی نظریہ جس نے کائنات کے اس تصور کو ہلا دیا ہے کہ یہ ایک مشین ہے جس کے حصے ایک دوسرے پر کھچاؤ رکھتے ہیں اور اس کھچاؤ (Pull) کے ذریعے یہ سب کرتے اپنی اپنی جگہ قائم ہیں اور اسی کھچاؤ کے ذریعے مادہ کے ابتدائی اجزا باہم مل کر مادی کائنات کی شکل میں نمودار ہو گئے ہیں۔ نیوٹن نے درخت سے سیب گرتے دیکھا، وہ اس سوچ میں پڑ گیا کہ یہ کیوں گرا۔ اس نے فرض کر لیا کہ زمین نے اسے اپنی طرف کھینچا۔ اور اس کا نام گریویٹی رکھدیا جس کے معنے ہیں کھینچ (Pull) ــــ جدید سائنس دان کہتا ہے، یہ تو لفظی ہیرپھیر ہے انگریزی کی بجائے لاطینی کا لفظ استعمال کرنے سے عوام کو مرعوب تو کیا جا سکتا ہے کہ یہ کوئی سائنس کی بات ہے، مگر اصلی سبب پر سے تو کوئی پردہ کشائی نہیں ہوتی۔ نیوٹن کو یہ کس طرح معلوم ہوا کہ یہ کشش زمین کی طرف سے آتی ہے

جدید نظریہ کہ ہر چیز دباؤ سے حرکت میں آتی ہے نہ کہ کشش سے

جدید سائنس دان کا کہنا ہے کہ کوئی چیز حرکت میں نہیں آسکتی جب تک اسے دھکا نہ دیا جائے۔ یعنے کوئی بیرونی طاقت ہونی چاہیئے جو اسے دھکا دے سائیکل متحرک ہوتی ہے جب ہم اسے پاؤں سے دھکا دیتے ہیں، موٹر کار، ریل گاڑی، ہوائی جہاز، ہر ایک متحرک چیز کی حرکت اسی قوت کی وجہ سے ہے جسے دھکا کہتے ہیں نہ کہ اس لئے کہ کوئی اور چیز اسے اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ یہ کہنا بھی محض غلط العام ہے کہ گھوڑا گاڑی کو کھینچتا ہے، اصل میں ہوتا یہ ہے کہ گھوڑا جوئے کو دھکا دیتا ہے جس سے گاڑی متحرک ہوتی ہے۔ اسی طرح جب ایک پتھر زمین پر گرتا ہے تو ہم حماقت سے کہدیتے ہیں کہ زمین نے اسے کھینچا ہے۔ حالانکہ بنیادی چیز جس سے تمام حرکت پیدا ہوتی ہے، کوئی بیرونی دباؤ ہے۔

کائنات پر ایک غیر مادی قوت کا دباؤ

یہ دباؤ ایک غیر مادی قوت ہے، اور اسی کی بدولت کارخانہ عالم نہ صرف وجود میں آیا ہے، بلکہ قائم و دائم ہے۔ یہ قوت خدا کی قوتِ ارادی ہے، جس کے اشارہ سے یہ کائنات رنگ و بو وجود میں آئی اور اسی کے اشارے پر یہ کارخانہ چل رہا ہے۔

جدید سائنس میں ذاتِ باری کی تصویر نگاری

الغرض جدید سائنس کے رُو سے یہ تمام مادی کائنات محض ذاتِ باری تعالےٰ کا ایک خیال (Thought) ہے۔ ابھی اس کے لئے وہ کوئی زیادہ موزوں لفظ تراشنے کی فکر میں ہیں جس سے یہ مفہوم ادا ہو سکے۔ سردست انگریزی میں اسے تخیلات (خیال) یا خدائی تصویر نگاری (Divine imagining) کہہ دیتے ہیں۔ قرآن نے کس طرح ایک ہی لفظ ...... **المصوّر** میں یہ ساری سائنس کوٹ کر بھر دی ہے!

کرہ ہائے سماوی کے متوازن ہونیکی وجہ

اس جدید سائنس کی رُو سے کرہ ہائے سماوی کا باہم

(باقی بر صلا)

اخبار و افکار

"بے محل اعتقاد"

"صدق جدید" (۷ ر جولائی ۱۹۵۹ء) نے مولانا ابوالکلام آزاد کے چند خطوط پر جو "میرا عقیدہ" نامی ایک کتاب کی شکل میں مکتبہ جامعہ نئی دہلی نے شائع کئے ہیں، تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"دو ایک جگہ مسئلہ ختم نبوت کا بھی ذکر آ گیا ہے اور ایک مکتوب میں تو انہوں نے قادیانیت کی دونوں شاخوں سے متعلق اپنی جچی تلی رائے کا اظہار کر دیا ہے:۔

"میرے نزدیک دونوں حق و صواب پر نہیں ہیں البتہ قادیانی گروہ اپنے غلو میں دور تک چلا گیا ہے حتیٰ کہ اسلام کے بنیادی عقائد متزلزل ہو گئے ہیں ...... لیکن لاہوری گروہ کو اس غلو سے انکار ہے وہ نہ تو مرزا صاحب کی نبوت کا اقرار کرتا ہے اور نہ ایمان کی شرائط میں سے کسی نئی شرط کا اضافہ کرتا ہے اسے جو ٹھوکر لگی ہے اس بے محل اعتقاد میں لگی ہے جو اس نے مرزا صاحب کے لئے پیدا کر لیا ہے (صہ ۳۱)

افسوس ہے کہ مولانا کی زندگی میں اُن کا یہ خط شائع نہ ہوا۔ ورنہ ہم بادب اُن سے دریافت کرتے کہ کونسا بے محل اعتقاد لاہوری جماعت نے مرزا صاحبؒ کے لئے پیدا کیا ہے۔ کیا یہ کہ مرزا صاحبؒ منصب مجددیت پر فائز ہیں "بے محل اعتقاد" ہے؟ جہاں تک حدیث مجدد کا تعلق ہے تو مولانا بھی تو اس کی صحت کے قائل تھے اور انہوں نے اپنی کتاب تذکرہ میں گذشتہ تیرہ صدیوں کے مجددین کے حالات بھی لکھے ہیں اور مجددیت کا مقام نہایت بلند اور اعلیٰ و ارفع بیان کیا ہے اور اس صدی کے فتن کا ذکر کر کے ان کی اصلاح کے لئے مجدد کی ضرورت کو بھی واضح کیا ہے، لاہوری جماعت نے اسی ضرورت کو حضرت مرزا صاحبؒ کے وجود میں پورا ہوتے ہوئے دیکھا اس کو "بے محل اعتقاد" اس صورت میں کہا جا سکتا تھا کہ اس صدی میں کوئی اور بھی مدعی مجددیت پیدا ہوتا، جو حضرت مرزا صاحبؒ سے بڑھ کر تجدید دین کا کام کر دکھاتا۔ جس صورت میں نہ کوئی دوسرا مدعی مجددیت پیدا ہوا اور نہ حضرت مرزا صاحبؒ کے معتقدات تعلیمات میں کوئی ایسی بات دیکھنے میں آئی جو خلاف اسلام ہو، بلکہ انہوں نے اسلام کی تائید و حمایت میں وہ شاندار کام سرانجام دیئے جن کی نظیر تمام عالم اسلامی میں ملنی مشکل ہے تو اس کو "بے محل اعتقاد" کہنا کہاں تک بجا ہے۔ حضرت مرزا صاحبؒ کا ایک ہی کام ان کی مجددیت کا بہت بڑا اور شاندار ثبوت ہے کہ سابقہ صدی میں اسلام کے متعلق جو مایوسی پیدا ہو چکی تھی وہ مرزا صاحبؒ کے مدلل اور پُر از ایمان لٹریچر کے ذریعہ سے دُور ہو کر نہ صرف عالم اسلامی میں ایک نیا ایمان پیدا ہو گیا۔ بلکہ مغربی دنیا کی رائے عامہ بھی اسلام کے متعلق بدل گئی اور اسلام اور محمد رسول اللہ صلعم کو دنیا کا معقول ترین مذہب اور کامیاب ترین نبی سمجھا جانے لگا ہے، یہ وہ واقعات ہیں جن کو مولانا مرحوم بھی اپنے مؤقر جریدہ "الہلال" میں تسلیم کئے بغیر نہ رہ سکے اور آج مولانا عبدالماجد دریا آبادی بھی اس کے زندہ گواہ ہیں۔ ان واقعات کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ مرزا صاحب کے لئے لاہوری جماعت نے "بے محل اعتقاد پیدا کر لیا ہے" کس قدر بے محل بات ہے۔

غیر مسلموں کی تبلیغی سرگرمیاں

سوہدرہ کا اخبار "اہلحدیث" سوئٹزرلینڈ میں اسلام سے دلچسپی کا حال لکھتے ہوئے اور مبلغین اسلام کی غفلت کا ذکر کرتے ہوئے آخر میں رقمطراز ہے:۔

"جب ہم غیر مسلموں کی تبلیغی سرگرمیاں دیکھتے ہیں تو حیران رہ جاتے ہیں، کہ کس طرح عیسائی، یہودی، ہندو، مجوسی، مرزائی، وغیرہ اپنے اپنے مذہب کی اشاعت میں دن رات مصروف ہیں اور کروڑوں روپے کے مذہبی لٹریچر بلا قیمت تقسیم کر رہے ہیں خدا سے قدوس مسلمانوں کو جذبۂ تبلیغ عطا فرمائے اور وہ بھی اپنے اسلاف کی طرح دینِ خدا کی اشاعت میں محو نظر آئیں۔"

"غیر مسلموں" کی فہرست میں "مرزائیوں" کو شمار کر کے معاصر کو خوشی تو بہت ہوئی ہوگی، لیکن سوال یہ ہے کہ یہ نام نہاد "غیر مسلم" اسلام کے سوائے کس مذہب کی تبلیغ کر رہے ہیں؟ اور سوئٹزرلینڈ میں اسلام کے ساتھ جس دلچسپی کا ذکر کرتے ہوئے معاصر نے خوشی کا اظہار کیا ہے، وہ مرزائی کے سوائے کس نام نہاد "مسلم" کی کوششوں کا نتیجہ ہے؟ آپ منہ سے "مرزائی" کو غیر مسلم کہتے رہیں، اس کا عمل بتا رہا ہے کہ اس سے بڑھ کر حامی اسلام اور سچا مسلمان اور کوئی نہیں۔

ببیں تفاوت رہ

معاصر "قندیل" (۲ اگست ۵۹ء) سے ایک خاتون کا بیان:۔

"پچھلے دنوں میں اپنے میکے سے سسرال آ رہی تھی ڈبے میں چار نوجوان لڑکیاں پردے سے بالکل بے نیاز بے باکی کے ساتھ فلمی رسالے ہاتھ میں لئے مصروف مطالعہ تھیں اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اپنے آپ کو مدھو بالا۔ صبیحہ، نرگس، وغیرہ کا ثانی ثابت کر رہی تھیں، میں ان کی حرکتوں کو بڑی دلچسپی سے دیکھ رہی تھی، لہٰذا مجھے اپنی طرف متوجہ پا کر اُن میں سے ایک مجھ سے مخاطب ہوئی، کیوں بہن! ہم کون سی اُن سے کم ہیں؟ "میرے خیال میں تو آپ اُن سے بھی آگے ہیں" میرے اس جواب سے انہوں نے کچھ بُرا منایا اور باتیں چھڑ گئیں، میں نے کہا مسلمان عورت کے لئے نرگس اور مدھو بالا بننے کے بجائے عائشہؓ اور فاطمہؓ بننا فخر کی بات ہے میرا یہ کہنا تھا کہ اُن میں سے ایک نے کہا شاید آپ کا تعلق کسی تبلیغی جماعت سے ہے، ہم آپ کو ایک مشورہ دیتی ہیں آپ کراچی یا لاہور تشریف لے جاویں وہاں آپ جیسی اسلامی عورتوں کی اشد ضرورت ہے" میں یہ سن کر خاموش ہو رہی اور وہ دیر تک مذاق اڑاتی رہیں۔"

فرخندہ اختر سیدہ معرفت لفٹنٹ افتخار بخاری صدر بازار روڈ سیالکوٹ چھاؤنی

اس کے ساتھ ہی نیویارک کی ایک خبر بھی ایک ہندوستانی اخبار سے پڑھ لیجئے:۔

"نیویارک ۱۸ ر جولائی - نائب صدر جمہوریہ ڈاکٹر رادھا کرشنن نے ہندوستان کے مقابلہ میں امریکہ میں رہنے والی ہندوستانی لڑکیوں کو زیادہ شرمیلا پایا، طلبا کے دیئے ہوئے ایک خیر مقدمی جلسہ میں ڈاکٹر رادھا کرشنن نے تیس ہندوستانی لڑکیوں کو ناچنے اور گانے کی دعوت دی، ہندوستانی مستقل مندوب مسٹر سی ایس - جھا اور قونصل جنرل مسٹر گوپالا مینن نے لڑکیوں کو بڑھاوا دیا، لیکن کسی لڑکی نے جرأت نہیں دکھلائی۔

اس کے بعد نائب صدر نے لڑکیوں کی ہمت بندھائی اور کہا ناچنا گانا ہندوستان کی روایات کا جزو ہے آپ لوگوں کو اپنی میراث نہ چھوڑنا چاہیئے، بڑی مشکل سے کچھ لڑکیاں گانے پر آمادہ ہوئیں لیکن ناچنے کے لئے کوئی بھی تیار نہیں ہوئی"

جالندھر "نوائے وقت" نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"اگر مستقل مندوب اور قونصل جنرل ایسے عہدیدار ایک غیر ملک میں طالب علم لڑکیوں کو "بڑھاوا دیں" اور نائب صدر جمہوریہ ایسے بزرگ لڑکیوں سے یہ کہیں، کہ ناچنا، گانا، تمہاری میراث ہے تو پرتھوی راج اور راج کپور، اور سلوچنا دیوی لڑکیوں کو کیا تعلیم دیں گے، آفرین اور تعجب ہے کہ ہندوستانی لڑکیاں اس کے باوجود حیادار نکلیں۔"

اس کے ساتھ ہی یہ بھی غور طلب ہے کہ پاکستانی لڑکیاں اس ہندوستانی میراث کو چھیننے اور مدھو بالا وغیرہ بننے کی جو کوشش کر رہی ہیں، اور اس پر جس فخر کا اظہار کر رہی ہیں، کیا وہ اہلِ پاکستان کے لئے ڈوب مرنے کا مقام نہیں؟

اخبارِ احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگانِ ملت بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں اور خدماتِ دینیہ میں معروف۔

شادی

محترمہ صدیقہ خانم بنت ابوالہاشم صاحب چوہدری آف نانور مشرقی پاکستان کی شادی کی تقریب ...... فلائنگ آفیسر توفیق خان ابن نصیر الدین خاں آف پنجاب کے ساتھ ۲۹ر جولائی کو بمقام اچھرہ لاہور منعقد ہوئی، خطبہ نکاح محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب نے پڑھا جس میں دس ہزار روپیہ حق مہر کا اعلان کیا اس موقعہ پر دلہن کے بھائی مسٹر صلاح الدین ناصر نے حاضرین کی تواضع چائے اور مٹھائی سے کی۔

امتحان میں کامیابی

نہایت مسرت سے اعلان کیا جاتا ہے کہ محترم چوہدری عمر الدین صاحب رجسٹرڈ اکاؤنٹنٹ گڑھی شاہو لاہور کے صاحبزادہ محمد خلیل صاحب بی اے ایل ایل بی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ کے امتحان میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اس خوشی میں چوہدری صاحب نے انجمن کو مبلغ -/۵۱ روپے مرحمت فرمائے ہیں۔ فجزاہ اللہ خیرا۔ اس کامیابی کے لئے چوہدری عمر دین صاحب اور محمد خلیل صاحب کی خدمت میں مبارکباد عرض ہے۔

ایم اے ریاضی میں کامیابی

جھنگ سے عزیزہ محترمہ بلقیس قریشی رقمطراز ہیں :-

"اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور احباب جماعت کی دعاؤں سے میں ایم اے (ریاضی) میں سیکنڈ ڈویژن میں کامیاب ہوئی ہوں۔ میں احباب سے مزید استدعا کرتی ہوں کہ وہ دعا فرماویں کہ خداوند کریم مجھے جلد برسر روزگار کرے۔ اور جماعت کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اپنی کامیابی کی خوشی میں میں نے مبلغ پانچ روپے بطور مسجد فنڈ الم مسجد کو دیئے ہیں، والسلام خاکسار۔ بلقیس قریشی ایم۔ اے (ریاضی) دختر میاں محمد حسین صاحب قریشی جھنگ صدر

پیغام صلح :- عزیزہ محترمہ اور ان کے والد صاحب کی خدمت میں اس کامیابی کیلئے مبارکباد عرض ہے۔

شادی اور عطیہ

پیغام صلح کی ایک سابقہ اشاعت میں محترمہ ام داؤد صاحبہ بنارس چھاؤنی کی صاحبزادی عزیزہ قدسیہ کی شادی کی خبر مجملاً شائع کی گئی تھی، کیونکہ تفصیلات معلوم نہ تھیں، اب محترم شیخ انعام الحق صاحب کے خط سے معلوم ہوا ہے کہ ممدوحہ کا عقد نکاح ۸ر فروری کو سید امجد حسین صاحب سکنہ دوہر آسام سے گیارہ ہزار روپیہ حق مہر پر ہوا، اور اس کے بعد ۱۵ر مئی کو رخصتانہ ہوا۔

اس خوشی میں محترمہ ام داؤد صاحبہ نے مبلغ پچاس روپیہ اپنی طرف سے انجمن کو عطا فرمائے ہیں اور پچاس روپیہ ان کے داماد سید امجد حسین صاحب نے زکوٰۃ فنڈ میں مرحمت فرمائے ہیں، فجزاہ اللہ احسن الجزاء، ہماری طرف سے مبارکباد قبول ہو۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شرکت

مندرجہ ذیل اصحاب نے محترم شیخ محمد انعام الحق صاحب مبلغ حیدر آباد دکن کی معرفت سلسلہ میں شرکت فرمائی ہے۔ خدا انہیں استقامت عطا فرمائے اور خدمت دین کا موقعہ بخشے۔

(۱) محمد رمضان علی صاحب (۲) مسماۃ ولجان صاحبہ زوجہ محمد قربان علی شیخ صاحب (۳) محمد قربان علی۔ (۴) مسز ولایت النساء زوجہ مسٹر زین الرحمٰن صاحب (۵) ایم زین الرحمٰن صاحب (۶) محمد عبدالرحیم صاحب۔

یہ سب اصحاب موضع سملہ کادی ڈاک خانہ جنوبی سلمارا ضلع گول پارا آسام کے ہیں۔

روزگار کے لئے درخواست دعا

محترم شیخ محمد انعام الحق صاحب حیدر آباد دکن سے اطلاع دیتے ہیں کہ ہمارے ایک برادر سلسلہ ایم عنیعت صاحب ضیاء شولاپوری بسلسلہ تخفیف ملازمت سے علیحدہ کر دیئے گئے ہیں، اب وہ بہ تلاش روزگار گلبرگہ ریاست میسور تشریف لے گئے ہیں احباب کرام سے درخواست ہے کہ انکے لئے دردِ دل سے دعا فرمائی جائے۔

درخواست دعائے صحت

سرینگر سے صوفی علی محمد صاحب شیخ انعام الحق صاحب کو لکھتے ہیں کہ :-

"میں اس وقت دنیا کی مشکلات میں پھنس گیا ہوں، اس کے علاوہ دو مرض مجھے لاحق ہیں۔ میری آنکھوں میں پڑوال آتے ہیں جو کہ ظاہر ہونے وقت نہایت تکلیف دیتے ۴۴

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کا دورۂ تبلیغ

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی ٹرینیڈاڈ سے اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں :-

"میں چار ماہ کے بعد پھر سانفرانسسکو روانہ ہو رہا ہوں۔ ٹرینیڈاڈ والوں سے میں نے کہا کہ میں صرف ایک ہفتہ ٹھہروں گا۔ اس پر ان کا تقاضا شروع ہوا۔ اور خود مجھے تین ہفتہ کا پروگرام بنا کر شائع کرا دیا۔ ہر روز لیکچر کے بعد سوالات و جوابات ۸½ بجے رات سے ۱۱ بجے تک جلسہ اور جمعہ کے دن دو تقریریں ایک خطبہ اور رات کو لیکچر۔ مگر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ میں نے یہ پروگرام ان کا پورا کر دیا۔ تمام جزیرہ میں پچاس پچاس میل پر جا کر لیکچر دینا پڑا۔ مولوی امیر علی صاحب مفتی آف ٹرینیڈاڈ کہلاتے ہیں، ان کی معرفت مسلم لیگ نے لیکچر کرائے۔ اور اس قدر تعریفوں کے پل ان لوگوں نے باندھ دیئے۔ کہ جس کا حساب نہیں، حالانکہ یہ لوگ خود اچھے تعلیم یافتہ ہیں اور مفتی صاحب کی کوششوں سے اسلام سے اچھے واقف ہو چکے ہیں، مگر پھر بھی ان لوگوں کی پیاس نہیں بجھتی۔ کل آخری جلسہ تھا۔ اس میں قریباً بیس آدمیوں نے اٹھ کر بار بار لیکچروں کی تعریف کی۔"

تبصرہ :-

قاعدہ تعلیم القرآن بطرزِ جدید

ادارہ ترجمۃ القرآن بطرز جدید لاہور نے قبل ازیں قرآن کریم کا پارۂ اول جس اہتمام اور خوبصورتی کے ساتھ ناظرہ پڑھنے والے بندیوں کے لئے شائع کیا تھا اس کا ذکر ان کالم میں آ چکا ہے۔ اب ہمارے سامنے اسی ادارہ کی طرف سے مندرجہ عنوان نام کا قاعدہ ہے جس میں بچوں کے ذہن کو مدِنظر رکھتے ہوئے جدید طرز پر حروفِ ہجا اور اُن کی حرکات و سکنات کے متعلق ضروری ہدایات دی گئی ہیں اور مفرد الفاظ سے لے کر مرکب جملوں تک نہایت عمدگی کے ساتھ ترتیب دے کر اُن کے متعلق عام فہم سبق دیئے گئے ہیں۔ جن کے پڑھنے سے بچہ نہایت آسانی کے ساتھ قرآن کریم پڑھنے کے قابل ہو جاتا ہے، اسی قسم کے اٹھائیس سبق ہیں، جو ۳۰×۲۰/۸ سائز کے بیس صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں اور اس کے ساتھ ہی مزید بیس صفحات میں نماز مترجم ایسی طرز سے لکھی گئی ہے کہ ایک بندی نہایت آسانی سے پڑھ اور یاد کر سکتا ہے۔ یعنے ہر لفظ کو علیحدہ علیحدہ خانہ میں لکھ کر اس کے نیچے ترجمہ دیا گیا ہے۔ آخر میں نماز جنازہ اور دعائیں بھی درج کی گئی ہیں، غرض یہ قاعدہ صرف بچوں کے لئے ہی نہیں، بڑوں کے لئے بھی جو قرآن کریم اور نماز سیکھنا چاہیں نہایت مفید اور کارآمد ہے، قیمت ان تمام خوبیوں کے باوجود صرف آٹھ آنہ ہے، ملنے کا پتہ ادارہ ترجمۃ القرآن بطرز جدید شیخ مینشن ۹/بی بالمقابل لال مسجد شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔

نوٹ :- اسی ادارہ کی طرف سے پارہ دوم اور پارہ عم بھی عام فہم طرز پر ایک ایک حرف علیحدہ علیحدہ خانہ میں ترجمہ کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔ کتابت اور طباعت رنگین اور سادہ، نہایت دلآویز۔ ھدیہ فی پارہ دو روپے، مندرجہ بالا پتہ سے مل سکتا ہے۔

۴۴ ہیں۔ اور مجھے پیشاب بار بار آتا ہے، اور ساتھ ہی پیاس لگ جاتی ہے، میری مثال اس آیت کے مطابق ہے وضاقت الارض بما رحبت۔ وضاقت علیھم انفسھم زمین کشادہ ہو کر تنگ ہو گئی اور زندگی بھی تنگ ہو گئی۔

میرے لئے صبح و شام دعا کیجئے تاکہ تمام مشکلات دُور ہو جائیں۔"

برما اور بغداد کے مجاہد

ہمارے محترم بزرگ این اے خان رنگون (برما) پیرانہ سالی اور ضعفِ بصارت کے باوجود جس سرگرمی کے ساتھ خدمات سلسلہ بجا لا رہے ہیں وہ نہایت قابل رشک ہے ایسا ہی بغداد میں محترم سید تصدق حسین صاحب قادری پیرانہ سالی، دمہ کی مسلسل بیماری کے باوجود جس ہمت، سرگرمی اور محنت و کاوش سے سلسلہ کا لٹریچر پھیلا رہے ہیں، وہ بہت ہی قابل داد اور لائق تقلید ہے، احباب کرام سے التجا ہے کہ ان دونوں بزرگوں کے لئے نہایت دردِ دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ اور عمر طویل عطا فرمائے۔

اِسمُہ احمد کی پیشگوئی کے حقیقی مصداق حضرت نبی کریم محمد مُصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

حضرت مجدد وقت اور جماعت احمدیہ کے ذریعہ یورپ میں غلبۂ اسلام کا نظارہ

خُطبۂ جمعہ مؤرخہ ۲۴ جولائی ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

واذ قال موسٰی لقومہ یٰقوم لم تؤذوننی وقد تعلمون ...

کا ذکر بھی ہے، ان کی امتوں کی شدید مخالفت کا بھی بیان ہے، یہ دونوں پیغمبر حضرت عیسٰے اور حضرت موسٰے علیہما السلام ہیں، ان کی قوموں کو آپ جانتے ہیں، ایک یہودی تھی اور دوسری نصرانی، ان دونوں قوموں کی کتابوں میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئیاں موجود ہیں، حضرت موسٰے علیہ السلام نے توریت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئی کی ہے، اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کی پیشگوئی انجیل میں درج ہے۔

یہود اور نصارے کی مخالفت

یہ دونوں کتابیں یہودیوں اور نصرانیوں کے پاس موجود ہیں، وہ دونوں کتابوں کے اندر پیشگوئیاں لکھی ہوئی موجود پاتے ہیں۔ لیکن دونوں قومیں اپنے پیغمبروں کو عملاً نہیں مانتیں۔ اور جس رسول کے متعلق پیشگوئیاں کی ہوئی ہیں اس کے مقابلہ میں کھڑی ہیں۔ یہودیوں نے تو ابتدائے اسلام میں بہت کوشش کی کہ اسلام کو مٹا دیا جائے، اور اس کے لئے ہر قسم کے جوڑ توڑ اور ساز و سامان سے کام لیا، لیکن نصرانیوں نے ابتدائی زمانہ میں کوئی نمایاں کوشش حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ کے لئے نہیں کی سوائے اس کے کہ آپؐ کی پیدائش کے سال ابرہہ نے مکہ پر چڑھائی کی اور ہاتھیوں کے ذریعہ خانہ کعبہ کو گرانے کا ارادہ کیا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے اسے اور اس کی فوج کو وہیں ہلاک کر دیا، سوائے اس ایک بات کے عیسائیوں نے بحیثیت قوم ابتدائی زمانہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ نہیں کیا۔ آج اس زمانہ میں یہودیوں کی کوشش تو اسلام کے مقابلہ میں نسبتاً کم ہے۔ لیکن عیسائیوں کے لشکروں کے لشکر ہر شہر میں اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جدوجہد میں مصروف ہیں، اور انکی طرف سے مخالفانہ لٹریچر کے انبارو ں کے انبار چھپ کر شائع ہوتے اور دنیا میں تقسیم کئے جاتے ہیں۔

حضرت موسٰے کی پیشگوئی

یہاں ان دونوں قوموں کی بدبختی کا ذکر ہے کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی پیشگوئیوں کو پورا ہوتے ہوئے دیکھا لیکن اس کی مخالفت میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی، حضرت موسٰے کی پیشگوئی یہ ہے کہ:-

... مجھ سا ایک نبی برپا کروں گا"

(استثنا ۱۸-۱۸)

"ان کے بھائیوں" سے مراد بنی اسمٰعیل ہیں جو بحیثیت قوم بنی اسرائیل کے بھائی تھے، جہاں یہ پیشگوئی توریت میں موجود ہے، وہاں قرآن کریم میں بھی اس کا ذکر ہے۔ فرمایا قل ارءیتم ان کان من عند اللہ وکفرتم بہ وشھد شاھد من بنی اسرائیل علٰی مثلہ فاٰمن واستکبرتم ان اللہ لا یھدی القوم الظٰلمین (الاحقاف ۱۱) غور تو کرو اگر پیغمبر کا آنا برحق ہے تو وہ تو آ گیا، اور تم نے اس کا انکار کر دیا حالانکہ موسٰے علیہ السلام نے شہادت دی تھی کہ میری طرح کا ایک پیغمبر آئے گا۔ اس پیشگوئی کا ذکر دوسری جگہ بھی ہے فرمایا انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الٰی فرعون رسولاً (سورہ مزمل) ہم نے اسی شان اور جاہ و جلال کا پیغمبر تمہاری طرف بھیجا ہے جیسے فرعون کی طرف بھیجا تھا، فعصٰی فرعون الرسول فاخذنٰہ اخذاً وبیلاً فرعون نے اس پیغمبر کی نافرمانی کی جس پر ہم نے اسکو اور اس کی اتنی بڑی قوم کو تباہ کر دیا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسٰے ہیں، اس کا مقابلہ کرو گے تو تمہارا بھی وہی حال ہو گا، اور وہی تباہی تم پر آئے گی۔

حضرت عیسٰے علیہ السلام کی پیشگوئی

اسی طرح حضرت عیسٰے علیہ السلام کی پیشگوئی انجیل یوحنا باب ۱۴ میں ہے جس میں انہوں نے فرمایا ہے:-

"مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر
اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن
جب وہ یعنی سچائی کا روح آئے گا تو تم کو
تمام سچائی کی راہ دکھائے گا وہ اپنی طرف
سے کچھ نہ کہے گا۔ (یوحنا $\frac{14}{13}$)

اس پیشگوئی کا ذکر یہاں ان آیات میں ہے واذ قال عیسٰے ابن مریم یٰبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقاً لما بین یدی من التورٰۃ ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد۔ عیسٰے ابن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں ... پیغمبر ہو کر آیا ہوں مصدقاً لما بین یدی من التورٰۃ، تورات میں جن باتوں کا ذکر ہے، جن انبیاء کا ذکر اس میں ہے، جو پیشگوئیاں اس میں درج ہیں، ان کی تصدیق کرتا ہوں، ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد۔ اور آیندہ کے لئے پیشگوئی کرتا ہوں کہ میرے بعد ایک عظیم الشان پیغمبر آئے گا جس کا نام احمدؐ ہو گا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ اس آیت میں رسول کی تنوین عظمت کے لئے ہے، یعنے ایک عظیم الشان رسول کی خبر دیتا ہوں، اس کا نام احمدؐ ہو گا۔ یہ انجیل کی مذکورہ بالا پیشگوئی ہے، جس کو قرآن نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

عیسائیوں کی مخالفت

اور اس کے ساتھ ہی فرمایا فلما جاءھم بالبیّنٰت قالوا ھٰذا سحرٌ مبین جب وہ رسول واضح اور مفید تعلیمات لے کر ان کے پاس پہنچ گیا تو بجائے اس کے کہ اس کی تصدیق کرتے قالوا ھٰذا سحرٌ مبین کہنے لگے، یہ بڑی دلربا باتیں کرتا ہے اس میں تو جادو اور سحر ہے، غرض انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو ردّ کر دیا صرف ردّ ہی نہیں کیا بلکہ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم۔ وہ اس نور کو منہ کی پھونکوں سے بجھانا چاہتے تھے بافواھھم کے لفظ میں خوشخبری دی ہے کہ ان کے پاس دلائل کچھ نہیں۔ اسلام کے دلائل نیرہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ صرف منہ کی پھونکوں سے اس نور کو بجھانا چاہتے ہیں۔ آج کس قدر پادری غیر ممالک سے چل کر آتے ہیں کس طرح سکولوں، کالجوں اور ہسپتالوں میں ان کے لشکر کام کر رہے ہیں۔ اور تعلیم اور علاج معالجہ کے ساتھ ساتھ اسلام کے خلاف زہریلی باتیں کانوں میں ڈالتے رہتے ہیں، جس سے ناواقف مسلمانوں کے دلوں میں شبہات پیدا ہو جاتے ہیں۔

رسول اور دین الحق کے الفاظ مبشراً برسول کی پیشگوئی کے مطابق ہیں

غرض پادریوں کی منہ کی پھونکوں نے اسلام کے نور کو بجھانے کی پوری پوری کوشش کی، واللہ متم نورہٖ لیکن یہ نور کمال کو پہنچے گا ولو کرہ الکافرون اگرچہ کافروں کو بُرا ہی معلوم ہو، ھو الذی ارسل رسولہ بالھدٰی ودین الحق۔ وہ الفاظ جو اُوپر بیان

فرماتے تھے۔ و مبشراً برسول کہ وہ جس کی بشارت دی جاتی ہے وہ رسول ہوگا اس کے پاس رسالت ہوگی اور وہ پیغام الہٰی لیکر آئے گا، اسی بات کو اس آیت میں دوہرایا ہے ھوالذی ارسل رسولہ اس رسول کو کتاب ہدایت دے کر اور دین الحق دے کر بھیجا گیا ہے۔

غلبۂ اسلام کی پیشگوئی جو اس زمانہ میں پوری ہوئی

یہاں اسلام کو دین الحق کہا ہے اور اس کے متعلق پیشگوئی کی ہے لیظھرہ علی الدین کلہ یہ دین الحق تمام دینوں پر غالب ہوگا، پادریوں کے منہ کی پھونکیں بے اثر ثابت ہوں گی اور اسلام آخر کار غالب آئے گا۔ اور یورپ کو اسلام قبول کرنا پڑے گا۔ آپ کی جماعت کو تو علم ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے مطابق اور آپ کی سعی سے آج اسی یورپ میں جہاں سے اسلام کے خلاف منافرت انگیز لٹریچر شائع ہوتا تھا، ہزاروں ایسے لوگ پیدا ہوگئے ہیں جو اسلام کی تائید اور حمایت میں کتابیں شائع کرتے اور اس کی عظمت کا اعتراف کر رہے ہیں، وہ لٹریچر جو حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحبؒ نے پیدا کیا، وہ تراجم قرآن جو انگریزی اور جرمن زبانوں میں شائع ہوئے ان کو پڑھکر وہ لوگ جو اسلام کی مذمت کیا کرتے تھے شرمندہ ہوکر رہ گئے۔ بڑے بڑے قابل انسانوں کو ندامت ہوئی اور انہیں سمجھ آگئی کہ اسلام سے بڑھکر معقول مذہب کوئی نہیں۔

یونیورسل انسائیکلو پیڈیا میں قرآن کا مضمون

آج کل ایک انسائیکلو پیڈیا انگلستان سے شائع ہوئی ہے جس کا نام ہے یونیورسل انسائیکلو پیڈیا اس میں قرآن کے متعلق لکھا ہے کہ:۔

"یہ کتاب پیغمبر محمدؐ پر ان کی زندگی کے آخری ۲۳ برسوں تک مکہ و مدینہ میں وحی سے نازل ہوتی رہی اور یہ مسلمانوں کے عقیدہ میں کلام الہٰی ہے بخلاف حدیث کے جو مجموعہ کلام رسول ہے"

پھر لکھا ہے:۔

"قرآن پیغمبرؐ کی زندگی میں ہی اور انہیں کی زیر ہدایت و نگرانی ضبط تحریر میں آگیا تھا اور ان کے صحابیوں رضؓ نے اسے زبانی حفظ کر لیا تھا، یہ معمول آج تک جاری ہے چنانچہ صدہا مسلمان کلام پاک کے حافظ ہیں اور اسے سارے کا سارا دہرا سکتے ہیں"

اور آگے چل کر لکھا ہے:۔

"بار ہا ایسا ہوا کہ ایک سورت کا نزول ابھی ختم نہیں ہوا کہ دوسری سورت نازل ہونے لگی، یہ ترتیب خود پیغمبرؐ ہی کے حکم سے ہوتی تھی، آیتیں جب نازل ہوتی تھیں آپ قرآن کے کاتبوں کو بلا کر کہہ دیتے تھے کہ ان آیتوں کو فلاں فلاں آیتوں کے متصل لکھو"

پھر یہ بھی لکھا ہے کہ:۔

"قرآن نثر مقفّیٰ میں ہے اور اس کا بہترین عربی ادب ہونا سب کو مسلم ہے اس کا دعویٰ ہے کہ اس میں تمام کتب سماوی کے حقائق آگئے ہیں اور یہ کہ وہ آخری اور ناقابل تنسیخ کتاب ہے نیز یہ کہ نوعِ انسانی کے لئے وہ جامع ترین دستور العمل ہے اور اسلام یعنے دین فطرت کی آخری توضیح ہے اور یہی دین ابراہیمؑ و موسےٰؑ و عیسےٰؑ اور سارے قدیم انبیاء کا تھا"

اور سب سے بڑی بات یہ لکھی ہے کہ:۔

"یہ بھی ایک مسلّم حقیقت ہے کہ قرآن کریم میں کسی قسم کا تغیر و تبدل یا تحریف نہیں ہوئی"

The purity of its text is an established fact.

اس انسائیکلو پیڈیا کا ذکر مولانا عبد الماجد دریا بادی نے اپنے اخبار صدق جدید (۱۰ جولائی ۱۹۵۹ء) میں کیا ہے اور مسلمانوں کو توجہ دلائی ہے کہ اب یورپ کے بڑے بڑے لوگ اسلام کے متعلق صحیح علم کا اظہار کر رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ اور جماعت احمدیہ کا پیدا کردہ انقلاب

میں یقین کرتا ہوں کہ اسلام کے متعلق اہل یورپ کے یہ خیالات حضرت مرزا صاحب کی مجددیت کا نتیجہ ہیں، حضرت مولانا محمد علی صاحب اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے پیدا کردہ لٹریچر اور اس جماعت کی قربانیوں کا نتیجہ ہیں، ان کے پیدا کردہ لٹریچر کی وجہ سے، ان کی کتابوں اور رسالہ جات کی وجہ سے یورپ میں یہ تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ لیظھرہ علی الدین کلہ کا نظارہ آج ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ آج مغرب سے طلوع آفتاب کی پیشگوئی پوری ہوگئی۔ مغرب میں یقین پیدا ہوگیا کہ قرآن کریم بے نظیر آسمانی کتاب ہے جس میں کوئی تغیر چودہ سو سال میں نہیں ہوا۔ قرآن کریم میں حضور نبی کریم صلعم کو اللہ تعالےٰ نے یقین دلایا تھا کہ آپ کی ہر آئندہ حالت موجودہ حالت کی نسبت بہتر ہوتی چلی جائے گی وللاخرۃ خیر لک من الاولیٰ اس پیشگوئی کو ایک دفعہ ہم نے بھی پورا ہوتے دیکھ لیا ہے۔ اس پر تمام مسلمانوں کو فخر کرنا چاہیئے اور غور کرنا چاہیئے کہ اس مرد خدا کی وجہ سے یہ دن آیا جس کو لوگ نادانی سے کافر کہتے ہیں۔

جب ہم شروع شروع میں تبلیغ اسلام کے لئے یورپ میں گئے تو کہا جاتا تھا کہ یہ پاگل لوگ ہیں بھلا یورپ اسلام قبول کر سکتا ہے؟ انگریزوں جیسی صاحب علم قوم، ان کا رعب، ان کی وسیع سلطنت اور غلبہ و سطوت، بھلا اجازت دے سکتا ہے کہ وہ اسلام قبول کریں؟ لیکن آج یہ دن ہے کہ انہی "پاگل" لوگوں کی کوششیں بار آور ہوئیں اور وہی انگریز اسلام اور قرآن کی مدح و ثنا کر رہا ہے۔

جرمنی میں ہماری تبلیغی مساعی

برلن میں جب میں پہلے دن ناشتہ کی میز پر بیٹھا تو دو خواتین جو بڑے معزز گھرانہ سے تعلق رکھتی تھیں میرے پاس آئیں اور انہوں نے کہا کیا اس روشنی کے زمانہ میں ایسے لوگ بھی ہیں جو یہ خیال رکھتے ہیں کہ جرمن جیسی علم و فضل کی مالک قوم مسلمان ہو جائے گی، میں اس کا کوئی جواب نہ دے سکتا تھا سوائے اس کے کہ اللہ کی جناب میں گرتا اور اسی مالک حقیقی سے عرض کرتا کہ مولا! تیرے کلام کا علم ان لوگوں کے علم سے بہت بڑھکر ہے۔ تو ان کے اندر وہ روح پھونک دے کہ وہ تیرے پاک کلام کو سنیں اور اسے قبول کریں۔ آخر کار وہ دن بھی میں نے دیکھا کہ وہی خواتین سارے برلن میں تبلیغ کرتی پھرتی تھیں، کہ اسلام برحق ہے اور مسلمان ہونے والوں کو اپنے پاس سے کپڑے اور ہر قسم کی امداد دیتی تھیں، پھر ایک ایسا آدمی بھی مسلمان ہوا، جس پر ڈاکٹر اقبال فخر کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ جو مضامین ڈاکٹر مارقوس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف میں لکھے ہیں، وہ ایسے بے نظیر ہیں کہ میں نے کبھی کسی پیدائشی مسلمان کی تصنیف میں نہیں دیکھے۔ غرض انگلستان میں بھی اور جرمنی میں بھی بڑے بڑے صاحب علم لوگ مسلمان ہوئے، اگر انگلستان میں لارڈ ہیڈلے نے اسلام قبول کیا تو جرمنی میں بیرن عمر ایرنفلز جیسا نواب مسلمان ہوا۔ اگر انگلستان میں بڑے بڑے قابل لوگ مسلمان ہوئے تو جرمنی میں ڈاکٹر مارقوس جیسے فاضل انسان مسلمان ہوئے۔

حضرت مرزا صاحبؒ کی کرامت

یہ کس طرح ہوا؟ محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس کے رسول کی عظمت کے لئے امام وقت اور آپ کی قربانیوں کی وجہ سے ہوا، یہ مسلمانوں کی دولت کا نتیجہ نہیں بلکہ مقدر ایسا ہی تھا کہ مسیح موعودؑ آئے، اس کی مخالفت ہو، اور مسلمانوں کی مخالفت کے باوجود اس کی جماعت کی قربانیوں سے یورپ میں اسلام کے متعلق انقلاب پیدا ہو، اللہ تعالےٰ نے آپ کی قربانیوں کو قبول فرمایا، اس وقت جب قوم کہہ رہی تھی کہ یورپ اسلام کو نہیں مان سکتا امام وقت نے بتایا کہ احرار یورپ اسلام کی طرف آ رہے ہیں ؎

آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
لوگ کہتے ہیں یہ دیوانگی ہے وہ کہتا ہے ؎

آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

یہ غیر معمولی کرامت ہے جس کا ہم مشاہدہ کر رہے ہیں، اس کرامت کو دیکھ کر بھی امام وقت کی مخالفت کرنا کتنی بڑی بدبختی ہے۔

یہاں تک خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میں ان آیات کے متعلق کچھ اور بھی بیان کرنا چاہتا تھا لیکن وقت زیادہ ہوگیا ہے، اس لئے یہیں پر ختم کرتا ہوں۔

بعد میں آپ نے اسمہ احمد کی پیشگوئی کے متعلق ایک طویل مضمون لکھ کر دیا جو بطور تتمہ خطبہ آئندہ صفحات میں ہدیہ قارئین کرام ہے۔

(ایڈیٹر پ ص)

(تتمہ خطبہ)

پیشگوئی اسمہٗ احمد کے مصداق کی خصوصیات

اسمہٗ احمد کی پیشگوئی کے متعلق قرآن کریم کے اس واضح اور مسلسل مضمون کو نظر انداز کر کے ایک جماعت نے ان آیات کا ترجمہ کرنے میں غلطیاں کھائی ہیں۔ ان غلطیوں کی اصلاح کے لئے ذیل کے اشارات سپرد قلم کئے جاتے ہیں :-

حضرت عیسٰیؑ فرماتے ہیں ومبشراً برسولٍ لفظ رسول کی تنوین ظاہر کرتی ہے کہ جس رسول کے متعلق حضرت عیسٰیؑ پیشگوئی کرتے ہیں وہ ایک عظیم الشان رسول ہیں جن کو منصب رسالت پر فائز کیا جائے گا۔ اور انکی تعلیمات نہایت واضح ہوں گی جیسا کہ ...... فلما جاءھم بالبیّنات میں مذکور ہے۔ اور ان کا دین اسلام ہوگا۔ وہ اس قدر واضح ہوگا کہ اسکو نورِ خدا کہنا درست ہوگا۔ اور اس کو دین الحق بھی کہا جائے گا۔ اور اس کی غالب آنے والی دلربا تعلیم کو سحرٌ مبین کہا جائے گا۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ رسول صلعم ایک عظیم المرتبت شریعت کا حامل ہے۔ وہ ایسا نبی نہیں جس کے پاس شریعت کے احکام جدیدہ نہ ہوں، اور وہ صرف پیشگوئیاں ہی کرنے والا ہو، اور اس کا الہام تحت شریعہ نہ ہو۔ اور وہ رسول کی طرح بلغ ما انزل الیک کے حکم کے نیچے نہ آتا ہو، وہ جس الہام کو چاہے شائع کرے اور جس کو نہ چاہے شائع نہ کرے نہیں نہیں وہ عظیم الشان رسالت کے پیغام لے کر آئے گا اور اس کی شان یہ ہوگی ما کان لرسول ان یغل وہ کلام الٰہی کے پہنچانے میں کسی قسم کے اخفاء سے کام نہیں لے گا۔ اس کی مزید تائید اگلے الفاظ سے ہوتی ہے ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق وہ محض پیشگوئی کرنے والا ہی نہیں ہوگا، بلکہ وہ رسالت کے منصب پر متمکن ہوگا اس کے پاس الھدیٰ ہوگا اس کے دین کا نام اسلام ہوگا جس کی طرف وہ لوگوں کو دعوت دے گا۔ وہ لوگ جو اس آیت کو حضرت مرزا صاحب پر چسپاں کرنا چاہتے ہیں وہ غور کر کے فیصلہ دیں کہ آیا حضرت مرزا صاحبؒ حامل شریعت ہیں یا وہ کوئی احکام جدید دلا سکے ہیں، یا وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرتے ہیں، اور انہی کے احکام کی تجدید کرتے ہیں۔ کیا ان کا الہام تحت شرعیہ ہے، کیا وہ اپنے بعض الہامات کو اشاعت سے روک سکتے ہیں یا نہیں ؟ کیا جبرئیلؑ وحی نبوت لے کر ان پر نازل ہوتے تھے یا انہوں نے اپنے الہام کو وحی ولایت قرار دیا ہے ؟۔

من بعدی کا مطلب

پیشگوئی میں یاتی من بعدی کے الفاظ آئے ہیں۔ یعنے وہ میرے بعد آئے گا۔ بالفرض حضرت عیسٰیؑ کی وفات کے بعد مختلف زمانوں میں مختلف مُدعی رسالت پیدا ہو جائیں، اور ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے کہ میں حضرت عیسٰیؑ کے بعد ہی تو آیا ہوں، اس لئے یاتی من بعدی کے الفاظ میرے اوپر صادق آتے ہیں تو ان الفاظ کی کوئی قیمت باقی نہ رہے گی۔ کیا اس سے یہ ثابت نہ ہوگا کہ الفاظ یاتی من بعدی بغیر ضرورت کے پیشگوئی میں درج کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ حضرت عیسٰیؑ کی وفات کے بعد جو پہلے دعوٰے رسالت کرے گا اور اس کا نام بھی احمدؐ ہوگا اور اس کے پاس رسالت بھی ہوگی اور اس کے دین کا نام اسلام اور دین الحق ہوگا اور اس کا دین باوجود شدید مخالفتوں کے دنیا میں پھیلے گا اور لوگوں کے دلوں پر اس کی حقانیت مسلط ہو جائے گی وہی اس پیشگوئی کا مصداق ہوگا۔ اگر کوئی شخص دعوٰے کرے کہ میں اس آیت کا مصداق ہوں اور اس کے پاس رسالت کا منصب نہ ہو تو وہ اس آیت کا مصداق نہیں ٹھہر سکتا۔

اسمہٗ احمدؐ کا مصداق رسول کریم صلعم ہیں

رہا اسمہٗ احمدؐ۔ اگر دو ایسے شخص ہوں جو احمدؐ ہونے کا دعوٰے کریں تو ہم دیکھیں گے ان میں سے ہر ایک اپنے دعوے کے لئے کون سے دلائل پیش کرتا ہے۔ ہمارے زمانہ میں ایک شخص مجدّد ہونے کا دعوٰے کرتا ہے وہ کہتا ہے میرا نام شروع سے ہی غلام احمدؐ ہے۔ تو معلوم ہوا وہ خود احمدؐ نہیں ہے بلکہ احمدؐ کا غلام ہے۔ اپنی احمدؐ کے دین کی خدمت کے لئے مامور ہے جس عظیم الشان نبی کا غلام ہونے کا اسے فخر ہے، وہ اپنے متعلق فرماتے ہیں انا محمد وانا احمد اور فرماتے ہیں انا دعوۃ ابی ابراھیم وبشارۃ اخی عیسٰی میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دعا کا نتیجہ ہوں اور اپنے بھائی عیسٰیؑ کی بشارت کے مطابق مبعوث ہوا ہوں۔ حضرت ابراہیمؑ کی دعا کے متعلق قرآن کریم میں یوں درج ہے ربنا وابعث فیھم رسولاً۔ اور حضرت عیسٰیؑ کی بشارت کا ذکر ومبشراً برسولٍ یأتی من بعدی اسمہٗ احمد میں آیا ہے۔ قرآن کریم میں محمد رسول اللہ النبی آیا ہے اور احمدؐ کا ذکر بھی آتا ہے رسول کریمؐ جن پر قرآن کریم نازل ہوا، اور جو سب سے زیادہ اس کتاب کو سمجھ سکتے تھے۔ وہ فرماتے ہیں انا محمد وانا احمد ان کے اس ارشاد کے بعد کسی مسلمان کو حضور نبی کریمؐ کے احمدؐ ہونے میں شک باقی نہ رہنا چاہئے غرض حضرت عیسٰیؑ کی پیشگوئی میں حضور رسالتمآبؐ ہی کا ذکر ہے۔ اس لئے وہ جس کی نبوت صرف پیشگوئیاں کرنے تک محدود ہو، یہ آیت اس کے دعوے پر صادق نہیں آتی

احمدؐ کے معنے صرف رسول کریمؐ پر چسپاں ہوتے ہیں

علاوہ ازیں لفظ احمدؐ افعل التفضیل کا صیغہ ہے جس کے معنے ہیں کہ وہ ایسا شخص ہوگا جو اللہ تعالےٰ کے محامد اور ثنا کو ایسے رنگ میں بیان کرنے والا ہوگا کہ اس سے بڑھکر خدا کی حمد و ثنا ممکن نہ ہو، اس معیار پر احمدؐ اور غلام احمدؒ کے دعووں کو پرکھ لیا جائے۔ احمدؐ نے تو خدا تعالےٰ کے اسماء و صفات پر سیر کن بحث کی ہے۔ لیکن غلام احمدؒ صرف مستعار طور پر ان اسماء اور صفات کو دوہرا دیتا ہے۔

اس سے صاف طور پر عیاں ہو گیا کہ غلام احمدؒ پر احمدؐ کا لفظ اطلاق نہیں پا سکتا۔

بیّنات کون لایا اور سحرٌ مبین کس کو کہا گیا ؟

اس کے بعد یہ الفاظ آتے ہیں فلما جاءھم بالبیّنات۔ جب وہ رسول پیشگوئی کے مطابق رسالات و تعلیمات الٰہیہ لے کر آموجود ہوا۔ تو مخالفوں نے اس کی دلربا تعلیمات کو جادو کہکر رد کر دیا۔

یہ بات عیاں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم احمد مجتبٰےؐ ہی نے تعلیمات ربانی پیش کی ہیں اور غلام احمدؒ کو اس قسم کا کوئی فخر حاصل نہیں ہے، وہ تو احمدؐ کے غلام ہیں اور اپنے آقا کے دین کی تجدید کرتے ہیں۔

یہ کس کو معلوم نہیں کہ اس کلام کو جو حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات پر اترا تھا۔ اہل عرب نے سحرٌ مبین کہا تھا۔ لیکن حضرت مرزا غلام احمد کے الہامات کو کبھی کسی نے سحر نہیں کہا، ہاں انکو جادوگر ضرور کہا گیا لیکن ان کے الہامات کو کسی شخص نے بھی سحرٌ مبین نہیں کہا۔ جب ان کے الہامات میں تعلیمات ہی موجود نہیں ہیں تو ان کو سحرٌ مبین کہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

من اظلم الخ کی آیت مخالفین کیلئے ہے نہ کہ مدعی رسالت کے لئے

اب ذیل کی آیت پر غور کیا جائے۔ ومن اظلم ممن افترٰی علی اللہ الکذب وھو یدعٰی الی الاسلام واللہ لا یھدی القوم الظٰلمین اس آیت میں مدعی رسالت کے مکذبین کا ذکر ہے۔ جیسا کہ الفاظ واللہ لا یھدی القوم الظٰلمین سے عیاں ہوتا ہے۔ اس آیۂ کریمہ کا پہلا لفظ مَن ہے جو شکل و صورت میں واحد ہے لیکن یہ لفظ یہاں پر جمع کے معنے میں استعمال ہوا ہے اس سے ایک شخص مراد نہیں بلکہ ساری کی ساری قوم مراد ہے اسی لئے آیت کی ابتدا میں من اظلم کا لفظ آیا ہے اور آخر میں القوم الظٰلمین۔ اس آیت کریمہ سے پہلے مخالفین کا ذکر کیا ہے اور ان کی تکذیب کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے قالوا ھذا سحرٌ مبین انہیں کو من اظلم اور القوم الظٰلمین کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔ اور یہ الفاظ ہرگز ہرگز مدعی رسالت کے لئے استعمال نہیں ہو سکتے۔

مَن کا استعمال جمع کے معنوں میں

اگر کسی شخص کے سامنے یہ حقیقت موجود نہ ہو کہ لفظ مَن جمع کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے تو انکے استفادہ کے لئے ذیل کی آیات پیش کی جاتی ہیں جن میں لفظ مَن جمع کے معنے میں استعمال ہوا ہے :

(۱)۔ ومن اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذباً او کذب بآیاتہ انہ لا یفلح الظٰلمون اس آیت کریمہ میں لفظ مَن جمع کے معنے میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ آیت کے آخری الفاظ واضح کرتے ہیں یعنی انہ لا یفلح الظٰلمون۔

(۲)۔ والذین کذبوا بآیاتنا واستکبروا عنھا اولٰئک اصحاب النار ھم فیھا

خالدون فمن اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذبا او کذب بآیاتہ اولئک ینالھم نصیبھم من الکتاب۔ ان دو آیات کے شروع میں اور آخر میں مکفرین کا ذکر ہے اور درمیان میں ممن اظلم کے الفاظ استعمال کئے ہیں جو جمع کے معنے دیتے ہیں۔ اس قسم کی آیات قرآن کریم میں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ یہاں انہیں دو آیات کے بیان کر دینے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

دعوت الی الاسلام مخالفین کیلئے ہے نہ کہ نبی کیلئے

اب رہے یہ الفاظ وھو یدعٰی الی الاسلام یہ الفاظ بھی مخالف قوم کی حالت کا ذکر کرتے ہیں۔ یعنی یہ ظالم لوگ اپنے مشرکانہ عقیدہ پر اصرار کرتے ہوئے آیات بینات کا انکار کرتے ہیں۔ وھو یدعٰی الی الاسلام۔ یہ الفاظ مخالفین کی مذمت کے لئے استعمال ہوتے ہیں، اور یہ الفاظ مخالفین پر حجت قائم کرنے کے لئے ہیں، وہ اس طرح کہ وہ افتراء کے طور پر حضرت عیسٰےؑ اور ان کی والدہ ماجدہ مریمؑ کی پرستش کرتے ہیں، ان کے سامنے جب تعلیمات حقہ پیش کی جاتی ہیں تو وہ اس کا انکار کر دیتے ہیں یعنی وہ گری ہوئی حالت میں ہیں اور جو شخص ان کو اس حالت سے نکال کر بلندی کی طرف لے جانا چاہتا ہے تو وہ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ واللہ لا یھدی القوم الظالمین۔ ایسے ظالم طبع انسانوں کی مخالفت کو بھی خدا تعالےٰ کامیاب نہ ہونے دے گا۔

قرآن کریم کا یہ عام اسلوب ہے کہ جب مخالفین کی ذہنی حالت کا ذکر کرتا ہے تو ان پر حجت قائم کرنے کے لئے کبھی کہتا ہے فمن اظلم ممن ذکر بآیاتہ۔ اور کبھی کہتا ہے وھم یدعون الی کتاب اللہ۔ اور کبھی وھم یدعون الی السجود۔ ان سب آیات کے معنے وھو یدعٰی الی الاسلام کے مترادف ہیں۔ جن آیات میں مذکورہ بالا الفاظ آتے ہیں وہ یہ ہیں:-

(۱)- ومن اظلم ممن افترٰی علی اللہ الکذب او کذب بآیاتہ انہ لا یفلح الظالمون

اس آیت کریمہ میں افترٰی کے لفظ کی تفسیر بھی کر دی گئی ہے کہ بت پرست قوم کے لوگ جو افترٰی علی اللہ کرتے ہیں اور آیات ربانی سے انکار کرتے ہیں وہ کامیابی کا منہ نہ دیکھیں گے بلکہ حق کی مخالفت میں ان کی کوششیں اور تدابیر ناکام ہو کر رہ جائیں گی۔ اس آیت میں بھی لفظ من اظلم شکل میں واحد ہے اور معنے جمع کے دیتا ہے۔

(۲)- والذین کذبوا بآیاتنا واستکبروا عنھا اولئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون فمن اظلم ممن افترٰی۔ اس آیت میں اظلم اور افترٰی کے الفاظ استعمال کر کے اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا ہے کہ بت پرستی اختیار کرنا افترٰی علی اللہ ہے اور ظلم ہے ایسے لوگوں سے پوچھا جائے گا این ما کنتم تدعون من دون اللہ وہ شریک کہاں ہیں جو تم نے خدا کے ساتھی بنا رکھے تھے یہاں بھی لفظ فمن اظلم کی شکل واحد ہے لیکن جمع کے معنے دیتا ہے۔

(۳)- ومن اظلم ممن ذکر بآیات ربہ فاعرض عنھا ونسی ما قدمت یداہ۔ اس آیت میں ظالم ان کو کہا گیا ہے جو تعلیمات ربانی سے منہ موڑتے ہیں۔ یہاں ان پر حجت قائم کرنے کے لئے فرمایا ممن ذکر بآیات ربہ یہ بالکل وھو یدعٰی الی الاسلام کے معنے میں ہے۔

(۴)- بت پرست مکفرین کا ذکر ذیل کی آیہ کریمہ میں ملاحظہ ہو۔ ومن اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذبا اولئک یعرضون علی ربھم ویقول الاشھاد ھؤلاء الذین کذبوا علی ربھم الا لعنۃ اللہ علی الظالمین۔

اس آیت میں اظلم۔ اور الظالمین اور لفظ افترٰی تینوں کے تینوں ایک جگہ جمع کر دیئے گئے ہیں اور بتا دیا ہے کہ ظالم کا لفظ افترٰی علی اللہ کرنے والوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اور من اظلم کے الفاظ جمع کے معنے میں استعمال ہوتے ہیں۔

(۵)- ذیل کی آیت میں بت پرستوں کو اور شرکاء کو افترٰی کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ وضل ما کانوا یفترون۔ یعنے وہ بت یا شرکاء جن کو مشرکین افترٰی کے طور پر معبود مانتے تھے وہ وہاں کسی قدر و قیمت کے حامل نظر نہ آئیں گے۔

(۶) ایک اور آیت ملاحظہ ہو:-
فمن اظلم ممن کذب علی اللہ وکذب بالصدق اذ جاءہ الیس فی جھنم مثوی للکافرین۔

یہ کافروں کا ذکر ہے، ان پر حجت قائم کرنے کے لئے وکذب بالصدق اذ جاءہ فرمایا ہے اور یہ وھو یدعٰی الی الاسلام کے مترادف ہے۔

(۷)- اس ضمن میں یدعون الی کتاب اللہ بھی استعمال ہوا ہے:-
الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یدعون الی کتاب اللہ۔
یہاں یدعون الی کتاب اللہ۔ اور یدعٰی الی الاسلام، دونوں ہم معنے ہیں، یہ الفاظ مخالفین پر حجت قائم کرنے کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔

(۸)- ذیل کی آیت بھی قابل غور ہے:-
ویدعون الی السجود فلا یستطیعون وقد کانوا یدعون الی السجود وھم سالمون۔
جب وہ دنیا میں بالکل صحیح سلامت تھے اس وقت بھی ان کو خدا کی فرمانبرداری اختیار کرنے کی دعوت دی گئی تھی، لیکن ان کو ایسا کرنا منظور نہ تھا۔

(۹)- یدعون الی السجود اور یدعٰی الی الاسلام۔ ہم معنے الفاظ ہیں۔ قرآن کریم نے سجد اور اسلم کو ایک ہی معنے میں استعمال کیا ہے۔ فرمایا وللہ یسجد من فی السمٰوات ومن فی الارض۔ اور فرمایا لہ اسلم من فی السمٰوات ومن فی الارض۔

مذکورہ بالا آیات بینات سے معلوم ہوا کہ یدعٰی الی الاسلام مخالفوں پر حجت قائم کرنے کے لئے ہے یعنے ان لوگوں پر حجت قائم کی گئی جو حضرت عیسٰےؑ اور حضرت مریمؑ کی پرستش کرتے ہیں۔ ان کو شرک سے بچانے کے لئے انہیں تعلیمات اسلامیہ کی طرف دعوت دی گئی۔ لیکن ظالموں نے کچھ پرواہ نہ کی۔ ایسی ظالم قوم کی ناپاک کوششوں کو خدا تعالےٰ کامیاب نہیں ہونے دے گا۔ واللہ لا یھدی القوم الظالمین

غیر معقول دلیل

جن لوگوں نے حضرت مرزا صاحبؒ پر یہ آیت چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے ان کا پیش کردہ ترجمہ معقول نظر نہیں آتا۔ ان کا ترجمہ یہ ہے ومن اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذبا۔ جو شخص جھوٹا دعوئے نبوت کرتا ہو اس سے بڑھکر اور کون ظالم ہو سکتا ہے اور اس مفتری کی علامت یہ ہو کہ وھو یدعٰی الی الاسلام اس کو لوگ اسلام قبول کرنے کی طرف دعوت دیتے ہوں۔ یہ عجیب بات ہے کہ مدعی نبوت کو افترٰی علی اللہ کرنے والا بیان کیا جائے۔ پھر اس کی صداقت کی دلیل یہ پیش کی جائے کہ لوگ اس کو اسلام لانے کی دعوت دیتے ہوں۔ یہ تو کوئی اچھی دلیل نہیں ہے دلیل تو وہ ہونی چاہیئے جو مدعی نبوت کے کمالات کا تذکرہ کرے۔ یہ کوئی کمال کی بات نہیں ہے کہ لوگ اس کو کہتے ہیں مسلمان بن جاؤ۔ یہ ان کے حق میں دلیل ہونے کی بجائے ان کی مذمت ہے۔ اس قسم کی بودی دلیل انجیل میں پائی جاتی ہے۔ جہاں لکھا ہے پطرس نے حضرت عیسٰےؑ کا انکار کیا تو اس وقت مرغ نے بانگ دے دی اور پیشگوئی پوری ہو گئی۔ اس قسم کی کچی نشانیاں کسی طرح دلیل کا کام نہیں دیتیں۔ دلیل سے قلب میں یقین محکم پیدا ہوتا ہے۔ یہ کیا دلیل ہے کہ ان کو لوگ کہیں گے مسلمان ہو جاؤ۔

خلاف واقعات دلیل

علاوہ ازیں واقعات اس دلیل کے خلاف گواہی دیتے ہیں۔ کبھی کسی نے حضرت مرزا صاحبؒ کو یہ تلقین نہیں کی کہ آپ مسلمان ہو جائیں۔ لوگوں نے ان پر کفر کے فتوے لگائے جس کے یہ معنے تھے کہ لوگ ان کو مسلمان یقین کرتے تھے۔ لیکن ان پر اعتراف و

(باقی برصفحہ ۱۱)

[illegible] پر نکتہ چینی

کتاب "دو نبی" پر ایک سرسری نظر

قسط نمبر ۱۴

مولانا مرتضیٰ خان حسن

مسیح و مہدی کی آمد اور غلبۂ اسلام کی پیشگوئیاں حضرت مرزا صاحب کے وجود سے پوری ہوئیں

فتن زمانہ اور اسلام

ہمارے نکتہ چین حضرات اتنا نہیں سوچتے کہ آیا یہ زمانہ کسی کذاب کے آنے کا ہے یا کسی مجدد و مصلح کے آنے کا؟ فتن تو حد سے زیادہ بڑھ گئے۔ دجّال اور یاجوج ماجوج کا فتنہ تو اس قدر بڑھا کہ سارے عالم پر محیط ہو گیا۔ بقول حضرت اقبالؒ ؎

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حرفِ ینسلون

صرف یہی نہیں بیسیوں بلکہ سینکڑوں فتنے پیدا ہو گئے۔ آریہ سماج۔ برہمو سماج۔ دیو سماج کے فتنے کیا کچھ کم تھے؟ یہ سب مذاہب اسلام پر حملہ آور ہو رہے تھے، پھر اسلام کے اندرونی فتن ہیں، ایک فرقہ دوسرے فرقے سے گلوگیر ہو رہا تھا۔ ایک گروہ دوسرے گروہ کو خارج از اسلام قرار دے کر اسکو کشتنی، گردن زدنی بتا رہا تھا۔ باہر سے دشمن حملہ آور ہو رہا تھا اور اندرخانہ جنگی نے قوم کی حالت دگرگوں بنا رکھی تھی مسلمان تباہ ہو رہے تھے اور اسلام کی طاقت برباد ہو رہی تھی ذلیلکی تعلی الاسلام من کان باکیا۔ اس وقت کے مسلمان مؤرخین اور قوم کے شعراء کا کلام اٹھا کر دیکھ لو۔ انہوں نے قوم کی حالت پر آٹھ آٹھ آنسو بہائے ہیں۔ زمانۂ حال کا سب سے بڑا مؤرخ اور معتقد مصنف علامہ شبلی کہتا ہے کہ اسلام پر عجب زمانہ آ گیا ہے۔ ایک طرف فلسفہ ضالہ جدیدہ ہے جس نے طبائع پر اپنا حیرت انگیز تسلط جما لیا ہے۔ اس کے ازالہ کے لئے قدیم فلسفہ اب کام نہیں دے سکتا، اب جدید فلسفہ کی ضرورت ہے مگر وہ کہاں سے آئے۔ علمائے زمانہ پر نظر پڑتی ہے تو سوائے مایوسی کچھ نظر نہیں آتا۔ وہ پرانی لکیر کے فقیر ہیں جدید فلسفہ کا مقابلہ کیونکر کریں ؎

میاں نکلے ہیں سودے کو۔ درم لے کے پرانے
اور سکہ رواں شہر میں مدت سے نیا ہے

زمانۂ حال کا سب سے بڑا قومی شاعر حالی روتا ہے کہ قوم تو مر چکی۔ اس کے احیاء کی ذمہ داری علماء پر عائد ہوتی ہے مگر ان کی اپنی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ ع

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

ایک ہی شعر میں ساری قوم کا نقشہ کھینچ کر رکھ دیا ہے۔ فرماتے ہیں ؎

عالم ہے سو بے عقل ہے جاہل ہے سو وحشی
منعم ہے سو مغرور ہے مفلس سو گدا ہے

ایک بے عقل عالم قوم کی رہنمائی کیا کرے گا؟ زمانہ حال کا سب سے بڑا فلسفی شاعر حکیم الامت علامہ اقبال مرحوم کہتا ہے کہ قوم میں سے اسلام تو رخصت ہو چکا ہے۔ اب اُن کی حالت یہود و نصاریٰ سے بہتر نہیں۔ فرماتے ہیں ؎

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

گویا یہ وہ زمانہ آ گیا تھا جس کے متعلق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ لا یبقی من الاسلام الا اسمه ولا یبقی من القرآن الا رسمه مساجدهم عامرة وهی خراب من الهدیٰ علماءهم شر من تحت ادیم السماء من عندهم تخرج الفتنة وفیهم تعود۔ اب فرمائیے صاحبانِ علم و عقل! جب قوم کی یہ حالت ہو اور اسلام کی یہ کیفیت کہ برائے نام رہ گیا ہو اور علماء جو دین کے علمبردار اور خلق خدا کے ہادی ہوتے ہیں وہ آسمان کے نیچے سب سے زیادہ شریر ہو جائیں اور فتنہ و فساد کے بانی ہوں یعنی بجائے اصلاح کے اُن کی زندگی کا مقصد مفسدہ پردازی ہو۔

کیا یہ فتن کسی مصلح کے داعی ہیں یا کذاب و دجّال کے؟

کیا ایسے نازک وقت میں کسی مصلح یا مجدد کی ضرورت ہے یا کسی کذاب و دجّال کی؟ زمانہ تو پکار پکار کر کسی مصلح کو بلا رہا تھا مگر آیا کون، (معاذ اللہ) ایک کذاب ایک دجّال۔ کیا خدائے برتر نے اسلام کو جس کا وعدہ تھا انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون اسلام کا ساتھ چھوڑ دیا؟ اور اُدھر اُمت کے والی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو وعدہ دیا تھا کہ ہر صدی کے سر پر دین کی تجدید کے لئے ایک نہ ایک مجدد دیا وعدے کہاں گئے؟ خدا نے اسلام کو اس کے مصائب کے زمانہ میں کیوں چھوڑ دیا، اس نے تو فرمایا تھا ما ودعك ربك وما قلی۔

چودھویں صدی کے متعلق بزرگان اُمت کی توقعات

پہلی تیرہ صدیوں میں تو مجدد آتے رہے مگر اس چودھویں صدی کو کیا ہوا کہ کوئی مجدد نہ آیا؟ چودھویں صدی سے تو اہل اسلام کو بڑی بڑی توقعات وابستہ تھیں، اور عام طور پر خیال تھا کہ مسیح اور مہدی اب آنے والے ہی ہیں۔ لوگ ان کی تشریف آوری کے لئے چشم براہ تھے۔ نواب صدیق حسن خاں مرحوم بھوپال اپنی کتاب حجج الکرامہ صفحہ ۱۳۹ پر فرماتے ہیں:-

"بر سر ماتۂ چہار دہم کہ دہ سال کامل آنرا باقی است اگر ظہور مہدی علیہ السلام و نزول عیسے صورت گرفت پس ایشاں مجدد و مجتہد باشند"

(حجج الکرامۃ صفحہ ۱۳۹)

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمۃ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں کہ ۱۲۰۰ کے بعد جناب مہدی کا انتظار کرنا چاہیئے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ محدث دہلوی نے امام مہدی کے ظہور کی تاریخ لفظ چراغ دین سے نکالی ہے۔ چنانچہ حجج الکرامہ میں ہے:-

"و گویند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تاریخ ظہور او در لفظ چراغ دین یافتہ و بحساب جمل عدد یک ہزار و دو صد و شصت و ہشت میشود"

(حجج الکرامہ صفحہ ۳۹۴)

یعنی چراغ دین کے لفظ سے تاریخ ۱۲۶۸ نکلتی ہے۔ پھر حجج الکرامہ میں لکھا ہے:-

"قاضی ثناء اللہ پانی پتی در سیف مسلول گفتہ ظہور او بظن و تخمین علمائے ظاہر و باطن در اوائل صد سیزدہم از ہجرت گفتہ اند۔"

(حجج الکرامہ صفحہ ۳۹۴)

یعنی قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی نے اپنی کتاب سیف مسلول میں لکھا ہے کہ امام مہدی کے ظہور کا وقت علمائے ظاہر و باطن کے مطابق تیرھویں صدی کی ابتداء ہے۔

نجم الثاقب میں ایک حدیث ہے عن حذیفة ابن یمان قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا مضت الف ومائتان واربعون سنة یبعث الله المهدی۔

(النجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

یعنے حذیفہ بن یمانؓ سے روایت ہے کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ۱۲۴۰ سال گذر جائیں گے اللہ تعالیٰ امام مہدی کو بھیج دے گا۔

حافظ برخوردار انواع کے مشہور و معروف مصنف فرماتے ہیں ؎

رہیچھے اِک ہزار دے گذرے ترتے ۳۰۰ سو سال
عیسیٰ ظاہر ہوسیا کرسی عدل کمال

پیشگوئیوں کے مطابق مہدی و مسیح آیا یا کذاب و دجّال

غرض احادیث پکار پکار کر کہہ رہی ہیں اور بزرگانِ دین

کے اقوال متواتر خبر دے رہے ہیں کہ مسیح و مہدی کا زمانہ آ چکا ہے۔ لیکن نہ کوئی مسیح آیا اور نہ کوئی مہدی آیا بلکہ کوئی مجدد بھی نہ آیا، آیا تو کون؟ ایک کذاب ایک دجال! نعوذ باللہ من ذالک۔ لیکن ایسا ہرگز نہیں۔ خدا کے وعدے سچے، خدا کے رسول کے وعدے سچے، بزرگان قوم کے اقوال اور ان کی پیشگوئیاں بالکل سچی۔ مہدی بھی آ گیا اور مسیح بھی آ گیا۔ اور عین وقت پر عین انتظار کی گھڑیوں میں آیا۔ ہاں وہ لوہے کی تلوار لے کر نہیں آیا۔ البتہ دلیل کی تلوار لے کر آیا۔ اور دلیل کی تلوار لوہے کی تلوار سے زیادہ تیز اور خونخوار ہوتی ہے دیکھو قرآن کیا کہتا ہے، دلیل سے انسان ہلاک ہوتا اور دلیل سے ہی زندہ ہوتا ہے لیهلك من هلك عن بينة ويحيا من حي عن بينة (الانفال ع) دلیل کی تلوار سے اُس نے صف دشمن کو پامال کیا اور دلیل سے اس نے اسلام کو زندہ کیا ؎

اگرچہ تیغ ندارد مگر بہ تیغ دلیل
ہمی دو صف تو مکہ نامزا باشد

یاجوج ماجوج آ گیا مسیح کہاں ہے؟

دوستو! اگر ہماری بات تمہیں کڑوی معلوم ہوتی ہے اور تم اسے ماننے کے لئے تیار نہیں تو اپنے بزرگوں کا کچھ تو پاس کرو، دیکھو تمہارے حکیم الامۃ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کیا فرما گئے ہیں ؎

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حرف ینسلون

یاجوج اور ماجوج تو ظاہر ہو گئے اور ہر بلندی سے نکل پڑے ساری دنیا پر متسلط ہو گئے مگر مسیح جو اس زمانہ کی اصلاح کرنے والا تھا وہ کہاں گیا؟ وہ جو اس کا معالج تھا وہ کہاں گم ہو گیا؟ جس نے یاجوج ماجوج کو قتل کرنا تھا وہ کس غار میں چھپا ہوا ہے۔ وہ کیوں ظاہر نہیں ہوتا؟ کیا وہ اس وقت آئے گا جب اسلام کا بالکل جنازہ ہی نکل چکے گا۔ اسے وائے بر اسلام و برحال اسلامیاں بابا اسے تاریکی میں ٹھوکریں کھانے والے دوستو! پھر غور کرو کہ وہ نشانات جو اس مصلح موعود کے لئے احادیث اور کتب سلف صالحین میں آئے تھے وہ بھی ایک ایک کرکے پورے ہو گئے۔ پھر بھی وہ مصلح موعود نہ آیا؟ سب سے بڑی نشانی تو یاجوج ماجوج کا ظہور ہے جو حسب ارشاد حکیم الامۃ ہو چکا۔

مہدی کا نشان کسوف خسوف پورا ہو چکا، مہدی نہ آیا؟

علاوہ ازیں ایک بہت بڑا نشان کسوف و خسوف کا ہے۔ اس کی بھی کسی قدر تفصیل سن لیجئے۔

عن محمد بن علی ان لمهدينا ايتين لم تكونا منذ خلق السموات والارض ينكسف القمر لاول ليلة في رمضان وتنكسف الشمس في النصف منه ولم تكونا منذ خلق السموات والارض۔

(دار قطنی جلد اول صفحہ ۱۸۸ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی)

یعنے حضرت امام باقر بن علی سے روایت ہے کہ ہمارے مہدی کے دو نشان ہیں جو زمین و آسمان کی پیدائش سے اب تک ظاہر نہیں ہوئے چاند کو گرہن ہو گا رمضان میں (گرہن کی راتوں میں سے) پہلی رات اور سورج گرہن ہو گا (گرہن کی تاریخوں میں سے) درمیانی تاریخ اور ایسا جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے، کسی مدعی کے وقت میں نہیں ہوا۔ اس نشان کے متعلق علمائے اسلام کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ شیعہ حضرات کی کتب میں بھی یہ پیشگوئی درج ہے دیکھو بحار الانوار جلد ۱۲ صفحہ ۹۸ اکمال الدین صفحہ ۳۶۸ پھر نواب صدیق حسن خاں صاحب کی کتاب حجج الکرامہ پڑھکر دیکھو وہاں بھی درج ہے (صفحہ ۳۴۴) احوال الآخرۃ میں ملاں حافظ محمد صاحب فرماتے ہیں:-

تیرھویں چن ستیہویں سورج گرہن ہوسی اس سالے
اندر ماہ رمضانے لکھیا ہک روایت والے

اسی طرح دوسرے بزرگوں نے اس پیشگوئی کا ذکر اپنی اپنی کتاب میں کیا ہے اور دہلی کے مشہور و معروف ولی حضرت نعمت اللہ ولی نے ایک قصیدہ میں جو انہوں نے ظہور مہدی کی علامات میں بعض پیشگوئیاں بیان فرمائی ہیں اور جنہیں حضرت مولانا اسمٰعیل شہید نے اپنی کتاب اربعین فی احوال المہدیین میں درج کیا ہے، لکھا ہے کہ:-

غین رے چوں گذشت از سال
بوالعجب کاروبار می بینم
ماہ را روسیاہ می نگرم
مہر را دلفگار می بینم

یعنے تیرھویں صدی ہجری میں عجیب و غریب حالات دیکھتا ہوں۔ چاند اور سورج کو گرہن لگا ہوا دیکھتا ہوں۔ غرضیکہ چاند، سورج کے گرہن کا نشان بھی پورا ہو گیا۔ پھر بھی موعود ظاہر نہ ہوا۔

مہدی اور مسیح آ گئے

لیکن سچ تو یہ ہے کہ وہ ظاہر ہو چکا۔ خدا اور خدا کے رسول کی بتائی ہوئی باتیں پوری ہو چکیں۔ اولیاء کرام کی پیشگوئیوں کا ظہور ہو چکا۔ اب کچھ عذر باقی نہیں رہا۔ آنے والے نے اپنے کارناموں سے ظاہر بھی کر دیا کہ وہی موعود برحق ہے۔

مسیح کی آمد کا مقصد ۔۔۔ غلبۂ اسلام

اس کی آمد کا مقصد یہ تھا کہ وہ اسلام کو ادیانِ باطلہ پر غالب کر دے گا۔ سو اس نے کر دکھایا تفصیل کا یہ موقعہ نہیں محض اشارۃً عرض کرتا ہوں۔

اس غلبہ کا پہلا نشان وہ ہے جو حضرت مرزا صاحب کی کتاب براہین احمدیہ کے ذریعہ ۱۸۸۰ء میں ظہور میں آیا۔ حضور نے نہایت تحدی سے دس ہزار روپے کا انعام اسلام کا مقابلہ کرنیوالوں کے لئے مقرر کیا۔ مگر کسی کو مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی، یہ ایک علمی اعجاز تھا جو حضور سے وقوع میں آیا اور جس سے اسلام کی شان و شوکت کا آفتاب چمک اٹھا اور اعدائے ملت . . . وخائب و خاسر ہو گئے۔

غلبۂ اسلام کا دوسرا منظر اس وقت آنکھوں کے سامنے آتا ہے جب آپ کی ایک عظیم الشان کرامت لیکھرام کے قتل کے ذریعے ظہور میں آئی۔ دشمنانِ اسلام تو اسلام کو ہر خیر و برکت سے بے بہرہ سمجھتے تھے اور اس کی باطنی اور روحانی طاقتوں کے منکر تھے مگر حضرت مسیح موعودؑ کی ایک دعا سے ایک ایسا اعجاز ظہور میں آیا کہ جس سے خلق خدا کو ماننا پڑا کہ اسلام اب بھی اپنی اعجازی طاقتوں میں بے مثل و بے نظیر ہے۔ اس نشان سے حضرت محمد رسول اللہ کا غلبہ اقوام باطلہ پر ثابت ہو گیا۔ سچ فرمایا تھا حضرت مسیح موعودؑ نے ؎

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ

اسی قسم کا ایک غلبہ اس وقت ظاہر ہوا جب، ڈاکٹر ڈوئی امریکہ کا جھوٹا نبی حضرتؑ کی پیشگوئی کے مطابق ہلاک ہوا اور یورپ کے اخباروں نے تسلیم کیا کہ محمدی مسیحؑ جیت گیا۔ اور ڈوئی ناکام و نامراد مرا۔

تیسرے غلبہ کا نشان اس وقت ہماری آنکھوں کے سامنے آتا ہے جب کہ حضور کا مضمون جلسہ اعظم لاہور میں سب پر فائق رہا۔ یہ غلبۂ اسلام کا ایک عظیم الشان نظارہ تھا۔ حضور نے قبل از وقت ہی فرما دیا تھا، اور یہ پیشگوئی مشہور کر دی تھی کہ آپ کا مضمون سب پر غالب آئے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، اور دوست و دشمن نے مان لیا کہ فی الواقعہ حضرت کا مضمون فائق رہا۔ اور اسلام سب ادیان باطلہ پر غالب آیا۔ (دیکھو سول ملٹری گزٹ لاہور ۲۹ دسمبر ۱۸۹۶ء) یہ ایک چمکتا ہوا نشان تھا جو اسلام کی تائید میں حضرت اقدس کے ہاتھ پر بمفہوم آیت قرآنی لیظهره على الدين كله ظاہر ہوا، باطل شکست کھا گیا اور حق کا بول بالا ہوا۔ اور یہ سب اس مرد خدا کی طفیل تھا جو خدا کی طرف سے اعجازی طاقتیں لے کر آیا تھا۔

چوتھی بار غلبۂ اسلام کا نشان اس وقت ظاہر ہوا جب امرتسر میں عیسائیوں کے ساتھ آپ کا مناظرہ ہوا جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے کسر صلیب اور اعلائے کلمۃ اللہ کا وہ نظارہ دکھایا کہ رہتی دنیا تک یادگار رہے گا اس مناظرہ کے بعد عیسائی مناظر عبداللہ آتھم کے متعلق جو پیشگوئی آپ نے کی اور جس طرح وہ وقوع میں آئی اس نے عیسائیوں کی کمر توڑ دی اور تبلیغ مسیحیت عملاً ختم ہو گئی۔

غلبۂ اسلام کا پانچواں نشان اس وقت ظاہر ہوا جب مغرب کے عیسائی ممالک میں آپ کے نام لیواؤں نے اسلام کا جھنڈا نصب کیا اور یورپ کے ہر ملک سے صدائے اللہ اکبر بلند ہونے لگی یہ ایک وسیع مضمون ہے جو ہم پھر کسی وقت بیان کریں گے انشاء اللہ تعالےٰ۔

بچوں کا صفحہ

کچھ دنوں سے بچوں کا صفحہ بسبب عدم گنجائش درج نہیں ہو سکا جس کی شکایت بعض بچوں کی طرف سے آئی ہے۔ آیندہ اس سلسلہ کو پھر شروع کیا جائے گا۔

(ایڈیٹر پ ص)

(خطبہ جمعہ بسلسلہ صفحہ ۳)

الحاد کا الزام لگاتے تھے اور اس بنا پر ان کی تکفیر کرتے تھے۔ ان حالات میں ان کو مسلمان بنانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی شخص نے کبھی ان کو مسلمان بن جانے کی تلقین کی، اس سے صاف ثابت ہوا کہ واقعات بھی **وھو یدعیٰ الی الاسلام** کی مذموم علامت کو ان کے حق میں پورا ہوتے نہیں دیتے ظاہر ہوا کہ یہ علامت بھونڈی بھی ہے اور واقعات کے بھی خلاف۔۔

بے ربط ترجمہ

اس ترجمہ نے آیت کو بالکل بے ربط اور بے جوڑ کر دیا ہے۔ کہ وہ نعوذ باللہ مفتری علی اللہ تھے اور ان کو لوگ مسلمان ہو جانے کی تلقین کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو کامیاب نہیں کرتا۔ اس غلط ترجمہ نے آیت کے تین بے جوڑ ٹکڑے کر دیئے ہیں جو قرآن کریم جیسی مدلل و معقول کتاب کے شایانِ شان نہیں ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس غلط ترجمہ کو خود قرآن کریم نے ہی رد کر دیا ہے یہ بھی قرآن کریم کا اعجاز ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کی تفسیر و تبیین کر دیتا ہے اور اس طرح جو ترجمہ غلط ہو اس کی تردید ہو جاتی ہے،

تین قابلِ غور امور

حضرت عیسیٰؑ نے جس رسول کی پیشگوئی کی ہوتی ہے اس میں تین امور غور کے قابل ہیں:۔

(۱)۔ "وہ ساری سچائی کی راہ دکھائے گا"

یہ بات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی چسپاں ہوتی ہے جیسا کہ فرمایا **الیوم اکملت لکم دینکم**۔

(۲)۔ "وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہے گا"

یہ حصہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتا ہے، اس کے متعلق قرآن کریم میں لکھا ہے و **ما ینطق عن الھویٰ**۔

(۳) "سچائی کا روح"

اس بارے میں قرآن کریم میں یہ الفاظ آتے ہیں:۔ **انا اوحینا الیک روحًا من امرنا**۔ اور فرمایا:۔ **استجیبوا للہ والرسول اذا دعاکم لما یحییکم**۔ یہ حضورؐ کا کلام جو روح ہے وہ زندگی بخش کلام ہے۔

اور فرمایا:۔ **ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق**۔

غرض حضرت عیسیٰؑ کی پیشگوئی میں جو صفات اس عظیم الشان رسول کی بیان کی گئی ہیں وہ سب کی سب حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود میں پائی جاتی ہیں اور حضرت مرزا صاحبؑ میں یہ خصوصیات نہیں پائی جاتیں۔ اور نہ ہی کبھی انہوں نے فرمایا کہ میں کوئی رسالت لے کر آیا ہوں اور نہ ہی کبھی انہوں نے اپنے آپکو حضرت عیسیٰؑ کی پیشگوئی کا مصداق بیان کیا، اور یہ بات نہایت غور کے قابل ہے کہ حضرت صاحبؑ نے کبھی اپنے آپکو ان آیات کا مصداق قرار نہیں دیا جن میں اسمہٗ احمد وغیرہ کا ذکر ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی اس کا مصداق قرار دیا ہے۔

مکتوب ووکنگ بسلسلہ صفحہ ۲

کھچاؤ محض ایک مفروضہ ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اصل وجہ ان کے باہم متوازن ہونے کی کوئی بیرونی غیر مادی قوت ہے، اس کی تائید قرآن کریم کے الفاظ **اللہ الذی رفع السمٰوات بغیر عمد ترونھا** سے بھی ہوتی ہے۔

مادی فلسفۂ حیات کی بے بضاعتی اور مذہب سے استمداد

یہ وہ نیا دور ہے جس میں مغرب کے افکار کی دنیا داخل ہو رہی ہے۔ مادیت اور مادی فلسفۂ حیات کی بے بضاعتی روز بروز عیاں ہوتی جاتی ہے، اور روحانی اقدار اور روحانی عالم کی تلاش کا دور بڑی سنجیدگی سے شروع ہو رہا ہے۔ اور اس لئے انہوں نے اہل مذاہب کو بھی بلایا ہے کہ شاید وہ ان کی کچھ رہنمائی کر سکیں۔

ہندو اور بدھ مذہب کی تہی دامنی

ہندو نمائندہ کے نزدیک تو مادہ خود ازلی ہے اور خدا کی خلق ہی نہیں، اس نے یہیں سے ابتدا کی کہ سائنس اور مذہب کے اپنے اپنے علیحدہ دائرے ہیں، جو مل نہیں سکتے۔ بدھ ازم تو سرے سے خدا کی ہستی ہی کا قائل نہیں۔ اس کے نمائندہ نے زیادہ زور ضبط نفس پر دیا مگر اصل موضوع پر کوئی روشنی ڈالنے سے یہ دونوں مذاہب تہی دامن ہیں۔

سائنس اور مذہب — اسلام میں

یہ اسلام کا ہی طرۂ امتیاز ہے جو اس میدان میں پیش ہو کر کھڑا ہو سکتا اور بآوازِ بلند کہہ سکتا ہے **افغیر دین اللہ یبغون و لہ اسلم من فی السمٰوات والارض**۔

میری مفصل تقریر جو ٹیپ ریکارڈ پر لی گئی ہے "لائٹ" میں شائع کرنے کے لئے بھیجدی گئی ہے۔ اس کا خلاصہ یہی ہے کہ اسلام میں سائنس اور مذہب ایک ہی چیز ہیں مادی کائنات میں خدا کے قانون کا نام سائنس ہے۔ انسانی کائنات میں اسی کا نام مذہب ہے۔ بالفاظ دیگر سائنس کو مادی کائنات کا مذہب کہہ سکتے ہیں، اور مذہب کو انسانی زندگی کی سائنس کہہ سکتے ہیں۔

خدا کی معرفت سائنس سے نہیں بلکہ الہامی روشنی سے حاصل ہوتی ہے

میں نے اس بات پر بھی زور دیا کہ سائنس کتنا بھی زور لگائے خدا کی یقینی معرفت تک نہیں پہنچا سکتا۔ یہ معرفت "تامہ" صرف خدا کی دی ہوئی الہامی روشنی سے پیدا ہو سکتی ہے، اور اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے انبیاء آتے رہے ہیں، اور قرآن اسی روشنی کو محفوظ اور مکمل کرنے والا ہے۔ **دنیا کی نجات کا ایک ہی راستہ ہے۔** وہ یہ کہ خدا سے دوبارہ انسانیت کا رشتہ جوڑا جائے۔

اہل مذاہب کی پسماندگی کی وجہ

اس اعتراض کا کہ اہل مذاہب خود کیوں اندھیرے میں پڑے ہیں، یہ جواب ہے کہ انکے ہاتھ میں جو کچھ ہے وہ

مذہب کا علم ہے یعنے دینیات۔ مذہب کا وہ تجربہ جو انسان کا خالق سے رشتہ قائم کرتا ہے، نہیں ہے۔ بالفاظ دیگر ان کے ہاتھ میں سیکنڈ ہینڈ جنس ہے، ایک قصہ اور کہانی ہے۔ اور کہانی خواہ کتنی بھی خوبصورت ہو بہرحال کہانی ہے وہ حقیقت نہیں بن سکتی۔ مذہب کی حقیقت تو صرف اس قدر ہے کہ وہ حقائق جو بانیانِ مذاہب نے بیان کئے ہیں، ہمارے ذاتی تجربہ میں آجاویں۔ اسی صورت میں ہمارے لئے وہ مفید ہو سکتے ہیں۔ دینیات اور مذہب میں فرق ہے کہ ایک متاعِ نظری ہے اور دوسرا ذاتی تجربہ۔

راحتِ قلب اور امن عالم کا راستہ

اسلام ہر ایک انسان کے لئے آج بھی ذاتی تجربہ کی بشارت دیتا ہے۔ بلکہ اعلان کرتا ہے کہ حقیقی راحت قلب اور امن عالم کا اگر کوئی راستہ ہے تو یہی ہے کہ خدا کے ساتھ انسانیت کا ذاتی رشتہ دوبارہ استوار کیا جائے۔

اہلِ مغرب اسلام کی باطنی حقیقت کی طرف آرہے ہیں

یہ مسلمانوں پر خدا کا احسان ہے کہ ان کو ایک ایسا دین دیا ہے جو ایسا روشن ہے جیسے آفتاب عالمتاب۔ حضرت مجددؑ نے کس شد و مد سے اسلام کی روشنی کے متعلق اس استعارہ میں وضاحت کی کہ ؎

صد نیرِ بیضا نکلا

مگر بڑے بدبختی کہ یہی قرآن ایک قصہ اور کہانی بن کر رہ گیا ہے۔ اہل مغرب تو اسلام کی اس باطنی حقیقت کی طرف اپنی تحقیق اور جد و جہد سے قدم بقدم آرہے ہیں مگر ہم ہیں کہ اپنی آنکھیں نہایت مضبوطی سے ان حقائق کی طرف سے بند کر رکھی ہیں۔

اسلام کی دو کتابیں — قرآن اور کائناتِ عالم۔

میں نے اس کانفرنس کو بتایا کہ اسلام کی تعلیم کی دو کتابیں ہیں، ایک قرآن اور ایک کائنات عالم جس کے مطالعہ کی قرآن بار بار تلقین کرتا ہے۔ اور حیاتِ انسانی کے نشاۃ ثانیہ کے لئے بھی بارش کی تمثیل پیش کرتا ہے جس سے مردہ زمین میں جان پڑتی ہے۔

قرآن کی ایک تیسری جلد — اسلامی معاشرہ

مگر حقیقت یہ ہے کہ قرآن کی ایک تیسری جلد بھی ہے، جس کا بہت کم احساس ہے، وہ ایک زندہ انسانی معاشرہ ہے، جو قرآن پیدا کرنا چاہتا ہے۔ قرآن کی بہترین تفسیر وہ ہے جو انسانی معاشرہ کی صورت میں نظر آئے۔ صحابہ کرامؓ نے جو نقشہ پیش کیا تھا اس سے بہتر قرآنی تفسیر لکھنا ممکن نہیں۔ **کان خلقہ القرآن** میں اسی طرف تو اشارہ ہے۔

فرقہ عثمانیہ

الفضل۔ مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۵۹ء میں عنوان بالا سے جو اداریہ شائع ہوا ہے، اس کا مفصل جواب شیخ محمد طفیل صاحب کے قلم سے پیغام صلح کی آئندہ اشاعت میں درج ہوگا۔

پیغام صلح یکم اگست ۱۹۵۹ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۳۰

ہفت روزہ "پیغام صلح"
سالانہ چندہ: پاکستان سے چھ روپے۔ ہندوستان سے چھ روپے (ہندوستانی سکہ)
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ: شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان ۸ محلہ اعظم پورہ، ملک پیٹھ، حیدرآباد دکن (انڈیا)

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں ۔ دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب ۔ کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور پاکستان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ہر ماہ کی ۱ - ۸ - ۱۵ - ۲۲ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور

ٹیلیفون نمبر:- ۳۷۳۷

ایڈیٹر:- دوست محمد

اسسٹنٹ ایڈیٹر:- بشیر احمد سوز

جلد ۴۹ | یوم شنبہ مؤرخہ ۲ صفر المظفر ۱۳۷۹ھ مطابق ۸ اگست ۱۹۵۹ء | نمبر ۳۱

آج کشفِ حقائق کا زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مذہب کو سائنس بنا دیا ہے

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعودؑ

اس وقت اللہ تعالیٰ نے مذہبی امور کو قصوں اور کہانیوں کے رنگ میں نہیں رکھا ہے۔ بلکہ مذہب کو ایک سائنس (علم) بنا دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ زمانہ کشفِ حقائق کا زمانہ ہے۔ جس میں ہر ایک مذہبی بات کو عملی رنگ میں ظاہر کیا جاتا ہے۔ اور میں صرف اسی لئے بھیجا گیا ہوں، کہ ہر اسلامی اعتقاد کو اور نیز قصص قرآنی کو عملی رنگ میں ظاہر کردوں۔

یہ زمانہ جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے، کشفِ حقائق کا زمانہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کے کُل حقائق اور معارف مجھ پر کھول دیئے ہیں۔ میں نے جب ذوالقرنین کے قصہ کی حقیقت کی طرف توجہ کی۔ تو مجھ پر یہ کھولا گیا۔ کہ ذوالقرنین کے پیرایہ میں مسیح موعودؑ ہی کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کا نام ذوالقرنین اس لئے رکھا ہے۔ کہ قرن صدی کو کہتے ہیں۔ اور چونکہ مسیح موعودؑ دو صدیوں کو پائے گا۔ اس لئے وہ ذوالقرنین کہلائے گا۔ میں نے تیرھویں اور چودھویں صدی ہر دو کو پایا ہے۔ اسی طرح ہندوؤں اور عیسائیوں کی بھی دو صدیاں ہیں۔ اس لحاظ سے تو مسیح موعود ذوالقرنین ہے، اور پھر اسی قصہ میں اللہ تعالیٰ نے بتلایا ہے کہ ذوالقرنین نے تین قومیں پائیں۔ اوّل وہ قوم جو غروب آفتاب کے پاس ہے اور کیچڑ میں ہے۔ جس سے مراد عیسائی ہیں۔ جن کا آفتاب ڈوب گیا ہے یعنی شریعت حقہ اُن کے پاس نہیں رہی۔ اور ان کی روحانیت پر آفتاب غروب ہو چکا ہے۔ یعنی ان کی روحانیت مر چکی ہے اور انکے ایمان کی گرمی جاتی رہی ہے اور یہ ایک کیچڑ میں پھنسے ہوئے ہیں۔ دوسری قوم وہ ہے جو آفتاب کے پاس ہے اور اُن پر جلنے والی دھوپ پڑ رہی ہے یہ مسلمانوں کی موجودہ حالت ہے۔ آفتاب یعنی شریعت حقہ اُن کے پاس موجود ہے۔ لیکن یہ لوگ اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ کیونکہ فائدہ تو ہمیشہ عمدہ عمل کے ذریعہ حاصل کیا جاتا ہے۔ جیسے مثلاً روٹی پکانا۔ گو وہ آگ کے ذریعہ سے پکائی جاتی ہے لیکن جب تک اس کے مناسب حال انتظام اور تدبیر اختیار نہ کی جائے روٹی تیار نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح پر شریعت حقہ سے کام لینا بھی اعلیٰ درجہ کی حکمت اور دانائی کو چاہتا ہے۔ پس مسلمانوں نے جن کے پاس باوجودیکہ آفتاب شریعت اور اس کی روشنی بھی موجود تھی اور ہے لیکن اس سے کام نہیں لیا۔ اور اسکو مفید صورت میں استعمال نہیں کیا۔ اور خدا کے جلال و عظمت سے حصہ نہ لیا۔ اور تیسری قوم وہ ہے جس نے مسیح موعودؑ (ذوالقرنین) سے فریاد کی۔ کہ ہمیں یاجوج ماجوج کے فتنہ سے بچاؤ۔ یہ ہماری قوم ہے۔ جو مسیح موعود کے پاس حاضر ہوئی اور اس نے اس سے استفادہ حاصل کرنا چاہا ہے غرضیکہ آج قصص قرآنی کے علمی نکات کے ظہور کا وقت ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ قصہ پہلے بھی کسی نہ کسی رنگ میں ہو گذرا ہے اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی سچی بات ہے کہ اس قصہ میں آیندہ واقعات کا بھی بطور پیشگوئی کے بیان تھا جو اس زمانہ میں پورا ہو گیا ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ پر غور کرتے کرتے مجھ پر منکشف ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دو لفظ ہدیٰ اور حق کے رکھے ہیں۔ ہدیٰ تو یہ ہے۔ کہ اندر روشنی پیدا کرے معانہ رہے۔ یہ گویا اندرونی اصلاح کی طرف اشارہ ہے، جو مہدی کا کام ہے۔ اور حق کا لفظ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ خارجی طور پر باطل کو شکست دے۔ چنانچہ دوسری جگہ فرمایا جاء الحق وزھق الباطل اور نیز خود اسی آیت میں بھی فرمایا۔ لیظھرہ علی الدین کلہ۔ یعنی اس رسول کی آمد کا نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ وہ حق کو غلبہ دے گا۔ یہ غلبہ تلوار اور تفنگ سے نہیں ہو گا۔ بلکہ دلائل عقلیہ سے ہو گا۔ یاد رکھو۔ کہ پاک صاف عقل کا خاصہ ہے۔ کہ وہ قصوں پر اکتفا نہیں کرتی۔ بلکہ اسرار کو کھینچ لاتی ہے۔ اسواسطے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جن کو حکمت دی گئی۔ انکو خیر کثیر دی گئی۔ (ملفوظات احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۱۸-۱۱۹)

لا الٰہ الا اللہ کی عظمت

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک صحابی عتبان بن مالکؓ کے گھر تشریف لے گئے اور وہاں دو رکعت نماز پڑھی۔ محلہ کے چند آدمی آپکی تشریف آوری کی خبر سن کر وہاں پہنچ گئے اُن میں سے ایک شخص نے کہا کہ ابن دخشن یہاں نہیں آیا وہ منافق ہے خدا اور اس کے رسول سے محبت نہیں رکھتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا مت کہو کیا تو نہیں دیکھتا کہ اس نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہے؟ اس سے وہ خدا کی رضامندی چاہتا ہے، اس شخص نے عرض کیا، خدا اور اس کا رسول خوب جانتا ہے، ہم تو اسکی توجہ اور خیر خواہی منافقوں کی طرف دیکھتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل نے اس شخص کو آگ پر حرام کر دیا ہے جو لا الٰہ الا اللہ کہتا اور اسکے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتا ہو۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب المساجد فی البیوت)

کیا وہ مولوی صاحبان جو بات بات پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والوں کو کافر ٹھہرانے کے درپے ہیں اس ارشاد نبوی پر غور کریں گے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ پیغام صلح —— لاہور —— مورخہ ۸ راگست ۱۹۵۹ء

مغرب میں تبلیغِ اسلام اور مسلمان علماء

ایک مقامی ماہنامہ "ندائے حق" میں جو یوسف سلیم چشتی کی زیر ادارت شائع ہوتا ہے، علمائے اسلام کو مخاطب کرتے ہوئے مغرب میں تبلیغ اسلام کی اہم ضرورت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، اور عیسائیوں کے تبلیغی اداروں کا بالتفصیل ذکر کرتے ہوئے اس بات کا اظہار کیا گیا ہے کہ علماء کی طرف سے بلاد مغرب میں تبلیغ کے لئے کوئی نظام قائم نہیں کیا گیا نہ اسلام کے خلاف تصانیف کا جواب لکھنے کے لئے کوئی ادارہ قائم کیا گیا ہے حالانکہ انگلینڈ اور امریکہ میں ایسا طبقہ موجود ہے جو اسلام سے آگاہ ہونا چاہتا ہے۔ اسی ضمن میں گل یونیورسٹی مانٹریال (کینیڈا) کے ادارہ اسلامیات اور انگلستان و امریکہ میں ہندوؤں کے انگریزی لٹریچر اور لیکچروں وغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"انگلینڈ اور امریکہ میں آئے دن مذہبی مجلسیں منعقد ہوتی رہتی ہیں۔ مگر ان جلسوں میں اسلام کی نمایندگی احمدی حضرات کرتے ہیں"

اس بارہ میں چند مثالیں دینے کے بعد سوال کیا ہے کہ:۔

"کیا آپ کی رائے میں احمدی حضرات اسلام کی نمایندگی کر سکتے ہیں؟ اگر اس کا جواب نفی میں ہے اور یقیناً ایسا ہی ہے تو پھر آپ ان ملکوں میں اسلام کی نمایندگی کا انتظام کیوں نہیں کرتے؟ میں آپ کے جواب کا منتظر ہوں"۔

اس کے بعد احمدیوں کی تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"تبلیغ و اشاعت اسلام سے آپ کی بے اعتنائی کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ آج بلاد مغرب میں ہی نہیں بلکہ ساری دنیا میں تبلیغ کے میدان پر احمدی حضرات قابض ہیں۔ یورپ اور امریکہ کے علاوہ اُن کے مبلغین ان علاقوں اور جزائر میں اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہے ہیں، جن کا نام بھی ہمارے عربی مدارس کے اکثر طلباء نے نہیں سنا ہوگا مثلاً فجی۔ ماریشس، ٹرینیڈاڈ، سیرالیون، نائیجیریا وغیرہ چونکہ آپ حضرات نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی اس لئے ہندو پاکستان کے ہزاروں مسلمان گذشتہ چالیس سال سے انہی حضرات کو مالی امداد دے رہے ہیں"

پھر لکھا ہے:۔

"احمدی حضرات نے ۱۹۱۷ء میں قرآن حکیم کا انگریزی ترجمہ شائع کیا۔ اگر آپ حضرات بھی اسی زمانہ میں کوئی مستند ترجمہ معہ مقدمہ و حواشی مفیدہ شائع فرما دیتے تو مسلمان ان کا ترجمہ کیوں خریدتے اور ان کے ممنونِ احسان کیوں ہوتے؟ مثلاً مولنا عبدالماجد صاحب دریا آبادی نے اپنی ممنونیت کا جو تذکرہ اپنے اخبار میں سپرد قلم کیا تھا۔ اسے پیغام صلح ...... کئی مرتبہ بڑے فخر کے ساتھ اپنی مزعومہ خدمت اسلام کی شہادت میں پیش کر چکا ہے۔"

"ترجمہ کے علاوہ احمدیوں نے اسلام سے متعلق اور بہت سی کتابیں بھی انگریزی میں شائع کی ہیں جن میں سے ریلیجن آف اسلام ایسی کتاب ہے جسے ہزاروں مسلمان خرید چکے ہیں اور چونکہ آپ نے ابھی تک اسلام پر بھی ایسی جامع کتاب انگریزی میں نہیں لکھی ہے اس لئے مسلم اور غیر مسلم دونوں اسی کو خرید رہے ہیں، اور بالواسطہ احمدیت سے متاثر ہو رہے ہیں۔

انگلستان میں آکسفورڈ، کیمبرج، اور دوسری درسگاہوں میں جو مسلمان تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ وہ انہی احمدی مبلغین کو اپنے جلسوں میں اسلام پر تقریریں کرنے کے لئے مدعو کرتے رہتے ہیں، اور اس کا قدرتی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ مسلمان ان کو اسلام کا خادم اور نمایندہ یقین کرتے ہیں اور ساری عمر ان کی خدمات کے معترف رہتے ہیں۔ آپ کی اس غفلت کا سب سے زیادہ دردناک نتیجہ یہ ہے کہ احمدی حضرات مسلمانوں سے یہ کہتے رہتے ہیں کہ چونکہ تمہارے علماء نے "امام زماں" کا انکار کر دیا اس لئے خدا نے ان کو بلاد مغرب میں تبلیغ اسلام کی توفیق عطا نہیں کی۔ چنانچہ ۳ر دسمبر ۱۹۵۸ء کو الحاج شیخ میاں محمد صاحب احمدی نے جناب محمد یعقوب خاں صاحب کی روانگی انگلستان کی تقریب میں جو عصرانہ دیا اس میں انہوں نے حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا:۔

"یہ ایک قابل غور بات ہے کہ یہ جبہ پوش مولوی جو اس وقت بھی حضرت مرزا صاحب اور آپ کی جماعت کو بُرا بھلا کہتے ہیں اور آج بھی کافر اور گردن زدنی ٹھہراتے ہیں۔ انہیں کیوں تبلیغ اسلام کی توفیق میسر نہیں آسکی؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اسی مامور الٰہی کا کام ہے۔ دوسروں کو جو اس کی مخالفت پر کھڑے ہیں، یہ توفیق میسر آنا مشکل ہے .... یہ عجیب ستم ظریفی ہے کہ ایسے عظیم الشان کام کی توفیق کسی سلطنت کو بھی نہیں ملتی اور نہ دوسرے اکابر اس طرف توجہ کرتے ہیں۔ .... اصلی بات یہ ہے کہ توفیق انہی کو ملتی ہے جو مامور الٰہی کے دامن سے وابستہ ہیں، یہ کتنا بڑا مقام ہے اور اس نے ہمارا نام کتنا بلند کر دیا ہے .... آپ یہ سُن کر خوش ہوں گے کہ انجمن نے انڈونیشیا میں بھی مبلغ بھیجنے کا انتظام کیا ہے"۔

حضرات! ان اقتباسات کو غور سے پڑھئے اور مجھے مطلع فرمایئے کہ ان طعنوں کا کیا جواب دوں؟ کیا واقعی، جو کچھ وہ کہتے ہیں صحیح ہے؟ اگر نہیں تو پھر آپ کو ان کے خیالات کی تردید اور ان کے دعاوی کے ابطال کے لئے فوراً میدان عمل میں آجانا چاہیئے۔ میرا خیال ہے کہ ان کے اس زعم کا جواب باصواب صرف اسی صورت سے دیا جا سکتا ہے کہ آپ اوّلین فرصت میں بلاد مغرب میں تبلیغ اسلام کے لئے ایک ادارہ قائم کردیں۔

احمدی حضرات بلاد مغرب میں تبلیغ اسلام کو اپنی صداقت کا نشان قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ پیغام صلح کے ایڈیٹر صاحب نے ۲۴ر دسمبر ۱۹۵۸ء کے پرچہ میں لکھا ہے:۔

"یہ حضرت مجددِ وقت (مرزا صاحب) کی صداقت کا ایک زندہ نشان ہے اور اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ اس زمانہ میں اشاعتِ اسلام کا کام صرف اسی جماعت کے حصہ آیا ہے جو حضرت مجدد وقت سے وابستہ ہے۔ دوسری کسی جماعت یا فرد کو یہ توفیق میسر نہیں آسکتی۔"

حضرات! کیا ان دعاوی کی تردید شاید آپ کا فرض منصبی نہیں ہے؟ آپ نے احمدیوں کے عقاید کی تردید تو کتابوں کے ذریعہ سے بے شک کر دی ہے۔ لیکن ان کے ان مزعومات کی تردید کتابوں کے ذریعہ نہیں ہو سکتی۔ بلکہ صرف آپ کے طرزِ عمل ہی سے ہو سکتی ہے۔ کیونکہ عمل کے مقابلہ میں صرف عمل ہی مؤثر ہو سکتا ہے۔"

ان فقرات میں جماعت احمدیہ لاہور اور اس کی تبلیغی سرگرمیوں کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے اُن سے قطع نظر کرتے ہوئے ہم اس امر پر دلی خوشی کا اظہار کرتے ہیں کہ ماہنامہ "ندائے حق" کو مغرب میں تبلیغ اسلام کی ضرورت و اہمیت کا احساس پیدا ہوا، اور اس نے علمائے اسلام کو اس اہم ضرورت کی طرف نہ صرف متوجہ کیا ہے بلکہ مقالہ کے آخر میں ایک "مرکزی دار التبلیغ" کے قیام کی بھی تجویز کی ہے۔

علمائے اسلام کے نام اس اپیل کو شائع ہوئے ایک ماہ سے زاید گذر چکا ہے۔ ہمیں معلوم نہیں علماء کی طرف سے اس کا کیا جواب دیا گیا۔ اور اس اپیل کے عملی جامہ پہننے کی کوئی صورت بھی پیدا ہوئی یا نہیں۔ ہمیں خوشی ہوگی اگر ہمارے اس دعوے کو کہ:۔

"اس زمانہ میں اشاعت اسلام کا کام صرف اسی جماعت کے حصہ میں آیا ہے جو حضرت

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہر آنیوالا زمانہ پہلے زمانہ سے زیادہ شاندار ثابت ہوگا

خطبۂ جمعہ مؤرخہ ۳۱ر جولائی ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ ما ودعک ربک وما قلیٰ وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ الخ .... (سورۃ الضحیٰ)

نبی کریم صلعم کی مشکلات

اس سورۃ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشکلات کا ذکر ہے اور ان مشکلات کو مد نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے ایک وعدہ فرمایا ہے جس کے پورا ہونے کا کوئی امکان اس وقت نظر نہ آتا تھا مصائب اور تکالیف بے انتہاء ہوں گھٹا ٹوپ تاریکی چھائی ہوئی ہو، مشرق اور مغرب شمال اور جنوب میں دشمن ہی دشمن ہوں، شمال میں ایک زبردست عیسائی سلطنت مسلمانوں کو کھا جانا چاہتی ہو، مغرب میں افریقہ کی عیسائی حکومتیں اسلام کو مٹانے کے درپے ہوں، ادھر ایران برسرپیکار ہو، خود اپنے ملک کے اندر انتہاء درجہ کی مخالفت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔ آپ کے متبعین کو حد درجہ کی اذیتیں پہنچائی جاتی ہیں جو لیڈر کے لئے اور بھی دکھ کا موجب ہیں۔ لیڈر خود کتنی بھی بڑی مصیبت میں مبتلا ہو، لیکن متبعین کے دکھ اس کے لئے بہت بڑی اذیت کا موجب ہوتے ہیں۔

مخالفین کی طعنہ بازیاں

پھر لوگ طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں ولتسمعن اذیٰ کثیرا آپ کو بڑی بڑی باتیں سننی پڑیں گی، جو موجب ایذا ہوں گی۔ مخالفین کہتے ہیں، یہ اچھا خدا کا ایلچی ہے، جس کی زندگی فقر و فاقہ میں گذرتی ہے، کوئی سامان اس کے پاس نہیں کہ اچھی زندگی گذار سکے، دنیا کے بادشاہوں کے سفیر آتے ہیں کس قدر شان و شوکت ان کی ہوتی ہے، کس قدر نوکر چاکر اور شاندار لباس ہوتا ہے لیکن یہاں کچھ بھی نہیں اور دعوےٰ ہے کہ میں خدا کا سفیر ہوں، یاکل مما تاکل ویشرب مما نشرب وہی کھاتا ہے جو کچھ ہم کھاتے ہیں اور وہی پیتا ہے جو کچھ ہم پیتے ہیں چاہیئے تھا کہ بڑے بڑے شاندار کھانے اس کے لئے آسمان سے اترتے، یہ بھی کوئی پیغمبری کی شکل ہے بالکل ہماری طرح کی حاجات اسے بھی ہیں، چاہیئے تھا اس کا اپنا کوئی نفس نہ ہوتا، لیکن اسکو بھی احتیاج لاحق ہے جو ہماری طرح اسے بازاروں میں لئے پھرتی ہے ما لھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق۔ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں بھی چلتا پھرتا ہے، پھر اس کے پاس نہ مال و دولت ہے نہ کوئی جتھہ، نحن اکثر اموالا و اولادا اس سے تو ہم ہی اچھے ہیں، جن کے پاس مال و دولت بھی ہے اور ہمارا جتھہ بھی بڑا ہے، کسی بات میں تو اسے ہم پر فضیلت حاصل نہیں، یہ جو کہتا ہے میں رسول ہوں، یہ زی منہ کی باتیں ہیں، رسول ہوتا تو اس کی یہ حالت نہ ہوتی۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید و نصرت کا وعدہ

غرض ہر قسم کی مشکلات اور ایذائیں آپ کو اٹھانی پڑیں اور طرح طرح کی باتیں سننی پڑیں، بلا کی تاریکی حائل تھی کون کہہ سکتا تھا کہ اس شخص کو خدا کی نصرت حاصل ہے ایسی حالت میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ما ودعک ربک وما قلیٰ اس فقر و فاقہ اور مشکلات کی زندگی سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ خدا نے آپ کو چھوڑ دیا ہے خدا آپ کے ساتھ ہے اور آخرکار آپ کو کامیابی حاصل ہوگی، فرمایا والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ دن کی روشنی بھی ہوتی ہے اور رات کی تاریکیاں بھی آتی ہیں لیکن جس طرح سورج کی روشنی ان تاریکیوں کو دور کر دیتی ہے آپ روحانیات کے آفتاب ہیں، آپ کے ذریعہ سے دنیا کی تاریکیاں دور ہو جائیں گی اور بدیوں اور فسق و فجور کی جگہ نیکی اور نیک کرداری پھیل جائے گی۔ خود نبی کریم صلعم نے فرمایا نحن معاشر الانبیاء اشد بلاءً ہم انبیاء کا گروہ شدید ترین مشکلات اور بلاؤں میں مبتلا کئے جاتے ہیں، فالامثل والامثل پھر جس جس قدر کسی کا رتبہ کم یا زیادہ ہو اسی قدر مصائب اسے اٹھانی پڑتی ہیں۔

آنیوالے زمانوں میں بہتر حالات کی پیشگوئی

ان حالات میں پیشگوئی فرمائی وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ ہر آئندہ آنے والا زمانہ پہلے زمانہ سے زیادہ شاندار ثابت ہوگا۔ یہ پیشگوئی اس وقت فرمائی جب چاروں طرف دشمن ہی دشمن تھے۔ اور بظاہر پیش آمدہ مصائب سے نجات کا بھی کوئی راستہ نظر نہ آتا تھا، اور نہ صرف اس وقت بلکہ آنے والے زمانہ میں ایک بڑے خطرناک دشمن دجّال کی بھی خبر دی ہے لیکن یہ بھی فرمایا ہے کہ دجال نمک کی طرح پگھل جائیگا اور اسلام کا غلبہ ہو جائے گا وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ ہر آنے والا زمانہ بتائے گا کہ آپ کی شان بڑی ہے اور آخرکار آپ ہی کا نام دنیا میں روشن ہوگا۔

یورپ و امریکہ میں عیسائیت کا حال

ایسی پیشگوئیوں کا پورا کرنا کسی کے اختیار کی بات نہیں، اگر یہ اختیار کی بات ہوتی، تو سارا یورپ بظاہر عیسائی ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ ایسے زمانہ میں حضرت عیسےٰ کی شان دوبالا ہوتی، امریکہ میں بھی عیسائیت موجود ہے، بہت بڑی طاقت، بہت بڑا علم و فضل، اور بہت مال و دولت ان کے پاس موجود ہے۔ باوجود اس کے ان ممالک میں حضرت عیسیٰ اور عیسائیت کا کیا حال ہوا ہے نام کو یہ سب عیسائی ممالک ہیں۔ لیکن روس نے تو حضرت عیسےٰ کو اپنے وطن سے نکال دیا ہوا ہے۔ وہاں نہ حضرت عیسےٰ رہے اور نہ ہی اُن کا دین رہا۔ کبھی وہ حضرت عیسےٰ اور مریمؑ دونوں کی پرستش کرتے تھے، لیکن اب وہاں عیسےٰؑ کا نام بھی لینا خطرناک جرم ہے ایسا ہی ہٹلر نے کہا کہ عیسےٰؑ سامی نسل سے ہے ہمارا اس سے کیا لگاؤ ہو سکتا ہے، اس نے جرمنی سے اس کو نکال باہر کیا، دوسری جگہوں پر بھی اس سے علانیہ بیزاری کا اظہار کیا جاتا ہے۔ یوں رسم کے طور پر گرجا میں چلے جانا اور بات ہے۔ لیکن دلوں سے عیسائی مذہب کی وقعت اٹھ چکی ہے۔

یورپ کی اخلاقی حالت

یورپ میں بڑی بدمعاشی پھیل چکی ہے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ یورپ میں بڑے بڑے نیک لوگ موجود ہیں لیکن کثرت وہاں ایسے لوگوں کی ہے، جن میں بدکاری ہے، جؤا ہے، شراب ہے، ایک لارڈ نے حال ہی میں پارلیمنٹ میں بیان کیا ہے کہ ہائیڈ پارک میں نوجوان مرد اور عورتیں ایسی صورت و شکل میں اکھٹے بیٹھے ہوئے نظر آتے ہیں کہ انسان شرم کے مارے پانی پانی ہو جاتا ہے اور امریکہ کے بعض افسر اور جج لکھتے ہیں کہ ہماری اخلاقی حالت بہت گر چکی ہے، اٹھارہ انیس سال کی لڑکیاں شراب اور سگریٹ پیتی اور فحش کاموں کی مرتکب ہوتی ہیں۔

اسلام حسن عمل کا نام ہے

غرض یورپ کی قوموں کے اندر حضرت عیسےٰ کی قدر و قیمت گر چکی ہے۔ لیکن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم دلوں میں اثر کرتی جارہی ہے آج یورپ مانتا ہے کہ اسلام کی تعلیم معقول ہے، فی الحقیقت اسلام صرف ظاہری رسوم کا نام نہیں، وہ تو قلب کو منور کرنا چاہتا ہے، اعمال کی خوبی کے بغیر نہ اس دنیا میں عزت حاصل ہو سکتی ہے نہ عاقبت سنور سکتی ہے، اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول صلعم کی زبان پر اعمال کے نتائج کا ذکر کیا اسکو حدیث قدسی کہتے ہیں، فرمایا یا عبادی انما ھی اعمالکم احصیھا لکم ثم اوفیکم ایاھا اے میرے بندو! ہم تمہارے اعمال گنتے چلے جاتے ہیں پھر ان اعمال کے نتائج واپس کرتے ہیں فمن وجد خیرا فلیحمد اللہ جس شخص کو اچھے نتائج ملیں، اسے چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کی حمد کرے اور

وجد غیر ذالک فلا یلومن الا نفسہ اور جس کی بے عزتی ہوگئی وہ اپنے نفس کو ملامت کرے قرآن کریم میں بھی فرمایا من عمل صالحاً فلنفسہ جو کوئی اچھا کام کرتا ہے وہ اس کے لئے مفید ہوتا ہے ومن اساء فعلیھا اور جو برا کام کرتا ہے اس کا وبال بھی اسی پر پڑتا ہے وما ربک بظلام للعبید۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ یہ بھی فرمایا تنزیل من الرحمن الرحیم۔ یہ کتاب رحیم کریم خدا کی طرف سے ہے۔ فرمایا من عمل صالحاً من ذکر او انثیٰ وھو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ۔ جو بھی نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت اور وہ خدا پر ایمان رکھتا ہو ان کی زندگی پر لطف رہے گی۔ ایک جگہ فرمایا زمین و آسمان کی بادشاہت خدا ہی کی ہے جو اچھا کام کرے گا اس کا اچھا نتیجہ پالے گا، یہ قانون ہے اس کائنات کا، اور فرمایا ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ساتھ دیتا ہے جو تقوے اختیار کرتے ہیں، اور جو مخلوق خدا پر احسان کرتے ہیں۔

اسلام فطرت کا مذہب ہے

یہ ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب فرمایا میں ساری کائنات کے لئے پیغام لے کر آیا ہوں ساری دنیا کا مذہب فطرت انسانی کے مطابق ہے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا اسلام فطرت انسانی کو جگاتا اور اسکو راہ ہدایت دکھاتا ہے، نیک کرداری اسلام کا اصول ہے۔ نبی کریم صلعم نے فرمایا البر ینمی العمر والمعصیۃ تورث الذلۃ نیکی سے عمر بڑھتی ہے اور معصیت ذلت کو لاتی ہے وتغیر النعمۃ اور جو نعمت خدا نے دی ہے، عہدہ، مال جوانی وغیرہ وہ معصیت اور بدعملی کی وجہ سے سب برباد ہو جاتی ہے۔

غیر مذاہب کے لئے اہم اعلان

اور اللہ تعالیٰ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ غیر مذاہب کے لوگوں کے لئے اعلان کردیں امنت بما انزل اللہ من کتاب کوئی کتاب کسی جگہ کسی زمانہ میں کسی پیغمبر پر نازل ہوئی ہو، میں اس پر ایمان لاتا ہوں۔ وامرت لاعدل بینکم اے عیسائیو، یہودیو، اور مشرکو مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان عدل و انصاف کروں، فرمایا اللہ ربنا وربکم، اللہ تعالیٰ ہمارا بھی رب ہے، یعنی اس نے ہم کو اور آپ کو یکساں استعدادیں عطا کی ہیں اور یکساں ہم پر احسان کرتا ہے جیسطرح یہ سورج اور چاند اور بارش وغیرہ سب قوموں کے لئے ہے، اسی طرح اس کی ہدایت بھی سب قوموں کے لئے آئی۔

اسلام کی پیدا کردہ فراخدلی اور عالمگیر تعلیم

اگلے دن امریکن ایمبیسی کے دو افسر میرے پاس آئے۔ ان کو میں نے جب یہ باتیں سنائیں تو انہوں نے پوچھا کیا سکھوں کے متعلق بھی آپ کی ایسی فراخدلی کی تعلیم ہے؟ میں نے کہا ہاں سکھوں میں بڑے بڑے نیک لوگ ہوئے ہیں، سکھوں، ہندوؤں، یہودیوں، سب کا ایک ہی خدا ہے اللہ ربنا وربکم سب قوموں کی جسمانی اور روحانی ربوبیت کا سامان خدا تعالیٰ نے کیا ہے، میں نے یہ بھی انہیں کہا کہ یہ جو آپ لوگوں کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ لاہور کے احمدیوں میں بڑی .... Liberality ہے اگر اس کا یہ مطلب ہو کہ یہ فراخدلی ہم نے پیدا کی ہے اسلام ایسا نہیں ہے تو یہ غلط ہے یہ ہماری پیدا کردہ نہیں، یہ فراخدلی قرآن کریم نے پیدا کی ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی تعلیم ہے۔ احادیث اور آئمہ کی کتابوں میں اسی فراخدلی کی تعلیم موجود ہے، یہ اسلام کی وسعت ہے جس کی ہم تلقین کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا اس لاہوری فریق کی کتابیں ہم نے پڑھی ہیں، ان میں اسلام کی بڑی خوبصورت تصویر اور نہایت معقول تعلیم ہے، میں نے کہا یہ اس امام کی وجہ سے ہے، جس نے صحیح اسلام کی تعلیم سے ہمیں روشناس کیا۔ یہی تعلیم محمد رسول اللہ صلعم کی ہے اور یہی قرآن کریم کی تلقین ہے۔ یہ جو فرمایا ولنا اعمالنا ولکم اعمالکم اگر تم اچھے کام کرو تو تمہیں ان کا اچھا معاوضہ ملے گا اور اگر تم برے اعمال کریں تو برا نتیجہ پائیں گے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسلام نیک عمل کا نام ہے اور جو بھی نیک عمل کرے اس کو اس کا معاوضہ ملے گا۔ ان کو ماننا پڑا کہ اسلام کی تعلیم عالمگیر ہے اور یہی تعلیم آج قابل قبول ہو سکتی ہے۔ یہ ہے وللاخرۃ خیر لک من الاولیٰ، زمانہ رسول اللہ صلعم کی تعظیم و تکریم کو بڑھاتا چلا جاتا ہے۔

قومی و نسلی تعصبات دور کر نیوالا مذہب

لیکن جس وقت یہ سورت نازل ہوئی، اس وقت چاروں طرف تاریکیاں ہی تاریکیاں چھائی ہوئی تھیں، غم و ہم مسلمانوں کے دلوں پر مسلط تھا، رسول اللہ صلعم نے فرمایا خشیت علیٰ نفسی جو بوجھ مجھ پر ڈالا گیا ہے اس سے میری جان جانے کا خطرہ ہے تمام دنیا کی اصلاح میری طاقت سے باہر ہے، قوموں کے اندر نسلی تعصب، وطنی تعصب اور مذہبی تعصب بڑے زوروں پر تھا، اسکو دور کرنا کوئی معمولی بات نہیں، آج اس روشنی کے زمانہ میں بھی یہ تعصبات موجود ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسئلہ کو حل کیا، اور فرمایا وللہ المشرق والمغرب، مشرق اور مغرب ایک ہی خدا کی ملکیت ہیں اور تمام نسل انسانی ایک ہی ہے کیا قرآن کے سوائے کوئی اور کتاب ہے، جس نے مشرق و مغرب کو ایک قرار دیا ہو، فرمایا ولقد ارسلنا نوحاً وابراھیم وجعلنا فی ذریتھما النبوۃ والکتٰب فمنھم مھتد وکثیر منھم فٰسقون۔ یہ تمام قومیں جو ابراہیمؑ، نوحؑ، عیسےٰؑ اور موسےٰؑ وغیرہم کو ماننے والی ہیں، بے شک ان کے پاس کتابیں ہیں، جن سے بعض نے ہدایت پائی لیکن ان میں سے اکثر فاسق ہیں، فرمایا واذابتلیٰ ابراھیم ربہ بکلمٰت فاتمھن۔ ابراہیم کا اللہ تعالیٰ نے امتحان لیا، وہ پورے نمبر لے کر پاس ہوگئے فرمایا انی جاعلک للناس اماماً۔ ہم تمہیں لوگوں کے لئے امام بناتے ہیں قال ومن ذریتی انہوں نے کہا میری اولاد میں سے بھی؟ فرمایا لاینال عھدی الظٰلمین، ظالموں کے لئے ہمارا عہد نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ ابراہیمؑ ہو یا موسےٰؑ اور عیسےٰؑ یا محمد صلعم، ان کی نسل سے ہونا کوئی قیمت نہیں رکھتا۔ نسل پر غرور غیر مفید ہے ان بزرگوں کی تعلیم پر چلنا مفید ہے۔

موجودہ زمانہ کے نسلی تعصبات

تین برابر ایک اور ایک برابر تین مان لینے سے کیا ہوتا ہے۔ حضرت عیسےٰؑ کے پھانسی پا لینے پر کیا ہوتا ہے۔ گائے کی پرستش یا رسومات کی ادائیگی کا کیا فائدہ ہو سکتا ہے، فائدہ عمل سے ہوتا ہے۔ عمل نیک کرو، خدا کی تعلیم پر عمل کرو، نسلی تعصبات کو دور کرو، لافضل لعربی علیٰ اعجمی ولا لعجمی علیٰ عربی۔ عجمی کو عربی پر اور عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں، خدا کے ہاں صرف خدا کا ڈر اور عمل صالح کام آئے گا۔ یہ ایک ہی مذہب ہے جو سمجھتا ہے کہ کالے اور گورے ایک ہیں، امریکہ کو گاڈز لینڈ کہتے ہیں وہاں بھی آج کالے اور گورے کی تمیز ہے کالے کو ہر حق سے محروم کیا جا رہا ہے یہی افریقہ کا حال ہے وہاں پر انگریز اس وطن کے لوگوں کو جائز حقوق سے محروم کر رہا ہے اس وجہ سے وہاں فساد ہے۔

ہر آنے والا زمانہ نبی کریم صلعم کی عزت بڑھائیگا

ایک ہی شخص ہے محمد رسول اللہ صلعم جس نے بلال آیا تو اسکو گلے لگایا اور سہیل آیا تو اسے گلے لگایا نسل، وطن، رنگ اس کے نزدیک کوئی چیز نہیں، یہی وہ چیز ہے جو محمد رسول اللہ صلعم کی مقبولیت کو بڑھانے والی ہے وللاخرۃ خیر لک من الاولیٰ ہر آنے والا زمانہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو بڑھائیگا۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

مقالہ :- بسلسلہ صفحہ ۳

مجدد وقت سے وابستہ ہے، دوسری کسی جماعت یا فرد کو یہ توفیق میسر نہیں آ سکتی،،

علمائے اسلام اپنے عمل سے غلط ثابت کر سکیں، اس سے بہرحال اسلام کو فائدہ ہوگا، لیکن ہمیں امید نہیں کہ علماء اپنے شغل تکفیر کو چھوڑ کر تبلیغ کے مقدس کام کی طرف توجہ کر سکیں۔ اور اگر کریں بھی تو وہ چند روزہ بات ہوگی، اس سے پہلے کئی مرتبہ کئی حلقوں سے اس قسم کی تحریکات

(باقی بر صفحہ ۱۲ اشتہار کے نیچے)

یہود کا فرقہ عنانیہ

مدیر "الفضل" کے تازہ ارشادات تاریخی واقعات کی روشنی میں

از :- شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے

عنانیہ فرقہ کیسے بنا

یہ ان دنوں کی بات ہے جب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قید خانہ میں تھے کہ ان کی ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوئی جسے اس جرم کی پاداش میں قید کر دیا گیا تھا کہ اس نے بابل کے یہود کی خلافت کے لئے اپنے بھائی کی مخالفت کی تھی - اور کچھ عجب نہ تھا کہ اس مخالفت کے صلہ میں اس شخص کو تختہ دار پر لٹکایا جاتا - اس شخص کا نام تھا عنان بن داؤد راہ رسم بڑھی تو عنان نے امام ابو حنیفہ سے اپنی جان بچانے کی راہ پوچھی - امام ابو حنیفہ نے تمام حالات پر غور کر کے اسے یہ مشورہ دیا کہ وہ اپنے عقاید کی ایک فہرست تیار کر کے خلیفۂ وقت کے سامنے پیش کرے کہ وہ ان لوگوں کا لیڈر (خلیفہ) بننے کا مدعی ہے جن کے یہ عقائد ہیں اور اس کے بھائی کے عقائد مختلف ہیں۔ امام ابو حنیفہ کے کہنے پر عنان بن داؤد نے اپنے عقائد کی فہرست میں اس امر کو بھی شامل کر لیا کہ وہ حضرت عیسٰیؑ کو خدا کا ایک نیک انسان سمجھتا ہے - نیز حضرت نبی کریم صلعم کو بھی خدا کا ایک برگزیدہ انسان یقین کرتا ہے وغیرہ - جب عنان کا معاملہ خلیفۂ وقت کے سامنے پیش ہوا تو عقائد کی اس فہرست کا حسب توقع اثر ہوا اور عنان کو قید خانہ سے رہا کر دیا گیا - اس طرح عنان کے ماننے والے فرقہ عنانیہ کے نام سے موسوم ہوئے بعد میں اس فرقہ کو قرائی فرقہ کا نام دے دیا گیا - عیر یہ امر ایک ضمنی حیثیت رکھتا ہے) ۱۹۳۰ء کے اعداد و شمار کے مطابق اس فرقہ کے زیادہ افراد روس میں مقیم تھے اور چند سو کے قریب مصر میں موجود تھے، یہ لوگ پہلے بھی یہودی تھے اور آج تک اپنے آپ کو یہودی کہتے ہیں - ملہ

عنانیہ اہل توریت ہیں

یہود میں توریت کو چھوڑ کر طالمود پر جو زور دیا جانے لگا تو ان لوگوں نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ ان کی رہنمائی کے لئے صرف توریت کافی ہے - اس لحاظ سے انہیں اہل توریت کہا جا سکتا ہے - لیکن ان کی طرف سے توریت کی تشریح و تفسیر میں اس قدر لٹریچر پیدا ہوا کہ اسے بھی قریباً قریباً طالمود کی حیثیت حاصل ہو گئی مسلمانوں میں جو اہل قرآن کا طبقہ پیدا ہے یہودیوں میں قرائی اور عنانیہ فرقہ کی حیثیت کچھ اسی قسم کی تھی -

مولوی ابو العطا صاحب کا انکشاف

مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری نے کہیں پڑھ لیا کہ فرقہ عنانیہ کے پیرو حضرت عیسٰیؑ کے متعلق برے کلمات نہیں کہتے - اور انہیں اولیاء اللہ میں سے خیال کرتے ہیں تو وہ اس بات کو لے اڑے اور ۲۸ جنوری ۱۹۵۸ء کے الفضل میں جلی سرخیوں سے یہ مضمون چھاپا "**عیسائیوں کا پیغامی گروہ فرقہ عنانیہ**" اپنے اس انکشاف کی خوشی میں انہیں یہ خیال نہ رہا کہ اس امر کی پوری طور پر تحقیق فرمالیں کہ فرقہ عنانیہ عیسائیوں کا کوئی "پیغامی" گروہ ہے یا یہودیوں کا جو حوالہ جات انہوں نے اپنے مضمون میں درج فرمائے ان میں بھی یہ کہیں ذکر نہیں تھا کہ "عنانی" اپنے آپ کو عیسائیوں کا فرقہ سمجھتے ہیں - یا یہ کہ دوسرے لوگ انہیں عیسائیوں کے گروہ میں شمار کرتے ہیں - جس دلیل کی بنا پر (کہ وہ حضرت عیسٰیؑ کو اولیاء میں سے سمجھتے ہیں) انہوں نے عنان بن داؤد کے پیروؤں کو عیسائی بنا دیا اسی دلیل کی بنا پر مولوی صاحب مکرم نے انہیں مسلمانوں کا ایک گروہ کیوں نہ قرار دیا اس لئے کہ وہ لوگ تو نبی کریم کو بھی خدا کے برگزیدوں میں شمار کرتے ہیں (اگر مولوی صاحب موصوف پسند فرمائیں تو فرقہ عنانیہ کے عقاید کی مفصل فہرست بھی پیش کی جا سکتی ہے جو امام ابو حنیفہ کے مشورہ سے تیار ہوئی تھی) بات تو معمولی سی تھی لیکن مولوی صاحب نے اس کا افسانہ بنا دیا - ان کو "پیغامیوں" کو بوجھ سے مارنے کیلئے ایک دلیل کی ضرورت تھی سو انہیں مل گئی - ان کی بلا سے قافیہ ملے نہ ملے -

میرا استفسار اور مولوی صاحب کی خاموشی

میں نے اس مضمون کو پڑھ کر مولوی صاحب مکرم کی خدمت میں ایک خط تحریر کیا - جب دو تین ماہ تک اس کا جواب نہ ملا تو اسے پیغام صلح میں بغرض اشاعت بھجوایا ایک سال تک خاموشی رہی - بعض احباب کے تقاضا پر میرے اس خط کو پیغام صلح ۸ جولائی ۱۹۵۹ء کے ایشوع میں دوبارہ شائع کیا گیا - جس کا جواب مولوی صاحب نے کچھ نہ دیا - الفضل نے اس پر ایک اداریہ لکھ کر حق رفاقت ادا کیا ہے -

قابل غور امور

اصل مبحث کو سمجھنے کے لئے ذیل کے امور کو ذہن میں رکھنا چاہیئے -

(۱) مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری - فرقہ عنانیہ کو **عیسائیوں کا پیغامی گروہ** کہتے ہیں (ثبوت ندارد)

(۲) احمدیہ جماعت لاہور سے مماثلت کے لئے اس فرقہ کے پیروؤں کو وہ ایسے لوگوں میں شمار کرتے ہیں جو بقول ان کے :-

" ایک صادق اور راستباز انسان پر ایمان لانے کے باوجود اس کے **اصل دعوے** اور **اصل مقام** کا انکار کر دیں اور اپنی تاویلوں اور ہوا و نفس سے اس مدعی کی نبوت اور رسالت کو محض ولایت اور محدثیت قرار دیں - یقیناً یہ بات عجیب ہے مگر واقعہ (!! - ناقل) یہی ہے کہ ایسا ہوتا آیا ہے - اور عجیب تو یہ ہے کہ مسیح موسوی اور مسیح محمدی میں اس پہلو سے **بھی عجیب** مشابہت (!! - ناقل) پائی جاتی ہے "

فرقہ عنانیہ کے پیروؤں کا مسیح کے اصل دعوے پر ایمان لانا اور پھر ان کا تاویلوں اور ہوا و نفس سے اس کا انکار کر دینا کہاں سے ثابت ہوا - اس "واقعہ" کا تاریخی ثبوت مولانا اور مدیر الفضل کے ذمہ ہے -

(۳) "مسیح ناصری علیہ السلام کے ماننے والوں میں سے ایک گروہ ایسا ہوا ہے"

(الفضل ۲۸ جنوری ۱۹۵۸ء)

"یہی پوزیشن حضرت ناصری علیہ السلام کے بعد ان کے ماننے والوں میں سے فرقہ عنانیہ کے لوگوں نے اختیار کی تھی" (ایضاً)

(ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب مکرم یہ سمجھتے ہیں کہ فرقہ عنانیہ حضرت مسیح کے فوراً بعد ہی معرض وجود میں آ گیا تھا - ورنہ پیغامی گروہ سے مماثلت کی دلیل کمزور ہو جاتی ہے - اسی لئے مولوی صاحب سے میں نے دریافت کیا تھا کہ عنان بن داؤد کس زمانہ میں پیدا ہوئے تھے - جواب ندارد - نہ ہی اب مدیر الفضل نے اس سوال کو چھیڑا ہے - ناقل)

عجیب مشابہت یا عجیب تاریخی غلطی؟

اگر مولوی صاحب موصوف میری معروضات پر ذرا غور فرماتے تو انہیں خود ہی یہ محسوس ہو جاتا کہ ان کی اس "**عجیب مشابہت**" والی دلیل میں ایک **عجیب تاریخی** غلطی کا ارتکاب ہوا ہے - حق اور راستی کا طریق یہ تھا کہ وہ اس غلطی کا اعتراف فرما لیتے - اور خواہ مخواہ احمدی جماعت کو ایک مزید غلط فہمی میں مبتلا ہونے سے بچا لیتے - آخر اہل علم بھی غلطیوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں جن کا اعتراف انکی شان اور علم کے منافی نہیں -

الفضل کی وکالت

خیر مولوی صاحب مکرم تو میرے مطالبہ پر خاموش ہیں - لیکن مدیر الفضل نے ۲۶ جولائی ۱۹۵۹ء (جلد ۴۸ - نمبر ۱۷۲) کے ایشوع میں ایک اداریہ مولوی صاحب کے استدلال کی حمایت میں لکھا ہے اس مضمون میں مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری کے مضمون والی تیزی نہیں اور نہ ہی اس عجیب انکشاف اور عجیب مشابہت پر جوش و خروش کا اظہار کیا گیا ہے - مولوی صاحب کے مضمون کا عنوان تھا **عیسائیوں کا پیغامی گروہ فرقہ عنانیہ** - مدیر الفضل نے عنوان میں محض "فرقہ عنانیہ" کے الفاظ پر اکتفا کیا ہے اور اپنے مضمون میں بھی کھلے طور پر فرقہ عنانیہ کو عیسائیوں کا فرقہ کہنے کی جرأت نہیں کی - بلکہ احتیاط ہی کو مد نظر رکھا تھا - فرماتے ہیں :-

"فرقہ عنانیہ کے متعلق مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری ...... نے حوالے دے کر بتایا تھا کہ ایک فرقہ ایسا بھی ہے"۔

(الفضل ۲۹ جولائی ۱۹۵۹ء)

مولوی صاحب کے استدلال کی بنیاد تو اس پر تھی کہ عیسائیوں میں ایک فرقہ ایسا بھی ہوا ہے لیکن مدیر الفضل نے سے صرف "ایک فرقہ" قرار دیا ہے۔

کیا یہ لفظی نزاع ہے؟

میرے مطالبہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"اس مطالبہ کا خلاصہ یہ ہے کہ بتائیں کہ فرقہ عنانیہ کو کس نے عیسائی فرقہ کہا ہے۔ یعنی جھگڑا صرف نام کا ہے۔ حقائق کے متعلق شیخ صاحب کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔"

جب مولوی صاحب مکرم کے تمام استدلال کی بنیاد ہی یہی تھی کہ مسیح موسوی اور مسیح محمدی میں اس پہلو سے **عجیب مشابہت** پائی جاتی ہے کہ دونوں کے پیروؤں میں اُن کے اصل مقام اور مرتبے کا انکار کرنے والے پیدا ہو گئے تو ہمارا مطالبہ درست تھا کہ آپ سب سے پہلے اس امر کو ثابت کریں کہ فرقہ عنانیہ ایک عیسائی فرقہ ہے اور یہ خود اپنے آپ کو عیسائی کہتے ہیں اور دوسرے لوگ بھی انہیں عیسائی سمجھتے ہیں، یہ تو رہا نام کے جھگڑے کا سوال جو آپ کے نزدیک محض ایک لفظی نزاع ہے چنانچہ مدیر "الفضل" اس ضمن میں فرماتے ہیں :۔

"اب یہ بات کہ آیا اس کو عیسائیوں کے فرقوں میں مانا جائے یا یہودیوں کے فرقوں میں محض ایک لفظی بحث ہے"۔

"گویا آپ کے خیال میں یہ لفظی بحث کہ عنانیہ فرقہ عیسائی تھا یا یہودی ایسی ہی ہے کہ اس فرقہ کو عیسائی فرقہ کا نام دینا "ہمالیہ جیسی غلطی ہے" جیسا آدمی لاجواب ہو جائے تو اس وقت ایسی باتیں کرتا ہے۔"

اگر یہ لفظی نزاع ہے اور مولانا نے اس لفظ کے استعمال میں دھوکہ کھایا ہے تو اس کا علاج تو آسان ہے کہ مولانا ابوالعطا صاحب جالندھری اس بات کا صاف اعلان کریں کہ انہوں نے اس فرقہ کو عیسائیوں کا فرقہ سمجھنے میں غلطی کی ہے دراصل یہ یہود کا فرقہ ہے تو نام کی بحث تو یہیں ختم ہو جائے گی۔ لیکن اگر وہ ایسا کریں تو پھر انکی **"عجیب مشابہت"** والی عمارت زمین پر آ گرتی ہے۔ اسی لئے وہ خود خاموش ہیں اور مدیر الفضل ان کی وکالت فرما رہے ہیں۔

حقائق کا سوال

اب رہا حقائق کا سوال جس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ :۔

"شیخ صاحب کو کوئی اختلاف نہیں"

ایک شخص اپنی جان کو خطرہ میں پا کر اپنے عقائد میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے پر ترمیم و تنسیخ پر آمادہ ہو جاتا ہے، اور آپ اس کے ایک حصہ کو لے کر یہ شور مچانا شروع کر دیتے ہیں کہ دیکھئے عیسائیوں کے ایک فرقہ کی مماثلت "پیغامیوں" سے ثابت ہو گئی۔ اور جب کوئی "پیغامی" اُن حقائق کی تفصیلات پوچھ بیٹھتا ہے تو آپ فرماتے ہیں کہ :۔

* "یہ ایک لفظی بحث ہے"
* جب آدمی لاجواب ہو جائے تو اس وقت ایسی باتیں کرتا ہے۔
* یہ سیٹھ کی خیال آرائی ہے
* معلوم ہوتا ہے شیخ صاحب نے قرآن کریم کا بھی کبھی مطالعہ نہیں کیا۔

نہ جانے آپ نے یہ کہاں سے معلوم کر لیا کہ "حقائق کے متعلق شیخ صاحب کو کوئی اختلاف نہیں" جن حقائق کو دانستہ یا نادانستہ طور پر مسخ کر کے الفضل میں پیش کیا گیا تھا۔ انہی کی طرف تو میں نے آپ کے علماء کی توجہ مبذول کرائی تھی جب مضمون کی بنیاد ہی غلط تھی تو میرا اسے "ہمالیہ جیسی غلطی" قرار دینا قابلِ اعتراض کیوں ٹھہر گیا۔ اگر یہودیوں میں یا فرض کر لیجئے ہندوؤں میں ایسے لوگ گذرے ہوں جو حضرت عیسٰے علیہ السلام کے متعلق بُرے کلمات نہ بولتے تھے۔ اور آپ یقین جانیے آج بھی ان میں ایسے لوگ موجود ہیں تو اتنی سی بات سے یہ کس طرح ثابت ہو گیا کہ احمدیہ جماعت لاہور کے عقائد غلط ہیں۔ یہ تو وہی بات ہوئی مارون گھٹنا پھوٹے آنکھ۔ حیرت ہے کہ ربوہ سے یہ کس قسم کا نیا علم کلام پیدا ہو رہا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ آپ اس امر کو پایۂ ثبوت تک پہنچاتے کہ عنان بن داؤد اور اس کے پیرو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پہلے خدا کا نبی تسلیم کرتے تھے بعد میں اُن کے درجہ کو گھٹا کر اپنی تاویلوں اور ہوائے نفس سے انہیں ولی محدث وغیرہ ماننے لگ گئے تب آپ کی یہ "عجیب بات" اور "عجیب مشابہت" والی دلیل کوئی وزن رکھتی۔ شاید آپ سے کسی نے کہہ دیا کہ پیغام صلح میں جو مضمون شائع ہوا ہے اس کا ضرور کوئی جواب ہونا چاہیئے۔ اور آپ نے قلم اُٹھا کر بغیر سوچے سمجھے جواب لکھنا شروع کر دیا ہے

کچھ نہ سمجھے وہ مری بات سے مطلب میرا
جتنا سمجھے ہیں مجھے اس کی حقیقت معلوم (طفیل)

مدیر الفضل کے دلائل پر نظر

مدیر الفضل کس سادگی سے فرماتے ہیں :۔

"مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری نے تو صرف یہ دکھانا تھا کہ ایک فرقہ ایسا ہوا ہے (وہ عیسائیوں کے فرقہ والی بات پر قائم کیوں نہیں رہتے۔ ناقل) جو آپ کو نبی نہیں مانتا تھا بلکہ صرف ولی اللہ وغیرہ مانتا تھا۔ **اب اس فرقہ کا نام کیا ہی آپ جو چاہیں نام رکھ لیں۔** (سبحان اللہ اگر ہم انہیں سکھوں کے فرقہ کا نام دے دیں تو آپ کو اس پر کوئی اعتراض تو نہ ہو گا!! شاید اسی لئے آپ نے انہیں زبردستی عیسائیوں کا فرقہ بنا دیا تھا۔ نام رکھنا اپنے اختیار میں جو ہوا۔ ناقل) اسی طرح جس طرح خود لاہوری جماعت کے کئی نام ہو گئے ہیں (اس دلیل کا اصل بحث سے تعلق سمجھ میں نہیں آیا۔ ناقل) کوئی انہیں لاہوری پارٹی کہتا ہے کوئی پیغامی کہتا ہے کوئی لاہوری مرزائی کہتا ہے اور آپ خود اپنے آپ کو لاہوری احمدی کہتے ہیں اور کوئی آپ لوگوں کو صرف مسلمانوں کا ایک فرقہ سمجھتا ہے۔ کوئی کافر و مرتد و زندیق تک (نعوذ باللہ) کہدیتا ہے (لیکن فرقہ عنانیہ والے تو اپنے آپ کو محض یہودی کہتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی احمدی جماعت کو مسلمان فرقہ احمدیہ ہی کہا ہے۔ اب اگر کوئی احمدیوں کو ہندوؤں کا فرقہ قرار دے اس بناء پر کہ وہ کرشن جی مہاراج کو خدا کا نبی تسلیم کرتے ہیں تو کیا آپ اس پوزیشن کو قبول فرمائیں گے؟ دوسرے لوگ بھی فرقہ عنانیہ کو یہود کا فرقہ ہی کہتے اور سمجھتے ہیں، اگر آپ کو یہود کی کتب تاریخ کے حوالہ جات کی ضرورت محسوس ہو تو وہ بھی پیش کئے جا سکتے ہیں۔ اگر یہود کی کتب کا اعتبار نہ ہو تو پھر عیسائی مؤرخین کی کتب کو بھی پیش کیا جا سکتا ہے۔ کاش آپ کسی طرح حق بات کو تسلیم کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔ ناقل) سوال صرف یہ ہے کہ آخر ناموں کا کیا سوال ہے۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ آپ کے عقائد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں کیا ہیں۔ (خدا کے فضل سے ہمارے عقائد حضرت اقدس کے متعلق وہی ہیں جو خود حضرت مسیح موعود کے اپنے متعلق تھے۔ اس کے متعلق ہمارے لٹریچر میں مفصل بحث موجود ہے لیکن اس وقت موضوع زیر بحث آپ کی فرقہ عنانیہ کے متعلق انوکھی دلیل ہے۔ ناقل) اور کیا پہلے بھی کوئی ایسے لوگ ہو چکے ہیں جو نبی اللہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے متعلق بھی بعینہٖ یہی عقائد رکھتے تھے جو آپ کے حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق ہیں (فرقہ عنانیہ کے عقاید کی حقیقت تو ابتداء میں واضح کر چکا ہوں آپ بات کو نہ سمجھنا چاہیں تو آپ کی مرضی۔ ناقل)

"آپ کہتے ہیں کہ وہ عیسائی فرقہ نہیں تھا بلکہ عنانیہ تھا جو عنان بن داؤد کے پیرو تھے (جناب یہ میں نہیں کہتا بلکہ خود آپ ہی کے مضمون میں اسی طرح لکھا ہے "فرقہ عنانیہ۔ یہ لوگ عنان بن داؤد ...... کی طرف منسوب ہیں" ناقل) عنانیہ تو محض اس فرقہ کے شروع کرنے والے کے نام کی وجہ سے لکھا جاتا تھا کیونکہ عنان بن داؤد نے اسکو

شروع کیا تھا (ورنہ آپ کے خیال میں تو یہ لوگ حقیقتاً حضرت عیسٰی کے پیرو تھے العجب! - ناقل) اسی طرح جس طرح پیغامیوں کو پیغامی اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ لوگ جو اس شخص کے پیرو ہیں جس کے ہاتھ میں اخبار پیغام صلح کی عنان تھی کوئی مؤرخ آپ کو "محمد علیئے" بھی کہہ سکتا ہے جس طرح آپ لوگوں احمدیوں کو "محمودئے" لکھا کرتے ہیں (بس آپ کی اس دلیل پر اور کیا لکھوں ضروری نہیں کہ آپ کی ہر بات کا جواب بھی دیا جائے - ناقل)

آگے چل کر ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں:-

"شیخ محمد طفیل صاحب کے خیال میں عنانیہ یہودیوں کا فرقہ تھا (اگر میرا خیال ہوتا تو آپ سو بار نہ مانتے میں تو صرف واقعات کی بات کر رہا ہوں - ناقل) شیخ صاحب خدا کے لئے بتائیں کہ کیا کوئی یہودی یہودی رہ کر ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ جو حضرت عیسٰی علیہ السلام کو ولی اللہ مانتے - وہ قوم جو آپ پر (نعوذ باللہ) بدترین الزامات لگاتی ہے کیا ان کا کوئی ایسا فرقہ ہو سکتا ہے جو حضرت عیسٰی علیہ السلام کے متعلق ولی اللہ تو بہت بڑی بات ہے کوئی ذرا نیک خیال بھی رکھ سکے - معلوم ہوتا ہے کہ شیخ صاحب نے قرآن کریم کا بھی کبھی مطالعہ نہیں کیا ورنہ آپ ایسی بے تکی خیال آرائی کبھی نہ کرتے؟"

صرف عنان بن داؤد کے پیرو ہی نہیں بلکہ یہودیوں میں اور بھی ایسے فرقے موجود ہیں جو حضرت عیسٰی کے متعلق بُرے کلمات نہیں کہتے بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانہ کے یہودیوں نے جو سلوک اس خدا کے نبی سے کیا تھا اس سے برأت کا اظہار کرتے ہیں، مجھے تو خود ایسے یہودیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے، عند الطلب تاریخی کتب سے حوالہ جات بھی پیش کئے جا سکتے ہیں - گو یہ سچ ہے کہ ایسے فرقہ کے پیروؤں کی تعداد کم رہی ہے لیکن اس کے باوجود انہوں نے ہمیشہ اپنے آپ کو یہود ہی کہا ہے - باقی رہا کسی کے کافر و زندیق کہنے کا سوال - تو اس سے اصل بحث پر کوئی اثر نہیں پڑتا - اگر پیغامیوں کو کوئی شخص یا جماعت کافر و زندیق کہتی ہے تو اس سے یہ نتیجہ نکال لینا کہ پیغامیوں کا فرقہ دراصل عیسائیوں یا یہودیوں کا فرقہ ہے کہاں کی دانائی ہے؟ اگر میں اس قسم کے بیان پر اعتراض کر بیٹھوں اور اس کا جواب مجھے یہ ملے کہ یہ محض "بے تکی خیال آرائی ہے" تو کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا؟

چونکہ آپ نے قرآن کی کوئی آیت پیش نہیں فرمائی اس لئے اس کے متعلق میں کیا عرض کر سکتا ہوں کہ آپ کے ذہن میں جو اس کا مفہوم ہے وہ درست ہے یا غلط -

یہود سے سبت کے بارے میں اختلاف

میں نے اپنے خط بنام مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری میں لکھا تھا -

"نیز اس فقرہ سے بھی کہ یہ باقی یہود سے سبت کے بارے میں اختلاف رکھتے ہیں

ظاہر ہے کہ یہ یہودی لوگ تھے نہ کہ عیسائی"

بات تو صاف ہے یہود کے فرقوں میں سے ایک فرقے کا خاص طور پر ذکر ہو رہا ہے کہ یہ لوگ باقی یہود سے سبت اور عیدوں کے بارہ میں اختلاف رکھتے ہیں - اسی طرح جب یہ کہا جائے کہ احمدی جماعت مسلمانوں سے وفات مسیح کے متعلق اختلاف رکھتی ہے تو کونسا عقلمند انسان یہ فتویٰ دینے کے لئے تیار ہو جائے گا - کہ اس سے مراد یہ ہے کہ احمدی جماعت عیسائیوں کا ایک فرقہ ہے - خدا لگتی کہئے کیا آپ کا استدلال اسی طرز کا نہیں - یقین نہ ہو تو اپنے الفاظ کو دوبارہ پڑھ لیجئے - یہود سے سبت کے بارہ میں میرے فقرہ کو درج فرما کر آپ لکھتے ہیں:-

"یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسا کہ پیغامیوں کے متعلق کہا جائے کہ یہ لوگ مسلمانوں سے 'وفات عیسٰی علیہ السلام' کے متعلق اختلاف رکھتے ہیں - پھر سوالوں کا سوال یہ ہے کہ کیا "پیغامی" اپنے آپ کو "مسلمانوں" کا فرقہ نہیں سمجھتے؟"

اس سوالوں کے سوال کی بھی آپ نے ایک ہی کہی - چلئے آپ کی بات مان لی کہ "پیغامی" اپنے آپ کو مسلمانوں کا فرقہ سمجھتے ہیں - لیکن آپ فرقہ عنانیہ کو یہودیوں کا فرقہ تسلیم کیوں نہیں کرتے جبکہ وہ خود اپنے آپ کو یہودیوں کا فرقہ ہی قرار دیتے ہیں - یہ حق آپ کو کہاں سے حاصل ہو گیا کہ اپنے آپ کو یہود قرار دینے والوں کو آپ دھاندلی سے عیسائی بنا دیں - اسی کو کہتے ہیں:-

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد

مدیر الفضل پھر لکھتے ہیں:-

"بالفرض یہ ثابت بھی ہو جائے کہ عنانیہ فرقہ اپنے آپ کو یہودی کہتا تھا تو اس سے کیا فرق پڑ جاتا ہے؟"

کاش خدا آپ کو اس بات کے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے کہ فرقہ عنانیہ دراصل یہود ہی کا ایک فرقہ ہے - جب یہ بات آپ کی سمجھ میں آ جائے تو اس اعتراف کے ساتھ مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کا مضمون "عیسائیوں کا پیغامی گروہ فرقہ عنانیہ" ایک بار پھر الفضل میں من و عن شائع فرما دیں تا کہ مولانا موصوف کے اس انوکھے انکشاف اور استدلال کی حقیقت آپ کی جماعت کے سلیم الطبع طبقہ پر روشن ہو جائے - آپ کے خیال میں اگر عنانیہ فرقہ اپنے آپ کو یہودی کہے تو اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا - اگر وہ اپنے آپ کو زرتشت یا بدھ کا پیرو کہے تو اس سے بھی کچھ فرق پڑ جاتا ہے یا نہیں؟ اگر آپ سمجھنا نہ چاہیں تو کسی بات سے بھی کچھ فرق نہیں پڑتا - ورنہ کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

وما علینا الا البلاغ المبین

تتمہ

1. Karaites: "A small Jewish sect, founded in eighth century of the Christian Era by Anan ben David" (Collier's Encyclopedia, 1958, New York).

2. "Karaites: A Jewish sect flourishing in the Near East in Babylonia, from 9th to the 12th centuries." (An Ency. of Religion edited by V. Ferm, 1943, The Philosophical Library, N. York).

3. Qaraites: Heb. 'Benē miqrā' Sons of the Scriptures. A mediaeval Jewish sect.... The founder Anan ben David of Baghdad, in 760 claimed to succeed Isaac Iskawi his uncle as Exilarch, but the Geonim ultimately choose Anan's younger brother Josiah, whose appointment was confirmed by the Caliph al-Mansūr" (Ency. Britanica).

4. "The Karaites (Followers of the Bible") were a Jewish sect." (The Jewish Encyclopedia).

۵- الملل والنحل (ابی الفتح محمد عبد الکریم الشہرستانی) جزو اول طبع مصر میں ص۲۸ پر یہود و نصاریٰ پر نام بحث کا آغاز کیا گیا ہے ص۲۸ سے ص۵۸ تک یہود میں جو قریباً بہتر فرقے پائے جاتے ہیں ان میں سے چند کا ذکر کیا گیا ہے - جن کے نام یہ ہیں:-

العنانیہ

العیسویہ (منسوب الی ابو عیسٰی اسحاق ابن یعقوب الاصفہانی)

الموشکانیہ

(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم ۲)

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو عجب کا دیا ۔ گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

تبلیغی خط و کتابت

اس عنوان کے نیچے وہ خطوط درج ہوتے ہیں جو انجمن کی تبلیغی ڈاک کے جواب میں موصول ہوتے ہیں ۔

نیو جرسی (امریکہ)

ترجمہ خط جان ۔ سے ٹاؤن سینڈ نیو جرسی (امریکہ) ۔

السلام علیکم ۔

مجھے آپ کا ارسال کردہ اسلامک لٹریچر مل گیا ہے جس میں ایک کاپی اسلامک ریویو ۔ ایک کاپی اخبار لائٹ اور ایک کاپی براہین احمدیہ کے علاوہ اور بھی بہت سی قیمتی کتابیں شامل تھیں ۔ آپ کی اس مہربانی کے لئے میں آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ اگر آپ بہت سی کاپیاں کال آف اسلام کی دے سکیں تو مشکور رہوں گا ۔

اگر خدا کو منظور ہوا تو میں مستقبل قریب میں یہاں ایک اسلامک سوسائٹی قائم کروں گا جو قرآن پاک اور اسلام کے متعلق لٹریچر کے مطالعہ کے لئے مخصوص ہو گی ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں اسلام کی وہ سچی تعلیم حاصل کرنے کے خواہاں ہیں جو حضرت رسول کریمؐ اور دیگر مشرق کے بڑے بڑے علماء نے ہمارے لئے چھوڑی ہے ۔ میں آپ کے قیمتی مشوروں کا خوشی سے خیر مقدم کروں گا اور اگر آپ مزید کوئی لٹریچر ارسال کر سکیں تو مشکور رہوں گا (انہیں خط اور لٹریچر بھیجا گیا ہے ۔ غلام قادر)

(۲)

السلام علیکم ۔

آپ کا گرامی نامہ مرقومہ ۱۵ ۶/۵۹ ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی میں نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی کتاب موسومہ براہین احمدیہ بار بار پڑھی جس سے مجھے بہت علم حاصل ہوا اور خالص روحانی لطف سے بہرہ ور ہوا ہوں ۔ حسب الارشاد میں نے حضرت مولانا محمد علی مرحوم کی تفسیر القرآن انگریزی میں سے آپ کے انتخاب کردہ حصہ کو بغور پڑھا ہے ۔

میں نے ان تمام کتب کو جو آپ نے اب تک بھیجی ہیں ابدی صداقتوں سے پُر پایا ہے یہ کتب بڑی آسانی سے پڑھی اور سمجھی جا سکتی ہیں ۔

میں اس بات پر برضا و رغبت تیار ہو گیا ہوں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے وابستگی اختیار کر لوں اور تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے باقاعدہ چندہ بھیجتا رہوں ، اس خط کو میری گذارش بیعت سمجھیں اور ممبر شپ سرٹیفکیٹ بھیج دیں ، جس سے دوسرے لوگوں پر واضح ہو جائے کہ میں اس مقدس تحریک کا ممبر ہوں ۔ (انہیں خط ۔ مزید لٹریچر اور ممبر شپ فارم بھیجا جا رہا ہے)

جنوبی افریقہ

ترجمہ خط از ایم ۔ آئی وادی ۔ سٹوڈنٹس اسلامک ایسوسی ایشن جوہنس برگ ۔ جنوبی افریقہ ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کی انجمن اور اس کے شاندار تبلیغی کارناموں کی ہمیں اطلاع ملی ہے ۔ ہم چاہتے ہیں کہ بذریعہ خط و کتابت آپ کے ساتھ مستحکم رابطہ قائم کریں ۔

ہمارے ادارے کا قیام ابھی ابھی ہوا ہے اس لئے ہمیں آپ کی مدد کی ضرورت ہے امید ہے آپ ہماری دستگیری فرمائیں گے ۔

آپ اسلامی کتب اور رسائل کی ترسیل میں ہماری مدد فرمائیں ، انشاء اللہ ہم آپ کی حسب منشاء اس لٹریچر کو شائع کر کے ملک بھر میں تقسیم کریں گے لیکچروں کے لئے ہمیں آپ کے واعظین کی اشد ضرورت ہے ۔

کیا اس سلسلہ میں آپ ہمارا ساتھ دے سکیں گے ۔

امید ہے جواب باثواب سے جلد ہی نوازیں گے ۔

والسلام

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجا جا رہا ہے ۔ غلام قادر)

برما

ترجمہ خط از مسٹر عبد اللطیف رنگون (برما)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں پچھلے سال ایک خوشگوار دن مسلم سٹوڈنٹس سوسائٹی رنگون کے ریڈنگ روم میں مطالعہ کر رہا تھا کہ میری نظر آپ کے مؤقر جریدہ "لائٹ" کی اشاعت اپریل ۱۹۵۸ء پر پڑی ۔ پڑھ کر معلوم ہوا کہ ہز ہولی نیس ایکسرے اور کرائسٹ وغیرہ کتب آپ کی انجمن سے درخواست کرنے پر مل سکتی ہیں

درس و تدریس کی مصروفیات کی بناء پر میں جلد نہ لکھ سکا ۔ فرصت کے اوقات میں اکثر اسلامی لٹریچر ہی مطالعہ کرتا ہوں ۔ میں حیات مسیحؑ کے متعلق دقیق مطالعہ کا خواہشمند رہا ہوں ۔ بناء بریں مجھے اس کے متعلق لٹریچر کی ضرورت ہے ۔ مجھے امید ہے کہ آپ کا لٹریچر مسیحؑ کے متعلق غلط علم اور غلط عقائد کی بندشوں سے لوگوں کو رہائی دلانے میں بہت کارآمد ہو گا (انہیں مطلوبہ لٹریچر اور دیگر پمفلٹس بھیجے جا رہے ہیں ۔ غلام قادر)

انڈونیشیا

ترجمہ خط از مسٹر ایم سبین ۔ ایس ۔ ٹیچر آف پی ۔ جی ۔ اے بیگارالم انڈونیشیا ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

پہلی دفعہ آپ سے تحریری ملاقات کی خوش وقتی حاصل کر رہا ہوں ۔ اپنا ضمنی تعارف تحریر خدمت ہے احمدیت کے متعلق چند کتب کے مطالعہ سے بہت متاثر ہوا ہوں ۔

سچ کہتا ہوں آپ کے اغراض و مقاصد اور تعلیم سے مجھے بہت دلچسپی پیدا ہو گئی ہے ۔

براہ کرم ہمیں انگلش ٹرانسلیشن آف دی ہولی قرآن ۔ مینول آف حدیث اور دیگر لٹریچر ارسال فرمائیں ۔

امید ہے ہمارے درمیان سلسلہ خط و کتابت جاری رہے گا اور آپ ہماری وقتاً فوقتاً امداد فرماتے رہیں گے ۔ (انہیں قرآن بغیر ٹیکسٹ ، لٹریچر اور خط وغیرہ بھیجے جا رہے ہیں ۔ غلام قادر)

رنگپور (مشرقی پاکستان)

ترجمہ خط از پروفیسر سراج الاسلام صاحب ۔ پروفیسر آف کیمسٹری ۔ رنگپور مشرقی پاکستان ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آٹھ رسائل کی رسید کی اطلاع دیتے ہوئے میں خوشی محسوس کر رہا ہوں ۔ میں باہر گیا ہوا تھا اس لئے جواب میں دیر ہو گئی ۔ میں ان کتب کے لئے آپ کا بہت مشکور ہوں ، مجھے ان کے مطالعہ سے احمدیت کے متعلق کافی معلومات حاصل ہو جائیں گی ۔

امید ہے وقتاً فوقتاً آپ مجھے احمدیت کے متعلق مزید معلومات بہم پہنچاتے رہیں گے ۔ (انہیں خط اور لٹریچر بھیجا جا رہا ہے ۔ غلام قادر)

تھائی لینڈ

ترجمہ خط از مس دونگ دھونگکم بنگلکاک ۔ تھائی لینڈ ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مجھے ووکنگ مسلم مشن اور لٹریری ٹرسٹ سے معلوم ہوا ہے کہ آپ مختلف اسلامی موضوعات پر ان مسلمانوں کو لٹریچر بھیجتے ہیں جو اسلامی تعلیم سے پوری پوری واقفیت حاصل کرنے کے خواہشمند ہیں اور یہ کہ آپ نے اس غرض کے لئے بہت ضروری کتب کے سیٹ مقرر کر رکھے ہیں جن میں مستند کتب اور قرآن شریف بھی شامل ہے ۔

میں آپ کا اور پاکستانی بھائیوں کا بہت مشکور ہوں گا اگر ہمیں اسلام پر اہم کتب مہیا کی جائیں اور ہماری سوسائٹی کے مستحکم قیام کا ذریعہ بنیں ۔

میں تھائی مسلمان ہوں اور اسلام کے متعلق بہت کم واقفیت رکھتا ہوں ۔ مجھے کہا گیا ہے کہ اسلام سب سے بہتر مذہب ہے پس میں جاننا چاہتا ہوں کہ اسلام کس طرح سب سے بہتر مذہب ہے ۔

مجھے امید ہے کہ میری درخواست پر ہمدردانہ غور کیا جائے گا ۔

(انہیں فی الحال ترجمہ قرآن بغیر متن ٹیچنگ آف اسلام وغیرہ بھیجے جا رہے ہیں ۔ غلام قادر)

رنگون کے شیخ الجامعہ کی احمدیت پر نکتہ چینی

کتاب "دو نبی" پر ایک سرسری نظر

قسط نمبر ۱۵

(مولانا مرتضیٰ خان حسن)

حضرت مسیح موعودؑ اور جماعت احمدیہ کا مذہب

نظام معتزلی سے مماثلت کا افترا

اس کے بعد ہمدم صاحب نے کئی اور افترا پردازیاں حضرت مرزا صاحب کے خلاف کی ہیں۔ چنانچہ "مرزا قادیانی کا استاد" عنوان قائم کر کے آپ نے ایک طویل اور دلخراش بیان سپرد قلم کیا ہے، لکھتے ہیں:-

"یہ چیز اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ مرزا کے اندر دراصل نظام معتزلی کی روح حلول کر گئی تھی۔ نظام معتزلی کافر، ملحد اور زندیق تھا۔ اس نے صحابہ کرامؓ کی شان میں زبردست گستاخیاں کی ہیں، علامہ بغدادی لکھتے ہیں کہ نظام معتزلی کا شاگرد عمرو عثمان جاحظ نے اپنی کتاب المعارف کتاب الفتیا میں لکھا ہے کہ نظام محدثین پر اس لئے طعن کیا کرتا تھا کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضؓ کی احادیث کو کیوں روایت کیا ہے۔ کیونکہ نظام ابوہریرہؓ کو دنیا بھر کا جھوٹا گردانتا تھا۔ یہی نظام فاروق اعظمؓ اور سیدنا علیؓ پر بھی ناپاک حملے کرتا تھا۔ مسعود رضؓ کو روایت مسئلہ تقدیر۔ معجزہ شق القمر اور جنات کے دیکھنے میں کاذب ٹھہراتا تھا۔ نظام اہل بیت رضوان اللہ علیہم پر دشنام طرازی سے کام لیتا، اور ان کی توہین کرتا تھا جن کی تعریف میں خدائے قدوس کا مقدس ارشاد رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ نازل ہوا (الفرق ص ۱۳۳) نظام ابوہریرہؓ کو کاذب اس لئے کہا کرتا تھا کہ آپ کی روایت سے فرقہ معتزلہ پر بھاری چوٹ پڑتی تھی۔ نظام اجماع صحابہ کے حجت ہونے کا بھی منکر تھا اور کہتا تھا کہ صحابہ کرامؓ اور تمام امت گمراہی پر مجتمع ہو سکتی ہے (الفرق ص ۱۳۵) نظام ہر وقت شراب کے نشے میں چور رہتا تھا اور اس کا بڑا دلدادہ تھا۔ نظام باوجود دنیا بھر کی گمراہیوں کے دنیا بھر کا فاسق و فاجر تھا۔ گناہ کبائر بڑی بے باکی سے کیا کرتا تھا۔ اسی نظام معتزلی کی تقلید کرتے ہوئے مرزا جی بھی انکار حدیث کرتے تھے صحابہ کو گالیاں دیتے تھے اور تمام اہل سنت والجماعت کے مسلمہ عقائد معراج معجزہ شق القمر وغیرہ ہم کا انکار کرتے تھے۔ قرآنی آیتوں کو اپنے مطلب کے مطابق توڑ موڑ کر پیش کرنے کی وجہ سے تمام مسلمانوں کا متفقہ فتویٰ ہے کہ مرزا جی دعوئے نبوت اور انکار حدیث نیز توہین انبیاء کرام وغیرہ وغیرہ کے تحت کافر ہیں۔"

(صفحہ ۲۷-۲۸)

ان تمام ناپاک تہمتوں۔ ان کذب بیانیوں اور ان افترا پردازیوں کے جواب میں ہم عرض کرتے ہیں الا ان لعنت اللہ علے الکاذبین المفترین۔ سبحانک ھذا بہتان عظیم۔

سنو! اور گوش ہوش سے سنو، بخدائے لایزال حضرت مرزا صاحبؒ کا دامن ان تمام تہمتوں سے پاک ہے۔ کجا نظام معتزلی اور کجا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

ع۔ چراغ مردہ کجا شمع آفتاب کجا؟

.... تم کہتے ہو کہ نظام کی روح مرزا صاحب میں حلول کر گئی تھی تعساً لکم ایہا المفترون المکذبون۔ قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائے۔ اور زمین شق ہو جائے کہ حضرت مرزا صاحبؒ جیسے متبع کتاب و سنت، حضرت میرزاؒ جیسے عاشق خدا اور رسول، حضرت میرزا جیسے ہادیٔ برحق کی مثال ایک ایسے شخص سے دی جا رہی ہے جو بقول ان کے مسلمانوں میں سے بدترین شخص تھا۔ آپ نے اس تحریر میں جو گالیاں دی ہیں ان کا ہم کیا جواب دیں ؎

دشنام اگر دہد خیشے
چارہ نبود بجز شنیدن

گر پائے کسے سگے گزید
نہ تواں پائے سگے گزیدن

ذرا ہوش سے بات کرو۔ کیا کہہ رہے ہو، اور کس کے متعلق کہہ رہے ہو۔ اگر دل اندھا ہے تو آنکھیں تو اندھی نہیں۔ کچھ آنکھوں ہی سے کام لو۔ حضرت مرزا صاحب کی کتابیں اور آپ کی تعلیم دنیا سے مفقود تو نہیں ہو گئی۔ ذرا ان کو پڑھو اور پھر جو کچھ تم نے یاوہ گوئی کی ہے اس پر آٹھ آٹھ آنسو بہاؤ۔ اور اپنے کئے پر خود ہی ماتم کرو۔

دلیلش بیار

ہم تم سے ان تمام خرافات کا جو تمہارے قلم سے نکلی ہیں ثبوت مانگتے ہیں، اگر سچے ہو تو حضرت مرزا صاحب کی کتابوں سے ان کا حوالہ دو ورنہ اپنی کذب بیانی کا اعتراف کرو ؎

ندارد کسے با تو ناگفتہ کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

افترا پر افترا کرتے جانا اور حوالہ نہ دینا یہ عجیب ہتھکنڈے ہیں، بتاؤ کہاں حضرت مرزا صاحب نے احادیث سے انکار کیا ہے؟ کہاں آپ نے صحابہ کرام رضؓ کی شان میں گستاخیاں کی ہیں؟ بتاؤ کہاں آپ نے حضرت فاروق اعظمؓ اور سیدنا علیؓ پر ناپاک حملے کئے ہیں؟ بتاؤ کہاں آپ نے اہل بیت پر دشنام طرازی سے کام لیا ہے؟ بتاؤ کہاں آپ نے اجماع صحابہ کے حجت ہونے سے انکار کیا ہے؟ اور جو گناہ کبائر تم نے نظام میں بیان کئے ہیں، کیا ان میں سے کوئی ایک ادھر تم حضرت حجۃ اللہ علے الارض علیہ السلام میں ثابت کرنے کی جرأت کر سکتے ہو؟ تف ہے تم پر اگر تم ثابت نہ کرو، مگر نہیں کر سکتے اور ہرگز نہیں کر سکتے۔ خدائی وعید ثم یرم بہ بریا فقد احتمل بہتانا و اثما مبینا سے ڈرو۔ برما کے مسلمانوں کی خدمت میں ہم عرض کرتے ہیں کہ وہ اپنے اس عالم دین سے مطالبہ کریں کہ تم نے یہ تو کہدیا کہ مرزا صاحب میں نظام معتزلی کی روح حلول کر گئی تھی، اب اس کا ثبوت بھی دو۔ بغیر ثبوت کے کوئی دانا تمہاری اس ہرزہ سرائی کو تسلیم نہیں کرے گا۔

حضرت مرزا صاحبؒ کے عقائد و اعمال

ہم جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کو اپنی آنکھوں سے دیکھا جو آپ کے پاس بیٹھے۔ آپ کے حالات کو بچشم خود ملاحظہ کیا، آپ کی باتیں سنیں اور آپ کی کتابیں پڑھیں، ہم جانتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کس بلند درجہ کے روحانی انسان تھے۔ آپ کا دامن ان تمام اتہامات سے پاک ہے جو آپ پر لگائے گئے۔ یہ حقیقت نفس الامری ہے، اور یہ واقعہ ہے جس میں سر مو مبالغہ نہیں کہ ہمارے حضرتؑ کے تمام عقائد و اعمال کتاب و سنت کے عین مطابق تھے۔ آپ ہادیٔ وقت اور مجدد زمان تھے آپ سے بڑھ کر متبع کتاب و سنت کون ہو سکتا تھا آپ کے اعمال و اخلاق کے لاکھوں انسان گواہ ہیں۔

واقعات کی گواہی

واقعات کی گواہی بہت بڑی گواہی ہے۔ دیکھو جن لوگوں نے آپ سے تعلق پیدا کیا اور آپ کی بیعت کی

ان میں ایک خاص انقلاب پیدا ہو گیا۔ ان میں اولیاء اللہ پیدا ہو گئے۔ جن کو خدا نے رؤیائے صالحہ، اور مبشرات کی دولت سے نوازا۔ کیا ایک ناپاک انسان دوسروں میں روحانی نفخ کر سکتا ہے، اور کیا ایک ناپاک انسان کی جماعت تبلیغ اسلام جیسے مقدس فریضہ کو بجا لا سکتی ہے؟

اب اس مرد خدا کی اپنی زبان سے بھی تمام بیہودہ سرائیوں کا جواب سن لو، وہ خدا کا بندہ ہر الزام سے اپنا دامن صاف کر کے دنیا سے سدھارا ہے۔ فرماتے ہیں:—

"اس عاجز نے سنا ہے کہ اس شہر دہلی کے بعض اکابر علماء میری نسبت یہ الزام مشہور کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا مدعی، ملائکہ کا منکر بہشت اور دوزخ کا انکاری، اور ایسا ہی وجود جبرائیلؑ اور لیلۃ القدر اور معجزات اور معراج نبویؐ سے بکلی منکر ہے۔ لہذا میں اظہاراً للحق عام اور خاص اور تمام بزرگوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ یہ الزامات سراسر افتراء ہیں۔ میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائکہ اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر ہوں بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے ان تمام باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں میرا یقین ہے کہ وحی رسالت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی .... اس میری تحریر پر ہر ایک شخص گواہ رہے۔ خداوند علیم و بصیر اول الشاہدین ہے کہ میں ان تمام عقائد کو مانتا ہوں جن کے ماننے کے بعد ایک کافر بھی مسلمان تسلیم کیا جاتا ہے۔ میں ان تمام امور پر ایمان رکھتا ہوں جو قرآن و احادیث میں درج ہیں"......

(اشتہار ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء)

دیکھا جناب! اس باطل شکن اعلان کو پڑھا؟ یہ پر زور اعلان عائد کردہ الزام کی دھجیاں بکھیر رہا ہے۔ اب اس کے خلاف آپ کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ بھی نکال لیجئے

تا سیاہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد

[illegible] اعلان کے بعد فرمائیے کیا کسی چیز کی کمی رہ گئی؟ ایک ایک [illegible]ت کے متعلق حضور نے نہایت واضح لفظوں میں اظہار [illegible]ت فرما دیا ہے فرماتے ہیں:—

"میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے ان تمام باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں"

کیوں ہمدم صاحب! آپ تو دنیا کو یہ دھوکہ دے رہے تھے کہ مرزا صاحب اہل سنت والجماعت کے مسلمہ عقائد کا انکار کرتے ہیں۔ مگر وہ تو صاف لفظوں میں فرما رہے ہیں کہ:—

"ان امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے"

اب فرمائیے کون سچا نکلا۔ آپ دن دھاڑے لوگوں کی آنکھ میں خاک دھول جھونک کر انہیں سیدھے رستہ سے روک رہے ہیں، جب لوگوں کو آپ کی ان کذب بیانیوں کا علم ہو گا تو وہ آپ کے متعلق کیا کہیں گے؟ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سے جو آپ کو ایک بے گناہ پر الزام لگانے کی سزا ملے گی وہ الگ رہی۔ ایسے بیانات سے مرزا صاحب کی کتب بھری پڑی ہیں۔ آئیے ایک اور کفر شکن بیان آپ کو بتائیں۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں:—

"بالآخر یاد رہے کہ جس قدر ہمارے مخالف علماء لوگوں کو ہم سے نفرت دلا کر ہمیں کافر اور بے ایمان ٹھہراتے اور عام مسلمانوں کو یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ یہ شخص معہ اس کی تمام جماعت کے عقائد اسلام اور اصول دین سے برگشتہ ہے۔ یہ ان حاسد مولویوں کے وہ افتراء ہیں کہ جب تک کسی دل میں ایک ذرہ بھی تقویٰ ہو ایسے افتراء نہیں کر سکتا۔ جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بناء رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کے کلام یعنی قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حسبنا کتاب اللہ ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں، بالخصوص قصوں میں جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں، اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روز حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جلشانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترک فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور ایمان سے برگشتہ ہے اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اسی پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں اور صوم و صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالح کا اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افتراء کرتا ہے، اور قیامت میں ہمارا اس پر یہ دعویٰ ہے کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا کہ ہم باوجود ہمارے اس قول کے دل سے ان اقوال کے مخالف ہیں الا ان لعنۃ اللہ علی الکاذبین والمفترین۔

یاد رہے کہ ہم میں اور ان لوگوں میں بجز اس ایک مسئلہ کے اور کوئی مخالفت نہیں یعنی یہ کہ یہ لوگ نصوص صریحہ قرآن اور حدیث کو چھوڑ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے قائل ہیں۔ اور ہم بموجب نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ متذکرہ بالا اور اجماع آئمہ اہل بصارت کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں، اور نزول سے مراد وہی معنے لیتے ہیں جو اس سے پہلے حضرت ایلیا نبی کے دوبارہ آنے اور نازل ہونے کے بارے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے معنے کئے تھے۔ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ اور ہم بموجب نص صریح قرآن شریف کے جو آیت ویمسک التی قضیٰ علیہا الموت سے ظاہر ہوتی ہے اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ جو لوگ اس دنیا سے گزر جاتے ہیں وہ دنیا میں دوبارہ آباد ہونے کے لئے نہیں بھیجے جاتے"

(ایام الصلح صفحہ ۸۶-۸۷)

(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم ۳)

نئے ٹریکٹ

جو طبع ہو کر دفتر میں آ چکے ہیں، بیرونی جماعتیں اپنی ضرورت کے مطابق منگوا کر تقسیم کا انتظام کریں۔

(۱)- The Ulama of Egypt on The death of Jesus Christ.

تعداد طبع:- ۲ ہزار

(۲) The name Ahmadiyya and its necessity 1000

(۳)- Mirza Ghulam Ahmad of Qadian 2000

(۴)- "خلافت احمدیہ پر ایک نظر"۔ تعداد ۲۰۰۰

(۵) "جماعت قادیان کا مطالبہ حلف"۔ سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآبادی کے چیلنج کا جواب' تعداد ۲۰۰۰

*** زیر طبع لٹریچر ***

(۱)- ضرورت مجدد۔

(۲)- زمانہ کے امام کو پہچانو۔

(۳)- Promised Messiah and Mehdi

(۴) Prophet or Mujaddid

(۵)- Call of Islam

(۶)- "ایک غلطی کا ازالہ" کے متعلق قادیانی جماعت کی غلط فہمی۔ تعداد:- 5000

*** زیر طبع کتب ***

تحفہ بغداد

حضرت مسیح موعودؑ کی عربی کتب طبع کروانے کی جو تحریک گذشتہ ایام میں ہوئی تھی اس سلسلہ میں ایک خاص طرز کا عربی ٹائپ (مصری) تیار کروا کر اس سلسلہ کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ کتاب "تحفہ بغداد" تمام کی تمام کمپوز ہو چکی ہے۔ پہلا پروف دیکھا جا چکا ہے، دوسرا پروف دیکھا جا رہا ہے۔ امید ہے اسی ہفتہ کتاب چھپ کر آ جاوے گی اور اس کے ساتھ ہی دوسری عربی کتب طبع کروائی جائیں گی تاکہ عرب ممالک میں پھیلائی جائیں۔

تحریک احمدیت

حضرت امیر رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب سے شیخ محمد طفیل صاحب ایم-اے نے نہایت شستہ انگریزی میں اس کا ترجمہ کر دیا ہے جو زیر طبع ہے

ظہور احمد

ضروری تصحیح ۲۲ رجولائی کے پیغام صلح میں صفحہ ۱۱ پر فہرست وصول شدہ کھال ہائے قربانی میں نمبر ۵ پر میاں سعید احمد صاحب کے نام کے آگے ایک کھال لکھی ہے حالانکہ چار عدد کھالیں وصول ہوئی تھیں، درست فرما لیا جائے اور آخری میزان ۲۸۴ کے بجائے ۲۸۷ سمجھی جائے۔

تصحیح دربارہ عقد نکاح

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کا مورخہ یکم اگست کا پرچہ نظر سے گزرا اس میں آپ نے صفحہ ۱۲ پر بعنوان "شادی" ایک اعلان شائع کیا جس میں کچھ غلطیاں تھیں مثلاً آپ نے توفیق ولد نصیر الدین خاں لکھا، یہ غلط ہے، براہ مہربانی اس کی تصحیح فرما کر مشکور فرمائیں۔ جن کی شادی ہوئی تھی ان کے نام یہ ہیں:-

محترمہ صدیقہ خانم بی اے بی ٹی اسسٹنٹ مسٹرس قمر النساء گرلز ہائی سکول ڈھاکہ مشرقی پاکستان جو خانبہادر چوہدری ابو الہاشم خاں صاحب مرحوم آف نانور مشرقی پاکستان جو بنگال کے مشہور احمدی تھے اور جن کی وجہ سے بنگال میں احمدیت کو بہت ترقی ہوئی، آپ ہجرت کر کے قادیان آ گئے، آپ متحدہ بنگال کے ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن تھے (D.P.I) کی صاحبزادی ہیں ...

... ان کا نکاح فلائنگ آفیسر توفیق خان (ابن تاثر الدین صاحب مرحوم) F.A.P ماڑی پور کے ساتھ ہوا ہے۔

دولہا نے اس خوشی میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو بیس (۲۰/-) روپے اشاعت اسلام کے مد میں دیئے ہیں۔ مکرمی یہ تصحیح کیجئے آپ کا مشکور ہوں گا۔

والسلام۔ س-ع مفتی

یہود کا فرقہ عنانیہ

(بسلسلہ صفحہ ۷)

السامرہ

صفحہ ۵۹ سے النصاریٰ کا ذکر شروع ہوتا ہے اور اور صفحہ ۶۲ پر درج ہے کہ نصاریٰ کے بہتر فرقے ہوئے ہیں، ان میں تین بڑے فرقوں کا ذکر ہے جن کے نام ہیں:-

الملکائیہ

النسطوریہ

الیعقوبیہ

اس کے بعد ان کی شاخوں کا بیان ہے۔ طوالت کے خوف سے مفصل حوالہ جات کو درج نہیں کیا جا سکتا۔ اگر مصنف الملل والنحل کے نزدیک عنانیہ فرقے کے لوگ عیسائی ہوتے تو ان کا ذکر النصاریٰ (صفحہ ۵۹) کے عنوان کے تحت ہوتا۔

الغرض عیسائی۔ یہودی۔ اور مسلمان مؤرخین سب اس بات پر متفق ہیں کہ عنانیہ یہود کا ایک فرقہ ہے۔ اگر علماء ربوہ اور ایڈیٹر الفضل اپنی ہٹ پر قائم رہ کر "میں نہ مانوں" کا ورد کرتے رہیں تو اس کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں۔ جناب ایڈیٹر صاحب الفضل آخر اتنی سیدھی سادی بات مان لینے میں کیا حرج ہے آخر ع

دوست کی دوست مان لیتے ہیں

کتاب "دو نبی" پر سرسری نظر

(بسلسلہ صفحہ ۱۰)

ہمدم صاحب! اس عبارت کو پڑھئے اور بار بار پڑھئے: اور خدارا انصاف کیجئے کہ کیا آپ نے جو کچھ حضرت مرزا صاحب کے متعلق لکھا وہ صحیح ہے؟ آپ کو توبہ کرنی چاہیئے اور اظہار ندامت کرنا چاہیئے، کہ ایک بے گناہ اور برگزیدہ خدا پر آپ نے ایسے گندے الزامات لگائے ومن یکسب خطیئۃ او اثما ثم یرم بہ بریئا فقد احتمل بہتانا واثما مبینا۔ ہم آپ کو خدا کا واسطہ دے کر کہتے ہیں کہ بیان بالا کو پڑھ کر آپ اپنے دل کو ٹٹولیں کہ وہ کیا فتوے دیتا ہے، آپ کی ضمیر آپ کو کیا کہتی ہے۔ آپ غور فرمائیں کہ آپ کی اس تحریر سے کتنے لوگوں کو غلطی لگی ہوگی اور کتنے لوگوں نے اس برگزیدہ خدا کو ملزم قرار دیا ہوگا، ان کا گناہ کس کی گردن پر ہے؟ مولانا! مرزا غلام احمدؑ سے آپ کو عداوت ہی سہی مگر اسلام کا حکم تو یہ ہے کہ دشمن کے ساتھ بھی انصاف کرو۔ ایسا حکم تو ہرگز نہیں کہ جو باتیں دشمن میں نہیں پائی جاتیں وہ بھی زبردستی اس کے سر پر تھوپ دی جائیں۔ کذب بیانی کی تو کسی صورت میں بھی اجازت نہیں۔ میں پھر آپ سے پوچھتا ہوں کہ یہ کیا عدالت اور کونسا انصاف ہے کہ ایک شخص پکار پکار کر اپنے ایمان کا اعلان کر رہا ہے اور بار بار قسمیں کھا کھا کر کہہ رہا ہے کہ میں ان تمام عقائد کا جو اہل سنت والجماعت کے ہیں قائل ہوں اور میں ان سب پر ایمان رکھتا ہوں۔ مگر آپ حضرات ایک نہیں سنتے۔ سبحان اللہ! یہ شان مولویت ہے۔ تف ہے ایسی عدالت پر اور تف ہے ایسے انصاف پر، اور تف ہے اس علم و فضل پر جو لوگوں پر بہتان باندھنے اور افتراء پردازیاں کرنے کی ہدایت کرے۔

مقالہ بقیہ صفحہ ۴

انجمن، میر غلام بھیک نیرنگ کی انجمن "تبلیغ الاسلام"۔ مولوی محی الدین قصوری کی انجمن "دعوت تبلیغ" انجمن حمایت اسلام کا تبلیغی کالج جس کے پرنسپل تو دیوسعت سلیم چشتی بھی رہ چکے ہیں، کراچی کی انجمن فلاح المسلمین وغیرہ وغیرہ اسی تحریک کے مختلف نام ہیں، جو وقتاً فوقتاً ابھرے اور تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد مٹ گئے۔ اس نئی تحریک کو بھی دیکھ لیجئے علماء کی طرف سے اس کا کیا جواب ملتا ہے، اور آخر کار اس کا کیا حشر ہوتا ہے، احمدیوں کو آپ اسلام کا نمایندہ نہیں سمجھتے نہ سمجھئے لیکن قدرت کا فیصلہ یہی ہے کہ مجدد وقت سے وابستگی کے بغیر تبلیغ اسلام کی توفیق ملنی مشکل ہے۔

پیغام صلح ۸ اگست ۱۹۵۹ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۳۱

تجلی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں ٭ دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب ٭ کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ
پیغامِ صلح
لاہور پاکستان

ہر ماہ کی ۱-۸-۱۵-۲۲ تاریخ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- تبلیغ - لاہور
ٹیلیفون نمبر ۳۷۲۳
ایڈیٹر - دوست محمد
اسسٹنٹ ایڈیٹر - بشیر احمد سوز
رجسٹرڈ ایل ۸۳۸

جلد ۴۹ | یوم شنبہ مورخہ ۹ صفر المظفر ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۹۵۹ء | نمبر ۳۲

ارشاداتِ نبوی

مسلمان کو نافع الناس ہونا چاہیئے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کی مثال اس درخت کی ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے مجھے بتاؤ وہ کیا ہے عبداللہؓ کہتے ہیں کہ میرے خیال میں آیا کہ وہ کھجور ہے مگر میں شرم کی وجہ سے خاموش رہا آخر آپ نے خود فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔

نوٹ:- اس حدیث میں آپؐ نے سمجھایا ہے کہ جس طرح کھجور کا پھل، پتہ، چھال، لکڑی، ہر چیز کام آتی ہے اسی طرح مسلم کو بھی ہونا چاہیئے یعنے اس کا وجود نافع الناس ہو اور ہر کام میں لوگوں کو فائدہ پہنچانا اسکے مدنظر ہو۔

خاوند کا کفر

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے آگ دکھائی گئی تو اس میں اکثر عورتیں تھیں، وہ کفر کرتی ہیں، کہا گیا، کیا اللہ کا کفر کرتی ہیں؟ فرمایا خاوند کا کفر کرتی ہیں اور احسان کی ناشکری کرتی ہیں، اگر تو ساری عمر بھی ان میں سے کسی ایک کیساتھ احسان کرے اور پھر وہ ایک تکلیف کی بات دیکھے تو کہدیتی ہے میں نے تجھ سے کوئی بھلائی نہیں دیکھی۔

نوٹ:- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں عورتوں کی خوبیاں بیان کیں اور ان کی عزت کرائی وہیں یہ بھی بتایا کہ بعض نقص ان میں زیادہ ہوتے ہیں تاکہ وہ ان کو دور کرکے اور زیادہ اپنے آپ کو عزت کا مستحق بنائیں۔

(فضل الباری)

لمعات

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

گفتگو میں آزادی

لوگوں کو حضرت مسیح موعود سے گفتگو کرنے میں کمال آزادی تھی۔ اور ہر شخص بلا روک ٹوک آپ سے بات چیت کر سکتا تھا۔ اس بارہ میں آپ نے فرمایا:- میرا یہ مسلک نہیں کہ میں ایسا تند خو اور بھیانک بنکر بیٹھوں۔ کہ لوگ مجھ سے ایسے ڈریں جیسے درندے سے ڈرتے ہیں..... میں بُت بننے سے سخت نفرت رکھتا ہوں۔ میں تو بُت پرستی کے رد کرنے کو آیا ہوں نہ یہ کہ میں خود بُت بنوں اور لوگ میری پوجا کریں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ میں اپنے نفس کو دوسروں پر ذرا بھی ترجیح نہیں دیتا۔ میرے نزدیک متکبر سے زیادہ بُت پرست اور خبیث نہیں۔ متکبر کسی خدا کی پرستش نہیں کرتا بلکہ وہ اپنی پرستش کرتا ہے۔

موتیوں اور اشرفیوں سے زیادہ بیش قیمت

تائید حق پر اگر کوئی قلم اٹھائے یا کوشش کرے تو آپ بڑی قدر کرتے تھے۔ اس بارہ میں فرمایا:- اگر کوئی تائید دین کے لئے ایک لفظ نکال کر ہمیں دے تو ہمیں موتیوں اور اشرفیوں کی جھولی سے بھی زیادہ بیش قیمت معلوم ہوتا ہے۔ جو شخص چاہے کہ ہم اس سے پیار کریں اور ہماری دعائیں نیازمندی اور سوز سے اس کے حق میں آسمان پر جائیں وہ ہمیں اس بات کا یقین دلا دے کہ وہ خادم دین ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ہم ہر ایک شے سے محض اللہ تعالیٰ کے لئے پیار کرتے ہیں۔ بیوی ہو، بچے ہوں۔ دوست ہوں سب سے ہمارا تعلق اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

عہد دوستی

فرمایا۔ میرا یہ مذہب ہے کہ جو شخص ایک دفعہ مجھ سے عہد دوستی باندھے مجھے اس عہد کی اتنی رعایت ہوتی ہے کہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اور کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے میں اس سے قطع نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر وہ خود قطع تعلق کر دے تو ہم لاچار ہیں ورنہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اگر ہمارے دوستوں سے کسی نے شراب پی ہو اور بازار میں گرا ہوا ہو اور لوگوں کا ہجوم اس کے گرد ہو تو بلا خوف لومۃ لائم کے اسے اٹھا کر لے آئیں گے۔ عہد دوستی بڑا قیمتی جوہر ہے اسکو آسانی سے ضائع کر دینا نہ چاہیئے اور دوستوں سے کیسی ہی ناگوار بات پیش آ دے اسے اغماض اور تحمل کے محل میں اتارنا چاہیئے۔"

دیکھو خدا نے ساتجہاں کو جھکا دیا ٭ گمنام پاکے شہرۂ عالم بنا دیا

تبلیغی خط و کتابت

فلپائن

ترجمہ خط از آمنہ محمد دولاوان - فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ پڑھ کر کہ آپ جیمز ان ہیوون آن ارتھ ارسال فرما رہے ہیں مجھے از حد خوشی ہوئی - آپ کا متلاشیان حق کے جذبات کی قدر کرنا واقعی قابل صد شکر و امتنان ہے بھلا میں اتنی بڑی مہربانی کو کیسے بھول سکتی ہوں ! اب میں، مسٹر ناجی اور آپ کی ارسال کردہ اسلامی کتب کے مطالعہ میں محو رہتی ہوں، ایک وقت میری حالت یہ تھی کہ سہیلیوں میں بیٹھی رہتی اور خوش گپیوں اور فضول مشاغل میں وقت ضائع کر دیتی لیکن اب میں ہوتی ہوں یا میری تنہائی، اور اس تنہائی کی ساتھی میری کتابیں ہوتی ہیں۔

اللہ تعالے کا شکر ہے کہ اس نے مجھے نمایاں فضل و کرم سے اپنی تحمید و تمجید کا ایمان افروز موقعہ بخشا، ان کتب سے اسلام کے متعلق میرے علم میں بہت اضافہ ہوگیا ہے امید واثق ہے کہ آپ وقتاً فوقتاً مجھے لٹریچر عنایت فرماتے رہیں گے - سچ کہہ رہی ہوں کہ آپ کا ارسال کردہ لٹریچر میرے لئے گراں مایہ سرمایہ سے کم نہیں۔ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے مجاہدین پر اپنے فضل و کرم کی بارش نازل فرمائے، آمین یا ارحم الراحمین -

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجا جا رہا ہے - غلام قادر)

نائیجیریا

ترجمہ خط از - ایس - داٹی - اے یوسفو

اسٹیبلشمنٹ افسر، یو - سی - ایچ - ابادان نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

بعض مخصوص عوارضات کی بناء پر آپ کے نیاز نامہ کے جواب میں تاخیر ہوگئی ہے - معذرت چاہتا ہوں - وجہ تاخیر یہ ہے کہ میں بیماری کی وجہ سے ہسپتال میں پروفیسر ڈوڈی کے زیر علاج تھا - اللہ تعالے کے فضل سے مجھے اب آرام ہے۔ ہسپتال سے گھر پہنچا تو آپ کے ارسال کردہ لٹریچر کا پارسل پڑا ملا - میں اور میرے محترم احباب مطالعہ کتب سے لطف اندوز ہو رہے ہیں - یہ کتابیں اسلام کے متعلق معلومات کا خزانہ ہیں -

اطلاعاً عرض ہے کہ میں نے عربی پڑھنا شروع کر دی ہے۔ میرے استاد جناب یوسفو صاحب ہیں - مجھے عربی پڑھنے میں کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی - البتہ ترکیب میں مجھے کچھ مشکل پڑتی ہے - آپ کی دعا سے یہ تکلیف بھی آہستہ آہستہ انشاء اللہ تعالیٰ دور ہو جائے گی -

جس ... [illegible] ...

... مسائل کے متعلق میرے سوالوں کا جواب دیا ہے اس سے مجھے بہت اطمینان حاصل ہوا ہے - میرے حلقۂ احباب کی محفلوں میں بھی ان مسائل پر بڑی لمبی گفتگو ہوتی رہی، وہ بھی آپ کے جواب سے بالکل مطمئن ہیں۔

ہسپتال میں بہت سے ڈاکٹر اور چند نرسیں مسلمان ہیں، ہم سب نے مل کر ایک منظم جماعت بنالی ہے اور ہسپتال کے ایک وارڈ میں ہم نے جمعہ کی نماز پڑھنا شروع کر دی ہے -

امید ہے آپ اپنے ایمان افروز اور روح پرور اسلامی لٹریچر سے ہماری مدد فرماتے رہیں گے (یہ صاحب اعزازی طور پر تبلیغ احمدیت میں سرگرم عمل ہیں انہیں لٹریچر بھجوایا جا رہا ہے - غلام قادر)

ویسٹ انڈیز

ترجمہ خط از مسٹر فیضل محمد لطیف جوان ٹرینیڈاڈ ویسٹ انڈیز -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا گرامی نامہ مرقومہ تیئس جون ۱۹۵۹ء موصول ہوا - اس مہربانی کا مقرر شکریہ

مجھے یہ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ مجھے کتب بھجوا رہے ہیں جس میں حضرت مولانا محمد علی صاحب رح کے جمعہ خطبات بھی شامل ہیں -

میں اور میرے دوست حضرت مولانا مرحوم کو اسلام کا بہت بڑا مصنف سمجھتے ہیں - کیونکہ انہوں نے ہم سب کو جہالت کے اندھیاروں سے نکال کر روشنی کے مقام پر لا کھڑا کیا ہے - عجیب تم ظریفی ہے کہ ملا لوگ یوں تو حضرت مولانا کا نام سننا بھی گوارا نہیں کرتے لیکن اپنی رہنمائی اور غیر مسلموں کے ساتھ بحث و مباحثات میں حضرت مولانا مرحوم اور مولانا عبدالحق ودیارتھی صاحب کی کتب کا سہارا ڈھونڈتے ہیں !

ابھی تک مجھے آپ کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا، البتہ فہرست کتب مل گئی ہے اور میں کتب خریدنے کے لئے امپورٹ پرمٹ حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کیا آپ مجھے مفت اشاعت سے لٹریچر بھیج سکتے ہیں۔ (انہیں لٹریچر کا دوسرا پیکٹ اور خط بھیجا جا رہا ہے - غلام قادر)

جرمنی

اقتباس از خط مسٹر اوون برمیر - ای - ایچ - او - جرمنی بنام خان بہادر غلام ربانی صاحب

میرے مہربان دوست ! مجھے آپ کا خط ...

آپ کا نہایت خوبصورت فوٹو اور بہت سے پاکستانی ڈاک کے مستعمل ٹکٹ مل گئے ہیں، میں آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں -

مجھے آپ کا گرامی نامہ پڑھ کر بہت خوشی حاصل ہوئی اور ان ایام کی صحبت کے خوشگوار اثرات جو مجھے بمقام ایسن پورٹ کانگریس ۱۹۵۸ء میں نصیب ہوئی تھی پھر از سر نو تازہ ہو گئے ہیں۔ میں آپ کا وہ پتہ کبھی نہیں بھولوں گا جو آپ نے مجھے ایسٹرڈم کے "پولن ہوٹل" میں دیا تھا۔

مجھے آپ کی ملاقات سے پہلے اسلام سے متعلق علم حاصل کرنے کا کبھی موقعہ میسر نہیں آیا تھا - اگرچہ آج بھی میں آپ کے مذہب اسلام کے متعلق بہت تھوڑی واقفیت رکھتا ہوں۔ تاہم آپ کی فیض صحبت سے مجھے پہلے سے زیادہ نور علم اسلام کے متعلق حاصل ہوگیا ہے - یہ بات کہنے میں یقیناً آپ حق بجانب تھے کہ اللہ تعالے تمام مخلوقات کا خالق ہے۔ میں اگرچہ عیسائی ہوں - مگر بلا خوف خطر آزادانہ طور پر اس بات کا برملا اعتراف کرتا ہوں کہ آج بھی بہت سے عیسائی ایسے ہیں جو کہ بیشتر ایمان اپنے بزرگوں کی روایات پر رکھتے ہیں - اللہ تعالیٰ مشرق و مغرب کا رب ہے اور اس کے احکام (بذریعہ انبیاء) تمام اقوام تک بلا امتیاز رنگ و نسل پہنچتے رہے ہیں - سفید چمڑی والوں کے حق میں اللہ تعالیٰ کی کوئی خاص مراعات نہیں ہیں لہٰذا کسی قوم کو دوسری قوم سے نفرت نہیں کرنی چاہیئے - سچ کہتا ہوں کہ میں جنوبی افریقہ کے سفید فام عیسائیوں سے جو اپنے سیاہ دوسری اقوام سے نفرت کرتے ہیں اسی بناء پر ان سے بڑی نفرت کرتا ہوں - جنوبی افریقہ کے یہ سفید چمڑی والے لوگ یوں تو اپنے آپ کو عیسائی کہتے ہیں۔ لیکن دراصل نازیوں کے پیرو ہیں - یہ لوگ انسانیت میں طبقات پیدا کرنا چاہتے ہیں اور دوسرے رنگ کے لوگوں کے ساتھ عدم تعاون کرتے ہیں - مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ "انجلیکن چرچ" گورے اور کالے کے درمیان مفاہمت پیدا کرنا چاہتا ہے میری رائے میں انجلیکن ہائی چرچ کے پادری صاحب ریورنڈ سجے - آرٹریسر ہیڈلسٹی اس مطالبے میں حق بجانب ہیں کہ جنوبی افریقہ کی سفید حکومت کا بین الاقوامی سطح پر اقتصادی بائیکاٹ کیا جائے -

چند روز ہوئے جنوبی افریقہ کے وزیر خارجہ نے اپنے ایک انٹرویو میں پادری مذکور پر الزام لگایا تھا کہ وہ جنوبی افریقہ کی حکومت کا بین الاقوامی سطح پر اقتصادی بائیکاٹ کی تلقین کرتے پھرتے اور ویسٹ انڈیز پر زور دیتے ہیں کہ وہ جنوبی افریقہ کا تجارتی بائیکاٹ کرے -

جنوبی افریقہ کے سفید فام لوگ دعوے یہ کرتے ہیں کہ وہ عیسائی ہیں، لیکن وہ (اپنے اعمال بد کی وجہ سے) عیسائی کہلانے کے مستحق نہیں ہیں (انہیں تھیکنگ آف اسلام قرآن شریف۔ براہین احمدیہ، لٹریچر اور خط بھیجا جا رہا ہے - غلام قادر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ پیغام صلح ــــــ لاہور ــــــ مؤرخہ ۱۸ اگست ۱۹۵۹ء

ایک استفسار کا جواب

ڈیرہ غازیخاں سے ہمارے ایک محترم دوست عبدالرحیم جگو نے پیغام صلح مؤرخہ ۱۱ مارچ ۱۹۵۹ء کے ایک مضمون بعنوان "اسلام میں عورت کی حیثیت" کی طرف ہماری توجہ منعطف کرائی ہے اور لکھا ہے :۔

"اخبار مذکور کے صفحہ ۸ پر لکھا ہے کہ عورت پر جہاد، نماز باجماعت، جمعہ کی نماز، جنازہ وغیرہ فرض نہیں یہ پڑھ کر سخت حیرت ہوئی اور میری جماعت کو جو احمدیت کے زبردست حامی ہیں بڑی حیرت ہوئی ہے، اگرچہ احمدیہ جماعت لاہور بدستور نہیں کہ عورتیں بھی جنازہ میں شمولیت فرمائیں لیکن نماز باجماعت، جمعہ کی نماز تو میں نے خود احمدیہ بلڈنگس میں عورتوں کو مسجد میں پڑھتے دیکھا ہے۔ پھر دیکھا نہیں تو سنا ضرور ہے کہ عورتوں کی بھی ایک جماعت ہے جو بہنوں اور بیٹیوں کو دینی بہتری اور بہبودی کی طرف دعوت دیتی ہیں اور دینی ترقیات کے لئے پوری کوشش کرتی رہتی ہیں آیا یہ کوئی جہاد سے کم ہے ؟"

جگو صاحب کی خدمت میں ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے احمدیہ بلڈنگس میں دیکھا وہ بالکل صحیح ہے نہ صرف احمدیہ بلڈنگس میں بلکہ پاکستان کی تمام بڑی بڑی مساجد میں عورتوں کے لئے الگ باپردہ جگہیں بنی ہوئی ہیں جہاں وہ مردوں کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرتی ہیں اور ایسی زنانہ مجالس بھی موجود ہیں، جن میں عورتوں کی دینی و دنیوی ترقیات کی کوشش کی جاتی ہے، اس میں شک نہیں کہ یہ ایک قسم کا جہاد ہی ہے، جس کو کسی طرح خلاف اسلام نہیں کہا جاسکتا۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسلمان عورتیں جنگوں میں زخمی مسلمانوں کی مرہم پٹی اور دیگر ضروریات کی فراہمی کے لئے شامل ہوتی تھیں۔ اور یہ بھی احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسلمان عورتیں مسجد نبوی میں مردوں کی صفوں کے پیچھے باجماعت نماز پڑھا کرتی تھیں جیسا کہ بخاری کی حسب ذیل حدیث سے واضح ہے:۔

عن عائشۃ قالت
لقد کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم
یصلی الفجر فتشھد
معہ نساء من المؤمنات
متلفعات فی مروطھن
ثم یرجعن الی بیوتھن
ما یعرفھن احد۔

یعنی حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز پڑھتے تو آپ کے ساتھ مومن عورتیں حاضر ہوتیں اپنی چادروں میں لپٹی ہوئیں، پھر اپنے گھروں کو لوٹ جاتیں ان کو کوئی پہچانتا نہ تھا۔

ایسا ہی عید کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو بھی شمولیت کا حکم دیا یہاں تک کہ حائضہ عورتوں کو بھی آنے کے لئے کہا اگرچہ وہ نماز نہ پڑھیں۔

ان کھلی حدیثوں اور زمانہ نبوی صلعم کے عملی نمونہ کے ہوتے ہوئے یہ خیال کرنا کہ عورتوں کا مسجد میں باجماعت نماز پڑھنا یا دینی مجالس میں شمولیت اختیار کرنا منع ہے۔ صحیح نہیں، "پیغام صلح" کے مراسلہ نگار نے اگر ایسا لکھا ہے، تو اسے سند قرار نہیں دیا جاسکتا، نہ ہر وہ مضمون جو کسی مراسلہ نگار کی طرف سے "پیغام صلح" میں شائع ہوتا ہے ایڈیٹر کا اس سے متفق ہونا ضروری ہے۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالے اور دیگر بزرگان ملت بفضلہ تعالے بخیر و عافیت ہیں۔

کامیابی اور عطیہ

بدوملہی سے ماسٹر عبدالغنی صاحب لکھتے ہیں :۔

"مولوی محمد رمضان صاحب کے صاحبزادہ عبدالرؤف نے اس سال ایف اے کا امتحان پاس کیا ہے اس خوشی میں انہوں نے بیس روپیہ انجمن کو مرحمت فرمائے ہیں فجزاہ اللہ احسن الجزاء"

عزیز ممدوح کی آیندہ کامیابیوں کے لئے وہ احباب سلسلہ سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

(۲) کراچی سے ابو سعید اشرف صاحب نے امتحان پاس کرنے کی خوشی میں مبلغ دو روپیہ بطور چندہ عطا کئے ہیں، اللہ تعالیٰ...

تبصرہ

...محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی نے مرتب کرکے حالی بک ڈپو بلڈنگس ۱۸ رام گلی ۳ لاہور سے شائع کی ہے۔

اس کتاب میں شیخ صاحب نے قرآن کریم کے مختلف جملے جن میں بچوں اور نوجوانوں کے لئے اخلاقی نصیحتیں ہیں جمع کر دیئے ہیں، ہر صفحہ پر ایک نصیحت آموز عنوان دے کر اس کے نیچے قرآن کریم کی آیت یا اس کا ٹکڑا جو عنوان سے تعلق رکھتا ہو معہ ترجمہ دیا گیا ہے اور اس کے نیچے اس کی تشریح کی گئی ہے، مثلاً ایک صفحہ پر عنوان ہے :۔

"خدا سے اپنے قصوروں کی معافی"

اس کے نیچے قرآن کی یہ آیت ہے ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا اور اس کے نیچے اس کی تشریح لکھی ہے۔ اسی طرح ہر صفحہ پر ایک نیا عنوان اور اس سے متعلقہ آیت اس کا ترجمہ اور تشریح ہے، کاغذ، کتابت اور طباعت پاکیزہ۔ یہ کتاب محکمہ تعلیم لاہور، پشاور اور کراچی کی منظور کردہ ہے اور چھٹی بار چھپ کر شائع ہوئی ہے، بچوں اور نوجوانوں کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت ساڑھے دس آنہ۔

رسول اللہ کی باتیں

یہ بھی شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی کی تصنیف ہے جو $\frac{20\times30}{16}$ سائز کے ۱۰۰ صفحات پر مشتمل ہے، اس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کو جمع کیا گیا ہے جو بچوں، بچیوں اور نوجوانوں کے لئے ہدایت اور تربیت کا موجب ہو سکتے ہیں، ہر صفحہ پر نیا عنوان دے کر اس کے نیچے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اور اس کے نیچے ترجمہ اور تشریح دی گئی ہے مثلاً ایک صفحہ پر عنوان ہے :۔

"بازار میں کھانا"

اس کے نیچے حدیث کا یہ جملہ ہے الاکل فی السوق دناءۃ بازار میں کھانا کمینہ حرکت ہے، اور اس کے نیچے اس کی تشریح کی گئی ہے،

کاغذ، لکھائی اور چھپائی کے لحاظ سے بھی دیدہ زیب اور قابل مطالعہ ہے، محکمہ تعلیم لاہور، پشاور، کراچی، اور بہاولپور کی منظور کردہ ہے۔ قیمت ساڑھے دس آنہ حالی بک ڈپو۔ بلڈنگ ۱۸ رام گلی ۳ لاہور سے طلب کیجئے۔

عقد ثانی کی ضرورت

چنبہ (ہندوستان) میں ہمارے ایک دوست ڈاکٹر غلام نبی ہومیوپیتھ سلسلہ کے مخلص خادم اور سرگرم کارکن ہیں، صاحب اولاد نہ ہونے کی وجہ سے وہ عقد ثانی کے خواہشمند ہیں، اگر ہمارے بھارتی دوستوں میں سے کوئی صاحب ان سے تعلقات مناکحت قائم کرنا چاہیں تو معرفت شیخ محمد انعام الحق صاحب معرفت محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ حیدرآباد

اخبار و افکار

انکارِ مسیح موعودؑ اور "الفضل"

ہمارے مضمون "مسلمان را مسلمان باز کردند" پر معاصر "ایشیا" کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہ قادیانی جماعت تمام غیر احمدی مسلمانوں کو کافر سمجھتی ہے معاصر "الفضل" اپنی ۲۹ر جولائی کی اشاعت میں رقمطراز ہے :۔

"یہ لوگ (یعنے جماعت اسلامی) اور باقی فرقے جس معنے میں اپنے سے غیر مسلمانوں کو کافر و مرتد خیال کرتے ہیں اس معنے میں احمدیوں نے کبھی کسی مسلمان کی تکفیر نہیں کی بلکہ وہ لفظ کفر کو لغوی معنوں میں استعمال کرتے ہیں یعنے کسی بات سے انکار کرنے والا، جس کو اسلامی اصطلاح میں کفر دون کفر بھی کہتے ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں ہے

من ترك الصلوٰة
متعمداً فقد كفر

یعنے جس نے عمداً نماز چھوڑی اس نے کفر کیا حالانکہ تارک الصلوٰۃ امت محمدیہ سے خارج نہیں ہوتا وہ صرف اپنے اس فعل کی حد تک انکاری یعنے کافر ہوتا ہے اسی طرح احمدی کسی شخص کو جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا زبانی اقرار بھی کرتا ہے امت محمدیہ سے قطعاً خارج نہیں سمجھتے یعنے مسلمان کے اس وسیع معنے میں ہم ہر ایسے شخص کو مسلمان سمجھتے ہیں جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر یقین رکھتا ہے۔"

ہم دلی خوشی کے ساتھ "الفضل" کے اس اعلان کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ اگرچہ اس اعلان میں صراحت کے ساتھ مسیح موعودؑ کے منکرین کا ذکر نہیں کیا گیا لیکن چونکہ سوال انہیں کے متعلق تھا، اس لئے یہ کہنا بے جا نہیں کہ الفضل نے مسیح موعودؑ کے انکار کو کفر دون کفر کا مصداق قرار دے کر مسئلہ تکفیر کو ایک حد تک حل کر دیا ہے۔ اب سوال صرف یہ رہ جاتا ہے کہ جس حالت میں مسیح موعودؑ کا منکر دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا اور امت محمدیہ ہی میں رہتا ہے تو مسیح موعودؑ کی نبوت بھی دوسرے انبیاء کی طرح اصلی نبوت کیسے ہو سکتی ہے، اس کو محدثیت ہی قرار دینا پڑے گا۔

امید ہے "الفضل" اس پر بھی روشنی ڈال کر ان تمام غلط فہمیوں کو دور کرنے کا موجب ہو گا جو قادیانی عقائد کے متعلق اسلامی دنیا اور خود قادیانی جماعت میں پائی جاتی ہیں اور بہتر ہو گا کہ ان دونوں مسائل (انکار مسیح موعودؑ اور مسئلہ نبوت) کے متعلق ایک واضح اعلان جناب خلیفہ صاحب ربوہ کے دستخطوں سے شائع کر دیا جائے تاکہ کوئی غلط فہمی باقی نہ رہے۔

اِسْمُہٗ اَحْمَد

میاں محمود احمد صاحب کی تفسیر صغیر حال ہی میں ایک دوست کے ذریعہ دیکھنے میں آئی، اس میں ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد پر جو تفسیری نوٹ دیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے سابقہ خیال سے کہ اس پیشگوئی کے اصل مصداق حضرت مسیح موعودؑ ہیں، رجوع فرما چکے ہیں چنانچہ لکھا ہے :۔

"اس آیت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے جو انجیل برنباس میں لکھی ہوئی ہے، عیسائی اس کو جھوٹی انجیل قرار دیتے ہیں مگر یہ پوپ کی لائبریری میں پائی جاتی ہے، اس کے علاوہ یہ بھی دلیل ہے کہ مروجہ انجیل میں فارقلیط کی خبر دی گئی ہے جس کے معنے احمد ہی کے بنتے ہیں پس اس آیت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بلاواسطہ اور آپ کے ایک بروز کی جس کا ذکر اگلی سورت میں ہے بالواسطہ خبر دی گئی ہے"

(تفسیر صغیر صفحہ ۷۱۱ حاشیہ)

یہاں تک تو صحیح ہے اور ہمیں خوشی ہے کہ میاں صاحب نے اپنے سابقہ عقیدہ سے رجوع کر کے اصل حقیقت کو پا لیا لیکن اس کے ساتھ ہی وھو یدعیٰ الی الاسلام کے معنوں کو دیکھ کر ہمیں حیرت ہوئی۔ فرماتے ہیں :۔

"اس آیت میں اس بات کو ظاہر کیا گیا ہے کہ آپ کے بروز کی بابت خاص توجہ چاہیئے جو پیشگوئی کا بالواسطہ مورد۔ لیکن اسلام کی طرف اسکو بلایا جائے گا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو خود دنیا کو اسلام کی طرف بلاتے تھے۔"

(تفسیر صغیر صفحہ ۷۱۱ حاشیہ)

خط کشیدہ الفاظ کو پھر پڑھئے اور ہمیں بتائیے کہ اس کا کیا مطلب ہے کہ "اسلام کی طرف اسکو (یعنے بروز کو) بلایا جائیگا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو خود دنیا کو اسلام کی طرف بلاتے تھے" کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز دنیا کو اسلام کی طرف نہیں بلاتا تھا بلکہ دوسروں کی طرف سے اسے اسلام کی دعوت دی جاتی تھی؟ تو پھر بروز کس چیز کی طرف بلاتا تھا؟ اور وھو کی ضمیر کس طرف جاتی ہے کیا من اظلم کی طرف ضمیر نہیں جاتی؟ کیا اس صورت میں آیت کے معنے یہ نہ ہوں گے کہ بروز سے بڑھ کر معاذ اللہ ظالم اور کون ہو گا جو افترا علی اللہ کرتا ہے حالانکہ اسے اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے؟ غور کیجئے وھو یدعیٰ الی الاسلام کو بروز پر چسپاں کر کے آپ مسیح موعودؑ کو کس مقام پر کھڑا کر رہے ہیں؟

قانونِ قصاص

شیخ اکرام علی صاحب انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات مغربی پاکستان نے گجرات میں ڈسٹرکٹ پریزنرز ایڈ سوسائٹی کے زیر اہتمام ایک تقریب میں تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ انہوں نے حکومت کے سامنے یہ تجویز پیش کی ہے کہ قتل کے مقدمات میں قصاص کا اسلامی طریقہ نافذ کیا جائے تاکہ دیہات میں قتل در قتل کا لامتناہی سلسلہ ختم ہو۔

یہ تجویز فی الواقعہ نہایت ضروری اور اہم ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے ولکم فی القصاص حیوۃ یا اولی الالباب جس پر پورے طور پر عمل کیا جائے تو قتل و مقاتلہ کی وارداتیں بہت حد تک ختم ہو سکتی ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ مقدمات کی تفتیش کا جو طریقہ عام طور پر عدالتوں میں رائج ہے اور اس میں گواہوں کی کذب بیانی جس طریق سے ایک قاتل کو بیگناہ ٹھہرا کر جج کو اس کی رہائی یا معمولی سزا دہی پر مجبور کر دیتی ہے اس کو کس طرح ختم کیا جائے گا۔ اب بھی تو قتل ثابت ہو جانے پر مجرم کو عموماً سزائے موت یا عمر قید دے دی جاتی ہے، لیکن اگر مروجہ طریق تفتیش کے ذریعہ ثبوت ہی نہ مل سکے حالانکہ ملزم کا قاتل ہونا سب کو معلوم ہو تو قصاص کس طرح نافذ ہو گا۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں طریق تفتیش کو بدلنا ضروری ہے اور ایسے طریق سے مقدمات کی تفتیش [illegible] تاکہ قاتل قصاص سے بچ نہ سکے۔

آفتاب الدین ہومیوپیتھک دار الشفاء

کی مختصر سہ ماہی رپورٹ

عطیہ دینے والے :۔

نام	رقم
الحاج شیخ میاں محمد صاحب لائلپور	۱۰۰ ـــ ۰ ـــ ۰
خواجہ محمد اصغر صاحب ٹھیکیدار سیالکوٹ	۵۰ ـــ ۰ ـــ ۰
احمدیہ وائنس ۔ انگلستان	۲۶ ـــ ۱۲ ـــ ۰
خان محمد اسلم خان ۔ مردان	۲۰ ـــ ۰ ـــ ۰
ملک کندن خان صاحب سفید ڈھیری	۱۰ ـــ ۰ ـــ ۰
شیخ محمد آصف صاحب ۔ لاہور	۹ ـــ ۰ ـــ ۰
مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع ۔ لائلپور	۶ ـــ ۱۲ ـــ ۰
میاں عبد الرحمن صاحب مسلم ٹاؤن ۔ لاہور	۵ ـــ ۰ ـــ ۰
میاں عبد القدوس صاحب ، ، ،	۵ ـــ ۰ ـــ ۰
شیخ عبد الرحمن صاحب مصری لاہور	۱ ـــ ۸ ـــ ۰
فضل الرحمن صاحب لاہور	۱ ـــ ۰ ـــ ۰
منشی محمد فاضل صاحب ۔ لاہور	۱ ـــ ۰ ـــ ۰
ملک عبد السلام صاحب لاہور	۰ ـــ ۱۲ ـــ ۰
صابر پرویز صاحب لاہور	۰ ـــ ۱۲ ـــ ۰
ملک عبد الغنی صاحب لاہور	۰ ـــ ۱۲ ـــ ۰
غلام حیدر صاحب ۔ لاہور	۰ ـــ ۸ ـــ ۰
کل میزان	۲۳۸ ـــ ۱۲ ـــ ۰

مئی و جون جولائی میں استفادہ کرنے والے مریضوں کی تعداد ۳۹۷۶۔

اپنے عطیہ جات ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں:

شیخ محمد حسین ۔ احمدیہ بلڈنگس ۔ لاہور

(کنوینر)

صاحب جلال و جمال نبی اور اسلام کی عالمگیر تعلیم

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۷ راگست ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ ...... ولا تسئلون عما کانوا یعملون

(البقرہ رکوع ۱۶)

حضرت موسیٰؑ کی جلالی تعلیم

حضرت موسےٰ علیہ السلام ایک بڑے صاحب جلال پیغمبر تھے، انہوں نے فرعون کے مقابلہ میں بڑی طاقت اور جلال کا اظہار کیا، اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام جمالی رنگ رکھتے تھے انہوں نے نرمی اور انکساری کی تعلیم دی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صاحب جلال بھی ہیں اور صاحب جمال بھی، حضرت موسےٰ کی قوم ایک لمبی غلامی کو دیکھے ہوئے تھے، بہت لمبے سالوں کی غلامی اور ایک بہت بڑے ظالم بادشاہ کے ماتحت ان کی حالت ایسی ہو چکی تھی کہ گویا کوڑے میں گری ہوئی تھی، حضرت موسےٰ علیہ السلام نے ان میں ہمت پیدا کرنے کی تعلیم دی۔ یہ کمزوری کا علاج کرنے کے لئے تھی۔ جب یہودیوں نے طاقت پکڑی تو انہوں نے ہر معاملہ میں شدت کرنا شروع کر دیا۔

حضرت عیسیٰؑ کی جمالی تعلیم

پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے تو انہوں نے اس قوم کو تواضع اور انکساری کی تعلیم دی، ان کی تعلیم ہے کہ مقابلہ نہ کرو، اگر کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا بھی پھیر دو، اگر کوئی کرتہ لینا چاہے تو کوٹ بھی اتار دو، اگر کوئی ایک میل بیگار لے جانا چاہے تو دو میل چلے جاؤ، اس تعلیم کو یورپ میں معیاری سمجھا جاتا ہے۔

صاحب جلال و جمال نبیؐ

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صاحب جلال بھی تھے اور صاحب جمال بھی، انہوں نے دشمن کا مقابلہ بھی کیا اور بموقعہ محل کے مطابق معافیاں بھی دیں، صاحب جلال وہ ہے جس کو مقابلہ کی طاقت میسر ہو اور وہ معاف کر دے، فتح مکہ کے دن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں داخل ہوئے تو بڑے بڑے سخت دشمن جنہوں نے نہایت سخت اذیتیں آپ کو پہنچائی تھی، آپ کے پیروں پر گرے ہوئے تھے، اگر آپ چاہتے تو ان کا قیمہ کر دیتے، آج اس تہذیب کے زمانہ میں انگریزوں نے جرمن پر فتح حاصل کر کے، ان کے بڑے بڑے آدمیوں کو گولی کا نشانہ بنا دیا اور امریکنوں نے جاپان کے بڑے بڑے آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا، کوئی کسر اٹھا نہ رکھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دشمنوں نے نہ صرف مکہ میں زندگی تنگ کر دی، بلکہ جب آپ مدینہ آئے تو وہاں بھی تین مرتبہ بڑے بڑے جرار لشکروں کے ساتھ چڑھائی کر کے مسلمانوں کی بیخکنی کی کوشش کی۔

طاقت کے باوجود دشمنوں کی معافی

کر دیتے، لیکن آپ نے عام معافی کا اعلان کر دیا۔ ابوسفیان خطرناک دشمن تھا، اس کے باوجود آپ نے فرمایا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں گھس جائے اسکو بھی معافی ہے، عکرمہ بن ابوجہل اپنے باپ کی طرح خطرناک دشمن ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لڑائیوں میں حصہ لیتا ہے، اور احد میں بہت شدت کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے، اسکو بھی معاف کر دیا۔ ھبار ایک شخص تھا، حضرتؐ کی صاحبزادی زینبؓ جب مکہ سے مدینہ آنے کے لئے اونٹ پر سوار ہوئیں تو اس نے پتھر مار کر اونٹ کو گرا دیا جس سے انہیں چوٹ آئی اور ان کا حمل گر گیا اور وہ چند ماہ بیمار رہ کر فوت ہو گئیں۔ اس ظالم شخص کو بھی آپؐ نے معاف کر دیا۔ آپؐ کو طاقت حاصل تھی، اور حق تھا کہ ان سب دشمنوں کو آپؐ سزا دیتے لیکن آپؐ نے ملامت تک نہیں کی۔ کہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معافی کی تعلیم جب انہیں کوئی طاقت حاصل نہ تھی، اور کہاں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معافیاں، آپؐ کی شفقت اور حلم اور ستاری اور غفاری۔

حضرت نبی کریم صلعم کی بلند اخلاقی

یورپ کہتا ہے حضرت عیسےٰؑ کی تعلیم IDEAL (آئیڈیل) ہے اس وجہ سے حضرت عیسےٰؑ کے ماننے والوں میں بہت انکساری پائی جاتی ہے۔ گوتم بدھ نے بھی ایسی ہی تعلیم دی لیکن حضرت عیسےٰ اور بدھ دونوں کو طاقت میسر نہ آئی کہ کسی کو معاف کر سکتے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طاقت کے باوجود معافی دے دی، آپؐ نے فرمایا من کظم غیظہ وھو یقدر علی انفاذہ ملاء اللہ قلبہ امنا جس نے اپنے غصہ کو دبایا حالانکہ وہ اس کو نافذ کرنے کی طاقت رکھتا تھا، اس نے اپنے قلب کو امن و اطمینان سے بھر لیا، اور آپ نے فرمایا من تواضع للہ رفعہ اللہ جو شخص اللہ تعالےٰ کے لئے نرمی و حلم کا طریق اختیار کرتا ہے اللہ تعالےٰ اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے، ان کلمات کی قدر اس وقت بڑھ جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ آپؐ پوری شان اور جلال کے ساتھ دشمن پر مسلط ہو چکے تھے فتح مکہ کے موقعہ پر حضرت علیؓ کو معلوم ہوا کہ ان کی بہن ام ہانیؓ کے گھر میں ایک کافر نے پناہ لی ہے، وہ وہاں گئے اور کہا کہ میں اسے ضرور قتل کروں گا، دروازہ توڑنا چاہا، لیکن ام ہانی نے انہیں ایسا کرنے نہ دیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ماجرا بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا اجرنا من اجرت جس کو تو نے پناہ دی اسے ہم نے بھی پناہ دی، اسکو کہتے ہیں اخلاق کی بلندی، یہ ہے معیاری تعلیم، طاقت رکھنے کے باوجود اور دشمن سے دکھ اٹھانے کے باوجود اسکو معاف کر دینا یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا خاصہ تھا، حضرت عیسےٰؑ کو اس قسم کا موقعہ ہی نہیں ملا، یہ نرمیاں، یہ انکساریاں ستاریاں، اور غفاریاں، ایسا بلند درجہ رکھتی ہیں کہ ان سے پرے اور کوئی اعلےٰ درجہ کا خلق نظر نہیں آتا۔

صبغۃ اللہ

یہ وہ صبغۃ اللہ ہے جس کی تعلیم مسلمانوں کو دی گئی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تخلقوا باخلاق اللہ۔ خدا کا رنگ اختیار کرو، اس کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرو۔ خدا تعالےٰ نہیں دیکھتا کہ فلاں شخص ہندو ہے یا سکھ ہے یا عیسائی ہے یا یہود ہے اس کا سلوک سب کے ساتھ یکساں ہے یہی رنگ ہر خدا پرست کے عمل میں آنا چاہیئے۔

دوسرے مذاہب کی تنگ نظری

یہ وہ عالمگیر تعلیم ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی، حضرت موسےٰؑ، حضرت عیسےٰؑ، یا گوتم بدھ کی تعلیم ایسی عالمگیر نہ تھی، ایک ہندو کا عقیدہ ہے کہ صرف اسی کا وطن یہ بھارت ہی خدا کی سرزمین ہے۔ اور اس سے باہر رہنے والے سب ملیچھ ہیں، یہودی کا قطعی یقین ہے کہ صرف یہودی قوم ہی جنت میں جائے گی، اور عیسائی صرف اپنے آپ کو ہی جنت کا وارث سمجھتا ہے، وقالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا او نصاریٰ پھر ان کا قول ہے لا تؤمنوا الا لمن تبع دینکم۔ نہ غیر کی بات اور نہ غیر کی کتاب پڑھو۔ اور صرف اپنوں کی بات مانو۔ دوسری جگہ لکھا ہے واذا قیل لھم امنوا بما انزل اللہ قالوا نؤمن بما انزل علینا ویکفرون بما وراءہ۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے اتارا ہے اس پر ایمان لاؤ، تو کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم پر اترا اس پر ایمان لاتے ہیں، اور جو اس کے علاوہ ہو اس کو ہم نہیں مانتے۔

اسلام کی عالمگیر تعلیم

لیکن ایک مسلمان کو حکم ہے کہ وہ اعلان کرے کہ ہم تمہاری کتابوں کو بھی خدا کی طرف سے نازل شدہ مانتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ذہن میں یہ بات بھی پیدا کی، کہ خدا کی ساری مخلوق سے اچھا سلوک کرنا چاہیئے تورات اور انجیل کے متعلق یہ اعلان کیا کہ فیہ ھدی و نور۔ فرمایا کہ نصاریٰ کے اندر بھی اچھے لوگ ہیں، منھم قسیسین ورھبانا وانھم لا یستکبرون

خدا تعالےٰ کا رنگ

تو فرمایا صبغۃ اللہ اختیار کرو، خدا کے رنگ میں رنگین ہو جاؤ۔ خدا کوئی نواب نہیں جس کی حکومت ایک خاص طبقہ پر ہو، ھو ربنا وربکم وہ ہمارا بھی رب ہے، اور تمہارا بھی رب ہے، یہ اعتقاد رکھنا کہ وہ عربوں کا خدا ہے یا ہندوؤں یا یہودیوں کا خدا ہے، اس کی شانِ ربوبیت پر داغ لگاتا ہے۔ ایسے اعتقاد سے دوسرے کے خلاف حقارت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ تمام مخلوق کا خدا

ہے اور سب کی یکساں ربوبیت فرماتا ہے وہ سب کے اعمال کا بدلہ انہیں دے گا ولنا اعمالنا ولکم اعمالکم جو کام ہم کریں اس کا بدلہ ہمیں ملے گا اور جو تم کرو تم اس کا بدلہ پاؤ گے، ایک ہندو یا عیسائی دن رات کام کرے تو اس کا فائدہ اسے ضرور ملے گا، اور ایک مسلمان کام کرنے کے بجائے وظیفہ کرتا رہے، تو اسے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا اللہ تعالےٰ کسی بھی فرد یا قوم کے اعمال کو ضائع نہیں کرتا، کلمہ پڑھ لینا نجات کا موجب نہیں جب تک عمل ساتھ نہ ہو۔ ایک ہندو اگر ہسپتال بناتا ہے، مخلوق خدا کی بہتری کے سامان کرتا ہے تو اسے ضرور اس کا اچھا بدلہ ملے گا لیکن ایک مسلمان اگر مخلوق خدا کو دکھ پہنچاتا ہے، تو اس کا مسلمان ہونا اسے سزا سے بچا نہیں سکتا۔

نبی کریم صلعم نے تمام تعصبات کو مٹا دیا

ونحن لہ مخلصون، یہ وہ تعلیم ہے جس کے اندر کوئی پالیسی نہیں۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہمارا کامل خلاص ہے، اور اسی کے مطابق تمام مخلوق کے ساتھ مخلصانہ برتاؤ رکھتے ہیں، کوئی نسل کا یا وطن کا اختلاف، رنگ اور بولی کا اختلاف ہمارے دلوں میں تعصب پیدا نہیں کر سکتا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قسم کے تعصب کو مٹایا کالے اور گورے، عربی اور عجمی سب کو ایک خدا کی مخلوق سمجھتے ہوئے اُن کے ساتھ یکساں برتاؤ کیا۔

مسلمان کی شان

مسلمان جہاں جاتا تھا، اس سے امن پیدا ہوتا تھا۔ تاجر ہوتا تو اس کی ایمانداری اور کاروبار میں دیانت لوگوں کو اسلام کا گرویدہ بنا لیتی تھی۔ اگر حاکم ہے تو محکوموں میں اس کا عدل و انصاف اسلام کا دلدادہ بنا دیتا تھا۔ قرآن نے سکھایا ہے کہ اچھے اعمال کرو، جہاں لوگ یقین کریں کہ تم با خدا ہو، تمہارا وجود اُن کے لئے فائدہ کا موجب ہو۔ مسلمان جہاں کہیں جاتا تھا خدا نما ہوتا تھا۔ کوشش کرنی چاہیئے کہ وہی طریق اختیار کیا جائے۔ قرآن کی تعلیم پر عمل ہو اور مسلمان کا نمونہ لوگوں کو اس کی طرف کھینچے اور اسلام کا گرویدہ بنا دے۔

یہود کا فرقہ عنانیہ

(بسلسلہ صفحہ ۵)

جب مدیر الفضل مجھے تبلیغ و اشاعت کا کوئی صحیح کام کرنے کی نصیحت کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:-

"چمکتے ہوئے سورج کو اپنے خیالات کے گرد و غبار میں چھپانے کی کوشش میں تضیع اوقات نہ کریں"

تو اس کا کیا علاج کہ چمکتے ہوئے سورج ایسی دلیل جیوئش انسائیکلوپیڈیا نے تاریک کر دیا۔ مجھے خدا کا واسطہ دینے والے اب خود کچھ خوف خدا کریں کیا اس قسم کی باتیں صرف دوسروں کو ہی سنانے کے لئے ہیں؟

آپ کے خطوط

حضرت مرزا صاحب سچے مہدی و مسیح ہیں

بخدمت ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

السلام علیکم کے بعد واضح ہو کہ میں ایک اَن پڑھ دیہاتی مسلمان ہوں مگر مجھ کو مذہبی کتابیں اور تواریخ پڑھنے کا بہت شوق ہے اور اکثر دیکھتا اور پڑھتا ہوں، میرے خیالات پہلے حضرت مرزا صاحب کے خلاف تھے کیونکہ اکثر ملاں حضرات ان کو جھوٹا ظاہر کرتے تھے اور وعظوں وغیرہ میں کہتے تھے کہ یہ آدمی جھوٹا مدعی ہے، اس کے بعد میں نے جھوٹے مدعیان مہدویت کے حالات پڑھے، تو مجھے معلوم ہوا کہ جن لوگوں نے مہدویت کے دعوے کئے جب تک وہ زندہ رہے ان کا مذہب، اور اُن کے ماننے والے موجود رہے اور جب وہ مر گئے یا مارے گئے تو ان کا کام اور نام اور ماننے والے سب ختم ہو گئے، اس لئے معلوم ہوا کہ وہ جھوٹے تھے، اور حضرت مرزا صاحب نے جو دعوے مہدویت کیا بالکل سچا تھا کیونکہ اُن کے ماننے والے دن بدن ترقی کرتے ہیں اور قیامت تک ترقی کرتے رہیں گے کیونکہ اُن کا کام ان کی کوشش اُن کا دعوے مہدویت بالکل سچا تھا اور انہوں نے جو کام کیا خالص اسلام کے واسطے کیا اور اس میں ان کا اپنا ذاتی مفاد کچھ نہ تھا، اب میں چند مدعیان مہدویت کے نام پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہیں مسیلمہ والی یمامہ و اسود عنسی صنعاء وغیرہ جنہوں نے نبی صلعم کے زمانے میں دعوے کئے اور جب وہ مر گئے یا مارے گئے تو ان کا نام اور اُن کے ماننے والے ختم ہو گئے۔ اس کے بعد مقنع درقع نے سنہ ۱۵۹ھ میں مہدویت کے دعوے کئے تو جب وہ مر گئے یا مارے گئے تو ان کا نام و مذہب بھی ختم ہو گیا لیکے علاوہ ایک دوسرے مقنع خراسانی نے سنہ ۱۹۳ھ میں دعوے مہدویت کیا جب وہ مر گیا تو اس کا نام اور اس کے ماننے والے بھی ختم ہو گئے۔ حالانکہ اس مقنع نے اپنی مہدویت کے ثبوت میں ایک چاند بھی پہاڑ سے نکالا تھا اس کے بعد ابن العزاقر شلمغانی نے سنہ ۳۲۲ھ میں دعوے مہدویت کیا تو جب تک وہ زندہ رہا اس کا دعوے اور اس کے ماننے والے موجود تھے اور جب وہ مر گیا تو اس کا نام و مذہب ختم ہو گیا۔ اس کے بعد محمد بن تومرت المہدی مغربی نے سنہ ۴۸۵ھ میں مہدویت کا دعوےٰ کیا، جب وہ مر گیا تو اس کے ماننے والے اور مذہب بھی ختم ہو گیا، اور اس کے علاوہ اور لوگ بھی مہدویت کے مدعی ہوئے ہیں، جیسا کہ امام مہدی محمد عبداللہ جس نے مغربی افریقہ میں مہدویت کا دعوےٰ کر کے سارے مغربی افریقہ و مصر پر بنو فاطمہ کی سلطنت قائم کی جو ۲۷۰ سال تک چل کر ختم ہو گئی اور اس کے بعد دوسرا آدمی مرزا علی محمد باب و بہاء اللہ ایرانی ہیں انہوں نے بھی نیا مذہب نکالا مگر اُن کے عقیدے و خیالات بالکل اسلام کے خلاف ہیں اور ان کے پیروؤں نے تو اعلان کر دیا ہے کہ وہ اسلامی فرقہ نہیں، ایک اور آدمی بھی مہدیت کا مدعی ہوا ہے، ملا محمد جونپوری، اس کے ماننے والے دکن میں خال خال نظر آتے ہیں۔ ان تینوں فرقوں کے ماننے والے آج تک ہیں مگر اُن کے عقیدے و خیالات بالکل اسلام کے منافی ہیں، ان لوگوں نے اپنی ذاتی غرض کے واسطے نیا عقیدہ نکالا، ان کو نہ اسلام سے کوئی لگاؤ ہے اور نہ ان لوگوں نے اسلام کی کوئی خدمت کی ہے بلکہ اسلام کو تباہ کرنے کی کوشش کی، اب حضرت مرزا صاحب کے حالات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے جو کام کئے وہ سب اسلام کی خاطر تھے اور انہوں نے اسلام کے بچاؤ میں بہت بڑی قربانیاں اس زمانے میں کیں۔ باقی رہا مسیح کا خطاب تو عرض ہے کہ ایک آدمی علم طب کی خدمت کر کے مسیح الملک بن سکتا ہے جیسا کہ حکیم اجمل خاں، تو کیا حضرت مرزا صاحب اسلام کی اتنی بڑی خدمت کر کے مسیح موعود نہیں ہو سکتے اب مجھے بالکل معلوم ہو گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب بالکل سچے ہیں اور میں انشاء اللہ نومبر یا دسمبر میں جماعت کے امیر کے پاس بیعت ہونے کے واسطے لاہور میں حاضر ہوں گا اور بیعت کر لوں گا۔

میں تمام مدعیانِ نبوت کے پورے مذہبی عقیدے لکھتا مگر اس کے واسطے بہت وقت چاہیئے تھا اور میں ایک غریب زمیندار ہوں مجھے کام سے فرصت نہیں اس لئے میں نے ان کے پورے حالات لکھنے سے درگذر کی۔ فقط والسلام

بندہ ناچیز قاضی احمد موضع ترہا ترلا ڈاک خانہ بفہ تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ

یہود کا فرقہ عنانیہ

عنان بن داؤد تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا نبی مانتا تھا

(دیکھو جیوئش کی انسائیکلوپیڈیا)

از: شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے

قسط نمبر (۲)

فرقہ عنانیہ کے متعلق اگر مدیر الفضل اور علمائے ربوہ کچھ بھی نہ لکھتے تو پھر بھی میرا ارادہ ایک مضمون لکھنے کا تھا، جیسا کہ ۸ رجولائی ۱۹۵۹ء کے "پیغام صلح" میں اس کا وعدہ کر چکا ہوں، الفضل نے ایک اداریہ ۲۹ رجولائی ۱۹۵۹ء کو لکھ کر مجھے اس وعدہ کو جلد پورا کرنے پر مجبور کر دیا۔ میرا جو مضمون پیغام صلح ۸ راگست کے پرچہ میں شائع ہو چکا ہے، وہ مدیر الفضل تک پہنچا بھی نہ ہوگا کہ انہوں نے فرقہ عنانیہ کے متعلق ایک اور اداریہ تحریر فرما دیا[1] مجھے تو پہلے ہی شکایت تھی۔ روشن دین صاحب تنویر نے بغیر سوچے سمجھے میرے مضمون کا جواب لکھا یا ہے اور اس دوسرے مضمون کے متعلق تو غالباً انہوں نے اس بات پر عمل کیا ہوگا ؎

"قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھ رکھوں
میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جواب میں"

اس نئے اداریہ میں، فرقہ عنانیہ کے متعلق ایڈیٹر صاحب مکرم نے تو کوئی ایسی بات نہیں فرمائی جس کا جواب میں اپنے مضمون میں نہیں دے چکا۔ ہاں مجھے کہیں خدا ترسی کا واسطہ دیا ہے کہیں بے ضرورت اپنا جلال دکھایا ہے کہیں از راہ کرم نصیحتیں کی ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

"ہم نے کچھ دن ہوئے فرقہ عنانیہ کے متعلق ایک اداریہ سپرد قلم کیا تھا ایک خدا ترس انسان کے لئے تو اب کوئی گنجائش ہی نہیں رہی تھی (مدیر الفضل کے اپنے خیال میں۔ ناقل) کہ وہ اس فرقہ کے متعلق ہمارے ادارے کے جواب میں کچھ لکھتا (مجھے مضمون تو ویسے بھی لکھنا تھا۔ آپ کا جواب بھی ساتھ ساتھ ہو گیا تو کونسا غضب ہو گیا۔ ناقل) کیونکہ صرف یہ تسلیم کر لینا کہ ایک فرقہ ایسا بھی ہے جو حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو خدا کا نبی نہیں سمجھتا تھا بلکہ آپ کو اولیاء اللہ کے زمرے میں مانتا تھا اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ پہلے بھی ایسے لوگ ہوتے ہیں جو انبیاء علیہ السلام کے درجہ کو گھٹاتے رہے ہیں (دینی نہ سمجھنے کے متعلق بعد میں کچھ عرض کروں گا۔ ناقل)

"دوسرے لفظوں میں سوال صرف یہ ہے کہ آیا کوئی ایسا فرقہ ہوا ہے یا نہیں (حضرت سوال تو یہ تھا کہ عیسائیوں میں ایسا کوئی فرقہ ہوا ہے یا نہیں آپ اصل بات سے کیوں گریز کر رہے ہیں اور خواہ مخواہ دوسرے امور کو بیچ میں کیوں لا رہے ہیں۔ میں نے کب کہا تھا کہ فرقہ عنانیہ کا کوئی وجود ہی نہیں۔ ناقل) لیکن پیغام صلح یکم اگست میں یہ اعلان دیکھ کر ہمیں سخت حیرت ہوئی" کہ آپ کے اداریہ کا جواب پیغام صلح کی آئندہ اشاعت میں درج ہوگا۔ ناقل)

مدیر الفضل راہ گریز کی تلاش میں

"اب سوال صرف یہ رہ جاتا ہے کہ اگر محمد طفیل صاحب یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ایسا کوئی فرقہ قطعاً ہوا ہی نہیں جب تو کوئی بات بھی ہوتی۔ (عیسائیوں میں تو قطعاً ایسا کوئی فرقہ نہیں ہوا بیجئے اب آپ کا کیا ارشاد ہے۔ ناقل) اگر تحقیقات سے آپ یہ ثابت کر دیں کہ جو حوالے مولوی ابوالعطاء صاحب نے پیش کئے ہیں وہ کوئی وجود نہیں رکھتے بلکہ مولوی صاحب نے خود تراش لئے ہیں تو پھر تو آپ کو اس امر میں قلم اٹھانے کا معقول عذر مل سکتا تھا (میں نے کب کہا تھا کہ مولوی صاحب نے حوالے خود تراش لئے ہیں میری تو گذارش صرف اتنی تھی کہ مولوی صاحب نے اوّل تو عجلت میں سیاق و سباق نہیں دیکھا، اور اب آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے اور پھر ان حوالوں سے جو استدلال کیا ہے وہ غلط ہے اب آپ اس امر پر اصرار فرماتے ہیں کہ نہیں وہ استدلال درست تھا تو آپ خود ہی فرمائیے کہ میرے قلم اٹھانے کے لئے کوئی معقول جواز موجود ہے یا نہیں۔ ناقل) لیکن اگر آپ ان حوالوں کو صحیح سمجھتے ہوئے کچھ فرمانا چاہتے ہیں تو ہم پہلے ہی ان کی خدمت میں عرض کر دیتے ہیں کہ ان کی تمام سعی لاحاصل ہوگی۔ ایسا فرقہ کس مذہب کا فرقہ تھا۔ آیا یہودی تھا یا عیسائی۔ ہمارے مبحث سے باہر ہے، (!! ناقل) ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہے کہ فرقہ عنانیہ کس مذہب کے وسیع دائرے سے تعلق رکھتا تھا (!! ناقل)"

جناب مدیر الفضل آپ کو اس سے کوئی غرض نہ ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ "عیسائیوں کے پیغامی گروہ۔ فرقہ عنانیہ" کے متعلق اصل مضمون تو آپ کا لکھا ہوا ہی نہیں تھا۔ آپ نے خواہ مخواہ ابوالعطاء صاحب جالندھری کی وکالت کی ڈیوٹی لے لی ہے۔ کاش مولانا خود اس پر کچھ لکھتے اور اپنی غلطی کا واضح الفاظ میں اعتراف فرماتے لیکن آپ فرماتے ہیں اس قسم کی بحث ہی ہمارے مبحث سے باہر ہے سنئے مولانا ابوالعطاء صاحب کا ارشاد:۔

"یہ بات یقیناً **عجیب** ہے کہ کچھ لوگ ایک صادق اور راستباز انسان پر ایمان لانے کے باوجود اس کے اصل دعوے اور اصل مقام کا انکار کر دیں۔ اور اپنی تاویلوں اور ہوائے نفس سے اس مدعی کی نبوت اور رسالت کو محض ولایت اور محدثیت قرار دیں...... کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ کسی صادق مدعی نبوت کے اتباع میں سے ایک گروہ اس کے مدعی نبوت ہونے کا بھی منکر ہو جائے یہ سوال واقعی قابل توجہ تھا"

"اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں ایسا ہوتا رہا ہے۔ اور مسیح ناصری علیہ السلام کے ماننے والوں میں ایک گروہ ایسا ہوا ہے جو یہ کہتا تھا کہ مسیح بزرگ ہے نیک ہے عارف ہے ولی ہے مگر نبی اور رسول نہیں"[1]

اور اس کے ساتھ یہ نہ بھولئے کہ اس عجیب انکشاف والے مضمون کا عنوان تھا "**عیسائیوں کا پیغامی گروہ۔ فرقہ عنانیہ**"۔

مدیر الفضل اب اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے کہتے ہیں کہ ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ فرقہ عنانیہ کس مذہب کے وسیع دائرے سے تعلق رکھتا تھا، میرے دوست آپ اس بات کو مان کیوں نہیں لیتے کہ یہ فرقہ یہود کے دائرہ سے تعلق رکھتا تھا حوالہ جات اپنے گزشتہ مضمون میں درج کر چکا ہوں ۱۹۵۴ء کی تحقیقاتی عدالت میں بھی آپ نے کفر و اسلام والے مسئلہ میں بھی چھوٹے بڑے دائروں کی پناہ لی تھی۔ وہ تو مجھے یقین ہے کہ اگر آپ کا دل مان بھی جائے تو آپ کی زبان کبھی اپنی غلطی کا اعتراف نہیں کرے گی۔ اس لحاظ سے تو میری سعی یقیناً لاحاصل بھی ہے۔

الفضل کے اسی پرچہ[2] میں جس میں فرقہ عنانیہ والا اداریہ درج ہے، مدیر الفضل کی اپنی ایک غزل بھی شائع ہوئی ہے۔ اس میں دو شعر انہوں نے اپنے حسب حال خوب کہے ہیں:۔ اگر کنارہ ہے تو بھرتا ہی جا سے میرک
اگر تو موج ہے دم بھر کہیں قرار نہ کر

---

[1] ملاحظہ ہو اخبار الفضل ۹ راگست ۱۹۵۹ء جلد ۴۸ نمبر ۱۸۷

[1] الفضل ۲۹ رجنوری ۱۹۵۸ء۔ بحوالہ پیغام صلح ۸ رجولائی ۱۹۵۹ء

[2] الفضل ۹ راگست ۱۹۵۹ء

شراب خانے میں قصّے اُٹھا نہ لے واعظ
تو اپنی خیر منا ہم کو ہوشیار نہ کر

اگر اس مضمون کو مدنظر رکھا جائے تو پہلے شعر کا سیدھے سادے الفاظ میں مطلب یہ ہوا کہ حضرت تو یا اگر آپ نے کسی مسئلہ پر اپنی ایک رائے قائم کرلی ہے تو بس اب چاہے دنیا ادھر کی ادھر ہوجائے آپ اپنی جگہ سے تل بھر نہ سرکیں۔ یعنی نہ میں جنبد نہ جنبد گل محمد۔ لیکن اگر آپ نے موج میں آکر اور ذرا رچ بن کر میں نہ مانوں والی پوزیشن اختیار کرلی ہے تو پھر آپ ایک لحظہ کے لئے کبھی کہیں قرار نہ کریں۔ دوسرے شعر کا مطلب تو اور بھی واضح ہے بھائی نہیں خواہ مخواہ کیوں پریشان کررہے ہو۔

نہیں اٹکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں

اسی مضمون کو انہوں نے نثر میں یوں بیان فرمایا ہے :۔

"اسی طرح فرقہ عنانیہ کا وجود جو آپ کو صرف اولیاء اللہ کے زمرے میں شمار کرتا ہے بعید از قیاس بھی نہیں اور جو حوالے مولوی ابوالعطاء صاحب نے پیش کئے ہیں اس طرح ان پر عقلی دلیل بھی قائم ہوجاتی ہے لہذا عقلاً اور نقلاً ایسے فرقے کا وجود ثابت ہے معلوم نہیں ہمارے دوست محمد طفیل صاحب اس بارہ میں اب کونسا انکشاف کرنا چاہتے ہیں، کیا اُن کے لئے بہتر نہیں کہ وہ ایسی طفلانہ بازیوں سے باز رہ کر تبلیغ و اشاعت کا کوئی صحیح کام کریں اور جو کچھ بھی وہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانتے ہیں اسی پر ہی قائم رہتے ہوئے آپ کے مشن کو دنیا میں پھیلانے میں اپنے اوقات صرف کریں"۔ (مطلب یہ ہے کہ ہمارا پیچھا چھوڑیں اور اگلا پچھلا معاف کریں۔ ناقل)

مدیر الفضل کا آخری سہارا

خیر اب اس بات پر تو مدیر الفضل کو اصرار نہیں کہ فرقہ عنانیہ عیسائیوں کا فرقہ تھا معلوم نہیں اصل مضمون کے مصنف (مولوی ابوالعطاء صاحب) نے یہ بات تسلیم کی ہے یا نہیں۔ لیکن وہ بار بار اپنے اس مضمون اور اس سے قبل کے مضمون میں یہ بات پیش کررہے ہیں کہ چلو وہ یہود کا فرقہ ہی سہی لیکن مانتا تو حضرت عیسےٰ کو ولی ہی تھا۔ بس اتنی بات سے وہ اس فرقہ کی پیغامیوں سے مماثلت ثابت کرکے خوشی سے پھولے نہیں سماتے لیکن وہ یہ بھول رہے ہیں قادیانیوں کی طرح فرقہ عنانیہ کے پیرو یہ بھی تو مانتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ کوئی شریعت نہیں لائے تھے، بلکہ صرف توریت کے احکام کی تشریح کرنے آئے تھے تو ایک رنگ میں اُن کی مماثلت خود قادیانیوں سے ثابت ہوگئی۔ اور شاید آپ کو علم نہ ہو عنان بن داؤد تناسخ ارواح کا بھی قائل تھا

اور اس کی حمایت میں اُس نے ایک کتاب بھی لکھی تھی[1] کیا اس بناء پر ہم انہیں ہندوؤں کا گروہ قرار دے دیں مذہب کے دائرے کو ذرا اور وسعت دے دیں تو پھر کوئی بات بھی ثابت کرنا مشکل نہیں۔ نیز عنان حضرت نبی کریم کو بھی ایک رنگ میں خدا تعالےٰ کا نبی مانتا تھا اور یہ بات اس نے خلیفہ المنصور کے پاؤں پکڑ کر بیان کی تھی۔ امام ابوحنیفہ کی بتائی ہوئی ترکیب کے مطابق۔

باقی آپ کو یہ تو تسلیم ہے کہ اسلام پر مسلمانوں کی لکھی ہوئی کتب ہی مستند سمجھی جانی چاہئیں نہ عیسائیوں اور یہودیوں کی۔ اور یہود کے متعلق یہود مصنفین کی کتب ہی سے ہمیں زیادہ بہتر معلومات حاصل ہوسکتی ہیں۔ انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس میں لکھا ہے کہ عربی زبان میں فرقہ عنانیہ کے متعلق جو لٹریچر پایا جاتا ہے وہ ناقص ہے۔ (یہ بات میں اپنی یادداشت سے لکھ رہا ہوں اس وقت کتاب میرے پاس موجود نہیں ورنہ حوالہ درج کردیتا یہ حوالہ KARAITES کے تحت مل جائے گا۔ اب علمائے ربوہ نے اپنے دعاوی کی بنیاد ہی اس قسم کے لٹریچر پر رکھی ہے جسے یہود ناقص سمجھتے ہیں۔ تو آپ کی یہ عقلاً اور نقلاً والی دلیل تو خود ہی کمزور ہوگئی۔

آپ فرقہ عنانیہ کی طرف یہ بات منسوب کرتے ہیں کہ وہ حضرت عیسےٰ کو خدا کا ولی مانتے تھے

لیکن

عنان بن داؤد تو انہیں خدا کا نبی سمجھتا تھا۔ لیجئے غور سے سنئے :۔

"From the heresies of the Iswaites and the Yudganites immediately preceding this epoch, he (i.e. Anan ben David Ed.) borrowed the recognition and justification of Jesus as the prophet for the followers of Christianity and Mohammed for those of Islam."

(Jewish Encyclopadia Vol I p. 554 col. 2).

یعنی اس نے (عنان بن داؤد نے۔ ناقل) یہودیوں کے زندیق فرقوں عیسویہ اور یزغنیہ سے جو اس دَور سے ذرا پیشتر ہوچکے تھے حضرت عیسےٰ کو پیروان عیسائیت کا۔ اور حضرت محمد کو پیروان اسلام کا نبی ماننے کا مسئلہ مستعار لیا"

(جیوئش انسائیکلو پیڈیا جلد اوّل صفحہ ۵۵۴ کالم ۲)

سنا آپ نے عنان بن داؤد کے متعلق یہودیوں کی انسائیکلو پیڈیا کیا لکھ رہی ہے کہ وہ تو حضرت عیسےٰ کو خدا کا نبی مانتا تھا۔ اور آپ کے اپنے اقوال کے مطابق فرقہ عنانیہ کے لوگ یہ سمجھتے تھے کہ حضرت عیسےٰ محض تورات کے احکام قائم کرنے آئے تھے صاحب شریعت نہیں تھے۔ یہی پوزیشن تو آپ نے حضرت مسیح موعود کو دے رکھی ہے۔ یہ تو آپ کی فرقہ عنانیہ سے مشابہت ثابت ہوگئی نہ کہ احمدیہ جماعت لاہور کی انّا اللہ میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

اگر آپ اب بھی اپنی بات پر اصرار کریں گے تو آپ کی خدمت میں عنان بن داؤد کی اپنی تصانیف سے حوالے بھی پیش کئے جاسکتے ہیں۔ لیکن مجھے امید ہے کہ اس کے بعد علمائے ربوہ کو اس مسئلہ پر قلم اٹھانے کی جرأت نہ ہوگی۔ بہرحال ہم نے اپنا فرض ادا کردیا۔

اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائیگا خدا

تتمّہ

۱۔ فرقہ عنانیہ میں بہت سے نامور اہل قلم پیدا ہوئے ہیں متاخرین میں سے روسی کارا ابراھیم فرکووچ ABRAHAM FIRKOVICH (پیدائش ۱۷۸۶ء وفات ۱۸۷۴ء) کو کافی شہرت حاصل ہوئی جس نے پرانی دستاویزیں تلاش کرکے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ "قرائی" فرقہ دراصل ایک بہت پرانا فرقہ ہے جو قبل مسیح روس میں آیا تھا۔ ابراھیم کا مطلب یہ تھا کہ اس فرقہ کا مسیح کے واقعہ صلیب سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچا کر ابراھیم نے روسی حکام سے قرائی فرقہ کے متعلق خاص طور پر مراعات حاصل کرلیں۔ بعد میں جب دوسرے یہودی علماء نے ان پرانی دستاویزات کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ابراھیم نے اپنی اغراض کی خاطر ان میں اچھی خاصی ترمیم و تحریف کی ہے۔ اور اصل مسودات کو مسخ کرنے سے بھی گریز نہیں کیا۔ اس انکشاف نے ابراھیم کی شہرت کو داغدار کردیا ہے۔ اب یہ فرقہ عنانیہ کی بدقسمتی ہے کہ اُن میں اس قسم کے علماء پیدا ہوگئے جنہوں نے ہوائے نفس کی خاطر ہر قسم کی تحریف کو روا رکھا اور اب اُن کے متعلق پاکستان میں علماء ربوہ نے جس قسم کا پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے وہ بھی قریب قریب اُن کے اپنے علماء کے عمل کے مشابہ ہے

(باقی بر صفحہ ۱۲)

[1] فرقہ عنانیہ کی تاریخ و عقائد کی مفصل بحث ایس۔ پنسکر S.PINSKER کی کتاب ... LIKKUT KADMONIYOT میں پائی جاتی ہے۔ یہ کتاب ویانا (آسٹریا) میں شائع ہوئی تھی۔ اس کتاب میں عنان بن داؤد کے بعض اصل مسودات بھی شامل کئے گئے تھے۔

رنگون کے شیخ الجامعہ کی احمدیت پر نکتہ چینی

کتاب دو نبی پر ایک سرسری نظر

قسط نمبر ۱۶

مولانا مرتضیٰ خان حسن

حضرت مرزا صاحب کا انجام

ہمدم صاحب کی تعلیاں

مولانا ہمدم صاحب نے جنہیں دشنام طرازی۔ افتراء پردازی اور غلط بیانی میں ید طولیٰ حاصل ہے ایک اور خوبصورت شذرہ کتاب زیر نظر پر زیب قرطاس فرمایا ہے۔ اور وہ ہے "مرزا صاحب کا انجام"۔ اس عنوان کے تحت بھی بزعم خود آپ نے بڑے بڑے گل کھلائے ہیں۔ بڑی بڑی تعلیاں کی ہیں۔ اور اپنی جھوٹی فتح کا ڈھول بڑے زور و شور سے پیٹا ہے۔ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب اور ان کی جماعت کے لوگ مخالفین کے مقابلہ پر ہر جگہ ناکام رہے اور ہر محاذ پر شکست کھاتے رہتے ہیں۔ اور علمائے کرام ان کا منہ توڑ جواب دیتے رہے ہیں اور قوم کے نوجوان اُن کے لٹریچر کا تار و پود بکھیرتے رہے ہیں۔ پھر حضرت مرزا صاحب کی وفات کا ذکر اعتراض کے رنگ میں کیا ہے اور آپ کو ایک ناکام انسان ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے، وغیرہ وغیرہ من الهفوات۔

اس پر مجھے ایک شعر یاد آگیا ہے ؎

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

ہمدم صاحب! قدرت نے جنہیں حقیقت شناس دل نہیں دیا اگر زمین کو آسمان اور آسمان کو زمین کہدیں تو اُن سے کچھ بعید نہیں۔ انہوں نے پختہ عہد کر رکھا ہے کہ سچ نہیں بولنا۔ اب تک تو مُلاں کی تعریف یہ کی جاتی تھی کہ "ملاں آنست کہ بند نشود"، مگر میرے خیال میں زیادہ صحیح تعریف یوں ہونی چاہیئے کہ ملاں آنست کہ راست نہ گوید۔ فتح کو شکست اور شکست کو فتح۔ کامیابی کو ناکامی اور ناکامی کو کامیابی بنا دینا ہمدم صاحب کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے ؎

جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی اُن سے سیکھ جائے

شاعر نے انہیں کے حق میں فرمایا تھا۔

کیا مرزائیوں کی ترقی ان کی شکست ہے

واقعہ نگاری میں ہمدم صاحب نے ریکارڈ مات کیا ہوا ہے۔ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب اور آپ کی جماعت کے لوگ مخالفین کے مقابلہ میں ہر جگہ ناکام ہوتے رہے ہیں اور علمائے کرام ان کا منہ توڑ جواب دیتے رہے ہیں۔ مگر میں پوچھتا ہوں کہ جس حالت میں علمائے کرام مرزائیوں کو شکست پر شکست اور ان کا منہ توڑ جواب دیتے رہے ہیں اور ان کو ہر محاذ پر ناکامی اور نامرادی نصیب ہوتی رہی تو یہ صورت حال کس طرح پیدا ہوگئی کہ لوگ مرزائی عقائد کو تو پسندیدہ اور علمائے کرام کے عقائد کو تنفر سے دیکھنے لگ گئے۔ اللہ تعالےٰ مغفرت فرمائے ہمارے مرحوم بھائی مولانا آفتاب الدین احمد صاحب اٹھوں نے ایک دن ذکر کیا کہ دیوبند میں قیام کے دوران میں ایک دفعہ جب مولانا مرتضیٰ حسن خاں صاحب اپنے تبلیغی دورہ سے واپس آئے تو ہم لوگوں نے اُن سے دریافت کیا کہ سنائیے مولانا! دورہ کیسا رہا؟ تو انہوں نے ذرا تأمل کے بعد جواب دیا، کیا پوچھتے ہو، لوگ تو مرزا کے آنے سے پہلے ہی مرزائی بنے ہوتے ہیں، جدھر جاؤ یہی کہتے ہیں کہ مسیح فوت ہوگیا ہے۔ یہ دیوبند کے ایک بہت بڑے رکن کی رائے ہے جن کا کام فتنہ مرزائیت کا استیصال تھا۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ یہ فضا کہ مسیح فوت ہوگیا ہے کیونکر پیدا ہوگئی ہے؟ اور یہ کس بات کا نتیجہ تھی؟ کیا اس بات کا نتیجہ تھی کہ آپ کے علمائے کرام مرزائیوں کو ہر محاذ پر شکست فاش اور ان کو منہ توڑ جواب دیتے رہے، یا اس بات کا کہ مرزائی آپ کے علماء کو منہ توڑ جواب دیتے رہے۔ اور انہیں ہر محاذ پر شکست دیتے رہتے ہیں۔ عقلمند آدمی نتائج سے سبق حاصل کرتا ہے۔ نتائج کیا ہیں؟ احمدی عقائد کی بتدریج ترقی اور غیر احمدی عقائد سے تنفر جیسا کہ مولانا مرتضیٰ حسن کے بیان سے ظاہر ہے اب خود ہی فیصلہ کر لیجئے کہ کون شکست کھاتا رہا، اور کون فتح پاتا رہا، کون ہارتا رہا اور کون جیتتا رہا۔ ہمدم صاحب مکرم! یہ مسئلہ ہماری سمجھ میں تو آتا نہیں کہ ہر محاذ پر کامیابی تو حاصل کرتے رہے آپ کے علمائے کرام، لیکن ترقی کرتے گئے مرزائی۔ یہ کیا راز ہے؟ کیا کبھی کوئی شکست خوردہ قوم بھی ترقی کر سکتی ہے؟ جو لوگ متواتر شکست پر شکست کھاتے رہے ہوں، انکو سربلندی حاصل کرنے کا موقعہ کہاں سے مل سکتا ہے؟ وہ تو روز بروز رو بہ انحطاط ہو کر مٹ جاتے ہیں۔

مرزائیوں کا قدم ترقی کی طرف

مگر یہاں اُلٹی گنگا بہہ رہی ہے، مرزائی ہر محاذ اور ہر میدان میں شکست بھی کھاتے رہے اور پھر بھی ان کا قدم ترقی کی طرف اُٹھتا چلا گیا، حتیٰ کہ وہ دنیا کی ایک معتدبہ جماعت بن گئے۔ ہزاروں سے لاکھوں تک ان کی تعداد بڑھ گئی۔ لاکھوں روپے کی قومی جائیداد پیدا ہوگئی۔ دنیا میں ان کی مسجدیں بن گئیں، مدارس کھل گئے، کتب خانے قائم ہوگئے۔ جابجا مشن کھل گئے، دنیا کا کوئی ایسا ملک نہیں جہاں کوئی نہ کوئی مرزائی مبلغ موجود نہ ہو۔ بے حساب لٹریچر دنیا میں اشاعت پاگیا۔ دنیا کا ایسا کوئی کونہ نہیں جہاں ان کا لٹریچر نہ پہنچا ہو، اُن کے پیدا کردہ لٹریچر نے اس قدر مقبولیت حاصل کی کہ لوگ اسے نعمت غیر مترقبہ سمجھتے ہیں اور اسکو آنکھوں پر جگہ دیتے ہیں۔ یہ تو دستانی نہیں تحدیث نعمت ہے۔ دنیا کی کوئی مذہبی سوسائٹی ایسی نہیں جو احمدیت کی ثناخواں نہ ہو اور اس کے علم و فضل کا لوہا نہ مانتی ہو، خدا کے فضل سے احمدیت کو دنیا کی ہر مہذب سوسائٹی میں عزت اور وقار حاصل ہے، لوگ اپنی مجالس میں ان کی تقاریر کو بڑی خوشی سے سنتے اور اُن کے معلومات سے مستفیض ہونے کی تڑپ رکھتے ہیں۔ جانتے ہو یورپ کی سرزمین میں جو علم و فضل کا گہوارہ ہے کس قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر کو بطور سند مانا جاتا ہے؟ اسی محمد علی مرزائی کے ترجمہ کو۔ یورپ کے بڑے بڑے مبصروں اور مفکروں کے کتب خانے اسی قرآن مجید کے ترجمہ سے مزین ہیں۔ اور اسی سے ہی دنیا کو وقار حاصل ہے۔ ولا فخر

مرزائی لٹریچر کا تار و پود

آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے نوجوان مرزائیوں کے لٹریچر کا تار و پود بکھیرتے رہے ہیں، ذرا ہم بھی ان کی شکل تو دیکھ لیں۔ اور کیا وہ اسی لٹریچر کا تار و پود بکھیرتے رہے جو سینکڑوں، ہزاروں انسانوں کی ہدایت کا موجب بنا؟ کیا اسی لٹریچر کا تار و پود بکھیرتے رہے جس میں دین اسلام کو سب ادیان باطلہ پر غالب کر دکھایا گیا ہے اور جس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب انبیاء پر فضیلت ثابت کیا گیا ہے، اور جس میں دنیا کو حضور کا دین قبول کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ کیا اسی لٹریچر کا تار و پود بکھیرتے رہتے ہیں جس کے متعلق ہندوستان کا سب سے بڑا مفکر مولانا عبدالماجد دریا آبادی لکھتا ہے کہ:۔

"جب میں انگریزیت کے پھیلائے ہوئے زہر الحاد (ریشنلزم ایگنسٹزم) میں غرق تھا مرحوم کے انگریزی ترجمہ قرآن نے دستگیری کی، وہ اگر محض اتفاق سے ایک عزیز کے پاس دیکھنے کو نہ مل جاتا تو خدا معلوم کتنی اور مدت تک میں بھٹکتا رہتا اور میری ہی طرح خدا معلوم اور کتنوں کے حق میں وہ شمع ہدایت ثابت ہو کر رہیگا۔

پھر ازدو تفسیر القرآن بفضل الباری بخلافت راشدہ

سیرت خیرالبشر اور انگریزی ڈیلیجن آف ہیومینٹی مینول آف حدیث، ان کی تصانیف ایک سے ایک بڑھکر مفید اور معرکۃ الآرا موجود ہیں"۔

کیوں ہمدم صاحب! کیا آپ کے نوجوان اسی لٹریچر کا تار و پود بکھیرتے رہتے ہیں جو راہ صواب سے بھٹکے ہوؤں کی دستگیری کرتا اور جو گمراہوں کے لئے شمع ہدایت کا کام دیتا ہے۔ کیا آپ کے نوجوان اسی لٹریچر کا تار و پود بکھیرتے رہتے ہیں جو اس قدر مفید اور بڑھیا اور معرکۃ الآرا ہے کہ مولانا عبدالماجد جیسے فاضل انسان اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ کیا آپ کے نوجوان اسی لٹریچر کا تار و پود بکھیرتے رہتے ہیں جس کو دیکھ کر لارڈ ہیڈلے جیسا مبصر انسان انگشت بدنداں تھا۔ کیا آپ کے نوجوان اسی لٹریچر کا تار و پود بکھیرتے رہتے ہیں جس کو روس کا سب سے بڑا فلاسفر کونٹ ٹالسٹائی پڑھتا اور سر دھنتا تھا۔

اگر آپ کے نوجوان اسی لٹریچر کا تار و پود بکھیرتے رہتے ہیں جو سراسر نور اور ہدایت اور حقائق و معارف اسلامیہ سے پُر ہے تو خود سوچ لیں کہ کیا یہ اسلام دوستی ہے یا اسلام دشمنی؟ اور ایسے نوجوان اسلام کے خیرخواہ ہیں یا بدخواہ۔ کیا ایسے نوجوان قابلِ تعریف ہیں یا قابلِ مذمت؟ خدا بچائے ایسے نوجوانوں سے جو اپنے گھر کو اپنے ہاتھوں سے ہی تباہ کردیں یخربون بیوتھم بایدیھم۔ ماشاءاللہ اچھے نوجوان آپ نے پیدا کئے ہیں جو بجائے کسی تعمیری کام کے تخریبی کام میں پیش پیش ہیں، خود تو کچھ کام کرنے کی توفیق نہ ملی جو کچھ دوسروں نے حمایت اسلام میں کیا اسکو ملیامیٹ کرنے کے درپے ہوگئے اور جو چراغ ہدایت کا کسی ہمدرد ملت نے فروزاں کیا اسکو بجھانے کے درپے ہوگئے۔

یریدون ان یطفئوا نوراللہ بافواھم۔

کیا ایسے ہی نوجوانوں پر آپ کو فخر ہے؟ سنئے! آپ کے نوجوان ہمارے لٹریچر کا تار و پود کیا بکھیریں گے۔ ایک دنیا ہمارے لٹریچر پر فریفتہ ہو رہی ہے۔ جہاں جہاں ہمارا لٹریچر گیا، لوگوں نے سر آنکھوں پر رکھا اور بغیر ہماری تحریک کے اس کو اپنی اپنی زبان میں ترجمہ کرکے اس کی نشر و اشاعت کو اپنی بڑی سعادت سمجھا ؎

نہ من برآں گلِ عارض غزل سرایم و بس
کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار انند

آپ ایسے حضرات کو جو اس لٹریچر کے تار و پود بکھیرنے کے درپے ہیں، مولانا عبدالماجد صاحب کی ایک نصیحت کی طرف توجہ دلاتا ہوں، فرماتے ہیں:۔

"عین اس وقت جبکہ ہمارے علمائے کرام فرقۂ احمدیہ کو مرتد قرار دیتے اور ان کے واجب القتل ہونے کے فتاوے صادر کرنے میں مصروف ہیں خدا کے اسلام انہی مرتدوں سے اسلام کی وہ خدمت لے رہا ہے جس پر ہم سُنّی، حنفی، صحیح العقیدہ کلمہ گویانِ اسلام کو رشک کرنا چاہیئے"

دیکھا مولانا! ایسے ہوتے ہیں منصف مزاج لوگ جو صحیح بات دیکھتے ہی اس کے بیان کرنے سے نہیں جھجکتے اے کاش خدا آپ کو بھی یہ صفت عطا فرمائے۔

کیا مرزا صاحبؑ ناکام ہیں؟

غرض حضرت مرزا صاحب کو ناکام انسان ثابت کرنے کی کوشش کرنا اپنی جہالت کا ثبوت دینا ہے۔ ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے معترض کو چاہیئے کہ وہ اُن اخبارات کا مطالعہ کرے جنہوں نے حضور کی وفات پر آپ کی زندگی پر ریویو کئے۔ اُن میں سے بعض نے آپ کے متعلق

"اسلام کا فتح نصیب جرنیل"

لکھا۔ کیا کوئی ناکام انسان بھی فتح نصیب جرنیل کہلا سکتا ہے۔ بحیثیت ایک مجدد دین کے آپ نے دشمنانِ اسلام کے اعتراضات کا بھی قلع قمع کیا اور محاسن اسلام بھی ایسا فراخ دلی سے ظاہر کئے کہ چاروں طرف سے صدائے تحسین بلند ہوئی۔ ثبوت کے لئے آپ کی کتب موجود ہیں۔ دیکھ لیجئے کس طرح آپ نے آریوں اور عیسائیوں کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا ہے۔ اور محاسنِ اسلام کے لئے صرف ایک اسلامی اصول کی فلاسفی پڑھ لیجئے، آپ کو حقیقت نظر آجائے گی۔ آپ کو یقین ہوجائے گا کہ اس شخص نے فی الواقعہ اسلام کو زندہ کر دکھایا ہے، اور اب جو آپ کی دونوں جماعتیں تبلیغ اسلام میں مصروف ہیں یہ بھی دراصل آپ کا ہی کارنامہ ہے اور آپ کی ہی پھونکی ہوئی روح ہے اور آپ کی ہی ہدایات کی تعمیل ہے۔ اس سے بڑھکر ایک شخص کا کیا احسان ہوگا کہ خود ساری عمر تبلیغ اسلام میں صرف کردی، اور مرنے کے بعد ایک ایسی جماعت چھوڑی جو تبلیغ اسلام کے کام میں مصروف ہے۔ تفصیلات کا یہ موقعہ نہیں ورنہ ہم کھول کر بتاتے کہ دنیا پر حضرت مرزا صاحب کے کیا کیا احسانات ہیں ؏

منت خاکِ درت بر بصرے نیست کہ نیست

کیا اسہال سے مرنا کافی ہے؟

حضرت مرزا صاحب کی وفات پر آپ کا نفرت سے چست کرنا اور مرض اسہال کو جس سے حضرت صاحب کا انتقال ہوا عذاب قرار دینا یہ آپ کی نا سمجھی کا افسوسناک مظاہرہ ہے۔ کیا بخار یا ہیضہ یا اسہال یا کسی ایسی بیماری سے فوت ہونا عذاب کہلاتا ہے؟ اگر یہ عذاب ہے تو یاد رکھو کہ ایسے عذاب میں خدا کے نہ صرف بڑے بڑے صالح بندے بلکہ انبیاء بھی مبتلا ہوتے رہے، کیا حضرت ایوبؑ کی بیماری کا ذکر زبان زدِ خلائق نہیں۔ ان ہزاروں صالح بندوں کی شمولیت میں حضرت مرزا صاحب کے متعلق بھی آپ کہدیں کہ آپ فلاں مرض کے عذاب میں مبتلا ہوکر فوت ہوئے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مکرم ہمدم صاحب! آپ جس قسم کی باتیں کرتے ہیں یہ بہت ادنےٰ لوگوں کا کام ہے مگر آپ بھی مجبور ہیں ؏

فکرِ ہر کس بقدر ہمتِ اوست

دوستو! دوسروں پر ناحق زبان طعن کیوں دراز کرتے ہو، خدا جانے کل کو تمہارا کیا حال ہونے والا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی غیرت سے ڈرنا چاہیئے۔ اور اس کے نیک بندوں کی تحقیر و تذلیل نہیں کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ باتیں سخت ناپسند ہیں،

حضرت مرزا صاحب کی بے نفسی

کرم ہمدم صاحب! حضرت مرزا صاحب بھی آخر انسان ہی تھے۔ آپ کے لئے بھی موت مقدر تھی۔

انک میتٌ و انھم میتون ؎

بدنیا گر کسے پاینده بودے
ابوالقاسم محمدؐ زنده بودے

جب آپ اپنا کام ختم کرچکے۔ اور جو پاک مقاصد لے کر آپ آئے تھے وہ پورے ہوگئے۔ اور ان کو جاری ساری رکھنے کے لئے آپ ایک مستقل جماعت بھی بنا چکے، تو اللہ تعالےٰ نے آپ کو بذریعہ الہام اطلاع دی کہ اب آپ دنیا سے کوچ کرنے والے ہیں۔ اس پر آپ نے وصیت لکھی، جس میں ضروری نصائح اپنی قوم کے لئے درج فرمائیں، اور ان کے لئے ایک لائحہ عمل تجویز کیا، اور وہ تھا اشاعت اسلام اور اس مقصد کے لئے آپ نے ایک انجمن بنائی۔ دیکھئے آپ کی بے نفسی کہ اپنے بیٹے کو یا اپنے داماد یا کسی دوسرے رشتہ دار عزیز کو اپنا جانشین مقرر نہیں کیا، بلکہ اپنے بعد انجمن کو ہی جانشین قرار دیا۔ اور اپنی زندگی میں ہی سب کاروبار اس انجمن کے سپرد کردیئے اور تمام اموال وغیرہ بھی اسی کے حوالے کر دیئے۔ دیکھا حضرت! یوں ہوتے ہیں خدا کے بندے۔ اگر مرزا صاحب دنیا کے بندے ہوتے تو آپ ہرگز انجمن نہ بناتے بلکہ اپنے بعد اپنے بیٹے کو جانشین بناتے، مگر آپ نے ایسا ہرگز نہیں کیا اور بجائے اس کے کہ اموال آپ کے گھر میں جائیں انجمن کے سپرد کر دیئے۔ قوم کا مال قوم کے پاس ہی ہمیشہ کے لئے رہا۔

شہادت کی موت

آخر جیسا کہ خدا نے تین سال قبل آپ کو اطلاع دی تھی، آپ کی رحلت کا وقت آگیا۔ بغرض تبدیل آب و ہوا جب آپ قادیان سے لاہور کی طرف روانہ ہونے لگے تو پھر الہام ہوا:۔

مکن تکیہ بر عمرِ ناپائیدار

حضور لاہور ہی میں قیام فرما تھے اور مضمون پیغام صلح ختم کرچکے تھے، کہ خدا کا پیغام آگیا، اور اسہال کی تکلیف سے جو سالہا سال سے آپ کو لاحق تھی آپ کا وصال ہوگیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بعنوائے المبطون شھیدٌ اللہ تعالےٰ نے آپکو شہادت کی موت دی۔ ... آپ کا انجام صالحین کی طرح ہوا۔ ... خدا کا بندہ خدا کا سچا عاشق تھا۔ اس نے نزع کی حالت میں بھی جبکہ انتہائی کمزوری لاحق تھی نماز ادا کی اور جب آخری سانس لیئے تو زبان پر تھا۔ اے خدا! اے پیارے خدا! میرے پیارے خدا۔ خدا خدا کہتے کہتے وہ خدا

کا پیارا اپنے پیارے خدا سے جا ملا۔ وہ دنیا و آخرت میں کامیاب منظفر و منصور تھا، اس کی روح پر فتوح پر سینکڑوں سلام اور رحمتیں ہوں۔

قبر مسیح کا معاملہ

اپنے مضمون کے خاتمہ پر ہمدم صاحب نے ایک نوٹ حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر کے متعلق بھی سپرد قلم کیا ہے۔ نوٹ کیا ہے وہی مولویانہ کٹ حجتی فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اپنے پرانے حربے سے کام لیتے ہوئے کیوں نہ کہدیا کہ ان کو الہام ہوا ہے کہ یہ مسیح کی قبر ہے۔ اجی حضرت! جن باتوں کے متعلق آپ کو الہام ہوتا تھا، اور اعلان کا حکم ہوتا تھا وہ تو آپ نے کبھی چھپائی نہیں لیکن جن کے متعلق الہام نہ ہوا ان کے متعلق کیونکر کہدیں۔ اور حضرت مسیح کی قبر کے متعلق آپ نے اگر ریسرچ ورک کیا ہے تو اس میں آپ کا کیا قصور ہے۔ یہ تو اسلام کی بہت بڑی خدمت ہے کہ عیسائی دنیا کے خدا کو فوت شدہ ثابت کر دیا۔ کیا آپ کو اسلام کے خلاف عیسائیت کی حمایت منظور ہے؟ آپ لوگ تو یہ چاہتے ہیں، کہ شریکوں کی دیوار گرجائے خواہ خود ہی نیچے آکر ہلاک ہو جائیں۔ بقول حافظ شیرازی ؎

شادم کہ از رقیباں دامن کشیدہ رفتم
گو مشت خاک ماہم برباد رفتہ باشد

آپ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب نعوذ باللہ جھوٹے ثابت ہو جائیں خواہ اسلام کا کچھ باقی نہ رہے، اور نصاریٰ کے دین کو تقویت حاصل ہو جائے۔ نعم ما قال المسیح الموعود ؎

ہمہ عیسائیاں را از مقال خود مدد دادند
دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را
مسیح ناصری را تا قیامت زندہ می فہمند
مگر مدفون یثرب را نہ دادند این فضیلت را

حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات تو قرآن مجید ثابت کر رہا ہے۔ اور قبر کا معاملہ حضرت مرزا صاحبؒ کی تحقیقات تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ علمی دنیا میں ایک ثابت شدہ حقیقت بن چکا ہے۔ انہی ایام میں محترم خواجہ نذیر احمد صاحب فرزند حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم و مغفور نے انگریزی میں ایک مفصل کتاب JESUS IN HEAVEN ON EARTH (جیزز ان ہیون آن ارتھ) تصنیف کر کے اس علمی اور تاریخی تحقیقات کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا ہے۔ خدا آپ کو توفیق دے تو آپ وہ پڑھیں، اور اگر حوصلہ پڑے تو اس کا جواب لکھ کر اپنی قابلیت کا ثبوت دیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے نوٹ لکھنے اور ایک دو کٹ حجتیاں کر دینے سے سوائے اس کے کہ آپ اہل علم کے حلقہ میں اپنا مضحکہ اڑائیں اور کچھ فائدہ نہیں۔

ہمدم صاحب کی کذب بیانیاں

مکرم ہمدم صاحب! ہم خدا کے فضل سے آپ کے مضمون پر ایک مختصر تبصرہ کرنے سے فراغت پا چکے ہیں امید ہے کہ آپ ہماری معروضات پر غور فرمائیں گے۔ ہم مکرر آپ کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ آپ لوگوں کو ہمارے اور ہمارے امام ہمام کے متعلق سخت غلطی لگی ہوئی ہے۔ نہ ہمارے امام نے ہرگز کتاب و سنت سے انحراف کیا ہے اور نہ ہم نے۔ مخالفین نے ناحق آپ پر جھوٹے الزام لگائے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کے اپنے بیانات سے واضح ہو گیا ہوگا کہ آپ اہل سنت والجماعت کے مسلمہ عقائد کے پابند تھے۔ اور یہی تعلیم آپ اپنے ماننے والوں کو دیتے تھے۔ آپ نے دعوے نبوت نہیں کیا اور نہ آپ نے ختم نبوت سے انکار کیا ہے۔ یہ آپ لوگوں کی زبردستی ہے کہ ان کو ختم نبوت کا منکر قرار دے کر کذاب کہتے ہیں۔ مگر ہمدم صاحب مکرم آپ خود جن کذب بیانیوں کے مرتکب ہوتے ہیں ان کا آپ کو خیال ہی نہیں۔ انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے گریبان میں بھی منہ ڈال کر دیکھے۔ آپ نے اس مختصر مضمون میں جو کذب بیانیاں کی ہیں ان کا ایک مختصر سا خاکہ ذیل میں عرض کرتا ہوں:—

مثلاً آپ نے لکھا ہے کہ مرزا انگریزوں کا پروردہ ہے یہ آپ کی کذب بیانی ہے پھر آپ نے لکھا ہے کہ مرزا صاحب انگریزوں کی خوشامد کرتے تھے۔ یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے۔ آپ نے ہر بار مرزا صاحب کو مدعی نبوت قرار دیا اور مدعی نبوت بھی ایسا جو مستقل صاحب شریعت نبی ہے (صفحہ ۱۰۸) یہ بھی آپ کی صریح کذب بیانی ہے۔

پھر آپ نے حضرت مرزا صاحب کی سلیمان بن حسن سے مشابہت قائم کی ہے۔ یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے پھر مقنع کے ساتھ آپ نے حضرت ممدوح کی مشابہت بیان کی ہے یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے۔ پھر آپ نے لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے احادیث کا انکار کیا ہے۔ یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے پھر آپ نے لکھا ہے کہ مرزا اور اس کی جماعت مفسرین کا مضحکہ اڑاتے ہیں۔ یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے پھر آپ نے لکھا ہے کہ یہ فرقہ اسلاف پر زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے۔ پھر آپ نے لکھا ہے کہ فرقہ باطنیہ کی طرح دعوت کے بھی مدارج مقرر کئے ہوئے ہیں، یہ بھی کذب بیانی ہے۔ پھر آپ نے لکھا ہے کہ مرزائیوں نے تفسیر قرآن میں ایسا طریقہ اختیار کیا ہے جس سے مسلمان احساس کمتری میں مبتلا ہو کر اسلاف کے کارناموں سے بدظن ہو جائیں۔ یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے۔ آپ نے لکھا ہے مرزائی تبلیغ اسلام کی آڑ میں مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے۔ آپ نے لکھا ہے لاہوری مرزائیوں نے دھوکے کی ٹٹی تیار کی ہے۔ پہلے لوگوں کو مرزا کی صداقت منواتے ہیں، پھر انہیں مرزا کے نبی ماننے میں عذر نہیں رہتا یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے۔ پھر آپ نے لکھا ہے کہ مرزائی کہتے ہیں کہ قرآن کے بعد کسی حدیث کی ضرورت باقی نہیں رہی کیونکہ اس کے راوی مردے ہیں یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے۔ پھر آپ نے لکھا ہے کہ مرزا صاحب صحابہؓ کی توہین کرتے تھے۔ یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے۔ پھر آپ نے لکھا ہے کہ مرزا صاحب کے عقائد اہل سنت والجماعت کے مسلمہ عقائد کے خلاف تھے۔ یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے۔ پھر آپ نے لکھا ہے کہ مرزا صاحب معراج کے منکر تھے۔ یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ مرزا صاحب معجزات کے منکر ہیں۔ یہ بھی آپ کی کذب بیانی ہے وقس علیٰ ھذا۔

اب فرمایئے جناب ہمدم صاحب! حضرت مرزا صاحب تو معاذ اللہ نبوت کا جھوٹا دعوے کر کے کذاب ٹھہر گئے (حالانکہ انہوں نے کوئی ایسا دعوے نہیں کیا) مگر جو شخص اس قدر کذب بیانیوں کا مرتکب ہو اس کو آپ کیا کہیں گے؟ بینوا توجروا ؎

طعنہ بر پاکاں نہ بر پاکاں بود
خود کنی ثابت کہ ہستی کا ذبے

باقی آئندہ

تعلیمی پریس مرکلرروڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں ÷ دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب ÷ کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور پاکستان

(رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸)

ہر ماہ کی ۱-۸-۱۵-۲۲ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

تار کا پتہ :- "تبلیغ" لاہور

ٹیلیفون نمبر ۳۷۲۷

ایڈیٹر :- دوست محمد

اسسٹنٹ ایڈیٹر :- بشیر احمد سوز

جلد ۴۹ | یوم شنبہ مؤرخہ ۱۶ صفر المظفر ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۲ اگست ۱۹۵۹ء | نمبر ۳۳

"جس کو بلا سے بچنا ہو وہ پوشیدہ طور پر خدا تعالیٰ سے صلح کر لے"

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

میرا مذہب تو یہ ہے۔ کہ جس کو بلا سے بچنا ہو۔ وہ پوشیدہ طور پر خدا تعالےٰ سے صلح کر لے۔ اور ایک ایسی تبدیلی کر لے۔ کہ خود اسے محسوس ہو جائے۔ کہ میں پہلا نہیں ہوں۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:- ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم (سورۃ رعد) سچے مذہب کی جڑھ خدا تعالےٰ پر ایمان ہے۔ اور خدا پر ایمان یہ ہوتا ہے۔ کہ سچی پرہیزگاری ہو، خدا کا خوف ہو۔ تقویٰ والے کو خدا تعالیٰ کبھی ضائع نہیں کرتا۔ وہ آسمان سے اس کی امداد کرتا ہے۔ فرشتے اس کی مدد کو اترتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر کیا ہوگا۔ کہ متقی سے معجزہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ اگر انسان خدا تعالیٰ کے ساتھ پوری صفائی کر لے۔ اور ان افعال اور اعمال کو چھوڑ دے جو اس کی نارضامندی کا موجب ہیں۔ تو وہ سمجھ لے کہ ہر ایک کام برکت سے طے پا جائیگا۔ ہمارا ایمان تو آسمانی کاروائیوں ہی پر ہے۔ یہ سچی بات ہے۔ کہ اگر خدا تعالیٰ کسی کا ہو جائے۔ تو سارا جہان اپنی مخالفت سے اس کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا جس کو خدا تعالیٰ محفوظ رکھنا چاہے۔ اسکو گزند پہنچانے والا کون ہو سکتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرنا ضروری ہے اور دیندار کو ایسا ہونا چاہیئے۔ کہ ہر ایک شئے سے بکلی یاس ہو۔ اسباب کا مہیا کرنا ضروری ہے۔ مگر خلق اسباب بھی تو خدا تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ ہر ایک سبب کو پیدا کر سکتا ہے۔ اسلئے اسباب پر بھی بھروسہ نہ کرو۔ خدا پر بھروسہ اول یہ ہوتا ہے، کہ نمازوں کی پابندی کرو۔ اور نمازوں میں دعاؤں کا التزام رکھو۔ ہر ایک قسم کی لغزش سے بچنا چاہیئے۔ نئی زندگی کی بنیاد ڈالنا چاہیئے۔ یہ یاد رکھو اپنے عزیز رشتہ دار بھی ایسے دوست نہیں ہوتے۔ جیسے خدا تعالیٰ دوست ہوتا ہے۔ اگر وہ راضی ہو تو کل جہان راضی ہو جاتا ہے۔

(منظورِ الٰہی صفحہ نمبر ۲۳۹)

سات آدمی

جن پر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا سایہ ہوگا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات آدمی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سایہ میں رکھے گا، جب سوائے اس کے سائے کے کوئی سایہ نہ ہوگا :-

* - امام عادل
* - ایسا جوان جس نے اپنے رب کی عبادت میں پرورش پائی۔
* - ایسا شخص جس کا دل مسجد میں رہتا ہو۔
* - ایسے دو شخص جو باہم خدا کی راہ میں محبت رکھتے ہیں اور اسی پر جمع ہوں اور اسی پر جدا ہوں۔
* - ایسا شخص کہ اسے صاحبِ مرتبہ اور حسین عورت بلائے تو وہ کہے میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔
* - وہ شخص جو ایسا پوشیدہ صدقہ دے کہ اس کا بایاں ہاتھ نہیں جانتا جو اس کے داہنے نے خرچ کیا۔
* - وہ شخص جو خدا کو تنہائی میں یاد کرے تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگیں۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کا خطبہ جمعہ

گذشتہ جمعہ مؤرخہ ۱۴ اگست کو حضرت امیر ایدہ اللہ نے اسلامی تعلیمات و نظریات احمدیت کے معتقدات پر ایک خاص خطبہ ارشاد فرمایا جس کو محترم شیخ محمد طفیل صاحب اور ناصر احمد صاحب نے ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ سے اسی وقت ریکارڈ کر لیا یہ خطبہ اسی پرچہ میں درج ہے ملاحظہ فرمائیں صفحات ۵ تا ۸۔

اسلام مشرق اور مغرب میں

میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچادوں گا (الہام مسیح موعود)

مشرقی پاکستان اسلام مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

ماہوار رپورٹ بابت ماہ جون ۱۹۵۹ء

(از مولوی محمد عبد الستار صاحب)

۸ر تا ۱۴ر جون ۱۹۵۹ء:

اس ہفتہ ڈھاکہ شہر کے چند وسیع المشرب اور تعلیم یافتہ حضرات اور یونیورسٹی طلباء سے ملاقات کی - ان کو تحریک احمدیت اور اس کی ضرورت و اہمیت اور تبلیغی مساعی اور اشاعت اسلام کے متعلق مرکز اور اس کی شاخوں کی کارگذاریوں کے بارے میں معلومات بہم پہنچائیں اور لٹریچر تقسیم کیا -

تبلیغی سلسلہ میں نواب گنج جانے کا اتفاق ہوا - وہاں مختلف لوگوں سے جن میں ایک امام مسجد بھی شریک تھے، اسلام اور احمدیت کے بارے میں بات چیت کی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمات دینیہ کے سلسلہ میں معلومات بہم پہنچاتے ہوئے میں نے انہیں آگاہ کیا کہ اسلام کا غلبہ دنیا پر مقدر ہو چکا ہے - چونکہ احمدی جماعت ہی واحد جماعت ہے جس نے اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچادیا ہے انشاء اللہ غلبۂ اسلام کا سہرا اسی جماعت کے سر ہی بندھے گا -

۱۵ر تا ۲۱ر جون ۱۹۵۹ء:

منڈل پور اور تیرا بازار کے دو اصحاب سے تبلیغی سلسلہ میں ملاقات کی - تحریک عالیہ اور اس کی خدمات اسلام کے متعلق انہیں آگاہ کیا - اور مناسب لٹریچر بھی دیا -

ڈھاکہ اور ضلع میمن سنگھ کے کچھ سمجھدار لوگوں اور میمن سنگھ کے قرب و جوار کے دیہی باشندوں سے بغرض تبلیغ ملاقات کی - اسلام کے متعلق تقریر کی اور اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں کا تذکرہ کیا - لوگوں کی خواہش پر انہیں کچھ انگریزی، اردو، اور بنگالی لٹریچر دیا -

۲۲ر تا ۳۰ر جون ۱۹۵۹ء:

اس ہفتہ زنزیرا (Zinzira) اور گلزار باغ، تانتی بازار اور ستی بھنگا کے علاقوں میں تبلیغی دورہ کیا - تقاریر کیں، تحریک احمدیت کے متعلق معلومات بہم پہنچائیں - لٹریچر تقسیم کیا جس میں دو بنگالی ٹریکٹ "آخری نبی" اور "تعلیم اسلام" کے علاوہ اخبار "لائٹ" اور "پیغام صلح" بھی شامل تھے - تحریک میں شامل حصہ لینے کی انہیں تحریص دلائی -

نوٹ: - ان سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ ہر روز (سوائے جمعہ کے) بچوں کو درس قرآن کریم دیا گیا - اور وقتاً فوقتاً جناب مولانا عبد الصمد صاحب بھائی کو بنگالی ترجمۃ القرآن میں مدد دی -

"پیغام صلح": - اصل رپورٹ میں ان اشخاص کے نام اور پتے بھی دیئے گئے ہیں جن سے گفتگو ہوئیں یا انہیں لٹریچر بہم پہنچایا گیا - لیکن مصلحتاً اخبار میں ان کو حذف کر دیا گیا ہے -

ہالینڈ میں تبلیغی سرگرمیاں

میاں محمد ٹرسٹ کی تبلیغی رپورٹ

از جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میری ہالینڈ سے غیر حاضری کے دوران میں بھی اشاعت اسلام کا کام جاری رہا ہے - اخویم جناب غلام احمد بشیر صاحب مولوی فاضل ہماری طرف سے آنریری طور پر اس خدمت کو سرانجام دے رہے ہیں - ایمسٹرڈم - آمرز فورٹ کی کانفرنسوں میں وہ میری بجائے شریک ہوئے اور تقریریں کیں جن کا بہت اچھا اثر ہوا - اس کے علاوہ بھی انہوں نے ڈین ہیگ میں اپنے مکان پر میٹنگوں کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے - اور "فرینڈز آف اسلام" کی ایک شاخ وہاں قائم کر رکھی ہے - اپنے تازہ خط میں انہوں نے تین افراد کے قبولِ اسلام کی خوشخبری دی ہے - ان میں سے دو خواتین ہیں اور ایک صاحب جرنلسٹ ہیں - اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ -

اسلام کے متعلق مختلف رسائل میں ان کے مضامین بھی چھپتے رہتے ہیں، ایک مختصر سا مضمون احمدیت پر بھی شائع ہوا تھا -

کتب و رسائل کی اشاعت

۱- اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی کا ڈچ زبان میں ترجمہ لاہور سے میاں محمد ٹرسٹ کی زیر نگرانی چھپا ہے جسے تقسیم کی غرض سے ہالینڈ اور سرینام بھیجا جا رہا ہے -

۲- مسٹر آر - ایل - میلاما کی اسلام پر مبسوط کتاب EEN INTERPRETATIE VAN DE ISLAM (اسلام کی ایک تشریح) کا دوسرا ایڈیشن عنقریب شائع ہوا ہے اس میں مساجد کے متعلق بہت سی تصاویر کا اضافہ بھی کیا گیا ہے - ووکنگ - برلن - ڈین ہیگ - پیرس - استنبول - نیروبی - لاہور - چنیوٹ کی مساجد کی تصاویر بھی دی گئی ہیں -

کتب کا نیا ایڈیشن رائل ٹراپیکل انسٹی ٹیوٹ ایمسٹرڈم - سرینام اسلامی انجمن پاراماریبو - فرینڈز آف اسلام (میاں محمد ٹرسٹ) ایمسٹرڈم کی طرف سے شائع کیا گیا ہے -

مسٹر میلاما آج کل حضرت امیر رحمہ اللہ کی کتاب مینول آف حدیث کا ترجمہ کر رہے ہیں -

۳- کراچی کے ایک غیر از جماعت دوست نے ڈچ زبان میں اسلام پر ایک جامع کتاب چھپوانے کے سلسلہ میں پانچ ہزار نسخوں کی طباعت کا خرچ ادا کرنا منظور فرمایا ہے -

"دو نبی" کا جواب کتابی شکل میں

لنگون کے شیخ ... کی کتاب "دو نبی" پر ایک سرسری نظر کے عنوان سے جو مضامین مولانا مرتضیٰ خان حسن کے قلم سے نکل رہے ہیں، تمام احباب جماعت نے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا ہے اور بعض احباب نے خطوط موصول ہو رہے ہیں کہ انہیں ایک کتابی شکل میں چھپوایا جائے اس کے متعلق اطلاعاً عرض ہے کہ ابھی کچھ مزید اقساط باقی ہیں - تمام اقساط مکمل ہو جانے پر انشاء اللہ ان کو کتابی شکل میں چھپوانے کا اہتمام کیا جائے گا - مجاہد ہالینڈ ڈاکٹر ... خان صاحب کا پہلے ہی ایسا ارادہ ہے - اللہ تعالیٰ اس بابرکت وجود کو جزائے خیر دے وہ ہر دینی کام کے لئے ہر وقت مستعد اور تیار رہتے ہیں -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ پیغام صلح —— لاہور —— مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۵۹ء

اُمّتِ محمدیہ میں مجدّد کا مقام

معاصر "ایشیا" نے اپنی ۱۹ اگست ۱۹۵۹ء کی اشاعت میں "اس پاک دامان کی حکایت" کو پھر دہرایا ہے جو جماعت احمدیہ کے متعلق اس نے چھیڑ رکھی ہے، وہ لکھتا ہے:

"مرزا غلام احمد قادیانی کی آواز پر جن لوگوں نے لبیک کہا وہ کس قسم کے مسلمان بن گئے اس کا فیصلہ خود ان لوگوں کے دو متحارب گروہوں کی ان آراء سے کیا جا سکتا ہے جو انہوں نے ایک دوسرے کے متعلق ارشاد کیں ..... اگر اس آواز کا نتیجہ یہ ہے تو اس نتیجے کو حاصل کرنے کی ضرورت نہیں اور اگر حقیقی مسلمان ایسے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسلام کو ان سے محفوظ رکھے۔"

ہم اس کے جواب میں قبل ازیں ان فتووں کی طرف توجہ دلا چکے ہیں جو مسلمانوں کے مختلف فرقوں کی طرف سے ایک دوسرے پر عاید کئے جاتے ہیں، اور اس جماعت اور اس کے قائد پر بھی نہایت گھنونے الفاظ میں عاید کئے گئے جن سے معاصر "ایشیا" کے مدیر محترم وابستہ ہیں، کیا اسکو نعوذ باللہ محمد رسول اللہ صلعم کی آواز اور آپؐ کی دعوت کا نتیجہ قرار دیا جائے گا؟ کیا حقیقی مسلمان ایسے ہی ہوتے ہیں؟ کیا اہلِ تشیع کی طرف سے جو ناپاک الزامات و بہتانات صحابہ کرامؓ رضی اللہ عنہم اور بالخصوص حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر لگائے جاتے ہیں، انہیں اسلامی تعلیمات کا نتیجہ قرار دیا جا سکتا ہے؟ اور یہیں تک نہیں اسلام کے صدر اوّل میں خود صحابہ کرامؓ میں جو مناقشات اور مقاتلات ہوئے اور ایک دوسرے کی گردنیں ماری گئیں کیا اس کی تعلیم رسول کریم صلعم نے دی تھی؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو آج جماعت احمدیہ کے باہمی اختلافات اور ایک دوسرے کے متعلق ناواجب کلمات کو حضرت مرزا صاحب کی دعوت کا اثر قرار دینا کہاں کا انصاف ہے؟

لیکن ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں اور اب پھر کہتے ہیں کہ اب بھی جماعت احمدیہ کے ہر دو فریق میں عقائد کے اختلاف کے باوجود ایسے لوگ موجود ہیں، جو اخلاق و کردار کے لحاظ سے ایک امتیازی حیثیت رکھتے ہیں، اب بھی ان میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں، جن کی نمازوں میں سوز و گداز اور خشوع و خضوع ہے، جن کے روزوں میں تقویٰ اللہ کا رنگ ہے۔ اور ہر شعار اسلامی کی پابندی ان کی روح کی غذا ہے، اور کوئی ایسی بدعنوانی ان کی زندگی میں نہیں پائی جاتی، جو اسلامی کردار سے دور لے جانے والی ہو، یہ تو موجودہ حالت ہے، احمدیت کے ابتدائی زمانہ کی تاریخ اس سے بھی زیادہ شاندار ہے، جب ڈاکٹر اقبال جیسے مفکر کو یہ کہنا پڑا کہ ٹھیٹھ اسلامی زندگی کو دیکھنا ہو تو قادیان جا کر دیکھو، یہ ہے فی الحقیقت حضرت مرزا صاحب کی آواز کا نتیجہ۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ آج بھی اگر حضرت مرزا صاحب کی آواز کو آپ کے اپنے الفاظ میں دنیا تک پہنچایا جائے، تو یقیناً دنیا بدعنوانیوں اور فسق و فجور کو چھوڑ کر خدا پرستی اور صدق و دیانت کو اپنا شعار بنا لیگی اختلافی نزاعات میں اگر ایک فریق نے دوسرے کے متعلق کوئی بُرا لفظ کہہ دیا تو وہ قابلِ حجت نہیں، اصل حجت وہ تعلیم ہے، جو حضرت مرزا صاحب نے دی۔ اور اس کا وہ اثر جو آپ کے بلا واسطہ متبعین کے اخلاق و کردار پر پڑا، اور اب بھی ایک حد تک موجود ہے۔

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی "آواز کی دعوت و تبلیغ" رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے لائے ہوئے دین سے کوئی الگ چیز ہے ہم اس سے پہلے بھی اس بات کو واضح کر چکے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی آواز میں اسی دین کی دعوت ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے، آپ نے بار بار اس بات کو واضح کیا ہے کہ اگر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک قدم علیحدہ ہو کر اپنے وجود کو منواؤں تو یہ کفر ہوگا۔ میں صرف اسلام کی دعوت دینے اور حضرت نبی کریم صلعم کی رسالت کو منوانے کے لئے آیا ہوں۔

اس لئے ہم نے جو یہ کہا کہ حضرت مجدّد وقت کی آواز آپ کے اصل الفاظ میں لوگوں تک پہنچائی جائے تو اس کا مطلب صرف یہ تھا کہ وہ شخص جس کے متعلق احادیث میں آیا ہے لوکان الایمان معلقًا بالثریا لنالہ رجل من ابناء الفارس۔ اور اس نے عملاً اس زمانہ میں جبکہ ایمان فی الواقعہ دلوں سے اُٹھ چکا تھا۔ اور مسلمان عام طور پر اسلام سے مایوس ہو چکے تھے، ایمان کو ثریا سے اُتار کر دلوں میں بٹھا دیا، نہ صرف مسلمانوں کے دلوں میں بلکہ غیر اسلامی دنیا بالخصوص یورپ و امریکہ کے پڑھے لکھے سنجیدہ و فہمیدہ انسانوں کے دلوں میں بھی مرزا صاحب کے توسط سے اسلام کی صداقت و معقولیت پر ایمان پیدا ہو گیا، تو اس سے ثابت ہے کہ ان کی آواز جس قدر مؤثر ہو سکتی ہے، دوسرے ہمارے علماء کی آواز اتنی مؤثر نہیں ہو سکتی، یہ ہر عہد کے مجدّد کی خصوصیت ہے کہ صرف وہی اپنے عہد کا سلطان ہوتا ہے اور اسی کی دعوت مؤثر ہو سکتی ہے، چنانچہ مولانا ابوالکلام آزاد اپنی کتاب تذکرہ میں مجدّد کے مقام عالی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"گو کاروبار دعوت سے معاملات رکھنے والے بہت سے موجود ہوں مگر اس عہد کے فتح باب اور سلطانی و امر دعوت کی فضیلت ان کو نصیب نہیں ہوتی، سب ناچار ہوتے ہیں کہ اس فاتح عہد اور عازم وقت ہی کے حلقہ اتباع و ذرّیات میں داخل ہوں بہت ممکن ہے کہ ان میں بعض افراد کسی خاص شاخ علم و عمل میں درجہ بلند رکھتے ہوں مگر اس معاملہ کے لئے وہ کچھ سودمند نہیں ہوتا اور فاتح دور کے آگے ان کو اطفال مکاتب کی طرح زانوئے ادب و استفادہ تہ کرنا ہی پڑتا ہے اس عہد کے خزائن فیضان و برکات کی کنجی اسی کے قبضہ میں دے دی جاتی ہے پس طالبین فیضان اس کے حلقۂ ارادت سے الگ رہ کر کچھ نہیں پا سکتے اگر کسی نے بطریق استراق سمع کوئی کلمہ حقیقت حاصل کر بھی لیا تو اول تو وہ مثمر برکات نہیں ہوتا اور اگر ہوتا بھی ہے تو چونکہ عہد کی سلطانی فاتح و عازم دعوت ہی کو پہنچتی ہے اس لئے وہ بھی بالواسطہ اسی کے فیضان و بخشش میں سے شمار کیا جاتا ہے۔" (تذکرہ صفحہ ۱۰۹)

یہی بات حضرت مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نے ان فقرات میں کہی ہے:-

"مجدّد آنست کہ ہرچہ دراں مدّت از فیوض بامتاں برسد بتوسط او برسد اگرچہ قطاب و اوتاد آں وقت بودند و بدلا نجبا باشند"

(مکتوبات امام ربانی جلد ۲ مکتوب چہارم)

پس ہمارا یہ کہنا کہ موجودہ زمانہ کی خرابیوں اور بدعنوانیوں کو دور کرنے کے لئے حضرت مجدّد وقت کی آواز سب سے زیادہ مؤثر ہو سکتی ہے، اور اسی آواز کو آپ کے اپنے الفاظ میں دنیا تک پہنچانا چاہیئے۔ اسی حقیقت کی بناء پر ہے جسکی طرف مولانا ابوالکلام آزاد اور حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے، معلوم نہیں "ایشیا" کو اس سے پرخاش کیوں ہے؟ کیا اسے نظر نہیں آتا کہ آج کتنی ہی جماعتیں اور انجمنیں اصلاح مسلمین اور حفاظت و اشاعت اسلام کی غرض سے بنائی گئیں، لیکن تھوڑا عرصہ کام کرنے کے بعد وہ ناکامی کی موت مر گئیں۔ یہی حال جماعت اسلامی کا بھی ہوا ہے، اگر کسی جماعت کو اللہ تعالیٰ نے زندگی عطا کی ہے اور اپنے فضل و کرم سے اسے تائید دین اور خدمت اسلام کی توفیق مرحمت فرمائی ہے، تو وہ جماعت احمدیہ ہے، ان کھلے حقائق و واقعات کے ہوتے ہوئے حضرت مجدّد وقت کی دعوت کو ٹھکرانا کفرانِ نعمت نہیں تو اور کیا ہے۔

رہا یہ امر کہ انکار مجدّد موجب فسق ہے یا نہیں اور مجدّد کے لئے دعوے کرنا جائز ہے یا نہیں، اس پر اگرچہ ہم اس سے پیشتر بار ہا اپنے موقف کا اظہار کر چکے ہیں، تاہم معاصر "ایشیا"

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا * گمنام پاکے شہرۂ عالم بنا دیا

تبلیغی خط و کتابت

ویسٹ انڈیز

ترجمہ خط از حنیف محمد سیکرٹری اسلامک لٹریری اور کلچرل سوسائٹی ٹرینیڈاڈ - ویسٹ انڈیز -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

میں اپنی جماعت کے تمام ممبران اور [illegible] کی طرف سے آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ہمیں وقتاً فوقتاً قیمتی لٹریچر بھیجا اتنے [illegible] ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی انجمن پر اپنی بے شمار برکات نازل فرمائے تاکہ آپ لوگ خدمت اسلام بیش از پیش جوش و خروش کے ساتھ جاری رکھیں۔

میکیبن میں مسلمان بہت تھوڑی تعداد میں ہیں۔ اس عید الاضحٰے کے موقعہ پر کل ۱۱۳ افراد نے حصہ لیا تھا۔ ہمارا مکتبہ کامیابی کے ساتھ اپنے اس بلند مقصد میں تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے۔ ہر جمعرات کی شام کو قرآن کریم کا درس دیا جاتا ہے۔ باری باری ہر ممبر کے گھر پر دیا جاتا ہے۔ ہمارے مقاصد میں سب سے پہلا مقصد تعمیر مسجد ہے۔ جس کا کام اگلے ماہ (یعنی اگست) میں شروع کیا جائیگا۔

ہمارے ممبروں کی کثیر تعداد لاہوری احمدیوں کے اعتقادات سے اتفاق رکھتی ہے اور پسند کرتی ہے۔ البتہ قادیانی احمدیوں کے ساتھ کچھ اختلاف ہے۔ ہمیں ختم نبوت پر لٹریچر بھیجا جائے تو بہت اچھا ہوگا۔

مولنا عبد الحق ودیارتھی صاحب حال ہی میں ہمارے ملک میں تشریف لائے تھے، ان کے لیکچروں میں روحانی اور تحقیقی کشش تھی اور ان کے مواعظ حسنہ کے اثر سے یہاں جگہ جگہ لاہوری احمدیہ نکتہ نظر سے تبلیغی سوسائٹیاں قائم ہوگئی ہیں۔

میں ایک دفعہ پھر آپ کی نوازشوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

فلپائن

ترجمہ خط از ابراہیم - سی - لمپاؤ - فلپائن۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مجھے اسلام کا نور حاصل کرنے کی خواہش کشاں کشاں آپ تک لے آئی ہے۔ حاجی مصطفیٰ آدر صاحب نے جو ایک متقی انسان ہیں، اور آپ کی جماعت کے صاحب علم و عمل ممبر ہیں مجھے آپ کا پتہ دیا تھا اور ساتھ ہی فرما دیا تھا کہ اسلام کے متعلق صحیح صحیح اور قابلِ اعتماد تعلیم صرف آپ سے ہی مل سکتی ہے اور یہ بھی بتا دیا تھا کہ آپ کی جماعت مسلمانوں کو اسلامی علم و عمل سے بلند مقام پر پہنچانے میں مصروف کار ہے۔

[illegible]

ادیسر اپنا رجہ بلادعتبر [illegible]

جناب مکرم - میں [illegible] اور مسلمان کے گھر پیدا ہوا ہوں۔ میرا نام ابراہیم [illegible] ہے۔ میری بیوی بھی مسلمان ہے جس سے دو لڑکے ہیں۔ ایک کا نام احمد ہے اور دوسرے کا نام [illegible] ہے۔

میں [illegible] گورنمنٹ کے ایک [illegible] اسکول میں کلاس ٹیچر ہوں۔

میں بطیب خاطر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے ممبر ہونے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ لہذا مجھے آپ سلسلہ کا ایک فرد سمجھیں۔

ایسے لوگ بہت کم ہیں جنہیں تبلیغ اسلام کا شوق اور تڑپ ہے۔ خوش قسمتی سے میں بھی انہیں میں سے ایک ہوں۔ مجھے اس بات کا یقین کامل ہے کہ بغیر تعلیم اسلام حاصل کئے ہم خدمت دین کما حقہ نہیں کر سکتے، ان حالات میں مجھے آپ سے اور آپ کے ادارہ سے کامل توقع ہے کہ آپ ہمیں مناسب کتب مہیا فرماتے رہیں گے۔

(انہیں لائٹ، لٹریچر اور خط معہ ممبر شپ فارم بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

نائجیریا

ترجمہ خط از مسٹر عیسٰے سلام - ایکوس نائجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے آپ کا ارسال کردہ کتابوں کا رجسٹرڈ پارسل مل گیا ہے۔ میں آپ کا شکریہ کس طرح ادا کروں۔ ایک تو آپ نے مجھے نہایت قیمتی لٹریچر بھیجا ہے دوسرے یہ کہ مجھے آپ نے اپنی جماعت میں شامل فرما لیا ہے میں نے ہدایات برائے ممبران خاص طور پر بار بار پڑھی ہیں میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالےٰ میں ان ہدایات کی ایک ایک بات پر عمل کروں گا۔

آپ مجھے سرٹیفکیٹ اور قرآن شریف ارسال فرمائیں تو میں آپ کا بہت ممنون ہوں گا۔

خدا تعالےٰ آپ کا اور آپ کے ادارے کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

انڈونیشیا

ترجمہ از عمر احمد اسلامک ایجوکیشنل سکول پونوروگو، انڈونیشیا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

یہ سن کر مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور مسلمانوں کی بہتری اور اسلام کی برتری کے لئے سرگرم عمل ہے۔ اور یہ کہ تبلیغ اسلام کے لئے مفید علمی لٹریچر شائع کرکے تقسیم کر دی ہے۔

فی الحقیقت مسلمانوں کا حقیقی اور اصلی کام تبلیغ اسلام ہی ہے۔ محض اسی لئے انہیں دنیا میں بھیجا گیا ہے۔

میں اسلامک ایجوکیشنل اسکول کا مسلمان طالب علم ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ تعلیم اسلام کے متعلق میری صحیح صحیح آگاہی کے لئے مجھے لٹریچر ارسال فرمایا جائے۔

میری اپنی ایک لائبریری ہے اور مجھے مفصلہ ذیل کتب کی ضرورت ہے۔

ہولی قرآن عربی ٹیکسٹ - حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی مختصر سوانح حیات اور دیگر مفید کتب، اور رسالہ جات جو عربی یا انگریزی زبان میں ہوں۔

میں اللہ تعالےٰ کے حضور دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالےٰ آپ ایسے خادمان دین کا حامی و ناصر ہو۔

(انہیں فی الحال ٹیچنگز آف اسلام اور دیگر پمفلٹ بھیجے جا رہے ہیں)

(غلام قادر)

اسلام فطرتِ انسانی کا دین ہے جو علم و تہذیب کی روشنی میں ترقی کرتا جا رہا ہے

حضرت مجدد وقت اور جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد و تعلیمات

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۴ اگست ۱۹۵۹ء۔ فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

(یہ خطبہ ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ خاص طور پر ریکارڈ کیا گیا)

للہ ما فی السمٰوات وما فی الارض ...... غفرانک ربنا والیک المصیر (سورہ بقرہ رکوع ۴۰)

دو اہم باتیں

ان آیات میں دو بہت اہم باتوں کا ذکر کیا گیا ہے، پہلی بات جس کا ذکر کیا گیا ہے ان آیات میں، وہ خدا تعالیٰ کی توحید ہے، دوسری اہم بات جس کا ذکر کیا گیا ہے وہ وحدت انسانی ہے۔

توحید معرفت الٰہی اور نیک عمل کا موجب ہے

خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں توحید الٰہی پر اس لئے زور دیا ہے تاکہ انسان کا قلب اس کی معرفت سے منور ہو جائے، اور اس کے اعمال کے اندر اخلاص اور خوبی پیدا ہو جائے، اعمال میں خوبی اور اخلاص صرف اسی صورت میں پیدا ہو سکتا ہے جبکہ انسان کو خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات کے متعلق عرفان میسر آ جائے۔

زندگی اور اس کے قیام کا سرچشمہ

فرمایا للہ ما فی السمٰوات وما فی الارض۔ زمین اور آسمان کی ہر ایک چیز کو خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اس کائنات کا کوئی حصہ نہیں جس کا وہ خالق اور مالک نہیں اور اس کائنات کا کوئی حصہ نہیں جس کی وہ ربوبیت نہیں کرتا وہ سرچشمہ حیات ہے، اور وہ حیات بخشنے کے بعد قیام کا باعث ہے اور چیزوں کی نشو و نما اور تربیت کا کفیل ہے اسی کو ان دو لفظوں میں ادا کیا گیا ہے حیّ قیّوم۔ وہ سرچشمہ ہے زندگی کا۔ قیّوم زندگی عطا کرنے کے بعد زندگی کے قیام اور زندگی کے ارتقاء کے جس قدر اسباب ضروری ہیں وہ وہی پیدا کرتا ہے۔

عالمین کا ربّ

اس مضمون کو قرآن شریعت کی سب سے پہلی آیت نے اور بھی ادا کیا گیا ہے جہاں فرمایا الحمد للہ ربّ العالمین۔ اس کائنات کے اندر بے شمار طبقات ہیں، اس کائنات کے اندر بے شمار عالم ہیں کیڑوں مکوڑوں کا عالم ہے اور پرندوں اور چرندوں کا عالم ہے، جنگلات ہیں، وادیاں ہیں خشکی ہے سمندر ہے خشکی کے تمام کے تمام جانور اور خشکی کی نباتات۔ سمندر کے تمام جانور۔ یہ تمام کے تمام عالم ہیں اور ایک عالم انسانیت کا ہے۔ الحمد للہ ربّ العالمین کے اندر کائنات کے تمام عالموں کا ذکر ہے اور ایک اہم ذکر انسانیت کا ہے کہ ایک عالم انسانیت کا بھی ہے

اسلام کا نچوڑ — عظمت الٰہی اور مخلوق پر شفقت

اور اس جملہ میں سکھایا گیا ہے کہ خدا کی توحید کے بعد خدا کی مخلوق کے ساتھ محبت کرنا اور خدا کی مخلوق کی خدمت کرنا، یہی ہمارے مذہب کا نچوڑ ہے۔ اسی لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب پوچھا گیا ما الاسلام یا رسول اللہ یا رسول اللہ اسلام کس کو کہتے ہیں۔ تو فرمایا العظمت لامر اللہ والشفقة علیٰ خلق اللہ۔ خدا کی عظمت دل میں بٹھا لینا اور اس کے احکام کی پابندی کرنا اس کے لئے اپنا مال صرف کرنا۔ یہی اسلام کا نچوڑ ہے

کائنات کا خالق اور موحد

پہلی آیت للہ ما فی السمٰوات وما فی الارض میں سکھایا ہے انسان کو کہ اس کائنات کا خالق اور موجد خدا ہے، اور موحد ہونے کی وجہ سے اس کائنات کا ... باریک سے باریک ایک ایک چیز کا واقف، تمہاری نیات کا واقف، تمہارے اعمال کا واقف اور اعمال پر جزا و سزا دینے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

عرفان الٰہی قوت عمل کا موجب ہے

اس عرفان کے بعد انسان کے اندر اخلاص اور عمل کی قوت پیدا ہوتی ہے اور انسان خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے جھکتا ہے، عبادت کے لئے جھکنے سے اپنے نفس کی تہذیب کرتا اسکو مہذب بناتا، اسکو اخلاق فاضلہ سے آراستہ کرتا ہے۔

پیغمبر خدا اور مومنوں کا عرفان

اور اس کے بعد خدا کی مخلوق کی طرف توجہ کرتا ہے جیسا کہ اس کی دوسری آیت میں لکھا ہے اٰمن الرسول بما انزل الیہ من ربّہ والمؤمنون قرآن کریم نے ایک جماعت پیدا کی ہے جس کا لیڈر محمد رسول اللہ صلعم ہیں۔ اٰمن الرسول خدا تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کامل عرفان بخشا ہے اٰمن الرسول اس لئے وہ خدا تعالیٰ کے احکام کی پوری پابندی کرتا ہے اور محمد رسول اللہ صلعم نے ایک جماعت پیدا کی ہے والمؤمنون وہ بھی محمد رسول اللہ صلعم کی طرح خدا کے احکام کی پابندی کرتی ہے۔

فرشتوں، کتابوں اور رسولوں پر ایمان

اور اس پابندی کے بعد ایک اہم عرفان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کی جماعت کو حاصل ہوا وہ یہ کہ کل اٰمن باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ۔ پیغمبر خدا اور مسلمان ہر ایک اس کا دین ہے کہ خدا برحق ہے، اور اس کی طرف سے فرشتے پیغام لاتے ہیں خدا کو مانتا ہے پیغمبر خدا اور اس کی جماعت اور فرشتوں کو جو اس کا پیغام لاتے ہیں اور وہ پیغام جو وہ لاتے ہیں کتبہ آسمانی کتابوں کی شکل میں اس پر ایمان لاتے ہیں، وہ تورات ہے، انجیل ہے یا ژند اوستا ہے یا وید ہے یا کوئی اور آسمانی کتاب ہے محمد رسول اللہ صلعم جس طرح سے قرآن کریم پر ایمان لاتے ہیں اسی طرح سے ہر ایک وہ کتاب جو کسی زمانہ میں کسی پیغمبر پر کسی وطن میں نازل ہوئی اسکو محمد رسول اللہ صلعم مانتے ہیں اور ان کی جماعت بھی مانتی ہے ورسلہ اور تمام قوموں کے بزرگوں اور انبیاء کو بھی رسول کریم صلعم سچا تسلیم کرتے ہیں اور ان کی اقتداء میں ان کی اتباع میں ان کی قوم بھی ساری کی ساری قوموں کے پیغمبروں اور ان کے بزرگوں کی تعظیم و تکریم کرتی ہے وہ ان کی ایمانیات کا جزو ہے۔

توحید الٰہی اور وحدت انسانی کا ذکر

اس طرح سے ان آیات میں خدا تعالیٰ کی توحید کا ذکر ہے اور وحدت انسانی کا ذکر ہے اور وحدت انسانی کو پیدا کرنے کے لئے آخری منزل کا ذکر کر دیا کہ ہم ساری کی ساری قوموں کے بزرگوں کی تعظیم کرتے ان پر ایمان لاتے اور ان کی آسمانی کتابوں پر ایمان لاتے اور کہتے ہیں فیہا ھدًی ونور ان کتابوں کے اندر بھی ہدایت اور نور ہے

تمام قوموں کو ہماری محبت اور تعظیم کا پیغام

اور اس طرح سے ہم ایک پیغام بھیجتے ہیں تمام قوموں کو محبت کا پیغام تعظیم وتکریم کا پیغام اپنے ایمان کے جزو کا ایک حصہ اس تک پہنچا سکتے ہیں کہ یہ قومیں ہمارے خدا کی پیدا کی ہوئی قومیں ہیں، ان قوموں کی تربیت کے لئے آخری منزل وحی الٰہی ہے، اگر ساری کی ساری قوموں کے لئے سورج اور اس کی روشنی اور اس کی حرارت پیدا کی گئی ہے، اور آسمان سے سب قوموں کے لئے بارش نازل کی گئی جو نباتات اور حیوانات کی اور انسان کی زندگی کا موجب ہے تو ساری کی ساری قوموں کے لئے وہ آسمانی بارش جو آسمانی کتابوں کی شکل میں مختلف زمانوں میں مختلف پیغمبروں پر مختلف ملکوں اور مختلف بولیوں میں اتاری گئی اسکو بھی ہمارا پیغمبر اور ہماری جماعت اور حضرت کی امت تسلیم کرتی ہے۔

مخلوق خدا کو نفع پہنچانے والا خدا کا محبوب ہے

اور حضرت نے فرمایا الخلق کلہ عیال اللہ خدا کی ساری کی ساری مخلوق خدا کا عیال اور کنبہ ہے۔ فان احبھم الی اللہ خدا کے بندوں میں سے سب سے پیارا خدا کو وہ ہے انفعھم الی عیالہ جو خدا کے عیال کے ساتھ زیادہ محبت کرتا اور ان کو نفع پہنچاتا اور ان کی خدمت کرتا ہے حضرت نے کتنا بڑا احسان کیا ہے انسانیت پر یہ پیغام دے کر کہ خدا ایک ہے و کان الناس امۃ واحدۃ اور انسانیت بھی ایک ہے۔

اسلام فطرت کا مذہب ہے

اور تمام کی تمام انسانیت کو خدا تعالےٰ نے فطرت عطا کی ہے اس فطرت کا مذہب اس کو دیا ہے تاکہ انسان اس مذہب کو رد نہ کر سکے۔ جو چیز انسان کی فطرت کے مطابق ہوتی ہے اسکو فوراً قبول کرتا ہے اور جو مذہب یا جو بات، یا نظریہ یا اعتقاد انسان کی فطرت کے مطابق نہ ہو اسکو وہ رد کر دیتا ہے تو اللہ تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلعم کے ذریعہ سے ہم کو یہ مذہب عطا کیا ہے جو ساری انسانیت کے لئے بابرکت ہے صرف اتنا ہی نہیں کہا کہ تمام پیغمبروں پر جو کتابیں اتریں ان کتابوں پر اور ان پیغمبروں پر ہم ایمان لاتے ہیں۔

سب پیغمبروں کی ایک تعلیم

بلکہ فرمایا کہ ان پیغمبروں کی، سارے کے سارے پیغمبروں کی تعلیم یہ تھی وما ارسلنا من رسول من قبلک الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا انا فاعبدون، مختلف زمانوں میں مختلف قوموں کے لئے پیغمبر آئے۔ ان کی بولیاں علیحدہ علیحدہ تھیں لیکن تمام کے تمام پیغمبروں کو ایک ہی وحی کی گئی، انہ لا الٰہ الا انا خدا واحد ہے، فاعبدون صرف خدا کی پرستش کرو اور اس کی عبادت کرو اس سے بھی ایک قدم آگے حضرت نبی کریم صلعم کو تعلیم دی گئی، فرمایا للہ ما فی السمٰوات وما فی الارض اس کائنات کا خدا اور سب کا عطا کرنے والا ایک ہے للہ ما فی السمٰوات وما فی الارض - ولقد اوحینا الی الذین من قبلکم وایاکم ہم نے تم سے پیشتر لوگوں کو وصیت کی اور تم کو بھی وصیت کی ان اتقوا اللہ خدا کا خوف اور نیک عمل اختیار کرو۔ وحدت انسانیت کہا کہ ساری قوموں کے پیغمبروں پر اور ان کی کتابوں پر ایمان لاؤ بلکہ یہ بھی بتایا کہ چونکہ سرچشمہ ایک ہے، تعلیم کا سرچشمہ ایک ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس کی تعلیم بھی ایک ہی ہو، تمام پیغمبروں نے توحید کا وعظ کیا اور جن لوگوں کو حضرت سے پیشتر کتاب دی گئی ان کو وصیت کی گئی ان اتقوا اللہ معلوم ہوا کہ خدا کی توحید کے متعلق کہ جو شریعت کے احکام کی جو چوٹی کی بات تھی اور بنیادی تعلیم تھی ان اتقوا اللہ کہ خدا کا خوف دلوں میں بٹھاؤ اور نیک عملی کی زندگی بسر کرو۔ تمام کے تمام پیغمبروں پر شریعت نازل ہوئی۔

تمام آسمانی کتابوں کا نچوڑ — ایک خدا ایک انسانیت

اور اس سے بھی بڑھکر آگے لکھا ہے:—

شرع لکم ما وصّیٰ بہ نوحاً ہم نے وہ دین تم کو دیا ہے جو نوح کو دیا تھا والذی اوحینا الیک اور ہم نے وہی دین آپ کی طرف وحی کیا ہے وما وصینا بہ ابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ اور ہم نے وہی دین ابراہیم کو اور موسےٰ اور عیسےٰ کو دیا وہ کیا دین تھا ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ کہ دین ایک ہی ہے اور تفرقہ پیدا مت کرو، معلوم ہوا کہ رسول کریم صلعم نے تمام آسمانی کتابوں کا نچوڑ اور تمام پیغمبروں کی وحی کا نچوڑ اپنی قوم کو سکھلایا اور بتلایا کہ خدا ایک ہے، اور انسانیت ایک ہے تمام پیغمبروں کی تعلیم ایک ہے اس لئے تمام کی تمام انسانیت کو ایک ہونا چاہیئے۔

آسمانی ہدایت کے باوجود نسل انسانی میں اختلافات

لیکن حضرت کو یہ بھی علم دیا گیا ہے کہ باوجودیکہ پیغمبر خدا کی طرف سے آئے باوجودیکہ سب پیغمبروں کی تعلیم ایک ہی تھی لیکن باوجود اس کے تفرقہ پیدا ہوا، اس کا بھی علم حضرت نبی کریم صلعم کو دیا گیا:— اختلفوا من بعد ما جاءتھم البینٰت آسمانی کتابیں تو اس لئے دی گئی تھیں کہ تفرقہ پیدا نہ ہو اتحاد اور محبت اور ہمدردی پیدا ہو، لیکن آسمانی کتابوں کے پا لینے کے بعد بیّنات کے حاصل کر لینے کے بعد تفرقہ پیدا ہوا۔

نسلی، وطنی اور لونی اختلافات کا علاج

[illegible] لئے رسول کریم صلعم کو مخاطب کر کے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ ہم نے جو کتاب آپ کو دی ہے [illegible] رسلنا الیک الکتاب الا لتبین للناس [illegible] اختلفوا فیہ ہم نے تمہیں یہ کتاب اس لئے بھی دی ہے کہ صرف وحدت کا پرچار نہ کرو بلکہ تمام وہ اختلافات جن کی وجہ سے دنیا میں بگاڑ ہے ان کو بھی بیان کرو اور ان کو دور کرو، وہ اختلاف کس قسم کے ہیں نسلی اختلاف ہیں مذہب کی وجہ سے اختلافات ہیں، وطن کی وجہ سے اختلافات ہیں، رنگ کی وجہ سے اختلافات ہیں، بولی کی وجہ سے اختلافات ہیں۔ ان تمام کے تمام اختلافات کی بناؤں کا ذکر قرآن شریف نے بیان کیا ہے اور یہ امتیاز حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو میسّر ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ مشرق مغرب کا خدا ایک ہی ہے کالے اور گورے کا خدا ایک ہی ہے، اور نسل پر جو تم نے بحث کی ہے تو ہم نے قبائل اور نسلیں اور قومیں بنائی ہیں۔

صرف خدا خوفی اور نیک عملی عزت کا موجب ہے

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم خدا کے نزدیک صرف فلاں قوم سے اور فلاں قوم سے ہونا کوئی رتبہ نہیں رکھتا، خدا کے نزدیک وہ انسان اور وہ قوم معزز اور مکرم ہے، جن کے اندر خدا خوفی اور نیک عملی کی زندگی ہے وہ خدا کے پیارے ہیں۔ رنگ پر بولی پر وطن پر نسل پر ان سب چیزوں پر اللہ تعالےٰ نے خود محمد رسول اللہ کے ذریعہ سے بیان فرما کر اختلافات کو مٹایا ہے، اور بتایا ہے کہ خدا کے نزدیک صرف نیک عملی کی زندگی خدا خوفی کی زندگی عزت کا موجب ہے ان الذین اتقوا والذین ھم محسنون خدا ان سے پیار کرتا، خدا ان کا ساتھ دیتا ہے، جو خدا خوفی کی زندگی بسر کرتے ہیں والذین ھم محسنون اور جن کا رویہ جن کی توجہ جن کی محنت یہ سب کی سب چیزیں خدا کی مخلوق پر صرف ہوتی ہے وہ خدا کے پیارے ہیں۔

قوموں کے تعصبات

لیس بامانیکم ولا امانی اھل الکتٰب اے مسلمان تیری خواہشات کے مطابق ہمارا راج نہیں، اور نہ ہی اہل کتاب کی خواہشات کے مطابق ہماری حکومت ہے ہندو کہتا ہے کہ صرف یہاں خدا رہتا ہے اور صرف یہ بھارت ہی خدا کی دھرتی ہے یہودی کہتا ہے لن یدخل الجنۃ الا من کان ھوداً او نصٰریٰ۔ جنت میں سوائے یہودی کے اور کوئی نہیں جائے گا۔ نصرانی کہتا ہے جنت میں سوائے نصرانی کے کوئی نہیں جائے گا۔

تمام مخلوق عیال الٰہی ہے

خدا کہتا ہے کہ ساری قومیں میرے سامنے میرا عیال ہے، میرا ایک ہی اصول ہے، خدا خوفی کی زندگی بسر کرنے والا اور خدا کی مخلوق کے ساتھ محبت کرنے والا وہ میرا پیارا ہے، انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثیٰ کسی انسان کا کسی مرد کا عمل ہم ضائع نہیں ہونے دیتے اعمال کے نتائج ضرور پیدا ہوتے ہیں اعمال کے نتائج کے لحاظ سے فیصلہ ہوتا ہے کہ کون انسان اور کونسی قوم خدا کی پیاری قوم ہے۔

مہذب دنیا میں گورے اور کالے کا مسئلہ

آج مہذب دنیا میں گورے اور کالے کا مسئلہ بڑے خطرناک طور پر چل رہا ہے۔ انگلستان میں بھی بڑے زوروں پر ہے۔ مثلاً امریکہ میں بھی ہے کہ کالے آدمی گورے آدمی کے ریسٹورنٹ میں اور ہوٹل میں نہیں رہنے کی اجازت نہیں۔ کالے آدمی کو سفید آدمی کے سکول اور کالج میں جانے کی اجازت نہیں کالے آدمی کو اس کی اجازت نہیں۔ اور لڑائیاں ہوتی ہیں افریقہ میں بھی یہ مسئلہ ہے انگریز کالے آدمی کو حقوق دینا نہیں چاہتا۔

ہندوستان میں ذات پات کے تعصب سے

اور تو اور ہندوستان میں تو [illegible] اور یہی ہے ایک ہی وطن کے [illegible] کچھ اچھوت ہیں سات آٹھ کروڑ [illegible] کے پاس نہیں آسکتے، ایک ہی وطن [illegible] چھوت ہے۔ اور ایک [illegible] دوسرا آدمی نہیں کر سکتا۔ محمد رسول اللہ صلعم نے ان تعصبات کو مٹا دیا۔ [illegible] محمد رسول اللہ صلعم نے قواعد وہ بیان کئے کہ جن قواعد پر چل کر ہر ایک آدمی خدا کا پیارا ہو سکتا ہے ذات پات کا کوئی مسئلہ وہاں نہیں۔ یہ حقیقی مساوات جو محمد رسول اللہ صلعم نے قائم کی اور ولقد کرمنا بنی آدم [illegible] آدم کی تعلیم جو محمد رسول اللہ نے قائم کی یہ کسی اور [illegible] کا کام نہیں۔ اور ان چیزوں کی طرف توجہ کرنا ہی حقیقت میں آج کی دنیا سے فساد کو مٹانے کا باعث ہو سکتا ہے۔

اسلام کی ترقی علم و تہذیب کی روشنی میں

حضرت نے فرمایا ویری الذین اوتوا العلم الذی انزل الیک من ربک ھو الحق جوں جوں علم بڑھتا چلا جائے گا جوں جوں تہذیب بڑھتی چلی جائے گی، اسلام کے برحق ہونے کے امکانات روشن تر ہونے کے امکانات بڑھتے چلے جائیں گے اہل علم کو مخاطب کر کے فرمایا اور پیشگوئی کر دی ویری الذین اوتوا العلم الذی انزل الیک من ربک ھو الحق علم بڑھنے کے ساتھ ساتھ اسلام کی طرف دنیا آئے گی اور تمام انسانیت کا مذہب اسلام ہو گا کیونکہ وہ ان کی فطرت کا مذہب ہے کیونکہ وہ حقیقی مساوات عطا کرتا ہے کیونکہ حقیقی آزادی عطا کرتا ہے کیونکہ وہ انسان کو باخدا بناتا ہے۔

اسلام اہل علم کے سینوں میں

اور اسی کو دوسرے الفاظ میں یوں فرمایا بل ھو ایات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم اہل علم کے سینوں میں ہم نے ودیعت کر رکھا ہے اسلام کی تعلیمات کو جتنا جتنا علم بڑھتا چلا جائے گا وہ لوگ اسلام کو قبول کرنے کے قریب تر ہوتے چلے جائیں گے کیا کسی آسمانی کتاب نے کیا کسی ہادی نے اس قسم کی پیشگوئی کی کہ میرا وہ دین لایا ہوں جو انسانیت کا دین ہے جہاں کہیں ایک انسان ہے اس کی فطرت اس کے ساتھ ہے۔ پھر اس کا دین اس کے ساتھ ہے لاتبدیل لخلق اللہ جس طرح سے انسانی فطرت میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہو سکتی وہ دائم و قائم ہے۔ اسی طرح سے اسلام کے اندر کوئی تبدیلی نہیں پیدا ہو سکتی وہ قائم و دائم ہے۔ یہ وہ دعویٰ ہے جو آج کی دنیا بیسویں صدی کی دنیا کو اس کی طرف توجہ دینا چاہیئے۔

عقل ایک نور ہے ایک روشنی ہے

جو دل کے اندر طمانیت پیدا کرتی ہے اور قرآن ایک ایسا نور ہے کہ انسانی عقل کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے ہر شخص جس کی عقل بڑھتی ہے وہ شخص جس کا علم بڑھتا ہے وہ قرآن کریم کا عاشق ہوتا چلا جاتا ہے۔

اسلام قابل فخر دین ہے

اس لئے ہم آج جتنا بھی فخر کریں اپنے پیغمبر پر جتنا بھی فخر کریں، قرآن کریم پر جتنا بھی فخر کریں اسلام کی تعلیمات پر .... وہ کم ہے۔ خدا نے ہم پر بہت بڑا فضل کیا ہے کہ آج کی دنیا میں ہم شرمندہ نہیں۔ بلکہ ہم لوگوں تک اس دین کو پہنچانے میں اپنے اندر قوت پاتے ہیں۔ اور ہم یقین کرتے ہیں کہ اس دین کو دنیا قبول کرے گی۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر اگلا زمانہ روشن تر اور کامیاب تر ہوتا چلا جائے گا۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین۔

قرآن آخری کتاب اور محمد رسول اللہ آخری نبی ہے

قرآن کریم میں اور حدیث شریف میں لکھا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اور قرآن کریم آخری کتاب ہے۔ اس لئے آخری ہے کہ اس کے اندر تمام کا تمام دستور العمل جو انسانیت کے لئے ضروری تھا خاص طور پر اس کے اندر نازل کر دیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے محمد رسول اللہ صلعم خاتم الانبیاء ہیں۔ مسلمان قرآن کریم کے اس دعوے کو یقین کرتا ہے کہ الیوم اکملت لکم دینکم مسلمان اسی لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا نبوت تو ختم ہو گئی۔

ختم نبوت کے بعد تجدید دین کا سلسلہ

لیکن کیا انسانوں کی اصلاح کے لئے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کوئی سلسلہ پیدا کیا؟ ہمارا پیغمبر ہم کو اطلاع دیتا ہے کہ لا نبی بعدی میرے بعد پیغمبر تو کوئی نہیں آئے گا۔ لیکن ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا نبی قطعی نہیں آئے گا۔ نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ وحی نبوت ختم ہو گئی۔ لیکن اولیاء اللہ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی ولایت اترا کرے گی۔ اسی کو قرآن شریف نے دو جگہ بیان کیا ہے۔ ایک تو آخرین منھم لما یلحقوا بھم میں کہ چودھویں صدی میں ایک شخص آنے والا ہے جو حضرت نبی کریم صلعم کے زیر سایہ قوم کی تعلیم و تربیت کرے گا۔ اور ایک دوسری جگہ پر لکھا ہے۔ خدا تعالیٰ ذوالعرش ہے یلقی الروح علیٰ من یشاء من عبادہ وہ صاحب حکومت ہے، اس کو پتہ ہے کہ انسانوں کو ضرورت ہے اس بات کی کہ وقتاً فوقتاً باخدا اولیاء، مجدد، محدث کھڑے کئے جائیں۔ تاکہ ان کے اندر پھر دوبارہ زندگی پیدا کریں۔ قرآن آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی رو سے ہم یقین کرتے ہیں کہ مجددین کا سلسلہ برحق ہے۔

مجددین کی آمد کی تصدیق تاریخ سے

اس وقت تک کئی ایک مجدد گذرے ہیں اور بعض مجدد ہمارے قریب کے زمانہ کے ہیں۔ اس لئے ان کا ذکر تو تاریخ میں ہے۔ ان کے مقبرے بھی موجود ہیں۔ جنہوں نے اس بناء پر مجدد ہونے کا دعوے کیا۔ جنہوں نے بڑے آڑے وقت، لوگوں کے دلوں میں اسلام کی خوبیاں پھر نئے سرے سے جمائیں اور وہ باخدا لوگ ہو گئے۔

محدث کے نبی نہ ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ اس سے کلام کرتا ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صحیح بخاری میں فرمایا ہے یہ لوگ جو مجددین آتے ہیں یہ محدث ہوتے ہیں (دال کی زیر یا فتح کے ساتھ) ان کے ساتھ خدا کلام کرتا ہے رجال یکلمون بغیر ان یکونوا انبیاء یہ کلام وہ ہے جو خدا کے بندوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کرتا ہے بغیر اس کے کہ وہ انبیاء ہوں۔

چودھویں صدی کا مجدد اور اس کا کام

تو ہمارے زمانے کا ایک مجدد، چودھویں صدی کا مجدد، ان کا دعوے اس بناء پر ہے ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ خدا تعالیٰ نے اس لئے مجھے مبعوث کیا ہے کہ میں دجال کے دین کو بیخ و بن سے اکھاڑ دوں گا۔ صلیب پر موت وارد کر دوں گا۔ چنانچہ صلیب پر موت وارد کر دی گئی۔ خود عیسائیوں کے دل متزلزل ہو گئے۔ اور بے شمار مخلوق اپنے خدا کو عیسیٰ کو جس کو وہ خدا مانتے تھے اب انسان ماننے لگ گئے۔ وہ کفارے کے قائل نہ رہے۔ بپتسمہ کے قائل نہ رہے۔ تین میں ایک خدا، ایک خدا میں تین کے قائل نہ رہے۔ پھانسی پر لٹک جانے سے نجات حاصل ہوتی ہے اس کے وہ قائل نہ رہے۔

مغرب میں اسلام مجدد وقت کی جماعت کے ذریعہ سے

صرف ان کے دین کو بیخ و بن سے ہی نہیں اکھاڑا بلکہ ایک جماعت پیدا کی جن کے اندر قربانی کا جذبہ پیدا کیا اور ان کو حکم دیا کہ اسلام کے جھنڈے کو لے جاؤ

اور مغرب کی وادیوں میں جاکر اس کو گاڑ دو۔ کیا یہ تاریخی واقعہ نہیں۔ کہ ہمارے امامؑ کی وجہ سے آج یورپ میں ایک لہر چل گئی ہے کہ اسلام برحق ہے وہ لوگ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق عیب شماری سے کام لیا کرتے تھے۔ آج وہ اُن کے مداح ہیں اور وہ اسی تعلیم کی وجہ سے جو ہمارے زمانے کے امام نے اپنی کتابوں کے اندر لکھی اور ان کے متبعین اس سے مستفیض ہوئے اور انہوں نے وہ روشنی اہل مغرب کو جاکر دکھلائی۔ وہ لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ سینکڑوں اور ہزاروں لوگ اسلام قبول کر گئے۔ اور وہ طالب علم جو جھینپا کرتے تھے یورپ میں جاکر اسلام کا نام لینے سے جھینپتے تھے۔ آج وہ Aggressive ہو گئے اور وہ ہر ایک کے سامنے اسلام پیش کرتے ہیں اور لوگ اُن کی باتوں کو سنتے ہیں۔

اسلامی دنیا میں اسلام کے برحق ہونیکی رَو

اور ایک وہ بات ہے جو حکیم اجمل خان نے کہی کہ یورپ کے مسلمانوں کو مسلمان کرنا تو بہت بڑی بات ہے ہی لیکن اس سے بڑھکر جو اس جماعت نے کام کیا ہے وہ یہ ہے کہ تمام اسلامی ممالک میں ایک رَو چل گئی۔ ایک برقی رَو دوڑ گئی کہ اسلام برحق ہے۔ اور اس زمانے میں بغیر تلوار کے بغیر توپ کے اسلام یورپ کو فتح کرسکتا ہے۔ انہوں نے کہا یہ کام جو اس جماعت نے کیا ہے یہ بہت بڑا کام ہے۔

مجدد وقت کی تعلیم

لوگ اس بات کے قائل ہو گئے کہ ہمارا مجدد برحق ہے۔ اور اس کی تعلیم صرف قرآن اور حدیث ہے۔ وہ اپنی جماعت کو دن رات اس بات کی تلقین کرتے تھے کہ تم خدا خوف بن جاؤ۔ تمہارے عمل میں صلاحیت ہو۔ تم قرآن سیکھو، حدیث سیکھو، قرآن پر عمل کرو، حدیث پر عمل کرو۔

مجددِ وقت کی پیدا کردہ فضا

انہوں نے قادیان میں ایک فضا پیدا کی کہ ہر چھوٹا بڑا خدا اور خدا کے رسول کا عاشق نظر آتا تھا۔ چھوٹا اور بڑا عبادت کی طرف دوڑا چلا جاتا ہے۔ چھوٹے اور بڑے پر خدا کی آیات کا ذکر نظر آتا تھا۔ اس رنگ کو دیکھ کر بڑے بڑے مفکرین نے کہا کہ آج اگر حقیقی اسلام دیکھنا چاہو تو قادیان میں جاکر دیکھو۔ حضرت مرزا صاحب نے ایک بہت بڑا کام کیا ہے، اس زمانے میں کہ مسلمان شبے ہوئے تھے۔ ان کی حوصلہ افزائی کی۔ ان کو قرآن کی حقانیت دکھلائی کہ یہ عظیم الشان کتاب ہے اور سب کچھ اس کے اندر موجود ہے۔ اور یہ آخری کتاب ہے اور اس کے لانے والا آخری پیغمبر ہے۔ میں تو اس کا جوتی اُٹھانے والا ہوں، میں تو اس کے پاؤں کی دھول ہوں۔ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ صرف قرآن اور حدیث کھولتا ہوں اور میں یہی بتلاتا ہوں کہ یہ الہام اور یہ وحی ولایت

قیامت تک جاری رہے گی۔ اور وحی نبوت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک بند ہے۔ اور انہوں نے بتادیا کہ میری آزمائش انبیاء کی طرح نہ کرو یہ غلطی ہے۔ اور انہوں نے فرمایا کہ انبیاء کی طرح میں معصوم نہیں۔ اور انہوں نے فرمایا کہ انبیاء کی وحی کی طرح میرا الہام حجت شرعیہ نہیں ہے۔ اور انہوں نے فرمایا کہ مجھے اختیار ہے کہ میں کسی الہام کو شائع کروں یا نہ کروں۔ کیونکہ میرے الہامات کے اندر احکام نہیں۔ احکام کے ہونے کی وجہ سے پیغمبر پر فرض ہے بلغ ما انزل الیک جو کچھ تمہارے اوپر اتارا جاتا ہے اس کی تبلیغ کرو۔ لیکن میرے الہامات کے اندر کوئی احکامات نہیں جن کی میں تبلیغ کرنے کا پابند ہوں۔

وحی نبوت نہیں وحی ولایت اترتی ہے

اور انہوں نے فرمایا کہ نبی وہ ہوتا ہے جس پر جبریلؑ وحی نبوت لے کر اُترے۔ اور جبریل ہی اس شخص کو عقائد دین سکھلائے۔ تو انہوں نے کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ جبریل وحی نبوت لے کر میرے اوپر اترتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جبریل کا آنا ممتنع ہے۔ وحی نبوت قیامت تک بند ہے۔ وحی ولایت قیامت تک جاری ہے۔ میرے اوپر وحی ولایت اترتی ہے۔ .... وحی نبوت نہیں اترتی۔ اور میں نے تو قرآن و حدیث سے اپنے عقاید سیکھے ہیں۔ جبریل نے آکر مجھے کوئی تعلیم نہیں دی۔ اور نہ ہی کوئی تعلیم کا موقعہ ہے کہ جبریل کسی شخص کو نئی تعلیم دے۔ قرآن و حدیث یہاں موجود ہے وہی میرا دین ہے اسی کو میں نے سیکھا ہے پس حضرت مرزا صاحب نے جو علامات ایک نبی کے لئے مقرر کی ہیں اور انہوں نے کہا کہ قرآن کریم و احادیث میں یہ علامات ہیں نبی کی کہ اس پر جبریل وحی نبوت لے کر اُترے۔ اور اسکو عقائد دین بھی جبریل ہی سکھلائے۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں جو مجھ میں نہیں پائی جاتیں۔ میرا شمار اولیاء اللہ میں ہے۔ ان پر وحی ولایت اترتی ہے۔ اور اولیاء اللہ میں سے ہی کوئی مجدد محدث بنتا ہے۔ مجھے بھی خدا تعالےٰ نے مجدد اور محدث بنایا ہے۔

جماعت احمدیہ لاہور کے عقاید ہی قابل تسلیم ہیں

یہ تعلیم جماعت احمدیہ لاہور کی ہے، یہ عقاید جماعت احمدیہ لاہور کے ہیں۔ اور میں نے بڑے بڑے آدمیوں کے سامنے یہ عقاید پیش کرکے دیکھا ہے وہ یقین کرتے ہیں کہ یہ اسلامی عقائد ہیں۔ اور مجدد کا ماننا اسلام کی تعلیم کے مطابق ہے۔ اس واسطے اس جماعت کے لئے یہ بھی موقعہ ہے بڑے فخر کا موقعہ ہے کہ اس کے امام نے اس کو وہ تعلیم دی ہے جس کے اظہار کرنے اور جس کی تبلیغ کرنے میں کوئی کسی قسم کی دقت پیش نہیں آسکتی اور جس تعلیم کو ہر مسلمان قبول کرنے کے لئے تیار ہے۔ تعلیمات اسلامیہ اور جماعت احمدیہ کے عقاید میں یوں نے دونوں سلسلے ختم کر دیئے ہیں۔

ایک حصہ تو وہ تھا جس میں تعلیمات اسلامیہ کا ذکر تھا اور دوسرے حصہ میں جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد کا ذکر تھا۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ہم کو توفیق دے کہ ہم ان عقاید کے پابند رہیں۔ اور وہ ہمیں توفیق دے کہ ہم ان اعتقادات کا پرچار کرنے والے اور ان کی اشاعت کرنے والے ہوں۔

ڈچ گیانا کی تبلیغی خبریں

پارامار یبو - ۹ رجون ۱۹۵۹ء

محترم و مکرم ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

حضرت مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی نے دو تین ماہ تمام ملک میں اپنے تبلیغی سلسلہ میں دورہ کیا ہے۔ محمد ان دی ورلڈ سکرپچر کو پورا کر چکے ہیں۔ اس کی چھپائی کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ مذکورہ کتاب ویسٹ انڈیز کے دیگر ملکوں میں بہت مقبول ہو رہی ہے۔ مولانا ممدوح ۲۴ رجون کو پھر امریکہ (سانفرانسسکو) تشریف لے گئے یہاں تبلیغ کا کام جاری ہے۔ اپنے سالانہ اشتہار میں میں نے شائع کیا ہے کہ جو شخص مذہب اسلام کے متعلق جو کچھ پوچھنا چاہے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کر سکتا ہے۔ روزانہ لوگ میری دوکان کے دفتر میں کچھ نہ کچھ پوچھنے آتے رہتے ہیں۔ کتنے غیر مذاہب والے اسلام لاتے اور اسلامی طریق پر اپنی شادیاں بھی کرتے ہیں ابھی حال میں ایک امریکن مرد اور عورت Lik man سے Chalkan اور Yusaf Kalman اور Chandranal سے Rashid - اسلام لائے ہیں۔ اور اسلامی شریعت کے مطابق ان کا عقد باندھا گیا ہے۔ اور ایک دوسرا شخص شیاک خراد دس بن عبد الرحمٰن نے اسلام سے واقفیت حاصل کرنے کے بعد خوشی سے اسلام قبول کیا ہے۔ بات یہ ہے کہ دنیا کے لوگ اپنے پچھلے باطل عقیدوں سے گھبرا رہے ہیں۔ اور نجات کے لئے بھٹکتے پھرتے ہیں۔ جب کبھی اسلام کی آواز ان کے کانوں تک پہنچ جاتی ہے وہ فوراً جان و دل سے اس میں داخل ہو جاتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر اس صدی میں ہم مسلمان احمدیت کا مقصد سمجھ لیتے اور مبلغین اسلام کا پوری ہمت سے اشاعت اسلام میں ہاتھ بٹاتے تو بہت کم وقت میں مذہب اسلام دنیا میں کامیاب ہو جاتا۔ اور مسلمان جو گری ہوئی قوم سمجھے جاتے ہیں۔ وہ اذا جاء نصر اللہ کے مصداق بن جاتے۔ اگر پورا کام کیا جائے تو میں امید کرتا ہوں کہ ہر روز ایک یا دو افراد اسلام لا سکتے ہیں۔ مجھے دنیا کے مختلف ملکوں سے اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے خطوط آتے رہتے ہیں۔ ان میں سے ابھی دو شاہزادوں نے ایک امریکہ سے اور ایک کینیڈا سے اسلام اور احمدیت پر معلومات حاصل کرنے کے لئے مجھے لکھا ہے۔ ہماری انجمن کے صدر جناب شیخ محمد جمال الدین صاحب جو خود ایک چھاپہ خانہ

رنگون کے شیخ الجامعہ کی احمدیت پر نکتہ چینی

کتاب "دو نبی" پر ایک سرسری نظر

قسط نمبر ۱۷

مولانا مرتضیٰ خان حسن

کیا حضرت مسیح موعودؑ نے مستقل اور صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے؟

کتاب "دو نبی" میں شیخ الجامعہ کے علاوہ کسی متقدم صاحب نے بھی بہت کچھ کذب بیانیاں اور افتراء پردازیاں کی تھیں جن کا جواب گذشتہ اقساط میں دیا جا چکا ہے۔ اب ہم شیخ الجامعہ صاحب کی تحریر کی طرف پھر توجہ کرتے ہیں۔

بلا تحقیق الزام

آنجناب نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مرزا صاحب میں تقابل قائم کرکے صادق اور کاذب نبی میں امتیاز ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ ماشاءاللہ آپ نے حضرت مرزا صاحب کی طرف مستقل اور صاحب شریعت نبی ہونے کا دعوےٰ منسوب کیا ہے (ص ۱۰۸)

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

کیوں نہ ہو شیخ الجامعہ جو ہوئے اپنے متقدمین سے ایک قدم آگے ہی رکھنا چاہیئے تھا۔ پیچھے کیوں رکھتے؟ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا جناب موصوف نے کما ینبغی تحقیق کر لیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے فی الواقعہ دعوےٰ نبوت کیا ہے اور دعوےٰ بھی مستقل اور صاحب شریعت نبی ہونے کا؟ ہم کہتے ہیں کہ صاحب موصوف نے تحقیق نہیں کیا۔ اور حضرت مرزا صاحب کی بیّن اور صریح عبارتیں جن میں نہایت واضح طور پر انکارِ نبوت پایا جاتا ہے آپ نے قطعاً نظر انداز کر دی ہیں۔ اور ان کا ذکر تک نہیں کیا۔ البتہ ایک جگہ چند نامکمل اور ادھورے حوالے جو محض متشابہات کا حکم رکھتے ہیں درج کرکے اپنی علم تحقیقات کا ثبوت دیا ہے، اور نہایت بے دردی سے صداقت کا خون کرتے ہوئے، اور خدائے ذوالجلال سے بے خوف ہو کر حضرت مرزا صاحب پر صاحب شریعت نبی ہونے کا الزام لگایا ہے۔ مگر حضرت مرزا صاحب لعنت بھیجتے ہیں اس شخص پر جو آنحضرتؐ کے بعد مستقل اور صاحب شریعت نبی ہونے کا دعوے کرے۔ اور جو ناحق الزام لگاتے اس کو خدا سمجھے۔ اے کاش اس تقابل کے وقت حضرت مرزا صاحب کا یہ فقرہ بھی آپ کے پیش نظر ہوتا :-

"اے نادانو! میری مراد نبوت سے یہ نہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل کھڑا ہو کر نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں بلکہ مراد صرف یہ ہے کہ میں خدا کی طرف سے مخاطبہ پاتا ہوں۔" (حقیقۃ الوحی)

جماعت احمدیہ لاہور نبی نہیں مانتی

شیخ الجامعہ جناب کو اچھی طرح معلوم ہوگا کہ حضرت مرزا صاحب کے مریدوں کی ایک مقتدر جماعت آپ کو مجدد اور مسیح موعود مانتی ہے اور انہوں نے حضرت مرزا صاحب کی کتب سے اور حضور کے عمل سے ثابت کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ نبی ہونے کا نہیں ہے، اور اب تک ہزاروں صفحات اس باب میں شائع ہو چکے ہیں۔ اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ تحقیق کا تو یہ تقاضا تھا اور انصاف بھی یہی چاہتا تھا کہ حضرت مرزا صاحب کی طرف اتنا بڑا دعوےٰ منسوب کرنے سے پیشتر جناب شیخ الجامعہ صاحب اور نہیں تو کم از کم ہماری صرف ایک کتاب "النبوۃ فی الاسلام" کا ہی مطالعہ فرما لیتے۔ اور اگر ان دلائل کو جو اس کتاب میں دیئے گئے ہیں غلط پاتے تو ان کی تردید کرتے اور اچھی ... طرح ثابت کرکے دکھاتے کہ فی الحقیقت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔ اور لاہوری مرزائی اپنے دعاوی میں جھوٹے ہیں۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ سنی سنائی اور لکھی لکھائی باتوں پر تکیہ کرکے فرض کر لیا کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔

بے ضرورت تقابل

مکرم شیخ الجامعہ صاحب! یہ آپ کی ساری کھیل ہی غلط ہے جس صورت میں حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ ہی نہیں کیا، تو پھر اس تقابل کا کیا مطلب اور کتاب کے اوراق سیاہ کرنے سے کیا فائدہ؟ پہلے تحقیق کیا ہوتا اور دلائل کا جواب دلائل سے دے کر ثابت کیا ہوتا کہ مرزا صاحب نے مستقل اور تشریعی نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس تقابل کی جو آپ نے قائم کرکے اپنی جارت کا ثبوت دیا ہے ضرورت ہی نہ تھی۔ کیونکہ حضرت خاتم النبیینؐ کے بعد جس شخص کے متعلق یہ ثابت ہو جائے کہ اس نے مستقل اور صاحب شریعت جدیدہ ہونے کا دعوےٰ کیا ہے، ایک لمحہ کے لئے بھی اسے سچا نہیں سمجھا جا سکتا۔

کسی کے نبی ماننے سے دعویٰ نبوت لازم نہیں آتا

اور یہ دلیل کہ فلاں جماعت آپ کو نبی مانتی ہے کام نہیں دے سکتی، مستقل صاحب شریعت نبی تو آپ کو کوئی بھی نہیں مانتا، اور اگر بالفرض کوئی مانے بھی تو اس سے لازم نہیں آتا کہ حضرت مرزا صاحب نے دعوےٰ نبوت کیا ہے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو عیسائی لوگ خدا کا بیٹا یا خدا مانتے ہیں تو کیا اس سے لازم آگیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خدا کا بیٹا یا خدا ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ ہرگز نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتا ہے تو اس سے لازم نہیں آجاتا کہ حضور نے درحقیقت دعویٰ نبوت کیا ہے۔

دعوےٰ نبوت کا ثبوت دو

ہم حضرت مرزا صاحب کی کتب سے انکار دعویٰ نبوت تو بعد میں دکھائیں گے سر دست ہم جناب شیخ الجامعہ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ حضرت صاحب کی اسی (۸۰) کتابوں میں سے کسی تحریر یا تقریر سے یہ الفاظ نکال کر دکھائیں کہ:-

"میرا دعوےٰ مستقل اور صاحب شریعت نبی ہونے کا ہے۔"

ہمارے شیخ الجامعہ صاحب اور ان کے رفقاء اور مشیر جنہوں نے اس کتاب کی تالیف میں بڑے بڑے قیمتی مشورے دیئے اور مصنف کی خوب پیٹھ ٹھونکی ہے، وہ سب مل کر اور اپنی پوری کوشش کرکے حضرت مرزا صاحب کے ایسے الفاظ کہیں سے دکھا دیں تو ہم ان کے قائل ہو جائیں گے اور اپنی غلطی کا اعتراف کر لیں گے۔

زیادہ طول طویل بحث کی ضرورت نہیں۔ ہمارا اور شیخ الجامعہ کا فیصلہ ایک بات ہی میں ہو جاتا ہے۔ وہ یہ الفاظ حضرت مرزا صاحب کی کسی تحریر سے نکال کر دکھائیں اور اگر نہ دکھا سکیں اور کبھی نہیں دکھا سکیں گے تو اس خدا سے ڈریں جس پر انہیں ایمان کا دعوےٰ ہے۔ کسی بے گناہ پر ناحق الزام لگا دینا اور پھر اس کو طرح طرح سے ذلیل کرنے کی کوشش کرنا یہ شیخ الجامعہ جیسے لوگوں کا ہی کام ہے۔ اور یہ صریح ظلم ہے، اور ہم اس ظلم کی خدائے واحد کے حضور میں فریاد کرتے ہیں انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ۔

ایک جامع حوالہ

شیخ الجامعہ تو جب ہمارا مطالبہ پورا کریں گے دیکھا جائے گا۔ لیکن اس کے برخلاف سینکڑوں حوالہ جات میں سے ایک جامع حوالہ حضرت کی آخری کتاب حقیقۃ الوحی سے درج ذیل کرکے ہر صاحب انصاف سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ خدا را فیصلہ دیں کہ آیا جو کچھ شیخ الجامعہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے کیا وہ صحیح ہے؟ سنیئے حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں :-

"والنبوۃ قد انقطعت بعد

نبیّنا صلی اللہ علیہ وسلم ولا کتاب بعد الفرقان الذی ھو خیر الصحف السابقۃ۔ ولا شریعۃ بعد الشریعۃ المحمدیۃ۔ بید انی سمّیت نبیّا علی لسان خیر البریۃ وذالک امر ظلّی من برکات المتابعۃ وما اری فی نفسی خیرا ووجدت کل ما وجدت من ھذہ النفس المقدسۃ۔ وما عنی اللہ من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ ولعنۃ اللہ علی من اراد فوق ذالک او حسب نفسہ شیئا او اخرج عنقہ من الربقۃ النبویۃ۔ وان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین فلیس حق احد ان یدعی النبوۃ بعد رسولنا المصطفی علی طریقۃ المستقلۃ۔ وما بقی بعدہ الا کثرۃ المکالمۃ وھو بشرط الاتباع لا بغیر متابعۃ خیر البریۃ۔ وواللہ ما حصل لی ھذا المقام الا من انوار اتباع الاشعۃ المصطفویۃ۔ وسمّیت نبیّا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔"

(ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۴)

اب اس کا ترجمہ بھی سن لیجئے، فرماتے ہیں:۔

" اور نبوت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تحقیق منقطع ہو گئی۔ اور قرآن مجید کے بعد جو سب صحیفوں سے بہتر ہے اور کوئی کتاب نہیں۔ اور شریعت محمدیہ کے بعد کوئی اور شریعت نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو سب مخلوقات سے بہتر ہیں انہوں نے میرا نام نبی رکھا اور اس کی متابعت کی برکتوں میں سے یہ ایک ظلی امر ہے اور میں اپنے نفس میں کوئی خوبی نہیں دیکھتا۔ اور جو کچھ میں نے پایا اس مقدس نفس سے ہی پایا، اور میری نبوت سے اللہ تعالیٰ کی مراد سوائے کثرت مکالمہ و مخاطبہ کے اور کچھ نہیں اور اللہ تعالیٰ کی لعنت اس شخص پر ہو جو اس سے اوپر کچھ ارادہ کرے یا اپنے آپ کو کچھ سمجھے۔ یا اپنی گردن کو اس نبی کی اطاعت کی رسّی سے باہر نکالے اور تحقیق ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور ان پر مرسلین کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور ہمارے رسول مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کا حق نہیں کہ مستقل طور پر نبوت کا دعویٰ کرے۔ اور ان کے بعد سوائے کثرت مکالمہ اور کچھ باقی نہیں رہا۔ اور وہ بھی بغیر اتباع آنحضرت صلعم کے جو سب مخلوق سے بہتر ہیں حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور قسم ہے اللہ کی یہ مقام مجھ کو حاصل نہیں ہوا مگر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شعاؤں کی اتباع کے انوار سے اور میرا نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی رکھا گیا مجاز کے طور پر نہ کہ حقیقی طور پر"۔ (حقیقۃ الوحی ضمیمہ صفحہ ۶۴)

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ یہ وہ کلام ہے جو باطل کو پاش پاش کر دیتا ہے منکرین معترضین اور مفسدین کے لئے یہ کلام ایک صاعقہ کا حکم رکھتا ہے۔ اس کے سامنے کذب و افترا کی عمارت طرفۃ العین میں زمین بوس ہو جاتی ہے۔ اب کیا فرماتے ہیں شیخ الجامعہ صاحب! جو مکڑی کا جالا آپ نے بنا تھا اس کا تار تار بکھر گیا یا نہیں؟ حضرت مرزا صاحب کے بیان بالا نے کذب و افترا کی دھجیاں اڑا دیں۔ جائیے کسی صاحب علم کے سامنے اپنا بیان اور اس کے بالمقابل حضرت مرزا صاحب کا بیان رکھئے۔ پھر دیکھئے وہ کیا کہتے ہیں، لازماً وہ آپ کے بیان کو سراسر کذب و افترا قرار دیں گے اور یہی حق ہے۔ (باقی ـــ باقی)

قرآن کریم کا عطیہ

محترم شیخ میاں فضل الرحمان صاحب آف ملتان ہمیشہ سے ترجمۃ القرآن انگریزی اور بیان القرآن مستحق لوگوں کے پاس بھیجنے کے لئے انجمن کو عطیہ باقاعدہ ماہ بماہ عنایت فرماتے رہتے ہیں، اس عطیہ میں سے ماہ جولائی میں جہاں جہاں اور جن لوگوں کو قرآن کریم بھیجے گئے ہیں ان کے نام احباب کی اطلاع کے لئے درج کئے جاتے ہیں:۔

(۱) قرآن شریف انگریزی درجہ دوم:ـــ

(1) Abu Talib Kenya (Tanga nyeka)

(2) Mr. Hussain Mohd (Kenya)

(3) Yusaf Athman (Tonga nycka)

(4) Abubakar Athman (Kenya)

(۲) قرآن شریف انگریزی بلا متن:ـــ

(1) Mr Amsiem. S. the Teacher of P. C. M. ۴۴ (Indonasia)

(2) Master Mohd Ishaq Sahib. Zarsobi (Mardan) W. Pak.

(۳) بیان القرآن جلد اوّل:ـــ

سیّد مجتبیٰ حسن کاموں پوری ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی نذیر احمد روڈ۔ علیگڑھ (ہندوستان)

(غلام قادر آفیسر انچارج)

ادارۂ تعلیم القرآن

کے متعلق ضروری اعلان

ادارۂ تعلیم القرآن جس کی تشکیل حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک پر عمل میں لائی گئی تھی اور جسے آپ نے اپنی زندگی میں منصۂ شہود پر لانے کے لئے شب و روز محنت کی۔ بحمد اللہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی سعی کو قبول فرمایا اور احباب نے دل کھول کر آپ کی آواز پر لبیک کہا۔ حضرت مجدد وقت اللہ کو پیارے ہو گئے اور اس ادارہ کا بقیہ کام احباب جماعت کے ذمہ چھوڑ گئے۔ آپ کی نظر میں اس ادارہ کے کئی اغراض و مقاصد تھے۔ ان میں سے ایک یہ بات تھی کہ اس کے زیر اہتمام ایک ایسا چشمۂ علم و عرفان جاری کیا جائے گا جو ملک ملت اور جماعت کے لئے ماء الحیات کا کام دے اور اس کے ذریعہ ایسے علماء اور مبشرین کا گروہ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی جو موجودہ دور اور بدلے ہوئے حالات کی روشنی میں معارف قرآنی، حقائق دینیہ سیرت نبویہ اور مسائل اسلام کو صحیح رنگ میں دنیا کے اطراف و اکناف میں پیش کر سکیں گے۔ چنانچہ اس مقصد عظیم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مجلس عمل نے کارروائی شروع کر دی ہے۔ اس بارہ میں فی الحال جماعت پر جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اس ادارہ میں حصول تعلیم کے لئے ایسے نوجوان بھیجے جائیں جو دین، میٹرک پاس، دینی ذوق اور تبلیغ کا شوق رکھنے والے ہوں۔ غیر شادی شدہ نوجوانوں کو ترجیح دی جائے گی منتخب شدہ طلباء کے خورد و نوش رہائش وغیرہ کے اخراجات ادارہ کے ذمہ ہوں گے اور ان کی کتب بھی ادارہ مہیا کرے گا۔ خواہشمند احباب مقامی جماعت کے سیکرٹری یا پریزیڈنٹ کی سفارش کے ساتھ اپنی درخواستیں محترم سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام فوراً بھجوا دیں کیونکہ داخلہ شروع ہے سلسلۂ تعلیم بہت جلد جاری ہونے والا ہے۔ نیز داخلہ کے لئے وہ نوجوان بھی درخواستیں دے سکتے ہیں جو فارسی عربی میں کافی دسترس رکھتے ہیں اور اپنے قلب میں تبلیغ و اشاعت اسلام کا جذبہ موجزن پاتے ہیں۔

الداعی الی الخیر

احمد یار۔ ایم۔ اے۔ عفی عنہ۔ انچارج ادارہ

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو واجب الوصول ہے، ذیل میں درج ہے۔ بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے۔ اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا میں سے بہ سہولت ہو سکے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے۔ بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا اُن میں ان کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے، اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ ستمبر ۱۹۵۹ء تک اپنے نمبر کے سامنے لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت قسط منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۱۵ ستمبر ۱۹۵۹ء تک اُن کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۱۵ ستمبر ۱۹۵۹ء کو اُن کے نام کا وی پی پی روانہ کر دیا جائے گا جس کا چھڑانا اُن کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا جو اُن کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(مینیجر پیغام صلح)

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۶۲	۶	۳۷۹	۶
۷۳	۶	۳۸۴	۶
۸۸	۶	۴۱۵	۶
۱۲۰	۶	۴۴۰	۶
۱۵۴	۶	۴۷۷	۲۴
۱۵۷	۶	۵۹۱	۶
۱۶۲	۶	۶۲۱	۶
۲۰۱	۶	۶۲۴	۶
۲۳۰	۶	۶۲۶	۴
۲۳۱	۶	۶۳۰	۶
۲۳۵	۶	۶۳۳	۱۲
۲۴۷	۶	۶۴۵	۶
۲۷۸	۶	۶۴۹	۶
۳۰۷	۶	۶۵۱	۶
۳۳۲	۶	۷۰۴	۶
۳۴۱	۶	۷۴۹	۶
۳۶۴	۶	۷۶۴	۶
۷۶۵	۴	۱۰۵۸	۶
۹۳۳	۶	۱۰۶۰	۶
۹۵۲	۶	۱۰۸۱	۶
۹۸۷	۶	۲۰۰۵	۶
۹۸۸	۹	۲۰۰۶	۶
۹۹۱	۶	۲۰۰۷	۶
۹۹۲	۶	۲۰۱۱	۶
۱۰۰۳	۶	۲۰۲۹	۶
۱۰۱۵	۶	۲۰۳۲	۳
۱۰۴۸	۶	۲۰۳۶	۶
۱۰۴۹	۶	۱۰۶۵	۶
۱۰۵۰	۶		

رعایتی ۶

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۷۸	۱۸	۲۱۶	۶
۱۶۳	۴	۲۱۹	۱۲
۲۰۵	۶	۳۰۰	۱۲

خط و کتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (مینیجر)

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں ٭ دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب ٭ کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور پاکستان

(رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸)

ہر ماہ کی ۱-۸-۱۵-۲۲ تاریخ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر ۷۳۷۴۳
ایڈیٹر:- دوست محمد
اسسٹنٹ ایڈیٹر:- بشیر احمد سوز

جلد ۴۹ | یوم سہ شنبہ مؤرخہ ۲۶ صفر المظفر ۱۳۷۹ھ مطابق یکم ستمبر ۱۹۵۹ء | نمبر ۳۴

دُعا ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

یاد رکھو کہ دعا ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے۔ اگر دعاؤں میں اثر نہ ہوتا تو پھر اس رشتہ کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شناخت کی یہ زبردست دلیل اور اس کی ہستی پر بڑی بھاری شہادت ہے۔ کہ محو و اثبات اس کے قبضۂ اختیار میں ہے۔ یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت۔ دیکھو اجرام سماوی کتنے بڑے اور عظیم الشان نظر آتے ہیں۔ جنہیں دیکھ کر بعض نادان ان کی پرستش شروع کر دیتے ہیں۔ اور ان میں صفاتِ الٰہی ماننے لگ پڑتے ہیں۔ جس طرح سے کہ ہندو۔ گبرو دیگر عناصر پرست اقوام جو سورج وغیرہ کو اپنا معبود سمجھ کر اس کی پرستش کرتے ہیں۔ کیا ایسے لوگ یہ دعوے سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ سورج اپنے اختیار سے چڑھتا اور غروب ہوتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اگر بالفرض وہ ایسا دعوے کر بھی دیں۔ تو ان کے پاس کوئی ثبوت موجود نہیں ہے۔ وہ ذرا سورج کے سامنے دعا کریں۔ کہ ایک دن وہ ظاہر نہ ہو۔ یا دوپہر کے وقت ہی غروب ہو جائے۔ جس سے اس کی طاقت اور ارادہ کی حقیقت معلوم ہو سکتی ہے۔ سورج کا پابندی کے ساتھ ایک خاص وقت پر طلوع و غروب ہونا صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ یہ تمام امور اس کے اپنے قبضہ و اختیار سے باہر ہیں۔ کوئی وجود اپنے ارادہ کا مالک تب ہی معلوم ہو سکتا ہے۔ جب کہ وہ دعاؤں کو سننے اور جو امور اس کی طاقت میں ہوں انہیں کر کے بھی دکھا دے۔

غرض اگر اسلام میں قبولیت دعا نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ہی بہت سے شکوک پیدا ہو سکتے تھے اور ضرور ہوتے اور جو مذہب قبولیت دعا کے قائل نہیں ان کے پاس **خدا کی ہستی** کی بھی کوئی دلیل نہیں۔ میرا اپنا تو یہ مذہب ہے کہ جو شخص دعا اور اس کی قبولیت پر ایمان نہیں لاتا وہ جہنمی ہے اور وہ خدا کی ہستی سے ہی منکر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شناخت کا یہی طریق ہے۔ کہ انسان اس وقت تک دعا میں لگا رہے جب تک کہ خدا اس کے دل میں پورا پورا یقین نہ بھر دے اور انا الحق کی آواز اسے نہ آ جائے۔ گو اس میں ذرا بھی شک نہیں۔ کہ اس مرحلہ کو طے کرنے اور اس مقام تک پہنچنے کے لئے بہت سی مشکلات اور تکالیف ہیں۔ لیکن ان سب کا ملاک صبر ہے۔ حافظؒ نے کیا اچھا کہا ہے ؎

گویند سنگ لعل شود در مقام صبر
آرے شود ولیک بخونِ جگر شود

فرقہ عثمانیہ: اخبار الفضل ۲۱ و ۲۶ اگست کی اشاعتوں میں فرقہ عثمانیہ کے متعلق جو مدیر الفضل نے موشگافیاں کی ہیں اور بے تعلق باتوں کا سہارا لیکر اپنی خفت کو مٹانے کی کوشش کی ہے اسکے متعلق شیخ محمد طفیل صاحب کا مضمون اس پرچہ میں عدم گنجائش کے سبب شائع نہیں ہو سکا انشاء اللہ آئندہ پرچہ میں ہدیۂ قارئین ہوگا۔ (ایڈیٹر)

دو آدمی

جن پر رشک کرنا چاہیئے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آدمیوں کے سوائے کسی پر رشک نہ کرنا چاہیئے۔

ایک وہ شخص جس کو اللہ نے قرآن دیا پھر وہ اسے اپنے دن رات کے اوقات میں پڑھتا ہے ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ اگر مجھے اس کی مثل دیا جاتا جو اسے دیا گیا تو میں بھی کرتا جس طرح وہ کرتا ہے۔

دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے مال دیا ہے جسے وہ اس کے صحیح موقعہ پر خرچ کرتا ہے تو ایک شخص کہے کہ اگر مجھے اس کی مثل دیا جاتا جو اسے دیا گیا ہے تو میں بھی کرتا جس طرح وہ کرتا ہے۔ (صحیح بخاری)

قرآن کریم فلسفہ و سائنس کی کتاب ہے اور نبی کریم صلعم فلسفہ و سائنس کے اُستاد

حقیقی فلسفہ و سائنس دلوں کو منور کرتا اور نیک عمل سکھاتا ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولٰنا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یٰسٓ والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین —————— (سورۃ یٰسٓ)

قرآن کریم کے پختہ اصول آنحضرت صلعم کی صداقت پر شاہد ہیں

اللہ تعالٰے نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا یہ کتاب جو فلسفہ و سائنس کی کتاب ہے، ہر زمانہ میں شہادت دیتی رہے گی انک لمن المرسلین۔ یقیناً تو خدا کی طرف سے پیغام رسالت دے کر بھیجا گیا ہے۔ خدا کی طرف سے مرسل ہونے کی صداقت پر دلیل یہ ہے کہ قرآن کریم ایسے فلسفہ و سائنس کی کتاب ہے جس کے اصول ہر زمانہ میں درست و مفید ثابت ہوں گے۔

کائنات کے علوم اور قرآنی نظریات میں موافقت

حضور نبی کریم صلعم پہلے انسان ہیں جنہوں نے فرمایا کہ مذہب اور سائنس میں موافقت ہے یعنی قرآن کریم اسی خدا کی جانب سے اترا ہے جس نے کائنات پیدا کی ہے، قرآن کریم اس کی قولی کتاب ہے اور کائنات فعلی کتاب ہے، کائنات کے ہر طبقہ کے مطالعہ کا نتیجہ یہ ہے کہ اس میں مضبوط قوانین پائے جاتے ہیں قرآن کریم کائنات کے مطالعہ کرنے پر زور دیتا ہے کیونکہ کائنات کے علوم میں اور قرآن کریم کے نظریات میں کسی قسم کی مغائرت نہیں ہے بلکہ توافق ہے۔

قرآن کریم میں عقل و فہم سے کام لینے کی ہدایت

قرآن کریم میں عقل و فہم سے کام لینے کی تلقین ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں یہی تلقین پائی جاتی ہے۔ فرمایا ان أول شئی خلق اللہ العقل اور حضورؐ نے کائنات کے علوم و حقائق سیکھنے کے لئے دعا کی ہے اللّٰھم ارنی حقائق الاشیاء کما ھی

قرآن سکھانیوالا علیم و حکیم خدا

اسی سلسلہ میں اللہ تعالٰے نے فرمایا آپ کو قرآن سکھانے والا خدا علیم بھی ہے اور حکیم بھی ہے یعنی اسکو ہر شئے کا پورا پورا علم بھی ہے اور علوم کی انتہا جو فلسفہ اور سائنس ہے اس کا بھی جاننے والا ہے فرمایا انك لتلقی القرآن من لدن علیم حکیم اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو قرآن اس خدا سے سیکھ رہا ہے، جو سرچشمہ علم اور سائنس کا ہے۔ فرمایا۔ ان ربك علیم حکیم تیرا رب علیم اور حکیم ہے اسی نے کائنات اور قرآن کے ذریعہ سائنس اور علوم اور فلسفہ سکھایا ہے۔ فرمایا کتاب احکمت آیاتہٗ۔ یہ وہ کتاب ہے جو نہایت، پختہ اصولوں پر مبنی ہے۔ ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا جس کو حکمت دی گئی اس کو خیر کثیر دی گئی۔

محمد رسول اللہ صلعم فلسفہ کے استاد

اگر اللہ تعالٰے احکم ہے تو اس کا مرسل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلسفے کا استاد ہے ویعلمھم الکتاب والحکمۃ یعنی رسول کریمؐ شریعت کے احکام اور حکمت یعنی فلسفہ کی تعلیم دیتے ہیں امام راغبؒ کہتے ہیں عقل و فہم کے استعمال سے حق کو پا لینا حکمت ہے اور وہ لکھتے ہیں کہ اگر حکمت خدا کی طرف منسوب کی جائے تو اس سے چیزوں کی معرفت اور ایجاد اور ان کا قیام مراد ہوتی ہے۔ اور جب انسان کی طرف منسوب ہو تو معرفۃ الموجودات و فعل الخیرات مراد ہوتی ہے۔

قرآنی فلسفہ دل کو منور کرتا ہے

اگر حکمت اور سائنس پڑھنے کے بعد فعل الخیرات انسان کو میسر نہیں آتی تو لعنت ہے اس کی سائنس دانی پر۔ حضورؐ کی تعلیم سے عقل و فہم اور حکمت انسان کے دل کو منور کرتی ہے اور اس سے اس کے دل میں طہارت پیدا ہوتی ہے اسی لئے مومنوں کے متعلق فرمایا یومنون بالغیب۔ غیب کی ہر حالت میں وہ اپنے تئیں خدا کے سامنے پاتے ہیں۔ اس کی معرفت سے ان کے دل معمور ہوتے ہیں اس لئے وہ اس کی عبادت اور اس کی فرمانبرداری اختیار کرتے ہیں جس کا ذکر ویقیمون الصلوٰۃ میں ہے اور اسی معرفت کے باعث ومما رزقنٰھم ینفقون وہ خدا کی رضا کے حصول کے لئے اپنے اموال اس کی راہ میں صرف کرتے ہیں یعنے جسمانی اور مالی عبادات دونوں ادا کرتے ہیں۔ اس میں یہ فلسفہ سکھایا ہے کہ اگر اس کائنات کے مطالعہ کے بعد خدا اس کے اندر نہیں بستا۔ اور دل بھی منور نہیں ہوتا۔ اور جسمانی عبادت کے ساتھ وہ مال کی قربانی نہیں کرتا۔ اور مخلوق کے لئے اس کا دل نرم نہیں ہوتا تو معلوم ہوا اس کا علم بے سود ہے۔ حضرت یوسفؑ نے اس علم کا ذکر کیا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو عنایت کیا۔ آج کے سائنسدانوں کی کوششوں سے یہ تو ہوا کہ دولت اور سلطنت مل گئی مشینیں ایجاد ہو گئیں۔ بم تیار ہو گئے۔ لیکن انسان باخدا نہ ہوا۔

حضرت یوسفؑ کی دعا میں حقیقی فلسفہ کا ذکر

حضرت یوسفؑ نے کیا پُرحکمت بات کہی ہے رب قد اٰتیتنی من الملك اے میرے رب یہ تیرے فضل کی بات ہے کہ میں کنعان جیسی بستی کا رہنے والا ایک بادیہ نشین کا بچہ جو دو ٹکے پر بک گیا۔ یہ تیرے فضل کی بات ہے کہ میرے جیسے دیہاتی کو ملک اور بادشاہت عطا کی، اور اس سے بھی بڑھ کر تیرا انعام یہ ہوا وعلمتنی من تاویل الاحادیث تو نے مجھے اپنے فضل سے حقائق الاشیاء کا علم بخشا۔ فاطر السمٰوات والارض۔ اے آسمان و زمین کے بنانے والے! زمین و آسمان کی بادشاہت کے سامنے میری اس سلطنت کی کیا حقیقت ہے میرا بھروسہ تیری ہی ذات پر ہے انت ولیّ فی الدنیا والاٰخرۃ تو میرا والی ہے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، یہ سبق آج یورپ کے حکمرانوں کو میسر نہیں ہے لیکن حضرت یوسفؑ کو ملک اور علم عطا کرنے کے ساتھ یہ معرفت بھی عطا کی گئی ہے کہ علم اور بادشاہت کا حقیقی منبع اللہ تعالیٰ ہے، اور وہی دنیا و آخرت میں انسان کا والی ہے یہ اصل فلسفہ، حکمت اور حقیقی سائنس ہے۔ اور آگے ایک اور بات کہی کہ توفنی مسلماً اے اللہ! میری پرورش و تربیت کرنے والے! تو نے مجھے حق و حکمت سکھائی تا کہ میں اس سے اس حد تک فائدہ اٹھاؤں کہ جب بھی موت آئے تو مجھے تیرا فرمانبردار پائے۔

قوت نظری اور قوت عملی کے لئے دعا

دو قوتیں انسان کو عطا کی گئی ہیں، ایک قوت نظری ہے اور دوسری قوت عملی ہے۔ حضرت یوسفؑ نے دونوں قوتوں کے لئے دعا کی ہے۔ یہی دعا حضرت ابراھیمؑ نے مانگی تھی۔ رب ھب لی حکماً والحقنی بالصالحین اے اللہ مجھے علوم کی حقیقت و فلسفہ سے آگاہی بخش اور اس علم و حکمت کا نتیجہ یہ ہو کہ میرے اعمال میں صلاحیت پیدا ہو جائے۔ ایسا ہی

(باقی بر صفحہ ۹ کالم ۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ یکم ستمبر ۱۹۵۹ء

اُمتِ محمدیہ میں مجددین کا مقام

(۲)

معاصر "ایشیا" کو اس بات پر اصرار ہے کہ :-

"حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص اپنے وجود کی طرف دعوت دے کر اپنے وجود کو کفر و اسلام یا فسق و تقویٰ کا معیار قرار دینے کا حق نہیں رکھتا، اگر کوئی شخص خدا کے دین کی خدمت کرنا چاہتا ہے تو وہ دین کی خدمت کرے اس کے کارنامے سے اندازہ ہوگا کہ وہ مجدد ہے یا نہیں خود اسکو یہ دعوےٰ کرنے کی ضرورت نہیں، چنانچہ آج اہل علم نے جن بزرگوں کو مجدد تسلیم کیا ہے ان میں سے کسی شخص نے خود کو بطور مجدد پیش نہیں کیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو پہلا مجدد کہا جاتا ہے۔ یہ امت کا فیصلہ ہے، خدا کا فیصلہ نہیں تھا۔ اور خود انہوں نے بھی کبھی مجدد ہونے کا دعوےٰ نہ کیا، دعوےٰ تو درکنار اس قسم کے خیال کا اظہار بھی نہیں کیا، یہی حال امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام شافعی رحمہم اللہ کا اور ان کے بعد کے بزرگوں کا ہے جن کو امت کے علماء نے اپنے خیال کے مطابق مجدد قرار دیا ہے۔

قریب ترین دور میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے متعلق یہ ظاہر کیا کہ وہ مجدد ہیں۔ اور ان کی ایک عبارت بھی پیش کی جاتی ہے مگر وہ ان کا ایک کشف ہے اور کشف کے متعلق صوفیا کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ اگر حجت ہے تو صاحب کشف پر دوسروں کے لئے حجت نہیں۔ اور اسے بھی قرآن و حدیث پر پیش کیا جائیگا اور اس کی وجہ سے اسے معتبر یا غیر معتبر کہا جائے گا چنانچہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے باوجود اس کشف کے مجددیت کا دعوےٰ کیا نہ مسلمانوں کے سامنے اسے قبول کرنے کے لئے پیش کیا۔ یہاں تک کہ اپنے جلیل القدر فرزندوں، حضرت شاہ عبدالقادر، حضرت شاہ عبدالعزیز، حضرت شاہ رفیع الدین جیسے اہل کمال سے بھی اپنی مجددیت کی بیعت نہ لی، وہ ایک جلیل القدر عالم دین ہی کی حیثیت سے عظیم الشان اسلامی خدمت سرانجام دے گئے (علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل)"

جہاں تک اپنے وجود کی طرف دعوت دینے اور اپنے وجود کو کفر و اسلام یا فسق و تقوےٰ کا معیار قرار دینے کا سوال ہے، ہم بارہا یہ عرض کر چکے ہیں، کہ مجدد کا اپنے وجود کی طرف دعوت دینا اس وجہ سے نہیں کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ مستقل حیثیت رکھتا ہے، بلکہ اس کا وجود فی الحقیقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کی نمایندگی کرتا ہے اور اس کی دعوت اپنی طرف نہیں بلکہ اس پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرف ہوتی ہے، جس کا پیغام لے کر وہ آتا ہے، اس وجہ سے یہ کہنا تو صحیح نہیں کہ اس کا وجود کفر و اسلام کا معیار ہوتا ہے، لیکن جو لوگ اس کی مخالفت کرتے اس پر فتوے لگاتے، اس کی دعوت کو رد کرتے اور اس کی تباہی بربادی کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں، آپ خود غور کر لیجئے کہ وہ کس فتوے کے نیچے ہیں، قرآن کی آیت استخلاف کو پڑھ لیجئے جس میں صالحین امت کو خلافت کے بلند منصب پر فائز کرنے کا ذکر ہے اور جس کی تفسیر حدیث مجدد میں کی گئی ہے، اس کے آخر میں انکار کرنے والوں کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون جو اس کے بعد انکار کرے وہ فاسق ہے، اب کیا خلافت کو آپ معیار فسق قرار دیں گے؟ اور صرف خلافت یا خلیفہ کا ہی وجود نہیں بلکہ قرآن کریم میں بیسیوں ایسے گناہوں کا ذکر ہے جن کے ارتکاب کو موجب فسق قرار دیا گیا ہے، انہی میں سے ایک خلافت یا مجددیت کا انکار بھی ہے، اور یہ یہی بات ہے، کہ ایک شخص ایک پیغام حق لیکر کھڑا ہوتا ہے وہ لوگوں کو نیکی کی طرف بلاتا ہے، خدا اور خدا کے رسول پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے، اور کہتا ہے: .... مجھے دین کی تجدید کے لئے بھیجا گیا ہے، محض اس کے اس کہنے پر اس کی مخالفت کی جاتی، اس کو بُرا بھلا کہا جاتا اور سخت ترین مصائب کا شکار بنایا جاتا ہے، ایسے لوگوں کو فاسق ہی کہا جائیگا یا کچھ اور؟ حدیث قدسی میں تو یہاں تک فرمایا گیا ہے، من عادلی ولیاً فاذنتہ للحرب جو شخص میرے ولی سے دشمنی کرتا ہے، اسکو میں جنگ کی دعوت دیتا ہوں، غور کیجئے، ایک ولی سے دشمنی کرنے والا تو خدا سے جنگ کرتا ہے کیا ایک مامور من اللہ جو مجددیت کے منصب پر فائز ہے اس کے ساتھ دشمنی کرنے والا نیک اور مومن کہلا سکتا ہے؟

ہاں معاصر "ایشیا" کو مجدد کے مامور من اللہ ہونے سے انکار ہے، اور وہ اس بات کو جائز نہیں سمجھتا کہ مجدد دعوےٰ کرے، حالانکہ حدیث مجدد کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ اس کا مامور من اللہ ہونا ضروری ہے (ان اللہ یبعث) اللہ تعالےٰ کا مبعوث کرنا کیا ایسا ہی ہوتا ہے کہ لوگ اسکو مجدد کہیں اور وہ خود نام بھی نہ لے کہ میں مجدد ہوں یا مجھے خدا نے کھڑا کیا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ "اہل علم نے جن بزرگوں کو مجدد تسلیم کیا ہے ان میں سے کسی شخص نے خود کو بطور مجدد پیش نہیں کیا" حالانکہ کئی ایسے بزرگ ہیں جن کے ملفوظات میں دعوےٰ مجددیت موجود ہے۔ عمر بن عبدالعزیز یا دوسرے ایسے بزرگ جن کے ملفوظات محفوظ نہیں، ان کے دعاوی پیش کرنے کے ہم ذمہ دار نہیں، لیکن جن کے دعاوی موجود ہیں ان کو آپ کیا کہیں گے؟ ہم نے شاہ ولی اللہ صاحب کا دعوےٰ پیش کیا تھا جو انہوں نے بڑے دھڑلے سے کیا ہے، لیکن اس کی یہ توجیہہ کی گئی ہے کہ :-

"وہ ان کا کشف ہے اور کشف کے متعلق صوفیا کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر وہ حجت ہے تو صاحب کشف پر، دوسروں کے لئے حجت نہیں"

حالانکہ اگر ان الفاظ کو دیکھا جائے جن میں شاہ صاحبؒ نے اپنی مجددیت کا ذکر کیا ہے، تو اس میں کشف وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں صاف لکھا ہے فلما البسنی اللہ خلعۃ المجددیۃ حین انتہت بی دورۃ الحکمۃ جب حکمت کا دورہ انتہا کو پہنچ گیا تو اللہ تعالےٰ نے مجھے خلعت مجددیہ سے سرفراز فرمایا، کونسا کشف اس میں بیان کیا گیا ہے، کیا اللہ تعالےٰ کی طرف سے خلعت مجددیت کا پہنایا جانا کشفی بات ہے؟ اور اگر کشف ہی تھا تو کیا کشف میں خلعت مجددیت کا پہنایا جانا بے معنی بات ہے؟ اور اگر یہ صرف صاحب کشف کے لئے ہی حجت تھا تو انہوں نے کیوں اس کا ذکر کیا کہ مجھے خلعت مجددیت پہنائی گئی، ظاہر ہے کہ یہ ذکر یہ بتانے کے لئے کیا گیا کہ میں اس صدی کا مجدد ہوں، اور اس کے بعد آپ نے اپنے ماننے پر جو زور دیا ہے اور نہ ماننے والوں کو جس طرح ارضی و سماوی برکات سے محروم قرار دیا ہے اس کو آپ کیا کہیں گے؟ کس قدر زبردست الفاظ ہیں :-

"میرے رب نے مجھے مطلع فرمایا ہے کہ ہم نے تجھے اس طریقہ کا امام مقرر کیا ہے اور اس کی اعلےٰ بلندی تک پہنچایا ہے اور حقیقت قرب تک پہنچنے کے اور طریقے مسدود کر دیئے ہیں سوائے ایک طریقہ کے، وہ تیری متابعت اور تیری فرمانبرداری ہے پس جو شخص تجھ سے عداوت کرے نہ آسمانی برکات اس پر نازل ہوں گی نہ وہ ارضی برکات کا مورد ہوگا، اہل مغرب اور اہل مشرق سب کے سب تیری رعیت ہیں اور تو ان کا بادشاہ ہے خواہ وہ جانیں یا نہ جانیں اگر وہ جان لیں تو کامیاب ہوں گے، اور اگر بے خبر رہیں تو خائب و خاسر ہوں گے"۔

کس قدر صاف الفاظ ہیں، کس دھڑلے سے اپنے آپ کو پیش کیا ہے اور اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کو معیار کامیابی قرار دیا اور نافرمانی کو موجب خسران، باوجود اس کے یہ کہنا کہ یہ محض ایک کشف ہے جو صرف شاہ صاحب ہی پر حجت ہے دوسروں پر نہیں کس قدر دیدہ دلیری اور

(باقی بر صفحہ کالم ۳)

متفرقات

* مولانا عبد الحق صاحب کی علالت
* قرآن کریم کا عطیہ
* انگریزی کتب کے سیٹ
* لاہور کے ساتھ نمبر ۷ لکھا کریں

مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی کی علالت

مولانا کے خط مورخہ ۱۴ اگست آمدہ از سان فرانسسکو (امریکہ) کا اقتباس :-

"میں جب سے یہاں آیا ہوں بیمار ہوں، بخار آتا ہے پیٹ خراب ہے نیند اور بھوک کم ہوگئی ہے...... ہسپتال گیا تھا مگر وہ بھی تشخیص نہیں کر سکے......... ہسپتال میں داخل ہوں، زیادہ لکھنے سے معذور ہوں... ...... رات کو شدت کا بخار ہوتا ہے جو صبح تک رہتا ہے، کئی ایک ڈاکٹر کل سے میری مشینری کا پرزہ پرزہ دیکھ چکے ہیں........ مگر ابھی تک تشخیص کچھ نہیں ہوا دعا کی ضرورت ہے"

احباب حضرت مولانا کی صحت کے لئے خصوصی دعائیں فرمائیں جو اس پیرانہ سالی میں محض تبلیغ دین کے لئے یکہ و تنہا امریکہ میں تبلیغی خدمات سرانجام دیتے ہوئے آجکل صاحب فراش ہو گئے ہیں۔ ایسے قیمتی وجود انجمن کے لئے سرمایۂ حیات ہیں۔ انفرادی اور اجتماعی طور پر جماعت مولانا کے لئے دعائے صحت فرمائے۔

قرآن کریم کا عطیہ

شیخ میاں فضل الرحمان صاحب ملتان کی طرف سے ماہ اگست ۱۹۵۹ء میں مندرجہ ذیل مقامات میں انگریزی و اردو تراجم قرآن بھیجے گئے :-

قرآن شریف انگریزی معہ متن ۹ عدد بہ تفصیل ذیل :-

لاہور ۲ - ٹرینیڈاڈ ۱ - چین ۱ - نائجیریا ۱ - جاپان ۱ - امریکہ ۱ - گوجرانوالہ ۱ - سیلون ۱ ؛

بیان القرآن جلد اوّل :- بہاول نگر ۱ - قلعہ دیدار سنگھ ۱ ؛

" " دوم :- قلعہ دیدار سنگھ ۱ ؛

" " سوم :- قلعہ دیدار سنگھ ۱ ؛

انگریزی کتب کے سیٹ جو بلاد غیر کی لائبریریوں کو بھیجے گئے

احباب کرام کو یاد ہوگا کہ حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حین حیات میں بعض انگریزی کتب کے سیٹ بلاد غیر کی لائبریریوں کو بھیجنے کی تحریک کی تھی، جس کے لئے کئی احباب نے چندے دیئے تھے، اس تحریک کے مطابق انجمن کی طرف سے کئی ایک لائبریریوں کو قبل ازیں مندرجہ ذیل کتب کے سیٹ بھیجے جا چکے ہیں، سال رواں کچھ اور لائبریریوں کو بھی یہ سیٹ روانہ کئے گئے ہیں جن کے نام ذیل میں درج ہیں :-

کتب جو بھیجی گئیں :-

۱- انگریزی ترجمۃ القرآن درجہ دوم
۲- مینول آف حدیث
۳- ریلیجن آف اسلام
۴- محمد دی پرافٹ
۵- ارلی کیلیفیٹ
(۶) لیونگ تھاٹس آف پرافٹ محمد
(۷) ٹیچنگز آف اسلام
(۸) نیو ورلڈ آرڈر

جن لائبریریوں کو یہ سیٹ بھیجے گئے اُن کے نام :-

(۱) یونیورسٹی آف البرٹا
(۲) " " " برٹش کولمبیا
(۳) " " " مینیٹوبا
(۴) " " " نیو برنسوک
(۵) سینٹ جوسف یونیورسٹی، نیو برنسوک
(۶) سینٹ تھامس کالج نیو برنسوک
(۷) سینٹ فرانسس ایکسویئر یونیورسٹی، نواسکوشیا۔
(۸) سینٹ میری یونیورسٹی۔ نواسکوشیا۔
(۹) کارلٹن کالج۔ اٹاوہ
(۱۰) میکماسٹر یونیورسٹی، اٹاوہ انٹیریو
(۱۱) یونیورسٹی آف اٹاوہ۔ " " "
(۱۲) کوئینز یونیورسٹی کنگسٹن۔ " "
(۱۳) رائل ملٹری کالج " "
(۱۴) آفیسر صاحب ریاست ہائے متحدہ امریکہ مقیم حال کراچی پاکستان
(۱۵) آفیسر صاحب ریاستہائے متحدہ امریکہ مقیم حال لاہور، پاکستان۔

ان کے علاوہ اور لائبریریوں کو بھی سیٹس بھیجے جا رہے ہیں، جو دوست اس نیک کام میں حصہ لینا چاہیں، وہ ستر (۷۰) روپیہ فی سیٹ کے حساب سے ان کی قیمت محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بھیجکر عند اللہ ماجور ہوں ؛

خط و کتابت میں "لاہور" کیساتھ نمبر ۷ لکھا کریں

محکمہ ڈاک کی طرف سے یہ اطلاع موصول ہوئی ہے، کہ لاہور کو مختلف حلقوں میں تقسیم کیا گیا ہے، احمدیہ بلڈنگس براندرتھ روڈ حلقہ ۷ میں آیا ہے، اس لئے آئندہ انجمن یا اس کے مختلف شعبوں یا کارکنوں یا ساکنین احمدیہ بلڈنگس کے نام خط لکھتے وقت پتہ میں "لاہور" کے ساتھ نمبر ۷ ضرور لکھا جایا کرے

امت محمدیہ میں مجددین کا مقام (بسلسلہ صفحہ ۳)

حق سے انحراف ہے، بہتر ہوتا، "ایشیا" شاہ صاحب کے اصل الفاظ نقل کر کے اُن پر حاشیہ آرائی کرتا تاکہ اس کے پڑھنے والوں کو اندازہ ہوتا کہ اس کی توجیہہ کہاں تک قابل قبول ہو سکتی ہے، یہ کہنا کہ شاہ صاحب نے اپنے جلیل القدر فرزندوں سے مجددیت کی بیعت نہ لی، ایک قیاس مع الفارق ہے، بیعت لی یا نہ لی اس سے ہمیں بحث نہیں (اور یہ کہاں سے ثابت ہے کہ انہوں نے مجددیت کی بیعت نہیں لی) بحث اس بات میں ہے کہ انہوں نے دعوے مجددیت کیا یا نہیں، اور ان کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ انہوں نے دعوے کیا اور ضرور کیا ہے۔

ایسا ہی دعوے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح کا بھی ہے، جن کے یہ الفاظ ہیں :-

"ایں علوم مقتبس از مشکوٰۃ انوار نبوت
اند علی اربابہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ
کہ بعد از تجدید الف ثانی بہ تبعیت وراثت
تازہ گشتہ اند و بطراوت یافتہ صاحب ایں
علوم و معارف مجدد ایں الف است"
(مکتوبات امام ربانی جلد ۲ مکتوب چہارم)

اور امام غزالیؒ فرماتے ہیں :-

"میں نے اس (گوشہ نشینی کو چھوڑنے) کے بارہ میں چند اہل دل اور ارباب مشاہدہ سے مشورہ کیا انہوں نے بھی ترک عزلت اور زاویہ سے خروج کا مشورہ دیا اور اس امر کی طرف صالحین کی کثیر خوابوں نے بھی دلالت کی کہ یہ حرکت موجب خیر و برکت ہوگی اور اس کا مبدع ہدایت ہے جو اللہ تعالےٰ نے اس صدی کے سر پر مقدر کیا ہوا ہے اور اللہ تعالےٰ کا وعدہ بھی ہے کہ ہر صدی کے شروع پر اپنے دین کو زندہ کریگا ان وجوہات سے میرا عزم ترک خلوت پر مستحکم ہو گیا"
(ترجمہ المنقذ من الضلال صفحہ ۹۵-۹۶)

اس عبارت میں حضرت امام غزالیؒ نے کھلے طور پر مجددیت کے منصب پر فائز ہونے کی وجہ سے ترک عزلت کا ذکر کیا ہے اور پھر امام تیمیہؒ کا بھی دعوے موجود ہے، جن کو نہ صرف اُن کے زمانہ کے بعض بزرگوں نے مجدد تسلیم کیا بلکہ انہوں نے خود جنگ کسروان کی فتح پر بادشاہ وقت کو خط لکھا کہ :-

"اسلام کو نئی زندگی ملی اور مخبر صادق کی یہ بشارت کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آیا کرتا ہے، لفظ بلفظ سچی ثابت ہوئی"

یہ اُن چند بزرگوں کے دعاوی ہیں، جن کی عظمت اور جلالت مرتبت امت میں مسلم ہے، ضروری نہیں کہ ان بزرگوں کے ایسے کھلے دعاوی کے ہوتے ہوئے ہر مجدد کا دعوی دکھایا جائے، اگر مجدد کے لئے دعوے کرنا مناسب ہی

نہیں اور بقول "ایشیا" :-

"جو مجدد لوگوں کو اپنی طرف دعوت دے
وہ مجدد نہیں فتنہ پرداز ہے"

تو حضرت شاہ ولی اللہ، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت امام غزالی، امام ابن تیمیہ جیسے جلیل القدر بزرگوں کے متعلق بتایا جائے کہ "ایشیا" کے نزدیک (معاذ اللہ) وہ فتنہ پرداز ہیں یا کیا؟ کیا "ایشیا" ٹھنڈے دل سے اس پر غور کر کے اپنے موقف پر نظر ثانی کرے گا؟

یورپ جانیوالے ۲ حضرات

شیخ محمد طفیل صاحب اور الحاج شیخ میاں محمد صاحب کا قوم سے خطاب

جمعہ مؤرخہ ۲۸ر اگست کو خطبہ جمعہ کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ نے اعلان فرمایا کہ اس وقت دو اصحاب ہمارے سامنے بیٹھے ہیں۔ شیخ محمد طفیل صاحب اور الحاج شیخ میاں محمد صاحب یہ دونو صاحبان پاکستان سے باہر جانیوالے ہیں، پیشتر اس کے کہ وہ ہم سے رخصت ہوں، ہم ان سے کچھ سننا چاہتے ہیں اور نماز جمعہ کے بعد وہ حاضرین سے خطاب کریں گے۔ چنانچہ دونوں حضرات نے نماز کے بعد یکے بعد دیگرے احباب سے خطاب کیا، اُن کے بیانات درج ذیل ہیں:

تقریر جناب شیخ محمد طفیل صاحب

حضرات حضرت امیر قوم نے اچانک میرا نام لے لیا ہے کہ میں اپنے خیالات کا آپ کے سامنے اظہار کروں۔ اس وقت میرے ذہن میں جو دوتین باتیں آتی ہیں میں آپ کی خدمت میں پیش کئے دیتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ گو میں باہر جانے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن مجھے خود پتہ نہیں کہ میں کب اور کس دن جاؤں گا۔ اس لئے جب میں آپ کو یہاں چلتا پھرتا دکھائی دوں تو آپ یہ نہ پوچھیں کہ آپ تو ہالینڈ جانیوالے تھے لیکن ابھی یہیں موجود ہیں۔ میرے لئے بار بار اس سوال کا جواب دینا مشکل ہوگا۔ جب میرے سفر کی تیاری مکمل ہو جائیگی تو میں خود ہی آپ کو اس کی اطلاع دے دوں گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ مبلغین کے کے متعلق اخبارات میں رپورٹیں پڑھتے ہیں جن سے آپ کو اندازہ ہوتا ہوگا کہ وہ غیر ممالک میں جا کر ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں، اور انہیں کسی بھی مرحلہ پر ناکامی نہیں ہوتی۔ اس قسم کے تاثرات کو اپنے ذہن میں سے نکال دیں، یہ تو انبیاء کو بھی مقام حاصل نہیں کہ ان کا ہر وعظ اور تقریر کامیاب ہو، پھر ہم کس طرح یہ دعوے کر سکتے ہیں کہ ہر جگہ کامیابی ہمارے قدم چومتی ہے اور ناکامی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا لیکن آپ نے کبھی کسی مبلّغ کی رپورٹ میں کتنی بار پڑھا ہے کہ اسے فلاں مقام پر سخت ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا، اس سے اندازہ لگائیے کہ ہماری جماعت یا قادیانی جماعت کے مبلغین کی رپورٹوں میں اکثر اوقات کسی قدر مبالغہ ہوتا ہے۔

دنیا کے رجحانات میں بڑی تبدیلی پیدا ہوگئی ہے۔ جب مبلغ باہر جاتے ہیں تو یہی سمجھا جاتا ہے کہ جس طرح عیسائی لوگ ادھر آتے ہیں اسی طرح یہ لوگ بھی پس ماندہ قوم کو مہذب بنانے اور تہذیب سکھانے کے لئے جاتے ہیں۔ اس قسم کا تاثر پیدا کرنا تو ہمارے مقصد کے حصول میں مشکلات پیدا کرتا ہے، ہمارا مطمح نظر انہیں اسلام کی تعلیم سے روشناس کرنا ہونا چاہیئے۔ جن کی فطرت میں صلاحیت ہوگی وہ خود ہی اس دین فطرت کو قبول کر لیں گے۔ لیکن ان کو یہ احساس دلانا کہ ہماری ان سے ملاقات کی غرض صرف یہی ہے کہ وہ مسلمان ہو جائیں درست نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم اُن کے پاس صرف صلح اور دوستی کا پیغام لے کر جاتے ہیں اور سالہا سال کے تعلقات کے باوجود اگر کوئی شخص مسلمان نہ ہو تو ہمیں اس کا افسوس نہیں ہونا چاہیئے۔ قلوب کو پھیرنے والی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ صرف واضح اور احسن طریق سے اس پیغام کو پہنچا دینا ہمارا کام ہے ہم بیشک دوسرے مذاہب کو اچھا سمجھتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ سب دین برابر ہیں۔ جب تمام مذاہب اچھے اور یکساں ہیں تو پھر عیسائیت ہو یا اسلام اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا لیکن اسلام کا تو دعویٰ ہے کہ یہی کامل دین ہے۔ اس واضح تعلیم کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ سب مذہب برابر ہیں حقیقت سے گریز کرنا ہے۔ لیکن اس امر کو صاف اور کھلے الفاظ میں اس طرح بیان کرنا کہ سننے والوں کی طبیعت پر گراں نہ گزرے آسان بات نہیں۔ ایک دفعہ میں نے اپنی تقریر میں بڑے زور سے یہ بات پیش کی کہ اسلام ہی انسانیت کا مذہب ہے۔ تقریر کے بعد میں نے یہ محسوس کر لیا کہ میری تقریر کا وہ اثر نہیں ہوا جس کی مجھے توقع تھی۔ وہ لوگ میری مخالفت پر اُتر آئے تھے، جب تک میں نے اسلام کی اکملیت پر زور نہیں دیا تھا وہ بڑے اطمینان سے میری تقریر کو سنتے رہے تھے۔ اجلاس کے بعد میں سوچتا رہا کہ بات تو میں نے درست کہی تھی ۴۴

۴۴ لیکن شاید میرا طریق بیان غلط تھا۔

دوسرے موقعہ پر دوران تقریر میں میں نے اسی بات کو ایک اور رنگ میں بیان کیا جس کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ میں نے حاضرین سے کہا کہ اب میں ان کے سامنے ایک ایسی بات پیش کرنے لگا ہوں جس سے وہ اتفاق نہیں کریں گے۔ اس پر سب حیران ہوکر دیکھنے لگے کہ ایسی کونسی بات ہے۔ میں نے پھر کہا کہ اگر وہ اس امر پر اتفاق کرلیں تو پھر وہ سب کے سب مسلمان ہو جائیں گے۔ اس پر وہ ہنسنے لگے۔ میں نے انہیں بتایا کہ میں یہ یقین کرتا ہوں کہ اسلام ہی انسانیت کا مذہب ہے یہی کامل ترین مذہب ہے اور یہ وہ بات ہے جو میں نہیں بلکہ قرآن کہتا ہے۔ اور میں یہ ضروری سمجھتا تھا، کہ اتنی بات بھی ان کے کانوں تک پہنچا دوں۔

اس دفعہ لوگ بجائے ناراض ہونے کے خوش ہوئے اور کہنے لگے آپ پھر ایک بار ہمارے ہاں تشریف لائیے۔ میری غرض اس واقعہ کو بیان کرنے سے صرف یہ ہے کہ ہمیں اپنی تبلیغ میں قرآن کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق "حکمت" سے کام لینا چاہیئے۔

ہم اسلام کے سپاہی ہیں ہمیں یہ معلوم نہیں کہ ہم اپنی زندگی میں اسلام کی کامیابی وسیع پیمانہ پر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے یا نہیں، لیکن ہمارا کام تو صرف اس راہ میں کوشش کرنا ہے ۔

الحاج شیخ میاں محمد صاحب کی تقریر

برادرانِ مکرم! میں آج آپ کے سامنے چند گذارشات پیش کروں گا۔ جیسا کہ ابھی ابھی حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے آپ حضرات کو اطلاع دی ہے میں باہر جا رہا ہوں۔ انسان کے کچھ ارادے ہوتے ہیں۔ اور کچھ آرزوئیں اور تمنائیں ہوتی ہیں، کچھ لوگ اپنی تمناؤں اور آرزوؤں میں کامیاب و کامران ہو جاتے ہیں اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کی تمنائیں مثمر اور بامراد نہیں ہوتیں۔ میرے سامنے بھی اب چند آرزوئیں اور تمنائیں ہیں جن کے لئے میں وہاں جا رہا ہوں۔ اس سے پہلے بھی میں وہاں گیا۔ لیکن وہ میرے اپنے ذاتی ارادے اور مقاصد ہوتے تھے۔ اب میں جس غرض سے نکل رہا ہوں وہ دینی امور کے سوائے اور کوئی نہیں، میں ایک کاروباری آدمی ہوں، اور عموماً کاروباری اغراض سے باہر جاتا رہا ہوں، لیکن اس دفعہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں دینی غرض سے باہر جاؤں میرے اندر کچھ تمنائیں اور امنگیں ہیں، وہ کیا ہیں میں آپ کی خدمت میں بیان کرتا ہوں۔

آپ جانتے ہیں کہ ہم ایک ایسے دور سے گذر رہے ہیں جو ہمارے لئے نہایت تکلیف کا باعث ہے۔ اس وقت زرِ مبادلہ کے ملنے میں بہت مشکلات پیش آرہی ہیں، ہمارا بیرونی مشنوں کا کوٹہ نصف کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے ان مشنوں کو بہت تکلیف کا سامنا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ میں ان ممالک میں جاؤں اور حصول زر کے لئے کوئی مؤثر اقدامات کروں۔ میں ووکنگ میں بھی لکھ چکا ہوں، کہ وہ اپنے قدموں پر کھڑے ہونے کی کوشش کریں۔ خدا بہتر جانتا ہے کہ آگے چل کر کیا کیا مشکلیں ہمیں پیش آئیں گی، ہو سکتا ہے کہ زرِ مبادلہ ملنا قطعاً بند ہو جائے۔ ان حالات میں میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں وہاں جا کر مانچسٹر، لورپول اور خود لندن میں جہاں جہاں پاکستانی یا دوسرے مسلمان ہیں ان سے

(باقی صفحہ آئندہ پر)

ملوں اور ان کو آمادہ کروں کہ ووکنگ مشن کی مالی اعانت میں حصّہ لیں۔ ان انگریز نومسلمین سے بھی جو اس مشن کے ذریعہ مسلمان ہو چکے ہیں میں اپیل کروں گا کہ وہ اس مشن کو اپنا مشن سمجھیں، اور دو پینس چار پینس، ایک پونڈ یا جس قدر استطاعت ہو، باقاعدہ ہر ماہ چندہ دیں یہ ہمارا مشن نہیں خدا کا مشن ہے، خدا اس کی مدد کرے گا لیکن ہمارا فرض ہے کہ اس کے لئے پوری تگ و دو کریں اور اللہ تعالےٰ سے اس کے لئے دعائیں کریں ۔ ہمارے مبلغ جو یہاں سے باہر جاتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے پیچھے کوئی ریاست ہے ۔ بے شک یہ ریاست تھی اور ہے خدا نے اس جماعت میں بڑی بڑی بزرگ ہستیاں پیدا کی ہیں جو دل کھول کر مالی اعانت کرتی ہیں اور تنگدستی میں بھی ایثار سے کام لیتی ہیں ۔ لیکن اب مشکل زر مبادلہ کی ہوگئی ہے اس لئے میں وہاں جا کر تحریک کروں گا کہ وہاں کے لوگ اس مشن کی امداد کریں ۔ آپ اس کے لئے خاص طور پر دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ کامیابی عطا فرمائے ۔

دوسری میری خواہش یہ ہے کہ ووکنگ کے اندر ہمارا اپنا کوئی مکان نہیں، وہاں کوئی اپنا مکان بنایا جائے ۔ ووکنگ کی شہرت تمام دنیا میں ہے ۔ اس مشن کی عزت تمام دنیا میں اس قدر ہے کہ اس کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہے جن لوگوں کو وہاں جانے کا اتفاق ہوا ہے (اور میں خود بھی گیا ہوں)، وہ جانتے ہیں کہ وہاں اسلام کا نہایت شاندار نظارہ دیکھنے میں آتا ہے جس سے اسلام کی صداقت پر یقین پیدا ہوتا، اور دلوں میں مذہبی جوش و ولولہ موجزن ہوتا ہے اس مشن کو زندہ رکھنا ہمارا اولین فرض ہے اور اس کی توسیع و ترقی کے لئے کوشش کرنا ضروری ہے ہمارے بعض دوست کہتے ہیں کہ انجمن یا مجلس عمل ووکنگ مشن کے حق میں نہیں ہے ۔ یہ محض پروپیگنڈا ہے اور لوگوں کو بدظن کرنا ہے میں دوسروں کے متعلق کچھ نہیں جانتا میں اپنی بات کرتا ہوں کہ مجھے اس مشن سے انتہائی عقیدت ہے اور میں اس کی ترقی و توسیع کا خواہاں ہوں ۔ ہمارا دوسرا مشن برلن میں ہے، حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے مغرب میں مغل آرٹ کی ایک حسین مسجد کھڑی کر دی ہے اس مسجد کو دیکھ کر حضرت مولانا صدر الدین صاحب کی خوبصورت تصویر آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے ۔ جس طرح وہ خود صاف ستھرا لباس پہنتے اور اپنے آپکو خوبصورت رکھتے ہیں ویسی ہی انہوں نے مسجد بنائی ہے اور بہت تھوڑے خرچ پر بنائی ہے، اس مسجد کو جنگ کے زمانہ میں جو صدمہ پہنچا اس کی مرمت پر ہمارا ڈیڑھ لاکھ روپیہ خرچ ہوا اس مسجد کو سنبھالنا اور برلن مشن کی اعانت کرنا ہمارا ضروری فرض ہے ۔ میری تمنا ہے کہ وہاں جا کر اس مشن کے استحکام کے لئے بھی کچھ کروں اور وہاں نومسلمین اور دیگر مسلمانوں کو مالی اعانت پر آمادہ کروں۔

تیسری بات یہ ہے کہ لندن کے ایک مکان میں ہمارا ہفتہ وار جلسہ ہوتا ہے، جس مکان میں ہوتا ہے وہ ہمارا اپنا نہیں، جب تک مکان ہمارا اپنا نہ ہو، کام تسلّی بخش نہیں ہوسکتا، میں نے ارادہ کیا ہے کہ وہاں ایک مکان تعمیر کیا جائے، میں تیس ہزار روپیہ اس مکان کی اغراض کے لئے دوں گا ۔ اور روپیہ بھی خدا ہمیں دے دیگا۔ روپیہ آجائے گا، حضرت مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے ۔ روپیہ کی ہمیں فکر نہیں فکر اس بات کی ہے کہ روپیہ کا صحیح استعمال کرنے والے لوگ ہوں، حضرت مولانا نورالدین صاحب نے خواجہ صاحب کو ولایت میں یہی لکھا کہ روپیہ کی فکر نہ کرو روپیہ خدا بہت دے گا ۔ یہ ہماری جماعت کی خصوصیت ہے فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے کہ اسلام پھیلے اور اس نے پھیلانا ہے لیکن ایک بڑی مشکل جو ہمارے سامنے ہے وہ مبلغین کی کمی ہے ، ہماری جماعت میں خدا کے فضل سے کئی ایسے دوست ہیں ، جو بڑی بڑی قابلیتوں کے مالک ہیں اور مغرب میں تبلیغ دین کا کام باحسن وجوہ سر انجام دے سکتے ہیں، ان کو چاہیئے کہ اس طرف توجہ کریں اور میں حضرت مولانا صدر الدین صاحب سے عرض کروں گا کہ وہ قوم میں ایسی تحریک کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دوستوں کے دلوں میں تحریک کرے کم از کم چالیس روز تہجد میں دعائیں کریں ۔

آپ دیکھئے خان صاحب عبدالعزیز خاں امام مسجد برلن کے بچوں کو تکلیف ہے ، وہ یہاں آنا چاہتے ہیں لیکن اب ہمارے پاس ایسا مبلغ نہیں جو ان کی جگہ لے سکتے، میں نے کئی دوستوں کو اس طرف توجہ دلائی ہے لیکن یہی جواب ملتا ہے کہ میں فلاں کام سے فارغ ہولوں فلاں لڑکے یا لڑکی کی شادی کر لوں ، میں اپنی سروس کے معاملات چکالوں، میں نہایت درد دل سے آپ کی خدمت میں گذارش کروں گا کہ آپ میدان میں نکلیں ۔ عمریں بہت تھوڑی ہیں وقت بہت کم ہے لیکن کام بہت زیادہ ہے ۔ یہ تحریک کسی کی ہے یہ ایک مجدد اور مقرب الٰہی کی چلائی ہوئی تحریک ہے یہ یقیناً کامیاب ہوگی اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ مغرب میں کئی لوگ اس بات کے قائل ہو چکے ہیں کہ اسلام ایک زندہ جاوید مذہب ہے ۔ اس کے اندر روحانیت ہے ۔ کیا حضرت مولانا صاحب درد دل سے اپیل کریں گے کہ اچھے اچھے لوگ آگے آئیں .... اور خدمت دین کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں .... مرزا مسعود بیگ صاحب بڑے درد دل والے آدمی ہیں ان کو دین سے بے پناہ محبت ہے میں ان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے آپ کو پیش کریں ۔ کیا ہے اگر وہ انسپکٹر یا ڈپٹی انسپکٹر آف سکولز ہیں مبلغ کی حیثیت اس سے بہت بڑھکر ہے ۔ فاروقی صاحب، (میاں ممتاز احمد) کو میں نے کہا کہ آپ کیا کرتے ہیں اب تبلیغ دین کے لئے نکلیں ۔ انہوں نے فرمایا کہ میں اب Re-employ ہوگیا ہوں بہتر ہوتا اگر وہ اس کے بجائے خدمت دین کے لئے نکلتے ۔ مولانا صاحب نے درست فرمایا ہے کہ جب تک سچی محبت، شوق اور تڑپ پیدا نہیں ہوگی اس وقت تک ہمارا دینی ادعا محض ایک چھلکا ہے جس کے اندر کوئی حقیقت نہیں پس ہمیں حقیقت کی طرف توجہ کرنی چاہیئے اور اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہیئے کہ ہمارے اندر دینی جذبہ اور شوق موجود ہے ۔ میں ڈاکٹر غلام محمد صاحب سے بھی کہتا ہوں کہ وہ لڑائیاں چھوڑ دیں اور خدمت دین کے لئے باہر نکل جائیں، اسلام کو اس وقت کام کرنے والے لوگوں کی ضرورت ہے، اور ہم میں ایسے لوگ موجود ہیں، جو قرآن کو خوب سمجھتے ہیں اور بیان کر سکتے ہیں، دین سے خوب واقف ہیں، ان کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے ویسے تو اسلام کا کفیل تو اللہ تعالےٰ ہے، اور وہ اسلام کو پھیلائے گا اور دنیا میں غالب کرے گا ہمارا حصّہ لینا مفت کا ثواب ہوگا ؎

بہ مفت این اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضا ئے آسمانست این بہر صورت شود پیدا

مبلغ کا کام پھیلا دینا ہے، کامیابی خدا کے ہاتھ میں ہے وہ ضرور دے گا ۔

شیخ محمد طفیل صاحب نے سچ فرمایا ہے کہ مبلغ مشکلات اور مایوسی سن کر گھبرا نہیں جانا چاہیئے، یہ مشکلیں تو خدا کے انبیاء پر بھی آئیں اور انہیں کہنا پڑا متیٰ نصر اللّٰہ ہم نے یورپ کی زمین میں .... بیج بو دیا ہے ۔ اب وہاں کے عیسائی کفارے سے قائل نہیں رہے ایک پادری نے شیخ طفیل صاحب سے دوران گفتگو میں کہہ دیا کہ بغیر کفارے کے بھی نجات ہوسکتی ہے تو جب کفارہ ختم ہوگیا تو مسیحیت کہاں باقی رہ گئی تثلیث اور کفارہ کی باتیں ہمارے بزرگوں نے ان کے دلوں سے نکال دی ہیں ۔ اب زمین ہموار ہے اور ان کے سینوں کی تختیاں صاف ہو چکی ہیں اب ہم نے وہاں اسلام کو پیش کرنا ہے جو بڑا سہل کام ہے کیونکہ ہمارے عقاید بڑے معقول ہیں لیکن اس کے لئے کام کرنے والوں کی ضرورت ہے ۔ حضرت مسیح موعودؑ اپنا کام کر کے چلے گئے دوسرے بڑے بڑے بزرگ بھی اپنا اپنا کام کر کے چلے گئے اب وقت ہے کہ ہم اس کام کو سنبھالیں اور اس کو جوش اور ولولہ کو اپنے اندر از سر نو پیدا کریں اس میں آپکی بہتری ہوگی، خواہ آپ کچھ بھی ہیں ۔ وکیل ہیں یا تاجر ہیں، ڈاکٹر ہیں ۔ یا سرکاری افسر ہیں، آپ دین کے لئے اپنی خدمات پیش کیجئے ۔ جب ہم خدا کے لئے نکلیں گے تو خدا ہمارا ساتھ دے گا، خدا کے ہاں سامانوں کی کمی نہیں ۔ دعاؤں سے کام لیجئے ۔ آج مخالفت صرف یہیں ہے، باہر کے ممالک میں آپ کی بہت عزت و احترام ہے ۔ مولانا دریابادی صاحب جہاں جاتے ہیں میلوں ان کا جلوس نکلتا ہے یہ مولانا کا جلوس نہیں ہوتا بلکہ یہ خدا کے مسیح کا جلوس ہوتا ہے اگر ہمارے اندر دو تین نوجوان اور پیدا ہوجائیں تو کام کئی گنا بڑھ جائے گا اور ہماری بہت سی مشکلات دور ہو جائیں گی ۔ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ہمیں ان پاک مقاصد میں کامیاب کرے ۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں ۔
(ایڈیٹر)

تبصرہ

ایک غلطی کا ازالہ {انگریزی ترجمہ}[1]

شائع کردہ:۔ احمدیہ مسلم فارن مشن آفس ربوہ

قادیانی تحریف کا ایک شاہکار

(از جناب شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے)

اہل ربوہ کی طرف سے کچھ عرصہ ہوا ایک غلطی کے ازالہ کا انگریزی ترجمہ شائع ہوا تھا جسے یورپ۔ امریکہ اور دیگر ممالک میں مفت تقسیم کیا جا رہا ہے۔ مترجم کا نام درج نہیں، تاہم کہیں یہ لکھا گیا ہے کہ یہ رسالہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ایک اردو اشتہار کا ترجمہ ہے۔ جو لوگ حقیقت حال سے واقف نہیں وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو سکتے ہیں کہ یہ تحریر ممکن ہے کہ حضرت اقدس کے قلم سے تو ہی نکلی ہو۔ انگریزی ترجمہ میں چونکہ طباعت زبان اور محاورہ کی غلطیوں کے علاوہ بعض مقامات پر قادیانی غفلت اور بعض مقامات پر قادیانی تحریف کے صریح نمونے پائے جاتے ہیں۔ اس لئے یہ امر زیادہ افسوسناک ہے کہ اس متنازعہ فیہ تحریر کو بغیر یہ بتائے ہوئے شائع کر دیا گیا ہے کہ یہ اردو سے ایک اشتہار کا ترجمہ ہے۔

زیر نظر تبصرہ میں میرا ارادہ ایک غلطی کے ازالہ کے نفس مضمون پر بحث کرنے کا نہیں۔ اس سلسلہ میں ہمارے لٹریچر میں بہت کچھ موجود ہے، مجھے یہاں صرف یہ دکھانا ہے کہ جماعت ربوہ کا دفتر تبلیغ بلاد غیر حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق کس قسم کا پروپیگنڈا کر رہا ہے۔

انگریزی ترجمہ "ایک غلطی کا ازالہ" میں تین قسم کی اغلاط پائی جاتی ہیں:۔

تین قسم کی اغلاط

(۱)۔ چھپائی اور زبان کی غلطیاں! اس قسم کی غلطیوں کے ہر کتاب میں موجود ہونے کا امکان ہے۔ چونکہ انگریزی زبان بہرحال ہمارے لئے اجنبی زبان ہے اس لئے لسانی غلطیوں کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے یا معمولی توجہ سے ان کی درستی بھی ہو سکتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس قسم کی اصلاح پر خود انگریز اہل زبان بھی آپس میں متفق نہ ہوں، خصوصاً جبکہ حضرت اقدس کی تحریر کو انگریزی کا جامہ پہنانا بذات خود ایک مشکل امر ہے اور طباعت کی غلطیاں تو غور سے دوبارہ پروف پڑھنے سے دور ہو سکتی ہیں۔ اس لئے اس مضمون میں ان کا ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔

(۲)۔ دوسری قسم کی غلطیاں یا تو مترجم کی غفلت سے معرض وجود میں آئی ہیں یا اس لئے کہ ان کی قادیانی ماحول میں پرورش ہوئی ہے اس لئے ترجمہ کرتے ہوئے غیر شعوری طور پر ان کا قلم قادیانی عقائد و خیالات کی ترجمانی کرنے لگتا ہے۔

(۳)۔ تیسری قسم کی غلطیاں، جنہیں ہم سوائے تحریف کے اور کوئی نام نہیں دے سکتے۔ ممکن ہے کہ مترجم نے اصل عبارت کے مفہوم کو سمجھا ہی نہ ہو لیکن اگر ایسا ہوتا تو ترجمہ میں ابہام پیدا ہو جاتا لیکن اس کی بجائے ترجمہ کرتے ہوئے یا تو الفاظ میں غیر ضروری اضافہ کیا گیا ہے یا ضروری الفاظ کو حذف کر دیا گیا ہے اور کوشش یہی رہی ہے کہ کسی نہ کسی طرح مزعومہ قادیانی عقیدۂ نبوت در بارہ حضرت مسیح موعودؑ ثابت ہو جائے۔ یہ صورت حال قابل افسوس ہے اور قطعاً اس جماعت کے شایان شان نہیں جس کا دعویٰ ہے کہ وہ حق اور راستی کو پھیلانے کی خاطر دنیا میں قائم ہوئی ہے۔

اس تبصرہ میں مجھے صرف موخر الذکر دو اقسام کی بعض اغلاط کو زیر بحث لانا ہے اس مضمون میں قادیانی ترجمہ کے بعض مقامات کو محض اردو کے الفاظ میں ہی بیان کیا گیا ہے اور جہاں ضرورت محسوس ہوئی ہے انگریزی الفاظ بھی درج کر دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ میں قادیانی غفلت کے نمونے

(۱) صفحہ ۲ "جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے" ترجمہ میں قریباً بائیس برس لکھا گیا ہے۔

(۲) صفحہ ۳ "کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا ہے" ترجمہ میں نبی اور رسول کے لفظ سے یاد کیا گیا درج ہے۔

(۳) صفحہ ۴۔ "اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے" ترجمہ:۔ "یہ آیت ایک بڑی پیشگوئی پر مشتمل ہے"

(۴) صفحہ ۶۔ "ہمارے نبی صلعم کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جس پر جدید شریعت نازل ہو"۔ "جدید شریعت" کا ترجمہ انڈیپنڈنٹ لا کیا گیا ہے حالانکہ "نیو لا" زیادہ صحیح ہے

(۵) صفحہ ۹۔ "نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں" اس کا سیدھا سادہ ترجمہ یہ ہے:۔

FOR A PROPHET IT IS NOT ESSENTIAL TO BE LAW BEARER-

قادیانی ترجمہ:۔

"TO BEAR OR BRING A NEW LAW IS NO SINE QUA NON OF PROPHETHOOD"

یہ معلوم نہیں کہ OR BRING A NEW LAW "یا ایک نیا قانون لانے" کے الفاظ کہاں سے آ گئے۔

(۶) صفحہ ۱۲ حاشیہ:۔ "مگر حضرت عیسیٰؑ کو دوبارہ اتارنے سے جن کی نبوت اسلام سے چھ سو برس پہلے قرار پا چکی ہے۔ اسلام کا کچھ باقی نہیں رہتا"[1]

قادیانی ترجمہ:۔

"BUT THE PRESTIGE OF ISLAM SUFFERS A GRIEVOUS BLOW..... IF WE BELIEVE THAT JESUS CHRIST WHO LIVED SOME 600 YEARS BEFORE HOLY PROPHET AND HAD ACQUIRED PROPHETHOOD INDEPENDENTLY OF HIM, WILL COME BACK TO THIS WORLD AND WILL LIVE AND WORK AS A FULL FLEDGED PROPHET OF GOD"

ان الفاظ کا اردو ترجمہ ملاحظہ ہو:۔

"اگر ہم یہ بات تسلیم کریں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام دوبارہ آئیں گے جو آنحضرت صلعم سے قریباً چھ سو سال پہلے ہو چکے ہیں اور جنہوں نے آنحضرت کے توسط کے بغیر نبوت حاصل کی تھی اور جو بطور کامل نبی زندہ رہیں گے اور کام کریں گے انکی آمد سے اسلام کی عظمت کو ایک شدید نقصان پہنچتا ہے۔"

"اور جنہوں نے آنحضرت کے توسط کے بغیر نبوت حاصل کی تھی اور جو بطور کامل نبی زندہ رہیں گے اور کام کریں گے" کے الفاظ مترجم کا اضافہ ہیں۔ مندرجہ بالا فقرہ کا انگریزی ترجمہ

---

[1] ایک غلطی کے ازالہ کا انگریزی ترجمہ آٹھ نو سال ہوئے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے دفتر مفت اشاعت سے شائع ہوا تھا، جو قریباً ختم ہو چکا ہے۔ شیخ محمد طفیل صاحب نے اس پر نظر ثانی فرمائی ہے جس کو امید ہے عنقریب شائع کر دیا جائیگا۔ اس مضمون میں ربوہ کے شائع کردہ انگریزی ترجمہ پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ (ایڈیٹر)

[1] "BUT NOTHING IS LEFT OF ISLAM IF JESUS CHRIST, WHOSE PROPHEHOOD WAS FIXED UP 600 YEARS BEFORE ISLAM, IS BROUGHT BACK (TO THE WORLD)."

حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں - ایک معمولی فقرہ کو اس قدر پیچیدار بنانے کی کیا ضرورت تھی -

(۷) صفحہ ۱۵ - حاشیہ - "غیر مذاہب والوں کو اسلام کی طرف جھکا دے گی"

قادیانی ترجمہ :-

" اور غیر مسلموں کی ایک کثیر تعداد کو اسلام کی طرف کھینچ لائے گی "-

کثیر تعداد کے الفاظ مترجم کا اضافہ ہیں - اوّل تو ان کے بغیر بھی مفہوم پورا ہو جاتا تھا لیکن اگر مترجم کے خیال میں ان کی ضرورت تھی تو انہیں بریکٹ میں لکھنا چاہیئے تھا - اسی طرح اسی حاشیہ میں سلمانؓ کے ذکر میں لکھا ہے " جو کہ نبی کریمؐ کے صحابی تھے " یہ الفاظ بھی متن میں موجود نہیں اور کنز العمّال کو کنز العمل لکھا ہے -

(۸) صفحہ ۱۸ - " چونکہ نبوت بھی نبی میں ایک کمال ہے "

ترجمہ میں بھی کا ترجمہ ALSO رہ گیا ہے -

(۹) صفحہ ۱۹ - " انبیاء کو اپنے بروز پر غیرت نہیں ہوتی "

نہیں کا ترجمہ NEVER سے کیا گیا ہے - صحیح لفظ NOT تھا -

(۱۰) صفحہ ۲۰ - لیکن کسی دوسرے نبی کے آنے سے اسلام کی بیخکنی ہوتی ہے "

دوسرے نبی کا ترجمہ INDEPENDENT PROPHET کیا گیا ہے - حالانکہ مفہوم AN OTHER PROPHET سے ادا ہو جاتا ہے - معلوم نہیں مترجم کو INDEPENDENT کے لفظ سے اس قدر دلچسپی کیوں ہے کہ موقعہ بے موقعہ اس لفظ کو درمیان میں لے آتے ہیں، ان کے خیال میں شاید " کسی دوسرے نبی کے آنے سے اسلام کی بیخکنی ہوتی ہے " کے الفاظ انکے اپنے عقیدہ نبوت کی بیخکنی کرتے ہیں - اس لئے انہوں نے اس کی بجائے یہ اور لفظ " مستقل " رکھ دیا تاکہ خواہ مخواہ انگریزی دان طبقہ بھی میں گرفتار نہ ہو - ۱

ترجمہ میں قادیانی غفلت کی یہ چند مثالیں ہیں - حقیقت یہ ہے کہ ہر صفحہ پر اس قسم کی اغلاط پائی جاتی ہیں جن کا ذکر طوالت موجب ہوگا - اب میں ان اغلاط کا ذکر کرتا ہوں جو میرے خیال میں اہم ہیں - جن کا نام سوائے تحریف کے میں کچھ اور نہیں رکھ سکتا -

ترجمہ میں قادیانی تحریف کے نمونے

(۱) صفحہ ۲ - حضرت اقدسؑ کے الفاظ " بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں "

ترجمہ یہ ہونا چاہیئے :-

"ON THE OTHER HAND THE WORDS OCCUR NOW EVEN WITH GREA[TER] CLARITY AND PERSPICUITY T[HAN] BEFORE."

قادیانی ترجمہ :-

"WHEREAS SUCH WORDS OCCUR MORE OFTEN WITH GR[EATER] FREQUENCY AND CLARITY THAN BEFORE."

ان الفاظ کا اردو ترجمہ یہ ہو سکتا ہے :-

" بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بھی ایسے الفاظ بار بار بڑی کثرت اور وضاحت سے پائے جاتے ہیں "

قادیانی جماعت کے عقیدہ کے مطابق حضرت اقدسؑ نے بارش کی طرح وحی نازل ہونے پر تعریف، مفہوم، عقیدہ یا دعوئے نبوت میں ۱۹۰۱ء میں تبدیلی فرمائی - اس قسم کے استدلال کی بنیاد حقیقت الوحی کے ایک حوالہ پر ہے (صفحہ ۱۵۰) اس تبدیلی کا پہلا تحریری ثبوت ایک غلطی کا ازالہ ہے، (حقیقت النبوۃ صفحہ ۱۲۴) لیکن جب ایک غلطی کے ازالہ کو دیکھتے ہیں تو اس میں عقیدہ نبوت کے متعلق کسی قسم کی تبدیلی کا ذکر نہیں پایا جاتا - بس اس بارش کی طرح وحی والے عقدہ کو حل کرنے کے لئے مترجم نے یہ ترکیب سوچی ہے کہ حضرت اقدس کے اصل الفاظ کا اپنے مطلب کے مطابق ترجمہ کر دیا جائے - آگے راستہ خود ہی ہموار ہو جائے گا -

(۱۲) صفحہ ۳ - حضرت اقدس کے الفاظ :-

" آپ لوگ حضرت عیسےٰ کو آخری زمانہ میں آتا مانتے ہیں پھر اس حالت میں ان کو نبی بھی مانتے ہیں - بلکہ چالیس برس تک سلسلہ وحی نبوت کا جاری رہنا اور آنحضرت صلعم سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے - بے شک ایسا عقیدہ تو معصیت ہے "

قادیانی ترجمہ میں وحی نبوت کے الفاظ کو غائب کر دیا گیا ہے اور صرف یہ لکھا گیا ہے " بلکہ چالیس برس تک آپ کی وحی کا جاری رہنا ...... الخ " حضرت صاحب نے وحی نبوت کے عقیدہ کے جاری رہنے کو معصیت قرار دیا ہے - جو نبی ہوگا اس کی وحی یقیناً وحی نبوت ہو گی - ادھر حضرت اقدس نے کہیں بھی اپنی وحی کو وحی نبوت قرار نہیں دیا بلکہ ہمیشہ اسے وحی ولایت ہی کہا ہے - قادیانی عقائد کی راہ میں یہ وحی نبوت کا مسئلہ ہی ایک سنگ گراں تھا - اسے دور کرنے کے لئے مترجم نے وحی کے ساتھ جو لفظ نبوت کا تھا اسے سرے سے اڑا ہی دیا ؎

بڑی باریک ہیں واعظ کی چالیں
لرز جاتا ہوں آوازِ اذاں سے

(۱۳) صفحہ ۴ - حضرت اقدس کے الفاظ :-

" اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے "

اس فقرہ میں لفظ اب ایک خاص مفہوم کا حامل ہے - جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ پہلے ممکن تھا کہ کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی لفظ نبی کو اپنی نسبت ثابت کر سکتا - لیکن اب یہ ممکن نہیں، جس سے معلوم ہوا کہ پہلے اُمتوں میں بھی اس قسم کی نبوت جاری تھی لیکن اب ان میں سے یہ فیض ختم ہو چکا ہے - اب تمام فیض نبی کریمؐ کی وساطت سے ہی مل سکتا ہے - چونکہ قادیانی مترجم کو یہ بات تسلیم نہیں اور ان کے مزعومہ نظریہ نبوت کے خلاف ہے اس لئے انہوں نے لفظ " اب " کا ترجمہ ہی نہیں کیا - نہ رہے بانس نہ بجے بانسری - ممکن ہے انہوں نے ارادۃً ایسا کیا ہو ممکن ہے بھول چوک ہو گئی ہو، واللہ اعلم -

(۱۴) صفحہ ۴ - " جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلّی طور پر نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے " -

اس عبارت میں " ظلّی طور پر " کے الفاظ کا ترجمہ موجود نہیں - قادیانیوں کا بس چلے تو اس قسم کے الفاظ یکسر حضرت صاحب کی تحریرات سے خارج کر دیں -

(۱۵) صفحہ ۴ - اصل عبارت :-

" کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے، اور نہ اپنے لئے بلکہ اسی کے جلال کے لئے "

اس کا صحیح ترجمہ ان الفاظ میں ہو سکتا تھا :-

"BECAUSE THE SOURCE OF ALL THIS IS NOT HIS OWN SELF (DHĀT) BUT THAT OF HIS PROPHET AND HE EXISTS NOT FOR HIMSELF BUT ONLY FOR HIS GLORIFICATION (I.E. OF THE PROPHET MUHAMMAD)."

اب قادیانی ترجمہ اور اس کی کرشمہ سازیاں ملاحظہ ہوں :-

"IT IS SO BECAUSE HIS PROPHETHOOD IS NEITHER SELF-SUBSISTING NOR INDEPENDENT. HE DERIVES ALL THAT IS GOOD IN HIM NOT FROM HIS SELF BUT FROM THE FOUNTAINHEAD OF ALL GRACE. HE IS, THEREFORE, A PROPHET NOT FOR SELF EXALTATION BUT FOR THE GLORIFICATION OF THE HOLY PROPHET."

قارئین حیران ہوں گے ایک چھوٹے سے فقرہ کا اتنا طویل ترجمہ کیسے ہو گیا، یہ خیال رہے کہ یہ ترجمہ ہے غلطی کے ازالہ کی تفسیر نہیں لکھی جا رہی - قادیانی ترجمہ کو اردو کے الفاظ میں ڈھالا جائے تو عبارت کچھ اس قسم کی بن جائیگی :-

" یہ اس لئے کہ اس کی نبوت نہ ہی اپنی ذات سے قائم ہے نہ ہی مستقل - وہ ہر قسم کی خیر کو جو اس میں ہے اپنی ذات سے حاصل نہیں کرتا بلکہ آنحضرت سے حاصل کرتا ہے جو ہر قسم کے فیوض کا سرچشمہ ہیں - اس لئے وہ نبی ہے اپنے جلال کے لئے نہیں بلکہ نبی کریمؐ کے جلال کے لئے "

---

۱ خیال رہے کہ اس قسم کے الفاظ کہیں بھی خطوط وحدانی میں نہیں دیئے گئے بلکہ انہیں اصل متن میں شامل کیا گیا ہے -

اس عبارت کا حضرت اقدس کی اصل عبارت سے مقابلہ کیا جائے تو فرق خود ہی نظر آ جائے گا ؎

آپ ہی اپنے ذرا طرزِ عمل کو دیکھیں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

(۱۶) صفحہ ۵ - اصل عبارت:- "لیکن حضرت عیسیٰؑ کے آ جانے سے ضرور فرق آئیگا"

قادیانی ترجمہ:- "لیکن حضرت عیسیٰؑ ایسے مستقل نبی کے آ جانے سے ضرور فرق آ جائے گا۔"

عبارت میں مستقل نبی INDEPENDENT PROPHET کے الفاظ ایجاد بندہ ہیں۔

(۱۷) صفحہ ۶ - اصل عبارت:-

"پس جہاں یہ معنی صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آ جائے گا"

قادیانی ترجمہ:-

جہاں یہ تعریف صادق آئے گی مدعی نبی ہوگا۔

(۱۸) صفحہ ۶ - اصل عبارت:-

"اگر آنحضرت کے بعد ان معنوں کی رو سے نبی سے انکار کیا جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ یہ امت مکالمات و مخاطبات الٰہیہ سے بے نصیب ہے۔"

قادیانی ترجمہ:-

اگر ہم ان معنوں کی رو سے کہ ایسا شخص پیشگوئیاں کرے گا اور آئندہ کے واقعات بتائے گا نبی کی بعثت سے انکار کریں .... الخ

اس عبارت میں مترجم نے پورا ایک فقرہ بطور تفسیر اضافہ فرما دیا ہے۔

(۱۹) صفحہ ۹ - اصل عبارت:-

"اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے تو میں کہتا ہوں تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنی اظہار غیب ہے۔"

اس کا سیدھا سادہ ترجمہ تو یہ ہو سکتا ہے:-

"IF IT IS SAID THAT HIS NAME SHOULD BE MUHADDATH, I SAY, THE MEANING OF TAHDITH IN ANY BOOK OF LEXICOLOGY IS NOT THE PRONOUNCEMENT OF THE UNSEEN WHEREAS THE MEANING OF NUBUWWAT IS THE PROCLAMATION OF THE UNSEEN MATTERS."

اب قادیانی ترجمہ ملاحظہ ہو جسے بے ضرورت طویل بنا دیا گیا ہے:-

"THE CONTENTION THAT THE WORD MUHADDAS CAN ADEQHEATELY DESCRIBE THE SPIRITUAL STATUS OF SUCH A PERSON, RECEIVES NO SUPPORT WHATEVER FROM ANY LEXICON. THE ARABIC WORD TAHDIS HAS NOT BEEN DESCRIBED IN ANY LEXICON AS THE POSSESSION AND PROCLAMATION OF THE SECRETS OF THE UNSEEN, BUT NUBUWWAT (PROPHETHOOD) DOES PRESUPPOSE SUCH A POSSESSION OF THE SECRETS OF THE UNKNOWN."

اردو ترجمہ:-

"یہ دعوے کہ لفظ محدث مناسب طریق پر ایسے شخص کے روحانی درجہ کو ظاہر کر دیتا ہے کسی لغت کی کتاب سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا عربی زبان کے لفظ تحدیث کا کسی لغات میں مفہوم اظہار غیب بیان کرنا نہیں .... الخ

(۲۰) صفحہ ۱۳ - اصل عبارت:-

"میں .... بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں"۔

یہ مقام فنافی الرسول کا انتہائی مقام ہے جس کی طرف حضرت اقدس اشارہ فرما رہے ہیں۔ جس طرح بروزی طور پر خاتم الانبیاء ہو کر وہ حقیقی طور پر خاتم الانبیاء نہیں بن گئے اسی طرح بروزی طور پر نبی ہو کر وہ حقیقی نبی نہیں بن سکتے۔ قادیانی مترجم کو یقیناً یہ فقرہ کھٹکا ہوگا۔ انہوں نے بات کو آسان کرنے کے لئے لکھ دیا I AM THE IMAGE OF KHATAMANNABIYYIN

یعنی میں خاتم النبیین کا نقش ہوں۔ اصل عبارت میں جو زور تھا کہ میں بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اسکو چند بے جان الفاظ میں تبدیل کر دیا گیا ہے، کہ میں خاتم النبیین کا نقش ہوں تاکہ نہ غیر احمدی ان الفاظ پر معترض ہو سکیں اور نہ کوئی احمدیہ جماعت لاہور کا فرد ان الفاظ سے کسی قسم کا استدلال کر سکے۔

(۲۱) صفحہ ۲۳ - اصل عبارت:-

"جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی یا رسول ہونے کا دعوے کرتا ہے مجھے ایسا کوئی دعوے نہیں"۔

اب اس عبارت میں حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ نبی اور رسول ہونے کے دعوے کا الزام جاہل مخالفوں کی طرف سے لگایا جاتا ہے۔ لیکن مترجم ایک غلطی کے ازالہ کو یہ عبارت کچھ پسند نہیں آئی اس لئے انہوں نے اس کا ترجمہ کر دیا:-

"MY IGNORANT OPPONENTS ACCUSE ME OF HAVING LAID CLAIM TO AN INDEPENDENT PROPHETHOOD AND MESSENGERSHIP I HAD MADE NO SUCH CLAIM"

اگر ان کے یورپین قارئین یہ پڑھتے کہ دعویٰ نبوت کا الزام تو ان کے جاہل مخالفوں کی طرف سے لگایا جاتا ہے تو خواہ مخواہ ان کے ذہن میں اُلجھن پیدا ہوتی کہ یہ کیسا مدعی ہے کہ نبوت کے دعوے کو جاہل لوگوں کا الزام قرار دے رہا ہے۔ اس مصیبت سے بچنے کے لئے انہوں نے عبارت کو یوں بدل ڈالا کہ

"میرے جاہل مخالف میری نسبت یہ الزام لگاتے ہیں کہ میں ایک مستقل نبوت اور رسالت کا مدعی ہوں ..... الخ

اللہ اللہ خیر صلّا۔

حضرت صاحب سے محبت کے دعاوی اور ان کی تحریروں سے یہ سلوک

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے

اب بجائے اس کے کہ میری ان معروضات پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے قادیانی جماعت کے افراد علماء ربوہ سے یہ مطالبہ شروع کر دیں گے کہ پیغام صلح کے اس مضمون کا ضرور کوئی جواب ہونا چاہیئے۔ اس کا حقیقی جواب تو یہی ہے کہ اس ترجمہ کی اشاعت کو فوراً روک دیا جائے اور از سرِ نو اصلاح کر کے نیا ایڈیشن چھاپا جائے۔ آخر کب تک آپ لوگوں کو اس طرح بیوقوف بناتے چلے جائیں گے۔ یا آپ مسیح اوّل کے پیروؤں کے نقش قدم پر چلنے کی سعادت سے محروم ہونا نہیں چاہتے!

خطبہ جمعہ بسلسلہ صفحہ ۲

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر میں ہے کہ آپ کتاب اور حکمت سکھاتے ہیں ویعلمھم الکتاب والحکمۃ خدا تعالیٰ کی کتاب کو پڑھنے سے مسلمان کا دل متوجہ ہوتا ہے اس کے آگے جھک جاتا ہے اسکی فرمانبرداری کرتا اور اس کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے۔

پاکیزہ نظریات اور نیک عملی عزت کا موجب ہے

قوت نظری اور قوت عملی کی تربیت کا ذکر قرآن کریم میں بار بار آتا ہے۔ فرمایا من کان یرید العزۃ فللہ العزۃ جمیعاً۔ جو شخص عزت حاصل کرنا چاہتا ہے اُسے چاہیئے کہ خدا کی طرف جھکے کیونکہ خدا ہی کے پاس ہر قسم کی عزت کے سامان ہیں فرمایا عزت اچھے نظریوں کو اختیار کرنے سے حاصل ہوتی ہے الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ۔ یعنی پاکیزہ نظریات خدا کے حضور مقبول ہوتے ہیں اور نیک عمل انسان کو رفعت بخشتے ہیں

نبی کریم صلعم کا فلسفہ آپ کی صداقت پر شاہد ہے

یہ ہے وہ فلسفہ جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا اور اس نے کثیر مخلوق کے دلوں کو متوجہ کیا اور اُن کے اعمال میں خوبی پیدا کر دی۔ یہی وہ فلسفہ ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی قسم کھا کر کہا ہے انک لمن المرسلین یعنی یہ قرآن اس بات کا شاہد ہے کہ تو یقیناً رسولوں میں سے ہے۔

اللھم صل علی محمد وعلی آلہ و اصحابہ اجمعین ◆

رنگون کے شیخ الجامعہ کی احمدیت پر نکتہ چینی

کتاب ''دو نبی'' پر ایک سرسری نظر

قسط نمبر ۱۸

(مولانا مرتضیٰ خان حسن)

کیا حضرت مسیح موعود نے مستقل اور صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے

چھ اہم نکات

لمبی چوڑی بحث کو چھوڑ کر آپ کی توجہ کے لئے ایسے چھ نکتے عرض کرتا ہوں:-

۱- شیخ الجامعہ! آپ تو فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب بعد حضرت ختمی پناہ انقطاع نبوت کے منکر ہیں مگر حضرت مرزا صاحب ارشاد فرماتے ہیں:-

"والنبوۃ قد انقطعت
بعد نبینا صلی اللہ
علیہ وسلم"

یعنے نبوت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر منقطع ہو گئی- جو شخص نبوت کو آنحضرت صلعم پر منقطع مانتا ہو وہ خود نبوت کا دعوے کر سکتا ہے؟

۲- شیخ الجامعہ! آپ لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب حضرت رسول کریم کو خاتم النبیین نہیں مانتے- مگر حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:-

"ان رسولنا خاتم
النبیین بیشک ہمارے
رسول خاتم النبیین ہیں"

کیوں صاحب! اس سے زیادہ بیّن اور واضح الفاظ کیا ہو سکتے ہیں؟

۳- شیخ الجامعہ! آپ تو فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب آنحضرت صلعم کے بعد رسولوں کا سلسلہ جاری سمجھتے ہیں مگر حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:-

"علیہ انقطعت سلسلۃ
المرسلین" یعنی حضور صلعم پر مرسلین کا سلسلہ منقطع ہو گیا!

پہلے فرمایا والنبوۃ قد انقطعت بعد نبینا- پھر فرمایا ان رسولنا خاتم النبیین یہاں فرمایا علیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین- دیکھو کیسے واضح الفاظ ہیں تکرار ختم نبوت کا اظہار فرما رہے ہیں-

۴- شیخ الجامعہ صاحب! آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے صاحب شریعت نبی ہونے کا دعوے کیا ہے- مگر حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:-

" ولا کتاب بعد الفرقان
الذی ھو خیر الصحف
السابقۃ- ولا شریعۃ
بعد الشریعۃ المحمدیۃ"

یعنے قرآن مجید کے بعد جو تمام پہلے صحیفوں سے بہتر ہے کوئی کتاب نہیں، اور شریعت محمدیہ کے بعد کوئی شریعت نہیں-

کیا اس سے زیادہ واضح کوئی کلام ہو سکتا ہے؟

۵- شیخ الجامعہ! آپ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب نے مستقل طور پر نبی ہونے کا دعوے کیا ہے- مگر حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں-

فلیس حق احد ان
یدعی النبوۃ بعد رسولنا
المصطفٰی صلی اللہ علیہ
وسلم علی الطریقۃ
المستقلۃ

یعنے کسی کو حق نہیں کہ ہمارے رسول مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مستقل طور پر دعوے نبوت کرے

سنا شیخ الجامعہ صاحب! آپ کے ہر الزام کا جواب اس مرد خدا نے دیدیا- نہ آپ صاحب شریعت نبی ہیں، نہ ہی کسی مستقل نبوت کا آپ کو دعوے ہے مرزا تو خدا اور خدا کے بندوں کے سامنے بری ہو گیا- مگر آپ نے جو افترا کیا ہے اور ناحق الزام لگایا ہے آپ خدا کے حضور میں اس کے جوابدہ ہیں اور اس کے بندوں کے سامنے بھی-

۶- شیخ الجامعہ صاحب! آپ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو مجازی ظلی بروزی نبی کہکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کرتے ہیں (صفحہ ۸۵) مگر حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:-

ا- وذالک امر ظلی من
برکات المتابعۃ
ب- ما اری فی نفسی خیرًا
وجدت کلما وجدت
من ھذہ النفس المقدسۃ....

پھر فرماتے ہیں:- (ج) ولعنۃ اللہ علی من اراد فوق ذالک
او اخرج عنقہ من الربقۃ
النبوۃ-

پھر فرماتے ہیں:-

د- وما بقی بعدہ الا کثرۃ المکالمۃ
والمخاطبۃ وھو بشرط الاتباع
لا بغیر متابعۃ خیر البریۃ و
واللہ ما حصل لی ھذا المقام الا من
اتباع الاشعۃ المصطفویۃ-

پھر فرماتے ہیں:-

ہ- وسمیت نبیًا من اللہ علی
طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ
(حقیقۃ الوحی ضمیمہ صفحہ ۶۴)

کیا یہ عبارات آنحضور صلعم سے بغاوت ظاہر کرتی ہیں یا کمال اطاعت و متابعت؟

فرماتے ہیں:-

(ا)- یہ محمد رسول اللہ صلعم کی متابعت کی برکتوں میں سے ایک ظلی امر ہے-

ب- میں اپنے نفس میں کوئی خوبی نہیں دیکھتا جو کچھ میں نے پایا ہے اس مقدس نفس سے ہی پایا ہے-

ج- خدا کی لعنت ہو اس شخص پر جو اس سے بڑھکر کوئی دعوے کرے اور اپنی گردن کو حضور رسول کریم کی اطاعت کی رسی سے باہر نکالے-

د- حضور صلعم کے بعد سوائے مکالمات و مخاطبات کے کچھ باقی نہیں رہا اور وہ بھی حضور کی اتباع کی برکت سے- اور خدا کی قسم مجھے یہ مقام حضور صلعم کی اتباع کے انوار سے ملا ہے-

فرمائیے جناب! کیا یہ حضرت نبی کریم سے بغاوت ہے، یا من کل الوجوہ اطاعت اور متابعت؟ بار بار فرماتے ہیں کہ جو کچھ مجھے ملا ہے وہ آنحضرتؐ کی اتباع سے ملا! اور لعنت ہے اس پر جو حضور صلعم کی رسی سے گردن باہر نکالے- اس سے بڑھ کر آپ کیا چاہتے ہیں-

پھر فرمایا:-

ہ "میرا نام خدا کی طرف سے نبی بطور مجاز رکھا گیا ہے نہ کہ حقیقی طور پر-

اور آخر میں پھر آپ نے اس مسئلہ کو بھی حل کر دیا ہے کہ آپ کے الہامات میں یا آپ کی تحریروں میں جو لفظ نبی یا رسول آیا ہے وہ حقیقی معنوں میں استعمال نہیں ہوا، بلکہ مجازی معنوں میں استعمال ہوا ہے- ظاہر ہے کہ جہاں کہیں یہ لفظ آئیں گے اسے مجازی ہی تسلیم کرنا ہوگا- اور حقیقی یا مستقل نبوت کا الزام دینا صریح تہمت اور خلاف واقعہ ہوگا-

کذاب کون ہے؟

مکرم شیخ الجامعہ صاحب! آپ کی کذب بیانیاں تو اور بھی

بہت سی ہیں مگر سطور بالا میں ہم نے کم از کم چھ کذب بیانیوں کا ذکر کیا ہے۔ نمبر ۱ سے نمبر ۶ تک بغور پڑھ جائیں۔ ایک طرف اپنی تحریر دیکھیں اور دوسری طرف حضرت مرزا صاحب کی تحریر بالا۔ پھر آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ آپ نے حضرت مرزا صاحب کے خلاف جو کچھ لکھا تھا وہ محض کذب و افترا ہے اگر آپ کو سمجھ نہیں آتی تو کسی سے دریافت کر لیں۔ اپنے دوستوں کو قسم دلا کر پوچھ لیں اگر ان میں ذرا بھی خوف خدا ہوگا تو وہ آپ کو ہی ملزم گردانیں گے اور صاف کہیں گے کہ مرزا صاحب کی تحریر کے مقابلہ میں آپ کے بیانات محض کذب و افترا ہیں۔ بلکہ آپ تو اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھیں اندر سے یہی آواز آئے گی کہ ؎

جھوٹ تھا جو کچھ کہ لکھا یا سُنا افسانہ تھا

شاباش! اچھے شیخ الجامعہ ہو اور اچھے مصنف ہو سکے چلے تھے حضرت مرزا صاحب کو کذاب بنانے ماشاء اللہ آپ خود ہی کذب کی دلدل میں پھنس گئے۔ اور جو پھانسی دوسروں کے لئے تیار کی تھی خود ہی اس میں اُلجھ گئے۔ سچ ہے چاہ کندہ را چاہ در پیش۔ دانا کہہ گئے ہیں ؎

بدنہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سُنے

شیخ الجامعہ صاحب مکرم! یاد رکھیں کہ حضرت مرزا صاحب کو کذاب کہنا کوئی سہل امر نہیں، یہ تیز تلوار کی دھار پر ہاتھ مارنا ہے خدا کا وعدہ ہے انی مھین من اراد اھانتک جو اس مرد خدا کی اہانت کا ارادہ کرے گا وہ خود ذلیل و خوار ہوگا۔ کیا یہ آپ کی کچھ کم ذلت و رسوائی ہے کہ آپ کے کذبات آج دنیا پر ظاہر ہو رہے ہیں۔ خدا کے بندوں پر ہاتھ ڈالنا کوئی کھیل نہیں ؎

جو خدا کے ہیں انہیں للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیر وں پر نہ ڈال اے روباہ زار و نزار

ہم شریعت اسلامی کے پابند ہیں

علمائے کرام! دوسری باتوں کو چھوڑ کر اب میں ایک موٹی بات عرض کرتا ہوں اور وہ یہ کہ کیا ہماری عملی زندگی آپ لوگوں کے سامنے نہیں؟ آپ ہمارے اعمال و افعال پر ایک تنقیدی نظر ڈال کر دیکھ لیں کہ آیا ہم شریعت اسلامیہ کے پابند ہیں یا کسی اور شریعت کے؟ یہ بات ایک اور ایک دو کی طرح ظاہر ہے کہ اگر ہمارے مرزا صاحب کا دعوئے نبوت کا ہوتا تو بہائیوں کی طرح ہماری عملی زندگی اور ہمارے اعمال میں تغیر واقعہ ہو گیا ہوتا لیکن ایسا ہرگز نہیں۔ ہم شریعت اسلامیہ کے مطابق ہی پنجوقتہ نماز پڑھتے ہیں اور ہر نماز میں اتنی ہی رکعتیں پڑھتے ہیں جتنی آپ لوگ۔ اور ہم ان نمازوں میں قرآن مجید ہی پڑھتے ہیں اور کچھ نہیں پڑھتے۔ ہم رمضان شریف کے روزے رکھتے ہیں۔ ہم حج بیت اللہ کرتے ہیں اور حسب فرمودہ خدا و رسولؐ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ پس ہماری وہی شریعت ہے، جو آپ لوگوں کی ہے اور وہی اعمال ہیں جو آپ لوگ بجا لاتے ہیں، کوئی تغیر و تبدل ان میں واقع نہیں ہوا تو پھر آپ نے کس طرح فرض کر لیا کہ ہم لوگ کسی جدید شریعت کے پابند ہیں اور ہمارا امام جدید شریعت لے کر آیا ہے، جیسا کہ میں نے ابھی عرض کیا ہے بہائیوں کی طرف دیکھ لو، انکے پیشوا کو صاحب شریعت ہونے کا دعوئے ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ نمازیں نمازیں نہ رہیں وہ روزے روزے نہ رہے۔ حج بیت اللہ بھی گیا اور زکوٰۃ بھی گئی کیا آپ لوگ ہم میں کوئی ایسی بات دکھا سکتے ہیں، ہرگز نہیں پھر خدارا سوچو کہ کس طرح آپ لوگوں نے حضرت مرزا صاحب پر شریعت جدیدہ لانے کا الزام لگا دیا ہے ؎

کچھ تو خوف خدا کرو لوگو
کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ

سنو اور غور سے سنو! ہم صدق دل سے پڑھتے ہیں:۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اور یہی کلمہ ہمارا امام ساری عمر پڑھتا رہا ؎

ز عشاق قرآن و پیغمبریم
بدیں آمدیم و بدیں بگذریم

اگر نبوت کا دعویٰ ہوتا

موٹی بات ہے کہ اگر حضرت مرزا صاحب کا دعوئے نبوت کا ہوتا تو ہمارا کلمہ ہی بدل گیا ہوتا اور بجائے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ہمارا کلمہ لا الٰہ الا اللہ مرزا غلام احمد رسول اللہ ہوتا کیونکہ کلمہ وقت کے نبی کا پڑھا جاتا ہے۔ پھر سنو، اگر حضرت مرزا صاحب کا دعوئے نبوت کا ہوتا تو ہم نمازوں میں قرآن مجید پڑھنے کی بجائے اس کتاب کی آیات پڑھتے جو آپ پر نازل ہوئی ہوتی۔ نیز عبادات میں تمام وقت کے نبی کی ہی پیروی کی جاتی ہے، نہ کہ کسی پہلے نبی کی، اگر حضرت مرزا صاحب کا دعوئے نبوت کا ہوتا تو وہ ہر ایک مرید سے بیعت کے وقت اس کا اقرار لیتے جس طرح اپنے اپنے وقت میں ہر نبی یہ اقرار لیتا رہا۔ مرزا صاحب کی دس شرائط بیعت کو اُٹھا کر دیکھ لو۔ کہاں یہ شرط نہاں پاتے ہو کہ میری نبوت پر ایمان لاؤ۔

ہماری شریعت قرآن مجید ہے

شیخ الجامعہ صاحب! غور فرمائیے اگر ہمارے مرزا صاحب کوئی شریعت لائے ہوتے تو ہم اس کو دنیا میں شائع کرتے۔ لوگوں کو اس کی طرف دعوت دیتے اور اس کے مختلف زبانوں میں تراجم کر کے دنیا میں مشتہر کرتے لیکن یہاں یہ عالم ہے کہ ہم دن رات قرآن شریف کی اشاعت میں سرگرداں ہیں اور اس پاک کتاب کے تراجم مختلف زبانوں میں کر کے دنیا میں پھیلا رہے ہیں اور اسی کتاب کی طرف دنیا کو بلاتے اور اس پر ایمان لاتے اور عمل کرنے کی ہدایت کرتے ہیں اور اسی کتاب کے کمالات دنیا پر ظاہر کرتے ہیں۔ اگر ہم نے اردو میں تفسیر کی تو قرآن مجید کی، اگر انگریزی میں تفسیر کی تو قرآن مجید کی۔ اگر جرمن زبان میں تفسیر کی تو قرآن مجید کی۔ اگر ڈچ زبان میں تفسیر کی تو قرآن مجید کی۔ اسی طرح اگر تامل یا گورمکھی یا دوسری زبانوں میں ترجمہ کیا تو قرآن مجید کا۔ اب اے صاحبان عقل و ہوش! یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہماری شریعت تو کچھ اور ہو اور ہم ترجمہ اور تفسیر کریں قرآن مجید کی اور ہزاروں لاکھوں روپیہ صرف کر کے اسکو دنیا میں شائع کریں۔ دیکھو دنیا کو بہکانا اچھا نہیں۔ اُٹھو ہمارا لٹریچر پڑھو دیکھو! ہم دن رات حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی لائی ہوئی شریعت کی ہی اشاعت کرتے ہیں، خود بھی اسی پر عمل پیرا ہیں، اور دوسروں کو بھی اسی پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے ہیں۔ غرض قرآن مجید ہی ہماری شریعت ہے اور اسی قرآن کریم کی حکومت کو حضرت مرزا صاحب نے دنیا میں قائم کیا۔ اسی قرآن سے دنیا کے مذاہب کا مقابلہ کیا۔ اسی کو آپ نے دنیا میں اسلام کے سب سے بڑے معجزے کے طور پر پیش کیا۔ اسی قرآن مجید کی صداقت کو ظاہر کر کے آپ نے حضرت محمد رسول اللہ کے دین کو فروغ دیا۔ اسی قرآن مجید کی تعریف میں آپ نے قصائد لکھے۔ جن کے متعلق علامہ اقبال مرحوم نے کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق تو پہلے بھی بہت گذرے ہیں مگر قرآن مجید کا عاشق حضرت مرزا صاحب کو ہی پایا، جنہوں نے سب سے پہلی دفعہ قرآن کی شان میں قصائد لکھے۔

ہم حدیث اور فقہ کو مانتے ہیں

پھر سنئے قرآن مجید کے بعد ہم احادیث پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور ہماری نسبت جو آپ کی کتاب میں کہا گیا ہے کہ ہم لوگ احادیث کے منکر ہیں یہ کذب صریح ہے۔ ہم احادیث کو واجب التعمیل مانتے ہیں اور احادیث کے نہ ماننے والوں کو گمراہ سمجھتے ہیں، قرآن مجید کی اشاعت کے ساتھ ساتھ ہم احادیث کی بھی اشاعت کرتے ہیں، جیسا کہ قبل ازیں تفصیل کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے۔ پھر ہم فقہ کو بھی مانتے ہیں اور فقہائے عظام کی دل سے عزت کرتے ہیں اور ان کے اجتہاد و تفقہ کی قدر کرتے ہیں۔ ہم بالخصوص حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ پر عمل پیرا ہیں اسی کی ہدایت ہمارے امام حضرت مرزا صاحب نے فرمائی ہے۔ اب فرمائیے حضرات! آپ کے اعتقادات میں کیا موتی لٹک رہے ہیں جو ہمارے میں نہیں؟

ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے کس کتاب میں یہ الفاظ تحریر کئے ہیں کہ میرا مستقل صاحب شریعت نبی ہونے کا دعوئے ہے، اس مطالبہ کو شیخ الجامعہ صاحب کبھی پورا نہیں کر سکتے اور ہرگز نہیں کر سکتے۔ مگر برخلاف اس کے ہم حضرت اقدس کی کتابوں سے انکار دعوئے نبوت دکھا سکتے ہیں اور شیخ الجامعہ اور ان کے رفقاء سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ ان پر غور فرمائیں، اور ایک صادق انسان کے متعلق غلط الزامات مشہور کر کے مخلوق خدا کو نہ بہکائیں اور اپنی عاقبت خراب نہ کریں ؎

من از ہمدردیت گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانائے ہشیارے

باقی ــــ باقی

درخواستہائے دعا

(۱) قبل ازیں چوہدری سردار خاں صاحب کے داماد کے متعلق لکھا جا چکا ہے کہ ایک حادثہ میں انہیں سخت ترین چوٹیں آئیں، بحمد اللہ اب انہیں بہت افاقہ ہے، لیکن چوہدری صاحب مزید دعاؤں کے خواستگار ہیں۔ (۲) ابوالصلیح ناسک سے ۴۴ محمد اسحاق محمد یعقوب لکھتے ہیں کہ خاکسار ایک عرصہ سے بیمار چلا آرہا ہے ڈاکٹر ٹی بی بتلاتے ہیں بیوی بچوں کا میں کفیل ہوں جو کچھ سرمایہ تھا، ختم ہو چکا تنگدستی تکلیف پہنچا رہی ہے احباب سے امداد اور دعا کی ...

پیغام صلح یکم ستمبر ۱۹۵۶ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۳۴

انتقال پُرملال یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں افسوس کے ساتھ سنی جائیگی کہ ہمارے مرحوم دوست شیخ نور احمد صاحب وکیل کی اہلیہ محترمہ ایبٹ آباد میں ۲۴ اگست کو راہی عالم بقا ہو گئیں۔ مرحومہ نہایت بزرگ اور دیندار خاتون تھیں، ہمیں مرحومہ کے فرزندان گرامی محترم شیخ محمد احمد صاحب وکیل شیخ آفتاب احمد صاحب اور شیخ اقبال احمد صاحب اور دیگر تمام پسماندگان کے ساتھ دلی ہمدردی ہے۔ اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔
تمام جماعتوں سے التماس ہے کہ مرحومہ کا جنازہ غائبانہ پڑھکر ان کی روح کو ثواب پہنچائیں۔

نسیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں ٭ دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب ٭ کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ
پیغامِ صلح
لاہور نمبر ۲ پاکستان
(رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸)

ہر ماہ کی ۱-۸-۱۵-۲۲
تاریخ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر ۴۷۲۷
ایڈیٹر:- دوست محمد
اسسٹنٹ ایڈیٹر:- بشیر احمد سوز

جلد ۴۹ | یوم سہ شنبہ مؤرخہ ۳ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ مطابق ۸ ستمبر ۱۹۵۹ء | نمبر ۳۵

جماعتیں اپنے چندے مرکز میں بھیجتی رہیں
مجلس عمل کا فیصلہ

(۱) ریزولیوشن مجلس عمل نمبر ۱۰۳ مؤرخہ ۱۴ اگست ۱۹۵۹ء

"بعض جماعتوں نے اپنا چندہ دینا بند کر دیا ہے اس کے متعلق گذشتہ مجلس عمل میں ایک ریزولیوشن کا مسودہ تجویز کیا گیا تھا۔ جس پر حضرت امیر نے اپنی قلم سے لکھ دیا کہ وہ اس سے اتفاق نہیں کرتے۔ اس وقت اسے چھوڑ دیا گیا اب اس پر غور کیا جائے گا"

فیصلہ:-

"جماعت ملتان۔ سیالکوٹ شہر۔ اور گوجرانوالہ کی طرف سے ایک ریزولیوشن اس اس مضمون کا آیا ہے کہ جماعت چندہ وصول کر کے اپنے پاس بطور امانت جمع رکھے اور انجمن کو نہ بھیجے نیز ڈاکٹر حسن علی صاحب نے اپنے ایک سرکلر لیٹر میں یہ لکھا ہے کہ یہ عمل نیز چندہ نہ بھیجنے کا حضرت امیر کی ہدایت کے مطابق ہے حضرت امیر کے نوٹس میں یہ بات لائی گئی۔ انہوں نے صاف انکار کیا۔ کہ میری طرف سے کوئی ہدایت نہیں۔ لہٰذا جماعتوں کو اس امر کی اطلاع دی جاوے کہ نہ تو حضرت امیر نے کبھی ایسا کوئی حکم دیا ہے نہ وہ چاہتے ہیں کہ چندے امانت میں جمع کر کے انجمن میں نہ بھیجے جاویں لہٰذا اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے مجلس عمل نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان جماعتوں کو اس امر سے مطلع کیا جاوے اور درخواست کی جاوے کہ وہ اپنے چندے حسب معمول انجمن کو بھیجتے رہیں"

ظہور احمد سیکرٹری

صبر اور استقلال کیساتھ دُعا کرنیوالا آخر کار کامیاب ہو جاتا ہے
کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

یاد رکھو کوئی شخص اپنی دعا سے فیض حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ پورے صبر اور استقلال کے ساتھ دعاؤں میں نہ لگا رہے۔ اور اللہ تعالیٰ پر کبھی اور کسی صورت سے بدظنی اور بدگمانی نہ کرے بلکہ اسے تمام قدرتوں اور ارادوں کا مالک تصور کرے پھر صبر کے ساتھ دعاؤں میں لگا رہے۔ تو وہ وقت آجائے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں کو سن لیگا اور اسے جواب دے گا جو لوگ اس نسخہ کو استعمال کرتے ہیں وہ کبھی محروم اور بے نصیب نہیں رہتے بلکہ وہ یقیناً اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرتیں اور طاقتیں بے شمار ہیں۔ اس نے انسانی تکمیل کے لئے عرصہ تک صبر سے کام لینے کا قانون رکھا ہوا ہے جسے وہ بدلا نہیں کرتا۔ اس لئے جو شخص یہ خواہش رکھتا ہے کہ اس کے لئے خدا تعالیٰ اپنے مقررہ قانون کو تبدیل کر دے۔ وہ اس کی جناب میں بے ادبی اور گستاخی کرتا ہے۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ بعض لوگ بہت بے صبری سے کام لیتے اور مداری کی طرح چاہتے ہیں۔ کہ فوراً ان کے کہتے ہی کام ہو جایا کرے یہ کمزوری ایمان کی علامت ہے۔ بے صبری کرنے سے خدا تعالیٰ کا کچھ نہیں بگڑتا۔ بلکہ انسان اپنا ہی نقصان کر لیتا ہے۔ بعض لوگوں نے قصے اور فسانے بنا رکھے ہیں کہ فلاں فقیر نے پھونک مار کر یہ بنا دیا...... اور وہ کر دیا۔ میں ایسی باتوں کو ہرگز نہیں مان سکتا۔ اور یہ محض من گھڑت بنائی ہوئی باتیں ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی سنت کے صدق اور قرآن شریف کی تعلیم کے بالکل مخالف ہیں، اور ایسا کبھی نہیں ہو سکتا، اسلام کے ہر ایک امر کے لئے قرآن شریف کا معیار موجود ہے۔ دیکھو حضرت یعقوب کا پیارا بیٹا یوسف جب بھائیوں کی شرارت سے ان سے علیحدہ ہو گیا تو چالیس برس تک آپ اس کے لئے دعائیں کرتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ دعائیں حضرت یوسف کی ملاقات کا باعث ہو گئیں لیکن اگر وہ جلد باز ہوتے۔ تو خاک نتیجہ برآمد نہ ہوتا اتنا لمبا عرصہ دعائیں کرتے رہے پر بعض ملامت کرنے والوں نے اعتراض بھی کیا ہے۔ کہ تو یوسف کو بے فائدہ یاد کرتا ہے۔ لیکن حضرت یعقوب نے یہی جواب دیا کہ میں خدا سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ اور گو حضرت یعقوب کو بھی ظاہر کچھ خبر نہ تھی۔ لیکن خدا پر ایسا یقین تھا۔ کہ فرمایا انی لاجد ریح یوسف پہلے تو یہی معلوم تھا کہ دعاؤں کا سلسلہ لمبا ہو گیا ہے۔ اس لئے اگر خدا نے دعاؤں میں محروم کرنا ہوتا تو وہ جلد ہی جواب دے دیتا لیکن اس کا سلسلہ لمبا ہونا ہی قبولیت کی دلیل تھا کیونکہ کریم ایک سائل کو دیر تک بٹھا کر کبھی محروم نہیں رکھتا بلکہ بخیل سے بخیل شخص بھی ایسا نہیں کرتا۔ اور اگر ایک بخیل بھی سائل کو دروازہ پر دیر تک انتظار میں بٹھائے تو آخر اسے کچھ نہ کچھ دے ہی دیتا ہے۔ حضرت یعقوب کی دعاؤں کے زمانہ کی درازی پر خود قرآن شریف کے الفاظ وابیضت عیناہ دلالت کر رہے ہیں۔ حاصل مطلب یہ کہ دعاؤں کے سلسلہ کے دراز ہونے سے کبھی گھبرانا اور بے صبر نہ ہونا چاہیئے اللہ تعالیٰ ہر ایک نبی کی تکمیل بھی جدا جدا پیرایوں میں کرتا ہے۔ حضرت یعقوب کی تکمیل اس نے اسی غم میں رکھی تھی۔ الغرض دعاؤں کا یہی اصول ہے، اور جو شخص قرآن سے واقف نہیں وہ نہایت خطرناک حالت میں پڑ جاتا ہے۔ لیکن جو شخص اس اصول کو بخوبی سمجھ لیتا ہے اس کا انجام نہایت مبارک ہوتا ہے ٭ (ملفوظات احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۸۷-۸۸)

قومی زندگی کے لئے مالی و جانی قربانی کی ضرورت

خطبہ جمعہ مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

واذا انزلت سورۃ ان امنوا باللہ وجاھدوا مع رسولہ استاذنک اولوا الطول منھم وقالوا ذرنا نکن مع القٰعدین......و طبع اللہ علیٰ قلوبھم فھم لا یعلمون ——(سورۃ التوبہ رکوع ۱۲)

خدا تعالیٰ کو ماننے کی غرض

قرآن کریم میں کئی مقامات پر یہ ارشاد ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ کو ماننے کی اصل غرض یہ ہے کہ انسان کی زندگی سنور جائے، اس کے معاملات سے نظر آتا ہو کہ وہ خدا تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے، اسی لئے بار بار فرمایا ان الذین امنوا وعملوا الصالحت، ان الذین امنوا وعملوا الصالحات، ان الذین امنوا وعملوا الصالحات۔ خدا تعالیٰ کو ماننے کی بڑی بھاری غرض یہ ہے کہ انسان کے اعمال میں صلاحیت پیدا ہو۔

مالی و جانی قربانی کی ضرورت

اور یہ بھی فرمایا کہ مراتب عظیمہ حاصل کرنے کے لئے قربانی دینی پڑتی ہے اور مال کی بھی قربانی دینی پڑتی ہے بغیر مال اور نفس کے بغیر مرتبہ عظیمہ حاصل نہیں ہو سکتا، حتیٰ کہ پیغمبر کو بھی قربانی دینی پڑتی ہے اسی مضمون میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان عظم الجزاء مع عظم البلاء یعنی جتنا کوئی شخص محنت و مشقت سے کر کے دکھائے، اتنا ہی مرتبہ اور جزا اسے ملتی ہے۔

بے غیرت اور بے حس لوگوں کی ہے سلجوئی

یہاں ان آیات میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دانشمندی و قابلیت کا ذکر ہے لکھا ہے واذا انزلت سورۃ ان امنوا باللہ وجاھدوا مع رسولہ استاذنک اولوا الطول منھم وقالوا ذرنا نکن مع القٰعدین جب قرآن کریم کا حکم اترتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ساتھ ہو کر جہاد کرو، تو مال و دولت رکھنے والے پست ہمت اور بے غیرت لوگ جن کی حس ماری جا چکی ہے اجازت طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم پیچھے ہو بیٹھے بوڑھے اور عورتیں رہیں گی ان کے ساتھ ہمیں بھی رہنے دیجئے، رضوا بان یکونوا مع الخوالف وطبع علیٰ قلوبھم فھم لا یفقھون یہ پست ہمت اور بے غیرت لوگ جن کے ارادے کمزور ہو چکے ہیں اس بات پر راضی ہو گئے کہ عورتوں کے ساتھ رہیں۔ ان کے دلوں پر مہریں لگ گئیں۔ اور وہ جہاد کی حقیقت اور اس کے فوائد کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔

رسول کریم اور آپ کے ساتھیوں کا عمل

فرمایا لکن الرسول یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا عمل ہے والذین امنوا معہ اور وہ لوگ جو آپ کے ساتھ ایمان لا چکے ہیں ان کا کیا حال ہے، جاھدوا باموالھم وانفسھم رسول کریم اور ان کے ساتھیوں نے اپنے مال اور اپنی جانیں خدا کے رستے میں دیدیں - اولئک لھم الخیرات یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے ہر قسم کی برکات و ثمرات اور اچھے بدلے ہیں، واولئک ھم المفلحون اور یہی لوگ کامیاب ہوں گے،

جبری بھرتی اور رسول کریم صلعم کا طرز عمل

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں سب سے پہلے انسان ہیں جنہوں نے CONSCRIPTION (جبری بھرتی) کا حکم دیا۔ جبری بھرتی کا حکم جاری کر دینا سہل امر ہے لیکن خود اس پر عمل کر کے دکھانا مشکل ہے، بڑے بڑے متکبر اور جابر بادشاہ خود پیچھے بیٹھے رہتے ہیں اور دشمن کے مقابلہ کے لئے ملک کے نوجوانوں کو بھیج دیتے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریق نہ تھا، حضور کو اور حضور کے رشتہ داروں کو سب سے پہلے بدر میں بہت بڑے دشمن کا مقابلہ پیش آیا تو آپ نے دوسروں سے یہ نہیں کہا کہ جاؤ اور اپنی جانیں قتل کرا دو، آپ خود سب سے آگے کے ساتھ نکلتے ہیں، اور پیشتر اس کے کہ کوئی دوسرا آگے جائے محمد رسول اللہ صلعم سب سے پہلے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو آگے کرتے ہیں، کفار میں عتبہ بن ربیعہ بہت بڑا آدمی تھا، اور اس کا بھائی شیبہ اور اس کا بیٹا ولید، یہ لکار کی طرف سے سب سے پہلے میدان میں نکلے اور مسلمانوں کو للکارا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چاہتے کہ ان کے مقابلہ میں مہاجرین میں سے بڑے بڑے لوگ نکلیں آپ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو ان کے مقابلہ کے لئے پکارتے ہیں، قم یا علی، قم یا حمزہ، اسی طرح عبیداللہ بن حارث بن عبدالمطلب کو حکم دیتے ہیں، اور یہ تینوں اٹھتے ہیں اور اتنے بڑے بڑے دشمنوں کا مقابلہ کرتے ہیں اور تینوں کامیاب رہتے ہیں، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے بتا دیا کہ لیڈر شپ کسے کہتے ہیں لکن الرسول، تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذین امنوا معہ اور آپ کے ساتھی جاھدوا باموالھم وانفسھم اپنے مال اور اپنی جانیں خدا کے رستے میں فدا کر دیتے ہیں، واولئک لھم الخیرات واولئک ھم المفلحون ان کے لئے برکات اور اچھے ثمرات ہیں، اور بڑی بڑی کامیابیاں ہیں،

ضعفاء اور بیماروں وغیرہ کیلئے استثناء

آگے چل کر دو مشکل باتیں بیان کیں جو سوائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی بڑے سے بڑے لیڈر اور بادشاہ کے عمل میں نظر نہیں آتیں، بڑے بڑے لیڈروں اور جابر بادشاہوں کا طریق ہے کہ اگر ان کو خود جنگ کے لئے میدان میں اترنا پڑے تو پھر وہ کسی دوسرے کو گھر میں بیٹھا ہوا نہیں دیکھ سکتے، ان کے حکم سے سب کو شریک جنگ ہونا پڑتا ہے لیکن حضور خود تو شریک جہاد ہونے میں سبقت کرتے ہیں اور ضعیفوں اور بیماروں وغیرہ کو معاف کرتے ہیں - فرمایا لیس علی الضعفاء ولا علی المرضیٰ ولا علی الذین لا یجدون ما ینفقون حرج جو اندھے لولے، لنگڑے اور اپاہج ہیں، ان پر کوئی جبر نہیں کہ وہ جنگ کے لئے نکلیں، ولا علی المرضیٰ اور بیماروں کے لئے بھی استثناء ہے ولا علی الذین لا یجدون ما ینفقون اور وہ لوگ بھی جن کے پاس مال نہیں، وہ بھی مستثنیٰ ہیں، یہاں تین قسم کے لوگوں کا ذکر کیا، لولے، لنگڑے اور اپاہج اچھے نہیں ہو سکتے اس لئے ان کا ذکر پہلے کیا بیمار اچھے بھی ہو سکتے ہیں، ان کو دوسرے درجے پر رکھا اور جن کے پاس مال نہیں ان کو تیسرے درجے پر رکھا، اور انہیں شمولیت جہاد سے مستثنیٰ کر دیا اور ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا، اذا نصحوا للہ : اگر ان لوگوں کے اندر خدا کے لئے اخلاص ہے ورسولہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخلصانہ جذبات رکھتے ہیں تو فرمایا ما علی المحسنین من سبیل ایسے نیک دل انسانوں کو کسی قسم کی سزا نہ دی جائے گی، اگر وہ جہاد کے لئے نہیں نکل سکتے ان کے دلوں میں ایمان کا نور ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

(باقی پر صفحہ ۱۱)

مکتوب ووکنگ

اسلام کے متعلق مسلمانوں کا احساسِ کمتری اور حضرت مرزا صاحب کی مسیحائی

مولانا محمد یعقوب خان صاحب امام جامع ووکنگ (انگلستان)

ختم اللہ علی قلوبھم کی تفسیر

ووکنگ۔ ۱۸ اگست ۱۹۵۹ء

دو ہفتوں سے ہمارے لندن والے مکان میں بجائے لیکچروں کے قرآن کریم کا درس ہوتا ہے۔ پچھلے ہفتہ کے روز درس میں ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم۔ وعلی ابصارھم غشاوۃ کی تشریح کرتے ہوئے میں نے اس بات پر زور دیا تھا کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ دل و دماغ کے دروازے بند کر دینا ایک قلب کافر کی خصوصیت ہوتی ہے، قلب مومن وہ ہوتا ہے جو ہر وقت نئی روشنی اور حق و حکمت کی بات کے لئے کھلا رہتا ہے، اور جہاں سے بھی ملے اسے لبیک کہتا اور اپناتا ہے۔ مسلمانوں کے زوال کی ایک بڑی وجہ یہی ہوئی کہ انہوں نے زندگی کے اس راز کو فراموش کیا، اپنے دل و دماغ کو مقفل کر دیا، اور اس لئے اس قانونِ الٰہی کی زد میں آگئے کہ جو کوئی بھی اپنی کسی خداداد قوت کا استعمال چھوڑ دیتا ہے اس کی وہ قوت سلب ہو جاتی ہے۔ مقابلتہً اہلِ مغرب نے آزادانہ غور و فکر کو اپنا شعار بنایا، اور زندگی کے بدلتے ہوئے تقاضوں کے ساتھ ساتھ نئی شاہراہیں تلاش کرتے رہے، اور چونکہ اس طرح انہوں نے غیر شعوری طور پر ایک اسلامی قانون پر عمل کیا اس سے فائدہ اٹھایا اور زندگی کے میدان میں روز بروز بامِ عروج پر چڑھتے چلے گئے۔ اسلام کا پیغام تو یہ ہے کہ زندگی کے میدان میں دل، کان اور آنکھیں (یعنی علم کے سارے دروازے) اچھی طرح کھول کر چلو۔

مسلمانوں کا جمود مغربی مصنفین کی نظروں میں

درس کے بعد سوالات کا سلسلہ شروع ہوا۔ ایک دوست نے جو مغربی مصنفین کی تصانیف کا وسیع مطالعہ رکھتے ہیں۔ یہ سوال اٹھایا کہ ان مصنفین کی رائے میں مسلمانوں پر جو صدیوں سے جمود طاری ہے اس کی وجہ ہی قرآن کریم ہے۔ چونکہ مسلمان ہر ایک بات کے لئے قرآن کی طرف رجوع کرتے ہیں اس لئے آزادانہ غور و فکر کی ان میں عادت ہی نہیں رہی اور یہیں سے ان کے ادبار اور زوال کا آغاز ہوا — اسی طرح زندگی کے ہر ایک نئے تقاضے پر ان کی نگاہیں ماضی کی طرف اٹھتی ہیں، کہ نبی کریمؐ اور صحابہؓ نے کیا کیا۔ اور غور و فکر کرنا ہی چھوڑ دیا۔ قرآن نہ ہوتا تو اپنے بل بوتے پر مسلمان زندگی کے تقاضوں کا حل تلاش کرتے اور کہیں نہ کہیں پہنچ گئے ہوتے جیسے وہ قومیں پہنچ گئی ہیں، جنہوں نے مذہب کا طوق گلے سے اتار پھینکا اور آزادانہ زندگی کے تقاضوں سے نبرد آزما ہوئے۔

مسلمانوں کا احساسِ کمتری

یہ ایک بڑا مغالطہ ہے جو پیدا ہو رہا ہے اور خود مسلمانوں کا پڑھا لکھا طبقہ اس کا شکار ہو رہا ہے آج سے کوئی نصف صدی قبل تو یہ ایک عام رو چل پڑی تھی اور مسلمانوں کا وہ طبقہ جنہیں مغربی تعلیم کی وجہ سے روشن خیال کہا جاتا تھا سچ مچ یہی سمجھتا تھا کہ مسلمانوں کے ادبار کی تمام تر ذمہ داری ان کے مذہب پر عائد ہوتی ہے عیسائی پادری تو ہزاروں کی تعداد میں اسلامی دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچکر مسلمانوں کے اندر اسی کو بطور ایک حربہ کے اسلام کے خلاف استعمال کرتے تھے، کہ دیکھو تمہارے مذہب نے تمہیں کس قعرِ مذلت میں گرا دیا ہے۔ مغربی مصنفین نے اپنے طریق پر نہایت مخفی طریق سے عام ادبیات کے ذریعہ سے مسلمانوں کے اندر ان کے مذہب کے متعلق یہی احساسِ کمتری پیدا کیا۔

ہوا کا رخ احمدیت نے بدلا

ہمارے مہربان تحریک احمدیہ کو بیشک دل کھول کر کوستے رہیں، مگر امر واقعہ یہی ہے کہ آج اگر ہمیں ہوا کا رخ پلٹا نظر آ رہا ہے اور اسلامی دنیا میں اسلام کے متعلق نہ صرف یہ بدگمانی ختم ہو گئی، بلکہ یہ شدید احساس پیدا ہو رہا ہے کہ اسلام زندگی کا پیغام ہے اور ہر ایک قسم کی ترقی اور حقیقی بہبودی کا سرچشمہ قرآن کریم ہی ہے۔ تو اس نئی رَو کا منبع آپ کو اس خواب میں نظر آئے گا جو ایک گاؤں کے رہنے والے نے دیکھا اور دیکھکر ایک دنیا میں تہلکہ مچایا کہ غلبۂ اسلام کا چاند طلوع ہو چکا ہے اور ساتھ ہی اس نئے دَور کو لانے کے لئے ایک باقاعدہ منظم مہم کی بنیاد ڈالی۔

اسلام کا نقشہ جو احمدیت نے پیش کیا

آج اسلامی دنیا کا کوئی حصہ ایسا نہیں جہاں مولانا محمد علی مرحوم کا انگریزی ترجمۃ القرآن یا خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور کی اسلام کے متعلق کوئی نہ کوئی تصنیف نہ پہنچی ہو، اسلامی دنیا کے کسی حصے میں جائیں وہاں آپ کو احمدیہ تحریک کا پیدا کردہ لٹریچر ملے گا۔ اس میں شک نہیں کہ دیکھا دیکھی کئی ایک اور تراجم بھی معرضِ وجود میں آئے اور دوسرے مسلمان بھائیوں نے بھی اسلامی لٹریچر پیدا کیا ہے، مگر چنگاری وہیں سے آئی جو اس زمانہ کے مامور، مجدد اور موعود بروز مسیح نے سرچشمۂ سعادت کی فیضیابی سے روشن کی۔ نہ صرف چنگاری وہاں سے ملی بلکہ اسلام کا جو نقشہ اس نئے لٹریچر میں پیش کیا جا رہا ہے اس میں بھی مذہب کا وہ جدید تصور نظر آئے گا جو احمدیہ تحریک کی بدولت پیدا ہوا ہے۔ قرآن کریم کے معارف ایک ناپیداکنار سمندر ہیں، احمدیہ تحریک نے اس کے چند ایک موتی نکال کر حقیقی آب و تاب کے ساتھ پیش کئے ہیں اور اسی سے اسلام کے متعلق مسلمانوں اور غیر مسلموں ہر دو کا زاویۂ نگاہ بدل گیا ہے۔ بقول حضرت مجددؑ ؎

این چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم
یک قطرۂ ز آبِ زلالِ محمدؐ است

احمدیہ تحریک کو تو اس سے بڑھ کر کوئی دعویٰ نہیں کہ اس کا وجود اسلامی معارف کے سمندر سے ایک قطرہ ہے۔ خدا ہمارے مسلمان بھائیوں کو توفیق دے کہ وہ اس میدان میں ہم سے سبقت لے جائیں۔ آج مغربی دنیا سراسیمہ اور حواس باختہ ہے۔ اسے خدا کی تلاش ہے اور قرآن انسان کی اس فطرتی پیاس کو بجھانے کے لئے آبِ حیات کا ایک ہی چشمہ ہے۔ ہر ایک مسلمان کا خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو یہ دلی جذبہ ہونا چاہیئے کہ خود اس چشمہ سے سیراب ہو اور دنیا کی محروم اقوام تک یہ نور پہنچا سکے۔ احمدیہ جماعت کو کوستے رہنا بھی بھلا کوئی اسلامی مشغلہ کہلا سکتا ہے؟ قرآن کی تعلیم تو یہ ہے کہ فاستبقوا الخیرات۔ خود اس ملک انگلستان میں بیسیوں اسلامی مشنوں کی ضرورت ہے، دنیا میں خدا کے فضل سے متعدد اسلامی حکومتیں بھی ہیں، عرب ممالک میں تو ایسے شیوخ بھی ہیں جو روپے سے کھیلتے ہیں۔ مگر کسی کو توفیق نہیں کہ اشاعتِ اسلام پر ایک پیسہ بھی خرچ کریں، حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کا اس سے بڑھکر روشن ثبوت کیا ہو سکتا ہے کہ ایسی بے حس قوم میں سے ایک ایسی جماعت کھڑی کر دی، جس کے امراء اور غرباء یکساں طور پر اس ایک ہی جذبہ سے سرشار ہیں کہ قرآن کا پیغام دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچا دیں۔

حضرت مرزا صاحب کی مسیحائی

مسیح کے لفظ سے مسلمان بھائیوں کو بلاوجہ چڑ ہے، مسیحائی اور کسے کہتے ہیں؟ ایک مردہ قوم میں سے ایک زندہ جماعت پیدا کرنا مسیحائی نہیں تو اور کیا ہے۔ ایک استعارہ کو لے کر بیٹھ جانا کہاں کی دانشمندی ہے؟ کون احمدی ہے جو کہتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب وہی مسیح ناصری ہیں؟ اب تو علمائے ازہر نے بھی فتوے دے دیا ہے جو شائع شدہ موجود ہے کہ از روئے قرآن مسیح طبعی موت وفات پا گئے۔ جب وہ وفات شدہ ہیں تو ظاہر ہے کہ آنے والا مسیح امتِ مسلمہ کا ہی ایک فرد ہوگا جو بوجہ اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا علیٰ وجہ البصیرت ذاتی تجربہ رکھتا ہوگا دوسرے لوگوں میں بھی روحانی زندگی پیدا کرے گا اور اس کا نام استعارہ کی زبان میں مسیحائی تو ہے۔ اور یہ استعارہ بھی ہمارا خود ساختہ

نہیں۔ ارشاد نبوی ہے۔ اور جس سیاق و سباق میں استعمال ہوا ہے، وہ سب استعاروں کی زبان میں ہے۔ دجال استعارہ ہے، کسرِ صلیب استعارہ ہے۔ قتلِ خنزیر استعارہ ہے۔ طلوع الشمس من مغربہا استعارہ ہے۔ ان تمام کو تو استعارات تسلیم کیا جاتا ہے مگر پھر جو اس سارے موعودہ ڈرامے کا ہیرو ہے یعنی ان سب سے نپٹنے والا اور اسلام کو غالب کرنے والا اس کے متعلق مسیح کا لفظ بطور استعارہ کیوں ناگوار ہے؟

ایک مبارک "ٹھوکر"

جو لوگ حدیث پر ہاتھ صاف کرنے کی جرأت کرنے کے لئے تیار نہیں انہیں اس نتیجہ سے گریز کی کوئی راہ نہیں۔ ہاں انہیں یہ کہنے کا حق پہنچتا ہے کہ اس موعود کا اطلاق مرزا صاحب پر کرنے میں ہم نے "ٹھوکر" کھائی ہے۔ چلو "ٹھوکر" ہی سہی۔ مگر اس سے بہتر کونسی ٹھوکر ہو سکتی ہے کہ کسی مسلمان کا مال، اس کے توسے، اس کے اوقات، اس کے دل کی تمام خواہشیں اسی مقصد کے لئے وقف ہوں کہ یہ ظلمتکدہ دنیا قرآن کی روشنی سے منور ہو۔ آج اگر کثرت سے مسلمان بھائی ایسی ٹھوکر کھانے کے لئے تیار ہو جاویں تو ان کی ساری تقدیر بدل سکتی ہے۔

میں جانتا ہوں مرزا صاحب کی شخصیت ایک عام مسلمان کے لئے ایک کڑوی گولی ہے۔ مگر یہی تو ایک پکی نشانی ہے کہ اسی میں ان کی بیماری کا تیر بہدف علاج ہے۔ مجھے انکار نہیں کہ گذشتہ نصف صدی میں مسلمانوں میں بڑی جلیل القدر ہستیاں پیدا ہوئیں جن کے دل میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے سچی تڑپ تھی اور اپنے اپنے رنگ میں ہر ایک نے قوم کی بیداری اور اسلامی معارف کی نقاب کشائی کے لئے بڑی خدمات کی ہیں۔ ان سب کو ہم بھی ویسے ہی متاعِ عزیز سمجھتے ہیں، جیسے دوسرے مسلمان بھائی سمجھتے ہیں، اور ہمارے دلوں میں بھی ان کے لئے ویسا ہی احترام ہے۔ ایک صحیح اسلامی قلب، جیسے درس قرآن کا موضوع تھا، ایک ایسا قلب نہیں ہوتا جو اپنے خول کے اندر گھس کر قلعہ بند ہو جائے اور یہ سمجھ بیٹھے کہ میں سب کچھ جانتا ہوں، اور سب سے بہتر جانتا ہوں، اس سے بڑھ کر جہالت اور کوئی نہیں ہو سکتی، اس لئے ایک احمدی کی کبھی یہ پوزیشن نہیں رہی کہ نیکی یا روحانی معارف ان کی اجارہ داری ہے اور دوسرے مسلمان اس سے محروم ہیں۔ مسلمان تو کیا بہت سے غیر مسلم بھی ایسے ہیں جو سچی جستجو سے خدا کی تلاش میں نکلتے ہیں تو کئی روحانی صداقتوں سے ہم آغوش ہوتے ہیں۔ قرآن اجارہ دارانہ ذہنیت کا دشمن ہے، اور احمدیہ جماعت کو اگر کسی "ٹھوکر" سے بچنا چاہیئے تو یہی ذہنیت ہے۔ خودستائی سے بڑھ کر خود فریبی کوئی نہیں۔ جب تو مہبطِ وحی قرآن ہر آن دست بدعا تھا کہ رَبِّ زِدْنِی عِلْمًا تو عام آدمیوں کی علمیت کا اندازہ ہو سکتا ہے حقیقت یہ ہے کہ جتنا علم "ترقی" کرتا ہے اتنا ہی زیادہ ہماری جہالت کا انکشاف ہوتا ہے۔

حضرت مرزا صاحب سے اعتقاد کی وجہ

کہا جاتا ہے کہ جماعت لاہور کے عقائد ٹھیک ٹھاک ہیں۔ ان کے کام بھی اچھے ہیں۔ اسلام کی جو تصویر یہ پیش کرتے ہیں وہ بھی اپنے اندر دلپذیری رکھتی ہے۔ بس ایک بات بڑی ہے کہ حضرت مرزا صاحب سے اعتقاد رکھتے ہیں۔ جو بے محل اور بے ضرورت ہے۔ مسلمانوں میں بڑے بڑے جیّد عالم اور مفسر ہوئے ہیں اور ہیں۔ پھر مرزا صاحب کی کیا خصوصیت ہے؟ جیسے میں پہلے کہہ چکا ہوں مجھے اس سے قطعاً انکار نہیں کہ بے شک ہیں اور ان سب کے نام اور کام ہمارے سر آنکھوں پر ہیں۔ لیکن (اور یہ سب سے بڑا لیکن ہے) مرزا صاحب کی بات کچھ اور ہی تھی۔ وہ جو کچھ کہتے ہیں یا لکھتے ہیں، یا کرتے ہیں، تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ خدا کو بچشم خود دیکھ رہے ہیں، اور وہ اسلامی معارف جو وہ پیش کر رہے ہیں محسوسات کی قسم کے کوئی مجسم موتی ہیں۔ جن کی چمک دمک اس طرح ان کے سامنے ہے۔ جیسے گویا آنکھ سے ان کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ ان کی تصانیف اور اشعار میں نہ وہ تکلفات ہیں جو آرٹ کے مفہوم میں آتے ہیں، نہ برجستہ الفاظ کے لئے کوئی ذہنی کاوش اور مصنوعی تلاش ہے۔ ایک طبعی چشمہ ہے جو ابلتا ہے، بالفاظ دیگر۔ طبعی بیساختہ پن ہے، صناعیت نہیں۔ معلوم یوں ہوتا ہے وہ عالم محسوسات سے کٹ کر کسی اور عالم میں پہنچتے ہیں، جہاں علوم اور معارف اور حقائق خود بخود مشہود ہو کر نظر آتے ہیں۔ جہاں تک ہستی باری تعالیٰ کی حقانیت کی نقاب کشائی کا تعلق ہے وہاں بھی مرزا صاحب کا انداز (OPPROACH) بالکل نرالا ہے۔ ان کے تعلق باللہ میں علم و معارف کے پردے بھی چاک ہو جاتے ہیں اور معلوم یوں ہوتا ہے گویا وہ کسی ایسی سطح پر پہنچے ہیں، جہاں خدا اور بندے میں ایک ذاتی رشتہ قائم ہو جاتا ہے۔ ایسا رشتہ کہ گویا بندہ خدا کے دروازہ پر دستک دیتا ہے تو وہاں سے جواب ملتا ہے، اور ہر مشکل اور آڑے وقت میں اس کی نصرت کے لئے فرشتے بھیجتا ہے۔

یہ وہ چیز ہے جو مذہب کی روح ہے یہ نہیں، جیسے خدا سے ذاتی تعلق نہیں تو خدا ایک قصہ کہانی ہے، ایک شنیدہ ہے۔ ایک علمی معارف اور چیز ہیں، ذاتی تجربہ اور چیز ہے ؎

گر بہ استدلال کارِ دیں بدے
فخرِ رازی رازدارِ دیں بدے

یہ ہے حضرت مرزا صاحب کی خصوصیت۔ اور یہ ہے وہ گرفت جو ان کی آواز نے قلوب پر کی اور ایسی کی کہ مخالفت کے طوفان پر طوفان اسے متزلزل نہ کر سکے۔ یوں کہئے کہ مرزا صاحب کی آواز اپنے اندر آسمانی شان و شوکت رکھتی تھی، زمینی غبار آلود گرد اور فرومایہ گیوں سے بالاتر تھی۔ اسلام کی حقیقت اسی چیز کا نام ہے۔ اور اسلام اگر دوبارہ ایک قوت حیات کی شکل میں اٹھ سکتا ہے، تو اسی شکل میں اٹھ سکتا ہے۔

یہ کوئی نئی چیز نہیں، اسلام نے ہزاروں سینکڑوں ایسی بلند پایہ ہستیاں پیدا کیں، جو اپنے زمانہ میں روحانیت کے روشن مینار تھے، مثیلِ مسیح بھی بے شمار پیدا کئے۔ ہاں اس زمانہ کے لئے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر کھڑا کیا، وہ یقیناً مرزا صاحب ہیں، اور اس لئے وہ ہر ایک متلاشی حق کے لئے مرجعِ اعتقاد بن گئے۔

تعجب کی بات ہے کہ مسلمانوں کو اسی چیز سے چڑ ہے جو مذہب کی روح رواں ہے۔ آپ معارف قرآنی بیان کریں، اسلام کی خوبیاں بیان کریں تو ہر طرف سے واہ واہ ہو گی۔ جونہی کہدیں کہ میں نے اس حقیقت کو پا لیا ہے جو قرآن کے پیغام کا مقصد و منتہا ہے تو گرد ہو جائیں گے۔ یہ ہے بڑی ٹھوکر جو مذہب کے متعلق لگتی ہے۔ مذہب کسی فلسفہ، کسی تفسیر، کسی کتاب نویسی، کسی جادو بیانی کا نام نہیں۔ مذہب خداشناسی کا نام ہے اور خداشناسی کے لئے پہلا قدم وہ پاکیزہ زندگی ہے جس کی طرف لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ میں اشارہ ہے۔ مرزا صاحب کی پاکیزہ زندگی ایک ایسی روز روشن جیسی حقیقت تھی جس کے دوست اور دشمن گواہ تھے۔ وہ پادری جن سے مرزا صاحب عمر بھر مصروف پیکار رہے، وہ آریہ جن کا لیڈر مرزا صاحب کے ایک روحانی تیر کا شکار ہوا، ہر ایک کے دل پر یہ نقش تھا کہ مرزا صاحب ایک راستباز، متقی اور باخدا انسان ہیں۔ باقی آئندہ

راجہ عبدالحق کا ہینڈبل
مجلس عمل کا فیصلہ

ریزولیوشن مجلس عمل نمبر ۲۱۳ مؤرخہ ۲۸ اگست ۱۹۵۹ء

حاضرین ممبران کی اجازت سے یہ ریزولیوشن پیش کیا جاتا ہے ڈاکٹر غلام محمد صاحب کے خلاف جو ہینڈبل راجہ عبدالحق کی طرف سے شائع ہوئے ہیں وہ غلط فہمی پھیلانے کے لئے شائع کئے گئے ہیں اس شخص راجہ عبدالحق کے بارہ میں دفتر تحصیل سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ سات سال کے عرصہ میں اس شخص کی طرف سے کوئی چندہ وصول نہیں ہوا مجلس عمل اس کے اس فعل کی بڑے زور سے مذمت کرتی ہے، ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں درخواست ہے کہ حسب دستور سابق اس روپیہ کو خزانہ انجمن میں بمد امانت جمع کرا دیں۔

فیصلہ مجلس عمل: ۱۔ کہ راجہ عبدالحق کے ہینڈبل کی مذمت کی جاتی ہے۔

(۲) ڈاکٹر صاحب نے روپیہ انجمن میں بمد امانت جمع کرانا منظور کر لیا ہے۔ مجلس عمل ان کو اس روپیہ کے مصرف کے لئے پورا اختیار دیتی ہے۔

ظہور احمد سکرٹری

مذہب کی حقیقت تقویٰ اللہ اختیار کرنا ہے۔ رسم و رواج کی پابندی مذہب نہیں

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

لیس البران تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ——— (سورۃ البقرۃ ۲ : ۱۷۷)

مذہب اور رسومات

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ظاہر کرتے ہیں کہ مذہب ایک حقیقت ہے، مذہب رسم و رواج ادا کرنے کا نام نہیں ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ بات تھی کہ اہل مذاہب نے مذہب کے چھلکے کے ساتھ تعلق لگا لیا ہے اور مغز کو چھوڑ دیا ہے، اس کی کئی مثالیں موجود ہیں جن میں لوگوں نے مذہب کی سطحی باتوں کو اصل مذہب قرار دیکر اصل حقیقت کو نظر انداز کر دیا۔ ہندوؤں کے دھرم شاستروں میں کئی رسومات پر زور دیا گیا ہے، پیدائش اور موت کی رسوم، شادی بیاہ کی رسوم، عبادات کی رسوم اور زندگی کے ہر شعبہ میں قدم قدم پر رسوم کی ادائیگی ضروری قرار دی گئی ہے اور لکھا ہے کہ پنڈت کے توسط کے بغیر کوئی شخص ان رسومات کو ادا نہیں کر سکتا، اسی طرح یہودیوں میں بھی رسومات کو بہت اہمیت دی گئی ہے توریت کی ایک کتاب کا نام LEVITICUS ہے اس میں تمام رسومات ہی لکھی ہوئی ہیں، ہر تقریب اور ہر موقعہ کے لئے رسوم ہیں اور ہر دو جملوں کے بعد لکھا ہے کہ صرف ہارون کی اولاد کا ہی یہ کام ہے کہ وہ ان رسوم کو ادا کرائے۔

حضرت نبی کریم صلعم کا پیدا کردہ انقلاب

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ بات تھی کہ مذہب کو لوگوں نے رسومات کا مجموعہ بنا رکھا ہے اور پنڈتوں اور پروہتوں کو اربابًا من دون اللہ بنا لیا ہے، وہ جس چیز کو حلال کہتے ہیں اسکو حلال سمجھ لیا جاتا ہے اور جس کو حرام کہیں اسے حرام سمجھا جاتا ہے، حضور صلعم نے جہاں اور انقلاب پیدا کئے ایک بہت بڑا انقلاب یہ بھی ہے کہ آپ نے پنڈت پروہت اور رسومات کا قلع قمع کر دیا اور فرمایا ہمارے مذہب میں رسومات کوئی نہیں، پنڈت پروہت کوئی نہیں جو شخص بھی قرآن کریم جانتا ہو وہ نماز پڑھا سکتا ہے، جب سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ (ابی حذیفہ کے غلام سالم) ہجرت کر کے مدینہ آئے تو عمر فاروقؓ اور دیگر جلیل القدر صحابہ نے ان کے پیچھے نماز پڑھی، پنڈت پروہت کی حاجت اسلام میں کوئی نہیں، ذات پات کی کوئی تقسیم نہیں، کوئی شخص جو قرآن کریم جانتا ہو، قرآن کا درس دے سکتا ہے، کوئی شخص جو حدیث جانتا ہو، حدیث پڑھا سکتا ہے، صہیب رومیؓ ایک غیر وطن کا آدمی حضرت عمرؓ کی وفات کے وقت مدینہ میں موجود تھے، بے شمار جلیل القدر صحابہ کی موجودگی میں انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی، یہ بہت بڑا انقلاب تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کر کے دکھا دیا۔ لوگ پنڈت پروہت کی متابعت میں پھنسے ہوئے تھے، رسومات کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ ان کو آزاد کیا، فرمایا لیس البران تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب

مشرق اور مغرب کی طرف منہ کرنے میں کوئی ایمان و عرفان جیسی نیکی نہیں ہے، مشرق اور مغرب پر زور دینا بے فائدہ بات ہے۔

تحویل قبلہ اور یہودیوں کا اعتراض

یہودیوں کو اس بات پر بڑا ناز تھا کہ بیت المقدس کی طرف جو انبیاء کا معبد تھا، منہ کر کے عبادت کرتے ہیں، وہ کہتے تھے اگر محمد صلعم سچے نبی ہیں، تو بیت المقدس میں جائیں وہاں جانے سے ڈرتے کیوں ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو بڑے شجاع انسان تھے۔ آپ کسی سے ڈرتے نہ تھے، لیکن شجاع کا یہ کام نہیں کہ آگ میں کود جائے، اور پھر آپ سولہ سترہ مہینہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے، اس کے بعد کعبۃ اللہ کی طرف منہ کر لیا، جو ابو الانبیاء حضرت ابراھیم علیہ السلام کا مقام تھا، اس پر یہودیوں نے کہا کہ آپ نے ایک مسلمہ حقیقت سے انحراف کیا ہے۔

قبلہ کی حقیقت

اللہ تعالے نے فرمایا للہ المشرق والمغرب اینما تولوا فثم وجہ اللہ مشرق و مغرب سب اللہ ہی کا ہے، جس طرف بھی منہ کرو، خدا اسی طرف ہے جب خدا ہر جگہ موجود ہے تو قبلہ کی طرف منہ کرنا اس لئے ہے کہ یک جہتی ہو، اور حضرت ابراھیمؑ کو مشرک، یہودی، نصرانی سب اپنا باپ مانتے ہیں، تو نبی کریم صلعم نے اس لئے تو اس طرف منہ نہ کیا کہ وہ آپ کا وطن تھا۔ آپ نفسانی اغراض سے پاک تھے، بلکہ بین الاقوامی اتحاد کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی کسی طرف تو منہ کرنا ہی ہے، کیوں نہ قوموں کے باپ کی سجدہ گاہ کو قبلہ بنایا جائے جہاں یہودیوں کو یہ تلقین فرمائی، وہاں مسلمانوں کو بھی اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ مشرق یا مغرب کی طرف منہ کر لینا کوئی بڑی نیکی نہیں ہے سطحی امور کو حقیقت نہ قرار دینا چاہیئے اور چھلکے کو مغز نہ یقین کرنا چاہیئے، فرمایا ولکل وجھۃ ھو مولیھا ہر ایک قوم کے لئے ایک سمت ہے جس کی طرف وہ منہ کرتی ہے فاستبقوا الخیرات، یہ کسی طرف کو منہ کر لینا تو کوئی بڑی بات نہیں، اصل حقیقت جس کی ضرورت ہے، وہ یہ ہے کہ انسان نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرے

مرکز چھوڑنے کا اعتراض اور اس کا جواب

ایسا ہی مکہ والوں کی طرف سے بھی نبی کریم صلعم پر یہ اعتراض تھا کہ مکہ کو جو مرکز ہے چھوڑ کر مدینہ چلے گئے، اس کے جواب میں فرمایا اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن آمن باللہ والیوم الآخر وجاھد فی سبیل اللہ لا یستون عند اللہ کہاں کسی معبد کی چار دیواری کی حفاظت و خدمت کا کام اور کہاں اہل ایمان کا خدا کے لئے وطن کو ترک ..... کر کے جہاد میں مصروف ہونے کے لئے جان و مال کی قربانی پیش کر دینا۔

عثمان بن طلحہؓ نے کہا کہ مجھے یہ فخر حاصل ہے کہ میں کعبۃ اللہ کا چابی بردار ہوں، اور عباسؓ نے بھی کہا کہ حاجیوں کو پانی پلانے کی ممتاز و قابل فخر خدمت میرے سپرد ہے، اللہ تعالے نے فرمایا کہ مسجد میں چراغ جلانا اور حاجیوں کو پانی پلانا اللہ اور یوم آخر پر ایمان لانے اور جہاد فی سبیل اللہ کے برابر نہیں۔ اصل حقیقت جس پر قائم کرنا مقصود ہے، وہ خدا اور یوم آخر پر ایمان ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔

حج میں زادراہ اور تقویٰ کی ضرورت

اسی طرح حج کے ذکر میں فرمایا وتزودوا حج کو جاؤ تو اپنا خرچ ساتھ لے کر جاؤ، حاجیوں سے یا اہل مکہ سے بھیک مانگتے نہ پھرو، اور اس کے ساتھ ہی فرمایا فان خیر الزاد التقوٰی بہترین زادراہ تقوےٰ ہے۔ اگر تقوےٰ نہیں تو زادراہ کا ہونا یا حج کی رسومات ادا کرنا کوئی حقیقت نہیں رکھتا، اسی سلسلہ میں فرمایا لا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج۔ حج میں کوئی فحش کلامی نہ ہو، ولا فسوق کسی قسم کا برا کلمہ گالی گلوچ زبان سے نہ نکلنے ولا جدال کوئی لڑائی جھگڑا نہ ہو، تقوےٰ لے کر جاؤ، یہ نہ ہو کہ سونا اور دوسری چیزیں جن کا لانا ممنوع ہے طرح طرح کے ڈھنگوں سے اڑا کر لے آؤ، یہ تقوےٰ نہیں، نہ حج کی حقیقت اس سے باقی رہ جاتی ہے۔

لباس تقوےٰ

اسی طرح فرمایا یٰبنی آدم قد انزلنا علیکم لباسًا یواری سواٰتکم وریشًا ہم نے تمہیں لباس دیا جو تمہاری عریانی کو ڈھانکتا اور سردی گرمی سے تمہیں بچاتا ہے وریشًا اور مجلس میں تمہاری عزت اور زینت کا موجب ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا ولباس التقوٰی ذالک خیر۔ بہترین لباس تقوےٰ ہے جو اندرونی زینت کا موجب ہے، جو دلوں کے اندر عزت پیدا کرتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رُبَّ کاسیۃٍ عاریۃٍ فی الآخرۃ، کئی لوگ ہیں جو اچھے سے اچھا لباس پہنتے ہیں، لیکن آخرت میں وہ ننگے ہوں گے، ذالک من آیات اللہ لعلھم یذکرون تقوےٰ اور خدا خوفی اختیار کرنے سے انسان ایک نشان بن جاتا ہے۔

جنگ اور مال غنیمت کے بارہ میں تقویٰ کی ہدایت

اسی طرح بدر کی لڑائی میں سعد بن وقاص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ میرا بھائی عمیر جنگ میں مارا گیا، سعید بن العاص نے اسے قتل کیا تھا میں نے اس کو قتل کر دیا اور اس کی تلوار بھی لے آیا ہوں مجھے دے دیجئے میں اسے اپنے پاس رکھنا چاہتا ہوں۔ حضور صلعم نے فرمایا کہ یہ تلوار میری نہیں کہ اپنے اختیار سے تقسیم کر دوں، جاؤ اسے مال غنیمت میں دے دو۔ سعد کہتے ہیں کہ میں نے وہ تلوار غنیمت میں دی اور بہت دلگیر ہو کر آیا، میرے دل پر یہ بات بڑی گراں گذری لیکن اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غنیمت کا مال تقسیم کرنے کا حکم ہو گیا اور آپ نے وہ تلوار سعد کو دے دی۔ [illegible] مقام پر آپ نے [illegible] اسی طرح حنین میں چالیس ہزار بکریاں اور چوبیس ہزار اونٹ اور کئی ہزار اوقیہ چاندی ہاتھ آئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع کر کے وعظ کیا اور اونٹ کی گردن سے اون لے کر فرمایا میں غنیمت پر سے اتنا مال بھی نہیں لینا چاہتا، تم لوگوں میں سے اگر کسی نے تاگا بھی اٹھایا ہو تو اس کو مال غنیمت میں لا کر پھینک دو۔ اس طرح حضرت نے عملاً لوگوں کو دین سکھایا اور تقویٰ کی ہدایت کی۔

نماز روزہ اور قربانی کی حقیقت

قرآن کریم میں ہے فویل للمصلین الذین هم عن صلوتهم ساهون۔ نماز کوئی رسم نہیں، اٹھنے بیٹھنے کا نام نہیں، اس کے اندر حقیقت ہے جو شخص نماز پڑھتا ہے لیکن اس کی حقیقت سے بے خبر ہے اس کی نماز کچھ نہیں، اور قربانی کے متعلق فرمایا انما یتقبل اللہ من المتقین، اور دوسری جگہ فرمایا لن ینال اللہ لحومها ولا دماؤها ولکن یناله التقوی منکم۔ خدا کو نہ گوشت پہنچتا ہے نہ خون اس کو تو اس تقویٰ سے غرض ہے جو قربانی کرنے والے کے دل میں پایا جاتا ہے، اگر خدا خوف ہے اور اپنے اعمال میں خدا کی رضا کو مدنظر رکھتا ہے تو اس کی قربانی قبول ہے، ورنہ نری رسمی قربانی کوئی چیز نہیں، ایسا ہی روزہ ضبط نفس کے لئے ہے اور اس میں سکھایا ہے کہ جب تم روزہ میں اپنا مال نہیں کھاتے تو دوسروں کا مال کھانا کس طرح جائز ہو سکتا ہے اور نماز کے متعلق فرمایا فویل للمصلین الذین هم عن صلوتهم ساهون، ہم نے نماز کا اس لئے حکم دیا تھا کہ اس کے ذریعہ طہارت اور خدا کا قرب حاصل کریں۔ جو شخص نماز پڑھتا ہے لیکن طہارت نفس اس کے اندر پیدا نہیں ہوتی اسے نماز کا کیا فائدہ ہے، حضرت مسیح موعود نے بھی فرمایا ہے جس کی نماز بار آور نہیں، اس کی نماز کچھ نہیں اس لئے اپنی نمازوں کو بار آور بناؤ۔

سورۃ فاتحہ میں قوموں کی تاریخ

سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے قوموں کی تاریخ بیان فرمائی ہے اور بتایا ہے کہ اللہ رب العالمین ہے یعنی خدا تعالیٰ نے ساری قوموں کو پیدا کیا اور وہی ان کی ربوبیت کرتا رہا ہے، جسمانی ربوبیت کے ساتھ ساتھ روحانی ربوبیت بھی اس نے سب قوموں کی کی۔

صرف خدا سے استعانت کی دعا

پھر خدا کو مخاطب کر کے بندہ پکارتا ہے ایاک نعبد ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور تیرا ہی قصد کرتے ہیں اس لئے ہم تیرے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے، نہ پتھر کی نہ درخت کی نہ چاند اور سورج کی اور نہ کسی اور کی، کسی کی بھی عبادت ہم تیرے سوا نہیں کرتے۔ وایاک نستعین، ہم پر مصائب آتی ہیں، مشکلات پیدا ہوتی ہیں، ابتلاء آتے ہیں، ان ابتلاؤں اور مصائب میں ہم کسی قبر سے استعانت نہیں کرتے کسی پیر کے پاس نہیں جاتے غرض تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔

سابق انبیاء اور بزرگوں کی راہ پر چلنے کی دعا

اور جہاں ابتداء میں فرمایا کہ تمام قومیں خدا کی ربوبیت کے نیچے ہیں، وہاں آگے بیان کر دیا، تمام قوموں میں بڑی بڑی بزرگ ہستیاں پیدا ہوئیں جن پر خدا کے انعام ہوئے ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین۔ پہلی قوموں میں انبیاء بھی آئے، صدیق بھی ہوئے، شہید بھی پیدا ہوئے اور صالحین بھی، ان سب کا ذکر سورۃ فاتحہ میں کیا اور دعا سکھائی اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم، ان انعام یافتہ لوگوں کی راہ پر ہمیں چلا جو ہم سے پہلے دوسری قوموں میں آ چکے۔ مسلمان کا سینہ کس قدر چوڑا کیا ہے، اس کے سامنے تاریخ کو کتنا روشن کر دیا ہے، صراط الذین انعمت علیهم میں مسلمان مانتا ہے کہ ان بزرگ ہستیوں کے علوم بڑے تھے، ان کی عادات پاکیزہ اور خصائل حمیدہ تھے، ان کے اخلاق بڑے بلند تھے، ہم بھی ان سے حصہ لینا اور ان کے وارث بننا چاہتے ہیں، یہ اتنی اعلیٰ درجہ کی دعا ہے کہ اگر دل سے کی جائے تو ہماری نماز بار آور ہو جاتی ہے لیکن اگر ان الفاظ کو بطور عادت دہراتے رہیں تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

مغضوب علیهم اور ضالین کی راہ سے بچنے کی دعا

اور پھر اتنا ہی نہیں یہ دعا آگے چلتی ہے۔ غیر المغضوب علیهم ایسی قومیں ہوتی ہیں جو اس ہدایت پر عمل کرنا ترک کر دیتی ہیں، ایسوں پر غضب نازل ہوتا ہے۔ ان لوگوں کی راہ سے ہم بچ جائیں۔ ولا الضالین اور وہ بھی ہیں جو اپنے پیروں اور راہبروں کے متعلق غلو کرتے اور ان کے درجہ سے بڑھاتے ہیں، ان کے رستہ سے بھی ہم بچ جائیں۔ حضور نبی کریم صلعم نے فرمایا ایاکم والغلو دیکھو غلو سے بچنا، مغضوب وہ ہیں جن کے عمل میں کمی ہے اور ضال وہ ہیں جن کے علم میں کمی ہے جیسے فرمایا ما لهم به من علم۔ تو بتایا کہ سب قوموں کے اندر صلحاء پیدا ہوئے اور مسلمان کو کہا کہ ان بزرگ ہستیوں کی پیروی کرو ان سے اخلاق عالیہ اور خصائل حمیدہ کو اپنے اندر پیدا کرو۔

انسانی زندگی کا سب سے بڑا مقصد

تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو انقلاب پیدا کیا، اس میں ایک اہم انقلاب وہ ہے جس کا ذکر لیس البر ان تولوا وجوهکم قبل المشرق والمغرب میں ہے، اسی تعلیم کو مدنظر رکھ کر لوگوں نے تصوف پر کتابیں لکھی ہیں امام غزالی نے اس سلسلہ میں بہت بڑی خدمت سر انجام دی ہے ایک اور بزرگ محی الدین ابن عربی ہوئے ہیں، انہوں نے ایک بہت بڑی کتاب فتوحات مکیہ لکھی ہے جس میں تصوف بیان کیا گیا ہے یہ سارا تصوف قرآن کی اس بات پر پایا جاتا ہے کہ مذہب کو حقیقت بناؤ رسم نہ بناؤ، اس کو سوچو، اور اس پر عمل کرو، اسی کو خدا کا بندہ بننا کہتے ہیں اور یہی انسان کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد ہے۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔

شیخ میاں محمد صاحب کی روانگی

۲ر ستمبر کو جناب الحاج شیخ میاں محمد صاحب لاہور سے بذریعہ خیبر میل بعزم انگلستان کراچی روانہ ہوئے جہاں آپ ۶ر ستمبر کو بذریعہ ہوائی جہاز انگلستان تشریف لے گئے۔ لاہور اسٹیشن پر آپ کو الوداع کہنے کے لئے متعدد احباب موجود تھے۔

بسفر رفتنت مبارکباد بسلامت روی و باز آئی

شیخ محمد طفیل صاحب کی روانگی

حضرت شیخ میاں محمد صاحب کے بعد محترم شیخ محمد طفیل صاحب کو بھی بعزم ہالینڈ اچانک روانہ ہونا پڑا، آپ ۴ر ستمبر کی صبح کو وزیر آباد سے بذریعہ خیبر میل روانہ ہوئے، لاہور اسٹیشن پر کئی دوست آپ کی ملاقات اور الوداع کہنے کے لئے گئے آپ کراچی سے ۸ر ستمبر کو بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہوں گے، دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و سلامتی کے ساتھ منزل مقصود پر پہنچائے اور کامیاب واپس لائے آپ کا ہالینڈ کا پتہ حسب ذیل ہے:-

S.M. TUFAIL ESQR.,
M.A.,
STADIONPLEIN 11"
AMSTERDAM-Z HOLLAND

چوری کی افسوسناک واردات

یہ افسوسناک خبر جماعت کے تمام حلقوں میں رنج اور درد سے سنی جائے گی کہ محترم میاں غلام حیدر صاحب مہتمم کی کوٹھی واقعہ ماڈل ٹاؤن لاہور میں چند دن ہوئے چوری ہو گئی۔ چور رات کے وقت جب تمام گھر والے گہری نیند سو رہے تھے، کوٹھی میں داخل ہو کر ان کا بہت سا مال و اسباب لے گئے جن میں قیمتی ملبوسات اور نقدی وغیرہ بھی شامل ہے، نقصان کا اندازہ دس بارہ ہزار کے قریب ہے، پولیس مصروف تفتیش ہے تاحال ملزمان...

یہودی کا فرقہ عنانیہ

اسرائیلی عیسائی فرقے — قرآن کریم کا فیصلہ

"الفضل" کی موشگافیوں پر ایک نظر

از:- جناب شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے

(قسط سوم)

مدیر الفضل نے ۲۱ اور ۲۶ راگست ۱۹۵۹ء کے شماروں میں پھر فرقہ عنانیہ کے متعلق دو اداریئے رقم فرمائے ہیں۔ عنوانات ہیں "اسرائیلی عیسائی فرقے" اور "قرآن کا فیصلہ"۔ یہ مضامین بوجوہ چند مغالطات پر مشتمل ہیں سب سے پہلے ایک لطیفہ سنئے۔

لطیفہ

۲۱ راگست کے پرچہ میں ایڈیٹر صاحب الفضل فرماتے ہیں:۔

"اسی لئے یہودی انسائیکلوپیڈیا کے اندراج سے جو یورپین عیسائیوں کی لکھی ہوئی ہے۔ شیخ صاحب کو دھوکہ نہیں کھانا چاہیئے"

اب میں کیا عرض کروں۔

یہ گل کھلایا ہے نیا باد صبا نے

اچھی بھلی یہودیوں کی لکھی ہوئی انسائیکلوپیڈیا متعلق فرماتے ہیں کہ یہ یورپین عیسائیوں کی لکھی ہوئی کتاب ہے۔ اب تو مجھ عنوان ایسے نظر آ رہے ہیں۔ کہ عنان بن داؤد کے پیرو تو ایک طرف رہتے۔ جب تک ایڈیٹر صاحب الفضل سارے یہودیوں کو عیسائی نہ بنالیں گے۔ اس وقت تک دم نہ لیں گے ؎

پالیٹکس میں لگائی گرہ آفتاب کی
جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

کاش کوئی صاحب تکلیف فرماکر "قادیانی لغات" مرتب فرمائیں تاکہ دنیا اُن تازہ علوم ومعانی سے محروم نہ رہے۔ جن کے سوتے ربوہ سے پھوٹ رہے ہیں۔ جس میں

مجاز سے مراد حقیقت
ختم کے معنی شروع
آخری کے معنی افضل
یہودی کے معنی عیسائی، اور
مسلمان سے مراد "کافر اور دائرہ اسلام سے خارج"
ہیں۔

شاید یہ آخری بات ناظرین کی سمجھ میں نہ آئے۔ قصہ یوں ہے کہ آئینہ صداقت میں جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب فرما چکے ہیں:۔

"کُل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سُنا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں" [1]

لیکن جب فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت (۱۹۵۴ء) میں اس حوالہ سے متعلق پوچھا گیا۔ تو قادیانی جماعت کے خلیفہ صاحب نے فرمایا۔

"یہ بات خود اس بیان سے ظاہر ہے کہ میں ان لوگوں کو جو میرے ذہن میں ہیں مسلمان سمجھتا ہوں"

معلوم ہوا کہ خلیفہ صاحب کے ذہن میں جس قسم کے مسلمان ہیں وہ آئینہ صداقت کی رو سے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ باقی رہا یہ امر کہ وہ کامل الایمان مسلمان ہیں یا نہیں۔ تو ہر قادیانی کہاں یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ وہ کامل الایمان مسلمان ہے۔ خیر یہ ایک ضمنی بحث تھی۔

لفظ پرافٹ کی تشریح

جیوئش انسائیکلوپیڈیا میں عنان بن داؤد کے متعلق لکھا ہے۔ کہ وہ حضرت عیسےٰ کو نبی تسلیم کرتا تھا۔ اب مشکل یہ آپڑی ہے۔ کہ اگر اس قول کو صحیح تسلیم کرلیا جائے تو پھر فرقہ عنانیہ کے حضرت عیسےٰ کو ولی اللہ ماننے والی بات جو پیغامیوں سے مماثلت کا سب سے اہم ثبوت تھا کالعدم ہوجاتی ہے۔ اس کا ایک ہی علاج تھا۔ کہ لفظ پرافٹ کے معنی ہی بدل دیئے جائیں۔ مدیر الفضل کتنی سادگی سے فرماتے ہیں:۔

"پھر شیخ صاحب کو مغربی زبانوں کے لفظ پرافٹ سے دھوکا لگتا ہے۔ انگریزی اور دوسری مغربی زبانوں میں یہ لفظ بہت وسیع المعنی ہے۔ اس کے لفظی معنی پیشگوئی کرنے والے کے ہیں"
(الفضل ۲۱ راگست ۱۹۵۹ء)

میں نے چونکہ یہودیوں کی لکھی ہوئی ایک انگریزی کتاب کا حوالہ دیا تھا۔ اس لئے مدیر الفضل نے سمجھا۔ کہ شاید عنان بن داؤد نے بھی یہ لفظ انگریزی یا کسی اور مغربی زبان میں استعمال کیا ہوگا۔ اور عنان نے خلیفہ المنصور اور امام ابوحنیفہ سے بھی انگریزی فرانسیسی یا جرمن زبان میں ہی گفتگو کی ہوگی۔ اگر ایسا ہوتا تو شاید ایڈیٹر الفضل کی بات کسی حد تک درست ہوتی لیکن عنان بن داؤد تو عربی اور عبرانی بولتا تھا۔ اس لئے اس کے بارے میں جو لکھا ہے۔ کہ وہ حضرت عیسےٰ اور حضرت محمدؐ کو علی الترتیب عیسائیوں اور مسلمانوں کا پرافٹ سمجھتا تھا تو یہ اس کی عبرانی تحریرات کا ترجمہ ہے۔ اور یہ تو آپ کو بخوبی علم ہے۔ کہ

"نبی ایک لفظ ہے۔ جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنی عبرانی میں اس لفظ کو نابی کہتے ہیں۔ یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں، خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا" [2]

یہ ہیں معنی اس لفظ کے حضرت مسیح موعودؑ کے قول کے مطابق یہی اس کے لغوی معنی ہیں باقی رہا قرآن کی اصطلاح کے معنے وہ الگ ہیں۔ ان معنی کی رو سے کوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت پر ایمان لے آئے۔ تو یقیناً مسلمان ہوجاتا ہے لیکن ایمان کا یہ درجہ عنان اور اس کے پیرووں کو حاصل نہ ہوسکا۔ آپ ذرا غور سے میرے گزشتہ مضمون کی عبارتوں کو پڑھ لیتے تو حقیقت کھل جاتی۔ بس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو جواب لکھنے کی جلدی ہوتی ہے۔ میں نے پھر لکھا:۔

"عنان حضرت نبی کریم کو بھی **ایک رنگ** میں خدا تعالےٰ کا نبی مانتا تھا" [3]

"عنان حضرت عیسےٰ کو پیروانِ عیسائیت کا اور حضرت محمدؐ کو پیروانِ اسلام کا نبی مانتا تھا (ملخص)" [3]

اس جگہ یہ کہاں ذکر ہے کہ عنان نے حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمدؐ کو قرآن کی اصطلاح کے مطابق نبی تسلیم کرلیا تھا جس رنگ میں وہ انہیں نبی مانتا تھا۔ اُسے خود عنان ہی سے دریافت کرنا چاہیئے کہ اُس کے ذہن میں نبی کی کیا تعریف تھی۔ جیوئش انسائیکلوپیڈیا میں تو صاف لکھا ہے۔ کہ عنان بن داؤد حضرت نبی کریم کو عرب اور عالم اسلام کا نبی سمجھتا تھا۔

(MUHAMMAD AS THE PROPHET OF THE ARAB NATION AND OF THE WORLD OF ISLAM)

اصل بات یہ ہے۔ کہ ایڈیٹر الفضل میرے مضامین کا جواب یا تو بغیر پڑھے لکھنے کی کوشش فرماتے ہیں یا بغیر غور و خوض کئے عجلت میں ان کا قلم نئی نئی موشگافیاں کرنے لگتا ہے۔ میں نے اپنے مضمون میں لکھا تھا کہ عنان بن داؤد خلیفہ المنصور کے زمانہ میں ہوا تھا۔ مدیر الفضل نے المنصور کو ہارون الرشید بنادیا۔ اب شاید اس بات پر بھی اڑ بیٹھیں گے کہ نہیں صاحب عنان بن داؤد ہارون الرشید ہی کے زمانہ میں ہوا تھا۔

نبی بمعنی محدث

مکرمی مولانا ابوالعطاء صاحب نے مختلف حوالہ جات سے

---

[1] آئینہ صداقت (۲۶ دسمبر ۱۹۲۱ء) صفحہ ۳۵

[1] ایک غلطی کا ازالہ
[2] اخبار پیغام صلح ۱۵ راگست ۱۹۵۹ء
[3] ایضاً

سے یہ استدلال فرمایا تھا۔ کہ :-

"مسیح ناصری علیہ السلام کے ماننے والوں میں ایک گروہ ایسا ہوا ہے۔ جو یہ کہتا تھا کہ مسیح بزرگ ہے۔ نیک ہے۔ محدث ہے۔ ولی ہے مگر نبی اور رسول نہیں"۔

اب ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جیوئش انسائیکلوپیڈیا میں جو لفظ نبی (پرافٹ) لکھا گیا ہے وہ تو یونہی لکھ دیا گیا ہے۔ اس سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیئے۔ یہ لفظ تو بہت وسیع المعنی ہے وغیرہ۔ نیز کوئی تعجب نہیں اس کا وہی مفہوم ہو جو ان حوالوں سے ظاہر ہے۔ جو مولوی ابوالعطاء صاحب نے پیش کئے ہیں اور وہ مفہوم یہ ہے۔ کہ مسیح

محدث ہے۔ ولی ہے وغیرہ

(الفضل ۲۱ اگست)

نتیجہ یہ نکلا کہ نبی کے لفظ سے مراد محدث اور ولی ہے۔ اس سے دھوکا کھانے کی ضرورت نہیں۔

حضرت اگر بات اتنی سی ہے۔ تو آپ مسیح ثانی کے متعلق لفظ نبی کے استعمال سے کیوں دھوکہ کھاتے ہیں۔ اس وسیع المعنی لفظ کو بھی محدثیت اور ولایت تک محدود کیوں نہیں سمجھتے۔ آخر حضرت اقدس بھی تو اس لفظ کے استعمال کو لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے ہی جائز سمجھتے تھے نہ کہ حقیقی معنوں کی رو سے۔

بے سود تکرار

ایڈیٹر صاحب الفضل نے اپنے اس اداریہ میں انہی امور کی بیہودہ تکرار کی ہے۔ جن کا مفصل جواب میں اپنے مضامین میں دے چکا ہوں۔ فرماتے ہیں :-

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کہ یہ فرقہ کس بڑے دائرے میں شامل کیا جا سکتا ہے" [۲]

"اب اس کا نام عنانیہ فرقہ تھا۔ یا کوئی اور تھا۔ یا یہ عیسائیوں میں شمار ہوتے تھے۔ یا آپ نے مخالف یہودیوں میں اس سے ہمیں کوئی غرض نہیں" [۳]

حضرت اس سے آپ کو غرض نہیں تو اپنے علماء کو سمجھائیے جو اپنی دھاندلی سے اس فرقہ کو عیسائیوں کا فرقہ بنائے بیٹھے ہیں۔ مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری کا مسلک تو واضح ہے۔ جناب قاضی محمد نذیر صاحب فاضل سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ کا بھی ارشاد سن لیجئے :-

"بہر حال مولوی محمد علی صاحب نے ...... اس طرح حضرت مسیح موعود کے معنوں کو چھوڑ کر آپ کو محض ایک ولی محدث اور مجدد قرار دیدیا اور عیسائیوں کے اس فرقہ سے مماثلت حاصل کر لی جو امت موسویہ کے مسیح موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی نہیں مانتا تھا۔ بلکہ صرف

[۱] الفضل ۲۸ جنوری ۱۹۵۸ء منقول از پیغام صلح ۸ جولائی ۱۹۵۹ء
[۲] الفضل ۲۱ اگست ۱۹۵۹ء
[۳] ایضاً " " "

ولی جانتا تھا۔ اور موسوی دین کا ایک مجدد وقت سمجھتا تھا۔ یہ فرقہ عنانیہ کہلاتا تھا۔ داؤد بن عنان اس کا بانی تھا" [۱،۲]

اگر آپ کے علماء کو یہ معلوم ہی نہیں کہ یہ فرقہ مذہب کے کس وسیع دائرے میں شامل کیا جا سکتا ہے یا انہیں اس سے غرض ہی نہیں کہ یہ فرقہ یہودیوں کا تھا یا عیسائیوں کا تو پھر وہ بغیر سوچے سمجھے اسے عیسائیوں کا فرقہ کیوں لکھتے چلے جاتے ہیں۔ اور اگر اب انہیں یہ محسوس ہو گیا ہے کہ یہ عیسائیوں کا فرقہ نہیں تھا۔ تو اس بات کو تسلیم کرنے سے کیوں شرماتے ہیں تا کہ آپ کی جان جس مشکل میں پھنسی ہوئی ہے اس سے نجات حاصل ہو۔

ایک طرف تو مدیر "الفضل" اپنا پہلو بچانے کے لئے لکھتے ہیں کہ ان کی بلا سے فرقہ عنانیہ کس چھوٹے بڑے دائرے میں شامل ہو انہیں اس سے کیا غرض۔ دوسری طرف ان کے دل میں بھی یہی امنگ چٹکیاں لیتی ہے۔ کہ کاش یہ فرقہ عیسائیوں کا فرقہ ہی ثابت ہو جاتا۔ اس لئے گھوم گھام کر اسی موضوع کو چھیڑ دیتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں کے فرقوں سے متعلق بعض کتب کی ورق گردانی بھی کرتے رہے ہیں۔ لیکن گوہر مقصود تلاش کرنے میں کامیابی نہیں ہوئی۔ جان ہنری بلنٹ کی ڈکشنری آف سیکٹس (شائع کردہ لانگ مینز گرین اینڈ کو ۱۹۰۳ء) میں کہیں لکھا ہوا مل گیا۔ کہ ابیونائٹ (EBIONITES) فرقہ کے لوگ حضرت عیسیٰ کو صرف انسان مانتے تھے۔ جو دوسرے لوگوں سے محض اپنی نیکی کی وجہ سے برتر تھا۔ اور ان کا ایمان تھا کہ مسیح کی پیدائش معمولی نسل سے ہوئی تھی اسی طرح اس ڈکشنری میں ہے :-

"ایسے کئی ایک فرقوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو عیسائیوں کے فرقے تھے۔ مگر ان کے عقائد میں موسوی شریعت کی پابندی مختلف اختلافات کے ساتھ ضروری تھی۔ اس لئے **قیاس اغلب** ہے کہ عنانیہ فرقہ بھی انہی سے تعلق رکھتا تھا۔ ایسے فرقوں کو انگریزی میں ایک مجمل نام JUDAIZING CHRISTIAN SECTS یعنی یہودیہ عیسائی فرقے کہا جاتا ہے" [۳]

"آج بھی امریکہ اور یورپ میں لاکھوں انسان ایسے ہیں جو عیسائی کہلاتے ہیں لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی اللہ نہیں مانتے۔ بلکہ محض ایک نیک انسان مانتے ہیں۔ اس لئے **کوئی تعجب نہیں** کہ عنانیہ فرقہ کا وہی عقیدہ ہو جو ان حوالوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ جو مولوی ابوالعطاء صاحب نے پیش کئے ہیں" [۴]

خلاصہ ان حوالوں کا یہ ہے کہ چونکہ ایک خاص فرقہ کو جان ہنری بلنٹ نے عیسائیوں کا ایک فرقہ کہہ دیا ہے۔ یا ایسے

[۱] درست عنان بن داؤد ہے
[۲] قول بلیغ ص ۱۵
[۳] الفضل ۲۱ اگست ۱۹۵۹ء
[۴] ایضاً

فرقوں کو "یہودیہ عیسائی فرقے" کا نام دیا ہے۔ اس لئے قیاس اغلب ہے اور کوئی تعجب کی بات نہیں کہ عنانیہ فرقہ بھی ایک عیسائی فرقہ ہو۔

کہاں وہ شور اشوری اور کہاں یہ بے نمکی اور ساتھ ہی ساتھ آپ فرماتے جاتے ہیں کہ ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ عنانیہ لوگ کس مذہب کے کس وسیع دائرے سے تعلق رکھتے تھے۔ جب آپ کو اس سے غرض نہیں تو اس چکر میں پڑ کر قیاسات کے گھوڑے کیوں دوڑا رہے ہیں۔

آپ نے سمجھا شاید ایک نئی اصطلاح "یہودیہ عیسائی فرقہ" کے ہاتھ لگنے سے آپ کی گلو خلاصی ہو جائے گی لیکن افسوس آپ نے غور نہ فرمایا کہ میں اپنے ایک گذشتہ مضمون میں متعدد حوالہ جات پیش کر چکا ہوں، جن میں وضاحت سے یہ بتایا گیا تھا کہ

یہ ایک یہودیہ فرقہ تھا

اور یہ فقرہ ہر حوالہ کے ابتدا میں موجود ہے۔ ملاحظہ ہو :-

(۱) کولیئرز انسائیکلوپیڈیا۔ نیویارک
(۲) انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن۔ نیویارک
(۳) انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا۔
(۴) جیوئش انسائیکلوپیڈیا۔

اور آپ لکھتے ہیں کہ ان فرقوں کے باہمی اختلافات کے باعث :-

"ان میں امتیاز کرنا بعض دفعہ مشکل ہو جاتا ہے اور اس لئے محققین آج تک ان فرقوں کے درمیان خطوط امتیاز کھینچنے میں ناکام رہے ہیں" (الفضل ۲۶ اگست ۱۹۵۹ء)

نہ جانے آپ کیوں اپنے قارئین کو فریب دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بھلا عنانیہ فرقہ کے متعلق محققین کو کہاں اختلاف ہے کہ وہ یہودی تھا یا عیسائی یا یہودیہ عیسائی فرقہ۔

پانچواں حوالہ میں نے **الملل والنحل** کا دیا تھا جس میں یہود و نصاریٰ کے فرقوں کی الگ الگ بحث کی گئی ہے اور عنانیہ کو یہود کے فرقوں میں شمار کیا گیا ہے لیکن الفضل کو اس سے کیا غرض، اس نے تو پراپیگنڈا کا ایک خاص فن سیکھ رکھا ہے کہ ایک غلط بات کو دہراتے رہو یہاں تک کہ لوگ اسے درست سمجھنے لگ جائیں۔ میں اپنے مضمون کی پہلی قسط ہی میں یہ واضح کر چکا ہوں کہ **الملل والنحل** میں عنانیہ فرقہ کا ذکر یہودی فرقوں کے تحت کیا گیا ہے۔ لیکن ۲۶ اگست کے الفضل میں پھر اسی طویل حوالہ کو درج کیا گیا ہے اور لکھا ہے :-

"جہاں تک مسلمان محققین کا عنانیہ فرقہ کے متعلق فیصلہ ہے ہمارے نزدیک جو حوالے مولوی ابوالعطاء صاحب نے پیش کئے ہیں بہترین ہیں۔ اور فرقہ کے **ماله وما علیه** کے تعین میں بڑے کارآمد ہیں، خاص کر ذیل کا حوالہ"

اور پھر الملل والنحل کا وہی حوالہ درج کیا ہے۔ جس کے متعلق

[۱] اخبار پیغام صلح ۸ اگست ۱۹۵۹ء

میں بحث کر چکا ہوں۔ اب یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ کونسا طریق اختیار کیا جائے جس سے مدیر الفضل اتنی ہلکی سی موٹی بات کو سمجھ جائیں کہ الملل والنحل کے مصنف تو اس فرقہ کو یہودیوں کے فرقوں میں شمار کر رہے ہیں۔

اسی سلسلہ میں جی۔ ای۔ مور کی کتاب ہسٹری آف ریلیجن[1] بھی ملاحظہ فرمائیں۔ جس میں چوتھا باب یہودی مذہب کے متعلق یہودی فرقوں کی بحث میں سب سے پہلے اسی فرقہ کا ذکر ہے۔

اب ان تمام کتب میں نہ تو عنانیہ کو عیسائی فرقہ کہا گیا ہے۔ نہ ہی یہودیہ عیسائی فرقہ اب آپ خود سوچ لیں کہ عیسائی یہودی اور مسلمان مؤرخین کے مقابل پر آپ کے

قیاس اغلب

کی کیا حقیقت ہے۔ مجھے تو حیرت ہے کہ جب آپ لوگ اتنی ہمالیہ ایسی بڑی غلطی کو تسلیم نہیں کر سکتے جہاں کسی قسم کی ایچا پیچی کی گنجائش ہی نہیں تو ان مسائل میں جہاں کوئی الٹی سیدھی تاویل ہو سکتی ہے۔ آپ حق بات کو کب تسلیم کرنے لگے۔

گر ہمیں مکتب است وہمیں ملا
کار طفلاں تمام خواہد شد

اگر آپ کو ایک غلط مسلک کی حمایت کرتے ہوئے خدا کا خوف نہیں آتا تو کم از کم اس بات کا ہی خیال رکھیں کہ جو لوگ الفضل اور پیغام صلح دونوں اخبارات کا مطالعہ کرتے ہونگے۔ وہ آپ کے متعلق کیا رائے قائم کریں گے۔ اگر آپ ایسے یہودی فرقوں کی تلاش میں ہیں، جو حضرت عیسٰی کو خدا کا نیک انسان سمجھتے ہیں تو اس کا ذکر تو خود میرے اپنے مضمون میں موجود ہے۔ آپ کو بلنٹ کی کتاب کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔

۱۲ اگست کے پرچہ میں تو بات "قیاس اغلب" اور کوئی تعجب نہیں" تک محدود تھی لیکن ۲۶ اگست کے پرچہ میں ایڈیٹر الفضل کی یہ ہچکچاہٹ دور ہو چکی ہے۔ بڑے یقین سے فرماتے ہیں کہ کچھ بھی ہو ایسے لوگ ہرگز یہودی نہیں ہو سکتے (کالم ۲) نیز

"عنانیہ کی طرح اور بھی بنی اسرائیلی عیسائی فرقے تھے جو اصل یہود فرقہ کے علی الرغم حضرت عیسٰی کو نیک ولی اللہ اور نبی اللہ تک مانتے تھے"

پھر آگے چل کر ارشاد ہوتا ہے:۔

"حقیقت یہ ہے کہ اصل عیسائی تو یہی تھے"

چلو اس کا فیصلہ ہو گیا۔ پہلے قیاس اغلب سے عنانیہ کو انہوں نے "اسرائیلی عیسائی فرقہ" بنایا اگلا زینہ آسان ہو گیا۔ جب ان کے نزدیک اسرائیلی عیسائی فرقے ہی اصل عیسائی تھے تو عنانیہ خود بخود اصل عیسائیت کے دائرے میں شامل ہو گئے۔ اب تو انہیں عیسائی ماننے بغیر کوئی چارہ ہی نہ رہا۔ اپنے دوسرے مضمون کے آخر پر فرماتے ہیں:۔

"اس لئے عنانیہ کو انہیں لازماً عیسائی فرقہ تسلیم کرنا پڑے گا" (صفحہ کالم ۴)

"انہیں" سے اشارہ راقم سطور ہی کی طرف ہے۔ اب جب آپ نے کہدیا کہ عنانیہ کو لازماً عیسائی ماننا پڑے گا تو کسی کی کیا مجال کہ اس کا انکار کرے۔ جب علماء ربوہ نے کہدیا کہ عنانیہ "عیسائیوں کا پیغامی گروہ" ہے تو یہ قول ان کا پتھر کی لکیر بن گیا۔ دنیا ادھر سے ادھر ہو جائے یہودیوں عیسائیوں مسلمانوں اور ساری دنیا کی شہادتیں اس کے خلاف ہوں لیکن ان کی کوئی وقعت نہیں۔ ایڈیٹر الفضل نے تو جیوئش انسائیکلو پیڈیا کے تمام یہودی مصنفین کو بیک جنبش قلم عیسائی بنا دیا ہے تو اب کس کی جرأت ہے کہ اس "حقیقت" کا انکار کر سکے۔ وہاں پوچھتے تو جاہل اور عقل سے عاری ہونے کا فتوے لگ جاتا ہے۔

ناطقہ سر بگریباں ہے کہ اسے کیا کہئے

باریک تحقیقات کا کرشمہ

ایڈیٹر الفضل نے اپنے پہلے اداریہ میں تحریر فرمایا تھا:۔

"شیخ محمد طفیل صاحب کے خیال میں عنانیہ یہودیوں کا فرقہ تھا۔ شیخ صاحب خدا کے لئے بتائیں کہ کیا کوئی یہودی یہودی رہ کر ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو ولی اللہ مانتے وہ قوم جو آپ پر (نعوذ باللہ) بدترین الزام لگاتی ہے کیا ان کا کوئی ایسا فرقہ ہو سکتا ہے۔ جو حضرت عیسٰی علیہ السلام کے متعلق ولی اللہ تو بہت بڑی بات ہے کوئی ذرا نیک خیال بھی رکھ سکے"[1]

جب میرے مضامین پڑھ کر ان پر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ یہودیوں میں ایسے ایک نہیں کئی فرقے موجود ہیں۔ تو مدیر الفضل کو یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ اب قرآن کے بیان کو صحیح مانیں یا تاریخی واقعات کو۔ اس مشکل کو رفع کرنے کے لئے انہوں نے یہ طریق اختیار کیا کہ یا تو ایسے فرقوں کے یہودی ہونے سے قطعاً انکار کر دو اور اگر یہ ممکن نہیں تو پھر یہودیوں کو دو دائروں میں تقسیم کر دو ایک خالص یہودی اور دوسرے غیر خالص۔ اب جو تو حضرت عیسٰی کو نعوذ باللہ ملعون سمجھتے تھے وہ تو خالص یہودی ہیں اور جو ان کو نیک انسان سمجھتے تھے۔ وہ اس خالص یہودیت کے دائرہ سے باہر۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"یہ امر قرآن کریم سے واضح ہے کہ خالص یہودی مذہب رکھنے والے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو کسی طرح اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ قرار نہیں دے سکتے تھے۔ کیونکہ وہ تو نعوذ باللہ آپ کو کچھ کا کچھ سمجھتے تھے۔ اور قرآن کریم نے ان کے الزامات سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی بریت فرمائی ہے۔ اس لئے جس یہودیت کے اعتراضات کی تردید قرآن کریم میں کی گئی ہے۔ یہ فرقہ ہرگز اس یہودیت سے تعلق نہیں رکھ سکتا"[1]

اسی استدلال کو مختلف الفاظ میں آپ نے ۲۶ اگست والے اداریہ میں دوہرایا ہے کہ ایسا فرقہ

"یہودیوں کے اس خاص زمرہ میں سے از روئے قرآن مجید خارج ہو جاتا ہے"

نیز ایسے فرقے:۔

"اصل یہودی طائفہ میں جن کی وضاحت قرآن کریم نے کی ہے شامل نہ تھے"

اب جو سوال ایڈیٹر صاحب الفضل مجھ سے پوچھ رہے تھے اس کا جواب تو خود ہی انہوں نے دے دیا۔ کہ چاہے ایسے لوگ یہودی کہلائیں لیکن پھر بھی خاص یہودی اصل یہودی یا زمرۂ خاص کے یہودی نہیں کہلا سکتے۔ مجھے جو اعتراض تھا وہ یہ ہے کہ جو لوگ خالص اور اصل یہودی نہیں۔ انہیں

خالص اور اصل عیسائی

کیسے سمجھ لیا جائے۔ آپ کے مبلغین کی یہ سخن فہمی میری سمجھ میں نہیں آئی۔

مضمون لکھتے لکھتے مدیر الفضل کو جلال آگیا ہے فرماتے ہیں:۔

"باریک تحقیقات کا یہ ہے کرشمہ یعنی عنان بن داؤد یہودی بھی تھا اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کو خدا کا نبی بھی مانتا تھا۔ کہاں ہیں بڑے بڑے پیغامی؟ ذرا طفیل صاحب سے پوچھیں کہ قرآن کریم میں حضرت عیسٰی علیہ السلام پر یہودیوں کے اعتراضات کی جو تردید کی گئی ہے کیا وہ نعوذ باللہ محض افتراء ہے۔ کیا قرآن کریم کی تصریحات کے ہوتے ہوئے کوئی شخص یہ ادعا کر سکتا ہے۔ کہ یہودیوں کا ایک فرقہ ایسا بھی ہے جو حضرت عیسٰی علیہ السلام کو خدا کا نبی مانتا تھا۔ اگر کوئی فرقہ ایسا تھا تو بتائیے قرآن کریم نے اس کو کہاں مستثنیٰ قرار دیا ہے؟"[2]

اب جو شخص ایڈیٹر الفضل کے استدلال سے متفق نہیں اس کے متعلق ان کا خیال ہے کہ ایسا شخص "یا تو نہایت جاہل

---

[1] G. E. MOORE LL. D.
HISTORY OF RELIGION VOL. 2
((T&T. CLARK
EDINBURGH 1948)

[1] الفضل ۲۶ جولائی ۱۹۵۹ء

[1] الفضل ۱۲ اگست ۱۹۵۹ء
[2] الفضل ۲۶ اگست ۱۹۵۹ء

سے یا پرلے درجہ کا ضدی ہے" یا جاہل اور "عقل سے عاری"
ہے کوئی تعجب نہیں کہ مدیر الفضل سخت کلامی[1] سے گالیوں پر اُتر
آئیں۔ ان کی اس سخت زبانی کو درگذر کرتے ہوئے میں ان
سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی اُن سے پوچھ بیٹھے
کہ عیسائیوں میں جو موحدین کا فرقہ ہے (UNITARIANS)
جو پہلی صدی ہی سے ان میں موجود چلا آتا ہے۔ اور جو
حضرت مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا نہیں صرف انسان سمجھتا ہے
اس کا قرآن مجید میں کہاں استثناء کیا گیا ہے۔ تو آپ اسے
کیا جواب دیں گے۔ اگر ان موحدین میں سے کوئی شخص آکر آپ کو
کہے کہ میں تو حضرت مسیح کو قطعاً خدا کا بیٹا تسلیم نہیں کرتا تو
کیا آپ اسے یہ کہنا شروع کر دیں گے کہ تم عیسائی نہیں کیونکہ
قرآن کی رُو سے تو حضرت عیسیٰؑ کی وفات کے بعد لوگوں
نے انہیں اور ان کی ماں کو دو معبود بنا لیا تھا[1]۔ عیسائیوں
کا ایک بڑا فرقہ پروٹسٹنٹ تو حضرت مریم علیہا السلام کو ایک
عام عورت تصور کرتا ہے۔ فرمائیے ان لوگوں کو آپ
عیسائیت کے کس دائرے میں شامل فرمائیں گے۔ کیا قرآن
کریم کی تصریحات کے ہوتے ہوئے کوئی شخص باور کر سکتا
ہے۔ کہ عیسائیوں کا ایک فرقہ ایسا بھی ہے جو حضرت مسیح
کو معبود نہیں مانتا۔ یا حضرت مریم کی الوہیت کا انکار کرتا ہے
جو جواب آپ اس کا عنایت فرمائیں گے۔ وہی میری
طرف سے اپنے سوال کا سمجھ لیجئے۔

بات تو دراصل یہیں ختم ہو جاتی ہے لیکن اتمام حجت
کی غرض سے الفضل کے دیگر دلائل پر بھی ایک بار
نظر ڈالی جائے تو مضائقہ نہیں۔

یہود کی تعریف

ایڈیٹر صاحب الفضل نے یہود کی تعریف از روئے
قرآن پیش فرمائی ہے جس کے متعلق انہیں خیال ہے کہ عیسائی
اور دوسرے لوگ بھی اس تعریف سے متفق ہیں۔ فرماتے
ہیں:۔

"از روئے قرآن کریم صاف وہی طائفہ یہودی
کہلاتا تھا جس نے حضرت مریم پر بہتان باندھا
اور بزعم خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا"
(۲۶ اگست ۱۹۵۹ء)

پھر ارشاد ہوتا ہے:۔

"اب عنانیہ فرقہ کے متعلق ایک بھی ایسا
حوالہ پیش نہیں کیا جا سکتا کہ جس سے یہ
ثابت ہو کہ یہ فرقہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کو نیک نہیں مانتا تھا۔ (یہ امر تو زیر بحث
ہی نہیں۔ ناقل) ایک ذرا سی عقل رکھنے والا
انسان بھی ایسے فرقہ کو قرآن کریم کی شہادت
کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہودیوں کا فرقہ
تسلیم نہیں کر سکتا۔ خواہ تمام دنیا کی کتابیں اس
کو یہودی فرقہ بیان کریں، کیونکہ نہ صرف
از روئے قرآن کریم بلکہ عیسائیوں اور دیگر
لوگوں کے نزدیک بھی۔ یہود بنی اسرائیل کا
وہ طائفہ ہے جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کا نہ صرف انکار کیا بلکہ آپ پر اور آپ
کی والدہ پر نعوذ باللہ نہایت گندہ بہتان لگایا
تھا۔ اور دشمنی پر وہ آج تک قائم چلا آتا ہے"

ایڈیٹر صاحب الفضل کو پہلا مغالطہ تو یہ ہوا کہ قرآن مجید نے
جن واقعات کا ذکر کیا جو غلطی سے یہود کے بالمقابل حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کو پیش آئے تھے ان کو انہوں نے یہود کی
تعریف قرار دے دیا۔ اس نظریہ کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ
جو یہودی حضرت عیسیٰؑ سے قبل گذر چکے ہیں ان کے
یہودی ہونے ہی سے انکار کرنا پڑے گا حالانکہ یہودیت
JUDAISM کا وجود مسیح سے قبل چلا آتا ہے۔ یہودی
تو حضرت ابراہیمؑ کو اپنے مذہب کا پہلا پیرو سمجھتے ہیں
(انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا) یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
کو اس مذہب کی تکمیل کرنے والا سمجھتے ہیں کیا الفضل
کی منطق کے مطابق وہ سب یہودیت کے دائرہ سے
خارج اس لئے کہ انہوں نے حضرت مریم علیہا السلام پر بہتان
نہیں باندھا تھا وغیرہ بہتان جو حضرت مسیح کے زمانہ کے
یہودیوں نے باندھا تھا۔ اب یہودیوں کا ایک فرقہ
جو امام ابو حنیفہ کے زمانہ میں معرض وجود میں آیا وہ اس بہتان
سے اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دیتا ہے اور کہتا ہے
کہ ہم تو اصل توریت کی پیروی کرتے ہیں اور تہہ سے سمجھتے
ہیں اپنے آپ کو اصلی یہودی سمجھتے ہیں۔ دنیا بھی ان کو یہودی
کا ایک فرقہ سمجھتی ہے لیکن مدیر الفضل فرماتے ہیں نہیں
وہ یہودی نہیں تھے بلکہ اصلی عیسائی تھے کیونکہ قرآن
مجید میں خالص یہودیوں کی ایک خاص تعریف بیان
کی گئی ہے اور عنانیہ فرقہ کے عقائد رکھنے والوں کا ذکر قرآن
میں کوئی ذکر نہیں۔ بھلا ان سے کوئی پوچھے کہ جو فرقہ امام
ابو حنیفہ کے زمانہ میں معرض وجود میں آیا ہے اس کے عقائد
کو قرآن کریم میں تلاش کرنا کہاں کی عقلمندی ہے۔ اب تو
نہ حضرت مسیح کے قبل کے یہودی خالص یہودی رہے اور
نہ مسیح کے بعد جو یہودیوں میں مختلف فرقے پیدا ہوتے
رہتے ہیں ان کو یہودی فرقوں میں شمار کیا جا سکتا ہے۔
ان سب کو ناچار عیسائی قرار دیا جائے تو بات بنتی ہے
بفرض محال اس قسم کے استدلال کو درست بھی تسلیم کر لیا
جائے تو زیادہ سے زیادہ یہی ثابت ہوگا کہ وہ لوگ
خالص یہودی نہیں تھے لیکن ان کو خالص اور اصلی عیسائی
ثابت کرنے کے لئے اور بہت سے امور کی ضرورت
ہے۔ ہر جگہ دھاندلی سے کام نہیں چل سکتا یہ تو اس
بھوکے آدمی کی مثال ہوئی جس نے کہا تھا دو اور دو چار
روٹیاں۔

"از روئے قرآن کریم تو یہود سحر اور کاہنوں پر کیا
ایمان لاتے تھے اور وہ عرب کی بت پرستی سے بھی
متاثر ہوئے تھے" (النساء ۵۱) اسلام، نبی کریم اور
مسلمانوں کا بھی تمسخر اڑاتے تھے (البقرہ ۱۰۴) مسلمانوں
اور رسول کریمؐ کے خلاف سازشوں میں شریک ہوتے
رہتے تھے۔ اب آپ کی منطق کی رو سے جب عنانیہ
العیسویہ۔ یدغنیہ فرقے وغیرہ رسول کریمؐ کو خدا کا نبی تسلیم
کریں تو ان سب کو مسلمان فرقوں میں شمار کر لینا چاہیئے۔ اس
لئے کہ قرآن نے تو یہود کے متعلق یہ فرمایا کہ وہ نبی صلعم سے
عداوت رکھتے تھے وغیرہ۔

خدا کی شان ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے نام لیواؤں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار
دینے پر تو سب سے پیش پیش ہیں لیکن جو لوگ یہودی
رسوم اور عقائد سے وابستگی رکھتے ہیں ان کو ذرا سی
بات پر مسلمان سمجھنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ جن
کو آپ اصلی عیسائی کہہ رہے ہیں وہی لوگ تو اصلی مسلمان ہوئے
قرآن کی اصطلاح میں۔ کاش اتنی وسعت قلبی اپنے ان
بھائیوں کے لئے بھی دکھائیں جو آپ کے گرد بستے
ہیں۔ ان کے لئے تو آپ کی لغت میں "پختہ اور پکے
اور یقینی کافر" کے ہی الفاظ ہیں۔ اور عدالت میں جا کر
اس غلط بیانی سے کام لیتے ہیں کہ ہم گذشتہ پانچ
برس سے ان الفاظ کے استعمال سے اجتناب کر رہے
ہیں۔ ع کچھ اپنے جھوٹ کا بھی نام رکھ لو
ہمارا صدق گر یکسر ریا ہے

میں پھر اپنے اصل مضمون کی طرف واپس آتا ہوں۔
قرآن مجید میں تو یہ بھی ذکر ہے کہ یہودی آخرت سے مایوس
ہیں (الممتحنہ ۱۳) حالانکہ حقیقت صرف اتنی ہے کہ بعض
یہودی فرقے حیات بعد الممات کے قائل نہیں کیونکہ
توریت میں اس کا ذکر نہیں، لیکن یہودیوں کی اکثریت آخرت
کی قائل ہے۔ اب کوئی عقلمند انسان اٹھ کر یہ اعلان
کر دے کہ قرآن کی رُو سے یہودی آخرت کے قائل نہیں
لہٰذا یہودیوں کی یہ کثیر تعداد جو دنیا میں پائی جاتی ہے اسے
یہودی کہنا صرف اس شخص کا کام ہے جو یا تو پرلے
...... درجے کا ضدی ہے یا عقل سے عاری ہو تو اس کا
کیا کیا جائے۔ میں تو حیران ہوں کہ ایڈیٹر الفضل کی عقل کو کیا ہو
گیا ہے۔ میں تو ایک ناچیز کم علم انسان ہوں لیکن میری جہالت
پر فتوے لگانے سے پہلے مدیر الفضل "اپنے علم"....
..... کو بھی دیکھ لیتے ع

اٹھا کر آئینہ پہلے ذرا اپنی طرف دیکھیں
برے آئے میرا چاک گریباں دیکھنے والے

بات دراصل یہ ہے کہ قرآن کا حکم بھی اکثریت کے متعلق
ہوتا ہے یعنی ان لوگوں کے متعلق ہوتا جو نزول قرآن کے وقت
عرب میں موجود تھے اور جو فرقے قلیل تعداد میں ہیں ان
کا ذکر اکثر اوقات النادر کالمعدوم کے تحت ضروری نہیں
سمجھا گیا۔ جن یہودیوں نے مسیح کی مخالفت کی تھی۔ وہ....
RABBINICAL JEWS تھے اور یہودیوں میں
بھی فرقہ سب سے بڑا ہے۔ انہی کے اعتراضات کی
قرآن نے تردید کی ہے۔ لیکن عنانیہ فرقہ کے لوگ اپنے
آپ کو اس فرقہ سے علیحدہ شمار کرتے ہیں۔ نہ جانے
آپ کو اتنی سی بات سمجھنے میں کیا دقت پیش آ رہی ہے
باقی یہود میں اگر ایسے لوگ تھے یا اب تک موجود ہیں۔
جو اپنے آپ کو RABBINICAL JEWS
سے علیحدہ شمار کرتے ہیں تو ان کی موجودگی قرآن مجید کی
تصریحات کے خلاف نہیں۔ اچھا یہ تو فرمایئے کہ
جو آپ نے یہودیہ عیسائی فرقوں کا اپنے مضمون میں
ذکر کیا ہے۔ ان کو قرآن کریم سے کہاں مستثنیٰ قرار

[1] وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (المائدہ آیت ۱۱۷)

دیا ہے آپ کے قول کے مطابق اگر ایبیونائٹ ایسے "اصل عیسائی" تھے تو قرآن میں ان کا ذکر کہاں ہے یہ کیا معاملہ ہے کہ قرآن "نقلی عیسائیوں" کے ذکر ہی سے بھرا پڑا ہے، قرآن تو کہتا ہے کہ یہ عیسائی لوگ کہتے ہیں ان اللہ ثالث ثلثۃ (المائدہ ۷۳) لیکن سینٹ پال آف سیموسوٹا تو اس قسم کی تثلیث کا قائل نہیں تھا وہ تو کہتا تھا کہ تثلیث سے مراد خدا تعالیٰ کی تین صفات ہیں نہ کہ تین اشخاص۔ اب فرمایئے کہ سینٹ پال اور اس کے شاگردوں کو ہم از روئے قرآن عیسائی کہیں گے یا مسلمان؟ آپ بڑے بڑے پیغامیوں کو کیوں مخاطب کر رہے ہیں پہلے میری گذارشات پر تو غور فرمالیں۔ جناب ایڈیٹر صاحب الفضل! آپ نے خواہ مخواہ ایک غلط مقدمہ کی وکالت شروع کر رکھی ہے۔ آپ اس مقدمہ میں اپنے آپ کو جتنا اُلجھائیں گے۔ اتنا ہی اپنی جان کو عذاب میں ڈالیں گے۔ آپ ایک سچی بات کا اعتراف کیوں نہیں فرما لیتے کہ آپ کے علماء نے احمدی جماعت کو دانستہ یا نادانستہ طور پر دھوکہ دینے کی کوشش کی تھی اور بس۔

تتمہ

ا۔ EBIONITES ایبیونائٹس (جس کا لفظی ترجمہ ہے مفلس انسان) اپنے آپ کو مسیح کے بہاڑی وعظ کا صحیح مصداق سمجھتے تھے، اس فرقہ کے لوگ عادت ابتدا سے قائم تھے۔ اور کہتے تھے کہ بائیبل میں آدم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کی طرف جو گناہ ہوں کا ارتکاب منسوب کیا گیا ہے وہ محض تحریف ہے۔ یہ لوگ مسیح علیہ السلام کی نبوت کے قائل تھے بعض مستشرقین کا خیال ہے کہ قرآن میں جو مسیح کی نبوت کا ذکر کیا گیا ہے یہ مسئلہ اسی فرقہ کے عقائد سے مستعار لیا گیا ہے، (ملاحظہ ہو اسلام اینڈ کرسچئین تھیالوجی مصنفہ سویٹ مین) اس فرقہ کی اکثریت مسیح کے باپ پیدا ہونے کی قائل تھی۔ اب مدیر الفضل اپنے اعتقادات کی رُو سے ان اصلی اور حقیقی عیسائیوں کے اس عقیدہ کے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

ب۔ "عنانیہ ...... بعینہٖ پیغامیوں کی طرح دیرینہ نسلی یہودیوں سے تعلقات اور میل جول رکھنے کی خواہش اور نمائش میں ید طولیٰ رکھتے تھے"

(الفضل ۲۷ر اگست سنہ ۱۹۵۹ء)

حقیقت یہ ہے کہ ایڈیٹر الفضل بے پر کی اڑانے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ عنانیوں نے تو طالمود، مشنا، بدراشن اور دیگر یہودی روایتوں کا یکسر انکار کر دیا تھا اور یہود کے مروجہ رسم و رواج کے سخت مخالف تھے۔ اور اپنے آپ کو روایتی اور نسلی قسم کے یہودیوں سے بالکل علیحدہ رکھتے تھے۔ اب مدیر الفضل نے تاریخ کی کوئی کتاب اٹھا کر دیکھی ہو تو انہیں صحیح بات کہنے کی توفیق ملے۔ کاش وہ اس قسم کے مضامین لکھنے سے پہلے کسی صاحب علم سے مشورہ کر لیا کریں۔

خطبہ جمعہ — بسلسلہ صفحہ نمبر ۲

بسلسلہ صفحہ نمبر ۲

کے لئے ان میں اخلاص پایا جاتا ہے، ما من سبیل کسی قسم کی سزا ان کو نہیں دی جا سکتی، کسی قسم کی بھاگ دوڑ جو انہوں نے نہیں کی اس لئے وہ معافی کے مستحق ہیں،

جنگ تبوک میں شمولیت کے لئے نادار لوگوں کا جذبہ

پھر ان کے علاوہ ایک اور حصہ ہے ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملھم وہ لوگ جو جن کے اندر جامِ شہادت پینے کا جذبہ ہے لیکن ان کے پاس سواری نہیں تبوک پہنچنے کے لئے ۳۵۰ میل کا فاصلہ طے کرنا ہے گرمی کا موسم ہے بادِ سموم چل رہی ہے اس وقت ایسے حالات میں تبوک کے مقام پر دشمن کے مقابلہ کے لئے جانے کا ارادہ ہے، لیکن بعض لوگ ہیں جن کے پاس سواری نہیں کہ وہ اتنی دور کا سفر کر سکیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک کو کہہ رکھا ہے کہ ہر شخص اپنا اپنا گھوڑا یا اونٹ اور اپنے نیزے تلواریں اور تیر اور کھانے کا سامان لائے، کس قدر دانشمندی ہے، فوج کی بھرتی بھی ہو گئی اور سامان جنگ اور رسد کا سامان بھی ہو گیا۔ لیکن کچھ لوگ وہ بھی ہیں جن کے پاس سواری نہیں وہ آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ ان کے لئے سواری کا انتظام کر دیا جائے قلت لا اجد ما احملکم علیہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جواب دیتے ہیں کہ میرے پاس سواری تو نہیں، اس کا کیا ہوا، تولوا واعینھم تفیض من الدمع حزنا الا یجدوا ما ینفقون ان کا جذبہ جام شہادت پینے کا ہے وہ سعادت ان کو نصیب ہوتی نظر نہیں آتی۔ ان کا جذبہ جہاد پورا نہ ہونے کی وجہ سے ان پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا ہے، اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے ہیں کہ یہ سعادت نصیب نہ ہوئی، صحیح بخاری میں ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان کا نام البکائین (رونے والے) پڑ گیا، اور اس سے بڑھ کر سعادت کیا ہوگی کہ ان کے خلوص کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کر دیا۔ جو ہمیشہ کے لئے یادگار رہ گیا۔

گھروں میں بیٹھ رہنے والوں کو انتباہ

انما السبیل علی الذین یستاذنونک وھم اغنیاء الزام ان لوگوں پر ہے جو بہانہ سے گھروں میں بیٹھنا چاہتے ہیں رضوا بان یکونوا مع الخوالف یہ لے غیرت اور بے حس لوگ عورتوں کے ساتھ بیٹھ رہنا چاہتے ہیں ان کا خیال ہے کہ اس طرح موت سے بچ جائیں گے۔ ان کو علم نہیں کہ چولہے کے پاس بیٹھا ہوا انسان بھی مر جاتا ہے، اور میدان جنگ میں دادِ شجاعت دینے والا غازی صحیح سلامت بھی آ جاتا ہے خالد بن ولیدؓ جس وقت مرض الموت میں پڑے تھے، انہوں نے ایک بڑا قیمتی جملہ کہا کہ میرے جسم میں کوئی بالشت بھر جگہ نہیں، جس پر ان زخموں کے نشانات نہ ہوں، جو میدان جنگ میں مجھے لگے، لیکن آج میں ایک جنگلی جانور کی طرح مر رہا ہوں ما منی موضع شبر الا وفیہ ضربۃ او طعنۃ او رمیۃ ھا انا اموت کما یموت العیر۔

نبی کریم صلعم کے عزیزوں کی جانی قربانیاں

حضرت صلعم کے چچا حضرت حمزہؓ شہید ہوئے، حضرت جعفر طیارؓ شہید ہوئے، جنگ احزاب کے موقعہ پر دشمن کے لشکر کا ایک نہایت قوی ہیکل اور مشہور پہلوان عبد وُدّ خندق پار کر کے آ گیا، آنحضرت صلعم کے حکم سے حضرت علیؓ اس خطرناک دیو کا مقابلہ کرنے کے لئے نکلے اس نے شدت سے ان کی خود پر ضرب لگائی جس سے خود کی دو ایک کڑیاں حضرت علیؓ کی پیشانی میں گھس گئیں اس پر حیدر کرار کی ذوالفقار چمکی اور انہوں نے لپک کر کہا دشمن کے شانے پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ تلوار اس کی کمر تک اتر گئی، اور دو ٹکڑے ہو گیا۔ یہ لوگ تھے جنہوں نے دین کو سمجھا اور اپنی جان اور مال کو قربان کر دیا۔

حضرت سعد بن وقاصؓ کا جذبۂ قربانی

ایک اور بہت بڑے مسلمان حضرت سعد بن وقاصؓ تھے، وہ بہت بڑے مالدار تھے۔ نبی کریم صلعم کے ساتھ حج کرنے کے لئے مکہ میں آئے تو بیمار ہو گئے، حضور نبی کریم صلعم بار بار ان کی بیمار پرسی کے لئے جاتے رہے، حضرت سعدؓ نے آپ سے کہا کہ میرے پاس بڑا مال ہے اور ایک ہی لڑکی ہے اگر آپ اجازت دیں تو سارا مال خدا کی راہ میں دیدوں آپ نے فرمایا نہیں، انہوں نے کہا اچھا نصف، اس کی بھی آپ نے اجازت نہ دی، انہوں نے کہا تہائی مال ضرور لے لیں، آپ نے منظور کر لیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ میرے دل میں ایک ولولہ ہے کہ وہ قوم جس نے آپ کی تکذیب کی اور تکلیف پہنچائی اور آپ کو وطن سے نکالا اسکو اپنے کیفر کردار کو پہنچایا جائے اور یہ بھی ولولہ ہے کہ میں مکہ میں نہ مروں، ورنہ سمجھا جائے گا کہ وطن سے ہجرت کر کے گیا تھا لیکن وطن میں ہی آ کر مرا۔

قومی زندگی کا انحصار مالی و جانی قربانی پر

کیا ولولے نبی کریم صلعم نے ان لوگوں کے دلوں میں پیدا کئے ان جذبات کے بغیر قوم زندہ نہ رہ سکتی تھی۔ آج ہم لوگ اسلام کے دعویدار ہیں، یہ انہی پاک انسانوں کی قربانیوں اور ایثار کا نتیجہ ہے۔ قوم کی زندگی کے لئے جان اور مال کی قربانیوں کی ضرورت ہے، خوب یاد رکھو قوم زندہ نہیں رہ سکتی جب تک اپنے اموال اور جانیں قربان کرنے کے لئے آمادہ نہ ہو۔

اعتذار

کتاب "دعوتی" کے جواب کی انیسویں (۱۹) قسط افسوس ہے کہ بوجہ عدم گنجائش اس پرچہ میں درج نہیں ہو سکی نہ تو تبلیغی خط و کتابت کے لئے جگہ نکل سکی، آئندہ پرچہ میں انشاء اللہ دونوں چیزیں درج ہوں گی) اور یہ کوشش کی جائیگی کہ بچوں کے صفحہ کا سلسلہ بھی شروع کیا جائے۔

پیغام صلح ۸ر ستمبر ۱۹۵۹ء رجسٹرڈ ایل ۳۳۸ شمارہ ۳۵

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
سالانہ چندہ۔ پاکستان سے چھ روپے۔ ہندوستان سے چھ روپے (ہندوستانی سکہ)
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ۔ شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان ۱۰۰/۸ محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ حیدرآباد دکن (انڈیا)

تعلیمی پریس مرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمدؐ است امام و چراغِ ہر دو جہاں
محمدؐ است فروزندۂ زمین و زماں

خدا نگویمش از ترسِ حق مگر بخدا
خدا نما ست وجودش برائے عالمیاں

ہفت روزہ پیغامِ صلح

لاہور نمبر ۲ پاکستان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ہر ماہ کی ۱-۸-۱۵-۲۲
تاریخ کو شائع ہوتا ہے

تار کا پتہ:۔ "تبلیغ" لاہور

ٹیلیفون نمبر ۳۷۳۷

ایڈیٹر سوست محمد

اسسٹنٹ ایڈیٹر:۔ بشیر احمد سوتر

جلد ۴۹ | یوم سہ شنبہ مؤرخہ ۱۰ ربیع الاوّل ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۵ ستمبر ۱۹۵۹ء | نمبر ۳۶

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سب انبیاء سے بڑھ کر سب سے افضل اعلیٰ اکمل ارفع اجلیٰ اصفیٰ ہیں

حضرت امام زمان مرزا غلام احمد قادیانیؑ کے قلم سے

"چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاک باطنی وانشراح صدر و عصمت و حیا و صدق و صفا و توکّل و وفا اور عشق الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاءؑ سے بڑھکر اور سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل و ارفع و اجلیٰ و اصفیٰ تھے اس لئے خدائے جلشانہ نے ان کو عطرِ کمالاتِ خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا۔ اور وہ سینہ اور دل جو تمام اوّلین و آخرین کے سینہ و دل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر و روشن تر و عاشق تر تھا وہ اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اوّلین و آخرین کی وحیوں سے اقویٰ و اکمل و ارفع و اتم ہو کر صفاتِ الٰہیہ کے دکھلانے کے لئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو۔ سو یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف ایسے کمالاتِ عالیہ رکھتا ہے جو اس کی تیز شعاعوں اور تیز کرنوں کے آگے تمام صحفِ سابقہ کی چمک کالعدم ہو رہی ہے، کوئی ذہن ایسی صداقت نکال نہیں سکتا جو پہلے ہی سے اس میں درج نہ ہو۔ کوئی فکر ایسی برہانِ عقلی پیش نہیں کر سکتا جو پہلے ہی سے اس نے پیش نہ کی ہو۔ کوئی تقریر ایسے قوی اثر کو دل پر ڈال نہیں سکتی جیسے قوی اور پُر شوکت اثر لاکھوں دلوں پر وہ ڈالتا آیا ہے۔ وہ بلاشبہ صفاتِ کمالیہ حق تعالیٰ کا ایک نہایت مصفّیٰ آئینہ ہے جس میں وہ سب کچھ ملتا ہے جو ایک سالک کو مدارجِ عالیہ تک پہنچنے کے لئے درکار ہے۔"

(سُرمہ چشمِ آریہ صفحہ ۲۳، ۲۴ حاشیہ)

شانِ احمدؐ

از حضرت مسیح موعودؑ

شانِ احمد را کہ داند جز خداوندِ کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم

زاں نمط شد محوِ دلبر کز کمالِ اتحاد
پیکرِ او شد سراسر صورتِ ربِّ رحیم

بوئے محبوبِ حقیقی میدمد زاں روئے پاک
ذاتِ حقّانی صفاتش مظہرِ ذاتِ قدیم

گرچہ منسوبم کُند کس سوئے الحاد و ضلال
چوں دلِ احمدؐ نمی بینم دگر عرشِ عظیم

منتِ ایزد را کہ من بر رغمِ اہلِ روزگار
صد بلا را میخرم از ذوقِ آں عین النعیم

از عنایاتِ خدا و ز فضلِ آں دادارِ پاک
دشمنِ فرعونیانم بہرِ عشقِ آں کلیم

آں مقام و رتبتِ خاصش کہ بر من شد عیاں
گفتمے گر دیدمے طبعے دریں راہِ سلیم

در رہِ عشقِ محمدؐ ایں سر و جانم رود
ایں تمنا ایں دعا ایں در دلم عزمِ صمیم

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا ۔:۔ گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

تبلیغی خط و کتابت

از۔ افیسر انچارج بلادِ غیر

اس عنوان کے نیچے وہ خطوط درج کئے جاتے ہیں جو انجمن کی تبلیغی ڈاک کے جواب میں موصول ہوتے ہیں :۔

جارج ٹاؤن

ترجمہ خط از مسٹر محمد رشید سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام برٹش گائنا براینج جارج ٹاؤن ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے یہاں کے مخالفین نے پیش کردہ اعتراضات کے جو جوابات ماہوار رسالہ مسلم ٹائمز میں شائع کرنے کے لئے بھجوائے ہیں ہم سب آپ کے ممنون و مشکور ہیں۔

جناب حضور! ہمیں ڈیتھ آف جیسز کرائسٹ کی چند کاپیوں کی ضرورت ہے اور مولنا عبدالحق ودیارتھی صاحب کی کتب کے علاوہ آریوں کے متعلق دیگر کتب کی تحصیل میں ہماری اعانت فرمائیں اور شکریہ کا موقعہ بخشیں امید ہے جواب باصواب سے مشکور فرمائیں گے ۔ والسلام

(انہیں پرائس لسٹ اور تمام انگریزی پمفلٹس بھیجے جا رہے ہیں ۔ آریوں کے متعلق حضرت صاحبؑ کی اردو کتب کے نام لکھ دیئے ہیں اور پوچھا ہے کہ کیا ان سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے ۔)

نائجیریا

ترجمہ خط از مسٹر عبدالوہاب داوکودو ٹیکنیکل کالج نائجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آپ کے نہایت عمدہ مکتوب کو حاصل کرکے بہت مسرور ہوا ہوں ۔ یہ نیاز نامہ اس وقت کالج میں پہنچا جبکہ ہم لمبی رخصتوں پہ تھے ۔

ایک پر از حقائق و معارف اقتباس جو آپ نے اپنے مکتوب میں مندرج فرمایا ہے حسب وعدہ اسے مکمل فرمائیں دیں اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر سے بزبان انگریزی دیا گیا تھا ۔ اس خط میں انہیں دوسرا حصہ دیا جا رہا ہے ، دراصل میرے خطوط میں حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے بعض حصوں کا بزبان انگریزی نقل کرنا ذریعۂ کشش بنا دیتا ہے ۔)

مجھے بہت افسوس ہے کہ آپ اس کوٹیشن کو مکمل طور پر نہ لکھ سکے۔

میں آپ کا بہت ممنون احسان ہوں گا اگر حضرت صاحبؑ کی یہ تحریرات مجھے مکمل طور پر اپنے خط میں مہیا فرمادیں۔ (انہیں مکمل حوالہ لمبے خط میں لکھا جا رہا ہے اور لٹریچر بھی بھیجا جا رہا ہے)

جنوبی افریقہ

ترجمہ خط از ۔ بی جافر ۔ کیپ ٹاؤن ۔ جنوبی افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے احمدیہ موومنٹ سے بڑی دلچسپی ہے ، میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ صرف احمدیت ہی میری صحیح صحیح راہنمائی کرسکتی ہے ، اندریں صورت مجھے آپ کے تعاون کی سخت ضرورت ہے ۔

مجھے اپنی کتب کے سٹاک کی لسٹ بھیجدیں ، جس میں حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب اور مرحوم مولنا محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب اور سلسلہ کے دوسرے علماء کی کتب شامل ہوں ۔

(انہیں لٹریچر ، پرائس لسٹ بھیجے جا رہے ہیں اور ایک خط احمدیت کی خصوصیات پر لکھا جا رہا ہے)

نائجیریا

ترجمہ خط از سلیمان ایف لولگن ، آیشیا نائجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

لٹریچر کی دوسری قسط مجھے مل گئی ہے آپ کتنے اچھے ہیں ، اس عنایت کا میں کیسے شکریہ ادا کروں جس طرح آپ لوگ قرآن مجید کے نور کو دنیا میں پھیلاکر لوگوں کی روحانی اور اخلاقی اصلاح اور ان کی نجات کا سامان بہم پہنچانے میں کوشاں ہیں خدا کرے اسی طرح اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی نصرت ۔ انعامات اور برکات سے نوازتا رہے آمین ۔

جو کتب مجھے آج تک آپ کی طرف سے مل چکی ہیں وہ یہ ہیں :۔

(۱) انگریزی قرآن شریف مع متن
(۲) اسلام اینڈ کرسچینٹی
(۳) کال آف اسلام
(۴) ہز ہولینس ایکسرینڈ
(۵) اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی انگلش اور فرانسیسی زبانوں میں ۔ وغیرہ وغیرہ ۔

پارسل اچھی حالت میں نہیں پہنچا کتب تو محفوظ تھیں مگر پیکٹ پھٹا ہوا تھا (راستہ میں پھٹ گیا ہوگا) قرآن شریف تمام تحائف میں سے بہت بڑا تحفہ تھا ، اللہ تعالیٰ مجھے پڑھنے ۔ سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق بخشے ۔ آمین

اگرچہ میں ابھی گرامر اسکول کا سٹوڈنٹ ہوں مگر میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ فارغ التحصیل ہوکر اپنی زندگی خدمت اسلام کے لئے وقف کر دوں گا ۔

میں چاہتا ہوں کہ مغربی تعلیم کے ساتھ ساتھ میں دینی علم بھی حاصل کرتا چلا جاؤں ۔

میں آپ کے مشن کا بہت ہی ممنون احسان ہوں کہ آپ نے میری رہنمائی کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے ۔

مجھے آپ سب کی دعاؤں کی ضرورت ہے تاکہ میں اللہ تعالیٰ سے کئے گئے عہد کو پوری طرح نباہ سکوں۔

اگرچہ نائجیریا کی آبادی کا اغلب حصہ مسلمان ہے مگر ۔۔ فیصدی مسلمان تعلیم اسلام سے نابلد ہیں تبلیغی کام اس وجہ سے بڑا مشکل ہے تاہم یہ مشکل عزم اور ارادہ کے آگے زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتی ۔

اللہ تعالیٰ آپ کا اور ہمارا ناصر اور رہنما ہو ۔

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجا جا رہا ہے)

فجی

ترجمہ خط از محمد یوسف کویا منوا ، فجی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ارسال کردہ لٹریچر حاصل کرکے بہت خوش ہوا ، اس عنایت کا بہت بہت شکریہ ۔

ہر پمفلٹ واقعی بڑا عمدہ ، دلچسپ اور علم کا خزانہ ہے ۔

مجھے امید واثق ہے کہ آپ مجھے آئندہ بھی لٹریچر ارسال کرتے رہیں گے ،

میرے چچا صاحب لال نظام خاں صاحب سے آپ کے متعلق آگاہی ہوئی وہ یہاں صدوا میں ہی سکونت پذیر ہیں ۔

جناب والا! مجھے مفصلہ ذیل کتب کی ضرورت ہے ۔ کیا جناب انہیں بھجوا کر شکریہ کا موقعہ مرحمت فرمائیں گے ۔ زیادہ والسلام

میسج آف پیس ۔ اسلام از ماڈرن ۔ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی اور پروفٹ آف اسلام ۔

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجا جا رہا ہے)

خانبہادر غلام ربانی خاں کے ارسال کردہ پتے

خانبہادر خان غلام ربانی خاں صاحب وقتاً فوقتاً اپنی تبلیغی خط و کتابت بھیجتے رہتے ہیں ۔ آج ان کی طرف سے ان مندرجہ کے پتوں کی ٹائپ شدہ فہرست بصد شکریہ ہمیں موصول ہوئی ۔ جو ۔۔۔۔ موہوں آئی ۔ اے ۔ آر ۔ ایف کانگرس فسکاگو یونیورسٹی میں شریک ہوئے تھے یہ کانگرس ۹/۵۹ ۔ ۱۲ کو منعقد ہوئی تھی ۔ جس میں خانبہادر ممدوح نے بھی حصہ لیا تھا ۔ خانبہادر نے ہمیں ان لوگوں سے خط و کتابت کرنے اور انہیں لٹریچر بھیجنے کی فرمائش کی ہے ۔ جزاہ اللہ

(غلام قادر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ پیغامِ صلح —— لاہور —— مورخہ ۱۵ر ستمبر ۱۹۵۹ء

اُمّی و در علم و حکمت بے نظیر

یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریب اگلے دو دنوں کو تمام اسلامی دنیا میں منائی جا رہی ہے، اس موقعہ پر جگہ جگہ جلسے منعقد ہوں گے، جلوس نکالے جائیں گے محفل ہائے میلاد قائم ہوں گی، نعتیں اور قوالیاں ہوں گی دیگیں چڑھائی جائیں گی اور قسما قسم کے کھانے تقسیم ہوں گے۔ یہ سب کچھ اور اس سے بھی بڑھکر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی منقبت و توصیف میں جو کچھ بیان کیا جائے آپ کی شان اقدس اس سے بہت بلند و بالا ہے، نہ صرف ان بلند نظریات کے لحاظ سے جو آپ نے انسانیت کو سربلند کرنے کے لئے دنیا کو دیئے اور نہ صرف اُن اخلاقی و روحانی معجزات کی وجہ سے جو گناہوں بدعنوانیوں، اور بدکرداریوں میں لتھڑی ہوئی دنیا کو نیکی و پاکیزگی کے بلند مقام پر کھڑا کرنے کا موجب ہوئے بلکہ ان علمی کمالات کی وجہ سے بھی جنہوں نے جہالت سے بھری ہوئی دنیا کو علم و حکمت کی روشنی سے منوّر کر دیا۔ آپ کا مقام اس قدر بلند ہے کہ دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا انسان اس بلند مقام تک نہیں پہنچ سکا۔ آپ اُمّی ہیں، دنیا کے تاریک ترین خطہ میں بُود و باش رکھتے ہیں، کوئی لائبریری آپ کے پاس موجود نہیں، دوسرے ممالک سے کوئی میل جول نہیں اور ہو بھی تو شاید ہی کوئی ایسا مقام اسوقت ہو جہاں علم کا نام بھی لینا پسند کیا جاتا ہو، ایسے حالات میں عرب کے ایک اُمّی کے منہ سے ان بے نظیر علمی حقائق کا صادر ہونا جن کو موجودہ علمی دنیا تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکی اس مقام عالی کا پتہ دیتا ہے جو آپ کو حاصل ہے۔

ایک اسی بات کو لے لیجئے کہ رنگ و نسل کا تفاوت جو آج دنیا میں فتنہ و فساد کا موجب بنا ہوا ہے، وطن اور قومیت کے اختلافات جو آج یورپ اور امریکہ اور روس اور ایشیا اور افریقہ کو مبتلائے مصائب بنائے ہوئے ہیں، اس نبیٔ اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہکر ان سب کو یکسر مٹا دیا کہ کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں نہ کسی عجمی کو عربی پر فضیلت حاصل ہے، نہ کسی سفید رنگ کے انسان کو کالے رنگ والوں پر نہ کالے رنگ والوں کو سفید رنگ کے انسان پر فضیلت ہے، سوائے اس کے کہ جو شخص تقوے اللہ سے کام لے وہی سب سے افضل ہے اور دنیائے اسلام نے اپنے عمل سے دکھا دیا کہ آپ کا یہ نظریہ ہی دنیا میں کامیابی اور امن و سلامتی کا ضامن ہو سکتا ہے۔

توحید الٰہی اور نسل انسانی کی مساوات کے دو ایسے اصول آپ نے دنیا کو دیئے جن کے متعلق یہ تسلیم کیا جا چکا ہے کہ صرف یہی دو اصول ہر قسم کے تفرقہ و انتشار کو دُور کرنے اور اتفاق و اتحاد کے بلند مقام پر کھڑا کرنے کا موجب ہو سکتے ہیں، دنیا کی بدقسمتی ہے کہ ان اصول و نظریات کی معقولیت کو تسلیم کرنے کے باوجود وہ ابھی تک رنگ و نسل کی آویزشوں سے نہیں نکلی، اور دن بدن تباہی کے گڑھے کی طرف چلی جا رہی ہے اس گڑھے سے بچنے کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیئے ہوئے نظریات پر عمل کرنا ضروری ہے انہی نظریات نے پہلے بھی ایک دنیا کو تباہی کے گڑھے سے بچایا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا اس وقت جب عرب کی دنیا قبائلی عداوتوں کی وجہ سے تباہی اور آگ کے گڑھے کی طرف جا رہی تھی، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات نے اُن کو اس سے بچایا اور اُن کے دلوں میں اُلفت پیدا کر دی اور بھائی بھائی بنا دیا، آج بھی اگر دنیا چاہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کر کے آنے والی تباہی سے اپنے آپ کو بچا سکتی ہے۔

اس کے علاوہ وہ علمی انکشافات بھی ہیں جن کا انکشاف اس نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا گیا، قرآن کریم ایسے انکشافات سے بھرا پڑا ہے، کہیں یہ کہکر کہ اللّٰهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ان غیر مرئی ستونوں کا ذکر کیا جو آسمانوں اور زمین کے درمیان کشش ثقل کی صورت میں قائم ہیں، کہیں یہ فرما کر کہ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اس حقیقت کا انکشاف کیا جو سائنسدانوں کو آج معلوم ہوئی ہے کہ پانی کے ذریعہ تمام اشیاء کو زندگی حاصل ہوئی ہے، کہیں یہ کہکر کہ وَخَلَقْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ زَوْجَيْنِ آج سے چودہ سو سال پہلے دنیا کو بتا دیا کہ ہر چیز کا جوڑہ پیدا کیا گیا ہے، اور یہ وہ بات ہے جو سائنسدانوں کو آج معلوم ہوئی، کہیں كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ کہکر ستاروں اور سیاروں کا اپنے اپنے محور کے گرد گھومنا بیان کیا جس کو بیسیوں برس سائنس سے پہلے قرآن اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا دنیا کا کوئی علمی طبقہ ماننے کے لئے تیار نہ تھا، یہ اور اسی قسم کی سینکڑوں اور باتیں ہیں جو محمد رسول اللہ صلعم کے قلب مطہر پر آج سے چودہ سو سال پہلے نازل ہوئیں، حالانکہ دنیا اس وقت ان باتوں سے بالکل لاعلم اور جہالت کی تاریکیوں میں گھری ہوئی تھی۔

قرآن علم ہیئت یا سائنس کی کتاب نہیں، لیکن اس نے دنیا کو وہ علمی روشنی عطا کی ہے، جس کو لیکر مسلمانوں نے یورپ میں علم کی مشعل کو روشن کیا اور آج یورپ کی علمی دنیا اس احسانِ عظیم کی شکر گذار ہے، جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین نے اپنے علمی کمالات کے ذریعہ سے ان پر کیا، افسوس ہے کہ بعد کے مسلمانوں نے قرآن کو پس پشت ڈال کر اور محمد رسول اللہ صلعم کے دیئے ہوئے علم و حکمت سے منہ پھیر کر اسی وادیٔ جہالت میں قدم رکھ دیا جس سے اس نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نکالا تھا، اور آج وہ دوسروں کے دست نگر بن کر ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ کاش وہ اس منبع علوم کی طرف آئیں جو قرآن اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں پایا جاتا ہے، تو وہ دنیا کی ممتاز ترین قوم بن سکتے ہیں۔

اور سب سے بھی بڑھ کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال یہ ہے، کہ آپ کی پیروی سے آج بھی وہ نور ملتا ہے، جو خدا تعالیٰ کے قرب کا مرتبہ بخشتا ... ، اس سے ہمکلام ہونے کا شرف عطا کرتا اور محدثیت و ولایت کے اعلےٰ مقام پر کھڑا کرتا ہے، جس کا مشاہدہ ہم نے اپنی آنکھوں سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے وجود میں کیا ہے۔

اُمّی ہونے کے باوجود آپ کی یہ بلند تعلیمات، یہ پاکیزہ نظریات، یہ علمی انکشافات، اور یہ روحانی تاثیرات، آپ کی صداقت و عظمت کی ایسی کھلی دلیل ہیں جس کے بعد اور کسی دلیل کی حاجت نہیں رہ جاتی حضرت امام وقت نے کیا ہی سچ فرمایا ہے ؎

اُمّی و در علم و حکمت بے نظیر
زیں چہ باشد حجتے روشن ترے

ضرورت رشتہ

محمد آبروئے دو جہاں ہے

مرتضیٰ خان حسن

محمد فخرِ بزمِ کن فکاں ہے ٭ محمد نازشِ ہر دو جہاں ہے
محمد تاجدارِ ہفت کشور ٭ محمد بادشاہِ انس و جاں ہے
محمد باعثِ تخلیقِ عالم ٭ محمد خلق کی روحِ رواں ہے
محمد داروئے دردِ نہانی ٭ محمد مرہمِ آزارِ جاں ہے
محمد رہبرِ راہِ ہدایت ٭ محمد رہنمائے گمرہاں ہے
محمد شافعِ روزِ قیامت ٭ محمد پردہ پوشِ عاصیاں ہے
محمد صاحبِ تسنیم و کوثر ٭ محمد مالکِ باغِ جناں ہے
محمد روشنیٔ قلبِ مومن ٭ محمد نورِ چشمِ قدسیاں ہے
اسی سے ہیں منور دونو عالم ٭ محمد آبروئے دو جہاں ہے
اسی کا نور ہے شمس و قمر میں ٭ اسی سے آب و تابِ فرقداں ہے
تعالیٰ اللہ شبِ اسریٰ کا منظر ٭ خدا کے ہاں محمد میہماں ہے
شبِ معراج کا عالم نہ پوچھو ٭ خدا کے عشق کی یہ داستاں ہے
پیمبر بے شمار آئے جہاں میں ٭ محمد کا کوئی ثانی کہاں ہے
خدا نے اس کو جو عظمت عطا کی ٭ بیاں ہو مجھ سے یہ طاقت کہاں ہے
غریبوں سے محبت کرنے والا ٭ محمد غمگسارِ عاجزاں ہے
یتیموں کا وہی ملجا و ماویٰ ٭ وہی تو تکیہ گاہِ بیکساں ہے
محافظ اور معاون بیوگاں کا ٭ وہی تو حامیٔ ہر خستہ جاں ہے
بیاں میں کیا کروں جود و عطا کا ٭ سخاوت میں وہ بحرِ بیکراں ہے
دل و جاں سے ہوں مداحِ محمد ٭ قلم میں اس لئے تابِ بیاں ہے

حسن میں نے پروئے ہیں جو موتی
خجل ان کے مقابل کہکشاں ہے

رسالت و نبوّت کا بلند مرتبہ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت و وقار

مجددین امت سے خدا تعالیٰ کا زندگی بخش کلام

خطبۂ جمعہ مورخہ ۱۱ر ستمبر ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

اتیٰ امر اللہ فلا تستعجلوہ .... تعالیٰ عما یشرکون (النحل رکوع اوّل)

رسالت اور نبوّت کا بڑا مقصد

جس طرح اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف کے اندر اپنی ذات اور صفات کے متعلق انسانیت کو علم بخشا ہے اسی طرح اللہ تعالےٰ نے بڑی وضاحت اور دلائل کے ساتھ رسالت اور نبوّت کا ذکر کیا ہے، رسالت اور نبوّت ایک بہت ہی جلیل القدر مرتبہ ہے۔ دنیا میں تو ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ کے پاس اپنے سفیر بھیجتا ہے۔ لیکن آسمانی بادشاہ نے اپنا سفیر اس ساری کائنات کی طرف بھیجا جس کا بڑا مقصد یہ ہے کہ لوگ اللہ تعالےٰ کی رضا کی راہوں سے واقف ہو جائیں اور وہ نیکی کے رستہ پر چلیں، اس بڑے مقصد کو لیکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے۔ آج تو آپ کے ماننے والے پچاس ساٹھ کروڑ مسلمان دنیا کے مختلف حصص میں موجود ہیں، لیکن جب آپ تشریف لائے تو سارے کا سارا عرب آپ کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا، اور وہ آپکو ہر طرح کی اذیتیں اور دکھ پہنچانے کے درپے ہو گئے۔

نبی کریم صلعم کی مخالفت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عالمگیر دین لیکر آئے، آپ کے نظریات نہایت بلند اور ہمہ گیر ہیں، آپ خود رحمۃ للعالمین ہیں اور آپ کی ذات بابرکات ہر رنگ میں دنیا کے لئے رحمت اور برکت کا موجب ثابت ہوئی، لیکن سارا عرب آپ کے خلاف اُٹھ کھڑا ہوا، اور اتنی اذیت آپ کو دی گئی جس کی نظیر نہیں ملتی، تیرہ سال کے لمبے عرصہ تک آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو طرح طرح کے دکھ اور اذیتیں پہنچائی گئیں، آپ خود فرماتے ہیں ما اوذی النبی کما اوذیت کسی نبی کو اتنی ایذا نہیں دی گئی جتنی ایذا مجھے پہنچائی گئی، بڑا لمبا عرصہ ہے تیرہ سال، اور بڑی ٹیڑھی قوم سے آپ کو واسطہ پڑا، جو بڑی متعصب، بڑی تیز طبیعت اور بڑی جابر قوم تھی، بت پرستی، جُوا اور ہر قسم کی قبیح عادات اور لڑائی جھگڑے اُن کے روزمرہ کے شغل تھے، وہ اس پاک تعلیم کے مخالف ہو گئے، جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم لے کر آئے، اور اسی وجہ سے سخت ترین تکالیف اور اذیتوں کا آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو نشانہ بنایا گیا۔ دو دفعہ آپ کے ساتھیوں کو وطن چھوڑ کر افریقہ جانا پڑا، اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بنفس نفیس مدینہ کی طرف ہجرت کرنی پڑی، اور اس کے علاوہ بڑی دلخراش باتیں آپ کو سننی پڑیں، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ولتسمعن اذیٰ کثیراً آپ کو بہت سی اذیت کی باتیں سننی پڑیں گی۔ آخرکار انہوں نے یہ بھی کہا کہ اگر آپ اللہ کے سفیر ہیں تو آسمان کا ٹکڑا ہم پر کیوں نہیں گراتے او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفاً اللہ یا اس کے فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آؤ او تاتی باللہ والملٰئکۃ قبیلاً

خدا تعالےٰ کا زندگی بخش کلام

تو اللہ تعالیٰ اس سورت میں فرماتا ہے اتیٰ امر اللہ فلا تستعجلوہ خدا کا حکم تمہاری ہلاکت کے لئے آ چکا ہے، جلدی نہ کرو تمہاری سزا تیار ہو چکی ہے اور اس کے بعد شرک کی تردید کرتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی طرف توجہ دلائی ہے کہ کس چیز کی مخالفت کر رہے ہو ینزل الملٰئکۃ بالروح من امرہ علیٰ من یشاء من عبادہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا زندہ کرنے والا کلام نازل کرتا ہے جس طرح زمین کی روئیدگی آسمانی پانی سے پیدا ہوتی ہے اور آسمانی بارش دنیا کے لئے زندگی بخش ہے، اور وہ قلوب کو زندہ کرتا ہے ان انذروا انہ لا الٰہ الا انا فاتقون، یہ کلام اس لئے نازل ہوتا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے تشریف لائے کہ دنیا کو یہ بتا دیا جائے انہ لا الٰہ الا انا خدا تعالےٰ کے سوائے کوئی معبود نہیں فاتقون، خدا کی سزا سے بچ جاؤ۔

حضرت نبی کریم صلعم کی عظمت

اللہ تعالےٰ نے دوسری جگہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت بڑی عظمت بیان کی ہے، فرمایا انا ارسلناک شاھداً و مبشراً و نذیراً دیکھو لوگو یہ ہمارا رسول ہے جو تمہیں نیکی کی طرف بلاتا ہے اور نیک اعمال کے اعلےٰ ثمرات کی خوشخبری دیتا ہے، اور بُرے اعمال کے بد نتائج سے ڈرانے کے لئے آیا ہے بُرے کام چھوڑ دو، بُت پرستی چھوڑ دو، شراب چھوڑ دو، جُوا چھوڑ دو، لتؤمنوا باللہ و رسولہٖ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ وتعزروہ اس کی نصرت اور مدد کے لئے کھڑے ہو جاؤ وتوقروہ اس کی عظمت کو دلوں میں بٹھاتے ہوئے اس پر ایمان لاؤ وتسبحوہ جس خدا نے اتنی عظیم المرتبت شخصیت تمہاری بھلائی کے لئے بھیجی ہے، اس کی تسبیح کرو، اس کی پاکیزگی اور عظمت کا تصور دلوں میں بٹھاؤ،

حضرت نبی کریم صلعم کی نصرت

یہاں ایک لفظ تعزروہ فرمایا ہے، تعزیر کے متعلق امام راغبؒ نے لکھا ہے التعزیر النصرۃ مع التعظیم تعزیر یہ ہے کہ نصرت کرتے وقت دل حضور کی تعظیم و تکریم سے لبریز ہوں۔ ایک اور جگہ اسی کا ذکر کیا ہے، ھو الذی ایدک بنصرہٖ و بالمؤمنین اللہ تعالےٰ نے اپنی نصرت سے بھی تائید فرمائی اور مومنوں نے بھی حضورؐ کی نصرت کی، کوئی پیغمبر کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک ایک اعلےٰ درجہ کی قوم اسے میسر نہ آئے، جو دل و جان سے اس کی نصرت کے لئے کھڑی ہو جائے،

نصرت تادیب کے رنگ میں

تعزیر کے معنے جو امام راغبؒ نے بیان کئے ہیں اس میں لکھتے ہیں التعزیر التادیب تادیب بھی نصرت ہے، کیونکہ بُرے کام سے بچانے اور نیکی پر قائم کرنے کے لئے تادیب کی جاتی ہے جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصر اخاک ظالماً او مظلوماً اپنے بھائی کی مدد کر ظالم ہو یا مظلوم، ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ انصرہ اذ کان مظلوماً فکیف انصر اذا کان ظالماً، مظلوم کی تو مدد کی جا سکتی ہے لیکن جب ظالم ہو تو اس کی مدد کیسے کی جائے فرمایا کفّہ عن الظلم اس کی مدد یہ ہے کہ اسکو ظلم کرنے سے روکو۔

تعزّروہ ایک اور موقعہ پر

تعزّروہ کا لفظ اور بھی دو جگہوں پر استعمال ہوا ہے، ایک جگہ فرمایا الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوباً عندھم فی التوراۃ والانجیل وہ لوگ اس نبی امی کی اتباع کرتے ہیں جس کا ذکر وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں اور صرف اتنا ہی کافی نہیں کہ تورات و انجیل میں آپؐ کا ذکر ہے بلکہ آپؐ کی تعلیم کو دیکھو یامرھم بالمعروف

وینھٰھم عن المنکر حضرت رسول کریم بدی کی طرف بلاتے ہیں اور برے کاموں سے منع کرتے ہیں یحل لھم الطیبٰت ویحرم علیھم الخبٰئث وہ حکم دیتے ہیں کہ حلال طیب کھانا کھاؤ، پیٹ کو ناپاک چیزوں سے نہ بھرو، ویضع عنھم اصرھم وہ وقتی احکام جن کی اب ضرورت نہیں اور جو بوجھ بن چکے تھے والاغلٰل التی کانت علیھم اور وہ گلے کا ہار بن گئے تھے اس بوجھ کو آپ نے ان کے گلے سے اتار دیا فالذین اٰمنوا بہ ایسا شخص جس کے متعلق ایسی واضح پیشگوئیاں ہوں، جیسی کہ تورات اور انجیل میں ہیں اور جو ایسی پاکیزہ تعلیم دیتا ہے اس پر ایمان لانے کی جن لوگوں کو توفیق ملی، وعزروہ (کچھر وہی لفظ لاتے ہیں) اور اس کی تائید کے لئے کھڑے ہو گئے ونصروہ اور اس کی امداد کی واتبعوا النور الذی انزل معہ اور اس نور کی اتباع کی اور اسے اپنے اندر لے لیا جو اس نبی امیؐ کے ساتھ نازل کیا گیا اولٰئک ھم المفلحون یہی لوگ کامیاب ہوں گے۔

سیدھا رستہ خدا نے بتایا

پھر اسی سورۃ النحل میں نعمائے الٰہی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا وعلی اللہ قصد السبیل یہ ہمارے ذمہ ہے کہ اس راہ پر چلائیں، جو سیدھی منزل مقصود کی طرف لے جاتی ہے۔ یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو صحیح رستہ بتایا ہے اور ایسا کرنا خدا تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے رکھا تھا۔

تفسیر کبیر کی خصوصیت

امام فخر الدین رازیؒ نے قرآن کریم کی تفسیر لکھی ہے، جو بیش قیمت ہے اس تفسیر کے مطالعہ سے اللہ تعالیٰ سے عشق پیدا ہوتا ہے اس کے مطالعہ سے انسان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق ہو جاتا اور اس تفسیر کے مطالعہ سے قرآن کریم کے معارف پر اطلاع پا کر انسان اس کتاب کا عاشق ہو جاتا ہے

کلام الٰہی کا اجرا قیامت تک

لیکن روح المعانی کے مصنف نے کہا کہ ہم اس سے بڑی تفسیر لکھیں گے، چنانچہ انہوں نے بھی رسول کریم صلعم کی عظمت اور قرآن کریم کے کمالات کا بالتفصیل ذکر کیا ہے، انہوں نے اس آیت کے متعلق ایک بہت بڑی قیمتی بات لکھی ہے فرمایا ہے رفیع الدرجٰت ذو العرش یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہٖ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات انسانوں کے درجات کو بلند کرتی ہے، کس طرح بلند کرتی ہے؟ یلقی الروح من امرہٖ جس طرح خدا کی بارش زمین میں روئیدگی اور زندگی پیدا کرتی ہے اسی طرح وہ انسانوں کی روحانی زندگی اور پاکیزگی کے لئے اپنی روح یعنے کلام کو نازل کرتا ہے۔ روح المعانی میں لکھا ہے فان الالقاء لم یزل من لدن اٰدم الی انتھاء زمان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے کلام کا نازل ہونا آدم علیہ السلام کے وقت سے لیکر ہمارے نبی صلعم کی وفات تک کبھی منقطع نہیں ہوا وھو فی حکم المتصل الی قیام الساعۃ اور وہ قیامت تک جاتا ہے باقامۃ من یقوم بالدعوۃ ایسے شخص کے کھڑا ہونے سے جو دعوت و تبلیغ کے لئے کمربستہ ہو جاتا ہے۔

بعثت مجددین

اور وہ لکھتے ہیں کہ میرے ایسا کہنے کی دلیل کیا ہے؟ کما روی ابو داؤد عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام انہ قال ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا جیسا کہ ابو داؤدؒ نے ابی ہریرہ رضؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کی بھلائی و بہتری کے لئے ہر صدی کے سر پر ایسے لوگوں کو مبعوث کرتا رہے گا جو اس امت کے لئے اس کے دین کو تازہ کریں۔

تجدید دین کے معنے

اور کہتے ہیں کہ دین کی تجدید کیا چیز ہے احیاء ما اندرس من العمل بالکتاب والسنۃ جب کتاب اللہ اور سنت رسول پر عمل کرنا کم ہو جائے تو اسکو زندہ کرنا تجدید دین ہے، اللہ کی کتاب اور محمد رسول اللہ صلعم کی سنت کو زندہ کرنے کے لئے مجدد کا ہر صدی کے سر پر آنا ضروری ہے، اور محمد رسول اللہ صلعم نے فرمایا لو تمسکتم ما ترکت لن تضلوا اگر تم اس چیز کو اپنی گرفت میں لے لو جو میں تمہارے لئے چھوڑ رہا ہوں تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ وہ چیز کتاب اللہ و سنت نبویؐ ہے اسی کو زندہ کرنے کے لئے مجدد آتا ہے وہ اپنے پاس سے کوئی نیا دین سکھانے کے لئے نہیں آتے اور نہ ہی وہ ایسا کرنے کے مجاز ہوتے ہیں۔

مجدد وقت سے فیضیاب ہونیکا شرف

اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے کہ ہم نے ایک مجدد کو دیکھا، اس نے فرمایا کہ دین تو اللہ کی کتاب اور محمد رسول اللہ صلعم کی سنت میں موجود ہے۔ میں کوئی نئی بات لے کر نہیں آیا، میں اس لئے آیا ہوں کہ ایک قوم میری صحبت میں بیٹھ کر متقی بن جائے، وہ قرآن پر عمل کرنے والی، سنت پر چلنے والی ہو، ہمارے لئے یہ بڑے شرف کا مقام ہے کہ ہم اس مجدد کی صحبت سے فیضیاب ہوئے اور ان کی صحبت میں بیٹھنے والے لوگوں کو قرآن و سنت پر عمل کرتے ہوئے دیکھا۔

صاحبزادہ عبداللطیف کی شہادت

ایک دفعہ کابل سے ایک عظیم المرتبت شخصیت صاحبزادہ عبداللطیف حضرت مجدد زمان کی زیارت کے لئے آئے جب انہوں نے پہلی مرتبہ حضرت کو سیڑھیوں سے اترتے ہوئے دیکھا، تو کہا یہ تو وہی شخص ہے جس کا نقشہ احادیث میں کھینچا ہوا ہے اس بزرگ نے چند دن لاہور میں بھی قیام کیا اور گمٹی والی مسجد میں انہوں نے فارسی زبان میں وعظ بھی کیا تھا، ان کا چہرہ نورانی اور پرشوکت تھا۔ کچھ دیر حضرت مجدد زمان کی صحبت میں رہ کر انہوں نے وطن جانے کی اجازت مانگی، حضرت نے فرمایا! مت جاؤ کیونکہ وہاں تمہاری جان کا خطرہ ہے، انہوں نے عرض کیا کہ اس جگہ تو کاغذ اور سیاہی سے آپ کا اعلان اور اشتہار دیا جاتا ہے، میرے وطن میں خون سے اشتہار دیا جاتا ہے، یہ کتنی بڑی شہادت حضرت مجدد وقت کی صداقت پر ہے کہ اتنی بڑی شخصیت نے فوراً آپ کو پہچان لیا اور اس حد تک تیار ہو گیا کہ اپنی جان دے دے، چنانچہ وہ واپس کابل چلے گئے، وہاں بادشاہ وقت نے سمجھایا کہ مرزا صاحب کو چھوڑ دیں، انہوں نے کہا کہ کبھی سورج کو دیکھ کر بھی انسان کہہ سکتا ہے کہ یہ سورج نہیں، میں نے صداقت کو پا لیا ہے کیسے انکار کر دوں، بادشاہ نے قید میں ڈال دیا ایک مدت قید میں رکھا اور بار بار منتیں کرتا رہا کہ اس سے باز آجاؤ تمہیں بہت کچھ انعام و اکرام دیا جائے گا لیکن انہوں نے کہا دین کو چھوڑ کر دنیا کے انعام و اکرام کو کیا کروں آخر ان کے ناک میں نکیل ڈال کر ایک میدان میں لے گئے اور وہاں ان پر پتھروں کی بارش کی گئی اور وہ پتھروں کے اندر دب گئے اور شہید ہو گئے ان کے ایک مرید نے میرے پاس ذکر کیا تھا کہ میں وہ شخص ہوں جس نے اس وقت جب ان کی لاش کی حفاظت کے لئے پہرے لگے ہوئے تھے اس لاش کو پتھروں میں سے نکالا اور اپنی پیٹھ پر اٹھا کر ان کے وطن میں پہنچ گیا جہاں ان کا مزار بنایا گیا۔ اس نے قسم کھا کر بیان کیا کہ ان کی لاش سے کستوری کی خوشبو آتی تھی اور میری پیٹھ پر اس کا کوئی بوجھ معلوم نہ ہوتا تھا۔

مجدد وقت کی پیدا کردہ زندگی

تو یہ بڑے فخر کا مقام ہے کہ ہمارے زمانہ میں ایک ایسا شخص آیا جس کی وجہ سے نبی کریم صلعم کی حدیث کو پورا ہوتے ہوئے ہم نے دیکھ لیا، اس نے قرآن اور حدیث پر چلنے کی دعوت دی اور ایک جماعت پیدا کی جو قرآن اور حدیث کی متبع ہو گئی۔ دنیا نے اس کے کارنامے مشاہدہ کئے، ایک مشاہدہ یورپ میں فتح اسلام کے جھنڈے گاڑنے کا بھی ہے۔ اس مجدد کے متعلق روح المعانی کا مصنف کہتا ہے کہ مجدد پر خدا کا کلام نازل ہوتا ہے، وہ دلوں کے اندر زندگی پیدا کر دیتا ہے اور حضرت مجدد وقت نے مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہو کر آج قوم میں پھر زندگی پیدا کر دی۔ ✗

مکتوب ووکنگ — بسلسلہ اشاعت گزشتہ

لنڈن میں درس قرآن اور سوال جواب

از مولانا یعقوب خان صاحب

ایک نومسلم انگریز کا تجربہ

بہرحال یہ تو ایک لمبا جملہ معترضہ تھا جو اس سوال کے سلسلے میں نوک قلم پر آیا جو درس کے بعد ایک دوست نے اٹھایا کہ مسلمانوں کی پسماندگی کی وجہ قرآن کریم ہی ہے جس پر سہارا لینے کی عادت نے مسلمانوں سے خود تنقیدی اور آزادانہ غور و فکر کی قوت ہی سلب کر لی، بہت دیر تک اس پر گفتگو ہوتی رہی، ظاہر ہے کہ جو کتاب قدم قدم پر غور و فکر اور سعی و عمل کی تلقین کرتی ہے، اس کے متعلق اس قسم کا اعتراض ایک علقولنہ اعتراض ہے اور اس کی اچھی طرح وضاحت کی گئی۔ ایک نومسلم انگریز نے بھی اپنا مشاہدہ بیان کیا۔ ان کا نام جان وبیسٹر ہے۔ یہ صاحب پاکستان بھی ہو آئے ہیں اور جن دنوں پنجاب یونیورسٹی میں بین الاقوامی کالوکیم ہوا تھا، وہ لاہور ہی میں تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ایک دن میں قرآن شریف ہاتھ میں لئے کر جا رہا تھا کہ ایک صاحب معترض ہوئے کہ دیکھو تمہارا ہاتھ جس میں قرآن شریف ہے پیٹھ کی طرف ہو گیا ہے۔ میں نے اسے کہا کہ تم لوگوں نے تو قرآن کریم کی ایک ایک تعلیم کی طرف پیٹھ پھیری ہوئی ہے۔ اور قرآن کریم کا اصل احترام تو یہ ہے کہ وہ ہر وقت روزمرہ زندگی میں ہمارے سامنے ہو۔ انہوں نے بتایا کہ مسلمانوں کی پسماندگی کی بڑی وجہ یہ ہے کہ قرآن کو بجائے ایک پیغام حیات تصور کرنے کے ایک پرستش کی چیز بنا دیا ہے۔ اس بات پر تو زور ہے کہ قرآن کو طاق کے کس حصے سے لگائے۔ مگر کسی کو خیال نہیں کہ یہ تو ہمارے لئے ایک پیغام ہے۔ اور یہ پتہ لگائیں کہ وہ پیغام کیا ہے؟ دیر تک بڑی دلچسپ گفتگو ہوتی رہی۔ کئی ایک ایرانی دوست بھی موجود تھے۔ ایک عرب نوجوان طالب علم بھی بڑے شوق سے ہر مجلس میں شمولیت کرتا ہے۔ ٹرینیڈاڈ کی ایک نوجوان لڑکی بھی تھی جو مسٹر نور حسین کے رشتہ داروں میں سے ہے اور نرسنگ کر رہی ہے۔ ایک نہایت پرجوش صاحب اولیہ ہیں جو لنڈن میں جمعیۃ المسلمین کے صدر ہیں، وہ بھی گہری دلچسپی سے ہر ہفتہ شامل ہوتے ہیں یہ ایک بین الاقوامی مجلس ہوتی ہے، اور ہر ایک دوست اسے غنیمت سمجھتا ہے کہ اس سرزمین کفر و الحاد اور فسق و فجور میں لنڈن کا ایک گوشہ ایسا بھی ہے جس میں خدا اور رسول کے ذکر کا غلغلہ گھنٹوں بلند ہوتا ہے اور معارف قرآنی سننے میں آتے ہیں۔

ایک ایرانی دوست کا خدشہ

مجلس برخاست ہونے پر ایک ایرانی دوست اٹھکر میرے پاس آ گئے، یہ صاحب طہران یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں اور آج کل رخصت پر آئے ہوئے ہیں انہوں نے بڑی خوشنودی کا اظہار کیا۔ مگر ڈرتے ڈرتے یہ بھی پوچھ لیا کہ آپ کے اس ادارے کا کیا تعلق ہے۔ سنی مسلمانوں کی کوششیں ہیں یا شیعوں کی … ہم لوگ بڑی بدقسمتی سے شیعہ سنی ہیں … ہم مسلمان ہیں، قرآن کریم کو آخری اور مکمل کتاب سمجھتے ہیں، جس سے ایک قدم دوری کو ہم قرآن سے دوری سمجھتے ہیں، نبی کریم کو خدا کا آخری نبی سمجھتے ہیں، اور ہر نبوت کو آپ کی ذات پر ختم سمجھتے ہیں، قرآن کا درس دیتے ہیں، اسلام کی اشاعت کے لئے اس ملک میں آئے ہیں۔ آئے دن انگریز مرد اور عورتیں ہمارے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوتے ہیں، پھر بھی ہمارے مسلمان ہونے کا یقین نہیں آتا۔ یہی وہ خدشہ اس ایرانی پروفیسر صاحب کے دل میں تھا جو کشاں کشاں اسے میرے پاس کھینچ کر لے آیا، اس کے دل کی کیفیت یہ تھی کہ درس تو بہت اچھا ہے، کام بھی بڑا نیک ہے جو ہو رہا ہے، مگر کسی نے پیچھے سے کان میں تو را جا کر کیا کہہ دیا تھا جس سے اس وسوسہ میں مبتلا ہو گیا کہ کہیں یہ واعظ قرآن کافر نہ ہو — کہاں وہ زمانہ کہ ایک بڑے امام نے کہا تھا کہ اگر کسی میں ننانوے وجوہ کفر کے دیکھو مگر ایک وجہ اسلام کی نظر آئے، اسے کافر نہ سمجھو — کہاں اب یہ زمانہ آ گیا ہے، کہ میں گھنٹوں قرآن کے معانی و مطالب بیان کرتا ہوں، اور دل میں مسرور بھی ہوتے ہیں کہ سبحان اللہ قرآن میں کیا کیا لعل و جواہرات بکھرے پڑے ہیں، مگر میری بدقسمتی کہ میں پھر بھی کافر کا کافر ہی رہا۔ خدارا مجھے کوئی بتلائے کہ میں کس طرح مسلمان ہو سکتا ہوں۔ میں خوشی سے اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہوں اگر کوئی صاحب میری دستگیری کر کے یہ بتا سکیں کہ قرآن و رسول کے سوا اور کونسی چیزیں ہیں جو اسلام کے لئے ضروری ہیں۔

اسلام اور فرقہ بندی اجتماع ضدین ہیں

ایرانی پروفیسر صاحب کے پاس ہی اس کا ایک ایرانی دوست بھی آ بیٹھا تھا جو ہم سے دیر سے واقف تھا۔ اس سے قبل کہ میں اس کے سوال کا جواب دیتا اسی صاحب نے ذرا ناپسندیدگی کے لہجہ میں اسے کہا کہ یہ تم نے کیا پوچھ لیا۔ اس پر پروفیسر صاحب نے وہ بات تو چھوڑ دی اور یہ دریافت کیا کہ یہ جو درس آپ دیتے ہیں شیعہ تفسیر سے دیتے ہیں یا سنی تفسیر سے دیتے ہیں۔ یہ دوسرا سوال ہے جو آئے دن ہمیں پیش آتا ہے۔ گزشتہ ہفتہ ترکی سے ایک پارٹی ووکنگ آئی ہوئی تھی۔ ایک خاتون نے پوچھا کہ آپ لوگ سنی ہیں یا شیعہ۔ ایک مرتبہ (جب میں گزشتہ بار یہاں تھا) ایران کے خوش شکل اور خوش پوشاک نوجوان جو یہاں تعلیم کے لئے آئے ہوئے تھے۔ مسجد دیکھنے کے لئے آئے، سارا کاروبار دیکھ کر بڑے خوش ہوتے۔ دیر تک بات چیت کرتے رہے، آخر رہا نہ گیا، جاتے ہوئے پوچھنے لگے کہ یہ تو بتائیے کہ یہ مشن شیعہ ہے یا سنی۔ میں نے ان کو بٹھا کر ایک خاصہ لیکچر پلایا کہ تم تعلیم یافتہ اور روشن خیال ہو کر سنی شیعہ کے الفاظ میں سوچتے ہو، میں ہر ایک ایسے سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ مجھے یہ بتاؤ کہ نبی کریم سنی تھے یا شیعہ جو کچھ وہ تھے وہی میں ہوں، قرآن کریم تو کہتا ہے کہ ھو سمکم المسلمین۔ تم نے یہ نام کہاں سے تراش لئے۔ ترک خاتون کو بھی اور ایرانی پروفیسر صاحب کو بھی میں نے یہی کہکر خاموش کر دیا کہ خدا کے واسطے مغرب میں آکر تو اس فرقہ بندی کو گلے سے اتار پھینکو۔

مسیحیت کی پراگندہ خیالی

عیسائی دنیا کے لئے اسلام کے اندر اگر کوئی کشش ہے تو وہ اس کی کھلی کھلی توحید اور وحدت نسل انسانی کے پیغام اور عالمگیر اسلامی اخوت میں ہے، جو رنگ و نسل کے امتیازات کے علاوہ فرقہ بندیوں سے بھی آزاد ہے۔ عیسائیت کی سب سے بڑی کمزوری ہی یہی ہے کہ چونکہ ان کے ماخذ میں حضرت مسیح کے نام سے جو تعلیم ہے وہ ایک چیستان ہے اس لئے ان سے مسیحیت بیشمار فرقوں میں بٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ ان لوگوں کی ذہنی دیانت داری کی داد دینی چاہئے کہ خود ہی پادریوں نے اپنی انجیل پر اور کلیسا کے عقاید پر وہ جرح کی ہے کہ ہر ایک عقیدہ کو ایک قصہ اور کہانی ثابت کر کے دکھا دیا ہے جو بعد میں محض زیب داستان کے لئے کہیں سے اینٹ کہیں سے روڑا اکٹھا کر کے ایک اس قسم کی عمارت کھڑی کر دی جس سے یہ نظر آئے کہ مسیح ہر ایک پرانی پیشگوئی جو توریت میں مل سکی چسپاں کر دی گئی۔ برمنگھم کے ایک بشپ صاحب ڈاکٹر بارنس کی کتاب "رائز آف کرسچینٹی" میری نظر سے گذری، کس قدر ذہنی دیانت ہے اور ذہنی آزادی۔ خود پادری ہو کر یہ بتایا ہے کہ مسیح کے متعلق جو حالات انجیل میں درج ہیں، وہ سب کے سب ایسے ہیں جیسے ایک افسانہ نویس ایک پلاٹ ذہن میں رکھکر کہانی تعمیر کرتا ہے۔ ان حالات کے اندر یہ لازمی تھا کہ مسیحیت بے شمار فرقوں میں تقسیم ہو جائے۔

قرآن کریم کا احسان

اسلام کو خدا نے ایک مضبوط چٹان پر قائم کیا ہے۔ قرآن کا ایک ایک لفظ محفوظ ہے جس پر اس کی بنا ہے۔ نبی کریم ایک تاریخی شخصیت ہیں جن کی زندگی کا ایک ایک قدم تاریخ کی پوری روشنی میں نظر آ رہا ہے۔ مگر اس کے باوجود اگر مسلمان فرقہ بندی میں مبتلا ہو جاویں تو اس سے بڑھکر حماقت کوئی نہیں۔ اختلاف آراء اور چیز ہے فرقہ بندی اور چیز ہے۔

بہرحال پروفیسر صاحب کی ذہنیت ایک عجیب مکاشفے کا سامان بہم پہنچاتی ہے۔ جو عام مسلمانوں کی

ذہنیت کی آئینہ داری کرتی ہے۔ ہے...... میرے متعلق تو ان کا یہ اضطراب، کہ کہیں خدانخواستہ میں "قادیانی" تو نہیں ہوں اور خود ماشاء اللہ شیعیت کے چکر میں پھنسے پڑے ہیں۔ یہی ہر ایک فرقے کا حال ہے۔ کسی دوسرے کا اسلام ان کی نظروں میں کوئی اسلام ہی نہیں۔ مگر ستم ظریفی یہ کہ جو گروہ تمام اسلامی "فرقوں" کو مسلمان سمجھتا ہے اسی کے اسلام کو مشتبہ سمجھا جاتا ہے، شاعر نے اسی ذہنیت کے متعلق خوب کہا تھا ؎

خرد کا نام جنوں رکھدیا جنوں کا خرد

ووکنگ مشن اور عالمگیر اخوت اسلامی

ووکنگ مشن جہاں مغربی دنیا کو اسلام کی روشنی سے روشناس کرا رہا ہے وہاں اپنے مسلمانوں کے اندر یہ مہم چلاتی پڑی ہے کہ اسلام ایک عالمگیر اخوت انسانی کا علمبردار ہے اور ہر قسم کی فرقہ وارانہ تنگدلی اور منافرت سے بالاتر ہے۔ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کو اس بیماری کو دور کرنے کے لئے ایک پوری کتاب لکھنی پڑی جو "اسلام میں کوئی فرقہ نہیں" کے نام سے شائع ہوئی۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم نے بھی ایک رسالہ موسومہ "رد تکفیر اہل قبلہ" شائع کیا۔

جماعت احمدیہ کا طرۂ امتیاز

یہ حضرت مرزا صاحب کے احسانات میں سے ایک بڑا احسان ہے کہ جہاں مسیحیت کے مقابلہ پر وہ کارنامہ کیا کہ صلیبی عقاید کے پرخچے اڑا دیئے وہاں خود مسلمانوں کو فرقہ پرستانہ تنگیوں سے نکال کر قرآن کی بناء پر ایک ہی رشتہ اخوت میں دوبارہ منسلک کر دیا۔ جماعت کا نام احمدیہ رکھ لینے میں کوئی قباحت نہیں، اس کی غرض لتعارفوا کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اصل الاصول یہ کہ کوئی گروہ فرقہ ہے یا محض ایک مقصد کے لئے تنظیم یہ ہے کہ آیا وہ ہر ایک کلمہ گو کو مسلمان سمجھتا ہے یا نہیں ۔۔ اور یہ اصول صرف جماعت احمدیہ کا طرۂ امتیاز ہے اسی سے اسلام کا مستقبل وابستہ ہے، مغربی ممالک میں فرقہ وارانہ اسلام کے لئے کوئی جگہ نہیں۔

مذہب کا سیاسی غرض کے لئے استعمال

مسلمانوں کے فہمیدہ طبقہ کو اس بات کا احساس ہے کہ اسلام اور فرقہ بندی باہم جمع نہیں ہو سکتے، انہوں نے باقی فرقوں میں تو رخنہ ڈالنا کم کرنا شروع کر دیا ہے۔ مگر احمدیوں کے خلاف ابھی تک مورچہ قائم ہے۔ میں جانتا ہوں، اسکے وجوہات زیادہ تر سیاسی ہیں۔ انتخابات کے لئے احمدیت کی مخالفت سب سے سستا اور مفید نعرہ ہے۔ چوہدری افضل حق مرحوم (مشہور احرار لیڈر) سے ایک دن میں نے پوچھا، چوہدری صاحب آپ تو بڑے سمجھدار آدمی ہیں اور خدا کے فضل سے اسلام کا درد بھی رکھتے ہیں، پھر یہ احمدیت کی مخالفت کب تک؟ کیا دیانت دارانہ جواب دیا۔ فرمانے لگے، حافظ صاحب! ہمارے پاس دو چیزوں کے سوا رہ ہی کیا، ایک نعرۂ تکبیر اور دوسری قادیانیت مردہ باد!

جہاد بالقرآن

غرض مسلمانوں کی پسماندگی اور جمود اور ادبار کی وجہ قرآن نہیں بلکہ اتخذوا ہذا القرآن مہجورا ہے۔ مسلمانوں کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے کہ اس وقت جبکہ مغربی ممالک کو آسمانی روشنی کی تلاش ہے اور قرآن حکم دیتا ہے کہ اس آسمانی روشنی کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دو، اور لیظہرہ علی الدین کلہ کی بشارت دیتا ہے، کب تک کنارے پر بیٹھ کر تماشہ دیکھیں گے، اشاعت اسلام کو قرآن نے جہاد کبیر کہا ہے یہ جو مٹھی بھر لوگ ان ممالک میں بیٹھے ہیں، درحقیقت میدان جہاد میں بیٹھے ہیں۔ ہر ایک مسلمان پر ہمارا حق ہے، کہ وہ اس مشن کی ہر ممکن مالی اور اخلاقی امداد کرے۔ اس سے پہلو تہی کرنا اتباع نفس ہے، خدا اور رسول کی خوشنودی کا راستہ قطعاً نہیں، مجاہدین اور قاعدین میں فرق کیا ہے اور اول الذکر کے لئے ہی اجر عظیم کی بشارت دی ہے، یہ جہاد بھی تنظیم چاہتا ہے۔ یہ انفرادی کوشش سے نہیں ہو سکتا قرآن مجید مسلمانوں کو میدان جہاد میں بنیان مرصوص کی طرح بلا وجہ نہیں دیکھنا چاہتا۔ کامرانی کی راہ یہی ہے۔

احمدیہ جماعت اس زمانے میں ایک بنیان مرصوص ہے جو خدا کی منشاء کے ماتحت قائم ہوئی، اس کی پچاس سالہ سعی و جہد کے ٹھوس نتائج اب ایک تاریخی چیز ہیں، مغربی دنیا اسلام کی روشنی کے لئے پکار رہی ہے۔ قرآن کا اعلان ہے کہ لیظہرہ علی الدین کلہ یہ کیا مسلمانی ہے کہ ایک مٹھی بھر لوگ تو مصروف جہاد ہیں اور آپ محض تماشائی بن کر چھوٹی چھوٹی باتوں میں پڑ کر ایک

رنگون کے شیخ الجامعہ کی احمدیت پر نکتہ چینی

کتاب دو نبی پر ایک سرسری نظر

قسط نمبر ۱۹

(مولانا مرتضیٰ خان حسن)

حضرت مسیح موعودؑ کے بیانات دربارۂ الزام دعویٰ نبوت

سنیئے شیخ الجامعہ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں :-

(۱) اس الزام کی نسبت اگرچہ میں نے بار بار بیان کیا اور اپنی کتابوں کا مطلب سنایا کہ کوئی کلمۂ کفر ان میں نہیں ہے۔ نہ مجھے **دعویٰ نبوت و** خروج از امت اور نہ میں منکر معجزات اور ملائک اور نہ لیلۃ القدر سے انکاری ہوں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا۔ اور قرآن کریم کا ایک شوشہ یا نقطہ منسوخ نہیں ہوگا۔ ہاں محدث آئیں گے جو اللہ جل شانہٗ سے ہمکلام ہوتے ہیں اور نبوت تامہ کی بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں اور بلحاظ بعض وجوہ شان نبوت کے رنگ سے رنگین کئے جاتے ہیں اور ان میں سے میں ایک ہوں۔"

(نشان آسمانی)

اب آنکھیں کھولیئے، حضرت شیخ الجامعہ صاحب! اس حوالہ کو بار بار پڑھیئے، یہ بڑا جامع حوالہ ہے، اس میں ان الزامات کا جواب ہے جو آپ حضرات حضرت مسیح موعودؑ پر لگاتے ہیں۔ آنحضور نے بڑے صاف لفظوں میں فرمایا ہے کہ **آپ کو دعوے نبوت نہیں ہے اور آپ آنحضرت** صلعم کو ہی خدا کا آخری نبی مانتے ہیں، آپ لوگ ان پر الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے شریعت محمدیہ کو منسوخ کر دیا ہے اور وہ نئی شریعت لائے ہیں لیکن حضرت فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کا ایک شوشہ یا نقطہ بھی منسوخ نہیں ہو سکتا" کہاں شیخ الجامعہ آپ کا یہ قول کہ حضرت مرزا صاحب نے صاحب شریعت نبی ہونے کا دعوے کیا ہے اور کہاں حضرت کا یہ ارشاد کہ قرآن مجید کا ایک شوشہ یا ایک لفظ بھی منسوخ نہیں ہو سکتا۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

آپ کو اپنی غلط بیانی کا کچھ تو احساس ہونا چاہیئے۔ پھر آپ فرماتے ہیں :-

(۲) "اور اس امت میں اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء سے کلام اور خطاب کرتا ہے اور انہیں انبیاء کا رنگ دیا جاتا ہے وہ درحقیقت نبی نہیں ہوتے کیونکہ قرآن کریم نے شریعت کی تمام حاجتوں کو پورا کر دیا ہے ان کو سوائے فہم قرآن کے اور کچھ نہیں دیا جاتا۔ وہ نہ زیادہ کرتے ہیں نہ کم کرتے ہیں قرآن مجید میں سے کچھ بھی اور جو شخص قرآن مجید میں کمی بیشی کرے وہ شیطان اور بدکاروں میں سے ہے"

(ترجمہ مواہب الرحمن ۱۹۰۳ء)

اس حوالہ پر بھی غور فرمائیں اور دیکھیں کس طرح صاف لفظوں میں حضور فرماتے ہیں کہ قرآن مجید نے شریعت کی تمام حاجتوں کو پورا کر دیا ہے اور اب اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ جو کرے وہ شیطان بدکار ہے۔ کیا اس صریح بیان کے بعد آپ حضرت پر یہ الزام لگانے کی جرأت کریں گے کہ آپ نے شریعت محمدیہ کو منسوخ کر دیا ہے اور خود صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

(۳) اور سنیئے :- حضرت مرزا صاحب تو اپنے آنے کی غرض ہی یہ بتاتے ہیں کہ آپ دنیا پر ثابت کر دیں کہ صرف اسلام ہی ایک صحیح اور سچا مذہب ہے اور قرآن مجید ہی ایک کتاب ہے جو قابل عمل درآمد ہے۔ فرماتے ہیں :-

" اصل دعا جس کے ابلاغ کے لئے میں مامور ہوا ہوں، یہ ہے کہ دین حق جو خدا کی مرضی کے موافق ہے صرف اسلام ہی ہے اور کتاب حقانی جو منجانب اللہ اور واجب العمل ہے صرف قرآن ہے۔ اس دین کی حقانیت اور قرآن کی سچائی پر عقلی دلائل کے سوا آسمانی نشانوں اور خوارق کی شہادت بھی پائی جاتی ہے .... الخ"

(اعلان حضرت اقدس بحوالہ مجدد اعظم صفحہ ۱۳۶)

(۴) پھر اور سنیئے شیخ الجامعہ صاحب! کس قدر پرزور الفاظ میں حضرت صاحب فرماتے ہیں :-

" اس عاجز نے سنا ہے کہ اس شہر (دہلی) کے بعض اکابرین میری طرف یہ الزام مشہور کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا مدعی، ملائکہ کا منکر، جنت و دوزخ کا انکاری، اور ایسا ہی وجود جبرئیل اور لیلۃ القدر اور معجزات اور معراج نبوی سے بکلی منکر ہے۔ بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں، جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلعم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ صلعم پر ختم ہو گئی .... اس میری تحریر پر ہر ایک شخص گواہ ہے۔ اور خداوند علیم و سمیع اول الشاہدین ہے۔ کہ میں ان تمام عقائد کو مانتا ہوں جن کے ماننے کے بعد ایک کافر بھی مسلمان تسلیم کیا جاتا ہے اور جن پر ایمان لانے سے ایک غیر مذہب کا آدمی بھی معاً مسلمان کہلانے لگ جاتا ہے"

(اعلان مؤرخہ ۲ راکتوبر ۱۸۹۱ء)

ملک برما کے مسلمان بھائیو! دیکھتے ہو کس صفائی سے حضرت مرزا صاحب نے اپنے عقائد دربارہ ختم نبوت و معجزات وغیرہ بیان کر دیئے ہیں اور خدا کی قسمیں کھا کھا کر لکھا ہے کہ میں ان تمام امور پر ایمان رکھتا ہوں جو سنت والجماعت کے عقائد ہیں۔ آپ لوگوں کو چاہیئے کہ محض انصاف کو مدنظر رکھتے ہوئے گواہی دیں کہ آیا جو شخص اس قدر شدت سے دعوے نبوت سے انکار کر رہا ہے اس کی نسبت یہ کہنا کہ وہ مستقل اور شرعی نبوت کا مدعی تھا کہاں تک صحیح ہے۔ آپ اپنے علماء سے پوچھیں کہ جس صورت میں مرزا صاحب نے دعوے نبوت سے انکار کیا ہے آپ لوگوں کا کیا حق ہے کہ آپ کی طرف دعوے نبوت منسوب کریں۔

(۵) پھر اور سنیئے حضرت اقدس فرماتے ہیں :-

" ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ و باتباع آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگاوے وہ تقوے

اور دیانت کو چھوڑتا ہے .... غرض نبوت کا دعویٰ بیک اس طرف سے بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعویٰ ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات صفحہ ۲۲۴)

اب کہاں گیا مولوی صاحبان کا فرمان کہ مرزا صاحب نے صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے، صاحب شریعت نبوت کا سوال ہی کیا آپ تو وحی نبوت سے صاف انکار کر رہے ہیں اور صرف وحی ولایت کا اقرار کرتے ہیں۔ صاف اور صریح لفظوں میں ولایت اور مجددیت کا دعویٰ کیا ہے۔ اور دعویٰ نبوت سے انکار کیا ہے اور جو ایسا دعویٰ آپ کی طرف منسوب کرے اس کی نسبت حضور فرماتے ہیں کہ وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے، اگر ہمارے مولوی صاحبان کو یہی منظور ہے کہ تقویٰ جائے بھاڑ میں اور دیانت پڑے کنوئیں میں مرزا صاحب پر الزام ضرور لگا دینا ہے اور لوگوں کو ضرور آپ کے خلاف بھڑکانا ہے لیکن یاد رکھیئے ایک دن حق غالب آئے گا اور ناحق نابود ہو جائے گا ...... جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا کا منظر ضرور دنیا دیکھے گی۔

(۶) پھر آپ اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں جو آپ کی آخری کتابوں میں سے ہے اور جو آپ کی وفات سے ایک آدھ سال پہلے شائع ہوئی فرماتے ہیں :-

"اور اللہ کے نام کی قرآن شریف میں یہ تعریف کی گئی ہے کہ اللہ وہ ذات ہے جو رب العالمین اور رحمان اور رحیم ہے جس نے چھ دن میں زمین اور آسمان بنایا اور آدم کو پیدا کیا اور رسول بھیجے اور کتابیں بھیجیں اور سب سے آخر میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا، جو خاتم الانبیاء اور خیر الرسل ہے۔"

(صفحہ ۱۴۴)

(۷) پھر اسی کتاب میں فرماتے ہیں :-

"اور پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہودیوں کے عالموں بلکہ ان کے تمام نبیوں نے بھی سمجھ رکھا تھا کہ آخری نبی بنی اسرائیل سے پیدا ہوگا مگر ایسا ظہور میں نہ آیا بلکہ نبی بنی اسمٰعیل سے پیدا ہوا۔"

(صفحہ ۱۲۱)

(۸) - پھر اسی کتاب میں فرماتے ہیں :-

"صرف اس خدا نے ہی خبر دی جس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب نبیوں کے آخر میں بھیجا تاکہ تمام قوموں کو آپ کے جھنڈے کے .... نیچے اکٹھا کرے۔"

(تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۴۴)

(۹) پھر اسی کتاب میں آپ فرماتے ہیں :-

"سمیت نبیاً من اللہ تعالیٰ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقت"

(استفتاء حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

میرا نام خدا کی طرف سے مجازی طور پر نبی رکھا گیا ہے حقیقی طور پر نہیں۔

(۱۰) پھر اپنی کتاب منن الرحمان میں فرماتے ہیں :-

"واوحی الیّ ان الدین ھو الاسلام وان الرسول ھو المصطفےٰ سید الانام۔ فکما ان ربنا احد یستحق العبادۃ وحدہ فکذالک رسولنا المطاع واحد لانبی بعدہ ولاشریک معہ وانہ خاتم النبیین"۔

(منن الرحمان صفحہ ۲۰)

یہ فیصلہ کن حوالوں میں سے ایک حوالہ ہے۔ یہ حضور کا الہام ہے اور اس کے بعد کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہ جاتی، فرماتے ہیں کہ :-

"مجھے الہام ہوا ہے کہ بیشک دین اسلام برحق ہے اور بے شک رسول فقط محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں پس جس طرح اللہ تعالیٰ واحد اور اکیلا ہے اسی طرح ہمارے رسول صلعم بھی واحد اور اکیلے رسول ہیں جو مطاع ہیں .... آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، اور کوئی آپ کے ساتھ شریک نہیں، اور آپ نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔"

اب کیا فرماتے ہیں مفتیان دین متین وعامیان شرع متین کہ ایک شخص ببانگ دہل کہہ رہا ہے کہ مجھ پر دعویٰ نبوت کا الزام قطعاً غلط ہے۔ یہ لوگوں نے مجھ پر افترا کیا ہے میں نے نبوت کا دعویٰ ہرگز نہیں کیا، وہ بار بار اعلان کرتا ہے کہ مجھے مدعی نبوت قرار دینا محض جھوٹ اور افترا ہے، وہ خانۂ خدا میں کھڑا ہو کر کہتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ میں نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا، وہ خدا کی قسمیں کھا کھا کر خدا کو حاضر و ناظر کر کے کہتا ہے کہ مجھے نبوت کا دعویٰ نہیں ہے، وہ مدعی نبوت کو کافر بیدین اور خارج از امت قرار دیتا ہے۔ وہ ختم نبوت پر ایمان رکھتا ہے اور بار بار کہتا ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین خاتم الانبیاء مانتا ہوں اور خدا کا آخری نبی مانتا ہوں، وہ کہتا ہے کہ میں اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ نبوت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور .... حضرت محمد رسول اللہ صلعم پر ختم ہو گئی، وہ بار بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی آخری نبی کہکر پکارتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جس طرح خدا واحد اور اکیلا ہے اسی طرح ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی واحد اور اکیلے نبی ہیں جو مطاع ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور کوئی آپ کے ساتھ شریک نہیں اور آپ نبوت کے ختم کرنے والے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی عزت اور جلال کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں مومن مسلمان ہوں اور میں اللہ اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور ملائکہ اور بعث بعد الموت پر ایمان رکھتا ہوں اور یہ بھی مانتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل الرسل خاتم النبیین ہیں، اور بار بار کہتا ہے کہ ان لوگوں نے مجھ پر افترا کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ میں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

کیا ایسے صاف اور صریح اعلانات کے بعد بھی کہا جا سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے، کیا یہ اقرار نبوت ہے یا انکار نبوت !۔ کیا کوئی دانا اس کو نبوت کا اقرار کہے گا؟ ہرگز نہیں، اگر یہ اقرار نبوت ہے تو پھر انکار نبوت کس کو کہتے ہیں؟ اور اس قدر بار بار انکار کے بعد بھی کسی کو متہم کرنا کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے کہاں کی دیانت کہاں کی امانت اور کہاں کا عدل اور کہاں کا انصاف ہے؟ ہاں آپ کے الہامات میں اور تحریروں میں نبی اور رسول کے الفاظ ضرور آتے ہیں، لیکن کسی لفظ کے استعمال سے کوئی شخص اس کا مدعی نہیں ہو جاتا بالخصوص جبکہ وہ لفظ بطور مجاز اور استعارہ کے استعمال ہوا ہو، آپ نے قاعدہ کلیہ کے طور پر فرما دیا ہے سمیت نبیاً من اللہ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقت یعنے خدا نے میرا نام مجازی طور پر نبی کہا ہے نہ کہ حقیقی طور پر (حقیقۃ الوحی) مرزا غلام احمد کو مدعی نبوت اور بالخصوص مستقل اور صاحب شریعت نبوت کا مدعی قرار دینا دن دھاڑے لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنا ہے، اور افسوس ہے کہ شیخ الجامعہ صاحب نے آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ بغیر تحقیق کے کہدیا کہ

"مرزا غلام احمد مستقل صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کرنے کی وجہ سے بقول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کذاب اور دجال ہے" (نعوذ باللہ من ذالک)

ہے سر زمین برما کے مسلمان بھائیو! اپنے شیخ الجامعہ کے ان الفاظ کو پڑھو جو انہوں نے حضرت مرزا صاحب کے متعلق استعمال کئے ہیں، اور دوسری طرف خود حضرت مرزا صاحب کے بیانات کو پڑھو جو ہم اوپر دے آئے ہیں اور پھر انصاف کرو آیا جو الفاظ شیخ الجامع نے حضرت مرزا صاحب کے متعلق استعمال کئے ہیں وہ مبنی بر حقیقت ہیں یا محض افترا۔ شیخ الجامعہ صاحب ہم پھر اپنا مطالبہ پیش کرتے ہیں کہ حضرت کی کتب میں سے یہ الفاظ دکھا دیجئے کہ "میرا دعویٰ مستقل صاحب شریعت نبی ہونے کا ہے" اور اگر آپ نہ دکھا سکیں تو گستاخی معاف جو خطاب آپ نے حضرت اقدس کو دیا ہے اس کے آپ خود ہی مستحق ہوں گے۔ عطائے تو بلقائے تو۔

پھر آپ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے سنہ ۱۹۰۱ء میں دعویٰ نبوت کیا ہے۔ بس معاملہ سہل ہو گیا۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں جو حضور نے دعویٰ کیا تو وہ طلاق

جس میں آپ نے اپنے دعوے کا اظہار کیا، اس میں سے آپ یہ الفاظ دکھا دیں کہ میرا دعوےٰ مستقل صاحب شریعت نبی ہونے کا ہے، شیخ الجامعہ صاحب! ضرور ہمت کیجئے، یہ کام آپ کے لئے کچھ مشکل نہیں، بس ۱۹۰۱ء کا وہ اعلان دکھا دیں جس میں حضور نے مندرجہ بالا الفاظ لکھے ہوں۔ اسی ضمن میں ایک اور گذارش ہے کہ جس صورت میں بقول آپ کے مرزا صاحب نے سال ۱۹۰۱ء میں دعوےٰ نبوت کیا تھا تو آپ کے بزرگ علماء نے ۱۸۹۱ء میں ہی کیوں چیخ و پکار شروع کر دی تھی کہ یہ شخص نبوت کا دعوےٰ کرتا ہے۔ جس پر حضرت کو بار بار اعلان کرنا پڑا کہ میرا نبوت کا کوئی دعوےٰ نہیں ہے۔ آپ بتائیں کہ آپ سچے ہیں یا آپ کے بزرگ؟ نیز گذارش ہے کہ کتاب حقیقۃ الوحی میں جو ۱۹۰۷ء میں شائع ہوئی یعنے سنہ ۱۹۰۱ء سے چھ سال بعد، دیکھنا چاہیئے کہ اس میں آپ نے اپنے دعوے کے متعلق کیا لکھا ہے فرماتے ہیں سمیت نبیاً من اللّٰہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقت۔ میرا نام خدا نے مجازی طور پر نبی رکھا ہے حقیقی طور پر نبی نہیں لکھا۔ اور یہ وہ بات ہے جو حضور نے ابتدا میں فرمائی لہٰذا یہ بھی غلط ہے کہ آپ نے سنہ ۱۹۰۱ء میں دعوےٰ نبوت کیا۔

نیز گذارش ہے کہ بقول آپ کے حضرت مرزا صاحب نے سنہ ۱۹۰۱ء میں دعوےٰ نبوت کیا۔ چونکہ آپ ایک شرعی نبی ہیں، اس لئے شریعت کی کتاب کا نزول بھی اسی سال سے شروع ہوا ہوگا۔ سنہ ۱۹۰۸ء میں حضور کا وصال ہو گیا۔ اب اس چھ سات سال کے عرصہ کے اندر جو کتاب آپ پر نازل ہوئی، اس کی نشاندہی بھی کر دیجئے اور یہ بھی بتا دیجئے کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں بیتے حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کے ساتھ ہم لوگوں کے اعمال میں کیا انقلاب پیدا ہوا؟ کیا کوئی نیا کلمہ تجویز کیا گیا یا نیا قبلہ بنایا گیا؟ خدا کے بندو! مرزا صاحب پر دعوےٰ نبوت کا الزام دے کر تم کس مصیبت میں پڑ گئے ہو۔ تمہارے بزرگ تو سنہ ۱۸۹۱ء میں آپ کی طرف دعوےٰ نبوت منسوب کرتے تھے، اور آپ لوگ کہتے ہیں کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں انہوں نے دعوےٰ کیا۔ کسی بات پر آپ لوگوں کو قرار حاصل نہیں، سچ ہے ؎

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریا میرود دیوار کج

ہمارے غلطی خوردہ بھائیو! ہم نے خود حضرت مرزا صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ہم سے انہوں نے کبھی یہ عہد نہ لیا کہ آپ نبی ہیں۔ اگر آپ نبی ہوتے تو ہم سے اپنی نبوت کا اقرار لیتے جس طرح ہر نبی لیتا رہا۔ پھر اگر وہ شریعت لے کر آئے تھے تو ہم کو اپنا کلمہ پڑھواتے، لیکن نہ آپ نے ہم سے نبوت کا اقرار لیا اور نہ ہی کوئی کلمہ پڑھوایا۔ جیسا کہ ہم بارہا کہہ چکے اور اب پھر کہتے ہیں کہ ہمارا وہی کلمہ ہے وہی قبلہ ہے وہی

(باقی بر صفحہ ۱۲ اشتہارات کے نیچے)

لمعات

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات

نیک اور بُرا ہم نشیں

ابوموسےٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک ہم نشین اور بُرے ہمنشین کی مثال ایسی ہے جیسے ایک مشک بیچنے والا ہو اور دوسرا ایک لوہار کی بھٹی ہو، مشک والے کے پاس سے تو گذرے تو خالی نہیں جائیگا یا تو مشک کو خرید لے گا یا اس کی خوشبو پا لے گا۔ اور لوہار کی بھٹی کے پاس سے گذرے تو وہ تیرا بدن جلا دے گی یا تیرا کپڑا اور یا تو اس سے بدبو پائے گا۔

کسی کو تہمت کا موقعہ نہ دو

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں کہ رمضان کے آخری عشرہ میں آپ مسجد میں اعتکاف میں تھے، تو میں آپ کے پاس آئی اور تھوڑی دیر باتیں کر کے واپس لوٹی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ساتھ اُٹھے تاکہ مجھے واپس پہنچا دیں۔ جب ہم مسجد کے دروازہ تک پہنچے تو انصار میں سے دو شخص گذرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، آپ نے انہیں فرمایا ٹھہر جاؤ یہ صفیہ بنت حی ہے، اُن پر یہ بات گراں گذری اور عرض کیا یا رسول اللہ سبحان اللہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان انسان کے پاس اس طرح پہنچ جاتا ہے جیسے اس کا خون رگوں میں حرکت کرتا ہے اور مجھے خوف ہوا کہ تمہارے دلوں میں بُرا خیال نہ ڈالے۔

مشتبہ باتوں سے بچو

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ کہتے ہوئے سُنا:-

"حلال بھی کھلا ہوا ہے اور حرام بھی کھلا ہوا ہے اور دونوں کے درمیان مشتبہ باتیں ہیں جن کو بہت لوگ نہیں جانتے پس جو مشتبہ چیزوں سے بچا اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچا لیا، اور جو شخص مشتبہ باتوں میں پڑا تو اس کی مثال چرواہے کی سی ہے جو چراگاہ کے آس پاس چراتا ہے قریب ہے کہ اس کے اندر پڑ جائے، سنو ہر بادشاہ کی چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ کی چراگاہ اس کی زمین میں اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں"

اور فرمایا:-

"سنو جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے، جب وہ درست ہو گیا تو سارا جسم درست رہتا ہے اور جب وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے، سن لو! کہ وہ دل ہے"

وباءِ قرض

بندہ ایک چھوٹے سے احمدی کنبے کا کفیل ہے جو چھ آدمیوں پر مشتمل ہے، چند خاندانی اور گھریلو اُلجھنوں کی بدولت اور کم آمدنی کے نتائج اتنی خوفناک شکل اختیار کر گئے۔ کہ گھر کا گھر چند نااہل اور ناقدر شناس لوگوں کے نیچے قرض کی صورت میں دب کر رہ گیا۔ آئے دن کے مطالبے اور دل شکن الفاظ سُن سُن کر پورے کنبے کو اتنی ذہنی کوفت ہوتی ہے۔ کہ اللہ ہی حافظ ہے۔ یہاں تک کہ کھیل کود کے سلسلے میں ان لوگوں نے بچوں کا جینا ناک میں دم کر رکھا ہے۔ لہٰذا درخواست ہے کہ میرے بھائیوں اور بزرگوں میں اگر کوئی صاحب ہم لوگوں کو مبلغ تین سو روپے -/۳۰۰ کی رقم سے چھڑا دے یا بصورت دیگر قطرہ قطرہ بہم شود دریا" ہم لوگ تا زیست دست بدعا رہیں گے۔ اللہ تعالےٰ جزا دینے والا ہے۔

خیر اندیش۔ محمد اقبال احمد
معرفت قاضی عبدالحمید ٹھیکیدار
گلیانہ روڈ کھاریاں۔ ضلع گجرات

ووکنگ مسلم مشن کی مکمل تاریخ مرتب کیجائیگی

بزرگان سلسلہ و دیگر ممبران جماعت!

شاہجہان مسجد۔ ووکنگ اور ووکنگ مشن آج ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ اس ادارے کی اس قدر اہمیت جماعت احمدیہ لاہور کی انتہائی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ گذشتہ ۴۸ سالوں سے اس جماعت کے افراد نے اس راہ میں کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔

اس تاریخی قربانی کو قلمبند کرنا نہایت ضروری ہے، مزید دو سالوں میں شاہجہان مسجد، ووکنگ کو ایک اسلامی مرکز بنے ہوئے ۵۰ سال گذر جائیں گے۔ اس موقعہ پر اس کی مکمل تاریخ پیش کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

ان چند سطور کے ذریعہ میں جماعت سے استدعا کرتا ہوں کہ اگر کسی کو اس سلسلہ میں کوئی واقعہ یاد ہو تو وہ مہربانی کر کے مجھے لکھ کر بھیجدیں۔ جن لوگوں نے اس مسجد کی امامت کے فرائض سرانجام دیئے ہیں ان کی زندگیوں کے حالات بھی مجھے درکار ہیں۔ امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ میری ہر ممکن مدد کریں گے۔ یہ اقبال احمد

"دو نبی" پر ایک نظر - بسلسلہ صفحہ ۱۱ کالم ۱

کتاب ہے اور وہی دین اسلام ہے جس کا آپ کو دعوےٰ ہے - ہاں آپ لوگوں کے اعتقادات میں بعض غلطیاں ضرور ہیں، جو ہم کسی وقت آپ کے

گوش گزار کر دیں گے۔

آخر میں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو راہ راست پر گامزن ہونے کی توفیق دے اور آپ کی آنکھیں کھول دے تا کہ جس نور کو ہم نے دیکھا ہے آپ بھی دیکھ سکیں - اب ہم شیخ الجامعہ کے دوسرے اوہام

پیغام صلح ۱۵ر ستمبر ۱۹۵۹ء رجسٹرڈ ایل ۵۳۸۷ شمارہ ۳۶

تبلیغی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

ختم نبوت اسلامیہ

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں ٭ دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلین

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب ٭ کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور پاکستان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۶

ہر ماہ کی ۱-۸-۱۵-۲۲ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور

ٹیلیفون نمبر ۳۷۳۳

ایڈیٹر: دوست محمد

اسسٹنٹ ایڈیٹر: بشیر احمد تنویر

جلد ۴۹ | یوم سہ شنبہ مورخہ ۱۷ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۵۹ء | نمبر ۳۷

محبتِ الٰہیہ کا حقیقی نشان مکالمہ الٰہیہ اور دُعاؤں کی قبولیت ہے

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

یہ تو ہر ایک قوم کا دعوےٰ ہے۔ کہ بہتیرے ہم میں سے ہیں، کہ خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں۔ مگر ثبوت طلب یہ بات ہے کہ خدا تعالےٰ بھی ان سے محبت رکھتا ہے یا نہیں، اور خدا تعالیٰ کی محبت یہ ہے۔ کہ پہلے تو ان دلوں سے پردہ اُٹھا دیوے جس پردہ کی وجہ سے اچھی طرح انسان خدا تعالیٰ کے وجود پر یقین نہیں رکھتا۔ اور ایک دھندلی سی اور تاریک معرفت کے ساتھ اس کے وجود کا قائل ہوجاتا ہے بلکہ بسا اوقات امتحان کے وقت اُس کے وجود سے ہی انکار کر بیٹھتا ہے اور یہ پردہ اُٹھایا جانا بجز مکالمہ الٰہیہ کے اور کسی صورت سے میسّر نہیں آسکتا پس انسان حقیقی معرفت کے چشمہ میں اس دن غوطہ مارتا ہے جس دن خدا تعالیٰ اسکو مخاطب کر کے انا الموجود کی اسکو خود بشارت دیتا ہے۔ تب انسان کی معرفت صرف اپنے قیاسی ڈھکوسلے یا محض منقولی خیالات تک محدود نہیں رہتی، بلکہ خدا تعالےٰ سے ایسا قریب ہو جاتا ہے کہ گویا اسکو دیکھتا ہے اور یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ خدا تعالیٰ پر کامل ایمان اسی دن اسکو نصیب ہوتا ہے کہ جب اللہ جلّشانہٗ اپنے وجود سے اسکو آپ خبر دیتا ہے، اور پھر دوسری علامت خدا تعالیٰ کی محبت کی یہ ہے کہ اپنے پیارے بندوں کو صرف اپنے وجود کی خبر ہی نہیں دیتا بلکہ اپنی رحمت اور فضل کے آثار بھی خاص طور پر ان پر ظاہر کرتا ہے اور وہ اس طرح پر کہ اُن کی دعائیں جو ظاہری امیدوں سے بڑھ کر ہوں قبول فرما کر اپنے الہام اور کلام کے ذریعہ سے ان کو اطلاع دیتا ہے۔ تب اُن کے دل تسلّی پکڑ جاتے ہیں۔ کہ یہ ہمارا قادر خدا ہے۔ جو ہماری دعائیں سنتا ہے اور ہم کو اطلاع دیتا اور مشکلات سے ہمیں نجات دیتا ہے، اسی روز سے نجات کا مسئلہ بھی سمجھ میں آتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے وجود کا بھی پتہ لگتا ہے۔ اگرچہ جگانے اور متنبہ کرنے کے لئے کبھی کبھی غیروں کو بھی سچی خواب آسکتی ہے۔ مگر اس طریق کا مرتبہ اور شان اور رنگ اور ہے یہ خدا تعالےٰ کا مکالمہ ہے جو خاص مقربوں ہی سے ہوتا ہے۔ اور جب مقرب انسان دعا کرتا ہے تو خدا تعالےٰ اپنی خدائی ... جلال کے ساتھ اُس پر تجلّی فرماتا ہے اور اپنی روح اس پر نازل کرتا ہے، اور اپنی محبت سے بھرے ہوئے لفظوں کے ساتھ اس کو قبولیت دعا کی بشارت دیتا ہے اور جس کسی سے یہ مکالمہ کثرت سے وقوع میں آتا ہے اسکو نبی یا محدّث کہتے ہیں اور سچے مذہب کی یہی نشانی ہے کہ اس مذہب کی تعلیم سے ایسے راستباز پیدا ہوتے ہیں جو محدّث کے درجہ تک پہنچ جاویں۔ جن سے خدا تعالےٰ آمنے سامنے کلام کرے اور اسلام کی حقیقت اور حقانیت کی اوّل نشانی یہی ہے کہ اس میں ہمیشہ ایسے راستباز جن سے خدا تعالیٰ ہم کلام ہو پیدا ہوتے ہیں، تتنزل علیھم الملائکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا (سورۃ حٰم سجدہ ۵) سو یہی معیار حقیقی سچے اور زندہ اور مقبول مذہب کا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ یہ نور صرف اسلام میں ہے دوسرے مذاہب اس روشنی سے بے نصیب ہیں، اور ان مذاہب کے بطلان کے لئے یہی دلیل ہزار دلائل سے بڑھکر ہے کہ مردہ ہرگز زندہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور نہ اندھا سوجاکھے کے ساتھ پورا اُتر سکتا ہے ۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۱۹)

سب سے زیادہ خوش قسمت انسان

جو قیامت کے دن رسول اللہ صلعم کی شفاعت کا مستحق ہوگا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ قیامت کے دن آپ کی شفاعت کے لینے میں سب سے زیادہ خوش قسمت کون ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے ابوہریرہؓ میں جانتا تھا کہ کوئی شخص تم سے پہلے اس بات کے متعلق مجھ سے سوال نہیں کریگا اس وجہ سے کہ میں حدیث پر تمہاری حرص کو دیکھتا ہوں، سب سے زیادہ خوش نصیب میری شفاعت کے حاصل کرنے میں قیامت کے دن وہ شخص ہے جو خالص دل یا جی کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے"

نوٹ: قول لا الٰہ الا اللہ سے مراد سارا کلمہ طیبہ ہے یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ یہ حدیث کا عام محاورہ ہے جس طرح قرآن کا محاورہ ایمان باللہ ویوم الآخر ہے، خالصًا قلب سے کہنے کا یہ منشا ہے کہ منافقت کے طور پر نہ ہو اور جو کام آدمی خالص دل سے کرتا ہی اسکے لئے پورا زور بھی لگاتا ہے۔ (فضل الباری)

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا ٭ گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

تبلیغی خط و کتابت

اس عنوان کے نیچے وہ خطوط درج کئے جاتے ہیں جو انجمن کی تبلیغی ڈاک کے جواب میں موصول ہوتے ہیں
(از آفیسر انچارج تبلیغ بلادِ غیر)

جنوبی افریقہ

از مسٹر موسیٰ ابراہیم - ون برگ کیپ جنوبی افریقہ -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

کیپ ٹاؤن کی مرکزی لائبریری میں آپ کے مختلف مصنفین کی کتب میری نظر سے گذری ہیں - ان کتب کے مطالعہ سے مجھے اسلام کے متعلق بہت سی معلومات حاصل ہو گئی ہیں اس سے پہلے اسلام کے متعلق میرا علم بہت سطحی تھا اور بعض باتوں کا تو مجھے بالکل علم ہی نہ تھا۔

سچی بات تو یہ ہے کہ خواجہ کمال الدین رحؒ اور مولانا محمد علیؒ کی کتب میں اسلام کی صحیح صحیح تصویر پیش کی گئی ہے اور یہ کتب علم و عمل کا کامل مرقع پیش کرتی ہیں۔

وہ اسلامی تعلیم جو آپ کی انجمن پیش کرتی ہے نہایت خوبصورت اور مدلل ہے اور قرآن کریم میں بیان کردہ شریعت کے احکام نہایت واضح طور پر پیش کئے گئے ہیں۔

چند پرچے ٹریکٹ کے میرے پاس ہیں ان کے مطالعہ سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اسلام کو صحیح طور پر پیش کرنے میں آپ کی کوششیں قابلِ داد ہیں۔

لائبریری میں مجھے مولانا محمد علی رحؒ کی گراں مایہ کتاب ریلیجن آف اسلام بھی پڑھنے کا موقع ملا ہے - یہ کتاب چونکہ لائبریری سے باہر عرصہ کے لئے نہیں جا سکتی لہٰذا میں اس سے کما حقہٗ مستفید نہیں ہو سکا - میری دلی خواہش ہے کہ میں اس کتاب کے مطالعہ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کر سکوں۔

میرا مکان ایک اچھا خاصہ دار المطالعہ ہے جہاں بہت سے دوست جمع ہو کر مختلف مسائل پر بحث و تمحیص میں مشغول رہتے ہیں، اندریں صورت میں گذارش کرتا ہوں کہ مجھے ایک کاپی ریلیجن آف اسلام کی عطا فرمائیں - اللہ تعالےٰ آپ کو اور آپ کے ادارہ کو بیش از بیش خدمتِ اسلام کی توفیق بخشے۔

(انہیں لٹریچر وغیرہ بھیجا جا رہا ہے اور تبلیغی خط بھی ارسال کیا جا رہا ہے)

کینیڈا

ترجمہ خط از :- برگیٹ ایڈامیٹس

کینیڈا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میں آپ کے خط مورخہ ۲۹/۵ ۲ کے جواب - اور پارسل کی رسید کی اطلاع جو مجھے جولائی میں ملا گیا تھا کے متعلق دیر سے خط لکھنے پر بہت نادم ہوں جس کے لئے میں کسی نامعقول عذر کا سہارا لینا نہیں چاہتا، معافی کا خواستگار ہوں۔

میں نے آمدہ موومنٹ پر رسالے بڑی احتیاط سے پڑھے اور دوسرے دوستوں کو پڑھنے کے لئے دیئے، وہ پھر آگے انہیں پہنچائیں گے - ان سے اچھے نتائج برآمد ہونے کی توقع ہے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو - اللہ تعالےٰ ہم سب پر اپنی برکات نازل فرمائے۔

میں حضرت مولانا محمد علی صاحب رحؒ کا انگریزی ترجمہ القرآن پا کر بہت خوش ہوا ہوں - میں نے انگریزی ترجمہ پڑھنا شروع کر دیا ہے کیونکہ میں عربی نہیں پڑھ سکتا۔

میں نے قرآن شریف کی تفسیر اس سے بہتر نہیں دیکھی یہ میرے لئے ایک بے بہا خزانہ ہے۔

اس کے متعلق آپ میرے تاثرات کا اندازہ نہیں لگا سکتے!

میں نے آپ کی اندرون پاکستان اور بیرونی ممالک میں تبلیغی مساعی کے متعلق پوری پوری واقفیت حاصل کر لی ہے جس سے میں بہت متاثر ہوا ہوں، لہٰذا پانچ ڈالر بطور چندہ الگ بھیج رہا ہوں -

احمدیہ موومنٹ کی تقدیس اور آپ کی نیک طبعی کا تہ دل .... سے معترف ہوں -

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجا جا رہا ہے)

ماریشس

از اے رشید محبوب ماریشس

بنام جناب نہاد رغلام ربانی تمار صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مجھے یہ سن کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ ایک سال کے لئے پھر انگلینڈ محض خدمت اسلام کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں -

مجھے آپ نے ۵/۱ ۲۲ کو لکھا تھا کہ جن کتب کی مجھے ضرورت ہے میں آپ کو لکھوں - اس کام کے لئے میں آپ کو معذرت کے ساتھ تکلیف دے رہا ہوں آپ یقین جانیئے کہ میں کتب فروش نہیں ہوں بلکہ میں مسلم قوم کی بھلائی کے لئے ایک لائبریری قائم کر رہا ہوں - کیونکہ یہاں کے مسلمان دوسری قوموں کے مقابلہ میں بہت پیچھے ہیں - لائبریری کا قیام نہایت ضروری ہے مگر افسوس ہے کہ قوم کا متمول طبقہ اس طرف توجہ نہیں کر رہا -

میری قیاس ہے کہ میں لوگوں کو اسلام کی اعلےٰ تعلیم سے مانوس کرا دوں - لہٰذا میں بھی اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں آپ بھی میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری مدد فرمائے -

آپ کو یاد ہو گا کہ آپ نے مجھے فرمایا تھا کہ پاکستان سے کتب کی ضرورت ہو تو مجھے لکھیں، میں آپ کے اس حسنِ اخلاق کا بہت مشکور ہوں -

میں جاننا چاہتا ہوں کہ اسلام پر کس قسم کی کتب آپ مہیا فرمائیں گے -

اسی وقت میرے پاس نایاب کتب کی لسٹ ہے جو بہت دیر سے شائع ہونی بند ہو گئی ہیں - اگر ان کتب کے حصول میں آپ میری مدد فرماسکیں تو عنایت ہو گی -

میں آپ کی خدمت میں عنقریب ان کتب کی لسٹ بھیجدوں گا - مجھے ابھی تک اسلامک سولائیزیشن مصنفہ کے بخش اور لائف آف فکر مولانا روم نہیں ملے -

والسلام

(انہیں قرآن شریف مع متن - تحفہ گناہ و آیات اسلام - براہین احمدیہ اور مزید لٹریچر بھیجا جا رہا ہے)

لاہور

از سیکرٹری سوشل ویلفیئر کمیونٹی سینٹر جوڈنگ روڈ - لاہور -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

ہماری مجلسِ منتظمہ اور جنرل کونسل نے آپ کی عطیہ کتب کے متعلق مفصلہ ذیل ریزولیوشن ۱۹/۹/ ۶۴ کو پاس کیا ہے - برائے اطلاع ارسال خدمت ہے -

" مرکز سوشل ویلفیئر کمیونٹی سینٹر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے جذبۂ خدمتِ اسلام کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان نہایت مفید کتب کا شکریہ ادا کرتا ہے جو انجمن کی طرف سے موصول ہوئی ہیں ۔

سینٹر پُر امید ہے کہ قوم کے نوجوانوں کے لئے یہ کتب نہایت مفید ثابت ہونگی - امید ہے انجمن آئندہ بھی اس قسم کی مدد فرماتی رہے گی ۔"

(انہیں قرآن شریف سیکنڈ کوالٹی - زندہ نبی کی زندہ تعلیم - اسلامی اصول کی فلاسفی - فتح اسلام - توضیح مرام اور سیرت خیر البشر اور دیگر پمفلٹس دیئے گئے تھے)

شمولیتِ سلسلہ

(۱) اے عزیز خان صاحب ولد کلیم خان صاحب قوم یوسف زئی پٹھان مظفر آباد کشمیر
(۲) فیض سرور صاحب ولد چوہدری محمد خان صاحب سکنہ گھنوال، گجرات

حضرت امیر کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے ٭

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— ۲۲ ستمبر ۱۹۵۹ء

کفر دُون کفر اور خارج از اسلام

کسی سابقہ اشاعت میں ہم نے معاصر "الفضل" کے اس بیان کو خوشی کے ساتھ نقل کیا تھا۔ کہ جس طرح ایک نماز نہ پڑھنے والا مسلمان کفر دون کفر کا مرتکب ہوتا ہے اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کا انکار کفر دُون کفر ...... ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ معاصر نے اس بیان میں اس عقیدہ سے رجوع کر لیا ہے جس میں خلیفہ صاحب ربوہ کے زیر ہدایت ان تمام مسلمانوں کو خارج از اسلام سمجھا جاتا رہا ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں داخل نہیں، لیکن معاصر "ایشیا" کے ایک اعتراض کے جواب میں ۱۱ ستمبر کے "الفضل" میں اس بیان کی جو وضاحت کی گئی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم، چنانچہ لکھا ہے:۔

"احمدی تمام مسلمانوں کے لئے جن میں ہر فرقہ کا مسلمان شامل ہے ہمیشہ مسلمان کا لفظ ہی استعمال کرتے ہیں، دوسرے لفظوں میں ہر انسان جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہے خواہ وہ عملاً اسلام کی کسی بات پر عامل نہ ہو اصطلاحاً مسلمان اور امت محمدیہ کا ایک فرد ہے البتہ ایسا انسان اسلام پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے خارج از اسلام ہوتا ہے دوسرے لفظوں میں وہ کفر دُون کفر کا ارتکاب کرتا ہے خارج از امت اور خارج از اسلام کے فرق کو سمجھ لیا جائے تو بات ختم ہو جاتی ہے۔"

کفر دون کفر کی اس نئی تعریف کو اس قادیانی لغات کا ہی ایک حصہ سمجھنا چاہیئے جو مذہبی اصطلاحات کو نت نئے معنے پہنانے کے لئے مخصوص ہے، کفر دون کفر کا مرتکب خارج از امت نہیں لیکن خارج از اسلام ہے، شاید ہی اس سے پہلے کسی نے اس فرق کو سمجھا ہو۔ کفر دون کفر کی اصطلاح محدثین نے ہمیشہ اس موقعہ پر استعمال کی ہے، جب کوئی مسلمان کسی ایک اسلامی حکم پر عمل پیرا نہ ہو، یا کسی معصیت کا مرتکب ہو۔ ایسے شخص پر کفر کا لفظ صرف ان معنوں میں استعمال کیا گیا ہے کہ وہ ایک فرع یا صرف ایک حکم کی نافرمانی کا مرتکب ہوا ہے، اس کے یہ معنے نہیں کہ ایسا شخص خارج از اسلام ہو گیا، علامہ ابن اثیر نے اپنی کتاب نہایہ میں اسی بات کو حسب ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے:۔

الکفر صنفان احدھما الکفر باصل الایمان وھو ضدہ والاخر کفر بفرع من فروع الاسلام فلا یخرج بہ من اصل الایمان

یعنے کفر دو قسم پر ہے ایک اصل ایمان کا کفر اور وہ ایمان کی ضد ہے اور دوسرا ایمان کی فروع میں سے کسی فرع کا کفر تو اس سے انسان ایمان سے یعنے دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا"

اب غور کر لیجئے اصل ایمان کیا ہے؟ خدا اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ فرع کیا ہے؟ خدا اور رسول کے ہزار ہا احکام میں سے ہر ایک حکم اسلام کی ایک فرع ہے۔ ابن اثیر اور تمام اکابر اہل سنت کے نزدیک کسی اسلامی حکم یا ایک فرع کا انکار اصل ایمان سے خارج نہیں کر دیتا، کیونکہ یہ واقعات کے بالکل خلاف ہے کہ ایک شخص سچے دل سے خدا اور رسول پر ایمان رکھتے ہوئے اگر سستی یا کمزوری یا غفلت کی وجہ سے کسی حکم کی تعمیل سے قاصر رہ جائے یا کسی معصیت کا مرتکب ہو تو اسے اسلام ہی سے خارج سمجھا جائے، یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ وہ کامل الایمان نہیں۔ اور یہی کفر دون کفر کے معنے ہیں لیکن اسے خارج از اسلام نہیں قرار دیا جا سکتا۔

احادیث میں کفر دُون کفر کی کئی مثالیں پائی جاتی ہیں مثلاً لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ کوئی شخص ایمان نہیں لاتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی بات پسند نہیں کرتا جو اپنے لئے پسند کرتا ہے لا ایمان لمن لا عھد لہ جو شخص عہد کی پابندی نہیں کرتا اس کا کوئی ایمان نہیں۔ ایسی ہی کئی اور باتیں ہیں جن کو احادیث میں موجب کفر یا خلاف ایمان قرار دیا گیا ہے، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان امور کا مرتکب خارج از اسلام ہو جاتا ہے اگر ایسا ہو تو بہت ہی کم مسلمان ایسے ہوں گے جنہیں دائرہ اسلام کے اندر قرار دیا جائے، یہاں تک کہ قادیانی جماعت کا بھی بیشتر حصہ حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانے کے باوجود کسی نہ کسی فرع کے انکار یا معصیت کی وجہ سے خارج از اسلام قرار پائے گا۔ خود حضرت مسیح موعودؑ نے کشتی نوح میں کئی ایسی باتیں لکھی ہیں، جن میں سے ہر بات کے مرتکب کے بارہ میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ "وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے" مثلاً:۔

"جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے .... جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں ان کی بات کو نہیں مانتا اور ان کی تعہد خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے، جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے، جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنے ادنے خیر سے محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے، جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصوروار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے" وغیرہ وغیرہ۔

اب فرمائیے اور تو اور خود قادیانی جماعت میں کتنے ایسے لوگ ہیں، جو اُن میں سے ہر بات پر پورے طور پر عامل ہیں، کیا ایسے لوگوں کو جن سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہو جس کا ذکر مندرجہ بالا فقرات میں کیا گیا ہے۔ خارج از احمدیت قرار دیا جائے گا؟ اور خارج از احمدیت ہی نہیں وہ کفر دون کفر کے مرتکب ہو کر بقول "الفضل" مسلمان کہلانے کے باوجود خارج از اسلام قرار پائیں گے

غور کر لیجئے کفر دون کفر کے یہ معنے کہاں تک قابل قبول ہو سکتے ہیں، اور آئمہ حدیث اور حضرت مسیح موعودؑ کا انکار ایک بہت بڑی معصیت یا ایک فرع اسلام کا کفر ہے، یہ اصل ایمان کا کفر نہیں، کہ اس کے مرتکب کو خارج از اسلام قرار دیا جائے، آپ کہہ سکتے ہیں کہ وہ کامل الایمان نہیں، پکا مسلمان نہیں، لیکن خارج از اسلام اسے نہیں کہا جا سکتا کسی نے آج تک کفر دون کفر کے مرتکب کو خارج از اسلام قرار دیا ہے، کیا "الفضل" ان حقائق پر غور کر کے اپنے موقف پر نظر ثانی کرے گا؟ اور اس کے ساتھ ہی کیا اس بات کو بھی واضح کرے گا کہ جن لوگوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا نام بھی نہیں سنا یا جو لوگ آپ کی صداقت کے قائل ہیں لیکن اپنی کمزوری کی وجہ سے بیعت میں شامل نہیں کیا ان کو بھی امت کے اندر لیکن خارج از اسلام ہی سمجھا جائے گا؟ اور ایسے خارج از اسلام لوگوں کے جنازوں کے جواز یا عدم جواز سے متعلق بھی موجودہ قادیانی موقف کو واضح کر دیا جائے تو بات بہت صاف ہو جائے گی۔

اخبار و افکار

فرقہ عنانیہ

معاصر "الفضل" نے ۱۲ ستمبر کے اداریہ میں اس لاطائل بحث کو پھر دہرایا ہے، جس پر شیخ محمد طفیل صاحب وضاحت کے ساتھ روشنی ڈال چکے ہیں، اور متعدد تاریخی حوالوں سے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ

۱- فرقہ عنانیہ عیسائیوں کا کوئی فرقہ نہ تھا بلکہ یہودیوں کا فرقہ تھا اس لئے یہ کہنا کہ وہ بقول مولوی ابوالعطاء عیسائیوں کا ایک "پیغامی گروہ" تھا، جس نے مسیح کا درجہ گھٹا کر انہیں نبی سے ولی بنا دیا صریحاً غلط بیانی ہے۔

۲- فرقہ عنانیہ حضرت عیسٰےؑ کے زمانہ میں پیدا نہیں ہوا، بلکہ آن کے کئی سو سال بعد حضرت امام ابو حنیفہ رحہ کے زمانہ میں یہودیوں سے اندر پیدا ہوا، اس لئے جماعت احمدیہ لاہور کے ساتھ جس کے سربراہ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں ان کے مخلص مریدین میں سے تھے اس فرقہ کی مشابہت صحیح نہیں۔

"الفضل" کا مؤقف یہ ہے کہ

"عنانیہ فرقہ یہودی ہو یا نصرانی، اس سے کوئی غرض نہیں بحث صرف اتنی ہے کہ آیا ایسا کوئی فرقہ ہوا ہے یا نہیں جو حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا درجہ گھٹا کر آپ کو نبی اللہ نہیں بلکہ صرف ولی اللہ خیال کرتا ہے۔"

ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ مدیر "الفضل" کو اصل بحث کے سمجھنے میں غلطی لگی ہے بلکہ اگر انہوں نے مولوی ابوالعطاء کے اس مضمون کو پڑھا ہے جس میں انہوں نے فرقہ عنانیہ کی نشاندہی کی ہے، اور صاف لفظوں میں اسے عیسائیوں کا "پیغامی گروہ" قرار دیا ہے تو یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ شیخ محمد طفیل صاحب کے مضامین نے اس کے قدموں کو اصل بنیاد سے اکھیڑ دیا ہے اور اب وہ ادھر اُدھر سہارا لینے کی کوشش کر رہا ہے۔

ہم حیران ہیں کہ خود مولوی ابوالعطاء صاحب کیوں خاموش ہیں اور چنگاری لگا جالو دور کھڑی کے مصداق ٹک ٹک دیدم دم نکشیدم کا نقشہ بنے ہوئے ہیں، معلوم ہوتا ہے اپنی پیدا کردہ بنیاد کو کمزور دیکھ کر اب اُن میں بولنے کا یارا نہیں۔

خیر ہم بھی اس بحث کو لمبا نہیں کرنا چاہتے، اور اس کو یہیں چھوڑ کر اس کھلی مشابہت کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں جو ہمارے قادیانی دوستوں نے عیسائیوں کے اس پولوسی فرقہ کے ساتھ پیدا کر رکھی ہے، جس نے حضرت عیسٰے علیہ السلام کو نبوت و رسالت کے منصب سے بڑھا کر تخت الوہیت پر بٹھا دیا، بعینہٖ اسی طرح جیسے ہمارے قادیانی دوستوں نے حضرت مسیح موعودؑ کو مجددیت و محدثیت کے منصب سے بڑھا کر نبوت و رسالت کے منصب پر کھڑا کر دیا، کیا محترم مدیر "الفضل" اپنے فرقہ کی اس کھلی مشابہت سے انکار کر سکتے ہیں؟

امن کا انتخاب

روسی وزیر اعظم مسٹر خروشچیف آج کل امریکہ گئے ہوئے ہیں اور عنقریب امریکی صدر آئزن ہاور روس جانے والے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ دونوں ممالک کے سربراہوں کی یہ ملاقاتیں دُنیا کے پر امن مستقبل کی ضامن ہوں گی، خدا کرے ایسا ہی ہو، مسٹر خروشچیف نے ایک ڈنر کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے یہ دعوےٰ کیا ہے کہ:-

"رُوسی عوام نے ماضی بعید میں امن کا انتخاب کر لیا تھا"

ایک اور موقعہ پر انہوں نے یہ بھی کہا کہ روس کا ارادہ ملک گیری کا نہیں، کاش ایسا ہی ہو، اگرچہ ماضی قریب میں ہنگری کا خونیں انقلاب اس امن کی حقیقت کو واضح کر رہا ہے، جس کا انتخاب روسی عوام نے ماضی بعید میں کیا تھا۔

اصل بات یہ ہے کہ روس اگرچہ براہ راست دوسرے ممالک کو زیرنگین لانے کا ارادہ نہ رکھتا ہو، لیکن روسی کمیونزم کے جراثیم ہر ملک میں کم و بیش پائے جاتے ہیں، جو موقعہ ملنے پر بغاوت اور فتنہ و فساد کی شکل میں اُبھر آتے ہیں، ہنگری لاؤس اور کیرالا اس کی زندہ مثالیں ہیں، مسٹر خروشچیف اگر ایسے ہی امن پسند ہیں تو انہیں چاہیئے کہ دوسرے ممالک کے کمیونسٹوں کو فتنہ و فساد سے روکیں اور کمیونزم کی چنگاری کو شعلہ بننے سے پہلے بحالی امن کی کوشش کریں۔

تعدّد ازدواج پر پابندی

یورپ اور امریکہ کی تقلید میں بعض اسلامی ممالک سے بھی تعدد ازدواج پر پابندی عائد کرنے کی آواز جب آتی ہے تو حیرانی ہوتی ہے، کہ انہیں اس تلخ تجربہ کو دیکھ کر بھی جو یورپ اور امریکہ میں پیش آرہا ہے اسلامی تعلیم کی حکمت کیوں سمجھ میں نہیں آتی، کیا وہ چاہتے ہیں کہ یورپ اور امریکہ میں ایک بیوی کے قانون کے ہوتے ہوئے ناجائز داشتاؤں کا جو طریق رائج ہے اور حرامی بچوں کی پیدائش کی جو مصیبت وہاں پیدا ہو رہی ہے، اسلامی ملکوں کو بھی اس میں اسلامی ممالک کو بھی مبتلا کیا جائے۔

حال ہی میں سنگاپور کی نئی خود مختار حکومت نے تعدد ازدواج کی اجازت کے بجائے ایک بیوی کا قانون پاس کر کے ایک ایسا قدم اُٹھایا ہے جو ہمیں ڈر ہے کہ مستقبل میں بہت سی جنسی خرابیوں کا موجب ہوگا۔ پاکستان میں بھی بعض عناصر اسی قسم کے قانون کی تمنا رکھتے ہیں انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام کی پر حکمت تعلیم کو چھوڑ کر گھریلو زندگی میں وہ امن نہیں مل سکتا جس کے وہ خواہاں ہیں، ازدواجی زندگی میں بیشمار ایسے مراحل پیش آتے ہیں، جن میں انسان ایک سے زیادہ شادی کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے، ہاں اگر کوئی شخص ناجائز طور پر اپنی ایک بیوی کو چھوڑ کر دوسری سے رابطہ پیدا کرے تو یہ اسلام کے نزدیک جائز نہیں اس کے لئے اسلامی شریعت کے مطابق قانون میں مناسب تحفظ کی صورت ہونی چاہیئے۔ لیکن ایک چیز کے غلط استعمال کی وجہ سے اسکو ختم کر دینا اور نتائج و عواقب سے بے پرواہ ہو کر ایسی پابندیاں عائد کرنا جو اس سے بڑھ کر خرابی کا موجب ہو سکتی ہیں۔ کہاں کی دانشمندی ہے۔

اولیاء اللہ کے مزارات پر فسق و فجور

ایک مقامی معاصر سے بلا تبصرہ:-

افسوس کہ آج نہ تو اولیاء اللہ کے لئے قرآنی اوصاف کو ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اور نہ ہی اُن کے ساتھ وہ معاملہ کیا جاتا ہے۔ جس کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول نے اجازت دی ہے۔ اور نہ ہی ان کی محبت اور عزت و احترام میں شرعی حدود کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ ——— آج اولیاء اللہ کے روضے کفر و شرک، اور فسق و فجور کے مرکز ہیں۔ آج اُن کی محبت اور عقیدت کے نام پر جو کچھ ہو رہا ہے۔ بخدا اگر وہ اسے دیکھ پائیں تو وہ ان حرکات سے مکمل بیزاری کا اعلان کریں۔ آج ان حضرات کے مزارات پر وہ لوگ قبضہ جمائے بیٹھے ہیں جنہیں ان اولیاء اللہ سے ذرّہ بھر بھی نسبت نہیں ———

آج کچھ لوگ محض اس بناء پر ان مزارات کے مجاور اور متولی ہیں۔ کہ انہیں ان بزرگوں سے نسبی تعلق ہے حالانکہ ان بزرگانِ دین نے حسب و نسب کے تمام بتوں کو توڑ کر ہی یہ مقام حاصل کیا تھا ——— آج ان مقامات پر وہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ جس کے خلاف ان حضرات نے مدت العمر سر دھڑ کی بازی لگائے رکھی۔ اور ان مقامات کے اوقاف جو محض تبلیغ اسلام کے لئے مخصوص تھے، ان مجاوروں کی عیاشی میں صرف ہو رہے ہیں، یہ ان حضرات کے مزار ہیں جن کے پاس طالبان حق اور سالکانِ راہ طریقت دُور دراز سے محض اس لئے آتے تھے کہ ان اولیاء کی صحبت سے نفس کا تزکیہ اور اُن کے کلمات طیبہ سے قلب و دماغ کو منور کریں۔ لیکن وائے ناکامی آج یہ مقامات بلیک کر سمگلنگ کے اڈے۔ نشئی اشیاء کی مارکیٹیں اور اخلاقی مجرموں کی پناہ گاہ بن چکے ہیں ——— اور جہاں سے توحید کا

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات بنی نوع انسان پر اور آپ کی فوق العادت کامیابیاں

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۵۹ء ۔ فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یسبح للہ ما فی السموات وما فی الارض الملک القدوس العزیز الحکیم هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم ایاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین واخرین منهم لما یلحقوا بهم وهو العزیز الحکیم ذالک فضل اللہ یؤتیه من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم (سورۃ الجمعہ ۔ رکوع اوّل)

حضرت نبی کریم صلعم کی کامیابیاں

چند روز سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا فضا میں گونج رہی ہے ۔ چودہ سو سال گزر گئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق لوگوں کے دلوں میں برابر بڑھتا چلا جاتا ہے، شروع میں ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرتؐ کے اشارہ پر اپنے مال دے دیئے، اپنی جانیں قربان کر دیں ۔ اس وقت سے لیکر اب تک دنیا بھر کے مسلمانوں کا عشق حضورؐ کے لئے برابر بڑھتا چلا جا رہا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام قسم کی کامیابیاں اپنی حین حیات میں دیکھیں ۔ ایک یتیم بچہ جس کی تربیت کرنے والا کوئی نہیں، جس کی قوم امی اور جاہل ہے، اور کوئی ایسا ذریعہ نہیں کہ وہ علم سیکھ سکے ۔ اسکو خدا نے وہ علوم دیئے جن کی انتہا نہیں، سارا عرب آپؐ کا مخالف، ان کا الزام تھا کہ یہ شخص ہمارے بتوں کو برا بھلا کہتا ہے ۔ ہماری روایات کو برباد کرنے والا ہے، تیرہ سال تک آپ ماریں کھاتے رہے، کوئی سامان بچاؤ کا نہیں ۔ تیرہ سال ماریں کھانے کے بعد دس سال جنگوں میں گذرے، آخرکار خدا نے کامیابی عطا کی، حکومت بھی دی، بہترین حکومت کر کے دکھائی، حکمران ہو کر شدید سے شدید مخالفین اور اذیتیں پہنچانے والوں کو معاف کر کے دکھا دیا۔

حضور صلعم کے علمی کارنامے

اُمی ہو کر علم کی ... بہترین بہادیں، علوم کے چشمے آپ سے پھوٹے، عرب اور عراق میں آپؐ کے متبعین نے یونیورسٹیاں قائم کیں، جن میں بڑے بڑے قابل پروفیسر تھے ۔ عراق کی ایک یونیورسٹی میں غزالیؒ جیسا فاضل انسان پروفیسر تھا، پھر سپین میں بھی علم کی روشنی پھیلی اور یونیورسٹیاں قائم ہو گئیں، یورپ اُن کے احسانات کو مانتا ہے ۔ اہل یورپ کی کتابوں میں ان یونیورسٹیوں کا ذکر ہے، ان علوم کا تذکرہ ہے جو وہاں پڑھائے جاتے تھے ۔ کیمسٹری، الجبرا، انجنیئرنگ ہیئت اور طب وغیرہ علوم میں مسلمانوں نے کمال حاصل کیا ۔ ایک امی کا اتنا بڑا کارنامہ کہ دنیا کو علم و حکمت سے سیراب کر دیا ۔ ایک معجزہ ہے ۔

حضرتؐ کی اصل تعریف آپ کی فوق العادت کامیابی ہے

آج لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا میں کہتے ہیں کہ آپؐ کے پسینہ سے عنبر کی خوشبو آتی تھی، اور آپؐ کا پیشاب ایسا تھا اور ایسا تھا، یا کہتے ہیں کہ آپؐ کا سایہ نہ تھا، یہ کیا چیزیں ہیں، اصل چیز یہ ہے، کہ آپؐ کو فوق العادت کامیابی حاصل ہوئی، اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو اپنے مقصد میں کامیاب کر دیا اور اس کا ریکارڈ کر دیا اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً ۔ خدا کی نصرت آئی اور وہ لوگ جو آپؐ کو مٹانا چاہتے تھے، خود مٹ گئے، بڑے بڑے مخالفین کی گردنیں جھک گئیں ۔ اور انہیں معلوم ہو گیا کہ آپؐ فی الواقعہ خدا کی طرف سے ہیں، افواج در افواج لوگ اسلام میں داخل ہوئے عرب، یہودی، نصرانی مسلمان ہو گئے، شام ۔ عراق، حبشہ کے لوگ آ کر مسلمان ہونے لگے ۔

حضورؐ کا پیغام تمام اقوام کے نام

حضرتؐ نے خود نہ صرف اہل عرب کو تبلیغ کی بلکہ دوسرے ممالک کے بادشاہوں کو بھی تبلیغی خطوط لکھے مصر کے بادشاہ مقوقس کے نام خط لکھا، اس نے بڑی عزت و تکریم کی ۔ ایران کے کسریٰ اور شام کے قیصر کو بھی خط لکھا ۔ نجاشی کو بھی حبشہ میں خط لکھ کر بھیجا، یہ اس لئے کہ آپؐ تمام دنیا کے لئے پیغام لے کر آئے تھے ۔ آپؐ کا پیغام کسی خاص قوم کے لئے نہ تھا، لیکون للعلمین نذیرا اور قرآن کے متعلق بھی بار بار فرمایا کہ وہ تمام دنیا کے لئے ہے، آپؐ کا دین عالمگیر اور آپؐ کے معتقدات ہمہ گیر ہیں، ساری انسانیت کو ایک کرنا، ایک خدا کے آگے جھکانا آپؐ کا مقصد ہے، اور آپؐ کے سامنے سارا عرب ایک ہو گیا، اور خدائے واحد کا پرستار بن گیا۔

دوستوں اور ساتھیوں کی عزت

یہ ایک انسان ہے جو اپنے دوستوں اور ساتھیوں کو مرید نہیں کہتا وہ انہیں صاحب کہتا ہے اذ قال لصاحبه لا تحزن ان اللہ معنا، اپنے کامریڈ سے کہا کہ میری وجہ سے غم میں گھل رہے ہو، ڈرو نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے ۔ کتنا بڑا اعزاز ہے ۔

فتح کے بعد دشمنوں سے سلوک

حضرت صلعم جب بادشاہ ہوئے تو لوگوں کے ساتھ اس قدر رحم کا برتاؤ کیا کہ اس کی نظیر ملنی مشکل ہے، آج کوئی تھانیدار ہو جائے تو سب سے پہلے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں پر رعب جماتا ہے اور اب تو طرہ دار پگڑی عام ہو چکی ہے، انگریز کے زمانہ میں ایک نائب تحصیلدار پگڑی باندھ کر جب نکلتا تھا، تو اس کی بڑی عزت و تکریم ہوتی تھی ۔ لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو شہید کرانے اور اُحد کی جنگ میں زخمی ہو کر گر جانے کے باوجود جب مکہ فتح کیا تو تمام مخالفین اور ایذائیں دینے والوں کو معاف کر دیا ۔ حکومت کے تخت پر بیٹھ کر لباس فاخرہ کبھی نہیں پہنا، تخت کیا تھا، معمولی چٹائی ہی آپ کا تخت تھا، اور عمامہ آپ کا تاج ۔ ابو سفیان سب سے بڑا دشمن تھا جس نے بار بار لشکر جمع کر کے مدینہ پر چڑھائیاں کیں، لیکن جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو نہ صرف سب دشمنوں کو معافی دے دی بلکہ اعلان کر دیا کہ جو شخص ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو گا، اس کو بھی امان دی جائے گی، اس اعلان نے اس کا رتبہ بڑھا دیا ۔

حضور صلعم کا حلم و بردباری

ابو سفیان کی بیوی ہندہ بڑی جابر اور قاہر عورت تھی، جس نے جنگ اُحد میں حضرت حمزہؓ کا کلیجہ چبایا تھا، جب آنحضرت صلعم نے عورتوں کی بیعت لی تو وہ بھی آئی، آپؐ نے فرمایا کہ اقرار کرو کہ بت پرستی نہ کریں گی، اس پر اس نے کہا کہ ہم نے ان بتوں کی حمایت میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا، اگر ان میں کچھ جان ہوتی تو ہمیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا پھر ہم کیسے ان بتوں کی پرستش کر سکتی ہیں، یہ آزادانہ گفتگو سن کر آپ مسکرائے، کوئی آج کا بادشاہ ہوتا تو کہتا اس گستاخ عورت کا قیمہ کر دو، پھر آپ نے کہا اقرار کرو کہ زنا نہیں کریں گی، وہ کہنے لگی یا رسول اللہ الحرة لا تزنی کوئی شریف عورت زنا نہیں کر سکتی، اس پر بھی آپ ..... ہنس دیئے، اللہ اللہ کیا شان ہے کیا کیچھ ہے، یہ شخص بادشاہ بننے کے قابل ہے، پھر آپ نے فرمایا کہ اقرار کرو اولاد کو قتل نہیں کریں گی، اس پر ہندہ نے کہا یا رسول اللہ ربیناهم صغارا و قتلتهم کبارا ہم نے تو بچپن سے ان کی پرورش کی لیکن بڑے ہونے پر آپؐ نے انہیں قتل کر دیا کس قدر گستاخی کا کلمہ ہے لیکن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کچھ نہ کہا، یہ میں نے ایک مثال دی ہے ۔ ایسے کئی واقعات ہیں، جن سے آپ کی وسعت قلب اور حلم و بردباری کا پتہ لگتا ہے ۔

حضور صلعم کا قانون غیر متبدل ہے

پھر بادشاہ بننے پر قانون بنانے کا وقت آیا ۔ تمام سلطنتیں قانون بناتی ہیں، لیکن حالات بدلنے پر قانون

بھی بدلتا رہتا ہے، مگر جو قانون حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے دن بنایا اس کو تبدیلی کی ضرورت پیش نہیں آئی، قرآن کریم اور حضرتؐ کے بنائے ہوئے قوانین ہمیشہ قائم و دائم ہیں، کبھی ان پر تغیر نہیں آیا۔ اور نہ آئے گا۔

انسانیت کی عزت و تکریم

حکومت قائم ہونے کے بعد آپؐ کے پاس وفد آنے شروع ہوئے۔ عیسائیوں کا وفد حضورؐ کی خدمت میں آیا۔ اسے آپؐ نے مسجد میں اتارا، یہ انسانیت کی عزت و تکریم ہے ولقد کرمنا بنی آدم۔ بنی آدم کی عزت آپؐ کی نظروں میں بہت بڑی تھی، عیسائی ہو، یہودی یا چوہڑا اور چمار کیوں نہ ہو، انسان ہونے کی وجہ سے قابل عزت ہے تو عیسائیوں کی عزت کے لئے خانۂ خدا میں ان کا ڈیرہ لگوایا۔

فتح مصر کی پیشگوئی اور ذمیوں سے حسن سلوک کی تلقین

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مصر کے فتح ہو جانے کی پیشگوئی فرمائی تھی اس کے ساتھ ہی ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی تلقین بھی فرمائی تھی۔ ستفتحون مصر، تم عنقریب مصر فتح کرو گے، اس وقت وہاں کے لوگوں کی جان و مال کی حفاظت تمہارے ذمہ ہو گی، آپؐ نے فرمایا کہ جس نے کسی ذمی یا معاہد کو قتل کر دیا اس کا جنت میں جانا تو ایک طرف وہ جنت کی خوشبو سے بھی محروم ہو گیا۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ تمہاری دادی ہاجرہ بھی اسی ملک کی بسنے والی تھیں اس کا لحاظ کرتے ہوئے وہاں کے لوگوں سے حسن سلوک کرنا۔

حضرت عمرؓ کی وصیت ذمیوں کے متعلق

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انہی دعاوی کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت عمرؓ نے بھی مرض الموت میں یہ وصیت کی تھی کہ جو شخص میری جگہ لے اوصیہ بذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ میں اسے وصیت کرتا ہوں، کہ جو قوم اسلامی حکومت کے اندر آ جائے اس کی جان اور مال کی حفاظت کے لئے خدا اور اس کے رسول کا عہد ہے، اس عہد کو ہمیشہ ملحوظ رکھا جائے۔

موجودہ متمدن حکومتوں کا غیروں سے سلوک

یہ وہ حکومت ہے جو غیروں پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں نے کی، آج بھی بعض قوموں کی غیر قوموں پر حکومت ہے، لیکن ان کا کیا حال ہے، امریکہ میں کالے آدمی سفید لوگوں کے ہوٹل میں نہیں جا سکتے، ان کے ریسٹورنٹ میں کھانا نہیں کھا سکتے، ان کے کالجوں اور سکولوں میں داخل نہیں ہو سکتے اور اگر کسی کالے آدمی سے کسی سفید آدمی کے خلاف کوئی جرم سرزد ہو تو وہ دگنی سزا کا مستحق ہے، یہ اس زمانہ کی متمدن اور مہذب حکومتوں کا حال ہے، آپ نے انگریز کی حکومت بھی اس پاکستان میں دیکھی، وہ بڑا ہی عادل تھا لیکن جب اپنی قوم کا سوال آ جاتے تو تمام عدل ختم ہو جاتا تھا امرتسر میں مارشل لاء کے زمانہ میں ایک انگریز نرس بائیسکل پر سے گر پڑی اس کے بدلہ میں تمام بڑے بڑے لوگوں وکلاء اور بیرسٹروں کو اس جگہ سے رینگ کر گذرنا پڑا۔ آج بھی جنوبی افریقہ میں انگریز کی حکومت ہے، وہاں سیاہ فام لوگوں کے لئے الگ قانون ہے اور جو مظالم ان پر روا رکھے جاتے ہیں وہ بہت سخت ہیں، آج لنڈن میں کالے رنگ کے آدمیوں کے ساتھ بدسلوکی ہو رہی ہے اور ان سے نفرت کی جا رہی ہے۔

اسلامی حکومت کا سلوک غیروں سے

اس کے مقابلہ میں اسلامی عہد میں ایک پہاڑ کی چوٹی پر گرجا تھا، وہاں راہبہ عورتیں رہتی تھیں، عمرو بن العاص نے ان سے کہا کہ تم ہماری بیٹیاں ہو، اور تمہاری حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے، دشمن بدبخت کہتا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے، یہ ہے اسلام کی تلوار...... جس نے لوگوں کے دلوں کو گھائل کر دیا اور اس کا والہ و شیدا بنا دیا، اور یمن کے متعلق فرمایا الحکمۃ یمانیہ حکمت یمن سے آئی ہے۔ معاذ بن جبل کو گورنر بنا کر بھیجا اسکو نصیحت کی اتق دعوۃ المظلوم، مظلوم کی بد دعا سے ڈرو، مظلوم اگر یہودی بھی ہو تو اس کی بھی بد دعا سنی جاتی ہے، کیا اس کی کوئی مثال ہے! یہ رحمۃ للعالمین ہے اس کے سامنے ساری مخلوق خدا کا کنبہ ہے، فرمایا وہ مسلمان تباہ ہو گیا جس نے کسی پر ظلم کیا، لوٹ مار کرنا، دوسروں کا مال اڑانا ہماری حکومت کا مقصد نہیں۔

بادشاہ ہو کر بے تکلفانہ مجالس

بادشاہ ہو گئے لیکن چٹائی آپ کا تخت ہے اور عمامہ آپ کا تاج، لوگوں کے ساتھ ایک ہی چٹائی پر مل جل کر بیٹھتے واصبر نفسک مع الذین یدعون ربہم بالغدوۃ والعشی یریدون وجہہ ولا تعد عیناک عنہم، جو لوگ صبح شام خدا کی عبادت کرتے اور اس کی رضا چاہتے ہیں ان کے ساتھ مل جل کر رہنا اور ان سے آنکھیں نہیں پھیرنا، اور صحابہؓ فخر کے ساتھ کہا کرتے تھے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقعد معنا ویدنوا منا حتی تمس رکبتہ رکبتنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ بیٹھتے تھے اور ہمارے قریب ہو جاتے تھے، یہاں تک کہ آپ کے گھٹنے ہمارے گھٹنوں کے ساتھ چھوتے تھے، ایک مجلس میں آپ بیٹھے تھے۔ ایک پینے کی چیز آ گئی۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ خود پینے کے بعد پھر دائیں طرف سے سب دوستوں کو دیتے۔ اتفاق سے اس وقت دائیں طرف ایک، نوجوان بیٹھا تھا اور بائیں طرف حضرت ابوبکرؓ بیٹھے تھے۔ آپ نے اس نوجوان سے پوچھا کہ قاعدہ تو ہمارا یہی ہے کہ دائیں طرف سے شروع کرتے ہیں لیکن اگر تم اجازت دو تو پہلے ابوبکرؓ کو دے دوں، اس نے کہا کہ میں اپنا حق نہیں دے سکتا، کیا آزادی ہے، کوئی اور ہوتا تو ایک چپت دیتا، کہ تم بڑے گستاخ ہو لیکن فرمایا ما انا من المتکلفین ہم تکلف سے بات نہیں کرتے۔

انصار سے وفاداری

ایک دفعہ انصار کی عورتوں اور بچوں کی ایک جمعیت کسی شادی سے آ رہی تھی، حضرتؐ انہیں دیکھ کر کھڑے ہو گئے، فرمایا تم مجھے تمام دنیا سے پیارے ہو، اگر ساری دنیا ایک طریقہ پر چلے اور انصار دوسرے پر تو میں انصار ہی کے طریق کو اختیار کروں گا۔ وفا کا یہ عالم ہے۔

بلالؓ کی عزت افزائی

اور فتح مکہ کے بعد بلالؓ کو حکم دیا کہ خانہ کعبہ کی چھت پر اذان دو، قریش بھی موجود ہیں، بنو ہاشم بھی موجود ہیں، اور بڑے بڑے خاندانی لوگ بھی موجود ہیں، لیکن یہ عزت بلالؓ ہی کو ملی، مکہ کی وادی بلالؓ کی اذان سے گونج اٹھی، اور وادی کے امراء و کبراء ورطۂ حیرت میں غرق تھے کہ اتنے بڑے انقلاب کا مشاہدہ کر رہے ہیں، یہ حضرتؐ کی دعا تھی کہ ایک حبشی آزاد کردہ غلام کو اتنی بڑی عزت دی۔ آج بھی بلالؓ دمشق میں لیٹے ہوئے ہیں، اور انہیں سیدنا بلالؓ کہا جاتا ہے۔

چھوٹے آدمیوں کا رتبہ بلند کر دیا

چھوٹے آدمیوں کا رتبہ بلند کر دیا اور امراء کی عزت پر فرق نہ آنے دیا، سعد بن معاذؓ کو آتے دیکھ کر مجلس سے کہا قوموا الی سیدکم ....

...... پھر جس نے قرآن پڑھ لیا وہ قابل عزت ہو گیا، اور حدیثوں میں آتا ہے ان امۃ من اماء مدینۃ تنطلق مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی ایک لونڈی بھی آپؐ کو اپنے کسی کام کے لئے لے جاتی تھی، اور آپؐ اس کے ساتھ چل پڑتے تھے، کیا شان ہے اس بادشاہ کی، اسکو بادشاہ کہتے ہیں۔

سادہ رہائش اور سادہ غذا

بادشاہ ہو کر نہ کوئی محل بنایا، نہ باورچی رکھا، وہی چودہ فٹ کے کمرے آپؐ کی رہائش کے لئے تھے، کوئی سامان اور فرنیچر نہ تھا، کوئی کراکری نہ تھی، کوئی باغ نہ تھا۔ کہہ سکتے تھے کہ ہماری بیگمات کی سیر و تفریح کے لئے ایک باغ ہونا چاہیئے۔ لیکن ایسا نہیں کیا، نہ کوئی باورچی رکھا، نانِ جو کھجور کھا کر پیٹ بھر لیتے، ایک دفعہ شامی عیسائیوں کی طرف سے گوشت آ گیا، تو کھا لیا، تو فرمایا سید الطعام اللحم ...... اگر کسی گوشت خور کے منہ سے یہ کلمہ نکلتا تو کہہ سکتے تھے کہ اپنی ہوس کے لئے کہہ رہا ہے۔ لیکن آپؐ خود بہت کم گوشت کھاتے تھے اور آج تمام دنیا کے ڈاکٹر گوشت کو بہترین غذا قرار دیتے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ کا موحدانہ اعلان

حضرت صلعم کے بعد حضرت ابوبکرؓ تخت پر بیٹھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق زار تھے۔ لیکن جب حضرتؐ فوت ہوئے تو کھڑے ہو کر اعلان کیا الا من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن کان یعبد اللہ وحدہ فان اللہ حی لا یموت۔ دیکھو لوگو! جو شخص محمد رسول اللہ صلعم کی

پرستش کرتا تھا، وہ سُن لے کہ محمدؐ تو فوت ہو گئے لیکن جو شخص ایک خدا کی عبادت کرتا ہے، اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ زندہ ہے اور وہ کبھی نہیں مرے گا یہ شخص آنحضرت صلعم پر جان و مال فدا کرنے والا ہے لیکن قوم کو سکھاتا ہے کہ تم نے زندہ رہنا ہے تو کسی کی موت و حیات کے ساتھ تعلق نہ رکھو، اُس کام کو کرو جو محمد رسول اللہ صلعم نے تمہارے سپرد کیا ہے۔

حضرت ابوبکر رضؓ کی طرف سے قوم کو جمہوریت کا سبق

اور دوسرا اعلان آپ نے خلافت سنبھالتے ہی یہ کیا، یاایھا الناس ولیت امرکم ولست بخیرکم اطیعونی ما اطعت اللہ ورسولہ وان زغت فقومونی۔ لوگو! تم نے مجھے اپنا حاکم اور سردار منتخب کیا ہے۔ جب تک میں خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت کروں میری مدد کرو، اور اگر میں ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کر دو، یہ ہے جمہوریت، رعایا کا بھی فرض ہے کہ حاکم کو سیدھا چلائے، آج جس چیز کو جمہوریت کہا جاتا ہے، وہ صحیح جمہوریت نہیں۔

قومی زندگی کا اصُول

پھر ایک اور اصول سکھایا رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا، وہ قوم زندہ نہیں رہ سکتی جس میں غریبوں کو گرایا جائے، حضرت ابوبکر رضؓ نے اس حدیث کو مدنظر رکھ کر کہا کہ میں اُس وقت تک چین نہ لوں گا جب تک کمزور کو اس کا حق نہ دلا دوں۔ یہ بڑے مشکل اصول اسلام نے قائم کیئے ہیں۔

حضرت عمر رضؓ کی طرف سے آزادیٔ رائے کی عزّت

حضرت عمر رضؓ نے بھی کہا کہ جو مجھ میں ٹیڑھی بات دیکھو تو اُس کو ٹھیک کر دو، ایک دفعہ مالِ غنیمت کی کچھ چادریں تقسیم ہوئیں، حضرت عمر رضؓ کو بھی ایک چادر ملی، اور ایک آپ کے لڑکے عبداللہ کو، آپ نے دونوں کی قمیص بنا کر پہنی، خطبہ پر کھڑے ہوئے تو ایک شخص نے اُٹھ کر کہا لاسماعۃ ولاطاعۃ ہم نہیں سنیں گے اور نہ اطاعت کریں گے، فرمایا کیوں؟ اس نے کہا آپ کو تو ایک چادر ملی تھی ہم جانتے ہیں اس ایک چادر سے آپ کی قمیص نہیں بن سکتی، یہ کس طرح آپ نے بنالی؟ آپ نے بیٹے سے کہا عبداللہ تم جواب دو، اس نے اُٹھ کر کہا کہ میں نے اپنی چادر بھی ابّا جان کو دے دی تھی، ان دونوں کو ملا کر قمیص بنائی گئی ہے، کیا حریّت ہے اور کیا آزادیٔ رائے کا پاس ہے، ایک عورت نے خطبہ دیتے ہوئے آپ کو ٹوک دیا یابن الخطاب اللہ یؤتینا وانت تمنع خطاب کے بیٹے! اللہ ہم کو دیتا ہے اور تو منع کرتا ہے کہ مہر زیادہ نہ باندھو قرآن فرماتا ہے ان اٰتیتم احدٰھن قنطاراً فلاتاخذوا منہ شیئاً اگر تم ڈھیروں ڈھیر دولت بھی اپنی عورت کو دے دو، تو اس سے کچھ بھی واپس نہ لو، یہ سنتا تھا اور جان نکل گئی، سرد پڑ گئے، اور کہا ان نساء المدینۃ افقہ من عمر مدینہ کی عورتیں بھی عمر سے زیادہ سمجھدار ہیں، اسکو سزا نہیں دی کہ تم کون ہوتی ہو امیر المؤمنین کے سامنے بولنے والی، قرآن تم جانتی ہو یا ہم، بلکہ اس کی تعریف کی، یہ ہے بادشاہت کہ سچی بات کوئی غریب عورت بھی کرے تو اسکو مانو اور بُرا نہ مناؤ۔

توسیع سلطنت اور سادہ زندگی

آپ نے سلطنت کو اس قدر بڑھایا، کہ دُور دُور تک اسلامی حکومت قائم ہو گئی، لیکن اپنے لئے کوئی مکان نہ بنایا، ایک دفعہ بیوی کو کسی باہر کے ملک کے حاکم نے عطر کی شیشی بھیجی، اسے چھین کر بیت المال میں داخل کر دیا اور کہا کہ امیر المؤمنین کی بیوی ہونے کی وجہ سے یہ شیشی تمہیں ملی ہے، ورنہ تمہیں کون جانتا تھا۔

حکام کو تحائف دینا رشوت ہی

اور فرمایا کسی حکمران کو جس قدر تحائف آئیں وہ رشوت ہے۔ یہاں انگریز کے زمانہ میں وائسرائے رشوت نہیں لیتے تھے، لیکن اُن کی لیڈی صاحبہ کو بیشمار تحائف آتے تھے، اور انہیں رشوت نہیں سمجھا جاتا تھا، لیکن حضرت عمر رضؓ نے انہیں رشوت قرار دیا اور کہا کہ حکام کے پاس جو تحائف آئیں اور وہ قبول کریں گے وہ بددیانتی سمجھی جائے گی۔

خادمانِ دین کی عزّت

ایک دفعہ کچھ چادریں مالِ غنیمت میں آئیں جو حضرت عمر رضؓ نے تقسیم کر دیں، ایک چادر بچ گئی کسی نے کہا حضرت علی رضؓ کی بیٹی ام کلثوم کو (جو آپ کی بیوی تھیں) کو دے دی جائے، آپ نے کہا اس سے بڑھ کر حقدار ام سلیم ہے جو بدر کی جنگ میں شامل تھی وہ پانی کے مشکیزے بھر بھر کر لاتی تھیں تا کہ مجروحین کی خدمت کی جائے اس لئے یہ چادر اسکو دے دی گئی۔

ایثارِ نفس

ایک دفعہ مہاجرین کو حضرت عمر رضؓ نے وظائف دیئے، اپنے بیٹے عبداللہ کو تھوڑا وظیفہ دیا، صحابہ رضؓ نے کہا کہ نقصۃ ھو من المھاجرین فرمایا لیس ھو من المھاجرین، انما ابواہ ھاجرا بہ یعنی آپ نے اسے کم کیوں دیا وہ بھی مہاجر ہے فرمایا تم نہیں جانتے جس وقت ہجرت ہوئی، وہ چھوٹا بچہ تھا اپنے ماں باپ کے ساتھ آ گیا اسے مہاجر کیونکر کہا جا سکتا ہے۔

فقیرانہ حکومت

کیا عجیب حکومت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے قائم کی، گاندھی نے کانگریس والوں کو کہا، تم کہتے ہو تمہارے حکام تھوڑی تنخواہیں لیں، جس قدر بھی تھوڑی لو تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہ کرام رضؓ کی برابری نہیں کر سکتے۔ جنہوں نے اور جن کے خلفاء نے فقر کے ساتھ حکومت کی۔

امیر المومنین کی خدمتِ خلق

ایک دفعہ رات کو حضرت عمر رضؓ گشت کر رہے تھے۔ ایک مکان سے بچوں کے رونے کی آواز آئی اجازت لے کر اندر گئے، دیکھا کہ کھانے کو کچھ نہیں اور ماں انہیں یونہی بہلا رہی ہے۔ واپس آئے اور آٹے کی بوری اپنی پیٹھ پر اُٹھا کر لے گئے۔ انکا ساتھی ساتھ تھا وہ کہتا ہے آپ نے خود آگ جلائی، اور میں دیکھتا تھا کہ آپ کی داڑھی آگ کے دھوئیں سے بھری ہوئی ہے۔

ایک دیندار لڑکی کی قدر افزائی

اسی طرح ایک اور گشت میں ایک مکان سے جھگڑنے کی آواز سنی، ایک ماں اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی کہ دودھ میں پانی ملا دو، کچھ پیسے زیادہ آ جائیں گے بیٹی نے کہا کہ امیر المومنین نے پانی ملانے سے منع کیا ہے، ماں کہنے لگی، امیر المومنین کہاں دیکھ رہے ہیں بیٹی نے جواب دیا کہ امیر المومنین نہیں دیکھتے تو خدا تو دیکھ رہا ہے۔ یہ سن کر واپس آ گئے، صبح اُٹھے تو اپنی اولاد سے کہا کہ آج بڑا خوش قسمت وہ شخص ہوگا جو اس لڑکی سے شادی کرے، ایک لڑکے نے شادی کر لی اور اس عورت کے بطن سے عمر بن عبدالعزیز جیسا پاک نفس بادشاہ پیدا ہوا۔

صحابہ کرام کی دیانتداری اور سابق پاکستانی حکام

یہ انسان تھے، جو حکومت کی اہلیت رکھتے تھے۔ آج تحصیلدار اور تھانیدار بھی کرسی پر بیٹھ کر بگڑ جاتے ہیں، آپ کے پاکستان میں بڑے بڑے لوگ حکومت کی کرسی پر بیٹھ کر بگڑ گئے لیکن وہاں دیانتداری کا یہ حال ہے کہ حنین کی جنگ میں بہت کچھ مال و دولت ہاتھ آئی۔ مگر ایک رتی بھی کسی نے نہ اُٹھائی۔ سب مال بیت المال میں آیا اور خود حضرت نبی کریم ...... صلی اللہ علیہ وسلّم نے تقسیم کیا۔ اس طرح آپ نے قوم کو دیانتدار بنا دیا، یہ بادشاہت بڑی مشکل چیز ہے۔ دولت آ گئی تو انسانیت بھاگ گئی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے انسانیت کو کمال تک پہنچایا فرمایا بعثت لاتمم مکارم الاخلاق میں اخلاق کو بلند کرنے اور تکمیل تک پہنچانے کے لئے آیا ہوں،

اسلامی اخوّت و مساوات

یہودیوں، عیسائیوں، شام اور مصر سے آئے ہوئے مسلمانوں میں ایسی اخوت قائم کی کہ پوری مساوات ہو گئی۔ یورپ میں تو گرجاؤں کے اندر امراء کے لئے الگ نشستیں بنی ہوئی ہیں جو سب سے آگے ہیں، اور غرباء کے لئے الگ ہیں۔ اسلام میں یہ امتیاز نہیں امیر حبیب اللہ والئے کابل جب یہاں آئے تو ایک جمعہ کو شاہی مسجد میں اس وقت پہنچے جب آگے لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ سب سے پیچھے بیٹھ گئے ایک دفعہ ووکنگ میں عید کے دن جب نماز ہو رہی تھی تو آغا خاں مرحوم آئے اور سب سے پیچھے گھاس پر نماز میں شامل ہو گئے، نماز کے بعد جب میں خطبہ دینے کے لئے کھڑا ہوا تو میں نے سر آغا خاں کو پچھلی صف میں دیکھا میں نے انہیں کہا [illegible] بیٹھے تھا جہاں قالین بھی

خطبہ عید کا موضوع بنا لیا، اور لوگوں کو توجہ دلائی کہ یہ شخص بادشاہ کا چچا کہلاتا ہے اور آئے دن بادشاہ کے محل میں مدعو ہوتا ہے، جب خدا تعالےٰ کے گھر میں آیا تو جہاں جگہ ملی وہیں کھڑا ہو گیا۔ یہ اسلامی مساوات ہے، یہ وہ تعلیمات اسلامیہ ہیں جو تم کو نصیب نہیں ہیں، اور جو یورپ میں تمہارے لئے، تمہارے بادشاہوں کے لئے نمونہ ہے۔

خدا ترسی اور مخلوق پر احسان

آنحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا دین ہمیں دیا جو ساری دنیا کے رہنماؤں اور رہبروں کے لئے پیروی کے قابل ہے، ساری دنیا کے لئے ایک قانون ہے، خدا ترسی، کوئی مسلمان جو خدا ترس نہیں بخشا نہیں جا سکتا، اور کسی غیر مسلم کی نیکی ضائع نہیں جا سکتی لیس اللہ بظلام للعبید، اللہ تعالےٰ کسی پر ظلم روا نہیں رکھتا، ان اللہ مع الذین اتقوا خدا انہی کے ساتھ ہے جو اس کا تقویٰ اختیار کریں اور بدکاریوں سے بچتے رہیں والذین ھم محسنون اور خدا کی مخلوق کے ساتھ شفقت اور احسان سے پیش آئیں، رب المشرق والمغرب مشرق کا بھی وہی خدا ہے اور مغرب کا بھی وہی ہے۔ ھو الذی الہ فی السماء والہ فی الارض، آسمانوں میں بھی اسی کی بادشاہت ہے اور زمین میں بھی اسی کی حکومت ہے۔

نبی کریم صلعم پر درود و سلام

حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی چند دن سے مدح و ثنا گونج رہی ہے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے، ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما، اللہ تعالےٰ نبی کریم صلعم پر درود بھیجتا ہے، خدا نے حضور کو بڑا علم دیا ہے، فرمایا عید کے دن جلوس نکالو، اور اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوئے ایک رستہ سے جاؤ اور دوسرے رستہ سے آؤ، اور حج کے دن لبیک اللھم لبیک کی آوازوں سے تمام وادی گونج اٹھتی ہے اس سے دلوں پر اثر پڑتا ہے اور خدا تعالےٰ کی عظمت دلوں پر بیٹھتی ہے تو اللہ تعالیٰ اور فرشتے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں، آؤ ہم بھی مل کر درود پڑھیں اللھم صل علی محمد وعلی اٰل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم انک حمید مجید۔ اللھم بارک علی محمد وعلی اٰل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم انک حمید مجید۔

اللہ تعالیٰ کا نبی کریم صلعم سے اتحاد

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قاب قوسین او ادنیٰ۔ عرب کے لوگو! تمہیں علم ہے کہ کسی کو دوسرے کے ساتھ دوستی کا اعلان کرنا ہوتا ہے تو دو کمانوں کو جوڑ کر ان میں سے تیر چلایا جاتا ہے، جس کا یہ مطلب ہے کہ جو ایک کا دوست ہے وہ دوسرے کا بھی دوست ہے اور جو ایک کا دشمن ہے وہ دوسرے کا دشمن ہے ہم بھی اعلان کرتے ہیں کہ میں اور محمد رسول اللہ ایک ہیں جو اس کا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہے جو اس کا دوست ہے وہ میرا دوست ہے۔

نبی کریم صلعم سے مسلمانوں کا عشق

مسلمانوں نے نہایت محبت سے حضور کی سوانحعمریاں لکھی ہیں، ان میں حضرتؐ کی سیرت کے متعلق ہر چیز پر بحث کی ہے، حضرت کے ساتھ لوگوں کو بڑا عشق ہے، حضرت مولٰنا نورالدین رح فرمایا کرتے تھے کہ وہ مکہ میں کئی سال رہے، وہاں ہر سال ایک بوڑھا شخص اونٹنی پر آیا کرتا تھا وہ کہتا تھا کہ میری لغات وہی ہے جو حدیث میں آنحضرت صلعم کے الفاظ آئے ہیں وہ انہی الفاظ میں کلام کیا کرتا تھا، یہاں تک لوگوں نے عشق سے کام لیا ہے۔

حضرت مرزا صاحب مولٰنا نورالدین کی نظر میں

حضرت مولوی صاحب نے کہا کہ وہاں بعض بڑے نیک اور ولی اللہ بزرگ تھے، جن میں سے ایک کو ہم نے پیر بنایا، حضرت مولوی صاحب کے اتقاء کا یہ حال تھا کہ فرمایا ایک دفعہ با جماعت نماز رہ گئی، میں غش کھا کر گر گیا جب ہوش آئی تو سامنے لکھا ہوا تھا یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ، اس وقت اطمینان ہوا، اس پایہ کا شخص کہتا ہے کہ مرزا کو جو میں نے پیر بنایا ہے، وہ سب پیروں سے بڑھ کر ہے، میں نے مرزا صاحب سے وہ چیز حاصل کی ہے جو دوسری جگہ نہیں ملی، کتنا بڑا مقام ہے حضرت مرزا صاحب کا کہ نورالدین جیسا شخص ان کی اولیائی کو مانتا ہے۔

حضرت مرزا صاحب نیا دین نہیں لائے

ہم مرزا صاحب کو مجدد مانتے ہیں، ہمارے پاس ان کا کوئی نیا دین نہیں، دین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہے، وہ جو حضرت نے فرمایا ان تمسکتم ما ترکت من کتاب اللہ وسنتی فلن تضلوا اگر تم اس دین کو مضبوطی سے پکڑ لو جو میں چھوڑتا ہوں، تو تم گمراہ نہیں ہو گے، یہی مرزا صاحب کا دین تھا، یہی مجدد الف ثانی کا دین تھا، یہی شاہ ولی اللہ اور سید احمد بریلوی کا دین تھا، جس طرح انہوں نے مجددیت کا دعوےٰ کیا، حضرت مرزا صاحب نے بھی مجددیت ہی کا دعوےٰ کیا۔ مجدد دین کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی پابندی کرنے کی تلقین کرتے ہیں ان کا اپنا علیحدہ دین نہیں ہوتا، آپ مجدد ہیں نبی نہیں۔ خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

حضرت مرزا صاحب کی تجدید دین

حضرت مرزا صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی تجدید کرنے کے لئے آئے۔ حدیث میں ہے ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا ممکن ہے کسی دوسرے کو سمجھ نہ آئے لیکن آج تمام یورپ جانتا ہے کہ مرزا صاحب کے ذریعہ وہاں اسلام پھیل رہا ہے، دنیا میں اس جماعت کی طرف سے شائع شدہ لٹریچر اور قرآن کریم کے ترجمے پھیل چکے ہیں، تمام دنیا جانتی ہے کہ یہ ترجمے نہایت صحیح ہیں، وہ تفسیریں مقبول ہیں، جو احمدیہ جماعت لاہور کی طرف سے شائع ہوئیں۔

قرآن و حدیث پر چلنے کی تلقین

پس لوگو! گواہ رہو ہم حضرت مرزا صاحب کو مجدد مانتے ہیں، نبی نہیں مانتے، ان کا دعوےٰ نبوت کا نہیں ہے۔ انہوں نے قرآن اور حدیث پر چلنے کی ہدایت کی ہے۔ پس قرآن اور حدیث پر چلنے کی کوشش کرو تاکہ خدا تعالےٰ آپ سے راضی ہو اور آپ پر اپنی برکات نازل فرمائے۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔

—— محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب ایک داڑھ کے نکلوانے کی وجہ سے شدید تکلیف میں مبتلا ہو گئے۔ خون زیادہ خارج ہو گیا، اور اس پر مزید یہ کہ دوسری طرف بھی تکلیف شروع ہو گئی جس کی وجہ سے دوسری طرف کی داڑھ بھی نکلوانی پڑی، ابھی تک آپ صاحب فراش ہیں، اور تکلیف زیادہ ہے، احباب سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

—— محترم میاں شریف احمد صاحب پروپرائٹر ریاض کاٹن فیکٹری لائل پور آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا ہو کر ماڈل ٹاؤن لاہور میں قیام فرما ہیں اور وہیں علاج کرا رہے ہیں، احباب سے دلی دعاؤں کی درخواست ہے۔

—— بدوملہی سے چوہدری سید احمد صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ :—

"میرے لڑکے بخت ناصر کی اہلیہ عطیہ بیگم نے بخت ناصر کی ترقی ملازمت کی خوشی میں پچاس روپیہ دینے کا وعدہ کیا تھا اب اس نے پچاس روپیہ مجھے بھیجے ہیں کہ اشاعت اسلام فنڈ میں دے دیئے جائیں جو انجمن کو بھیجے جا رہے ہیں، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں مزید خدمت دین کی توفیق مرحمت فرمائے۔

—— پشاور کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ محترم مولوی عبدالباقی صاحب بعارضہ پیچش اپنے گھر (بنوں میں) صاحب فراش ہیں ان کو یہ تکلیف گذشتہ چار پانچ ماہ سے شروع ہے، ہر قسم کے علاج معالجہ کے باوجود کوئی افاقہ نہیں اور آپ بہت کمزور ہو چکے ہیں احباب سلسلہ اور بزرگان دین بالخصوص حضرت امیر قوم اور محترم ڈاکٹر سعید احمد صاحب اور دیگر تمام دوستوں سے استدعا ہے کہ مولوی صاحب ممدوح کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

—— ووکنگ کی ایک اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ محترم جناب الحاج شیخ میاں محمد صاحب اور شیخ محمد طفیل صاحب چند دن وہاں ٹھہر کر ہالینڈ چلے گئے ہیں۔

رنگون کے شیخ الجامعہ کی احمدیت پر نکتہ چینی

کتاب "دو نبی" پر ایک سرسری نظر

قسط نمبر ۲

(مولانا مرتضیٰ خان حسن)

ظلی۔ بروزی۔ مجازی۔ جزوی۔ غیر حقیقی اور غیر تشریعی نبوۃ

نبوت اور رسالت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ وحی نبوت پر الیٰ یوم القیامہ مہر لگ گئی۔ نزول جبرائیلؑ بہ پیرایہ رسالت ممتنع قرار پایا۔ قرآن مجید خدا کی آخری شریعت ہے، دین مکمل ہو چکا، الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی (قرآن کریم) اب حضور صلعم کے بعد نہ کوئی نبی آسکتا ہے، اور نہ کوئی شریعت۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (قرآن کریم) لا نبی بعدی (حدیث) البتہ مومنین مخلصین کے لئے مبشرات یا رویائے صالحہ صادقہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات۔ الرؤیا المومن جزء من ستۃ واربعین جزءً من النبوۃ (حدیث) حضور صلعم کے روحانی فیوض اور برکات میں اولیاء اللہ اور بلند پایہ علماء جو علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے مصداق ہیں پیدا ہوتے رہے اور ہوتے رہیں گے محدث آتے رہے اور آتے رہیں گے۔ جنہیں اللہ تعالےٰ سے شرف مکالمت حاصل ہوتا ہے۔ یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء (حدیث) تمکنت واستحکام ملت اور تجدید دین واصلاح خلق کے لئے خلفاء اور مجدد دین مبعوث ہوتے رہے اور ہوتے رہیں گے۔ لیستخلفنھم فی الارض یلقی الروح علیٰ من یشاء من عبادہ لینذر یوم التلاق (قرآن کریم) ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا (حدیث ابی داؤد) یہ تمام امور اہل سنت والجماعت میں مسلم ہیں جن سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اور ان پر ہم صدق دل سے یقین رکھتے ہیں۔ حضرت امام المائۃ نے بار بار ان امور کا اپنی کتب میں ذکر فرمایا ہے یعنی یہ کہ نبوت حضور صلعم پر ختم ہو گئی ہے اور اب حضورؐ کے بعد صرف مکالمہ اور مخاطبہ باقی ہے جو امت محمدیہ میں ایک مسلم چیز ہے۔ چنانچہ اپنی آخری کتاب حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں وان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین فلیس حق احد ان یدعی النبوۃ بعد رسولنا المصطفےٰ علےٰ طریقۃ المستقلۃ وما بقی بعدہ الا کثرۃ المکالمۃ وھو بشرط الاتباع لا بغیر متابعۃ خیر البریۃ (ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۴) اس کے خلاف جو شخص ہم پر تہمت لگاتا ہے وہ خدا کے ہاں جوابدہ ہے۔

امت مرحومہ میں ایسے بزرگ ہوئے ہیں:۔

(۱) جو انبیائے کرام سے مشابہت ومماثلت رکھتے تھے۔

(۲) جو محدث تھے یعنے جنہیں شرف مکالمہ مخاطبہ الہٰیہ حاصل ہوا۔

(۳) جو تجدید دین اور اصلاح خلق کے لئے مبعوث کئے گئے۔

اگر ان کو ظلی۔ بروزی۔ جزوی۔ مجازی۔ غیر حقیقی۔ غیر تشریعی نبی کے خطابات سے مخاطب کیا جائے تو یہ عین مناسب حال ہے۔ بات تو بالکل صاف اور سادہ تھی۔ کتاب وسنت سے سر مو انحراف نہ تھا، اور ان اصطلاحات کے قائم کرنے میں حضرت سلطان القلم کو جہاں ایک طرف ختم نبوۃ کا تحفظ مدنظر تھا۔ وہاں دوسری طرف امت میں محدثیت یا مکالمہ مخاطبہ الہٰیہ کا وجود ثابت کرنا بھی مقصود تھا، کیونکہ یہی ایک امر ہے جو اسلام کو ادیان باطلہ سے ممیز کرتا ہے۔ جناب ممدوح نے اس پر کیوں زور دیا ہے یعنے کیوں بار بار مکالمہ مخاطبہ الہٰیہ کا ذکر فرمایا اس کی وجہ یہی تھی کہ اس سے ہستی باری تعالےٰ پر جس کا اس مادیت کے زمانہ میں انکار کیا گیا تھا ایک برہان ساطع قائم ہوتی ہے اور اقوام غیر کے مقابلہ میں اسلام کے لئے ایک امتیازی نشان قائم ہوتا ہے۔ کیونکہ دوسرے مذاہب کو کہاں یہ شرف حاصل ہے کہ ان کے متبع مکالمہ الہٰیہ سے سرفراز ہوں، یہ شرف صرف متبعین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی حاصل ہے۔

ظاہر ہے کہ حضرت مجدد صاحب کا مقصد نہایت بلند اور پاکیزہ تھا اور اس سے اسلام کی شان دوبالا ہو جاتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ بات حضرت مرزا صاحب کی زبان سے نکلی۔ اس لئے اسکو محل اعتراض گردانا گیا اور بڑی بے نیازی سے اسکو ختم نبوت کے منافی ظاہر کیا گیا اور ناجائز اور غیر مشروع سمجھکر کفر والحاد کا فتوےٰ صادر کر دیا گیا۔ فیاللعجب! برادران اسلام آپ غور فرمائیں کہ کیا اسلام کے زندہ مذہب اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک زندہ جاوید نبی ہونے کی یہ بہت بڑی دلیل نہیں ہے؟ کہ حضور صلعم کی اتباع سے ایسے ایسے وجود دنیا میں پیدا ہوتے ہیں جو خدا سے ہمکلامی کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ اصطلاح حدیث میں انکو محدث اور لغوی معنوں کے لحاظ سے یا مجازی طور پر ان کو نبی کہا جاسکتا ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ لوگ حقیقتاً نبی نہیں ہوتے بلکہ ان کو رنگ انبیاء دیا جاتا ہے۔ یعنے انبیاء سے ان کو مشابہت اور مماثلت حاصل ہوتی ہے۔ جو حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا منشاء اور مفہوم ہے۔ جیسا کہ خود حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

" وخدا را مکالمات ومخاطبات است
با اولیائے خود در ایں امت وایشاں
را رنگ انبیاء دادہ میشود وایشاں در حقیقت
انبیاء نیستند زیرا کہ قرآن حاجت
شریعت را بکمال رسانیدہ است"

اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ حضرت مرزا صاحب کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ آپ نے اس صداقت عظمیٰ کی نقاب کشائی کی کہ اسلام ہی وہ زندہ مذہب ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ نبی ہیں کہ جن کی اتباع سے خدا ملتا ہے۔ جن کی اتباع سے انسان کو اللہ تعالےٰ سے شرف مکالمہ حاصل ہوتا ہے۔ اور اپنے آپ کو حضور نے بطور دلیل پیش کیا کہ میں وہ ہوں جس پر خدا ظاہر ہوا ہے، میں وہ ہوں جس سے خدا بولتا ہے۔

ظاہر ہے کہ جب تک کسی بات کا ثبوت نہ ہو کون مان سکتا ہے۔ اس لئے آپ نے اپنے وجود کو بطور ثبوت پیش کیا اور فرمایا کہ اس بات کا میں زندہ ثبوت موجود ہوں۔ میں نے اسلام کی اطاعت اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرکے وہ خدا پایا ہے جس سے خلق خدا بیگانہ ہے۔ میں نے تجربہ کرکے اس حقیقت کو معلوم کیا ہے کہ یہ صرف حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا ہی دین ہے جس میں انسان خدا کا قرب حاصل کر سکتا ہے اور اس سے باتیں کرنے کا شرف حاصل کر سکتا ہے۔ خدا کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں۔ اس کی تکلم کی صفت ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ وہ کبھی منقطع نہ ہوگی، وہ

اب بھی جسے چاہے کلیم بنا سکتا ہے۔ لیکن اس کے لئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی شرط ہے۔ یہ دولت محض اسلام میں ہی مل سکتی ہے اور یہ اس کی عظمت اور صداقت کا ایک بہت بڑا نشان ہے، چنانچہ آپ فرماتے ہیں ؂

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دین دینِ محمد سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمد سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے
مصطفےٰ پر ترا بے حد ہو درود اور سلام
اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

یاد رکھنا چاہیئے کہ ظلی، بروزی، مجازی، جزوی کے الفاظ خود اپنی زبان سے بول رہے ہیں کہ ان کا استعمال دعوئے نبوت نہیں۔ کیا کبھی کسی نبی نے کہا ہے کہ اس کی نبوت ظلی ہے؟ کیا کبھی کسی نبی نے کہا ہے کہ اس کی نبوت بروزی ہے؟۔ اور کیا کسی نبی نے کہا ہے کہ اس کی نبوت مجازی ہے یا کسی صاحب نبوت کاملہ نے یہ کہا ہے کہ اس کی نبوت جزوی ہے، ہرگز نہیں اور یہ محض ادنےٰ اور کم علم اصحاب کا کام ہے کہ وہ ان الفاظ سے عین نبوت کا مفہوم لیتے ہیں ورنہ صاحبانِ علم خوب سمجھتے ہیں کہ ان الفاظ سے عین نبوت مراد نہیں بلکہ ولایت یا محدثیت ہی مراد ہے۔ چنانچہ بڑے بڑے مخالف علماء نے خود اسکو تسلیم کیا ہے۔ مثلاً مولوی صوفی عبدالجبار صاحب غزنوی اپنے فتوئے کفر میں لکھتے ہیں:۔

"ظلی و بروزی طور خود را نبی و رسول گفتن عوام الناس را فریب دادن است و بایں مکر و خداع خود را از بدگوئی و اشتعال طبع مسلمانان نگاہ داردو در حقیقت خود را نبی و رسول میدانست تا وقتیکہ دعوئ اصلی نبوت نکند مثیل مسیح چگونہ گردد"

(بحوالہ بدر ۳ و ۱۰ نومبر ۱۹۱۰ء)

اس فتوے میں صریح اقرار موجود ہے کہ ظلی یا بروزی نبوت حقیقتاً نبوت نہیں ہے صوفی صاحب کے الفاظ "تا وقتیکہ دعوئے اصلی نہ کند" ظاہر کر رہے ہیں کہ ظلی بروزی اصلی نبوت نہیں ہے۔ اور یہ تو صوفی صاحب کی زبردستی ہے کہ وہ ان الفاظ ظلی اور بروزی کو مداہنت یا منافقت پر محمول کرتے ہیں ھلا شققت قلبہ کیا انہوں نے مدعی کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا؟ کہ اس کے اندر کچھ اور ہے۔ فتوے تو ظاہر پر لگایا جاتا ہے۔ قلوب کا علم تو صرف خدا تعالےٰ کو ہے ہاں اگر صوفی صاحب کو عالم الغیب ہونے کا دعوئے ہو تو یہ الگ بات ہے۔ غرض صوفی صاحب کی تحریر سے ظلی اور بروزی الفاظ کی حقیقت تو واضح ہو گئی کہ یہ عین نبوت نہیں۔

حضرت کی کلام میں ظلی اور بروزی الفاظ کے پہلو بہ پہلو بلکہ ان کے مترادف ہی جزوی اور مجازی نبوت کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ جزوی نبوۃ کا دروازہ تو خود لم یبق من النبوۃ الا المبشرات والی حدیث کھول رہی ہے اور مجازی نبوت کے لفظ نے تو سارا عقدہ ہی حل کر دیا ہے۔ مجاز کیا ہے؟ وہ جو حقیقی نہ ہو۔ مثلاً میں کہتا ہوں کہ زید شیر ہے اس کا یہ مطلب تو ہرگز نہیں کہ زید حقیقتاً شیر ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ زید شیر جیسا ہے یعنے بہادر ہے۔ یا میں کہتا ہوں کہ زید چاند ہے اس کا یہ مطلب تو ہرگز نہیں کہ زید حقیقتاً چاند ہے، بلکہ یہ مراد ہے کہ زید چاند جیسا ہے یعنے خوبصورت ہے۔ اسی طرح مجازی نبی وہ ہے جو حقیقتاً نبی نہیں بلکہ نبی جیسا ہے یعنے اسے نبی سے مشابہت حاصل ہے۔ اب صاحبان عقل و فہم خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ظلی۔ بروزی۔ مجازی الفاظ کی بناء پر حضرت مرزا صاحب کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنا کہاں کا انصاف ہے؟

محترم شیخ الجامعہ صاحب نے بار بار اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ لا نبی بعدی میں لا نفی جنس ہے اس لئے اس سے سب قسم کی نبوت کی نفی لازم آتی ہے خواہ وہ ظلی ہو، یا بروزی۔ مجازی ہو یا جزوی (صفحہ ۴۹ - ۸۵ - ۱۰۵) لیکن جب ظلی نبوت نبوت ہی نہیں۔ بروزی نبوت نبوت ہی نہیں۔ مجازی نبوت نبوت ہی نہیں۔ تو ان پر لا نفی جنس کے عاید ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں ان الفاظ سے تو صرف انبیاء سے مماثلت اولیا اللہ تعالےٰ سے شرف مکالمت یا رؤیائے صادقہ و الہام مراد ہے۔ ولا غیر۔ ان پر لا نفی لاسلے کا تو یہ مطلب ہوگا کہ امت مرحومہ میں نہ ایسے علماء پیدا ہوں گے جو کانبیائے بنی اسرائیل کے مصداق ہوں، اور نہ ایسے اولیاء اللہ جو شرف مکالمت سے مشرف اور رویائے صادقہ اور الہام سے بہرہ اندوز ہوں۔

یہ امر کہ ظلی۔ بروزی۔ اور جزوی یا مجازی یا غیر حقیقی یا غیر تشریعی سے صرف ولایت یا محدثیت ہی مراد ہے۔ اس پر ایک زبردست قرینہ بلکہ قوی دلیل یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے کہیں وحی نبوۃ کا دعوئے نہیں کیا بلکہ ہمیشہ یہی فرمایا کہ آپ کی وحی وحی ولایت ہے۔ آپ کی سب کتابیں پڑھ جائیں اور ایک ایک لفظ کی خوب چھان بین کر کے دیکھ لیں کہیں نہیں پاؤ گے کہ آپ پر وحی نبوت نازل ہوتی ہے بلکہ سب جگہ وحی ولایت کا اقرار کیا ہے۔ اگر آپ کا دعوئے نبوت ہوتا اور اگر الفاظ ظلی و بروزی سے مراد نبوت حقیقی ہوتی تو آپ کبھی نہ فرماتے کہ آپ کی وحی وحی ولایت ہے۔ بلکہ وحی نبوۃ کا دعوئے کرتے۔ لیکن ایسا ہرگز نہیں۔ اور وحی نبوت کے بند ہونے کا آپ نے بار بار ذکر کیا ہے ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

"وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ چکی ہے"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۴)

پھر ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

"اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ وحی رسالت تا بقیامت منقطع ہے"

(ازالہ اوہام صفحہ ۶۱۴)

پھر فرماتے ہیں:۔

"اب نزول جبریل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے"

(ازالہ اوہام صفحہ ۷۶۱)

"اب جبریل بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوۃ لانے سے منع کیا گیا ہے"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۷)

اپنے متعلق وحی ولایت کا اقرار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"کبھی دنیا میں ایسا ہوا ہے کہ کاذب کی خدا نے ایسی مدد کی ہو کہ وہ بارہ برس سے خدا تعالےٰ پر افترا کر رہا ہو کہ اس کی وحی ولایت اور وحی محدثیت میرے پر نازل ہوتی ہے"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۲۳)

پھر فرماتے ہیں:۔

"میں نے دیکھا ہے کہ اس وحی کے وقت جو برنگ وحی ولایت میرے پر نازل ہوتی ہے ایک خارجی اور شدید الاثر تصرف کا احساس ہوتا ہے"

(برکات الدعا صفحہ ۱۷)

پھر فرماتے ہیں:۔

"وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگاوے وہ تقوے اور دیانت کو چھوڑتا ہے"

(مجموعہ اشتہارات صفحہ ۲۲۳)

(باقی دارد)

احمدی جماعت

کہتی ہے تجھے خلق خدا غائبانہ کیا

نیاز فتحپوری ہندوستان کی ان ممتاز شخصیتوں میں سے ہیں، جنہیں مذہبیات سے خاص شغف رہا ہے اور مسائل اسلامی میں تحقیق و تدقیق کے سلسلہ میں ، اپنے رسالہ "نگار" میں جمہور کے خلاف رائے کا اظہار کرنے میں انہیں کبھی دریغ نہیں ہوا، ذیل کے مضمون میں انہوں نے "جماعت احمدیہ" کے متعلق اپنے مطالعہ کا ماحصل بیان کیا ہے، جو نگار ماہ اگست ۱۹۵۹ء کے "ملاحظات" سے بلا تبصرہ نقل کیا جاتا ہے۔

ملاحظات

"احمدی جماعت"

اب سے تقریباً ۶۰ سال پہلے کی بات ہے جب مناظرہ کی ایک کتاب "سرمہ چشم آریہ" میری نگاہ سے گزری۔ اور یہ تھا میرا اولین غائبانہ تعارف، اس کتاب کے مصنف جناب مرزا غلام احمد صاحب (بانی جماعت احمدیہ) سے۔ میرے والد کو اس فن سے خاص دلچسپی تھی اور یہ کتاب انہیں کے اشارہ سے میں نے پڑھی تھی۔ یہ زمانہ میری طالب علمی کا زمانہ تھا۔ اور بعض معقولی اساتذہ کے زیر اثر مذہب کا مجادلانہ ذوق میرے اندر بھی نشوونما پا رہا تھا۔ اس لئے یہ کتاب مجھے بہت پسند آئی اور بار بار میں نے اس کا مطالعہ کیا۔ لیکن یہ مطالعہ صرف کتاب ہی تک محدود رہا اور خود مرزا صاحب کی شخصیت یا ان کی مذہبی تبلیغ اور اصلاح پر غور کرنے کا موقع مجھے نہ مل سکا، کیونکہ اس کی اہلیت و فرصت دونوں مجھے حاصل نہ تھیں۔ اوّل تو میں بہت کمسن تھا، دوسرے درسِ نظامی کی قال اقول نے اور اس کی روایت پرستانہ گرفت سے کہاں چھٹکارا تھا کہ میں آزادی کے ساتھ کسی مسئلہ پر غور کر سکتا تاہم یہ کتاب مرزا صاحب کی وسعت مطالعہ اور قوتِ استدلال کا بڑا گہرا اثر میرے ذہن و فکر پر چھوڑ گئی اور عرصہ تک میں اس سے متاثر رہا۔ مجھے نہیں معلوم کہ احمدی تحریک کا آغاز اس وقت تک ہو چکا تھا یا نہیں اور اگر ہو چکا تھا تو اس کے مقاصد و دعاوی کیا تھے۔ لیکن اس کے بعد ضرور کوئی نہ کوئی آواز اس جماعت کے متعلق میرے کانوں میں پڑ جاتی تھی اور وہ آواز یکسر مخالفانہ ہوتی تھی۔

زمانہ گزرتا گیا اور ختم تعلیم کے بعد عرصہ تک میں احمدی تحریک سے بے خبر رہا، لیکن اس دوران میں بعض ایسی کتابیں ضرور میری نگاہ سے گزرتی رہیں جو اس تحریک کی مخالفت میں شائع ہوئیں اور یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ میں اُن سے متاثر بھی ہوا، لیکن یہ تاثر زیادہ تر سلبی قسم کا تھا۔ ایجابی نہ تھا۔ کیونکہ جو کچھ میں نے سنا وہ مخالفین کی زبان سے سنا۔ خود اس جماعت کے لٹریچر کی طرف سے میں بالکل خالی الذہن تھا۔

ان کتابوں نے بعض عجیب و غریب باتیں میرے ذہن نشین کرادی تھیں، مثلاً یہ کہ یہ جماعت اپنے سوا کسی کو مسلمان نہیں سمجھتی ان کی مسجدیں اور نمازیں جمہور سے علیحدہ و مختلف ہیں، وہ غیر احمدی جماعتوں سے رشتہ مصاہرت بھی قائم نہیں کرتے، نیز یہ کہ مرزا صاحب ختم نبوت کے قائل نہ تھے۔ اپنے آپ کو مثیل مسیح یا مہدی موعود کہتے تھے، وحی و الہام کا مہبط بھی قرار دیتے تھے اور برطانوی حکومت کی حمایت حاصل کرنا ان کی تحریک کا حقیقی مقصد تھا۔

اس میں شک نہیں ان میں سے بعض باتیں مجھے پسند نہیں آئیں اور میں اس تحریک کو بہ نظر استخفاف دیکھتا رہا۔ لیکن جب اس کے بعد میں نے دائرہ تقلید، روایات سے ہٹ کر غایت مذاہب کا مطالعہ شروع کیا اور انہیں علمائے اسلام کے افعال و کردار کو سامنے رکھا جو اس تحریک کے سخت دشمن تھے تو میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اگر احمدی جماعت گمراہ ہے تو غیر احمدی جماعتیں اور اُن کے اکثر علماء (خواہ وہ سُنی ہوں یا شیعہ، مقلد ہوں یا غیر مقلد، اہلِ قرآن ہوں یا اہلِ حدیث) کہیں زیادہ گمراہ ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ کو خاتم النبیین ماننے کے بعد بھی وہ اسوۂ نبوی کا اتنا احترام نہیں کرتے جتنا احمدی جماعت باوجود انکار ختم نبوت کے (حالانکہ یہ الزام صحیح نہیں) کرتی ہے۔

اگر اسلام کی صحیح روح محض بلندی اخلاق و انسانیت پرستی ہے جس کا تعلق یکسر عملی زندگی سے ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ مسلمانوں کی ایک بے عمل جماعت کو تو سچا مسلمان سمجھیں اور دوسری باعمل جماعت کو کافر و غیر مسلم قرار دیں، محض اس لئے کہ اس کا بانی و مؤسس کچھ ایسی باتیں کہتا ہے جو ناقابل قبول معلوم ہوتی ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ دنیا کا کوئی مذہب ایسا نہیں جو چند مخصوص شعائر و معتقدات نہ رکھتا ہو لیکن حقیقی مقصود محض اصلاح اخلاق ہے اور عبادات و معتقدات صرف ذریعہ ہیں تمدن و معاشرہ کی تنظیم اور اخوت و انسانیت کی ترویج و اشاعت کا۔

پھر اس حقیقت کے پیش نظر آپ مسلم جمہور اور ان کے علماء کے حالات و کردار کا مطالعہ کریں گے تو صورت حال بالکل "واژگوں" نظر آئے گی

کیونکہ اُن کے نزدیک اسلام کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ چند مابعد الطبیعاتی عقاید کو تسلیم کر کے رسمی عبادت کر لی جائے اور بہ حیثیت اجتماعی کے مسائل خیر و فلاح کو خدا پر چھوڑ دیا جائے، حالانکہ خدا نے یہ چیز خود انسان پر چھوڑ دی تھی۔

لیس للانسان الا ما سعیٰ

اس سلسلہ میں جب میں نے مسلمانوں کی دوسری جماعتوں کا مطالعہ کیا تو عملی زندگی اور اصلاحی جدوجہد کے لحاظ سے کئی جماعتیں سامنے آئیں۔ بوہرہ۔ میمن۔ خوجہ۔ بہائی اور احمدی۔ ان میں سے اوّل الذکر تین جماعتوں کو میں نے نظر انداز کر دیا کیونکہ وہ ایک مخصوص دائرہ کے اندر محدود ہیں جس میں کوئی غیر شخص داخل نہیں ہو سکتا۔ بہائیوں کا دائرہ عمل بے شک زیادہ وسیع ہے۔ اور عقاید سے قطع نظر اخلاقی حیثیت سے ان کی وسعت نظر مجھے پسند آئی۔ لیکن چونکہ یہ عجمی تحریک ہے اور سرزمین ہند سے اس کا کوئی تعلق نہیں اس لئے اس کی کامیابی یہاں مجھے بہت مستبعد نظر آئی۔ اب رہ گئی تھی صرف احمدی جماعت سو نے اختیار میرا جی چاہا کہ ان کی زندگی کا قریب تر مطالعہ کرنے کی غرض سے خود قادیان جاؤں لیکن افسوس ہے کہ یہ میرا ارادہ پورا نہ ہو سکا (ممکن ہے کبھی پورا ہو جائے) اور ان کا لٹریچر فراہم کر کے اس کا مطالعہ شروع کیا۔

پھر میں تو یہ نہیں کہہ سکتا کہ از اول تا آخر میں نے اس کا سارا لٹریچر پڑھ لیا ہے، لیکن جتنا کچھ میسر آیا وہ بھی نتیجہ تک پہنچنے اور صحیح رائے قائم کرنے کے لئے کافی تھا۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے ان کے معتقدات میرے سامنے آئے اور ان میں کوئی بات مجھے ایسی نظر نہ آئی جو جمہور مسلم کے عقائد کے منافی ہو، یعنی مسلمان ہونے کی جو شرطیں دوسری مسلمان جماعتوں میں ضروری قرار دی جاتی ہیں، وہی انکے یہاں بھی ہیں اور اگر انکے اس عقیدہ کو نظر انداز کر دیا جائے کہ مرزا غلام احمد مثیل مسیح یا مہدی موعود تھے۔ تو تمام عقاید و شعائر میں یکساں ہیں۔

میں نے ان کی تفاسیر دیکھیں، ان کا استناد بالاحادیث دیکھا، ان کی کتب تاریخ و سیر کا مطالعہ کیا لیکن ان میں کوئی بات ایسی نظر نہیں آئی جو مسلک جمہور کے خلاف ہو، یہاں تک کہ انکار ختم نبوت کا الزام بھی مجھے بالکل غلط نظر آیا۔

رہا دعوئے مہدویت، سو اس سے انکار کی بھی کوئی وجہ نظر نہیں آتی، جبکہ خود کلام مجید سے ہر زمانہ اور ہر قوم میں کسی نہ کسی ہادی و مصلح کا پیدا ہونا ثابت ہے اور میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مرزا صاحب جھوٹے انسان نہیں تھے، وہ واقعی اپنے آپ کو مہدی موعود سمجھتے تھے، اور یقیناً انہوں نے یہ دعوےٰ ایسے زمانہ میں کیا جب

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۱)

مشرقی پاکستان میں تبلیغی سرگرمیاں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ڈھاکہ (مشرقی پاکستان) کا اجلاس

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ڈھاکہ (مشرقی پاکستان) کا ایک غیر معمولی جلسہ ۲؍ اگست ۱۹۵۹ء کو ایسٹ پاکستان اسلام مشن کے مکان واقعہ ۵۵ کے مسلی ڈھاکہ میں بوقت چار بجے شام منعقد ہوا۔ جماعت کے کثیر ممبروں نے شرکت کی۔

جلسہ کی کارروائی مولوی عطاء الرحمٰن صاحب اور مولوی عبدالستار صاحب کی تلاوت قرآن سے شروع ہوئی پھر جناب مولوی اے ایس جمالی صاحب نے حمد و ثنا پڑھی۔ منشی اور ڈبلو نے نعت رسول سنائی اور مولوی عطاء الرحمٰن صاحب اور مولوی عبدالستار صاحب نے درثمین سے نظمیں پڑھیں۔

مسٹر عبدالصمد صاحب بی اے آنرز کی تجویز پر مولوی عبدالرشید صاحب بی اے کو اور مسٹر شاہجہان علی (انگلینڈ) کی تائید سے متفقہ طور پر صدر جلسہ منتخب کیا گیا۔

مولوی عبدالرشید صاحب بی اے نے جلسہ کی صدارت فرمائی۔ میلیچ اور ڈبلو نے استقبالیہ ترانہ گایا۔

سابقہ عہدیداران کے شکریہ کے بعد مندرجہ ذیل نئے عہدیداران کا انتخاب عمل میں آیا۔

مولوی عطاء الرحمٰن صاحب بی اے — پریذیڈنٹ
مسٹر عبدالرشید بی اے — سیکرٹری جماعت

عہدیداروں کے انتخاب کے بعد عام بحث و تمحیص میں مشرقی پاکستان اسلام مشن کی سرگرمیوں کے متعلق مذاکرہ ہوا۔ اس میں ممبران ذیل نے شرکت کی۔

مولوی عطاء الرحمٰن صاحب بی اے،
مولوی اے ایس جمالی بی اے
ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس
مولوی عبدالستار صاحب
مسٹر ایم حسین بی اے
مسٹر اے صمد بی اے (آنرز)

مندرجہ ذیل ریزولیوشن متفقہ طور پر پاس ہوا:-
مرکزی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سے درخواست کی جاتی ہے کہ:-

(۱) "احمدیہ ایڈ ولیان" (احمدیہ تحریک بزبان بنگالی) از مولوی اے ایس جمالی کی اشاعت کا فوری انتظام کرے اور مولانا خادم رحمانی نوری آف شیلانگ کی تجویز کے مطابق ڈھاکہ مسلم مشن سے ایک بنگالی پندرہ روزہ نکالا جائے۔

(۲) ہر روز درس قرآن ہوا کرے اور ہفت روزہ میٹنگ منعقد ہوا کرے۔

(۳) ہفت روزہ میٹنگ باری باری ہر ممبر کی اقامت گاہ پر منعقد ہوا کرے۔

(۴) مشن کی میٹنگوں میں بعض معتقد غیر احمدی ۲۲ اصحاب کو بھی شرکت کی دعوت دی جایا کرے۔

اپنی صدارتی تقریر میں ...... جناب مسٹر اے رشید بی اے نے فرمایا کہ میں احمدیہ جماعت میں اس نقطۂ نظر سے شامل ہوا ہوں کہ میں اس صدی کے مجدد کی تعلیم کے ذریعہ بہترین طریق پر خدمت اسلام کر سکوں۔

بعد ازاں مولوی اے ایس جمالی صاحب نے صدر جلسہ اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔
جماعت کی طرف سے چائے کی دعوت ہوئی اور دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

ایم - اے - رشید
صدر جماعت احمدیہ ڈھاکہ
مشرقی پاکستان

احمدی جماعت (بسلسلہ صفحہ ۱۱)

قوم کی اصلاح و تنظیم کے لئے ایک ہادی و مرشد کی سخت ضرورت تھی۔ علاوہ ازیں ... دوسرا معیار جس سے ہم کسی کی صداقت جان سکتے ہیں نتیجہ عمل ہے سو اس باب میں احمدی جماعت کی کامیابیاں اس درجہ واضح اور روشن ہیں کہ اس سے آنکھیں بند کر لینا (قلم بھی) انکار کی جرأت نہیں کر سکتا ... دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں ان کی تبلیغی جماعتیں اپنے کام میں مصروف نہ ہوں اور انہوں نے خاص عزت و وقار نہ حاصل کر لیا ہو۔ پھر کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ کامیابیاں بغیر انتہائی خلوص و صداقت کے آسانی سے حاصل ہو سکتی تھیں۔ کیا یہ جذبۂ خلوص و صداقت کسی جماعت میں پیدا ہو سکتا ہے۔ اگر اسے اپنے ہادی و مرشد کی صداقت پر یقین نہ ہو اور کیا وہ ہادی و مرشد اتنی مخلص جماعت پیدا کر سکتا تھا اگر وہ خود اپنی جگہ صادق و مخلص نہ ہوتا۔ ...

بہرحال اس سے انکار ممکن نہیں کہ مرزا صاحب بڑے مخلص انسان تھے اور یہ محض ان کے خلوص کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں کی بے عمل جماعت میں عملی زندگی کا احساس پیدا ہوا اور ایک مستقل حقیقت بن گیا۔

دمید دانہ و بالید و آشیانہ گشت

(منقول از نگار لکھنؤ جلد ۷۶ اگست ۱۹۵۹ء شمارہ ۲ صفحہ ۲-۴)

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے۔ بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے۔ ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے۔ بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھیں کہ آیا اُن میں اُن کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے۔ اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵؍ اکتوبر ۱۹۵۹ء تک اپنے نمبر کے سامنے لکھی ہوئی رقم یا اس کا پہلا حصہ بصورت قسط منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۵؍ اکتوبر ۱۹۵۹ء تک اُن کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۱۰؍ اکتوبر ۱۹۵۹ء کو اُن کے نام کا وی پی روانہ کر دیا جائیگا جس کا چھڑانا اُن کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اٹھانا پڑے گا جو ان کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی چٹ کا نمبر نیچے دیا گیا ہے۔ چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔ (مینیجر)

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۱	۶	۵۷۱	۶
۳۱	۶	۵۷۸	۶
۴۷	۱۲	۷۶۶	۶
۵۱	۱۲	۹۳۱	۶
۹۰	۶	۹۹۰	۶
۱۵۷	۶	۹۹۱	۶
۱۶۰	۱۲	۹۹۲	۶
۱۷۲	۶	۹۹۹	۶
۱۷۴	۶	۱۰۰۳	۶
۲۰۱	۶	۱۰۴۵	۶
۲۳۲	۶	۱۰۴۸	۶
۲۴۴	۶	۱۰۹۴	۶
۲۵۴	۶	۱۰۹۵	۶
۲۸۲	۶	۲۰۱۶	۶
۲۸۳	۶	۲۰۴۵	۶
۲۹۴	۶	۲۰۴۷	۶
۳۰۹	۶	۲۰۵۸	۶
۳۳۲	۶	۲۰۵۹	۶
۳۴۱	۶	رعایتی	
۳۵۳	۶	۲۲	۶
۴۸۱	۶	۲۷	۶
۵۲۹	۶	۳۰	۸

۲۴

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۳۵	۶	۱۵۰	۳
۵۶	۴	۳۵۲	۶
۵۸	۶	۳۸۴	۳
۸۲	۴	۳۹۹	۱۲
۱۱۳	۶	۴۱۷	۳
۱۳۸	۱۲	—	

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور
پاکستان

رجسٹرڈ ایل ۸۲۰۱

ہر ماہ کی ۱-۸-۱۵-۲۲ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر:- ۳۷۲۷
ایڈیٹر:- دوست محمد
اسسٹنٹ ایڈیٹر:- بشیر احمد سوز

جلد ۴۹ | یوم شنبہ مؤرخہ ۲۴ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ مطابق یکم اکتوبر ۱۹۵۹ء | نمبر ۳۸

راستوں کے آداب اور حقوق

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-
"راستوں پر بیٹھنے سے پرہیز کرو"
یہ سن کر لوگوں نے کہا:-
"یا رسول اللہ ہمیں بعض اوقات گفتگو کیلئے سڑک پر بیٹھنا ہی پڑتا ہے"
حضورؐ نے فرمایا:-
"اگر تمہیں مجبوراً وہاں بیٹھنا ہی پڑے تو راستہ کا حق ادا کرو"
لوگوں نے پوچھا:-
"یا رسول اللہ راستہ کا حق کیا ہے؟"
فرمایا:-
"آنکھیں نیچی رکھنا، اور ایذا دہی سے بچنا، اور سلام کا جواب دینا، اور نیک کاموں کا حکم دینا اور بُرے کاموں سے منع کرنا، مصیبت زدوں کی امداد کرنا اور بھٹکے ہوئے کو راستہ بتانا"

ایک پُرمسرت اعلان۔ لفٹنٹ کرنل یوسف جماعت احمدیہ میں

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ ۸ ستمبر کو بروز پیر ایک صاحب لفٹنٹ کرنل یوسف بی اے ایل ایل بی حضرت امیر ایدہ اللہ کی ملاقات کے لئے تشریف لائے اور بہت دیر تک آپ کے ساتھ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق گفتگو کرتے رہے۔ ان کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ وہ نہایت ذہین اور قابلیت کے مالک ہیں، انگریزی زبان پر انہیں پوری طرح قدرت حاصل ہے اور اس زبان میں نہایت روانی اور فصاحت کے ساتھ اپنے مطالب کو بیان کرتے ہیں۔ انہیں حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات پر نہایت باریک اعتراضات و شبہات تھے، جن کو انہوں نے دوران گفتگو میں حضرت امیر کی خدمت میں ایک ایک کر کے پیش کیا اور حضرت ممدوح نے ان کے تمام اعتراضات کا نہایت شافی جواب دیا۔ جس کو سن کر ان کی تسلی ہو گئی اور وہ اسی وقت جماعت میں شامل ہو گئے اور ہر طرح کی خدمت بجا لانے کا اقرار کیا، انہوں نے یہ بھی کہا کہ میں پہلے بھی حضرت مرزا صاحبؑ کا منکر کبھی نہیں ہوا بلکہ آپ کی قدر کرنے والوں میں سے تھا۔ لیکن باوجود اس کے سالہا سال سے میرے دل میں اعتراضات و شبہات کا ایک چکر چلتا تھا۔ خدا کے فضل سے وہ آج ختم ہو گیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ایک اور مسرت انگیز خبر۔ ہالینڈ کے قادیانی مبلغ کی جماعت احمدیہ لاہور میں شمولیت

مسٹر جی اے بشیر، قادیانی جماعت ربوہ کے مبلغ ہیں جو آجکل ہالینڈ میں تبلیغی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ انہی کے سلسلہ میں انہوں نے قرآن کریم کا ترجمہ ڈچ زبان میں طبع کرایا اور انہی کے زیر اہتمام ہالینڈ میں ایک مسجد بھی بنائی گئی۔ حال ہی میں انہوں نے حسب ذیل چٹھی محترم شیخ محمد طفیل صاحب کو لکھ کر بھیجی ہے:-

RUCHROCKLAAN
54
The HAGUE,
21st September 1959
In charge Ahmadiyya
Anjuman Ishaat
Islam,
[illegible]plein 11
Amsterdam (Holland).
Dear Sir
[illegible] I have the pleasure to [illegible] you that I have [illegible] after considering the [illegible] very carefully, to join [illegible] Ahmadiyya Anjuman Ishaat [illegible] Lahore, Pakistan. I as [illegible], have always been [illegible] my best to serve the [illegible] of Islam, and shall continue [illegible] The [illegible] the teachings [illegible] Messiah [illegible] consider [illegible] from [illegible] of your members and [illegible] that God may give [illegible] to serve His religion [illegible] my utmost capacity. Please request also the members of our community for prayers. Yours sincerely G. A. Bashir

روسٹروکلان نمبر ۵۴
دی ہیگ مؤرخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۵۹ء
انچارج صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
سٹیڈی اونیپلین - ایمسٹرڈم (ہالینڈ)
جناب من! السلام علیکم
میں آپ کو یہ اطلاع دینے میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ نہایت حزم و احتیاط اور غور و فکر کرنے کے بعد میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور (پاکستان) میں شمولیت اختیار کروں، جیسا کہ آپ کو معلوم ہے میں ہمیشہ سے خدمت اسلام بجا لانے کی سعی و تبلیغ کر رہا ہوں اور حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کی روشنی میں اس کام کو جاری رکھوں گا مہربانی فرما کر مجھے اپنا ممبر سمجھئے اور دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے طاقت عطا فرمائے کہ جہاں تک میری استطاعت ہے اس کے دین کی خدمت کرتا رہوں۔ مہربانی فرما کر اپنی جماعت کے ممبران سے بھی میرے لئے دعا کی درخواست کیجئے۔
آپ کا مخلص - جی اے بشیر

دیکھو خدا نے آسماں کو جھکا دیا ٭ گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

تبلیغی خط و کتابت

اس عنوان کے نیچے وہ خطوط درج کئے جاتے ہیں جو انجمن کی تبلیغی ڈاک کے جواب میں موصول ہوتے ہیں۔

(از:- افسر انچارج تبلیغ بلاد غیر)

انڈونیشیا

از:- ایس-ڈبلیو-بی-عارفین جاوا- انڈونیشیا-

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کے مشفقت اور محبت آمیز مکتوب کا بہت بہت شکریہ۔ اگرچہ مرکز کے ساتھ خط و کتابت کا سلسلہ مدت سے بند تھا، پھر بھی روحانی طور پر میں آپ صاحبان کے بہت قریب ہوں۔ میں صرف اور صرف تعلیم احمدیت کے پھیلانے میں ہمہ تن مصروف ہوں۔ حقیقت ہے کہ احمدیت نے ہی تو مجھے قرب الٰہی کی راہیں دکھلائی ہیں۔

میری زندگی کا واحد مقصد اور بڑی تڑپ یہی ہے کہ خدمت اسلام احمدیہ نکتۂ نظر سے کرتا چلا جاؤں۔ احمدیت زندہ خدا، زندہ قرآن، زندہ اسلام پیش کرتی ہے۔

میرے محترم بھائی میں آپ کی خدمت میں اطلاعاً عرض کرتا ہوں کہ مولانا مرحوم کے انگریزی ترجمۃ القرآن کا جاوانی زبان میں ترجمہ مکمل ہو چکا ہے، جو انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد شائع ہو جائے گا۔

مسلمانوں کا اکثر حصہ احمدیت کے خلاف ہے لیکن میرے خاص عقیدتمند ملک میں ہر جگہ احمدیت کے فدائی ہیں اور اگر اُن سے تین صد روپیہ فی کاپی بھی جاوانی ترجمۃ القرآن کے لئے طلب کئے جائیں تو وہ ذرا دریغ نہیں کریں گے اور فوراً ادا کر دیں گے۔ چونکہ غیر احمدی حضرت مسیح موعودؑ کا نام سننا پسند نہیں کرتے ان میں جب بھی لیکچر کا موقع مجھے ملتا ہے تو میں بالواسطہ انہیں احمدیہ تعلیم کے قریب کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور مجھے اس میں کامیابی بھی حاصل ہوتی ہے۔

جاوانی قرآن شریف جب ان مسلمانوں کے ہاتھ میں جائے گا تو اُن برکات کا انہیں علم ہوگا جو احمدیہ سلسلہ کی تعلیم سے ہی حاصل ہو سکتے ہیں۔

(انہیں خطوط اور مزید لٹریچر بھیجا جا رہا ہے)

امریکہ

از:- مسٹر جان ڈن سینڈ-

نیو جرسی امریکہ- السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مجھے پارسل اور ممبرشپ سرٹیفکیٹ مل گیا ہے۔ بہت بہت شکریہ۔ میں ایسی فعال جماعت کے ساتھ وابستگی کو باعث فخر سمجھتا ہوں۔ میں سات ڈالر کا پوسٹل منی آرڈر بھیج رہا ہوں۔ میں اپنا ماہوار چندہ ادا کرنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

میں آپ کی اعانت کا بہت مشکور ہوں۔ میں ایک ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام کے لئے قائم کرنا چاہتا ہوں۔ اس سلسلہ میں صحیح صحیح لائحہ عمل کے متعلق آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔

نیو جرسی کی حکومت کے قانون کے مطابق اس ادارہ کے قیام کی منظوری لینی پڑے گی۔ ابتدائی کاغذی کارروائی مکمل ہو چکی ہے۔ امید ہے استفسارات ذیل کا تسلی بخش جواب دے کر ممنون فرمائیں گے۔

(۱) کیا اس ادارہ کا نام مسلم یونین بہتر رہے گا۔

(۲) میں چاہتا ہوں کہ اس ادارہ کے چارٹرڈ ممبر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سے بھی تعلق رکھیں یعنی سلسلہ میں شامل ہوں۔

(۳) وہ آپ کو اپنا چندہ براہ راست بھیجا کریں یا مہینے کے بعد سب سے اکٹھا کر کے بھیجا جایا کرے؟ ہم بڑی مستحکم بنیادوں پر قرآن کلاس قائم کریں گے۔

(۴) کیا آپ ہر ایک کے لئے الگ الگ ممبرشپ سرٹیفکیٹ بھیجتے رہیں گے۔؟

(۵) ہماری قرآن کلاس سے مسلم اور غیر مسلم دونوں فائدہ اُٹھائیں گے۔

(۶) صحیح صحیح اسلامی تعلیم ہمیں آپ کے لٹریچر سے مل سکتی ہے جس کی ہمیں ضرورت رہے گی۔

کچھ لٹریچر ہمیں مفت اشاعت سے فراہم کیجئے گا اور کچھ ہمارا ادارہ خرید لے گا۔ ہم عربی، فرانسیسی اور ہسپانوی زبانوں کا علم حاصل کرنے کی کوشش کریں گے اگرچہ یہ بڑا صبر آزما کام ہے مگر انشاء اللہ تعالیٰ ہم کامیاب ہو جائیں گے۔ آپ کی رہنمائی کا ہمیشہ خیر مقدم کیا جائیگا۔

عملی طور پر جو بھی افریقی (امریکن باشندہ) اسلام قبول کرتے ہیں اُن کا نام عربی زبان میں رکھا جاتا ہے۔ میں بھی چاہتا ہوں کہ میں مصطفٰے اعلیٰ کے نام سے پکارا جاؤں یا آپ کوئی اور نام میرے لئے تجویز فرمائیں۔

(انہیں لٹریچر اور خط مشتمل بر ہدایات بھیجا جا رہا ہے اور جو نام انہوں نے اپنے لئے پسند کیا ہے وہی تجویز کیا گیا ہے)

نائیجیریا

از:- ایس- اے- سالو

یونیورسٹی کالج ہسپتال، ابادان- نائیجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میں بہت دیر کے بعد آپ سے تحریری نیاز حاصل کر رہا ہوں۔ آپ کی چٹھی مورخہ ۵۹/۴/۷ کے جواب میں واقعاتی طور پر میں نہیں بتا سکتا کہ تاخیر کی اصل وجہ کیا ہے میں صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بہترین جج اور دانا و بینا ہے، ایک سبق تھا۔ سبحان اللہ العظیم۔

آپ کی طرف سے چند پمفلٹس، نو عدد بیعت فارم ملنے کے بعد دوسرے ہفتہ مجھے لیگوس اپنے افسر کی جگہ عارضی طور پر کام سنبھالنے کے لئے جانا پڑا جو یہاں سے ایک سو چالیس میل دور ہے۔ یہاں سے فارغ ہو کر میں چالیس روز کی رخصت پر چلا گیا۔

ان وجوہ کی بناء پر میں اپنے تجویز کردہ پروگرام پر عمل نہ کر سکا۔ تاہم میں ہمت ہارنے والا نہیں۔

لائٹ کے جو پرچے مجھے بہار [illegible] موصول ہوئے ہیں اُن کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ چند روز کے بعد میں اخبار کا چندہ بھیج دوں گا۔

چونکہ میں اب ابادان واپس پہنچ گیا ہوں آپ کی چٹھی مورخہ ۵۹/۷/۱۸ پر غور کروں گا۔ اور بیعت فارم مکمل کر کے آپ کی خدمت میں روانہ کر دوں گا۔

مینول آف حدیث کی یہاں سخت ضرورت ہے۔

میں اپنے سلسلہ کے سب بھائی بہنوں کی خدمت میں السلام علیکم عرض کرتا ہوں۔

(ان صاحب کی ایک چٹھی ۵۹/۳/۱۱ کو پیغام صلح میں چھپ چکی ہے۔ انہیں مینول آف حدیث اور دیگر رسائل بھیجے جا رہے ہیں)

کولمبو (سیلون)

از:- ٹی- اے- پورہ گورنمنٹ سرویہ کولمبو- سیلون

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مجھے مفصلہ ذیل لٹریچر مل گیا ہے بہت بہت شکریہ۔ چارج آف ہریسی- سرمہوبی کس ایکسٹریٹ- کال آف اسلام- علماء مصر کا فتویٰ- احمدیہ موومنٹ- اسلام اور کرسچینٹی-

میں ملایا کے مسلمان خاندان کا ممبر ہوں اور میں نے کیتھولک کالج میں تعلیم حاصل کی ہے۔ بچپن میں.... میرے ماں باپ نے مجھے قرآن شریف پڑھایا۔ جب میں پندرہ سال کا ہوا تو عربی لکھ پڑھ سکتا تھا مگر مجھے اُن کے معنے نہیں آتے تھے۔ اب میں ۲۸ سال کا نوجوان ہوں، مگر عربی کے معنے نہیں جانتا۔

میں درخواست کرتا ہوں کہ مجھے اسلام سے روشناس کرنے والا لٹریچر خصوصاً قرآن مجید انگلش ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

سیلون میں ایک نئی تحریک نے جنم لیا ہے جس کا نام "تبلیغ" رکھا گیا ہے، اس کے اغراض و مقاصد میں تعلیمات قرآن کی نشر و اشاعت ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی ہم پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر رہے ہیں جن کے جوابات ہم دینے سے عاجز ہیں۔

واضح ہو کہ میں اسلامک ریویو کا خریدار ہوں۔... مجھے انگریزی لٹریچر جتنا ہو سکے بھیجدیں۔ محصول ڈاک میں ادا کر دوں گا۔

(انہیں خود بیان شدہ تحریک کے کوائف بھیجنے کے لئے لکھا جا رہا ہے اور لٹریچر بھی مہیا کیا جا رہا ہے) ٭

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ "پیغام صلح" ——— لاہور ——— مؤرخہ یکم اکتوبر ۱۹۵۹ء

گذشتہ اشاعت میں محترم جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی علالت کی خبر درج کی گئی تھی۔ ہمارے وہم و گمان میں نہ تھا کہ ڈاکٹر صاحب ممدوح اتنی جلد ہم سے جدا ہو جائیں گے۔ لیکن آج ہم انتہائی رنج و اندوہ کے ساتھ یہ اعلان کرنے پر مجبور ہیں کہ ڈاکٹر صاحب ممدوح چند دن کی علالت کے بعد ۲۸ ستمبر کو رات کے نو بجے اس جہان فانی سے انتقال فرما گئے۔

اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون

ڈاکٹر صاحب مکرم کو جیسا کہ گذشتہ اشاعت میں لکھا جا چکا ہے ایک ڈاڑھ میں تکلیف ہو جانے کی وجہ سے نکلوانا پڑا۔ لیکن تکلیف بجائے کم ہونے کے اور بڑھ گئی۔ خون بہت زیادہ خارج ہو گیا اور بخار بھی شروع ہو گیا اور اس پر مزید یہ کہ دوسری طرف کی ڈاڑھ میں بھی تکلیف شروع ہو گئی، جس کی وجہ سے اسکو بھی نکلوانا پڑا، اس سے تکلیف اور زیادہ ہو گئی اور انہیں علاج کے لئے میو ہسپتال میں داخل ہونا پڑا چونکہ خون زیادہ خارج ہونے کی وجہ سے کمزوری بہت بڑھ گئی تھی۔ اس لئے ہسپتال میں اُن کے جسم میں تازہ خون داخل کیا گیا، دو تین دن کے علاج سے جب قدرے افاقہ ہوا تو آپ ہسپتال سے واپس گھر چلے گئے لیکن وہاں جاکر پاخانہ کے رستہ بہت زیادہ خون آنا شروع ہو گیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی اندرونی شریان پھٹ گئی ہے۔ اس پر دوبارہ انہیں ہسپتال جانا پڑا لیکن افسوس ہے کہ ہر قسم کی طبی امداد اور علاج معالجہ کے باوجود جانبر نہ ہو سکے۔ ان کا جنازہ اسی وقت ہسپتال سے ان کی کوٹھی ۱۰ سی بلاک گلبرگ (لاہور) لایا گیا، جہاں سے ان کی وصیت کے مطابق دوسرے دن ۲۹ ستمبر کو مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں لاکر نماز جنازہ پڑھی گئی، جنازہ میں جماعت کے مقامی اور بعض بیرونی احباب (جن کو گذشتہ رات بذریعہ ٹیلی فون اطلاعات بھجوا دی گئی تھیں) کے علاوہ بہت سے غیر از جماعت اصحاب بھی شامل تھے۔ نماز جنازہ کے بعد اُن کی میت انجمن کے قبرستان واقعہ میانی صاحب میں لے جاکر سپرد خاک کر دی گئی۔

ہم اس موقعہ پر دلی رنج و افسوس کے ساتھ یہ اظہار کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب کی وفات ایک بہت بڑا قومی حادثہ ہے، جس کی تلافی ناممکن ہے۔ اللہ تعالےٰ مغفرت فرمائے بہت بڑے قابل فزیشن اور سرجن ہونے کے علاوہ جو ان کی کامیاب معاشی زندگی کا اہم ذریعہ تھا اور جس کی وجہ سے وہ لاہور میں ایک نہایت نیک نام اور کامیاب ڈاکٹر سمجھے جاتے تھے خدمت دین اور جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا ان کا محبوب مشغلہ تھا اور اس کے لئے ایک مجنونانہ کیفیت اُن پر طاری رہتی تھی۔ کچھ عرصہ تک آپ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے صدر رہے اور گذشتہ ماہ نومبر ۱۹۵۸ء میں مجلس عمل بن جانے کے بعد نہ صرف اس کے ممبر بلکہ انجمن کے افسر نظم و نسق بھی تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے مریدین میں سے تھے آپ نے ابتدائی تعلیم ایف۔ اے تک قادیان میں حاصل کی جس کے بعد لاہور میڈیکل کالج میں ایم بی بی ایس کا امتحان پاس کرکے صوبہ سرحد میں سول سرجن کے عہدہ جلیلہ پر کچھ عرصہ تک فائز رہے۔ لیکن کسی انگریز افسر سے ان بن ہو جانے کے باعث استعفا دیکر لاہور چلے آئے اور یہیں قریباً پینتیس چھتیس سال پرائیویٹ پریکٹس کرتے رہے اور اس کے ساتھ ساتھ جماعتی کاموں میں بھی حصہ لیتے رہے۔

ہم اس افسوسناک سانحہ پر ان کی بیگم صاحبہ محترمہ اور ان کے فرزندان گرامی میاں عزیز احمد صاحب، میجر سعید احمد صاحب، ڈاکٹر وحید احمد صاحب (جو آج کل مزید ڈاکٹری تعلیم کے لئے ولایت گئے ہوئے ہیں) اور رشید احمد صاحب اور تمام صاحبزادیوں اور مرحوم کی ہمشیرہ محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ اور تمام دیگر لواحقین و پسماندگان سے اظہار ہمدردی و تعزیت کرتے ہیں اور دعا ہے اللہ تعالےٰ ان سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ڈاکٹر صاحب مرحوم و مغفور کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے

ع ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

ڈاکٹر صاحب کا آخری پیغام

ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب نے مندرجہ ذیل الفاظ ہسپتال سے لکھ کر اشاعت کیلئے بھیجے ہیں:-

"میں تو زندگی اور موت کی کشمکش میں ہوں اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کیا نتیجہ ہوگا۔ میرا یہ پیغام قوم کو پہنچا دیں۔ کہ امام وقت نے ہمیں ایمان کی نعمت عطا کی۔ خدا کے لئے اس کو محفوظ رکھیں۔"

(ظہور احمد)

تعزیتی پیغامات

ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی وفات پر ان تعزیتی پیغامات کے علاوہ جو ان کے ورثاء کو پہنچے ہیں، انجمن اور حضرت امیر [illegible]

پیغام پہنچا دیجئے" ——— امام ووکنگ

۲- لائل پور سے

ڈاکٹر صاحب کی افسوسناک وفات پر تعزیت قبول کیجئے۔ محمد امین لائل پور ڈیری

۳- پشاور سے

جماعت پشاور کو ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی وفات کا بہت صدمہ ہوا ہے۔ ان کے لواحقین کو دلی ہمدردی کا پیغام پہنچا دیجئے ——— (ڈاکٹر عبدالعزیز)

ایک اور رنجدہ خبر
شیخ ایزد بخش صاحب کی وفات

ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی وفات کے علاوہ یہ خبر بھی جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت رنج و افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب کے داماد شیخ ایزد بخش صاحب کراچی میں ۲۶، ۲۷ ستمبر کی درمیانی رات کو وفات پا گئے۔ آپ کو کئی سال سے عارضہ قلب لاحق تھا، جس کے علاج کے لئے ہسپتال میں داخل ہوئے اور وہیں فوت ہو گئے۔

اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون

مرحوم شیخ اللہ بخش صاحب، وکیل پشاور کے برادر خورد تھے۔ حضرت امیر مرحوم کی بڑی صاحبزادی ان کے گھر میں تھیں، جن سے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔

ہم اس سانحہ میں مرحوم کی بیگم صاحبہ اور ان کے بچوں اور بیگم صاحبہ حضرت امیر مرحوم اور محترم شیخ اللہ بخش صاحب سے دلی افسوس کے ساتھ اظہار تعزیت کرتے ہیں، دعا ہے اللہ تعالےٰ ان سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ مرحوم کے بچوں کا آپ متکفل ہو اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھ کر [illegible] کو ثواب پہنچائیں۔

انسان ایک مسافر ہے جس طرح ایک مسافر چلتے چلتے کسی درخت کے سایہ میں تھوڑی دیر آرام کرکے پھر منزل مقصود کی طرف روانہ ہوجاتا ہے۔ اسی طرح [illegible] دنیا میں انسان تھوڑی دیر رہ کر اپنی حقیقی منزل مقصود کی طرف چل دیتا ہے [illegible]

اخبار و افکار

فطرت کی آواز

روسی وزیراعظم مسٹر خروشچیف امریکہ گئے اپنے اصول انکار ہستی باری تعالیٰ کو اپنے ہاتھوں ذبح کر آئے، ڈیسا شنزرو ۲۵ ستمبر کی اطلاع ہے کہ:-

"روسی وزیر اعظم نکیتا خروشچیف نے جو ایک مسلمہ ملحد ہیں یہاں ایک دعوت میں کہا کہ خدا ہمارے ساتھ ہے کیونکہ وہ ذہین اور سمجھدار لوگوں کی مدد کرتا ہے، خروشچیف ایک مقامی اخبار کے ڈائرکٹر سے باتیں کر رہے تھے، باتوں ہی باتوں میں اخبار کے ڈائرکٹر نے کہا کہ امریکہ خدا کے فضل سے بہت ترقی کر رہا ہے، اس کے جواب میں خروشچیف نے کہا روس جس تیزی سے ترقی کر رہا ہے وہ اس بات کا شاہد ہے کہ خدا ہماری مدد کرتا ہے۔"

یہ ہے وہ شہادت جو ہر انسان کی فطرت میں مرکوز ہے یہ ہے قالوا بلیٰ کی وہ آواز جو الست بربکم کے جواب میں فطرت انسانی سے پیدا ہوتی ہے، انسان لاکھ انکار کرے، اور اس آواز کو مٹانے کی لاکھ جدوجہد کرے جیسے روس نے کی، اس کا مٹنا ناممکن ہے فطرت کسی نہ کسی موقع پر بول اٹھتی ہے اور خدا کا اقرار بڑے بڑے ملحدین کی زبان پر آہی جاتا ہے، یہی ہستی باری تعالیٰ کا زندہ ثبوت ہے۔ وہ روسی سائنسدان جن کو راکٹوں کی بلند پروازیوں میں خدا نظر نہ آیا مسٹر خروشچیف کی اس فطرت کی آواز کو سنیں جس میں کھلے طور پر خدا نظر آرہا ہے۔

ایک مرد درویش کی اولوالعزمی

جماعت احمدیہ کے ان اولوالعزم اور درویش سیرت انسانوں میں سے جنہوں نے مخلوق خدا کی بہبودی کے لئے اپنے اموال سے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں، ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب مرحوم کا نام تاریخ ...... میں زندہ جاوید رہے گا جنہوں نے تپ دق کے مریضوں کے علاج کے لئے مری کی پہاڑیوں میں آج سے پچیس سال پہلے ایک سینی ٹوریم قائم کر کے صدقہ جاریہ کا اہتمام کیا۔ ان کے قائم کردہ سالی سینی ٹوریم کی جواب ریڈ کراس کی تحویل میں ہے پچھلے دنوں سلور جوبلی منائی گئی، اور مختلف قسم کی تقریبات سے اس کی اہمیت کو دنیا پر واضح کیا گیا روزنامہ کوہستان نے ڈاکٹر صاحب مرحوم کے اس شاندار کارنامے کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:-

"غیر مسلموں کے علاوہ ہمارے ہاں بعض مسلمانوں نے بھی عوام کی فلاح و بہبود کے لئے بڑے شاندار کارنامے سرانجام دیئے ہیں مری کی یخ بستہ پہاڑیوں میں آج بھی ایک مرد درویش کی اولوالعزمی کے نشان موجود ہیں۔ ڈاکٹر محمد حسین تپ دق کے ماہر ڈاکٹروں میں سے تھے۔ انہوں نے اس موذی مرض کا علاج کرنے کے لئے سالی کی کھلی فضاؤں میں ایک ہسپتال قائم کیا۔ آج یہ ہسپتال اس مرض میں گرفتار ہونے والوں کے لئے دم عیسیٰ کا اثر رکھتا ہے۔ ڈاکٹر محمد حسین کی شبانہ روز کوششوں نے ہسپتال کو اتنی وسعت دی کہ اب یہ ہسپتال ایشیا کے مشہور ہسپتالوں میں شمار ہوتا ہے، سینکڑوں مریض جن کے زندگی کی وادیوں میں دوبارہ قدم رکھنے کی کوئی امید نہ تھی اس ہسپتال کی بدولت زندہ اور صحتیاب ہو گئے۔ ہسپتال کی نگرانی ان دنوں ڈاکٹر محمد حسین کے فرزند ارجمند لفٹننٹ کرنل بشیر احمد سرانجام دے رہے ہیں جو ڈائرکٹر صحت بھی ہیں اور اس لحاظ سے سارے "صوبہ کی صحت" کی نازک ذمہ داری بھی اُن کے شانوں پر ہے، لیکن وہ اپنے فرشتہ سیرت باپ کے نقش قدم پر چل کر سینی ٹوریم کی عظیم ذمہ داری کو سنبھالے ہوئے ہیں۔"

اسی طرح کا ایک اور مرد درویش ضلع ہزارہ میں دق کی موذی مرض کے استیصال کے لئے سینہ سپر اور مخلوق خدا کی خدمت میں دن رات مستغرق ہے، جن لوگوں نے ڈاڈر سینی ٹوریم کا نام سنا ہے، وہ یقیناً ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب کے نام سے بھی واقف ہوں گے، جن کے ذریعہ اس سینی ٹوریم کا قیام عمل میں آیا اور سینکڑوں ہزاروں جاں بلب مریضوں نے اس مرد خدا کی محنت و جانفشانی اور شبانہ روز دعاؤں سے شفا حاصل کی، یہ فرشتہ سیرت اور درویش منش انسان اب بھی ایبٹ آباد اور ڈاڈر میں پورے خلوص اور بے نفسی کے ساتھ مخلوق خدا کی خدمت میں منہمک ہے، اور ضلع ہزارہ ہی نہیں تمام سابق صوبہ سرحد میں اس کا نام ایک روشن ستارہ کی طرح چمک رہا ہے۔

احمدیت کا ناز ہے کہ اس کے بطن سے ایسے ایسے نیک دل اور فرشتہ سیرت انسان پیدا ہوئے جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے مخلوق کی بھلائی اور بہبودی میں اپنی عمریں صرف کر دیں، اللہ تعالیٰ ان لوگوں اور ان کی ذریات پر اپنے افضال و اکرام کی بارش نازل کرے اور ان کے وجود کو بیش از پیش نافع الناس بنائے اور دوسرے اپنا سکے وطنوں کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

راولپنڈی میں جلسہ سیرۃ النبی صلعم

مورخہ ۱۹ ستمبر بروز ہفتہ بعد نماز عصر جناح گرلز ہائی سکول (صدر) میں ایک پبلک جلسہ سیرۃ النبی صلعم زیر صدارت جناب میاں بشیر احمد صاحب منٹو منعقد ہوا۔ جلسہ کے پروگرام اور دیگر قابل ذکر باتوں کو قارئین پیغام صلح کے استفادہ کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

جلسہ کی اطلاع قریباً تین ہزار آدمیوں تک بذریعہ اشتہار پہنچائی گئی (اس اشتہار کا مقصد یہ بھی تھا کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لائبریری سے بھی لوگوں کو روشناس کرایا جائے جس کا قیام حال ہی میں عمل میں لایا گیا ہے)

جلسہ سے ایک روز قبل راولپنڈی کی خبروں میں ریڈیو سے اس اجلاس کا اعلان نشر ہوا جسے پنڈی اور گردونواح میں ہزاروں لوگوں نے اردو اور انگریزی میں سنا ہوگا۔

جلسہ گاہ میں خواتین و حضرات کے لئے کرسیوں دریوں اور قالینوں پر بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ (خواتین کے لئے پردہ کا بھی انتظام تھا)

جلسہ گاہ کے ایک طرف احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لائبریری کے اخبارات، رسائل اور کتابوں کو بڑے اچھے طریق سے سجایا گیا تھا جس کا بہت اچھا اثر حاضرین پر ہوا۔ اور ہر کسی نے جلسہ کے عام انتظام اور لائبریری کے حصہ کی خاص طور سے تعریف کی۔

اس دفعہ غیر از جماعت احباب و خواتین کی زیادہ تعداد نے جلسہ میں شرکت کی اور اس شرکت سے کافی محظوظ ہوئے ایک طالب علم نے جو اپنے عیسائی دوست کے ساتھ شریک جلسہ تھے۔ اس "علمی خزانہ" سے متاثر ہوتے ہوئے اپنے آپ کو ممبرشپ کے لئے پیش کیا۔ ایک دوسرے صاحب نے مولانا محمد علی صاحب مرحوم کے قرآن کریم سے متعلق کام کو دیکھ کر حیرانگی سے کہا محمد علی صاحب نے قرآن کریم سے متعلق اتنا کام کیا ہے انہوں نے اس سے پہلے چند آیات کا انگریزی ترجمہ بھی دیکھا تھا۔ کہنے لگے، میں نے اتنا ACCURATE ترجمہ اس سے پہلے نہیں دیکھا۔

اس جلسہ میں جس پروگرام کو عمل میں لایا گیا۔ وہ مختصراً یہ ہے:-

تلاوت و نظم:- (شیخ عبدالعزیز صاحب)

تقاریر:- ملک نصر اللہ خان صاحب۔ ڈاکٹر محمود الحسن۔ چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب۔ مسٹر ابو سعید احسن۔ مرزا معصوم بیگ صاحب۔ بشیر احمد صاحب منٹو (صدر)

نماز مغرب سکول ہی میں ادا کی گئی، اور اس طرح سب لوگ لائبریری کے حصہ کو بنظر تحسین دیکھتے ہوئے اپنی راہ ہو لئے اور شام کے دھندلکے میں یہ پر رونق محفل اختتام پذیر ہوئی۔

جلسہ کے انتظام۔ اشتہارات کی تقسیم، اور ریڈیو نشر یہ کیلئے ہم علی الترتیب ملک عبدالقدوس صاحب

(باقی دیکھو صفحہ ۱)

حضرت نبی کریم صلعم کا پیدا کردہ انقلاب اور عباد الرحمٰن کی صفات

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولٰنا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

تبارک الذی جعل فی السماء بروجًا وجعل فیھا سراجًا وقمرًا منیرًا .... قل ما یعبأ بکم ربی لولا دعاؤکم فقد کذبتم فسوف یکون لزامًا ———— (سورۃ الفرقان)

بعثت نبوی کا مقصد

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا بعثت لاتمم مکارم الاخلاق مجھے اس غرض کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے کہ میں لوگوں کو اخلاق فاضلہ سکھاؤں۔ اس کے اندر تمام قسم کی تعلیمات آجاتی ہیں، اور یہ ایک بڑا مشکل کام ہے، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ لگایا گیا۔ مشکل ترین کام یہی ہے کہ قوم کی قوم کو اعلیٰ درجہ کے اخلاق سے آراستہ و پیراستہ بنایا جائے۔ ایک ایسی قوم جو لکھی پڑھی نہیں بلکہ پرلے درجہ کی اکھڑ قوم ہے اس کو اعلیٰ درجہ کے اخلاق کے زیور سے آراستہ کرنا سب سے مشکل کام ہے، ان لوگوں میں جوا ہے، شراب ہے، لوٹ کھسوٹ ہے، لڑائی جھگڑا اور قتل و غارت ہے، شرک ہے، بدکاری ہے، ان کو اخلاق سکھانا اور مہذب قوم بنا دینا بہت مشکل کام تھا۔

نبی کریم صلعم کے پیدا کردہ اخلاق فاضلہ

اسی مقصد کے پیش نظر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے دلوں میں ایمان کی روشنی پیدا کی، جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اخلاق رذیلہ کے بجائے ان کے اندر اخلاق فاضلہ پیدا ہو گئے، اور نہ صرف خدا کے پرستار بن گئے بلکہ ان کی توجہ، ان کا روپیہ، اس کا وقت مخلوق خدا کی بہبودی پر صرف ہونے لگا، کتنا بڑا انقلاب ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کیا، شراب ختم ہو گئی، جوا مٹ گیا، بدکاری کی جگہ عفت نے لے لی، یہ کس طرح ہوا اس طرح کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اللہ پر ایمان ان کے اندر پیدا کر دیا۔

آسمانوں میں بروج

ایمان کس طرح پیدا ہوتا ہے، اس کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے تبارک الذی جعل فی السماء بروجًا وجعل فیھا سراجًا وقمرًا منیرًا۔ اللہ تعالیٰ کا علم و قدرت اور اس کی حکمت کو کسی نے دیکھنا ہو تو اس کی مخلوق کو دیکھ لے۔ زمین کی روئیدگی، اس کے پھل پھول اور زندگی آسمان کے ساتھ وابستہ ہے اور آسمان کا یہ حال ہے کہ خدا نے اس میں برج بنائے ہیں، ستارے، سیارے، چاند، سورج وہ برج ہیں جو آسمان میں اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں۔ برج کہتے ہیں محل یا قلعہ کو۔ بادشاہوں کے محلات اور قلعے ہوتے ہیں۔ مغل بادشاہوں نے جگہ جگہ پر بڑے بڑے محلات اور قلعے بنا رکھے ہیں۔ ان کے محل لاہور میں ہیں، اور اس سے بڑھ کر دلی اور آگرہ میں اُن کے شاندار محلات ہیں، ان کی شان و شوکت اس درجہ کی ہے کہ ممکن نہیں کہ انسان ان کے پاس سے گذرے اور انہیں دیکھے نہیں۔ اسی طرح سپین میں بھی مسلمانوں نے بڑے بڑے محلات بنائے ان کو بھی دیکھے بغیر انسان نہیں رہ سکتا، تو بروج اس قدر شان و شوکت رکھتے ہیں کہ ممکن نہیں کہ انسان ان کو دیکھے بغیر گذر جائے۔

سورج کے فوائد و اثرات

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے آسمان میں بروج بنائے ہیں۔ ان میں چاند، سورج ہیں۔ جن کی یہ شان ہے کہ سورج کی روشنی اور گرمی سے پھل پھول پکتے ہیں، سمندروں سے پانی اٹھتا ہے اور بادل بن کر ہوا کے پروں پر ملک ملک میں جاتا اور مردہ زمین پر بارش بن کر برستا ہے، تو سورج کی وجہ سے بارشیں ہوتی ہیں، دریا بہتے ہیں، نہریں چلتی ہیں، زمین سیراب ہوتی ہے اور کھیتیاں لہلہاتی ہیں، سڑکوں اور مکانوں کی گندگیاں دھوئی جاتی ہیں، اتنا کام کوئی میونسپل کارپوریشن بھی نہیں کر سکتی۔ سورج ممبر ہے کارپوریشن کا، نالی جیلن اور سینی ٹیشن کا بہت بڑا کام اس برج سے اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔ دنیا کے بادشاہ تو اپنے عیش کے لئے بروج یا قلعے بناتے ہیں، خدا کا یہ قلعہ دنیا کے فائدہ اور آرام کے لئے بنایا گیا ہے اسی فائدہ اور آرام کو دیکھ کر ایک مخلوق نے جس کو فہم اور سمجھ نہیں، سورج کو معبود بنا لیا۔ قرآن کریم نے انہیں متنبہ کیا ہے لاتسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن۔ جب مخلوق اتنے بڑے فوائد اور عظمت رکھتی ہے تو وہ جو خالق ہے وہ کس قدر عظیم الشان عظمت کا مالک ہوگا۔ اس لئے اصل عبادت کے لائق وہی ہے۔

بروج کے معنے

بروج اس کو کہتے ہیں، جس کی شان و شوکت ضرور لوگوں کی توجہ اور کشش کا موجب ہو، اسی لئے فرمایا والسماء ذات البروج ہم نے آسمان بنایا اور اس میں قلعے بنائے، ان کی شان، ان کی وسعت کو دیکھو ...... ثوب مبرّج کہتے ہیں شاندار کپڑے کو اور تبرجت المرأۃ کے معنے ہیں عورت اپنے محاسن دکھانے کے لئے باہر نکلی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیگمات کو حکم ہوا وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ اپنے گھر میں زیادہ تر رہو، اپنے محاسن، اپنی زیب و زینت دکھانے کے لئے باہر نہیں پھرنا، واذکرن ما یتلیٰ فی بیوتکن من ایٰت اللہ والحکمۃ تمہارے گھروں میں اللہ تعالیٰ کی جو آیات پڑھی جاتی ہیں ان پر عمل کرتی رہو، اصل خوبصورتی اسی میں ہے، اور فرمایا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرًا ہم تو اے اہل بیت تمہیں ہر قسم کی ناپاکی سے پاک کرنا چاہتے ہیں۔

مخلوق کو دیکھ کر خدا پر ایمان

تو فرمایا خدا پر ایمان پیدا ہوتا ہے، جب اس کی مخلوق کو دیکھتے ہیں۔ جرمنی کی ایک مشین کو دیکھ کر لوگ اس کی تعریفیں کرتے ہیں اور اس کے علم کی برتری بیان کرتے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی اس کے علم، اس کی قدرت، اس کی جبروت کا پتہ لگتا ہے۔ پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ہر ایک چیز ہماری خدمت کر رہی ہے، اس کے احسانات کی انتہا نہیں۔ جس طرح اس کے کمالات کی انتہا نہیں، قاعدہ کی بات ہے کہ ہر احسان کے آگے انسان جھکتا ہے اور ہر کمال کی تعریف کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کے احسانات اور اس کے کمالات کو یاد دلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تاکہ اس کے احسانات، اور کمالات کو پیش کر کے اس پر ایمان پیدا کریں۔

رات اور دن کے فوائد

آگے بروج کی ایک تاثیر کا ذکر کیا ہے وھو الذی جعل الیل والنھار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورًا انہی بروج کی وجہ سے دن اور رات پیدا ہوتے ہیں، دن کو کام کرتے کرتے انسان کی تمام قوت صرف ہو جاتی ہے اسی کا نام تھکاوٹ ہے، اس تھکاوٹ کو دور کرنے کے لئے اس پر رات کا پردہ گرا دیا جاتا ہے۔ رات کے سکون سے جسم کی تمام بیٹریاں جو دن کو خرچ ہو جاتی ہیں پھر بھر جاتی ہیں، پھر سے قویٰ تازہ ہو جاتے ہیں۔ تو اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور کام میں

لگ جاتا ہے، اگر رات کا آرام میسر نہ ہوتا تو کوئی کاروبار نہ چلتا، وہ لوگ جن کو رات کو آرام نہیں ملتا، یا نیند کم ہو جاتی ہے، وہ دن کو کام نہیں کر سکتے، جب تک نیند پوری نہ ہو جائے۔ معلوم ہوا رات کا آرام بڑی چیز ہے کس کے لئے لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا رات اور دن تو ساتھ ساتھ چل رہے ہیں ان کے فوائد کو دیکھ کر خدا یاد آنا چاہیئے، اور دل اس کے شکریہ سے بھر جانا چاہیئے۔

عباد الرحمان کی صفات

یہ ایمان ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے اندر پیدا کیا، اس کے نتیجہ میں اعضاء کے اندر ایک روشنی اور نور پیدا ہو گیا۔ لوگ عباد الرحمٰن بن گئے وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونا، یہ وہ لوگ ہیں جو دوسروں کے حقوق کو پامال نہیں کرتے، اور نرمی سے حلم سے دوسروں کے ساتھ برتاؤ کرتے ہیں، وہ درشتی نہیں کرتے، واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلما کبھی کبھی کوئی سختی ان پر ہو جاتی ہے کوئی جاہل ان سے مخاطب ہو جاتا ہے تو اسکو سلامتی سے گذار دیتے ہیں، حدیث میں لکھا ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسروں کو دکھ نہ پہنچے۔ المؤمن من امنہ الناس مومن وہ ہے جس کی وجہ سے لوگ امن کی زندگی بسر کریں۔

نبی کریمؐ کے پیدا کردہ اخلاق عالیہ

والذین یبیتون لربھم سجدا وقیاما۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے دل اور دماغ میں معرفت الٰہی پیدا کر دی، ان کے قلوب کو نور ایمان سے منور کیا اور انہیں عبادت الٰہی میں لگا دیا۔ ان کو دیکھ کر لوگ کہتے ہیں کہ یہ انسان ہیں یا فرشتے؟ شام اور ایران کے لوگوں نے اپنے اپنے بادشاہوں کو جا کر بتایا کہ یہ عجیب لوگ ہیں رات کو تہجد میں کھڑے رہتے ہیں) اور دن کو سپہ سالار ہوتے ہیں ھم باللیل رھبان و بالنھار رکبان یہ وہ سپاہی ہیں جو غیر ممالک میں عفت اور عصمت کی زندگی بسر کرتے ہیں، یہ وہ قوم ہے کہ اس کے بادشاہ کے لئے بھی قانون کی پابندی ضروری ہے، اور اگر بادشاہ کا بیٹا بھی جرم کرے تو وہ بھی سزا سے نہیں بچ سکتا۔ ایران اور شام کے درباروں میں مخالفوں نے رپورٹیں کیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین بار آور ہوا ہے، کس رنگ میں؟ اس دین نے عباد الرحمٰن پیدا کئے ہیں، اگر اللہ تعالےٰ رحمٰن ہے تو وہ بھی لوگوں کے لئے رحم اور کرم کا موجب ہوتے ہیں۔ الغرض اور اعبد انسانوں کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے لئے بابرکت بنا دیا، والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا و کان بین ذالک قواما یہ لوگ اپنی دولت کو بے جا صرف نہیں کرتے، اور نہ جائز مدوں پر خرچ کرنے سے رکتے ہیں، والذین لا یدعون مع اللہ الٰھا اٰخر وہ خدا کا حق دوسروں کو نہیں دیتے، نہ دوسروں کے حقوق پامال کرتے ہیں ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون۔ وہ کسی کو ناجائز قتل نہیں کرتے اور نہ بدکاری کے قریب جاتے ہیں، والذین لا یشھدون الزور وہ جھوٹی مجالس میں شریک نہیں ہوتے واذا مروا باللغو مروا کراما اور لغویات پیش آنے پر اپنے وقار کو ہاتھ سے نہیں دیتے، والذین اذا ذکروا بایت ربھم لم یخروا علیھا صما وعمیانا جب انہیں خدا کا کلام سنایا جاتا ہے اور اس کے احکام اور نشانات یاد دلائے جاتے ہیں تو اندھوں اور بہروں کی طرح انہیں لاپرواہی سے نہیں سنتے، وہ دعا کرتے ہیں ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریتنا قرۃ اعین ہماری قوم ایسی ہو کہ اس کی عورتیں اور ذریات مردوں کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہوں، واجعلنا للمتقین اماما اور وہ دعا کرتے ہیں کہ ہم متقی ہی نہیں متقیوں کے سردار اور متقیوں کے رہنما بن جائیں اولئک یجزون الغرفۃ بما صبروا ویلقون فیھا تحیۃ وسلما یہ وہ قوم ہے جنکو مقامات عالیہ حاصل ہوں گے ان کو خدا تعالےٰ بڑے بڑے اجر دے گا۔ انہوں نے نیکی پر صبر اور استقامت دکھائی۔ نیک کام کیا تکلیف پیش آنے پر استقلال اور صبر دکھایا۔ اس لئے ان کا اجر بہت بڑا ہے۔ اخلاق حسنہ ایمان باللہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

یہ ہیں وہ اخلاق عالیہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم میں پیدا کئے، وہ اعلان جو آپ نے کیا تھا انی بعثت لاتمم مکارم الاخلاق میں اس لئے مبعوث ہوا ہوں کہ اخلاق عالیہ پیدا کروں، بہت مشکل اعلان ہے، ساری قوم کو اعلےٰ اخلاق سکھانا بہت ہی مشکل کام ہے۔ دیکھو پاکستان میں فوجی حکومت قائم ہوئے ایک سال ہو گیا ہے اس ایک سال میں بے شمار مجرموں کو پکڑا گیا، انہیں عبرتناک سزائیں دی گئیں، لیکن کیا مارشل لاء کی یہ طاقت ہے کہ لوگوں میں اخلاق فاضلہ پیدا کر دے؟ ایک حاکم انصاف کر سکتا ہے، لوگوں کے حقوق دلا سکتا ہے، جرم پر سزائیں دے سکتا ہے، لیکن اس کی طاقت سے باہر ہے کہ اعلےٰ اخلاق پیدا کر دے۔ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا کام تھا، ان کی تعلیمات، آپ کے اعلےٰ درجہ کے اصول و نظریات، ان کے اخلاق حمیدہ اور ان کا عملی نمونہ دلوں کے اندر ایمان پیدا کرنے کا موجب ہوئے اور اسی سے اخلاق فاضلہ پیدا ہوئے، وہ کیا بات تھی کہ ایک گوالے کی لڑکی رات کو اپنی ماں سے کہتی ہے کہ خلیفہ کا حکم ہے کہ دودھ میں پانی نہ ڈالا جائے اور جب ماں نے کہا کہ خلیفہ نہیں دیکھتا تو اس نے کہا کہ خدا تو دیکھتا ہے، یہ وہ ایمان ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم میں پیدا کیا، جب یہ پیدا ہو جائے تو دلوں میں طہارت اور تزکیہ پیدا ہو جاتا ہے اور انسان دوسروں کے لئے بابرکت بن جاتا ہے۔

حضرت مجددِ وقت کا پیدا کردہ انقلاب

آج ہم نے بھی ایک مجدد کو دیکھا اس کے پاس بیٹھنے سے ایمان پیدا ہوتا، قرآن کا عشق پیدا ہوتا، اور تزکیہ نفس بڑھتا، یہ تینوں باتیں، مامورین الٰہی ہی پیدا کر سکتے ہیں، یہ ہمارا کام نہیں یہ مامورین کا کام ہے۔ امیر شکیب ارسلان نے ایک دفعہ جرمنی میں مسلمان مردوں اور عورتوں کو دعوت دی۔ جب ان سے باتیں کرنے پر معلوم ہوا کہ ان لوگوں کو اسلام پر بصیرت تامہ حاصل ہے، اور وہ یونہی مسلمان نہیں ہوئے تو اس نے کہا تعجب ہے مجھ پر کہ اتنا عرصہ یورپ میں رہا لیکن ایک آدمی کو بھی مسلمان نہ کر سکا، نہ کسی کو اسلام سے واقف کر سکا، فی الواقعہ یہ مامور من اللہ ہی کا کام ہے جس کی وجہ سے یہ نور اسلام دلوں میں پیدا ہوا اگر کوئی شخص یورپ میں جا کر کتاب لکھے یا اسلام کے متعلق بیان کرے تو اسے یقین ہو جاتا ہے کہ یہ میری وجہ سے نہیں بلکہ مجددِ وقت سے سیکھے ہوئے علم کا نتیجہ ہے، ہمارے علاوہ بھی لوگ وہاں اسلام پھیلانے کے لئے گئے لیکن انہیں وہ کامیابی نصیب نہ ہوئی جو مجدد کی جماعت کو نصیب ہوئی ہے۔ مولانا برکت اللہ برلن میں تشریف لائے اور ان کو جرمن مسلمانوں کے ساتھ فوٹو لینے کا موقعہ ملا وہ پیرس میں الاصلاح اخبار نکالتے تھے وہ فوٹو ان کے اخبار میں شائع ہوا تھا، وہ کہتے تھے کہ میں بھی مبلغ ہوں، میں جاپان اور یورپ میں تبلیغ کے لئے پھرا لیکن میں ناکام مبلغ ثابت ہوا۔ آج میں سمجھتا ہوں کہ میں کامیاب ہوں کیونکہ جو مقصد میرے سامنے تھا وہ پورا ہو گیا۔

مامور کا مقصد

تو مامور بڑی طاقت ہے قوم کو چاہیئے کہ اس کی قدر کرے اور وہ جس طرف لے جانا چاہتا ہے اس طرف قدم اٹھائے، ان کا مقصد یہ تھا کہ ایک نئے سرے سے قوم پیدا ہو، قرآن اور حدیث ان کی زندگیوں میں نظر آئے، قوم کو اس پر توجہ دینی چاہیئے۔ ہمیں ایک ایسی کتاب دی گئی ہے جس میں علم اور حکمت ہے ایسا پیغمبر ہمیں دیا گیا ہے جو اپنی روحانیت اور شاندار کاموں کے لحاظ سے تمام دوسری شخصیتوں سے بڑھ کر ہے۔

دین کی پیروی سے اولیاء اللہ پیدا ہوئے

آج بھی وہی کتاب ہمارے پاس ہے، کوئی تبدیلی اس میں نہیں ہوئی، مکہ اور پاکستان اور تمام دنیا کے مسلمانوں کا دین ایک ہی ہے، لیکن دوسرے

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

رنگون کے شیخ الجامعہ کی احمدیت پر نکتہ چینی

کتاب "دو نبی" پر ایک سرسری نظر

قسط نمبر ۲۱

(مولانا مرتضیٰ خان حسن)

ظلی۔ بروزی۔ مجازی۔ جزوی غیر حقیقی اور غیر تشریعی نبوت

حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں :-

" بیعت کرنے والے کے لئے ان عقاید کا پابند ہونا ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول برحق اور قرآن شریف منجانب اللہ کتاب اور جامع الکتب ہے، کوئی نئی شریعت اب نہیں آسکتی اور نہ کوئی نیا رسول آسکتا ہے مگر ولایت اور امامت اور خلافت کی ہمیشہ قیامت تک راہیں کھلی ہیں ...... وحی رسالت ختم ہوگئی۔ مگر ولایت، امامت خلافت کبھی ختم نہیں ہوگی"۔ (اخبار البدر نمبر ۲۴ جلد ۲۔ ۱۴ر جون ۱۹۰۶ء)

پھر فرماتے ہیں :-

" وحی رسالت کے منقطع ہو جانے کے لئے تو بیشک وجہ موجود ہے کہ تکمیل شریعت کے بعد عقلاً بھی اس کی ضرورت نہیں رہی مگر اسرار شریعت سمجھنے کے لئے وحی ولایت کس بنا پر منقطع مان لی جاوے "۔

(البدر ۶ ۲ مارچ ۱۹۰۸ء)

عبارات بالا سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کا عقیدہ ہے کہ وحی رسالت یا وحی نبوت یا نزول جبریل بہ پیرایہ وحی رسالت منقطع ہے۔ اور قرآن مجید خدا کی آخری کتاب اور آخری شریعت ہے۔ وحی نبوت کے منقطع ہونے کی آپ نے ایک معقول اور زبردست دلیل دی ہے اور وہ یہ ہے کہ شریعت مکمل ہو چکی ہے، اس لئے اب وحی نبوت و رسالت کی ضرورت نہیں، البتہ وحی ولایت بند نہیں ہو سکتی ہے اور یہی وحی آپ پر نازل ہوئی، لہذا ثابت ہوا کہ آپ کا دعویٰ نبوت کا نہ تھا بلکہ محض ولایت اور محدثیت کا تھا۔

اب ہم حضرت کی کتب سے ہی اصطلاحات ظلی و بروزی کی تشریح قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں تاکہ مزید تحقیق ہو سکے کہ ان الفاظ سے غلط نبوۃ یا حقیقی نبوت مراد نہیں بلکہ محض ولایت یا محدثیت ہی مراد ہے۔

ظل کی تشریح

فرماتے ہیں :-

(۱) نبی مثل اصل کے ہوتا ہے اور ولی مثل ظل۔

(کرامات الصادقین صفحہ ۸۵)

(۲) ولایت کامل طور پر ظل نبوت ہے۔

(حجۃ اللہ صفحہ ۴)

(۳) ظلی طور پر خدائے قادر ذوالجلال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانی کتابوں میں تشبیہ دی گئی ہے۔ (سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۶۴-۱۶۵)

(۴) صدہا ایسے لوگ گذرے ہیں جن میں حقیقت محمدیہ متحقق تھی اور عنداللہ ظلی طور پر ان کا نام محمد اور احمد تھا۔ (آئینہ کمالات اسلام ص۳۴۶)

(۵) ...... قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں آپؐ کے ہاتھ پر رکھی گئیں۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ پیشگوئی کے ظہور سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے تھے، اور آنجنابؐ نے نہ قیصر و کسریٰ کے خزانوں کو دیکھا اور نہ کنجیاں دیکھیں مگر چونکہ مقدر تھا کہ وہ کنجیاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملیں کیونکہ حضرت عمرؓ کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہی تھا اس لئے عالم وحی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ قرار دیا گیا۔

(ایام الصلح صفحہ ۳۵)

(۶) اسی طرح ایک مومن بھی ظلی طور پر اخلاق و صفات الٰہیہ کو اپنے اندر لے کر خلافت کا درجہ اپنے اندر حاصل کرتا ہے اور ظلی طور پر خدائی صورت کا مظہر ہو جاتا ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص۸۱)

(۷) پس از شرائط ولایت کاملہ این ست کہ ولی را اعجاز در کلام باشد تا بہ تحقق ظلیت تام حاصل گردد۔

(لجۃ النور صفحہ ۳۷ تا ۳۸)

(۸)- بازبدان کہ کلام اولیاء برائے کلام انبیاء ہمچو سایہ است مثل اشکال منعکسہ و آئینہ ہائے باہم مقابل و ہر دو از یک چشمہ بیروں می آیند و ہرچہ در اصل ثابت است برائے ظل نیز ثابت است (لجۃ النور۔ صفحہ ۴۰)

(۹)- یا احمد بارک اللہ فیک۔ یہ ظلی طور پر اس عاجز کا نام ہے۔

(حقیقۃ الوحی ص۲۲۴)

(۱۰)- میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ کہ اصل نبوت (حقیقۃ الوحی ص۱۵۰)

(۱۱)- ایک میرا نام امتی رکھا گیا ہے جیسا کہ میرے نام غلام احمد سے ظاہر ہے۔ دوسرا میرا نام ظلی طور پر نبی رکھا گیا ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۸)

ان تصریحات اور تشریحات کے بعد لفظ ظل کی حقیقت سمجھنے میں کچھ دقت نہیں رہتی، اگرچہ خود اس لفظ کے معنے ہی اس کی تشریح کر رہے ہیں۔ لیکن اس خیال سے کہ مخالفین حضرات اس سے نبوت تامہ یا حقیقی نبوت مراد لیتے ہیں۔ خود حضرت کی کلام سے اس کی تشریح کر دی گئی ہے۔ نہایت صاف لفظ ہیں۔ فرماتے ہیں :-

"نبی مثل اصل کے ہے اور ولی مثل ظل"

پھر فرماتے ہیں :-

"ولایت ظل نبوت ہے"

اصل مقصد تو ان دونوں فقروں سے ہی حل ہو جاتا ہے مگر دوسرے فقروں پر بھی نظر ڈال کر دیکھ لو۔ فرماتے ہیں کتب سابقہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ظلی طور پر خدا کہا گیا ہے۔ حضور کو ظلی طور پر خدا کہنے سے حضور صلعم خدا تو نہیں ہو گئے۔ آپؐ بشر ہی رہے۔ البتہ یہ سمجھا جائے گا کہ حضورؐ کے ان اوصاف و اخلاق الٰہیہ پائے جاتے تھے۔ غور کریں جب ایک نبی ظلی طور پر خدا کہلا سکتا ہے تو کیا ایک ولی ظلی طور پر نبی نہیں کہلا سکتا؟ پھر آپ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وجود ظلی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہی تھا۔ تو کیا اس سے یہ مراد ہے کہ حضرت عمرؓ حقیقتاً حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا وجود تھے یا وہ حقیقتاً نبی اور رسول تھے، ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم صلعم کے کامل متبع تھے۔ اور آپؐ میں فنا تھے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر جو فقرہ قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ :-

" ایک مومن بھی ظلی طور پر اخلاق و صفات الٰہیہ کو اپنے اندر لے کر خلافت کا درجہ حاصل کرتا ہے"

دیکھئے جب ایک مومن بھی ظلی طور پر اخلاق و صفات الٰہیہ کو اپنے اندر لے سکتا ہے تو کیا ایک ولی اخلاق صفات نبوی کو اپنے اندر نہیں لے سکتا؟ ضرور لے سکتا ہے۔ اور یہی ظلی نبوت ہے۔ ایک

مومن صفات و اخلاق الٰہیہ اپنے اندر لے کر حقیقتاً خدا نہیں بن جاتا اسی طرح جو شخص ظلی طور پر اخلاق و صفات نبوی کو اپنے اندر لیتا ہے وہ بھی حقیقتاً نبی نہیں ہو جاتا۔ اور یہ فرما کر کہ میری نبوت اصلی نبوت نہیں بلکہ آنحضرت صلعم کی ظل ہے آپ نے اصلی یا حقیقی نبوت سے انکار کیا اور محض مجازی یا غیر حقیقی نبوت کا اقرار کیا جو در حقیقت ولایت ہی ہے جو آنحضرت صلعم کی اتباع سے ملتی ہے۔ اور ظلی طور پر نبی کا نام رکھے جانے کا بھی بالبداہت یہی مطلب ہے کہ آپ حقیقتاً نبی نہیں ہیں۔

بروزی کی تشریح

بروز کسے کہتے ہیں اس کی تشریح میں حضرت مرزا صاحب کی حسب ذیل تحریرات کو پڑھیئے :۔

(۱)- ہمارے مخالف اپنی جہالت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا حقیقی طور پر انتظار کرتے ہیں اور ہم بروزی طور پر۔ (حاشیہ کتاب البریہ صفحہ ۱۸۲)

(۲)- جس طرح بروزی طور پر محمدؐ اور احمدؐ نام رکھے جانے سے دو محمدؐ اور احمدؐ نہیں ہو گئے اسی طرح بروزی طور پر نبی یا رسول کہنے سے یہ لازم نہیں آتا، کہ خاتم النبیین کی مہر ٹوٹ گئی، کیونکہ وجود بروزی کوئی الگ وجود نہیں اس طرح پر محمدؐ کے نام کی نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک ہی محدود رہی۔

(۳) بروز میں دوئی نہیں ہوتی کیونکہ بروز کا مقام اس مضمون کا مصداق ہوتا ہے ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

(غلطی کا ازالہ)

(۴) اور یہی وجہ ہے کہ عیسائیوں میں بعض فرقے اس بات کے قائل ہیں کہ مسیح کی آمد ثانی ایلیاس نبی کی طرح بروزی طور پر ہے یعنے یہ عقیدہ بالکل غلط ہے کہ مسیح زندہ آسمان پر بیٹھا ہے۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم) صفحہ ۱۷۲)

(۵)- روحانیت کمل گاہے بر ارباب ریاضت چناں تصرف مے فرماید کہ فاعل افعال شاں میگردد ایں مرتبہ را صوفیا بروزی گویند .... وور شرح فصوص الحکم می نویسد یعنے بغرض بیان کردن تنظیر بروز میگوید کہ محمد بود کہ بصورت آدم مبدء ظہور نمود یعنے بطور بروز در ابتدائے عالم روحانیت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم در آدم متجلی شدہ بہم او باشد کہ در آخر خاتم ظاہر گردد یعنے در خاتم ولایت کہ مہدی ست نیز روحانیت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بروز و ظہور خواہد کرد وتصرفہا خواہد نمود ایں را بروزات کمل گویند۔
(ایام الصلح صفحہ ۱۴۸)

(۶)- یہ عالم بروزی صفات میں پیدا کیا گیا ہے جیسے پہلے نیک یا بد گذر گئے ہیں اُن کے رنگ اور صفت کے لوگ اب بھی ہیں (الحکم ۱۷ نومبر ۱۹۰۲ء)

(۷) "..... مسیح موعود کا آنا گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا آنا ہے۔ جو بروزی رنگ رکھتا ہے۔ اگر کوئی اور شخص آتا تو اس سے دوئی لازم آتی۔ اور غیرت نبوی کے تقاضے کے خلاف ہوتا۔ اگر کوئی غیر شخص آجاوے تو غیریت ہوتی ہے لیکن جب وہ خود ہی آجاوے تو غیریت کیسی؟ اس کی مثال ایسی ہے کہ اگر ایک شخص آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھے اور پاس اس کے اس کی عورت بھی موجود ہو تو اس کی بیوی آئینہ والی تصویر کو دیکھکر پردہ کرے گی اور اس کو یہ خیال ہوگا کہ کوئی نامعلوم شخص آگیا ہے۔ اس لئے پردہ کرنا چاہیئے اور یا خاوند کو غیرت محسوس ہوگی کہ کوئی اجنبی شخص گھر میں آگیا ہے اور میری بیوی سامنے ہے پردہ نہیں۔ بلکہ آئینہ میں انہیں خاوند و بیوی کی شکل کا بروز ہوتا ہے اور کوئی اس بروز کو غیر نہیں جانتا اور نہ اُن میں کسی قسم کی دوئی ہوتی ہے۔ یہی حالت مسیح موعودؑ کی آمد کی ہے۔ وہ کوئی غیر نہیں اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہے۔ اور وہ کوئی نئی شریعت یا تعلیم کو لے کر آنے والا نہیں ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی بروز اور آپؐ ہی کی آمد ہے جس وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے آنے سے کوئی غیریت دامنگیر نہیں ہوتی بلکہ اسکو اپنے ساتھ ملایا ہے۔ یہی سر ہے آپؐ کے اس ارشاد میں کہ میری قبر میں دفن کیا جاوے گا یہ امر نہایت اتحاد کی طرف رہبری کرتا ہے"۔
(الحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۳ء)

(۸) نزول کے اجمالی معنوں میں یہ گروہ اہل سنت کا سچا ہے۔ کیونکہ مسیح کا بروزی طور پر نزول ہونا ضروری تھا۔ ہاں نزول کی کیفیت بیان کرنے میں لوگوں نے غلطی کھائی ہے نزول صفتی بروزی تھا نہ کہ حقیقی۔
(ضرورۃ الامام صفحہ ۲۵)

(۹) جبکہ سلسلہ محمدیہ میں موسٰے بھی بروزی طور پر نام رکھا گیا اور محمد مہدی بھی بروزی طور پر اور سلسلہ نبوی کا نام یہودی بھی بروزی طور پر اور عیسائی سلطنت کے لئے روم کا نام بھی بروزی طور پر تو پھر ان تمام بروزوں میں حقیقی طور پر عیسیٰ ابن مریم ہونا سراسر غیر موزوں ہے۔
(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۲۵- ایڈیشن پہلا)

بروز کی تشریحات تو اور بھی حضرت کی کتب میں پائی جاتی ہیں مگر سمجھنے کے لئے اسی قدر ہی کافی ہیں ان تشریحات پر کسی حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں۔ صاحبان علم و عقل خود سمجھ سکتے ہیں کہ بروز کیا ہے اور اس کی کیا حقیقت ہے۔ اور بروزی نبوت کا لفظ جو حضرت نے اپنے متعلق استعمال فرمایا ہے اس کا کیا مطلب و مفہوم ہے۔ اور ہمارے نکتہ چین حضرات تو اس کو عین نبوت تصور کر کے حضرت کو نبوت کا مدعی قرار دیتے ہیں وہ کہاں تک حق و انصاف پر مبنی ہے۔

بروز فنافی الرسول کا مقام ہے۔ جو کامل متبعین کو حاصل ہوتا ہے۔ بروز اتحاد کاملہ تامہ کا نام ہے جس میں غیریت یا دوئی باقی نہیں رہتی۔ بروز تمام تابع و متبوع کا کلی طور پر متحد اور ہمرنگ ہوتا ہے۔ جو علماء و صوفیا کو مسلم ہے جس کا ذکر ہم آگے چل کر کریں گے۔ بروز ظہور ہے ایک شخص کی بعض صفات خاصہ کے دوسرے شخص کے اندر ہونے کا یعنے بعض کی بعض کے ساتھ مشابہت و مماثلت تامہ کا پیدا ہونا۔ جیسا کہ تشریحات بالا میں مسیحؑ اور ایلیاس کی امثلہ سے ظاہر ہے۔
پھر آپ فرماتے ہیں :۔

"یہ عالم بروزی صفات میں پیدا کیا گیا ہے۔ جیسے پہلے نیک یا بدگذرے ہیں اُن کے رنگ اور صفت کے لوگ اب بھی ہیں"

ہر بُرا آدمی دوسرے بُرے آدمی کا بروز ہے اور ہر نیک آدمی دوسرے نیک آدمی کا بروز ہے۔ یعنے اس سے مشابہت رکھتا ہے۔ اس کے رنگ میں رنگین ہے اور اس کی صفات اس کے اندر پائی جاتی ہیں، اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

مامن نبی الا لہ نظیر فی اُمتی - یعنے کوئی نبی ایسا نہیں جس کی نظیر یا مثال میری امت میں نہ پائی جاتی ہو-

گویا آپ کی امت کے بزرگ نفوس انبیائے کرام کا بروز ہیں یہی مطلب اس حدیث کا ہے۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل - یعنے میری امت کے علماء بنی اسرائیلی نبیوں جیسے ہیں گویا ان کے بروز ہیں اور یہی معنے ہیں بروزی نبوت کے وغیرہ۔

ڈاکٹر غلام محمد صاحب کا پیغام بستر مرگ سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادران ملت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

بخار، شدت درد اور اخراج خون سے صاحب فراش ہوں۔ جو ایک داڑھ نکلوانے کا نتیجہ ہے۔ بدقسمتی سے دوسری طرف بھی تکلیف شروع ہو گئی ہے، زندگی کا اعتبار نہیں اگر زندہ رہا تو انشاء اللہ تعالیٰ اپنی بریت کروں گا لیکن میری موت کی صورت میں قوم کا فرض ہے کہ وہ میری عزت و شہرت و نیت کی ضامن ہو۔ وہ مجھ پر عائد کردہ الزامات اور ان کے جوابات کو سامنے رکھکر فیصلہ کرے۔ میرا یہ پیغام بذریعہ اخبار پیغام صلح قوم کو پہنچا دیا جائے۔ والسلام
طالب دعا۔ غلام محمد
۱۸/۹/۵۹

یہ بات قابل لحاظ ہے کہ مذکورہ بالا جلسہ میں مولانا حسین احمد مدنی رح بھی شریک تھے اور وفاداری اور شکر گذاری کا تار دینے والوں میں بھی شامل تھے مولانا محمود حسن مرحوم اس وقت دیوبند کے صدر مدرس تھے ۔

حقیقت یہ ہے کہ زمانہ کا ایک رجحان ہوا کرتا ہے ۔ سنہ ۱۹۱۱ء میں تمام ہند نے بالاتفاق شاہ جارج پنجم مرحوم کا خیر مقدم کیا اور دہلی میں عظیم الشان دربار ہوا ۔ متعدد شاعروں نے جن میں ظفر علی خاں مرحوم بھی تھے شاہ مذکور کی مدح میں قصائد لکھے ۱۹۲۱ء میں ان کا بیٹا شہزادہ ویلز یہاں آیا تو اس کا مقاطعہ کیا گیا ۔

ظفر علی خاں کے اخبار پر الفاظ درج ہوتے تھے کہ ۔

تم وفادار تاج برطانیہ رہو
سمجھیں قیصر ہند تمہیں اپنا جاں نثار

لیکن پھر یہی ظفر علی خاں مرحوم برطانیہ کو شیطانی اور طاغوتی حکومت کہنے لگے ۔ اس کے سوا چارہ بھی کیا تھا ۔ اگر انگریزوں کو گالیاں نہ دیتے اور زمیندار پر مذکورہ عبارت لکھ دیتے تو لیڈر کیونکر بنتے ۔ غدار ۔ وطن فروش ۔ کہلاتے اور اخبار کا ایک پرچہ نہ بکتا بلکہ چوراہوں پر اخبار جلائے جاتے ۔ "لیڈر" اور "قوم پرست" بننے کا واحد اور ارزاں طریقہ انگریزوں کو گالیاں دینا تھا ۔

سنہ ۱۹۲۰ء میں سر ہارکورٹ بٹلر گورنر یو ۔ پی ۔ دورہ کرتے ہوئے میرٹھ آئے گورنمنٹ سکول کے تمام طلباء نے شاندار استقبال کیا اور سپاسنامہ پیش کیا جس کے صرف یہ الفاظ مجھے یاد ہیں :—

The greatest empire in the world to which we are proud to belong.

لیکن چند ہی ماہ بعد یہی طلبہ مہاتما گاندھی کی جے کے نعرے لگا کر انگریزوں کو گالیاں دینے لگے اور جس سلطنت میں رہنے پر فخر کا اظہار کرتے تھے اسے شیطانی حکومت کہنے لگے ۔ یہ زمانہ کی ہوا ہے ۔ اگر کوئی شخص انگریزوں کی اچھی صفات کا ذکر کرتا ہے تو اسے غدار ۔ ٹوڈی ۔ اور غلامانہ ذہنیت رکھنے والا کہا جاتا ہے ۔ حالانکہ اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ لا یجرمنکم شنان قوم الخ

راولپنڈی میں جلسہ سیرت النبی ۔ بسلسلہ صفحہ ۔

نوجوانوں ، بزرگوں اور انچارج لوکل نیوز ریڈیو پاکستان راولپنڈی کے تہ دل سے مشکور ہیں کہ انہوں نے اس نہایت اور باسعادت محفل کو کامیاب بنانے میں ہماری مدد کی ۔ انشاء اللہ العزیز ہمارا آئندہ اجلاس اس سے زیادہ کامیاب اور پر رونق ہوگا ۔

انچارج شعبہ نشر و اشاعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (لاہور) شاخ راولپنڈی

خطبہ جمعہ ۔ (بسلسلہ صفحہ ۶)

مذاہب کی حالت یہ نہیں ہے ....

..... نے جب حبشہ فتح کیا تو باوجودیکہ دونوں رومن کیتھولک مذہب کے پیرو ہیں لیکن اسے معلوم ہوا کہ اس کا رومن کیتھولک مذہب وہ نہیں جو اٹلی کا ہے یونان ، اٹلی ، جرمنی اور انگلینڈ سب عیسائی ہوتے ہوئے علیحدہ علیحدہ مذہب رکھتے ہیں یہ خصوصیت اسلام ہی کی ہے کہ اس کا دین سب جگہ ایک ہی ہے یورپ کو بھی اعتراف ہے کہ تمام آسمانی کتابوں میں قرآن ہی ایک کتاب ہے جو آج بھی وہی ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تھی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات اور ہر کام آج وہی مسلمانوں کے نزدیک صحیح ہے جو ابتداء میں تھا ، اس میں بالکل کوئی تغیر واقع نہیں ہوا یہی وجہ ہے کہ اس دین کی پیروی سے آج بھی وہی نور ایمان پیدا ہوتا ہے ۔ اسی لئے ہر ملک میں اور ہر دور میں اولیاء پیدا ہوتے رہتے ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق میں رنگین ہوتے اور دوسروں کی رہنمائی کرتے ہیں ۔

ضرورت عربی مدرس

مسلم ہائی سکول ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور کے لئے ایک عربی مدرس کی ضرورت ہے ۔ تنخواہ و مہنگائی الاؤنس وغیرہ محکمہ تعلیم کے منظور شدہ سکیل اور شرح کے مطابق دیئے جاویں گے ۔ امیدوار کے لئے مولوی فاضل اور او ۔ ٹی پاس ہونا لازمی ہے ۔ درخواستیں سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب کے نام آنی چاہئیں ۔ اور ان کے ہمراہ سندات کی مصدقہ نقول شامل ہوں ۔

ہمارے خاص مجربات

روپے

- لیکوریا دور ۔ ہر قسم کی سوزش رحم و سیلان الرحم کیلئے ۔ ۔ ۔ ۔ ۶/-/-
- ٹانک ٹکیاں ۔ ہر قسم کی کمزوری کے لئے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱/-/-
- انٹی ملیریا ۔ ہر قسم کے ملیریا بخار کا شرطیہ علاج ۔ ۔ ۔ ۱ گولی ۔ ۔ ۲/-/-
- کفس ۔ گلے کے امراض میں چوسنے کی ٹکیاں ۔ ۔ ۔ ۱ عدد ۔ ۔ ۲/۳
- پین کلر ۔ ہر قسم کے دردوں کیلئے تیل فی تولہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۲/۹/-
- موتی منجن ۔ دانتوں کی غلاظت اور گوشت خورہ کیلئے ۔ ۔ ۔ ۱/-/-
- ڈائی جسٹون ۔ حیوانات کے اپھارہ کیلئے ۔ ۔ ۔ ۔ ۱/-/-
- لوشن ڈی سائٹ ۔ آنکھ کی بیماریوں کی کامیاب دوا ۔ ۔ ۔ ۱/-/-
- گھوڑے کی کماری ۔ انجکشن بندش پیشاب کیلئے شرطیہ ۔ فی بکس ۔ ۔ ۵/-/-

ملنے کا پتہ : احمدیہ دواخانہ ۔ ناہک کوٹ سمندری

LYALL PUR

اخبار احمدیہ

— ہمارے محترم بزرگ بابک خدا بخش صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ :-

(۱) میں مستقل طور پر لائل پور سے لاہور آگیا ہوں اور مسلم ٹاؤن لاہور میں اقامت گزیں ہوں ، میرا پتہ یہ ہے :-

مکان ملک صادق ۔ سٹریٹ مسلم ٹاؤن
ڈاکخانہ اچھرہ ۔ لاہور

(۲) گزشتہ جمعہ میں نماز مغرب پڑھنے کے لئے مسجد احمدیہ مسلم ٹاؤن میں گیا ، وہاں پہنچتے ہی میرے گھٹنے میں درد کا شدید دورہ پڑا اور میں وہیں گر گیا ، رحمت اللہ صاحب مؤذن نے مجھے تانگہ میں ڈال کر گھر پہنچا دیا ۔ اس دن سے صاحب فراش ہوں اور چلنا پھرنا دشوار ہے ۔ احباب سے دعائے صحت کی درخواست ہے ۔

— محترم مولانا مرتضیٰ خان صاحب حسن کے صاحبزادہ رشید احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا کیا ہے مبارکباد دی جاتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو عمر دراز عطا فرمائے اور دینی و دنیوی حسنات سے متمتع کرے ۔

— مولوی فضل الرحمٰن صاحب رکن انجمن لکھتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار شیخ عبدالرحیم صاحب عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں ، انہیں دمہ کا عارضہ ہے اور اب ڈاکٹروں نے ضعف قلب کی شکایت بھی بتائی ہے ، ان کی صحت کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے ۔

— حیدرآباد دکن سے شیخ انعام الحق صاحب لکھتے ہیں کہ :-

(۱) ہماری جماعت کی معزز خاتون محترمہ ام داؤد صاحبہ ساکن چھاؤنی گذشتہ دنوں بیمار رہیں ۔ اب افاقہ ہے کمزوری اور علالت کے اثرات باقی ہیں ۔

(۲) ایک پارسی دوست مسٹر ڈاکٹر جلبی آج کل شدید علیل اور صاحب فراش ہیں ، بلڈ پریشر کا عارضہ ہے ان کے لئے درد دل سے دعا کی درخواست ہے ۔

شمولیت سلسلہ

مندرجہ ذیل احباب نے بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی ہے :-

(۱) ماسٹر عبدالمجید ولد محمد علی ۔ میرپور ۔ آزاد کشمیر
(۲) محمد شفیق ولد قاضی محمد صدیق ” ” ”
(۳) غلام رسول ولد عبد د ۔ چھاؤنی سیالکوٹ
(۴) محمد حنیف ولد سراج الدین ” ”

ضرورت ہے

مسلم ہائی سکول بدوملہی کو ایک بی ۔ اے ٹرینڈ ٹیچر کی ضرورت ہے جو ہائی کلاسز کو تاریخ ، جغرافیہ ، اور شہریت کے مضامین پڑھا سکے ۔ تمام درخواستیں مینیجر مسلم ہائی سکول بدوملہی ضلع سیالکوٹ کے نام آنی چاہئیں ۔

بچوں کا صفحہ ——— مرتضیٰ خان حسن

عزیز بچو!

کئی ماہ کی جدائی کے بعد آج پھر ہم آپ سے ملتے ہیں، یہ جدائی بعض مجبوریوں کی وجہ سے پیش آئی، اس دوران میں کئی بچوں نے ہم سے شکایت کی، خطوط لکھے اور اپنی دلی خواہش کا اظہار کیا کہ بچوں کا صفحہ اخبار میں ضرور ہونا چاہیئے ہمیں خود اس بات کا احساس تھا اور ہم چاہتے تھے کہ جس قدر جلد ممکن ہو اپنے عزیز بچوں کے ساتھ ہم باتیں کریں، کچھ ان کی سنیں، کچھ اپنی سنائیں خدا کا شکر ہے کہ آج یہ موقعہ ہمیں ملا ہے۔

سب سے پہلی بات جو ہم آپ سے کہنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ آپ کے اس قومی اخبار کے صفحات محدود ہیں، اور کئی ایسے ضروری اور اہم مضامین ہوتے ہیں جن کو دوسری چیزوں پر مقدم کر کے جلد شائع کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے گذشتہ دنوں آپ کا صفحہ بھی ان مضامین کی نذر ہوتا رہا، ہمارا خیال تھا کہ ہمارے بچے ان مضامین کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بات کو محسوس نہ کریں گے، کہ اُن کا صفحہ کیوں حذف ہو گیا۔ لیکن بعض بچوں نے اسکو بڑی طرح محسوس کیا اور بار بار خطوط لکھے، جس کی وجہ سے ہم مجبور ہو گئے ہیں کہ اس سلسلہ کو پھر شروع کر دیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہم یہ کہدینا چاہتے ہیں کہ اگر کسی وقت کسی اہم مضمون کی وجہ سے اس صفحہ کو ملتوی کرنا پڑے تو اس کو بُرا نہ منائیں ہماری کوشش ہوگی کہ حتی الوسع ایسے مضامین آپ کے صفحہ میں نہ آئیں اور اگر کسی وقت ایسی مجبوری پیش آ جائے تو وہ عارضی ہو، اور سلسلہ ختم کر دی جائے۔

اسی سلسلہ میں یہ بھی کہنا ضروری ہے کہ "پیغامِ صلح" ایک مذہبی پرچہ ہے، جسکی غرض وغایت اور دینی حقائق اور اسلام کو لوگوں کے ذہن نشین کرنا ہے۔ اسی غرض کے پیشِ نظر ہم بچوں کے صفحہ میں صرف وہی مضامین، نظمیں، کہانیاں اور لطیفے درج کریں گے جو دینی امور کی طرف راغب کرنے والے ہوں۔ بعض بچے جنوں اور پریوں کی کہانیاں یا ایسی نظمیں لکھ بھیجتے ہیں جو ناقابل اشاعت ہوتی ہیں۔ ایسی چیزوں کا اندراج نہ ہونے پر انہیں ناراض نہ ہونا چاہیئے اور کوشش کرنی چاہیئے کہ اچھی اچھی اخلاقی کہانیاں، تاریخی حکایات اور دینی معلومات لکھا کریں جو اخلاق کو بلند کرنے اور اسلامی روایات و تعلیمات سے بہرہ ور کرنے کا موجب ہوں۔ ہم خود بھی آیندہ پاکیزہ حکایات اور دلچسپ معلومات کا سلسلہ شروع کریں گے اور اس کے ساتھ ہی مولنا مرتضےٰ خان حسن کی تصنیف کتاب "اسلامیات" میں سے بھی ایک سلسلہ مضامین آج سے شروع کرتے ہیں۔ اس میں اسلامی تعلیمات کو بچوں کی زبان میں اُن کی ذہنیت کے مطابق دلچسپ پیرایہ میں پیش کیا گیا ہے، اس سے قبل مولنا کی ایک کتاب "دینی مجالس" کے مضامین اسی صفحہ میں درج ہوتے رہے ہیں۔ امید ہے یہ نیا سلسلہ اس سے بھی زیادہ مفید اور دلچسپ ثابت ہوگا ہمیں کہ اگر ہمارے بچے بالالتزام پڑھتے رہے تو انہیں اپنے دین اور مذہب کے متعلق کافی معلومات حاصل ہو جائیں گی، اس سلسلہ میں ہم وقتاً فوقتاً امتحانی سوالات بھی شائع کیا کریں گے تا کہ یہ معلوم ہو سکے کہ کون کون بچے ان مضامین کو دلی توجہ سے پڑھتے اور یاد رکھتے ہیں۔ اگر ممکن ہوا تو ان امتحانات میں پاس ہونے والوں کو انعامات بھی دیئے جائیں گے، انشاءاللہ تعالےٰ۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ — منیجر

اسلامیات

(پہلا باب)

اللہ تعالیٰ

۱- پیارے بچو! بھلا یہ تو بتائیے یہ میز کس نے بنائی ہے؟

"جناب! بڑھئی نے"
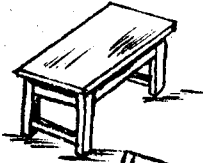
بالکل ٹھیک۔ اور یہ کرسی کس نے بنائی ہے؟

"جناب! یہ بھی بڑھئی نے"

اچھا یہ چاقو کس نے بنایا ہے؟
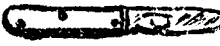
جناب! "چاقو لوہار نے بنایا ہے"

اچھا! اب یہ بتاؤ کہ جو قمیص تم نے پہن رکھی ہے یہ کس نے بنائی ہے؟

"جناب! درزی نے

"نہیں جناب! درزی نے تو اسے سیا ہے۔

اس کا کپڑا تو جولاہے نے بُنا تھا"

ہاں یہ ٹھیک ہے۔ جولاہے نے کپڑا بُنا۔ اور درزی نے اسے سیا۔

۲- بچو! اس سے معلوم ہوا کہ ہر چیز کا بنانے والا کوئی نہ کوئی ضرور ہے۔ خود بخود کوئی چیز نہیں بن گئی۔ اب تم سوال کر سکتے ہو کہ ہمیں کس نے بنایا؟ یاد رکھو کہ ہم سب کو پیدا کرنے والا اللہ تعالےٰ ہے۔ جسے ہم خدا بھی کہتے ہیں۔ وہ ایک ہے۔ کوئی اس کا شریک یا

(باقی پر)

قرآن کریم کا ترجمہ بنگالی زبان میں مکمل ہو گیا

بنگلہ زبان میں پندرہ روزہ اخبار کا اجراء

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام مشرقی پاکستان کا ہفتہ وار جلسہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام مشرقی پاکستان کا ہفتہ وار جلسہ بروز اتوار اسلام مشن کے دفتر واقعہ کھوٹولی ڈھاکہ میں منعقد ہوا۔ متعدد افراد نے اس میں شرکت کی۔ گذشتہ ہفتہ ایک اجلاس عام میں سال رواں کے لئے مولوی عطاء الرحمان صاحب بی اے صدر اور مسٹر ایم۔ اے رشید بی اے سیکرٹری منتخب ہوئے تھے۔ اس دن حاضرین کی تعداد چالیس کے قریب تھی، جو سب کے سب تحریک کی سرگرمیوں میں گہری دلچسپی لیتے ہیں۔ اس اجلاس میں ایک پندرہ روزہ اخبار بنگالی زبان میں جاری کرنے کا فیصلہ ہوا۔

جلسہ میں اعلان کیا گیا کہ مشرقی پاکستان میں انجمن کے دو مبلغ مولوی عبدالصمد جمالی صاحب اور مولوی محمد عبدالستار صاحب کام کر رہے ہیں۔ قرآن کریم کا بنگالی ترجمہ اور تفسیر قریب قریب مکمل ہو چکی ہے۔

اجلاس میں مقررین حضرات نے احمدیہ تحریک کی تبلیغی مساعی اور سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے غیر مسلم ممالک میں خصوصاً اسلام کی تبلیغ و اشاعت پر زور دیا۔ اور بتایا کہ مسلم ممالک میں ہمیں اپنے مسلمان بھائیوں کو اس ذمہ داری کا احساس دلانا ہے، جو بحیثیت مسلمان ان پر عائد ہوتی ہے اور انہیں حقیقی اسلامی زندگی اختیار کرنے کی طرف توجہ دلانا ہے تاکہ غیر مسلم دیکھ کر اسلام کے خلاف بغض و تعصب کو چھوڑ دیں اور اسلام کی طرف کھنچے چلے آئیں۔

یہ بھی کہا گیا کہ جماعت احمدیہ لاہور کے مشن، انگلینڈ، جرمنی اور امریکہ میں نہایت کامیابی کے ساتھ سرگرم عمل ہیں اور یہ جماعت جو حضرت مرزا صاحب کو مجدد مانتی ہے بنگالی بولنے والوں میں روشن مستقبل رکھتی ہے۔

جرمنی میں تبلیغ اسلام

مراکش کے گورنر اور عراق کے وزیر دفاع مسجد میں

برلن مسلم مشن کی ماہوار رپورٹ بابت ماہ اگست ۱۹۵۹ء

۲ اگست۔ ڈاکٹر فریدہ زران اور استنبول کے ایک ترکی جنٹلمین نے امام صاحب سے ملاقات کی جس میں دوستانہ گفتگو ہوئی۔

۵ اگست۔ پاکستانی سفیر روم برائے ایران شیر زمان خان صاحب نے جو آج کل مختصر سی رخصت پر برلن میں مقیم ہیں، امام صاحب کو ظہرانہ پر مدعو کیا۔

۶ اگست۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی شائع کردہ (ٹریکٹ) کے دو نوجوان طلباء مسجد میں آئے۔ ہز ایکسی لنسی گورنر صاحب مراکش اور ایک جماعت مسجد کی زیارت کے لئے آئی۔ ... وہ اس خوبصورت مسجد کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ آیا کسی حکومت کی طرف سے اس مسجد کو مالی امداد پہنچتی ہے؟ جواب نفی میں سن کر وہ بہت حیران ہوئے۔ انہیں اشاعت اسلام کے سلسلہ میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی سرگرمیوں کا حال سنایا گیا۔

۷ اگست۔ امام صاحب نے سورۃ الانفال کی چند آیات پڑھ کر خطبہ جمعہ دیا۔ شام کے وقت حسب معمول سوشل اجتماع ہوا۔

۱۱ اگست۔ ایک انڈونیشین طالب علم اپنے ایک جرمن دوست کے ساتھ مسجد میں آئے۔ اور ہماری سرگرمیوں میں گہری دلچسپی لی۔

۱۴ اگست۔ امام صاحب نے سورۃ البقرہ میں سے چند آیات پڑھ کر خطبہ جمعہ دیا۔ نماز میں بہت سے لوگ شریک تھے۔ ... سے آئی ہوئی ایک خاتون مسز احمد نے بھی نماز میں شرکت کی۔

۲۰ اگست۔ عراق کے وزیر دفاع جناب مسٹر عزیز مصطفےٰ مسجد میں تشریف لائے اور کچھ وقت امام صاحب کے ساتھ دوستانہ گفتگو کرتے رہے۔ وہ انجمن کی خدمات کا حال سن کر جو وہ مغربی دنیا میں سرانجام دے رہی ہے۔ بہت خوش ہوئے۔

Bonn امام صاحب Kalw Bad Godesberg اور ... تشریف لے گئے۔ اور پاکستانی اور ایرانی سفیر متعینہ جرمنی سے ملاقات کی۔

پیغام صلح یکم اکتوبر ۱۹۵۹ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۳۸

بچوں کا صفحہ (بسلسلہ صفحہ ۱۱)

... نہیں۔ کوئی اس کا ہمسر نہیں۔ کوئی اس جیسا نہیں۔ وہ تمام خوبیوں کا مالک ہے۔ پاک اور بے عیب ہے۔ کل جاندار چیونٹی سے لے کر ہاتھی تک اور مچھر سے لے کر شتر مرغ تک سب اس نے پیدا کئے ہیں۔ وہ جب چاہے دنیا کو اور دنیا کے اندر جو کچھ ہے سب کو فنا کر دے۔ کوئی اس کے ارادے کو روک نہیں سکتا۔ وہ سب کچھ دیکھتا ہے۔ سب کچھ سنتا ہے۔ اور سب کچھ جانتا ہے۔ وہ سب جگہ موجود ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اسے فنا نہیں۔ اسے اونگھ یا نیند نہیں آتی۔ اس کا نہ کوئی بیٹا ہے نہ بیٹی۔ اور نہ وہ خود کسی کا بیٹا ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ بلکہ سب اس کے محتاج ہیں۔ وہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔ ہم کو اور کل جانداروں کو کھانے کو دیتا ہے۔ آسمانوں سے بادل برساتا ہے۔ ہماری کھیتیاں اگاتا اور ہمارے باغوں میں پھل لگاتا ہے۔ نیکی اسے پسند اور برائی ناپسند ہے۔ مرنے کے بعد ہمیں اسی کے سامنے اپنے عملوں کا حساب دینا ہے۔ ہمیں ہمیشہ اس کے سامنے جھکتے رہنا چاہیئے۔ اور اس کے رحم و کرم کا طالب رہنا چاہیئے۔

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

جلد ۴۷ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۴ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ مطابق ۸ اکتوبر ۱۹۵۹ء | نمبر ۳۹

اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو اس لئے قائم کیا ہے کہ

آنحضرت صلعم کی نبوت اور عزت کو دوبارہ قائم کریں

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

یقیناً یاد رکھو اور خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ کوئی شخص سچا مسلمان نہیں ہو سکتا اور نہ آنحضرت صلعم کا حقیقی متبع نہیں کہلا سکتا جب تک کہ آنحضرتؐ کو خاتم النبیین یقین نہ کر لے اور جب تک ان محدثات و بدعات سے الگ نہ ہو جائے۔ جو لوگوں نے اپنی اپنی ہوا ئے نفسانی سے ایجاد کر رکھی ہیں۔ اور اپنے قول اور فعل سے حضرت نبی کریمؐ کو خاتم النبیین نہ مان لے۔ شیخ سعدیؒ نے کیا اچھا کہا ہے ؎

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا ۔ و لیکن میفزائے بر مصطفےٰ

ہمارا اصل مُدعا جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے دل میں جوش ڈالا ہے یہی ہے کہ صرف اور صرف حضرت رسول کریمؐ کی ہی نبوت قائم کی جائے۔ جو ابد الآباد کے لئے خدا تعالیٰ نے قائم کی ہے۔ اور اس کے علاوہ تمام جھوٹی نبوتوں کو پاش پاش کر دیا جائے۔ جو ان لوگوں نے اپنی بدعتوں کے ذریعہ سے قائم کی ہیں۔ ان ساری گدیوں کو جا کر دیکھ لو۔ اور عملی طور پر مشاہدہ کر لو کہ کیا آنحضرتؐ کی ختم نبوت پر حقیقی طور پر ہم ایمان لائے ہیں یا یہ لوگ؟ یہ نہایت ظلم اور شرارت کی بات ہے۔ کہ ختم نبوت سے خدا تعالیٰ کا صرف اتنا منشاء قرار دیا جائے۔ کہ منہ سے ہی خاتم النبیین مانو۔ اور کرتوتیں وہی کرو۔ جو تم خود پسند کرو۔ اور اپنی ایک الگ شریعت بنا لو بغدادی نماز۔ معکوس نماز وغیرہ ایجاد کر رکھی ہیں۔ کیا حضرت نبی کریمؐ یا قرآن شریف میں ان نمازوں و بدعات کا کہیں پتہ لگتا ہے اسی طرح یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کہنا۔ کیا اس کا ثبوت کہیں قرآن میں ملتا ہے؟ آنحضرتؐ کے وقت تو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا وجود بھی نہ تھا۔ پھر یہ وظیفہ کس نے بتایا تھا۔ شرم کرو۔ کیا شریعت اسلام کی پابندی اور التزام اسی کا نام ہے؟ اب تم خود ہی فیصلہ کر لو۔ کہ کیا ان باتوں کو مان کر اور ایسے اعمال رکھ کر تم لوگ اس قابل ہو۔ کہ مجھے الزام دو کہ میں نے خاتم النبیین کی مہر کو توڑا ہے۔ اصل اور سچی بات یہی ہے کہ اگر تم اپنی مساجد اور اپنے اعمال میں ایسی ایسی بدعات کو داخل نہ کرتے اور حضرت خاتم النبیین کی سچی نبوت پر ایمان لا کر آپؐ کے طرز عمل اور نقش قدم کو اپنا امام و رہبر بنا کر چلتے۔ تو پھر میرے آنے ہی کی کیا ضرورت ہوتی؟ تمہاری ان بدعتوں اور نئی نبوتوں نے ہی خدا تعالیٰ کی غیرت کو تحریک دی۔ کہ رسول اللہؐ کی چادر میں ایک شخص کو مبعوث کرے۔ جو ان جھوٹی نبوتوں کے بت کو توڑ کر نیست و نابود کرے۔ پس اسی کام کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے۔ میں نے سنا ہے۔ کہ غوث علی پانی پتی کے ہاں شاکت مت کا ایک منتر رکھا ہوا ہے جس کا وظیفہ کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں آج کل کے گدی نشینوں اور پیروں کو سجدہ کرنا یا ان کے مکانات کا طواف کرنا یہ تو بالکل معمولی اور عام باتیں ہیں۔ بغرض اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو قائم اس لئے کیا ہے۔ کہ آنحضرتؐ کی نبوت اور عزت کو دوبارہ قائم کریں ۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ سوم)

تجارت میں جھوٹ

بے برکتی کا موجب ہے

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خرید و فروخت کرنے والے اگر سچ بولیں اور صاف گوئی سے کام لیں تو ان کی خرید و فروخت میں برکت دی جائیگی اور اگر عیب کو چھپایا اور جھوٹ بولا تو ان کی خرید و فروخت کی برکت مٹا دی جائے گی۔

ایک اور حدیث میں عداء بن خالدؓ کہتے ہیں کہ میرے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا کہ یہ وہ (کاغذ) ہے جس کی رو سے محمد رسول اللہ صلعم نے عداء بن خالدؓ سے خریدا یہ مسلمان کی خرید و فروخت مسلمان سے ہے اس میں نہ عیب ہے نہ فریب نہ بد چلنی۔

نوٹ:- ان دونوں احادیث میں ان تاجروں کیلئے بہت بڑا سبق ہے جو کسی چیز کو فروخت کرتے ہوئے اس کے عیوب کو بیان نہیں کرتے اور تعریفوں کے پل باندھ دیتے ہیں، رسول اللہ صلعم کا فرمان ہے کہ ایسا سودا بے برکتی کا موجب ہے خواہ یہ بے برکتی مال میں ہو یا اخلاق و اعمال اور اجر و ثواب میں ۔

ایک اور تارا ڈوب گیا

مولانا محمد یعقوب خان صاحب، ووکنگ انگلستان

ڈاکٹر غلام محمد صاحب، کی اچانک موت جہاں ہمارے قومی مفاد کے لحاظ سے ایک حادثۂ عظیم ہے۔ ان کے کثیر حلقہ احباب کے لئے ایک نہایت ہی عزیز ذاتی رشتہ کا ٹوٹ جانا ہے۔ میرے لئے ان کی موت کی خبر ایسی آئی جیسے دو ہمسفر لمبی مسافت پر جا رہے ہوں اور اُن میں سے ایک یک بیک دوسرے کا ساتھ چھوڑ کر چلا جائے۔

میری اور ڈاکٹر صاحب کی رفاقت عالم شباب سے ہی شروع ہوئی اور چالیس سال کے لمبے عرصے میں ہر ایک نیا سال اس رشتہ کو مضبوط سے مضبوط تر کرتا گیا۔ اس کی وجہ ڈاکٹر صاحب کا وہ بے ریا جذبۂ خلوص تھا جو خفیف سی ملونی سے بھی پاک تھا، جس کا انکے ہر ایک دوست کو تجربہ ہوگا

ڈاکٹر صاحب طبعاً نمود و نمائش کو ناپسند کرتے تھے اس لئے انسانی تعلقات میں گرمجوشی کی بجائے حقیقی خیر خواہی، ہمدردی، اور محبت کا پہلو غالب تھا۔ التزام سے ہر ایک دوست کے لئے نمازوں میں دعائیں بھی کرتے رہتے تھے اور ہر مشکل اور ضرورت کے وقت خود پہنچتے اور پوچھتے کہ میں حاضر ہوں، مجھے بتائیے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ مگر ہاں اس خاموشی سے دوستوں کا آڑے وقت حقِ رفاقت ادا کرتے تھے کہ کانوں کان کسی کو اس کا پتہ بھی نہ لگے۔

اس کی وجہ تلاش کرنی ہو تو اس عرفان الٰہی میں ملیگی جس کا ڈاکٹر صاحب کو اللہ تعالےٰ نے ایک وافر حصہ دیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کہتے کہ اس طبقہ سے نہ تھے جو علماء کہلاتے ہیں، مگر معارف قرآنی میں اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک غائر نظر عطا کی تھی۔ اور چونکہ ایک متجسس افتادِ طبیعت پائی تھی۔ کلام الٰہی پر غور و فکر ان کا شعار ہو گیا تھا۔ اس سے بڑھکر یہ کہ ہر وقت اپنا جائزہ لیتے رہتے تھے کہ میں کہاں تک اپنی عملی زندگی میں۔ بہت کم لوگ دیکھے ہیں، جو اپنے نفس کا بھی ایک نہایت بے لاگ جائزہ لیتے ہوں، ڈاکٹر صاحب کو اللہ تعالےٰ نے یہ اخلاقی قوت بھی دی تھی کہ اپنے نفس کو بھی بے لگام نہیں چھوڑتے تھے اور جب کبھی کوئی کمزوری نظر آئی مردانہ وار اس کا اعتراف کر لیا کرتے تھے۔ میں نے اس کی بہت سی مثالیں ان کی زندگی میں دیکھیں۔ انسان کا سب سے بڑا دشمن اس کا اپنا نفس ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کو اس کا ہر وقت احساس رہتا تھا اور میں کہہ سکتا ہوں کہ اپنے نفس کے محاسبہ کی قوت جس قدر ڈاکٹر صاحب میں پائی جاتی تھی بہت کم لوگوں میں ملے گی۔

ڈاکٹر صاحب تقوےٰ کا ایک بلند معیار رکھتے تھے اور اس معاملہ میں جہاں کہیں کوتاہی نظر آتی تھی اس سے بے چین ہوتے تھے اور اس کی اصلاح کے لئے کوشاں رہتے تھے۔ دوست ہو، عزیز ہو، رشتہ دار ہو، جہاں سوال حق و صداقت اور نیکی اور تقوےٰ کا آتا تھا سارے رشتے بالائے طاق ہو جاتے تھے۔ ڈاکٹر غلام محمد کسی قسم کی بدی اور اخلاقی کوتاہی کے ساتھ سمجھوتے کے قائل ہی نہ تھے۔ عام زبان میں یوں کہیئے کہ ننگی تلوار تھے۔ دین کے معاملہ میں لوگوں کو ناراض کر لیتے تھے۔ مگر رُو رعایت کرنا گناہ سمجھتے تھے جہاں جماعتی مفاد کا معاملہ ہوتا تھا، اس کی حمایت اور حفاظت کے لئے ڈاکٹر صاحب ہی ہمیش پیش پیش ہوتے تھے۔

حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ اکثر کہا کرتے تھے کہ جب تک ڈاکٹر غلام محمد ہیں مجھے سلسلہ کے اموال کے متعلق کسی قسم کا خدشہ نہیں ہو سکتا اُن کا یہ اعتماد زندگی بھر کے اس تجربہ سے پیدا ہوا تھا کہ قومی اموال کی حفاظت میں ڈاکٹر صاحب ہمیشہ سینہ سپر رہتے تھے اور کسی دوستی اور رشتہ داری کو درمیان میں نہیں آنے دیتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب کو اس کی قیمت بھی دینی پڑی اور سخت گیری کی وجہ سے دوسروں کی ناراضگی بھی مول لیتے تھے۔ وہ ایک ہی اصول جانتے تھے کہ ایک مسلمان کی دوستی یا دشمنی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہونی چاہیئے۔ اور اس پر وہ زندگی بھر شدت سے قائم رہے۔

ڈاکٹر صاحب سے اختلاف رائے ہو سکتا تھا، مگر جو لوگ بعض اوقات ان کی رائے کو صحیح نہیں سمجھتے تھے وہ بھی ان کی خلوص نیت کے معترف ہوتے تھے اور صدق دل سے یقین کرتے تھے کہ ڈاکٹر صاحب جو کچھ کہتے یا کرتے ہیں، محض دین اور قوم کی بہبودی کے لئے کہتے اور کرتے ہیں۔

احمدیہ تحریک کا مقصد و منشاء سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تقوےٰ کی متاعِ گم گشتہ کو جو اسلام کے پیغام کا نچوڑ ہے، دوبارہ زندہ اور قائم کیا جائے۔ حضرت امام زمان کا بھی بار بار یہی پیغام تھا کہ اگر تقوےٰ کی جڑ قائم ہے تو سب کچھ ہے، یہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے آپ فرمایا کرتے تھے مجھے یہ اندیشہ نہیں کہ تحریک کے کاموں کے لئے روپیہ کہاں سے آئے گا۔ روپیہ تو اللہ تعالےٰ خود بھیجے گا، مجھے فکر لاحق ہے تو یہ کہ قومی اموال کو سنبھالنے والے دیانت دار اور متقی ہاتھ کہاں سے آئیں گے۔

ڈاکٹر غلام محمد کو خدا نے تقوےٰ اور دیانت کے اس بلند مقام پر قائم کیا تھا جو مامور کے دل کی تڑپ تھی۔ اور یہ کہنا خلاف حق نہیں کہ ان کی ذات تقوےٰ و دیانت اور اخلاقی جرأت کا ایک نمونہ تھی۔

مجھے ڈاکٹر صاحب کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ــ سیر و شکار میں بھی جس وقت نماز کا وقت آیا، بندوق رکھدی، وضو کیا، اور نماز با جماعت ادا کی۔ سیر و تفریح میں بھی خدا کی یاد سے غافل نہ ہونا ایک ایسا روح پرور نظارہ تھا جو دیکھنے والوں کو متاثر کئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔

غرباء سے ملنے میں ڈاکٹر صاحب کو خاص لطف آتا تھا۔ دیہاتیوں میں بیٹھ کر ان میں ایک ہو جاتے تھے اور بڑی دلچسپی سے اُن کے حالات پوچھتے اور ہمدردی کا اظہار کرتے تھے۔ اکثر کہا کرتے تھے کہ دل چاہتا ہے کسی چھوٹے سے گاؤں میں ایک کچا کوٹھا ہو، اس میں جا کر رہوں ــ بچوں نے گلمرگ میں کوٹھی بنانے پر مجبور کیا تو کہنے لگے میرا مکان تو میانی صاحب ہے، تم جو چاہو بناؤ۔ خدا نے محض اپنے فضل سے سامان پیدا کئے کہ ایک عالی شان کوٹھی بھی بن گئی۔ مگر غلام محمد وہی جھونپڑے کی زندگی سے محبت کرنے والا غلام محمد رہا۔ اس کے مزاج میں فرق نہیں آیا۔ وہی سادگی، وہی بے تکلفی، وہی خلوص تھا جو زندگی بھر کا شعار رہا تھا۔

اشاعتِ اسلام کی اس آسمانی تحریک پر ایمان ایسا راسخ تھا کہ سخت سے سخت آزمائشوں میں بھی اس میں ہرگز تزلزل نہ آیا۔ بلکہ ہر آزمائش میں ڈاکٹر صاحب کی جوانمردی اور جانبازی کے جوہر اور بھی چمکنے لگتے تھے ساری عمر باقاعدگی کے ساتھ چندہ دیتے رہے سلسلہ کی خدمت میں دن رات لگے رہے۔ اکثر کہا کرتے تھے کہ دعا کرو اللہ تعالےٰ اس سلسلہ کو ہر آفت سے بچائے۔ اپنی ایک خواب بھی اکثر سنایا کرتے تھے جس کا مفہوم یہ تھا کہ سلسلہ کا بوجھ انہوں نے اٹھایا ہوا تھا اچانک لا کر قوم کے سامنے اتار کر رکھ دیا کہ لو تم اسے سنبھالو۔ میں سمجھتا ہوں، اس میں بھی ان کی اچانک موت کی طرف اشارہ تھا اور قوم کے لئے یہ پیغام کہ ان کے بعد تحریک کو گرنے نہ دیا جائے۔

ہر ایک تنظیم میں بڑے سے بڑے آدمی سے بھی سب لوگ مطمئن نہیں ہوتے اور ڈاکٹر صاحب سے بھی کئی دوست ناخوش ہوں گے مگر مجھے یقین ہے کہ اُن کے قلوب بھی گواہی دیں گے کہ جو بے لوث شغف ڈاکٹر صاحب کو جماعت اور جماعت کے کاروبار سے تھا اور جو دوڑ دھوپ دن رات جماعت کی بہتری اور توسیع کے لئے وہ کرتے تھے وہ ہم سب کے لئے ایک قابلِ رشک نمونہ رہے گا۔

ڈاکٹر صاحب ان افراد جماعت میں سے تھے جو مامور زمان کے انفاسِ قدسیہ سے براہِ راست تاثر پذیر ہوئے تھے اور اس عہد و پیمان کا جو خدمتِ اسلام کے متعلق مامور کے ساتھ باندھا تھا۔ آخری سانس تک حق ادا کیا۔ یقیناً ان کی موت خدمت اسلام کے میدان میں ایک جان نثار سپاہی کی موت تھی جسکے لئے احیاءٌ ولکن لا تشعرون کی بشارت ہے۔

(باقی صـ۱۲ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضمیمہ روزنامہ پیغام صلح ———— لاہور ———— مورخہ ۸ر ستمبر ۱۹۵۹ء

مصنّف "دو نبی" کی علمیّت

رنگون کے شیخ الجامعہ نے اپنی تصنیف "دو نبی" پر مولانا مرتضیٰ خان حسن کے معقول تبصرہ سے فائدہ اٹھانے کے بجائے روزنامہ "دورِ جدید" میں اُلٹے سیدھے جوابات لکھنے شروع کر دیئے ہیں جن میں سوائے غلط بیانیوں اور لغو اعتراضات کے اور کچھ نہیں، باوجود اس کے کہ مولانا مرتضےٰ خان صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی بے شمار تحریرات سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ آپ حضرت نبی کریم صلعم کو اصلی اور حقیقی معنوں میں خاتم النبیین یقین کرتے ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کے پرانے یا نئے نبی کا آنا ختم نبوت کے منافی سمجھتے ہیں، اور آپ نے اپنے آپ کو صرف ظلی، بروزی، مجازی، لغوی...... اور جزوی نبوت کا حامل قرار دیا ہے، نہ کہ حقیقی نبوت کا، تاہم مصنّف "دو نبی" کو اس بات پر اصرار ہے کہ آپ کا دعوےٰ حقیقی نبی ہونے کا تھا۔ اس کے ثبوت میں انہوں نے جو حوالے پیش کئے ہیں، ان کو پڑھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے کہ ان.... کی علمی قابلیت کا یہ حال ہے کہ وہ ظلی و بروزی اور جزوی نبوت کو بھی نبوت کی قسم قرار دیتے، اور اسے اصلی اور حقیقی نبوت یقین کرتے ہیں، انکو یہ بھی پتہ نہیں کہ ختم نبوت کے بعد سلسلہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کا اجرا بزرگانِ امت کا مسلمہ عقیدہ ہے، اور اس سے ختم نبوت پر زد نہیں پڑتی، اس امت میں ہزاروں ایسے اولیاء اللہ ہوئے جن سے اللہ تعالیٰ کا مکالمہ اور مخاطبہ ہوتا رہا، حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات ان الہامات و مکاشفات سے بھرے پڑے ہیں جن سے انہیں نوازا گیا، اور حدیث میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد موجود ہے کہ لقد کان فیمن کان قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یکن فی امتی احد فعمر، بنی اسرائیل میں ایسے لوگ ہوئے ہیں جن سے اللہ تعالےٰ کا مکالمہ مخاطبہ ہوتا تھا، بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں، میری امت میں بھی اگر کوئی ہے تو عمرؓ ہے۔

اس حدیث میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو بطور مثال پیش کیا ہے کہ باوجود اس کے کہ وہ نبی نہیں اُن سے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ جاری ہے لیکن حضرت مرزا صاحب اگر یہ کہدیں کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد وحی الٰہی کا دروازہ بند نہیں ہوا اور اللہ تعالےٰ اب بھی اپنے اولیاء کے ساتھ اسی طرح ہم کلام ہوتا ہے جس طرح پہلی امتوں کے نیک لوگوں سے ہمکلام ہوتا تھا، تو شیخ الجامعہ کے نزدیک یہ ان کا دعویٰ نبوت ہے، انہوں نے جتنے حوالے اس جواب الجواب میں پیش کئے ہیں، ان سے یہی پایا جاتا ہے، کہ حضرت مرزا صاحب کا یہ فرمانا کہ وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہونے کا عقیدہ صحیح نہیں بلکہ ایسا عقیدہ اس امت کو خیر الامم کے بجائے شر الامم بنانے والا ہے۔ پہلے نبیوں کی اُمتوں میں تو غیر نبیوں کے ساتھ بھی اللہ تعالےٰ ہم کلام ہوتا تھا، حضرت مریم اور ام موسےٰ کے ساتھ بھی ہم کلام ہوا اگر عورتیں اور غیر نبیہ ہونے کے باوجود ان پر بھی وحی الٰہی اتری (واوحینا الیٰ ام موسےٰ) تو امتِ محمدیہ کے مقربین مکالمہ الٰہیہ کے انعام سے بھی کیوں محروم رہ گئے، کیا اس سے امت پر حرف نہیں آتا؟ کیا یہ عقیدہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کو معاذ اللہ ناقص قرار دینے کا موجب نہیں؟ آپ بے شک خاتم النبیین ہیں، اور جیسا کہ جناب حسن حضرت مرزا صاحب کی متعدد تحریرات سے یہ ثابت کر چکے ہیں، آپ کے بعد کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں آسکتا، اور نہ ہی حضرت مرزا صاحب کا اپنا دعوےٰ نبوت کا تھا۔ لیکن مبشرات کے رنگ میں وحی ولایت کا اجراء ایک مسلمہ عقیدہ ہے، جس کو رد کرنا امت مرحومہ کو معاذ اللہ امت مذمومہ قرار دینا ہے، تعجب ہے کہ مصنّف "دو نبی" کی علمیت کا یہ حال ہے کہ وہ وحی نبوت اور وحی ولایت میں فرق کرنے سے قاصر ہیں —، اور اگر یہ کہا جائے کہ امتِ محمدیہ میں مکالماتِ الٰہیہ کا دروازہ کھلا ہے تو اُن کے نزدیک یہ نبوت کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے۔ اس پر مزید تعجب یہ کہ ظلی و بروزی نبوت کو بھی اصلی و حقیقی نبوت سمجھتے ہیں حالانکہ ظل اور بروز کے لفظ بتا رہے ہیں کہ ان میں حقیقت نہیں پائی جاتی، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا یہ فرمان صحیح بخاری کے اندر موجود ہے لم یبق من النبوۃ الا المبشرات، نبوت میں سے مبشرات باقی رہ گئے ہیں، اور انہی مبشرات میں سے رویائے صالحہ کو نبوت کا چھیالیسواں حصّہ قرار دیا ہے، اب اس حدیث کے مطابق اگر ایک رویائے صالحہ دیکھنے والا مسلمان نبوت کا چھیالیسواں حصّہ پا سکتا ہے تو وہ مقربین الٰہی اور اولیائے کرام جو فنا فی اللہ کے درجہ پر پہنچے ہوئے ہیں اس جزوی و ظلی نبوت کو کیوں حاصل نہیں کر سکتے جو مکالماتِ الٰہیہ کی صورت میں غیر نبیوں کو ملتی ہے۔ مصنّف "دو نبی" کو چاہیئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں حضرت مرزا صاحب کے کلام کو پڑھیں اور اس کے بعد کوئی رائے قائم کریں تاکہ خلط مبحث نہ ہو۔

اس کے ساتھ ہی انہیں یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ جو بھی حوالہ دیا جائے وہ خود حضرت مرزا صاحب کی کتابوں میں سے ہو، قادیانی جماعت کی تحریرات جن میں دشمنانِ احمدیت کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے حضرت مرزا صاحب کو مدعی نبوت قرار دیا گیا ہے ہمارے نزدیک قابل حجت نہیں۔ امید ہے آیندہ جواب الجواب میں وہ اس کا خاص طور پر خیال رکھیں گے، مصنّف "دو نبی" نے اسی ضمن میں حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب کے ایک خطبہ پر بھی اعتراض کیا ہے حالانکہ اس کا اصل مبحث سے کوئی تعلق نہ تھا، ہم اس پر آیندہ اشاعت میں غور کریں گے انشاء اللہ تعالےٰ۔

اخبار احمدیہ

—— محترم میاں شریف احمد صاحب پروپرائٹر پاک کاٹن فیکٹری آنکھوں کی تکلیف سے بیمار ہیں اور علاج کے لئے کراچی تشریف لے گئے ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ اُن کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائی جاوے۔

—— ہمارے ایک دوست میاں محمد دین صاحب سکنہ مانگا ضلع سیالکوٹ کا مکان سیلاب میں گر گیا، اور ان کا بھائی اس کے نیچے دب کر فوت ہو گیا، انا للہ وانا الیہ راجعون، اس کے علاوہ انہیں بہت کچھ معاشی تنگدستی لاحق ہے، جس کے لئے وہ احباب کے لئے دعا کے خواہاں ہیں۔

—— مولانا عبد القادر صاحب سکنہ ڈیرہ غازی خاں کے خط سے یہ معلوم کر کے افسوس ہوا کہ گھوڑی سے گر جانے کی وجہ سے اُن کی ٹانگ دو جگہ سے ٹوٹ گئی ہے، وہ لکھتے ہیں کہ چوبیس گھنٹہ میں صرف پندرہ منٹ نیند آتی ہے۔ باقی وقت آہ و بکا میں گذرتا ہے احباب سے دلی دعاؤں کی درخواست ہے۔ مولانا آج کل بلاک ۳۱/۳ کوارٹر ۵ کالونی ٹیکسٹائل ملز اسمٰعیل آباد میں مقیم ہیں۔

—— سیالکوٹ سے سید محمد حسین شاہ صاحب لکھتے ہیں:— عنایت اللہ خاں بٹ کالج روڈ سیالکوٹ ہماری جماعت کے پرانے اور پیدائشی احمدی ہیں، بلڈ پریشر کی بیماری انہیں لاحق ہے، وہ احباب سے دعائے صحت کے خواستگار ہیں۔

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا ٭ گمنام پاکے شہرۂ عالم بنا دیا

تبلیغی خط و کتابت

اس عنوان کے نیچے وہ خطوط درج کئے جاتے ہیں جو انجمن کی تبلیغی ڈاک کے جواب میں موصول ہوتے ہیں

(از:- افسر انچارج تبلیغ بلاد غیر)

جنوبی افریقہ

ترجمہ خط از ایم۔ اے آرملڈ۔
سیکرٹری اسلامک ایسوسی ایشن ایتھلون۔ جنوبی افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کا خط مورخہ ۵۹-۸-۵ موصول ہوا بہت بہت شکریہ۔ آپکا اس مستعدی سے جواب دینا اور لٹریچر بھیجتے رہنا ہمارے لئے بڑی حوصلہ افزا بات ہے آپ کی طرف سے ہمیں قرآن شریف مع متن۔ ٹیچنگز آف اسلام۔ براہین احمدیہ اور انٹی کرائسٹ مل گئے ہیں۔ ہماری لائبریری میں مفصلہ ذیل کتب موجود ہیں:-

سپرٹ آف اسلام۔ نیو ورلڈ آرڈر۔
انگلش عربک اور عربک انگلش ڈکشنری
آئیڈیل پرافٹ۔
میسیج آف اسلام ٹو ایسٹ اینڈ ویسٹ
اینڈ اوسینا بھیولوجی

آپ کو علم ہے کہ یہاں افریقہ میں ہمیں مالی مشکلات ہیں ان لوگوں سے کسی مدد کی توقع نہیں۔ ہم فنڈ حاصل کرنے کے لئے سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں تاکہ بہت سی قیمتی کتب لائبریری کے لئے خریدی جائیں۔

ہم ملتمس ہیں کہ جتنا لٹریچر آپ فری دے سکتے ہیں بالخصوص احمدیت کے متعلق عنایت فرمائیں مہربانی فرماکر ہمیں مرزا غلام احمدؒ۔ مولانا محمد علی رحؒ اور خواجہ کمال الدین رحؒ کا تصنیف کردہ لٹریچر اور ایسے لٹریچر کی جو آپ ہمارے لئے مناسب سمجھیں ایک فہرست بنا کر بھیجدیں۔ والسلام

(انہیں مناسب لٹریچر اور خط لکھا جا رہا ہے)

بھارت

ترجمہ خط از علاؤالدین احمد پروفیسر ڈیپارٹمنٹ آف پولیٹیکل سائنس کولمبا کالج، ہزاری باغ بہار۔ بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ارسال کردہ قیمتی لٹریچر مل گیا بہت بہت شکریہ۔ میں نے قریب قریب تمام لٹریچر پڑھ لیا ہے واقعی بہت دلچسپ اور علمی کتب ہیں، خاص طور پر

The Name Ahmadiyya and its necessary

اور

change of Heresy

پڑھکر احمدیہ تحریک کے متعلق میرے تمام شکوک شبہات اور اعتراضات دور ہو گئے ہیں۔

میں نے دیگر پروفیسروں اور طلباء (مسلم اور غیر مسلم) کو بھی یہ لٹریچر پڑھنے کے لئے دیا اور انہوں نے نہایت دلچسپی سے ان کتب کو پڑھا ہے اور دیگر صاحب علم دوست بھی پڑھنے کے لئے اپنی باری کا انتظار کر رہے ہیں۔

مجھے طلبا بالخصوص غیر مسلم طلباء کی اسلام کے متعلق گہری واقفیت حاصل کرنے کی پرخلوص خواہش نے مجبور کیا ہے کہ میں آپ سے درخواست کروں کہ مجھے اور لٹریچر بھیجدیں۔

(انہیں خط اور کافی لٹریچر بھیجا جا رہا ہے)

یوگنڈا

ترجمہ خط از مسٹر گلور کمپالہ یوگنڈا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کے مشفقانہ خط مورخہ $\frac{۸}{۵۹}$-۱۳ کا بہت بہت شکریہ۔ مجھے یہ خط پڑھکر بہت خوشی ہوئی۔ مجھے یقین کامل ہے کہ آپ کے ساتھ سلسلہ خط و کتابت سے میں مستفید ہوتا رہوں گا اور مجھے اسلام کے متعلق اور بہت سی صداقتوں کا علم حاصل ہو جائے گا۔

آپ مجھ سے اپنے خطوط کے مضامین اور لٹریچر سے متعلق میرے تاثرات پوچھتے ہیں۔ گذارش ہے آپ کے خطوط اور کتب سے مجھے اسلام کے متعلق میرے تمام سوالات کے جوابات جو میرے دماغ میں تھے مل گئے ہیں اور میری تسلی ہو گئی ہے ورنہ مجھے اسلام کے متعلق کوئی خبر نہیں تھی۔

یہ کتب بہت دلچسپ اور علمی مضامین پر مشتمل ہیں اور ان کے پڑھنے سے میں بہت متاثر ہوا ہوں انکے مضامین مجھے کشاں کشاں خدا تعالےٰ کے نزدیک لے جاتے ہیں۔

مجھے شاہی مسجد کا فوٹو بھیجدیں میں آپ کی عنایات کا بہت مشکور ہوں۔

ماریشس

ایس۔ ایم رتحالدی۔ راولپنڈی کے ایک قلمی دوست لطیف الدین صاحب حافظ ماریشس سے:-

پہلے بھی آپ کو لکھ چکا ہوں کہ جہاں تک مذہب کا تعلق ہے میں آزاد خیال ہوں۔ میں سنی عقیدہ رکھتے ہوئے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی بہت عزت واحترام کرتا ہوں۔ اشاعت اسلام کے سلسلہ میں یہ کام انہوں نے اکناف و اطراف میں کیسے ایسے پھیلا دیا اسے پس پشت ڈال دینا حماقت ہی ہوگی۔ انہوں نے نہ صرف غیر مسلموں کو ہی کلمہ پڑھایا۔ بلکہ آپ موجودہ زمانہ کے اسلام کے بجائے قرون اولےٰ کی اصل اسلامی تعلیمات کو پیش کر رہے ہیں۔

آج جبکہ ملاں حضرات روحانیت کے بھیس میں مادہ پرستی میں مبتلا ہیں حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی مذہبی دنیا میں آمد دنیا کے تعلیم یافتہ طبقہ میں اسلامی تعلیمات کی غلط فہمیوں کو دور کرنے کا باعث ہوئی ہے۔

میں نے وفات مسیح کے متعلق آپ کے نظریات سے یہ انہیں منایا۔ میں نے خود ایک کتاب بعنوان:- "جیسس ان ہیون آن ارتھ" کا مطالعہ کیا ہے۔ جو دلائل حقائق اس میں درج ہیں میں ان سے متفق ہوں۔ آپ کی طرف سے اس سلسلہ میں مزید معلومات حاصل کر کے مجھے بہت خوشی ہوگی"

اس سے پہلے اپنے ایک اور خط میں لکھتے ہیں

"میرے پروفیسر صاحب نے دی گلوریس ڈیتھ آف جیسس کرائسٹ" کے عنوان سے ایک کتابچہ شائع کیا ہے۔ اس میں بڑے مدلل حقائق ہیں۔ میری تمنا تھی کہ آپ بھی اسکو پڑھتے۔ مشکل تو یہ ہے کہ یہ فرانسیسی زبان میں لکھی ہوئی ہے۔ ورنہ آپ کو تو ضرور ہی بھجواتا۔" والسلام

لطیف الدین

فلپائن

ترجمہ خط از مس عائدہ۔ ایل۔ آبپی۔ کوٹاباٹو فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

میں نے اپنی ہم جماعت مس آمنہ محمد سے سنا ہے کہ آپ اسلام سے متعلق قیمتی لٹریچر تقسیم فرما رہے ہیں۔

اس خبر سے مجھے بھی دلچسپی پیدا ہوئی ہے کہ آپ مجھے بھی ایسے ہی قیمتی لٹریچر سے نوازیں جو آپ نے آمنہ محمد کو بھیجا ہے۔

مجھے اسلام سے متعلق بہت واقفیت ہے میں مسلمان لڑکی ۱۸ سال کی ہوں اور ملائی اسکول نوٹرے ڈیم کی سینیئر کلاس میں پڑھتی ہوں۔

میری ہابی صرف عربی زبان میں قرآن شریف بغیر اس کے معانی جاننے کے پڑھتے رہنا ہے اور بعض مسلم میگزین بھی زیر مطالعہ رہتے ہیں۔

میں اکثر فرصت کا وقت گھر میں ہی گذارتی ہوں کہیں جاتی آتی نہیں۔

امید ہے آپ میری گذارش پر جلد ہی غور فرمائیں گے۔ اللہ تعالےٰ آپ پر اور آپ کے ادارہ پر اپنی رحمتیں برسائے۔

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجا جا رہا ہے)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع محبوب الٰہی بننے کا ذریعہ ہے

تاریخ کی شہادت کہ آپ کی اتباع سے اولیاء اللہ اور محدث پیدا ہوئے

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۹ء - فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم (آل عمران آیت ۳۰)

اتباعِ رسول — محبوب الٰہی بننے کا ذریعہ

یہ ایک نہایت ہی اہم اعلان ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ وہ جو خدا کو چاہتے ہیں، جن کے دلوں میں خدا تعالے کی لگن لگی ہوئی ہے، ان کو کہدیجئے فاتبعونی اس لگن کو پورا کرنے کے لئے میری اتباع کرو یحببکم اللہ تم تو خدا کو چاہتے ہو، اگر میری اتباع کروگے تو خدا تم سے محبت کرے گا، یہ اعلان ان لوگوں کے لئے ہے جو خدا کی تلاش میں ہیں، اور کون ہے جس کے دل میں فطرۃً خدا کی لگن نہیں ہے۔ ان سب کے لئے یہ اعلان ہے کہ میرے نقشِ قدم پر چلو تو خدا تمہیں مل جائے گا۔ ایک مقام تو وہ ہے کہ تم خدا تعالے کی جستجو میں ہو، اور ایک مقام یہ ہے کہ خدا تعالے تم سے محبت کرے گا، یہ اعلان خدا تعالے کی طرف سے نبی کریم صلعم کے لئے بہت بڑا سرٹیفکیٹ ہے اور یہ امر واقعہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے ہر ملک میں، ہر قرن میں مسلمانوں میں وہ لوگ پیدا ہوئے جو اولیاء اللہ تھے۔

اکل حلال تزکیہ نفس کا موجب ہے

یہ امر کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے واقعی خدا ملتا ہے، اس کے لئے کچھ گُر بتائے ہیں، ان میں سے دو ایسے جامع اصول ہیں، جو انسانی زندگی کو بہترین بنانے والے ہیں، اور جن پر چلنے سے واقعی خدا ملتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل سے فرمایا اطب مطعمک تکن مستجاب الدعوات، پاک کھانا کھاؤ تم خدا کے پیارے بن جاؤ گے اور تمہاری دعائیں قبول ہوں گی، دیانتداری کی زندگی بسر کرنا، عسر سے زندگی گذارنا، خدا کا محبوب بنا دیتا ہے۔ دیانتداری سے حلال کی روٹی کھانے سے طہارت باطنی میسر آتی ہے، اس کے بغیر تزکیہ نفس نہیں ہوتا، حرام کی روٹی دل کو سیاہ کر دیتی ہے، بدکار بناتی ہے، شراب نوشی پر مجبور کر دیتی ہے۔ حرامخوری لالچ سے پیدا ہوتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایاکم والشح فان الشح اھلک من کان قبلکم حملہم علی ان یسفکوا دمائہم وان یستحلوا محارمہم یعنے لالچ کی وجہ سے انسان دوسروں کو قتل کرتا اور دوسروں حرم کی بے عزتی کرتا ہے اس سے بچنا چاہیئے۔ لالچ ابھارتا ہے کہ اپنے بھائی کا گلا کاٹو، دوسرے کی موٹر کار اڑا لے جاؤ، سرمایہ دار کو ہلاک کر دو، اس کا روپیہ چھین لو، بنک کا روپیہ لوٹ لو۔ یہ سب چیزیں انسان کو خدا سے دور لے جاتی ہیں، اور بجائے آرام کے مصیبت پیدا کرتی ہیں۔ اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال کی روٹی دنیا میں امن قائم کرنے کی ضمانت ہے

تواضع اور حسنِ اخلاق رفع الی اللہ کا موجب ہے

دوسری بات آپ نے یہ فرمائی کہ حق بات کو تسلیم کرو، یہ مت خیال کرو، کہ ہندو کے منہ سے نکلی ہے یا عیسائی کے، اگر حق پرستی اور راستبازی اختیار کرو تو دنیا سے ظلم دور ہو جائے گا۔ فرمایا اوحی الی خدا نے مجھے وحی کی ہے، ان تواضعوا تم عجز اور انکساری اختیار کرو، ولا یفخر احد علی احد ولا یبغی احد علی احد یعنے تم میں ایک دوسرے پر فخر نہ کرے اور نہ ہی ایک دوسرے پر بے جا زیادتی کرے۔ اور حدیث قدسی ہے یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلتہ بینکم محرما فلا تظالموا یعنے خدا تعالے فرماتا ہے اے میرے بندو میں نے ظلم کرنا اپنے اوپر حرام کر رکھا ہے اور تمہارے لئے ظلم کرنا حرام قرار دیا پس آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرنا۔ فرمایا من تواضع للہ رفعہ اللہ الیہ جو شخص نرمی اور حلم اختیار کرے، اللہ تعالے اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے۔ اللہ تعالے کا ارشاد ہے لا تزکوا انفسکم اپنی بڑائی مت بیان کرو، الکبریاء ردائی، بڑائی میری ہی شان کے شایاں ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھکر خلیق انسان تھے۔ آپ فرماتے ہیں البر حسن الخلق حسن خلق اختیار کرنا نیکی ہے۔

نبی کریمؐ کے اخلاق و تعلیم کی گواہی دوست دشمن سے

ابوسفیان آپ کا سخت ترین دشمن تھا۔ اس نے شام میں ہرقل عیسائی بادشاہ کے سامنے آپ کے اخلاق اور تعلیم کو جس رنگ میں بیان کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دشمن کو بھی چار و ناچار آپ کے اعلےٰ اخلاق اور تعلیم کا اعتراف کرنا پڑا، ابوسفیان نے گواہی دی اور کہا یامرنا بالصلوۃ والصدق والعفاف والصلۃ جس طرح ہرقل کے دربار میں ابوسفیان نے بیان کیا کہ نبی کریمؐ بدکاری اور حرامخوری سے منع کرتے اور صلہ رحمی کی تعلیم دیتے ہیں، حضرت جعفر طیار نے بھی یہی گواہی حبشہ میں نجاشی کے دربار میں دی، معلوم ہوا دوست دشمن خوب جانتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کیا ہے حضور صلعم نے خدا پرستی کی تعلیم دی، توحید الٰہی پر ایمان پیدا کیا اور ایسی سوسائٹی بنائی کہ لوگوں کے دلوں کو ہر قسم کی میل کچیل سے پاک صاف کر دیا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص سفر پر جا رہا تھا اس نے عرض کی کہ میں سفر پر جا رہا ہوں زاد راہ دیجئے فرمایا زودک اللہ التقوےٰ اگر تم خدا سے کام لوگے اور دیانت اختیار کروگے اور صدق اور راستبازی کو نہ چھوڑو گے تو یہی تمہارا زادراہ ہے، کوئی دکھ تمہیں نہیں پہنچے گا، بلکہ تمہاری عزت بڑھے گی۔

نبی کریم صلعم کی دوست نوازی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو جہان کے بادشاہ تھے لیکن کسی حالت میں بھی آپ نے انسانیت کے رنگ ڈھنگ کو نہیں چھوڑا۔ آپ دوستوں کو اپنا بھائی سمجھتے تھے۔ ان کے ساتھ مل جل کر بیٹھتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے کہ میں انسانوں کی طرح اٹھتا بیٹھتا ہوں اور انسانوں کی طرح کھانا کھاتا ہوں۔ آپ دوستوں کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ اسی ضمن میں حضورؐ نے فرمایا انزلوا الناس منازلہم۔ حضرت عائشہ بھی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلعم کا فرمان تھا امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ننزل الناس منازلہم لوگوں کی حیثیت کے مطابق ان کی قدر و منزلت کرنی چاہیئے ایک دفعہ مجلس لگی تھی کہ حضرت سعد رضؓ آئے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا قوموا الی سیدکم اپنے سردار قوم کی تعظیم کے لئے اٹھو۔ آپؐ نے لوگوں کے اخلاق و اعمال کو بڑی بلندی پر پہنچا دیا تھا، وہ ایک دوسرے کے سچے خیرخواہ تھے اور ایک دوسرے کی تعظیم و تکریم کرتے تھے جیسا کہ ایک مہذب قوم کے شایانِ شان ہونا چاہیئے۔

صحابہ کا طریق عمل

یہ حال آپؐ کے صحابہ کا تھا، انہوں نے عیش و عشرت سے اپنے اخلاق خراب نہ کئے۔ خلفائے راشدین کا بھی یہی حال تھا۔ بادشاہت کو انہوں نے عیش کا ذریعہ نہیں بلکہ مخلوقِ خدا کی خدمت کا ذریعہ بنایا،

(باقی بر صفحہ ۱۲)

محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی وفات پر تعزیتی پیغامات

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

جماعت راولپنڈی

آج شام کی نماز کے بعد زیر صدارت میاں بشیر احمد صاحب فلٹو، ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کا ایک اجلاس ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل قراردادیں متفقہ طور پر پاس ہوئیں :۔

(۱) ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی ڈاکٹر غلام محمد صاحب مرحوم و مغفور کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج و افسوس کا اظہار کرتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کا وجود ایسی خوبیوں کا حامل تھا جس کا بدل ملنا قریباً قریباً محال ہے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ مرحوم کو اپنے قرب میں جگہ بخشے اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

(۲) نیز قرار پایا کہ اس ریزولیوشن کی ایک نقل ڈاکٹر صاحب مرحوم کے فرزندان کو بھیجی جائے۔

خواجہ محمد عبداللہ
سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

حقیقت پسند پارٹی

"احمدیہ حقیقت پسند پارٹی مرکزیہ کا یہ ہنگامی اجلاس احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے صدر ڈاکٹر غلام محمد صاحب مرحوم کی وفات حسرت آیات پر نہایت رنج و الم کا اظہار کرتا ہے۔ اور ہم ڈاکٹر صاحب کے حق میں دعاگو ہیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں غریق رحمت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ ہمیں آپ کے پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو صبر جمیل عطا فرمائے آپ کی وفات جماعت احمدیہ کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے آپ کا وجود بہت افادیت کا حامل تھا۔"

علی محمد عفی عنہ
سیکرٹری احمدیہ حقیقت پسند پارٹی۔ لاہور ۱۰/۱۰/۵۹

(۱) نقل بخدمت مولوی صدرالدین صاحب، لاہور۔
(۲) نقل بخدمت ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

جماعت ڈھاکہ

ڈھاکہ ۲ راکتوبر (بذریعہ تار) مجھے اور تمام جماعت کو ڈاکٹر صاحب کی وفات کی خبر سن کر بہت صدمہ ہوا ہے۔

(عبدالصمد) جمالی

مسلم ہائی سکول ۱ میں تعزیتی جلسہ

آج مورخہ ۲۹ ستمبر کو صبح سکول میں آتے ہی یہ اندوہناک خبر سُنی گئی۔ کہ حضرت ڈاکٹر غلام محمد صاحب نے گذشتہ شب داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ اور مالک حقیقی سے جاملے۔

سکول کھلتے ہی اساتذہ و طلباء سکول کے صحن میں جمع ہو گئے۔ جہاں تلاوت قرآن مجید کے بعد جناب ہیڈماسٹر صاحب نے حاضرین کو اس عظیم قومی نقصان سے آگاہ فرمایا۔ اور بتایا کہ حضرت ڈاکٹر صاحب مرحوم و مغفور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی مجلس عمل کے سرکردہ رکن تھے۔

جناب ہیڈماسٹر صاحب نے ڈاکٹر صاحب مرحوم و مغفور کی ذاتی خوبیوں اور ملی خدمات کے ذکر کے بعد سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ کہ یہ وہ انجمن ہے جس نے مغربی ممالک میں دین اسلام کی اشاعت کا سب سے پہلے بیڑہ اُٹھایا اور ووکنگ، برلن، امریکہ، فجی اور ہالینڈ کے علاوہ کئی اور مقامات پر اسلامی مشن قائم کئے۔ اور نہایت بلند پایہ لٹریچر پیدا کیا جس سے یورپی اقوام کے بے شمار افراد مشرف بہ اسلام ہوئے۔

مرحوم و مغفور کی وفات ایک عظیم قومی سانحہ ہے جس سے ایک بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے۔ یہ باتیں بیان کرتے ہوئے ہیڈماسٹر صاحب کے چہرہ پر شدید رنج و غم کے تاثرات نمایاں ہو رہے تھے اور تمام سامعین پر ایک رقت کا عالم طاری تھا۔ جلسہ کے اختتام پر حضرت ڈاکٹر صاحب کے لئے دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی توفیق کے لئے دعا مانگی گئی۔ اس کے بعد سکول باقی وقت کے لئے بند کر دیا گیا۔

برکت علی مسلم ہائی سکول ۱ لاہور

مسلم ہائی سکول ۲ کی قرارداد تعزیت

مسلم ہائی سکول ۲ لاہور کے سٹاف اور طلباء کا یہ اجلاس ڈاکٹر غلام محمد صاحب مرحوم کی وفات پر اپنے دلی افسوس کا اظہار کرتا ہے اور ان کی اہلیہ محترمہ اور فرزندان ارجمند جناب عزیز احمد صاحب، جناب سعید احمد صاحب۔ ڈاکٹر عبدالوحید صاحب و رشید احمد صاحب سے اظہار ہمدردی کرتا ہے۔

مرحوم اپنے اخلاص۔ صاف گوئی اور اشاعت اسلام کے لئے جوش و عمل کے باعث مسلم سوسائٹی میں خاص مقام رکھتے تھے اور نہایت عزت و احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے اُن کی وفات نہ صرف انجمن اشاعت اسلام بلکہ تمام مسلم قوم کے لئے صدمۂ عظیم ہے کیونکہ مرحوم نے اشاعت اسلام کی خاطر جو خدمات سرانجام دیں وہ ناقابل فراموش ہیں۔

ہم سب کی یہ دلی دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ "آمین ثم آمین"

قرار پایا کہ اس قرارداد کی ایک نقل اہلیہ محترمہ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب مرحوم کی خدمت میں ارسال کی جائے۔ اور ایک ایک نقل اخبار "پیغام صلح" اخبار "لائٹ" اور اخبار "نوائے وقت" کو بھیجی جائے۔ نیز یہ بھی قرار پایا کہ ڈاکٹر صاحب مرحوم کی تعزیت میں سکول آج کے لئے بند کر دیا جائے۔

خلیل الرحمٰن۔ ہیڈماسٹر

قرارداد انجمن پشاور و مضافات

پشاور اور مضافات کے احمدی احباب کو ان کے ایک قابل احترام بھائی ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی اچانک وفات پر سخت رنج اور صدمہ ہوا۔ اور انہوں نے اپنے خاص اجلاس مورخہ ۹/۵۹-۱۹ میں قرارداد تعزیت پاس کر کے خواہش ظاہر کی کہ اُن کے برادرانہ اور ہمدردانہ احساسات ڈاکٹر صاحب مرحوم کی بیگم صاحبہ اور فرزندان وغیرہ کو پہنچا دیئے جاویں۔ ہماری دلی دعا ہے کہ وہ ارحم الراحمین ہمارے مرحوم بھائی کی رُوح پر رحمت فرماوے۔ اور ان کے ورثاء کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

یہ بھی پاس ہوا۔ کہ اس کی نقل ڈاکٹر وحید احمد صاحب خلف ڈاکٹر صاحب مرحوم کو اور ایک نقل برائے اطلاع و اشاعت اخبار پیغام صلح کو بھیجی جاوے۔ والسلام

خورشید عالم اسسٹنٹ سیکرٹری جماعت پشاور

مانسہرہ

جناب حضرت ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی وفات کی اطلاع بذریعہ چٹھی سیکرٹری صاحب ہوئی۔ احباب جماعت کو نماز جمعہ میں اس افسوسناک خبر سے مطلع کیا گیا۔ نماز جمعہ کے بعد غائبانہ جنازہ پڑھا گیا۔ اور بعد از نماز مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس ہوا :۔

"جماعت مانسہرہ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی وفات کو جماعت احمدیہ کے لئے نقصان عظیم سمجھتی ہے۔ ان کے دل میں جماعت کے لئے درد تھا۔ اور انہوں نے اسی جذبہ سے جماعت کے کام کو اپنے ذمہ لیا تھا۔ افسوس ہے کہ اُن کی قبل از وقت موت نے ان کے پروگرام کو پورا نہ ہونے دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ جماعت کو ان کا نعم البدل عطا کرے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔"

محمد دین سیکرٹری جماعت مانسہرہ۔

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

شیخ ایزد بخش صاحب مرحوم و مغفور

(از میاں نصیر احمد صاحب فاروقی)

جیسا کہ احباب سُن چکے ہوں گے جناب شیخ ایزد بخش صاحب ایم اے۔ جو کہ ہماری جماعت کی معتمد ہستی جناب شیخ اللہ بخش صاحب ایڈوکیٹ پشاور کے چھوٹے بھائی اور حضرت امیر جناب مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کے داماد تھے۔ پچھلے ہفتہ کے روز بتاریخ ۲۶ ستمبر ۱۹۵۹ء شام کے ۸ بجے عارضہ قلب سے انتقال فرما گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم سے میری ملاقات کالج کے دنوں میں ہوئی تھی جبکہ ہم دونوں گورنمنٹ کالج لاہور میں اکٹھے تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ اس وقت بھی نوجوان موصوف نیکی اور شرافت کا مجسمہ تھے۔ جوانی میں مسکین طبع۔ باحیا۔ کم سخن لوگ کم ہوتے ہیں۔ مگر شیخ صاحب مرحوم میں یہ صفات اس وقت بھی نمایاں تھیں۔ طبیعت میں شرافت اس طرح کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی کہ شرارت یا ناواجب بات اُن کے لئے ناممکن تھی۔ کالج کے لڑکے کھیل کود، گپ بازی اور لغویات میں اکثر وقت ضائع کرتے ہیں، مگر شیخ صاحب موصوف ان تمام چیزوں سے پرہیز کرتے تھے۔ پڑھائی محنت سے کرتے تھے۔ اور صحبت بھی نیک رکھتے تھے۔

بعد میں جب میری بھانجی سے اُن کا رشتہ ہوا تو ہمیں شیخ صاحب کو اور نزدیک سے دیکھنے اور جانچنے کا موقعہ ملا۔ ارشاد نبویؐ ہے کہ خیرکم خیرکم لاھلہٖ۔ تم میں سے سب سے اچھا انسان وہ ہے جو کہ اپنے بیوی بچوں سے سب سے اچھا سلوک کرتا ہے۔ اس معیار پر شیخ صاحب عمدہ ترین انسانوں میں سے تھے۔ بیوی سے حسنِ سلوک کا کمال تھا۔ اولاد سے محبت اور شفقت ماں کی طرح کرتے تھے۔ اپنے اہل کی خادموں کی طرح خدمت کرتے اور خیال رکھتے تھے۔ کم خاوند اور کم باپ ایسا اعلیٰ نمونہ پیش کر سکتے ہیں۔

میں نے اس لمبے عرصہ میں شیخ صاحب مرحوم کو غصہ آتے کبھی دیکھا ہی نہیں۔ حالانکہ کئی واقع میرے سامنے ایسے آئے کہ اگر وہ غصہ کرتے تو حق بجانب تھے۔ مگر اُن کا دل خدا نے بڑا ٹھنڈا بنایا تھا۔ اور مزاج بہت غریب تھا۔ کئی لوگوں نے ان کو ایسا دلی دکھ پہنچایا کہ اگر وہ رنج میں اُن کی بابت کچھ سخت الفاظ استعمال کرتے تو بجا ہوتے مگر سخت سے سخت ایذاء کے موقعوں پر بھی میں نے شیخ صاحب کو کمال تحمل اور نرمی سے بات کرتے دیکھا اور اس معاملہ میں ان کا نمونہ قابلِ رشک تھا۔

دل کے درد کی تکلیف ان کو عرصہ دراز سے تھی دو تین سال سے تو اُن کے لئے چلنا پھرنا بھی دوبھر تھا مگر اپنے بیوی بچوں کے لئے رزق کمانا بھی ضروری تھا اور باوجود اس کے کہ چلنا پھرنا اُن کے لئے سخت تکلیف دہ ہوتا تھا وہ بچارے پیدل چل کر اور بس کے اڈے پر لمبے وقت تک کھڑے رہ رہ کر اور کئی اور طریقے سے دکھ اُٹھا اُٹھا کر کام کرتے رہے۔ اپنے کام میں محنتی اور قابل تھے۔ مگر کبھی اپنے منہ سے اپنی تعریف نہیں کی اور شاید اسی لئے دنیا میں بہت آگے نہ جا سکے۔ ایسے درویش اور فقیر صفت لوگ دنیا سے کم سے کم حصہ لیتے ہیں۔ اور تمام وقت وہ اگلی زندگی کی تیاریاں کر رہے ہوتے ہیں۔ ورنہ دنیا میں رہ کر اپنا پتہ مارنا اور جو مل گیا اس پر صبر اور شکر کرنا اس زمانہ میں کم نظر آتا ہے۔

آج تک مجھے ایک انسان ایسا نہیں ملا جس نے یہ کہا ہو کہ شیخ صاحب مرحوم کی زبان یا ہاتھ سے اسے کسی قسم کی چھوٹی سے چھوٹی بھی تکلیف پہنچی اور یہ خیال صرف میرا ہی نہیں بلکہ شیخ صاحب کی وفات کے بعد کئی لوگوں نے اس بات کا ذکر کیا کہ ایسا بے ضرر انسان ہم نے نہیں دیکھا تھا۔

مرحوم کی تعریفیں اگر میں ساری لکھنے لگوں تو یہ مضمون بہت لمبا ہو جائے گا۔ اس لئے ......

صرف اتنا کہہ کر بس کرتا ہوں کہ مرحوم کی زندگی میں بھی میں نے ہر شخص سے یہاں تک کہ اُن لوگوں سے بھی جن کو شیخ صاحب سے اختلاف ہوتا شیخ صاحب کی ذات کی بابت صرف تعریف ہی سُنی اور وفات کے بعد تو ہر شخص یہی کہتے سُنا کہ ایسی خوبیوں کے انسان کم ہوتے ہیں اور اس پر مجھے وہ واقعہ زمانہ نبویؐ کا یاد آ گیا کہ آنحضرت صلعم اپنے کچھ اصحاب کے ساتھ تھے کہ اس پر ایک جنازہ گذرا تو لوگوں نے میت کی تعریف کی آپ نے فرمایا جنتی ہے۔ پھر ایک میت گذری تو لوگوں نے کچھ برائی کی تو آپ نے فرمایا جہنمی ہے۔ صحابہ رضہ نے عرض کیا کہ کیا حضورؐ نے کچھ کشف سے یا الہام سے اطلاع پائی ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ نہیں تمہارے ذکر سے ہی یہ ظاہر ہے۔ دوسرے الفاظ میں ؎

زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

اللہ تعالےٰ شیخ صاحب مرحوم کو اپنی مغفرت اور پناہ میں لے اور ان کی روح پر اپنی بے شمار نعمتیں اور افضال نازل فرمائے اور ان کے درجات میں ترقی فرمائے اور ان کی بیوہ اور یتیم بچیوں کا خود نگہبان اور مددگار ہو کہ ھو نعم المولیٰ و نعم النصیر۔

خاکسار نصیر احمد فاروقی۔ کراچی

"مسکرپچرز" کے متعلق میں دوستوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کتاب اب بفضلہٖ مکمل ہو گئی اور اس میں اس قدر پیشگوئیوں کا اضافہ ہوا ہے کہ اس کی ضخامت پہلے کی نسبت تین گنا زیادہ ہو گئی ہے، بائبل، وید اور ژند اوستا اور بدھ مذہب

(باقی بر صفحہ ۱۲)

امریکہ میں تبلیغ اسلام

مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی کی تبلیغی سرگرمیاں

مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی سانفرانسسکو سے اپنے مکتوب مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۵۹ء میں رقمطراز ہیں:—

مکرم سیکرٹری صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میری صحت اب بفضلہ اچھی ہے جن دوستوں نے میری صحت کے لئے دعا کی یا خطوط لکھے میں ان کا مشکور ہوں جزاھم اللہ احسن الجزاء گذشتہ اتوار کو ہماری پندرہ روزہ میٹنگ تھی جس میں کافی لوگ آ گئے تھے، اور اچھی رونق ہو گئی تھی، فرخ احمد میکالی اور صوفی لوئیس صاحب مسٹر براؤ اور ایک دوست اپنی امریکن بیوی کے ساتھ تشریف لائے اور اپنے مسلمان بھائیوں کی حاضری بھی اچھی تھی، مسٹر میکالی صاحب اور صوفی صاحب نے اسلام اور مسلمانوں کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا اور میں نے بھی اپنا مضمون سنایا۔ دیر تک یہ محفل گرم رہی۔ ہمارے ایک دوست پال سمتھ صاحب ہیں جن کا میں ذکر کرنا بھول گیا وہ میرے مضمون سے بہت متاثر ہوئے اور دوسرے دن پھر تشریف لائے اور کہا کہ آپ اپنا مضمون مجھے دے دیں میں نے اپنے کئی ایک دوستوں کو سنانا ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ میں نے آپ کے لئے تین لیکچروں کا انتظام کیا ہے دو گرجوں میں اور ایک بنگر و زمیں۔ میں نے منظور کر لیا۔ میری کتاب محمد ان ورلڈ سکرپچرز کے متعلق محترم ناجی صاحب بہت پروپیگنڈا کر رہے ہیں چنانچہ مینز فیلڈ کے اخبار میں اس پر ریویو بھی چھپا ہے اور اس کا اشتہار بھی ہے۔ آج کی ڈاک میں انہوں نے لائٹ بکم بجون کے مضامین کو مکرر شائع کر کے اس کی کاپیاں بھیجی ہیں اس میں بھی محمد ان ورلڈ سکرپچر پر ریویو چھپا ہے شیخ اللہ بخش صاحب سیکرٹری انجمن اشاعت اسلام بدوملہی کا خط مل گیا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں کہ آپ کی بیماری کا سن کر دل بہت پریشان تھا ایک بزرگ نے آپ کے لئے دعا کی تو انہوں نے ایک رؤیا دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مولانا خلیفہ نور الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ گورنمنٹ نے زرِ مبادلہ بند کر دیا ہے جس سے ہمارا امریکہ مشن بند ہو رہا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ مولانا (عبد الحق) صاحب فکر نہ کریں یہ خدائی سلسلہ ہے انسان کا بنایا ہوا نہیں اللہ تعالیٰ دو مخیر حضرات پیدا کرے گا۔ جو امریکن مشن کا تمام خرچ برداشت کریں گے بعد اسی جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے وغیرہ وغیرہ۔ یہ خط پڑھ کر دل کو ڈھارس ہوئی اس سے پیشتر مرزا مظفر بیگ صاحب نے ایک رویا اس مشن کی کامیابی کے متعلق دیکھا تھا۔ کتاب محمد ان ورلڈ

۱۲

مکتوب بغداد

سید تصدق حسین صاحب قادری کی تبلیغی ڈائری کا ایک ورق

یکم ستمبر ۱۹۵۹ء بروز منگل :-

دوکنگ سے دس اعداد پر مشتمل "اسلامک ریویو" مجریہ جولائی و اگست ۱۹۵۹ء کا ایک پیکٹ بذریعہ بحری ڈاک موصول ہوا۔

۲ ستمبر ۱۹۵۹ء بروز بدھ :-

استاذ علی محمد سرطاوی - استاذ محمد جہدی، ڈاکٹر عبدالرحمن العزادی، عزیزم محمد یوسف الدین آفریدی پرنس اللہ حسن خانا کو اسلامک ریویو مجریہ جولائی اگست ۱۹۵۹ء ڈاک سے بھجوایا۔ ہوائی ڈاک سے سیکرٹری صاحب کے نام دو ورق تبلیغی ڈائری بھجوائے اور بغرض مفت تقسیم اردو و انگریزی لٹریچر کے ارسال کے لئے بھی لکھا۔

۳ ستمبر ۱۹۵۹ء بروز جمعرات :-

حسب معمول صوفی محمد طیب صاحب گھر تشریف لائے ڈیڑھ گھنٹہ یہ روحانی صحبت رہی۔ موصوف کے ساتھ جمعیت الباکستانیہ کا اسلامک ریویو مجریہ جولائی اگست ۱۹۵۹ء بھجوایا۔ یکے از احباب ربوہ و تربیت لواء الاسلام کو آزاد نوجوان و مدینہ کے پرچے اور سید صفدر علی صاحب بہاولپور، اور عبدالقادر انصاری صاحب کا رسالہ "ہمارے عقائد" ڈاک سے بھجوایا، قبل المغرب اخویم محمد شیر گل صاحب برائے استفسار صحت گھر تشریف لائے باتوں باتوں میں عزیز موصوف کو اپنا عہد و پیمان "دین کو دنیا پر مقدم کرنا" یاد دلایا۔ اُن سے معلوم ہوا کہ بیجوانی صاحب لندن تشریف لے گئے ہیں ؎

بسفر رفتنت مبارک باد
بسلامت روی و باز آئی

۴ ستمبر ۱۹۵۹ء بروز جمعہ :-

اخویم محمد شیر گل صاحب کو اسلامک ریویو مجریہ جون ۱۹۵۹ء دستی بھجوایا۔

۵ ستمبر ۱۹۵۹ء بروز ہفتہ :-

جناب گل محمد صاحب بغداد کو پیغام صلح ۲۸ء اور استاذ محمد یوسف کو ۲ء اور جناب عبدالعزیز صاحب لواء دیرانیہ کو ۲۵ء ڈاک سے بھجوایا۔ جناب عبدالحکیم صاحب کو تین پرچے مدینہ اور رسالہ "وفات مسیح و نزول مسیح" دستی بھجوایا۔ مجاہد برما اکبر خاں صاحب رنگون کو ان کے خط ۱۳ اگست کا جواب ہوائی ڈاک سے دیا۔ بحری ڈاک سے پیغام صلح ۲۲ء کے چار عدد پر مشتمل ایک بنڈل بذریعہ رجسٹری ملا اور تین پرچے لائٹ مختلف العنوان ۲۳ء بھی وصول ہوئے۔

۶ ستمبر ۱۹۵۹ء بروز اتوار :-

جناب عبدالصمد صاحب برق بصرہ کو پیغام صلح ۲۲ء اور مسٹر ایس ادسالنا دورلاغوس نائیجیریا کو اسلامک ریویو مئی و جون ۱۹۵۸ء اور رسالہ کریسنٹ لاگوس ڈاک سے بھجوایا۔ جناب عبدالحکیم صاحب کو پیغام صلح ۲۹ء اور جناب محمد شیر گل صاحب کو ۲۷ء دستی بھیجا۔ قبل الظہر میرے ایک عزیز ترین دوست سید اسمٰعیل مصطفےٰ گھر پر بغرض استفسار صحت تشریف لائے، آپ موصل کے باشندہ ہیں۔ ایک ہفتہ ہوا اپنے عائلی سلسلہ میں بغداد آئے ہوئے ہیں، پرسوں واپس تشریف لے جاویں گے، ڈیڑھ گھنٹہ بیٹھے استاذ موصوف مزین نیک اور درد اسلام رکھنے والے شخص ہیں، سلسلہ سے بھی کچھ واقف ہیں آپ اکثر بغداد آیا کرتے ہیں۔ ایک دفعہ نماز جمعہ میری اقتداء میں ادا کی تھی آج آپ کو کتاب "حمامۃ البشریٰ" کا ایک نسخہ ہدیۃً دیا۔ آپ کا ایک لڑکا لندن میں تعلیم پا رہا ہے اور تعلیم دے بھی رہا ہے۔ اور اس نے وہاں ایک انگریز لڑکی سے شادی کر لی ہے ممکن ہے اس لڑکے کا تعلق ووکنگ سے ہو۔ بحری ڈاک سے لائٹ ۲۲ء ایک عدد ملا۔

۷ ستمبر ۱۹۵۹ء بروز پیر :-

حسب معمول صوفی محمد طیب صاحب گھر تشریف لائے۔ ڈیڑھ گھنٹہ تک صحبت رہی موصوف نے پرچہ پیغام صلح سے اخبار و اذکار اور خطبہ ترجمہ پڑھ کر سنایا جزاہ اللہ خیراً۔ پیغام صلح ساتھ لے گئے۔ مجلہ "کل شئی" مجریہ ۵ ستمبر میں ایک دلچسپ خبر بعنوان "ظهور المهدي في تركيا" شائع ہوئی ہے، اس میں رمضان میں خسوف و کسوف کا ذکر بھی ہے، برائے ملاحظہ ایک نسخہ بحری ڈاک سے مرکز کو ارسال ہے لواء دیرانیہ جناب عبدالعزیز صاحب سے خط مرقومہ ۱۲ اگست بذریعہ ڈاک آج ملا۔

۹ ستمبر ۱۹۵۹ء بروز بدھ :-

کل شام کو نائیجیریا سے بحری ڈاک سے چند انگریزی اخبارات ملے۔ گرد و غبار کی وجہ سے رات طبیعت سخت خراب رہی، آج بھی طبیعت پر اس کا اثر ہے اللہ تعالےٰ رحم فرمائے۔ استاذ محمد جہدی اور استاذ علی محمد سرطاوی کو لائٹ ۲۲-۲۳ء اور ڈاکٹر عبدالرحمن عزادی کو ۲۲ء اور پرنس اللہ حسن خانا کو ۹ء ڈاک سے بھجوایا۔

۱۰ ستمبر ۱۹۵۹ء بروز جمعرات :-

حسب معمول صوفی محمد طیب صاحب گھر تشریف لائے سوا گھنٹہ صحبت رہی سلسلہ کا ذکر ہوتا رہا "تحقیقاتی عدالتی رپورٹ ۱۹۵۳ء" برائے مطالعہ لے گئے۔ موصوف کے ہاتھ جمعیۃ الباکستانیہ کیلئے اسلامک ریویو مارچ ۱۹۵۴ء بھجوایا۔

بنگلہ اخبار اور کھاسی مسلمانوں کے لئے مسجد کی ضرورت

(خادم رحمانی نوری از شیلانگ)

جناب اخی المکرم والمعظم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عرض یہ ہے کہ بنگلہ و آسام کے لئے ایک ہفتہ وار اخبار کی اشد ضرورت ہے۔ چونکہ آسامی زبان بنگالی کے ساتھ ملتی جلتی ہے اور حروف بھی ایک ہی استعمال کرتے ہیں، اور آسام کے اکثر تعلیم یافتہ لوگ بنگالی زبان لکھ پڑھ سکتے ہیں۔ اس لئے دونوں ملکوں کے لئے بنگلہ زبان کی اخبار کافی ہوگی۔ احمدیت کے بارے میں قادیانی جماعت کی طرف سے "فٹ" اخبار کے سائز پر آٹھ صفحات کی ایک ہفتہ وار جاری ہے اور اس کا سالانہ چندہ چار روپے ہے۔ ناقص کے خیال میں ایسا ہی ایک اخبار ڈھاکہ سے نکلنا چاہیئے۔ یہ تجویز اگر منظور ہو جائے تو میں خود اس کا خریدار زندگی ہو کر مبلغ ۴۰ روپے ارسال کر دوں گا۔ اور دوسرے پانچ سال تک ہر سال کے شروع میں دس خریداران کے لئے سالانہ ۴۰ روپے بھیجتا رہوں گا۔ یعنی خریداران سے وصول کرنے سے پہلے ہی اپنے جیب سے یہ رقم ادا کرتا جاؤں گا۔ خریداران کا نام و پتہ پیچھے بھیجتا رہوں گا۔ امید ہے دونوں ملک کے بہت سے احباب اس میں دلچسپی لے کر چند سال کے اندر اخبار کو کامیاب بنائیں گے۔

خاکسار نے بنگلہ و آسام میں احمدیت کے بارے میں بہت سا لٹریچر بنگلہ زبان میں چھاپ کر شائع کیا اور کر رہا ہے۔ کھاسی ل میں صوفی مسابہ کے طرز عمل پر برہمو سماج یونیٹیرین [illegible] اور جو کھاسی لوگ اب تک عیسائیت کے کسی فرقہ میں داخل نہیں ہوئے اور بغیر کسی مورت پوجنے کے موحد رہ گئے ہیں ان کے ساتھ منفرد طور پر تبلیغ وحدانیت کر رہا ہوں۔ اس کا نتیجہ بہت اچھا نکل رہا ہے۔ یہاں تک کہ ان لوگوں کی عبادتگاہ کو نئے طور پر مرمت کرتے وقت مسجد کی شکل دینے کے لئے خواہش کا اظہار کیا گیا۔ لیکن افسوس کا مقام یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کی چار مسجدیں شیلانگ میں موجود ہوتے ہوئے کسی ایک میں بھی ان موحدوں کو ان کی طرز پر عبادت کرنے کا موقعہ نہیں مل رہا۔ یہاں تک کہ خاکسار کی پینتیس سال کی مشقت سے جو ساڑھے تین ہزار کھاسی مسلمان ہوئے ہیں وہ لوگ بھی کسی مسجد میں داخل ہونے کی جرأت نہیں کر سکتے اس لئے ضرورت ہے کہ صرف کھاسی مسلمانوں کے لئے شیلانگ کے آس پاس کوئی مسجد قائم ہو اور اس میں دوسرے موحدوں کو اپنے طور پر عبادت کرنے کی اجازت دی جائے۔ اس قسم کی ایک مسجد کی تعمیر کیلئے احمدی اخبارات کے ذریعہ ایک فنڈ جمع ہونا ضروری ہے۔ والسلام - خاکپائے بزرگان

خادم رحمانی نوری - دواخانہ آب شفا - بڑا بازار شیلانگ

رنگون کے شیخ الجامعہ کی احمدیت پر نکتہ چینی

کتاب "دو نبی" پر ایک سرسری نظر

قسط نمبر ۲۲

(مولانا مرتضیٰ خان حسن)

مجاز اور استعارہ

مجاز اور استعارہ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:-

(۱) "......وہ مقام عالی شان مقام ہے کہ گذشتہ نبیوں نے **استعارہ** کے طور پر صاحب مقام ہذا کے ظہور کو خدا تعالےٰ کا ظہور قرار دیا ہے اور اس کا آنا خدا تعالےٰ کا آنا ٹھہرایا ہے، جیسا کہ حضرت مسیحؑ نے بھی ایک مثال کو پیش کر کے فرمایا "خدا تعالیٰ خود ظہور فرمائے گا تا باغبانوں کو قتل کر کے باغ ایسے لوگوں کو دیدے کہ اپنے وقت پر پھل دیا کریں" اس جگہ خدا تعالیٰ کے آنے سے مراد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا ہے۔"

(توضیح المرام صفحہ ۱۲ و ۱۳)

(۲) "یہ سب روحانی مراتب ہیں جو **استعارہ** کے ذریعہ ہیں، مناسب حال الفاظ میں بیان کر دیئے گئے ہیں، یہ نہیں کہ حقیقی ابنیت اس جگہ مراد ہے یا **حقیقی الوہیت** مراد لی گئی ہے۔"

(توضیح المرام صفحہ ۱۲)

(۳) "......اور **استعارہ** کے طور پر آنجنابؐ کے ظہور کو خدا تعالےٰ کا ظہور قرار دیا ہے بوجہ خدا کے مظہر اتم ہونے کے آنجنابؐ کو خدا کر کے پکارا ہے۔"

(حاشیہ توضیح المرام صفحہ ۱۳ و ۱۴)

(۴) "**ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم**......اس جگہ اللہ تعالےٰ نے **بطریق مجاز** آنحضرت کی ذات بابرکات کو اپنی ذات قرار دیدیا اور ان کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا۔ یہ کلمہ مقام جمع میں سے جو بوجہ نہایت قرب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بولا گیا ہے اور اسی مرتبہ تامہ جمع کی طرف جو محبت تامہ دو طرفہ پر موقوف ہے اس آیت میں بھی اشارہ ہے **ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی**۔ تو نے نہیں چلایا خدا نے ہی چلایا جبکہ تو نے چلایا۔"

(الحکم ۱۷ر اپریل ۱۹۳۰ء)

(۵) "کیونکہ جیسا کہ **استعارہ** کے طور پر ان تمام نبیوں کو پہلی کتابوں میں بیٹا کر کے بیان کیا گیا ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض پیشگوئیوں میں خدا کر کے پکارا گیا ہے اور اصل بات یہ ہے کہ نہ وہ تمام نبی خدا کے بیٹے ہیں اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا ہیں بلکہ یہ تمام استعارات محبت کے پیرایہ میں ہیں۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۳)

(۶) "سو اولیاء کو جو پیار سے صوفی اطفال حق کہتے ہیں یہ ایک استعارہ ہے ورنہ خدا اطفال سے پاک اور **لم یلد ولم یولد** ہے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۴)

(۷) "......حضرت مسیح نے یہودیوں کے اس قول کو کہ ایلیا نبی دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ رد کر دیا۔ اور **مجازاً** اور **استعارہ** کے طور پر اس پیشگوئی کو قرار دیا اور مصداق ایلیا یوحنا یعنے **یحییٰ** کو ٹھہرایا۔"

(تحفہ گولڑویہ۔ صفحہ ۶)

(۸) "جو شیطان کے ہیں وہ **استعارہ** کے رنگ میں شیطان کی ذریت کہلاتے ہیں اور جو خدا کے کہلاتے ہیں ان کو خدا کی کتابوں میں بطور **استعارہ ابناء اللہ** کہا گیا ہے۔"

(حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۵۶)

(۹) اور اس کا نام اسی طور سے مسیح رکھا جیسا کہ پانی یا آئینہ میں ایک شخص کا عکس پڑتا ہے اس عکس کو **مجازاً** کہہ سکتے ہیں کہ فلاں شخص ہے سو میں وہی ہوں جو حضرت مسیح کی روحانی شکل اور خو اور طبیعت پر بھیجا گیا ہوں۔"

(ضمیمہ جہاد صفحہ ۳ و ۴)

(۱۰) "جیسا کہ ملاکی نبی اس راز کو نہ سمجھ سکا کہ ایلیاس نبی کا دوبارہ آسمان سے نازل ہونا **حقیقت پر محمول نہیں بلکہ استعارہ کے** رنگ میں ہے" الخ۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ۱۳۵)

اگرچہ اس باب میں اور بھی امثلہ دی جا سکتی ہیں مگر سمجھنے کے لئے اسی قدر کافی ہیں۔ اب **انصاف کیجئے** اے صاحبان علم و عقل کہ

اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کو **مجازاً** خدا کا ظہور اور حضورؐ کی آمد کو مجازاً خدا کی آمد قرار دیا جائے تو حضور صلعم **حقیقتاً** خدا نہیں بن جاتے۔

اگر خدا کے نبیوں کو **مجازاً خدا کے فرزند** یا بیٹے کہدینے سے وہ **درحقیقت خدا کے** فرزند یا بیٹے نہیں بن جاتے۔

اگر بنی اسرائیل کو **مجازاً** خدا کا پہلوٹھا بیٹا کہدینے سے وہ درحقیقت خدا کا پہلوٹھا بیٹا نہیں بن جاتے۔

اگر نیک لوگوں کو **مجازاً** ابناء اللہ کہدینے سے وہ **حقیقتاً** ابناء اللہ نہیں بن جاتے۔

اگر حضرت یحییٰ علیہ السلام کو **مجازاً** یا بطور استعارہ ایلیاس کہہ دینے سے **وہ درحقیقت** ایلیاس نہیں بن جاتے۔

اگر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو مجازاً خدا کا ہاتھ کہدینے سے وہ **حقیقتاً** خدا کا ہاتھ نہیں بن جاتا۔

اگر صوفیائے کرام کو مجازاً اطفال اللہ کہدینے سے وہ درحقیقت اطفال اللہ یا خدا کے لڑکے نہیں بن جاتے تو

فرمایئے صاحبانِ علم و عقل!

وہ شخص جو اپنے آپ کو **مجازی طور پر نبی** کہے وہ **حقیقتاً** نبی کیونکر بن گیا؟

کیا جب یہ لفظ (مجاز) اسکے متعلق استعمال ہوگا تو اس کے کچھ اور معنے ہو جائیں گے اور دوسروں کے لئے استعمال ہوگا تو اس کے کچھ اور معنے ہوں گے؟

ذرا سوچو تو سہی! مرزا غلام احمد محض مجازی نبی کے لفظ کہنے سے کیوں گنہگار ہو گیا۔ پہلے بزرگ تو **انا الحق** کے نعرے لگا گئے ہیں، اور بایں ہمہ تم ان کو خدا کے مقرب اور ولی اللہ مانتے ہو۔ مرزا غلام احمد نے اگر **انا النبی** کہدیا اور وہ بھی <u>مجازی طور پر</u> تو وہ کیوں کافر اور کذاب ہو گیا؟ خدا کے لئے انصاف کرو۔ وہ خدا کا بندہ تم سے انصاف طلب کرتا ہوا دنیا سے گذر گیا۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

"**انصافاً دیکھو کیا یہی تکفیر کی بنا ہے**
اگر خدا کے حضور پوچھے جاؤ
تو بتاؤ میرے کافر ٹھہرانے کے

کے لئے تمہارے ہاتھ میں کونسی دلیل ہے بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور رسل اور نبی میرے الہام میں میری نسبت بے شک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں۔" الخ

(سراج منیر صفحہ ۳)

فتفکروا یا اخی ثم فکروا۔

اب ذرا ملاحظہ فرمائیں عبارات ذیل اور غور کریں کہ مجازی نبوت سے حضور نے محض محدثیت ہی مراد لی ہے۔ فرماتے ہیں :۔

۱۔ "اور مسیح گذشتہ کی نسبت قطعی طور پر کہا ہے کہ وہ نبی تھا لیکن آنے والے مسیح کو امتی کرکے پکارا ہے جیسا کہ حدیث اما مکم منکم سے ظاہر ہے اور حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میں اشارۃً مثیل مسیح کے آنے کی خبر دی ہے چنانچہ اس کے مطابق آنے والا مسیح محدث ہونے کی وجہ سے مجازاً نبی ہے"۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۴۴)

پھر ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں :۔

۲۔ "سوال۔ رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟"

"اما الجواب۔ نبوۃ کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا کے حکم سے کیا گیا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے جس حالت میں رویائے صالحہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے تو محدثیت جو قرآن شریف میں نبوت کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے جس کے لئے صحیح بخاری میں حدیث بھی موجود ہے اس کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے اور ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے تو کیا اس سے نبوۃ کا دعویٰ لازم آگیا !"

(ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۱-۴۲۲)

پھر ایک جگہ فرماتے ہیں :۔

۳۔ "یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا تعالیٰ نے اپنے اس بندے پر نازل فرمایا اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں۔ سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں ولکل ان یصطلح۔ سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو اس نے ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوۃ کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے نہ پرانا، قرآن ایسے نبیوں کے آنے سے مانع ہے مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے .... عرب کے لوگ تو اب تک انسان کے فرستادہ کو رسول کہتے ہیں۔ پھر خدا کو کیوں حرام ہوگیا کہ مرسل کا لفظ مجازی معنوں پر بھی استعمال کرے ... بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ مرسل اور رسول اور نبی میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے بے شک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں اور جیسے یہ محمول نہیں ہیں ایسے ہی وہ نبی کرکے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے۔ جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے۔ (سراج منیر صفحہ ۲ و ۳)

پھر آپ فرماتے ہیں :۔

۴) "بعض اوقات خدا تعالیٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ بطور استعارہ اور مجاز اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے .... آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کی رو سے ہے جو صوفیہ کرام کی کتابوں میں مسلم اور معمولی محاورہ مکالمات الہیہ کا ہے۔ ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا؟ (انجام آتھم صفحہ ۸)

پھر ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے :۔

۵۔ "یہ بھی یاد رہے کہ مسلم میں مسیح موعود کے حق میں نبی کا لفظ بھی آیا ہے یعنی بطور مجاز اور استعارہ"

(ایام الصلح صفحہ ۷۵)

پھر فرماتے ہیں :۔

۶۔ "اس جگہ میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ نبی اللہ رسول اللہ ہے۔ یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے۔

(اربعین صفحہ ۴۵)

پھر فرماتے ہیں :۔

۷۔ "جو شخص خدا سے براہ راست وحی پاتا ہے اور یقینی طور پر خدا اس سے مکالمہ کرتا ہے جیسا کہ نبیوں سے اس پر رسول یا نبی کا لفظ بولنا غیر موزوں نہیں بلکہ یہ نہایت فصیح استعارہ ہے"۔

(حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۴)

۸۔ "میرا نام اللہ کی طرف سے نبی رکھا گیا مجاز کے طریق پر نہ علی وجہ الحقیقۃ"

(الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۴)

۹۔ "محمدی مسیح کا نام ابن مریم رکھا گیا اور پھر اسی خاتم الخلفاء کا نام باعتبار ظہور ربیق صفات محمدیہ کے محمد اور احمد رکھا گیا اور مستعار طور پر رسول اور نبی کہا گیا۔

(حاشیہ نزول المسیح صفحہ ۵)

پھر فرماتے ہیں :۔

(۱۰) "ایسے بہت سے الہام ہیں جن میں اس عاجز کی نسبت نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے۔ لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت یا رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے جس سے انسان صاحب شریعت کہلاتا ہے۔ بلکہ رسول کے لفظ سے صرف اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا اور نبی کے لفظ سے صرف اس قدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے علم پاکر پیشگوئی کرنے والا یا معارف پوشیدہ بتانے والا۔ سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال میں اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہئیے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی ہے اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں۔

(الحکم ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

پھر ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں :۔

(۱۱) "یہ خدا کا رسول ہے نبیوں کے حلّوں میں یہ الفاظ بطور استعارہ ہیں جیسے حدیث میں بھی مسیح موعود کے لئے لفظ نبی آیا ہے ظاہر ہے کہ جس کو خدا بھیجتا ہے وہ اس کا فرستادہ ہی ہوتا ہے اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں اور جو غیب کی خبر خدا سے پاکر دیوے اس کو عربی میں نبی کہتے ہیں۔ اسلامی اصطلاح کے معنے الگ ہیں اس جگہ محض لغوی معنے مراد ہیں"۔

(اربعین نمبر ۲ حاشیہ صفحہ ۱۸)

دیکھا آپ نے ! حضرت نے خود وضاحت کردی کہ مجازی یا استعارۃً نبوت سے اصل نبوت مراد نہیں بلکہ محض محدثیت مراد ہے اور یہ بھی فرمادیا کہ رسول اور نبی کے الفاظ استعارہ کے رنگ میں استعمال ہوتے ہیں یا لغوی معنوں میں۔ اسلامی اصطلاح کی رو سے نہیں ہوتے۔ ایک عقلمند کے لئے جسے صداقت سے مناسبت ہو اس بات کا سمجھ لینا کچھ مشکل نہیں۔ لیکن جن لوگوں کے دماغ میں اعوجاج ہے اور جنہیں صداقت سے کوئی نسبت ہی نہیں وہ کیونکر سمجھ سکتے ہیں؟

بچوں کا صفحہ

سچائی کی برکات

عزیز بچو! تم نے سنا ہوگا کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جو ایک نہایت بزرگ ولی اللہ تھے، اپنی جوانی کے ایام میں علم دین حاصل کرنے کے لئے ایک قافلہ کے ساتھ بغداد سے کسی دوسرے مقام کی طرف سفر کیا، ان دنوں ریل وغیرہ نہ ہوتی تھی۔ لوگ پیدل ہی سفر کیا کرتے تھے، اور کئی کئی آدمی قافلے بنا کر سفر کرتے تھے، کیونکہ رستہ میں جنگلوں اور بیابانوں میں چوروں اور ڈاکوؤں کا خطرہ ہوتا تھا، اتفاق ایسا ہوا کہ جس قافلہ کے ساتھ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سفر کر رہے تھے۔ ان پر رستہ میں ایک جگہ ڈاکہ پڑ گیا، چوروں نے گھیرا ڈال کر ان سب کو لوٹ لیا، سید عبدالقادر جیلانی رح بھی جو ایک معمولی درویش کی صورت رکھتے تھے، چوروں نے پوچھا:—

"لڑکے! تیرے پاس کچھ ہے؟"

"ہاں میرے پاس چالیس مہریں ہیں جو میرے پیراہن میں سلی ہوئی ہیں"۔ انہوں نے جواب دیا۔

یہ جواب سُن کر چور بہت حیران ہوئے کہ یہ لڑکا کیوں ایسی بات کہہ رہا ہے۔ جس کا ہمیں پتہ نہیں اور اگر وہ نہ بتاتا تو ہم اس کی فقیرانہ صورت سے سمجھ ہی نہ سکتے تھے کہ اس کے پاس بھی مال ہوگا۔ وہ انہیں اپنے سردار کے پاس لے گئے اور اس کو قصہ سُنایا۔ سردار نے اُن سے پوچھا۔

"لڑکے! کیا یہ بات سچ ہے؟ کہ تمہارے پاس چالیس مہریں ہیں"؟

"ہاں یقیناً میرے پاس ہیں اور میرے پیراہن کے اندر سلی ہوئی ہیں" آپ نے جواب دیا۔

یہ جواب سُن کر چوروں کے سردار نے حکم دیا کہ آپ کے پیراہن کے اندر کی سلائی کھول کر دیکھا جائے چنانچہ جب سلائی کھولی گئی تو چالیس مہریں اس میں سے برآمد ہوئیں یہ دیکھکر چوروں کے سردار نے آپ سے کہا کہ تم نے ان مہروں کا پتہ ہم کو دیا جبکہ ہم معلوم بھی نہ کر سکتے تھے کہ تمہارے پاس کچھ ہے"

آپ نے جواب دیا کہ "میری ماں نے مجھے روانہ ہوتے وقت نصیحت کی تھی کہ بیٹے خواہ کچھ ہو جائے جھوٹ کبھی نہیں بولنا اس لئے جب مجھ سے پوچھا گیا تو میں نے جھوٹ نہیں بولا اور سچی بات کہدی۔

یہ سُن کر چوروں کا سردار رو پڑا اور چیخ مار کر کہا کہ میں نے آج تک اپنے رب کا ایک حکم بھی نہیں مانا اور تمام عمر چوری، ڈاکہ زنی اور لوٹ مار میں گذری، یہ لڑکا اپنی ماں کا اسقدر فرمانبردار ہے۔ کہ اس کے حکم سچ بولنے میں اس کو اپنے لٹ جانے کا بھی دریغ نہیں، میں آج سے توبہ کرتا ہوں، آئندہ میں ایک سچے مسلمان کی طرح احکام الٰہی کی متابعت میں زندگی بسر کروں گا۔

اپنے سردار کی اس بات کو سن کر اور حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح کی راستبازی کو دیکھ کر باقی چوروں نے بھی توبہ کرلی۔

کہتے ہیں یہ پہلی کرامت تھی جو حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے وقوع میں آئی اور اسی واقعہ کے پیش نظر یہ کہا جاتا ہے کہ

آپ نے چوروں کو قطب بنایا

سبق— حضرت سید عبدالقادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس واقعہ سے دو سبق ملتے ہیں ایک یہ کہ آپ اپنی والدہ محترمہ کے پورے فرمانبردار تھے اور ان کے حکم کی تعمیل اپنا ضروری فرض سمجھتے تھے، خواہ جان پر بن جائے ورنہ وہ یہ خیال کر سکتے تھے، کہ والدہ کا حکم ماننے سے جان پر بنتی ہے

(باقی بر صفحہ ۱۲)

اسلامیات

بچوں کیلئے دینی اسباق

— از مرتضےٰ خان حسن —

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کام

۱— بچو! اللہ تعالیٰ بڑی طاقتوں اور قدرتوں کا مالک ہے۔ کسی انسان کی کیا طاقت کہ وہ اس کی قدرت کے کاموں کو گن سکے۔ زمین و آسمان کا ذرّہ ذرّہ اس کی قدرت کی گواہی دے رہا ہے۔ وہ ہمیں نظر نہیں آتا۔ ہماری آنکھیں اس کو دیکھ نہیں سکتیں مگر وہ اپنی قدرتوں سے پہچانا جاتا ہے

وہی ہر پھول میں جلوہ نما ہے ٭ وہی ہر باغ میں رونق فزا ہے۔

۲— بچو! اگر تم خدا کے کاموں میں غور کرو گے تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ خدا اپنے کاموں میں بے نظیر اور بے مثال ہے۔ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ان چیزوں میں جو اس نے بنائی ہیں اس نے ایسی عجیب و غریب صنعتیں اور کاریگریاں رکھی ہیں کہ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے اور دل اس کی عظمت کے سامنے جھک جاتا ہے۔ اس زمین کو ہی لو جس پر ہم رہتے ہیں۔ بظاہر تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساکن یعنی ٹھہری ہوئی ہے۔ اور سورج جو ہمارے سر پر چمکتا ہے۔ یہ حرکت کرتا یعنی چلتا ہے۔ لیکن دراصل ایسا نہیں ہے بلکہ اس کے بالکل اُلٹ ہے۔ سورج حرکت نہیں کرتا۔ بلکہ زمین حرکت کرتی ہے۔ اور سورج کے سامنے چکر کاٹتی ہے۔

تم ہر روز دیکھتے ہو کہ دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن آتا ہے۔ جانتے ہو یہ کس طرح سے ہو رہا ہے۔ اس کی وجہ وہی زمین کا سورج کے سامنے گھومنا ہے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ زمین سورج کے سامنے چوبیں گھنٹے میں ایک دفعہ....... چکر لگاتی ہے۔ اس چکر میں زمین کا جو حصہ سورج کے سامنے ہوتا ہے وہ روشن ہوتا ہے، اور وہی دن ہے اور جو حصہ سورج سے اوجھل ہوتا ہے وہ تاریک ہے اور وہی رات ہے۔ تم ابھی چھوٹے بچے ہو، ان باتوں کو اچھی طرح سمجھ نہیں سکو گے۔ سردست ہم تم کو اللہ تعالےٰ کی قدرت کی ایسی باتیں بتاتے ہیں جو تم آسانی سے سمجھ سکو۔

۳— معلوم نہیں تمہیں کبھی کوئی جنگل یا پہاڑ یا دریا دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے یا نہیں؟ ان میں اللہ تعالےٰ کے بڑے بڑے عجائبات ہیں جنہیں ہم گن نہیں سکتے۔ جنگل کو دیکھو رنگ رنگ کی نباتات اور قسم قسم کے درختوں کی ایک بہت بڑی دُنیا آباد ہے۔ درختوں کی قطاروں کی قطاریں میلوں تک چلی گئی ہیں۔ بعض حصے اس قدر گھنے ہیں کہ اُن میں سے سورج کی کرنیں بھی گذر نہیں سکتیں۔ جو جانور ان حصوں میں پیدا ہوتے ہیں وہ روشنی نہ ہونے کی وجہ سے اندھے ہی پیدا ہوتے ہیں اور اندھے ہی مر جاتے ہیں۔ افریقہ کے بعض گھنے جنگلوں کا یہی حال ہے۔ ان جنگلوں میں ادنےٰ اعلےٰ ہر قسم کی لکڑی پائی جاتی ہے جس سے دنیا کا کاروبار چلتا ہے۔ اگر یہ جنگلات نہ ہوں اور یہ لکڑی نہ مل سکے تو ظاہر ہے کہ دنیا کے بہت سے کام کاج رُک جائیں اور سخت تکلیف کا سامنا ہو۔ خداوند تعالےٰ نے انسان کی ضرورت کے تمام سامان مہیا کر دیئے ہیں۔

بعض لکڑیاں بڑی بڑی قیمت پاتی ہیں۔ مثلاً آبنوس۔ عود۔ صندل۔ عود اور صندل نہایت خوشبودار لکڑیاں ہوتی ہیں لوگ صندل کا شربت

(باقی بر صفحہ ۱۳)

سچائی کی برکات

(بسلسلہ صفحہ ۱۱)

اور چوروں نے اگر مہریں لے لیں تو سفر میں تہی دست ہو جاؤں گا۔ اس لئے جھوٹ بول کر چھٹکارا حاصل کر لیا جائے؛ نہیں ایسا خیال بھی اُن کے دل میں نہ آیا اور انہوں نے والدہ کے حکم کے مطابق سچ بول دیا۔

دوسرا سبق یہ ہے کہ سچ بولنے سے انسان کی عزت بڑھتی ہے، اور دشمنوں پر بھی اچھا اثر پڑتا ہے حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اگر جھوٹ بول دیتے، تو ممکن تھا کہ اس صورت میں مہریں بچ جاتیں اور انہیں تکلیف نہ ہوتی، اگرچہ چوروں کو شک پڑ جانے پر لٹ جانے اور جان جانے کا بھی خطرہ تھا۔ لیکن ان کے سچ بولنے سے نہ صرف والدہ اور خدا تعالےٰ کی فرمانبرداری انہوں نے کی بلکہ چوروں نے بھی توبہ کر لی اور نیک رستہ پر لگ گئے اور اس طرح بے شمار مخلوق ان کے ظلم و ستم سے بچ گئی اور آج تک یہ واقعہ لوگوں کی نظروں میں سید عبدالقادرؒ کی عزت و عظمت کو بلند کرنے کا موجب ہے سو بچو! تم بھی سچ بولنا اپنا شعار بناؤ، اور جھوٹ سے کبھی کام نہ لو، خواہ کتنی بھی مصیبت پیش آجائے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کام

(بسلسلہ صفحہ ۱۱)

بھی بناتے ہیں جسے شوق سے پیا جاتا ہے جنگل کے بڑے بڑے درختوں کو اُکھیڑنا اور گرانا کوئی آسان کام نہیں۔ یہ کام ہاتھی سے لیا جاتا ہے۔ وہ سونڈ سے بڑی بڑی لکڑیوں کو توڑ ڈالتا ہے اور ٹکر مار مار کر بھاری درختوں کو جڑ سے اکھیڑ دیتا ہے۔

(باقی پھر)

امریکہ میں تبلیغ اسلام (بسلسلہ صفحہ ۷)

کی کتب کی وہ عبارات جن کو اسکے علماء راز اور معمے سمجھتے تھے وہ سب بفضلہ میں نے حل کر دیئے ہیں اس سفر میں جس شخص نے بھی اس کتاب کو دیکھا ہے وہ اسے ایک اعلیٰ پایہ کی عجیب کتاب سمجھتا ہے میکالی صاحب پڑھنے کے لئے لے گئے تھے جب واپس لائے تو بہت تعریف کرتے تھے اور ڈھیرا۔ کی بیوی آئی اور وہ پڑھنے کے لئے لے گئی، ٹرینیڈاڈ اور ڈچ گیانا میں میں نے اس پر لیکچر دیئے اور مختلف مذاہب کے علماء کو اس پر اعتراضات کرنے کے لئے وقت دیا۔ چونکہ دوست مجبور کرتے ہیں کہ اخبار پیغام صلح میں کام کی رپورٹ شائع ہونی چاہیئے اس لئے میں نے یہ چند سطور لکھدی ہیں ❊

بقیہ پیغامات تعزیت

(بسلسلہ صفحہ ۶)

جہلم

بخدمت جناب سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

اخبار پیغام صلح میں حضرت ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی وفات کا پڑھکر سخت صدمہ ہوا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ یوں تو ہر شخص کا وفات پانا آئے دن کے واقعات ہیں مگر ایسے لوگوں کا وفات پانا جو خدمت دین کے لئے وقف ہوں انتہائی رنجدہ امر ہے پھر جماعت احمدیہ لاہور کے معزز ارکان میں سے بزرگوں کا جدا ہوتے جانا سخت تشویش کا باعث ہے حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس میں بیٹھنے والے لوگ اب کہاں۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت ڈاکٹر صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلےٰ جگہ عطا فرمائے اور جماعت کو جو صدمہ ہوا اس کی اپنے فضل سے تلافی فرمائے۔ میری طرف سے اور جماعت جہلم کی طرف سے حضرت ڈاکٹر صاحب کے تمام لواحقین سے اظہار تعزیت فرما دیں اور صبر کی تلقین فرما دیں اللہ تعالےٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اس کے آگے کسی کی پیش نہیں جاتی صبر کے سوا چارہ نہیں۔ والسلام

محمد عبداللہ

ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب ملتان

ملتان۔ مورخہ ۳۰-۹-۵۹

بخدمت جناب چوہدری صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مزاج شریف۔ مجھے آج ایک ڈاکٹر دوست کی زبانی معلوم ہوا کہ قبلہ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب اتوار ۲۷ کو وفات پا گئے ہیں، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اس خبر سے جس قدر صدمہ ہوا وہ بیان سے باہر ہے۔ اللہ تعالےٰ کے حضور میں درد دل سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کی روح پر اپنے بے شمار افضال و برکات نازل فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین ثم آمین۔ ڈاکٹر صاحب کی وفات ایک بہت بھاری قومی صدمہ ہے جس کی تلافی ناممکن ہے۔ اللہ تعالےٰ ہی کوئی ان جیسا مرد مجاہد پیدا کر دے اور جو نقصان ہوا ہے اس کی تلافی ہو جائے تو الگ بات ہے ورنہ جماعت میں تو کوئی ایسا جری القلب انسان نظر نہیں آتا بس سوائے دعا اور صبر کے اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ ہم سب اللہ تعالےٰ کے حضور میں دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ہمیں صحیح راہ پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔

مجھے معلوم نہیں کہ ڈاکٹر صاحب مرحوم کے لڑکے کہاں کہاں ہیں، انہیں میرا پیغام تعزیت پہنچا دیں۔

خاکسار

عطاء اللہ ۶-۱۰-۵۹

خطبہ جمعہ — بسلسلہ صفحہ ۵

تاریخ کی شہادت

یہ اعلان کتنا خوبصورت اور آپ کے خدا رسیدہ ہونے اور قرب الٰہی کی کتنی زبردست شہادت ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور تاریخ اس پر گواہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے بڑے بڑے خدا رسیدہ اولیاء اللہ اور غوث اور قطب پیدا ہوئے۔

ہمارے اس زمانہ میں بھی ایک شخص پیدا ہوا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے محدثیت کا مرتبہ ملا۔ اللہ تعالےٰ اُن سے ہم کلام ہوا۔ اور ایک دنیا نے ان کی پیشگوئیوں کو پورا ہوتے دیکھا۔ یہ نتیجہ ہے اس تعلیم پر چلنے کا جس کا ذکر ان کنتم تحبون اللہ میں کیا گیا ہے اور اس تعلیم پر چل کر ہر زمانہ میں وہ اولیاء اللہ نظر آتے جن کو مجدد و محدث تسلیم کیا گیا مسلمانوں کی اس مقدس تاریخ کو جھٹلانا اور یہ کہدینا کہ مجدد و محدث کا تسلیم کرنا مجوسی خیالات کا تتبع کیا ہے، حضور علیہ السلام کی حدیث کی تکذیب ہے جو آئمہ دین کے نزدیک صحیح ہے اور جس کو تاریخ بھی صحیح ثابت کرتی ہے ❊

ایک اور تارا ڈوب گیا

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۲)

ڈاکٹر صاحب موت کو ہر وقت یاد رکھتے تھے اور بارہا اس کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ اور مجھے یقین ہے کہ جس حوصلہ اور مردانگی سے ساری زندگی بسر کی تھی، اسی مردانگی سے موت کی منزل طے کی ہوگی۔

میں کتنا بدقسمت ہوں کہ جو ساری عمر ہم سفر رہا انکے آخری سفر پر ان کے جنازہ کو کندھا بھی نہ دے سکا!

یہ چند لفظ ہی ایک حقیر آخری تحفہ ہیں جو پیش کر سکتا ہوں، گو میں جانتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب ان کو پڑھ کر پھاڑ ہی دیتے کیونکہ وہ گمنامی پسند تھے اور ہر قسم کی خود نمائی اور خودستائی سے طبعًا نفرت کرتے تھے۔

میں جانتا ہوں یہ سطور لکھتے وقت میں ان کی خواہش کی خلاف ورزی کر رہا ہوں، مگر میں نے انکے لئے نہیں لکھا۔۔۔، انہوں نے خدا سے معاملہ کیا اور خدا سے جزا لینے پہنچ گئے میں ایک تو اپنے درد دل کا اظہار کر رہا ہوں اور نیز یہ چند تاثرات سلسلہ کی ایک متاع عزیز سمجھ کر انہیں محفوظ کرنا چاہتا ہوں، تاکہ آنیوالی نسلیں اس ایک اور ڈوب جانیوالے تارے کی کچھ چمک دمک دیکھ سکیں اور دیکھ کر انہی شاندار اسلامی روایات کی سربلندی کے لئے زندگی وقف کریں جو ڈاکٹر صاحب کی زندگی کا شعار ہیں۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ۔ [illegible] ملتان

پیغام صلح ۸ ستمبر ۱۹۵۹ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ ۲۹/۷

[illegible] مرکزیہ رو ڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور پاکستان

ہر ماہ کی ۱۔ ۸۔ ۱۵۔ ۲۲ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

تار کا پتہ :- "تبلیغ" لاہور

ٹیلیفون نمبر :- ۷۴۷۴

ایڈیٹر :- دوست محمد

اسسٹنٹ ایڈیٹر :- بشیر احمد سوز

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۴۷ | یوم پنجشنبہ مؤرخہ ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۹۵۹ء | نمبر ۴۰

میرا یہ مذہب ہے کہ جب تک ایک دشمن کے لئے بھی دُعا نہ کی جائے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا

بخل کو کام میں لا کر کسی شخص کے ساتھ ذاتی دشمنی نہیں کرنی چاہیئے

فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے بڑا حق یہی ہے کہ صرف اسی کی عبادت کی جائے۔ اور یہ عبادت کسی ذاتی غرض پر مبنی نہ ہو۔ بلکہ اگر دوزخ اور بہشت نہ بھی ہوں۔ تب بھی اس کی عبادت کی جائے۔ اور اس ذاتی محبت میں جو مخلوق کو اپنے خالق سے ہونی چاہیئے کوئی فرق نہ آسکے۔ اس لئے ان حقوق کی ادائیگی میں دوزخ اور بہشت کا سوال نہیں ہونا چاہیئے۔ بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی کرنے میں میرا یہ مذہب ہے۔ کہ جب تک ایک دشمن کے لئے بھی دُعا نہ کی جائے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ میں اللہ تعالیٰ نے کوئی قید نہیں لگائی۔ کہ دشمن کے لئے دعا کرو تو قبول نہیں کروں گا۔ بلکہ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے لئے بھی دعا کرنا سنت نبوی ہے۔ حضرت عمرؓ انہی دعاؤں کے ذریعہ سے مسلمان ہوئے۔ کیونکہ آنحضرت صلعم آپ کے لئے اکثر دعائیں فرمایا کرتے تھے۔ اس لئے بخل کو کام میں لا کر کسی شخص کے ساتھ ذاتی دشمنی نہیں کرنی چاہیئے۔ اور فی الحقیقت موذی نہیں بن جانا چاہیئے۔ شکر کی بات ہے۔ کہ ہمیں اپنا کوئی دشمن نظر نہیں آتا۔ جس کے لئے دو تین مرتبہ دعا نہ کی ہو۔ مجھے تو ایک بھی یاد نہیں۔ اور یہی تعلیم میں تم کو دیتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے کہ کسی شخص کو سخت ایذا پہنچائی جائے اور ناحق بخل کی راہ سے دشمنی کی جائے ایسا ہی بیزار ہے جیسا کہ وہ نہیں چاہتا کہ کوئی اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا جائے۔ ایک جگہ وہ فصل نہیں چاہتا اور ایک جگہ وصل نہیں چاہتا۔ یعنی بنی نوع انسان کا فصل اور اپنا کسی غیر کے ساتھ وصل۔ اور یہ یہی راہ ہے۔ کہ منکروں کے لئے بھی دُعا کی جائے کیونکہ اس سے سینہ صاف اور انشراح پیدا ہوتا ہے اور ہمت بلند ہوتی ہے۔ اس لئے جب تک ہماری جماعت یہ رنگ اختیار نہیں کرتی۔ اس میں اور اس کے غیر میں پھر کوئی امتیاز نہیں ہے۔ میرے نزدیک یہ ضروری امر ہے کہ جو شخص ایک دوسرے شخص کے ساتھ محض دین کے لئے دوستی کرتا ہے اور اس دوست کے عزیزوں میں کوئی ادنےٰ درجہ کا آدمی ہو تو اس کے ساتھ بھی نہایت رفق اور ملائمت کے ساتھ پیش آنا چاہیئے اور اس سے بھی محبت کرنی چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے ؎

بداں را بہ نیکاں بہ بخشند کریم

پس تم لوگ جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو۔ تمہیں ایسی قوم بن جانا چاہیئے جس کے بارہ میں فرمایا گیا ہے فَاِنَّھُمْ قَوْمٌ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ یعنی وہ ایسی ہے کہ ان کا ہم جلیس بدبخت نہیں ہوتا۔ یہ خلاصہ ہے اس الٰہی تعلیم کا جو تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ میں پیش کی گئی ہے۔

(الحکم جلد ۶ صفحہ ۲۹)

جو مشتبہ باتوں سے بچا

اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچا لیا

نعمان بن بشیرؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ :-

"حلال بھی کھلا ہوا ہے اور حرام بھی کھلا ہوا ہے اور دونوں کے درمیان مشتبہ باتیں ہیں جن کو بہت لوگ نہیں جانتے۔ پس جو مشتبہ باتوں سے بچا اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچا لیا، اور جو شخص مشتبہ باتوں میں پڑا اس کی مثال اس چرواہے کی ہے جو چراگاہ کے آس پاس چراتا ہے قریب ہے کہ اس کے اندر پڑ جائے۔ سنو! ہر بادشاہ کیلئے چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ کی چراگاہ اس کی زمین میں اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں، سنو! جسم میں ایک ٹکڑا گوشت کا ہے جب وہ درست ہو تو سارا جسم درست رہتا ہے اور جب وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے، سنو! اور وہ دل ہے۔

نوٹ :-

اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزیں ایک چراگاہ کے طور پر ہیں اُن میں اور اپنے درمیان ایک حاجز یعنے روک بنا لینی چاہیئے اور وہ روک یہ ہے کہ جو امور حرام سے ملتے جلتے ہیں انہیں بھی ترک کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے ایسی حالت میں اگر ٹھوکر بھی لگے گی تو انسان بڑے گناہ میں مبتلا ہونے سے بچ رہے گا، پھر فرمایا کہ سب کچھ تو قلب کی اصلاح پر منحصر ہے پس اسکو درست حالت میں رکھو یعنے اس میں ردّی خیالات مت آنے دو، وہ ردّی خیالات مشتبہات ہیں، جسمانی قلب کے مقابل پر روحانی قلب ہے، جیسا کہ قرآن شریف میں ہے ان فی ذالک لذکریٰ لمن کان لہ قلب (فضل الباری)

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا * گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

تبلیغی خط و کتابت

اس عنوان کے نیچے وہ خطوط درج کئے جاتے ہیں جو انجمن کی تبلیغی ڈاک کے جواب میں موصول ہوتے ہیں۔

از:- افیسر انچارج بلادِ غیر

نائیجیریا

ترجمہ خط از اے۔او۔او۔کلیم۔ ایشپا نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کا ارسال کردہ لٹریچر مل گیا، شکریہ۔ میں نے لٹریچر کو گہری دلچسپی کے ساتھ بڑے غور سے مطالعہ کیا اور تسلی بخش پایا۔

میرا ارادہ یہاں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی شاخ قائم کرنے کا ہے۔ یہ نظام عین" ہدایات برائے ممبران کے پیراگراف تین کے مطابق مرتب ہوگا۔ اس جماعت کا ہر ممبر خدمت اسلام کے لئے اپنے آپ کو تیار کریگا۔

میں یوروبا میں ایک بک سٹال بھی کھولنا چاہتا ہوں اور کچھ ٹیکسٹ بکس بھی تالیف کرنے کا عنقریب انتظام کر رہا ہوں۔ اس بک سٹال میں عربی کتب بھی شامل کی جائیں گی۔

یہ بھی اطلاعاً عرض کرتا ہوں کہ میرے پاس سرمایہ بھی نہیں اور نہ مالی مدد کی کسی سے امید ہے۔ میرے والدین غریب تھے۔ موجودہ حالت میں نے بفضلہ اپنی انتہائی محنت سے حاصل کی ہے۔

میں والد کی وفات کے وقت کل سوا نو سال کا تھا۔ مجھے سنہ ۱۹۴۰ء میں عربی اسکول میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجا گیا۔ میں انیس اکتوبر سنہ ۱۹۳۰ء میں پیدا ہوا تھا۔ میں نے ایلیمنٹری سرٹیفکیٹ سنہ ۱۹۵۱ء میں حاصل کیا۔ دو سال کی سلسلہ تعلیم کی ملازمت کے بعد میں نے انصار الدین ٹیچرز ٹریننگ کالج اوٹا نائیجیریا میں سنہ ۱۹۵۴/۱۹۵۵ء میں ٹریننگ حاصل کی۔ ٹریننگ کے بعد میں نے اعزازی طور پر مفصلہ ذیل ذمہ داریوں کا بوجھ سنبھالا۔

(۱) فیڈرل فنانشل سیکرٹری مسلم سٹوڈنٹ سوسائٹی نائیجیریا سنہ ۱۹۵۷ء

(۲) پریزیڈنٹ ایم۔ ایس۔ ایس ایشیا برانچ سنہ ۱۹۵۷/۱۹۵۷ء

(۳) جنرل سیکرٹری عربی لومقباسو سائٹی ایشیا سنہ ۱۹۵۶ء

(۴) جنرل سیکرٹری نثرافا دین سوسائٹی ایشیا

(۵) فنانشل سیکرٹری پی۔ ڈبلیو۔ ڈی فٹ بال کلب ایشیا

(۶) جنرل سیکرٹری زمرۃ الاسلامیہ سوسائٹی ایشیا

ملازمت:- میں نور الدین سکول کا سنہ ۱۹۵۶ء میں ہیڈ ماسٹر رہا اور پھر بطور سیکرٹری کمیٹی ڈسٹرکٹ کونسل دفاتر ایشیا کام کر رہا ہوں (سنہ ۱۹۵۹ء)

ان تمام ذمہ داریوں کی ادائیگی میں میری غرض محض خدمت اسلام تھی۔ اب آپ اپنے نکتہ نظر اور ارشادات سے مجھے مطلع فرمائیں (انہیں لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔)

فلپائن

ترجمہ خط از مس آمنہ محمد۔ فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے قیمتی لٹریچر اور آپ کا شفقت آمیز اور کریمانہ خط ملا گیا۔ پارسل میں تھیوزان ہیوں آن دی ارتھ شامل نہیں تھی۔ (یہ کتاب انہیں رجسٹری کے ذریعہ ۷/۹/۵۹ کو بھیجی گئی تھی جواب مل گئی ہوگی۔ غلام قادیانی) ..... میں اس سے پہلے نہیں لکھ سکی کیونکہ میرے پاس پیسے نہیں ہماری قوم غریب ہے۔

آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر سے جو اقتباسات لکھ کر خط میں بھیجے ہیں اس کے لئے آپ کا بہت بہت شکریہ۔

مجھے آپ ہمیشہ ایسے روح افزا اور تسکین بخش اقتباسات بھیجتے رہا کریں عین نوازش ہوگی۔

میرے لئے دعا فرمائیں کہ میں اپنی تعلیم مکمل کر کے آپ کے ساتھ مل کر خدمت اسلام کرتی رہوں میں پاکستان میں زندگی گذارنا چاہتی ہوں۔ آپ نے مجھے Does God hear prayer بھیجکر بہت بڑا احسان فرمایا ہے مجھے ایسی دعاؤں اور ان کی تسلی کی بہت ضرورت تھی۔ آپ میری روحانی تربیت کا بہت خیال فرما رہے ہیں اللہ تعالےٰ آپ پر اور انجمن پر رحمت کی بارشیں نازل فرمائے۔

اللھم صل علے محمد وعلی آل محمد

جنوبی افریقہ

ترجمہ خط از سیکرٹری ڈیویکانگ اسلامک ریسرچ سرکل ٹرانسوال۔ جنوبی افریقہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کا ارسال کردہ رجسٹرڈ پارسل ملا جس میں اور کتب کے ساتھ جیزز ان ہیون آن ارتھ بھی شامل تھی۔ آپ کی مہربانی کا بہت بہت شکریہ افسوس ہے کہ جیزز ان ہیون آن ارتھ کا نسخہ سمندری پانی سے اس قدر مسخ ہو گیا ہے کہ پڑھا بھی نہیں جا سکتا۔ اس واقعہ سے اگرچہ ہمیں انتہائی درجہ مایوسی ہوتی ہے۔ تاہم ہم لوگ آپ کے بہت ممنون ہیں کہ آپ ہمارے سرکل کی بہت مدد فرما رہے ہیں۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ آپ کی انجمن پر ہزارہا برکات نازل فرمائے جس کی کوششوں سے اسلامی روشنی دنیا کے کونے کونے میں پہنچ رہی ہے صرف آپ کی ہی بدولت ہم اسلام کی صحیح تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ہم نے کتاب کے نقصان ہونے کے متعلق ڈاک خانہ میں شکایت درج کرادی ہے۔

چین

ترجمہ خط از مسٹر یوسف ایم ایس پن شو۔ تائیوان چین پیپلک

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا گرامی نامہ مورخہ ۱۲/۹/۵۹ ملا ......

...... ہماری لائبریری کے لئے قرآن شریف اور مینول آف حدیث پر مشتمل ایک پارسل ہمیں موصول ہو چکا ہے۔ اس عنایت کے لئے ہم آپ کی انجمن کے بہت ممنون ہیں۔

ہم آپ کی مندرجہ ذیل کتب کا چینی زبان میں ترجمہ کر کے شائع کر چکے ہیں:-

(۱) پرافٹ آف اسلام

(۲) اسلامک لا آف میرج اینڈ ڈائیورس

(۳) لونگ تھاٹس آف پرافٹ محمدؐ

(۴) مینول آف حدیث (ترجمہ تیار ہو گیا ہے عنقریب چھپ جائے گی)

(۵) ٹیچنگز آف اسلام (اس کا ترجمہ چینی اسلامک ریویو میں شائع ہو رہا ہے)

(۶) ارلی کیلیفیٹ (ترجمہ شروع ہے)

(۷) قرآن شریف کے چینی ترجمہ اور تفسیر کی تیاری ہو رہی ہے۔

ہم نے آپ کو سمندری ڈاک کے ذریعہ پندرہ کاپیاں لونگ تھاٹس کے چینی ترجمہ کی ارسال کر دی ہیں۔

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجا جا رہا ہے)

بھارت

ترجمہ خط از علاؤالدین احمد پروفیسر یونٹی ہزاری باغ بہار انڈیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کا خط نمبر ۱۱۷۴ مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۵۹ء اور ایک کتابچہ موسومہ "غلام احمد قادیانی" پہنچا۔ میرے خیال میں ہر مسلمان کو صرف اللہ تعالےٰ اور اس کے آخری نبیؐ کے بتائے ہوئے راستوں پر ہی چلنا کافی نہیں ہے بلکہ کچھ وقت خدمت اسلام کے لئے خصوصاً غیر مسلموں میں تبلیغ کے لئے بھی ہونا چاہیئے۔ اسی لئے میں احمدیہ تحریک کی کافی قدر کرتا ہوں۔ وہ کام جو یہ تحریک اسلام کی خاطر کر رہی ہے وہ قابل تعریف ہے اور دوسرے مسلمانوں کے لئے ایک مستحسن مثال ہے۔ میں نے کتابچہ موسومہ "غلام احمد قادیانی" وصول کیا ہے اور اسے اچھی طرح پڑھا ہے۔ لیکن اس کے لئے گہرا مطالعہ درکار ہے آج کل میں بڑا مصروف ہوں اس لئے میں پندرہ دن کے بعد کتابچہ کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کروں گا۔ میں کالج لائبریری کے لئے ایک کاپی انگریزی ترجمہ قرآن پیش کرنا چاہتا ہوں کیا آپ مجھے بھیج سکتے ہیں۔

(انہیں خط اور قرآن شریف بھیجا جا رہا ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۵۹ء

مصنّف "دو نبی" کی علمیت

(۲)

اپنے جواب الجواب کی تیسری قسط میں مصنف "دو نبی" لکھتے ہیں :-

"لاہوری مرزائی جماعت مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے بظاہر مرزا کی نبوت کا انکار کرتی ہے مگر مرزا کی نبوت و رسالت کی صاف اقراری تحریروں کو مانتے ہوئے مرزا کو بروزی اور ظلّی نبی مانتے ہیں"

یہ ہے شیخ الجامعہ صاحب کی علمیت، بروزی و ظلّی نبی ماننا اُن کے نزدیک صاف اقرار نبوّت ہے، مثلاً اگر بادشاہ کو ظلّ اللہ کہکر پکارا جائے تو یہ صاف اس کی الوہیت کا اقرار ہے، اگر آئینہ میں شیخ الجامعہ صاحب اپنی شکل دیکھ لیں تو وہ سمجھنے لگیں گے کہ ان کی شکل کا کوئی اور انسان آئینہ کے اندر گھسا ہوا ہے، اور جس طرح کسی گدھے نے کنوئیں یا تالاب کے پانی میں اپنا عکس دیکھ کر یہ سمجھا کہ کوئی اور اس کا ہم شکل اس کے اندر ہے اور اس کو مارنے کے لئے کنوئیں میں چھلانگ لگا کر ڈوب مرا، ڈر ہے شیخ الجامعہ بھی اپنی شکل کسی تالاب میں دیکھ کر اس کو پکڑنے کے لئے چھلانگ نہ لگا دیں۔ کیونکہ ان کے علم کے مطابق بروز بھی اصل ہی ہوتا ہے ؏

اس علم پہ کون نہ مر جائے اے خدا

یہی وہ علم ہے جس کی بناء پر انہوں نے یہ گوہر افشانی فرمائی کہ لاہوری مرزائی مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے مرزا صاحب کو بروزی و ظلّی نبی ماننے کے باوجود ان کی نبوت سے انکار کرتے ہیں، اور یہی وہ علم ہے جس کی بناء پر وہ فرماتے ہیں :-

"مرزا کی وحی کو وحی ولایت قرار دیتے ہوئے مولوی صدرالدین صاحب امیر جماعت لاہوری اخبار پیغام صلح ۷ مارچ ۱۹۵۹ء میں لکھتے ہیں کہ وحی ولایت قیامت تک اولیائے امت پر اُترتی رہے گی، دلیل میں قرآن مجید کی مختلف آیتوں سے استدلال کیا، ان استدلالات کو دیکھ اہل علم کو ہنسی آتی ہے"

سنا آپ نے؟ قرآن مجید کی آیات سے استدلال کرتے ہوئے اگر یہ کہا جائے کہ اولیاء اللہ پر قیامت تک وحی ولایت اُترتی رہے گی تو اس پر شیخ الجامعہ جیسے اہل علم کو ہنسی آتی ہے، اور کیوں نہ آئے جب اُن کا علم ظلّی و بروزی نبوت کو اصلی نبوت قرار دیتا ہے، تو وہ وحی ولایت پر ہنسی نہ اڑائیں تو کیا کریں! یہ الگ امر ہے کہ اولیائے امت کا، جو علم روحانی کے حقیقی معلم ہیں یہ تجربہ ہے کہ وحی ولایت اولیاء امت پر اترتی ہے، اور اترتی رہے گی۔

شیخ الجامعہ صاحب کا ارشاد ہے :-

"شاید موصوف (حضرت امیر) عربی زبان سے محض کورے ہیں، محمد علی صاحب کے زمانے میں یورپ میں مرزائی مبلغ تھے محمد علی لاہوری کے مرنے پر امیر جماعت بن گئے یا عربی زبان سیکھ لی ہو تو گرامر سے ناواقفیت کی وجہ سے صیغہ ماضی سے مستقبل مراد لینے لگ گئے مثلاً كذالك اوحينا اليك روحا من امرنا میں اوحينا ماضی مطلق کے جمع متکلم کا صیغہ ہے جس سے نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک وحی بھیجنا ثابت ہے اس سے قیامت تک وحی اترتی رہے گی کیسے ثابت ہوا؟"

کسی نے سچ کہا ہے کہ مولوی جب دلائل سے عاجز آجاتے تو دوسروں کی عربی دانی کو قابل اعتراض ٹھہرانا اور صیغوں کے جنگل میں جا گھستا ہے۔ اس نام نہاد شیخ الجامعہ سے کوئی پوچھے کیا یورپ میں جو شخص مبلغ بن کر جائے وہ عربی زبان سے کورا ہوتا ہے؟ ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت امیر اور ہمارے تمام مبلغین عربی زبان سے اس قدر واقف ہیں کہ شیخ الجامعہ جیسے عالموں کو آسانی سے پڑھا سکتے ہیں۔

قطع نظر اس بات کے قرآن کریم میں بعض جگہ صیغہ ماضی مستقبل کے معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے اور شیخ الجامعہ کا اس سے انکار کرنا ان کی علمی فرمائگی کا ایک اور ثبوت ہے۔ حضرت امیر کے خطبہ سے جو مثال انہوں نے پیش کی ہے، اس میں حضرت امیر نے اوحينا ماضی مطلق جمع متکلم کو ہرگز مستقبل کے معنوں میں استعمال نہیں کیا اور یہ شیخ الجامعہ کی صریح دھوکہ دہی ہے کہ صیغوں کی آڑ میں اپنے علم کی نمائش کرنے کے لئے ایک بے ثبوت بات انہوں نے حضرت امیر کی طرف منسوب کر دی ہے، ۱۰ر جون کے خطبہ میں كذالك اوحينا اليك روحا من امرنا کے معنے حضرت امیر نے یہ کئے ہیں :-

"ہم نے اپنے امر سے اپنا کلام آپ پر نازل کیا"

اس میں کہاں ماضی مطلق کو قیامت تک کے معنوں میں آپ نے استعمال کیا ہے؟ کیا یہ صریح دھوکا دہی نہیں کہ خواہ مخواہ ایسی بات آپ نے کہہ دی جس کا کوئی ثبوت موجود نہیں؟

اسی خطبہ میں يلقى الروح من امره على من يشاء من عباده کی تفسیر حضرت امیر نے روح المعانی سے نقل کرتے ہوئے بتایا تھا کہ "یہ مفسر آیت يلقى الروح کے نیچے لکھتے ہیں کہ يلقى مضارع کا صیغہ ہے جو فعل حال اور مستقبل دونوں کے معنے دیتا ہے یعنے اللہ تعالےٰ اپنے کلام کا القاء اپنے بندوں پر کرتا رہتا ہے اور کرتا رہے گا، چنانچہ وہ لکھتے ہیں :-

فان الالقاء لم يزل من لدن آدم عليه السلام الى انتهاء زمان نبينا صلعم وهو فى حكم المتصل الى قيام الساعة باقامة من يقوم بالدعوة على ما روى ابوداؤد عن ابى هريرة عن النبى عليه الصلوٰة والسلام انه قال ان الله يبعث لهذه الامة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها دينها اے باحياء ما اندرس من العمل بالكتاب والسنة۔ یعنے یہ القائے وحی آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے نبی صلعم کے زمانہ تک رہا اور وہ قیامت تک کے لئے حکم اتصال رکھتا ہے اس شخص کے کھڑا ہونے سے جو دعوت اسلام کے کام کو لیکر کھڑا ہو جیسا کہ ابوداؤد نے ابی ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر سو سال کے سر پر ایک ایسے شخص کو مبعوث کرتا رہیگا جو اس کے لئے اس کے دین کی تجدید کرے یعنے عمل بالکتاب والسنت سے جو کچھ مٹ جائے اُسے زندہ کرے۔

اس پر شیخ الجامعہ صاحب لکھتے ہیں :-

"وهو فى حكم المتصل الخ

کے معنے تو یہ ہیں کہ آپ کے امتی
آپ کی دعوت الی اللہ کو قیامت تک
جاری رکھنے کی وجہ سے الیٰ یوم
التلاق یعنے قیامت کے دن تک
جاری رہنا حکماً درست ہوگا حقیقۃً نہیں
اس سے کہاں ثابت ہوا کہ وحی قیامت
تک اترتی رہے گی"

یہ شیخ الجامعہ کا ایک اور علمی شاہکار ہے کہ صاحب تفسیر روح المعانی تو حدیث مجدد کو نقل کرکے بتاتے ہیں کہ وحی کا قیامت تک جاری رہنا حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ سے حکم اتصال رکھتا ہے اور پھر تمام بزرگان امت اور اولیائے کرام کی تاریخ ان الہامات و کشوف سے بھری پڑی ہے جو ان پر نازل ہوتے رہے، اور جو اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ وحی ولایت قیامت تک جاری ہے، اور یہی روح المعانی کی مندرجہ بالا عبارت کا مطلب ہے، لیکن شیخ الجامعہ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ حکماً درست ہوگا حقیقۃً نہیں یعنی حقیقتاً وحی جاری نہیں رہے گی، معلوم نہیں انہیں اس میں کیا استبعاد نظر آتا ہے؟ انہیں غور کرنا چاہیئے کہ اگر وحی ولایت قیامت تک جاری نہیں رہ سکتی تو ان محدثین کو آپ کیا کہیں گے جنہوں نے اللہ تعالےٰ سے مکالمہ و مخاطبہ کا دعوےٰ کیا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو کہاں لے جائیں گے جس میں غیر انبیاء کے ساتھ مکالمہ الٰہیہ کی خبر دی گئی ہے۔

رجال یکلمون من غیر
ان یکونوا انبیاء

افسوس ہے، شیخ الجامعہ اور ان کے ہم نوا وحی ولایت کا انکار کرکے نہ صرف امت محمدیہ کے خیر الامم ہونے سے انکاری ہیں، بلکہ ان ہزارہا اولیاء اللہ اور محدثین کرام پر جنہوں نے اپنے کشوف والہامات لکھے ہیں، خدا تعالےٰ پر جھوٹ باندھنے کا الزام لگا رہے ہیں اور یہ سب کچھ حضرت مسیح موعودؑ سے دشمنی اور عناد کا نتیجہ ہے، انہیں اس حدیث قدسی پر غور کرنا چاہیئے من عادلی ولیاً فاذنتہ للحرب جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے ولی سے دشمنی کرنا خدا سے لڑائی مول لینا ہے۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بفضلہ تعالےٰ بخیر و عافیت ہیں۔

—— ملک عبدالغنی صاحب (امپیریل الیکٹرک کمپنی لاہور) اپنی آنکھوں کے علاج کیلئے ویانا تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ یہ سننا موجب مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ان کی آنکھوں کا اپریشن ۳۰ ستمبر کو ہو گیا۔ ان کی صحت کاملہ کے لئے احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے۔

—— مدیر پیغام صلح کے بھائی ملک کرم الٰہی صاحب کچھ دنوں سے صاحب فراش ہیں۔ ۲۲ ستمبر کو دوپہر کے وقت ایک دم کھانسی ہوئی اور منہ کے راستہ خون کا فوارہ چل پڑا اور بے ہوش ہو گئے۔ اسی وقت میو ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ وہاں سے ۲۸ ستمبر کو لاعلاج کر کے ڈسچارج کر دیا گیا، اب گھر پر ہی زیر علاج ہیں، حالت تشویشناک ہے۔ احباب کرام سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

—— کرنل عبدالعزیز صاحب (آزاد کشمیر) کے صاحبزادہ ظفر اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ کرنل صاحب ممدوح ایک مصیبت میں گرفتار ہیں، ان کی مخلصی کے لئے احباب سے دعا کی درخواست کی جاتی ہے۔

وفات

ممتاز احمد صاحب (بلدہ ملتی) لکھتے ہیں کہ میرے ماموں صاحب میاں بھو کا ان کے گاؤں چکرالی ضلع شیخوپورہ میں انتقال ہو گیا ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

دعا ہے اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت نصیب کرے ×

× اخبار احمدیہ (بقیہ کالم ۲)

اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

—— مولوی فضل الرحمان صاحب کارکن دفتر انجمن لکھتے ہیں:— "پچھلے دنوں قبلہ والد صاحب علیل تھے اب وہ خط میں لکھتے ہیں کہ اب کچھ افاقہ ہے احباب جماعت کی دعاؤں کا شکریہ ادا کیا جائے۔ اور مکرر دعائیں جاری رکھ کر مشکور فرمائیں"۔

امریکہ میں تبلیغ اسلام

مولانا عبدالحق صاحب کی تبلیغی سرگرمیاں

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی سان فرانسسکو سے اپنے مکتوب مؤرخہ ۳۰ ستمبر میں رقمطراز ہیں:—

گذشتہ اتوار مؤرخہ ۲۷ ستمبر کو حسب معمول ہمارا پندرہ روزہ جلسہ منعقد ہوا۔ ان دنوں یہاں ایک بہت بڑا میلہ تھا جس میں جاپان۔ فیجی۔ آسٹریلیا۔ فلپائن اور انڈونیشیا سے لوگ شامل ہوئے۔ آرٹ کھیل رقص اور فوجی پریڈ کی نمائش کی گئی۔ اس میلہ کی وجہ سے بہت سے دوستوں کو اس میں مصروفیت رہی اور وہ جلسہ میں شامل نہ ہو سکے۔ البتہ مسٹر میکالی، صوفی سموئیل لوئیس عبدالرحمٰن خان صاحب اور فیجی کے عزیزی صاحب اور مسٹر براڈ نے میلہ کی بجائے اس جلسہ کو ترجیح دی، صوفی صاحب اور مسٹر میکالی کی تقاریر ہوئیں۔ اس سے پیشتر جمشید خان صاحب جو صوبہ سرحد پاکستان کے کارخانہ ختوگر کے مالکوں میں سے ہیں اور وہ دوست جو راولپنڈی کے رہنے والے ہیں معہ اپنے اہل و عیال کے تشریف لائے اور اسلام پر جو اعتراضات اس ملک میں کئے جاتے ہیں ان پر دو گھنٹہ تک گفتگو رہی اور وہ نہایت متاثر ہو کر گئے۔ اور پھر بھی آنے کا وعدہ کیا۔ اس دوران میں یہ معلوم کرکے بہت افسوس ہوا کہ یہاں کے کالجوں میں بائیبل کے علاوہ بھگوت گیتا اور بدھ مذہب کے فرقہ تاؤ کی کتاب کے لئے بھی وقت رکھا ہوا ہے اور پروفیسر اس پر لیکچر دیتے ہیں لیکن مسلمان لڑکوں کے لئے قرآن مجید کا کوئی انتظام نہیں۔ اس کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ کوشش کی جائے گی کہ محکمہ تعلیم کے افسروں سے مل کر گفتگو کی جائے۔ کالجوں میں عام طور پر پروفیسر اسلام پر اعتراض کرتے رہتے ہیں چنانچہ ایک مسلمان طالب علم لڑکی نے اپنے پروفیسر کے اعتراضات مجھے لکھے اس کا جواب اسے دیا گیا۔

یہاں ہندوستان کی طرف سے ہندو کلچر کی تبلیغ کے لئے باقاعدہ مشن ہے اسی اتوار کو گاندھی کے جنم دن پر اسے بطور پیغمبر پیش کیا گیا۔ ہندوستان جو لامذہب حکومت کہلاتا ہے اس کی طرف سے ہندو کلچر کی تبلیغ کے پردہ میں پرتش گاتا۔ ٹرینیڈاڈ اور امریکہ میں سب جگہ مشن قائم ہیں۔ لیکن پاکستان کی حکومت کو اس طرف توجہ نہیں۔ اس دوران سفر میں فیجی میں جو میرے لیکچر ہوئے ان میں انڈیا کے کمشنر صاحب بھی اپنی اہلیہ صاحبہ سمیت شامل ہوتے رہے انہوں نے لیکچروں کی بہت تعریف کی اور ایک بار وہ میری دعوت بھی کی۔ مجھے انکی لائبریری میں ایک کتاب رادھا کرشن کی جو ارباب حکومت انڈیا میں سے ہیں اور بڑے بھاری فلاسفر کہلاتے ہیں نظر پڑی اس کے پڑھنے سے افسوس ہوا کہ یہ لوگ کس طرح مسلمانوں میں تفرقہ ڈال کر حکومت کرنا چاہتے ہیں۔ اس کتاب کا نام ہے "فلاسفی آف دی ایسٹ اینڈ ویسٹ" مجھے مدت سے اس کے پڑھنے کا شوق تھا۔ پنڈت ص۴ صاحب کے یہ لیکچر اگرچہ ایک برٹش اکیڈمی میں ہوئے مگر اس میں وہ یہ کہنے سے رہ نہیں سکے کہ مسلمانوں کے دو بڑے فرقوں سُنی اور شیعہ میں سے شیعہ ہمارے بہت قریب ہیں۔ اسی طرح یہاں سان فرانسسکو میں چند ایک سنسکرت کتب کی تلاش میں انڈیا ایمبیسی میں گیا تو مجھے حیرت ہوئی کہ وہاں مذہب پر کوئی کتابیں نہیں مگر شیعہ مذہب پر ایک بڑی کتاب موجود ہے۔ ان باتوں کا سوائے اس کے کوئی مقصد نہیں کہ انڈین گورنمنٹ شیعہ اصحاب کی تعریف کر کے سنیوں کے خلاف ان کو استعمال کرنا چاہتی ہے۔ اس ملک میں بھی مذاہب کی سٹڈی کا ایک محکمہ قائم ہے مگر اس میں اسلام کے نمائندہ وہ لوگ ہیں جن کو عیسائیت اور دوسرے مذاہب کا کچھ علم نہیں۔ ان سب باتوں کا نتیجہ ہے کہ مسلمان طلباء یہاں آکر دہریہ ہو جاتے ہیں اور اسلامی غیرت ان سے رخصت ہو جاتی ہے۔ اس لئے اس ملک میں اسلام کے متعلق غلط فہمیاں دور کرنے کی سخت ضرورت ہے۔

(عبدالحق)

دیانت و امانت اور اکلِ حلال مسلمان کا شیوہ ہونا چاہیئے

پارٹی بازی اور قومی وقار کے لئے دوسرے کو نقصان پہنچانا اسلامی طریق نہیں

خطبہ جمعہ مورخہ ۹ر اکتوبر ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

انا انزلنا الیک الکتٰب بالحق لتحکم بین الناس بما ارٰىک اللہ ولا تکن للخائنین خصیماً .... فقد احتمل بھتاناً و اثماً مبیناً (النساء رکوع ۱۶)

ایک یہودی اور مسلمان کا مقدمہ

اس رکوع میں ایک بڑے مشکل امر کا ذکر کیا گیا ہے اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک امتحان ہوا اور بڑا مشکل امتحان ہوا۔ یہ ایسا امتحان ہے کہ بے شمار آدمی اس امتحان میں فیل ہو جاتے ہیں، وہ کیا امتحان ہے ایک انصاری جس کا نام طعمہ تھا، اس نے کسی شخص کے ہاں سے زرہ بکتر چرائی۔ اس کے متعلق جب کچھ چرچا ہوا تو اس نے اس زرہ کو ایک یہودی کے گھر میں ڈال دیا چنانچہ تحقیقات ہونے پر وہ زرہ یہودی کے گھر سے ملی۔ یہ مقدمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا۔ یہودی نے عرض کی حضور میں چور نہیں ہوں، یہ زرہ بکتر میرے گھر میں مجھے مبتلا کرنے کے لئے پھینکی گئی ہے۔ میں نہ چور ہوں نہ چور کا معاون۔ اس سلسلہ میں طعمہ کا تو چرچا ہو ہی چکا تھا، وہ انصاری تھا، اور انصار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو امداد و اعانت کی تھی، اس کی بہت بڑی قدر آپ کی نگاہوں میں تھی، اسی نصرت کی وجہ سے ان کا نام انصاری ہو گیا۔ ان لوگوں کا رتبہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہوں میں بہت بڑا تھا، آپؐ ان کے احسان کو ہمیشہ یاد رکھتے تھے، یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کہ اگر تمام دنیا کے لوگ ایک رستہ پر چلیں اور انصار دوسرے رستہ پر تو میں اسی رستہ پر چلوں گا جس کو انصار نے اختیار کیا ہو، انصار نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ یہودی یونہی بکتا ہے، انصار کے مقابلہ میں اس کی بکواس کو نہیں سننا چاہیئے۔ اب ایک طرف یہودی کافر ہے اور دوسری طرف مدینہ کی ساری قوم، جو کہتی ہے حضورؐ ایک خبیث یہودی کی وجہ سے انصار پر حرف آئے تو یہ بہت بری بات ہوگی، وہ جھوٹا مکار ہے، مسلمان کے مقابلہ میں اس کی بات نہیں سننی چاہیئے۔

اللہ تعالےٰ کا حکم

اسی بات کا یہاں ذکر ہے، اللہ تعالےٰ کی طرف سے حضورؐ کو حکم ہوا انا انزلنا الیک الکتاب بالحق ہم نے یہ کتاب جو تم پر نازل کی ہے یہ حق اور سچائی پر مبنی ہے لتحکم بین الناس بما ارٰىک اللہ، وہ روشنی جو اللہ نے اس کے ذریعہ آپ کو دی ہے اسی کو مدنظر رکھکر آپ نے سچائی کے ساتھ فیصلہ دینا ہے، اس میں دو باتوں کی طرف توجہ دلائی، ایک یہ کہ اس کتاب کے اندر حق و حکمت ہے، دوسرے یہ کہ اس کتاب کی دی ہوئی روشنی کے ماتحت آپ نے فیصلہ دینا ہے اور تیسرا حکم یہ دیا ولا تکن للخائنین خصیماً دغا بازوں کی طرف سے آپ نے جھگڑا نہیں کرنا۔

قومی وقار کا سوال

یہ حضورؐ کے لئے بہت بڑا امتحان ہے ایک طرف ایک کمزور یہودی ہے اور دوسری طرف وہ شخص ہے جس کی پشت پر وہ قوم ہے جس کے آپ زیر احسان ہیں، لیکن حضور صلعم کی نگاہ میں انصاف کرتے وقت ایک یہودی اور عیسائی اور مسلمان سب برابر ہیں آپ نے یہ نہیں کیا کہ کسی انصاری کو ترجیح دی ہو، دنیا میں عام طور پر ایسے موقعہ پر پریسٹیج (وقار) کا سوال آجاتا ہے، جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا واذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم دنیاداروں کا قاعدہ ہے کہ جب انہیں خدا خوفی اور انصاف کے لئے کہا جائے تو وہ عزت کا سوال کھڑا کر دیتے ہیں، ایک غیر نسل کا حاکم ہو تو نسلی تعصب اس کی راہ میں حائل ہو جاتا ہے، اور صرف ایک قوم اور دوسری قوم کا سوال نہیں۔ عام طور پر بڑے آدمی اپنی عزت کے مقابلہ میں چھوٹوں اور کمزوروں کو ذلیل کر دیتے ہیں تاکہ ان کے وقار پر حرف نہ آئے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی پریسٹیج، کسی قومی عزت، نسلی تعصب، یا مذہبی اختلاف کی پروا نہ کرتے ہوئے یہودی کے حق میں فیصلہ دیا اور طعمہ سزا پا گیا۔ یہ کتنا سبق آموز واقعہ ہے اس میں یہودی اور مسلمان کا امتیاز روا نہیں رکھا گیا، حق اور انصاف مدنظر ہے۔

حضرت عمرؓ کا طریق عمل

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ایک نصرانی کے مقابلہ میں مسلمان گورنر کے بیٹے کو سزا دے دی نصرانی مصری رعایا کا آدمی ہے، اس کے مقابلہ میں مسلمان ہے جو مصر کے گورنر عمرو بن العاصؓ کا بیٹا ہے، اس نے نصرانی کو ناحق ایذا پہنچائی، حضرت عمرؓ نے دونوں باپ بیٹے کو حکم دیا کہ مدینہ میں آئیں اور سب لوگوں کے سامنے عمرو بن العاص کے بیٹے کو سزا دی اور عمرو بن العاص کو مخاطب کرکے فرمایا متیٰ کم تعبدتم الناس وقد ولدتھم امھاتھم احراراً یعنی تم نے کب سے انسانوں کو غلام بنانا شروع کر دیا ہے جبکہ ان کی ماؤں نے ان کو احرار پیدا کیا۔ یہ ہے حق و انصاف جس کا اس آیت میں حکم دیا گیا ہے، اور جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے خلفاءؓ نے عمل کرکے دکھایا۔

حق اور انصاف کی حمایت

اس کے بعد ایک اور حکم دیا واستغفر اللہ یہ چوتھا حکم ہے، اس سے پہلے فرمایا تھا، خائن کی حمایت نہیں کرنا، اس سلسلہ میں جیسا کہ بتایا جا چکا ہے بڑی پارٹی بازی تھی، اور پارٹی بھی ان لوگوں کی تھی جو آپ کے محسن ہیں، دوسری پارٹی دشمنوں کی تھی، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی پارٹی کی پروا نہیں کی اور اپنے ساتھیوں اور محسنوں کی خواہشات کے خلاف حق و انصاف کا ساتھ دیا۔

غلط فیصلہ سے دوسرے کا حق لینا دوزخ خریدنا ہے

اس کے بعد فرمایا واستغفر اللہ جب آپ فیصلہ دے چکیں تو استغفار پڑھا کریں کہ کہیں حق و انصاف میں کمی نہ ہو جائے اس ضمن میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا انما انا بشر و تختصمون الی میں ایک بشر ہوں، اور تم میرے سامنے اپنے جھگڑے لیکر آتے ہو، ولعل بعضکم ان یکون الحن بحجتہ من بعض بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص دلائل پیش کرتے ہوئے تیزی و طراری میں دوسرے پر فوقیت لے جاتا ہے فاقضی علیٰ نحو ما اسمع اس کی تیزی و طراری کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حق اس کی طرف ہے اور میں اسی طرح فیصلہ دے دیتا ہوں، جس طرح میں سنتا ہوں فمن قضیت لہ بحق اخیہ فلا تاخذن فانما اقضی لہ قطعۃ من النار۔ میں عالم الغیب نہیں ہوں۔ جس شخص کے حق میں کوئی فیصلہ دوں اور وہ حق پر نہ ہو تو اسے چاہیئے کہ اپنے بھائی کا حق مار کر نہ لے جائے کیونکہ اگرچہ فیصلہ میرا ہی ہے لیکن یہ اس کے لئے دوزخ کا ٹکڑا ہے آج دنیا میں کیا ہو رہا ہے، ایک شخص کی زمین نہیں لیکن وہ مقدمہ کے ذریعہ اس کا مالک بن جاتا ہے۔ حضرت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق وہ دوزخ کا ایک ٹکڑا ہے، حضور فرماتے ہیں کہ میں تو سُنی سنائی بات پر فیصلہ کرتا ہوں، تم اگر حق پر نہیں تو اسے دوزخ کا ٹکڑا سمجھو

خیانت کا نتیجہ

تو فرمایا واستغفر اللہ، یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ مقدمہ کے بعد استغفار پڑھا کرو کہ کوئی کمی انصاف میں نہ رہ جائے حضور صلعم ایک جنگ میں تھے، تو ایک مسلمان کو تیر لگا اور وہ فوت ہو گیا، صحابہ رضہ نے خوشی کا نعرہ مارا ھنیئًا لک الشھادۃ شہادت کی مبارک ہو، حضور صلعم نے فرمایا اس شخص کے لئے کوئی مبارک نہیں، اس نے خیبر کی فتح پر مال غنیمت میں سے ایک چادر خود بخود رکھ لی تھی وہ اس پر آگ کا شعلہ بن کر مشتعل ہو گی، یہ شخص جنت میں نہیں جا سکتا، جنت میں جانے کے لئے طہارت قلبی کی ضرورت ہے۔ ظاہر طور پر مسلمان ہونا اور جنگ میں مر جانا کسی کو جنت میں نہیں لے جاتا۔ اس کے بعد ایک اور پانچویں بات فرمائی، ولا تجادل عن الذین یختانون انفسھم ان لوگوں کی طرف سے جھگڑا نہ کریں جو اپنے لوگوں سے دغابازی کرتے ہیں، دوسری جگہ فرمایا — یایھا الذین اٰمنوا لا تخونوا اللہ والرسول ولا تخونوا اٰمنٰتکم وانتم تعلمون اللہ اور رسول کے معاملہ میں خیانت سے کام نہ لو، اور آپس میں بھی بددیانتی نہ کرو تم جانتے ہو، کہ جس مال کو تم لینا چاہتے ہو وہ تمہارا نہیں، ان اللہ لا یحب من کان خوانًا اثیمًا اللہ تعالےٰ خیانت کرنے والے بدکار لوگوں کو ناپسند کرتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان الامانۃ نزلت فی جذر قلوب الناس یعنی امانت دیانت انسانوں کے دلوں میں جگہ پائے ہوئے ہے۔

چھپکر ناپسندیدہ کام کرنا

اس سے آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا یستخفون من الناس ولا یستخفون من اللہ لوگوں سے اپنے عیب چھپاتے ہیں اور خدا سے نہیں چھپا سکتے وھو معھم اذ یبیتون ما لا یرضٰی من القول۔ حالانکہ خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے جب وہ راتوں کو ایسی کارروائیاں کرتے ہیں جن کو وہ پسند نہیں کرتا، یہ لوگ اپنے نفس کو بھی دھوکا دینا چاہتے ہیں لیکن وہ دھوکا نہیں کھا سکتا، اور ان کی بدکرتوتوں پر انہیں لعنت ملامت کرتا رہتا ہے وکان اللہ بما یعملون محیطا اللہ تعالےٰ ان کے عملوں پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔

امانت و دیانت اور خدمت خلق

امانت و دیانت کے بارہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت زور دیا ہے، یہاں تک کہ فرمایا لا ایمان لمن لا امانۃ لہ اگر معاملات میں تمہاری دیانت و امانت ثابت نہیں ہوتی تو تمہارا ایمان کوئی نہیں، ایسے شخص کا جو دیانتدار نہیں ایمان اور کلمہ پڑھنا بے فائدہ ہے، اس کی نمازیں ضائع ہو گئیں، کتنا زور آپ نے حقوق انسانی پر دیا ہے، خدا کے حقوق پر مخلوق کے حقوق مقدم کیا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے تھے کہ جب ہم سفر پر جاتے تو جس جگہ پڑاؤ کرتے وہاں سب سے پہلے اپنے جانوروں کو پانی پلاتے، ان کو چارہ دیتے، اس کے بعد نمازیں پڑھتے، تو خدمت خلق اور دیانت و امانت کو خدا پرستی پر فوقیت دی گئی ہے کیونکہ دین کا منشا تو یہی ہے کہ دیانت، امانت اور خدمت خلق ہو۔

قیامت کو کون چھڑائے گا

فرمایا ھاانتم ھٰؤلاء جادلتم عنھم فی الحیٰوۃ الدنیا تم دنیا میں ایک بددیانت شخص کی طرف سے جھگڑ سکتے ہو، فمن یجادل اللہ عنھم یوم القیامۃ قیامت کے دن کون ان کی طرف اللہ کے ساتھ جھگڑا کرے گا ام من یکون علیھم وکیلا یا کون ان کا وکیل بنے گا ومن یعمل سوءًا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورًا رحیمًا ہاں جو شخص کسی بدی کا ارتکاب کر بیٹھے یا اپنے نفس پر ظلم کرے اور پھر اللہ تعالےٰ سے معافی چاہے وہ خدا کو غفور رحیم پائے گا۔

اپنی بریت کیلئے بے گناہ کو پھنسانا

ومن یکسب اثمًا فانما یکسبہ علیٰ نفسہ وکان اللہ علیمًا حکیمًا جو شخص کوئی گناہ کرتا ہے تو وہ اپنی جان پر اس کا وبال لیتا ہے اللہ تعالےٰ اس کے اعمال کو جانتا ہے۔ اور اس کی حکمت کا تقاضا ہے کہ اس کے اعمال کا بدلہ اسے ملے، اور سنو! ومن یکسب خطیٓـئۃً او اثمًا ثم یرم بہ بریٓـئًا فقد احتمل بھتانًا واثمًا مبینًا۔ ایک شخص کسی خطا کا مرتکب ہوتا یا کوئی گناہ کرتا ہے اور پھر ایسا طریق اختیار کرتا ہے کہ اس کا وہ فعل دوسرے بے گناہ کے ذمہ لگ جائے اور وہ اپنے بچاؤ کے لئے ایک بے گناہ کو پکڑوا دیتا ہے تو وہ بہت بڑا بہتان باندھتا ہے اور بڑے گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔

بددیانتی کی روٹی تباہی کا موجب ہے

غرض قرآن کریم نے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو پاک و صاف کرنیکے لئے کھلی ہدایات دی ہیں، اور فرمایا ہے کہ بددیانتی کی روٹی کھانا قوم کی تباہی کا موجب ہے اور فرمایا اوفوا الکیل چیزیں بیچتے وقت وزن اور ماپ تول کو درست کرو گاہک تو نہیں جانتا کہ تمہارے وزن درست نہیں اور تم چالاکی سے اسے کھسکے رہے ہو، لیکن تم تو جانتے ہو، اس لئے چالاکی سے کام نہ لو، اور اپنے ماپ تول اور وزن کو درست کرو، اور سنو! التاجر الصدوق الامین مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین ایک دیانتدار اور

(صفحہ ۴)

اور راستباز تاجر کا رتبہ اس قدر بلند ہو گا کہ وہ نبیوں اور صدیقوں اور شہداء اور صالحین کی صحبت پائے گا۔ تو معاملات میں دیانتداری اختیار کرو، اور مال کی بیجا محبت سے بچو کیونکہ حب المال راس کل معصیۃ۔ یہ وہ بیماری ہے جو ہزار بیماریوں کو پیدا کرتی ہے اس لئے فرمایا حلال کی روٹی کھاؤ تاکہ تمہارے اندر نور پیدا ہو۔ حرام کی روٹی سے دل سیاہ ہو جاتا ہے اس سے بچو کیونکہ دل کا سیاہ ہو جانا خدا سے دور کر دیتا ہے۔

سپاس تعزیت

جماعت کے بزرگوں اور دوستوں کی طرف سے

حضرت قبلہ والد صاحب ڈاکٹر غلام محمد صاحب مرحوم مغفور کی اچانک وفات پر ہمیں تعزیت کے خطوط اور تار موصول ہوئے ہیں۔ اس صدمہ کی حالت میں فردًا فردًا جواب دینا مشکل ہے اس لئے اخبار پیغام صلح کے ذریعہ میں اپنی طرف سے اور اپنے برادران اور جملہ افراد خاندان کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں اللہ تعالےٰ جملہ بزرگوں اور دوستوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

عزیز احمد

(فرزند ڈاکٹر غلام محمد صاحب مرحوم)

قرآن کریم کی تقسیم

محترم شیخ فضل الرحمن صاحب ملتان کے عطیہ میں سے انگریزی اردو ترجمۃ القرآن ماہ ستمبر ۱۹۵۹ء میں حسب ذیل پتوں پر مفت بھیجا گیا۔

(۱) بیان القرآن — چکوال ضلع جہلم ۱ عدد
(۲) بیان القرآن — رکن پور ضلع رحیم یار خان ۱ عدد
(۳) بیان القرآن — متعلم تبلیغی کلاس۔ لاہور۔ ۱ عدد
(۴) بیان القرآن — ڈھاکہ مشرقی پاکستان — ۱ عدد
(۵) بیان القرآن — جاٹ پورہ۔ انڈیا۔ ۱ عدد
(۶) ترجمۃ القرآن انگریزی معہ متن۔ کولمبو۔ سیلون ۱ عدد
(۷) 〃 〃 〃 〃 〃 ڈھاکہ مشرقی پاکستان ۱ عدد
(۸) 〃 〃 〃 〃 〃 نائیجیریا۔ ۱ عدد
(۹) 〃 〃 〃 〃 〃 کیپ ٹاؤن۔ ۱ عدد
(۱۰) 〃 〃 〃 〃 〃 ماریشس۔ ۱ عدد
(۱۱) 〃 〃 〃 〃 〃 ٹرانسوال۔ جنوبی افریقہ } ایک عدد
(۱۲) 〃 〃 〃 〃 〃 سماٹرا۔ انڈونیشیا۔ ۱ عدد
(۱۳) 〃 〃 〃 〃 〃 انڈونیشیا۔ ۱ عدد
(۱۴) قرآن شریف انگریزی بغیر متن۔ فلپائن۔ ۲ عدد
(۱۵) 〃 〃 〃 نیوجرسی۔ یو۔ ایس۔ اے } ایک عدد
(۱۶) 〃 〃 〃 〃 〃 انڈیا۔ ۵ عدد
(۱۷) 〃 〃 〃 〃 〃 ڈھاکہ مشرقی پاکستان۔ ۱ عدد

کل میزان : ——— ۲۲ عدد

رنگون کے شیخ الجامعہ کی احمدیت پر نکتہ چینی

کتاب "دو نبی" پر ایک سرسری نظر

قسط نمبر ۲۳

(مولانا مرتضیٰ خان حسن)

جزوی اور غیر تشریعی نبوت اور امتی نبی

اب ہم جزوی اور غیر تشریعی نبوت اور امتی نبی کے متعلق مختصر سا ذکر کر کے اس موضوع کو ختم کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

جزوی طور پر نبی محدث ہوتا ہے

"اگر یہ اعتراض پیش کیا جاوے کہ مسیح کا مثیل بھی نبی ہونا چاہیئے کیونکہ مسیح نبی تھا تو اس کا اول جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ صلعم نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی بلکہ صاف طور پر لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا.....
...... میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے۔ اور محدث بھی ایک معنوں سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطانی سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے۔ اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے.....
...... جزوی طور پر وحی اور نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے کھلا ہے۔ مگر حضور دل یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ نبوت جس کا ہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری رہے گا نبوت تامہ نہیں ... صرف **ایک جزوی نبوت** ہے۔ جو دوسرے لفظوں میں **محدثیت** کے اسم سے موسوم ہے"

(توضیح المرام صفحہ ۹ و ۱۰)

اسی قسم کی اور عبارات بھی حضرتؑ کی کتب سے دی جا سکتی ہیں مگر چونکہ اختصار مد نظر ہے اس لئے اسی پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ آپ کی تحریروں میں یہ بھی آتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے آپ کا نام نبی رکھا ہے مگر آپ تشریعی نبی نہیں ہیں یعنے بعض لوگوں کو اس سے یہ غلطی لگی ہے کہ گویا آپ محض تشریعی نبوت سے انکار کرتے ہیں مگر اس سے آپ کی کیا مراد ہے ذیل کے حوالے سے وضاحت ہو سکے گی۔ فرماتے ہیں:۔

تشریعی نبی کے علاوہ ملہم اور محدث

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا صرف ان نبیوںؑ کی شان ہے جو خدا کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسے ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا"

(حاشیہ تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کے نزدیک صاحب شریعت کے ماسوا جو بھی ہیں وہ سب محدث یا ملہم ہیں۔ پس جہاں کہیں آپ کے یہ الفاظ ہوں کہ آپ غیر شریعت کے نبی اور رسول ہیں اس کا یہی مطلب ہوگا کہ آپ محدث یا ملہم من اللہ ہیں ولا غیر۔

بعض جگہ امتی نبی کے الفاظ بھی آپ کی کلام میں آئے ہیں ان کا مطلب بھی محدثیت ہی ہے چنانچہ فرماتے ہیں:۔

امتی نبی محدث ہے

"وہ (آنیوالا مسیح) واقعی اور حقیقی طور پر نبوۃ تامہ کی صفت سے متصف نہیں ہوگا۔ ہاں نبوت ناقصہ اس میں پائی جائے گی جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے اور نبوۃ تامہ کی شانوں میں سے ایک شان اپنے اندر رکھتی ہے، سو یہ بات کہ اس کو امتی بھی کہا اور نبی بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۲)

ہم قارئین کرام سے طوالت کلام کی معافی چاہتے ہیں لیکن کیا کریں جن اصحاب سے ہمیں واسطہ پڑا ہے ان کے لئے ضرورت کو وضاحت سے بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے ایک صاحب علم و عقل کے لئے تو ان اصطلاحات یعنے ظلی بروزی وغیرہ کی تشریح کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ یہ الفاظ آپ اپنی تشریح ہیں مگر اس خیال سے کہ ان الفاظ کا وہ کچھ اور مفہوم بنتے ہیں ہمیں ذرا زیادہ بسط سے لکھنا پڑا۔

خلاصہ کلام

ظلی۔ بروزی۔ مجازی۔ ... ، مستعار۔ جزوی اور غیر تشریعی اور امتی نبی کی اصطلاحات کی تشریح کا مطالعہ کرنے کے بعد ہر ایک صاحب بصیرت اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ یہ نبوت کا دعوےٰ نہیں ہے، بلکہ محض ولایت یا محدثیت کا دعوےٰ ہے۔ ظلی، بروزی کے متعلق تو خود ایک بہت بڑے مخالف مولوی صاحب صوفی عبدالجبار صاحب غزنوی نے تسلیم کیا ہے کہ یہ **اصل نبوت** نہیں ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور کوئی عقلمند مجازی اور مستعار کے الفاظ سے حقیقی نبوت مراد نہیں لے سکتا۔ غیر تشریعی نبوت کے متعلق تو حضرت مرزا صاحبؑ نے فرمایا ہے کہ یہ محدثیت ہی ہے اور جزوی نبوت کی بقا کو (جو درحقیقت محدثیت ہی ہے) خود مصنف دو نبی نے تسلیم کیا ہے۔ جیسا کہ اپنی کتاب کے صفحہ ۲۱۰ پر انہوں نے تحریر فرمایا ہے:۔

"اسی طرح نبوت کے صرف ایک جز باقی رہنے کو دیکھ کر نبوت کا دعوےٰ کرنا ہمالیہ کے برابر غلطی کرنا ہے"

مصنف صاحب کی تحریر سے یہ تو صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ آپ بھی اجزائے نبوت میں سے ایک جز کے باقی رہنے کے قائل اور معترف ہیں۔ **الحق یعلو ولا یعلیٰ** حق، حق ہی ہے اور وہ غالب آتا ہے اور مغلوب نہیں ہوتا۔ آپ نے اپنے قلم سے اور اپنی زبان سے خود تسلیم کر لیا کہ اجزائے نبوت میں سے ایک جز باقی ہے یہی تو وہ بات ہے جو ہم کہتے ہیں اور یہی وہ بات ہے جو حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں اور یہی وہ بات ہے جس کا دعوےٰ حضرت مرزا صاحب کو ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے کہیں نہیں فرمایا کہ آپ کی نبوت، نبوت کاملہ تامہ ہے، حضرت مرزا صاحب ہمالیہ جیسی بڑی غلطی تو تب کرتے جب وہ فرماتے کہ میری نبوت نبوت تامہ کاملہ ہے لیکن آپ نے ایسا ہرگز نہیں فرمایا۔ بلکہ بار بار اس سے انکار کیا اور بار بار جزوہ نبوت کا ہی اقرار کیا۔ چنانچہ اپنی وصیت میں بھی فرماتے ہیں کہ:۔

"اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا

کیونکہ اس میں نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی ہتک ہے" (رسالہ الوصیت)

ان درج شدہ لفظوں میں اپنے لئے نبوت کاملہ تامہ سے انکار کیا یعنی اپنی نبوت جزویہ کا اقرار کیا۔ اور حضرت محمد رسول اللہؐ کی نبوت کو نبوت تامہ کاملہ تسلیم کیا۔ آیئے حضور کی کلام میں سے نبوت جزویہ کے اقرار اور نبوۃ تامہ کے انکار کے مزید حوالے آپ کو بتائیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"..... اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں باقی رہیں نبوت سے مگر مبشرات یعنے نبوت کے انواع میں سے صرف ایک نوع باقی رہ گئی ہے اور وہ مبشرات ہیں از قسم رویائے صادقہ اور صحیح مکاشفات اور وحی جو خواص اولیاء پر اُترتی ہے۔ اور نور جو ایک دردمند دل پر اترتا ہے۔ پس دیکھ لے اس سے اسے تنقید کرنے والے بصیرت سے کام لینے والے فہیم کہ کیا باب نبوۃ کلی طور پر بند کیا گیا ہے۔ بلکہ حدیث دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ نبوت تامہ جو شریعت کی حامل تھی وہ منقطع ہو چکی ہے۔ لیکن وہ نبوت جس میں سوائے مبشرات کے کچھ نہیں وہ قیامت کے دن تک باقی ہے وہ کبھی منقطع نہیں ہوگی اور تو نے جانا ہے اور حدیث کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ رویائے صالحہ ایک جزو ہے نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے یعنے نبوت تامہ کے اجزاء میں سے۔ پس جب رویاء کو بھی اس مرتبہ سے کچھ حظ حاصل ہے پس کیا ہوگا وہ کلام جو وحی کیا جاتا ہے اللہ تعالےٰ کی طرف سے محدثوں کے دل پر۔ سو جان لے اللہ تعالےٰ تجھے رُود دے کہ ہماری کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ نبوت جزوی کے دروازے ہمیشہ کے لئے کھلے ہیں اور اس نوع میں کچھ نہیں سوائے مبشرات کے اور منذرات کے جو غیبی امور میں سے ہوں یا قرآنی لطائف کے اور لدنی علوم کے اور وہ نبوت جو تامہ کاملہ ہے اور اپنے اندر رکھتی ہے سارے کمالات وحی کے ہم اس کے منقطع ہونے پر ایمان لا چکے ہیں اس دن سے جب یہ آیت نازل ہوئی۔ وما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ اور نہیں محمد (صلعم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں"

(توضیح مرام ص۲)

ملاحظہ فرما لیجئے صاحب! صاف طور پر حضرت اقدس نے نبوت کاملہ تامہ کے انقطاع اور نبوت جزویہ کے اجرا کو تسلیم کیا ہے جو دوسرے لفظوں میں محدثیت ہے۔ یہ بیجئے ایک آدھ حوالے کا پھر اعادہ کرتا ہوں فرماتے ہیں:۔

"یہ عاجز اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنے کے لحاظ سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں۔ مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا شرف رکھتا ہے ...... جزوی طور پر وحی اور نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے کھلا ہے۔ مگر بحضور دل یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ نبوت جس کا ہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری ہے نبوت تامہ نہیں وہ صرف ایک جزوی نبوت ہے جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے"۔

(توضیح مرام صفحہ ۹، ۱۰)

پھر اور سنئے فرماتے ہیں:۔

"وہ (آنے والا مسیح) واقعی اور حقیقی طور پر نبوۃ تامہ کی صفت سے متصف نہیں ہوگا۔ ہاں نبوت ناقصہ اس میں پائی جائے گی، جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے" الخ

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۲)

یہ حقیقت روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ حضرت میرزا صاحب نے نبوت کاملہ تامہ سے بار بار انکار فرمایا ہے اور جس چیز کا اقرار کیا ہے وہ محض جزوی نبوت ہے۔ اپنی آخری کتاب میں بھی فرماتے ہیں:۔

"ما عنی اللّٰہ من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ و لعنۃ اللّٰہ علی من اراد فوق ذالک"

اس میں "فوق ذالک" کے الفاظ مسئلہ کی کلید کا کام دیتے ہیں فرماتے کہ میری نبوت سے اللہ تعالےٰ نے کثرت مکالمہ مخاطبہ مراد لی ہے اور لعنت ہے اس پر جو فوق ذالک دعوےٰ کرے۔ وہ فوق ذالک کیا چیز ہے؟ وہی نبوۃ تامہ کاملہ ولایتر نبوت کاملہ تامہ کے دعوےٰ کرنے والے پر آپ لعنت بھیجتے ہیں۔ الآن حصحص الحق۔ اب حق کھل گیا۔ اور اصل حقیقت کا انکشاف ہو گیا۔ حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ جزوی نبوت کا ثابت ہوا نہ کہ نبوت کاملہ تامہ کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر منقطع ہو چکی ہے۔ اب جزوی نبوت باقی ہے، اور کلی نبوت کا دروازہ بند۔ یہی ہمارا عقیدہ ہے اور یہی ہمارے امام کا اور یہی ہمارے فاضل دوست شیخ الجامعہ کا۔ الحمد للہ۔ مکرم شیخ الجامعہ صاحب اب ہم اور آپ ایک ہی کشتی میں سوار ہیں، خوب چھان بین کر کے دیکھ لیں حضرت مرزا صاحب نے کہیں نہیں فرمایا کہ میرا دعوےٰ نبوت کاملہ تامہ کا ہے یا مجھ پر وحی نبوت نازل ہوتی ہے۔ بلکہ یہی فرمایا کہ میرا دعوےٰ مکالمہ مخاطبہ کا ہے۔ میرا دعوےٰ محدثیت کا ہے جو درحقیقت جزوی نبوت ہے نہ کہ نبوت کاملہ۔ ہر اصطلاح جو آپ نے استعمال کی وہ ظلی ہو یا بروزی مجازی ہو یا غیر تشریعی، ان سب کا مطلب اور مفہوم بھی یہی ہے کہ آپ کو جزوی نبوت کا دعوےٰ ہے نہ کہ نبوت کاملہ تامہ کا، اور جب یہ حقیقت ہے تو حضرت مرزا صاحب کی طرف ہمالیہ جیسی غلطی منسوب کرنا خود ہمالیہ جیسی غلطی کا ارتکاب کرنا ہے، فتفکروا یا اخی۔

جس صورت میں آپ کو خود مسلم ہے کہ جزوی نبوت امت کے اندر باقی ہے اور یہی حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ ہے تو فرمایئے حضرت کا دعوےٰ کتاب و سنت کے مطابق ہے یا مخالف؟ بالبداہت آپ کا دعویٰ کتاب و سنت کے مطابق ہے، اگر ایسا ہے، اور یقیناً ایسا ہے۔ تو فرمایئے کہ آپ کس بات کی تردید کے لئے کھڑے ہوئے ہیں؟ سنئے جناب! حضرت مرزا صاحب نے دعوےٰ کرنے میں کہیں بھی کتاب و سنت سے انحراف نہیں کیا۔

اگر آپ نے جزوی نبوت کا دعوےٰ کیا ہے تو اس کی سند موجود۔ اگر آپ نے مکالمہ الٰہیہ کا دعوےٰ کیا ہے تو اس کی سند موجود اگر آپ نے محدثیت کا دعوےٰ کیا ہے تو اس کی سند موجود۔ اگر آپ نے مجددیت کا دعوےٰ کیا ہے تو اس کی سند موجود۔ حاصل کلام، حضرت مرزا صاحب کا جو بھی دعوےٰ ہے اس کی سند کتاب و سنت میں موجود ہے اگر خلافت اور امامت کا دعوےٰ کیا ہے تو اس کی سند موجود۔ آپ کے دعوےٰ کی بنیاد ایک مضبوط چٹان پر ہے۔ جس کا جی چاہے اس چٹان سے ٹکر لے کر اپنا سر پھوڑ لے لوگ تو اسے مخبوط الحواس کہتے ہیں مگر وہ بڑا زیرک اور باہوش انسان تھا، وہ علم لدنی کا مالک تھا۔ جو دعوےٰ کیا عین کتاب و سنت کے مطابق کیا۔ جو قدم اٹھایا عین کتاب و سنت کے مطابق اٹھایا۔ آج کی دنیا کل نہیں رہے گی۔ وقت آئے گا کہ اس کی صداقت پر گردنیں جھک جائیں گی۔ اس کا پاؤں ایک ایسے بلند مینار پر پڑا ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اسکو متزلزل نہیں کر سکتی لوگ اس کے مقام کو نہایت عزت سے دیکھیں گے اور اہل نظر اس کی تعظیم و تکریم کو اپنا شعار بنائیں گے۔

بر زمینے کہ نشان کف پائے تو بود
سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

وہ ایک غریب درویش انسان تھا مگر بردستکہ اس کا نعرۂ حق

(باقی بر صفحہ ۱۰)

ہالینڈ میں تبلیغی سرگرمیاں

از جناب غلام احمد صاحب بشیر مولوی فاضل

مکرم و محترم برادرم شیخ محمد طفیل صاحب ایم - اے انچارج مشن ایمسٹرڈم، مارچ میں چھٹی پر جاتے ہوئے مشن کا چارج اپنی غیر حاضری میں مجھے دے گئے تھے تاکہ انکے پاکستان کے قیام کے عرصہ میں تبلیغ اسلام کا سلسلہ جاری رہے۔ اس عرصہ میں خاکسار کو آنریری طور پر جو تبلیغ کا موقعہ ملا اس کی مختصر سی کارگذاری ہدیہ ناظرین پیغام صلح کی جاتی ہے۔ احباب ہالینڈ مشن کو اپنی دعاؤں میں یاد فرماتے رہیں -

ایمسٹرڈم کی کانفرنس میں تقریر

(۱) - ایمسٹرڈم میں مختلف فرقوں کے لوگوں نے اکٹھے ہو کر ایک کانفرنس منعقد کی تھی جس میں کئی ایک لیکچراروں نے مختلف مضامین پر تقاریر کیں - مجھے بھی اس جلسہ میں تقریر کرنے کی دعوت تھی - چنانچہ منتظمین کے دیئے ہوئے مضمون پر خاکسار نے تقریر کی مضمون حسب ذیل تھا:-

"اپنے عقیدہ کو دوسروں پر ٹھونسنا"

اس کے مطابق ہم نے بتلانا تھا کہ اسلام اس کے متعلق کیا کہتا ہے۔ اس کانفرنس پر میرے ساتھ مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب امام مسجد دی ہیگ بھی تشریف لے گئے تھے - خاکسار نے جلسہ شروع ہونے سے قبل سیکرٹری صاحب سے عرض کی کہ میری تقریر سے قبل قرآن مجید کی بعض آیات کی مکرم حافظ صاحب کو تلاوت کرنے کی اجازت دی جائے - چنانچہ انہوں نے بڑی خوشی سے اسے منظور فرمایا جس پر مکرم حافظ صاحب نے چند آیات کی تلاوت کی اور ان کا ترجمہ بھی سنایا - حاضرین نے اسے بہت پسند کیا۔ اس کے بعد خاکسار نے اپنی تقریر کی - میں نے اسلام کے لفظ کی تشریح کرتے ہوئے بتلایا کہ اسلام کی تعلیم کا مقصد ہی یہی ہے کہ تمام انسان آپس میں مل جل کر رہیں اور اپنے مقصد حقیقی کو حاصل کر کے اطمینان قلب پائیں - اسلامی تعلیم کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے میں نے بتلایا کہ اسلام مذہبی آزادی کی پر زور تائید کرتا ہے اور عقاید کو جبر سے منوانے کی اجازت نہیں دیتا - اسلام یہ سکھلاتا ہے کہ ہر انسان آزادانہ طور پر کسی مذہب کو اختیار کرے اس لئے وہ کہتا ہے کہ عقل و دانش کے استعمال کے بعد کسی مذہب کو اختیار کیا جائے - یہ تقریر صرف دس منٹ کی تھی - حاضرین نے اس تقریر کو بہت پسند کیا اور بعد میں اس تنظیم کے پرچہ میں بھی میری تقریر کا خلاصہ شائع کیا گیا -

ایک گرجا میں تقریر

۲- ایک پادری صاحب نے جو میرے واقف ہیں مجھے اپنے گرجے میں اسلام اور عیسائیت کے موضوع پر تقریر کرنے کی دعوت دی - کافی تعداد میں ان کے ممبر موجود تھے خاکسار نے مختصر طور پر اسلامی تعلیم کا خلاصہ پیش کیا اور بتلایا کہ اسلام کوئی نیا مذہب نہیں ہے بلکہ پہلے مذاہب کی تکمیل کے طور پر آیا ہے۔ اس لئے اگر کوئی مسلمان ہو تو اسے کسی صداقت سے انحراف کرنے کی ضرورت نہیں - اس کے بعد اسلام اور عیسائیت کے عقائد کا اختلاف بتلایا اور مختصر طور پر عیسائی عقائد پر عائد ہونے والے سوالات پر روشنی ڈالی - تقریر کے بعد ایک گھنٹہ تک سوالات و جوابات کا سلسلہ جاری رہا اور نہایت دوستانہ طور پر ساری کارروائی انجام پذیر ہوئی -

آمرس فورٹ کی کانفرنس میں شمولیت

۳- ہالینڈ کی مختلف سوسائٹیوں کی طرف سے ایک کانفرنس کا انعقاد آمرس فورٹ میں ہوا - اس میں چھ مختلف لیکچراروں نے تقاریر کرنا تھیں اُن میں سے ایک نمایندہ اسلام کی طرف سے بھی تھا - مضمون جو ہمیں ملا وہ تھا "مذہب اور تعلیم و تربیت" - یہ کانفرنس دو دن تک جاری رہی - خاکسار نے اس مضمون پر مفصل روشنی ڈالی اور بتلایا کہ مذہب کا مقصد تعلیم و تربیت ہی ہے - اس غرض کو پورا کرنے کے لئے مختلف مذاہب، اپنے اپنے طریق کے مطابق عمل درآمد کرتے ہیں - اسلام جس طرح اس مقصد کو پورا کرتا ہے وہ بہت مکمل ہے اگر انسان اس پر عمل کرے تو یقیناً اپنے مقصد کو پا سکتا ہے - نیز اس امر پر بھی روشنی ڈالی گئی کہ اسلام انسان کو پہلے درجۂ حیوانیت سے درجۂ انسانیت تک لے جاتا ہے پھر انسان سے با اخلاق انسان اور با اخلاق انسان سے باخدا انسان بناتا ہے - اسی سلسلہ میں اخلاق وغیرہ پر مفصل روشنی ڈالی اور بتلایا گیا کہ جب انسان اپنی قدرتی طاقتوں اور رجحانات کو عقل و دانش کی روشنی میں استعمال کرے تو انسان درجۂ اخلاقیات پر پہنچ جاتا ہے - اگر انسان ایسا نہ کرے تو پھر خواہ اس کے اعمال کیسے ہی کیوں نہ ہوں ہم اسے با اخلاق انسان نہیں کہہ سکتے - ایک ہی عمل ایک وقت میں اخلاق کے نیچے آئے گا اور دوسرے وقت میں وہی عمل قدرتی رجحان کہلائے گا - اس سلسلہ میں تفصیل سے بتلایا گیا کہ اخلاق کا منبع انسان کا اپنا دل ہی ہے - بعض اوقات اگر کوئی بہت اچھا عمل کیا جائے اور نیت ٹھیک نہ ہو تو پھر وہ عمل اخلاقی عمل نہیں ہوگا - اسی سلسلہ میں یہ بھی بتلایا گیا کہ اسلام کس طرح اپنے ماننے والوں کو حق کا راستہ بتلاتا ہے تاکہ وہ آہستہ آہستہ اپنے قدرتی رجحانات کو اخلاق میں تبدیل کر سکیں اور پھر اخلاقی عمل کو روحانی عمل بنا سکیں -

حاضرین نے اس تقریر کو بہت پسند کیا - ایک پادری صاحب نے کہا کہ جب میں قرآن پڑھتا ہوں تو ... ایسی باتیں معلوم نہیں کر سکتا - انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ اس تقریر کو چھاپا جائے - پھر ان کے ساتھ حاضرین میں سے دس بارہ آدمی مل گئے اور ان سب نے صدر جلسہ سے عرض کی کہ خاکسار کی تقریر کو مفصل پرچہ میں چھاپا جائے - تمام حاضرین نے میری تقریر کی ایک ایک کاپی حاصل کرنے کی خواہش کا اظہار کیا - چنانچہ اس کانفرنس ... کے منتظمین نے اس تقریر کو ٹائپ سائیکلوسٹائل کر کے تمام حاضرین جلسہ کی خدمت میں ایک ایک کاپی ارسال کی - اس کے بعد ان کے رسالہ میں بھی اس تقریر کو چھاپا گیا - الحمدللہ کہ یہ تقریر بہت ہی پسند کی گئی - ایک دوست کو جو کسی مذہب کو بھی نہیں مانتے جب وہ تقریر پڑھنے کے لئے دی گئی تو اس نے کہا کہ اگر مذہب کی اس طرح تعریف کی جائے تو پھر کوئی انسان بھی مذہب سے باہر نہیں رہ سکتا - اگر اللہ تعالےٰ نے توفیق دی تو پھر یہ تقریر چھپوائی جائے گی تاکہ بڑے حلقہ تک پہنچ سکے - مکرم الحاج شیخ میاں محمد صاحب نے بھی اسی طرف توجہ دلائی تھی -

ڈین ہیگ میں تقریر

۴- ہیگ میں رہنے والے امریکی لوگوں کے چرچ کی طرف سے ان کی عورتوں کی مجلس میں تقریر کرنے کی دعوت ملی - چنانچہ اُن کی خواہش کے مطابق اسلام کی تعلیم کا عیسائیت کی تعلیم سے مقابلہ کیا گیا - تقریر کے بعد خواتین نے ایک گھنٹہ تک میری تقریر پر سوالات کئے جن کے مختصر طور پر جوابات دیئے گئے - جلسہ کے اختتام پر بہت سے افراد کی طرف سے میری تقریر پر خوشی کا اظہار کیا گیا اور انہوں نے بتلایا کہ اسلام کے متعلق پہلے اس قسم کے خیالات کا اظہار نہیں سنا تھا - انہوں نے اپنی لائبریری کے لئے اسلامی کتب کا سیٹ خریدنے کی خواہش کا اظہار کیا - وہ مولانا محمد علی صاحب مرحوم کا ترجمہ قرآن مجید انگریزی معہ تفسیری نوٹس بھی خرید یں گے - اس تقریر کی تقریب یہ ہے کہ انہوں نے چند بڑے بڑے مذاہب کے نمایندگان کو تقاریر کے لئے مدعو کیا ہے جب تمام لیکچرار اپنی اپنی باری پر تقریر کر چکیں گے تو پھر تمام لیکچراروں کو ایک دفعہ اکٹھے بلا کر تبادلۂ خیالات کیا جائے گا - یہ تجویز میں نے انکی خدمت میں پیش کی تھی جسے انہوں نے فوراً عملی جامہ پہنانے کی کوشش شروع کر دی -

ہیگ میں شادی کی تقریب اور قبول اسلام

۵- ایک سرینام کے دوست مسٹر محمد علی گمن کے صاحبزادے کی شادی کے موقعہ پر بہت سے ڈچ دوست مدعو تھے - شادی کے موقعہ پر اس دوست اور اس کی نو مسلم بیوی کی خواہش پر حاضرین کو اسلام کے متعلق معلومات بہم پہنچانے کے لئے دو تقریروں کا انتظام کیا گیا - مسٹر عبداللہ خاں اونک (ڈچ مسلم) نے اس موقعہ کے مطابق اسلامی تعلیم کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے عورت کے حقوق پر مفصل بحث کی - ان کے بعد خاکسار نے اسلام کے موضوع پر تقریر کی اور بتلایا کہ اسلام

کو عام طور پر محمڈن ازم کہکر پکارا جاتا ہے مگر یہ نام غلط ہے۔ ہمارا مذہب اسلام ہے۔ ہمیں مسلمان کہتے ہیں میں نے اسلام کی نسبت دوسرے مذاہب سے بھی بتلائی اور مختصراً عیسائی مذاہب پر بھی بحث کی۔ حاضرین نے بڑی خوشی کا اظہار کیا کہ انہیں اسلام کے متعلق معلومات بہم پہنچائی گئیں۔ اس نو مسلم کے رشتہ دار جو کٹر عیسائی ہیں وہ بھی بہت خوش ہوئے کہ ان کی لڑکی نے ایسا مذہب اختیار کیا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ پہلے انہیں بہت اندیشہ تھا کیونکہ وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کس قسم کے مذہب کو اختیار کر رہی ہے۔ اب انہیں اطمینان ہو گیا ہے کہ انہیں کسی قسم کا فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

وائی ایم سی اے میں تقریر

C.A-6 . M . Y کی ایک شاخ کی طرف سے مجھے اُن کے ہاں اسلام کے متعلق تقریر کرنے کی دعوت ملی۔ چنانچہ اس کے مطابق خاکسار برادرم حبیب اللہ صاحب کرل (نو مسلم) کے ساتھ گیا۔ خاکسار نے نصف گھنٹہ تقریر کی جس میں مختصراً اسلامی تعلیم کا خلاصہ پیش کیا گیا اور پھر اسلامی تعلیم کا عیسائی تعلیم سے موازنہ کرتے ہوئے عیسائی عقاید پر مختصر سی بحث کی۔ تقریر کے بعد قریب دو گھنٹہ تک تبادلۂ خیالات کا سلسلہ جاری رہا جس میں عیسائی عقاید پر مفصل بات کرنے کا موقعہ ملا۔ بائبل پر بھی بحث ہوئی۔ میں نے بعض مقامات پیش کر کے بتلایا کہ اس میں بہت سی تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ ایک نوجوان کہنے لگا تو پھر کیا بائبل بالکل غلط ہے۔ میں نے عرض کی کہ میں یہ تو نہیں کہتا مگر یہ کہتا ہوں کہ عیسائی لوگ اس میں عام طور پر تبدیلیاں کرتے رہتے ہیں اب یہ میرا قصور تو نہیں کہ اس میں غلطیاں پائی جاتی ہیں۔ اس پر سب ہنسنے لگے۔ اسی طرح الوہیت مسیح اور کفارۂ مسیح پر بھی گفتگو ہوئی۔ میں نے انہیں بتلایا کہ ہر بچہ اسلامی تعلیم کے مطابق معصوم دنیا میں آتا ہے جب تک وہ جان بوجھ کر خدائی احکام کی مخالفت، ورزی نہ کرے وہ گنہگار نہیں ہوتا۔ کفارہ کے متعلق جو عیسائیت تعلیم دیتی ہے وہ عقل کے بھی خلاف ہے کیونکہ ہم نے کبھی یہ نہیں سُنا کہ بیمار کا علاج ڈاکٹر خود دوائی پینے سے کرتا ہو۔ پھر قبر مسیح کے متعلق بھی گفتگو ہوئی۔ نوجوانوں نے بہت دلچسپی سے اس گفتگو میں حصہ لیا اور بعد میں کہنے لگے کہ اب ہم اپنے پادری سے بھی یہ سوالات دریافت کریں گے۔

احمدیت کے متعلق ریڈیو پر تقریر

۴ جولائی میں ریڈیو پر احمدیت کے متعلق تقریر کرنے کی دعوت ملی۔ خاکسار نے ایک مختصر سا مضمون لکھا، جو ریڈیو پر پڑھا گیا۔ خاکسار نے بتلایا کہ جماعت احمدیہ کی بنیاد ۱۸۶۹ء میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے ذریعہ قادیان (انڈیا) میں رکھی گئی آپ نے خدائی الہام کے مطابق مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ آپ کی دعوت آہستہ آہستہ تمام دنیا میں پھیل گئی۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کی جماعت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ دونوں جماعتیں ہر وقت تبلیغ اسلام میں مشغول ہیں۔ اس کے بعد مختصر اسلامی تعلیم احمدیت کی روشنی میں بیان کی گئی۔ مسیح کی الوہیت اور کفارہ کے متعلق بھی خیالات کا اظہار کیا گیا۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا بھی ذکر آیا۔ اس تقریر کے بعد کافی لوگوں کی طرف سے خطوط آئے۔ انہوں نے اس تقریر کو بہت پسند کیا اور اس کی کاپیاں مانگیں۔ بہت سے لوگوں کی طرف سے اس تقریر کی چھپی ہوئی کاپیوں کا مطالبہ آتا رہا ہے مگر اس وقت تک ہم انہیں مہیا نہیں کر سکے۔ اب کوشش ہے کہ اسے فی الحال سائیکلو سٹائل کروا کر اس کی کاپیاں لوگوں کو روانہ کی جائیں، اگر اللہ تعالےٰ نے توفیق دی تو اسے ایک چھوٹی سی کتاب کی صورت میں چھپوا کر لوگوں میں تقسیم کیا جائے گا۔

پرائیویٹ مجلسوں کا انتظام

تین چار جلسے ہم نے اپنے مکان پر بھی کئے ہیں جن میں عام طور پر مسلمان اور وہ افراد جو اسلام سے بہت زیادہ دلچسپی رکھتے تھے شامل ہوتے رہے۔

عرصہ زیر رپورٹ میں چھ افراد نے بیعت کی اللہ تعالےٰ انہیں استقامت عطا فرمائے اور دوسروں کی ہدایت کا موجب بنائے۔

جناب الحاج شیخ میاں محمد صاحب کی آمد

اس ماہ کے شروع میں مکرم محترم جناب میاں محمد صاحب مع شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے تشریف لائے۔ اُن کی آمد پر بعض افراد کو اُن کے ساتھ کھانے پر مدعو کیا گیا۔ اب شیخ محمد طفیل صاحب نے دوبارہ کام شروع کر دیا ہے اور میں اللہ کے فضل سے جہاں تک ممکن ہوا اپنے علاقہ میں ان کی مدد کرتا رہتا ہوں احباب کرام کی خدمت میں مؤدبانہ عرض ہے کہ ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد فرماتے رہیں تا اللہ تعالےٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ تبلیغ اسلام و احمدیت کی توفیق بخشے۔

والسلام

غلام احمد بشیر

کتاب دونی پر ایک سرسری نظر

(بسلسلہ صفحہ ۸)

بڑے بڑے بادشاہوں کے محلات سے ٹکراتا تھا۔ اس نے دنیا کے سب سے بڑے فرمانروا کو دین حنیف کی تبلیغ کرتے ہوئے لکھا کہ اپنے تخت کے سامنے میرا اور اپنے مذہب کے پیشواؤں کا مقابلہ کرا لو پھر دیکھو کون جیتا ہے اور کون مرتا ہے۔ کیا کبھی کسی مولوی کسی ملا کسی سجادہ نشین، کسی پیر کو بھی یہ جرأت ہوئی؟ ہرگز نہیں۔ وہ واقعی مسیح تھا کہ اس کے نام لیواؤں نے مردہ زندہ کئے۔ ایسے شخص کو کافر کہا جاتا ہے استغفراللہ

اسے امت شاہ عرب۔ کافر دیا کس کو لقب
یہ کیا کیا تو نے غضب۔ یہ کیا کیا تو نے ستم

وہ کیسا محسن تھا کہ اس نے اپنے پیروؤں کو وہ کام سپرد کیا جو بڑے بڑے انبیاءؑ کے سپرد ہوتا رہا یعنے تبلیغ و اشاعت حق کا کام۔ یہ وہ کام ہے کہ اس کے کرنے والوں کو قرآن مجید نے **مفلحون** کی سند عنایت کی ہے۔ یہ مرزا غلام احمد صاحب کی طفیل ہے کہ اس نے **مفلحون** کی جماعت پیدا ہوئی۔ قرآن مجید میں ہے **ولتکن منکم اُمۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون۝** جو جماعت داعی الی الخیر ہوگی جو امر بالمعروف کرے گی اور جو نہی عن المنکر کرے گی وہ خدا کے حکم کے مطابق مفلحون میں شمار ہوگی۔

دوستو! مرزا کو مرزا کے اثمار سے پہچانو۔ دیکھو اس کی شاگردی میں محمد علیؒ جیسے مفسر اور مصنف پیدا ہوئے کمال الدین اور صدر الدین جیسے مبلغ پیدا ہوئے۔ جن کی نظیر دنیا پیش نہیں کر سکتی۔ تم لوگ کن فضول اور لغو نکتہ چینیوں میں پڑے ہوئے ہو جو آنے والا تھا وہ تو آچکا اب آسمان سے کوئی نہیں آئے گا لکھ چھوڑو۔ دیکھو اس کا کلام کس قدر پُر از حکمت اور پُر از معارف ہے اس کے اندر کیسی کیسی قیمتی نصائح ہیں اور کس قدر رشد و ہدایت اور روحانیت ہے۔ وہ شخص جو دل رکھتا ہے اور جو دماغ رکھتا ہے سمجھ سکتا ہے کہ ہدایت کا یہ دریا کسی نہایت پاک اور صاف چشمہ سے نکلا ہے۔ لوگوں کو خدا سے ملانا۔ محمد رسول اللہ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی نصیحت کرنا۔ خدمت دین کا شوق دلانا۔ نفوس کا تزکیہ کرنا کیا یہ کسی ناپاک وجود کا کام ہو سکتا ہے ہرگز نہیں وہ خود پاک تھا اور اس نے پاک تعلیم دی اور پاک لوگ پیدا کئے۔ اور یہی مسیحائی ہے اور تیر و تفنگ کا نام تو مسیحائی نہیں۔

(باقی آئندہ)

بچوں کا صفحہ

سچائی کی برکات

(۲)

عزیز بچو!

اس سے پہلے ہم تمہیں حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے صدق و راستبازی کا ایک واقعہ سُنا چکے ہیں جس کی وجہ سے چوروں اور ڈاکوؤں نے توبہ کر لی اور مسلمان بن گئے۔

آج ہم آپ کو حضرت مجدّد زمان مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعودؑ کی صداقت و راستبازی کا ایک واقعہ سناتے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہایت کٹھن حالات میں بھی سچ بولنا مصیبت سے بچانے کا موجب ہوتا ہے۔

غالباً ۱۸۷۸ء کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے آریوں کے مقابل پر اسلام کی تائید میں ایک مضمون لکھ کر امرتسر کے ایک عیسائی اخبار "وکیل ہندوستان" کو شائع کرنے کے لئے بھیجا۔ اس اخبار کا ایڈیٹر رلیا رام نامی ایک وکیل تھا، جو اسلام اور بالخصوص حضرت مسیح موعودؑ سے بڑی دشمنی رکھتا تھا۔ یہ مضمون حضرت مسیح موعودؑ نے ایک پیکٹ کی صورت میں جس کی دونوں طرفیں کھلی تھیں بھیجا اور اسی میں رلیا رام کے نام ایک خط بھی رکھ دیا جس میں اسلام کی تائید اور دوسرے مذاہب کے بطلان کا ذکر تھا۔ اور اس مضمون کو چھاپ دینے کی تاکید کی گئی تھی۔ چونکہ ایسے کھلے پیکٹ میں خط کا رکھنا قانوناً جرم ہے، جس کا حضرت مسیح موعودؑ کو پتہ نہ تھا۔ اس لئے رلیا رام مذکور نے دشمنی کی وجہ سے محکمہ ڈاک کو اس کی اطلاع دیدی۔ اور آپ کے خلاف ضلع گورداسپور میں مقدمہ دائر ہوگیا۔

اس مقدمہ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے کئی وکیلوں سے مشورہ کیا سب نے یہی رائے دی کہ جھوٹ بول کر مخلصی کرا لی جائے اور یہ بیان دے دیا جائے کہ ہم نے پیکٹ میں خط نہیں رکھا خود رلیا رام نے رکھ دیا ہوگا۔ اور یہ بھی کہا کہ سچ بولنے سے صورت مقدمہ خراب ہو جائے گی اور کسی طریق سے رہائی نہ ہو سکے گی۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ نے اس مشورہ کو قبول نہ کیا اور فرمایا کہ جو ہو سو ہو میں کسی حالت میں بھی راستی کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔

یہ مقدمہ ایک انگریز مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوا، اور ڈاک خانہ کی طرف سے بھی اس کی پیروی کے لئے ایک انگریز افسر آیا۔ حاکم عدالت نے جب حضرت مسیح موعودؑ کا بیان لیا اور پوچھا کہ کیا یہ خط آپ نے اپنے پیکٹ میں رکھ دیا تھا؟ تو حضرت مسیح موعودؑ نے صاف صاف کہدیا کہ ہاں یہ میرا ہی خط اور میرا ہی پیکٹ ہے مگر میں نے بدنیتی سے گورنمنٹ کو نقصان پہنچانے کے لئے یہ کام نہیں کیا بلکہ اس خط کو پیکٹ والے مضمون سے علیحدہ نہیں سمجھا اور نہ اس میں نجی کی کوئی بات تھی۔

اس بات کو سنتے ہی انگریز مجسٹریٹ کے دل کو خدا تعالیٰ نے آپ کی طرف پھیر دیا اور اگرچہ انگریز افسر ڈاک خانہ جات نے آپ کے خلاف بہت زور لگایا۔ لیکن مجسٹریٹ نے نو، نو کہکر اسکے تمام دلائل کو رد کر دیا اور حضرت مسیح موعود کو عزت کے ساتھ بری کر دیا۔

اسلامیات

بچوں کے لئے دینی اسباق

(مرتضیٰ خان حسن)

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کام

۴۔ نباتات کو چھوڑ کر جو جاندار مخلوق جنگلوں میں آباد ہے اسے کون گن سکتا ہے۔ نہ درندوں کا کچھ شمار ہے نہ چرندوں اور پرندوں کا۔ یہاں شیر بادشاہ ہے۔ جنگل اس کی سلطنت ہے۔ جب وہ اپنی بادشاہت کا اعلان کرتا ہے یعنے جب دھاڑتا ہے تو قیامت برپا کر دیتا ہے۔ سارا جنگل گونج اٹھتا ہے۔ بادل کی گرج کی طرح دُور دور تک اس کی ہیبتناک آواز سنی جاتی ہے۔ تمام جاندار دم بخود رہ جاتے ہیں اور ڈر کے مارے سہم اُٹھتے ہیں کہ خدا جانے کس بدنصیب کی شامت آئی ہے اور حضور بادشاہ سلامت کس پر نظر عنایت فرماتے ہیں یعنے کس غریب کے خون سے ہولی کھیلتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ہاتھی چنگھاڑتا ہے تو سارے جنگل کو سر پہ اُٹھا لیتا ہے مگر وہ شیر کی دھاڑنے کی سی شوکت کہاں؟ اس میں کیا کلام ہے کہ شیر جنگل کا بادشاہ ہے۔ طاقت بھی بے پناہ ہے۔ اور اس کے چہرہ سے شاہانہ جلال ٹپکتا ہے۔ کیرکٹر کی بلندی کا یہ عالم ہے کہ کسی دوسرے کا مارا ہوا شکار نہیں کھاتا۔ مگر طاقت اور جسم کے لحاظ سے ہاتھی بھی اپنی مثال آپ ہے۔ لیکن گینڈا ایک لحاظ سے دونوں پر بازی لے گیا ہے۔ قدرت نے اس کی ناک پر ایک ایسا سینگ لگایا ہے جو اس کی "تلوار" ہے ماشاء اللہ! جسم ایسا پایا ہے کہ جس پر نہ شیر کا ناخن اثر کر سکے۔ نہ تلوار کی دھار نہ بندوق کی گولی نہ نیزے کی انی اس پر کارگر ہو سکے۔ مگر یہ اپنے سینگ کی تلوار سے شیر کا بھی ڈٹ کر مقابلہ کرتا ہے۔ اور وقت پر ہاتھی کے دانت بھی کھٹے کر دیتا ہے۔ ریچھ اور بھیڑیا تو اس کے سامنے پانی بھرتے ہیں۔

۵۔ ہرن کو قدرت نے کیا تیز دوڑنے والی ٹانگیں نہ دی ہوتیں تو شاید اب تک اس کی نسل ہی ختم ہو گئی ہوتی۔ ذرا خطرہ ہوا قلانچیں بھرتا ہوا یہ گیا وہ گیا اس کی دوڑ کو کون پہنچ سکتا ہے ٹانگوں میں بجلی بھری ہے۔ بارہ سینگا اپنے سینگوں کی بدولت بچا ہوا ہے۔ جب کبھی کوئی دشمن حملہ آور ہوتا ہے اپنے سینگوں سے اس کا ایسا مقابلہ کرتا ہے کہ توبہ ہی بھلی ... دیکھو خدا کی شان دشمنوں سے محفوظ رہنے یا مقابلہ کے لئے اس نے ہر ایک کو ضروری سامان عطا فرمایا ہے۔

۶۔ بندروں کو دیکھنا۔ کیسی کیسی عجیب حرکتیں کرتے ہیں۔ ذرا کسی سے بگڑے۔ فوراً درخت پر چڑھ گئے اور لگے منہ چڑانے اور نقلیں اتارنے۔ منہ بنانے۔ دکاڑنے۔ بسورتے۔ چرچر کرتے ہوئے درختوں پر ادھر ادھر پھاندتے پھرتے ہیں۔ ان کی دم میں غضب کی طاقت بھری ہے۔ درختوں کی ٹہنیوں سے اسے لپیٹ کر اس طرح جھولتے ہیں جس طرح ہمارے ملک میں لڑکے لڑکیاں پینگ جھولتی ہیں۔ لیکن بعض بندر دُم کے بغیر بھی ہوتے ہیں۔ ان کی شکل انسان سے بہت ملتی جلتی ہے۔ گویا انسان اور چوپایوں کے بین بین کوئی مخلوق ہے اس کو بن مانس کہتے ہیں۔ یعنے بن کا آدمی۔ یہ تو بڑے بڑے جانور ہیں۔ چھوٹے چھوٹے

کیڑوں مکوڑوں پر بھی ذرا نظر ڈالو۔ دیکھو کیا ننھے سے کیڑے ریشم جیسی نفیس چیز تیار کرتے ہیں۔ اور مکھیاں پھولوں سے رس چوس کر شہد جیسی اعلیٰ اور مفید چیز تیار کرتی ہیں۔ خدا کی قدرت کے کرشمے دیکھ کر عقل حیران ہوتی ہے۔ (باقی آئندہ)

ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی وفات پر تعزیتی پیغامات

ملتان

(۱) ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی وفات حسرت آیات کی اندوہناک خبر سے جماعت ملتان کے جملہ احباب کو سخت صدمہ ہوا۔ چنانچہ بروز جمعہ گذشتہ مورخہ ۱۷ر اکتوبر ۱۹۵۹ء کو بعد نماز جمعہ حسب ذیل ریزولیوشن پاس کیا گیا۔

یہ اجلاس ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی وفات پر سخت غم والم کا اظہار کرتا ہے۔ درحقیقت ان کی موت سے انجمن کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم انجمن کے روح رواں تھے ہمارے لئے اس خلا کا پُر کرنا سخت مشکل امر ہے

ہمیں صبر سے کام لینا چاہیئے کہ خدا وندکریم انجمن کے لئے نعم البدل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت نصیب کرے آمین۔ ڈاکٹر صاحب کے جملہ متعلقین سے جماعت ملتان کی طرف سے ہمدردی کا اظہار کریں۔ خدا تعالےٰ ان کو صبر عطا فرمائے۔ قرار پایا کہ اس ریزولیوشن کی ایک نقل اخبار پیغام صلح کو بغرض اشاعت بھیجی جاوے۔ فقط

خاکسار۔ عبدالغفور خان

---

(۲)۔ ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی وفات حسرت آیات کی خبر سن کر دل کو از حد صدمہ پہنچا انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے، اور جملہ پسماندگان و لواحقین کو صبر جمیل وتسکین عطا فرمائے

میرا یہ پیغام تعزیت ان کی اولاد و لواحقین تک پہنچادیں۔ فقط والسلام

میاں فضل الرحمان (دل اور)

آزاد کشمیر

محترم جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی وفات حسرت آیات کی خبر سن کر از حد افسوس ہوا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی ایک ایک کرکے دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں۔ خداوندکریم انہیں غریق رحمت کرے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمادے۔ والسلام

خاکسار۔ عطاالٰہی پنشنر

برنالہ۔ آزاد کشمیر۔ براستہ کڑیانوالہ

زردبی (ضلع پشاور)

نقل تعزیتی قرارداد اجلاس منعقدہ مؤرخہ ۴ر اکتوبر ۱۹۵۹ء ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور شاخ زردبی:۔

آج مؤرخہ ۴ر اکتوبر ۱۹۵۹ء کو جب اخبار پیغام صلح کھولا گیا۔ تو اس میں مقالہ افتتاحیہ میں ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی وفات حسرت آیات کا ذکر پڑھ کر سخت صدمہ ہوا چنانچہ مقامی احباب کے ایک عزیز یعنی اجلاس میں جو کہ ایم محمد اسحاق صاحب ہیڈ ماسٹر مڈل سکول زردبی کی صدارت میں منعقد ہوا، مندرجہ ذیل تعزیتی قرارداد پیش ہوکر پاس کی گئی۔

ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (زردبی) کا یہ اجلاس محترم و مکرم ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی بے وقت موت کو ایک قومی حادثہ قرار دیتے ہوئے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور دست بدعا ہے۔ کہ خداوند تعالےٰ ڈاکٹر صاحب مرحوم کو اپنی آغوش رحمت میں جگہ دے اور اُن کے لواحقین کو صبر جمیل اور انجمن کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔

قرار پایا۔ کہ قرارداد ہذا کی نقل بخدمت سیکرٹری صاحب انجمن اشاعت اسلام لاہور ارسال ہو۔

صدر جلسہ

ایم محمد اسحاق

ایبٹ آباد

محترم ڈاکٹر صاحب کی وفات کی خبر سنکر مرکز والوں کو بے اختیار یہ کہنے پر دل مائل ہے ؎

جو بادہ کش تھے پرانے وہ تو اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آب بقاءِ دوام لا ساقی

والسلام۔ محمد احمد (وکیل ایبٹ آباد)

ربوہ

ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی وفات کا معلوم کرکے صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بہت نیک شخص تھے۔ اللہ تعالےٰ غریق رحمت کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ سلسلہ کے بڑا خیرخواہ تھے۔ سابق تین ڈاکٹروں کے بعد ان کا دم غنیمت تھا۔ ان کے لواحقین کو اور مولانا صدرالدین صاحب کی خدمت میں میری طرف سے اظہار افسوس فرمادیں۔ آپ کی یاد آوری کا شکریہ۔

خاکسار۔ ... ...

وہاڑی

یہ خبر اچانک سننے میں آئی کہ ہمارے بزرگ ڈاکٹر غلام محمد صاحب کا انتقال ہوگیا ہے ہم سب سن کر پریشان ہوئے ہیں کہ وہ مجاہد پیچ کہنے والا اور انجمن کا درد رکھنے والا بزرگ آج ہم سے جُدا ہوگیا ہے جس کا خلا پُورا نہیں ہوسکتا۔ خدا ان کو جنت فردوس میں جگہ دے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خاکسار۔ محمد دین از وہاڑی

حافظ آباد

کل سول ملٹری گزٹ میں مکرمی ڈاکٹر غلام محمد صاحب کے خدا کو پیارے ہوجانے کی خبر پڑھکر بے حد صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ افسوس درد دل رکھنے والے مخلص بزرگوں میں ایک اور کی کمی ہوگئی۔ قوم کے لئے مایۂ ناز بزرگ۔ راست رو اور راست گفتار۔ ایچا پیچوں سے دور رہنے والا مستقل مزاج۔ پرخلوص شخصیت کے اللہ کو پیارا ہونے سے اس چھوٹی سی جماعت کو اس قحط الرجال کے زمانہ میں بہت بڑے ناقابل تلافی نقصان کا سامنا کرنا پڑگیا ہے شاید ہی کوئی اللہ کا نیک بندہ اس خلا کو پُر کرنے کے لئے اپنی خدمات کو قوم کے سپرد کرنے کے لئے تیار ہو۔

ہر بشر میں انسانی کمزوریاں ہوتی ہیں۔ بے نفس اور مخلص ترین متقی بزرگ اور ہر لحاظ سے حسن و احسان کے مجسمے بہت مشکل ملتے ہیں تاہم حضرت ڈاکٹر غلام محمد صاحب مرحوم و مغفور بڑی خوبیوں سے متصف تھے اللہ تعالےٰ انہیں مغفرت فرمائے اور بہشت بریں میں ان کو جگہ دے اور قوم کی ذمہ داریاں برداشت کرنے والا بھی کوئی نعم البدل اللہ تعالےٰ قوم کو عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے مرحوم کے ورثاء کو صبر جمیل دے۔ اور ان کے دلوں کو سکینت بخشے مجھے بدقسمتی سے ان کے اعزہ و اقارب سے بالکل اجنبیت ہے۔ اس وجہ سے ڈائرکٹ تعزیت نہیں کرسکا۔

آپ کی معرفت ہی ان کے غم میں شرکت کی عزت حاصل کرتا ہوں۔

حضرت امیر کی خدمت میں بھی مضمون واحد ہے۔

خادم۔ محمد رمضان

معرفت کواپریٹو بنک حافظ آباد

صادق گڑھ پیلس

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ نیاز و سلام کے بعد عرض ہے کہ اخبار پیغام صلح ملا۔ محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب قبلہ اور امیر مرحوم کے داماد کے انتقال پرملال کی خبر پڑھی، دلی صدمہ ہوا۔ دونوں ہستیاں جماعت کے در ستون تھے۔ جن کا پُر کرنا بظاہر مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور مرحومین کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ والسلام

آپ کا غمزدہ بھائی

محمد اقبال خاں چغتائی سب پوسٹماسٹر

صادق گڑھ پیلس

لائل پور

محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی وفات کے متعلق سن کر بہت افسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ رکھا درویش

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہم نہیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور (پاکستان)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۶

ہر ماہ کی ۱-۸-۱۵-۲۲ تاریخ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر:- ۳۷۳۷
ایڈیٹر:- دوست محمد
اسسٹنٹ ایڈیٹر:- بشیر احمد تنویر

جلد ۴۹ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۲ اکتوبر ۱۹۵۹ء | نمبر ۴۱

خدا تعالیٰ نیک بندوں کو شرفِ مکالمہ عطا کرتا ہے

فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

لاہور میں ایک دفعہ مولوی عبدالحکیم صاحب سے میرا مباحثہ ہوا۔ تو میں نے اس کے سامنے یہی پیش کیا تھا کہ تم اللہ تعالیٰ کے مکالمات سے کیوں ناراض ہوتے ہو۔ حضرت عمرؓ بھی تو محدث تھے۔ اس پر اس نے صاف طور پر انکار کر دیا۔ اور کہا کہ آنحضرتؐ نے فرضی طور پر کہا تھا۔ حضرت عمرؓ فی الحقیقت محدث نہ تھے اور یہ محال ہے کہ آئندہ کسی کو الہام ہو۔ آج کل کے علماء کو اس بات پر بالکل ایمان نہیں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی پیارے بندے سے مکالمات کر سکتا ہے اور یہ لوگ ہمیشہ کے لئے مکالمات کا دروازہ بند کئے بیٹھے ہیں اور خدا تعالیٰ کو انہوں نے گونگا خدا مان لیا ہے جو کبھی تکلم نہیں کرتا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ قرآن شریف میں جو یہ آیا ہے لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا۔ ان لوگوں کے نزدیک اس کا کیا مطلب ہے؟۔ جب ملائکہ ایسے مومنوں پر نازل ہوتے ہیں اور ان کو بشارتیں دیتے ہیں۔ تو وہ بشارات کس کی طرف سے دیتے ہیں۔ یہ اعتقاد رکھ کر انہیں قرآن شریف کا بھی انکار کرنا پڑے گا۔ کیونکہ سارا قرآن شریف انہی باتوں سے بھرا پڑا ہے کہ خدا تعالیٰ نیک بندوں کو شرف مکالمہ عطا کرتا ہے۔ اگر یہ شرف کسی کو ملتا ہی نہیں۔ تو پھر قرآن شریف کی تاثیرات کا ثبوت کہاں سے ملے گا؟ اگر آفتاب ہی دھندلا اور تاریک ہو۔ تو ایسی روشنی میں سیاہ اور سپید کی کوئی کس طرح تمیز کر سکے گا؟۔ اور کیا ایسی صورت میں وہ یہ کہہ کر فخر کرے گا۔ کہ اس میں روشنی نہیں بلکہ تاریکی ہے۔

(الحکم جلد ۷ صفحہ ۱۹)

اُوپر کا ہاتھ

نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اُوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے اچھا ہے جس کا خرچ تیرے ذمہ ہے اسے پہلے دے اور اچھا صدقہ وہ ہے جو مالدار ہونے کی حالت میں دیا جائے اور جو بچنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بچا لیتا ہے اور جو غنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دیتا ہے۔

نوٹ:- اُوپر کے ہاتھ سے مراد دینے والا ہاتھ ہے اور نیچے کے ہاتھ سے مراد مانگنے والا ہاتھ ہے ...... مطلب یہ ہے کہ دے وہی سکتا ہے جو خود مالدار ہو اور جو اپنے آپ کو محتاج کر دے گا وہ دوسرے کا دست نگر بنے گا۔ گویا انسان اس قدر نہ دے کہ دوسروں کا محتاج ہو جائے...... سوال سے بچنے کا ذریعہ یہی ہے کہ انسان مصیبت کے وقت کے لئے کچھ بچا کر رکھے اور غنا چاہنے سے بھی یہی مطلب معلوم ہوتا ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ دوسروں کا محتاج نہ ہو، کس قدر خودداری نبی کریم صلعم نے سکھائی تھی۔ کہ خدا کی راہ میں بھی اتنا دو کہ محتاج نہ ہو جاؤ۔ مگر آج مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ کثرت سے بھیک مانگنے والے اور مقروض اور دوسروں کے محتاج بلکہ دوسروں کے غلام بنے ہوئے نظر آتے ہیں اور یہ خدا کی راہ میں دیکر نہیں بلکہ اپنی فضول خرچیوں اور رسم و رواج کے اسرافات کی وجہ سے مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اپنے اہل و عیال کی پرورش کو صدقہ سے رکنے کا بہانہ نہ بنایا جائے کیونکہ بخل سے بڑھ کر کوئی بیماری نہیں۔

(فضل الباری)

پروفیسر رشید اعظم ایم اے کی سلسلہ احمدیہ میں شمولیت

قبل ازیں کرنل یوسف چوہدری کی شمولیت سلسلہ کا ذکر ان کالموں میں آ چکا ہے، اس کے بعد گذشتہ بدھ مورخہ ۱۴ اکتوبر کو ایک صاحب پروفیسر رشید اعظم ایم اے حضرت امیر ایدہ اللہ کی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ آپ گورنمنٹ کالج گوجرخاں میں سائیکالوجی اور فلسفہ کے پروفیسر رہ چکے ہیں اور آج کل پاکستان سول سروس کے امتحان کی تیاری کر رہے ہیں۔

پروفیسر ممدوح کو حضرت امیر نے قرآن کریم سے سائیکالوجی اور فلسفہ کی باتیں سنائیں جن سے وہ بہت ہی متاثر ہوئے سلسلہ احمدیہ کے متعلق بھی گفتگو ہوتی رہی، جس کے بعد وہ بڑی خوشی اور دلی رغبت کے ساتھ جماعت احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ اس موقعہ پر ایک اور پروفیسر چوہدری بھی جو جرمنی کے پی۔ ایچ۔ ڈی ہیں، اور پہلے سے جماعت میں داخل ہو چکے ہیں، موجود تھے، وہ بھی اس گفتگو کو سن کر بہت متاثر ہوئے۔ گذشتہ جمعہ مورخہ ۱۶ اکتوبر کو دونوں پروفیسر صاحبان نماز جمعہ میں موجود تھے حضرت امیر نے خطبہ جمعہ میں حاضرین سے ان کا تعارف کرایا جس سے جماعت میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔

پروفیسر ممدوح نے آمادگی ظاہر کی ہے کہ جس قسم کی خدمت لی

تبلیغِ بلادِ غیر

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

انچارج تبلیغ بلادِ غیر

نائیجیریا

اے۔ لطیف اکوڈو لیگوس

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

میں قریباً تین ماہ بستر علالت پر رہا اور اس عرصہ میں میری اہلیہ صاحبہ کا انتقال ہوگیا انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اب میں اپنے ہیڈ کوارٹر لیگوس میں آگیا ہوں اور تبلیغی سرگرمیاں شروع کر دی ہیں اور اسلامی تعلیم جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں سکھائی ہے اس کے نور کو پھیلانا شروع کر دیا ہے۔

مجھے صرف اس بات کا افسوس ہے کہ میں اپنی مالی بدحالی کی وجہ سے تمام نائیجیریا میں اپنی تبلیغی مساعی یا مشن کو نہیں پھیلا سکتا ——— اس لئے میں آپ کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ آپ اپنا مرکز نائیجیریا میں کھول دیں تاکہ آسانی سے اس ملک میں تبلیغ اسلام ہو سکے۔

ہم لوگوں کا جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سے تعلق رکھتے ہیں ...... نہ تو مرکز سے ..... تعلق قائم ہے اور نہ بحیثیت جماعت کوئی اہمیت ہے اس کے برعکس اگرچہ ربوی جماعت کے تھوڑے ممبر ہیں پھر بھی ان کا ربوہ سے مرکزی اور دفتری تعلق قائم ہے اور یہاں انکی اپنی جائداد بھی ہے۔ اس جماعت کا مقرر کردہ مشنری انچارج نسیم سیفی بڑا متکبر اور بد دماغ آدمی ہے ایسا متکبر میں نے کبھی نہیں دیکھا اور اس کی بداخلاقی کی وجہ سے نائیجیریا میں ان کا مشن ناکام ہے۔

امید ہے آپ ہمیں کتب برابر بھیجتے رہیں گے۔

(انہیں مزید لٹریچر بھیجا جا رہا ہے اور خط بھی لکھا جا رہا ہے کہ ان تمام احباب کو جو ہمارے ساتھ متفق ہیں جمع کر کے ایک جماعت کی صورت میں منظم کیا جائے اور ان سب کے ناموں سے ہمیں مطلع کیا جائے ہم ان کی جماعت کا مرکزی جماعت کے ساتھ الحاق کر لیں گے۔ آپ عربی کے عالم ہیں اور دو عربی کتب مراحل العربیہ ہر دو حصص کے مصنف ہیں علاوہ ازیں انہوں نے اپنی زندگی اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر رکھی ہے۔ ادارہ)

جنوبی افریقہ

از سیکرٹری اور لائبریرین وتیری نگنگ اسلامیہ ریسرچ سرکل ٹرانسوال۔ جنوبی افریقہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جب میں اپنے پرانے فائلوں کو چیک کر رہا تھا تو میری نظر آپ کے مکتوب پر پڑی اس کا جواب ابھی تک نہیں دیا گیا تھا۔ میں اس غفلت کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ آپ کی طرف سے ہماری لائبریری کے لئے مفصلہ ذیل کتب وصول ہو چکی ہیں۔

(۱) انٹی کرائسٹ کریا یوج ماجوج)

(۲) براہین احمدیہ

(۳) ریلیجن آف اسلام۔ فرنچ

(یہ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی ہے)

(۴) کال آف اسلام

اس نوازش کے لئے ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں ان میں سے براہین احمدیہ پر از معارف وحقائق ہے افسوس کہ نامکمل ہے۔ کیا اس کی اور جلدیں بھی تیار ہیں؟

جیمز ٹاؤن ہیوِن آن الرکفہ کا پارسل نہیں ملا براہِ مہربانی آپ وہاں انکوائری کریں۔ اور ہم یہاں کرتے ہیں۔

یہاں چند احباب جماعت خدمت دین کا جذبہ رکھتے ہیں۔ کیا آپ کی انجمن نے مبلغین کی ٹریننگ کا انتظام کر رکھا ہے۔ اُمید ہے آپ اس مسئلہ میں بالتفصیل اطلاعات بہم پہنچائیں گے اور شکریہ کا موقعہ دیں گے۔

کیا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی اور بھی انگریزی میں کتب ہیں۔ کیونکہ ہم سب اس پیاسے جاں بلب آدمی کی طرح ہیں جو تپتے ریگستان میں پانی کا متلاشی ہو۔ چنانچہ مرزا صاحب کی کتب مقدس سے ان صداقتوں کے حاصل کرنے کے لئے بیتاب ہیں جو ان کے چشمۂ صافی سے پھوٹ پھوٹ کر نکلی ہیں ——— ملا حضرات کی مخالفت کی وجہ سے ہم اسلام کی صحیح تعلیم پھیلانے میں صبر آزما تکالیف سے دوچار ہیں۔ دعا فرمائیں

منسلکہ کتابچہ (یہ پمفلٹ حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف انگریزی میں شائع کر کے دارالعلوم اشرفیہ عربیہ اسلامیہ راندیر ضلع سورت (انڈیا) نے چھپوایا ہے۔ ادارہ) میں نشان کردہ اعتراضوں کے جوابات عنایت فرمائیں۔

(مزید لٹریچر اور اعتراضات کے جوابات بھیجے جا رہے ہیں ——— غلام قادر)

نائیجیریا

از عبدالوہاب داؤدو۔ نائیجیرس کالج آف ٹیکنک نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

میں آپ کی ان کوششوں کو بنظر استحسان دیکھتا ہوں جو خدمت اسلام کے سلسلہ میں آپ کر رہے ہیں، اللہ تعالےٰ آپ کو اجر دے گا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کے اقتباسات جہاں تک ہو سکے لمبے لمبے تحریر فرمایا کریں ممنون ہوں گا مجھے پڑھنے میں از حد لطف آتا ہے اقتباسات حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے جو آپ مجھے خط میں لکھتے رہتے ہیں ...... نہ صرف میری روحانی اقدار میں ہی بلندی پیدا ہوتی جاتی ہے بلکہ ہر پڑھنے والا میری طرح محسوس کرتا ہے امید ہے میری درخواست پر ہمدردی سے غور فرمایا جائے گا۔

(ان کی خواہش پوری کی جا رہی ہے ——— غلام قادر)

جنوبی افریقہ

از مسٹر عبداللہ۔ این۔ کاقی اکرا غانا۔ مغربی افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

بہت بہت شکریہ آپ نے میری عرضداشت پر توجہ مبذول فرماتے ہوئے مجھے جو لٹریچر ارسال فرمایا ہے میں آپ کا بہت بہت مشکور ہوں۔ آپ کے لٹریچر نے میرے علم میں کافی اضافہ فرمایا ہے اور میری آنکھیں کھول دی ہیں۔

باشندگان غانا احمدیہ تحریک کے بہت ممنون احسان ہیں کہ اس نے ہم تک انگریزی زبان میں قرآن شریف اور دیگر اسلامی لٹریچر پہنچایا ہے۔

امید ہے آپ گاہے گاہے مجھے اپنے مواعظ حسنہ سے نوازتے رہیں گے۔

امام صاحب ووکنگ کو میں آپ کے ارسال کردہ لٹریچر کے متعلق اطلاع دے دوں گا۔

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجا جا رہا ہے۔ انہیں ہمارا پتہ امام صاحب ووکنگ نے دیا تھا۔ ادارہ)

فلپائن

از مس روسالینڈا۔ فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا ارسال کردہ لٹریچر مل گیا۔ بہت بہت شکریہ۔

مجھے آپ کے لٹریچر سے روحانی تسکین ہو رہی ہے۔ اور اسلام کے متعلق بہت سی معلومات حاصل ہو گئی ہیں۔ کچھ لٹریچر میں نے اپنے والد صاحب قبلہ کو بھیج دیا ہے تاکہ وہ بھی اس سے مستفید ہوں۔

آپ نے لٹریچر بھیج کر ہمارے دلوں کو روشن فرما دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ لوگوں پر اپنی بیشمار برکات نازل فرماتے۔ آپ نے ہمیں محسوس کرا دیا ہے

ضرورت رشتہ

ایک دوست کے لئے جن کی عمر تقریباً پچاس سال ہوگی نکاح ثانی کے لئے موزوں رشتہ کی ضرورت ہے۔ موجودہ بیوی دائم المریض۔ غیر احمدی اور صاحب اولاد ہے۔ رشتہ کنواری، بیوہ یا مطلقہ عمر تقریباً ۲۵ سال ہو قبول صورت، خوش اخلاق اور امور خانہ داری سے واقف ہو۔ رہائش وغیرہ علیحدہ ہوگی۔ لواحقین جو کاروبار چلانے میں مدد اور مددگار ہوں اور کاروبار کرنے کے خواہشمند ہوں ان کو ترجیح دی جاوے گی۔ مالی امداد کی ضرورت نہ ہوگی لیکن لواحقین کو کاروبار میں شریک کیا جائے گا ———

خط وکتابت بنام ایڈیٹر صاحب پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۵۹ء

ناپاک خیالات اور اُن کا اثر

قارئین کو یاد ہوگا کہ گذشتہ سال انگلستان کے ایک مقام نوٹنگ ہل میں کچھ انگریز غنڈوں نے چند سیاہ فام شہریوں پر فولادی سلاخوں اور دیگر اسلحہ کے ساتھ حملہ کر کے انہیں شدید زخمی کر دیا تھا، اس حملہ کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ سفید چمڑی نہیں رکھتے تھے، ان غنڈوں کو اولڈ بیلی کے جج مسٹر سالمن نے چار چار سال قید کی سزا دیتے ہوئے اپنے فیصلہ میں چند ایسے کلمات لکھے ہیں، جو برطانیہ کی تاریخ میں یادگار رہیں گے :-

"یاد رکھو ہر شخص کو بلا لحاظ اس بات کے کہ اس کی جلد کا رنگ کیا ہے، محفوظ و مامون صرف قد اور آزادی کے ساتھ ہماری سڑکوں پر چلنے پھرنے کا حق حاصل ہے، اس کے مقابلہ میں قانون تمہیں اس بات کا اختیار تو دیتا ہے کہ اپنے دلوں میں جتنے ناپاک خیالات چاہو پالتے رہو لیکن تمہیں ان خیالات کو عملی جامہ پہنانے کی اجازت نہیں، ایسا کرو گے تو قانون کی زد سے بچ نہ سکو گے، میں فیصلہ کر چکا ہوں کہ تمہیں اور ان سب کو جو کبھی بھی اور کہیں بھی تمہاری مثال کی پیروی کریں یہ بات خوب سمجھا دوں کہ ایسے جرائم کو اس ملک میں برداشت نہیں کیا جائے گا جیسے جرم کے مرتکب تم ہوئے ہو بلکہ ان جرائم کی قرار واقعی سزا دی جائے گی۔"

جسٹس سالمن کا یہ فیصلہ اہل برطانیہ کے روایتی عدل و انصاف کے عین مطابق ہے اس میں شک نہیں کہ جہاں تک قانون کا تعلق ہے اس کی گرفت صرف ارتکاب جرم پر ہی ہو سکتی ہے کسی کے دل میں خواہ کچھ ہو، اس کا نہ قانون یا کسی عدالت کو علم ہو سکتا ہے، اور نہ کوئی گرفت اس پر کی جا سکتی ہے، اس لئے جسٹس سالمن کے فیصلہ کا جہاں تک تعلق ہے قانون کا تقاضا اس سے ضرور پورا ہو جاتا ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی یہ امر بھی قابل غور ہے، کہ جرائم کا ارتکاب آخر دل کے ناپاک خیالات ہی کا نتیجہ ہوتا ہے اور ارتکاب جرائم کو روکنے میں دل کو ناپاک خیالات سے پاک کرنا جس قدر موثر ہو سکتا ہے قانون کی گرفت اتنی موثر نہیں ہو سکتی، اسی لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارتکاب جرائم پر تعزیرات سے بڑھ کر دل کی پاکیزگی پر زور دیا ہے، آپ نے فرمایا :-

"ان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب"

یعنی جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو تو تمام جسم درست رہتا ہے اور جب وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے سُن رکھو کہ وہ دل ہے"

پس، جہاں تک دل کے ناپاک خیالات کا تعلق ہے ہم یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں، کہ فی الحقیقت ارتکاب جرائم کا موجب ہوتے ہیں اور ایسا بالکل نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص "ناپاک خیالات" دل کے اندر پالتا رہے اور ان کا اثر جسمانی اعضا پر نہ ہو، اور وہ عمل کا رنگ اختیار نہ کریں۔ ناپاک خیالات ہی ایک چور کو چوری پر آمادہ کرتے ہیں، ناپاک خیالات ہی انسان کو سنگین جرائم پر آمادہ کرتے اور امن عامہ کو برباد کرنے کا موجب ہوتے ہیں، اس لئے جہاں تک قانون کا تعلق ہے جسٹس سالمن کا یہ انتباہ بالکل صحیح ہے کہ ناپاک خیالات کو عملی جامہ پہنانے پر قانون کی گرفت سے نہیں بچ سکتے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ایسے ذرائع اختیار کئے جائیں، جن سے دل پاک و صاف ہو جائیں اور ناپاک خیالات پیدا ہی نہ ہوں چہ جائے ان کو پالنے کی نوبت آئے۔

جہاں تک گورے اور کالے کا سوال ہے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلے لفظوں میں فرمایا کہ کسی گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں، نہ کسی کالے کو گورے پر فضیلت حاصل ہے، اور صرف فرمایا ہی نہیں بلکہ عملی طور پر گورے اور کالے کا امتیاز اٹھا کر بتا دیا کہ آپ کی نگاہ میں گورے اور کالے ایک ہی مقام رکھتے ہیں اور اگر کسی کو فضیلت حاصل ہو سکتی ہے تو خدا خوفی، نیک کرداری اور حسن عمل اختیار کرنے سے ہی ہو سکتی ہے اسی تعلیم کا نتیجہ ہے کہ بلال (ایک حبشی غلام) کو اسلام میں سیدنا بلال کا نام دیا گیا اور اسامہ (ایک حبشی غلام زادہ) کو ابوبکرؓ اور عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابیوں کے ایک لشکر کا سپہ سالار بنایا گیا، تو کسی کو انکی قیادت ماننے میں ہچکچاہٹ محسوس نہ ہوئی۔ آج بھی اسلامی ممالک گورے اور کالے کے امتیاز سے پاک ہیں اور ایک حبشی سفید رنگ کے مسلمان کے ساتھ مسجد کے اندر شانہ بشانہ کھڑے ہو کر عبادت الٰہی کرتا اور اُن کے ساتھ مل کر کھاتا پیتا اور ہر قسم کے تعلقات رکھتا ہے، یہ سب ان پاک خیالات اور اس فراخ دلی کا نتیجہ ہے، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کی لیکن مغرب کی "مہذب" عیسائی سلطنتوں کو دیکھئے اس روشنی کے زمانہ میں برطانیہ کے اندر ایسے لوگ موجود ہیں جو سفید چمڑی کے سوائے دوسرے رنگ کی جلد رکھنے والے انسان کو انسان نہیں سمجھتے اور ان سے وحشیانہ سلوک روا رکھتے ہیں۔ جنوبی افریقہ میں سیاہ فام لوگوں کو سفید چمڑی والوں کے مقابلہ میں حقوق انسانیت حاصل نہیں۔ امریکہ جیسے مہذب ترین ملک میں کالے رنگ کے بچوں کو سفید چمڑی والوں کے سکولوں میں داخل نہیں کیا جاتا اور نہ اُن کے ہوٹلوں اور گرجاؤں میں انہیں جانے کی اجازت ہے اور اگر کسی کالے آدمی سے کوئی ایسا جرم سرزد ہو جائے جس کا اثر سفید چمڑی والے پر پڑتا ہو تو ایسی وحشیانہ اور لرزہ خیز سزا کا مستوجب سمجھا جاتا ہے جو ایسے ہی جرم پر سفید آدمی کو نہیں دی جا سکتی۔

یہ کیوں ہے؟ محض ان ناپاک خیالات کا نتیجہ ہے جو کالے آدمیوں کے خلاف دلوں میں پلتے رہتے ہیں ان خیالات سے جب تک دلوں کو پاک نہ کیا جائے جب تک کالے آدمیوں کو ویسے ہی انسان نہ سمجھا جائے جیسے سفید چمڑی والوں کو سمجھا جاتا ہے اس وقت تک وہ مظالم اور جرائم دور نہیں ہو سکتے جن کا ارتکاب اُن کے خلاف آئے دن ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے قانونی گرفت سے بڑھ کر ایسے ذرائع اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ جو دلوں کی تطہیر کا موجب ہوں اور ناپاک خیالات کو دلوں سے پاک و صاف کر دیں۔

چوہدری نبی بخش صاحب کی وفات

مکرم بندہ مینیجر صاحب اخبار پیغام صلح۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

نہایت ہی رنج کے ساتھ اخبار میں اشاعت کے لئے یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ والد بزرگوار چوہدری نبی بخش صاحب ۱۲ اکتوبر کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم کی عمر تقریباً نوے سال تھی۔ مگر صحت کافی اچھی تھی ۱۲ اکتوبر کو اکاڑہ جانے کی غرض سے گھر سے نکلے تھے اور [illegible] موجود والی پختہ سڑک پر بس کی انتظار میں کھڑے تھے کہ ایک ٹرک کی زد میں آ گئے جس سے ایک ٹانگ ٹوٹ گئی اور دیگر چند زخم آئے۔ حادثہ کے تقریباً تین گھنٹہ کے بعد فوت ہو گئے اور اپنے مولا کریم سے جا ملے۔ مرحوم حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب مرحوم امیر جماعت احمدیہ کے حقیقی بھائی تھے۔ ان سے عمر میں [illegible] تھے اور حضرت مولانا عزیز بخش صاحب مرحوم سے [illegible] تھے۔ بہت نیک سیرت اور متدین تھے۔ صوم و صلوٰۃ کے بہت سختی سے پابند تھے۔ سفر و حضر میں نماز تہجد [illegible] پڑھتے تھے۔ احباب جماعت سے التجا ہے کہ ان کا جنازہ غائبانہ پڑھ کر اُن کے لئے دُعا فرما دیں۔ کہ مولا کریم اپنے فضل [illegible] ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس [illegible]

میرے علاوہ میرا ایک چھوٹا بھائی چوہدری [illegible] ہے۔ اور ایک بھائی والد صاحب سے تقریباً [illegible] فوت ہو گیا تھا۔ اس کے دو لڑکے ہیں۔ مرحوم کی تجہیز و تکفین چھ کسی، تحصیل کبیر والا، ضلع ملتان میں کی گئی

راقم سلطان علی۔ کالونی ٹیکسٹائل ملز [illegible]

پیغام صلح: "محترم چوہدری نبی بخش صاحب مرحوم ایک [illegible] اور پاک طینت انسان تھے۔ ایسے [illegible] کی وفات ہر طرح قابل افسوس ہے، ہم چوہدری سلطان علی صاحب اور دیگر پسماندگان سے دلی افسوس کا اظہار کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ احباب کرام [illegible]

سیاہ فام لوگوں کا اسلام کی طرف رجحان

پاسباں ملتے ہیں کعبہ کو ——— بشکریہ "رہنمائے دکن"

امریکہ کی عالمگیر سیاسی جدوجہد بہت کم اس کے داخلی معاملات کو جاننے کا موقعہ دیتی ہے۔ اتفاق سے گزشتہ چند برسوں میں سیاہ فام باشندوں کے ساتھ امتیازی سلوک کے واقعات اس قدر اہم ثابت ہوئے کہ افریقہ و ایشیائی پسماندہ اقوام نے انہیں بھی عالمی حیثیت دے دی۔ امریکی جمہوریت چونکہ دنیا بھر میں قابل تقلید مقام رکھتی ہے۔ جنوبی افریقہ سے اس کی یہ ملی جلی حکمت عملی" ایک کڑی آزمائش ثابت ہوئی۔ لٹل راک میں یورپی اور افریقی نژاد باشندوں کے مابین حکومت کو بالآخر اپنی حکمت عملی میں بنیادی تبدیلی پر مجبور کر دیا۔ آئزن ہاور حکومت نے ان فسادات کے بعد حبشی طلباء کو عام مدارس میں داخلے کی اجازت دی اور جب متعلقہ ریاست کے گورنر نے اس فیصلہ کو قبول نہیں کیا تو امریکی سپریم کورٹ نے صدر مملکت کے آئین کو اپنی مکمل حمایت سے تقویت دے دی نسلی امتیاز کے جزوی خاتمہ کے اس قانون کی تعمیل میں سیاہ فام طلبہ کو تمام مدارس میں داخلہ تو ملا لیکن فسادات کی روک تھام کے لئے حکومت کو پولیس کی نگرانی میں اضافہ کرنا پڑا۔ مدت کی خرابی اس ایک قانون سے دور ہونے والی نہ تھی۔ اس وقت تک مدرسوں کے باہر سیاہ فام طلبہ سے نسلی منافرت کا مظاہرہ ہوا کرتا تھا۔ اور جب یہ قانون کے ساتھ مدارس میں داخل ہوئے ان سے گورے اچھوتوں کا سا سلوک کرنے لگے۔

سیاہ فام باشندوں سے اس طرح کے جذبات یورپی نژاد حکمرانوں کے خلاف ایک مستقل جدوجہد کی صورت اختیار کر گئے ہیں۔ حبشی باشندوں کے گروہوں اور اداروں میں سفید باشندوں کی بالادستی حکومت کے علاوہ عیسائیت کے حق میں بھی مضر ثابت ہونے لگی۔ انہوں نے جب یہ محسوس کیا کہ عیسائیت قبول کرنے کے باوجود ان کا سماجی مقام بدل نہیں سکتا تو اسلامی تعلیمات سے استفادہ کی سعی آغاز کی۔ مغربی افریقہ سے بیشتر باشندے غلاموں کے طور پر پچھلی صدی میں امریکہ لائے گئے تھے۔ ان میں قبائلیوں کے علاوہ مسلمان بھی تھے جو امریکہ میں اپنے آقاؤں کا مذہب اختیار کرنے پر مجبور ہوئے تھے۔ "ٹائم میگزین" نے اپنے قریبی شمارہ میں ایک ایسے ہی مسلم فرد کی سرگرمیوں کی تفصیل دی ہے جو آج امریکہ میں اسلامی تبلیغ کا قائد مانا جاتا ہے۔ مسٹر علی جاہ محمد امریکہ کے ایک پادری کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اپنے خاندان کے ساتھ جب یہ امریکہ کے مشہور صنعتی مرکز ڈیٹرائٹ منتقل ہوئے وہیں سے ان کی اسلامی زندگی شروع ہوئی۔ ان کے بیان کے مطابق ایک دن ان کی ملاقات ایک صوفی منش فرد محمد سے ہوئی۔ جنہوں نے انکشاف کیا کہ خدا ہر جگہ موجود ہے اور وہ اس قدر طاقتور ہے کہ سیاہ فام افراد کو بالاتر مقام عطا فرما سکتا ہے۔ مسٹر پول نے اسی وقت اپنا عقیدہ بدلا اور اپنا نام علی جاہ محمد اختیار کیا۔ موصوف چونکہ ایک پادری کے صاحبزادے تھے اس طور انہیں اپنی مذہبی سرگرمیوں کو جاری رکھنے میں دقت نہ ہوئی عیسائی عبادتگاہوں اور اجتماعوں میں انہوں نے اسلامی عقیدہ کی درس و تدریس آغاز کر دی۔ ان کے بیان کے مطابق ڈھائی لاکھ حبشی افراد نے اسلامی تعلیمات کو قبول کر لیا۔ لیکن حکومت کا اندازہ ۷۰ ہزار تک ہے۔ جو امریکہ کے مختلف شہروں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ "ٹائم میگزین" کے مطابق مسٹر علی جاہ محمد سفید حکمرانوں کی سخت و شدید مخالفت کے چند دنوں تک جیل میں بھی رہ چکے ہیں۔ اب تک انہوں نے شکاگو، نیویارک، ڈیٹرائٹ اور اٹلانٹا میں اسلامی مراکز قائم کئے ہیں۔ جہاں یہ عوام کو ترک مسکرات اور نماز پنجگانہ کی ہدایت دیتے ہیں۔ اور ان ہی کی طرف سے مسلم ہوٹل۔ مسلم اور شرعی ضروریات کی تکمیل کرنے والے سٹور کھولے گئے ہیں۔ موصوف کی تقاریر میں کہا جاتا ہے کہ عوام کا خاصہ ہجوم رہا کرتا ہے۔ جہاں عورتیں ان کی ہدایت کے مطابق سر تا پا تن ڈھانکے مردوں سے دور بیٹھتی ہیں۔ امریکہ جیسے فیشن پرست ملک میں عورتوں کو انہوں نے لپ اسٹک اور دیگر نمائشی اشیاء کے استعمال کی ممانعت کی اور اس کی تعمیل کا حیرت مشاہدہ بھی ہوا کرتا ہے۔ نیگرو اخبار "کوائر" "امسٹرڈیم نیوز" اور "ہیرالڈ ڈسپاچ" ان کے استنے مداح ہیں کہ بہ دیگر الفاظ میں اسلامی تبلیغ کی پوری تکمیل کر رہے ہیں۔ موصوف کی ان سرگرمیوں سے عیسائی عقیدے کے حبشی باشندے بہت ہی متردد ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ مسٹر علی جاہ محمد کی آواز مظلوم سیاہ فام باشندوں کے دلوں کی گہرائیوں تک پہنچ چکی ہے۔ قرآن کریم کی وہ آیات جن میں تمام انسانوں کو خدا کی مساوی مخلوق بتایا گیا ہے ان کے پند و نصائح کا خصوصیت سے موضوع ہوا کرتے ہیں۔ ڈیٹرائٹ اور شکاگو کے مدارس میں موصوف کی طرف سے نویں جماعت تک دینی تعلیم کا انتظام بھی ہے۔ ایک اور دلچسپ نظریہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ان مسلمانوں کو سفید فام اقوام کے مستقبل کے بارے میں پورا یقین ہے کہ سنہ ۱۹۷۰ء تک یہ اقتدار سے محروم ہو جائیں گے اور ان کی بجائے دنیا کے تمام سیاہ فام باشندے بشمول مسلم اقتدار حاصل کریں گے۔

اسی "ٹائم میگزین" میں ایک اور حبشی موسیقار کا تذکرہ کیا ہے جو پیانو بجانے میں اس قدر مقبول ہے کہ اس کی ہفتہ وار آمدنی اندازاً پانچ ہزار ڈالر سے زیادہ ہے اس ۲۹ سالہ نوجوان احمد جمال کا بیان ہے کہ اسے اسلام قبول کرنے کے بعد ہی ذہنی سکون اور اپنے فن میں عروج حاصل ہوا۔ سیاہ فام باشندوں میں اسلامی تعلیمات سے وابستگی کے ایسے واقعات نسلی امتیازی پالیسی کا یہاں ردعمل ہیں۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کی خوش بختی کی دلیل بھی ہیں کہ آج کے بدلے ہوئے ماحول میں اسلام کی افادیت مسلم ہے۔

امریکہ کی طرح افریقہ کے مختلف علاقوں میں بھی نسلی امتیاز کے خلاف اسلام ہی واحد فیصلہ کن منزل ثابت ہوا ہے۔ مغربی افریقہ میں تیزی سے مشرف بہ اسلام ہونے کے واقعات تو اکثر سنے جا چکے۔ آپ کو حیرت ہو گی کہ روس جیسے ملک تک میں دینی تعلیمات کا احیاء سرعت سے جاری ہے۔ کمیونزم کے دہریت پسند نظام حکومت نے تمام مذاہب کو آزادی دی لیکن اقتدار کے دوسرے ہاتھ نے اس آزادی کو بالکلیہ چھین لیا تھا۔ جنگ عظیم کے بعد گرجاؤں اور مسجدوں کے احیاء سے روس میں پھر سے مذہبی جذبات ابھرنے لگے اور اس تعلق سے وسطی ایشیا کی مسلم جمہوریتوں نے کما حقہ فائدہ اٹھایا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان دونوں مذہبی تحریکات کے اعادہ سے روسی حکومت بے حد متفکر ہے اس کی مخالف مذہب نشریات اور پروپیگنڈے کے باوجود عوام میں تبدیلی کے آثار پائے نہیں جاتے۔ روسی اخبار کے مطابق آذربائیجان، ترکمان، ازبکستان و تاجکستان میں مخالف مذہبی کتابوں کی فروخت میں قابل لحاظ کمی ہوئی نوجوان ایسے لکچروں سے رغبت ظاہر نہیں کرتے۔ حالانکہ حکومت کی طرف سے مخالف مذہب پمفلٹ اور رسالے مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔ انہوں نے بالآخر کلبوں میں ناچ گانوں کے پروگرام بھی مقرر کئے لیکن یہ تدبیر بھی کارآمد ثابت نہیں ہو سکی۔ صرف ایک سائنسی ایجادات میں حیرت ناک کامیابی کا تذکرہ کیا جاتا ہے کہ انسان نے قدرت پر بڑی فتح پائی ہے۔ اس کے باوجود ... فکر و تردد محسوس ہوتی ہے۔ سائنس کی ترقی کے ... حیرت ناک دور میں روسی مسلمانوں کا مذہبی رجحان ... ہے ایک درس عبرت ہے کہ ان میں طاقتور ... مقابلہ کی پوری جرأت ہے۔ یہ امر اور بھی ... کہ روسی جمہوریتوں میں مذہب کو اسی طاقت سے ... حاصل ہو رہا ہے جتنا کہ اسے دبانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

میری والدہ کا انتقال

مکرم جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

براہ کرم یہ خبر اور درخواست دعا لکھ کر ... فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ کہ میری والدہ صاحبہ جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب قضائے الٰہی سے رحلت فرما گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کی ۹۰ سال عمر تھی۔ آنکھوں کی روشنی مدت سے جا چکی تھی۔ سلسلہ کی مداح اور مؤید تھیں۔ روزہ کی سختی سے پابند تھیں۔ اس سال بھی روزے رکھے نماز بھی حتی الوسع ادا کرتی تھیں تمام زندگی دوستوں

قرآن کریم زندہ کتاب ہے اور محمد رسول اللہ صلعم زندہ نبی

قرآن کریم کی متابعت انعامات کا وارث بناتی ہے اور اس سے روگردانی عذاب الٰہی کا موجب ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من ایتنا انہ ھو السمیع العلیم .... وان الذین لا یؤمنون بالاٰخرۃ اعتدنا لھم عذابًا الیمًا ——— (بنی اسرائیل - رکوع اول)

یہودیوں پر انعامات کا سلسلہ

اس رکوع میں ایک زبردست تنبیہ مسلمانوں کے لئے ہے اور ایک خوشخبری بھی ہے، تنبیہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل وہ قوم تھی جس میں پے درپے روحانی رہنما اور ہادی پیدا ہوئے اور کتاب ان کو دی گئی جس کے متعلق فرمایا فیھا ھدًی ونور، ایسی اعلےٰ درجہ کی کتاب دی گئی، جو ہدایت کے رستے بتاتی اور الہیات کا نور رکھتی تھی - پیغمبروں کی رہنمائی اور تورات کی ہدایت کی وجہ سے بنی اسرائیل کو اس وقت کی دوسری قوموں پر فضیلت دی گئی، انی فضلتکم علی العالمین۔

فتنہ وفساد کی وجہ سے یہود پر عذاب الٰہی

اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ اس فضیلت کے باوجود اور ہادیوں کے آنے اور آسمانی کتاب ملنے کے باوجود دو مرتبہ ان کی حالت بگڑ گئی، اور انہوں نے آسمانی ہدایت کھو بجائے فسق وفجور کی راہیں اختیار کرلیں، لتفسدن فی الارض مرتین دو دفعہ انہوں نے شریعت کو پس پشت ڈال کر بد اعمالی اختیار کی - ہاں شریعت کے چھلکے پر قائم رہے لیکن مغز کو چھوڑ دیا - بدعنوانیاں اس قدر بڑھ گئیں کہ عذاب الٰہی اُن پر نازل ہوا - ایک دفعہ حضرت مسیحؑ سے چھ سو سال پیشتر یہودی قوم نے انتہا درجے کا فساد اور بگاڑ پیدا کیا تھا اس وقت بخت نصر شاہ بابل اُن پر چڑھ آیا اور اس نے بیت المقدس کے شہر اور ہیکل کو تباہ وبرباد کر دیا - اور ہزارہا یہودیوں کو قید کرکے لے گیا اور اتنی مدت انہیں غلامی کی زندگی بسر کرنی پڑی کہ وہ اپنی زبان عبرانی کو بھول گئے - چنانچہ ان کی اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ جس دن سے بنی اسرائیل بخت نصر کی قید میں آئے اس دن سے توریت کی مقدس بولی بگڑ گئی اتنی بگڑی کہ آج کسی خطۂ زمین پر وہ نہیں بولی جاتی -

توریت کی تصنیف آرمیک زبان میں

اس طرح توریت کے گم ہو جانے کے بعد ایک بزرگ نے جن کا نام عزرا تھا کہا کہ میں تورات کو اپنے حافظہ سے لکھوں گا - چنانچہ اس بزرگ نے تورات لکھی لیکن اس کی اصلی زبان کی بجائے آرمیک زبان میں لکھی گئی - ایسا ہی حال وید کی بولی کا ہے، جس زبان میں وید لکھے گئے وہ بھی مرچکی ہے - تورات کی بولی کسی جگہ پر بولی نہیں جاتی اور وید کی بولی بھی کسی جگہ پر استعمال میں نہیں آتی، یہ دونوں بولیاں مُردہ ہو چکی ہیں -

اناجیل کی تصنیف یونانی زبان میں

حضرت عیسیٰؑ کی بولی بھی آرمیک تھی، لیکن حضرت عیسیٰ کی انجیل کبھی آرمیک میں نہیں لکھی گئی - ان کی وفات کے بعد موجودہ انجیلیں لکھی گئیں - لیکن حضرت عیسےٰؑ کی زبان میں نہیں یونانی میں لکھی گئیں -

قرآن کریم کی زبان زندہ ہے

صرف ایک کتاب اس وقت صفحۂ ہستی پر ہے جس کی زبان زندہ ہے اور عربی علم وادب کی سرتاج ہے - یوروپین مصنف بھی اس بات کے قائل ہیں کہ صرف ایک ہی آسمانی کتاب ہے جو بالکل اسی طرح محفوظ ہے جس طرح محمد رسول اللہ صلعم پر نازل ہوئی تھی، پہلے حافظ قرآن تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے - انہوں نے اس کتاب کو اپنے سینے پر لکھا، پھر ہڈی پر، پتھر پر، چمڑے پہ اور کاغذ پر اسے لکھوایا - دوسرے صحابہؓ نے بھی اسے حفظ کرلیا - بیئر معونہ پر ستر ایسے آدمی مارے گئے جو حافظ قرآن تھے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی جامع قرآن ہیں، حضرت ابوبکرؓ نے تو اسکو صرف کتاب کی شکل دی تھی - حضور صلعم نے فرمایا یہ وہ کتاب ہے جس کو بار بار پڑھنے سے دل نہیں اُکتاتا - یہ وہ کتاب ہے جس کی بولی کبھی نہیں مرے گی یہ کہہ لینا آسان ہے - لیکن واقعات میں ایسا ہی عمل میں آنا انسان کے بس کی بات نہیں شیکسپیئر کی کتابیں قابل قدر ہیں، لیکن ان کی بولی ماڈرن نہیں سمجھی جاتی - لیکن جرمنی پروفیسر ہیرودٹس نے کہا ہے کہ زبان کے لحاظ سے یہ تمام دنیا کی عربی کتابوں میں سب سے اوپر رکھی جانے کے قابل ہے نہ صرف زبان بلکہ اس کی تعلیمات بھی محفوظ ہیں، اور چودہ سو سال سے ان میں کوئی تغیر واقعہ نہیں ہوا -

مصر میں جو عیسائی آباد ہیں ان کی مادری زبان عربی ہے انہوں نے عربی کی ڈکشنریاں لکھی ہیں، جن میں الفاظ کے معانی بیان کرتے ہوئے قرآن کریم کی آیات کو بطور سند پیش کیا گیا ہے - گویا آج بھی عربی زبان اور اس کے محاورات کے لئے قرآن کی زبان سے ہی سند لی جاتی ہے -

ایک خدا - ایک نسل اور ایک ہی تعلیم ہدایت

قرآن کریم کے اعتقادات اور نظریات کو دیکھئے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس نے عالمگیر نظریات پیش کئے ہیں فرماتا ہے كان الناس أمة واحدة تمام انسان ایک ہی قوم ہیں خدا تعالیٰ رب العالمین یعنی تمام قوموں کا محسن ومربی ہے اور پھر بتایا ہے کہ اگر خدا ایک ہے تو تعلیم بھی ایک ہی ہونی چاہیئے -

ایک صاحب ڈاکٹر صوفی ہیں وہ میرے پاس آئے اور کہا کہ بیروت میں ایک کانفرنس منعقد ہو رہی ہے جس میں اس بات پر بحث کی جائے گی کہ اسلام اور عیسائیت میں کس طرح اتحاد ہو سکتا ہے میں اس کانفرنس میں اسلام کی طرف سے جا رہا ہوں - مجھے ایسی آیات بتایئے جن میں اس موضوع پر بحث کی گئی ہو - یہ ضرورت امریکہ کو کیوں پیش آئی اس لئے کہ دنیا کا امن اتحاد کے بغیر خطرہ میں ہے - میں نے انہیں بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمام انسان ایک ہیں اور خدا نے واحد نے سب قوموں کو ایک ہی تعلیم دی ہے - قرآن کریم فرماتا ہے ھذا بصائر للناس یہ کتاب لوگوں کی بصیرت کا موجب ہے - آنکھ کی روشنی کو بصارت کہتے ہیں اور دل کی روشنی کو بصیرت - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یہ کتاب دل کو روشن کرتی ہے - پھر فرمایا ھذا بیان للناس یہ واضح طور پر کھول کھول کر بیان کرتی ہے، اس کی تعلیمات میں نہ الجھن ہے اور نہ ہی پوشیدہ راز ہے - اس کو ذکریٰ بھی کہا ہے کیونکہ جو باتیں انسانی طبیعت میں ودیعت کی گئی ہیں ان کو یہ کتاب یاد دلاتی ہے -

فطرت حیوانی

فطرت ہر جگہ ایک ہی ہے - چیتے کی فطرت میں دوسرے جانوروں کو چیرنا پھاڑنا اور کھانا ہے - لیکن کسی بکری کے بچے کو گوشت کھانا نہیں سکھایا جاسکتا، نہ اس سے پہرہ کا کام لیا جاسکتا ہے، یہ کتے کا کام ہے کہ پہرہ دے - ایک شیر کے بچے کو بھیڑ کے بچے کے ساتھ رکھا جائے تو جونہی اسکو ہوش آئے گی اسے معلوم ہو جائے گا کہ یہ تو میرا شکار ہے، بیل کا رسالہ نہیں بنایا جاسکتا - اس کے لئے گھوڑا ہی کام آسکتا ہے - کبوتر اور باز دونوں آسمان کی بلندیوں میں بلند پروازی کرتے ہیں - لیکن دونوں کی طبیعت مختلف ہے - کبوتر کو شکار کرنا نہیں سکھایا جاسکتا، اور نہ ہی باز کے اندر کبوتر کے خواص پیدا کئے جاسکتے ہیں - ایک مرغی کا بچہ پانی سے دور بھاگتا ہے - لیکن بطخ کا بچہ پانی دیکھتے ہی اس میں چھلانگ لگاتا ہے -

اسلام اہل علم کے سینوں میں

اس کا نام فطرت ہے، انسانوں کو جو فطرت دی گئی ہے اس کے متعلق فرمایا فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا انسان کو اللہ تعالےٰ نے اپنی فطرت پر پیدا کیا ہے اسی لئے فرمایا بل ھو اٰیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم - اسلام کی تعلیم اہل علم کے سینوں میں جاگزین ہے - یہ آپ کا اسلام یورپ میں کیوں پھیل رہا ہے - کیا آپ کے مشنری انگلستان والوں سے زیادہ صاحب علم ہیں؟ کیا جرمن فضلاء سے ان کو زیادہ علم حاصل ہے؟ کیا اہل امریکہ سے وہ زیادہ عالم ہیں نہیں بلکہ اسلام کی جو تعلیم ہم اُن کے سامنے رکھتے ہیں وہ ان کی فطرت کے مطابق ہے یہ یورپ میں [illegible]

عیسائی نہیں، عیسائیت کے اصول اُن کے علم اور فطرت کے خلاف ہیں۔

ایک پروفیسر صاحب سلسلۂ احمدیہ میں

پرسوں بدھ کے دن ایک پروفیسر صاحب میری ملاقات کے لئے آئے وہ سائیکالوجی کے پروفیسر ہیں میں نے انہیں قرآن سے سائیکالوجی سنائی۔ وہ سن کر متاثر ہوئے اور جماعت کے اندر شامل ہو گئے۔

نبی کریم صلعم پر ماحول کا اثر نہ تھا

میں نے اُن سے ذکر کیا کہ فلاں مسلمان فلاسفر کہتا ہے کہ حضور نبی کریم نظریات کے قائم کرنے میں اپنے ماحول سے باہر نہیں جا سکتے تھے۔ میں نے بتایا کہ آپؐ کا ماحول کیا تھا، ایک طرف ایران میں شہنشاہیت کا جاہ و جلال تھا، دوسری طرف مصر کے فراعنہ کی شان و شوکت تھی، اور شام میں قیصر کی یا دشاہت تھی۔ اگر محمد رسول اللہ صلعم پر ماحول کا اثر ہوتا، تو چاہیئے تھا کہ آپؐ بھی اپنے لئے ایسا سامان فراہم کرتے، اپنے لئے تخت بناتے، محلات بناتے اور جاہ و جلال کے ساتھ حکومت کرتے۔ لیکن وہی چودہ فٹ کا مکان تھا جس میں آپؐ شروع سے رہتے تھے۔ کوئی تخت نہیں کوئی تاج نہیں۔ فتح کے موقعہ پر کم از کم چراغاں ہی ہو جاتا۔ کچھ اونٹ ذبح ہو جاتے۔

نبی کریم صلعم کے نظریات

مگر ان میں سے ایک بھی بات نہ ہوئی، اور فرمایا تو یہ کہ سلطنت عوام کی ہے۔ پارلیمنٹری راج قائم کیا جس میں بادشاہ یا خلیفہ پبلک رائے سے منتخب ہو۔ اور وہ پبلک کے سامنے جوابدہ ہو۔

امامِ وقت کی پیش کردہ روشن اسلامی تصویر کا اثر

ان پروفیسر صاحب کے ساتھ ایک حیسری کے پی۔ ایچ۔ ڈی پروفیسر بھی بیٹھے تھے، جو پہلے سے جماعت میں داخل ہیں، ان دونوں کے علاوہ کرنل چوہدری یوسف بھی شامل ہو چکے ہیں۔ وہ پروفیسر جو جماعت میں داخل ہوئے ہیں ان کا نام پروفیسر رشید اعظم ہے، وہ اس مجمع میں موجود ہیں اور وہ پروفیسر جو ان سے پیشتر جماعت میں داخل ہوئے تھے وہ بھی موجود ہیں۔ آپ ان لوگوں سے تعارف کر کے خوش ہوں گے (اس موقعہ پر دونو صاحبان نے اُٹھ کر اپنا تعارف کرایا۔ ایڈیٹر) تو ہم بڑے خوش قسمت ہیں کہ ہمارے اعتقادات اسلامی ہیں جن کی وجہ سے اہلِ علم لوگ ہمارے سلسلہ میں شمولیت کو باعثِ فخر سمجھتے ہیں۔ ہمارے امام نے ہمیں اسلام کی جو روشن تصویر دکھائی ہے وہ اہلِ علم کو کھینچنے والی ہے۔

قرآن کریم کا اثر اہلِ علم طبقہ پر

قرآن کریم میں ایک اور اسی قسم کی آیت ہے:—

ویری الـذین اوتوا العلم الذی انزل الیک من ربک هو الحق۔ تو یہ وہ کتاب ہے جو اہلِ علم کے لئے ہے، یہ وہ کتاب ہے جو ہر فہم کے آدمی کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ عامۃ الناس بھی قرآن کو سمجھتے ہیں، اور ایک عالم فاضل بھی اس کو جانتا ہے الذین اوتوا العلم الـذی انزل الیک من ربک هو الحق اہل علم گواہی دیں گے کہ جو نظریات اس میں بیان کئے گئے ہیں الحق (THE TRUTH) ہیں یہ دین الحق ہے۔ قرآن کریم نے خدا تعالےٰ کے لئے بھی حق کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ THE GREATEST TRUTH ہے اور قرآن کو بھی حق کہا ہے اور اہلِ علم کو پکارا ہے کہ تم اس کی طرف توجہ کرو گے تو اسلام کو سچا مذہب پاؤ گے ایک شخص نے انگلستان سے مجھے لکھا کہ میں آپ کے مضامین سے مستفیض ہوا ہوں اور اسلام کو سچا یقین کرتا ہوں لیکن باقاعدہ طور پر مسلمان بننے سے خائف ہوں۔ کیونکہ مشکل سے انجیل کا پھندا گلے سے اتارا ہے، اب میں نہیں چاہتا کہ قرآن کا پھندا گلے میں ڈالوں میں نے اسے لکھا تھا کہ قرآن فرماتا ہے فاتوا بکتاب من عند اللہ هو اهدیٰ منهما اتبعه ان کنتم صٰدقین یعنی قرآن کریم آزادی بخشتا ہے کہ اس سے بہتر کتاب تمہیں ملے تو اس کو اختیار کر لینا چاہیئے۔ اس پر وہ شخص مسلمان ہو گیا۔

قرآن کریم کے علمی اور روحانی کمالات

قرآن وہ کتاب ہے جس نے آج سے چودہ سو سال پیشتر وہ باتیں کہیں جن کا صدیوں بعد آج علم ہوا اس سے معلوم ہوا کہ یہ کتاب علم کا سرچشمہ ہے۔ پھر اس کی متابعت سے اولیاء اللہ پیدا ہوئے۔ تاریخ کو کوئی بھی جھٹلا نہیں سکتا۔ ہمارے قریب کے زمانہ میں سید احمد بریلویؒ، مجدد الف ثانیؒ شاہ ولی اللہؒ جیسے بزرگ پیدا ہوئے اور صاحبزادہ عبد اللطیفؒ وہ ولی اللہ ہیں جنہوں نے کابل میں حق کی حمایت میں شہادت پائی۔ اس شخص کا وجود حضرت مرزا صاحبؑ کی صداقت کا ایک زندہ ثبوت ہے۔

جماعت احمدیہ کی خدماتِ اسلام یورپ میں

پاکستان اور ہندوستان کے کثیر لوگ یورپ میں گئے انہوں نے دیکھا کہ کس طرح اس جماعت کے ذریعہ اسلام کا جھنڈا بلند ہو رہا ہے۔ یہ امامِ وقت کے انفاسِ طیبہ کا نتیجہ ہے، اس امام نے جو لٹریچر پیدا کیا وہ بھی مقبول ہو رہا ہے۔ یہ مقبولیت پیدا کرنا کسی کے اختیار کی بات نہیں۔ لیکن اس سے ظاہر ہے کہ امامِ وقت نے اسلام کی جو روشنی ہمیں دی ہے وہ حق ہے۔

قرآن کی متابعت کر کے انعامات حاصل کرو

تو اس سورت میں دو باتوں کا ذکر ہے ایک یہ کہ بنی اسرائیل کو اللہ تعالےٰ نے بڑی فضیلت دی اور اُن میں کثرت سے ہادی اور رہنما بھیجے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب انہوں نے اس ہدایت سے جو ان میں آئی منہ موڑا اور فسق و فجور میں مبتلا ہو گئے تو اُن پر سخت ترین عذاب نازل ہوا، اس سے معلوم ہوا کہ بڑی سے بڑی قوم بھی جس میں پیغمبر اور کتابیں آئیں جب خدا کے رستہ کو چھوڑ دے تو عذاب الٰہی سے بچ نہیں سکتی۔ قرآن کریم کے شروع ہی میں اهدنا الصراط المستقیم کی دُعا کے ساتھ غیر المغضوب علیهم فرمایا وہ اسی یہود کے مغضوب ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ اور مسلمانوں کو تنبیہ کی ہے اور بتایا ہے قرآن جیسی کوئی آسمانی کتاب نہیں اور محمد رسول اللہ جیسا کوئی رسول نہیں، اگر اُن کی متابعت کرو گے تو انعامات پاؤ گے اور اگر اس سے روگردانی کرو گے تو غضب الٰہی کے مورد بن جاؤ گے۔

نورِ خدا ہے کُفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

عبد الرؤف لودھی۔ گوجرانوالہ

یہ شعر مرحوم روزنامہ زمیندار کے مولانا ظفر علی خانصاحب کا ہے۔ محترم آغا شورش اپنے اخبار چٹان ۲۸ر ستمبر ۵۹ء کے صـ۶ـ پر "اوراق عبرت" میں زمیندار کی لاش گمنام پر نوحہ خوانی کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:—

"غرض ختم نبوّت کی تحریک کے آغاز تک زمیندار پر من برستا رہا۔ زمینیں، کوٹھیاں، موٹریں، اس گھر کا ہر فرد متموّل تھا مگر وقت کی ایک ہی کروٹ سے صبح و شام کی آنکھیں پھر گئیں"

پھر آگے فرماتے ہیں:—

"دیر ملاپ پریس جو زمیندار کے نام الاٹ تھا تحریک ختم نبوّت کے دنوں منسوخ ہو گیا۔ چاروں طرف قرضخواہ اور ان کی شناسا صورتیں تھیں۔ ڈگریوں کے بوجھ نے اتنا ہراساں کیا کہ اختر علی خاں دل کے ایک جھٹکے سے اللہ کو پیارے ہو گئے"

پھر اور آگے چل کر رقمطراز ہیں:—

"لیکن اب یہ دفتر زمیندار نہیں رہا۔ اس کی پیشانی سے روزنامہ زمیندار کا وہ خوبصورت بورڈ اتر چکا ہے جس کی پیشانی پر چاندی کے چوبی الفاظ سے لکھا ہوا تھا

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

اور آج یہ چراغ ـــ واقعی پھونکوں سے بجھ چکا ہے اس کی بلڈنگ کو ایک لاکھ بیس ہزار روپے میں امرتسر کے ایک شیر فروش نے خرید لیا ہے اور رقم ساری کی ساری قرضخواہوں نے وصول کر لی ہے"

اور طرّہ یہ کہ آخر میں "فاعتبروا یا اولی الابصار" لکھ کر اپنا ماتم ختم کر دیا ہے ـــ ہم بھی محترم آغا صاحب کی تائید کرتے ہیں دہراتے ہیں "فاعتبروا یا اولی الابصار" ـــ !!

بیجا نہ ہوگا اگر اس موقعہ پر بانئے سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ کا وہ الہام ان لوگوں کے گوش گذار کر دیں جو آپ کی مخالفت پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں:—

"انی مهین من اراد اهانتک"

زمیندار کا یہ حشر اس الہام الٰہی اور مرزا غلام احمد کی صداقت کا ایک زندہ نشان ہے۔

محترم آغا صاحب کے مندرجہ بالا نوحہ و ماتم سے کیا یوں معلوم نہیں ہوتا کہ ظفر علی خاں صاحب مرحوم کے قلم سے مندرجہ بالا شعر اللہ تعالےٰ نے احمدیت کے حق میں نکلوایا تھا ـــ جس کا استعمال سراسر غلط اور الگت کیا گیا۔ آغا شورش کے قلم سے اس کی گواہی اور یہ کہ ماتمی الفاظ

موت کے دروازہ سے ـــــ ڈاکٹر غلام محمد صاحب کا پیغام

مولانا یعقوب خان صاحب کا خطبہ مسجد ووکنگ میں

(۹ اکتوبر ۱۹۵۹ء بروز جمعہ شاہجہان مسجد ووکنگ (انگلستان) کے امام مولانا محمد یعقوب خان صاحب نے ڈاکٹر غلام محمد صاحب مرحوم کے آخری پیغام کو اپنے خطبہ کا موضوع بنایا جو بدیہ قارئین پیغام صلح ہے ـــــ (سید محمود حسین شاہ)

یا ایہا الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ ان اللہ مع الصابرین ط ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاءٌ ولٰکن لا تشعرون ۔

اسلام کے اور بہت سے احسانات میں سے جو اس نے انسان پر کئے ہیں ایک یہ بھی ہے کہ اس کو اس قابل بنایا ہے کہ مشکلات اور خوف و تکالیف کے موقعہ پر وہ کیسے کامیاب ہو سکتا ہے ۔ انسانی زندگی ایک مشکلات کی زندگی ہے ۔ اس لئے جو مذہب خدا کی طرف سے آئے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ انسان کی یہ رہنمائی بھی کرے کہ ایسے اوقات میں انسان کیا نمونہ پیش کرے ۔ ان آیات میں یہی نسخہ بتایا ہے ۔ ایک تو یہ کہ ہر مشکل میں انسان خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی ہو، استقامت دکھائے اور دعا کے ساتھ خدا سے ہمت و قوت کا طلبگار ہو ۔ ایسی ہی زندگی درحقیقت وہ زندگی ہے جس کے متعلق ان آیات میں بتایا ہے کہ یہ سبیل اللہ زندگی ہے اور جو انسان ایسی زندگی بسر کرتا ہوا موت سے ہمکنار ہو وہ مرتا نہیں بلکہ زندہ جاوید ہوتا ہے ۔ وہ گو ہماری نظروں سے چلا جاتا ہے مگر اُسے خدا کی طرف سے ایک نئی زندگی ملتی ہے ۔ ہمارے احساسات سے گو یہ زندگی بالاتر ہے لیکن خدا تعالیٰ یقین دلاتا ہے کہ یہ ایک حقیقت ہے ۔

ہمارے محترم دوست ڈاکٹر غلام محمد صاحب مرحوم کی زندگی میں ہمیں اس نمونے کی ایک بڑی جھلک دکھائی دیتی ہے ۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم ایک ایسی زندگی بسر کر گئے ہیں جو ایک مجاہدانہ زندگی ہوتی ہے ۔ اپنی دنیاوی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ اُن کا سب سے محبوب مشغلہ یہی تھا کہ زندگی کی کشمکش میں حق و صداقت کا جھنڈا کبھی سرنگوں نہ ہونے دیں ۔ اپنی موت سے جو نمونہ ہمارے لئے چھوڑ گئے ہیں وہ بھی اپنی جگہ ایک نمایاں حیثیت رکھتا ہے ۔ اپنے آخری پیغام میں جو قوم کے نام ڈاکٹر صاحب مرحوم نے بھیجا ہے اس میں ان کی زندگی کا نچوڑ نظر آتا ہے ۔ اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ پر ایمان انسان کا سب سے بڑا متاعِ عزیز ہے ۔ چنانچہ مرتے وقت بھی اگر کسی چیز کی فکر ان کو لاحق رہی تو یہی کہ یہ سب سے بڑی قیمتی اور نایاب جنس ہماری قوم کے اندر محفوظ ہو سکے ۔

ایک اور چیز جو اس پیغام میں ہمیں نظر آتی ہے یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے کس بہادری اور اطمینان قلب سے موت کا مقابلہ کیا ۔ درحقیقت قرآن کریم کے نزدیک بھی ایمان کی نشانی یہی ہے کہ کوئی شخص کہاں تک موت سے بے خوف ہے ۔ جگہ جگہ قرآن کریم نے یہی دلیل یہودیوں کے سامنے پیش کی ہے ۔ یہودیوں کا دعویٰ ہے کہ ہم خدا کی برگزیدہ قوم ہیں اور ہمیں جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی ۔ قرآن کریم ان کو کہتا ہے کہ اگر تمہارا یہ دعویٰ صحیح ہے اور تم فی الحقیقت ایک زندہ ایمان رکھتے ہو کہ تمہارے لئے اس زندگی کے بعد ایک اچھی زندگی یقینی ہے تو پھر تم یہ کر کے دکھاؤ کہ تمہیں موت کا کوئی خوف نہیں ۔ اس کا مفہوم یہی ہے کہ خدا تعالیٰ پر ایمان اور موت کا خوف دونوں جمع نہیں ہو سکتے ۔ اور ایک سچا مسلمان موت کے وقت بھی اپنے دل میں کسی قسم کا رنج و غم، حسرت یا خوف نہیں پاتا ۔

ڈاکٹر صاحب مرحوم کے اس آخری پیغام کے ایک ایک لفظ سے ایسے ہی مضبوط اور راسخ الایمان کا پتہ چلتا ہے ۔ موت کے دروازے پر کھڑے ہو کر جب انسان کو باقی سب کچھ بھول جاتا ہے یہ ڈاکٹر صاحب کا ہی حصہ تھا کہ اس سخت وقت میں بھی ان کے دل و دماغ میں اگر کوئی ایک چیز سمائی ہوئی نظر آتی ہے تو وہ یہی متاعِ ایمان ہے ۔ صاف صاف نظر آ رہا ہے کہ موت کا کسی قسم کا خوف اُن کے نزدیک بھی نہیں آیا ۔

حقیقت یہ ہے کہ یہی وہ چیز ہے جو کسی قوم کو زندہ کر سکتی ہے اور جو اسلامی معاشرے میں صحیح طور پر اسلامی رنگ پیدا کر سکتی ہے ۔ جو اثر بڑے بڑے وعظوں اور خطبوں اور بڑی بڑی تصانیف سے نہیں ہو سکتا وہ اس قسم کے زندہ ایمان کی ایک جھلک سے ہو سکتا ہے جس کا اس دنیا سے جاتے ہوئے ڈاکٹر غلام محمد صاحب نے مظاہرہ کیا ۔

اکثر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ باوجود اس کے کہ ہمارے پاس ایک بڑا اچھا دین ہے ۔ ہم مسلمان بحیثیت قوم اخلاقی لحاظ سے بھی کوئی اچھا نمونہ دنیا کے سامنے پیش نہیں کر سکتے اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے دین کو کتاب یا وعظ یا خطبہ یا تقریر یا مضمون نگاری یا بحث مباحثہ سمجھ رکھا ہے ۔ یہ بڑی بھاری غلطی ہے اور اسلامی معاشرے کا سب سے بڑا روگ یہی ہے کہ زندگی کی بجائے ہم نے اپنے مذہب کو چند مسائل کا مجموعہ بنا رکھا ہے ۔

اشاعت اسلام بھی ایک بے حقیقت چیز بن جاتی ہے اگر مبلغ اسلام کے ہاتھ میں صرف چند رسائل اور منطقی دلائل کا ہتھیار ہو اور اپنی زندگی میں اُس وعظ و تلقین کا کچھ اثر دکھائی نہ دے ۔ اکثر دفعہ ایسے واعظان منبر لوگوں کے لئے بجائے کشش کے ٹھوکر کا موجب بن جاتے ہیں ۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ وعظ و نصیحت کیا کرتا ہے اور اس کی عملی زندگی کیا کہتی ہے ۔

ڈاکٹر غلام محمد صاحب مرحوم کو ہر وقت یہی احساس رہا کہ کم از کم ہماری جماعت میں قول و فعل میں اس قسم کا تضاد نہ رہے ۔ اپنے متعلق وہ ہمیشہ بڑے محتاط رہے کہ ان کی زندگی ہر قسم کی نمود و نمائش سے پاک ہو اور کوئی ایسا کلمہ منہ سے بھی نہ نکالیں جس پر زندگی میں خود عمل پیرا نہ ہوں ۔ چنانچہ انہوں نے جو پیغام جاتے وقت قوم کو دیا وہ بھی یہی ہے کہ دولت ایمان کو محفوظ کرو جو مامور زمانہ نے ہم کو دی ۔

یہ ایک ایسا مؤثر وعظ ہے جس سے قوم کے اندر یقیناً ایک نئی امنگ پیدا ہوگی کہ ہم تقویٰ اور نیکی کے اس معیار کو اپنی زندگی میں قائم ہوتے دیکھیں جس کے لئے یہ سلسلہ قائم ہوا ۔ ڈاکٹر صاحب کے یہ چند مختصر الفاظ اپنے اندر ایک برقی رَو کی کیفیت اس لئے رکھتے ہیں کہ یہ پیغام انہوں نے ایک ایسے مقام پر سے دیا کہ جب وہ موت کے دروازے پر کھڑے تھے اور اس دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہونے والے تھے جو اثر بہت سی تصانیف اور وعظوں اور لیکچروں سے نہیں ہو سکتا وہ ایمان کی اس ایک زندہ چنگاری سے ہو گیا ہے جس کا مظاہرہ ڈاکٹر صاحب کی شمع زندگی نے بجھتے بجھتے کیا ۔

ڈاکٹر صاحب مرحوم و مغفور کو ایک عرصہ سے یہ کھائے جا رہا تھا کہ ہماری تحریک ایمان اور تقویٰ کے اُس اعلیٰ معیار سے گرنے نہ پائے جو ایک مامور کی جماعت کے شایان شان ہونا چاہیئے ۔ وہ اس بات کے شاکی بھی رہتے تھے کہ ہم میں وہ حرارت ایمانی اب کم ہو رہی ہے اور حقیقت کی بجائے نمود و نمائش کو بہت کچھ دخل ہوتا جاتا ہے ۔

اسلام ایک مسلمان سے یہ توقع رکھتا ہے کہ برائی کے ساتھ کسی قیمت پر بھی سمجھوتہ یا سودا کرنے کے لئے تیار نہ ہو ۔ اسلام کلمۂ حق کو جہاد اکبر قرار دیتا ہے

"جهاد الاكبر كلمة الحق عند سلطان الجائر"

سب سے بڑا جہاد یہ ہے کہ ایک جابر سے جابر حکمران کے منہ پر بھی کلمۂ حق کہنے سے دریغ نہ کیا جائے یہ جرأت ایمانی اگر کسی میں بہت بڑے پیمانے پر نظر آتی تھی تو وہ ڈاکٹر صاحب مرحوم کا وجود تھا ۔

اسلام کا حکم تو یہ ہے کہ بدی دیکھو تو اس کو ہاتھ سے روکو ۔ یہ طاقت نہیں تو زبان سے روکو یہ ہمت بھی نہیں تو دل سے ہی اسے بُرا سمجھو اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے ۔ بدقسمتی سے ہم میں سے بہت سے لوگوں کی حالت یہ ہوتی جاتی ہے کہ بدی کو روکنا یا اُسے

بنا کہنا تو کجا اسے بدی سمجھنے کا احساس بھی کمزور پڑتا جاتا ہے۔ اور یہ وہ چیز ہے جسے ڈاکٹر غلام محمد صاحب جیسا آدمی کسی طرح سے بھی برداشت کرنے کے لئے زندگی بھر آمادہ نہ ہوسکا۔ حق کی حمایت میں وہ کسی کی خوشی یا ناخوشی کی کبھی پروا نہیں کرتے تھے۔ اور بڑے سے بڑے آدمی کے منہ پر کلمۂ حق کہنا ان کی فطرت ثانیہ بن گیا تھا۔

ایک اور بڑی صفت جو ایک مسلمان کا شعار ہونا چاہیئے ڈاکٹر صاحب میں یہ تھی کہ وہ اپنی دوستی میں بڑے مخلص اور وفادار تھے اور ہر قسم کے تصنع اور نمائش سے بالاتر تھے۔ مجھے اس کا ذاتی تجربہ ہوتا رہا۔

مجھے دو دفعہ اپنا گھر بار چھوڑ کر اس ملک میں آنا پڑا جو لوگ میرے خانگی حالات کو جانتے ہیں انہیں معلوم ہے کہ میرے جیسے آدمی کے لئے گھر سے قدم باہر رکھنا کبھی مشکل معلوم ہوتا ہے لیکن ہر دفعہ آتے وقت اگر کوئی ایک آدمی ایسا تھا جسے میں پورے اعتماد سے کہہ سکتا تھا کہ آپ ہمارے ہاں خیر خبر لیتے رہیں تو وہ ڈاکٹر غلام محمدؒ صاحب ہی تھے۔ مجھے اطمینان تھا کہ جب تک ڈاکٹر غلام محمد صاحب لاہور میں ہیں یہ نہیں ہوسکتا کہ میرے گھر کوئی تکلیف ہو اور وہ امداد کے لئے نہ پہنچیں۔ چنانچہ دونوں مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ لاہور میں میرے کثرت سے رشتہ دار بھی ہیں اور دوست بھی لیکن اگر کسی نے اپنے اوپر یہ ایک فرض عائد کیا تھا کہ میرے بعد میرے بال بچوں کی خبر گیری کے لئے ہر چند روز کے بعد پہنچ جایا کریں تو وہ اکیلے ڈاکٹر غلام محمدؒ ہی تھے۔

یہ وہ چند اوصاف ہیں جو پیغام اسلام کا لب لباب ہیں اور جن سے صحیح معنوں میں قومی تعمیر ہوسکتی ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی موت ہماری جماعت کے لئے ایک نئی زندگی کا پیغام بن جائے ایمان کا جو نمونہ ڈاکٹر صاحب نے موت کے منہ میں کھڑے ہو کر پیش کیا ہے ایک بہت بلند مقام ہے۔ ہمیں اس آخری پیغام کی قدر کرنی چاہیئے اور صحیح قدر شناسی یہی ہے کہ ہم اپنے اندر ایک صحیح انقلاب پیدا کریں۔

حق بات یہ ہے کہ ہم نے بھی اسلام کو چند ظاہری باتوں تک محدود کر رکھا ہے۔ یہ زاویہ نگاہ ہی غلط ہے کہ ہمارے عقائد اچھے ہیں، ہماری کتاب اچھی ہے۔ ہمارا وعظ اچھا ہے۔ سوال یہ ہے کہ "ہم" بھی اچھے ہیں؟

کتابی اسلام اور ہے۔ حقیقی اسلام اور ہے۔ حقیقی اسلام اچھے انسان کا دوسرا نام ہے۔ اس دور کے مامور کا مشن بھی یہی تھا کہ ؎

از عمل ثابت کن آں نورے کہ در ایمان تست

میں سمجھتا ہوں ہم پھر اس چکر میں پڑتے جاتے ہیں جس سے مامور ہمیں نکالنے آیا تھا۔ اصلی چیز نظروں سے اوجھل ہو رہی ہے۔ دنیا میں اسلام کا نور پھیلانا بہترین کام ہے جو ایک مسلمان کرسکتا ہے لیکن یہ کام بھی کس کام کا اگر ہمارا اپنا ہی گھر بے نور ہے۔ قرآن کریم نے بھی جب اللہ تعالےٰ کو زمین آسمان کا نور کہا تو ساتھ ہی بتایا کہ اس نور سے سب سے، اوّل اپنے گھروں کو روشن کرو۔

ڈاکٹر غلام محمدؒ صاحب کو اللہ تعالےٰ نے بڑا بابرکت فہم قرآن دیا تھا۔ زندگی بھر وہ اسی جہاد میں لگے رہے کہ حقیقت اسلام ہمارے ہاتھ سے نکلنے نہ پائے مرتے مرتے بھی ایمان کی جو چنگاری روشن کر گئے وہ ایک ایسا کارنامہ ہے جو احمدیت کی تاریخ میں محفوظ رہے گا۔ موت سامنے کھڑی ہو اور فکر ہو تو نہ بیوی بچوں کی، نہ مال و دولت کی، جو چھوڑے جا رہے ہیں۔ بلکہ خدا پر زندہ ایمان کی۔

ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی زندگی ایک اسلامی سپاہی کی زندگی تھی اور کیا حق ادا کیا اس زندگی کا کہ موت سامنے ہے اور نعرۂ ایمان زبان پر ہے ؎

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

سالانہ چندہ :- پاکستان سے چھ روپے
" " :- ہندوستان چھ روپے ہندوستانی سکہ
سالانہ چندہ ممالک غیر سے :-
ایک پونڈ

رنگون کے شیخ الجامعہ کی احمدیت پر نکتہ چینی

کتاب "دو نبی" پر ایک سرسری نظر

قسط نمبر ۲۴

(مولانا مرتضیٰ خان حسن)

نبی اور محدّث

جس قدر ہم پہلے بیان کر آئے ہیں اس سے بوضاحت معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا مذہب درباره نبوّت کیا ہے۔ آپ قائل ہیں اور پختہ ایمان رکھتے ہیں کہ نبوّت اور رسالت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ اب حضور صلعم کے بعد نہ کوئی نبی آ سکتا ہے اور نہ کوئی نئی شریعت۔ البتہ حضور صلعم کی اتباع کے فیض سے امت کے اندر ایسے ایسے وجود پیدا ہوتے رہیں گے جن کو اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوگا۔ یہ لوگ درحقیقت انبیاء نہیں ہوتے مگر ان کو انبیاء سے نسبت ہوتی ہے یعنے انبیاء سے مشابہت و مماثلت رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان کو ظلّی، بروزی۔ مجازی نبی کہا جاتا ہے بعض لوگ بوجہ عدم واقفیت و قلت علم ان الفاظ کو عین نبوّت پر محمول کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ صریح غلط ہے۔ ان الفاظ کا مقصد تو نبوّت سے صرف مشابہت و مماثلت ظاہر کرنا ہے جو حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا منشا ہے۔

افسوس ہے کہ لوگوں نے آپ کا اصل مقصد نہ سمجھا اور آپ پر ادعائے نبوّت کا الزام لگایا۔ حالانکہ اگر حضور کی کتب پر ایک منصفانہ نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ آپ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ عین کتاب و سنت کے مطابق ہے۔ یہ کس قدر دیانت امانت کی بات ہے کہ اگر حدیث میں لفظ نبی آیا ہے یا آپ کے الہامات میں ایسے الفاظ آتے ہیں تو آپ نے ان کے متعلق فیصلہ دے دیا کہ یہ بطور مجاز ہیں حقیقی معنوں میں استعمال نہیں ہوئے۔ اور اس امر کو آپ نے اپنی کتب میں بار بار دوہرایا ہے۔ ایک ایسے شخص کو جو لفظ نبی کی تاویل کرتا ہو یعنے اس کو مجازی قرار دیتا ہو کبھی کوئی دانا صاحب علم مدعی نبوّت قرار نہیں دے سکتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے متعلق لفظ ابن اللہ استعمال کرتے ہیں کیا وہ حقیقی طور پر ابن اللہ ہونے کے مدعی بن گئے تھے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ ابن اللہ کا لفظ محض بطور مجازی استعمال ہوا تھا۔ اور اس کا مقصد محض اسیقدر تھا کہ وہ خدا کے پیارے ہیں۔ ورنہ نعوذ باللہ باری تعالےٰ کے لئے ابن کی نسبت دینا۔ ایسا کلمہ تو کلمۂ کفر ہے مگر...... جب مجازی رنگ میں استعمال ہوا تو جائز ہو گیا۔ اللہ تعالےٰ کے کلام میں استعارات اور مجازات ہوتے ہیں۔ اور قرآن مجید میں ایسے استعارات اور مجازات موجود ہیں مثلاً من کان فی ھٰذہ اعمٰی فھو فی الاٰخرۃ اعمٰی۔ یعنے جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔ ظاہر ہے کہ یہاں اندھا سے وہ اندھا مراد نہیں جو ظاہری بینائی سے محروم ہو بلکہ باطنی بینائی مراد ہے۔ پھر قرآن مجید میں ید اللّٰہ موجود ہے حالانکہ ہاتھ پیر کی نسبت بھی باری تعالیٰ کی طرف نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کی شان ہے لیس کمثلہ شیئ۔ آپ حضرت مرزا صاحب کی کتب اوّل سے آخر تک پڑھ جائیں آپ یہی پائیں گے کہ نبوّت کے لفظ سے آپ کی حقیقی نبوّت مراد نہیں بلکہ محض مجازی نبوّت مراد ہے جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے۔ اور جس کی سند احادیث صحیحہ اور کتب آئمہ دین میں موجود ہے۔ اور جس کے متعلق ہم پہلے متعدد بار ذکر کر چکے ہیں۔

اب ہم حضرت مسیح موعود کی بعض وہ تحریرات نقل کرتے ہیں جن سے اُس فرق کی وضاحت ہوتی ہے جو ایک نبی اور محدث میں پایا جاتا ہے۔ اور جن سے مزید ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا دعوےٰ نبوّت کا نہیں بلکہ محدثیت کا ہے۔

حقیقی نبوّت کے اوصاف اور حقائق بیان کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:۔

(۱) "جو شخص نبوّت کا دعوےٰ کرے گا۔ اس دعوےٰ میں ضرور ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کی ہستی کا اقرار کرے۔ نیز یہ بھی کہے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اور وہ خلق اللہ کو وہ کلام سناوے جو اس پر خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوتا ہے اور وہ ایک امت بنا دے جو اس کو نبی مانتی ہو اور اس کی کتاب کو کتاب اللہ جانتی ہو۔"

(اخبار الحکم نمبر ۱ جلد ۷۔ ۱۰ جون ۱۹۰۳ء)

پھر ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

"......۔ اور جیسا کہ لکھا ہے کہ دجال نبوّت کا دعوےٰ بھی کرے گا اور خدائی کا دعوےٰ بھی۔ ایسا ہی اجلوں سے کیا نبوّت کا دعوےٰ اس طرح پر کیا کہ کلام الٰہی میں اپنی طرف سے وہ دخل دیئے اور وہ قواعد مرتب کئے اور وہ ترمیم و تنسیخ کی جو ایک نبی کا کام تھا۔ جس حکم کو چاہا قائم کر دیا۔ اور اپنی طرف سے تعلیم اور عبادت کے طریقے گھڑے اور ایسی آزادی سے مداخلت بیجا کی کہ گویا ان باتوں کے لئے وحی الٰہی ان پر نازل ہوتی تھی سو الٰہی کتابوں میں اس قدر بیجا دخل دینے کہ دوسرے رنگ میں نبوّت کا ہی دعویٰ ہے۔" (الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۳ء)

پھر ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

"ماسوا اس کے جو شخص ایک نبی متبوع علیہ السلام کا متبع ہے اور اس کے فرمودہ پر اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے۔ اس کی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے کیونکہ انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کراویں اور بعض احکام کو منسوخ کریں اور بعض نئے احکام لائیں۔"

(الحکم ۱۵ جون ۱۹۰۳ء)

پھر فرماتے ہیں:۔

"..۔ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں۔ یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔" (الحکم ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

پھر فرماتے ہیں:۔

"حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دین جبرئیل کے ذریعے حاصل کئے ہوں لیکن وحی نبوّت پر تیرہ سو سال سے مہر لگ چکی ہے کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائے گی۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۲)

پھر فرماتے ہیں :-
" رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے۔ کہ دینی علوم کو بذریعہ جبریل حاصل کرے - اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا بقیامت منقطع ہے " (ازالہ اوہام صفحہ ۶۱۸)

پھر فرماتے ہیں :-
" قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرئیل ملتا ہے - اور باب نزول جبریل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو "
(ازالہ اوہام صفحہ ۷۶)

عبارات بالا کو پڑھ جایئے۔ ان کی روشنی میں آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ایک حقیقی نبی یا رسول کے لئے ضروری ہے کہ :-

(۱) - وحی رسالت و نبوت بذریعہ جبریل اس پر نازل کی ہو۔ جس کو وہ لوگوں پر جن کی طرف وہ مبعوث ہو کر آیا ہے تلاوت کرے -
(۲) - اس کی وحی کتاب اللہ کی حیثیت رکھتی ہو۔ وہ اپنی امت بنائے جو اس کو نبی مانتی ہو یعنے اس کا کلمہ پڑھتی ہو اور اس پر ایمان رکھتی ہو
(۳) - یا تو وہ کامل شریعت لے کر آئے اور شریعت سابقہ کو منسوخ کرے یا بعض احکام شریعت سابقہ میں ترمیم و تنسیخ کرے -
(۴) - وہ لوگوں کو جن کی طرف وہ مبعوث ہوا ہے عبادات الٰہی کے طریقے سکھائے ۔
(۵) - وہ نبی سابق کی اتباع سے نہیں بلکہ براہ راست بغیر کسی نبی کے استفادہ کے خدا سے تعلق رکھے
(۶) - وہ دینی علوم عقائد و احکام جبریل کی وساطت سے حاصل کرے۔ وغیرہ ذالک

فی الجملہ یہ ہیں وہ اوصاف جو ایک حقیقی نبی یا رسول کے لئے لازم ہیں۔ ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے ان میں سے کبھی کسی ایک کا بھی دعوےٰ نہیں کیا - آپ نے کبھی نہ فرمایا کہ

مجھ پر جبریل وحی لیکر آتا ہے ۔

آپ نے کبھی نہ فرمایا کہ :-

میری وحی وحی نبوت ہے ۔

آپ نے کبھی نہ فرمایا کہ :-

میں نئی شریعت لے کر آیا ہوں یا شریعت سابقہ کی ترمیم و تنسیخ کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں - آپ نے کبھی نہ فرمایا کہ :-

میں نے عقاید و احکام جبریل سے حاصل کئے ہیں -

آپ نے کبھی نہ فرمایا کہ وہ آپ کو نبی آخر الزمان کی اتباع سے نہیں بلکہ براہ راست بغیر استفادہ نبی صلعم کے عہدہ نبوت دیا گیا ہے - اور جیسا کہ ہم قبل ازیں آپ کے متعدد حوالہ جات سے ثابت کر آئے ہیں - ان تمام امور کا آپ نے اس شدت سے انکار کیا ہے کہ اس سے زیادہ نہیں ہو سکتا - (دیکھو پیغام صلح ۱۵ ستمبر ۱۹۵۹ء) اور جب یہ صورت حالات ہے کہ اوصاف و حقائق نبوت میں سے کوئی وصف یا خصوصیت آپ میں نہیں پائی جاتی اور نہ آپ نے کبھی اس کا دعوےٰ کیا تو پھر کسی کو کیا حق ہے کہ آپ کی طرف دعوےٰ نبوت منسوب کرے -

ہاں آپ کا دعوےٰ محدثیت کا ہے ملاحظہ ہو عبارات ذیل :-

" نبوت کا دعوےٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعوےٰ ہے جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوۃ کا اپنے اندر رکھتی ہے جس حالت میں رویائے صالحہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے تو محدثیت جو قرآن مجید میں نبوت کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے جس کے لئے صحیح بخاری میں حدیث موجود ہے اس کو اگر ایک **مجازی نبوت** قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے تو کیا اس سے نبوت کا دعوےٰ لازم آگیا ؟"
(ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۱ و ۴۲۲)

دیکھ لیجئے اس میں محدثیت میں کوئی تاویل نہیں کی۔ بلکہ صاف لفظوں میں بیان کیا کہ مجھے محدثیت کا دعوےٰ ہے مگر نبی کے لفظ کے متعلق کہدیا کہ یہ مجازی طور پر ہے یہ ہے مجازی نبوت کی حقیقت اور یہ ہے حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ - آپ نے دعوےٰ کی بنیاد ایسی مضبوط چٹان پر رکھی ہے کہ جس کو کوئی متزلزل نہیں کر سکتا - اس کو خواہ ظلی نبوت کہہ لو خواہ بروزی خواہ مجازی کہہ لو خواہ غیر حقیقی اور غیر تشریعی بات ایک ہی ہے - یہی محدثیت ہے جس کے لئے جیسا کہ ہم پہلے کہہ آئے ہیں صحیح بخاری و مسلم میں آتا ہے رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء - اسی محدثیت کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی فرما گئے ہیں کہ امت میں جس شخص کے ساتھ کثرت سے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہوا ہو اسکو محدث کہتے ہیں -

(باقی - باقی)

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے، اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا میں سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے - بہر صورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا اُن میں ان کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے - اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ رنومبر ۱۹۵۹ء تک اپنے نمبر کے سامنے لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں گے - اگر ۵ رنومبر ۱۹۵۹ء تک اُن کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی، تو ۹ رنومبر ۵۹ء کو اُن کے نام کا وی پی پی روانہ کر دیا جاوے گا - جس کا چھڑانا اُن کا اخلاقی فرض ہوگا - ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اٹھانا پڑے گا جو اُن کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا - آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے ۔ (دفتر پیغام صلح)

نمبر	رقم
۱۱	۶
۴۱	۶
۵۱	۱۲
۸۲	۶
۹۳	۳۶
۱۶۱	۶
۱۷۴	۶
۱۸۴	۱۲
۲۷۸	۶
۳۳۲	۱۲
۳۹۹	۶
۴۴۰	۶
۴۷۷	۲۴
۴۸۷	۶
۶۲۶	۴
۶۳۰	۶
۶۳۵	۶
۷۱۰	۶
۷۴۹	۶
۷۵۰	۶
۷۶۴	۶
۷۶۵	۴
۹۹۱	۶
۹۹۲	۶
۱۰۰۳	۶
۱۰۲۷	۶
۲۰۳۶	[illegible]
۲۰۹۳	[illegible]
۲۰۹۶	[illegible]
۲۰۹۷	[illegible]
۲۱۲۸	[illegible]
۲۱۴۸	[illegible]
۲۱۶۳	[illegible]
۲۱۹۲	[illegible]
۲۱۹۳	[illegible]
۲۱۹۴	[illegible]
۲۱۹۵	[illegible]

رعایتی

نمبر	رقم
۷۵	[illegible]
۷۸	[illegible]
۱۳۸	[illegible]
۹[illegible]	[illegible]
۹۲۶	[illegible]

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں (دفتر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ
پیغامِ صلح
لاہور (پاکستان)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ہر ماہ کی ۱ر-۸ر-۱۵ر-۲۲ر تاریخ کو شائع ہوتا ہے

تار کا پتہ:۔ "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر:۔ ۳۷۳۷
ایڈیٹر:۔ دوست محمد
اسسٹنٹ ایڈیٹر:۔ بشیر احمد سوز

جلد ۴۹ | یوم یکشنبہ مورخہ ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ مطابق یکم نومبر ۱۹۵۹ء | ۴۲

راستباز اور امین تاجر
انبیاء اور صدیقوں کے ساتھ
حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی

"التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشھداء"

"راستباز اور امین تاجر (عالمِ عقبیٰ میں) نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔"

خدا تعالیٰ کی آزمائش
اور
شہید کا مقام
فرمودہ حضرت مسیح موعودؑ

اللہ تعالیٰ ایک جگہ قرآن شریف میں فرماتا ہے ولنبلونکم بشیٔ من الخوف والجوع الخ۔ یعنے ہم آزماتے رہیں گے کبھی ڈرا کر، کبھی بھوک سے، کبھی مالوں اور ثمرات وغیرہ کا نقصان کرکے، یہاں ثمرات میں اولاد بھی داخل ہے اور یہ بھی کہ بڑی محنت سے کوئی فصل تیار کی اور یکایک اسے آگ لگ گئی اور وہ تباہ ہوگئی یا دیگر امور کے لئے محنت مشقت کی مگر نتیجہ میں ناکام رہ گیا غرض مختلف قسم کے ابتلاء اور عوارض انسان پر آتے ہیں، اور یہ خدا تعالیٰ کی آزمائش ہے، ایسی صورت میں جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی اور اس کی تقدیر کے لئے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں وہ بڑی شرح صدر سے کہتے ہیں :۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

کسی قسم کا شکوہ اور شکایت یہ لوگ نہیں کرتے ایسے لوگوں کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اولئک علیھم صلوٰۃ الخ

یعنے یہی وہ لوگ ہیں جن کے حصہ میں اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت آتی ہے، اللہ تعالےٰ انہیں لوگوں کو مشکلات میں راہ دکھا دیتا ہے یاد رکھو اللہ تعالیٰ بڑا ہی رحیم و کریم اور با مروّت ہے جب کوئی شخص اس کی رضا کو مقدم کرلیتا ہے اور اس کی مرضی پر راضی ہوجاتا ہے تو وہ اس کو بدلہ دیئے بغیر نہیں چھوڑتا، غرض یہ تو وہ مقام اور مرحلہ ہے جہاں وہ اپنی بات منوانی چاہتا ہے، دوسرا مقام اور مرحلہ وہ ہے جو اس نے ادعونی استجب لکم میں فرمایا ہے، یہاں وہ

بندے کی بات ماننے کا وعدہ

فرماتا ہے پس شہید اس پہلے مقام پر کھڑا ہوتا ہے یعنے انشراح صدر کے ساتھ خدا تعالےٰ کی بات مانتا ہے وہ دوست کے ایلام کو بہ رنگ انعام مشاہدہ کرتا ہے۔ (الحکم جلد ۹ ن۱۰)

حضرت شیخ نیاز احمد صاحب (وزیر آبادی)

غم کی اطلاع

ذیل کا مراسلہ سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے ۲۴ر اکتوبر ۱۹۵۹ء کو احباب جماعت کے نام بھیجا گیا:۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت شیخ نیاز احمد صاحب آج رات چار بجے فوت ہوگئے، اِنّا للہِ واِنّا اِلیہِ راجعون۔ نمازِ جنازہ آج اڑھائی بجے دوپہر وزیر آباد میں ادا کی جائے گی۔ یہ عریضہ اطلاع کے لئے ارسال خدمت ہے۔

حضرت مرحوم سے جماعت کے تمام دوست واقف ہیں، مسیح موعود علیہ السلام کے پروانے تھے، انکے شاگرد تھے۔ ان کی صحبت سے بڑا فیض حاصل کیا۔ جب تک آپ کی صحت قائم رہی اس جماعت کے شجر کی آبیاری فرماتے رہے، کیونکہ اس جماعت کی تاسیس کرنیوالے، قدسی نفس بزرگوں میں سے ایک آپ بھی تھے ان کی پاکیزہ صورت دیکھ کر نہایت غمگین شخص بھی بشاش ہوجاتے تھے اور اپنے غم بھول جاتے تھے۔ ان کے پاکیزہ اور میٹھے بول دل میں اُتر جاتے تھے، جب وہ صاحبِ فراش ہوگئے جس کو کئی سال ہوگئے ہیں وہ اس پاک سلسلہ کے لئے ہر وقت دعا میں مصروف رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی پاک روح کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ والسلام۔

مہر احمد سیکرٹری ۲۴-۱۰-۵۹

تبلیغ بلادِ غیر

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

—— انچارج تبلیغ بلاد غیر ——

نائجیریا

ایس لبے روفائی ۔ نائجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت محترم! مجھے اسلام کے متعلق صحیح صحیح راہنمائی کی اشد ضرورت ہے ۔ آپ میری اسلام کے متعلق بے انتہاد دلچسپی کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ مجھے پڑھے لکھے اور ان پڑھ نوجوانوں کو تعلیم اسلام سے واقف کرانے کا بیحد جوش ہے ۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنے شہر اور بیرونجات میں پھر کر اسلام کا پرچار کروں ۔ اگر ایک کاپی قرآن مجید اور دیگر اسلامی کتب مجھے ارسال کی جائیں تو میں آپ کا مشکور ہوں گا ۔ میں یہ بھی جاننا چاہتا ہوں کہ کیا آپ بذریعہ خط و کتابت کسی شخص کو مبلغ اسلام بن جانے کی ٹریننگ دے سکتے ہیں تاکہ وہ قرآن کریم اور حدیث شریف کے حوالجات سے مسلح ہو کر تبلیغ و اشاعت اسلام کے قابل ہو جائے ۔

دوران کورس میں جو خرچ آسکتا ہے اطلاع بخشیں ۔

(مولٰنا احمد یار صاحب سے مشورہ کر کے انہیں خط لکھا جا رہا ہے ۔ اور لٹریچر بھی ارسال کیا گیا ہے ۔ غلام قادر)

ٹرانسوال

سیکرٹری ٹریننگ اسلامک ریسرچ سرکل ٹرانسوال

آپ کی چٹھی مؤرخہ ۲۹ ۹/۱۹۵۹ ملی شکریہ ۔

اگر آپ ہمارے ممبران کو بذریعہ ڈاک تربیتی پروگرام کی تفصیلات بھیجیں تو یہ بہت اچھا ہوگا کیونکہ اس سے ہم سفر کی مشکلات اور پریشانیوں سے بچ سکیں گے ۔ ہمارا اصل مدعا اور خواہش اپنے ملک میں ایک ایسا مشن قائم کرنے کی ہے جو تبلیغ اسلام کے کام کو سرانجام دے سکے ۔ بدقسمتی سے ہمیں مختلف مکاتیب خیال کے لوگوں سے اپنے نظریات اور معتقدات میں اختلاف ہے اور اس صورت میں ہمیں کسی کی طرف سے بھی کوئی مدد نہیں ملتی بلکہ ہمیں اپنے ہی محدود وسائل پر اکتفا کرنا پڑتا ہے ۔

یہ بھی ایک قسم کی اپیل ہے ، کہ آپ کی انجمن اور تحریک احمدیہ ہمیں ہماری مکمل تربیت میں کیا مدد اور سہارا بہم پہنچا سکتی ہے ۔ ہم نہایت وثوق سے یہ یقین رکھتے ہیں کہ ہمارے معاملہ پر آپ فوری توجہ فرمائیں گے ۔

ہم اسامر کے متعلق تفصیل چاہتے ہیں اور جلدی جواب کے منتظر ہیں کہ آپ اس انٹرویو کے متعلق بتائیں جو دلائی لامہ (ذوتو لھاشبے) اور آپ کی جماعت کے درمیان ہوا اور عیسائیوں کے موجودہ چیلنج کے متعلق کیا حال ہے ۔ ہم آپ کی طرف سے بھیجے گئے پارسل و کتب کے دل سے شکرگذار ہیں ۔ اور آپ کے خط میں مذکورہ کتب ابھی نہیں ملیں ، میں امید کرتا ہوں کہ آپ جان گئے ہوں گے کہ ہم نے کتاب کس بری حالت میں حاصل کی ہے جو آپ کی غلطی کا نتیجہ نہیں بلکہ محکمہ ڈاک کی بے پرواہی ہے ۔

(انہیں خط لکھا جا رہا ہے کہ لٹریچر کے ذریعہ اور سوال و جواب کے ذریعہ ان لوگوں کو ہم ٹریننگ دے سکتے ہیں ۔ غلام قادر)

نائجیریا

سلیمان ۔ ایف بولون ایبنیا ۔ نائجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں آپ کے اس احسان کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اسلامی تعلیم سے روشناس فرمایا ہے

حضرت مولانا محمد علیؒ کے ترجمۃ القرآن نے یہاں اس قدر شہرت اور اہمیت حاصل کر لی ہے کہ ہمارے ہاں کے واعظین اور علماء کسی اور تفسیر کو درخور اعتنا نہیں سمجھتے جن جن اصحاب نے میرے ساتھ بیٹھ کر اس تفسیر القرآن کو پڑھا ہے اُن کی رائے ہے کہ مولانا محمد علی مرحوم نے تفسیر لکھ کر اسلام کی بے مثال خدمت کی ہے

اگرچہ میرے پاس اور بھی دوسروں کی تفسیر القرآن کے نسخے ہیں مگر مولانا صاحب کی تفسیر ان سب تفاسیر سے بڑھ کر ہے اس کی انگریزی نہایت سادہ اور آسان ہے اور طرز بیان نہایت مدلل اور تسلی بخش ہے ۔ غالباً آپ عرب ہسٹری سے کامل واقفیت رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ نے قرآن شریف کے انقلاب انگیز اثر کو کامل طور پر بیان کیا ہے ۔ الم کی تفسیر نے تو میرے علم میں بہت ہی اضافہ کیا ہے ۔

مجھے اپنی کتب کی پرائس لسٹ بھیجدیں اور یہ بھی بتائیں کہ کیا آپ کی نائجیریا ایجنسی سے ریلیجن آف اسلام مل سکتی ہے ۔ بہت سے دوست یہاں ان ہر دو کتب یعنی قرآن شریف اور ریلیجن آف اسلام خریدنے کو تیار ہیں ۔

براہین احمدیہ پڑھ کر بہت خوشی اور طمانیت حاصل ہوئی مگر افسوس ہے کتاب نامکمل ہے کیا اس کی دیگر جلدیں مل سکتی ہیں ؟

(انہیں خط اور مزید لٹریچر بھیجا جا رہا ہے ۔ غلام قادر)

انڈونیشیا

مسٹر ڈی ۔ آئی ۔ سی ۔ زدوتی ۔ جزیرہ سماٹرا ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

میں آپ کی پرشفقت توجہ کے لئے بہت شکرگذار ہوں ۔ آپ نے جو لٹریچر بھیجا ہے وہ علوم اسلام کا خزانہ ہے ۔ میں یہ کہتے ہوئے حق بجانب ہوں کہ آپ میرے بہترین استاد ہیں ۔ آنکھوں سے اوجھل سہی مگر دل کے بہت قریب ہیں ۔

میں آپ کی عنایات کا صلہ نہیں دے سکتا اللہ تعالیٰ ہی نیکیوں کا صلہ بڑھ کر چڑھ کر دے سکتا ہے ۔ مجھے مفصلہ ذیل کتب مل گئی ہیں ٹیچنگز آف اسلام براہین احمدیہ ہولی نس ایکسرسائز ۔ کال آف اسلام پرامسڈ مسیح ۔ انسٹرکشنز فار ممبرز ۔

ان کتب سے دوسرے اصحاب بھی مستفید ہونگے ۔

(انہیں اور لٹریچر ہولی قرآن اور خط بھیجے جا رہے ہیں ۔ غلام قادر)

انڈونیشیا

اے ۔ وصلان ۔ پانڈ یکلانگ ۔ انڈونیشیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔

بندہ چیف آف پولیس کے عہدہ پر فائز ہے ۔ اور ہوائی مکروب میرے برادر خورد ہیں (ان کی چٹھی بھی آئی ہے ۔ غلام قادر) میں صرف آپ کو ان قیمتی کتابوں کے شکریہ ادا کرنے کیلئے لکھ رہا ہوں جو آپ نے ازراہِ کرم میرے بھائی کو ارسال فرمائی ہیں ۔

میری گذارش ہے کہ آپ میرے بھائی کو تعلیم اسلام کیلئے اپنے ہاں پاکستان بلالیں کیونکہ ریشنل اور سائنٹیفک اسلامی تعلیم آپ ہی سے مل سکتی ہے شکریہ (انہیں خط کا جواب لکھا جا رہا ہے ۔ غلام قادر)

جاپان

الیاس ۔ ٹی ۔ سکومو ، سینیڈنگ ڈائرکٹر انٹرنیشنل مسلم ایسوسی ایشن ٹوکیو جاپان ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ہمیں آپ کا نوازشنامہ ، سات کتب اور پمفلٹس وصول ہو چکے ہیں ۔ ہم سب آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتے ہیں یہ کتب نہ صرف ہمارے لئے دلچسپی کا باعث ہیں بلکہ ان جاپانیوں کے لئے بھی جو پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے لئے کسی بہترین تعلیم کے متمنی ہیں ایک نہایت مقدس لائحہ عمل پیش کرتی ہیں ۔

ہم نے آپ کے مکتوب کو گہری دلچسپی سے پڑھا ہے (اس چٹھی میں حضرت مسیح موعودؑ کا دعوے اور مشن کے متعلق لکھا گیا تھا ۔ غلام قادر) ہم ان حقائق پر جو آپ نے ہمیں پیش فرمائے ہیں اپنی طرف سے کچھ لکھنا نہیں چاہتے ہاں ہم آپ کی موومنٹ کی ہر ممکن مدد کرتے رہیں گے ۔

(الیاس ٹی سکومو گرین فلیگ رسالہ کے ایڈیٹر بھی ہیں ۔ انہیں مزید لٹریچر بھیجا جا رہا ہے ۔ غلام قادر)

خان عبدالعزیز خانصاحب کی واپسی

اخبار پریس جانے کیلئے تیار تھا کہ معلوم ہوا ہمارے برلن کے امام خان عبدالعزیز خان آف زیدہ جرمنی سے واپس آگئے ہیں ۔ صعوبت سفر کی وجہ سے آپ کچھ بیمار ہیں ۔ احباب ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ پیغام صلح —— لاہور —— مؤرخہ یکم نومبر ۱۹۵۹ء

حضرت مسیح موعودؑ کے ایک اور صحابی ہم سے جدا ہو کر مولا کریم سے جا ملے

اسی پرچہ میں صفحہ اوّل پر حضرت مسیح موعودؑ کے ایک قدیم صحابی حضرت شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آبادی کی تصویر اور ان کی وفات کی خبر درج ہے، حضرت شیخ صاحب کی ذات گرامی ان بزرگ ترین ہستیوں ...... میں سے تھی، جن کو حضرت امام وقت کی شناخت اور آپ کی بیعت کے بارہ میں السابقون السابقون اولٰئک المقربون کا شرف حاصل ہوا، آپ نے نہایت ابتدائی زمانہ میں جب ابھی بہت تھوڑے اشخاص کو حضرت مجدد زمان کی بیعت کی سعادت حاصل ہوئی تھی حضرت کے دست مبارک پر بیعت کر کے السابقون الاوّلون کا درجہ پایا، آپ سے پہلے آپ کے خالہ زاد بھائی شیخ محمد جان صاحب مرحوم کو یہ سعادت نصیب ہوئی تھی جنہوں نے حضرت مولانا نور الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بیک وقت بیعت کا شرف حاصل کیا حضرت شیخ نیاز احمد صاحب کی بیعت کے بعد ان کے خاندان کے تمام افراد سلسلہ عالیہ میں شامل ہو گئے اس سے ظاہر ہے کہ ان کی نیکی اور تقوےٰ کا ان کے خاندان پر کتنا گہرا اثر تھا، کہ ابتدائی زمانہ میں جبکہ حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت پورے زوروں پر تھی، شیخ صاحب مرحوم کے جرأت مندانہ اقدام نے تمام خاندان کو حلقہ بگوش احمدیت بنا دیا اور نہ صرف اس خاندان کے بزرگ بلکہ انکی اولادیں بھی سلسلہ کی مضبوط کڑیاں بنتی چلی گئیں۔ چنانچہ خود شیخ نیاز احمد صاحب کی اولاد، شیخ محمد جان کی اولاد، شیخ غلام رسول صاحب کی اولاد، شیخ عبدالرحمن صاحب کی اولاد اور شیخ مولا بخش صاحب کی اولاد آج جماعت احمدیہ کے معزز اراکین میں سے ہیں، یہ کتنی بڑی خوش قسمتی ہے کہ شیخ صاحب مرحوم کی وجہ سے تمام خاندان نے جس میں بلا استثنا تمام مرد و زن شامل ہیں سلسلہ عالیہ میں شمولیت اختیار کر لی، اس بہت بڑے کنبہ کے لوگ جس کے مرد و زن سلسلہ کے مخلص ممبر ہیں۔ حضرت شیخ صاحب کو ایک بلند پایہ بزرگ یقین کرتے ہیں اور آپ کی نیکی اور تقوےٰ کو اپنے لئے نمونہ سمجھتے ہیں۔

حضرت شیخ صاحب مرحوم کی نیکی اور تقوےٰ کا یہ حال تھا کہ مشاغل دنیوی میں بھی ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتے اور پنجگانہ نمازوں کے علاوہ نماز تہجد کو آپ نے اپنے اوپر لازم کر رکھا تھا، اور ساری عمر روزانہ قرآن کریم کی تلاوت بالالتزام کرتے رہے اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ نہ صرف آیات قرآنی بلکہ ان کا ترجمہ اور مطالب بھی انہیں ازبر ہو گئے اور ہر موقعہ پر قرآن کریم کی مناسب و موزوں آیت پڑھ دیتے تھے۔ انکی دینداری اور تقوےٰ کی خوشبو اپنوں اور بیگانوں سب میں پھیلی ہوئی تھی، اور سب کو اس بات کا اعتراف ہے کہ آپ تعلیمات اسلامیہ کے سچے متبع اور سلسلہ احمدیہ کے ایک درخشاں گوہر تھے۔

شیخ صاحب ممدوح چمڑے کے بہت بڑے تاجر تھے، اور اس تجارت میں صدق و دیانتداری کی وجہ سے آپ کو التاجر الصدوق الامین کا درجہ حاصل تھا، جس کے متعلق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء صدیقین، اور شہدا کی معیت کی خوشخبری دی ہے۔

جہاں تک سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مالی خدمت کا تعلق ہے، حضرت شیخ صاحب مرحوم ماہوار چندہ کے علاوہ ہمیشہ بوقت ضرورت بڑی بڑی رقوم ...... بطور عطیہ مرحمت فرماتے رہے، اور ایک بہت بڑا احاطہ بھی جو راولپنڈی میں ان کی ملکیت تھا، اور جس کی قیمت آج سے چند سال قبل ساٹھ ستر ہزار روپیہ کے لگ بھگ تھی اور آج ڈیڑھ دو لاکھ روپیہ سے کم ...... نہیں، انہوں نے کچھ سال ہوئے انجمن کے نام ہبہ کر کے رجسٹری کرا دیا۔ امید ہے مستقبل قریب میں یہ احاطہ ایک بلند انشاء مسجد اور جماعت راولپنڈی کے تبلیغی ادارہ کی شکل اختیار کر کے شیخ صاحب مرحوم کے لئے صدقہ جاریہ کا کام دے گا۔

شیخ صاحب مرحوم کی معاملہ فہمی اور تقوےٰ شعاری کی وجہ سے انہیں ایک دفعہ حکومت کی طرف سے آنریری مجسٹریٹ کے عہدہ جلیلہ پر فائز کر دیا گیا، اس عہدہ پر آپ نے نہ صرف عدل و انصاف کا اعلےٰ نمونہ پیش کیا بلکہ بعض قصور واروں کے جرمانے اپنی جیب سے ادا کر کے اور بڑی بڑی رقوم دے کر اس نیک کرداری اور جود و سخا کا عملی نمونہ دکھایا جو آپ کی طبیعت میں اللہ تعالےٰ نے ودیعت کر رکھا تھا، اپنی معاملہ فہمی اور قرآن دانی کی وجہ سے دینی مسائل کے سمجھنے اور استدلال کرنے میں بھی آپ کو اچھا خاصہ ملکہ حاصل تھا یہاں تک مسائل سلسلہ کی بحث میں کوئی مولوی آپ کے سامنے نہ ٹھہر سکتا تھا، ایک دفعہ مولانا ابراہیم سیالکوٹی جو ایک بہت بڑے جید عالم سمجھے جاتے تھے۔ مسئلہ حیات و ممات مسیح میں آپ سے الجھ پڑے آپ نے ان سے ایک ہی سوال کیا جو مولوی صاحب کو ساکت کر دینے کے لئے کافی تھا، آپ نے کہا، مولنا! قرآن کریم میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا یہ قول منقول ہے، انی عبد اللہ اٰتٰنی الکتاب وجعلنی نبیا و اوصٰنی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ ما دمت حیا و برا بوالدتی و لم اکن جبارا شقیا اس میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے بتایا ہے کہ مجھے تاحین حیات نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا گیا ہے، پس اگر وہ ابتک آسمان پر جسم عنصری کے ساتھ زندہ موجود ہیں، تو ضروری ہے کہ وہ وہاں نماز پڑھتے ہوں اور زکوٰۃ بھی دیتے ہوں، اور ضروری ہے کہ نماز کے ضروری لوازم طہارت اور وضو وغیرہ کا سامان بھی موجود ہو۔ اور زکوٰۃ دینے کے لئے روپیہ بھی ان کے پاس جمع رہتا ہو، اور ان سے زکوٰۃ لینے والے بھی وہاں پائے جاتے ہوں۔ شیخ صاحب نے مولوی صاحب سے دریافت کیا کہ زکوٰۃ دینے کے لئے انہیں آسمان پر روپیہ کہاں سے ملتا ہے۔ کیا وہ میری طرح چمڑے کا کاروبار کرتے ہیں یا کوئی اور ذریعہ ان کی کمائی کا ہے اور کیا آسمان پر سلسلہ خرید و فروخت اور دنیوی مال و متاع جمع کرنے کا دستور جاری ہے؟ اور زکوٰۃ لینے والے فقرا کا طبقہ وہاں بھی پایا جاتا ہے، جن کو وہاں بھی ایسی حاجات لاحق ہیں کہ زکوٰۃ لئے بغیر ان کا گذارہ نہیں۔ شیخ صاحب کے اس سوال سے مولوی صاحب مبہوت ہو گئے، اور کوئی جواب نہ دے سکے۔

الغرض شیخ صاحب ممدوح بڑی خوبیوں کے مالک تھے، آپ نے سو سال سے زاید عمر پائی اور آخری عمر تک نماز اور قرآن خوانی کے پابند رہے ضعف بصر کی وجہ سے خود قرآن نہ پڑھ سکنے کے باعث ایک حافظ قرآن سے روزانہ قرآن سنتے تھے۔ آپ کی دینداری کا آپ کے تمام خاندان بالخصوص آپ کے فرزندان رشید شیخ عزیز احمد شیخ نثار احمد، و شیخ غلام احمد صاحبان مالکان پنجاب ٹینری وزیر آباد ٹینری پر نہایت گہرا اثر ہے اور وہ تقوےٰ و دینداری میں اپنے باپ کا نمونہ اور سلسلہ کے مخلص ممبر ہیں حضرت شیخ صاحب کی وفات نہ صرف آپ کے خاندان بلکہ تمام جماعت کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے دعا ہے اللہ تعالےٰ آپ کو اعلےٰ علیین میں جگہ دے، آپ کے درجات کو بلند کرے اور آپ کے کمبلہ لواحقین اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

آپ کے جنازہ میں آپ کی برادری کے کثیر افراد کے علاوہ لاہور سے حضرت امیر ایدہ اللہ اور بعض دوسرے اصحاب بھی شامل ہوئے۔ تمام بیرونی جماعتوں سے استدعا ہے کہ جنازہ غائبانہ پڑھکر آپ کی روح کو ثواب پہنچائیں۔

ووکنگ مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

(بسلسلہ صفحہ ۵)

نے جن کے ہمراہ دو مسلم خواتین بھی تھیں پچھلے اتوار بڑی موثر اور دلچسپ تقریر کی۔ اس تقریر کی اہمیت کے متعلق میں بہت سی آراء رکھتی ہوں۔ یہ کہ ہم نے اس تقریر کو اور بعد کی بحث و تمحیص کو بہت پسند کیا ہے۔ میں محسوس کر رہی ہوں کہ یہ ریمارک میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ اپنے تمام ممبران تنظیم کی طرف سے لکھ رہی ہوں۔

اظہارِ حقیقت

از:- جناب مولوی غلام احمد بشیر مولوی فاضل مبلغ ہالینڈ

میرے پرانے دوستوں اور واقف کاروں کو اخبار پیغامِ صلح (یکم اکتوبر ۱۹۵۹ء) میں میرا اعلان پڑھ کر کہ اب میں جماعت احمدیہ لاہور کے ساتھ مل گیا ہوں یقیناً حیرانگی ہوئی ہوگی اور بہت سے دوست تعجب کرتے ہوں گے کہ ایسا کیوں ہوا۔ میں اپنے ان دوستوں کے علم کی خاطر اس کی وجوہ عرض کرتا ہوں:۔

۱۹۱۴ء میں جب جماعت احمدیہ میں تفرقہ ہونے پر دو جماعتیں بن گئیں تو اس کی سب سے بڑی وجہ بعض مسائل میں جماعت کے اکابرین کا اختلاف تھا۔ ان مسائل پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف کا موجب حسب ذیل امور تھے:۔

ا۔ مسئلہ کفر و اسلام

ب۔ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ج۔ مسئلہ خلافت

مسئلہ کفر و اسلام اور نبوت حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق جماعت احمدیہ ربوہ اور لاہور میں اب کوئی فرق باقی نہیں رہا جیسا کہ دونوں جماعتوں کی تحریرات سے واضح ہے۔ اگر کسی قدر فرق نظر آتا ہے تو وہ صرف لفظی تنازع ہے جسے حقیقت سے کوئی سروکار معلوم نہیں ہوتا اس لئے اب دونوں جماعتوں میں اختلاف کی بنا محض مسئلہ خلافت باقی رہ جاتی ہے۔

جماعت احمدیہ ربوہ کے نزدیک خلافت کا ہونا از بس ضروری ہے۔ خلیفہ کا انتخاب جماعت بحیثیت جماعت کرنے کا حق رکھتی ہے (جماعت کے حق فردی کو سکیڑ کر ایک خاص قسم کے لوگوں کے ساتھ متعلق کر دیا گیا ہے) اگرچہ خلیفہ کا انتخاب جماعت یا جماعت کے خاص افراد کریں تاہم خلیفہ کے منصب کے متعلق یہی ماننا پڑے گا کہ وہ خدا کی طرف سے ملا ہے۔

خلیفہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ انجمن کے فیصلہ جات کو منسوخ کر دے۔ گویا کہ خلیفہ ایک آمرانہ حیثیت رکھتا ہے۔ خلیفہ کا انتخاب ہو جانے کے بعد جماعت اپنے فیصلہ پر نظر ثانی نہیں کر سکتی۔ اس لئے خلیفہ کا انتخاب ساری عمر کے لئے ہوگا۔

میں دیر سے ان امور پر غور کرتا رہا ہوں اور اب اسی فیصلہ پر پہنچا ہوں کہ میں ان امور کے ساتھ اتفاق نہیں کر سکتا۔ اور اگر میں باوجود متفق نہ ہونے کے جماعت احمدیہ ربوہ کے ساتھ ملا رہتا تو پھر منافقانہ روش اختیار کرنے کے بغیر کوئی چارہ نہ ہوتا۔ اس لئے میں نے جماعت احمدیہ ربوہ سے علیحدہ ہو کر جماعت احمدیہ لاہور سے ملحق ہونے کا اعلان کر دیا۔

خلافت کے متعلق میں مندرجہ بالا امور کے ساتھ کیوں متفق نہیں ہو سکا اس کی حسب ذیل وجوہ ہیں:۔

۱۔ خلافت کا تصور جو اس وقت جماعتِ ربوہ رکھتی ہے اس کا ثبوت نہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان سے ملتا ہے اور نہ ہی حدیث و قرآن سے۔

۲۔ جماعت کے انتخاب سے منتخب شدہ فرد کو خدا کی طرف سے قائم کردہ خیال کرنا صحیح نہیں، کیونکہ جماعت غلطی بھی کر سکتی ہے اور خصوصاً جبکہ منتخب کرنے والوں کے دائرہ کو محدود کر دیا جائے یہی وجہ ہے کہ جماعتِ احمدیہ ربوہ کثرت کے فیصلہ کو خلیفہ کی رائے سے منسوخ قرار دیتی ہے۔ اگر جماعت کسی ایک فیصلہ میں غلطی کر سکتی ہے تو پھر وہ انتخاب خلیفہ کے معاملہ میں غلطی کیوں نہیں کر سکتی۔ جب دائرہ انتخاب کنندگان کو محدود کر دیا جائے تو پھر انتخاب کرنے والے بیرونی اثر سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

۳۔ خلیفہ کا حق کہ وہ جماعت کے فیصلہ کو کالعدم کر دے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے فیصلہ کے خلاف ہے، اور یہ حق بھی جماعت کی مجلس شوریٰ نے دیا ہوا ہے۔ جب مجلس شوریٰ نے یہ حق دے دیا تو کیا وہ اس حق کے دینے میں حق بجانب تھی۔ اور اگر وہ حق بجانب تھی تو کیا اب اسے پھر اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کا حق ہے یا نہیں۔

۴۔ کسی شخص کا اس کی ساری عمر کے لئے کسی عہدے کے لئے منتخب کرنا عقلاً بھی صحیح نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ انتخاب کے وقت کوئی شخص اس عہدے کا اہل ہو مگر بعد میں وہ اس قابل نہ رہے ہم قانون قدرت کو بدل نہیں سکتے۔ جب کوئی انسان ارذل العمر کو پہنچ جائے تو پھر اس سے یہ توقع رکھنا کہ وہ پہلے کی طرح کام کا اہل ثابت ہو صحیح نہیں۔ مگر جماعت احمدیہ ربوہ کو اس معاملہ کے متعلق غور کرنے کی بھی اجازت نہیں۔ اگر کسی شخص کو جماعت خلافت کیلئے منتخب کرے اور جماعت کو یہ حق رہے کہ وہ اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کر سکے تو پھر اور بات ہے۔

۵۔ اس وقت جو خلافت کا تصور قائم ہو چکا ہے، وہ میرے نزدیک کیتھولک چرچ کے پوپ سے بہت ملتا جلتا ہے۔ پوپ کا انتخاب بھی خاص قسم کے لوگ کرتے ہیں اور جب کوئی شخص منتخب ہو جائے تو اسے ہر کمزوری سے پاک خیال کیا جاتا ہے۔ اس کا ہر لفظ ایسا ہی مانا جاتا ہے جیسا کہ الہام۔ یہ تصور اسلامی جمہوریت کے تصور کے خلاف ہے۔

یہ وہ چند ایک امور ہیں جن کی بناء پر میں خلافت کے ساتھ اتفاق نہیں رکھ سکتا اور چونکہ جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد میں خلافت کے آمرانہ تصور کی بجائے جمہوریت کا تصور نمایاں ہے اس لئے میں نے اسی سے الحاق کا اعلان کر دیا۔ امید ہے کہ میرا یہ مختصر سا بیان میرے دوستوں کی تسلی کا موجب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سب کا حامی و ناصر ہو۔ والسلام

غلام احمد بشیر مولوی فاضل۔ مقیم ہالینڈ

ایک حدیث کا حوالہ

ایک صاحب نے مندرجہ ذیل حدیث کا حوالہ دریافت کیا تھا۔ ان کا خط محفوظ نہیں رہا اور ایڈریس معلوم نہیں اس لئے بذریعہ اخبار حوالہ دیا جاتا ہے:۔

اس حدیث کا ایک ٹکڑہ پیغام صلح یکم اکتوبر میں سہو درج کیا گیا تھا۔ پوری حدیث درج ذیل ہے یہ حدیث کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۹۳ پر ہے۔ ابن عساکر حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ:۔

" ما من نبیٍّ الا لہ نظیرٌ من اُمّتی ابوبکر نظیر ابراھیم و عمر نظیر موسٰی و عثمان نظیر ھارون و علی ابن ابی طالب نظیری۔ و من سرّہ ان ینظر الی عیسٰی ابن مریم فینظر الی ابی ذر الغفاری"

"یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس قدر انبیاء گذرے ہیں ان میں سے ہر ایک کا کوئی نہ کوئی نظیر یعنی مثیل میری امت میں سے ضرور ہوتا ہے۔ چنانچہ ابو بکرؓ ابراھیم علیہ السلام کا مثیل اور عمرؓ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مثیل، اور عثمانؓ ہارون علیہ السلام کا مثیل، اور علیؓ ابن ابی طالب میرا مثیل ہے۔ اور جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھنا چاہے وہ ابو ذر غفاریؓ کو دیکھ لے۔"

دریافت کرنے والے دوست کی مزید آگاہی کے لئے ہم لکھنا چاہتے ہیں کہ اس امت کے اولیاء کی مشابہت حضرات انبیاء کرام سے ایک مسلمہ امر ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ اپنے مکتوبات کی جلد اول مکتوب ۲۵۱ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

" حضرت صدیق و حضرت فاروق رضی اللہ عنہما در طرف ولایت مناسبت بہ ابراھیمؑ و در طرف دعوت کہ مقام نبوت است مناسبت بحضرت موسیٰ دارند و حضرت ذوالنورین در ہر دو طرف مناسبت بہ حضرت عیسیٰ دارند صلوات اللہ علیٰ نبینا وعلیہم۔"

(مرتضیٰ خان حسن)

ووکنگ مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

اسلامی نظریات اور مسیحی معتقدات پر دلچسپ بحث اور اس کے خوشگوار اثرات

مسٹر اقبال احمد کی تقریر مسیحی نوجوانوں میں

"اس تقریر نے ہمارے خیالات و نظریات کو متزلزل کر دیا ہے اور تحت الشعور میں دبے ہوئے خیالات سامنے آ گئے ہیں"

(صدر اور حاضرین کا اعلان)

مسٹر اقبال احمد (فرزند گرامی آفتاب الدین احمد مرحوم) نے جو آب ووکنگ مشن کے ایک اعزازی مبلغ اور کارکن ہیں، ۱۳ ستمبر کو ایک گرجا واقع کینٹ میں "سینٹ جان پریسبیٹرین چرچ فیلوشپ آف یوتھ" کے زیر اہتمام اسلام پر تقریر کی جس کی مختصر روئداد درج ذیل ہے:—

مسٹر اقبال احمد جب کینٹ کے ریلوے اسٹیشن پر پہنچے تو فیلوشپ کی سیکرٹری صاحبہ مس جے ولیمس ان کے استقبال کے لئے موجود تھیں۔ دو مسلم خواتین بھی مسٹر اقبال احمد کے ہمراہ تھیں۔ پونے آٹھ بجے شام جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ سب سے پہلے سیکرٹری صاحبہ نے استقبالیہ پیغام میں مقرر اور دو مسلم خواتین کا بڑی گرمجوشی سے تعارف کرایا۔

اسلام کی حیثیت مذاہب عالم میں

مسٹر اقبال احمد نے نصف گھنٹہ تک اسلام پر تقریر کی۔ تقریر کا آغاز کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ اس دنیا میں انسانیت کا کوئی ایسا طبقہ نہیں جو کسی نہ کسی عقیدے کا پابند نہ ہو، بعض لوگ کسی نہ کسی مذہب پر ایمان رکھتے ہیں، بعض کسی سماجی تنظیم کے پیرو ہیں۔ بعض کا تعلق کسی نہ کسی ادارہ سے ہے اور کئی لوگ ایسے ہیں جو مختلف قسم کے توہمات میں تسکین پاتے ہیں۔ اس لئے یہ بہت ضروری ہے کہ کسی چیز پر ایمان لانے سے پہلے اس بات کا فیصلہ کیا جائے کہ آیا وہ چیز جس پر وہ ایمان لا رہا ہے، فی الحقیقت قابل تقلید ہے؟ اسلام کا مطالعہ اگر اس زاویۂ نگاہ سے کیا جائے تو کوئی دوسری چیز ایسی نہیں جو اس پر فوقیت حاصل کر سکے۔

مسٹر اقبال احمد نے اپنی تقریر کے اختتام پر بتایا کہ کس طرح اسلام موجودہ مذاہب سے بڑھ کر عمل کرنے کے قابل اور معقولیت رکھتا ہے اور اسے تمام انسانیت کو ایک برادری میں مجتمع کرنے کی صلاحیت حاصل ہے۔

پیدائشی گناہ کا نظریہ اور اسلام

تقریر کے بعد بڑی دلچسپ اور گرما گرم بحث ہوئی جس میں حاضرین میں سے متعدد اصحاب نے حصہ لیا۔ حاضرین نے پیدائشی گناہ کے نظریہ کی تائید و حمایت کرتے ہوئے اس بحث کو شروع کیا۔ مسٹر اقبال احمد نے اس بات کی وضاحت طلب کی کہ عیسائی کس طرح یہ خیال کرتے ہیں کہ ایک بچہ پیدائشی طور پر گناہگار ہوتا ہے۔ انہیں بتایا گیا کہ بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کا پہلا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ کھانے پینے کے لئے چیختا اور چلاتا ہے۔ بچہ دوسروں کا کوئی خیال نہیں کرتا اور محض خود غرضی سے اپنی خواہشات کی تسکین چاہتا ہے۔ عیسائی نظریہ میں یہ گناہ ہے۔" مسٹر اقبال احمد نے اس کے جواب میں اس حقیقت کو واضح کیا کہ یہ ناممکن ہے کہ کوئی انسان ان طبعی خواہشات کو پورا کئے بغیر زندہ رہ سکے جو خدا تعالیٰ نے اس کے اندر ودیعت کی ہیں، اس لئے یہ بالکل غیر معقول بات معلوم ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ ایسے امور کی وجہ سے جن کا وہ خود ذمہ دار ہے، انسان کو مورد الزام ٹھہرائے اور گنہگار قرار دے۔ اسلام کا نظریہ یہ ہے کہ انسان اپنی خواہشات کا رخ اچھے مقاصد کی طرف بھی پھیر سکتا ہے اور برے مقاصد کی طرف بھی، اور جو طریق انسان اپنی استعدادوں کے استعمال کے لئے اختیار کرے اسی کے مطابق انسانی گناہوں اور نیکیوں کا تعین ہوتا ہے۔ یہ بحث کچھ دیر تک جاری رہی، یہاں تک کہ حاضرین دو حصوں میں بٹ گئے .... آخرکار حاضرین نے اسلامی نظریہ کو قابل تعریف قرار دیا، اور ہوتے ہوتے مسیحی کلیساؤں کی تفریق و انتشار پر بحث شروع ہو گئی۔

بین المذاہب ہم آہنگی اور رواداری کی ضرورت

فاضل مقرر نے بتایا کہ مسیحی گرجاؤں یا کسی دوسرے مذہب کے اختلافات اس قابل نہیں کہ موجودہ حالات میں انہیں چنداں اہمیت دی جائے۔ اس وقت جبکہ تمام دنیا میں بین الاقوامی امن کی باتیں ہو رہی ہیں اور ایک اعلیٰ سطح کی کانفرنس کے انعقاد کے متعلق غور و خوض کیا جا رہا ہے ایسے موقعہ پر اہل مذاہب کے لئے جو امر بہت ضروری ہے اور جس کے متعلق قرآن کریم نے واضح راستے اور طریقے پیش کئے ہیں وہ یہ ہے کہ بین المذاہب ہم آہنگی اور رواداری پیدا کی جائے۔

اسلام میں عورت کے حقوق

یہ سوال کیا گیا کہ کیا ایک مسلمان عورت کو بھی کوئی حقوق حاصل ہیں؟ مسٹر اقبال احمد نے فوراً کہا کہ اس میٹنگ میں آنے سے پہلے مجھے یقین تھا کہ اس قسم کا سوال ضرور کیا جائے گا۔ اس لئے حفظ ماتقدم کے طور پر میں دو مسلمان خواتین کو اپنے ساتھ لایا ہوں۔ کہ وہ خود اس کا جواب دیں حاضرین نے اس پر قہقہہ لگایا اور اس جواب سے لطف اندوز ہوئے، اس موضوع پر گرما گرم بحث ہوئی، حاضرین مسٹر اقبال احمد کے اس چیلنج کو قبول نہ کر سکے کہ کوئی ایسا حق بتایا جائے جو ایک عیسائی عورت کو تو حاصل ہے لیکن مسلمان عورت اس سے محروم ہے۔ اس کے برخلاف بیبیوں کی اجازت سے انہوں نے ایسے حقوق بتانے پر آمادگی ظاہر کی جن سے خواتین اسلام متمتع ہو رہی ہیں، لیکن عیسائی عورتیں ان سے محروم ہیں۔

جنت اور دوزخ کا سوال

ایک اور سوال یہ پیش ہوا کہ آیا مسلمان بھی رومن کیتھولک عیسائیوں کی طرح یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جو شخص اسلام کو نہیں مانتا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ مسٹر اقبال نے حاضرین کو اپنی تقریر کے ابتدائی حصہ کی طرف توجہ دلائی جس میں انہوں نے تصور باری تعالیٰ کے متعلق اسلامی نقطۂ نگاہ کو واضح کیا تھا۔ انہوں نے بتایا تھا کہ قرآن اپنے قارئین کو یا ایہا الناس (اے لوگو) کہکر مخاطب کرتا ہے اور اس نے اس بات کو واضح کیا ہے کہ عالم آخرت میں اچھی زندگی انہی کو میسر آ سکتی ہے جو اس دنیا میں راستبازی کی زندگی بسر کریں۔ خواہ وہ مسلمان ہوں یا نہ ہوں۔

اناجیل کی اصلیت اور کلیسائی خرابیوں پر بحث

سوالات کے اسی وقفہ میں اناجیل کی اصلیت اور ان برائیوں کے متعلق جو عیسائی مذہب میں آ چکی ہیں بڑی پر جوش بحث ہوئی۔ متعدد ایسی خرابیاں جو عیسائی مذہب میں پیدا ہو گئی ہیں، فاضل مقرر نے بیان کیں اور حاضرین نے ان کا اعتراف کیا۔

حاضرین کے خیالات متزلزل ہو گئے

یہ بحث حاضرین کے اس ریمارک پر ختم ہوئی کہ ان کے عقائد اور نظریات متزلزل ہو گئے ہیں، حاضرین میں ۱۷، اور ۲۵ سال درمیان عمر کے نوجوان تھے۔ نوجوان ہونے کی وجہ سے ایک نوجوان مقرر کی تقریر ان کے لئے دلچسپی کا موجب ہوئی، چنانچہ یہ شام نہایت خوشگوار بے تکلف اور پرجوش تبادلۂ خیالات میں گذری۔

صاحب صدر نے مقرر موصوف کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دوبارہ اس بات کو دہرایا کہ اس تقریر نے ہمارے خیالات کو کئی پہلوؤں سے متزلزل کر دیا ہے۔ حاضرین میں سے ایک اور صاحب نے کہا کہ اس تقریر سے کئی ایسے خیالات سامنے آ گئے ہیں جنہیں حاضرین اپنے تحت الشعور میں دبائے ہوئے تھے۔

مسیحی نوجوانوں کا حوصلہ افزا رویہ

سب سے زیادہ حوصلہ افزا وہ رویہ ہے جو عیسائی نوجوانوں نے اسلامی نظریات کے مطالعہ میں اختیار کر رکھا ہے۔ ایسے اجلاس یقیناً عیسائیت اور اسلام کے مابین رابطہ و اتحاد پیدا کرنے کا موجب ہیں۔

سیکرٹری صاحبہ کا خط امام صاحب کے نام

مسٹر اقبال احمد کی اس تقریر کے متعلق فیلوشپ کی سیکرٹری صاحبہ نے حسب ذیل خط امام صاحب ووکنگ مسلم مشن کو لکھا ہے:—

جناب عالی! میں "فیلوشپ آف یوتھ" کی طرف سے ووکنگ مسجد کے فاضل مقرر مسٹر اقبال احمد کا دلی شکریہ ادا کرتی ہوں جو موصوف

باقی ص ۱۱

شکریہ تعزیت

بروفات شیخ ایزد بخش صاحب مرحوم

از بیگم صاحبہ مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ان چند سطور کے ذریعہ اپنی اُن محترم بہنوں و بھائیوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے عزیزم ایزد بخش مرحوم کی وفات پر اظہار ہمدردی کیا ہے۔ میرے دل میں ان کے جذبۂ خلوص کی بے حد قدر ہے اور دُعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں دنیا کے آلام سے محفوظ رکھے اور اپنی رضا پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہر انسان کے لئے اپنے عزیز سے اس زندگی میں ہمیشہ کے لئے بچھڑ جانا۔ سانحۂ المناک ہوتا ہے مگر بعض ہستیاں اپنی نیکی و حسنِ اخلاق سے نہ مٹنے والے گہرے نقوش چھوڑ جاتی ہیں۔ عزیز ایزد بخش مرحوم و مغفور انہیں لوگوں میں سے تھے جن کی زندگی قابلِ تقلید نمونہ ہوتی ہے نہایت پاک طینت، منکسر المزاج، بردبار، اور عبادت گذار تھے۔ ان کی زبان یا ہاتھ سے کسی کو ضرر نہ پہنچا۔ ملازموں سے بھی عزت اور نرمی سے بات کرتے۔ پابندی نماز اور تلاوت قرآن کریم پر قائم تھے۔ کسی دنیاوی لہو و لعب کا شوق نہ تھا۔ آفس سے آتے تو گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے۔ بیوی بچوں میں بیٹھتے اور پھر عبادت میں مشغول ہو جاتے۔ نہایت مہمان نواز تھے اور اس پر اصرار کرتے تھے۔ ہر ایک کی خوشی کا خیال رکھتے اور اس میں سبقت کرنے میں خدا نے ان کو خاص ملکہ عطا کیا تھا۔ ایک معمولی سی تازہ مثال ہے کہ حامد سلمہٗ کی مجلس نکاح میں جب نکاح ہو چکا اور زنانہ اجتماع میں مبارک سلامت ہو رہی تھی کہ ایک چھوٹے بچے نے باہر سے آکر ایک کاغذ کا پرزہ مجھے دے دیا پڑھا تو لکھا تھا "دلی مبارکباد قبول فرمائیں ایزد بخش"۔ یعنے مردانہ مجمع میں بہت سے عزیزوں میں سے صرف انہوں نے یہ انتظار نہ کیا کہ مجھ سے ملنے پر اظہار خوشی کریں گے۔ ایسی بے شمار چھوٹی چھوٹی باتیں ان کی یگانگت و محبت کا مظہر تھیں۔ کچھ عرصہ سے صحت خراب تھی۔ مگر انہوں نے ادائیگی فرض کے خیال سے کچھ پرواہ نہ کی اور نہایت دیانتداری و جفاکشی سے ملک و قوم کی خدمت میں مشغول رہے۔ ڈاکٹر آرام کے لئے کہتے تو ٹال دیتے مگر اب کچھ خیال تھا کہ پنشن کے قریب چھٹی لیکر آرام کریں گے کہ رفیق اعلےٰ نے پکارا۔

" اے نفس مطمئنہ تو اپنے رب کے پاس
ابدی راحت و سکون میں آجا "

انا للہ و انا الیہ راجعون

ایسے ہمہ صفت موصوف عزیز کی جدائی میں ہمارے دل غمگین اور آنکھیں اشکبار ہیں۔ مگر دل رضائے مولا پر راضی ہے۔ کہ

" بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پر اے دل تو جاں فدا کر "

قرارداد تعزیت

بروفات شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم

مسلم ہائی سکول نمبر ۱ :-

آج صبح یہ المناک خبر سُنی گئی۔ کہ حضرت شیخ نیاز احمد صاحب رئیس اعظم وزیر آباد داعی اجل کو لبیک کہکر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اس خبر کے سنتے ہی طلباء و اساتذہ کا ایک غیر معمولی اجلاس جناب چوہدری عبدالمجید صاحب ہیڈ ماسٹر صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اور حسب ذیل ریزولیوشن باتفاق رائے پاس کیا گیا۔

(۱) مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور کے طلباء و اساتذہ کا یہ اجتماع حضرت شیخ نیاز احمد صاحب رئیس اعظم وزیر آباد کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور خداوند تعالےٰ کے حضور دست بدعا ہے کہ وہ مرحوم کی دینی و قومی خدمات کو شرفِ قبولیت بخشے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ نیز شیخ عزیز احمد و شیخ نثار احمد صاحبان و دیگر پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

۲ - یہ بھی قرار پایا کہ چونکہ مرحوم و مغفور کی وفات ایک بڑا قومی سانحہ ہے۔ لہذا باقی وقت کے لئے سکول بند کر دیا جائے۔ چنانچہ سکول بند کر دیا گیا۔

۳ - اس ریزولیوشن کی ایک نقل شیخ نثار احمد صاحب اور شیخ عزیز احمد صاحب کی خدمت میں بھیجی جائے۔ اور

۴ - ایک نقل برائے اشاعت اخبار "پیغام صلح" میں بھیجی جائے۔

برکت علی سٹاف سیکرٹری
مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور ۲۴-۱۰-۵۹

مسلم ہائی سکول نمبر ۲ :-

آج اساتذہ مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور کا ایک غیر معمولی اجلاس زیر صدارت مرزا خلیل الرحمٰن صاحب ہیڈ ماسٹر منعقد ہوا جس میں متفقہ طور پر حسب ذیل ریزولیوشن پاس کیا گیا :-

"ہیڈ ماسٹر اور اساتذہ مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور۔ شیخ نیاز احمد صاحب رئیس اعظم وزیر آباد کی وفات حسرت آیات پر ان کے لواحقین بالخصوص ان کے فرزندان شیخ عزیز احمد صاحب اور شیخ نثار احمد صاحب سے نہایت غم و اندوہ کا اظہار کرتے ہیں۔ مرحوم حضرت صاحب کے صحابیوں میں سے تھے۔ آپ نہایت ہی متقی اور پرہیزگار تھے۔ ان کی وفات سے انجمن کو ناقابلِ تلافی نقصان ہوا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے"۔

فیصلہ ہوا کہ اظہار تعزیت کے طور پر آج سکول بند کر دیا جائے۔ خلیل الرحمٰن ہیڈ ماسٹر۔

تعزیتی پیغامات

بروفات ڈاکٹر غلام محمد صاحب

مستری یعقوب علی صاحب راولپنڈی :-

مکرم و محترم بندہ چوہدری صاحب۔
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ کل بروز جمعہ مرحوم ڈاکٹر صاحب کا جنازہ پڑھا گیا۔ اس خدمت کے لئے احباب نے مجھے ہی حکم دیا۔ جماعت کے ہر فرد کو ان کی جدائی کا از حد غم ہے۔ خدا کریم سے اُن کے لئے بہت درد دل سے دُعا کی اللہ کریم ان کو گلستانِ جاوداں میں عالی مقام عطا کرے۔ احباب کم سے جدا ہو کر حضرت اقدس کی مجلس کو رونق بخش رہے ہیں۔ ہماری مجالس حضرت اقدس کے تربیت یافتہ احباب سے خالی ہو رہی ہے۔ اب تو بہت ہی کم احباب ایسے باقی ہیں۔ جو حضور مسیح موعود کے دیدار سے نورانی شرف حاصل کر چکے ہیں۔ مرحوم کے لئے خدا سے التماس ہے۔ کہ وہ ان کو عالی مقام عطا کرے۔ آمین

مہربانی کر کے خود حاضر ہو کر اُن کے گھر میری طرف سے تعزیت کریں۔ خداوند ان کی اولاد کو اُن کے نقش قدم پر چل کر خدمتِ اسلام کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مستری یعقوب علی

شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب از مشرقی افریقہ :-

مکرمی محترمی جناب چوہدری صاحب
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ :-
محترمی ڈاکٹر صاحب مرحوم و مغفور جیسے سلسلہ کے لئے حقیقی درد رکھنے والے انسان کا دنیا سے اُٹھ جانا یقیناً جماعت کے لئے ایسا نقصان ہے جس کی تلافی بظاہر نظر نہیں آتی الا ان یشاء اللہ آپ کا خط پڑھتا اور دل اس خبر پر یقین کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتا تھا۔ مرحوم نے سلسلہ کی جو بے لوث خدمت جماعت کے قیام سے لے کر وفات تک سرانجام دی ہے وہ بھلائی نہیں جا سکتی کاش جماعت ان کی خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے اُن کے نام کو زندہ رکھنے کے لئے کوئی ایسی یادگار قائم کرے جو رہتی دنیا تک نافع للناس رہے۔ اللہ تعالےٰ میرے اس محترم بھائی کی رُوح کو جنت میں بلند سے بلند مقام عطا کرے اور اپنے قرب میں اعلےٰ جگہ عطا کرے۔ آمین

والسلام
خاکسار :- شیخ عبدالرحمٰن مصری۔
۸-۱۰-۵۹

درخواست دُعا مدیر پیغام صلح کے بھائی ملک کرم الٰہی صاحب تاحال بیمار ہیں۔ حالت تشویشناک ہے، احباب کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔

پاکستان ایک سیکولر ریاست؟

نصیر احمد ایم۔اے

یہ امر خاصا مابہ النزاع رہا ہے کہ آیا پاکستان بطور ایک سیکولر ریاست کے قائم ہو یا یہ کہ اس کی بنیاد کسی نظام فکر یا نظریۂ حیات پر ہو۔ عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ اگر پاکستان میں سیکولر ریاست کا قیام عمل میں آ گیا تو اسلام کو دیس نکالا مل جائے گا اور پاکستان گہوارۂ کفر و الحاد بن جائے گا۔ یہ امر کہ سیکولر ریاست کا تصور عوام کی اکثریت کے لئے قابل قبول نہیں ہے، دراصل مذہبی ریاست کے تصوّر کے لئے جواز کا حکم نہیں رکھتا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ کسی نظریہ کو اس کے بنیادی خصائص کے بل بوتے پر قبول یا رد کیا جائے اور سستی جذباتیت کو سیاسی دائرہ فکر میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی جائے کیونکہ عقلی اور منطقی انداز فکر کو نظرانداز کر دینے کا لازمی نتیجہ ذہنی خلفشار اور دماغی ابتری کی شکل میں نمودار ہوگا۔ فی الحقیقت سیکولر ریاست کے تصوّر کی قبولیت کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہماری نامناسب سماجی تربیت اور معاشرتی انداز فکر کا فقدان ہے، فلسفہ جبر میں ہمارا راسخ عقیدہ اور ان سب سے بڑھکر بلکہ سب سے زیادہ اہم ہمارا غلط نظام تعلیم ہے جو ہمیں اس سیاسی ڈھڑے کی یاد دلاتا ہے جس سے برطانوی حکمران ہندوستانیوں کی ذہنی اور روحانی صلاحیتوں کو ناپا کرتے تھے۔ آزادانہ تحقیق و تجسس، ذاتی رائے اور فیصلہ اور تخلیقی قوتے کی نشو ونما ـــــ یہ تینوں خصوصیات جو تعلیمی نظام کی لازمی پیداوار ہوتی ہیں ہمارے معاشرے میں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ایک تخلیقی جینئس لازمی طور پر ملک کے تعلیمی عوامل کی پیداوار ہوتا ہے لیکن ہمارے موجودہ تعلیمی نظام نے ایسے جینئس پیدا کئے ہیں جو الّا ماشاء اللہ نہ ہی تخلیقی ہیں نہ ہی تاثیر پذیر بلکہ صرف لکیر کے فقیر واقع ہوئے ہیں اور جنہوں نے اپنے اذہان کو ایسے سکّے بند خانوں کی شکل دے رکھی ہے جن میں صرف موروثی خیالات و افکار ہی پنپ سکتے ہیں، اور "خارجی افکار و تصوّرات" کی کوئی رَو ان موروثی تصوّرات کے مضبوط قلعوں کی حدبندیوں سے ٹکرا کر ذہنی جمود اور فکری رجعت پسندیوں سے متصادم نہیں ہو سکتی۔

سیکولر ریاست سے کیا مراد ہے؟ سیکولر ریاست ایک ایسی ریاست نہیں جس میں خدا کے تصوّر کی نفی کی جاتی ہو۔ ایک سیکولر ریاست اس ریاست کے مقابلہ میں زیادہ مذہبی اور نظریاتی ہو سکتی ہے، جو مذہبی ہونے کی دعویدار ہے۔ مثال کے طور پر برطانیہ، امریکہ اور روس کو پیش کیا جا سکتا ہے۔ بھارت نظریاتی طور پر ایک غیر دینی ریاست ہے لیکن فی الحقیقت اس کی نس نس میں ہندو کلچر اور مذہب رچا ہوا ہے۔ پنڈت نہرو عالمگیر انسانی اقدار کا پرچار کرتے رہتے ہیں لیکن درحقیقت ان کے من میں ہندو دھرم بسا ہوا ہے اور وہ ایک ایسے کٹر ہندو ہیں جنہیں ہندو مت کا دل سے پاس ہے۔ حال ہی میں انہوں نے اپنی قوم سے خطاب کرتے ہوئے اسے اس امر کی تنبیہ کی تھی کہ سیاست میں مذہب کو دخل انداز نہ کیا جائے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ پنڈت جی کا اپنا ایک فلسفہ اور مذہب ہے جو اُن کے ملک کی پالیسیوں پر پوری طرح اثر انداز ہوتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس برطانیہ، امریکہ، اور فرانس بھی سیکولر ریاستیں ہیں لیکن یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اپنے قومی اور بین الاقوامی معاملات میں ان تینوں ریاستوں کا نقطۂ نظر خالصتاً ایک مسیحی ریاست کا نقطۂ نظر ہے اور کلیسا کی بالادستی بظاہر نہ سہی بباطن ان ملکوں کی قومی زندگیوں میں کسی نہ کسی رنگ میں جلوہ گر ہے۔ یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ روس ایک لادینی ریاست ہے جہاں خدا کی ہستی کا کھلم کھلا انکار کیا جاتا ہے اور نہ ہی وہاں پر کسی مافوق الفطرت طاقت کو تسلیم کیا گیا ہے لیکن یہ امر باعث حیرت ہے کہ کمیونزم کے دعاوی کی نوعیت سراسر مذہبی اور نظریاتی ہے، اور کمیونسٹ ان مذہبی اصولوں پر نہایت شدت سے کاربند ہیں۔ میکس ایسٹ مین جسے مغربی دنیا کے خلاف روسی تواریوں کے طائفہ میں ایک خاص مقام حاصل ہے کا کہنا ہے کہ اشتراکی ایک "نمایاں منطق" اور ایک نہایت واضح فلسفۂ زندگی کے حامل ہیں جس پر روسی سرزمین میں اس شدت سے عمل کیا جاتا ہے جس کی مثال شائد کسی دوسرے ملک میں نہیں مل سکتی چنانچہ بین الاقوامی اشتراکیت کی عالمگیر "اپیل" اور اس کا رفتہ رفتہ ایک مسلمہ بین الاقوامی طاقت کا روپ دھارتے جانا بھلا اس سے بڑھ کر اس کے ایک مخصوص مذہب کی پیروی کی سب سے بڑی واضح اور بیّن دلیل اور کیا ہو سکتی ہے۔ ان تمام عقائد و افکار حتیٰ کہ کفر و الحاد اور اشتراکیت کے بقا کا راز اتحاد اور یک جہتی کا وہ شدید احساس ہے جو مذہب کے اصولی طور پر سیاست میں دخل دینے کی صورت میں نفسیاتی طور پر پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ پاکستان کو صرف انہی معنوں میں سیکولر ہونا چاہیئے۔ اصولی طور پر پاکستان کو سیکولر ریاست قرار دینے کے بعد مذہب کو سیاست پر اثر انداز ہونے دینا بدرجہا بہتر ہے اس امر کے مقابلہ میں کہ مذہبی سیاستیں مذہب سیاسی قلابازیوں کا نشانہ بن جائے اور خود اس کا اپنا وجود خطرے میں پڑ جائے۔ چنانچہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں گذشتہ گیارہ سال سے اسلام کے نام پر جن سیاسی عیاریوں کو روا سمجھا گیا، سیاست کے میدان میں مذہب کو بازیچۂ اطفال بنا کر جس طرح سیاسی مقاصد کی تکمیل کی گئی اور مذہبی علماء نے جس طرح عوام کالانعام کی سادہ لوحی سے فائدہ اٹھا کر اور مذہب جیسے مقدس نام کی آڑ لیکر کرسئ اقتدار حاصل کرنے کی خاطر مذہب کو بطور زینے کے استعمال کیا وہ ظاہر و باہر ہے۔ پاکستان اس لئے حاصل کیا گیا تھا کہ ہم ایک علیحدہ جغرافیائی حد بندی میں رہ کر اپنی مخصوص ثقافت، تہذیب، زبان، مذہب اور معاشرتی اور تمدنی روایات کی روشنی میں اپنی قومی زندگی ڈھال سکیں، لیکن سیاسی آزادی اس مرض کا مداوا ثابت نہ ہو سکی بلکہ انفرادی اور قومی کردار روز افزوں زبون حالی کا شکار ہوتے چلے گئے، رشوت ستانی، بدعنوانی، سمگلنگ، کنبہ پروری، ناجائز زر اندوزی اور دوسری غیر اسلامی برائیاں ہمارے قومی کردار کا جزو لاینفک بن گئیں۔ سیاستدانوں نے مزید دولت کے حصول کے لئے اور کرسئ اقتدار کے استحکام کے لئے مذہب کو بطور آلۂ کار استعمال کیا۔ مذہبی علماء نے سیاسی اقتدار کے لئے مذہب کو اس بناء پر بطور حربہ کے استعمال کیا کہ اسلام میں دین و سیاست ایک ہی زندگی کے دو رُخ ہیں اور دونوں کو الگ الگ نہیں کیا جا سکتا چنانچہ سیاستدانوں اور مذہبی علماء کے ان طریقہ ہائے کار کی عملی مثال اینٹی قادیانی فسادات کی شکل میں ظاہر ہوئی جس میں عوام کالانعام کو تختۂ مشق بنا کر ایک خونیں ڈرامہ کھیلا گیا جس میں سب سے زیادہ مظلوم اسلام تھا۔

بظاہر یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ خونیں کھیل صرف اسلام کے استحکام اور اسلام کے اس نظریئے کی تکمیل کے لئے کھیلا جا رہا ہے کہ اسلام میں دین و سیاست ایک ہی حقیقت کے دو رُخ ہیں۔ ظاہر ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی اکثریت ہندوستان میں اقلیت بن گئی اور ان کے مذہبی، تہذیبی اور ثقافتی دونوں کا وجود خطرے میں پڑنے لگا۔ لیکن مملکت خداداد پاکستان میں اسلام جس کے بل بوتے پر پاکستان حاصل کیا گیا اپنوں کے ہاتھوں بیگانگی کا نوحہ الاپنے لگا اور اس کا اپنا وجود خطرے میں پڑ گیا۔ چنانچہ نتیجہ کے طور پر پاکستان میں مارشل لا کا نفاذ اور ملک کی سیاسی زندگی کا مکمل طور پر دم توڑنا اس طویل اور روح فرسا خونیں ڈرامے کا نقطۂ عروج ہیں۔ ان حالات کے پیش نظر پاکستان میں سیکولر ریاست کا قیام اشد ضروری ہے۔ اگر ایک لادینی ریاست میں اشتراکیت جیسے خودساختہ نظام روس کی قومی زندگی میں ایک طوفانی رفتار پیدا کر سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ خدا کا بنایا ہوا عالمگیر مذہب یعنی اسلام سیکولر پاکستان میں روح پرور ثابت نہ ہو۔ پاکستان کی ترقی، اتحاد، اور استحکام اس امر میں مضمر ہے کہ یہ ایک سیکولر ریاست ہو۔ اس نظریئے کو اپنانے کے لئے ایک نظام فکر کی بجائے ایک نئے فکری

رجحان کی ضرورت ہے۔

جب ہم بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی تجاویز پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں مذہبی ریاست کا تصور ایک عنقا معلوم ہوتا ہے۔ چند سال ہوئے بنیادی اصولوں کی کمیٹی نے تجویز پیش کی تھی کہ بغیر کسی مذہبی فرقہ کی رضامندی کے کوئی آئین اس پر نہ ٹھونسا جائے۔ کمیٹی کی رپورٹ اس شق نے قانون سازی کے میدان میں ہم آہنگی کے تمام امکانات خارج از موضوع کر دیئے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں باہمی یگانگت پیدا کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے اس لئے بہتر ہوگا کہ مذہبی ریاست کے تصور کو بیک قلم خارج از موضوع قرار دے دیا جائے کہ مذہب جیسی مقدس میراث کو غلط کار سیاستدانوں اور نام نہاد مذہبی علماء بطور زینے کے استعمال نہ کر سکیں۔ مذہب اور سیاست، دین اور اقتصاد کی واضح اور منطقی حدیں مقرر ہونی چاہئیں تاکہ پاکستان کی قومی زندگی کے تقاضے باحسن طریق سرانجام دیئے جا سکیں۔

بقول ڈاکٹر سید عبداللہ:-

"اسلامی انداز فکر کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں دین اور دنیا کا باہم ٹکراؤ نہیں بلکہ زندگی کے دونوں شعبے باہم گھل مل جاتے ہیں۔ میں اس نصب العین کو ایک نتیجہ خیز آئیڈیل سمجھتا ہوں مگر اس سلسلے میں کچھ اضافی طور کو ضروری خیال کرتا ہوں۔ دین کو دنیا اور دنیا کو دین بنا لینا ایک فلسفے کی حیثیت سے بہت اونچی بات ہے مگر عمل میں یہ بہت مشکل ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ معاملات میں دین اور دنیا کی حدود کی الگ الگ وضاحت ضروری ہے۔ یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ زندگی کے عملی معاملات میں کوئی الجھن نہ رہے اور ہر شخص کو اچھی طرح معلوم ہو سکے کہ اسے کن کن معاملات میں عقلی طریق کار کا سہارا لینا ہے۔ لیکن کن امور میں "اسے تنہا بھی چھوڑ دے" پر عمل کرنا ہے۔ میرا احساس یہ ہے کہ ہمارے یہاں دین اور دنیا کے خلط مبحث نے پہلے بھی کافی پیچیدگیاں پیدا کر رکھی ہیں اور اگر ان کی حدود متعین ہو جائیں تو زندگی کے کاموں کے متعلق حکومت اور افراد کو خاص سہولت ہوگی ورنہ بے اصولی سے دین دنیا کو ملا دینے سے خدشہ یہ ہے کہ ہم نہ اچھے دیندار بن سکیں گے نہ اچھے دنیادار ہو سکیں گے۔ اس لئے میری رائے میں شعبوں کی واضح تقسیم کی بے حد ضرورت ہے"۔ (مجلس مذاکرہ منعقدہ یونیورسٹی ہال "پاکستانیت کی اسلامی بنیاد" - مطبوعہ آفاق - اشاعت تاریخی مورخہ ۹ر اگست ۱۹۵۹ء)

پاکستان کے وزیر خارجہ مسٹر منظور قادر نے حال ہی میں جڑانوالہ میں تقریر کرتے ہوئے بالکل درست فرمایا کہ اسلامی قانون سازی کا کام کوئی آسان کام نہیں بلکہ مسلمانوں میں بہتر (۷۲) فرقوں کا موجود ہونا، اور ان سب کی قرآن و سنت کی الگ الگ تشریح و تاویل اسلامی قانون سازی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ مسٹر جسٹس محمد منیر نے بھی اپنی قادیانی تحریک کی تحقیقاتی رپورٹ میں اس حقیقت کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ قرآن و سنت کے مطالب کے بیان اور ان کی افہام و تفہیم میں کوئی دو مذہبی رہنما آپس میں متفق نہیں ہیں اور ضرورت اس امر کی ہے کہ عوام کو اس امر سے آگاہ کیا جائے کہ آئین کے تحت انہیں کیا کیا حقوق حاصل ہیں اور وہ حقوق کس قدر مقدس ہیں۔ جب تک عوام یہ حقیقت نہ پا لیں اس وقت تک آئین سازی کا کام عبث ہوگا۔

اسلامی نظام کیا ہے؟ اسلامی قانون کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ ایک کوڈ یا ضابطے کی شکل میں لکھا گیا ہو اور وہ انسانی اعمال و افعال کو درشت، کرخت اور بے لچک قانونی شکنجوں میں جکڑ کر رکھ دے۔ در اصل اسلامی آئین کی حقیقت کاغذ پر لکھے ہوئے ضابطے سے بہت زیادہ بڑھ کر ہے چنانچہ وزیر خارجہ نے یہ بھی فرمایا کہ عام لوگ اسلامی طرز زندگی کو اپنا شعار بنا لیں، ذاتی مفاد پر اجتماعی فائدے کو ترجیح دیں، بدعنوانیوں، رشوت ستانی، فرائض سے کوتاہی اور دوسری سماج دشمن برائیوں سے احتراز کریں تو اس صورت میں ملک کا آئین خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو خود بخود اسلامی رنگ اختیار کرے گا لیکن اس صورت میں جب کہ ملک کے عوام غیر اسلامی حرکات کے مرتکب ہو رہے ہیں محض لیبل کے طور پر اسلام جیسے مقدس نام کو اچھالنے میں کوئی تک نظر نہیں آتی چنانچہ یہ امر واضح ہے کہ صرف عوام کی اسلامی طرز زندگی کو اپنانے کی خواہش ہی کسی آئین کو اسلامی بنا سکتی ہے لہٰذا مناسب یہی ہے کہ اس مقدس فریضے کی طرف جس سے اب تک مجرمانہ غفلت برتی گئی ہے عوام کی توجہ مبذول کرائی جائے اور اس نصب العین کے شعور اور تکمیل کے لئے راستہ ہموار کیا جائے بجائے اس کے کہ عوام کو اسلامی قانون کی اصل روح اور مقصد سے آگاہ کئے بغیر اندھا دھند طور پر کوئی نظام ان پر مسلط کر دیا جائے۔

ہمارے سامنے جمہوریہ ترکی کی ایک بہترین مثال ہے کہ کس طرح قدامت پسندی اور رجعت پرستی کی قوتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے ترکی میں سیکولر ریاست کا قیام عمل میں آیا۔ گرینڈ نیشنل اسمبلی نے ترکیہ میں مذہب اور سیاست کو واضح طور پر دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ چنانچہ نتیجے کے طور پر ترکوں کی قومی زندگی ایک بالکل جدید سانچے میں ڈھل چکی ہے تاہم یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ترکوں نے اسلام کو خیرباد کہہ دیا ہے یا یہ کہ وہ ملحد و بے دین ہو گئے ہیں۔ ترک راسخ العقیدہ مسلمان ہیں، جو جدید وقت کے تقاضوں سے بھی پوری طرح آگاہ ہیں وہ قوم جس کے سامنے کوئی واضح نصب العین نہ ہو کس طرح زندہ رہ سکتی ہے البتہ نصب العین کے حصول کے ذرائع بہر حال لچکدار ہونے چاہئیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں ترکی میں جو تجربے کئے گئے ہیں ہم ان سے بصیرت حاصل کر سکتے ہیں۔

خلاف قیاس طور پر تحت التحور میں مذہب کو ایک تخریبی طاقت تصور کیا گیا ہے، فی الحقیقت امر میں مذہب کا قصور نہیں بلکہ اس کا باعث ان لوگوں کی اپنی افتاد طبع ہے جو مذہب کو اپنائے ہوئے ہیں۔ عصر حاضر کی تاریخ نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ وہ لوگ جو انتہائی مجنونانہ طور پر مذہب سے اندھا دھند چپک گئے ہیں اور منطقی اور عقلی غور و فکر سے کنارہ کش ہو گئے ہیں انہوں نے مذہب کے حق میں مزاحمت کرنے کے باوجود اپنے آپ کو انتشار اور انارکیت کی طاقتوں کے سپرد کر دیا ہے۔ وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ سیکولر پاکستان تباہی و بربادی، لاقانونیت اور فکری انتشار کا شکار ہو جائے گا خود ساختہ وہم و فریب کی دنیا میں بس رہے ہیں بقول شخصے:-

"دنیا بھر میں مذہبی جنون بجائے اس کے کہ اشتراکیت کے خلاف نبرد آزما ہو اس کی تقویت کا باعث بنتے ہیں ملایا میں کیرینرز نے کمیونسٹوں کا ساتھ دیا۔ حیدرآباد میں رضاکاروں نے سرخوں کی حمایت کی، فدایان اسلام نے ایران میں اشتراکیوں کی مدد کی اور حال ہی میں ہندو مہاسبھا نے کمیونسٹوں کے حق میں نعرہ بلند کیا۔ چنانچہ وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ دہریت، اشتراکیت اور الحاد کے مقابلہ میں مذہبی جنون کو بطور ہتھیار استعمال کیا جا سکتا ہے وہ در اصل ایشیائی قوموں کے مزاج سے واقف نہیں ہیں۔"

ڈچ گیانا کے ایک مخلص بزرگ کی وفات

ڈچ گیانا (جنوبی امریکہ) سے یہ افسوسناک خبر موصول ہوئی ہے کہ وہاں ہماری جماعت کے ایک مخلص بزرگ الحاج سلطان بھولائی صاحب پچھلے سے پچھلے ہفتہ بلڈ پریشر کی وجہ سے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ان اولین بزرگوں میں سے تھے، جنہوں نے اپنے ملک میں جماعت احمدیہ کی داغ بیل ڈالی، اور اس کی توسیع و ترقی میں مالی اور وقتی قربانیاں دیں۔ آپ کی خدمات قابل تحسین ہیں، آپ ہمارے عزیز دوست محترم محمد فاضل رمضان صاحب کے جو ڈچ گیانا سے برائے تحصیل علم لاہور تشریف لائے ہوئے ہیں، پھوپھا تھے۔ مرحوم الحاج سلطان بھولائی صاحب ۱۹۵۶ء میں حج کی غرض سے مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور ادائیگی حج کے بعد پاکستان تشریف لائے اور مرکز میں ایک ماہ کے قریب قیام کیا، آپ بحد حلیم الطبع اور متدین بزرگ تھے۔

ہمیں اس صدمہ میں جماعت ڈچ گیانا، محترم فاضل رمضان صاحب اور مرحوم کے تمام لواحقین و پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ پچھلے جمعہ مرحوم کا جنازہ غائبانہ مسجد احمدیہ بلڈنگس ہو میں پڑھا گیا، بیرونی جماعتوں سے بھی درخواست ہے کہ وہ نماز جنازہ غائبانہ میں انکی بخشش و مغفرت کے لئے ...

رنگون کے شیخ الجامعہ کی احمدیت پر نکتہ چینی

کتاب "دو نبی" پر ایک سرسری نظر

قسط نمبر ۲۶

(مولانا مرتضیٰ خان حسن)

نبی اور محدث

حضرت مسیح موعودؑ کو بھی اللہ تعالےٰ سے کثرت مکالمہ مخاطبہ کا شرف حاصل تھا اور اس بنا پر آپ کا دعوےٰ محدثیت ہی کا تھا ملاحظہ ہوں تحریرات ذیل :-

۱ - "اے بھائیو! میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے مجدد ہو کر تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں .... اس نے مجھے صدی کے سرے پر بھیجا ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۶۷)

۲ - "میں نبی نہیں ہوں بلکہ اللہ کی طرف سے محدث ہو کر آیا ہوں اور اللہ کا کلیم ہوں - تاکہ دین مصطفےٰ کی تجدید کروں۔" (ایضاً ۳۸۳)

۳ - "میں نے لوگوں سے سوائے اس کے جو میں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور کچھ نہیں کہا کہ محدث ہوں اور اللہ کا کلیم ہوں اور اللہ تعالےٰ مجھ سے اس طرح کلام کرتا ہے جس طرح محدثین سے"۔

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۷۹)

۴ - ...... سلسلہ وحی برنگ محدثیت ہمیشہ کے لئے جاری ہے سو اس نے ایسا ہی کیا - محدث وہ لوگ ہیں جو شرف مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہوتے ہیں۔"

(برکات الدعا صفحہ ۱۴،۱۴۱)

۵ - "جھوٹے الزام مجھ پر مت لگاؤ کہ حقیقی نبوت کا دعوےٰ کیا ہے کیا تم نے نہیں پڑھا کہ محدث بھی ایک مرسل ہوتا ہے کیا قرأت ولا محدث یاد نہیں رہی ؟" (سراج منیر صفحہ ۳۲)

۶ - "........ آپ لوگ کیوں قرآن شریف پر غور نہیں کرتے اور کیوں سوچنے کے وقت غلطی کھا جاتے ہیں کیا آپ صاحبوں کو خبر نہیں کہ صحیحین سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس امت کے لئے بشارت دے چکے ہیں کہ اس امت میں بھی پہلی امتوں کی طرح محدث پیدا ہوں گے اور محدث بفتح دال وہ لوگ ہیں جن سے مکالمات و مخاطبات الٰہیہ ہوتے ہیں۔" (براہین احمدیہ حاشیہ صفحہ ۵۴۵)

۷ - "محدث اسی طرح اللہ سے ہمکلام ہوتے ہیں جس طرح نبی ہم کلام ہوتے ہیں اور محدث اسی طرح بھیجے جاتے ہیں جس طرح رسول - اور محدث اسی چشمہ سے پیتے ہیں جس سے نبی پیتے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہوتا تو وہ نبی ہی ہوتا۔"

(حمامۃ البشرےٰ صفحہ ۸۲)

۸ - "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں اشارہ فرمایا ہے کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں اور علماء سے مراد محدث ہیں جن کو ربّ کی طرف سے علم دیا جاتا ہے اور وہ متکلمین ہو جاتے ہیں۔"

(حمامۃ البشرےٰ صفحہ ۸۰)

۹ - "...... ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی وہ غلام شریعت عطا کئے گئے جو بر طبق حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ملہم اور محدث تھے"

(شہادت القرآن صفحہ ۶)

۱۰ - "...... حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کی روحانی حالت عمرؓ کی روحانی حالت کے موافق ہو گئی وہی محدث ہوگا - چنانچہ اس عاجز کو بھی ایک مرتبہ اس بارہ میں الہام ہوا تھا "فیك مادۃ الفاروقیہ"

(فتح اسلام)

۱۱ - "اور میں نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ محدثیت کا مقام مقام نبوت سے شدید مشابہت رکھتا ہے .... ان لوگوں نے میرے قول کو نہیں سمجھا اور یہی کہا کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے - اللہ جانتا ہے کہ ان کا قول صریح کذب ہے - الخ"

(حمامۃ البشرےٰ صفحہ ۸۲)

۱۲ - "نہ مجھے دعوےٰ نبوت و خروج از امت اور نہ میں منکر معجزات اور ملائک اور نہ لیلۃ القدر سے انکاری ہوں - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا - اور قرآن کریم کا ایک شعشہ یا نقطہ منسوخ نہیں ہوگا - ہاں محدث آئیں گے جو اللہ جل شانہ سے ہمکلام ہوتے اور نبوت تامہ کی بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں۔"

(نشان آسمانی صفحہ ۲۸)

دیکھئے ایک حقیقی، کامل نبی اور ایک محدث میں کس خوبی سے آپ امتیاز قائم کر رہے ہیں - فرماتے ہیں :-

۱۳ - "........ صاحب نبوت تامہ ہرگز نبی نہیں ہو سکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اس کا کامل طور پر مطیع اور امتی ہونا نصوص قرآنیہ و حدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ - یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا تابع اور مطیع ہو - ہاں محدث جو مرسلین میں سے ہے امتی بھی ہے اور ناقص طور پر نبی بھی امتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالےٰ نبیوں کا سا معاملہ اس سے کرتا ہے - اور محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا ہے۔" الخ

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۹)

۱۴ - "...... جس حالت میں مسیح ابن مریم اپنے نزول کے وقت کامل طور پر امتی ہوگا تو وہ بوجہ امتی ہونے کے کسی طرح رسول نہیں ہو سکتا کیونکہ رسول اور امتی کا مفہوم متباین ہے - اور نبی کا خاتم النبیین ہونا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے - ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے - اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں وہ اس تحدید سے باہر ہے کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنافی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے جیسے جزو کل میں داخل ہوتا ہے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۵)

۱۵ - "آنے والا مسیح .... واقعی اور حقیقی طور پر نبوت تامہ کی صفت سے مستفیض نہیں ہوگا ہاں نبوت ناقصہ اس میں پائی جائے گی جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے اور نبوت تامہ کی شانوں میں سے ایک نشان اپنے اندر رکھتی ہے - یہ بات کہ اس کو نبی بھی کہا اور امتی بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی - جیسا کہ محدثیت میں ان دونوں

شانوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک ہی شان نبوت رکھتا ہے۔ غرض محدثیت دونوں رنگ میں رنگین ہوتی ہے۔ اس لئے خدا نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام اُمتی بھی رکھا اور نبی بھی۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۲)

۱۶ "...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملفوظات مبارکہ اشارت فرما رہے ہیں کہ محدث نبی بالقوت ہوتا ہے۔ اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو پھر ایک محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہو جانے کی رکھتا تھا۔ اور اسی قوت اور استعداد کے لحاظ سے محدث کا حمل نبی پر جائز ہے یعنے کہہ سکتے ہیں کہ المحدث نبیٌ جیسا کہ العنب خمرٌ نظراً علی القوۃ والاستعداد ومثل ھذا الحمل شائعٌ متعارفٌ فی عبارات القوم جرت المحاورۃ علیٰ ذالک کما لا یخفی علیٰ کل ذکیٍّ عالمٍ مطلع علیٰ کتب الادب والکلام التصوف" الخ (ریویو آف ریلیجنز جلد ثانی صفحہ ۱۱۷ سنہ ۱۹۰۳ء)

۱۷-(الف) دیکھئے محدثیت کو آپ ایک جزوی نبوت قرار دیتے ہیں، فرماتے ہیں :-

"...... میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں سوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالےٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے کیونکہ وہ خدا تعالےٰ سے ہم کلام ہونے کا شرف رکھتا ہے امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے اپنے تئیں باواز بلند ظاہر کرے الخ ...... وہ ایک جزوی نبوت ہے جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے جو انسان کامل کی پیروی سے ملتی ہے جو مستجمع جمیع کمالات نبوت تامہ ہے یعنی ذات ستودہ صفات حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم"

(توضیح مرام صفحہ ۹-۱۰)

۱۷-(ب) "...... وہ نبوت جس میں سوائے مبشرات کے کچھ نہیں۔ وہ قیامت کے دن تک باقی ہے وہ کبھی منقطع نہ ہوگی اور تو نے جانا ہے اور حدیث کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ رؤیا صالحہ ایک جزو ہے نبوت کے چھیالیس (۴۶) اجزا میں سے یعنے نبوت تامہ کے اجزا میں سے ......

وہ کلام جو وحی کہا جاتا ہے اللہ تعالےٰ کی طرف سے محدثوں کے دل پر سو جان لے اللہ تعالےٰ تجھے مدد دے کہ ہماری کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ نبوت جزوی کے دروازے ہمیشہ کے لئے کھلے ہیں اور اس نوع میں کچھ نہیں سوائے مبشرات کے اور منذرات کے جو غیبی امور میں سے ہوں یا قرآنی لطائف کے اور لدنی علوم کے اور وہ نبوت جو تامہ کاملہ ہے جو وحی کے تمام کمالات اپنے اندر رکھتی ہے ہم اس کے منقطع ہونے پر ایمان لا چکے جس دن سے یہ آیت نازل ہوئی ماکان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔" (توضیح مرام صفحہ ۱۲-۱۳)

یہ ہے ساری حقیقت حضرت مرزا صاحب کے دعوٰی کی۔ جس پر اس قدر شور مچایا جاتا ہے اور گلا پھاڑ پھاڑ کر آپ کو نعوذ باللہ کذّاب اور دجّال کہا جاتا ہے۔ آپ کا دعوےٰ تو محض محدثیت کا ہے۔ جو عین شریعت اسلامیہ کے مطابق ہے۔ نبی کا لفظ اگر استعمال کیا ہے تو اس کے متعلق بھی فرما دیا ہے کہ یہ بطور مجاز ہے نہ کہ حقیقی طور پر۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمارے بزرگ علماء ہمارے پیچھے کیوں پڑے ہوئے ہیں اور کیوں ہمیں کافر کافر کہہ کر اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام سے ایک (حقیقی) نبی کے خصائص اور اوصاف آپ اس مضمون میں پہلے پڑھ آئے ہیں۔ اب بیانات بالا سے جن میں حضور نے اپنے دعوےٰ محدثیت کا بار بار اعلان فرمایا ہے آپ کو ایک محدث کے اوصاف اور حقائق کا علم بھی بخوبی ہو سکتا ہے۔ حضرت کو اللہ تعالیٰ نے بڑا وسیع اور باریک علم عطا فرمایا تھا۔ آپ کے بیانات بالا سے ایک محدث کے اوصاف صاف صاف نظر آجائیں گے۔ وضاحت کے لئے ہم اس کے دو پہلو لیتے ہیں ایک مثبت اور دوسرا منفی۔ منفی پہلو کے لحاظ سے :-

(۱)- محدث حقیقی طور پر نبی نہیں ہے۔

(۲)- محدث مستقل۔ براہ راست صاحب شریعت نبی نہیں ہے۔

(۳)- محدث پر جبریل وحی لے کر نہیں آتا۔ اس پر وحی نبوت نازل نہیں ہوتی۔

(۴)- محدث مجازی اور جزوی طور پر نبی ہونے کی وجہ سے نبوت کاملہ تامہ نہیں رکھتا۔

(۵)- محدث شریعت سابقہ کو منسوخ نہیں کرتا اور نہ کسی حکم سابق کی ترمیم و تنسیخ کرتا ہے۔

(۶)- محدث نہ نیا دین لاتا ہے نہ اپنا کلمہ پڑھواتا ہے اور نہ اپنی نبوت کا اقرار لیتا ہے۔

(۷)- محدث بالقوۃ نبی ہوتا ہے بالفعل نبی نہیں ہوتا۔

اور مثبت پہلو کے لحاظ سے :-

(۱)- محدث انبیاء و رسل کی طرح خدا کی طرف سے مامور و مبعوث کیا جاتا ہے۔

(۲)- محدث ایک مجازی اور جزوی نبی ہے۔

(۳)- محدث تجدید دین کے لئے آتا ہے۔

(۴)- محدث شریعت سابقہ کا تابع اور نبی متبوع کا پورا پورا مطیع ہو کر آتا ہے اسی کے ذریعہ سے خدا سے تعلق حاصل کرتا ہے۔

(۵)- محدث انبیاء کا مثیل ہوتا ہے یعنے اللہ تعالےٰ کے رنگ میں رنگین ہوتا ہے اللہ تعالےٰ اس کو انبیاء جیسا علم و عرفان عطا کرتا ہے۔

(۶)- محدث کی خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اسکو ہمکلامی کا شرف عطا فرماتا ہے۔ اس پر امور غیبیہ کھولتا ہے اور اسرار و رموز دینیہ کا علم دیتا ہے۔

یہ ہیں بڑے بڑے خصائص محدثیت کے۔ ایک نبی کے خصائص آپ پہلے پڑھ چکے دونوں کا مقابلہ کر کے دیکھ لو اور پھر انصاف کرو کہ آیا حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ نبوت کا ہے یا محدثیت کا؟

آپ محدثوں کی طرح خدا کی طرف سے مبعوث کئے گئے۔ آپ کوئی شریعت نہیں لائے، بلکہ شریعت سابقہ کی تجدید کے لئے آئے۔ آپ ایک امتی تھے اور حضرت محمد رسول اللہ کے ایک غلام۔ آپ کا دعوےٰ محض مجازی اور جزوی نبوت کا تھا نہ کہ حقیقی نبوت کا اور آپ کو اللہ تعالےٰ نے بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ عطا فرمایا تھا۔ جو ایک محدث کی شان ہے۔ الغرض آپ کے اندر محدثیت کی پوری شان اور محدثیت کے کل اوصاف پائے جاتے ہیں مگر نبی کے اوصاف نہیں پائے جاتے۔ اب ہم نے خدا کے فضل سے تفصیل کے ساتھ حضرت مرزا صاحب کے دعوےٰ کی صحیح پوزیشن واضح کر دی ہے۔ صاحبان علم و عقل کو اس پر غور کرنا چاہیئے اور خدا کے لئے انصاف کرنا چاہیئے کہ اس میں حضور کا کیا قصور ہے کہ آپ کو کذاب اور دجّال کہا جاتا اور گالیاں دی جاتی ہیں؟

پیارے بچو!

آج ہم آپ کو "اطفال الاحمدیہ" کی ایک مجلس کا حال سناتے ہیں، شیخ محمدی ایک قصبہ ہے جو پشاور کے نواح میں واقعہ ہے۔ اس جگہ جماعت احمدیہ کے چند خاندان آباد ہیں۔ جن کے بچوں میں بھی مذہبی جوش اور حرارت پائی جاتی ہے۔ اور بزرگوں میں بھی یہ احساس ہے کہ بچوں کے لئے دینی معلومات کے حصول اور سماجی سرگرمیوں میں حصہ لینے کا جذبہ پیدا کیا جائے، اس غرض کے پیش نظر وہاں ہر ہفتہ مجلس اطفال الاحمدیہ منعقد ہوتی ہے۔ اگرچہ اس مجلس میں فی الحال قرآن خوانی اور نماز کے اسباق ہی دوہرائے جاتے ہیں، لیکن امید ہے کہ جوں جوں بچوں میں علم اور شعور بڑھتا جائیگا وہ مختلف دینی اور سماجی مسائل پر اپنے خیالات کا اظہار بھی کر سکیں گے۔ اس مجلس کے صدر پروفیسر عبداللطیف صاحب ایک قابل نوجوان ہیں۔ جن کی سرکردگی اور رہنمائی میں یہ مجلس دن بدن ترقی کر رہی ہے اور یہ خیال بجا ہیں کہ شیخ محمدی کے احمدی بچے اپنی آئندہ زندگی میں دین کے بہترین سپاہی اور ملت کے خادم ثابت ہوں گے۔ پروفیسر صاحب اگر بچوں سے قرآن اور نماز سننے کے علاوہ تاریخ اسلام کے سبق آموز واقعات اور سلسلہ احمدیہ کے حالات چھوٹی چھوٹی دلچسپ کہانیوں کی صورت میں بچوں کو سنا دیا کریں تو یہ اُن کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا۔ ضرورت ہے کہ دوسرے مقامات پر بھی اس قسم کی مجالس اطفال الاحمدیہ قائم کی جائیں، جن میں آپ ہفتہ وار ایک دو گھڑی مل کر بیٹھیں اور اپنی معلومات بڑھانے کا سامان کریں۔ اس بارہ میں رہنمائی کے لئے آپ اپنے ہاں کی جماعت کے سیکرٹری یا کسی اور بزرگ سے درخواست کرکے اپنی مجلس کا انہیں صدر بنالیں تو یہ بہت مفید ثابت ہوگا، ہم آپ کی مجالس کی رپورٹ ان کالموں میں درج کرتے رہیں گے۔ اب شیخ محمدی کے بچوں کے ایک اجلاس کا حال سنئے :۔

"اتوار مؤرخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۵۹ء کو بعد از نماز مغرب بمقام شیخ محمدی ضلع پشاور احمدیہ مسجد میں اطفال الاحمدیہ کا جلسہ منعقد ہوا۔ پروفیسر عبداللطیف صاحب نے صدارت فرمائی۔ طارق احمد نے تلاوت قرآن کریم کی اور سیکرٹری نے گذشتہ جلسے کی رپورٹ سنائی۔ بعد ازاں مختار احمد نے سورۃ الفرقان کا کچھ حصہ پڑھا پھر منظور احمد۔ عبدالملک۔ مبارک احمد۔ افتخار احمد۔ محمد امین نے والضحیٰ اور الم نشرح سورتیں پڑھیں۔ منظور احمد اور افتخار احمد کو دونوں سورتیں اچھی طرح یاد تھیں اور طریق تلاوت بھی اچھا تھا، اگرچہ خوش الحانی سے نہ پڑھ سکے۔ بہرحال سب لڑکوں کی کوششیں قابل ستائش ہیں۔ امید ہے آئندہ زیادہ محنت اور دلچسپی سے کام لیں گے۔

اس کے بعد چھوٹے لڑکوں نے نماز کا سبق سنانا شروع کیا اور فاروق احمد مقبول احمد۔ گلزار احمد۔ نسیم خان۔ پرویز اور بشارت احمد نے نماز پڑھ کر سنائی ان لڑکوں میں نسیم خان۔ گلزار۔ اور بشارت احمد کو سبق اچھی طرح یاد تھا۔ بعد میں فضل الرحمٰن۔ نصرت بی بی و چمن بی بی اور شریعت احمد نے بھی نماز کا سبق سنایا ان میں فضل الرحمٰن سب سے اول رہا۔ کیونکہ اس نے بہت ہی اچھی رفتار سے سبق سنایا۔ لہجہ میں کچھ خامیاں نہ تھیں تمام متشابہ۔ سورتیں اور نماز کا سبق ہونے کے بعد صدر صاحب نے ایک مختصر سی تقریر میں فرمایا :۔

کہ اس دفعہ لڑکوں کی تعداد بہت کافی ہے اور پہلے جلسوں کی نسبت یہ جلسہ زیادہ کامیاب رہا۔ لیکن احباب جماعت کی تعداد کم ہونے کی وجہ سے جلسہ میں کافی رونق نہیں۔ صاحب صدر نے مختصر الفاظ میں اس جلسہ کو (بہ حیثیت مجموعی) اچھا قرار دیا آپ نے بچوں کے سامنے نمونہ کے طور پر سورۃ والضحیٰ اور سورۃ الم نشرح پڑھ کر سنائیں اور قرآن خوانی کی رفتار اور ۴۵

۴۴ خوش الحانی کے متعلق ہدایات دیں۔ صاحب صدر نے سیکرٹری کو بھی اپنے فرائض سے خبردار کیا اور بچوں کو بھی کچھ مفید نصائح فرمائیں۔ آئندہ نماز مغرب کے بعد جلسہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور [illegible] سے منتشر ہوا۔

اسلامیات

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کام

(مولانا مرتضیٰ خان حسن)

یہ تو معمار پرندے کا حال ہے۔ اس کا ایک بھائی بنگلہ ساز پرندہ ہے۔ اس کو پرندوں کا لاٹ صاحب کہنا چاہیئے۔ یہ صاحب اپنی کوٹھی (گھونسلے) کے علاوہ جنگلوں میں ادھر ادھر سیر و تفریح کے لئے بنگلے بھی بناتے ہیں۔ یہ صاحب بہادر اپنے بنگلے کو باقاعدہ فرنش FURNISH بھی کرتے ہیں۔ خوبصورت اور خوشرنگ کپڑوں کی دھجیاں کہیں سے اڑا لاتا ہے۔ اور انہیں اپنے بنگلے کی دیواروں پر اور دروازوں پر لٹکا دیتا ہے۔ گویا یہ پردے ہیں۔ یا کہیں سے کوئی چمکتی ہوئی چیز مثلاً سفید ہڈی اڑا لاتا ہے اور گھونسلے میں رکھ دیتا ہے۔ جب سیر کے لئے تشریف لے جاتے ہیں تو بیگم صاحبہ بھی ساتھ ہی ہوتی ہیں۔ دونوں خوب خوش خوش اپنے بنگلے کا لطف اٹھاتے ہیں۔ کبھی اندر کبھی باہر پھدکتے پھرتے ہیں اور گیت گاتے ہیں۔ غرض حضور لاٹ صاحب بہادر یورپین فیشن پورے ٹھاٹھ کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں۔

ایک خیاط پرندہ بھی ہے۔ یعنے درزی پرندہ۔ یہ بھٹکی ہے۔ یہ بخیہ کرنے میں استاد ہے۔ درخت کے پتوں کو جوڑ کر اپنا گھونسلہ بناتا ہے اور ان میں اپنی چونچ کے ساتھ ایسا اعلےٰ بخیہ کرتا ہے کہ گویا لنڈن کے کسی ٹیلر ماسٹر سے ابھی ابھی ٹریننگ حاصل کرکے آیا ہے۔ اس کی چونچ اس کی سوئی ہے۔ اور مضبوط گھاس کے تنکے اس کا تاگا۔ اور بعض اوقات ریشم یا سوت کا تاگا بھی کہیں سے اڑا لاتا ہے۔ پھر اس خوبصورتی سے بخیہ کرتا ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ دیکھو بچو خدا کی قدرت کے کرشمے چھوٹے چھوٹے پرندوں کو خدا نے کس قدر سمجھ عطا فرمائی ہے۔ کہ وہ انسانوں کی طرح کام کرتے ہیں۔

۹۔ طوطا اور مینا انسان کی آواز نقل کرنے میں مشہور ہیں۔ مگر نقال پرندے نے تو کمال ہی کر دیا ہے۔ جنگل کے ہر پرندہ کی آواز کی نقل اس عمدگی سے کرتا ہے کہ خود وہ پرندہ جس کی آواز کی نقل اس عمدگی سے کرتا ہے شرم کے مارے پانی پانی ہو جاتا ہے۔ کبھی بلبل کے ترانے الاپتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ بلبل اپنے پورے انداز میں ترنم ریزی کر رہی ہے۔ کبھی کوئل کی طرح چہکتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ کوئل ہمہ تن نغمہ سرائی میں مصروف ہے۔ ابھی کوے کی کائیں کائیں کی نقل کر رہا تھا۔ ابھی چیل کی طرح چیخنے لگ گیا۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ شوق سے اسے پالتے ہیں۔ پنجرے کے اندر بیٹھا بیٹھا بڑے عجیب تماشے کرتا ہے۔ سیٹی بجاتا ہے تو کتا سمجھتا ہے کہ آقا آ گیا۔ دم ہلاتا ہوا دوڑتا آتا ہے۔ پھر مرغی کے بچے کی طرح چوں چوں کرنے لگ جاتا ہے۔ وہ سمجھتی ہے کہ بچے پر کوئی آفت آئی ہے۔ پنکھ پھیلا کر دوڑتی آتی ہے۔ ابھی یہ تماشہ ختم نہیں ہوا کہ بلی کی طرح میاؤں میاؤں کرنے لگ جاتا ہے۔ جس سے سارے پرندے چوکنے ہو جاتے ہیں۔ غرض اس دل لگی میں سارا دن گذار دیتا ہے۔ کتے کے بھونکنے۔ گاڑی کی کھڑکھڑاہٹ۔ کسی چیز کی سرسراہٹ۔ غرض ہر آواز کی ہو بہو نقل اتارنے میں کمال کر دیتا ہے۔

پیارے بچو! اللہ تعالےٰ کی قدرت اور اس کی صنعت گری پر غور کرو۔ اس نے ایک معمولی پرندے کو ایسا حلق عطا فرمایا ہے کہ ہر چیز کی ہو بہو نقل اتارنا اس کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ واقعی ہمارا خدا بہت بڑی قدرتوں کا مالک ہے۔

پھر آئندہ اللہ تعالےٰ کی دوسری قدرتوں کا ذکر آئے گا۔

اخبارِ احمدیہ

——— حضرت امیر ایدہ اللہ، محترم شیخ نیاز احمد صاحب کی وفات پر وزیرآباد تشریف لے گئے اور تا حال واپس تشریف نہیں لائے، جمعہ (مؤرخہ ۳۰ اکتوبر) کی نماز احمدیہ بلڈنگس لاہور میں مولانا احمد یار صاحب نے پڑھائی۔

——— محترم شیخ محمد طفیل صاحب (ایمسٹرڈم ہالینڈ) سے اطلاع دیتے ہیں کہ:۔

"جناب میاں شریف احمد صاحب اپنی آنکھ کے اپریشن کے لئے ہالینڈ تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ان کی آنکھ کا اپریشن بڑا پیچیدہ اور نازک تھا۔ ڈاکٹر ہاشے دورن نے جو ایمسٹرڈم کے مشہور معالج ہیں اس اپریشن کو انجام دیا ہے۔ وہ خود اس اپریشن سے مطمئن ہیں۔ لیکن ابھی تک آنکھ سے پٹی نہیں اتری احباب ان کے لئے دعا فرمائیں۔ دوسرے روز سے میاں شریف احمد صاحب پیٹ کی درد میں بھی مبتلا ہو گئے ہیں جس سے طبیعت پر بہت بے چینی ہے۔ جناب الحاج شیخ میاں محمد صاحب پاکستان آنے کے لئے تیار تھے لیکن ان کی بیماری کے باعث رک گئے ہیں۔ میاں شریف احمد صاحب کے ہمراہ ان کے صاحبزادے میاں ظفر سلیم معہ اہلیہ بھی ایمسٹرڈم میں آئے ہوئے ہیں"

——— گذشتہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۵۹ء کو بروز اتوار چوہدری عبدالمجید صاحب مینیجر اراضیات انجمن واقعہ چک ۵/۷ کی صاحبزادی طاہرہ بیگم کی شادی کی تقریب احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوئی۔ دولہا محمد افضل صاحب سول ملٹری گزٹ میں سٹاف رپورٹر ہیں، خطبہ نکاح محترم شیخ غلام قادر صاحب نے پڑھا، اور دس ہزار روپیہ حق مہر پر ایجاب قبول کرایا۔ اس موقعہ پر چوہدری عبدالمجید صاحب نے پرتکلف ضیافت سے حاضرین کی تواضع کی، دعا ہے اس تعلق کو اللہ تعالےٰ جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے

——— یوگنڈا سے مولوی عبدالباقی صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"میں اللہ تعالےٰ کے فضل اور بزرگان و احباب سلسلہ کی دعاؤں کی برکت سے قریبًا چھ ماہ کی مسلسل کرانک ڈائیسنٹری جیسی موذی مرض سے صحتیاب ہو کر ۲۹ تاریخ کو انشاء اللہ ڈیوٹی پر حاضر ہونے کا ارادہ رکھتا ہوں، میں اپنے جملہ بزرگوں اور احباب کا جنہوں نے میرے حق میں مسلسل دعائیں کی ہیں بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں، اللہ پاک ان سب کا حامی و ناصر ہو، امید ہے وہ بدستور دعاؤں میں یاد فرمایا کریں گے"

——— سیکرٹری صاحب جماعت ملتان اطلاع دیتے ہیں کہ ۲۳ اکتوبر کو بعد نماز جمعہ چوہدری نبی بخش صاحب اور والدہ کمال الدین صاحب کا جنازہ غائبانہ پڑھا گیا اور بہ تحریک شیخ محمد یوسف صاحب گرنمتی مرحومین کے لئے دعا اور انکے پسماندگان سے تعزیت کی قرارداد پاس کی گئی۔

——— پچھلے دنوں مقبوضہ کشمیر میں جو سیلاب آیا تھا اس کے متعلق دریافت کرنے پر سرینگر سے ہمارے محترم دوست عبدالعزیز شورہ صاحب ایڈیٹر "روشنی" اطلاع دیتے ہیں کہ سیلاب نے اس سال ہولناک تباہی مچائی۔ اگرچہ احباب جماعت براہِ راست اس کی زد میں آنے سے محفوظ رہے تاہم اس سے پیدا شدہ مصائب و مشکلات سے محفوظ نہ رہ سکے اقتصادی و معاشی مشکلات کا بالخصوص سامنا کرنا پڑ رہا ہے"

احباب کرام ان سب دوستوں کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو، اور پیش آمدہ مشکلات سے انہیں رہائی بخشے۔

——— پٹنہ سے ڈاکٹر غلام نبی صاحب اپنے خط بنام شیخ انعام الحق صاحب میں لکھتے ہیں کہ ہمیں اپنی نیم شبی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں اور ساتھ ہی یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ یہاں بھی اپنے مامور کی جماعت پیدا کر دے اور ہمارے اکیلے پن کو دور کرے۔

——— بنگلی (کرناٹک) سے شیخ عبدالستار صاحب لکھتے ہیں کہ کتاب ستیارتھ پرکاش کا جواب جلد اوّل ۵۰۴ صفحات پر شائع ہو چکا ہے اس کے متعلق عوام الناس میں ہلچل مچی ہوئی ہے، مخالف و موافق دونوں خریدتے اور بکثرت سے اس کے متعلق خطوط آ رہے ہیں، کوئی تعریف کرتا ہے تو کوئی گالیاں دیتا ہے۔ جناب عبدالرزاق صاحب احمدی آف بمبئی قابلِ شکریہ ہیں کہ انہوں نے اس کتاب کے لئے پچاس روپیہ چندہ دیئے تھے۔ بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں کہ اس کتاب کا دوسرا حصہ بھی ہماری زندگیوں میں شائع ہو جائے۔

اسی خط میں لکھا ہے کہ جناب عبداللہ صاحب ماگاخی جو ہماری جماعت کے ایک رکن ہیں سر چکرانے کی بیماری میں مبتلا ہیں وہ احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں۔

پیغام صلح یکم نومبر ۵۹ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ - شمارہ ۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل ۸۳۸

ہر ماہ کی ۱، ۸، ۱۵، ۲۲، تاریخ کو شائع ہوتا ہے

تار کا پتہ:۔ "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر:۔ ۳۷۴۳۷
ایڈیٹر:۔ دوست محمد
اسسٹنٹ ایڈیٹر:۔ بشیر احمد سوز

جلد ۴۷ | یوم یکشنبہ مورخہ ۶ جمادی الاول ۱۳۷۹ھ ۔ مطابق ۸ نومبر ۱۹۵۹ء | نمبر ۴۳

دوسروں پر بدظنی نہ کرو اور کسی شخص کے متعلق جلد رائے قائم نہ کرو

فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فرمایا:۔ انسان دوسرے شخص کے دل کی ماہیت معلوم نہیں کر سکتا۔ اور اس کے قلب کے مخفی گوشوں تک اسکی نظر نہیں پہنچ سکتی۔ اس لئے دوسرے شخص کی نسبت جلدی سے کوئی رائے نہ لگائے۔ بلکہ صبر سے انتظار کرے ایک شخص کا ذکر ہے۔ کہ اس نے خدا تعالےٰ سے عہد کیا کہ میں سب کو اپنے سے بہتر سمجھوں گا اور کسی کو اپنے سے کمتر خیال نہیں کروں گا۔ اپنے محبوب کو راضی کرنے کے لئے انسان ایسی تجویزیں سوچتے رہتے ہیں۔ ایک دن اس نے ایک دریا کے پُل کے پاس یہاں سے بہت سے آدمی گذر رہے تھے۔ ایک شخص بیٹھا ہوا دیکھا اور اسکے پہلو میں ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ ایک بوتل اُس کے ہاتھ میں تھی۔ آپ پیتا تھا۔ اور اس عورت کو بھی پلاتا تھا۔ اس نے اس پر بدظنی کی اور خیال کیا۔ کہ میں اس بے حیا سے تو ضرور بہتر ہوں۔ اتنے میں ایک کشتی آئی اور معہ سواریوں کے ڈوب گئی۔ وہی شخص جو عورت کے پاس بیٹھا تھا دریا میں سے سوائے ایک کے سب کو نکال لایا اور اس بدظن سے کہا تو مجھ پر بدظنی کرتا تھا سب کو میں نکال لایا ہوں تو ایک کو نکال لا۔ خدا نے مجھے تیرے امتحان کے لئے بھیجا تھا۔ اور تیرے دل کے ارادہ سے مجھے اطلاع دی۔ یہ عورت میری والدہ ہے۔ اور بوتل میں شراب نہیں دریا کا پانی ہے۔ غرض انسان دوسرے کی نسبت جلد رائے نہ لگائے۔ (ملفوظاتِ احمدیہ جلد اوّل)

بہترین کھانا

وہ ہے جو ہاتھ کی مشقت سے کھایا جائے

★

مقدام رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

"کوئی شخص اس سے بہتر کھانا نہیں کھاتا جو اپنے ہاتھ کی مشقت سے کھائے اور داؤد نبی اللہ علیہ السلام اپنے ہاتھ کی مشقت سے کھایا کرتے تھے۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے محنت اور مزدوری اور مشقت کو کس قدر باعزت سمجھا ہے جو لوگ دوسروں کی نذر و نیاز پر گذارہ کرتے ہیں ان کو یقیناً ایسا رزق کبھی میسر نہیں آتا اپنے ہاتھ سے کماتے میں خودداری پیدا ہوتی ہے اور وہ کلمۂ حق کہہ سکتا ہے۔ لیکن جو شخص دوسروں کا دست نگر ہے اس میں کبھی کوئی خوبی پیدا نہیں ہو سکتی، پیر اور ملّاں اسی لئے اخلاقاً گر گئے ہیں اور اس قابل نہیں کہ عوام الناس کو کوئی ہدایت کر سکیں۔

(فضل البادی شرح صحیح بخاری)

تحفۃ البغداد

چند ماہ ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی کتب طبع کرا کر عرب ممالک میں بھجوانے کی تحریک ان کالموں میں کی گئی تھی، جس پر محترم جناب شیخ مولا بخش صاحب لائل پوری نے مبلغ دس ہزار روپیہ کی رقم خطیر عطا فرمائی تھی اور بعض دیگر اصحاب نے بھی چھوٹی چھوٹی رقوم کے عطیات دیئے تھے۔

اس سلسلہ میں یہ امر موجب مسرت ہے کہ انجمن نے حضرتؑ کی عربی کتب مصری ٹائپ میں چھپوانے کا سلسلہ شروع کر دیا ہے، اس سلسلہ کی پہلی کڑی "تحفۃ البغداد" ہے جو نہایت خوبصورت عربی ٹائپ میں سفید دبیز کاغذ پر چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔

ٹائیٹل نہایت خوبصورت موٹا اور رنگین، جس پر برلن مسجد کی تصویر بھی ہے۔

یہ کتاب عرب ممالک میں مفت اشاعت کیلئے بھیجی جا رہی ہے،

امید ہے حضرتؑ کی دیگر عربی کتب بھی اسی طرح یکے بعد دیگرے شائع ہوتی چلی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

تبلیغ بلادِ غیر

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
مسیح موعود

انچارج تبلیغ بلادِ غیر

ہزاری باغ (بھارت)

علاؤالدین پروفیسر۔ احمد سینٹ کولمباز کالج۔ ہزاری باغ۔

آپ کے مکتوب گرامی کے جواب میں میں نے ایک عریضہ بھیجا تھا جس میں میں نے کتاب "غلام احمد آف قادیان" کے وصول پانے کی اطلاع دی تھی۔ اور اس کے بعد میں نے اس کتاب کے متعلق اپنے تاثرات بیان کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ مجھے افسوس ہے کہ مجھے لکھنے میں دیر ہو گئی ہے۔

میں نے کتاب کا بغور مطالعہ کیا اور اس کام سے جو حضرت میرزا صاحب نے اسلام کے لئے کیا، بہت متاثر ہوا۔ میں بہت خوش ہوں کہ تحریک احمدیہ مغربی ممالک میں تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں انتہائی کوشش کر رہی ہے۔

کتاب میرزا غلام احمد آف قادیان کے متعلق میں آپ کے سامنے مندرجہ ذیل نکات رکھتا ہوں:۔

(۱) میرزا غلام احمد صاحبؒ کا دعوٰئے مہدویت کافی حد تک منطقیانہ نظر آتا ہے۔ "مہدی" کا مطلب ہے جو "ہدایت حاصل کرے" اس معنی کے لحاظ سے پہلے بھی کئی مہدی آئے اور آئندہ بھی آتے رہینگے۔ لہذا وہ کام جو میرزا صاحبؒ نے تبلیغ اسلام اور اس کی توسیع کے لئے کئے ان کو مدِ نظر رکھتے ہوئے میں خیال ہی نہیں کر سکتا کہ میرزا صاحبؒ موجودہ صدی کے مہدی نہیں ہو سکتے۔

(۲)۔ تاہم یسوع مسیح کی وفات کے متعلق مجھے کچھ شکوک شبہات ہیں۔ مندرجہ بالا کتاب کے ساتھ میں نے قرآن مجید کا اُردو ترجمہ اور ایک کتاب "فلاح دین و دنیا" مصنفہ مولانا محمد علی رامپوری اور مفتی شوکت علی فہمی بھی پڑھی۔ ان مصنفوں نے حضرت مسیحؑ کی وفات مندرجہ ذیل طریق سے بیان کی ہے۔

"اس وقت کے یہودی حضرت عیسیٰؑ کی پوزیشن کے متعلق شاکی تھے۔ انہوں نے حضرت عیسےٰ کو قتل کرنے کے لئے اُس گھر کو گھیر لیا، جس میں حضرت عیسےٰ موجود تھے۔ خدا کی مہربانی سے اُس گھر کی چھت میں شگاف آگیا۔ فرشتوں نے حضرت عیسےٰ کو اوپر آسمانوں پر اُٹھا لیا۔ اور ایک یہودی کو جو اس گھر پہ داخل ہوا اسے حضرت عیسیٰ کی شکل وصورت دے دی۔ حضرت عیسےٰ کے بجائے یہودیوں نے اس کو رد شخص کو پھانسی پر لٹکا دیا۔"

لیکن جو کچھ حضرت مولانا محمد علیؒ نے مذکورہ کتاب میں لکھا ہے وہ بالکل اس بیان سے مختلف ہے۔ یہ ایک غیر معقول بات ہے کہ عیسےٰ اب بھی آسمانوں پر زندہ ہیں جیسا کہ وہ زمین پر زندہ تھے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ارشاد باری تعالےٰ :۔

"ہم نے ان کو ایسا نہیں پیدا کیا کہ وہ نہ کھائیں اور نہ ہی ان میں کوئی تبدیلی واقع ہو"

یہ بھی مذکورہ کتاب میں ذکر ہے کہ مسیح مصلوب نہیں ہوئے:۔

"نہ ہی وہ مصلوب ہوئے اور نہ ہی مارے گئے"

اگر یسوع مسیح صلیب نہ دیئے گئے اور نہ ہی وہ آسمانوں میں زندہ ہیں تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کیسے اور کہاں فوت ہوئے؟

کیا وہ اس زمین پر یا آسمانوں پر زندہ ہیں؟ اور کیسے صلیب دیا گیا؟ مہربانی فرما کر ان چند مبہم نکات کے بارہ میں وضاحت فرمائیے۔

پھر اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

"اللہ تعالےٰ نے انہیں اپنی طرف بلند کیا۔ لغت میں لفظ "رفع" کے معنے "اُٹھانا"، "تعریف کرنا" اور "عزت بخشنا" وغیرہ کے دیئے گئے ہیں۔

ان معنوں سے مندرجہ بالا قرآنی آیت کے ترجمہ میں کونسے معنے زیادہ مناسب ہوں گے، اگر ہم پہلے معنے اُٹھانا صحیح قرار دیں تو پھر کتاب "فلاح دین و دنیا" کے مصنفین کا بیان کسی حد تک صحیح نظر آتا ہے اور یہ سوال بدستور قائم رہتا ہے کہ آیا یسوع مسیحؑ باقاعدہ زندہ حالت میں اُٹھایا گیا یا نہیں؟

میں آپ کی طرف سے ایک محققانہ جواب کا منتظر ہوں۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ میرے تمام شکوک وشبہات آپ کے جواب سے حل ہو جائیں گے۔ اس عریضہ کے بھیجنے سے تھوڑی ہی دیر پہلے مجھے آپ کی طرف سے قرآن حکیم کا انگریزی ترجمہ بھی ملا جس کا شکریہ ادا کرنے کے لئے میرے پاس کوئی مناسب الفاظ نہیں ہیں۔ میں نے شیخ محمد انعام الحق صاحب سے بھی ایک کاپی کا مطالبہ کیا ہے جسے میں "پوجا تعطیلات" کے بعد لائبریری میں عام مطالعہ کے لئے رکھ چھوڑوں گا۔ آپ کے لٹریچر اور خطوط کا شکریہ۔ (انہیں سوالات کا جواب بزبان مسیح موعودؑ لکھا گیا ہے۔ غلام قادر)

ٹرینیڈاڈ

حنیف محمدؐ سیکرٹری "دی میکبین ویلج اسلامک لٹریری اینڈ کلچرل کلب"، میکبین ویلج، کووا۔ ٹرینیڈاڈ بی۔ ڈبلیو۔ آئی۔

جناب مکرم۔ السلام علیکم۔ میں میکبین کے مسلمانوں اور "لٹریری کلچرل کلب" کے ممبران کی طرف سے پارسل مشتمل پر ایک ایک کاپی "ترجمہ قرآن شریف" اور پمفلٹ "آف اسلام" کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں آپ کا اور آپ کے سٹاف کا جنہوں نے ہماری درخواست کا نہایت فراخدلانہ اور بہ سرعت جواب دیا ہے بہت ممنون ہوں۔

میں نے ایک کتابچہ جو اسلام کے اختلافی مسائل سے متعلق ہے، لکھ کر اپنی بے بضاعتی کے لحاظ سے بہت جرأت کا ثبوت دیا ہے۔ فی الحال مجھے ایک بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑا ہے جو لفظ "خاتم" اور آخری پیغمبر ہونے کے متعلق ہے۔ مجھے اس بارے میں تفصیلی علم کی ضرورت ہے۔ اگر آپ متعلقہ تفصیلات اور کتب ذیل ارسال فرما سکیں تو آپ کی ...... اس مہربانی کے لئے بہت مشکور رہوں گا۔

(۱) "دی پرامسڈ مسیح و مہدی"۔
(۲) "کیوسٹ آفٹر گاڈ"
(۳) "کال آف اسلام"
(۴) "میرزا غلام احمد آف قادیان ہز لائف اینڈ مشن"
(۵) "کوریکشن آف این ایرر" اور ۱۹۵۹ء کی کتب کی فہرست درکار ہیں۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی اپنی رحمت سے مدد فرماتے۔ خدا حافظ۔ (انہیں لٹریچر اور خط لکھا جا رہا ہے۔ غلام قادر)

اوفا (نائجیریا)

عبدالرحیم محمدؐ دی گرامر سکول پرائیویٹ بیگ بیگ اوفا۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

میں نے اسلامک ریویو سے آپ کا پتہ پایا ہے اور مجھے ان سرگرمیوں کے بارہ میں بھی معلوم ہوا جو آپ ترقی اسلام کے سلسلہ میں کر رہے ہیں۔

جب میں پرائمری سکول کا طالب علم تھا تو میں نے قرآن پاک کی چند آیات کو پڑھا تھا اور سمجھا تھا۔ اور جب میں گرامر سکول میں داخل ہوا تو یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ تقریباً تمام طلبا اور اساتذہ عیسائی ہیں اور انہوں نے بائیبل کا مطالعہ ہر طالب علم کے لئے لازمی قرار دیا ہے۔ اس طرح سے وہ مجھے عیسائی بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

آپ کی سرگرمیوں کے بارہ میں مجھے علم ہوا تو میں پھولا نہ سمایا۔ مجھے امید ہے کہ آپ مجھے وہ تمام کتب بھیجیں گے جو مجھے تعلیم اسلام حاصل کرنے میں مدد دیں۔ اندریں صورت مجھے مندرجہ ذیل کتب ارسال فرما دیں جو امید ہے بہت مفید ثابت ہوں گی:۔

(۱) "اسلام اینڈ کرسچینیٹی" (۲) "اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی" (۳) "دی کال آف اسلام" (۴) "دی کرافٹ ازم"۔ اگر کوئی ان کے علاوہ بھی کتب ہوں تو میں ان کو بھی بصد شکریہ وصول کروں گا۔ آپ کے جواب کا جلد از جلد منتظر ہوں۔

(انہیں ایک خط اور لٹریچر بھیجا جا رہا ہے۔ غلام قادر)

مجدّد کا انکار

کسی سابقہ اشاعت میں ہم نے رنگون کے شیخ الجامعہ کی علمیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے یہ بتایا تھا کہ وہ وحی نبوت اور وحی ولایت میں فرق کرنے سے قاصر ہیں، اور ظلی اور بروزی نبوت کو بھی حقیقی نبوت سمجھتے ہیں حالانکہ وہ ولایت ہی کا دوسرا نام ہے، معاصر "ایشیا" نے اپنی ۲۴ر اکتوبر کی اشاعت میں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ سوال اُٹھایا ہے کہ:۔

"اصل مسئلہ یہ ہے کہ مرزا صاحب کو جس قسم کی بھی وحی یا نبوت یا رسالت کا دعوے تھا اس کا حاصل کیا ہے اگر حاصل یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے لئے اس پر بھی ایمان لانا ضروری ہے ورنہ آدمی پورے اسلام پر ایمان لانے اور عمل کی کوشش کرنے کے باوجود خارج از اسلام رہیگا یا کم از کم فاسق ہو جائے گا تو اس سے کیا بحث کہ وہ ظلی ہے یا بروزی، استعارہ کے رنگ میں ہے یا مجاز کے طور پر مسلمانوں کو اس سے کوئی بحث نہیں کہ مرزا صاحب نے کیا دعوے کیا، یہ اُن کے متبعین کا گھریلو مسئلہ ہے اسے لاہوری جانیں یا قادیانی، مسلمانوں کے سامنے مسئلہ یوں آتا ہے کہ جو لوگ مرزا صاحب پر ایمان لانے کی دعوت مسلمانوں کو دیتے ہیں اور انکار کرنے کی صورت میں اُن پر کفر و فسق کے فتوے لگاتے ہیں اُن کو امت کے اندر رکھا جائے یا باہر کیا جائے۔"

اُمت کے اندر رکھنے یا باہر کرنے کا معاملہ تو معاصر کے اختیار کی بات نہیں، اس لئے اس پر بحث فضول ہے رہ گیا مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کے کفر و فسق کا سوال، اس بارہ میں ہم بارہا عرض کر چکے ہیں کہ چونکہ حضرت مرزا صاحب کا دعوے نبوت کا نہیں اس لئے ان کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہو سکتا، اسلام کا معیار صرف توحید الٰہی اور رسالت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانا ہے، جو شخص لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کا قائل ہے، وہ مسلمان ہے اور کسی مجدّد اور محدّث کا انکار اسے دائرہ اسلام سے خارج نہیں کر سکتا۔

یہاں تک تو ایمان کا سوال تھا، اس کے بعد عمل کا سوال آتا ہے، جس میں سینکڑوں اور ہزاروں مسلمان اپنی کوتاہی اور بدعملی کی وجہ سے فسق کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ ایک مسلمان نماز نہیں پڑھتا، روزہ نہیں رکھتا، استطاعت کے باوجود حج نہیں کرتا، زکوٰۃ نہیں دیتا یا وہ جھوٹ بولتا ہے چوری کرتا ہے، اور سینکڑوں بدعملیاں اس سے صادر ہوتی ہیں کیا آپ اسے نیک اور صالح مسلمان قرار دیں گے؟ اگر نہیں تو اس کا کیا نام رکھا جائے گا ظاہر ہے اسکو بدعمل فاسق ہی کہا جا سکتا ہے نہ کچھ اور کیا ایسا نہیں تو اسلام کا معیار لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کے سوائے کچھ اور ہو جائے گا؟ اگر نہیں تو یہی صورت ایک مجدّد کے انکار کی بھی ہے، جہاں تک کسی کے مسلمان ہونے کا سوال ہے وہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پر ایمان لانے سے ختم ہو جاتا ہے۔ اب یہ عمل کی بات ہے کہ ایک مجدّد کے ساتھ ہو کر خدمتِ دین میں حصہ لیا جائے یا نہ۔ اور اس نیک کام میں اس کے ساتھ شمولیت اختیار کرنے سے انکار کر دینا بلکہ اسے کافر و ملحد قرار دینا موجب فسق ہے یا نہیں؟ ظلی و بروزی نبوت (بالفاظ دیگر وحی ولایت) کے انکار کا سوال نہیں نہ مرزا صاحب نے اپنی وحی کو مدار ایمان قرار دیا ہے، بلکہ ایک مامور من اللہ اور مجدّد کے انکار کا سوال ہے، کیا ایک شخص کو جو تجدید دین کے مقام پر کھڑا ہوا ہو یا اس مقدس کام میں شمولیت کے لئے لوگوں کو دعوت دے کافر و ملحد اور بے دین قرار دینا کسی تقوے شعار انسان کا کام ہو سکتا ہے؟ یہ الگ بات ہے کہ حضرت مرزا صاحب مجدّد ہیں یا نہیں؟ اصولاً ایک مجدّد کا انکار کہاں تک قابل ستائش ہے؟ کیا قرآن کریم نے صاف اور کھلے لفظوں میں خلافتِ الٰہیہ کے منکرین کو اولٰئک ھم الفاسقون نہیں کہا؟...... (ملاحظہ ہو آیت استخلاف مندرجہ سورۃ نور) اس آیت میں جس خلافت کا ذکر ہے وہ ہمارے نزدیک مجدّدین ہی کی خلافت ہے، جیسا کہ حدیث میں بھی ہے کانت بنوا اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لانبی بعدی وسیکون خلفاء یعنے بنی اسرائیل کی رہنمائی نبی کیا کرتے تھے، جب ایک نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین ہو جاتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہاں خلفا ہوں گے،

پس یہ قرآن کا فیصلہ ہے کہ خلفا یا مجدّدین کا انکار موجب فسق ہے، اور حضرت مرزا صاحب کے بارہ میں تو انکار ہی نہیں بلکہ اُن کی شدید ترین مخالفت اور کفر کے فتوے بھی آپ کے سامنے ہیں، ایسی مخالفت کرنے والوں اور فتوے دینے والوں کو عمل کے لحاظ سے فاسق نہیں تو اور کیا کہا جائے گا؟

اس سلسلہ میں ہم بارہا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے وہ الفاظ بھی نقل کر چکے ہیں جن میں انہوں نے صاف طور پر الہام الٰہی سے اس بات کو واضح کیا ہے، کہ انکے طریق کی پیروی کے بغیر کوئی شخص حقیقت قرب تک نہیں پہنچ سکتا اور اُن سے عداوت رکھتا ہم معانی وارضی برکات سے محروم ہوتا ہے اور حضرت مجدّد الف ثانی رح کا وہ قول بھی نقل کر چکے ہیں، جس میں انہوں نے بتایا ہے کہ ایک مجدّد کے زمانہ میں صرف اسی کے توسط سے فیوض حاصل ہو سکتے ہیں اور اس کے توسط کے بغیر اولیا و اقطاب بھی فیوض پانے سے محروم رہ جاتے ہیں۔

تعجب ہے معاصر "ایشیا" ان ہر دو بزرگوں کے اقوال کی طرف کیوں متوجہ نہیں ہوتا، کیوں اُن پر وہ فتوے صادر نہیں کرتا جو حضرت مرزا صاحب کے لئے تجویز کیا گیا ہے؟

ہم پھر کہتے ہیں اور صاف اور کھلے لفظوں میں اعلان کرتے ہیں کہ مجدّد کا انکار اگرچہ موجب کفر نہیں، نہ مجدّد کا ماننا ایمانیات میں سے ہے، تاہم اس کا انکار کوئی معمولی بات بھی نہیں، یہ ان عملی فروگذاشتوں میں سے ہے جو فسق کا درجہ رکھتی ہیں، اور اس سے بڑھکر حدیث قدسی میں ایک ولی سے عداوت کو خدا سے جنگ کرنا قرار دیا گیا ہے، من عادلی ولیًا فاٰذنتہ للحرب۔

معاصر "ایشیا" لکھتا ہے کہ:۔

"مرزا صاحب بھی تہمت فسق سے نہیں بچ سکتے، مسلمانوں میں کتنے ہی برگزیدہ صلحاء اور خدا کے دوست تھے جن کو مرزا صاحب نے گالیاں دیں اور سخت مخالفت کی مثلاً رشید احمد گنگوہی رح مولانا سید نذیر حسین دہلوی رح مولانا ثناء اللہ رح حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی وغیرہ وغیرہ ...."

سبحان اللہ! وہ لوگ جنہوں نے مرزا صاحب پر کفر کے فتوے دیئے، ان کی تباہی و بربادی میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا، مسلمانوں میں مخالفت کی آگ بھڑکائی، ان کو برگزیدہ صلحا اور خدا کے دوست، کہا جاتا ہے اگر وہ برگزیدہ اور صلحا ہوتے تو ہرگز کفر کے فتوے نہ دیتے، نہ مخالفت کی آگ بھڑکاتے۔ ہم حیران ہیں کہ اس کو معاصر کی لاعلمی کہیں یا خلاف بیانی قرار دیں، کہ وہ لوگ جنہوں نے ایک برگزیدہ الٰہی اور مامور من اللہ کو کافر قرار دینے میں پہل کی، ان کو وہ خدا کے دوست سمجھتا ہے، اور جس نے ان کے جواب میں ان کے افتراؤں اور غلط بیانیوں کی تردید کی اور قسمیں کھا کھا کر اپنا مسلمان ہونا ثابت کیا اس کو گالیاں دینے والا قرار دیتا ہے۔ تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ۔

درخواست دُعا

مدیر پیغام صلح کے بھائی ملک کرم الٰہی صاحب ابھی تک تشویشناک حالت میں صاحب فراش ہیں، احباب کرام سے دلی اور پُرسوز دعاؤں کی درخواست ہے۔

ڈاکٹر غلام محمد مرحوم کی یاد میں

(مرتضیٰ خان حسن)

رخصت ہوا جہان سے وہ مردِ نیک نام ✽ عاشق تھا جو خدا کا محمدؐ کا تھا غلام
واحسرتا! کہ اُٹھ گیا وہ رجلِ نامدار ✽ جو تھا زمانِ حضرتِ مہدیؑ کی یادگار
میں کیا کہوں کہ کیسا یہ صدمہ ہی جانگزا ✽ گویا ستون قوم کا اک اور گر گیا
ہر سمت آج قوم میں ماتم ہوا بپا ✽ غم سے ہوئے نڈھال عزیز اور اقربا
وہ مردِ حق پرست تھا نیکو شعار تھا ✽ نفرت تھی اسکو جھوٹ سے سچ سے پیار تھا
دل سے نثارِ مہدیٔ عالی جناب تھا ✽ دینِ خدا کا عشق اسے بے حساب تھا
طبعِ غیور رکھتا تھا عالی وقار تھا ✽ اُس پر خدا کا لطف و کرم بے شمار تھا
روشن تھی اس کی راستی اک جہان پر ✽ جو کچھ تھا اُسکے دل میں وہی تھا زبان پر
وہ اپنے فن میں ملک کے اندر یگانہ تھا ✽ یکتائے روزگار تھا فخرِ زمانہ تھا
وہ جان و دل سے دین کا خدمتگزار تھا ✽ پابندِ حکمِ شرع تھا پرہیزگار تھا

اللہ اس کو گلشنِ جنت عطا کرے
تربت پہ اسکی بارشِ رحمت ہوا کرے

ہالینڈ میں تبلیغی سرگرمیاں

اسلامک احمدیہ ایسوسی ایشن آف یورپ کا قیام

(از شیخ محمد طفیل صاحب)

اختصار سے قارئین پیغامِ صلح کے لئے چند امور کا تذکرہ کرتا ہوں :۔

۱۱ ستمبر ۱۹۵۹ء کو الحاج شیخ میاں محمد صاحب اور خاکسار ہالینڈ پہنچے ۔ گھر اور دفتر کی حالت سنواری اور بعض دوستوں کو اپنی آمد کی اطلاع دی ۔

۱۵ تاریخ کو مسجد ڈین ہیگ میں میلاد النبیؐ کا جلسہ تھا، جس میں مسٹر میلاما کی تقریر تھی، وہاں شرکت کے لئے گیا ۔

۱۷ کو انویم غلام احمد بشیر نے کھانے پر بلایا ۔ جناب میاں صاحب اور خاکسار نے شمولیت کی بعض ڈچ مسلمان بھی مدعو تھے ۔

۲۰ تاریخ کو بشیر صاحب نے ایمسٹرڈم آکر اپنی احمدیہ جماعت لاہور میں شمولیت کی اطلاع دی جس کے متعلق پیغامِ صلح میں قبل ازیں ذکر آچکا ہے ۔ دو تین روز کے بعد جناب میاں صاحب لندن واپس تشریف لے گئے ۔

۲۲ تاریخ کو ایک ڈچ نوجوان نے اسلام قبول کیا ۔ اسلامی نام رشید احمد رکھا گیا ۔ اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے ۔

۳۰ ستمبر کو جناب میاں شریف احمد صاحب اپنی آنکھ کے اپریشن کے لئے ایمسٹرڈم تشریف لائے ۔ اُن کے ہمراہ میاں ظفر سلیم اور ان کی اہلیہ بھی تھیں میاں شریف احمد صاحب کو فوراً ہسپتال داخل کرا دیا گیا ۔ خدا کے فضل سے اب وہ صحتیاب ہو چکے ہیں ۔

یکم اکتوبر کو ڈاکٹر یوسف احمد صاحب اور ان کی اہلیہ لندن جاتے ہوئے دو دن کے لئے ایمسٹرڈم میں ٹھہرے ۔ انہیں مسز کلاٹن سے متعارف کرایا جو ان کو ایمسٹرڈم اور قریبی علاقوں کی سیر کراتی رہیں جس سے ان کا خوب اچھا وقت گذرا ۔

۱۰ اکتوبر کو غلام احمد بشیر اور خاکسار ڈین ہیگ میں یونائیٹڈ نیڈرلینڈ کی ایک میٹنگ میں شمولیت کے لئے گئے ۔ وہاں نوجوان طلبا اور طالبات نے ہمارے لٹریچر میں بڑی دلچسپی لی ۔

۱۳ اکتوبر کو ورلڈ کانگریس آف فیتھس کی مجلس منتظمہ میں شرکت کے لئے ایک قریبی شہر نیلزن بھی گیا ۔

۲۰ اکتوبر کو ہوٹل ایڈن ایمسٹرڈیم میں ہمارا ایک جلسہ ہوا جس میں مسٹر میلاما اور فان آرک نے تقاریر کیں ۔

۲۷ اکتوبر کو ہم نے ایک جلسہ ڈین ہیگ میں منعقد کیا جس میں مسٹر فان آرک نے زیر صدارت غلام احمد بشیر صاحب تقریر کی ۔ تقریر کے بعد بہت دیر تک سوالات کا سلسلہ جاری رہا ۔

اسلامک احمدیہ ایسوسی ایشن آف یورپ کا قیام

حضرت الحاج شیخ میاں محمد صاحب کی موجودگی میں "اسلامک احمدیہ ایسوسی ایشن آف یورپ" کا قیام عمل میں آیا گیا ۔ اور ایک رسالہ نکالنے کی تجویز بھی زیرِ غور رہی اور احمدیہ ایسوسی ایشن کے دوسرے یورپی ممالک میں پھیلاؤ کی تجاویز پر بھی سوچ بچار کیا گیا ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی آرزوؤں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ احبابِ جماعت دعا فرماتے رہیں ۔

آفتاب الدین احمد ہومیوپیتھک دار الشفاء کی مختصر سہ ماہی رپورٹ

عطیہ دینے والے :۔

نام	روپے	آنے	پائی
پریمیئر کلاتھ ملز لمیٹڈ لائل پور	۱۰۰	—	—
سید احسان علی، ڈھاکہ	۳۰	—	۰
ایورگرین پریس لاہور	۱۳	—	۰
مرزا مظفر بیگ ساطع، لائلپور	۶	۱۲	۰
میاں چراغ دین گوجرانوالہ	۵	—	۰
شیخ اللہ بخش بدوملہی	۵	—	۰
عبدالعزیز گارڈ خانپور	۵	—	۰
مرزا مسعود بیگ لاہور	۵	—	۰
پروفیسر عبدالسلام لاہور	۵	—	۰
چوہدری محمد ذکی جنڈیالہ کلساں	۵	—	۰
شیخ محمد آصف لاہور	۴	—	۰
منظور احمد قریشی چک درکاں	۴	—	۰
قاضی محمد ایوب چک درکاں	۳	—	۰
محمود احمد ملاگ پشاور	۳	—	۰
شیخ عبدالرحمن مصری لاہور	۱	۸	۰
محمد انور بدوملہی	۱	—	۰
محمود اختر لائل پور	۱	—	۰
خلیل الرحمن لاہور	۱	—	۰
اللہ رکھا درویش لاہور	۱	—	۰
سائنٹ دفتر انجمن	۳	۷	۰
میزان :۔	۲۰۲	۱۱	۰

اگست ستمبر اکتوبر ۵۹ء میں استفادہ کرنے والے مریضوں کی تعداد ۶۱۹۲ ہے ۔

کنوینر دار الشفاء ۱-۱۱-۵۹

اسلام میں بنی نوع انسان کی عزت و تکریم

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۶ نومبر ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ولقد کرّمنا بنی آدم وحملنٰهم فی البرّ والبحر ورزقنٰهم من الطیبٰت وفضّلنٰهم علٰی کثیر ممّن خلقنا تفضیلاً ـــــ (بنی اسرائیل آیت ۷۰)

بنی نوع انسان کے لئے خوشخبری

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے کئی ایک انقلاب پیدا کئے، آپؐ نے مذہب میں انقلاب پیدا کیا، سیاست میں انقلاب پیدا کیا، اور انسانوں کو اخوت کا سبق دیا۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے ارشادات میں فرمایا ہے ولقد کرّمنا بنی آدم ہم نے آدم کے بیٹوں کی، آدم زاد کی تکریم کی ہے اس کے اندر بنی نوع انسان کے لئے بہت بڑی خوشخبری ہے۔

حضرت مغیرہ رضؓ کی تقریر رستم کے دربار میں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے ایران میں انسانوں کو غلام سمجھا جاتا اور بادشاہوں کے آگے سجدہ کرایا جاتا تھا۔ ایران کے ساتھ ایک جنگ میں مغیرہ رضی اللہ عنہ قیدی ہو کر رستم کے دربار میں لائے گئے۔ اُن کے ہاتھ میں برچھا تھا۔ اور دربار میں اعلےٰ درجہ کا ایرانی قالین بچھا ہوا تھا وہ اس کے اوپر برچھا مارتے ہوئے رستم کے ساتھ اس کے تخت پر جا بیٹھے۔ قالین جگہ جگہ سے پھٹ گیا۔ تمام دربار اس نظارہ کو دیکھ کر ششدر ہو گیا۔ درباریوں نے ان کو گھسیٹ کر نیچے اتارا۔ انہوں نے اس وقت تقریر کی کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے تمام بنی نوع انسان کو ایک جیسا قرار دیا ہے، اور انسانیت کی عزت وتکریم کی ہدایت کی ہے۔ لیکن اس ملک میں عجیب نظارہ میں نے دیکھا ہے کہ انسانوں کے ایک حصہ کو خدا بنا لیا گیا ہے اور ایک حصہ کو ان کا عبد بنایا ہوا ہے۔ بادشاہ اور اس کے امراء دوسروں کو ذلیل اور غلام سمجھتے ہیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ جس طبقہ کو آپ نے ذلیل کر رکھا ہے ان کے دلوں میں اوپر کے درجہ کے لوگوں کے لئے جذبۂ نفرت موجزن ہوگا، جو کسی وقت قوم کی تباہی کا باعث ہوگا۔

اور جب ایران کے حاکم رستم نے مغیرہ رضؓ سے کہا کہ تمہارا پیغمبر کیا کرتا ہے تو انہوں نے کہا کہ ان کی کئی نشانیاں ہیں جن میں انہوں نے بنی نوع انسان کو خیر و برکت عطا کی ہے۔ لیکن تمہاری اس حالت کے پیش نظر میں بتاتا ہوں کہ انہوں نے انسانوں کو انسانوں کی عبادت سے ہٹا کر ایک خدا کی عبادت میں لگا دیا۔ اور بنی نوع انسان کو ذلت سے نکال کر ان کی عزت وتکریم قائم کی اخراج العباد من عبادة العباد الی عبادة اللہ۔ اس تقریر کو سن کر لوگوں نے یقین کیا کہ مغیرہ رضؓ نے ہمارے دل کی بات کہی ہے۔

مصر میں انسانی تکریم کا نظارہ

اسی طرح مصر کی حالت تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا کہ یہ جو تم میرے اوپر احسان جتاتے ہو کہ تجھے پالا پوسا اور پرورش کیا، اصل بات یہ ہے کہ ان عبّدت بنی اسرائیل تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا لیا۔ اگر تو انہیں غلام نہ بناتا، تو میں تیرے محل میں نہ آتا۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنر کو ڈانٹا کہ تو نے کب سے ان لوگوں کو غلام بنا لیا۔ مصر کے گورنر عمرو بن العاص تھے۔ ان کے صاحبزادے نے ایک عیسائی کو مارا۔ حضرت عمر رضؓ نے باپ بیٹے کو بلایا اور بیٹے کو سزا دی اور باپ سے کہا۔ منذ کم تعبّدتم الناس ولد تھم امھاتھم احراراً تم نے کب سے انسانوں کو غلام بنا لیا حالانکہ اُن کی ماؤں نے ان کو آزاد جنا تھا۔

ایک دفعہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے کہا کہ جہاں تم جاتے ہو وہ ذمی لوگ ہیں، ان کی حفاظت کرنا اور فرمایا ستفتحون مصراً عنقریب تم مصر کو فتح کروگے۔ اُن کا تم پر حق ہے، اس کو نگاہ رکھنا اور وہاں کے لوگوں سے حسن سلوک کرنا اور عمرو بن العاص نے مصر فتح کرنے کے بعد وہاں اعلان کیا کہ تمام انسان برابر ہیں کوئی کسی کا غلام نہیں، کنعانی اور دوسرے لوگ جن کو مصری حکمرانوں نے ذلیل کر رکھا تھا ان کے حقوق وہی ہوں گے جو مسلمان حکمرانوں کو حاصل ہوں گے۔

شامی جاسوسوں کی رائے

اسی طرح شام میں ایک طبقہ دوسرے طبقہ کو ذلیل سمجھتا تھا۔ جب مسلمانوں کو شام کی عیسائی حکومت سے مقابلہ پیش آیا اور فتوحات پر فتوحات حاصل ہوتی چلی گئیں تو حکومت نے جاسوس بھیجے کہ دیکھیں کہ مسلمانوں کی فتوحات کی کیا وجہ ہے، اور کہاں اُن میں کمزوری پائی جاتی ہے، جاسوسوں نے واپس آکر کہا کہ کمزوری کیسی؟ وہ تو بڑی مضبوط قوم ہے۔ وہ دن کو لڑتے ہیں اور رات کو خدا کی عبادت میں کھڑے رہتے ہیں، اس سے بڑھ کر اگر کوئی چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیتے ہیں۔ اور یہ عجیب سپاہی ہیں جو پیسے دے کر روٹی کھاتے ہیں کسی پر جبر نہیں کرتے۔ لوٹ کھسوٹ نہیں کرتے، اور نہ ہی ڈانٹ ڈپٹ سے کام لیتا ان کا شیوہ ہے جس علاقہ میں جاتے ہیں وہاں کے لوگ ان کے اخلاق حسنہ کو دیکھ کر اُن کے گرویدہ ہو جاتے ہیں۔

انسانیت بلند مقام پر

غرض مصر میں اور شام اور ایران میں غریب لوگوں کو ذلیل کیا جاتا اور غلام بنایا جاتا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس ذلت کو دور کیا اور تمام بنی نوع انسان کو عزت وتکریم کے بلند مقام پر کھڑا کیا۔

ہندو مذہب میں انسانیت کی ذلت

کتنا بڑا انقلاب ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے پیدا کیا۔ لیکن یہ ظاہری انقلاب ہے۔ اس آیت میں انقلاب کا ایک اور حصہ بھی ہے جو مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ دنیا میں دو مذہب ایسے ہیں جنہوں نے انسانیت کو بہت ہی ذلیل کیا ہے، ایک ہندو مذہب ہے۔ ہندو کہتا ہے کہ جب تک آدمی کروڑہا جُونوں سے نہ گذر جائے وہ گناہوں سے پاک نہیں ہو سکتا اور نہ ہی بغیر اس کے انسان نجات پا سکتا ہے، کبھی کتے کی جون میں جائے، کبھی بلی کی، کبھی بھیڑ کی، کبھی بھیڑیا، کبھی پنڈت، کبھی اچھوت، کبھی ہندو کبھی ملیچھ، ایسا ہی دوسرے جانوروں کی جونوں سے گذرنا ضروری ہے اور یہ سلسلہ ختم نہیں ہو سکتا۔

عیسائیت میں انسان کی بدترین تذلیل

عیسائیوں نے اس سے بھی بدتر عقیدہ بنایا ہے کہ انسان گناہگار پیدا ہوتا ہے اور گناہ اس کی فطرت میں ہے جس سے وہ کسی طرح مخلصی نہیں پا سکتا۔ قرآن کریم فرماتا ہے ولقد کرّمنا بنی آدم ہم نے انسان کو باعزت پیدا کیا اور وہ عقیدے جن میں گناہ جبلّی طور پر انسان کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں سب باطل ہیں۔ ولایت میں ایک میم صاحبہ جن کو یقین تھا کہ انسان گنہگار پیدا ہوا ہے، یہ سن کر کہ مسجد ووکنگ میں کہا جاتا ہے کہ انسان جبلّی طور پر گناہگار نہیں بڑے طمطراق سے بحث کرنے کے لئے آئیں اور مجھ پر اعتراض کے رنگ میں سوال کیا۔ کہ کیا آپ انسان کو گنہگار نہیں سمجھتے؟ میں نے کہا ہم تو آپ کو نیک سمجھتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ آپ جھوٹ نہیں بولتیں، چوری نہیں کرتیں، کسی سے کوئی بُرائی نہیں کرتیں۔ اگر کسی سے دوستی لگائیں تو اس سے دھوکا نہیں کرتیں۔ کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ ہم یہ سمجھیں کہ آپ سودا لینے جاتی ہیں، تو کوئی چیز چوری اٹھا لاتی ہیں؟ آپ دوست سے غداری کرتی ہیں، جھوٹ، دھوکا بازی وغیرہ سب کچھ تمہاری جبلّت میں ہے تو ایسی حالت میں بیشک تم عیسائی ہو لیکن اگر تم نیک کردار ہو۔ باوفا ہو، راست گو ہو، دیانت دار ہو، تو تم مسلمان ہو۔ اس قسم کا بیان اُس کے دل میں اتر گیا اور وہ مسلمان ہو گئی۔ اس وقت جنگ کا زمانہ تھا۔ وہ اپنی چینی اور مکھن جو راشن میں ملتا تھا اہل مسجد کو دے جاتی تھی کیونکہ وہ سمجھتی تھی، کہ ہمارے ہاں زیادہ ضرورت

ضرورت رہتی ہے۔ لوگ آتے رہتے ہیں جن کی تواضع کرنی پڑتی ہے۔

انگلستان میں میں نے لاٹ پادری اور دوسرے عیسائی واعظوں کو برسر منبر یہ کہتے ہوئے سنا ہے :-

Forgive us miserable sinners اے خدا ہم بدترین گنہگاروں کو بخشش دے .... حاضرین میں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ہوتی ہیں ان پر ان الفاظ کا نہایت برا اثر پڑتا ہے - وہ خیال کرتے ہیں، کہ یہ تقدس مآب ہستیاں خدا جانے کیا کیا سیاہ کاریاں کرتے ہیں جو ان الفاظ میں دعا مانگتے ہیں - اور جب ایسے مقدس لوگ ایسے کام کرتے ہیں تو ہم ضرور معذور قرار دیئے جائیں گے اگر ہم جوانی میں بُرے افعال کے مرتکب ہوں -

غرض اس قسم کا عقیدہ انسان کو مایوس کرتا ہے اور انسان اپنے تئیں ذلیل اور حقیر یقین کرنے لگتا ہے۔

سب قوموں میں مقدس لوگ پیدا ہوئے

کونسی قوم ہے جس میں مقدس لوگ نہیں ہوتے ہندوؤں میں بھی مقدس لوگ ہوتے ہیں، یہودیوں میں بھی برگزیدہ انسان ہوتے ہیں، سکھوں میں بھی پیدا ہوتے بعض لوگوں نے بڑے بڑے لوگوں کے ...... golden deeds (سنہری اعمال) لکھے ہیں- ایک پادری صاحب کوڑھیوں میں کام کرتے تھے۔ ۲۵-۳۰ سال اس نے کام کیا اس سے معلوم ہوا کہ انسان کی فطرت میں نیکی ہے نہ کہ گناہ -

اسلام کا سلوک غریبوں سے

ان عقائد کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولقد کرمنا بنی ادم یعنے ہم نے انسان کی تکریم قائم کی جہاں چھوٹوں کو اسلام کی ہدایت ہے کہ بڑوں کی تعظیم کرو، وہیں بڑوں کو کہا کہ اخوانکم، یہ جو تمہارے نجی نوکر ہیں یہ تمہارے بھائی ہیں- ان کو وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو، اور وہی کپڑا دو جو تم خود پہنتے ہو، لوگ کہتے ہیں حضرت عیسےٰؑ کی تعلیم IDEEL ہے۔ یہ کیا آئیڈیل تعلیم ہے کہ ایک گال پر طمانچہ کھاکر دوسری بھی پھیر دو - حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مذکورہ بالا تعلیم درحقیقت آئیڈیل ہے فرمایا الا ترزقون بضعفائکم- غریب لوگوں کی محنت و شقت کا نتیجہ ہے کہ تم روٹی کھاتے ہو، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں غریب لوگ محسوس کرتے تھے کہ ہماری بڑی عزت آپ نے قائم کی ہے ایک واقعہ آپ کو سناؤں، لکھا ہے: کان عمرؓ یقول ابوبکرؓ سیدنا و اعتق سیدنا بلال- ان سیدنا بلال کا واقعہ آپ کو سناتا ہوں، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت بلال رضؓ کا دل گوارا نہ کرتا تھا کہ اذان میں اشھد ان محمد رسول اللہ کہوں - اس لئے انہوں نے اذان کہنا بند کر دیا تھا - جب حضرت ابوبکرؓ نے ان کو اذان دینے کے لئے کہا تو انہوں نے کہا ان کنت اعتقتنی لنفسک فذالک سبیل اگر آپ نے مجھے اپنی ذات کے لئے آزادی دلائی تھی تو میں حاضر ہوں، وان اعتقتنی للہ فخلنی و اعتقتنی لہ اگر آپ نے محض للہ مجھے ... آزادی دلائی تو اس صورت میں معاملہ میرے میرے خدا کے درمیان رہنے دیجئے اس پہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا انی اعتقتک للہ میں نے تو آپ کو خدا کے لئے آزادی دلائی تھی اس لئے آپ کو پورا اختیار حاصل ہے جو چاہو سو کرو - اس پر انہوں نے کہا انی لا اؤذن لاحد بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ماجرا ظاہر کرتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس حد تک چھوٹے چھوٹے انسانوں کو بھی قابل تعظیم و تکریم بنا دیا تھا۔

قریش کی روایات ختم ہوگئیں

کیا شان ہے، کیا قوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کی - اور کیا سوسائٹی بنائی سوسائٹی وہی کامیاب ہوسکتی ہے، جس میں ایک دوسرے کی عزت ہو، ایک دوسرے کو قوم کے اعضا سمجھا جائے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی قوم سازی کی جو دوسروں کو حیرت میں ڈالنے والی تھی صفوان بن امیہ بہت بڑا آدمی تھا، جس دن بلال رضؓ خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دے رہا تھا، وہ حیرت کے ساتھ اسے دیکھتا تھا، اور خیال کرتا تھا کہ ہم بڑے بڑے آدمی پیچھے رہ گئے اس نے کہا آج قریشیوں کی روایات ختم ہوگئیں، یہی بات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے، اور وہ پوری ہوگئی -

غلاموں کو غلام نہ کہو

یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا کردہ انقلاب، آپ نے حکم دیا کہ اپنے غلاموں اور لونڈیوں کو یا عبدی اور یا امتی کہہ کر مت پکارو ان کو یا فتای (اور یا فتیاتی اے لڑکے اے لڑکی کہا کرو، اسی طرح آپ نے تفصیل کے ساتھ ولقد کرمنا بنی آدم پر عمل کرکے دکھایا - ہر جگہ جہاں جہاں آپ کی نگاہ اُٹھی آپ نے وہیں انسانیت کی عزت قائم کرنے کی کوشش کی - تو ہندو اور عیسائی کا خیال غلط ہے کہ انسان طبعاً گنہگار ہے - یہ انسان کو ذلیل کرنے والے اعتقادات ہیں - جن کی اصلاح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی اور انسان کو ذلت سے بچا لیا اور اس کی تکریم قائم کرکے دکھائی -

تبدیلیوں کے ساتھ سلوک

قرآن کریم میں ایک عجیب بات لکھی ہے ؛ ان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ فیہ - یہ دشمن جو تمہیں تباہ کرنا چاہتے ہیں ان میں سے اگر کوئی شخص پناہ مانگے تو اسے پناہ دے دو، تاکہ حضور کا کلام سن لے - پھر اسے ایسی جگہ پہنچا دو، جہاں وہ اپنے آپ کو امن میں پاتے یہ ہے انسانیت کی تکریم - اسی طرح ایک اسیر جو اپنے کسی جرم کی پاداش میں قید کی سزا بھگت رہا ہے اس کے متعلق حکم دیا کہ اس سے ہمدردی کرو، اس نے جرم کیا، اس کی سزا پائی لیکن وہ ہمدردی سے محروم نہ کیا جائے - کس قدر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں بنی نوع انسان کی ہمدردی بھری ہوئی ہے اور کس قدر آپ نے انسانیت کی عزت و تکریم کی اور یہ احسان کیا کہ ہندو اور عیسائی معتقدات کی غلطی کو واضح کر دیا - اور انسان کو قابل عزت قرار دیا ؏

اخبارِ احمدیہ

—— سیالکوٹ سے میاں عنایت اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ میں بہت بیمار ہوں، حالت بہت خراب ہے دل کی کمزوری کی مرض ہے، احباب کی دلی دعاؤں کی ضرورت ہے۔

—— سندھ سے عزیز احمد مورو صاحب لکھتے ہیں :- " میرے والد مولوی سلطان احمد صاحب بہت بیمار ہیں جملہ احباب سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کے لئے دعا فرمائی جائے۔

—— پشاور سے حبیب اللہ شاہ صاحب مبلغ اسلام لکھتے ہیں کہ میرا لڑکا محمد حسن اللہ پاشا جو ڈیڑھ سال سے لاپتہ تھا۔ بفضل خدا ۲۸ر اکتوبر کو گھر واپس آگیا ہے، اس سلسلہ میں اکثر دوستوں نے مجھ سے ہمدردی کا اظہار فرمایا تھا جس کا میں تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

یکم اکتوبر ۱۹۵۹ء سے

لفافہ کی قیمت ۱۲ر ہوگئی ہے۔ بعض احباب حسب معمول سابق چھ پیسے کے ٹکٹ لگا کر لفافہ بھیج دیتے ہیں جس پر دفتر کو ایک آنہ جرمانہ ادا کرنا پڑتا ہے اس بارہ میں اگر احتیاط برتی جائے تو انجمن پر بے جا خرچ کا بوجھ نہ پڑیگا۔

ظہور احمد- سیکرٹری

قرارداد تعزیت بدوملہی ہائی سکول

آج شیخ نیاز احمد صاحب رئیس وزیرآباد کی وفات کی خبر سُن کر ایک غیر معمولی اجلاس زیر صدارت عبدالحفیظ صاحب بٹ ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول بدوملہی منعقد ہوا - اور حسب ذیل ریزولیوشن باتفاق رائے پاس کیا گیا -

ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول بدوملہی، اساتذہ کرام و طلبائے سکول، شیخ نیاز احمد صاحب کی اندوہناک وفات پر ان کے لواحقین اور پسماندگان سے دلی رنج کا اظہار کرتے ہیں، صاحب موصوف حضرت صاحب کے خاص دوستوں میں سے تھے۔ انجمن کے خاص مربی و محسن تھے - ان کی ذات سے انجمن کے خاص خیر خواہوں میں زبردست کمی واقع ہوئی ہے۔ خدا تعالیٰ بزرگ برتر انکو غریق رحمت کرے اور ان کے فرزندان شیخ عزیز احمد صاحب، شیخ نثار احمد صاحب اور شیخ غلام احمد صاحب کو صبر جمیل۔

رنگون کے شیخ الجامعہ کی احمدیت پر نکتہ چینی

کتاب "دو نبی" پر ایک سرسری نظر

قسط نمبر ۲۷

(مولانا مرتضیٰ خان حسن)

لا نبی بعدی

مکرم شیخ الجامعہ صاحب! یہ تو فرمایئے کہ ہاتھی نگل جانا اور مچھر چھانا آنجناب نے کہاں سے سیکھا ہے؟ آپ نے متعدد بار اس بات پر زور دیا ہے کہ "لا نبی بعدی میں لا نفی جنس ہے اب معنے یہ ہوں گے کہ حضور علیہ السلام کے بعد **جدید نبی و جدید رسول** نہیں آسکتا خواہ وہ ظلّی ہو یا بروزی"۔

(صفحہ ۷۹ و ۸۵ و ۱۰۵)

واہ! سبحان اللہ! علم ہو تو ایسا اور عقل ہو تو ایسی۔ ماشاء اللہ کیا معقول استدلال ہے۔ آنجناب کے کہنے کا مطلب ہے کہ چونکہ لا نفی جنس ہے اس لئے اب **جدید نبی یا جدید رسول تو آ نہیں سکتا خواہ وہ ظلّی ہو یا بروزی۔ مجازی ہو یا جزوی، تشریعی ہو یا غیر تشریعی، مگر قدیم نبی آسکتا ہے خواہ وہ مستقل صاحب کتاب اور براہِ راست نبی ہی ہو۔** گویا جدید نبی کا آنا تو ناجائز ہے لیکن قدیم نبی کا آنا جائز۔ کیا عدالت ہے اور کیا انصاف ہے! دوسروں کو مخبوط الحواس اور پاگل بنانا اور اپنی عقل کا یہ عالم! کون عقلمند ہے جو آنجناب کے اس قول پر حقارت کا قہقہہ نہ لگائے گا؟ دانا کہہ گئے ہیں کہ پہلے بات کو تولو پھر منہ سے بولو، ایسے الفاظ زبان سے نکالنے سے پیشتر ذرا سوچا تو ہوتا کہ دنیا میں سارے بے وقوف ہی نہیں بستے عقلمند بھی بستے ہیں وہ کیا کہیں گے؟ کیوں صاحب کیا **لا نبی بعدی** کے یہی معنے ہیں کہ **جدید نبی تو نہیں آسکے گا مگر قدیم نبی آجائے گا؟** یہ معنے کہاں سے نکالے؟ اور آپ کو کس نے بتائے؟ قربان جائیں آپ کے اس استدلال کے کہ **لا نبی بعدی میں لا** کا مطلب یہ ہے کہ جدید نبیوں کا دروازہ تو بند ہو گیا اور قدیم نبیوں کا دروازہ کھل گیا۔ کیا قدیم نبیوں پر لا نفی جنس عائد نہیں ہوتا اور صرف جدید نبیوں پر ہی ہوتا ہے؟ کیا صرف و نحو بنانے والے بزرگوں نے آپ کے کان میں پھونکا تھا کہ یہ **لا** صرف جدید نبیوں کے لئے ہے اور قدیم نبی اس سے مستثنیٰ ہیں، اور نہ تا بعین حدیث نے یہ قاعدہ صرف آپ سے ہی بیان کیا تھا کہ یہ **لا** صرف جدید نبیوں کی آمد کی نفی کے لئے ہے اور قدیم کے لئے نہیں ہے، مکرم شیخ الجامعہ صاحب! آپ کے قلم اور زبان کو کون روک سکتا ہے۔ آپ جو چاہیں اپنی زبان فیض ترجمان سے فرماویں اور جو چاہیں کلک گوہر بار سے گہر ریزی کر دیں کون مزاحم ہو سکتا ہے آپ خواہ زمین کو آسمان اور آسمان کو زمین کہہ دیں آپ کو ہر طرح سے اختیار ہے۔ اور آپ کی کتاب کے بیشتر حصے کا یہی رنگ ڈھنگ ہے ؎

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

مگر ایک بات کی داد دینی پڑتی ہے۔ ماشاء اللہ آپ ہیں بہت ہوشیار! اگرچہ آپ نے حضرت مرزا صاحب کے متعلق لکھا ہے کہ "فطرتاً چالاک تھا" (صفحہ ۸۸) مگر میرا خیال ہے چالاکی میں آپ بھی بڑے بڑوں کے کان کتر ڈالتے ہیں۔ آپ پیش بینی یا پیش بندی میں اپنی نظیر آپ ہی ہیں۔ جب آپ نے دیکھا کہ **لا نبی بعدی** میں تو اگلے پچھلے سب نبی آجاتے ہیں تو آپ کو فکر دامنگیر ہوئی کہ ایسا نہ ہو یہ بجلی اپنے ہی خرمن پر آن گرے۔ اور الٹی آنتیں گلے پڑ جائیں یہ فرما کر کہ "جدید نبی نہیں آسکتا" آپ چپکے سے آگے نکل گئے کہ گویا دیکھنے والا کوئی نہیں لیکن موقعہ پر پکڑے گئے ع

ادھر لا ہاتھ مٹھی کھول یہ چوری یہیں نکلی

ذرا ٹھہریئے اور بتاتے جایئے کہ **لا نبی بعدی** میں کہاں لکھا ہے کہ جدید نبی تو نہیں آئیں گے مگر قدیم نبی آئیں گے؟ ذرا تکلیف فرما کر اس کی وضاحت فرما دیجئے۔ ماشاء اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ماننے اور دوبارہ اس دنیا میں لانے کے لئے کیا کیا پاپڑ بیلے جاتے ہیں اور کیا کیا من مانی تاویلیں کی جاتی ہیں اور کیا کیا نئے قاعدے گھڑے جاتے ہیں یہ قاعدہ آج ہی سنا کہ **لا نبی بعدی** میں جدید رسول کی آمد کی نفی ہے اور قدیم رسول کی آمد کی نفی نہیں۔ دوستو! اس شخص کو دوبارہ بلانے کے لئے تم نئے نئے قاعدے گھڑ کر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح اور واضح حکم کو پس پشت ڈال کر حضور صلعم سے بغاوت کے مجرم ہو رہے ہو وہ تو دیر سے ناصری نگر کی بستی میں سویا پڑا ہے۔ بیشک وہ خدا کا برگزیدہ اور مقرب نبی ہے مگر وہ سید البشر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہیں کہ دو ہزار سال سے بشری حوائج سے پاک آسمانوں میں الآن کما کان زندہ ہو اور افضل الرسل زیر آسمان خاکِ یثرب میں مدفون ہوں و نعم ما قال المسیح الموعودؑ ؎

مسیحِ ناصری را تا قیامت، زندہ می فہمند،
مگر مدفونِ یثرب را نہ دادند ایں فضیلت را

ہمارے متعلق کہا گیا ہے کہ "ہم حضرت مرزا صاحب کو ظلّی، بروزی، مجازی کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کرتے ہیں" (صفحہ ۸۵) نعوذ باللہ! ہم ہرگز حضرت محمد رسول اللہ صلعم سے بغاوت نہیں کرتے ہم حضور صلعم کے غلاموں کے غلام ہیں۔ اور ہمارا امام علیہ السلام بھی حضورؐ کا ایک غلام ہی تھا جیسا کہ حضورؑ نے خود فرمایا ہے ؎

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

ہم نے حضرت مرزا صاحب کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر ہی مانا ہے۔ حضور صلعم کے حکم کی ہی تعمیل کی ہے۔ علیکم بسنتی و سنت الخلفاء الراشدین المهدیین اور من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاهلیۃ (احادیث)

لیکن سوال یہ ہے کہ اگر کوئی ظلّی یا بروزی یا مجازی نبی اُمت میں آجائے تو آپ کے نزدیک اس کے ماننے سے انسان حضرت محمدؐ رسول اللہ کا باغی بن جاتا ہے۔ لیکن اگر حضور صلعم کے بعد کوئی مستقل صاحب کتاب نبی آجائے تو اس کے ماننے سے کیا انسان باغی نہیں کہلائے گا؟ اس کا کیا جواب ہے اور یہ کہاں کا فلسفہ ہے جو آپ لوگ اہل علم کے سامنے پیش کر رہے ہیں؟ قدیم اور جدید نبی سے کچھ فرق نہیں پڑ سکتا۔ نبی خواہ جدید آئے یا قدیم وہ نبی ہی ہے۔ ظلّی اور بروزی یا مجازی تو حقیقی نبوت ہی نہیں محض محدثیت اور مجددیت ہی ہے۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو حقیقی اور کامل، مستقل اور براہِ راست اور صاحب کتاب نبی ہیں۔ مقام انصاف ہے کہ ہم تو ایک شخص کو ظلّی نبی یعنے مجدد یا محدث ماننے سے حضور صلعم کے باغی ٹھہر گئے اور آپ لوگ حضور صلعم کے بعد ایک کامل نبی کے آنے کو مانتے ہوئے من کل الوجوہ مومن کے مومن ہی رہے، یہ کہاں کا انصاف ہے۔ تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ۔ ہم کسی نئے نبی کے

آنے کے قائل ہیں اور نہ کسی پرانے نبی کے لیکن آپ نئے نہ سہی پرانے نبی کے آنیکے تو ضرور قائل ہیں۔ فرمائیے باغی کون ہوا اور حضور صلعم کے ارشاد لا نبی بعدی کو کس نے پس پشت ڈالا؟ ہم نے یا آپ نے؟ اجی حضرت اگر آنحضرت صلعم کے بعد ایک ظلی نبی کے ماننے سے انسان محمد رسول اللہ کا باغی بن جاتا ہے تو ایک مستقل نبی کے ماننے سے تو بدرجہا اولےٰ باغی بنے گا۔

جناب عالی! لا نبی بعدی میں نفی عام ہے۔ اس حکم کے مطابق نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ پرانا۔ حضور صلعم کے حکم کے خلاف کسی کی من مانی تاویل قبول نہیں کی جا سکتی۔

اور اگر یہ عذر لنگ پیش کریں کہ حدیث میں عیسیٰ ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی موجود ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جہاں ابن مریم کے آنیکی پیشگوئی ہے وہاں ہی امامکم منکم یا فامکم بھی موجود ہے۔ فاین المفر

پھر سنئے ایک اور حدیث بھی ہے۔

یوشک من عاش منکم ان یلقیٰ عیسیٰ ابن مریم اماماً مہدیاً حکماً عدلاً۔ اس سے ظاہر ہے کہ ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی سے مراد امام مہدی کا آنا ہی ہے۔ ولا غیر

آیئے آپ کو دکھلائیں کہ جس شخص کو آپ ختم نبوت کا منکر قرار دے کر نہایت ناپاک گالیاں دے رہے ہیں وہ حدیث لا نبی بعدی کی کیا تشریح کرتا ہے۔ فرماتے ہیں:-

(۱) " ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم الانبیاء ہونا بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ہی کو چاہتا ہے کیونکہ آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی آ جائے تو آپ خاتم الانبیاء نہیں ٹھہر سکتے اور نہ سلسلہ وحی منقطع ہو سکتا ہے اگر فرض بھی کر لیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امتی ہو کر آئیں گے تو شانِ نبوت تو ان سے منقطع نہیں ہو گی۔ گو امتیوں کی طرح وہ شریعت اسلام کی پابندی بھی کریں مگر یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اس وقت وہ خدا کے علم میں نبی نہیں ہوں گے۔ اور اگر وہ خدا کے علم میں نبی ہوں گے تو وہی اعتراض لازماً آ گیا کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نبی آ گیا۔ اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا استخفاف اور نص صریح قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے قرآن شریف میں مسیح علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا تو کہیں ذکر نہیں آیا لیکن ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے اور پرانے اور نئے نبی کی تفریق کرنا شرارت ہے۔ نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث لا نبی بعدی میں بھی نفی عام ہے پس یہ کس قدر دلیری اور جرأت اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کی جائے اور نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے کہ وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے کیونکہ جس میں شانِ نبوت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہو گی۔"

(ایام الصلح صفحہ ۴۶)

پھر فرماتے ہیں:-

(۲) " ایسا ہی آپ نے لا نبی بعدی کہہ کر کسی نئے نبی یا دوبارہ آنے والے نبی کا قطعاً دروازہ بند کر دیا۔"

(ایام الصلح صفحہ ۱۵۲)

پھر فرماتے ہیں:-

(۳) " علاوہ ان باتوں کے مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کو یہ آیت بھی روکتی ہے ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور ایسا ہی حدیث لا نبی بعدی یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے کہ باوجودیکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ پھر کسی وقت دوسرا کوئی نبی آ جائے اور وحی نبوت کا سلسلہ شروع ہو جائے۔"

(ایام الصلح صفحہ ۴۷)

پھر فرماتے ہیں:-

(۴) " اسلام میں اس نبوت کا دروازہ بند ہے جو اپنا سکہ جماتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی اگر کوئی اور نبی نیا ہو یا پرانا آوے تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر خاتم النبیین ہیں ہاں وحی ولایت اور مکالمات الٰہیہ کا دروازہ بند نہیں۔"

(ایام الصلح صفحہ ۴۷)

پھر فرماتے ہیں:-

(۵) " آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرما دیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لا نبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا ایک ایک لفظ قطعی ہے اپنی آیت ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو گئی ہے۔"

(کتاب البریہ صفحہ ۱۸۴)

پھر فرماتے ہیں:-

(۶) " غرض قرآن شریف میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خاتم النبیین رکھ کر اور حدیث میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا نبی بعدی فرما کر اس امر کا فیصلہ کر دیا تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آ سکتا۔"

(حاشیہ کتاب البریہ صفحہ ۱۸۵)

پھر فرماتے ہیں:-

(۷) " کیا نہیں جانتے کہ خدائے رحیم و کریم نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء قرار دیا ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تفسیر آیت مذکورہ بالا کے فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

(ترجمہ حمامۃ البشریٰ صفحہ ۲۰)

اب کیا فرماتے ہیں ختم نبوت کے نام نہاد علمبردار؟ کیا آپ نے پڑھ لیا کہ حضرت مرزا صاحب حدیث لا نبی بعدی کی کیا تشریح فرما رہے ہیں۔ اس میں کوئی استثنا نہیں۔ اس میں اپنی طرف سے الفاظ ڈال کر کوئی تحریف لفظی یا معنوی نہیں کی گئی۔ کوئی تاویل نہیں کی گئی۔ لفظوں کا کوئی ہیر پھیر نہیں کیا گیا۔ صاف صریح معنے کر دیئے کہ "میرے بعد کوئی نبی نہیں" اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے کہ جو پہلے بنا تھا وہ آئے گا اور جو بعد میں بنے گا وہ نہیں آئیگا۔ شیخ الجامعہ صاحب تحریر فرماتے ہیں: "عقلاً ونقلاً آپ کے بعد حضرت عیسیٰ کے سوا کسی نبی یا رسول کے آنے کا امکان نہ تھا" (صفحہ ۸۲) کیوں صاحب حدیث لا نبی بعدی میں "حضرت عیسیٰ کے سوا" کے الفاظ کہاں سے آ گئے؟ گویا آپ کے نزدیک حدیث یوں ہونی چاہیئے:-

"لا نبی بعدی الا عیسیٰ"

لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک میں تحریف؟ یحرفون الکلم عن مواضعہ سچ فرمایا حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے:-

لتتبعن سنن من قبلکم

باقی ــ باقی

خط و کتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔
(مینیجر پیغام صلح)

ڈاکٹر غلام محمد

ایک زندہ جاوید شخصیت

دل کی نرم و نازک ٹہنیوں پر امید و ارمان کے پرندے تادم حیات چہچہاتے رہتے ہیں۔ ایک انسان کے دل کی دھڑکنیں بھی گویا انہی پرندوں کے چہچہانے کی آوازیں ہیں۔ اور جب یہ طیور شاخ دل سے پرواز کر جاتے ہیں، تو پھر زندگی، زندگی نہیں رہتی۔ بلکہ ایک ایسا بار ذلت بن جاتی ہے۔ جسے ہوا کا تھپیڑا سے خفیف جھونکا بھی جدھر چاہے پھینک دے۔
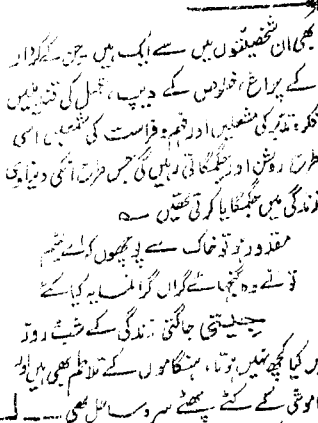
بہار افروز صبحیں اور خزاں آمیز شامیں اس فانی کائنات کے دو پہلوؤں کو ایک نام دیتی ہیں۔ مسکراتے ہوئے اجالے اور روتے ہوئے اندھیرے اس نام کو اپنی جبینوں کی زینت بناتے ہیں۔ اور جب زندگی آنکھ کھولتی ہے تو خاک، آب، آتش، ہوا ——— یہ تمام عناصر اسی نام کو دنیا کہکر پکارتے ہیں ——— دنیا ——— رنج والم اور عیش و مسرت کے اوراق کا ایک ناقابل فراموش صحیفہ ———

زندگی ہزار حفاظتوں کے باوجود بھی اپنی سطح پر غیر محفوظ ہوتی ہے ——— انسان اپنی دانست میں زندگی کے پیکر کو اگر سنگ و آہن کے حصاروں میں ڈھال لے تو بھی کبھی نہ کبھی ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ سنگ و آہن میں ڈھلی ہوئی حیات بلور کا ایک نازک و سبک قطعہ بن کر رہ جاتی ہے ——— اس صورت حال کا احساس اس وقت یقین و اعتماد کی سطح پر ابھرتا ہے، جب زندگی کی دفاعی قوتیں ارضی و سماوی آفات و مصائب کے سامنے اپنی آخری شکست تسلیم کر لیتی ہے۔

اس فانی دنیا میں موت سے کسے رستگاری ہے موت کا آہنی پنجہ دھڑکتے ہوئے دل کو ساکت کئے بغیر نہیں رہتا۔ اس کے سامنے سب ہی ایک ہیں۔ موت ایک عالمگیر حقیقت ہے جو امیر و غریب، شاہ و گدا اور سپید و سیاہ سب پر یکساں حاوی ہے لیکن اس دنیا میں ایسے افراد نے بھی جنم لیا جو اگرچہ جسمانی طور پر حیات جاوداں حاصل نہ کر سکے مگر اپنی عظمت، اپنا نام، اپنا کردار اور اپنی یادیں موت کے خونخوار پنجوں سے چھین کر مستقبل کے حوالے کر گئے۔ اور دل کے گوشوں اور تاریخ کے صفحات نے انہیں ایک مقدس امانت کی طرح اپنے سینے میں محفوظ کر لیا۔ جو مشعل بن کر جگمگاتا رہا اور آئندہ نسلوں کے لئے نور ہدایت ثابت ہوا ——— یہ ہستیاں کسی ایک قوم یا جماعت یا ملک کی ملک نہیں ہوتیں، بلکہ ان کے کردار، ان کے عمل، ان کی تعلیمات اور سوانح حیات سے بھی ہر قوم، ہر فرد اور ہر ملک کے افراد فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ڈاکٹر غلام محمد بھی ان شخصیتوں میں سے ایک ہیں جن کے کردار کے چراغ، خلوص کے دیپ، عمل کی قندیلیں، فکر و تدبر کی مشعلیں اور فہم و فراست کی شمعیں اسی طرح روشن اور جگمگاتی رہیں گی جس طرح ان کی دنیاوی زندگی میں جگمگایا کرتی تھیں ؎

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنجہائے گراں مایہ کیا کئے

جیتی جاگتی زندگی کے شب و روز میں کیا کچھ نہیں ہوتا، ہنگاموں کے تلاطم بھی ہیں اور خاموشی کے کٹے پھٹے سر و ساحل بھی ——— ستاروں کی بارش بھی ہے اور رقص کرتے ہوئے صحرائی بگولے بھی ——— شبنم کے موتیوں کی خنک چمک بھی ہے اور آنچ دیتے ہوئے الاؤ بھی ——— انسان مسرتوں کے حصول کے لئے آسمان کی رفعتوں تک پرواز کرتا ہے۔ غرفۂ ماہتاب کی سطح پر بیٹھ کر چاندنی میں نہانے کی تمنا کرتا ہے لیکن یہ بھول جاتا ہے کہ زندگی کسی ٹھہری کیفیت کا نام نہیں ہے۔ جب اچانک اس کی امیدوں اور تمناؤں کا قیمتی محل زمین کے ذروں پر آ گرتا ہے اس وقت وہ محسوس کرتا ہے کہ اس نے فکر کی اڑانیں آسمان کی بلندیوں پر نہیں کی تھیں بلکہ ان کا مرکز زمین کا کوئی آخری نشیب تھا۔ فراز عرش کا خیال تو محض ایک خوش فہمی تھی ——— کاش! افکار حیات بلکہ خود حیات کا انجام اتنا بھیانک نہ ہوتا ——— کاش زندگی کی روشنی موت کی تاریکیوں میں نہ ڈوبتی۔

میری نگاہوں نے تلخ و ترش کے ہر پہلو کو بہت ہی قریب سے دیکھا ہے۔ کائنات ارضی کے ان دونوں پہلوؤں کے روبرو میری بصیرت و آگہی نے اپنے عجز کا اعتراف کیا ہے۔ کیونکہ

● وہ مسیحا جس کے شفا بخش ہاتھوں نے صدہا بیماروں کو زندگی کا پیام دیا آخر وہ موت کی آغوش میں سو گیا۔

● وہ حیات افروز شمع جس سے ان گنت لوگوں نے اکتساب زندگی کیا آخر بجھ گئی۔

● ۲۸ ستمبر کی سوگوار رات کو بے رحم موت ڈاکٹر غلام محمد کو بھی چٹ کر گئی ؎

خاک میں کیا صورتیں ہونگی کہ پنہاں ہو گئیں

میری نظروں سے یہ منظر کبھی اوجھل نہیں ہوتا کہ صبح کا سہانا وقت، البرٹ وکٹر ہسپتال کے ایک خاموش کمرے میں ڈاکٹر غلام محمد (لیٹے ہوئے) ہیں۔ دانتوں میں تکلیف کی وجہ سے پچھلے دانت نکلوا دیئے گئے ہیں مگر خون کثرت سے بہے جا رہا ہے اور صدہا کوششوں کے باوجود بند نہیں ہو رہا۔ تکلیف اور کرب کے آثار چہرے سے نمایاں ہیں۔ دائیں طرف کا دروازہ کھلتا ہے۔ ان کا ایک صاحبزادہ داخل ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب اپنے چہرے کا کرب چھپا لیتے ہیں۔ ایک جان اور شگفتہ مسکراہٹ ہونٹوں پر ظاہر ہوتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی زندگی سے سب مایوس ہو چکے ہیں۔ صحت کی سب امیدیں آہستہ آہستہ معدوم ہو چکی ہیں۔ لیکن استقلال اور خودی کا پیکر اب بھی اپنی علالت پر خندہ زن ہے۔ لخت جگر رشید آبدیدہ ہو جاتا ہے تو اسے پیار سے کہتے ہیں :—

"ان آنسوؤں کو پونچھ ڈالو نہیں
دیکھ کر میرا دل ڈوبنے لگتا ہے
اچھے بیٹے رویا نہیں کرتے تمہیں
میرے کہنے پر اعتماد نہیں ہے تمہیں
چھوڑ کر نہیں جا سکتا"

۲۹ ستمبر کی صبح کو ڈاکٹر غلام محمد گلاب کے پھولوں میں ایک حسین ترین خاموش پھول کی طرح لیٹے ہوئے تھے۔ ہونٹوں پر اب بھی وہی مخصوص مسکراہٹ تھی ——— ان کی جبین سے وہی استقلال، وہی عزم اور وہی پختگی مترشح تھی جو تمام عمر ان کی زندگی کا عنوان رہی۔

ایک طرف جوان بیٹے ——— مشیت ایزدی کا شکوہ گزار

دوسری طرف بیٹیاں ——— مجسم نوحہ، پرنم آنکھیں، روتے دل

ادھر بھائی ——— یاس کی تصویر، زندہ مجسمہ

اس طرف بیوہ ——— افشاں کا لٹا ہوا سہاگ

بنگلہ، ان کے احباب، دوستوں، عزیزوں اور ان مریضوں سے بھرا ہوا تھا جنہیں ڈاکٹر غلام محمد نے زندگی دی تھی۔

محترم حضرت شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم و مغفور

محترمہ فاطمہ حکیم صاحبہ

زندگی اگرچہ کشاکشِ متضاد کا نام ہے۔ مگر بعض ہستیاں کچھ ایسی فطرتی روشنی و شافت سے لبریز ہوتی ہیں۔ کہ زندگی کا یہ باقاعدہ اصول اُن کے لئے اپنی شدت کھو دیتا ہے۔ ان کی اپنی ذات کہ اپنے اندر قوت رکھتی ہے۔ وہ قوت دنیا کی فرسودہ روایات کو مغلوب کر لیتی ہے۔ اس طرح کہ دنیا حیران رہ جاتی ہے۔ کوئی مقابلہ اور کوئی مخالفت انہیں ہراساں نہیں کرتی۔ ایک لامتناہی ایمانی طاقت انہیں ہر چیز پر حاوی کر دیتی ہے۔ اور لوگ انہیں غیر معمولی انسان سمجھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ایسی ہی ایک شخصیت حضرت شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم کی تھی۔

میرے پاس کہنے کے لئے بہت مختصر باتیں ہیں۔ بڑی سادہ باتیں ہیں۔ لیکن یہی چھوٹی چھوٹی باتیں۔ اس عظیم تنظیم کا حصہ ہیں جس کی پیروی ہمارا فرض ہے۔ فرض بھی ہے اور عین سعادت بھی۔ سو ایسی چند باتیں میں بتانا چاہتی ہوں۔ جو عام طور پر میں نے سُنی ہیں یا دیکھی ہیں۔

دیکھنے کو انسان اتنا پیچیدہ ہے کہ کہاں؟ کتنی سادہ فطرت اللہ ہے اور انسان اس کا شاہکار۔ یعنی سادگی کا مرقع ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ایسا سیدھا سادہ انسان تکلفات کی دلدل میں پھنس جائے اور کوئی بڑا سا نام اختیار کر لے۔ مثلاً شہنشاہ یا بادشاہ اور اس کے ساتھ چند پُرتکلف القابات کا مجموعہ۔ سمجھنے کو انسان صرف وہی ہے جو ہمارے سامنے چلتا پھرتا ہے۔ کھاتا پیتا اور کام کاج کرتا ہے۔ مگر اپنی اپنی باتوں کو وہ ایسے ذوق۔ ایسی دلچسپی اور ایسے خلوص سے کرتا ہے۔ کہ اسے ہم سادہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ پتہ یہ چلا۔ خلوص سادگی ہے۔ اور سادگی خلوص۔ جو کہ ایمان کا حصہ ہے اور ایک انسان کی سب سے بڑی فضیلت بھی۔ اور یہ بڑی فضیلت حضرت شیخ صاحب مرحوم و مغفور کو حاصل تھی۔

ہمارے شہر میں تمام بوڑھی عورتیں کہا کرتی تھیں۔ کہ حضرت شیخ صاحب کی پیدائش کے وقت اُن کے ماتھے پر "نور کی لاٹ" تھی۔ یعنی نور کی کرن۔ اس میں کہاں تک صداقت ہے، کچھ پتہ نہیں۔ لیکن اس حقیقت سے انکار کبھی کون کر سکتا ہے۔ کہ وزیر آباد جیسے شہر میں جہاں احمدیت کی مخالفت انتہائی شدید تھی، جہاں کے لوگ اپنی چالاکی و شرارت سے شیطان کے بھی کان کاٹ ڈالتے ہیں۔ احمدیت کی بنیادیں مضبوط بنانا اسے ایک متحد اور مضبوط جماعت بنانا۔ مخالفین کے گھروں کے قلب میں احمدیہ مسجد کھڑی ہونا۔ سوائے حضرت شیخ صاحب مرحوم کے کسی اور کا کام نہ تھا۔

آج وہ مسجد ہزارہا برکات کا موجب ہے۔ دوسرے بڑے بڑے شہروں میں احمدیوں کی اپنی کوئی مسجد نہیں۔ سوائے معدودے چند شہروں کے۔ لیکن وزیر آباد کو یہ فخر حاصل ہے کہ ایک جماعت کی ایک مسجد موجود ہے جو صرف حضرت شیخ صاحب مرحوم کے خرچ سے بنی اس مسجد سے نہ صرف اہلِ شہر استفادہ کرتے ہیں، بلکہ نزدیکی گاؤں کے احمدی بھی آ کر اس میں سربسجود ہوتے ہیں۔

اس زمانہ میں یہ مسجد کثیر لاگت سے تیار ہوئی اور حضرت شیخ صاحب نے مسجد کی تعمیر کے علاوہ ارد گرد کے اکثر لوگوں کو مکانات بھی خرید کر دیئے۔ تاکہ مخالفت کا فتنہ پیدا نہ ہو۔ مسجد کی تیاری کے بعد ایک ماہ تک لوگوں کو دعوت دی۔ جسے لوگ اب بھی یاد کرتے ہیں۔ یہ کیسا ذوق و شوق تھا۔ جو ان کے حصہ میں آیا۔ ان کی دختر فرخندہ اختر بتاتی ہیں کہ ہر چھ ماہ کے بعد لوگ اپنے گھروں میں صفائی وغیرہ کرواتے ہیں۔ لیکن ہمارے والد صاحب جب تک مسجد کی صفائی آرائش نہیں کروا لیتے تھے اپنے گھر کو پوچھتے تک نہ تھے۔ ہمیشہ کہا کرتے۔ کہ اللہ کے گھر کی صفائی مقدم ہے۔

حضرت شیخ صاحب پچھلے چند برسوں سے مسجد میں نہیں آ رہے تھے۔ کیونکہ اُن کی صحت اجازت نہیں دیتی تھی۔ مگر اتنا مجھے پتہ ہے۔ کہ ہماری مسجد میں ہر ماہ رمضان میں کوئی نہ کوئی حافظ صاحب آیا کرتے تھے۔ رات گئے تک تسبیح و تہلیل ہوتی تھی۔ درس قرآن ہوتا تھا۔ ستائیسویں تاریخ کو بڑے بڑے گیس جلتے تھے۔ اور مٹھائی تقسیم

(باقی صفحہ 12 پر)

سب چہرے اُترے ہوئے تھے
اور
سب دل روئے ہوئے تھے
سب آنکھیں پُرنم تھیں

ڈاکٹر غلام محمد جنہیں اب مرحوم لکھتے ہوئے قلم کا سینہ شق ہو رہا ہے۔ ہمارے بڑے ہی دیرینہ مراسم تھے۔ وہ ہمارے ساتھ ہمیشہ ایک شفیق باپ کی طرح پیش آئے اور ہمارے بزرگوں کے ساتھ ان کے بڑے گہرے دوستانہ اور برادرانہ تعلقات تھے۔ وہ جب بھی ملتے ہر ایک کی خیریت پوچھتے۔ ہر ایک کے نام کوئی نہ کوئی پیغام ضرور دیتے۔ آج سوچتا ہوں اپنے اس روحانی باپ کو کیونکر خراجِ تحسین پیش کروں اور وہ الفاظ کہاں سے لاؤں جو اس عظیم شخصیت کے لئے موزوں ہوں مگر جب میں سوچ کے ان دھاروں کے ساتھ ساتھ چلتا ہوں تو مجھے اپنے دامنِ قلم کو ایسے الفاظ کے موتیوں سے محروم پا کر مایوسی ہوتی ہے۔ مگر اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے مجھے اپنے تخیلات و کمزور قلم پر بھروسہ کرنا ہی پڑا ہے تاکہ میں اس اہم فرض سے سبکدوش ہو سکوں۔ ابھی تو ہمیں اپنے ہی غم و اندوہ سے فرصت نہ ملی تھی کہ یہ عظیم سانحہ بھی دیکھنا پڑا۔ سوچتا ہوں کہ ایک زخمی دل دوسرے کے زخموں پر کس طرح ایک اثر انگیز مرہم رکھ سکتا ہے۔ سوائے اس کے میں اور کیا کہہ سکتا ہوں کہ خدا انہیں صبرِ جمیل عطا کرے اور صاحبزادوں کو مرحوم باپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے اور ڈاکٹر وحید احمد کے ہاتھوں میں وہ شفا بخشے جو مرحوم باپ کا طرۂ امتیاز تھا۔

مجھے یاد ہے کہ میرے والد بزرگوار کی المناک وفات پر جب ڈاکٹر صاحب تشریف لائے تو انکی آنکھیں پُرنم تھیں۔ دیکھتے ہی اُن کی آنکھوں سے آنسوؤں کے دھارے پھوٹ بہے اور وہ زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکال سکے۔ مرحوم کی یہ حالت دیکھ کر پاس ہی کھڑے ایک صاحب نے ڈاکٹر صاحب سے سوال کیا کہ لوگ تو کہتے ہیں کہ ڈاکٹر مریض کی زندگی سے کبھی متاثر نہیں ہوتا اور نہ ہی مریض کی موت اس کے لئے کوئی وقعت رکھتی ہے کیا یہ ٹھیک ہے؟ انہوں نے کہا کہ "لوگ ٹھیک ہی کہتے ہوں گے مگر میرے بھائی میں ڈاکٹر ہوتے ہوئے بھی اپنے دل کو "ڈاکٹر" نہیں بنا سکا۔ یہ ابھی تک عام انسان کی طرح خوشی و غم کے تاثر کو محسوس کرتا ہے۔ جب کبھی کوئی مریض دم توڑ دیتا ہے تو بخدا مجھے یہ محسوس ہوتا ہے جیسے میرے ہی گھر کا کوئی فرد مجھ سے جدا ہو گیا ہے۔ میں نے کئی دلگداز منظر اپنی نگاہوں سے دیکھے ہیں۔

- میں نے دم توڑتے ہوئے مریضوں کے قالب میں اپنی روح تک داخل کرنے کی کوشش کی ہے۔
- میں نے دواؤں کے معاملہ میں کبھی بخل سے کام نہیں لیا۔
- میں سینکڑوں مقامات پر کامیاب بھی ہوا ہوں۔
- لیکن میں صرف انہی مرحلوں پر ناکام رہا ہوں جہاں موت کا فیصلہ اٹل ہوتا ہے"۔

میں ڈاکٹر صاحب کی میت کے سرہانے کھڑا ان کے خاموش اور ساکت چہرے کو دیکھ رہا تھا تو میرے ذہنی طاقتوں پر مرحوم کی گفتگو ابھرنے لگی۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے اب بھی وہ یہی کہہ رہے ہوں:-

"میں نے دم توڑتے
ہوئے مریضوں کے
قالب میں اپنی روح
تک داخل کرنیکی
کوشش کی ہے"۔

مگر جیت دوسروں کے قالب میں رُوح ڈالنے کی کوشش کرنے والا آج اپنے ہی قالب میں روح غائب ہونے کی وجہ سے زندگی کے عارضی بندھنوں سے آزاد ہو چکا تھا ؎

فروغِ شمع تو اب بھی رہے گا صبحِ محشر تک
مگر محفل تو پروانوں سے خالی ہوتی جاتی ہے

بچوں کا صفحہ

نیکی کبھی ضائع نہیں جاتی

ـــ*ادارہ*ـــ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک یہودی برسات کے موسم میں اپنے مکان کے کوٹھے پر جانوروں کو دانہ ڈال رہا تھا۔ اس کے ہمسایہ نے جب دیکھا تو اس سے کہا کہ تو کیوں ایسا کر رہا ہے؟ یہودی نے جواب دیا کہ برسات کا موسم ہے، میں نے خیال کیا کہ مینہ بارش میں جانوروں کو خوراک ملنی مشکل ہوگی لہٰذا دانے بکھیر رہا ہوں کہ جانور آ کر کھائیں اور مجھے ثواب حاصل ہو۔

مسلمان نے سن کر کہا کہ تیرا یہ فعل عبث ہے۔ تجھے کوئی ثواب حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ تو مسلمان نہیں۔

اس سے اگلے سال وہی مسلمان خانہ کعبہ حج کے لئے گیا تو اسے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ وہی یہودی خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہے۔ اس نے پوچھا کہ تو یہاں کہاں؟ یہودی نے جواب دیا کہ تو تو کہتا تھا کہ میرا چڑیوں وغیرہ کو دانہ ڈالنا ضائع جائے گا اور اس کا کچھ اجر نہیں مل سکتا۔ لیکن خدا نے مجھے اس کا اجر دے دیا کہ مجھے مسلمان ہونے اور خانہ کعبہ کا حج بجا لانے کی توفیق نصیب ہوئی ہے۔

اسی قسم کی ایک روایت حدیث میں بھی ہے کہ ایک صحابیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، کہ زمانہ جاہلیت (اسلام لانے سے پہلے کا زمانہ) میں ہم کچھ نیک کام بھی کیا کرتے تھے، کیا ان کا کوئی اجر ہمیں ملے گا؟

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ انہی نیکیوں کا نتیجہ ہے کہ تمہیں اسلام جیسی نعمت حاصل ہوئی۔

اس لئے

پیارے بچو! یہ خوب یاد رکھو کہ نیکی خواہ کتنی بھی چھوٹی سے چھوٹی ہو کبھی ضائع نہیں جاتی۔ کسی نہ کسی رنگ میں اس کا اجر ضرور ملتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے:-

من یعمل مثقال ذرة خیراً یره

جو شخص ذرہ برابر بھی نیکی کرے وہ اس کا اجر پا لے گا

پس تم بھی

جہاں تک ممکن ہو دوسروں سے نیکی کرو۔ انسان۔ حیوان۔ چرند پرند۔ ہر ایک سے اچھا سلوک اور برتاؤ کرو۔ ہر ایک کو سکھ پہنچاؤ۔ کسی کو کوئی تکلیف نہ دو۔ تاکہ تمہیں بھی سکھ حاصل ہو اور اللہ تعالےٰ تمہیں اس کا بہترین بدلہ دے گا۔

اسلامیات

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کام

(مولانا مرتضیٰ خان حسن)

۱- بچو! ذرا پہاڑوں کی طرف دیکھو۔ خدا کی قدرت اور اس کی عظمت کا نقشہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آ جائے گا۔ اللہ اکبر! کیسے کیسے اونچے پہاڑ ہیں۔ چوٹیاں ہیں کہ آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ درختوں کی قطاریں کیا بہار دکھا رہی ہیں۔ ان میں سے بعض درخت تو اس قدر بلند ہیں کہ ڈیڑھ ڈیڑھ سو فٹ کی خبر لاتے ہیں۔

۲- ایک طرف دیودار جیسا بلند اور قوی ہیکل درخت ہے جو قطاروں میں کہیں سے کہیں پھیلا گیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی بادشاہ کی فوج پرے باندھ کر کھڑی ہے۔ دوسری طرف چھوٹی موٹی جڑی بوٹیاں ہیں جن کا کوئی حد و شمار ہی نہیں۔ ان میں بعض بوٹیاں تو ایسی خوشبودار ہیں کہ انہوں نے زمین کو معطر بنا رکھا ہے۔ کیا بھینی بھینی خوشبو آتی ہے گویا کسی نے منوں گلاب چھڑک دیا ہے۔ انہی بوٹیوں سے آپ کی اکثر دوائیں تیار ہوتی ہیں۔ انہی سے طبیبوں کی طبابت اور جراحوں کی جراحی کا بازار گرم ہے۔ انہی کی بدولت سنیاسی بڑے سے بڑے ڈاکٹر کو بھی خاطر میں نہیں لاتا۔ اپنے آپ کو افلاطونِ زمان سمجھتا اور لوگوں پر اپنی ہمہ دانی کا سکہ جماتا ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ بعض بوٹیاں اپنی تاثیر کے لحاظ سے دنیا میں نظیر نہیں رکھتیں۔ کشمیر کے پہاڑوں میں مشک بالا ایک بوٹی ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کے سونگھنے سے ہی بخار رفو چکر ہو جاتا ہے۔ شملہ کی پہاڑیوں میں ایک بوٹی دیکھی گئی اس کو ہاتھ لگاتے ہی ہاتھ جلنے لگ جاتا ہے اس کے پاس ہی ایک دوسری بوٹی ہوتی ہے جس کو چھونے سے فوراً جلن دور ہو جاتی ہے۔

۳- دیکھنا ادھر کہیں بچھو بوٹی بھی ہوگی۔ صاحب! یہ بچھو بوٹی کیا چیز ہے؟ بھائی! یہ بھی ایک بوٹی ہے۔ اسے قدرت کا عطیہ کہنا چاہیئے۔ بچھو بوٹی اس لئے نام پایا کہ اس کی شکل ہو بہو بچھو کی سی ہوتی ہے۔ اور لطف یہ کہ یہ بچھو کے کاٹنے کا علاج ہے۔ جہاں بچھو نے کاٹا ہو ذرا سی گھسا کر لگا دو فوراً درد کو آرام آ جائے گا۔ دیکھو خدا کی قدرت جو بوٹی بچھو کا علاج ہے اس کی شکل ہی بچھو جیسی بنا دی تاکہ ایک ناواقف بھی سمجھ لے کہ قدرت نے اسے بچھو کے کاٹے کا علاج بنایا ہے۔

۵- پھر اور سنو! یہاں آپ کو ایک پیڑ ملے گا۔ جس کی شکل ہو بہو پھنیئر سانپ کی سی ہے۔ اسی طرح کا سا پھن۔ اسی طرح پھن پر لکیریں۔ اسی طرح زمین سے ڈیڑھ پونا فٹ اونچا اٹھا ہوا۔ اسی طرح منہ کے اندر ہلتی ہوئی زبان غرض ہر لحاظ سے پھنیئر سانپ۔ اور لطف یہ ہے کہ اس کے پھن کے نیچے ایک پھلی سی لگتی ہے۔ یہ سانپ کاٹے کا علاج ہے۔ قربان جائیں اس کی قدرت کے۔ سبحان اللہ وبحمدہ! کیا ایسی ایسی قدرتیں دیکھ کر بھی کوئی شخص اللہ تعالیٰ کا منکر ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

۶- پہاڑ ہماری زندگی کے لئے از بس ضروری ہیں اگر یہ نہ ہوں تو زمین کا اپنی جگہ پر قائم رہنا مشکل ہو جائے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ چاند اور سورج دونوں زمین کو اپنی طرف کھینچتے ہیں مگر پہاڑوں نے وزن قائم کر رکھا ہے ورنہ زمین اوپر کھنچ جائے۔ پھر بارشوں کے لانے میں؟

اللہ تعالےٰ کی قدرت کے کام (بسلسلہ کالم ۲)

بھی پہاڑوں کو بڑا دخل ہے۔ پانی سے لدی ہوئی ہوائیں جب ٹھنڈے پہاڑوں سے ٹکراتی ہیں تو بارش ہو جاتی ہے۔

حضرت شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم و مغفور

(بسلسلہ صفحہ ۱۰)

ہوا کرتی تھی۔ پھر ہر سال جلسہ منعقد ہوا کرتا تھا۔ ہماری خوبصورت مسجد میں ہلکی نیلی رنگت کی سفیدی ہوا کرتی تھی۔ سارے صحن میں قناتیں لگی تھیں۔ جھنڈیاں لگائی جاتی تھیں اور مرکز سے آئے ہوئے مولوی صاحبان لیکچر دیا کرتے تھے۔ اگرچہ جلسہ گاہ میں علی الاعلان اور دوران تقریر میں اینٹیں پھینکنے والے بھی بہتیرے تھے۔ اور آوازے کسنے والوں کی بھی کمی نہ تھی۔ مگر شیخ صاحب ان گیدڑ بھبکیوں سے کب ڈرتے تھے۔ استقلال اور بے خوفی ان کی فطرت ثانیہ تھی اور ان کے پروگرام کے توازن میں کوئی بھی ایسی چیز خلل انداز نہ ہو سکتی تھی۔

جمعہ پڑھانے کا انہیں بے انتہا شوق تھا۔ وہ اپنے خطبہ میں بڑے سادہ موضوعات مثلاً قدرت اللہ، اس کے عجیب و غریب مظاہر پر بڑے سادہ انداز سے تبصرہ کیا کرتے۔ اور خدائی نعمتوں کی بے پایاں وسعتوں کو آہستہ آہستہ بیان کرتے تھے۔ خدائی نعمتوں کا بیان اُن کا مرغوب موضوع تھا۔ اور بقول اقبال شکر نعمت اگرچہ کرنا ہی چاہیئے مگر مخصوص لوگ ہی کرتے ہیں۔ وہ کہتا ہے ؎

کشادہ دست کرم جب وہ بے نیاز کرے
نیاز مند نہ کیوں عاجزی پہ ناز کرے

اور میرے خیال میں یہ اظہار ناز ہی ہوتا تھا۔

آخری عمر میں وہ خود قرآن نہیں پڑھ سکتے تھے تو ایک حافظ قرآن سے باقاعدہ سنا کرتے تھے۔ یہ چیز اُن کے عشق قرآن کو ظاہر کرتی ہے۔

سادگی و انکساری ان کا طرۂ امتیاز تھا۔ عالموں کے قدردان تھے۔ اور اس چیز میں اُن کی اولاد نے بھی بہت کچھ حصہ لیا ہے۔ اس موقع پر کہنا پڑتا ہے ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست

وہ ایک پُرسکینت رُوح تھی۔ ان کی روح اور دل و دماغ سکون و اطمینان اور کامرانی کی شعاعوں سے منوّر رہا۔ زندگی کا راستہ ہموار باقاعدہ اور خوبصورت تھا۔ اور وفات بھی نہایت سکون سے پائی۔

اتنے بڑے شخص کے لئے میرے یہ الفاظ بہت معمولی ہیں۔ اور یقیناً یہ اُس احترام کو ظاہر نہیں کرتے۔ جو ہم لوگوں کے دلوں میں اُن کے لئے ہے وہ اپنے گھر والوں کے لئے ہی بابرکت نہ تھے، بلکہ اُن کی برکت ہم سب کے لئے بھی تھی۔ بلکہ تمام وزیرآباد کے احمدیوں کے لئے وہ نشان برکت تھے۔

شیخ صاحب مرحوم کی ایک اور خوبی جسے عام لوگ بطور مثال پیش کرتے ہیں۔ یہ تھی۔ کہ وہ اپنی اولاد کا بے انتہا احترام کرتے تھے۔ اور بڑی عزت سے پیش آیا کرتے تھے۔ ان کی وفات پہ ڈاکٹر ٹیگور کی یہ نظم مجھے بڑی موزوں دکھائی دیتی ہے:—

" اس رخصت ہونے کے وقت! اے میرے دوستو! میرے لئے شبھ کامنا کرنا۔ آسمان روشنی سے چمک اُٹھا ہے۔ اور میرا راستہ بڑا سہاونا ہے۔ مت پوچھو۔ کہ وہاں لے جانے کے لئے میرے پاس کیا ہے۔ میں اپنے سفر پر پُرامید دل سے جاتا ہوں۔

میں اپنا سہرا باندھ لوں گا۔ مسافروں کی طرح میرا گیروا لباس نہیں ہے۔ اگرچہ راستہ میں بہت سے خطرات ہیں۔ مگر میرے دل میں کوئی ڈر نہیں۔ شام کا ستارہ میرا سفر ختم ہو چکنے پر طلوع ہو جائے گا۔ اور شاہی دروازے پر شام کے نغموں کی فریادی تانیں گائی جائیں گی۔"

غرض یہ کہنا بے جا نہیں کہ شیخ صاحب مرحوم کی وفات ایک نفس مطمئنہ کی وفات تھی۔ جس کے متعلق قرآن کریم نے بشارت دی ہے کہ یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔

دعا ہے اللہ تعالےٰ ان کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

احقرہ - فاطمہ حکیم

کامیابی

ظفر احمد صاحب فرزند ارجمند مولانا آفتاب الدین احمد مرحوم و مغفور نے ستمبر ۱۹۵۹ء کے ایم۔ بی۔ بی۔ ایس فائنل کے امتحان میں کامیابی حاصل کی ہے۔ احباب سے مزید کامیابی کے لئے دعاؤں کی درخواست ہے۔

پیغام صلح ۱۸ نومبر ۱۹۵۹ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۴۳

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

ہر ماہ کی ۱، ۸، ۱۵، ۲۲
تاریخ کو شائع ہوتا ہے
"تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر ۷۳۲۷
ایڈیٹر:- دوست محمد
اسسٹنٹ ایڈیٹر:- بشیر احمد سوز

جلد ۴۹ | یوم یکشنبہ ۱۳ جمادی الاول ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۵ نومبر ۱۹۵۹ء | نمبر ۴۴

وجد و سرور تقوےٰ کے معیار نہیں

سچائی اور کمال جس سے خدا خوش ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کیساتھ وفاداری دکھائے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات

بعض انسانوں کو دیکھو گے کہ کافیاں اور شعر سن کر وجد و طرب میں آجاتے ہیں۔ مگر جب مثلاً ان کو کسی شہادت کیلئے بلایا جائے تو عذر کریں گے کہ ہمیں معاف رکھو۔ ہمیں تو فریقین سے تعلق ہے۔ ہمیں اس معاملہ میں داخل نہ کرو۔ پس سچائی کا اظہار نہ کریں گے۔ ایسے لوگوں کے وجد و سرور سے دھوکا نہیں کھانا چاہیئے۔ جب کسی ابتلا میں آجاتے ہیں۔ تو اپنی صداقت کا ثبوت نہیں دے سکتے۔ ان کا سرور و وجد قابل تعریف نہیں۔ یہ سرور طبعی امر ہے۔ بعض منکرین اسلام جن کو تمام پاکبازوں سے دلی عداوت ہے۔ وہ بھی اس سرور سے حصہ لیتے ہیں۔ ایک متعصب ہندو مثنوی مولوی رومی رحمۃ اللہ علیہ پڑھ کر سرور حاصل کرتا تھا حالانکہ وہ دشمن اسلام تھا۔ کیا تم سانپ کو پاکباز مانو گے؟ جو بانسری سنکر سرور میں آجاتا ہے۔ یا اونٹ کو خدا رسیدہ قرار دو گے۔ جو خوش الحانی سے نشہ میں آجاتا ہے۔ سچائی اور کمال جس سے خدا خوش ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ انسان خدا تعالےٰ کے ساتھ اپنی وفاداری دکھائے۔ ایسے انسان کا تھوڑا عمل بھی دوسرے کے بہت عمل سے بہتر ہے۔ مثلاً ایک شخص کے دو نوکر ہیں ایک نوکر دن میں کئی دفعہ اپنے مالک کی خدمت میں آکر سلام کرتا ہے۔ اور ہر وقت اس کے گرد و پیش رہتا ہے۔ دوسرا اس کے پاس بہت کم آتا ہے۔ مگر مالک پہلے کو بہت قلیل تنخواہ دیتا ہے اور دوسرے کو بہت زیادہ۔ اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ دوسرا ضرورت کے وقت اس پر جان بھی دینے کے لئے تیار ہے۔ اور وفادار ہے۔ اور پہلا کسی کے بہکانے سے مجھے قتل کرنے پر بھی آمادہ ہو جائے گا یا کم از کم مجھے چھوڑ کر کسی دوسرے کی ملازمت اختیار کر لے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص خدا تعالےٰ سے وفاداری کا تعلق نہیں رکھتا۔ مگر پنجوقتہ نماز ادا کرتا ہے۔ اور اشراق تک بھی پڑھتا ہے۔ بلکہ کئی ایک اور اوراد بھی تجویز کئے ہوئے ہیں تو وہ خدا تعالےٰ کی نظر میں ایک وفادار انسان سے کوئی نسبت نہیں رکھتا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ جانتا ہے کہ ابتلا کے وقت وفاداری نہیں دکھائے گا۔ جب انسان وفاداری اختیار کرے گا۔ تو سرور لازمی طور پر اس کو حاصل ہو جائیگا۔ جیسا کہ کھانا آتا ہے تو دسترخوان بھی ساتھ آجاتا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ کاملوں میں بھی بعض قبض کے وقت آجاتے ہیں۔ کیونکہ قبض کے وقت انسان کو سرور کی قدر زیادہ ہوتی ہے اور اس کو زیادہ لذت حاصل ہوتی ہے۔

(ملفوظات احمدیہ جلد اوّل)

مقتداؤں کی ذمہ داری

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"تم میں سے ہر شخص راعی ہے اور وہ اپنی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا"

پھر اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا:۔

"امام راعی ہے اور اس کی رعیت (باشندگان مملکت) کے بارہ میں باز پرس ہوگی (کہ ان کے حقوق کہاں تک پورے کئے) مرد اپنے (بال بچوں) کا راعی ہے اور اس سے ان کے بارہ میں باز پرس ہوگی (کہ ان سے کیسا سلوک کرتا رہا) عورت اپنے شوہر کے گھر کی راعی ہے اور اس سے اس بارہ میں باز پرس ہوگی (کہ اس نے گھر کو کس طرح چلایا اور بال بچوں کی حفاظت و نگرانی اور تربیت کس طرح کی) اور ایک خادم اپنے مالک کے مال کا راعی ہے اور اس سے اسی کے بارہ میں باز پرس ہوگی (کہ اس نے مال کی حفاظت کہاں تک کی اور اس میں خیانت تو نہیں کی) اور آدمی اپنے باپ کے مال کا بھی راعی ہے اور اس سے اس کے بارہ میں بھی باز پرس ہوگی۔" ۴۲

۴۵ اور آخر میں پھر فرمایا:۔
" تم میں سے ہر شخص راعی ہے اور اس سے اپنی رعیت کے متعلق باز پرس کی جائیگی"

تبلیغ بلادِ غیر

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پاکے شہرۂ عالم بنا دیا

— انچارج تبلیغ بلادِ غیر

جنوبی افریقہ

سلیمان اسمٰعیل یونارا - جنوبی افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بمطابق آمدہ خط از ووکنگ انگلینڈ عرض پرداز ہوں کہ مجھے کچھ پمفلٹس اور کچھ دیگر لٹریچر بھیجکر ممنون فرمائیں قادیانیت اور احمدیت کے متعلق مجھے کافی واقفیت کی ضرورت ہے تاکہ میں اس کی تعلیم کا مقابلہ اس کی افادی حیثیت کو مدنظر رکھکر دوسرے پرانے مذاہب کی تعلیمات کے ساتھ کرکے کسی نتیجہ پہ پہنچ سکوں -

والسلام

(انہیں لٹریچر اور مفصل خط بھیجا جارہا ہے - غلام قادر)

نیویارک

جان جے ٹالسنڈ نیویارک -

آپ کی چٹھی مؤرخہ $\frac{1}{59}$ ۱۲ ملی اور ایک پارسل مشتمل بر His Holiness Xrayed اور Teaching of Islam Ahmadiyyat and its necessity وصول ہوا، شکریہ -

یہ سب کی سب بہترین کتب ہیں ، خصوصًا Teaching of Islam. بڑی نور بخش کتاب ہے - میں نے منی آرڈر "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور" کے نام بھیجا تھا - فنانس سیکرٹری سے اسکے متعلق دریافت فرمائیں - اگر اس کا پتہ نہ مل سکے تو مہربانی فرماکر فوراً اطلاع دیں - پھر تمام واجبات آپ کو بھیجوں گا درحقیقت یہ مجھ سے غلطی ہوئی - ہمارے ملک میں چند ایسی تنظیمیں ہیں جو اسلام کو اپنا مذہب گردانتی ہیں اور انکے ممبر اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں - بندہ انکی مجالس میں حاضر ہوا اور انہیں اس تعلیم پرگامزن پایا - جو قرآنی تعلیمات کے سراسر منافی ہیں - میری خواہش ہے کہ قرآن ، حدیث اور اس لٹریچر کو جو پاکستانی احمدیوں یا انگلستان کی مسجد سے میسر ہوسکے ، اسے خود پڑھوں اور ان لوگوں کو جو اس سے متفق ہوں ، ان کو ایک چھوٹی سی تنظیم میں مسلک کردوں ہمارا طریق نماز خصوصًا ایسا ہوگا جو تمام مسلمانانِ مشرق و مغرب نے اپنا رکھا ہے - یہ میرے پروگرام کا پہلا حصہ ہے جو بہت مدت اور گہری توجہ کا مستحق ہے دوسرے نمبر پر ہمیں مفت لٹریچر تقسیم کرنا ہے - ہمیں اپنے آپ کو خوشحال بنانے اور محتاجوں کی امداد کرتے ہوئے دوسروں کے لئے نمونہ بننا چاہیئے تاکہ ممبر شپ بڑھ سکے - میرے پروگرام میں مذہبی رنگ و نسل کی کوئی تمیز نہیں ہے - قرآن حدیث اور تعلیم عربی کے گہرے مطالعہ کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ ہم اسلام پر لیکچر دینے کے ضرور قابل ہوجائیں گے سکول نچلے درجے میں غیر ملکی زبانیں سکھا رہے ہیں - فرانسیسی ، جرمنی ، اور ہسپانوی زبانیں اول اور ثانیہ ہر دو درجوں میں سکھائی جارہی ہیں اور ہسپانوی زبان پر "Puerto Ricans" کے سلسلہ میں خاص زور دیا جارہا ہے - عربی زبان میرے پروگرام میں لازمی ہے اور دوسری زبان کے سلسلہ میں پھر غور ہوگا ، جو کچھ بھی آپ مشورہ یا تصحیح کرنا چاہیں اس کا پرتپاک خیر مقدم کروں گا - Introduction of the study of Quran and Hadith. کی مجھے پانچ پانچ کاپیاں درکار ہیں - مہربانی فرماکر دارالکتب سے میرے نام بھجوادیں - شکریہ -

(خط لکھا جارہا ہے - غلام قادر)

ناٹجیریا

دریسولا ول بی - ای - ناٹجیریا -

میں ناٹجیریا کا ایک مسلمان طالب علم ہوں اور اسلام کے متعلق کچھ جاننا چاہتا ہوں - گو میں پیدائشی مسلمان ہوں مگر مجھے اس قدر عظیم الشان مذہب کے متعلق علم بہت تھوڑا ہے - مجھے قرآنی رسم الخط جاننے میں بھی بڑی دشواری لاحق ہے - آپ مجھے اسلامی لٹریچر ارسال فرمائیں میں آپ کا بہت شکر گذار ہوں گا -

عصر حاضر میں اسلامی دنیا میں خیالات وجذبات کی انقلابی اور ارتقائی رَو قابلِ تحسین ہے -

میں آپ کی کامیابی کے لئے دست بدعا ہوں اور آپ کے ادارہ کی تبلیغی مساعی کو بنظر استحسان دیکھتا ہوں اللہ تعالےٰ آپ کی مساعی کو ثمرآور فرمائے -

مجھے آپ کی طرف سے جلدی جواب یا جواب کی توقع ہے - (انہیں لٹریچر اور خط بھیجے جارہے ہیں - غلام قادر)

برٹش گی آنا

ترجمہ خط از مس بسم اللہ رحمان ڈیمرارا برٹش گی آنا جنوبی امریکہ - مؤرخہ $\frac{1}{59}$ ۲۱

میں آپ سب کا بڑی مسرت کے ساتھ شکریہ ادا کرتا ہوں - گذشتہ ماہ مجھے اسلامی لٹریچر کی چند کتب موصول ہوئیں جن سے مجھے بہت فائدہ پہنچا میں نے ان کا مطالعہ بھی مکمل کرلیا ہے - میں نے گذشتہ انبیاءؑ سے متعلق تواریخ کا سیر حاصل مطالعہ کیا ہے بطور مثال مجھے ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ نے تو عالمگیر مذہب اسلام کے متعلق بہت متاثر کیا ہے - امسال میں نے سکول کی ابتدائی تعلیم مکمل کرلی ہے اور اب گھر پر مزید مطالعہ جاری ہے میرا مقصد حیات ویسے تو کیمسٹ اور ڈرگسٹ بننے کا ہے مگر زیادہ تر میری خواہش سچی اور حقیقی متبع اور خادمہ اسلام بننے کی ہے - میں آپ کی تحریک سے متعلق کوئی رسالہ پڑھنا چاہتی ہوں - مجھے معلوم نہیں کہ آپ کسی قسم کی رقم قبول کریں گے یا نہیں ، چونکہ میں جانتی ہوں اور صرف خیال ہی کرسکتی ہوں کہ کس قدر لاکھوں روپے اشاعت کتب پر خرچ ہورہے ہیں - اگر جیبی سائز کے قرآن شریف آپ کی انجمن سے مل سکے ، تو مہربانی فرماکر مجھے مطلع فرماویں تاآنکہ میں اُن میں سے ایک خرید سکوں میں نے ابھی تک ایسا قرآن نہیں دیکھا - اگر ممکن ہو تو میں اسے لینے کے لئے تیار ہوں - میں بسا اوقات باہر جاتی رہتی ہوں اس لئے چاہتی ہوں کہ ایک قرآن ہمیشہ میرے ساتھ رہے اور مستقل راہ نما کی حیثیت سے رہے - میں تعلیم سے محبت کرتی ہوں اور خصوصًا .... اپنے مذہب اسلام کے مطالعہ سے تو مجھے بے حد محبت ہے - ہمارے ملک میں تو عامۃ المسلمین تقریبًا اسلام سے آزاد ہیں - عورتیں مسجد کی طرف نہیں جاتیں کیونکہ وہ احمدی نہیں ہیں - جمعہ کے دن مشکل سے کوئی ایک آدھ مسجد میں جاتی ہوگی -

مسجد میرے گھر سے تقریبًا نصف میل دور ہے میں صرف سولہ سالہ لڑکی ہوں مگر اسلام سے بے حد محبت رکھتی ہوں - شکریہ -

(انہیں قرآن شریف انگریزی ٹیچنگز آف اسلام اور پمفلٹس اور خط بھیجے جارہے ہیں - غلام قادر)

سوڈان

ترجمہ خط از موسٰے محمد سالم - ایڈیمان ، دی ری پبلک آف سوڈان -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

جب سے میں نے تحریکِ احمدیہ سے اپنا رشتہ قائم کیا ہے ، بندہ سوڈانیوں کے سامنے آپ کی اسلامی سوسائٹی کے مقاصد کی وضاحت کررہا ہے بہت سے سوڈانیوں نے آپ کی اسلامی تحریک کے متعلق چند پمفلٹس پڑھنے کے بعد غلط مطلب لیا ہے - یہ پمفلٹس قاہرہ کے چند متعصب مسلمان مصنفوں کی طرف سے لکھے گئے تھے -

میں نے آپ کی بہت سی تبلیغی کتب کا ترجمہ ان لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے - خصوصًا اپنے انسٹی ٹیوٹ سے متعلق دوستوں نے تو آپ کی تحریک کی اسلامی خدمات کا مطالعہ مخلصانہ طور پر شروع کردیا ہے -

یہاں ہمارے ملک سوڈان میں عیسائی مشن تو سر دھڑ کی بازی لگا رہے ہیں کہ غیر مسیحیوں خصوصًا مسلمانوں کو عیسائیت میں داخل کرلیں - چند ماہ قبل سوڈانی

(باقی بر صفحہ)

ہفت روزہ پیغام صلح —— لاہور —— مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۲۱ء

مقامِ تجدید

قبل ازیں ہم معاصر الشیخ کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے یہ بتا چکے ہیں کہ مجدّد کا ماننا اگرچہ ایمانیات میں سے نہیں، اور نہ اس کے انکار سے کوئی شخص اسلام سے خارج ہو سکتا ہے، تاہم اس کا انکار کوئی معمولی حیثیت نہیں رکھتا، بلکہ ان عملی فروگذاشتوں میں سے ہے، جو فسق کے درجہ تک پہنچاتی ہیں، چنانچہ قرآن کریم نے آیت استخلاف میں ایسے ہی لوگوں کے متعلق اولٰئک ھم الفاسقون کا فتوے دیا ہے اصل بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف بغض و تعصب نے بڑے بڑے صاحب علم لوگوں کے دماغوں کو اس قدر ماؤف کر دیا ہے کہ وہ اس بات کو سوچ ہی نہیں سکتے کہ مقام تجدید کی اہمیت کیا ہے اور کیوں علمائے امت کے ہوتے ہوئے ہر صدی کے سر پر مجدّد کے آنے کی پیشگوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی، اور کیوں ہر زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے رہے، جنہوں نے مقام تجدید پر کھڑے ہونے کا دعوے کیا، اگر مجدّد کا وجود دیگر علمائے امت سے کوئی امتیازی حیثیت نہیں رکھتا اور اسکو یہ بھی حق نہیں کہ لوگوں کو اپنی طرف بلائے اور اپنے ساتھ ملا کر خدمت دین کی دعوت دے ...

- - - - - - اگر اس کی دعوت کا انکار بلکہ شدید مخالفت بالکل قابل گرفت نہیں، تو اس کا خاص طور پر مبعوث کیا جانا ایک فعل عبث ہے، اور یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ مقام تجدید امت میں کیوں رکھا گیا۔

اگر ہمارے مخالفین اس بات پر غور کرتے تو انہیں سمجھ آ جاتا کہ مجدّد کا وجود کوئی معمولی حیثیت نہیں رکھتا، اور اس سے انحراف کرنا اور اسکی دعوت کو پائے استحقار سے ٹھکرا دینا بہت بڑی معصیت ہے جو سلب ایمان تک پہنچا دیتی ہے۔

قبل ازیں ہم اس بارہ میں مولانا ابوالکلام آزاد کے بیانات نقل کر چکے ہیں جن میں انہوں نے مقام تجدید کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ مجدد بہت بلند حیثیت رکھتا ہے جس کے مقابلہ میں علمائے زمانہ کو کوئی فضیلت حاصل نہیں ہوتی، مولانا فرماتے ہیں :-

"گو کاروبار دعوت سے معاملات رکھنے والے بہت سے موجود ہوں مگر اس عہد کے فتح باب اور سلطانی و امر دعوت کی فضیلت ان کو نصیب نہیں ہوتی سب ناچار رہتے ہیں کہ اس فاتح عہد اور عازم وقت ہی کے حلقۂ اتباع در بانت میں داخل ہوں۔ بہت ممکن ہے کہ ان میں بعض افراد کسی خاص شاخ علم و عمل میں درجہ بلند رکھتے ہوں مگر اس معاملہ کے لئے وہ کچھ سود مند نہیں ہوتا اور فاتح دور کے آگے ان کو اطفال مکاتب کی طرح زانوئے ادب و استفادہ تہ کرنا ہی پڑتا ہے اس عہد کے خزائن فیضان و برکات کی کنجی اسی کے قبضہ میں دے دی جاتی ہے پس طالبین فیضان اس کے حلقۂ ارادت سے الگ رہ کر کچھ نہیں پا سکتے اگر کسی نے بطریق استراق سمع کوئی کلمہ حقیقت حاصل کر بھی لیا تو اوّل تو وہ مثمر برکات نہیں ہوتا اور اگر ہوتا بھی ہے تو چونکہ عہد کی سلطانی فاتح و عازم دعوت ہی کو پہنچتی ہے، اس لئے وہ بھی بالواسطہ اسی کے فیضان و بخشش میں سے شمار کیا جاتا ہے۔"

(تذکرہ صفحہ ۱۰۹)

ایسا ہی حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صفائی کے ساتھ اس بات کو واضح کیا ہے کہ مجدّد کے زمانہ میں جس قدر اولیاء و ابدال و اقطاب ہوں، وہ اسی کے توسط سے فیوض حاصل کر سکتے ہیں اور اس کی متابعت کے بغیر فیض روحانی سے محروم رہ جاتے ہیں، اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے تو الہام الٰہی سے اپنے زمانے والوں کو ہر قسم کی زمینی و آسمانی برکات سے محروم قرار دیا اور حقیقت قرب تک پہنچنے کے لئے اپنے طریقہ کے علاوہ باقی تمام طریقوں کو مسدود قرار دے دیا۔ یہاں تک کہ تمام اہل مشرق و مغرب کو اپنی رعیت اور اپنے آپ کو ان کا بادشاہ بتایا۔

ان بیانات سے مقام تجدید کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے، اور کوئی صاحب علم و دانش اس کو ایک معمولی مقام قرار دے کر اس گرفت سے نہیں بچ سکتا جس کی طرف مندرجہ بالا بیانات میں اشارہ کیا گیا ہے، حیرت ہے کہ ہمارے مخالفین نے مسیح موعودؑ کی مخالفت میں ان صداقتوں کا بھی انکار کر دیا جو امت محمدیہ میں مسلّم چلی آ رہی ہیں، اگر حضرت مرزا صاحب کو تم اپنے دعوے میں سچا نہیں سمجھتے تو یہ الگ بات ہے، مقام تجدید کا انکار کر کے بزرگان امت کی اہانت اور حدیث نبوی کے استخفاف کے مرتکب کیوں ہوتے ہو؟ کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں، کہ مرزا صاحب کا دعویٰ حدیث نبوی اور مسلمات امت کے عین مطابق ہے؟ اور مقام تجدید کی اہمیت کو مانتے ہوئے مرزا صاحب کی صداقت کا انکار نہیں کیا جا سکتا، اس لئے تم نے مقام تجدید ہی کا انکار کر دیا کہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری، اس سے پہلے مسیح موعود کے دعوے کو غلط ثابت کرنے کے لئے ان احادیث کا تم نے انکار کیا جن میں مسیح کی آمد ثانی کا ذکر ہے، اب مقام تجدید کا بھی انکار کر کے بالکل صفائی کر دی کہ کسی طرح مرزا صاحب سچے نہ ثابت ہو جائیں۔ یہ ہے ایک صداقت کے انکار کا نتیجہ کہ اس کے لئے کئی ایک صداقتوں سے منہ پھیرنا پڑا لیکن کم از کم یہ بتا دیجئے کہ ان لوگوں کو آپ کیا کہیں گے جنہوں نے مقام تجدید پر کھڑے ہونے کے دعوے کئے۔ حضرت شاہ ولی اللہ کو کیا کہیں گے، جنہوں نے اللہ تعالےٰ کی طرف سے خلعت مجدّدیت پہنائے جانے کا دعویٰ کر کے اپنے آپ کو مشرق و مغرب کا بادشاہ قرار دیا اور اپنے منکرین کو زمینی و آسمانی برکات سے محروم قرار دیا، مجدّد الف ثانی کو کیا کہا جائے گا جنہوں نے اولیاء و ابدال و اقطاب کو بھی مجدّد ..... کے توسط کے بغیر ہر قسم کے فیوض سے محروم قرار دیا چہ جائیکہ ایک عامی آدمی کو مجدّد کے انکار کے باوجود کوئی فیض و برکت حاصل ہو، ہاں مولنا ابوالکلام آزاد کے بیان پر بھی غور کرو اور صفائی کے ساتھ بتاؤ کہ اس کی صداقت میں تمہیں کیا انکار ہے؟ اور اگر ان لوگوں کو جھٹلا نہیں سکتے، اور نہ حدیث مجدّد کی صحت کا انکار کر سکتے ہو، تو پھر مقام تجدید کا استخفاف کرنا اور مجدّد وقت کو جھٹلانا (حالانکہ ان کے تجدیدی کارنامے اس قدر شاندار ہیں کہ تمام دنیائے اسلام میں ان کی نظیر نہیں) یہ کہاں کی دیانت اور انصاف ہے۔

قراردادِ تعزیت جماعتِ راولپنڈی

آج مورخہ ۳۰ اکتوبر ۵۹ء بعد نماز جمعہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کا ایک غیر معمولی اجلاس زیر صدارت میاں بشیر احمد صاحب منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قرارداد تعزیت حضرت شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم رئیس وزیر آباد متفقہ طور پر پاس ہوئی۔

ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی حضرت شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم رئیس وزیر آباد کی وفات پر دلی افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہیں کہ وہ شیخ صاحب مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور انکے فرزندان شیخ عزیز احمد، شیخ نثار احمد و شیخ غلام احمد صاحبان و دیگر پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے مرحوم حضرت اقدس کے صحابیوں میں سے تھے اور نہایت ہی متقی متدین اور پرہیزگار انسان تھے۔ انکی وفات سے انجمن کو جو نقصان پہنچا ہے اسکی تلافی ناممکن نہیں تو محال ضرور ہے ...

اہم خطوط

ایک حقیقت کا انکار

پیغام صلح بکم اکتوبر ۱۹۵۹ء میں میرا جو خط جماعت لاہور کے ساتھ شمولیت کا شائع ہوا ہے۔ اس میں ایڈیٹر صاحب نے تمہید کے طور پر جو امور ذکر کئے ہیں اُن سے ممکن ہے بعض لوگوں کو غلط فہمی پیدا ہو گئی ہو۔ لکھنا یوں چاہیئے تھا کہ

غلام احمد بشیر جو جماعت ربوہ کے مبلغ رہے ہیں انہوں نے ذیل کا خط لکھا ہے وغیرہ۔ گو میں آنریری طور پر تبلیغ کا کام کرتا رہا ہوں لیکن اس خط کی تحریر کے وقت میں جماعت ربوہ کا تنخواہ دار مبلغ نہیں تھا۔ باقی یہ امر درست ہے کہ قرآن مجید کا ڈچ ترجمہ اور ہیگ میں مسجد کی تکمیل میری نگرانی میں ہوئی اور میں نے بعد میں بھی تبلیغی کاموں میں جب بھی ضرورت ہوتی ہے، حافظ قدرت اللہ صاحب کی مدد کی ہے۔ ان کے کہنے پر مسجد کے پروگراموں میں بھی حصہ لیا ہے تقاریر بھی کی ہیں، ان کے ساتھ جلسوں میں بھی شرکت کے لئے گیا ہوں اور وہ میرے ساتھ بھی میٹنگوں میں شامل ہوتے رہے ہیں۔ گو ان باتوں کا ذکر الفضل میں نہیں آیا لیکن میں نے اسے زیادہ اہمیت نہیں دی۔ مگر اب تو مجھے عجیب عجیب القاب سے یاد کیا جاتا ہے اور میرے متعلق ہر قسم کی غلط بیانیاں کی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ان دوستوں کو سمجھ عطا فرمائے۔ خاکسار غلام احمد بشیر
ایمسٹرڈم ہالینڈ

تعزیتی قرارداد

سرینگر۔ ۲۳ اکتوبر۔ آج مسجد احمدیہ قلمدان پورہ میں بعد از نماز جمعہ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب مرحوم و مغفور کا جنازہ غائبانہ پڑھا گیا اس کے بعد ایک اجلاس زیر صدارت شیخ عبد الصمد صاحب منعقد ہوا جس میں متفقہ طور پر حسب ذیل تعزیتی قرارداد پاس کی گئی:۔

"احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سرینگر کا یہ اجلاس مرکزی انجمن کے خاص رکن جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی وفات حسرت آیات پر انتہائی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور موصوف کی بے وقت موت کو اسلام اور احمدیت کیلئے نقصان عظیم تصور کرتا ہے۔

انجمن اس عظیم قومی صدمہ میں جناب صدر صاحب مرکزی انجمن اور مرحوم کے پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتی اور خداوند سے دعا کرتی ہے کہ مرحوم کو فردوس بریں میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ قرار پایا کہ قرارداد کی نقول مرکزی انجمن اور پریس کو بھیجدی جائیں۔ عبد العزیز سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سرینگر

حضرت شیخ نیاز احمد صاحب غفر اللہ لہ کی یاد میں

(مولانا مرتضیٰ خان حسن)

برفت از دارِ دُنیا سوئے عُقبیٰ ٭ نیاز احمد۔ دریغا وا دریغا!
ز ہجرش یک جہانے پُر الم شد ٭ بسے دلہا رہینِ درد و غم شد
ندارد وصفِ اُو حد و حسابے ٭ عظیم المرتبت۔ عالی جنابے
گرامی منزلت والا تبارے ٭ بدُنیا و بدیں ہم کامگارے
نہے عزّ و وجاہت را نگارے ٭ زہے علم و عمل را افتخارے
گرامی گوہرا ز بحرِ حجازی ٭ نگینِ خاتمِ حشمت طرازی
دُرِ یکتا زِ کانِ دلربائی ٭ گلے از روضۂ دینِ الٰہی
ز اصحابِ مسیحا یادگارے ٭ نکو خو۔ نیک دل نیکو شعارے
فدائے احمدیت از دل و جاں ٭ نثارِ حضرتِ مہدئ دوراں
نہادہ دین بر دُنیا مقدّم ٭ بزہد و اتقا مشہورِ عالم
خدا بخشید اُو را علمِ قرآں ٭ ز فضلِ خاص و ز لطفِ فراواں
غریباں بیکساں را دستگیرے ٭ فہیم و زیرک و روشن ضمیرے
وجودش گلشنِ دیں را بہارے ٭ سخاوت را بذاتش صد وقارے
رحیم و مہربان و بندہ پرور ٭ کریم و مصلح جُود و داد گستر
باخلاقِ حمیدہ فخرِ ملت ٭ وجودش قوم را صد گونہ رحمت
رُخش تابندہ چوں بدرِ منیرے ٭ بحُسنِ ظاہری ہم بے نظیرے
لبش خنداں چو صبحِ نوبہاراں ٭ جبیں پُر نور چوں مہرِ درخشاں
سقاہُ اللہُ کاساتِ الوصالِ ٭ بہ لطفِ خاص و فضلِ لایزالی

خدا بر تربتش رحمت ببارد
بہ نعمت ہائے گوناگوں نوازد

(از جناب مولوی غلام احمد بٹیہ امام مسجد ہیگ)

مکتوبِ ہالینڈ

شیخ میاں محمد صاحب سے ملاقاتیں۔ شیخ محمد طفیل صاحب کی تبلیغی ملاقاتیں۔ ایمسٹرڈم میں تبلیغی جلسہ مسٹر میلاما کی ایمان افروز تقریر۔ مسٹر فان اونک کی تقریر۔ ہیگ میں تبلیغی جلسہ اور قادیانی مخالفت اسلام کی غیر مشتبہ تعلیم۔ غیروں کے ہاں

ذیل میں احمدیہ مشن ہالینڈ (ایمسٹرڈم (دی ہیگ) کی کارروائی بابت ماہ اکتوبر ۱۹۵۹ء مختصراً درج کی جاتی ہے تاکہ احباب اپنی دعاؤں میں ہمیں یاد فرماتے رہیں۔

شیخ میاں محمد صاحب سے ملاقاتیں

اسی ماہ مکرم و محترم جناب شیخ میاں محمد صاحب ہالینڈ میں ہی تشریف فرما تھے۔ آپ جتنا عرصہ ہالینڈ میں مقیم رہے مختلف غیر مسلم احباب سے جہاں بھی آپ کو موقعہ ملتا رہا آپ اسلام کے متعلق گفتگو فرماتے رہے۔ اس عرصہ میں کئی ایک دوست مشن میں آپ سے ملاقات کرنے کے لئے تشریف لاتے رہے۔ آپ کا قیام ہالینڈ کئی لحاظ سے مشن کے لئے مفید ثابت ہوا۔ آپ سے جو لوگ بھی ملاقات کرتے وہ آپ کے مشفقانہ سلوک سے متاثر ہوتے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو تبلیغ اسلام کے اور بھی مواقع عطا فرمائے اور آپ کے ذریعہ بہت سے لوگ اسلام میں داخل ہوں۔

شیخ محمد طفیل صاحب کی تبلیغی ملاقاتیں

جیساکہ ایمسٹرڈم میں برادرم مکرم شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے تبلیغی مساعی میں مصروف رہے اور لوگوں کو اپنے پاس بلانے کے علاوہ اُن کے ہاں جاکر ملاقات کرتے رہے ویسے ہی اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہیگ میں بھی تبلیغ اسلام کا سلسلہ جاری رہا۔ کئی ایک دوست ملاقات کے لئے تشریف لائے اور ہم بھی بعض دوستوں کے ہاں جاتے رہے اور انفرادی طور پر تبلیغ کرتے رہے۔

ایمسٹرڈم میں تبلیغی جلسہ

اس عرصہ میں ہم نے ایک جلسہ ایمسٹرڈم میں منعقد کیا اور ایک ہیگ میں۔ ایمسٹرڈم کے جلسہ کا انتظام طفیل صاحب نے کیا جس کے لئے انہوں نے بہت سے دوستوں کو دعوت نامے بھجوائے اسی جلسہ میں مسٹر آر۔ ایل میلاما اور مسٹر عبداللہ فان اونک نے تقاریر کیں۔ برادرم طفیل صاحب نے حاضرین کو خوش آمدید کہتے ہوئے دونوں لیکچراروں سے تعارف کرایا۔

مسٹر میلاما کی ایمان افروز تقریر

مسٹر میلاما نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے متعلق نہایت ہی ایمان افروز تقریر فرمائی آپ نے حضورؐ کی ابتدائی زندگی کے حالات بتلاتے ہوئے آپؐ کے اخلاق عالیہ اور فضائل حسنہ پر مبسوط بحث کی۔ پھر دعوےٰ نبوت پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے ان مشکلات کا نہایت ہی دردمندانہ طور پر ذکر فرمایا جو حضورؐ کو پیش آئیں پھر اسلام کی ترقی اور اسلام کی اصولی اور فروعی تعلیمات پر بحث کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام کی صداقت کا ایک اور بہت بڑا ثبوت یہ ہے کہ اس نے چودہ سو سال ہوئے ایسے علوم کا انکشاف کیا جو آج دنیا کو معلوم ہو رہے ہیں۔ حاضرین نے آپ کی تقریر کو بڑی دلچسپی سے سُنا۔ اسی قسم کی تقریر آپ ایک دفعہ مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب کی دعوت پر ہیگ کی مسجد میں بھی کر چکے ہیں۔ اس کا ذکر الفضل ۱۵ اکتوبر ۱۹۵۹ء میں بھی آچکا ہے۔

مسٹر فان اونک کی تقریر

آپ کی تقریر کے بعد مسٹر فان اونک نے اسلام پر ہونے والے اعتراضات کی تردید میں تقریر فرمائی آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ عام طور پر اسلام کے متعلق جو معلومات پہلے لوگوں کو ملتی تھیں وہ اکثر ارادتاً یا بلا ارادہ غلط دی جاتی تھیں۔ اس وجہ سے اسلام کے متعلق یہاں سکول کی کتب میں پایا جاتا ہے کہ اسلام کی تعلیم دو فقروں میں آجاتی ہے۔ (۱) ایک خدا پر ایمان (۲) اسلام کو تلوار کے زور سے پھیلانا۔ چنانچہ آپ نے اسی موضوع پر نہایت ہی تفصیل سے بحث فرمائی اور بتلایا کہ اسلام خدا تعالیٰ کی توحید کے متعلق مکمل تعلیم دیتا ہے۔ اور مسئلہ جہاد کے متعلق گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے بتلایا کہ اسلام تلوار کے زور سے ہرگز نہیں پھیلا اور نہ ہی اسلام مذہب میں جبر کی اجازت دیتا ہے خواہ وہ کسی قسم کا ہی کیوں نہ ہو۔ آپ کی تقریر بہت ہی دلچسپ تھی۔ تقاریر کے ختم ہونے پر تھوڑے سے وقفہ کے بعد تبادلۂ خیالات کا سلسلہ شروع ہوا۔ جس میں احباب نے نہایت دلچسپی سے حصّہ لیا۔ حاضرین میں سے بعض نے مقررین پر سوالات کئے جن کے جوابات انہوں نے بہت اچھے طریق پر دیئے۔

اسی جلسہ میں جناب محترم میاں محمد صاحب بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ اگرچہ تقاریر ڈچ زبان میں تھیں تاہم آپ آخر تک تشریف فرما رہے، اور بعض لوگوں کے سوالات پر یہ خواہش فرمائی کہ انہیں اُن کا ترجمہ بتلایا جائے جس پر ایک سوال کرنے والے کو آپ نے انگریزی میں بہت اچھی طرح جواب دیا۔

ہیگ میں تبلیغی جلسہ اور قادیانی مخالفت

۲۷ اکتوبر کی شام کو ہیگ میں جلسہ کے انعقاد کا پروگرام بنایا گیا جس کے لئے چار اخباروں میں اشتہار دینے کے علاوہ بہت سے دوستوں کو دعوت نامے بھیجے گئے۔ دو اخباروں میں ہمارے جلسہ کے متعلق خبر بھی شائع ہوئی۔ ستائیس کی شام کے آٹھ بجے ایک ہال میں جلسہ کے لئے جب گئے تو ایک بہت بڑی عجیب بات سننے میں آئی اور وہ یہ تھی کہ ربوہ مشن کے انچارج مسٹر حافظ قدرت اللہ صاحب کی طرف سے ان کو ہدایت جاری کی گئی تھی کہ اس جلسہ میں کوئی نہ جائے۔ مگر باوجود اس کے دو تین افراد جو ہیگ کی مسجد سے تعلق رکھتے ہیں جلسہ میں شامل ہو گئے۔ ایک عورت جاسوس کے طور پر بھی آئی جو کہ ہمارے جلسہ کی رپورٹ لے کر چلی گئی۔

اسلام کی غیر مشتبہ تعلیم

اسی جلسہ میں اچھے تعلیمیافتہ لوگ شامل ہوئے برادرم طفیل صاحب نے حاضرین کو خوش آمدید کہا اور اس کے بعد خاکسار نے جلسہ کی کارروائی شروع کروائی مسٹر فان اونک نے "اسلام کا مطلب" کے موضوع پر ایک مدلل تقریر فرمائی جس میں اسلام کی تعلیم کے منبع پر بحث کرتے ہوئے بتلایا کہ قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے کہ جس میں کسی قسم کا تغیر واقع نہیں ہوا۔ دوسری الہامی کتب میں جو تغیر و تبدل وقوع پذیر ہوتے ہیں ان کے ہوتے ہوئے انسان ان کے متعلق یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ ان میں شک نہیں۔ ذالک الکتاب لا ریب فیہ صرف قرآن مجید کے متعلق ہی کہا جاسکتا ہے، کیونکہ باوجود چودہ سو سال پرانی کتاب ہونے کے وہ آج بھی اسی طرح موجود ہے جیسے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں محفوظ تھی۔

پھر آپ نے بتلایا کہ قرآن مجید ایسی تعلیم دیتا ہے کہ اس سائنس کے زمانہ میں بھی وہ اسی طرح عقل و فہم کی راہنمائی کر سکتی ہے جیسے کہ چودہ سو سال پہلے۔ تقریر کے بعد کچھ وقفہ دیا گیا اس کے بعد تبادلۂ خیالات کا سلسلہ ۱½ گھنٹہ تک جاری رہا حاضرین نے بہت سے سوالات کئے جن کے جوابات مقرر صاحب نے بہت ہی اچھے پیرائے میں دیئے۔

غیروں کے ہاں

ایک جلسہ میں ہمیں شامل ہونے کا موقعہ ملا جس میں برادرم طفیل صاحب اور خاکسار دونوں گئے۔ جلسہ کی کارروائی کے ختم ہونے کے بعد ہم نے بعض دوستوں کو مولانا محمد علی صاحب مرحوم کی کتاب (اسلام انسانیت کا مذہب) کا ڈچ ترجمہ دیا۔ اس موقعہ پر بہت سے نوجوانوں سے تعارف پیدا کیا گیا اور بعض نے ہمارے جلسوں میں شمولیت کرنے کا وعدہ کیا۔ ایک نوجوان اپنے طور پر عربی سیکھ رہے ہیں۔ انہیں ہم نے

مفت سبق دینے کی پیشکش کی۔ وہ وقت ملنے پر ہمارے پاس آیا کریں گے۔

ایک انسان نواز سوسائٹی کی طرف سے اُن کی تبادلۂ خیالات کی میٹنگ میں شامل ہونیکی دعوت ملی۔ چنانچہ ۲۹ر اکتوبر کو خاکسار اُن کے ہاں گیا۔ پہلے گھنٹہ تک اسلام اور اسلامی تعلیم کے متعلق تفصیل سے بحث کرتے ہوئے اسلام کا عیسائیت سے موازنہ کیا گیا۔ تقریر کے بعد سوا دو گھنٹہ تک بحث کا سلسلہ جاری رہا۔ یہ لوگ مذہب کو نہیں مانتے وہ کہتے ہیں کہ مذہب وہی اچھا ہے جو کہ انسان کی اپنی فطرت کا نتیجہ ہو۔ ہم کسی الہام یا وحی کے قائل نہیں ہیں۔ خدا تعالیٰ کے متعلق بھی وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہمیں اس کے ہونے کا ثبوت نہیں ملتا اگر وہ موجود ہو تو ہم نہیں جانتے اور اگر موجود نہیں تو پھر اسے ماننے کی ضرورت نہیں۔

باوجود اس قسم کے عقائد رکھنے کے جب انہوں نے اسلام کے متعلق تشریحات کو سنا تو اسے بہت پسند کرنے لگے۔ سب نے اسلامی تعلیم کو سُن کر کہا کہ اسلام واقعی بردباری کا مذہب ہے۔ میں نے اس موقعہ کے مطابق اس امر پر زور دیا کہ اسلام انسان کی صحیح قدر دانی کرتا ہے اسلئے قدرت نے جو انسان کو حقوق دیئے ہیں ان کے مطابق زندگی بسر کرنے اور گھریلو زندگی گزارنے کو راہبانہ زندگی پر فضیلت دیتا ہے۔ اگر تمام عیسائی تعلیم کے مطابق رہنے کا تہیہ کرلیں تو پھر پچاس ساٹھ سال کے عرصہ کے بعد زمین انسانوں سے خالی پڑ جائے۔ ان کے صدر نے بعد میں ہمیں اپنے ہاں گھر پر آنے کی دعوت بھی دی۔

ایک عجیب واقعہ

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے کہ میں برادرم شیخ محمد طفیل صاحب ایم۔اے کی غیر حاضری میں اب بھی آنریری طور پر مشن کا کام کرتا ہوں۔ کچھ عرصہ ہوا (اس وقت میں نے ابھی جماعت لاہور سے الحاق کا اعلان نہیں کیا تھا) ہیگ مسجد کے امام مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب نے مجھے جمعہ کی نماز کے بعد جب میں گھر پہنچا تو فون کیا کہ بشیر صاحب میں آپ سے ایک بات کرنی چاہتا تھا مگر آپ جلدی چلے گئے اس لئے اب فون کر رہا ہوں۔ میں نے عرض کی کہ فرمایئے۔ اس پر فرمان ہوا کہ آپ مسجد میں کیوں آتے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ نماز پڑھنے کے لئے۔ اس پر کہنے لگے کہ آپ تو تقاریر وغیرہ میں ہماری جڑوں میں پانی پھیر رہے ہیں اور ہمارے ساتھ دوستی کا اظہار کر رہے ہیں ان کا غالباً اشارہ میری ریڈیو پر ایک تقریر کے متعلق تھا جس میں جماعت لاہور کا بھی ذکر کیا گیا تھا۔ بھلا آپ کی نماز ہمارے پیچھے کیسے ہوسکتی ہے میں نے کہا کہ ابھی تک تو میں نے ایسا نہیں کیا اور جہاں تک نماز کا تعلق ہے وہ میں جانتا ہوں کہ آپ کے پیچھے ہوتی ہے جب نماز پڑھنے والوں کو اس کا خیال نہ ہو تو پڑھانیوالوں کو اس مسئلہ میں پڑنے کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ میں نے عرض کی کہ کیا میں مسجد میں نہ آیا کروں اور اگر آپکی یہی رائے ہو تو واضح طور پر فرمادیں۔ اس پر فرمایا کہ اگر ضرورت پڑی تو ایسا بھی کردیں گے۔ بہرحال اس سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ میرا مسجد میں آنا پسند نہیں کرتے۔ خیر اسکے بعد جو جمعہ آیا میں اس میں باوجود بعض احباب کے بند کرنے پر پھر مسجد میں جمعہ کے لئے چلا گیا۔ وہاں پر نماز کے بعد کسی سے بات نہیں ہوئی کیونکہ میں نماز ختم ہوتے ہی گھر کو چلا گیا تھا۔ اس کے بعد مسجد میں ایک جلسۂ عام کا انعقاد ہوا جس میں مسٹر میلاما نے بھی تقریر کرنا تھی (مسٹر میلاما طفیل صاحب کے ذریعہ سے مسلمان ہوئے تھے) اس لئے میں بھی اس جلسہ میں شرکت کے لئے چلا گیا۔ اگلے دن حافظ صاحب کا دوبارہ فون آیا اور کہنے لگے کہ بشیر صاحب کل آپکو پھر مسجد میں دیکھا گیا ہے حالانکہ میں نے عرض کی تھی کہ آپ ہمارے اجتماعات میں نہ آیا کریں۔ میں نے عرض کی کہ پبلک جلسوں میں تو ہر ایک آ سکتا ہے مگر وہ فرمانے لگے کہ پبلک جلسہ آپ کے لئے پبلک نہیں ہے۔ میں نے پھر پوچھا کہ آخر میرے وہاں آنے کے متعلق آپکو اعتراض کیا ہے۔ اسکا وہ جواب تو نہ دے سکے بہرحال ان کے اس طرح دو دفعہ روکنے سے میں نے فیصلہ کرلیا کہ میں آئندہ وہاں جاکر نمازوں میں بھی شریک نہیں ہونگا۔

(باقی برصفحہ ۱۰ کالم ۳ سے دیکھئے)

جہاں گرد مسافر کی ڈائری کا ایک ورق

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

قرآن مجید کی متعدد آیات میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے سیروا فی الارض فانظروا، زمین میں چل پھر کر دیکھو۔ اس کے بعد کسی جگہ ہے کیف کان عاقبۃ المکذبین دیکھو حق کو جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا؟ اور کسی جگہ ہے کیف کان عاقبۃ المجرمین۔ ملکوں کی سیر کرو اور دیکھو مجرموں یعنی الٰہی احکامات پر نہ چلنے والوں کو بدلہ کیا ملا؟ اور کسی جگہ ہے سوچو ایک قوم دوسری قوم پر کیسے غالب آ گئی؟ اور ایک جگہ یوں بھی ہے جب کسی ملک میں مشرکین کی کثرت ہو گئی تو غور سے دیکھو اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ ان تمام آیات میں ایک لفظ پر زور ہے اور وہ فانظروا ہے، عربی زبان میں اس کا مفہوم صرف آنکھ سے دیکھنا نہیں بلکہ واقعات کو جمع کر کے ترتیب دیکر سوچنا اور نتیجہ نکالنا ہے۔ دنیا میں مسافر یا سیاح دو طرح کے ہوتے ہیں:۔

There are travellers and tourists. Tourists see the sights and miss the country. Travellers see the country and sights too.

سیاح اور سیلانی۔ سیلانی دنیا گھومتے ہیں مگر ملک کا مطالعہ نہیں کرتے۔ سیاح گھومتے ہیں اور دنیا کے ملکوں اور قوموں کے حالات کا جائزہ بھی لیتے جاتے ہیں، سو خدا توفیق دے تو دنیا میں چلو پھرو، قوموں کی تاریخ، حالات و عادات کا بطور مطالعہ کرو۔ سیاحت اچھی ہے مگر بطخ نہ بنو جو ایک دوسرے کے پیچھے کویک کویک کرتی چلتی اور جیسی گئی تھیں ویسی ہی خوش خوش گھر لوٹ آتی ہیں۔

سیاح بھی کئی قسم کے ہیں، پیٹ کے بندے کھانے کے شوقین ہر ملک اور قوم کے کھانوں سے مزا اٹھاتے پھرتے ہیں۔ باغات اور مالیوں سے معلومات حاصل کرنے والے۔ نوادرات یعنی عجیب و غریب اشیاء جمع کرنے والے۔ پرانی کتب کے شیدائی۔ نئی نئی کتابوں کے رسیا۔ ملک ملک کے ٹکٹ اور سکے جمع کرنے والے۔ کہانیاں اور لطیفے اکٹھے کرنے والے۔ نئی نئی ایجادات کے موجدوں سے ملنے والے۔ موسیقی اور شعر گوئی کے دلدادہ۔ نسخے اور دوائیوں کے متلاشی۔ وکلاء معلمین اور تاجروں سے معلومات حاصل کرنے والے۔ زائرین منادر اور مساجد۔ محلاتِ شاہی کے سیاح۔ تاش شطرنج وغیرہ کھیلوں کے ماہر۔ آثارِ قدیمہ۔ قید خانوں کے محقق۔ ملک ملک کی تیتریاں جمع کرنے والے۔ بچوں، یتیموں کے بہی خواہ۔ دین نہ سمجھ ہوں ۔ جوتے اور نئی نئی قسم کے برتن معلوم کرنے والے وغیرہ وغیرہ صدہا قسم کے لوگ دنیا کے ممالک میں گھومتے اور اپنے تجربات اور جمع کردہ مواد پر کتابیں لکھتے نام پیدا کرتے اور روپیہ کماتے ہیں۔

مذہبی مبلغ اور سیاح

یہ ایک اور گروہ ہے جو ملک ملک پھر کر مذہب اور دین کی تبلیغ کرتے ہیں۔ ان میں زیادہ تر مسیحی لوگ ہیں جو کٹھن منزلیں طے کرتے۔ برفانی ظلماتی قطبین کے قریب والے اسکیمو، اور دوسری وحشی جنگلی قوموں میں، تپتے ریگستانوں میں، کوڑھیوں اور جیلوں میں جا کر سالہا سال رہتے اور تبلیغ کرتے ہیں اور دنیا کے تمام دور دراز ملکوں میں پہنچتے اور لوگوں کا علاج کرتے اور سکول و کالج کھولتے ہیں۔ کچھ ہندو بھی جو انڈین کلچر کی تبلیغ کرتے اور یوگا ابھیاس کی ورزشیں سکھاتے ہیں، اس میدان میں مسلمان برائے نام ہیں، بعض جگہ مقامی مبلغ ربوی جماعت کے موجود ہیں جن کا کام تبلیغ اسلام نہیں بلکہ ربوی خلافت کے آستانہ پر لوگوں کو جھکانا ہے۔ خلیفہ صاحب سر توڑ کوشش کے باوجود ووکنگ کا جواب پیدا نہیں کر سکے اور نہ اسلام پر کوئی لٹریچر پیدا کر سکے ہیں، ان کے مبلغین کی دو تین رٹی ہوئی تقریریں ہوتی ہیں۔ گئے سال ۱۹۵۸ء میں میں نے ایک ادھوری سی کوشش دنیا کے گرد تمام ممالک کا ایک چکر لگا کر اسلام پر تقاریر کا ایک سلسلہ شروع کیا۔ سب سے پہلی تقریر راماکرشنا مشن ہال رنگون میں کی گئی، ہائیکورٹ کا ایک جج جو بدھ مذہب کا پیرو تھا وہ جلسہ کا صدر تھا۔ یہ مضمون وید۔ کتب بدھ بائبل وغیرہ کتب میں محمد رسول اللہ صلعم کی پیشگوئیوں پر تھا۔ صدر جلسہ اور راماکرشنا مشن نے اور سیکرٹری نے اس مضمون کی تعریف کی۔ تین ماہ جو اٹرنیجی میں لیکچر دیئے جو اکثر ریکارڈ کر لئے گئے۔ مگر اس وقت مجھے لیکچروں کی تفصیل بیان کرنا نہیں۔ میں نے دنیا کے اس سفر میں کچھ نئے دلائل صداقت اسلام کے نوٹ کئے ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ ہر ملک و قوم یا اس کی زبان میں خدا کا کوئی نہ کوئی تصور ہے اور اس کا کوئی نام ہے۔ یہاں تک کہ تہذیب انسانی کے ادنےٰ قبائل بھی اس سے خالی نہیں، ان میں سے ۵۰ ناموں کی میں نے ایک فہرست بنائی ہے اور ان کے معنے معلوم کئے یوں تو ہر زبان میں خدا کے بیسیوں نام ہیں لیکن ان میں سے ایک اعلےٰ سمجھا جاتا ہے یا ذاتی نام قرار دیا گیا ہے جو نہایت دلچسپ تصورات پر مشتمل ہیں، پھر ان کا مقابلہ اسم ذات اللہ سے کیا اور اس کے اسم فائق ہونے پر دلائل دیئے۔ دوسری تحقیق مذاہب کے نام ہیں۔ یہ ایک الگ دلچسپ بحث ہے تیسرا امر ہر ملک اور قوم کا سلام ہے جس پر آج میں کچھ بتانے کے لئے آمادہ ہوں، اس سے پیشتر کہ سلام کے الفاظ پر محاکمہ کروں سلام کے طریق پر چند سطور لکھتا ہوں، کراچی سے جو جہاز نے پرواز کی تو اس کا پہلا نزول نئی دہلی کے ہوائی اڈے پر ہوا جہاز سے اُترتے ہی پہلی چیز جو نظر آئی اور کانوں سے سُنی جاتی ہے وہ ملاقاتیوں کا آپس میں تبادلۂ سلام ہے نوستو جے رام جی کی، سیتا رام رادھے شام، نمستے مہاراج زبان سے سلام کرتے ہیں تو ہاتھ جوڑ کر پرنام کرتے ہیں۔ ہندو کلچر کی تعریف میں آج کل ایک دوسرے کے سامنے ہاتھ جوڑنے کی بہت تعریف، خود ہی ہے کہ یہ ایک مؤدبانہ اور مؤثر طریقہ ہے۔ یہ ہاتھ جوڑنے کا طریقہ درحقیقت از روئے دھرم شاستر شودروں کا طریقہ ہے دھرم شاستر کی بنا پر برہمن کا سلام یہ ہے کہ وہ اپنا دایاں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر دوسرے لوگوں کو دعا دے۔ کھشتری اپنا ہاتھ چھاتی تک اُٹھا کر تعظیم دے ویشیہ کمر تک ہاتھ اُٹھا کر تسلیم بجا لائے، شودر دونوں ہاتھ جوڑ کر جھک کر کورنش کرے (آپستمبھ شرتی سوتر پرشن اپٹل، کھنڈ ا سوتر ۱۶ و ۱۷)۔ معلوم ہوتا ہے اس موجودہ زمانہ میں سب کا سلام شودر سلام ہو گیا ہے۔ مسیحی لوگ سب جگہ بوسہ لیتے دیتے ہیں۔ پٹھانوں میں گلے ملنے اور مصافحہ کا رواج ہے اسکیمو، منگولیا، ملایا اور بعض حبشی قوموں میں ایک دوسرے سے ناک رگڑتے ہیں، بوسہ سے مراد اگر ابتداء میں ایک دوسرے کا ذائقہ لینا تھا تو ناک رگڑنے کا مفہوم ایک دوسرے کی بو سونگھنا تھا۔ مسکرانا یہ نیوزیلینڈ کا شعار ہے۔ سجدہ کرنا، جھکنا، کورنش بجا لانا مصر قدیم کا رواج تھا۔ ٹوپی اُتارنا، جوتا اتارنا یہ سب طریق اب بھی مہذب اور غیر مہذب قوموں میں مروّج ہیں۔

دنیا کی مختلف قوموں کا سلام

جہاز جب نئی دہلی اُترا تو جے رام جی کی، سیتا رام، رادھے شام، نمستے مہاراج مختلف سلام سننے میں آئے۔ ۔۔۔ ۳۰ برس کے مرحوم راجہ کی فتح ہوئی، سیتا اس کی بیوی تھی جسے جوانی میں راون ورغلا کر لے گیا، لڑ بھڑ کر بے حد قتل و خونریزی کے بعد رام اسے واپس لائے، کچھ دنوں کے بعد بغیر قصور کے اسے گھر سے نکال دیا۔ پہلے راون اور اس کے برہمن بیٹوں کو قتل کیا پھر یگیہ کر کے کفارہ ادا کیا۔ اب ایک ہندو دوسرے ہندو کو یہ سلام دیتا ہے یہی کچھ یاد دلاتا ہے رادھا کرشن جی کی محبوبہ تھی کرشن جی کا بڑا کارنامہ مہابھارت کی جنگ ہے جس کے اندر خونریزی اس قدر ہوئی کہ صدہا کنوئیں مقتولوں کے بالوں سے بھر گئے۔ اسی جنگ کی تلقین اور ترغیب کرشن جی نے کی۔ آپ کا بڑا پیغام

ازجن کو یہ تھا کہ کشتری کا دہرم ہے کہ وہ جنگ کرے ورنہ اس کی نجات نہیں، ہندو بھائیوں سے یہ سلام سن کر اور گاندھی نما بھارت کی پالیسی کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے یہ پرانے اور فرسودہ سلام چھوڑ کر ایک سرکلر کے ذریعہ "بول گاندھی مہاراج کی جے" سلام ہونا چاہیئے۔ "نمستے مہاراج" یہ ویدوں میں کتوں کے لئے، گایوں کے کھروں کے لئے اور سانپوں کے لئے پکارا گیا ہے اس کے معنی ہمارے پرانے دوست رام چندر کے قول سے جھکنا بھی ہیں اور ڈنڈا مارنا بھی، کیونکہ سانپ کو نمستے کے معنی ہیں اسے ڈنڈا مارنا، تو یہ سلام بڑا خطرناک ذومعنی سلام ہے۔

ہندوستان کے بعد برما، رنگون میں انڈوچائنا بدھ اور چینی لوگ زیادہ ہیں، ان کا سلام ہے زدشام (Tsoslam) اچھی صبح یا صبح مبارک۔ اور شام کا سلام ہے زوتاؤ، مبارک شب۔ چین کے بعد جاپان کے لوگ کہتے ہیں "اوہایو" معزز صبح بعد میں کونی چیوا" مبارک آج۔ شام کو کہتے ہیں اویاسومنسائی شب بخیر۔ انگلینڈ، امریکہ وغیرہ ممالک میں گڈ مارننگ۔ گڈ ایوننگ اور گڈ نائٹ How do you do دونوں طرف سے کہا جاتا ہے۔ یونانی لوگ Cheare بولتے ہیں، جس کے معنے ہیں خوش رہو، رومن لوگوں کا سلام ہے Saluay (صحت مند رہو) کانگو کے حبشی اوکاوِ (کیسے ہو) بولتے ہیں۔ ایرانیوں کا پرانا سلام ہے "ذی ہزار سال" (جیو ہزار برس) فرانس والوں کا سلام ہے Vous partez vous (تم اپنے آپ کو کیسے چلاتے ہو) جرمنوں کا سلام ہے Wie befinden sie sie (تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو) فیجی کے کائی بیتی لوگ کہتے ہیں "بولا" (سلام) ڈچ لوگ کہتے ہیں درخ۔

غرض یہ دنیا کی مشہور قوموں اور زبانوں کے سلام ہیں۔

اسلامی سلام

سلام درحقیقت قومی اور اجتماعی مشینری کے لئے تیل کا کام دیتا ہے جس سے آپس کے تعلقات خوشگوار ہوتے ہیں۔ اسلامی سلام کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا حکم قرآن مجید میں موجود ہے۔ انجیل، توراۃ، وید، بدھوں کی کتابوں اور ژند اوستا میں کوئی حکم اس قسم کا موجود نہیں۔ یہ سب سلام لوگوں نے خود گھڑ لئے ہیں۔

(۲) قرآن مجید نے اسے تحیۃ یا تحفہ کہا ہے جو ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو دیتا ہے۔

(۳) اسلام کا سلام ایک دعا ہے اس اللہ کی سلامتی تم پر ہو جس کا نام السلام ہے تمام قسم کی سلامتی کا وہ چشمہ ہے۔

(۴)۔ اسلامی سلام مختص بالوقت اور زمان نہیں بلکہ ہمیشہ کی سلامتی ہے۔

(۵) مسلمان کا سلام صرف منہ سے کچھ کہہ دینے کا نام نہیں بلکہ جو تمہیں السلام علیکم کہے اس کا نام اس کی عزت، اس کا مال اور اس کی جان قابل حرمت ہوجاتی ہے۔

(۶) اللہ تعالے کی طرف سے سلامتی کا تحفہ دنیا کے تمام تحائف سے بڑھکر تحفہ ہے۔

(۷) جب ایک مسلمان دوسرے کو السلام علیکم کہتا ہے تو قرآن مجید فرماتا ہے کہ دوسرا اس تحفہ سے بڑھکر تحفہ دے یا اسی کو لوٹا دے یعنی السلام علیکم وعلیکم السلام سے دے بلکہ اس پر رحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا کہ اس تحفہ سے بڑھکر تحفہ دوسرے کو دے۔ جواب میں علیکم کو السلام پر مقدم کرنے سے اس میں زور تاکید پیدا ہوگئی ہے اور رحمۃ اللہ وبرکاتہ نے جواب سلام کو بالکل مکمل کر دیا ہے اور یہ کمال اسلام اس لئے کہ ایک مسلمان کا دوسرے کا دل و جان سے ہمدرد اور بہی خواہ بن جائے۔

اسلام کا سلام تمام انبیاء کا سلام رہا ہے

کتاب پیدائش میں لکھا ہے جب یوسف علیہ السلام کے بھائی مصر میں آکر اس سے ملے تو یوسفؑ نے ان کو کہا سلام ہو تم پر "اشلوم لیکیم ۴۳: ۲۳)۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا سلام نابال کو یہ ہے:۔ "واتاہ شلوم دبیتیخ شلوم وکل اشر لیخ شلوم" تم دونوں پر سلام تیرے گھر پر سلام اور تیرے سب لوگوں پر سلام (اسموئیل ۲۵: ۶) فرشتہ خدا نے داؤد کو کہا "تجھ پر سلام اور تیرے انصار پر سلام (شلوم لیخ وشلوم لعزدخ) تواریخ اول ۱۲: ۱۸) خدا کے فرستادہ نے دانیال نبی کو کہا شلوم لیخ تجھ پر سلام ہو۔

مسیح علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو کہا جس گھر میں داخل ہو پہلے کہو سلام ہو تم پر اے اہل بیت (لوقا ۱۰: ۵) مسیح خود ان کے درمیان کھڑا ہوا اور کہا تم پر سلام ہو (لوقا ۲۴: ۳۶) یوحنا انجیل نویس کہتا ہے اسی دن شام کے وقت جب ہفتہ کا پہلا دن تھا، سب شاگرد جمع تھے یہود کے خوف سے سب دروازے بند تھے مسیح آیا اور ان کے درمیان کھڑا ہوا اور ان کو السلام علیکم کہا (یوحنا ۲۰: ۱۹) آٹھ دن کے بعد مسیح پھر آیا اس کے شاگرد اندر تھے اور طامس بھی وہاں تھا مسیحؑ نے کہا السلام علیکم (یوحنا ۲۱: ۲۱و۲۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس خدا کے فرستادے آئے اور کہا تجھ پر سلام حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا تم پر اجنبی لوگو سلام ہو۔ قرآن مجید کا حکم ہے اے مومنو کسی گھر میں بغیر اجازت داخل نہ ہو اور جب تک گھر والوں پر سلام نہ کہہ لو۔ پھر فرمایا:۔

واذا جاءك الذين يؤمنون بآياتنا فقل سلام عليكم

اے نبی جب تمہارے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان لا چکے تو کہو ...... السلام علیکم۔

فردِ واحد کو السلام علیک کی بجائے السلام علیکم کیوں؟

ایک امریکن لیڈی نے جس کے ماں باپ سیریا کے باشندے تھے اعتراض کیا کہ مسلمان فردِ واحد کو السلام علیکم کیوں کہتے السلام علیک ہونا چاہیئے میں نے کہا انسان کی قدرتی خواہش یہ ہے کہ وہ اپنے تمام متعلقین اور اعزا کے ساتھ اپنی سلامتی چاہتا ہے اس لئے گو وہ فردِ واحد ہے ہم سلام کہتے ہیں مگر ہم اس کی سلامتی اس کے تمام احباب و اعزا کے ساتھ چاہتے ہیں اور اسی کی دعا دیتے ہیں، یہ صبح و شام اور رات کے سلام بھی دنیا نے عربوں سے سیکھے ہیں مگر اسلام کا تعلیم کیا ہوا السلام علیکم تمام دنیا کے سلام سے بہتر ہے۔ انگریزوں کے How do you do کے سلام میں دوسرے کے کام میں اچھائی مطلوب ہے فرانسیسی سلام میں تم اپنے آپ کو کیسے چلاتے ہو ایک سوال ہے۔ جرمن سلام تم اپنے آپ کو کیسے پاتے ہو درحقیقت دریافت حال ہے، ہندو کا سلام پولیٹیکل رنگ کا ہے، اور نمستے مہاراج دو دھاری تلوار ہے۔ اسلام کا سلام صلح و سلامتی کا پیغام ہے کہ جس کی دنیا کو تلاش ہے، اس لئے مسلمان اکیلا بھی ہو تو کہتا ہے السّلام علینا وعلٰی عباد اللہ الصالحین ہم پر سلامتی کامل ہو اور دنیا کے تمام نیک بندوں کے لئے سلامتی ہو اور یہ اس کی ہر نماز کا ایک حصہ ہے کہ وہ نیکی صلاحیت والے تمام دنیا کے بندوں کی سلامتی طلب کرتا ہے:۔

والسلام علینا وعلٰی عباد اللہ الصالحین۔

الٰہی پھیر دے دن گردشِ ایّام کے

میں پندرہ بیس سال کا تجربہ کار سٹور کیپر ہوں۔ اور اس وقت ایک سو بیس روپیہ ماہوار پہ ایک پرائیویٹ فرم میں کام کر رہا ہوں۔ لیکن چونکہ تعلیمی ڈگری میرے پاس نہیں ہے اس لئے ترقی نہیں ہوسکتی اور اسی تنخواہ میں سات افراد کے کنبہ کی کفالت کرنی پڑتی ہے جو اس گرانی کے زمانہ میں سخت مشکل ہے دو بچے جن کی عمر آٹھ اور دس سال کے لگ بھگ ہے ان کی تعلیم جاری رکھنا بھی مشکل ہوگیا ہے۔ حتیٰ کہ اخبار پیغام صلح سے بھی ایک سال سے محروم ہوں۔ لہٰذا میرا خیال ہے کہ اگر کسی صاحب کے پاس کوئی ایسا کام وغیرہ ہو جس سے مجھے قریباً ۲۰۰ روپے ماہوار تنخواہ مل جائے تو میری خدمات حاضر ہیں۔ کام انشاء اللہ خوش اسلوبی اور ایمانداری سے عوضانے سے کئی گنا زیادہ سرانجام دیا جائے گا۔ یہ چیز زبانی کہنے یا سننے یا لکھنے پر مبنی نہیں ہوتی عملی طور پر چند دنوں میں ہی واضح ہوجاتی ہے۔ یا کوئی چھوٹی موٹی تجارت۔ ایجنسی وغیرہ کی صورت میں۔ شاید اللہ کرے میری زندگی میں انقلاب آئے اور قدرت کوئی ایسے اسباب پیدا کردے جو میرے لئے مفید ثابت ہوں۔ نیز میرے حق میں دعا بھی فرمائی جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنا رحم و کرم کرے۔ آمین۔ دعاگو۔ محمد اقبال احمد

رنگون کے شیخ الجامعہ کی احمدیت پر نکتہ چینی

کتاب "دو نبی" پر ایک سرسری نظر

قسط نمبر ۲۸

(مولانا مرتضیٰ خان حسن)

لانبی بعدی

اب کسی غیر جانبدار کے سامنے یہ معاملہ رکھئے اس وقت دو فریق ہیں ایک فریق تو حدیث لانبی بعدی کے یہ معنے کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا۔ کیونکہ لا نفی عام ہے۔ لیکن دوسرا فریق کہتا ہے کہ لانبی بعدی کی رُو سے نیا نبی تو نہیں آسکتا البتہ پرانا نبی آسکتا ہے۔ ان دونوں فریقوں میں سے کونسا فریق ختم نبوت کا منکر ہے اور کونسا ختم نبوت کا قائل۔ کیا وہ جو کہتا ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد نہ نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا، یا وہ جو کہتا ہے کہ نیا نہیں مگر پرانا آسکتا ہے۔ دور جانے کی ضرورت نہیں آپ کا ضمیر خود گواہی دے دیگا کہ حق یہی ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کسی نبی کے آنے کا عقیدہ خواہ پرانا نبی ہی ہو حدیث لانبی بعدی کے خلاف ہے اور اس سے ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے۔ جس سے خود قرآن مجید کی آیت خاتم النبیین کا بھی انکار لازم آتا ہے۔ خدا محفوظ رکھے ایسے عقیدہ سے (نعوذ باللہ من ذالک) خدا کے کلام کو بھی پس پشت ڈالا اور نبی کے فرمان کا بھی عملی طور پر انکار کر دیا۔

ہم پر جو فتوے کفر آپ کی کتاب میں تجویز کیا گیا ہے اس کی ایک شق یہ بھی ہے:۔

"اگر کوئی کلمۂ شہادت پڑھتا ہو۔ نماز روزہ حج، سبھی ارکان اسلام کو ادا کرتا ہو لیکن ضروریات دین کے خلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کے ہونے کا قائل ہو...... بہرحال (جو) کسی ایک حکم کا انکار کردے یا اعتراض کرے تو وہ کافر ہو جائے گا۔"

ہم تو بارہا اعلان کر چکے اور علی رؤس الاشہاد کہہ چکے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے نبی ہونے کے قائل نہیں۔ نہ کسی پرانے نبی کے اور نہ کسی نئے نبی کے اور نہ ہم نے کسی حکم کا انکار کیا ہے۔ حضور والا! یہ تو آپ ہی لوگ ہیں جو آنحضرت صلعم کے بعد ایک صاحب کتاب مستقل نبی کے ظہور کو مانتے ہیں اور اس طرح سے خاتم النبیین اور لانبی بعدی کا جو ارشاد خدا اور اس کے رسول نے ارشاد فرمایا ہے اس کا عملی طور پر انکار کرتے ہیں، اور ختم نبوت کو باطل قرار دیتے ہیں۔ پس یہ فتوے آپ کو مبارک ہو، اس کے مصداق آپ خود ہی ہیں، ہم نہیں ہیں۔ عطائے تو بلقائے تو

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

مکرم دوست! انصاف فرمائیے کہ نص قرآنی خاتم النبیین کا اور حدیث نبوی لانبی بعدی کا عملی طور پر انکار آپ کریں اور آنحضرت صلعم کے بعد ایک نبی کے ظہور کو مان کر ختم نبوت کو باطل آپ قرار دیں اور فتوے کفر...... ہم پر لگائیں، یہ کہاں کا انصاف ہے؟

آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"عقلاً و نقلاً آپؐ کے بعد حضرت عیسیٰؑ کے سوا کسی نبی یا رسول کے آنے کا امکان نہ تھا"

(صفحہ ۸۲)

شیخ الجامعہ صاحب کرم! یہ آپ نے کیا فرما دیا کہ عقلاً و نقلاً آپ کے بعد حضرت عیسٰےؑ کے سوا کسی نبی یا رسول کے آنے کا امکان نہ تھا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو درست ہے کہ آپ کے بعد عقلاً و نقلاً کسی نبی یا رسول کے آنے کا امکان نہیں مگر حضرت عیسٰے علیہ السلام کے آنے کا عقیدہ عقلاً و نقلاً کس طرح ٹھیک ہو گیا۔ آپ کو واضح ہونا چاہیئے کہ یہ عقیدہ عقلاً بھی غلط ہے اور نقلاً بھی۔ نقلاً تو اس وجہ سے کہ علاوہ صریح آیات قرآنی کے احادیث نبوی بیانگ دہل کہہ رہی ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی جدید نبی آسکتا ہے اور نہ قدیم اور عقلاً آپ کا عقیدہ اس وجہ سے غلط ہے کہ کوئی عقل سلیم اس کو مان نہیں سکتی کہ ایک بنی اسرائیلی نبی کو دو ہزار سال سے اس غرض سے آسمانوں پہ بٹھایا جائے ...... کہ وہ آخری زمانہ میں آکر امت محمدیہ کی اصلاح کریں گے۔ کوئی عقل نہیں مان سکتی کہ ایک شخص دو ہزار سال تک کھانے پینے کے بغیر زندہ رہے۔ اللہ تعالےٰ تو فرماتے ہیں کہ جس کو خلود حاصل ہو یا وہ کھانا نہ کھاتا ہو، وما جعلنٰھم جسداً لایاکلون الطعام وما کانوا خالدین۔ اگر آپ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے لئے خلود تجویز کرتے ہیں یا ان کو حوائج بشری سے بالاتر مانتے ہیں، تو آپ ان کو بشریت کے دائرہ سے نکال کر الوہیت کے تخت پر بٹھا دیتے ہیں۔ یہ تو صریح دین نصاریٰ کی تائید ہے۔ آپ تو ہمیں اسلام کے "مار آستین" لکھتے ہیں (صفحہ ۸۵) ہم مار آستین نہیں؛ ہم تو اسلام کے ادنےٰ خادم ہیں۔ مگر ان لوگوں کو کیا کہیں جو منہ سے اسلام اسلام پکارتے ہیں مگر اعتقاداً نصاریٰ کے دین کی تائید کرتے ہیں۔

پس عقل سلیم تو آپ کے عقیدہ کو دھکے دے رہی ہے اور آپ کے علم و فضل کا ماتم کر رہی ہے بگڑے تو محمد رسول اللہ صلعم کی امت اور اس کی اصلاح کے لئے مصلح آئے باہر سے۔ جو ایک غیر قوم کا نبی تھا اور آج سے دو ہزار سال پہلے اپنی قوم کے لئے مبعوث ہوا تھا۔ اور جو بحکم خدا رسولاً الیٰ بنی اسرائیل تھا وہ رسولاً الی المسلمین کیونکر بن سکتا ہے؟ کیا امت محمدیہ میں جو خیر الامم ہے کوئی ایسا کامل فرد پیدا نہیں ہو سکتا تھا جو بگڑی ہوئی امت کی اصلاح کر سکے؟ کیا حضرت محمد رسول اللہ کی قوت قدسی معاذاللہ ...... ایسی ناقص اور ادھوری ہے کہ وہ ایسا روحانی انسان پیدا نہیں کر سکتی جو حضور کی امت کی اصلاح اور دین میں تر و تازگی پیدا کر دے۔ حضور صلعم نے فرمایا ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل جب حضور کی امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں جیسے ہیں تو پھر کسی بنی اسرائیلی نبی کو بھیجنے کی کیا ضرورت؟ جو کام بنی اسرائیل کا ایک نبی کر سکتا ہے وہی کام امت محمدیہ کا ایک مجدد بکمال انجام دے سکتا ہے۔ تو پھر ایک بنی اسرائیلی نبی کو دو ہزار سال تک آسمانوں پہ بٹھائے رکھنے سے کیا فائدہ؟ غرض آپ کا عقیدہ از روئے نقل بھی غلط ہے اور از روئے عقل بھی۔ ہاں اگر کسی مولوی کی عقل اسکو روا رکھتی ہے تو یہ الگ بات ہے۔

مکرم مولانا صاحب! میں کہاں تک جناب کی سمع خراشی کروں۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے متعلق بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں۔ آپ نے بوقت مصیبت یا ضرورت اپنی امت کو غیروں کے

رحم و کرم پر نہیں چھوڑا۔ کہ وہ آ کر اس امت کی اصلاح کریں۔ ایک طرف اللہ تعالےٰ نے آیت استخلاف میں حضورؐ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ آپؐ کی امت کے کامل افراد کو خلافت سے سرفراز فرماتے گا۔ اور ان خلفاء کے ذریعے ہی دین کو تمکنت حاصل ہوگی اور امت پر جو خوف طاری ہوگا وہ ان کے ذریعہ دور ہوگا۔ ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضیٰ لهم ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا (سورۃ نور) اسی طرح حضورؐ نے فرمایا کانت بنوا اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلك نبیٌ خلفه نبی آخر وانه لانبی بعدی وسیکون الخلفاء۔ (بخاری شریف)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں تو یہ دستور چلتا تھا کہ جب ایک نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا نبی اس کی جگہ لے لیتا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ کیونکہ میں آخری نبی ہوں۔ البتہ میرے بعد خلفاء ہوں گے۔ دیکھا جناب شیخ الجامعہ صاحب! حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے بعد نبی نہیں ہوں گے خلفا ہوں گے گویا وہ خلفاء نبیوں کے قائم مقام ہوں گے۔ اب جس صورت میں حضرت محمد رسول اللہ کے بعد آپ کی امت میں خلفا آسکتے ہیں جو نبیوں کا کام سرانجام دے سکتے ہیں تو پھر فرمایئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو کسی بیرونی نبی کی کیا ضرورت ہے؟ پس جس امت میں خلفاء کا سلسلہ موجود ہو جن کے وجود سے دین تمکنت حاصل کرسکتا ہے جس امت میں بنی اسرائیلی نبیوں جیسے علماء موجود ہوں جس امت میں ہر صدی کے سر پر مجدد کے آنے کا وعدہ ہو، وہاں کسی غیر کے آنے کی کیا ضرورت اور کیا امکان؟ اسی وجہ سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سچے خلیفہ نے بانگ دہل کہا ہے

ابنک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بر منبرم

آپ لوگوں کو تو خوش ہونا چاہیئے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی نے اصلاح امت کے لئے امت میں سے ہی ایک عیسیٰ نفس پیدا کر دیا اور غیر کی محتاجی سے بچا لیا۔ ہم تو اللہ تعالےٰ کے بڑے شکر گذار ہیں کہ اس نے اس امت میں سے مسیح پیدا کر دیا۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اصلاح امت کے لئے تشریف لاتے تو ہم لوگ تو ہمیشہ کے لئے ان کے احسان مند ہو جاتے اور بنی اسرائیل قوم کے سامنے شرمندگی کے مارے سر نہ اٹھا سکتے کہ ہمارے نبی کی قوت قدسی تو کوئی ایسا وجود پیدا نہ کرسکی جو وقت پر امت کے بیڑے کو

سنبھال سکے، اور حضرت مسیح ناصری نے آ کر امت کی کشتی کو پار لگایا۔ استغفر اللہ۔

آپ لوگوں نے یہ عجیب ڈھونگ بنا رکھا ہے، کہ ایک طرف تو ختم نبوت پر مضامین لکھے جا رہے ہیں۔ دھواں دھار تقاریر کی جا رہی ہیں۔ بڑی شد و مد سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، اور دوسروں کو خواہ وہ لاکھ سر پٹکیں کہ ہم ختم نبوت کے منکر نہیں ہیں خواہ مخواہ ختم نبوت کا منکر قرار دیا جاتا ہے۔ حالانکہ آپ کا اپنا عقیدہ یہ ہے کہ اگرچہ جدید نہیں مگر قدیم نبی آنحضرت صلعم کے بعد آسکتا ہے۔ آپ منہ سے کچھ کہتے ہیں اور عقیدہ کچھ رکھتے ہیں۔ آپ لوگوں کا کیا اعتبار؟ ع

منکر مے بودن و ہم رنگ مستاں زیستن

اسی کو کہتے ہیں۔

اب دیکھئے ہم لوگ ہیں کہ صاف لفظوں میں کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکے گا نہ جدید نہ قدیم۔ انصاف سے فرمایئے صحیح اور کامل عقیدہ ختم نبوت کا کس کا ہے؟ آپ کا یا ہمارا۔ لیکن پھر بھی آپ مومن مسلمان اور ہم پکے کافر بے ایمان ؂

خویشتن را نیک اندیشیدۂ
سے بداک اللہ چہ نیز فہمیدۂ

آپ نے اپنی کتاب کے اوراق در اوراق "لاہوری مرزائیوں کی کفر کی وجوہات" پر سیاہ کر ڈالے اور کچھ خدا کا خوف نہ کیا۔ جناب عالی! محمد رسول اللہ کو ماننے والوں، حضورؐ کا کلمہ پڑھنے والوں کو کافر اور بے ایمان قرار دینا تو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی (نعوذ باللہ) توہین ہے۔ اللہ تعالےٰ کا تو صریح حکم قرآن مجید میں موجود ہے:—

ولاتقولوا لمن القیٰ علیکم السلام لست مومنا۔ یعنی جو تم کو السلام علیکم کہے اس کو مت کہو کہ تو مومن نہیں ہے۔

کہاں گئے آپ لوگوں کے مسلمات کہ کلمہ گو کو کافر نہیں کہنا چاہیئے۔ آپ لوگوں کے ہاں تو کف لسان کا ایک مسلم مسئلہ تھا وہ کہاں گیا؟ کیا لاتکفروا اهل قبلتك آپ کو یاد نہیں رہا؟ کیا حدیث من قال لاخیه المسلم یا کافر فقد باء بها احدهما آپ کو معلوم نہیں ہے؟ کیا ارشادِ نبوی من صلی صلوتنا و استقبل قبلتنا و اکل ذبیحتنا فذلك المسلم آپ کو معلوم نہیں؟ آپ صاحبوں کو اس خطرناک غلطی سے جلد توبہ کر لینی چاہیئے

ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن ۔۔۔ اس کی عقوبت میں پکڑے جاؤ ؂

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

تبلیغ بلاد غیر بسلسلہ صفحہ ۲

مذہبی راہنماؤں کی انتہائی کوشش کے بعد بہت سے مشنری سکول سوڈانی بنا لئے گئے ہیں۔ اب تمام عیسائی مشن حکومت کے زیر اثر کام کر رہے ہیں۔

میرا ایک دوست بنام محمد حسن اٹام آپ کی تحریک میں شمولیت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ اُن اخلاقی معیار پر پورا اترے گا جو آپ اسلامی تعلیم میں مقرر کئے ہوئے ہیں۔

میرے ہی پتہ پر ان کو لٹریچر بھیجدیں۔ اگر ممکن ہو تو مہربانی فرما کر کچھ لٹریچر اور کتب میرے نام بھیجیں اور اس کے علاوہ "لائٹ" بھی جاری کیا جائے مجھے آپ کے "دارالکتب اسلامیہ" کی طرف سے نئی شائع شدہ فہرست کتب کی ضرورت ہے اور ساتھ ہی قیمت بھی درج ہو۔ مہربانی فرما کر مندرجہ ذیل کتب اگر ممکن ہوں تو بھیجکر شکر گذاری کا موقعہ دیں:—

(۱) "ہنٹس ٹو سٹڈی قرآن"
(۲) "دی پرابلم آف ہیومن ایجوکیشن"
(۳) "دی سورسز آف کرسچیئنٹی"
(۴) "دو مین تسرام جیوڈازم تو اسلام"
(۵) "اوپن لیٹرز ٹو دی بشپس آف سلسبری اینڈ لنڈن"
(۶) "ماڈرنائزیشن ان دی اسلامک فارمز آف ڈیولپمنٹ۔"

مہربانی فرما کر جواب جلدی مرحمت فرما دیں۔

(انہیں قرآن شریف۔ ٹیچنگز آف اسلام براہین احمدیہ، بکصد کا پیان تحفۃ البغداد عربی اور خطبے بھیجے جا رہے ہیں۔ — غلام قادر)

[illegible]

(بقیہ از صفحہ ۱۱)

اور نہ ہی جلسوں میں شریک ہونے کی ضرورت ہے جمعہ کی نماز کی بجائے ظہر کی نماز اپنے بچوں کے ساتھ گھر پر ہی ادا کر لیا کروں گا چنانچہ اب آپ ایسے ہی کر رہے ہیں اگر کوئی اور دوست شامل ہو جائیں تو پھر جمعہ کی نماز ادا کر لیتے ہیں۔ اب بعض لوگوں کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ حافظ صاحب فرما رہے ہیں کہ بشیر صاحب تو خود مسجد میں نماز کے لئے نہیں آتے انہوں نے تعلق توڑ...

حضرت امیرؒ کے نام

بحضور جناب حضرت امیر ایدہ اللہ مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے میں احمدیہ جماعت کا حامی رہا لیکن میری بدقسمتی تھی کہ میں نے اب تک غفلت کی حالانکہ میں اکثر ملازمت میں رہا ہوں بھارت میں اور بعد میں پاکستان میں اور اس دوران میں بھی میری ہر جگہ سوسائٹی احمدی بھائیوں سے رہی ہے، اور میں غریب آدمی ہوں اور انشاء اللہ میرا پورا پورا تعاون آئندہ رہے گا، اور میں انشاء اللہ تعالےٰ ہر قسم کی قربانی دوں گا، اور میں بہت شوق رکھتا ہوں کہ بزرگوں کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہو سکوں۔ میں نے ۲؍ اگست کے اخبار پیغام صلح میں جناب کا جو خطبہ شائع ہوا ہے اور اس میں دینی تعلیمات پر جناب نے روشنی ڈالی ہے اور اس کے علاوہ میں مئی سے لیکر ستمبر تک کے اخبار پیغام صلح پڑھتا رہا ہوں جن کو پڑھکر میں یہ اعلان بذریعہ اخبار پیغام صلح کرتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحبؑ خدا کے سچے مہدی اور مسیح ہیں اور میں نے یہ دل میں ارادہ کر لیا ہے کہ جو بھی میرا رشتہ دار یا دوست ہے ان سب کو میں احمدیہ جماعت کا ممبر بنانے کی کوشش کروں گا اور آپ صاحبان بھی دعا کریں کہ خداوند تعالےٰ ہمارے بھائیوں کے دل سے جاہلیت دور کرے، خدا انہیں سیدھے رستہ پر لائے اور اسلام کو ترقی دے آمین ثم آمین۔

آپ کا خادم غلام جیلانی

مقام پت سیری۔ ڈاک خانہ شوہال معزاللہ خان
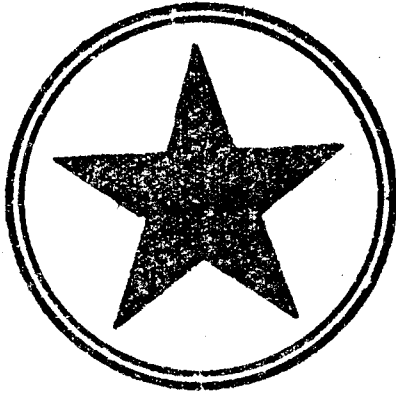
تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ

اخبارِ احمدیہ
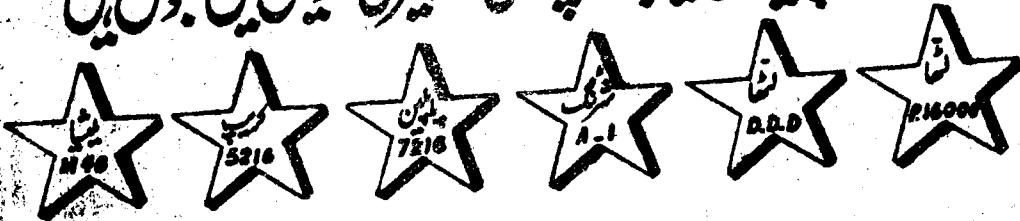
— محترم الحاج شیخ میاں محمد صاحب یورپ کے سفر سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔

— سرینگر (کشمیر) سے غلام حسین خان صاحب ٹیلرماسٹر اپنے خط بنام شیخ انعام الحق صاحب (حیدر آباد دکن) میں لکھتے ہیں :—

"میرا بیٹا بشیر احمد خاں صاحب کان کی بیماری میں مبتلا ہے۔ اس کے حق میں درد دل سے دعا کیجئے تاکہ خدا تعالیٰ اسکو شفا بخشے اور ہم سب کے لئے دعا کیجئے۔ میں اپنی طاقت کے مطابق ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں اپنوں اور بیگانوں میں احمدیت پیش کرتا رہتا ہوں۔ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مرتے دم تک پوری قوت دے اور اس پر قائم رکھے بلکہ میری طاقت کو اور زیادہ بڑھا دے۔ اخبار "پیغام صلح" اور "لائٹ" ہم منگاتے ہیں۔ یہی دو اخبارات ہم دوستوں میں کبھی کبھی تقسیم کرتے ہیں"

— چنیوٹ سے ڈاکٹر غلام نبی صاحب اپنے خط بنام شیخ انعام الحق صاحب میں لکھتے ہیں :—

"رسالہ جماعت قادیان کا مرطبہ لیٹر حلفت وصول ہوا جس کے لئے بہت بہت شکریہ۔ گذشتہ سال کا ماہوار چندہ بھی ارسال خدمت ہے آیندہ سال انشاء اللہ ہر ماہ ارسال کردیا کرونگا برادرم اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں، ہمیں یہاں پر اپنا مستقبل نہایت ہی خطرناک اور تاریک نظر آرہا ہے نہ تو یہاں جماعت ہی بننے کا کوئی راستہ نظر آتا ہے اور نہ ہمارے آگے کوئی اولاد ہے جو کہ اس سلسلہ کو جاری رکھ سکے، احباب سے دعا کی درخواست ہے"

ڈاکٹر غلام نبی صاحب ایک اور خط میں لکھتے ہیں :—

"اخبار "پیغام صلح" مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۵۹ء میں جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی وفات کا پڑھ کر دل نہایت ہی رنج و غم میں ڈوب گیا، ہم سے ایک اور رہبر چھن گیا۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم کی قابلیت اور روحانیت ان کے خطبات سے ہی عیاں ہوتی تھی، بلکہ سچ بات تو یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے خطبات میں بہت بڑا اثر ہوتا تھا۔ .... افسوس ہے کہ ہم سے یہی نایاب ہستیاں جدا ہو رہی ہیں اور ان کی جگہ کو پُر کرنے والی دوسری ایسی ہستیاں ہمیں نظر نہیں آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین جگہ عطا فرمائے اور انکی خدمات دینی کا خود ان کے لئے اجر ہو۔ آمین"

— محترم خواجہ عبد الغنی صاحب کراچی سے اپنے خط بنام چوہدری ظہور احمد صاحب میں لکھتے ہیں :—

"اللہ تعالیٰ آپ کو جزا دے۔ آپ ہمارے شریک غم رہے۔ اور غمگساری کی۔ قبلہ ڈاکٹر صاحب سے بہت سی امیدیں وابستہ تھیں — وہ بہت سی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ کاش! وہ صلاحیتیں، باہمی چپقلش کی بجائے دین کی اشاعت اور اسلامی لٹریچر کی پیدائش میں صرف ہوتیں، تو بڑی بھاری خدمت اسلامی ہوتی۔ جو آرزوئیں ان سے وابستہ تھیں وہ ساتھ دفن فرما گئے۔

"اے بسا آرزو کہ خاک شدہ"

"آں قدح شکست وآں ساقی نماند"

بہرحال اب ہم چند گنتی کے نفوس ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو توفیق دے"

— محترم شیخ انعام الحق صاحب لکھتے ہیں :—

"حضرت شیخ نیاز احمد صاحب کی وفات کی رنجدہ اطلاع ملی بیحد صدمہ ہوا، انا للہ وانا الیہ راجعون جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی جدائی کے اس قدر جلد بعد یہ حادثہ عظیم بہت ہی افسوسناک ہے لیکن مشیت ایزدی کے آگے انسان بے بس ہے" افسوس پرانے بزرگ جن کی ہستیاں جماعت کے لئے شمع راہ و ستون ہیں، یکے بعد دیگرے اُٹھتے جارہے ہیں۔ ان بزرگوں کی جدائی کا یقیناً آپ سب کو عظیم صدمہ ہوتا ہے لیکن ایسی غمناک خبریں آنے سے ہم دور افتادوں کے دلوں کی جو حالت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے ہم دور افتادہ اس صدمہ میں حضرت شیخ صاحب مرحوم و مغفور کے جملہ افراد خاندان کے ساتھ شریک ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کے درجات بلند کرے ہم سبکو انکے نقش قدم پر چلنے

پیغام صلح ۱۵ نومبر ۱۹۵۹ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۴۲

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ہر ماہ کی ۱، ۸، ۱۵، ۲۲ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر ۷۳۴۷
ایڈیٹر:- دوست محمد
اسسٹنٹ ایڈیٹر:- بشیر احمد سوز

جلد ۴۷ | یوم یکشنبہ ۱۳ جمادی الاول ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۲ نومبر ۱۹۵۹ء | نمبر ۴۵

دوسروں کے مکان میں داخل ہونے کے لئے اجازت مانگنے کا طریق

قال ربعی بن حراش جاء رجل فاستاذن علی النبی صلی اللہ علیہ وسلّم فقال ء ادخل؟ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلّم لخادمہ اخرج الی ھذا۔ فعلمہ الاستیذان فقل لہ، قل "السلام علیکم ء ادخل"؟ فسمع الرّجل ذالك فقالؐ "السلام علیکم ء ادخل"؟ فاذن لہ صلی اللہ علیہ وسلّم فدخل۔

(ابوداؤد)

ربعی بن حراش کہتے ہیں:-

ایک شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے دروازہ پر) آیا اور اس نے آپؐ سے اندر آنے کے لئے اجازت مانگی۔ کیا اندر آجاؤں؟ آپؐ نے اپنے خادم سے فرمایا، اس کے پاس جاؤ اور اسکو اجازت مانگنا سکھاؤ ۔۔۔! اس سے کہو کہ اس طرح کہے ۔۔۔ "السلام علیکم، کیا اندر آجاؤں"؟ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا یہ ارشاد خود بھی سن لیا، اور کہا "السلام علیکم، کیا اندر آجاؤں"؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو اجازت دے دی اور وہ اندر چلا گیا۔

(ابوداؤد)

بدی کا زہر ہلاک کرنے میں سنکھیا کے زہر سے بڑھ کر ہے

خدا پر کامل ایمان بدی کی طرف جانے سے روکتا ہے

فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

میرا مذہب یہ ہے کہ وہ خدا جس کو ہم دکھانا چاہتے ہیں وہ دنیا کی نظروں سے پوشیدہ ہے اور دنیا اس سے غافل ہے اس نے مجھ پر اپنا جلوہ ظاہر کیا ہے جو دیکھنے کی آنکھ رکھتا ہو دیکھے۔ دو قسم کے لوگ ہیں ایک وہ جو خدا کو مانتے ہیں۔ اور دوسرے وہ جو نہیں مانتے اور دہریہ کہلاتے ہیں۔ جو مانتے ہیں اُن میں بھی دہریت کی ایک رگ ہے۔ کیونکہ اگر وہ خدا کو کامل یقین کے ساتھ مانتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس قدر فسق و فجور اور بے حیائی میں ترقی ہو رہی ہے۔ ایک انسان کو مثلاً سنکھیا اور سٹرکنیا دیا جائے جبکہ اس کو اس بات کا علم ہے کہ یہ زہر قاتل ہے۔ تو وہ اس کو کبھی نہیں کھائے گا۔ خواہ اس کے ساتھ تم اسے کس قدر لالچ روپیہ کا دو۔ اس لئے کہ اس کو اس بات کا یقین ہے کہ میں نے اسکو کھایا اور ہلاک ہوا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ لوگ یہ جانتے ہیں کہ خدا تعالےٰ گناہ سے ناراض ہوتا ہے۔ اور پھر بھی اس زہر کے پیالے کو پی لیتے ہیں۔ جھوٹ بولتے ہیں، زنا کرتے ہیں۔ دکھ دینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ بارہ بارہ آنہ یا ایک روپیہ کے زیور پر معصوم بچوں کو مار ڈالتے ہیں۔ اس قدر بے باکی اور شرارت و شوخی کا پیدا ہونا سچے علم اور پورے یقین کے بعد تو ممکن نہیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ ان کو ہرگز یہ معلوم نہیں کہ یہ بدی کا زہر ہلاک کرنے میں سنکھیا یا سٹرکنیا کے زہر سے بھی بڑھکر ہے۔ اگر ان کا ایمان اس بات پر ہوتا کہ خدا ہے اور وہ بدی سے ناراض ہوتا ہے۔ اور اس کی پاداش میں سخت سزا ملتی ہے تو گناہ سے بیزاری ظاہر کرتے۔ اور بدیوں سے ہٹ جاتے۔

ملفوظات احمدیہ جلد اوّل ص ۲۸۵

جلسہ سالانہ کی تاریخیں

۲۴-۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر ۱۹۵۹ء مقرر ہوئی ہیں، ۲۴ دسمبر کو مستورات کا جلسہ ہوگا۔

ملک کرم الٰہی صاحب برادر مدیر پیغام صلح کو احباب کی دعاؤں سے پہلے سے قدرے افاقہ ہے۔ مزید دعاؤں کی ضرورت ہے۔

تبلیغ بلادِ غیر

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

انچارج تبلیغ بلادِ غیر

انڈونیشیا

ترجمہ خط از محمد ارشاد صاحب جکارتا - انڈونیشیا
مؤرخہ ۲۹ ۱۰/۵۹

مجھے آپ کا محبت بھرا خط مؤرخہ ۱۴ ۱۰/۵۹ ملا جس کے لئے میں آپ کا تہ دل سے شکر گذار ہوں۔ میں آپ کو یہ اطلاع دے کر بہت خوش ہوں گا کہ میں نے مسٹر برہان العارفین قادری کے ساتھ اپنا رابطہ قائم کر لیا ہے۔ یہ سچ بات ہے کہ یہ شریف آدمی پہلے سے ہی ہمارا احمدی بھائی ہے۔ وہ میرزا ولی احمد بیگ صاحب کے وقت سے ہی ہماری جماعت کا ایک پرانا رکن رہا ہے۔ یہ وجہ معلوم نہیں ہوئی کہ کس بناء پر اس وقت تک وہ جماعت سے منقطع رہے ہیں بہرحال میں انہیں اپنی مرکزی جماعت سے متعلق کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کروں گا۔ انشاءاللہ العزیز وہ ہماری موجودہ سرگرمیوں کے سلسلہ میں ہمارے ... کو مضبوط کریں گے۔ اب ہم کچھ کتب کے تراجم اور حق ... کو دوبارہ اشاعت کرنے میں مصروف ہیں۔ انشاءاللہ تکمیل اشاعت کے بعد آپ کو بھی چند کتابیں بھیجی جائیں گی۔ جیسا کہ آپ نے مسٹر ہلوانی مکراب کے متعلق اپنے خط مورخہ ۱۲ ۱۰/۵۹ میں ذکر کیا ہے۔ گذارش ہے کہ میں نے ایک خط کے ذریعہ اُسے کہا ہے کہ وہ اپنا صحیح ارادہ مجھ پر ظاہر کرے۔ بلکہ میں نے اسے کہا ہے کہ وہ بذات خود جکارتا میں آ کر مجھ سے بالمشافہ گفت گو اس معاملہ مذکورہ کے متعلق کرے۔ یہ مسٹر ہلوانی پینیڈ بلانگ میں رہ رہا ہے۔ جو شہر "جاوا" کے انتہائی مغربی کنارہ میں واقع ہے۔ میں نے کرنل محمد یوہران کو بھی قرآن مجید کی دس کاپیوں کے متعلق لکھا ہے۔ انشاءاللہ آپ اُس کا خط جلدی ہی حاصل کر لیں گے۔

میں آپ کا بہت بہت مشکور ہوں کہ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے کلمات طیبات سے مجھے اپنے خط میں اقتباسات لکھے ہیں۔

مولوی دوست محمدؐ صاحب ایڈیٹر پیغام صلح سے کہیں کہ مجھے حضرت امیر کے خطبہ کو پڑھکر جو انہوں نے ٹیپ ریکارڈ پر لیا بہت خوشی ہوئی، یہ بڑا لمبا اور جامع خطبہ ہے اور اس کے علاوہ نہایت عمدگی سے اس میں بیان کیا گیا ہے۔

مسٹر غلام قادر! میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپ سے گہرے تعلقات استوار رکھوں گا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے مسلک کی صداقت پر پورا پورا ایمان ہے اللہ تعالیٰ قوت و نصرت عطا فرمائے کہ ہم اسلام کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچائیں۔ آمین یا رب العالمین!۔

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے جا رہے ہیں۔ غلام قادر)

ٹرینیڈاڈ

ترجمہ خط از شیخ ہاشم منڈے زئی - ٹرینیڈاڈ -
مؤرخہ ۱۶ ۹/۵۹

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

ہم جزائر غرب الہند، ٹرینیڈاڈ میں عجیب و غریب طریق سے تبلیغ اسلام کا کام سرانجام دے رہے ہیں اور واضح طور پر اس صداقت کو ملاحظہ کر رہے ہیں کہ مستقبل میں دنیا کا مذہب صرف اسلام ہی ہوگا۔ کیا آپ کی انجمن "اسلام اینڈ کرسچینٹی" مصنفہ مس اُلفت قاضی و میرزا معصوم بیگ بی اے کی بارہ کاپیاں بھیج سکیں گے۔

(ان کو چند کاپیاں بھیجی جا رہی ہیں اور خط بھی لکھا جا رہا ہے۔ غلام قادر)

برٹش گیانا (جنوبی امریکہ)

ترجمہ خط از بدھو ایچ چند - فیلڈ ۹، بیڈ ۴، لاٹ ۱، سینٹ ٹریچ ڈیم، لا پینٹنس، ای-بی ڈیمرارا - برٹش گی آنا ۲۳ راکتوبر ۱۹۵۹ء -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں آپ کا از حد شکر گذار ہوں کہ آپ نے مجھے قرآن مجید کے ترجمہ کی ایک کاپی جو حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے، بھیج کر بہت مہربانی کا ثبوت دیا ہے۔ میری دعا ہے، کہ خداوند کریم عز و جل شانہٗ حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور آپ کی انجمن کو اسلام کی اشاعت کی مزید توفیق عطا کرے۔ میں کافی مدت سے باقاعدہ طور پر "پیغام صلح" وصول کر رہا ہوں اور اسی طرح "لائٹ" بھی مل رہا ہے۔ چونکہ ہماری یہاں مادری زبان انگریزی ہے۔ اس لئے ہم پیغام صلح سے اتنا فائدہ حاصل نہیں کر سکتے جتنا لائٹ سے حاصل کر سکتے ہیں۔ میں بذات خود اس سے بہت کم فائدہ حاصل کر سکتا ہوں، سوائے اس کے کہ جب ریڈیو پروگرام میں چند اقتباسات پیش کرنا پڑتے ہیں، جو ہر چار ہفتوں میں ایک دفعہ منایا جاتا ہے۔ پھر بھی انگریزی زبان ہی استعمال کرتے ہیں، جیسے ہمارے یہاں ہر شہری سمجھتا ہے مگر دعا اور مناجات کے وقت تو ہمیں اردو ہی استعمال کرنا ہوتی ہے۔ ہم یہاں ریڈیو پر پندرہ منٹ کے وقفہ کا پروگرام رکھتے ہیں۔ مگر سامعین انگریزی کا پیش کردہ پروگرام کو زیادہ پسند فرماتے ہیں۔ اس لئے عرض ہے کہ پیغام صلح کسی اور جگہ بھیجا جائے جہاں اس کی زیادہ ضرورت ہے اور موزوں ہے۔

میں اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ یہ رسالہ جات جو آپ مجھے بھیج رہے ہیں کس حد تک میرے لئے مفید ہیں۔ مگر اس سے محض ایک شخص کا فائدہ حاصل کرنا کچھ مفید ثابت نہیں ہوتا۔ چند ماہ قبل میں نے ایک کاپی "محمد دی پرافٹ" وصول کی، جو حضرت مولانا کی تصنیف ہے جو حقائق اس کتاب میں ہیں وہ کسی اور تصنیف کے یہاں مفقود ہیں۔ حقیقتاً مولانا نے اس کتاب میں حقائق کے کسی گوشہ کو نظر انداز نہیں کیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ کتاب کا بڑا حصہ نیز وہ حقائق جنہیں دوسرے مصنفین نے چھوا تک نہیں شائع کروں۔

اس کے سلسلہ وار بیان کے لئے تقریباً ایک سال درکار ہے جو اس "مسلم کالم" میں جسے میں چلا رہا ہوں آ سکتا ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ مصنف کی اجازت حاصل کی جائے؟ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں مختصر حوالہ جات دینے ہوں وہاں اجازت کی کوئی ضرورت نہیں ہے مگر یہ ایک استثنائی صورت ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمام ابواب قابل اندراج نہیں کتاب اور اس کے مصنف کا نام خصوصاً اقتباسات میں لیا جائے گا۔

جلدی جواب کا منتظر۔ والسلام

نائیجیریا

از مسٹر لطیف اکاڈو - لیگوس نائیجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مجھے حضرت ڈاکٹر غلام محمد - پریزیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی وفات کی خبر پڑھ کر بہت صدمہ ہوا۔ مرحوم بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ ان کی وفات سے اسلامی دنیا کی عمارت کا ایک بہت بڑا ستون گر گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی روح پر اپنی برکات نازل فرمائے۔ انکی وفات نے جو خلا پیدا کر دیا ہے اسے پُر کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اللہ تعالیٰ انجمن کو اچھے راہنما عطا فرمائے تاکہ خدمت اسلام بطور احسن ادا ہوتی رہے۔

جب سے آپ کا نوازش نامہ ملا ہے میں اسی انتظام کی فکر میں ہوں کہ میں ملک کے شمالی حصہ کا دورہ کر کے اپنے لوگوں کو ایک مرکز پر متحد کروں اور لاہور مرکز سے الحاق کے لئے درخواست بھیجوں۔

مجھے برائے تبلیغ و اشاعت ایک ایک کاپی قرآن مجید مع عربی متن اور ریلیجن آف اسلام کی مفت اشاعت سے بھیجکر مشکور فرمائیں۔ جماعت کے بزرگوں اور نوجوانوں کی خدمت میں السلام علیکم۔

(انہیں فی الحال قرآن شریف - لٹریچر اور خط بھیجا جا رہا ہے۔ غلام قادر)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۲ رنومبر ۱۹۵۹ء

مقام تجدید

گذشتہ اشاعت میں ہم نے مقام تجدید کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے حضرت شاہ ولی اللہؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ اور جناب مولنا ابوالکلام آزاد کے بیانات سے یہ ثابت کیا تھا کہ مجدد سے زمانہ میں خدمت اسلام کی توفیق انہی لوگوں کو ملتی ہے اور فیوض روحانی کی وراثت انہی کے حصہ میں آتی ہے جو امام زمان کے ساتھ ہو کر اس کے زیر ہدایت کام کریں۔

یہ وہ حقیقت ہے جو محض خیالات و بیانات سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ موجودہ زمانہ کے واقعات اس کی تائید میں ایک زندہ شہادت کا کام دے رہے ہیں۔ گذشتہ نصف صدی پر ایک سرسری نظر ڈال کر دیکھئے۔ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے کتنی انجمنیں اشاعت اسلام کے بلند نصب العین کو لے کر اٹھیں، اور مختلف حلقوں سے ایسی آوازیں بلند ہوئیں کہ دعوت و تبلیغ اسلام کا کام بڑے شاندار پیمانہ پر سرانجام دینے کا انتظام کیا گیا ہے لیکن نتیجہ کچھ بھی نہ نکلا ہمارے سامنے میر غلام بھیک نیرنگ مرحوم نے انجمن تبلیغ الاسلام کی طرح ڈال کر نہایت اخلاص کے ساتھ کام شروع کیا، اور شہر بہ شہر پھر کر وسیع پیمانہ پر فنڈز جمع کرنے کی کوشش کی، لیکن نتیجہ کیا ہوا؟ آج کس کو معلوم ہے کہ ایسی کوئی انجمن بھی کبھی بنی تھی اور اس نے کوئی کام بھی کیا تھا یا نہیں۔

اس کے بعد مولانا عبدالقادر قصوری نے انجمن دعوت و تبلیغ کی بنیاد رکھی اور اس کے مخلص اور قابل کارکنوں نے۔ جو مولنا ہی کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ جنوبی ہند کے بعض علاقوں میں کچھ تبلیغی کام شروع بھی کیا، لیکن یہ دیکھکر کہ اس کام کو جماعت احمدیہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور انجمن کے کام کو آگے بڑھانے کی کوئی حوصلہ افزا صورت دکھائی نہیں دیتی کچھ سالوں کے بعد اس کو بھی ختم کر دینا پڑا۔

پھر مولنا عبدالمجید قرشی نے تبلیغی کام کی بنیاد بڑے وسیع پیمانے پر رکھی اور لکھوکھہا روپیہ کے فنڈز جمع کر کے ایک تبلیغی یونیورسٹی قائم کرنے کا عزم کیا، اور اس بارہ میں اس قدر مؤثر پروپیگنڈا کیا گیا کہ یہ امید بندھ گئی، کہ تبلیغ کا کام اب اس قدر پائدار اور وسیع بنیادوں پر شروع ہوگا کہ اس کے سامنے احمدیوں کی مساعی تبلیغ کی کوئی حقیقت باقی نہ رہے گی، خدا جانتا ہے ہمیں بہت خوشی تھی کہ مسلمانوں کی یہ اجتماعی کوششیں فریضہ تبلیغ کی ادائگی میں زیادہ مؤثر اور کامیاب ثابت ہوں گی، اور یہی حضرت مجدد وقت کا نصب العین ہے لیکن نہایت افسوس کے ساتھ یہ دیکھنا پڑا، کہ قرشی صاحب کی مساعی بھی کامیاب ثابت نہ ہوئیں یہاں تک کہ آج ان کا کوئی نام لینے والا بھی نہیں۔

ایک اور تنظیم نہایت وسیع پیمانہ پر انجمن حمایت اسلام کی طرف سے شروع کی گئی اور ایک شاندار تبلیغی کالج کی بنیاد رکھ کر تبلیغی میدان میں قدم بڑھانے کا اہتمام کیا گیا۔ یہ کالج چند سالوں تک بعض دینی علما اور جدید تعلیمیافتہ فضلاء کے زیر قیادت چلتا رہا۔ لیکن خدا جانے کیا وجوہات ہوئیں کہ اس سے آگے قدم بڑھانا تو ایک طرف سرے سے کالج ہی کو بند کر کے اس تنظیم کو ختم کر دیا گیا۔

ابھی چند سال ہوئے ایک اور تحریک انجمن فلاح المسلمین کے نام سے سابقہ مرکزی حکومت کے ایک مقتدر رکن کی طرف سے کھڑی کی گئی، جس کا اہم مقصد یہ بتایا گیا کہ یورپ میں تبلیغ اسلام کا کام کیا جائیگا ہمیں خوشی تھی کہ آخر کار ارکان حکومت کو بھی اشاعت اسلام کی اہمیت کا احساس تو ہوا، لیکن کون جانتا ہے کہ اس کا کیا حشر ہوا، اور اس قدر شور اشوری کے بعد وہ کیوں گمنامی کی موت مر گئی۔

حال ہی میں ہمارے ایک معاصر ماہنامہ "ندائے حق" نے ٹنڈو الہ یار میں قائم ہونے والے ایک دارالعلوم کے اراکین کو بڑے زور سے یہ غیرت دلائی ہے کہ یورپ میں احمدیوں کی طرف سے تبلیغی مشن کام کر رہے ہیں اور اس جماعت کا یہ دعوےٰ ہے کہ یہ سعادت احمدیوں کے حصہ میں آئی ہے، دوسرے مسلمان مجدد وقت کی مخالفت کی وجہ سے اس سے محروم ہیں اور رہیں گے اس لئے دارالعلوم کو اس طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے اور ایسے علماء پیدا کرنے چاہئیں جو یورپ میں جا کر تبلیغ اسلام کر سکیں۔

ہمیں معلوم نہیں کہ "ندائے حق" کی اس اپیل کا کیا جواب ملا، لیکن اتنا ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کا نتیجہ بھی وہی ڈھاک کے تین پات ہی ہوگا، اور کچھ نہیں۔ ان تمام واقعات سے ظاہر ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کا یہ فرمودہ بالکل صحیح ہے کہ:۔

"مجدد کے زمانہ میں اقوام و ملل کو فیوض و معانی
اسی کے توسط سے پہنچ سکتے ہیں اور
کوئی ولی، غوث اور قطب بھی مجدد زمانہ
کے توسط کے بغیر فیض حاصل نہیں کر سکتا"

اس سے مقام تجدید کی اہمیت ظاہر ہے، واقعات آپ کے سامنے ہیں، ایک طرف خدمت اسلام کے وہ عظیم الشان کارنامے ہیں جو احمدیوں کی قلیل البضاعت جماعت سے ظہور میں آئے اور دوسری طرف مسلمانوں کی وہ تنظیمات و تحریکات ہیں، جو تبلیغی میدان میں خسران و ناکامی کا شکار ہو کر رہ گئیں، کیا اس سے ظاہر نہیں کہ مجدد وقت سے انحراف کا نتیجہ خدمت اسلام سے محرومی اور خسران ہی ہے اور کچھ نہیں؟ فھل من مدکر؟

جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ کی تاریخیں اسی اشاعت میں دوسری جگہ درج ہیں، احباب کو معلوم ہے کہ ہمارا یہ قومی اجتماع اپنی نوعیت اور مقاصد کے لحاظ سے بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے، یہ خود مامور زمانہ کا قائم کردہ اجتماع ہے جس میں شمولیت کے لئے آپ نے بڑے زوردار الفاظ میں تاکید فرمائی ہے، اور ان لوگوں کے لئے جو جلسہ میں شمولیت کی تکلیف گوارا کریں۔ بڑی بڑی دعائیں کی ہیں۔

اس لئے ضروری ہے کہ تمام احباب جماعت ابھی سے شمولیت جلسہ کا عزم بالجزم کر کے ہر قسم کی پیش آنے والی رکاوٹوں کو دور کریں، اور تمام بیرونی جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان ہر ممبر جماعت کو شمولیت کی تحریک اور تاکید کریں۔ جلسہ میں مواعیظ حسنہ کے علاوہ کئی اہم قومی امور پیش کئے جاتے ہیں، جن پر غور اور تصفیہ کے لئے سب احباب کی موجودگی ضروری ہوتی ہے، اس لئے امید ہے کہ اس اہم قومی اجتماع میں سب دوست شامل ہو کر جماعتی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کریں گے اور مامور الہیٰ کی دعاؤں سے حصہ لیں گے۔

مقررین حضرات سے

جلسہ سالانہ کے اجلاسوں میں جو صاحب تقریر کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ دفتر کو اپنی تقریر کے عنوان سے مطلع فرما دیں۔

اسی ضمن میں دوسری درخواست یہ ہے کہ وہ خیالات کے اظہار کے لئے کم سے کم وقت تجویز فرماویں تو اس میں یہ فائدہ ہوگا کہ اس محدود وقفہ میں زیادہ سے زیادہ اصحاب کے خیالات سے مستفید ہونے کا موقعہ میسر ہو سکے گا۔

نیازمند ظہور احمد۔ سیکرٹری

جلسہ میں آنیوالے احباب سے

جو دوست جلسہ میں آنے کا ارادہ رکھتے ہوں وہ مہربانی فرما کر

۱۔ پہلے سے اطلاع دیں کہ وہ اکیلے آئیں گے یا اپنے اہل و عیال ساتھ ہوں گے اور کل کتنے افراد ہوں گے؟ چونکہ مکانات کی بہت کمی ہے اسلئے انسب یہی ہے کہ مرد الگ مردوں میں رہیں اور عورتیں دوسری عورتوں کے ساتھ۔

۲۔ سب دوست اپنے ساتھ گرم بستر ضرور لیکر آئیں تاکہ سردی میں بستر کم ہونے یا نہ ہونے کی وجہ سے تکلیف

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے، ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے۔ ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا میں سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے۔ بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں ان کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے، اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ دسمبر ۱۹۵۹ء تک اپنے نمبر کے سامنے لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت قسط منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۵ دسمبر ۱۹۵۹ء تک اُن کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۹ دسمبر ۱۹۵۹ء کو اُن کے نام کا وی پی ارسال کر دیا جائیگا۔ جس کا چھڑانا ان کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا جو اُن کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چِٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(مینجر پیغام صلح)

نمبر	رقم
۳۴	۶
۹۷	۶
۱۱۵	۶
۲۳۲	۶
۲۴۴	۶
۲۷۹	۶
۲۹۱	۶
۲۹۴	۶
۳۲۰	۶
۳۸۴	۶
۴۳۵	۱۲
۴۵۶	۶
۴۵۸	۱۲
۴۸۴	۶
۵۱۲	۶
۵۳۶	۶
۵۹۹	۶
۶۰۹	۸
۶۱۸	۲۴
۶۱۹	۱۲
۶۲۱	۶
۶۹۸	۴
۷۰۴	۶
۷۶۰	۶
۹۳۰	۶
۹۳۱	۶
۹۳۲	۶
۹۸۷	۱۲
۱۰۹۷	۱۲
۲۰۰۱	۶
۲۰۰۷	۶
۲۰۰۸	۶
۲۰۰۹	۶
۲۰۵۹	۶
۲۰۷۹	۵
۲۰۸۰	۶
۲۱۰۲	۶

رعایتی

نمبر	رقم
۴۶	۴
۲۰۶	۶
۳۵۵	۴

یادِ رفتگان

شیخ ایزد بخش مرحوم

(مرتضیٰ خان حسن)

شیخ ایزد بخش مرحوم و مغفور جن کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے، نہایت قابل قدر ہستی تھے۔ میں ان کو ان کے طالبعلمی کے زمانہ سے جانتا ہوں۔ شروع سے ہی شریف النفس اور نیک نہاد تھے۔ وہ ان مخصوص ہستیوں میں سے تھے جنہیں بدی سے طبعاً نفرت اور نیکی اور شرافت سے قدرتاً لگاؤ ہوتا ہے، اور جن کا قدم لغزش کے مواقع پیش آنے پر بھی جادۂ صواب سے منحرف نہیں ہوتا۔ اور جن کو زخارفِ دنیوی اپنی طرف کھینچنے میں ناکام رہتی ہیں ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

ان کی طبیعت میں متانت اور سنجیدگی کے جوہر پائے جاتے تھے مگر اس کے ساتھ ہی وہ بڑے ہنس مکھ اور خلیق بھی تھے۔ اور جوں جوں ترقی کرتی گئی ان کے اوصافِ حسنہ بھی زیادہ اور زیادہ مجلّیٰ اور مصفّا ہوتے چلے گئے۔ ؎

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

آپ بین الاقران و اماثل بہت معزز اور محترم سمجھے جاتے تھے بڑے متواضع اور دوست نواز تھے۔ دوستوں سے بڑی محبت اور خلوص سے ملتے تھے۔ خدا نے آپ کو پاک و صاف دل دیا تھا جس میں غل و غش کی آمیزش نہ تھی۔ پابند شریعت اور نیکو شعار تھے۔ صلح جو اور آشتی پسند تھے۔ اور یہ بھی ہم نے محسوس کیا کہ وہ اپنے دوستوں کے لئے ذاتی مفاد قربان کر دیتے اور دوسروں کی خوشی کو اپنی خوشی پر مقدم رکھتے تھے۔

ولایت جانے سے قبل کچھ عرصہ آپ حضرت امیر کے پرسنل اسسٹنٹ بھی رہے اور فرائض مفوضہ بڑی قابلیت سے سرانجام دیتے رہے۔ انہی ایام میں حضرت کو آپ کے اخلاق اور آپ کی اعلیٰ قابلیت کا علم ہوا۔

ولایت سے واپسی کے بعد آپ نے کچھ عرصہ کے لئے اخبار لائٹ کی ایڈیٹری کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔ آپ کی انگریزی قابلیت تو مسلم تھی۔ آپ جن خیالات کا اظہار اخبار میں کرتے اُن سے معلوم ہوتا تھا کہ مبدء فیض نے آپ کو ایک صحیح اور متوازن دماغ عنایت فرمایا ہے۔ آپ کی رائے پختہ، معقول اور مدلل ہوتی تھی۔ آپ بے باکانہ بلا خوف لومۃ لائم اپنی رائے کا اظہار کرتے تھے جو روشن ضمیر طبقہ کا شیوہ ہے ؎

رنگ آئینہ کہتے ہیں منہ پر
لگی لپٹی نہیں رکھتے کسی سے ؎

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے ۔ سفینہ چاہیئے اس بحر بیکراں کے لئے

محترم فاروقی صاحب نے آپ کے متعلق ایک مختصر مگر جامع مضمون اخبار میں شائع کیا ہے۔ جس سے آپ کے اخلاق و حالات کا علم ہو سکتا ہے۔

افسوس ہے کہ جماعت کے قیمتی وجود یکے بعد دیگرے اُٹھتے جاتے ہیں خدا کرے اُن کی جگہ لینے والے پیدا ہوتے رہیں اور قوم میں کسی قسم کا انحطاط رونما نہ ہو ؎

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

ہر ایک نیک شخص جماعت میں ایک نمونے کا کام دیتا ہے۔ ایسے نیک شخصوں کا اُٹھ جانا ایک قومی نقصان ہے۔

خدا سے دعا ہے کہ وہ شیخ صاحب کو فردوس بریں میں اعلیٰ مقام بخشے اور ان کے اہل و عیال اور تمام متعلقین کو صبر کی توفیق عطا فرمائے ؎

اُٹھ گیا ہائے وہ خجستہ خصال
وہ عزیز دیار ایزد بخش
باعثِ فخر خانداں کے لئے
نازشِ روزگار ایزد بخش
تھا صلوٰۃ اور صوم کا پابند
تھا عبادت گذار ایزد بخش
نیکیوں میں ہمیشہ کرتا تھا
صرف لیل و نہار ایزد بخش
ہم نے دیکھا نہیں زمانے میں
تجھ سا نیکو شعار ایزد بخش
تو تھا محبوب قوم۔ غم میں ترے
قوم ہے سوگوار ایزد بخش
تجھ پہ شام و سحر برستی رہے
رحمتِ کردگار ایزد بخش

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ بفضلہ تعالیٰ صحت یاب ہو چکے ہیں اگرچہ کمزوری باقی ہے۔

— محترم ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ:۔ "میں ۴/۱۱/۵۹ سے ڈپٹی ڈائرکٹر ہیلتھ کے عہدہ سے ریٹائرڈ ہو گیا ہوں۔ فی الحال میرا پتہ حسب ذیل ہوگا:۔

نمبر ۶۰ ابدالی روڈ ۔ ملتان

ارادہ ہے اگلے ماہ سیالکوٹ چلا جاؤں گا۔ نیا پتہ وہاں جا کر لکھوں گا۔"

— ڈاکٹر عبدالمجید قریشی صاحب انچارج ریلوے ہسپتال سکھر مزید تعلیم کے لئے انگلستان تشریف لے گئے ہیں۔

— طاہر شمیم صاحبہ بی۔ اے بی ٹی دختر چوہدری عبدالمجید صاحب مینجر ارامنات انجمن اوکاڑہ ہیڈ مسٹرس مقرر ہوئی ہیں انہوں نے

محمد رسول اللہ صلعم کے عقاید و نظریات علوم کی روشنی میں

جلسہ سالانہ میں شمولیت کیلئے تمام افرادِ جماعت اور خواتین کو دعوت

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

نٓ والقلم وما یسطرون ما انت بنعمت ربك بمجنون

قرآن کریم کا ایک اہم اعلان

ان آیات میں ایک بڑا بھاری اعلان ہے، یہ اعلان بالمخصوص اہلِ علم کے لئے ہے، یہ اعلان آج بھی دنیا کے لئے ویسا ہی اہم ہے جیسے پہلے تھا۔ آج کی دنیا کو اپنے علوم اور سائنسدانی پر ناز ہے، اس زمانہ میں کسی مذہب کا اپنے معتقدات اور نظریات پیش کرنا اور انکو منوانا بہت مشکل ہے صرف وہی نظریات مقبول ہو سکتے ہیں جو سائنس اور فلسفہ کی رو سے معقول ثابت ہوں۔ آج سے چودہ سو برس پہلے ایک امی کا یہ دعوے کرنا کہ جوں جوں علم ترقی کرے گا اس کے معتقدات و نظریات کی معقولیت دنیا پر روشن ہوتی چلی جائے گی، بہت بڑا دعوے ہے۔

علوم کی ترقی اور اسلامی نظریات کی معقولیت

فرمایا نٓ والقلم وما یسطرون۔ دوات اور قلم وہ ذریعہ ہے جس سے علوم پھیلتے اور بڑھتے ہیں۔ کوئی علوم نہ پھیل سکتے ہیں نہ ترقی کر سکتے ہیں جب تک دوات اور قلم کے ذریعہ انہیں صفحۂ قرطاس پر نہ لایا جائے، ان پر غور کرنے ان کی معقولیت کو جانچنے اور انہیں پھیلانے اور ترقی دینے کے لئے ضروری ہے کہ انہیں کتابی شکل میں لکھا جائے، یسطرون مستقبل کا صیغہ ہے جس سے یہ مراد ہے کہ لکھنے والے جتنا بھی لکھتے جائیں گے اور جتنی علوم کی روشنی بڑھتی چلی جائے گی اسی شد و مد کے ساتھ ثابت ہوگا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نظریات و معتقدات علم و عقل پر مبنی ہیں اور اپنی افادیت میں اور اہمیت میں لاثانی ہیں۔

اسلامی نور کی روشنی کا اثر باطل عقائد پر

دوسری جگہ لکھا ہے اللہ نور السموات والارض، اللہ تعالےٰ نور ہے، اس کی کتاب بھی نور سے بھری ہوئی ہے اور اس کا پیغمبر بھی نور ہی لے کر آیا ہے، جس باطل عقیدہ پر اس نور کی روشنی پڑے گی وہ چکنا چور ہو جائے گا۔ علم کی روشنی کے سامنے کوئی باطل عقیدہ نہیں ٹھہر سکتا۔ صدیوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا مانا جاتا رہا ہے لیکن جب علم کی روشنی اس عقیدہ پر پڑی تو اس کا باطل ہونا ظاہر ہوگیا۔

الوہیت مسیح کے عقیدہ کی غیر معقولیت

وہ ہستی جس کو بھوک لگی تو وہ کھانے کی تلاش کرتا پھرتا ہے، جو بازار میں کھانے پینے کے لئے بیٹھ جاتا ہے اور بار بار دعائیں کرتا ہے کہ اے خدا آج کی روٹی ہمیں دے اسکو خدائی کے تخت پر بٹھانا اس قدر غیر معقول بات ہے۔ کئی لوگوں نے حق کے لئے بڑی بڑی جوانمردی دکھائی اور میرا تو اعتقاد ہے کہ حضرت عیسےٰ بڑے جوانمرد انسان تھے، لیکن بائبل میں لکھا ہے کہ جب پولیس کے حکام انہیں پکڑنے کے لئے آئے تو وہ روتے تھے اور منہ کے بل گر پڑتے تھے اور کہتے تھے کہ اے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ میں تو حضرت عیسیٰ کو ایسا کمزور اور بزدل نہیں سمجھتا لیکن بائبل میں ان کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے، وہ ایسا اچھا نہیں اس نقشہ میں قدرت کا ہاتھ ہے، قدرت بتانا چاہتی ہے کہ وہ جس کو تم خدا بنائے بیٹھے ہو وہ اس قدر کمزور اور ناتوان ہے کہ نہ بھوک برداشت کر سکتا ہے اور نہ اپنے آپ کو دشمنوں سے بچا سکتا ہے۔

بت پرستی کا غیر معقول عقیدہ

ایک پنڈت سے جو بڑے عالم فاضل انگریزی دان تھے میری ملاقات ہوئی، میں نے ان سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ اس قدر علمیت رکھنے کے باوجود بتوں کی پوجا کرتے ہیں، وہ کہنے لگے کہ ہم بتوں کی پوجا نہیں کرتے بلکہ خدا کا تصور باندھنے کے لئے بت کو اپنے سامنے رکھتے ہیں، میں نے کہا کہ سنا ہوا ہے کہ ریاضی کی انتہا یہ ہے کہ نہ اس کے اندر لفظ ہو اور نہ خط ہو، کہنے لگے ہاں صحیح ہے، میں نے کہا جب یہ صحیح ہے تو وہ قوم جس کو اپنی ریاضی دانی پر فخر ہو وہ کیونکر خدا کے تصور کے لئے بت کی ضرورت محسوس کرتی ہے۔

عبدالمطلب کا خواب

زرقانی شریف سیرت کی کتاب ہے، اس کی آٹھ جلدیں ہیں۔ اس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھا ہے کہ آپ کے دادا عبدالمطلب نے ایک خواب دیکھا کہ ان کی پیٹھ سے چاندی کی ایک زنجیر نکلی اور وہ آسمان تک پہنچ گئی پھر وہ ایک درخت کی صورت اختیار کر گئی، جس کی شاخیں مشرق و مغرب میں پھیلی ہوئی تھیں، اور انہوں نے دیکھا کہ مشرق و مغرب کے لوگ اس کی شاخوں کے نیچے آکر بیٹھتے اور اس کے سایہ سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

محمد رسول اللہ صلعم کا عالمگیر پیغام

یہ خواب قرآن کریم کے اس اعلان سے پورا ہوگیا قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔ اے تمام انسانو! میں تم سب کی طرف رسول بن کر آیا ہوں۔ یہ وہ درخت ہے جس کی شاخیں تمام مشرق و مغرب میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور دنیا کی عافیت آج اسی کے سایہ کے نیچے پناہ لینے میں ہے۔

توریت و انجیل کی تنگ نظری

بات یہ ہے کہ توریت اور انجیل میں مذہب کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے وہ بالکل تنگ نظری پر مبنی ہے توراۃ میں بار بار لکھا ہے کہ یہوہ صرف بنی اسرائیل کا خدا ہے، یہودی ہی خدا کی پیاری اور منتخب قوم ہے۔ اور توراۃ میں غیر یہودی کو لعنتی کہہ کے یاد کیا گیا ہے۔ یہی ہندو قوم کا حال ہے۔ ان کے نزدیک بھی غیر ہندو ملیچھ ہیں اور نفرت کے قابل ہیں۔

حضرت نبی کریم صلعم کا معقول اور عالمگیر اعلان

اس کے مقابل پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ اعلان کرتے ہیں کہ خدا تمام عالم کا خالق و محسن و مربی ہے اور وہ تمام اقوامِ عالم کے لئے ایک ہی ہدایت کا رستہ بیان فرماتا ہے وہ ہے خدا خوفی اور نیک عملی کا رستہ، یہ کتنا بڑا اعلان ہے، کتنی بڑی روشنی ہے جس نے مذاہب کی تنگ نظریوں کو نمایاں کر دیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان بھی اپنی بدکرداریوں کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے۔ فرمایا کہ میں نے ایک مسلمان عورت کو دوزخ میں دیکھا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس نے ایک بلی کو قید کر رکھا تھا، اور نہ اس کو نہ کھانے کو دیتی تھی نہ پینے کو، ایک جانور کو اذیت پہنچانے کی وجہ سے اسے سزا دی گئی، اور معاذ بن جبل کو حاکم بنا کر بھیجا تو اسے نصیحت کی کہ اتق دعوۃ المظلوم۔ دیکھو کسی پر ظلم نہیں کرنا مظلوم یہودی کی آہ ایک مسلمان کے خلاف سنی جائے گی، اور قرآن میں امرأۃ فرعون (فرعون کی بیوی) کا گھر جنت میں بتایا گیا ہے، حالانکہ فرعون تو خدائی کا دعویدار تھا، وہ بڑا ظالم، متمرد اور سرکش انسان تھا۔ اس کے محل میں ایک خدا پرست اور دیندار عورت تھی، جس نے اپنی نیکی کی وجہ سے اپنا گھر جنت میں بنا لیا تھا۔ اور فرعون کے گھر میں ہونا اس کے لئے روک کا موجب نہ ہوا، اور دوسری طرف نوحؑ اور لوطؑ کی بیویاں نبیوں کی بیویاں ہونے کے باوجود اپنی بدکرداریوں کی وجہ سے دوزخ کا ایندھن بن گئیں، یہ قانونِ عام ہے، ومن یعمل سوءً یجز بہ لیس اللہ بظلام للعبید۔ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ خدا آنکھیں بند کر کے کسی کو سزا نہیں دیتا، اس کا علم بڑا باریک ہے۔ حضور صلعم نے اپنی پھوپھی صفیہ سے کہا انی لا املك من اللہ شیئاً۔ میں کسی قسم کا اختیار نہیں رکھتا، آپکے اعمال ہی کام آئیں گے۔

حضرت عیسیٰ کا مقام محمد رسول اللہ صلعم کے مقابلہ میں

ایک میم صاحبہ ولایت میں میرے ہاتھ پر مسلمان ہوئی

اس کے دل و دماغ میں رچا ہوا تھا کہ حضرت عیسیٰ ہی سب کچھ ہیں، اور محمد رسول اللہ صلعم ان کے سامنے کوئی چیز نہیں۔ مجھے یہ سب معلوم تھا۔ اس امر کو مدنظر رکھ کر میں نے کبھی قرآن ان کو سنایا اور کبھی حدیث اور کبھی انجیل۔ ایک کنعانی عورت کا قصہ میں نے انجیل میں سے سنایا کہ جب اس نے برکت طلب کی، تو حضرت عیسےٰ نے کہا کہ میں صرف بنی اسرائیل کی بھیڑوں کے لئے آیا ہوں، اس عورت نے اصرار کیا تو حضرت عیسےٰ نے کہا کہ میں بچوں کی روٹی کتوں کے آگے کیسے ڈال دوں، کتنی تنگی ہے، اور اس عورت نے جواب دیا کہ بچوں کے دسترخوان سے گرے پڑے ٹکڑے کتے کھا ہی لیتے ہیں۔ میں نے میم صاحبہ سے کہا کہ تم بتاؤ کہ دونوں میں سے کس کا مقام بلند ہے۔ ایک دفعہ حضرت عیسےٰ کو گھر سے نکلے ہوئے تین دن ہو گئے، ماں ممتا کی ماری آئی، وہ وعظ کر رہے تھے لوگوں نے کہا کہ باہر آپ کی ماں آئی ہوئی ہے، انہوں نے جواب دیا کون ہے میری ماں اور کون ہیں میرے بھائی۔ اس قسم کی باتیں جب میں نے انہیں سنائیں تو وہ کہنے لگیں میں آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں، میں نہ جانتا تھا کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہیں، چنانچہ اس نے کہا کہ میں حضرت عیسیٰ کو اتنا بلند سمجھتی تھی کہ اس کے مقابلہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی چیز نہ سمجھتی تھی، لیکن اب معلوم ہوا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام حضرت عیسےٰ سے بہت بلند ہے۔

محمد رسول اللہ صلعم کا بلند مقام

تو جوں جوں علم بڑھتا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اور اعتقاد کی معقولیت روشن ہوتی جاتی ہے، وانك لعلیٰ خلق عظیم۔ آپ کا علم اور اخلاق بہت بلندیوں پر ہیں، آپ کا یہ اعلان کہ ن والقلم وما یسطرون۔ آج بھی اسی طرح قائم ہے۔ ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کله آج اگر ساری دنیا کے معتقدات ایک طرف رکھے جائیں اور محمد رسول اللہ صلعم کے معتقدات و تعلیمات دوسری طرف، تو دنیا کے پڑھے لکھے انسانوں پر روشن ہو جائے گا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معتقدات سب سے زیادہ معقول اور سب سے بلند ترین ہیں یہی مطلب لیظھرہ علی الدین کله کا ہے ورنہ ادیان کا اختلاف تو مٹ نہیں سکتا۔

جلسہ سالانہ کے متعلق

اب میں ایک اور بات کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ حسب دستور انجمن کا جلسہ ۲۴-۲۵-۲۶-۲۷- دسمبر ۱۹۵۹ء کو منعقد ہوگا- ۲۴ر دسمبر کا جلسہ تو خواتین کے لئے ہے۔ دو تین سال سے خواتین کا یہ جلسہ بڑا کامیاب ہوتا ہے۔ باہر سے خواتین بہت کثرت سے آتی ہیں، اور چندہ بھی بہت زیادہ ہوتا ہے۔ کوئی زمانہ تھا کہ ہم جماعت سے باہر دوسری عورتوں کو دعوت دیتے تھے کہ ہمارے ہاں آکر تقریریں کریں، اب خدا کے فضل سے ہماری جماعت کے اندر ایسی خواتین موجود ہیں جو اچھی تقریر کر سکتی ہیں۔

گھروں میں اطلاع دو اور دستکاری بناؤ

میں تمام دوستوں سے کہتا ہوں کہ اپنے گھروں میں جا کر اطلاع دیں کہ ۲۴ر دسمبر کو یہاں جلسہ ہے اس میں ضرور شامل ہوں اور دستکاری بھی اس جلسہ کے لئے تیار کریں، اگرچہ دو چار روپیہ کی دستکاری ایک معمولی بات ہے، لیکن ادخلوا فی السلم کافۃ سارے کے سارے مل کر قدم اٹھاؤ تو یہی چار آنہ یا چار روپیہ کی دستکاری ایک خزانہ بن جاتی ہے، ادخلوا فی السلم کافۃ کے معنے ہیں کہ ساری قوم مل کر قدم اٹھائے- ایسا کرنے سے اپنے قلب پر بھی اثر پڑے گا اور بچے بھی یہ دیکھ کر کہ ہماری ماں دین کے لئے دستکاری بنا رہی ہے اچھا اثر لیں گے- اس لئے میں تمام احباب سے کہتا ہوں کہ اپنے گھروں میں اطلاع دیں کہ جلسہ میں ضرور شامل ہوں اور خود بھی آئیں- یہی بات تمام جماعتوں کے افراد کے سامنے ہونی چاہئے- وہ اپنے اپنے گھروں میں دستکاری تیار کرنے کی طرف توجہ دلائیں اور جماعتوں کے افراد حضرت امام وقت کی ہدایت پر جو اس جلسہ میں حاضری کے متعلق ہے کاربند ہوں۔

احباب لاہور سے

دوسری بات میں لاہور والوں سے کہتا ہوں کہ کشمیر اور پشاور اور کراچی جیسے دور دراز مقامات سے لوگ آئیں گے- لاہور والوں کو چاہیئے کہ وہ فکر کریں اور زیادہ اہتمام اور التزام کے ساتھ جلسہ میں شامل ہوں- آپ کو چاہیئے کہ اہتمام سے تین دن آئیں، اہتمام سے نمازوں میں شامل ہوں حضرت امام وقت نے اس جلسہ کو بڑی اہمیت دی ہے، یہ قوم کو زندہ کرنے والی چیز ہے- سال بھر کے بعد دور دور سے آئے ہوئے دوست ایک دوسرے کو دیکھ لیتے ہیں اور ایک دوسرے سے مل کر ایک زندگی پیدا ہوتی ہے، یہ تو حضرت صاحب نے لکھا ہے گھروں میں بیٹھے ہوئے وہ بات نہیں ہوتی جو مجمع میں اثر پیدا ہوتا ہے- مجمع کی دعاؤں میں ایک خاص اثر ہوتا ہے آپ امام وقت کی آواز پر لبیک کہیں، اور ضرور خلوص اور مستعدی کے ساتھ جلسہ میں شامل ہوں۔

منتظمین کی خامیوں اور کوتاہیوں پر ناراض نہ ہوں

کبھی کبھی چھوٹی چھوٹی غلطیوں یا خامیوں پر جو جلسہ کا انتظام کرنے والوں سے سرزد ہوں، شکایتیں پیدا ہوتی ہیں- نہیں دیکھتے کہ ایک شخص اتنے بڑے مجمع کا انتظام کر رہا ہے- انتظام میں خامیاں بھی ہوتی ہیں آپ مشتعل ہو جاتے ہیں یہ ٹھیک نہیں- برداشت اور تحمل سے کام لینا اور مشکلات میں ہاتھ بٹانا مستحسن ہوتا ہے۔

نامہ تصدق

ڈاکٹر غلام محمد صاحب مرحوم کے غم میں

پیغام صلح اور مکتوب ظہور احمد نے آج اس غمناک خبر سے دوچار کیا جس کی برداشت کی قوت میرے قلب مریض میں نہیں، آہ ڈاکٹر غلام محمد اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے، اُف وہ مرد خدا جو اپنوں اور بیگانوں اور یگانوں کی برابر خبر لیا کرتا تھا وہ ہم سے رخصت ہو گیا اس عظیم شخصیت کی آج سلسلہ عالیہ احمدیہ کو بے حد ضرورت تھی- نہ جانے خدا نے کیوں ہم سے چھین لیا- لیکن تصدق چپ رہ مشیت ایزدی میں کسی کو دخل نہیں وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل۔ اپنی آنکھوں کے سامنے رکھ اور انا للہ وانا الیه راجعون کہہ کر صبر و شکیب سے کام لے اور رضائے الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کر دے ؎

ہر دل ہے صرف ماتم ہر شخص آب دیدہ
دنیا سے اٹھ گیا ہے کوئی خدا رسیدہ

اے خدا مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرما- آمین ؎

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آب بقائے دوام لا ساقی

اے وابستگان سلسلہ احمدیہ مسیح محمدی کے اس عاشق و شیدا کی پیرانہ سال مجاہد کے قلب کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے یہ درد انگیز الفاظ جو دم واپسیں کے قریب آپ نے جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ ؎

"میں تو زندگی اور موت کی کشمکش
میں ہوں اللہ تعالیٰ بہتر جانتا
ہے کیا نتیجہ ہوگا- میرا یہ
پیغام قوم کو پہنچا دیں- کہ امام وقت
نے ہمیں ایمان کی دولت عطا کی
خدا کے لئے اس کو محفوظ رکھیں"

پیش نظر رہے۔

یہ قلق و دل پیغام، پیغام صلح کے ذریعہ آپ کی نظروں سے گزرا ہوگا، اے عزیز و امام وقت کی اس نعمت عظمیٰ کو نہ صرف محفوظ رکھو، بلکہ اپنی انتھک جد و جہد سے اس نعمت سے دنیا کو بھی متمتع کرو اور مرحوم و مغفور کی روح کی خوشنودی کا باعث ہو-

اللہ تعالیٰ ہم سبھوں کو اس کی توفیق بخشے۔

خاکسار- تصدق حسین قادری

از بغداد

مکتوب ووکنگ

مغربی دنیا کے موجودہ ذہنی اضطراب اور تلاش حق کا جواب اسلام میں!

ایک ریٹائرڈ کمانڈر رائل برطانوی نیوی کا قبول اسلام

مولانا یعقوب خان صاحب امام جامع ووکنگ (انگلستان) کا مکتوب گرامی

ووکنگ ۱۱ نومبر ۱۹۵۹ء

مکرم معظم ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

یہ خبر ناظرین "پیغام صلح" کے لئے موجب مسرت ہوگی کہ گذشتہ اتوار کو ایک معتمد ساٹھ سالہ انگریز حلقہ بگوش اسلام ہوا۔ ان کا نام ایچ' ایف' فیلوز۔ ہے۔ یہ رائل برطانوی نیوی سے کمانڈر کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے ہیں۔ اور دنیا کے اکثر حصوں کو دیکھنے کا موقعہ ملا ہے ــــ آبائی پیشہ ہی نیوی کی ملازمت ہے۔ خود بھی پندرہ سال کی عمر سے جہاز رانی کے میدان میں داخل ہوئے۔ عالمی جنگ اول کے بعد۔ ۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۳ء تک جنگی بیڑہ کے جس دستہ سے وہ وابستہ تھے۔ وہ ترکیہ کے سمندروں میں مقیم تھا۔

اسلامی نظریۂ حیات میں ان کی دلچسپی کا آغاز انہی ایام سے ہوا جب ترکوں سے انہیں میل ملاقات کا موقعہ ملا۔ وہیں سے اسلام کے متعلق انگریزی میں چند کتب اور قرآن کریم کا ترجمہ لے کر آئے اور ریٹائر ہونے پر ان کا مطالعہ پورے زور سے شروع کیا۔

گذشتہ جنوری میں ان کی طرف سے ایک خط موصول ہوا۔ جس میں اپنی دلچسپی اور تلاش حق کا اظہار کیا تھا لکھا تھا کہ جہاں تک بنیادی اصولوں کا تعلق ہے۔ مسیحیت اور اسلام میں بہت کچھ مشترک معلوم ہوتا ہے۔ مگر جہاں اسلام کے عقائد نہایت سادہ اور عام فہم ہیں۔ مسیحیت کے عقائد پیچیدہ اور متضاد ہیں۔ پھر بھی چند ایک الجھنیں اسلام کے متعلق باقی تھیں اور اس لئے مسجد ووکنگ کی طرف متوجہ ہوئے کہ شاید ان کی ذہنی الجھنوں کی گرہ کشائی ہو سکے۔

ان کے خط کے جواب میں علاوہ بعض الجھنوں کی وضاحت کے..... انہیں "ٹیچنگ آف اسلام" کا ایک نسخہ مطالعہ کے لئے ہدیۃً بھیجدیا۔ اس کے مطالعہ سے انہیں اندھیرے میں روشنی کی ایک جھلک نظر آنے لگی ــــ چنانچہ جلد بعد ہی ایک خط کے ذریعہ انہوں نے اس کا اعتراف کیا اور لکھا کہ انہیں مزید لٹریچر بھیجا جائے چنانچہ انہیں "ریلیجن آف اسلام" مصنفہ حضرت مولانا محمد علی مرحوم اور چند اور کتب بھیجی گئیں۔ اس کے بعد وہ بالمشافہ گفتگو کے لئے ووکنگ تشریف لائے۔ اور انگریزی ترجمہ قرآن بھی خرید کر لے گئے۔

یہ سلسلہ کچھ دیر تک چلتا رہا۔ ان کا مکان ووکنگ سے کوئی دو صد میل کے فاصلہ پر ہے۔ مگر ہماری دعوت پر وہ عید الفطر کی تقریب میں بھی شامل ہوئے اور سب کچھ بچشم خود دیکھا۔ عالمگیر اخوت اسلامی کے اس نظارہ سے جو ووکنگ میں عید کے موقعہ پر نظر آتا ہے کوئی شخص متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور فیلوز صاحب بھی گہرا نقش لے کر گئے۔

گذشتہ اتوار (۸ نومبر ۱۹۵۹ء) کو وہ ووکنگ تشریف لائے۔ ظہر کی نماز کے بعد حسب معمول مسجد کے اندر اسلام کے متعلق جو مختصر خطاب ہوتا ہے اس میں بھی انہوں نے شمولیت کی ــــ وہاں سے مکان آئے اور باقی مہمانوں کے ساتھ چائے نوشی میں شامل رہے جانے کا وقت آیا تو خود ہی کہنے لگے کہ اس سے قبل کہ میں جاؤں میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں ــ چنانچہ اس طرح یہ جلیل القدر انگریز خود بخود حلقہ بگوش اسلام ہوا، اور اسلامی نام حامد فاروق قرار پایا۔

فیلوز صاحب کی قبولیت اسلام کو

اس ملک میں تحریک اسلام کی رفتار میں ایک سنگ میل سمجھنا چاہیئے۔ اس لئے کہ یہ ایک لمبی کاوش تحقیق اور جستجو کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کے اس جرأت مندانہ اقدام کو جو محض ان کی اپنی جستجوئے حق کا نتیجہ ہے، مزید اسلامی قبولیت کا پیش خیمہ بنائے!

مغربی قلب کا اضطراب اور کلیسا کی بھول بھلیاں

اشاعت اسلام کی تحریک اور مستقبل قریب یا بعید میں اس کی ممکنات اس قدر ہیں کہ شاید اس وقت وہ خود ہمارے تخیلات اور توقعات کے دائرہ میں نہ آ سکیں۔ مگر حقیقت یہی ہے کہ اس وقت مغربی قلب ایک مضطرب قلب ہے۔ ذہنی استعداد تو بام عروج پر پہنچ گئی مگر کلیسا کی طرف سے جو روحانی تعلیمات انہیں میسر آتی ہیں وہ ایک بھول بھلیاں سے بڑھکر نہیں۔ اس لئے انہیں سخت ذہنی اور روحانی بے چینی لاحق ہے۔ مسیحیت کی جو تعبیر کلیسا پیش کر رہا ہے وہ دم توڑ رہی ہے۔ پادری صاحبان اپنی اعلےٰ تعلیمی ڈگریوں اور ذہنی صلاحیتوں کا پورا زور لگا رہے ہیں کہ مسیحیت کو ایسے لباس میں پیش کریں کہ موجودہ ذہنی اقدار سے ہم آہنگ ہو سکے، مگر یہ ساری کوششیں ایسی ہیں جیسے ایک بڑے سیلاب کے سامنے ریت کا بند لگایا جائے۔

ایک باقاعدہ لہر

یہ روحانی خلا روز بروز بڑھ رہا ہے۔ زیادہ سے زیادہ افراد اس کی لپیٹ میں آ رہے ہیں۔ یہ کہنا بالکل صحیح ہوگا کہ اس بے چینی اور تلاش نے ایک باقاعدہ لہر کی شکل اختیار کر لی ہے، بے شک یہ لہر ابھی ہلکی ہے اور اس کا دائرہ محدود ہے مگر روز بروز زور پکڑتی جاتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا مسلمان کی آنکھ بھی اسے دیکھ رہی ہے یا نہیں؟

دوسرے مذہبی مشنوں کی سرگرمیاں

بدھ مذہب کے صرف شہر لنڈن میں درجن بھر مراکز ہیں ــ اسی طرح ہر ایک بڑے شہر میں ان کا کوئی نہ کوئی مرکز ہے۔ مشنریوں کی تعداد بھی جہاں تک مجھے معلوم ہو سکا ہے درجنوں تک ہے۔ بدھ مذہب کے علاوہ رام کرشنا مشن کے مراکز بھی پوری تیزی سے مصروف عمل ہیں، چنانچہ گذشتہ ایام میں ان کے بانی کی سالگرہ کے موقع پر جو جلسہ لنڈن میں منعقد ہوا اس کی صدارت مشہور و معروف مؤرخ ٹائن بی نے کی۔

ووکنگ مشن کی امتیازی حیثیت

ووکنگ مشن کو بے شک ان سب کے بالمقابل ایک نمایاں حیثیت حاصل ہے مگر مجھے اب تک سمجھ نہ آ سکا کہ کیوں؟ نہ ہمارے پاس مبلغین کا کوئی دستہ ہے، لے دے کر دو تین آدمی ہیں۔ کچھ لٹریچر ضرور تھا، سو وہ بھی آؤٹ آف پرنٹ ہوا جاتا ہے اور ہمیں دوبارہ چھاپنے کی توفیق بھی نہیں۔ پھر لنڈن جیسے مرکزی مقام سے ۲۵ میل دور پڑے ہیں۔ مگر باوجود اس کے ووکنگ کو تمام مشنری اداروں میں ایک امتیازی مقام حاصل ہے۔ آخر اس کی وجہ؟ مجھے کوئی وجہ دکھائی نہیں دیتی سوائے اس کے کہ خود اسلام کے اندر ایک قوت اور طاقت اور حسن ہے۔ اور مشیت الٰہی میں اب اسلام کا دَور دورہ شروع ہوا ہے۔

مغربی انداز فکر میں انقلاب

مغربی دنیا کے انداز فکر میں ایک انقلاب رونما ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ وہ مذہب کو ایک سائنٹیفک عینک سے دیکھنے کے متمنی ہیں۔ مذہب سے بے اعتنائی کا دَور بھی گذر چکا اور اس مادی تہذیب کی چند روزہ چکاچوند اب ایک فریب اور سراب بن کے دکھائی دے رہی ہے۔ ان لوگوں کو نظر آ رہا ہے کہ اگر یہی لیل و نہار رہے تو تباہی کا دیو منہ کھولے سر پہ کھڑا ہے۔ یہ لوگ بالطبع ذکی الحس واقع ہوئے ہیں۔ رفتار واقعات کا غور سے مطالعہ کرتے ہیں اسی افتاد طبیعت نے ان دو کھلونوں سے انہیں بد اعتقاد کر دیا ہے جو کلیسا کی خلاف عقل تعلیم اور

مادی تہذیب کی سطحی چمک دمک کے کھلونے تھے۔ اب مذہب کی تلاش میں وہی سنجیدگی اور مستعدی ہے جو کسی زمانہ میں نئی ایجادات اور نئے تسخیر ممالک میں نظر آتی تھی۔

اسلام — ایک زندہ صداقت

اور ظاہر ہے کہ اس میدان میں جہاں تلاش ٹھوس حقائق کی ہے۔ صرف اسلام ہی پورا اُتر سکتا ہے۔ باقی مذاہب بھی بے شک اپنے اندر کچھ سچائیاں رکھتے ہیں مگر ان کی حیثیت روحانی آثار قدیمہ سے بڑھکر نہیں۔ ایک آدھ سچائی ہے تو باقی کھنڈر ہی کھنڈر ہیں نہ کسی کی تاریخی حیثیت قائم ہے، نہ وحی الٰہی کا وہ آسمانی پانی ان کے اندر موجود ہے جس کے بغیر کوئی روحانی نشوونما ممکن نہیں۔

اسلام کی باقی ادیان پر بالادستی اسی میں ہے کہ وحی کا وہ روحانی چشمہ جس کا نام قرآن ہے اور جس نے ریگستان عرب کو گلزار بنا دیا تھا اسی آب و تاب کے ساتھ رواں ہے۔ اسی طرح اسلامی تعلیم کا اسوۂ کامل حضرت نبی کریمؐ ایک تاریخی ہستی ہیں کوئی فسانہ نہیں ہیں۔ اس نے اسلام کو ایک ٹھوس حقیقت بنا دیا ہے اور اسلام کی بدولت خود مذہب جو ایک قصہ پارینہ بن رہا تھا، دوبارہ ایک زندہ صداقت بنتا دکھائی دیتا ہے۔

اسلام کی بنیاد فطرت انسانی پر

یہ ہے اسلام کی وہ اندرونی قوت جس سے وہ مغربی دنیا کے دل و دماغ پر خود بخود چھاتے جا رہا ہے۔ گذشتہ اکتوبر میں مجھے پانچ بڑے مراکز میں اسلام پیش کرنے کا موقعہ ملا، ایک میتھوڈسٹ گرجا میں جو بیلسنڈ نامی قصبہ میں واقع ہے، انٹرنیشنل لیگ لندن میں، اینگلو جیوش ایسوسی ایشن لندن میں، لندن یونیورسٹی میں اور برسٹل یونیورسٹی میں — ہر ایک موقعہ پر میں نے یہی نظارہ دیکھا کہ اسلام کی فطرتی تعلیم کی تصویر سامنے آجاتی ہے تو قلوب پر اس کا ایک قسم کا سکہ بیٹھتا معلوم ہوتا ہے۔

یہودیوں کے جلسہ میں سوالات کے سلسلہ میں ایک سوال یہ ہوا کہ کیا اسلام میں بھی یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح کوئی رسم ہے کہ جب کوئی بچہ خاص عمر تک پہنچ جاتا ہے۔ تب اسے باقاعدہ طور پر مذہب میں داخل کیا جاتا ہے، جب میں نے انہیں بتایا کہ اسلام کی رُو سے ہر بچہ ماں کے پیٹ سے ہی اسلام کی دولت ساتھ لے کر آتا ہے۔ تو میں نے ان کے چہروں پر گہرا اثر دیکھا۔ انسانی فطرت کی پاکیزگی اور بلندی کا اس سے بڑھکر کیا تصور ہو سکتا ہے؟ اور پھر وہ اس سے محظوظ بھی ہوئے جب میں نے ان کو وہ حدیث سنائی کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے بچے بھی پیدائشی طور پر مسلمان ہوتے ہیں، اس کے بعد والدین ان کو "بگاڑ" کر یہودی یا عیسائی ...... بنا لیتے ہیں۔

مکتوب ہالینڈ

قادیانی مسجد میں جمعہ پڑھنے کی مخالفت پر میرا خط

ڈچ دوستوں کے نام

از جناب مولوی غلام احمد بشیر مولوی فاضل

سابقہ اشاعت میں مولوی غلام احمد بشیر صاحب بتا چکے ہیں کہ کس طرح جماعت ربوہ کے امام حافظ قدرت اللہ صاحب کی طرف سے انہیں قادیانی مسجد میں نماز جمعہ پڑھنے سے روک دیا گیا، اپنے اسی مکتوب میں بشیر صاحب لکھتے ہیں۔

میرا خط ڈچ دوستوں کے نام

اب میں نے دوستوں کی اطلاع کی خاطر ایک خط لکھ کر روانہ کیا ہے۔ اس خط میں میں نے اپنے ڈچ دوستوں کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ میری مسجد میں غیر حاضری کی وجہ سے شاید خیال کرتے ہوں گے کہ بشیر مسجد میں کیوں نہیں آتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب نے مجھے وہاں آنے سے روکا ہے۔ اس روکنے کا باعث صرف اور صرف یہ ہے کہ میرے اور ان کے عقائد میں کچھ فرق تھا۔ مگر کیا محض اختلاف عقائد کی بناء پر کسی کو مسجد یا چرچ میں آنے سے روکا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد میں نے خلافت کے متعلق اپنے عقیدہ کی تشریح مختصر الفاظ میں پیش کی ہے۔ اور اس کے بعد بتلایا ہے کہ اب میں نے جماعت احمدیہ لاہور کے ساتھ الحاق کر لیا ہے۔ جب سے میں مسجد میں نہیں جاتا وہ اپنا زور لگا رہے ہیں کہ لوگ میرے ساتھ میل ملاقات نہ رکھیں۔

اہل وطن اور جماعت ربوہ سے سوال

اس جگہ میں اپنے اہل وطن سے بھی دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اُن کے نزدیک کسی کو محض فروعی امور میں اختلافات کی بناء پر مسجد سے روکا جا سکتا ہے جبکہ دوسرا عقیدہ رکھنے والا مسجد میں ہر قسم کے پراپیگنڈے سے پرہیز بھی کرتا ہو؟ میں جماعت احمدیہ ربوہ سے بھی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اُن کے نمائندہ کا محض اس بناء پر مجھے مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے سے روکنا کہ میں اُن سے اتفاق نہیں رکھتا جائز ہے؟ اور اگر ان کا یہ فعل ٹھیک ہے تو کیا احمدیہ جماعت سے تعلق نہ رکھنے والے مسلمان نئے احمدی ہونے والوں کو اپنی مسجد میں آنے اور اپنے اجتماعوں میں شرکت سے روکنے کے مجاز ہیں یا نہیں۔ کیا رواداری جس کا ہم ہر وقت پرچار کرتے رہتے ہیں اس کے یہی معنے ہیں؟ عقائد میں اسلام نے آزادی دی ہے۔ اگر کسی کے عقیدہ میں تبدیلی نظر آئے تو کیا ایسے شخص کو پوری آزادی اور حق نہیں کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق عقیدہ رکھے۔ اگر نہیں تو پھر مذہبی آزادی کے کیا معنی؟

امید ہے کہ ہمارے اہل وطن اور جماعت احمدیہ کے افراد اس پر روشنی ڈالیں گے۔

تین پبلک جلسوں کا انتظام

ماہ نومبر کے لئے ہم نے ہیگ میں تین پبلک جلسوں کا انتظام کیا ہے جن میں ہیگ کے تین بڑے بڑے ... پادری باری باری حصہ لیں گے اور ہر جلسہ میں ہمارا ایک نمائندہ بھی اسلام کے متعلق تقریر کرے گا۔ امید ہے اس طرح بہت سے عیسائی لوگ بھی ہمارے جلسوں میں شامل ہو کر اسلام سے تعارف حاصل کریں گے۔

ہالینڈ سے ماہانہ اخبار

ہم ہالینڈ سے ایک ماہانہ اخبار کا بھی اجراء کرنے کی سعی میں ہیں۔ مضامین ترتیب دیئے جا چکے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری مساعی میں برکت فرمائے اور ہمیں اور بھی بڑھ چڑھ کر خدمت اسلام کی توفیق دے۔ آمین۔ اسی ماہ ایک بڑے اچھے تعلیمیافتہ دوست مسلمان ہوئے۔

مصری کونسل مقیم ایمسٹرڈیم ہمارے تبلیغی مشن میں

۲ نومبر کو بہت کم وقت کی اطلاع دے کر مسٹر محمد اشعری قونصل مصر مقیم ہالینڈ شیخ محمد طفیل صاحب سے ملنے کے لئے گھر پر تشریف لائے انکے ہمراہ مسٹر محمود نعیم الاسلام (ایک ڈچ مسلمان) اور ان کی والدہ بھی تھیں، قریباً دو گھنٹہ تک گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ اسی تمام اتفاق سے ایک اور صاحب ایک مضمون لکھنے کے سلسلہ میں طفیل صاحب کا انٹرویو لینے کے لئے تشریف لائے اور ہالینڈ میں تبلیغ اسلام کے متعلق مختلف امور دریافت کرتے رہے۔ مسٹر ظفر سلیم اور ان کی اہلیہ بھی اس وقت میاں شریعت احمد صاحب سے مل کر ہسپتال سے واپس آ گئے۔ مسٹر سلیم نے جلدی جلدی مہمانوں کیلئے چائے کافی اور سویاں تیار کیں۔ میرا اور بعض دیگر ڈچ دوستوں

روشنی کی ایک ہی کرن

اسلام کا یہ بلند تصور جو تمام تنگ نظریوں اور رسم و رواجات سے بالاتر ہے، اور فطرت انسانی کی چٹان پر قائم ہے، روشنی کی ایک ہی کرن ہے جو مغربی دنیا کے موجودہ اضطراب اور تلاش کا جواب ہو سکتا ہے۔ مگر مشکل یہ ہے تو یہ کہ خود مسلمانوں کی آنکھیں بند ہیں اور یہ احساس تک نہیں کہ قرآن کی روشنی کو دنیا تک پہنچانا نہ صرف ان کا مذہبی فرض ہے بلکہ ایک بڑی انسانی خدمت ہے اور خود ان کی ترقی اور استحکام کا راز اسی میں ہے، کہ وہ قومی پیمانہ پر اشاعت اسلام کے میدان میں کوئی حرکت کریں۔

رنگون کے شیخ الجامعہ کی احمدیت پر نکتہ چینی

کتاب دو نبی پر ایک سرسری نظر

قسط نمبر ۲۹

(مولانا مرتضیٰ خان حسن)

اولیائے اُمّت اور مسئلۂ نبوّت

آیئے جناب! اب ذرا آپ کو اپنے گھر کی سیر کرائیں۔ آپ کے ہاں نہ صرف باہر سے ہی ایک اسرائیلی نبی کو واپس بلایا جاتا ہے اور مہر ختمیت کو توڑا جاتا ہے بلکہ امت کے اندر بھی نبی پیدا کئے جاتے ہیں۔ رئیس الاولیاء حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی و اسم گرامی محتاج تعارف نہیں۔ ؎

من چہ گویم وصف آں عالی جناب
نیست پیغمبر ولے دارد کتاب
مثنوی مولوی معنوی
ہست قرآں در زبانِ پہلوی

حضرت ممدوح اپنی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎

اُو نبیٔ وقتِ خویش است اے مرید
زانکہ زو نورِ نبی آید پدید
مکر کن در کارِ نیکو خدمتے
تا نبوّت یابی اندر اُمتے

ذرا پہلا شعر بغور پڑھیئے۔ حضرت مولانا فرماتے ہیں ع

او نبیٔ وقتِ خویش است اے مرید

یہ "او" کی ضمیر کس طرف جا رہی ہے۔؟ یقیناً پیر کی طرف جا رہی ہے۔ اس میں کچھ شک ہے نہ شبہ! فرماتے ہیں کہ پیر اپنے **وقت کا نبی ہے**۔ گویا حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کے نزدیک ہر کامل پیر۔ ہر کامل شیخ اور ہر کامل **مرشد، نبی وقت ہے**۔ خدا جانے ان تیرہ چودہ صدیوں میں کتنے ایسے نبی آ گئے ہوں گے اور کتنے آیندہ آئیں گے۔ یہ تو نبیوں کا ایک مستقل اور لاانتہا ہی سلسلہ ہے جس کا ذکر حضرت مولانا علیہ الرحمۃ نے کیا ہے۔ ایک نبی نہیں دو نہیں۔ اپنے اپنے وقت میں جو پیر۔ جو مرشد یا جو شیخ ہوگا وہ نبی ہوگا۔ پھر ایک ہی وقت میں مختلف اسلامی ممالک میں خدا جانے کتنے ایسے نبی ہوں گے۔ یہ نبی تو سینکڑوں کی تعداد تک پہنچتے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ آپ تو ایک نبی کا رونا ہی رو رہے ہیں یہاں تو نبیوں کا ایک لمبا سلسلہ نظر آتا ہے جو قیامت تک چلتا ہے۔

کیوں جناب! حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی کتابوں میں نبی کا لفظ دیکھکر تو آپ اس قدر طیش میں آ گئے کہ گالیوں پر اُتر آئے۔ کیا حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ کے نبیوں پر آپ کی کبھی نظر نہیں پڑی کیا آپ کو اپنے گھر کی بھی خبر نہیں؟ دوسروں کی آنکھ کا تنکا بھی آپ کو نظر آ جاتا ہے اور اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نظر نہیں آتا۔ شیش محل میں رہ کر دوسروں پر سنگباری کہاں کی دانائی ہے؟ ایک طرف خاتم النبیین کے بعد آپ باہر سے ایک غیر قوم کا نبی بلوا رہے ہیں دوسری طرف آپ خود اُمّت کے اندر درجنوں نبی پیدا کر رہے ہیں۔ اپنی یہ حالت اور دوسروں پر طعن!
بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است ؎

خیز واوّل خویشتن را کن درست
نکتہ چیں را چشم می باید نخست

آپ مرزائیوں کو خواہ مخواہ ملعون کر رہے ہیں اور ان کو کافر بنانے میں اس قدر کاوش فرما رہے ہیں جس بنا پر آپ ان کو کافر قرار دیتے وہ تو خود آپ کے اپنے گھر میں ہی موجود ہے۔

اجی حضرت! دوسروں کے کفر پر کیوں ٹسوے بہاتے ہو۔ پہلے اپنی خبر لو۔ ؎

صد ہزاراں ...... در جانت نہاں
رو چہ نالی بہر کفرِ دیگراں

فرمایئے یہ کتاب "دو نبی" آپ نے مرزائیوں کی تردید میں شائع فرمائی ہے یا اپنی تردید میں؟ یہ آپ کی یورش دوسروں پر ہے یا خود اپنے گھر پر ہے ماشاء اللہ اپنے حملے کا آپ خود ہی نشانہ بن رہے ہیں ؎

حملہ بر خود میکنی اے سادہ مرد
ہمچو آں شیرے کہ بر خود حملہ کرد

ہمارا ایک نہایت مختصر سا سوال ہے اور وہ یہ کہ کیا آپ حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ کے اس قول کو کہ ع

او نبی وقتِ خویش است اے مرید

صحیح سمجھتے ہیں یا غلط؟ اگر آپ صحیح سمجھتے ہیں تو میں ہی نہیں بلکہ ہر عقلمند یہ کہنے میں مجرم تو ہوگا کہ پھر ختم نبوت بالبداہت باطل ہوئی۔ اس طرح سے تو حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبیوں کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ یہ کوئی پرانے یا پہلے کے بنے ہوئے نبی نہیں ہیں کہ درگذر کر لیا جائے۔ حضرت عیسٰے علیہ السلام کے متعلق تو آپ نے فرما دیا کہ یہ پہلے کے بنے ہوئے نبی ہیں اس لئے انکو برداشت کیا جا سکتا ہے۔ مگر یہ تو امت کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی بنتے ہیں۔ انکو کیونکر برداشت کیا جا سکتا ہے۔ اسی بناء پر تو آپ حضرت مرزا صاحب سے بگڑے ہیں پھر ان سے جوڑ کیسا؟ غرض اگر حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ کا مندرجہ بالا...... قول آپ کے نزدیک صحیح ہے تو پھر ختم نبوّت کا قصہ ہی طے ہو گیا۔ پس مرزائیوں کے گلے مل جاؤ کہ بھائیو جیسے تم ویسے ہم۔ ہم بھی ختم نبوّت کے منکر اور تم بھی ختم نبوت کے منکر۔ آ ڈٹ مل بیٹھیں۔ اور اگر آپکے مذہب و عقیدہ کی رُو سے غلط ہے یعنے آپ اسکو خلاف قرآن وحدیث سمجھتے ہیں تو پھر فرمایئے کہ اس قول کے قائل حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ کے متعلق آپ کیا فتوے دیتے ہیں؟ کیا وہی جس کا ذکر بار بار آپ نے اپنی کتاب میں کیا ہے یا کچھ اور؟ ممکن ہے شخصیتوں کے بدل جانے سے فتوے بھی بدل جائیں اگرچہ عدل و انصاف کا تقاضا تو یہی ہے کہ فتوے دینے میں اپنے بیگانے کا لحاظ نہیں رکھنا چاہیئے۔

مکرم مولانا صاحب! آپ غور کر کے دیکھ لیں کہ دونوں صورتوں میں سے ایک صورت آپ کو ضرور اختیار کرنی پڑے گی۔ یا تو آپ حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کے قول کو صحیح قرار دیں گے اور نصِ قرآنی خاتم النبیین اور پچھتّر صحابہ رض کی روایت کردہ احادیث صحیحہ سے منہ موڑ کر مرزائیوں کی طرح خدا اور خدا اسکے رسول سے بغاوت کے مرتکب ہوں (صفحہ ۸۵) اور یا اس کو غلط قرار دیں کہ حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ پر وہ فتوے لگائیں جو آپ منکرین ختم نبوّت پر لگاتے ہیں جس سے آپ کی کتاب کے صفحات کو زینت حاصل ہے اور جن کا نقل کرنا میں اس موقعہ پر پسند نہیں کرتا کہ اس سے حضرات اولیائے کرام کی بے ادبی لازم آتی ہے۔

ہاں ایک تیسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آپ لفظ نبی کی تاویل کریں۔ مگر اس صورت میں دوسروں کو بھی تاویل کا حق حاصل ہوگا، اور آپ اس میں مزاحم نہیں ہو سکیں گے۔

مکرم بندہ! کتاب لکھنے سے پیشتر آپ کو چاہیئے تھا کہ پہلے اپنے گھر کی اچھی طرح سے تطہیر کر لیتے اور اصلاح کا کام پہلے اپنے گھر سے ہی شروع کرتے۔ معلوم ہوتا ہے عجلت سے کام لیا ہے۔ یا جوش مخالفت میں ایسے "بدحواس" ہوتے ہیں کہ اپنے

گھر کی خبر نہیں رہی۔ تو ذرا غور فرمائیں کہ جب آپ کے اپنے ہی گھر میں ہر ایک پیر نبی بنا بیٹھا ہے تو پھر دوسروں پر نبی بننے کا کیا الزام؟

صاحب من! پہلے آپ کو گھر کے پیروں پر ہاتھ صاف کرنا چاہیئے تھا۔ جو نبی بنتے ہیں۔ پھر دوسروں کی طرف توجہ کرنی چاہیئے تھی۔ تاکہ کسی کو یہ کہنے کا موقعہ تو نہ ملتا ؎

تو کار زمیں را نکو ساختی
کہ با آسماں نیز پرداختی

اس ضمن میں ایک اور گذارش بھی ہے کہ آپ نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۰۱ پر ایک عنوان قائم کیا ہے:۔

"مرزا غلام احمدؐ کا کذاب (حد سے زیادہ جھوٹا) اور دجال (حد سے زیادہ مکار) ہونا"

اس شاندار عنوان کے نیچے آپ نے حدیث نبویؐ:۔ سیکون فی امتی الخ نقل کی ہے اور تحریر فرمایا ہے کہ حدیث مذکورہ میں فی امتی کے الفاظ وارد ہیں اور چونکہ میرزا اپنے آپکو نبی بھی کہتے تھے اور ساتھ ساتھ امتی بھی اس لئے وہ اس حدیث کے مطابق دجّال اور کذاب ہیں (نعوذ باللہ من ذالک) حضور والا کے استدلال کی داد دینی پڑتی ہے لیکن گذارش ہے کہ اس میں تو کچھ شک نہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے آپ کو نبی بھی فرمایا ہے اور امتی بھی۔ مگر مشکل یہ ہے کہ حضرت مولانا روم بھی تو فرماتے ہیں ع

تا نبوّت یابی اندر اُمتے

حدیث میں فی امتی کے الفاظ ہیں اور مولانا روم کے کلام میں اندر اُمتے دیکھ لیجئے مولانا امتی کو ہی نبی بنا رہے ہیں۔ امت کے اندر ہی نبی پیدا کر رہے ہیں۔ اور ایک اُمتی کو ہی نبی کا خطاب دے رہے ہیں۔ تو یہاں پھر ہمارا سوال ہے کہ کیا یہ نبی حدیث سیکون فی امتی کذابون دجالون مطابق دجّال اور کذاب ہوں گے یا نہیں؟ اگر حدیث میں فی امتی کے الفاظ ہیں تو مولانا کے کلام میں اندر اُمتے کے الفاظ ہیں۔ بات تو ایک ہی ہے۔ ذرہ بھر فرق نہیں۔ اگر حضرت مرزا صاحب فی امتی کے الفاظ کی وجہ سے کذاب اور دجّال بن سکتے ہیں تو کیا مسلمین اور مومنین کی وہ جماعت جو بقول حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ امت کے اندر نبوّۃ حاصل کرتی ہے وہ اس خطاب کی مستحق نہیں ٹھہر سکتی؟ ضرور ٹھہر سکتی ہے! یہ ہے جناب حضور کے استدلال کا نتیجہ!! اس استدلال کے مطابق وہ پاک اور برگزیدہ نفوس جو بقول حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ امت مرحومہ کے اندر نبوّۃ حاصل کرتے ہیں وہ (نعوذ باللہ من ذالک) سب کذاب اور دجّال ہیں استغفر اللہ ثم استغفر اللہ! آفریں باد۔ ایسے سعادت مند پیدا

ہوئے ہو کہ اپنے ہی بزرگوں کی ڈاڑھی نوچنے لگ گئے۔ اور بدحواسی میں آکر اپنے ہاتھوں سے ہی اپنے گھر کی عمارت ڈھانے کے درپے ہو گئے اجی حضرت! آپ کس خیال میں ... ہیں، جو پھانسی آپ دوسروں کے لئے تیار کر رہے ہیں اس کا پھندہ خود آپ کے اپنے گلے میں پڑے گا۔ اور زہر کا پیالہ آپ دوسروں کو پلانا چاہتے ہیں وہ خود آپکو پینا پڑے گا ؎

لعنتی کو لعنتے بر ما کند
او نہ بر ما خویش را رسوا کند

پھر آپ نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۰۷ پر تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"مرزا غلام احمد قادیانی نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بن کر..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ڈاکہ ڈال کر اپنے آپ کو نبی کہہ رہا ہے"

لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کا کیا مطلب؟ اور کیا معنے؟ محض بے معنی فقرہ ہے۔ اور محض لوگوں کو بھڑکانے کی یہ باتیں ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ اگر حضرت مرزا صاحب حضرت نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بن کر حضور صلعم کی نبوت پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں تو کیا مولانا روم کے امت کے اندر نبوّت ماننے والے بزرگ اسی جرم کے مرتکب نہیں ہو رہے؟ وہ بھی تو امت کے اندر ہی نبی بنتے یا بناتے جاتے ہیں لازمًا وہ بھی اسی خطاب کے مستحق ہوں گے جس کے دوسرے۔ اور آپ کے مسلمات کی رو سے ان کے متعلق یہی کہا جائے گا کہ وہ امتی بن کر حضرت نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں۔ اس لئے آپ ایسے علماء کا فرض ہے کہ ایسے "ڈاکوؤں" کی قرار واقعی سرکوبی کریں اور اُن کی تردید میں بھی ایسی ہی ایک کتاب جیسی کہ کتاب دونبی ہے تصنیف فرما کر اسلامی حمیّت کا ثبوت دیں آپ تو ایک نبی کی تردید کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ یہاں کئی نبی آپ کے گلے پڑ گئے۔ عجیب اُلجھن میں پھنسے ؎

رشک زلف یار ہیں عقدے مرے دل کے سرور
اور اُلجھے جاتے ہیں بیٹھا جو سلجھانے کو میں

آئیے اب آپکو صاحب بحر العلوم کی زبانی مولانا علیہ الرحمۃ کے شعر کی تشریح سنائیں۔ فرماتے ہیں:۔

"از مکر مراد تدبیر است و مراد از نبوّت مرتبہ ارشاد پس این نبوّت عامہ است و بایں نبوۃ اولیاء برسند و ایشاں را الانبیاء والاولیا بگویند۔ و ایں انبیاء و اولیاء را لازم است کہ تابع نبی تشریع باشند .... و ایں مقام را نبوّت مطلق میگویند۔ پس معنی قول تا نبوۃ یابی اندر امتے آن ست کہ تا مقام نبوّت مطلق در امت حاصل شود و باوجود بودن از امت و باوجود بودن او تابع رسول و شرع محمد او را انبا از حق برسند"

(بحر العلوم دفتر پنجم)

عبارت بالا پڑھیئے اور سرد آہیں بھریئے۔ صاحب بحر العلوم فرماتے ہیں کہ یہ نبوّت جس کا ذکر حضرت مولانا علیہ الرحمۃ نے اپنے شعر میں کیا ہے:۔

(۱) نبوّت عامہ ہے
(۲) اس نبوّت پر اس امت کے اولیاء پہنچتے ہیں۔
(۳) ان کو الانبیاء والاولیاء کہتے ہیں یعنے یہ نبی بھی ہیں اور ولی بھی
(۴) یہ لوگ نبی تشریع کے ماتحت ہوتے ہیں۔
(۵) اس مقام کا نام نبوّت مطلقہ ہے۔
(۶) اور قول تا نبوۃ یابی اندر امتے کا مطلب یہ ہے کہ تاکہ امت کے اندر مقام نبوّت مطلقہ کا حاصل ہو۔
(۷) ایسے انبیاء و اولیا باوجود امتی اور تابع شریعت محمدیہ ہونے کے خدا سے غیب کی خبریں پاتے ہیں یعنے محدث اور ملہم ہوتے ہیں"۔

یہ کسی مرزائی کا کلام نہیں ہے۔ یہ صاحب بحر العلوم کا کلام ہے۔ نہایت بیّن الفاظ ہیں جن میں کوئی اُلجھن نہیں، کوئی پیچ نہیں۔ خلاصہ محض اس قدر ہے کہ اس امت کے اندر اولیاء اللہ نبوّت کے درجہ تک پہنچتے ہیں۔ اسکو نبوّۃ عامہ کہتے ہیں اور اس مقام کا نام نبوّۃ مطلقہ ہے، یہ کسی شریعت کے حامل نہیں ہوتے بلکہ شریعت محمدیہ کے تابع اور مطیع ہوتے ہیں وہ خدا کے اس قدر مقرب ہوتے ہیں کہ انہیں اللہ تعالےٰ اپنی ہمکلامی سے مشرف فرماتا ہے۔ یہ ہے شان اولیائے امت کی وہ ولی بھی ہیں اور نبی بھی، ان سے خدا ہمکلام ہوتا ہے اور انہیں غیب کی خبریں دیتا ہے (اور لفظ نبی کے لغوی طور پر یہی معنے ہیں۔) (باقی دارد)

درخواست دُعا

عرض ہے۔ کہ خاکسار کے گاؤں موضع گھٹیالیاں اور اردگرد میں ملیریا وبا کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ کوئی گھر اس کی لپیٹ سے باہر نہیں رہا۔ کئی اموات ہو چکی ہیں۔ گذشتہ سال بھی ان ایام میں بہت دردناک حشر ہوا جس کا باعث سیلابوں کی بھرمار ہے۔ احباب سے درد دل کے ساتھ دعا کی درخواست ہے۔ نیز بندہ مدت سے مختلف مصائب سے گذر رہا ہے احباب سے نہایت ہمدردانہ دعا کا ملتجی ہوں کہ مولا کریم مجھے

اظہار تعزیت جماعت ملتان

شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم کی وفات حسرت آیات سے جماعت کو بے حد صدمہ ہوا ہے۔ شیخ صاحب ایک لاثانی وجود تھے۔ ایک سچے اور پکے مسلمان۔ نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملاقات کنندگان میں "السابقون" میں شمار رکھتے بلکہ اشاعت اسلام کے ہر کام میں "السابقون" کے درجہ میں رہے۔ آپ کی زندگی بے شمار خوبیوں کی حامل اور قابل رشک تھی۔ جماعت کے لئے واجب فخر ہستی تھے۔ آپ کی جدائی کا صدمہ تو بہت ہے لیکن ؎

ہر کوئی مجبور ہے حکم خدا کے سامنے
؎ ہم کیا رہیں گے جب رسول خدا نہ رہے

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور آپ کے لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

؎ اے خدا بر تربتِ او بارشِ رحمت ببار
داخلش کن از کمالِ فضل در بیت النعیم
نیز مارا از بلاہائے زماں محفوظ دار
تکیہ گاہِ ما توئی اے قادر و رب رحیم
(درثمین)

خاکسار۔ محمد یوسف گرنجہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ
پیغامِ صلح
لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ہر ماہ کی ۱، ۸، ۱۵، ۲۲
تاریخ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر ۳۷۳۳
ایڈیٹر دوست محمد
اسسٹنٹ ایڈیٹر - بشیراحمد سویز

جلد ۴۷ | یوم سہ شنبہ ۲۹ جمادی الاول ۱۳۷۹ھ مطابق یکم دسمبر ۱۹۵۹ء | نمبر ۴۶

میں خدا تعالیٰ پر ایسا ایمان پیدا کرنا چاہتا ہوں کہ ایمان لانے والا گناہ کی زہر سے بچ جائے

فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

میں خدا تعالیٰ پر ایسا ایمان پیدا کرنا چاہتا ہوں کہ جو خدا تعالیٰ پر ایمان لاوے وہ گناہ کی زہر سے بچ جاوے اور اس کی فطرت اور سرشت میں ایک تبدیلی ہو جاوے اس پر موت وارد ہو کر ایک نئی زندگی اسکو ملے گناہ سے لذت پانے کی بجائے اس کے دل میں نفرت پیدا ہو جس کی یہ صورت ہو جاوے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے خدا کو پہچان لیا ہے۔ خدا خوب جانتا ہے کہ اس زمانہ میں یہی حالت ہو رہی ہے کہ خدا کی معرفت نہیں رہی۔ کوئی مذہب ایسا نہیں ہے جو اس منزل پر انسان کو پہنچاوے۔ اور یہ فطرت اس میں پیدا کرے ہم کسی خاص مذہب پر کوئی افسوس نہیں کر سکتے۔ یہ بلا عام ہو رہی ہے۔ اور یہ وبا خطرناک طور پر پھیلی ہے۔ میں سچ کہتا ہوں خدا پر ایمان لانے سے انسان فرشتہ بن جاتا ہے بلکہ ملائکہ کا مسجود ہوتا ہے نورانی ہو جاتا ہے۔ غرض جب اس قسم کا زمانہ دنیا پر آتا ہے کہ خدا کی معرفت دنیا میں نہیں رہتی اور تبہ کاری اور ہر قسم کی بدکاریاں کثرت سے پھیل جاتی ہیں۔ خدا کا خوف اٹھ جاتا ہے اور خدا کے حقوق بندوں کو دئیے جاتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ ایسی حالت میں ایک انسان کو اپنی معرفت کا نور دیکر مامور فرماتا اس پر لعن طعن ہوتا ہے وہ ہر طرح اسکو ستایا جاتا اور دکھ دیا جاتا ہے۔ لیکن آخر وہ خدا کا مامور کامیاب ہو جاتا اور دنیا میں سچائی کا نور پھیلا دیتا ہے۔ اسی طرح اس زمانہ میں خدا نے مجھے مامور کیا اور اپنی معرفت کا نور مجھے عطا کیا کوئی گالی نہیں جو ہم کو نہیں دی گئی۔ کوئی صورت ایذا رسانی کی نہیں جو ہمارے لئے نہیں نکالی گئی۔ مگر ہم ان ساری بدزبانیوں کو سنتے ہیں اور ان ساری تکلیفوں کو برداشت کرنے کو ہر وقت آمادہ ہیں۔ خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ بناوٹ سے نہیں بلکہ ہمارا فرض ہے کیونکہ جس مسند پر ہمیں بٹھایا گیا ہے اس پر بیٹھنے والوں کے ساتھ یہی سلوک ہوتا ہے۔ (ملفوظات احمدیہ جلد اول)

غلاموں کے ساتھ حسنِ سلوک

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو کسی نے دیکھا کہ انہوں نے جو لباس پہنا ہوا تھا، وہی لباس ان کے غلام نے بھی پہن رکھا تھا، ان سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے ایک شخص کو گالی دی تھی اور اس پر اس کی ماں کی وجہ سے عیب لگایا تھا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس کی ماں کی وجہ سے اس پر عیب لگاتا ہے تو ایسا شخص ہے جس میں جاہلیت ہے، تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں اللہ نے ان کو تمہارے ماتحت کیا ہے پس جس کا بھائی اس کے ماتحت ہو تو چاہیئے اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو آپ پہنتا ہے اور ان سے ایسا کام نہ لو جو ان سے نہ ہو سکے اور اگر تم ایسا کام لو تو ان کی مدد کرو۔

نوٹ:- ابوذرؓ نے جس شخص کو گالی دی تھی وہ حضرت بلال تھے اور گالی یہ تھی کہ کہا اے حبشی عورت کے بیٹے اسکو نبی کریم صلعم نے ایک جاہلیت کی خصلت قرار دیا، حالانکہ وہ فی الواقعہ حبشی عورت کے ہی فرزند تھے مگر چونکہ ابوذرؓ نے یہ الفاظ ان پر عیب لگانے کے طور پر کہے اسلئے اسے جاہلیت قرار دیا پس غلام کی بھی اتنی سی تحقیر روا نہیں رکھی بلکہ انہیں بھائی قرار دیکر مساوات کا سلوک کرنے کی ہدایت کی تو برابر والوں کا کیا ذکر۔

جلسہ سالانہ کی تاریخیں

۲۴-۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر ۵۹ء

۲۴ دسمبر کو مستورات کا جلسہ ہوگا

ایک اور محترم بزرگ کا انتقال

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح سلمکم اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بزرگان و احباب سلسلہ کو اخبار کے ذریعہ یہ افسوسناک اطلاع دی جاتی ہے کہ ہمارے سلسلہ کی ایک بہت ہی قیمتی اور نافع ہستی محترم جناب بابو دلاور خان صاحب کل بوقت ۳ بجے بعد دوپہر اپنے مولا کریم کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم گوناگوں خوبیوں کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی بھی تھے۔ آپ کے دم قدم سے مقامی جماعت پھولتی پھلتی رہی ہے اور آپ کی وفات سے یہاں ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے جس کے پُر کرنے کا بظاہر کچھ بھی سامان نہیں۔ اللہ پاک ان کو غریق رحمت کرے اور انکے پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔ بزرگان و احباب سلسلہ سے درخواست ہے کہ وہ ان کا غائبانہ جنازہ پڑھیں۔ اور انکی بلندی درجات اور پسماندگان کی جو کہ دو شادی شدہ بچیاں ہیں فلاح کے لیے دعا کریں۔

والسلام۔ عبد الباقی سیکرٹری جماعت احمدیہ، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام پشاور

پیغام صلح:- محترم دلاور خان صاحب ہماری جماعت کے ایک نہایت قیمتی بزرگ تھے انکی وفات فی الواقعہ ایک ناقابل تلافی قومی نقصان ہے ہم بارہ میں

تبلیغ بلادِ غیر

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

انچارج تبلیغ بلادِ غیر

جنوبی افریقہ

از مسٹر ای جیکب ابتھلون - جنوبی افریقہ -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

ہفت روزہ لائٹ مجھے باقاعدہ پہنچ رہا ہے۔ اس کے ممتاز صفحات سے مجھے بہت روشنی مل رہی ہے۔

اطلاعًا عرض ہے کہ آجکل اس ملک میں عیسائی پادریوں نے اسلام کے خلاف اپنی مہم کو تیز تر کر دیا ہے۔ پادری صاحبان نے یہ مہم بذریعہ لیکچرز اور تقسیم پمفلٹس شروع کر رکھی ہے۔

عیسائیوں کے ان جارحانہ حملوں سے مسلمانوں میں ہیجان پیدا ہو گیا ہے مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انکے علماء عیسائیوں کے اعتراضات کا جواب دینے سے عاجز آ گئے ہیں۔

میں اللہ تعالےٰ کا شکر ادا نہیں کر سکتا کہ اس نے میری راہنمائی فرمائی اور مجھے مقدس ہستی حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے کلام سے روشنی بخشی اور ہمیں ایسے مضبوط دلائل سے مسلح کیا کہ ہم نے عیسائی کیمپ میں اضطراب پیدا کر دیا ہے۔

مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے مجھے انجمن کے تبلیغی کالج کا پراسپکٹس ارسال فرمائیں۔

مبلغ تیرہ روپے چار آنے کی رقم یعنی ایک پونڈ چندہ کے طور پر اور بیعت نامہ ارسال خدمت ہیں۔

مسٹر سیڈ جواب کے منتظر ہیں۔ کیا میڈی ایٹر رسالہ مل رہا ہے۔ (انہیں ممبر شپ سرٹیفکیٹ - مزید لٹریچر اور خط کا جواب لکھا جا رہا ہے - غلام قادر)

بہار (بھارت)

از علاؤ الدین صاحب - ہزاری باغ - بہار - بنام شیخ انعام الحق صاحب حیدر آباد دکن - السلام علیکم

میں نے آپ کی چٹھی اور اسلامک ریویو کی پہلی کاپی وصول کر لی ہے۔ میں خوش ہوں کہ آپ نے منی آرڈر وصول کر لیا ہے فی الحال میں نے چھ ماہ کا چندہ بھجوایا ہے۔ بعد ازاں بھی میں .... اس سلسلہ کو جاری رکھوں گا۔ چندہ کے ختم ہونے پر مجھے ضرور مطلع فرمائیں۔ یہ رسالہ بہت عمدہ ہے۔ یہ اسلامی دنیا کے متعلق تازہ اطلاعات فراہم کرتا ہے دیں لائٹ کا بھی خریدار ہونا چاہتا ہوں کیا آپ یہ اخبار روانہ .... فرما سکیں گے میں قرآن کریم کا انگریزی ترجمۃ القرآن بغیر متن - محمد اور ورلڈ سکولر لیونگ تھاٹس آف ہولی پرافٹ - غیر مسلموں میں تقسیم کرنا چاہتا ہوں، کیا آپ انہیں مہیا فرما سکیں گے۔ کچھ وقت کے بعد میں اس کے لئے آرڈر بھجوا دوں گا۔

اُمید ہے آپ جلد لکھیں گے۔

احمد آباد (بھارت)

از بدرالدین، قطب الدین شیخ صاحب - کالوپور - احمد آباد بنام شیخ انعام الحق صاحب

السلام علیکم - آپ کا مکتوب مؤرخہ ۱۸ 10/59 ملا - لائٹ کا ایک پرچہ وصول کر کے بہت خوشی ہوئی۔ قرآن کا انگریزی ترجمہ تو بہت ہی عمدہ ہے۔ اسلامک ریویو کا سالانہ چندہ ۵ ر نومبر تک بھجوا دوں گا۔ اسلامی کتب کی فہرست بھجوا کر مشکور فرمائیں۔ والسلام

دہلی (بھارت)

از احمد اللہ عبدالرشید صاحب کشمیری - حال مقیم دہلی - بنام شیخ انعام الحق صاحب - السلام علیکم

آپ کا ارسال کردہ خط ۲۲ ر تاریخ کو ملا اور آپ کا ارسال کردہ پیکٹ جس میں چار کتب ہیں کل وصول ہوا ہزار ہزار شکریہ - مولوی محمد علی صاحبؒ کی تصانیف نہایت دلچسپ اور واقعی عالمانہ ہیں - راقم کو مولوی صاحب مرحوم کی ملاقات کا اتفاق بچپن میں ۲۳-۱۹۲۴ء میں جموں میں ہوا تھا - جبکہ وہ جموں کے ایک تبلیغی یا انجمن اسلامیہ کے جلسہ میں آئے تھے اور وہاں پر ایک تقریر کی تھی بیان القرآن مولوی صاحب کا نہایت عالمانہ ہے جس کا میں شب و روز مطالعہ کر رہا ہوں۔ مکرر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ان کی تصانیف راقم کو بطور ہدیہ بھیجی ہیں"

(انہوں نے تفسیر بیان القرآن اور تفسیر سورۃ فاتحہ پورے ہدیہ پر منگائی تھی اور مندرجہ ذیل کتب مفت بھجوائی گئیں: - تحریک احمدیت - اسلام اور دیگر مذاہب یا فلسفہ مذاہب ہمارے عقاید، مذہب کی ضرورت" - محمد انعام الحق)

نائیجیریا

از مسٹر الاڈ ایو الانیجی - لیگوس نائیجیریا -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

مجھے آپ کا شفقت نامہ ملا - میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے میں اس بات پر اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کروں کہ آپ جیسے ممتاز اور شہرۂ عالم رکھنے والی شخصیت اور ادارہ کی طرف سے مجھے خط ملا جس میں میری عزت افزائی کی گئی اور میرے حوصلے بلند کئے گئے ہیں (محترم ناجی صاحب نے اُن کا خط جو انہوں نے ناجی صاحب کو بھیجا تھا ہوں کا توں میرے پاس بھیجدیا تھا جس پر میں نے انہیں خط لکھا تھا - غلام قادر) آپ کے ادارہ کی اسلامی خدمات اور اس کی نشر و اشاعت کی انتھک کوششیں بہت ہی قابل تحسین ہیں اللہ تعالیٰ آپکی کوششوں کو کامیاب بنائے اور آپ کی نصرت فرمائے - آمین - مجھے یہ پڑھکر بڑی خوشی ہوئی کہ آپ نے مجھے کتابیں اور پمفلٹس بھیجے ہیں باقاعدہ ان کی رسید سے اطلاع دوں گا اور پڑھکر اپنے تاثرات سے بھی آپ کو مطلع کروں گا - اللہ تعالےٰ ان تمام اصحاب کو جنہوں نے اپنا مال اور وقت خدمت اسلام کے لئے قربان کیا ہے نصرت عطا فرمائے - آمین -

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجا جا رہا ہے - غلام قادر)

انڈونیشیا

از مسٹر محمد ارشاد صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

مجھے مفصلہ ذیل کتب مل گئی ہیں بہت بہت شکریہ

(۱) - محمد دی پرافٹ

(۲) - ادلی کیلیفیٹ

(۳) - فتوح الغیب

پہلی دو کتابیں دارالکتب اسلامیہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جاکارتا کو بھیجدی گئی ہیں جو کہ ان کتب کا اپنی زبان میں ترجمہ کرا کر شائع کریں گے - ایسے اسلامی لٹریچر کی انڈونیشیا میں بہت مانگ ہے۔

انشاء اللہ تعالےٰ چند کاپیاں ان ترجمہ شدہ کتب کی آپ کی خدمت میں جلد ہی بھیجی جائیں گی -

ڈاکٹر غلام محمد مرحوم و مغفور کی اچانک موت انڈونیشیا والوں کے لئے زلزلہ خیز ثابت ہوئی ہے میں نے ڈاکٹر صاحب مرحوم کے اہل خانہ کو تعزیت نامہ ارسال کر دیا ہے - ہم انڈونیشیا والے اُنکی وفات کو ایک بہت بڑا قومی نقصان خیال کرتے ہیں - اللہ تعالیٰ اس مخلص پاکیزہ اور شریف النفس انسان پر اپنی ہزارہا رحمتوں کی بارش نازل فرمائے -

میری طرف سے اور جماعت انڈونیشیا کی طرف سے السلام علیکم قبول فرمائیں

لاڑکانہ - (پاکستان)

از انیس انصاری - پبلک ریلیشن آفیسر وی - اینڈ پوسٹ آفس باڈاہ لاڑکانہ ڈسٹرکٹ -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مجھے آپ کی مرسلہ کتاب "مجدد اعظم" مل گئی ہے شکریہ لٹریچر کا مطالعہ کر لیا ہے - میں ان کتب سے بہت متاثر ہوا ہوں - مگر بندہ حضرت مرزا صاحب کے اپنے ارشادات سے مستفیض ہونا چاہتا ہے کیا آپ ایسی چند کتب کا نام بتا سکتے ہیں؟

حضرت مولانا محمد علی رح کا ترجمہ قرآن بغیر عربی متن کی مجھے ضرورت ہے - تفصیلات سے مطلع فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں -

خط و کتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں - (منیجر پیغام صلح)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— یکم دسمبر ۱۹۵۹ء

[illegible] قومی اجتماع

قومی اجتماع یعنے جلسہ سالانہ ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷ دسمبر ۱۹۵۹ء کو منعقد ہوگا سال بھر کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ موقعہ دیا ہے کہ اپنے قومی مرکز میں جمع ہو کر ایک دوسرے کی زیارت سے مستفید ہوں، ایک دوسرے کی سنیں اور سنائیں، حضرت مجدد وقت کی ہدایات کے ماتحت "بالمواجہ دینی فوائد حاصل کر کے اپنی معلومات کو وسیع کریں" اور "یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کریں" اور اپنے سال بھر کے کاموں کا جائزہ لیکر قدم آگے بڑھانے کا انتظام کریں۔

یہ وہ اغراض ہیں جن کے پیش نظر حضرت مسیح موعودؑ نے جماعت احمدیہ کا سالانہ اجتماع ضروری قرار دیا، اور اسکی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے یہاں تک تاکید کی ہے کہ :-

"اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے"

یہ اس مامور الٰہی کے الفاظ ہیں، جس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کا پشتیبان قرار دیا ہے، اور کیوں نہ ہو جبکہ اس زمانہ میں امت کی کشتی کو دہریت و الحاد کی زہرناک ہواؤں اور جاہلیت کے خطرناک ہتھکنڈوں سے بچانے اور دلوں کو نور ایمان سے منور کرنے اور اسلام کی صداقت و معقولیت دلوں کے اندر بٹھانے میں آپ نے مسیحائی کا وہ شاندار کارنامہ سرانجام دیا جس کی نظیر ملنی مشکل ہے، آج سے پون صدی پہلے دنیائے اسلام میں اسلام کے متعلق جو مایوسی پھیلی ہوئی تھی، اور دوسرے مذاہب جس خوفناک انداز میں نام لیوایان اسلام کو نگل جانے کے لئے منہ کھولے ہوئے کھڑے تھے، اس حالت کو بھی سامنے رکھئے اور آج اسلام کی جو روشن تصویر نظر آ رہی ہے اور اسے دیکھئے کہ نہ صرف مسلمانوں کے دلوں میں نور یقین پیدا ہو چکا ہے بلکہ محققین یورپ اور بڑے بڑے سائنسدان بھی اس کی معقولیت کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکے اسکو بھی پیش نظر رکھتے ہوئے غور کیجئے کہ یہ انقلاب عظیم کیونکر پیدا ہوا؟ یقیناً یہ اس رجل عظیم کا پیدا کردہ انقلاب ہے جو اس صدی کے سر پر تجدید دین اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کھڑا ہوا۔ لوگ لاکھ برا کہیں گالیاں دیں، زمانہ بزبان حال گواہی دے رہا ہے کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور احیائے دین حضرت مرزا صاحب ہی کے ذریعہ آج ہوا ہے اور ہو رہا ہے اور آپ ہی کے ہاتھ سے غلبۂ اسلام کی وہ پیشگوئی پوری ہوگی جو لیظهره على الدين كله کی آیہ کریمہ میں بقول مفسرین مسیح موعود کے ذریعہ پوری ہونی مقدر ہے اس کے آثار آپ دیکھ رہے ہیں، یورپ اور تمام دنیا کے فہمیدہ انسان اسلام کی طرف آ رہے ہیں اور کوئی دن جاتا ہے کہ آپ اسلام کو دنیا کا [illegible] مذہب پائیں گے، یہ وہ حقیقت ہے جس کو حضرت مسیح موعودؑ نے جلسہ سالانہ کی اغراض بیان کرتے ہوئے نہایت صفائی کے ساتھ واضح کیا ہے، آپ لکھتے ہیں :-

"اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں، سو بھائیو، یقیناً سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت تیار ہونے والی ہے خدا تعالیٰ کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا، انشاء اللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائے گی، خدا تعالیٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے اور کوئی نہیں کہ اسکو بدل سکے، سو لازم ہے کہ اس جلسہ میں جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زاد راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول صلعم کی راہ میں ادنے ادنے ہرجوں کی پروا نہ کریں، خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر ایک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی"

یہ وہ الفاظ ہیں جو حضرت مسیح موعود نے ۱۸۹۲ء میں لکھے، جب یورپ اور امریکہ کے لوگوں کا اسلام قبول کرنا تو کجا اس کی طرف توجہ کرنا بھی ناممکن نظر آتا تھا، اور اسلام کی کشتی چاروں طرف سے ایک خطرناک بھنور میں پھنسی ہوئی تھی۔ اس مامور الٰہی نے نہ صرف اس کو اس بھنور سے نکالا بلکہ یورپ اور امریکہ تک کو اس بات کا قائل کر دیا کہ صرف یہی ایک مذہب ہے جو موجودہ پیش آمدہ مشکلات سے ان کی نجات کا موجب ہو سکتا ہے اور اسی کی متابعت سے وہ خدا کو پا سکتے ہیں، حضرت مسیح موعود نے منقولہ بالا فقرات میں اسلام کی اس حوصلہ افزا صورت حالات کو بیان کرتے ہوئے جن زوردار الفاظ میں جلسہ سالانہ میں شمولیت کا حکم دیا ہے ان کو پڑھکر کون سعید الفطرت احمدی ہے جو اپنے امام کے مقرر کردہ جلسہ میں شامل نہ ہو، ہمیں اس کے متعلق سوائے اس کے کچھ اور کہنے کی ضرورت نہیں کہ یہ امام وقت کا حکم ہے جس کا بجا لانا آپ کا اولین فرض ہے۔

احمدی مستورات سے

[illegible] ہے۔ گذشتہ دو تین سال سے ہماری بہنیں جس کثرت اور جس جوش و خروش سے جلسہ میں شامل ہوتی چلی آتی ہیں اور عملی قربانیوں کے ذریعہ اس کو کامیاب بنانے میں حصہ لیتی رہی ہیں، وہ ان کے خلوص اور محبت اسلام کا ایک زندہ ثبوت ہے، امسال بھی ہمیں امید ہے کہ وہ اس سے بڑھ چڑھ کر جلسہ کو کامیاب بنانے کا موجب ہوں گی۔

اس موقعہ پر دستکاری کی جو چھوٹی سی نمائش لگائی جاتی ہے، وہ خواتین کے جذبۂ محبت اسلام کی مظہر ہونے کے علاوہ اشاعت اسلام کے عظیم الشان کام میں بہت بڑی امداد کا موجب ہوتی ہے، ضرورت ہے کہ اس جذبہ کو اور زیادہ بڑھایا جائے، اور خدمت اسلام ..... میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کے لئے زیادہ سے زیادہ دستکاریاں تیار کر کے جلسہ سے پہلے بھجوائی جائیں تاکہ مناسب قیمت لگا کر نمائش میں رکھی جا سکیں، امید ہے ہماری بہنیں اس طرف خاص طور پر متوجہ ہو کر عند اللہ اجر عظیم کی مستحق ہوں گی۔

آہ! بابو دلاور خاں

اسی شمارہ میں صفحہ اوّل پر سیکرٹری صاحب جماعت پشاور کی طرف سے محترم بابو دلاور خان صاحب کے انتقال کی اطلاع درج کی گئی ہے۔ مرحوم بابو صاحب ہماری جماعت کے ان مخلص اور پاکباز انسانوں میں سے تھے جنہیں حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت گزینی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ روحانی مدارج پر پہنچا دیا تھا۔ آپ جماعت پشاور کے لئے بمنزلہ ایک ستون کے تھے۔ حضرت مولانا غلام حسن صاحب مرحوم کے بعد آپ کا وجود جماعت کے لئے از بس غنیمت تھا، حضرت امیر ایدہ اللہ نے گذشتہ جمعہ ان کے انتقال کی خبر سناتے ہوئے ان کے محاسن پر روشنی ڈالی اور نماز جمعہ کے بعد سب جماعت نے مل کر جنازہ غائبانہ پڑھا۔ تمام بیرونی جماعتوں سے بھی استدعا ہے کہ مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھ کر ان کی روح کو ثواب پہنچائیں۔

ہماری دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پس ماندگان اور تمام جماعت پشاور کو جو ان کے غم میں سوگوار ہے صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

مرحوم کی تعزیت میں پشاور سے بعض مراسلات موصول ہوئے ہیں جو آئندہ اشاعت میں درج ہوں گے انشاء اللہ۔

"بانیٔ احمدیت بڑے غیر معمولی عزم و استقلال کا صاحب فراست و بصیرت انسان تھا

جو ایک باطنی قوّت اپنے ساتھ لایا"

علّامہ نیاز فتحپوری مدیر نگار لکھنؤ

علّامہ نیاز فتحپوری نے اپنے مؤقر رسالہ نگار میں جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس بانی کے متعلق جن خیالات کا اظہار ماہ اگست ۱۹۵۹ء کے شمارہ میں کیا تھا اس سے قبل قارئین کرام کے ملاحظہ میں آچکا ہے اب ماہ نومبر کے شمارہ میں علامہ ممدوح نے ایک مراسلہ کا جواب دیتے ہوئے ایک طویل مضمون لکھا ہے جس کے ضروری اقتباسات درج ذیل ہیں :۔

"اس وقت تمام ان جماعتوں میں جو اپنے آپ کو اسلام سے منسوب کرتی ہیں۔ صرف یہی ایک جماعت ایسی ہے جو بانیٔ اسلام کی متعین کی ہوئی شاہراہ زندگی پر پوری استقامت کے ساتھ گامزن ہے ــــ اور ــــ گو اس کا احساس تنہا مجھی کو نہیں بلکہ احمدی جماعت کے مخالفین کو بھی ہے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ مجھے اس کے اظہار میں باک نہیں اور اُن کی رعونت نفس یا احساس کمتری اس اعتراف سے باز رکھتا ہے"

"جیسا کہ میں اگست کے نگار میں آگاہ کر چکا ہوں اس جماعت کے متعلق میں کوئی اچھا خیال نہ رکھتا تھا لیکن جب میں نے اس کے مؤسس و بانی کی زندگی، اس کی تعلیمات، اور تنظیم پر غور کیا تو ماننا پڑا کہ اس وقت صرف یہی ایک جماعت ایسی ہے جس نے اس نکتہ کو سمجھا کہ اصل ایمان محض اقرار باللسان نہیں بلکہ اقرار بالعمل ہے اور اپنی مضبوط تنظیم و استقامت کردار سے زندگی کی راہیں بدل دیں، ذہنی اقدار بدل دیئے، زاویۂ فکر و نظر بدل دیا اور مسلمانوں کو پھر اس راہ پر لگا دیا جو بانیٔ اسلام نے متعین کی تھی۔"

"پھر یہ بات ایسی نہیں جس پر کسی منطقی حجت لانے کی ضرورت ہو، خود غور کیجئے کہ آپ کی اور احمدی جماعت کی زندگی میں کتنا نمایاں فرق ہے۔ آپکے یہاں زندگی نام ہے منتشر انفرادی تشخص کا، اور ان کے یہاں مرکزی حیثیت اجتماعی کا۔ آپ کی اجتماعیت، افراد میں بٹ کر ہباءً منثوراً ہو چکی ہے، اور اُن کے یہاں تمام افراد سمٹ کر صرف ایک حبل المتین سے وابستہ نظر آتے ہیں۔ آپ کا شیرازہ بکھر چکا ہے اور وہ اس بکھرے ہوئے شیرازہ کے اوراق کو اکٹھا کر رہے ہیں۔"

ان کی سادہ معاشرت، ان کی سادہ زندگی، ان کا جذبۂ خلوص و صداقت ایثار و قربانی، پاس عہد، پابندی شریعت، اور سب سے زیادہ اُن کی عملی استقامت اور شدائد کے مقابلہ میں فلسفیانہ صبر و ضبط ــــ یہ ہیں احمدی جماعت کے وہ بنیادی عناصر و اجزاء جن پر ان کے قصر اجتماعیت کی تعمیر ہوئی ہے۔ اور جن سے اعراض کر کے دوسری مسلم جماعتیں اپنے وجود کو ختم کر چکی ہیں۔

پھر آپ ان حقائق کو تو سامنے رکھتے نہیں اور مجھے اُلجھانا چاہتے ہیں عقایدی فروع و زوائد میں جو میرے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔

تو از آتش دخان بینی، من آتش از دخان بینم

آپ کو اس آگ میں صرف دھواں ہی دھواں نظر آتا ہے، اور مجھے اس دھوئیں میں بھی آگ ہی آگ نظر آتی ہے۔

وشتان ما بین الخلّ والخمر!

بانیٔ احمدیت کے متعلق میرا مطالعہ ہنوز تشنۂ تکمیل ہے اور میں نہیں کہہ سکتا کہ مرزا صاحب کی سیرت، ان کی تعلیمات، ان کی دعوت اصلاح، ان کے تعبیرات قرآنیہ، اُن کے عقایدی نظریئے، اور اُن کے تمام عملی کارناموں کو سمجھنے کے لیئے کتنا زمانہ درکار ہوگا، کیونکہ ان کی وسعت و ہمہ گیری کا مطالعہ "قلزم آشامی" چاہتا ہے۔ اور شاید میرے بس کی بات نہیں تاہم اگر اس وقت تک کے تمام تاثرات کو اختصار سے بیان کرنے پر مجبور کیا جائے تو میں بلا تکلف کہدوں گا کہ وہ بڑے غیر معمولی عزم و استقلال کا صاحب فراست و بصیرت انسان تھا جو ایک خاص باطنی قوت اپنے ساتھ لایا تھا اور اس کا دعوئے تجدید و مہدیت کوئی پادر ہوا بات نہ تھی۔

آپ نے ایک جگہ یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ انکی تحریک قرامطہ اور باطنیوں کی سی تھی۔ یہ پڑھکر میں حیران رہ گیا۔ معلوم ہوتا ہے نہ آپ نے قرامطہ کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے اور نہ احمدی جماعت کی زندگی کا۔ کجا قرامطہ، و باطنیین جن کی تحریک کی بنیاد ہی قتل و خونریزی پر قائم تھی۔ اور کجا احمدی جن پر ہمیشہ ظلم کیا گیا۔ اور جنہوں نے اپنے شجر ایمان کی آبیاری ہمیشہ اپنے خون سے کی۔

آپ نے یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ آجکل مرزا صاحب کی تحریروں کو ایک عظیم فلسفہ کی حیثیت سے پیش کیا جا رہا ہے، اس کے معنے یہ ہیں کہ اس سے قبل اس حیثیت سے پیش نہیں کیا جاتا تھا۔ حالانکہ مرزا صاحب کی جو تحریریں اب پیش کی جا رہی ہیں وہ پہلے بھی موجود تھیں اور اگر ان تحریروں میں آج فلسفہ پایا جاتا ہے تو پہلے بھی پایا جاتا ہوگا۔ آپ کا یہ اعتراض بالکل میری سمجھ میں نہیں آیا۔

آپ نے اس امر کے ثبوت میں کہ مرزا صاحب رسول اللہ کو خاتم النبیین نہیں سمجھتے تھے اور اس پر جو صغریٰ کبریٰ قائم کیا ہے۔ وہ میری سمجھ سے باہر ہے۔ آپ ایک طرف خود تسلیم کرتے ہیں کہ وہ محمدؐ کو خاتم النبیین سمجھتے تھے۔ اور دوسری طرف اس کی تردید بھی کرتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو یقیناً ظلّی نبوّت یا مہدی موعود سمجھتے تھے لیکن ان کا یہ کہنا عقیدۂ خاتم النبیین کے منافی نہیں۔ کیونکہ جس نبوّت کو وہ آخری نبوت سمجھتے تھے اس کا انہوں نے کبھی دعوے نہیں کیا اور جس ظلّی ملکۂ نبوّت کا حامل وہ اپنے آپ کو کہتے تھے وہ کوئی نئی چیز نہیں۔ رسول اللہ صلعم نے خود اپنی امت کے علماء کو انبیاء بنی اسرائیل ظاہر کیا ہے اور مرزا صاحب یقیناً امت محمدی ہی سے تعلق رکھتے تھے۔

مرزا صاحب کے دعاوی میں اہم ترین دعوےٰ یہی ہے کہ وہ مجدّد تھے، سایۂ نبوی تھے۔ مہدیٔ موعود تھے لیکن ان سب کا مفہوم ایک ہی تھا یعنی یہ کہ وہ احیائے دین کے لئے مامور ہوئے تھے۔ اور اس میں کلام نہیں کہ انہوں نے یقیناً اخلاق اسلامی کو دوبارہ زندہ کیا اور ایک ایسی جماعت پیدا کر کے دکھا دی جس کی زندگی کو ہم یقیناً اُسوۂ نبویؐ کا پرتو کہہ سکتے ہیں، وہ اپنے آپ کو مہبط الہام بھی کہتے تھے۔ بظاہر یہ الفاظ بہت خطرناک نظر آتے ہیں۔ لیکن اس مسئلہ پر نگار میں ہم بحوالہ آیات قرآنی کافی تفصیل کے ساتھ ظاہر کر چکے ہیں کہ وحی و الہام انبیاء کے لئے مخصوص نہیں اس میں حیوانات بھی شامل ہیں۔ یہاں تک کہ نہ صرف تقوے بلکہ فسق و فجور کے میلان کو بھی الہام ہی سے تعبیر کیا گیا ہے (فالهمها فجورها وتقوٰها)

اب رہا یہ امر کہ مرزا صاحب واقعی مہبط الہام تھے یا نہیں، اور ان کے الہامات کیا اور کیسے ہوتے تھے۔ یہ ایک مستقل موضوع ہے جس پر ہم آیندہ کسی وقت تفصیل سے گفتگو کریں گے۔

ناسخ و منسوخ اور وفات عیسےٰ کے متعلق انہوں نے جو کچھ لکھا ہے اس سے ہمارے بعض علماء متقدمین کو بھی اتفاق ہے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ مرزا صاحب نے حالات حاضرہ کے پیش نظر اسے زیادہ زور و قوت کے ساتھ پیش کیا ہے

رہا معاملہ مہدی موعود ہونے کا سو اس پر ہمیں آپ کو غور کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ یہ دراصل چیلنج ہے غیر احمدی علماء کے لئے جو خود بھی احادیث و روایات سے ظہور مہدی کا استدلال کرتے ہیں اور مرزا صاحب انہیں احادیث و روایات سے اپنے آپ کو مہدی موعود و مثیل مسیح ثابت کرتے ہیں۔ اس مسئلہ پر بھی مجھے بسیط بحث کرنا ہے۔

یہاں تک تو آپ کے اعتراضات کا جواب تھا۔ لیکن اب مجھے اس سے ہٹ کر بھی کچھ عرض کرنا ہے وہ یہ کہ آپ اس باب میں خود تحقیق و جستجو سے کام لیجئے دوسروں کے کہنے پر اعتماد نہ کیجئے۔ اور اگر آپ نے ایسا کیا تو مجھے امید ہے کہ آپ کو بھی اس امر کا اعتراف کرنا پڑیگا کہ بانیٔ احمدیت اتنی غیر معمولی فکر و نظر رکھنے والا انسان تھا اور قدرت کی طرف سے ایک خاص ذہنی قوّت لے کر آیا تھا جس نے ہر ہر قدم پر اس کی رہبری کی اور تعمیر اخلاق و کردار کا ایک نیا...

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۷ نومبر ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولٰنا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

قال اللہ تعالیٰ ــــ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ۔ ۔ ۔ (الحجر آیت ۹)

قال اللہ تعالیٰ ــــ وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون (التوبہ آیت ۱۲۲)

حفاظت قرآن کا وعدہ اور پہلی کتابوں کا غیر محفوظ ہونا

پہلی آیت جو میں نے پڑھی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے الذکر یعنے قرآن شریف کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اسکی حفاظت کریں گے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی آسمانی کتب جو نازل ہوئیں، وہ محفوظ نہیں رہیں، توریت عبرانی زبان میں نازل ہوئی۔ لیکن مسیح سے چھ سو سال پہلے جب بخت نصر نے بیت المقدس کو تباہ و برباد کیا تھا تو ساتھ ہی کتب خانے بھی نذر آتش کر دیئے تھے جس سے توراۃ بھی تباہ ہو گئی۔ علاوہ ازیں ہزار در ہزار یہودی قیدی بنا کر بابل میں بسائے گئے جہاں سے ذلیل ترین خدمات لی گئیں۔ جس سے اُن کا تمدن برباد ہوا اور ان کی زبان کو زوال آیا اور رفتہ رفتہ عبرانی زبان مردہ ہو گئی۔ اسی لئے جب عزرا نے اپنے حافظے سے دوبارہ توریت قلمبند کی تو انہوں نے بجائے عبرانی کے آرمیٹک زبان میں اسکو لکھا تھا، جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تو وہ بھی آرمیٹک میں ہی تلقین کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ عبرانی زبان آج بھی دنیا کے کسی حصہ میں بولی نہیں جاتی، خال خال یہودی علماء ایسے ہیں جو عبرانی جانتے ہیں لیکن بولی نہیں جاتی اور توریت بھی اپنی اصل زبان عبرانی میں موجود نہیں ہے۔ اسی طرح آج ہندوستان اور دنیا کے کسی حصہ میں سنسکرت زبان نہیں بولی جاتی، یہ زبان مردہ ہو چکی ہے۔ خال خال ہندو علماء وید پڑھ سکتے ہیں، لیکن وہ بھی یقین کرتے ہیں کہ وید کی زبان پرانی ہو چکنے کے باعث عام فہم نہیں رہی، وید کے نسخے تو موجود ہیں لیکن وید پڑھا نہیں جاتا کیونکہ عوام کی دسترس سے باہر ہے۔

تین مُردہ زبانیں

حضرت عیسےٰ کے زمانہ میں بھی عبرانی بولی نہیں جاتی تھی، آرمیک زبان رائج تھی، لیکن حضرت عیسیٰ کے سو سال بعد جب انجیل لکھی گئی، تو آرمیک میں نہیں بلکہ لاطینی میں لکھی گئی، آج لاطینی بھی مر چکی ہے۔ تین زبانیں اس وقت مُردہ کہلاتی ہیں عبرانی، سنسکرت اور لاطینی، زبان دانوں نے ان تینوں کو مردہ قرار دیا ہے۔

عربی میں زندہ رہنے کی صلاحیت

لیکن عربی ایک ایسی زبان ہے جو اب تک اپنی اصلی حالت میں موجود ہے، اور دنیا کے اکثر ممالک میں بولی جاتی ہے۔ عرب، فلسطین، عراق، مصر اور افریقہ کے شمالی حصے جن میں تیونس، مراکو اور الجیریا شامل ہیں، ان سب کی مادری زبان عربی ہے، اس زبان میں ایسی صلاحیت پائی جاتی ہے کہ ہمیشہ کے لئے زندہ رہے، اسی لئے قرآن کریم ایسی زبان میں اترا جس میں زندہ رہنے کی صلاحیت ہے۔

حفاظت قرآن کا کام جو رسول اللہ نے کیا

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پہلی کتابوں کی حفاظت نہیں ہوئی، جب یہ آیت اُتری تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم چوکس ہو گئے اور انہوں نے قرآن کریم کی جمع اور ترتیب کا خاص انتظام کیا، لکھا ہے کہ جب کوئی آیت اترتی تو حضور صلعم زید بن ثابت کو بلوا کر اسے لکھوا دیتے اور یہ بھی ہدایت فرماتے کہ اس کو فلاں سورت میں فلاں آیت کے بعد یا پہلے لکھا جائے۔ کچھ اور دوست بھی حضور کی ہدایت کے ماتحت قرآن کریم لکھا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ حضور انور صلعم اپنے سینہ پر بھی قرآن لکھ لیا کرتے تھے اور حضور کے عشاق بھی جو قرآن کے بھی عاشق تھے اسکو اپنے سینوں پر لکھ لیا کرتے تھے۔ اس طرح سارے کا سارا قرآن جس نے محفوظ کیا وہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تو اسکو ایک کتاب کی شکل دی تھی وہ جامع القرآن نہ تھے۔ جامع القرآن محمد رسول اللہ صلعم تھے جنہوں نے نہ صرف اسے لکھوایا بلکہ خود بھی اسے حفظ کیا اور کئی دوسرے لوگوں کو بھی حفظ کرایا۔ چنانچہ بئر معونہ پر جو ستر قاری مارے گئے وہ سب کے سب حافظ قرآن تھے حضرت نبی کریم صلعم کو اُن کی شہادت سے بہت رنج اور افسوس ہوا گویا ایک خزانہ لٹ گیا۔ آپ بہت رنجیدہ خاطر ہوئے۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے آپ کو ان شہادت پانے والوں کی طرف سے پیغام دیا جو یہ تھا کہ بلغوا قومنا لقد لقینا ربنا ہماری قوم کو یہ پیغام دے دیجئے کہ ہم اپنے رب سے آملے ہیں۔ رضی عنا وہ ہم سے راضی ہو گیا ورضینا عنہ اور ہم اس سے راضی ہو گئے، جو کچھ ہم نے اس رستہ میں پایا وہ ہماری تکالیف کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے۔

تو حضور صلعم کے زمانہ میں لوگوں نے اپنے سینوں میں قرآن کو محفوظ کر لیا تھا اور ساتھ ہی ساتھ قلمبند بھی کر لیا گیا تھا۔ حضرت ابوبکر رضہ نے قرآن کریم کو مدون کیا۔ یہ نسخہ حضرت حفصہ کی تحویل میں تھا۔ حضرت عثمان رضہ نے حضرت حفصہ سے وہ مصحف منگایا اور اس سے مختلف نقلیں کرا کر سرکاری طور پر ملک کے مختلف اطراف میں بھجوا دیں، وہ بھی جامع قرآن نہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تھے۔

قرآن یاد کرنے والوں کی عزت

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ ہی میں لوگوں نے آپ کا نمونہ دیکھ کر قرآن سیکھا اور اسے حفظ کیا۔ جو بھی شخص قرآن یاد کر لیتا، وہ نمازوں کی امامت بھی کرا لیتا تھا۔ حضرت صلعم نے مصعب بن عمیر کو مکہ سے مدینہ بھیجا، کیونکہ وہ قرآن جانتے تھے اور سالم مولیٰ ابو حذیفہ (سالم جو ابو حذیفہ کے غلام تھے) نمازوں میں امامت کراتے تھے حضرت عمر رضہ جیسے عظیم المرتبہ صحابی ان کی اقتداء میں نمازیں ادا کرتے تھے حضرت عمر رضہ کا جنازہ صہیب رومی نے پڑھایا حالانکہ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ موجود تھے، ابو عبیدہ فوجوں کے کمانڈر انچیف تھے ایک جنگ میں وہ عمرو بن العاص کے لئے کمک لے کر گئے، ابو عبیدہ نماز پڑھانے لگے تو عمرو بن العاص نے کہا کہ امامت کرانا میرا حق ہے، حضرت ابو عبیدہ رضہ نے کہا کہ میں کمانڈر انچیف ہوں، اس پر عمرو بن العاص نے کہا اس غزوہ کا میں کمانڈر رہوں آپ میرے لئے کمک لے کر آئے ہیں اس لئے آپ امامت کے فرائض نہیں بجا لا سکتے۔ یہ حال تھا ہمارے بڑے بڑوں کا۔ چھوٹے اور بڑے سب کو قرآن یاد تھا۔ ہر شخص جو قرآن جانتا ہے امام بن سکتا ہے، وعظ کر سکتا ہے۔

حدیث کی حفاظت کا اہتمام

غرض محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر شناسی کی وجہ سے خدا کا کلام محفوظ ہو گیا۔ دوسری طرف خدا تعالےٰ کو بھی غیرت ہوئی کہ محمد رسول اللہ صلعم کا کلام محفوظ ہو، اسی لئے وہ دوسری آیت جو میں نے پڑھی ہے اس میں فرمایا وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ ایسا تو ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب مسلمان ملک کی تمام اطراف واکناف سے نکل کر محمد رسول اللہ صلعم کے پاس آجائیں، اس طرح تو بستیاں خالی ہو جائیں گی۔ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیکن یہ کیوں نہیں ہو سکتا کہ ہر بستی میں سے چند آدمیوں کا گروہ نکل آئے لیتفقھوا فی الدین تاکہ رسول اللہ صلعم کی صحبت اقدس میں بیٹھ کر آپ سے دین سیکھ لے ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم اور جب واپس اپنی اپنی قوم میں جائیں، ان کو دین سکھا دیں جو انہوں نے حضور کی صحبت میں رہ کر سیکھا ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کا وہ انتظام ہے جس سے محمد رسول اللہ صلعم کی باتوں اور آپ کی سنت کی حفاظت کرنا مقصود تھا، چنانچہ ایسا ہی ہوا، عرب کے ہر کونہ سے، ہر قبیلہ اور بستی سے لوگ آنحضرت صلعم کی خدمت میں آتے اور آپ سے دین سیکھ کر جاتے۔ ویسے بھی دس ہزار قدوسی تو آپ کے شجاع سپاہی تھے۔ ان کے علاوہ بھی کئی کمزور اور ضعیف لوگ موجود تھے۔ سو کے قریب تو اصحاب صفہ ہی تھے - یہ لوگ نبی کریم صلعم کی خدمت میں

میں دن رات رہتے آپ کی باتوں کو سنتے آپ کے نمونہ کو دیکھتے آپ کے اخلاق فاضلہ کا مطالعہ کرتے اور آپ کی سنت پر خود بھی عمل کرتے اور دوسروں کو بھی پہنچاتے تھے۔ اس طرح عرب کے گوشہ گوشہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پھیل گئے۔ قرآن کی حفاظت کا ذمہ تو اللہ تعالیٰ نے لیا تھا اور محمد رسول اللہ صلعم نے اس کے لئے ہر قسم کا اہتمام کیا، لیکن حضور کی سنت کی حفاظت کا بھی اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام کر دیا کہ جگہ جگہ سے لوگ آئیں اور آپ کی صحبت میں بیٹھ کر آپ سے مسائل دین سیکھیں اور انہیں دنیا میں لے جا کر پھیلائیں۔

تمام اسلامی دنیا میں ایک ہی قرآن اور ایک ہی سنت نبوی

اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ آج قرآن اور سنت کو سارا شمالی افریقہ، مصر، عراق، ہندوستان، پاکستان، چین اور انڈونیشیا وغیرہ خوب جانتے اور اسی پر عمل پیرا ہیں۔ آج عراق کا مسلمان اسی طرح نماز پڑھتا ہے، جس طرح اہل عرب پڑھتے ہیں کشمیر کی دور دراز چوٹیوں پر جا کر دیکھو وہاں بھی وہی قرآن ہے جو ہمارے ہاتھوں میں ہے اور وہی محمد رسول اللہ صلعم کی سنت پائی جاتی ہے جس پر دوسری اسلامی ممالک عمل پیرا ہیں۔ غرضکہ دنیا کا کوئی خطہ نہیں جہاں قرآن اور سنت نہ پہنچی ہو، حضور نبی کریم صلعم نے فرمایا تركت فيكم كتاب الله و سنتي لو تمسكتم بهما لم تضلوا میں قرآن اور اپنی سنت تم میں چھوڑتا ہوں اگر تم ان کو مضبوطی سے پکڑ لو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے، فی الواقعہ جہاں قرآن کی دنیا کو ضرورت ہے وہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور آپ کے نمونہ کی بھی ضرورت ہے، اگر حدیث کی حفاظت نہ ہوتی تو آج دین کے نصف حصہ سے دنیا محروم رہ جاتی۔

قرآن میں خدا اور رسول کی اطاعت کا حکم

قرآن کریم میں کثرت کے ساتھ جہاں جہاں خدا تعالیٰ کی اطاعت کا ذکر ہے وہاں رسول کا بھی ذکر ہے اور جہاں خدا کی نافرمانی سے منع کیا ہے وہاں رسول کی نافرمانی سے بھی منع کیا ہے فرمایا ومن يطع الله ورسوله يدخله جنت تجري من تحتها الانهار خالدين فيها وذالك الفوز العظيم جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اس کو باغات میں داخل کیا جائے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور فرمایا ومن يعص الله ورسوله ويتعد حدوده يدخله ناراً خالداً فيها وله عذاب مهين جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدود سے نکل جائے گا اسکو ہمیشہ کی آگ میں داخل کیا جائے گا اور اس کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔

تو حکم کے موقعہ پر بھی خدا کے ساتھ رسول کا حکم ماننے کی ہدایت ہے اور خدا کی نافرمانی کے ذکر میں بھی رسول کی نافرمانی کو شامل کیا ہے فرمایا اطيعوا الله واطيعوا الرسول، خدا کی اطاعت کرو اور رسول کی بھی اطاعت کرو، اگر حدیث ہمارے پاس نہ ہو اور آپ کا عملی نمونہ سامنے نہ ہو تو کیسے آپ کی اطاعت کی جا سکتی ہے فرمایا براءة من الله ورسوله الى الذين عاهدتم من المشركين، ہم اعلان کرتے ہیں کہ وہ لوگ جنہوں نے جھوٹے معاہدے کئے تھے اُن سے ہم بیزار ہیں، یہاں اللہ اور رسول دونوں کی بیزاری کا ذکر ہے، وہ معاہدے کن لوگوں سے تھے، اس کا پتہ حدیث سے ہی مل سکتا ہے، پھر فرمایا واذان من الله ورسوله الى الناس يوم الحج الاكبر ان الله بريء من المشركين ورسوله اللہ اور اس کے رسول کا یہ اعلان ہے حج اکبر کے دن کہ اللہ مشرکین سے بیزار ہے اور اس کا رسول بھی، اور فرمایا يا ايها الذين امنوا استجيبوا لله وللرسول اذا دعاكم لما يحييكم اے ایمان والو اللہ کی بات کو سنو اور اس کے رسول کی بات کو سنو، جب تمہیں وہ بلاتے ہیں تاکہ تمہیں زندہ کریں اور فرمایا ومن يطع الله ورسوله فقد فاز فوزاً عظيما جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کر لی۔ پھر فرمایا ام حسبتم ان تتركوا ولما يعلم الله الذين جاهدوا منكم ولم يتخذوا من دون الله ولا رسوله ولا المؤمنين وليجة والله خبير بما تعملون۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ تم چھوٹ جاؤ گے حالانکہ اللہ نے ابھی نہیں دیکھا ان کو جو تم میں سے جہاد کریں اور اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کے سوائے کسی کو دوست نہ بنائیں، اور اللہ جانتا ہے جو تم عمل کرتے ہو، اور ایک اور جگہ فرمایا انما جزاؤا الذين يحاربون الله ورسوله یہاں خدا اور رسول دونوں کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام نہ سمجھنے والوں سے قتال کا حکم دیا۔

خدائی سفیر کی عظمت

غرض اسی طرح سے بار بار اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ ساتھ اپنے حبیب کا بھی ذکر کیا ہے، کیوں ایسا کیا ہے؟ اس لئے کہ خدا تعالیٰ کی مرضی کا پتہ نہیں چلتا جب تک اس کا سفیر دنیا میں آ کر نہ بتائے اور اپنے عملی نمونہ سے اس کے احکام کی فرمانبرداری کر کے نہ دکھائے دنیا کی تمام سلطنتیں اپنے سفیر ایک دوسری مملکت میں بھیجتی ہیں، جو اپنی اپنی حکومتوں کی شان کے مطابق ہوتے ہیں، برصغیر ہندوستان و پاکستان میں تو ڈیڑھ سو سال انگریزی حکومت کے سفیر وائسرائے بن کر آتے رہے جو بڑے بڑے عالی خاندانوں میں سے ہوتے تھے، آج بھی کینیڈا اور امریکہ میں لارڈز کو سفیر بنا کر بھیجا جاتا ہے۔ تو زمین و آسمان کے بادشاہ کے لئے بھی ضروری ہے کہ اپنی مخلوق کو راہ ہدایت بتانے کے لئے سفیر دنیا میں بھیجے۔ اتنے بڑے بادشاہ کا سفیر کس پایہ کا ہونا چاہیئے الله اعلم حيث يجعل رسالته اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کا رسول کس دل گردہ کا ہو، اس لئے ہم نے خوب دیکھ لیا کہ محمد رسول اللہ صلعم کو اپنا سفیر بنایا ہے۔

اطاعت الٰہی کیساتھ اطاعت رسول کا حکم کیوں دیا گیا؟

اسی لئے بار بار اپنے ذکر کے ساتھ اُن کا بھی ذکر کیا اور اپنی فرمانبرداری کے ساتھ اس کی فرمانبرداری کا بھی حکم دیا ہے۔ اگر حضور نبی کریم صلعم کا نمونہ سامنے نہ ہو تو بار بار اللہ کے ذکر کے ساتھ رسول کا ذکر کرنا اور اس کی اطاعت فرمانبرداری کا حکم دینا بے معنی ہو جاتا ہے ایک جگہ لکھا ہے اطيعوا الله ورسوله واولي الامر منكم فان تنازعتم في شيء فردوه الى الله والرسول۔ اللہ اور رسول کے ساتھ اپنے حکام کی بھی اطاعت کرو، ہاں اگر حکام کے ساتھ تنازع ہو جائے تو اللہ اور رسول کی طرف لے جاؤ، یہاں تمام مفسرین نے لکھا ہے کہ اللہ کے بجائے اس کی کتاب موجود ہے اس سے فیصلہ طلب کیا جائے اور رسول کی بجائے اس کی سنت موجود ہے، اس سے فیصلہ لیا جائے۔

ابتدائی چالیس سالہ عمر کے مطالعہ کا حکم

تو قرآن کریم نے بار بار فرمایا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کو لو، اور اسی کے مطابق لائحہ عمل اختیار کرو، اور فرمایا لقد لبثت فيكم عمراً من قبله افلا تعقلون۔ میں نے اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ چالیس سال تم میں گذارے ہیں، میری اس عمر کے حالات کو دیکھو، کیا تم مجھے بددیانت پاتے ہو؟ کیا میں نے اس عرصہ میں کسی سے دھوکہ بازی یا فریب کیا؟ کیا کسی پر جھوٹ بولا؟ کیا تم نے مجھے وطن سے محبت کرنے والا نہیں پایا؟ تم میرے حسب نسب کو جانتے ہو، اس کو دیکھو کہ میرے حالات کیسے رہے ہیں؛ تو قرآن کا حکم ہے کہ نبوت سے پہلے کی چالیس سالہ زندگی کو دیکھو اور اس پر غور کرو۔

چالیس سالہ زندگی حدیثوں میں

اس زندگی کے حالات تاریخ میں ملتے ہیں جو نبوت سے ماقبل زمانہ کی ہے اسکو بھی خدا تعالیٰ نے حدیث کا درجہ عطا کیا ہے، اگر وہ تاریخ موجود نہ ہو، تو خدا تعالیٰ کا یہ حکم کہ حضور کے اس زمانہ کے حالات حضور کے دعویٰ پر مہر صداقت لگاتے ہیں بیفائدہ ہو جاتا ہے زمانہ نبوت اور زمانہ نبوت سے پیشتر کے احوال سب حدیث کا رتبہ رکھتے ہیں اور اور سب ہی نمونہ کا کام دیتے ہیں اور سب ہی سنت نبوی کے مظاہر ہیں۔ غرض نبوت سے پہلے کے حالات کے مطالعہ کرنے اور نبوت کے بعد آپ کی سنت پر عمل پیرا ہونے پر بہت زور دیا ہے اور بار بار خدا کے ساتھ رسول کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ ان سب باتوں کا حدیثوں اور امت کے تعامل سے پتہ لگتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کی حفاظت کے ساتھ اپنے رسول کی سنت کی حفاظت کا بھی ایسا انتظام کیا کہ آج تمام اسلامی دنیا اس سے بخوبی واقف اور اس پر عمل پیرا ہے۔

حضرت شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم یکے از اصحاب مسیح موعود

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را

حکیم اللہ دتہ صاحب وزیر آباد

مجھے یہاں آئے ہوئے عرصہ قریباً بیس سال کا ہو رہا ہے اس طویل عرصہ میں کسی انسان کے جس کو قریب سے دیکھنے اور ملتے رہنے کا موقعہ میسر ہو اعمال و کردار سے بخوبی واقفیت ہو سکتی ہے قرآن مجید میں آنحضرت صلعم کی زندگی کو بطور نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے لقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون۔ میں عمر بھر تم میں رہا ہوں تم میری زندگی سے سمجھ نہیں لیتے کہ میں کیسا انسان ہوں؟ یہ دنیا فانی ہے اور اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشاق ہر زمانے میں ہزارہا بندگان خدا پیدا ہوئے جن کے وجود باجود سے اسلام زندہ ہوتا رہا۔ اس بیسویں صدی میں حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالےٰ نے چن لیا۔ جنہوں نے احیائے اسلام بالکل اسی نہج پر کیا جس طرح رسول اکرم صلعم نے بحکم قرآن مجید تعلیم دی ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے پاک فطرت اور نیک خصال انسانوں کو اپنے گرد جمع کیا جنہوں نے دین کو دنیا کے سارے کاموں سے مقدم کیا۔ اور اپنی زندگیاں دین کے لئے وقف کر دیں۔ من جملہ اُن کے ایک حضرت **شیخ نیاز احمد** صاحب مرحوم بھی ہوئے ہیں۔ جن کی وفات ابھی چند دن پیشتر ہوئی ہے۔

شیخ صاحب مرحوم وزیر آباد کے ایک معزز، شریف اور متمول گھرانے میں پیدا ہوئے۔ سکول میں اگرچہ پرائمری تک تعلیم حاصل کی۔ مگر خداداد قابلیت۔ ذہانت۔ دینی اور مذہبی شوق و رجحان کے باعث قرآن مجید اور احادیث رسول کے عالم ہو گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام و حضرت مولانا نور الدین علیہ الرحمۃ کی صحبت کی وجہ سے اور احمدیہ لٹریچر پر عبور ہونے کے سبب کسی بڑے سے بڑے عالم کے ساتھ بحث و مناظرہ کرنے سے انہیں ذرہ بھر باک اور جھجک نہ تھی۔

آپ حافظ تو نہ تھے لیکن ہر ایک مسئلہ کا استخراج و استنباط ایک کامل مجتہد کی طرح فوراً قرآن حکیم سے کرتے تھے کسی نے جب کوئی مسئلہ دریافت کیا فوراً قرآن مجید کی آیت پڑھ کر سنا دی اور حوالہ بتا دیا۔ کہ فلاں پارہ اور فلاں سورت میں یہ آیت ہے۔ اور لطف یہ کہ اگرچہ صحاح ستہ کی قریباً سب کتابوں کا مطالعہ کر چکے تھے۔ اور مضامین احادیث سے خوب واقف تھے۔ مگر قرآن مجید سے انہیں نہایت شغف تھا۔ اس لئے قرآن سے ہی اجتہاد کر کے مذہبی سوالات کے بآسانی تمام جوابات دیتے۔

علم طب کا بھی شوق رکھتے تھے۔ چنانچہ مجھے ان کی لائبریری میں کافی کتب طب دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ شرح الاسباب والعلامات کا اُردو ترجمہ قرابادین۔ اور بیاض حضرت مولوی نور الدین علیہ الرحمۃ بھی میں نے دیکھی۔ بعض نسخہ جات بھی تیار رکھتے تھے۔ چنانچہ کئی آدمی اب تک کہتے سنے گئے ہیں کہ شیخ صاحب کے پاس فلاں فلاں بیماری کا نہایت اعلےٰ نسخہ ہے۔

کافی عرصہ آنریری مجسٹریٹ رہے۔ جمعہ کا خطبہ بھی دیتے تھے۔ قرآن شریف ایک مخصوص طرز سے تلاوت فرماتے تھے۔ اچھے خاصے علم دوست تھے مناظروں کا بہت شوق تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کے اوّلین بیعت کنندگان میں سے تھے۔ اس زمانہ میں ہر ایک احمدی میں بلا کا جوش ہوتا تھا۔ فرمایا کرتے تھے میں جب کبھی لاہور جاتا لاہور کے کام سے فارغ ہو کر قادیان پہنچ جاتا اور کئی کئی دن وہاں ہی گزارتا تھا۔

یہاں وزیر آباد میں ایک مولوی حافظ عبد المنان صاحب فاضل اہلحدیث تھے۔ جن کے متعلق سنا گیا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور مولوی ابراہیم سیالکوٹی اُنہی کے شاگرد تھے۔ شیخ صاحب مرحوم کے والد صاحب احمدیوں کے سخت مخالف تھے۔ وہ بڑے بڑے مولویوں کو لا کر شیخ صاحب سے مناظرہ کراتے تھے۔ تاکہ شیخ صاحب جواب نہ دینے کے باعث احمدیت کو ترک کر دیں۔ مگر شیخ صاحب بڑے راسخ العقیدہ احمدی تھے۔ چھوٹے موٹے مولویوں کو تو وہ بات نہیں کرنے دیتے تھے۔ کیونکہ ہر ایک بات کا جواب قرآن سے دے دینے میں انہیں کمال حاصل تھا۔ کہتے تھے کہ ایک دفعہ میں سیالکوٹ گیا۔ کوٹھی پر مولوی ابراہیم صاحب کو بھی بلایا۔ اور پوچھا کہ جناب مولوی صاحب قرآن مجید میں حضرت عیسےٰؑ فرماتے ہیں۔ و اوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیًّا وبرًّا بوالدتی ولم یجعلنی جبارًا شقیًّا یعنی مجھے نماز کا حکم دیا گیا ہے۔ اور زکوٰۃ کا جب تک زندہ رہوں اور ماں کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم ہے اور میں سرکش اور بدبخت نہیں ہوں۔ یہ آیت پڑھ کر شیخ صاحب نے پوچھا کیا حضرت عیسےٰؑ آسمان پر کوئی دکان کرتے ہیں۔ یا انہوں نے کارخانہ کھولا ہوا ہے جس کی کمائی سے زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور کن کو زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور ماں کی کیا اور کس طرح خدمت کرتے ہیں۔ مولوی صاحب اس کا کیا جواب دیتے۔ اور اس کا جواب ہو بھی کیا سکتا ہے خاموش ہی ہو گئے۔

احمدیت کے لئے بڑی غیرت رکھتے تھے۔ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں یہاں کے ایک رئیس کے گھر گیا۔ اور اکثر جاتا رہتا تھا۔ مگر وہاں بھی حضرت عیسےٰؑ کی وفات اور حضرت مرزا صاحب کے دعوے مسیح موعود کا تذکرہ ہوتا رہتا۔ آخر ایک دن اس رئیس نے کہا کہ اگر آپ مرزا صاحب کا ذکر بیان کرنے سے باز نہیں رہ سکتے تو نہ آیا کریں۔ میں نے کہا کہ اگر میں یہاں آ کر مرزا صاحب کا ذکر نہ کروں گا۔ تو مجھے آنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔

اسی غیرت کے نتیجے میں عالی شان مسجد بنائی جو اپنے وقت میں سارے وزیر آباد میں ممتاز اور اعلیٰ تصور کی جاتی ہے۔ احمدی جماعت کو نماز پڑھنے کی سخت تکلیف تھی۔ دوسری مساجد سے روکا جاتا تھا۔ کبھی کسی مسجد میں نماز پڑھتے۔ کبھی کسی دکان یا مکان کے حصہ میں نماز پڑھی جاتی۔

شیخ صاحب زہد۔ ورع اور اتقا کے باعث ولی اللہ اور قطب سمجھے جاتے رہے ہیں۔ اگلے روز ایک ربوہ کی جماعت کا احمدی شیخ نثار احمد صاحب کے پاس افسوس کرنے کے لئے آیا۔ وہ بار بار یہ کہتا تھا کہ شیخ صاحب مرحوم ایک فرشتہ تھے۔ جب کبھی میں انہیں ملنے کے لئے آتا۔ کاروبار کا آدمی تو تھے ہی لیکن جب نماز کا وقت آتا۔ تو فرماتے چھوڑو جی۔ پہلے نماز پڑھ لیں۔ چنانچہ خود نماز پڑھاتے۔ پہلے جب تک طاقت و توانائی رہی۔ اپنے صاحبزادوں کے امام بنتے اور خود نماز پڑھاتے۔ لیکن جب سے زیادہ ضعیف ہو گئے۔ یہ فرائض شیخ نثار احمد صاحب ادا کرتے رہے۔ آخری دم تک قرآن مجید سنتے رہے۔ رمضان شریف میں اپنی شاندار کوٹھی سے مسجد آتے۔ اُن کے ساتھ شیخ مولا بخش صاحب مرحوم بھی بچوں کو اپنے ساتھ لاتے اور تراویح کی نمازیں باقاعدہ شمولیت فرماتے۔ اور تہجد بھی ہمیشہ پڑھتے۔

مسجد بنوانے میں بڑی تکالیف کا سامنا ہوا۔ اُن ایام میں احمدیوں کی مخالفت انتہا درجے پر تھی۔ شیخ صاحب مرحوم نے بہت کافی زمین جو مسجد کے ارد گرد تھی وہ بھی خرید لی۔ ایک آدمی کا ذکر کرتے تھے کہ وہ مسجد کے بننے میں سخت رکاوٹیں پیدا کرتا تھا اسے کئی دفعہ بہت سارا روپیہ دینا پڑا۔ لیکن آخر کب تک اس کی یہ خواہش پوری کی جاتی۔ دعائیں کیں بارگاہ رب العزت میں گڑگڑائے۔ شیخ صاحب مرحوم اس عمل کو پنجابی میں دبھنی لگانا کہا کرتے تھے۔ فرماتے کہ

"دُب بھنی لگائی آخر یار نو لیا"

یعنی ہم نے اتنی دعائیں کیں کہ وہ مخالف مر گیا۔ اللہ تعالےٰ پر بڑا بھروسہ اور یقین کامل رکھتے تھے اور اپنی کئی دعاؤں کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔

حافظ عبد المنان صاحب فاضل اہلحدیث جن کا اُوپر ذکر ہو چکا ہے۔ جو حضرت مولوی نور الدین علیہ الرحمۃ کے کسی زمانہ میں ہم سبق بھی رہ چکے تھے۔ انہیں بحث کے لئے چیلنج دیتے تھے۔ شیخ صاحب کے والد بھی انہیں کہتے تھے۔ کہ آپ کیوں نیاز احمد کے ساتھ بحث نہیں کرتے؟ حافظ صاحب کہتے کہ یہ بے علم سب میں اس سے

(باقی بر صفحہ کالم)

حضرت شیخ نیاز احمد صاحب رئیسِ اعظم مرحوم اور وزیرآباد میں احمدیت کا فروغ

محمد عبداللہ صاحب خلف الرشید شیخ محمد جان صاحب مرحوم

۲۲ر اکتوبر کو سحری کے وقت حضرت شیخ نیاز احمد صاحب کی وفات ایک جلیل القدر اور خدارسیدہ انسان اور احمدیت کے بہت بڑے محسن کو ہم سے جدا کر گئی
انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت شیخصاحب کی وفات سے جماعت کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے کیونکہ حضرت شیخ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے قدیم صحابی تھے آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت میں رہ کر فیض حاصل کیا۔ جماعت میں آپ کی بزرگی، نیکی اور خاموش خدمت دین مسلم ہے۔

وزیرآباد میں جماعت احمدیہ کے فروغ میں حضرت شیخ صاحب کی پاک زندگی، عبادت اور خدمت دین میں استغراق کو بہت بڑا دخل ہے۔ اعلےٰ درجہ کا کاروبار ہونے کے باوجود آپ نے خدمت دین کو اپنا شعار بنایا نماز روزہ اور تہجد کے ساری عمر پابند رہے۔ طبیعت کے نہایت ہی حلیم اور بردبار قسم کے انسان تھے۔ نہایت سادہ زندگی گذاری۔ فرمایا کرتے تھے کہ جمعہ ہمیشہ قادیان پڑھتے اور حضرت اقدس کے پاؤں دبایا کرتے تھے۔ اکثر الہامات آپ کی موجودگی میں ہوئے جن کی سچائی کے حضرت شیخ صاحب زندہ ثبوت تھے حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت کا اس قدر آپ پر اثر تھا کہ آپ قرآن شریف پر دل وجان سے فریفتہ تھے عام گفتگو میں قرآن شریف کی آیات عین موقعہ پر تلاوت فرمایا کرتے آپ کی گفتگو میں قرآن شریف اور احمدیت کے مسائل ہوا کرتے تھے۔ گویا قرآن کے عاشق تھے حضرت کے اس شعر کی

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

عملی تصویر تھے۔ وزیرآباد میں سب سے پہلے احمدی حضرت والد صاحب مرحوم شیخ محمد جان صاحب تھے جن کی طبیعت بڑی جوشیلی اور منوازن تھی ہر آن مردانہ وار تبلیغ کے عادی تھے۔ حضرت شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم سے ان کے بہت گہرے مراسم تھے چنانچہ جلد ہی حضرت شیخصاحب مرحوم جن کی نیکی اور تقوے جوانی میں ہی مشہور تھا آپ کے احمدی ہونے کے بعد یکے بعد دیگرے تمام خاندان کے لوگ آغوش احمدیت میں آ گئے۔ فرمایا کرتے تھے جب حضرت شیخ محمد جان صاحب مرحوم اور آپ بازار سے گذرا کرتے تھے تو لوگ انگلیوں کے اشارے سے ایک دوسرے کو تبلایا کرتے کہ یہ "مرزائی" جارہے ہیں۔ سخت مخالفانہ چرچے شروع ہو گئے۔ مگر ہردو حضرات قبول احمدیت میں صادق رہے اور وزیرآباد کی جماعت دن بدن ترقی کرتی چلی گئی شروع شروع میں نمازیں ہمارے مکان واقعہ محلہ شیخاں مغربی میں ہوتی رہیں اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے حضرت شیخ صاحب مرحوم کو سعادت بخشی کہ آپ نے ...... تن تنہا ایک عالی شان مسجد کا سنگِ بنیاد رکھدیا مخالفت کے باوجود آپ نے مسجد کو مکمل کر لیا جو کہ رہتی دنیا تک حضرت شیخ صاحب کی زندگی کا نشان ہو گی۔ آج یہی مسجد ...... مسجد حضرت شیخ نیاز احمد صاحب کہلاتی ہے۔

آپ تمام زندگی بھر انجمن کی مالی امداد فرماتے رہے اور راولپنڈی میں ایک قطعہ زمین راولپنڈی مسجد کے لئے انجمن کے نام ہبہ کیا جو کہ کسی وقت احمدیت کی تبلیغ کا نشان ہو گا۔

آپ خاموش خدمت دین کرنے والے بزرگ تھے۔ نمازیں بڑی سنوار کر پڑھتے اور قرآن شریف خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے۔ آپ اہل اللہ بزرگوں میں سے تھے۔ کافی عرصہ آپ کو رمضان شریف میں لیلۃ القدر کا نظارہ بھی ہوتا رہا، دو تین دفعہ ماہ رمضان میں تقریباً دو تین بجے سحری کے وقت جب سارا خداوندی نظر آئے یعنی نہایت ہی خوبصورت سبز و سرخ مختلف دلکش رنگوں کا بہت بڑا مینار جو زمین سے لیکر آسمان تک جاتا تھا یہ ایک نہایت ہی روحانی قسم کا لطیف اور خوبصورت پرکشش نظارہ تھا۔ جب آپ کو یہ نظر آتا تو آپ تمام اہل خانہ کو جگا کر یہ نظارہ کئی سال دکھاتے رہے۔

جس طرح آپ نے دنیا میں کاروباری لحاظ سے نام پیدا کیا اسی طرح خدمت دین میں بھی یکتا تھے۔ آپ جہاں بھی جاتے دینی چرچے ہوتے، نمازوں اور قرآن شریف کا ذکر ہوتا آپ جب بھی وزیرآباد سے باہر جاتے وہاں سے لوگ مولوی صاحبان کو لے آتے جب آپ اُن سے گفتگو فرماتے وہ جلد ہی سمجھ جاتے کہ یہ ہمارے بس کا روگ نہیں اور یہ بھی آپ پر خدا کا فضل ہے کہ آپ کی اولاد بھی خدا کے فضل سے آپ کی طرح خدمتِ دین میں مصروف ہے۔ آپ بڑے مہمان نواز تھے جب بھی آپ کو کوئی ملنے آتا آپ اس کی بہت خاطر و مدارات فرماتے اور تواضع کئے بغیر ہرگز رخصت نہ فرماتے احباب کو مجبور کرتے کہ وہ آپ کے ساتھ کھانا یا چائے میں جو بھی وقت ہو شامل ہوں۔ یہ پرانے بزرگوں میں ہی ہمت اور شفقت کے نظارے ملتے ہیں۔

جماعت احمدیہ لاہور میں سے آپ بہت مہمان نواز اور زاہد و عابد بزرگ تھے۔ آپ جماعت کی ترقی اور اسلام کی ترقی کے لئے ہر وقت دعائیں کرتے رہتے تھے۔ آج جماعت ان کی دعاؤں سے محروم ہو گئی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود سے آپ کو اس قدر انس تھا کہ فرطِ عقیدت کی وجہ سے حضرت مسیح موعودؑ کے بال مبارک اور کرتہ اور حضور کی سوٹی تبرکاً رکھی ہوئی ہے۔ آپ بے حد مواحد قسم کے انسان تھے معلوم نہیں یہ کیا راز ہے اور یہ چیزیں کیسی بابرکت ہیں جو آپ نے مسیح موعودؑ کی نشانی کے طور پر محفوظ رکھی ہوئی ہیں، بہرحال ؎

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اُٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آبِ بقائے دوام لا ساقی

والسلام
خاکسار محمد عبداللہ ولد شیخ محمد جان صاحب احمدی مرحوم

شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم۔ بسلسلہ صفحہ ۷

بحث نہیں کرتا۔ مرزا کو لاتے۔ نورالدین کو لاتے لیکن شیخ صاحب کے والد صاحب کے اصرار پر اپنے کسی شاگرد خاص کو مع دوسرے شاگردوں کے اور اہل حدیثوں کو بھیج دیتے اور دوسرے عوام بھی چلے آتے۔ ایک کافی اجتماع شیخ صاحب کے کارخانے میں جو موجودہ کوٹھی کے پاس ہے ہو جاتا۔ وفات حضرت عیسےٰ ہی اُن دنوں کا مخصوص موضوع ہوا کرتا تھا۔ اس کے ضمن میں معراج روحانی اور جسمانی کی بحث بھی چل نکلتی تھی۔

ایک دفعہ ایک عجیب واقعہ یہ ہوا کہ جب اہل حدیث مولوی نے معراج شریف کا ذکر کیا تو شیخ صاحب مرحوم نے کہا۔ کہ جب آنحضرت صلعم سے تمام فوت شدہ انبیاء ملے تو اُن فوت شدگان میں حضرت عیسیٰ زندہ نبی کا کیا کام تھا۔ اس نکتہ پر ایک ان پڑھ سا لکھا بابو جو اہل حدیث تھا۔ وہ بھی اہل حدیث مولوی پر اعتراض کرنے لگ گیا۔ کہ مولوی صاحب اس مسئلہ کو صاف کریں۔ کہ فوت شدگان انبیاء میں زندہ نبی کا کیا کام۔ لیکن مولوی صاحب جواب نہ دینے کے باعث سخت نادم ہوئے۔ اسی طرح ایک دن حضرت عیسیٰؑ ناصری اور مسیح موعود کے مختلف حلیوں پر بہت سے اہل حدیث متاثر ہوئے۔ اور بعد ازاں کئی احمدی ہو گئے۔

اس قسم کے کئی مناظرے ہوا کرتے جن میں حضرت شیخ محمد جان صاحب مرحوم اور شیخ صاحب پیش پیش ہوتے اور جہاں جہاں دور کے دیہات میں بھی مناظروں کا اس طرح ذکر آیا تو شیخ صاحب ایسی جگہوں میں جاتے۔ وہ زمانہ ہی کچھ عجیب تھا۔ لوگوں میں اتنی مال جمع کرنے کی حرص نہ تھی لوگ زیادہ قانع ہوتے تھے اور مذہب کی طرف توجہ بہت زیادہ دیتے تھے۔ اور مذہبی مباحثوں کے شغل سے منسلک رہتے تھے۔

باقی بر صفحہ ۱۰ کالم ۳

رنگون کے شیخ الجامعہ کی احمدیت پر نکتہ چینی

کتاب "دو نبی" پر ایک سرسری نظر

قسط نمبر ۳

مولانا مرتضیٰ خان حسن

اولیائے اُمت اور مسئلہ نبوّت

ہم یہاں پر اپنے سوال کو دہراتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ کیا امت کے اندر ایسے نبی جنہیں نبوّت عامہ اور نبوّت مطلقہ ملتی ہے۔ آپ کے نظریہ کی رُو سے کذاب یا دجال ہیں یا نہیں؟۔ آپ نے بار بار اپنی کتاب میں تحریر فرمایا ہے کہ حدیث نبوی لا نبی بعدی میں لا نفی جنس ہے۔ یہ لا ہر قسم کی نبوّت کی نفی کرتا ہے اور اسی وجہ سے ظلی نبوّت یا بروزی۔ مجازی بھی یا کچھ اور سب ناجائز ہیں (صفحہ ۸۵ و ۱۰۵ وغیرہ)

تو سوال یہ ہے کہ کیا یہ لا نفی جنس نبوّت مطلقہ نبوۃ عامہ پر عائد نہیں ہوتا؟ ضرور ہوتا ہے۔ آپ اپنے مسلمات کو بھول نہ جائیں۔ لا نفی جنس پر آپ نے بڑا زور دیا ہے اب انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اس جگہ بھی اس لا کو عائد کر کے نبوّت عامہ اور نبوت مطلقہ کو بھی حرام اور ناجائز قرار دیں اور ایسا کہنے والوں کو ختم نبوّت کا منکر قرار دے کر ان پر وہی فتوے صادر کریں جو ایسے منکرین پر آپ صادر کرتے ہیں۔ یہ کوئی انصاف کی بات نہیں کہ زید ایک بات کہے تو کافر اور خارج از دائرہ اسلام ہو جائے اور اگر وہی بات بکر کہے تو وہ مومن کا مومن ہی رہے۔

پھر صاحب بحر العلوم فرماتے ہیں:۔

"نبوّت تشریع و رسالت تشریع اگرچہ منقطع است بعد آں سرور صلعم لیکن اولیائے امت کہ علمائے صالحان اند مرتبہ نبوت اللہ تعالےٰ عطا فرمودہ است"

(بحر العلوم دفتر ششم)

فرماتے ہیں کہ:۔

اگرچہ تشریعی نبوّت اور رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی لیکن اولیائے امت کو جو علمائے صالح ہیں اللہ تعالےٰ نبوّت کا مرتبہ عطا فرماتا ہے۔

دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہیئے کہ تشریعی نبوّت تو آنحضرتؐ کے بعد منقطع ہے لیکن غیر تشریعی نبوّت جو محدثیت کا دوسرا نام ہے .... اُمت میں قائم ہے اور اس سے اولیائے امت فائز ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ امت کے اندر سلسلہ ولایت تا قیامت چلے گا لہذا یہ نبوّت غیر تشریعی بھی امت کے اندر الیٰ یوم القیامہ چلے گی اور ظاہر ہے کہ اس نبوّت پر فائز ہونے والے بزرگ اولیا اور علماء نبی کے لقب سے ملقب ہوں گے۔ اور وہ غیر تشریعی نبی ہوں گے۔

حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ کا مذہب تو آپ سُن چکے۔ آیئے اب آپ کو حضرت شیخ اکبر علیہ الرحمۃ جیسے مسلم بزرگ اور ولی اللہ اور حضرت امام شعرانی کا مذہب بھی بتائیں۔ سنئے:۔

"قال الشیخ محی الدین فے حضرۃ الخیال ادرك رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم العلم صورۃ اللبن ولذا کان یوّل به رویاۃ هذا هو ما القاہ اللہ تعالیٰ علے الامۃ من اجزاۓ النبوۃ فان مطلق النبوۃ لم یرتفع انما ارتفعت نبوۃ التشریع فقط۔ کما یوید ہ حدیث من حفظ القراٰن فقد ادرجت النبوۃ فی جنبیه فقد قامت بهذا النبوۃ۔ بلاشك وقوله صلعم فلا نبی بعدی ولا رسول المراد لا مشرع بعدی"

(الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر)

یعنی محی الدین ابن عربی حضرۃ الخیال میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے علم کو دودھ کی شکل میں پایا۔ اس لئے دودھ کے خواب کی تعبیر آپ علم سے کیا کرتے تھے اور اجزائے نبوّت میں سے یہی وہ چیز ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے باقی رکھا ہے کیونکہ مطلق نبوّت نہیں اُٹھائی گئی صرف تشریعی نبوّت قائم ہے اور حضرت نبی کریم صلعم کا یہ قول کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور نہ کوئی رسول اس سے مراد یہ ہے کہ شریعت لانے والا کوئی نہیں"۔

حضرت شیخ اکبر علیہ الرحمۃ کے ارشاد کے مطابق:۔

(۱)۔ تشریعی نبوّت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُٹھائی جا چکی ہے مگر مطلق نبوّت نہیں اُٹھائی گئی۔

(۲)۔ اللہ تعالےٰ نے رؤیا کو جو اجزائے نبوّت میں سے ہے اس امت میں باقی رکھا ہے یہی نبوّت مطلقہ یا نبوّت غیر تشریعی ہے۔ جو امت میں قائم ہے

(۳)۔ حضور صلعم کے قول لا نبی بعدی کے معنے یہ ہیں کہ اب حضورؐ کے بعد کوئی شریعت والا نبی نہیں ہوگا۔ گویا (غیر تشریعی ہوں گے)

قطع نظر دوسری باتوں کے اقتباس بالا سے ظاہر ہے کہ حضرت شیخ اکبر علیہ الرحمۃ کو مسلم ہے کہ صرف جزو نبوّت امت میں باقی ہے اور وہ اسی جزو نبوۃ کو مطلق نبوت یا غیر تشریعی نبوّت فرما رہے ہیں۔ اب کیا ہوا شیخ الجامعہ صاحب کا وہ قول کہ:۔

"جزو نبوّت کو نبوّت کہنا ہمالیہ کے برابر غلطی کا ارتکاب کرنا ہے"۔ (ص ۶۵)

یہ صحیح ہے کہ جزو نبوّت حقیقی نبوّت نہیں لیکن امام شعرانی اور شیخ اکبر نے اسکو نبوّت مطلقہ یا غیر تشریعی نبوّت کہکر بتا دیا کہ غیر حقیقی طور پر مجازاً نبوۃ کا لفظ اس پر بولا جا سکتا ہے۔ اور یہی حضرت مرزا صاحب کا مذہب ہے۔

اگرچہ حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید علیہ الرحمۃ کی کتاب صراط مستقیم اور منصب امامت اور فتح الباری سے اسی قبیل کے اور حوالجات بھی دکھائے جا سکتے ہیں لیکن یہ طوالت کا موجب ہوگا۔ اس لئے ذیل میں حضرت شیخ اکبر علیہ الرحمۃ کا ایک ضروری حوالہ دے کر ہم اس موضوع کو ختم کرتے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"ان النبوۃ التی انقطعت بوجود رسول اللہ صلعم انما هی نبوۃ التشریع لا مقامها۔ ولا شرع یکون ناسخاً شرعه صلعم ولا شرعه حکماً اخر وهذا معنی قوله صلعم ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی بعدی ای لا یکون علے شرع یخالف شرعی بل اذا کان یکون تحت شریعتی۔

(فتوحات مکیہ جلد ۲ ص ۳)

"یعنی وہ نبوّت جو وجود باجود آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم پر منقطع ہو گئی وہ صرف **نبوت تشریعی** ہے۔ اب کوئی شریعت نہیں جو حضور علیہ السلام کی شریعت کو منسوخ کرے یا آپ کی شریعت میں کوئی اضافہ کرے۔ آنحضرت صلعم کی حدیث **ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی بعدی** کے یہی معنے ہیں کہ **کوئی ایسا نبی نہیں ہو گا جو میری شریعت کے خلاف شریعت لے کر آئے** بلکہ اگر ہو گا تو میری ہی شریعت کے ماتحت ہو گا۔"

(فتوحات مکیہ صفحہ ۳ جلد ۲)

اب ان ہر سہ اقتباسات بالا کو پڑھ جائیے۔ **نبوت مطلقہ** اور **نبوت عامہ** کو تو چھوڑ دیئے انہیں — ... تو یہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نبوت ختم ہوئی ہے **وہ نبوت تشریعی** ہے **اور نبوت غیر تشریعی امت کے اندر قائم ہے** — یعنے شریعت ختم ہو چکی ہے مگر محدثیت والی نبوت ختم نہیں ہوئی۔

مگر ہمارے شیخ الجامعہ صاحب اپنے بزرگوں کے مذہب سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۰۵ پر فتوے صادر کر چکے ہیں کہ:-

" حدیث (**سیکون فی امتی کذابون** الخ) کو بغور دیکھنے سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ **فی امتی** سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کا دعوے کرنے والا **کذاب** اور **دجال** شخص اپنے آپ کو نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی کہلائے گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے مستقل نبوت کا دعوے کرے گا۔ **انا خاتم النبیین لا نبی بعدی** میں جس طرح **لا الٰہ الا اللہ** سے خدا کے سوا ہر قسم کے معبود کے ہونے کی نفی اور انکار مقصود ہے اسی طرح نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مان کر آپ کے بعد ہر قسم کی نبوت کی نفی اور انکار کرنا مقصود ہے خواہ وہ ظلی نبوت ہو یا بروزی ہو یا تشریعی نبی ہو یا **غیر تشریعی نبی ہو** — اس بحث میں دو باتیں ثابت کرنی ہیں اول یہ کہ مرزا غلام احمد اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی کہلاتا تھا یا نہیں؟ دوم یہ کہ اس نے نبوت کا دعوے کیا یا نہیں۔ اگر یہ دونوں باتیں پائی جائیں تو نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق یقیناً کذاب اور دجال ہو گا" (صفحہ ۱۰۵)

یہ ہیں حضرت مرزا صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بھی کہلاتے تھے اور دلیل کی خاطر ہم مان لیتے ہیں کہ آپ نے نبوت کا دعوے بھی کیا لیکن ان اولیائے کرام کے متعلق حضور کا کیا فتوے ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بھی مانتے ہیں جو حضور کی حدیث **لا نبی بعدی** پر ایمان بھی رکھتے ہیں جو اپنے آپ کو امتی کہتے اور امتی کہلاتے بھی ہیں۔ لیکن پھر بھی وہ

(۱)- نبوت کا دعوے کرتے ہیں۔

(۲)- اپنے پیروں کو **وقت کا نبی** مانتے ہیں۔

(۳)- امت کے اندر نبوت کا سلسلہ جاری کرتے ہیں

(۴)- اپنے علماء کو نبوت کا درجہ دیتے ہیں اور ان کے لئے **نبوت مطلقہ اور نبوت عامہ** کی اصطلاحات قائم کرتے ہیں۔

(۵)- امت کے اندر غیر تشریعی نبوت کے وجود کو مانتے ہوئے **لا نبی بعدی** کی تاویل کر دیتے ہیں کہ اس کا مطلب صرف شرعی نبوت کا خاتمہ ہے نہ کہ غیر شرعی کا۔

قصہ کوتاہ آپ کے ہاں یعنے آپ کے بزرگوں میں بیک وقت **امتی** بھی ہیں اور **نبی** بھی محض مرزا غلام احمد ہی تو امتی اور نبی نہیں جن کو آپ نے آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ کافر، کذاب اور دجال کہہ دیا۔ یہ **فرمائیے کہ آنحضرت صلعم کی امت میں جو امتی کہلانے والے اور پھر ساتھ ہی ساتھ نبی کہلانے والے بزرگ موجود ہیں ان کے لئے حضور عالی کا کیا فتوے ہے؟** کیا وہی فتوے جو حضرت مرزا صاحب کے لئے ہے یا کچھ اور؟ ہم تو حضور کی آنکھوں میں کافر۔ بے ایمان باغی - مرتد - دشمن اسلام ہو گئے کیونکہ ہم (نعوذ باللہ من ذالک) ایک کذاب کے پیچھے لگ گئے جو امتی بھی کہلاتا ہے اور نبی بھی بنتا ہے۔ مگر آپ کا کیا حشر کہ آپ ان لوگوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں جو امتی بھی کہلواتے ہیں اور پھر نبی بھی بنتے ہیں یا دوسروں کو نبی بناتے اور ان کو نبی مانتے ہیں اور نہ صرف یہی بلکہ امت کے اندر نبیوں کا سلسلہ چلاتے ہیں۔

مکرم شیخ الجامعہ! آپ ہمارے سوال کا جواب ضرور دیں، ہماری معروضات پر غور فرمائیں، ہم کافر نہیں ہیں۔ خدا کے فضل سے مسلمان ہیں ؎

سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں

مسلمان کو کافر کہنا سخت گناہ ہے۔ آپ کو توبہ کرنی چاہیئے ورنہ قیامت کے دن آپ کا دامن پکڑیں گے اور خدا سے فریاد کریں گے کہ آپ نے ہمیں ناحق ستایا اور ہمارے معصوم امام کو اس قدر گالیاں دیں کہ ہماری آنکھوں میں خون اتر آیا۔ لیکن پھر بھی صبر کیا۔ اس وقت حضرت مسیح علیہ السلام کا قول ہمارے سامنے آ گیا۔ قوم نے ان پر الزام لگایا کہ تم آدم زاد ہو کر ابن اللہ کا دعوے کرتے ہو، انہوں نے اس کے جواب میں فرمایا کہ تمہارے بزرگ تو خدا کہلوا گئے ہیں اگر میں نے خدا کا بیٹا کہدیا تو کیا خرابی لازم آ گئی؟ یہی ہم کہتے ہیں کہ اگر حضرت مرزا صاحب نے مجازاً اپنے آپ کو نبی کہدیا تو کیا اندھیر پڑ گیا آپ کے بزرگ تو ہر پیر۔ ہر مرشد ہر شیخ کو **نبی** کا خطاب اور ہر عالم کو **نبوۃ** کا مرتبہ دے گئے ہیں۔ اور ہر ولی کو مقام نبوت پر فائز کر گئے ہیں۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ امت کے اندر غیر شرعی نبیوں کا دروازہ کھول رہے ہیں کیا یہ بزرگ نہ جانتے تھے کہ قرآن پاک میں **خاتم النبیین** آ چکا ہے اور کیا ان کو معلوم نہ تھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم **لا نبی بعدی** فرما گئے ہیں۔ **تو پھر انہوں نے لفظ نبی امتی لوگوں کے لئے کیوں جائز** رکھا؟ اگر ایک ولی۔ اگر ایک پیر۔ **اور ایک عالم** نبی کہلا سکتا ہے **تو وہ جس کو خدا نے اس صدی کا مجدد بنا کر بھیجا جس کو شرف مکالمت و مخاطبت سے سرفراز فرمایا۔ جس پر غیب کے علوم کھولے گیا وہ مجازی طور پر بھی نبی نہیں کہلا سکتا؟**

فما جوابکم ایھا المکذبون؟

بقیہ از صفحہ ۸ کالم ۳

شیخ صاحب مرحوم کو تو اللہ تعالےٰ نے مال و متاع سے بھی بہت نوازا ہوا تھا۔ وہ سلسلہ کے کاموں میں بڑا جوش دکھاتے۔ اور بہت روپیہ خرچ کرتے۔ راولپنڈی میں بہت بڑی جائداد انجمن کو دے دی۔ بہت مخیر تھے۔ مخفی طور پر غربا کی دستگیری کیا کرتے تھے۔ ان واقعات کو کہاں تک بیان کیا جائے۔ آپ بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ طبقۂ امرا میں بہت قلیل افراد ایسے ہوتے ہیں جو دنیاوی کاموں کے ساتھ دین کا اس قدر شغف رکھتے ہوں ایسے متقی زاہد اور علم دوست کبھی کبھی پیدا ہوتے ہیں اللہ تعالےٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور ان کے صاحبزادوں شیخ عزیز احمد صاحب، شیخ نثار احمد صاحب۔ شیخ غلام احمد صاحب اور شیخ ممتاز احمد صاحب کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق ارزانی فرمائے

آمین

حکیم اللہ دتہ - وزیر آباد

درخواست دعا

عرض ہے کہ خاکسار چند مشکلات میں مبتلا ہے بزرگان قوم و برادران جماعت سے پرزور درخواست دعا ہے کہ حقیر کے حق میں درد دل دعا فرمائیں۔

محمد شریف احمد - احمدیہ فارمز - قاضی احمد

مشرقی پاکستان میں ہماری تبلیغی سرگرمیاں

مشرقی پاکستان اسلام مشن ڈھاکہ کی سالانہ تبلیغی رپورٹ

مشرقی پاکستان ڈھاکہ مشن کی بنیاد آج سے کئی سال پہلے اس لئے قائم کی گئی تھی کہ اسلامی لٹریچر کو بزبان بنگالی احمدیت کی روشنی میں شائع کیا جائے اور لوگوں میں تقسیم کیا جائے۔ بنگالی زبان پاکستان اور بھارت کے تقریباً ۸ کروڑ باشندوں کی زبان ہے۔ مولوی عبدالصمد صاحب جمالی سابق ایڈیٹر "اتّحاد" گذشتہ چند سالوں سے بنگالی لٹریچر پیدا کرنے میں منہمک ہیں اور اس سال ہمارے نوجوان مبلغ جناب مولوی محمد عبدالستار صاحب مرکزی تبلیغی کلاس میں دو سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد انکے معاون مقرر ہوئے ہیں۔ جمالی صاحب بنگالی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کر رہے ہیں اور دوسری کتابوں کی تالیف و تصانیف اور ترجمہ کے ساتھ ساتھ

مشن ہاؤس میں آنیوالے حضرات سے گفت و شنید کرتے ہیں۔ اور عبدالستار صاحب لوگوں کے گھروں میں جا کر تبلیغی گفت و شنید کرتے ہیں اور لٹریچر بھی دستی اور بذریعہ ڈاک روانہ کرتے ہیں۔ یہ سلسلہ مندرجہ ذیل طریق سے جاری ہے۔

۱۔ قرآن کریم کا ترجمہ

قرآن کریم کا عمدہ اور سلیس بنگالی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے اور حواشی وغیرہ تقریباً مکمل ہیں۔ سنہ ۱۹۶۰ء کے وسط تک پریس میں جانے کے لئے تیار ہو جائیگا۔

۲۔ ٹریکٹس کی اشاعت

ٹیچنگز آف اسلام اور کال آف اسلام کا ترجمہ بنگالی زبان میں شائع کیا جا چکا ہے۔ اس سال ...(ٹریکٹس) آف پریچنگ آف اسلام اور احمدیہ موومنٹ ان کوئسچنز اینڈ آنسرز" بھی بنگالی زبان میں شائع کر دی گئی ہیں۔

۳۔ لٹریچر کی تقسیم دستی طور پر

تقریباً ۸۲۰ افراد کو مندرجہ ذیل کتب بطور ہدیہ دی گئیں

(۱) ٹیچنگ آف اسلام ۔ ۱۶۳ کاپیاں
(۲) لاسٹ میسنجر پرافٹ ۔ ۱۰ کاپیاں
(۳) اونر آف پریچنگ اسلام ۔ ۴۰ کاپیاں
(۴) احمدیہ موومنٹ ، ۸۰ کاپیاں
(۵) کال آف اسلام ، ۳۵ کاپیاں
(۶) ڈیتھ آف جیسس ، ۲ کاپیاں
(۷) ہز ہولی نیس ، ۳۰ کاپیاں
(۸) دی نیم احمدیہ اینڈ اٹس سگنیفیکنس ۔ ۲۵ کاپیاں
(۹) اسلام اینڈ کرسچینٹی ، ۱۶ کاپیاں

۴۔ تبلیغ بذریعہ خط و کتابت

مختلف حضرات کو تبلیغی خطوط لکھے گئے اور مندرجہ ذیل کتب اور پمفلٹ بھجوائے گئے۔

(۱) ٹیچنگ آف اسلام ، ۵ کاپی
(۲) لاسٹ سینٹ پرافٹ ، ۶ کاپی
(۳) اونر آف پریچنگ اسلام ۔ ... کاپی
(۴) احمدیہ موومنٹ ، ۲۰۰ کاپی
(۵) کال آف اسلام ، ۵ کاپی
(۶) "احمدیہ نام اور اس کی ضرورت" ، ۳ کاپی
(۷) ہز ہولی نیس ، ۴ کاپی
(۸) سپارج آف ہیریسی ، ۳ کاپی
(۹) اسلام اینڈ کرسچینٹی ، ۵ کاپی

۵ - اجلاس

(۱) عید میلادالنبی (۲) یوم وصال حضرت مجدد زمان مولانا محمد علی اور مولانا آفتاب الدین احمد صاحب (۳) ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی وفات پر تعزیتی جلسہ (۴) عہدیداران جماعت کے انتخاب کے لئے عام جلسہ (۵) ہفتہ وار اجلاس وغیرہ۔

۶ - ملاقات

جو حضرات مشن ہاؤس میں تشریف لائے ان سے گفت و شنید ہوئی لوگوں سے اکثر ان کی اپنی قیام گاہوں پر ملاقاتیں کی گئیں اور انہیں پمفلٹس اور لٹریچر پیش کیا گیا۔

۷ - درس قرآن

درس قرآن مشن ہاؤس میں دیا جاتا اور چھوٹے بچے یہاں باقاعدہ طور پر قرآن کریم کا درس لیتے۔ ریڈنگ روم کا انتظام کیا گیا ہے اور انگریزی اخبار روزنامے جاری کئے گئے۔

۸ - جماعت میں شمولیت

اس سال مندرجہ ذیل حضرات و خواتین نے سلسلہ میں شمولیت کی۔

مسٹر عبدالرشید صاحب بی اے ۔ مسز رشید صاحبہ ... مستورہ خاتون مسز شاہجہان علی الکنڈہ (ویسٹ) ... مسٹر عبدالصمد بی ۔ اے ۔ (آنرز) ایل ۔ ایل بی، ایڈوکیٹ

(باقی بر صفحہ ۱۲ ۔ اشتہار کے نیچے)

مسٹر محمد حسین بی اے (ایم اے اینڈ ایل ایل بی طالب علم) مسٹر ضیاء الانعام (بی ایس سی طالب علم) نور الاسلام بی کام طالب علم عبدالستار بی کام طالب علم۔ ڈاکٹر الٰہی بخش ایم بی بی ایس۔

۹۔ ضروریات

مندرجہ ذیل کتب اور رسالے بنگالی زبان میں شائع کرنے ضروری ہیں:۔

(۱) ترجمۃ القرآن (۲) سیرۃ النبی
(۳) زندگی اور کام حضرت مجدد اعظم
(۴) کال آف اسلام
(۵) آنرز آف پریچنگ اسلام
(۶) احمدیہ موومنٹ
(۷) احمدی احباب کی زندگی کے حالات اور انکی خدمات
(۸) مجدد کی ضرورت (۹) مجدد بحیثیت مہدی اور مسیح
(۱۰) گذشتہ مجددین کی سوانح حیات احمدیت کی روشنی میں
(۱۱) پندرہ روزہ بنگالی اخبار کا اجرا۔
(۱۲) موجودہ مبلغین جناب مولوی عبدالصمد صاحب جمالی اور مولوی عبدالستار صاحب کے ساتھ چند پارٹ ٹائم معاونین برائے تقسیم لٹریچر کی ضرورت ہے۔

مشنری انچارج ایسٹ پاکستان اسلام مشن
۲۵ - کوہٹولی - ڈھاکہ ۱

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ہر ماہ کی ۱، ۸، ۱۵، ۲۲ تاریخ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر ۷۲۳۷
ایڈیٹر: دوست محمد
اسسٹنٹ ایڈیٹر: بشیر احمد اسوتر

جلد ۴۹	یوم سہ شنبہ ۷ ربیع جمادی الثانی ۱۳۷۹ھ مطابق ۸ دسمبر ۱۹۵۹ء	نمبر ۴۷

جلسہ سالانہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں

حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد گرامی

اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا کہ ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہونگے۔ ماسوا اس کے اس جلسہ میں یہ ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں..... سو بھائیو یقین سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت تیار ہونے والی ہے۔ خدا تعالیٰ کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا۔ انشاء اللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائے گی، خدا تعالیٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے اور کوئی نہیں کہ اسکو بدل سکے سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لادیں جو زاد راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لادیں۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ ہرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر ایک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں جاتی اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ اس مذہب میں نہ نیچریت کا نشان رہے گا اور نہ نیچر کے تفریط پسند اور اوہام پرست مخالفوں کا نہ خوارق کا انکار کرنے والے باقی رہیں گے نہ ان میں بیہودہ اور بے اصل اور مخالف قرآن روایتوں کو ملانے والے، اور اللہ تعالیٰ اس امت وسط کے لئے بین بین کی راہ زمین پر قائم کر دے گا۔ وہی راہ جس کو قرآن لایا تھا۔ وہی راہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھلائی تھی وہی ہدایت جو ابتداء سے صدیق اور شہید اور صلحاء پاتے رہے یہ ہوگا ضرور یہی ہوگا جس کے کان سننے کے ہوں سنے مبارک وہ لوگ جن پر سیدھی راہ کھولی جاتی۔ بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرماوے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہ ان پر کھول دے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا! اے ذوالمجد والعطا اور رحیم اور مشکلکشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

جلسہ میں رہائش کے متعلق ضروری گذارش

احباب جماعت کی خدمت میں التماس ہے کہ اگر وہ جلسہ سالانہ کے موقعہ اپنی رہائش کا کسی علیحدہ کمرہ میں بندوبست چاہتے ہیں تو اپنی اور اپنے احباب کی تعداد کے متعلق ۲۰ دسمبر ۵۹ء تک اطلاع ارسال فرماویں تا کہ ان کیلئے خاطر خواہ انتظام ہو سکے۔ جن احباب کی آمد کی اطلاع ۲۰ دسمبر ۵۹ء کے بعد موصول ہوگی انکی رہائش کا انتظام کسی علیحدہ کمرہ میں نہ ہو سکے گا۔ بلکہ ان کو اپنے علاقہ کی جماعت کے کمرہ میں ہی سکونت اختیار کرنا ہوگی۔ نیز جن احباب کی رہائش کا انتظام علیحدہ کمروں میں ہوگا انہیں اپنے سامان کی حفاظت کیواسطے تالا خود لانا ہوگا۔ اطلاعاً تحریر ہے۔

(افسر مکانات — جلسہ سالانہ انجمن)

تبلیغ بلادِ غیر

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

انچارج تبلیغ بلادِ غیر

فلاڈلفیا

از محمد علی - فلاڈلفیا -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ نے میرے خط کا جواب جس سرعت سے دیا ہے اس کے لئے بہت بہت شکریہ - ریاستہائے متحدہ امریکہ میں بہت سے لوگ مذہب صادق کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں مگر معدودے چند لوگ ہی ہوں گے جو باقاعدہ طور پر لوگوں کو کچھ سکھا سکتے ہوں - میں انشاءاللہ یونیورسٹی کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد کسی اسلامی یونیورسٹی میں باقاعدہ دینی تعلیم حاصل کر کے ریاستہائے متحدہ امریکہ میں ایک معلم کی حیثیت سے پہنچوں گا اور فلاڈلفیا میں ایک اسلامی مرکز قائم کر کے وہاں مختلف قسم کا اسلامی لٹریچر مہیا کروں گا تاکہ مسلمان اُن کے مطالعہ سے تبلیغ اسلام کے لئے تیار ہو سکیں - آج کل ہی میں آفتابِ اسلام مغرب سے طلوع ہو گا - اس کے لئے بہت سے تجربہ کار مسلمانوں کو میدان میں نکلنا چاہیئے - اور مرد و عورت دونوں کو ہی اسلامی تعلیم سے بہرہ ور ہو کر تبلیغ کے کام میں حصہ لینا چاہیئے - کچھ مسلمان یہاں تبلیغ اسلام کا وسیع پیمانے پر کام کر رہے ہیں مگر وہ باقاعدہ تعلیم کے نہ ہونے کی وجہ سے اپنے فرائض سے کماحقہٗ عہدہ برآ نہیں ہوتے - میں محسوس کرتا ہوں کہ امریکی سوسائٹی کے ایک ادنیٰ مزدور سے لے کر یونیورسٹی کے معلم تک اسلام پہنچانا چاہیئے - اس مقصد کی تکمیل کے لئے ہر ایک شخص کو اسلامی یونیورسٹی سے کوئی ڈگری حاصل کرنا ضروری ہے تاکہ اس ملک کے باشندے ان کی بات سمجھ سکیں -

مزید براں ہمیں اسلامی دنیا کو اور قریب لانا چاہیئے - میرا مقصد یہ ہے کہ وہ لوگ جو امریکہ سے باہر رہتے ہیں انہیں ہمارے ملک میں آنا چاہیئے اور اسی طرح سے امریکہ کے مسلمانوں کو دوسرے مسلمانوں سے دوسرے ممالک میں ملنا چاہیئے، تاکہ اس سے حج کے فوائد حاصل ہو سکیں، شاید آپ میری مندرجہ بالا تجاویز بہ تعلق تقویم اسلامی مرکز کے بارے میں مزید مفید مشوروں سے نوازیں گے - جونہی آپ کی طرف سے مجھے کتابیں ملیں گی میں آپ کو جلد از جلد مطلع کر دوں گا - آپ کی طرف سے بتائے گئے پتہ کا شکریہ - آپ مجھے مداومت سے خطوط لکھتے میں انشاءاللہ جواب دیتا رہوں گا - میں اپنے مسلمان بھائیوں سے اور بہنوں سے خط و کتابت کرنا پسند کرتا ہوں تاکہ ہم اس جہان میں اور آئندہ دنیا میں متحد ہو سکیں، مزید شکریہ، خدا سے دعا کریں کہ اللہ کریم ہمیں اور آپکو ایمانداروں میں شامل رکھے - (انہیں لٹریچر اور خط لکھا جا رہا ہے - غلام قادر)

انڈونیشیا

از مسٹر ایس - ڈبلیو برہان العارفین - انڈونیشیا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کے نوازش نامہ مؤرخہ ۸/۷/۵۹ کا جواب دیتے ہوئے سب سے پہلے آپ کا ہمیں اس لئے شکریہ ادا کرنا چاہیئے کہ آپ ہمیں بڑی مہربانی اور باقاعدگی سے اخبار "لائٹ" بھیج رہے ہیں اور اس کے علاوہ ایک پارسل مشتمل بر چند کتب بھی وصول کیا ہے، شکریہ!

ہم بہت خوش ہیں کہ آپ نے ہمارے اس طریق تبلیغ کو پسند فرمایا ہے جو موجودہ حالات میں کافی مؤثر ثابت ہوا ہے -

میں ایک غیر خوشگوار واقعہ تحریر کرتا ہوں جو ایک ہفتہ قبل پیش آیا - دس میل کے فاصلہ پر ہفتہ وار اجلاس میں شرکت کے لئے گیا یہ جلسہ قرآن و حدیث کے درس کے سلسلہ میں منعقد ہوتا ہے، وہاں ایک میزبان نے امام وقت پر ناپسندیدہ تنقید کی جو کمال نفرت کے لائق تھی اس کے پاس نئی شائع شدہ کتاب تلمود بھی تھی جس کی بنا پر اس نے تنقیدی اقتباسات پیش کئے مجھے بڑا افسوس ہوا کہ ناقد بذات خود تو ایک اچھا آدمی ہے مگر اس کی یہ سب کچھ تنقیص و تنقید مجدد زمان اور اس کی تحریک کے متعلق کم علمی کا نتیجہ ہے اس لئے اس کا یہ سارا کارنامہ ناقابل مواخذہ ہے - بہرحال میں نے اپنے آپ کو مصنف کے ہاتھوں میں ایک کٹھ پتلی کی حیثیت سے پیش کیا ہے - ذرا غور فرمائیے کہ ہم نے کس جانفشانی سے کئی سالوں کی محنت کے بعد ایک سائنٹیفک اور عمدہ ماحول پیدا کیا وہ یکدم ایک آدمی کی ذراسی لاعلمی کی وجہ سے دب کر رہ گیا ہے - مہربانی فرما کر احمدیت کی نشو و نما اور ترقی کے لئے دعا کیجئے مجھے ایک کاپی "جیسس ان ہیون آن ارتھ" کی اور ایک کاپی پہلی صدی سے موجودہ صدی تک مجددین کے حالات سے متعلق بھیج کر شکر گذاری کا موقعہ دیں تاکہ خدماتِ اسلام کو اچھی طرح سے انجام دے سکیں اور خدا کے رُوبرو سرخرو ہو سکیں - مہربانی فرما کر سابقہ مبلغ آف انڈونیشیا میرزا ولی احمد بیگ صاحب کے متعلق لکھیں کہ وہ آجکل کہاں ہیں؟ (انہیں لٹریچر اور خط لکھا جا رہا ہے - غلام قادر)

جنوبی افریقہ

از اسمٰعیل منان - جنوبی افریقہ -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

بفضل خدا عظیم الشان احمدیہ تحریک کے ایک رکن مسٹر ایس - ڈی سیڈ کی وساطت سے ہم اس بات کے قائل ہو گئے ہیں کہ حضرت امام اقدس میرزا غلام احمد کے نور کی برکات کے بغیر ہم مزید ترقی نہیں کر سکتے -

ہم نے اب تہیہ کر لیا ہے کہ ہم تبلیغ اسلام جیسے عظیم الشان کام میں اس تحریک کا ہاتھ بٹائیں - میری ایما پر اسلامی تعلیم جو مسٹر سیڈ کے زیر ادارت کام کر رہی ہے اس کا ممبر ہوتے ہوئے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ انجمن کا رکن بھی بننا چاہیئے - لہذا میری اور میرے بھائی مسٹر اے ایل خاں کی طرف سے بیعت فارم عہد وصول کر لیں -

جب سے ہم تحریک احمدیہ کے روح پرور لٹریچر سے روشناس ہوئے ہیں، ہماری زندگیوں میں کلی طور پر انقلاب آ گیا ہے اور ایک دنیا سے جدید ہماری آنکھوں کے سامنے دکھائی دینے لگی ہے - ہم مزید ارسال ہونے والے لٹریچر کے لئے شکر گذار ہوں گے جو ہمارے پاکیزہ اور عظیم روح کو منور کرے گا - ہم تمام ممبران کو جو اس عظیم الشان جماعت سے متعلق ہیں، سلام کہتے ہیں اور خصوصاً اپنی جماعت کے موجودہ امیر حضرت مولانا صدرالدین صاحب کی خدمت اقدس میں سلام نیازمندانہ عرض کرتے ہیں -

(انہیں خط اور لٹریچر بھیجا جا رہا ہے - غلام قادر)

نائیجیریا

از مسٹر اے اولا اوکنظیم - الیشیا - نائیجیریا -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کا گرامی نامہ ملا شکریہ - کتب ہولی قرآن مع نقل ٹیچنگز آف اسلام براہین احمدیہ (انگریزی) اور حمامۃ البشریٰ وغیرہ بصد شکریہ وصول کر لی ہیں،

میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے میں آپ کی قابلیت اور ہمت کی جو آپ تبلیغ اسلام کے سلسلے میں دکھلا رہے ہیں تعریف و تحسین کر دوں - اللہ تعالیٰ آپ کی خدمت اسلام کی کوششوں کو اپنے فضل سے نوازے - یہ کتب میں نے اراکین احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (شاخ نائیجیریا) کی خدمت میں پیش کر دی تھیں -

ہماری مجلس منتظمہ کے اراکین کے نام پیش خدمت ہیں:

(۱) معلم سلام - (بی - اے) - پریزیڈنٹ
(۲) معلم اے اولا اوکنظیم - جنرل سیکرٹری
(۳) اے آر اے اونی کیپی - وائس پریزیڈنٹ
(۴) آدون الیو - ممبر
(۵) مسٹر عبدالرؤف لوفو - ممبر (۶) مسٹر ثانی کریم - ممبر
(۷) مسٹر آدون کنظیم - ممبر (۸) مسٹر سلیمان بالوگن - ممبر
(۹) مسٹر سوراکت امام - ممبر (۱۰) معلم اموجا یوسف - ممبر
(۱۱) میڈم سابی ٹیو بولاجی (۱۲) مسز اشکی اوکنظیم -
(۱۳) مسٹر دسیو آٹی بی رونکی

انشاءاللہ تعالےٰ کسی وقت میں بذات خود حاضر ہو کر ممبران مرکز لاہور سے ملاقات کروں گا -

ہمیں اشاعت اسلام کو پھیلانے کے لئے آپ سے پوری پوری ہدایات درکار ہیں - (جواب کے منتظر)

(انہیں جواب لکھا گیا اور مینول آف حدیث - محمدی پاکٹ بک ...)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۸ر دسمبر ۱۹۵۹ء

جلسہ سالانہ کی اہم خصوصیات

اجتماع ابھی اہم ملہ لیں مرکز نے بنایا مدینہ بین کے مطابق اس جگہ کو مدینہ قرار دیا گیا ہے۔

۳۔ جلسہ کے انعقاد کی سب سے بڑی غرض خود مامور من اللہ کے الفاظ میں یہ ہے:۔

"حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للّٰہ ربانی باتوں کو سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے۔ اور اس جلسہ میں ایسے حقائق و معارف سنانے کا شغل رہیگا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالےٰ اپنی طرف انکو کھینچے، اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے"

یہ مامور من اللہ کے الفاظ ہیں اور کون کہہ سکتا ہے کہ اس مامور کی دعائیں جو جلسہ میں آنے والوں کے لئے اس نے کیں یا کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے خالی جائیں گی، یہ نہ سمجھئے کہ وہ مامور آج ہم میں نہیں اس لئے اس کی دعاؤں کا سوال پیدا نہیں ہوتا، یقیناً اسکی روح آج بھی ہم میں کام کر رہی ہے اور جلسہ میں شامل ہونا یقیناً ان روحانی برکات کو حاصل کرنے کا موجب ہوگا جو اس کی دعاؤں میں مضمر ہیں، پھر وہ دعائیں بھی ہیں، جو سب دوست مل کر ایک دوسرے کے لئے کریں گے جماعت کی دعاؤں میں ایک خاص برکت اور استجابت ہوتی ہے یدُ اللّٰہِ علی الجماعۃ رسول اللہ صلعم کا فرمان ہے، جو ہم نے اپنے جلسوں میں کئی مرتبہ عملاً پورا ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ پھر ایمان، یقین اور معرفت کو ترقی دینے والے حقائق و معارف جو حسب فرمان مسیح موعودؑ جلسہ میں سنانے کا شغل رہے گا، کوئی ایسی چیز نہیں، جسے یونہی نظر انداز کیا جاسکے۔ یہ وہ نعمت عظمیٰ ہے، جو ہمارے جلسہ کے سوائے دوسری جگہ نہیں مل سکتی، گھر میں بیٹھے کر اخبار میں پڑھ لینے سے بھی وہ فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا جو اس روحانی اجتماع میں شمولیت سے حاصل ہوسکتا ہے۔

۴۔ ایک اور بہت بڑی غرض اس جلسہ کے انعقاد کی یہ بیان کی گئی ہے کہ:۔

"یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں"

یہ اس وقت کی بات ہے، جب یورپ اور امریکہ کے سعید لوگوں کے قبول اسلام کی تیاری ایک خواب کی بات تھی لیکن آج اس خواب کی تعبیر ایک روشن حقیقت کے رنگ میں ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، اور اس سال اس خواب کا ایک اور معبر (مولنا یعقوب خاں صاحب) کئی سعید روحوں کو اسلام میں داخل کرنے کے بعد آیندہ جلسہ میں شامل ہونے کیلئے آرہا ہے آپ یورپ اور امریکہ کی تیاری اسلام کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے ایسی "تدابیر حسنہ" پیش کریں گے، جن سے اسلام کا آفتاب مغرب سے جلد تر طلوع ہو کر اپنی ضیا پاشیوں سے دنیا کو منور کرنے کا موجب ہوسکتا ہے۔ یہ وہ خصوصیات ہیں جو ہمارے جلسہ کو دنیا کے دوسرے جلسوں سے ممیز و ممتاز کرنیوالی ہیں، اور ہم امید کرنا ہے جاتیں کہ ان اہم خصوصیات کے پیش نظر تمام وہ دوست جو مامور الٰہی کی جماعت میں شامل ہو کر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر چکے ہیں "محض للّٰہ" ربانی باتوں کو سننے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے ضرور شامل جلسہ ہوں گے۔

ینگمینز احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کی مجلس مذاکرہ

حسب دستور سابق امسال بھی جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مجلس مذاکرہ منعقد ہوگی۔ احباب اپنے مضامین کے عنوان ۱۵ دسمبر تک سیکرٹری صاحب کو بھیجدیں، تاکہ پروگرام مرتب کیا جاسکے۔

خاکسار۔ عبد الغفور نائب جنرل سیکرٹری

رُہیلا احمدی کی مفارقت

بڑے رنج و غم کے ساتھ تحریر کیا جاتا ہے کہ خان عبد الرشید خان صاحب رئیس فتح پور ہسوہ یو پی (انڈیا) اپنے وطن میں انتقال فرما گئے فانا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالےٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور انکے صاحبزادہ خان وحید الدین خان صاحب کو صبر جمیل عطا فرمائے جہاں اور قبیلوں نے مامور زمان سے برکات حاصل کیں رہیلا افغان بھی پیچھے نہ تھے خان موصوف انہی دور کی یادگار تھے امید ہے کہ احباب نماز جنازہ غائبانہ ادا فرمائیں گے۔ فقط۔ ڈاکٹر محمود احمد خان۔ دادو زئی

ایک حقیقت کا اظہار

پیغام صلح ۱۵ر نومبر ۱۹۵۹ء میں "ایک ملفوظ" کے عنوان سے جو بھی سرخی درج کی گئی ہے اس میں "اظہار" کی بجائے "انکار" کا لفظ لکھا گیا ہے اصل میں یوں ہونا چاہیئے تھا۔

"ایک حقیقت کا اظہار"

قارئین اصلاح فرمالیں۔

مولنا یعقوب خاں صاحب کی واپسی

ووکنگ کی ایک اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ مولانا محمد یعقوب خان صاحب واپس تشریف لا رہے ہیں۔ آپ کراچی پہنچنے کے بعد ۱۴ر دسمبر ۱۹۵۹ء کو خیبر میل سے لاہور روانہ ہوں گے اور ۱۵ر دسمبر کو لاہور پہنچ جائیں گے۔

درخواست دُعا

(۱) ملک عبد الغنی صاحب کارکن انجمن کی اہلیہ محترمہ بیمار ہیں۔ وہ احباب سے دعائے صحت کے خواستگار ہیں۔

(۲) مدیر پیغام صلح کے بھائی ملک کرم الٰہی صاحب کو پہلے سے افاقہ ہے احباب کرام سے صحت کاملہ کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

پروگرام جلسہ سالانہ ۱۹۵۹ء احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

۲۴ر دسمبر ۱۹۵۹ء کو خواتین کا جلسہ ہوگا جس کا پروگرام اسی صفحہ پر علیحدہ درج ہے۔

۲۵ر دسمبر ۱۹۵۹ء بروز جمعہ

اجلاس اوّل:- زیر صدارت جناب شیخ نثار احمد صاحب رئیس وزیر آباد ۱۰ بجے سے ۱۲½ بجے تک

تلاوت قرآن مجید و نظم ... : ۱۰-۰۰ سے ۱۰-۱۵ تک

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام ... : مولوی دوست محمد صاحب : ۱۰-۱۵ سے ۱۰-۳۰ تک

مجدد وقت کا ماننا ضروری ہے : مولانا احمد یار صاحب ایم۔ اے : ۱۰-۳۰ سے ۱۱-۰۰ تک

تقریر ... : پروفیسر غلام محمد صاحب خادم : ۱۱-۰۰ سے ۱۱-۴۵ تک

تقریر "نور الدین اعظم" : مولوی عبد الوہاب صاحب عمر صاحب : ۱۱-۴۵ سے ۱۲-۱۵ تک

نماز جمعہ و عصر ½۱ بجے سے ۳ بجے تک۔ نماز کے معاً بعد احمدیہ کانفرنس مسجد میں ہوگی اور اسکے بعد مجلس معتمدین کا اجلاس سکول میں ہوگا۔

۲۶ر دسمبر ۱۹۵۹ء بروز ہفتہ

اجلاس اوّل:- زیر صدارت جناب مولانا محمد یعقوب خانصاحب۔ صبح ۱۰ بجے سے ایک بجے دوپہر تک

تلاوت قرآن مجید و نظم ... : ۱۰-۰۰ سے ۱۰-۱۵ تک

تقریر ... مولوی عبد المنان عمر صاحب : ۱۰-۱۵ سے ۱۰-۴۵ تک

رپورٹ سالانہ ... سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام : ۱۰-۴۵ سے ۱۱-۰۰ تک

تقریر ... جناب الحاج حضرت شیخ میاں محمد صاحب : ۱۱-۰۰ سے ۱۲-۰۰ تک

اپیل ... حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب : ۱۲-۰۰ سے ۱-۰۰ تک

نماز ظہر و عصر ½۱ بجے ادا ہوں گی

اجلاس دوم:- زیر صدارت جناب شیخ میاں فاروق احمد صاحب۔ پونے تین بجے بعد دوپہر سے ½۴ بجے تک

تلاوت قرآن مجید و نظم ... : ۲-۴۵ سے ۳-۰۰ تک

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم کلام ... مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع : ۳-۰۰ سے ۳-۴۵ تک

تقریر ... مولانا محمد یعقوب خانصاحب : ۳-۴۵ سے ۴-۳۰ تک

بعد از نماز مغرب ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کا اجلاس منعقد ہوگا۔

۲۷ر دسمبر ۱۹۵۹ء بروز اتوار

اجلاس اوّل:- زیر صدارت جناب الحاج شیخ میاں محمد صاحب۔ دس بجے صبح سے ½۱ بجے دوپہر تک

تلاوت قرآن کریم ... : ۱۰-۰۰ سے ۱۰-۱۵ تک

تقریر:- مشرقی پاکستان میں تحریک احمدیت ... صلاح الدین ناصر صاحب : ۱۰-۱۵ سے ۱۰-۳۰ تک

تقریر:- کیا بہائیت اسلام کے آخری بین الاقوامی پیغام کیلئے ایک چیلنج ہے۔ قاضی عبد الرشید صاحب ایڈووکیٹ ایبٹ آباد : ۱۰-۳۰ سے ۱۱-۰۰ تک

تقریر ... ڈاکٹر اللہ بخش صاحب : ۱۱-۰۰ سے ۱۱-۳۰ تک

تقریر ... الحاج حافظ محمد حسن چیمہ صاحب ایڈووکیٹ گجرات : ۱۱-۳۰ سے ۱۲-۰۰ تک

تقریر ... پروفیسر شیخ محمد فاضل صاحب : ۱۲-۰۰ سے ۱۲-۳۰ تک

تقریر ... ڈاکٹر نظیر الاسلام صاحب پی۔ ایچ ڈی : ۱۲-۳۰ سے ۱-۰۰ بجے تک

نماز ظہر و عصر

اجلاس دوم:- زیر صدارت جناب میاں غلام جیلانی صاحب۔ پونے تین بجے سے ½۴ بجے تک

تلاوت قرآن کریم و نظم ... : ۲-۴۵ سے ۳-۰۰ بجے تک

تقریر ... پروفیسر محمد احمد صاحب ایم اے : ۳-۰۰ سے ۳-۳۰ تک

تقریر:- مسیح موعود کی آمد کا زمانہ ... مولوی فضل الرحمٰن صاحب قمر سامانوی : ۳-۳۰ سے ۴-۰۰ تک

تقریر ... شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی : ۴-۰۰ سے ۴-۳۰ تک

دعا

مہتمم جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

پروگرام

جلسہ سالانہ خواتین احمدیہ

مورخہ ۲۴ر دسمبر ۱۹۵۹ء

زیر صدارت

بیگم صاحبہ حضرت مولانا محمد علی امیر مرحوم

بوقت دس بجے صبح مسلم ہائی سکول نمبر ۱

احمدیہ بلڈنگس لاہور

منعقد ہوگا

تقریر - بیگم صاحبہ پروفیسر محمد عبد اللہ صاحب مرحوم از ووکنگ

" بیگم صاحبہ شیخ رحمت الٰہی صاحب

" بیگم صاحبہ ملک کرم الٰہی صاحب

" مس فاطمہ حکیم صاحبہ بی اے۔ بی ٹی

" زمرد صاحبہ۔ بی۔ اے

" بیگم صاحبہ چوہدری ظہور احمد

" رضیہ بیگم صاحبہ بنت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم۔

اس کے علاوہ کچھ تقریریں اور خواتین سے بھی متوقع ہیں۔

الداعیات

* سیدہ صفیہ بیگم۔ بنت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم
* بیگم کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب
* شاہزادہ بیگم بنت حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم

مہتمم جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

دنیا میں قیام امن اور خوشگوار زندگی پیدا کرنیوالی تعلیم

قرآن کریم بین الاقوامی مسائل کو حل کرنے اور منافقت کو مٹانیوالی کتاب ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۴ دسمبر ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتائ ذی القربی .... ولنجزینھم اجرھم باحسن ما کانوا یعملون ——— (النحل رکوع ۱۳)

خطبہ جمعہ میں پڑھی جانیوالی آیت اور اسکا مقصد

اس رکوع کی پہلی آیت جمعہ کے دن خطبہ میں پڑھی جاتی ہے، یہ آیت دنیا کے تمام ملکوں میں جمعہ کے خطبہ میں پڑھی جاتی ہے، اس کا کوئی مقصد ہے، وہ مقصد بڑا اہم ہے۔ اس آیت کے ذریعہ جماعتوں کے اندر امن امان کی زندگی قائم کی جا سکتی ہے۔ قوموں، اور سلطنتوں کے اندر امن و امان پیدا کیا جا سکتا ہے، اور ملکوں اور قوموں میں تہذیب پیدا کی جا سکتی ہے۔ اس میں الجھن ہے کہ لوگوں کی حق تلفی نہ کرو، کسی کا حق نہ مارو اور ظلم نہ کرو، اس سے فساد پیدا ہوتا ہے۔ امن امان کی زندگی اس سے ہوتی ہے کہ اس آیت پر عمل کیا جائے۔

عدل و انصاف کا حکم

فرمایا ان اللہ یامر بالعدل اللہ تعالے لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ عدل قائم کرو، اس کے معنے یہ ہیں کہ کسی کی بے جا حق تلفی نہ ہو، اور نہ ناجائز طور پر کسی سے رعایت کی جائے، عدل و انصاف کی کرسی کے سامنے اپنا اور پرایا برابر ہوں۔ اپنے رشتہ دار اور غیر رشتہ دار کی تمیز عدل کے موقعہ پر نہ ہونی چاہیئے اور عدل و انصاف کو اس حد تک لے جایا جائے کہ وہ لوگ جو ذمہ داری کا احساس رکھتے ہوں، اور جنہیں حکومت کا کام چلانے کی اہلیت حاصل ہو، انہیں کے سپرد کام کیا جائے، اور جو لوگ اہلیت نہیں رکھتے ان کے سپرد ذمہ داری کا کام نہ کیا جائے اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ۔ جو لوگ اہلیت نہیں رکھتے ان کی وجہ سے بربادی پیدا ہوتی ہے۔ یہ آیت جو جمعہ کے دن خطبہ میں دہرائی جاتی ہے کیا کوئی حاکم یا بادشاہ سامنے ہوتا ہے جس کو نصیحت کرنا مقصود ہوتا ہے، حاکم یا بادشاہ موجود ہو یا نہ ہو یہ آیت تمام مسلمان پبلک کے لئے ہے اور اس میں حکم دیا ہے کہ تمہارے گھر میں عدل و انصاف کا دور دورہ ہونا چاہیئے، دفاتر میں عدل و انصاف ہونا چاہیئے تمام جگہوں پر عدل و انصاف سے کام لیا جائے۔

رسول اللہ صلعم اور صحابہ کرام کا عدل و انصاف

صحابہ کرام اور خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عدل و انصاف کے پیش نظر اپنے دوستوں کے خلاف فیصلے کئے، لوگوں میں حق پرستی یہاں تک پہنچی کہ حضور صلعم کے زمانہ میں لوگوں نے اپنے خلاف اور اپنے دوستوں کے خلاف فیصلے کئے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ ایک پرنالہ ایسی جگہ پر لگا ہوا ہے کہ اس سے آنے جانے والوں پر پانی کے چھینٹے پڑتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے پرنالہ وہاں سے اتروا کر دوسری جگہ لگا دیا، مالک مکان نے قاضی کی عدالت میں حضرت عمرؓ کے خلاف دعوےٰ دائر کر دیا۔ یہ جمہوریت تھی کیا آج کوئی شخص بادشاہ یا حاکم کے خلاف دعوےٰ کر سکتا ہے یا کسی قاضی یا مجسٹریٹ کو سمن بھجوا سکتا ہے؟ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عدل و انصاف کو اس حد تک پہنچایا کہ حاکم وقت کے خلاف دعوےٰ کر کے انصاف طلب کیا جا سکتا تھا، اور حاکم بھی اس کو برا نہ مانتے تھے، اس وقت زید بن ثابت قاضی تھے۔ اُن کی عدالت میں جب یہ دعوےٰ دائر ہوا، تو انہوں نے حضرت عمرؓ (امیر المومنین) کو عدالت میں طلب کر لیا اور حکم دیا کہ اس پرنالہ کو جہاں سے ہٹایا ہے وہیں پر اپنے ہاتھ سے لگائیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس حکم کی تعمیل کی اور خود جا کر پرنالہ لگایا اس عدل و انصاف کا مسلمان کو حکم دیا گیا ہے جس کی یاد دہانی ہر جمعہ کے خطبہ میں کرائی جاتی ہے۔

مروّت اور احسان کا حکم

آگے فرمایا والاحسان صرف عدل کرنا اور لوگوں کے حقوق دلا دینا ہی مسلمان کا کام نہیں بلکہ فرمایا کہ دوسروں سے مروّت کرنے کی بھی عادت ڈالو، اس سے دلوں میں راحت پیدا ہوتی ہے، ارتباط اور اتحاد بڑھتا ہے۔ دوسروں کے ساتھ نیکی اور احسان کرنا مسلمان کی عادت ہونی چاہیئے۔ بزرگوں نے لکھا ہے کوئی ایسی بات نہ کہو جس میں عدل نہ ہو اور کوئی ایسا فعل نہ کرو جس میں مروّت و احسان نہ ہو۔

اقربا سے حسن سلوک

آگے لکھا ہے وایتائ ذی القربی قریبیوں پر خرچ کرو، قرابت داری بڑی مشکل چیز ہے بچپن میں انسان سمجھتا ہے کہ قریبیوں پر خرچ کرنا کیا مشکل ہے لیکن بڑے ہو کر معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بہت سی مشکلات پیش آجاتی ہیں اس لئے خاص طور پر حکم دیا کہ قریبیوں کو اپنے مال میں سے دو، اپنا مال اقربا اور دوستوں پر خرچ کرنے کی عادت ڈالو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھادوا تحابوا یعنی آپس میں ایک دوسرے کو تحفے تحائف دیا کرو۔ اس سے باہمی محبت پیدا ہوتی ہے۔

تین مناہی

یہ تو تین حکم ہیں جن پر عمل کرنا چاہیئے، اس سے آگے تین باتوں سے منع کیا گیا ہے، جن کو نہ کرنا چاہیئے۔ فرمایا وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی۔ کوئی بے حیائی کی بات تم سے سرزد نہ ہو، تمہاری زبان میں حیا ہو، آنکھ میں حیا ہو، آج کل لوگ ابولہب کی بیوی کی طرح حمالۃ الحطب بنے ہوئے ہیں، جس طرح ابولہب کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف جھوٹی باتیں کر کے آگ لگاتی پھرتی تھی، ایسی ہی عادت بعض لوگوں کی ہو گئی ہے، یہ بہت برے لوگ ہیں، یہ لوگ امن و امان کی زندگی کو برباد کر دیتے ہیں اس لئے فرمایا امن امان کی زندگی پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ کوئی بے حیائی کا کلمہ زبان سے نہ نکالا جائے، زبان دوسرے کو مجروح کر دیتی ہے۔ چاقو چھری کا زخم مندمل ہو جاتا تھا۔ لیکن زبان کا زخم مندمل نہیں ہوتا اس واسطے اپنی زبان کو روکو۔ زبان کے بیجا استعمال سے اعمال برباد ہو جاتے ہیں اسی لئے حضور نے حصائد اللسان سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ اور دوسری بات جس ..... سے منع کیا ہے والمنکر ہے ہر وہ فعل اور قول جو ناپسندیدہ ہو، اس سے رک جاؤ، کوئی ناپسندیدہ حرکت نہ کرو، تمہارے اٹھنے بیٹھنے میں تہذیب ہو، کوئی ایسی حرکت مسلمان سے سرزد نہ ہونی چاہیئے، جو سوسائٹی میں بری سمجھی جاتی ہو۔

والبغی کسی پر زیادتی اور ظلم نہیں کرنا، تفسیروں میں بغی کے معنے لکھے ہیں التکبر والظلم والتعدی جس کو اختیار اور اقتدار حاصل ہو یا دولت مل جائے وہ تکبر کرنے لگتا ہے، کمزوروں پر ظلم کرتا ہے اور زیادتی اور سرکشی کرتا ہے، اس سے منع کیا ہے یہ سوسائٹی کے امن کو برباد کرنے والی چیزیں ہیں یعظکم لعلکم تذکرون۔ اللہ تعالے تمہیں ان امور کے بارے میں نصیحت کرتا ہے کہ ان باتوں کو یاد رکھو۔

اللہ تعالے سے عہد کو پورا کرو

آگے فرمایا واوفوا بعھد اللہ اذا عاھدتم اللہ سے جب عہد کرو تو اسکو پورا کرو، اللہ سے عہد کیا ہے؟ یہ جو کلمہ پڑھتے ہو لا الہ الا اللہ یہ اللہ سے عہد ہے۔ اس کو طوطے کی طرح رٹنے کا کوئی فائدہ نہیں، اس کو دہرانے سے دل پر اثر پڑنا چاہیئے کہ اللہ تعالے کے احکام پر رسول اللہ صلعم کے احکام پر عمل کیا جائے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ترکت فیکم کتاب اللہ وسنتی میں کتاب اللہ اور اپنا عمل

تم میں چھوڑتا ہوں ان تمسکتم لم تضلوا اگر تم ان کو مضبوطی سے پکڑ لو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے، اس میں کتاب اللہ اور سنت دونوں کا ذکر ہے، یہی اللہ کا عہد ہے۔ کسی حاکم یا گورنر سے کوئی عہد کر دیا اس کا کوئی حکم ہو تو اسے کس طرح پورا کرتے ہو، پھر زمین آسمان کے بادشاہ سے جو عہد ہے اسکو پورا کرنے میں کمی کیوں ہو،

احکام الٰہی کی تعمیل ضروری ہے

ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدھا اور اپنی قسموں کو پکا کر لینے کے بعد مت توڑو۔ و قد جعلتم اللہ علیکم کفیلا۔ تم نے خدا کو ضامن بنایا ہے، اس کا خیال رکھو، ہم دیکھتے ہیں کہ جب کوئی حاکم یا افسر ہماری حرکات کو دیکھ رہا ہو تو ہم کس قدر چوکس رہتے ہیں، پھر خدا جو ہر وقت دیکھتا ہے اس کے احکام کی تعمیل کس قدر ضروری ہے۔ مبارک ہے وہ شخص جس کو یقین ہو کہ خدا مجھے دیکھتا ہے۔ میں کوئی ایسی حرکت نہ کروں جس سے وہ ناراض ہو ایمان پیدا کرو، ان اللہ یعلم ما تفعلون، خدا تو جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو،

اس کے بعد فرمایا ولا تکونوا کالتی نقضت غزلھا من بعد قوۃ انکاثا ایسا نہ کرو کہ جیسے کسی عورت نے سوت کاتا اور پھر غصہ میں آکر اسکو توڑ پھوڑ دیا، اسی طرح تم بھی خدا کے عہد کو عملاً توڑتے رہو، کلمہ پڑھتے رہو، اور اس کے خلاف کرتے رہو،

بین الاقوامی امور پر روشنی ڈالنے والی کتاب

اور ایک اور بات تھی جو صرف قرآن میں ہے، کسی دوسری آسمانی کتاب میں یہ بات نہیں، وہ کتابیں خاص خاص اقوام کے لئے آئیں اور ان کے مناسب حال تعلیم دی، وید ہندوؤں کے لئے آئے، تورات صرف یہودی قوم کے لئے نازل ہوئی اور انجیل عیسائی قوم کے مناسب حال تعلیم لے کر آئی، لیکن قرآن کریم تنزیل من رب العالمین اس ہستی کی طرف سے ہے جو تمام جہانوں کی ربوبیت کرنے والی ہے۔ اس لئے یہی ایک کتاب ہے جو بین الاقوامی قانون بیان کر سکتی ہے، اور اقوام کی باہمی منافقت کی وجوہ پر روشنی ڈال سکتی ہے،

طاقتور اقوام کیلئے کمزوروں پر ظلم

چنانچہ فرمایا تتخذون ایمانکم دخلا بینکم تم عہد کرتے ہو، توڑ دیتے ہو، جس سے فساد پیدا ہوتا ہے ان تکون امۃ ھی اربی من امۃ اس لئے کہ جس کے ساتھ تم نے عہد و پیمان کر رکھا ہے وہ کمزور ہے اور اس کی مخالف قوم کے پاس زیادہ افواج ہیں، اس کے خزانے بہت ہیں، اس کی سلطنت وسیع ہے۔ آج یہی حالت ہے، ایک کمزور سلطنت کے عہد و پیمان کو طاقت والی قوم پورا نہیں کرتیں۔ آج روز روشن کی طرح یہ آیت ایک حقیقت بن کر سامنے آرہی ہے۔

کشمیر پر ہندوستان کا ناجائز قبضہ

ہماری ہمسایہ سلطنت ہندوستان۔۔۔ ایک خطہ پر ناجائز طور پر قبضہ جمائے ہوئے ہے اور اس خطہ کے چالیس لاکھ مسلمانوں کی چیخ و پکار کی ذرا پرواہ نہیں کرتی، محض اس لئے کہ وہ سمجھتا ہے کہ میری فوج بہت زیادہ ہے میرا خزانہ بہت زیادہ ہے اور میرا ملک بڑا وسیع ہے اسی لئے امریکہ اور برطانیہ پاکستان کی آواز پر کان نہیں دھرتے۔

طاقتور اقوام کی لاپرواہی

اس کا باعث یہی ہے کہ ان تکون امۃ ھی اربی من امۃ کہ جو قوم طاقت میں زیادہ ہوتی ہے وہ کمزوروں کی پرواہ نہیں کرتی۔ آج بارہ سال دہائی دیتے ہوئے گذر گئے کہ کشمیر کو آزاد کیا جائے، اس کے باشندوں کی خواہش کے مطابق آزاد رائے شماری کرائی جائے، لیکن اس کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی اور الٹا اپنا حق مانگنے والے کشمیریوں کو قید کیا جاتا ہے، انہیں گولیوں کا نشانہ بنایا جاتا اور سازش کے مقدمات ان پر بنائے جاتے ہیں اور یہ عیسیٰ کو ماننے والی قومیں ظلم کرنے والوں کو اور مظلوموں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتی ہیں اور ٹس سے مس نہیں ہوتیں۔

قرآن کریم عالمگیر مسائل کو سلجھانیوالی کتاب ہے

غرض قرآن کریم کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ بین الاقوامی مسائل پر روشنی ڈالتا ہے، جب یہ تمام قوموں کے لئے آیا تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ بین الاقوامی مسائل کی اسے اطلاع نہ ہو، اس سے اس کا عالمگیر ہونے کا دعوےٰ سچا ثابت ہوتا ہے چنانچہ فرمایا :- ان ھو الا ذکر للعالمین۔ یہ تمام دنیا کے لئے نصیحت ہے، جب یہ تمام دنیا کے لئے ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ ان مسائل پر بحث کرے جن میں اقوام عالم الجھی ہوئی ہیں، کیا شان ہے اس کتاب کی وہ باتیں جو آج دنیا میں چل رہی ہیں، ان کو چودہ سو برس پہلے بیان کر دیا ان تکون امۃ ھی اربی من امۃ طاقتور قومیں عدل و انصاف کی پرواہ نہیں کرتیں فرمایا انما یبلوکم اللہ بہ اللہ تعالےٰ اس طرح تمہارے کردار کو ظاہر کرتا ہے اس سے دنیا کو پتہ لگتا ہے کہ عدل و انصاف کے بارہ میں کس کا کیا رویہ ہے۔ اگر کشمیر کا مسئلہ سامنے نہ آتا تو دنیا کو پتہ نہ چلتا، کہ کس طرح ان قوموں نے کمزور اقوام کے حقوق کو دبا رکھا ہے، معاملات سے قوموں کا پتہ لگتا ہے

عہد و پیمان کو فساد کا موجب نہ بناؤ

آگے چل کر فرمایا ولا تتخذوا ایمانکم دخلا بینکم اپنے عہد و پیمان کو باہم فساد کا موجب نہ بناؤ فتزل قدم بعد ثبوتھا اس سے کمزوری پیدا ہوتی اور قدم ڈگمگانے لگتے ہیں وتذوقوا السوء بما صددتم عن سبیل اللہ۔ اس کرتوت کی وجہ سے تمہیں تکلیف اٹھانی پڑی اور لوگ صحیح رستہ سے ہٹ گئے ولکم عذاب عظیم تمہیں اس سے بہت بڑا دکھ اٹھانا پڑے گا۔

حق کو کسی کی خاطر نہ چھوڑو

ولا تشتروا بعھد اللہ ثمنا قلیلا معمولی سے فائدہ کے لئے اللہ کے ساتھ کئے ہوئے عہد کو بیچ نہ دو، ایک طرف ایک شخص ہے جو ذی اثر ہے اس کو خوش کرنے کے لئے تم حق پرستی سے کام نہیں لیتے، یہ مناسب نہیں انما عند اللہ ھو خیر لکم۔ جو کچھ خدا کے پاس ہے وہی بہتر ہے ما عندکم ینفد و ما عند اللہ باق۔ راجے نواب اور بادشاہ سب مر جاتے ہیں، اس لئے ان کو خوش کرنے کی بجائے اگر خدا کے لئے کوئی کام کرو تو اسے دوام ہے۔

حق پرستی کا نتیجہ

ولنجزین الذین صبروا اجرھم باحسن ما کانوا یعملون، وہ لوگ جو صبر سے کام لیتے ہیں، ان کو ہم بہترین جزا دیں گے۔ صبر کیا ہے، وہ لوگ جو حق پر ڈٹے رہتے ہیں، ان کے اس فعل کو بھی صبر کہتے ہیں، گناہوں سے بچے رہنے کا نام بھی صبر ہے۔ تو فرمایا اللہ تعالےٰ حق پر استقامت کرنے والوں، گناہ کی زندگی سے بچنے والوں کو بہترین اجر دے گا۔

حیات طیبہ

اور پھر اسکو عام کیا من عمل صالحا من ذکر او انثیٰ وھو مومن۔ کوئی ہو، مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان رکھتا ہو، ان میں سے جو بھی اچھا کام کرے اور اعمال صالحہ بجا لائے اس کے نیک اعمال کی وجہ سے اس کو بھی لمبی زندگی دی جاتی ہے فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ۔ ہم اس کی زندگی پر لطف بنا دیں گے۔ اسکو سرور اور اطمینان قلب میسر آئے گا۔

خلاصہ کلام

پس اے لوگو! عدل و انصاف سے کام لو، دوسروں پر احسان کرو، اپنے قریبیوں کی مدد کرو، بے حیائی کی باتوں، ناپسندیدہ حرکات اور ظلم و تعدی سے بچو۔

اے لوگو! اپنے عہد و پیمان کا خیال رکھو، اور یاد رکھو دولت کی وجہ سے کسی غریب پر ظلم نہ ہو، ایک طاقتور قوم کے لئے کمزور قوم سے ناروا برتاؤ نہ ہو انما یبلوکم اللہ بہ اللہ تعالےٰ اس طرح تمہارے ناروا ارادوں کو ظاہر کر دے گا۔

اور فرمایا تھوڑے سے نفع کے لئے خدا کے ساتھ کئے ہوئے عہد کو نہ بھلا دو، اور فرمایا، مرد ہو یا عورت جو بھی ان احکام پر عمل کرے گا، اس کی زندگی پر لطف کر دی جائے گی۔

اسلام جنوبی امریکہ میں

برٹش گیانا اور ویسٹ انڈیز میں تبلیغی سرگرمیاں

عبدالرحیم صاحب جگو از ڈچ گیانا

مکرم و محترم ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

اس سے قبل میرا سفر کے متعلق خط آپ کو مل گیا ہوگا اب میں اپنے وطن کو واپس آگیا ہوں۔ اس خط میں اپنے تمام دوروں کی تفصیل لکھتا ہوں۔ ہمارا دورہ ویسٹ انڈیز کے تین مختلف ملکوں میں ہوا ہے۔ پہلے پہل میں برٹش گیانا کا حال بیان کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

برٹش گیانا

برٹش گیانا جنوبی امریکہ کے بالکل جنوب میں واقع ہے۔ یہ علاقہ حکومت انگلشیہ کے ماتحت ہے۔ اس میں مسلمانوں کی کثیر آبادی ہے۔ چار سال قبل مرکز کی طرف سے مجھے برٹش گیانا جانے کا اتفاق ہوا۔ اس ملک میں جہاں کبھی بھی اسلام یا احمدیت کی تبلیغ نہیں ہوئی تھی وہاں قدیم خیالات کے اندر جکڑے ہوئے مسلمانوں میں تبلیغ کرنا۔ آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ کتنا بڑا مشکل کام تھا۔

چار سال پہلے

چار سال پہلے جب میں وہاں کے مسلمانوں کے مسلسل اصرار پہ گیا تو مجھے بڑی ہی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ یوں تو لوگوں کی طرف سے دعوتیں دی جاتیں، لیکن اس کے ساتھ ہی خفیہ تجویزیں میرے مارنے کی ہوتی تھیں۔ مگر جو شخص خدا کا نام بلند کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے اسے غیب سے مدد اور کامیابی ملتی ہے۔ کئی لوگوں نے مجھے یہ بھی کہا کہ آپ کے لئے مناسب یہی ہے کہ آپ یہاں سے چلے جائیں ورنہ خطرہ میں پڑ جاؤ گے۔ مگر میں خدا کے بھروسہ پر اپنا کام کرتا رہا۔ اور کسی کی بات کا خیال نہیں کیا۔ ملک بھر میں اہل سنت والجماعت کی مسجدیں میرے لئے بند تھیں۔ اور وہ احمدیوں کو اپنی مسجدوں میں نماز پڑھنے کے لئے بالکل داخل نہیں ہونے دیتے تھے۔ اور مستورات کے لئے مسجد جانا تو ناممکن امر تھا۔ اس لئے سب سے پہلا کام میرا یہ تھا کہ ایک جماعت بنائی جائے۔ چنانچہ تمام علاقوں میں جاکر وعظ و نصیحت سے شاخیں بنائیں اور اپنی جماعت کو مستحکم اور مضبوط رکھنے کے لئے مشورہ دیا کہ شہر جارج ٹاؤن میں جو برٹش گیانا کا دارالخلافہ ہے، ایک مسجد بنائی جائے۔ چنانچہ دو دن کے اندر اندر ہی وہاں ایک مکان کے ساتھ زمین مل گئی جسے بعد میں تبدیل کرکے ایک چھوٹی سی مسجد بنادی گئی۔ تاکہ احمدی حضرات اپنی نمازیں فی الحال اس میں ادا کر سکیں۔ اس طریق سے جماعت دن بدن بڑھنے لگی۔

چار سال بعد

اب چار سال کا زمانہ گذرنے کے بعد برٹش گیانا کی جماعت کی مسلسل خواہشات اور درخواستوں پہ میں پھر گیا۔ اس وقت مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی ہماری ہی انجمن میں تشریف رکھتے تھے۔ انہوں نے بھی مجھے اس کار خیر میں ہاتھ بٹانے کا مشورہ دیا۔ میں نے اپنے تمام کاروبار اور اپنے بچوں کو اللہ کے سپرد کرکے ان مسلمانوں کی اعانت کے لئے معہ اپنے دو دوستوں کے جو میرا ساتھ دینے کے لئے پہلے سے ہی وعدہ کر چکے تھے، بروز جمعہ ۱۸ ستمبر کی شام کو، کے ایل ایم ہوائی جہاز سے روانہ ہوگئے، ہوائی اڈے پہ برٹش گیانا کی جماعت کے ممبران اعلےٰ عبدالغنی صاحب (صدر) حسن علی صاحب (نائب صدر) محمد رشید صاحب (سیکرٹری) مختار علی صاحب وکیل اور جماعت کے دیگر اراکین ہمارے استقبال کے لئے پھولوں کے ہار لئے منتظر تھے۔ شہر میں جناب ممتاز علی صاحب وکیل کے مکان پہ ہم کو ٹھہرایا گیا پہلی رات وہیں پر گذری۔ دوسرے دن تمام برٹش گیانا میں تقاریر کا پروگرام بنایا گیا اور اس کی اطلاع اخباروں میں شائع کردی گئی۔

ونڈسر فورٹ میں

دوسرے دن شام کو ونڈسر فورٹ میں جانا تھا جو شہر سے غالباً تیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ پروگرام کی پہلی کڑی تھی۔ اس جگہ مختلف فرقوں کے مسلمان موجود ہیں۔ رسم کے مطابق برٹش گیانا کے مسلمان ہر خوشی شادی و سالگرہ وغیرہ کے مواقع پہ میلاد النبی کا جلسہ منعقد کرتے ہیں۔ چنانچہ اس موقعہ پر بھی میلاد النبیؐ کے جلسہ کے لئے تیاری ہوئی، مقررہ مقام پر پہنچے تو سب کو کھانے پر بلایا گیا۔ کھانے کے بعد نماز پڑھی گئی۔ اور اس کے بعد جب میں مجلس میں آیا تو دیکھتا ہوں کہ ایک بڑی مجلس لگی ہے جس میں عورتیں اور مرد دونوں شامل ہیں، اور ایک پلیٹ فارم بنا ہے جس پر کچھ مسلمان سفید کپڑوں میں دائرہ بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجلس کے صدر صاحب میری طرف آئے اور مجھے فرمانے لگے کہ کیا آپ کی طرف اسی طرح مجلس لگتی ہے؟ میں نے مومن کی مجلس تو ضرور لگتی ہو مگر یہاں پہ کچھ اور ہی نظارہ نظر آرہا ہے۔ فرمانے لگے کہ یہاں کا یہی دستور ہے کہ پہلے میلاد کی مجلس منعقد ہو اور پھر آپ کی تقریر ہو۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا اس مجلس کی کوئی شرائط بھی ہیں؟ کہنے لگے کہ شرطیں تو کوئی نہیں مگر جب احمد کا نام آتا ہے تو ہم سب تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ میں نے حیرانی کے ساتھ پوچھا کہ کیا مجھے بھی اٹھنا پڑے گا۔ انہوں نے کہا کہ ضرور ورنہ یہاں کے لوگ برا منائیں گے۔ میں نے کہا کہ پھر ایسی مجلس میں مجھے رہنے کی ضرورت نہیں۔ ہمارے نبی کریم صلعم نے خود اپنی زندگی میں اپنے آنے پر لوگوں کا کھڑا ہونا ناپسند کیا بلکہ ممانعت فرمائی۔ اس پر صاحب صدر بہت گھبرائے اور فرمانے لگے کہ ہم سب بھول میں ہیں، اس لئے کہ ہمیں اس ملک میں اچھی مذہبی تعلیم نہیں مل سکی اور ہم سب رسموں کو مذہب سمجھ کر بیٹھ گئے ہیں۔ اب خدا کا شکر ہے آپ آئے ہیں ہم سب کو بہتر راستے پر لگائیے۔ میں نے کہا کہ جب لوگ قرآن مجید پڑھنے کے لئے بیٹھتے ہیں تو پھر انہیں بیٹھے رہنے دو۔ تلاوت کے بعد ان سورتوں کو سمجھانے کی کوشش کی جائے، میرا یہ مشورہ صاحب صدر کے لئے کچھ دشوار گذار معلوم ہوا تاہم نہایت پس و پیش کے بعد میری باتوں کو عمل میں لایا گیا۔ مجلس آدھی رات تک قائم رہی۔ میری تقریر کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ سوالات تو بہت ہوئے مگر میں نے اس کم وقت میں تمام ضروری باتوں کو سمجھانے کی کوشش کی اور مجلس بڑی کامیابی سے ختم ہوئی۔

ایسیکوئبو میں احمدیت کی روشنی

تیسرے دن کا پروگرام ایسیکوئبو جانے کا تھا جو شہر سے پورے دن کا سفر ہے۔ یہ برٹش گیانا کا سرحدی علاقہ ہے جہاں پہ کچھ موٹر گاڑی، کچھ ریل، اور کچھ جہاز سے سفر کرنا پڑتا ہے۔ جہاز ابھی کنارے پہ لگنے کو ہی تھا کہ دیکھتا ہوں وہی لوگ مجھے بڑی خوشی سے ملنے کے لئے آئے ہیں جو چار سال پہلے جب میں اس علاقہ میں تبلیغ کرنے گیا تھا مجھ سے ملنے سے نفرت کرتے تھے۔ خدا کی شان ہے اب وہ خود ہمارے استقبال کے لئے کھڑے ہیں۔ جب ہم جہاز سے اترے وہ بڑی گرم جوشی سے ملے، اور ہمیں موٹر کار میں بٹھا کر اپنے مکان کو لے گئے۔ دوپہر کا کھانا اسی مکان پہ کھایا گیا اور ظہر کی نماز بھی وہیں پڑھی گئی۔ معلوم ہوا کہ علاقہ بھر میں تمام کے تمام اہل سنت والجماعت آباد ہیں اور جو لوگ ہم سب کو لینے آئے تھے وہ سب انکے لیڈروں میں سے ہیں۔ شام کو دو تقریریں مختلف مقامات پر تھیں۔ چنانچہ ہم موٹر پہ سوار ہوکر دانیل ٹاؤن کو روانہ ہو گئے جو بالکل اس علاقہ کے جنوب میں واقع ہے۔ وہاں جاکر مغرب کی نماز مسجد میں پڑھی گئی اس کے بعد لیکچر ہال میں گئے۔ وہاں پر کثرت سے عورتیں اور مرد موجود تھے ہال میں ہمیں پھولوں کے ہار پہنائے گئے تقریر کا عنوان تھا "احمدیت کیا ہے" اور "اسلام کس طرح ترقی پا سکتا ہے" تقریر کے بعد سوال و جواب ہوتے رہے اور دوسرے مقام پر جہاں پہلے مقام سے بہت زیادہ لوگ ہمارے آنے کے منتظر تھے ہار پھولوں سے استقبال ہوا تقریر میں اسی مضمون کو یہاں بھی دہرایا۔ تقریر کے بعد وہی صاحبان جو چار سال پہلے مجھ سے نفرت کرتے [illegible] اجازت

لے کو مجلس میں کھڑے ہوتے اور میری تقریر پر روشنی ڈالتے ہوئے تاکید کیساتھ بیان کرتے کہ اب اگر ہم مسلمانوں کو اس ملک پر کسی راستہ سے نجات کی امید ہے تو وہ صرف اور صرف احمدیت سے ہی مل سکتی ہے اور اس بات پر زور دیا کہ فلاں یہ اپنے آپ کو احمدی کہا جاتے - اس موقعہ پر آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ میری اور میرے دوست، محمد عبید صاحب اور عبدالتقدیر صاحب کی حالت اس وقت کیا تھی - خدا کی رحمت کے نظارہ نے دل کو خوشی سے بھر دیا - پھر اس کے بعد ایک صاحب جو وہاں کے لیڈر سمجھے جاتے تھے آئے اور وہی بات لوگوں کو سنائی - بعدہٗ کچھ عرصہ تک سوال و جواب ہوتے رہے رات کا کھانا مسٹر علی صاحب ڈسپنسر کے مکان پہ کھایا گیا -

مستورات میں لیکچر

چونکہ دوسرے دن کسی اور مقام پر تقریر تھی اس لئے ہم سب نے آدھی رات کے وقت وہاں سے کوچ کیا اور جارج ٹاؤن میں صبح دس بجے مستورات کی مجلس تھی، یہاں مجھے تقریر کرنا تھی - ویسٹ انڈیز میں مسلم عورتیں مذہبی شوق بہت رکھتی ہیں - مگر اردو میں کوئی بات چیت نہیں کر سکتیں - یہاں پر سب لوگ مقامی بولیاں بولتے اور سمجھتے ہیں اور انگریزی زبان بھی سمجھتے ہیں - ان لوگوں میں اگر تبلیغ دین کی جائے تو ان کا عیسائیت کی طرف جھک جانا بہت سہل ہے - عورتوں کا طبقہ جن کا کام بچوں کی پرورش اور انہیں پالنا پوسنا ہوتا ہے ان کو ضرور مذہبی معلومات حاصل ہونا چاہئیں چنانچہ ان عورتوں نے بڑی دلچسپی سے وعظ اور نصیحت کو سنا اور اس طرح تقریروں کے ذریعہ دین سے واقفیت حاصل کرنے کی امید ظاہر کی -

ممتاز لوگوں سے ملاقات

پھر شام کو پروگرام کے مطابق شہر کے بڑے بڑے ممتاز لوگوں سے ملاقات کی گئی، جیسے جناب قمرالدین صاحب، جناب اشرف علی صاحب، جناب محمد دین صاحب، جناب شہزاد علی صاحب، الحاج غلام محمد صاحب، اسی طرح اور دیگر معزز حضرات سے ملاقات ہوئی - دوسرے دن صبح بلش گیا تاکہ دوسرے علاقہ کی طرف جانا پڑا جو شہر جارج ٹاؤن سے غالباً دو سو میل کے فاصلے پر ہے -

دوسرے مقامات پر تقاریر

اس علاقہ میں مختلف مقامات پر تقاریر کا پروگرام تھا - اور بہت سے مقامات پر تقریریں ہوئیں، سوال و جواب بھی خوب ہوئے لوگ دوبارہ آنے کی درخواست کرنے لگے اور کہتے تھے کہ آپ آ کر ہم لوگوں کو حقیقت سمجھئے اور اس پر چلنے کی تاکید کرتے رہئے اور ہمیں احمدیت کے متعلق معلومات بہم پہنچایئے، تاکہ ہم تمام توہم پرستی سے نجات پا کر سچے مسلمان بن جائیں - میں نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے کہ میں مرکز کو لکھوں گا کہ وہ ایک مبلغ جو انگریزی زبان جانتا ہو اس طرف بھیجے - آدھی رات کو ہم سب واپس جارج ٹاؤن پہنچے - دوسرے دن صبح کو ہوائی جہاز سے وینزویلا کو روانہ ہوئے وہ ملک سپین کا ہے وہاں انگریزی بالکل نہیں بولی جاتی - چونکہ اس ملک کا ایک جزیرہ جس کا نام "کیراسو" ہے وہ اسی ملک کے قریب ہے اور وہاں عرب کے بہت سے مسلمان آباد ہیں لیکن وہاں کوئی مسجد نہیں تو میں نے یہ سوچا کہ وہاں کے مسلمانوں کے لئے مسجد کی اشد ضرورت ہے - عرب کے ایلچی سے ان لوگوں کے متعلق گفتگو کی جائے چنانچہ ایک روز ہم نے عرب مسلمانوں کو ایک جگہ جمع کیا جس میں ایلچی کا سیکرٹری بھی تھا - مگر دیکھا کہ لوگ اس میں کوئی دلچسپی نہیں لیتے ہیں، اس لئے ہم وہاں سے چلے آئے -

ٹرینیڈاڈ میں

وہاں سے ہم جزیرہ ٹرینیڈاڈ کو روانہ ہو گئے - یہاں مولوی محمد رفیق صاحب ہمارے استقبال کے لئے ہوائی اڈے پر آئے ہوئے تھے انہوں نے بڑی خوشی کے ساتھ ہم لوگوں کو اسی مقام پر ٹھہرایا جہاں ہمارے محترم مولانا عبدالحق صاحب کو ٹھہرایا گیا تھا - مولوی امیر علی صاحب سے بھی ملاقات ہوئی اور اس سلسلے میں تمام ٹرینیڈاڈ میں مختلف مقامات پر تبلیغ کرنے کا موقعہ ملا - اس جزیرہ میں بھی لوگوں کا خیال ہے کہ ایک مبلغ مرکز کی طرف سے بھیجا جائے تاکہ یہاں بھی احمدیت زندہ رہے مولوی امیر علی صاحب ایک زمانے میں احمدیت اور اسکی خوبیوں کی خوب تبلیغ کیا کرتے تھے - قادیانی مبلغ محمد ساقی صاحب اب ربوہ کی جماعت کی طرف مقرر نہیں، وہ خود اپنا کام کرتے ہیں مجھے آر جی ڈی صاحب ملے تھے جنہوں نے بتایا کہ ساقی صاحب کو قادیانی جماعت کی طرف سے یہاں تبلیغ کے لئے بھیجے

(باقی بر صفحہ ۱۲ اشتہار کے نیچے)

متفرقات

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کی تبلیغی سرگرمیاں

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی اپنے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"ہفتہ میں چار دن رشن ہائی سکول کے پروفیسرز سے ملتا ہوں اور ایک دن اتوار کو وہ ویلنس والوں سے گفتگو کرتا ہوں۔ اور ان کو اسلام کے متعلق مضامین ٹائپ کر کے پڑھنے کے لئے دیتا ہوں۔ کچھ لوگ زیر تبلیغ ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ وہ ان کے دلوں کو اسلام کی طرف پھیر دے۔ اب دن بدن سردی زیادہ بڑھ رہی ہے۔ مگر لوگوں کو کرسمس کی تیاری میں بہت مصروفیت ہے۔ اور دو مہینوں میں تحائف مہیا کرنے اور دینے لینے کی اس قدر مصروفیت ہر گھر میں ہوتی ہے۔ کہ لوگوں کو اور کوئی بات نہیں سوجھتی ایک جنون ہے جو ہر فرد کے دماغ پر سوار ہے۔ امید ہے دو تین ہفتہ تک میری کتاب کا اشتہار اور فہرست مضامین شائع ہو جائے گی۔ اس میں میں نے تمام دنیا کے پادریوں یہودی علماء اور ہندو پنڈتوں اور بدھ علماء کو چیلنج کیا ہے کہ وہ ان مضامین پر غور کریں اور جواب لکھیں۔ دوستوں سے درخواست دعا ہے۔ اس کتاب کی ضخامت ۱۰۰۰ صفحہ سے کم نہیں جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں مگر اس وقت تک مجھے کچھ نہیں سوجھتا، کہ اتنی بڑی کتاب اور کم از کم ۵۰۰۰ کی تعداد میں کیسے چھپے گی؟ مگر دل میں اطمینان ضرور ہے کہ یہ کام ہو کر رہے گا اور اللہ تعالیٰ سے استعانت کی دعا کرتا رہتا ہوں۔"

شمولیت جماعت

(۱) منظور الحق صاحب نعمانی مولوی فاضل ساکن اوچ شریف حال مقیم ملتان

(۲) ابوالحسین فردوسی ولد محمد العالم فردوسی سکنہ کھنتی ڈاکخانہ خاص تحصیل اسلام پور ضلع ویسٹ دیناج پور۔

(۳)۔ محمد ابوالحسین فردوسی ولد مولوی مہر علی فردوسی سکنہ کھنتی ڈاکخانہ خاص تحصیل اسلام پور ضلع ویسٹ دیناج پور۔

بذریعہ شیخ محمد انعام الحق صاحب

مفت تقسیم قرآن

از عطیہ شیخ میاں فضل الرحمان صاحب ملزا دونز ملتان۔

بابت ماہ اکتوبر و دسمبر ۱۹۵۹ء

(۱) بیان القرآن، مشرقی و مغربی پاکستان۔ ۔ ۔	۶
(۲) قرآن شریف انگریزی بغیر متن، مغربی پاکستان	۲
〃 〃 〃 :۔ ہندوستان	۴
〃 〃 〃 :۔ یو۔ ایس۔ اے۔	۲
〃 〃 〃 :۔ نائیجیریا۔	۳

قرآن شریف انگریزی بغیر متن :۔ فلپائن۔	۱
〃 〃 〃 :۔ افریقہ ۔ ۔	۱
(۳) قرآن شریف انگریزی مع متن :۔ آسٹریلیا	۱
〃 〃 〃 :۔ فلپائن ۔	۲
〃 〃 〃 :۔ یو۔ ایس۔ اے۔	۳
〃 〃 〃 :۔ افریقہ ۔ ۔	۴
〃 〃 〃 :۔ ٹانگانیکا ۔ ۔	۱
〃 〃 〃 :۔ مغربی پاکستان ۔	۲
(۴) حمائل شریف، مغربی پاکستان	۱
کل میزان	۳۴

آہ! دلاور خان

حضرت مسیح موعود کے ایک صحابی چل بسے

مولوی عبداللہ جان صاحب پشاوری

آج واپس آنے پر پشاور سے تار ملی کہ برادرم دلاور خان صاحب ۲۴/۲۵ کی رات کو فوت ہوئے اور ۲۵ کو تین بجے سپرد خاک ہوئے۔ ذیل کی چند سطور درج اخبار فرما کر مشکور فرمائیں۔ والسلام

عبداللہ جان عفی عنہ ۲۸/۱۱/۵۹

دلاور خان اسماعیلیہ ضلع مردان کے رہنے والے تھے۔ دیہی پرائمری سکول پاس کر کے وہ شہر پشاور تحصیل علم کے لئے آئے۔ حضرت مولانا غلام حسن خان صاحب ان دنوں اسلامیہ ہائی سکول کے موجد اور پریزیڈنٹ تھے انہوں نے انکو سکول میں داخل کیا اور اپنے ہاں رہائش کے لئے جگہ دی۔ انٹرنس پاس کرنے کے بعد ملازمت میں شامل ہوئے اور کیوریٹر پشاور میوزیم کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے۔

وہ جماعت احمدیہ پشاور کے اول سیکرٹری تھے اور بڑی دیانت محنت اور شوق اور محبت سے اس کام کو تقریباً پچاس سال تک سرانجام دیتے رہے اور بڑھاپے میں آنکھوں میں موتیا بند آجانے کی وجہ سے مجبوراً یہ کام چھوڑنا پڑا۔ متواتر چھ سال تک بینائی سے محروم رہنے کے بعد چند سال ہوئے خدا نے دوبارہ انکو شفا بخشی، اپریشن کے بعد بینائی آگئی۔ اور اب وہ آسانی سے لکھ پڑھ سکتے تھے ۱۹۰۴ء کے جلسہ لاہور میں جس میں حضرت مسیح موعود کا لیکچر ہوا شامل ہوئے تھے اور پھر گورداسپور میں بھی کرم دین کے مقدمہ کے دوران حضرت صاحب کی خدمت میں رہے۔ نومبر ۱۹۵۹ء میں اچانک اُن کو دل کی تکلیف شروع ہوئی۔ اور دو ہفتہ بیمار رہنے کے بعد ۸۰ سال کی عمر میں رحلت فرما گئے

فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم قومی چندوں میں اپنی حیثیت سے ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے اور وصال سے ایک ہفتہ پہلے دو ہزار روپیہ کی وصیت کر گئے جس میں سے ایک ہزار روپیہ مسجد پشاور کے لئے دے گئے اور ایک ہزار روپیہ مفت اشاعت کتب کے لئے خدا ان کو غریق رحمت فرماوے اور جنت فردوس میں جگہ دے وما عند اللہ خیر للابرار۔ اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ والسلام۔

پشاور کا ایک خاموش ولی اللہ چل بسا

محمود احمد صاحب ملنگ از پشاور

کل ۲۴ نومبر کو ساڑھے تین بجے بعد دوپہر جناب مرحوم و مغفور دلاور خان اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے اور آج ۲۵/۱۱/۵۹ دن کے اڑھائی بجے انہیں سپرد خاک کیا گیا۔ اپنی مرحوم بیوی کے پہلو میں انہیں جائے استراحت نصیب ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کو اپریل ۱۹۲۲ء سے انتہائی قریب سے دیکھ رہا ہوں پورے ۳۷ سال کے قریبی تعلق سے میں انہیں ولی اللہ کے نام سے موسوم کرتا ہوں، مرحوم بڑوں میں بڑے اور چھوٹوں میں بالکل چھوٹے اور انکے ہمعصر معلوم ہوتے تھے۔ کوئی برخوردار نہ تھا جو اُن سے دینی کاموں میں نہ جھگڑا ہو، اور مرحوم سے بے باکانہ کلام نہ کی ہو لیکن سب قلیل وقفہ کے بعد پشیمان ہو کر مرحوم کے پاس معافی کے لئے حاضر ہو جاتے۔ اور مرحوم انتہائی وسعت قلبی سے انہیں معاف کر دیتے۔ مرحوم بظاہر کنجوس اور کم خرچ نظر آتے تھے۔ مگر سخاوت کا یہ عالم تھا۔ کہ احمدی قوم کا کوئی فرد آپ کی جود و سخا سے محروم نہیں رہا۔ پوشیدہ اور ظاہر دونوں حالتوں میں مرحوم کا ہاتھ اوپر رہا اور یہ امداد سخاوت رضائے الٰہی کے لئے ہوتی تھی۔ نمود و نمائش کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا۔ خود انتہائی محتاط زندگی گذارتے تھے۔ اور دوسروں کو بھی ہمیشہ یہی وعظ و نصیحت کرتے تھے۔ انتہائی دل گداز انسان تھے۔ خوف خدا کی وجہ سے مظلوم کی آہ و بکا اور غریب کی ناداری کے وقت بے اختیار رو پڑتے اور آخری وقت میں درد دل اور جبروت الٰہی کا احساس ہوتے ہی زار و قطار روتے تھے۔ مرحوم نے مسلسل نصف صدی کے قریب جماعت پشاور کی پوری دیانتداری اور ایمانداری کے ساتھ خدمت کی۔ دیانت و امانت کا وصف اُن میں صحابہ کرام اور مسیح محمدی کے برابر تھا۔ سلسلہ کے مالی مطالبات میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔ اور ہمیشہ سابقون الاولون میں ہوتے تھے۔ غرض یہ کہ

بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ کہ اگر مرحوم کے اوصاف حمیدہ کو لکھتا چلا جاؤں تو مجھ جیسا کمزور قلم انسان کم از کم بیس صفحات لکھ کر بھی اس مرحوم کی خوبیوں کو شمار نہ کر سکیگا۔ اللہ رحیم و...

فہرست ترسیل سیٹ کتب

مندرجہ ذیل لائبریریوں اور دیگر اداروں کو مختلف کتب کے سیٹ ارسال کیئے گئے۔

نمبر شمار	مقامات جہاں پر سیٹ بھیجے گئے	تعداد
(۱)	لائبریری یونیورسٹی - البرٹا - کینیڈا - یو۔ایس۔اے۔	۱
(۲)	″ ″ ″ - برٹش کولمبیا - کینیڈا - یو۔ایس۔اے	۱
(۳)	″ ″ ″ ″ ″ مانی ٹوبہ - کینیڈا - یو۔ایس۔اے	۱ سیٹ
(۴)	″ ″ ″ ″ ″ - نیو برنزوک ″	۱ ″
(۵)	″ ″ ″ ″ ″ - سینٹ جان برنزوک - کینیڈا - یو۔ایس۔اے	۱ ″
(۶)	″ ″ ″ ″ - سینٹ تھامس کالج چاتھام نیو برنزوک کینیڈا - یو۔ایس۔اے	۱ ″
(۷)	″ سینٹ فرانسس ایگزاویر یونیورسٹی انٹی گانش نووا سکوٹیا - یو۔ایس۔اے	۱ ″
(۸)	″ سینٹ میریز یونیورسٹی نووا سکوٹیا ″	۱ ″
(۹)	″ اوٹاوہ سکوٹیا ″	۱ ″
(۱۰)	لائبریری میک ماسٹر یونیورسٹی - اونٹاریو ″	۱ ″
(۱۱)	″ ″ آف اوٹاوہ ″	۱ ″
(۱۲)	″ ″ کوئنز یونیورسٹی کنگسٹن ″	۱ ″
(۱۳)	″ ″ رائل ملٹری کالج ″	۱ ″
(۱۴)	″ ″ یونیورسٹی آف ایسٹرن اونٹاریو لنڈن اونٹاریو ″	۱ ″
(۱۵)	″ ″ اسپیشن یونیورسٹی ونڈسر اونٹاریو ″	۱ ″
(۱۶)	″ ″ بشپس یونیورسٹی ″	۱ ″
(۱۷)	″ ″ میک گل ″ ″ مانٹریل کیوبک ″	۱ ″
(۱۸)	″ ″ سر جارج ولیمز کالج مانٹریال ″	۱ ″
(۱۹)	ہز ہائی نس دی سلطان آف برونی — نارتھ بورنیو	۱ ″
(۲۰)	احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لائبریری ۲۹/۱ چھاچھی محلہ راولپنڈی	۲ ″
(۲۱)	رائل لائبریری سلاٹشل ین کرسچن بارگ کوپن ہیگن ڈنمارک	۱ ″
(۲۲)	دی سٹیٹ لائبریری آرہس (جٹ لینڈ) ″	۱ ″
(۲۳)	یونیورسٹی لائبریری کوپن ہیگن ″	۱ ″
(۲۴)	اسلامک سینٹر آف سان فرانسسکو کیلیفورنیا - یو۔ایس۔اے	۱ ″
(۲۵)	محمد رشید سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جارج ٹاؤن - برٹش گیانا	۱ ″
(۲۶)	ڈاکٹر جے آر بیکولف ایسوسی ایٹ پروفیسر سان جوس سٹیٹ کالج سان جوس کیلیفورنیا یو۔ایس۔اے	۱ ″
(۲۷)	مسٹر اے ایم عزیز پرنسپل ظہیرہ کالج - کولمبو - سیلون	۱ ″
(۲۸)	ہز ایکسی لینسی سر ریلف اے گرے گورنر برٹش گیانا جارج ٹاؤن برٹش گیانا	۱ ″
(۲۹)	پبلک فری لائبریری ″ ″	۱ ″
(۳۰)	مسٹر ایم۔ ایچ لیکس سیکنڈ سیکرٹری امریکن ایمبیسی کراچی	۱ ″
(۳۱)	مسٹر جے۔ پی ہرلے واٹس کونسل یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ - لاہور	۱ ″
(۳۲)	نیشنل یونیورسٹی میکسیکو - نارتھ امریکہ	۱ ″
(۳۳)	اوہائیو سٹیٹ ریفارمیٹری مینس فیلڈ اوہائیو یو۔ایس۔اے	۱ ″
	کل میزان	۳۴

بقیہ تعزیت بسلسلہ صفحہ ۱۱

جوتا یا کپڑا پہنتے تو شکرانے کے طور پر دو رکعت نفل ادا کرتے۔ آخر میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ گو خدا کے فضل و کرم سے ان کی عمر ۱۰۰ سال یا کچھ زیادہ ہی تھی۔ مگر صحت بالکل ٹھیک تھی۔ دانت صحیح و سالم تھے۔ چہرے سے اتنی عمر کا اندازہ نہیں ہوتا تھا کسی قسم کا عارضہ قطعاً نہیں تھا۔ بستر پہ لیٹے نہیں رہتے تھے۔ بلکہ زیادہ وقت صوفے پر آرام سے بیٹھے رہتے تھے۔ صرف درازئ عمر کی وجہ سے کمزوری تھی، جو ایک فطری امر ہے۔ مگر بغیر سہارے کے چلتے پھرتے بھی تھے۔ ہمیں قطعاً خیال بھی نہ تھا کہ تنہ جلدی ہم سے جدا ہونے والے ہیں مگر جب وقت آجائے تو کسی کا بس نہیں چلتا اور اس دردناک جدائی کی صعوبت برداشت کرنا ہی پڑتی ہے۔ جس طرح آپ اس دنیا میں اطمینان اور سکون کی حالت میں رہتے تھے آخری لمحوں میں بھی نہایت پرسکون حالت میں جان دی جس سے دیکھنے والے بھی ایک غیر معمولی تاثر لئے بغیر نہ رہ سکے۔

ایک اور قابل ذکر بات یہ تھی کہ کئی غیر احمدی جو ہمیشہ اس تحریک کی مخالفت میں پیش پیش تھے یہاں تک کہ ان میں سے بعض نے اسٹیج پر بھی اور تحریروں سے بھی اس شدت سے مخالفت کا اظہار کیا انہوں نے بھی نماز جنازہ ہمارے ساتھ ہی ادا کی اور نہایت غمزدہ دل کے ساتھ شیخ صاحب کی نیکی، راستبازی، عبادت اور بزرگی کا اعتراف کرتے رہے۔

اللہ تعالے حضرت مرحوم کو جنت الفردوس کے بلند سے بلند مقام میں جگہ دے اور ہمیں اس صدمہ جانکاہ کے برداشت کرنے کی طاقت عطا فرمائے اور توفیق دے کہ ہم ان کے نقش قدم پر چلیں ؎

خاکِ تربت پہ تیری لے کر یہ فریاد آؤں گا
اب دعائے نیم شب میں کس کو میں یاد آؤں گا

غمزدہ - نثار احمد

اسلامی معلومات کا خزانہ

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
ادلی کیمیفٹ	۶/۸/-	اسلامی اصول کی فلاسفی	۱/۴/-
محمد دی پرافٹ	۶/۸/-	حمامۃ البشریٰ	۲/-/-
نیو ورلڈ آرڈر	۲/۸/-	کشتی نوح	-/۱۰/-
ویلیڈیٹی آف پرافٹ محمد	۳/۸/-	تحفۂ قیصریہ	-/۲/-
ٹیچنگز آف اسلام	-/۸/-	اظہار النصائح	-/۲/-
مینول آف حدیث	۱۰/-/-	فتح اسلام	-/۵/-
انگریزی ترجمہ قرآن مع متن حصہ اول	۱۲/-/-	توضیح مرام	-/۶/-
″ ″ ″ دوم	۲۰/-/-	ازالہ اوہام ہر دو حصص مجلد	۵/-/-
″ ″ بلا متن اول	۱۵/-/-	سر الخلافہ ۸ ؍ + مرقات الیقین	۲/۴/-
″ ″ بلا متن تیسرا ایڈیشن	۵/۸/-	رسالہ حج ۴ ؍ + روزہ ۴ ؍	
دی ریلیجن آف اسلام	۱۵/-/-	آئینہ احمدیت حصہ اول	-/۱۲/-
محمد اینڈ کرائسٹ	۱/۴/-	″ ″ ″ دوم	-/۲/-
پرافٹ آف اسلام	-/۵/-	محمد ان ورلڈ سکرپچر حصہ دوم	۱/۸/-
انٹروڈکشن ٹو دی سٹڈی آف ہولی قرآن	۲/۸/-	انوار القرآن حصہ اول	۳/۱۲/-
احمدیہ موومنٹ - درانی	-/۱۰/-	″ ″ حصہ دوم	۳/۸/-
مقام حدیث	-/۱۲/-	انگریزی ترجمہ حدیث بخاری	۵/-/-
سیرت خیر البشر	۲/۴/-	احادیث العمل	۱۰/-/-
خلافت راشدہ	۲/-/-	اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی	-/۲/۶
غلبۂ قرآن	۴/-/-	فتح اسلام انگریزی	-/۲/-
ضرورت حدیث	۳/۸/-	فیوچر آف اسلام انگریزی	-/۴/-
بھگوت گیتا	۱/-/-	النبوۃ فی الاسلام انگریزی	-/۳/-
آئینہ حق نما حصہ اول	۳/-/-	تقدیر۔ انگریزی	-/۳/-
″ ″ دوم	۲/-/-	انٹروڈکشن آف حدیث	-/۴/-
ملفوظات احمدیہ حصہ اول	۱/۴/-	تحریک احمدیت اردو	۲/-/-
حقیقۃ الوحی	۷/۱۲/-	فاؤنڈر آف احمدیہ موومنٹ	۱/۴/-
درثمین کامل	۱/۸/-	رسالہ عثمانؓ ۶ ؍ + رسالہ عمرؓ ۶ ؍	
		رسالہ ابوبکرؓ	-/۶/۳

دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور سے طلب کیجئے

سپاس تعزیت

والد مکرم حضرت شیخ نیاز احمد صاحب کی وفات پر بہت سے احباب نے ہمیں تعزیت کے خطوط بھیجے ہیں۔ جن کا فرداً فرداً جواب دینا ہمارے لئے مشکل ہے لہذا اخبار کے ذریعہ ہم سب بھائی اُن کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ایک امر مشترک جو اُن تعزیت ناموں میں نمایاں ہے وہ یہ ہے کہ حضرت شیخ صاحب کی زندگی صحیح اسلام یا احمدیت کی تصویر تھی اور انہوں نے اس کے لئے ہمیشہ غیرت دکھائی ہم بھی اس سانحۂ عظیم میں اسی ایک بات میں اطمینان حاصل کرتے ہیں کہ ان کی زندگی نہایت ہی کامیاب پُروقار اور قابل رشک تھی۔

حضرت والد صاحب مرحوم ہمیشہ غیر احمدیوں اور غیر مسلموں کے ساتھ گفتگو کا ذکر فرمایا کرتے تھے اور بڑے مشہور و معروف علماء اور پادریوں کے ساتھ بھی ان کا تبادلۂ خیالات ہوتا رہتا تھا جنہیں ہمیشہ اُن کے مدِمقابل ہی لاجواب

ہوتے۔ فرمایا کرتے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کرنے کے بعد میں نے اپنے علم میں غیر معمولی اضافہ محسوس کیا اور مجھے یقین تھا کہ اب یہ لوگ ہمارے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتے

مولانا عبدالکریم صاحب کے متعلق بھی اکثر ذکر ہوتا اور فرماتے کہ جب ہم قادیان جایا کرتے تھے تو وہ حضرت سے پرزور الفاظ میں عرض کرتے کہ حضور یہ بڑی دور سے آتے ہیں ان کے لئے خاص طور پر دعا فرماویں۔ حضرت مسیح موعود کے اخلاق کے بارہ میں اکثر فرماتے کہ وہ ہمارے لئے کئی دفعہ اپنا لحاف بھیج دیتے اور اپنے بیت الدعا میں ہمیں جگہ دیتے۔ اللہ اللہ کتنا فرق ہے ایک روحانی مامور من اللہ میں اور ایک دنیا دار پیر گدی نشین میں۔ آج کل کے پیر تو کسی کا اپنے ساتھ چارپائی پر بھی بیٹھنا گوارا نہیں کرتے وہ غالباً اسی بناوٹ کو ہی سب کچھ سمجھ بیٹھتے ہیں۔

حضرت شیخ صاحب کابل کے صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کی ملاقات کا بھی ذکر فرمایا کرتے تھے۔ ان کا بیان ہے۔ کہ سب لوگوں کی خواہش ہوتی تھی کہ نمازوں میں حضرت مسیح موعودؑ کے قریب جگہ ملے تو صاحبزادہ صاحب ان کو فرماتے بابا خدا کے لئے ہمیں بھی اس جگہ کھڑے ہونے دو۔ یہ زمانہ آپ نے پایا اور یہ ساتھی وحسن اولٰئک رفیقا میں داخل ہے

حضرت شیخ صاحب کے اطمینان اور سکینت قلب کا یہ عالم تھا کہ میں نے ان کو کبھی فکرمند ہوتے نہیں دیکھا۔ اگر کوئی ایسی بات پیش آجاتی اور ہم فکر کا اظہار کرتے تو فرماتے کہ بس تین راتیں لگا دیں گے فکر کرنے کی کیا ضرورت۔ یہ ایمان تھا جو مجدد وقت نے اپنے پاس بیٹھنے والوں میں پیدا کیا۔ وہ مستجاب الدعوات تھے۔ ایک واقعہ سنایا کرتے تھے کہ ہمارے کارخانہ کے نزدیک ایک بنگلہ تھا جس میں ایک انگریز یہاں تعیناتی کو رہائش پذیر ہوا۔ چونکہ ٹینری کی مخصوص فضا ہوتی ہے۔ اس لئے اس انگریز نے کوشش شروع کی کہ یہ کارخانہ یہاں نہ رہے۔ حضرت شیخ صاحب نے فرمایا کہ ہم نے بھی ایک عرضی خدا کے حضور ڈال دی، کچھ عرصہ کے بعد خدا نے اپنی قدرت کا کرشمہ دکھایا کہ اس بنگلہ کے گرنے کا حکم آگیا اور اس جگہ پر ریلوے لائن بچھائی گئی۔ خاندان کے افراد کو بالخصوص اور عام لوگوں کو بھی ان کی دعاؤں پر یقین تھا۔ میں نے دیکھا ہے کہ بیمار لوگ اُن کے پاس دعا کرانے کے لئے آتے تھے اور اعتراف کرتے تھے کہ اُن کی دعاؤں میں شفا ہے۔ بعض لوگ رستہ میں بھی ان کو روک لیتے اور درخواست کرتے تھے کہ ہمارے گھر پر تشریف لے چلیں اور بیمار کو دم کریں۔

آخر عمر میں جب خود قرآن شریف کا مطالعہ نہ کر سکتے تھے۔ تو ایک حافظ صاحب کو مقرر کیا جو روزانہ ایک پارہ سناتے تھے۔ لیکن ان کی اپنی توجہ اور عبور کا یہ عالم تھا کہ دوران قرآن خوانی میں حافظ صاحب سے اگر زیر زبر کی غلطی ہو جاتی تو اس کی بھی تصحیح فرماتے جاتے۔

جب نماز تراویح میں شرکت فرماتے تھے تو حافظ صاحب کو ہمیشہ بوقت ضرورت آپ ہی لقمہ دیتے تھے کئی دفعہ ایسا ہوا کہ حافظ صاحب اصرار کرتے کہ انہوں نے صحیح پڑھا تھا تو قرآن شریف منگوایا جاتا جسے دیکھ کر حافظ صاحب کو تسلیم کرنا پڑتا کہ اُن سے ہی بھول ہوئی ہے۔

آپ کا روزمرہ کا معمول تھا کہ ناشتے اور کھانے کے بعد جانوروں کے لئے روٹی کے ٹکڑے کرکے دیوار پر ڈال دیتے تو کوّے وغیرہ جمع ہو جاتے جو آپ سے ہلے ہوئے تھے۔ آپ احتیاط کرتے کہ ٹکڑے چھوٹے چھوٹے ہوں تاکہ اُن کے حلق میں نہ پھنس جائیں خدا جانے کتنی مدت سے ان جانوروں نے اس محسن انسان کے دل میں ہی بسیرا کر لیا ہوا تھا ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔

ایک اور عجیب قابل ذکر بات یہ دیکھنے میں آئی کہ کارخانہ کے احاطہ میں کسی کتیا نے بچے دیئے آپ اس کے لئے خاص اہتمام سے ... کوئی نرم چیز تیار کرا کر اسکو کھلاتے رہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ مخلوق خدا اور حیوانوں تک کے ساتھ آپ کس قدر رحم و کرم کا برتاؤ کرتے تھے۔

کاروباری سلسلہ میں جب آپ باہر تشریف لے جاتے تو مال خریدنے سے پہلے دو رکعت نفل ادا کرتے اور عجیب نیا

(باقی صفحہ پر)

اسلام جنوبی امریکہ میں

(بسلسلہ صفحہ ۳)

گئے تھے۔ انہوں نے اب جماعت کا کام بالکل چھوڑ دیا ہے۔ اور کاروبار کرتے ہیں۔ اور کہا کہ اب میں انچارج ہوں میں نے اس وقت کہا کہ آپ بھی کوئی روزگار تلاش کریں۔ اب تمام ویسٹ انڈیز میں قادیانی جماعت اور ان کے لئے عقیدت ختم ہو چکی ہے۔ اور یہاں کبھی یہ عقیدہ پھل نہیں سکتا۔ یہاں کے لوگوں نے اب یہ سمجھ لیا ہے کہ قادیانی لوگ ... کام یا تبلیغ نہیں کرنے ملکہ

دنیا کو دھوکہ دے کر روزگار کرتے نکلتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں یہ لوگ مذہب کے پردے میں شکار کرتے ہیں۔ ٹرینیڈاڈ میں بھی کچھ دن رہ کر ہم نے وہاں کے مسلمانوں پر اچھا اثر ڈالا۔ اور اب خدا کا شکر ہے ہم سب پھر وطن میں آ گئے ہیں۔ میری بڑی عاجزانہ گذارش ہے کہ اس طرف ویسٹ انڈیز اور خصوصاً برٹش گیانا میں ایک مبلغ بھیجا جائے۔ یہاں کے ساٹھ ہزار مسلمان ایک جماعت کے ماتحت اللہ اکبر کا نعرہ بلند کر سکتے ہیں۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب کا خط مجھے کچھ دن ہوئے سان فرانسسکو سے ملا تھا آپ کی بیماری اور مشکلات کے متعلق پڑھ کر دل پر بہت

صدمہ ہوا ہے۔ احباب جماعت سے ... کے لئے گذارش ہے

آپ کا خادم۔ عبدالرحیم جگو

پیغام صلح ۲ دسمبر ۱۹۵۹ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ — شمارہ نمبر ۴۷

... پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس سے شائع ہوا۔

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ہر ماہ کی ۱، ۸، ۱۵، ۲۲ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

تار کا پتہ :- "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر ۳۷۳۷
ایڈیٹر :- دوست محمد
اسسٹنٹ ایڈیٹر :- بشیر احمد اسوہر

جلد ۴۹ | یوم سہ شنبہ ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۵ دسمبر ۱۹۵۹ء | نمبر ۴۸

سب سے بُرا ولیمہ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِیْمَۃِ یُدْعٰی لَھَا الْاَغْنِیَآءُ وَیُتْرَکُ الْفُقَرَآءُ وَمَنْ تَرَکَ الدَّعْوَۃَ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ کہا کرتے تھے سب سے بُرا کھانا ولیمہ کا کھانا ہے اسکے لئے امیروں کو بلایا جاتا ہے اور محتاجوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اور جس نے دعوت کو رد کیا تو اس نے اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔

(صحیح بخاری، کتاب النکاح)

ایک فاضل جرمن کا قبول اسلام

مولانا محمد یحیٰی بٹ امام مسجد برلن کے ہاتھ پر

جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر مسرت و ابتہاج سے سنی جائے گی کہ خان عبدالعزیز خان آف زیدہ کی واپسی کے بعد مولانا محمد یحیٰی بٹ صاحب نائب امام جامع ووکنگ کو جرمن مشن کی دیکھ بھال کے لئے برلن بھیجا گیا، جہاں اب وہ برلن مسجد کے مستقل امام کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں، یہ بھی موجب مسرت ہے کہ بٹ صاحب کے وہاں جانے سے جرمن مشن کی تبلیغی سرگرمیوں کی رفتار تیز تر ہو گئی ہے اور مختلف حلقوں میں اسلام کے متعلق دلچسپی بڑھتی جا رہی ہے اسی کا یہ نتیجہ ہے، کہ حال ہی میں ایک نہایت فاضل جرمن بٹ صاحب کے فاضلانہ خطبات کو سن کر مسلمان ہو گیا ہے جس کا ذکر انہوں نے اپنے تازہ ترین مکتوب میں کیا ہے جسکا ضروری اقتباس درج ذیل ہے۔

"مقامی اخبار میں میرے آنے کی خبر چھپ جانے سے کم از کم یہ فائدہ ہوا ہے کہ آئے دن لوگ ملاقات کے لئے آتے اور اسلام کے متعلق علم حاصل کرتے ہیں۔

چند دن ہوئے مسٹر رابرٹ کوخے کا ٹیلیفون آیا۔ کہ وہ ہفتہ کی شام کو ملاقات کے لئے آنا چاہتے ہیں مسٹر کوخے جرمن ہیں اور انگریزی، فرانسیسی اور دیگر یورپین زبانیں جانتے ہیں۔ بدھ ازم، عیسائیت، یہودیت وغیرہ مذاہب کا کافی مطالعہ رکھتے ہیں۔ اور مذاہب عالم پر برلن میں لیکچر دیتے ہیں۔ ہفتہ کی شام کو ڈیڑھ گھنٹہ میرے پاس ٹھہرے۔ اسلام کے نظریات پر گفتگو ہوتی رہی۔ میں نے انہیں بتایا کہ اسلام کا دیگر مذاہب کی نسبت کیا *attitude* ہے۔ بعد میں انہوں نے کہا کہ وہ اپنے ایک گروپ کو مسجد میں لانا چاہتے ہیں تا وہ اسلام کے متعلق یہ باتیں آپ سے سنیں۔ چنانچہ گذشتہ اتوار پچاس کے قریب مرد و زن جمع ہوئے۔ میں نے مسجد میں ایک گھنٹہ اسلام کے نظریات پر تقریر کی اور بتایا کہ اسلام تمام مذاہب کو ان کی اصلی حالت میں سچے مذاہب جانتا اور جملہ انبیاء کو سچے انبیاء سمجھتا اور ان پر ایمان لانا مسلمان کے لئے ضروری قرار دیتا ہے۔۔ اور تمام مذاہب کو ایک جگہ جمع کرنے کے لئے یہ اعلان کرتا ہے تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا و بینکم الخ میری تقریر کا ترجمہ ساتھ ساتھ مسٹر کوخے جرمن زبان میں کرتے جاتے تھے۔ مسٹر کوخے خوشی سے لبریز تھے۔ بعد میں چائے ہوئی اور مجمع برخواست ہوا، شام کو مسٹر کوخے نے مجھے ٹیلیفون کیا اور خوشخبری سنائی کہ وہ اسلام کی تعلیمات سے متاثر ہیں اور وہ اسلام قبول کرتے اور مسلمان ہوتے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

مسٹر کوخے نے ایک مقالہ مجھے انگریزی زبان میں لکھ کر بھیجا ہے اور اس میں اپنے مسلمان ہونے کا سبب وغیرہ بیان کیا ہے۔ یہ مقالہ میں چند دنوں تک "اسلامک ریویو" میں اشاعت کے لئے بھجوا دوں گا مسٹر کوخے کا اسلام میں داخل ہونا انشاء اللہ مشن کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ وہ اسلام ۔۔۔۔ مقالے لکھ کر جرمن رسالہ جات اور اخبارات میں شائع کرائیں گے ۔ اسی طرح ایک اور گروپ پندرہ اشخاص پر مشتمل سوموار کی شام کو میرے ہاں آیا۔ دو گھنٹے وہ میرے پاس ٹھہرے اسلام پر گفتگو ہوئی۔ سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ میری تمام گفتگو کا ترجمہ ایک خاتون کرتی جاتی تھیں۔ اس کا اثر کیا ہوا؟ ان کے لیڈر نے جو بحاکر ... شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ آپ ۔ ہمارے نظریات میں

مولانا یعقوب خان صاحب کے اعزاز میں الوداعی تقریب

(اقبال احمد صاحب۔ انگلستان)

اتوار کے دن ووکنگ میں مہمانوں کی آمد و رفت کافی رہتی ہے۔ آج دسمبر کی ۲۲ تاریخ ہے۔ مہمان معمول سے زیادہ آئے ہوئے ہیں۔ جن دوستوں کو مسجد سے لگاؤ ہے انہیں چند دن پہلے یہ اطلاع دی گئی تھی کہ محترم خان صاحب واپس تشریف لے جا رہے ہیں۔ بہت سے دوست انہیں الوداع کہنے آئے تھے۔ اسی لئے ووکنگ میں آج کافی گہما گہمی رہی۔

محترم خان صاحب کی طبیعت گذشتہ چند دنوں سے ناساز ہے۔ ڈاکٹر نے انہیں مکمل آرام کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ دو دن سے وہ آرام کر رہے تھے لیکن آج مہمانوں کے ساتھ مصروف گفتگو رہے۔ خان صاحب کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ کسی سے اپنی تکلیف کا ذکر نہیں کرتے اور اپنے مخصوص انداز میں لوگوں کو اپنی جاذب گفتگو سے لطف اندوز کرتے رہتے ہیں۔ مہمانوں کے ساتھ وہ سارا دن ایسا مشغول رہے کہ کسی کو محسوس بھی نہ ہونے دیا کہ ان کی طبیعت ناساز ہے۔

مسجد کے ساتھ ملحقہ مکان کی سطحی منزل میں دو کمرے ہیں۔ ایک کھانے کی اغراض کے لئے استعمال ہوتا ہے دوسرا لاونج (LOUNGE) تصور کیا جاتا ہے۔ آج دونوں کمروں میں کھانا تقسیم کیا گیا۔ بیگم عبداللہ صاحبہ کے وجود کی وجہ سے ووکنگ کی مہمان نوازی کی روایات قائم ہیں۔ وہ ہر اتوار کو محنت سے مہمانوں کے لئے کھانے کا انتظام کرتی ہیں۔ آج کے لئے انہوں نے خاص اہتمام کیا تھا۔ اُن کے ساتھ اُن کی دختر رشیدہ عبداللہ بھی کام میں مدد کرتی رہیں۔ اس سارے انتظام میں مسز نسیمہ احمد (دختر ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب) نے بھی ہاتھ بٹایا۔ وہ اور ان کے شوہر ڈاکٹر یوسف احمد صاحب۔ جمعہ ہفتہ اور اتوار کے لئے ووکنگ میں مقیم رہے۔

ایک بجے کے قریب کم و بیش سب مہمان پہنچ گئے۔ ان میں قابل ذکر ذیل کے افراد ہیں:۔

(۱)۔ کرنل عبداللہ بینز ہیوٹ۔ پریذیڈنٹ مسلم سوسائٹی ان گریٹ برٹن۔

(۲) میجر فاروق فارمر:۔ چیئرمین مسلم سوسائٹی ان گریٹ برٹن

(۳)۔ پرنس اے۔ آر۔ سامی۔ جو سابق شاہی ترکی خاندان کے ایک رکن ہیں۔

(۴)۔ مسز اے پچوانی بمعہ فیملی: جو آج کل لندن میں مقیم ہیں

(۵)۔ ڈاکٹر اے لے خان بمعہ فیملی:۔ یہ ووکنگ مسجد کے ٹرسٹی ہیں۔

(۶) ڈاکٹر روتھ گیودنز:۔ یہ لندن میں حکومت کے زیر نگرانی لوگوں کو مختلف مذاہب پر تعلیم دیتی ہیں اور [illegible] ... میں دلچسپی رکھتی ہیں۔ گاہے گاہے اپنے شاگردوں کو ووکنگ مسجد اور ہمارے دیگر جلسوں میں لاتی ہیں۔

آج کل محترمی یحییٰ بٹ صاحب برلین گئے ہوئے ہیں، اس لئے وہ موجود نہ تھے۔ مولانا عبدالمجید اور مسز نور لندن میں موسم کی خرابی کی وجہ سے ووکنگ آنے کی ہمت نہ کر سکے۔ ہالینڈ سے شیخ محمد طفیل صاحب آئے ہوئے ہیں ان کے وجود سے ووکنگ کے ماحول میں رونق ہو گئی ہے۔

جب کھانے سے تمام مہمان فارغ ہو چکے تو ہمارے ایک انگریز مسلمان مسٹر نمر آسٹن جو لندن یونیورسٹی میں عربی کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں سے درخواست کی گئی کہ وہ اذان دیں۔ یہ اذان اس خوش الحانی سے دیتے ہیں کہ گمان ہوتا ہے کہ کسی مسلمان ملک کے تربیت یافتہ مؤذن ہیں۔

اذان سن کر سب دوست مسجد میں جمع ہوئے ظہر اور عصر کی نماز اکٹھی ادا کی گئی۔ مولانا یعقوب خان صاحب نے خود نماز کی قیادت کی۔ اس کے بعد انہوں نے حاضرین کو خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں چند باتیں اُن لوگوں کے لئے کہنا چاہتا ہوں جو آج پہلی مرتبہ مسجد آئے ہیں اور جن کی غرض اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنا ہیں۔

آپ نے کہا کہ آپ لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ہم نماز کس طرح ادا کرتے ہیں۔ جب ہم گھر پر تھے (یعنی مسجد کے ساتھ ملحقہ مکان میں) تو ہمارے ایک دوست نے نماز کے اعلان کے لئے اذان دی تھی۔ یہاں بھی نماز سے قبل اقامت کہی گئی تھی۔ اذان اور اقامت اور نماز کے دوران میں دو الفاظ آپ کو بار بار سنائی دیئے ہوں گے۔ یعنی اللہ اکبر۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس ساری کائنات میں سب سے بالاتر ہستی صرف خدا تعالیٰ کی ہے۔

آپ نے سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے پھر اسلام کے چیدہ چیدہ اصول بیان کئے۔ آپ نے اپنی ساری تقریر کا ماحصل یہ بتایا کہ ہر مذہب انسانیت کو اکٹھا کرنا چاہتا ہے۔ رسول اکرم صلعم سے کسی نے پوچھا کہ مذہب کا نچوڑ کیا ہے تو آپ نے فرمایا

العظمت لامر اللہ والشفقت علیٰ خلق اللہ۔

یعنی احکام الٰہی کی عظمت دل میں پیدا کرنا اور لوگوں کے ساتھ شفقت سے پیش آنا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ نے بھی کہا مذہب کا بنیادی اصول یہ ہے۔ کہ تم اپنی پوری طاقت اور اپنے پورے ارادے اور روح کے ساتھ خدا سے محبت کرو۔ اور پھر یہ بھی کہا کہ اپنے ہمسائے سے اس طرح محبت کرو جیسے اپنے آپ سے کرتے ہو۔ حضرت موسیٰ کے متعلق بھی روایت ہے کہ اُن سے کسی نے درخواست کی کہ مذہب کو وہ اتنی دیر میں بیان کر دیں جتنی دیر میں وہ ایک ٹانگ پر کھڑا رہ سکے۔ تو حضرت موسیٰ نے کہا کہ ایک خدا کی پرستش کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اور اپنے ہمسایہ کے ساتھ محبت کرو۔

خان صاحب نے مزید یہ کہا کہ اسلام کی تعلیم یہی ہے کہ ہم سب کو صرف خدا کی ذات نے پیدا کیا ہے۔ ہم اس کی عبادت کریں۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ رواداری اور محبت سے پیش آویں۔

اس کے بعد محترمی خان صاحب نے کہا کہ میں ان دوستوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں.... جو مجھے الوداع کہنے کے لئے اتنی تکلیف اٹھا کر ووکنگ آئے ہیں۔ انہوں نے کہا "میری غرض یہاں آنے کی جہاں یہ تھی کہ لوگوں کو اسلام کے متعلق تعلیم دوں وہاں یہ بھی تھی کہ میں یہاں سے کچھ سیکھوں"۔ انہوں نے کہا کہ میری زندگی کا تجربہ یہ ہے کہ انسان اگر کسی چیز کو سیکھنا چاہے تو اس کا سب سے احسن طریق یہ ہے کہ وہ اس چیز کو دوسروں کو سکھائے بھی۔ سکھانے سے انسان باتوں کو زیادہ ذہن نشین کر لیتا ہے۔ شکریہ کے چند اور کلمات کہنے کے بعد آپ بیٹھ گئے۔

شیخ محمد طفیل صاحب پھر حاضرین سے مخاطب ہوئے انہوں نے کہا "خان صاحب کی بزرگ ہستی ہمارے لئے مشعل نور ہے۔ ان کے وجود سے متعدد لوگ مستفید ہوئے ہیں۔ اس الوداعی تقریب پر ہمارے دو دوست عقیدت کے چند کلمات کہنا چاہتے ہیں۔

طفیل صاحب کی اس مختصر تمہید کے بعد کرنل عبداللہ بینز ہیوٹ صاحب کھڑے ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری یہ دلی خواہش تھی کہ خان صاحب یہاں اور ٹھہرتے۔ مجھے علم ہے کہ ان کے وجود سے مسجد کے کام کو کس قدر تقویت پہنچی ہے۔ اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ہم سب یہی چاہتے ہیں کہ خان صاحب یہاں ہی رہیں اس وقت خان صاحب جا رہے ہیں۔ اور اُن کے واپس آنے کی اس وقت کوئی امید نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ دوبارہ آ سکیں تو وہ یقین رکھیں کہ ہمیں اس سے بے حد خوشی ہو گی۔ آخر پر انہوں نے.......... اپنی طرف سے اور سامعین کی طرف سے ایک آرام دہ سفر کی دعا دیتے ہوئے اپنے سلسلۂ کلام کو ختم کیا۔

اس کے بعد میجر فارمر نے حاضرین کو کہا کہ اس وقت سامعین میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو آج پہلی مرتبہ یہاں آئے ہیں اور جن کی غرض صرف اس قدر ہے کہ وہ اسلام کے متعلق معلومات حاصل کریں۔ اس طرح ہر اتوار۔ یہاں لوگ آتے ہیں۔ اس لحاظ سے اتوار کا دن تبلیغی اغراض کے پیش نظر سے بہت اہم ہوتا ہے اور صرف اتوار کے روز ہی نہیں... تقریباً روزانہ لوگ اسی غرض سے ووکنگ آتے ہیں۔ اپنے دوران قیام میں خان صاحب کی صحبت سے لوگوں نے بہت استفادہ حاصل کیا ہے۔ اس کے علاوہ خان صاحب صعوبت برداشت کر کے مختلف مقامات پر جا کر اسلام پر تقریریں کرتے رہے ہیں۔ ان کا وجود اس مشن کے لئے نفع بخش تھا۔ ان کے بعد کوئی نہ کوئی اس

باقی بر صلا

ہفت روزہ پیغام صلح —— لاہور —— مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۵۹ء

اچھے نمائندے منتخب کیجئے

بنیادی جمہوریتوں کے انتخابات ۲۶ دسمبر ۱۹۵۹ء کو شروع ہونے والے ہیں، امیدواروں کی درخواستیں کچھ منظور ہو چکی ہیں اور کچھ حکومت کے مقرر کردہ افسروں کے زیر نظر ہیں جن کی منظوری یا عدم منظوری کا اعلان بھی عنقریب ہو جائے گا اس موقعہ پر یہ بتا دینا ضروری ہے کہ درخواست دہندگان میں کئی ایسے لوگ بھی شامل ہیں، جو اپنی حیثیت اور سوجھ بوجھ کے لحاظ سے اہل الرائے کہلانے کے مستحق نہیں، اس میں شک نہیں کہ حکومت نے بنیادی جمہوریتوں کے قانون میں عوام کو صحیح نمائندگی دینے کا نہایت مستحسن اقدام کیا ہے جو ہر طرح قابل عمل ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ ہر وہ شخص جو معاملات کی سوجھ بوجھ رکھنے اور رائے دینے کا بھی اہل نہیں، کسی جمہوری ادارہ کے لئے منتخب ہونے کا حق رکھتا ہے، اس لئے ووٹ دیتے وقت سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ جس شخص کو ہم اپنا نمائندہ منتخب کر رہے ہیں یا بنیادی جمہوریتوں کے انتخابات میں اسے ووٹ دے رہے ہیں وہ معاملات کو سمجھنے اور رائے دینے کا اہل بھی ہے یا نہیں، اگر وہ اس بات کی اہلیت نہیں رکھتا کہ معاملات کو صحیح طور پر سمجھ سکے یا رائے دے سکے تو اس کو ہرگز ووٹ نہ دیجئے قطع نظر اس بات کے کہ کوئی شخص پڑھا ہوا ہے یا ان پڑھ ہے یا کس ذات برادری، یا پیشہ سے تعلق رکھتا ہے، آپ اپنا ووٹ اس شخص کو دیجئے جو معاملات کو صحیح طور پر سمجھ سکتا ہو، اور اپنی رائے کو صحیح طور پر استعمال کر سکتا ہو۔ نڈر، مخلص اور خدا خوف ہو اور کسی کے دباؤ یا ناجائز اثر کو قبول کرنے والا نہ ہو۔

دوسری بات جس کا خیال رکھنا ضروری ہے اور حکومت نے بھی بار بار اس پر زور دیا ہے وہ یہ ہے کہ ووٹ دیتے وقت کوئی قرابت داری، کوئی برادری، کوئی دوستی یا لحاظ داری مدنظر نہ ہونی چاہیئے، بلکہ بلا کسی لحاظ ملاحظہ کے، ووٹ اسی شخص کو دینا چاہیئے جو آپ کے نزدیک صحیح طور پر آپ کی نمائندگی کر سکتا ہو، جو شخص آپ سے قرابت یا برادری یا دوستی وغیرہ کی بنا پر ووٹ مانگتا ہے، اور ان تعلقات سے قطع نظر وہ آپ کے خیال میں فی الحقیقت اس بات کا اہل نہیں کہ اسے منتخب کیا جائے، تو ایسے شخص کو ہرگز ووٹ نہ دیجئے ووٹ کا حقدار صرف وہی شخص ہو سکتا ہے جو آپ کی نظر میں بنیادی جمہوریتوں میں صحیح طور پر آپ کی نمائندگی کر سکتا ہو، اگر ایسا شخص آپ سے قرابت یا برادری یا دوستی کے تعلقات بھی رکھتا ہے تو اور بھی اچھی بات ہے، یہ چیزیں اس کے رستہ میں روک نہیں ہو سکتیں ہاں محض ان چیزوں کا ہونا اور اہلیت کا نہ ہونا اس کے استحقاق کو زائل کر دیتا ہے۔

ایک اور بات بھی قابل غور ہے وہ یہ کہ جو شخص آپ سے ووٹ طلب کر رہا ہو دیکھا جائے اس کا سابقہ ریکارڈ کیا ہے اور اس کی زندگی کیسے گذری ہے، آیا وہ اپنے کاروبار یا طور وطریق میں ملک ملت کے فوائد کو ذاتی فوائد پر ترجیح دیتا ہے یا نہیں؟ آیا ذاتی فوائد کے لئے وہ کوئی ناجائز رستہ تو اختیار نہیں کرتا، ہو سکتا ہے کہ اس شخص کے صحیح حالات حکومت کی نظروں سے مخفی رہ گئے ہوں اور وہ امیدواروں کی فہرست میں آ گیا ہو، تاہم آپ کے علم میں اگر اس میں کوئی قابل اعتراض بات ہو تو ہرگز اسکو اپنے ووٹ کا مستحق نہ سمجھئے خواہ وہ کتنا بھی اہل الرائے اور قابل ترین شخص ہو،

آخری اور سب سے ضروری بات جو ایک ووٹر کے مدنظر ہونی چاہیئے یہ ہے، کہ اس بات کو دیکھا جائے کہ جو لوگ انتخابات لڑ رہے ہیں ان میں سے کون اہل الرائے اور دیانتدار ہونے کے ساتھ خدا پرست اور دیندار بھی ہے، اگر کوئی ایسا نمائندہ مل جائے تو گویا سونے پر سہاگا ہے اور وہی آپکے ووٹ کا بہترین حقدار ہے۔

یاد رکھئے یہ ایک سنہری موقعہ ہے جو موجودہ حکومت نے آپ کو دیا ہے، اس موقعہ کو ضائع نہ کیجئے اور ووٹ دیتے وقت پوری احتیاط سے کام لیجئے اور اپنے صحیح نمائندے منتخب کیجئے، تاکہ آئندہ حکومت میں کوئی ایسا خلفشار واقعہ نہ ہو جیسا پہلے ہوتا چلا آیا ہے۔ ہماری موجودہ حکومت نے مملکت کی آئندہ عمارت ...... صحیح جمہوری بنیادوں پر کھڑی کرنے کی طرح ڈالی ہے۔ اب ان بنیادوں کو پختہ اور بہترین بنانا آپ کا اپنا کام ہے، اگر آپ نے بنیادوں کو پختہ کر لیا اور اپنے صحیح نمائندے بنیادی جمہوریتوں میں بھیج دیئے تو مملکت کی عمارت یقیناً پختہ اور شاندار بنے گی، جو ملک کے لئے ایک روشن مستقبل کا پیش خیمہ ہو گی۔ ورنہ یاد رکھئے ؎

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

جلسہ سالانہ کی تاریخوں میں تبدیلی

قبل ازیں جلسہ سالانہ کی تاریخیں ۲۴-۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر ۱۹۵۹ء قرار دی گئی تھیں جن کا اعلان اخبار "پیغام صلح" میں کیا جا چکا ہے، لیکن چونکہ ان تاریخوں میں بنیادی جمہوریتوں کے انتخابات ہونے والے ہیں اس لئے مجلس عمل نے فیصلہ کیا ہے کہ مذکورہ بالا تاریخوں کے بجائے

۲۱-۲۲-۲۳-۲۴ جنوری ۱۹۶۰ء کو جلسہ منعقد کیا جائے

لہٰذا!

احباب کرام سابقہ اعلان شدہ تاریخوں کو منسوخ سمجھیں، اور حکومت کے مقرر کردہ پروگرام کے مطابق ان ایام میں بنیادی جمہوریتوں کے انتخابات میں پورا حصہ لیں اور اس کے بعد مؤخر الذکر تاریخوں یعنی ۲۱-۲۲-۲۳-۲۴ جنوری ۱۹۶۰ء کو جلسہ سالانہ میں شمولیت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ان تاریخوں میں سے ۲۱ جنوری ۱۹۶۰ء کا دن مستورات کے جلسہ کے لئے مخصوص ہو گا

اس لئے تمام خواتین اپنی اپنی دستکاریاں اس مزید مہلت میں اور زیادہ تیار کر کے ۱۵ جنوری ۱۹۶۰ء کو مہتمم جلسہ سالانہ کو بھیجدیں تاکہ نمائش میں ان کو رکھنے کا انتظام کیا جا سکے۔

ظہور احمد۔ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ لاہور۔ ۱۲/۸۵ ۱۱

پولنگ کا طریق کار

حکومت نے بنیادی جمہوریتوں کے انتخابات .... میں پولنگ کے لئے جو طریق کار وضع کیا ہے وہ حسب ذیل ہے ایم وائی باجوہ نے .... ایک بیان میں کہا کہ

"ہر پولنگ افسر کے ساتھ چار اسسٹنٹ پولنگ افسر ایک ہیڈ کنسٹیبل تین کانسٹیبل اور دیگر ضروری عملہ ہو گا۔ پولنگ افسروں کی کوتاہی کے خلاف نہ صرف یہ کہ محکمانہ کارروائی ہو گی۔ بلکہ اسے قابل تعزیر جرم سمجھا جائے گا

عوام کے لئے اپنی حق رائے دہی استعمال کرنے کا وقت صبح ۸ تا ۴ ہو گا اور اس درمیان میں نہ کوئی وقفہ ہو گا اور نہ پولنگ افسر کو کھانا کھانے کے لئے باہر جانے کی اجازت ہو گی۔ بہت شدید ضرورت کے لئے اگر کوئی پولنگ افسر چند منٹوں کے لئے سٹیشن سے باہر جائے تو اسے تحریری بیان دینا ہو گا کہ وہ کل کتنے منٹوں کے لئے باہر گیا تھا اور کیوں گیا تھا۔

اگر مقررہ وقت ختم ہونے کے بعد بھی یہ محسوس ہو کہ بہت سے یا کچھ رائے دہندگان ابھی باقی رہ گئے ہیں تو پولنگ افسر بلحاظ ضرورت اوقات کار میں مزید توسیع کر سکتا ہے۔

جب تک کسی سٹیشن پر رائے دینے کے خواہشمند تمام افراد رائے نہ دے دیں اس وقت تک کام مسلسل اور بلا وقفہ کام جاری رکھا جائے گا۔ ایک پولنگ سٹیشن پر کام ختم ہوتے ہی دوسرے دن فوراً صبح سات بجے دوسرے پولنگ سٹیشن پر عملہ کو اپنے فرائض کی انجام دہی کے لئے پہنچنا ہو گا۔

ہر پولنگ افسر کو اس حلقے کی فہرست رائے دہندگان کی دس جلدیں، پچاس روپے نقد اور ایک تھیلا دیا جائے گا جس میں اس کی ضروریات کی سٹیشنری اور دیگر ضروری اشیاء ہوں گی۔

ہر پولنگ سٹیشن پر صبح ۸ تا ایک بجے کا وقت مرد رائے دہندوں اور ایک تا چار بجے کا وقت خواتین رائے دہندوں کے لئے مخصوص ہو گا۔ ریٹرننگ افسر کی منظوری سے پولنگ افسر مقررہ پروگرام میں بلحاظ ضرورت وحالات تبدیلی کر سکتے ہیں۔

کسی آدمی کو ایک سے زیادہ ووٹ دینے کی اجازت کسی صورت میں بھی نہ دی جائے گی۔

۲۰ دسمبر تک سارے امیدوار اپنی اپنی مخصوص صندوقچیاں پولنگ افسروں کے پاس جمع کرا دیں گے اور ۲۲ دسمبر کو یہ صندوقچیاں پولنگ افسروں کے حوالے کی جائیں گی۔ اور ان صندوقچیوں کے ڈھکنوں کو امیدواروں کے سامنے کیلوں سے جڑ دیا جائے گا۔ یہ صندوقچیاں جہاں رکھی جائیں گی وہاں کسی بھی آدمی کو موجود نہیں رہنا چاہیئے۔

رائے دہندگی کے آغاز سے پہلے عملہ پولنگ سٹیشن کو رازداری کا ایک فارم پُر کرنا ہو گا۔ جس میں یہ اقرار کرنا ہو گا۔ کہ میں پولنگ سے متعلق تمام اطلاعات راز میں رکھوں گا اور غیر جانبدار رہوں گا۔

ہر پولنگ اسٹیشن پر عملہ کا ایک فرد فہرست رائے دہندگان میں ہر اس شخص کے نام پر نشان لگائے گا جو رائے دے چکا ہو۔

پولنگ اسٹیشن سے .. اگز فاصلہ تک کسی غیر متعلقہ آدمی کو آنے کی اجازت نہ ہو گی، اگر کوئی شخص اس حکم کی خلاف ورزی کرے تو اسے گرفتار کر لیا جائے گا۔

ہر پولنگ سٹیشن کے دو حصے ہوں گے ایک عملہ پولنگ کے لئے ایک رائے دہندوں کے لئے جہاں وہ جا کر صندوقچیوں میں سے کسی ایک صندوقچی میں اپنا ووٹ ڈالیں گے۔

ہر امیدوار اپنا ایک پولنگ ایجنٹ مقرر کر سکتا ہے اور یہ پولنگ ایجنٹ پولنگ اسٹیشن پر موجود رہ سکتا ہے۔ مگر امیدواروں کے لئے ضروری ہو گا۔ کہ وہ کسی شخص کو اپنے پولنگ ایجنٹ مقرر کرنے کے بارے میں تحریری درخواست ریٹرننگ افسر اور پولنگ افسر کو دے۔

اگر کوئی پولنگ ایجنٹ دخل در معقولات کرے یا کسی خرابی کا باعث بنے تو اسے پولنگ سٹیشن سے باہر نکالا یا گرفتار کیا جا سکتا ہے اور امیدوار کو اس صورت میں اپنا دوسرا پولنگ ایجنٹ مقرر کرنے کی اجازت ہو گی، یا وہ امیدوار بذات خود بھی اس کی جگہ پہنچ سکتا ہے۔

اگر کوئی پولنگ ایجنٹ کسی رائے دہندہ کو نقلی، فرضی یا بوگس قرار دے اور پولنگ افسر کی رائے میں رائے دہندہ بوگس نہ ہو تو پولنگ ایجنٹ سے کہا جائے گا کہ وہ ایک تحریر دے جس میں یہ درج ہو کہ مذکورہ رائے دہندہ بوگس ہے اس تحریر کی بنیاد پر بعد میں تحقیقات ہو گی اور اگر رائے دہندہ بوگس ثابت نہ ہوا تو پولنگ ایجنٹ کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جو رائے دہندہ اندھا ہو اس کی تحریری درخواست پر اسے اپنا ایک مددگار ساتھ رکھنے کی اجازت ہو گی۔ مخبوط الحواس اشخاص رائے نہیں دے سکیں گے۔ گونگوں اور بہروں کے رائے دینے پر کوئی پابندی نہیں۔

ہر پولنگ اسٹیشن سے سو گز کے فاصلے پر رائے دہندوں کی قطار بنوائی جائے گی اور پولیس کانسٹیبل باری باری ایک ایک رائے دہندہ کو پولنگ سٹیشن کی طرف رائے دینے کے لئے روانہ کرے گا۔

پولنگ اسٹیشن کے سو گز کے علاقے میں کسی قسم کی بھی کنویسنگ یا پروپیگنڈا کی اجازت نہ ہو گی پولنگ افسر کسی رائے دہندہ کو یہ بھی نہیں بتا سکتا کہ کس امیدوار کا کونسا بکس ہے۔ رائے دہندے یہ سب کچھ خود ہی معلوم کر کے آئیں گے۔

جو بیلٹ پیپر رائے دہندہ کو دیئے جائیں گے پہلے وہ اسے پولنگ افسر کے پاس برائے دستخط لے جائے گا اور پھر وہ یہ بیلٹ پیپر اپنے پسندیدہ امیدوار کی صندوقچی میں ڈالے گا۔

امیدوار رائے دہندوں کو ایک کچی پرچی دے سکتے ہیں جس پر ان کا نام بمعہ ولدیت اور یونین نمبر وارڈ وغیرہ درج ہو۔ اور اس کچی پرچی کو رائے دہندے پولنگ اسٹیشن کے عملہ کے پاس پیش کر سکتے ہیں۔

اگر کسی رائے دہندہ کی ولدیت غلط درج ہو اور پولنگ افسر مطمئن ہو کہ یہ غلطی کتابت کی ہے تو اسے رائے دینے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ مگر ایسی اجازت دینے سے پہلے ضروری شہادت حاصل کرنی ہو گی۔ جس کا باقاعدہ تحریری ریکارڈ پولنگ افسر کو رکھنا ہو گا۔

پولنگ افسر اور دیگر عملہ خود کوئی ووٹ نہیں دے سکتا کیونکہ انہیں اس کی فرصت بھی نہیں مل سکے گی۔

(باقی بر صفحہ ۱۱)

بنیادی جمہوریتوں کے انتخابات

قابل تعزیر جرائم

بنیادی جمہوریتوں کے انتخابات میں پولنگ کے دوران میں بعض بے ضابطگیوں اور جرائم کا ارتکاب کرنے والے افراد کو ایک سال قید کی سزا ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔ جن جرائم کا ضابطہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ وہ حسب ذیل ہیں۔

کوئی امیدوار کسی دوسرے امیدوار یا ووٹر کو اس بنا پر رشوت پیش کرے یا دینے کا وعدہ کرے وہ اپنا نام واپس لے لے یا ووٹ دلانے میں معاونت کرے۔

کوئی امیدوار کسی دیگر امیدوار یا ووٹر کو اذیت پہنچائے یا ووٹر کو پریشان کرے۔

کوئی امیدوار کسی شخص کے ووٹ دینے میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے زخمی کرے یا دنگا اور فساد کرے۔

کسی ووٹر کو پیر فقیر کا واسطہ دیا جائے خدا کا خوف دلایا جائے یا مذہبی فرقہ پرستی یا ذات برادری کی بنا پر امیدوار یا ووٹر کو اپنا طرف دار بنایا جائے۔

کوئی امیدوار سرکاری اثر و رسوخ استعمال کرے یا اس اثر و رسوخ کی بنا پر کسی کو پریشان کرے یا ووٹ نہ ڈالنے پر مجبور کرے۔

کوئی امیدوار کسی ووٹر کو پولنگ اسٹیشن پر لانے کے لئے کسی سواری کا استعمال کرے۔

آزادانہ ووٹ ڈالنے ...... یا دینے میں کوئی مداخلت کرنا جعلی ووٹ بھگتانا اور جعلی پرچی استعمال کرنا۔

کسی امیدوار کی طرف سے دوسرے امیدوار کے خلاف اس کے کردار پر حملہ کرنے کے لئے پوسٹر بازی یا اشتہار بازی کرنا۔

ایک جگہ ووٹ ڈالنے کے بعد دوسری جگہ ووٹ ڈالنے کی کوشش کرنا یا کسی رشتہ دار یا مرے ہوئے شخص کی جگہ ووٹ ڈالنا۔

ضابطہ اختیار کئے بغیر بیلٹ بکس یا پرچیوں کا تھیلا کھولنا یا ووٹوں میں کسی قسم کا رد و بدل کرنا۔

کسی امیدوار کے بیلٹ بکس کے نشان کو یا ووٹ کی پرچی کو دانستہ طور پر خراب کرنا۔

کسی ووٹر یا امیدوار کو اغوا کرنا یا حبس بے جا میں رکھنا اور اس طرح اس کی آزادئ رائے سلب کرنا۔

ووٹ دینے کا حق نہ رکھنے کے باوجود دھوکہ دہی سے ووٹ ڈالنا یا ووٹ والی پرچی پہلے سے جیب میں لے کر آنا اور فرضی ووٹ استعمال کرنا۔

پولنگ اسٹیشن سے سو گز کے اندر کسی ووٹر کو اپنا نشان دکھانا اسے اپنے حق میں ووٹ دینے پر مجبور کرنا یا سمجھانے کی کوشش کرنا۔

اللہ تعالیٰ کے احسانات و کمالات اور اس کی کبریائی کائناتِ عالم پر

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۱ر دسمبر ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

سبح اسم ربک الاعلی الذی خلق فسوی ـــــ ان ھذا لفی الصحف الاولی صحف ابراھیم و موسیٰ ـــــ (سورۃ الاعلیٰ)

اللہ تعالیٰ کے کمالات اور احسانات کا ذکر

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض صفات کا ذکر کیا ہے، اور اپنی قدرت، اپنے علم، اپنے کمالات اور احسانات کا بھی ذکر کیا ہے تاکہ انسان اللہ تعالیٰ کی طرف کھنچا ہوا چلا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے متعلق جیسے یقین ہو جائے کہ وہ دیکھتا ہے اور جہاں کہیں میں ہوں اس کی نگاہ میں ہوں، تو اس کے اندر ایسی سیرت پیدا ہوتی ہے جو اس کی زندگی کو بہتر اور خوشگوار بناتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی کبریائی

سب سے پہلا جملہ اس سورت میں یہ ہے سبح اسم ربک الاعلیٰ وہ خدا جس نے محمد رسول اللہ صلعم کی تربیت کی اور جس نے ان کو دنیا کے لئے دین دے کر بھیجا وہ فرماتا ہے کہ میری تسبیح کرو، اور اپنی ذات کے متعلق فرماتا ہے میں سب سے اعلیٰ ہوں، اس کائنات کی کوئی چیز میری قدرت، میری کبریائی، اور برتری کا مقابلہ نہیں کر سکتی، یہ علو جہت کے لحاظ سے نہیں بلکہ کبریائی اور برتری کی وجہ سے ہے۔

سب چیزیں مخلوق ہیں نہ کہ خالق

جس قدر چیزیں اس کائنات میں ہیں، سب کی سب خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ ہیں، جب یہ سب مخلوق اور مربوب ہیں تو انکو الوہیت کے مرتبہ پر کس طرح رکھا جا سکتا ہے، اسی لئے دوسری جگہ فرمایا اروني ماذا خلقوا من الارض۔ یہ جن کو تم نے معبود بنا رکھا ہے، کوئی چیز تو دکھاؤ جو انہوں نے پیدا کی ہو، اور جو پیدا نہیں کرتا وہ حکومت بھی نہیں کر سکتا اس کو مخلوق کا علم نہیں ہو سکتا، اور وہ ان کی ربوبیت بھی نہیں کر سکتا، تو فرمایا اس کائنات کی کوئی چیز نہیں جو کسی چیز کی خالق ہو، یا کسی چیز کی نشوونما کر سکتی ہو۔

انسان کی فضیلت دیگر مخلوقات پر

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب بنی اسرائیل کو نکال کر کنعان کے صحرا میں لے گئے، تو انہیں وہ جگہ پسند نہ آئی۔ کیونکہ شہروں میں تو گہما گہمی ہوتی ہے، مصر کے بتخانوں میں گھنٹیاں بجتیں اور ایک رونق ہوتی تھی۔ اس صحرا میں نہ کوئی بت تھا نہ پجاری، رونق کہاں سے آتی۔ اس لئے انہوں نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ کوئی ایسی صورت ہمارے لئے بناؤ جس کے آگے ہم معتکف ہوں کیونکہ اس ویرانہ میں کوئی صورت رونق کی نظر نہیں آتی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ایک دلیل حضرت موسیٰ کو سکھائی، قال اغیر اللہ ابغیکم الھا و ھو فضلکم علی العلمین ساری کائنات پر تو خدا نے تمہیں فضیلت دے رکھی ہے۔ اس فضیلت کے ہوتے ہوئے تم کیسے اس مخلوق کی پرستش کر سکتے ہو جس کو تمہاری خدمت کرنے میں لگا رکھا ہے، سخر لکم ما فی السموات و ما فی الارض تمام زمین و آسمان کی چیزیں تمہارے لئے مسخر کی گئی ہیں۔ اس کائنات کا سرتاج انسان ہے تو کیا خادموں میں سے کسی کو معبود بنانا چاہتے ہو؟ اغیر اللہ ابغیکم الھا و ھو فضلکم علی العلمین۔

انسان بھی خالق و رازق نہیں

اے دانشمندو! اس کائنات میں انسان کو سب سے افضل بنایا گیا ہے۔ لیکن یہ انسان بھی نہ خالق ہے نہ رازق، ہر پیغمبر، ہر رہنما مخلوق ہے اور وہ معبود نہیں ہو سکتا، وہ بہت بڑی ہستیاں تھیں لیکن ان میں سے کسی نے کوئی چیز نہیں بنائی، کرشن نے کوئی چیز نہیں بنائی، رامچندر نے کوئی چیز نہیں بنائی، گوتم بدھ نے کوئی چیز نہیں بنائی، عیسےٰ نے کوئی چیز نہیں بنائی نہ کسی کی نشوونما انہوں نے کی ہے، باوجود اس کے حضرت عیسیٰ، رامچندر، کرشن اور بدھ کی پرستش ہوئی۔ حالانکہ وہ خدا نہ تھے، وہ مخلوق تھے، اور کسی طرح پرستش کے لائق نہ تھے، اسی لئے فرمایا سبح اسم ربک الاعلیٰ، خدا تعالیٰ ہی تمام مخلوقات سے برتر، سب سے افضل، اجل اور اعلیٰ ہے، اس کے سوا کسی چیز کی پرستش نہ کرو۔

معبودانِ باطلہ کو تخلیق اشیاء کے متعلق چیلنج

تم قبروں اور پیروں کی، گائے کی، درختوں کی پرستش کرتے ہو، اروني ماذا خلقوا من الارض دکھاؤ تو انہوں نے کونسی چیز زمین میں پیدا کی ہے، اے عقلمندو! کیا تمہاری غیرت اسکو برداشت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ و برتر ہستی کو چھوڑ کر اس کی مخلوق کی پرستش کرو۔

انسانی ایجادات تخلیق عالم کے سامنے ہیچ ہیں

ربک الاعلیٰ وہ تیری ربوبیت کرنے والا سب سے برتر اور اعلیٰ ہے۔ اس کی برتری اس کی مخلوق سے نظر آتی ہے، الذی خلق فسوی اس نے کائنات کی ہر چیز کو پیدا کیا اور ہر چیز کو کمال تک پہنچایا۔ ایجاد کرنا بڑا مشکل کام ہے ایجاد کرنے والے کی دنیا تعریف کرتی ہے، جرمن سائنسدانوں کی ایجادات بہت بڑی اہمیت رکھتی ہیں، روسی اور امریکی جنگ کے اختتام پر ان کو اٹھا کر اپنے وطنوں میں لے گئے تاکہ ان کی دماغی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھائیں لیکن اس کے باوجود انسانی ایجادات تخلیق عالم کے سامنے ہیچ ہیں، کوئی جرمن، کوئی روسی اور کوئی امریکی ایک کیڑے کی ٹانگ نہیں بنا سکتا، شہد نہیں بنا سکتا، ایک پھول کی پنکھڑی یہ لوگ نہیں بنا سکتے، ایک کیڑا ہے جو ریشم بناتا ہے، کسی سائنسدان کی طاقت میں نہیں کہ اس کیڑے کی طرح ریشم تیار کر سکے۔ اصل موجد وہ ہے جس نے ایسی چیزیں بنائیں اور ان کے اندر ایسی صلاحیتیں پیدا کر دیں ھو الخلاق العلیم وہ بہت بڑا خالق اور مخلوق کی اندرونی خاصیتوں کا صحیح علم رکھنے والا ہے۔

اشیاء کے لئے اندازہ

الذی قدر فھدی، پھر ہر چیز کے لئے ایک اندازہ اور حد بست مقرر کر دی، ہاتھی، گھوڑا، بھیڑ، بکری، بطخ وغیرہ سب کے لئے ایک اندازہ اور حد بست ہے۔ پھر نباتات میں خوشبوئیں اور رنگ وغیرہ اس اندازہ کے مطابق رکھے کہ وہ فائدہ کا موجب ہوں، فقدرنا فنعم القادرون ہم نے ہر چیز کا اندازہ کیا اور ہم بہترین اندازہ کرنے والے ہیں۔

ہر چیز کی جبلت کے لئے رہنمائی

فھدیٰ ہر چیز کو پیدا کر کے اس کی جبلت میں اس کی ربوبیت کے لئے راہنمائی بھی ودیعت کر دی۔ کیا وجہ ہے کہ بطخ پیدا ہوتے ہی پانی کی طرف دوڑتی ہے لیکن مرغی کا بچہ پانی سے ڈرتا ہے۔ شیر، بھیڑیا وغیرہ گوشت کھاتے ہیں لیکن بھیڑ بکری کو گوشت نہیں کھلا سکتے۔ کبوتر کو شکار کرنا نہیں سکھایا جا سکتا۔ لیکن باز کو شکار سے روک نہیں سکتے، ہر چیز کو پیدا کر کے اللہ تعالیٰ نے اس کی رہنمائی کی۔

سبزیوں اور نباتات کی پیدائش

والذی اخرج المرعی پھر خوراک کے لئے سبزیاں اور چارہ پیدا کیا۔ گندم اور نباتات وغیرہ۔ بڑی بارونق سبزیاں ہوتی ہیں فجعلہ غثاء احوی پھر ان کو سیاہ کوڑا کرکٹ بنا دیتا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا یخرج بہ زرعا مختلفا الوانہ ثم یھیج فتراہ مصفرا ثم یجعلہ حطاما۔ رنگا رنگ کی سبزیاں پیدا ہوتی ہیں، پھر خشک ہو کر زرد ہوتی ہیں اور پھر چورا چورا ہو جاتی ہیں، یہ ہمارے کمالات اور احسانات ہیں جو ہر روز تم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو۔

اللہ ظاہر و باطن سے واقف ہے

سنقرئک فلا تنسیٰ ہم آپ کو پڑھائیں گے اور آپ بھولیں گے نہیں۔ سارا قرآن شریف رسول اللہ صلعم کو ایسا پڑھایا کہ آپ کبھی ایک لفظ نہیں بھولے۔ انہ یعلم الجھر و ما یخفیٰ خدا تعالیٰ اپنے کمالات اور احسانات کے ساتھ

یہ بھی یقین کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ظاہر و باطن سے واقف ہے یہ ایمان قلب میں طہارت پیدا کرتا ہے اور یہ اصل غرض ہے دین کی۔

آسانی کا وعدہ اور وعظ و نصیحت کا حکم

ونیسرک للیسریٰ اللہ تعالیٰ آپ کے لئے آسانیاں پیدا کر دے گا لایکلف اللہ نفساً الا وسعھا۔ انسان کی عقل اور فہم اور طاقت سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ بوجھ نہیں ڈالتا فذکر ان نفعت الذکریٰ۔ پس وعظ و نصیحت کرتے رہئے کہ اس سے فائدہ ہوتا ہے سیذکر من یخشیٰ وہ جس کے دل میں خدا کا خوف ہے، وہ نصیحت سے بڑا فائدہ حاصل کرتا ہے۔

شقی القلب کی تباہی اور مزکی کی فلاح

ویتجنبھا الاشقی الذی یصلی النار الکبریٰ۔ اور وہ بدبخت جو شقی القلب ہے اس نصیحت سے دور رہتا ہے اور بہت بڑی آگ کا عذاب بھی خریدتا ہے ثم لا یموت فیھا ولا یحییٰ یہ اتنا بڑا عذاب ہے کہ اس میں نہ مرتا ہے نہ زندہ رہتا ہے قد افلح من تزکیٰ مبارک ہے وہ جس نے دل کو پاک رکھا، جھوٹ، دھوکہ بازی مکاری اور ناجائز باتوں سے اپنے آپ کو بچایا۔

نعمائے الٰہی کا تذکرہ اور عبادت الٰہی

وذکر اسم ربہ فصلیٰ اور خدا تعالیٰ کے اس احسان کو کہ اس نے قرآن جیسی عظیم الشان نعمت بھیجی ملحوظ رکھتے ہوئے اسکو یاد کرتا رہتا ہی پھر اس کی عبادت کرتا ہے، اس کی زبان اس کے ہاتھ پاؤں اور اعضا اللہ تعالیٰ کے حکم کے نیچے کام کرتے ہیں۔

دنیا اور عاقبت

بل تؤثرون الحیٰوۃ الدنیا اور اہل دنیا! تم خدا کے کلام کو ترک کر کے دنیا کے پیچھے لگ گئے، صبح شام دنیا ہی دنیا تمہارا مطمح نظر ہے یہ دنیا اور اس کا مال یہیں رہ جائے گا، بچہ، جوان، بوڑھا، اور طبیب سب کے لئے موت ہے، کوئی پتہ نہیں کس وقت موت آ جائے۔ ابھی آپ نے اخباروں میں پڑھا ہو گا کہ ایک کوٹھے پر شادی کے لئے عورتیں اور بچے جمع تھے کہ چھت گری اور کئی جانیں ضائع ہو گئیں، شادی کا گھر ماتم کدہ بن گیا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ کل تک زندہ رہے گا یا نہیں، ایک گھڑی کا بھروسہ نہیں۔ والاخرۃ خیر و ابقیٰ۔ آخرت کا خیال ہی بہتر اور باقی رہنے والی چیز ہے، اسی کو بہتر بنانے کی فکر کرنی چاہیئے انجام جس کا اچھا ہے وہی قابل قدر ہے۔

تمام پیغمبروں کا دین ایک ہے

ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ یہی تمام پیغمبروں کی تعلیم ہے، پیغمبر مختلف ہیں لیکن دین ایک ہی ہے، عبادات مختلف ہیں لیکن دین ایک ہی ہے صحف ابراھیم و موسیٰ مثال کے طور پر ابراھیم جو تمام قوموں کے باپ ہیں ان کا بھی یہی دین تھا۔

۴ اور بعید کو خصوصاً اپیل کرنے کے لئے کہا کہ دوسرے کی بھی یہی تعلیم تھی مسلمان سب پیغمبروں کی تعلیم کو مانتا ہے مقوقس شاہ مصر کے پاس جب حاطب آنحضرت صلعم کا خط لیکر گئے تو انہوں نے تقریر کرتے ہوئے کہا لسنا ننھاک عن دین المسیح ولکنا نامرک بہ یعنی ہم آپ کو یہ تلقین نہیں کرتے کہ آپ حضرت مسیح کے دین سے دستبردار ہو جائیں بلکہ ہم آپ کو یہ تعلیم دیتے ہیں کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر کاربند ہو جاؤ۔

تمام پیغمبروں پر ایمان

اسلام قبول کرنے کے لئے کسی بھی پیغمبر کو چھوڑنا نہیں پڑتا مسلمان رام چندر کو بھی مانتا ہے اور کرشن کو بھی، موسیٰ اور عیسیٰ اور نوح کو بھی وہ مانتا ہے، یہ قوم تمام پیغمبروں کی تعظیم کرتی ہے۔ یونہی تکلف سے نہیں بلکہ یہ ہمارے دین کا جزو ہے۔ کہ سب پیغمبروں پر ایمان لائیں۔ یہ مبارک تعلیم ہے جو محمد رسول اللہ صلعم نے قوم کو دی، اس سے قوموں میں اتحاد اور دنیا میں امن و امان پیدا ہوتا ہے۔

مکتوب ووکنگ

(شیخ محمد طفیل صاحب ایم۔ اے)

مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۵۹ء

گذشتہ ماہ ایک دو ذاتی کاموں کے سلسلہ میں تین چار دن کے لئے انگلستان آنے کا ارادہ تھا۔ ابھی ایمسٹرڈم سے روانہ نہ ہوا تھا کہ مولانا یعقوب خاں صاحب کا فون آیا کہ تین چار دنوں کی بجائے ذرا کچھ زیادہ عرصہ کے لئے آ سکوں تو بہتر ہو گا یحییٰ بٹ صاحب برلن جا رہے تھے۔ اور خانصاحب خود پاکستان روانہ ہونے والے تھے۔ اور اس طرح سے ووکنگ میں کام کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی بھی نہ تھا میں نے اس شرط پر حامی بھر لی کہ جناب شیخ میاں محمد صاحب سے بعد میں اس کی اجازت لے لی جائے۔ ادھر غلام احمد بشیر صاحب نے اس بات کا وعدہ کر لیا کہ وہ ایمسٹرڈم اور ہیگ دونوں میں میری غیر حاضری میں تبلیغ کا کام جاری رکھیں گے۔ ان کی تبلیغی مساعی کی رپورٹ علیحدہ بھیجی جا چکی ہے۔

۱۹ نومبر کو روانہ ہو کر ۲۰ جمعہ کو میں ووکنگ پہنچا خانصاحب کی طبیعت علیل تھی اس لئے دفتر کے کاموں میں ان کا ہاتھ بٹاتا رہا۔ ۲۱ نومبر کو وکٹوریا اسلامک سوسائٹی کے دفتر میں گیا وہاں اچھا خاصہ اجتماع تھا۔ مولانا عبدالمجید صاحب درس قرآن دے رہے تھے۔ اتوار ۲۲ نومبر کو ووکنگ میں مولانا یعقوب خاں صاحب کی الوداعی پارٹی تھی جس میں قریباً پچاس اشخاص نے شرکت کی ۲۵ نومبر ۱۹۵۹ء کو شمالی کوزڈن CAULSDON NORTH میتھوڈسٹ چرچ میں ایک لیکچر کے لئے جانے کا اتفاق ہوا۔ پچاس ساٹھ کے قریب مرد اور عورتیں جمع تھیں جن میں سے بیشتر پہلی مرتبہ اسلام پر لیکچر سننے کے لئے آئی تھیں۔ دو تین جگہ گاڑی بدلنا پڑی اس چکر میں پندرہ منٹ کی دیر ہو گئی۔ آدھ گھنٹہ تقریر کی اور اس کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ رہا۔ آتے وقت ایک صاحب رات کے گیارہ بجے کار میں بٹھا کر ووکنگ چھوڑ گئے۔

۲۷ نومبر کو جمعہ لندن میں پڑھایا۔ یہاں بھی تیس چالیس افراد کا اجتماع ہو جاتا ہے۔

۲۸ نومبر کو مولانا یعقوب خاں صاحب نے لندن میں آخری بار درس دیا اور دوستوں کو الوداع کہا۔ ۲۹ کی صبح کو خان صاحب پاکستان کے لئے روانہ ہو گئے۔

یکم دسمبر کو ایک ہندوستانی مسلمان ایک ہندوستانی خاتون سے شادی کرانے کی غرض سے ووکنگ مسجد آئے ان کے ساتھ پندرہ سولہ افراد اور بھی تھے۔ نکاح کا خطبہ اردو اور انگریزی میں ملا جلا دیا گیا۔ بعض لوگ انگریزی نہیں سمجھتے تھے اور بعض لوگ اردو۔ دلہن کو بھی انگریزی بہت ہی کم آتی تھی۔ مہمانوں کی تواضع چائے اور بسکٹوں سے کی گئی۔

شاہ اردن آج کل انگلستان میں ہیں۔ پچھلی دفعہ ادھر آئے تھے تو وعدہ کیا تھا کہ آئندہ ووکنگ مسجد کو بھی دیکھنے آئیں گے۔ انہیں دعوت نامہ بھیجا گیا لیکن اس بار بھی وہ ادھر آنے کے لئے وقت نہ نکال سکے۔

اگلے ہفتہ دو تین جگہوں پر لیکچر ہیں۔ یہ چند سطور بھیج رہا ہوں تاکہ احباب کو یہاں کے حالات کا کچھ اندازہ ہوتا رہے۔

محمد یحییٰ بٹ صاحب کا خط ملا ہے جس میں ذکر تھا کہ برلن میں ایک اخبار کے نمائندہ نے ان کا انٹرویو لیا تھا جس کی تفصیلات معہ ان کے فوٹو اخبار میں چھپی ہیں۔

جلسہ سالانہ کی تاریخیں

۲۱-۲۲-۲۳-۲۴ جنوری ۱۹۶۰ء

تبلیغ بلادِ غیر

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
انچارج تبلیغ بلادِ غیر

فلپائن

از مسٹر احمد امامت - فلپائن -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کا خط مؤرخہ ۱۵ - $\frac{۱۰}{۵۹}$ اور تین قیمتی کتب وصول ہو چکی ہیں جن کے سلسلہ میں آپ کا بے حد مشکور ہوں جواب دینے میں تاخیر اس لئے ہوئی ہے کہ ہم مسلم اکثریت والے تین صوبوں لاناؤ - کوٹاباٹو اور سولو کے لئے گورنرز - وائس گورنرز - میئرز اور وائس میئرز اور کونسلرز کے انتخابات کے سلسلہ بہت مصروف رہے ہیں - آپ یہ سُن کر خوش ہوں گے کہ عیسائیوں کے مقابل پر مسلمان ووٹوں کی بھاری اکثریت سے ان عہدوں کے لئے کامیاب ہو گئے ہیں - ان مسلمانوں کی کامیابی سے دو ملین مسلمانان فلپائن کی آواز میں طاقت پیدا ہو گئی ہے اور اس طرح مسلمانوں کے لئے نہ صرف ملکی سیاست بلکہ اسلامی تحریکات میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کے عملی طور پر امکانات پیدا ہو گئے ہیں -

عرض خدمت یہ ہے کہ دونوں حاجی امام احمدیت کی مخالفت میں پیش پیش ہیں ۔ وہ شافعی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں انہیں حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ مجدد عصر حاضر، مہدویت اور مسیحیت سے انکار ہے -

میں خیال کرتا ہوں کہ اگر ان سے احمدیت کے متعلق اور احمدی اور سُنی معتقدات کے اختلاف کے متعلق عربی میں خط و کتابت کی جائے تو بہت مؤثر رہے گی، اور حضرت مرزا صاحب کے سوانح حیات اور تعلیم پر عربی میں روشنی ڈالی جائے -

مرزا صاحب کی وفات کے متعلق بھی یہاں بہت گندی اور دُور از قیاس روایات مشہور ہیں - گذارش ہے کہ ان دونوں علماء کا یا ان میں سے ایک کا آپ احمدیت کے متعلق نقطۂ نظر تبدیل فرما سکیں اور احمدیت کی صداقت پر ان کو یقین دلا سکیں تو پھر یہاں احمدیت کی کامیابی کے بہت مواقع ہیں -

(انہیں خط اور مزید لٹریچر دونوں معلمین کے لئے بھیجے جا رہے ہیں - اور مسلمان گورنروں کو بھی مبارکبادی کے خطوط اور قرآن شریف کی جلدیں بھیجی جا رہی ہیں - غلام قادر)

انڈیا

از علاؤ الدین احمد پروفیسر باٹنی ہزاری باغ - بہار - انڈیا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کا خط مؤرخہ ۲۰ $\frac{۱۰}{۵۹}$ اور کتابچہ موسومہ بہ وفات مسیح اور نزول مسیح مل گئے ہیں بہت بہت شکریہ -

میں نے ابھی رسالہ مذکور کو پڑھنا شروع نہیں کیا

امید ہے اس رسالہ میں میرے مسئلہ کا حل مل جائے گا -

علاوہ ازیں آپ نے لفظ رفع کی جو واضح اور بیّن تفسیر لکھ کر بھیجی ہے اس سے مجھے صحیح اور واضح نتیجہ پر پہنچنے میں بڑی مدد ملے گی -

میں نے حتمی طور پر فیصلہ کر لیا ہے کہ میں حیات و وفات مسیح کے مسئلہ کا پورا پورا مطالعہ کروں گا -

میں دوسرے علماء مولانا اشرف علی تھانوی - مولانا آزاد اور مولانا مودودی صاحبان اور بہت سے دیگر علماء کے بیانات بھی اس سلسلہ میں پڑھ رہا ہوں - میں عنقریب ہندوستان اور دیگر ممالک کے علماء سے بھی اس مسئلہ پر استفادہ کروں گا - اور میں جلد ہی اپنے ہاں کے مشہور و معروف دو علماء سے ملنے والا ہوں -

ان تمام ذرائع سے واقفیت حاصل کرنے کے بعد میں کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ جاؤں گا - بعد ازاں میں اپنی تحقیقات کے نتائج سے آپ کو مطلع کروں گا - اگر میرے راستہ میں اس مسئلہ کے سمجھنے کے متعلق مشکل پیش آئی تو میں آپ کو پھر تکلیف دوں گا تاکہ وہ پہلو جو اس مسئلہ کے مبہم رہ جائیں آپ اس کی معقولی اور منقولی طور پر وضاحت فرما کر میری صحیح صحیح راہنمائی فرمائیں -

میں نے حیات و وفات مسیح کے مسئلہ پر آپ سے اور دوسرے ذرائع سے کافی مواد اکٹھا کر لیا ہے -

(انہیں مطلوبہ لٹریچر اور خط لکھے جا رہے ہیں - غلام قادر)

فلپائن

از آمنہ محمد - فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

مجھے آپ کا خط ملا جس سے معلوم ہوا کہ آپ مجھے مزید لٹریچر بھیج رہے ہیں - شکریہ - میں آپ کی تنظیم کی ایک رکن بننے کے لئے اشد خواہش رکھتی ہوں اور میری خواہش ہے کہ میں آپ کے مبارک وطن پاکستان میں رہوں -

اقتباسات متعلقہ دُعا جو آپ نے مجھے بھیجے ہیں انہوں نے مجھے بہت متاثر کیا ہے کہ میں ہمیشہ خداوند تعالےٰ سے دُعا کرتی رہوں اور ذکر الٰہی میں مشغول رہوں - ان اقتباسات کے بار بار پڑھنے میں ایک خاص لذت محسوس ہوتی ہے - میں اس سلسلہ میں آپ کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہوں - کاش کہ میں ایک شاعرہ ہوتی تاکہ میں اپنے جذبات و تاثرات کو یکجا بیان کر سکتی کہ میں پاکستان آنے کے لئے کس قدر بے تاب ہوں اور یہ کہ اپنے پاکستانی بھائی بہنوں سے کس قدر والہانہ محبت رکھتی ہوں - کیا حدیث شریف کا کوئی ترجمہ انگریزی زبان میں بھی ہے؟ میں اسے حاصل کرنا چاہتی ہوں -

میں نے کتاب "جیسس ان ہیون آن ارتھ" کا مطالعہ مکمل کر لیا ہے - یہ تاریخی کتاب ہے - میں نے اسے بڑی دلچسپی سے پڑھا - میں نے ایک رسالہ موسومہ ..
Our Times and Their meaning
میں پڑھا کہ عیسائیت مشرق وسطیٰ میں ایک روشن مستقبل رکھتی ہے - اور انہوں نے پیشگوئی کی ہے کہ وہ بہت سے لوگوں کو عیسائیت میں داخل کر لیں گے - جیسا کہ انہوں نے ظاہر کیا ہے کہ مسلمانوں تک فلاح و بہبود عامہ کے کاموں طبی امداد اور پریس کے ذریعہ سے پہنچنا اُن کے نزدیک بہترین ذریعے ہیں - اس رسالہ مذکورہ نے مزید تبصرہ کیا ہے کہ عیسائیت کی نظریں آج کل مشرق وسطےٰ پر جمی ہوئی ہیں، مجھے یہ معلوم کر کے بہت حیرانی ہوئی کہ لبنان کا سرکاری مذہب عیسائیت ہے - میں تو یہ خیال کر رہی تھی کہ وہ ایک مسلمان ملک ہے -

میں نے ثانوی تعلیم مکمل کر لی ہے - مزید تعلیم کے اجزا کے لئے دعا فرمائیں - مجھے مشورہ دیجئے کہ میں کونسا کورس پڑھوں - میرا پوچھنے کا مقصد دراصل یہ ہے کہ ایک لڑکی کی خاطر آپ کونسا پیشہ پسند فرماتے ہیں شکریہ -

(انہیں خط کا جواب اور لٹریچر بھیجا جا رہا ہے - غلام قادر)

برٹش گیانا

از محمد قاسم - برٹش گیانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

میں نے آپ کی ...... ارسال کردہ کتب وصول کر لی ہیں - یہ کتابیں میرے لئے بے حد خوشی کا موجب ثابت ہوئیں - اور میرے دل میں ان کے لئے بہت عزت ہے - میں نے انہیں اپنی جماعت کے ارکان میں تقسیم کیا ہے - وہ بھی اُن کے مطالعہ سے بہت خوش ہوتے ہیں - میں یوں تو سیرت مصطفےٰ پر بیسیوں کتب کا مطالعہ کر چکا ہوں مگر آپ کی انجمن کی طرف سے جو مجھے کتاب ملی ہے، اس جیسی عمدہ اور سلیس اور سیرت کے تمام پہلوؤں پر حاوی کوئی دوسری کتاب اس سے پہلے میرے دیکھنے میں نہیں آئی - مجھے اب محسوس ہوا کہ آپ کی تحریک احمدیہ واقعی اسلام کی خدمت کر رہی ہے -

میری دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالےٰ آپ کو شمع اسلام کو زیادہ سے زیادہ روشن کرنے کی توفیق عنایت فرمائے (آمین)

(مزید لٹریچر اور جواب خط لکھا جا رہا ہے - غلام قادر)

درخواست دعا

حیدرآباد دکن سے شیخ انعام الحق صاحب لکھتے ہیں :-

بوجہ موسم میرا مزاج یکایک خراب ہو گیا ہے اور میں چند روز سے علیل ہوں - چند ضروری خطوط وغیرہ بھیجنے والے تھے جو بوجہ علالت نہیں بھیج سکا انشاء اللہ جلد ارسال کروں گا - درخواست ہے کہ دعاؤں میں یاد رکھیں -

نیاز کیش - محمد انعام الحق

رنگون کے شیخ الجامعہ کی احمدیت پر نکتہ چینی

کتاب "دو نبی" پر ایک سرسری نظر

قسط نمبر ۳۱

(مولانا مرتضیٰ خان حسن)

مکالمۂ الٰہیہ اور محدّث کا وجود امت میں

آیئے اب آپ کو سلف صالحین کے مذہب سے بھی روشناس کرائیں اور بتائیں کہ اس باب میں حضرت مرزا صاحب ہی منفرد نہیں۔ بلکہ آئمۂ دین نے بھی اس امت کے اندر کثرت مکالمہ و مخاطبہ کو تسلیم کیا ہے۔ محدث کے وجود کو مانا ہے۔ ظلِ نبوت کا اقرار کیا ہے۔ نیز اس امر کا کہ امت میں ایسے افراد پیدا ہوں گے جو انبیائے کرام سے مشابہت رکھیں گے اور کہ وہ اس پایہ کے اصحاب ہیں کہ اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو وہ نبی ہی ہوتے۔ وہ انبیا کے رنگ میں رنگین ہوتے ہیں یہاں تک کہ تمام کمالات اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں وغیرذالک۔

اب ان بزرگوں اور حضرت مرزا صاحب کے مذہب کا مقابلہ کر کے دیکھ لو کچھ تفاوت نظر نہ آئے گا، البتہ حضرت کا بیان زیادہ صفی اور جلی ہے۔ اور ایسا ہونا ضروری تھا۔ کیونکہ آپ کو خدا کے فضل سے اس کوچہ کا زیادہ علم اور زیادہ تجربہ تھا۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

حضرت مجدد الف ثانی رح مکالمہ الٰہیہ اور محدث کے فرماتے ہیں:۔

اعلم ایہا الصدیق ان کلامہ سبحانہ مع البشر قد یکون شفاھا و ذالک الافراد من الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات وقد یکون ذالک لبعض الکمل من متابعیہم بالتبعیۃ والوراثۃ ایضاً و اذا کثر ھذا القسم من الکلام مع واحد منہم سمی محدثا کما کان امیر المومنین رضی اللہ عنہ (مکتوب پنجاہ)

یعنی "اے صدیق جان لے کہ اللہ سبحانہٗ کا کلام بشر کے ساتھ کبھی ایسا ہوتا ہے جیسا ان کے سامنے اور یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ کے لئے ہے اور کبھی ان کے پیروؤں میں بعض کے لئے جو کمال حاصل کر چکے ہیں بسبب پیروی اور وراثت کے بھی ایسا کلام ہوتا ہے اور جب یہ قسم کلام ان میں سے کسی ایک کے ساتھ کثرت سے ہو اس کا نام محدث رکھا جاتا ہے۔ جیسے امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ۔ (مکتوب پنجاہ)

ظلِ نبوت اور افراد امت کا انبیاء کے رنگ میں رنگین ہونے کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"کمل تابعان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات بجہت کمال متابعت و فرط محبت بلکہ بمحض عنایت و موہبت جمیع کمالات انبیاء متبوعہ خود را جذب می نمایند و بکلیت برنگ ایشاں منصبغ میگردند حتیٰ کہ فرق نمے ماند درمیان متبوعاں و تابعان الا بالاصالۃ والتبعیۃ والاولیۃ والآخریۃ فکیف یتصور المساوات بین... الاصل والظل" (جلد ا مکتوبات ۲۴۸)

"یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے کامل تابعدار کمال متابعت اور کثرت محبت کی وجہ سے بلکہ محض عنایت و بخشش سے اپنے نبی متبوع کے تمام کمالات کو جذب کر لیتے ہیں اور کلی طور پر ان کے رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ متبوع اور تابع میں کوئی فرق نہیں رہتا مگر صرف اصالت اور تابعداری اور مقدم اور مؤخر ہونے کا۔ پس اصل اور ظل میں مساوات کیونکر متصور ہو سکتی"

شرح فتوح الغیب میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے کلام فحینئذ تکون وارث کل رسول ونبی صدیق کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"پس اس وقت تو ہوگا میراث خور کل پیغمبروں اور صدیقوں کا جو کچھ کہ ان سے رہا ہے اور مرتبہ علم اور دین اور منصب ارشاد ہدایت تجھ کو ملے گا کیونکہ ولایت نبوت کا ظل ہے۔

پھر مرتبہ اولیت جوامع الکلم کے ذیل میں لکھا ہے:۔

"جو خاص کلام حضرت خاتم نبیین علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات ہے اور ان کلمات سے ہر کلمہ جامع سالکان راہ قرب اور وصول کے لئے ایک قاعدہ کلیہ اور کامل دستور العمل ہے چونکہ ولایت درحقیقت نبوت کا ظل ہے۔ پس جو کچھ اس شخص میں ہے وہ سایہ میں بھی ہویدا ہوگا۔ خصوصاً ولایت کبریٰ میں"

(شرح فتوح الغیب صہ ۱۲،۱۳)

حضرت شاہ اسمٰعیل شہید علیہ الرحمۃ اپنی کتاب صراط مستقیم مطبوعہ نولکشور میں فرماتے ہیں:۔

"اور بہتیرے ایسے مزکّی و صفی ہوں گے کہ انکو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مشابہت ہوگی اور رسالت کے ظل ہوں گے اور جس موقعہ سے انبیاء لوگ علوم غیبیہ اخذ کرتے تھے اسی جگہ سے یہ لوگ بھی حاصل کریں گے۔ اس واسطے ایسے لوگ انبیاء کے استاد بھائی کہلاتے ہیں الغرض یہ لوگ اس درجہ کے ہوتے ہیں کہ اگر نبی کا ہونا ختم نہ ہوتا تو منصب نبوت پر یہ لوگ فائز ہوتے۔ حاصل کلام ایسے لوگ قیامت تک ہوا کریں گے"

(تمہید صراط مستقیم مترجمہ عبدالجبار)

پھر لکھا ہے:۔

"اور باوجودیکہ عہدہ نبوت کا ختم ہوا۔ تب بھی واسطے متفاوت ہونے اوقات اور اشخاص کے عہدہ امامت کے مقرر ہوئے اور منصب امامت کا حقیقت میں ظل نبوت کا ہے۔ اب نبی نہ ہوں گے مگر امام الزمان ہوا کریں گے"

(مقدمہ صراط مستقیم صہ ۱۱)

اب حضرت مسیح موعودؑ کا کلام بھی سن لیجئے، فرماتے ہیں:۔

"ویشرب المحدث من عین یشرب منھا النبی فلاشک انہ نبی لولا سد الباب وھذا ھو السر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سمی الفاروق محدثا نفقا علے اثرہ قولہ لوکان بعدی نبی لکان عمر وما کان ھذا الا الاشارۃ الی ان المحدث یجمع کمالات النبوۃ فی نفسہ ولا فرق

الا فرق الظاہر والباطن والقوۃ والفعل"
(حمامۃ البشریٰ ص۸۲)

"یعنے محدّث اسی چشمہ سے پیتا ہے جس سے نبی۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر باب نبوّت مسدود نہ ہوتا تو وہ نبی ہی ہوتا اور اس میں یہی بھید ہے جو رسول اللہ صلعم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتا۔ اس میں یہ اشارہ تھا کہ محدث کے اندر تمام کمالات نبوّیہ جمع ہوتے ہیں اور ان میں کچھ فرق نہیں ہوتا سوائے ظاہر اور باطن کے یا قوت اور فعل کے"۔

کس قدر پرمغز اور عالمانہ کلام ہے۔ حضرت مرزا صاحب بھی فرماتے ہیں کہ اگر باب نبوّت مسدود نہ ہوتا تو یہ لوگ یعنے محدثین نبی ہوتے۔ اور حضرت شاہ اسمٰعیل شہید صاحب علیہ الرحمۃ بھی فرماتے ہیں:۔

"اور یہ لوگ اس درجہ کے ہوتے ہیں کہ اگر نبی کا ہونا ختم نہ ہوتا تو منصب نبوّت پر یہ لوگ فائز کئے جاتے"

حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ محدّث اسی چشمہ سے پیتے ہیں جس چشمہ سے نبی۔ اور حضرت شہید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

"جس موقعہ سے انبیاء لوگ علوم غیبیہ اخذ کرتے تھے اسی جگہ سے یہ لوگ بھی کر سکیں گے"۔

حضرت نے محدث اور نبی میں کمال مشابہت بیان کی ہے۔ حضرت شہید علیہ الرحمۃ بھی لکھتے ہیں کہ:۔

"ایسے لوگ انبیاء کے استاد بھائی کہلاتے ہیں"

یعنے ایک ہی استاد کے شاگرد ہیں جس سے کمال مشابہت اور اتحاد ثابت ہوتا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

"اور جب اس کی پیروی کمال کو پہنچتی ہے تو ایک ظلّی نبوّت اسکو عطا کرتا ہے جو نبوّت کا ظل ہے اس لئے کہ اسلام ایسے لوگوں کے وجود سے تازہ ہے"
(چشمۂ معرفت ۳۲۵)

پھر فرماتے ہیں:۔

"وخدا را مکالمات و مخاطبات است با اولیائے خود دریں اُمت و ایشاں را رنگ انبیاء دادہ میشود و ایشاں درحقیقت انبیاء نیستند زیرا کہ قرآن حاجت شریعت را بکمال رسانیدہ"
(مواہب الرحمان ص۶۶)

دیکھ لیجئے۔ اگر حضرت مسیح موعودؑ نے ولایت کو ظل نبوّت تحریر فرمایا ہے تو یہی بات شرح فتوح الغیب میں موجود ہے۔ اور لکھا ہے کہ ولایت نبوّت کا ظل ہے اور حضرت شاہ اسمٰعیل شہید نے اپنی کتاب صراط مستقیم میں لکھا ہے کہ **منصب امامت کا حقیقت میں ظلِ نبوّت کا ہے**۔ اگر حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ اولیاء اللہ کو رنگِ انبیاء دیا جاتا ہے تو حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے بھی **برنگِ ایشاں منصبغ** بگردند کہہ کر اسی کی تصدیق کی ہے اگر حضرت مسیح موعود نے محدثوں کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ یہ اسی چشمہ سے پیتے ہیں تو یہی حضرت مجدّد الف ثانی کا ارشاد ہے کہ

"گویا ہر دو (تابع و متبوع) از یک چشمہ آب می خورند و ہر دو آغوش یک کنار اند و ہر دو ہم بستر اند و ہر دو در رنگ شیر و شکر اند۔ تابع کجا و متبوع کدام و تبعیت کرا در اتحاد نسبت تغائر گنجائش ندارد"

اب اہل علم خود سمجھ لیں کہ حضرت مرزا صاحب اور آئمہ سلف کے مذہب میں کوئی فرق نہیں، پھر یہ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آئمہ سلف جو بات کہیں وہ تو صحیح لیکن اگر وہی بات حضرت صاحب کہدیں تو وہ کفر ہو جاتی ہے۔ عوام الناس کا تو ذکر ہی کیا ہے وہ تو یہ باتیں جانتے ہی نہیں اور نہ ان کو سمجھ سکتے ہیں افسوس تو ان لوگوں پر ہے جو صاحبان علم ہیں کہ وہ غور و فکر کئے بغیر ایک صادق انسان پر کفر و ارتداد کا فتوے داغ دیتے ہیں۔ برادران اسلام کی خدمت میں جنہیں حقیقت حال کا علم نہیں عاجز عرض کرتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے کوئی بات ایسی نہیں کہی جو کتاب و سنت کے خلاف ہو آپ تو بار بار لکھ چکے ہیں مجھے سوائے کثرت مکالمہ و مخاطبہ کے اور کوئی دعوے نہیں اور یہ وہ چیز ہے جو اکابر اہل سنت والجماعت میں مسلّم ہے۔ یہ محدثیت ہے اسی کو جزوی یا مجازی طور پر نبی کہا جا سکتا ہے اور جیسا کہ ہم یہ تفصیل پہلے ذکر کر آئے ہیں۔ مجازی نبی ولی ہی ہے جسے انبیاء سے شدید مشابہت حاصل ہوتی ہے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ **وما من نبی الا لہ نظیر فی امتی۔ وابوبکر نظیر ابراھیم وعمر نظیر موسیٰ وعثمان نظیر ھارون وعلی ابن طالب نظیری ومن سرّہ ان ینظر الیٰ عیسیٰ ابن مریم فینظر الیٰ ابی ذر غفاری** (کنز الاعمال جلد ۶ صفحہ ۱۹۲) یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے جس قدر انبیاء گذرے ہیں اُن میں سے ہر ایک کا کوئی نہ کوئی نظیر یا مثیل میری امت میں سے ضرور ہوتا ہے چنانچہ ابوبکرؓ ابراھیم علیہ السلام کا مثیل ہے۔ اور عمر حضرت موسےٰ علیہ السلام کا مثیل اور عثمان ہارون علیہ السلام کا مثیل اور علی ابن طالب میرا مثیل ہے اور جو شخص حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو دیکھنا چاہے تو وہ ابوذر غفاری کو دیکھ لے۔ اُمت کے اکابر اولیاء نے بھی اس مشابہت انبیاء کو تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ اپنے مکتوبات کی جلد اول مکتوب ۲۵۱ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما در طرف ولایت مناسبت بہ حضرت ابراھیمؑ و در طرف دعوت کہ مناسب مقام نبوّت ہے مناسبت بحضرت موسےٰ دارند و حضرت ذی النورین در ہر دو طرف مناسبت بہ حضرت نوح دارند و حضرت امیر در ہر دو طرف مناسبت بہ حضرت عیسیٰ دارند صلوات اللہ علیٰ نبینا و علیہم السلام یعنے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ولایت کے پہلو سے حضرت ابراھیم علیہ السلام سے مناسبت رکھتے ہیں اور دعوت کے لحاظ سے جو نبوۃ کا مقام ہے حضرت موسےٰ علیہ السلام سے مناسبت رکھتے ہیں اور حضرت عثمان ذی النورین دونوں پہلوؤں سے حضرت نوح علیہ السلام سے مناسبت رکھتے ہیں اور حضرت امیر یعنے حضرت علیؓ دونوں پہلوؤں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مناسبت رکھتے ہیں۔

حضرت بایزید بسطامی کے متعلق تذکرۃ الاولیاء میں ہے:۔

گفتند خدائے عزوجل را بندگان اند بہ دل ابراھیم و موسیٰ و محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام گفت آں **ہمہ منم**۔ یعنے لوگوں نے کہا اللہ عزوجل کے ایسے بندے بھی دنیا میں ہوتے ہیں جو حضرت ابراھیم اور حضرت موسیٰ اور حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل رکھتے ہیں۔ اس پر بایزید بسطامی نے فرمایا "وہ سب میں ہوں"۔

اب آخر میں ہم زمانہ حاضرہ کے بہت بڑے عالم مولانا ابوالکلام کا مذہب دربارہ شان مجدّد و محدّث تحریر کرکے اس موضوع کو ختم کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

"ازاں جملہ سب سے اعلیٰ و اشمل طبقہ ان اخص الخواص نفوس مزکی کا ہے جن کا قائد توفیق الٰہی و سائق فیضان ربانی عزائم امور کے لئے چن لیتا ہے وان ذالک لمن العزم الامور اور جن کا **نور علم و عمل مشکوٰۃ نبوّت سے ماخوذ اور جن کا قدم طریق منہاج نبوت پر واقع ہوتا ہے۔ انہی افراد خاصہ کو حدیث بخاری میں محدث (بالفتح) کے لفظ سے تعبیر فرمایا یہی مورد و مصداق حدیث مجدّد کے ہیں** جو مختلف طرق سے مروی ہے اور اس لئے بلحاظ صحت مطلق اس کی صحت میں کلام نہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کا وجود فی الحقیقت نظام حق و ہدایت کا مقوّم و منظم ہے اور **انبیائے کرام کی اصل وراثت انہی میں منتقل ہوتی ہے**۔
(تذکرہ صفحہ ۹۲)

الٰہی پھیر دے دن گردش ایام کے

میں پندرہ بیس سال کا تجربہ کار سٹور کیپر ہوں اور اس وقت ایک سو بیس روپے ماہوار پر ایک پرائیویٹ فرم میں کام کر رہا ہوں۔ لیکن چونکہ تعلیمی ڈگری میرے پاس نہیں ہے اس لئے ترقی نہیں ہو سکتی اور اسی تنخواہ میں سات افراد کے کنبہ کی کفالت کرنی پڑتی ہے جو اس گرانی کے زمانہ میں سخت مشکل ہے دو بچے جن کی عمر آٹھ اور دس سال کے لگ بھگ ہے ان کی تعلیم جاری رکھنا بھی مشکل ہو گیا ہے حتیٰ کہ اخبار پیغام صلح سے بھی ایک سال سے محروم ہوں۔ لہٰذا میرا خیال ہے کہ اگر کسی صاحب کے پاس کوئی ایسا کام وغیرہ ہو جس سے مجھے قریباً -/200 روپے ماہوار تنخواہ مل جائے تو میری خدمات حاضر ہیں۔ کام انشاء اللہ خوش اسلوبی اور ایمانداری سے عوضانے سے کئی گنا زیادہ سرانجام دیا جائے گا۔ یہ چیز زبانی کہنے یا سننے یا لکھنے پر مبنی نہیں ہوتی۔ عملی طور پر چند دنوں میں ہی واضح ہو جاتی ہے یا کوئی چھوٹی موٹی تجارت۔ ایجنسی وغیرہ کی صورت میں شاید اللہ کرے میری زندگی میں انقلاب لے آئے اور قدرت کوئی ایسے اسباب پیدا کر دے جو میرے لئے مفید ثابت ہوں۔ نیز میرے حق میں دعا بھی فرمائی جائے۔ اللہ تعالے اپنا رحم و کرم کرے آمین۔

دعاگو۔ محمد اقبال احمد
معرفت قاضی عبدالحمید ٹھیکیدار۔
گلیانہ روڈ۔ کھاریاں

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں (مینجر)

مولانا یعقوب خانصاحب کی الوداعی تقریر

(بسلسلہ صفحہ ۲)

کام کو پھیلاسکے گا۔ لیکن بعد میں آنے والے خاں صاحب کی یاد کو مدہم نہیں کر سکیں گے۔

انہوں نے آخر پر کہا کہ ہم سب دعا کرتے ہیں کہ خان صاحب خیریت سے گھر پہنچ جائیں اور انہیں ہمیشہ خوشی کے دن نصیب ہوں۔

خاں صاحب اس کے بعد دوبارہ کھڑے ہوئے انہوں نے کہا کہ جن دوستوں نے ابھی میرے متعلق جو الفاظ کہے ہیں ان کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں نے انگلستان کا دو تین مرتبہ چکر لگایا ہے۔ اس لحاظ سے مجھے فائدہ ہوا ہے کہ میں مشرق بعید اور مغرب کا متوازن مطالعہ کر سکا ہوں قرآن کریم میں آتا ہے کہ خدا مشرق کا رب بھی ہے اور مغرب کا بھی۔ اسلام نے میانہ روی کی تعلیم دی ہے مکمل سچائی پر تصرف کسی کو بھی حاصل نہیں۔ اصل سچائی مشرق اور مغرب دونوں کے درمیان تلاش کرنی چاہیئے۔ انہوں نے مزید یہ کہا کہ گذشتہ دو مرتبہ انگلستان اپنی مرضی اور خواہش سے نہیں آیا۔ بلکہ حالات کی مجبوری کی وجہ سے آنا پڑا۔ اس وقت بھی جا رہا ہوں تو واپس آنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ لیکن خدا بہتر جانتا ہے شاید پھر آنا پڑ جائے۔ میں جاتے ہوئے اس لئے مغموم ہوں کیونکہ بہت سے ایسے دوست چھوڑ کر جا رہا ہوں جن میں رہتے ہوئے مجھے خوشی ہوتی ہے۔

ان چند تقاریر کے بعد لوگ مکان میں لوٹ آئے، مسٹر عبداللہ نے چائے کا انتظام کیا ہوا تھا۔ لوگ چائے پیتے رہے اور باتیں کرتے رہے۔ شام کو دیر تک جہاں رہے۔

پولنگ کا طریق کار

(بسلسلہ صفحہ ۴)

جس رائے دہندہ کو کوئی شخص چیلنج کرے تو اس کے ووٹ کی پرچی جس کی پشت پر امیدوار کا نام درج ہو گا جسے رائے دہندہ ووٹ دینا چاہتا ہے لے کر الگ رکھی جائے اور پھر اس قسم کے تمام چیلنج شدہ ووٹوں کا الگ لفافہ بنایا جائے یہ چیلنج شدہ ووٹ شمار نہیں ہوں گے اور ان کا تصفیہ بعد میں کیا جائے گا۔ کہ یہ صحیح ہیں یا غلط۔

بوگس ووٹر کو فوراً پکڑ کر حوالہ پولیس کیا جائے گا۔ پولیس بوگس ووٹر کو ریٹرننگ افسر کے پاس لے جائے گی۔ پھر اس پر مقدمہ چلایا جائے گا۔

کسی بلوہ فساد، ہنگامہ یا طوفان باد و باراں کی شکل میں اگر پولنگ ممکن نہ ہو تو پولنگ چند گھنٹوں یا دوسرے دن کے لئے ریٹرننگ افسر کو اطلاع دینے کے بعد ملتوی کی جا سکتی ہے اگر کسی خاتون رائے دہندہ کے بارے میں بوگس ووٹ ہونے کا شبہ ہو تو ضروری شہادت شناخت کے سلسلہ میں عورت کو یہ حکم دیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنا نقاب الٹ کر چہرہ دکھائے اگر عورت ایسا کرنے سے انکار کرے تو یہ جرم ہو گا۔ اور اس عورت کے خلاف ضروری قانونی کاروائی کی جا سکتی ہے۔

اگر کوئی شخص رائے دینے کے لئے آئے اور حلقہ کی فہرست رائے دہندگان میں اس کے نام کے آگے نشان درج ہو جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ کوئی اور شخص اس نام سے ووٹ دے گیا ہے تو اس صورت میں ضروری شہادت حاصل کرنے کے بعد اس کے ووٹ کی پرچی پر اسی امیدوار کا نام درج کیا جائے جسے وہ ووٹ دینا چاہتا ہے اور اسے ایک الگ لفافہ میں بند کیا جائے ایسے تمام ووٹ ٹنڈرڈ ووٹ کہلائیں گے اور ان کے بارے میں تصفیہ بعد میں ریٹرننگ افسر کریں گے۔

برہما کے معترض سے

جو کہے عیسیٰ نبی زندہ ہے اور پھر سے آنیوالا اسکا دور ہے
منکرِ ختمِ نبوّت ہے وہی ❊ سوچئے کن لوگوں کا یہ طور ہے

(۲)

آئے اِن اسرائیل کا عیسیٰ نبی ❊ یہ عقیدہ رکھنے والا اور ہے
منکرِ ختمِ نبوّت احمدی ❊ ہو نہیں سکتا۔ نہ ان کا طور ہے

(۳)

تا قیامت امتِ اسلام میں ❊ جب محمد مصطفےٰ کا دور ہے
پھر وہی عیسیٰ نبی آئیگا کیوں ❊ مسئلہ یہ قابلِ صد غور ہے

(۴)

منکرِ ختمِ نبوّت تو ہیں آپ ❊ اور کہتے ہیں ہمیں۔ کیا جور ہے
اسرائیلی ہو رسولِ آخری ❊ خود ہی کہئے مومنانہ طور ہے؟

(۵)

ہم مسلما احمدی ہیں احمدی ❊ منکرِ ختمِ نبوّت اور ہے
جو کہے ختمِ رسل کے بعد پھر ❊ ناصری عیسیٰ نبی کا دور ہے

درخواست

میں میٹرک پاس نوجوان ہوں۔ دفتری کاروبار کا کافی تجربہ ہے۔ بہت عرصہ سے بے روزگار ہوں۔ روپیہ نہیں کہ کوئی کاروبار کر سکوں۔ عیالدار ہوں۔ گھر میں فاقہ ہے۔ کوئی صاحب وسیلہ ملازمت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

معرفت ایڈیٹر پیغام صلح۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

پیغام صلح ۱۵ر دسمبر ۱۹۵۹ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ ۴۸

ہفت روزہ پیغام صلح
سالانہ چندہ:۔ پاکستان سے چھ روپے - ہندوستان سے چھ روپے ہندوستانی سکہ
ہندوستان میں ہمارے نمایندہ کا پتہ { شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ۸ محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ - حیدرآباد دکن

جلسہ سالانہ دسمبر کی بجائے جنوری ۱۹۶۰ء کی ۲۱-۲۲-۲۳-۲۴ تاریخوں میں ہوگا

احباب کرام دسمبر ۱۹۵۹ء کی سابقہ اعلان شدہ تاریخوں کو منسوخ سمجھیں اور حکومت کے مقرر کردہ پروگرام کے مطابق ان ایام میں بنیادی جمہوریتوں کے انتخابات میں پورا حصہ لیں اور اس کے بعد ۲۱-۲۲-۲۳-۲۴ جنوری ۱۹۶۰ء کو جلسہ سالانہ میں شمولیت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ان تاریخوں میں سے ۲۱ جنوری ۱۹۶۰ء کا دن مستورات کے جلسہ کے لئے مخصوص ہوگا۔

اس لئے تمام خواتین اپنی اپنی دستکاریاں اس مزید مہلت میں اور زیادہ تیار کر کے ۱۵ جنوری ۱۹۶۰ء کو مہتمم جلسہ سالانہ کو بھیجدیں تاکہ نمائش میں ان کو رکھنے کا انتظام کیا جاسکے۔

ظہور احمد - ۱۲/۱۲/۵۹ - سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

صدرِ پاکستان کے ارشادات

پاکستان کے صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان آج کل بنیادی جمہوریتوں اور دیگر ملکی مسائل عوام کے ذہن نشین کرنے کے لئے مغربی پاکستان کے شہروں اور قصبات کا ایک طوفانی دورہ کر رہے ہیں حیدر آباد، بہاولپور، ملتان، لیہ، شیخوپورہ، سرگودھا، گجرات، گوجرانوالہ وغیرہ مقامات پر صدر نے جو تقاریر کیں، اور عوامی سوالات کے جوابات دیئے وہ قریباً ایک ہی قسم کے ہیں، آپ نے عوام کے بنیادی حقوق کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ اگرچہ سابقہ آئین میں افراد کے بنیادی حقوق کا ذکر کیا گیا تھا لیکن مملکت کے بنیادی حق کا اس میں کہیں ذکر نہ تھا۔ آپ نے کہا میں نے حقائق کی روشنی میں ملکی مسائل کا تجزیہ کیا ہے اور اس کے نتیجے میں بنیادی جمہوریتوں کے اصول کو اپنایا ہے۔ آپ نے کہا میں ایسی جمہوریت چاہتا ہوں جسے لوگ سمجھ سکیں اس پر عمل کر سکیں اور جو لوگوں میں حب الوطنی کا جذبہ پیدا کر سکے، آپ نے کہا کہ ہمارے ملک میں نہ تو اتنے ریڈیو سٹ ہیں اور نہ ہی اتنے اخبارات ہیں، اس لئے ہمیں ایسے اداروں کی ضرورت ہے جن کے ذریعے ہم عوام کو مل سکیں۔ آپ نے کہا کہ بنیادی جمہوریتیں اس ضرورت کو پورا کریں گی۔

صدر نے کہا کہ میری ذاتی رائے یہ ہے کہ سارے ملک کی صرف ایک اسمبلی ہو جس کے ممبروں پر تعلیم یافتہ ہونے کی پابندی عائد کی جائے لیکن ساتھ ہی صدر نے کہا کہ بنیادی جمہوریتوں کے لئے یہ پابندی نہیں لگائی جاسکتی کیونکہ اس کا مقصد یہ ہوگا کہ اسی، ۸۰ فیصد آبادی کو نمائندگی سے محروم کر دیا جائے جو تعلیم یافتہ نہیں ہے صدر نے کہا کہ بعض اوقات ناخواندہ لوگ نام نہاد پڑھے لکھوں سے زیادہ سوجھ بوجھ رکھتے ہیں۔ صدر نے کہا میں سیاسی پارٹی نہیں بنانی چاہتا۔ مجھے خوشی ہوگی اگر ہمارے ملک کا نظام سیاسی جماعتوں کے بغیر چلتا ہے کیونکہ ہماری تمام خرابیوں کی بنیاد سیاسی جماعتیں تھیں، آپ نے کہا کہ یونین کونسلوں کے چیئرمینوں کے انتخاب کے معاملے میں منتخب اور نامزد ارکان میں کوئی فرق نہ ہوگا۔ ایک سوال کے جواب میں آپ نے کہا کہ اگر خواتین معقول تعداد میں منتخب نہ ہوئیں تو انہیں نامزد کر دیا جائے گا ایک خاتون کے سوال کا جواب دیتے ہوئے صدر نے کہا کہ حکومت خواتین کی تعلیم کا پورا پورا انتظام کرے گی آپ نے خواتین کو تلقین کی کہ وہ سادہ زندگی بسر کریں اور آرام و آسائش کے سامان پر روپیہ ضائع نہ کریں۔

موضع شیخ محمدی پشاور کے ایک مخلص احمدی کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا

۱۸/۱۲/۵۹ کی شام کو ۵½ بجے کوہاٹ باڑہ روڈ پر ہمارا ایک مخلص اور مستعد احمدی نوشاد خان آ رہا تھا کہ لب سڑک دو چور مع پستول سائیکل کے سامنے دیوار بن گئے۔ اور نوشاد خان کو سائیکل سے اتار کر بہت پیٹا۔ اور بعدہٗ اسے گرا کر لٹا دیا اور واسکٹ کا وہ حصہ جس میں -/۴۲۵ روپیہ تھا کاٹ لیا۔ بعدہٗ پستول لہراتے ہوئے نو دو گیارہ ہو گئے۔ بیچارا نوشاد خان اسی پونجی کا مالک تھا۔ اور اسی قلیل رقم سے چھوٹی موٹی تجارت کر کے اپنے کثیر خاندان کا گذارہ کرتا تھا۔ صاحب جاہ و ثروت برادری سے التماس ہے کہ اس ستم رسیدہ اور زخم خوردہ بھائی کے زخموں پر پٹی لگا کر اسکو بحال کی پرورش کے قابل بنا دیں۔ تاکہ اسکو یقین ہو جائے کہ اس کا کوئی بھائی بھی پرسانِ حال بھی ہے۔ حضرت امیر قوم سے بھی دعا اور امداد کی

مکتوب ہالینڈ

ہالینڈ مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

جناب مولوی غلام احمد صاحب بشیر مولوی فاضل

ماہ نومبر ۱۹۵۹ء میں گذشتہ ماہ کی طرح ہمارے مشن کی تبلیغی سرگرمیاں بدستور جاری ہیں۔ برادرم مکرم شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے۔ ایمسٹرڈم سے اور خاکسار ہیگ سے جلسوں وغیرہ اور ملاقاتوں کے ذریعہ اسلام کی اشاعت میں مشغول رہے۔ ہالینڈ میں ایک مختلف انجمنوں کی فیڈریشن بنی ہوئی ہے جس کا اس ماہ کے شروع میں جنرل اجلاس تھا برادرم طفیل صاحب اس میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔ جہاں پر انہیں مختلف دوستوں سے ملنے کا اتفاق ہوا، وہ اپنی میٹنگوں کی اطلاع بھی انہیں کرتے رہے ایک اسی قسم کی اور انجمن کی سالانہ کانفرنس میں ہم دونوں شریک ہوئے۔ اگرچہ طفیل صاحب نے اسی شام کو انگلستان کے لئے روانہ ہونا تھا۔ تاہم انہوں نے کچھ تھوڑا سا وقت بچا کر بھی اس میٹنگ میں شرکت کی تاکہ لوگوں کے ساتھ تعلقات تازہ رکھیں۔

مکرم شیخ صاحب ورلڈ کانگرس آف فیتھس کی ہالینڈ کی شاخ کی ایگزیکٹو کمیٹی کے ممبر بھی ہیں۔ اس وجہ سے انہیں اس انجمن کی میٹنگ کے تمام انتظامات بھی کرنا پڑے اس میٹنگ میں خاکسار کو بھی شامل ہونے کا موقعہ ملا۔ وقفہ میں ہم نے اپنے آنے والے جلسوں کا بھی اعلان کروایا اور حاضرین کو دعوت نامے بھی تقسیم کئے اور لٹریچر بھی۔ بعض دوستوں نے ہمیں اپنے پتہ جات بھی دیئے تاکہ جب ہمارا جلسہ ہو تو انہیں دعوت نامہ بھیجا جائے۔

انفرادی طور پر بھی بعض دوست ہمارے پاس آکر اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرتے رہے۔ ایمسٹرڈم میں جمعہ کی نماز بھی ادا کی جاتی رہی۔ طفیل صاحب کی غیر حاضری میں ایک دفعہ خاکسار نے وہاں جا کر نماز جمعہ پڑھائی اور ایک بار ظفر سلیم صاحب کو موقعہ ملا۔

ڈین ہیگ میں جلسہ جات

اس ماہ میں ہم نے ہیگ میں دو پبلک جلسے منعقد کئے۔

(۱)۔ ایک جلسہ ۱۶ر نومبر کو ہوا۔ اس جلسہ کی کارروائی سے پہلے برادرم طفیل صاحب نے حاضرین کو مشن کی طرف سے خوش آمدید کہا اور بتلایا کہ ہمارے ان جلسوں کی غرض و غایت مختلف مذاہب کے پیرؤوں ...... کو ایک دوسرے کے قریب ...... لانا ہے تاکہ وہ ایک دوسرے کے خیالات سن کر ان پر غور کر سکیں۔ اس کے بعد انہوں نے مسٹر خان ادنک کو صدارت کے لئے درخواست کی۔ چنانچہ بعدہٗ انہوں نے جلسہ کی کارروائی کروائی۔ اس جلسہ میں ہم نے ایک پادری صاحب کو بھی حضرت مسیحؑ کی زندگی کے متعلق تقریر کرنے کے لئے بلوایا ہوا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اس جلسہ میں تقریر کی۔ وہ پادری صاحب آزاد خیال عیسائیوں کے فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے قریباً نصف گھنٹہ تقریر کی اور بڑی وضاحت سے حضرت مسیحؑ کی خدائی اور موروثی گناہ وغیرہ امور کی تردید کی۔ اگرچہ وہ دوسرے عیسائیوں کی طرح مسیحؑ کو خدا کا بیٹا تو نہیں مانتے تاہم وہ ان کی صلیبی موت کے قائل ہیں۔ اور صلیبی موت مسیحؑ کا شاندار کارنامہ ہے۔

ان کی تقریر کے بعد خاکسار نے آنحضرت صلعم کی سیرت کے موضوع پر تقریر کی۔ خاکسار نے آپؐ کی زندگی کے چیدہ چیدہ واقعات مختصر طور پر حاضرین کے سامنے رکھے۔ اور خاص طور پر سرداران مکہ کی گواہی ما جربنا علیک الا صدقا اور ان کی پیشکش کہ آنحضرتؐ اگر تبلیغ چھوڑ دیں تو وہ انہیں اپنا سردار بنا لیں گے وغیرہ پر خاص طور پر زور دیا۔ اور بتلایا کہ آپؐ کا صدیق اور امین ہونا آپؐ کی صداقت کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ پھر اگر آپؐ کسی دنیاداری کے لئے کھڑے ہوئے ہوتے تو آپؐ کے لئے سب سے آسان راہ وہ تھی جس کی طرف سرداران مکہ نے آپؐ کو دعوت دی تھی مگر آپؐ نے اسے رد کر دیا اور بتلایا کہ ان کا مقصود اس سے بہتر ہے جسے دنیاوی امور سے کوئی سروکار نہیں۔ اس کے بعد خاکسار نے اس پر زور دیا کہ آنحضرت صلعم کا نمونہ ایسا ہے کہ جس کی انسان پیروی کرنے کی کوشش کر سکتا ہے یہ نمونہ ہم کسی خدائی وجود سے حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ اگر کوئی بالا ہستی آکر ہمیں کہے کہ سچ بولو جیسے میں بولتا ہوں یا دنیا سے اتنی محبت نہ کرو جیسے میں نہیں کرتا تو ہم کہتے کہ آپ ایسا کر سکتے ہیں کیونکہ آپ انسانی لوازمات سے پاک ہیں بات تو تب تھی کہ آپ کو بھی ایسے لوازمات ہوتے اور پھر آپ ہمیں اپنا نمونہ پیش کرتے۔ مگر نبی اکرمؐ نے نہایت اعلےٰ تعلیم دی اور ساتھ ہی اپنا نمونہ بھی پیش فرمایا کہ میں بھی تمہارے جیسا ایک انسان ہوں۔ آؤ میری پیروی کرو۔

یہی وجہ تھی کہ آپؐ کو ایک قلیل عرصہ میں اتنی بڑی کامیابی حاصل ہوئی کہ اس کی مثال کسی اور نبی کی زندگی میں نہیں مل سکتی

وقفہ کے بعد تبادلۂ خیالات کا سلسلہ شروع ہوا جو کہ پونے گیارہ بجے تک جاری رہا اس دوران میں بہت سے مسائل زیر بحث آئے ایک مسئلہ عیسائیت کی موجودگی میں اسلام کی ضرورت تھا۔ جب بائبل بھی خدا کی طرف ...... [illegible] نئی کتاب کی کیا ضرورت۔ بائبل ایک بیوی کی اجازت دیتی ہے مگر قرآن چار کی۔ اس لئے کیا یہ دونوں ایک خدا کی طرف سے ہو سکتی ہیں۔ ان تمام سوالات کے مختصراً جوابات دیئے گئے۔ اور یہ بتلایا گیا کہ چونکہ بائبل میں تحریف و تبدل بہت ہو چکی ہے اس لئے وہ اپنی اصلی حالت پر قائم نہیں رہ سکی۔ لہٰذا ایک نئی ...... کتاب کی ضرورت پیش آئی۔ عیسائیت نامکمل تعلیم لے کر آئی تھی اس لئے ایک اور مکمل تعلیم کی ضرورت باقی تھی جو کہ اسلام نے پوری کی ہے۔

پادری صاحب چونکہ آزاد خیال تھے اس لئے آرتھوڈکس خیال کے پادریوں کی طرف سے ان پر کافی سوال ہوئے جن کے جوابات انہوں نے بہت اچھی طرح دیئے۔ مسیح کی الوہیت کے متعلق انہوں نے فرمایا کہ اس کا ثبوت اناجیل سے نہیں ملتا ہے۔ کفارہ اور موروثی گناہ کے متعلق بھی انہوں نے بتلایا کہ عقل ان باتوں کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔

عجیب واقعہ

حاضرین نے جلسہ کی کارروائی کو بہت دلچسپی سے سنا اور بہت پسند کیا۔ ہاں ایک عیسائی جب میں نے اپنی تقریر ابھی شروع ہی کی تھی اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ میں جاتا ہوں اس سے آپ کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ کم از کم میں آپ کا اثر نہیں لے رہا۔ دراصل میں یہ بیان کر رہا تھا کہ جب آنحضرت صلعم نے دعوی نبوت فرمایا تو آپؐ کی سخت مخالفت شروع ہو گئی مگر باوجود اس سخت مخالفت کے بہت سے لوگ آپؐ کی تعلیم اور نمونہ سے متاثر ہو کر اسلام میں داخل ہو گئے میرے ان الفاظ کو سنتے ہی وہ عیسائی دوست اٹھ کر چلے گئے۔

ہم نے ایک جلسہ ۲۶ر نومبر کو پھر ہیگ میں منعقد کیا اس جلسہ میں ہم نے ہیگ کے ایک بہت بڑے پادری کو تقریر کرنے کے لئے دعوت دی ہوئی تھی۔ یہ پادری صاحب دیر سے میرے واقف ہیں۔ میری دعوت کو انہوں نے بطیب خاطر قبول فرما لیا تھا۔ ہم نے اخبارات کو یہ خبر پہلے ہی بھجوا دی تھی چنانچہ اس وجہ سے ہیگ کے پانچ چھ اخباروں نے اس خبر کو شائع بھی کر دیا تھا۔ ہم نے یہاں پہچان والوں کو دعوت نامے بھی بھجوائے تھے۔ چنانچہ اس پروپیگنڈے کی وجہ سے حاضری توقعات سے بڑھ کر ہوئی اور حاضرین میں اچھے اچھے تعلیم یافتہ لوگ شامل تھے جو دس بارہ مختلف سوسائٹیوں سے تعلق رکھنے والے تھے۔ جلسہ کی کارروائی خاکسار کی زیر صدارت ہوئی۔ خاکسار نے سب سے پہلے حاضرین کو اپنے مشن کا تعارف کرایا اور اس کے بعد جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ اس کے بعد عیسائی نمائندہ مسٹر لختنہارشت سے عرض کی کہ وہ اپنے خیالات بیان فرماویں۔ چنانچہ انہوں نے قریباً نصف گھنٹہ تک مسیحؑ کی قربانی کے موضوع پر تقریر کی اور مختلف مثالوں سے اس مضمون پر روشنی ڈالی۔ ان کے بعد مسٹر خان ادنک نے اسلام کے موضوع پر آدھ گھنٹہ تقریر کی جسے حاضرین نے بہت پسند کیا۔ وقفہ کے بعد حاضرین کو سوالات کرنے کا موقعہ دیا گیا۔ چنانچہ اس موقعہ پر تیرہ افراد نے سوالات کئے سوائے ایک دو کے تمام سوالات اسلام پر ہی تھے ان کے جوابات مقرر صاحب نے نہایت ہی وضاحت سے دیئے۔

(باقی بر صفحہ ۱۰)

رسول اللہ صلعم کی بعثت کی غرض سیرت اور تقویٰ پیدا کرنا ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۸ر دسمبر ۱۹۵۹ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک ان اتبع الا ما یوحیٰ الیّ قل ھل یستوی الاعمیٰ والبصیر افلا تتفکرون ——— (الانعام، ۵۰)——

رسول اللہ کی بعثت کی غرض

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ کے یہودی اور نصرانی علماء اور مشائخ کے طریقوں کو مدنظر رکھکر اللہ تعالےٰ کے حکم سے ایک اعلان کیا۔ یہ اعلان آجکل کے سجادہ نشینوں اور پیروں کے لئے قابل غور ہے۔ فرمایا ان کو کہہ دیجئے لا اقول لکم عندی خزائن اللہ۔ وہ لوگ جو میری جماعت میں شامل ہونا چاہتے ہیں وہ اچھی طرح سن لیں کہ میں نہیں کہتا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے خزانے میرے سپرد کر دیتے ہیں، میں کسی کی روزی نہیں بڑھا سکتا کسی کو بیٹے پوتے نہیں دے سکتا۔ کسی کے باغات اور مویشیوں وغیرہ میں اس وجہ سے اضافہ نہیں کر سکتا کہ اس نے میرا ساتھ دیا ہے ولا اقول انی ملک۔ میں فرشتہ بھی نہیں ہوں مجھے تمام قسم کی وہ حاجات لاحق ہیں جو بشریت کا لازمہ ہیں۔ ولا اعلم الغیب۔ میں غیب بھی نہیں جانتا اُس زمانہ میں کاہن ہوتے تھے، جو لوگوں کو غیب کی اٹکل پچو باتیں بتاتے رہتے تھے۔ انسان چاہتا ہے کہ اسے اپنی قسمت کا حال معلوم ہو، اس قسم کے لوگ قبروں پر جاتے، پجاریوں سے منتیں مانتے، اور نجومیوں سے حال پوچھتے ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا اعلم الغیب میں غیب دان نہیں ہوں۔ میں لوگوں کے مال مویشی میں اضافہ نہیں کر سکتا۔ انی بعثت لاتمم مکارم الاخلاق میری بعثت کی اصل غرض یہ ہے کہ قوم کے اندر سیرت پیدا کروں اور اعلےٰ درجہ کے اخلاق کو تکمیل تک پہنچاؤں۔

جہاد میں سیرت و کردار

اور دو ایک باتیں اور فرمائیں۔ ایک شخص کو جہاد میں تیر لگا۔ وہ بڑا سخت قسم کا تیر تھا۔ اور اس شخص کا جانبر ہونا مشکل تھا، صحابہؓ اس کے گرد جمع ہو گئے اور کہنے لگے ھنیئاً لک الشھادۃ تمہیں شہادت مبارک ہو۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کوئی شہادت نہیں انہ اخذ الشملۃ من غنائم خیبر وانھا لتشتعل علیہ ناراً۔ اس شخص نے خیبر کے مال غنیمت میں سے ایک چادر اٹھالی تھی۔ آج وہ آگ کی چادر بن کر اس پر مشتعل ہو گی۔ اس میں بتادیا کہ صرف جہاد میں چلے جانا اور مارا جانا کافی نہیں یہ کوئی چیز نہیں ہم قوم کو کردار سکھانا چاہتے ہیں، ایک بدکردار شخص دکھانا چاہتا ہے کہ میرے اندر جہاد کا جذبہ ہے وہ لوگوں کو دکھانے کے لئے جنگ کرتا ہے۔ اس کا جہاد کوئی جہاد نہیں۔

جہاد کی غرض

اس ضمن میں ایک امر کی وضاحت فرمائی وسئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الرجل یقاتل للشجاعۃ ویقاتل حمیۃ ویقاتل ریاءً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ایک شخص شجاعت کی خاطر لڑتا ہے، یا حمیت اور غیرت کے لئے لڑتا ہے یا نمود و نمائش کے لئے جنگ میں شامل ہوتا ہے فای ذالک فی سبیل اللہ ان میں سے کون شخص ہے جس کے متعلق یہ سمجھا جائے کہ وہ خدا کے رستہ میں لڑا فقال من قاتل لتکون کلمۃ اللہ العلیا۔ فرمایا اس شخص کی جنگ خدا کے لئے سمجھی جائے گی جو اس لئے لڑتا ہے کہ خدا کا نام بلند ہو، اور خدا کا دین غالب آجائے، اور جو یہ کہے کہ میں خالصۃً للہ جہاد میں شریک ہوتا ہوں نہ شجاعت کے لئے نہ حمیت کے لئے اور نہ نمود و نمائش میرے مدنظر ہے اور نہ کسی اور غرض و مقصد کے لئے لڑتا ہوں۔

مال غنیمت کی تقسیم حکم الٰہی کے ماتحت

سعد بن وقاصؓ کہتے ہیں کہ میرا بھائی جنگ میں مارا گیا جس کا مجھے بڑا دکھ ہوا اور میں نے اس کے قاتل کو مار کر اس کی تلوار لے لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یہ تلوار میرے بھائی کی یادگار کے طور پر مجھے دیدی جائے آپؐ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالےٰ کی طرف سے مال غنیمت کے متعلق ابھی کوئی حکم نہیں آیا اس لئے یہ تلوار بیت المال میں جمع کرا دو۔ اس آیت میں بھی یہی فرمایا ہے ان اتبع الا ما یوحیٰ الیّ میں اپنی رائے سے کوئی کام نہیں کرتا، صرف حکم الٰہی کی متابعت کرتا ہوں، یہی بات آپؐ قوم کو سکھانا چاہتے تھے۔ کہ جب آپ لیڈر ہو کر خدا کے محبوب ہو کر کوئی کام اپنی رائے سے نہیں کرتے تو دوسروں کو کہاں حق پہنچتا ہے کہ کوئی کام حکم الٰہی کے خلاف کریں۔

محض رضائے الٰہی کیلئے رسول اللہ کی معیت

اب ایک شخص حضرتؐ سے نفع کبھی نہیں حاصل کر سکتا، کوئی مالی منفعت آپؐ کی ذات سے حاصل نہیں ہو سکتی، آپؐ خزانوں کے بھی مالک نہیں کہ لوگوں کی مدد کر سکیں، غیب بھی آپ نہیں جانتے کہ کسی کو پیش آنے والے مصائب کا پہلے سے پتہ دے سکیں فرشتے بھی آپ ہو نہیں ہیں، اور جنگ میں لوٹ کھسوٹ کا مال لینے کی بھی اجازت نہیں دیتے۔ اور خالصۃً للہ جنگ کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ تو ایسے حالات میں وہی شخص آپؐ کے ساتھ ہو سکتا ہے جس کو کوئی دنیوی منفعت مدنظر نہ ہو، اور محض خدا کی رضا اس کے پیش نظر ہو۔

قومی فضیلت کے نقصان دہ نظریہ کی تردید

پھر فرمایا لا فضل لعربی علی اعجمی ولا لاعجمی علی عربی۔ قوموں کو حقارت کی نظر سے نہیں دیکھنا کوئی قوم عربی یا عجمی ہونے کی وجہ سے فضیلت نہیں رکھتی۔ یورپ کے بادشاہوں نے آج بیسویں صدی میں اپنی قوم کو یہ سبق دیا کہ ہمیں دوسری قوموں پر برتری اور فضیلت حاصل ہے، ہٹلر نے تو برملا کہہ دیا تھا کہ نازی قوم دنیا کی تمام اقوام سے برتر ہے، لیکن روس، انگلستان فرانس اور امریکہ کے دماغوں میں بھی یہی بات ہے کہ ہم سفید لوگ آسمان سے آئے ہیں۔ اور دنیا کی تمام رنگدار اقوام ہماری غلام ہیں لیس للامیین من سبیل رنگدار لوگوں کے ساتھ ہو چاہیں سلوک کریں کوئی پوچھنے والا نہیں۔ لیکن حضرت صلعم نے فرمایا لا فضل لعربی علی اعجمی میں یہ نہیں کر سکتا کہ دوسری سب قوموں کو پاؤں کی جوتی بنالوں، کسی کا عربی یا عجمی ہونا یا سفید رنگ ہونا کوئی وجہ فضیلت نہیں یہ سبق نہایت ہی بلند ہے کہ اپنی قوم کے دلوں میں نقصان دہ نظریہ نہ پیدا ہونے دیا جائے۔

اعمال کا مدار نیات پر

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ انما الاعمال بالنیات۔ تمہاری نماز روزہ وغیرہ نیک اعمال کوئی فائدہ نہیں دے سکتے۔ اگر ان کے اندر نیت بلند نہ ہو، اور فرمایا لکل امرئٍ ما نویٰ ہر شخص کو وہی چیز ملے گی جس کی وہ نیت رکھتا ہے۔ مثلاً کسی کی نیت ہے کہ شام یا ایران پر حملہ کریں گے تو دولت ہاتھ آئے گی، یا شام کی پریاں اسے ملیں گی۔ تو اس کے عمل کا نتیجہ اسی نیت کے مطابق ہو گا۔ اور من کان ھجرتہ الیٰ دنیا یصیبھا۔ جس شخص کی نیت میں دنیا کے مفاد حاصل کرنا ہو یا الیٰ امرأۃ ینکحھا کسی عورت سے نکاح کرنے کی نیت ہو تو فرمایا فانما ھجرتہ الیٰ ما ھاجر الیہ تو ان کی ہجرت صرف اتنی ہو گا۔ فمن کان ھجرتہ الی اللہ فھجرتہ الی اللہ۔

اللہ تعالےٰ کی نظر دلوں پر ہوتی ہے صورتوں پر نہیں

تو حضرت صلعم اپنی قوم کے اندر سیرت پیدا کرنا چاہتے تھے، اور آپ نے پیدا کر کے دکھائی۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے دلوں میں کامل درجہ کی خدا خوفی ہونی چاہیئے اور نیات پاکیزہ اور خلوص لئے ہوئے ہوں، اور فرمایا ان اللہ لا ینظر الیٰ صورکم ولکن ینظر الیٰ قلوبکم۔ اللہ تعالےٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا کہ تم ظاہر طور پر کتنے خوبصورت ہو بلکہ وہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے کہ ان کے اندر حسن سیرت جلوہ گر ہے

یا نہیں، ہمارے دین کے صلحا اور علمائے امت نے اس حدیث کو سن کر اپنا محاسبہ کیا کہ جب ہمارے خدا کی نظر دلوں پر ہے تو ہمارے دل پاک ہیں یا نہیں ہم جو نیک اعمال کرتے ہیں، ان میں حسن نیت کو کہاں تک دخل ہے۔

نیات کی مثال مسجد ضرار سے

قرآن کریم نے نیت کے متعلق ایک واضح مثال دی ہے والذین اتخذوا مسجداً ضراراً وکفراً وتفریقاً بین المؤمنین وارصاداً لمن حارب اللہ ورسولہ من قبل۔ کچھ لوگوں نے مسجد بنائی، اور کہا کہ اس میں نمازیں پڑھی جائیں گی۔ اس میں قرآن پڑھا جائے گا۔ اس میں ذکر الٰہی ہوگا۔ اذانیں ہوں گی، لیکن اسکو مسجد ضرار قرار دیا۔ اور کفر کا موجب ٹھہرایا، بظاہر مسجد ہے۔ اس میں قرآن پڑھا جائے گا۔ اذان اور نماز ہوگی، لیکن فرمایا مسجداً ضراراً اس بظاہر اچھی شکل کے ارادہ میں مسلمانوں کو ضرر پہنچانا مدنظر ہے اسکو بنانے والوں کے دل میں کفر ہے یہ شکل ٹھیک ہے خانہ خدا ہے لیکن تفریقاً بین المؤمنین اس کے ذریعہ سے مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنا مدنظر ہے۔ نماز تو انسان کو مہذب بناتی ہے اور روزہ نفس پر کنٹرول سکھاتا ہے ایک بڑا مقصد تو اس کا اعمال صالحہ کے لئے تیار ہونا ہے اور ایک اہم مقصد جماعت کا استحکام ہے۔ اگر مسجد سے یا نماز سے یا اس مسجد کی کسی ظاہری دینی خدمت سے جماعت میں تفریق پیدا ہوتی ہو وہ مقاصد دینیہ کے نقصان کا باعث بنتی ہے۔

آئیڈیل تعلیم

یہ وہ تعلیم ہے جسکو فی الحقیقت آئیڈیل کہا جا سکتا ہے۔ یورپ والے کہتے ہیں کہ حضرت عیسٰی کی تعلیم آئیڈیل ہے، وہ کیا تعلیم ہے اگر کوئی تیری ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسری بھی پھیر دے، اگر کوئی کوٹ لے جانا چاہے تو کرتہ بھی اتار دے۔ سارا یورپ عملاً اس کے خلاف ہے، آج سارے عیسائی ایک دوسرے کو تباہ کرنے کے درپے ہیں، روس امریکہ کو تباہ کرنا چاہتا ہے اور امریکہ روس کو، کیا حضرت عیسٰی کی تعلیم پر وہاں کوئی عمل نظر آتا ہے؟ یہ تعلیم اپنی ذات میں بھی آئیڈیل نہیں ہے۔ تعلیم ہے کہ دشمن سے بھی محبت کرو لیکن تم تو اپنے ہم مذہبوں سے بھی محبت نہیں کرتے۔ اپنے ماتحت سے بھی محبت نہیں کرتے، افریقہ کے جنوب میں عیسائی قوم وہاں کے باشندوں سے جو سلوک کر رہی ہے دنیا اس پر لعنت بھیج رہی ہے۔ فرانس ہمارے سامنے الجزائر کے مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار رہا ہے۔

ہمارے اس زمانہ میں ہی گاندھی پیدا ہوا، جو لوگوں کو اہنسا کی تعلیم دیتا تھا کیا آج اس کے پیرو اس کی تعلیم پر عمل پیرا ہیں؟ انہوں نے بھی اعلان کیا ہے کہ ہم بھی ایٹم بنا رہے ہیں۔ ان کے بجٹ میں اسلحہ پر سب سے بڑھکر خرچ ہوتا ہے، کیا یہ آئیڈیل ہے یا یہ تعلیم آئیڈیل ہے کہ ہم دوسروں سے افضل ہیں، فضیلت قوم یا رنگ یا وطن سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ خدا خوفی سے پیدا ہوتی ہے،

کوئی شخص مشرق میں رہتا ہے یا مغرب میں، اگر خدا خوف ہے تو وہی افضل ہے،

اچھی نیت والے اعمال

اور فرمایا جہاد کرو لیکن اگر نیت نیک نہیں تو جان بھی گئی، اور فائدہ بھی نہ ہوا، فرمایا وذروا ظاہر الاثم وباطنہ، ظاہری گناہ کو بھی چھوڑ دو اور باطنی بھی، دل کو پاک کرو، ہر فعل جو کرو محاسبہ کرو کہ نیت ٹھیک ہے یا نہیں۔ اس کے اندر کوئی ایسی غرض تو پنہاں نہیں جو اعلیٰ نہیں ان اللہ ینظر الی قلوبکم ولا ینظر الی صورکم۔ اور حضرت کو حکم ہوا لا تقم فیہ ... کہ آپ ایسی مسجد میں ہرگز ہرگز نماز نہ پڑھنا، اور آپ کی مسجد کے متعلق فرمایا لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم احق ان تقوم فیہ اس مسجد کی بنا تقوے پر رکھی گئی اور فرمایا فیہ رجال یحبون ان یتطہروا اس مسجد میں رجال ہیں جو پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں ایسی مسجد میں نماز پڑھو۔

حرام کی روٹی سے بدکاری پیدا ہوتی ہے

لہٰذا اپنا محاسبہ کرو، حسد سے دلوں کو پاک کرو، بددیانتی کی روٹی چھوڑ دو فرمایا ان اللہ یامر بالصدق والعفاف والصلۃ۔ اللہ تعالےٰ صدق و دیانت اور پاکیزگی کا حکم دیتا ہے۔ حلال اور پاکیزہ روٹی کھاؤ۔ پیٹ کے اندر حرام کی روٹی جاتی ہے تو انسان خدا کو چھوڑ دیتا ہے ایسی روٹی کا نتیجہ یہی دیکھا گیا ہے کہ انسان بدی کی طرف چلا گیا۔ میں نہایت افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ ایک نہایت اعلےٰ درجہ کا انسان جس نے قادیان میں تعلیم پائی، برے رستہ پر لگ کر تباہ ہوگیا۔ اور راولپنڈی میں خان بہادر محمد اسمٰعیل نے مجھے کہا کہ فلاں شخص کو چل کر دیکھئے، اس نے شراب پی ہوئی ہے، میں نے کہا میں اس کے پاس نہیں جاتا، وہ مجھے دیکھ کر شرمندہ ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ ایک بے عقلی اس نے یہ کر رکھی ہے منہ کی بدبو کو چھپانے کے لئے پان کھاتا ہے، بدبو تو پیٹ سے باہر آ رہی ہے نہ کہ منہ سے پیدا ہو رہی ہے .... پان سے بدبو نہیں چھپ سکتی۔ اس کی وجہ کیا تھی۔ اس نے رشوت ستانی شروع کی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شراب پینی شروع کی۔ اور میں نے شملہ میں اسکو ایک بری جگہ پر دیکھا۔ حرام کی روٹی سے شراب خوری اور بدکاری پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پیٹ کو عفیف رکھو، جب پیٹ عفیف ہوگا تو بدی کی طرف رجحان نہ ہوگا۔ یہ ہے آئیڈیل تعلیم، عورتیں اور مرد عفیف ہوں اور میں کہتا ہوں مسلمان عورتیں آج بھی دنیا کی دوسری عورتوں سے بڑھکر عفیف ہیں۔

نیش زنی کی بری عادات

ایک اور بات سن لیں، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم جنگ کے لئے نکلیں گے تیاری کرو۔ یہ تبوک کی جنگ تھی، یہ مقام شام کی سرحد کے قریب واقع ہے کعب بن مالک جو بہت بڑے آدمی تھے، وہ بیان کرتے ہیں، کہ مجھے بڑا گھمنڈ تھا کہ تیاری کیا ہے، میں روانگی کے وقت فوراً تیار ہو جاؤں گا۔ لیکن جب وقت آیا تو ارادہ میں کمزوری آگئی، اور خیال کیا کہ فلاں کام کر کے ایک دو دن بعد چلا جاؤں گا۔ لیکن دن گذرتے گئے۔ اور میں نہ جا سکا۔ میں خیال کرتا تھا کہ میں اس طرز پر چل رہا ہوں جو منافقت کی ہے، حضرت جب تبوک پہنچے تو آپ نے فرمایا ما فعل کعب کعب کا کیا حال ہے، ایک شخص کو پہلے سے کد تھی اس نے کہہ دیا کہ حضرت اسکو اپنے کپڑوں پر بڑا ناز ہے اور اپنی جوانی پر بھی۔ اس پر حضرت معاذ بن جبل نے اس شخص کو مخاطب کر کے کہا بئس ما قلت تو نے بہت بری بات کہی۔ ہم نے تو کعب میں کوئی برائی نہیں دیکھی یہ دونوں باتیں قابل غور ہیں ایک شخص نے موقعہ پا کر نیش زنی کی، جس پر اسے ٹوکا گیا کہ بہت بری بات ہے ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ نیش زنی کی عادت نہایت ناپاک ہے اسکو ترک کرنا چاہیئے اور جو نیش زنی کرے اسکو روکنا چاہیئے۔

خدا کی رضا مقدم ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ جب سفر سے واپس آتے تو پہلے مسجد میں جا کر نفل پڑھتے اور پھر دوستوں میں بیٹھ کر کچھ باتیں کرتے۔ تبوک سے بھی واپس آ کر آپ نے پہلے نفل پڑھے ثم جلس للناس پھر لوگوں میں بیٹھ کر باتیں کیں۔ کعب کہتے ہیں کہ میں بھی آپ کی آمد کی خبر سن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے میری طرف تبسم سے دیکھا لیکن وہ ایسا تبسم تھا کہ اس سے خفگی جھلکتی تھی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ جانتے ہیں کہ میں تیز لسان ہوں، اگر میں چاہوں تو دوسرے لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے عذرات پیش کئے ہیں، میں بھی ایسی معذرت پیش کر سکتا ہوں، کہ آپ مجھ سے راضی ہو جائیں لیکن اگر خدا ناراض ہو، تو میری معذرت اور آپ کا راضی ہونا کس کام کا؟ اس لئے میں کوئی عذر پیش نہیں کرنا چاہتا اور صرف یہی کہتا ہوں کہ میری غفلت ہے کہ میں حضور کا ساتھ نہ دے سکا اگر میں جھوٹ بول کر مخلصی پالوں تو آپ تو راضی ہو جائیں گے لیکن خدا تو راضی نہ ہوگا، یہ کردار ہے جو نبی کریم صلعم نے اپنے ساتھیوں میں پیدا کیا تھا۔ کتنی بلندیاں ہیں اس بات میں کہ اگر خدا راضی ہو اور آپ ناراض ہوں تو یہ بہتر ہے اس سے کہ خدا ناراض ہو۔

کعبؓ کا مقاطعہ اور انکی حالت

اس پر نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ جب تک خدا کی طرف سے کوئی حکم نہ آئے کوئی تم سے بات نہ کرے، کعب کہتے ہیں کہ حضورؐ کے حکم کی اطاعت میں قوم کی قوم نے میرے ساتھ بات چیت کرنا ترک کر دیا۔ ایک دن میں اپنے ایک بھائی کے باغ میں گیا کہ ان سے بات چیت کروں۔ میں نے اسے السلام علیکم کہا، اس نے منہ پھیر لیا اور کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے اسے کہا ابو قتادہؓ تم جانتے ہو کہ میں مسلمان ہوں اور خدا اور رسول پر ایمان رکھتا ہوں۔ اس نے منہ دوسری طرف کر کے اتنا ہی کہا اللہ ورسولہ اعلم۔ اللہ اور اس کا رسول ہی جانتا ہے کہ تم ایمان رکھتے ہو یا نہیں۔ وہاں سے

(باقی بر صفحہ ۹)

جرمنی میں تبلیغ اسلام

مولانا محمد یحییٰ بٹ کا مکتوب

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

غالباً نومبر کی ۶ تاریخ تھی کہ ووکنگ (انگلستان) میں سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا تار پہنچا کہ میں جلد برلن پہنچوں۔ تار کے بعد منگل کو خط ملا کہ مسجد برلن میں حالات کچھ اچھے نہیں میں وہاں پہنچکر حالات کا مطالعہ کرکے مناسب اقدام کروں۔ خیر تار کے پیش نظر سفر کی تیاری مکمل کرکے میں جمعرات کو بذریعہ ہوائی جہاز برلن مسجد میں پہنچ گیا سفر خیریت سے گذرا، الحمد للہ

برلن مسجد

برلن پہنچکر کچھ دیر سڑک پر کھڑے ہو کر مسجد کو دیکھا ماشاء اللہ خوبصورت اور دلکش ہے۔ اس کے بلند مینارے گر پڑے ہیں۔ لیکن دیکھنے والا اپنے ذہن میں ان میناروں کی پوری بلندی کا تصور کرکے اس کی خوبصورتی کو جانچ سکتا ہے۔ یقین جانئے موجودہ صورت سے کہیں بڑھکر مسجد کی خوبصورتی نظر کے سامنے کھنچ آتی ہے۔ خدا کرے ان میناروں کی مرمت ہو جائے۔ اور یہ خدا کا گھر اپنی پوری شوکت کے ساتھ پھر سے لوگوں کو نظر آنے لگے۔

مسجد کے تینوں طرف کشادہ سڑکیں ہیں جس سے مسجد کی خوبصورتی اور بھی بڑھ گئی ہے مسجد اور اس سے ملحق ایک چھوٹا سا لیکن صاف ستھرا اور خوبصورت گھر ایک احاطہ میں ہے۔ اس احاطہ کے گرداگرد جنگلا ہے اور اس میں مسجد اور گھر کے گرداگرد چھوٹا سا لان ہے۔ سامنے قد آدم پودے ہیں۔ اور کونوں پر اور مسجد کے پیچھے سر بفلک درخت ہیں۔ اس ماحول نے مسجد کی خوبصورتی کو کہیں دوبالا کر رکھا ہے۔ یہ سب نظارہ چند منٹ باہر سے دیکھا بعدہٗ گھر میں سامان رکھا اور سیدھا مسجد کے اندر گیا۔ مسجد کا اندرونہ باہر کے نظارہ سے کہیں زیادہ دلفریب ہے اندر گنبد کے گرداگرد لاغالب الا اللہ۔ لاغالب الا اللہ کے الفاظ ایک دائرہ میں لکھے ہیں۔ جو نہ صرف کتابت کی خوبصورتی ہی رکھتے ہیں بلکہ ایک حقیقت عظمیٰ کا اعلان کر رہے ہیں۔ محراب کے ماتھے پر لکھا ہے کلما دخل علیھا زکریا المحراب۔ اور اس آیت کے دائیں بائیں اللہ اور محمد کے الفاظ ہیں۔ یورپ کے اندر خدا کے گھر میں پہنچکر کس کا دل دعا کرنے کو نہ چاہے۔ چنانچہ دو نفل نماز محراب کے نزدیک کھڑے ہوکر ادا کی۔

مقامی اخبار میں میری آمد کا ذکر

چند دن بعد حسب قاعدہ پولیس آفس میں اپنی آمد کی رپورٹ کرنا تھا۔ اس رپورٹ کے دوسرے دن ہی مقامی اخبار کے نمایندے نے ٹیلیفون کیا کہ وہ میرے پاس انٹرویو کے لئے آنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ۲۴ر نومبر کو عصر کے قریب دو رپورٹر اور ایک فوٹو گرافر مسجد میں آگئے اور انہوں نے مسجد کے قریب کھڑے ہوتے میری تصویر لی۔ اور قریباً ایک گھنٹہ مجھ سے سوالات کرتے رہے دوسرے دن مقامی اخبار MORGAN POST میں میری تصویر معہ ایک نوٹ چھپ گئی۔ اس پرچہ کی اشاعت برلن میں دیگر شائع ہونے والے روزانہ اخبارات سے کہیں زیادہ ہے۔ فوٹو کے چھپنے سے یہ فائدہ ہوا کہ لوگوں کو مسجد میں میری موجودگی کا علم ہو گیا۔ اور سابق امام صاحب کے فوری طور پر واپس پاکستان چلے جانے سے جو خلا پیدا ہو گیا تھا وہ پورا ہو گیا۔

اس دن سے قریباً روزانہ کئی لوگ مسجد میں تشریف لاتے اور اسلام کے متعلق علم حاصل کرتے ہیں۔

ایک جرمن فیملی سے ملاقات

برلن پہنچکر ایک جرمن کرسچین فیملی سے میرا تعارف ۲۴ر نومبر کو ہوا۔ اس دن انٹرنیشنل کلب کا سوشل اجتماع تھا۔ مجھے ایک جرمن نومسلمہ خاتون ڈاکٹر روح اپنے ساتھ اس کلب میں لے گئیں وہاں مسٹر اور مسز ہیلویگ سے ملاقات ہوئی مسٹر ہیلویگ الیکٹرک انجنیئر ہیں اور ان کی اہلیہ اچھی پڑھی لکھی خاتون ہیں۔ یہ خاتون انگریزی بڑی اچھی طرح سے جانتی ہیں۔ چنانچہ میں انہیں سے تمام وقت اسلام پر باتیں کرتا رہا۔ بعدہٗ ایک دن ان کی طرف سے ٹیلیفون آیا۔ اور میں نے انہیں مسجد آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ دونوں میاں بیوی ۲۹ر نومبر کو صبح دس بجے میرے پاس پہنچ گئے۔ قریباً دو گھنٹے میرے پاس ٹھہرے۔ تمام وقت اسلام کے متعلق باتیں ہوتی رہیں۔

یہ مکالمہ نہایت دلچسپ رہا اس کے بعض حصص درج کرتا ہوں۔

اسلام میں خدا کا تصور

سوال:- اسلام میں خدا کا تصور قہار اور جبار بیان کیا گیا ہے؟

جواب:- قرآن کریم میں خدا کی ۹۹ صفات بیان کی گئی ہیں۔ اُن میں یہ صفات بھی ہیں۔ لیکن ان سب صفات پر خدا کی صفت رحمت غالب ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے وسعت رحمتی کل شیٔ۔

قرآن کریم کا شروع ہی خدا کی صفت رحمت سے ہوتا ہے۔ رب۔ رحمٰن۔ رحیم یہ وہ صفات الٰہیہ ہیں جو قرآن کریم کی ابتداء میں بیان کی گئی ہیں۔ صفت ربّ کا معنی ہے خالق اور مخلوق کرنے کے بعد ربوبیت کرنے والا اور آہستہ آہستہ مخلوقات کو ان کے کمال تک پہنچانے والا۔ اس کے بعد صفات ہیں رحمٰن اور رحیم۔ یہ سراسر رحمت خداوندی پر دلالت کرتی ہیں۔ ایک تو وہ رحمت ہے جس میں انسانی عمل کا ذرہ بھر بھی دخل نہیں۔ اور دوسری رحمت وہ ہے کہ انسان جب قانون قدرت کے ماتحت قدم اٹھاتا ہے تو پھر خدا کی رحمت جوش میں آکر اسے کئی گنا اجر بخشتی ہے پہلی رحمت کی مثال کائنات کی خلقت ہے۔ انسان کی پیدائش سے پہلے اس کی رہائش اور پرورش کے لئے تمام سامان مہیا کر دیا۔ یہ سورج یہ چاند یہ ستارے یہ پہاڑ اور دریا۔ کون کہہ سکتا ہے، کہ اس کے کسی عمل کے نتیجہ میں ہیں۔ وآتاکم کل ماسألتموہ۔ قرآن کا اعلان ہے۔ انسان کی پرورش کے لئے سب کچھ پہلے سے ہی مہیا کر رکھنا خدا کی سراسر رحمت ہے۔ دوسری رحمت وہ ہے جو کسان کی زندگی میں ہمیں واضح طور پر ملتی ہے۔ کسان قانون قدرت کے تحت بیج بوتا ہے۔ پھر کیا ہوتا ہے۔ تمام کائنات مل کر اس ایک بیج کی پرورش کرتی اور چند ماہ کے بعد سات سو اور ہزار گنا زیادہ کرکے اسے واپس کرتی ہے یہ وہ رحمت ہے جو انسان کے عمل کے بعد جوش میں آتی ہے۔ الغرض قرآن کریم نے جس خدا کا تصور پیش کیا ہے وہ سراسر رحمت ہے۔

انسان سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو خدا کی رحمت یہ چاہتی ہے کہ اسے جلد سزا نہ دی جائے۔ چنانچہ قرآن کریم میں خدا کا ایسا ہی تصور پیش کیا گیا ہے۔ وہ فوراً سزا نہیں دیتا بلکہ مہلت دیتا چلا جاتا ہے۔ اس دوران میں موقعہ ہے کہ اپنی غلطی کا اعتراف کرکے بھٹکا ہوا انسان صحیح راہ پر گامزن ہو جائے۔ اسے قرآن کریم کی اصطلاح میں توبہ کہا گیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ خدا قابل التوب ہے وہ ایسے انسان کی توبہ قبول کرتا اور اسے اپنی رحمت سے نوازتا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ وہ انسان کی غلطیوں کو فوراً ہی نشر نہیں کر دیتا بلکہ انہیں ڈھانپتا ہے۔ وہ غافر الذنب ہے۔ یہ بھی اس لئے کہ تا وہ مہلت سے فائدہ اٹھا کر توبہ کر لے اور اس کی عزت برباد نہ ہو۔ ہاں جو اس مہلت سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور اپنی سرکشیوں میں بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں ان کے لئے خدا کی سزا آتی ہے۔ یہ قانون قدرت ہے۔ وہ بھی خدا کی کسی دشمنی سے نہیں بلکہ انسان کے اپنے اعمال کے نتیجہ میں ہے اسی کو قرآن کریم نے مالک یوم الدین کی صفت سے بیان کیا ہے۔ دین کا لفظ اختیار کرکے سزا دینے کے فلسفہ کو بھی بیان کر دیا ہے۔ یعنی انسان کے اپنے اعمال بد کا نتیجہ۔ نیز یہ سرزنش بھی اسے سیدھا کرنے کے لئے ہے۔ الغرض قرآن کریم میں خدا کا تصور سراسر رحمت ہے۔

توبہ کا مفہوم

سوال:- آپ نے ابھی ابھی توبہ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اسلام میں اس کا مفہوم کیا ہے؟

جواب:- انگریزی میں لفظ REPENT ہے لیکن عربی میں اس کے لئے جو لفظ استعمال کیا گیا ہے وہ ہے

توبہ ... توبہ کا معنی ہے لوٹ آنا۔ یعنی وہ انسان جو غلط راہ پر چل رہا ہے اور اس طرح گناہ کا مرتکب ہو رہا ہے۔ اس کی توبہ یہ ہے کہ گناہ کا احساس ہونے کے بعد وہ اپنے اس غلط راستہ سے جس پر کہ وہ چل رہا ہے واپس لوٹ آئے اور اس کی بجائے صحیح راستہ پر گامزن ہو جائے۔ توبہ کا مفہوم قطعاً یہ نہیں کہ انسان لفظ "توبہ" "توبہ" زبان سے دہراتا رہے اور اپنے عمل میں کوئی تبدیلی پیدا نہ کرے۔ ایسی توبہ سودمند نہیں۔ توبہ عمل سے متعلق ہے نہ کہ زبان سے۔ توبہ اسی وقت قابل قبول ہے جب اس کے مطابق عمل میں تبدیلی پیدا ہو جائے۔

گناہ کیا ہے؟

سوال:- گناہ کیا ہے؟

جواب:- اسلام عیسائیت کے تصور گناہ سے اتفاق نہیں کرتا۔ اسلام کا فلسفہ گناہ یہ ہے کہ انسان پیدائشی گنہگار نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ انسان کا اپنے ہاتھوں پیدا کردہ ہے۔ اسلام کے نزدیک ہر انسانی بچہ فطرت صحیحہ لے کر پیدا ہوتا ہے۔ وہ بچہ عیسائی کے گھر پیدا ہو، یہودی اور مجوسی کے ہاں پیدا ہو یا مسلمان کے گھر پیدا ہو، تمام کے تمام بچے بے گناہ اور فطرت صالحہ لئے ہوئے پیدا ہوتے ہیں۔ عیسائی عقیدہ کہ ہر انسانی بچہ گناہ میں لتھڑا ہوا پیدا ہوتا ہے۔ اسلام کے نزدیک بالکل غیر معقول اور باطل عقیدہ ہے۔ گناہ کیسے پیدا ہو گیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عقل و دانش کی پختگی کے بعد جب انسان اپنے خداداد قوے کو غلط موقع اور غلط محل پر استعمال کرتا اور خدا کی مرضی کے خلاف قدم اٹھاتا ہے تو خداداد قوت کے غلط استعمال کا نام گناہ ہے۔ وہ قوت بذات خود بُری نہیں بلکہ اس کا غلط استعمال انسان کو سوسائٹی میں ناپسندیدہ بنا دیتا ہے۔ اس کی ایک مثال نظام عالم میں آگ سے دی جاسکتی ہے۔ آگ بذات خود نقصان دہ نہیں۔ اس کا غلط استعمال اسے نقصان دہ بنا دیتا ہے۔ یہی آگ اگر مطبخ میں احتیاط کے ساتھ جلائی جائے تو انسان کی زندگی کے بقا کا باعث ہے اور سردیوں میں خصوصاً گرم پانی اور گرم چائے تیار کرتی ہے۔ لیکن بعض اوقات ذرا سی بداحتیاطی سے قیمتی اشیا کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ اس صورت میں نقصان دہ ہوتی ہے۔ آگ کے اندر جلانے کی قوت بے شک ہے لیکن اسے بُرا نہیں کہا جاسکتا۔ ہاں البتہ اس کا اطلاق اس کے غلط استعمال پر ہوگا۔ بعینہٖ اسی طرح انسان کو جس قدر قوے خدا کی طرف سے دیئے گئے ہیں ان کے اندر کوئی بدی نہیں بلکہ اس کا غلط استعمال انسان کو گناہ کی طرف لے جاتا ہے۔

انسان کو خدا نے قوے کے استعمال میں کلی آزادی دی ہے۔ اور اس آزادی کے ساتھ ساتھ غلط استعمال اور صحیح استعمال ہر دو امور کو وضاحت کے ساتھ قرآن کریم میں بیان کر دیا ہے۔ اب انسان اگر اس اختیار کو صحیح امور کی سرانجام دہی کے لئے بجا لاتا ہے تو وہ نیکی کرتا ہے۔ لیکن اگر انہی قوے کو غیر محل پر استعمال کرتا اور نواہی کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ گناہ کرتا ہے۔

اعتراف حق

اس پر مسز ہیلوِیگ نے کہا مجھے کبھی بھی عیسائیت میں گناہ کا تصور سمجھ نہیں آیا۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ہر انسانی بچہ جو پیدا ہو وہ گناہگار ہو۔ ہاں البتہ اسلام کا نقطۂ نظر مجھے اپیل کرتا ہے۔

اس کے علاوہ جنت اور دوزخ کے موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی جو موقعہ پر مسٹر ہیلوِیگ کہتے رہے یہی میرے ذہن میں مذہب کا نقشہ ہے۔ بعد میں میں نے انہیں قرآن کریم کا جرمن زبان میں ترجمہ بالتفسیر دکھایا۔ اور وہ اسے چند دنوں کے لئے اپنے ساتھ گھر لے گئے۔

مسٹر رابرٹ کوخے سے ملاقات

مجھے یہاں آئے ابھی دو ہفتے ہی ہوئے ہوں گے کہ مسٹر رابرٹ کوخے ملاقات کے لئے آ گئے۔ مسٹر کوخے جرمن ہیں۔ اپنی مادری زبان کے علاوہ انگریزی فرانسیسی جانتے ہیں۔ مذاہب عالم کا وسیع مطالعہ کئے ہوئے ہیں۔ بدھ ازم عیسائیت، یہودیت وغیرہ مذاہب سے خوب واقف ہیں۔ برلن میں نوجوانوں کو مختلف مذاہب پر لیکچر دیتے ہیں۔ پہلے ہی دن قریباً ڈیڑھ گھنٹہ میرے ہاں ٹھہرے۔ مختلف مذاہب کے نظریات پر گفتگو کرتے رہے۔ اور کہنے لگے ضرورت ہے کہ پیروان مذاہب عالم کو باہم ملانے کی کوئی راہ تجویز کی جائے۔ اس موضوع پر میں نے اسلام کے نظریات ان کے سامنے پیش کئے اور بتایا کہ چودہ سو سال پیشتر ہی سے کس طرح قرآن کریم نے ان تمام امور پر روشنی ڈالی ہے اور پیروان مذاہب عالم کے درمیان صلح و آشتی پیدا کرنے کے لئے کیسی واقعات حقہ پر مبنی تعلیم دی ہے۔

اسلام پر تقریر

ان نظریات کو سن کر وہ بڑے خوش ہوئے۔ اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے زیر اثر گروپ جن کو میں مذاہب عالم پر لیکچر دیتا ہوں ..... اتوار کے دن مسجد میں لاؤں۔ تا وہ لوگ بھی ان نظریات کو سنیں۔ چنانچہ وہ گذشتہ اتوار پچاس کے قریب مرد و زن کو ساتھ لے کر آئے۔ مسجد کو پہلے ہی سے گرم کر رکھا تھا۔ تمام کا تمام گروپ مسجد میں پہنچا۔ میں نے مسجد میں حاضرین کو خوش آمدید کہا اور اسلام کی تعلیم پر قریباً ایک گھنٹہ لیکچر دیا۔ مسٹر کوخے میرے ساتھ کھڑے میری تقریر کا ترجمہ جرمن زبان میں کرتے جاتے تھے۔ مسٹر کوخے خوشی سے لبریز تھے اور انہوں نے اس خوشی کا اظہار مسجد ہی میں کیا۔ اس کے بعد تمام پارٹی کو چائے کی دعوت دی گئی۔ چائے تیار کرنے کا انتظام مسز موسلر نے سنبھالا ہوا تھا اور مہمانوں کو چائے پلانے میں مدد دینے والوں میں قابل ذکر یہ اصحاب ہیں۔ جرمن نومسلم ڈاکٹر روح، ڈاکٹر ہالہ (میڈیکل سٹوڈنٹ) ڈاکٹر ابراہیم (لاء سٹوڈنٹ) محترمہ صفیہ بیگم (جرمن نومسلمہ) مسٹر شوماخر (جرمن نومسلم)

مسٹر کوخے کا قبول اسلام

اس میٹنگ کو ختم ہوئے قریباً آٹھ گھنٹے گزرے ہوں گے کہ مسٹر کوخے کا ٹیلیفون آیا اور یہ خوشخبری سنائی کہ وہ اسلام کی تعلیم سے بے حد متاثر ہیں۔ یہی وہ نظریہ ہے جس کی تلاش میں وہ سرگرداں تھے۔ چنانچہ وہ اسلام کو قبول کرنے اور مسلمان ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔ بعد میں انہوں نے انگریزی زبان میں ایک مقالہ لکھ کر بھیجا ہے۔ جس میں اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔ اس کے بعض اقتباسات ذیل میں درج کرتا ہوں۔ مسٹر کوخے لکھتے ہیں:-

"....... and the most decisive for me became a meeting with Mr. Muhammad Yahya Butt the new Imam of Berlin. It was the most exciting occurance to meet him, a person grown up a thousand miles away and to find the same religious ideas & understandings which I had formed in a long life and in a hard learning."

اور اس مقالہ کے آخر پر لکھتے ہیں:-

"After having experienced through Mr. Muhammad Yahya Butt, that my own ideas are nothing but Islam, after having found in Islam the common ground for mankind, it is but natural for me to work to show what Islam means; and the false ideas about Islam spread amongst European Countries make it my duty to work with all my strength for the propagate of Islam."

یہ فقرات مسٹر کوخے کے اخلاص کو ظاہر کر رہے ہیں۔ امید ہے انشاءاللہ مسٹر کوخے کا اسلام قبول کرنا مغرب کے لئے معنویت کا باعث ہوگا۔

"پیغام صلح" مسٹر کوخے کے پورے مضمون کا ترجمہ آئندہ اشاعت میں درج ہوگا۔

مولانا محمد یعقوب خان صاحب ۷ ار دسمبر ۵۹ء کو بذریعہ تیزگام لاہور پہنچ گئے۔ آپ کے استقبال کے لئے اسٹیشن پر حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر احباب جماعت کثیر تعداد میں موجود تھے، جنہوں نے محترم خانصاحب کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈال کر انکی تشریف آوری پر اپنی خوشی و انبساط کا اظہار کیا۔

مولانا محمد یعقوب خان صاحب کی واپسی

ووکنگ سے آپ کے تشریف لیجانے پر تمام احباب ایک غیر معمولی خلا محسوس کر رہے ہیں

سید محمود حسین از ووکنگ

محترمی خان محمد یعقوب خان صاحب گذشتہ سال تیسری مرتبہ انگلستان تشریف لائے اس وقت مولانا عبدالمجید صاحب مدیر اسلامک ریویو دل ایسمنٹ کے دورہ پر تھے۔ آپ نے اپنے دوسرے اہم فرائض کے ساتھ ساتھ اسلامک ریویو کی بروقت ترتیب اور طباعت و اشاعت کے کام کو بھی اپنے ہاتھ میں لیا اور اپنی بیشتر توجہ اس طرف مبذول فرمائی۔ گذشتہ سال دسمبر میں رات کو دیر تک دفتر کی کھڑکیوں سے اندر کی روشنی باہر سے مرآنے والے کو زبانِ حال سے بتا دیتی تھی کہ کوئی دفتر میں مصروف کار ہے۔ یہ میرا ذاتی مشاہدہ ہے کیونکہ میں شام کو اپنی کلاس کے لئے ہر روز لندن جایا کرتا تھا، اور وہاں سے میری واپسی رات کے گیارہ بجے کے قریب ہوا کرتی تھی۔ اور اس وقت آپ کام میں مصروف ہوتے تھے۔ میں نے ایک آدھ بار آپ کو صحت کا خیال رکھنے اور زیادہ دیر تک کام نہ کرنے کے مشورہ کی بھی جرأت کی۔ مگر آپ مسکرا کر پھر اپنے کام میں غرق ہو جاتے تھے۔

انگلستان کی آزاد فضا میں اہلِ انگلستان رات کو عیش و نشاط کی ایک نئی اور رنگین دنیا بسا لیتے ہیں مگر خدا کے بندے اس کے دین کی خاطر دن تو کیا نصف شب تک دفتر کی خاموش فضا میں سرگرم عمل رہتے ہیں۔ اور جب عیش کی دنیا اپنی رنگینیوں سے چور ہو کر خواب غفلت میں غرق ہوتی ہے، اس وقت وہ اس مالک حقیقی کے حضور سربسجود ہو کر دنیا کی بہبود کے لئے دعائیں کرتے ہیں، کس قدر قابلِ رشک وہ زندگی ہے جس کو یہ سعادت نصیب ہو،

خان صاحب ممدوح کی صحت زیادہ تر اس کی بار دوران قیام میں بفضلہ تعالیٰ کافی اچھی رہی تاہم متعدد بار آپ علیل بھی ہوئے۔ مگر دوران علالت میں بھی ہمہ تن اپنے فرائض کی بجا آوری میں مصروف رہے۔ اب سے چند روز قبل جبکہ حکومت پاکستان نے مشن کے سٹرلنگ کے اخراجات کا استفسار کیا تھا اس موقعہ پر آپکی طبیعت زیادہ علیل تھی اور ڈاکٹر نے مسلسل آرام کی تاکید کی تھی مگر آپ نے مجھ سے تمام کاغذات منگوا کر ملاحظہ فرمائے اور بستر پہ لیٹے لیٹے سب کو ٹھیک کر کے مجھ کو تاکید فرمائی کہ انہیں جلد تر بذریعہ رجسٹری سپرد ڈاک کیا جائے تاکہ مزید تاخیر نہ ہو۔

ہالینڈ کے ایک مذہبی جلسہ میں شرکت

دوران قیام میں متعدد جگہوں پر آپ لیکچر دینے کیلئے تشریف لے گئے جس میں آکسفورڈ وغیرہ بھی شامل ہیں۔ آپ ایک مذہبی اجلاس میں شرکت کے لئے ماہ جون ۱۹۵۹ء کو ہالینڈ بھی تشریف لے گئے تھے۔ خوش قسمتی سے آپ کی تقریر تمام مقررین کے بعد آخر میں تھی۔ آپ کی تقریر کی ریکارڈ شدہ کاپی بعد میں ہالینڈ سے آپ کو بھیجی گئی۔ آپ اجلاس مذکورہ کی کارگذاری سے بہت زیادہ متاثر ہو کر تشریف لائے اور واپسی پر کئی بار دوران گفتگو میں آپ نے دیگر مقررین کی اعلیٰ ذہانت اور وسعت علم کی بے حد تعریف فرمائی بلکہ کئی بار آپ نے اُن مقررین کے عظیم الشان تصورات علم اور طرز بیان کے مقابلہ میں اپنی کم مائیگی کا اظہار فرمایا۔ بندہ نے آپ سے کئی بار آپ کی اپنی تقریر اور سامعین پر اس کے تاثرات کے متعلق پوچھا مگر آپ نے ہر بار دوسرے مقررین کو ہی سراہا۔ البتہ ایک دفعہ میرے بے حد اصرار پر آپ کے منہ سے یہ الفاظ نکلے کہ اُن کی کمیٹی کے ایک ممبر کو جب آپ وہاں سے رخصت ہو رہے تھے آپ نے یہ کہا "میں آپ کے اس عظیم الشان جلسہ سے اپنے ساتھ غیر معمولی تاثرات لیکر واپس جا رہا ہوں"۔ جواب میں اس ممبر نے کہا "اور آپ بھی اپنے غیر معمولی تاثرات ہمارے دلوں پر چھوڑے جا رہے ہیں"

ہمراہیوں اور ساتھیوں سے برتاؤ

آپ کی طبیعت میں اپنے ہمراہیوں اور ساتھیوں کے ساتھ برتاؤ کی ایسی اعلیٰ خوبیاں پائی جاتی ہیں کہ آپ اپنے حلقہ کے تمام کارکنوں، احباب اور رفقائے کار کے لئے اپنے دل میں ایک مخلصانہ اور مشفقانہ جذبہ رکھتے ہیں اور سب کے ساتھ بلا امتیاز حسن سلوک روا رکھتے ہیں، آپ کا یہ انداز آپ کے قریب رہنے والوں کو متاثر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

حسن مذاق کا خوشگوار پہلو

آپ کی فطرت میں ایک خوشگوار قسم کا مزاحیہ پہلو بھی ایسا موجود ہے، جس سے نہ صرف آپ اپنی محفل کو محظوظ کرتے رہتے تھے، بلکہ لیکچروں کے اندر بھی اعلیٰ پایہ کی علمی تقریر کے دوران میں نہایت سنجیدگی سے اہم مسائل کا ذکر کرتے ہوئے جبکہ سامعین سراپا توجہ بنے ہوئے ہوتے ہیں کسی خوشگوار مزاحیہ جملہ سے مجلس قہقہہ زن ہو جاتی یا تالیوں سے آپکے حسنِ مذاق کو خراج تحسین ادا کیا جاتا ہے۔

گذشتہ ماہ مارچ میں جب ہز ایکسی لینسی اکرام اللہ صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ ہائی کمشنر پاکستان کے عہدہ سے سبکدوش ہو کر واپس پاکستان تشریف لے جانے والے تھے تو خان صاحب موصوف نے ووکنگ مسلم مشن کی طرف سے اسلامک کلچر سنٹر لنڈن میں ان کے اعزاز میں ایک ٹی پارٹی دی۔ اس موقعہ پر متعدد مسلم و غیر مسلم انگریز مہمانوں کو مدعو کیا گیا۔

خانصاحب نے مولانا محمد علی مرحوم و مغفور کے ترجمہ قرآن شریف کی ایک خوبصورت جلد ہائی کمشنر موصوف کو اور ایک جلد ان کی اہلیہ محترمہ کو پیش کی۔ بیگم اکرام اللہ نے نہایت ادب سے اُن کے ہاتھ سے قرآن شریف لیکر فرط تعظیم سے قرآن شریف کو بوسہ دیا۔ اس کے بعد خان صاحب نے حاضرین کو مخاطب کیا اور دوران تقریر میں آپ نے ان کی خدمات کو سراہتے ہوئے آخر میں فرمایا:۔

" ہائی کمشنر صاحب ہم سے جا رہے ہیں
اور ہمیں معلوم نہیں کہ پاکستان پہنچکر کس
عہدہ پر فائز ہوں گے۔ مگر ہماری سنجیدہ
رائے یہ ہے کہ کبھی بھول کر بھی پاکستان
میں عہدۂ وزارت کے لئے سعی نہ کریں"

اس جملہ پر سامعین نے بے اختیار قہقہہ لگایا یہاں تک کہ جناب اکرام اللہ اور بیگم اکرام اللہ بھی اپنی ہنسی ضبط نہ کر سکے۔

ایک گرجا میں تقریر

ایک دفعہ سربٹن (SURBITON) نامی مقام پر جو لندن کا ہی ایک حصہ ہے کے ایک گرجا کی طرف سے خانصاحب کو لیکچر دینے کے لئے مدعو کیا گیا۔ اس موقعہ پر راقم الحروف بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ گرجا کے پادری صاحب ہمیں سربٹن ریلوے سٹیشن پر لینے کے لئے موجود تھے۔ یہ گرجا سٹیشن سے بارہ میل کے فاصلہ پر تھا۔ پادری صاحب پہلے ہمیں اپنی موٹر میں اپنے گھر لے گئے۔ ان کی اہلیہ اور بیٹی نے چائے سے ہماری تواضع کی اور اس کے بعد وہ میاں بیوی دونوں ہمیں اسی موٹر میں گرجا لے گئے جہاں کافی تعداد میں مرد و زن منتظر تھے۔

صدر جلسہ نے حاضرین سے خانصاحب کا تعارف کرایا اور ان سے درخواست کی کہ اسلام اور عیسائیت کے اُن امور کے متعلق انہیں کچھ بتائیں جو ان دونوں مذاہب میں ایک خلیج بنے ہوئے ہیں۔ اس کے جواب میں خان صاحب نے جو تقریر کی اس پر سامعین کی توجہ اور خاموشی کے علاوہ اُن کے چہروں کے اُتار چڑھاؤ سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کسی ایسی چیز سے روشناس ہو رہے

ہیں جو پہلے انہوں نے کبھی نہیں دیکھی تھی - دوران تقریر میں آپ نے اسلام اور عیسائیت کے مشترکہ اصولوں پر روشنی ڈالی - سامعین پر آپ کی فصاحت لسانی، حسنِ بیان اور پاکیزہ خیالات کا گہرا اثر تھا - اس کا ثبوت اختتام جلسہ پر نمایاں ہو گیا، جبکہ آخر میں صاحب صدر اور اہل جلسہ میں سے متعدد خواتین و حضرات نے آپ کے بیان کردہ تصوّرات کی سنجیدگی سے تعریف کی - صدر جلسہ نے آپ کی علمیت اور اسلام کی عظمت اور ہمہ گیر تصورات کو بہت سراہا -

اس کے بعد سوالات کا سلسلہ شروع ہوا جس کے دوران میں متعدد بار خانصاحب نے اپنی شائستہ حاضر جوابی سے اور بعض مزاحیہ جملوں سے سامعین کو محظوظ کیا - اور وہ خوش ہو ہو کر تالیاں بجاتے تھے - اس کے بعد پادری صاحب نے اپنی آخری تقریر میں بھی اس امر کا اعتراف کیا کہ اسلام کے متعلق انہیں جس قدر معلومات آج حاصل ہوئی ہیں پہلے کبھی ان کے علم میں وہ باتیں نہ آئی تھیں -

یہودی طلباء کے ایک بڑے ادارہ میں آپ کا لیکچر

پاکستان روانہ ہونے سے ایک ہفتہ قبل یہودی طلباء کے ایک بہت بڑے ادارہ نے آپ کو لیکچر کے لئے دعوت دی - خوش قسمتی سے اس موقعہ پر بھی قبلہ خانصاحب نے خاکسار ہی کو اپنی ہمراہیت کی سعادت بخشی - یہ ادارہ بھی تقریباً وسط لندن میں ہے - ہم شام کو ووکنگ سے بذریعہ ریل روانہ ہو کر رات کے آٹھ بجے وہاں پہنچے - جلسہ گاہ میں داخل ہوتے ہی جس چیز نے میری توجہ کو اپنی طرف کھینچا وہ یہودی طلباء کے سروں پر چپٹی قسم کی جالیدار ٹوپیاں تھیں جنہیں دیکھ کر مجھے اپنے قبائلی ..... پٹھانوں کی ٹوپیاں یاد آ گئیں - جن کی ساخت ہو بہو یہودی نوجوانوں کی ٹوپیوں کی طرح ہوتی ہے - مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے قبلہ خانصاحب سے عرض کی کہ یہودیوں کی ... تہذیب کا پٹھانوں کی تہذیب و تمدّن سے تطبیق کا ایک ثبوت، اور نشان یہ بھی ملاحظہ فرمایئے - یہ ٹوپیاں اگر یہاں جالیدار سوتی دھاگے کی ہیں تو ہمارے ہاں ریشم یا تِلّے کی ہوتی ہیں، خان صاحب نے مسکرا کر میرے خیال سے اتفاق کیا - بعد میں معلوم ہوا کہ یہودی اپنے عبادتخانوں میں داخل ہونے سے قبل یا اپنی مذھبی تقاریب پر ننگے سر نہیں رہتے -

طلباء کے اس ادارہ کا صدر ایک نہایت شائستہ یہودی نوجوان ہے جس نے جلسہ کی کارروائی شروع کی اور حسب تازہ پہلے خانصاحب کا بحیثیت امام مسجد ووکنگ تمام طلبہ اور طالبات سے تعارف کرایا اور ساتھ ہی حاضرین سے درخواست کی کہ اختتام اجلاس پر جب سوالات کا وقت آئے تو کوئی بھی امام صاحب سے کسی سیاسی مسئلہ کے متعلق سوال نہ کریں -

یہاں بھی اہل جلسہ نے پہلے ہی سے اسرائیلیت اور اسلام میں یکسانیت اور اخو[illegible]ت کے موضوع کو منتخب کیا تھا - خانصاحب نے تقریر شروع کی اور قرآن کریم سے استدلال پیش [illegible] نے ہوئے فرمایا کہ ربّ العالمین

نے قرآن پاک میں متعدد بار یہودیوں اور عیسائیوں کو مخاطب کیا ہے - آپ نے وقالت الیھود لیست النصاری علٰی شیء وقالت النصاری لیست الیھود علٰی شیء وھم یتلون الکتاب کی تفسیر کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ حضرت موسٰی علیہ السلام درحقیقت اسلام کے سوا کوئی دوسرا پیغام لے کر نہ آئے تھے - یہودیوں کی قومی تاریخ اور ابتدائی نقل و حرکت کے واقعات بیان فرماتے ہوئے آپ نے بتایا کہ پٹھانوں کی عظیم اکثریت اور کثیر التعداد قوم کا جو بنی اسرائیل ہیں سے ہیں یہودیوں سے الگ ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہونا ہم پر یہی ثابت کرتا ہے کہ انہوں نے حضرت موسٰی علیہ السلام کے صحیح پیغام کی بجا طور پر اطاعت کی ہے - آپ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا :-

"جب ہم اس مکان میں داخل ہوئے تو میرے ساتھی نے مجھے آپ لوگوں کی ٹوپیاں دیکھ کر متوجہ کیا تھا اور کہا تھا کہ قوم پٹھان کے بنی اسرائیل ہونے کا ایک یہ ثبوت بھی ہے، بدقسمتی یا خوش قسمتی سے میں اور میرا ساتھی دونوں اسی قوم کے افراد ہیں"

اس جملہ سے آپ کی مراد یہ تھی کہ گویا آج ہم اپنی برادری والوں میں بیٹھے ہوئے ہیں - اس پر مجھے بے حد ہنسی آئی جس کو میں نے بمشکل ضبط کیا -

تقریر کے دوران میں کئی بار سامعین کو فاضل مقرر نے اپنی شیریں بیانی اور مزاحیہ جملوں سے محظوظ کیا - آخر میں سوالات کا وقت آیا - حاضرین میں سے چند خواتین و حضرات نے کچھ سیدھے سادے سوالات پوچھے - چونکہ خان صاحب نے اپنی تقریر میں نہایت مہذبانہ رنگ میں یہودیوں کے اس تصوّر کو بڑی واضح فرمایا تھا کہ یہودی اپنے آپ کو اقوام عالم میں سب سے برتر سمجھتے ہیں اور یہاں آ کر اُن کے مذہب کا اسلام کے تصورات سے تصادم نظر آتا ہے کیونکہ اسلام بنی نوع انسان کو ایک قوم سمجھتا ہے اور کسی امتیاز کا قائل نہیں (یہ جملہ آپ نے اس وقت فرمایا جبکہ آپ اسلام اور یہودیت کے چند مشترکہ اصول بیان کرنے کے بعد ان دونوں مذاہب کے بنیادی اختلافات کا ذکر فرما رہے تھے) اس پر ایک نوجوان طالب علم نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ یہودی کبھی ایسا خیال نہیں کرتے کہ وہ دنیا میں سب سے اعلٰے اور برتر قوم ہیں - خان صاحب نے نہایت سنجیدگی اور سادگی سے فرمایا :- "اگر یہودی ایسا نہیں سمجھتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایک قدم اور بھی اسلام کے قریب ہیں" - یہ مختصر اور سادہ جواب ایسے انداز سے دیا گیا کہ سامعین نے تائیدی رنگ میں قہقہہ لگایا -

آخر میں ایک [illegible] خاتون نے چند سوالات کئے - اس خاتون کے سوالات [illegible] اعلٰے ذہنیت اور اونچی تعلیم و تربیت کا مظہر تھے - اس خاتون نے غالباً مسلمانوں کے اس طبقہ کا مطالعہ یا مشاہدہ کیا تھا جن میں علمی فقدان کے طفیل اوہام پرستی پائی جاتی ہے - انکے سوال کا اصل مقصد تو یہ تھا کہ مسلمان صرف تقدیر کے قائل ہیں یعنی خدا تعالےٰ کے دیئے ہوئے قوّتوں اور صلاحیتوں اور انعامات سے فیض یاب ہونا بھی گویا قسمت پر ہی چھوڑ دیتے ہیں - مگر انداز سوال کی شائستگی یہ تھی - کہ اس محترمہ نے ایک مختصر اور جامع جملہ فرمایا -

"مسلمانوں میں مسئلہ تقدیر کا آخر کیا فلسفہ ہے"؟

اس کے جواب میں خانصاحب نے قرآن پاک سے استدلال فرما کر وضاحت فرمائی کہ اسلام تو ہے ہی ایک عملی مذہب جو زندگی کو ایک مکمل عمل کے تحت بسر کرنے کی ہدایت دیتا ہے لیس للانسان الا ما سعٰی - اسلام اوہام پرستی سے نجات دلانے والا مذہب ہے نہ کہ اس میں مبتلا کرنے والا -

جلسہ برخواست ہونے سے پہلے نائب صدر نے خصوصیت سے خانصاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا :-

"ہم فاضل مقرر کے از حد ممنون احسان ہیں کہ انہوں نے اسلام اور یہودیت کی بہت باتوں میں صرف یکسانیت اور ہم آہنگی ہی نہیں بتائی بلکہ ان دونوں مذاہب کے اختلافات کو بھی اُجاگر کیا ہے - اور خاص کر ہمیں ہماری کمزوری اور غلط تصوّر کا احساس دلا کر (کہ ہم دوسرے انسانوں سے اپنے آپ کو برتر سمجھتے ہیں) ہم پر بڑا احسان کیا ہے جس کے لئے ہم اُن کے تہ دل سے ممنون ہیں"

جلسہ برخواست ہونے کے بعد حاضرین میں سے ایک صاحب نے ہمیں اپنا موٹر پر ریلوے اسٹیشن تک پہنچانے کی پیشکش کی - یہ صاحب اور انکی اہلیہ محترمہ دونوں لندن کے اونچے طبقہ کے وکلاء میں سے تھے جلسہ گاہ سے ریلوے اسٹیشن تک کی مسافت کے دوران میں دونوں میاں بیوی نے اپنے تاثرات کا اظہار کیا اور اسلام کے عجیب و غریب تصوّرات کی بڑی تعریف کی بلکہ پٹھان قوم کا اپنی قوم کے ساتھ آبائی تعلق کا موضوع بار بار زیر بحث لاتے رہے - اور نہایت ادب اور احترام سے ہمیں اسٹیشن تک پہنچا کر واپس ہوئے -

علالت

واپسی پر کافی دیر ہو چکی تھی ہم رات کو دیر سے ووکنگ پہنچے اور اپنی قیام گاہ پر پہنچتے ہی جناب خانصاحب کی طبیعت ناساز ہو گئی - سینے میں کچھ خلش اور طبیعت میں ایک غیر معمولی بے چینی محسوس کرنے لگے - حتیٰ کہ صبح ڈاکٹر بلا لیا گیا اور تقریباً چار روز تک زیر علاج رہنے کے بعد ذرا آپ کی طبیعت سنبھلی -

لندن میں درس قرآن

چونکہ ہر ہفتہ کے دن آپ درس قرآن دینے کے لئے لندن اکلسٹن سکوئر جایا کرتے تھے اب کی بار آپ کی طبیعت بھی علیل تھی اور دوسری صبح یعنی بروز اتوار آپکو

پاکستان کے لئے روانہ ہونا تھا۔ اور تیاری سفر کے لئے بھی کافی کام اور وقت درکار تھا۔ مگر باوجود اس کے آپ حسب معمول ہفتہ کی شام کو لندن تشریف لے گئے اور اپنے فرائض کو آخری لمحہ تک پورا فرمایا۔

روانگی

اتوار کے دن ۲۹ نومبر ۱۹۵۹ء کو آپ نے بذریعہ ریل وکٹوریا سٹیشن لندن سے صبح دس بجے روانہ ہو کر جنیوا (GENOVA) (اٹلی) سے بحری جہاز پر سوار ہونا تھا۔ ہم سب آپ کے ہمراہ صبح ساڑھے نو بجے لندن کے وکٹوریا سٹیشن پر پہنچ گئے۔ آپ کو رخصت کرنے والوں میں سے ووکنگ سے شیخ محمد طفیل (جو اتفاقاً ہالینڈ سے تشریف لائے ہوئے تھے) یوسف خان صاحب (خلف الرشید خان صاحب ممدوح) محترمہ بیگم ڈاکٹر عبداللہ مرحوم انکی دختر رشیدہ اور خاکسار تھے۔ لندن سے جناب مولانا عبدالمجید مدیر اسلامک ریویو۔ یوسف احمد صاحب اور ان کی اہلیہ۔ اقبال احمد صاحب۔ ایک نومسلم انگریز پولنس سامی مفتی محمد یعقوب خاں صاحب اور سکھوں کے گوردوارہ کے انچارج سردار کبیر سنگھ، اور چند دیگر حضرات آپ کو الوداع کہنے سٹیشن پر آئے ہوئے تھے۔ بندہ نے خانصاحب کی روانگی سے کئی روز قبل بار بار خانصاحب سے پوچھنے کی کوشش کی کہ کیا بقیہ عمر پاکستان گذار کر واپس ووکنگ نہیں آئیں گے؟ مگر آپ نے جو جواب دیا وہ نہ تو امید افزا تھا اور نہ مایوس کن، یعنے آپ نے فرمایا:-

"میں جب بھی ووکنگ آیا ہوں اپنے ارادہ سے نہیں آیا بلکہ حالات نے ایسا کیا۔ اب بھی اگر منشاء ایزدی ہوا تو شاید ....."

غیر معمولی خلا

آپ کی غیر موجودگی سے تمام احباب کو ایک غیر معمولی خلا کا احساس ہو رہا ہے۔ آپ کے آخری روز کے درس قرآن کے بعد جب آپ ہی کے سفر پاکستان کی بات چیت چھڑ گئی تو چند احباب نے یہی سوال آپ سے کیا بلکہ ڈاکٹر داؤد بیگ صاحب نے تو عمداً کہہ بھی دیا:-

"بسلامت روی و باز آئی"!

ٹھیک دس بجے اتوار کے دن خانصاحب ہم سے جدا ہوئے۔ ریل کے دریچہ سے دور تک آپ ہاتھ کے اشارہ سے احباب کو الوداع کہتے گئے۔ اقبال احمد صاحب آپ کے ہمراہ ڈوور تک ...... چلے گئے۔ ہم لوگ جب ووکنگ پہنچے تو آپ کی جدائی کا احساس اور بھی زیادہ محسوس ہونے لگا جسے اب تک محسوس کر رہے ہیں اور غالباً محسوس ہوتا رہے گا۔

۶۰۰	۶	۹۳۹	۶
۶۲۰	۶	۹۴۳	۴
۶۵۳	۱۲	۹۹۱	۱۲
۶۷۸	۶	۹۹۲	۱۲
۶۸۲	۶	۱۰۰۶	۶
۷۱۰	۱۲	۱۰۰۷	۶

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے ان کے نمبر خریداری اور چندہ جو ان سے واجب الوصول ہے، ذیل میں درج ہے، بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا میں سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے۔ بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں ان کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے، اگر ہے تو مہربانی فرما کر یکم جنوری سنہ ۱۹۶۰ء تک اپنے نمبر کے سامنے لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت قسط منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر یکم جنوری سنہ ۱۹۶۰ء تک ان کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۵ جنوری سنہ ۱۹۶۰ء کو ان کے نام کا وی پی ارسال کر دیا جائے گا جس کا چھڑانا ان کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اٹھانا پڑے گا۔ جو ان کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے، چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(مینیجر پیغام صلح)

۳	۶	۲۵۴	۶
۲۱	۶	۲۶۳	۱۲
۳۰	۶	۲۷۳	۴۲
۳۸	۶	۲۹۲	۶
۴۰	۶	۲۹۹	۶
۴۱	۶	۳۰۲	۶
۵۹	۶	۳۰۵	۶
۹۳	۱۲	۳۶۴	۶
۱۰۲	۶	۴۱۹	۶
۱۰۸	۶	۴۲۶	۶
۱۳۵	۶	۴۳۵	۶
۱۴۳	۶	۴۴۲	۱۸
۱۵۰	۶	۴۴۳	۶
۱۶۱	۶	۴۴۴	۶
۱۷۳	۱۲	۴۴۶	۶
۱۷۴	۶	۴۷۷	۳۰
۱۸۴	۶	۴۹۲	۶
۲۰۲	۶	۴۹۴	۶
۲۰۳	۶	۵۲۶	۶
۲۴۱	۶	۵۷۸	۶
۲۴۶	۶	۵۸۸	۶
۲۵۳	۶	۵۹۰	۶

خطبہ جمعہ (بسلسلہ صفحہ ۴)

مایوس ہو کر باہر نکلا تو میرے لئے ایک اور ابتلا موجود ہوا۔ غسان کے بادشاہ کا رقعہ ملا کہ ہم نے سنا ہے کہ تمہارے ساتھ محمد (صلعم) نے اچھا سلوک نہیں کیا۔ بہتر ہے ہمارے ہاں آجاؤ تمہاری بڑی عزت و تکریم کی جائے گی۔ یہ رقعہ پڑھ کر میری جان ہی نکل گئی کہ اب میری حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے، کہ دشمنان اسلام مجھ پر نظر رکھتے ہیں۔ میں نے وہ رقعہ تنور میں ڈال دیا۔ اسی حالت میں ایک اور شخص نے کہ اس کے مقاطعہ کا بھی حکم تھا اپنی بیوی سے کہا کہ تم جا کر رسول اللہ صلعم سے کہو کہ وہ بوڑھا آدمی ہے اگر میں مقاطعہ رکھوں اور اس کی خدمت نہ کروں تو مر جائے گا۔ اس کی بیوی نے ایسا ہی کیا اور اسے اپنے خاوند کی خدمت کرنے کی اجازت مل گئی۔ مجھے بھی کسی نے کہا کہ تم بھی ایسا ہی کرو لیکن میں نے اسکو پسند نہیں کیا۔

بریت کا حکم

جب اس حالت کو پچاسواں دن ہوا تو صبح کے وقت نماز میں اللہ تعالےٰ نے میری بریت نازل کی۔ اسی وقت ایک شخص گھوڑا دوڑاتے ہوئے یہ خوشخبری لے کر آیا، ایک شخص ٹیلے پر چڑھ گیا کہ وہاں سے آواز جلد پہنچ جائے گی۔ اس خوشخبری سے میری جان میں جان آگئی اور میں دوڑا ہوا حضور کی خدمت میں پہنچا۔ جب میں دوڑا ہوا آ رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ رستہ میں لوگ خوشیاں منا رہے تھے، میں جب پہنچا تو حضرت کا چہرہ ہشاش بشاش چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ چہرے سے نظر آ رہا تھا کہ حضرت کے دل میں ذرہ بھر میل نہیں، فرمایا ابشر بخیر یوم مر علیک منذ ولدتک امک تمہیں یہ خوشخبری مبارک ہو۔ یہ ایسا دن ہے کہ جب سے تمہیں تیری ماں نے جنا ہے اس وقت سے اس سے بہتر دن نہ آیا ہوگا۔ اس پر میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ سے یہ سوال کیا۔ اھذا من عند اللہ او من عند نفسک ہے یعنی میری اس بریت کا حکم خدا نے دیا ہے یا حضور نے۔ اس پر حضور نے فرمایا بل ھو من عند اللہ۔ یہ سن کر میرا دل خوشی سے لبریز ہو گیا میں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا خدا نے میرے صدق و صفا کی قدر کی ہے میں شکر گذار ہوں۔ آئندہ بھی زندگی بھر میرا وطیرہ صدق و صفا پر کاربند ہونا ہی رہیگا۔

اسلام کی اصل غرض تقویٰ پیدا کرنا ہے

یہ وہ تعلیم ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو دی اور آپ کی قوم نے اس تعلیم سے اپنے قلوب کو اور تمام دنیا کو روشن کیا۔ آج وہی قوم ہے جو یہ سمجھتی ہے کہ ڈاڑھی ناپ لو، اگر ذرا کمی بیشی ہوئی تو کفر کا فتویٰ تیار ہے۔ ان کے نزدیک اسلام صرف ڈاڑھی کے اندر رہ گیا ہے اور ایک سنت یہ ہے کہ کدو کھاؤ اور دوپہر کا قیلولہ کرو، کیا یہ تعلیم سیرت کو پیدا کرنے والی ہے؟ سیرت ہی کو پیدا کرنے کے لئے مجدد آتے ہیں۔ سیرت کے بغیر انسانیت نہیں رہتی۔ حضرت امام وقت نے بھی یہی فرمایا کہ اگر ہماری جماعت میں تقویٰ پیدا نہیں ہوا تو ہمارا آنا عبث ہے آپ نے یہی نصیحت کی کہ قرآن پر چلو، قرآن کا ایک شعشہ تبدیل نہیں ہو سکتا۔ پس قرآن پر چلو، اسی میں رحمت ہے [illegible] ہم [illegible] کامیاب ہو سکتے ہو

مکتوب ہالینڈ ـ بسلسلہ صفحہ ۲
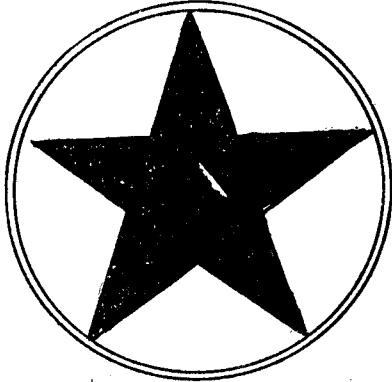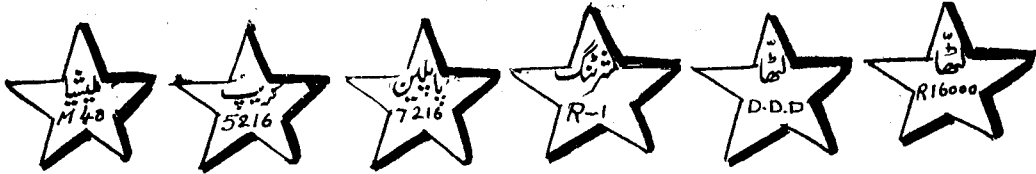
بعض سوالات کے جواب خاکسار نے بھی دیئے ۔ گیارہ بجے شب تک یہ سلسلہ جاری رہا ۔ مگر باوجود اتنی دیر ہو جانے کے سامعین ابھی جانے کا نام نہ لیتے تھے ۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ انہوں نے جلسہ کی کارروائی کو بہت دلچسپی سے سنا ہے ۔ اس موقعہ پر ہالینڈ ریڈیو کے ایک نمائندہ بھی تشریف لائے ہوئے تھے جو کہ رپورٹ لکھ کر لے گئے ۔ ایک اخبار کے نمائندہ بھی شریک ہوئے اگلے دن ان اخبارات میں اس جلسہ کی مختصر کارروائی کی رپورٹ شائع ہوئی ۔

لوگوں کی دلچسپی کو دیکھکر ہم نے فیصلہ کیا کہ ایک باقاعدہ کلاس کھولی جائے جس میں زیادہ دلچسپی لینے والوں کو اسلام کے متعلق گہری معلومات دی جائیں چنانچہ ہم نے حاضرین سے عرض کی کہ جو دوست اسلام کے متعلق باقاعدہ معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ ہمیں اپنے پتہ جات دے جائیں چنانچہ پندرہ سولہ افراد نے اپنے پتہ لکھوائے ۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اللہ کے فضل سے اور لوگوں کو اسلام کی تعلیم سیکھنے کا کتنا شوق ہے ہم عنقریب درس کا سلسلہ شروع کر دیں گے ۔ خاکسار کو ایک دفعہ ایک برادر ہڈ فیڈریشن کی مجلس عاملہ کی میٹنگ میں شامل ہونے کا موقعہ ملا جس میں

آیندہ کا پروگرام طے ہونا تھا ۔ اب ہم ایک جلسہ ۲ر دسمبر کو ہیگ میں کر رہے ہیں اور ایک ۱۶ر دسمبر کو ایمسٹرڈم میں ان دونوں موقعوں پر اسلام کے علاوہ یہودیت اور عیسائیت کے موضوع پر بھی انکے نمائندگان تقاریر کریں گے ۔ ورلڈ کانگریس آف فیتھس کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں بھی شریک ہونیکی دعوت ملی ہے ۔ ہمارے نو مسلم دوستوں میں سے مسٹر کرل عربی سیکھ رہے ہیں ۔ مسٹر مولاٹنی کچھ عرصہ سے بیمار ہیں احباب انکی صحت کے لئے دعا فرما دیں ۔ یہ دوست پہلے ہیلوی مشن کیساتھ تعلق رکھتے تھے مگر جب انہوں نے دیکھا کہ وہ مذہب میں اس آزادی کے خلاف ہیں جو اسلام دیتا ہے تو انہوں نے

آہ! بابا دلاور خاں اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے

محمد الرحمٰن صاحب ڈیرہ اسمٰعیل خان

عزیزی خورشید عالم کے ایک کارڈ سے اس غمناک اندوہگین خبر کی اطلاع ملی کہ بابا دلاور خان بروز جمعہ ۲۴ نومبر کو بوقت ۳½ بجے سہ پہر اس جہان فانی سے دارالبقا کا انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اس المناک خبر کی برداشت میرے جیسے کمزور آدمی کے لئے مشکل تھی۔ سکتے کا عالم طاری ہو گیا زبان سے تو انا للہ وانا الیہ راجعون کے الفاظ نکلے لیکن آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ ایک گھنٹہ آنسو بہہ جانے کے بعد طبیعت سنبھلی۔ آہ وہ مرد مجاہد صحابی مسیح موعودؑ ہم سے جدا ہو گیا۔ پشاور شہر محلہ گل بادشاہ جی کی ایک روشن شمع بجھ گئی۔ وہ دردمند دل رکھنے والا انسان جو اپنوں اور بیگانوں بچوں اور جوانوں، اپنے رفقائے کار اور دیگر عزیزوں کی برابر خبر لیا کرتا تھا ہمیشہ کے لئے ہم سے علیحدہ ہو گیا۔ ایسے انسانوں کی موت اکیلی اُن کی موت نہیں ہوتی، بلکہ جہان کی موت سمجھی جاتی ہے۔ ایسے انسان جن سے ہزاروں انسانوں کے مفاد وابستہ ہوں، ان کی جدائی سے ہزاروں لوگ یتیم اور بے کس ہو جاتے ہیں۔

میں بابا دلاور خان کو ۱۹۳۶ء سے جانتا ہوں جبکہ میں ایک ٹریننگ سکول کا طالب علم تھا۔ اور ہمارے مرحوم و مغفور بزرگ حضرت قبلہ مولانا محمد یحییٰ صاحب آف دیگراں ضلع ہزارہ جب پشاور تشریف لاتے تو بابا دلاور خان کے ہاں قیام کرتے۔ یہ بزرگ بھی اپنے زمانہ کے بہت بڑے ولی تھے۔ اور ان کا قیام بھی ایک ولی کے پاس ہوا کرتا تھا۔ کیونکہ ولی را ولی می شناسد۔ سنہ ۱۹۵۰ء میں کافی عرصہ تک مجھے بابا صاحب کے پاس رہنے کا موقعہ ملا۔ اس پاک وجود نے مجھ پر کافی اثر چھوڑا۔ چنانچہ اُن کے حکم کی تعمیل میں اس وقت میں نے جماعت پشاور کی خدمت بطور سیکرٹری سر انجام دی۔ چونکہ سنہ ۱۹۵۱ء میں مجھے پھر ملازمت کے سلسلے میں ان سے جُدا ہونا پڑا اور جون سنہ ۱۹۵۶ء سے خدا نے مجھے پھر موقعہ دیا کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوں۔ اور تین سال تک اُن کی صحبت سے مستفیض ہوتا رہا۔ انہیں کے حکم کی تعمیل میں میں نے دوبارہ جماعت پشاور کا کام بطور سیکرٹری سنبھالا اور جون سنہ ۱۹۵۹ء تک ان کی ہدایت کے مطابق کام کرتا رہا۔ یہ وہ پاک اور شریف النفس بزرگ تھے جن کا تعلق جہاں اپنے ربّ اعلےٰ سے تھا وہاں ساتھ ہی یہ رقیق قلب رکھتے تھے کسی کے غم سے ان کو بڑا دکھ ہوتا تھا اور حتی الامکان اسکی دلجوئی کیا کرتے تھے۔ غریبوں اور ناداروں کی امداد ہمیشہ ان کا شیوہ تھا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ ہمارے ایک عزیز دوست کسی آزمائش میں سے گذر رہے تھے۔ اور کچھ مالی پریشانی بھی تھی تو میں نے جب بابا سے ذکر کیا تو وہ رونے لگ گئے فوراً بیس روپے نکال کر مجھے دیئے کہ دس میری طرف سے اور دس گل رحمان کی طرف سے لے لیں اور کچھ اپنے پاس سے بھی ملا کر شام سے پہلے پہلے اسکو کسی طریقہ سے یہ رقم پہنچا دیں مگر اس کو پتہ نہ چلے کہ یہ کس نے دیئے ہیں۔ اللہ اللہ یہ درد رکھنے والے آج کہاں ملیں گے۔ بابا صاحب کو ہمیشہ جماعت کے استحکام کی فکر رہتی تھی اور جماعت کے کاموں میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ جماعت کی ہر تحریک میں ان کا نمایاں حصہ ہوا کرتا تھا۔ آپ اکثر مسجد میں رہتے اور وہیں کھانا منگاتے اور دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر تناول فرماتے۔ درس حدیث بھی خود دیا کرتے تھے اور ہمیشہ نماز باجماعت پڑھنے پر زور دیتے۔ انسانی ہمدردی آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ جہاں آپ کا خدا سے تعلق تھا وہاں اس کی مخلوق سے بھی آپ کی ہمدردی ہر رنگ میں موجود تھی۔ غرضیکہ وہ تمام اوصاف جو ایک کامل انسان میں موجود ہونے چاہئیں وہ سب آپ میں پائے جاتے تھے۔ اکتوبر کے آخر میں میں لاہور سے واپسی پر ان کی ملاقات کے لئے پشاور گیا۔ جب ان کو خبر ملی تو فوراً بلا لیا فرمانے لگے میں دعا کر رہا تھا کہ کسی طرح محمد الرحمٰن سے ملاقات ہو جائے۔ خدا نے میری دعا کو قبول کیا۔ ایک گھنٹہ شرف ملاقات کے بعد میں اُن سے رخصت ہوا اور دوسرے دن آنے کا وعدہ کر گیا۔ دوسرے دن جب میں گیا تو لیٹے ہوئے تھے کہا کہ طبیعت ٹھیک نہیں ... اور مہمان خانہ کی تعمیر کے متعلق باتیں ہوتی رہیں کچھ اس قدر ... اور شفقت کی باتیں تھیں کہ جب میں رخصت ہونے لگا تو میں نے ... فرط محبت سے عرض کی اگر اجازت